نظر ثانی شدہ صحیح ترین نسخہ
از حکیم الامت حضرت مولانا
محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ
مدلل و مکمل
بہشتی زیور
دار الاشاعت

کمپیوٹر کتابت

نظرثانی شدہ صحیح ترین نسخہ

جس کے متعلق حضرت تھانویؒ نے فرمایا اب اگر
اس نسخہ اور مطبوعات قدیمہ میں کہیں اختلاف ہو تو اس نسخہ کا اعتبار کیا جاوے گا

اشرفی اصلی

مُدلّل و مُکمّل

بہشتی زیور

مع بہشتی گوہر

از حکیم الامت حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

وہ عظیم و مشہور کتاب جس میں پیدائش سے لیکر موت تک کے تمام دینی
مسائل مع حوالہ درج ہیں اور الف ب سے لیکر عقائد و اعمال اخلاق،
تہذیب معاشرت غرض دین و دنیا کی فلاح کے لئے سب کچھ درج ہے
اور جو بچوں عورتوں مردوں عوام و خواص علماء و فقہا سب ہی کے لئے ایک
لازمی ضرورت ہے

دار الاشاعت
اردو بازار ایم اے جناح روڈ
کراچی پاکستان 2213768

عرض ناشر

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی مشہور و معروف کتاب، بہشتی زیور کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے، جس میں ایک مسلمان کی پیدائش سے لیکر مرنے تک کی تمام ضروریات جو انسان کو پیش آتی ہیں درج ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جو عام مقبولیت اس کتاب کو حاصل ہوئی وہ کسی اردو زبان کی کتاب کو حاصل نہیں ہوئی۔ برصغیر پاک و ہند کے بے شمار ناشرین لاکھوں کی تعداد میں اس کتاب کو شائع کر چکے ہیں اور یہ کتاب ہر مسلمان گھرانے کی ایک لازمی ضرورت بن گئی۔

لیکن افسوس کہ اب اکثر نسخے جو بازار میں دستیاب ہیں وہ نقل در نقل اور بعض غیر محتاط ناشرین کی غیر محتاط روش کی وجہ سے انتہائی غلط اور اغلاط سے پُر ہیں۔ اور پھر ستم یہ کہ اب بہت سے غیر مدلل نسخوں پر بھی عوام کو دھوکہ دینے کیلئے لفظ مدلل لکھا جانے لگا، حالانکہ دلائل اور حوالہ جات اور عربی اصلی عبارتیں ان میں سرے سے ہی مفقود ہیں۔

اللہ تعالیٰ برادر زادہ حکیم الامت مولانا شبیر علی صاحب کو بہترین جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے ان سنگین غلطیوں کو محسوس کیا اور حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب کا نظر ثانی شدہ وہ مصدقہ نسخہ جس کے متعلق حضرت تھانویؒ نے تحریر فرمایا ہے کہ:

"اب اگر اس نسخہ میں اور مطبوعات قدیمہ میں کہیں اختلاف ہو تو اس نسخہ کا اعتبار کیا جاوے گا"

اس مصدقہ نسخہ کی خود تصحیح فرمائی اور حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور ملک کے دیگر بزرگانِ دین سے بہت سے مسائل میں صلاح و مشورے کے بعد کراچی کے بہترین کاتبوں سے اس کی کتابت کرائی اور خود ہی انتہائی جانفشانی سے اس کی تصحیح کر کے کاغذ و جلد بندی کے اعلیٰ معیار پر یہ نسخہ شائع فرمایا تھا۔ اس لئے بلاخوف تردید کہا جا سکتا ہے کہ اس وقت مارکیٹ میں موجودہ تمام نسخوں میں صرف اشرفی، اصلی بہشتی زیور مدلل، مکمل اور صحیح ترین نسخہ ہے اور ہم اسی مصدقہ مستند نسخہ کا عکس اصل ناشرین کی باقاعدہ اجازت سے شائع کر رہے ہیں۔

اس نسخہ میں ہم نے ایک نہایت اہم اور مفید اضافہ یہ کیا ہے کہ پہلے چونکہ تمام حصوں کی فہرستِ مضامین ہر حصے کے ساتھ ہوتی تھی جس کی وجہ سے مطلوبہ مسئلہ تلاش کرنا ایک مشکل کام تھا۔ اب ہم نے کتاب کے شروع ہی میں گیارہ حصوں کی مکمل فہرستِ مضامین شامل کر دی ہے تاکہ پہلی ہی نظر میں تمام حصوں کے مسائل و مضامین سامنے آجائیں۔ ان خوبیوں کے علاوہ طباعت فوٹو آفسٹ سے کرائی گئی ہے، اور اعلیٰ، سفید جاپانی کاغذ لگایا گیا ہے۔ جلد بھی مضبوط اور حسین سنہری ڈائیوں سے مزین کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہماری اس خدمت کو قبول فرمائے اور عام مسلمانوں کو اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

بندہ محمد رضی عثمانی

۲/ذی الحجہ ۱۴۰۱ھ، بمطابق یکم اکتوبر ۱۹۸۱ء

نوٹ

الحمدللہ! دارالاشاعت کراچی کو اس مقبول و مستند کتاب کو پہلی بار کمپیوٹر کتابت سے آراستہ کر کے ۲ کلر چھپائی کے ساتھ قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کا شرف حاصل ہو رہا ہے۔ امید ہے ہماری کوشش پسند کی جائیگی دعا کی گذارش ہے۔

خلیل اشرف عثمانی

ولد محمد رضی عثمانی رحمۃ اللہ علیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

از مولانا مفتی محمد تقی عثمانی مدظلہ ،دارالعلوم کراچی

الحمد لله و کفی و سلام علی عباده الذین اصطفیٰ ، اما بعد

حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہ سے اللہ تعالیٰ نے چودھویں صدی ہجری میں تجدید دین کا جو عظیم کام لیا وہ کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ حضرت قدس سرہٗ نے تقریباً ایک ہزار تصانیف کا جو گرانقدر ذخیرہ چھوڑا ہے اس میں جہاں علماء کی رہنمائی کے لئے خالص علمی اور محققانہ کتابیں موجود ہیں وہاں عام مسلمانوں کے لئے ایسی عام فہم اور سادہ اور پر کشش کتابوں کا بھی ایک ذخیرہ ہے جسے معمولی نوشت وخواند اور ادنیٰ سمجھ بوجھ کا آدمی آسانی سے پڑھ کر اپنی دینی زندگی سنوار سکتا ہے۔

ان کتابوں میں " بہشتی زیور" کو عجیب امتیاز حاصل ہے یہ کتاب اصل میں تو خواتین کی تعلیم کے لئے لکھی گئی تھی اور اسی غرض سے اس میں دین و دنیا کی وہ تمام معلومات حیرت انگیز طور پر یکجا کر دی گئی تھیں جن کی ایک مسلمان عورت کو ضرورت پیش آسکتی ہے۔ لیکن فقہی مسائل کی جامعیت کی بنا پر یہ کتاب صرف عورتوں ہی کے لئے نہیں مردوں بلکہ اونچے درجے کے علماء وفقہاء کے لئے بھی مشعل راہ ثابت ہوئی۔ اور اس طرح یہ خصوصیت بھی شاید " بہشتی زیور" کے سوا کسی کتاب کو حاصل نہ ہو کہ خواتین کیلئے خواتین کی زبان میں لکھی ہوئی کتاب بڑے بڑے علماء وفقہاء اور مفتیوں کے لئے ماخذ بن گئی جس سے اس دور کا کوئی مفتی بے نیاز نہیں ہو سکتا۔"

اللہ تعالیٰ نے " بہشتی زیور" کو جو غیر معمولی قبولیت عطا فرمائی۔ جتنی بڑی تعداد میں شائع ہوئی اور مسلسل شائع ہو رہی ہے اس کی نظیر دنیا کی بہت کم کتابوں میں ملے گی۔ جو شخص اردو کے قاعدے سے اپنی تعلیم کا آغاز کر رہا ہو۔ اس سے لیکر ایک منتہی مفتی تک یہ کتاب چونکہ ہر شخص کے لئے یکساں طور پر مفید بلکہ ناگزیر ہے اس لئے مسلمانوں کا شاید ہی کوئی گھرانہ ایسا رہا ہو جس نے کبھی نہ کبھی اس سے استفادہ نہ کیا ہو ایک عرصے تک مسلمان خواتین کا مکمل تعلیمی نصاب " بہشتی زیور" ہی کے گرد گھومتا تھا، اور جن خواتین نے صرف " بہشتی زیور" اہتمام سے پڑھا ہو، ان کا مقابلہ آج کی اعلیٰ تعلیم یافتہ خواتین سے جس طرح چاہیں کر کے دیکھ لیں۔ دین و دنیا کی اہم ضروریات، مضمون نگاری، خوشنویسی، شائستگی، غرض ان تمام چیزوں میں جو تعلیم کا اصل مقصود ہیں، آج کی بیشتر اعلیٰ ڈگری یافتہ عورتیں ان خواتین کی شاید گرد کو بھی نہ پہنچ سکیں جن کا نصاب تعلیم " بہشتی زیور" رہا ہے۔"

دین و دنیا کی معلومات کا یہ گرانقدر خزانہ اب تک لاکھوں کی تعداد میں شائع ہو چکا ہے حضرت مصنف قدس سرہٗ اپنی کسی کتاب کے نہ حقوق طبع محفوظ کرا کے، نہ ان پر کبھی کوئی رائلٹی لی، چنانچہ برصغیر کے نہ جانے کتنے اشاعتی اداروں نے یہ کتاب بار بار شائع کی ہے اور مختلف ناشروں نے اس کے ایڈیشن طرح طرح کے تصرفات کے ساتھ چھاپے ہیں۔ چنانچہ بہت سے نسخوں میں تصحیح کا اہتمام باقی نہیں رہا۔ بہت سے نسخوں میں فقہی مسائل کے حوالے جو حاشئے پر دیئے گئے تھے، اور اہل علم کے لئے نہایت ضروری تھے، حذف کر دیئے گئے بہت سے نسخوں میں طباعت کا انداز ایسا رکھا گیا کہ کتاب سے استفادہ مشکل ہو گیا۔"

ان وجوہ سے اس بات کی ضرورت محسوس ہو رہی تھی کہ " بہشتی زیور" کو ایک مرتبہ پھر حضرت مصنف قدس سرہ کے آخری نسخے کے

مطابق تصحیح وتہذیب کے اہتمام کے ساتھ شائع کیا جائے اللہ تعالیٰ نے حضرت مصنف قدس سرہ کے بھتیجے حضرت مولانا شبیر علی صاحب تھانوی رحمتہ اللہ علیہ کو حضرت حکیم الامتؒ کی تصانیف کی اشاعت کیلئے موفق فرمایا تھا۔ انہوں نے اپنے قیام کراچی کے دوران حضرتؒ کی بہت سی ان اہم کتابوں کو شائع کر کے محفوظ فرمادیا جو نایاب ہو چکی تھیں اور جن کے مسودات بھی مخدوش ہو رہے تھے۔ انہی کے پاس بہشتی زیور کا وہ خاص نسخہ بھی محفوظ ہے جس پر آخری بار حضرت حکیم الامت قدس سرہ نے نظر فرمائی تھی اور جس میں ہر مسئلہ کے حاشیے پر اسکا حوالہ درج تھا چنانچہ حضرت مولانا شبیر علی صاحب تھانوی قدس سرہ نے یہ کارنامہ انجام دیا کہ اس نسخے کو بنیاد بنا کر از سر نو "بہشتی زیور" کی طباعت کا بیڑا اٹھایا اور ہر مسئلے کے ساتھ حاشیے پر صرف فقہی ماخذ کے حوالے پر اکتفاء کرنے کے بجائے فقہی کتابوں کی پوری متعلقہ عبارتیں بھی درج فرمادیں، اگرچہ یہ کام پہلے بھی بعض نسخوں میں ہوا تھا۔ لیکن جس قدر وقت نظر، باریک بینی اور تصحیح کے اہتمام کے ساتھ حضرت مولانا شبیر علی صاحب رحمتہ اللہ علیہ نے اس کام کی تکمیل فرمائی۔ وہ پہلے کسی نسخے میں نہیں تھی۔ اس میں "بہشتی زیور" کا اصل متن، اسکے حواشی، اسکے ضمائم اور بہشتی گوہر، غرض کتاب اور اس کے متعلقات صحت کے خصوصی اہتمام کے ساتھ آگئے ہیں۔ اور حضرت حکیم الامتؒ کے آخری دور تک "بہشتی زیور" جن عبارتوں میں کوئی اصلاح یا ترمیم حضرتؒ نے فرمائی تھی اس کو بھی اصل کتاب ہی میں شامل کر دیا گیا ہے۔"

ان خصوصیات کی بنا پر "بہشتی زیور" کا سب سے زیادہ صحیح، قابل اعتماد اور جامع نسخہ وہی ہے جو حضرت مولانا شبیر علی صاحب قدس سرہٗ نے کراچی میں شائع فرمایا۔ بلکہ بعض خصوصیات کے لحاظ سے یہ نسخہ ان تمام نسخوں پر سبقت لے گیا جو حضرت حکیم الامتؒ کی حیات میں شائع ہوئے تھے۔

"بہشتی زیور" کا یہ گرانقدر نسخہ بھی رفتہ رفتہ نایاب ہونے لگا ہے، اس لئے برادر مکرم و معظم جناب محمد رضی صاحب عثمانی مد ظلہم مالک دار الاشاعت کراچی نے اسی نسخے کی فلم بنوا کر اسے از سر نو شائع کرنے کا مبارک ارادہ فرمایا جو اب آپ کے سامنے ہے۔

دار الاشاعت کے اس ایڈیشن میں برادر معظم موصوف نے ایک اور اہم خصوصیت کا اضافہ فرمایا ہے۔ جس سے اس کی افادیت بہت بڑھ گئی ہے۔ اور وہ یہ کہ اب تک "بہشتی زیور" کے جتنے نسخے شائع ہوئے ہیں، تقریباً ان سب کتاب کے گیارہ حصوں میں سے ہر حصے کے صفحات نمبر بھی الگ الگ ڈالے گئے ہیں۔ اور ہر حصے کی فہرست بھی الگ الگ بنائی گئی ہے۔ یہ صورت اس وقت تو مناسب تھی جب کتاب کا ہر حصہ الگ شائع ہوتا تھا۔ لیکن تمام حصوں کے ایک جلد میں مجلد ہونے کی صورت میں اس طرح کتاب سے مسئلہ نکالنے میں دشواری پیش آتی ہے اب برادر معظم موصوف نے پوری کتاب میں مسلسل صفحات بھی ڈال دیے ہیں اور شروع میں تمام حصوں کی فہرست بھی یکجا فرمادی ہے اس طریقے سے انشاء اللہ مسائل تلاش کرنے میں بے حد سہولت ہو جائے گی اور وہ الجھن باقی نہیں رہے گی جو پچھلے مجلد نسخوں میں پیش آتی ہے۔

بہر کیف! یہ نسخہ اپنے فوائد کے حسن ترتیب، صحت کے اہتمام اور کتابت وطباعت کے حسن کے لحاظ سے اب تک کے تمام نسخوں پر فائق ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے فائدے کو عام اور تام فرمائیں اور ان تمام حضرات کو جزائے خیر عطا فرمائیں جو اس کی تالیف سے لیکر نشر و اشاعت تک کسی کام میں شریک ہوئے۔"

وصل اللہ تعالیٰ علی سیدنا و مولانا محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین

یکم ذی الحجہ ۱۴۰۱ھ

احقر محمد تقی عثمانی عفی عنہ
خادم طلبۂ دار العلوم

اشرفی اصلی بہشتی زیور کے گیارہ حصوں کی مکمل فہرست

حصہ اول

حصہ دوم

فہرست مضامین ضمیمہ اولیٰ مسماۃ
بہشتی جوہر

حصہ سوم

فہرست مضامین ضمیمہ اولی

حصہ سوم

حصہ چہارم

فہرست مضامین ضمیمہ اولیٰ

حصہ چہارم

حصہ پنجم

فہرست مضامین ضمیمہ حصہ ہذا

حصہ ششم

حصہ ہشتم

حصہ نہم

حصہ دہم

فہرست مضامین اصلی مدلل و مکمل بہشتی زیور حصہ اول

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

دیباچہ قدیمہ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ الَّذِیۡ قَالَ فِیۡ کِتَابِهٖ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا قُوۡۤا اَنۡفُسَکُمۡ وَ اَهۡلِیۡکُمۡ نَارًا وَّقُوۡدُهَا النَّاسُ وَالۡحِجَارَةُ ۔ وَقَالَ تَعَالٰی وَاذۡکُرۡنَ مَا یُتۡلٰی فِیۡ بُیُوۡتِکُنَّ مِنۡ اٰیٰتِ اللّٰهِ وَالۡحِکۡمَةِ ۔ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوۡلِهٖ مُحَمَّدٍ صَفۡوَةِ الۡاَنۡبِیَآءِ الَّذِیۡ قَالَ فِیۡ خِطَابِهٖ کُلُّکُمۡ رَاعٍ[1] وَ کُلُّکُمۡ مَسۡئُوۡلٌ عَنۡ رَعِیَّتِهٖ وَقَالَ عَلَیۡهِ السَّلَامُ طَلَبُ[2] الۡعِلۡمِ فَرِیۡضَةٌ عَلٰی کُلِّ مُسۡلِمٍ وَّ مُسۡلِمَةٍ، وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصۡحَابِهِ الۡمُتَاَدِّبِیۡنَ وَالۡمُؤَدِّبِیۡنَ بِاٰدَابِهٖ۔

(تمام[3] تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے اپنی کتاب میں فرمایا۔ اے ایمان والو! بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ (یعنی دوزخ) سے جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے اور یاد کرو (اے عورتو!) جو پڑھی جاتی ہیں تمہارے گھروں میں اللہ کی آیتیں اور دانائی کی باتیں۔ اور درود اور سلام آپ کے رسول محمد ﷺ پر جو برگزیدہ ہیں انبیاء کے آپ نے فرمایا، اپنے ارشادات میں ہر ایک تم میں سے راعی (نگہبان) ہے اور ہر ایک سے اس کی رعیت کے متعلق پوچھ ہوگی۔ اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے حاصل کرنا علم کا ہر مسلمان مرد اور مسلمان عورت پر فرض ہے اور درود نازل ہو آپ کی اولاد اور اصحاب پر جو آپ کے اخلاق و عادات کو سیکھنے اور سکھانے والے ہیں ۱۲)

امابعد! حقیر ناچیز اشرف علی تھانوی حنفی مظہر مدعا ہے کہ ایک مدت سے ہندوستان کی عورتوں کے دین کی تباہی دیکھ دیکھ کر قلب دکھتا تھا اور اس کے علاج کی فکر میں رہتا تھا اور زیادہ وجہ فکر کی یہ تھی کہ یہ تباہی صرف ان کے دین تک محدود نہیں تھی۔ بلکہ دین سے گذر کر ان کی دنیا تک پہنچ گئی تھی اور ان کی ذات سے گذر کر ان کے بچوں بلکہ بہت سے آثار سے ان کے شوہروں تک اثر کر گئی تھی۔ اور جس رفتار سے یہ تباہی بڑھتی جاتی تھی اس کے اندازہ سے معلوم ہوتا تھا کہ اگر چندے اور اصلاح نہ کی جائے تو شاید یہ مرض قریب قریب لاعلاج کے ہو جائے۔ اس لئے علاج کی فکر زیادہ ہوئی۔ اور سبب اس تباہی کا بالقاء الٰہی اور تجربہ اور دلائل اور خود علم ضروری سے محض یہ ثابت ہوا کہ عورتوں کا علوم دینیہ سے ناواقف ہونا ہے جس سے ان کے عقائد ان کے اعمال ان کے معاملات ان کے اخلاق ان کا طرز معاشرت سب برباد ہو رہا ہے بلکہ ایمان تک بچنا مشکل ہے کیونکہ بعضے اقوال و افعال کفریہ تک ان سے سرزد ہو جاتے ہیں اور چونکہ بچے ان کی گودوں میں پلتے ہیں زبان کے ساتھ ان کا طرز عمل، ان کے خیالات بھی ساتھ ساتھ دل میں جمتے جاتے ہیں جس سے دین تو ان کا تباہ ہوتا ہی ہے مگر دنیا بھی بے لطف و بدمزہ ہو جاتی ہے۔ اس وجہ سے کہ بداعتقادی سے بداخلاقی پیدا ہوتی ہے اور بداخلاقی سے بداعمالی اور بداعمالی سے بدمعاملگی جو جڑ ہے تکدر معیشت کی۔ رہا شوہر اگر ان ہی جیسا ہوا۔ تو دو مفسدوں کے جمع ہو جانے سے فساد میں اور ترقی ہوئی جس سے آخرت کی تو خانہ ویرانی ضروری ہے مگر اکثر اوقات اس فساد کا انجام باہمی نزاع ہو کر دنیا کی خانہ ویرانی بھی ہو جاتی ہے۔ اور اگر شوہر میں کچھ صلاحیت ہوئی تو اس بیچارہ کو جنم بھر کی قید نصیب ہوئی۔ بی بی کی حرکت اس بیچارہ شوہر کے لئے ایذار ساں اور اس کی ہر نصیحت اس بی بی کو ناگوار اور گراں۔ اور اگر صبر نہ ہو سکا تو نوبت نااتفاقی اور علیحدگی کی پہنچ گئی اور اگر صبر کیا گیا تو قید تلخ ہونے میں شبہ ہی نہیں۔ اور اس ناواقفیت علوم دین کی وجہ سے ان کی دنیا

---

[1] الحدیث اخرجه البخاری و مسلم وغیرهما ۱۲

[2] عن انس قال قال رسول اللّٰه صلی الله علیه وسلم طلب العلم فریضة علی کل مسلم و واضع العلم عند غیر اهله کمقلد الخنازیر الجوهر واللؤلؤ والذهب رواه ابن ماجة وروی البیهقی فی شعب الایمان الی قول مسلم وقال هذا حدیث متنه مشهور واسناده ضعیف وقد روی من اوجه کثیرة کلها ضعیفة وقال السخاوی فی المقاصد الحسنة بعد بحث طویل قد الحق بعض المصنفین باخر هذا الحدیث و مسلمة ولیس لها ذکر فی شیء من طرقه وان کان معناها صحیحاً ۱۲۔

[3] ترجمہ اصل کتاب میں نہیں تھا۔ اس مرتبہ عام فائدہ کے واسطے لکھوا دیا گیا اور اسی وجہ سے قوس میں دیا گیا ہے ۱۲۔

ھی خراب ہوتی ہے۔ مثلاً کسی کی غیبت کی اس سے عداوت ہو گئی اور اس سے کوئی ضرر پہنچ گیا۔ اور مثلاً طلب جاہ اور ناموری کے لئے فضول رسوم میں اسراف کیا اور ثروت مبدل بافلاس ہو گئی۔ اور مثلاً شوہر کو ناراض کر دیا اس نے نکال باہر کیا یا بے التفاتی کر کے نظر انداز کر دیا۔ اور مثلاً اولاد کی بیجا ناز برداری کی اور وہ بے ہنر اور نامکمل رہ گئی ان کو دیکھ دیکھ کر ساری عمر کوفت میں گذری اور مثلاً مال و زیور کی حرص بڑھی اور بقدر حرص نصیب نہ ہوا تو تمام عمر اسی ادھیڑ بن میں کاٹی۔ اور اسی طرح بہت سے مفاسد لازمی و متعدی اس ناواقفیت کی بدولت پیدا ہوتے ہیں۔ چونکہ علاج ہر شے کا اس کی ضد سے ہوتا ہے اس لئے اس کا علاج واقفیت علم دین یقینی قرار پایا۔ بناءعلیہ مدت دراز سے اس خیال میں تھا کہ عورتوں کو اہتمام کر کے علم دین گو اردو ہی میں کیوں نہ ہو ضرور سکھایا جاوے۔ اس ضرورت سے موجودہ اردو کے رسالے اور کتابیں دیکھی گئیں۔ تو اس ضرورت کے رفع کرنے کے لئے کافی نہیں پائی گئیں۔ بعضی کتابیں تو محض نامعتبر اور غلط پائی گئیں۔ بعضی کتابیں جو معتبر نہیں تھیں ان کی عبارت ایسی سلیس نہ تھی جو عورتوں کے فہم کے لائق ہو۔ پھر اس میں وہ مضامین بھی مخلوط تھے جن کا تعلق عورتوں سے کچھ بھی نہیں۔ بعضی کتابیں عورتوں کے لئے پائی گئیں مگر وہ اس قدر تنگ اور کم تھیں کہ ضروری مسائل اور احکام کی تعلیم میں کافی نہیں۔ اس لئے یہ تجویز کی کہ ایک کتاب خاص ان کے لئے ایسی بنائی جاوے جس کی عبارت بہت ہی سلیس ہو۔ جمیع ضروریات دین کو وہ حاوی ہو اور جو احکام صرف مردوں کے ساتھ مخصوص ہیں ان کو اس میں نہ لیا جاوے۔ اور وہ ایسی کافی ووافی ہو کہ صرف اس کا پڑھ لینا ضروریات دین روزمرہ میں اور کتابوں سے مستغنی کر دے۔ اور یوں تو علم دین کا احاطہ ایک کتاب میں ظاہر ہے کہ ناممکن ہے۔ اس طرح مسلمانوں کو علماء سے استغناء محال ہے کئی سال تک یہ خیال دل میں پکتا رہا۔ لیکن بوجہ عروض عوارض مختلفہ کے جس میں بڑا امر کم فرصتی ہے اس کے شروع کی نوبت نہ آئی آخر سن ۱۳۲۰ھ میں جس طرح بن پڑا خدا کا نام لے کر اس کو شروع ہی کر دیا۔ اور خدا کا فضل شامل حال یہ ہوا کہ ساتھ ہی اس کا سامان طبع بھی کچھ شروع ہو گیا۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے رنگون کے مدرسہ نسواں سورتی کے مہتمم سیٹھ صاحب کا اور جناب مولانا عبدالغفار صاحب

دستور العمل تدریس حصہ ہذا

۱) جب لڑکی کا قرآن شریف ختم ہو جاوے یہ رسالہ شروع کرا دیا جائے۔
۲) اس کا دیباچہ نہ پڑھایا جاوے البتہ ابیات جن میں زیور اخلاق کا بیان ہے۔ اگر زبانی یاد کرا دی جاویں تو مناسب ہے۔
۳) الف با کو خوب پہچان کروا کر اور یاد کرا کر پڑھایا جاوے اور وقتاً فوقتاً اس میں امتحان لیا جاوے۔
۴) اگر خلاف مصلحت نہ سمجھا جاوے تو لڑکی سے کہا جاوے کہ تختی پر اسی کتاب کو اول سے لکھنا شروع کر دے اور مشق میں جس قدر خط صاف ہوتا جاوے آگے بڑھتی جاوے اس میں لکھنا بھی آجاوے گا اور کتاب کے مضامین بھی خوب یاد ہو جاویں گے اور بہتر یہ ہے کہ لڑکی کو کوئی دوسرا آتاب لیکر بتاتا جائے اور وہ لکھتی جاوے اور جو غلطی نکلے اسکی اصلاح کی جائے۔
۵) عقائد و مسائل کو خوب سمجھا کر پڑھاویں اور ہمیشہ ان میں امتحان لیا کریں اور اگر دو تین لڑکیوں کی جماعت ہو تو ان کو تاکید کی جاوے کہ ایک دوسرے سے زبانی پوچھا کریں۔
۶) اگر پڑھانے والا مرد ہو تو جو شرم کے مسائل اس مرتبہ حصہ کے آخر میں بذیل سرخی مسائل ذیل کے پڑھانے کا طریقہ درج ہیں ان کے متعلق حسب ہدایت مندرجہ عمل کرے۔
۷) اور جو مسئلے ایسے مشکل ہوں کہ لڑکیوں کی سمجھ میں نہ آویں ان پر بھی سردست نشان بنا دیں بعد چندے جب سمجھ آجاوے اس وقت سمجھا دیں۔
۸) اس حصہ کے بعد ضمیمہ اولیٰ کو بھی پڑھایا جاوے مگر ضمیمہ ثانیہ کو پڑھانے کی حاجت نہیں ہے۔
۹) گھر میں جو مرد یا عورتیں زیادہ عمر ہونے کی وجہ سے پڑھنے کے قابل نہ ہوں ان کے لئے ایک وقت مقرر کر کے سب کو جمع کر کے یہ مسائل سنا سنا کر سمجھا دیا کریں تاکہ وہ بھی محروم نہ رہیں۔ بلکہ کبھی کبھی محلّہ اور بستی کی عورتوں کو جمع کر کے بھی کتابیں سنا دیا کریں اور سمجھا دیا کریں اچھا خاصا وعظ ہو جاوے گا اور جب ایک بار کتاب اس طرح ختم ہو جاوے پھر سنانا شروع کر دے مسئلے خوب یاد ہو جاویں گے اور بعضی سننے والیاں بھی نئی ہوں گی۔
۱۰) پڑھانے والیوں کو ان مسئلوں کے موافق عمل کرنے کی خاص تاکید اور دیکھ بھال رکھے کیونکہ علم سے یہی فائدہ ہے کہ عمل کرے۔
۱۱) پڑھانے والے کو چاہئے کہ جو مسئلہ خود سمجھ میں اچھی طرح نہ آوے اٹکل سے نہ پڑھاوے بلکہ کسی عالم سے تحقیق کر لے پھر پڑھاوے ۱۲۔ محمد اشرف علی عفی عنہ۔

لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی مرحومہ کا جو حکیم عبدالسلام صاحب داناپوری سے منسوب تھیں حصہ رکھا تھا کہ ان کی رقموں سے یہ کام نیک فرجام شروع ہوا اللہ تعالیٰ قبول فرماویں۔ دیکھئے آئندہ اس میں کس کس کا حصہ ہے۔ تالیف اس کی برائے نام اس ناکارہ و ناچیز کی طرف منسوب ہے اور واقع میں اس کے گل سر سبد حبیبی عزیزی مولوی سید احمد علی صاحب فتح پوری سلمہ اللہ تعالیٰ بالا فادات والاضافات ہیں۔ جزاھم اللّٰہ تعالیٰ خیر الجزاء عنی و عن جمیع المسلمین و المسلمات۔ اب یہ کتاب ماشاءاللہ تعالیٰ چشم بددور اکثر ضروریات بلکہ آداب دین کو بلکہ بعضی ضروریات معاش تک کو ایسی حاوی ہے کہ اگر کوئی اس کو اول سے آخر تک سمجھ کر پڑھ لے تو واقفیت دین میں ایک متوسط عالم کی برابر ہو جائے۔ اس کے ساتھ ہی عبارت اس قدر سلیس ہے کہ اس سے زیادہ سلاست ہم لوگوں کی قدرت سے بظاہر خارج تھی۔ جن امور کی عورتوں کو اکثر ضروریات واقع نہیں ہوتی جیسے احکام جمعہ و عیدین و امامت وغیر ہاان کو قلم انداز کر دیا گیا۔ صرف دو قسم کے احکام لئے گئے ایک وہ جو مردوں عورتوں کی ضروریات میں مشترک ہیں دوسرے وہ جو عورتوں کے ساتھ مخصوص ہیں اور ان مخصوص مسائل میں یہ بھی التزام کیا گیا ہے کہ حاشیہ پر اس باب میں مردوں کے لئے جو حکم ہے اس کو بھی لکھ دیا تا کہ مردوں کو بھی اس سے انتفاع ممکن ہو اور ایسے مسائل میں غلطی نہ پڑے اور اس نظر سے کہ ضرورت کیلئے اور کوئی کتاب نہ ڈھونڈنی پڑے۔ شروع میں الف با تا بھی لگا دیا گیا جس کا ماخذ رسالہ ترکیب الحروف مصنفہ مخدومی جناب ماموں منشی شوکت علی صاحب مرحوم ہے۔ پس قرآن مجید ختم کرتے ہی اس کتاب کا شروع کر دینا ممکن ہے اور نام اس کا بمناسبت مذاق نسواں کے بہشتی زیور رکھا گیا کیونکہ اصلی زیور یہی کمالات دین ہیں۔ چنانچہ جنت میں ان ہی کی بدولت زیور پہننے کو ملے گا۔ کما[1] قال اللہ تعالیٰ: يُحَلَّوْنَ فِيهَا مِنْ أَسَاوِرَ وَقَالَ[2] رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَبْلُغُ الْحِلْيَةُ مِنَ الْمُؤْمِنِ حَيْثُ يَبْلُغُ الْوُضُوْءُ چونکہ اس وقت صحیح اندازہ نہیں ہو سکتا کہ یہ کتاب کس مقدار تک پہنچ جاوے گی اس لئے ختم کے انتظار کو موجب تاخیر فی الخیر سمجھ کر مناسب معلوم ہوا کہ اس کے متعدد چھوٹے چھوٹے حصے کر دیئے جاویں۔ اس میں اشاعت کی بھی تعجیل ہے۔ نیز پڑھنے والوں کا دل بھی بڑھے گا کہ ہم نے ایک حصہ پڑھ لیا، دو حصے پڑھ لئے۔ اور تالیف میں بھی گنجائش رہے گی کہ جہاں تک ضرورت سمجھو لکھتے چلے جاؤ اور یہ بھی فائدہ ہے کہ اگر کوئی لڑکی بعض حصوں کے مضامین کو دوسری کتابوں سے حاصل کر چکی ہو تو پڑھانے میں اس حصہ کی قدر تخفیف نکل آئے گی۔ یا کسی وجہ خاص سے کوئی خاص حصہ پڑھانا ضروری اور مقدم ہو تو اس کی تقدیم و تحصیل میں آسانی ہو جاوے گی۔ چنانچہ یہ پہلا حصہ ہے جو آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ بخیر و خوبی جلد اختتام کو پہنچے۔ اور بدلالت آیات و احادیث مندرجہ دیباچہ مردوں پر واجب ہے کہ اس میں اپنی بیبیوں، لڑکیوں کو لگاویں اور عورتوں پر واجب ہے کہ اس کو حاصل کریں۔ اولاد کو بالخصوص لڑکیوں کو اس پر متوجہ کریں۔ دل اس وقت مسرور ہوگا کہ جو مضامین ذہن میں ہیں وہ سب جمع اور طبع ہو جائیں اور میں اپنی آنکھوں سے دیکھ لوں کہ لڑکیوں کے درس میں عام طور سے یہ کتاب داخل ہو گئی ہے۔ اور گھر گھر اس کا چرچا ہو رہا ہے آئندہ توفیق حق جل و علا شانہ کے قبضہ قدرت میں ہے میں جس وقت یہ دیباچہ لکھنے کو تھا پرچہ نور علیٰ نور میں ایک نظم اس کتاب کے نام اور مضمون کے مناسب نظر سے گذری جو دل کو بھلی معلوم ہوئی۔ جی چاہا کہ اپنے دیباچہ کو اسی پر ختم کروں تا کہ ناظرین خصوصاً لڑکیاں دیکھ کر خوش ہوں۔ اور مضامین کتاب ہذا میں ان کو زیادہ رغبت ہو۔ بلکہ اگر یہ نظم اس کتاب کے ہر حصہ کے شروع پر ہو تو قند مکرر کی حلاوت بخشے وہ یہ ہے:

---

[1] پارہ ومن یقنت ۲۲ رکوع ۲، سورہ فاطر ۱۲۔ ان کو جنت میں زیور پہنایا جائے گا، سونے کے کنگن اور موتی ۱۲۔

[2] رواہ مسلم عن ابی ہریرۃ ۱۲ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن کا زیور (قیامت کے دن) وہاں تک پہنچے گا جہاں تک وضو کا پانی پہنچتا ہے ۱۲ یعنی قیامت میں وضو کرنے والوں کو زیور پہنایا جاوے گا اور جس جگہ تک وضو کا پانی پہنچے گا وہاں تک زیور بھی پہنچے گا۔

اصلی انسانی زیور[1]

ایک لڑکی نے یہ پوچھا اپنی اماں جان سے — آپ زیور کی کریں تعریف مجھ انجان سے
کون سے زیور ہیں اچھے یہ جتا دیجئے مجھے — اور جو بدزیب[1] ہیں وہ بھی بتا دیجئے مجھے
تاکہ اچھے اور برے میں مجھ کو بھی ہو امتیاز[2] — اور مجھ پر آپ کی برکت سے کھل جائے یہ راز[3]
یوں کہا ماں نے محبت سے کہ اے بیٹی مری — گوشِ دل[4] سے بات سن لو زیوروں کی تم ذری[5]
سیم[6] و زر[7] کے زیوروں کو لوگ کہتے ہیں بھلا — پر نہ میری جان ہونا تم کبھی ان پر فدا
سونے چاندی کی چمک بس دیکھنے کی بات ہے — چار دن کی چاندنی اور پھر اندھیری رات ہے
تم کو لازم ہے کرو مرغوب[8] ایسے زیورات — دین و دنیا کی بھلائی جس سے اے جاں آئے ہاتھ
سر پہ جھومر عقل کا رکھنا تم اے بیٹی مدام[9] — چلتے ہیں جسکے ذریعہ[10] سے ہی سب انسان کے کام
بالیاں ہوں کان میں اے جان گوشِ[11] ہوش کی — اور نصیحت لاکھ تیرے جھومکوں میں ہو بھری
اور آویزے[12] نصائح ہوں کے دل آویز ہوں — گر کرے ان پر عمل تیرے نصیبے تیز ہوں
کان کے سچے دیا کرتے ہیں کانوں کو عذاب[13] — کان میں رکھو نصیحت دیں جو اوراقِ کتاب
اور زیور گر گلے کے کچھ تجھے درکار ہوں — نیکیاں پیاری مری تیرے گلے کا ہار ہوں
قوتِ بازو کا حاصل تجھ کو بازو بند ہو — کامیابی سے سدا تو خرم[14] و خرسند[15] ہو
ہیں جو سب بازو کے زیور سب کے سب بیکار ہیں — ہمتیں بازو کی اے بیٹی تری درکار ہیں
ہاتھ کے زیور سے پیاری دستکاری خوب ہے — دستکاری وہ ہنر ہے سب کو جو مرغوب ہے
کیا کروگی اے مری جاں زیورِ خلخال[16] کو — پھینک دینا چاہئے بیٹی بس اس جنجال کو
سب سے اچھا پاؤں کا زیور یہ ہے نورِ بصر[17] — تم رہو ثابت قدم ہر وقت راہِ نیک پر
سیم و زر کا پاؤں میں زیور نہ ہو تو ڈر نہیں — راستی[18] سے پاؤں پھسلے گر نہ میری جاں کہیں

۱۔ بدزیب برا، خراب ۲۔ امتیاز فرق، تمیز ۳۔ راز بھید ۴۔ گوشِ دل دل کے کان یعنی غور، توجہ
۵۔ ذری ذرا ۶۔ سیم چاندی ۷۔ زر سونا ۸۔ مرغوب پسند
۹۔ مدام ہمیشہ ۱۰۔ ذریعہ سبب ۱۱۔ گوشِ ہوش ہوش کے کان یعنی غور، توجہ
۱۲۔ آویزے کان کا زیور، بندے ۱۳۔ عذاب تکلیف، دکھ ۱۴۔ اور ۱۵۔ خرم، خورسند خوش
۱۶۔ زیور خلخال پازیب یعنی پاؤں کی چوڑی ۱۷۔ نورِ بصر آنکھ کی روشنی ۱۸۔ راستی سچائی
(۱) یہ نظم لڑکیوں کو حفظ کرا دی جائے تو مناسب ہے

خوشخطی کے قاعدے

☆ دستور العمل[4] کی ہدایت کے موافق لکھنا سیکھا جائے تو اب تک یہ کمی چلی آرہی تھی کہ ضمیمہ یا حاشیہ میں کسی نے لکھنے کے قاعدے نہیں دیئے تھے اب ہم کچھ لکھتے ہیں۔ ان قاعدوں کے موافق مشق کرنے سے خط نہایت خوبصورت ہو جائے گا۔

۱: پہلے موٹے قلم سے تختی پر مشق کرنا چاہئے جب وہ حروف صاف ہو جائیں تو پھر اس سے پتلے قلم سے پھر اس سے پتلے قلم سے لکھا جائے۔

۲: قلم کلک یعنی واسطی کا یا بید مشک کا اور یہ نہ ملیں تو معمولی سرکنڈے یا نرسل کا بھی بن سکتا ہے۔

مفرد حروف کی صورت اور تلفظ

ا	ب	پ	ت	ٹ	ث	ج	چ	ح	خ	د	ڈ	ذ
الف	بے	پے	تے	ٹے	ثے	جیم	چے	حے	خے	دال	ڈال	ذال
ر	ڑ	ز	ژ	س	ش	ص	ض	ط	ظ	ع	غ	ف
رے	ڑے	زے	ژے	سین	شین	صاد	ضاد	طوئے	ظوئے	عین	غین	فے
ق	ک	گ	ل	م	ن	و	ہ	ھ	لا	ء	ی	ے
قاف	کاف	گاف	لام	میم	نون	واؤ	ہے	دوچشمی ہے	لام الف	ہمزہ	چھوٹی یے	بڑی یے

زبر کی تختی

اَ	بَ	پَ	تَ	ٹَ	ثَ	جَ	چَ	حَ	خَ	دَ	ڈَ	ذَ
رَ	ڑَ	زَ	ژَ	سَ	شَ	صَ	ضَ	طَ	ظَ	عَ	غَ	فَ
قَ	کَ	گَ	لَ	مَ	نَ	وَ	ہَ	ھَ	لَا	ءَ	یَ	ےَ

زیر کی تختی

اِ	بِ	پِ	تِ	ٹِ	ثِ	جِ	چِ	حِ	خِ	دِ	ڈِ	ذِ
رِ	ڑِ	زِ	ژِ	سِ	شِ	صِ	ضِ	طِ	ظِ	عِ	غِ	فِ

۳: کلک کا پورا ایک بالشت یا کم از کم اتنا لیا جائے کہ قلم کی طرح ہاتھ میں پکڑنے سے کچھ ہاتھ کے اوپر بھی رہے۔

۴: پہلے انگوٹھے سے اس پورے کی موٹائی ناپ لیجئے اس طرح کہ ایک نشان لگا کر اس پر ناخن رکھئے پھر پورے کی موٹائی پر انگوٹھا گھمایئے انگوٹھے کی جس جگہ کے مقابل وہ نشان آجائے یہ اس کی موٹائی کا ناپ ہوا۔ اب پورے کی لمبائی میں سے اس ناپ کے موافق جگہ سے ترچھا تراشئے اور داہنی بائیں طرف سے بھی تراشئے۔ تھوڑا تھوڑا کر کے تراشتے رہئے یہاں تک کہ اس کے ریشے ختم ہو جائیں اور موٹا باریک جیسا بنانا ہو بن جائے پھر بیچ میں چاقو کی نوک سے شگاف دیجئے پھر کسی لکڑی یا قط گیر پر رکھ کر اس طرح تیز حاقط لگایئے کہ پشت کی طرف سے داہنی نوک ذرا سی اونچی اور بائیں ذرا سی نیچی ہو جائے اب قلم تیار ہو گیا۔

۵: روشنائی سیاہ اچھی ہوتی ہے اس کو پانی میں گھول کر چھان کر اس میں ذرا سا لٹھے کا کپڑا ڈال لیجئے مگر زیادہ پھیکی نہ رہے نہ بہت گاڑھی ہو جائے پھر قلم سے کپڑے کو خوب اوپر نیچے کر کے ملا یئے۔ یہ روشنائی تیار ہو گئی۔

۶: کبھی کبھی روشنائی چکنی ہوئی ہوتی ہے جس کی وجہ سے قلم خوب نہیں چلتا تو اس میں ذرا سا نمک ڈال لینے سے اچھی ہو جاتی ہے اور چلنے لگتی ہے۔

۷: اب بائیں پیر پر بیٹھئے اور داہنا گھٹنا کھڑا کر کے اس کے اوپر تختی یا کاپی رکھئے اور اسے بائیں ہاتھ سے پکڑیئے

۸: قلم کو بیچ کی انگلی پر رکھئے انگوٹھے اور اس کے پاس کی انگلی سے قلم کو نرمی سے پکڑئے اور لکھنا شروع کیجئے۔

قِ	کِ	گِ	لِ	مِ	نِ	وِ	ہِ	ھِ	ءِ	یِ	ےِ

پیش کی تختی

اُ	بُ	پُ	تُ	ٹُ	ثُ	جُ	چُ	حُ	خُ	دُ	ڈُ	ذُ
رُ	ڑُ	زُ	ژُ	سُ	شُ	صُ	ضُ	طُ	ظُ	عُ	غُ	فُ
قُ	کُ	گُ	لُ	مُ	نُ	وُ	ہُ	ھُ	ءُ	یُ	ےُ	

امتحان کے واسطے زیر، زبر اور پیش کے حروف

قَ	اِ	کُ	نَ	سُ	بِ	طَ	جِ	ڈُ	ٹَ	لُ
خَ	ظِ	رُ	چِ	ڈَ	ثُ	یِ	ءَ	ژُ	وَ	حُ
پَ	عِ	شُ	غُ	ذِ	مَ	ڑُ	فُ	زَ	تِ	صُ
		گَ	ہِ	لَا	ھَ	ھُ	ےَ	ضُ		

ایک ایک حرف کی کئی کئی شکلیں

ب	با	بر	بـ	پ	پا	پر	پـ	ت	تا	تر
تـ	ٹ	ٹا	ٹر	ٹـ	ث	ثا	ثر	ثـ	ج	جا جـ
چ	چا	چـ	ح	حا	حـ	خ	خا	خـ	س	سـ

۹: سب سے پہلے ا ب ج صرف تین حرفوں کی مشق کیجئے جب وہ ٹھیک ہو جائیں ایک ایک دو دو بڑھایئے۔ جب یہ تختی ختم ہو جائے تو دو حرف والی مرکب تختیاں لکھئے پھر جملے اور عبارت جس طرح بہشتی زیور میں لکھی ہے اسی کے مطابق لکھئے۔

۱۰: جن حرفوں کو کھینچ کر لکھا جاتا ہے یا دائرے سے لکھا جاتا ہے ان کے لکھتے وقت سانس روک لینا چاہئے ورنہ سانس کی ذرا سی حرکت سے صفائی اور خوبصورتی جاتی رہتی ہے۔

۱۱: خط بہت محنت سے سنورتا ہے ہم اس کی سہل ترکیب بتاتے ہیں کہ جن جن حرفوں کی اس وقت مشق کرنی ہو پہلے تو آگے آنے والے قاعدوں میں سے ان کے قاعدے خوب ذہن نشین کر لیجئے پھر ایک کاغذ ایسا لیکر جس میں نیچے کے حروف خوب نظر آجائیں ان حرفوں پر رکھئے اور اسی کاغذ کے اوپر ان حرفوں کے موافق احتیاط سے حروف بنایئے پھر قلم کو خشک کر کے ان حرفوں پر سو سو بار ہاتھ پھیریئے پھر الگ تختی یا کاغذ پر ان حرفوں کو لکھئے

سـ	ش	سـ	ص	صـ	صـ	ض	ضـ	ضـ	ع	عا
عـ	غ	غا	غ	غـ	ف	فـ	فـ	فـ	ق	قـ
قـ	ق	ک	کـ	کـ	گ	گـ	گ	ل	لـ	لـ
م	مـ	مـ	ن	نـ	نـ	ہ	ہا	ہر	ی	یا
					یـ	یر				

ب، پ، ت، ٹ، ن، ث، ہ، ی کی مثالیں

با	بب	پپ	پت	ٹٹ	بیٹ	ٹڈ	بڈ	تد	ثر	ثڑ
تر	ترش	نک	نگ	بل	ین	ہر	ہٹ	بس	بش	تص
ٹض	ٹط	ثظ	بع	ثغ	نف	نق	پو	بج	بچ	تج
نج	تح	ٹخ	پخ	ٹم	بی	بے	ثی	ٹے	نی	پے
	تے	تی	ثے	ٹی	نے		بیے	ہی	ہے	

ج، چ، ح، خ کی مثالیں

جا	جب	چپ	چت	حج	چخ	خچ	حج	جد	چر	جس	چش
خص	حض	خط	حظ	جع	خغ	خف	حق	چک	چل	جل	حم

اور قاعدوں سے ناپ کر دیکھئے ٹھیک ہوئے یا نہیں۔ نہ ہوئے ہوں تو پھر ایسے ہی مشق کیجئے اور ٹھیک ہونے کے دیکھنے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ اس باریک کاغذ پر الگ رکھ کر حروف لکھئے پھر اس کاغذ کو کتاب کے حرفوں کے اوپر رکھ کر اپنے حرفوں سے ملایئے اگر ان میں فرق پڑے تو سمجھئے کہ ابھی ٹھیک نہیں ہوئے اور برابر آجائیں تو ٹھیک ہوگئے۔ اب آگے لکھئے۔ روزانہ دو گھنٹے مشق کرنے سے کچھ دنوں میں نہایت اعلیٰ خط ہو جائے گا اگر کتاب نظم پروین یا اعجاز رقم منگا کر اس طرح مشق کر لیں تو اچھا ہے گھر بیٹھے عمدہ خط بن جائے گا۔

حروف کے قاعدے

الف تین قط لمبا اور آدھ قط موٹا ہوتا ہے قلم کو کاغذ پر اتنا ترچھا رکھ کر کہ یہ جس سے آدھ قط موٹا بن سکے نیچے کو کھینچئے اور اس طرح کھینچئے کہ بہ نسبت اوپر کی جانب کے نیچے کی جانب ذرا پتلی ہوتی چلی جائے اور شروع سے اخیر باریک ہو جائے اور اوپر کی نوک ذرا سی داہنے کو اور نیچے کی نوک ذرا سی بائیں طرف جھکتی ہوئی اور باقی بالکل سیدھا ہے۔

ب بے کو ترچھے قلم سے شروع کرتے ہیں اور تھوڑا تھوڑا بڑھا کر پورے قلم سے ختم کرتے ہیں۔ ب شروع کی نوک ایک قط ہوتی ہے اور لمبائی سات نو گیارہ نقطہ تک ہوتی ہے اور بیچ میں کچھ گہرا کر دیں اور آخر گول کریں اگر ایک قط لگا کر اس کے پیچھے گول لکیر دیں تو گولائی آجائیگی جیسے گہرائی اور آخر اس

	چن	بو	خہ	خی	جے	خے

س کی مثال

سا	سب	سج	سد	سہ	سر	سس	سش	سص	سط	سع	سف
	سق	سک	سگ	سل	سم	سن	سو	سہ	سی	سے	

ش کی مثال

شا	شب	شج	شد شد	شر	شس	شش	شص	شط	شع	شف
شق	شک	شگ	شل	شم	شن	شو	شہ	شی	شے	

ص، ض کی مثالیں

صا	صب	صج	صد	صر	صس	صش صش	صص	صط	صع	صف
ضق	ضک	ضگ	ضل	ضم	ضنم	ضن	ضو	ضہ	ضی	ضے

ط، ظ کی مثالیں

طا	طب	طج	طد	طر	طس	طش طش	طص	طط	طع
طف	ظق	ظک	ظل	ظم	ظم	ظن	ظو	ظہ	ظھ

قدر ہو کہ اگر نوک سے ایک سیدھی لکیر کھینچیں تو یہ لکیر تو آخر سے ایک قط اور بیچ سے ڈیڑھ قط اونچی رہے۔ اور بے پانچ نقطوں سے دو نقطوں تک چھوٹی بھی ہوتی ہے اسے ناخنی بے کہتے ہیں اس میں اول و آخر میں آدھ آدھ قط نوک لگائیں اور بیچ میں ایک قط گہرائی رہے۔ ب' ت' ٹ' ث سب کا یہی قاعدہ ہے۔

ج جیم کی نوک (ˆ) ترچھی آدھے قط کی ہوتی ہے اور اس میں ملا ہوا ایک نقطہ پڑا ہوا آدھے قط موٹا (ـ) یہ تو سرا ہے اور پھر ایک لکیر خمدار تین قط لمبی جسے گردن کہتے ہیں پھر گردن میں لٹکاؤ ملتا ہے یعنی اوپر سے نیچے کو ترچھے قلم سے شروع کرکے تھوڑا تھوڑا موٹا اور گول کرتے لاؤ یہاں تک کہ ڈھائی قط نیچا ہو جائے اور قلم پورا ہو جائے پھر اس طرح نیچے سے اوپر کو دوسری طرف گول چڑھاؤ یہاں تک کہ دونوں طرف برابر ہو جائے اور ادھر آدھ قط نوک ملا دو یہ دائرہ ہو گیا۔ جیم اور اس جیسے حروف کا اور عین کا دائرہ ایک ہی ہے اور سرے اور گردن میں ایک قط کا فاصلہ ہونا چاہئے اور یہ دائرہ اندر سے ساڑھے تین قط چوڑا ہوتا ہے۔ نوک گردن کے ختم تک ایک لکیر تین قط نکلنی چاہئے اور اس خط سے نیچے کی گہرائی بھی تین قط ہوتی ہے اور اگر اس پر گول لکیر بنائیں تو بیضہ کی شکل بن جائے اور سرے کی نوک سے اگر نیچے کو سیدھی لکیر کھینچیں تو لکیر دائرہ سے باہر ملی ہوئی جانی چاہئے یہی قاعدہ چ' ح' خ کا بھی ہے۔

د ایک خمدار نقطہ کو اوپر سے آہستہ آہستہ ڈیڑھ قط نیچے لائیے اس کے بعد رے لگا دیجئے اور بیچ میں دو قط فاصلہ ہونا چاہئے۔

ذ ذرا زیادہ خم دیا ہوا نقطہ اوپر سے ایک قط نیچے لائے اور اس میں زے لگا دیجئے اور بیچ میں ایک قط جگہ رہے۔

ظلا	ظی	ظے

ع، غ کی مثالیں

عا	عب	عج	عد	عر	عس	عش	عص	عط	عع
عف	عق	غک	غل	غم	غـم	غن	غو	غہ	غھ
				غلا	غی	غے			

ف، ق کی مثالیں

فا	فب	فج	فد	فر	فس	فش	فص	فط	فع
فف	فق	قک	قل	قم	قـم	قن	قو	قہ	قھ
				قلا	قی	قے			

ک، گ کی مثالیں

کا	کب	کج	کد	کک	کر	کس	کش	کص	کط
کع	کف	کق	گک	گل	گم	گن	گو	گہ	گھ
				گلا	گی	گے			

ل کی مثال

لا	لب	لج	لد	لر	لس	لش	لص	لط	لع
لف	لق	لک	لل	لم	لن	لو	لہ	لھ	لی

آدھ قط موٹی اوپر سے نیچے کو اترتی ہوئی پڑی اور دو قط لمبی ہوتی ہے۔ ڑے کا بھی یہی قاعدہ ہے۔

ز دو قط کھڑے ترچھے رخ سے ملا کر کھینچئے یہاں تک کہ اس رخ ڈیڑھ قط ہو جائے اور ژے کا بھی یہی قاعدہ ہے۔

س دندانہ پہلا آدھ قط لمبا اور دوسرا ایک قط لمبا پہلا چوتھائی قط موٹا اور دوسرا آدھ قط۔ پہلا اونچا دوسرا نیچا اور پھر ایک کھڑی لکیر ڈیڑھ قط یعنی گردن پھر ڈھائی قط کا لٹکاؤ ترچھے قلم سے تھوڑا تھوڑا موٹا کرتے ہوئے ڈھائی قط نیچے تک اتاریں اور قلم پورا کردیں۔ پھر اسی طرح گول کر کے دوسری طرف اوپر چڑھائیں آخر میں نوک ایک قط لگائیں اور دائرہ میں بیضہ بجائے چوڑائی تین قط رہے سرے سے نوک تک سیدھی لکیر کھینچ دیں تو نوک آدھ قط نیچی رہے اور لمبائی تین قط ہو۔ شین 'صاد' ضاد 'لام' نون وغیرہ کا دائرہ بھی ایسا ہی ہے۔

ش ترچھے قلم سے شروع کر کے تھوڑا تھوڑا بڑھا کے چھ قط تک نیچے کو اتارتے جائیے پھر پانچ قط کی بے ملا دیجئے۔ کل گیارہ قط ہوتا ہے آخر پر تین قط

لے

م کی مثال

ما	مب	مج	مد	مد	مس	مش مش	مص	مط	مع
مف	مق	مک	مگ	مل	مم	من	مو	مہ	مھ
				ملا	می	مے			

ہ کی مثال

ہا	ہب	ہج	ہد	ھد	ہر	ھر	ہس	ہش ہش	ہص
ہط	ہع	ہف	ہق	ہک	ہل	ہم	ھم	ہن	ہو
			ھ	ہلا	ہی	ہے			

دو حرفوں کے الفاظ

اَبْ	جَبْ	دِنْ	خَطْ	ضِدْ	ذَرْ	اِسْ	اُسْ	تُمْ	دِلْ	دَسْ
غُلْ	تَلْ	بَسْ	ہَٹْ	پَٹْ	چِتْ	پَتْ	چَلْ	ہَٹْ	بَچْ	سَچْ

تین حرفوں کے الفاظ

ایک	بات	جال	دام	سال	ساگ	راگ	شام	صاف	ٹاٹ	ڈاک
	خوب	لات	مرد	زور	روز	کام	نام	غور		

چار حرفوں کے الفاظ

انڈا	مرغی	چراغ	حالت	خراب	فرصت	میرا	تیرا	غوطہ	طوطا	بکری
پلنگ	گیدڑ	بندر	لڑکا	لڑکی	شامل	کامل	مرشد	روٹی	بوٹی	سالن

کھڑے کر کے سیدھی لکیر کھینچنے سے سرے سے مل جائے دائرہ سین کا سا۔

ص ایک قط بڑی لکیروں سے کھینچ کے داہنی جانب ایک قط گول نقطہ آدھا قط موٹا ملائے نیچے ناخنی بے دو قط اور دائرہ اس کا ایسے ہی ضاد۔

ط الف تین قط اور ایک قط گول نقطہ (٥) نیچے پڑی ہوئی رے سے ملائے ظوئے بھی ایسے ہی ہے۔

ع عین کا سر آدھ قط پڑا اور آدھا قط ترچھا نیچے سے خالی اوپر سے کچھ گول پھر ایک نقطہ نیچے سے گول (٥) اوپر سے خالی درمیان ایک قط جگہ اور نیچے کی نوک

کتاب	کاغذ	تختی

پانچ حرفوں کے الفاظ

بندوق	صندوق	مسہری	نہایت	مضبوط	سروتا	قینچی	کٹورا	رومال	تعویذ	چونٹی
		انگلی	رضائی	دوپٹہ	چپاتی	پتیلی	پینچک			

چھ حرفوں کے الفاظ

جولاہا	تنبولی	چیونٹی	نالائق	بچھیرا	بھیڑیا	جھینگر	دھتورا	بکھیڑا	جھینگا	چمگادڑ

سات حرفوں کے الفاظ

جھنجھنا	نیلکنٹھ	گھڑونچی	گھنگھور	گھونگھٹ	بھٹیارہ	چھپرکھٹ	پھلجھڑی	پھلواری

آٹھ اور نو حرفوں کے الفاظ

چھچھوندی	چھچھوندر	بیربہوٹی	گھونگھرو	بندیلکھنڈ

دنوں کے نام

شنبہ	یک شنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہار شنبہ	پنجشنبہ	جمعہ
سنیچر	اتوار	پیر	منگل	بدھ	جمعرات	جمعہ

مہینوں کے نام

محرم	صفر	ربیع الاول	ربیع الثانی	جمادی الاولی	جمادی الاخریٰ
رجب	شعبان	رمضان	شوال	ذیقعدہ	ذی الحجہ

آدھ قط جو گول نقطہ سے ملی ہوئی ہے پھر دو قط گردن اور دائرہ جیم کا سا ہے غین بھی ایسے ہی ہے۔

ف ف کا سرا ایک نقطہ ہے نیچے سے گول اوپر سے خالی پھر اوپر کو قلم گھمائیں کہ گولائی پوری ہو جائے سوا قط اونچا اور ایک قط چوڑا پھر اس میں ب ملائیں۔

ف نقطہ کا رخ ترچھا اور ب سے ایک قط فاصلہ ہوتا ہے۔

ق قاف کا سرا فے کے سرے کی طرح ہے مگر نقطہ کا رخ سیدھا ہے اس میں گردن نہیں بس دائرہ ہے جو ساڑھے تین قط چوڑا سرے سے نیچے ڈھائی قط گہرا ہے۔

جملے

خدا سے ڈر۔ گناہ مت کر۔ وضو کر کے نماز پڑھ۔ نمازی آدمی خدا کا پیارا ہے۔ بے نمازی رحمت سے دور ہے۔ کسی پر ظلم مت کر۔ مظلوم کی بددعا بڑی جلدی قبول ہوتی ہے۔ ناحق کسی جانور یا چڑیا کو ستانا۔ کتے بلی کو مارنا بہت برا ہے۔ ماں باپ کا کہا مانو۔ ان کی مار کو فخر جانو۔ دل سے ان کی خدمت کرو۔ جنت ماں باپ کے قدموں تلے ہے۔ الٹ کر ان کو جواب مت دو۔ جو کچھ غصہ میں کہیں چپ چاپ سن لو۔ کسی بھی بات میں ان کو مت ستاؤ۔ بڑوں کے سامنے ادب تعظیم سے رہو۔ چھوٹوں کو محبت پیار سے رکھو۔ کسی کو حقیر نہ جانو۔ اپنے کو سب سے کم جانو۔ اپنے کو بڑا سمجھنا بری بات ہے۔ کسی کو مٹکانا۔ چمکانا عیب نکالنا بڑا گناہ ہے۔ کھانا داہنے ہاتھ سے کھاؤ۔ پانی داہنے ہاتھ سے پیو۔ بائیں ہاتھ سے شیطان کھاتا ہے۔ پانی تین سانس میں پیو۔ کھانا ٹھنڈا کر کے کھاؤ۔ گرم گرم کھانے میں برکت نہیں ہوتی۔ جو بات کہو سچ کہو۔ جھوٹ بولنا بڑا گناہ ہے۔ صبح اٹھ کر بڑوں کو سلام کیا کرو۔ نماز کے بعد قرآن شریف کی تلاوت کیا کرو۔ سبق خوب یاد کرو۔ کھیل کود میں دل نہ لگاؤ۔ ہر بات پر قسم نہ کھایا کرو۔ بار بار قسم کھانا بری بات ہے۔ اپنی کتاب کو احتیاط سے رکھو۔ کسی کی صورت بری ہو تو اس کو انگلیوں پر نہ نچاؤ۔ خدا کے نزدیک بھلی بری صورت سب ایک ہے۔ شرارت نہ کیا کرو تو تم پر کبھی مار نہ پڑے۔ ناک بائیں ہاتھ سے صاف کیا کرو۔ استنجا بائیں ہاتھ سے کیا کرو۔ پاخانہ جاتے وقت پہلے بایاں پیر اندر رکھو اور نکلتے وقت پہلے داہنا پیر نکالو۔ جوتی پہلے داہنے پیر میں پہنا کرو پھر بائیں میں۔

قواعد مخصوصہ استعمال حروف ذیل

ن ، و ، ھ ، ی ، ے ، ا ، ل

ن

یہ حرف کبھی غنہ یعنی ناک میں بولا جاتا ہے۔ جیسے ٹانگ۔ مانگ۔ ہینگ۔ سینگ۔ چونچ۔ بھوں۔ کنواں۔ پھونک۔ پھانک۔ بانٹ۔ اونٹ۔ بانکا۔ بانس۔ سانس۔ پھانس۔ نیند۔ سانپ۔ لونگ۔ سونف۔ گوند۔ مینڈک۔ کنول۔ منہ۔ ہانڈی۔ چرونجی۔ بھانڈ۔

اس حرف کے بعد اگر ب یا پ ہو تو م کی آواز نکلتی ہے۔ ن کی آواز نہیں نکلتی۔ جیسے انبیا، دنبہ، شنبہ، عنبر، کھنبہ، منبع، منبر، چنپا، چنپت۔

و

اس حرف کے اول اگر پیش ہو اور خوب ظاہر کر کے نہ پڑھا جاوے تو اس کو مجہول کہتے ہیں۔ جیسے شور۔ گور۔ چور۔ زور۔ مور۔ نوک۔ بول۔ ہوش۔ جوش۔ پورا۔ ٹورا۔ کٹورا۔ کورا۔

اور اگر اس حرف کے اول پیش ہو اور خوب ظاہر کر کے پڑھا جاوے تو معروف کہلاتا ہے۔ جیسے دُور۔ حُور۔ نُور۔ چُور۔ چُول۔ جُھول۔ ڈھول۔ پُھول۔ پُھوٹ۔ جُھوٹ۔

اور اگر یہ حرف لکھا جاوے اور پڑھا نہ جاوے تو معدولہ کہلاتا ہے۔ جیسے خواجہ۔ خواب۔ خویش۔ خواہش۔ خوان۔ خوش۔ خود۔ خواہ وغیرہ۔

ھ

یہ حرف ہمیشہ دوسرے حرف کے ساتھ ملا کر پڑھا جاتا ہے اور مخلوط التلفظ کہلاتا ہے۔ جیسے بھانڈ۔ کھانڈ۔ جھوٹ۔ چھینٹ۔ چھینک۔

ک کاف کا سرا الف ہے اس میں بے ملادیں اور مرکز آدھے قط موٹا پانچ قط لمبا اور اتنا ترچھا ہو کہ اس کے اوپر چوکور لکیر بنائیں تو ہر طرف سے تین تین قط ہو اور مرکز چار یا تین قط کا بھی ہوتا ہے ایسے ہی گاف۔

ل آدھ قط موٹا الف پانچ قط کا ذرا سا بائیں کو خم لیے ہوئے دائرہ سین کا مگر نوک ڈیڑھ قط زیادہ ہوگی۔

جھانجھ۔ کھیل۔ بھوت۔ پھوٹ۔ تھوک۔ ٹھوکر۔ ڈھول۔ بڑھیا۔ باگھ۔ ملتھو۔

ی

اس حرف کے اول ہمیشہ زیر ہوتا ہے اور خوب ظاہر کر کے پڑھا جاتا ہے اور معروف کہلاتا ہے۔ جیسے وہی۔ بُری۔ بھلی۔ پھلی۔ سڑی۔ گلی۔ ہنسی۔ خوشی۔ نبی۔ ولی۔ ڈلی۔ چھپکلی۔ چوڑی۔ بالی۔ بجلی۔

کبھی یہ حرف کسی لفظ کے آخر میں آ کی آواز دیتا ہے۔ اور مقصورہ کہلاتا ہے۔ جیسے عیسیٰ۔ موسیٰ۔ مجتبیٰ۔ مصطفیٰ۔ مرتضیٰ۔ حتیٰ۔ الیٰ۔ علیٰ۔ یحییٰ۔ کبریٰ۔ صغریٰ۔

ے

اس حرف کے اول میں اگر زیر ہو اور خوب ظاہر کر کے نہ پڑھا جاوے تو کبھی اس کو (ے) لکھتے ہیں اور کبھی اس طرح (ی) لکھتے ہیں اور اس کو مجہول کہتے ہیں۔ جیسے کے۔ سے۔ نے۔ تھے۔ دئے۔ لئے۔ آئے۔ گئے۔ کی۔ سی۔ نی۔ تھی۔ دی۔ لئی۔ آئی۔ گئی۔

ال

یہ دونوں حرف اگر (اب ج ح خ ع غ ف ق ک م و ہ ی) کے اول میں ملائے جاویں تو صرف ل پڑھا جائے گا اور الف کو نہ پڑھیں گے۔ جیسے حتی الامکان۔ عبدالباری۔ جواب الجواب۔ عبدالحق۔ عبدالخالق۔ نورالعین۔ عبدالغنی۔ بالفعل۔ عبدالقادر۔ عبدالکریم۔ بالکل۔ حتی المقدور۔ عبدالوہاب۔ بوالہوس۔ طویل الید اور اگر (ت ث د ذ ر ز س ش ص ض ط ظ ل ن) کے اول میں ملائے جاویں تو دونوں نہ پڑھے جاویں گے بلکہ آل کے بعد والے حرف پر تشدید پڑھی جاوے گی۔ جیسے عندالتاکید۔ نجم الثاقب علیم الدین۔ غبی الذہن۔ عبدالرزاق۔ عدیم الزوال۔ عندالسوال۔ عبدالشکور۔ بالصواب۔ بالضرور۔ میزان الطب۔ وسیلۃ الظفر۔ قائم اللیل۔ نصف النہار وغیرہ۔

حرکات و سکنات ذیل کا استعمال

نام	صورت	آواز	نام	صورت	آواز
مد	ٓ	ا	تنوین دو زیر	ٍ	ن
تنوین دو زبر	ً	ن	تنوین دو پیش	ٌ	ن
تشدید	ّ	دوہرا حرف	سکون	ْ	اس پر پچھلا حرف ٹھرتا ہے
وقف	۔	سکون کے بعد سکون			

مد (ٓ - ٓ - ٓ)

یہ حرکت الف کے اوپر آتی ہے۔ جیسے آج۔ آگ۔ آڑ۔ آرہ۔ آس۔ آل۔ آم۔ آن۔ آنت۔ آری۔ آدھی۔ آنچ۔ آندھی۔ آیا۔ آٹا۔ آدم۔ آفت۔ آہٹ۔ آلو۔ آسمان۔

م ایک نقطہ بنا کر دوبارہ قلم کو اس طرح کھینچیں کہ نقطہ آدھا ڈھک جائے آدھا کھلا اس میں اس طرح آدھا دائرہ ملائیں کہ الٹا لام بن جائے دنبالہ گاؤدم رہے۔
ن الف دو قط لمبا آدھ قط موٹا اندر کو ذرا سا خم لئے ہوئے پھر دائرہ سین والا آخر کی نوک ایک قط مگر الف سے ایک قط نیچے تک رہے۔
و قاف کی مانند سر بناؤ اور نیچے ڈیڑھ قط لمبی رے لگا دو۔
ہ اوپر ذال کا سر نیچے صاد کا الٹا سر۔ بیچ کی سفیدی لمبائی چوڑائی میں ایک قط۔
لا ایک الف اور نیچے ے کا الٹا سر ایک قط پھر دوسرا الف۔ بیچ میں آدھ قط فاصلہ۔ پہلا الف ذرا اونچا دوسرا ذرا نیچا۔

تنوین دو زبر (ً)

یہ حرکت ہمیشہ الف کے ساتھ ہوتی ہے اور کبھی ت کے ساتھ بھی آتی ہے جیسے۔ معافوراً مثلاً۔ اتفاقاً۔ عمداً۔ سہواً۔ خصوصاً۔ عموماً۔ طوعاً۔ کرہاً۔ جبراً۔ قہراً۔ بغتۃً۔ علاوۃً۔

تنوین دو زیر (ٍ)

جیسے یومئذٍ۔ حینئذٍ۔

تنوین دو پیش (ٌ)

جیسے نورٌ۔ حورٌ۔

تشدید (ّ)

یہ حرکت جس حرف پر ہوتی ہے وہ دو مرتبہ پڑھا جاتا ہے۔ جیسے الّو۔ چلّو۔ کلّو۔ منّو۔ بلّی۔ کتّا۔ دتّی۔ بدّھو۔ چکّی۔ للّو۔ ملّو۔ لڈّو۔ سچّا۔ کچّا۔ پکّا۔ ہتّا۔ پتّا۔ پتّہ۔ بلّا۔ پلّا۔ چھلّا۔

سکون (ْ)

اس کے معنی ٹھہرنے کے ہیں۔ اس سے پہلے حرف کو اس کے ساتھ ملا کر ٹھہر جاتے ہیں۔ جس حرف پر یہ ہوتا ہے۔ وہ ساکن کہلاتا ہے۔ جیسے اَبْ۔ جَبْ۔ دِلْ۔ دَمْ۔ دَسْ۔ رَسْ۔ اِسْ۔ اُسْ۔ کَلْ۔ کُلْ۔ دِنْ۔

وقف

یہ سکون کے بعد ہوتا ہے جس حرف پر یہ ہوتا ہے موقوف کہلاتا ہے۔ جیسے اَبْر۔ جَبْر۔ صَبْر۔ قَبْر۔ عِلْم۔ حِلْم۔ گوشت۔ پوست۔ دوست۔ قہر۔ مہر۔ شہر۔ بند۔ نرم۔ سخت۔ تخت وغیرہ۔

خط لکھنے کا بیان

جب کسی کو خط لکھنا منظور ہو تو پہلے یہ خیال کر لو کہ وہ تم سے بڑا ہے یا چھوٹا یا برابر۔ جس درجے کا آدمی ہو۔ اس کے موافق خط میں الفاظ لکھو۔ بڑوں کے خط کو۔ والا نامہ۔ سرفراز نامہ۔ افتخار نامہ۔ کرامت نامہ۔ اعزاز نامہ۔ صحیفۂ عالی۔ صحیفۂ گرامی لکھتے ہیں اور جو شخص بہت بڑا ہو تو اس کو آپ کی جگہ آنجناب۔ جناب عالی۔ جناب والا۔ حضرت والا۔ حضرت عالی لکھتے ہیں جیسے یہ لکھنا منظور ہو کہ آپ کا خط آیا تو یوں لکھیں گے۔ جناب والا کا سرفراز نامہ آیا اور آیا کی جگہ یوں لکھتے ہیں۔ سرفراز نامہ صادر ہوا۔ سرفراز نامہ نے مشرف فرمایا۔ اور چھوٹے کے خط کو مسرت نامہ۔ راحت نامہ لکھتے ہیں اور برابر والے کے خط کو عنایت نامہ۔ کرم نامہ لکھتے ہیں۔ اور خط لکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ مثلاً اگر باپ کو خط لکھو تو اس طرح لکھو۔ جناب والد صاحب مخدوم و معظم فرزندان دام ظلکم العالی۔ السلام علیکم۔ بعد تسلیم بصد آداب و تعظیم کے عرض ہے کہ آپ کا والا نامہ آیا خیریت مزاج مبارک کے دریافت ہونے سے اطمینان ہوا۔ اس کے بعد اور جو کچھ مضمون لکھنا منظور ہو لکھ دو۔ اس میں

ی سرا ترچھے قلم سے شروع کر کے گھٹاتے گھٹاتے گولائی سے ترچھے خط سے ملائیں پھر دائرہ لگا دیں گردن نہیں ہے نوک دو قط کی ہو گی دائرہ تین قط چوڑا سرے اور نقطہ کے بیچ میں ایک قط جگہ اور سرے سے الٹی دوسری یا بن سکے۔

ے رے پڑی ہوئی دو قط پھر الٹی بے گیارہ قط بیچ میں ایک قط جگہ رہے آخر شروع سے ایک قط اونچا ہونا چاہئے جیسے باسید حی۔

خط کی ضروری باتیں

۱) اگر کسی خط کا جواب خط سے ہو تو اس کا خط سامنے رکھ لیا جائے تا کہ جس جس بات کا جواب ضروری ہے وہ چھوٹ نہ جائے۔

۲) جس کو خط لکھا جاتا ہے پہلے اس کو ذہن میں لے لو کہ ہمارا اس سے کیا تعلق ہے جتنا تعلق ہو اسی قدر ادب تہذیب کے لفظوں میں اسے لکھنا چاہئے بلکہ

سے دام ظلّکم العالی تک جو کچھ لکھا جاتا ہے اس کو القاب کہتے ہیں۔ اور اس کے بعد سلام و دعا جو کچھ لکھا جاتا ہے اس کو آداب کہتے ہیں۔ اس کے بعد جو حال چاہو لکھو اس کو خط کا مضمون کہتے ہیں۔

بڑوں کے القاب اور آداب

والد کے نام جناب والد صاحب معظم و محترم فرزندان مخدوم و مطاع کمترینان دام ظلکم العالی السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ بعد تسلیم بصد آداب و تکریم عرض ہے کہ:-

ایضاً جناب والد صاحب معظم و محترم فرزندان دام ظلکم العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ بعد تسلیم بصد تعظیم و تکریم عرض ہے کہ:-

ایضاً جناب والد صاحب معظم و محترم فرزندان دام ظلکم العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ بعد تسلیم بصد تعظیم کے التماس ہے کہ:-

ایضاً جناب والد صاحب معظمی و محترمی مد ظلھم العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ بعد آداب و تسلیم کے عرض ہے کہ:-

ایضاً معظمی و محترمی دام ظلہم۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ بعد تسلیم کے عرض ہے

چچا کے نام معظم و محترم فرزندان مخدوم و مطاع خوردان دام ظلکم العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ۔ بعد تسلیم بصد تعظیم کے عرض ہے۔

خالو کے نام جناب خالو صاحب معظم و محترم خوردان دام ظلکم العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاتہٗ

ایضاً جناب خالو صاحب مخدوم و مکرم کمترینان دام ظلکم العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

والدہ کے نام جناب والدہ صاحبہ مخدومہ و معظمہ دام ظلہا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

ایضاً جناب والدہ صاحبہ مخدومہ و معظمہ دام ظلہا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

ایضاً جناب والدہ صاحبہ معظمہ و محترمہ دام ظلہا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

بڑی بہن کو ہمشیرہ صاحبہ معظمہ و محترمہ مخدومہ و مکرمہ دام ظلہا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

بڑے بھائی کو جناب بھائی صاحب معظم و محترم مخدوم و مکرم دام ظلکم العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

جو القاب والد کے ہیں۔ دادا اور نانا اور چچا اور ماموں اور خسر کے بھی وہی القاب ہیں اور جو القاب والدہ کے ہیں خالہ اور ممانی اور نانی اور چچی وغیرہ بڑے رشتوں کے بھی وہی القاب ہیں۔ والدہ صاحبہ کی جگہ خالہ صاحبہ۔ ممانی صاحبہ لکھ دیا کرو۔ دیور اور جیٹھ سے جہاں تک ہو سکے خط و کتابت نہ رکھو۔ زیادہ میل جول مت بڑھاؤ۔ اگر کبھی ایسی ضرورت ہی آپڑے تو خیر لکھ دو اور انکو جناب بھائی صاحب کر کے لکھ دو۔ آداب سب رشتوں کے ایک ہی طرح کے ہیں۔

ہی سمجھ لینا چاہئے کہ گویا ہم خود اس کے سامنے بیٹھے ہوئے زبانی بات کر رہے ہیں پھر جو بات کہنا ادب کے خلاف نہ ہو وہ لکھی جائے اور جو بے تمیزی کی بات ہو ایسے آدمی سے نہ کہی جاتی ہو وہ نہ لکھو۔

(۳) اس کا بہت خیال رکھنا چاہئے کہ خط کے کسی نقطہ سے بھی کسی کو رنج اور تکلیف نہ پہنچے اس کی پہچان کی اچھی صورت کہ کس لفظ سے رنج پہنچا ہے کس سے نہیں یہ ہے کہ خود یہ غور کرنا چاہئے کہ اگر کوئی ہم کو ایسا خط لکھتا جیسا ہم لکھ رہے ہیں اور مجھ کو اس سے وہی مرتبہ حاصل ہوتا جو خط والے کو ہم سے ہے تو یہ بات ہم کو ناگوار ہوتی یا نہیں بس جو بات ناگوار معلوم ہونے کی ہو اسے ہرگز خط میں نہ لکھا جائے۔

(۴) ہنسی مذاق میں ایسی باتیں جس سے دوسرے کی ذلت ہوتی ہو ہرگز ہرگز نہ لکھنی چاہئیں' چاہے اس سے کتنی ہی بے تکلفی کیوں نہ ہو کیونکہ نہ معلوم خط کس کے ہاتھ پڑ جائے۔ دوسرے کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ پڑھنے والا اسے مذاق نہیں سمجھتا بلکہ سچ کا لکھا سمجھ جاتا ہے تو اس کے دل میں تمہاری

چھوٹوں کے القاب اور آداب

بیٹا، پوتا، بھتیجا نواسا وغیرہ	برخوردار نور چشم راحت جان، سعادت و اقبال نشان سلمہ اللہ تعالیٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ بعد دعائے زیادتی عمر وترقی درجات کے واضح ہو
ایضاً	نور بصر لخت جگر، طول عمرہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ بعد دعائے درازیٔ عمر و حصول سعادت دارین کے واضح رائے سعید ہو۔
ایضاً	فرزند دلبند جگر پیوند طال عمرہٗ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ بعد دعاہائے فراواں کے واضح ہو
چھوٹا بھائی	برادر عزیز از جان سلمہ اللہ تعالیٰ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ بعد دعا کے واضح ہو
برابر کا بھائی	برادر بجان برابر سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ بعد دعائے سعادتمندی و نیک اطواری کے واضح ہو
چھوٹی بہن کو	ہمشیرہ عزیزہ نور چشمی صالحہ۔ سلمہا اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ
ایضاً	خواہر نیک اختر طول عمرہا۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ

آداب سب کے ایک ہی طرح کے ہیں جس طرح جی چاہے لکھ دو۔

شوہر کے القاب و آداب

(۱) سردار من سلامت۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ بعد سلام اور شوق ملاقات کے عرض ہے کہ (۲) محرم اسرار انیس غمگسار من سلامت السلام علیکم ورحمۃ اللہ، بعد سلام نیاز کے التماس ہے۔ (۳) واقف راز ہمدم دمساز من سلامت۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ اشتیاق ملاقات کے بعد عرض ہے۔

بیوی کے القاب و آداب

(۱) محرم راز ہمدم دمساز من سلامت۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ بعد اشتیاق و تمنائے ملاقات کے واضح ہو کہ (۲) رونق خانہ وزیب کاشانہ من سلامت۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ بعد شوق ملاقات کے واضح ہو۔ (۳) انیس خاطر غمگین تسکین بخش دل اندوہگین سلامت۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ بعد اشتیاق ملاقات کے واضح ہو۔

باپ کے نام خط

معظم و محترم فرزندان دام ظلہم العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد تسلیم بصد تعظیم کے عرض ہے کہ عرصہ سے جناب والا کا سرفراز نامہ صادر نہیں ہوا۔ اس لئے یہاں سب کو بہت تردد و پریشانی ہے۔ امید کہ اپنے مزاج مبارک کی خیریت سے جلدی مطلع فرما کر سرفراز

طرف سے برائی بیٹھ جاتی ہے۔

۵) خط کے پانچ جز ہوتے ہیں۔ پہلا جز القاب و آداب' دوسرا جز سلام دعا' تیسرا خیریت پوچھنا اور اپنے یہاں کی خیریت لکھنا' چوتھا اصل مضمون جو اس وقت لکھنا ہو جا ہے کچھ پوچھنا ہو یا کسی بات کا جواب دینا ہو پانچواں جز دعا اپنے واسطے بھی اور جس کو خط لکھا گیا ہو اس کیلئے بھی۔ اس کے بعد جسے سلام کہلانا ہو اسے بھی لکھ دیجئے۔

۶) خط میں جتنی باتیں پوچھنی ہوں یا جتنی باتوں کا جواب لکھنا ہو ان پر اگر نمبر ڈال کر لکھ دیا جائے تو اچھا ہے تاکہ ایک دوسرے سے الگ ہو جائے تو سمجھنے میں آسانی ہو۔

۷) جواب میں اگر کسی بات کا انکار کرنا ہو تو بہت ہی نرم نرم لفظوں میں اپنا عذر بیان کر دینا چاہئے کہ جس سے مجبوری ظاہر ہوتی ہو اور سوال کرنے والے کا اس سے دل نہ ٹوٹے بلکہ کوئی بہت ہی بڑی بات ہو تو پہلی دفعہ لکھ دیا جائے کہ غور کر کے جواب لکھا جائے گا پھر دوسرے خط میں عذر ہو جائے تو ایک دم

فرماویں۔ ہمشیرہ عزیزہ مسماۃ زبیدہ خاتون خدا کے فضل و کرم سے اچھی ہے۔ کل اس کا کلام مجید ختم ہو گیا۔ اب آپ اس کے واسطے اردو کی کوئی کتاب روانہ فرمایئے کہ شروع کرا دی جاوے۔ جو کتاب تعلیم الدین آپ نے میرے واسطے بھیجی تھی وہ بڑی اچھی کتاب ہے۔ سب بیبیوں نے اس کو پسند کیا، اور اس کی طلب گار ہیں۔ اس لئے اس کی چار پانچ جلدیں اور بھیج دیجئے۔ باقی یہاں سب خیریت ہے۔ آپ اپنی خیریت سے جلدی مطلع فرمایئے تاکہ رفع تردد و اطمینان ہو۔ والتسلیم۔ فقط عریضہ ادب حمیدہ خاتون از الہ آباد ۱۳ محرم روز شنبہ۔

بیٹی کے نام خط

لخت جگر نیک اختر نور چشم راحت جان بی بی خدیجہ سلمہا اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ بعد دعاء درازی عمر و ترقی علم و ہنر کے واضح ہو کہ بہت عرصہ سے تمہارا کوئی خط نہیں آیا۔ جس سے دل کو تردد تھا۔ لیکن پرسوں تمہارے بڑے بھائی کا مسرت نامہ آیا۔ خیریت دریافت ہونے سے اطمینان ہوا۔ اس خط سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تم کو لکھنے پڑھنے کا کچھ شوق نہیں ہے، اور اس میں بہت کم دل لگاتی ہو۔ یہ بھی سنا کہ بعضی عورتیں تمہارے لکھنے پڑھنے پر یوں کہتی ہیں کہ لڑکیوں کو لکھانے پڑھانے سے کیا فائدہ۔ ان کو تو سینا پرونا، کھانا پکانا، چکن وغیرہ کاڑھنا سکھانا چاہئے۔ ان کو پڑھا لکھا کر کیا مردوں کی طرح مولوی بنانا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان ہی لوگوں کے بہکانے سے تمہارا دل اچاٹ ہو گیا۔ اور تم نے محنت کم کر دی۔ اے میری بیٹی! تم ان بیوقوف عورتوں کے کہنے پر ہرگز نہ جانا اور یہ سمجھو کہ مجھ سے بڑھ کر کوئی دوسرا تمہارا خیر خواہ نہیں ہو سکتا اس لئے میری یہ نصیحت یاد رکھو کہ ان عورتوں کا یہ کہنا بالکل بیوقوفی ہے۔ کم سے کم اتنا ہر عورت کے لئے ضروری ہے کہ اردو لکھ پڑھ لیا کرے۔ اس میں بڑے بڑے فائدے ہیں۔ اور لکھنا پڑھنا نہ جاننے میں بڑے بڑے نقصان ہیں۔ اول تو بڑا فائدہ یہ ہے کہ زبان صاف ہو جاتی ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ بے پڑھی عورتیں ثواب کو سیاب اور شوربے کو سروا، کبوتر کو قبوتر۔ جہیز کو دہیز۔ زکام کو حکیام اور بعض زخام بولتی ہیں۔ اور جو عورتیں پڑھی لکھی ہوتی ہیں۔ وہ ان پر ہنستی ہیں۔ اور ان کی نقلیں کرتی ہیں۔ سو پڑھنے لکھنے سے یہ عیب بالکل جاتا رہتا ہے۔ دوسرے نماز روزہ درست ہو جاتا ہے۔ دین و ایمان سنبھل جاتا ہے بے پڑھی عورتیں اپنی جہالت سے بہت سے کام ایسے کرتی ہیں جن سے ایمان جاتا رہتا ہے اور ان کو خبر بھی نہیں ہوتی۔ اگر خدانخواستہ اس وقت موت آجاوے تو کافروں کی طرح ہمیشہ دوزخ میں جلنا پڑے گا کبھی نجات نہیں ہو سکتی۔ پڑھنے لکھنے سے یہ کھٹکا جاتا رہتا ہے، اور ایمان مضبوط ہو جاتا ہے۔ تیسرے گھر کا بندوبست جو خاص عورتوں ہی کے ذمہ ہوتا ہے، وہ بخوبی انجام پاتا ہے۔ سارے گھر کا حساب کتاب ہر وقت اپنی نگاہ میں ہوتا ہے چوتھے اولاد کی پرورش عورت سے خوب ہوتی ہے۔ کیونکہ چھوٹے بچے ماں کے پاس زیادہ رہتے ہیں۔ خاص کر لڑکیاں تو ماں ہی کے پاس رہتی ہیں۔ تو اگر ماں پڑھی لکھی ہو گی تو ماں کی عادتیں اور بات چیت بھی اچھی ہو گی تو اولاد بھی وہی سیکھے گی اور کمسنی ہی سے خوش اخلاق اور نیک بخت ہو گی، کیونکہ ماں ان کو ہر وقت تعلیم کرتی اور ٹوکتی رہے گی۔ دیکھو تو یہ کتنا بڑا فائدہ ہے۔ پانچویں یہ کہ جب عورت کو علم ہو گا تو ہر وقت اپنے ماں باپ خاوند عزیز و اقربا کا رتبہ پہچان کر ان

دل نہ ٹوٹے گا۔

۸) خط کی عبارت بہت بنا سنوار کر لکھنے کی ضرورت نہیں بلکہ ایسی لکھئے جس سے یہ معلوم ہو کہ گویا ویسے ہی آمنے سامنے بیٹھے باتیں ہو رہی ہیں۔

۹) بعض آدمی خط ایسا گھسیٹ گھسیٹ کر لکھتے ہیں کہ دو چار دن کے بعد پڑھوایا جائے تو شاید ان سے بھی نہ پڑھا جائے بھلا یہ سوچنا چاہئے کہ اگر خط نہ پڑھا گیا تو خط بھیجنے سے فائدہ کیا ہوا۔ اس لئے خط بہت کھلے کھلے لفظوں میں الگ الگ ایک ایک حرف کر کے لکھنا چاہئے۔ ہاں اگر جس کے پاس خط بھیجا جاتا ہے اسے تمہارے خط پڑھنے کی عادت ہو گئی ہے تو چلتا ہوا لکھنے میں مضائقہ نہیں مگر پھر بھی ایسا ہو کہ ہر حرف پڑھا جا سکے۔

۱۰) بعض آدمیوں کو شوق ہوتا ہے کہ خط میں انگریزی عربی فارسی کے الفاظ ٹھونس دیتے ہیں چاہے مکتوب الیہ یعنی وہ شخص جسے خط لکھا جا رہا ہے کچھ بھی نہ جانتا ہو۔ یہ بھی اچھا نہیں بلکہ خط مکتوب الیہ کی لیاقت کے موافق لکھنا چاہئے جسے وہ خوب سمجھ سکے۔

۱۱) خط آدھی ملاقات گنا جاتا ہے اور ملاقات میں محبت و تعلق کی اور دل خوش کرنے والی باتیں ہوں تو ملنے کو جی بھی چاہتا ہے ورنہ نہیں بس ایسے ہی خط میں سمجھ لیجئے کہ اگر ہر ہر لفظ سے تعلق محبت اور مسرت و خوشی ٹپکتی ہو تو خط خط ہے نہیں تو کچھ نہیں۔

کے حقوق ادا کرتی رہے گی۔ اس کی دنیا اور عقبےٰ دونوں بن جاویں گی۔ ان سب کے علاوہ پڑھنا لکھنا نہ جاننے میں ایک اور بڑی قباحت یہ ہے کہ گھر کی بات غیروں پر ظاہر کرنی پڑتی ہے، یا اس کے چھپانے سے نقصان ہوتا ہے۔ عورتوں کی باتیں اکثر حیا و شرم کی ہوتی ہیں۔ لیکن اپنی ماں بہن سے کبھی ظاہر کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

اور اتفاق سے ماں بہن وقت پر پاس نہیں ہوتیں۔ ایسی صورت میں یا تو بے شرمی کرنی پڑتی ہے اور دوسروں سے خط لکھانا پڑتا ہے۔ یا نہ کہنے سے بہت نقصان اٹھانا ہوتا ہے اس کے علاوہ اور ہزاروں فائدے ہیں اور پڑھنا نہ جاننے میں قباحتیں ہیں۔ کہاں تک بیان کروں دیکھو اب تم میری نصیحت یاد رکھنا اور پڑھنے لکھنے سے ہرگز جی نہ چرانا۔ زیادہ دعا۔

فقط۔ راقم عبداللہ از بنارس۔ ۲۵۔ رمضان روز جمعہ۔

بیٹی کی طرف سے خط کا جواب

معظم و محترم فرزندان دام ظلکم العالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ بعد آداب و تسلیم کے عرض ہے کہ صحیفہ عالی نے صادر ہو کر مشرف فرمایا۔ آپ کے مزاج کی خیریت دریافت ہونے سے اطمینان ہوا، اللہ تعالیٰ آپ کی ذات بابرکات کو ہمارے سروں پر دائم و قائم رکھے۔ جناب والا نے بندی کے لکھنے پڑھنے کی نسبت جو لکھا۔ اس سے مجھ کو بہت فائدہ ہوا۔ بیشک لوگوں کے کہنے سننے کی وجہ سے میرا دل اچاٹ ہو گیا تھا۔ اب جس دن سے والا نامہ آیا ہے میں بہت دل لگا کر کے پڑھتی اور کچھ برا بھلا لکھنے بھی لگی ہوں۔ بے شک آپ کا فرمانا بہت بجا ہے کہ اس میں بے انتہا فائدے ہیں، اور جو عورتیں پڑھنا لکھنا نہیں جانتیں وہ بہت پچھتاتی ہیں، کہ ہم نے کیوں نہ سیکھ لیا پرسوں کی بات ہے کہ پیشکار صاحب کی بی بی جو ہمارے پڑوس میں رہتی ہیں۔ ان کے ماموں کا خط آیا اور گھر میں کوئی مرد آج کل ہے نہیں۔ بیچاری ایک ایک کی خوشامد کرتی پھریں کہ کوئی خط پڑھ دیوے یا کہیں سے پڑھوا لادے کہ اب مومانی کی طبیعت کیسی ہے سنا گیا تھا کہ ان کا برا حال ہے اس وجہ سے بے چاری بڑی گھبرا رہی تھیں۔ دوپہر کا آیا ہوا خط دن بھر پڑا رہا، اور کوئی پڑھنے والا نہ ملا۔ مغرب کے بعد بیچاری میرے پاس آئیں تو میں نے حال سنایا۔ تب ان کا جی ٹھکانے ہوا تب سے میرے جی کو یہ بات لگ گئی کہ بے شک پڑھنے لکھنے کا ہنر بھی بڑی دولت ہے۔ اور اس کے نہ جاننے سے بعضے وقت بڑی مصیبت پڑتی ہے اور یہ بھی میں دیکھتی ہوں کہ ہماری برادری میں پانچ بیبیاں خوب پڑھی لکھی ہیں وہ جہاں جاتی ہیں ان کی بڑی عزت ہوتی ہے۔ جو بات خلاف شرع کسی سے ہو جاتی ہے یا بیاہ شادی میں کوئی بری رسم ہوتی ہے تو اس کو ٹوکتی ہیں۔ منع کرتی ہیں۔ خوب سمجھا کر نصیحت کرتی ہیں۔ اور سب بیبیاں چپکی ہو کر کان لگا کر سنتی رہتی ہیں۔ جو کوئی بات پوچھنی ہوتی ہے ان ہی سے پوچھتی ہیں۔ بیبیوں میں سب سے پہلے وہی پوچھی جاتی ہیں۔ ساری بیبیاں ان کی تعریفیں کرتی رہتی ہیں۔ اس لئے میں ضرور جی لگا کر لکھنا پڑھنا سیکھوں گی۔ مجھ کو خود بڑا شوق ہو گیا ہے۔ آپ بھی اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ مجھ کو یہ دولت نصیب فرمادے۔ باقی یہاں سب خیریت ہے۔ زیادہ حد ادب۔ فقط۔

آپ کی لونڈی خدیجہ عفی عنہا از سہارنپور۔ ۲۸ رمضان روز دوشنبہ۔

---

۱۲) خط لکھنے کے بعد پھر ایک دفعہ غور سے پڑھ لیا جائے کہ جو لفظ چھوٹ گیا ہو وہ بھی لکھ دیا جائے تو جو بات دل خراش ناگوار یا بے تمیزی کی قلم سے نکل گئی ہو وہ کاٹ دی جائے یا کچھ پوچھنا یا جواب دینا رہ گیا ہو تو وہ بھی لکھ دیا جائے۔

۱۳) شروع شروع میں خط لکھ کر اپنے استاد یا بڑوں کو دکھا لیا جائے جو بات اصلاح کی ہو گی وہ اس کی اصلاح کر دیں گے۔ اور پھر آگے کو اس کا خیال رکھا جائے کہ ایسی بات کبھی نہ لکھی جائے اور جو بات بڑھائیں اس کا خیال بھی رکھنا چاہئے کہ ایسی بات پہلے ہی لکھی جایا کرے اور اس اصلاح پر خوب غور کرنا چاہئے کہ جو بات گھٹائی یا بڑھائی ہے وہ کیوں گھٹائی یا بڑھائی ہے تاکہ اس جیسی باتوں سے احتیاط ہو سکے۔

۱۴) خط کے شروع میں یا آخیر میں اپنا نام اور پورا پتہ ضرور لکھ دینا چاہئے کبھی کبھی پہلا خط گم ہو جاتا ہے تو جواب دینے والے کو دقت ہوتی ہے اور تم کو خط کا انتظار رہتا ہے اور جواب نہ آنے پر طرح طرح کے خیالات دل میں آتے ہیں اور فکر ہوتا ہے بلکہ بدگمانیاں پیدا ہوتی ہیں۔

بھانجی کے نام خط

نور چشم راحت جان بی بی صدیقہ سلمہا اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ بعد دعا کے واضح ہو کہ تمہارا مسرت نامہ آیا۔ حال معلوم ہونے سے تسلی ہوئی۔ تمہارے پڑھنے کا حال سن کر مجھے بڑی خوشی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ تمہاری عمر میں برکت دیوے اور تمہاری محنت کا پھل تم کو جلدی نصیب کرے۔ جس دن تم اپنے ہاتھ سے مجھے خط لکھو گی۔ اس دن میں پانچ روپیہ مٹھائی کھانے کے لئے تم کو روانہ کروں گا۔ اور ایک نصیحت میں تم کو اور کرتا ہوں۔ میں نے سنا ہے کہ تم شوخی بہت کیا کرتی ہو، اور کسی کا ادب لحاظ نہیں کرتی ہو۔ اس بات سے مجھ کو بڑا افسوس ہوا۔ کیونکہ آدمی کی عزت فقط پڑھنے لکھنے سے نہیں ہوتی، جب تک ادب لحاظ نہ سیکھو گی، لوگ تم سے محبت اور پیار نہ کریں گے۔ پڑھنے لکھنے کے ساتھ سب سے اول لڑکوں اور لڑکیوں کو لازم ہے کہ ادب سیکھیں۔ کیونکہ ادب سے آدمی ہر دل عزیز ہو جاتا ہے۔ اور سب آدمی اس کی خاطر کرتے ہیں۔ ادب کرنے والا ہمیشہ خوش نصیب ہوتا ہے۔ چنانچہ کسی کا قول ہے۔ باادب بانصیب بےادب بے نصیب۔ اب میں تم کو بتاتا ہوں کہ ادب کیا چیز ہے اور اس کا برتاؤ کیوں کر چاہئے جو کوئی تم سے عمر اور رشتہ میں بڑا ہو اس کو بہت تعظیم سے سلام کرو۔ اور اس کے سامنے کوئی فحش بات زبان سے مت نکالو۔ نہ اپنے برابر والوں سے اس کے سامنے خوش طبعی اور دل لگی مذاق کرو۔ جب وہ تمہیں پکارے تو بہت نرم آواز سے جواب دو۔ اور جب تم کو کچھ دیوے تو سلام کرو۔ اور جو نصیحت کی بات کہے خوب غور سے سنو۔ جب وہ بول رہا ہو تو بیچ سے اس کی بات مت کاٹو۔ جہاں وہ بیٹھا ہو اس سے اونچی جگہ مت بیٹھو۔ اور اس کا نام لے کر مت پکارو۔ بلکہ اس سے رشتہ لگا کر بولو۔ نام بڑھا کر لیا کرو۔ جیسے خالو جان۔ پھوپی اماں۔ نانا جی۔ آپا جان اگر غصہ میں آ کر وہ تم کو کچھ برا بھلا کہیں تو تم ہرگز اس کا جواب مت دو۔ الٹ کر ان کو کچھ نہ کہو اس کا نام ادب ہے۔ اور یہ آدمی کے واسطے بہت ضروری ہے۔ فقط۔

محمد واجد حسین از فیض آباد

اگر کسی برابر والے کو خط لکھنا ہو تو اس کے لکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے اس کے مرتبہ کے موافق اس طرح القاب لکھو۔

القاب

عنایت فرمائے من سلامت۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ مشفقہ شفیقہ من سلامت السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ مہربان من سلامت۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ (پھر اس طرح آداب لکھو)

---

۱۵) ہر خط کے اخیر یا شروع میں تاریخ، مہینہ، اور سنہ بھی لکھنا ضروری ہے۔ بہت دفعہ اس کی ضرورت پڑتی ہے اور تاریخ نہ ہونے سے بہت دقت ہوتی ہے۔ مثلاً کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بیماری یا سفر یا کسی اور وجہ سے کئی خط جمع ہو گئے تو اب یہ نہیں معلوم ہو سکتا کہ کون پہلا ہے اور کون بعد کا ہے تاکہ ان کے موافق جواب لکھا جائے یا بعض باتیں وقتی ہوتی ہیں کہ ان کو جلد کرنا ضروری ہوتا ہے۔ جیسے کسی خط میں بلایا اور لکھا ہو کہ اگر ایک ہفتہ کے اندر اندر تم آ گئے تو میں یہاں ملوں گا اب اگر اس خط میں تاریخ نہیں ہے اور ہمارے پاس کئی خط جمع ہو گئے تو اب معلوم نہیں ہو گا کہ ہم کو اس وقت جانے سے وہ ملیں گے یا نہیں۔ اور بعض دفعہ کسی مقدمہ میں یا ویسے ہی گفتگو میں تاریخ کے ساتھ خط پیش کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ تاریخ نہ ہونے سے دقت ہوتی ہے۔ اور ڈاکخانہ کی مہر میں جو تاریخ پڑتی ہے تو اس میں اول تو یہ بات ہے کہ وہ تاریخ اس دن کی ہوتی ہے جس دن خط ڈاکخانہ سے چلا ہے اور کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ہم نے مثلاً آج خط ڈالا مگر ڈاک نکل چکی تھی تو یہ کل نکلے گا اور اس پر کل کی تاریخ پڑے گی اب اگر ہم نے آج خط میں لکھا تھا کہ ہم آج روانہ ہو کر پرسوں پہنچیں گے۔ اسٹیشن پر انتظام کر دیجئے تو وہاں سب باتیں ایک دن بعد سمجھی جائیں گی۔ اور دقت ہو گی۔ غرض بہت سی دقتیں ہوتی ہیں اور دوسری بات یہ ہے کہ بہت دفعہ مہر صاف نہیں پڑتی تو تاریخ نہیں پڑھی جاتی۔ تیسرے جو لوگ انگریزی جانتے ہیں مہر کی تاریخ وہی پڑھ سکتے ہیں اور سب نہیں پڑھ سکتے۔

۱۶) خط کے اخیر میں کبھی کبھی دوسروں کو سلام دعا لکھا جاتا ہے اور خیریت پوچھی جاتی ہے یہ بات بہت اچھی ہے اس سے ان سب کے دل میں یہ بات پیدا ہوتی ہے کہ دیکھو اتنے دور بیٹھے بھی ان کو ہمارا خیال ہے تو اس سے ان سب کو محبت پیدا ہوتی ہے۔ یہ خوش اخلاقی کی بات ہے ضرور کرنا چاہئے۔

۱۷) اگر خط بڑوں کو لکھا جائے تو ان کے خط میں یہ لکھنا کہ فلاں فلاں سے سلام کہہ دیجئے اور یوں کہہ دیجئے یہ بے ادبی اور گستاخی ہے ان پر حکم

بعد سلام مسنون کے عرض ہے۔ یا یوں لکھو۔ بعد سلام مسنون و شوق ملاقات کے عرض ہے۔ پھر خط کا مضمون لکھ دو اور یہ خیال رکھو کہ نہ تو اتنا بڑھا کر لکھو جس طرح کہ بڑوں کو لکھتے ہیں۔ اور نہ اتنا گھٹا کر لکھو جیسے کہ چھوٹوں کو لکھتے ہیں۔ بلکہ ہر بات میں برابری کا خیال رکھو۔

خط کا پتہ لکھنے کا طریقہ یہ ہے (۱)........... نمونہ کیلئے دو پتے لکھے جاتے ہیں:-

۱: بخدمت والا درجت معظم و محترم من جناب داروغہ وحید الزماں صاحب دام ظلکم العالی محلہ امین آباد۔ قریب مکان حکیم عبد الغنی صاحب نائب تحصیل دار۔ لکھنؤ۔

۲: بمطالعہ برخوردار سعادت اطوار منشی محمد سعید الدین سلمہ اللہ تعالیٰ در آید چوک بردوکان لیاقت حسین صاحب سادہ کار۔ فیض آباد۔

گنتی (۲)

نام	صورت	نام	صورت	نام	صورت	نام	صورت
ایک	۱	گیارہ	۱۱	اکیس	۲۱	اکتیس	۳۱
دو	۲	بارہ	۱۲	بائیس	۲۲	بتیس	۳۲
تین	۳	تیرہ	۱۳	تئیس	۲۳	تینتیس	۳۳
چار	۴	چودہ	۱۴	چوبیس	۲۴	چونتیس	۳۴
پانچ	۵	پندرہ	۱۵	پچیس	۲۵	پینتیس	۳۵
چھ	۶	سولہ	۱۶	چھبیس	۲۶	چھتیس	۳۶
سات	۷	سترہ	۱۷	ستائیس	۲۷	سینتیس	۳۷
آٹھ	۸	اٹھارہ	۱۸	اٹھائیس	۲۸	اڑتیس	۳۸
نو	۹	انیس	۱۹	انتیس	۲۹	انتالیس	۳۹
دس	۱۰	بیس	۲۰	تیس	۳۰	چالیس	۴۰

چلانا ہے۔ اچھا طریقہ یہ ہے کہ یوں لکھے کہ اگر فلاں صاحب خط دیکھیں تو سلام قبول کریں ہاں اگر ان سے بہت بے تکلفی ہو تو بہت ادب کے لفظوں میں لکھ دینے کا مضائقہ نہیں ہے، چھوٹوں یا برابر والے بے تکلف لوگوں کو لکھنے میں حرج نہیں ہے۔

(۱) ڈاک خانہ کے لوگ خط پر انگریزی میں پہنچنے کی جگہ کا نام لکھتے ہیں اس واسطے جس جگہ خط بھیجنا ہو اگر وہاں ڈاک خانہ ہو تو اس کے اور ضلع کے نام کے نیچے لکیر کھینچ دو۔ اگر وہاں ڈاک خانہ نہ ہو تو جہاں اس کا ڈاک خانہ ہے اس جگہ کے نام اور ضلع کے نام کے نیچے لکیر کھینچ دو۔ اور پتہ لکھنے کا بہت اچھا طریقہ یہ ہے کہ اول تو چھوٹے سے القاب کے ساتھ ان کا نام لکھ دو جن کے پاس خط جاتا ہے۔ پھر ان کا عہدہ۔ پھر دوسری سطر میں محلہ کا نام اور تیسری سطر میں ڈاک خانہ و ضلع کا نام اور اگر وہاں ڈاک خانہ نہیں ہے تو دوسری سطر میں اس جگہ کا بھی نام لکھا جائے اور تیسری سطر میں ڈاک خانہ و ضلع کا نام ہو۔ پھر اگر خط کسی دوسرے صوبہ میں لکھتا ہے تو ضلع کے بعد صوبہ کا نام بھی ہونا چاہئے اور اگر کسی دوسرے ملک میں خط لکھنا ہو تو سب سے اوپر ٹکٹ کی برابر میں ملک کا نام لکھ دیا جائے اور کارڈ اور لفافہ پر پتہ ایک ہی طرح لکھا جاتا ہے۔

(۲) بچوں کو یہ باتیں سمجھادی جائیں کہ اردو میں اس علامت (۰) کو صفر کہتے ہیں۔ صفر کے معنی خالی کے ہیں۔ گنتی اس طرح یاد کرو صفر۔ ایک دو...... اخیر تک ایک سے نو تک اکائیاں کہلاتی ہیں۔ اکائی کے معنی اکیلی چیز کے ہیں۔ اکائی نو ہی ہوتی ہیں۔ دس اکائیں کی ایک دہائی ہوتی ہے۔ دہائیں بھی نو ہی ہوتی ہیں۔ دو دہائیوں کا ایک سیکڑہ ہوتا ہے۔ اکائی کے داہنی طرف ایک صفر دینے سے دہائی ہو جاتی ہے۔ جیسے (۱۰، ۲۰، ۳۰، ۴۰) اور دو صفر دینے سے سینکڑہ ہو جاتا ہے۔ جیسے (۱۰۰، ۲۰۰، ۳۰۰) جس ہندسے کی داہنی جانب صفر رکھدیا جائے اتنی ہی دہائیں بن جائیں گی۔ ایک صفر پر دہائی (۸۰) دو پر سینکڑہ (۱۰۰) تین پر ہزار (۱۰۰۰) ہو جاتا ہے۔ اسی طرح دس ہزار، لاکھ، دس لاکھ، کروڑ، دس کروڑ، سب کو سمجھ لیں۔

اکتالیس	۴۱	چھپن	۵۶	اکہتر	۷۱	چھیاسی	۸۶
بیالیس	۴۲	ستاون	۵۷	بہتر	۷۲	ستاسی	۸۷
تینتالیس	۴۳	اٹھاون	۵۸	تہتر	۷۳	اٹھاسی	۸۸
چوالیس	۴۴	انسٹھ	۵۹	چوہتر	۷۴	نواسی	۸۹
پینتالیس	۴۵	ساٹھ	۶۰	پچھتر	۷۵	نوے	۹۰
چھیالیس	۴۶	اکسٹھ	۶۱	چھہتر	۷۶	اکانوے	۹۱
سینتالیس	۴۷	باسٹھ	۶۲	ستتر	۷۷	بانوے	۹۲
اڑتالیس	۴۸	تریسٹھ	۶۳	اٹھتر	۷۸	ترانوے	۹۳
انچاس	۴۹	چونسٹھ	۶۴	اناسی	۷۹	چورانوے	۹۴
پچاس	۵۰	پینسٹھ	۶۵	اسی	۸۰	پچانوے	۹۵
اکاون	۵۱	چھیاسٹھ	۶۶	اکیاسی	۸۱	چھیانوے	۹۶
باون	۵۲	سڑسٹھ	۶۷	بیاسی	۸۲	ستانوے	۹۷
ترپن	۵۳	اڑسٹھ	۶۸	تراسی	۸۳	اٹھانوے	۹۸
چون	۵۴	انہتر	۶۹	چوراسی	۸۴	ننانوے	۹۹
پچپن	۵۵	ستر	۷۰	پچاسی	۸۵	سو	۱۰۰

سچی کہانیاں

پہلی کہانی .... ۱؎ جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی شخص کسی جنگل میں تھا یکایک اس نے ایک بدلی میں یہ آواز سنی کہ فلاں شخص کے باغ کو پانی دے۔ اس آواز کے ساتھ وہ بدلی چلی اور ایک سنگستان میں خوب پانی برسا اور تمام پانی ایک نالہ میں جمع ہو کر چلا۔ یہ شخص اس پانی کے پیچھے ہو لیا دیکھتا کیا ہے کہ ایک شخص اپنے باغ میں کھڑا ہوا بیلچہ سے پانی پھیر رہا ہے۔ اس نے اس باغ والے سے پوچھا کہ اے بندہ خدا تیرا کیا نام ہے۔ اس نے وہی نام بتایا جو اس نے بدلی میں سنا تھا۔ پھر باغ والے نے اس سے پوچھا کہ اے بندہ خدا تو میرا نام کیوں دریافت کرتا ہے اس نے کہا کہ میں نے اس بدلی میں جس کا یہ پانی ہے ایک آواز سنی کہ تیرا نام لے کر کہا کہ اس کے باغ کو پانی دے تو اس میں

۱؎ عن ابی ہریرۃؓ عن النبی صلی اللّٰہ علیہ و سلم قال بینا رجل بفلاۃ من الارض فسمع صوتافی سحابۃ اسق حدیقۃ فلان فتنحی ذلک السحاب فافرغ ماء ہ فی حرۃ فاذا شرجۃ من تلک الشراج قد استوعبت ذلک الماء کلہ فتتبع الماء فاذا رجل قائم فی حدیقتہ یحول الماء بمسحاتہ فقال لہ یا عبداللّٰہ ما اسمک قال فلان الاسم الذی سمع فی السحابۃ فقال لہ یا عبداللّٰہ لم تسألنی عن اسمی فقال انی سمعت صوتافی السحاب الذی ھذا ماؤہ ویقول اسق حدیقۃ فلان لا سمک فما تصنع فیہا قال اما اذا قلت ھذا فانی انظر الی مایخرج منہا فأتصدق بثلثہ واکل انا وعیالی ثلثا وارد فیہا ثلثہ (رواہ مسلم مشکوۃ ١.٢ ص ١٦٤)

کیا عمل کرتا ہے کہ اس قدر مقبول ہے۔اس نے کہا، جب تو نے پوچھا تو مجھ کو کہنا ہی پڑا میں اس کی کل پیداوار کو دیکھتا ہوں،اس میں سے ایک تہائی خیرات کر دیتا ہوں،ایک تہائی اپنے لئے اور بال بچوں کے لئے رکھ لیتا ہوں،اور ایک تہائی پھر اسی باغ میں لگا دیتا ہوں۔

فائدہ .... سبحان اللہ کیا خدا کی رحمت ہے کہ جو اس کی اطاعت کرتا ہے اس کے کام غیب سے اس طرح سرانجام ہو جاتے ہیں کہ اس کو خبر بھی نہیں ہوتی۔بے شک سچ ہے جو اللہ کا ہو گیا اس کا اللہ ہو گیا۔

دوسری کہانی ....[۱] رسول اللہ ﷺ نے ایک مرتبہ فرمایا کہ بنی اسرائیل میں تین آدمی تھے۔ایک کوڑھی دوسرا گنجا۔ تیسرا اندھا۔خداوند تعالیٰ نے ان کو آزمانا چاہا اور انکے پاس ایک فرشتہ بھیجا۔پہلے وہ کوڑھی کے پاس آیا اور پوچھا تجھ کو کیا چیز پیاری ہے۔اس نے کہا مجھے اچھی رنگت اور خوبصورت کھال مل جاوے اور یہ بلا جاتی رہے جس سے لوگ مجھ کو اپنے پاس بیٹھنے نہیں دیتے اور گھن کرتے ہیں اس فرشتہ نے اپنا ہاتھ اس کے بدن پر پھیر دیا۔اسی وقت چنگا ہو گیا اور اچھی کھال اور خوبصورت رنگت نکل آئی۔پھر پوچھا تجھ کو کون سے مال سے زیادہ رغبت ہے اس نے کہا اونٹ سے۔پس ایک گابھن اونٹنی بھی اس کو دے دی اور کہا اللہ تعالیٰ اس میں برکت دے۔پھر گنجے کے پاس آیا اور پوچھا۔تجھ کو کون سی چیز پیاری ہے۔کہا میرے بال اچھے نکل آئیں اور یہ بلا مجھ سے جاتی رہے کہ لوگ جس سے گھن کرتے ہیں۔فرشتے نے اپنا ہاتھ اس کے سر پر پھیر دیا،فوراً اچھا ہو گیا اور اچھے بال نکل آئے۔پھر پوچھا تجھ کو کون سا مال پسند ہے۔اس نے کہا گائے۔پس اس کو ایک گابھن گائے دے دی اور کہا اللہ تعالیٰ اس میں برکت بخشے۔پھر اندھے کے پاس آیا اور پوچھا۔تجھ کو کیا چیز چاہئے۔کہا اللہ تعالیٰ میری نگاہ درست کر دے کہ سب آدمیوں کو دیکھوں۔اس فرشتے نے آنکھوں پر ہاتھ پھیر دیا۔اللہ تعالیٰ نے اس کی نگاہ درست کر دی۔پھر پوچھا۔تجھ کو کیا مال پیارا ہے کہا، بکری۔پس اس کو ایک گابھن بکری دے دی۔تینوں کے جانوروں نے بچے دیئے۔تھوڑے دنوں میں اس کے اونٹوں سے جنگل بھر گیا اور اسکی گایوں سے اور اس کی بکریوں سے۔پھر وہ فرشتہ خدا کے حکم سے اسی پہلی صورت میں کوڑھی کے پاس آیا اور کہا کہ میں ایک مسکین آدمی ہوں میرے سفر کا سب سامان چک (ختم) گیا۔آج میرے پہنچنے کا کوئی وسیلہ نہیں سوائے خدا کے اور پھر تیرا۔میں اس اللہ کی نام پر جس نے تجھ کو اچھی رنگت اور عمدہ کھال عنایت فرمائی،تجھ سے ایک اونٹ مانگتا ہوں کہ اس پر سوار ہو کر اپنے گھر پہنچ جاؤں۔وہ بولا یہاں سے چل دور ہو۔مجھے اور بہت سے حقوق ادا کرنے ہیں۔تیرے دینے کی اس میں گنجائش نہیں۔فرشتہ نے کہا شاید[۲]

۱: عن ابی ھریرۃ انہ سمع النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول ان ثلثۃ من بنی اسرائیل ابرص و اقرع واعمیٰ فاراداللّٰہ ان یبتلیھم فبعث الیھم ملکا فاتی الا برص فقال ای شیئ احب الیک قال لون حسن و جلد حسن ویذھب عنی الذی قد قذر نی الناس قال فمسحہ فذھب عنہ قذرہ واعطی لو نا حسناً و جلداً حسنا قال فای المال احب الیک قال الا بل او قال البقر شک اسحق الا ان الا برص والا قرع قال احد ھما الا بل وقال الا خرالبقر قال فاعطی ناقۃ عشر اء فقال بارک اللّٰہ لک فیھا قال فاتی الا قرع فقال ای شئی احب الیک قال شعر حسن و یذھب عنی ھذا الذی قد قذرنی الناس قال فمسحہ فذھب عنہ قال واعطی شعراً حسنا قال فای المال احب الیک قال البقر فاعطی بقرۃ حاملا قال بارک اللّٰہ لک فیھا قال فاتی الاعمی۔فقال ای شی احب الیک قال ان یرداللّٰہ الی بصری فابصر بہ الناس قال فمسحہ فرد اللّٰہ الیہ بصرہ قال فای المال احب الیک قال الغنم فاعطی شاۃ والدافانتج ھذان وولد ھذا فکان لھذا واد من الابل ولھذا واد من البقر ولھذا واد من الغنم قال ثم انہ اتی الابرص فی صورتہ وھیئتہ فقال رجل مسکین قد انقطعت بی الحبال فی سفری فلا بلاغ فی الیوم الا باللّٰہ ثم بک اسئلک بالذی اعطاک اللون الحسن والجلد الحسن والمال بعیراً اتبلغ بہ فی سفری فقال الحقوق کثیرۃ فقال انی کانی اعرفک الم تکن ابرص یقذرک الناس فقیرا فاعطاک اللّٰہ مالا فقال انما ورثت ھذا المال کابراً عن کابر فقال ان کنت کاذباً فصیرک اللّٰہ الی ماکنت قال واتی الاقرع فی صورتہ فقال مثل ماقال لھذا وردعلیہ مثل مارد علی ھذافقال ان کنت کاذباً فصیرک اللّٰہ الی ماکنت قال واتی الاعمی فی صورتہ وھیئتہ فقال رجل مسکین وابن سبیل انقطعت بی الحبال فی سفری فلا بلاغ لی الیوم الا باللّٰہ ثم بک اسئلک بالذی رد علیک بصرک شاۃاتبلغ بھا فی سفری فقال قد کنت اعمیٰ فرد اللّٰہ الی بصری فخذ ماشئت ودع ماشئت فواللّٰہ لااجھدک الیوم بشئی اخذتہ للّٰہ فقال امسک مالک فانما ابتلیتم فقد رضی عنک و سخط علی صاحبیک – (متفق علیہ ۱۲ مشکوٰۃ ص ۱۶۶)

۲: فرشتہ کو اس کا حال یقیناً معلوم تھا مگر پھر بھی شاید کہا تاکہ وہ شخص فوراً انکار نہ کر بیٹھے سمجھ کر جواب دے۔ ۱۲ محشی

تجھ کو تو میں پہچانتا ہوں۔ کیا تو کوڑھی نہیں تھا کہ لوگ تجھ سے گھن کرتے تھے اور کیا تو مفلس نہ تھا پھر تجھ کو خدا نے اس قدر مال عنایت فرمایا۔ اس نے کہا واہ کیا خوب۔ یہ مال تو میری کئی پشتوں سے باپ دادا کے وقت سے چلا آتا ہے۔ فرشتہ نے کہا۔ اگر تو جھوٹا ہو تو خدا تجھ کو ویسا ہی کر دے جیسا پہلے تھا۔ پھر گنجے کے پاس اسی پہلی صورت میں آیا اور اسی طرح اس سے بھی سوال کیا اور اس نے بھی ویسا ہی جواب دیا۔ فرشتہ نے کہا، اگر تو جھوٹا ہو تو خدا تجھ کو ویسا ہی کر دے جیسا پہلے تھا۔ پھر اندھے کے پاس اسی پہلی صورت میں آیا، اور کہا میں مسافر ہوں بے سامان ہو گیا ہوں آج بجز خدا کے اور پھر تیرے کوئی میرا وسیلہ نہیں ہے۔ میں اس کے نام پر جس نے دوبارہ تجھ کو نگاہ بخشی تجھ سے ایک بکری مانگتا ہوں کہ اس سے اپنی کارروائی کر کے سفر پورا کروں۔ اس نے کہا بے شک میں اندھا تھا۔ خداوند تعالیٰ نے محض اپنی رحمت سے مجھ کو نگاہ بخشی، جتنا تیرا جی چاہے لے جا اور جتنا چاہے چھوڑ جا۔ خدا کی قسم کسی چیز سے میں تجھ کو منع نہیں کرتا۔ فرشتے نے کہا کہ تو اپنا مال اپنے پاس رکھ مجھ کو کچھ نہیں چاہئے۔ فقط تم تینوں کی آزمائش منظور تھی سو ہو چکی۔ خدا تجھ سے راضی ہوا اور ان دونوں سے ناراض۔

فائدہ .... خیال کرنا چاہئے کہ ان دونوں کو ناشکری کا کیا نتیجہ ملا کہ تمام نعمت چھن گئی اور جیسے تھے ویسے ہی رہ گئے اور خدا ان سے ناراض ہوا۔ دنیا اور آخرت دونوں میں نامراد رہے۔ اور اس شخص کو شکر کی وجہ سے کیا عوض ملا کہ نعمت بحال رہی اور خدا اس سے خوش ہوا اور وہ دنیا اور آخرت دونوں میں شاد و بامراد ہوا۔

تیسری کہانی .... [1] ایک بار حضرت ام سلمہ [2] رضی اللہ عنہا کے پاس کہیں سے کچھ گوشت آیا۔ اور جناب رسول خدا ﷺ کو گوشت بہت اچھا لگتا تھا۔ اس لئے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے خادمہ سے فرمایا کہ یہ گوشت طاق میں رکھ دے شاید حضرت نوش فرماویں، اس نے طاق میں رکھ دیا۔ اتنے میں ایک سائل آیا اور دروازے پر کھڑے ہو کر آواز دی، کچھ اللہ کے نام پر خدا برکت کرے۔ گھر میں سے جواب دیا۔ خدا تجھ کو بھی برکت دے۔ [3] اس لفظ سے یہ اشارہ ہے کہ کوئی چیز دینے کی موجود نہیں ہے۔ وہ سائل چلا گیا۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا اے ام سلمہ تمہارے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے۔ انہوں نے کہا ہاں ہے۔ اور خادمہ سے کہا جا وہ گوشت آپ کے واسطے لے آ۔ وہ گوشت لینے گئی، دیکھتی کیا ہے کہ وہاں گوشت کا نام بھی نہیں ہے فقط ایک (سفید) پتھر کا ٹکڑا رکھا ہے۔ آپ نے فرمایا چونکہ تم نے سائل کو نہ دیا تھا اس لئے وہ گوشت پتھر بن گیا۔

فائدہ .... غور کیجئے کہ خدا کے نام پر نہ دینے کی یہ نحوست ہوئی کہ اس گوشت کی صورت بگڑ گئی۔ اور پتھر بن گیا۔ اسی طرح جو شخص سائل سے بہانہ کر کے خود کھاتا ہے وہ پتھر کھا رہا ہے جس کا یہ اثر ہے کہ سنگ دلی اور دل کی سختی بڑھتی چلی جاتی ہے چونکہ حضرت ﷺ کے گھر والوں کے ساتھ خداوند کریم کی بڑی عنایت اور رحمت ہے اس لئے اس گوشت کی صورت کھلی نگاہوں میں بدلی تاکہ اس کے استعمال سے محفوظ رہیں۔

چوتھی کہانی .... [4] جناب رسول اللہ ﷺ کی عادت شریف تھی کہ فجر کی نماز پڑھ کر اپنے یار و اصحاب [5] کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کرتے تھے کہ تم میں سے رات کو کسی نے کوئی خواب تو نہیں دیکھا، اگر کوئی دیکھتا تو عرض کر دیا کرتا تھا۔ آپ کچھ تعبیر ارشاد فرمادیا

۱: عن مولی لعثمٰن قال اهدی لا م سلمة بضعة من لحم و كان النبی صلی الله علیه و سلم یعجبه اللحم فقالت للخادم ضعیه فی البیت لعل النبی صلی الله علیه و سلم یا كله فوضعته فی كوة البیت و جاء سائل فقام علی الباب فقال تصد قوا بارك الله فیكم فقالوا بارك الله فیك فذهب السائل فد خل النبی صلی الله علیه و سلم فقال یا ام سلمة هل عند كم شیئ اطعمه فقالت نعم قالت للخادم اذهبی فاتی رسول الله صلی الله علیه و سلم بذلك اللحم فذهبت فلم تجد فی الكوة الا قطعة مروة فقال النبی صلی الله علیه و سلم فان ذلك اللحم عاد مروة لما لم تعطوه السائل (رواه البیهقی فی دلائل النبوة۔ مشكوٰة ۱۲ ص ۱٦٦)

۲: یہ رسول اللہ ﷺ کی بیویوں میں سے ایک بیوی ہیں۔ ان کا سن ۵۹ھ میں چوراسی سال کی عمر میں انتقال ہوا اور بقیع میں دفن کی گئیں ۱۲۔

۳: صاف منع کرنا اچھا نہیں معلوم ہوا اس لئے اشارہ سے منع کیا اور بجائے کچھ دینے کے دعا دی۔ یہ طریقہ منع کرنے کا بہت عمدہ ہے ۱۲۔

۴: عن سمرة بن جندب قال كان النبی صلی الله علیه و سلم اذا صلی اقبل علینا بو جهه فقال من رای منكم اللیلة رؤیا قال..... (جاری ہے)

کرتے تھے۔ عادت کے موافق ایک بار سب سے پوچھا کہ کسی نے کوئی خواب دیکھا ہے۔ سب نے عرض کیا کہ کوئی نہیں دیکھا۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے آج رات ایک خواب دیکھا ہے کہ دو شخص میرے پاس آئے اور میرا ہاتھ پکڑ کر مجھ کو ایک زمین مقدس کی طرف لے چلے۔ دیکھتا کیا ہوں کہ ایک شخص بیٹھا ہوا ہے اور دوسرا کھڑا ہے اور اس کے ہاتھ میں لوہے کا زنبور[1] ہے۔ اس بیٹھے ہوئے کے کلے کو اس سے چیر رہا ہے یہاں تک کہ گدی تک جا پہنچتا ہے۔ پھر دوسرے کلے کے ساتھ بھی یہی معاملہ کر رہا ہے اور پھر وہ کلا اس کا درست ہو جاتا ہے۔ پھر اس کے ساتھ ایسا ہی کرتا ہے۔ میں نے پوچھا یہ کیا بات ہے وہ دونوں شخص بولے آگے چلو۔ ہم آگے چلے یہاں تک کہ ایک ایسے شخص پر گذر ہوا جو لیٹا ہوا ہے اور اس کے سر پر ایک شخص ہاتھ میں بڑا بھاری پتھر لئے کھڑا ہے۔ اس سے اس کا سر نہایت زور سے پھوڑتا ہے۔ جب وہ پتھر اس کے سر پر دے مارتا ہے پتھر لڑھک کر دور جا گرتا ہے۔ جب وہ اس کے اٹھانے کے لئے جاتا ہے تو اب تک لوٹ کر اس کے پاس نہیں آنے پاتا کہ اس کا سر پھر اچھا خاصا جیسا تھا ویسا ہی ہو جاتا ہے۔ اور وہ پھر اس کو اسی طرح پھوڑتا ہے۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے وہ دونوں بولے آگے چلو۔ ہم آگے چلے۔ یہاں تک کہ ہم ایک غار پر پہنچے جو مثل تنور کے تھا نیچے سے فراخ تھا اور اوپر سے تنگ۔ اس میں آگ جل رہی ہے اور اس میں بہت سے ننگے مرد اور عورت بھرے ہوئے ہیں جس وقت وہ آگ اوپر کو اٹھتی ہے اس کے ساتھ وہ سب اٹھ آتے ہیں یہاں تک کہ قریب نکلنے کے ہو جاتے ہیں۔ پھر جس وقت بیٹھتی ہے وہ بھی نیچے چلے جاتے ہیں۔ میں نے پوچھا یہ کیا وہ دونوں بولے آگے چلو ہم آگے چلے۔ یہاں تک کہ ایک خون کی نہر پر پہنچے۔ اس کے بیچ میں ایک شخص کھڑا ہے اور نہر کے کنارے پر ایک شخص کھڑا ہے اور اس کے سامنے بہت سے پتھر پڑے ہیں۔ وہ نہر کے اندر والا شخص نہر کے کنارہ کی طرف آتا ہے جس وقت نکلنا چاہتا ہے کنارہ والا اس شخص کے منہ پر ایک پتھر اس زور سے مارتا ہے کہ پھر اپنی پہلی جگہ جا پہنچتا ہے۔ پھر جب کبھی وہ نکلنا چاہتا ہے اسی طرح پتھر مار کر اس

(الاثر ح ح) فان رای احد قصها فیقول ماشاء اللّٰه فسالنا یوما فقال هل رای منکم احد رؤیا قلنا لاقال لکنی رایت اللیلة رجلین اتیانی فاخذ ابیدی فاخرجانی الی ارض مقدسة فاذا رجل جالس و رجل قائم بیده کلوب من حدید یدخله فی شدقه فیشقه حتی یبلغ قفاه ثم یفعل بشدقه الاخر مثل ذلك ویلتئم شدقه هذا فیعود فیصنع مثله قلت ماهذا قالا انطلق فانطلقنا حتی اتینا علی رجل مضطجع علی قفاه ورجل قائم علی راسه بفهر او صخرة یشدخ به راسه فاذا ضربه تدهده الحجر فانطلق الیه لیا خذه فلا یرجع الی هذا حتی یلتئم راسه وعاد راسه کما کان فعاد الیه فضربه فقلت ماهذا قالا انطلق فانطلقنا حتی اتینا الی ثقب مثل التنور اعلاه ضیق واسفله واسع تتوقد تحته نار فاذا ارتفت ارتفعوا حتی کادان یخرجوا منها واذا خمدت رجعوا فیها وفیها رجال ونساء عراة فقلت ماهذا قالا انطلق فانطلقنا حتی اتینا علی نهر من دم فیه رجل قائم علی وسط النهر وعلی شط النهر رجل بین یدیه حجارة فاقبل الرجل الذی فی النهر فاذا اراد ان یخرج رمی الرجل بحجر فی فیه فرده حیث کان فجعل کلما جاء لیخرج رمی فی فیه بحجر فیرجع کما کان فقلت ماهذا قالا انطلق فانطلقنا حتی انتهینا الی روضة خضراء فیها شجرة عظیمة وفی اصلها شیخ وصبیان واذا رجل قریب من الشجرة بین یدیه نار یوقدها فصعدا بی الشجرة فادخلانی دارا وسط الشجرة لم ارقط احسن منها فیها رجال شیوخ و شباب و نساء وصبیان ثم اخرجانی منها فصعدا بی الشجرة فادخلانی دارا هی احسن وافضل منها فیها شیوخ و شباب فقلت لهما انکما قد طوفتما بی اللیلة فاخبرانی عما رایت قالا نعم اما الرجل الذی رایته یشق شدقه فکذاب یحدث بالکذبة فتحمل عنه حتی تبلغ الآفاق فیصنع به ما تری الی یوم القیٰمة والذی رایته یشدخ راسه فرجل علمه اللّٰه القرآن فنام عنه باللیل ولم یعمل بما فیه بالنهار یفعل به ما رایت الی یوم القیمة والذی رایته فی الثقب فهم الزناة والذی رایته فی النهر اکل الربوا والشیخ الذی رایته فی اصل الشجرة ابراهیم والصبیان حوله فاولاد الناس والذی یوقد النار مالك خازن النار والدار الاولی التی دخلت دار عامة المؤمنین واما هذه الدار فدار الشهداء وانا جبرئیل وهذا میکائیل فارفع راسك فرفعت راسی فاذا فوقی مثل السحاب وفی روایة مثل الربابة البیضاء قالا ذاك منزلك قلت دعانی ادخل منزلی قالا انه بقی لك عمر لم تستکمله فلو استکملته اتیت منزلك ۔ (رواه البخاری ۔ مشکوٰة ۱۲ ص ۳۹٦)

۵: اصحاب رسول وہ لوگ ہیں جنہوں نے حالت اسلام میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا اور مسلمان ہی مرے۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

[1]: زنبور وہ چمٹا جس کے اگلے سرے مڑے ہوئے ہوں ۱۲ منہ۔

کو ہٹا دیتا ہے۔ میں نے پوچھا یہ کیا ہے۔ وہ دونوں بولے آگے چلو۔ ہم آگے چلے یہاں تک کہ ایک ہرے بھرے باغ میں پہنچے اس میں ایک بڑا درخت ہے اور اسکے نیچے ایک بوڑھا آدمی اور بہت سے بچے بیٹھے ہیں اور درخت کے قریب ایک اور شخص بیٹھا ہوا ہے اس کے سامنے آگ جل رہی ہے وہ اس کو دھونک رہا ہے۔ پھر وہ دونوں مجھ کو چڑھا کر درخت کے اوپر لے گئے اور ایک گھر درخت کے بیچ میں نہایت عمدہ بن رہا تھا اس میں لے گئے میں نے ایسا گھر کبھی نہیں دیکھا۔ اس میں مرد بوڑھے جوان عورتیں اور بچے بہت سے تھے۔ پھر اس سے باہر لا کر اور اوپر لے گئے۔ وہاں ایک گھر پہلے گھر سے بھی عمدہ تھا اس میں لے گئے۔ اس میں بوڑھے اور جوان تھے میں نے ان دونوں شخصوں سے کہا کہ تم نے مجھ کو تمام رات پھرایا اب بتاؤ کہ یہ سب کیا اسرار تھے۔ انہوں نے کہا کہ وہ شخص جو تم نے دیکھا تھا کہ اس کے کلے چیرے جاتے تھے وہ شخص جھوٹا ہے کہ جھوٹی باتیں کہا کرتا تھا اور وہ باتیں تمام جہاں میں مشہور ہو جاتی تھیں اس کے ساتھ قیامت تک یوں ہی کرتے رہیں گے اور جس کا سر پھوڑتے ہوئے دیکھا۔ وہ وہ شخص ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو علم قرآن دیا۔ رات کو اس سے غافل ہو کر سو رہا اور دن کو اس پر عمل نہ کیا۔ قیامت تک اس کے ساتھ یہی معاملہ رہے گا۔ اور جن کو تم نے آگ کے غار میں دیکھا وہ زنا کرنے والے لوگ ہیں۔ اور جس کو خون کی نہر میں دیکھا وہ سود کھانے والا ہے اور درخت کے نیچے جو بوڑھے شخص تھے وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں۔ اور ان کے گرد اگرد جو بچے دیکھے وہ لوگوں کی نابالغ اولاد ہے۔ اور جو آگ دھونک رہا تھا وہ مالک[1] داروغہ دوزخ کا ہے۔ اور پہلا گھر جس میں آپ داخل ہوئے وہ عام مسلمانوں کا ہے اور یہ دوسرا گھر شہیدوں کا ہے۔ اور میں جبرائیل[2] ہوں اور یہ میکائیل ہیں۔ پھر بولے سر اوپر اٹھاؤ۔ میں نے سر اٹھایا تو میرے اوپر ایک سفید بادل نظر آیا۔ بولے کہ یہ تمہارا گھر ہے میں نے کہا مجھ کو چھوڑو میں اپنے گھر میں داخل ہوں۔ بولے ابھی تمہاری عمر باقی ہے پوری نہیں ہوئی۔ اگر پوری ہو چکتی تو ابھی چلے جاتے۔

فائدہ...... جاننا چاہئے کہ خواب انبیاء کا وحی ہوتا ہے۔ یہ تمام واقعے سچے ہیں۔ اس حدیث سے کئی چیزوں کا حال معلوم ہوا (۱) اول جھوٹ کا کہ کیسی سخت سزا ہے۔ (۲) دوسرے عالم بے عمل کا (۳) تیسرے زنا کا (۴) چوتھے سود کا۔ خدا سب مسلمانوں کو ان کاموں سے محفوظ رکھے۔

عقیدوں کا بیان

عقیدہ-۱[1] تمام عالم[3] پہلے بالکل ناپید تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ کے پیدا کرنے سے موجود ہوا۔

عقیدہ-۲ [2] اللہ ایک ہے وہ کسی کا محتاج نہیں نہ اس نے کسی کو جنا نہ وہ کسی سے جنا گیا نہ اس کی کوئی بی بی ہے۔ کوئی اس کے مقابل کا نہیں۔

عقیدہ-۳ وہ [3] ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔

۱: ذلکم اللّٰہ ربکم خالق کل شئی (سورہ مؤمن رکوع ۷ جزو ۲۴) وخلق کل شئی (سورہ انعام رکوع ۱۲ جزو ۷) وفی الیواقیت والجواہر عن الشیخ محی الدین والحق الذی نقول بہ ان العالم کلہ حادث وان تعلق بہ العلم القدیم ۱۲۔ (ص ۴۹ ج ۱)

۲: قل ہو اللّٰہ احد اللّٰہ الصمد لم یلد ولم یولد ولم یکن لہ کفواً احد ج ۳۰ عن الشیخ لا یجوز ان یقال ان الحق تعالیٰ مفتقر فی ظہور اسمائہ وصفاتہ الی وجود العالم لا نہ لہ الغناء علی الا طلاق ۱۲ ص ۷۵ ج ۱۔

۳: ہو الا ول والا خر۔ (سورہ حدید رکوع ا ج ۲۷) کل من علیہا فان ویبقی وجہ ربك ذو الجلال والا کرام ۔ (سورہ رحمن رکوع ا ج ۲۷۔ ۱۲)

(۱) مالک داروغہ دوزخ کا نام ہے ۱۲۔

(۲) جبرائیل اس فرشتہ کا نام ہے جو انبیاء پر وحی لاتا تھا۔ اور میکائیل وہ فرشتہ ہے جس کے متعلق روزی کا کام ہے ۱۲

(۳) کسی چیز کو حق سمجھ کر دل سے سچ جاننا۔

(۴) عالم یعنی جہان۔

عقیدہ-۴ کوئی چیز اس کے مثل نہیں۔ وہ سب سے نرالا ہے[۱]

عقیدہ-۵ وہ زندہ ہے[۲]۔ ہر چیز پر اس کو قدرت ہے۔ کوئی چیز اس کے علم سے باہر نہیں۔ وہ سب کچھ دیکھتا ہے سنتا ہے۔ کلام فرماتا ہے لیکن اس کا کلام ہم لوگوں کے کلام کی طرح نہیں۔ جو چاہے کرتا ہے کوئی اس کی روک ٹوک کرنے والا نہیں۔ وہی پوجنے[(۱)] کے قابل ہے اس کا کوئی ساجھی نہیں۔ اپنے بندوں پر مہربان ہے۔ بادشاہ ہے۔ سب عیبوں سے پاک ہے۔ وہی اپنے بندوں کو سب آفتوں سے بچاتا ہے۔ وہی عزت والا ہے۔ بڑائی والا ہے۔ ساری چیزوں کا پیدا کرنے والا ہے اس کا کوئی پیدا کرنے والا نہیں۔ گناہوں کا بخشنے والا ہے۔ زبردست ہے۔ بہت دینے والا ہے۔ روزی پہنچانے والا ہے جس کی روزی چاہے تنگ کر دے اور جس کی چاہے زیادہ کر دے۔ جس کو چاہے پست کر دے جس کو چاہے بلند کر دے۔ جس کو چاہے عزت دے جس کو چاہے ذلت دے۔ انصاف والا ہے۔ بڑے تحمل اور برداشت والا ہے۔ خدمت اور عبادت کی قدر[(۲)] کرنے والا ہے دعا کا قبول کرنے والا ہے۔ سمائی والا ہے۔ وہ سب پر حاکم ہے اس پر کوئی حاکم نہیں۔ اس کا کوئی کام حکمت سے خالی نہیں۔ وہ سب کا کام بنانے والا ہے۔ اسی نے سب کو پیدا کیا ہے۔ وہی قیامت میں پھر پیدا کرے گا۔ وہی جلاتا ہے۔ وہی مارتا ہے۔ اس کو نشانیوں اور صفتوں سے سب جانتے ہیں۔ اس کی ذات کی باریکی کو کوئی نہیں جان سکتا۔ گنہگاروں[۳] کی توبہ[(۳)] قبول کرتا ہے۔ جو سزا کے قابل ہیں ان کو سزا دیتا ہے۔ وہی ہدایت کرتا ہے جہاں میں جو کچھ ہوتا ہے اسی کے حکم سے ہوتا ہے۔ بے اس کے حکم کے ذرہ نہیں ہل سکتا۔ نہ وہ سوتا ہے[۴] نہ اونگھتا ہے۔ وہ تمام عالم کی حفاظت سے تھکتا نہیں۔ وہی سب چیزوں کو تھامے ہوئے ہے۔ اسی طرح تمام اچھی اور کمال کی صفتیں اس کو حاصل ہیں اور بری اور نقصان کی کوئی صفت اس میں نہیں نہ اس میں کوئی عیب ہے۔

عقیدہ-۶ اس کی سب صفتیں ہمیشہ سے ہیں اور ہمیشہ رہیں گی اور اس کی کوئی صفت کبھی جا نہیں سکتی۔[۵]

۱: ليس كمثله شئ ـ (سورہ شوریٰ رکوع ۲ ج ۲۵) في اليواقيت ص ۸۰ عن الشيخ اعلم ان الله تعالىٰ ليس بجوهر فيقدر له المكان ولا بعرض فيستحيل عليه البقاء ولا بجسم فيكون له الجهة والتلقاء فهو منزه عن الجهات والا قطار وفيه ايضا عنه فالحق تعالىٰ مباين لخلقه في سايرا لمراتب وهو من وراء معلومات جميع الخلق ۱۲ ـ (ص ۷۴)

۲: هو الحي (سورہ بقرہ رکوع ۳۴ ج ۳)، ان الله على كل شئ قدير ـ (سورہ بقرہ رکوع ۲ ج ۱)، وهو بكل شئ عليم (بقرہ رکوع ۳ ج ۱)، ان الله بكل شئ عليم (سورہ عنکبوت رکوع ۶ ج ۲۱)، وهو السميع البصير (شوریٰ رکوع ۱ ج ۲۵)، يريدون ان يبدلوا كلام الله (سورہ فتح رکوع ۲ ج ۲۶)، ولقد سبقت كلمتنا لعباد نا المرسلين (سورہ صٰفٰت ج ۲۳) وفي شرح العقايد ص ٤٤ وهو اى الله تعالىٰ متكلم بكلام هو صفة له ضرورة امتناع اثبات المشتق للشئ من غير قيام ماخذا لا شتقاق به وفيه والدليل على ثبوت صفة الكلام اجماع الا مة وتواتر النقل عن الانبياء عليهم السلام انه تعالىٰ متكلم مع القطع باستحالة التكلم من غير ثبوت صفة الكلام ـو فيه ليس من جنس الحروف والاصوات ضرورة انها اعراض حادثة مشروط حدوث بعضها بانقضاء البعض لان امتناع التكلم بالحرف الثاني بدون انقضاء الحرف الاول بديهي ان ربك فعال لما يريد (ہود رکوع ۹ ج ۱۲)، وما امروا الا ليعبدوا الله مخلصين له الدين حنفاء (سورۃ البینہ ج ۳۰)، الله لا اله الا هو الرحمن الرحيم الى اخر الا سماء التسعة والتسعين كما رواه الترمذى ص ۲۰۸ ج ۲ ـ محمدى ـ

۳: هو الذى يقبل التوبة عن عباده ـ (سورہ شوریٰ رکوع ۲ ج ۲۵)

٤: لا تاخذه سنة ولا نوم ـ (سورۃ البقرۃ رکوع ۳۴ ج ۳) ـ الحمد لله رب العٰلمين ـ (فاتحہ ۱ ـ ۱ ـ ۱۲)

٥: وله صفات ازلية قائمة بذاته ـ (شرح عقائد ص ۳۷) ـ

(۱) یعنی عبادت کیے جانے کے قابل ہے ۱۲۔

(۲) یعنی اس کا ثواب دینے والا ہے۔ ۱۲

(۳) توبہ سے یہ مراد ہے کہ گناہ ہو جانے پر اللہ میاں کے آگے شرمندہ ہو اور آئندہ کو پکا ارادہ کر لے کہ اب گناہ نہ کروں گی ۱۲۔

عقیدہ-۷ مخلوق[۱] کی صفتوں سے وہ پاک ہے۔ اور قرآن وحدیث میں بعضی جگہ جو ایسی باتوں کی خبر دی گئی ہے تو ان کے معنی اللہ کے حوالہ کریں کہ وہی اس کی حقیقت جانتا ہے۔ اور ہم بے کھود کرید کئے اسی طرح ایمان لاتے ہیں اور یقین کرتے ہیں کہ جو کچھ اس کا مطلب ہے وہ ٹھیک ہے اور حق ہے اور یہی بات بہتر ہے(۱)۔ یا اسکے کچھ مناسب معنے[۲] لگالیں جس سے وہ سمجھ میں آجاوے۔

عقیدہ-۸ عالم[۳] (دنیا) میں جو کچھ بھلا برا ہوتا ہے سب کو خدا تعالیٰ اس کے ہونے سے پہلے ہمیشہ سے جانتا ہے اور اپنے جاننے کے موافق اس کو پیدا کرتا ہے۔ تقدیر اسی کا نام ہے۔ اور بری چیزوں کے پیدا کرنے میں بہت بھید ہیں جن کو ہر ایک نہیں جانتا۔

عقیدہ-۹ بندوں[۴] کو اللہ تعالیٰ نے سمجھ اور ارادہ دیا ہے جس سے وہ گناہ اور ثواب کے کام اپنے اختیار سے کرتے ہیں۔ مگر بندوں کو کسی کام کے پیدا کرنے کی قدرت نہیں ہے۔ گناہ کے کام سے اللہ میاں ناراض اور ثواب کے کام سے خوش ہوتے ہیں۔

عقیدہ-۱۰ اللہ تعالیٰ[۵] نے بندوں کو ایسے کام کا حکم نہیں دیا جو بندوں سے نہ ہو سکے۔

عقیدہ-۱۱ کوئی چیز[۶] خدا کے ذمہ ضروری نہیں وہ جو کچھ مہربانی کرے اس کا فضل ہے۔

عقیدہ-۱۲ بہت[۷] سے پیغمبر اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے بندوں کو سیدھی راہ بتانے آئے اور وہ سب گناہوں سے پاک ہیں گنتی ان کی پوری طرح اللہ ہی کو معلوم ہے ان کی سچائی بتانے کو اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھوں ایسی نئی نئی اور مشکل مشکل(۲) باتیں ظاہر کیں جو اور

۱: سبحان ربك رب العزة عما يصفون۔ (صٰفّٰت رکوع ۵ ج ۲۳)، فلا تضربوا لله الا مثال (نحل رکوع ۱۰ ج ۱۴)، ليس كمثله شئى (شوریٰ رکوع ۲ ج ۲۵)، والراسخون فى العلم يقولون امنا به (آل عمران رکوع ۱ ج ۳)، فى اليواقيت عن الشيخ اعلم ان من الا دب عدم تاويل آيات الصفات ووجوب الا يمان بها مع عدم الكيف كما جاء ت الى ان قال وانا نو من بما جاء من عند رسول الله ونكل علم الكيف فى ذلك كله الى الله والى رسوله ۱۲ ۔ (ج ۱ ص ۱۲۴)

۲: فى النبراس شرح شرح العقايد النسفية وعلماء السنة بعد اجماعهم على ان معا نيها الظاهرة غيره مرادة ذهبوا مذهبين احدهما مذهب السلف وهو الا يمان بما اراد الله تعالىٰ وتفويض علمها اليه تعالىٰ مع التنزيه عن التجسيم والتشبيه وثانيهما مذهب الخلف تفسيرها بمايليق به تعالىٰ لاشتهار المذاهب الفاسدة فى زمانهم وتضليل المشبهة عوام المسلمين ففعلواذلك حفظا للدين اه قلت كذا فى التفسير المظهرى والجمل وغيرهما من كتب التفسير ۱۲۔

۳: انا كل شى خلقناه بقدر (سورۂ قمر رکوع ۳ ج ۲۷)، إن الله يعلم وانتم لا تعلمون۔ (نحل رکوع ۱ ج ۱۴)

٤: فمن شاء فليومن ومن شاء فليكفر (کہف رکوع ۴ ج ۵) و الله خلقكم وما تعملون۔ (صٰفّٰت رکوع ۳ ج ۲۳) ۔ ولا يرضى لعباده الكفروان تشكروا يرضه لكم۔ (سورۂ زمر رکوع ۱ ج ۲۳۔)

۵: لا يكلف الله نفسا الا وسعها (بقرہ رکوع ۴۰ ج ۳)

٦: لا يسأل عما يفعل ۔ (انبیاء رکوع ۲ ج ۱۷)، فعالٌ لمّا يريد ۔ (سورہ بروج ج ۳۰)

۷: ولقد ارسلنا رسلاً من قبلك منهم من قصصنا عليك ومنهم من لم نقصص عليك ۔ (مؤمن رکوع ۸ ج ۲۴) ۔ كل من الصالحين۔ (سورہ انعام رکوع ۱۰) ۔ فالقى عصاه فاذا هى ثعبان مبين ونزع يده فاذا هى بيضاء للنظرين ۔ (الاعراف رکوع ۱۳ ج ۹) ۔ انى اخلق لكم من الطين كهيئة الطير فانفخ فيه فيكون طيراً باذن الله ۔ وغيرهما من ايات المعجزات و ذكر هولاء الا نبياء باسمائهم فى سورة الانعام وسورة هود و سورة البقرة و سورة الاعراف و سورة ص و سورة الشعراء وغيرها فى القرآن فى مواضع متعددة وفى العقائد للنسفى وقد ارسل الله تعالى رسلاً من البشرالى البشر مبشرين ومنذرين ومبينين للناس فيما يحتاجون اليه من امور الدنيا والدين وايدهم بالمعجزات الناقضات للعادات واول الا نبياء ادم و اخرهم محمد عليهم السلام وقدروى بيان عددهم فى بعض الا حاديث والاولى ان لا يقتصر على عدد فى التسمية فقد قال الله تعالىٰ منهم من قصصنا عليك ومنهم من لم نقصص عليك ۱۲۔

(۱) جیسے کہ مثلاً قرآن میں آیا ہے کہ خدا کا ہاتھ۔ تو بہتر یہ ہے کہ اس کے معنی خدا ہی کے سپرد کرے۔ خود کچھ نہ کہے اور اگر کہے تو اس کے مناسب معنی کہہ لے جیسے قوت لیکن پھر بھی یہ نہ سمجھے کہ یقیناً یہی مراد ہے اس لئے کہ یہ انکل ہے پس یہ سمجھے کہ یا تو یہی مراد ہو گی یا اور کچھ۔ اور یہ کام بڑے مولوی کا ہے ہر شخص کو معنی مقرر کرنا جائز نہیں ۱۲۔

(۲) مثلاً جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے انگلی کے اشارہ سے چاند کے دو ٹکڑے کر دیئے تھے یا موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی اژدہا بن جاتی تھی اور ایسے بہت سے معجزے پیغمبروں سے صادر ہوئے ۱۲۔

لوگ نہیں کر سکتے۔ ایسی باتوں کو معجزہ کہتے ہیں۔ ان میں سب سے پہلے آدم علیہ السلام تھے اور سب کے بعد حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اور باقی درمیان میں ہوئے۔ ان میں بعضے بہت مشہور ہیں جیسے حضرت نوح علیہ السلام ابراہیم علیہ السلام اسحٰق علیہ السلام اسمٰعیل علیہ السلام یعقوب علیہ السلام یوسف علیہ السلام داؤد علیہ السلام سلیمان علیہ السلام ایوب علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام ہارون علیہ السلام زکریا علیہ السلام یحییٰ علیہ السلام عیسیٰ علیہ السلام الیاس علیہ السلام الیسع علیہ السلام یونس علیہ السلام لوط علیہ السلام ادریس علیہ السلام ذوالکفل علیہ السلام صالح علیہ السلام ہود علیہ السلام شعیب علیہ السلام۔

عقیدہ-۱۳ سب پیغمبروں کی گنتی اللہ تعالیٰ نے کسی کو نہیں بتائی۔

اس لئے یوں عقیدہ رکھے کہ اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے جتنے پیغمبر ہیں ہم ان سب پر ایمان [1] لاتے ہیں جو ہم کو معلوم ہیں ان پر بھی جو نہیں معلوم ان پر بھی۔

عقیدہ-۱۴ پیغمبروں میں بعضوں کا مرتبہ بعضوں سے بڑا ہے۔ سب سے زیادہ مرتبہ ہمارے پیغمبر محمد مصطفیٰ ﷺ کا ہے اور آپ کے بعد کوئی نیا [2] پیغمبر نہیں آسکتا۔ قیامت تک جتنے آدمی اور جن ہوں گے آپ سب کے پیغمبر ہیں۔

عقیدہ-۱۵ ہمارے پیغمبر ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے جاگتے میں جسم کے ساتھ مکہ سے بیت المقدس اور وہاں سے ساتوں آسمانوں پر اور وہاں سے جہاں تک اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا پہنچایا اور پھر مکہ میں پہنچادیا۔ اس کو معراج کہتے ہیں۔

عقیدہ-۱۶ اللہ تعالیٰ نے کچھ مخلوقات نور سے پیدا کر کے ان کو ہماری نظروں سے چھپادیا ہے۔ ان کو فرشتہ کہتے ہیں۔ بہت سے کام ان کے حوالے ہیں۔ وہ کبھی اللہ کے حکم کے خلاف کوئی کام نہیں کرتے۔ جس کام میں لگادیا ہے اس میں لگے ہیں۔ ان میں چار فرشتے بہت مشہور ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام، حضرت میکائیل علیہ السلام، حضرت اسرافیل علیہ السلام، حضرت عزرائیل [3] علیہ السلام۔

۱: (دیکھئے حاشیہ نمبر ۷ صفحہ نمبر ۴۷)

۲: تلك الرسل فضلنا بعضهم على بعض وفى شرح العقايد وافضل الا نبياء محمد عليه السلام لقوله تعالىٰ كنتم خيرامة اخرجت الا ية ولا شك ان خيرية الا مة بحسب كما لهم فى الدين وذلك تابع لكمال نبيهم الذى يتبعونه (ص ۱۰۲) ما كان محمد ابا احدمن رجالكم ولكن رسول الله وخاتم النبين ـ (سورة الاحزاب ركوع ۵ ج ۲۲)

۳: قال الله تعالىٰ تبارك الذى نزل الفرقان على عبده ليكون للعالمين نذيرا ـ (سورہ فرقان) واخرج السيوطى فى الخصائص ص۱۸۷ ج۲ برواية البخارى فى تاريخه والبزاروالبيهقى وابى نعيم عن ابن عباس رضى الله تعالىٰ عنه مر فوعا اوتيت خمسا الحديث وفيه بعثت انا الى الجن والانس ۱۲ـ وبرواية ابن سعد عن الحسن مرفوعا انا رسول من ادركت حياً ومن يولد بعدى وحكى السيوطى الاجماع على انه صلى الله عليه وسلم مبعوث الى الجن والا نس وقال البغوى فى تفسير سورة الاحقاف وفيه (اى فى قوله تعالىٰ واذ صرفنا اليك نفرا من الجن يستمعون القرآن) دليل على انه عليه السلام كان مبعوثا الى الانس والجن جميعا ۱۲ـ

٤: سبحن الذى اسرىٰ بعبده ليلا من المسجد الحرام الى المسجد الا قصى ـ (بنى اسرائيل ركوع ۱ ج ۱۵) ولقد راٰه نزلة اخرىٰ عند سدرة المنتهى ـ (والنجم ركو ع ۱ ج ۲۷) وفى العقائد للنسفى والمعراج لرسول الله عليه الصلوٰة والسلام فى اليقظة بشخصه الى السماء ثم الى ما شاء الله تعالىٰ من العلى حق ۱۲ـ (ص ۱۰٤ـ)

٥: عن عائشة رضى الله تعالىٰ عنها عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال خلقت الملئكة من نور و خلق الجان من مارج من نارو خلق ادم مما وصف لكم۔ (رواه مسلم) ، فالمدبرات (والنّزعات ركوع ۱ ج ۳۰) ـ لا يعصون الله ما امرهم ويفعلون ما يؤمرون۔ (تحريم ركو ع ۱ ج ۲۸)

(۱) ایمان کے معنی یقین کرنا۔ پس مطلب یہ ہے کہ ہم ان سب کو پیغمبر یقین کرتے ہیں اور خدا کا بھیجا ہوا مانتے ہیں ۱۲۔

(۲) نہ حقیقی نہ بروزی جو شخص آپ کے بعد نبوت کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے۔ جیسے اس زمانہ میں مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے بروزی نبی ہونے کا دعویٰ کیا ہے سو عالموں نے اس کو اور اس کے ماننے والوں کو کافر کہا ہے اور قادیانیوں سے نکاح بیاہ حرام ہے ۱۲۔

(۳) عزرائیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو روح قبض کرنے کا کام سپرد ہے ان کو ملک الموت بھی کہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ[1] نے کچھ مخلوق آگ سے بنائی ہے۔ وہ بھی ہم کو دکھائی نہیں دیتی۔ ان کو جن کہتے ہیں۔ ان میں[2] نیک و بد سب طرح کے ہوتے ہیں۔ ان کے اولاد بھی ہوتی ہے۔ ان سب میں زیادہ مشہور شریر ابلیس یعنی شیطان ہے۔

عقیدہ-۱۷ مسلمان[3] جب خوب عبادت کرتا ہے اور گناہوں سے بچتا ہے اور دنیا سے محبت نہیں رکھتا اور پیغمبر صاحب کی ہر طرح خوب تابعداری کرتا ہے تو وہ اللہ کا دوست اور پیارا ہو جاتا ہے۔ ایسے شخص کو ولی کہتے ہیں۔ اس شخص سے کبھی ایسی باتیں ہونے لگتی ہیں جو اور لوگوں سے نہیں ہو سکتیں۔ ان باتوں کو کرامت کہتے ہیں۔

عقیدہ-۱۸ ولی[4] کتنے ہی بڑے درجہ کو پہنچ جاوے مگر نبی کے برابر نہیں ہو سکتا۔

عقیدہ-۱۹ خدا[5] کا کیسا ہی پیارا ہو جاوے مگر جب تک ہوش و حواس باقی ہوں شرع کا پابند رہنا فرض ہے۔ نماز روزہ اور کوئی عبادت معاف نہیں ہوتی۔ جو گناہ کی باتیں ہیں وہ اس کے لئے درست نہیں ہو جاتیں۔

عقیدہ-۲۰ جو شخص[6] شریعت کے خلاف ہو وہ خدا کا دوست نہیں ہو سکتا اگر اس کے ہاتھ سے کوئی اچنبھے کی بات دکھائی دیوے یا تو وہ جادو ہے یا نفسانی[(1)] اور شیطانی دھندا ہے۔ اس سے عقیدہ نہ رکھنا چاہئے۔

عقیدہ-۲۱ ولی[7] لوگوں کو بعض بھید کی باتیں سوتے یا جاگتے میں معلوم ہو جاتی ہیں اس کو کشف اور الہام کہتے ہیں اگر وہ شرع[(2)] کے موافق

۱: خلق الجان من مارج من نار ۔ (رحمن رکوع ۱ ج ۲۷) ۔ انه یراکم هو وقبیله من حیث لا ترونهم ۔ (اعراف رکوع ۳ ج ۸)

۲: وانّا منّا الصّلحون ومنا دون ذلك (سوره جن رکوع ۱ ج ۲۹) ، واذ قلنا للملئکة اسجدوا لادم فسجدوا الا ابلیس کان من الجن ففسق عن امر ربه افتتخذونه وذریته اولیاء من دونی وهم لکم عدو ۔ (کهف رکوع ۷ ج ۱۵)

۳: الا ان اولیاء الله لا خوف علیهم ولا هم یحزنون ۔ الذین امنوا وکانوا یتقون ۔ (یونس رکوع ۷ ج ۱۱)۔ کلما دخل علیها زکریا المحراب وجد عندها رزقا قال یا مریم انی لك هذا قالت هو من عند الله ۔ (ال عمران رکوع ٤ ج ۳) ۔ و کرامات الاولیاء حق والولی هو العارف بالله تعالیٰ وصفاته حسب ما یمکن المواظب علی الطاعات المجتنب عن المعاصی المعرض عن الانهماك فی اللذات والشهوات۔ (شرح عقائد ص ۱۰۵، ۱۲۰)

٤: وکلا فضلنا علی العلمین (انعام رکوع ۱۰ ج ۷) ، فی الیواقیت عن الشیخ اعلم ان مقام النبی ممنوع لنا دخوله وغایة معرفتنا به من طریق الارث النظر الیه کما ینظر من هو فی اسفل الجنة الی من هو فی اعلی علیین۔

٥: ایحسب الانسان ان یترك سدی (سورة القیمة رکوع ۲ ج ۲۹) ، فی الیواقیت وقد سئل ابو القاسم جنید رضی الله عنه عن قوم یقولون باسقاط التکالیف ویزعمون ان التکالیف انما کانت وسیلة الی الوصول وقد وصلنا فقال رضی الله عنه صدقوافی الوصول ولکن الی سقر والذی یسرق ویزنی خیر ممن یعتقد ذلك و لوانی بقیت الف عام ما نقصت من اورادی شیئا الا بعذر شرعی ۱۲۔ (ص ۱۹۲ ج ۱)

٦: ان کنتم تحبون الله فاتبعونی یحببکم الله ویغفر لکم ذنوبکم والله غفور رحیم ۔ قل اطیعوا الله والرسول فان تولوا فان الله لا یحب الکفرین ۔ (ال عمران رکوع ٤ ج ۳) ، فی الیواقیت عن الشیخ ان من الخوارق ما یکون عن قوی نفسیة وقد یکون ایضاً عن حیل طبعیة وقد یکون عن نظم حروف بطوالع وقد تکون باسماء یتلفظ بها ذاکرها ولا یکون خرق العادة علی وجه الکرامة الا لمن خرق العادة من نفسها باخراجها عن مالوفها الطبعی الی الانقیاد للشرع فی کل حرکة وسکون ص ۲۰۲ مختصراً وفیها عن الشیخ قد وضع الله میزان الشرع بیدا لعلماء اهل التقویٰ فهم ارباب التعدیل والتجریح فما وقع علی ید من ظهرت امارات اتباعه للشرع سموه کرامة وما وقع علی غیره سموه سحرا او شعبدة وغیر ذلك ۱۲۔ (ص ۱۱۷)

۷: لهم البشری فی الحیوة الدنیا وفی الاخرة ۔ (یونس رکوع ۷ ج ۱۱) ، ثم جعلنك علی شریعة من الامر فاتبعها ولا تتبع اهواء الذین لا یعلمون ۔ (جاثیه رکوع ۲ ج ۲۵) ، فی الیواقیت عن الشیخ عبدالقادر الجیلی وقد ترائ لی مرة نور عظیم ملاء الافق ثم بدت لی فیه صورة تنادینی یا عبد القادر انا ربك وقد اسقطت عنك التکالیف فان شئت فاعبدنی وان شئت فاترك فقلت اخسأ یا لعین .... الخ۔ (ص ۱۹۲ ج ۱)

(۱) نفسانی سے یہ مطلب ہے کہ نفس نے کوئی تصرف کیا ہے اور شیطانی سے یہ مراد ہے کہ جن وغیرہ تابع ہوں اس نے یہ تعجب کی باتیں دکھائی ہیں۔

(۲) اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ شریعت کے خلاف نہ ہو تو اس کے انکار کی ضرورت نہیں ہے اور یہ مطلب نہیں کہ اس کا ماننا ضروری ہے۔ ہاں ایسے الہام کو صحیح سمجھنا اور اس پر عمل کرنا اولیٰ ہے اور نفسانیت سے انکار کرنا بہت برا ہے۔ ۱۲ تصحیح الاغلاط

ہے تو قبول ہے اور اگر شرع کے خلاف ہے تو رد ہے۔

عقیدہ-۲۲ اللہ[1] و رسول ﷺ نے دین کی سب باتیں قرآن و حدیث میں بندوں کو بتا دیں۔ اب کوئی نئی بات دین میں نکالنا درست نہیں۔ ایسی نئی بات کو بدعت کہتے ہیں۔ بدعت بہت بڑا گناہ ہے۔

عقیدہ-۲۳ اللہ تعالیٰ[2] نے بہت سی چھوٹی بڑی کتابیں آسمان سے جبرائیل علیہ السلام کی معرفت بہت سے پیغمبروں پر اتاریں تاکہ وہ اپنی امتوں کو دین کی باتیں سنائیں۔ ان میں چار کتابیں بہت مشہور ہیں۔ توریت حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ملی۔ زبور حضرت داؤد علیہ السلام کو۔ انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو۔ قرآن مجید ہمارے پیغمبر محمد ﷺ کو۔ اور قرآن مجید آخری کتاب ہے اب کوئی کتاب آسمان سے نہ آوے گی۔ قیامت تک قرآن ہی کا حکم چلتا رہے گا۔ دوسری کتابوں کو گمراہ لوگوں نے بہت کچھ بدل ڈالا۔ مگر قرآن مجید کی نگہبانی کا اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے اس کو کوئی نہیں بدل سکتا۔

عقیدہ-۲۴ ہمارے[3] پیغمبر ﷺ کو جن جن مسلمانوں نے دیکھا ہے ان کو صحابی(۱) کہتے ہیں۔ ان کی بڑی بڑی بزرگیاں آئی ہیں۔ ان سب سے محبت اور اچھا گمان رکھنا چاہیے۔ اگر ان کے آپس میں کوئی لڑائی جھگڑا سننے میں آئے تو اس کو بھول چوک سمجھے۔ ان کی کوئی برائی نہ کرے ان سب میں سب سے بڑھ کر چار صحابی ہیں۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ۔ یہ پیغمبر صاحب کے بعد ان کی جگہ بیٹھے اور دین کا بندوبست کیا اس لئے یہ اول خلیفہ کہلاتے ہیں۔ تمام امت میں یہ سب سے بہتر ہیں۔ ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ۔ یہ دوسرے خلیفہ ہیں ان کے بعد حضرت عثمان رضی اللہ عنہ۔ یہ تیسرے خلیفہ ہیں۔ ان کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ۔ یہ چوتھے خلیفہ ہیں۔

عقیدہ-۲۵ صحابی[4] کا اتنا بڑا رتبہ ہے کہ بڑے سے بڑا ولی بھی ادنیٰ درجہ کے صحابی کے برابر مرتبے میں نہیں پہنچ سکتا۔

۱: الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الا سلام دینا ۔ (مائدہ ۔ رکوع ۱ ج ٦) ۔ ام لھم شرکٰؤ شرعوا لھم من الدین ما لم یأذن بہ اللّٰہ ۔ (شوریٰ رکوع ۳ ج ۲۵)۔ یاایھا الذین امنوا اطیعوا اللّٰہ واطیعوا الرسول واولی الا مرمنکم فان تنا زعتم فی شئی فردوہ الی اللّٰہ والرسول ۔ (نساء ۔ رکوع ۸ ج ۵) ، عن عائشۃ رضی اللّٰہ عنھا قالت قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم من احدث فی امر نا ھذا ما لیس منہ فھو رد (متفق علیہ) ، ومن ابتدع بدعۃ ضلالۃ لا یرضا ھا اللّٰہ و رسولہ کان علیہ من الا ثم مثل اثام من عمل بھا لا ینقص ذلک من او زارھم شیئا ۔ (رواہ الترمذی مشکوٰۃ ص ۳۰)

۲: قولوا امنا باللّٰہ وما انزل الینا وما انزل الی ابراھیم واسمٰعیل واسحٰق .... الا یۃ (بقرہ رکوع ١٦ ج ۱) ، والذین یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک۔ (بقرۃ رکوع ۱ ج ۱) ، وکتبنا لہ فی الا لواح من کل شئی (الاعراف رکوع ۱۷ ج ۹) ، واتینا داؤد زبورا ۔ (نساء رکوع ۲۳ ج ٦) ، واتیناہ الا نجیل فیہ ھدی ونور (مائدہ رکوع ۷ ج ٦) ، وانزلنا الیک الکتاب بالحق۔ (مائدۃ رکوع ۷ ج ٦) ، فبای حدیث بعدہ یومنون ۔ (والمرسلات رکوع ۲ ج ۲۹) ، یحرفون الکلم عن مواضعہ ۔ (نساء ۔ رکوع ۷ ج ۵) ، انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون ۔ (حجر رکوع ۔ ۱ ج ۱٤)

۳: والسابقون الا ولون من المھا جرین والا نصار۔ (توبہ رکوع ۱۳ ج ۱۱) ، والذین معہ اشداء علی الکفار .... الی اخرالسورۃ (فتح رکوع ٤ ج ۲۵) ، قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم لا تسبوا اصحابی .... الحدیث (متفق علیہ) ، اللّٰہ اللّٰہ فی اصحابی لا تتخذوھم غرضاً من بعدی فمن احبھم فبحبی احبھم ومن ابغضھم فببغضی ابغضھم ومن اذا ھم فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللّٰہ ومن اذی اللّٰہ یوشک ان یا خذہ ۔ (رواہ الترمذی ص ۲۲٦ ج ۲) ، عن ابن عمر قال کنا فی زمن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم لا نعدل بابی بکراحدا ثم عمر ثم عثمان ۱۲ ۔ (مشکوٰۃ ص ۵۵۵) ، وافضل البشر بعد نبینا ابو بکر الصدیق ثم عمر الفاروق ثم عثمان ذوالنورین ثم علی المرتضیٰ ۱۲ ۔ (شرح عقائد ص ۱۰۷)

٤: لا تسبوا اصحابی فان احدکم لوانفق مثل احد ذھبا ما بلغ مدا حدھم ولا نصیفہ (للشیخین وابی داؤد والترمذی جمع الفوائد ص ۲۰۱ ج ۲ ومشکوٰۃ ص ۵۵۳)

(۱) بشرطیکہ وہ دیکھنے والا مسلمان ہی مرا ہو اور جس نے مسلمان ہونے کی حالت میں صحابی کو دیکھا اور مسلمان ہی مرا وہ تابعی ہے اور جس نے تابعی کو اسی طور سے دیکھا وہ تبع تابعی ہے۔ ان سب کی بزرگی حدیث میں خصوصیت کے ساتھ وارد ہوئی ہے ۱۲۔

عقیدہ-۲۶ پیغمبر[1] صاحب کی اولاد اور بیبیاں سب تعظیم کے لائق ہیں۔ اور اولاد میں سب سے بڑا رتبہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ہے۔ اور بیبیوں میں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا۔

عقیدہ-۲۷ ایمان[2] جب درست ہوتا ہے کہ اللہ و رسول ﷺ کو سب باتوں میں سچا سمجھے اور ان سب کو مان لے۔ اللہ و رسول ﷺ کی کسی بات میں شک کرنا یا اس کو جھٹلانا یا اس میں عیب نکالنا یا اس کے ساتھ مذاق اڑانا ان سب باتوں سے ایمان جاتا رہتا ہے۔

عقیدہ-۲۸ قرآن[3] اور حدیث کے کھلے کھلے مطلب کو نہ ماننا اور اینچ پینچ کر کے اپنے مطلب بنانے کو معنی گھڑنا بددینی کی بات ہے۔

عقیدہ-۲۹ گناہ[4] کو حلال سمجھنے سے ایمان جاتا رہتا ہے۔

عقیدہ-۳۰ گناہ[5] چاہے جتنا بڑا ہو جب تک اس کو برا سمجھتا رہے ایمان نہیں جاتا۔ البتہ کمزور ہو جاتا ہے۔

عقیدہ-۳۱ اللہ[6] تعالیٰ سے نڈر ہو جانا یا ناامید[(1)] ہو جانا کفر ہے۔

عقیدہ-۳۲ کسی[7] سے غیب کی باتیں پوچھنا اور اس کا یقین کر لینا کفر ہے۔

عقیدہ-۳۳ غیب[8] کا حال سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا۔ البتہ نبیوں کو وحی سے اور ولیوں کو کشف اور الہام سے اور عام لوگوں کو نشانیوں سے بعضی باتیں معلوم بھی ہو جاتی ہیں۔

عقیدہ-۳۴ کسی[9] کا نام لے کر کافر کہنا یا لعنت[(2)] کرنا بڑا گناہ ہے۔ ہاں یوں کہہ سکتے ہیں کہ ظالموں پر لعنت جھوٹوں پر لعنت۔ مگر جن کا نام لے کر اللہ و رسول ﷺ نے لعنت کی ہے یا انکے کافر ہونے کی خبر دی ہے۔ ان کو کافر۔ ملعون کہنا گناہ نہیں۔

۱: انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھر کم تطھیرا ۔ (احزاب رکوع ٤ ج ٢١) ، عن انس ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال حسبك من نساء العٰلمین مریم بنت عمران و خدیجۃ بنت خویلد وفا طمۃ بنت محمد و اسیۃ امرأۃ فرعون (رواہ الترمذی مشکوٰۃ ص ٥٥) ، وقال علیہ السلام فضل عائشۃ علی النساء کفضل الثرید علی سائر الطعام ۔ (ترمذی ص ٥٧٣)

۲: انما المؤمنون الذین امنوا باللہ ورسولہ ثم لم یرتابوا .... الا یۃ (حجرات رکوع ٢ ج ٢٦) ، ان الذین کذبوا بایتنا واستکبروا عنھا لا تفتح لھم ابواب السماء ولا ید خلون الجنۃ (اعراف رکوع ٥ ج ٨) ، قل أ باللہ و ایٰتہٖ ورسولہ کنتم تستھزؤن ۔ (سورہ توبہ رکوع ٨ ج ١٠)

۳: ان الذین یلحدون فی ایتنا لا یخفون علینا ۔ (حم السجدہ رکوع ٥ ج ٢٤)

٤: ولا یحرمون ما حرم اللہ ورسولہ ۔ (توبہ رکوع ٤ ج ١٠)

٥: یا ایھا الذین امنو ا توبوا الی اللہ توبۃ نصوحا۔ (تحریم رکوع ٢ جز ٢٨) ، فی شرح العقائد والکبیرۃ لا تخرج العبد المؤمن من الایمان لبقاء التصدیق الذی ھو حقیقۃ الا یمان ۔ ١٢ (ص ٨٢)

٦: فلا یا من مکر اللہ الا القوم الخاسرون ۔ (الاعراف رکوع ١٢ ج ٩) ، لا تیئسوا من روح اللہ انہ لا یایئس من روح اللہ الا القوم الکٰفرون ۔ (یوسف رکوع ١٠ ج ١٣-١٢)

٧: ابو ھریرۃ رضی اللہ عنہ مر فوعا من اتی کاھنا فصد قہ بما یقول فقد بری مما انزل علی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ۔ (مشکوٰۃ ١٢)

٨: قل لا یعلم من فی السمٰوات والارض الغیب ا لا اللہ ۔ (نمل رکوع ٥ ج ٢٠) ، فلا یظھر علیٰ غیبہ احد الا من ارتضی من رسول ۔ (سورہ جن ١٢) ، اذ اوحینا الی امك ما یوحی ...... الایۃ ۔ (سورہ قصص ١٢) ، ولا یحیطون بشیئٍ من علمہ الا بما شاء ۔ (سورہ بقرہ ١٢)

٩: حقیقیۃ اللعن المشھورۃ ھی الطرد وعن الرحمۃ وھی لاتکون الا لکافر ولذا لم تجز علی معین لم یعلم مو تہ علی الکفر بدلیل وان کان فاسقا مشھورا کیَزِیْدَ علی المعتمد بخلاف نحو ابلیس وابی لھب وابی جھل فیجوز و بخلاف غیر المعین کالظالمین والکاذبین فیجوز ایضا (ردالمحتار ١٢ ص ٨٩٠ ج ٢) ، الا لعنۃ اللہ علی الظالمین ۔ (ھُود رکوع ٢ ج ١٢۔)

(۱) مطلب یہ ہے کہ سمجھ لیوے کہ آخرت میں میری ہرگز کسی طرح بخشش نہ ہوگی۔ ۱۲

(۲) لعنت کی معنی خدا کی رحمت سے دور کرنا یعنی یوں دعا کرنا کہ فلانی پر خدا کی لعنت ہو ۱۲

عقیدہ-۳۵ جب آدمی مر جاتا ہے اگر گاڑا جائے تو گاڑنے کے بعد اور اگر نہ گاڑا جائے تو جس حال میں ہو اسکے پاس دو فرشتے جن میں سے ایک کو منکر دوسرے کو نکیر کہتے ہیں۔ آکر پوچھتے ہیں کہ تیرا پروردگار کون ہے۔ تیرا دین کیا ہے۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو پوچھتے ہیں کہ یہ کون[1] ہیں۔ اگر مردہ ایماندار ہوا تو ٹھیک ٹھیک جواب دیتا ہے۔ پھر اس کیلئے سب طرح کی چین ہے جنت کی طرف کھڑکی کھول دیتے ہیں جس سے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا اور خوشبو آتی رہتی ہے۔ اور وہ مزے میں پڑ کر سورہتا ہے۔ اور اگر مردہ ایماندار نہ ہوا تو وہ سب باتوں میں یہی کہتا ہے کہ مجھے کچھ خبر نہیں[2]۔ پھر اس پر بڑی سختی اور عذاب قیامت تک ہوتا رہتا ہے۔ اور بعضوں کو اللہ تعالیٰ اس امتحان سے معاف کر دیتا ہے مگر یہ سب باتیں مردہ کو معلوم ہوتی ہیں۔ ہم لوگ نہیں دیکھتے۔ جیسے سوتا آدمی خواب میں سب کچھ دیکھتا ہے اور جاگتا آدمی اس کے پاس بے خبر بیٹھا رہتا ہے۔

عقیدہ-۳۶ مرنے کے بعد ہر دن صبح اور شام کے وقت مردے کا جو ٹھکانا ہے دکھلایا جاتا ہے۔ جنتی کو جنت دکھلا کر خوشخبری دیتے ہیں اور دوزخی کو دوزخ دکھلا کر اور حسرت بڑھاتے ہیں۔

عقیدہ-۳۷ مردے کے لئے[3] دعا کرنے سے کچھ خیر خیرات دے کر بخشنے سے اس کو ثواب پہنچتا ہے اور اس سے اس کو بڑا فائدہ ہوتا ہے۔

عقیدہ-۳۸ اللہ و رسول نے جتنی نشانیاں قیامت کی بتائی ہیں سب ضرور ہونے والی ہیں۔ امام مہدی علیہ السلام ظاہر ہوں گے اور خوب

۱: عن انس قال قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم ان العبد اذا وضع فى قبره وتولى عنه اصحابه انه يسمع قرع نعالهم اتاه ملكان فيقعد انه فيقولان ماكنت تقول فى هذا الرجل لمحمد صلى اللّٰه عليه وسلم فاما المومن فيقول اشهد انه عبداللّٰه ورسوله فيقال له انظر الى مقعدك من النار قد ابدلك اللّٰه به مقعدا من الجنة فيراهما جميعا واما المنافق والكافر فيقال له ما كنت تقول فى هذا الرجل فيقول لاادرى كنت اقول ما يقول الناس فيقال له لا دريت لا تليت ويضرب بمطارق من حديد ضربة فيصيح صيحة يسمعها من يليه غير الثقلين (متفق عليه ولفظه للبخارى مشكوٰة ١٢ ص ٢٥)

۲: وعذاب القبر للكافرين ولبعض عصاة المؤمنين خص البعض لان منهم من لا يريد اللّٰه تعالىٰ تعذيبه فلا يعذب و تنعيم اهل الطاعة فى القبر بما يعلمه اللّٰه تعالىٰ ويريده وسوال منكر و نكير ثابت بالدلائل السمعية ـ (شرح عقايد مختصراً ص ٧٦ـ) ، وروى الترمذى ما من مسلم يموت يوم الجمعة اوليلة الجمعة الا وقاه اللّٰه فتنة القبر ١٢ ـ (ترمذى باب ماجاء فى عذاب القبر ص ١٢٧)

۳: عن عبداللّٰه بن عمر قال قال رسول اللّٰه ﷺ ان احدكم اذا مات عرض عليه مقعده بالغداة والعشى ان كان من اهل الجنة فمن اهل الجنة وان كان من اهل النار فمن اهل النار فيقال هذا مقعدك حتى يبعثك اللّٰه اليه يوم القيمة ـ (متفق عليه مشكوٰة ١٢ ص ٢٥)

٤: ربنا اغفر لنا ولا خواننا الذين سبقونا بالايمان حشر ركوع ١ ج ٢٨ ـ الاصل ان كل من اتى بعبادة ماله جعل ثوابها لغيره وان نواها عند الفعل لنفسه لظاهر الادلة ـ (درمختار ١٢ ص ٣٧٦ ج ٢)

٥: عن ابى سعيد الخدرى قال قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم المهدى منى اجلى الجبهة اقنى الانف يملأ الارض قسطا وعدلا كما ملئت ظلما وجورا يملك سبع سنين رواه ابو داؤد مشكوٰة ١٢ ص ٤٧٠ عن حذيفة بن اسيد الغفارى قال اطلع النبى صلى اللّٰه عليه وسلم علينا ونحن نتذاكر فقال ماتذ كرون قالوا نذ كر الساعة قال انها لن تقوم حتى ترد قبلها عشرايات فذكرالدخان والدجال والدابة وطلوع الشمس من مغربها ونزول عيسىٰ بن مريم ويا جوج وما جوج ـ (الحديث مشكوٰة ١٢ ص ٢) ، عن ابى هريرة قال قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم والذى نفسى بيده ليوشكن ان ينزل فيكم ابن مريم حكما عدلا فيكسر الصليب ويقتل الخنزير ويضع الجزية ويفيض المال حتى لا يقبله احد .... الحديث (مشكوٰة ١٢ ص ٤٧٩) ، حتى اذا فتحت ياجوج وماجوج وهم من كل حدب ينسلون ـ (سوره انبياء ركوع ٧ ج ١٧) ، واذا وقع القول عليهم اخرجنا لهم دابة من الارض تكلمهم ان الناس كانوا باياتنا لا يوقنون ـ (سوره نمل ركوع ٦ ج ٢٠) ، يوم ياتى بعض ايات ربك لا ينفع نفساً ايمانها لم تكن امنت من قبل ـ (سوره انعام ركوع ٢٠)، وتفصيل خروج الدجال وحالاته ونزول عيسىٰ وقتله الدجال وخروج ياجوج و ماجوج وغير ذلك مذكور فى حديث طويل لنواس بن سمعان رواه الترمذى من شاء الا طلاع عليه فليرجع عليه ١٢ ـ

(۱) یا تو رسول مقبول ﷺ کی صورت دکھا کر دریافت ہوتا ہے یا آپ کے حالات بتا کر دریافت ہوتا ہے۔ علماء کے دونوں قول ہیں اور سب سے قوی قول یہ ہے کہ بوجہ شہرت کے مردہ کا ذہن خود بخود آپ ﷺ ہی کی طرف پہنچ جاتا ہے ۱۲۔

(۲) علماء نے حدیث کے اشارہ سے فرمایا ہے کہ جو شخص نہ مومن صالح ہو نہ کافر بلکہ فاسق ہو تو اس کا عذاب کافر سے کم ہوتا ہے اور فاسق وہ ...... (جاری ہے)

انصاف سے بادشاہی کریں گے۔ کانا دجال(۱) نکلے گا۔ اور دنیا میں بہت فساد مچاوے گا۔ اس کے مارڈالنے کے واسطے حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر سے اتریں گے اور اس کو مار ڈالیں گے۔ یاجوج ماجوج بڑے زبردست لوگ ہیں۔ وہ تمام زمین پر پھیل پڑیں گے اور بڑا اودھم مچاویں گے پھر خدا کے قہر سے ہلاک ہوں گے۔ ایک عجیب طرح کا جانور زمین سے نکلے گا اور آدمیوں سے باتیں کرے گا۔ مغرب کی طرف سے آفتاب نکلے گا۔ قرآن مجید اٹھ جائے گا اور تھوڑے دنوں میں سارے مسلمان مرجائیں گے اور تمام دنیا کافروں سے بھر جائے گی اور اس کے سوائے اور بہت سی باتیں ہوں گی۔

عقیدہ-۳۹ جب(۱) ساری نشانیاں پوری ہو جائیں گی تو قیامت کا سامان شروع ہوگا۔ حضرت اسرافیل علیہ السلام خدا کے حکم سے صور پھونکیں گے۔ یہ صور ایک بہت بڑی چیز سینگ کی شکل پر ہے۔ اس صور کے پھونکنے سے تمام زمین و آسمان پھٹ کر ٹکڑے ٹکڑے ہو جاویں گے تمام مخلوقات مر جاوے گی اور جو مر چکے ہیں ان کی روحیں بے ہوش ہو جاویں گی۔ مگر اللہ تعالیٰ کو جن کا بچانا منظور ہے وہ اپنے حال پر رہیں گے۔ ایک مدت اسی کیفیت پر گذر جاوے گی۔

عقیدہ-۴۰ پھر(۲) جب اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا کہ تمام عالم پھر پیدا ہو جاوے تو دوسری بار پھر صور پھونکا جائے گا۔ اس سے پھر سارا عالم پیدا ہو جاوے گا۔ مردے زندہ ہو جاویں گے اور قیامت کے میدان میں سب اکٹھے ہوں گے اور وہاں کی تکلیفوں سے گھبرا کر سب پیغمبروں کے پاس سفارش کرانے جاویں گے۔ آخر ہمارے پیغمبر صاحب سفارش کریں گے۔ ترازو کھڑی کی جاوے گی۔ بھلے برے عمل تولے جاویں گے ان کا حساب ہوگا۔ بعضے بے حساب جنت میں جاویں گے۔ نیکیوں کا نامہ اعمال داہنے ہاتھ میں اور

(بقیہ صفحہ گذشتہ)

ہے جو گناہ کبیرہ کرے۔ اور صغیرہ پر بھی عذاب کرنے کا اللہ کو اختیار ہے ۱۲۔

(۳) ایسے ہی قرآن شریف وغیرہ پڑھ کر بخشنے سے ۱۲۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

۱: عن ابی سعید قال ذکر رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم صاحب الصورو قال عن یمینہ جبرئیل وعن یسارہ میکائیل (مشکوٰۃ ۱۲ ص ۴۸۳) ، عن عبداللّٰہ بن عمرو عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال الصور قرن ینفخ فیہ (رواہ الترمذی وابوداؤد والدارمی ومشکوٰۃ ۱۲ ص ۴۸۲) ، فاذا نفخ فی الصور نفخۃ واحدۃ وحملت الارض والجبال فدکتا دکۃ واحدۃ فیو مئذ وقعت الواقعۃ وانشقت السماء فھی یو مئذ واھیۃ (سورۃ الحاقۃ رکوع ۱ ج ۲۹) ، ونفخ فی الصور فصعق من فی السمٰوات ومن فی الارض الا من شاء اللّٰہ ثم نفخ فیہ اخریٰ فاذا ھم قیام ینظرون ۔ (زمر رکوع ۷ ج ۲۴)۲۔

۲: ونفخ فی الصور فاذا ھم من الا جداث الی ربھم ینسلون ۔ (سورہ یٰس رکوع ۳ ج ۲۳) ، عن ابی ھریرہ قال اتی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم بلحم فرفع الیہ الزراع وکانت تعجبہ فنھس منھا نھسۃ ثم قال انا سید الناس یوم القیمۃ یوم یقوم الناس لرب العلمین وتدنوا الشمس فیلغ الناس من الغم والکرب مالایطیقون فیقول الناس الا تنظرون من یشفع لکم الی ربکم فیأتون ادم .... وذکر حدیث الشفاعۃ الی ان قال فیقال یا محمد ادخل من امتك من لا حساب علیھم من الباب الا یمن من ابواب الجنۃ ...... الحدیث (متفق علیہ مشکوٰۃ ص ۴۸۹)۱۲، فأما من اوتی کتبہ بیمینہ فسوف یحاسب حساباً یسیرا وینقلب الی اھلہ مسرورا۔ (سورۃ الانشقاق ج ۳۰) ، واما من اوتی کتبہ بشمالہ فیقول یلیتنی لم اوت کتابیہ (الحاقہ رکوع ۱ ج ۲۹)۱۲ ، عن ثوبان عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال حوضی من عدن الیٰ عمان البلقاء ماء ہ اشد بیاضا من اللبن واحلی من العسل .... الحدیث (مشکوٰۃ ص ۴۹۳)۱۲، وعن سمرۃ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان لکل نبی حوضا وانھم لیتباھون ایھم اکثر واردۃ و انی لأرجو ان اکون اکثرھم واردۃ (رواہ الترمذی مشکوٰۃ ص ۴۹۳)۱۲، وعن سھل بن سعد قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم انی فرطکم علی الحوض من مرعلیّ شرب و من شرب لم یظما ابدا .... الحدیث (مشکوٰۃ ص ۴۸۷)۱۲، وفی حدیث طویل لابی سعید الخدری ثم یضرب الجسر علی جھنم وتحل الشفاعۃ ویقولون اللّٰھم سَلِّم سَلِّم فیمرا المؤمنون کطرف العین و کالبرق و کالریح و کالطیر و کاجاوید الخیل والرکاب فناج مسلم ومخدوش مرسل و مکدوش فی نارجھنم .... الحدیث (مشکوٰۃ ص ۴۹۰)۱۲۔

(۱) دجال یہود کی قوم سے ایک شخص ہوگا ۱۲۔

بدوں کا بائیں ہاتھ میں دیا جاوے گا۔ پیغمبر ﷺ اپنی امت کو حوض کوثر[1] کا پانی پلائیں گے۔ جو دودھ سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہوگا۔ پل صراط پر چلنا ہوگا۔ جو نیک لوگ ہیں وہ اس سے پار ہو کر بہشت میں پہنچ جاویں گے۔ جو بد ہیں وہ اس پر سے دوزخ میں گر پڑیں گے۔

عقیدہ-۴۱ دوزخ[1] پیدا ہو چکی ہے اس میں سانپ اور بچھوں اور طرح طرح کا عذاب ہے دوزخیوں میں سے جن میں ذرا بھی ایمان ہوگا وہ اپنے اعمال کی سزا بھگت کر پیغمبروں اور بزرگوں کی سفارش سے نکل کر بہشت میں داخل ہوں گے۔ خواہ کتنے ہی بڑے گنہگار ہوں۔ اور جو کافر اور مشرک ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور ان کو موت بھی نہ آئے گی۔

عقیدہ-۴۲ بہشت[2] بھی پیدا ہو چکی ہے اور اس میں طرح طرح کے چین اور نعمتیں ہیں۔ بہشتیوں کو کسی طرح کا ڈر اور غم نہ ہوگا۔ اور وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ نہ اس سے نکلیں گے اور نہ وہاں مریں گے۔

عقیدہ-۴۳ اللہ[3] کو اختیار ہے کہ چھوٹے گناہ پر سزا دے دے یا بڑے گناہ کو اپنی مہربانی سے معاف کر دے اور اس پر بالکل سزا نہ دے۔

عقیدہ-۴۴ شرک[4] اور کفر کا گناہ اللہ تعالیٰ کبھی کسی کو معاف نہیں کرتا۔ اور اسکے سوا اور گناہ جس کو چاہے گا اپنی مہربانی سے معاف کر دیوے گا۔

عقیدہ-۴۵ جن[5] لوگوں کا نام لے کر اللہ اور رسول ﷺ نے ان کا بہشتی ہونا بتلا دیا ہے ان کے سوا کسی اور کے بہشتی ہونے کا یقینی حکم نہیں لگا سکتے البتہ اچھی نشانیاں دیکھ کر اچھا گمان رکھنا اور اس کی رحمت سے امید رکھنا ضروری ہے۔

عقیدہ-۴۶ بہشت[6] میں سب سے بڑی نعمت اللہ تعالیٰ کا دیدار ہے جو بہشتیوں کو نصیب ہوگا۔ اسکی لذت میں تمام نعمتیں ہیچ معلوم ہوں گی۔

عقیدہ-۴۷ دنیا[7] میں جاگتے ہوئے اللہ کو ان آنکھوں سے کسی نے نہیں دیکھا اور نہ کوئی دیکھ سکتا ہے۔

عقیدہ-۴۸ عمر[8] بھر کوئی کیسا ہی بھلا برا ہو مگر جس حالت میں خاتمہ ہوتا ہے اسی کی موافق اس کو اچھا برا بدلہ ملتا ہے۔

۱: فاتقوا النار التی وقودها الناس والحجارة اعدت للکفرین ۔ (بقرہ رکوع ۳ ج ۱) ، وفی حدیث الشفاعة ثم أشفع فیحد لی حدا فاخرج فاخرجهم من النار وا دخلهم الجنة الا من قد حبسه القرآن ای وجب علیه الخلود .... الحدیث (مشکوٰۃ ص ۴۸۸)۱۲، وفی حدیث اخر فیقال انطلق فاخرج من کان فی قلبه ادنی ادنی ادنی مثقال حبة خردل من ایمان فاخرجه من النار (مشکوٰۃ ص۴۸۹)۱۲ عن عبداللّٰه بن حارث بن جزء قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ان فی النار حیات کا مثال البخت تلسع احدهن اللسعة فیجد حموتها اربعین خریفا وان فی النار عقارب کا مثال البغال الموکفة تلسع احدهن اللسعة فیجد حموتها اربعین خریفا (رواہ احمد مشکوٰۃ ص ۵۰۴) ، لا یموت فیها ولا یحییٰ ۔ (سورۃ الاعلیٰ ج ۳۰)۱۲

۲: وسارعوا الی مغفرة من ربکم و جنة عرضها کعرض السماء والارض أعدت للمتقین (ال عمران رکوع ۱۴ ج ۴) ، مثل الجنة التی وعد المتقون فیها انهر من ماء غیر اسن .... الآیة (سورۃ محمد رکوع ۲ ج ۲۶) ، ولکم فیها ما تشتهی انفسکم ولکم فیها ما تدعون (فصلت رکوع ۴ ج ۲۴) ، وهما ای الجنة والنار مخلوقتان الان موجودتان (شرح عقائد ص ۸۱)۱۲، فلا خوف علیهم ولا هم یحزنون (بقرہ رکوع ۴ ج ۱) ، فی الیواقیت قدرأیت فی عقائد الشیخ الواسطی ما نصه وتعتقد اهل الجنة واهل النار مخلدون فی داریهما لا یخرج احد منهم من داره ابدا لابدین ودهر الداهرین (ص ۲۰۵)۱۲

۳: ویجوز العقاب علی الصغیرة والعفو عن الکبیرة (شرح عقاید ص ۸۷)

۴: ان اللّٰه لا یغفران یشرك به ویغفر مادون ذلك لمن یشاء (نساء رکوع ۷ ج ۱۲۵)

۵: قالت ام العلاء فقلت رحمك اللّٰه ابا السائب شهادتی ان قد اکرمك اللّٰه ، رواہ البخاری عن عمر قال قال رسول اللّٰه ﷺ ایما مسلم شهد له اربعة بخیر ادخله اللّٰه الجنة قلنا وثلثة قال وثلثة قلنا واثنان قال واثنان ثم لم نسأله عن الواحد (رواہ البخاری مشکوٰۃ ص ۱۴۵-۱۲)

۶: عن صهیب عن النبی ﷺ قال اذا دخل اهل الجنة الجنة یقول اللّٰه تعالیٰ تریدون شیئاً ازیدکم فیقولون الم تبیض وجوهنا الم تدخلنا الجنة وتنجنا من النار قال فیرفع الحجاب فینظرون الی وجه اللّٰه فما اعطوا شیئاً احب الیهم من النظر الی ربهم (مشکوٰۃ ص ۵۰۰)۱۲ (جاری ہے)

عقیدہ-۴۹ آدمی عمر بھر میں جب کبھی توبہ کرے یا مسلمان ہو اللہ تعالیٰ کے یہاں مقبول ہے۔ البتہ مرتے وقت جب دم ٹوٹنے لگے اور عذاب کے فرشتے دکھائی دینے لگیں اس وقت نہ توبہ[1] قبول ہوتی ہے اور نہ ایمان۔

فصل

اس کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بعضے برے عقیدے اور بری رسمیں اور بعضے بڑے بڑے گناہ جو اکثر ہوتے رہتے ہیں جن سے ایمان میں نقصان آجاتا ہے بیان کردیئے جائیں تاکہ لوگ ان سے بچتے رہیں۔ ان میں بعضے بالکل کفر اور شرک ہیں۔ بعض قریب کفر اور شرک کے اور بعضے بدعت اور گمراہی اور بعضے فقط گناہ غرض کہ سب سے بچنا ضروری ہے۔ پھر جب ان چیزوں کا بیان ہو چکے گا تو اس کے بعد گناہوں سے جو دنیا کا نقصان اور طاعت سے جو دنیا کا نفع ہوتا ہے کچھ تھوڑا سا اس کو بیان کریں گے کیونکہ دنیا کے نفع نقصان کا لوگ زیادہ خیال کرتے ہیں شاید اسی خیال سے کچھ نیک کام کی توفیق اور گناہ سے پرہیز ہو

کفر اور شرک کی باتوں کا بیان[2]

کفر کو[2] پسند کرنا۔ کفر کی باتوں کو اچھا جاننا۔ کسی دوسرے سے کفر کی کوئی بات کرانا۔ کسی وجہ سے اپنے ایمان پر پشیمان ہونا کہ اگر[3] مسلمان نہ ہوتے تو فلانی بات حاصل ہو جاتی۔ اولاد وغیرہ کسی کے مرجانے پر رنج میں اس قسم کی باتیں کہنا۔ خدا کو بس اسی کا مارنا تھا۔ دنیا بھر میں مارنے کے لئے بس یہی تھا۔ خدا کو ایسا نہ چاہئے تھا۔ ایسا ظلم کوئی نہیں کرتا جیسا تو نے کیا۔ خدا اور رسول[5] کے حکم کو برا سمجھنا اس میں عیب نکالنا۔ کسی نبی[6] یا فرشتے[7] کی حقارت کرنا۔ ان کو عیب لگانا کسی[8] بزرگ یا پیر کے ساتھ یہ عقیدہ رکھنا کہ ہمارے سب حال کی اسکو ہر وقت ضرور خبر رہتی ہے۔ نجومی[9] پنڈت[3] یا جس پر جن چڑھا ہو اس سے غیب کی خبریں پوچھنا یا فال کھلوانا پھر اس کو سچ جاننا۔ کسی بزرگ

وفی حدیث اخر عن جابر ﷺ قال فنظر الیھم وینظرون الیه فلا یلتفتون الی شیئ من النعیم ماداموا ینظرون الیه حتی یحتجب عنھم ویبقی نورہ (مشکوٰۃ ص ۵۰۲)۱۲

۷: قال لن ترانی قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم حجابه النور لو کشفه لا حرقت بحات وجھه ما انتھیٰ الیه بصرہ من خلقه(رواہ مسلم) ۱۲ ، قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم لن یری احد کم ربه حتی یموت۔(مسلم) ۱۲

۸: عن سھل بن سعد قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم ان العبد لیعمل عمل اھل النار وانه من اھل الجنة ویعمل عمل اھل الجنة وانه من اھل النار انما الا عمال بالخواتیم ۔(متفق علیه مشکوٰۃ ص ۲۰)۔۱۲

(۱) جنت میں ایک حوض ہے اس کا نام حوض کوثر ہے۱۲۔

(حاشیہ صفحہ۵۵)

۱: عن ابن عمر قال قال رسول اللّٰه ﷺ ۔ ان اللّٰه یقبل توبة العبد مالم یغر غر (رواہ الترمذی وابن ماجه ۔ مشکوٰۃ ص ۲۰۴)۔۱۲

۲: ومن یرضی بکفر نفسه فقد کفرو من یرضی بکفر غیرہ فقد اختلف المشائخ فی کتاب التخییر فی کلمات الکفران رضی بکفر غیرہ لیعذب علی الخلود لا یکفروان رضی بکفرہ لیقول فی اللّٰه مالا یلیق بصفاته یکفرو علیه الفتویٰ عالمگیری ج ۳ ص ۱۵۸ ۔ ۱۲ اذا لقن الرجل رجالا کلمة الکفر فانه یصیر کا فراً وان کان علی وجه اللعب ۔عالمگیری ۱۲ ص ۱۶۵ وفحسین امر الکفار اتفاقا ۱۲ ۔

۳: نصرانی اسلم فمات ابوہ فقال لیت انی لم اسلم الی ھذا الوقت حتی اخذت مال الاب یکفر عالمگیری ۱۲ ص ۱۵۹ ج ۳۔

۴: ولو ما ت انسان فقال للاخر خدارا اومی بایست کفر عا لمگیری ۱۲ ج ۳ ص ۱۵۹ من نسب اللّٰه تعالیٰ الی الجور فقد کفر عالمگیری ج ۳ ص ۱۵۹۔

۵: یکفراذا وصف اللّٰه تعالیٰ بما لا یلیق به او تسخر باسم من اسمائه او بامرمن اوامرہ ۱۲ عالمگیری ج ۳ ص ۱۵۹۔

۶: سئل عمن ینسب الی الا نبیاء الفواحش کعز مھم الی الزنا ونحوہ الذی یقوله الحشویة فی یوسف ؑ قال یکفر لانه شتم لھم واستخفاف بھم ۱۲ عالمگیری ج۳ ص ۱۶۰۔

(جاری ہے)

کے کلام سے فال دیکھ کر اس کو یقینی سمجھنا۔ کسی کو دور سے پکارنا اور یہ سمجھنا کہ اس کو خبر ہو گی۔ کسی[۱] کو نفع نقصان کا مختار سمجھنا۔ کسی سے مرادیں مانگنا۔ روزی اولاد مانگنا کسی[۲] کے نام کا روزہ رکھنا۔ کسی کو سجدہ کرنا۔ کسی[۳] کے نام کا جانور چھوڑنا یا چڑھاوا چڑھانا۔ کسی کے نام کی منت ماننا۔ کسی کی قبر یا مکان کا طواف[۱] کرنا۔ خدا[۴] کے حکم کے مقابلہ میں کسی دوسری بات یا رسم کو مقدم رکھنا۔ کسی کے سامنے جھکنا[۲] یا تصویر کی طرح کھڑا[۳] رہنا۔ توپ[۵] پر بکرا چڑھانا۔ کسی کے نام پر جانور ذبح کرنا۔ جن بھوت پریت وغیرہ کے چھوڑ دینے کے لئے ان کی بھینٹ دینا۔ بکرا وغیرہ ذبح کرنا۔ بچے کے جینے کے لئے اس کے نار[۴] کا پوجنا۔ کسی کی دہائی دینا کسی جگہ کا کعبہ کے برابر ادب و تعظیم کرنا۔ کسی کے نام پر بچہ کے کان ناک چھیدنا۔ بالی اور بلاق پہنانا۔ کسی کے نام کا بازو پر پیسہ باندھنا یا گلے میں ناڑا ڈالنا۔ سہرا باندھنا۔ چوٹی رکھنا۔ بدھی پہننا۔ فقیر بنانا۔ علی بخش، حسین بخش، عبدالنبی[۶] وغیرہ نام رکھنا۔ کسی جانور پر کسی بزرگ کا نام لگا کر اس کا ادب کرنا۔ عالم کے کاروبار کو ستاروں کی تاثیر سے سمجھنا۔ اچھی[۷] بری تاریخ اور دن کا پوچھنا۔ شگون لینا۔ کسی مہینے یا تاریخ کو منحوس سمجھنا۔ کسی بزرگ کا نام بطور وظیفہ کے جپنا[۵] یوں کہنا کہ خدا اور رسول اگر چاہے گا تو فلانا کام ہو جاوے گا۔ کسی کے نام یا سر کی قسم کھانا۔ (جاندار[۸] کی بڑی) تصویر[۶] رکھنا۔ خصوصاً[۹] کسی بزرگ کی تصویر برکت کے لئے رکھنا اور اس کی تعظیم کرنا[۷]۔

۷: رجل عاب ملکا من الملئکة کفر ۱۲ عالمگیری ج ۳ ص ۱٦٤۔
۸: لا یعلم من فی السمٰوات والارض الغیب الا اللّٰہ ۔ نمل رکوع ٥ ج ۲۰ وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمھا الا ھو ۔ انعام رکوع ۷ ج ۷۔
۹: من اتی عرافا فسالہ عن شئی لم یقبل لہ صلوٰة اربعین لیلة رواہ مسلم مشکوٰة ۱۲ ص ۳۹۳۔
(۱) توبہ سے مراد کفر اور شرک کے سوا اور گناہوں سے توبہ کرنا اور ایمان سے مراد کفر سے توبہ کرنا اور مسلمان ہو جانا ہے ۱۲۔
(۲) یعنی ان باتوں کا بیان جن کو کفر و شرک کے ساتھ ایک قسم کا خاص تعلق ہے خواہ اس وجہ سے کہ موجب کفر و شرک ہیں یا اس وجہ سے کہ وہ رسوم و اوضاع کفار و مشرکین سے ہیں یا اس وجہ سے کہ وہ موہم شرک ہیں یا اس وجہ سے کہ وہ مفضی الی الشرک ہیں۔ ۱۲ تصحیح الاغلاط
(۳) نجومی جو ستاروں کے حالات کا علم رکھتا ہو ۱۲

(حاشیہ صفحہ ۵٦)

۱: قل من بیدہ ملکوت کل شئی وھو یجیر و لا یجار علیہ ان کنتم تعلمون سیقولون للّٰہ قل فانی تسحرون ۱۲ ۔ المؤمنون رکوع ٥ ج ۱۸۔
۲: وقضیٰ ربك الا تعبدوا الا ایاہ۔ بنی اسرائیل رکوع ۲ ج ۱٥۔
۳: وجعلوا للّٰہ مما ذرأ من الحرث والا نعام الی قولہ ان اللّٰہ لا یھدی القوم الظلمین ۔ (سورة الانعام رکوع ۱٦ ج ۸) واما الطواف حول قبور مکان فلا یجوز لا نہ من مختصات الکعبة کما قال القاری فی شرح اللباب ولا یطوف حول البقعة الشریفة فان الطواف من مختصات الکعبة فیحرم حول قبور الا نبیاء والا ولیاء او فی نور الا یمان وما فی مجمع البرکات ویمکنہ ان یطوف حولہ وفعل ذلك ثلث مرات فلا یعباء کذا فی مجموعة الفتاوی ۱۲ ص ۱۷٥ ۔
٤: واعبدوا اللّٰہ ولا تشرکوا بہ شیئاً ۱۲ سورہ نساء رکوع ٦ ج ٥۔
٥: انما حرم علیکم المیتة والدم ولحم الخنزیر وما اھل بہ لغیر اللّٰہ ۱۲ بقرہ رکوع ۲۱ ج ۲۔
٦: اما ما اشتھر من التسمیة بعبدالنبی فظاھرہ کفر الا ان اراد بالعبد المملوك ۱۲ شرح فقہ اکبر ص ۳٥۔
۷: لا عدوی ولا ھامة ولا نور ولا صفر رواہ مسلم مشکوٰة ص ۳٥۱ الطیرة شرك رواہ ابو داؤد والترمذی مشکوٰة ۱۲ ص ۳۹۲۔
۸: لا تدخل الملئکة بیتا فیہ کلب ولا تصاویر متفق علیہ مشکوٰة ص ۳۸٥۔
۹: اذا مات فیھم الرجل الصالح بنوا علی قبرہ مسجدا ثم صوروا فیہ تلك الصور اولئك شرار خلق اللّٰہ ۱۲ مشکوٰة ص ۳۸۱۔
(۱) طواف کسی چیز کے چاروں طرف چکر لگانے کو کہتے ہیں۔ اور بیت اللہ کے سوا کسی چیز کا طواف جائز نہیں ۱۲
(۲) جس طرح سلام کرتے وقت اکثر لوگ جھک جاتے ہیں ۱۲
(۳) یعنی اس طرح کہ بڑے ادب سے خاموش کھڑا رہے نہ ہلے نہ جلے نہ ادھر ادھر دیکھے۔ ایسا ادب منع ہے۔ ہاں معمولی طور پر بزرگوں کی تعظیم کو کھڑا ہونا اور ان کے بیٹھنے کے وقت بیٹھ جانا درست ہے ۱۲
(۴) بعضی جگہ نار کو نال کہتے ہیں۔ ۱۲۔　(۵) یعنی ورد کرنا۔ ۱۲　(۶) تصویر سے مراد جاندار کی بڑی تصویر ہے ۱۲ تصحیح الاغلاط
(۷) اس قسم کی اور بہت سی باتیں ہیں یہ بطور نمونہ بیان کی گئی ہیں ۱۲

بدعتوں[1] اور بری رسموں اور بری باتوں کا بیان

قبروں پر دھوم دھام سے میلا کرنا۔ چراغ جلانا۔ عورتوں کا وہاں جانا۔ چادریں ڈالنا۔ پختہ قبریں بنانا۔ بزرگوں کے راضی کرنے کو قبروں کی حد سے زیادہ تعظیم کرنا۔ تعزیہ یا قبر کو چومنا چاٹنا۔ خاک ملنا۔ طواف اور سجدہ کرنا قبروں کی طرف نماز پڑھنا۔ مٹھائی۔ چاول گلگلے وغیرہ چڑھانا۔ تعزیہ علم[2] وغیرہ رکھنا۔ اس پر حلوہ مالیدہ چڑھانا۔ یا اس کو سلام کرنا کسی چیز کو اچھوتی سمجھنا۔ محرم کے مہینے میں پان نہ کھانا۔ مہندی مسی نہ لگانا۔ مرد کے پاس نہ رہنا لال کپڑا نہ پہننا۔ بی بی کی صحنک[3] مردوں کو نہ کھانے دینا۔ تیجا[4] چالیسواں وغیرہ کو ضروری سمجھ کر کرنا۔ باوجود ضرورت[5] کے عورت کے دوسرے نکاح کو معیوب سمجھنا۔ نکاح، ختنہ، بسم اللہ وغیرہ میں اگرچہ وسعت نہ ہو مگر ساری خاندانی رسمیں کرنا۔ خصوصاً قرض وغیرہ کر کے ناچ رنگ وغیرہ کرنا۔ ہولی دیوالی کی رسمیں کرنا۔ سلام[6] کی جگہ بندگی وغیرہ کرنا یا صرف سر پر ہاتھ رکھ کر جھک جانا۔ دیور۔ جیٹھ۔ پھوپی زاد خالہ زاد بھائی کے سامنے بے محابا آنا۔ یا اور کسی نامحرم کے سامنے آنا۔ گگرا (گھڑا) دریا سے گاتے بجاتے لانا، راگ باجا، گانا سننا[7]، ڈومنیوں وغیرہ کو نچانا اور دیکھنا۔ اس پر خوش ہو کر ان کو انعام دینا۔ نسب[1] پر فخر کرنا یا کسی بزرگ سے منسوب ہونے کو نجات کے لئے کافی سمجھنا۔ کسی کے نسب میں کسر ہو اس پر طعن کرنا۔ جائز[8] پیشہ کو ذلیل سمجھنا۔ حد سے زیادہ کسی کی تعریف کرنا۔ شادیوں میں فضول خرچی اور خرافات باتیں کرنا۔ ہندوؤں کی رسمیں کرنا۔ دولہا کو خلاف شرع پوشاک پہنانا۔ کنگنا[9] سہرا باندھنا، مہندی لگانا، آتش بازی ٹٹیوں وغیرہ کا سامان کرنا، فضول آرائش کرنا، گھر کے اندر[2] عورتوں کے درمیان دولہا کو بلانا اور سامنے آجانا، تاک جھانک کر اسکو دیکھ لینا، سیانی سمجھدار سالیوں وغیرہ کا سامنے آنا اس سے ہنسی دل لگی کرنا، چوتھی کھیلنا، جس جگہ دولہا دولہن لیٹے ہوں اسکے گرد جمع ہو کر باتیں سننا، جھانکنا، تاکنا، اگر کوئی بات معلوم ہو جائے تو اسکو اوروں سے کہنا، مانجھے بٹھانا اور ایسی شرم کرنا جس سے نمازیں قضا ہو جاویں۔ شیخی[3] سے مہر زیادہ مقرر کرنا، غمی میں[4] چلا کر رونا، منہ اور سینہ پیٹنا، بیان کر کے رونا، استعمالی گھڑے توڑ ڈالنا، جو جو کپڑے اس

۱: عن عقبة بن عامر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ انسا بکم ھذہ لیست بمسبة علی احد کلکم بنوادم طف الصاع بالصاع لم تملؤہ لیس لاحد علی احد فضل الا بدین و تقوی کفی بالرجل ان یکون بذیا فاحشا بخیلا رواہ احمد والبیھقی فی شعب الایمان ۱۲ مشکوۃ شریف ص ۴۱۸۔

۲: عقبة بن عامر رضی اللہ عنہ رفعہ ایاکم والدخول علی النساء فقال رجل من الانصار افرأیت الحمأ قال الحمأ الموت للشیخین جمع الفوائد ص ۲۳۰۔

۳: عمر رضی اللہ عنہ قال فی خطبة لا تغالوا فی صدقات النساء فان ذلک لو کان مکرمة فی الدنیا وتقوی عند اللہ کان اولاکم به رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ما اصدق رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم امرأة من نسائه ولا اصدقت امراء ة من بناته اکثر من اثنتی عشرة اوقیة اہ جمع الفوائد ص ۲۱۹۔

۴: عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم لیس منا من ضرب الخدود و شق الجیوب ودعی بدعوی الجاھلیة متفق علیه مشکوۃ شریف ص ۱۵۰۔

(۱) ہر ایسی نئی بات کو کہ جس کی شریعت میں کچھ اصل نہ ہو اور اس کو دین کی بات اور موجب ثواب سمجھ کر کیا جاوے بدعت کہتے ہیں۔ ایسی بات کا کرنا بڑا گناہ ہے۔ ۱۲

(۲) یعنی نشان جو بانس پر کپڑا لپیٹ کر تعزیوں کے ساتھ لئے پھرتے ہیں اس کو جھنڈا بھی کہتے ہیں۔ ۱۲

(۳) بلکہ یہ رسم صحنک کی ہی شرع میں منع ہے عورتوں کے لئے بھی اور مردوں کے لئے بھی ۱۲

(۴) تیجا چالیسواں وغیرہ غیر ضروری سمجھ کر کرنا بھی جائز نہیں۔ چونکہ لوگ ضروری ہی سمجھ کر کرتے ہیں اس لئے ضروری کا لفظ لکھ دیا ہے ۱۲

(۵) اور بے ضرورت بھی بیوہ کے نکاح کو معیوب سمجھنا برا ہے ۱۲

(۶) چونکہ سلام کی جگہ بندگی کرنا ہندوؤں کی رسم ہے اس لئے ممنوع ہے اور آداب میں مشابہت نیا چرہ اور ترک سنت ہے اس لئے بدعت.....

(جاری ہے)

کے بدن سے لگے ہوں سب کو دھلوانا۔ برس روز تک یا کچھ کم زیادہ اس گھر میں اچار نہ پڑنا۔ کوئی خوشی کی تقریب نہ کرنا۔ مخصوص تاریخوں میں پھر غم کا تازہ کرنا۔ حد سے زیادہ زیب و زینت میں مشغول ہونا۔ سادی وضع کو معیوب جاننا۔ مکان میں تصویریں[۱] لگانا۔ خاصدان[۲] عطردان، سرمہ دانی سلائی وغیرہ چاندی سونے کی استعمال کرنا۔ بہت[۳] باریک کپڑا پہننا یا بجتا زیور پہننا۔ لہنگا پہننا۔ مردوں کے مجمع میں جانا خصوصاً تعزیہ دیکھنے اور میلوں میں جانا۔ اور مردوں[۴] کی وضع اختیار کرنا۔ بدن[۵] گدوانا۔ خدائی رات کرنا۔ ٹوٹکہ کرنا۔ محض زیب و زینت کے لئے دیوار گیری چھت گیری لگانا۔ سفر کو جاتے یا لوٹتے وقت غیر محرم کے گلے لگنا یا گلے لگانا۔ جینے کے لئے لڑکے کا کان یا ناک چھیدنا۔ لڑکے کو بالا یا بلاق پہنانا۔ ریشمی یا کسم یا زعفران کا رنگا ہوا کپڑا یا ہنسلی یا گھونگرو یا کوئی اور زیور پہنانا۔ کم رونے کے لئے افیون کھلانا۔ کسی بیماری میں شیر کا دودھ یا اس کا گوشت کھلانا۔ اس قسم کی اور بہت سی باتیں ہیں بطور نمونہ کے اتنی بیان کر دی گئیں۔

بعضے بڑے بڑے گناہوں کا بیان جن پر بہت سختی آئی ہے

خدا[۶] سے شرک کرنا۔ ناحق[۷] خون کرنا۔ وہ عورتیں جن کی اولاد نہیں ہوتی کسی کی سنور[(۱)] میں بعضے ایسے ٹوٹکے کرتی ہیں کہ یہ بچہ مر جائے اور ہمارے اولاد ہو یہ بھی اسی خون میں داخل ہے۔ [۸]ماں باپ کو ستانا۔ [۹]زنا کرنا۔ [۱۰]یتیموں کا مال کھانا جیسے اکثر عورتیں خاوند کے تمام مال وجائداد پر قبضہ کر کے چھوٹے بچوں کا حصہ اڑاتی ہیں۔ [۱۱]لڑکیوں کو حصہ میراث کا نہ دینا۔ [۱۲]کسی عورت کو ذرا سے شبہ[(۲)] میں زنا کی تہمت لگانا۔ [۱۳]ظلم کرنا۔ [۱۴]کسی کو اس کے پیچھے بدی سے یاد کرنا۔ [۱۵]خدا کی رحمت سے ناامید ہونا۔ [۱۶]وعدہ کر کے پورا نہ کرنا۔ [۱۷]امانت میں خیانت

ہے ۱۲ تصحیح الاغلاط۔

(۷) گانے سے مراد مطلق شعر پڑھنا نہیں ہے بلکہ متعارف گانا مراد ہے جیسے بیاہ شادیوں میں ڈومنیوں کا گانا۔ یا عرس میں قوالی وغیرہ جو کہ عورتوں میں رائج ہے ۱۲ تصحیح الاغلاط

(۸) اس سے مراد جائز پیشہ ہے ۱۲ تصحیح الاغلاط

(۹) اس کے ممنوع ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اول تو یہ رسوم ہنود سے ہے اور رسوم و اوضاع کفار کی ممانعت منصوص ہے پھر اس کو ضروریات شادی سے سمجھ لیا گیا ہے اور یہ اضافہ ہے شریعت میں ۱۲ تصحیح الاغلاط۔

(حاشیہ صفحہ ۵۸)

۱: عن ابی طلحة ﷺ قال قال النبی ﷺ لا تدخل الملئكة بیتا فیه كلب ولا تصاویر متفق علیه مشكوٰة شریف ص ۳۸۵۔

۲: وكره الاكل والشرب والادهان والتطیب من اناء ذهب و فضة للرجل والمرأة لاطلاق الحدیث وكذا یكره الأكل بملعقة الفضة والذهب والاكتحال بمیلهما وما اشبه ذلك من الاستعمال كمكحلة و مرأة وقلم ودواة ونحوها اه درمختار ج ۵ ص ۲۹۸ والمراد بقوله كره التحریم اه زیلعی ۶ ص ۱۱۔

۳: عن عائشة ﷺ ان اسماء بنت ابی بكر ﷺ دخلت علی رسول الله ﷺ وعلیها ثیاب رقاق فاعرض عنها الخ مشكوٰة ص ۳۷۷۔

۴: قال النبی ﷺ لعن الله المتشبهین من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال رواه البخاری ص ۳۸۰ ومشكوٰة ۱۲۔

۵: عن ابن عمر ﷺ ان النبی ﷺ قال لعن الله الواصلة والمستوصلة والواشمة والمستوشمة متفق علیه مشكوٰة ص ۳۱۸۔

۶: قال الله تعالیٰ ان الله لا یغفر ان یشرك به۔ سوره نساء ۱۲۔ ۷: ولا تقتلو النفس التی الایة بنی اسرائیل ۱۲۔

۸: فلا تقل لهما اف ولا تنهرهما الایة بنی اسرائیل ۱۲۔ ۹: ولا تقربوا الزنی انه كان فاحشة الایة بنی اسرائیل ۱۲۔

۱۰: ان الذین یاكلون اموال الیتمی الایه سوره نساء ۱۲۔ ۱۱: یوصیكم الله فی اولادكم للذكر مثل حظ الانثیین۔ نساء ۱۲۔

۱۲: ان الذین یرمون المحصنت الغفلت المومنات نور ۱۲۔ ۱۳: ومن یظلم منكم نذقه عذاباً كبیرا۔ الایة سوره فرقان۔

۱۴: ولا یغتب بعضكم بعضا۔ حجرات۔ ۱۵: لا تقنطوا من رحمة الله۔ زمر ۱۲۔

۱۶: واوفوا بالعهد ان العهد كان مسئولا ۱۲ بنی اسرائیل۔ ۱۷: ان الله یأمركم ان تودوا الامنت الی اهلها ۱۲ نساء۔

(۱) یعنی زچہ خانہ کی حالت میں ۱۲

(۲) جب تک دلیل شرعی زنا پر قائم نہ ہو اس وقت تک کسی کو زنا کار نہ سمجھے اور جب ایسی ضرورت پڑے تو دیندار عالموں سے مسئلہ دریافت کر لینا چاہئے ۱۲۔

کرنا۔[1]خدا کا کوئی فرض مثل نماز۔روزہ۔حج۔زکوۃ چھوڑ دینا۔[2]قرآن شریف پڑھ کر بھلا دینا۔[3]جھوٹ بولنا۔خصوصاً[4]جھوٹی قسم کھانا۔خدا کے سوا اور کسی کی قسم کھانا یا اس[5]طرح قسم کھانا کہ مرتے وقت کلمہ نصیب نہ ہو۔ایمان پر خاتمہ نہ ہو۔[6]خدا کے سوا کسی اور کو سجدہ کرنا۔بلا عذر[7]نماز قضا کر دینا۔کسی مسلمان[8]کو کافر یا بے ایمان یا خدا کی مار یا خدا کی پھٹکار خدا کا دشمن وغیرہ کہنا۔[9]کسی کا گلہ شکوہ سننا۔[10]چوری کرنا۔[11]بیاج لینا۔[12]اناج کی گرانی سے خوش ہونا۔[13]مول چکا کر پیچھے زبردستی سے کم دینا۔[14]غیر محرم کے پاس تنہائی میں بیٹھنا۔[15]جوا کھیلنا۔بعض عورتیں اور لڑکیاں بد بد کے گٹے یا اور کوئی کھیل کھیلتی ہیں یہ بھی جوا ہے۔[16]کافروں کی رسمیں پسند کرنا۔[17]کھانے کو برا کہنا۔[18]ناچ دیکھنا، راگ[19]باجا سننا، قدرت[20]ہونے پر نصیحت نہ کرنا، کسی سے[21]مسخرا پن کر کے بے حرمت(1) اور شرمندہ کرنا۔کسی کا[22]عیب ڈھونڈنا۔

۱: فقد صرح اهل الا صول بانه یکفر جاحده ویفسق تارکه بلا عذر کما فی نور الا نوار وغیره ۱۲ جابر ؓ مرفوعاً بین الرجل والشرك ترك الصلوٰة مسلم والترمذی جمع الفوائد ۱۲ ابن عباس ؓ مرفوعاً عرا الاسلام وقواعد الدین ثلاثه علیهن تبنی الا سلام فمن ترك واحدة منهن فهو بها کا فر حلا ل الدم وشهادة ان لا اله الا الله والصلوٰة المکتوبة وصوم رمضان وفی روایة من ترك منهن واحدة فهو بالله کا فر ولا یقبل منه صرف ولا عدل وقد حل دمه وما له رواه ابو یعلی باسناد حسن۔ کتاب الزواجر ۱۲ علی ؓ مرفوعاً مامن صاحب ذهب ولا فضة لا یودی منها حقها الحدیث للستة لا الترمذی جمع الفوائد ۱۲ ص ۱۳۸ ج ۱۔

۲: سعد بن عبادة ؓ مرفوعا ما من امری یقرأ القرآن ثم ینساه الا لقی الله یوم القیمة اجذم ابو داؤد والدارمی مشکوٰة ۱۲ ص ۱۹۱۔

۳: لعنت الله علی للکاذبین ۱۲ ال عمران۔

٤: ابو هریرة ؓ مرفوعا لا تحلفوا اٰبائکم ولا بأمها تکم ولا بالا نداد ولا تحلفوا بالله الا وانتم صادقون ابوداؤد والنسائی مشکوٰة ص ۲۹٦۔

٥: بریدة ؓ مرفوعا من قال انی بری من الا سلام فان کان کاذبا فهو کما قال وان کان صادقا فلن یرجع الی الا سلام سالما رواه ابوداؤد النسائی مشکوٰة ۱۲۔

٦: لا تسجدوا للشمس ولا للقمر الایه سوره سجده ۱۲۔

۷: ابو الدرداء ؓ مرفوعا او صا نی خلیلی الحدیث وفیه ولا تترك صلوٰة مکتوبة متعمد افمن ترکها متعمد افقد برئت منه الذمة الحدیث رواه ابن ماجه مشکوٰة ۱۲ ص ٥۹۔

۸: ابو ذر ؓ مرفوعا لا یرمی رجل رجلا بالفسوق ولا یرمیه بالکفر الا ارتدت علیه ان لم یکن صاحبه کذلك بخاری وعنه مرفوعا من دعا رجلا بالکفر اوقال عدو الله ولیس کذلك الا حاد علیه متفق علیه و ابو الدرداء ؓ مرفوعا ان اللعانین لا یکونون شهداء ولا شفعاء یوم القیمة۔ مسلم کلها فی المشکوٰة ۱۲ ص ٤۱۱۔

۹: ابن مسعود ؓ مرفوعا لا یبلغنی احد من اصحابی عن احد شیأ فانی احب ان اخرج الیکم وانا سلیم الصدر ابو داؤد و مشکوٰة ۱۲ ص ٤۱٤۔

۱۰: والسارق والسارقة الایه سوره مائدة ۲۔

۱۱: وذروا ما بقی من الربوا ان کنتم مئومنین۔ فان لم تفعلوا فاذ نوا بحرب من الله ورسوله ۱۲ سوره بقره۔

۱۲: معاذ ؓ مرفوعا بئس العبد المحتکران ارخص الله الاسعار حزن وان اغلاها فرح بیهقی ورزین مشکوٰة ۱۲ ص ۲٤۱۔

۱۳: ابو حرة الرقاشی مرفوعا الا لا تظلموا الا لا یحل مال امری الا بطیب نفس منه البیهقی والدار قطنی مشکوٰة ۱۲ ص ٥٥۔

۱٤: لا یخلون احدکم بامراة الا مع ذی محرم الحدیث للشیخین جمع الفوائد ۱۲ ص ۲۳۰ ج ۱۔

۱٥: انما الخمر و المیسر ۱۲ مائده۔

۱٦: ابن عباس ؓ مرفوعا ابغض الناس الی الله ثلثة الحدیث وفیه ومبتغ فی الا سلام سنة الجاهلیة ۱۲ بخاری مشکوٰة۔

۱۷: ابوهریرة ؓ مرفوعاً ماعاب النبی صلی الله علیه وسلم طعاما قط الحدیث متفق علیه مشکوٰة ۱۲ ص ۳٦٤۔

۱۸، ۱۹: انس ؓ مرفوعاً صوتان ملعونان مزمار عند نعمة ورنة عند مصیبة للبزار جمع الفوائد ۱۲ ص ۲٤۰ قد بسط العلامة ابن حجر المکی رحمة الله علیه فی الرد علیه فی کتابه کف الرعاع عن محرمات اللهو والسماع وحکی عدم جوازه عن الائمة الا ربعة مالك و الشافعی وابی حنیفة واحمد وغیره هم ۱۲ ص ٥۰۔

۲۰: ابو بکر ؓ مرفوعاً ما من قوم یعمل فیهم بالمعاصی ثم یقدرون علی ان یغیروا ثم لا یغیرون الا یوشك ان یعمهم الله بعقاب ابوداؤد مشکوٰة ۱۲ ص ٤۲٦۔

۲۱: لا یسخر قوم من قوم الخ۔ سوره حجرات ۱۲۔

۲۲: ولا تجسسوا ۱۲ حجرات۔

(۱) یعنی بے عزت ۱۲

گناہوں سے بعضے دنیا کے نقصانوں کا بیان

علم سے محروم رہنا۔ روزی کم ہو جانا۔ خدا کی یاد سے وحشت ہونا۔ آدمیوں سے وحشت ہو جانا۔ خاص کر نیک آدمیوں سے۔ اکثر کاموں میں مشکل پڑ جانا، دل میں صفائی نہ رہنا، دل میں اور بعضی دفعہ تمام بدن میں کمزوری ہو جانا، طاعت سے محروم رہنا، عمر گھٹ جانا، توبہ کی توفیق نہ ہونا، کچھ دنوں میں گناہ کی برائی دل سے جاتی رہنا، اللہ تعالیٰ کے نزدیک ذلیل ہو جانا، دوسری مخلوق کو اس کا نقصان پہنچنا اور اس وجہ سے اس پر لعنت کرنا، عقل میں فتور ہو جانا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اس پر لعنت ہونا، فرشتوں کی دعا سے محروم رہنا، پیداوار میں کمی ہونا، شرم اور غیرت کا جاتا رہنا، اللہ تعالیٰ کی بڑائی اس کے دل سے نکل جانا، نعمتوں کا چھن جانا، بلاؤں کا ہجوم ہونا، اس پر شیطانوں کا مقرر ہو جانا، دل کا پریشان رہنا، مرتے وقت منہ سے کلمہ نہ نکلنا، خدا کی رحمت سے مایوس ہونا اور اس وجہ سے بے توبہ مر جانا۔

عبادت سے بعضے دنیا کے فائدوں کا بیان

روزی بڑھنا، طرح طرح کی برکت ہونا، تکلیف اور پریشانی دور ہونا، مرادوں کے پورے ہونے میں آسانی ہونا، لطف کی زندگی ہونا، بارش ہونا، ہر قسم کی بلا کا ٹل جانا، اللہ تعالیٰ کا مہربان اور مددگار رہنا، فرشتوں کو حکم ہونا کہ اس کا دل مضبوط رکھو، سچی عزت و آبرو ملنا، مرتبے بلند ہونا، سب کے دلوں میں اس کی محبت ہو جانا، قرآن کا اس کے حق میں شفا ہونا، مال کا نقصان ہو جاوے تو اس سے اچھا بدلا مل جانا، دن بدن نعمت میں ترقی ہونا، مال بڑھنا، دل میں راحت اور تسلی رہنا، آئندہ نسل میں یہ نفع پہنچنا، زندگی میں غیبی بشارتیں[(۱)] نصیب ہونا، مرتے وقت فرشتوں کا خوشخبری سنانا، مبارک باد دینا، عمر بڑھنا، افلاس اور فاقہ سے بچا رہنا، تھوڑی چیز میں زیادہ برکت ہونا، اللہ تعالیٰ کا غصہ جاتا رہنا۔

وضو کا بیان

وضو[۱] کرنے والی کو چاہئے کہ وضو کرتے[(۲)] وقت قبلہ کی طرف منہ کر کے کسی اونچی جگہ بیٹھے کہ چھینٹے اڑ کر اوپر نہ پڑیں۔ اور وضو شروع کرتے وقت[۲] بسم اللہ کہے۔ اور سب سے پہلے تین[۳] دفعہ گٹوں تک ہاتھ دھووے۔ پھر تین[۴] دفعہ کلی کرے اور مسواک[۵] کرے۔ اگر مسواک نہ ہو تو کسی موٹے کپڑے یا صرف انگلی سے اپنے دانت صاف کر لے کہ سب میل کچیل جاتا رہے اور اگر[۶] روزہ دار نہ ہو تو غرغرہ کر کے اچھی طرح سارے منہ میں پانی پہنچاوے اور اگر روزہ ہو تو غرغرہ نہ کرے کہ شاید کچھ پانی حلق میں چلا جاوے۔ پھر تین[۷] بار ناک میں

۱: فاداب الوضوء الجلوس فی مکان مرتفع تحرزاً عن الغسالة واستقبال القبلة ۱۲ مراقی ص ٤٤۔
۲: والتسمية ابتداء ۱۲ مراقی ص ۳۹۔
۳: غسل اليدين الی رسغيه ثلاث فی ابتداء الوضوء سنة ۱۲ البحر ص ۱۷ ج ۱۔
٤: والمضمضة ثلاثاً ۱۲ نور ص ۸۔
٥: والسواك فی ابتدائه ولو بالا صبع او خرقة خشنة عند فقده ۱۲ مراقی ص ۳۹۔
٦: ويسن المبالغة فی المضمضة وهی ايصال الماء لراس الحلق والمبالغة فی الا ستنشاق وهی ايصاله الی مافوق المارن لغير الصائم والصائم لا يبالغ فيهما خشية افساد الصوم ۱۲ مراقی ص ٤۱۔ ۷: ثم يستنشق كذلك (ای ثلثا) ۱۲ هداية ص ۳۲۔

(۱) خواب میں یا اور کسی طرح ۱۲۔
(۲) وضو کرنے سے پہلے دل میں ارادہ کرے کہ وضو نماز کے لئے کرتی ہوں بغیر نیت ثواب وضو کا نہ ہو گا گو وضو ہو جاوے گا۔ ۱۲۔

پانی ڈالے اور بائیں ہاتھ[1] سے ناک صاف کرے۔ لیکن جس کا روزہ ہو وہ جتنی دور تک نرم نرم گوشت ہے اس سے اوپر پانی نہ لے جاوے۔ پھر تین دفعہ منہ[2] دھوئے۔ سر کے بالوں سے لے کر تھوڑی کے نیچے تک اور اس کان کی لو سے اس کان کی لو تک سب جگہ پانی بہ جائے۔ دونوں ابروؤں کے نیچے بھی پانی پہنچ جاوے کہیں سوکھا نہ رہے۔ پھر تین بار داہنا ہاتھ کہنی سمیت دھوئے پھر بایاں ہاتھ کہنی سمیت تین دفعہ دھوئے۔ اور ایک[3] ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر خلال کرے اور انگوٹھی چھلا چوڑی جو کچھ ہاتھ میں پہنے ہو ہلا لیوے[4] کہ کہیں سوکھا نہ رہ جاوے۔ پھر ایک مرتبہ سارے[5] سر کا مسح کرے پھر کان کا مسح کرے۔ اندر کی طرف کا کلمہ کی انگلی سے اور کان کے اوپر کی طرف کا انگوٹھوں سے مسح کرے۔ پھر انگلیوں کی پشت کی طرف سے[6] گردن کا مسح کرے۔ لیکن گلے کا مسح نہ کرے کہ یہ برا[7] اور منع ہے، کان[8] کے مسح کے لئے نیا پانی لینے کی ضرورت نہیں ہے سر کے مسح سے جو بچا ہوا پانی ہاتھ میں لگا ہے وہی کافی ہے۔ اور تین[9] بار داہنا پاؤں ٹخنے سمیت دھووے پھر بایاں پاؤں ٹخنے سمیت تین دفعہ دھوئے اور بائیں[10] ہاتھ کی چھنگلیا سے پیر کی انگلیوں کا خلال کرے۔ پیر کی داہنی چھنگلیا سے شروع کرے اور بائیں چھنگلیا پر ختم کرے۔ یہ وضو کرنے کا طریقہ ہے لیکن اس میں بعضی چیزیں ایسی ہیں کہ اگر اس میں سے ایک بھی چھوٹ جائے یا کچھ کمی رہ جائے تو وضو نہیں ہوتا جیسے پہلے بے وضو تھی اب بھی بے وضو رہے گی۔ ایسی[11] چیزوں کو فرض کہتے ہیں۔ اور بعضی باتیں ایسی ہیں کہ ان کے چھوٹ جانے سے وضو تو ہو جاتا ہے لیکن ان کے کرنے سے ثواب ملتا ہے اور شریعت میں ان کے کرنے کی تاکید بھی آئی ہے۔ اگر کوئی اکثر چھوڑ دیا کرے تو گناہ ہوتا ہے۔ ایسی[12] چیزوں کو سنت کہتے ہیں اور بعضی چیزیں ایسی ہیں کہ کرنے سے ثواب ہوتا ہے اور نہ کرنے سے کچھ گناہ نہیں ہوتا اور شرع میں ان کے کرنے کی تاکید بھی نہیں ہے ایسی باتوں[13] کو مستحب کہتے ہیں۔

مسئلہ-۱ وضو[14] میں فرض فقط چار چیزیں ہیں۔ ایک مرتبہ سارا منہ دھونا۔ ایک ایک دفعہ کہنیوں سمیت دونوں ہاتھ دھونا۔ ایک بار چوتھائی سر کا مسح کرنا۔ ایک ایک مرتبہ ٹخنوں سمیت دونوں پاؤں دھونا۔ بس فرض اتنا ہی ہے۔ اس میں سے اگر ایک چیز بھی چھوٹ جائے گی یا کوئی جگہ بال برابر بھی سوکھی رہ جاوے گی تو وضو نہ ہوگا۔

۱: ویستنثر بیده الیسری ۱۲ منیه ص ۳۰۔

۲: غسل الوجه وحده طولا من مبدء سطح الجبهة الی اسفل الذقن وحده عرضا ما بین شحمتی الا ذنین ۱۲ نور۔ (۷) وتکرار الغسل الی الثلث سنة ۱۲ غنیه ص ۲۵ وایصال الماء الی ماتحت الشارب والحاجبین ۱۲ ثم اخذ غرفة من ماء فغسل بها یده الیسری ومعلوم ان لکل من الیدین ثلث غرفات ۱۲ کبیری ص ۲۲ غسل یده مع مرفقیه ۱۲ نور ص ۷

۳: وتخلیل اصا بع الیدین بالتشبیك ۲ درج ۱۔

٤: وان یحرك خاتمه ان کان واسعا وان کان ضیقا ففی ظاهر الروایة لا بد من تحریکه او نزعه لیحصل الا ستیعاب ۱۲ کبیری ص ۲۳ ملخصا۔

٥: ومسح کل راسه مرة واذنیه بمائه یمسحهما بالسبا بتین داخلهما و بالابها مین خارجهما ۱۲۔

٦: ویمسح الرقبة بظهور الا صابع ۱۲ منیه ص ۲٤۔

۷: لا یسن مسح الحلقوم بل هو بدعة ۱۲ نور ص ٤٤۔

۸: من السنة مسحهما بماء الرأس ولا یا خذ لهما ماء جدیدا ۱۲ شامی ج ۱ ص ۱۲٦۔

۹: غسل رجلیه مع کعبیه نور ص ۷ ویسن البدایة بالمیامن ۱۲ مراقی ص ٤۳۔

۱۰: ویخلل بخنصر یده الیسری یبتدئ من خنصر رجله الیمنی من اسفل ویختم بخنصر رجله الیسری ۱۲ طحطاوی ج۲ ص ۲۲۔

۱۱: المراد بالفرض ههنا مالا بد منه فی الوضوء من حیث کو نه رکنا ۱۲ عمدة الرعایه ص ٥٤۔

۱۲: المراد بالسنة ـ السنة المؤکدة وهی التی حکمها انه یثاب فاعلها ویلام تارکها ویستحق اثما ان اعتاد ترکها ۱۲ عمدة الرعایه ص ٦۲۔

۱۳: وحکمه الثواب بالفعل وعدم اللوم علی الترك ۱۲ شامی ص ۱۲۸ ج ۱۔

۱٤: فرض الوضوء غسل الوجه مرة وهو ما بین منبت الشعر غالبا واسفل الذقن والا ذنین والیدین مرة بالمرفقین ـ والرجلین مرة بالکعبین ومسح ربع الرأس مرة ۱۲ غرر ملخصاً ص ۱۰۔

مسئلہ-۲ پہلے گٹوں تک[1] دونوں ہاتھ دھونا اور بسم اللہ کہنا اور کلی کرنا۔ اور ناک میں پانی ڈالنا۔ مسواک کرنا سارے سر کا مسح کرنا ہر عضوء کو تین تین مرتبہ دھونا کانوں کا مسح کرنا۔ ہاتھ اور پیروں کی انگلیوں کا خلال کرنا۔ یہ سب باتیں سنت ہیں اور اس کے سوا جو اور باتیں ہیں وہ سب مستحب ہیں۔

مسئلہ-۳ جب[2] یہ چار عضو جن کا دھونا فرض ہے دھل جاویں گے تو وضو ہو جاوے گا چاہے۔ وضو کا قصد ہو یا نہ ہو جیسے کوئی نہاتے وقت سارے بدن پر پانی بہالیوے اور وضو نہ کرے یا حوض میں گر پڑے یا پانی برستے میں باہر کھڑی ہو جاوے اور وضو کے یہ اعضاء دھل جاویں تو وضو ہو جاوے گا لیکن ثواب وضو کا نہ ملے گا۔

مسئلہ-۴ سنت[3] یہی ہے کہ اسی طرح سے وضو کرے جس طرح ہم نے اوپر بیان کیا ہے۔ اور اگر کوئی الٹا وضو کر لے کہ پہلے پاؤں دھوڈالے پھر مسح کرے پھر دونوں ہاتھ دھووے پھر منہ دھوڈالے یا اور کسی طرح الٹ پلٹ کر وضو کرے تو بھی وضوء ہو جاتا ہے لیکن سنت کے موافق وضو نہیں ہوتا اور گناہ(۱) کا خوف ہے۔

مسئلہ-۵ اسی[4] طرح اگر بایاں ہاتھ بایاں پاؤں پہلے دھویا تب بھی وضو ہو گیا لیکن مستحب کے خلاف ہے۔

مسئلہ-۶ ایک[5] عضو کو دھو کر دوسرے عضو کے دھونے میں اتنی دیر نہ لگائے کہ پہلا عضو سوکھ جاوے بلکہ اس کے سوکھنے سے پہلے پہلے دوسرا عضو دھوڈالے۔ اگر پہلا عضو سوکھ(۲) گیا تب دوسرا عضو دھویا تو وضو ہو جائے گا لیکن یہ بات سنت کے خلاف ہے۔

مسئلہ-۷ ہر[6] عضو کے دھوتے وقت یہ بھی سنت ہے کہ اس پر ہاتھ بھی پھیر لیوے تاکہ کوئی جگہ سوکھی نہ رہے(۳) سب جگہ پانی پہنچ جاوے۔

مسئلہ-۸ وقت[7] آنے سے پہلے ہی وضو نماز کا سامان اور تیاری کرنا بہتر اور مستحب ہے۔

مسئلہ-۹ جب[8] تک کوئی مجبوری نہ ہو خود اپنے ہاتھ سے وضو کرے کسی اور سے پانی نہ ڈلوائے اور وضو کرنے میں دنیا کی کوئی(۴) بات چیت نہ کرے بلکہ ہر عضو کے دھوتے وقت بسم اللہ اور کلمہ پڑھا کرے اور پانی کتنا ہی فراغت کا کیوں نہ ہو چاہے دریا کے کنارے پر ہو لیکن تب بھی پانی ضرورت سے زیادہ خرچ نہ کرے اور نہ پانی میں بہت کمی کرے کہ اچھی طرح دھونے میں دقت ہو۔ نہ کسی عضوء کو تین مرتبہ سے زیادہ دھووے اور منہ[9] دھوتے وقت پانی کا چھینٹا زور سے منہ پر نہ مارے۔ نہ پھنکار مار کر چھینٹے اڑاوے اور اپنے منہ اور آنکھوں کو بہت زور

۱: یسن فی الوضوء غسل الیدین الی الرسغین والتسمیة والسواك والمضمضة والا ستنشاق وتخلیل الا صابع وتثلیث الغسل واستیعاب الراس بالمسح ومسح الا ذنین ۱۲ نور الا یضاح ص ۸۔

۲: الوضو بدون النیة لیس عبادة وذلك کان دخل الماء مد فوعا او مختارا۔ لقصد التبرداو لمجرد ازالة الو سخ ۱۲ شامی ص ۱۱۱ ج ۱۔

۳: ویسن الترتیب سنة مو کدة فی الصحیح وهو کما نص اللّٰه تعالیٰ فی کتابه ۱۲ مراقی ص ۴۳۔

٤: والبدایة بالمیا من فضلیة لقوله ﷺ ان اللّٰه تعالیٰ یحب التیا من فی کل شئی حتی التنعل والترجل ۱۲ الهدایة ص ۳۳۔

٥: والولاء بکسر الواو غسل المتا خر قبل حفاف الاول بلا عذر حتی لو فنی ماؤه فمضے لطلبه لا باس به ۱۲ در ص ۱۲۷ ج ۱۔

٦: ینبغی للمتوضی فی الشتاء ان یبل اعضاء ه بالماء شبه الدهن ثم یسیل الماء علیها لان الماء یتحافی عن الا عضاء فی الشتاء ۱۲ شامی ص ۳۵ ج ۱۔

۷: وتقدیمه علی الوقت لغیر المعذور لان فیه انتظار الصلوٰة ومنتظر الصلوٰة کمن هو فیها بالحدیث الصحیح ۱۲ درو شامی ص ۱۳۰۔

۸: وعدم الاستعانة لغیره الا لعذر وعدم التکلم بکلام الناس والتسمیة عند غسل کل عضو وکذا الممسوح والا سراف بان یستعمل الماء فوق حاجة و من الا سراف الزیادة علی الثلاث ۱۲ شامی و در بحذف وفی المنیة وان لا یسرف فی الماء وان کان علی شط نهر جار ۱۲ ص ۱۲۔

۹: ومکروهه لطم الوجه او غیره بالماء تنزیها ۱۲ شامی ودر ص ۱۳۶ ج ۱فیجب غسل المیاقی وما یظهر من الشفة عند انضما مها وکذا لواغمض عینیه شدید الا یحوز لکن نقل العلامة المقدسی فی شرحه علی نظم الکنزان ظاهر الروایة الجواز واقره فی الشرنبلالیة تامل ۱۲ در وشامی ص ۳ ج ۱ وفی المنیة وان لا یضرب وجهه بماء عند الغسل وان لا ینفخ بالماء وان لا یغمض فاه ولا عینیه تغمیضا شدیدا حتی لو بقیت علی شفتیه او علی جفنیه لمعة لا یحوز وضوءه ۱۲۔

(۱) یعنی اگر ایسی عادت ڈالے تو گناہ ہو گا۔

(۲) یعنی قصداً دوسرے عضو کو اتنی دیر میں دھونا خلاف سنت ہے کہ پہلا عضو خشک ہو جائے۔ اگر ہوا کی تیزی یا گرمی کی شدت سے جلدی خشک ہو جائے تو اس کا مضائقہ نہیں ۱۲

(جاری ہے)

سے منہ بند کرے کہ یہ سب باتیں مکروہ اور منع ہیں اگر آنکھ یا منہ زور سے بند کیا اور پلک یا ہونٹ پر کچھ سوکھارہ گیا یا آنکھ کے کوئے میں پانی نہیں پہنچا تو وضو نہیں ہوا۔

مسئلہ-۱۰ انگوٹھی چھلے چوڑی کنگن وغیرہ اگر ڈھیلے ہوں کہ بے ہلائے بھی ان کے نیچے پانی پہنچ جائے تب بھی ان کا ہلا لینا مستحب ہے۔ اور اگر ایسے تنگ ہوں کہ بغیر ہلائے پانی نہ پہنچنے کا گمان ہو تو ان کو ہلا کر اچھی طرح پانی پہنچادینا ضروری اور واجب ہے، نتھ کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر سوراخ ڈھیلا ہے اس وقت تو ہلانا مستحب ہے اور جب تنگ ہو کہ بے پھرائے اور ہلائے پانی نہ پہنچے گا تو منہ دھوتے وقت گھما کر اور ہلا کر پانی اندر پہنچانا واجب ہے۔

مسئلہ-۱۱ اگر کسی کے ناخن میں آٹا لگ کر سوکھ گیا اور اس کے نیچے پانی نہیں پہنچا تو وضو نہیں ہوا۔ جب یاد آوے اور آٹا دیکھے تو چھوڑا کر پانی ڈال لے اور اگر پانی پہنچانے سے پہلے کوئی نماز پڑھ لی ہو تو اس کو لوٹاوے اور پھر سے پڑھے۔

مسئلہ-۱۲ کسی کے ماتھے پر افشاں(۱) چنی ہو اور اوپر اوپر سے پانی بہالیوے کہ افشاں نہ چھوٹنے پاوے تو وضو نہیں ہوتا۔ ماتھے کا سب گوند چھڑا کر منہ دھونا چاہیے۔

مسئلہ-۱۳ جب وضو کر چکے تو سورہ انا انزلنا(۲) اور یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الَّذِیْنَ لَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ وَلَا هُمْ یَحْزَنُوْنَ ○

(اے اللہ کر دے مجھ کو توبہ کرنے والوں میں سے اور کر دے مجھ کو (گناہوں سے) پاک ہونے والے لوگوں میں سے اور کر دے مجھ کو اپنے نیک بندوں میں سے اور کر دے مجھ کو ان لوگوں میں سے کہ جن کو (دونوں جہاں میں) کچھ خوف نہیں اور نہ وہ (آخرت میں) غمگین ہوں گے)(۳)

مسئلہ-۱۴ جب وضو کر چکے تو بہتر ہے کہ دو رکعت(۵) نماز پڑھے۔ اس نماز کو جو وضو کے بعد پڑھی جاتی ہے تحیۃ الوضو کہتے ہیں۔ حدیث شریف میں اس کا بڑا ثواب آیا ہے۔

مسئلہ-۱۵ اگر ایک وقت وضو کیا تھا پھر دوسرا وقت آ گیا اور ابھی وضو ٹوٹا نہیں ہے تو اسی وضو سے نماز پڑھنا جائز ہے۔ اور اگر دوبارہ وضو کر

---

(۳) خصوصاً جاڑوں میں اس کا زیادہ خیال رکھے کہ جاڑے کے موسم میں خشکی زیادہ ہوتی ہے ۱۲۔

(۴) یعنی فضول اور بلاضرورت باتیں نہ کرے۔ ضرورت کی بات کا کوئی مضائقہ نہیں ۱۲ تصحیح الاغلاط۔

(حاشیہ صفحہ ۶۳)

۱: وان یحرك خاتمه ان كان واسعا وان كان ضيقا ففي ظاهر الرواية عن اصحابنا لا بد من تحريكه او نزعه هكذا ذكره في المحيط ۱۲ منيه ص ۱۲۔

۲: امراءة اغتسلت وقد كان بقي في اظفار ها عجين قد جف لم يجز غسلها۔ منيه ص ۱۷ و كذا الوضوء ولا فرق بين المراءة والرجل ۱۲ كبيري ص ٤٦۔

۳: وان يقول عند تمامه او في خلاله اللهم اجعلني الخ وان يقول بعد فراغه سبحانك اللهم وبحمدك اشهد ان لا اله انت وحدك لا شريك لك استغفرك واتوب اليك واشهد ان محمداً عبدك ورسولك ناظرا الى السماء وان يقراء سورة انا انزلنا مرة او مرتين او ثلثا ۱۲ منيه ص ۱۳ درو شامي۔

٤: وان يصله بسبحة اى نافلة الا ان يكون في وقت مكروه ۱۲ منيه ص ۱۳۔

٥: وان يتوضا على الوضوء ۱۲ منيه ص ۱۳۔

(۱) چمکے کے تاروں کو باریک کتر کر دولہن وغیرہ کی پیشانی پر لگاتے ہیں اس کو افشاں کہتے ہیں ۱۲

(۲) حدیث میں ہے کہ جو ایک بار بعد وضو کے سورۂ انا انزلنا پڑھے تو وہ صدیقین سے ہوگا۔ (کنز العمال) یعنی اس کو بڑا ثواب ملے گا ۱۲

(۳) اس میں یہ ضرور شرط ہے کہ اوقات مکروہہ میں سے کوئی وقت نہ ہو ۱۲ تصحیح الاغلاط۔

(۴) اور اس کے نکالنے سے ضرر ہوگا کی قید اس مرتبہ اضافہ ہوئی۔ ۱۲ شبیر علی۔

(۵) ترجمہ اصل کتاب میں نہیں تھا اس مرتبہ عام فائدے کے واسطے لکھوا دیا گیا ہے اور اسی وجہ سے قوس میں دیا گیا ہے ۱۲۔

لے تو بہت ثواب ملتا ہے۔

مسئلہ-۱۶ جب ایک[1] دفعہ وضو کر لیا اور ابھی وہ ٹوٹا نہیں تو جب تک اس وضو سے کوئی عبادت نہ کر لے اس وقت تک دوسرا وضو کرنا مکروہ اور منع ہے۔ تو اگر نہاتے وقت کسی نے وضو کیا ہے تو اسی وضو سے نماز پڑھنا چاہئے۔ بغیر اس کے ٹوٹے دوسرا وضو نہ کرے ہاں اگر کم سے کم دو ہی رکعت نماز اس وضو سے پڑھ چکی ہو تو دوسرا وضو کرنے میں کچھ حرج نہیں بلکہ ثواب ہے۔

مسئلہ-۱۷ کسی[2] کے ہاتھ یا پاؤں پھٹ گئے اور اس میں موم روغن یا اور کوئی دوا بھر لی (اور اس کے نکالنے سے ضرر[1] ہوگا) تو اگر بے اس کے نکالے اوپر ہی اوپر پانی بہا دیا تو وضو درست ہے۔

مسئلہ-۱۸ وضو کرتے وقت ایڑی پر یا کسی اور جگہ پانی نہیں پہنچا اور جب پورا وضو ہو چکا تب معلوم ہوا کہ فلانی جگہ سوکھی ہے تو وہاں پر فقط ہاتھ پھیر لینا کافی نہیں ہے بلکہ پانی بہانا چاہئے۔

مسئلہ-۱۹ اگر[3] ہاتھ یا پاؤں وغیرہ میں کوئی پھوڑا ہے یا کوئی اور ایسی بیماری ہے کہ اس پر پانی ڈالنے سے نقصان ہوتا ہے تو پانی نہ ڈالے۔ وضو کرتے وقت صرف بھیگا ہاتھ پھیر لیوے اس کو مسح کہتے ہیں۔ اور اگر یہ بھی نقصان کرے تو ہاتھ بھی نہ پھیرے اتنی جگہ چھوڑ دے۔

مسئلہ-۲۰ اگر[4] زخم پر پٹی بندھی ہو اور پٹی کھول کر زخم پر مسح کرنے سے نقصان ہو۔ یا پٹی کھولنے باندھنے میں بڑی دقت اور تکلیف ہو تو پٹی کے اوپر مسح کر لینا درست ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو پٹی پر مسح کرنا درست نہیں پٹی کھول کر زخم پر مسح کرنے سے نقصان ہو۔ یا پٹی کھولنے باندھنے میں بڑی دقت اور تکلیف ہو تو پٹی کے اوپر مسح کر لینا درست ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو پٹی پر مسح کرنا درست نہیں پٹی کھول کر زخم پر مسح کرنا چاہئے۔

مسئلہ-۲۱ اگر[5] پوری پٹی کے نیچے زخم نہیں ہے تو اگر پٹی کھول کر زخم کو چھوڑ کر اور سب جگہ دھو سکے تو دھونا چاہئے۔ اور اگر پٹی نہ کھول سکے تو ساری پٹی پر مسح کر لیوے جہاں زخم ہے وہاں بھی اور جہاں زخم نہیں ہے وہاں بھی۔

مسئلہ-۲۲ ہڈی[6] کے ٹوٹ جانے کے وقت بانس کی کھپچیاں رکھ کے ٹکھٹی بنا کر باندھتے ہیں اس کا بھی یہی حکم ہے کہ جب تک ٹکھٹی نہ کھول سکے ٹکھٹی کے اوپر ہاتھ پھیر لیا کرے۔ اور فصد کی پٹی کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر زخم کے اوپر مسح نہ کر سکے تو پٹی کھول کر کپڑے کی گدی پر مسح کرے اور اگر کوئی کھولنے باندھنے والا نہ ملے تو پٹی ہی پر مسح کر لے۔

مسئلہ-۲۳ ٹکھٹی[7] اور پٹی وغیرہ میں بہتر تو یہ ہے کہ ساری ٹکھٹی پر مسح کرے اور اگر ساری پر نہ کرے بلکہ آدھی سے زائد پر کرے تو بھی جائز ہے اگر فقط آدھی یا آدھی سے کم پر کرے تو جائز نہیں۔

مسئلہ-۲۴ اگر ٹکھٹی[8] یا پٹی کھل کر گر پڑے اور زخم ابھی اچھا نہیں ہوا تو پھر باندھ لیوے اور وہی پہلا مسح باقی ہے پھر مسح کرنے کی ضرورت نہیں ہے

۱: ومقتضى هذا كراهة وان تبدل المجلس مالم يؤدبه صلوة او نحوها شامي ـ قلت وههنا كلام طويل من شاء الا طلاع عليه فلير جع الى رد المحتار ۱۲ ص ۱۲۴ ج ۱ ـ

۲: واذا كان برجله شقاق فجعل فيه الشحم ان كان لا يضره ايصال الماء الى ماتحته لا يجوز غسله و وضوءه وان كان يضره يجوز ۱۲ منيه ـ

۳: وان كان الجراحة على اقله واكثره صحيح فانه يغسل الصحيح ويمسح على المجروح ان لم يضره المسح ۱۲ منيه ص ۲۳ ـ

٤: ويجوز مسحها ولو شدت بلا وضوء وغسل دفعا للحرج ويترك المسح كالغسل ان ضرو الا لا يترك ۱۲ در ص ۲۸۸ ج ۱ ـ

٥: ويمسح نحو مفتصد وجريح على كل عصابة مع فرجتها فى الا صح ان ضره الماء او حلها ومنه (اى من الضرر) ان لايمكنه ربطها بنفسه ولا يجد من يربطها ۱۲ در ج ۱ ص ۲۸۹ ـ

٦: وحكم مسح جبيرة هى عيد ان يجبر بها الكسر و خرقة قرحة وموضع فصد وكى ونحو ذلك كعصابة جراحة ولو براسه كغسل لما تحتها الى ان قال فلا يتو قت ويترك المسح كا لغسل ان ضرو الا لا يترك وهو اى مسحها مشروط بالعجز عن نفس الموضع فان قدر عليه فلامسح عليها ۱۲ در ج ۱ ص ۲۸۷ ـ

۷: ولا يشترط فى مسحها استيعاب وتكرار فى الا صح فيكفى مسح اكثرها مرة به يفتى ۱۲ در مختار ج ۱ ص ۲۹۰ ـ

۸: والمسح يبطله سقوطها عن بره والا لا فان سقطت فى الصلوٰة استا نفها ۱۲ در ـ وان سقطت الجبيرة عن غير برءٍ لا يبطل المسح لان العذر قائم والمسح عليها كالغسل لما تحتها مادام العذر باقيا وان سقط عن برء بطل لزوال العذر وان كان فى الصلوٰة استقبل لانه قدر على الا صل قبل حصول المقصود بالبدل هدايه ۱۲ ـ

اور اگر زخم اچھا ہو گیا کہ اب باندھنے کی ضرورت نہیں ہے تو مسح ٹوٹ گیا۔ اب اتنی جگہ دھو کر نماز پڑھے۔ سارا وضو دہرانا ضروری نہیں ہے۔

وضو کی توڑنے والی چیزوں کا بیان

مسئلہ-۱ پاخانہ[1] پیشاب اور ہوا جو پیچھے سے نکلے اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے البتہ اگر آگے کی راہ سے ہوا نکلے جیسا کہ کبھی بیماری سے ایسا ہو جاتا ہے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا اور اگر آگے یا پیچھے سے کوئی کیڑا جیسے کینچوا یا کنکری وغیرہ نکلے تو بھی وضو ٹوٹ گیا۔

مسئلہ-۲ اگر[2] کسی کے کوئی زخم ہوا اس میں سے کیڑا نکلے یا کان سے نکلا یا زخم میں سے کچھ گوشت کٹ کے گر پڑا اور خون نہیں نکلا تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ-۳ اگر[3] کسی نے فصد لی یا نکسیر پھوٹی یا چوٹ لگی اور خون نکل آیا۔ یا پھوڑے پھنسی یا بدن بھر میں اور کہیں سے خون نکلا یا پیپ نکلی تو وضو جاتا رہا۔ البتہ اگر زخم کے منہ ہی پر رہے زخم کے منہ سے آگے نہ بڑھے تو وضو نہیں گیا۔ تو اگر کسی کے سوئی چبھ گئی اور خون نکل آیا لیکن بہا نہیں ہے تو وضو نہیں ٹوٹا اور جو ذرا بھی بہہ پڑا ہو تو وضو ٹوٹ گیا۔

مسئلہ-۴ اگر[4] کسی نے ناک سنکی اور اس میں جمے ہوئے خون کی پھٹکیاں نکلیں تو وضو نہیں گیا۔ وضو جب ٹوٹتا ہے کہ پتلا خون نکلے اور بہہ پڑے۔ سو اگر کسی نے اپنی ناک میں انگلی ڈالی پھر جب اس کو نکالا تو انگلی میں خون کا دھبہ معلوم ہوا لیکن وہ خون بس اتنا ہی ہے کہ انگلی میں تو ذرا سا لگ جاتا ہے لیکن بہتا نہیں تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ-۵ کسی[5] کی آنکھ کے اندر کوئی دانہ وغیرہ تھا وہ ٹوٹ گیا۔ یا خود اس نے توڑ دیا اور اس کا پانی بہہ کر آنکھ میں تو پھیل گیا لیکن آنکھ کے باہر نہیں نکلا تو اس کا وضو نہیں ٹوٹا اور اگر آنکھ کے باہر پانی نکل پڑا تو وضو ٹوٹ گیا۔ اسی طرح اگر کان کے اندر دانہ ہو اور ٹوٹ جائے تو جب تک خون پیپ سوراخ کے اندر اس جگہ تک رہے جہاں پانی پہنچانا غسل کرتے وقت فرض نہیں ہے تب تک وضو نہیں جاتا۔ اور جب ایسی جگہ پر آجاوے جہاں پانی پہنچانا فرض ہے تو وضو ٹوٹ جاوے گا۔

مسئلہ-۶ کسی[6] نے اپنے پھوڑے یا چھالے کے اوپر کا چھلکا نوچ ڈالا اور اس کے نیچے خون یا پیپ دکھلائی دینے لگا لیکن وہ خون پیپ اپنی جگہ پر ٹھیرا ہے کسی طرف نکل کے بہا نہیں تو وضو نہیں ٹوٹا اور جو بہہ پڑا تو وضو ٹوٹ گیا۔

مسئلہ-۷ کسی[7] کے پھوڑے میں بڑا گہرا گھاؤ ہو گیا تو جب تک خون پیپ اس گھاؤ کے سوراخ کے اندر ہی اندر ہے باہر نکل کر بدن پر نہ آوے اس وقت تک وضو نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ-۸ اگر[8] پھوڑے پھنسی کا خون آپ سے نہیں نکلا بلکہ اس نے دبا کے نکالا ہے تب بھی وضو ٹوٹ جاوے گا جب کہ وہ خون بہہ جائے۔

۱: المعانی الناقضة للوضوء کل مایخرج من السبیلین وان خرج من قبل الرجل والمراء ة ریح منتنة الصحیح انه لا ینقض وان خرج من المفضاة یجب علیها الو ضوء وذکر فی جامع قاضی خان انه یستحب لها ان یتوضاء و کذا الدودة والحصاة اذا خرج من احد هذین الموضعین ففیهما الوضوء۱۲ منیه ص ۴۵۔

۲: وان خرج الدودة من الفم اوالا ذن اوالجراحة لا ینتقض ۱۲ منیه ص ۴۵ ولا خروج دودة من جرح او اذن او انف اوفم و کذا لحم سقط ۱۲ در مختار ۱ ص ۱۴۱۔

۳: واما الدم اذا خرج من البدن ان سال نقض والا فلا وعلے هذا مسائل منها نقطة قشرت فسال منها ماء اودم ا وصدیدان سال عن راس الجرح ینقض وان لم یسل لا ینقضه ۱۲ منیه ص ۴۷ ۔

۴: رجل انتثر فسقطت من انفه کتلة دم لم ینتقض وان قطرت انتقض ۱۲ منیه ۔ ص ۵۰ ثم المراد بالخروج من السبیلین مجرد الظهور وفی غیرهما عین السیلان ولو بالقوة لما قالوا لو مسح الدم کلما خرج ولو ترکه لسال نقض والا لا کما لو سال فی باطن عین او جرح او ذکر ولم یخرج ۱۲ در مختار ص ۱۳۹ ج ۱۔

۵: نمبر۳ صفحہ ہذا دیکھو۱۲۔

۶: مسئلہ نمبر ۳ ص ہذا کے ضمن میں گذر گیا۱۲۔

۷: یہ بھی مسئلہ نمبر ۳ ص ہذا کے ضمن میں گذر گیا۱۲۔

۸: والمخرج بعصر والخارج بنفسه سیان فی حکم النقض علی المختار ۱۲ در مختار ص ۱۴۱ ج ۱۔

مسئلہ-۹ کسی[۱] کے زخم سے ذرا ذرا خون نکلنے لگا اس نے اس پر مٹی ڈال دی یا کپڑے سے پونچھ لیا۔ پھر ذرا سا نکلا پھر اس نے پونچھ ڈالا۔ اس طرح کئی دفعہ کیا کہ خون بہنے نہ پایا تو دل میں سوچے اگر ایسا معلوم ہو کہ اگر پونچھا نہ جاتا تو بہہ پڑتا تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ اور اگر ایسا ہو کہ پونچھا نہ جاتا تب بھی نہ بہتا تو وضو نہ ٹوٹے گا۔

مسئلہ-۱۰ کسی[۲] کے تھوک میں خون معلوم ہوا تو اگر تھوک میں خون بہت کم ہے اور تھوک کا رنگ سپیدی یا زردی مائل ہے تو وضو نہیں گیا اور اگر خون زیادہ یا برابر ہے اور رنگ سرخی مائل ہے تو وضو ٹوٹ گیا۔

مسئلہ-۱۱ اگر دانت[۳] سے کوئی چیز کاٹی اور اس چیز پر خون کا دھبہ معلوم ہوا یا دانت میں خلال کیا اور خلال میں خون کی سرخی دکھائی دی لیکن تھوک میں بالکل خون کا رنگ معلوم نہیں ہوتا تو وضو نہیں ٹوٹا۔

مسئلہ-۱۲ کسی[۴] نے جونک لگوائی اور جونک میں اتنا خون بھر گیا کہ اگر بیچ سے کاٹ دو تو خون بہہ پڑے تو وضو جاتا رہا اور جو اتنا نہ پیا ہو بلکہ بہت کم پیا ہو تو وضو نہیں ٹوٹا۔ اور اگر مچھر مکھی یا کھٹمل نے خون پیا تو وضو نہیں ٹوٹا۔

مسئلہ-۱۳ کسی[۵] کے کان میں درد ہوتا ہے اور پانی نکلا کرتا ہے تو یہ پانی جو کان سے بہتا ہے نجس ہے اگرچہ کچھ پھوڑا یا پھنسی نہ معلوم ہوتی ہو۔ پس اس کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جائے گا جب کان کے سوراخ سے نکل کر اس جگہ تک آجاوے جس کا دھونا غسل کرتے وقت فرض ہے۔ اسی طرح اگر ناف سے پانی نکلے اور درد بھی ہوتا ہو تو اس سے بھی وضو ٹوٹ جاوے گا۔ ایسے ہی اگر آنکھیں دکھتی ہوں اور کھٹکتی ہوں تو پانی بہنے اور آنسو نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور اگر آنکھیں نہ دکھتی ہوں نہ اس میں کچھ کھٹک ہو تو[(۱)] آنسو نکلنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ-۱۴ اگر چھاتی[۶] سے پانی نکلتا ہے اور درد بھی ہوتا ہے تو وہ بھی نجس ہے اس سے وضو جاتا رہے گا اور اگر درد نہیں ہے تو نجس نہیں ہے اور اس سے وضو بھی نہ ٹوٹے گا۔

مسئلہ-۱۵ اگر قے[۷] ہوئی اور اس میں کھانا یا پانی یا پت گرے تو اگر بھر منہ قے ہوئی ہو تو وضو ٹوٹ گیا اور بھر منہ قے نہیں ہوئی تو وضو نہیں ٹوٹا۔ اور بھر منہ ہونے کا یہ مطلب ہے کہ مشکل سے منہ میں رکے اور اگر قے میں نرا بلغم گرا تو وضو نہیں گیا چاہے جتنا ہو۔ بھر منہ ہو چاہے نہ ہو

۱: وان مسح الدم عن راس الجرح بقطنه ثم خرج فمسح ثم وثم او القى التراب عليه ينظران كان بحال لو تركه لسال ينتقض والا فلا ۱۲ منيه ص ۴۸۔

۲: ولو بزق وفى بزاقه دم ان كان البزاق غالباً فلا وضوء عليه و انكان الدم غالباً فعليه الوضوء وان استويا توضا احتياطاً ۱۲ منيه ص ۴۹ وينقضه دم غلب على البزاق او ساواه ويعلم باللون فالا صفر مغلوب و قليل الحمرة مساواو شديدها غالب نورالايضاح و مراقى الفلاح ملخصاً ص ۴۹۔

۳: ولو عض شيئا فراى اثر الدم عليه فلا وضوء عليه وقال بعض المشائخ ينبغى ان يضع كمه او اصبعه فى ذلك الموضع ان وجد الدم فيه نقض والا فلا ۱۲ منيه ص ۴۸۔

۴: وكذا ينقضه علقة مصّت عضو اوا متلات من الدم ومثلها القراد وان كان كبيرا لانه حينئذ يخرج منه دم مسفوح سائل والا تكن العلقة والقراد كذلك لا ينقض كبعوض و ذباب ۱۲ وقال الشامى تحت قوله وامتلات كذا فى الخانية وقال لانها لو شقت يخرج منها دم سائل اه والظاهر ان الامتلاء غير قيد لان العبرة للسيلان ۱۲ شامى ج ۱ ص ۱۴۴۔

۵: كما لا ينقض لو خرج من اذنه ونحوها كعينه وثديه قيح ونحوه كصديد وماء سرة وعين لا بوجع وان خرج به اى بوجع نقض لانه دليل الجرح فدمع من بعينه رمد اوعمش ناقض فان استمر صار ذاعذر والناس عنه غافلون ۱۲ در مختار۔

۶: نمبر ۴ میں دیکھو صفحہ ہذا کے ۱۲۔

۷: واما القئ اذا كان ملا الفم ينقض الوضوء سواء كان طعاما او ماء او مرة فان كان بلغما لا ينقض الوضوء عند ابى حنيفة و محمد سواء نزل من الراس او صعد من الجوف وان قاء دما ان كان سائلا نزل من الراس ينقض اتفاقاً وان كان علقاً لا ينتقض وان صعد من الجوف ان كان علقاً لا ينتقض الا ان يملأ الفم وان كان سائلا فعلى قول ابى حنيفةؒ ينقض وان لم يكن ملا الفم وعند محمد لا ينتقض مالم يكن ملا الفم ۱۲ امينه ص ۴۷۔

(۱) مطلب یہ ہے کہ جب پانی آنکھ کے مرض کی وجہ سے نکلے تب وضو ٹوٹے گا اور اگر آنکھ نہ دکھتی ہو اور نزلہ کی وجہ سے آنکھ سے پانی بہے تو وضو نہ ٹوٹے گا اور مشہور قول یہی ہے مگر تحقیق یہ ہے کہ اگر آنکھ سے پانی کسی زخم کی وجہ سے نکلے خواہ وہ زخم ظاہر میں معلوم ہوتا ہو یا کسی مسلمان دیندار طبیب کی تشخیص سے معلوم ہو تب تو اس پانی کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جائے گا ورنہ نہیں ۱۲۔

سب کا ایک حکم ہے۔ اور اگر قے میں خون گرے تو اگر پتلا اور بہتا ہوا ہو تو وضو ٹوٹ جاوے گا چاہے کم ہو چاہے زیادہ۔ بھر منہ ہو یا نہ ہو۔ اور اگر جما ہوا ٹکڑے ٹکڑے گرے اور بھر منہ ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا اور اگر کم ہو تو وضو نہ جاوے گا۔

مسئلہ-۱۶ اگر[1] تھوڑی تھوڑی کر کے کئی دفعہ قے ہوئی لیکن سب ملا کر اتنی ہے کہ اگر ایک دفعہ میں گرتی تو بھر منہ ہو جاتی تو اگر ایک ہی متلی برابر باقی رہی اور تھوڑی تھوڑی قے ہوتی رہی تو وضو ٹوٹ گیا۔ اور اگر ایک ہی متلی برابر نہیں رہی بلکہ پہلی دفعہ کی متلی جاتی رہی تھی اور جی اچھا ہو گیا تھا پھر دوبارہ متلی شروع ہوئی اور تھوڑی قے ہو گئی۔ پھر جب یہ متلی جاتی رہی تو تیسری دفعہ پھر متلی شروع ہو کر قے ہوئی تو وضو نہیں ٹوٹا۔

مسئلہ-۱۷ لیٹے[2] لیٹے آنکھ لگ گئی یا کسی چیز سے ٹیک لگا کر بیٹھے بیٹھے سو گئی اور ایسی غفلت ہو گئی کہ اگر وہ ٹیک نہ ہوتی تو گر پڑتی تو وضو جاتا رہا۔ اور اگر نماز میں بیٹھے بیٹھے یا کھڑے کھڑے سو جاوے تو وضو نہیں گیا۔ اور اگر سجدے(۱) میں سو جائے(۲) تو وضو ٹوٹ جاوے گا۔

مسئلہ-۱۸ اگر[3] نماز سے باہر بیٹھے بیٹھے سووے اور اپنا چوتڑ ایڑی سے دبالیوے اور دیوار وغیرہ کسی چیز سے ٹیک بھی نہ لگاوے تو وضو نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ-۱۹ بیٹھے[4] بیٹھے نیند کا ایسا جھونکا آیا کہ گر پڑی تو اگر گر کے فوراً ہی آنکھ کھل گئی ہو تو وضو نہیں گیا۔ اور جو گرنے کے ذرا بعد آنکھ کھلی ہو تو وضو جاتا رہا۔ اور اگر بیٹھی جھومتی رہی گری نہیں تب بھی وضو نہیں گیا۔

مسئلہ-۲۰ اگر[5] بے ہوشی ہو گئی یا جنون سے عقل جاتی رہی تو وضو جاتا رہا۔ چاہے بے ہوشی اور جنون تھوڑی ہی دیر رہا ہو۔ ایسے ہی اگر تمباکو وغیرہ کوئی نشہ کی چیز کھالی اور اتنا نشہ ہو گیا کہ اچھی طرح چلا نہیں جاتا اور قدم ادھر ادھر بہکتا اور ڈگمگاتا ہے تو بھی وضو جاتا رہا۔

مسئلہ-۲۱ اگر[6] نماز میں اتنے زور سے ہنسی نکل گئی کہ اس نے آپ بھی اپنی آواز سن لی اور اس کے پاس والیوں(۳) نے بھی سب نے سن لی جیسے کھل کھلا کر ہنسنے میں سب پاس والیاں سن لیتی ہیں اس سے بھی وضو ٹوٹ گیا اور نماز بھی ٹوٹ گئی اور اگر ایسا ہو کہ اپنے کو تو آواز سنائی دیوے مگر سب پاس والیاں نہ سن سکیں اگر چہ(۴) بہت ہی پاس والی سن لے اس سے نماز ٹوٹ جاوے گی وضو نہ ٹوٹے گا۔ اور اگر ہنسی میں فقط دانت کھل گئے آواز بالکل نہیں نکلی تو نہ وضو ٹوٹا نہ نماز گئی۔ البتہ اگر چھوٹی لڑکی جو ابھی جوان نہ ہوئی ہو زور سے نماز میں ہنسے یا سجدہ تلاوت میں

۱: وان قاء طعاماً قليلاً ان اتحد المجلس يجمع عند ابي يوسف وقال محمد ان اتحد السبب يجمع والا فلا وتفسير اتحاد السبب انه اذا قاء ثانيا قبل سكون النفس عن الغثيان والهيجان ۱۲ منه ص ۴۷۔

۲: وينقضه حكما نوم يزيل مسكته بحيث تزول مقعدته من الارض وهو النوم على احد جنبيه او وركيه او قفاه او وجهه والا يزيل مسكته لا ينقض وان تعمده في الصلوٰة او غيرها على المختار كالنوم قاعدا او لو مستندا الى ما لو ازيل لسقط على المذهب وساجدا على الهيئة المسنونة على المعتمد قال العلامة الشامي تحت قوله ساجدا وكذا قائماً وراكعاً بالاولى والهيئة المسنونة بان يكون رافعاً بطنه عن فخذيه مجافيا عضديه عن جنبيه وظاهره ان المراد الهيئة المسنونة في حق الرجل لا المراءة ۱۲ شامی ج ۱ ص ۱۴۶۔ ۳: وان نام قاعدا او واضعا اليتيه على عقبيه او واضعا بطنه على فخذيه لا ينتقض وضوءه ۱۲ منه۔

۴: ولو نام قاعدا يتمايل فسقط ان انتبه حين سقط فلا نقض به يفتى كذا في الخلاصة وقيل ان ارتفعت مقعدته قبل انتباهه نقض وان لم يسقط وفي الخانية عن شمس الائمة الحلواني انه ظاهر المذهب وعليه مشى في نور الايضاح قال في شرح المنية والاول اولى رد المحتار وفيه اما لو استقر ثم انتبه نقض لانه وجد النوم مضطجعا ۱۲ درمختار شامی ج ۱ ص ۱۴۸۔

۵: وينقضه اغماء ومنه الغشي وجنون وسكربان يدخل في مشيه تمايل وباكل الحشيشة ۱۲ در مختار ص ۱۲۸ ج ۱۔

۶: وكذا القهقهة في صلوٰة ذات ركوع وسجود ينقض الوضوء والصلوٰة جميعا سواء كان عامدا او ناسيا وان قهقهه في صلوٰة الجنازة وسجدة التلاوة وسجدة السهو لا ينتقض وضوءه وان قهقه الصبي في صلوته لا ينتقض وضوءه ۱۲ منه

۷: والضحك يبطل الصلوٰة لا الطهارة والتبسم لا يبطل الصلوٰة ولا الطهارة عالمگیری وقهقهة بالغ ولو امراة سهواً يقظان فلا يبطل وضوء صبي ونائم بل صلوتهما به يفتى ۱۲ در مختصراً ص ۱۵۰ ج ۱۔

(۱) یہ حکم عورتوں کا ہے اور اگر مرد سجدہ میں سووے تو وضو نہیں ٹوٹتا جب کہ اسی طرح سجدہ کرے جس طرح مردوں کو سجدہ کرنے کا حکم ہے ۱۲

(۲) مطلب یہ ہے کہ جس طرح عورتوں کو سجدہ کرنے کا حکم ہے اگر وہ اس طرح سجدہ کریں اور اس میں سو جاویں تو وضو ٹوٹ جاوے گا۔

(۳) عبارت (والیوں نے بھی) سے (والیاں سن لیتی ہیں) تک پہلے حاشیہ میں تھی اب داخل متن کی گئی ۱۲ شبیر علی

(۴) لفظ "اگر چہ" سے "سن لے" تک پہلے حاشیہ میں تھا اب داخل متن کیا گیا ۱۲ شبیر علی۔

بڑی عورت کو ہنسی آوے تو وضو نہیں جاتا۔ ہاں وہ سجدہ اور نماز جاتی رہے گی جس میں ہنسی آئی۔

نوٹ: مسئلہ نمبر ۲۲، نمبر ۲۳، نمبر ۲۴، نمبر ۲۵، ص ۸۸ پر درج کیا گیا۔

مسئلہ-۲۶ وضو کے بعد ناخن کٹائے یا زخم کے اوپر کی مردار کھال نوچ ڈالی تو وضو میں کوئی نقصان نہیں آیا نہ تو وضو کے دہرانے کی ضرورت ہے اور نہ اتنی جگہ کے پھر تر کرنے کا حکم ہے۔

مسئلہ-۲۷ وضو کے بعد کسی کا ستر دیکھ لیا یا اپنا ستر کھل گیا۔ یا ننگی ہو کر نہائی اور ننگے ہی وضو کیا تو اس کا وضو درست ہے پھر وضو دہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ البتہ بدون لاچاری کے کسی کا ستر دیکھنا یا اپنا کھلانا گناہ کی بات ہے۔

مسئلہ-۲۸ جس چیز کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے وہ چیز نجس ہوتی ہے اور جس سے وضو نہیں ٹوٹتا وہ نجس بھی نہیں تو اگر ذرا سا خون نکلا کہ زخم کے منہ سے بہا نہیں یا ذرا سی قے ہوئی بھر منہ نہیں ہوئی[1] اور اس میں کھانا یا پانی یا پت یا جما ہوا خون نکلا تو یہ خون اور یہ قے نجس نہیں ہے اگر کپڑے یا بدن میں لگ جاوے اس کا دھونا واجب نہیں۔ اور اگر بھر منہ قے ہوئی اور خون زخم سے بہہ گیا تو وہ نجس ہے اس کا دھونا واجب ہے اور اگر اتنی قے کر کے کٹورے یا لوٹے کو منہ لگا کر کے کلی کے واسطے پانی لیا تو وہ برتن ناپاک ہو جاوے گا اس لئے چلو سے پانی لینا چاہئے۔

مسئلہ-۲۹ چھوٹا لڑکا جو دودھ ڈالتا ہے اس کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر بھر منہ نہ ہو تو نجس نہیں ہے اور جب بھر منہ ہو تو نجس ہے۔ اگر بے اس کے دھوئے نماز پڑھے گی تو نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ-۳۰ اگر وضو کرنا تو یاد ہے اور اس کے بعد وضو ٹوٹنا اچھی طرح یاد نہیں کہ ٹوٹا ہے یا نہیں ٹوٹا تو اس کا وضو باقی سمجھا جائے گا۔ اسی سے نماز درست ہے لیکن وضو پھر کر لینا بہتر ہے۔

مسئلہ-۳۱ جس کو وضو کرنے میں شک ہوا کہ فلانا عضو دھویا یا نہیں تو وہ عضو پھر دھو لینا چاہئے اور اگر وضو کر چکنے کے بعد شک ہوا تو کچھ پروا نہ کرے وضو ہو گیا۔ البتہ اگر یقین ہو جاوے کہ فلانی بات رہ گئی ہے تو اس کو کر لیوے۔

مسئلہ-۳۲ بے وضو قرآن مجید کا چھونا درست نہیں ہے[2] ہاں اگر ایسے کپڑے سے چھولے جو بدن سے جدا ہو تو درست ہے۔ دوپٹہ یا کرتے کے دامن سے جب کہ اس کو پہنے اوڑھے ہوئے ہو چھونا درست نہیں۔ ہاں اگر اترا ہوا ہو تو اس سے چھونا درست ہے۔ اور زبانی پڑھنا درست

۱: ولو حلق الشعر وقلم الا ظفار بعد ما توضا لا يجب عليه اعادة ولا امرار الماء عليه ۱۲ ص ۲ منيه وفي الدر ولا يعاد الوضوء بل ولا بل المحل بحلق راسه ولحية كما لا يعاد الغسل ولا الوضوء بحلق شاربه وحاجبه وقلم ظفره كشط جلده ۱۲ ص ۱۵۰ ج ۱۔

۲: قال النبي صلى الله عليه وسلم ان الله حيي ستير يحب الحياء والتستر فاذا اغتسل احدكم فليستتر ۱۲ كبيرى ص ۴۹۔

۳: وكل ماليس بحدث كقئ قليل ودم لو ترك لم يسل ليس بنجس عند الثاني وهو الصحيح رفقابا صحاب القروح خلافا لمحمد وفي الجوهرة يفتي بقول۔ محمد لو اصاب مائعا اى كالماء ونحوه اما في الثياب والا بدان فيفتي بقول ابي يوسف ۱۲ در و شامي ص ۱۴۵ ج ۱۔

۴: وينقضه قئ ملأفاه من مرة او طعام او ماء اذا وصل الى معدته وان لم يستقر وهو نجس مغلظ ولو من صبي ساعة ارتضاعه وهو الصحيح ۱۲ در بحذف ص ۱۴۲ ج ۱۔

۵: ولو ايقن بالطهارة وشك بالحدث او بالعكس اخذ باليقين ۱۲ در ص ۱۵۶ ج ۱۔

۶: شك في بعض اعضاء وضوئه اعادما شك فيه لو في خلاله ولم يكن الشك عادة له وان لم يكن في خلاله بل كان بعد الفراغ منه وان كان اول ما عرض له الشك او كان الشك عادة له وان كان في خلاله فلا يعيد شيئا قطعا للوسوسة عنه ۱۲ در و شامي ص ۱۵۵ ج ۱۔

۷: ويحرم به اى بالا كبر وبالا صغرمس مصحف اى مافيه اية كدرهم وجدارالا بغلاف متجاف ولا يكره النظر الى القرآن لجنب وحائض ونفساء در بحذف ص ۲۷۹ و ص ۲۸۰ ج ۱۔

(۱) لفظ اور اس میں سے خون نکلا تک پہلے حاشیہ میں تھا اب اس کو داخل متن کیا گیا ۱۲ شبیر علی

(۲) لفظ (ہاں اگر) سے لفظ (چھونا درست ہے) تک عبارت اس مرتبہ اضافہ ہوئی ۱۲ شبیر علی۔

ہے اور اگر کلام مجید کھلا ہوا رکھا ہے اور اس کو دیکھ دیکھ کے پڑھا لیکن ہاتھ نہیں لگایا یہ بھی درست ہے۔ اسی طرح بے وضو ایسے تعویذ اور ایسی تشتری کا چھونا بھی درست نہیں ہے جس میں قرآن کی آیت لکھی ہو خوب یاد رکھو۔

معذور(۱) کے احکام

مسئلہ-۱ جس(۱) کو ایسی نکسیر پھوٹی ہو کہ کسی طرح بند نہیں ہوتی۔ یا کوئی ایسا زخم ہے کہ برابر بہتا رہتا ہے کوئی ساعت بہنا بند نہیں ہوتا۔ یا پیشاب کی بیماری ہے کہ ہر وقت قطرہ آتا رہتا ہے اتنا وقت نہیں ملتا کہ طہارت(۲) سے نماز پڑھ سکے تو ایسے شخص کو معذور کہتے ہیں۔ اس کا حکم یہ ہے کہ ہر نماز کے وقت وضو کر لیا کرے جب تک وہ وقت رہے گا تب تک اس کا وضو باقی رہے گا۔ البتہ جس بیماری میں مبتلا ہے اس کے سوا اگر کوئی اور بات ایسی پائی جاوے جس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے تو وضو جاتا رہے گا اور پھر سے کرنا پڑے گا۔ اس کی مثال یہ ہے کہ کسی کو ایسی نکسیر پھوٹی کہ کسی طرح بند نہیں ہوتی اس نے ظہر کے وقت وضو کر لیا تو جب تک ظہر کا وقت رہے گا نکسیر کے خون کی وجہ سے اس کا وضو نہ ٹوٹے گا۔ البتہ اگر پاخانہ پیشاب گئی یا سوئی چبھ گئی اس سے خون نکل پڑا تو وضو جاتا رہا پھر وضو کرے۔ جب یہ وقت چلا گیا دوسری نماز کا وقت آ گیا تو اب دوسرے وقت دوسرا وضو کرنا چاہئے۔ اسی طرح ہر نماز کے وقت وضو کر لیا کرے اور اس وضو سے فرض نفل جو نماز چاہے پڑھے۔

مسئلہ-۲ اگر(۲) فجر کے وقت وضو کیا تو آفتاب نکلنے کے بعد اس وضو سے نماز نہیں پڑھ سکتی دوسرا وضو کرنا چاہئے اور جب آفتاب نکلنے کے بعد وضو کیا تو اس وضو سے ظہر کی نماز پڑھنا درست ہے۔ ظہر کے وقت نیا وضو کرنے کی ضرورت نہیں ہے جب عصر کا وقت آوے گا تب نیا وضو کرنا پڑے گا۔ ہاں اگر کسی اور وجہ سے ٹوٹ جاوے تو یہ اور بات ہے۔

مسئلہ-۳ کسی(۳) کے ایسا زخم تھا کہ ہر دم بہا کرتا تھا۔ اس نے وضو کیا۔ پھر دوسرا زخم پیدا ہو گیا اور بہنے لگا تو وضو ٹوٹ گیا پھر سے وضو کرے۔

مسئلہ-۴ آدمی(۴) معذور جب بنتا ہے اور یہ حکم اس وقت لگاتے ہیں کہ پورا ایک وقت اسی طرح گذر جائے کہ خون برابر بہا کرے اور اتنا بھی وقت نہ ملے کہ اس وقت کی نماز طہارت سے پڑھ سکے۔ اگر اتنا وقت مل گیا کہ اس میں طہارت سے نماز پڑھ سکتی ہے تو اس کو معذور نہ کہیں گے۔ اور جو حکم ابھی بیان ہوا ہے اس پر نہ لگاویں گے۔ البتہ جب پورا ایک وقت اسی طرح گذر گیا کہ اس کو طہارت سے نماز پڑھنے کا موقع نہیں ملا یہ معذور ہو گئی اب اس کا وہی حکم ہے کہ ہر وقت نیا وضو کر لیا کرے۔ پھر جب دوسرا وقت آوے تو اس میں ہر وقت خون کا بہنا شرط

۱: وصاحب عذر من به سلس بول لا يمكنه امساكه او ا ستطلاق بطن اوا نفلات ريح اوا ستحاضة او بعينه رمد او عمش او غرب و كذا كل ما يخرج بوجع ولو من اذن و ثدى و سرة ان استوعب عذره تمام وقت صلوٰة مفروضة بان لا يجد فى جميع وقتها زمنا يتوضأ او صلے فيه خاليا عن الحدث ولو حكما لان الا نقطاع اليسير ملحق مابه وهذا شرط العذر فى حق الا بتداء وفى حق البقاء كفى وجوده فى جزء من الوقت ولو مرة وفى حق الزوال يشترط استيعاب الا نقطاع تمام الوقت حقيقة لا نه الا بقطاع الكامل وحكمه الو ضو ء لا غسل ثوبه ونحوه لكل فرض اللام للوقت كما فى دلوك الشمس ثم يصلے به فرضا ونفلا فدخل الواجب بالاولى فاذا خرج الوقت بطل ۱۲ در ص ۳۱۳ ج ۱ ـ

۲: فاذا خرج الوقت بطل ۱۲ در ص ۳۱۵ ج ۱ فان توضؤا حين تطلع الشمس أجزأهم حتى يذهب وقت الظهر هذا عند ابى حنيفة ومحمد وقال ابو يوسف وزفر أجزأهم حتى يدخل وقت الظهر ۱۲ هداية۔

۳: والمعذور انما تبقى طهارة فى بشرطين اذا توضأ لعذره ولم يطرأ عليه حدث آخر اما اذا توضا لحدث آخر وعذره منقطع ثم سال او توضأ لعذره ثم طرء عليه حدث آخر بان سال احد منخريه او جرحيه او قرحيه ولو من جدرى ثم سال الآخر فلا تبقى طهارة ۱۲ ص ۲۱۶ ج ۱

۴: مسئلہ نمبر ا صفحہ ہذا میں گذر چکا ہے

(۱) نوٹ: پہلے یہ احکام استحاضہ کے بیان میں حصہ دوم بہشتی زیور میں تھے۔ اس مرتبہ چونکہ استحاضہ کے احکام الگ کئے گئے لہٰذا ان کو بمناسبت وضو یہاں لایا گیا ۱۲ شبیر علی۔

(۲) یعنی نماز فرض اور نماز واجب جو بہت لمبی نہ ہو ایسے وضو سے نہیں ادا کر سکتی جس میں فقط فرض اعضاء دھوئے جاویں ۱۲۔

نہیں ہے بلکہ وقت بھر میں اگر ایک دفعہ بھی خون آجایا کرے اور سارے وقت بند رہے تو بھی معذور باقی رہے گی۔ ہاں اگر اس کے بعد ایک پورا وقت ایسا گذر جاوے جس میں خون بالکل نہ آوے تو اب معذور نہیں رہی اب اس کا حکم یہ ہے کہ جے دفعہ خون نکلے گا وضو ٹوٹ جاوے گا۔ خوب اچھی طرح سمجھ لو۔

مسئلہ-۵ ظہر[1] کا وقت کچھ ہو لیا تھا تب زخم وغیرہ کا خون بہنا شروع ہوا تو اخیر وقت[(1)] تک انتظار کرے اگر بند ہو جاوے تو خیر نہیں تو وضو کر کے نماز پڑھ لے۔ پھر اگر عصر کے پورے وقت میں اسی طرح بہا کہ نماز پڑھنے کی مہلت نہیں ملی تو اب عصر کا وقت گذرنے کے بعد معذور ہونے کا حکم لگا دیں گے۔ اور اگر[(2)] عصر کے وقت کے اندر ہی اندر بند ہو گیا تو وہ معذور نہیں ہے جو نمازیں اتنے وقت میں پڑھی ہیں وہ درست نہیں ہوئیں پھر[(3)] سے پڑھے۔

مسئلہ-۶ ایسی[2] معذور نے پیشاب پاخانہ کی وجہ سے وضو کیا اور جس وقت وضو کیا تھا اس وقت خون بند تھا۔ جب وضو کر چکی تب خون آیا تو اس خون نکلنے سے وضو ٹوٹ جاوے گا۔ البتہ جو وضو نکسیر وغیرہ کے سبب کیا ہے خاص وہ وضو نکسیر کی وجہ سے نہیں ٹوٹتا۔

مسئلہ-۷ اگر[3] یہ خون کپڑے وغیرہ میں لگ جاوے تو دیکھو اگر ایسا ہو کہ نماز ختم کرنے سے پہلے ہی پھر لگ جاوے گا تو اس کا دھونا واجب نہیں ہے اور اگر یہ معلوم ہو کہ اتنی جلدی نہ بھرے گا بلکہ نماز طہارت سے ادا ہو جائے گی تو دھوڈالنا واجب ہے۔ اگر ایک[(4)] روپے سے بڑھ جاوے تو بے دھوئے ہوئے نماز نہ ہوگی۔

غسل کا بیان

مسئلہ-۱ غسل[4] کرنے والی کو چاہئے[(5)] کہ پہلے گٹے تک دونوں ہاتھ دھووے۔ پھر استنجے کی جگہ دھووے۔ ہاتھ اور استنجے کی جگہ پر نجاست ہو تب بھی اور نہ ہو تب بھی ہر حال میں ان دونوں کو پہلے دھونا چاہئے۔ پھر جہاں بدن پر نجاست لگی ہو پاک کرے پھر وضو کرے اور اگر کسی چوکی[5] یا پتھر پر غسل کرتی ہو تو وضو کرتے وقت پیر بھی دھولیوے اور اگر ایسی جگہ ہے کہ پیر بھر جاویں گے اور غسل کے بعد پھر دھونے پڑیں گے تو سارا وضو کرے مگر پیر نہ دھووے۔ پھر وضو کے بعد تین مرتبہ اپنے سر پر پانی ڈالے۔ پھر تین مرتبہ داہنے کندھے پر۔ پھر تین بار بائیں کندھے پر پانی ڈالے ایسی طرح کہ سارے بدن پر پانی بہہ جاوے۔ پھر اس جگہ سے ہٹ کر پاک جگہ میں آوے اور پھر پیر

۱: ولو عرض بعد دخول وقت فرض انتظر الى اخره فان لم ينقطع يتو ضأ ويصلے ثم ان انقطع فى اثناء الوقت الثانى يعيد تلك الصلوٰة وان استوعب الوقت الثانى لا يعيد لثبوت العذر حينئذ من وقت العروض ١٢ شامى ص ١٣٤ ج ١۔

۲: مسئلہ نمبر ۳ ص ۶۹ میں دیکھو ۱۲ اور۔

۳: وان سال على ثوبه فوق الدرهم جازله ان لا يغسله ان كان لو غسله تنجّس قبل الفراغ منها اى الصلوٰة والا تنجس قبل فراغه فلا يجوز ترك غسله هو المختار للفتوىٰ ١٢ در مختار ج ١ ص ٣١٥۔

٤: وسننه البداءة بغسل يديه وفرجه وان لم يكن به خبث اتباعا للحديث وخبث بدنه ان كان عليه خبث لئلا يشيع ثم يتو ضأ ثم يفيض الماء على كل بدنه ثلاثا باديا بمنكبه الايمن ثم الأيسر ثم براسه ثم على بقية بدنه مع دلكه ١٢ در ص ١٦١ ج ١۔

٥: يوخر غسل الرجلين ان كان يقف حال الاغتسال فى محل يجتمع فيه الماء لا حتياجه لغسلهما ثانيا من الغسالة ١٢ مراقى ص ٥٧ وفى منية ثم يتنحىٰ عن ذلك المكان (اى الذى اغتسل فيه) فيغسل رجليه الا ان يكون على حجر او خشب او غير ذلك ١٢ ص ١٤۔

(۱) یعنی جب تک کہ اتنا وقت باقی رہے جس میں وضو کے فرائض ادا کر کے چار فرض پڑھ کے انتظار کرے ۱۲۔

(۲) عصر کے وقت بھی غیر مکروہ وقت تک انتظار کرے۔ اگر جب بھی بہنا بند نہ ہو تو وضو کر کے نماز پڑھ لے پھر اگر وقت ہی کے اندر بہنا بند ہو گیا گو وہ وقت مکروہ ہو تو یہ شخص معذور نہ ہوگا اور وقت کی نماز جو پڑھ لی ہے قضا کرنی ہوگی۔ اگر اتنا وقت اب نہیں رہا کہ فرائض وضو ادا کر کے نماز ادا کر سکے ۱۲

(۳) اگر نفل یا سنت پڑھی ہوں تو ان کی قضا واجب نہیں ۱۲

(۴) پہلے ایک روپیہ کی برابر غلطی سے لکھا گیا تھا اور روپیہ سے بڑھ جانے کے یہ معنی ہیں کہ روپیہ کے برابر جگہ سے زیادہ جگہ گھیرے ۱۲

(۵) قبل غسل کے دل میں ارادہ غسل کا بھی کرے کہ میں پاک ہونے کے لئے غسل کرتی ہوں بغیر اس ارادہ کے ثواب نہ ہوگا غسل ہو جاوے گا ۱۲۔

دھوئے اور اگر وضو کے وقت پیر دھولئے ہوں تو اب دھونے کی حاجت نہیں۔

مسئلہ -۲ پہلے[۱] سارے بدن پر اچھی طرح ہاتھ پھیر لیوے تب پانی بہاوے تاکہ سب کہیں اچھی طرح پانی پہنچ جاوے کہیں سوکھا نہ رہے۔

مسئلہ -۳ غسل کا طریقہ جو ہم نے ابھی بیان کیا سنت کے موافق ہے۔ اس میں سے بعضی چیزیں فرض ہیں کہ بے ان کے غسل درست نہیں ہوتا آدمی ناپاک رہتا ہے۔ اور بعضی چیزیں سنت ہیں ان کے کرنے سے ثواب ملتا ہے اور اگر نہ کرے تو بھی غسل ہو جاتا ہے۔ فرض[۲] فقط تین چیزیں ہیں۔ اس طرح کلی کرنا کہ سارے منہ میں پانی پہنچ جائے۔ ناک میں پانی ڈالنا جہاں تک ناک نرم ہے۔ سارے بدن پر پانی پہنچانا۔

مسئلہ -۴ غسل[۳] کرتے وقت قبلہ کی طرف کو منہ نہ کرے اور پانی بہت زیادہ نہ پھینکے اور نہ بہت کم لیوے کہ اچھی طرح غسل نہ کر سکے اور ایسی جگہ غسل کرے کہ اس کو کوئی نہ دیکھے اور غسل کرتے وقت باتیں نہ کرے۔ اور غسل کے بعد کسی کپڑے سے اپنا بدن پونچھ ڈالے۔ اور بدن ڈھکنے میں بہت جلدی کرے یہاں تک کہ اگر وضو کرتے وقت پیر نہ دھوئے ہوں تو غسل کی جگہ سے ہٹ کر پہلے اپنا بدن ڈھکے پھر دونوں پیر دھوئے۔

مسئلہ -۵ اگر[۴] تنہائی کی جگہ ہو جہاں کوئی نہ دیکھ پاوے تو ننگے ہو کر نہانا بھی درست ہے چاہے کھڑی ہو کر نہاوے یا بیٹھ کر۔ اور چاہے غسلخانہ کی چھت پٹی ہو یا نہ پٹی ہو لیکن بیٹھ کر نہانا بہتر ہے کیونکہ اس میں پردہ زیادہ ہے۔ اور ناف سے لے کر گھٹنے کے نیچے تک دوسری عورت کے سامنے بھی بدن کھولنا گناہ ہے۔ اکثر عورتیں دوسری کے سامنے بالکل ننگی ہو کر نہاتی ہیں یہ بڑی بری[۵] اور بے غیرتی کی بات ہے۔

مسئلہ -۶ جب[۶] سارے بدن پر پانی پڑ جاوے اور کلی کر لے اور ناک میں پانی ڈال لے تو غسل ہو جاوے گا۔ چاہے غسل کرنے کا ارادہ ہو چاہے نہ ہو تو اگر پانی برستے میں ٹھنڈی ہونے کی غرض سے کھڑی ہو گئی یا حوض وغیرہ میں گر پڑی اور سب بدن بھیگ گیا اور کلی بھی کر لی اور ناک میں بھی پانی ڈال لیا تو غسل ہو گیا۔ اسی طرح غسل کرتے وقت کلمہ[(1)] پڑھنا یا پڑھ کر پانی پر دم کرنا بھی ضروری نہیں چاہے کلمہ پڑھے یا نہ پڑھے ہر حال میں آدمی پاک ہو جاتا ہے بلکہ نہاتے وقت کلمہ یا اور کوئی دعا نہ پڑھنا بہتر ہے اس وقت کچھ نہ پڑھے۔

مسئلہ -۷ اگر[۷] بدن بھر میں بال برابر بھی کوئی جگہ سوکھی رہ جاوے گی تو غسل نہ ہوگا۔ اسی طرح اگر غسل کرتے وقت کلی کرنا بھول گئی یا ناک میں پانی نہیں ڈالا تو بھی غسل نہیں ہوا۔

مسئلہ -۸ اگر[۸] غسل کے بعد یاد آوے کہ فلانی جگہ سوکھی رہ گئی تھی تو پھر سے نہانا واجب نہیں بلکہ جہاں سوکھا رہ گیا تھا اسی کو دھو لیوے لیکن فقط ہاتھ پھیر لینا کافی نہیں ہے بلکہ تھوڑا پانی لے کر اس جگہ بہانا چاہئے۔ اور اگر کلی کرنا بھول گئی ہو تو اب کلی کرے۔ اگر ناک میں پانی نہ ڈالا ہو تو اب ڈال لے۔ غرض کہ جو چیز رہ گئی ہو اب اس کو کر لے نئے سرے سے غسل کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

۱: وان یدلك کل اعضائه فی المرة الاولیٰ ۱۲ منیه ص ۱٤۔

۲: وفرض الغسل المضمضة والاستنشاق وغسل سائر البدن ۱۲ هدایه ج ۱ ص ۳٦۔

۳: وان لا یسرف فی الماء وان لا یقتروان لا یستقبل القبلة وقت الغسل وان یغتسل فی موضع لا یراه احد وان لا یتکلم بکلام قط و یستحب ان یمسح بدنه بمندیل بعد الغسل وان یغسل رجلیه بعد اللبس ۱۲ منیه ص ۱٤ و ص ۱۵۔

٤: ویستحب ان یغتسل بمکان لا یراه فیه احد لا یحل له النظرلعورته لا حتمال ظهورها فی حال الغسل او لبس الثیاب لقوله صلی الله علیه وسلم ان الله حی ستیریحب الحی والستیر فاذا اغتسل احد کم فلیستتر ۱۲ مراقی ص ۵۷ ج ۱۔

۵: نظر الجنس الی الجنس مباح فی الضرورة لا فی حالة الاختیار ۱۲ شامی ص ۱٤۰۔

٦: اما النیة فلیست بشرط فی الوضوء والاغتسال حتی ان الجنب اذا انغمس فی الماء الجاری اوفی الحوض الکبیر لتبرد او قام فی المطرالشدید و تمضمض واستنشق یخرج من الجنابة ۱۲ منیه ص ۱۵۔

۷: ولو بقی شئی من بدنه لم یصبه الماء لم یخرج من الجنابة وان قل ۱۲ منیه ص ۱۸۔

۸: ولو ترکها (ای المضمضة اوالاستنشاق او لمعة من ای موضع کان من البدن) ناسیا فصلے ثم تذکر یتمضمض ویعید ما صلے ۱۲ منیه ص ۱۸۔

(۱) بلکہ ایسے وقت کلمہ پڑھنا یا کلمہ پڑھ کر پانی پر دم کرنا اور اس خاص وقت میں اس کو ثواب سمجھنا بدعت ہے۔ ۱۲

مسئلہ-۹ اگر[1] کسی بیماری کی وجہ سے سر پر پانی ڈالنا نقصان کرے اور سر چھوڑ کر سارا بدن دھو لیوے تب بھی غسل درست ہو گیا۔ لیکن جب اچھی ہو جائے تو اب سر دھو ڈالے پھر سے نہانے کی ضرورت نہیں ہے۔

نوٹ: مسئلہ نمبر ۱۰، ۲ ص ۸۹ پر درج کیا گیا ۱۲۔

مسئلہ-۱۱ اگر[2] سر کے بال گندھے ہوئے نہ ہوں تو سب بال بھگونا اور ساری جڑوں میں پانی پہنچانا فرض ہے۔ ایک بال بھی سوکھا رہ گیا یا ایک بال کی جڑ میں پانی نہیں پہنچا تو غسل نہ ہوگا۔ اور اگر بال گندھے ہوئے ہوں تو بالوں کا بھگونا معاف[(۱)] ہے البتہ سب جڑوں میں پانی پہنچانا فرض ہے ایک جڑ بھی سوکھی نہ رہنے پاوے۔ اور اگر بے کھولے سب جڑوں میں پانی نہ پہنچ سکے تو کھول ڈالے اور بالوں کو بھی بھگوئے۔

مسئلہ-۱۲ نتھ[3] اور بالیوں اور انگوٹھی چھلوں کو خوب ہلا لیوے کہ پانی سوراخوں میں پہنچ جاوے اور اگر بالیاں نہ پہنے ہو تب بھی قصد کر کے سوراخوں میں پانی ڈال لے۔ ایسا نہ ہو کہ پانی نہ پہنچے اور غسل صحیح نہ ہو۔ البتہ اگر انگوٹھی چھلے ڈھیلے ہوں کہ بے ہلائے بھی پانی پہنچ جاوے تو ہلانا واجب نہیں لیکن ہلا لینا اب بھی مستحب ہے۔

مسئلہ-۱۳ اگر[4] ناخن میں آٹا لگ کر سوکھ گیا اور اسکے نیچے پانی نہیں پہنچا تو غسل نہیں ہوا جب یاد آوے اور آٹا دیکھے تو آٹا چھڑا کر پانی ڈال لے۔ اور اگر پانی پہنچانے سے پہلے کوئی نماز پڑھ لی ہو تو اس کو لوٹاوے۔

مسئلہ-۱۴ ہاتھ[5] پیر پھٹ گئے اور اس میں موم روغن یا اور کوئی دوا بھر لی تو اس کے اوپر سے پانی بہا لینا درست ہے۔

مسئلہ-۱۵ کان[6] اور ناف میں بھی خیال کر کے پانی پہنچانا چاہئے۔ پانی نہ پہنچے گا تو غسل نہ ہوگا۔

مسئلہ-۱۶ اگر[7] نہاتے وقت کلی نہیں کی لیکن خوب منہ بھر کے پانی پی لیا کہ سارے منہ میں پانی پہنچ گیا تو بھی غسل ہو گیا کیونکہ مطلب تو سارے منہ میں پانی پہنچ جانے سے ہے۔ کلی کرے یا نہ کرے۔ البتہ اگر ایسی طرح پانی پیوے کہ سارے منہ بھر میں پانی نہ پہنچے تو یہ پینا کافی نہیں ہے کلی کر لینا چاہئے۔

مسئلہ-۱۷ اگر[8] بالوں میں یا ہاتھ پیروں میں تیل لگا ہوا ہے کہ بدن پر پانی اچھی طرح ٹھہرتا نہیں ہے بلکہ پڑتے ہی ڈھلک جاتا ہے تو اس کا کچھ حرج نہیں۔ جب سارے بدن اور سارے سر پر پانی ڈال لیا غسل ہو گیا۔

مسئلہ-۱۸ اگر[9] دانتوں کے بیچ میں ڈلی کا دھرا[(۲)] پھنس گیا تو اس کو خلال سے نکال ڈالے۔ اگر اس کی وجہ سے دانتوں کے بیچ میں پانی نہ پہنچے گا تو غسل نہ ہوگا۔

۱: ولو ضرها غسل راسها تركته وقيل تمسحه ۱۲ در ص ۱۵۹ ج ۱ ۔

۲: والمراة فى الا غتسال كالرجل ولكن الشعر المستر سل من ذوائبها غسله موضوع فى الغسل اذا بلغ الماء اصول شعرها بخلاف الرجل ۱۲ منيه ص ۱٦ ۔

۳: امرأة اغتسلت هل تتكلف فى ايصال الماء الى ثقب القرط ام لا قال تتكلف فيه كما تتكلف فى تحريك الخاتم ان كان ضيقاً ۱۲ منيه ص ۱٦ ۔

٤: امرأة اغتسلت وقد كان بقى فى اظفارها عجين قد جف لم يجز غسلها ۱۲ منيه ص ۱۷ ۔

۵: اذا كان برجله شقاق فجعل فيه الشحم انكان لا يضره ايصال الماء الى ماتحته لا يجوز غسله و وضوء ه وانكان يضره يجوز ۱۲ منيه ص ۱۷

٦: ويجب اى يفرض غسل ما يمكن من البدن بلا حرج كا ذن وسرة وشارب وحاجب واثناء لحية ۱۲ در ص ۱۵۷ ج ۱ ۔

۷: وشرب الماء يقوم مقام المضمضة اذا بلغ الماء الفم كله والا فلا ۱۲ منيه ص ۱۸ ۔

۸: دهن رجليه و لم يقبل الماء للد سومة جاز لوجود غسل الرجلين ۱۲ شامى ج ۱ ص ۱٦۰ ۔

۹: رجل اغتسل وبقى بين اسنانه طعام قال بعضهم ان كان زائد اعلى قدر الحمصة لايجوز ۱۲ منيه ص ۱۷ ۔

(۱) یہ حکم فقط عورتوں کا ہے اور اگر مرد کے بڑے بڑے بال ہوں اور چوٹی گندھی ہو تو مرد کو معاف نہیں بلکہ کھول کر سارے بال بھگونا فرض ہے ۱۲۔

(۲) یعنی چھالی کا ٹکڑا ۱۲۔

مسئلہ-۱۹ ماتھے[1] پر افشاں چنی ہے یا بالوں میں اتنا گوند لگا ہے کہ بال اچھی طرح نہ بھیگیں گے تو گوند خوب چھڑا ڈالے اور افشاں دھو ڈالے اگر گوند کے نیچے پانی نہ پہنچے گا اوپر ہی اوپر سے بہہ جاوے گا تو غسل نہ ہوگا۔

مسئلہ-۲۰ اگر[2] مسی کی دھڑی (تہہ) جمائی ہے تو اس کو چھڑا کر کلی کرے نہیں تو غسل نہ ہوگا۔

مسئلہ-۲۱ کسی[3] کی آنکھیں دکھتی ہیں اس لئے اس کی آنکھوں سے کیچڑ بہت نکلا اور ایسا سوکھ گیا کہ اگر اس کو نہ چھڑاوے گی تو اس کے نیچے آنکھ کے کوئے پر پانی نہ پہنچے گا تو اس کا چھڑا ڈالنا واجب ہے بے اس کے چھڑائے نہ وضو درست ہے نہ غسل۔

نوٹ: جن چیزوں سے غسل واجب ہوتا ہے ان کا بیان ۳ ص ۸۹ پر درج کیا گیا ۱۲۔

کس پانی سے وضو کرنا اور نہانا درست ہے اور کس پانی سے درست نہیں

مسئلہ-۱ آسمان[4] سے برسے ہوئے پانی اور ندی نالے چشمے اور کنویں اور تالاب اور دریاؤں کے پانی سے وضو اور غسل کرنا درست ہے چاہے میٹھا پانی ہو یا کھاری ہو۔

مسئلہ-۲ کسی[5] پھل یا درخت یا پتوں سے نچوڑے ہوئے عرق سے وضو کرنا درست نہیں۔ اسی طرح جو پانی تربوز سے نکلتا ہے اس سے اور گنے وغیرہ کے رس سے وضو اور غسل درست نہیں ہے۔

مسئلہ-۳ جس[6] پانی میں کوئی اور چیز مل گئی یا پانی میں کوئی چیز پکائی گئی اور ایسا ہو گیا کہ اب بول چال میں اس کو پانی نہیں کہتے بلکہ اس کا کچھ اور نام ہو گیا تو اس سے وضو اور غسل جائز نہیں جیسے شربت، شیرہ اور شوربا اور سرکہ اور گلاب اور عرق گاؤزبان وغیرہ کہ ان سے وضو درست نہیں ہے۔

مسئلہ-۴ جس[7] پانی میں کوئی پاک چیز پڑ گئی اور پانی کے رنگ یا مزے یا بو میں کچھ فرق آ گیا لیکن وہ چیز پانی میں پکائی نہیں گئی نہ پانی کے پتلے ہونے میں کچھ فرق آیا جیسے کہ بہتے ہوئے پانی میں کچھ ریت ملی ہوتی ہے یا پانی میں زعفران پڑ گیا اور اس کا بہت خفیف سا رنگ آ گیا۔ یا صابون پڑ گیا۔ یا اسی طرح کی کوئی اور چیز پڑ گئی تو ان سب صورتوں میں وضو اور غسل درست ہے۔

مسئلہ-۵ اور[8] اگر کوئی چیز پانی میں ڈال کر پکائی گئی اس سے رنگ یا مزہ وغیرہ بدلا تو اس پانی سے وضو درست نہیں۔ البتہ اگر ایسی چیز پکائی گئی جس سے میل کچیل خوب صاف ہو جاتا ہے اور اس کے پکانے سے پانی گاڑھا نہ ہوا ہو تو اس سے وضو درست ہے جیسے مردہ نہلانے کے لئے بیری کی پتیاں پکاتے ہیں تو اس میں کچھ حرج نہیں البتہ اگر اتنی زیادہ ڈال دیں کہ پانی گاڑھا ہو گیا تو اس سے وضو اور غسل درست نہیں۔

مسئلہ-۶ کپڑا[9] رنگنے کے لئے زعفران گھولا یا پڑیا گھولی تو اس سے وضو درست نہیں۔

۱: اذا كان على ظاهر البدن جلد سمك او خبز ممضوغ قد جف واغتسل او توضأ لم يصل الماء الى ما تحته لم يجز ۱۲ منيه ص ۱۷۔

۲: لان المضمضة فرض في الغسل ولا نها في حكم المسئلة الا ولى۔۱۲

۳: رجل رمدت عينه فرمضت فاجتمع رمضها في الماق يجب ان يتكلف في ايصال الماء ان لم يضره كما يجب ان يتكلف في ايصال الماء الى الماق ۱۲ منيه ص ۷۷۔

۴: يرفع الحدث مطلقاً بماء مطلق هو ما يتبادرعند الا طلاق كماء سماء واودية وعيون وآبار والبحار وثلج مذاب ۱۲ در ص ۸۵۔

۵: وكذا يجوز بماء خالطه طاهر جامد مطلقا اى سواء كان المخالط من جنس الارض كالتراب او يقصد بخلطه التنظيف كا لاشنان والصابون او يكون شئى اخر كالزعفران لكن فى البحران امكن الصبغ به لم يجز ۱۲ در و شامى ج ۱ ص ۱۹۲۔

۶: ولا بعصير نبات اى معتصر من شجرا وثمر لا نه مقيد ۱۲ در ص ۱۸۲ ج ۱۔

۷: ويجوز الطهارة بماء خالطه شئى طاهر فغير احد او صافه كماء المد والماء الذى اختلط به الزعفران او الصابون او الا شنان وان تغير بالطبخ بعد ما خلط به غيره لا يجوز التوضى به ۱۲ هدايه ص ۱۸ ج ۱

۸: ولو طبخ فيه الحمص او البا قلاء وريح البا قلاء يو جد فيه لا يجوز به التوضى كذا فى فتاوىٰ قاضى خان وان طبخ فى الماء ما يقصد به المبالغة فى النظافة كالا شنان والصابون جاز الوضوء به بالا جماع الا اذا صار ثخينا ۱۲ عالمگيرى ج ۱ ص ۱۳۔

۹: التوضى بماء الزعفران والزردج والعصفر يجوز ان كان رقيقا والماء غالب وان غلبت الحمرة وصارمتما سكا لا يجوز به التوضى ۱۲ عالمگيرى ص ۱۳ ج ۱۔

مسئلہ-۷ اگر پانی میں دودھ مل گیا تو اگر دودھ کا رنگ اچھی طرح پانی میں آ گیا تو وضو درست نہیں اور اگر دودھ بہت کم تھا کہ رنگ نہیں آیا تو وضو درست ہے۔

مسئلہ-۸ جنگل[2] میں کہیں تھوڑا پانی ملا تو جب تک اس کی نجاست کا یقین نہ ہو جائے تب تک اس سے وضو کرے۔ فقط اس وہم پر وضو نہ چھوڑے کہ شاید یہ نجس ہو اگر اس کے ہوتے ہوئے تیمم کرے گی تو تیمم نہ ہو گا۔

مسئلہ-۹ کسی[3] کنویں وغیرہ میں درخت کے پتے گر پڑے اور پانی میں بدبو آنے لگی اور رنگ اور مزہ بھی بدل گیا تو بھی اس سے وضو درست ہے جب تک کہ پانی اسی طرح پتلا باقی رہے۔

مسئلہ-۱۰ جس[4] پانی میں نجاست پڑ جاوے اس سے وضو غسل کچھ درست نہیں۔ چاہے وہ نجاست تھوڑی ہو یا بہت ہو۔ البتہ اگر بہتا ہوا پانی ہو تو وہ نجاست کے پڑنے سے ناپاک نہیں ہوتا جب تک کہ اس کے رنگ یا مزے یا بو میں فرق نہ آئے۔ اور جب نجاست کی وجہ سے رنگ یا مزہ بدل گیا یا بو آنے لگی تو بہتا ہوا پانی بھی نجس ہو جائیگا اس سے وضو درست نہیں اور جو پانی گھاس تنکے پتے وغیرہ کو بہالے جائے وہ بہتا پانی ہے چاہے کتنا ہی آہستہ آہستہ بہتا ہو۔

مسئلہ-۱۱ بڑا[5] بھاری حوض جو دس ہاتھ لمبا اور دس ہاتھ چوڑا ہو اور اتنا گہرا ہو کہ اگر چلو سے پانی اٹھاویں تو زمین نہ کھلے۔ یہ بھی بہتے ہوئے پانی کے مثل ہے ایسے حوض کو دہ دردہ کہتے ہیں۔ اگر اس میں ایسی نجاست پڑ جاوے جو پڑ جانے کے بعد دکھلائی نہیں دیتی جیسے پیشاب[(1)] خون، شراب وغیرہ تو چاروں طرف وضو کرنا درست ہے جدھر چاہے وضو کرے۔ اور اگر ایسی نجاست پڑ جاوے جو دکھلائی دیتی ہے جیسے مردہ کتا تو جدھر پڑا ہو اس طرف وضو نہ کرے۔ اس کے سوا اور جس طرف چاہے کرے البتہ اگر اتنے بڑے حوض میں اتنی نجاست پڑ جاوے کہ رنگ یا مزہ بدل جاوے یا بدبو آنے لگے تو نجس ہو جائے گا۔

مسئلہ-۱۲ اگر[6] بیس ہاتھ لمبا اور پانچ ہاتھ چوڑا یا پچیس ہاتھ لمبا اور چار ہاتھ چوڑا ہو وہ حوض بھی دہ دردہ کے مثل ہے۔

مسئلہ-۱۳ چھت[7] پر نجاست پڑی ہے اور پانی برسا اور پرنالا چلا تو اگر آدھی یا آدھی سے زیادہ چھت ناپاک ہے تو وہ پانی نجس ہے اور اگر چھت آدھی سے کم ناپاک ہے تو وہ پانی پاک ہے اور اگر نجاست پرنالے کے پاس ہی ہو اور اتنی ہو کہ سب پانی اس سے مل کر آتا ہے تو وہ پانی نجس ہے۔

مسئلہ-۱۴ اگر[8] پانی آہستہ آہستہ بہتا ہو تو بہت جلدی جلدی وضو نہ کرے تاکہ جو دھوون گرتا ہے وہی ہاتھ میں نہ آجاوے۔

مسئلہ-۱۵ دہ[9] دردہ حوض میں جہاں پر دھوون گرا ہے اگر وہیں سے پھر پانی اٹھا لیوے تو بھی جائز ہے۔

۱: ان کان الذی یخالطه مما یخالف لونه لون الماء کاللبن وماء العصفر والزعفران ونحو ذلك تعتبر الغلبة فی اللون ۱۲ عالمگیری ج ۱ ص ۱۳۔

۲: لو وجد ماء قلیلا ولم تیقن بوقوع النجاسة یتوضابه ویغتسل ولا یتیمم ۱۲ منیه ص ۳۳۔

۳: وکذا یجوزبما خالطه طاهر جامد کاشنان وزعفران وفاکهة وورق شجر ۱۲ در ج ۱ ص ۱۹۲ فان تغیرت او صافه الثلثة بوقوع اوراق الاشجار وقت الخریف فانه یجوز به التوضی عند عامة اصحابنا رحمهم الله تعالیٰ ۱۲ عالمگیری ج ۱ ص ۱۳۔

٤: وکل ماء وقعت النجاسة فیه لم یجز الوضوء به قلیلا کانت النجاسة او کثیر اوالماء الجاری اذا وقعت فیه نجاسة جاز الوضوء به اذالم یرلها اثرو الجاری ما لا یتکرر استعماله وقیل ما یذهب بتبنیة ۱۲ هدایه ص ٤۱ ج ۱۔

۵: اما الحوض اذا کان عشراً فی عشر فهو کبیر لا یتنجس بوقوع النجاسة اذا لم یرلها اثر اذا کانت النجاسة غیر مرئیة ولیس لرجل ان یتوضاء اویغتسل فی الحوض الکبیر بنا حیة الجیفةوالا صل فیه انها اذا کانت مرئیة لا یجوز ان یتو ضا الا بعید اعنها واذا لم تکن مرئیة جاز مطلقا ۱۲ منیه ص ۳۵۔

٦: ولوله طول لا عرض لکنه یبلغ عشرافی عشر جاز تیسیرا ۱۲ در ص ۱۹۹ ج ۱۔

۷: ماء المطر اذا جری فی میزاب السطح وکان علی السطح عذرات فالماء طاهراماإذاکانت العذرة عند المیزاب او کان الماء کله او نصفه او اکثره یلاقی العذرة فهو نجس والا فهو طاهروان سال المطر من السقف او من السقب ان کان المطر دائما لم ینقطع بعد فهو طاهر وان انقطع المطر وسال من الثقب ان کان علی جمیع السطح او علی اکثره نجاسة فهو نجس ۱۲ منیه ص ۳٤۔

۸: وان کان الماء یجری ضعیفا ینبغی ان یتوضأ علی الوقار حتیٰ یمرعنه الماء المستعل ۱۲ منیه ص ۳٤۔

۹: اذا غسل وجهه فی حوض کبیر فسقط من غسالته فی الماء فرفع من موضع الوقوع قبل التحریك قالوا علی قول ابی یوسف لا یجوز لان عنده التحریك شرط ومشائخ بخاری قالوا یجوز لعموم البلوی ۱۲ منیه ص ۳۵۔

(۱) کیونکہ یہ چیزیں پانی میں پھیلنے کے بعد نظر نہیں آتیں ۱۲۔

مسئلہ-۱۶ اگر کوئی کافر یا لڑکا بچہ اپنا ہاتھ پانی میں ڈالدے تو پانی نجس نہیں ہوتا۔ البتہ اگر معلوم ہو جاوے کہ اسکے ہاتھ میں نجاست لگی تھی تو ناپاک ہو جاوے گا لیکن چھوٹے بچوں کا کوئی اعتبار نہیں اسلئے جب تک کوئی اور پانی ملے اسکے ہاتھ ڈالے ہوئے پانی سے وضو نہ کرنا بہتر ہے۔

مسئلہ-۱۷ جس [1]پانی میں ایسی جاندار چیز مر جاوے جس کے بہتا ہوا خون نہیں ہوتا یا باہر مر کر پانی میں گر پڑے تو پانی نجس نہیں ہوتا جیسے مچھر، مکھی، بھڑ، تتیا، بچھو، شہد کی مکھی یا اسی قسم کی اور جو چیز ہو۔

مسئلہ-۱۸ جس [2]کی پیدائش پانی کی ہو اور ہر دم پانی ہی میں رہا کرتی ہو اس کے مر جانے سے پانی خراب نہیں ہوتا پاک رہتا ہے جیسے مچھلی، مینڈک، کچھوا، کیکڑا، وغیرہ۔ اور اگر پانی کے سوا اور کسی چیز میں مر جائے جیسے سرکہ، شیرہ، دودھ وغیرہ تو وہ بھی ناپاک نہیں ہوتا اور خشکی کا مینڈک اور پانی کا مینڈک دونوں کا ایک حکم ہے یعنی نہ اس کے مرنے سے پانی نجس ہوتا ہے نہ اس کے مرنے سے۔ لیکن اگر خشکی کے کسی مینڈک میں خون ہوتا ہو تو اس کے مرنے سے پانی وغیرہ جو چیز ہو ناپاک ہو جاوے گی۔

فائدہ دریائی مینڈک کی پہچان یہ ہے کہ اس کی انگلیوں کے بیچ میں جھلی لگی ہوتی ہے۔ اور خشکی کے مینڈک کی انگلیاں الگ الگ ہوتی ہیں۔

مسئلہ-۱۹ جو [3]چیز پانی میں رہتی ہو لیکن اس کی پیدائش پانی کی نہ ہو اس کے مر جانے سے پانی خراب و نجس ہو جاتا ہے جیسے بطخ اور مرغابی۔ اسی طرح الگ مر کر پانی میں گر پڑے تو بھی نجس ہو جاتا ہے۔

مسئلہ-۲۰ مینڈک [4]کچھوا وغیرہ اگر پانی میں مر کر بالکل گل جاوے اور ریزہ ریزہ ہو کر پانی میں مل جاوے تو بھی پانی پاک ہے لیکن اس کا پینا اور اس سے کھانا پکانا درست نہیں البتہ وضو اور غسل اس سے کر سکتے ہیں۔

مسئلہ-۲۱ دھوپ [5]کے [(1)] جلے ہوئے پانی سے سفید داغ ہو جانے کا ڈر ہے اس لئے اس سے وضو غسل نہ کرنا چاہئے۔

مسئلہ-۲۲ مردار [6]کی کھال کو جب دھوپ میں سکھا ڈالیں یا کچھ دوا وغیرہ لگا کر درست کر لیں کہ پانی مر جاوے اور رکھنے سے خراب نہ ہو تو پاک ہو جاتی ہے اس پر نماز پڑھنا درست ہے اور مشک وغیرہ بنا کر اس میں پانی رکھنا بھی درست ہے لیکن سور [(2)] کی کھال پاک نہیں ہوتی اور سب کھالیں پاک ہو جاتی ہیں مگر آدمی کی کھال سے کوئی کام لینا اور برتنا بہت گناہ ہے۔

مسئلہ-۲۳ کتا، شبندر، بلی، شیر وغیرہ جنگلی کھال [(3)] بنانے سے پاک ہو جاتی ہے۔ بسم اللہ کہہ کر ذبح کرنے سے بھی کھال پاک ہو جاتی ہے چاہے بنائی ہو یا

۱: ولو ادخل الکفار او الصبیان ایدیهم لا یتنجس اذا لم یکن علی ایدیهم نجاسة حقیقیة ولو ادخل الصبی یده فی الاناء لا یتوضاء به استحسانا ولو توضا به جاز ۱۲ منیه ص ۳۹۔

۲: وموت مالیس له نفس سائلة فی الماء لا ینجسه کالبق والذباب والزنابیر والعقرب ونحوها ۱۲ هدایه ص ۴۲ ج ۱۔

۳: ویجوز رفع الحدث بما ذکروان مات فیه ای الماء ولو قلیلا غیر دموی کذنبور و عقرب وبق ومائی مولدولو کلب الماء و خنزیره کسمك وسرطان وضفدع الا بریاله دم سائل وهومالاسترة له بین اصابعه فیفسدفی الاصح کحیفبریقان لها دم والا لا و کذا الحکم لومات ماذکر خارجه والقی فیه فی الاصح فلوتفتت فیه نحوضفدع جاز الوضوء به لاشربه لحرمةلحمه ۱۲ در بحذف ص ۱۸۹ ج ۱۔

۴: وینجس الماء القلیل بموت مائی معاش بری مولد فی الاصح کبط واوز ۱۲ در ج ۱ ص ۱۹۱۔

۵: مسئلہ نمبر ۱۸ اص ہذا کے حاشیہ نمبر ۳ میں گذر گیا ۱۲۔

۶: قد منا فی مندوبات الوضوء ان لا یکون بماء مشمس وبه صرح فی الحلیة مستدلا بما صح عن عمر من النهی عنه ولذا صرح فی الفتح بکراهته ۱۲ شامی ج ۱ ص ۱۸۶۔

۷: کل اهاب دبغ فقد طهر الا جلد الخنزیر والا دمی ۱۲ هدایه ج ۱ ص ۴۴ وفی الدر کل اهاب دبغ ولو بشمس وهو یحتملها طهر فیصلی به ویتوضا منه و ما لا یحتملها فلا ۱۲ ص ۲۰۹ ج ۱۔

۸: وما یطهر جلده بالدباغ یطهر بالذکاة لانه یعمل عمل الدباغ فی ازالة الرطوبات النجسة و کذلك یطهر لحمه وهو الصحیح وان لم یکن ماکولا ۱۲ هدایه ج ۱ ص ۲۴ و فی الدر المختار ومای اهاب طهربدباغ طهر بذکاة علی المذهب لا یطهرلحمه علی قول الاکثر ان کان غیرماکول هذااصح مایفتی به وان قال فی الفیض الفتوی علی طهارته وبقیةالکلام فی رد المحتار فلیر جع الیه من شاء۔

(۱) یعنی باعتبار طب کے بہتر نہیں یہ حکم باعتبار شرع کے نہیں ہے۔ یعنی اس میں گناہ ثواب کچھ نہیں ۱۲۔

(۲) سانپ اور چوہے کا نام یہاں سے بعد تحقیق کاٹ دیا گیا۔ لان علة عدم الطهارة عدم احتمال الدباغة وهو مرتفع انفاً ۱۲۔

(۳) یعنی درست کر لینے سے ۱۲۔

بے بنائی ہو۔البتہ ذبح کرنے سے ان کا گوشت پاک نہیں ہوتا اور ان کا کھانا درست نہیں۔

مسئلہ-۲۴ مردار کے[1] بال اور سینگ اور ہڈی اور دانت یہ سب چیزیں پاک ہیں اگر پانی میں پڑ جاویں تو نجس نہ ہوگا۔البتہ اگر ہڈی اور دانت وغیرہ پر اس مردار جانور کی کچھ چکنائی وغیرہ لگی ہو تو وہ نجس ہے اور پانی بھی نجس ہو جاوے گا۔

مسئلہ-۲۵ آدمی[2] کی بھی ہڈی اور بال پاک ہیں لیکن ان کو برتنا اور کام میں لانا جائز نہیں بلکہ عزت سے کسی جگہ گاڑ دینا چاہئے۔

کنوئیں کا بیان

مسئلہ-۱ جب[3] کنوئیں میں کچھ نجاست گر پڑے تو کنواں ناپاک ہو جاتا ہے اور پانی کھینچ ڈالنے سے پاک ہو جاتا ہے چاہے تھوڑی نجاست گرے یا بہت۔ سارا پانی نکالنا چاہئے۔[4] جب سارا پانی نکل جاوے گا تو پاک ہو جاوے گا۔ کنوئیں کے اندر کے کنکر، دیوار وغیرہ کے دھونے کی ضرورت نہیں۔ وہ سب آپ ہی آپ پاک ہو جاویں گے۔اسی طرح رسی ڈول جس سے پانی نکالا ہے کنوئیں کے پاک ہونے سے آپ ہی آپ پاک ہو جاوے گا۔ان دونوں کے بھی دھونے کی ضرورت نہیں۔

فائدہ سب (۲) پانی نکالنے کا یہ مطلب ہے کہ اتنا نکالیں کہ پانی ٹوٹ (۳) جاوے اور آدھا ڈول بھی نہ بھرے۔

مسئلہ-۲ کنوئیں[5] میں کبوتر یا گوریا یعنی چڑیا کی بیٹ گر پڑی تو نجس نہیں ہوا۔ اور مرغی اور بطخ کی بیٹ سے نجس ہو جاتا ہے۔ اور سارا پانی نکالنا واجب ہے۔

مسئلہ-۳ کتا، بلی[6]، گائے، بکری پیشاب کر دے یا کوئی اور نجاست کرے تو سب پانی نکالا جاوے۔

مسئلہ-۴ اگر[7] آدمی یا کتا یا بکری یا اسی کے برابر کوئی اور جانور گر کے مر جاوے تو سارا پانی نکالا جاوے اور اگر باہر مرے پھر کنوئیں میں گرے تب بھی یہی حکم ہے کہ سب پانی نکالا جاوے۔

مسئلہ-۵ اگر[7] کوئی جاندار چیز کنوئیں میں مر جاوے اور پھول جاوے یا پھٹ جاوے تب بھی سب پانی نکالنا چاہئے۔

مسئلہ-۶ اگر[8] چوہا، گوریا یا اسی کے برابر کوئی چیز گر کر مر گئی لیکن پھولی پھٹی نہیں تو بیس ڈول نکالنا واجب ہے۔ اور تیس ڈول نکال ڈالیں تو بہتر ہے۔ لیکن پہلے چوہا نکال لیں تب پانی نکالنا شروع کریں۔ اگر چوہا نہ نکالا تو اس پانی نکالنے کا کچھ اعتبار نہیں۔ چوہا نکالنے کے بعد پھر اتنا ہی پانی نکالنا پڑے گا۔

۱: و شعر الميتة وعظمها طاهر وكذا العصب والحافر والخف والظلف والقرن والصوف والو برو الريش والسن والمنقار والمخلب الى ان قال ولو وقع فى البير عظم ميتة و عليه لحم اودسم يتنجس ۱والا لا ۱۲ عالمگیری ج ۱ ص ۱۵۔

۲: شعرا لانسان وعظمه طاهر ۱۲ هدايه ج ۱ ص ۴۵ ولا يجوز الانتفاع به ۱۲ شامی ج ۱ ص ۱۶۲۔

۳: اذا وقعت فى البير نجاسة نزحت وكان نزح ما فيها من الماء طهارة لها باجماع السلف ۱۲ هدايه ج ۱ ص ۴۵۔

۴: ثم بطهارة البير يطهر الدلو والرشاء والبكرة ونوا حى البير واليد ۱۲ عالمگیری ج ۱ ص ۱۳۔

۵: وان وقع خرء الحمام والعصفور فى البير لم يفسد ماء ها وهذا مذهبنا وان وقع خرء الدجاجة افسده وكذا خرء البط والا وز ۱۲ منيه ص ۵۷۔

۶: وان بالت فيها شاة او بقرة يتنجس الا عند محمد ۱۲ منيه ص ۵۸۔

۷: وان ماتت فيها شاة او آدمى او كلب نزح جميع ما فيها من الماء ۱۲ هدايه ص ۴۷ وفى الدرا فا وقعت نجاسة فى بئر دون القدر الكثير او مات فيها او خارجها والقى فيها ينزح كل مائها ۱۲ ملخصاً ص ۲۱۷ ج ۱ ۔

۸: وان ماتت فيها فارة او عصفورة او سودانية او صعوة اوسام ابرص نزح منها عشرون دلوا الى ثلثين بحسب كبر الدلوو صغرها يعنى بعد اخراج الفارة ۱۲ هدايه ص ۴۶ ج ۱ ۔

(۱) مردار سے مراد غیر خنزیر ہے ۱۲ تصحیح الاغلاط۔

(۲) فينزح الماء الى حد لا يملأ نصف الدلو يطهر الكل تبعاً ۱۲ در ص ۲۱۹ ج ۱

(۳) یعنی ختم ہو جاوے ۱۲۔

مسئلہ۔۷ بڑی چھپکلی جس میں بہتا ہوا خون ہوتا ہو اس کا حکم بھی یہی ہے کہ اگر مر جاوے اور پھولے پھٹے نہیں تو بیس ۲۰ ڈول نکالنا چاہئے اور تیس ڈول نکالنا بہتر ہے۔ اور جس میں[1] بہتا ہوا خون نہ ہوتا ہو اس کے مرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوتا۔

مسئلہ۔۸ اگر[2] کبوتر یا مرغی یا بلی یا اسی کے برابر کوئی چیز گر کر مر جاوے اور پھولی نہیں تو چالیس ڈول نکالنا واجب ہے اور ساٹھ ڈول نکال دینا بہتر ہے۔

مسئلہ۔۹ جس[3] کنویں پر جو ڈول پڑا رہتا ہے اسی کے حساب سے نکالنا چاہئے اور اگر اتنے بڑے ڈول سے نکالا جس میں بہت پانی سماتا ہے تو اس کا حساب لگا لینا چاہئے۔ اگر اس میں دو ڈول پانی سماتا ہے تو دو ڈول سمجھیں۔ اور اگر چار ڈول سماتا ہو تو چار ڈول سمجھنا چاہئے۔ خلاصہ یہ ہے کہ جے ڈول پانی آتا ہو گا اسی کے حساب سے کھینچا جاوے گا۔

مسئلہ۔۱۰ اگر[5] کنویں میں اتنا بڑا سوت ہے کہ سب پانی نہیں نکل سکتا جیسے جیسے پانی نکالتے ہیں ویسے ویسے اس میں سے اور نکلتا آتا ہے تو جتنا پانی اس میں اس وقت موجود ہے اندازہ کر کے اس قدر نکال ڈالیں۔ فائدہ پانی کے اندازہ کرنے کی کئی صورتیں ہیں ایک یہ کہ مثلاً پانچ ہاتھ پانی ہے تو ایک دم لگاتار سو ۱۰۰ ڈول پانی نکال کر دیکھو کہ کتنا پانی کم ہوا۔ اگر ایک ہاتھ کم ہوا ہو تو بس اسی سے حساب لگا لو کہ سو ۱۰۰ ڈول میں ایک ہاتھ پانی ٹوٹا تو پانچ ہاتھ پانی پان سو ڈول میں نکل جاوے گا۔ دوسرے یہ کہ جن لوگوں کو پانی کی پہچان ہو اور اس کا اندازہ آتا ہو ایسے دو ۲ دیندار مسلمانوں سے اندازہ کرا لو۔ جتنا وہ کہیں نکلوا دو۔ اور جہاں یہ دونوں باتیں مشکل معلوم ہوں تو تین سو ڈول نکلوا دیں۔

مسئلہ۔۱۱ کنویں[6] میں مرا ہوا چوہا یا اور کوئی جانور نکلا اور یہ معلوم نہیں کہ کب سے گرا ہے اور وہ ابھی پھولا پھٹا بھی نہیں ہے تو جن لوگوں نے اس کنویں سے وضو کیا ہے ایک دن رات کی نمازیں دہراویں اور اس پانی سے جو کپڑے دھوئے ہیں پھر ان کو دھونا چاہئے۔ اور اگر پھول گیا ہے یا پھٹ گیا ہے تو تین دن تین رات کی نمازیں دہرانا چاہئے۔ البتہ جن لوگوں نے اس پانی سے وضو نہیں کیا ہے وہ نہ دہراویں۔ یہ بات تو احتیاط کی ہے اور بعضے عالموں نے یہ کہا ہے کہ جس وقت کنویں کا ناپاک ہونا معلوم ہوا ہے اسی وقت سے ناپاک سمجھیں گے۔ اس سے پہلے کی نماز وضو سب درست ہے اگر کوئی اس پر عمل کرے تب بھی درست ہے۔

مسئلہ۔۱۲ جس[7] کو نہانے کی ضرورت ہے وہ ڈول ڈھونڈنے کے واسطے کنویں میں اترا اور اس کے بدن اور کپڑے پر آلودگی نجاست نہیں ہے تو کنواں ناپاک نہ ہوگا۔ ایسے ہی اگر کافر اترے اور اس کے کپڑے اور بدن پر نجاست نہ ہو تب بھی کنواں پاک ہے البتہ اگر نجاست لگی ہو تو

۱: صفحہ ۷۶ حاشیہ نمبر ۸ میں آ گیا ۱۲۔

۲: وموت مالیس له نفس سائلة فی الماء لا ینجسه ۱۲ عالمگیری ص ۱۵ ج ۱۔

۳: فان ماتت فیها حمامة او نحوها کالدجاجة والسنور نزح منها ما بین اربعین دلواً الی ستین ۱۲ هدایه ص ۴۷ ج ۱۔

۴: ثم المعتبر فی کل بیر دلوها الذی یستقی به منها وقیل دلو یسع فیها صاع و لو نزح منها بدلو عظیم مرة مقدار عشرین ولو احاز لحصول المقصود ۱۲ هدایه ص ۴۷۔

۵: وان کانت البیر معینة بحیث لا یمکن نزحها اخر جوا مقدار ما کان فیها من الماء وطریق معرفته ان تحفر حفرة مثل موضع الماء من البیرو یصب فیه ما ینزح منها الی ان تمتلی او ترسل فیها قصبة وتجعل لمبلغ الماء علامة ثم ینزح منها مثلاً عشر دلاء ثم تعاد القصبة فتنظر کم انتقص فینزح لکل قدر منها عشر دلاء وهذان عن ابی یوسف وعن محمد نزح ما تنا دلو الی ثلث مائة وقیل یوخذ بقول رجلین لهما بصارة فی امر الماء وهذا اشبه بالفقه ۱۲ هدایه ص ۴۷ بحذف منیه ص ۵۹۔

۶: و ان وجدوا فی البیر فارةاو غیرها ولا یدری متی وقعت ولم تنتفخ اعادوا صلوٰة یوم ولیلة اذا کانوا توضوا وامنها وغسلوا کل شیئ اصابه ما ؤها وان کانت قد انتفخت او تفسخت اعادوا صلوٰة ثلثة ایام ولیالیها وهذا عند ابی حنیفة وقالا لیس علیهم اعادة شیئ حتے یتحققوا انها متی وقعت لان الیقین لا یزول بالشك ۱۲ هدایه ص ۵۷ منیه ص ۷ و در ص ۲۲۴ ج ۱۔

۷: اذا انغمس فی البیر لطلب الدلو فعند ابی یوسف الرجل بحاله لعدم الصب و هو شرط عنده لا سقاط الفرض والماء بحاله لعدم الامرین وعند محمدؒ کلا هما طاهران الرجل لعدم اشتراط الصب والماء لعدم نیة القربة وعند ابی حنیفة کلاهما نجسان الماء لاسقاط الفرض عن البعض لا ول الملاقاة والرجل لبقاء الحدث فی بقیة الاعضاء وقیل عنده نجاسة الرجل بنجاسة الماء المستعمل وعنه ان الرجل طاهر لان الماء لا یعطی له حکم الا ستعمال قبل الا نفصال وهو اوفق الروایات ۱۲ هدایه ص ۴۴ منیه ص ۵۸ وفی الشامی نقل فی الذخیرة عن کتاب الصلوٰة للحسن ان الکافر اذا وقع فی البیرو هو حی نزح الماء وفی البدائع انه روایة عن الامام لا نه لا یخلو عن نجاسة حقیقیة او حکمیة حتے لو اغتسل فو قع فیها من ساعته لا ینزح منها شئی اقول ولعل نزحها للاحتیاط ۱۲ شامی ص ۲۴۰ ج ۱۔

ناپاک ہو جاوے گا اور سب پانی نکالنا پڑے گا اور اگر شک ہو کہ معلوم نہیں کپڑا پاک ہے یا ناپاک ہے تب بھی کنواں پاک سمجھا جائے گا لیکن اگر دل کی تسلی کے لئے بیس یا تیس ڈول نکلوا دیں تب بھی کچھ حرج نہیں۔

مسئلہ ۱۳ کنویں میں[1] بکری یا چوہا گر گیا اور زندہ نکل آیا تو پانی پاک ہے کچھ نہ نکالا جائے۔

مسئلہ ۱۴ چوہے[2] کو بلی نے پکڑا اور اس کے دانت لگنے سے زخمی ہو گیا۔ پھر اس سے چھوٹ کر اسی طرح خون میں بھرا ہوا کنویں میں گر پڑا تو سارا پانی نکالا جاوے۔

مسئلہ ۱۵ چوہا[3] نابدان[(1)] میں سے نکل کر بھاگا اور اسکے بدن میں نجاست بھر گئی پھر کنویں میں گر پڑا تو سب پانی نکالا جاوے چاہے چوہا کنویں میں مر جاوے یا زندہ نکلے۔

مسئلہ ۱۶ چوہے[4] کی دم کٹ کر گر پڑی تو سارا پانی نکالا جاوے۔[5] اسی طرح وہ چھپکلی جس میں بہتا ہوا خون ہوتا ہو اس کی دم گرنے سے بھی سب پانی نکالا جاوے۔

مسئلہ ۱۷ جس[6] چیز کے گرنے سے کنواں ناپاک ہوا ہے اگر وہ چیز باوجود کوشش کے نہ نکل سکے تو دیکھنا چاہئے کہ وہ چیز کیسی ہے۔ اگر وہ چیز ایسی ہے کہ خود تو پاک ہوتی ہے لیکن ناپاکی لگنے سے ناپاک ہو گئی ہے جیسے ناپاک کپڑا، ناپاک گیند، ناپاک جوتہ، تب تو اس کا نکالنا معاف ہے ویسے ہی پانی نکال ڈالیں۔ اور اگر وہ چیز ایسی ہے کہ خود ناپاک ہے جیسے مردہ جانور چوہا وغیرہ تو جب تک یہ یقین نہ ہو جائے کہ یہ گل سڑ کر مٹی ہو گیا ہے اس وقت تک کنواں پاک نہیں ہو سکتا۔ اور جب یہ یقین ہو جائے اس وقت سارا پانی نکال دیں کنواں پاک ہو جائے گا۔

مسئلہ ۱۸ جتنا[7] پانی کنویں میں سے نکالنا ضرور ہو چاہے ایک دم سے نکالیں چاہے تھوڑا تھوڑا کر کے کئی دفعہ نکالیں ہر طرح پاک ہو جائے گا۔

جانوروں کے جھوٹے کا بیان

مسئلہ ۱ آدمی[8] کا جھوٹا پاک ہے چاہے بددین ہو، یا حیض سے ہو یا ناپاک ہو یا نفاس میں ہو ہر حال میں پاک ہے۔ اس طرح پسینہ بھی ان سب کا پاک ہے۔ البتہ اگر اسکے ہاتھ یا منہ[(2)] میں کوئی ناپاکی لگی ہو تو اس سے وہ جھوٹا ناپاک ہو جاوے گا۔

مسئلہ ۲ کتے[9] کا جھوٹا نجس ہے۔ اگر کسی برتن میں منہ ڈال دے تو تین مرتبہ دھونے سے پاک ہو جاوے گا۔ چاہے مٹی کا برتن ہو چاہے تانبے وغیرہ کا۔

۱: لو اخرج (ای الحیوان) حیا ولیس بنجس العین ولا به حدث او خبث لم ینزح شئی الا ان ید خل فمه الماء فیعتبر بسوره ۱۲ در ص ۲۱۹۔

۲: اذا کان علی الحیوان خبث ای نجاسة وعلم بها فانه ینجس مطلقا ۱۲ شامی ص ۲۱۹ او عالمگیری ص ۱۲ ج ۱۔

۳: حاشیہ نمبر ۱، ۲ میں دیکھو ۱۲

۴: لو قطع ذنب الفارة والقی فی البیر نزح جمیع الماء ۱۲ شامی ص ۲۱۸ وعالمگیری ج ۱ ص ۱۲۔

۵: وکذا (ای ینجس) الوزغة اذا کانت کبیرة لهادم سائل ۱۲ منیه ص ۶۰۔

۶: لو وقعت فی البیر خشبة نجسة او قطعة ثوب نجس وتعذر اخراجها وتغیبت فیها طهرت الخشبة والثوب تبعا لطهارة البیر عالمگیری ص ۱۲ ج ۱ وفی الشامی لو وقع عصفور فیها فعجزو اعن اخراجه فما دام فیها فنجسه فترك مدة یعلم انه استحال وصار حماة وقیل مدة ستة اشهر ۱۲ ص ۴۲ ج ۱۔

۷: اذا نزح البعض ثم وجده فی الغد اکثر مما ترك فقیل ینزح الکل وقیل مقدارما بقی عند الترك هو الصحیح ۱۲ شامی ص ۲۲۱۔

۸: سور الادمی وما یو کل لحمه طاهر لان المختلط به اللعاب وقد تولد من لحم طاهر ویدخل فی هذا الجواب الجنب والحائض ۱۲ هدایه ص ۴۸ ج ۱ وفی العالمگیریه سور الادمی طاهر ویدخل فی هذا الجنب والحائض والنفساء والکافر الا سور شارب الخمر من دمی فوه اذا شرب علی فور ذلك فانه نجس وان ابتلع ریقه مراراً طهر فمه علی الصحیح ۱۲ ص ۱۵ ج ۱۔

۹: وسور الکلب نجس ویغسل الاناء من ولوغه ثلثا ۱۲ هدایه ص ۴۸۔

(۱) موری یا نالی ۱۲۔

(۲) جیسے کسی کے منہ کو خون لگا ہوا تھا یا کسی نے شراب پیتے ہی فوراً پانی پی لیا تو وہ پانی ناپاک ہو گیا۔ اور اگر چند مرتبہ تھوک نگل چکا تھا اس کے بعد پانی پیا تو ناپاک نہیں ہو گا ۱۲ شبیر علی۔

دھونے سے سب پاک ہو جاتا ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ سات مرتبہ دھووے اور ایک مرتبہ مٹی لگا کر مانجھ بھی ڈالے کہ خوب صاف ہو جاوے۔

مسئلہ۳ سور[1] کا جھوٹا بھی نجس ہے۔ اسی طرح شیر، بھیڑیا، بندر، گیدڑ وغیرہ جتنے پھاڑ چیر کر کے کھانیوالے جانور ہیں سب کا جھوٹا نجس ہے۔

مسئلہ۴ بلی[2] کا جھوٹا پاک تو ہے لیکن مکروہ ہے۔ تو اور پانی ہوتے وقت اس سے وضو نہ کرے۔ البتہ اگر کوئی اور پانی نہ ملے تو اس سے وضو کر لے۔

مسئلہ۵ دودھ[3] سالن وغیرہ میں بلی نے منہ ڈال دیا تو اگر اللہ نے سب کچھ دیا ہے تو اسے نہ کھاوے اور اگر غریب آدمی ہو تو کھالیوے اس میں کچھ حرج اور گناہ نہیں ہے بلکہ ایسے شخص کے واسطے مکروہ بھی نہیں ہے۔

مسئلہ۶ بلی[4] نے چوہا کھایا اور فوراً آکر برتن میں منہ ڈال دیا تو وہ نجس ہو جاوے گا۔ اور جو تھوڑی دیر ٹھہر کر منہ ڈالے کہ اپنا منہ زبان سے چاٹ چکی ہو تو نجس نہ ہوگا بلکہ مکروہ ہی رہے گا۔

مسئلہ۷ کھلی[5] ضھوٹی مرغی جو ادھر ادھر گندی پلید چیزیں کھاتی پھرتی ہے اس کا جھوٹا مکروہ ہے۔ اور جو مرغی بند رہتی ہو اس کا جھوٹا مکروہ نہیں بلکہ پاک ہے۔

مسئلہ۸ شکار[6] کرنے والے پرندے جیسے شکرہ باز وغیرہ ان کا جھوٹا بھی مکروہ ہے۔ لیکن جو پالو ہو اور مردار نہ کھانے پاوے نہ اس کی چونچ میں کسی نجاست کے لگے ہونے کا شبہ ہو اس کا جھوٹا پاک ہے۔

مسئلہ۹ حلال[7] جانور جیسے مینڈھا، بکری، بھیڑ، گائے، بھینس ہرنی وغیرہ اور حلال چڑیاں جیسے مینا، طوطا، فاختہ، گوریا ان سب کا جھوٹا پاک ہے۔ اسی طرح گھوڑے کا جھوٹا بھی پاک ہے۔

مسئلہ۱۰ جو[8] چیزیں گھروں میں رہا کرتی ہیں جیسے سانپ، بچھو، چوہا، چھپکلی وغیرہ ان کا جھوٹا مکروہ ہے۔

مسئلہ۱۱ اگر[9] چوہا روٹی کتر کر کھاوے تو بہتر تو یہ ہے کہ اس جگہ سے ذرا سی توڑ ڈالے تب کھاوے۔

مسئلہ۱۲ گدھے[10] اور خچر کا جھوٹا پاک تو ہے لیکن وضو ہونے میں شک ہے۔ سو اگر کہیں فقط گدھے خچر کا جھوٹا پانی ملے اور اس کے سوا اور پانی نہ ملے تو وضو بھی کرے اور تیمم بھی کرے اور چاہے پہلے وضو کرے چاہے پہلے تیمم کرے دونوں اختیار ہیں۔

مسئلہ۱۳ جن[11] جانوروں کا جھوٹا نجس ہے ان کا پسینہ بھی نجس ہے اور جن کا جھوٹا پاک ہے ان کا پسینہ بھی پاک ہے۔ اور جن کا جھوٹا مکروہ ہے ان کا پسینہ بھی مکروہ ہے اور گدھے اور خچر کا پسینہ پاک ہے کپڑے اور بدن پر لگ جاوے تو دھونا واجب نہیں۔ لیکن دھو ڈالنا بہتر ہے۔

۱: سور الخنزیرو سور سباع البہا ئم نجس ۱۲ ھدایہ ص ۴۸۔

۲: سور الھرۃ طاھر مکروہ ۱۲ ھدایہ ص ۴۹۔

۳: سورھرۃ ودجاجۃ مخلاۃ وسباع طیرو سوا کن بیو ت طاھر مکروہ تنزیہا فی الا صح ان وجد غیرہ والا لم یکرہ اصلا کا کلہ الفقیر ۱۲ در ج ۱ ص ۲۳۱ وھدایہ ج ۱ ص ۴۹۔

۴: ولو اکلت الفارۃ ثم شربت علے فورہ الماء یتنجس الا اذا مکثت ساعۃ ۱۲ ھدایہ ج ص ۴۹۔

۵: وسور الد جاجۃ المخلاۃ مکروہ لانہا تخالط النجاسۃ ولو کانت محبوسۃ بحیث لا یصل منقارھا الی ما تحت قدمیہا لا یکرہ لوقوع الامن عن المخالطۃ ۱۲ ھدایہ ص ۴۹۔

۶: نمبر ۳ صفحہ ہذا دیکھو۔

۷: سور ما یو کل لحمہ من الدواب والطیورطاھر ما خلا الدجاجۃ المخلاۃ والابل والبقرو الجلالۃ فسورھا یکرہ ۱۲ عالمگیری ج ۱ ص ۱۵۔

۸: وسور ما یسکن البیوت کالحیۃ والفارۃ مکروہ ۱۲ ھدایہ ج ۱ ص ۴۹۔

۹: وسور سوا کن البیوت یکرہ تنزیہا فی الاصح ان وجد غیرہ والا لم یکرہ اصلًا کا کلہ الفقیر ای اکل سورھا ای موضع فمہا وما سقط منہ من الخبزو نحوہ من الجا مدات لانہ لا یخلو من لعابہا ولیس المراد اکل مابقی ای مما لم یخالطہ لعابہا ۱۲ شامی ج ۱ ص ۳۲۱۔

۱۰: سور الحمار والبغل مشکوک فان لم یجد غیرھما یتو ضا بہما وتیمم ویجوزایہما قدم ۱۲ ھدایہ ج ۱ ص ۴۹۔

۱۱: وحکم عرق کسور ۱۲ در ص ۲۳۴ ج ۱۔

مسئلہ ۱۴ کسی کے ننھی پالی وہ پاس آکر بیٹھتی ہے اور ہاتھ وغیرہ چاٹتی ہے تو جہاں چاٹے یا اس کا لعاب لگے تو اس کو دھو ڈالنا چاہئے۔ اگر نہ دھویا اور یوں ہی رہنے دیا تو مکروہ اور برا کیا۔

مسئلہ ۱۵ غیر مرد کا جھوٹا کھانا اور پانی عورت[۱] کے لئے مکروہ ہے جب کہ جانتی ہو کہ یہ اس کا جھوٹا ہے اور اگر معلوم نہ ہو تو مکروہ نہیں۔

تیمّم کا بیان

مسئلہ ۱ اگر کوئی جنگل میں ہے اور بالکل معلوم نہیں کہ پانی کہاں ہے نہ وہاں کوئی ایسا آدمی ہے جس سے دریافت کرے تو ایسے وقت تیمم کر لیوے اور اگر کوئی آدمی مل گیا اور اس نے ایک میل شرعی کے اندر پانی کا پتہ بتایا اور گمان غالب ہوا کہ یہ سچا ہے یا آدمی تو نہیں ملا لیکن کسی نشانی سے خود اس کا جی کہتا ہے کہ یہاں ایک میل شرعی کے اندر اندر کہیں پانی ضرور ہے تو پانی کا اس قدر تلاش کرنا کہ اس کو اور اس کے ساتھیوں کو کسی قسم کی تکلیف اور حرج نہ ہو ضروری ہے۔ بے ڈھونڈے تیمم کرنا درست نہیں ہے[۲] اور اگر خوب یقین ہے کہ پانی ایک میل شرعی کے اندر ہے تو پانی لانا واجب[۳] ہے۔

فائدہ میل شرعی میل انگریزی سے ذرا زیادہ ہوتا ہے یعنی انگریزی ایک میل پورا اور اس کا آٹھواں[۴] حصہ یہ سب مل کر ایک میل شرعی ہوتا ہے۔

مسئلہ ۲ اگر پانی کا پتہ چل گیا لیکن پانی ایک میل سے دور ہے تو اتنی دور جا کر پانی لانا واجب نہیں ہے بلکہ تیمم کر لینا درست ہے۔

مسئلہ ۳ اگر[۵] کوئی آبادی سے ایک میل کے فاصلہ پر ہو اور ایک میل سے قریب کہیں پانی نہ ملے تو بھی تیمم کر لینا درست ہے چاہے مسافر ہو یا مسافر نہ ہو تھوڑی دور جانے کے لئے نکلی ہو۔

مسئلہ ۴ اگر راہ میں کنواں تو مل گیا مگر لوٹا ڈور پاس نہیں ہے اس لئے کنویں سے پانی نکال نہیں سکتی نہ کسی اور سے مانگے مل سکتا ہے تو بھی تیمم درست ہے۔

مسئلہ ۵ اگر کہیں پانی مل گیا لیکن بہت تھوڑا ہے تو اگر اتنا ہو کہ ایک ایک دفعہ منہ اور دونوں ہاتھ اور دونوں پیر دھو سکے تو تیمم کرنا درست نہیں ہے بلکہ ایک ایک دفعہ ان چیزوں کو دھوے اور سر کا مسح کر لیوے اور کلی وغیرہ کرنا یعنی وضو کی سنتیں چھوڑ دے اور اگر اتنا بھی نہ ہو تو تیمم

۱: اذا لحست الهرة كف رجل يكره له ان يدعها تفعل ذلك ۱۲منيه ص ۱۱ ويكره ان تلحس الهرة فى كف انسان ثم يصلى قبل غسلها ۱۲ عالمگیری ج ۱ ص ۱۵۔

۲: ويكره سورها للرجل كعكسه للاستلذاذ در وفى رد المحتار نقلا عن الرملى ويجب تقييده بغير الزوجة والمحارم ۱۲ ج ۱ ص ۲۲۹۔

۳: واما شرطه فالنية فلا يجوز بدونها وكذا طلب الماء اذا غلب على ظنه ان هناك ماء او كان فى العمرانات لوا خبر به وجب الطلب بالاجماع وانما الخلاف فيما اذا لم يغلب على ظنه اولم يخبر به او كان فى الفلوات لايجب عندنا خلافا للشافعى ولو اخبره انسان جاز بلا خلاف ۱۲ منيه وفى الدر ويجب طلبه ولو برسوله قدر غلوة ثلثمائة ذراع من كل جانب وفى البدائع الاصح طلبه قدر مالا يضر بنفسه ورفقته بالانتظار ۱۲ بحذف ص ۲۷۳ ج ۱۔

٤: من عجز عن استعمال الماء لبعده ميلا او لمرض او بردا وخوف عدوا وعطش او عدم آلة تيمم ۱۲ در ص ۲۳۹ ج ۱۔

٥: وان خرج مسافرا او محتطبا او خرج من قرية الى قرية يجوزله التيمم ان كان بينه وبين الماء نحو الميل اواكثر ۱۲ منيه ص ۲۳۔

٦: حاشیہ نمبر ۳ میں دیکھو۔

٧: وناقضه ناقض الاصل وقدرة ماء كاف لطهوره ولو مرة مرة فضل عن حاجة كعطش وعجن و غسل نجس مانع ۱۲ در ج ۱ ص ۲۶۱۔

(۱) اور اسی طرح غیر عورت کے سامنے کا مرد کے لئے بھی مکروہ ہے ۱۲۔

(۲) اگر ڈھونڈنے میں کچھ حرج یا تکلیف ہو تو اس صورت میں تلاش کرنا ضروری نہیں ۱۲

(۳) اگر چہ تکلیف یا حرج اس کو یا ساتھیوں کا ہو۔

(۴) یہ مقدار تخمینی ہے صحیح مقدار یہ ہے کہ ایک میل اور ایک فرلانگ اور دس گز انگریزی کا ایک میل شرعی ہوتا ہے۔

کرلے۔

مسئلہ۶ اگر[۱] بیماری کی وجہ سے پانی نقصان کرتا ہو کہ اگر وضو یا غسل کرے گی تو بیماری بڑھ جاوے گی یا دیر میں اچھی ہوگی تب بھی تیمم درست ہے لیکن اگر ٹھنڈا پانی نقصان کرتا ہو اور گرم پانی نقصان نہ کرے تو گرم پانی سے غسل کرنا واجب ہے البتہ اگر ایسی جگہ ہے کہ گرم پانی نہیں مل سکتا تو تیمم کرنا درست ہے۔

مسئلہ۷ اگر[۲] پانی قریب ہے یعنی یقیناً ایک میل سے کم دور ہے تو تیمم کرنا درست نہیں۔ جا کر پانی لانا[(۱)] اور وضو کرنا واجب ہے۔ مردوں سے شرم کی وجہ سے یا پردہ کی وجہ سے پانی لینے کو نہ جانا اور تیمم کر لینا درست نہیں۔ ایسا پردہ جس میں شریعت کا کوئی حکم چھوٹ جاوے ناجائز اور حرام ہے۔ برقع اوڑھ کر یا سارے بدن سے چادر لپیٹ کر جانا واجب ہے البتہ لوگوں کے سامنے بیٹھ کر وضو نہ کرے اور ان کے سامنے ہاتھ منہ نہ کھولے۔

مسئلہ۸ جب تک پانی سے وضو نہ کر سکے برابر تیمم کرتی رہے چاہے جتنے دن گذر جاویں کچھ خیال و وسوسہ نہ لاوے۔ جتنی پاکی وضو اور غسل کرنے سے ہوتی ہے اتنی ہی پاکی تیمم سے بھی ہوتی ہے۔ یہ نہ سمجھے کہ تیمم سے اچھی طرح پاک نہیں ہوتی۔

مسئلہ۹ اگر[۳] پانی مول بکتا ہے تو اگر اس کے پاس دام نہ ہوں تو تیمم کر لینا درست ہے اور اگر دام پاس ہوں اور رستہ میں کرایہ بھاڑے کی جتنی ضرورت پڑے گی اس سے زیادہ بھی ہے تو خریدنا واجب ہے۔ البتہ اگر اتنا گراں بیچے کہ اتنے دام کوئی لگا ہی نہیں سکتا تو خریدنا واجب نہیں تیمم کر لینا درست ہے۔ اور اگر کرایہ وغیرہ رستہ کے خرچ سے زیادہ دام نہیں ہیں تو بھی خریدنا واجب نہیں تیمم کر لینا درست ہے۔

مسئلہ۱۰ اگر[۵] کہیں اتنی سردی پڑتی ہو اور برف کٹتی ہو کہ نہانے سے مر جانے یا بیمار ہو جانے کا خوف ہو اور رضائی لحاف وغیرہ کوئی ایسی چیز بھی نہیں کہ نہا کر کے اسمیں گرم ہو جاوے تو ایسی مجبوری کے وقت تیمم کر لینا درست ہے۔

مسئلہ۱۱ اگر[۶] کسی کے آدھے سے زیادہ بدن پر زخم ہوں یا چیچک نکلی ہو تو نہانا واجب نہیں بلکہ تیمم کر لیوے۔

مسئلہ۱۲ اگر[۷] کسی میدان میں تیمم کر کے نماز پڑھ لی اور وہاں سے پانی قریب ہی تھا لیکن اسکو خبر نہ تھی تو تیمم اور نماز دونوں درست ہیں۔ جب معلوم ہو تو دہرانا ضروری نہیں۔

۱: ولو كان يجد الماء الا انه مريض فخاف ان استعمل الماء اشتد مرضه تيمم ولو خاف الجنب ان اغتسل ان يقتله البرد ا ويمرضه تيمم بالصعيد ۱۲ هدايه ج ۱ ص ۵۲ وفي العالمگيريه ويجوز التيمم اذا خاف والجنب اذا اغتسل بالماء ان يقتله البرد او يمرضه هذا اذا كان خارج المصر اجماعا فان كان في المصر فكذا عند ابي حنيفة خلا فالهما والخلاف فيما اذا لم يجد ما يدخل به الحمام فان وجد لم يجز اجماعا وفيما اذا لم يقدر على تسخين الماء فان قدر لم يجز ۱۲ ص ۷ ج ۱۔

۲: وان غلب على ظنه ان هناك ماء لم يجز له ان يتيمم حتى يطلبه لانه واجد للماء نظرا الى الدليل ثم يطلب مقدار الغلوة ولا يبلغ ميلا كيلا ينقطع عن رفقته ۱۲ هدايه ص ۵۷ ج ۱۔

۳: روى ان قوما جاؤا الى رسول الله صلى الله عليه وسلم وقالوا انا قوم نسكن هذه الرمال ولا نجد الماء شهرا او شهرين وفينا الجنب والحائض والنفساء فقال عليكم بارضكم ۱۲ هدايه ص ۵۳ ج ۱۔

۴: ان كان لا يعطيه الا بالثمن فان لم يكن له ثمن تيمم بالاجماع وان كان معه مال زائد على ما يحتاج اليه في الزاد ان باعه بمثل القيمة او بغبن يسير لا يجوز له التيمم وان باعه بغبن فاحش تيمم ۱۲ منيه ص ۲۴۔

۵: لو خاف الجنب ان اغتسل ان يقتله البرد ا ويمرضه تيمم بالصعيد ۱۲ هدايه ص ۵۲۔

۶: جنب على جميع جسده جراحة او على اكثره او به جدري فانه تيمم ۱۲ منه۔

۷: اذا تيمم وصلى والماء قريب منه وهو لا يعلم اجزأه ۱۲ منيه ص ۲۳۔

(۱) بشرطیکہ اس جگہ جانے میں اپنی جان و مال یا عزت و عصمت کا خوف نہ ہو اور اگر خوف ہو تو پھر تیمم کرنا جائز ہے و كذا اذا خافت المرأة على نفسها بان كان الماء عند فاسق ۱۲ عالمگیری ج۱ ص ۷ و شامی ج۱ ص ۱۳۰ بحر ج۱ ص ۲۲۔

مسئلہ ۱۳ اگر[1] سفر میں کسی اور کے پاس پانی ہو تو اپنے جی کو دیکھے اگر اندر سے دل کہتا ہو کہ اگر میں مانگوں گی تو پانی مل جاوے گا تو بے مانگے ہوئے تیمم کر لینا درست نہیں۔ اور اگر اندر سے دل یہ کہتا ہو کہ مانگنے سے وہ شخص پانی نہ دیوے گا تو بے مانگے بھی تیمم کر کے نماز پڑھ لینا درست ہے۔ لیکن اگر نماز کے بعد اس سے پانی مانگا اور اس نے دے دیا تو نماز کو دہرانا پڑے گا۔

مسئلہ ۱۴ اگر[2] زمزم کا پانی زمزمی میں بھرا ہوا ہے تو تیمم کرنا درست نہیں زمزمیوں کو کھول کر اس پانی سے نہانا اور وضو کرنا واجب ہے۔

مسئلہ ۱۵ کسی[3] کے پاس پانی تو ہے لیکن راستہ ایسا خراب ہے کہ کہیں پانی نہیں مل سکتا اس لئے راہ میں پیاس کے مارے تکلیف اور ہلاکت کا خوف ہے تو وضو نہ کرے تیمم کر لینا درست ہے۔

مسئلہ ۱۶ اگر[4] غسل (۱) کرنا نقصان کرتا ہو اور وضو نقصان نہ کرے تو غسل کی جگہ تیمم کرے(۲)۔ پھر اگر تیمم غسل کے بعد وضو ٹوٹ جائے تو وضو کے لئے تیمم نہ کرے بلکہ وضو کی جگہ وضو کرنا چاہئے۔ اور اگر تیمم غسل سے پہلے کوئی بات وضو توڑنے والی بھی پائی گئی اور پھر غسل کا تیمم کیا ہو تو یہی تیمم غسل وضو دونوں کے لئے کافی ہے۔

مسئلہ ۱۷ تیمم[5] کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھ پاک زمین پر مارے اور سارے منہ کو مل لیوے پھر دوسری مرتبہ زمین پر دونوں ہاتھ مارے اور دونوں ہاتھوں پر کہنی سمیت ملے۔ چوڑیوں کنگن وغیرہ کے درمیان اچھی طرح ملے اگر اس کے گمان میں ناخن (۳) برابر بھی کوئی جگہ چھوٹ جاوے گی تو تیمم نہ ہوگا۔ انگوٹھی چھلے اتار ڈالے تاکہ کوئی جگہ چھوٹ نہ جاوے۔ انگلیوں میں خلال کر لیوے۔ جب یہ دونوں چیزیں کر لیں تو تیمم ہو گیا۔

مسئلہ ۱۸ مٹی[6] پر ہاتھ مار کے ہاتھ جھاڑ ڈالے تاکہ بانہوں اور منہ پر بھبھوت نہ لگ جاوے اور صورت نہ بگڑے۔

مسئلہ ۱۹ زمین[7] کے سوا اور جو چیز مٹی کی قسم سے ہو اس پر بھی تیمم درست ہے جیسے مٹی، ریت، پتھر، گچ، چونا، ہڑتال، سرمہ، گیرو وغیرہ، اور جو چیز

۱: وان كان مع رفيقه ماء لا يجوزله التيمم قبل ان يسأل اذا كان غالب ظنه انه يعطيه وان تيمم قبل ان يسأل فصلى ثم سال فاعطى له يلزم الا عادة ١٢ منيه ص ٢٤۔

۲: رجل معه ما ء زمزم في قمقة وقد رمص رأس الاناء وهو يحمله للعطية اوالا ستشفاء لا يجوز له التيمم ١٢ منيه ص ٢٤۔

۳: ولو كان معه ماء ولكن يخا ف على نفسه او دابته العطش يجوز له التيمم ١٢ منيه ص ٢٦۔

٤: فلو تيمم للجنابة ثم احدث صار محدثا لا جنبا فيتو ضا ١٢ در ج ١ ص ٢٦٢ اذا وجد ما ء يكفيه الوضوء فقط انما يتو ضأ به اذا احدث بعد تيممه عن الجنابة اما لو وجده وقت التيمم قبل الحدث لا يلزمه عندنا الوضوء به عن الحدث الذى مع الجنابة لا نه عبث اذلا بدله من التيمم ١٢ رد المحتار ج ١ ص ٢٦٢۔

٥: وصورته ان يضرب على الا رض او على جنس الارض ضربة مفرجا اصا بعه فينفضهما ويمسح بهما وجهه ثم يضرب ضربة اخرى فينفضهما ثم يمسح اليمنى باليسرى واليسرى باليمنى من رؤس الا صابع الى المرفقين واستيعاب العضو ين واجب ١٢ منيه ص ٢٢ استيعاب العضوين بالتيمم واجب فى ظاهر الرواية حتى لو لم يمسح تحت الحاجبين وفوق العينين لا يجزيه ولا بدمن نزع الخاتم والسوار ١٢ عالمگيرى ج ١ ص ١٦ بحذف مستو عباوجهه حتى لو ترك شعرة او وترة منخرة لم يجزويديه فينزع الخاتم والسواراو يحرك به يفتى ١٢ در ص ٢٤٤ ويجب تخليل الا صابع ان لم يد خل بينهما غبار ١٢ عالمگيرى ج ١ ص ١٦۔

٦: وينفض يديه بقدر ما يتنا ثرالتراب كيلا يصير مثلة ١٢ هدايه ج ١ ص ٥٢۔

٧: ويجوز التيمم عند ابى حنيفة و محمد بكل ما كان من جنس الارض كالتراب والرمل والحجر والزرنيخ والكحل والمردار سنج والنورة والمغرة وما اشبهها ولا يجوز عندنا بما ليس من جنس الارض كالذهب والفضة والحديد والرصاص والحنطة وسائر الحبوبات والاطعمة ولو كان على هذه الا شياء غبار يجوز بغبار ها عند ابى حنيفة وفى احدى الروايتين عن محمد ١٢ منيه ص ٢٧۔

(۱) یہ مسئلہ پہلے اطلاق کے ساتھ لکھا ہوا تھا جس سے ہر صورت میں تیمم غسل کے ساتھ وضو کی ضرورت معلوم ہوتی تھی اور صدر شریعت کا قول اس اطلاق کا مؤید تھا۔ مگر شامی اور در مختار میں ان کے قول کو مئوول کہا ہے اس لئے اب قول محقق کے موافق مسئلہ لکھ دیا گیا ۱۲۔

(۲) یعنی وضو کی ضرورت نہیں ۱۲ اف

(۳) بلکہ ایک بال کے برابر بھی اگر جگہ چھوٹ جائے گی تو تیمم نہ ہوگا کما فی الدر ۱۲۔

مٹی کی قسم سے نہ ہو اس سے تیمم درست نہیں جیسے سونا، چاندی، رانگا، گیہوں، لکڑی، کپڑا اور اناج وغیرہ، ہاں اگر ان چیزوں پر گرد اور مٹی لگی ہو اس وقت البتہ ان پر تیمم درست ہے۔

مسئلہ ۲۰ جو[1] چیز نہ تو آگ میں جلے اور نہ گلے وہ چیز مٹی کی قسم سے ہے اس پر تیمم درست ہے۔ اور جو چیز جل کر راکھ ہو جائے یا گل[(1)] جائے اس پر تیمم درست نہیں۔ اسی[(2)] طرح راکھ پر بھی تیمم درست نہیں۔

مسئلہ ۲۱ تانبے[2] کے برتن تکئے اور گدے وغیرہ کپڑے پر تیمم کرنا درست نہیں البتہ اگر اس پر اتنی گرد ہے کہ ہاتھ مارنے سے ذرا اڑ کر اڑتی ہو تو بھی اس پر تیمم درست نہیں ہے اور مٹی کے گھڑے بدھنے پر تیمم درست ہے چاہے اس پر پانی بھرا ہوا ہو یا پانی نہ ہو لیکن اگر اس پر لک[(3)] پھرا ہوا ہو تو تیمم درست نہیں۔

مسئلہ ۲۲ اگر[3] پتھر پر بالکل گرد نہ ہو تب بھی تیمم درست ہے۔ بلکہ اگر پانی سے خوب دھلا ہوا ہو تب بھی درست ہے۔ ہاتھ پر گرد کا لگنا کچھ ضروری نہیں ہے۔ اسی طرح پکی اینٹ پر بھی تیمم درست ہے چاہے اس پر کچھ گرد ہو چاہے نہ ہو۔

مسئلہ ۲۳ کیچڑ[4] سے تیمم کرنا گو درست ہے مگر مناسب نہیں۔ اگر کہیں کیچڑ کے سوا اور کوئی چیز نہ ملے تو یہ ترکیب کرے کہ اپنے کپڑے میں کیچڑ بھر لیوے۔ جب وہ سوکھ جاوے تو اس سے تیمم کرلے۔ البتہ اگر نماز کا وقت ہی نکلا جاتا ہو تو اس وقت جس طرح بن پڑے تر سے یا خشک سے تیمم کرلے نماز نہ قضا ہونے دے۔

مسئلہ ۲۴ اگر[5] زمین پر پیشاب وغیرہ کوئی نجاست پڑ گئی اور دھوپ سے سوکھ گئی اور بدبو بھی جاتی رہی تو وہ زمین پاک ہو گئی اس پر نماز درست ہے لیکن اس زمین پر تیمم کرنا درست نہیں۔ جب معلوم ہو کہ یہ زمین ایسی ہے اور اگر معلوم نہ ہو تو وہم نہ کرے۔

مسئلہ ۲۵ جس[6] طرح وضو کی جگہ تیمم درست ہے اسی طرح غسل کی جگہ بھی مجبوری کے وقت تیمم درست ہے۔ ایسے ہی جو عورت حیض اور نفاس سے پاک ہوئی ہو مجبوری کے وقت اس کو بھی تیمم درست ہے وضو اور غسل کے تیمم میں کوئی فرق نہیں دونوں کا ایک ہی طریقہ ہے۔

مسئلہ ۲۶ اگر[7] کسی کو بتلانے کے لئے تیمم کر کے دکھلایا لیکن دل میں اپنے تیمم کرنے کی نیت نہیں بلکہ فقط اس کو دکھلانا مقصود ہے تو اس کا تیمم نہ

۱: الفارق بین جنس الارض وغیرہ ان کل ما یحترق بالنار فیصیر رماداً کالشجر والحشیش او ینطبع ویلین کالحدید والصفر والذھب والزجاج ونحوھا فلیس من جنس الارض ۱۲ شامی ج ۱ ص ۲۲۲ و عالمگیری ج ۱ ص ۲۱۔

۲: فیجوز کحجر مد قوق او مغسول وحائط مطین او مجصص واوان من طین غیر مد ھونۃ ۱۲ در شامی ص ۲۴۷ اور حاشیہ نمبر ۷ ص ۸۲ دیکھو۔

۳: لو وضع یدہ علی صخرۃ لا غبار علیھا او علی ارض ندیۃ ولم یتعلق بیدہ شئی جاز عندابی حنیفۃ وفی احدی الروایتین عن محمد ۱۲ منیہ ص ۲۷ و در ص ۲۴۰ ج ۱ اور صفحہ ہٰذا دیکھو حاشیہ نمبر ۲۔

٤: واذا لم یجد الا الطین لطخ ثوبہ منہ فاذا جف تیمم بہ وان ذھب الوقت قبل ان یجف لا یتیمم بہ عند ابی یوسف لان عندہ لا یجوز الا بالتراب اوالرمل وعند ابی حنیفۃ ان خاف ذھاب الوقت تیمم بہ لا ن التیمم بالطین عندہ جائز ۱۲ شامی ج ۱ ص ۲۴۷ ومنیہ ص ۲۸۔

٥: وان اصابت الارض نجاسۃ فجفت بالشمس وذھب اثرھا جازت الصلوٰۃ علیھا ولا یجوز التیمم منھا فی ظاھر الروایۃ ۱۲ منیہ ص ۲۹۔

٦: والحدث والجنابۃ فیہ سواء وکذا الحیض والنفاس ۱۲ ھدایہ ج ۱ ص ۳۴ والتیمم فی الجنابۃ والحدث سواء ۱۲ منیہ ص ۲۹

۷: واما شرطہ فالنیۃ فلا یجوز بدونھا ۱۲ منیہ ص ۲۲ ودر ص ۲۳۷ ج ۱ لو تیمم یرید بہ تعلیم الغیر ولا یرید بہ الصلوٰۃ لم یجزہ عند الثلثۃ ۱۲ عالمگیری ص ۱۶۰

(۱) یعنی پگھل جاوے۔

(۲) اگرچہ راکھ جلتی اور پگھلتی نہیں مگر جب بھی اس پر تیمم درست نہیں اور چونہ اگرچہ جل جاتا ہے جب بھی اس پر تیمم درست ہے اور یہ دونوں چیزیں اس قاعدے سے مستثنیٰ ہیں۔ واضح ہو کہ چونہ چاہے پتھر کا ہو یا کنکر کا دونوں کا ایک حکم ہے ۱۲

(۳) روغن ۱۲۔

ہوگا کیونکہ تیمم درست ہونے میں تیمم کرنے کا ارادہ ہونا ضروری ہے تو جب تیمم کرنے کا ارادہ نہ ہو بلکہ فقط دوسرے کو بتلانا اور دکھلانا مقصود ہو تو تیمم نہ ہوگا۔

مسئلہ ۲۷ تیمم[1] کرتے وقت اپنے دل میں بس اتنا ارادہ کرلے کہ میں پاک ہونے کے لئے تیمم کرتی ہوں یا نماز پڑھنے کے لئے تیمم کرتی ہوں تو تیمم ہوجائے گا اور یہ ارادہ کرنا کہ میں وضو کا تیمم کرتی ہوں یا غسل کا کچھ ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۸ اگر[2] قرآن مجید کے چھونے کے لئے تیمم کیا تو اس سے نماز پڑھنا درست نہیں ہے اور اگر ایک نماز کے لئے تیمم کیا دوسرے وقت کی نماز بھی اس سے پڑھنا درست ہے اور قرآن مجید کا چھونا بھی اس تیمم سے درست ہے۔

مسئلہ ۲۹ کسی[3] کو نہانے کی بھی ضرورت ہے اور وضو بھی نہیں ہے تو ایک ہی تیمم کرے دونوں کے لئے الگ الگ تیمم کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۰ کسی[4] نے تیمم کر کے نماز پڑھ لی پھر پانی مل گیا اور وقت ابھی باقی ہے تو نماز کا دہرانا واجب نہیں وہی نماز تیمم سے درست ہوگئی۔

مسئلہ ۳۱ اگر[5] پانی ایک میل شرعی سے دور نہیں لیکن وقت بہت تنگ ہے کہ اگر پانی لینے کو جاوے گی تو وقت جاتا رہے گا تو بھی تیمم درست نہیں ہے پانی لاوے اور قضا پڑھے۔

مسئلہ ۳۲ پانی[6] موجود ہوتے وقت قرآن مجید کے چھونے کے لئے تیمم کرنا درست نہیں۔

مسئلہ ۳۳ اگر[7] پانی آگے چل کر ملنے کی امید ہو تو بہتر ہے کہ اول وقت نماز نہ پڑھے بلکہ پانی کا انتظار کرلے لیکن اتنی دیر نہ لگاوے کہ وقت مکروہ ہوجاوے اور اگر پانی کا انتظار نہ کیا اول ہی وقت نماز پڑھ لی تب بھی درست ہے۔

مسئلہ ۳۴ اگر[8] پانی پاس ہے لیکن یہ ڈر ہے کہ اگر ریل پر سے اترے گی تو ریل چل دے وے گی تب بھی تیمم درست ہے۔ یا سانپ وغیرہ کوئی جانور پانی کے پاس ہے جس سے پانی نہیں مل سکتا تو بھی تیمم درست ہے۔

مسئلہ ۳۵ اسباب[9] کے ساتھ پانی بندھا تھا لیکن یاد نہ رہا اور تیمم کر کے نماز پڑھ لی پھر یاد آیا کہ میرے اسباب میں تو پانی بندھا ہوا ہے تو اب نماز کا دہرانا واجب نہیں۔

مسئلہ ۳۶ جتنی[10] چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے ان سے تیمم بھی ٹوٹ جاتا ہے اور پانی مل جانے سے بھی ٹوٹ جاتا ہے۔ اسی طرح اگر تیمم کر کے آگے چلی اور پانی ایک میل شرعی سے کم فاصلہ پر رہ گیا تو بھی تیمم ٹوٹ گیا۔

مسئلہ ۳۷ اگر[11] وضو کا تیمم ہے وضو کے موافق پانی ملنے سے تیمم ٹوٹے گا۔ اور اگر غسل کا تیمم ہے تو جب غسل کے موافق[(1)] پانی ملے گا تب تیمم ٹوٹے

۱: اذا نوی الطھارۃ او استباحۃ الصلوٰۃ اجزءہ ۱۲ ھدایہ ص ۵۴ ولا یجب التمیز بین الحدث والجنابۃ فلو تیمم الجنب یرید بہ الوضوء جاز ۱۲ عالمگیری ج ۱ ص ۱۶۔

۲: ولو تیمم لمس المصحف او لقراءۃ القرآن عند عدم الماء لا تجوز الصلوۃ بہ ۱۲ منیہ ص ۲۵ ویصلی بتیممہ ماشاء من الفرائض والنوافل ۱۲ ھدایہ ج ۱ ص ۵۵۔ ۳: ص ۸۲ حاشیہ نمبر ۲ دیکھو۔

۴: لو صلی بالتیمم ثم وجد الماء فی الوقت لایعید ۱۲ منیہ ص ۲۹۔

۵: اذا خاف فوت الوقت لو توضأ لم یتیمم ویتوضأ ویقضی ما فاتہ ۱۲ ھدایہ ج ۱ ص ۵۶۔

۶: لو تیمم لمس المصحف او لدخول المسجد عند وجود الماء والقدرۃ علیہ فذلک لیس بشئی ۱۲ منیہ ص ۲۹۔

۷: ویستحب ان یوخر الصلوٰۃ الی اخر الوقت اذا کان یرجو وجود الماء ثم لا یفرط فی التاخیر حتی لا یقع الصلوٰۃ فی وقت مکروہ ۱۲ منیہ ص ۲۶۔

۸: وکذا لو علم بالماء ولم یقدر علی النزول ولا علی الوضوء لخوف عدو اوسبع او مرض ۱۲ منیہ ص ۲۰۔

۹: والمسافر اذا نسی الماء فی رحلہ فتیمم وصلی ثم ذکر الماء لم یعدھا ۱۲ ھدایہ ج ۱ ص ۵۶ و در ج ۱ ص ۲۵۷۔

۱۰: وینقض التیمم کل شئی ینقض الوضوء وینقضہ ایضا رویۃ الماء اذا قدر علی استعمالہ وفی الدر فلو تیمم لبعد میل فسار فانتقض ای البعد عن میل بسبب السیر انتقض ۱۲ درو شامی ص ۲۶۴ ج ۱۔

۱۱: وناقضہ ناقض الاصل وقدرۃ ماء کاف لطھرہ ای الوضوء لو محدثا وللاغتسال لو جنبا ولو مرۃ مرۃ ۱۲ درو شامی ج ۱ ص ۲۶۳۔

(1) وضو اور غسل کے موافق پانی ملنے سے یہ مطلب ہے کہ اتنا پانی مل جاوے جس سے غسل اور وضو کے فرائض ادا ہو سکیں خواہ سنتیں ادا ہو سکیں یا نہ ہو سکیں ۱۲ صحیح الاغلاط۔

گا۔ اگر پانی کم ملا تو تیمم نہیں ٹوٹا۔

مسئلہ ۳۸ اگر[1] رستہ میں پانی ملا لیکن اس کو پانی کی کچھ خبر نہ ہوئی اور معلوم نہ ہوا کہ یہاں پانی ہے تو بھی تیمم نہیں ٹوٹا۔ اس طرح اگر رستہ میں پانی ملا اور معلوم بھی ہو گیا لیکن ریل پر سے نہ اتر سکی تو بھی تیمم نہیں ٹوٹا۔

مسئلہ ۳۹ اگر[2] بیماری کی وجہ سے تیمم کیا ہے تو جب بیماری جاتی رہے کہ وضو اور غسل نقصان نہ کرے تو تیمم ٹوٹ جاوے گا۔ اب وضو کرنا اور غسل کرنا واجب ہے۔

مسئلہ ۴۰ پانی[3] نہیں ملا اس وجہ سے تیمم کر لیا۔ پھر ایسی بیماری ہو گئی جس سے پانی نقصان کرتا ہے۔ پھر بیماری کے بعد پانی مل گیا تو اب وہ تیمم باقی نہیں رہا جو پانی نہ ملنے کی وجہ سے کیا تھا۔ پھر سے تیمم کرے۔

مسئلہ ۴۱ اگر[4] نہانے کی ضرورت تھی اس لئے غسل کیا۔ لیکن ذرا سا بدن سوکھا رہ گیا اور پانی ختم ہو گیا تو ابھی وہ پاک نہیں ہوئی اس لئے اس کو تیمم کر لینا چاہئے۔ جب کہیں پانی ملے تو اتنی سوکھی جگہ دھولیوے۔ پھر سے نہانے کی ضرورت نہیں ہے۔

مسئلہ ۴۲ اگر[5] ایسے وقت پانی ملا کہ وضو بھی ٹوٹ گیا۔ تو اس سوکھی جگہ کو پہلے دھولیوے اور وضو کے لئے تیمم کرلے اور اگر پانی اتنا کم ہے کہ وضو تو ہو سکتا ہے لیکن وہ سوکھی جگہ اتنے پانی میں نہیں دھل سکتی تو وضو کر لے اور اس سوکھی جگہ کے واسطے غسل کا تیمم کرے ہاں اگر اس غسل کا تیمم پہلے کر چکی ہو تو اب پھر تیمم کرنے کی ضرورت نہیں وہی پہلا تیمم باقی ہے۔

مسئلہ ۴۳ کسی[6] کا کپڑا یا بدن بھی نجس ہے اور وضو کی بھی ضرورت ہے اور پانی تھوڑا ہے تو بدن اور کپڑا دھولیوے اور وضو کے عوض تیمم کرے۔

موزوں پر مسح کرنے کا بیان

مسئلہ ۱ اگر[7] چمڑے کے موزے وضو کر کے پہن لیوے اور پھر وضو ٹوٹ جاوے تو پھر وضو کرتے وقت موزہ پر مسح کر لینا درست ہے۔ اور اگر موزہ اتار کر پیر دھولیا کرے تو یہ سب سے بہتر ہے۔

مسئلہ ۲ اگر[8] موزہ اتنا چھوٹا ہو کہ ٹخنے موزے کے اندر چھپے ہوئے نہ ہوں تو اس پر مسح درست نہیں۔ اسی طرح اگر بغیر[(1)] وضو کئے موزہ پہن لیا

۱: ولو ان المتیمم مر بالماء وهو لا یعلم به او کان نا ئما لا ینقض تیممه و کذا لو علم ولم یقدر علی النزول ۱۲ منیه ص ۳۰۔

۲: فلو تیمم لمرض بطل ببرئه ۱۲ در ص ۲۶۳۔

۳: لو تیمم لعدم الماء ثم مرض مرضا یبیح التیمم لم یصل بذلك التیمم ۱۲ در ص ۴۳۔

۴: جنب اغتسل وبقیت لمعة ولیس معه ما ء تیمم للمعة وان وجد ماء بعد ما تیمم واحدث یغسل اللمعة وتیمم للحدث اذا کان الماء یکفی للمعة ولا یکفی للوضوء وان کان یکفی للوضوء لا یکفی للمعة یتوضاء به وان کان یکفی لا حدهما علی الانفراد فانه یغسل اللمعة وتیمم للحدث وعلیه ان یتبدی بغسل اللمعة ولو کان مع ثوب نجس فانه یغسل الثوب و تیمم للمعة ۱۲ منیه ص ۳۰۔

۵: حاشیہ نمبر ۴ صفحہ ہذا دیکھو۔

۶: حاشیہ نمبر ۴ صفحہ ہذا دیکھو۔

۷: المسح علی الخفین جائز بالسنة والا خبار فیه مستفیضة حتی قیل ان من لم یره کان مبتدعا لکن من راٰه ثم لم یمسح اخذا بالعزیمة کان ماجورا ۱۲ هدایه ص ۵۷۔

۸: شرط مسحه کونه ساتر القدم مع الکعب ۱۲ در ص ۲۶۹ وفی الهدایة یجوز من کل حدث موجب للوضوء اذا لبسهما علی طهارة کاملة ثم احدث ۱۲ هدایه ص ۵۷۔

(۱) اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی کا پیشتر سے وضو نہ ہو اور وہ بالکل وضو نہ کرے اور موزہ پہن لے تو ان پر مسح جائز نہیں لیکن اگر پورا وضو کر کے موزے پہنے ہیں تو مسح جائز ہے اور اگر صرف پاؤں دھو کر پہن لئے اور باقی وضو نہیں کیا تب مسح جائز نہیں اور اگر پاؤں دھو کر موزے پہنے اور اس کے بعد وضو پورا کر لیا اس کے بعد وضو ٹوٹا تو اب مسح جائز ہے اور اگر پاؤں دھو کر موزے پہن لئے اس کے بعد باقی وضو کرنا شروع کیا مگر ابھی وضو نہ کرنے پائی تھی کہ وضو ٹوٹ گیا تو اب مسح جائز نہیں ۱۲ تصحیح الاغلاط۔

تو اس پر بھی مسح درست نہیں اتار کر پیر دھونا چاہئے۔

مسئلہ ۳ مسافرت[1] میں تین دن تین رات تک موزوں پر مسح کرنا درست ہے اور جو مسافرت میں نہ ہو اس کو ایک دن اور ایک رات اور جس وقت وضو ٹوٹا ہے اس وقت سے ایک دن رات یا تین دن رات کا حساب کیا جاوے گا جس وقت موزہ پہنا ہے اس کا اعتبار نہ کریں گے۔ جیسے کسی نے ظہر کے وقت وضو کر کے موزہ پہنا پھر سورج ڈوبنے کے وقت وضو ٹوٹا تو اگلے دن کے سورج ڈوبنے تک مسح کرنا درست ہے۔ اور مسافرت میں تیسرے دن کے سورج ڈوبنے تک۔ جب سورج ڈوب گیا تو اب مسح کرنا درست نہیں رہا۔

مسئلہ ۴ اگر[2] کوئی ایسی بات ہو گئی جس سے نہانا واجب ہو گیا تو موزہ اتار کر نہاوے۔ غسل کے ساتھ موزے پر مسح کرنا درست نہیں۔

مسئلہ ۵ موزہ[3] کے اوپر کی طرف مسح کرے تلوے کی طرف مسح نہ کرے۔

مسئلہ ۶ موزہ[4] پر مسح کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ہاتھ کی انگلیاں تر کر کے آگے کی طرف رکھے۔ انگلیاں تو سموچی[(1)] موزہ پر رکھ دیوے اور ہتھیلی موزے سے الگ رکھے پھر ان کو کھینچ کر ٹخنے کی طرف لے جاوے اور اگر انگلیوں کے ساتھ ہتھیلی بھی رکھ دیوے اور ہتھیلی سمیت انگلیوں کو کھینچ کر لے جاوے تو بھی درست ہے۔

مسئلہ ۷ اگر[5] کوئی الٹا مسح کرے یعنی ٹخنے کی طرف سے کھینچ کر انگلیوں کی طرف لاوے تو بھی جائز ہے لیکن مستحب کے خلاف ہے ایسے ہی اگر لمباؤ میں مسح نہ کرے بلکہ موزے کے چوڑان میں مسح کرے تو بھی درست ہے لیکن مستحب کے خلاف ہے۔

مسئلہ ۸ اگر[6] تلوے کی طرف یا ایڑی پر یا موزہ کے اغل بغل میں مسح کرے تو یہ مسح درست نہیں ہوا۔

مسئلہ ۹ اگر[7] پوری انگلیوں کو موزہ پر نہیں رکھا بلکہ فقط انگلیوں کا سرا موزہ پر رکھ دیا اور انگلیاں کھڑی رکھیں تو یہ مسح درست نہیں ہوا۔ البتہ اگر انگلیوں سے پانی برابر ٹپک رہا ہو جس سے بہہ کر تین انگلیوں کے برابر پانی موزہ کو لگ جاوے تو درست ہو جاوے گا۔

مسئلہ ۱۰ مسح[8] میں مستحب تو یہی ہے کہ ہتھیلی کی طرف سے مسح کرے۔ اور اگر کوئی ہتھیلی کے اوپر کی طرف سے مسح کرے تو بھی درست ہے۔

مسئلہ ۱۱ اگر[9] کسی نے موزہ پر مسح نہیں کیا لیکن پانی برستے وقت باہر نکلی یا بھیگی گھاس میں چلی جس سے موزہ بھیگ گیا تو مسح ہو گیا۔

مسئلہ ۱۲ ہاتھ[10] کی تین انگلیوں بھر ہر موزہ پر مسح کرنا فرض ہے اس سے کم میں مسح درست نہ ہوگا۔

مسئلہ ۱۳ جو[11] چیز وضو توڑ دیتی ہے اس سے مسح بھی ٹوٹ[(2)] جاتا ہے اور موزوں کے اتار دینے سے بھی مسح ٹوٹ جاتا ہے۔ تو اگر کسی کا وضو تو نہیں

۱: ویجوز للمقیم یوما ولیلة وللمسافر ثلثة ایام ولیالیها وابتداؤها عقیب الحدث ۱۲ هدایه ص ۷۷۔

۲: ولا یجوز المسح لمن وجب علیه الغسل ۱۲ هدایه ص ۷۹ ج ۱۔

۳: ثم المسح علی الظاهر حتی لا یجوز علی باطن الخف وعقبه وساقه ۱۲ هدایه ص ۵۸۔

٤: وکیفیة المسح ان یضع یدیه علی مقدم خفیه ویجافی بطن کفیه و یمدهما الی الساق ویضع کفیه مع الا صابع ویمد هما جملة ۱۲ من منیه ص ٤۰۔

٥: ولو وضع یدیه من قبل الساق ومدهما الی رؤس الا صابع جازو لو مسح علیها عرضا جاز ۱۲ منیه ص ٤۰۔

٦: ولو مسح علی باطن خفیه او من قبل العقبین لو من جوانبها لا یجوز ۱۲ منیه ص ٤۰۔

۷: ولو مسح برؤس الا صابع ویجافی اصول الاصابع والکف لا یجوز المسح الا ان یکون الماء متقاطرا ۱۲ منیه ص ٤۰۔

۷: والمستحب ان یمسح بباطن الکف ولو مسح بظاهر کفیه یجوز ۱۲ منیه ص ٤۰۔

۹: لو لم یمسح خفیه ولکن خاض فی الماء لا بنیة المسح او مشی فی الحشیش المبتل بالماء او بالمطر یجزیه وکذا اذا اصابه المطرینوب عن المسح ۱۲ منیه ص ٤۱۔

۱۰: وفرض ذلك مقدار ثلث اصابع من الید ۱۲ منیه ص ٤۰۔

۱۱: ینقض المسح کل شئی ینقض الوضوء وینقضه ایضا نزع الخف ۱۲ هدایه ص ۵۹ ج ۱۔

(۱) یعنی پوری۔

(۲) سو جب وضو کرے اس وقت مسح بھی موزوں پر کرے مگر مدت کے اندر اندر ۱۲

ٹوٹا لیکن اس نے موزے اتار ڈالے تو مسح جاتا رہا۔ اب دونوں پیر دھو لیوے پھر سے وضو کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۴ اگر[1] ایک موزہ اتار ڈالا تو دوسرا موزہ بھی اتار کر دونوں پاؤں کا دھونا واجب ہے۔

مسئلہ ۱۵ اگر[2] مسح کی مدت پوری ہو گئی تو بھی مسح جاتا رہا۔ اگر وضو نہ ٹوٹا ہو تو موزہ اتار کر دونوں پاؤں دھوئے پورے وضو کا دہرانا واجب نہیں۔ اور اگر وضو ٹوٹ گیا ہو تو موزے اتار کے پورا وضو کرے۔

مسئلہ ۱۶ موزہ[3] پر مسح کرنے کے بعد کہیں پانی میں پیر پڑ گیا اور موزہ ڈھیلا تھا اس لئے موزے کے اندر پانی چلا گیا اور سارا پاؤں یا آدھے سے زیادہ پاؤں بھیگ گیا تو بھی مسح جاتا رہا دوسرا موزہ بھی اتار دیوے اور دونوں پیر اچھی طرح سے دھووے۔ زیادہ پاؤں بھیگ گیا تو بھی مسح جاتا رہا دوسرا موزہ بھی اتار دیوے اور دونوں پیر اچھی طرح سے دھووے۔

مسئلہ ۱۷ جو[4] موزہ اتنا پھٹ[(1)] گیا ہو کہ چلنے میں پیر کی چھوٹی تین انگلیوں کے برابر کھل جاتا ہے تو اس پر مسح درست نہیں اور اگر اس سے کم کھلتا ہو تو مسح درست ہے۔

مسئلہ ۱۸ اگر[5] موزہ کی سیون کھل گئی لیکن اس میں سے پیر نہیں دکھلائی دیتا تو مسح درست ہے۔ اور اگر ایسا ہو کہ چلتے وقت تو تین انگلیوں کے برابر پیر دکھلائی دیتا ہے اور یوں نہیں دکھلائی دیتا تو مسح درست نہیں۔

مسئلہ ۱۹ اگر[6] ایک موزہ میں دو انگلیوں کے برابر پیر کھل جاتا ہے اور دوسرے موزہ میں ایک انگلی کے برابر تو کچھ حرج نہیں مسح جائز ہے اور اگر ایک ہی موزہ کئی جگہ سے پھٹا ہے اور سب ملا کر تین انگلیوں کے برابر کھل جاتا ہے تو مسح جائز نہیں۔ اور اگر اتنا کم ہو کہ سب ملا کر بھی پوری تین انگلیوں کے برابر نہیں ہوتا تو مسح درست ہے۔

مسئلہ ۲۰ کسی[7] نے موزہ پر مسح کرنا شروع کیا اور ابھی ایک دن رات گذرنے نہ پایا تھا کہ مسافر ہو گئی تو تین دن رات تک مسح کرتی رہے اور اگر سفر سے پہلے ہی ایک دن رات گذر جاوے تو مدت ختم ہو چکی۔ پیر دھو کر پھر سے موزہ پہنے۔

مسئلہ ۲۱ اور[8] اگر مسافرت میں مسح کرتی تھی پھر گھر پہنچ گئی تو اگر ایک دن رات پورا ہو چکا ہے تو اب موزہ اتار دے اب اس پر مسح درست نہیں اور اگر ابھی ایک دن رات بھی نہیں ہوا تو ایک دن رات پورا کرلے۔ اس سے زیادہ تک مسح درست نہیں۔

۱: وکذا (ای ینقض المسح) نزع احدھما ۱۲ ھدایہ ص ۵۹ ج ۱۔

۲: وکذا (ای ینقض) المسح مضی المدۃ واذا تمت نزع خفیہ وغسل رجلیہ وصلی ولیس علیہ اعادۃ بقیۃ الوضوء ۱۲ ھدایہ ص ۶۰ ج ۱۔

۳: وینتقض ایضا بغسل اکثر الرجل فیہ لو دخل الماء خفہ و صححہ غیر واحد کصاحب الذخیرۃ والظھیریۃ ۱۲ وقد منا عن الزیلعی انہ المنصوص علیہ فی عامۃ الکتب وعلیہ مشی فی نور الایضاح وشرح المنیۃ وقیل لا ینتقض وان بلغ الماء الرکبۃ ۱۲ در و شامی ص ۲۰۵ ج ۱۔

۴: ولا یجوز المسح علی خف فیہ خرق کثیر یتبین منہ قدر ثلث اصابع من اصابع الرجل وان کان اقل من ذلک جاز ۱۲ ھدایہ ص ۵۹ ج ۱۔

۵: ولو انفتق خرزہ الا انہ لا یری شیئ من قدمہ یجوز المسح و لو کان یبدو حالۃ المشی ولا یبدو حالۃ الوضع یمنع ولو کان الامر بالعکس لا یمنع ۱۲ منیہ ص ۳۳ ودر ج ۱ ص ۲۸۲۔ وھدایہ ص ۵۹ ج ۱۔

۶: ان کان الخرق فی خف واحد قدر اصبعین فی موضع او فی موضعین وفی الاخر قدر اصبع جاز وان کان فی خف واحد یجمع فلا یجوز ۱۲ منیہ ص ۴۱۔

۷: ومن ابتدأ المسح وھو مقیم فسافر قبل تمام یوم ولیلۃ مسح تمام ثلثہ ایام ولیالیھا ۱۲ ھدایہ ص ۴۴ ج ۱۔

۸: ومن ابتدأ المسح وھو مسافر ثم اقام ان کان مسح یوما ولیلۃ او اکثر لزمہ نزعھما وغسل رجلیہ وان کان مسح اقل من یوم ولیلۃ اتم مسح یوم ولیلۃ ۱۲ منیہ ص ۴۱۔

(۱) یعنی جب انگلیوں پر سے نہ پھٹا ہو بلکہ کسی اور جگہ سے پھٹا ہو لیکن اگر انگلیوں پر سے پھٹا ہو تو اس وقت ان انگلیوں کا اعتبار ہوگا جن پر سے پھٹا ہے۔ مثلاً اگر انگوٹھے اور اس کے پاس والی انگلی پر سے پھٹا ہے اور یہ دونوں مل کر چھوٹی تین انگلیوں کے برابر ہو جاتے ہیں تو مسح جائز نہ ہوگا ۱۲۔

مسئلہ ۲۲ اگر جراب کے اوپر موزے پہنے ہیں تب بھی موزوں پر مسح درست ہے۔
مسئلہ ۲۳ جرابوں پر مسح کرنا درست نہیں ہے البتہ اگر ان پر چمڑہ چڑھا دیا گیا ہو یا سارے موزہ پر چمڑہ نہ چڑھایا ہو بلکہ مردانہ[1] جوتہ کی شکل پر چمڑا لگا دیا گیا ہو یا بہت سنگین اور سخت ہوں کہ بغیر کسی چیز سے باندھے ہوئے آپ ہی آپ ٹھہرے رہتے ہوں اور ان کو پہن کر تین چار میل رستہ بھی چل سکتی ہو تو ان سب صورتوں میں جراب پر بھی مسح درست ہے۔
مسئلہ ۲۴ برقع[3] اور دستانوں پر مسح درست نہیں۔

مسائل ذیل کے پڑھانے کا طریقہ

اگر پڑھانے والا مرد ہو تو ان مسائل کو خود نہ پڑھاوے یا تو اپنی بی بی کی معرفت سمجھاوے یا ہدایت کر دے کہ بعد میں ان مسائل کو دیکھ لینا۔ اور اگر پڑھنے والا لڑکا کم عمر ہو اس کو بھی نہ پڑھاویں بلکہ صرف ہدایت کر دیں کہ بعد کو دیکھ لینا

مسائل

وضو کی توڑنے والی چیزوں کا بیان بقیہ مسائل ص ۶۸

مسئلہ ۲۲ مرد[4] کے ہاتھ لگانے سے یا یوں ہی خیال کرنے سے اگر آگے کی راہ سے پانی آجاوے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے اور اس پانی کو جو جوش کے وقت نکلتا ہے مذی کہتے ہیں۔
مسئلہ ۲۳ بیماری[5] کی وجہ سے رینٹ کی طرح لیسدار پانی آگے کی طرف سے آتا ہو تو احتیاط اس کہنے میں ہے کہ وہ پانی نجس ہے اور اس کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔
مسئلہ ۲۴ پیشاب[6] یا مذی کا قطرہ سوراخ سے باہر نکل آیا لیکن ابھی اس کھال کے اندر ہے جو اوپر ہوتی ہے تب بھی وضو ٹوٹ گیا۔ وضو ٹوٹنے کے لئے کھال سے باہر نکلنا ضروری نہیں ہے۔
مسئلہ ۲۵ مرد[7] کے پیشاب کے مقام سے جب عورت کا پیشاب کا مقام مل جاوے اور کچھ کپڑا وغیرہ بیچ میں آڑ نہ ہو تو وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ ایسے ہی اگر دو عورتیں اپنی اپنی پیشاب گاہیں ملاویں تب بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے لیکن[2] خود یہ نہایت برا اور گناہ ہے۔ اور دونوں صورتوں میں چاہے

۱: ثم تعليل ائمتنا بان الجر موق بدل عن الرجل الى اخره يعلم منه جواز المسح على خف لبس فوق مخيط من كرباس او جوخ او نحوهما مما لا يجوز عليه المسح ۱۲ كبيرى ص ۱۰۹۔
۲: وهو جائز على ظاهر خفيه او جرموقيه او جوربيه الثخينين والمنعلين والمجلدين ۱۲ در بحذف ص ۲۷۵ ج ۱۔
۳: ولا يجوز المسح على العمامة والقلنسوة والبرقع والقفازين ۱۲ هدايه ص ۶۱ ج ۱۔
۴: منها (اى من نواقض الوضوء) ما يخرج من السبيلين من الغائط والبول والريح الخارجة من الدبر والودى والمذى والمنى والدودة والحصاة ۱۲ عالمگیری ص ۶ و در ص ۱۵۱ ج ۱ و هدایه ص ۳۹ والمذى هو ماء ابيض رقيق يخرج عند شهوة لا بشهوة ولا دفع ولا يعقب فتورو ربما لا يحس بخروجه وهو اغلب فى النساء من الرجال و يسمى فى جانب النساء قذى بفتح القاف والذال المعجمة ۱۲ مراقى الفلاح بحذف ص ۵۸۔
۵: وهو (اى الودى) ماء ابيض كدر ثخين لا رائحة له يعقب البول وقد يسبقه ۱۲ مراقى الفلاح ص ۲۸۔
۶: ثم المراد بالخروج من السبيلين مجرد الظهور حتى لو نزل البول الى قصبة الذكر لا ينقض لعدم ظهوره بخلاف القلفة فانه بنزوله اليها ينقض الوضوء ۱۲ در و شامى ص ۱۳۹ ج ۱۔
۷: (ينقضه) مباشرة فاحشة بتماس الفرجين ولو بين المرأتين والرجلين مع الانتشار للجانبين المباشر والمباشر ولو بلابلل على المعتمد ۱۲ در ص ۱۵۱ ج ۱۔
(۱) اس زمانہ کی جرابوں پر جوتے کی شکل کا چمڑا لگا لینے کے بعد بھی مسح کرنے میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ اسلئے احتیاط اسی میں ہے کہ جوتہ کی شکل پر چمڑا لگے ہوئے موزوں پر بھی مسح نہ کرے۔ ۱۲
(۲) "لیکن خود یہ برا اور گناہ ہے" تک پہلے حاشیہ میں تھا اس مرتبہ داخل متن کیا گیا ۱۲ شبیر علی۔

کچھ نکلے چاہے نہ نکلے ایک ہی حکم ہے۔

غسل کا بیان بقیہ ص ۲۷

مسئلہ-۱۰ پیشاب کی جگہ آگے کی کھال کے اندر پانی پہنچانا غسل میں فرض ہے[1] اگر پانی نہ پہنچے تو غسل نہ ہوگا۔

جن چیزوں سے غسل واجب ہوتا ہے ان کا بیان بقیہ ص ۴۳

مسئلہ۱ سوتے[2] یا جاگتے میں جب جوانی کے جوش کے ساتھ منی نکل آوے تو غسل واجب ہوتا ہے چاہے مرد کے ہاتھ لگانے سے نکلے یا فقط خیال اور دھیان کرنے سے نکلے یا اور کسی طرح نکلے ہر حال میں غسل واجب ہے۔

مسئلہ۲ اگر آ[3]نکھ کھلی اور کپڑے یا بدن پر منی لگی ہوئی دیکھی تو بھی غسل کرنا واجب ہے چاہے سوتے میں کوئی خواب دیکھا ہو یا نہ دیکھا ہو۔

تنبیہ جوانی[4] کے جوش کے وقت اول اول جو پانی نکلتا ہے اس کے نکلنے سے جوش زیادہ ہوجاتا ہے کم نہیں ہوتا اس کو مذی کہتے ہیں اور خوب شہ[5]وت آ کر جب جی بھر جاتا ہے اس وقت جو نکلتا ہے اس کو منی کہتے ہیں۔ اور پہچان ان دونوں کی یہی کہ منی نکلنے کے بعد جی بھر جاتا ہے او جوش ٹھنڈا پڑ جاتا ہے اور مذی نکلنے سے جوش کم نہیں ہوتا بلکہ زیادہ ہوجاتا ہے اور مذی پتلی ہوتی ہے اور منی گاڑھی ہوتی ہے سو فقط مذی نکلنے سے غسل واجب نہیں ہوتا البتہ وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

مسئلہ۳ جب [6]مرد کے پیشاب کے مقام کی سپاری[2] اندر چلی جاوے اور چھپ جاوے تو بھی غسل واجب ہوجاتا ہے چاہے منی نکلے یا نہ نکلے۔ مرد کی سپاری آگے کی راہ میں گئی ہو تو بھی غسل واجب ہے چاہے کچھ بھی نہ نکلا ہو۔ اور اگر پیچھے کی راہ میں گئی ہو تب بھی غسل واجب ہے لیکن پیچھے کی راہ میں کرنا اور کرانا بڑا گناہ ہے۔

مسئلہ۴ جو [7]خون ہر مہینے آگے کی راہ سے آیا کرتا ہے اس کو حیض کہتے ہیں جب یہ خون بند ہوجاوے تو غسل کرنا واجب ہے اور جو خون بچہ پیدا ہونے کے بعد آتا ہے اس کو نفاس کہتے ہیں اس کے بند ہونے پر بھی غسل کرنا واجب ہے۔ خلاصہ یہ کہ چار چیزوں سے غسل واجب ہوتا ہے۔ [۱] جوش کے ساتھ منی نکلنا۔ [۲] مرد کی سپاری کا اندر چلا جانا۔ [۳] حیض اور [۴] نفاس کے خون کا بند ہوجانا۔

مسئلہ-۵ لڑکی [8]سے اگر کسی مرد نے صحبت کی جو ابھی جوان نہیں ہوئی ہے تو اس پر غسل واجب نہیں ہے لیکن عادت ڈالنے کے لئے اس سے غسل کرانا چاہئے۔

۱: ویجب غسل سرة وشارب وحاجب ولحیة وفرج خارج ۱۲ در ج ۱ ص ۱۵۷۔

۲: وسببه (ای الغسل) خروج المنی بشهوة یالا حماع ۱۲ منیه ص ۱۴۔

۳: ومن استیقظ فوحد علی فراشه او ثوبه او فخذه بللا وهو یتذکر الاحتلام فان تیقن انه منی ا ومذی او شك فعلیه الغسل اما اذا لم یتذکر الا حتلام و تیقن انه منی او شك فکذلك (ای یحب علیه الغسل فی الحالتین احماعاً للا حتیاط ۱۲ منیه ص ۱۴۔

۴: دیکھو ص ۸۸ حاشیہ نمبر ۴۔۱۲

۵: المنی وهوماء البیض ثخین ینکسر الذکر بخروجه یشبه رائحة الطلع ومن المراء ة رقیق اصفر ۱۲ مراقی الفلاح ص ۵۶۔

۶: وکذا الا یلا ج فی احد السبیلین من الرحل والمراء ة اذا توارت الحشفة انزل اولم ینزل وحب الغسل علی الفاعل والمفعول ۱۲ منیه ص ۱۴۰۔

۷: ولاغتسال علی احد عشر وحها خمسة منها فریضة من الحیض والنفاس ومن التقاء الختانین مع غیبو بة الحشفة ومن خروج المنی علی وحها لدفق والشهوة ومن الا حتلام اذا خرج منه المنی او المذی ۱۲ منیه ص ۱۹۔

۸: صبیة یحا مع مثلها یستحب لها ان تغتسل ۱۲ شامی ومنیه و عالمگیری ص ۱۰۔

(۱) اگر ختنہ نہ ہوئی ہو تو مرد کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر کھال کے کھولنے میں دقت نہ ہو تو کھال کے اندر پانی ڈالنا فرض ہے اور اگر دقت ہو تو فرض نہیں ۱۲۔

(۲) یعنی مرد کی پیشاب گاہ کا سر جہاں تک ختنہ ہوتی ہے۔۱۲۔

مسئلہ ۶ سوتے[1] میں مرد کے پاس رہنے اور صحبت کرنے کا خواب دیکھا اور مزہ بھی آیا لیکن آنکھ کھلی تو دیکھا کہ منی نہیں نکلی ہے تو اس پر غسل واجب نہیں ہے البتہ اگر منی نکل آئی ہو تو غسل واجب ہے۔ اور اگر کپڑے یا بدن پر کچھ بھیگا معلوم ہو لیکن یہ خیال ہوا کہ یہ مذی ہے منی نہیں ہے تب بھی غسل کرنا واجب ہے۔

مسئلہ ۷ اگر[2] تھوڑی سی منی نکلی اور غسل کر لیا پھر نہانے کے بعد اور[(1)] منی نکل آئی تو پھر نہانا واجب ہے اور اگر نہانے کے بعد شوہر کی[(2)] منی نکلی جو عورت کے اندر تھی تو غسل درست ہو گیا پھر نہانا واجب نہیں۔

مسئلہ ۸ بیماری[3] کی وجہ سے یا اور کسی وجہ سے آپ ہی آپ منی نکل آئی مگر جوش اور خواہش بالکل نہیں تھی تو غسل واجب نہیں البتہ وضو ٹوٹ جاوے گا۔

مسئلہ ۹ میاں[4] بی بی دونوں ایک پلنگ پر سو رہے تھے جب اٹھے تو چادر پر منی کا دھبہ دیکھا اور سوتے میں خواب کا دیکھنا نہ مرد کو یاد ہے نہ عورت کو، تو دونوں نہالیویں احتیاط[(3)] اسی میں ہے۔ کیونکہ معلوم نہیں یہ کس کی منی ہے۔

مسئلہ ۱۰ جب[5] کوئی کافر مسلمان ہو جائے تو اس کو غسل کر لینا[(4)] مستحب ہے۔

مسئلہ ۱۱ جب[6] کوئی مردے کو نہلاوے تو نہلانے کے بعد غسل کر لینا مستحب ہے۔

مسئلہ ۱۲ جس[7] پر نہانا واجب ہے وہ اگر نہانے کے پہلے کچھ کھانا پینا چاہے تو پہلے اپنے ہاتھ اور منہ دھولیوے اور کلی کر لیوے تب کھائے پیے اور اگر بے ہاتھ دھوئے کھا پی لیوے تب بھی کوئی گناہ نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۳ جن[8] کو نہانے کی ضرورت ہے ان کو کلام مجید کا چھونا اور اس کا پڑھنا اور مسجد میں جانا جائز نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا نام لینا اور کلمہ پڑھنا، درود شریف پڑھنا جائز ہے اور اس قسم کے مسئلوں کو ہم انشاء اللہ حیض کے باب میں اچھی طرح بیان کریں گے وہاں دیکھ لینا چاہئے۔

مسئلہ ۱۴ تفسیر[9] کی کتابوں کو بے نہائے اور بے وضو چھونا مکروہ ہے اور ترجمہ دار قرآن کو چھونا بالکل حرام ہے۔

تمام شد اصلی بہشتی زیور حصہ اول

۱: وان احتلم ولم یخرج منه شیئ فلا غسل علیه و کذا المرأة ۱۲ منیه ص ۵ او رحاشیه نمبر ۳ دیکھو ۱۲ ـ

۲: لو جامع او احتلم او اغتسل قبل ان یبول او ینام او یمشی ثم خرج منه بقیة المنی یجب علیه الغسل ثانیاً و لو اغتسلت ثم خرج منها بقیة منی الزوج لا غسل علیها ۱۲ منیه ص ۱۵ و در ص ۱۶۵ ج ۱ ـ

۳: لو سال (ای المنی) من ضرب او حمل ثقیل او سقوط من علو لا یجب الغسل عندنا ۱۲ کبیری ص ۴۹ ـ

۴: ان استیقظ الرجل والمرأة فوجدا منیا علی الفراش و کل واحد منهما ینکر الا حتلام وجب علیهما الغسل احتیاطا ۱۲ منیه ص ۱۷ ـ

۵: وواحد منها (ای من انواع الغسل) مستحب وهو غسل الکافر اذا اسلم ۱۲ منیه ص ۱۷ ـ

۶: (وندب) لمن لبس ثوبا جدیداً او غسل میتاً ۱۲ در ص ۱۷۶ ج ۱ ـ

۷: واذا اراد الجنب الا کل والشرب ینبغی له ان یغسل یده وفمه ثم یا کل ویشرب ۱۲ منیه ص ۲۱ ـ

۸: لا یجوز لهم مس المصحف و کذا لا یجوز لهم دخول المسجد سواء دخلوا للعبور اوللجلوس وان قرأ ما دون الایة او قرأ الفاتحة علی قصد الدعاء والا یات التی تشبه الدعاء علی نیة الدعاء یجوز ۱۲ منیه ص ۲۰ ، ۲۴ وفی الهدایة ولیس للحائض والجنب والنفساء قراء ة القرآن ۱۲ ـ (۹) ویکره للمحدث مس تفسیر القرآن و کتب الفقه ۱۲ منیه ص ۲۹ ـ

(۱) یہ حکم جب ہے کہ جب وہ منی قبل سونے اور قبل پیشاب کرنے اور چالیس قدم یا زیادہ چلنے کے قبل نکلے ۱۲

(۲) جب کہ کسی علامت سے شوہر کی منی معلوم ہو جائے ورنہ غسل واجب ہوگا ۱۲

(۳) یہ احتیاط واجب ہے تو احتیاط کے لفظ سے یہ شبہ نہ کیا جائے کہ شاید واجب نہ ہو۔ کتابوں میں اس کو واجب لکھا ہے ۱۲

(۴) یعنی نفس اسلام لانے کے لئے غسل کر لینا مستحب ہے۔ لیکن اگر کوئی امر موجب غسل موجود ہو مثلاً جنابت یا حیض نفاس سے پاکی اور قبل اسلام غسل ہی نہیں کیا تھا یا غسل تو کیا تھا مگر جس طرح شریعت میں معتبر ہے اس طرح نہیں کیا تو اس پر غسل واجب ہے ۱۲۔

ضمیمہ اُولیٰ

اصلی بہشتی زیور مسماۃ بہ بہشتی جوہر حصہ اول

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

امابعد۔ حمد وصلوٰۃ کے مسلمانوں کی خدمت میں گذارش ہے کہ رسالہ بہشتی زیور جیسا کچھ مقبول و مفید عام وخاص ہوا ہے ظاہر ہے حاجت بیان نہیں مگر اس میں ایسے مضامین کم ہیں جن سے جنت کی رغبت اور دوزخ سے خوف اور نفرت پیدا ہو۔ اکثر حصہ اس کا فقط مسائل سے آراستہ ہے اس لئے حضرت مرشدی و مولائی مولوی حافظ قاری حاجی شاہ اشرف علی صاحب کی رائے ہوئی کہ اس رسالہ کے ہر حصہ میں ضمیمہ بڑھادیا جاوے جس میں مضامین ترغیب وترہیب[۱] نیز دیگر امور ضروریہ مذکور ہوں اور جہاں کوئی عبارت اصل رسالہ یعنی بہشتی زیور کی دشوار ہو اس کی توضیح بھی حاشیہ بہشتی زیور پر کردی جائے اور دیگر مضامین جدا ضمیمہ کی صورت میں تحریر کئے جائیں چنانچہ سنہ ۱۳۳۳ھ میں ہر حصہ کے ساتھ ایسے مضامین بطور ضمیمہ کے لگا دیئے گئے تھے یہ سب سے پہلے سنہ ۱۳۳۵ھ میں طبع ہوئے تھے اور سنہ ۱۳۳۵ھ سے اب تک متعدد بار علیحدہ اور بہشتی زیور میں شامل ہو کر طبع ہو چکے ہیں جن کے متعلق حاشیہ پر نوٹ لکھ دیا ہے ناظرین دعا فرمائیں کہ حق تعالیٰ اپنے فضل کے ساتھ اس کو دونوں جہان میں نافع فرمادے۔ واضح ہو کہ مضامین ترغیب وترہیب اور اگر کوئی مسئلہ مستقلہ ضروری سمجھا جاوے گا تو وہ بھی داخل اوراق ضمیمہ ہوگا۔ اور توضیح عبارت بہشتی زیور کی ضمیمہ سے جدا رہے گی وہ بہشتی زیور کے حاشیہ پر درج ہوگی اور سہولت عبارت کا جیسا اصل رسالہ میں اہتمام کیا گیا ہے ایسا ہی انشاء اللہ تعالیٰ ضمیمہ میں بھی رکھا جاوے گا اور مضامین معتبر کتابوں سے لکھے جاویں گے اور ہر حصہ کا ضمیمہ جدا ہوگا۔ ناظرین سے دعائے خیر کا خواہاں ہوں۔ محشی

علم کی بزرگی کا بیان

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں یَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ [(۱)] یعنی اللہ تعالیٰ بلند کرتا ہے ان لوگوں کے (رتبے) جو تم میں سے ایمان لائے (یعنی ایمان کو کامل کیا نیک اعمال اور شرع کی پابندی کر کے اور قرآن و حدیث میں جہاں کہیں ایمان لانے کی بڑی بزرگی بیان ہوئی ہے وہاں ایمان کامل ہی مراد ہے خوب سمجھ لو) اور ان کے جو علم دیئے گئے ہیں درجے (ان پر جو ایمان لائے اور عالم نہیں ہیں) یہاں سے کس قدر بزرگی اہل علم کی قرآن مجید سے ثابت ہوئی کہ پہلے ایمان والوں کی مدح فرمائی اور پھر اہل علم کو ان میں سے خاص کیا اور ان کو بڑے رتبے والا قرار دیا اور جس کو اللہ تعالیٰ بڑا فرمائیں اس کی بڑائی کا کیا ٹھکانا ہے۔ دوسری جگہ فرماتے ہیں قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ فرمادیجئے (اے رسول اللہ ﷺ) کیا برابر ہیں جو علم نہیں رکھتے اور وہ جو علم رکھتے ہیں۔ استفہام انکاری ہے یعنی اہل علم کا رتبہ غیر اہل علم سے بڑا ہے۔)

① حدیث صحیح میں ہے جس کو جامع صغیر میں روایت کیا ہے طلب العلم فریضة علیٰ کل مسلم یعنی علم کا طلب کرنا فرض ہے ہر مسلمان پر (خواہ وہ مرد ہو یا عورت) اور فرض کا چھوڑنا گناہ کبیرہ ہے اور جاننا چاہیے کہ جس کام کا کرنا بندہ پر فرض ہے اس کام کے

---

[۱] ترہیب ڈرانا۔ ترغیب رغبت دلانا ۱۲ منہ

(۱) حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ علماء کی فضیلت عامہ مومنین سے سات سو ۷۰۰ درجہ زیادہ ہے اور ہر دو درجہ کے درمیان اتنی مسافت ہے جو پانسو برس میں طے ہو ۱۲ احیاء ج ا۔ علامہ سیوطی نے بروایت ابن منذر حضرت عبداللہ ابن مسعود سے نقل فرمایا ہے کہ حق تعالیٰ جل شانہ نے قرآن شریف میں جتنی فضیلت علماء کی اس آیت میں ذکر فرمائی ہے اتنی کسی اور آیت میں نہیں۔ اس میں ان مومنین کو جو علم دیئے گئے ہیں ان مومنین پر جو علم نہیں دیئے گئے ہیں بہت سے درجات بڑھائے ہیں ۱۲ در منثور ص ۱۸۵ ج ۶۔

کرنے کا طریقہ بھی سیکھنا اس کے ذمہ فرض ہے اور جس کام کا کرنا مستحب ہے اس کا طریقہ سیکھنا بھی مستحب ہے۔ پس جب نماز فرض ہوگی اس کے مسئلے سیکھنا بھی فرض ہوں گے۔ اسی طرح روزہ وغیرہ کا حال ہے اور جب نوکری تجارت وغیرہ کے متعلق جو شریعت کے حکم ہیں ان کا سیکھنا اور ان پر عمل کرنا لازم ہوگا۔ یہ تفصیل اس علم کی ہے جو ہر شخص پر فرض ہے اور بعضے علوم ایسے ہیں کہ اگر تھوڑے سے آدمی خواہ ایک یا دو جتنوں سے کام چل جاوے ان علوم کو حاصل کرلیں تو اور لوگوں کے ذمے ان علوم کا طلب کرنا ضروری نہیں رہتا۔ مثلاً ہر قصبہ و شہر میں ایک ایسا عالم ہونا ضروری ہے جو قرآن و حدیث وفقہ وغیرہ علوم اچھی طرح جانتا ہو کہ مخالفین اسلام کا رد بھی کرسکے اور جب کوئی مسئلہ اس سے پوچھا جائے بے تکلف اس کا جواب دے سکے تو ایسے علوم ہر شخص پر فرض نہیں ہوتے۔ ہاں اگر کسی کو فرصت ہو اور شوق و موقع ہو اور بغیر فرض ہونے کے وہ ان علوم کو حاصل کرلے تو مستحب ہے اور بڑا ثواب ہے یہ مختصر بیان تھا علم کے فرض ہونے کا۔

(۲) حدیث میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی چاہتا ہے اس کو دینی [1] سمجھ عطا فرماتا ہے۔ اور میں بانٹنے والا (علم کا) ہوں اور اللہ تعالیٰ دینے والا ہے۔ (بخاری و مسلم)

(۳) حدیث میں ہے کہ جب آدمی مر جاتا ہے تو اس سے اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے مگر تین عمل (کا ثواب) نہیں منقطع ہوتا۔ اول صدقہ جاریہ (مثل وقف۔ کنواں۔ مسجد وغیرہ جو اللہ کے واسطے تیار کرایا ہو) دوسرے [2] علم کہ اس سے لوگوں کو نفع پہنچے (مثلاً تعلیم تصنیف وغیرہ) تیسرے نیک فرزند کہ میت کے لئے دعائے خیر کرے (مسلم) مطلب یہ ہے کہ تمام نیک کاموں کا ثواب مرنے سے ختم ہو جاتا ہے اس لئے کہ مردہ عمل نہیں کرتا پس ثواب کیوں کر ملے۔ مگر یہ تین کام ایسے ہیں کہ ان کا ثواب مرنے کے بعد بھی جاری رہتا ہے کیونکہ یہ تینوں کام بعد مرنے کے جاری رہتے ہیں اس لئے کہ صدقہ جاریہ میں مخلوق کا نفع جاری رہتا ہے اور اسی طرح علم کا نفع بھی جاری رہتا ہے۔ اور نیک اولاد دعائے خیر والدین کے لئے کرتی ہے لہٰذا یہ عمل بھی بعد مرنے کے باقی رہا۔

(۴) کثیرؒ بن قیس سے روایت ہے (یہ تابعی ہیں اور تابعی اسکو کہتے ہیں جس نے ایمان کی حالت میں کسی صحابی کو دیکھا اور وہ دیکھنے والا ایمان ہی کی حالت میں مرگیا دیکھنے اور مرنے دونوں حالتوں میں تابعی کا مسلمان ہونا شرط ہے) کہ میں دمشق کی [3] مسجد میں حضرت ابودرداءؓ (یہ ایک بڑے درجہ کے صحابی ہیں یہ بڑے عالم تھے اور ان کو حکیم امت کہتے ہیں یعنی امت محمدیہ میں دینی سمجھ ان کو اعلیٰ درجہ کی عطا ہوئی تھی اور ان کی بیوی حضرت ام الدرداء بھی بڑی عالمہ تھیں ۱۲۔ تذکرۃ الحفاظ جلد اول) کے پاس بیٹھا تھا سو ابودرداءؓ کے پاس ایک مرد آیا پھر اس نے کہا اے ابودرداء میں بے شک تمہارے پاس مدینہ رسول ﷺ سے تم سے ایک حدیث سننے کیلئے آیا ہوں جس کی نسبت مجھے معلوم ہوا ہے کہ تم وہ حدیث رسول مقبول سے روایت کرتے ہو اور کسی حاجت کے لئے تمہارے پاس نہیں آیا۔ حضرت ابودرداءؓ نے فرمایا بے شک میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ جو شخص کوئی راستہ چلے کہ اس میں کوئی علم دین [4] کا

---

(۱) یہ ایک نور ہے جس کو اللہ اپنے بندوں کے دلوں میں ڈالتے ہیں۔ حضرت امام مالکؒ سے منقول ہے کہ علم بہت پڑھ لینے کا نام نہیں ہے بلکہ وہ ایک نور ہے جس کو اللہ تعالیٰ قلوب میں رکھتے ہیں۔ علماء نے لکھا ہے کہ جن لوگوں کا عمل غیر اللہ کے واسطے ہوتا ہے ان پر یہ نور حرام کردیا جاتا ہے۔ (بہجۃ النفوس صفحہ ص ۳۶)

(۲) علم سے لوگوں کو نفع پہنچانے کی بہت سی صورتیں ہیں۔ خود عالم ہو اور براہ راست علم سے دوسروں کو نفع پہنچادے لیکن جو لوگ اس نعمت سے محروم ہیں ان کے لئے بھی اللہ تعالیٰ نے بہت راستے کھول دیئے ہیں مثلاً اپنی کمائی سے کسی کو عالم بنادے کہ اس کے علوم سے جس قدر نفع پہنچے گا اس میں اس عالم بنانے والے کا بھی حصہ ہوگا اسی طرح کسی علمی دینی درس گاہ میں چندہ دینا یا کسی اور قسم کی جانی یا مالی امداد کرنا۔ اسی طرح دینی کتابیں ضرورت کے مواقع پر وقف کرنا جب تک وہ کتابیں یا ان سے نفع اٹھانے والے باقی ہیں اس وقت تک یہ صدقہ جاریہ ہمیشہ ہمیشہ پھلتا اور پھولتا رہے گا ۱۲۔

(۳) دمشق بکسر تین و بالکسر و فتح میم ایضاً ۱۲ اشعۃ اللمعات۔

(۴) ابن ابی جمرہ نے لکھا ہے کہ علم کی طلب دونوں طریقوں سے ہوسکتی ہے ایک یہ کہ خود اس کے حاصل کرنے میں مشغول رہے دوسرے یہ کہ اوروں کے لئے اس کا اہتمام اور کوشش کرے ۱۲ بہجہ ص ۱۱۰

طلب کرتا ہے تو چلاوے گا اس کو حق تعالیٰ کوئی راہ جنت کی راہوں سے اور بے شک فرشتے اپنے بازو رکھ دیتے ہیں طالب علم کی خوشنودی کے لئے (بازو رکھنے سے مراد بازوؤں کا بچھا دینا ہے طالب علم کے ساتھ تواضع کے لئے یا مراد شفقت ورحمت ہے فرشتوں کی طالب علم کے ساتھ جس کا انجام دعائے خیر ہے طالب علم کی کامیابی کے لئے اور یہ علامت ہے خدا تعالیٰ کے نزدیک مقبول ہونے کے اس لئے کہ فرشتے معصوم اور بے گناہ اور اللہ کے خاص بندے ہیں ان کے نزدیک مقبول ہونا گویا خدا کے نزدیک مقبول ہونا ہے۔ اس لئے کہ دوست کا دوست اپنا دوست ہوتا ہے) اور بے شک عالم کے لئے تحقیق وہ جو آسمانوں میں ہیں اور وہ زمین[1] میں ہیں استغفار کرتے ہیں (یعنی اس کے گناہ معاف ہونے کی دعا مانگتے ہیں) اور مچھلیاں پانی کے اندر (اس کے لئے استغفار کرتی ہیں اور بظاہر کفار و شیاطین استغفار کرنے والوں میں داخل نہیں اس لئے کہ وہ اس نعمت کے اہل نہیں جب اپنے خالق کے ساتھ سرکشی کرتے ہیں تو خالق کے دوستوں کے ساتھ کیسے ان کا برتاؤ اچھا ہو سکتا ہے۔ اور یہ بات ظاہر تھی اس لئے حدیث میں اس کو بیان نہیں کیا اور علماء نے فرمایا ہے کہ مراد تمام حیوانات ہیں مچھلیوں کی خصوصیت اس لئے کی گئی کہ پانی بہ برکت وجود علماء کے آتا ہے جس سے ان کی نیز دیگر اہل دنیا کی زندگی ہے اور مچھلیوں کا تعلق پانی سے ہے) اور تحقیق بزرگی[2] عالم کی عبادت کرنے والے پر مثل بزرگی چودھویں رات کے چاند کی تمام ستاروں پر ہے۔ (یعنی گویا عالم چودھویں رات کا چاند ہے۔ اور عبادت کرنے والا مثل ستاروں کے ہے اور عالم کو تشبیہ دی پورے چاند کے ساتھ جو چودھویں رات کو ہوتا ہے اور روشنی اس کی تمام زمین کو گھیرے ہوتی ہے اور چونکہ فائدہ علم کا اپنے سوا اوروں کو بھی پہنچتا ہے اور تمام عالم اس سے روشن ہوتا ہے پس یہ مناسبت ہے درمیان مشبہ یعنی عالم اور مشبہ بہ[3] یعنی چودھویں رات کے چاند کے اور عبادت کرنے والے کا نفع فقط اسی کی ذات تک محدود ہے۔ دوسرے لوگ اس سے منتفع نہیں ہو سکتے اس لئے اس کو ستاروں سے تشبیہ دی گئی اور اگر کوئی کہے کہ عابد کو دیکھ کر دوسرے لوگ حرص کرتے ہیں عبادت کی اور اس کی عبادت کی برکت سے اللہ پاک کی رحمت ہوتی ہے لوگوں پر اور اسی طرح ستاروں سے بھی زمین روشن ہوتی ہے تو جواب یہ ہے کہ یہ تھوڑا سا نفع عابد اور ستاروں کا چاند اور عالم کی نفع کے مقابل کالعدم[4] ہے قابل اعتبار نہیں۔ اور عالم سے وہ شخص مراد ہے جو ضروری علم مثل علم نماز روزہ وغیرہ سے زیادہ جانتا ہو۔ اور عابد سے مراد وہ عبادت گذار ہے جو بقدر ضرورت عبادت علم جانتا ہو اور کثرت سے عبادت کرتا ہو مشغلہ علمی نہ رکھتا ہو اس لئے کہ جاہل کیا عبادت کر سکتا ہے اور اس کی عبادت صحیح نہیں ہوتی پس عابد کا بقدر ضرورت علم جاننا ضرور ہے) اور علماء بے شبہ وارثان انبیاء ہیں اور تحقیق انبیاء نے درہم و دینار ترکہ میں نہیں چھوڑے (یعنی دنیاوی سامان کا کسی کو وارث نہیں بنایا) اور کچھ ترکہ نہیں چھوڑا مگر علم۔ تو جس شخص نے اس کو حاصل کیا اس نے بڑی دولت حاصل کر لی۔ اس حدیث کو احمد۔ ترمذی۔ ابن ماجہ۔ ابوداؤد۔ دارمی سے مشکوٰۃ میں نقل کیا ہے۔

⑤ حضرت عبداللہ بن عباسؓ (یہ بڑے درجہ کے صحابی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو قرآن کا علم عطا ہونے اور دینی سمجھ حاصل ہونے کی دعا دی تھی چنانچہ قبول ہوئی اور یہ بڑے عالم ہوئے ان کو ترجمان[5] القرآن کہتے ہیں) سے روایت ہے کہ علم پڑھنا پڑھانا۔

---

(۱) اس سے بڑا منصب اور کیا ہوگا کہ وہ اپنے کاروبار میں مشغول رہے اور یہ سب چیزیں اس کے لئے دعا اور استغفار میں رہیں۔ ترمذی شریف میں حضرت امامہؓ سے منقول ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ اللہ جل شانہ، اور اس کے ملائکہ اور آسمان اور زمین کے رہنے والے حتیٰ کہ چیونٹی اپنے سوراخ میں اور مچھلی سمندر میں خیر کی تعلیم دینے والوں کے لئے دعا کرتی رہتی ہیں۔ ۱۲۔

(۲) اس قسم کی روایت کتب حدیث میں بکثرت ہیں اور سب سے بڑھ کر حضرت ابوامامہؓ کی وہ حدیث ہے جس کو ترمذی نے نقل کیا ہے کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسی میری فضیلت ادنیٰ صحابی پر ۱۲ احیاء ص ۶ ج ۱۔

(۳) مشبہ جس کو کسی چیز کے ساتھ تشبیہ دیں اور مشبہ بہ جس کے ساتھ تشبیہ دیں۔ جیسے زید کا منہ چاند جیسا ہے۔ میں زید کا منہ مشبہ ہے اور چاند مشبہ بہ ہے ۱۲

(۴) کالعدم یعنی مثل نہ ہونے کے ۱۲۔

(۵) یعنی قرآن کی تفسیر جاننے والا اور اس کے معنی بیان کرنے والا۔ ۱۲ ف

تصنیف و تالیف کرنا وغیرہ گھڑی بھر رات میں بہتر ہے تمام رات عبادت کرنے سے (دارمی) جاننا چاہئے کہ ان فضائل کے بیان کرنے سے یہ مغرض نہیں ہے کہ نفل عبادت بالکل چھوڑ دے بلکہ کچھ شغل نفل عبادت کا بھی رکھے لیکن علمی خدمت میں زیادہ وقت صرف کرے یہ سب عبادتوں سے بڑھ کر عبادت ہے۔ اور علم سے مراد دینی علم ہے۔

(۶) حدیث میں ہے کہ ویل ہے بے علم کے لئے (ویل جہنم میں ایک آگ کا جنگل ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے۔ اور ویل کے معنی سخت خرابی کے ہیں۔ کنزالعمال) خوب کہا ہے شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے۔

سر انجام جاہل جہنم بود کہ جاہل نکو عاقبت کم بود

یعنی انجام جاہل کا جہنم ہے اس لئے کہ جاہل کا خاتمہ بخیر کم ہوتا ہے۔

(۷) حدیث میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے خدا کی قسم اللہ تعالیٰ اپنے پیارے[1] کو جہنم میں داخل نہ کرے گا۔ اس حدیث کو صحیح سند سے جامع صغیر میں روایت کیا ہے اور ظاہر ہے کہ عالم باعمل ہی خدا کا محبوب اور پیارا ہو سکتا ہے اور جاہل تو مقبول ہو ہی نہیں سکتا اس لئے خدا کے عذاب دردناک سے بچنے کے لئے اور اس کی رضا حاصل کرنے کو علم و عمل سے آراستہ ہونا چاہئے۔ شاعر نے اس معنی میں کہا ہے۔

حَسْبُ الْمُحِبِّيْنَ فِي الدُّنْيَا عَذَابُهُمْ تَاللّٰهِ لَا عَذَّبَتْهُمْ بَعْدَهَا سَقَرُ

یعنی خدا کے دوستوں کو دنیا میں جو مصیبتیں پہنچتی ہیں وہی ان کا عذاب ہے۔ اور معافی گناہوں کے لئے کافی ہے۔ خدا کی قسم اس کے بعد ان کو دوزخ عذاب نہ کرے گی مگر خوب سمجھ لو کہ خدا کا دوست جس کے لئے اتنی بڑی خوشخبری ہے وہی شخص ہو سکتا ہے جو ہر وقت اس کی رضا کا طالب[2] اور اس کے احکام کا پابند رہے۔ اگر اتفاقاً کوئی گناہ ہو جائے فوراً توبہ کرلے۔

(۸) حدیث میں ہے کہ تم خدا کو لوگوں کا پیارا بنا دو اللہ میاں تم کو اپنا پیارا بنالیویں گے (کنزالعمال) یعنی لوگوں کو وعظ سنا کر اور خدا کے احسانات اور نعمتیں یاد دلا کر خدا کی طرف رجوع کر دو اور ان کو اس طریق سے تعلیم دو کہ وہ خدا کو چاہنے لگیں۔ پس اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ خدا تم کو چاہنے لگے گا۔ یعنی تم پر اعلیٰ درجہ کی رحمت فرمائے گا اور ظاہر ہے کہ یہ کام بجز عالم باعمل کے اور کوئی نہیں کر سکتا اور اس میں کس قدر خوشخبری ہے علماء و مشائخ کو اس سے بڑھ کر دارین میں کون سی نعمت ہے کہ مالک حقیقی کا بندہ پیارا بن جائے۔ یا اللہ مجھے بھی اپنا اعلیٰ درجہ کا غلام بنالے۔ آمین)۔

(۹) حدیث میں ہے کہ جو عالم اپنے علم پر عمل کرے وارث کرے گا اس کو اللہ تعالیٰ ایسے عمل کا جس کو وہ نہیں جانتا ہے۔ (حلیۃ الاولیاء) یعنی اسرار[3] علوم کے اس کو عطا ہوں گے اور علم میں ترقی ہوگی۔

(۱۰) حدیث میں ہے کہ بیشک عالم جب کہ ارادہ کرے گا اپنے علم سے رضائے حق کا تو ڈرے گی اس سے ہر چیز۔ (مختصر)

(۱۱) حدیث میں ہے اگر فقہاء[4] (علماء دین) اولیاء اللہ نہیں ہیں آخرت میں تو کوئی خدا کا ولی نہیں یعنی عالم ضرور ولی ہے (مقاصد)

(۱۲) حدیث میں ہے کہ عالم کے چہرہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے (دیلمی عن انس مرفوعاً بغیر ذکر سند)۔ فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ نے کہ

---

(۱) چنانچہ حضرت ثعلبہ ابن حکم نبی اکرم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ اللہ جل شانہ قیامت کے دن جب بندوں کے فیصلہ کے لئے جلوہ فرمائیں گے تو علماء سے یہ ارشاد فرماویں گے میں نے اپنا علم اور اپنا حلم تم میں اسی لئے رکھا تھا کہ تمہاری سیئات اور برائیوں کی مغفرت کروں اور کچھ پرواہ نہ کروں۔ (ماخوذ جمع الفوائد ص ۲۲ ج ۱)

(۲) اسی طرح جو علماء کے فضائل ذکر کئے جارہے ہیں اس سے وہ علم مراد ہے جو اللہ کی رضا کے واسطے ہو ورنہ جو علم ریا اور تفاخر کے واسطے ہو اس کے بارے میں احادیث میں وعیدیں بھی بہت سخت سخت وارد ہوئی ہیں چنانچہ اصل کتاب میں حدیث نمبر ۱۶ ص ۸۲، نمبر ۱۷ ص ۸۲ میں اس کا کچھ بیان آرہا ہے ۱۲

(۳) جمع سر بمعنی راز۔ بھید ۱۲

(۴) لفظہ ان لم یکن الفقہاء اولیاء اللہ فی الآخرۃ فما للہ ولی ۱۲۔

ترو تازہ (یعنی خوش باثمر او) کرے اللہ اس مرد (و عورت) کو جس نے ہم سے کچھ سنا پھر پہنچا دیا اس کو جیسا کہ سنا اس کو) اس لئے کہ بہت سے وہ لوگ جن کو کلام پہنچایا جائے زیادہ یاد رکھنے والے ہوتے ہیں اس کلام کے سننے والے سے (ترمذی وابن ماجہ) اس میں علم دین کی خدمت کی کس قدر فضیلت ہے کہ سید المرسلین نے خادم دین کو خصوصاً جب کہ وہ خادم[1] حدیث ہو اپنی دعائے بابرکت سے مشرف فرمایا علماء نے فرمایا ہے کہ اگر حدیث یاد کرنے اور دوسروں کو تعلیم کرنے میں سوائے اس دعا کی برکت کے اور کچھ نفع نہ ہوتا تو بھی یہ برکت چھوڑنے کے لائق نہ تھی حالانکہ ثواب عظیم برکت دعا کے علاوہ موجود ہے۔ لوگو اس پاک دعا کی قدر کرو۔ علم دین پڑھو۔ دین و دنیا میں فلاح ہو گی۔

(۱۳) حدیث میں ہے کہ جس کے ہاتھوں پر ایک شخص بھی مسلمان ہو جاوے تو اس کو ضرور جنت ملے گی (طبرانی) اس میں خوشخبری ہے خاتمہ بخیر ہونے کی کیونکہ جب خاتمہ بخیر ہو گا تو جنت ضرور ملے گی۔ اور کسی کو مسلمان عالم ہی کر سکتا ہے جاہل تو خود ہی احکام سے واقف نہیں وہ دوسرے کو کیا ہدایت کرے گا۔ اور عالم سے یہ مراد نہیں کہ اعلےٰ درجہ کا عالم ہو بلکہ جس قدر بھی علم ہو اس کے موافق فضیلت ہو گی۔

(۱۴) صحیح حدیث میں ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جو کوئی چالیس[2] حدیثیں میری امت کو پہنچا دے تو میں قیامت میں خاص طور پر اس کی سفارش کروں گا۔ (جامع صغیر)[3] پہنچانا عام ہے خواہ پڑھاوے خواہ تصنیف کرے خواہ وعظ کہے۔ غرض یہ کہ لوگوں کو اس قدر حدیثیں پہنچ جائیں خواہ کسی طرح پہنچیں۔ اسی لئے علماء نے بہت سی[4] چہل حدیثیں لکھی ہیں۔

(۱۵) حدیث میں ہے، ان اللہ یکرہ الحبر السمین یعنی تحقیق اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے موٹے عالم کو (بیہقی) یعنی جو عالم باعمل ہو گا وہ تو خدمت دینی اور خوف آخرت کی وجہ سے موٹا ہو ہی نہیں سکتا۔ پس موٹا[5] ہونا علامت ہے عیش و نشاط میں رہنے اور غفلت میں پڑنے کی۔ سو ایسا شخص مقبول نہیں ہو سکتا۔ اور بعضی غفلت اور بعضا عیش و نشاط گناہ ہوتا ہے اور بعضا مکروہ اور درجہ کمال کے خلاف جیسی غفلت ہو گی اسی درجہ کی اللہ کی ناپسندیدگی ہو گی۔ اور اگر پیدائشی یا مرض کی وجہ سے فربہی ہو وہ فربہی باعث ناپسندیدگی اللہ تعالیٰ کا نہیں۔

(۱۶) حدیث میں ہے کہ سخت تر عذاب والا وہ عالم ہو گا روز قیامت جس نے اپنے علم سے نفع نہیں اٹھایا (جامع صغیر)۔

---

(۱) خصوصیت سے علم حدیث پھیلانے کے بارے میں بہت سی احادیث آئی ہیں چنانچہ ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے دعا فرمائی ہے کہ اے اللہ میرے خلفاء پر رحم فرما۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ (ﷺ) آپ کے خلفاء کون ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ جو میری احادیث کو روایت کرتے ہوں اور لوگوں کو پہنچاتے ہوں ۱۲ از مقدمہ اوجز المسالک۔

(۲) یہ مضمون بہت سے صحابہ سے نقل کیا گیا ہے چنانچہ حضرت عبداللہ ابن مسعودؓ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ حضرت انسؓ حضرت علیؓ حضرت معاذؓ حضرت ابو ہریرہؓ وغیرہ حضرات سے مختلف الفاظ کے ساتھ روایۃ کیا گیا ہے محدثین کے قواعد کے موافق ان کی سندوں میں کلام ہے مگر مجموعہ سے قوت حاصل ہے ۱۲ مقاصد حسنہ ص ۱۹۴

(۳) چنانچہ علقمی کہتے ہیں کہ محفوظ کرنا شئی کا منضبط کرنا اور ضائع ہونے سے حفاظت کا نام ہے چاہے بغیر لکھے بر زبان یاد کر لے یا لکھ کر محفوظ کر لے اگرچہ یاد نہ ہو پس اگر کوئی شخص کتاب میں لکھ کر دوسروں کو پہنچا دے وہ بھی حدیث کی بشارت میں داخل ہو گا۔ مناوی کہتے ہیں کہ میری امت پر محفوظ کر لینے سے مراد ان کی طرف نقل کرنا ہے ۱۲ الخ

(۴) کوئی مشہور محدث ایسا ہو گا جس نے چہل حدیث جمع نہ فرمائی ہو بلکہ بہت سے محدثین نے کئی کئی چہل حدیثیں تصنیف فرمائی ہیں اس وقت بھی بہت سے رسالے اس نام سے شائع ہیں آج کل چہل حدیث مصنفہ مولانا محمد زکریا صاحب شیخ الحدیث مظاہر علوم سہارنپور خصوصیت سے قابل توجہ ہے کیونکہ یہ پوری فضائل قرآن میں ہے۔ اس کے پڑھنے سے قرآن شریف کے ساتھ خاص تعلق پیدا ہو جاتا ہے اس زمانہ میں اس کا مطالعہ قرآن شریف کی تعلیم کی طرف سے بے رغبتی کے ازالہ کا بہترین علاج ہے ۱۲

(۵) اس نمبر کا حاشیہ صفحہ ۹۷ کے حاشیہ پر ملاحظہ فرمادیں۔

(۱۷) حدیث میں ہے کہ جہنم میں ایک وادی (جنگل) ہے جس سے وہ ہر روز سو بار پناہ مانگتی ہے اور اس میں ریاکار[1] علماء داخل ہوں گے۔ مشکوٰۃ) یعنی وہ عالم جو لوگوں کے دکھانے کو علمی خدمت کرے اور اس لئے علم پڑھے[2] پڑھاوے کہ لوگ مجھے عالم سمجھیں اور میری عزت کریں۔ روپیہ پیش کریں۔ بزرگ سمجھیں۔ خدا کے سوا دوسرے کے دکھانے کو عبادت کرنا سخت گناہ ہے اور ایک طرح کا شرک ہے۔

(۱۸) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ اگر اہل علم حفاظت کرتے علم کی (اور اس کی قدر پہچانتے) اور اسکو رکھتے اس کے اہل کے پاس (یعنی جس میں علم سیکھنے اور پیشوا ہونے کی قابلیت ہو ان کو علم پڑھاتے اور قدر ضرورت علم جو ہر شخص پر فرض ہے اس کا سکھانا تو ہر شخص کو ہے لیکن اس کے علاوہ اور زیادہ پڑھانا جس سے مقتدا اور پیشوا ہو جائے سوائے اہل کے اور کسی کو روا نہیں) بیشک سردار بن جاتے (یہود و نصاریٰ) بسبب علم کے اپنے اہل زمانہ کے مگر انہوں نے صرف کیا علم کو اہل دنیا پر۔ تاکہ ان سے دنیوی منافع حاصل کریں سو خوار و ذلیل ہو گئے دنیاداروں کی نظروں میں (اسلئے کہ علم کا حق یہ تھا کہ اس سے رضائے حق طلب کی جاتی۔ پس جب کہ اس سے دنیا طلب کی گئی تو علم کو ذلیل کیا جسکا یہ انجام ہوا کہ خود ذلیل ہو گئے۔ جو عالم طمع نہ رکھے اور دین کا حق ادا کرے خود بخود لوگوں کے قلب میں اللہ تعالیٰ اس کی عظمت پیدا کر دیتا ہے اور اسی طرح جو علم سے دنیا طلب کرے اور علم کا حق ادا نہ کرے اس کو ذلیل فرماتا ہے ایسا شخص دونوں جہاں میں ٹوٹا پانے والا ہے) میں نے جناب رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ جو شخص تمام افکار (اور مقاصد) کو ایک فکر کر لے اور وہ فکر آخرت ہے۔ (یعنی اس کی مراد آخرت ہو اور اسی کی درستی کی فکر میں رہے اور باقی مرادوں اور فکروں کو موافق قواعد شریعت اللہ کے سپرد کرے) کافی ہو جائے گا اللہ تعالیٰ اس کے دنیا کے فکر کو یعنی دنیا کے کاروبار جس قدر اس کے لئے مفید ہوں گے اللہ پاک عمدہ طور پر اس کا بندوبست فرما دے گا۔ اور جو پریشان ہو بوجہ غم اور مقاصد دنیا تو خدا پروا نہیں کرتا کہ اس کو دنیا کی کون سی وادی (وادی بمعنی جنگل اور یہاں مراد مصیبت و مشقت ہے) میں ہلاک کر دے (ابن ماجہ) اے مسلمان بھائیو اور اے دینی بہنو! ذرا غور کرو اور اپنی ذات اور اپنے بچوں کو جہالت کے اندھیرے سے بچاؤ اور اللہ تعالیٰ کے احکام کے ہر وقت پابند رہو۔ جب بندہ اللہ تعالیٰ کا ہو جاتا ہے تو اللہ میاں بھی اس سے محبت فرماتے ہیں اور ہر طرح کی مدد فرماتے ہیں اور جس کا اللہ ہو گیا اسے کس چیز کی کمی ہے کون سی چیز خدا کے خزانے میں موجود نہیں ہے مگر یہ سب فضل اس کی تابعداری کرنے سے میسر ہو سکتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ سے جو کچھ مل سکتا ہے وہ اس کی اطاعت سے مل سکتا ہے۔ آج کل ایسے برے خیالات ہو گئے ہیں کہ دینی علم کو عیب شمار کیا جاتا ہے اور یوں کہا جاتا ہے کہ اس کے پڑھنے سے گداگری (فقیری) کے سوا اور کیا ہو گا۔ نئی تہذیب نئی روشنی کے خیالات کافروں کی پیروی کو باعث فخر و عزت و ترقی سمجھا جاتا ہے یہی باتیں ہیں جن سے شب و روز عذاب الٰہی اترتا ہے کبھی طاعون ہے کبھی افلاس اور تفکرات کا ہجوم ہے کبھی قحط ہے اور یہ دنیا کی مصیبتیں ہیں اور آخرت کا عذاب تو اس سے کہیں بڑھ کر ہے۔ اللہ پاک مسلمانوں پر رحم فرماویں۔ ہماری یہ غرض نہیں کہ دنیا کے علم بقدر ضرورت نہ پڑھے جاویں یا نوکری تجارت وغیرہ چھوڑ دی جاوے بلکہ غرض یہ ہے کہ دین سے جاہل مت رہو اور دین مت خراب کرو سب کام شریعت کے موافق کرو اور شریعت کی تابعداری بغیر دینی علم کے ہو نہیں سکتی۔ تجربہ ہے کہ جو پورے دین کے پابند ہیں وہ دنیا میں بھی باعزت اور آرام سے رہتے ہیں۔ بھلا کوئی پکا

---

(۱) حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ علم دو قسم کا ہے ایک وہ علم جو محض زبان پر ہو وہ بندہ کے خلاف اللہ کی حجت ہے اور دوسرا وہ علم جو دلوں پر ہو وہ علم نافع ہے حدیث میں ہے کہ علم اس لئے مت سیکھو کہ اس سے علماء کے ساتھ تفاخر کرو اور جہلاء کے ساتھ مقابلے اور اس کی وجہ سے لوگوں کو اپنا گرویدہ بناؤ جو شخص ایسا کرے گا وہ جہنمی ہے ۱۲۔

(۲) ابوداؤد نے بروایہ حضرت ابوہریرہؓ حضور ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ جو شخص علم دین کو اس لئے حاصل کرے کہ اس سے کوئی دنیوی غرض حاصل کرے وہ قیامت کے دن جنت کی خوشبو بھی نہ پائے گا۔

دیندار ایک تو دکھلا دے کہ گداگری کرتا ہو اور پریشان و ذلیل و خوار پھرتا ہو۔ دنیا امتحان کی جگہ ہے اصلی گھر آخرت ہے اور وہیں ہمیشہ رہنا ہے۔ زیادہ اس گھر کی آبادی کا بندوبست لازم ہے اور یہاں تو ایسا رہنا ہے جیسا سرائے میں ہوتا ہے ؎

جگہ جی لگانے کی دنیا نہیں ہے   یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے

خود اپنی ذات اور اپنے بچوں کو نئی روشنی کی ظلمت سے بچاؤ۔ یہ روشنی حقیقت میں سخت اندھیرا ہے جو دین کا تباہ کرنے والا ہے۔ جب آدمی دین کو مضبوط پکڑتا ہے دنیا ذلیل ہو کر اسکو ملتی ہے اور وہ اس سے علیحدہ رہتا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے اور حضرت عبداللہ ابن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حق تعالیٰ نے اختیار دے دیا تھا کہ یا تو علم لے لو یا ملک (وسلطنت) لے لو۔ آپ نے علم قبول فرمایا۔ اللہ نے علم بھی دیا اور ملک بھی دے دیا اور ملک کیسا دیا کہ وہ ضرب المثل ہو گیا کہ مثال میں مبالغہ کے موقع پر ملک سلیمانی بولا جاتا ہے اور قیامت تک ایسا ملک کسی کو نہ ملے گا اور نہ حضرت سلیمان سے پہلے کسی کو ایسا ملک میسر ہوا۔ ظاہر ہے کہ اس درجہ دنیا کا ذلیل ہونا حضرت سلیمان کے واسطے دین کی برکت سے تھا کہ انہوں نے علم قبول کیا تھا اور ملک کو چھوڑ دیا تھا۔ اور حضرت سالم بن ابی الجعد جو ایک بڑے تابعی ہیں فرماتے ہیں کہ جب میرے آقا نے مجھے آزاد کر دیا۔ (یہ غلام تھے) تو میں نے خیال کیا کہ کون سا پیشہ اختیار کروں جس سے بسر اوقات ہو۔ اب تک تو آقا کے حکم کی تعمیل کرتا تھا اور وہیں بسر اوقات ہوتی تھی اور اب آزاد ہو گیا تو کوئی دوسرا بندوبست چاہئے پس میری سمجھ میں یہ آیا کہ علم حاصل کروں۔ چنانچہ یہی کیا۔ ایک سال نہ گذرا تھا کہ حاکم مدینہ منورہ نے مجھ سے ملنا چاہا اور میں نے اپنے پاس آنے کی اجازت نہ دی مطلب یہ ہے کہ کسی خاص وجہ سے ان سے نہ ملے ورنہ بلا وجہ ایسا کرنا دین کے خلاف اور بداخلاقی ہے۔ لیکن یہاں اس بیان سے یہ غرض ہے کہ میرا ایسا رتبہ اس تھوڑے عرصہ میں ہو گیا کہ حکام زیارت کو آنے لگے اور مجھے کچھ اندیشہ نہ ہوا بے موقع میں نہ مل سکا اور صاف انکار کر دیا گیا۔ واقعی دین کی یہی برکت ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا خوف دل میں نہیں رہتا۔ اور جو خدا سے ڈرتا ہے اس سے ہر چیز ڈرتی ہے نہ ایسے لوگ طمع کر کے ذلیل ہوتے ہیں نہ کسی سے کچھ خواہاں ہوتے ہیں۔ خوب غور سے ان مضامین کو پڑھو۔ یہ دونوں قصے یعنی حضرت سلیمان علیہ السلام اور حضرت سالم کا احیاء العلوم اور اس کی شرح سے لکھے گئے ہیں۔

(۱۹) حدیث میں آیا ہے کہ علم[۱] دوشنبہ کے روز طلب کرو۔ اس سے علم حاصل کرنے میں سہولت ہوتی ہے (کنزالعمال) اور یہی مضمون جمعرات کے متعلق بھی آیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ کتاب شروع کرنا دوشنبہ اور جمعرات کے روز بہتر ہے اسی طرح اور کوئی علمی کام شروع کرنا بھی ان دنوں میں بہتر ہے۔

(یادداشت: اصلاح معاملہ بہ تعلیم نسواں کے نیچے والا نوٹ)

مقاصد حسنہ میں امام شافعیؒ سے ایک قصہ منقول ہے ایک بادشاہ نے جو اپنے موٹاپہ کی وجہ سے پریشان اور بیکار تھا طبیبوں اور حکیموں کو جمع کیا اور علاج چاہا کچھ عرصہ کوشش کے بعد سارے اطباء مرض کے ازالہ سے عاجز ہو گئے۔ ایک عقل مند طبیب نے بادشاہ کے کانوں تک اپنے طبیب حاذق ہونے کی خبر پہنچائی۔ بادشاہ نے بلوایا اور علاج کے لئے کہا اور بہت کچھ انعام کا وعدہ کیا۔ طبیب نے کہا میں نجوم میں بھی مہارت رکھتا ہوں مجھے مہلت دیجئے کہ نجوم سے آپ کی بیماری کا حال معلوم کروں تاکہ اس کے موافق علاج کر سکوں۔ طبیب نے اول امن چاہا اس کے بعد کہا کہ حضور کے ستارے کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ آپ کی عمر کا صرف ایک ماہ باقی ہے اس کے سچ ہونے میں شک ہو تو مجھے اس مدت کے لئے قید کر لیجئے۔ اگر آپ اس مدت کے بعد زندہ رہیں تو جو چاہے سزا دیجئے۔ بادشاہ نے طبیب کی قید کا حکم دے دیا اور خود لوگوں سے ملنا جلنا چھوڑ کر علیحدہ مکان میں ایام شماری شروع کر دی۔ جو جو دن کم ہوتے اس کے رنج و غم میں اضافہ ہوتا جاتا یہاں تک کہ نہایت چیتا دبلا نحیف بدل ہو گیا۔ جب اٹھائیس دن ہو گئے طبیب کو قید سے بلوا کر پوچھا کہ اب کیا کہتے ہو۔ اس نے کہا اللہ آپ کی عزت اور عمر میں ترقی دے میں اس سے زیادہ ذلیل ہوں کہ غیب کا علم جانوں مجھے اپنی ہی عمر کا حال معلوم نہیں آپ کی عمر کا کیا پتہ۔ مگر آپ نے دیکھ لیا ہے کہ آپ کے مرض کے لئے اس کے سوا کوئی دوا نہیں تھی اور اس تدبیر کے سوا کسی اور تدبیر پر مجھے قدرت نہ تھی۔ چنانچہ ترکیب کارگر ہوئی بادشاہ نے انعام دے کر رخصت کیا۔

[۱] ولفظہ اطلبوا العلم یوم الاثنین فانہ میسر لطالبہ ۱۲ جامع صغیر ص ۱۰۹ ج ۱ بعض احادیث میں چہار شنبہ کے متعلق بھی وارد ہوا ہے۔ صاحب ہدایہ سے منقول ہے کہ وہ کتاب کے شروع کرنے کا بدھ کے دن اہتمام کیا کرتے تھے اور فرماتے ہیں کہ جو چیز بدھ کے دن شروع کی جاتی ہے وہ اختتام کو پہنچتی ہے۔ امام اعظم سے بھی منقول ہے بدھ کے دن کے شروع کرنے کا اہتمام فرماتے تھے ۱۲۔

⑳ حدیث میں ہے کہ جس نے کسی کو ایک آیت بھی کلام اللہ کی سکھادی تو وہ سکھانے والا طالب علم کا آقا بن گیا۔ (طبرانی[۱]) یعنی طالب علم غلام اور معلم آقا ہو گیا۔ غرض یہ ہے کہ استاد کا بہت بڑا حق[(۱)] ہے۔ جہاں تک ہو سکے استاد اور پیر کی ہر طرح تابعداری اور دلداری کرے کہ یہ لوگ اندھیرے سے نکال کر روشنی میں لیجاتے ہیں اور حقیقی محبوب یعنی حق تعالیٰ تک پہنچاتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر اور کیا سلوک ہو گا اور غلام ہونے سے یہ مطلب نہیں ہے کہ استاد اس کو فروخت کر سکتا ہے بلکہ مراد اس کے حق کی عظمت کا اظہار کرنا ہے بطریق مبالغہ۔ اور استاد اور پیر کا درجہ والدین سے کم ہے خوب سمجھ لو۔

㉑ حدیث میں ہے جس عالم سے مسئلہ دریافت کیا جاوے اور وہ بغیر عذر شرعی اس کو چھپالے اور بیان نہ کرے قیامت کے دن اسکے آگ کی لگام دی جاوے گی (مشکوٰۃ) مراد وہ علم ہے جس کا بتلانا ضروری ہے۔ اور بخل[(۲)] کرنا علم سے خواہ اس کا بتلانا فرض ہو یا مستحب بلا عذر شرعی ہرگز زیبا نہیں۔

> یہاں پر ایک خاص مضمون جو عورتوں کی تعلیم کے متعلق ہے اور نہایت مفید ہے جس کو حضرت حکیم الامت مقتدائے ملت علامہ زماں قطب دوراں مولانا و مرشدنا حافظ قاری حاجی مولوی شاہ **اشرف علی** (نور اللہ مرقدہ) نے پرچہ القاسم میں مرحمت فرمایا تھا مسلمانوں کے نفع پہنچانے کی غرض سے درج کیا جاتا ہے۔ بعضے مشکل الفاظ کا ترجمہ حاشیہ پر کر دیا گیا ہے۔ اس مضمون کے بعد علم کی بزرگی کا بیان ختم ہو جاوے گا اور طہارت کی فضیلت بیان ہو گی۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اصلاح معاملہ بہ تعلیم نسواں

ہر چند (اگرچہ) کہ بعد ورود (آجانے) حدیث طلب العلم فریضۃ[۲] علیٰ کل مسلم و مسلمۃ وغیر ذلک[۳] من النصوص الموجبۃ لتحصیل العلم علی الرجال والنساء اس مبحث پر مستقل کلام کرنے کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ خصوصاً جب کہ اس کے بہت قبل اسی رسالہ القاسم کی جلد اول نمبر ۱ صفحہ ۱۹، ۲۰ و نمبر ۲ صفحہ ۲۰ میں مجملاً (مختصراً) اس سے تعرض بھی ہو چکا ہے لیکن بوجہ بعض واقعات و خصوصیات کے (کہ زیادہ ان میں ہندوستانی مستورات کے حالات ہیں) جن کا مشاہدہ اکثر ہوتا رہتا ہے۔ اس باب میں مستقل اور کس قدر مفصل گفتگو کئے جانے کو مقتضی ہونے کے سبب اس کا بقدر ضرورت مکرر ذکر کیا جاتا ہے۔ سو جاننا چاہئے کہ اس مقدمہ میں جہاں تک تتبع کیا گیا تین خیال کے لوگ ہیں۔ ایک وہ کہ تعلیم نسواں کے نہ مخالف ہیں نہ حامی[۴] مگر تعلیم کا اہتمام نہیں۔ دوسرے وہ کہ اس کے مخالف

۱: رواہ الطبرانی عن ابی امامۃ مرفوعا بلفظہ من علم احاہ ایۃ من کتاب اللّٰہ فھو مولاہ ۱۲ منہ۔

۲: علم کا طلب کرنا ہر مسلمان مرد اور عورت پر فرض ہے ۱۲

۳: اور سوا اس کے اور دلیلیں جو واجب کرتی ہیں علم حاصل کرنے کو مردوں اور عورتوں پر ۱۲

۴: حمایت کرنے والا ۱۲۔

(۱) امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ میں نے بڑوں سے سنا ہے جو شخص استاد کا حق نہ پہچانے وہ کبھی فلاح کو نہیں پہنچ سکتا۔ محدثین نے یہاں تک لکھا ہے کہ استاد کے پاس زیادہ دیر تک نہ بیٹھا رہے کہ مبادا ان کا جی اکتا جاوے ۱۲۔

(۲) ابن معین فرماتے ہیں کہ جو شخص حدیث کے ساتھ بخل کرے اور لوگوں سے چھپاوے کبھی فلاح کو نہیں پہنچتا۔ اور اسحاق ابن راہویہ کا بھی یہی مقولہ ہے۔ عبد اللہ ابن مبارک فرماتے ہیں کہ جو شخص علم کے ساتھ بخل کرے تین چیزوں میں سے کسی ایک کے ساتھ مبتلا ہوتا ہے۔ مرتا ہے یا بھول جاتا ہے یا بادشاہوں کا درباری ہو جاتا ہے۔ حاصل اس کا بھی یہی ہے کہ علم سے نفع کی کوئی صورت نہیں ہوتی ۱۲۔

ہیں۔ تیسرے وہ کہ اس کے حامی ہیں اور ان سب سے مختلف کوتاہیاں واقع ہوتی ہیں۔ چنانچہ اول طبقہ (جماعت) کی کوتاہی جو سب کوتاہیوں سے اشد و اعظم ہے یہ ہے کہ سرے سے مستورات کو تعلیم دینے ہی کی ضرورت نہیں سمجھی جاتی۔ نہ مردوں کے نزدیک اور نہ خود ان مستورات کے نزدیک۔ اور دلیل ان لوگوں کی جو ان کے اشتباہ کا منشاء ہو گیا یہ ہے کہ کیا عورتوں کو کوئی نوکری کرنا رہ گیا ہے جو ان کے پڑھانے کا اہتمام کیا جاوے معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں نے نہ تعلیم کی غرض سمجھی اور نہ ان نصوص و روایات میں غور کیا جو مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے ایک درجہ میں تحصیل علم کو فرض واجب قرار دے رہے ہیں اور نہ اس تعلیم کو سمجھا جو کہ فرض ہے۔ سو سمجھ لینا چاہئے کہ علوم سے غرض نوکری نہیں ہے۔ کیونکہ جو علم علی العین (ہر شخص پر) واجب التحصیل ہے وہ علم معاش نہیں ہے بلکہ وہ علم دین ہے جس سے انسان کے عقائد و اعمال و معاملات و معاشرت (باہم رہنا سہنا) واخلاق درست ہوں جس کا ثمرہ دنیا میں[1] اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ کی دولت اور آخرت میں[2] اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ کی بشارت ہے سو اس کا وجوب ظاہر ہے سمعاً بھی عقلاً بھی۔ دلائل سمعیہ یہ ہیں۔[3] طلب العلم واجب علی کل مسلم (بیہقی عن انس)[4] طلب العلم فریضة علی کل مسلم (الدیلمی عن علی)[5] طلب الفقه حتم واجب علی کل مسلم (حاکم فی تاریخه عن انس)[6] تعلموا العلم وعلموه الناس (دار قطنی عن ابی سعید وبیهقی عن ابی بکر) تعلموا[7] العلم قبل ان یرفع (الدیلمی عن ابن مسعود عن ابی هریرة)[8] یا ایها الناس علیکم بالعلم قبل ان یقبض (طبرانی والخطیب عن ابی امامة)[9] یا ایهاالناس خذوا من العلم قبل ایقبض العلم (احمد والدارمی طب وا بوالشیخ فی تفسیره و ابن مردویه عن ابی امامة)[10] ویل لمن لا یعلم (حل عن حذیفة) کذا فی کنزالعمال وغیر ذلك[11] من النصوص العامة للرجل والمراة اور دلیل عقلی یہ ہے کہ اصلاح عقائد و اعمال کی فرض ہے اور وہ موقوف ہے ان کی تحصیل علم پر۔ چنانچہ ظاہر ہے اور فرض کا موقوف[(1)] علیہ فرض ہے۔ پس تحصیل علم فرض ہوا۔ اور ہر چند کہ موقوف ہونا عمل کا علم پر بالکل بدیہی (ظاہر) ہے مگر اس سے ترقی کر کے کہا جاتا ہے کہ حسی بھی ہے چنانچہ بے علم عورتیں جس حالت میں ہیں سب دیکھتے ہیں کہ نہ ان کو کفر و شرک کی کچھ تمیز ہے نہ ایمان و اسلام کی کچھ محبت ہے جو چاہیں خدا تعالیٰ کی شان میں بک دیتی ہیں جو چاہیں احکام شرعیہ کے مقابلہ میں زبان درازی کر بیٹھتی ہیں۔ اولاد کے لئے یا شوہر کو مسخر (تابعدار) کرنے کے لئے ٹونے ٹوٹکے جادو منتر جو کچھ کوئی بتلا دیتا ہے بلا امتیاز (تمیز) مشروع (جائز) نامشروع (ناجائز) کے سب ہی کچھ کر گذرتی ہیں۔ جب عقائد ہی میں یہ حالت ہے تو نماز روزہ کا تو کیا ذکر ہے حتیٰ کہ بعض کی نوبت ترک سے گذر کر استخفاف (ہلکا سمجھنا) بلکہ تشاؤم (بدفالی) و تطیر تک پہنچ جاتی ہے یعنی بعض تو باوجود فرض سمجھنے کے اس کو ترک ہی کر دیتی ہیں اور بعض اس کی وقعت بھی نہیں کرتیں کوئی ضروری امر نہیں سمجھتیں اور بعض اس کو منحوس و موجب مضرت اعتقاد کرتی ہیں اور یہ دو درجے کفر صریح ہیں اور اول فسق و کبیرہ ہے اور جب نماز و

۱: یہی لوگ ہیں ہدایت پر اپنے رب کی طرف سے ۱۲۔
۲: یہی لوگ ہیں کامیاب ہونے والے ۱۲
۳: علم کا طلب کرنا واجب ہے ہر مسلمان پر ۱۲۔
۴: علم کا طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے ۱۲۔
۵: فقہ کا طلب کرنا بہت ضروری ہے ہر مسلمان پر ۱۲۔
۶: علم سیکھو اور اسے لوگوں کو سکھاؤ ۱۲۔
۷: علم سیکھ لو اس سے پہلے کہ وہ اٹھا لیا جاوے ۱۲۔
۸: اے لوگو علم کو لازم پکڑو اس سے پہلے کہ وہ اٹھا لیا جاوے ۱۲۔
۹: اے لوگو علم حاصل کر لو قبل اس کے اٹھ جانے کے ۱۲۔
۱۰: خرابی ہے بے علم کے لئے ۱۲۔
۱۱: اور سوا اس کے اور دلیلیں جو عام ہیں مرد اور عورتوں کے بارے میں ۱۲۔
(۱) جس پر کوئی چیز موقوف ہو

روزہ میں یہ کیفیت ہے جس میں ایک پیسہ خرچ بھی نہیں ہوتا تو زکوۃ اور حج جس میں پیسہ کا بھی خرچ ہے اس کو تو پوچھو ہی مت اور جب عقائد اور اعمال دیانت (دینی) کا یہ حال ہے تو معاملات کی درستی کا تو احتمال ہی نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ نماز روزہ کی صورت تو دین کی ہے اور معاملات تو عوام کی نظر میں بالکل دنیا ہی کی شکل رکھتے ہیں اس لئے ان کی دوستی کا اہتمام تو خاص ہی خاص لوگ کرتے ہیں۔ جاہل مستورات کیا درستی کریں گی۔ پھر جب معاملات کے ساتھ یہ طرز (طریقہ) عمل ہے تو معاشرت کی اصلاح تک تو کہاں ذہن جاوے گا کیونکہ معاملات کو حقوق العباد تو سمجھا جاتا ہے بخلاف معاشرت کے کہ اس میں یہ پہلو بھی ظاہر نہیں ہے اس لئے اس کا بالکل ہی اہتمام کم ہے۔ پھر جب معاملات و معاشرت سے اتنی بے پروائی ہے تو اخلاق باطنی مثل تواضع واخلاص وخوف و محبت وصبر وشکر و نحو ذلک کی طرف تو کیا توجہ ہوگی۔ کیونکہ معاملات کا زیادہ اور معاشرت کا اس سے کم دوسروں تک تو اثر پہنچنا معلوم ہے۔ نیز ان پر بعض اوقات نیک نامی و بدنامی کا ترتب بھی ہو جاتا ہے بخلاف اخلاق باطنی کے کہ اس کا غالب اثر بھی اپنی ہی ذات تک محدود ہے اور بوجہ خفا کے (پوشیدہ ہوتے کے) دوسروں کو ان کا علم بھی کم ہوتا ہے جس سے نیک نام یا بدنام کر سکیں اس لئے اس کا اہتمام تو بالکل ہی ندارد ہے حتیٰ کہ بہت سے خواص میں بھی "تا بعوام[1] چہ رسد"۔ بہر حال ان سب امور دینیہ میں قلت مبالاۃ (کم پرواہی) کا اصل منشاو سبب قلت علم دین ہے۔ پھر جہاں بالکل ہی علم نہ ہو اور اس سے بڑھ کر یہ کہ فطرۃً (پیدائشی) عقل بھی کم ہو (کیونکہ طبقہ اناث قدرتی طور پر ناقص العقل ہوتی ہیں غرض جہاں نہ عقل ہو نہ علم ہو) تو وہاں تو امور مذکورہ میں کوتاہی کی کیا حد ہوگی۔ غرض عقل اور مشاہدہ دونوں شاہد ہیں کہ بدون علم کے عمل کی تصحیح ممکن نہیں اور عمل کی تصحیح واجب اور فرض۔ پس تحصیل علم دین کا فرض ہونا جیسا او پر دعویٰ کیا گیا ہے عقلاً بھی ثابت ہو گیا اور سمعاً فرض ہونا اس سے او پر بیان کیا گیا ہے تو دونوں طرح تحصیل علم دین فرض ہوا۔ پس ان لوگوں کا یہ خیال کہ جب عورتوں کو نوکری کرنا نہیں ہے تو ان کی تعلیم کیا ضرور ہے محض غلط ٹھہرا یہ جواب ہوا ان کی مذکورہ کوتاہی کا۔ البتہ اس پر یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ علم دین کی فرضیت سے تعلیم بطریق متعارف کا واجب ہونا لازم نہیں آتا کہ مستورات کو کتابیں بھی پڑھائی جاویں بلکہ یہ فرض اہل علم سے پوچھ پاچھ رکھنے سے ادا ہو سکتا ہے۔ سو اس کی تحقیق یہ ہے کہ واقعی یہ بات صحیح ہے اور ہم تعلیم متعارف کو فی نفسہ واجب بھی نہیں کہتے۔ لیکن یہاں تین مقدمے (باتیں) قابل غور ہیں۔ اول یہ کہ مقدمہ واجب کا واجب ہوتا ہے۔ گو بالغیر ہی جیسے جو شخص پیادہ (پیدل) سفر حج کرنے پر قادر نہ ہو اور اس شخص کے زمانے میں ریل اور جہاز ہی ذریعہ قطع سفر کا متعین ہو اور اس کے پاس اس قدر وسعت اور استطاعت (گنجائش) بھی ہو تو اس شخص پر واجب ہوگا کہ سفر کا عزم کرے اور ریل اور جہاز کا ٹکٹ خرید کر اس میں سوار ہو۔ سو ریل اور جہاز کا ٹکٹ خریدنا اور اس پر سوار ہونا فی نفسہ شرعاً فرض نہیں لیکن چونکہ ایک فرض کا ذریعہ ہے اس لئے یہ بھی فرض ہوگا مگر بالغیر۔ پس یہ مقدمہ تو ثابت ہو چکا۔ دوسرا مقدمہ یہ ہے کہ تجربہ سے معلوم ہو گیا ہے کہ علم کا اذہان میں قابل اطمینان درجہ میں محفوظ رہنا موقوف ہے کتب کے پڑھنے پر جو کہ تعلیم کا متعارف طریق ہے اور محفوظ رکھنا علم دین کا واجب ہے۔ پس بنا بر مقدمہ اولیٰ بطریق متعارف تعلیم کا جاری رکھنا بھی واجب ہے۔ البتہ یہ واجب علی الکفایہ ہے یعنی ہر مقام پر اتنے آدمی دینیات پڑھے ہوئے ہونے چاہئیں کہ اہل حاجت (ضرورت والوں) کے سوالوں کا جواب دے سکیں۔ تیسرا مقدمہ یہ ہے کہ یہ بھی ثابت ہوا ہے کہ مردوں میں علماء کا پایا جانا مستورات کی ضروریات دینیہ کے لئے کافی ووافی نہیں۔ دو وجہ سے اولاً پردہ کے سبب (کہ وہ بھی اہم الواجبات[2] ہے) سب عورتوں کا علماء کے پاس جانا قریباً ناممکن ہے اور گھر کے مردوں کو اگر واسطہ بنایا جاوے تو بعض مستورات کو تو گھر کے ایسے مرد بھی میسر نہیں ہوتے اور بعض جگہ خود مردوں ہی کو اپنے دین کا اہتمام نہیں ہوتا تو وہ دوسروں کیلئے سوال کرنے کا کیا اہتمام کریں گے۔ پس ایسی عورتوں کو دین کی تحقیق از بس (بہت) دشوار ہے اور اگر اتفاق سے کسی کی رسائی بھی ہو گئی یا کسی کے گھر ہی میں باپ بیٹا بھائی وغیرہ عالم ہیں تب بھی بعض مسائل عورتیں ان مردوں سے نہیں پوچھ سکتیں۔ ایسی بے

(۱) تو عوام کی نسبت تو کیا کہا جاوے ۱۲۔
(۲) بہت ضروری واجبوں میں سے ہے۔

تکلفی شوہر سے ہوتی ہے تو سب شوہروں کا ایسا ہونا خود عادۃً ناممکن ہے تو ان کی عام احتیاج (ضرورت) رفع ہونیکی بجز اس کے کوئی صورت نہیں کہ کچھ عورتیں پڑھی ہوئی ہوں اور عام مستورات ان سے اپنے دین کی ہر قسم کی تحقیقات کیا کریں۔ پس کچھ عورتوں کو بطریق متعارف تعلیم دین دینا واجب ہوا۔ پس اس شبہ کا بھی جواب ہو گیا۔ اور ثابت ہو گیا کہ لکھے پڑھے مردوں کی طرح عورتوں میں ایسی تعلیم کا ہونا ضرور ہے۔ اور اس غلط خیال عدم ضرورت تعلیم نسواں کا بالکلیہ استیصال ہو گیا (جو کٹ گئی)۔

اب دوسرے طبقہ کے متعلق کچھ لکھا جاتا ہے جو تعلیم نسواں کے مخالف ہیں اور اس کو سخت ضرر رساں سمجھتے ہیں دعویٰ ان کا یہ ہے کہ ہم نے لکھی پڑھی عورتوں کو اکثر آزاد اور بے باک اور قلیل الحیا (بے شرم) اور مکار اور عفت سوز (بد چلن) دیکھا ہے۔ خاص کر اگر لکھنا بھی جانتی ہوں تو اور بھی شوخ چشم (بیباک) ہو جاتی ہیں۔ جس کو چاہا خط لکھ بھیجا۔ جس کو چاہا پیام وسلام پہنچا دیا۔ اس طرح دوسروں کو بھی طمع ہوتی ہے کہ اپنے نفسانی جذبات (خواہشات) کو ان تک بذریعہ تحریر پہنچا دیتے ہیں اور ان کے پاس جب ایسی تحریرات پہنچتی ہیں کبھی تو وہ بھی متاثر (اثر قبول کرنیوالی) ہو کر نرم جواب دیتی ہیں اور سلسلہ بڑھتا رہتا ہے یہاں تک کہ جو کچھ واقع ہونا ہے واقع ہوتا ہے۔ اور کبھی جواب نہیں دیتیں اور سکوت کرتی ہیں تو مریض القلب لوگ اس سے بھی استدلال کرتے ہیں ان کے نیم راضی ہونے پر پھر وہ لوگ آئندہ کے پیام وسلام و تحریر سے اس کمی کو پورا کرنا چاہتے ہیں۔ چونکہ گوش زدہ اثرے دارد (کان میں پڑا ہوا اثر رکھتا ہے)۔ قاعدہ اکثریہ ہے۔ پھر بعض کا طرز بیان جادو نشان ہوتا ہے۔ پھر نسوانی طبائع معمولی طور پر نرم بھی ہوتی ہیں تو شیطان کا جال پھیل جانا زیادہ عجیب نہیں ہوتا۔ اور اگر کسی مکتوب الیہا (جس عورت کو خط لکھا جاوے) نے ناراضی بھی ظاہر کی اور اسی ناراضی کا جواب کاتب تک بھی پہنچا دیا مگر اپنے شوہر یا خاندان کے خوف سے کہ خدا جانے کیا گمان کریں گے اور کیا معاملہ کریں گے اپنے گھر والوں سے اس کا اخفا (پوشیدہ) کرتی ہیں اور اس طور پر وہ کاتبین (لکھنے والے) ہر طرح کی مضرت سے محفوظ رہتے ہیں اس لئے اُن کی جسارت (دلیری) بڑھتی ہے اور پھر دوسرے موقع پر اس کی سلسلہ جنبانی (سلسلہ جاری) کرتے ہیں۔ اور ان سب واقعات کا مبنی (وجہ) ان مستورات کا تعلیم یافتہ ہونا ہے اگر وہ ناخواندہ ہوں تو ان کے پاس کوئی مضمون بھیجنے سے اندیشہ ہوگا دوسرے کے مطلع ہونے کا اور یہ سبب ہو جاوے گا اس باب کے مسدود ہو جانے کا اور یہ مفسدہ (فساد) اس صورت میں زیادہ محتمل ہے جب کہ کسی عورت کے مضامین اخباروں میں بھی چھپنے لگیں تو ان مضامین کو دیکھ کر سخن شناس شیاطین اندازہ کرتے ہیں کاتبہ (لکھنے والی) کے رنگ طبیعت اور جذبات اور خیالات کا تو اس شرارت کے شرارے (چنگاریاں) وہاں زیادہ پھیلتے ہیں بالخصوص اگر وہ کلام نظم بھی ہو تو اور بھی آفت ہے اور اس زمانہ میں تو ایک اور غضب ہے کہ افتخار (بڑائی) کے لئے صاحب مضامین کا نام اور پتہ تک صاف لکھ دیا جاتا ہے کہ فلانے کی بیٹی فلانے کی بیوی فلاں جگہ کی رہنے والی۔ اور یہ تمام خرابیاں ان کے لکھے پڑھے ہونے سے پیدا ہوتی ہیں اور اگر ان خفیہ ریشہ دوانیوں (کارروائیوں) کی کسی طور پر شوہر یا اہل خانہ کو اطلاع ہی ہو گئی تو چونکہ لکھا پڑھا آدمی ہوشیار اور سخن سازی (بات بنانا) پر زیادہ قادر ہوتا ہے لہٰذا ایسی تاویلیں کریں گی کہ کبھی ان پر حرف ہی نہ آوے گا اور الٹا منہ ناک بناویں گی مکاری سے روویں گی کہ ہم کو یوں کہا۔ کہیں خودکشی اور کنوئیں میں ڈوبنے کی دھمکی دیں گی حتیٰ کے اس غریب باز پرس کرنے والے کو خوشامد کرنا پڑے گی اور ڈر کے مارے پھر کبھی زبان تک نہ ہلاوے گا۔ ایک خرابی اس تعلیم یافتہ طبقہ اناث میں یہ ہوتی ہے کہ ہر طرح کی کتابیں منگا کر پڑھتی ہیں۔ عشق بازی کے قصے۔ سازش اور لگاوٹ کے ناول۔ شوق انگیز غزلیں پھر ان سے طبیعت بگڑتی ہے۔ کبھی ایسی غزلیں ذرا کھل کر پڑھتی ہیں کہ دروازہ میں یا پڑوس اور محلہ میں یا سڑک پر آواز جاتی ہے۔ اور آواز پر کوئی فریفتہ ہو کر در پے ہو جاتا ہے اور اگر وہ ناکام بھی رہا تاہم رسوائی اور پریشانی کا سبب تو بن ہی جاتا ہے یہ ہے خلاصہ ان صاحبوں کے خیالات کا۔ اور میں ان واقعات کی تکذیب نہیں کرتا لیکن یہ ضرور کہوں گا کہ ان صاحبوں نے کوتاہ نظری سے کام لیا۔ واقعات کے حقائق (جمع حقیقت) میں غور نہیں کیا حاصل ہے کہ ان سب خرابیوں کی ذمہ دار تعلیم نہیں ہے بلکہ طرز تعلیم ہے یا نصاب[1] تعلیم ہے یا طرز عمل ہے یا سوء (برائی) تدبیر ہے یعنی یا تو یہ ہوا ہے

[1] علم حاصل کرنے کیلئے جو حد کتب کی مقرر کی جائے ۱۲۔

کہ ایسی کتابیں نہیں پڑھائی گئیں جن سے احکام حلال وحرام اور تفصیل ثواب وعقاب (عذاب) اور طریقہ تہذیب (درستی) اخلاق معلوم ہو اور جس سے خوف وخشیت ومعرفت وعظمت حق حاصل ہو۔ ان کو صرف حرف شناس بنا کر چھوڑ دیا ہے اور انہوں نے اپنی رائے سے اردو کے مختلف رسالوں کا مطالعہ کر کے لکھنے پڑھنے کی مہارت بڑھائی ہے۔ اور تعلیم یافتہ کا لقب پا کر اس طرح تعلیم کو بدنام کیا ہے تو ظاہر ہے کہ محض حرف شناسی کو نہ تعلیم کہہ سکتے ہیں اور نہ حرف شناسی اصلاح اعمال واحوال کی کفالت (ذمہ داری) کر سکتی ہے۔ اور یا یہ ہوا ہے کہ باوجود نصاب تعلیم کے مفید وکافی ہونے کے اس نصاب کے مضامین کو قلب میں جمانے کی کوشش نہیں کی گئی اور عمل کی نگرانی نہیں کی گئی۔ مثلاً اس کی ضرورت ہے کہ جس روز کسی لڑکی نے یہ مسئلہ پڑھا کہ غیبت گناہ ہے اس کے بعد اگر وہ غیبت کرے تو فوراً اس کو یاد دلادے کہ دیکھو تم نے کیا پڑھا تھا اسکے خلاف کرتی ہو اور مثلاً ان کو پردہ کی ضرورت یا پست آواز سے بولنے کی تاکید پڑھائی گئی اور پھر اس میں کوتاہی یا غفلت کا مشاہدہ ہوا۔ فوراً اس کو روکنا چاہئے یا ان کو حرص مال وزیور کی مذمت پڑھائی تھی پھر انہوں نے کسی تکلف کے کپڑے یا غیر ضروری زیور کی ہوس کی تو فوراً ان کو متنبہ کیا جاوے۔ اس طرح امید ہے کہ اخلاق فاضلہ واعمال صالحہ کا ملکہ (عادت) ان میں پیدا ہو جاوے گا اور یا یہ ہوا ہے کہ انکی خود طبیعت اور طینت ہی میں صلاحیت اور قابلیت نہیں ہے تو اس صورت میں۔ مصرعہ[1] "تربیت نا اہل را چوں گردگان برگنبد است" کا اور شعر۔

شمشیر نیک[2] ز آہن بد چوں کند کسے ناکس بہ تربیت نہ شود اے حکیم کس

کا مضمون ہے۔ یہ گفتگو تو خود انکے احوال واعمال کے متعلق تھی اور جو افعال دوسرے شریر لوگوں کے شمار کرائے ہیں ان کا انسداد سوء تدبیر سے ہوتا ہے۔ اس کے انسداد (روکنے) کی اچھی تدبیر یہ ہے کہ واسطہ کے ساتھ نہایت سختی کی جائے اور اپنے مردوں کو بالکل صاف صاف اطلاع دے دی جائے غرض مفاسد کے اسباب یہ ہیں۔ جب یہ ہے تو اس میں عورتوں کی کیا تخصیص ہے یہی اسباب فساد اگر مردوں کو پیش آویں وہ بھی ایسے ہی ہوں گے۔ پھر کیا وجہ کہ عورتوں کو تعلیم سے روکا جائے اور مردوں کو تعلیم میں ہر طرح کی آزادی دی جاوے بلکہ اہتمام کیا جاوے۔ اس فرق کی وجہ بعد تامل بجز اس کے کچھ نہیں معلوم ہوئی کہ عورت سے[3] صدور قبائح یا اس کی طرف نسبت قبائح عرفاً موجب ذلت ورسوائی ہے اور وہی امور اگر مرد سے صادر ہوں یا اس کی طرف منسوب ہوں تو وہ عرفاً (رواجاً) موجب (سبب) ذلت ورسوائی نہیں ہے۔ اس لئے عورت کے لئے ان مفاسد کے احتمال کو موانع تعلیم سے قرار دیا ہے اور مردوں کے لئے نہیں۔ باقی شرعاً ظاہر ہے کہ اس باب میں مرد وعورت یکساں ہیں۔ اگر عورت کے لئے معصیت (گناہ) مذموم (برا) و قابل لوم (ملامت) ہے تو اسی درجہ میں مرد کے لئے بھی۔ اور اگر مرد کے لئے تو موجب طہارت ونزاہت ہے تو اسی درجہ میں عورت کے لئے بھی۔ پس جب شرعاً دونوں برابر ہیں اور عرفاً متفاوت پس اس تفاوت سے عملاً متاثر ہونا یعنی ایک کے لئے ان احتمالات کا اعتبار کرنا اور دوسرے کے لئے نہ کرنا صاف عرف کو شرع پر ترجیح دینا ہے جو بہت بڑا شعبہ ہے جاہلیت کا جسکا منشاء (وجہ) کبر اور ترفع (بڑائی) ہے وبس۔ اور یہ صرف میرا ہی دعویٰ نہیں بلکہ مدعا[4] علیہم کا اقرار بھی ہے۔ چنانچہ بکثرت ان لوگوں کی زبان سے سنا گیا ہے کہ میاں مرد کا کیا ہے اس کی مثال تو برتن کی سی ہے کہ دس دفعہ سن گیا اور جب دھو دیا صاف ہو گیا۔ اور عورت کی مثال موتی کی آب کی سی ہے کہ اگر ایک دفعہ اتر گئی پھر چڑھ ہی نہیں سکتی۔ اس کے معنی دوسرے لفظوں میں صاف یہ بھی ہیں کہ مردوں کیلئے معصیت کو خفیف سمجھتے ہیں اور عورتوں کے لئے شدید تو علاوہ کبر کے اس میں تو فتویٰ استخفاف کے جاری ہونے کا بھی اندیشہ اور سخت اندیشہ ہے۔

۱: تعلیم نااہل کو مثل گیند کے ہے گنبد پر ۱۲۔

۲: برے لوہے کی تلوار اچھی کیسے بن سکتی ہے اے عاقل ناقابل تعلیم سے انسان نہیں بن سکتا ۱۲۔

۳: صادر ہونا برائیوں کا ۱۲۔

۴: جن پر دعویٰ کیا گیا ۱۲۔

اب صرف تیسرے طبقہ کے متعلق کلام باقی رہ گیا جو تعلیم کے حامی تو ہیں لیکن اس تعلیم کی تعیین (مقرر کرنے) میں یا اس کے طریقہ کی تجویز میں ان سے غلطی ہوئی چنانچہ ان میں بعض کا بیان بضمن اصلاح خیال طبقہ ثانیہ کے اوپر ہو چکا ہے۔ مثلاً ان کو صرف حرف شناس بنا کر چھوڑ دینا پھر ان کا اپنی رائے سے مختلف رسالوں کا مطالعہ کرنا اور مثلاً بعد تعلیم کے عمل کی نگرانی نہ کرنا جس کی متعدد مثالیں بھی ساتھ ساتھ مذکور ہوئی ہیں۔ اور بعض کا بیان اب کیا جاتا ہے مثلاً بعضے مستورات کو بجائے علوم دینیہ پڑھانے کے ان کو تاریخ وجغرافیہ یا اس سے بڑھ کر انگریزی پڑھاتے ہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ انجیل پڑھاتے ہیں جس کی وجہ صرف تقلید (پیروی) اہل یورپ کی ہے یعنی انکے نصاب تعلیم میں شائستگی (لیاقت) کو منحصر سمجھنا اس کی بنا (وجہ) ہے۔ مگر یہ خیال نہیں کرتے کہ ہم میں اور ان میں اگر رسوم وعادات اور طبائع وخواص (خاصیتیں) کا بھی فرق نہ ہوتا تاہم سب سے بڑا فرق مذہب ہی کا ہے کہ ہم مذہب اسلام کا التزام (لازم کرنا) کئے ہوئے ہیں اور وہ یا تو کوئی مذہب نہیں رکھتے اور زیادہ ان میں ایسے ہی ہیں اور یا ہمارے مذہب کے مغائر دوسرا مذہب رکھتے ہیں اسلئے انکے یہاں یا تعلیم مذہبی بالکل نہ ہوگی صرف زبان کی تعلیم ہوگی یا دنیوی معلومات کی تعلیم ہوگی اور یا دوسرے مذہب کی تعلیم ہوگی۔ بہر حال ان لوگوں کے اس تعلیم کا تو ایک خاص مبنیٰ ہے لیکن ہم لوگ اگر ان کی تعلیم کو اختیار کریں تو اس کا کیا مبنیٰ ہے۔ جب غرض تعلیم سے ان کی اور ہے جس کا ابھی ذکر ہوا اور ہماری غرض اور ہے جس کا مختصر بیان طبقہ اولی کی اصلاح خیال کے ذکر میں ہوا ہے۔ یعنی اصلاح عقائد واعمال ومعاملات ومعاشرت واخلاق اور یہ غرض منحصر ہے علم دین میں۔ تو ظاہر ہے کہ ہم کو ان کی تعلیم کا اختیار کرنا ہر طرح بے ربط ہے۔ البتہ اگر کسی کو تحصیل معاش کی بھی حاجت واقع ہونے والی ہو تو بعد علوم دینیہ کے اس کو ان علوم کا حاصل کر لینا بھی مضائقہ نہیں۔ جو اس زمانہ میں معاش کا موقوف علیہ ہو۔ جیسے اس وقت انگریزی وتاریخ وجغرافیہ وغیرہ۔ باقی انجیل کی اس شخص کو بھی ضرورت نہ ہوگی۔ اور ظاہر ہے کہ کسب (کمانا) معاش (روزی) کی حاجت صرف مردوں کو ہوتی ہے اور عورتیں اول اس وجہ سے کہ ان کا نان ونفقہ مردوں کے ذمے ہے۔ دوسرے اس وجہ سے کہ اسلام میں پردہ کی تاکید ہے اور وہ ابواب (طریقہ) خاصہ معاش کے جو خاص علوم پر موقوف ہیں پردہ کے ساتھ حاصل نہیں کئے جا سکتے۔ اسلئے عورتوں کے لئے یہ تعلیم بالکل فضول اور ان کے وقت کی اضاعت ہوگی بلکہ فضول سے متجاوز ہو کر (بڑھ کر) ہر طرح مضر ہوگی جیسا کہ عنقریب ان مضار کا بیان بھی آوے گا۔ بہر حال یہ علوم جن کا لقب تعلیم جدید ہے عورتوں کے لئے ہر گز زیبا نہیں البتہ فنون دنیا میں سے بقدر ضرورت لکھنا اور حساب اور کسی قسم کی دستکاری کہ اگر کسی وقت کوئی سر پرست نہ رہے تو عفت کے ساتھ چار پیسے کما سکے یہ مناسب ہے۔ رہا قصہ شائستگی کا تو جس کا دل چاہے تجربہ کر کے دیکھ لے کہ علم دین کی برابر دنیا بھر میں کوئی دستور العمل اور کوئی تعلیم شائستگی اور تہذیب نہیں سکھلاتا۔ چنانچہ ایک وہ شخص لیجئے جس پر علم دین نے پورا اثر کیا ہے۔ اور ایک وہ شخص لیجئے جس پر تہذیب جدید نے پورا اثر کیا ہے پھر دونوں کے اخلاق ومعاشرت ومعاملہ کا موازنہ کیجئے تو آسمان وزمین کا تفاوت (فرق) پائے گا البتہ اگر تصنع وتکلف کا نام کسی نے تہذیب رکھ لیا ہو تو اسکی یہی غلطی ہوگی کہ ایک مفہوم[1] کا مصداق اس نے غلط ٹھہرالیا۔ اور اگر کسی کے ذہن میں اس وقت کوئی دیندار ایسا آیا ہو جس میں تہذیب حقیقی کی کمی ہو تو اس کی وجہ یہ ہوگی کہ اس نے علوم دینیہ کا پورا اثر نہیں لیا۔ یعنی دین کے اجزاء (حصے) متعدد ہیں۔ عقائد واعمال ومعاملات ومعاشرت واخلاق باطنہ۔ بعضے لوگ صرف نماز روزہ کے احکام کے جاننے کو علم دین اور ان احکام کی پابندی کرنے والے کو دیندار کا لقب دے دیتے ہیں سو خود یہی غلط ہے سب اجزاء مذکورہ کے احکام ضروریہ کا اچھی طرح جاننا علم دین اور سب کی پابندی دینداری ہے سو جس کو دیندار لقب دے کر قلیل التہذیب قرار دیا گیا ہے وہ واقع میں سب اجزائے دین کا مستوعب (پورا کرنے والا) نہیں۔ اور کلام اس میں ہے کہ جس نے سب اجزاء کا اثر لیا ہو بس وہ شبہ رفع ہو گیا۔ بندہ نے اس قسم کے شبہات کے جواب کے لئے رسالہ حقوق العلم لکھا ہے (جو قابل ملاحظہ ہے) غرض تہذیب علم دین کی برابر کسی علم سے حاصل نہیں

---

[1] یعنی ایک عبارت کا مطلب غلط ٹھہرالیا ۱۲۔

ہو سکتی۔ یہی علم دین تو تھا جس نے سلف (پہلے لوگ) میں اپنے اثر سے وہ اخلاق و شائستگی پیدا کی کہ خود یورپ کو بھی اس کا اعتراف (اقرار) بلکہ اس سے اغتراف (حصہ لینا) بھی ہے مگر ہم اپنے گھر کی دولت سے بے خبر ہو کر دوسروں سے اس کی دریوزہ گری (گداگری) کر رہے ہیں۔ وللہ در العارف الرومی حیث قال:

یک سبد پُر نان ترا بر فرق سر　　تو ہمی جوئی لب نان در بدر
تا بزانوئے میان قعر آب　　و ز عطش و ز جوع گشتستی خراب[1]

بعضے آدمی اپنی لڑکیوں کو آزاد و بیباک عورتوں سے تعلیم دلاتے ہیں۔ یہ تجربہ ہے کہ ہم صحبت کے اخلاق و جذبات کا آدمی میں ضرور اثر آتا ہے۔ خاص کر جب وہ شخص ہم صحبت ایسا ہو کہ متبوع (جسکی اتباع کی جاوے) اور معظم بھی ہو اور ظاہر ہے کہ استاد سے زیادہ ان خصوصیات کا کون جامع (جمع کرنے والا) ہوگا تو اس صورت میں وہ آزادی و بیباکی ان لڑکیوں میں بھی آئیگی۔ اور میری رائے میں سب سے بڑھ کر جو عورت کا حیا اور انقباض طبعی ہے اور یہی مفتاح (کنجی) ہے تمام خیر کی جب یہ نہ رہا تو اس سے پھر نہ کوئی خیر متوقع ہے نہ کوئی شر مستبعد ہے ہر چند کہ[2] اذا فاتك الحياء فافعل ماشئت حکم عام ہے لیکن میرے نزدیک ماشئت کا عموم نساء کے لئے بہ نسبت رجال کے زیادہ ہے اسلئے کہ مردوں میں پھر بھی عقل کسی قدر مانع ہے اور عورتوں میں اسکی بھی کمی ہوتی ہے اسلئے کوئی مانع ہی نہ رہیگا۔ اسی طرح اگر استانی ایسی نہ ہو لیکن ہم سبق اور ہم مکتب لڑکیاں ایسی ہوں تب بھی اسی کے قریب مضرتیں واقع ہوں گی۔ اس تقریر سے دو خرابیوں کا حال بھی معلوم ہو گیا ہوگا جن کا اس وقت بے تکلف شیوع ہے۔ ایک لڑکیوں کا عام زنانہ اسکول بنانا اور مدارس عامہ کی طرح اس میں مختلف اقوام اور مختلف طبقات اور مختلف خیالات لڑکیوں کا روزانہ جمع ہونا گو معلّمہ (پڑھانیوالی) مسلمان ہی ہو۔ اور یہ آناڈولیوں ہی میں ہو۔ اور گو یہاں آکر بھی پردہ ہی کے مکان میں رہنا ہو۔ لیکن تاہم واقعات نے دکھلادیا ہے اور تجربہ کرادیا ہے کہ یہاں ایسے اسباب جمع ہو جاتے ہیں جن کا ان کے اخلاق پر برا اثر پڑتا ہے اور یہ صحبت اکثر عفت سوز ثابت ہوئی ہے اور اگر استانی بھی کوئی آزاد یا مکار مل گئی تو کریلا اور نیم چڑھا کی مثال صادق آجاتی ہے۔ اور دوسری جزئی یہ کہ اگر کہیں مشن کی میم سے بھی روزانہ یا ہفتہ وار نگرانی تعلیم یا صنعت سکھلانے کے بہانہ سے اختلاط ہونے لگے تب تو نہ آبرو کی خیر ہے اور نہ ایمان کی۔ مگر افسوس صد افسوس ہے کہ بعضے لوگ ان آفات کو مایہ افتخار سمجھ کر خود اپنے گھروں میں بلاتے ہیں۔ میرے نزدیک تو ان آفات مجسمہ سے بچی تو بچی اور تابع ہو کر تو کیا ذکر کسی بڑی بڈھی مسلمان عورت کا متبوع ہو کر بھی عمر بھر میں ایک بار ہم کلام ہونا بھی خطرناک ہے۔ جن مضرتوں کے ذکر کا اوپر وعدہ تھا ان میں سے بعض یہی ہیں اور بعض کا ذکر اوپر دوسرے طبقہ کے منشاء خیال کے ضمن (درمیان) میں ہو چکا ہے۔ اسلم طریق (بہت درست) لڑکیوں کے لئے یہی ہے جو زمانہ دراز سے چلا آتا ہے کہ دو دو چار چار لڑکیاں اپنے اپنے تعلقات کے مواقع میں آویں اور پڑھیں اور حتی الامکان اگر ایسی استانی مل جاوے جو تنخواہ نہ لے تو تجربہ سے یہ تعلیم زیادہ بابرکت اور بااثر ثابت ہوئی ہے اور بدرجہ مجبوری اس کا بھی مضائقہ نہیں۔ اور جہاں کوئی ایسی استانی نہ ملے اپنے گھر کے مرد پڑھادیا کریں۔ پڑھانے کا تو یہ طرز ہو اور نصاب تعلیم یہ ہو کہ اول قرآن مجید حتی الامکان صحیح پڑھایا جاوے۔ پھر کتب دینیہ سہل زبان کی جن میں تمام اجزائے دینی کی مکمل تعلیم ہو (میرے نزدیک اس وقت بہشتی زیور کے دسوں حصے ضرورت کے لئے کافی ہیں) اور اگر گھر کا مرد تعلیم دے تو جو مسائل شرمناک ہوں ان کو چھوڑ دے اور اپنی بی بی کے ذریعہ سمجھادے۔ اور اگر یہ انتظام بھی نہ ہو سکے تو ان پر نشان کر دے تاکہ ان کو یہ مقامات محفوظ رہیں۔ پھر وہ سیانی ہو کر خود سمجھ لیں گی۔ یا اگر عالم شوہر میسر ہوا اس سے پوچھ لیں گی۔ یا شوہر کے ذریعہ سے کسی عالم سے تحقیق کرالیں گی۔ (چنانچہ بندہ نے بہشتی زیور کے دستور العمل میں جو دیباچہ کے ص ۴ کے حاشیہ سے شروع ہوا ہے اس کا خلاصہ

۱) ایک ٹوکرا تیرے سر پر روٹی کا بھرا رکھا ہے اور تو در بدر روٹی کا ٹکڑا تلاش کرتا ہے اور گھٹنوں تک گہرائی دریا میں کھڑا ہے اور بھوک پیاس سے پریشان ہے ۱۲۔
۲) جب تجھ سے حیا جاتی رہے تو کر جو جی چاہے ۱۲۔

لکھ دیا ہے مگر بعضے لوگ اس کو دیکھتے نہیں اور اعتراض کر بیٹھتے ہیں کہ اگر کوئی مرد پڑھانے لگے تو ایسے مسائل کس طرح پڑھاوے اس لئے ان کا لکھنا ہی کتاب میں مناسب نہ تھا۔ کیسی کچی سمجھ ہے) بہشتی زیور کے آخیر میں مفید رسالوں کا نام بھی لکھ دیا گیا ہے جن کا پڑھنا اور مطالعہ عورتوں کے لئے مفید ہے۔ اگر سب نہ پڑھیں تو ضروری مقدار پڑھ کر باقیوں کو مطالعہ میں ہمیشہ رکھیں اور تعلیم کے ساتھ ان کے عمل کی بھی نگرانی رکھیں۔ اور اس کا بھی انتظام کریں کہ ان کو تدریس (پڑھانے) کا شوق ہو تا کہ عمر بھر علمی شغل رہے تو ان سے علم و عمل کی تجدید و تحریص ہوتی رہتی ہے اور اس کی بھی ترغیب دیں کہ مطالعہ کتب مفیدہ سے کبھی غافل نہ رہیں اور ضروری نصاب کے بعد اگر طبیعت میں قابلیت دیکھیں تو عربی کی طرف متوجہ کریں تاکہ قرآن و حدیث و فقہ اصلی زبان میں سمجھنے کے قابل ہو جائیں اور قرآن کا خالی ترجمہ جو بعض لڑکیاں پڑھتی ہیں میرے خیال میں سمجھنے میں زیادہ غلطی کرتی ہیں اس لئے اکثر کے لئے مناسب نہیں۔

یہ تو سب پڑھنے کے متعلق بحث تھی۔ رہا لکھنا تو اگر قرائن سے طبیعت میں بے باکی معلوم نہ ہو تو کچھ مضائقہ نہیں۔ ضروریات خانگی کے لئے اس کی بھی حاجت ہو جاتی ہے اور اگر اندیشہ خرابی کا ہو تو مفاسد سے بچنا جلب مصالح غیر واجبہ[۱] سے اہم (ضروری) ہے۔ ایسی حالت میں لکھنا نہ سکھلاویں اور نہ خود لکھنے دیں اور یہی فیصلہ کیا ہے عقلاء نے اس اختلاف کا کہ لکھنا عورت کے لئے کیسا ہے۔

اب مضمون کو ختم کرتا ہوں اور غالباً اس مضمون کو بعنوان تسہیل اعادہ (لوٹانا) کی حاجت نہ ہوگی۔ کتبہ

اشرف علی تھانوی سلخ شوال المکرم ۱۳۲۱ھ

طہارت یعنی وضو اور غسل کی فضیلت اور ثواب کا بیان

حدیث میں ہے کہ جو کوئی وضو کرتے ہوئے بسم اللہ پڑھے (بسم اللہ والحمد للہ پڑھنا زیادہ بہتر ہے) پھر ہر عضو دھوتے وقت یہ پڑھے اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اور فارغ ہونے کے بعد یہ پڑھے اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ تو اس کیلئے (بعد مرنے کے) آٹھوں دروازے جنت کے کھول دیئے جائیں گے جس دروازے سے چاہے جنت میں داخل ہو اور اگر فوراً دو رکعت (نفل) نماز پڑھے کہ ان میں قرآن پڑھے (جیسے کہ پڑھا کرتے ہیں) اور اس کو جان لے (یعنی غفلت سے نہ پڑھے جس میں پتہ ہی نہ لگے کہ کیا پڑھا کیا نہیں بلکہ حضور قلب سے پڑھے تاکہ معلوم رہے کہ میں کیا پڑھتا ہوں) اور تمام نماز اسی طرح حضور قلب سے پڑھے تو وہ نماز سے ایسے حال میں فارغ ہوگا کہ گناہوں سے پاک ہوگا مثل اس دن کے جس دن اس کو اس کی ماں نے جنا تھا۔ پس اس سے کہا جاویگا کہ نئے سرے سے عمل کر (رواہ الحافظ المستغفری و حسنه كذا في احياء السنن) اس وقت تک کے گناہ معاف ہو گئے اور علماء نے گناہ صغیرہ مراد لئے ہیں اور دوبارہ عمل کرنے کیلئے کہنا کیسے معلوم ہوگا۔ سو اس کی یہ صورت ہے کہ اس حدیث میں حضور ﷺ کے فرمادینے سے معلوم ہو گیا اور اس قدر کہہ دینا مسرت حاصل ہونے اور عمل کرنے کے لئے کافی ہے۔ حدیث میں ہے کہ اس شخص کا وضو کامل نہیں ہوتا جو مجھ پر درود نہ پڑھے اور دوسری حدیث میں درود پڑھنے کا وقت وضو کے بعد آیا ہے۔ (احیاء السنن)

حدیث میں ہے کہ جو مسلمان وضو کرتا ہے پس منہ دھوتا ہے تو اس کے چہرے سے ہر گناہ دور ہو جاتا ہے جس کی طرف اس کی آنکھوں نے دیکھا تھا پانی کے ساتھ یا یہ فرمایا کہ آخری قطرے پانی کے ساتھ۔ پھر جب دونوں ہاتھ (کہنیوں تک) دھوتا ہے تو اسکے دونوں ہاتھ کے گناہ دور ہو جاتے ہیں جن کو ہاتھ سے کیا تھا پانی کے ساتھ۔ یا یہ فرمایا کہ آخری قطرے پانی کی ساتھ۔ پھر جب دونوں پیر دھوتا ہے تو وہ تمام گناہ دور ہو جاتے ہیں جن کو پیروں سے کیا تھا یہاں تک کہ گناہوں سے صاف ہو جاتا ہے (مسلم) ان گناہوں سے مراد صغیرہ گناہ

۱- مفید چیزوں کا حاصل کرنا

۲- غیر ضروری ۱۲

ہیں جیسا کہ علماء نے فرمایا ہے اور آنکھ کا گناہ جیسے کسی کو بری نظر سے دیکھنا اور ہاتھ کا گناہ مثلاً کسی کو بری نیت سے ہاتھ لگانا اور پیروں کا گناہ مثلاً بری نیت سے کہیں جانا۔ خوب اچھی طرح وضو کیا کرو۔ کس قدر فضیلت و بزرگی وضوء کی ہے اس کی قدر کرو۔ حضرت انسؓ (یہ بڑے درجہ کے صحابی ہیں اور دس برس تک حضورﷺ کی خدمت کی ہے ان) سے ایک طویل حدیث میں وارد ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہﷺ نے: اے انس مبالغہ کر غسل میں جنابت سے (یعنی جو حاجت غسل سے کیا جاتا ہے) پس تو بے شک نہانے کی جگہ سے ایسے حال میں نکلے گا کہ کوئی گناہ اور خطا تجھ پر کچھ باقی نہ رہے گا۔ (گناہ صغیرہ کی معافی یہاں بھی مراد ہے) میں نے (یہ قول حضرت انسؓ کا ہے) عرض کیا کہ مبالغہ کی کیا صورت ہے اے رسول اللہ! فرمایا (وہ یہ ہے) کہ تو بالوں کی جڑیں تر کرے اور بدن کو خوب صاف کرے۔ (بدن کو مل کر صاف کرنا مستحب ہے، اور اچھی طرح صفائی بغیر ملنے کے نہیں ہوتی اور مبالغہ سے مراد بہت اچھی طرح نہانا ہے جس کی تفسیر اور تشریح حضورﷺ نے بیان فرمائی) اور فرمایا رسول اللہﷺ نے اے میرے پیارے بیٹے (شفقت سے یہ لفظ استعمال فرمایا) اگر تو طاقت رکھے ہر وقت وضوء سے رہنے کی تو ایسا کر (ہر وقت وضوء سے رہنا مستحب ہے) پس جس کو موت اس حالت میں آوے کہ وہ باوضو ہو تو اسے شہادت (کا ثواب) مرحمت ہوگا۔ ابو یعلی) تمام شد (۱۶ صفر ۱۳۳۳ھ یوم چہار شنبہ)

بعد الحمد والصلوٰۃ احقر اشرف علی عفی عنہ نے اس ضمیمہ وحواشی متعلقہ حصہ اول بہشتی زیور کو حرفاً حرفاً خود مؤلف سلمہ اللہ تعالیٰ سے سنا، میں سب مضامین سے متفق ہوں۔ اللہ تعالیٰ مؤلف سلمہ اللہ کو جزائے خیر دے اور اس تالیف کو مفتاح خیر بناوے۔ آمین ۱۶ صفر ۱۳۳۳ھ

ضمیمۂ ثانیہ اصلی بہشتی زیور حصہ اول مسمّٰی بہ تصحیح الاغلاط و تنقیح الاخلاط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تمہید

از حکیم الامۃ مجدد الملۃ حضرت مولانا مولوی حافظ شاہ محمد اشرف علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

بعد الحمد و الصلوٰۃ یہ کتاب در حقیقت استقلالاً تصحیح ہے ان اغلاط کی جو احقر کی تالیفات میں ناقلین و کاتبین کے تغافل سے رہ گئی ہیں اور استطراداً ان مسامحات[1] کی جو خود احقر سے صادر ہو گئی ہیں ان سب کی تصحیح کی صورت یہ رکھی ہے کہ اول ایک کتاب[2] کو مع قید نام مطبع و سن طبع لیکر اس کے ایسے مقامات کو مع صفحہ و سطر اس طرح لکھا ہے کہ اول سرخی اصل کے بعد عبارت موجودہ پھر سرخی اصلاح[3] کے بعد عبارت مقصودہ (جو بعد تصحیح ہونا چاہئے) یا مضمون ضروری لکھ دیں تاکہ ناظرین اپنے نسخوں کو اسی کے مطابق صحیح کر لیں۔ البتہ اگر کوئی مقام ان دوسرے ہی نسخوں میں صحیح ہو اور اس نسخہ ماخوذہ میں غیر صحیح ہو مگر اس فہرست میں غفلت سے رہ گیا ہو اس مقام کو اس فہرست کے بھروسہ نہ بگاڑیں بلکہ ہم لوگوں کو بھی اطلاع کر دیں۔ چونکہ مجھ کو اس قدر فرصت نہ تھی اسلئے اس کام میں احقر نے اپنے بعض ثقات احباب سے بہت زیادہ مدد لی ہے جن کے علم و استعداد و تنقید و تدین پر مجھ کو اپنے گمان میں وثوق تھا۔ آخر میں چند دیگر ضروری امور پر تنبیہ کر دینا بھی مناسب معلوم ہوتا ہے۔ (۱) تصحیح کے لئے ہر کتاب کا وہ نسخہ تیار کیا گیا ہے جو سب سے آخر میں طبع ہوا ہے باستثناء ان تالیفات کے جو صرف ایک ہی مرتبہ طبع ہوئی ہیں۔ (۲) جن نسخ ماخوذہ بغرض تصحیح کیساتھ غلط نامہ منضم ہے اس تالیف کی غلطیوں میں سے صرف وہ غلطیاں لیجائینگی جو اس غلط نامہ میں موجود نہیں ہیں لہٰذا تمام غلط نامے اس کتاب کا ضمیمہ سمجھے جاویں۔ (۳) اس کتاب میں صرف وہ غلطیاں لیجائیں گی جو ناظرین کیلئے فہم مضامین میں دشواری پیدا کرنیوالی یا انکو غلطی میں ڈالنے والی ہوں۔ محاورہ اور زبان کی غلطیاں اس میں داخل نہ کی جائیں گی۔ (۴) جو کتابیں ہمارے علم میں شائع ہو چکی ہیں انکی اغلاط کی تصحیح جن پر ہم کو اس وقت تک تنبہ ہوا ہے تصحیح الاغلاط و تنقیح الاخلاط کی جلد اول قرار دی گئی ہے اور جن تالیفات کی اشاعت کا ہم کو بعد کو علم ہو گا یا جو تالیفات آئندہ شائع ہونگی یا تالیفات مطبوعہ ۱۳۳۶ھ تک کی جن اغلاط پر ہمکو بعد کو تنبہ ہو گا ان کی تصحیح کتاب موسوم کی جلد ثانی میں کی جائیگی۔ (۵) جس تالیف کو کوئی صاحب چھاپنا چاہیں انکو چاہئے کہ اول وہ تصحیح الاغلاط کا مطالعہ فرما لیں اور جن غلطیوں کا تعلق کتابت ہی سے ہو انکو صحیح کر لیں[4] اور جن مسامحات[5] کا تعلق مضمون سے ہے انکی تنبیہات کو بلفظہا بطور حاشیہ کے کتاب پر چڑھاویں۔ ہم اس تنبیہ نمبر ۵ کو اس کتاب میں ہر تالیف کی تصحیح کے ابتداء میں یاد دہانی کے لئے اعادہ کرینگے۔ (۶) جن اغلاط کا ترجیح الراجح میں ذکر کیا گیا ہے ان سے اس کتاب میں اس کتاب کی اصلاحات کے ذیل میں جس سے انکا تعلق ہے تفصیلاً یا اجمالاً تعرض کیا جاویگا۔ (۷) تصحیح اغلاط میں ہر کتاب کی تصحیح و اصلاح ایک جداگانہ حصہ قرار دیجاویگی۔ (۸) جس کتاب میں غلط نامہ لگا ہوا ہے اسکے غلط نامہ کی تصحیح بھی تصحیح الاغلاط میں اصل کتاب کیساتھ دیجاویگی۔ (۹) اس کتاب میں صرف ان ہی مضامین کی اصلاح کیجاویگی جو احقر سے تعلق رکھتے ہیں اور جو مضامین بطور حواشی وغیرہ کے دوسرے اشخاص کی طرف سے ان کے ساتھ ملحق ہیں ان سے تعرض نہ کیا جاویگا۔ الا نادراً۔ کتبہ محمد اشرف علی عفی عنہ

۱: انکی دو قسمیں ہیں جنکی تفصیل مولوی حبیب احمد صاحب کی تمہید کے نمبر الف و نمبر ج میں اور انکے حواشی میں درج ہے ۱۲ شبیر علی

۲: چنانچہ تصحیح الاغلاط کی تالیف کے وقت بہشتی زیور مطبوعہ امداد المطابع ۱۳۳۵ھ مؤلف کے پاس تھا ۱۲ شبیر علی

۳: چونکہ تصحیح الاغلاط بابت بہشتی زیور مطبوعہ اشرف المطابع ۱۳۳۵ھ کو اس سے صحیح کر کے صرف ایک قسم کے مضامین کو مستقل شامل کیا ہے لہٰذا بجائے لفظ اصلاح کے اس میں تحقیق لگا دیا گیا ہے ۱۲ شبیر علی (یعنی تصحیح الاغلاط اور تحقیقات مفیدہ ایک ہی چیز ہے ۱۲

۴: چنانچہ بہشتی زیور مطبوعہ اشرف المطابع ۱۳۳۵ھ کی طباعت کے وقت اس قسم کی تمام غلطیاں مندرجہ تصحیح الاغلاط کی تصحیح کر کے کتابت کیلئے دیا گیا ہے ۱۲ شبیر علی

۵: ان سب کو حاشیہ پر نہیں چڑھایا گیا بلکہ ان کی تین قسمیں کی گئی ہیں ملاحظہ ہو تمہید مولوی حبیب احمد صاحب مع حواشی ۱۲ شبیر علی

تمہید از مولانا مولوی حبیب احمد صاحب کیرانوی

احقر حبیب احمد کیرانوی مدعا نگار ہے کہ اعلیٰ حضرت مجدد الملۃ والدین فاضت انہار فیوضہم نے اپنے اس حسن ظن کے سبب جو آنجناب کو اس ہیچمیرز سے ہے اپنی تصنیفات پر نظر ثانی کی خدمت احقر کے سپرد فرمارکھی ہے۔ بنابریں یہ احقر اپنی استعداد کے موافق اس خدمت کو انجام دے رہا ہے۔ اس کے متعلق چند امور کا اظہار کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے (الف) جن اصلاحات [1] کا تعلق حضرت مولانامد ظلہم العالی کے مضامین سے ہے ان کے متعلق یہ بتلادینا ضروری ہے کہ ان میں سے جن میں حضرت مولانامد ظلہم العالی سے کثرت مشاغل وغیرہ کے سبب بداہتہً تسامح ہوا ہے انکے متعلق تو کچھ لکھنے کی ضرورت نہیں لیکن جن اصلاحات کا تعلق ایسے مضامین سے ہے جن میں وقوع تسامح نظری ہے انکے متعلق یہ بتلادینا ضروری ہے کہ احتمال خطاہر دو جانب ہے یعنی یہ بھی ممکن ہے کہ فی الواقع حضرت مولانا سے تسامح ہوا ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ احقر کی غلطی ہو۔ پس ایسے مقامات پر جو حضرت اہل علم اور ذی رائے ہیں انکو چاہئے کہ وہ اصل مضمون اور اصلاح دونوں پر نظر کر کے امر محقق کو اختیار کریں۔ اور جو حضرات اہل الرائے نہیں ہیں وہ دیگر علماء سے تحقیق فرمالیں (ب) بعض اصلاحات [2] ایسی بھی ہیں جنکا تعلق اصلاح تسامح سے نہیں ہے بلکہ ان کا تعلق توضیح مضمون یا کسی اور فائدہ سے ہے۔ (ج) بہشتی زیور کے ان مسائل کی تحقیق کے لئے جن پر معاندانہ اعتراضات کئے گئے ہیں ہم نے ایک مستقل کتاب [3] لکھی ہے جسکا نام تحقیقات مفیدہ رکھا گیا ہے پس اس کتاب میں جہاں ان مسائل کا ذکر آئیگا وہاں ان مسائل پر اجمالاً کلام کر کے تفصیل کے لئے تحقیقات مفیدہ کا حوالہ دیدیا جاویگا۔ جن کو ان مسائل کی تحقیق اور تفصیل معلوم کرنیکا شوق ہو وہ اس کتاب میں دیکھ لیں وہ کتاب تدریجاً ''الامداد'' میں شائع ہوئی ہے۔ (د) اس کتاب میں تحقیقات مفیدہ کا انہیں مسائل کے تحت میں حوالہ دیا جاویگا جنکے متعلق معاندانہ اعتراضات کا ہمکو علم ہو چکا ہے اور جنکے متعلق علم نہیں ہو ان کے متعلق حوالہ نہ ہوگا۔ احقر حبیب احمد کیرانوی عفی عنہ (تمہید یں ختم ہوئیں آگے ضمیمہ ثانیہ شروع ہوتا ہے)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آغاز کتاب بعد تمہید

اصل ص ۳۲ اللہ ورسول نے دین کی سب باتیں...... الخ تحقیق اسکا یہ مطلب [4] ہے کہ اللہ ورسول ﷺ نے دین کی سب باتیں بندوں کو بتلادی ہیں خواہ اصول، کلیہ کے طور پر ہوں یا تفریعات جزئیہ کے طور پر اور بدلالۃ النص ہوں یا باشارۃ النص الی غیر ذلک من وجوہ البیان اسلئے اب کوئی نئی بات دین میں نکالنا درست نہیں۔ ایسی نئی بات کو جو نہ نصوص میں منصوص ہو نہ ان سے مستنبط ہو بدعت کہتے ہیں اور بدعت بایں معنی بڑا گناہ ہے۔ اس توضیح سے معلوم ہوا کہ اقوال صحابہ و تابعین وائمہ مجتہدین جو کہ نصوص سے مستنبط ہیں بدعت نہیں ہیں۔ ہاں جو امور مستند الی الدلالۃ الشرعیہ نہیں اور اہل بدعت نے انکو زبردستی دین میں ٹھونس دیا ہے وہ ضرور بدعت ہیں اصل ص۳ تمام امت میں سب سے بہتر ہیں..... الخ تحقیق یہ عنوان صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے منصوص ہے اور جناب رسول اللہ

---

(۱) ایسی اصلاحات کو بعد ملاحظہ حضرت حکیم الامۃ مولف دام ظلہم العالی داخل متن کر دیا گیا اور حاشیہ پر لکھدیا گیا کہ یہ عبارت فلاں لفظ سے فلاں تک اس مرتبہ بدلی گئی ہے لہٰذا مطبوعات سابقہ کو اس سے درست فرمالیں ۱۲

(۲) ایسی اصلاحات کو حاشیہ پر لکھدیا ہے ۱۲ شبیر علی

(۳) اطلاع۔ کتاب تصحیح الاغلاط یعنی تحقیقات مفیدہ کا جو حصہ مولانا مولوی حبیب احمد صاحب کیرانوی نے اب تک تالیف کیا ہے وہ بہشتی زیور کا ضمیمہ ثانیہ بنادیا گیا ہے بقیہ موعودہ مضمون کی ابتک تالیف نہیں ہوئی اور نہ اب تالیف کی توقع ہے لہٰذا کوئی صاحب کتاب تحقیقات مفیدہ کی فرمائش کی تکلیف نہ فرماویں ۱۲

(۴) ان تحقیقات کو ہر حصہ کے آخر میں بذیل سرخی ضمیمہ ثانیہ بحوالہ صفحات متن درج کر دیا ہے مگر متن میں ان حواشی کا حوالہ نہیں دیا گیا ہے کیونکہ یہ مضامین صرف اہل علم کے مطالعہ کے قابل ہیں وہ خود ملاحظہ فرمائیں گے۔ ۱۲ شبیر علی

ﷺ کے حضور سے پاس ہو چکا ہے چنانچہ امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں خیر ھذہ الامۃ بعد نبینا ابو بکر ....الخ کذافی مسند احمد اور حضرت عبد اللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں: کنا نقول و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حی افضل الامۃ النبیؐ و بعدہ ابو بکر .... الخ کما فی المشکوۃ۔ پس اس عنوان پر اعتراض کرنا در حقیقت صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین اور جناب رسول اللہ ﷺ پر اعتراض کرنا ہے۔ **اصل** ص **۳۳** کسی کا نام لیکر کافر کہنا.... الخ **تحقیق** اسمیں دو جزو ہیں: ایک یہ کہ کسی کا نام لیکر کافر کہنا بڑا گناہ ہے اور دوسرا کسی کا نام لیکر اس پر لعنت کرنا بڑا گناہ ہے سو جزو اول کے معنی یہ ہیں کہ کسی کا نام لیکر اسکو قطعی طور پر کافر کہنا بڑا گناہ ہے بشرطیکہ اسکا کفر قطعی نہ ہو کیونکہ اس میں دعویٰ ہے علم غیب کا ہاں باعتبار ظاہر حال اسکو کافر کہنا اور اسکے ساتھ کفار کا سا معاملہ کرنا گناہ نہیں بشرطیکہ وہ مقر بالکفر ہو یا مدعی اسلام تو ہو مگر ضروریات دین میں سے کسی امر کا منکر ہو جیسے روافض کہ جمع بین الاختین کو حرام نہیں مانتے اور قرآن پر ایمان نہیں رکھتے بلکہ اسکو محرف اور مبدل کہتے ہیں اور حضرت عائشہ صدیقہؓ اور ابو بکر صدیقؓ و عثمان غنیؓ وغیرہم رضوان اللہ علیہم اجمعین کو مومن ظاہراً و باطناً نہیں جانتے حالانکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان کو مومن ظاہراً و باطناً جاننا اور ماننا ایسا ہی قطعی ہے جیسا کہ نماز روزہ کا ماجاء بہ الرسولؐ ہونا۔ اسلئے ان کے ایمان کا انکار بے شبہ تکذیب ہے، جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ رہا جزو ثانی۔ سو اسکے معنی یہ ہیں کہ کسی شخص کا نام لیکر اس پر لعنت کرنا خواہ وہ مسلمان ہو یا کافر بڑا گناہ ہے بشرطیکہ اسکا کفر قطعی نہ ہو کیونکہ اگر اسکا کفر قطعی نہیں ہے تو اس میں احتمال ہے اس امر کا کہ وہ فی علم اللہ مرحوم ہو لکو نہ مومنا باطنا او ظاھرا حالاً او مآلاً اور جب وہ احتمالاً فی علم اللہ مرحوم ہوا تو اس پر لعنت کرنا جائز نہ ہوگا اور اگر وہ مسلمان ہے تب تو عدم جواز ظاہر ہے لان کل مومن مرحوم ولیس بملعون بعض لوگوں کو مشروعیت لعان سے جواز لعن معین کا شبہ ہوا ہے مگر یہ انکی غلطی ہے کیونکہ اگر مشروعیت لعان جواز لعن شخصی کو مستلزم ہو گی تو لازم آئیگا کہ جس کے لئے لعان مشروع ہو اسپر لعن جائز ہو حالانکہ اس کا کوئی قائل نہیں ہو سکتا کیونکہ لعان تو صحابہ اور غیر صحابہ سب کے لئے مشروع ہے پس چاہئے کہ صحابہ پر بھی لعن جائز ہو ولا یقول بہ مسلم۔ پس معلوم ہوا کہ مشروعیت لعان اور چیز ہے اور جواز لعن شخصی دوسری چیز۔ اور اول ثانی کو مستلزم نہیں۔ نیز بعض لوگوں کو دھوکہ ہوا ہے اور انہوں نے لعن کے معنی ابعاد عن الرحمۃ بیان کر کے کہا ہے کہ ابعاد عن الرحمۃ کی دو صورتیں ہیں۔ ایک ابعاد عند الرحمۃ مطلقا اور دوسری ابعاد عن الرحمۃ المختصۃ بالابرار۔ سو لعن بالمعنی الاول مسلمان پر نہیں ہو سکتی ہاں لعن بالمعنی الثانی اس پر ہو سکتی ہے مگر یہ بھی ان کی غلطی ہے کیونکہ رحمۃ مختصۃ بالابرار کے بھی درجات متفاوت ہیں۔ ایک وہ رحمت ہے جو مختص بالانبیاء ہے اور دوسری وہ جو مختص بالصحابہ ہے پس چاہئے کہ نعوذ باللہ صحابہ پر لعن بمعنی ابعاد عن الرحمۃ المختصۃ بالانبیاء جائز ہو۔ ولا یقول بہ مسلم علی ہذا رحمۃ مخصہ بالانبیاء کے بھی درجات متفاوت ہیں۔ چنانچہ ایک وہ رحمت ہے جو مختص بجناب رسول اللہ ﷺ ہے ایک وہ ہے جو اس سے کم ہے۔ پس چاہئے کہ نعوذ باللہ انبیاء پر لعن بمعنی ابعاد عن الرحمۃ المختصۃ برسول اللہ ﷺ جائز ہو۔ ولا یقول بہ مسلم۔ پس ثابت ہوا کہ لعن شخصی بجز ان کفار کے جن کا کفر قطعی ہے کسی پر جائز نہیں اور جو لوگ جواز کے قائل ہوئے ہیں انکو اسکے مفاسد و لوازم پر تنبیہ نہیں ہو اور نہ وہ ہرگز اس کے قائل نہ ہوتے۔ **اصل** ص **۳۸** علی بخش۔ حسین بخش، عبد النبی وغیرہ نام رکھنا.... الخ **تحقیق** اس مسئلہ پر بعض جہلاء نے اعتراض کیا ہے مگر ہم اس مسئلہ کے ثبوت میں خاتم علماء فرنگی محل جناب مولوی عبد الحی صاحب قدس سرہ کا فتویٰ پیش کرتے ہیں جنکو یہ جہلا اپنا استاد بھی مانتے ہیں اور انکو علماء محققین میں بھی شمار کرتے ہیں اور انکی تصانیف مثل سعایہ سے احتجاج بھی کرتے ہیں۔ مولوی صاحب موصوفؒ تحریر فرماتے ہیں کہ **الجواب** ایسا نام جسمیں اضافت عبد کی طرف غیر خدا کے ہو درست نہیں ہے اور اگرچہ صرف اس قسم کے نام رکھنے سے حکم شرک کا نہ ہو بسبب احتمال اسکے کہ عبد سے مراد خادم و مطیع ہے مگر بوئے شرک سے ایسا نام خالی نہیں ہے۔ (بہشتی زیور میں اسی بوئے شرک کی بنا پر اسکو افعال شرک و کفر میں درج کیا ہے حبیب احمد) قرآن و حدیث اس قسم کے نام رکھنے کی ممانعت پر دال ہیں اور علماء امت محمدی نے بھی جابجا اسکی تصریح کی ہے۔ تفسیر جلالین میں ہے:

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ خلق مِنْهَا زَوْجَهَا حواء لِیَسْکُنَ اِلَیْهَا فَلَمَّا تَغَشّٰهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِیْفًا

هو النطفة فمرت به ذهبت و جائت لخفته فلما اثقلت كبر الولد في بطنها واشفقا ان يكون بهيمة دعوا الله ربهما لئن اتيتنا صالحا سويا لنكونن من الشاكرين فلما اتاهما صالحا جعلا له شركاء فيما اتاهما بتسمية عبد الحارث ولا ينبغي ان يكون عبد ا الا الله وليس باشراك في المعبودية لعصمة آدم وروى عن النبي صلى الله عليه وسلم قال لما ولدت حواء طاف بها ابليس وكان لا يعيش لها ولد فقال سميه عبد الحارث فانه يعيش فسمته فعاش فكان هذا من وحي الشيطان وامره رواه الحاكم وقال صحيح والترمذي وقال حسن غريب انتهى ملخصا

اور جمل کے حواشی جلالین میں ہے:

وليس الجعل المذكور باشراك الله بل هو شرك في التسمية وهذا لا يقتضي الكفر اھ

اور شرعۃ الاسلام میں ہے:

ولا يسميه حكيما ولا حكما ولا ابا عيسى ولا عبد فلان انتهى:

اور ملا علی قاری کی شرح فقہ اکبر میں ہے:

اما ما اشتهر من التسمية بعبد النبي فظاهره كفر الا ان اراد بالعبد المملوك انتهى:

اور ملا علی قاری کی شرح مشکوٰۃ میں ہے:

ولا يجوز نحو عبد الحارث وعبد النبي ولا غيره مما شاع بين الناس اھ

اور ابن محمد مکی کی شرح منہاج میں ہے:

ويحرم ملك الاملاك لان ذلك ليس لغير الله وكذا عبد النبي وعبد الكعبة او الدار او علي او الحسن لا يهام التشريك ... انتهى۔

والله اعلم۔ حرره عبده الراجي عفور به القوى ابو الحسنات محمد عبد الحي تجاوز الله عن ذنبه الجلي والخفي۔ مجموعہ فتاویٰ جلد دوم ص ۲۹۶ و ص ۲۹۷۔

رہا علی بخش سو اسکا موہم شرک ہونا سو وجہ سے ہے کہ جس طرح عبد مشترک ہے یوں ہی علی بھی مشترک ہے درمیان اسم خدا اور اسم علی مرتضیٰ کے اور متبادر اس سے اسم علی مرتضیٰ ہی ہے کیونکہ یہ امر کہ خدا کا نام بھی علی ہے عوام اسکو نہیں جانتے اور حسین بخش اسکا واضح قرینہ ہے پس اسکے موہم شرک ہونے میں شبہ کرنا سراسر جہل ہے۔ اصل ص ۳۱ اچھی بری تاریخ اور دن کا پوچھنا..... الخ تحقیق مطلب یہ ہے کہ عورتوں وغیرہ میں اختلاط ہنود یا روافض کے سبب یہ بات پیدا ہو گئی ہے کہ وہ نجومیوں وغیرہ سے اچھی بری تاریخیں اور دن پوچھا کرتی ہیں۔ حالانکہ شریعت میں اسکی کچھ اصل نہیں ہوتی یہ امر شرک اور کفر کی باتوں میں سے ہے۔ بایں معنی کہ یہ کفار کا طریقہ ہے نہ کہ مسلمانوں کا اور یہ مطلب نہیں ہے کہ اگر شریعت سے (فرضاً یا حقیقتاً) کسی تاریخ یا دن کی برائی یا اچھائی ثابت ہو تو اسکا دریافت کرنا بھی شرک اور کفر کی بات ہے۔ بھلا کون مسلمان ہوگا جو ایسا کہے گا یہ معترضین کا عناد ہے کہ وہ کلام کو ایسے محمل پر محمول کرتے ہیں جو قائل کے ذہن سے کوسوں دور ہے۔ رہا یہ امر کہ شرعاً بعض وقتوں کا بعض کاموں کیلئے اچھا ہونا اور بعض دنوں کا بعض کاموں کے لئے برا ہونا ثابت ہے یا نہیں سو یہ امر آخر ہے اور بہشتی زیور اس سے ساکت ہے نہ وہ اسکی نفی کرتی ہے نہ اثبات پس اس پر یہ اعتراض کرنا کہ یہ مسئلہ شریعت کے خلاف ہے غلط ہے اور پوچھنے سے مراد بغرض تصدیق پوچھنا ہے نہ کہ مطلقاً جیسا کہ حدیث مسلم میں ہے کہ من اتى عرافا فسأله عن شيء لم يقبل له صلوة اربعين ليلة اصل ص ۳۸ شگون لینا تحقیق واضح ہو کہ فال شرعی اور چیز ہے اور شگون جو عوام میں اختلاط ہنود وغیرہ کے سبب مروج ہے وہ اور ہے۔ چنانچہ فال شرعی یہ ہے کہ کوئی شخص اتفاقاً کسی کے منہ سے کوئی اچھا لفظ سنے اور اسکو سنکر حق سبحانہٗ کی جانب سے وصولی خیر کا امیدوار ہو۔ اور شگون مروج یہ ہے کہ ہتھیلی میں کھجلی ہوئی سمجھا کہ روپیہ ہاتھ آئیگا۔ کسی نے چھینک دیا سمجھا کہ کام نہ ہوگا۔ داہنی آنکھ پھڑکی سمجھا خوشی ہوگی۔ بائیں آنکھ پھڑکی سمجھا کہ رنج ہوگا۔ اس قسم کے شگون از قسم عرافہ ہیں اور فال شرعی میں داخل نہیں ہیں بلکہ وہ طیرہ میں داخل ہیں۔ اور بحدیث الطيرة شرك امور شرکیہ میں داخل ہیں۔ پس بعض حمقاء کا یہ سمجھنا کہ شگون نیک مطلقاً جائز

ہے اور بہشتی زیور کا مسئلہ غلط ہے جہل صریح اور واضح گمراہی ہے۔ **اصل ص ۳۸ تصویر رکھنا** **تحقیق** تصویر سے مراد جاندار کی بڑی تصویر ہے۔ اور مقصود اس سے ان لوگوں کی اصلاح ہے جو نئی روشنی سے متاثر ہو کر اپنے دوست احباب کی تصویریں رکھتے ہیں یا جاہلانہ اعتقاد سے مغلوب ہو کر بزرگوں کی تصویریں بغرض تبرک رکھتے ہیں اور ان کی تعظیم و تکریم کرتے ہیں جو حالاً یا مآلاً شرک ہے اور ہر تصویر مراد نہیں ہے خواہ جاندار کی ہو یا بے جان کی اور چھوٹی ہو یا بڑی بضرورت ہو یا بلا ضرورت۔ مہمان ہو یا معظم۔ جیسا کہ بعض حمقاء کا خیال ہے اور نظیر اس کی حدیث مسلم ہے جس میں جبرئیل علیہ السلام کے یہ الفاظ ہیں انا لا ندخل بیتا فیه کلب اوصورة کیونکہ جس طرح حدیث مذکورہ میں صورۃ و کلب لفظاً مطلق ہیں اور معناً مقید۔ یوں ہی بہشتی زیور میں تصویر لفظاً مطلق ہے اور معنی مقید فتنبہ۔ **اصل ص ۳۹ چراغ جلانا**
تحقیق جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لعن اللّٰہ زائرات القبور والمتخذین علیها المساجد والسرج رواہ الترمذی وغیرہ۔ اسمیں قبروں پر چراغ جلانے کی صریح ممانعت موجود ہے اور اصل راز اس ممانعت کا یہ ہے کہ قبروں پر چراغ جلانے میں بہت خطرہ تھا قبر پرستی کا جو کہ شرک ہے اسلئے سدباب کیلئے اسکی ممانعت فرمائی گئی لیکن بعض لوگوں نے اس دقیقہ اور راز کو نہیں سمجھا اور بدیں عذر کہ اسمیں تعظیم شانِ اولیاء اللہ ہے اس کو جائز کہدیا اور یہ خیال نہ کیا کہ جو تعظیم حد شرک تک پہنچی ہوئی ہو یا منجر الی الشرک ہو وہ خود جائز نہیں۔ پس اسکی بناء پر کسی محرم منصوص کو کیسے جائز قرار دیا جاسکتا ہے۔ واضح ہو کہ جو کسی مستحب امر میں کوئی مصلحت ہو اور اس سے بڑا مفسدہ ہو تو وہ مصلحت نظر انداز کر دی جاتی ہے اور مفسدہ کا لحاظ کیا جاتا ہے چنانچہ حق سبحانہ جوئے اور شراب کی نسبت فرماتے ہیں۔ یَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ قُلْ فِیْهِمَآ اِثْمٌ كَبِیْرٌ وَّمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَاِثْمُهُمَآ اَكْبَرُ مِنْ نَّفْعِهِمَا دیکھو باوجودیکہ جوئے اور شراب میں منفعتیں بھی تھیں مگر مفسدہ اثم کا لحاظ کیا گیا اور منافع کو نظر انداز کر دیا گیا۔ پس قبروں پر چراغ جلانے میں بھی اگر کوئی مصلحت ہو تو مفسدۂ عظیم کے مقابلہ میں جسکا آج کھلی آنکھوں مشاہدہ کیا جارہا ہے اور اس تعظیم مفرط کے سبب لوگ برابر شرک جلی میں گرفتار ہو رہے ہیں ہرگز اسکو جائز نہیں کیا جاسکتا اور کسی کے قول کے مقابلہ میں جناب رسول اللہ ﷺ کے حکم کو نہیں چھوڑا جاسکتا۔ تعجب ہے حمقاء زمانہ سے کہ وہ ایک طرف تو اتنا غلو کرتے ہیں کہ اتباع حدیث کا دعویٰ کر کے فقہاء کے اقوال مفتی بہ کو چھوڑ دیتے ہیں اور دوسری طرف وہ اسقدر کمی کرتے ہیں کہ بعض علماء کے اقوال کو آڑ بنا کر نصوص صریحہ کو رد کرتے ہیں نیز کبھی تو اتنا غلو کرتے ہیں کہ باوجود وسعت فی المسلک کے احتیاطی مسلک کے چھوڑ دینے پر اعتراض کرتے ہیں اور کبھی اسقدر کمی کرتے ہیں کہ لوگوں کے مشرک اور بُت پرست ہو جانیکی بھی پرواہ نہیں کرتے بلکہ شرک و بت پرستی کی بنیاد مضبوط کرتے ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ قبروں پر چراغ جلانا بنص صریح حرام ہے اور یہ اُن امور میں سے ہے جو اسلام میں بت پرستی کی جڑ قائم کرتے ہیں اور جن کا مفضی الی الشرک ہونا مشاہدہ ہو چکا ہے ایسی حالت میں کوئی مصلحت اسکی حرمت کی معارض ہو کر اُس کو نہیں اُٹھا سکتی۔ اور اس کے جواز میں کسی عالم کا قول معتبر نہیں۔ غایۃ مافی الباب یہ ہے کہ جو علماء اس کے جواز کی طرف گئے ہیں وہ اس بناء پر معذور ہیں کہ ان کو مفسدہ کا احساس نہیں ہوا مگر بعد وضوح مفسدہ کسی کو اُن کی کورانہ تقلید کی گنجائش نہیں ہے۔ **اصل ص ۳۹ عورتوں کا وہاں جانا**۔۔۔۔ الخ **تحقیق** عورتوں کا قبروں پر جانا گو فی نفسہ مشروع ہے مگر عوارض خارجیہ کی وجہ سے غیر مشروع ہے جیسا کہ مساجد میں جانا اور جماعتوں میں شریک ہونا بلکہ مقابر پر جانے میں مفاسد زیادہ ہیں کیونکہ عموماً مقابر جنگلوں میں ہوتے ہیں جہاں ناموس کا زیادہ خطرہ ہے۔ **اصل ص ۳۹ پختہ قبریں بنانا**۔
تحقیق فی المشکوٰۃ عن جابر قال نهی رسول اللّٰہ ﷺ عن تجصیص القبور وان یبنیٰ علیه وان یقعد۔ رواہ مسلم و فیه ایضا عن ابی مرثد الغنوی قال قال رسول اللّٰہ ﷺ لا تجصصوا علی القبور ولا تصلوا الیها رواہ مسلم و فیه ایضا عن ابی الهیاج الاسدی قال قال لی علی الا ابعثك علی ما بعثنی علیه رسول اللّٰہ ﷺ لا تدع تمثالا الا طمسته ولا قبرا مشرفا الا سویته رواہ مسلم وفیه ایضا عن جابر قال منع رسول اللّٰہ ﷺ ان یجصص القبور وان یکتب علیها وان توطأ۔ رواہ الترمذی
ان روایات میں تجصیص قبور کی ممانعت صراحۃً موجود ہے اور ان پر مساجد بنانے اور چراغ جلانے کی ممانعت پیشتر گذر چکی ہے۔ ان تمام نصوص میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کا مقصود یہ ہے کہ قبروں کے اندر کوئی شان عظمت کی پیدا نہ

ہونے پائے تاکہ لوگ ان کی پرستش نہ کرنے لگیں لیکن شیخ عبدالغنی نابلسی وغیرہ نے ان نصوص صریحہ کا معارضہ کیا اور جن اُمور کو جناب رسول اللہ ﷺ نے صراحۃً اور نام لے کر منع فرمایا تھا اُنہوں نے بے دھڑک ان کو بدعت حسنہ فرمادیا اور صرف اسی پر اکتفا نہیں فرمایا بلکہ اور اُمور مثل وضع ستور و القماقم والثیاب ونذر شمع و زیت للوفود عند القبور کو بھی جائز فرمادیا اور وجہ اسکی یہ بیان فرمائی کہ اسمیں اولیاء اللہ کی تعظیم ہے نیز اسمیں مصلحت یہ ہے کہ عوام اُن کو محقر نہ سمجھیں گے۔ اب اہل انصاف غور کریں کہ کیا یہ صاف شریعت کا کھلا ہوا معارضہ نہیں ہے اور شریعت مصطفویہ کے مقابلہ میں نئی شریعت ایجاد کرنا نہیں ہے کہ صاحب شریعت تو ان اُمور کو منع فرماویں ان کے کرنے والے پر لعنت کریں اور شیخ صاحب وغیرہ فرماویں جائز لاینبغی النھی عنه نیز اسکو بدعت حسنہ اور سنت قرار دیں فیا للعجب حقیقت امر یہ ہے کہ تجصیص قبور ووضع الستور والبناء علی القبور وایقاد قنادیل وغیرہ جو کہ لوگوں کیلئے شرک جلی کا دروازہ کھولتے ہیں اور جو کہ نصوص میں منہی عنہ ہیں تمام بدعات سیئہ اور مقصود شارع کے بالکل خلاف ہیں نہ کہ بدعت حسنہ اور سنت۔ کیونکہ بدعت حسنہ کے متعلق شیخ موصوف نے لکھا ہے ان البدعة الحسنة الموافقة لمقصود الشرع تسمی سنة جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی نئی بات کے بدعت حسنہ اور سنت ہونے کے لئے ضرورت ہے اسکی کہ وہ مقصود شارع کے موافق ہو اور اُمور مذکورہ نہ صرف مقصود شارع کے خلاف بلکہ صراحۃً منہی عنہ ہیں۔ پس وہ ضرور بدعت سیئہ ہونگے اور شیخ موصوف اور ان کے متبعین کا قول جو کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے ارشادات صریحہ کے خلاف اور ان کے مقصود یعنی سدباب شرک کے مزاحم ہے ہرگز مقبول نہ ہوگا اور جو مصلحت اُنہوں نے بیان کی ہے وہ مفسدہ شرک کے مقابلہ میں ہرگز قابل وقعت نہ ہوگی۔ واضح ہو کہ میرا مقصود حضرت شیخ اور اُنکے موافقین علمائے ربانی پر طعن نہیں ہے کیونکہ میں جانتا ہوں کہ اُن کا مقصود شریعت کا مقابلہ نہیں ہے بلکہ میرا مقصود یہ ہے کہ یہ اُن کی اجتہادی غلطی ہے خدا معاف کرے۔ لیکن بعد وضوح مفاسد کے اب کسی کو گنجائش نہیں ہے کہ وہ اُن کی کورانہ تقلید کرے بالخصوص ان لوگوں کو جو بزعم خود مجتہد ہیں اور اپنے اجتہاد کے زور میں جمہور فقہاء کو بھی بے حقیقت سمجھتے ہیں۔ اب ہم اپنے بیان کی بعض روایات فقہیہ سے بھی تائید کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ درمختار میں ہے۔ .لا یرفع علیه بناء اور ردالمختار میں ہے قوله لا یرفع علیه بناء ای یحرم لو للزینة ویکرہ لو للاحکام بعد الدفن وفیه ایضا اما البناء علیه فلم ارمن اختار جوازہ وفی شرح المنیة المختار انه لا یکرہ التطیین وعن ابی حنیفة یکرہ ان بنی علیه بناء من بیت اوقبة او نحو ذلك لما روی عن جابر نهی رسول اللّٰه ﷺ عن تجصیص القبور وان یکتب علیها وان بنی علیها. رواہ مسلم وغیرہ اھ. ان روایات سے ثابت ہوا کہ پختہ قبریں بنانا جائز نہیں۔ کیونکہ ان میں ایک تو بناء علی القبر ہوتی ہے دوسرے تجصیص اور وہ دونوں ناجائز ہیں اور بعض لوگوں نے جو کہا ہے لا یکرہ البناء اذا کان المیت من المشائخ والعلماء والسادات سو یہ بوجہ معارض ہونے نصوص اور مذہب حنفی کے مقبول نہیں نیز جو مفاسد عام قبروں پر عمارت وغیرہ بنانے میں ہیں مشائخ وغیرہ کی قبور پر عمارات وغیرہ بنانے میں ان سے زیادہ مفاسد ہیں کیونکہ وہاں علاوہ زینت واحکام واسراف کے فتح باب شرک بھی ہے پس اُنکی قبور پر عمارات بنانا بالاولیٰ ناجائز ہوگا اور بعض لوگوں نے جو کہا ہے الیوم اعتاد والتسنیم باللبن صیانة للقبر عن النبش ورؤا ذلك حسنا وقال ﷺ ما رأہ المسلون حسنا فهو عند اللّٰه حسن اھ. . سو یہ اس لئے نامقبول ہے کہ نہ مسلمون سے مراد عام مسلمان ہیں اور نہ مارأہ المسلمون عام ہے بلکہ مارأہ المسلمون سے مراد وہ امر ہے جو مقصود شارع کے خلاف نہ ہو اور مسلمون سے مراد وہ لوگ ہیں جو اہل اجماع ہیں اور مطلب یہ ہے کہ جو امر مقصود شارع کے خلاف نہ ہو اور اہل اجماع اس پر اجماع کرلیں وہ عند اللہ حسن ہے نہ یہ کہ جس چیز کو بھی بعض مسلمان اچھا سمجھیں وہ خدا کے نزدیک اچھی ہے ورنہ بدعت کا کوئی مصداق ہی باقی نہ رہے گا وھو ظاھر۔ پس اس سے استدلال قبروں کے پختہ بنانے پر صحیح نہیں کیونکہ وہ مقصود نص شارع کے خلاف ہے کما تبین نیز جن لوگوں نے اس کو مستحسن سمجھا ہے وہ بعض علماء ہیں جن کی دوسرے علمائے متیقظین مخالفت کرتے ہیں۔ رہی علت صیانة عن النبش سو وہ اسلئے صحیح نہیں کہ یہ علت علماء مجوزین کے زمانہ میں پیدا نہیں ہوئی بلکہ

یہ علت جناب رسول اللہ ﷺ اور صحابہ و تابعین و مجتہدین کے زمانہ میں بھی موجود تھی مگر انہوں نے اس کا لحاظ نہیں کیا اور بناء علی القبر اور تجصیص کی اجازت نہیں دی۔ ایسی حالت میں کسی عالم کو کیا مجاز ہے کہ وہ اس علت کا لحاظ کر کے جواز کا فتویٰ دے۔ بالخصوص اسوقت میں جبکہ اسکا مؤدی الی الشرک ہونا اور بانیوں کی نیت کا صیانۃ عن النبش نہ ہونا معلوم و مشاہد ہو۔ خلاصہ یہ ہے کہ بحکم نبوی اور بحکم مذہب حنفی قبروں کا پختہ بنانا ممنوع ہے اور اس کے خلاف کسی عالم کا قول معتبر نہیں واللہ اعلم۔ اصل ص ۳۹ سلام کی جگہ بندگی وغیرہ کرنا۔۔۔۔۔ الخ تحقیق چونکہ سلام کی جگہ بندگی کرنا ہندوؤں کی رسم ہے اسلئے ممنوع ہے اور آداب میں مشابہت نیا چرہ و ترک سنت ہے اسلئے بدعت ہے اور بہشتی زیور میں جو خطوط میں لفظ آداب استعمال کیا گیا ہے وہ آداب بمعنی سلام نہیں ہے بلکہ وہ اپنے لغوی معنی میں مستعمل ہے اور ادب کی جمع ہے یعنی ضمن القاب میں اور اسکے بعد ان آداب کو بجا کر جنکا بجالانا چھوٹوں پر لازم ہے۔ غرض یہ ہے الخ پس اس سے اعتراض حمقاء ساقط ہے۔ اصل ص ۳۹ گانا سننا۔ تحقیق گانے سے مراد مطلق شعر پڑھنا نہیں ہے۔ بلکہ متعارف گانا مراد ہے جیسے بیاہ شادی میں ڈومنیوں کا گانا یا عرسوں میں قوالی وغیرہ جو کہ عورتوں میں رائج ہے اور منشاء حرمت نفس انشاد شعر بصوت حسن نہیں ہے بلکہ دیگر مفاسد کے سبب اس کو ممنوع کہا گیا ہے۔ حضرت مولانا مد ظلہم العالی نے اس بحث کو اصلاح الرسوم میں قدرے تفصیل کے ساتھ ذکر فرمایا ہے اسمیں دیکھ لینا چاہئے۔ اب کوئی اعتراض باقی نہیں رہا۔ اصل ص ۳۹ پیشہ کو ذلیل سمجھنا تحقیق اس سے مراد جائز پیشہ ہے نہ کہ عام خواہ جائز کام ہو یا ناجائز۔ اور مقصود اس سے خرابی کی اصلاح ہے جو کہ شرفاء میں پیدا ہو گئی ہے کہ وہ بھوکا رہنا اور ہندوؤں وغیرہ کی جوتیاں سیدھی کرنا گوارا کرتے ہیں مگر درزی کا کام یا لوہار کا کام یا اور کوئی جائز کام کرنا گوارا نہیں کرتے اور سمجھتے ہیں کہ اسمیں ہماری ذلت ہے۔ پس حمقاء زمانہ کا یہ اعتراض کہ اسمیں ناجائز پیشوں کے ذلیل سمجھنے کی ممانعت ہے سراسر بیہودہ اعتراض ہے۔ اصل ص ۴۰ کسی بیماری میں شیر کا دودھ یا شیر کا گوشت کھلانا تحقیق اس سے مقصود اس مقام پر اس خرابی کی اصلاح ہے جو کہ عوام میں رائج ہے کہ بدون رائے طبیب حاذق اور بلا تحقیق اس امر کے کہ اس مرض کا علاج کچھ اور ہے یا نہیں ان اشیاء کا استعمال کرتے ہیں۔ رہا یہ امر کہ اگر کسی مرض کی نسبت طبیب مسلم حاذق یہ تجویز کرے کہ اس مرض کا علاج بجز شیر کے دودھ وغیرہ محرمات کے اور کچھ نہیں تو انکا کھانا جائز ہے یا نہیں سو یہ امر آخر ہے بہشتی زیور میں اس سے تعرض نہیں۔ کیونکہ اول تو ایسا اتفاق ہی نہیں ہوتا اور اگر ہو بھی تو شاذ و نادر ہوتا ہے۔ اور جو صورت رائج ہے اور جسکے انسداد کی ضرورت ہے وہ یہی ہے کہ بلا تحقیق اور بدون تجویز طبیب حاذق کے گوشت وغیرہ کھلا پلا دیا جاتا ہے لیکن اگر بالفرض اسکا عموم بھی تسلیم کر لیا جاوے تب بھی اسمیں کوئی قابل اعتراض بات نہیں اسلئے کہ مسئلہ مختلف فیہ ہے اور ظاہر مذہب تحریم ہے گو بعض لوگوں نے اجازت دیدی ہے اور اسکو مفتی بہ بھی کہا ہے پس اگر بہشتی زیور میں ظاہر مذہب کو اختیار کیا گیا جو کہ اصل مذہب ہے اور متاخرین کے قول کو نہ لیا تو کیا گناہ کیا۔ بالخصوص اس حالت میں جبکہ اُس کو اختیار کرنے میں احتیاط بھی ہو اور احادیث کے بھی مطابق ہو۔ اور حمقاء زمانہ حضرت مولانا کے بغرض تسہیل مسلک احتیاط کے چھوڑ دینے پر اعتراض بھی کرتے ہوں اور ظاہر احادیث کی بناء پر جمہور فقہاء کی مخالفت کو جائز بھی رکھتے ہوں خلاصہ کلام یہ ہے کہ جو تداوی بالمحرم مختلف فیہ ہے اُس سے بہشتی زیور میں تعرض نہیں بلکہ اس کی ممانعت ہے جو بالاتفاق حرام ہے اور بر تقدیر تنزل اگر تداوی مختلف فیہ ہے جو تعرض بھی ہو تب بھی کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ اولا اسلئے کہ اصل مذہب تحریم ہے دوسرے اسلئے کہ یہ مسلک احتیاط ہے۔ تیسرے اسلئے کہ وہ ظاہر احادیث کے موافق ہے۔ اصل ص ۴۴ جب تک کوئی مجبوری نہ ہو۔۔۔۔ الخ تحقیق دلیل اس مسئلہ کی یہ ہے در مختار میں ہے یکرہ ان یستعین فی وضوئہ لغیرہ الا عند العجز لیکون اعظم لثوابہ واخلص لعبادتہ.. اھ۔ وجہ استدلال استعانت مطلق ہے جو کہ استعانت فی المباشرہ و استعانت فی الصب دونوں کو شامل ہے علی ہذا دلیل کراہت بھی دونوں کو شامل ہے پس استعانت فی الصب مکروہ ہوگی اور علامہ شامی کا یہ کہنا کہ شاید صاحب در مختار کی مراد استعانت فی المباشرۃ ہو سو یہ صحیح نہیں کما یدل علیہ دلیلہ۔ اصل ص ۴۵ جب وضو کر چکے تو بہتر ہے کہ دو رکعت نماز پڑھے تحقیق اسمیں یہ ضرور شرط ہے کہ اوقات مکروہہ میں سے کوئی وقت نہ ہو لیکن جس طرح اور

شرائط نماز کو اس بنا پر ذکر نہیں کیا گیا کہ وہ اپنے مقامات پر مذکور ہیں یوں ہی اس شرط کو بھی ذکر نہیں کیا گیا۔ مع ہذا۔ یہ عنوان اس حدیث کے بھی موافق ہے جس میں تحیۃ الوضو کی مشروعیت کا ذکر ہے چنانچہ اسکے الفاظ یہ ہیں مامن احد یتوضأ ویصلی رکعتین یقبل بقلبه و بوجهه الاوجبت له الجنة اس حدیث میں شرط انتفاء وقت مکروہ لفظاً مذکور نہیں ہے پس بہشتی زیور پر یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ مسئلہ مقید ہے اور بہشتی زیور میں اسکو مطلق لکھا لہٰذا یہ مسئلہ غلط ہے جیسا کہ حمقاء زمانہ کرتے ہیں اصل ص ۴۶ جب ایک دفعہ وضو کر لیا۔۔۔۔ الخ

تحقیق۔ دليله ما فى الغنية وهذه عبارته موضحة بتوضيحا تنا المقوسة الوضوء عبادة غير مقصودة لذاتها (ولا خلاف فيها لاحد) فاذا لم يودبه عمل مما هو المقصود من شرعيته كالصلوٰة وسجدة التلاوة ومس المصحف ينبغى ان لا يشرع تكراره قربة لكونه غير مقصود لذاته والالزم كونه مشروعا لذاته وهو قلب الموضوع (اذا كان كذلك) فيكون اسرافا محضاً لعدم الفائدة الاخروية والدينوية اما الاخروية فلانه غير مشروع للزوم قلب موضوع الشارع كما تبين واما الدينوية فلان الكلام فى الوضوء المستقل الذى ينوى به التقرب لا الذى يقصد به التبرد وازالة الوسخ وغيره (ايضا) قد قالوا فى السجدة لما لم تكن مقصودة لم يشرع التقرب بها مستقلة وكان مكروهة فهذا اولى (لان السجدة عبادة مقصودة فى الحملة بخلاف الوضوء فانها ليست بعبادة مقصودة لذاتها اصلا) انتهى كلامه بتوضيحا تنا المقوسة وهذا كلام متين لا يوهن بتوهينات سخيفة وقد زل قدم خاتم علماء فرنگى محل فى هذا المقام زلة ظاهرة وقال فى السعاية قولا سخيفا عفا الله عنه

اصل ص ۴۷ اگر آگے کی راہ سے ہوا نکلے۔۔۔۔ الخ تحقیق یہ حکم عام عورتوں کا ہے نہ کہ مفضاۃ کا ہے بلکہ مفضاۃ کے حکم سے اس جگہ اسوجہ سے تعرض نہیں کیا گیا کہ وہ نادر الوقوع ہے۔ اصل ص ۴۹ اگر نماز میں بیٹھے بیٹھے یا کھڑے کھڑے سو جاوے تو وضو نہیں گیا اور اگر سجدہ میں سو جاوے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے تحقیق مطلب یہ ہے کہ جس قاعدہ سے عورتوں کو سجدہ کرنیکا حکم ہے اگر وہ اس طرح سجدہ کریں جیسا کہ وہ کیا کرتی ہیں اور اسمیں سو جاویں تو وضو ٹوٹ جاویگا۔ رہا یہ امر کہ اگر مردوں کی طرح سجدہ کریں اور سو جاویں یا نماز سے باہر سو جاویں تو وضو ٹوٹیگا یا نہیں اس سے بہشتی زیور میں تعرض نہیں کیا گیا۔ جب بہشتی زیور کے مسئلہ کا مطلب معلوم ہو گیا تو اب اسکی دلیل سنو۔ عمدۃ الرعایہ میں ہے الحدیث ليس على من نام ساجدا وضوء حتى يضطجع اخرجه احمد فى مسنده وحديث لا يجب الوضوء على من نام جالسا اوقائما اوساجدا حتى يضع جنبيه فانه اذا اضطجع استرخت مفاصله اخرجه البيهقى وقد حسنه ابن الهمام سنده بكثرة الطرق ان احادیث کے الفاظ حتیٰ يضطجع اور اذا اضطجع استرخت مفاصله سے ایک صاحب بصیرت اور ثاقب الذہن شخص بہت آسانی سے سمجھ سکتا ہے کہ عدم انتقاض بالنوم فى سجود الصلوٰة کوئی امر تعبدی نہیں ہے بلکہ وہ معلول بعلت عدم استرخاء مفاصل ہے۔ سو جس حالت میں استرخاء مفاصل پایا جاویگا انتقاض وضوء کا حکم کیا جاویگا اور جس حالت میں استرخاء مفاصل نہ پایا جاویگا حکم بانتقاض نہ کیا جاویگا اسمیں نہ خصوصیت سجود کو دخل ہے نہ ہیئت مسنونہ کے داخل صلوٰۃ ہونے کو جب یہ امر معلوم ہو گیا تو اب سمجھنا چاہئے کہ عورتوں کے سجدہ کی ہیئت مسنونہ اس قسم کی واقع ہوئی ہے کہ اس میں سو جانے سے استرخاء مفاصل ہو جاتا ہے اسلئے اگر عورتیں سجدہ میں سو جائیں گی تو وضوء ٹوٹ جائیگا جیسا کہ بہشتی زیور میں لکھا ہے اور مردوں کی ہیئت مسنونہ اس طرح پر واقع ہوئی ہے کہ جب تک وہ باقی ہے اُسوقت تک استرخاء مفاصل نہیں ہوتا اسلئے اگر مرد سو جاویں تو وضو نہ ٹوٹیگا جیسا کہ حاشیہ بہشتی زیور میں لکھا ہے لیکن اگر عورتیں مردونکی طرح سجدہ کرینگی اور مرد عورتوں کی طرح تو حکم اُلٹا ہو جاویگا پس جس نے اس راز کو سمجھ لیا اُس نے صحیح حکم قائم کیا اور جس نے اس کو نہ سمجھا اُس نے اپنے فہم کے موافق حکم کیا۔ چنانچہ حلبی اس راز کو صغیری شرح منیہ میں سمجھ گئے اور اُنہوں نے کہا المعتمد انه ان نام (الرجل) على الهيئة المسنونة فى السجود رافعا بطنه عن فخذه محافيا مرفقيه عن جنبيه لا يكون حدثا (اقول وكذا المرأة ان نامت على هيئة الرجل) والا (اقول بان نام الرجل على الهيئة الغير المسنونة والمرأة على الهيئة المسنونة) فهو حدث لوجود الاسترخاء سواء فى الصلوٰة او خارجها انتهىٰ كلام الحلبى مع توضيحا تنا المقوسة اور دوسرے لوگوں نے نہیں سمجھا اسلئے وہ چار قولوں پر متفرق ہو گئے کسی نے کچھ کہا منجملہ ان لوگوں کے جنہوں نے اس راز کو نہیں سمجھا خاتم علماء فرنگی محل ہیں کہ وہ سعایہ میں اس اقوى الاقوال واصحها کو

اسخف الاقوال فرماتے ہیں انا للہ وانا الیہ راجعون۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ مسئلہ بہشتی زیور غلط نہیں ہے اور نہ اس کو بھا ضعیف کہا جاسکتا ہے بلکہ یہ بھی اسی قبیل سے ہے جیسے اور مسائل مختلف فیہا ہیں۔ **اصل ص ۵۰ اگر بھر منہ قے ہوئی الی قولہ تو وہ نجس ہے اس کا دھونا واجب ہے۔** تحقیق یعنی اصلی حکم تو یہی ہے کہ اس کا دھونا واجب ہے، چنانچہ اگر انگلی وغیرہ میں تھوڑا خون لگا ہو اور پانی وغیرہ میں ہاتھ ڈالنا چاہے تو اس کا دھونا ضروری ہے ورنہ پانی ناپاک ہو جاویگا گو حق صلوٰۃ میں دفعاً للحرج مقدار درہم یا اُس سے کم کے دھونیکا وجوب ساقط ہو گیا ہے جیسا کہ مسئلہ نمبر ۶ ص ۲ بہشتی زیور حصہ دوم میں اسکی تصریح موجود ہے پس حمقاء زمانہ کا اعتراض ساقط ہو گیا۔ **اصل مسئلہ نمبر ۷ ص ۲۷ اگر تھوڑی سی منی نکلی ..... الخ۔** تحقیق اس مقام پر یہ سمجھ لینا چاہئے کہ اگر منی شہوت و دفق کیساتھ اپنے مقر سے الگ ہو جاوے اور کچھ حصہ اسکا خارج ہو جاوے اور کچھ حصہ کسی وجہ سے اندر رُک جاوے اور غسل کرنے کے بعد خارج ہو تو بلا شرط اس پر دوبارہ غسل واجب ہوتا ہے اور اگر غسل کے بعد بلا شہوت اور دفق کے جدید منی نکلے تو بلا شرط اُس پر دوبارہ غسل واجب نہیں۔ اصل قاعدہ وجوب غسل مکرر کا یہ ہے لیکن چونکہ اسکا معلوم ہونا مشکل ہے کہ جو منی بعد غسل بلا شہوت نکلی ہے وہ منی سابق ہے یا منی جدید اسلئے فقہاء نے امارات کا لحاظ کیا اور کہا کہ جو منی قدر معتدبہ چلنے پھرنے یا سونے یا پیشاب کرنے کے بعد نکلے وہ منی جدید ہے اور چونکہ وہ بلا شہوت خارج ہوئی ہے اسلئے دوبارہ غسل واجب ہے۔ جب یہ تفصیل معلوم ہو گئی تو اب سمجھنا چاہئے کہ بہشتی زیور میں جو صورت فرض کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ منی اپنے مقر اصلی سے دفق اور شہوت کیساتھ جدا ہو جاوے اور اسکا کچھ حصہ نکل جاوے اور کچھ حصہ کسی وجہ سے اندر رہ جاوے اور بعد غسل کے وہ حصہ باقیہ خارج ہو اور اس پر بلا شرط دوبارہ وجوب غسل کا حکم کیا ہے پس یہ حکم صحیح ہے جیسا کہ تفصیل بالا سے معلوم ہوا لیکن چونکہ یہ امر معلوم ہونا مشکل تھا کہ جو منی بعد غسل خارج ہوئی ہے وہ بقیہ منی سابق ہے یا منی جدید بنا بریں حاشیہ میں اسکی توضیح کر دیگئی ہے اور کہدیا گیا ہے کہ یہ حکم جب ہے جبکہ وہ منی قبل سونے اور قبل پیشاب کرنے اور قبل چالیس قدم یا زیادہ چلنے کے نکلے دیکھو ص ۲۷ بہشتی زیور حصہ اول حاشیہ مسئلہ نمبر ۷ پس حمقاء زمانہ کا یہ اعتراض کہ یہ مسئلہ بعمومہ صحیح نہیں ہے غلط ہے۔ **اصل ص ۲۷ جب کوئی کافر مسلمان ہو تو اس کو غسل کر لینا مستحب ہے** تحقیق یعنی نفس اسلام لانے کیلئے غسل کر لینا مستحب ہے لیکن اگر کوئی امر موجب غسل موجود ہو مثل جنابت یا حیض نفاس سے پاکی تو اس کا حکم یہاں بیان نہیں کیا گیا بلکہ بہشتی گوہر میں بیان کیا گیا ہے جو تتمہ ہے بہشتی زیور کا۔ خاتم علماء فرنگی محل نے سعایہ ص ۳۲۹ ج ۱ میں اس مسئلہ کو اسی طرح ذکر کیا ہے جس طرح بہشتی زیور میں مذکور ہے۔ چنانچہ وہ غسل مندوب کے اقسام بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں منہ غسل الکافر اذا اسلم بذلک امر النبی ﷺ من جاء یرید الاسلام کذا فی التجنیس اھ۔ پس حمقاء زمانہ کا بہشتی زیور پر یہ اعتراض کہ یہ مسئلہ مطلق صحیح نہیں ہے بلکہ ایک قید کیساتھ یعنی یہ کہ وہ جنب اور حائض و نفساء نہ ہو سراسر لغو ہے۔ **اصل ص ۵۸ مُردار کے بال اور سینگ..... الخ** تحقیق مُردار سے مراد غیر خنزیر ہے۔ کما فی تنویر الابصار شعر المیتة وعظمها و عصبها و حافرها وقرنها الی قوله طاهر و کما فی الوقایة وشعر المیتة و عظمها وعصبها و حافرها و قرنها وشعر الانسان و عظمه طاهر فلا اعتراض علی بہشتی زیور کما یفعله جهلة زماننا۔ **اصل ص ۶۲ اور بالکل معلوم نہیں کہ پانی کہاں ہے۔** تحقیق اس فقرہ پر حمقاء زمانہ نے یوں اعتراض کیا ہے اسکا صدق تو کسی لایعقل ہی پر ہو گا ورنہ یہ بالکل نہ جاننا کہ پانی کہاں ہے کسی سمجھدار پر تو صادق نہ ہو گا۔ اھ شاید اسکی وجہ یہ ہو کہ اتنی بات تو ہر سمجھدار جانتا ہے کہ سمندر میں اور دریاؤں میں اور چشموں میں پانی موجود ہے۔ لہٰذا یہ صورت کہ بالکل نہ معلوم ہو کہ پانی کہاں ہے کسی سمجھدار پر صادق نہیں آسکتی۔ اگر یہ مطلب ہے اور غالباً یہی ہے تو یہ حمق صریح اور جہل عظیم ہے یا عناد ظاہر ہے کیونکہ اتنی بات ہر سمجھدار جانتا ہے کہ اس مقام پر لفظ کہاں اتنا عام نہیں ہے جتنا یہ جہلاء سمجھتے ہیں بلکہ اسکے معنی صرف اسقدر ہیں کہ اسکو معلوم نہیں کہ اس جنگل میں پانی ہے یا نہیں اگر ہے تو ایک میل کے اندر ہے یا باہر ہے اور اگر اندر ہے تو کس جگہ ہے اب کوئی اعتراض نہیں نیز اس پر اعتراض کیا گیا ہے کہ اس صورت میں تو تیمم کے جواز کی بہت سی صورتیں نکل جائینگی۔ اھ لیکن یہ بھی انکی حماقت اور جہالت ہے کیونکہ یہ جواز تیمم

کی ایک خاص صورت ہے نہ کہ اسکے جواز کا قاعدہ کلیہ کہ اور نہ شمول جمیع صور قاعدہ کلیہ کیلئے ضرور ہے نہ کہ کسی خاص صورت کیلئے مثلاً کوئی یوں کہے کہ اگر کسی نے وضو کیا اور بعد کو پیشاب کیا تو اسکا وضو ٹوٹ گیا تو اس پر یہ اعتراض نہیں ہو سکتا کہ اس سے انتقاض وضو کی بہت سی صورتیں نکل گئیں۔ یہ ہیں وہ لچر اعتراضات جنکی بناء پر بہشتی زیور کو نا قابل اشاعت قرار دیا جاتا ہے اور اس کے لئے سازشی جلسے کئے جاتے ہیں۔ اصل ص ۱۶۳ اگر پانی قریب ہو.... الخ۔ تحقیق مطلب یہ ہے کہ اس صورت میں محض پردہ کے خیال سے اور بوجہ شرم کے تیمم کرنا درست نہیں کما یدل علیہ قولہ مردوں سے شرم کی وجہ سے.... الخ رہا یہ امر کہ اور کوئی وجہ ہو مثل خوف ناموس وغیرہ تو یہ امر آخر ہے، بہشتی زیور میں اسکی نفی نہیں ہے پس حمقاء زمانہ کا اعتراض ساقط ہے۔

ختم ہوا ضمیمہ ثانیہ

فہرست مضامین اصلی مدلل و مکمل بہشتی زیور حصہ دوم

دار الاشاعت، اردو بازار، کراچی

بہشتی زیور کا دوسرا حصہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب اول نجاست(۱) کے پاک کرنے کا بیان

مسئلہ۱ نجاست[۱] کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ جس کی نجاست زیادہ سخت ہے۔ تھوڑی سی لگ جائے تب بھی دھونے کا حکم ہے اس کو نجاست غلیظہ کہتے ہیں۔ دوسری وہ جس کی نجاست ذرا کم اور ہلکی ہے اس کو نجاست خفیفہ کہتے ہیں۔

مسئلہ۲ خون[۲] اور آدمی کا پاخانہ، پیشاب اور منی اور شراب اور کتے بلی کا پاخانہ، پیشاب اور سور کا گوشت اور اس کے بال وہڈی وغیرہ اس کی ساری چیزیں، اور گھوڑے، گدھے، خچر کی لید، اور گائے، بیل، بھینس وغیرہ کا گوبر، اور بکری بھیڑ کی مینگنی غرض کہ سب جانوروں کا پاخانہ اور مرغی بطخ اور مرغابی کی بیٹ اور گدھے خچر اور سب حرام جانوروں کا پیشاب یہ سب چیزیں نجاست غلیظہ ہیں۔

مسئلہ۳ چھوٹے[۳] دودھ پیتے بچہ کا پیشاب پاخانہ بھی نجاست غلیظہ ہے۔

مسئلہ۴ حرام[۴] پرندوں کی بیٹ اور حلال جانوروں کا پیشاب جیسے بکری گائے بھینس وغیرہ اور گھوڑے کا پیشاب نجاست خفیفہ ہے۔

مسئلہ۵ مرغی[۵] بطخ مرغابی کے سوا اور حلال پرندوں کی بیٹ پاک ہے جیسے کبوتر، گوریا یعنی چڑیا مینا وغیرہ اور چمگادڑ[۶] کا پیشاب اور بیٹ بھی پاک ہے۔

مسئلہ۶ نجاست[۷] غلیظہ میں سے اگر پتلی اور بہنے والی چیز کپڑے یا بدن میں لگ جاوے تو اگر پھیلاؤ میں روپے کے برابر یا اس سے کم ہو تو معاف(۲) ہے یعنی بے اس کے[۸] دھوئے اگر نماز پڑھ لیوے تو نماز ہو جاوے گی۔ لیکن نہ دھونا اور اسی طرح نماز پڑھتے رہنا مکروہ اور برا ہے اور اگر روپے سے زیادہ ہو تو وہ معاف نہیں ہے اس کے دھوئے نماز نہ ہوگی۔ اور اگر نجاست غلیظہ میں سے گاڑھی چیز لگ جاوے جیسے پاخانہ اور مرغی وغیرہ کی

۱: النجاسة نوعان غليظة وخفيفة فالخفيفة لا تمنع مالم تفحش والغليظة اذا زادت على قدر الدرهم تمنع جواز الصلوٰة ۱۲ خانيه ج ۱ ص ۱۰۔

۲: فالغليظة كالخمر والدم المسفوح ولحم الميتة وبول مالا يوكل لحمه كالآدمي ولو رضيعا والذئب ونحو الكلب وجميع السباع من البهائم كالفهد وخرء الدجاج والبط والاوز ما ينقض الوضوء بخروجه من بدن الانسان كالدم السائل والمني والمذي والودي والاستحاضة والحيض والنفاس ۱۲ مراقی الفلاح مختصرا ص ۸۷ واما الروث واخثاء البقر فعندابی حنیفه رحمة اللّٰه علیه نجس نجاسة غليظة ۱۲ خانيه ص ۱۰ واما النجاسة الغليظة كالعذرة والبول اى بول مالا يوكل لحمه غير الفرس ولحم الخنزير وسائرا جزائه ۱۲ غنيه ص ۱۴۳۔ ۳: دیکھو حاشیہ نمبر ۲ صفحہ ہذا ۱۲۔

۴: واما الخفيفة فكبول الفرس وكذا بول مايوكل لحمه من النعم الاهلية والوحشية كالغنم والغزال وخرء طير لا يوكل ۱۲ مراقى الفلاح بحذف ص ۸۶۔

۵: واما خرء مايوكل لحمه من الطيور سوى الدجاجة والبط والاوز ونحوهما فطاهر عندنا كالحمامة والعصفور ونحوهما ۱۲ كبيرى ص ۱۴۷۔ ۶: بول الخفافيش وخرء هاليس بنجس ۱۲ رد المحتار ج ۱ ص ۳۲۸۔

۷: وعفى قدر الدرهم وزنا فى المتجسدة ومساحة فى المائعة وهو قدر مقعر الكف داخل مفاصل الاصابع من النجاسة الغليظة فلا يعفى عنها اذا زادت على الدرهم مع القدرة على الازالة ۱۲ مراقى ص ۸۹۔

۸: وعفى دون ربع ثوب ۱۲ تنوير ج ۱ ص ۳۳۰ ومراده من العفو صحة الصلوٰة بدون ازالته لا عدم الكراهة ۱۲ بحر ج ۱ ص ۲۲۸ وفى تفصيله ثلثة اقوال وهذا الذى ذكره المؤلف صححه كثير من الفقهاء وهو الاحوط۔ قال فى البحر اختلفوا فى كيفية اعتبار الربع على ثلثة اقوال فقيل ربع طرف اصابته النجاسة كالذيل والكم والدخريص ان كان المصاب ثوباً وربع العضو المصاب كاليد والرجل ان كان بدناً وصححه صاحب التحفه والمحيط والبدايع والمجتبىٰ والسراج الوهاج وفى الحقائق وعليه الفتوى وقيل ربع جميع الثوب والبدن وصححه صاحب المبسوط وقيل ربع ادنى ثوب تجوز فيه الصلوٰة كالمئزر۔ الخ ج ۲ ص ۲۳۴۔

(۱) ناپاکی۔ (۲) معاف ہے یہ مراد ہے کہ نماز درست ہو جاوے گی مگر کھانے میں کوئی نجاست ذرا سی بھی پڑ جاوے تو وہ ناپاک ہو جاوے گا اسی طرح ہاتھ یا بدن وغیرہ کو ذرا سی بھی کوئی نجاست لگ جاوے تو وہ جگہ جہاں نجاست کا اثر آیا ہے ناپاک ہو جاوے گی اگر اسے چاٹ لیا گیا تو گناہ ہوگا۔ ۱۲۔

نوٹ:۔ جن مضامین سے پہلے یہ حصہ شروع تھا وہ ص سے ص تک درج ہیں ۱۲۔

بیٹ، تو اگر وزن میں ساڑھے چار ماشہ یا اس سے کم ہو تو بے دھوئے ہوئے نماز درست ہے اور اگر اس سے زیادہ لگ جاوے تو بے دھوئے ہوئے نماز درست نہیں ہے۔

مسئلہ۷ اگر نجاست خفیفہ[۱] کپڑے یا بدن میں لگ جائے تو جس حصہ میں لگی ہے اگر اس کے چوتھائی سے کم ہو تو معاف ہے اور اگر پورا چوتھائی یا اس سے زیادہ ہو تو معاف نہیں یعنی اگر آستین میں لگی ہے تو آستین کی چوتھائی سے کم ہو اگر کلی میں لگی ہے تو اس کی چوتھائی سے کم ہو۔ اگر دوپٹہ میں لگی ہے تو اس کی چوتھائی سے کم ہو تب معاف ہے۔ اسی طرح اگر نجاست خفیفہ ہاتھ میں بھری ہے تو ہاتھ (۱) کی چوتھائی سے کم ہو تب معاف ہے۔ اسی طرح اگر ٹانگ میں لگ جائے تو اس کی چوتھائی سے کم ہو تب معاف ہے غرض کہ جس عضو میں لگے اس کی چوتھائی سے کم ہو، اور اگر پورا چوتھائی ہو تو معاف نہیں، اس کا دھونا واجب ہے یعنی بے دھوئے ہوئے نماز درست نہیں۔

مسئلہ۸ نجاست غلیظہ[۲] جس پانی میں پڑ جائے تو وہ بھی نجس غلیظ ہو جاتا ہے اور نجاست خفیفہ پڑ جائے تو وہ پانی بھی نجس خفیف ہو جاتا ہے چاہے کم پڑے یا زیادہ۔

مسئلہ۹ کپڑے[۳] میں نجس تیل لگ گیا اور ہتھیلی کے گہراؤ یعنی روپے سے کم بھی ہے لیکن دو ایک دن میں پھیل کر زیادہ ہو گیا تو جب تک روپے سے زیادہ نہ ہو معاف ہے اور جب بڑھ گیا تو معاف نہیں رہا اب اس کا دھونا واجب ہے بغیر دھوئے ہوئے نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ۱۰ مچھلی[۴] کا خون نجس نہیں ہے اگر لگ جائے تو کچھ حرج نہیں اسی طرح مکھی کھٹمل مچھر کا خون بھی نجس نہیں ہے۔

مسئلہ۱۱ اگر[۵] پیشاب کے چھینٹیں سوئی کی نوک کے برابر پڑ جاویں کہ دیکھنے سے دکھائی نہ دیویں (۲) تو اس کا کچھ حرج نہیں دھونا واجب (۳) نہیں ہے۔

مسئلہ۱۲ اگر[۶] دلدار نجاست لگ جائے جیسے پاخانہ خون تو اتنا دھوئے کہ نجاست چھوٹ جائے اور دھبہ جاتا رہے۔ چاہے جتنی دفعہ میں چھوٹے، جب نجاست چھوٹ جائے گی تو کپڑا پاک ہو جائیگا اور بدن میں لگ گئی ہو تو اسکا بھی یہی حکم ہے۔ البتہ اگر پہلی ہی دفعہ میں نجاست چھوٹ گئی تو دو مرتبہ اور دھو لینا بہتر ہے۔ اگر دو مرتبہ میں چھوٹی۔ تو ایک مرتبہ اور دھوئے، غرض کہ تین بار پورے کر لینا بہتر ہے۔

مسئلہ۱۳ اگر ایسی[۷] نجاست ہے کہ کئی دفعہ دھونے اور نجاست کے چھوٹ جانے پر بھی بدبو نہیں گئی یا کچھ دھبہ رہ گیا۔ تب بھی کپڑا پاک ہو گیا۔ صابن وغیرہ لگا کر دھبہ چھڑانا اور بدبو دور کرنا ضروری نہیں۔

مسئلہ۱۴ اور[۸] اگر پیشاب کے مثل کوئی نجاست لگ گئی جو دلدار نہیں ہے تو تین مرتبہ دھوئے اور ہر مرتبہ نچوڑے اور تیسری مرتبہ اپنی طاقت بھر

۱: وعفي دون ربع ثوب من نجاسة مخففة ۱۲ در ج ۱ ص ۳۲ اور حاشیہ مسئلہ نمبر۶ صفحہ نمبر۲ دیکھو ۱۲۔

۲: ثم الخفة انما تظهر في غير المائع فليحفظ ۱۲ درمختار ـ والحاصل ان المائع متى اصابته نجاسة خفيفة او غليظة وان قلت تنجس ولا يعتبر فيه ربع ولا درهم نعم تظهر الخفة فيما اذا اصاب هذا المائع ثوبا او بدنا فيعتبر فيه الربع ۱۲ رد المحتار ص ۱ / ۲۳۱۔

۳: لو اصاب ثوبه دهن نجس اقل من قدر الدرهم ثم انبسط وقت الصلوٰة فزاد على قدر الدرهم قيل يمنع وبه اخذ الاكثرون كما في البحر عن السراج وفي المنية و به يؤخذ وقيل لا يمنع اعتبار الوقت الا صابة قال القهستاني وهو المختار وبه يفتى وظاهر الفتح اختياره وفي الحلية وهو الاشبه عندي ۱۲ رد المحتار ج ۱ ص ۳۲۶ قلت الاحوط هو القول الاول كما لا يخفى ولذا اختاره المؤلف ۱۲۔

٤: دم السمك ليس بدم حقيقة و كذا دم البق والقمل والبرغوث والذباب طاهر ۱۲ مجمع الانهر ص ۱ / ٦۲۔

٥: وبول انتفخ مثل رؤس الا برعفو ۱۲ ملتقى الابحر ص ٦۳۔

٦: ويطهر متنجس سواء كان بدنا او ثوبا او آنية بنجاسة ولو غليظة مرئية كدم بزوال عينها و لو كان بمرة اى غسلة واحدة على الصحيح ولا يشترط التكرار وعن الفقيه ابى جعفر انه يغسل مرتين بعد زوال العين الحاقا لها بغير مرئية ۱۲ مراقی ص ۹۱

۷: ولا يضر بقاء اثر كلون اوريح في محلها شق زوالها والمشقة ان يحتاج في ازالته لغير الماء او غير المائع كحرض وصابون ۱۲ مراقی ص ۹۱۔

۸: ويطهر محل النجاسة غير المرئية بغسلها ثلاثا والعصر كل مرة ويبالغ في المرة الثالثة حتى ينقطع التقاطر والمعتبر قوة كل عاصر دون غيره ۱۲ مراقی ص ۹۲۔

(۱) یہاں کی عبارت بعد تحقیق اس مرتبہ درست کی گئی ۱۲ شبیر علی

(۲) یعنی بدون غور کے نہ دکھائی دیں ۱۲

(۳) لیکن دھو لینا بہتر ہے۔ ۱۲ شبیر علی۔

خوب زور سے نچوڑے تب پاک ہوگا۔ تو اگر خوب زور سے نہ نچوڑے گی تو کپڑا پاک نہ ہوگا۔

مسئلہ۱۵ اگر نجاست[۱] ایسی چیز میں لگی ہے جس کو نچوڑ نہیں سکتی۔ جیسے تخت، چٹائی، زیور، مٹی یا چینی وغیرہ کے برتن، بوتل، جوتہ وغیرہ تو اس کے پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ایک دفعہ دھو کر ٹھہر جاوے۔ جب پانی ٹپکنا بند ہو جاوے پھر دھوئے پھر جب پانی ٹپکنا موقوف ہو تب پھر دھوئے۔ اسی طرح تین دفعہ دھوئے تو وہ چیز پاک(۱) ہو جاوے گی۔

مسئلہ۱۶ پانی[۲] کی طرح جو چیز پتلی اور پاک ہو اس سے بھی نجاست کا دھونا درست ہے تو اگر کوئی گلاب یا عرق گاؤزبان یا اور کسی عرق سے یا سرکہ سے دھوئے تو بھی چیز پاک ہو جائے گی۔ لیکن گھی اور تیل اور دودھ وغیرہ کسی ایسی چیز سے دھونا درست نہیں جس میں چکنائی ہو وہ چیز(۲) ناپاک رہے گی۔ "(نوٹ۔ مسئلہ ۱۷ ص ۵۸ پر درج کیا گیا ۱۲)۔

مسئلہ۱۸ جوتے[۳] اور چمڑے کے موزے میں اگر ولدار نجاست لگ کر سوکھ جاوے جیسے گوبر، پاخانہ، خون، منی وغیرہ تو زمین پر خوب گھس کر نجاست چھوڑا ڈالنے سے پاک ہو جاتا ہے ایسے ہی کھرچ ڈالنے سے بھی پاک ہو جاتا ہے۔ اور اگر سوکھی نہ ہو تب بھی اگر اتنا رگڑ ڈالے اور گھس دیوے کہ نجاست کا نام و نشان باقی نہ رہے تو پاک ہو جائے گا۔

مسئلہ۱۹ اور[۴] اگر پیشاب کی طرح کوئی نجاست جوتے میں یا چمڑے کے موزے میں لگ گئی جو ولدار نہیں ہے تو بے دھوئے پاک نہ ہوگا۔

مسئلہ۲۰ کپڑا[۵] اور بدن فقط دھونے سے ہی پاک ہوتا ہے چاہے ولدار نجاست لگے یا بے دل کی کسی(۳) اور طرح پاک نہیں ہوتا۔

مسئلہ۲۱ آئینہ[۶] کا شیشہ اور چھری، چاقو، چاندی، سونے کے زیور، پھول، تانبے، لوہے، گلٹ، شیشے وغیرہ کی چیزیں اگر نجس ہو جاویں تو خوب پونچھ ڈالنے اور رگڑ دینے یا مٹی سے مانج ڈالنے سے پاک ہو جاتی ہیں لیکن اگر نقشی چیزیں ہوں تو بے دھوئے پاک نہ ہوں گی۔

مسئلہ۲۲ زمین[۷] پر نجاست پڑ گئی پھر ایسی سوکھ گئی کہ نجاست کا نشان بالکل جاتا رہا۔ نہ تو نجاست کا دھبہ ہے نہ بدبو آتی ہے تو اس طرح سوکھ جانے سے زمین پاک ہو جاتی ہے لیکن ایسی زمین پر تیمم کرنا درست نہیں البتہ نماز پڑھنا درست ہے۔[۸] جو اینٹیں یا پتھر چونا یا گارے سے زمین میں خوب جمادئے گئے ہوں کہ بے کھودے زمین سے جدا نہ ہو سکیں ان کا بھی یہی حکم ہے کہ سوکھ جانے اور نجاست کا نشان(۴) نہ رہنے سے

۱: وان لم یمکن العصر کالحصیر ونحوہ فیطھر بالتخفیف کل مرۃ حتی ینقطع التقاطر ۱۲ مجمع ص ۱ /۶۰۔

۲: یطھر بدن المصلے وثوبہ من النجس الحقیقی بالماء وبکل مائع طاھر مزیل کالخل وماء الورد لا الدھن لا نہ بدسومتہ لا یزیل غیرہ وکذا اللبن و نحوہ ۱۲ مجمع ص ۱ /۵۸۔

۳: ویطھر الخف ان تنجس بنجس لہ جرم بالدلک المبالغ ان جف خلافالمحمد و کذا ان لم یجف عندابی یوسف رحمۃ اللہ علیہ وبہ یفتی ۱۲ مجمع ص ۱ /۵۸۔

۴: وان تنجس الخف بما ئع کبول فلا بدمن الغسل اتفاقاً والمختار ان یغسل ثلاث مرات ویترک فی کل مرۃ ۱۲ ملتقی ص ۵۹ حتی ینقطع التقاطر وتذھب النداوۃ ولا یشترط الیبس ۱۲ رد المحتار ج ۱ ص ۳۱۹۔

۵: قولہ ویطھر خف ونحوہ احتراز عن الثوب والبدن فلا یطھران بالدلک الا فی المنی ۱۲ رد المحتار ج ۱ ص ۳۱۸۔

۶: ویطھر صیقل لا مسام لہ کمراۃ وظفر وعظم وزجاج وانیۃ مدھونۃ او خراطی و صفائح فضۃ غیر منقوشۃ بمسح یزول بہ اثرھا ۱۲ شرح التنویر ص ۳۱۹ ج ۱۔

۷: و تطھر ارض بخلاف نحو بساط بیبسھا و ذھاب اثرھا لاجل صلوٰۃ علیھا لا لتیمم بھا ۱۲ شرح التنویر ج ۱ ص ۳۱۹۔

۸: وحکم اجر مفروش وخص و شجر وکلا قائمین فی ارض کذلک ای کارض فیطھر وکذا کل ما کان ثابتا فیھا لا خذہ حکمھا باتصالہ بھا فالمنفصل یغسل لا غیرالا حجرا خشناکرخی ۱۲ شرح التنویر ج ۱ ص ۳۲۰۔

(۱)،(۲) یعنی جس کو دھویا ہے ۱۲

(۳) مگر سوکھی منی کپڑے یا بدن میں لگی ہو تو خوب کھرچ کر مل ڈالنے سے پاک ہو جاوے گا بشرطیکہ پیشاب کر کے استنجا کر لیا ہو ورنہ ناپاک رہے گا جیسا مفصل پہلے بیان ہو چکا ہے ۱۲۔

(۴) مگر تیمم ان سے بھی جائز نہ ہوگا ۱۲۔

پاک ہوجاویں گے۔

مسئلہ۲۳ جو[1] اینٹیں زمین پر فقط بچھادی گئی ہیں چونا یا گارے سے ان کی جوائی نہیں کی گئی ہے وہ سوکھنے سے پاک نہ ہوں گی ان کو دھونا پڑے گا۔

مسئلہ۲۴ زمین پر[2] جمی ہوئی گھاس بھی سوکھنے اور نجاست کا نشان جاتے رہنے سے پاک ہوجاتی ہے۔ اگر کٹی ہوئی گھاس ہو تو بے دھوئے پاک نہ ہوگی۔

مسئلہ۲۵ نجس[3] چاقو چھری یا مٹی اور تانبے وغیرہ کے برتن اگر دہکتی آگ میں ڈالدئے جائیں تو بھی پاک ہوجاتے ہیں۔

مسئلہ۲۶ ہاتھ[4] میں کوئی نجس چیز لگی تھی اس کو کسی نے زبان سے تین دفعہ چاٹ لیا تو بھی پاک ہوجائے گا۔ مگر چاٹنا منع ہے یا چھاتی پر بچہ کی قے کا دودھ لگ گیا پھر بچہ نے تین دفعہ چوس کر پی لیا تو پاک ہوگیا۔

مسئلہ۲۷ اگر[5] کورا برتن نجس ہوجاوے اور وہ برتن نجاست کو چوس لیوے تو فقط دھونے سے پاک نہ ہوگا بلکہ اس میں پانی بھر دیوے۔ پھر جب نجاست کا اثر پانی میں آجاوے تو گرا کر کے پھر بھر دیوے۔ اسی طرح برابر کرتی رہے۔ جب نجاست کا نام ونشان بالکل جاتا رہے نہ رنگ باقی رہے نہ بدبو تب پاک ہوگا۔

مسئلہ۲۸ نجس مٹی[6] سے جو برتن کمہار نے بنائے تو جب تک وہ کچے ہیں ناپاک ہیں جب پکائے گئے تو پاک ہوگئے۔

مسئلہ۲۹ شہد[7] یا شیرہ یا گھی، تیل ناپاک ہوگیا تو جتنا تیل وغیرہ ہو اتنا یا اس سے زیادہ پانی ڈال کر پکاوے جب پانی جل جاوے تو پھر پانی ڈال کر جلاوے۔ اسی طرح تین دفعہ کرنے سے پاک ہوجاوے گا یا یوں کرو کہ جتنا گھی تیل ہو اتنا ہی پانی ڈال کر ہلاؤ۔ جب وہ پانی کے اوپر آجاوے تو کسی طرح اٹھالو اسی طرح تین دفعہ پانی ملا کر اٹھاؤ تو پاک ہوجاوے گا اور گھی اگر جم گیا ہو تو پانی ڈال کر آگ پر رکھدو۔ جب پگھل جاوے تو اس کو نکال لو۔

مسئلہ۳۰ رنگ[8] میں کپڑا رنگا تو اتنا دھووے کہ پانی صاف آنے لگے تو پاک ہوجاویگا چاہے کپڑے سے رنگ چھوٹے یا نہ چھوٹے۔(1)

مسئلہ۳۱ گوبر[9] کے کنڈے(2) اور لید وغیرہ نجس چیزوں کی راکھ پاک ہے اور ان کا دھواں بھی پاک ہے۔ روٹی میں لگ جاوے تو کچھ حرج نہیں۔

مسئلہ۳۲ بچھونے[10] کا ایک کونہ نجس ہے اور باقی سب پاک ہے تو پاک کونے پر نماز پڑھنا درست ہے۔

مسئلہ۳۳ جس[11] زمین کو گوبر سے لیپا ہو وہ نجس ہے اس پر بغیر کوئی پاک چیز بچھائے نماز درست نہیں۔

۱: دیکھو حاشیہ مسئلہ نمبر ۲۲ باب ہذا۔

۲: حاشیہ مسئلہ نمبر ۲۲ دیکھو۔

۳: فی المنیة ص ٦٥ اذا تلطخ السکین بالدم او تلطخ راس الشاة به ثم ادخل النارفاحترق الدم طهر الراس والسکین ١٢۔

٤: اذا اصاب الخمر یده فلحشه ثلاث مرات تطهریده بریقه کما یطهر فمه بریقه ١٢ منیه ص ٦٦ والصبی اذا قاء علی ثدی الام ثم مص الثدی مرار ایطهر کذا فی فتاوی قاضی خاں عالمگیری ص ٢٨۔

٥: اذا اصابت الخزف والا جر نجاسة ان کان قدیما یطهر بالغسل ثلثا حفف اولم یحفف و ان کان حدیثا یغسل ثلث مرات ویحفف فی کل مرة ١٢ منیه ص ٦٨۔

٦: الطین النجس اذا جعل منه الکوز اوالقدر فطبخ یکون طاهرا ١٢ فتاوی هندیه ج ١ ص ٢٧ وفی الدر کطین نجس فجعل منه کوز بعد جعله علی النار یطهران لم یظهر فیه اثر النجس بعدا لطبخ درمختار ج ١ ص ٣٢٥۔

٧: لو تنجس العسل فتطهیره ان یصب فیه ماء بقدره فیغلی حتی یعود الیٰ مکانه والدهن یصب علیه الماء فیغلی فیعلوا الدهن الماء فیرفع بشیء هکذاثلاث مرات اه وهذاعندابی یوسف خلافالمحمدوهواوسع و علیه الفتوی ١٢ رد المحتار ص ١/٣٤٥ و عالمگیری ج١ص٢٦۔

٨: یطهر ماصبغ او خضب بنجس بغسله ثلاثا والا ولی غسله الی ان یصفوالماء ١٢ درمختار ج ١ ص ٣٣٩ لو صبغ ثوبه او یده بصبغ اوحناء نجسین فغسل الی ان صفا الماء یطهر مع قیام اللون کذا فی فتح القدیر ١٢ عالمگیری ج ١ ص ٢٦ ۔

٩: قال فی الدر ص ١ / ٣٣٦ لا یکون نجسارماد قذر والا لزم نجاسة الخبز فی سائر الا مصار ١٢۔

١٠: فلا تمنع النجاسة فی طرف البساط ولو صغیرا فی الا صح ١٢ رد المحتار ص ١/ ٤١٨۔

١١: لو بسط الثوب الطاهر علی الارض النجسة وصلی علیه جاز بحر ج١ ص ٢٦٨ وکذ احکم الثوب الیابس ایضا اذا بسط علیٰ ارض نجسة رطبة بالماء فظهرت رطوبتها فیه لکن لا یقطر لو عصر فانه لا ینجس وکذا لونشر الثوب المبلول الطاهر علی مکان یا بس نجس فابتل منه لکن لم یظهر عین النجاسةفی الثوب ١٢ غنیه ص ١٧٢۔

(۱) مگر تین دفعہ دھونا چاہئے کہ یہ اقرب الی الاحتیاط ہے ۱۲ تصحیح الاغلاط

(۲) اوپلے گوہے۔

مسئلہ ۳۳ گوبر سے لیپی ہوئی زمین اگر سوکھ گئی ہو تو اس پر گیلا کپڑا بچھا کر بھی نماز پڑھنا درست ہے لیکن وہ اتنا گیلا نہ ہو کہ اس زمین کی کچھ مٹی چھوٹ کر کپڑے میں بھر جاوے۔

مسئلہ ۳۴ پیر[1] دھو کر ناپاک زمین پر چلی اور پیر کا نشان زمین پر بن گیا تو اس سے پیر ناپاک نہ ہوگا۔ ہاں اگر پیر کے پانی سے زمین اتنی بھیگ جاوے کہ زمین کی کچھ مٹی یا یہ نجس پانی پیر میں لگ جاوے تو نجس ہو جاوے گا۔

مسئلہ ۳۵ نجس[2] بچھونے پر سوئی اور پسینہ سے وہ کپڑا نم ہو گیا تو اس کا بھی یہی حکم ہے کہ اس کا کپڑا اور بدن ناپاک نہ ہوگا۔ ہاں اگر اتنا بھیگ جائے کہ بچھونے میں سے کچھ نجاست چھوٹ[(1)] کر بدن یا کپڑے کو لگ جائے تو نجس ہو جائے گا۔

مسئلہ ۳۶ نجس[3] مہندی ہاتھوں پیروں میں لگائی تو تین دفعہ خوب[(2)] دھو ڈالنے سے ہاتھ پیر پاک ہو جاویں گے رنگ کا چھڑانا واجب نہیں۔

مسئلہ ۳۷ نجس[4] سرمہ یا کاجل آنکھوں میں لگایا تو اس کا پونچھنا اور دھونا واجب نہیں ہاں اگر پھیل کر باہر آنکھ کے آگیا ہو تو دھونا واجب[(3)] ہے۔

مسئلہ ۳۸ نجس[5] تیل سر میں ڈال لیا یا بدن میں لگا لیا تو قاعدے کے موافق تین مرتبہ دھونے سے پاک ہو جاوے گا، کھلی ڈال کر یا صابن لگا کر تیل کا چھڑانا واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۹ کتے[6] نے آٹے میں منہ ڈال دیا یا بندر نے جھوٹا کر دیا تو اگر آٹا گندھا ہوا ہو تو جہاں منہ ڈالا ہے اتنا نکال ڈالے باقی کا کھانا درست ہے اور اگر سوکھا آٹا ہو تو جہاں جہاں اس کے منہ کا لعاب لگا ہو نکال ڈالے باقی سب پاک ہے۔

مسئلہ ۴۰ کتے[7] کا لعاب نجس ہے اور خود کتا نجس نہیں سو اگر کتا کسی کے کپڑے یا بدن سے چھو جائے تو نجس نہیں ہوتا۔ چاہے کتے کا بدن سوکھا ہو یا گیلا۔ ہاں اگر کتے کے بدن پر کوئی نجاست لگی ہو تو اور بات ہے۔

مسئلہ ۴۱ ریاح[8] نکلی ہونے کے وقت ہوا نکلے تو اس سے کپڑا نجس نہیں ہوا۔

مسئلہ ۴۲ نجس[9] پانی میں جو کپڑا بھیگ گیا تھا اس کے ساتھ پاک کپڑے کو لپیٹ کر رکھ دیا اور اس کی تری اس پاک کپڑے میں آگئی لیکن نہ تو اس میں نجاست کا کچھ رنگ آیا نہ بدبو آئی۔ تو اگر یہ پاک کپڑا اتنا بھیگ گیا ہو کہ نچوڑنے سے ایک آدھ قطرہ ٹپک پڑے یا نچوڑتے وقت ہاتھ بھیگ جائے تو وہ پاک کپڑا بھی نجس ہو جاوے گا اور اگر اتنا نہ بھیگا ہو تو پاک رہے گا۔ اور اگر پیشاب وغیرہ خاص نجاست کے بھیگے ہوئے کپڑے کے ساتھ لپیٹ دیا تو جب پاک کپڑے میں ذرا بھی اس کی نمی اور دھبہ آگیا تو نجس ہو جاوے گا۔

۱: حاشیہ مسئلہ نمبر ۳۳ دیکھو۔

۲: وان مشى على ارض نجسة فابتلت الارض من بلل رجليه واسود وجه الارض لكن لم يظهر اثر البلل جازت صلوته ۱۲ منیہ ص ۶۳۔

۳: وان نام على فراش نجس فعرق وابتل الفراش من عرقه ان لم يصب بلل الفرش على جسده لا ينجس ۱۲ منية ص ۶۳۔

٤: اختضبت المراة بالحناء النجس اوصبغ الثوب بالصبغ النجس ثم غسل ثلث مرات طهرا لحلدو الثوب واليد ۱۲ منيه ص ۶۲ ردالمحتار ج ۱ ص ۳۳۹۔

٥: لو اكتحل بكحل نجس لا يجب عليه غسله ۱۲ رد المحتار ج ۱ ص ۳٤۱ مطلب فی حكم الوشم۔

٦: ان اصاب الدهن النجس الجلد و تشرب او ادخل يده فى السمن النجس ثم غسل ثلث مرات طهرا لحلدوا لثوب و اليدوان بقى اثر الدهن فهو عفو ۱۲ منيه بحذف ص ۶۲۔

۷: وسور الكلب والخنزير وسباع البهائم نجس عالمگيری ج ۱ ص ۱۵۔

۸: الكلب اذا اخذ عضو انسان او ثوبه لا يتنجس مالم يظهر فيه اثر البلل ۱۲ منيه ص ۱۹۱۔

۹: فی رد المحتار ص ۱/۲۳٤ استنجى بالماء و خرج منه ريح لا ينجس عند عامة المشايخ وهو الاصح وكذا اذا كان سراويله مبتلا ۱۲۔

۱۰: في المنية ص ۶۳ اذا لف الثوب المبلول النجس فى ثوب طاهر يا بس فظهرت نداوته ولكن لا يصير رطبا بحيث لو عصر لا يبل ولا يتقا طرالا صح انه لا يصير نجسا ۱۲ وفى الكبيری ص ۱۷۲ يجب ان يعلم ان وضع المسئلة انما هوفى الثوب المبلول بالماء بخلاف المبلول بعين النجاسة كالبول ونحوه لان النداوة حينئذ عين النجاسة ۱۲۔

(۱) نجاست خواہ اصلی ہو یا وہ پسینہ ہو جو ناپاک کپڑے میں لگ کر نجس ہو گیا ہے ۱۲ تصحیح الاغلاط۔

(۲) اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تین مرتبہ اس قدر دھو لیا کہ پانی صاف گرنے لگے تو ہاتھ پاؤں پاک ہو جائیں گے ۱۲ تصحیح الاغلاط۔

(۳) یعنی اس جگہ کا دھونا نماز کے لئے ضروری ہے جو آنکھ کے باہر ہے ۱۲۔

مسئلہ۴۴ اگر لکڑی کا تختہ ایک طرف سے نجس ہے اور دوسری طرف سے پاک ہے تو اگر اتنا موٹا ہے کہ بیچ سے چر سکتا ہے تو اس کو پلٹ کر دوسری طرف نماز پڑھنا درست ہے اور اگر اتنا موٹا نہ ہو تو درست نہیں۔

مسئلہ۴۵ دوتہ۲ کا کوئی کپڑا ہے اور ایک تہ نجس ہے دوسری پاک ہے تو اگر دونوں تہیں سلی ہوئی نہ ہوں تو پاک تہ کی طرف نماز پڑھنا درست ہے اور اگر سلی ہوئی ہوں تو پاک تہ پر بھی نماز پڑھنا درست نہیں۔

باب دوم استنجے کا بیان

مسئلہ۱ جب۳ سو کر اٹھے تو جب تک گٹے تک ہاتھ نہ دھولے تب تک ہاتھ پانی میں نہ ڈالے چاہے ہاتھ پاک ہو اور چاہے ناپاک ہو۔ اگر پانی چھوٹے برتن میں رکھا ہو جیسے لوٹا آبخورہ تو اس کو بائیں ہاتھ سے اٹھا کر دائیں ہاتھ پر ڈالے اور تین دفعہ دھوئے، پھر برتن داہنے ہاتھ میں لے کر بایاں ہاتھ تین دفعہ دھوئے۔ اور اگر چھوٹے برتن میں پانی نہ ہو بڑے مٹکے وغیرہ میں ہو تو کسی آبخورہ وغیرہ سے نکال لے لیکن انگلیاں پانی میں نہ ڈوبنے پاویں۔ اور اگر آبخورہ(۱) وغیرہ کچھ نہ ہو تو بائیں ہاتھ کی انگلیوں سے چلو بنا کر پانی نکالے، اور جہاں تک ہو سکے پانی میں انگلیاں کم ڈالے اور پانی نکال کے پہلے داہنا ہاتھ دھوئے جب وہ ہاتھ دھل جائے تو داہنا ہاتھ جتنا چاہے ڈال دے اور پانی نکال کے بایاں ہاتھ دھوئے اور یہ ترکیب ہاتھ دھونے کی اس وقت ہے کہ ہاتھ ناپاک نہ ہوں اور اگر ناپاک ہوں تو ہرگز مٹکے میں نہ ڈالے بلکہ کسی اور ترکیب سے پانی نکالے کہ نجس نہ ہونے پاوے۔ مثلاً پاک رومال ڈال کے نکالے اور جو پانی کی دھار رومال سے بہے اس سے ہاتھ پاک کر لے یا اور جس طرح ممکن ہو پاک کر لے۔

مسئلہ۲ جو۴ نجاست آگے یا پیچھے کی راہ سے نکلے، اس سے استنجاء کرنا سنت ہے۔

مسئلہ۳ اگر۵ نجاست بالکل ادھر ادھر نہ لگے۔ اور اس لئے پانی سے استنجا نہ کرے بلکہ پاک پتھر یا ڈھیلے سے استنجا کر لے اور اتنا پونچھ ڈالے کہ نجاست جاتی رہے اور بدن صاف ہو جائے تو بھی جائز ہے، لیکن یہ بات صفائی مزاج کے خلاف ہے البتہ اگر پانی نہ ہو یا کم ہو تو مجبوری ہے۔

مسئلہ۴ ڈھیلے۶ سے استنجا کرنے کا کوئی خاص طریقہ(۲) نہیں ہے بس اتنا خیال رکھے کہ نجاست ادھر ادھر پھیلنے نہ پاوے بدن خوب صاف ہو جائے۔

مسئلہ۵ ڈھیلے۷ سے استنجا کرنے کے بعد پانی سے استنجا کرنا سنت ہے، لیکن اگر نجاست ہتھیلی کے گہراؤ یعنی روپے سے زیادہ پھیل جاوے تو ایسے وقت پانی سے دھونا واجب ہے، بے دھوئے نماز نہ ہوگی اور اگر نجاست پھیلی نہ ہو تو فقط ڈھیلے سے پاک کر کے بھی نماز درست ہے لیکن سنت کے خلاف ہے۔

۱: اذا حلت النجاسة بخشبة فقلبها وصلى على الوجه الطاهر فانه انكا ن غلظ الخشبة بحيث تقبل القطع ا ى يمكن ان ينشر نصفين فيما بين الوجه الذى فيه النجاسة والوجه الاخر تجوز الصلوٰة عليها حينئذ والا فلا ۱۲ غنية المستملى ص ۲۰۰ ۔

۲: فى المنية ص ۷۵ لو صلى على ثوب مبطن وفى باطنه قذران كان مخيطالا تجوز صلوته وان لم يكن مخيطا جاز صلوته ۱۲۔

۳: فى الدر المختار ج۱ ص۱۱٤ والبداءة باليدين الطاهر تين قبل الاستنجاء وبعده ثم ان لم يمكن رفع الاناء ادخل اصابع يسراه مضمومة وصب على اليمنى لاجل التيامن ولولم يمكنه الاغتراف بشئ ويداه نحستان امر غيره بالاغتراف والصب فان لم يجد ادخل منديلافيغسل بماتقاطر منه فان لم يجدرفع الماء بفيه فان لم يقدرتيمم وصلى ولااعادة عليه۱۲ قال فى البحرو فى مسئلة رفع الماء بفيه اختلاف والصحيح انه يصير مستعملاوهويزيل الخبث اهـ اى فيزيل ماعلى يديه من الخبث ثم يغسلهاللوضوء۱۲ رد المحتار ص۱۱٦۔

٤: وهواى الاستنجاء سنة مؤكدة مطلقا ۱۲ شرح التنوير ج ۱ ص ۲۲٦۔

٥: الاستنجاء بالماء افضل ان امكنه ذلك من غير كشف العورة ۱۲ فتاوىٰ هنديه ج ۱ ص ۳۰۔

٦: ليس فى الاستنجاء عدد مسنون و انما الشرط هوالانقاء حتىٰ لو حصل بحجرو احد يصير مقيما للسنة ولولم يحصل بثلثة احجار لا يصير مقيما للسنة ۱۲ فتاوى هنديه ج۱ ص ۳۰۔

۷: ويجب غسله ان جاوزالمخرج نجس فيما وراء موضع الاستنجاء ۱۲ شرح التنوير ج ۱ ص ۳۵۰۔

(۱) یعنی کوزہ ۱۲۔ (۲) حق اور مختار مذہب یہی ہے کہ استنجے کے لئے کوئی کیفیت مخصوص نہیں اور نہ کوئی عدد مسنون ہے بلکہ مقصود انقاء (صفائی) ہے وہ جس طریق سے حاصل ہو جاوے کافی ہے۔ رہا بعض فقہاء کا کیفیات بتلانا سو ان کا مقصود یہ نہیں ہے کہ یہ کیفیات ہیں بلکہ انہوں نے اپنے ذہن میں جس کیفیت کو متعین فی الانقاء سمجھا اس کو بتلا دیا۔ ۱۲ تصحیح الاغلاط۔

مسئلہ۶ پانی [۱] سے استنجا کرے تو پہلے دونوں ہاتھ گٹوں تک دھولیوے، پھر تنہائی کی جگہ جا کر بدن ڈھیلا کر کے بیٹھے اور اتنا دھوئے کہ دل کہنے لگے کہ اب بدن پاک ہو گیا۔ البتہ اگر کوئی شکی مزاج ہو کہ پانی بہت پھینکتی ہے پھر بھی دل اچھی طرح صاف نہیں ہوتا تو اس کو یہ حکم ہے کہ تین دفعہ یا سات دفعہ دھولیوے بس اس سے زیادہ نہ دھوئے۔

مسئلہ۷ اگر کہیں [۲] تنہائی کا موقع نہ ملے تو پانی سے استنجا کرنے کے واسطے کسی کے سامنے اپنے بدن کو کھولنا درست نہیں نہ مرد کے سامنے نہ کسی عورت کے سامنے ایسے وقت پانی سے استنجا نہ کرے اور بے استنجا کئے نماز پڑھ لیوے کیونکہ بدن کا کھولنا بڑا گناہ ہے۔

مسئلہ۸ ہڈی [۳] اور نجاست جیسے گوبر لید وغیرہ اور کوئلہ اور کنکر اور شیشہ اور پکی اینٹ اور کھانے کی چیز اور کاغذ سے اور داہنے ہاتھ سے استنجا کرنا برا اور منع ہے نہ کرنا چاہئے، لیکن اگر کوئی کرلے تو بدن پاک ہو جائیگا۔

مسئلہ۹ کھڑے [۴] کھڑے پیشاب کرنا منع ہے۔

مسئلہ۱۰ پیشاب [۵] پاخانہ کرتے وقت قبلہ کی طرف منہ کرنا اور پیٹھ کرنا منع ہے۔

مسئلہ۱۱ چھوٹے [۶] بچہ کو قبلہ کی طرف بٹھلا کر ہگانا متانا بھی مکروہ اور منع ہے۔

مسئلہ۱۲ استنجے (۱) کے بچے ہوئے پانی سے وضو کرنا درست ہے اور وضو کے بچے ہوئے پانی سے استنجا بھی درست ہے لیکن نہ کرنا بہتر ہے۔

مسئلہ۱۳ جب [۷] پاخانہ پیشاب کو جاوے تو پاخانہ کے دروازہ سے باہر بسم اللہ کہے اور یہ دعا پڑھے اَللّٰھُمَّ (۲) اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ اور ننگے سر نہ جاوے اور اگر کسی انگوٹھی وغیرہ پر اللہ رسول کا نام ہو تو اس کو اتار ڈالے اور پہلے بایاں پیر رکھے اور اندر خدا کا نام نہ لیوے، اگر چھینک آوے تو فقط دل ہی دل میں الحمد للہ کہے زبان سے کچھ نہ کہے نہ وہاں کچھ بولے نہ بات کرے، پھر جب نکلے تو داہنا پیر پہلے نکالے اور دروازہ سے نکل کر یہ دعا پڑھے غُفْرَانَکَ (۳) اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ اور استنجے کے بعد بائیں ہاتھ کو زمین پر رگڑ کے یا مٹی سے مل کر دھووے۔

۱: والغسل بالماء الی ان یقع فی قلبه انه طهر مالم یکن موسوسا فیقدر بثلاث وقیل بسبع بعده ای الحجر سنة ۱۲ رد المحتار ج ۱ ص ۳۴۹۔

۲: ان احتاج الی کشف العورة یستنجی بالحجر ولا یستنجی بالماء ۱۲ فتاوی ہندیه ج ۱ ص ۳۰۔

۳: وکره تحریما بعظم وطعام وروث واجر وخزف وکخرقة دیباج ویمین وفحم وعلف حیوان فلو فعل اجزاه ۱۲ شرح التنویر ج ۱ ص ۳۵۰ ولا یستجی بکاغذ وان کانت بیضاء ویکره الاستنجاء بالاجر والفحم وشیئ له قیمة کخرقة الدیبا ج ۱۲ عالمگیری ج ۱ ص ۳۱۔

٤: (یکره) ان یبول قائما ۱۲ شرح التنویر ج ۱ ص ۳۵۵۔

٥: کره تحریما استقبال القبلة واستدبارها لاجل بول اوغائط ۱۲ شرح التنویر ج ۱ ص ۳۵۳۔

٦: وکذا یکره المراة امساك صغیر لبول او غائط نحو القبلة ۱۲ شرح التنویر ج ۱ ص ۳۵۳۔

۷: اذا اراد ان یدخل الخلاء ینبغی ان یقوم قبل ان یغلبه الخارج ولا یصحبه شئی علیه اسم معظم ولا حاسرا الرأس والا مع القلنسوة بلا شئ علیها فاذا وصل الی الباب یبدا بالتسمیة قبل الدعاء هو الصحیح فیقول بسم اللّٰه اللّٰهم انی اعوذبك من الخبث والخبائث ثم یدخل بالیسری فان عطس حمد اللّٰه بقلبه ثم یخرج برجله الیمنی ویقول غفرانك الحمد للّٰه الذی الخ ثم یدلك یده علی حائط او ارض طاهرة ثم یغسلها ثلاثا ۱۲ رد المحتار بحذف ج ۱ ص ۳۵۷۔

(۱) هذه المسئلة مستنبطة من القواعد الکلیة ۱۲۔

(۲) اے اللہ میں خبیثوں اور نجاستوں سے تیری پناہ مانگتی / مانگتا ہوں ۱۲۔

(۳) میں تجھ سے بخشش مانگتی / مانگتا ہوں اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے مجھ سے تکلیف والی چیز کو دور کیا اور مجھے آرام دیا ۱۲۔

باب سوم نماز کا بیان

اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز کا بہت بڑا رتبہ ہے کوئی عبادت اللہ تعالیٰ کے نزدیک نماز سے زیادہ پیاری نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر پانچ وقت کی نمازیں فرض کر دی ہیں ان کے پڑھنے کا بڑا ثواب ہے اور ان کے چھوڑ دینے سے بڑا گناہ ہوتا ہے، حدیث[1] شریف میں آیا ہے کہ جو کوئی اچھی طرح سے وضو کیا کرے اور خوب دل لگا کر اچھی طرح نماز پڑھا کرے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کے چھوٹے چھوٹے گناہ سب بخش دے گا اور جنت دے گا۔ اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ نماز دین کا ستون ہے سو جس نے نماز کو اچھی طرح پڑھا اس نے دین کو ٹھیک رکھا اور جس نے اس ستون کو گرا دیا۔ (یعنی نماز نہ پڑھی) اس نے دین برباد کر دیا۔ اور حضرت نے فرمایا ہے کہ قیامت میں سب سے پہلے نماز ہی کی پوچھ ہوگی اور نمازیوں کے ہاتھ اور پاؤں اور منہ قیامت میں آفتاب کی طرح چمکتے ہوں گے اور بے نمازی اس دولت سے محروم رہیں گے اور حضرت نے فرمایا ہے کہ نمازیوں کا حشر[(1)] قیامت کے دن نبیوں اور شہیدوں اور ولیوں کے ساتھ ہوگا۔ اور بے نمازیوں کا حشر فرعون اور ہامان اور قارون ان بڑے بڑے کافروں کے ساتھ ہوگا۔ اس لئے نماز پڑھنا بہت ضروری ہے اور نہ پڑھنے سے دین اور دنیا دونوں کا بہت نقصان ہوتا ہے، اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا کہ بے نمازی کا حشر کافروں کے ساتھ کیا گیا۔ بے نمازی کافروں کے برابر[(2)] سمجھا گیا۔ خدا کی پناہ نماز نہ پڑھنا کتنی بری بات ہے۔ البتہ ان لوگوں پر نماز واجب نہیں، مجنون اور چھوٹی لڑکی اور لڑکا جو ابھی جوان نہ ہوئے ہوں باقی سب مسلمانوں پر فرض ہے، لیکن اولاد جب سات[(3)] برس کی ہو جاوے تو ماں باپ کو حکم ہے کہ ان سے نماز پڑھواویں اور جب دس ۱۰ برس کی ہو جاوے تو مار کر پڑھائیں اور نماز کا چھوڑنا کبھی کسی وقت درست نہیں ہے جس طرح ہو سکے نماز ضرور پڑھے البتہ اگر نماز پڑھنا بھول گئی بالکل یاد ہی نہ رہا جب وقت جاتا رہا تب یاد آیا کہ میں نے نماز نہیں پڑھی یا ایسی غافل سو گئی کہ آنکھ نہ کھلی اور نماز قضا ہو گئی تو ایسے وقت گناہ نہ ہوگا لیکن جب یاد آجاوے اور آنکھ کھلے تو وضو کر کے فوراً قضا پڑھ لینا فرض ہے البتہ اگر وہ وقت مکروہ ہو تو ذرا ٹھہر جاوے تاکہ مکروہ وقت نکل جاوے اسی طرح جو نمازیں بے ہوشی کی وجہ سے نہیں پڑھیں اس میں بھی گناہ نہیں، لیکن ہوش آنے کے بعد فوراً قضا[(4)] پڑھنی پڑے گی۔

(نوٹ): مسئلہ ۱ اور جوان ہونے کا بیان ص ، پر درج کیا گیا ۱۲۔

باب چہارم نماز کے وقتوں کا بیان

مسئلہ ۱: پچھلی[2] رات کو صبح ہوتے وقت پورب کی طرف یعنی جدھر سے سورج نکلتا ہے آسمان کے لنبان پر کچھ سپیدی دکھائی دیتی ہے پھر تھوڑی دیر میں آسمان کے کنارے پر چوڑان میں سپیدی معلوم ہوتی ہے اور آناً فاناً بڑھتی جاتی ہے اور تھوڑی دیر میں بالکل اجالا ہو جاتا ہے تو جب سے

۱: مامن امرء مسلم تحضره صلوة مكتوبة فيحسن وضوءها وخشوعها وركوعها الا كانت كفارة لما قبلها من الذنوب مالم يؤت كبيرة وكذلك الدهر كله ۱۲ جمع الفوائد ج ۱ ص ۵۳۔

۲: وقت الفجر من الصبح الصادق وهو البياض المنتشر فی الافق الی طلوع الشمس ولا عبرة بالكاذب وهو البياض الذی يبدو طولا ثم يعقبه الظلام فبالكاذب لا يدخل وقت الصلوة ۱۲ عالمگیری ج ۱ ص ۳۱ وقت صلوة الفجر من اول طلوع الفجر الثانی وهو البياض المنتشر المستطير لا المستطيل الی قبيل طلوع ذكاء ۱۲ شرح التنوير ج ۱ ص ۳۶۹۔

(۱) حشر سے مراد قیامت کے دن اٹھایا جانا ۱۲

(۲) برابری اس اعتبار سے ہے کہ دونوں کا حشر ساتھ ہوگا ورنہ کافر ہمیشہ دوزخ میں رہے گا اور مسلمان گناہ کا عذاب بھگت کر جنت میں داخل ہوگا اور فرعون ایک بڑے کافر بادشاہ کا نام ہے اور ہامان اس کا وزیر کافر تھا اور قارون بڑا بخیل کافر تھا موسیٰ علیہ السلام کا چچازاد بھائی ۱۲۔

(۳) اور شریعت کے سب حکموں کی تعلیم اسی عمر سے کرنی چاہئے ہاں روزہ اس وقت رکھایا جاوے جب بچہ میں رکھنے کی قوت ہو جاوے اور اسی طرح جو اعمال اس کی قوت سے باہر ہوں ان کی تاکید نہ کرے ۱۲۔

(۴) بے ہوشی کی بعض صورتوں میں نماز معاف ہو جاتی ہے اس کا بیان نمازوں کے قضاء پڑھنے کے باب میں ص ۳۱ پر آوے گا ۱۲۔

یہ چوڑی سپیدی دکھائی دے تب سے فجر کی نماز کا وقت ہو جاتا ہے اور آفتاب نکلنے تک باقی رہتا ہے۔ جب آفتاب کا ذرا سا کنارہ نکل آتا ہے تو فجر کا وقت ختم ہو جاتا ہے لیکن^ا اول ہی وقت بہت تڑکے نماز پڑھ لینا بہتر[1] ہے۔

مسئلہ۲ دوپہر^۲ ڈھل جانے سے ظہر کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور دوپہر ڈھل جانے کی نشانی یہ ہے کہ لمبی چیزوں کا سایہ پچھم سے شمال کی طرف سرکتا سرکتا بالکل شمال کی سیدھ میں آ کر پورب کی طرف مڑنے لگے بس سمجھو کہ دوپہر ڈھل گئی اور پورب کی طرف منہ کر کے کھڑے ہونے سے بائیں ہاتھ کی طرف کا نام شمال ہے۔ اور ایک پہچان اس سے بھی آسان ہے وہ یہ کہ سورج نکل کر جتنا اونچا ہوتا جاتا ہے ہر چیز کا سایہ گھٹتا جاتا ہے پس جب گھٹنا موقوف ہو جائے اس وقت ٹھیک دوپہر کا وقت ہے۔ پھر جب سایہ بڑھنا شروع ہو جاوے تو سمجھو کہ دن ڈھل گیا بس اسی وقت سے ظہر کا وقت شروع ہوتا ہے۔ اور جتنا سایہ ٹھیک دوپہر کو ہوتا ہے اس کو چھوڑ کر جب تک ہر چیز کا سایہ دو گنا نہ ہو جاوے اس وقت تک ظہر کا وقت رہتا ہے مثلاً ایک ہاتھ لکڑی کا سایہ ٹھیک دوپہر کو چار انگل تھا تو جب تک دو ہاتھ اور چار انگل نہ ہو تب تک ظہر کا وقت ہے اور جب دو ہاتھ اور چار انگل ہو گیا تو عصر کا وقت آ گیا۔ اور عصر کا وقت سورج ڈوبنے تک باقی رہتا ہے۔ لیکن^۳ جب سورج کا رنگ بدل جائے اور دھوپ زرد پڑ جائے اس وقت عصر کی نماز پڑھنا مکروہ ہے اگر کسی وجہ سے اتنی دیر ہو گئی تو خیر پڑھ لیوے قضا نہ کرے لیکن پھر کبھی اتنی دیر نہ کرے، اور اس عصر کے سوا اور کوئی نماز ایسے وقت پڑھنا درست نہیں ہے نہ قضا نہ نفل کچھ نہ پڑھے۔

مسئلہ۳ جب^۴ سورج ڈوب گیا تو مغرب کا وقت آ گیا پھر جب تک پچھم کی طرف آسمان کے کنارے پر سرخی باقی رہے تب تک مغرب کا وقت رہتا ہے لیکن^۵ مغرب کی نماز میں اتنی دیر نہ کرے کہ تارے خوب چٹک[2] جائیں کہ اتنی دیر کرنا مکروہ ہے پھر جب^۶ وہ سرخی جاتی رہے تو عشاء کا وقت شروع ہو گیا اور صبح ہونے تک باقی رہتا ہے لیکن آدھی رات کے بعد عشاء کا وقت مکروہ^۷ ہو جاتا ہے اور ثواب کم ملتا ہے اس لئے اتنی دیر کر کے نماز نہ پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ تہائی رات جانے سے پہلے ہی پہلے پڑھ لیوے۔

مسئلہ۴ گرمی^۸ کے موسم میں ظہر کی نماز میں جلدی نہ کرے گرمی کی تیزی کا وقت جاتا رہے تب پڑھنا مستحب ہے، اور جاڑوں میں اول وقت پڑھ لینا مستحب ہے۔

مسئلہ۵ اور^۹ عصر[3] کی نماز ذرا اتنی دیر کر کے پڑھنا بہتر ہے کہ وقت آنے کے بعد اگر کچھ نفلیں پڑھنا چاہے تو پڑھ سکے کیونکہ عصر کے بعد تو

۱: هذا الحكم للمراة واما الرجل فقال فى الدر والمستحب للرجل الابتداء فى الفجر بالاسفار والختم به ۱۲ الا لحاج بمزدلفة فالتغليس افضل كمراة مطلقا اى ولو فى غير مزدلفة لبناء حالهن على الستر وهو فى الظلام اتم ۱۲ رد المحتار ج ۱ ص ۳۷۹۔

۲: ووقت الظهر من زواله (اى الشمس) الى بلوغ الظل مثليه سوى فئ الزوال ووقت العصر منه الى الغروب ۱۲ درمختار ج ۱ ص ۳۱۷ والزوال ظهور زيادة الظل لكل شخص فى جانب المشرق وطريق معرفة زوال الشمس وفيئى الزوال ان تغرز خشبة مستوية فى ارض مستوية فما دام الظل فى الا نتقاص فالشمس فى حد الارتفاع واذا اخذ الظل فى الازدياد علم ان الشمس قد زالت فاجعل على راس الظل علامة فمن موضع الظل الى الخشبة يكون فيئى الزوال فاذا ازداد على ذلك وصارت الزيادة مثلى ظل اصل العود سوى فيئى الزوال يخرج وقت الظهر عندابى حنيفة و هذا الطريق هوا لصحيح عالمگیری ج ۱ ص ۳۱۔

۳: يستحب تاخير العصر فى كل زمان مالم يتغير الشمس و تكره عند احمرارها الى ان تغير الا عصر يومه ۱۲ فتاوىٰ هنديه ج ۱ ص ۳۲۔

٤: ووقت المغرب منه (اى من الغروب) الى غروب الشفق وهو الحمرة ۱۲ شرح التنوير ج ۱ ص ۳۷۳۔

٥: تاخير المغرب الى اشتباك النجوم اى كثرتها كره تحريماً الا بعذر ۱۲ شرح تنوير ج ۱ ص ۳۸۲۔

٦: ووقت العشاء والوتر منه (اى من غروب الشفق) الى الصبح ۱۲ شرح تنوير ج ۱ ص ۳۷٤۔

۷: وتا خير العشاء الى ماقبل ثلث الليل مستحب والى مابعده الى نصف الليل مباح والى مابعده الى طلوع الفجر مكروه اذا كان بغير عذر ۱۲ منيه ص ۸٤ ودر ج ۱ ص ۳۸۱۔

۸: يستحب تاخير الظهر فى الصيف وتعجيله فى الشتاء ۱۲ فتاوىٰ هنديه ج ۱ ص ۳۲۔

۹: و (المستحب) تاخير عصر صيفا وشتاء توسعة للنوافل مالم يتغير ذكاء تعجيل مغرب مطلقا اى شتاء وصيفا ۱۲ شرح تنوير ج ۱ ص ۳۸۱۔

(۱) یہ حکم عورتوں کا ہے اور مردوں کے لئے حکم یہ ہے کہ جب اجالا ہو جائے تب پڑھیں بہت اندھیرے میں نہ پڑھیں ۱۲۔

(۲) یعنی ستارے آسمان پر کثرت سے چمک جاویں ۱۲ شبیر علی۔

(۳) عصر کی نماز میں اس قدر دیر کرنا ہر شخص کے لئے مستحب ہے، خواہ وہ عصر سے پہلے نفلیں پڑھے یا نہ پڑھے ۱۲۔

نفلیں پڑھنا درست نہیں چاہے گرمی کا موسم ہو یا جاڑے کا دونوں کا ایک حکم ہے لیکن اتنی دیر نہ کرے کہ سورج میں زردی آجائے اور دھوپ کا رنگ بدل جاوے اور مغرب کی نماز میں جلدی کرنا اور سورج ڈوبتے ہی پڑھ لینا مستحب ہے۔

مسئلہ ۶ جو[۱] کوئی تہجد کی نماز پچھلی رات کو اٹھ کر پڑھا کرتی ہو تو اگر پکا بھروسہ ہو کہ آنکھ ضرور کھلے گی تو اسکو وتر کی نماز تہجد کے بعد پڑھنا بہتر ہے لیکن اگر آنکھ کھلنے کا اعتبار نہ ہو اور سوجانے کا ڈر ہو تو عشاء کے بعد سونے سے پہلے ہی پڑھ لینا چاہئے۔

مسئلہ ۷ بدلی[۲] کے دن فجر اور ظہر اور مغرب کی نماز ذرا دیر کر کے پڑھنا بہتر ہے اور عصر کی[(۱)] نماز میں جلدی کرنا مستحب ہے۔

مسئلہ ۸ سورج[۳] نکلتے وقت اور ٹھیک دوپہر کو اور سورج ڈوبتے وقت کوئی نماز صحیح نہیں ہے البتہ عصر کی نماز اگر ابھی نہ پڑھی ہو تو وہ سورج ڈوبتے وقت بھی پڑھ لے اور ان تینوں وقت سجدہ تلاوت بھی مکروہ اور منع ہے۔

مسئلہ ۹ فجر[۴] کی نماز پڑھ لینے کے بعد جب تک سورج نکل کر اونچانہ[(۲)] ہو جائے نفل نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ البتہ سورج نکلنے سے پہلے قضا نماز پڑھنا درست ہے اور سجدہ تلاوت بھی درست ہے اور جب سورج نکل آیا تو جب تک[(۳)] ذرا روشنی نہ آجائے قضا نماز بھی درست نہیں ایسے ہی عصر کی نماز پڑھ لینے کے بعد نفل نماز جائز نہیں۔ البتہ قضا اور سجدہ کی آیت کا سجدہ درست ہے لیکن جب دھوپ پھیکی پڑ جائے تو یہ بھی درست نہیں۔

مسئلہ ۱۰ فجر[۵] کے وقت سورج نکل آنے کے ڈر سے جلدی کے مارے فقط فرض پڑھ لئے تو اب جب تک سورج اونچا اور روشن نہ ہو جائے تب تک سنت نہ پڑھے جب ذرا روشنی آجائے تب سنت وغیرہ جو نماز چاہے پڑھے۔

مسئلہ ۱۱ جب[۶] صبح ہو جائے اور فجر کا وقت آجائے تو دو رکعت سنت اور دو رکعت فرض کے سوا اور کوئی نفل نماز پڑھنا درست نہیں یعنی مکروہ ہے البتہ قضا نمازیں پڑھنا اور سجدہ کی آیت پر سجدہ کرنا درست ہے۔

مسئلہ ۱۲ اگر[۷] فجر کی نماز پڑھنے میں سورج نکل آیا تو نماز نہیں ہوئی۔ سورج میں روشنی آجانے کے بعد قضا پڑھے۔ اور اگر عصر کی نماز پڑھنے میں سورج ڈوب گیا تو نماز ہو گئی قضا نہ پڑھے۔

مسئلہ ۱۳ عشاء[۸] کی نماز پڑھنے سے پہلے سو رہنا مکروہ ہے نماز پڑھ کے سونا چاہئے لیکن کوئی مرض سے یا سفر سے بہت تھکا ماندہ ہو اور کسی سے کہہ دے کہ مجھ کو نماز کے وقت جگا دینا اور وہ دوسرا وعدہ کر لے تو سو رہنا درست ہے۔

۱: و (المستحب) تاخیر الوتر الی اخر اللیل لواثق بالانتباہ والا فقبل النوم ۱۲ شرح تنویر ج ۱ ص ۳۷۲۔

۲: واذا کان الیوم یوم غیم فالمستحب فی الفجر والظهر والمغرب تاخیرها یعنی عدم التعجیل وفی العصر والعشاء تعجیلها ۱۲ منیہ ص ۸٤ وشرح التنویر ج ۱ ص ۳۸۳۔

۳: وکرہ صلوۃ ولو علی جنازۃ وسجدتی تلاوۃ و سہو مع شروق واستواء وغروب الا عصر یومہ ۱۲ شرح التنویر ج ۱ ص ۳۸٤۔

٤: لا تجوز الصلوۃ عند طلوع الشمس ولا عند قیامها فی الظهیرۃ ولا عند غروبها ولا صلوۃ جنازۃ ولا سجدۃ تلاوۃ الا عصر یومہ عند الغروب ویکرہ ان یتنفل بعد الفجر حتی تطلع الشمس وبعد العصر حتی تغرب ۱۲ شرح الہدایہ ج ۱ ص ۸۱، ۸۲۔

٥: وکرہ نفل وکل ما کان واجبا لغیرہ کمنذور ورکعتی طواف والذی شرع فیہ فی وقت مستحب ولو سنۃ الفجر بعد صلوۃ فجر وعصر ۱۲ شرح التنویر ج ۱ ص ۳۸۸۔

٦: وکذا الحکم من کراهۃ نفل وواجب لغیرہ لافرض و واجب لعینہ بعد طلوع فجر سوی سنتہ ۱۲ شرح التنویر ج ۱ ص ۳۸۹۔

۷: ولو طلعت الشمس فی خلال الفجر تفسد صلوۃ الفجر ولو غربت الشمس فی خلال العصر لا تفسد ۱۲ شرح التنویر ج ۱ ص ۳۸٦۔

۸: ویکرہ النوم قبلها قال الطحاوی انما کرہ النوم قبلها لمن خشی علیہ فوت وقتها لو فوت الجماعۃ فیها واما من وکل نفسہ الی من یوقظہ فیباح لہ النوم ۱۲ رد المحتار ج ۱ ص ۲۸۱۔

(۱) عصر کی طرح عشاء میں بھی جلدی کرنا مستحب ہے مگر یہ جلدی کرنے کا حکم اس وقت ہے جب کہ صحیح اوقات معلوم ہونا مشکل ہوں لیکن اگر گھڑی کے ذریعے سے ٹھیک اوقات معلوم ہو سکتے ہوں تو پھر ہر نماز کو اس کے معمولی وقت پر پڑھنا چاہئے ۱۲ تصحیح الاغلاط۔

(۲) اونچائی کی حد ایک نیزہ ہے اور یہ وہ وقت ہے جب کہ سورج کی طرف دیکھنے سے آنکھیں چندھیانے لگیں ۱۲ تصحیح الاغلاط

(۳) اس کی بھی علامت وہی ہے کہ سورج کی طرف دیکھنے سے آنکھیں چندھیانے لگیں ۱۲ شبیر علی

باب پنجم — نماز کی شرطوں کا بیان

مسئلہ۱ نماز شروع کرنے سے پہلے کئی چیزیں واجب ہیں۔ اگر وضو نہ ہو تو وضو کرے، نہانے کی ضرورت ہو تو غسل کرے۔ بدن پر یا کپڑے پر کوئی نجاست لگی ہو تو اس کو پاک کرے۔ جس جگہ نماز پڑھتی ہو وہ بھی پاک ہونی چاہئے، فقط منہ اور دونوں ہتھیلی[1] اور دونوں پیر کے سوا سر سے پیر تک سارا بدن خوب ڈھانک[2] لیوے قبلہ کی طرف منہ کرے جس نماز کو پڑھنا چاہتی ہے اس کی نیت یعنی دل سے ارادہ کرے وقت آنے کے بعد نماز پڑھے۔ یہ سب چیزیں نماز کے لئے شرط ہیں، اگر اس میں سے ایک چیز بھی چھوٹ جاوے گی تو نماز نہ ہو گی۔

مسئلہ۲ باریک تنزیب یا بک یا جالی وغیرہ کا بہت باریک دوپٹہ اوڑھ کر نماز پڑھنا درست[3] نہیں۔

مسئلہ۳ اگر نماز پڑھتے[4] وقت چوتھائی پنڈلی یا چوتھائی ران یا چوتھائی بانہہ کھل جاوے اور اتنی دیر کھلی رہے جتنی دیر میں تین بار سبحان اللہ کہہ سکے تو نماز جاتی رہی پھر سے پڑھے اور اگر اتنی دیر نہیں لگی بلکہ کھلتے ہی ڈھک لیا تو نماز ہو گئی۔ اسی طرح جتنے بدن کا ڈھانکنا واجب ہے اس میں سے جب چوتھائی عضو کھل جائے گا تو نماز نہ ہو گی جیسے ایک کان کا چوتھائی یا چوتھائی سر یا چوتھائی بال، چوتھائی پیٹ، چوتھائی پیٹھ، چوتھائی گردن، چوتھائی سینہ، چوتھائی چھاتی وغیرہ کھل جانے سے نماز نہ ہو گی۔

مسئلہ۴ جو[5] لڑکی ابھی جوان نہیں ہوئی اگر اس کی اوڑھنی سرک گئی اور اس کا سر کھل گیا تو اس کی نماز ہو گئی۔

مسئلہ۵ اگر[6] کپڑے یا بدن پر کچھ نجاست لگی ہے لیکن پانی کہیں[5] نہیں ملتا تو اسی طرح نجاست کے ساتھ نماز پڑھ لیوے۔

مسئلہ۶ اور[7] اگر سارا کپڑا نجس ہو یا پورا کپڑا تو نجس نہیں لیکن بہت ہی کم پاک ہے یعنی ایک چوتھائی سے کم پاک ہے اور باقی سب کا سب نجس ہے تو ایسے وقت یہ بھی درست ہے، کہ اس کپڑے کو پہنے پہنے نماز پڑھے اور یہ بھی درست ہے کہ کپڑا اتار ڈالے اور ننگی ہو کر نماز پڑھے لیکن ننگی ہو کر نماز پڑھنے سے اسی نجس کپڑے کو پہن کر پڑھنا بہتر ہے۔ اور اگر چوتھائی کپڑا یا چوتھائی سے زیادہ پاک ہو تو ننگی ہو کر نماز پڑھنا درست نہیں۔ اسی نجس کپڑے کو پہن کر پڑھنا واجب ہے۔

مسئلہ۷ اگر[8] کسی کے پاس بالکل کپڑا نہ ہو تو ننگی نماز پڑھے لیکن ایسی جگہ پڑھے کہ کوئی دیکھ نہ سکے اور کھڑے ہو کر نہ پڑھے بلکہ بیٹھ کر پڑھے، اور رکوع سجدہ کو اشارہ سے ادا کرے اور اگر کھڑے کھڑے پڑھے اور رکوع سجدہ ادا کرے تو بھی درست ہے نماز ہو جائے گی لیکن بیٹھ کر پڑھنا

۱: یجب علی المصلی ان یقدم الطھارۃ من الاحداث والا نجاس ویستر عورتہ وعورۃ الرجل ماتحت السرۃ الی الرکبۃ وبدن الحرۃ کلھا عورۃ الا وجھھا و کفیھا ویستقبل القبلۃ وینوی الصلوۃ التی ید خل فیھا بنیۃ لا یفصل بینھا وبین التحریمۃ ۱۲ شرح البدایہ ج ۱ ص ۷۷۔

۲: والشرط الخامس فھو الوقت ۱۲ منیہ ص ۸۲۔

۳: اذا کان الثوب یصف ماتحتہ لا یحصل بہ ستر العورۃ ۱۲ منیہ ص ۷۹ و شرح التنویر ج ۱ ص ۴۲۵۔

٤: ویمنع صحۃ الصلوۃ حی انعقادھا کشف ربع عضو قدراداء رکن بلا صنعہ من عورۃ غلیظۃ او خفیفۃ ۱۲ شرح التنویر ورد المحتار ج ۱ ص ۴۲۳۔

٥: وجواز صلوۃ الصغیرۃ بغیر قناع استحسان لا نہ لا خطاب مع الصبا والاحسن ان تصلی بقناع لا نھا انما تومر بالصلوۃ للتعود فتو مر علی وجہ یجوز اداؤھا بعد البلوغ ۱۲ رد المحتار ج ۱ ص ۴۲۷۔

٦: واذا لم یجد المکلف المسافر مایزیل بہ نجاستہ ویقللھا لبعدہ میلا او العطش صلی معھا او عاریا ولا اعادۃ علیہ ۱۲ در مختار ج ۱ ص ۴۲۵۔

۷: ولو وجد ماکلہ نجس فانہ لا یستتر بہ فیھا او اقل من ربعہ طاھر ندب صلوتہ فیہ ولو کان ربعہ طاھر اصلی فیہ حتما ۱۲ شرح التنویر ج ۱ ص ۴۲۷۔

۸: ومن لم یجد ثوبا صلی عریانا قاعدا یومی بالرکوع والسجود فان صلی قائما اجزاہ الا ان الاول افضل ۱۲ شرح البدایہ ج ۱ ص ۹۰۔

(۱) ہتھیلی سے باطن کف اور ظاہر کف دونوں مراد ہیں نہ کہ صرف باطن کف ۱۲ تصحیح الاغلاط۔

(۲) یہ صرف عورتوں کا حکم ہے اور مردوں کو فقط ناف کے نیچے سے لے کر گھٹنے تک ڈھانکنا فرض ہے اس کے سوا اور بدن کھلا ہو تو نماز ہو جائے گی لیکن بلا ضرورت ایسا کرنا مکروہ ہے ۱۲۔

(۳) یہ اس وقت ہے جب کہ اس میں کو بدن دکھلائی دے اور اگر جتنے بدن کا ڈھکنا ضروری ہے اس کو اور کپڑے سے ڈھک لیا گیا اور باریک دوپٹہ بھی اوڑھ لیا تو نماز ہو جائے گی ۱۲ تصحیح الاغلاط

(۴) مطلب یہ ہے کہ اگر نماز پڑھنے کی حالت میں کھل جاوے تو اس وقت نماز ٹوٹ جاوے گی بشرطیکہ اتنی دیر کھلا رہے کہ جس میں تین بار سبحان اللہ کہی جاسکے اور اگر شروع کرتے وقت اتنا عضو کھلا ہوا تھا تو نماز شروع ہی نہ ہو گی اس کو ڈھک کر پھر شروع کرنا چاہئے ۱۲ تصحیح الاغلاط۔

(۵) یعنی اگر ایک میل شرعی کے اندر پانی نہ ملے تو مجبوری کو بغیر دھوئے نجاست سے نماز پڑھ لے ۱۲۔

بہتر ہے۔

مسئلہ ۸ مسافرت[1] میں کسی کے پاس تھوڑا سا پانی ہے کہ اگر نجاست دھوتا ہے تو وضو کے لئے نہیں بچتا اور اگر وضو کرے تو نجاست پاک کرنے کے لئے پانی نہ بچے گا تو اس پانی سے نجاست دھو ڈالے پھر وضو کے لئے تیمم کر لے۔

مسئلہ ۹ ظہر کی نماز[2] پڑھی لیکن جب پڑھ چکی تو معلوم ہوا کہ جس وقت نماز پڑھی تھی اس وقت ظہر کا وقت نہیں رہا تھا بلکہ عصر کا وقت آ گیا تھا تو اب پھر قضا پڑھنا واجب نہیں ہے بلکہ وہی نماز جو پڑھی ہے قضا میں آ جاوے گی اور ایسا سمجھیں گے کہ گویا قضا پڑھی تھی۔

مسئلہ ۱۰ اور[3] اگر وقت (۱) آ جانے سے پہلے ہی نماز پڑھ لی تو نماز نہیں ہوئی۔

مسئلہ ۱۱ زبان[4] سے نیت کرنا ضروری نہیں ہے بلکہ دل میں جب اتنا سوچ لیوے کہ میں آج کی ظہر کی فرض نماز پڑھتی ہوں، اور اگر سنت پڑھتی ہو تو یہ سوچ لے کہ ظہر کی سنت پڑھتی ہوں بس اتنا خیال کر کے اللہ اکبر کہہ کے ہاتھ باندھ لیوے تو نماز ہو جائے گی۔ جو لمبی چوڑی (۲) نیت لوگوں میں مشہور ہے اس کا کہنا کچھ ضروری نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۲ اگر زبان[5] سے (۳) نیت کہنا چاہے تو اتنا کہہ لینا کافی ہے نیت کرتی ہوں میں آج کے ظہر کے فرض کی اللہ اکبر۔ یا نیت کرتی ہوں ظہر کی سنتوں کی اللہ اکبر۔ اور چار رکعت نماز وقت ظہر منہ میرا طرف کعبہ شریف کے، یہ سب کہنا ضروری نہیں ہے چاہے کہے چاہے نہ کہے۔

مسئلہ ۱۳ اگر[6] دل میں تو یہی خیال ہے کہ میں ظہر کی نماز پڑھتی ہوں لیکن ظہر کی جگہ زبان سے عصر کا وقت نکل گیا تو بھی نماز ہو جاوے گی۔

مسئلہ ۱۴ اگر[7] بھولے سے چار رکعت کی جگہ چھ رکعت یا تین زبان سے نکل جاوے تو بھی نماز ہو جاوے گی۔

مسئلہ ۱۵ اگر[8] کئی نمازیں قضا ہو گئیں اور قضا پڑھنے کا ارادہ کیا تو وقت مقرر کر کے نیت کرے یعنی یوں نیت کرے کہ میں فجر کے فرض پڑھتی ہوں۔ اگر ظہر کی قضا پڑھنا ہو تو یوں نیت کرے کہ ظہر کے فرض کی قضا پڑھتی ہوں۔ اسی طرح جس وقت کی قضا پڑھنا ہو خاص اسی کی نیت کرنا چاہئے اگر فقط اتنی نیت کر لی کہ میں قضا نماز پڑھتی ہوں اور خاص اس وقت کی نیت نہیں کی تو قضا صحیح نہ ہوگی پھر سے پڑھنی پڑے گی۔

مسئلہ ۱۶ اگر (۴) کئی دن کی نمازیں[9] قضا ہو گئیں تو دن تاریخ بھی مقرر کر کے نیت کرنا چاہئے جیسے کسی کی سنیچر، اتوار، پیر اور منگل چار دن کی نمازیں

۱: مسافر محدث نجس الثوب معه ماء يكفي لا حدهما يغسل به النجاسة ويتيمم للحدث ولو تيمم اولا ثم غسل النجاسة يعيد التيمم ۱۲ فتاویٰ ہندیہ ج ۱ ص ۱۸ وغنية المستملی ص ۹۴۔

۲: ان كان الرجل شاكافي وقت الظهر فنوى ظهر الوقت فاذا الوقت قد خرج يجوز بناء على ان القضاء بنية الا داء والاد ابنية القضاء يجوز منیه ص ۸۸۔

۳: ومن الشروط الوقت للفرائض فلا يجوز تقديمها ولا تاخير ها عنها ۱۲ مراقی ص ۱۱۷ وشرح التنویر ج ۱ ص ۳۶۸۔

٤: والمعتبر فيها (اى النية) عمل القلب اللازم للا رادة وهوان يعلم بداهة اى الصلوة يصلى ۱۲ شرح تنویر ج ۱ ص ٤۳۱۔

٥: وفى المحيط اللهم انى اريدان اصلى صلاة كذا فيسر هالى وتقبلها منى ۱۲ شرح التنویر ج ۱ ص ٤۳۲ ولا بد من التعيين عند النية لفرض انه ظهر او عصر قرنه باليوم او الوقت اولا وهو الا صح ولو الفرض قضاء وواجب دون تعيين عدد ركعا تها فلا يضر الخطاء فى عدد ها ۱۲ شرح التنویر بحذف ج ۱ ص ٤۳٤۔

٦: فلو قصد الظهر وتلفظ بالعصر سهواً اجزاه ۱۲ رد المحتار ج ۱ ص ٤۳۱۔

۷: حاشیہ مسئلہ نمبر ۱۳ و کھو باب ہذا۔ ۸: حاشیہ مسئلہ نمبر باب ہذا دیکھو ۱۲۔

۹: يعين الصلوة ويومها عندو جود المزاحم اما عند عدمه فلا ۱۲ رد المحتار ج ۱ ص ٤۳٥ وفى الدر المختار كثرت الفوائت نوى اول ظهر عليه اواخره وقال العلامة الشامی وقيل لا يلزم التعيين ايضا كما فى صوم ايام من رمضان واحد ومشى عليه المصنف فى مسائل شتى اخر الكتاب تبعا للكنز وصححه القهستانى عن المنية لكن استشكله فى الا شباه وقال انه مخالف لما ذكره اصحا بنا كقاضى خان وغيره والا صح الا شتراط اه قلت وكذا صححه فى الملتقى هناك وهوالا حوط وبه جزم فى الفتح كما قدمناه فى بحث النية وجزم به هنا صاحب الدرر ج ۱ ص ۷۷۰ ۱۲ ف۔

(۱) یعنی وقت آنے سے پہلے نماز بالکل نہیں ہوتی خواہ جان بوجھ کر پڑھے یا غلطی سے دونوں صورتوں میں نماز نہ ہوگی ۱۲ تصحیح الاغلاط۔

(۲) اس مسئلہ پر شبہ اور اس کا جواب امداد الفتاویٰ مبوب جلد اول ص ۱۲۵ میں درج ہے ۱۲ جس سے عبارت بہشتی زیور کی تائید ہوتی ہے۔

(۳) یعنی لوگ نماز میں بڑی لمبی چوڑی نیت کرتے ہیں یہاں تک کہ امام قرأت پڑھنے لگتا ہے اور ان کی نیت ختم نہیں ہوتی۔ ایسا کرنا برا ہے ۱۲۔

(۴) اصل مسئلہ تو یہی ہے لیکن اگر کسی نے بلا تعیین تاریخ و دن قضا نمازیں پڑھ لیں تو اس کا حکم ہے کہ اگر اعادہ آسان ہو تو دہرا لے اور اگر دشوار ہے تو وہی نمازیں کافی ہوں گی۔ اس مسئلہ کے متعلق سوال و جواب امداد الفتاویٰ مبوب جلد اول ص ۳۱۳ میں درج ہے۔ جس سے بہشتی زیور کی عبارت کی تائید ہوتی ہے ۱۲ تصحیح الاغلاط۔

جاتی رہیں تو اب فقط اتنی نیت کرنا کہ میں فجر کی نماز پڑھتی ہوں درست نہیں ہے بلکہ یوں نیت کرے کہ سنیچر کی فجر کی قضا پڑھتی ہوں پھر ظہر پڑھتے وقت کہے سنیچر کی ظہر کی قضا پڑھتی ہوں۔ اسی طرح کہتی جاوے۔ پھر جب سنیچر کی سب نمازیں قضا کر چکے تو کہے کہ اتوار کی فجر کی قضا پڑھتی ہوں اس طرح سب نمازیں قضا پڑھے۔ اگر کئی مہینے یا کئی سال کی نمازیں قضا ہوں تو مہینے اور سال کا بھی نام لیوے اور کہے کہ فلانے سال کے فلانے مہینے کی فلاں تاریخ کی فجر کی قضا پڑھتی ہوں۔ بے اس طرح نیت کئے قضا صحیح نہیں ہوتی۔

مسئلہ۱۷ اگر کسی[1] کو دن تاریخ مہینہ سال کچھ یاد نہ ہوں تو یوں نیت کرے کہ فجر کی نماز جتنی میرے ذمے قضا ہیں ان میں جو سب سے اول ہے اس کی قضا پڑھتی ہوں، یا ظہر کی نمازیں جتنی میرے ذمے قضا ہیں ان میں سے جو سب سے اول ہے اس کی قضا پڑھتی ہوں۔ اسی طرح نیت کر کے برابر قضا پڑھتی رہے۔ جب دل گواہی دیدے کہ اب سب نمازیں جتنی جاتی رہی تھیں سب کی قضا پڑھ چکی ہوں تو قضا پڑھنا چھوڑ دے۔

مسئلہ۱۸ سنت[2] اور نفل اور تراویح کی نماز میں فقط اتنی نیت کر لینا کافی ہے کہ میں نماز پڑھتی ہوں۔ سنت ہونے اور نفل ہونے کی کچھ نیت نہیں کی تو بھی درست ہے۔ مگر سنت تراویح کی نیت کر لینا زیادہ احتیاط کی بات ہے۔

باب ششم
قبلہ کی طرف منہ کرنے کا بیان

مسئلہ۱ اگر[3] کسی ایسی جگہ ہے کہ قبلہ معلوم نہیں ہوتا کدھر ہے اور نہ وہاں کوئی ایسا آدمی ہے جس سے پوچھ سکے تو اپنے دل میں سوچے جدھر دل گواہی دے اس طرف پڑھ لیوے اگر بے سوچے پڑھ لیوے گی تو نماز نہ ہوگی لیکن بے سوچے پڑھنے کی صورت میں اگر بعد میں معلوم ہو جاوے کہ ٹھیک قبلہ کی طرف پڑھی ہے تو نماز ہو جائے گی اور اگر وہاں آدمی تو موجود ہے لیکن پردہ اور شرم کے مارے پوچھا نہیں اسی طرح نماز پڑھ لی تو نماز نہیں ہوئی ایسے وقت ایسی شرم نہ کرنا چاہئے بلکہ پوچھ کر نماز پڑھے۔

مسئلہ۲ اگر کوئی بتلانے والا نہ ملا اور دل کی گواہی پر نماز پڑھ لی پھر معلوم ہوا کہ جدھر نماز پڑھی ہے ادھر قبلہ نہیں ہے تو بھی نماز ہو گئی۔[4]

مسئلہ۳ اگر[5] بے رخ نماز پڑھتی تھی پھر نماز ہی میں معلوم ہو گیا کہ قبلہ ادھر نہیں ہے بلکہ فلانی طرف ہے تو نماز ہی میں قبلہ کی طرف گھوم جاوے اب معلوم ہونے کے بعد اگر قبلہ کی طرف نہ پھرے گی تو نماز نہ[(1)] ہوگی۔

مسئلہ۴ اگر کوئی[6] کعبہ شریف کے اندر نماز پڑھے تو یہ بھی جائز ہے اور اس کے اندر نماز پڑھنے والی کو اختیار ہے جدھر چاہے منہ کر کے نماز پڑھے۔

مسئلہ۵ کعبہ[7] شریف کے اندر فرض نماز بھی درست ہے اور نفل بھی درست ہے۔

۱: والأسهل فيما اذا وجد المزاحم نية اول ظهر عليه او اخر ظهر ۱۲ شرح التنوير ج ۱ ص ۴۳۳۔

۲: وفى الدر ج ۱ ص ۴۳۳ و كفى مطلق نية الصلوة لنفل وسنة راتبة وتراويح ۱۲ والا حتياط فى النية فيها ان ينوى التراويح او ينوى قيام الليل او ينوى سنة الوقت او قيام رمضان ۱۲ ص ۳۸۵ غنية المستملى ۔۱۲ محشى۔

۳: فى الدر ج ۱ ص ۴۵۰ و ۴۵۲ ويتحرى عاجز عن معرفة القبلة فان ظهر خطائه لم يعد وان شرع بلا تحرلم يجزوان اصاب لتركه فرض التحرى الا اذا علم اصابته بعد فراغه فلا يعيد اتفاقاً ۱۲ و اذا كان بحضرته من يسئله عنها فلم يسئله و تحرى وصلى فان اصاب القبلة جازو الا فلا ۱۲ فتاوىٰ هنديه ص ۳۹/۱۔

۴: دیکھو حاشیہ بالا مسئلہ نمبر۱ صفحہ ہذا ۱۲۔

۵: وان علم به (اى بخطائه) فى صلوته او تحول رايه استدار وبنى ۱۲ وينبغى لزوم الا ستدارة على الفورحتى لو مكث قدر ركن فسدت ۱۲ شرح التنوير ورد المحتار ج ۱ ص ۴۵۰۔

۶: فى مراقى ص ۶۷ صح فرض و نفل فيها (اى فى داخل الكعبة) الى اى جزء منها توجه ۱۲۔

۷: يصح فرض ونفل فيها وفو قها ولو بلا سترة ۱۲ شرح التنوير ج ۱ ص ۴۵۴۔

(۱) یعنی اگر اتنی دیر تک جس میں تین مرتبہ سبحان اللہ کہہ سکتی ہے نہ پھرے گی تو نماز نہ ہوگی ۱۲ تصحیح الاغلاط۔

باب ہفتم — فرض نماز پڑھنے کے طریقے کا بیان

مسئلہ ۱ نماز کی نیت کر کے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہے اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ[۱] کہتے وقت اپنے دونوں ہاتھ کندھے تک[۲] اٹھاوے لیکن ہاتھوں کو دوپٹہ سے باہر نہ نکالے پھر سینے پر ہاتھ[۳] باندھ لے اور داہنے ہاتھ کی ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت[۳] پر رکھ دے اور یہ دعا[۴] پڑھے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ پھر اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اور بِسْمِ اللّٰهِ پڑھ کر اَلْحَمْدُ پڑھے اور وَلَا الضَّآلِّيْنَ کے بعد آمین کہے پھر بسم اللہ پڑھ کر کوئی سورت پڑھے۔ پھر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کے رکوع میں جاوے اور سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ یا سات مرتبہ کہے۔ اور رکوع میں دونوں ہاتھ کی انگلیاں ملا کر گھٹنوں[۵] پر رکھ دے اور دونوں بازو پہلو سے خوب[۶] ملائے رہے اور دونوں پیر کے ٹخنے بالکل ملا دیوے[۷] پھر سَمِعَ[۸] اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ کہتی ہوئی سر کو اٹھاوے۔ جب خوب سیدھی کھڑی ہو جاوے تو پھر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتی ہوئی سجدے میں جاوے۔ زمین پر پہلے گھٹنے رکھے۔ پھر کانوں کے برابر ہاتھ رکھے اور انگلیاں خوب ملا لیوے پھر دونوں ہاتھوں کے بیچ میں ماتھا رکھے اور سجدے کے وقت ماتھا اور ناک دونوں زمین پر رکھ دے اور ہاتھ اور پاؤں کی انگلیاں قبلہ کی طرف رکھے مگر[۹] پاؤں کھڑے نہ کرے بلکہ داہنی طرف کو نکال دے اور خوب[۱۰] سمٹ کر اور دب کر سجدہ کرے کہ پیٹ دونوں رانوں سے اور

۱: اذا اراد الشروع فی صلوة کبرالا فتتاح ۱۲ شرح التنویر ج ۱ ص ۵۰۰۔

۲: والمراة ترفع (یدیها) حذاء منکبیها ۱۲ شرح التنویر ج ۱ ص ۵۰۴۔

۳: وضع الرجل یمینه علی یساره تحت سرته اخذاً رسغها بخنصره وابهامه هوالمختار وتضع المراة والخنثی الکف علی الکف تحت ثدیها (ای علی صدرها) ۱۲ شرح التنویر ص ۵۰۷۔

٤: فی الدر ج ۱ ص ۵۰۹ وقراسبحنك اللهم وتعوذ وقرأ المصلی لو اماما او منفردا الفاتحة وسورة او ثلاث ایات و امن الا مام سرا کما موم و منفرد ثم یکبر للرکوع ۱۲ ویقول سبحان ربی الا علی ثلثا وذلك ادناه ۱۲ هدایه ج ۱ ص ۸۹ ولا تسن بین الفاتحة والسورة مطلقاً ولو سریة ولا تکره اتفاقا ولذا صرح فی الذخیرة والمجتبیٰ بانه ان سمی بین الفاتحة والسورة المقروة سرا اوجهرا کان حسنا عند ابی حنیفة ورجحه المحقق ابن الهمام وتلمیذه الحلبی لشبهة الا ختلاف فی کونها اية من کل سورة ۱۲ جز و ردالمحتار ج ۱ ص ۵۱۱۔

۵: اما المرأة فتحنی فی الرکوع یسیراً ولا تفرج ولکن تضم وتضع یدیها علی رکبتیها وضعا وتحنی رکبتیها ولا تجافی عضد یها لان ذلك استرلها ۱۲ شرح التنویر ج ۱ ص ۵۱۵۔

٦: ثم یرفع راسه من رکوعه مسمعاً ویکتفی به الامام وبا لتحمید الموتم ویجمع بینها لو منفرد اویقوم مستویا ثم یکبر مع الخروج ویسجد واضعاً رکبتیه اولا ثم یدیه ثم وجهه بین کفیه ضاماً اصا بع یدیه ۱۲ شرح التنویر ج ۱ ص ۵۱۵۔

۷: وسجد بانفه و جبهة موجها اصا بع یدیه نحو القبلة ۱۲ مراقی۔

۸: ذکر فی البحرانها لا تنصب اصابع القدمین ۱۲ شرح التنویر ج ۱ ص ۵۲۷۔

۹: والمرأة تخفض فلا تبدی عضدیها وتلصق بطنها بفخدیها لا نه استر ۱۲ در ج ۱ ص ۵۲٦۔

(۱) اللہ اکبر میں رے پر جزم پڑھے ۱۲۔ (۲) اور مرد لوگ کانوں کی لو تک ہاتھ اٹھاویں ۱۲

(۳) اور مرد ناف کے نیچے ہاتھ باندھیں ۱۲

(۴) اور مرد داہنے ہاتھ سے بایاں پہنچا پکڑ لیں ۱۲ یہ مسئلہ حضرت تھانویؒ کی تحریر ۲۱ ذی الحجہ سن ۱۳۶۱ھ کی بنا پر درست کیا گیا پہلے سے غلط طبع ہوتا چلا آ رہا تھا ۱۲ ای۔

(۵) اور مرد اپنے گھٹنے پکڑ لیں اور انگلیاں کھلی رکھیں ۱۲ منہ۔

(۶) اور مرد بازو پہلو سے الگ رکھیں ۱۲ منہ۔

(۷) گو درمختار میں یہ حکم مطلق ہے مگر قواعد سے یہ حکم عورتوں کے لئے مخصوص معلوم ہوتا ہے۔ (لکونه استرلهن وورد امرالضم ومثله لهن) باقی مردوں کے لئے یہ حکم نہیں وہ ٹخنے جدا رکھیں ۔ کما یظهر من کلام الطحاوی فی معانی الا ثار ص ۱۳٦ سطر ا ج ۱

(۸) تنہا نماز پڑھنے والے کو سمع اللہ لمن حمدہ ربنا لك الحمد کہنا چاہئے۔ پہلے غلطی سے فقط سمع اللہ لمن حمدہ لکھ دیا گیا تھا ۱۲۔

(۹) لفظ مگر پاؤں سے نکال دے تک اس مرتبہ اضافہ ہوا ۱۲ شبیر علی

(۱۰) اور مرد خوب کھل کر سجدہ کریں اور پیٹ کو رانوں سے اور بانہیں پہلو سے جدا رکھیں ۱۲ منہ

بائیں دونوں پہلو سے ملا دیوے۔ اور دونوں بانہیں زمین[1] پر رکھ دے اور سجدہ[2] میں کم سے کم تین دفعہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہے پھر اَللّٰهُ اَکْبَرُ کہتی ہوئی اٹھے اور خوب[3] اچھی طرح بیٹھ جاوے تب دوسرا سجدہ اَللّٰهُ اَکْبَرُ کہہ کے کرے اور کم سے کم تین دفعہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہہ کے اَللّٰهُ اَکْبَرُ کہتی[4] ہوئی کھڑی ہوجائے اور زمین پر ہاتھ ٹیک کر کے نہ اٹھے پھر بِسْمِ اللّٰهِ کہہ کر اَلْحَمْدُ[5] اور سورۃ پڑھ کے دوسری رکعت اسی طرح پوری کرے۔ جب دوسرا سجدہ کر چکے تو بائیں[6] چوتڑ پر بیٹھے اور اپنے دونوں پاؤں[2] داہنی طرف نکال دیوے اور دونوں ہاتھ اپنی رانوں پر رکھ لے اور انگلیاں خوب ملا کر رکھے پھر پڑھے[7] اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِیْنَ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اور جب کلمہ پر پہنچے تو بیچ کی انگلی اور انگوٹھے سے حلقہ بنا کر لا الٰہ[3] کہنے کے وقت انگلی اٹھاوے اور الا اللہ کہنے کے وقت جھکا دے مگر عقد و حلقہ کی ہیئت کو آخر نماز تک باقی رکھے۔ اگر[8] چار رکعت پڑھنا ہو تو اس سے زیادہ اور کچھ نہ پڑھے بلکہ فوراً اللہ اکبر کہہ کے اٹھ کھڑی ہو اور دو[9] رکعتیں اور پڑھ لے اور فرض نماز میں پچھلی[10] دو رکعتوں میں الحمد کے ساتھ اور کوئی سورت نہ ملاوے۔ جب چوتھی رکعت پر بیٹھے تو پھر التحیات[11] پڑھ کے یہ درود شریف پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۔ اَللّٰهُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرَاهِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ۔ پھر[12] یہ دعا پڑھے رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ یا یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِجَمِیْعِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِیْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ اَلْاَحْیَاءِ مِنْهُمْ وَالْاَمْوَاتِ یا کوئی اور دعا پڑھے جو حدیث یا قرآن مجید میں آئی ہو۔[13] پھر اپنے داہنی طرف سلام پھیرے۔ اور کہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ[4] پھر یہی کہہ کر بائیں طرف سلام پھیرے اور سلام[14] کرتے وقت فرشتوں[5] پر سلام کرنے کی نیت کرے۔ یہ نماز پڑھنے کا طریقہ ہے۔ لیکن اس[6] میں جو فرائض ہیں۔ ان میں سے اگر ایک بات بھی چھوٹ جاوے تو نماز نہیں ہوتی چاہے

۱: وتفترش ذراعیها ۱۲ در ج ۱ ص ٥٤٦۔
۲: ویقرأ فی سجوده سبحان ربی الا علیٰ ثلثا وذلك اد ناه ولوزاد فهو افضل ویترك علی وتر ۱۲ منیه ص ۱۰۳۔
۳: ویجلس بین السجد تین مطمئنا ۱۲ شرح التنویر ج ۱ ص ٥٢٧ فاذا اطمان قاعد اکبرو سجد ثانیا ۱۲ منیه ص ۱۰۳۔
٤: ویکبر للنهوض بلا اعتماد وقعود ۱۲ شرح التنویر ج ۱ ص ٥٢٧۔
٥: والرکعة الثانیه کالرکعة الاولیٰ غیرانه لا یاتی بثناء ولا تعوذ ۱۲ شرح التنویر ج ۱ ص ٥٢٧۔
٦: وتتورك فی التشهد وتضع فیه یدیها تبلغ رؤس اصا بعها رکبتیها وتضم فیه اصابعها ۱۲ رد المحتار ج ۱/ ٥٢٦۔
۷: ویقرأ تشهد ابن مسعود ۱۲ شرح التنویر ج ۱ ص ٥٣۱۔
۸: واشار بالمسبحة من اصابعه الیمنی فی الشهادة علی الصحیح یرفعها عند النفی ویضعها عند الا ثبات ۱۲ مراقی ص ۱۵۵ ورد المحتار ج ۱ ص ٥٣۰۔
۹: ولا یزید علی التشهد فی القعدة الاولیٰ ۱۲ در مختار۔
۱۰: واکتفی فیما بعد الا ولیین بالفاتحة ۱۲ شرح التنویر ج ۱ ص ٥٣٣۔
۱۱: ویفعل فی القعود الثانی کالاول وتشهد وصلی علی النبی صلی الله علیه سلم ۱۲ شرح التنویر ج ۱ ص ٥٣٤۔
۱۲: ودعا بالادعیة المذکورة فی القرآن والسنة لا بما یشبه کلام الناس ۱۲ شرح التنویر ج ۱ص ٥٤٣۔
۱۳: ثم یسلم عن یمینه ویساره قائلا السلام علیکم ورحمة الله ۱۲ شرح التنویر ج ۱ ص ٥٤٧۔
۱٤: والمنفردینوی الحفظة لا غیر ۱۲ هدایه ج ۱ ص ۱۰٤۔
۱۵: ترك السنة لا یوجب فساد اولا سهو ابل اساء ة لوعامداغیر مستخف بخلاف ترك الفرض فانه یوجب الفساد وترك الواجب فانه یوجب السهو ۱۲ در مختار ورد المحتار ج ۱ ص ٤٩٤۔

(۱) مرد زمین پر نہ رکھیں۔ (۲) مرد اپنا داہنا پیر کھڑا رکھیں اور بائیں پر بیٹھیں ۱۲ شبیر علی۔
(۳) چونکہ حضرت حکیم الامۃ قدس سرہ نے مسئلہ مندرجہ مطبوعات سابقہ سے رجوع فرمالیا ہے۔ لہٰذا اس مرتبہ عبارت درست کی گئی ۱۲ منہ۔
(۴) السلام علیکم ورحمۃ اللہ میں لفظ اللہ کی ہ پر جزم پڑھے ۱۲۔ (۵) پہلے یہاں عبارت مبہم تھی اب درست کردی گئی ہے ۱۲
(۶) اور مرد بھی اگر تنہا نماز پڑھے تو اس کو بھی فرشتوں کی نیت کرنی چاہئے اور اگر جماعت کے ساتھ پڑھے تو جو لوگ داہنی جانب ہیں ان کی داہنی طرف سلام پھیرتے وقت نیت کرے اور جو بائیں طرف ہیں ان کی بائیں طرف سلام پھیرتے وقت نیت کرے اور مقتدی امام کی بھی نیت کرے اگر امام داہنی طرف ہے تو داہنی طرف کے سلام میں نیت کرے اور اگر بائیں طرف ہے تو بائیں طرف کے سلام میں اور اگر بالکل سامنے ہے تو دونوں طرف کے سلام میں امام کی نیت کرے ۱۲ ف۔

قصداً چھوڑا ہو یا بھولے سے دونوں کا ایک حکم ہے اور بعض چیزیں واجب [۱] ہیں کہ اس میں سے اگر کوئی چیز قصداً چھوڑ دے تو نماز نکمی اور خراب ہو جاتی ہے اور پھر سے نماز پڑھنی پڑتی ہے۔ اگر کوئی پھر سے نہ پڑھے تو خیر تب بھی فرض سر سے اتر جاتا ہے لیکن بہت گناہ ہوتا ہے اور اگر بھولے سے چھوٹ جاوے تو سجدہ سہو کر لینے سے نماز ہو جاوے گی اور بعض چیزیں سنت ہیں اور بعض چیزیں مستحب ہیں۔

مسئلہ [۲] نماز میں چھ چیزیں فرض ہیں۔ (۱) نیت باندھتے وقت اللہ اکبر [(۱)] کہنا۔ (۲) کھڑا [(۲)] ہونا۔ (۳) قرآن میں سے کوئی سورت یا آیت پڑھنا (۴) رکوع کرنا اور دونوں (۵) سجدے کرنا۔ (۶) اور نماز کے آخر میں جتنی دیر التحیات پڑھنے میں لگتی ہے اتنی دیر بیٹھنا۔

مسئلہ [۳] یہ چیزیں نماز میں واجب ہیں۔ (۱) الحمد پڑھنا (۲) اس کے ساتھ کوئی سورت ملانا، (۳) ہر فرض کو اپنے اپنے موقع پر ادا کرنا [(۳)] اور (۴) پہلے کھڑے ہو کر الحمد پڑھنا۔ (۵) پھر سورت ملانا (۶) پھر رکوع کرنا، (۷) پھر سجدہ کرنا، (۸) دو رکعت پر بیٹھنا، (۹) دونوں بیٹھکوں میں التحیات پڑھنا، (۱۰) وتر کی نماز میں دعاء قنوت پڑھنا۔ (۱۱) [۴] السلام [(۴)] علیکم ورحمۃ اللہ کہہ کر سلام پھیرنا، (۱۲) ہر [۵] چیز کو اطمینان سے ادا کرنا، بہت جلدی نہ کرنا۔

مسئلہ [۴] ان باتوں کے سوا جتنی اور باتیں ہیں وہ سب سنت ہیں لیکن بعضی ان میں [(۵)] سے مستحب ہیں۔

مسئلہ [۵] اگر [۶] کوئی نماز میں الحمد نہ پڑھے بلکہ کوئی اور آیت یا کوئی اور پوری سورت پڑھے یا فقط الحمد پڑھے اس کے ساتھ کوئی سورت یا کوئی آیت نہ ملاوے یا دو ۲ رکعت پڑھ کے نہ بیٹھے بے بیٹھے اور بے التحیات پڑھے تیسری رکعت کے لئے کھڑی ہو جاوے یا بیٹھ تو گئی لیکن التحیات نہیں پڑھی تو ان سب صورتوں میں سر سے فرض تو اتر جائے گا لیکن نماز بالکل نکمی اور خراب ہے، پھر سے پڑھنا واجب ہے، نہ دہراوے گی تو بڑا گناہ ہوگا۔ [۷] البتہ اگر بھولے سے ایسا کیا ہو تو سجدہ سہو کر لینے سے نماز درست ہو جاوے گی۔

مسئلہ [۶] اگر [۸] السلام علیکم ورحمۃ اللہ کے موقع [(۶)] پر سلام نہیں پھیرا بلکہ جب سلام کا وقت آیا تو کسی سے بول پڑی، باتیں کرنے لگی یا اٹھ کر کہیں چلی گئی یا اور کوئی ایسا کام کیا جس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے تو اس کا بھی یہی حکم ہے کہ فرض تو اتر جاوے گا لیکن نماز کا دہرانا واجب ہے پھر سے نہ پڑھے گی تو بڑا گناہ ہوگا۔

مسئلہ [۷] اگر [۹] پہلے سورۃ پڑھی پھر الحمد پڑھی تب بھی نماز دہرانا پڑے گی اور اگر بھولے سے ایسا کیا تو سجدہ سہو کر لے۔

۱: ولها واجبات لا تفسد بتركها وتعاد و جو بافي العمد والسهو ان لم يسجد له وان لم يعدها يكون فاسقا اثمًا ۱۲ ۔در ج ا ص ۴۷۵۔

۲: فرائض الصلوة ستة التحريمة والقيام والقرأة والركوع والسجود والقعدة فى اخر الصلوة مقدار التشهد ۱۲ شرح البدايه ج ۱ ص ۹۲۔

۳: وفيها واجبات كقراء ة الفاتحه وضم السورة معها و مراعاة الترتيب فيما شرع مكرراً من الا فعال والقعدة الاولى وقراء ة التشهد فى الا خير والقنوت فى الوتر ۱۲ شرح البدايه ج ۱ ص ۹۳ ۔ ٤: ويحب لفظ السلام دون عليكم ۱۲ مراقى ص ۱۳٦۔

٥: ويحب الا طمينان وهوالتعديل فى الا ركان ۱۲ مراقى ص ۱۳۵۔

٦: انما تعاد فى هذه الصور لان هذه الا شياء من واجبات الصلوة وقال فى شرح التنوير ج ۱ ص ٤٧٤ ولها واجبات لا تفسد بتركها وتعاد وجو بافي العمد والسهوان لم يسجد له (اى للسهو) ۱۲ ۔

۷: اذا ترك الفاتحة فى الا ولیین اواحد هما يلزمه السهوو لو قرأ الفاتحة وحدها وترك السورة يجب عليه سجود السهود منها (اى من الواجبات) القعدة الاولى حتے لو تركها يجب عليه السهوو منها التشهد فاذا تركه فى القعدة الا ولى اوالا خيرة وجب عليه سجوذ السهو ۱۲ فتاوىٰ هنديه باختصار ج ۱ ص ۸۰، ۸۱۔ ۸: حاشیہ مسئلہ نمبر ۵ باب ہٰذا دیکھو۔

۳: انما تعاد الصلوة لا ن تقديم الفاتحة على السورة واجب فلو تركها عمداً يعيد ا لصلوة ولو تركها سهوًا يسجد للسهو وفى العالمگیری ج ۱ ص ۸۱ ولو اخرالفاتحة عن السورة فعليه سجود السهود ۱۲ ۔

(۱) مطلب یہ ہے کہ تکبیر تحریمہ فرض ہے نہ کہ خاص یہ لفظ ۱۲ تصحیح الاغلاط۔

(۲) یہ کھڑا ہونا بہت علماء کے نزدیک تین دفعہ سبحان اللہ پڑھنے کی مقدار میں فرض ہے ۱۲۔

(۳) بجائے لفظ یعنی کے لفظ اور اس مرتبہ درج ہوا ۱۲ شبیر علی

(۴) مراد خروج بلفظ السلام ہے تسہیل فہم کے لئے یہ عنوان اختیار کیا گیا فلا اعتراض ۱۲ تصحیح الاغلاط۔

(۵) یعنی فرض اور واجب کے علاوہ جو اور چیزیں ہیں ان میں سے بعض سنت ہیں اور بعض مستحب ہیں ۱۲

(۶) پہلے غلطی سے لفظ کے موقع پر کی جگہ پر لفظ (کیلئے) لکھ دیا گیا تھا اب درست کر دیا گیا ۱۲۔

مسئلہ۸ الحمد[۱] کے بعد کم سے کم تین آیتیں پڑھنی چاہئیں۔ اگر ایک ہی آیۃ یا دو آیتیں الحمد کے بعد پڑھے تو اگر وہ ایک آیۃ اتنی بڑی ہو کہ چھوٹی تین آیتوں کی برابر ہو جاوے تب بھی درست ہے۔

مسئلہ۹ اگر[۲] کوئی رکوع سے کھڑی ہو کر سمع اللہ لمن حمدہ ربنا لک الحمد یا رکوع میں سبحان ربی العظیم نہ پڑھے یا سجدہ میں سبحان ربی الاعلی نہ پڑھے یا اخیر کی بیٹھک میں التحیات کے بعد درود شریف نہ پڑھے تو بھی نماز ہو گئی لیکن سنت کے خلاف ہے۔ اس طرح اگر درود شریف کے بعد کوئی دعا نہ پڑھی فقط درود پڑھ کر سلام پھیر دیا تب بھی نماز درست ہے لیکن سنت (۱) کے خلاف ہے۔

مسئلہ۱۰ نیت[۳] باندھتے وقت ہاتھوں کا اٹھانا سنت ہے اگر کوئی نہ اٹھاوے تب بھی نماز درست ہے، مگر خلاف سنت (۲) ہے۔

مسئلہ۱۱ ہر[۴] رکعت میں بسم اللہ پڑھ کر الحمد پڑھے اور جب سورۃ ملاوے تو سورۃ سے پہلے بسم اللہ پڑھ لیوے یہی بہتر ہے۔

مسئلہ۱۲ سجدہ[۵] کے وقت اگر ناک اور ماتھا دونوں زمین پر نہ رکھے بلکہ فقط ماتھا زمین پر رکھے اور ناک نہ رکھے تو بھی نماز درست ہے اور اگر ماتھا نہیں لگایا فقط ناک زمین پر لگائی تو نماز نہیں (۳) ہوئی البتہ اگر کوئی مجبوری ہو تو فقط ناک لگانا بھی درست ہے۔

مسئلہ۱۳ اگر[۶] رکوع کے بعد اچھی طرح کھڑی نہیں ہوئی ذرا سا سر اٹھا کر سجدہ میں چلی گئی تو نماز پھر سے (۴) پڑھے۔

مسئلہ۱۴ اگر[۷] دونوں سجدوں کے بیچ میں اچھی طرح نہیں بیٹھی ذرا سا سر اٹھا کر دوسرا سجدہ کر لیا تو اگر ذرا ہی سر اٹھایا ہو تو ایک ہی سجدہ ہوا دونوں سجدے ادا نہیں ہوئے اور نماز بالکل نہیں ہوئی۔ اور اگر اتنا ہی اٹھی کہ قریب قریب بیٹھنے کے ہو گئی ہے تو خیر نماز سر سے تو اتر گئی لیکن بڑی نکمی اور خراب ہو گئی۔ اس لئے پھر (۵) سے پڑھنا چاہئے نہیں تو بڑا گناہ ہو گا۔

مسئلہ۱۵ اگر[۸] پیال پر یا روئی کی چیز پر سجدہ کرے تو سر کو خوب دبا کر کے سجدہ کرے اتنا دباوے کہ اس سے زیادہ نہ دب سکے اور اوپر اوپر ذرا اشارہ سے سر رکھ دیا دبایا نہیں تو سجدہ نہیں (۶) ہوا۔

مسئلہ۱۶ فرض[۹] نماز میں پچھلی دو ۲ رکعتوں میں اگر الحمد کے بعد کوئی سورۃ بھی پڑھ گئی تو نماز میں کچھ نقصان نہیں آیا نماز بالکل صحیح ہے۔

۱: و (الواجب) الثانی ضم سورة قصيرة او ثلاث ايات قصار ۱۲ مراقی ص ۱۳۵ و در ج ۱ ص ۴۷۷۔

۲: فلو تركه (ای التسبيح) او انقصه كره تنزيها ۱۲ در ج ۱ ص ۵۱۵ قلت وكذا لو ترك الصلوة على النبی او الدعاء لأنهما سنتان وسيجی فی حاشية نمبر۳ ص هذا نقلا عن شرح التنوير ان ترك السنة لا يوجب سهوا ولا فسادا ا ه ۱۲ ف۔

۳: (من) سننها رفع اليدين للتحريمة وترك السنة لا يجب فساد اولا سهوا بل اساءة لو عامدا غير مستخف ۱۲ شرح التنویر ج ۱ ص ۴۹۴۔

۴: وسمی سرا فی اول كل ركعة وان سمی بين الفاتحة والسورة المقروءة سرا او جهرا كان حسنا عند ابی حنيفة ۱۲ در المختار ج ۱ ص ۴۹۱۔

۵: وسجد بانفه وجبهته وكره اقتصاره على احدهما و منعا الاكتفاء بالانف بلا عذر واليه صح رجوعه وعليه الفتوى ۱۲ شرح التنویر ج ۱ ص ۵۰۲۔

۶: ويقوم مستويا لما مر من انه سنة على قولهما او واجب على ما اختاره الكمال وتلميذه او فرض على ماقاله ابو يوسف ونقله الطحاوی عن الثلثة ۱۲ رد المحتار ج ۱ ص ۵۱۹ واجمعوا على ان الاعتدال فی قومة الركوع ليس بواجب عند ابی حنيفة ومحمد رحمهما الله عالمگیری ج ۱ ص ۴۴ قلت الاحوط الاعادة ولذا اختارها المؤلف وبسط الكلام فی رد المحتار ج ۱ ص ۴۸۴ تحت قول الدر وتعديل الاركان ۱۲ ف ۔

۷: يجب التعديل ايضا فی القومة من الركوع والجلسة بين السجدتين ۱۲ رد المحتار ج ۱ ص ۴۸۳۔

۸: اذا سجد على التبن او المحلوج ان لم يستقر جبهته لا يجوز ۱۲ فی المنية ص ۹۶ ۔

۹: واكتفى المفترض فيما بعد الاولين بالفاتحة فانها سنة على الظاهر ولو زاد لا باس به ای لو ضم اليها سورة لا باس به ۱۲ رد المحتار ج ۱ ص ۵۳۳۔

(۱) یعنی سنت غیر موکدہ ۱۲۔

(۲) لفظ مگر خلاف سنت ہے اس مرتبہ بڑھایا گیا ہے ۱۲۔

(۳) خواہ قصداً ایسا کیا ہو یا بھول گئی ہو دونوں کا یہی حکم ہے۔ ۱۲

(۴) اگر قصداً ایسا کیا اور جو بھول کر ایسا ہو گیا تو سجدہ سہو کرے ۱۲۔

(۵) اگر قصداً ایسا کیا اور جو بھول گئی تو سجدہ سہو کر لے ۱۲۔

(۶) خواہ قصداً ایسا ہو یا بھول کر ۱۲

مسئلہ ۱۷ اگر[۱] پچھلی دو ۲ رکعتوں میں الحمد نہ پڑھے بلکہ تین دفعہ سبحان اللہ سبحان اللہ کہہ لے تو بھی درست ہے لیکن الحمد پڑھ لینا بہتر ہے اور اگر کچھ نہ پڑھے چپکی کھڑی رہے تو بھی کچھ حرج نہیں نماز درست (۱) ہے۔

مسئلہ ۱۸ پہلی[۲] دو ۲ رکعتوں میں الحمد کے ساتھ سورۃ ملانا واجب ہے، اگر کوئی پہلی رکعتوں میں فقط الحمد پڑھے سورۃ نہ ملاوے یا الحمد بھی نہ پڑھے سبحان اللہ سبحان اللہ پڑھتی رہے تو اب پچھلی رکعتوں میں الحمد کے ساتھ سورۃ ملانا چاہئے پھر اگر قصداً ایسا کیا ہے تو نماز پھر سے پڑھے اور اگر بھولے سے کیا ہو تو سجدہ سہو کرلے۔

مسئلہ ۱۹ نماز[۳] میں الحمد اور سورت وغیرہ ساری چیزیں آہستہ اور چپکے سے پڑھے لیکن ایسی طرح پڑھنا چاہئے کہ خود اپنے کان میں آواز ضرور آوے۔ اگر اپنی (۲) آواز خود اپنے آپ کو بھی نہ سنائی دیوے تو نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ ۲۰ کسی[۴] نماز کے لئے کوئی سورت مقرر نہ کرے بلکہ جو جی چاہے پڑھا کرے۔ سورت مقرر کر (۳) لینا مکروہ ہے۔

مسئلہ ۲۱ دوسری[۵] رکعت میں پہلی رکعت سے زیادہ لمبی سورت نہ پڑھے۔

مسئلہ ۲۲ سب[۶] عورتیں اپنی اپنی نماز الگ الگ پڑھیں جماعت سے نہ پڑھیں۔ اور جماعت کے لئے مسجد میں جانا اور وہاں جاکر مردوں کے ساتھ پڑھنا نہ چاہئے۔ اگر کوئی عورت اپنے شوہر وغیرہ کسی محرم کے ساتھ جماعت کرکے نماز پڑھے تو اس کے مسئلے کسی سے پوچھ لے۔ چونکہ ایسا اتفاق کم ہوتا ہے اس لئے ہم نے بیان نہیں کئے۔ البتہ اتنی بات یاد رکھے کہ اگر کبھی ایسا موقع ہو تو کسی مرد کے برابر نہ کھڑی ہو بالکل پیچھے رہے ورنہ اس کی نماز بھی خراب ہوگی اور اس مرد کی نماز بھی برباد ہو جاوے گی۔

مسئلہ ۲۳ اگر[۷] نماز پڑھتے میں وضو ٹوٹ جاوے تو وضو کرکے پھر سے (۴) نماز پڑھے۔

مسئلہ ۲۴ مستحب[۸] یہ ہے کہ جب کھڑی ہو تو اپنی نگاہ سجدے کی جگہ رکھے اور جب رکوع میں جائے تو پاؤں پر نگاہ رکھے اور جب سجدہ کرے تو ناک پر۔ سلام پھیرتے وقت کندھوں پر نگاہ رکھے اور جب جمائی آوے تو منہ خوب بند کرلے اگر اور کسی طرح نہ رکے تو ہاتھ کی ہتھیلی کے اوپر کی طرف سے روکے۔ اور جب گلا سہلائے (۵) تو جہاں تک ہو سکے کھانسی کو روکے اور ضبط کرے۔

۱: وهو مخير بين قراءة الفاتحة والتسبيح ثلاثا وسكوت قدرها على المذهب ۱۲ شرح التنوير ج ۱ ص ۵۳۳۔

۲: يجب قراءة الفاتحة وضم السورة او ما يقوم مقامها من ثلث ايات قصارا واية طويلة فى الا وليين بعد الفاتحة واذا لم يقرأ بشيئ فى الشفع الاول يقراء فى الشفع الثانى بفاتحة الكتاب وسورة ۱۲ فتاوى هنديه ج ۱ ص ٤٤ وردالمحتار ج ۱ ص ۵۵۸۔ اور دیکھو حاشیہ مسئلہ نمبر ۵۔

۳: وادنى المخافتة اسماع نفسه ۱۲ شرح التنوير ج ۱ ص ۵۵۷ وشرح البداية ج ۱ ص ۱۰٦ وفى المسئلة قولان تفصيلهما فى رد المحتار والا حوط مااختاره المؤلف ۱۲ ف۔

٤: ويكره ان يوقت بشيئ من القران لشيئ من الصلوات ۱۲ كذافى الهدايه ص ۱۰۸ وشرح التنوير ص ۵٦۷۔

۵: واطالة الثانية على الا ولىٰ يكره ۱۲ شرح التنوير ج ۱ ص ۵٦٦۔

٦: ويكره تحريماً جماعة النساء فى غير صلوة جنازة كالعراة ويكره حضور هن الجماعة مطلقا ۱۲ شرح التنویر ج ۱ ص ۵۹۰ وهدایہ ج ۱ ص ۱۱۰۔

۷: من سبقه حدث توضا و بنى والرجل والمراءة فى حق حكم البناء سواء والا ستيناف افضل ۱۲ فتاوی ھندیہ ج ۱ ص ۹۵ وھدایہ ج ۱ ص ۱۱۵۔

۸: ولها (اى للصلوة) اداب نظره الى موضع سجوده حال قيامه والى ظهر قدميه حال ركوعه والى ارنبة انفه حال سجوده والى حجره حال قعوده والى منكبه الا يمن والا يسر عند التسليمة الا ولى والثانية وامساك فمه عند التثاؤب فان لم يقدر غطاه بظهر يده و دفع السعال ما استطاع ۱۲ شرح التنوير ج ۱ ص ٤۹۸۔

(۱) جب کہ تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کی مقدار چپکی کھڑی رہے۔

(۲) اس مسئلہ کے متعلق سوال وجواب امداد الفتاویٰ مبوب جلد اول ص ۱۴۵ میں درج ہے جس سے عبارت متن کی تائید ہوتی ہے ۱۲ تصحیح الاغلاط۔

(۳) ہاں اگر کبھی کبھی وہ سورتیں جو جناب رسول اللہ ﷺ نے نماز میں پڑھی ہیں پڑھ لیا کرے تو مکروہ نہیں بلکہ مستحب ہے ۱۲۔

(۴) چونکہ بناء کے شرائط و مسائل بہت نازک ہیں نیز اختلافی مسئلہ ہے اس لئے وہ سب مسائل چھوڑ دیئے گئے ۱۲ منہ۔

(۵) یعنی کھجلی گلے کے اندر ہونے لگے ۱۲ شبیر علی

باب ہشتم — قرآن شریف پڑھنے کا بیان

مسئلہ۱ قرآن[۱] شریف کو صحیح صحیح پڑھنا واجب ہے۔ ہر حرف کو ٹھیک ٹھیک پڑھے۔ ہمزہ اور عین میں جو فرق ہے اسی طرح بڑی ح اور ہ میں اور ذ ظ ز ض میں اور س ص ث میں ٹھیک نکال کے پڑھے ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف نہ پڑھے۔

مسئلہ۲ اگر[۲] کسی سے کوئی حرف نہیں نکلتا جیسے ح کی جگہ ہ پڑھتی ہے یا عین نہیں نکلتا یا ث س ص سب کو سین ہی پڑھتی ہے تو صحیح پڑھنے کی مشق کرنا لازم ہے اگر صحیح پڑھنے کی محنت نہ کرے گی تو گنہگار ہوگی اور اس کی کوئی نماز صحیح نہ ہوگی البتہ اگر محنت سے بھی درستی نہ ہو تو لاچاری ہے۔

مسئلہ۳ اگر[۳] ح ع وغیرہ سب حرف نکلتے تو ہیں لیکن ایسی بے پروائی سے پڑھتی ہے کہ ح کی جگہ ہ اور ع کی جگہ ہمزہ ہمیشہ پڑھ جاتی ہے کچھ خیال کر کے نہیں پڑھتی تب بھی گنہگار ہے اور نماز صحیح نہیں ہوتی۔

مسئلہ۴ جو[۴] سورت پہلی رکعت میں پڑھی ہے وہی سورت دوسری رکعت میں پھر پڑھ لی تو بھی کچھ حرج نہیں لیکن بے ضرورت ایسا کرنا بہتر نہیں۔

مسئلہ۵ جس[۵] طرح کلام مجید میں سورتیں آگے پیچھے لکھی ہیں نماز[(۱)] میں اسی طرح پڑھنا چاہئے جس طرح عمّ[(۲)] کے سیپارہ میں لکھی ہیں اس طرح نہ پڑھے یعنی جب پہلی رکعت میں کوئی سورت پڑھے تو اب دوسری رکعت میں اس کے بعد والی سورت پڑھے اس کے پہلے والی سورت نہ پڑھے جیسے کسی نے پہلی رکعت میں قُلْ یٰاَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ پڑھی تو اب اِذَا جَآءَ یا قُلْ هُوَ اللّٰهُ یا قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ یا قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھے اور اَلَمْ تَرَ کَیْفَ اور لِاِیْلٰفِ وغیرہ اس کے اوپر کی سورتیں نہ پڑھے کہ اس طرح پڑھنا مکروہ ہے لیکن اگر[۶] بھولے سے اس طرح پڑھ جاوے تو مکروہ نہیں ہے۔

مسئلہ۶ جب[۷] کوئی سورت شروع کرے تو بے ضرورت اس کو چھوڑ کر دوسری سورت شروع کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ۷ جس[۸] کو نماز بالکل نہ آتی ہو یا نئی مسلمان ہوئی ہو وہ سب جگہ سبحان اللہ سبحان اللہ وغیرہ پڑھتی رہے تو فرض ادا ہو جائے گا لیکن نماز برابر سیکھتی رہے اگر نماز سیکھنے میں کوتاہی کرے گی تو بہت گنہگار ہوگی۔

باب نہم — نماز توڑ دینے والی چیزوں کا بیان

مسئلہ۱ قصداً[۹] یا بھولے سے نماز میں بول اٹھی تو نماز جاتی رہی۔

مسئلہ۲ نماز[۱۰] میں آہ یا اوہ یا اف یا ہائے کہے یا زور سے روئے تو نماز جاتی رہی البتہ اگر جنت و دوزخ کو یاد کرنے سے دل بھر آیا اور زور سے آواز[(۳)] یا آہ یا اُف وغیرہ بھی نکل جاوے تو نماز نہیں ٹوٹی۔

۱: قال العلامة الجزری والأخذ بالتجوید حتم لازم ؛ من لم یجود القران اثم ۱۲ ی۔

۲: فالحاصل ان الالثغ یجب علیهم الجهد دائما وصلوتهم جائزة ماداموا علی الجهد ۱۲ غنیه ص ۴۵۳ وشرح التنویر ج ۱ ص ۶۰۸۔

۳: الاصل فیما اذا ذکر حرفا مکان حرف وغیر المعنی ان امکن الفصل بینهما بلا مشقة تفسد وان لا یمکن الا بمشقة کالظاء مع الضاد المعجمتین والصاد مع السین المهملتین والطاء مع التاء قال اکثرهم لا تفسد رد المحتار ج ۱ ص ۶۶۲ وکان القاضی الامام الشهید یقول الاحسن فیه ان یقول ان جری علی لسانه ولم یکن ممیزا وکان فی زعمه انه ادی الکلمة علی وجهها لا تفسد ۱۲ منیه ص ۱۳۹۔

۴: لا باس ان یقرأ سورة ویعیدها فی الثانیه (شرح التنویر) قال العلامة الشامی افادانه یکره تنزیها ۱۲ رد المحتار ج ۶ ص ۵۷۰۔

۵: التنکیس والفصل بالقصیرة انما یکره اذا کان عن قصد فلو کان سهوا فلا ۱۲ رد المحتار ج ۱ ص ۵۷۱۔

۶: ویکره ان یقرأ منکوسا الا اذا ختم فیقرأ من البقرة ۱۲ شرح التنویر ج ۱ ص ۵۷۰۔

۷: افتتح سورة وقصده سورة اخری فلما قرأ اية او ایتین اراد ان یترک تلک السورة ویفتتح التی ارادها یکره ۱۲ رد المحتار ج ۱ ص ۵۷۱۔

۸: ولا یلزم العاجز عن النطق کاخرس وامی تحریک لسانه وکذا فی حق القراءة ۱۲ شرح التنویر ج ۱ ص ۵۰۲۔

۹: من تکلم فی الصلوٰة عامدا او ساهیا بطلت صلوته ۱۲ فی الهدایه ج ۱ ص ۱۱۹۔

۱۰: فان ان فیها او تاوه اوبکی فارتفع بکاؤه فان کان من ذکر الجنة او النار لم یقطعها وان کان من وجع او مصیبة قطعها ۱۲ فی الہدایہ ج ۱ ص ۱۲۰۔

(۱) بچوں کی آسانی کیلئے اس پارہ کی ترتیب بدل دی گئی ہے کہ پہلے آسان سورتیں لکھی گئیں ورنہ اس کی اصل ترتیب وہی ہے جو قرآن کے تیسویں پارہ میں ہے ۱۲۔ (۲) لیکن اگر قرآن ختم ہو تو اسکے بعد سورہ بقرہ کا شروع ہم المفلحون تک پڑھنا مستحب ہے ۱۲۔

(۳) اور اگر جنت یا دوزخ کے یاد آنے کی وجہ سے آہ یا اُف بھی منہ سے نکل جائے تب بھی نماز فاسد نہیں ہوتی کما فی امداد الفتاویٰ مبوب جلد اول ص ۲۶۲ شبیر علی۔

مسئلہ۳ بے[1] ضرورت کھنکھارنے اور گلا صاف کرنے سے جس سے ایک آدھ حرف بھی پیدا ہو جاوے نماز ٹوٹ جاتی ہے البتہ لاچاری اور مجبوری کے وقت کھنکھارنا درست ہے اور نماز نہیں جاتی۔

مسئلہ۴ نماز[2] میں چھینک آئی اس پر الحمد للہ کہا تو نماز نہیں گئی لیکن نہ کہنا چاہئے۔ اور اگر کسی اور کو چھینک آئی اور اس نے نماز ہی میں اس کو یرحمک اللہ کہا تو نماز جاتی رہی۔

مسئلہ۵ قرآن[3] شریف میں دیکھ دیکھ کر پڑھنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

مسئلہ۶ نماز[4] میں اتنی مڑ گئی کہ سینہ قبلہ کی طرف مڑ گیا تو نماز ٹوٹ گئی۔

مسئلہ۷ کسی[5] کے سلام کا جواب دیا اور وعلیکم السلام کہا تو نماز جاتی رہی۔

مسئلہ۸ نماز[6] کے اندر جوڑا باندھا تو نماز جاتی رہی۔

مسئلہ۹ نماز[7] میں کوئی چیز کھائی یا کچھ پی لیا تو نماز جاتی رہی، یہاں تک کہ اگر ایک تل یا دھرا[(1)] اٹھا کر کھالیوے تو بھی نماز ٹوٹ جاوے گی۔ البتہ اگر دھرا وغیرہ کوئی چیز دانتوں میں اٹکی ہوئی تھی اسکو نگل گئی تو اگر چنے سے کم ہو تب تو نماز ہوگئی اور اگر چنے کے برابر یا زیادہ ہو تو نماز ٹوٹ گئی۔

مسئلہ۱۰ منہ[8] میں پان دبا ہوا ہے اور اس کی پیک حلق میں جاتی ہے تو نماز نہیں ہوئی۔

مسئلہ۱۱ کوئی[9] میٹھی چیز کھائی۔ پھر کلی کر کے نماز پڑھنے لگی لیکن منہ میں اس کا مزہ کچھ باقی ہے اور تھوک کے ساتھ حلق میں جاتا ہے تو نماز صحیح ہے۔

مسئلہ۱۲ نماز[10] میں کچھ خوشخبری سنی اور اس پر الحمد للہ کہہ دیا یا کسی کی موت کی خبر سنی اس پر اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑھا تو نماز جاتی رہی۔

مسئلہ۱۳ کوئی[11] لڑکا وغیرہ گر پڑا اس کے گرتے وقت بسم اللہ کہہ دیا تو نماز جاتی رہی۔

مسئلہ۱۴ نماز[12] میں بچہ نے آکر دودھ پی لیا تو نماز جاتی رہی البتہ اگر دودھ نہیں نکلا تو نماز نہیں گئی۔

مسئلہ۱۵ اللہ اکبر[13] کہتے وقت اللہ کے الف کو بڑھا دیا اور آللہ اکبر کہا یا اللہ آکبر[(2)] کہا تو نماز جاتی رہی اسی طرح اگر اکبر کی بے کو بڑھا کر پڑھا اور اللہ اکبار کہا تو بھی نماز جاتی رہی۔

مسئلہ۱۶ کسی[14] خط یا کسی کتاب پر نظر پڑی اور اس کو اپنی زبان سے نہیں پڑھا لیکن دل ہی دل میں مطلب سمجھ گئی تو نماز نہیں ٹوٹی۔ البتہ اگر زبان سے

۱: وان تنحنح بغير عذر وحصل به الحروف ينبغي ان يفسد عندهما وان كان بعذر فهو عفو كالعطاس ۱۲ شرح البدايه ج۱ ص ۱۲۰۔

۲: ومن عطس فقال له آخر يرحمك الله وهو في الصلوة فسدت صلوته لا نه يجرى في مخاطبات الناس فكان من كلامهم بخلاف ما اذا قال العاطس او السامع الحمد لله على ماقالو الا انه لم يتعارف جوابا ۱۲ شرح البدايه ج ۱ ص ۱۲۰۔

۳: اذاقرأ الامام من المصحف فسدت صلوته عند ابي حنيفة وقالاهي تامة ۱۲ شرح البدايه ج۱ ص ۱۲۲ وفي النهاية قيد الامام اتفاقي ۱۲۔

٤: (ويفسدها) تحويل صدره عن القبلة بغير عذر ۱۲ شرح التنوير ج ۱ ص ٦٤٣۔

۵: و (يفسدها) رد السلام ولو سهوا بلسانه لا بيده بل يكره ۱۲ شرح التنوير ج ۱ ص ٦٤٣۔

٦: و (كره) عقص شعره اما فيها (اى فى الصلوة) فيفسد لانه عمل كثير بالاجماع ۱۲ شرح التنوير ورد المحتار ج ۱ ص ٦٧١۔

۷: و (تفسد) اكله وشربه مطلقا ولو سمسمة ناسيا الا اذا كان بين اسنانه ماكول دون الحمصة فابتلعه ۱۲ شرح التنوير ج۱ ص ٦٥١۔

۸: لو ادخل الفانيذ والسكر في فيه ولم يمضغه لكن يصلي والحلاوة تصل الى جوفه تفسد صلوته ۱۲ رد المحتار ج ۱ ص ٦٥١۔ قلت في حكم الفانيذ التنبول ۱۲ ف۔

۹: لو اكل شيئا من الحلاوة وابتلع عينها فدخل في الصلوة فوجد حلاوتها في فيه وابتلعها لا تفسد صلوته ۱۲ ردالمحتار ج۱ ص ٦٥١۔

۱۰: اخبر بما يسره وحمد الله تعالى واراد به جوابه تفسد ۱۲ فتاوئ هنديه ج ۱ ص ۱۳ و (يفسدها) جواب خبر سوء بالاسترجاع على المذهب ۱۲ شرح التنوير ج ۱ ص ٦٤٨۔

۱۱: لو سقط شئ من السطح فبسمل اودعا لاحد اوعليه فقال آمين تفسد ۱۲ شرح التنوير ج ۱ ص ٦٤٩۔

۱۲: مص ثديها ثلاثا او مرة ونزل لبنها او مسها بشهوة او قبلها بدونها فسدت ۱۲ شرح التنوير ج ۱ ص ٦٥٦۔

۱۳: اعلم ان المد انكان في الله فاما في اوله اووسطه او آخره فان كان في اوله لم يصر به شارعا و افسد الصلوة لو في اثنائها وان كان في وسطه فان بالغ حتى حدث الف ثانية بين اللام والهاء كره قيل والمختار انهالا تفسدوان كان في آخره فهو خطا ولا يفسد ايضا وان كان في اكبر فان كان في اوله فهو خطا مفسدوان كان في وسطه افسد ۱۲ رد المحتار بحذف ج ۱ ص ۵۰۰۔

۱٤: ولو نظر الى مكتوب وفهمه فالصحيح انه لا تفسد صلوته بالاجماع ۱۲ شرح البدايه ج ۱ ص ۱۲۲۔

(۱) یعنی چھالیہ کا ٹکڑا ۱۲ منہ۔ (۲) یعنی اکبر کے الف کو بڑھا لیا اور آکبر پڑھا ۱۲ منہ۔

پڑھ لیوے تو نماز جاتی رہے گی۔

مسئلہ ۷ نمازی[۱] کے سامنے سے اگر کوئی چلا جاوے یا کتا بلی بکری وغیرہ کوئی جانور نکل جاوے تو نماز نہیں ٹوٹی۔ لیکن سامنے سے جانے والے آدمی کو بڑا گناہ ہوگا۔ اس لئے ایسی جگہ نماز پڑھنا چاہئے جہاں آگے سے کوئی نہ نکلے اور پھرنے چلنے میں لوگوں کو تکلیف نہ ہو۔ اور اگر ایسی الگ جگہ کوئی نہ ہو تو اپنے سامنے کوئی لکڑی گاڑ لیوے جو کم سے کم ایک ہاتھ لمبی اور ایک انگل موٹی ہو اور اس لکڑی کے پاس کو کھڑی ہو اور اس کو بالکل ناک کے سامنے نہ رکھے بلکہ داہنی یا بائیں آنکھ کے سامنے رکھے۔ اگر کوئی لکڑی نہ گاڑے تو اتنی ہی اونچی کوئی اور چیز سامنے رکھ لیوے جیسے مونڈھا تو اب سامنے سے جانا درست ہے کچھ گناہ نہ ہوگا۔

مسئلہ ۸ اگر کسی[۲] ضرورت کی وجہ سے اگر قبلہ کی طرف ایک آدھ قدم آگے بڑھ گئی یا پیچھے ہٹ آئی لیکن سینہ قبلہ کی طرف نہیں پھرا تو نماز درست ہوگئی لیکن اگر سجدہ کی جگہ سے آگے بڑھ جاوے گی تو نماز نہ ہوگی۔

باب دہم جو چیزیں نماز میں مکروہ اور منع ہیں ان کا بیان

مسئلہ ۱ مکروہ[۳] وہ چیز ہے جس سے نماز نہیں ٹوٹتی لیکن ثواب کم ہو جاتا ہے اور گناہ ہو جاتا ہے۔

مسئلہ ۲ اپنے[۴] کپڑے یا بدن یا زیور سے کھیلنا کنکریوں کو ہٹانا مکروہ ہے البتہ اگر کنکریوں کی وجہ سے سجدہ نہ کر سکے تو ایک دو۲ مرتبہ ہاتھ سے برابر کر دینا اور ہٹا دینا درست ہے۔

مسئلہ ۳ نماز[۵] میں انگلیاں چٹخانا اور کولے پر ہاتھ رکھنا اور داہنے بائیں منہ موڑ کے دیکھنا یہ سب مکروہ ہے۔ البتہ اگر کن انکھیوں سے کچھ دیکھے اور گردن نہ پھیرے تو ویسا مکروہ تو نہیں ہے لیکن بلا ضرورت شدیدہ ایسا کرنا بھی اچھا نہیں ہے۔

مسئلہ ۴ نماز[۶] میں دونوں پیر کھڑے رکھ کر بیٹھنا یا[۷] چوزانو بیٹھنا یا کتے کی طرح بیٹھنا یہ سب مکروہ ہے۔ ہاں دکھ بیماری کی وجہ سے جس طرح بیٹھنے کا حکم ہے اُس طرح نہ بیٹھ سکے تو جس طرح بیٹھ سکے بیٹھے۔ اس وقت کچھ مکروہ نہیں ہے۔

مسئلہ ۵ سلام[۸] کے جواب میں ہاتھ اٹھانا اور ہاتھ سے سلام کا جواب دینا مکروہ ہے اور اگر زبان سے جواب دیا تو نماز ٹوٹ گئی جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا۔

مسئلہ ۶ نماز[۹] میں ادھر ادھر سے اپنے کپڑے کو سمیٹنا سنبھالنا کہ مٹی سے نہ بھرنے پاوے مکروہ ہے۔

مسئلہ ۷ جس جگہ[۱۰] یہ ڈر ہو کہ کوئی نماز میں ہنسا دے گا یا خیال بٹ جاوے گا اور نماز میں بھول چوک ہو جاوے گی ایسی جگہ نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

۱: وان مرت امراة بين يدى المصلى لم يقطع الصلوة لقوله عليه السلام لا يقطع الصلوة مرور شئى الا ان المارآثم لقوله عليه السلام لو علم المارين يدى المصلى ماذا عليه من الوزر لو قف اربعين وينبغى لمن يصلى فى الصحراء ان يتخذا مامه سترة و مقدار ها ذراع فصا عداوقيل ينبغى ان يكون فى غلظ الا صبع ويقرب من السترة ويجعل السترة على حاجبه الا يمن اوعلى الا يسر ۱۲ و مرور مار فى الصحراء اوفى مسجد كبير بموضع سجوده فى الا صح او مروره بين يديه الى حائط القبلة فى بيت ومسجد صغير فانه كبقعة واحدة مطلقا ولو امراة او كلبا ۱۲ شرح التنوير ج ۱ ص ۶۶۳۔

۲: مشى مستقبل القبلة ان كان منفرداً فالمعتبر موضع سجوده فان جاوزه فسدت والا فلا ۱۲ شرح التنوير رد المحتار ج ۱ص ۶۵۵۔

۳: المكروه فى هذا الباب نوعان احدهما ما يكره تحريما وهو المحمل عند اطلاقهم وثانيهما المكروه تنزيها ومرجعه الى ماتركه اولى ۱۲ رد المحتار ج ۱ ص ۶۶۷۔

۴: ويكره للمصلى ان يعبث بثوبه اوبجسده ولا يقلب الحصا الا ان لا يمكنه من السجود فيسويه مرة ۱۲ شرح البدايه ج ۱ ص ۱۲۴ و كره تقليب الحصى الا ان لا يمكنه من السجود فيسويه مرة او مرتين وفى ظاهر الرواية يسويه مرة كذافى المنيه عالمگيرى مصرى ج ۱ص ۱۱۱۔

۵: ولا يفرقع اصا بعه ولا يتخصّر ولا يلتفت ولو نظر بموخرعينيه يمنةويسرة من غيران يلوى عنقه لايكره۱۲ شرح البدايه ج۱ص۱۲۴۔

۶: ولا يقعى ولا يفترش ذراعيه ۱۲ شرح البدايه ج ۱ ص ۱۲۴۔

۷: و (كره) التربع بغير عذر ۱۲ شرح التنوير ج ۱ ص ۶۷۴۔

۸: و(كره) رد السلام بيده او برامسه ۱۲ شرح التنوير ج ۱ ص ۶۷۳۔

۹: و كره كفه اى رفعه ولو لتراب ۱۲ شرح البدايه ج ۱ ص ۱۲۵۔

۱۰: منها (اى من المكروهات) الصلوة بحضرة ما يشغل البال ويخل بالخشوع كزينة ولهو ولعب ۱۲ رد المحتار ج۱ص۶۸۴۔

مسئلہ ۸ اگر[1] کوئی آگے بیٹھی باتیں کر رہی ہو یا کسی اور کام میں لگی ہو تو اس کے پیچھے اس کی پیٹھ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا مکروہ نہیں ہے۔ لیکن اگر بیٹھنے والی کو اس سے تکلیف نہ ہو اور وہ اس رک جانے سے گھبرا وے تو ایسی حالت میں کسی کے پیچھے نماز نہ پڑھے یا وہ اتنے زور زور سے باتیں کرتی ہو کہ نماز میں بھول جانے کا ڈر ہے تو وہاں نماز نہ پڑھنا چاہئے کہ مکروہ ہے اور کسی کے منہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ ۹ اگر نمازی[2] کے سامنے قرآن شریف یا تلوار لٹکی ہو تو اس کا کچھ حرج نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۰ جس[3] فرش پر تصویریں بنی ہوں اس پر نماز ہو جاتی ہے لیکن تصویر پر سجدہ نہ کرے اور تصویر دار جانماز رکھنا مکروہ ہے اور تصویر کا گھر میں رکھنا بڑا گناہ ہے۔

مسئلہ ۱۱ اگر تصویر[4] سر کے اوپر ہو یعنی چھت میں یا چھتگیری میں تصویر بنی ہوئی ہو یا آگے کی طرف کو ہو یا دائیں طرف یا[(1)] بائیں طرف ہو تو نماز مکروہ ہے اور اگر پیر کے نیچے ہو تو نماز مکروہ نہیں لیکن اگر بہت چھوٹی تصویر ہو کہ اگر زمین پر رکھ دو تو کھڑے ہو کر نہ دکھائی دے یا پوری تصویر نہ ہو بلکہ سر کٹا ہو اور مٹا ہوا ہو تو ان کا کچھ حرج نہیں۔ ایسی تصویر سے کسی صورت میں نماز مکروہ نہیں ہوتی چاہے جس طرف ہو۔

مسئلہ ۱۲ تصویر[5] دار کپڑا پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ ۱۳ درخت[6] یا مکان وغیرہ کسی بے جان چیز کا نقشہ بنا ہو تو وہ مکروہ نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۴ نماز[7] کے اندر آیتوں کا یا کسی اور چیز کا انگلیوں پر گنتا مکروہ ہے۔ البتہ اگر انگلیوں کو دبا کر گنتی یاد رکھے تو کچھ حرج نہیں۔

مسئلہ ۱۵ دوسری[8] رکعت[(2)] کو پہلی رکعت سے زیادہ لمبی کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ ۱۶ کسی[9] نماز میں کوئی سورت مقرر کر لینا کہ ہمیشہ وہی پڑھا کرے کوئی اور سورت کبھی نہ پڑھے یہ بات مکروہ ہے۔

مسئلہ ۱۷ کندھے[10] پر رومال ڈال کے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ ۱۸ بہت[11] برے اور میلے کچیلے کپڑے پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ اور اگر دوسرے[(3)] کپڑے نہ ہوں تو جائز ہے۔

مسئلہ ۱۹ پیسہ[12] کوڑی وغیرہ کوئی چیز منہ میں لے کر نماز پڑھنا مکروہ ہے اور اگر ایسی چیز ہو کہ نماز میں قرآن شریف وغیرہ نہیں پڑھ سکتی تو نماز نہیں

۱: ولا یکرہ صلوٰۃ الی ظہر قاعد او قائم ولو یتحدث الا اذا خیف الغلط بحدیثہ ۱۲ شرح التنویر ج ۱ ص ۶۸۱ ولو صلی الی وجہ انسان یکرہ ۱۲ ج ۱ ص ۶۹ عالمگیری۔

۲: ولا (یکرہ صلوٰۃ) الی مصحف او سیف ۱۲ شرح التنویر ج ۱ ص ۶۸۱۔

۳: و (لا یکرہ) علی بساط فیہ تماثیل ان لم یسجد علیہا وتکرہ التصاویر فی الثوب صلی فیہ اولا رد المحتار ج ۱ ص ۶۷۷ عن ابی طلحۃ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا تدخل الملئکۃ بیتاً فیہ کلب ولا تصاویر متفق علیہ مشکوۃ ص ۴۸۵۔

۴: و (یکرہ) ان یکون فوق راسہ اوبین یدیہ او بحذائہ تمثال واختلف فیما اذا کان خلفہ والا ظہر الکراہۃ ولو کانت تحت قدمیہ اوفی یدہ او علی خاتمہ او کانت صغیرۃ او مقطوعۃ الراس اوالوجہ او لغیر ذی روح لا یکرہ ۱۲ شرح التنویر ج ۱ ص ۶۷۸۔

۵: و (کرہ) لبس ثوب فیہ تماثیل ذی روح ۱۲ شرح التنویر ج ۱ ص ۶۰۷۔

۶: حاشیہ مسئلہ نمبر ۱۱ باب ہذا دیکھو۔

۷: وکرہ تنزیہا عدالای والسور والتسبیح بالید فی الصلوۃ مطلقا ۱۲ شرح التنویر ج ۱ ص ۶۸۰۔

۸: واطالۃ الثانیۃ علی الاولی یکرہ تنزیہا ۱۲ شرح التنویر ج ۱ ص ۵۶۶۔

۹: ویکرہ التعیین (ای تعیین سور لشیئ من الصلوۃ) کالسجدۃ وہل اتی لفجر کل جمعۃ بل یندب قراء تہا احیانا ۱۲ شرح التنویر ج ۱ ص ۶۷۵

۱۰: وکرہ سدل ثوبہ ۱۲ شرح التنویر ج ۱ ص ۶۶۸ وفی الہدایۃ ج ۱ ص ۱۲۵ ولا یسدل لانہ علیہ السلام نہی عن السدل وہو ان یجعل ثوبہ علی راسہ وکتفیہ ثم یرسل اطرافہ من جوانبہ ۱۲۔

۱۱: وکرہ صلوتہ فی ثیاب بذلۃ یلبسہا فی بیتہ ومہنۃ ای خدمۃ ان لہ غیرہا والا لا ۱۲ شرح التنویر ج ۱ ص ۶۷۰۔

۱۲: و (کرہ) اخذ درہم ونحوہ فی فیہ لم یمنعہ من القراءۃ فلو منعہ تفسد ۱۲ شرح التنویر ج ۱ ص ۶۷۰۔

(۱) علی ہذا اگر پیچھے ہو تب بھی مکروہ ہے مگر اور صورتوں سے کم ۱۲ تصحیح الاغلاط۔

(۲) یعنی دوسری رکعت میں قراۃ بقدر تین آیہ زیادہ پڑھنا مکروہ ہے ۱۲۔

(۳) لفظ اور اگر سے اخیر مسئلہ تک اس مرتبہ اضافہ کیا گیا اور کچھ عبارت سابقہ بعد تحقیق کاٹ دی گئی ۱۲ شبیر علی۔

ہوئی ٹوٹ گئی۔

مسئلہ۲۰ جس وقت پیشاب پاخانہ زور سے لگا ہو ایسے وقت نماز پڑھنا مکروہ[1] ہے۔

مسئلہ۲۱ جب[2] بہت بھوک لگی ہو اور کھانا تیار ہو تو پہلے کھانا کھالے تب نماز پڑھے بے کھانا کھائے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ البتہ اگر وقت تنگ[(۲)] ہونے لگے تو پہلے[(۳)] نماز پڑھ لے۔

مسئلہ۲۲ آنکھیں[3] بند کر کے نماز پڑھنا بہتر نہیں ہے لیکن اگر آنکھیں بند کرنے سے نماز میں دل خوب لگے تو بند کر کے پڑھنے میں بھی کوئی برائی نہیں۔

مسئلہ۲۳ بے[4] ضرورت نماز میں تھوکنا اور ناک صاف کرنا مکروہ ہے اور اگر ضرورت پڑے تو درست ہے جیسے کسی کو کھانسی آئی اور منہ میں بلغم آگیا تو اپنے بائیں طرف تھوک دے یا کپڑے میں لے کر مل ڈالے اور داہنی طرف اور قبلہ کی طرف نہ تھوکے۔

مسئلہ۲۴ نماز[5] میں کھٹمل نے کاٹ کھایا تو اس کو پکڑ کے چھوڑ دے۔ نماز پڑھتے میں مارنا اچھا نہیں اور اگر کھٹمل نے ابھی کاٹا نہیں ہے تو اس کو نہ پکڑے بے کاٹے پکڑنا بھی مکروہ ہے۔

مسئلہ۲۵ فرض[6] نماز میں بے ضرورت دیوار وغیرہ کسی چیز کے سہارے پر کھڑا ہونا مکروہ ہے۔

مسئلہ۲۶ ابھی[7] سورۃ پوری ختم نہیں ہوئی دو ایک کلمے رہ گئے تھے کہ جلدی کے مارے رکوع میں چلی گئی اور سورت کو رکوع میں جا کر ختم کیا تو نماز مکروہ ہوئی۔

مسئلہ۲۷ اگر[8] سجدہ کی جگہ پیر سے اونچی ہو جیسی کوئی دہلیز پر سجدہ کرے تو دیکھو کتنی اونچی ہے اگر ایک بالشت سے زیادہ اونچی ہو تو نماز درست نہیں ہے اور اگر ایک بالشت یا اس سے کم ہے تو نماز درست ہے لیکن بے ضرورت ایسا کرنا مکروہ ہے۔

باب یازدہم جن وجہوں سے نماز کا توڑ دینا درست ہے ان کا بیان

مسئلہ۱ نماز[9] پڑھتے میں ریل چل دے اور اس پر اپنا اسباب رکھا ہوا ہے یا بال بچے سوار ہیں تو نماز توڑ کے بیٹھ جانا درست[(۴)] ہے۔

۱: و (کرہ) صلوته مع مدافعة الاخبثين اواحدهما ۱۲ شرح التنوير ج ۱ ص ۶۷۰۔

۲: وتكره الصلوة بحضرة الطعام بقوله عليه الصلوة والسلام لا صلوة بحضرة طعام ولا هو يدافع الا خبثين الخ ۱۲ غنيه ص ۳۲۳ والمراد الكراهة كما فى رد المحتار ص ۶۸۴ كرهت (اى الصلوة) بحضرة طعام تميل اليه نفسه ۱۲۔

۳: و (كره) تغميض عينيه الا لكمال الخشوع بان خاف فوت الخشوع بسبب روية ما يفرق الخاطر ۱۲ شرح التنوير ج ۱ ص ۶۷۴۔

۴: و (يكره) التنخم و هوا خراج النخامة بالنفس الشديد لغير عذر ۱۲ شرح التنوير ج ۱ ص ۶۸۲ ويكره ان يرمى بزاقه ونخامته ۱۲ منيه ص ۱۱۱ وفي الكبيرى ص ۳۱۲ اما لو اضطرا ليه بان خرج بسعال وتنحنح ضرورى فلا يكره الرمي لكن الا ولى حينئذ ان ياخذها بثوبه او يلقها تحت رجله اليسرے اذا لم يكن في المسجد لما فى البخارى انه عليه السلام قال اذا قام احد كم الى الصلوة فلا يبصق امامه فانما يناجى الله مادام فى مصلاه ولا عن يمينه فان عن يمينه ملكا وليبصق عن يساره او تحت قدمه ۱۲۔

۵: ويكره اخذ القملة والبر غوث وقتله او دفنه ۱۲ منيه ص ۱۱۰ والتفصيل فى رد المحتار ج ۱ ص ۶۸۲۔

۶: ويكره ان يتكئ على حائط او على عصا الا من عذر ۱۲ منيه ص ۱۱۰۔

۷: و (يكره) ان يتم القراءة فى الركوع ۱۲ فى المنيه ص ۱۱۰۔

۸: ولو كان موضع السجود ارفع من موضع القدمين مقدار لبنتين منصوبتين جازو الا فلا وار اد باللبنة لبنة بخارى وهى ربع ذراع ۱۲ فى المنيه ص ۷۶۔

۹: يباح قطعها لنحو قتل حية وند دابة وفو رقدر وضياع ما قيمته درهم له ولغيره ۱۲ شرح التنوير ج ۱ ص ۶۱۴ و ج ۱ ص ۷۴۴۔

(۱) لیکن اگر وقت کے نکل جانے کا اندیشہ ہو تو ایسی ہی پڑھ لے ۱۲ ف۔

(۲) یعنی اس قدر تنگ ہونے لگے کہ فرض اور سنت مؤکدہ نہ پڑھ سکے ۱۲ بخشے۔

(۳) اسی طرح اگر جماعت جانے کا خوف ہو تو پہلے نماز پڑھ لے ۱۲ کبیر۔

(۴) خواہ یہ امید ہو کہ نماز وقت کے اندر مل جاوے گی یا اس کی امید نہ ہو اور وقت نہ رہنے کی صورت میں قضا پڑھے ۱۲۔

مسئلہ ۲ سامنے[1] سانپ آ گیا تو اس کے ڈر سے نماز کا توڑ دینا درست ہے۔

مسئلہ ۳ رات[2] کو مرغی کھلی رہ گئی اور بلی اس کے پاس آ گئی تو اس کے خوف سے نماز توڑ دینا درست ہے۔

مسئلہ ۴ نماز[3] میں کسی نے جوتی اٹھالی اور ڈر ہے کہ اگر نماز نہ توڑے گی تو لے کر کوئی بھاگ جاوے گا تو اس کے لئے نیت توڑ دینا درست ہے۔

مسئلہ ۵ کوئی[4] نماز میں ہے اور ہانڈی ابلنے لگی جس کی لاگت تین چار آنہ ہیں تو نماز توڑ کر اس کو درست کر دینا جائز ہے۔ غرض کہ جب ایسی چیز کے ضائع ہو جانے یا خراب ہو جانے کا ڈر ہو جس کی قیمت تین ۳ چار آنے ہو تو اس کی حفاظت کے لئے نماز کا توڑ دینا درست ہے۔

مسئلہ ۶ اگر[5] نماز میں پیشاب پاخانہ زور کرے تو نماز توڑ دے اور فراغت کر کے پھر پڑھے۔

مسئلہ ۷ کوئی[6] اندھی عورت یا مرد جا رہا ہے اور آگے کنواں ہے اور اس میں گر پڑنے کا ڈر ہے تو اس کے بچانے کے لئے نماز توڑ دینا فرض ہے۔ اگر نماز نہیں توڑی اور وہ گر کے مر گیا تو گنہگار ہوگی۔

مسئلہ ۸ کسی[7] بچہ وغیرہ کے کپڑوں میں آگ لگ گئی اور وہ جلنے لگا تو اس کے لئے بھی نماز توڑ دینا فرض ہے۔

مسئلہ ۹ ماں[8] باپ، دادا، دادی، نانا، نانی کسی مصیبت کی وجہ سے پکاریں تو فرض نماز کو توڑ دینا واجب ہے جیسے کسی کا باپ ماں وغیرہ بیمار ہے اور پاخانہ وغیرہ کسی ضرورت سے گیا اور آتے میں یا جاتے میں پیر پھسل گیا اور گر پڑا تو نماز توڑ کے اسے اٹھالیوے لیکن اگر اور کوئی اٹھانے والا ہو تو بے ضرورت نماز نہ توڑے۔

مسئلہ ۱۰ اور[9] گرا بھی گرا نہیں ہے لیکن گرنے کا ڈر ہے اور اس نے اس کو پکارا تب بھی نماز توڑ دے۔

مسئلہ ۱۱ اور[10] اگر کسی ایسی ضرورت کے لئے نہیں پکارا ہے تو فرض نماز کا توڑ دینا درست نہیں۔

مسئلہ ۱۲ اور[11] اگر نفل یا سنت پڑھتی ہو اس وقت باپ، ماں، دادا، دادی، نانا، نانی پکاریں لیکن یہ ان کو معلوم نہیں ہے کہ فلانی نماز پڑھتی ہے تو ایسے وقت بھی نماز کو توڑ کر ان کی بات کا جواب دینا واجب ہے چاہے کسی مصیبت سے پکاریں اور چاہے بے ضرورت پکاریں دونوں کا ایک حکم ہے۔ اگر نماز توڑ کے نہ بولے گی تو گناہ ہوگا۔ اور اگر وہ جانتے ہوں کہ نماز پڑھتی ہے پھر بھی پکاریں تو نماز نہ توڑے۔ لیکن اگر کسی ضرورت سے پکاریں اور ان کو تکلیف ہونے کا ڈر ہو تو نماز توڑ دے۔

باب دوازدہم وتر نماز کا بیان

مسئلہ ۱ وتر کی[12] نماز واجب ہے اور واجب کا مرتبہ قریب قریب فرض کے ہے چھوڑ دینے سے بڑا گناہ ہوتا ہے۔ اگر کبھی چھوٹ جاوے تو جب موقع ملے فوراً اس کی قضا پڑھنی چاہئے۔

مسئلہ ۲ وتر[13] کی تین ۳ رکعتیں ہیں۔ دو ۲ رکعتیں پڑھ کے بیٹھے اور التحیات پڑھے اور درود بالکل نہ پڑھے بلکہ التحیات پڑھ چکنے کے بعد فوراً اٹھ کھڑی ہو اور الحمد اور سورت پڑھ کر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہے[14] اور کندھے (۱) تک ہاتھ اٹھاوے اور پھر ہاتھ باندھ لے پھر دعائے قنوت پڑھ کے رکوع

۱،۲،۳،۴: ان مسائل کے لئے دیکھو حاشیہ نمبر ۹ ص ۲۴ باب ہذا۔

۵: ويستحب (قطعها) لمدافعة الا خبثين والتفصيل فی رد المحتار ص ٦٨٤ ج ١۔

٦: ويجب لا غاثة ملهوف وغريق و حريق سواء استغاث بالمصلے اولم يعين احدا فی استغاثة اذا قدر علیٰ ذلك ومثله خوف تردی اعمی اذا غلب علی ظنه سقوطه ١٢ شرح التنوير ورد المحتار ج ١ ص ٦٨٥، ص ٧٤٤ ج ١۔

۷: حاشیہ مسئلہ نمبر ۷ دیکھو۔

۸: ولودعاه احدابويه فی الفرض لايجيبه الاان يستغيث به وفی النفل ان علم انه فی الصلوة فقد عالا يجيبه ١٢ شرح التنوير ج ١ ص ٧٤٤۔

۹،۱۰،۱۱: ان مسائل کے لئے دیکھو حاشیہ نمبر ۸ ص ۲۵ باب ہذا۔

١٢: الوترواجب عند ابی حنيفة رحمه الله و وجب القضاء بالا جماع ١٢ شرح البدايه ج ١ ص ١٢٨۔

١٣: والوترثلث ركعات لا يفصل بينهن بسلام ويقنت فی الثالثه قبل الركوع ١٢ شرح البدايه ج ١ ص ١٢٨۔

١٤: ويكبر قبل ركوع ثالثة رافعاً يديه وقنت فيه ١٢ شرح التنوير ج ١ ص ٦٩٦۔

(۱) اور مرد کان کی لو تک ہاتھ اٹھاویں ۱۲ منہ۔

کرے اور تیسری رکعت پر بیٹھ کے التحیات اور درود شریف اور دعا پڑھ کے سلام پھیرے۔

مسئلہ۳ دعائے قنوت یہ ہے اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ وَنَسْتَغْفِرُکَ وَنُؤْمِنُ بِکَ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْکَ وَنُثْنِیْ عَلَیْکَ الْخَیْرَ وَنَشْکُرُکَ وَلَا نَکْفُرُکَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُکُ مَنْ یَّفْجُرُکَ اَللّٰھُمَّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَلَکَ نُصَلِّیْ وَنَسْجُدُ وَاِلَیْکَ نَسْعٰی وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْا رَحْمَتَکَ وَنَخْشٰی عَذَابَکَ اِنَّ عَذَابَکَ بِالْکُفَّارِ مُلْحِقٌ۔

مسئلہ۴ وتر[۲] کی تینوں رکعتوں میں الحمد کے ساتھ سورۃ ملانا چاہئے جیسا کہ ابھی بیان ہو چکا۔

مسئلہ۵ اگر تیسری[۳] رکعت میں دعائے قنوت پڑھنا بھول گئی اور جب رکوع میں چلی گئی تب یاد آیا تو اب دعائے قنوت نہ پڑھے بلکہ نماز کے ختم پر سجدہ سہو کر لے اور اگر رکوع چھوڑ کر اٹھ کھڑی ہو اور دعائے قنوت پڑھ لے تب بھی خیر نماز ہو گئی لیکن ایسا نہ کرنا چاہئے تھا اور سجدہ سہو کرنا اس صورت میں بھی واجب ہے۔

مسئلہ۶ اگر[۴] بھولے سے پہلی یا دوسری رکعت میں دعائے قنوت پڑھ گئی تو اس کا کچھ اعتبار نہیں ہے تیسری رکعت میں پھر پڑھنی چاہئے۔ اور سجدہ سہو بھی کرنا پڑے گا۔

مسئلہ۷ جس کو دعائے[۵] قنوت یاد نہ ہو یہ پڑھ لیا کرے رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ یا تین دفعہ یہ کہہ لیوے اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ یا تین دفعہ یَا رَبِّ یَا رَبِّ یَا رَبِّ کہہ لیوے تو نماز ہو جاوے گی۔

باب سیزدہم سنت اور نفل نمازوں کا بیان

مسئلہ۱ فجر کے[۶] وقت فرض سے پہلے دو رکعت نماز سنت ہے۔ حدیث میں اس کی بڑی تاکید آئی ہے کبھی اس کو نہ چھوڑے اگر کسی دن دیر ہو گئی اور نماز کا وقت بالکل اخیر ہو گیا۔ تو مجبوری[۷] کے وقت فقط دو۲ رکعت فرض پڑھ لیوے لیکن جب سورج نکل آوے اور اونچا ہو جاوے تو سنت کی دو۲ رکعت قضا پڑھ لیوے۔

مسئلہ۲ ظہر[۸] کے وقت پہلے چار رکعت سنت پڑھے۔ پھر چار رکعت فرض۔ پھر دو۲ رکعت سنت ظہر کے وقت کی یہ چھ۶ رکعتیں بھی ضروری ہیں۔ ان کے پڑھنے کی بہت تاکید ہے بے وجہ چھوڑ دینے سے گناہ ہوتا ہے۔

مسئلہ۳ عصر[۹] کے وقت پہلے چار۴ رکعت سنت پڑھے پھر چار۴ رکعت فرض پڑھے لیکن عصر کے وقت کی سنتوں کی تاکید نہیں ہے اگر کوئی نہ پڑھے تو بھی کوئی گناہ نہیں ہوتا۔ اور جو کوئی پڑھے اس کو بہت ثواب ملتا ہے۔

مسئلہ۴ مغرب[۱۰] کے وقت پہلے تین۳ رکعت فرض پڑھے اور پھر دو۲ رکعت سنت پڑھے۔ یہ سنتیں بھی ضروری ہیں نہ پڑھنے سے گناہ ہوگا۔

مسئلہ۵ عشاء[۱۱] کے وقت بہتر اور مستحب یہ ہے کہ پہلے چار۴ رکعت سنت پڑھے۔ پھر چار۴ رکعت فرض۔ پھر دو۲ رکعت (۱) سنت پڑھے۔ پھر اگر جی

۱: ویسن الدعاء المشهور ۱۲ شرح التنویر ج ۱ ص ۶۹۷۔ ۲: ویقرأ فی کل رکعة من الوتر فاتحة الکتاب وسورة ۱۲ شرح البدایہ ج ۱ ص ۱۲۸۔

۳: ولو نسیهای القنوت ثم تذکره فی الرکوع لا یقنت فیه لفوات محله ولا یعود الی القیام فان عاد الیه وقنت ولم یعد الرکوع لم تفسد صلوته ویسجد للسهو ۱۲ شرح التنویر ج ۱ ص ۷۰۰۔

۴: قد صرح فی الخلاصة عن الصدر الشهید بان الساهی یقنت ثانیا ۱۲ رد المحتار ج ۱ ص ۷۰۱ و اما وجوب سجود السهو فلعدم وقوع الواجب موقعه ۱۲ ف۔

۵: ومن لا یحسن القنوت یقول ربنا اتنا فی الدنیا حسنة الایة وقال ابو اللیث یقول اللهم اغفرلی یکررها ثلاثا وقیل یقول یا رب ثلاثا ۱۲ رد المحتار ج ۱ ص ۶۹۷ و عالمگیری ج ۱ ص ۷۱۔

۶: والسنن اکدها سنة الفجر وقیل بوجوبها ۱۲ شرح التنویر ج ۱ ص ۷۰۵ وفی الصحیحین عن عائشة رضی الله عنها لم یکن النبی ﷺ علی شئی من النوافل اشد تعاهدا منه علی رکعتی الفجر و فی مسلم رکعتا الفجر خیر من الدنیا وما فیها وفی ابی داؤد لا تدعوا رکعتی الفجر ولو طردتکم الخیل ۱۲ ج ۱ ص ۷۰۵ رد المحتار۔ ۷: حاشیہ مسئلہ نمبر۴ص اور ۔۔۔ دیکھو۔

۸: وسنن مؤکدا اربع قبل الظهر والجمعة وبعدها بتسلیمة و رکعتان قبل الصبح وبعد الظهر والمغرب و العشاء ۱۲ شرح التنویر ص ۷۰۴ ج ۱۔

۹: ویستحب اربع قبل العصر وقبل العشاء و بعدها بتسلیمة ۱۲ شرح التنویر ج ۱ ص ۷۰۴۔

۱۰: حاشیہ مسئلہ نمبر۲ باب ہذا دیکھو۔ ۱۱: حاشیہ مسئلہ نمبر۲ و نمبر۳ باب ہذا دیکھو۔

(۱) پہلی عبارت مبہم تھی اب درست کردی گئی ۱۲ شبیر علی۔

چاہے دو ۲ رکعت نفل بھی پڑھ لے۔ اس حساب سے عشاء کی چھ ۶ رکعت سنت ہوئیں۔ اور اگر کوئی اتنی رکعتیں نہ پڑھے تو پہلے چار ۴ رکعت فرض پڑھے۔ پھر دو رکعت سنت پڑھے۔ پھر وتر پڑھے۔ عشاء کے بعد یہ دو ۲ رکعتیں پڑھنی ضروری ہیں نہ پڑھے گی تو گناہ ہوگا۔

مسئلہ ۶ رمضان[1] کے مہینے میں تراویح کی نماز بھی سنت ہے۔ اس کی بھی تاکید آئی ہے۔ اس کا چھوڑ دینا اور نہ پڑھنا گناہ ہے۔ عورتیں تراویح کی نماز اکثر چھوڑ دیتی ہیں ایسا ہرگز نہ کرنا چاہئے۔ عشاء کے فرض اور سنتوں کے بعد بیس ۲۰ رکعت تراویح پڑھے[2] چاہے دو ۲ دو ۲ رکعت کی نیت باندھے چاہے چار چار رکعت کی۔ مگر دو دو رکعت[(1)] پڑھنا اولیٰ ہے۔ جب بیسوں ۲۰ رکعتیں پڑھ چکے تو وتر پڑھے۔ فائدہ جن سنتوں کا پڑھنا ضروری ہے یہ سنت مؤکدہ کہلاتی ہیں اور رات دن میں ایسی سنتیں بارہ ۱۲ ہیں۔ دو فجر کی۔ چار ظہر کی پہلے دو ظہر کے بعد۔ دو مغرب کے دو عشاء کے بعد۔ اور رمضان میں تراویح اور بعض عالموں نے تہجد کو بھی مؤکدہ میں گنا ہے۔

مسئلہ ۷ اتنی نمازیں تو شرع کی طرف سے مقرر ہیں۔ اگر اس سے زیادہ پڑھنے کو کسی کا جی چاہے تو جتنا چاہے زیادہ پڑھے اور جس وقت جی چاہے پڑھے۔ فقط اتنا خیال رکھے کہ جن وقتوں میں نماز پڑھنا مکروہ ہے اس وقت نہ پڑھے فرض اور سنت کے سوائے جو کچھ پڑھے گی اسکو نفل کہتے ہیں۔ جتنی زیادہ نفلیں پڑھے گی اتنا ہی زیادہ ثواب ملے گا اس کی کوئی حد نہیں ہے۔ بعض خدا کے بندے ایسے ہوئے ہیں کہ ساری رات نفلیں پڑھا کرتے تھے اور بالکل نہیں سوتے تھے۔

مسئلہ ۸ بعضی[(2)] نفلوں کا ثواب بہت زیادہ ہوتا ہے اسلئے اور نفلوں سے ان کا پڑھنا بہتر ہے کہ تھوڑی سی محنت میں بہت ثواب ملتا ہے وہ یہ ہیں (۱) تحیۃ الوضوء۔ (۲) اشراق۔ (۳) چاشت۔ (۴) اوابین۔ (۵) تہجد۔ (۶) صلوۃ التسبیح۔

مسئلہ ۹ تحیۃ[3] الوضوء اس کو کہتے ہیں کہ جب کبھی وضو کرے تو وضو کے بعد دو ۲ رکعت نفل پڑھ لیا کرے۔ حدیث میں اس کی بڑی فضیلت آئی ہے لیکن جس وقت نفل نماز مکروہ ہے اس وقت نہ پڑھے۔

مسئلہ ۱۰ اشراق[4] کی نماز کا یہ طریقہ ہے کہ جب فجر کی نماز پڑھ چکے تو جانماز پر سے نہ اٹھے اسی جگہ بیٹھے بیٹھے درود شریف یا کلمہ یا اور کوئی وظیفہ پڑھتی رہے اور اللہ کی یاد میں لگی رہے۔ دنیا کی کوئی بات چیت نہ کرے نہ دنیا کا کوئی کام کرے۔ جب سورج نکل آوے اور اونچا[(3)] ہو جاوے تو دو ۲ رکعت یا چار ۴ رکعت پڑھ لے تو ایک حج[(4)] اور ایک عمرے کا ثواب ملتا ہے اور اگر فجر کی نماز کے بعد کسی دنیا کے دھندے میں لگ گئی پھر سورج اونچا ہو جانے کے بعد اشراق کی نماز پڑھی تو بھی درست ہے لیکن ثواب کم ہو جائے گا۔

مسئلہ ۱۱ پھر[5] جب سورج خوب زیادہ اونچا ہو جاوے اور دھوپ تیز ہو جاوے تب کم سے کم دو ۲ رکعت پڑھے یا اس سے زیادہ پڑھے یعنی چار رکعت یا آٹھ رکعت یا بارہ رکعت پڑھ لے۔ اس کو چاشت کہتے ہیں اس کا بھی بہت ثواب ہے۔

۱: التراویح سنة مؤكدة للرجال والنساء و وقتها بعد صلوة العشاء الى الفجر قبل الوتر وبعده فى الاصح وهى عشرون ركعة بعشرة تسليمات ۱۲ ج ۱ ص ۷۳٦ شرح التنوير بحذف۔

۲: ومنها (اى من سنن التراويح) ان يصلى كلّ ركعتين بتسليمة على حدة ولو صلى ترويحة بتسليمة واحدة وقعد فى الثانية قدر التشهد لا شك انه يجوز لكن اختلف المشائخ انه هل يجوز عن تسليمتين او عن تسليمة واحدة قال بعضهم لا يجوز الا عن تسليمة واحدة وقال عامتهم انه يجوز عن تسليمتين وهو الصحيح ۱۲ بدائع مختصر ج ۱ ص ۲۸۹ قلت الظاهر من كلامه كراهة ترويحة بتسليمة ۱۲ ف ۲۱ رجب ۶۸ھ۔

۳: وندب ركعتان بعد الوضوء لحديث مسلم ما من احد يتوضأ فيحسن الوضوء ويصلى ركعتين يقبل بقلبه و وجهه عليهما الا وجبت له الجنة ۱۲ رد المحتار ج ۱ ص ۴۱۳۔

٤: عن انس قال قال رسول الله ﷺ من صلى الفجر فى جماعة ثم قعد يذكر الله حتى تطلع الشمس ثم صلى ركعتين كانت له كاجر حجة وعمرة قال قال رسول الله ﷺ تامة تامة تامة رواه الترمذى وقال ابو عيسى هذا حديث حسن غريب ۱۲ الترمذی احمدی ص ۷۹۔

٥: وندب اربع فصاعدا فى الضحى على الصحيح و وقتها المختار من بعد ربع النهار ۱۲ شرح التنویر ص ۱۴۷۔

(۱) لفظ (مگر دو دو) سے اولیٰ ہے تک اس مرتبہ اضافہ ہوا ۱۲ شبیر علی۔

(۲) حاشیہ مسئلہ نمبر ۹ تا نمبر ۴ اباب ہذا نمبر ۲ دیکھو۔

(۳) اونچائی کی حد ایک نیزہ ہے اور یہ اسوقت ہوتی ہے جب کہ آفتاب کی طرف دیکھنے سے آنکھیں چندھیانے لگیں ۱۲ تصحیح الاغلاط۔

(۴) یہ دونوں عبادتیں کعبہ شریف میں ادا کی جاتی ہیں حج فرض اور عمرہ سنت ہے ۱۲۔

مسئلہ ۱۲ مغرب کے فرض اور سنتوں کے بعد کم سے کم چھ ۶ رکعتیں اور زیادہ سے زیادہ بیس ۲۰ رکعتیں پڑھے اس کو اوابین کہتے ہیں۔

مسئلہ ۱۳ آدھی رات کو اٹھ کر نماز پڑھنے کا بڑا ہی ثواب ہے۔ اسی کو تہجد کہتے ہیں۔ یہ نماز اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہت مقبول ہے اور سب سے زیادہ[1] اسکا ثواب ملتا ہے۔ تہجد کی کم سے کم چار ۴ رکعتیں اور زیادہ سے زیادہ بارہ ۱۲ رکعتیں ہیں۔ نہ ہو تو دو ۲ ہی رکعتیں سہی۔ اگر پچھلی رات کو ہمت نہ ہو تو عشاء کے بعد پڑھ لے مگر ویسا ثواب نہ ہوگا۔ اسکے سوا بھی رات دن میں جتنی چاہے نفلیں پڑھے۔

مسئلہ ۱۴ صلوٰۃ التسبیح کا حدیث شریف میں بڑا ثواب آیا ہے۔ اسکے پڑھنے سے بے انتہا ثواب ملتا ہے۔ حضرت ﷺ نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو یہ نماز سکھائی تھی اور فرمایا تھا۔ اس کے پڑھنے سے تمہارے سب گناہ اگلے پچھلے نئے پرانے چھوٹے بڑے سب معاف ہو جاویں گے۔ اور فرمایا تھا اگر ہو سکے تو ہر روز یہ نماز پڑھ لیا کرو۔ اور ہر روز نہ ہو سکے تو ہفتہ میں ایک دفعہ پڑھ لو۔ اگر ہر ہفتہ نہ ہو سکے تو ہر مہینے میں پڑھ لیا کرو۔ ہر مہینے میں بھی نہ ہو سکے تو ہر سال میں ایک مرتبہ پڑھ لو۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو عمر بھر میں ایک دفعہ پڑھ لو۔ اس نماز کے پڑھنے کی ترکیب یہ ہے کہ چار ۴ رکعت کی نیت باندھے اور سبحانك اللهم اور الحمد اور سورت جب سب پڑھ چکے تو رکوع سے پہلے ہی پندرہ ۱۵ دفعہ یہ پڑھے سبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله والله اكبر پھر رکوع میں جاوے اور سبحان ربی العظیم کہنے کے بعد دس ۱۰ دفعہ پھر یہی پڑھے۔ پھر رکوع سے اٹھے اور ربنالك الحمد کے بعد پھر دس ۱۰ دفعہ پڑھے پھر سجدے میں جاوے اور سبحان ربی الا علیٰ کے بعد پھر دس ۱۰ دفعہ پڑھے پھر سجدہ سے اٹھ کے دس ۱۰ دفعہ پڑھے اس کے بعد دوسرا سجدہ کرے اس میں بھی دس ۱۰ دفعہ پڑھے پھر سجدہ سے اٹھ کے بیٹھے اور دس ۱۰ دفعہ پڑھ کے دوسری رکعت کے لئے کھڑی ہو۔ اسی طرح دوسری رکعت پڑھے۔ اور جب دوسری رکعت میں التحیات کے لئے بیٹھے تو پہلے وہی دعا دس ۱۰ دفعہ پڑھ لے تب التحیات پڑھے۔ اسی طرح چاروں رکعتیں پڑھے۔

مسئلہ ۱۵ ان[2] چاروں رکعتوں میں جو سورۃ چاہے پڑھے کوئی سورت[2] مقرر نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۶ اگر کسی[3] رکن میں تسبیحات بھول کر کم پڑھی گئیں یا بالکل ہی چھوٹ گئیں تو اگلے رکن میں ان بھولی ہوئی تسبیحات کو بھی پڑھ لے۔ مثلاً رکوع میں دس مرتبہ تسبیح پڑھنا بھول گئی اور سجدہ میں یاد آیا۔ تو سجدہ میں یہ بھولی ہوئی دس ۱۰ بھی پڑھے اور سجدہ کی دس بھی پڑھے گویا ایسی صورت میں سجدہ میں بیس ۲۰ تسبیحیں پڑھے۔ بس یہ یاد رکھنے کی بات ہے کہ ایک رکعت میں پچھتر ۷۵ مرتبہ تسبیح پڑھی جاتی ہے۔ اور چاروں رکعتوں میں تین سو ۳۰۰ مرتبہ۔ سو اگر چاروں رکعتوں میں تین سو ۳۰۰ کا عدد پورا ہو گیا تو انشاء اللہ صلوٰۃ التسبیح کا ثواب ملے گا اور اگر چاروں رکعتوں میں بھی تین سو ۳۰۰ کا عدد پورا نہ ہو سکا تو پھر یہ نماز نفل ہو جاوے گی صلوٰۃ التسبیح نہ رہے گی۔

مسئلہ ۱۷ اگر صلوٰۃ التسبیح میں کسی وجہ سے سجدہ سہو واجب ہو گیا تو سہو کے دونوں سجدوں میں اور ان کے بعد کے قعدہ میں تسبیحات نہ پڑھی جاویں گی۔

مسئلہ ۱۸ تسبیحات کے بھول کر چھوٹ جانے یا کم ہو جانے سے سجدہ سہو واجب نہیں ہوتا۔

۱: ویستحب ست بعد المغرب لیکتب من الاوابین بتسلیمة اوثنتین اوثلث ۱۲ شرح التنویر ج ۱ ص ۷۰۵۔ وعن عائشة رضی الله تعالیٰ عنها عن النبی ﷺ قال من صلی بعد المغرب عشرین رکعة نبی الله له بیتا فی الجنة ۱۲ ترمذی احمدی ص ۶۱۔

۲: وندب صلوة اللیل وفضلها لا یحصر قال رسول الله ﷺ علیکم بصلوة اللیل فانه داب الصالحین قبلکم وقربة الی ربکم مکفرة للسیئات ومنهاة عن الاثم وفی الحاوی القدسی ان اقله رکعتان و اکثره ثمان ۱۲ مراقی وط ص ۲۰۷ ورد المحتار ج ۱ ص ۷۱۵۔

۳: عن ابن عباس ان رسول ﷺ قال للعباس ابن عبدالمطلب یا عماه الا اعطیك الا امنحك الا احبوك الا افعل بك عشر خصال اذا انت فعلت ذلك غفرالله لك ذنبك اوله واخره قدیمه وحدیثه وخطاء ه وعمده وصغیره و کبیره وسره وعلانیته، ان تصلی اربع رکعات تقرأ فی کل رکعة بفاتحة الکتاب وسورة فاذا فرغت من القراء ة قلت وانت قائم سبحان الله والحمد لله ولا اله الا الله والله اکبر خمس عشرة مرة ثم ترکع فتقولها وانت راکع عشرا ثم ترفع راسك من الرکوع فتقولها عشرا ثم تهوی ساجدا فتقولها عشرا ثم ترفع رأسك من السجود فتقولها عشرا ثم تسجد فتقولها عشرا ثم ترفع راسك من السجود فتقولها عشرا قبل ان تقوم فذلك خمس وسبعون فی کل رکعة تفعل ذلك فی جمیع الرکعات الا ربع فان استطعت ان تصلیها فی کل یوم مرة فافعل فان لم تفعل ففی کل جمعة وان لم تفعل ففی کل شهر فان لم تفعل ففی کل سنة فان لم تفعل ففی عمرك مرة رواه الترمذی وابن ماجة وقال الترمذی غریب اه کبیری ص ۴۱۰ وفی کیفیةصلوةالتسبیح اختلاف ذکره العلامة الشامی لانذکره لضیق المقام من شاء الاطلاع علیه فلیرجع الیه ۱۲ ف۔

۴: قیل لا بن عباس هل تعلم لهذه الصلوة سورة قال التکاثر والعصر والکافرون والا خلاص وقال بعضهم الا فضل نحو الحدید و الحشر والصف والتغابن للمنا سبة فی الا سم ۱۲ رد المحتار ج ۱ ص ۷۱۹۔

(۱) یعنی نفل نمازوں میں سب سے زیادہ اسکا ثواب ہے ۱۲۔

(۲) لیکن سورۃ والعصر، سورۃ کوثر، سورۃ کافرون سورۃ اخلاص یا سورۃ حدید، سورۃ حشر اور سورۃ صف اور سورۃ تغابن کا پڑھنا افضل ہے ۱۲ ف۔

(۳) مسئلہ نمبر ۱۶ و نمبر ۱۷ و نمبر ۱۸ شرح مشکوۃ ملا علی قاریؒ سے اس مرتبہ اضافہ ہوئے۔ ۱۲ شبیر علی۔

باب چہار دہم

فصل

مسئلہ۱ دن[1] کو نفلیں پڑھے تو چاہے دو ۲ دو ۲ رکعت کی نیت باندھے اور چاہے چار ۴ چار ۴ رکعت کی نیت باندھے اور دن کو چار رکعت سے زیادہ کی نیت باندھنا مکروہ ہے۔ اور رات کو ایک دم سے چھ ۶ چھ ۶ یا آٹھ آٹھ رکعت کی نیت باندھ لے تو بھی درست ہے۔ اور اس سے زیادہ کی نیت باندھنا رات کو بھی مکروہ ہے۔

مسئلہ۲ اگر[2] چار رکعتوں کی نیت باندھے اور چاروں (۱) پڑھنی بھی چاہے تو جب دو ۲ رکعت پڑھ کے بیٹھے اس وقت اختیار ہے التحیات کے بعد درود شریف اور دعا بھی پڑھے پھر بے سلام پھیرے اٹھ کھڑی ہو۔ پھر تیسری رکعت پر سبحانك اللھم پڑھ کے اعوذ وبسم اللہ کہہ کے الحمد شروع کرے اور چاہے صرف التحیات پڑھ کر اٹھ کھڑی ہو اور تیسری رکعت پر بسم اللہ اور الحمد سے شروع کرے پھر چوتھی رکعت پر بیٹھ کر التحیات وغیرہ سب پڑھ کر سلام پھیرے۔ اور اگر آٹھ رکعت کی نیت باندھی ہے اور آٹھوں رکعتیں (۲) ایک سلام سے پوری کرنا چاہے تو اس طرح دونوں باتیں اب بھی درست ہیں چاہے التحیات درود شریف اور دعا پڑھ کے کھڑی ہو جاوے اور پھر سبحانك اللھم پڑھے اور چاہے التحیات پڑھ کر کھڑی ہو کر بسم اللہ اور الحمد سے شروع کردے اور اس طرح چھٹی رکعت پر بیٹھ کر بھی چاہے التحیات درود دعا سب کچھ پڑھ کے کھڑی ہو پھر سبحانك اللھم پڑھے اور چاہے فقط التحیات پڑھ کے کھڑی ہو کر بسم اللہ اور الحمد سے شروع کر دے اور آٹھویں رکعت پر بیٹھ کر سب کچھ پڑھ کے سلام پھیرے اور اس طرح ہر دو ۲ دو ۲ رکعت پر ان دونوں باتوں کا اختیار ہے۔

مسئلہ۳ سنت[3] اور نفل کی سب رکعتوں میں الحمد کے ساتھ سورت ملانا واجب ہے۔ اگر قصداً سورت نہ ملاوے گی تو گنہگار ہو گی اور اگر بھول گئی تو سجدہ[4] سہو کرنا پڑے گا اور سجدہ سہو کا بیان آگے آوے گا۔

مسئلہ۴ نفل[5] نماز کی جب کسی نے نیت باندھ لی تو اب اس کو پورا کرنا واجب ہو گیا۔ اگر توڑ دے گی تو گنہگار ہو گی۔ اور جو نماز توڑی ہے اس کی قضا پڑھنا پڑے گی۔ لیکن نفل کی ہر دو ۲ دو ۲ رکعت الگ ہیں۔ اگر چار یا چھ رکعت کی نیت باندھے تو فقط دو ۲ ہی رکعت کا پورا کرنا واجب ہوا۔ چاروں رکعتیں واجب نہیں ہوئیں۔ پس اگر کسی نے چار رکعت نفل کی نیت کی پھر دو ۲ رکعت پڑھ کے سلام پھیر دیا تو کچھ گناہ نہیں۔

مسئلہ۵ اگر کسی[6] نے چار رکعت نفل کی نیت باندھی اور ابھی دو ۲ رکعتیں پوری نہ ہوئی تھیں کہ نماز توڑ دی تو فقط دو ۲ رکعت کی قضا پڑھے۔

مسئلہ۶ اور[7] اگر چار ۴ رکعت کی نیت باندھی اور دو ۲ رکعت پڑھ چکی تیسری یا چوتھی میں نیت توڑ دی تو اگر دوسری رکعت پر بیٹھ کر اس نے التحیات وغیرہ پڑھی ہے تو فقط دو ۲ رکعت کی قضا پڑھے۔ اور اگر دوسری رکعت پر نہیں بیٹھی اور التحیات پڑھے بغیر بھولے سے کھڑی ہو گئی یا قصداً کھڑی ہو گئی تو پوری چاروں رکعتوں کی قضا پڑھے۔

مسئلہ۷ ظہر[8] کی چار رکعت سنت کی نیت اگر ٹوٹ جاوے تو پوری چار رکعتیں پھر سے پڑھے چاہے دو رکعت پر بیٹھ کے التحیات پڑھی ہو یا نہ پڑھی ہو۔

مسئلہ۸ نفل[9] نماز بیٹھ کر پڑھنا بھی درست ہے۔ لیکن بیٹھ کر پڑھنے سے آدھا ثواب ملتا ہے اس لئے کھڑے ہو کر پڑھنا بہتر ہے اس میں وتر کے بعد

۱: وتوافل النهاران شاء صلى بتسليمة وتكره الزيادة على ذلك وقالا لا يزيد بالليل على ركعتين بتسليمة ۱۲ شرح البدايه ج۱ ص ۱۳۰۔

۲: ولا يصلى على النبى ﷺ فى القعدة الا ولى فى الا ربع قبل الظهر والجمعة وبعدها ولا يستفتح اذا قام الى الثالثه منها وفى البواقى من ذوات الا ربع يصلى على النبى ﷺ ويستفتح ويتعوذ وقيل لاياتى فى الكل ۱۲ شرح التنوير ج۱ ص ۷۲۶۔

۳: وتفرض القراءة فى ركعتى الفرض وكل النفل للمنفرد وكل الوتر ۱۲ شرح التنوير ج ۱ ص ۷۲۰۔ ۴: مسئلہ نمبر ۶ ص ۳۲ دیکھو۔

۵: ولزم نفل شرع فيه بتكبيرة الا حرام او بقيام الثالثة شروعا صحيحا قصدا ۱۲ شرح التنوير ج ۱ ص ۷۲۱۔

۶: وقضى ركعتين لو نوى اربعا ونقض فى خلال الشفع الا ول والتفصيل فى ردالمحتار ۱۲ شرح التنوير ج۱ ص ۷۲۳ ومنيه ص ۱۱۵۔

۷: وان صلى اربعا وقرأ فى الا وليين وقعد ثم افسد الأ خريين قضى ركعتين ۱۲ شرح البدايه ج ۱ ص ۱۳۱ وفى فتح القدير قيد به (اى بقوله وقعد) لا نه لو لم يقعد وافسد الا خريين وجب عليه قضاء اربع بالا جماع ۱۲ ج ۱ ص ۳۲۵۔

۸: اذا شرع فى الا ربع قبل الظهر ثم قطع يلزمه اربع ۱۲ فى المنيه ص ۱۱۵۔

۹: ويتنفل مع قدرته على القيام قا عدا ابتداء وبناء بعد الشروع بلا كراهة فى الا صح كعكسه وفيه اجر غير النبى ﷺ على النصف الا بعذر ۱۲ شرح التنوير ج ۱ ص ۷۲۸۔

(۱) لفظ اور چاروں پڑھنی بھی چاہے اس مرتبہ بڑھائے گئے ۱۲ شبیر علی ۱۲۔ (۲) اور آٹھوں سے پوری کرنا چاہے تک عبارت اس مرتبہ اضافہ ہوئی ۱۲ شبیر علی۔

کی نفلیں بھی آ گئیں۔ البتہ بیماری کی وجہ کھڑی نہ ہو سکے تو پورا ثواب ملے گا۔ اور فرض[1] نماز اور سنت جب تک مجبوری نہ ہو بیٹھ کر پڑھنا درست نہیں۔

مسئلہ ۹ اگر[1] نفل نماز کو بیٹھ کر شروع کیا پھر کچھ بیٹھے بیٹھے پڑھ کر کھڑی ہو گئی یہ بھی درست ہے۔

مسئلہ ۱۰ نفل[2] نماز کھڑے ہو کر شروع کی پھر پہلی ہی رکعت یا دوسری رکعت میں بیٹھ گئی تو یہ درست ہے۔

مسئلہ ۱۱ نفل[3] نماز کھڑے کھڑے پڑھی۔ لیکن ضعف کی وجہ سے تھک گئی تو کسی لاٹھی یا دیوار کی ٹیک لگا لینا اور اسکے سہارے سے کھڑا ہونا بھی درست ہے مکروہ نہیں۔

باب پانزدہم استخارہ کی نماز کا بیان

مسئلہ ۱ جب[4] کوئی کام کرنے کا ارادہ کرے تو اللہ میاں سے صلاح لے لیوے۔ اس صلاح لینے کو استخارہ کہتے ہیں۔ حدیث میں اس کی بہت ترغیب آئی ہے نبی کریم ﷺ نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے صلاح نہ لینا اور استخارہ نہ کرنا بدبختی اور کم نصیبی کی بات ہے۔ کہیں منگنی کرے یا بیاہ کرے یا سفر کرے یا اور کوئی کام کرے تو بے استخارہ کئے نہ کرے تو انشاء اللہ تعالیٰ کبھی اپنے کئے پر پشیمان نہ ہو گی۔

مسئلہ ۲ استخارہ[5] کی نماز کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے دو ۲ رکعت نفل نماز پڑھے اس کے بعد خوب دل لگا کے یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُكَ بِعِلْمِكَ وَاَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَاَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِیْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُیُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَیْرٌ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَ مَعَاشِیْ وَ عَاقِبَةِ اَمْرِیْ فَاقْدِرْهُ وَیَسِّرْهُ لِیْ ثُمَّ بَارِكْ لِیْ فِیْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّیْ فِیْ دِیْنِیْ وَ مَعَاشِیْ وَ عَاقِبَةِ اَمْرِیْ فَاصْرِفْهُ عَنِّیْ وَاصْرِفْنِیْ عَنْهُ وَاقْدِرْ لِیَ الْخَیْرَ حَیْثُ كَانَ ثُمَّ اَرْضِنِیْ بِهٖ اور جب هٰذَا الْاَمْرَ پر پہنچے جس لفظ پر لکیر بنی ہے تو اس کے پڑھتے وقت اسی کام کا دھیان کرے جس کے لئے استخارہ کرنا چاہتی ہے اس کے بعد پاک[6] وصاف بچھونے پر قبلہ کی طرف منہ کر کے باوضو سو جاوے۔ جب سو کر اٹھے اس وقت جو بات دل میں مضبوطی سے آوے وہی بہتر ہے اسی کو کرنا چاہئے۔

مسئلہ ۳ اگر ایک[7] دن میں کچھ معلوم نہ ہو اور دل کا خلجان اور تردد نہ جاوے تو دوسرے دن پھر ایسا ہی کرے۔ اسی طرح سات دن تک کرے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ضرور اس کام کی اچھائی برائی معلوم ہو جاوے گی۔

مسئلہ ۴ اگر[8] حج کے لئے جانا ہو تو یہ استخارہ نہ کرے کہ میں جاؤں یا نہ جاؤں بلکہ یوں استخارہ کرے کہ فلانے دن جاؤں کہ نہ جاؤں۔

باب شانزدہم نماز توبہ کا بیان

مسئلہ ۱ اگر[9] کوئی بات خلاف شرع ہو جاوے تو دو ۲ رکعت نفل پڑھ کر اللہ تعالیٰ کے سامنے خوب گڑگڑا کر اس سے توبہ کرے اور اپنے کئے پر پچھتاوے

۱: اما القعود فی الشفع الثانی فینبغی جوازہ اتفاقا کما لو شرع قاعدا ثم قام کذا قالہ الحلبی وغیرہ اہ رد المحتار ج ۱ ص ۷۲۹ وکان ﷺ یفتتح التطوع ثم ینتقل من القیام الی القعود ومن القعود الی القیام روتہ عائشۃ رضی اللہ عنہا ۱۲ مراقی ص ۲۳۵۔

۲: لو افتتح قائما ثم قعد من غیر عذر جاز ۱۲ منیہ ص ۱۱۵ ورد المحتار ج ۱ ص ۷۲۹۔

۳: اذا تطوع قائما فاعیی لا باس بان یتوکأعلی عصا او حائط ۱۲ فتاویٰ ہندیہ ج ۱ ص ۷۳۔

۴،۵: عن جابر بن عبداللہ قال کان رسول اللہ ﷺ یعلمنا الا ستخارۃ فی الا مور کلھا کما یعلمنا السورۃ من القران یقول اذاھم احدکم بالامر فلیرکع رکعتین من غیر الفریضۃ ثم لیقل اللھم انی استخیرک بعلمک الخ ۱۲ رد المحتار ج ۱ ص ۷۱۸۔

۶: وفی شرح الشرعۃ المسموع من المشایخ انہ ینبغی ان ینام علی طھارۃ مستقبل القبلۃ بعد قراءۃ الدعاء ۱۲ رد المحتار ج ۱ ص ۷۱۸۔

۷: وینبغی ان یکررھا سبعا لما روی ابن السنی یا انس اذا ھممت بامر فاستخرربک فیہ سبع مرات ثم انظرالی الذی سبق الی قلبک فان الخیر فیہ ولو تعذرت علیہ الصلوٰۃ استخار بالدعاء ۱۲ رد المحتار ج ۱ ص ۷۱۸۔

۸: وقالو الا استخارۃ فی الحج ونحوہ تحمل علی تعیین الوقت ۱۲ رد المحتار ج ۱ ص ۷۱۸۔

۹: ومنہ (ای من المندوب) صلوٰۃ الا ستغفار لمعصیۃ وقعت منہ لما عن علی عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہما ان رسول اللہ ﷺ قال مامن عبدیذنب ذنبافیتوضاویحسن الوضوثم یصلی رکعتین فیستغفر اللہ الاغفرلہ ۱۲ طحطاوی ص ۲۱۹ ورد المحتار ج ۱ ص ۷۲۰۔

(۱) لفظ فرض واجب نمازوں کو بھی شامل ہے کیوں کہ عملاً واجب بھی فرض کے حکم میں ہے۔ ان سنتوں سے صبح کی سنتیں مراد ہیں اور بعض نے تراویح کا بھی یہی حکم لکھا ہے ۱۳ تصحیح الاغلاط۔

اور اللہ تعالیٰ سے معاف کراوے، اور آئندہ کے لئے پکا ارادہ کرے کہ اب کبھی نہ کروں گی اس سے بفضل خدا وہ گناہ معاف ہو جاتا ہے۔

باب ہفت دہم

قضا نمازوں کے پڑھنے کا بیان

مسئلہ ۱ جس کی کوئی نماز چھوٹ گئی ہو تو جب یاد آوے فوراً اس کی قضا پڑھے۔ بلا کسی عذر کے قضا پڑھنے میں دیر لگانا گناہ ہے۔ سو جس کی کوئی نماز قضا ہو گئی اور اس نے فوراً اس کی قضا نہ پڑھی دوسرے وقت پر یا دوسرے دن پر ڈال دی کہ فلانے دن پڑھ لوں گی اور اس دن سے پہلے ہی اچانک موت سے مر گئی تو دوہرا گناہ ہوا۔ ایک تو نماز کے قضا ہو جانے کا اور دوسرے فوراً قضا نہ پڑھنے کا۔

مسئلہ ۲ اگر کسی[۲] کی کئی نمازیں قضا ہو گئیں تو جہاں تک ہو سکے جلدی سے سب کی قضا پڑھ لیوے۔ ہو سکے تو ہمت کر کے ایک ہی وقت سب کی قضا پڑھ لے۔ یہ ضروری نہیں کہ ظہر کی قضا ظہر کے وقت پڑھے اور عصر کی قضا عصر کے وقت۔ اور اگر بہت سی نمازیں کئی مہینے یا کئی برس کی قضا ہوں تو ان کی قضا میں بھی جہاں تک ہو سکے جلدی کرے۔ ایک ایک وقت دو۲ دو۲ چار چار نمازیں قضا پڑھ لیا کرے اگر کوئی مجبوری اور ناچاری ہو تو خیر ایک وقت ایک ہی نماز کی قضا سہی یہ بہت کم درجہ کی بات ہے۔

مسئلہ ۳ قضا[۳] پڑھنے کا کوئی وقت مقرر نہیں ہے۔ جس وقت فرصت ہو وضو کر کے پڑھ لے۔ البتہ اتنا خیال رکھے کہ مکروہ وقت نہ ہو۔

مسئلہ ۴ جس کی[۴] ایک ہی نماز قضا ہوئی اس سے پہلے کوئی نماز اس کی قضا نہیں ہوئی یا اس سے پہلے نمازیں قضا تو ہوئیں لیکن سب کی قضا پڑھ چکی ہے فقط اسی ایک نماز کی قضا پڑھنی باقی ہے تو پہلے اس کے قضا پڑھ لیوے تب کوئی ادا نماز پڑھے اگر بغیر قضا نماز پڑھے ہوئے ادا نماز پڑھی تو ادا درست نہیں ہوئی۔ قضا پڑھ کے پھر ادا پڑھے۔ ہاں اگر قضا پڑھنی یاد نہیں رہی بالکل بھول گئی تو ادا درست ہو گئی اب جب یاد آوے تو فقط قضا پڑھ لیوے۔ ادا کو نہ دہراوے۔

مسئلہ ۵ اگر[۵] وقت بہت تنگ ہے کہ اگر پہلے قضا پڑھے گی تو ادا(۱) نماز کا وقت باقی نہ رہے گا تو پہلے ادا پڑھ لے تب قضا پڑھے۔

مسئلہ ۶ اگر دو[۶] یا تین یا چار یا پانچ نمازیں قضا ہو گئیں اور سوائے ان نمازوں کے اس کے ذمے کسی اور نماز کی قضا باقی نہیں ہے یعنی عمر بھر میں جب سے جوان ہوئی ہے کبھی کوئی نماز قضا نہیں ہوئی یا قضا تو ہو گئی لیکن سب کی قضا پڑھ چکی ہے تو جب تک ان پانچوں کی قضا نہ پڑھ لیوے تب تک ادا نماز پڑھنا درست نہیں ہے۔ اور جب ان پانچوں کی قضا پڑھے تو اس طرح پڑھے کہ جو نماز سب سے اول چھوٹی ہے پہلے اس کی قضا پڑھے پھر اس کے بعد والی پھر اس کے بعد والی۔ اسی طرح ترتیب سے پانچوں کی قضا پڑھے جیسے کسی نے پورے ایک دن کی نمازیں نہیں پڑھیں۔ فجر، ظہر، عصر، مغرب، عشاء یہ پانچوں نمازیں چھوٹ گئیں۔ تو پہلے فجر، پھر ظہر، پھر عصر، پھر مغرب، پھر عشاء اسی ترتیب سے قضا پڑھے۔ اگر پہلے فجر کی قضا نہیں پڑھی بلکہ ظہر کی پڑھی یا عصر کی یا اور کوئی تو درست نہیں ہوئی پھر سے پڑھنا پڑے گی۔

مسئلہ ۷ اگر کسی[۷] کی چھ نمازیں قضا ہو گئیں تو اب بے ان کی قضا پڑھے ہوئے بھی ادا نماز پڑھنی جائز ہے۔ اور جب ان چھ نمازوں کی قضا پڑھے تو جو نماز سب سے اول قضا ہوئی ہے پہلے اس کی قضا پڑھنا واجب نہیں ہے بلکہ جو چاہے پہلے پڑھے اور جو چاہے پیچھے پڑھے سب جائز ہے اور اب ترتیب سے پڑھنی واجب نہیں ہے۔

۱: قال اللہ تعالیٰ اقم الصلوٰۃ لذکری وقال رسول اللہ ﷺ من نسی صلوۃ فلیصلها اذا ذکرها رواہ النسائی ج۱ ص۱۰۱۔

۲: ویجوز تاخیر الفوائت وان وجبت علی الفور لعذر السعی علی العیال وفی الحوائج علی الا صح ای فیسعی ویقضی ماقدر بعد فراغه ثم و ثم الی ان تتم ۱۲ رد المحتار ج ۱ ص ۷۶۸۔

۳: وجمیع اوقات العمر و قت للقضاء الا الثلثة المنهیة ۱۲ شرح التنویر ج ۱ ص ۷۵۹۔

٤: الترتیب بین الفروض الخمسة والو تراداء وقضاء لازم الا اذا ضاق الوقت او نسیت الفائتة ۱۲ در مختار ج ۱ ص ۷۵۹۔

٥: لو خاف فوت الوقت یقدم الوقتیة ثم یقیضیها ۱۲ شرح البدایه ج ۱ ص ۱۳۷۔

٦: ولو فاتته صلوات رتبها فی القضاء کما وجبت فی الا صل شرح البدایه ج ۱ ص ۱۳۷۔

۷: وان فاتته اکثر من صلوات یوم ولیلة اجزاته التی بدأبها شرح البدایه ج ۱ ص ۱۳۸۔

(۱) ادا نماز سے مراد فقط فرض اور واجب ہے نہ کہ سنت ۱۲ شبیر علی۔

مسئلہ۸ دو چار مہینے یا دو چار برس ہوئے کہ کسی کی چھ نمازیں یا زیادہ قضا ہو گئی تھیں اور اب تک ان کی قضا نہیں پڑھی۔ لیکن اس کے بعد سے ہمیشہ نماز پڑھتی رہی کبھی قضا نہیں ہونے پائی۔ مدت کے بعد اب پھر ایک نماز جاتی رہی تو اس صورت میں بھی بغیر اس کی قضا پڑھے ہوئے ادا نماز پڑھنی درست ہے اور ترتیب واجب نہیں۔

مسئلہ۹ کسی[۱] کے ذمہ چھ نمازیں یا بہت سی نمازیں قضا تھیں اس وجہ سے ترتیب سے پڑھنی اس پر واجب نہیں تھیں۔ لیکن اس نے ایک ایک دو ۲ دو ۲ کر کے سب کی قضا پڑھ لی۔ اب کسی نماز کی قضا پڑھنی باقی نہیں رہی۔ تو اب پھر جب ایک نماز یا پانچ نمازیں قضا ہو جاویں تو ترتیب سے پڑھنا پڑے گا اور بے ان پانچوں کی قضا پڑھے ادا نماز پڑھنی درست نہیں البتہ اب پھر اگر چھ نمازیں چھوٹ جاویں تو پھر ترتیب معاف ہو جاوے گی۔ اور بغیر ان چھ نمازوں کی قضا پڑھے بھی ادا پڑھنی درست ہو گی۔

مسئلہ۱۰ کسی کی بہت[۱] سی نمازیں قضا ہو گئی تھیں۔ اس نے تھوڑی تھوڑی کر کے سب کی قضا پڑھ لی۔ اب فقط چار پانچ نمازیں رہ گئیں تو اب ان چار پانچ نمازوں کو ترتیب سے پڑھنا واجب نہیں ہے بلکہ اختیار ہے جس طرح چاہے پڑھے اور بغیر ان باقی نمازوں کی قضا پڑھے ہوئے بھی ادا پڑھ لینا درست ہے۔

مسئلہ۱۱ اگر[۲] وتر کی نماز قضا ہو گئی اور سوائے وتر کے کوئی اور نماز اس کے ذمہ قضا نہیں تو بغیر وتر کی قضا پڑھے ہوئے فجر کی نماز پڑھنی درست نہیں ہے۔ اگر وتر کا قضا ہونا یاد[(۱)] ہو پھر بھی پہلے قضا نہ پڑھے بلکہ فجر کی نماز پڑھ لیوے تو اب قضا پڑھ کے فجر کی نماز پھر پڑھنی پڑے گی۔

مسئلہ۱۲ فقط[۳] عشاء کی نماز پڑھ کے سو رہی۔ پھر تہجد کے وقت اٹھی اور وضو کر کے تہجد اور وتر کی نماز پڑھی۔ پھر صبح کو یاد آیا کہ عشاء کی نماز بھولے سے بے وضو پڑھ لی تھی تو اب فقط عشاء کی قضا پڑھے وتر کی قضا نہ پڑھے۔

مسئلہ۱۳ قضا[۴] فقط[(۲)] فرض نمازوں اور وتر کی پڑھی جاتی ہے سنتوں کی قضا نہیں ہے البتہ اگر فجر کی نماز قضا ہو جاوے تو اگر دوپہر سے پہلے پہلے قضا پڑھے تو سنت اور فرض دونوں کی قضا پڑھے اور اگر دوپہر کے بعد قضا پڑھے تو فقط دو ۲ رکعت فرض کی قضا پڑھے۔

مسئلہ۱۴ اگر فجر[۵] کا وقت تنگ ہو گیا اس لئے فقط دو رکعت فرض پڑھ لئے سنت چھوڑ دی تو بہتر[۶] یہ ہے کہ سورج اونچا ہونے کے بعد سنت کی قضاء پڑھ لے۔ لیکن دوپہر سے پہلے ہی پہلے پڑھے۔

مسئلہ۱۵ کسی[۷] بے نمازی نے توبہ کی۔ تو جتنی نمازیں عمر بھر میں قضاء ہوئی ہیں سب کی قضاء پڑھنی واجب ہے۔ توبہ سے نمازیں معاف نہیں ہوتیں۔ البتہ نہ پڑھنے سے جو گناہ ہوا تھا وہ توبہ سے معاف ہو گیا۔ اب ان کی قضا نہ پڑھے گی تو پھر گنہگار ہو گی۔

مسئلہ۱۶ اگر کسی[۸] کی کچھ نمازیں قضا ہو گئی ہوں اور ان کی قضا پڑھنے کی ابھی نوبت نہیں آئی تو مرتے وقت نمازوں کی طرف سے فدیہ دینے کی

۱: لو اجتمعت الفوائت القديمة والحديثة قيل يجوز الوقتية مع تذكر الحديثة لكثرة الفوائت وقيل لا يجوز ۱۲ شرح البدایہ ج۱ ص ۱۳۔
۲: مسئلہ نمبر ۶ باب ہذا کا حاشیہ دیکھو۔

۱: ولا يعود لزوم الترتيب بعد سقوطه بكثرتها اى الفوائت بعود الفوائت الى القلة بسبب القضاء شرح البدايه وشرح التنوير ج ص ۷۶۳۔
۲: فلم يجز فجر من تذكرانه لم يوتر ۱۲ شرح التنوير ج ۱ ص ۷۵۹۔
۳: لو صلى العشاء والسنة بلا وضوء والوتر به يعيد العشاء لا السنة والوتر ۱۲ رد المحتار ج ۱ ص ۷۶۱۔
۴: ولا يقضيها الا بطريق التبعية لقضاء فرضها قبل الزوال لا بعده فى الاصح ۱۲ شرح التنوير ج ۱ ص ۷۵۰ وفى رد المحتار القضاء مختص بالواجب ۱۲ ف۔
۵: واذا خاف فوت ركعتى الفجر لا شتغاله بسنتها تركها والا لا شرح التنوير ج ۱ ص ۷۴۹۔ر
۶: لا يقضى سنة الفجر الا اذا فاتت مع الفجر فيقضيها تبعا لقضائه لو قبل الزوال و اما اذا فاتت و حدها فلا تقضى قبل طلوع الشمس بالاجماع للكراهة النفل بعد الصبح و اما بعد طلوع الشمس فكذلك عندهما و قال محمد احب الى ان يقضيها الى الزوال ۱۲ رد المحتار ج۱ ص ۵۰۔
۷: التاخير بلا عذر كبيرة لا تزول بالقضاء بل بالتوبة اى بعد القضاء اما بدونه فالتاخير باق فلم تصح التوبة منه ۱۲ رد المحتار ج ۱ ص ۷۵۵۔
۸: ولو مات وعليه صلوات فائتة اى بان كان يقدر على ادائها ولو بالايماء فيلزمه الا يصاء بها والا فلا يلزمه وان قلت بان كانت دون ست صلوات لقوله عليه الصلوٰة والسلام فان لم يستطع فالله احق بقبول العذر منه ۱۲ شرح التنوير و رد المحتار ج ۱ ص ۷۶۶۔

(۱) پہلے عبارت مبہم تھی اب درست کی گئی ۱۲ شبیر علی۔
(۲) یعنی خروج وقت کے بعد سوا فرض اور وتر کے کسی کی قضا نہیں اس مسئلہ پر شبہ اور اس کا جواب امداد الفتاویٰ مبوب جلد اول کے ص ۳۱۳ میں درج ہے۔ ۱۲ تصحیح الاغلاط جس سے مسئلہ مندرجہ کی تائید ہوتی ہے ۱۲ شبیر علی۔

وصیت کر جانا واجب ہے نہیں تو گناہ ہوگا۔ اور نماز کے فدیہ کا بیان روزے کے فدیہ کے ساتھ (حصہ سوم میں آوے گا) ان شاء اللہ تعالیٰ۔

باب ہیز دہم
سجدہ سہو کا بیان

مسئلہ۱ نماز[1] میں جتنی چیزیں واجب ہیں اس میں سے ایک واجب یا کئی واجب اگر بھولے سے رہ جائیں تو سجدہ سہو کرنا واجب ہے اور اس کے کر لینے سے نماز درست ہو جاتی ہے۔ اگر سجدہ سہو نہیں کیا تو نماز پھر سے پڑھے۔

مسئلہ۲ اگر[2] بھولے سے نماز کا کوئی فرض چھوٹ جاوے تو سجدہ سہو کرنے سے نماز درست نہیں ہوتی پھر سے پڑھے۔

مسئلہ۳ سجدہ[3] سہو کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اخیر رکعت میں فقط التحیات پڑھ کے ایک طرف (۱) سلام پھیر کر دو سجدے کرے پھر بیٹھ کر التحیات اور درود شریف اور دعا پڑھ کے دونوں طرف سلام پھیرے اور نماز ختم کرے۔

مسئلہ۴ کسی[4] نے بھول کر سلام پھیرنے سے پہلے ہی سجدہ سہو کر لیا تب بھی ادا ہو گیا اور نماز صحیح ہو گئی۔

مسئلہ۵ اگر[5] بھولے سے دو رکوع کر لئے یا تین سجدے تو سجدہ سہو کرنا واجب ہے۔

مسئلہ۶ نماز میں[6] الحمد پڑھنا بھول گئی فقط سورت پڑھی یا پہلے سورت پڑھی اور پھر الحمد پڑھی تو سجدہ سہو کرنا واجب ہے۔

مسئلہ۷ فرض[7] کی پہلی دو رکعتوں میں سورت ملانا بھول گئی تو پچھلی دونوں رکعتوں میں سورت ملاوے اور سجدہ سہو کرے۔ اور اگر پہلی دو رکعتوں میں سے ایک رکعت میں سورت نہیں ملائی تو پچھلی ایک رکعت (۲) میں سورت ملاوے اور سجدہ سہو کرے۔ اور اگر پچھلی رکعتوں میں بھی سورت ملانا یاد نہ رہا۔ نہ پہلی رکعتوں میں سورت ملائی نہ پچھلی رکعتوں میں بالکل اخیر رکعت میں التحیات پڑھتے وقت یاد آیا کہ دونوں رکعتوں میں یا ایک رکعت میں سورۃ نہیں ملائی تب بھی سجدہ سہو کرنے سے نماز ہو جاوے گی۔

مسئلہ۸ سنت[8] اور نفل کی سب رکعتوں میں سورۃ کا ملانا واجب ہے اس لئے اگر کسی رکعت میں سورۃ ملانا بھول جاوے تو سجدہ سہو کرے۔

مسئلہ۹ الحمد[9] پڑھ کر سوچنے لگی کہ کون سی سورۃ پڑھوں اور اس سوچ بچار میں اتنی دیر لگ گئی جتنی دیر میں تین مرتبہ سبحان اللہ کہہ سکتی ہے تو بھی سجدہ سہو واجب ہے۔

مسئلہ۱۰ اگر[10] بالکل اخیر رکعت میں التحیات اور درود پڑھنے کے بعد شبہ ہوا کہ میں نے چار رکعتیں پڑھی ہیں یا تین۔ اسی سوچ میں خاموش (۳) بیٹھی رہی اور سلام پھیرنے میں اتنی دیر لگ گئی جتنی دیر میں تین[11] دفعہ سبحان اللہ کہہ سکتی ہے پھر یاد آ گیا کہ میں نے چاروں رکعتیں پڑھ لیں تو اس صورت میں بھی سجدہ سہو کرنا واجب ہے۔

۱: یحب سجد تان بتشهد وتسليم لترك واجب بتقديم او تاخير او زيادة او نقص (اوتكرار) سهوا ۱۲ مراقی ص ۲۵۰ وشرح التنویر ج ۱ ص ۷۷۳۔

۲: واحترز بالواجب عن السنة كالثناء والتعوذ ونحوهما وعن الفرائض ۱۲ رد المحتار ج ۱ ص ۷۷۴۔

۳: وكيفيته ان يكبر بعد سلامه الا ول و يخرّ ساجدا ويسبح في سجوده ثم يفعل ثانيا كذلك ثم يتشهد ثانيا ثم يسلم كذا في المحيط ويا تي بالصلوة على النبی ﷺ والدعاء في قعدة السهو هو الصحيح ۱۲ فتاوی هنديه ج ۱ ص ۸۰ و شرح البدایه ج ۱ ص ۱۴۰۔

۴: لو سهى عن السلام يتحيره وهذا الخلاف في الا ولوية ۱۲ شرح البدایه ج ۱ ص ۱۴۰ ولا خلاف فی الجواز قبل السلام وبعده لصحة الحديث فيهما ۱۲ طحطاوی ص ۳۵۱ وشرح التنوير ج ۱ ص ۷۷۲ وفتاوی هنديه ج ۱ ص ۸۰۔

۵: و (يحب) بتكرار الركن نحوان يركع مرتين او يسجد ثلث مرات ۱۲ منیه ص ۱۲۵۔

۶: اذا ترك الفاتحة في الا وليين او احدهما يلزمه السهو كذا لو اخر الفاتحة عن السورة فعليه سجود السهو ۱۲ فتاوی هنديه ج ۱ ص ۸۰۔۸۱۔

۷: لو قرأ الفاتحة وحدها وترك السورة يحب عليه سجود السهو ۱۲ فتاوی هنديه ج ۱ ص ۸۰ و رد المحتار ج ۱ص ۷۷۸ ولا ن جميع ماذكر من الواجبات كما مرو حكمها انه اذا تركت او اخرت عن مقامها ففيها سجدة السهو ۱۲ ف۔

۸: والقراءة واجبة في جميع ركعات النفل وفي جميع ركعات الوتر ۱۲ شرح البدایه ج ۱ ص ۱۳۱۔

۹: اذا شغله ذلك الشك فتفكر قدر اداء ركن ولم يشتغل حالة الشك بقراءة ولا تسبيح وجب عليه سجود السهو ۱۲ شرح التنوير ج ۱ ص ۷۸۹۔

۱۰: فلو شك انه صلى ثلاثا او اربعا فشغله ذلك حتى اخر السلام وجب عليه سجود السهو ۱۲ طحطاوی ص ۲۵۱۔

۱۱: ولم يبينو اقدر الركن وعلى قياس ما تقدم ان يعتبر الركن مع سننه وهو مقدر بثلاث تسبيحات ۱۲ طحطاوی على المراقی ص ۲۵۸۔

(۱) یعنی داہنی طرف ۱۲۔ (۲) یعنی پچھلی پہلی رکعت میں ملا لیوے ۱۲۔ (۳) خاموش کی قید اس مرتبہ اضافہ ہوئی ۱۲ شبیر علی۔

مسئلہ۱۱ جب[1] الحمد اور سورت پڑھ چکی بھولے سے کچھ سوچنے لگی اور رکوع کرنے میں اتنی دیر ہو گئی جتنی کہ اوپر بیان ہوئی تو بھی سجدہ سہو کرنا واجب ہے۔

مسئلہ۱۲ اسی[2] طرح اگر پڑھتے پڑھتے درمیان میں رک گئی اور کچھ سوچنے لگی اور سوچنے میں اتنی دیر لگ گئی یا جب دوسری یا چوتھی رکعت پر التحیات کے لئے بیٹھی تو فوراً التحیات نہیں شروع کی۔ کچھ سوچنے میں اتنی دیر لگ گئی۔ یا جب رکوع سے اٹھی تو دیر تک کچھ کھڑی سوچا کی یا دونوں سجدہ کے بیچ میں جب بیٹھی تو کچھ سوچنے میں اتنی دیر لگادی تو ان سب صورتوں میں سجدہ سہو کرنا واجب ہے غرض کہ جب بھولے سے کسی بات کے کرنے میں دیر کردے گی یا کسی بات کے سوچنے کی وجہ سے دیر لگ جاوے گی تو سجدہ سہو واجب ہوگا۔

مسئلہ۱۳ تین[3] رکعت یا چار رکعت والی فرض نماز (ادا پڑھ رہی ہو یا قضا اور وتروں میں اور ظہر[(1)] کی پہلی[4] سنتوں کی چار رکعتوں) میں جب دو رکعت پر التحیات کیلئے بیٹھی تو دو دفعہ التحیات پڑھ گئی تو بھی سجدہ سہو واجب ہے۔ اور اگر التحیات کے بعد اتنا درود شریف بھی پڑھ گئی اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّد یا اس سے زیادہ پڑھ گئی تب یاد آیا اور اٹھ کھڑی ہوئی تو بھی سجدہ سہو واجب ہے اور اگر اس سے کم پڑھا ہو تو سہو کا سجدہ واجب نہیں۔

مسئلہ۱۴ نفل[5] نماز (یا منت کی چار رکعت والی نماز) میں دو ۲ رکعت پر بیٹھ کر التحیات کے ساتھ درود شریف بھی پڑھنا جائز ہے۔ اسلئے کہ نفل (اور منت کی نماز) میں درود شریف کے پڑھنے سے سجدہ سہو کا نہیں ہوتا البتہ اگر دو دفعہ التحیات پڑھ جاوے تو نفل (اور منت کی نماز) میں بھی سجدہ سہو واجب ہے۔

مسئلہ۱۵ التحیات[6] پڑھنے بیٹھی مگر بھولے سے التحیات کی جگہ۔ کچھ اور پڑھ گئی یا الحمد پڑھنے لگی تو بھی سہو کا سجدہ واجب ہے۔

مسئلہ۱۶ نیت[7] باندھنے کے بعد سُبْحَانَكَ اللّٰھُمَّ کی جگہ دعائے قنوت پڑھنے لگی تو سہو کا سجدہ[(2)] واجب نہیں۔ اسی طرح فرض کی تیسری یا چوتھی رکعت میں اگر الحمد کی جگہ التحیات یا کچھ اور پڑھنے لگی تو بھی سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔

مسئلہ۱۷ تین[8] رکعت یا چار رکعت والی نماز میں بیچ میں بیٹھنا بھول گئی اور دو رکعت پڑھ کر تیسری رکعت کیلئے کھڑی ہو گئی تو اگر نیچے کا آدھا دھڑ ابھی سیدھا نہ ہوا ہو تو بیٹھ جاوے اور التحیات پڑھ لے تب کھڑی ہو اور ایسی حالت میں سجدہ سہو کرنا واجب نہیں۔ اور اگر نیچے کا آدھا دھڑ سیدھا ہو گیا ہو تو نہ بیٹھے بلکہ کھڑی ہو کر چاروں رکعتیں پڑھ لیوے فقط اخیر میں بیٹھے اور اس صورت میں سجدہ سہو واجب ہے۔ اگر سیدھی کھڑی ہو جانے کے بعد پھر لوٹ آوے گی اور بیٹھ کر التحیات پڑھے گی تو گنہگار ہو گی اور سجدہ سہو کرنا اب بھی واجب ہوگا۔

مسئلہ۱۸ اگر[9] چوتھی رکعت پر بیٹھنا بھول گئی تو اگر نیچے کا دھڑ ابھی سیدھا نہیں ہوا تو بیٹھ جاوے اور التحیات درود وغیرہ پڑھ کے سلام پھیرے اور سجدہ

۱: فلواتم القراء ةفمكث متفكراسهوثم ركع اوتذكرالسورةراكعافضمهاقائمااعادالركوع وسجد للسهو ۱۲ شرح التنوير ج ۱ ص ۴۸۹۔

۲: الا صل فى التفكرانه ان منعه عن اداء ركن او واجب يلزمه السهو وقال بعض المشايخ ان منعه عن القراء ة اوالتسبيح يجب السهو والا فلا ۱۲ رد المحتار مختصر ۱ ج ۱ ص ۷۸۹۔

۳: لو كرر التشهد فى القعدة الا ولىٰ فعليه السهو وكذا لوزا د على التشهد الصلوٰة على النبى ﷺ واختلفو فى قدر الزيادة فقال بعضهم يجب عليه سجود السهو بقوله اللهم صلى على محمد وقال بعضهم لا يجب عليه حتى يقول وعلىٰ ال محمد والا ول اصح ۱۲ فتاوىٰ هنديه ج ۱ ص ۸۱ قوله فى الفرض اى وما الحق به كالوتروالسنن الرواتب ۱۲۔

۴: ولا يصلے على النبى ﷺ فى القعدة الاولىٰ فى الا ربع قبل الظهر والجمعةولو صلى ناسيافعليه السهود رمختار ص ۶۳۳۔

۵: وفى البواقى من ذوات الاربع يصلے على النبى ﷺ ۱۲ شرح التنوير ج ۱ ص ۷۰۷۔ ۶: اذاقرأالفاتحةمكان التشهدفعليه السهو ۱۲ فتاوىٰ هنديه ج ۱ ص ۸۱۔

۷: وتشهد فى قيامه قبل قراء ة الفاتحة فلا سهو وبعدها يلزمه سجود السهو وهوالا صح ولو تشهد فى الا خريين لا يلزمه السهو ۱۲ فتاوىٰ هنديه ج ۱ ص ۸۱۔

۸: سهى عن القعود الا ول من الفرض ثم تذكره عاد اليه وتشهدولا سهو عليه مالم يستقم قائما فى ظاهرا لمذهب وهو الا صح والا اى وان استقام قائما لا يعود وسجد السهو فلو عادالى القعود بعد ذلك تفسدصلوته وقيل لا تفسدو لكنه يكون مسيئاً ويسجد لتاخير الواجب وهو الا شبه كما حققه الكمال وهوالحق ۱۲ شرح التنوير بحذف ج ۱ ص ۷۷۸۔

۹: ولوسهى عن القعود الأخير عاد مالم يقيدها بسجدة وسجدللسهو لتا خير القعود وان قيدها بسجدة عامدا اونا سيا او ساهيا او مخطئاتحول فرضه نفلا وضم سادسة ان شاء ولا يسجد للسهو على الا صح ۱۲ شرح التنوير ج ۱ ص ۷۸۰۔

(۱) اور مردوں کے لئے جمعہ کی پہلی چار رکعتوں میں بھی یہی حکم ہے ۱۲ شبیر علی۔

(۲) خواہ دعاء قنوت کے بعد سبحانك اللهم پڑھلیا نہ پڑھا ۱۲ شبیر علی تنبیہ:۔ اس صفحہ میں چار جگہ تو سین میں اس مرتبہ بعد تحقیق عبارت بڑھائی گئی ۱۲ شبیر علی۔

سہو نہ کرے۔اور اگر سیدھی کھڑی ہو گئی ہو تب بھی بیٹھ جاوے بلکہ اگر الحمد اور سورت بھی پڑھ چکی ہو یا رکوع بھی کر چکی ہو تب بھی بیٹھ جاوے اور التحیات پڑھ کر سجدہ سہو کر لے۔البتہ اگر رکوع کے بعد بھی یاد نہ آیا اور پانچویں رکعت کا سجدہ کر لیا تو فرض نماز پھر سے پڑھے۔یہ نماز نفل ہو گئی۔ایک رکعت اور ملا کے پوری چھ ۶ رکعت کر لے اور سجدہ سہو نہ کرے۔اور اگر ایک رکعت اور نہیں ملائی یا پانچویں رکعت پر سلام پھیر دیا تو چار رکعتیں نفل ہو گئیں اور ایک رکعت اکارت (بیکار) گئی۔

مسئلہ۱۹ اگر[۱] چوتھی رکعت پر بیٹھی اور التحیات پڑھ کے کھڑی ہو گئی۔تو سجدہ کرنے سے پہلے پہلے جب یاد آوے بیٹھ جاوے اور التحیات نہ پڑھے بلکہ بیٹھ کر ترت (فوراً) سلام پھیر کے سجدہ سہو کرے۔اور اگر پانچویں رکعت کا سجدہ کر چکی تب یاد آیا تو ایک رکعت اور ملا کے چھ کر لے چار فرض ہو گئیں اور دو ۲ نفل اور چھٹی رکعت پر سجدہ سہو بھی کرے۔اگر پانچویں رکعت پر سلام پھیر دیا اور سجدہ سہو کر لیا تو برا کیا چار فرض ہوئے اور ایک رکعت اکارت گئی۔

مسئلہ۲۰ اگر[۲] چار رکعت نفل نماز پڑھی اور بیچ میں بیٹھنا بھول گئی تو جب تک تیسری رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تب تک یاد آنے پر بیٹھ جانا چاہیے۔اگر سجدہ کر لیا تو خیر تب بھی نماز ہو گئی اور سجدہ سہو ان دونوں صورتوں میں واجب ہے۔

مسئلہ۲۱ اگر[۳] نماز میں شک ہو گیا کہ تین رکعتیں پڑھی ہیں یا چار رکعتیں۔تو اگر یہ شک اتفاق سے ہو گیا ہے ایسا شبہ پڑنے کی اس کی عادت نہیں ہے تو پھر سے نماز پڑھے اور اگر شک کرنے کی عادت ہے اور اکثر ایسا شبہ پڑ جاتا ہے تو دل میں سوچ کر دیکھے کہ دل زیادہ کدھر جاتا ہے۔اگر زیادہ گمان تین رکعت پڑھنے کا ہو تو ایک اور پڑھ لے اور سجدہ سہو واجب نہیں ہے اور اگر زیادہ گمان یہی ہے کہ میں نے چاروں رکعتیں پڑھ لی ہیں تو اور رکعت نہ پڑھے اور سجدہ سہو بھی نہ کرے۔اور اگر سوچنے کے بعد بھی دونوں طرف برابر خیال رہے نہ تین رکعت کی طرف زیادہ گمان جاتا ہے اور نہ چار کی طرف تو تین ہی رکعتیں سمجھے اور ایک رکعت اور پڑھ لے۔لیکن اس صورت میں تیسری رکعت پر بھی بیٹھ کر التحیات پڑھے تب کھڑی ہو کے چوتھی رکعت پڑھے اور سجدہ سہو بھی کرے۔

مسئلہ۲۲ اگر[۴] یہ شک ہوا کہ یہ پہلی رکعت ہے یا دوسری رکعت تو اس کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر اتفاق سے یہ شک پڑا ہو تو پھر سے پڑھے اور اگر اکثر شک پڑ جاتا ہو تو جدھر زیادہ گمان ہو جاوے اس کو اختیار کرے اور اگر دونوں طرف برابر گمان رہے کسی طرف زیادہ نہ ہو تو ایک ہی سمجھے لیکن اس پہلی رکعت پر بیٹھ کر التحیات پڑھے کہ شاید یہ دوسری رکعت ہو اور دوسری رکعت پڑھ کے پھر بیٹھے اور اس میں الحمد کے ساتھ سورت بھی ملاوے پھر تیسری رکعت پڑھ کر بھی بیٹھے کہ شاید یہی چوتھی ہو پھر چوتھی رکعت پڑھے اور سجدہ سہو کر کے سلام پھیرے۔

مسئلہ۲۳ اگر[۵] یہ شک ہوا کہ دوسری رکعت ہے یا تیسری تو اس کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر دونوں گمان برابر درجہ کے ہوں تو دوسری رکعت پر بیٹھ کر تیسری رکعت پڑھے اور پھر بیٹھ کے التحیات پڑھے کہ شاید یہی چوتھی ہو پھر چوتھی پڑھے اور سجدہ سہو کر کے سلام پھیرے۔

مسئلہ۲۴ اگر[۶] نماز پڑھ چکنے کے بعد یہ شک ہوا کہ نہ معلوم تین رکعتیں پڑھیں یا چار تو اس شک کا کچھ اعتبار نہیں نماز ہو گئی۔البتہ اگر ٹھیک یاد آ جاوے کہ تین ہی ہوئیں تو پھر کھڑے ہو کر ایک رکعت اور پڑھ لیوے اور سجدہ سہو کر لے اور اگر پڑھ کے بول پڑی ہو یا اور کوئی ایسی بات کی جس سے

۱: وان قعد فی الرابعة ثم قام عاد و سلم وان سجد للخامسة ضم الیها سادسة لتصیر الرکعتان له نفلا و سجد للسهو ۱۲ شرح تنویر ص ۷۸۲۔

۲: ولو ترک القعود الاول فی النفل سهوا سجد ولم تفسد وقدمنا انه یعود مالم یقید الثالثة بسجدة وقیل لا ۱۲ شرح تنویر بحذف ص ۷۸۳۔

۳: اذا شک فی صلوته من لم یکن ذلک عادة له کم صلی استانف وان کثر شکه عمل بغالب ظنه ان کان له ظن و الا اخذ بالاقل وقعد فی کل موضع توهمه موضع قعوده وجب علیه سجود السهو فی جمیع صور الشک ۱۲ شرح التنویر بحذف ص ۷۸۷ ج ۱

۴: فلو شک انها اولی الظهر اوثانیة یجعلها الاولی ثم یقعد لا حتمال انها الثانیة ثم یصلی رکعة ثم یقعد لما قلنا ثم یصلی رکعة ویقعد لاحتمال انها الرابعة ثم یصلی الا خری ویقعد لماقلنا فیاتی باربع قعدات قعدتان مفروضتان وهما الثالثة والرابعة و قعدتان واجبتان ۱۲ رد المحتار ج ۱ ص ۷۸۸۔

۵: ولو شک انها الثانیة او الثالثة اتمها وقعد ثم صلی اخری وقعد ثم الرابعة وقعد وسیذکر عن السراج انه یسجد للسهو ۱۲ رد المحتار ج ۱ ص ۷۸۸۔

۶: لو شک بعد الفراغ منها اوبعدما قعد قدر التشهد لایعتبر الا اذا وقع فی التعیین فقط بان تذکر بعد الفراغ انه ترک فرضا وشک فی تعیینه قالو ایسجد سجدة ثم یقعد ثم یصلی رکعة بسجدتین ثم یقعد ثم یسجد للسهو ۱۲ رد المحتار ص ۷۸۸ ج ۱۔

ٹوٹ جاتی ہے تو پھر سے پڑھے۔ اسی طرح اگر التحیات پڑھ چکنے کے بعد یہ شک ہوا تو اس کا بھی یہی حکم ہے کہ جب تک ٹھیک یاد نہ آوے اس کا کچھ اعتبار نہ کرے۔ لیکن اگر کوئی احتیاط کی راہ سے نماز پھر سے پڑھ لے تو اچھا ہے کہ دل کی کھٹک [(۱)] نکل جاوے اور شبہ باقی نہ رہے۔

مسئلہ ۲۵ اگر نماز میں کئی باتیں ایسی ہو گئیں [۱] جن سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے تو ایک ہی سجدہ سب کی طرف سے ہو جاوے گا۔ ایک نماز میں دو دفعہ سجدہ سہو نہیں کیا جاتا۔

مسئلہ ۲۶ سجدہ [۲] سہو کرنے کے بعد پھر کوئی ایسی بات ہو گئی جس سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے تو وہی پہلا سجدہ سہو کافی ہے۔ اب پھر سجدہ سہو نہ کرے۔

مسئلہ ۲۷ نماز [۳] میں کچھ بھول ہو گئی تھی جس سے سجدہ سہو واجب تھا لیکن سجدہ سہو کرنا بھول گئی اور دونوں طرف سلام پھیر دیا۔ لیکن ابھی اسی جگہ بیٹھی ہے اور سینہ قبلہ کی طرف سے نہیں پھیرا نہ کسی سے کچھ بولی نہ کوئی اور ایسی بات ہوئی جس سے نماز ٹوٹ جاتی ہے تو اب سجدہ سہو کر لے بلکہ اگر اسی طرح بیٹھے بیٹھے کلمہ اور درود شریف وغیرہ کوئی وظیفہ بھی پڑھنے لگی ہو تب بھی کچھ حرج نہیں اب سجدہ سہو کر لے تو نماز ہو جاوے گی۔

مسئلہ ۲۸ سجدہ [۴] سہو واجب تھا اور اس نے قصداً دونوں طرف سلام پھیر دیا اور یہ نیت کی کہ میں سجدہ سہو نہ کروں گی تب بھی جب تک کوئی ایسی بات نہ ہو جس سے نماز جاتی رہتی ہے سجدہ سہو کر لینے کا اختیار رہتا ہے۔

مسئلہ ۲۹ چار [۵] رکعت والی یا تین رکعت والی نماز میں بھولے سے دو ۲ رکعت پر سلام پھیر دیا تو اب اٹھ کر اس نماز کو پورا کر لے اور سجدہ سہو کر لے۔ البتہ اگر سلام پھیرنے کے بعد کوئی ایسی بات ہو گئی جس سے نماز جاتی رہتی ہے تو پھر سے نماز پڑھے۔

مسئلہ ۳۰ بھولے [۶] سے وتر کی پہلی یا دوسری رکعت میں دعا قنوت پڑھ گئی تو اس کا کچھ اعتبار نہیں۔ تیسری رکعت میں پھر پڑھے۔ اور سجدہ سہو کرے۔

مسئلہ ۳۱ وتر [۷] کی نماز میں شبہ ہوا کہ نہ معلوم یہ دوسری رکعت ہے یا تیسری رکعت اور کسی بات کی طرف زیادہ گمان نہیں ہے بلکہ دونوں طرف برابر درجہ کا گمان ہے تو اسی رکعت میں دعاء قنوت پڑھے اور بیٹھ کر التحیات کے بعد کھڑی ہو کر ایک رکعت اور پڑھے اور اس میں بھی دعائے قنوت پڑھے اور اخیر میں سجدہ سہو کرے۔

مسئلہ ۳۲ وتر [۸] میں دعائے قنوت کی جگہ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ پڑھ گئی۔ پھر جب یاد آیا تو دعائے قنوت پڑھی تو سجدہ سہو کا واجب نہیں۔

مسئلہ ۳۳ وتر [۹] میں دعائے قنوت پڑھنا بھول گئی۔ سورت پڑھ کے رکوع میں چلی گئی تو سجدہ سہو واجب ہے۔

مسئلہ ۳۴ الحمد [۱۰] پڑھ کے دو سورتیں یا تین سورتیں پڑھ گئی تو کچھ ڈر نہیں اور سجدہ سہو واجب نہیں۔

۱: ولو سہی فی صلوۃ مراراً یکفیہ سجدتان عالمگیری ج ۱ ص ۸۳ حتی لو ترک جمیع واجبات الصلوۃ سہو الا یلزمہ الا سجدتان رد المحتار ج ۱ ص ۷۷۴۔ ۲: لان تکرارہ غیر مشروع ۱۲ شرح التنویر ج ۱ ص ۷۷۴۔

۳: ویسجد للسہو ولو مع سلامہ للقطع مالم یتحول عن القبلۃ او یتکلم مادام فی المسجد ۱۲ شرح التنویر ج ۱ ص ۷۸۶۔

٤: لوسلم ذاکر الہا ناسیا لغیرھا یلزمہ ایضاً لان السلام مع تذکر سجود السہو لایقطع ۱۲ رد المحتار ج ۱ ص ۷۸۶۔

۵: سلم مصلی الظہر مثلاعلی راس الرکعتین توھما اتمامہا اتمہا اربعا وسجد للسہو ۱۲ شرح التنویر ج ۱ ص ۷۸۷۔

٦: فی الذخیرۃ ان قنت فی الاولیٰ او فی الثانیۃ ساھیا لم یقنت فی الثالثۃ لانہ لا یتکرر فی الصلوٰۃ الواحدۃ وفیہ نظر لانہ اذا کان مع الشک فی کونہ فی محلہ یعیدہ لیقع فی محلہ کما قد مناہ فمع الیقین بکونہ فی غیر محلہ اولی ان یعیدہ کما لو قعد بعد الاولیٰ ساھیا لا یمنعہ ان یقعد بعد الثانیۃ ولعل مافی الذخیرۃ مبنی علیٰ القول الضعیف القائل بانہ لا یقنت فی الکل اصلا ۱۲ کذا فی البحرالرائق شرح کنز الدقائق ج ۱ ص ٤۱۔

۷: لو شک انہ فی ثانیۃ او ثالثۃ کررہ مع القعود ای فیقنت ویقعد فی الرکعۃ التی حصل فیھا الشک لاحتمال انھا الثالثۃ ثم یفعل کذلک فی التی بعدھا لاحتمال انھا ھی الثالثۃ و تلک کانت ثانیۃ ۱۲ شرح التنویر ورد المحتار ج ۱ ص ۷۰۱۔

۸: لو قرأ غیرہ جاز ولو قرأ معہ غیرہ کان حسنا ۱۲ کذا فی البحرالرائق ج ۱ ص ٤۱۔

۹: ویلزمہ اذا ترک فعلا مسنونا (ای واجبا) او ترک قراءۃ الفاتحۃ اوالقنوت والتشہد اوتکبیرات العیدین لانھا واجبات ۱۲ شرح البدایہ ج ۱ ص ۱٤۰۔

۱۰: روی الحسن عن ابی حنیفۃ انہ قال لا احب ان یقراء سورتین بعد الفاتحۃ فی المکتوبات ولو فعل لا یکرہ وفی النوافل لا باس بہ ۱۲ رد المحتار ج ۱ ص ۱۳، ۲۵۔

(۱) مگر یہ نماز پوری کر کے دوبارہ پڑھے اس نماز کو نہ توڑے ۱۲ شبیر علی۔

مسئلہ ۳۵ فرض[1] نماز میں پچھلی دونوں رکعتوں یا ایک رکعت میں سورت ملالی تو سجدہ سہو واجب نہیں۔

مسئلہ ۳۶ نماز[2] کے اول میں سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ پڑھنا بھول گئی یا رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْم نہیں پڑھا۔ یا سجدہ میں سبحان ربی الاعلیٰ نہیں کہا یا رکوع سے اٹھ کر سمع اللہ لمن حمدہ کہنا یاد نہیں رہا یا نیت باندھتے وقت کندھے تک ہاتھ نہیں اٹھائے یا اخیر رکعت میں درود شریف یا دعا نہیں پڑھی یونہی سلام پھیر دیا۔ تو ان سب صورتوں میں سجدہ سہو واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۳۷ فرض[3] کی دونوں پچھلی رکعتوں میں یا ایک رکعت میں الحمد پڑھنی بھول گئی چپکے کھڑی (۱) رہ کے رکوع میں چلی گئی تو بھی سجدہ سہو واجب نہیں۔

مسئلہ ۳۸ جن چیزوں کو بھول کر کرنے سے سجدہ سہو واجب ہوتا ہے اگر ان کو کوئی قصداً کرے تو سجدہ سہو واجب نہیں بلکہ نماز پھر سے پڑھے۔ اگر سجدہ سہو کر بھی لیا تب بھی نماز نہیں ہوئی۔ جو چیزیں نماز میں نہ فرض ہیں نہ واجب ان کو بھول کر چھوڑ دینے سے نماز ہو جاتی ہے اور سجدہ سہو واجب نہیں ہوتا۔

باب نوزدہم

سجدہ تلاوت کا بیان

مسئلہ ۱ قرآن[5] شریف میں سجدے تلاوت کے چودہ ۱۴ ہیں۔ جہاں جہاں کلام مجید کے کنارہ پر سجدہ لکھا رہتا ہے اس آیت کو پڑھ کر سجدہ کرنا واجب ہو جاتا ہے اور اس سجدہ کو سجدہ تلاوت کہتے ہیں۔

مسئلہ ۲ سجدہ[6] تلاوت کرنے کا طریقہ (۲) یہ ہے کہ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہہ کے سجدہ کرے اور اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہتے وقت ہاتھ نہ اٹھاوے سجدہ میں کم سے کم تین دفعہ سبحان ربی الاعلیٰ کہہ کے پھر اللہ اکبر کہہ کے سر اٹھالیوے بس سجدہ تلاوت ادا ہو گیا۔

مسئلہ ۳ بہتر[7] یہ ہے کہ کھڑی ہو کر اول اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہہ کے سجدہ میں جاوے پھر اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہہ کے کھڑی ہو جاوے۔ اور اگر بیٹھ کر اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہہ کر سجدہ میں جاوے پھر اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہہ کے اٹھ بیٹھے کھڑی نہ ہو تب بھی درست ہے۔

مسئلہ ۴ سجدہ[8] کی آیت کو جو شخص پڑھے اس پر بھی سجدہ کرنا واجب ہے اور جو سنے اس پر بھی واجب ہو جاتا ہے۔ چاہے قرآن شریف سننے کے قصد سے بیٹھی ہو یا کسی اور کام میں لگی ہو اور بغیر قصد کے سجدہ کی آیت سن لی ہو۔ اس لئے بہتر یہ ہے کہ سجدہ کی آیت کو آہستہ سے پڑھے تاکہ کسی اور پر سجدہ واجب نہ ہو۔

مسئلہ ۵ جو[9] چیزیں نماز کے لئے شرط ہیں وہ سجدہ تلاوت کے لئے بھی شرط ہیں یعنی وضو کا ہونا، جگہ کا پاک ہونا، بدن اور کپڑے کا پاک ہونا، قبلہ کی طرف سجدہ کرنا وغیرہ۔

مسئلہ ۶ جس[10] طرح نماز کا سجدہ کیا جاتا ہے اسی طرح سجدہ تلاوت بھی کرنا چاہئے بعض عورتیں قرآن شریف ہی پر سجدہ کر لیتی ہیں اس سے سجدہ ادا

۱: ولو قرأ فی الاخریین الفاتحة والسورة لا یلزمه السهو وهو الاصح ۱۲ فتاویٰ هندیه ج ۱ ص ۸۱۔ ومنیة ص ۱۲۶

۲: ولا یجب بترك التعوذ والبسملة فی الاولیٰ والثناء وتكبیرات الانتقالات الا فی تكبیرة ركوع الركعة الثانیة من صلوٰة العید ولا یجب بترك رفع الیدین فی العیدین وغیرهما ۱۲ فتاویٰ هندیه ج ۱ ص ۸۰۔

۳: لو لم یقرأ الفاتحة فی الشفع الثانی لا سهو علیه فی ظاهر الروایة ۱۲ فتاویٰ ص ۸۱ و شرح ج ۱ ص ۱۳۱۔

٤: وان كان تركه عمداً اثم ووجب اعادة الصلوة لجبر نقصها ولا یسجد فی العمد للسهو الخ ۱۲ مراقی ص ۲۵۱۔

٥: سجود التلاوة فی القران اربعة عشر ۱۲ شرح البدایه ج ۱ ص ۱٤٦ و شرح التنویر ج ۱ ص ۷۹۹۔

٦: وهی سجدة بین تكبیر تین مسنونتین جهراو بین قیامین مستحبین بلا رفع ید وتشهد وسلام وفیها تسبیح السجود ۱۲ شرح التنویر ج ۱ ص ۸۰۲۔ ۷: حاشیہ مسئلہ نمبر ۳ باب ہذا دیکھو ۱۲۔

۸: والسجدة واجبة فی هذه المواضع علی التالی والسامع سواء قصد سماع القران او لم یقصد ۱۲ شرح البدایه ج ۱ ص ۱٤٦۔

۹: وشرائط هذه السجدة شرائط الصلوٰة الا التحریمة ۱۲ فتاویٰ هندیه ج ۱ ص ۸٦۔

۱۰: وركنها وضع الجبهة علی الارض او مایقوم مقامه من الركوع او الایماء للمرض اوالركوب علی الدابةفی السفر ۱۲ فتاویٰ هندیه ج ۱ ص ۸٦ و شرح التنویر ص ۸۰۲ ج ۱۔

(۱) جب کہ تین بار سبحان اللہ کہنے کی مقدار کھڑی رہی ہو ورنہ نماز پھر سے لوٹاوے ۱۲ منشی۔

(۲) اس مسئلہ کے متعلق سوال وجواب امداد الفتاویٰ مبوب جلد اول ص ۳۴۵ میں درج ہے ۱۲ تصحیح الاغلاط جس سے مسئلہ ہذا کی تائید ہوتی ہے ۱۲ شبیر علی۔

نہیں ہوتا اور سر سے نہیں اترتا۔

مسئلہ ۷ اگر[۱] کسی کا وضو اس وقت (۱) نہ ہو تو پھر کسی وقت وضو کر کے سجدہ کرے۔ فوراً اسی وقت سجدہ کرنا ضروری نہیں ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ اسی وقت سجدہ کر لے کیونکہ شاید بعد میں یاد نہ رہے۔

مسئلہ ۸ اگر کسی[۲] کے ذمہ بہت سے سجدے تلاوت کے باقی ہوں اب تک ادا نہ کئے ہوں تو اب ادا کر لے۔ عمر بھر میں کبھی نہ کبھی ادا کر لینے چاہئیں۔ کبھی ادا نہ کرے گی تو گنہگار ہوگی۔

مسئلہ ۹ اگر حیض[۳] یا نفاس کی حالت میں کسی سے سجدہ کی آیت سن لی تو اس پر سجدہ واجب نہیں ہوا۔ اور اگر ایسی حالت میں سنا جب کہ اس پر نہانا واجب تھا تو نہانے کے بعد سجدہ کرنا واجب ہے۔

مسئلہ ۱۰ اگر[۴] بیماری کی حالت میں سنے اور سجدہ کرنے کی طاقت نہ ہو تو جس طرح نماز کا سجدہ اشارہ سے کرتی ہے اسی طرح اس کا سجدہ بھی اشارہ سے کرے۔

مسئلہ ۱۱ اگر[۵] نماز میں سجدہ کی آیت پڑھے تو وہ آیت پڑھنے کے بعد ترت نماز ہی میں سجدہ کر لے پھر باقی سورت پڑھ کے رکوع میں جاوے۔ اگر اس آیت کو پڑھ کر ترت سجدہ نہ کیا اس کے بعد دو آیتیں یا تین آیتیں اور پڑھ لیں تب سجدہ کیا تو یہ بھی درست ہے اور اگر اس سے بھی زیادہ پڑھ گئی تب سجدہ کیا تو سجدہ ادا تو ہو گیا لیکن گنہگار ہوئی۔

مسئلہ ۱۲ اگر[۶] نماز میں سجدہ کی آیت پڑھی اور نماز ہی میں سجدہ نہ کیا تو اب نماز کے بعد سجدہ کرنے سے ادا نہ ہوگا ہمیشہ کے لئے گنہگار رہے گی۔ اب سوائے توبہ استغفار کے اور کوئی صورت معافی کی نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۳ سجدہ[۷] کی آیت پڑھ کے اگر ترت رکوع میں چلی جاوے اور رکوع میں یہ نیت کر لے کہ میں سجدہ تلاوت کی طرف سے بھی یہی رکوع کرتی ہوں تب بھی وہ سجدہ ادا ہو جاوے گا۔ اور اگر رکوع میں یہ نیت نہیں کی تو رکوع کے بعد سجدہ جب کرے گی تو اسی سجدہ سے سجدہ تلاوت بھی ادا ہو جاوے گا چاہے کچھ نیت کرے چاہے نہ کرے۔

مسئلہ ۱۴ نماز[۸] پڑھتے میں کسی اور سے سجدہ کی آیت سنے تو نماز میں سجدہ نہ کرے بلکہ نماز کے بعد کرے اگر نماز ہی میں کرے گی تو وہ سجدہ ادا نہ ہوگا پھر کرنا پڑے گا۔ اور گناہ بھی ہوگا۔

مسئلہ ۱۵ ایک[۹] ہی جگہ بیٹھے بیٹھے سجدہ کی آیت کو کئی بار دہرا کر پڑھے تو ایک ہی سجدہ واجب ہے چاہے سب دفعہ پڑھ کے اخیر میں سجدہ کرے یا پہلی دفعہ پڑھ کے سجدہ کرلے پھر اسی کو بار بار دہراتی رہے۔ اور اگر جگہ بدل گئی تب اسی آیت کو دہرایا۔ پھر تیسری جگہ جا کے وہی آیت پھر پڑھی اسی طرح برابر جگہ بدلتی رہی تو جتنی دفعہ دہراوے اتنی ہی دفعہ سجدہ کرے۔

مسئلہ ۱۶ اگر ایک[۱۰] ہی جگہ بیٹھے بیٹھے سجدہ کی کئی آیتیں پڑھیں تو بھی جے آیتیں پڑھے سجدے کرے۔

۱: واداؤہا لیس علی الفور حتی لو اداہا فی ای وقت کان یکون مؤدیا لا قاضیا ھذا فی غیر الصلوتیۃ اما الصلوتیۃ اذا اخرہا حتی طالت القراءۃ تصیر قضاء ویأثم ۱۲ فتاویٰ ہندیہ ج ۱ ص ۸۷ و بحرالرائق ج ۲ ص ۱۱۹ و شرح التنویر ج ۱ ص ۸۰۵۔

۲: وھی علی التراخی علی المختار ویکرہ تاخیرھا تنزیہا ویکفیہ ان یسجد عدد ماعلیہ بلا تعیین ویکون مؤدیا ۱۲ شرح التنویر ج ۱ ص ۸۰۵۔

۳: فلا تجب علیٰ کافر وصبی و مجنون و حائض ونفساء قرؤا او سمعو الا انہم لیسوا اھلہا ۱۲ شرح التنویر ج ۱ ص ۸۰۴۔

۴: حاشیہ مسئلہ نمبر ۶ باب ہذا دیکھو ۱۲۔

۵: فان کانت صلوتیۃ فعلی الفور ثم تفسیر الفور عدم طول المدۃ بین التلاوۃ والسجدۃ بقراءۃ اکثر من ایتین او ثلث علی ماسیاتی ویأثم بتاخیرھا ویقضیھا مادام فی حرمۃ الصلوۃ ۱۲ شرح التنویر ورد المحتار ج ۱ ص ۸۰۶۔

۶: ولو تلاھا فی الصلوۃ سجدھا فیہا لا خارجہا واذا لم یسجدہاثم ۱۲ شرح التنویر ج ۱ ص ۸۰۷۔

۷: وتتودی برکوع صلوۃ علی الفور من قراءۃ آیۃ ان نواہ و بسجودھا کذلک وان لم ینو ۱۲ شرح التنویر ج ۱ ص ۸۰۸۔

۸: ولو سمع المصلی السجدۃ من غیرہ لم یسجد فیہا بل بعدھا ولو سجد فیہا لم یجزہ واعادہ دو نہا ۱۲ شرح التنویر ج ۱ ص ۸۱۰۔

۹: ولو کررھا فی مجلسین تکررت وفی مجلس واحد لا تتکرر بل کفتہ واحدۃ وفی البحر التاخیر احوط ۱۲ شرح التنویر ج ۱ ص ۸۱۱۔

۱۰: والاصل ان مبناھا علی التداخل دفعا للحرج بشرط اتحاد الایۃ والمجلس ای بان یکون المکرر ایۃ واحدۃ فی مجلس واحد فلو تلا آیتین فی مجلس واحد اوایۃ واحدۃ فی مجلسین فلا تدخل ۱۲ شرح التنویر ورد المحتار ج ۱ ص ۸۱۱۔

(۱) سجدہ کی آیت سن کر اگر کسی وجہ سے فوراً سجدہ نہیں کر سکتی تو مستحب یہ ہے کہ سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ پڑھ لے رد المحتار ص ۸۰۶ ج ۱۔

مسئلہ ۱۷ بیٹھے[1] بیٹھے سجدہ کی کوئی آیت پڑھی پھر اٹھ کھڑی ہوئی لیکن چلی پھری نہیں جہاں بیٹھی تھی وہیں کھڑے کھڑے وہی آیت پھر دہرائی تو ایک ہی سجدہ واجب ہے۔

مسئلہ ۱۸ ایک[2] جگہ سجدہ کی آیت پڑھی اور اٹھ کر کسی کام کو چلی گئی پھر اسی جگہ آ کر وہی آیت پڑھی تب بھی دو سجدے کرے۔

مسئلہ ۱۹ ایک[3] جگہ بیٹھے بیٹھے سجدہ کی کوئی آیت پڑھی پھر جب قرآن مجید کی تلاوت کر چکی تو اسی جگہ بیٹھے بیٹھے کسی اور کام میں لگ گئی۔ جیسے کھانا کھانے لگی یا سینے پرونے میں لگ گئی یا بچہ کو دودھ پلانے لگی اس کے بعد پھر وہی آیت اسی جگہ پڑھی تب بھی دو سجدے واجب ہوئے اور جب کوئی اور کام کرنے لگی تو ایسا سمجھیں گے کہ جگہ بدل گئی۔

مسئلہ ۲۰ ایک[4] کوٹھری[(الف)] یا دالان کے ایک کونے میں سجدہ کی کوئی آیت پڑھی اور پھر دوسرے کونے میں جا کر وہی آیت پڑھی تب بھی ایک سجدہ ہی کافی ہے۔ چاہے جے دفعہ پڑھے۔ البتہ اگر دوسرے کام میں لگ جانے کے بعد وہی آیت پڑھے گی تو دوسرا سجدہ کرنے پڑے گا۔ پھر تیسرے کام میں لگنے کے بعد اگر پڑھے گی تو تیسرا سجدہ واجب ہو جاوے گا۔

مسئلہ ۲۱ اگر[5] بڑا گھر ہو تو دوسرے کونے پر جا کر دہرانے سے دوسرا سجدہ واجب ہوگا اور تیسرے کونے پر تیسرا سجدہ۔

مسئلہ ۲۲ مسجد[6] کا بھی یہی حکم ہے جو ایک کوٹھری کا حکم ہے کہ اگر سجدہ کی ایک آیت کئی دفعہ پڑھے تو ایک ہی سجدہ واجب ہے چاہے ایک ہی جگہ بیٹھے بیٹھے دہرایا کرے یا مسجد میں ادھر ادھر ٹہل ٹہل کر پڑھے۔

مسئلہ ۲۳ اگر[7] نماز میں سجدہ کی ایک ہی آیت کو کئی دفعہ پڑھے تب بھی ایک ہی سجدہ واجب ہے چاہے سب دفعہ پڑھ کے اخیر میں سجدہ کرے یا ایک دفعہ پڑھ کے سجدہ کر لیا پھر اسی رکعت یا دوسری رکعت میں وہی آیت پڑھے۔

مسئلہ ۲۴ سجدہ[8] کی کوئی آیت پڑھی اور سجدہ نہیں کیا پھر اسی جگہ نیت باندھ لی اور وہی آیت پھر نماز میں پڑھی اور نماز میں سجدہ تلاوت کیا تو یہی سجدہ کافی ہے دونوں سجدے اسی سے ادا ہو جائیں گے البتہ اگر جگہ بدل گئی ہو تو دوسرا سجدہ بھی واجب ہے۔

مسئلہ ۲۵ اگر[9] سجدہ کی آیت پڑھ کے سجدہ کر لیا۔ تب اسی جگہ نماز کی نیت باندھ لی اور وہی آیت نماز میں دہرائی تو اب نماز میں پھر سجدہ کرے۔

مسئلہ ۲۶ پڑھنے[10] والی کی جگہ نہیں بدلی ایک ہی جگہ بیٹھے بیٹھے ایک آیت کو بار بار پڑھتی رہی لیکن سننے والی کی جگہ بدل گئی کہ پہلی دفعہ اور جگہ سنا تھا اور دوسری دفعہ اور جگہ تیسری دفعہ تیسری جگہ تو پڑھنے والی پر ایک ہی سجدہ واجب ہے اور سننے والی پر کئی سجدے واجب ہیں جے دفعہ سنے اتنے ہی سجدے کرے۔

مسئلہ ۲۷ اگر[11] سننے والی کی جگہ نہیں بدلی بلکہ پڑھنے والی کی جگہ بدل گئی تو پڑھنے والی پر کئی سجدے واجب ہوں گے اور سننے والی پر ایک ہی سجدہ ہے۔

مسئلہ ۲۸ ساری[12] سورت پڑھنا اور سجدہ کی آیت کو چھوڑ دینا مکروہ اور منع ہے۔ فقط سجدے سے بچنے کے لئے وہ آیت نہ چھوڑے کہ اس میں سجدے سے گویا انکار ہے۔

مسئلہ ۲۹ اگر[13] سورت میں کوئی آیت نہ پڑھے فقط سجدہ کی آیت پڑھے تو اس کا کچھ حرج نہیں۔ اور اگر نماز میں ایسا کرے تو اس میں یہ بھی شرط ہے کہ

۱: ولا یختلف (المجلس) بمجرد القیام ۱۲ شرح البدایہ ج ۱ ص ۱۴۷ وفتاویٰ ہندیہ ج ۱ ص ۸۶۔

۲: فان قرأها فی مجلسه فسجدها ثم ذهب ورجع فقرأها سجدها ثانیة و ان لم یکن سجد الاولی فعلیه سجدتان ۱۲ شرح البدایہ ص ۱۴۷۔

۳: واما الا خیر فهو قسمان حقیقی بالا نتقال منه الی اخر باکثر من خطوتین کما فی کثیر من الکتب او باکثر من ثلاث کما فی المحیط ما لم یکن للمکانین حکم الواحد کالمسجد والبیت والسفینة ولو جاریة والصحراء بالنسبة للتالی فی الصلوة راکبا وحکمی و ذلك بمباشرة عمل یعد فی العرف قطعا لما قبله کما لو تلاثم اکل کثیرا اونام مضطجعا اوارضعت ولدها اواحتفی بیع او شراء او نکاح بخلاف ما اذا طال جلوسه او قراء ته او سبح او هلل اوا کل لقمة او شرب شربة او نام قاعدا او کان جالسا فقام ومشی خطوتین او ثلاثا علی الخلاف او کان قائما فقعدا و ناز لا فرکب فی مکانه فلا تتکرر ۱۲ ردّالمحتار ج ۱ ص ۸۱۱۔

۴، ۵، ۶: حاشیہ مسئلہ نمبر ۱۸ اور نمبر ۱۹ باب ہذا دیکھو ۱۲۔

۷: لو تلاها فی رکعة فسجدها ثم اعادها فی تلك الرکعة لا تجب ثانیا والمصلی اذا قرأ اية السجدة فی الاولی ثم اعادها فی الرکعة الثانیة والثالثة وسجد للاولی لیس علیه ان یسجدها وهو الاصح ۱۲ فتاویٰ ہندیہ ص ۸۶ ج او شرح التنویر ص ۸۱۰ ج ۱۔

۸، ۹: و ان تلاها فی غیر الصلوة فسجد ثم دخل فی الصلوة فتلاها فیها سجد اخری ولو لم یسجد اولا کفته واحدة ۱۲ شرح التنویر ص ۸۱۰ ج ۱۔

۱۰، ۱۱: لو تبدل مجلس السامع دون التالی یتکرر الوجوب علیه ولو تبدل مجلس التالی دون السامع یتکرر الوجوب علیه لا علی السامع علی قول اکثر المشائخ وبه ناخذ ۱۲ فتاوی ہندیہ ج ۱ ص ۶۸ وشرح التنویر ج ۱ ص ۸۱۴۔

۱۲، ۱۳: وکره ترك اية سجده وقراءة باقی السورة لا عکسه وندب ضم اية او ایتین قبلها اوبعدها ۱۲ شرح التنویر ج ۱ ص ۸۱۵۔

الف: چھوٹا گھر بھی کوٹھری اور دالان ہی کے حکم میں ہے ۱۲ تصحیح الاغلاط۔

وہ اتنی بڑی ہو کہ چھوٹی تین آیت کے برابر ہو۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ سجدہ کی آیت کو دو (۲) ایک آیت کے ساتھ ملا کر پڑھے۔

باب بستم — بیمار کی نماز کا بیان

مسئلہ ۱ نماز[1] کو کسی حالت میں نہ چھوڑے۔ جب تک کھڑے ہو کر پڑھنے کی قوت رہے کھڑے ہو کر نماز پڑھتی رہے اور جب کھڑا نہ ہوا جائے تو بیٹھ کر نماز پڑھے۔ بیٹھے بیٹھے رکوع کرلے اور رکوع کر کے دونوں سجدے کرلے اور رکوع کے لئے اتنا جھکے کہ پیشانی[(1)] گھٹنوں کے مقابل ہو جاوے۔

مسئلہ ۲ اگر[2] رکوع سجدہ کرنے کی بھی قدرت نہ ہو تو رکوع اور سجدے کو اشارے سے ادا کرے اور سجدے کے لئے رکوع سے زیادہ جھک جایا کرے۔

مسئلہ ۳ سجدہ[3] کرنے کے لئے تکیہ وغیرہ کوئی اونچی چیز رکھ لینا اور اس پر سجدہ کرنا بہتر نہیں۔ جب سجدہ کی قدرت نہ ہو تو بس اشارہ کرلیا کرے تکیہ کے اوپر سجدہ کرنے کی ضرورت نہیں۔

مسئلہ ۴ اگر[4] کھڑے ہونے کی قوت تو ہے لیکن کھڑے ہونے سے بڑی تکلیف ہوتی ہے یا بیماری کے بڑھ جانے کا ڈر ہے تب بھی بیٹھ کر نماز پڑھنا درست ہے۔

مسئلہ ۵ اگر[5] کھڑی تو ہو سکتی ہے لیکن رکوع سجدہ نہیں کر سکتی۔ تو چاہے کھڑی ہو کر پڑھے اور رکوع و سجدے اشارے سے کرے اور چاہے بیٹھ کر نماز پڑھے اور رکوع سجدہ کو اشارہ سے ادا کرے دونوں اختیار ہیں لیکن بیٹھ کر پڑھنا بہتر ہے۔

مسئلہ ۶ اگر[6] بیٹھنے کی طاقت نہیں رہی تو پیچھے کوئی گاؤ تکیہ وغیرہ لگا کر اس طرح لیٹ جائے کہ سر خوب اونچا رہے بلکہ قریب قریب بیٹھنے کے رہے اور پاؤں قبلہ کی طرف پھیلا لیوے اور اگر کچھ طاقت ہو تو قبلہ کی طرف پیر نہ پھیلائے بلکہ گھٹنے کھڑے رکھے پھر سر کے اشارے سے نماز پڑھے اور سجدے کا اشارہ زیادہ نیچا کرے اگر گاؤ تکیہ سے ٹیک لگا کر بھی اس طرح نہ لیٹ سکے کہ سر اور سینہ وغیرہ اونچا رہے تو قبلہ کی طرف پیر کر کے بالکل چت لیٹ جاوے لیکن سر کے نیچے کوئی اونچا تکیہ رکھ دیں کہ منہ قبلہ کی طرف ہو جاوے آسمان کی طرف نہ رہے پھر سر کے اشارے سے نماز پڑھے رکوع کا اشارہ کم کرے اور سجدے کا اشارہ ذرا زیادہ کرے۔

مسئلہ ۷ اگر[7] چت نہ لیٹے بلکہ دائیں یا بائیں کروٹ پر قبلہ کی طرف منہ کر کے لیٹے اور سر کے اشارے سے رکوع سجدہ کرے یہ بھی جائز ہے لیکن چت لیٹ کر پڑھنا زیادہ اچھا ہے۔

مسئلہ ۸ اگر[8] سر سے اشارہ کرنے کی بھی طاقت نہیں رہی تو نماز نہ پڑھے۔ پھر اگر ایک رات دن سے زیادہ یہی حالت رہے تو نماز بالکل معاف ہو گئی اچھے ہونے کے بعد قضا پڑھنا بھی واجب نہیں ہے اور اگر ایک دن رات سے زیادہ یہ حالت نہیں رہی بلکہ ایک دن رات میں پھر اشارہ سے پڑھنے کی طاقت آ گئی تو اشارہ ہی سے ان کی قضا پڑھے اور یہ ارادہ نہ کرے کہ جب بالکل اچھی ہو جاؤں گی تب پڑھوں گی کہ شاید مر گئی تو گنہگار مرے گی۔

۱: من تعذر عليه القيام لمرض قبلها او فيها او خاف زيادته او بطأبرئه بقيامه او دوران راسه او وجد بقيامه الماً شديداً صلى قاعدا كيف شاء ۱۲ شرح التنوير ج ۱ ص ۷۹۱۔

۲،۳: فان لم يستطع الركوع والسجود اومى ايماء وجعل سجوده اخفض من ركوعه ولا يرفع الى وجهه شيئاً يسجد عليه ۱۲ شرح البدايه ج ۱ ص ۱۴۴ وشرح التنوير ج ۱ ص ۷۹۳۔ ۴: حاشیہ مسئلہ نمبر ۱ باب ہذا دیکھو ۱۲۔

۵: لو عجز عن الركوع والسجود وقدر على القيام فالمستحب ان يصلي قاعدا بايماء وان صلى بايماء قائما جاز عندنا ۱۲ فتاوى هنديه ج ۱ ص ۸۷ ومنيه ص ۹۱ وشرح البديه ج ۱ ص ۱۴۰۔

۶: واذا لم يقدر على القعود مستويا وقدر متكئا او مستندا الى حائط اوانسان يجب ان يصلي متكئا او مستندا (فتاوى هنديه ج ۱ ص ۸۷) ويجعل سجوده اخفض من ركوعه وان تعذرا لقعود اوماً مستلقيا ورجلاه نحوالقبلة غيرانه ينصب ركبتيه لكراهة مدالرجل الى القبلة ويرفع رأسه ليصير وجهه اليها او على جنبه الايمن اوالايسر ووجهه اليها والاول افضل على المعتمد ۱۲ شرح التنوير ج ۱ ص ۷۹۴ و ج ۱ ص ۷۹۵۔

۷: حاشیہ مسئلہ نمبر ۶ باب ہذا دیکھو ۱۲۔

۸: اذا عجز المريض عن الايماء بالرأس في ظاهر الرواية يسقط عنه فرض الصلوٰة ولا يعتبر الايماء بالعينين والحاجبين ثم اذا خف مرضه هل يلزمه القضاء اختلفوا فيه قال بعضهم ان زاد عجزه على يوم وليلة لا يلزمه القضاء وان كان دون ذلك يلزمه كما في الاغماء وهو الاصح ۱۲ فتاوى هنديه ج ۱ ص ۸۷ وشرح التنوير ج ۱ ص ۷۹۵ ومنيه ص ۹۳۔

(۱) لفظ پیشانی سے ہو جاوے تک حسب اجازت مؤلف اس مرتبہ عبارت بدل گئی ۱۲ شبیر علی۔

مسئلہ۹ اسی[۱] طرح اگر اچھا خاصا آدمی بے ہوش ہو جاوے تو اگر بے ہوشی ایک دن رات سے زیادہ نہ ہوئی ہو تو قضا پڑھنا واجب ہے اور اگر ایک دن رات سے زیادہ ہو گئی ہو تو قضا پڑھنا واجب نہیں۔

مسئلہ۱۰ جب[۲] نماز شروع کی اس وقت بھلی چنگی تھی پھر جب تھوڑی نماز پڑھ چکی تو نماز ہی میں کوئی ایسی رگ چڑھ گئی کہ کھڑی نہ ہو سکی تو باقی نماز بیٹھ کر پڑھے اگر رکوع سجدہ کر سکے تو کرے۔ نہیں تو رکوع سجدہ کو سر کے اشارہ سے کرے اور اگر ایسا حال ہو گیا کہ بیٹھنے کی بھی قدرت نہیں رہی تو اسی طرح لیٹ کر باقی نماز کو پورا کرے۔

مسئلہ۱۱ بیماری[۳] کی وجہ سے تھوڑی نماز بیٹھ کر پڑھی اور رکوع کی جگہ رکوع اور سجدہ کی جگہ سجدہ کیا پھر نماز ہی میں اچھی ہو گئی تو اسی نماز کو کھڑی ہو کر پورا کرے۔

مسئلہ۱۲ اگر[۴] بیماری کی وجہ سے رکوع سجدہ کی قوت نہ تھی اس لئے سر کے اشارہ سے رکوع سجدہ کیا پھر جب کچھ نماز پڑھ چکی تو ایسی ہو گئی کہ اب رکوع سجدہ کر سکتی ہے تو اب یہ نماز جاتی رہی اس کو پورا نہ کرے بلکہ پھر سے پڑھے۔

مسئلہ۱۳ فالج[۵] گرا اور ایسی بیمار ہو گئی کہ پانی سے استنجا نہیں کر سکتی تو کپڑے یا ڈھیلے سے پونچھ ڈالا کرے اور اسی طرح نماز پڑھے اگر خود تیمم نہ کر سکے تو کوئی دوسرا تیمم کرا دے اور اگر ڈھیلے یا کپڑے سے پونچھنے کی بھی طاقت نہیں ہے تو بھی نماز قضا نہ کرے اسی[۶] طرح نماز پڑھے۔ کسی اور کو اس کے بدن کا دیکھنا اور پونچھنا درست نہیں نہ ماں نہ باپ نہ لڑکا نہ لڑکی۔ البتہ بیوی کو اپنے میاں اور میاں کو اپنی بیوی کا بدن دیکھنا درست ہے اس کے سوا کسی کو درست نہیں۔

مسئلہ۱۴ تندرستی[۷] کے زمانہ میں کچھ نمازیں قضا ہو گئی تھیں پھر بیمار ہو گئی تو بیماری کے زمانہ میں جس طرح نماز پڑھنے کی قوت ہو ان کی قضا پڑھے یہ انتظار نہ کرے کہ جب کھڑے ہونے کی قوت آوے تب پڑھوں یا جب بیٹھنے لگوں اور رکوع سجدہ کرنے کی قوت آوے تب پڑھوں یہ سب شیطانی خیالات ہیں۔ دینداری کی بات یہ ہے کہ فوراً پڑھے دیر نہ کرے۔

مسئلہ۱۵ اگر[۸] بیمار کا بستر نجس ہے لیکن اس کے بدلنے میں بہت تکلیف ہو گی تو اسی پر نماز پڑھ لینا درست ہے۔

مسئلہ۱۶ حکیم[۹] نے کسی کی آنکھ بنائی اور ہلنے جلنے سے منع کر دیا تو لیٹے لیٹے نماز پڑھتی رہے۔

باب بست و یکم مسافرت میں نماز پڑھنے کا بیان

مسئلہ۱ اگر[۱۰] کوئی ایک منزل یا دو ۲ منزل کا سفر کرے تو اس سفر سے شریعت کا کوئی حکم نہیں بدلتا اور شریعت کے قاعدے سے اس کو مسافر نہیں کہتے۔ اس کو ساری باتیں اسی طرح کرنی چاہئیں جیسے کہ اپنے گھر کرتی تھی۔ چار رکعت والی نماز کو چار رکعت پڑھے اور موزہ پہنے ہو تو ایک رات دن مسح کرے پھر اس کے بعد مسح کرنا درست نہیں۔

۱: ومن جن اواغمی علیه خمس صلوات قضی ولو اکثر لا ۱۲ مراقی ص ۲۳۷۔

۲: ولو شرع صحیح فی صلوٰة قائما فحدث به مرض یمنعه من القیام صلی قاعدا یرکع و یسجدو ان لم یستطع فموٗمیا قاعدا فان لم یستطع فمضطجعا ۱۲ فتاویٰ ہندیه ج ۱ ص ۸۷ وشرح التنویر ج ۱ ص ۷۹۶۔

۳: من صلی قاعدا یرکع ویسجدثم صح بنی علی صلوته قائما ۱۲ عالمگیری ج ۱ ص ۸۷ وردالمحتار ص ۷۹۶ ج اوشرح التنویر ص ۷۹۶ ج ۱۔

٤: وان صلی بعض صلوته بالایماء ثم قدر علی الرکوع والسجود استانف عند هم جمیعا ۱۲ فتاوی ہندیہ ج ۱ ص ۸۷ وشرح التنویر ص ۷۹۶ ج ۱۔

٥: الرجل المریض اذالم یکن له امرأة ولا امةوله ابن اواخ وهولا یقدر علی الوضوء فانه یوضیه ابنه اواخوه غیر الا ستنجاء فانه لا یمس فرجه وسقط عنه الا ستنجاء والمرأة المریضة اذالم یکن لها زوج وعجزت عن الوضوء ولها ابنة واخت توضیها ویسقط عنها الاستنجاء ۱۲ فتاویٰ ہندیه ص ۳۱ ج ۱۔

٦: ولو شلتا (یداه) سقط اصلا کمریض ومریضة لم یجد امن یحل جماعه ۱۲ شرح التنویر ص ۳۵۲ فصل الاستنجاء۔

۷: وان قضی فی المرض فوائت الصحة قضاها کما قدر قاعدا اوموٗمیا ۱۲ فتاویٰ ہندیه ج ۱ ص ۸۸ وشرح التنویر ص ۸۳۳ ج ۱۔

۸: مریض تحته ثیاب نجسة ان کان بحال لا یبسط شیئی الا ویتنجس من ساعة یصلی علی حاله وکذا لولم یتنجس الثانی لکن یلحقه زیاده مشقة ۱۲ فتاویٰ ہندیه ج ۱ ص ۸۸ وشرح التنویر ج ۱ ص ۷۹۹۔

۹: امره الطبیب بالا ستلقاء لنزع الماء من عینه صلی بالایماء لان حرمة الاعضاء کحرمة النفس ۱۲ شرح التنویر ج ۱ ص ۷۹۹۔

۱۰: السفر الذی یتغیر به الا حکام ان یقصد مسیرة ثلثة ایام ولیا لیها ۱۲ شرح البدایه ص ۱٤۸۔

مسئلہ۲ جو[۱] کوئی تین منزل چلنے کا قصد کر کے نکلے وہ شریعت کے قاعدے سے مسافر ہے۔ جب اپنے شہر کی آبادی سے باہر ہو گئی تو شریعت سے مسافر بن گئی اور جب تک آبادی کے اندر اندر چلتی رہے تب تک مسافر نہیں ہے۔ اور اسٹیشن اگر آبادی کے اندر ہے تو آبادی کے حکم میں ہے اور جو آبادی کے باہر ہو تو وہاں پہنچ کر مسافر ہو جاوے گی۔

مسئلہ۳ تین[۲] منزل یہ ہے کہ اکثر پیدل چلنے والے وہاں تین ۳ روز میں پہنچا کرتے ہیں تخمینہ اس کا ہمارے ملک میں کہ دریا اور پہاڑ میں سفر نہیں کرنا پڑتا اڑتالیس ۴۸ میل انگریزی ہے۔

مسئلہ۴ اگر[۳] کوئی جگہ اتنی دور ہے کہ اونٹ اور آدمی کی چال کے اعتبار سے تو تین ۳ منزل ہے لیکن تیز یکہ یا تیز بہلی پر سوار ہے اس لئے دو ۲ ہی دن میں پہنچ جاوے گی۔ یا ریل پر سوار ہو کر ذرا دیر میں پہنچ جاوی گی تب بھی شریعت سے وہ مسافر ہے۔

مسئلہ۵ جو[۴] کوئی شریعت سے مسافر ہو وہ ظہر اور عصر اور عشاء کی فرض نماز دو ۲ دو ۲ رکعتیں پڑھے۔ اور سنتوں کا یہ حکم ہے کہ اگر جلدی ہو تو فجر کی سنتوں کے سوا اور سنتیں چھوڑ دینا درست ہے۔ اس چھوڑ دینے سے کچھ گناہ نہ ہوگا۔ اور اگر کچھ جلدی نہ ہو نہ اپنے ساتھیوں سے رہ جانے کا ڈر ہو تو نہ چھوڑے اور سنتیں سفر میں پوری پوری پڑھے ان میں کمی نہیں ہے۔

مسئلہ۶ فجر[۵] اور مغرب اور وتر کی نماز میں بھی کوئی کمی نہیں ہے جیسے ہمیشہ پڑھتی ہے ویسے ہی پڑھے۔

مسئلہ۷ ظہر[۶]، عصر، عشاء کی نماز دو ۲ رکعتوں سے زیادہ نہ پڑھے پوری چار رکعتیں پڑھنا گناہ ہے جیسے ظہر کے کوئی چھ فرض پڑھے تو گنہگار ہو گی۔

مسئلہ۸ اگر[۷] بھولے سے چار رکعتیں پڑھ لیں تو اگر دوسری رکعت پر بیٹھ کر التحیات پڑھی ہے تب تو دو ۲ رکعتیں فرض کی ہو گئیں اور دو ۲ رکعتیں نفل کی ہو جاویں گی اور سجدہ سہو کرنا پڑے گا۔ اور اگر دو ۲ رکعت پر نہ بیٹھی ہو تو چاروں رکعتیں نفل ہو گئیں فرض نماز پھر سے پڑھے۔

مسئلہ۹ اگر[۸] راستہ میں کہیں ٹھہر گئی تو اگر پندرہ ۱۵ دن سے کم ٹھہرنے کی نیت ہے تو برابر وہ مسافر رہے گی۔ چار رکعت والی فرض نماز دو ۲ رکعت پڑھتی رہے۔ اور اگر پندرہ ۱۵ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کی نیت کر لی ہے تو اب وہ مسافر نہیں رہی۔ پھر اگر نیت بدل گئی اور پندرہ دن سے پہلے چلے جانے کا ارادہ ہو گیا تب بھی مسافر نہ بنے گی نمازیں پوری پوری پڑھے۔ پھر جب یہاں سے چلے تو اگر یہاں سے وہ جگہ تین منزل ہو جہاں جاتی ہے تو پھر مسافر ہو جاوے گی اور جو اس سے کم ہو تو مسافر نہیں ہوئی۔

مسئلہ۱۰ تین[۹] منزل جانے کا ارادہ کر کے گھر سے نکلی۔ لیکن گھر ہی سے یہ بھی نیت[(۱)] ہے کہ فلانے گاؤں میں پندرہ دن ٹھہروں گی تو مسافر نہیں رہی راستہ بھر پوری نمازیں پڑھے۔ پھر اگر گاؤں میں پہنچ کے پورے پندرہ ۱۵ دن نہیں ٹھہرنا ہوا تب بھی مسافر نہ بنے گی۔

مسئلہ۱۱ تین[۱۰] منزل جانے کا ارادہ ہے لیکن پہلی منزل یا دوسری منزل پر اپنا گھر پڑے گا تب بھی مسافر نہیں ہوئی۔

مسئلہ۱۲ چار[۱۱] منزل جانے کی نیت سے چلی لیکن پہلی دو ۲ منزلیں حیض کی حالت میں گذریں تب بھی وہ مسافر نہیں ہے۔ اب نہا دھو کر پوری چار

۱: من خرج من عمارة موضع اقامة من جانب خروجه وان لم يجاوز من الجانب الاخر قاصداً مسيرة ثلاثة ايام ولياليها بالسير الوسط مع الاستراحات المعتادة صلے الفرض الرباعي ركعتين ۱۲ شرح التنوير ص ۸۱۹ ج ۱۔ ۲: دیکھو حاشیہ مسئلہ نمبر ۲ باب ہذا ۱۲۔

۳: ولو كانت المسافة ثلثا بالسير المعتاد فسار اليها على الفرس جريا حثيثا فوصل في يومين او اقل قصر ۱۲ فتاویٰ ہندیہ ج ۱ ص ۸۹۔

٤: وفرض المسافر في الرباعية ركعتان ولا قصر في السنن وبعضهم جوزو اللمسافر ترك السنن والمختار انه لا ياتي بها في حال الخوف ويأتي بها في حال القرار ۱۲ فتاویٰ ہندیہ ج ۱ ص ۸۹ و بحرالرائق ج ۱ ص ۱۳۰ وشرح التنویر ص ۲۲۸ ج ۱۔

٥: واحترز بالفرض عن السنن والوتر وبالرباعي عن الفجر والمغرب ۱۲ رد المحتار ج ۱ ص ۸۲۱۔

٦: والقصر واجب عندنا ۱۲ فتاویٰ ہندیہ ج ۱ ص ۸۹ وروی عن ابی حنیفة انه قال من اتم الصلوٰة فقد اساء وخالف السنة ۱۲ رد المحتار ج ۱ ص ۸۲۱۔

۷: فلو اتم مسافر ان قعد في الاولیٰ تم فرضه ولكنه اساء لو عامدا ومازاد نفل وان لم يقعد بطل فرضه ۱۲ شرح التنویر ص ۸۲۶ ج ۱۔

۸: ولايزال حكم السفر حتى ينوى الاقامة في بلد او قرية خمسة عشر يوما او اكثر وان نوى اقل من ذلك قصر ۱۲ شرح الوقایہ ج ۱ ص ۱۲۹ وشرح التنویر ج ۱ ص ۸۳۲۔

۹: قال العلامة ابن عابدين بعد نقل كلامهم والحاصل ان انشاء السفر يبطل وطن الاقامة اذا كان منه اما لو انشأه من غيره فان لم يكن فيه مرور على وطن الاقامة او كان ولكن بعد سير ثلاثة ايام فكذلك ولو قبله لم يبطل الوطن بل يبطل السفر ۱۲ رد المحتار ج ۱ ص ۸۳۰۔

۱۰: دیکھو حاشیہ مسئلہ نمبر ۱۰ باب ہذا ۱۲۔

۱۱: طهرت الحائض وبقى لقصدها يومان تتم في الصحيح ۱۲ شرح التنوير ج ۱ ص ۸۳۳۔

(۱) یعنی یہ نیت ہے کہ ایک دو منزل کے بعد فلاں گاؤں میں پندرہ دن ٹھہروں گی تو مسافر نہ ہو گی ۱۲ ف۔

رکعتیں پڑھے۔ البتہ حیض سے پاک ہونے کے بعد بھی وہ جگہ اگر تین منزل ہو یا چلتے وقت پاک تھی رستہ میں حیض آ گیا ہو تو وہ البتہ مسافر ہے۔ نماز مسافروں کی طرح پڑھے۔

مسئلہ ۱۳ نماز پڑھتے پڑھتے نماز کے اندر ہی پندرہ روز ٹھہرنے کی نیت ہو گئی تو مسافر نہیں رہی۔ یہ نماز بھی پوری پڑھے۔

مسئلہ ۱۴ دو چار دن کے لئے رستہ میں کہیں ٹھہرنا پڑا لیکن کچھ ایسی باتیں ہو جاتی ہیں کہ جانا نہیں ہوتا ہے روز یہ نیت ہوتی ہے کہ کل پرسوں چلی جاؤں گی لیکن نہیں جانا ہوتا۔ اسی طرح پندرہ یا بیس دن یا ایک مہینہ یا اس سے بھی زیادہ رہنا ہو گیا لیکن پورے پندرہ دن رہنے کی کبھی نیت نہیں ہوئی تب بھی مسافر رہے گی چاہے جتنے دن اسی طرح گذر جاویں۔

مسئلہ ۱۵ تین منزل جانے کا ارادہ کر کے چلی پھر کچھ دور جا کر کسی وجہ سے ارادہ بدل گیا اور گھر لوٹ آئی۔ تو جب سے لوٹنے کا ارادہ ہوا ہے تب ہی سے مسافر نہیں رہی۔

مسئلہ ۱۶ کوئی اپنے خاوند کے ساتھ ہے۔ راستہ میں جتنا وہ ٹھہرے گا اتنا ہی یہ ٹھہرے گی بے اس کے زیادہ نہیں ٹھہر سکتی تو ایسی حالت میں شوہر کی نیت کا اعتبار ہے اگر شوہر کا ارادہ پندرہ دن ٹھہرنے کا ہو تو عورت بھی مسافر نہیں رہی۔ چاہے ٹھہرنے کی نیت کرے یا نہ کرے اور اگر مرد کا ارادہ کم ٹھہرنے کا ہو تو عورت بھی مسافر ہے۔

مسئلہ ۱۷ تین منزل چل کے کہیں پہنچی تو اگر وہ اپنا گھر ہے تو مسافر نہیں رہی چاہے کم رہے یا زیادہ۔ اور اگر اپنا گھر نہیں ہے تو اگر پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت ہو تب بھی مسافر نہیں رہی اب نمازیں پوری پوری پڑھے۔ اور اگر نہ اپنا گھر ہے نہ پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت ہے تو وہاں پہنچ کر بھی مسافر رہے گی۔ چار رکعت فرض کی دو رکعتیں پڑھتی رہے۔

مسئلہ ۱۸ راستہ میں کئی جگہ ٹھہرنے کا ارادہ ہے دس دن یہاں پانچ دن وہاں بارہ دن وہاں۔ لیکن پورے پندرہ دن کہیں ٹھہرنے کا ارادہ نہیں تب بھی مسافر رہے گی۔

مسئلہ ۱۹ کسی نے اپنا شہر بالکل چھوڑ دیا۔ کسی دوسری جگہ گھر بنا لیا اور وہیں رہنے سہنے لگی اب پہلے شہر سے اور پہلے گھر سے کچھ مطلب نہیں رہا تو اب وہ شہر اور پردیس دونوں برابر ہیں تو اگر سفر کرتے وقت رستہ میں وہ پہلا شہر پڑے اور دو چار دن وہاں رہنا ہو تو مسافر رہے گی۔ نمازیں سفر کی طرح پڑھے۔

مسئلہ ۲۰ اگر کسی کی نمازیں سفر میں قضا ہو گئیں تو گھر پہنچ کر بھی ظہر، عصر، عشاء کی دو ۲ ہی دو ۲ رکعتیں قضا پڑھے اور اگر سفر سے پہلے مثلاً ظہر کی نماز قضا ہو گئی تو سفر کی حالت میں چار رکعتیں اس کی قضا پڑھے۔

مسئلہ ۲۱ بیاہ کے بعد اگر عورت مستقل طور پر اپنی سسرال رہنے لگی تو اس کا اصل گھر سسرال ہے تو اگر تین منزل چل کر میکے گئی اور پندرہ روز ٹھہرنے کی نیت نہیں ہے تو مسافر رہے گی۔ مسافرت کے قاعدے سے نماز روزہ کرے۔ اور اگر وہاں کا رہنا ہمیشہ کے لئے دل میں نہیں ٹھانا تو جو وطن پہلے سے اصلی تھا وہی اب بھی اصلی رہے گا۔

۱: لو نوی المسافر الاقامة فی الصلوٰة فی الوقت اتمها ۱۲۔ فتاویٰ ہندیہ ج ۱ ص ۹۰ و شرح التنویر ص ۸۲۲ ج ۱۔

۲: لو دخل مصر اعلی عزم ان یخرج غدا او بعد غدولم ینو مدة الاقامة حتی بقی علی ذلك سنین قصر ۱۲ شرح البدایه ص ۱۴۹ ج ۱ وشرح التنویر ص ۸۲۴ ج ۱۔

۳: لو عزم الرجوع الی بلده قبل مسیرة ثلاثة ایام علی قصد قطع السفر فانه یتم کذا لو رجع الی بلدته لا خذ حاجة نسیها ۱۲ رد المحتار ص ۸۴۵ ج ۱۔

۴: والمعتبر نیة المتبوع کامرأة مع زوج وفاها مهر المعجل والا وجه انها تبع مطلقا ۱۲ شرح التنویر ورد المحتار بحذف ج ۱ ص ۸۳۱۔

۵،۶: صلی الفرض الرباعی رکعتین ولو عاصیا بسفره حتے ید خل موضع مقامه او ینوی اقامة نصف بشهر ۱۲ شرح التنویر ص ۸۲۱ ج ۱۔

۷: والوطن الاصلی هو موطن ولادته او تاهله او توطنه یبطل بمثله اذا لم یبق له بالاول اهل فلو بقی لم یبطل بل یتم فیها لا غیر ۱۲ شرح التنویر ص ۸۲۹ ج ۱۔

۸: ومن فاتته صلوة فی السفر قضاها فی الحضر رکعتین ومن فاتته فی الحضر قضاها فی السفر اربعا ۱۲ شرح البدایه ج ۱ ص ۱۵۰۔

۹: حاشیہ مسئلہ نمبر ۱۹ اباب ہذا دیکھو ۱۲۔

مسئلہ ۲۲ دریا[1] میں کشتی چل رہی ہے اور نماز کا وقت آ گیا تو اسی چلتی کشتی پر نماز پڑھ لے اگر کھڑے ہو کر پڑھنے میں سر گھومے تو بیٹھ کر پڑھے۔

مسئلہ ۲۳ ریل[2] پر نماز پڑھنے کا بھی یہی حکم ہے کہ چلتی ریل پر نماز پڑھنا درست ہے اور اگر کھڑے ہو کر پڑھنے سے سر گھومے یا گرنے کا خوف ہو تو بیٹھ کر پڑھے۔

مسئلہ ۲۴ نماز[3] پڑھتے میں ریل پھر گئی اور قبلہ دوسری طرف ہو گیا تو نماز ہی میں گھوم جاوے اور قبلہ کی طرف منہ کر لے۔

مسئلہ ۲۵ اگر[4] تین منزل جانا ہو تو جب تک مردوں میں سے کوئی اپنا محرم یا شوہر ساتھ نہ ہو اس وقت تک سفر کرنا درست نہیں ہے بے محرم کے ساتھ کے سفر کرنا بڑا گناہ ہے اور اگر ایک منزل یا دو منزل جانا ہو تب بھی بے محرم کے ساتھ جانا بہتر نہیں۔ حدیث[5] میں اس کی بھی بڑی ممانعت آئی ہے۔

مسئلہ ۲۶ جس[6] محرم کو خدا رسول ﷺ کا ڈر نہ ہو اور شریعت کی پابندی نہ کرتا ہو ایسے محرم کے ساتھ بھی سفر کرنا درست نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۷ یکہ[7] یا بہلی جا رہی ہے اور نماز کا وقت آ گیا تو بہلی سے اتر کر کسی الگ جگہ پر کھڑی ہو کر نماز پڑھ لیوے۔ اسی طرح اگر بہلی پر وضو نہ کر سکے تو اتر کر کہیں آڑ میں بیٹھ کر وضو کرے۔ اگر برقع پاس نہ ہو تو چادر وغیرہ میں خوب لپٹ کر اترے اور نماز پڑھے۔ ایسا گہرا پردہ جس میں نماز قضا ہو جاوے حرام ہے۔ ہر بات میں شریعت کی بات کو مقدم رکھے۔ پردہ کی بھی وہی حد رکھے جو شریعت نے بتلائی ہے۔ شریعت کی حد سے آگے بڑھنا اور خدا سے زردرُو ہونا بڑی بیوقوفی اور نادانی ہے۔ البتہ بلا ضرورت پردہ میں کمی کرنا بے غیرتی اور گناہ ہے۔

مسئلہ ۲۸ اگر[8] ایسی بیمار ہے کہ بیٹھ کر نماز پڑھنا درست ہے تب بھی چلتی بہلی پر نماز پڑھنا درست نہیں ہے۔ اور اگر بہلی ٹھہرا لی۔ لیکن جُوا بیلوں کے کندھوں پر رکھا ہوا ہے تب بھی اس پر نماز پڑھنا درست نہیں ہے۔ بیل الگ کر کے نماز پڑھنا چاہئے۔ یکہ کا بھی یہی حکم ہے کہ جب تک گھوڑا کھول کر الگ نہ کر دیا جائے اس وقت تک اس پر نماز پڑھنا درست نہیں۔

مسئلہ ۲۹ اگر[9] کسی کو بیٹھ کر نماز پڑھنا درست ہو تو پالکی اور میانے پر بھی پڑھنا درست ہے لیکن پالکی جس وقت کہاروں کے کندھوں پر ہو اس وقت پڑھنا درست نہیں زمین پر رکھوا لیوے تب پڑھے۔

مسئلہ ۳۰ اگر[10] اونٹ سے یا بہلی سے اترنے میں جان یا مال کا اندیشہ ہے تو بدون اترے بھی نماز درست ہے۔

باب بست و دوم گھر میں موت ہو جانے کا بیان

مسئلہ ۱ جب[11] آدمی مرنے لگے تو اس کو چت لٹا دو اور اس کے پیر قبلہ کی طرف کر دو اور سر اونچا کر دو تاکہ منہ قبلہ کی طرف ہو جاوے اور اس کے پاس بیٹھ کر زور زور سے کلمہ پڑھو تاکہ تم کو پڑھتے سن کر خود بھی کلمہ پڑھنے لگے۔ اور اس کو کلمہ پڑھنے کا حکم نہ کرو۔ کیونکہ وہ وقت بڑا مشکل ہے نہ معلوم اس کے منہ سے کیا نکل جاوے۔

۱: ومن صلی فی السفینة قاعد امن غیر علة اجزاه عندا ابی حنیفة والقیام افضل وقالا لایجزیه الا من عذر ۱۲ شرح البدایہ ج ۱ ص ۱۴۵ وشرح التنویر ج ۱ ص ۷۹۷۔ ۲: دیکھو حاشیہ مسئلہ نمبر ۲۲ باب ہذا ۱۲۔

۳: ویلزم استقبال القبلة عند الا فتتاح و کلما دارت ۱۲ شرح التنویر ج ۱ ص ۷۹۷۔

۴: ولا تسافر المرأة بغیر محرم ثلثة ایام وما فوقها ۱۲ فتاویٰ هندیه ج ۱ ص ۹۱۔

۵: فی الصحیحین لا تسافر امرأة ثلاثا الا ومعها محرم وزاد مسلم فی روایة او زوج ۱۲ بحرالرائق ج ۲ ص ۳۱۴۔

۶: ویشترط فی حج المرأة من سفر زوج او محرم بالغ عاقل غیر مجوسی ولا فاسق ۱۲ بحر الرائق ص ۳۱۴۔

۸،۷: واما الصلوٰة علی العجلة ان کان طرف العجلة علی الدابة وهی تسیرا ولا تسیر فهی صلوة علی الدابة فیجوز فی حالة العذر المذکور فی التیمم لا فی غیرها وان لم یکن طرف العجلة علی الدابة جازهذا فی الفرض وا ما فی النفل فیجوز علی المحمل والعجلة مطلقا ۱۲ شرح التنویر ج ۱ ص ۷۳۴۔ ۹: دیکھو حاشیہ مسئلہ نمبر ۲۸ باب ہذا ۱۲۔

۱۰: ومن الا عذار ان یخاف لو نزل عن الدابة علی نفسه اوعلی ثیابه اودابته لصاً او سبعاً او عدوا الخ ۱۲ فتاویٰ هندیه ص ۹۲ ج ۱ وشرح التنویر ج ۱ ص ۷۳۳۔

۱۱: یوجه المحتضرا لقبلة علی یمینه هوا لسنة وجا ز الا ستلقاء علی ظهر وقد ماه الیها وهو المعتا د فی زماننا ویرفع راسه قلیلا وقیل یوضع کما تیسر علی الا صح وان شق علیه ترك علی حاله ویلقن بذکر الشهادتین عنده من غیرا مره بها ۱۲ شرح التنویر ص ۸۸۸ ج ۱۔

مسئلہ۲ جب[1] وہ ایک دفعہ کلمہ پڑھ لے تو چپ ہو رہو یہ کوشش نہ کرو کہ برابر کلمہ جاری رہے اور پڑھتے پڑھتے دم نکلے۔ کیونکہ مطلب تو فقط اتنا ہے کہ سب سے آخری بات جو اس کے منہ سے نکلے کلمہ ہونا چاہئے۔ اس کی ضرورت نہیں کہ دم ٹوٹنے تک کلمہ برابر جاری رہے۔ ہاں اگر کلمہ پڑھ لینے کے بعد پھر کوئی دنیا کی بات چیت کرے تو پھر کلمہ پڑھنے لگو۔ جب وہ پڑھ لیوے تو پھر چپ ہو رہو۔

مسئلہ۳ جب[2] سانس اکھڑ جائے اور جلدی جلدی چلنے لگے اور ٹانگیں ڈھیلی پڑ جاویں کہ کھڑی نہ ہو سکیں اور ناک ٹیڑھی ہو جاوے اور کنپٹیاں بیٹھ جاویں تو سمجھو اس کی موت آ گئی۔ اس وقت کلمہ زور زور سے پڑھنا شروع کرو۔

مسئلہ۴ سورہ[3] یٰسین پڑھنے سے موت کی سختی کم ہو جاتی ہے۔ اس کی سرہانے یا اور کہیں اس کے پاس بیٹھ کر پڑھ دو۔ یا کسی سے پڑھوا دو۔

مسئلہ۵ اس[4] وقت کوئی ایسی بات نہ کرو کہ اس کا دل دنیا کی طرف مائل ہو جاوے کیونکہ یہ وقت دنیا سے جدائی اور اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں حاضری کا وقت ہے۔ ایسے کام کرو ایسی باتیں کرو کہ دنیا سے دل پھر کر اللہ تعالیٰ کی طرف مائل ہو جاوے کہ مردہ کی خیر خواہی اسی میں ہے۔ ایسے وقت بال بچوں کو سامنے لانا یا اور کوئی جس سے اس کو زیادہ محبت تھی اسے سامنے لانا۔ ایسی باتیں کرنا کہ دل اس کا ان کی طرف متوجہ ہو جائے اور ان کی محبت اس کے دل میں سما جائے بڑی بری بات ہے۔ دنیا کی محبت لیکے رخصت ہوئی تو نعوذ باللہ بری موت مری۔

مسئلہ۶ مرتے[5] وقت اگر اس کے منہ سے خدانخواستہ کفر کی کوئی بات نکلے تو اس کا خیال نہ کرو نہ اس کا چرچا کرو بلکہ یہ سمجھو کہ موت کی سختی سے عقل ٹھکانے نہیں رہی۔ اس وجہ سے ایسا ہوا۔ اور عقل جاتے رہنے کے وقت جو کچھ ہو سب معاف ہے۔ اور اللہ تعالیٰ سے اس کی بخشش کی دعا کرتی رہو۔

مسئلہ۷ جب[6] مر جائے تو سب عضو درست کر دو اور کسی کپڑے سے اس کا منہ اس ترکیب سے باندھ دو کہ کپڑا ٹھوڑی کے نیچے سے نکال کر اس کے دونوں سرے سر پر لے جاؤ اور گرہ لگا دو تاکہ منہ پھیل نہ جائے۔ اور آنکھیں بند کر دو اور پیر کے دونوں انگوٹھے ملا کے باندھ دو تاکہ ٹانگیں پھیلنے نہ پاویں۔ پھر کوئی چادر اڑھا دو اور نہلانے اور کفنانے میں جہاں تک ہو سکے جلدی کرو۔

مسئلہ۸ منہ[7] وغیرہ بند کرتے وقت یہ دعا پڑھو بسم اللّٰہ وعلیٰ ملۃ رسول اللّٰہ۔

مسئلہ۹ مر جانے[8] کے بعد اس کے پاس لوبان وغیرہ کچھ خوشبو سلگا دی جائے اور حیض و نفاس والی عورت اور جس کو نہانے کی ضرورت ہو اس کے پاس نہ رہے۔

مسئلہ۱۰ مر جانے[9] کے بعد جب تک اس کو غسل نہ دیا جاوے اس کے پاس قرآن مجید پڑھنا درست نہیں ہے۔

باب بست و سوم نہلانے کا بیان

مسئلہ۱ جب[10] گور و کفن کا سب سامان ہو جائے اور نہلانا چاہو تو پہلے کسی تخت یا بڑے تختہ کو لوبان یا اگر کی بتی وغیرہ خوشبو دار چیز کی دھونی دے دو۔ تین دفعہ یا پانچ دفعہ یا سات دفعہ چاروں طرف دھونی دے کر مردے کو اس پر لٹا دو اور کپڑے اتار لو۔ اور کوئی کپڑا ناف سے لے کر زانو تک

۱: واذا قالها مرة كفاه ولا يكرر عليه مالم يتكلم ليكون اخر كلامه لااله الا الله ۱۲ شرح التنوير ج ۱ ص ۸۹۰۔
۲: وعلامات الا حتضار ان يسترخي قد ماه فلا تنتصبان ويتعوج انفه و ينخسف صدغاه الخ فتاوىٰ هنديه ج ۱ ص ۱۰۰۔
۳: ويستحب قراءة يٰسين عنده ۱۲ فتاوىٰ هنديه ج ۱ ص ۱۰۰۔
٤: عن ام سلمه رضی الله تعالىٰ عنها قالت قال رسول الله صلىٰ الله عليه وسلم اذا حضرتم المريض اوالميت فقولو اخيرافان الملئكةيؤمنون على ماتقولون رواه مسلم مشكوة ص ۱٤۰ قلت ومن الخيرله ما ذكره المؤلف كما لا يخفى ۱۲ ف۔
٥: وماظهرمنه من كلمات كفرية يغتفر فی حقه ويعامل معاملة موتى المسلمين حملا على انه فی حال زوال عقله ۲ اشرح التنوير ص ۸۹۱ ج ۱۔
٦: فاذا مات شدوا لحيته وغمضوا عينيه ويتولى ارفق اهله به اغماضه باسهل مما يقدر عليه ويشد لحياه بعصابة عريضة يشدها فی لحية الا سفل و يربطها فوق راسه ۱۲ فتاوىٰ هنديه ص ۱۰۰ ج ۱۔
۷: ويقول مغمضه بسم الله وعلىٰ ملة رسول الله ۱۲ فتاوىٰ هنديه ج ۱ ص ۱۰۱۔
۸: ويحضر عنده الطيب ويخرج من عنده الحائض والنفساء والجنب ۱۲ شرح التنوير ص ۸۹۲ ج ۱۔
۹: تكره القراءة عنده حتى يغسل ۱۲ شرح التنوير ج ۱ ص ۸۹۳۔
۱۰: و يوضع على سرير يجمر وترا قبل وضع الميت عليه ويجرد الميت اذا اريد غسله ويستر عورته بخرقة من السرة الى الركبة ۱۲ فتاوىٰ هنديه ص ۱۰۱ ج ۱۔

ڈال دو کہ اتنا بدن چھپا رہے۔

مسئلہ۲: اگر نہلانے[1] کی کوئی جگہ الگ ہے کہ پانی کہیں الگ بہہ جاوے گا تو خیر۔ نہیں تو تخت کے نیچے گڑھا کھدوالو کہ سارا پانی اسی میں جمع رہے۔ اگر گڑھا نہ کھدوایا اور پانی سارے گھر میں پھیلا تب بھی کوئی گناہ نہیں۔ غرض فقط یہ ہے کہ آنے جانے میں کسی کو تکلیف نہ ہو اور کوئی پھسل کر گر نہ پڑے۔

مسئلہ۳: نہلانے[1] کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے مردے کو استنجا کرادو۔ لیکن اس کی رانوں اور استنجے کی جگہ اپنا ہاتھ مت لگاؤ اور اس پر نگاہ بھی نہ ڈالو۔ بلکہ اپنے ہاتھ میں کوئی کپڑا لپیٹ لو۔ اور جو کپڑا ناف سے لے کر زانو تک پڑا ہے اسکے اندر اندر دھلاؤ۔ پھر اسکو وضو کرادو۔ لیکن نہ کلی کراؤ۔ نہ ناک میں پانی ڈالو۔ نہ گٹے تک ہاتھ دھلاؤ بلکہ پہلے منہ دھلاؤ۔ پھر ہاتھ کہنی سمیت۔ پھر سر کا مسح۔ پھر دونوں پیر اور اگر تین دفعہ روئی تر کر کے دانتوں اور مسوڑوں پر پھیر دی جائے اور ناک کے دونوں سوراخوں میں پھیر دی جائے تو بھی جائز ہے۔[2] اور اگر مردہ نہانے کی حاجت میں یا حیض و نفاس میں مر جائے تو اس طرح سے منہ اور ناک میں پانی پہنچانا ضروری ہے اور[3] ناک اور منہ اور کانوں میں روئی بھر دو تاکہ وضو کراتے اور نہلاتے وقت پانی نہ جانے پاوے۔ جب وضو کرا چکو تو سر کو گل خیرو سے یا کسی اور چیز سے جس سے صاف ہو جاوے جیسے بیسن یا کھلی یا صابون سے مل کر دھووے اور صاف کر کے پھر مردے[4] کو بائیں کروٹ پر لٹا کر بیری کے پتے ڈال کر پکایا ہوا پانی نیم گرم تین[5] دفعہ سر سے پیر تک ڈالے یہاں تک کہ بائیں کروٹ تک پانی پہنچ جاوے۔ پھر داہنی کروٹ پر لٹاوے اور اسی طرح سر سے پیر تک تین مرتبہ اتنا پانی ڈالے کہ داہنی کروٹ تک پہنچ جاوے۔ اس کے بعد مردے کو اپنے بدن کی ٹیک لگا کر ذرا بٹھلا دے اور اس کے پیٹ کو آہستہ آہستہ ملے اور دباوے اگر کچھ پاخانہ نکلے تو اس کو پونچھ کے دھو ڈالے اور وضو اور غسل میں اس کے نکلنے سے کچھ نقصان نہیں اب نہ دہراؤ۔ اس کے بعد پھر اس کو بائیں کروٹ پر لٹائے اور کافور پڑا ہوا پانی سر سے پیر تک تین دفعہ ڈالے۔ پھر سارا بدن کسی کپڑے سے پونچھ کے کفنا دو۔

مسئلہ۴: اگر[6] بیری کے پتے ڈال کر پکایا ہوا پانی نہ ہو تو یہی سادہ نیم گرم پانی کافی ہے۔ اسی سے اسی طرح تین دفعہ نہلا دیوے اور بہت تیز گرم پانی سے مردے کو نہ نہلاوے۔ اور نہلانے کا یہ طریقہ[7] جو بیان ہوا سنت ہے۔ اگر کوئی اس طرح تین دفعہ نہ نہلاوے بلکہ ایک دفعہ سارے بدن کو دھو ڈالے تب بھی فرض ادا ہو گیا۔

مسئلہ۵: جب[8] مردے کو کفن پر رکھو تو سر پر عطر لگا دو۔ اگر مردہ مرد ہو تو ڈاڑھی پر بھی عطر لگا دو۔ پھر ماتھے اور ناک اور دونوں ہتھیلی اور دونوں

۱: وسورة استحبابه ان يلف الغاسل على يديه خرقة ويغسل السوءة لان مس العورة حرام كالنظر اليها ولا ينظر الرجل الى فخذ الرجل وكذا المرأة لا تنظر الى فخذ المرأة ثم يوضأ وضوءه للصلوة الا اذا كان صغيرا لا يصلى فلا يوضأ ويبدأ بغسل وجهه لا يغسل اليدين ولا يمضمض ولا يستنشق ومن العلماء من قال يجعل الغاسل على اصبعه خرقة رقيقة و يدخل الا صبع فى فمه ويمسح بها اسنانه وشفتيه ولهاته ولثته وينقيها ويدخل فى منخريه ايضاً ۱۲ فتاوىٰ هنديه ج ۱ ص ۱۰۱۔

۲: ولو كان جنبا او حائضا او نفساء فعلا اتفاقا تتميما للطهارة ۱۲ شرح التنوير ص ۸۹۵ ج ۱۔

۳: ولا باس بان يجعل القطن على وجهه وان يحشى به مخارقه كالدبر والقبل والاذنين والفم ويغل راسه ولحيته بالخطمى وان لم يكن فبالصابون ونحوه ۱۲ فتاوىٰ هنديه ص ۱۰۱ ج ۱۔

۴: ثم يضجع على شقه الايسر فيغسل بالماء والسدر حتى يرى ان الماء قد وصل الى مايلى التخت منه ثم يضجع على شقه الايمن فيغسل بالماء والسدر حتى يرى ان الماء قد وصل الى مايلى التخت منه ثم يجلسه ويسنده اليه ويمسح بطنه مسحا رقيقا تحرزا عن تلويث الكفن فان خرج منه شيء غسله ولا يعيد غسله ولا وضوءه ۱۲ فتاوىٰ هنديه ص ۱۰۱ ج ۱۔

۵: ويصب عليه الماء عند كل اضجاع ثلث مرات ۱۲ شرح التنوير ص ۸۹۶ ج ۱ اختلفوا فى شيئ وهو انه فى الهداية لم يفصل فى الغسلات بين القراح وغيره وهو ظاهر كلام الحاكم وذكر شيخ الاسلام ان الاولىٰ بالقراح اى الماء الخالص والثانية بالمغلى فيه سدر والثالثة بالذى فيه كافور قال فى الفتح والاولى كون الاوليين بالسدر كما هو ظاهر الهداية لما فى ابى داؤد بسند صحيح ان ام عطية تغسل بالسدر مرتين والثالث بالماء والكافور ۱۲ رد المحتار ص ۸۹۶ ج ۱۔

۶: ويغلى الماء بالسدر او بالحرض فان لم يكن فالماء القراح ۱۲ شرح البدايه ص ۱۶۰ ج ۱۔

۷: والواجب هو الغسل مرة واحدة والتكرار سنة حتى لو اكتفى بغسلة واحدة او غمسة واحدة فى ماء جار جاز ۱۲ فتاوىٰ هنديه ج ۱ ص ۱۰۱۔

۸: ويجعل الحنوط على راسه ولحيته والكافور على مساجده ۱۲ شرح البدايه ج ۱ ص ۱۶۱۔

(۱) هذه المسئلة ظاهرة لا تحتاج لنقل ۱۲ ف۔

گھٹنوں اور دونوں پاؤں پر کافور مل دو۔ بعضے بعضے کفن میں عطر لگاتے ہیں اور عطر کی پھریری کان میں رکھ دیتے ہیں۔ یہ سب جہالت ہے جتنا شرع میں آیا ہے اس سے زائد مت کرو۔

مسئلہ ۶ بالوں[۱] میں کنگھی نہ کرو نہ ناخن کاٹو نہ کہیں کے بال کاٹو۔ سب اسی طرح رہنے دو۔

مسئلہ ۷ اگر[۲] کوئی مرد[(۱)] مر گیا اور مردوں سے میں سے کوئی نہلانے والا نہیں ہے تو بیوی کے علاوہ اور کسی عورت کو اسکو غسل دینا جائز نہیں۔ اگرچہ محرم ہی ہو۔ اگر بیوی بھی نہ ہو تو اسکو تیمم کرا دو۔ لیکن اسکے بدن میں ہاتھ نہ لگاؤ۔ بلکہ اپنے ہاتھ میں پہلے دستانے پہن لو تب تیمم کراؤ۔

مسئلہ ۸ کسی کا خاوند مر گیا تو اس کی بی بی کو اس کا نہلانا اور کفنانا درست ہے[۳] اور اگر بیوی مر جاوے تو خاوند کو بدن چھونا اور ہاتھ لگانا درست[(۲)] نہیں[۴]۔ البتہ دیکھنا درست ہے اور کپڑے کے اوپر سے ہاتھ لگانا بھی درست ہے۔

مسئلہ ۹ جو[۵] عورت حیض یا نفاس سے ہو وہ مردے کو نہ نہلاوے کہ یہ مکروہ اور منع ہے۔

مسئلہ ۱۰ بہتر[۶] یہ ہے کہ جس کا رشتہ زیادہ قریب ہو وہ نہلاوے اور اگر وہ نہ نہلا سکے تو کوئی دیندار نیک عورت نہلاوے۔

مسئلہ ۱۱ اگر نہلانے میں کوئی عیب دیکھے تو کسی سے نہ کہے۔ اگر خدانخواستہ مرنے سے اس کا چہرہ بگڑ گیا اور کالا ہو گیا تو یہ بھی نہ کہے اور بالکل اسکا چرچا نہ کرے کہ یہ سب ناجائز ہے۔ ہاں اگر وہ کھلم کھلا کوئی گناہ کرتی ہو جیسے ناچتی تھی یا گانے بجانے کا پیشہ کرتی تھی یا رنڈی تھی تو ایسی باتیں کہہ دینا درست ہیں کہ اور لوگ ایسی باتوں سے بچیں اور توبہ[(۳)] کریں۔

باب بست و چہارم کفنانے کا بیان

مسئلہ ۱ عورت[۸] کو[(۴)] پانچ کپڑوں میں کفنانا سنت ہے۔ ایک کرتہ دوسرے ازار۔ تیسرے سربند۔ چوتھے چادر۔ پانچویں سینہ بند۔ ازار[۹] سر سے لے کر پاؤں تک ہونا چاہئے اور چادر اس سے ایک ہاتھ بڑی ہو اور کرتا گلے سے لے کر پاؤں تک ہو لیکن نہ اس میں کلی ہوں نہ آستین۔ اور سر[۱۰] بند تین ہاتھ لمبا ہو۔ اور[۱۱] سینہ بند چھاتیوں سے لے کر رانوں تک چوڑا اور اتنا لمبا ہو کہ بندھ جاوے۔

مسئلہ ۲ اگر کوئی[۱۲] پانچ کپڑوں میں نہ کفناوے بلکہ فقط تین کپڑے کفن میں دیوے۔ ایک ازار۔ دوسرے چادر۔ تیسرے سربند تو یہ بھی درست ہے اور اتنا کفن بھی کافی ہے۔ اور تین کپڑوں سے بھی کم دینا مکروہ اور برا ہے ہاں اگر کوئی مجبوری[۱۳] اور لاچاری ہو تو کم دینا بھی درست ہے۔

۱: ولا یسرح شعر المیت ولا یقص ظفرہ ولا شعرہ ۱۲ شرح البدایہ ج ۱ ص ۱۶۸۔

۲: قال فی البدائع وان لم یکن معھن ذلك فانھن لا یغسلنہ سواء کن ذوات رحم محرم او لا ومثلہ فی العالمگیریۃ وغیرھا ۱۲ ف۔

۳: ویجوز للمرأۃ ان تغسل زوجھا اذا لم یحدث بعد موتہ ما یوجب البینونۃ وان حدث ذلك بعد موتہ لم یجزلھا غسلہ ۱۲ فتاویٰ ہندیہ ج ۱ ص ۱۰۲۔ ٤: ویمنع زوجھا من غسلھا ومسھا لا من النظر الیھا ۱۲ شرح التنویر ج ۱ ص ۸۹۷۔

۵، ۶: ویکرہ ان یغسلہ جنب او حائض والاولی کونہ اقرب الناس الیہ فان لم یحسن الغسل فاھل الامانۃ والورع ۱۲ رد المحتار ص ۹۰۱ ج ۱۔

۷: وینبغی للغاسل ولمن حضر اذا رای ما یحب المیت سترہ ان یسترہ ولا یحدث بہ لانہ غیبۃ وکذا اذا کان عیبا حادثا بالموت کسواد وجہ ونحوہ مالم یکن مشھورا ببدعۃ فلا باس بذکرہ تحذیرا من بدعتہ ۱۲ رد المحتار ص ۶۰۱ ج ۱۔

۸: وکفن المرأۃ خمسۃ درع وازار وخمار ولفافۃ وخرقۃ تربط بھا ثدیاھا ۱۲ فتاویٰ ہندیہ ج ۱ ص ۱۰۳۔

۹: والازار من القرن الی القدم والقمیص من اصل العنق الی القدمین بلا دخریص وکمین واللفافۃ تزید علیٰ مافوق القرن والقدم لیلف فیھا المیت ۱۲ رد المحتار ج ۱ ص ۹۰۱۔

۱۰: ومقدارہ (ای الخمار) حالۃ الموت ثلاثۃ اذرع بذراع الکرباس یرسل علی وجھھا ولا یلف ۱۲ رد المحتار ج ۱ ص ۹۰۲۔

۱۱: والاولی ان تکون من الثدیین الی الفخذین ۱۲ رد المحتار ج ۱ ص ۹۰۲۔

۱۲: وان اقتصر وا علی ثلثۃ اثواب جاز وھی ثوبان وخمار وھو کفن الکفایۃ ویکرہ اقل من ذلك ۱۲ شرح البدایہ ج ۱ ص ۱۶۲۔

۱۳: وکفن الضرورۃ لھما ما یوجد اقلہ ما یعم البدن ۱۲ شرح التنویر ج ۱ ص ۶۰۲۔

(۱) مسئلہ نمبر ۷ کی عبارت میں حسب اجازت مؤلف ترمیم کی گئی ۱۲۔ اس مسئلہ پر اشکال اور اسکا جواب امداد الفتاویٰ مبوب جلد اول ص ۴۶۹ میں شائع ہوا ہے ۱۲ شبیر علی۔

(۲) اور اسی طرح نہلانا بدرجہ اولیٰ درست نہیں ۱۲۔

(۳) اور اگر کوئی اچھی بات دیکھے جیسے چہرہ پر نورانیت اور رونق کا ہونا تو اس کا ظاہر کرنا مستحب ہے ۱۲ کذا فی الشامی ج ۱ ص ۹۰۱ ف۔

(۴) اور مرد کو تین کپڑوں میں کفنانا سنت ہے، ایک ازار ایک کرتہ۔ ایک چادر ۱۲ ف۔

مسئلہ۳ سینہ[1] بند اگر چھاتیوں سے لے کر ناف تک ہو تب بھی درست ہے۔ لیکن رانوں تک ہو نا زیادہ اچھا ہے۔

مسئلہ۴ پہلے[2] کفن کو تین دفعہ یا پانچ دفعہ یا سات دفعہ لوبان وغیرہ کی دھونی دے دو تب اس میں مردے کو کفنادو۔

مسئلہ۵ کفنانے[3] کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے چادر بچھاؤ پھر ازار اس کے اوپر کرتا۔ پھر مردے کو اس پر لے جا کے پہلے کرتا پہناؤ۔ اور سر کے بالوں کو دو حصے کر کے کرتے کے اوپر سینے پر ڈال دو۔ ایک حصہ داہنی طرف ایک بائیں طرف اس کے بعد سر بند سر پر اور بالوں پر ڈال دو اس کو نہ باندھو نہ لپیٹو۔ پھر ازار لپیٹ دو پہلے بائیں طرف لپیٹو پھر داہنی طرف اس کے بعد سینہ بند باندھ دو۔ پھر چادر لپیٹو۔ پہلے بائیں طرف پھر داہنی طرف۔ پھر کسی دھجی سے پیر اور سر کی طرف کفن کو باندھ دو اور ایک بندھ کمر کے پاس بھی باندھ دو کہ رستہ میں کہیں کھل نہ پڑے۔

مسئلہ۶ سینہ[4] بند کو اگر سر بند کے بعد ازار لپیٹنے سے پہلے ہی باندھ دیا تو یہ بھی جائز ہے اور اگر سب کفنوں کے اوپر سے باندھے تو بھی درست ہے۔

مسئلہ۷ جب کفنا چکو تو رخصت کرو کہ مرد لوگ نماز پڑھ کر دفنا دیویں۔

مسئلہ۸ اگر[5] عورتیں جنازے کی نماز پڑھ دیں تو بھی جائز ہے لیکن چونکہ ایسا اتفاق کبھی نہیں ہوتا ہے اسلئے ہم نماز اور دفنانے کے مسئلے بیان نہیں کرتے۔

مسئلہ۹ کفن[6] میں یا قبر کے اندر عہد نامہ یا اپنے پیر کا شجرہ یا اور کوئی دعا رکھنا درست نہیں۔ اسی طرح کفن پر یا سینہ پر کافور سے یا روشنائی سے کلمہ وغیرہ کوئی دعا لکھنا بھی درست نہیں۔ البتہ کعبہ شریف کا غلاف یا اپنے پیر کا رومال وغیرہ کوئی کپڑا تبرکاً رکھ دینا درست ہے۔

مسئلہ۱۰ جو[7] بچہ زندہ پیدا ہوا پھر تھوڑی ہی دیر میں مر گیا یا فوراً پیدا ہونے کے بعد ہی مر گیا تو وہ بھی اسی قاعدہ سے نہلایا جاوے اور کفنا کے نماز پڑھی جاوے پھر دفن کر دیا جاوے اور اس کا نام بھی کچھ رکھا جاوے۔

مسئلہ۱۱ جو[8] بچہ ماں کے پیٹ سے مرا ہی پیدا ہوا۔ پیدا ہوتے وقت زندگی کی کوئی علامت نہیں پائی گئی اس کو بھی اسی طرح نہلاؤ لیکن قاعدے کے موافق کفن نہ دو۔ بلکہ کسی ایک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دو اور نام اس کا بھی کچھ نہ کچھ رکھ دینا چاہئے نوٹ۔ مسئلہ نمبر ۱۲، نمبر ۱۳ صفحہ ۱۶۵ پر درج ہیں۔

مسئلہ۱۴ اگر[9] چھوٹی لڑکی مر جاوے جو ابھی جوان نہیں ہوئی لیکن جوانی کے قریب پہنچ گئی ہے تو اس کے کفن کے بھی وہی پانچ کپڑے سنت ہیں جو جوان عورت کے لئے ہیں۔ اگر پانچ کپڑے نہ دو تین ہی کپڑے دو تب بھی کافی ہے۔ غرض یہ کہ جو حکم سیانی عورت کا ہے وہی کنواری اور چھوٹی لڑکی کا بھی حکم ہے۔ مگر سیانی کے لئے وہ حکم تاکیدی ہے اور کم عمر کے لئے بہتر ہے۔

۱: حاشیہ مسئلہ نمبر ۱ باب ہذا دیکھو ۱۲۔

۲: وتجمر الا كفان قبل ان يدرج فيها الميت وترا ١٢ شرح البدايه ص ١٦٢ ـ

۳: واما المرأة تبسط لها اللفافة والا زار ثم توضع على الا زار وتلبس الدرع ويجعل شعرها ضفيرتين على صدرها فوق الدرع ثم يجعل الخمار فوق ذلك ثم يعطف الا زار من قبل اليسار ثم من قبل اليمين ثم الخرقة بعد ذلك تربط فوق الا كفان فوق الثديين وان خيف انتشار الكفن يعقد بشيء ١٢ فتاوىٰ هنديه ص ١٠٣ ج ١ـ

٤: قال في الفتح ولم يذكر الخرقة وفي شرح الكنز فوق الا كفان كيلا تنتشر وعرضها مابين ثدي المرأة الى السرة وقيل مابين الثدي الى الركبة كيلا ينتشر الكفن عن الفخذين وقت المشي وفي التحفة تربط الخرقة فوق الا كفان عند الصدر فوق الثديين ا ه وقال في الجوهرة وقول الخجندي تربط فوق الا كفان يحتمل ان يراد به تحت اللفافة وفوق الا زار والقميص وهو الظاهر و قال في الجوهرة و قول الخجندي تربط فوق الاكفان يحتمل ان يراد به تحت اللفافة و فوق الازار و القميص و هو الظاهر اه وفي الا ختيار تلبس القميص ثم الخمار فوقه ثم تربط الخرقة فوق القميص اه ومفاد هذه العبارات الا ختلاف في عرضها وفي محل وضعها وفي زمانه تامل ١٢ شامى ص ٩٠٣ ج ١ ـ

۵: الصلوة على الجنازة فرض كفاية اذا قام به البعض واحدا كان او جماعة ذكرا كان اوانثى سقط عن الباقين واذا ترك الكل اثموا ١٢ فتاوى هنديه ص ١٠٤ ج ١ـ

٦: وقد افتى ابن الصلاح بانه لا يجوز ان يكتب على الكفن يسين والكهف ونحوهما خوفا من صديد الميت الخ د مختار ج ١ ص ٩٤٧ـ

٧: ومن ولد فمات يغسل ويصلي عليه ويرث ويورث ويسمى ان استهل وان لا يستهل غسل وسمي وادرج في خرقة دفن ولم يصل عليه ١٢ شرح التنوير ص ٩٢٨ ج ١ـ

٨: حاشیہ مسئلہ نمبر ۱۰ باب ہذا دیکھو ۱۲۔

٩: والصبي المراهق في التكفين كالبالغ والمراهقة كالبالغة ١٢ فتاوى هنديه ص ١٠٣ ج ١ـ

مسئلہ۱۵ جو لڑکی بہت چھوٹی ہو جوانی کے قریب بھی نہ ہوئی ہو اس کے لئے بہتر یہی ہے کہ پانچ کپڑے دیئے جاویں اور دو کپڑے دینا بھی درست ہے ایک ازار اور ایک چادر۔[1]

مسئلہ۱۶ اگر کوئی لڑکا مر جاوے اور اس کے نہلانے اور کفنانے کی تم کو ضرورت پڑے تو اسی ترکیب سے نہلادو جو اوپر بیان ہو چکی۔ اور کفنانے کا بھی وہی طریقہ جو اوپر تم کو معلوم ہوا۔ بس اتنا ہی فرق ہے کہ عورت کا کفن پانچ کپڑے ہیں اور مرد کا کفن تین کپڑے، ایک چادر ایک ازار ایک کرتہ۔[2]

مسئلہ۱۷ مرد کے کفن میں اگر دو ہی کپڑے ہوں یعنی چادر اور ازار، اور کرتہ نہ ہو تب بھی کچھ حرج نہیں دو کپڑے بھی کافی ہیں اور دو سے کم دینا مکروہ ہے۔ لیکن اگر کوئی مجبوری اور لاچاری ہو تو مکروہ بھی نہیں۔[3]

مسئلہ۱۸ جو چادر جنازے کے اوپر یعنی چارپائی پر ڈالی جاتی ہے وہ کفن میں شامل نہیں ہے۔ کفن فقط اتنا ہی ہے جو ہم نے بیان کیا۔[4]

مسئلہ۱۹ جس شہر میں کوئی مرے وہیں اس کا گور و کفن کیا جاوے۔ دوسری جگہ لے جانا بہتر[الف] نہیں ہے۔ البتہ اگر کوئی جگہ کوس آدھ کوس دور ہو تو وہاں لے جانے میں کوئی حرج بھی نہیں ہے۔[5]

مسائل ذیل کے پڑھانے کا طریقہ

اگر پڑھانے والا مرد ہو تو ان مسائل کو خود نہ پڑھاوے یا تو اپنی بیوی کی معرفت سمجھاوے یا پڑھنے والی کو ہدایت کر دے کہ ان مسائل کو بطور خود دیکھ لینا اور اگر پڑھنے والا کم عمر لڑکا ہو اس کو بھی نہ پڑھاویں بلکہ ہدایت کر دیں کہ بعد کو دیکھ لے۔ فقط

مسائل

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب بست و پنجم — حیض اور استحاضہ کا بیان

مسئلہ۱ ہر مہینہ میں جو آگے کی راہ سے معمولی خون آتا ہے اس کو حیض کہتے ہیں۔[6]

مسئلہ۲ کم سے کم حیض کی مدت تین دن تین رات ہے اور زیادہ سے زیادہ دس دن دس رات ہے۔ کسی کو تین دن تین رات سے کم خون آیا تو وہ حیض نہیں ہے۔ بلکہ استحاضہ ہے کہ کسی بیماری وغیرہ کی وجہ سے ایسا ہو گیا ہے اور اگر دس دن رات سے زیادہ خون آیا ہے تو جے دن دس ۱۰ سے زیادہ آیا ہے وہ بھی استحاضہ ہے۔[7]

مسئلہ۳ اگر تین دن تو ہو گئے لیکن تین راتیں نہیں ہوئیں جیسے جمعہ کو صبح سے خون آیا اور اتوار کو شام کے وقت بعد مغرب بند ہو گیا تب بھی یہ حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے۔ اگر تین دن رات سے ذرا بھی کم ہو تو وہ حیض نہیں۔ جیسے جمعہ کو سورج نکلتے وقت خون آیا اور دوشنبہ کو سورج نکلنے سے ذرا پہلے بند ہو گیا تو وہ حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے۔[8]

۱: وادنی مایکفن به الصبی الصغیر ثوب واحد والصبیة ثوبان ۱۲ فتاوی هندیه ص ۱۰۳ ج ۱۔

۲،۳،۴: واما کفن الرجل سنة ازار وقمیص ولفافة وکفایة ازار ولفافة وضرورة ما وجد ۱۲ فتاویٰ هندیه ص ۱۰۳ ج ۱۔

۵: ویستحب الدفن فی محل مات به اوقتل فان نقل قبل الدفن قدرمیل او میلین لا باس به وکره نقله لاکثر منه ۱۲ ای اکثر من المیلین کذا فی الظهیریه وقال شمس الائمة السرخسی وقول محمد فی الکتاب لا باس ان ینقل المیت قدر میل او میلین بیان ان النقل من بلد الی بلد مکروه وقال الطحطاوی ای تحریما لان قدر المیلین فیه ضرورة ولا ضرورة فی النقل الی بلد اخراه مراقی الفلاح وطحطاوی ص ۳۵۸۔

۶: فالحیض دم ینفضه رحم بالغة لا داء بها ولا حبل ولم تبلغ سن الایاس ۱۲ مراقی ص ۷۵۔

۷: واقل الحیض ثلثة ایام ولیالیها وما نقص من ذلك فهو استحاضة واکثره عشرة ایام والزائد استحاضة ۱۲ شرح البدایه ص ۶۲ ج ۱۔

۸: قوله والناقص ای ولو بیسیر قال القهستانی فلو رأت المبتداة الدم حین طلع نصف قرص الشمس وانقطع فی الیوم الرابع حین طلع ربعه کان استحاضة الی ان یطلع نصفه فحینئذیکون حیضاً ۱۲ رد المحتار ج ۱ ص ۲۹۳۔

الف: ہاں اگر کوئی مجبوری ہو تو کچھ حرج نہیں ۱۲ منہ

مسئلہ۴ حیض[۱] کی مدت کے اندر سرخ زرد سبز خاکی یعنی مٹیالا سیاہ جو رنگ آوے سب حیض ہے جب تک گدی بالکل سپید نہ دکھلائی دے اور جب بالکل سپید رہے جیسی کہ رکھی گئی تھی تو اب حیض سے پاک ہوگئی۔

مسئلہ۵ نو[۲] برس سے پہلے اور پچپن برس کے بعد کسی کو حیض نہیں آتا ہے اس لئے نو برس سے چھوٹی لڑکی کو جو خون آوے وہ حیض نہیں ہے بلکہ استحاضہ ہے اگر پچپن برس کے بعد کچھ نکلے تو اگر خون خوب سرخ یا سیاہ ہو تو حیض ہے اور اگر زرد یا سبز یا خاکی رنگ ہو تو حیض نہیں بلکہ استحاضہ (۱) ہے۔ البتہ اگر اس عورت کو اس عمر سے پہلے بھی زرد یا سبز یا خاکی رنگ آتا ہو تو پچپن برس کے بعد بھی یہ رنگ حیض سمجھے جاویں گے۔ اور اگر عادت کے خلاف ایسا ہوا تو حیض نہیں بلکہ استحاضہ (۲) ہے۔

مسئلہ۶ کسی[۳] کو ہمیشہ تین دن یا چار دن خون آتا تھا۔ پھر کسی مہینہ میں زیادہ آگیا لیکن دس ۱۰ دن سے زیادہ نہیں آیا وہ سب حیض ہے اور اگر دس دن سے بھی بڑھ گیا تو جے دن پہلے سے عادت کے ہیں اتنا تو حیض ہے باقی سب استحاضہ ہے۔ اس کی مثال یہ ہے کہ کسی کو ہمیشہ تین دن حیض آنے کی عادت ہے لیکن کسی مہینہ میں نو دن یا دس دن رات خون آیا تو یہ سب حیض ہے اور اگر دس دن رات سے ایک لحظہ بھی زیادہ خون آوے تو وہی تین دن حیض کے ہیں اور باقی دنوں کا سب استحاضہ ہے ان دنوں کی نمازیں قضا پڑھنا واجب ہیں۔

مسئلہ۷ ایک[۴] عورت ہے جس کی کوئی عادت مقرر نہیں ہے کبھی چار دن خون آتا ہے کبھی سات دن اسی طرح بدلتا رہتا ہے کبھی دس دن بھی آجاتا ہے تو یہ سب حیض ہے ایسی عورت کو اگر کبھی دس دن رات سے زیادہ خون آوے تو دیکھو کہ اس سے پہلے مہینہ میں کتنے دن حیض آیا تھا بس اتنے ہی دن حیض کے اور باقی سب استحاضہ ہے۔

مسئلہ۸ کسی[۵] کو ہمیشہ چار دن حیض آتا تھا پھر ایک مہینہ میں پانچ دن خون آیا اس کے بعد دوسرے مہینہ میں پندرہ دن خون آیا تو اس پندرہ دن میں سے پانچ دن حیض کے ہیں اور دس ۱۰ دن (۳) استحاضہ ہے اور پہلی عادت کا اعتبار نہ کریں گے اور یہ سمجھیں گے کہ عادت بدل گئی اور پانچ دن کی عادت ہوگئی۔

مسئلہ۹ کسی کو بحرس ۱۰ دن سے زیادہ خون آیا اور اس کو اپنی پہلی عادت بالکل یاد نہیں کہ پہلے مہینے میں کے دن خون آیا تھا تو اس کے مسئلے بہت باریک ہیں

۱: وما تراه من لون ككدرة وتربية هي مدته المعتادة سوى بياض خالص ولو المرئى طهرامتخللا بين الدمين فيها حيض ۱۲ شرح التنوير ص ۲۹۷ ج ۱ لماروى ان النساء كن يبعثن الى عائشه رضي الله عنها بالدرجة فيها الكرسف فيه الصفرة من دم الحيض فتقول لا تعجلن حتى ترين القصة البيضاء تريد بذلك الطهر من الحيض ۱۲ زيلعي ص ۵۵ ج ۱۔

۲: ويتوقف كونه حيضا على امور منها الوقت وهو من تسع سنين الى الا ياس هكذا في البدائع والاياس مقدر بخمس وخمسين سنة وهو المختار ۱۲ فتاوى هنديه ص ۲۲ ج ۱

۳: وما رأته بعدها اى المدة المذكورة فليس بحيض في ظاهر المذهب الا اذا كان دماً خالصا كالا سود والا حمر القاني فحيض وقيدوه بان يكون احمر و اسود فلوا صفر اواخضر اوتربية لا يكون حيضا ومنهم من لم يتصرف فيه فقال اذارأته على العادة الجارية وهويفيدانها اذا كانت عادتها قبل الا ياس اصفر فرأته كذلك او علقا فرأته كان حيضا والذى يظهر هو الثانى ۱۲ شرح التنوير و ردالمحتار بتصرف ص ۳۱۳ ج ۱۔

۴: ولوزاد الدم على عشرة ايام ولها عادة معروفة دو نهاردت الى ايام عادتها والذى زاد استحاضة ۱۲ شرح البدايه ج ۱ ص ٦٦۔

۵: امااذالم يتجاوز الا كثر فيهما فهو انتقال للعادة فيهما فيكون حيضا ونفا سا ۱۲ رد المحتار ج ۱ ص ۲۹۲۔

٦: اما المعتادة فترد لعادتها و كذا الحيض فان انقطع على اكثرهما او قبله فالكل نفاس و كذا حيض ان وليه طهر تام والا فعادتها وهى تثبت وتنتقل بمرة به يفتى ۱۲ شرح التنوير ج ۱ ص ۳۰۹ لو زاد على العادة ولم يزد على الا كثر فالكل حيض اتفاقا بشرط ان يكون بعده طهر صحيح ۱۲ رد المحتار ج ۱ ص ۳۰۹۔

۷: احكام المحيرة والمضللة مذكورة في رد المحتار ص ۲۹٤ لا يليق ذكرها ههنا ۱۲ ف ۔

(۱) اس کا مطلب یہ ہے کہ نو برس سے پہلے تو بالکل حیض نہیں آتا اس لئے جو خون نو برس سے پہلے آئے گا وہ کسی صورت میں حیض نہیں ہو سکتا۔ اور پچپن برس کے بعد عام طور پر جو عادت ہے وہ یہی ہے کہ حیض نہیں آتا لیکن آنا ممکن ہے اس لئے اگر پچپن برس کے بعد خون آجاوے تو ان خاص صورتوں میں جن کا ذکر متن میں کیا گیا ہے اس کو حیض کہا جاوے گا ۱۲ تصحیح الاغلاط۔ (۲) کذا فی الشامیۃ۔

(۳) اس صورت میں دس دن تک انتظار کرے خون بند ہو گیا۔ اب چونکہ دس دن کے بعد خون بند نہیں ہوا تو پانچ دن کی نماز قضا پڑھے اور ان دس دنوں کے بعد نہاوے اور نماز ادا کرے ۱۲۔

جن کا سمجھنا مشکل ہے اور ایسا اتفاق بھی کم پڑتا ہے اس لئے ہم اس کا حکم بیان نہیں کرتے اگر کبھی ضرورت پڑے تو کسی بڑے عالم سے پوچھ لینا چاہئے اور کسی ایسے ویسے معمولی مولوی سے ہرگز نہ پوچھے۔

مسئلہ۱۰ کسی[۱] لڑکی نے پہلے پہل خون دیکھا تو اگر دس دن یا اس سے کچھ کم آوے سب حیض ہے اور جو دس ۱۰ دن سے زیادہ آوے تو پورے دس دن حیض ہے اور جتنا زیادہ ہو وہ سب استحاضہ ہے۔

مسئلہ۱۱ کسی[۲] نے پہلے پہل خون دیکھا اور وہ کسی طرح بند نہیں ہوا کئی مہینے تک برابر آتا رہا تو جس دن خون آیا ہے اس دن سے لے کر دس ۱۰ دن رات حیض ہے اس کے بعد بیس دن استحاضہ ہے اس طرح برابر دس دن حیض اور بیس دن استحاضہ سمجھا جاوے گا۔

مسئلہ۱۲ دو[۳] حیض کے درمیان میں پاک رہنے کی مدت کم سے کم پندرہ دن ہیں اور زیادہ کی کوئی حد نہیں۔ سو اگر کسی وجہ سے کسی کو حیض آنا بند ہو جاوے تو جتنے مہینے تک خون نہ آوے گا پاک رہے گی۔

مسئلہ۱۳ اگر[۴] کسی کو تین دن رات خون آیا پھر پندرہ دن پاک رہی۔ پھر تین دن رات خون آیا تو تین دن پہلے اور تین دن یہ جو پندرہ دن کے بعد ہیں حیض کے ہیں اور بیچ میں پندرہ دن پاکی کا زمانہ ہے۔

مسئلہ۱۴ اور[۵] اگر ایک یا دو دن خون آیا پھر پندرہ دن پاک رہی پھر ایک یا دو دن خون آیا تو بیچ میں پندرہ دن تو پاکی کا زمانہ ہی ہے ادھر ادھر ایک یا دو دن جو خون آیا ہے وہ بھی حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے۔

مسئلہ۱۵ اگر[۶] ایک دن یا کئی دن خون آیا۔ پھر پندرہ دن سے کم پاک رہی اس کا کچھ اعتبار نہیں ہے بلکہ یوں سمجھیں گے کہ گویا اول سے آخر تک برابر خون جاری رہا۔ سو جتنے دن حیض آنے کی عادت ہو اتنے دن تو حیض کے ہیں باقی سب استحاضہ ہے۔ مثال اسکی یہ ہے کہ کسی کو ہر مہینہ کی پہلی اور دوسری اور تیسری تاریخ حیض آنے کا معمول ہے پھر کسی مہینہ میں ایسا ہوا کہ پہلی تاریخ کو خون آیا پھر چودہ دن پاک رہی۔ پھر ایک دن خون آیا تو ایسا سمجھیں گے کہ سولہ دن گویا برابر خون آیا کیا۔ سو اس میں سے تین دن اول کے تو حیض کے ہیں اور تیرہ(۱) دن استحاضہ ہے۔ اور اگر چوتھی پانچویں، چھٹی تاریخ حیض کی عادت تھی تو یہی تاریخیں حیض کی ہیں اور تین دن اول کے اور دس دن بعد کے استحاضہ کے ہیں اور اگر اس کی کچھ عادت نہ ہو بلکہ پہلے پہل خون آیا ہو تو دس دن حیض ہے اور چھ دن استحاضہ ہے۔

مسئلہ۱۶ حمل[۷] کے زمانہ میں جو خون آوے وہ بھی حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے چاہے جتنے دن آوے۔

مسئلہ۱۷ بچہ[۸] پیدا ہونے کے وقت بچہ نکلنے سے پہلے جو خون آوے وہ بھی استحاضہ ہے۔ بلکہ جب تک بچہ آدھے سے زیادہ نہ نکل آوے تب تک جو خون آوے گا اس کو استحاضہ ہی کہیں گے۔

۱: وان ابتدأت مع البلوغ مستحاضة فحيضها عشرة ايام من كل شهر و الباقي استحاضة ۱۲ شرح البدايه ج ۱ ص ٦٦۔

۲: والحاصل ان المبتدأة اذا استمر دمها فحيضها في كل شهر عشرة و طهرها عشرون كما في عامة الكتب الخ ص ۲۹٤ ردالمحتار ج ۱۔

۳: واقل الطهر خمسة عشر يوما ولا غاية لا كثره لا نه يمتد الى سنة و سنتين فلا يتقدر بتقدير الا اذا استمر بها الدم ۱۲ شرح البدايه ج ۱ ص ٦٥۔

٥،٤: اعلم ان الطهر المتخلل بين الدمين اذا كان خمسة عشر يوماً فاكثر يكون فاصلا بين الدمين في الحيض اتفاقا فما بلغ من كل الدمين نصابا جعل حيضا وانه اذا كان اقل من ثلثة لا يكون فاصلا وان كان اكثر من الد مين اتفاقا و اختلفوا فيما بين ذلك على ستة اقوال الخ ۱۲ رد المحتار ج ۱ ص ۲۹۸۔

٦: دیکھو حاشیہ نمبر ۸، نمبر ۹ ص ۱۵۔

۸،۷: وما تراه حامل ولو قبل خروج اكثر الولد استحاضة ۱۲ شرح التنوير ج ۱ ص ۲۹٤۔

(۱) مگر یہ بات کہ اتنا حیض ہے اور اتنا استحاضہ سولہویں دن سے پہلے معلوم نہ ہوتا تھا تو ایسی حالت میں اول بار جب خون دیکھا تو نماز چھوڑ دے اس لئے کہ ظاہر یہ ہے کہ وہ حیض کا خون ہو پھر جب ایک دن کے بعد بند ہوا تو احتمال ہے کہ استحاضہ کا خون تھا اور احتمال ہے کہ حیض ہو اس لئے اس ایک دن کی نماز قضا پڑھے قاعدہ کی رو سے۔ پھر چودہ روز کے بعد جو خون آیا تو معلوم ہوا کہ وہ پہلا خون حیض کا تھا اس لئے اس وقت تک کی نمازیں بیکار گئیں جن میں تین دن کی معاف ہو گئیں اور ان تین دن سے زائد کی قضا کرے۔ پھر دیکھنا چاہئے کہ ان تین دن کے بعد اس نے غسل کیا تھا یا نہیں اگر غسل کر کے نمازیں پڑھی تھیں تب تو ان تیرہ دنوں کی نمازیں سب درست ہو گئیں اور اگر غسل نہیں کیا تھا تو باقی تیرہ دن کی نمازیں قضا پڑھے اور اب جو خون دیکھا تو اس میں نماز نہ چھوڑے غسل کر کے نماز پڑھے۔ اگر غسل پہلے نہ کیا ہو۔ اور اب وہ مستحاضہ شمار ہو گی ۱۲۔

باب بست وششم حیض کے احکام کا بیان

مسئلہ۱ حیض[۱] کے زمانہ میں نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا درست نہیں۔ اتنا فرق ہے کہ نماز تو بالکل معاف ہو جاتی ہے پاک ہونے کے بعد بھی اس کی قضا واجب نہیں ہوتی لیکن روزہ معاف نہیں ہوتا پاک ہونے کے بعد قضا رکھنی پڑے گی۔

مسئلہ۲ اگر فرض[۲] نماز پڑھتے میں حیض آگیا تو وہ نماز بھی[(۱)] معاف ہو گئی۔ پاک ہونے کے بعد اس کی قضا نہ پڑھے اور اگر نفل یا سنت میں حیض آگیا تو اس کی قضا پڑھنا پڑے گی۔ اور اگر آدھے روزہ کے بعد حیض آیا تو وہ روزہ ٹوٹ گیا جب پاک ہو تو قضا رکھے۔ اگر نفل روزہ میں حیض آجاوے تو اس کی بھی قضا رکھے۔

مسئلہ۳ اگر[۳] نماز کے اخیر وقت میں حیض آیا اور ابھی نماز نہیں پڑھی ہے تب بھی معاف ہو گئی۔

مسئلہ۴ حیض[۴] کے[(۲)] زمانہ میں مرد کے پاس رہنا یعنی صحبت کرنا درست نہیں۔ اور صحبت کے سوا اور سب باتیں درست ہیں۔ (جن میں عورت کے ناف سے لے کر گھٹنے تک کا جسم مرد کے کسی عضو سے مس نہ ہو) یعنی ساتھ کھانا پینا لیٹنا وغیرہ درست ہے۔

مسئلہ۵ کسی[۵] کی عادت پانچ دن کی یا نو دن کی تھی سو جتنے دن کی عادت تھی اتنے ہی دن خون آیا پھر بند ہو گیا تو جب تک نہانہ لیوے تب تک صحبت کرنا درست نہیں اگر غسل نہ کرے تو جب ایک نماز کا وقت گذر جائے[(۳)] کہ ایک نماز کی قضا اس کے ذمہ واجب ہو جاوے تب صحبت درست ہے اس سے پہلے درست نہیں۔

مسئلہ۶ اگر[۶] عادت پانچ دن کی تھی اور خون چار ہی دن آ کے بند ہو گیا تو نہا کے نماز پڑھنا واجب ہے لیکن جب تک پانچ دن پورے نہ ہو لیں تب تک صحبت کرنا درست نہیں ہے کہ شاید پھر خون آجاوے۔

مسئلہ۷ اور[۷] اگر پورے دس دن رات حیض آیا تو جب سے خون بند ہو جاوے اسی وقت سے صحبت کرنا درست ہے چاہے نہا چکی ہو یا ابھی نہ نہائی ہو۔

مسئلہ۸ اگر[۸] ایک یا دو ۲ دن خون آکر بند ہو گیا تو نہانا واجب نہیں وضو کر کے نماز پڑھے لیکن ابھی صحبت کرنا درست نہیں اگر پندرہ دن گذرنے سے پہلے خون آجاویگا تو اب معلوم ہو گا کہ وہ حیض کا زمانہ تھا۔ حساب سے جتنے دن حیض کے ہوں ان کو حیض سمجھے اور اب غسل کر کے نماز پڑھے اور اگر پورے پندرہ دن بیچ میں گذر گئے اور خون نہیں آیا تو معلوم ہوا کہ وہ استحاضہ تھا سو ایک دن یا دو دن خون آنے کی وجہ سے جو نمازیں نہیں پڑھیں اب ان کی قضا پڑھنا چاہئے۔

مسئلہ۹ تین[۹] دن حیض آنے کی عادت ہے لیکن کسی مہینے میں ایسا ہوا کہ تین دن پورے ہو چکے اور ابھی خون بند نہیں ہوا تو ابھی غسل نہ کرے نہ نماز پڑھے اگر پورے دس دن رات پر یا اس سے کم میں خون بند ہو جاوے تو ان سب دنوں کی نمازیں معاف ہیں۔ کچھ قضا نہ پڑھنا پڑے گی

۱: والحیض یسقط عن الحائض الصلوٰۃ ویحرم علیہا الصوم وتقضی الصوم ولا تقضی الصلوٰۃ ۱۲ شرح البدایہ ج ۱ ص ۶۳۔

۳،۲: ولو شرعت تطوعا فی الصلوٰۃ والصوم قضتہما اما الفرض ففی الصوم تقضیہ دون الصلوٰۃ وان مضی من الوقت مایمکن اداؤھا فیہ لان العبرۃ عندنا لا خر الوقت ۱۲ رد المحتار ج ۱ ص ۳۰۰۔

۴: ویحرم بالحیض والنفاس الجماع والا ستمتاع بما تحت السرۃ الی الرکبۃ ۱۲ مراقی الفلاح قلت ھذا الحکم فی مباشرۃ الرجل لہا واما مباشر تہا لہ ففیہا ترددو تفصیلہ فی رد المحتار ج ۱ ص ۳۰۱ وحقق المسئلۃ ایضا المولوی حبیب احمد فی تصحیح الاغلاط فی ضمیمۃ ھذا الجزء ص۴۳،۴۴ بما لا مزید علیہ فلیر جع الیہ من شاء ۱۲ ف۔

۵: واذا نقطع دم الحیض لاقل من عشرۃ ایام لم تحل وطیہا حتی تغتسل ولولم تغتسل ومضی علیہا ادنی وقت الصلوٰۃ بقدر ان تقدر علی الا غتسال و التحریمۃ حل وطیہا ۱۲ شرح البدایہ ج ۱ ص ۶۴۔

۶: ولو انقطع دمہادون عادتہایکرہ قربانہاوان اغتسلت حتی تمضی عادتہاوعلیہاان تصلی وتصوم للاحتیاط ۱۲ فتاوی ھندیہ ج ۱ ص ۲۴۔

۷: وان انقطع الدم لعشرۃ ایام حل وطیہا قبل الغسل ۱۲ شرح البدایہ ج ۱ ص ۶۴۔

۸: مسئلہ نمبر ۶ باب ہذا دیکھو اور حاشیہ مسئلہ نمبر ۲، نمبر ۱۳، نمبر ۱۴ باب حیض اور استحاضہ کے بیان میں ص ۴۹، ۵۰ پر دیکھو۔

۹: فاذا رأت بین طہرین دمالا علی عادتہا بالزیادۃ او النقصان او بالتقدم او التاخراو بہما معا انتقلت العادۃ الی ایام دمہا حقیقیا کان الدم او حکمیا ھذا اذا لم یجاوز العشرۃ وان جاوز قمعر وفتہا حیض وما رأت علی غیر ھا استحاضۃ فلا تنتقل العادۃ ۱۲ فتاوی ھندیہ ج ۱ ص ۲۴ و در ج ۱ ص ۲۹۳۔

(۱) اب اس نماز سے ہٹ جاوے اور ادا نہ کرے ۱۲۔

(۲) عورت کو مرد کی ناف سے گھٹنے تک بدن کو بھی دیکھنا اس کو ہاتھ لگانا اور اس کا بوسہ لینا وغیرہ جائز ہے لیکن یہ جائز نہیں کہ عورت کا بدن ناف سے گھٹنے تک مرد کے کسی عضو سے مس کرے ۱۲۔ (۳) اس کا بیان آگے آتا ہے ۱۲۔

اور یوں کہیں گے کہ عادت بدل گئی اس لئے یہ سب دن حیض کے ہوں گے اور اگر گیارہویں دن بھی خون آیا تو اب معلوم ہوا کہ حیض کے فقط تین ہی دن تھے یہ سب استحاضہ ہے۔ پس گیارہویں دن نہاوے اور سات دن کی نمازیں قضا پڑھے اور اب نمازیں نہ چھوڑے۔

مسئلہ۱۰ اگر[۱] دس دن سے کم حیض آیا اور ایسے وقت خون بند ہوا کہ نماز کا وقت بالکل تنگ ہے کہ جلدی اور پھرتی سے نہا دھو ڈالے[(۱)] تو نہانے کے بعد بالکل ذرا سا وقت بچے گا جس میں صرف ایک دفعہ اللّٰہ اکبر کہہ کے نیت باندھ سکتی ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں پڑھ سکتی تب بھی اس وقت کی نماز واجب ہو جاوے گی اور قضا پڑھنی پڑے[(۲)] گی اور اگر اس سے بھی کم وقت ہو تو نماز معاف ہے اس کی قضا پڑھنا واجب نہیں۔

مسئلہ۱۱ اور[۲] اگر پورے دس دن رات حیض آیا اور ایسے وقت بند ہوا کہ بالکل ذرا سا بس اتنا وقت ہے کہ ایک دفعہ اللّٰہ اکبر کہہ سکتی ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں کہہ سکتی اور نہانے کی بھی گنجائش نہیں تو بھی نماز واجب ہو جاتی ہے اس کی قضا پڑھنا چاہئے۔

مسئلہ۱۲ اگر[۳] رمضان شریف میں دن کو پاک ہوئی تو اب پاک ہونے کے بعد کچھ کھانا پینا درست نہیں ہے۔ شام تک روزہ داروں کی طرح سے رہنا واجب ہے لیکن یہ دن روزہ میں محسوب نہ ہوگا بلکہ اس کی بھی قضا رکھنی پڑے گی۔

مسئلہ۱۳ اور[۴] اگر رات کو پاک ہوئی اور پورے دس دن رات حیض آیا ہے تو اگر اتنی ذرا سی رات باقی ہو جس میں ایک دفعہ اللّٰہ اکبر بھی نہ کہہ سکے تب بھی صبح کا روزہ واجب ہے اور اگر دس دن سے کم حیض آیا ہے تو اگر اتنی رات باقی ہو کہ پھرتی سے غسل تو کرے گی لیکن غسل کے بعد ایک دفعہ بھی اللّٰہ اکبر نہ کہہ پاوے گی تو بھی صبح کا روزہ واجب ہے اگر اتنی رات تو تھی لیکن غسل نہیں کیا تو روزہ نہ توڑے بلکہ روزہ کی نیت کرلے اور صبح کو نہالیوے اور جو اس سے بھی کم رات ہو یعنی غسل بھی نہ کر سکے تو صبح کا روزہ جائز نہیں ہے۔ لیکن دن کو کچھ کھانا پینا بھی درست نہیں بلکہ سارا دن روزہ داروں کی طرح رہے پھر اس کی قضا رکھے۔

مسئلہ۱۴ جب[۵] خون سوراخ سے باہر کی کھال میں نکل آوے تب سے حیض شروع ہو جاتا ہے۔ اس کھال سے باہر چاہے نکلے یا نہ نکلے اس کا کچھ اعتبار نہیں ہے تو اگر کوئی سوراخ کے اندر روئی وغیرہ رکھ لیوے جس سے خون باہر نہ نکلنے پاوے تو جب تک سوراخ کے اندر ہی اندر خون رہے اور باہر والی روئی وغیرہ پر خون کا دھبہ نہ آئے تب تک حیض کا حکم نہ لگاویں گے۔ جب خون کا دھبہ باہر والی کھال میں آجاوے یا روئی وغیرہ کھینچ کر باہر نکال لے تب سے حیض کا حساب ہوگا۔

مسئلہ۱۵ پاک[۶] عورت نے رات کو فرج داخل[(۳)] میں گدی رکھ لی تھی۔ جب صبح ہوئی تو اس پر خون کا دھبہ دیکھا تو جس وقت[(۴)] سے دھبہ دیکھا ہے اسی وقت سے حیض کا حکم لگاویں گے۔

۱: ولو انقطع العشرة فتقضے الصلوة ان بقی قدر التحریمة فقط والحاصل ان زمن الغسل من الحیض لو انقطع لا قله لا نها انما تطهر بعد الغسل فاذا ادرکت من اخر الوقت قدر مایسع الغسل فقط لم یجب علیها قضاء تلك الصلوة لأ نها لم تخرج من الحیض فی الوقت بخلاف ما اذا کان یسع التحریمة ایضالان التحریمة من الطهر فیجب القضاء ایضا و اما اذا انقطع لا کثره فانها تخرج من الحیض بمجرد ذلك فیکون زمن الغسل من الطهر والا لزم ان تزید مدة الحیض علی العشرة فاذا ادرکت من اخر الوقت قدر التحریمة وجب القضاء و ان لم تتمکن من الغسل لا نها ادرکت بعد الخروج من الحیض جزء من الوقت ۱۲ رد المحتار ص ۳۰۶ ج ۱۔

۲: دیکھو حاشیہ مسئلہ نمبر ۱۰ باب ھذا ۱۲۔ ۳: قدم المسافر او طهرت الحائض فی النهار امسکا بقیة یومها ۱۲ شرح الهدایہ ص ۲۰۷ ج ۱۔

٤: وهل تعتبر التحریمة فی الصوم الا صح لاوهی من الطهر مطلقا وکذا الغسل لولا کثره والافمن الحیض ان بقی قدر الغسل والتحریمة ولو لعشرة فقدر التحریمة فقط ۱۲ شرح التنویر ص ۳۰۵ ج ۱۔

٥: قوله وركنه بروز الدم من الرحم ای ظهوره منه الی خارج الفرج الداخل فلو نزل الی الفرج الداخل فلیس بحیض فی ظاهر الروایة وبه یفتی ۱۲ رد المحتار ص ۲۹۲ ج ۱۔

٦: کما ینقض لو احشا احلیله بقطنة وابتل الطرف الظاهر کذا الحکم فی الدبرو الفرج الداخل وان ابتل الطرف الداخل لا ۱۲ شرح التنویر ج ۱ ص ۱٥٤ باب نواقض الوضوء فقس علی هذا دم الحیض ۱۲ ف۔

(۱) یہاں اس قدر وقت مراد ہے جس میں غسل کے فرائض ادا کر سکے ۱۲۔

(۲) اگر غسل کرنے کے بعد اللہ اکبر کہنے اور نیت کا وقت باقی ہو تو نیت باندھ کر نماز شروع کردے اور اگرچہ بعد نیت باندھنے کے وہ وقت نکل بھی جاوے تو بھی نماز پوری کرلے لیکن صبح کے وقت میں اگر نیت باندھنے کے بعد سورج نکل آوے تو وہ نماز ٹوٹ گئی پھر سے قضا کرے ۱۲۔

(۳) فرج داخل کی قید اس مرتبہ اضافہ ہوئی ۱۲ شبیر علی۔

(٤) لو نامت طاهرة وقامت حائضة حکم بحیضها قد قامت وبعکسه قد قامت احتیاطا ۱۲ شرح التنویر ص ۳۰ ج ۱۔

باب بست و ہفتم — استحاضہ کے احکام کا بیان

مسئلہ۱ استحاضہ[۱] کا حکم ایسا ہے جیسے کسی کے نکسیر پھوٹے اور بند نہ ہو۔ ایسی عورت نماز بھی پڑھے روزہ بھی رکھے قضانہ کرنا چاہئے اور اس سے صحبت کرنا بھی درست ہے نوٹ۔ استحاضہ کے احکام بالکل معذور کے احکام کی طرح ہیں جو حصہ اول ص ۵۱ میں بیان ہو چکے ہیں۔

باب بست و ہشتم — نفاس کا بیان

مسئلہ۱ بچہ[۲] پیدا ہونے کے بعد آگے کی راہ سے جو خون آتا ہے اسکو نفاس کہتے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ نفاس کے چالیس دن ہیں اور کم کی کوئی حد نہیں۔ اگر کسی کو ایک آدھ گھڑی آ کر خون بند ہو جاوے تو وہ بھی نفاس ہے۔

مسئلہ۲ اگر[۳] بچہ پیدا ہونے کے بعد کسی کو بالکل خون نہ آوے تب بھی جننے کے بعد نہانا واجب ہے۔

مسئلہ۳ آدھے[۴] سے زیادہ بچہ نکل آیا لیکن ابھی پورا(۱) نہیں نکلا۔ اس وقت جو خون آوے وہ بھی نفاس ہے اور اگر آدھے سے کم نکلا تھا اس وقت خون آیا تو وہ استحاضہ ہے اگر ہوش[۵] و حواس باقی ہوں تو اس وقت بھی نماز پڑھے نہیں تو گنہگار ہوگی۔ نہ ہو سکے تو اشارہ ہی سے پڑھے قضانہ کرے۔ لیکن اگر نماز پڑھنے سے بچہ کے ضائع ہو جانے کا ڈر ہو تو نماز نہ پڑھے۔

مسئلہ۴ کسی[۶] کا حمل گر گیا تو اگر بچہ کا ایک آدھ عضو بن گیا ہو تو گرنے کے بعد جو خون آوے گا وہ بھی نفاس ہے اور اگر بالکل نہیں بنا بس گوشت(۲) ہی گوشت ہے تو یہ نفاس نہیں پس اگر وہ خون حیض بن سکے تو حیض ہے اور اگر حیض بھی نہ بن سکے مثلاً تین دن سے کم آوے یا پاکی کا زمانہ ابھی پورے پندرہ دن نہیں ہوا تو وہ استحاضہ ہے۔

مسئلہ۵ اگر[۷] خون چالیس دن سے بڑھ گیا تو اگر پہلے پہل ہی بچہ ہوا تو چالیس دن نفاس کے ہیں اور جتنا زیادہ[۸] آیا ہے وہ استحاضہ ہے پس چالیس دن کے بعد نہا ڈالے اور نماز پڑھنا شروع کرے خون بند ہونے کا انتظار نہ کرے اور اگر یہ پہلا بچہ نہیں بلکہ اس سے پہلے جن چکی ہے اور اس کی عادت معلوم ہے کہ اتنے دن نفاس آتا ہے تو جتنے دن نفاس کی عادت(۳) ہو اتنے دن نفاس کے ہیں اور جو اس سے زیادہ ہے وہ استحاضہ ہے۔

مسئلہ۶ کسی[۹] کی عادت تیس دن نفاس آنے کی ہے لیکن تیس دن گذر گئے اور ابھی خون بند نہیں ہوا تو ابھی نہ نہاوے۔ اگر پورے چالیس دن پر خون بند ہو گیا تو یہ سب نفاس ہے اور اگر چالیس دن سے زیادہ ہو جاوے تو فقط تیس دن نفاس کے ہیں اور باقی سب استحاضہ ہے اس لئے اب فوراً غسل کر ڈالے اور اس دن کی نمازیں قضا پڑھے۔

مسئلہ۷ اگر[۱۰] چالیس دن سے پہلے خون نفاس کا بند ہو جاوے تو فوراً غسل کر کے نماز پڑھنا شروع کرے اور اگر غسل نقصان کرے تو تیمم کر کے نماز

۱: ودم استحاضة حكمه كرعاف دائم لا يمنع صوما وصلوٰة وجماعا ۱۲ شرح التنوير ج ۱ ص ۳۰۷۔
۲: والنفاس هو الدم الخارج عقب الولادة او خروج اكثر الولد اكثره اربعون يوما ولا حد لاقله ۱۲ مراقی ص ۷۵۔
۳: فلو لم تره (ای دما) هل تكون نفساء المعتمد نعم ۱۲ شرح التنوير ص ۳۰۸ ج ۱۔
۴: لو خرج اكثر الولد تكون نفساء والا فلا ۱۲ فتاویٰ هندیه ص ۲۳ ج ۱۔
۵: فتوضاء ان قدرت او تيمم و تومی بصلوٰة ولا توخر ۱۲ شرح التنوير ص ۳۰۸ ج ۱۔
۶: والسقط ان ظهر بعض خلقه من اصبع او ظفر او شعر ولد فتصير به نفساء وان لم يظهر شيئ من خلقه فلا نفاس لها وان امكن جعل المرئی حيضا يجعل حيضا والا فهو استحاضة ۱۲ فتاویٰ هندیه ص ۳۳ ج ۱۔
۷: والمرئی حيض ان دام ثلثا وتقدمه طهر تام والا استحاضة ۱۲ شرح التنوير ص ۳۱۲ ج ۱۔
۸: والزائد على اكثره استحاضة لو مبتداة اما المعتادة فترد لعادتها ۱۲ شرح التنوير ص ۳۰۹ ج ۱۔
۹: الاصل فيه ان المخالفة للعادة ان كانت فی النفاس فان جاوز الدم الاربعين فالعادة باقية ترد اليها والباقی استحاضة وان لم يجاوز انتقلت العادة الی ما راته والكل نفاس ۱۲ رد المحتار ص ۳۱۰ ج ۱۔
۱۰: عن انس انه صلی الله عليه وسلم وقت للنفساء اربعين يوما الا ان ترى الطهر قبل ذلك ۱۲ رد المحتار ص ۳۰۹ ج ۱۔
(۱) اور اگر آدھا نکل آیا تب بھی یہی حکم ہے وہ خون نفاس ہوگا ۱۲۔ (۲) گوشت ہونے کی قید بطور مثال کے ہے احترازی نہیں ہے ۱۲ تصحیح الاغلاط۔
(۳) مگر یہ بات چالیس روز گذرنے کے بعد معلوم ہوگی ۱۲

شروع کرے ہرگز کوئی نماز قضا نہ ہونے دے۔

مسئلہ ۸ نفاس میں بھی نماز بالکل معاف ہے اور روزہ معاف نہیں بلکہ اس کی قضا رکھنا چاہئے اور روزہ و نماز اور صحبت کرنے کے یہاں بھی وہی مسئلے ہیں جو اوپر[1] بیان ہو چکے ہیں۔

مسئلہ ۹ اگر چھ مہینے کے اندر اندر آگے پیچھے دو بچے ہوں تو نفاس کی مدت پہلے بچہ سے لی جائیگی۔ اگر دوسرا بچہ[2] دس بیس دن یا دو ۲ ایک مہینے کے بعد ہوا تو دوسرے بچہ سے نفاس کا حساب نہ کریں گے۔

باب بست و نہم — نفاس اور حیض وغیرہ کے احکام کا بیان

مسئلہ ۱ جو[3] عورت حیض سے ہو یا نفاس سے ہو اور جس پر نہانا واجب ہو اس کو مسجد میں جانا اور کعبہ شریف کا طواف کرنا اور کلام مجید کا پڑھنا اور کلام مجید کا چھونا درست نہیں۔ البتہ اگر کلام مجید جزدان میں یا رومال میں لپٹا ہو یا اس پر کپڑے وغیرہ کی چولی چڑھی ہوئی ہو اور جلد کے ساتھ سلی ہوئی نہ ہو بلکہ الگ ہو کہ اتارنے سے اتر سکے تو اس حال میں قرآن مجید کا چھونا اور اٹھانا درست ہے۔

مسئلہ ۲ جس[4] کا وضو نہ ہو اس کو بھی کلام مجید کا چھونا درست نہیں البتہ زبانی پڑھنا درست ہے۔

مسئلہ ۳ جس[5] روپیہ یا پیسہ میں یا طشتری میں یا تعویذ میں یا اور کسی چیز میں قرآن شریف کی کوئی آیت لکھی ہو اس کو بھی چھونا ان لوگوں کے لئے درست نہیں البتہ اگر کسی تھیلی میں یا برتن وغیرہ میں رکھے ہوں تو اس تھیلی اور برتن کو چھونا اور اٹھانا درست ہے۔

مسئلہ ۴ کرتے[6] کے دامن اور دوپٹہ کے آنچل سے بھی قرآن مجید کو پکڑنا اور اٹھانا درست نہیں البتہ اگر بدن سے الگ کوئی کپڑا ہو جیسے رومال وغیرہ اس سے پکڑ کے اٹھانا جائز ہے۔

مسئلہ ۵ اگر[7] پوری آیت نہ پڑھے بلکہ آیت کا ذرا سا لفظ یا آدھی آیت پڑھے تو درست ہے لیکن وہ آدھی آیت اتنی بڑی نہ ہو کہ کسی چھوٹی سی آیت کے برابر ہو جاوے۔

مسئلہ ۶ اگر[8] الحمد کی پوری سورت دعا کی نیت سے پڑھے یا اور دعائیں جو قرآن میں آئی ہیں ان کو دعا کی نیت سے پڑھے تلاوت کے ارادہ سے نہ پڑھے تو درست ہے اس میں کچھ گناہ نہیں ہے۔ جیسے یہ دعا رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ اور یہ دعا رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَّسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا آخر تک جو سورہ بقر کے آخر میں لکھی ہے یا اور کوئی دعا جو قرآن شریف میں آئی ہو دعا کی نیت سے سب کا پڑھنا درست ہے۔

مسئلہ ۷ دعائے[9] قنوت کا پڑھنا بھی درست ہے۔

۱: وحكمه (اى النفاس) كالحيض فى كل شئى الا فى سبعة ١٢ شرح التنوير ص ٣٠٨ ج ١ ـ

۲: والنفاس لام توأمين من الاول هما ولدان بينهما دون نصف حول و كذا الثلاثة ولو بين الاول والثالث اكثر منه فى الاصح ١٢ شرح التنوير ص ٣١٠ ج ١ ـ

۳: دیکھو حاشیہ نمبر ۱ نمبر ۲ ص۔

٥،٤: ولا تد خل (اى الحائض) المسجد و كذا الجنب ولا تطوف بالبيت ولا ياتيها زو جها وليس للحائض والجنب والنفساء قراءة القران وليس لهم مس المصحف الا بغلافه ولا اخذ درهم فيه سورة من القران و كذا المحدث لا يمس المصحف الا بغلافه وغلافه مايكون متجافيا عنه دون ماهو متصل به كالجلد المشرز ١٢ شرح البدايه ص ٦٨ ج ١ ـ

٦: ويكره منه بالكم هو الصحيح كذا فى الهدايه ص ٦٤ ج ١ التقييد بالكم اتفاقى فانه لا يجوز مسه بغير الكم ايضا من بعض ثياب البدن ١٢ رد المحتار ص ٣٠٣ ج ١ ـ

۷: حاشیہ مسئلہ نمبر ۱ باب ہذا دیکھو ۱۲۔

٨: فلو قراءت الفاتحة على وجه الدعاء اوشيئا من الا يات التى فيها معنى الدعاء ولم ترد القراءة لاباس به ١٢ رد المحتار ص ٣٠٢ ـ

٩: ولا يكره قراءة القنوت فى ظاهر الرواية و عليه الفتوى ١٢ فتاوىٰ هنديه ص ٢٤ ج ١ ـ

(۱) یعنی حیض کے احکام میں ۱۲

(۲) یہ مثال ہے اصل مسئلہ کی توضیح کیلئے ۱۲ تصحیح الاغلاط۔

مسئلہ۸ اگر[1] کوئی عورت لڑکیوں کو قرآن شریف پڑھاتی ہو تو ایسی حالت میں ہجے لگوانا درست ہے اور رواں پڑھاتے وقت پوری آیت نہ پڑھے بلکہ ایک ایک دو دو لفظ کے بعد سانس توڑ دے اور کاٹ کاٹ کر کے آیت کا رواں کہلاوے۔

مسئلہ۹ کلمہ[2] اور درود شریف پڑھنا اور خدا تعالیٰ کا نام لینا استغفار پڑھنا اور کوئی وظیفہ پڑھنا جیسے **لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ** پڑھنا منع نہیں ہے یہ سب درست ہے۔

مسئلہ۱۰ حیض[3] کے زمانہ میں مستحب ہے کہ نماز کے وقت وضو کر کے کسی پاک جگہ تھوڑی دیر بیٹھ کر اللہ اللہ کر لیا کرے تاکہ نماز کی عادت چھوٹ نہ جاوے اور پاک ہونے کے بعد نماز سے جی گھبراوے نہیں۔

مسئلہ۱۱ کسی[4] کو نہانے کی ضرورت تھی اور ابھی نہانے نہ پائی تھی کہ حیض آ گیا تو اب اس پر نہانا واجب نہیں بلکہ جب حیض سے پاک ہو تب نہاوے ایک ہی غسل دونوں باتوں کی طرف سے ہو جاوے گا۔

باب سی ام
نجاست کے پاک کرنے کا بیان

مسئلہ۱[5] بدن میں یا کپڑے میں منی لگ کر سوکھ گئی تو کھرچ کر خوب مل ڈالنے سے پاک ہو جاویگا اور اگر ابھی سوکھی نہ ہو تو فقط دھونے سے پاک ہوگا۔ لیکن اگر کسی نے پیشاب کر کے استنجا نہیں کیا تھا ایسے وقت منی نکلی تو وہ ملنے سے پاک نہ ہوگی اسکو دھونا چاہئے۔

باب سی و یکم
نماز کا بیان

مسئلہ۱ کسی[6] کے لڑکا پیدا ہو رہا ہے لیکن ابھی سب نہیں نکلا کچھ باہر نکلا ہے (۱) اور کچھ نہیں نکلا ایسے وقت بھی اگر ہوش وحواس باقی ہوں تو نماز پڑھنا فرض ہے قضا کر دینا درست نہیں البتہ اگر نماز پڑھنے سے بچہ کی جان کا خوف ہو تو نماز قضا کر دینا درست ہے اس طرح دائی جنائی کو اگر یہ خوف ہو کہ اگر میں نماز پڑھنے لگوں گی تو بچہ کو صدمہ پہنچے گا تو ایسے وقت دائی کو بھی نماز کا قضا کر دینا درست ہے لیکن ان سب کو پھر جلدی قضا پڑھ (۲) لینا چاہئے۔

باب سی و دوم
جوان ہونے کا بیان

مسئلہ۱ جب[7] کسی لڑکی کو حیض آ گیا یا ابھی تک کوئی حیض تو نہیں آیا لیکن اس کے پیٹ رہ گیا یا پیٹ بھی نہیں رہا لیکن خواب میں مرد سے صحبت

۱: واذا حاضت معلمة فينبغي لها ان تعلم الصبيان كلمة كلمة وتقطع بين الكلمتين ولا يكره لها التهجى بالقران ۱۲ فتاوی ھندیہ ص ۲۴ ج۱۔
۲: ولا بأس لحائض وجنب بقراءة ادعية ومسهاوحملها وذكر الله تعالىٰ والتسبيح ۱۲ شرح التنوير ص۳۰۲ ج ۱۔
۳: ويستحب للحائض اذا دخل وقت الصلوة ان تتو ضاء و تجلس عند مسجد بيتها قدر مايمكنها اداء الصلوة لو كانت طاهرة ۱۲ فتاوىٰ هنديه ص ۲۳ ج ۱۔
٤: اذا اجنبت المراة ثم ادر كها الحيض فان شاء ت اغتسلت وان شاء ت اخرت حتى تطهر ۱۲ البحرالرائق ص ٦١ ج ۱ وقاضی خاں ج ۱ ص ۲۳۔
٥: المنى اذا اصاب الثوب فان كان رطباً يجب غسله و ان جف على الثوب ولو كان راس ذكره نجسا بالبول لا يطهر ۱۲ فتاوىٰ هنديه ص ۲۷ ج ۱ وشرح التنوير ص ۳۲۱ ج ۱۔
٦: قال الحصكفى فى الدر ج ۱ ص ۳۰۸ فتتوضا ان قدرت او تتيمم و تو مى بصلوة ولا تو خرو قال فى مراقى الفلاح على حاشية الطحطاوى ص ۲۰٤ اذا خافت القابلة موت الولداوتلف عضو منه اوا مه بتركها وجب عليها تا خيرا الصلوة عن وقتها وقطعها لو كانت فيها والا فلا باس بتا خيرها الصلوة وتقبل على الولد وقال الطحطاوى ومثلها(اى القابلة) الام فلا وجه لمن اوجب عليها الصلوة ولو تيمم ولو بحفر حفيرة تضع فيها راس المولود النازل لان الام اولى بالتا خير من القابلة ا ه فتامّل ۱۲ ۔
۷: والحارية بالاحتلام والحيض والحبل ولم يذكر الا نزال صريحاً لانه قلما يعلم منها فان لم يوجد فيها شئى فحتى يتم لكل منهما خمس عشرة سنة به يفتى ۱۲ شرح التنوير ج ۱ ص ۱٤۸ ۔

(۱) مطلب یہ ہے کہ آدھے سے کم نکلا کیونکہ اگر آدھے سے زیادہ نکل آیا تو وہ شرع سے نفاس والی ہوگئی اس سے نماز معاف ہوگئی۔ اسی طرح اگر آدھا نکل آیا تب بھی وہ نفاس والی ہوگئی ۱۲۔
(۲) یعنی دائی کو ضروری کاموں سے فارغ ہونے کے بعد اور جننے والی کو پاک ہونے کے بعد جلدی کرنی چاہیے ۱۲ تصحیح الاغلاط۔

کراتے دیکھا اور اس سے مزہ آیا اور منی (۱) نکل آئی۔ ان تینوں صورتوں میں وہ جوان ہو گئی۔ روزہ نماز وغیرہ شریعت کے سب حکم احکام اس پر لگائے جاویں گے اور اگر تینوں باتوں میں سے کوئی بات نہیں پائی گئی لیکن اس کی عمر پورے پندرہ ۱۵ برس کی ہو چکی ہے تب بھی وہ جوان سمجھی جاوے گی اور جو حکم جوان پر لگائے جاتے ہیں اب اس پر لگائے جاویں گے۔

مسئلہ۲ جوان[۱] ہونے کو شریعت میں بالغ ہونا کہتے ہیں۔ نو برس سے پہلے کوئی عورت جوان نہیں ہو سکتی۔ اگر اس کو خون بھی آوے تو وہ حیض نہیں بلکہ استحاضہ ہے جس کا حکم اوپر بیان ہو چکا ہے۔

باب سی و سوم کفنانے کا بیان

مسئلہ۱۲ اگر[۲] حمل گر جاوے تو اگر بچہ کے ہاتھ پاؤں منہ ناک وغیرہ عضو کچھ نہ بنے ہوں تو نہ نہلاوے اور نہ کفناوے کچھ بھی نہ کرے بلکہ کسی کپڑے میں لپیٹ کر ایک گڑھا کھود کر گاڑ دو اور اگر اس بچہ[۳] کے کچھ عضو بن گئے ہیں تو اس کا وہی حکم ہے جو مردہ بچہ پیدا ہونے کا ہے یعنی نام رکھا جاوے اور نہلا دیا جاوے لیکن قاعدہ کے موافق کفن نہ دیا جائے نہ نماز پڑھی جائے بلکہ کپڑے میں لپیٹ کر کے دفن کر دیا جاوے۔

مسئلہ۱۳ لڑکے[۴] کا فقط سر نکلا اس وقت وہ زندہ تھا پھر مر گیا تو اس کا وہی حکم ہے جو مردہ پیدا ہونے کا حکم ہے البتہ اگر زیادہ حصہ نکل آیا اس کے بعد مرا تو ایسا سمجھیں گے کہ زندہ پیدا ہوا۔ اگر سر کی طرف سے پیدا ہوا تو سینہ تک نکلنے سے سمجھیں گے کہ زیادہ حصہ نکل آیا۔ اور اگر الٹا پیدا ہوا تو ناف تک نکلنا چاہئے۔

☆ دوسرا حصہ بہشتی زیور کا تمام ہوا ☆

۱: وما تراه صغيرة دون تسع على المعتمد وايسة على ظاهر المذهب وحامل استحاضة ۱۲ شرح التنوير ص ۲۹۳ ج ۱۔

۲: والسقط يلف ولايكفن كالعضو من الميت ۱۲ شرح التنوير ص ۹۰۴ ج ۱ ۔

۳: واذا استبان بعض خلقه غسل وادرج فى خرقة ولم يصل عليه ۱۲ شرح التنوير ج ۱ ص ۹۲۸

٤: فلو خرج راسه وهو يصيح ثم مات لم يرث ولم يصل عليه مالم يخرج اكثر بدنه حيا وحدا لاكثر من قبل الرجل سرته ومن قبل الراس صدره ۱۲ رد المحتار ج ۱ ص ۹۲۷۔

(۱) اگر جاگتے میں منی شہوت سے بغیر صحبت نکل آوے جب بھی بالغ سمجھی جاوے گی۔

ضمیمۂ اولیٰ اصلی بہشتی زیور مسماۃ بہ بہشتی جوہر کا دوسرا حصہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نماز کی فضیلت کا بیان

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ یعنی بیشک نماز روک دیتی ہے بے حیائی اور گناہ سے غرض یہ ہے کہ نماز باقاعدہ پڑھنے سے ایسی برکت ہوتی ہے جس سے نمازی تمام گناہوں سے باز رہتا ہے۔ اگرچہ اور بھی بعض عبادتیں ایسی ہیں جن سے یہ برکت حاصل ہوتی ہے مگر نماز کو اس میں خاص دخل ہے اور نماز کو اس باب میں اعلیٰ درجہ کی تاثیر ہے۔ مگر یہ ضرور ہے کہ نماز سنت کے موافق عمدہ طور سے ادا کی جاوے۔ نمازی کے دل میں اللہ پاک کی عظمت پائی جاوے۔ ظاہر اور باطن سکون و عاجزی سے بھرا ہو۔ اِدھر اُدھر نہ دیکھے۔ جس درجہ نماز کو کامل ادا کرے گا، اسی درجہ کی برکت حاصل ہوگی۔ کوئی عبادت نماز سے زیادہ محبوب حق تعالیٰ کو نہیں ہے پس مسلمان کو ضرور ہے کہ ایسی عبادت جو تمام گناہوں سے روک دے اور دوزخ سے نجات دلادے اس کو نہایت التزام سے ادا کرے اور کبھی قضا نہ کرے۔ (۱) حضرت امام حسنؒ بصریؒ سے روایت ہے (حضرت امام حسن بصری بڑے درجہ کے عالم اور درویش ہیں اور صحابہ کے دیکھنے والے ہیں۔ حافظ محدث ذہبیؒ نے ان کے حالات میں ایک مستقل رسالہ لکھا ہے) کہ فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ نے کہ جس شخص نے ایسی نماز پڑھی کہ اس نماز نے اس نمازی کو بے حیائی کے (کاموں) اور گناہ (کی باتوں) سے نہ روکا تو وہ شخص اللہ تعالیٰ سے دوری کے سوا اور کسی بات میں نہ بڑھا۔ اس نماز کے سبب یعنی اس کو نماز کے سبب قرب خداوندی اور ثواب میسر نہ ہوگا۔ بلکہ اللہ میاں سے دوری بڑھے گی اور یہ سزا ہے اس بات کی کہ اس نے ایسی پیاری عبادت کی قدر نہ کی اور اس کا حق ادا نہ کیا۔ پس معلوم ہوا کہ نماز قبول ہونے کی کسوٹی اور پہچان یہ ہے کہ نمازی نماز پڑھنے کے سبب گناہوں سے باز رہے اور اگر کبھی اتفاق سے کوئی گناہ ہو جاوے تو فوراً توبہ کر لے۔ (۲) حضرت عبداللہؓ بن مسعود ﷺ (یہ بڑے درجہ کے صحابی اور بڑے عالم اور متقی ہیں) جناب رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ بیشک حال یہ ہے کہ اس نمازی کی نماز مقبول نہیں ہوتی (اور اس کو ثواب نہیں ملتا گو بعض صورتوں میں فرض سر سے اتر جاتا ہے اور کچھ ثواب بھی مل جاتا ہے) جو نماز کی تابعداری نہ کرے اور نماز کی تابعداری (کی پہچان یا اس کا اثر) یہ ہے کہ نماز نمازی کو بے حیائی (کے کاموں) اور گناہ (کی باتوں) سے روک دے۔ اھ اور (۳) حدیث میں ہے کہ ایک مرد جناب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ تحقیق فلاں شخص رات کو نماز پڑھتا ہے (یعنی شب بیدار اور عبادت گذار ہے) پھر جب صبح ہوتی ہے تو چوری کرتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا بے شک عنقریب نماز اسکو اس کام سے روکدے گی جسے تو بیان کرتا ہے (یعنی چوری کرنا چھوڑ دیگا اور گناہ سے باز آوے گا) اخرجہ احمد و ابن حبان والبیھقی عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بلفظ قال (ای ابوھریرۃ) جاء رجل الی النبی ﷺ فقال ان فلانا یصلی اللیل فاذا اصبح سرق قال انہ سینھاہ ما تقول اوردہ الا مام السیوطی فی الدر المنثور۔ (۴) حضرت عبادۃ بن الصامت ﷺ (یہ صحابی ہیں) سے

۱: اخرج الا مام ابن جریر الطبری فی تفسیرہ عن الحسن قال قال رسول اللہ ﷺ من صلی صلوٰۃ لم تنھہ عن الفحشاء والمنکر لم یزد بھا من اللہ الا بعدا (سورہ عنکبوت) ۱۲۔

۲: اخرج الامام ابن جریر الطبری فی تفسیرہ عن ابن مسعود عن النبی ﷺ انہ قال لا صلوۃ لمن لم یطع الصلوۃ وطاعۃ الصلوٰۃ ان تنھی عن الفحشاء والمنکر (سورہ عنکبوت) ۱۲۔

روایت ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ نے جس وقت بندہ وضو کرتا ہے پس عمدہ وضو کرتا ہے (یعنی سنت کے موافق اچھی طرح وضو کرتا ہے) پھر نماز کے لئے کھڑا ہوتا ہے پس پورے طور پر نماز کا رکوع کرتا ہے اور پورے طور پر نماز کا سجدہ کرتا ہے اور پورے طور پر نماز میں قرآن پڑھتا ہے (یعنی رکوع، سجدہ، قرأت اچھی طرح ادا کرتا ہے) تو نماز کہتی ہے اللہ تعالیٰ تیری حفاظت کرے جیسی تو نے میرے حفاظت کی (یعنی میرا حق ادا کیا مجھے ضائع نہ کیا) پھر وہ نماز آسمان کی طرف چڑھائی جاتی ہے اس حال میں کہ اس میں چمک اور روشنی ہوتی ہے اور اس کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں (تاکہ اندر پہنچ جاوے اور مقبول ہو جائے) اور جب کہ بندہ اچھی طرح وضو نہیں کرتا اور رکوع اور سجدہ اور قرأت اچھی طرح ادا نہیں کرتا تو وہ (نماز) کہتی ہے خدا تجھے ضائع کرے جیسا کہ تو نے مجھے ضائع کیا۔ پھر وہ آسمان کی طرف چڑھائی جاتی ہے اس حال میں کہ اس پر اندھیرا ہوتا ہے اور دروازے آسمان کے بند کر دیئے جاتے ہیں (تاکہ وہاں نہ پہنچے اور مقبول نہ ہو) پھر لپیٹ دی جاتی ہے جیسے کہ پرانا کپڑا جو بیکار ہوتے ہی لپیٹ دیا جاتا ہے۔ پھر وہ نمازی کے منہ پر ماری جاتی ہے[1] (یعنی قبول نہیں ہوتی اور اس کا ثواب نہیں ملتا)۔ (۵) حضرت عبداللہ بن مغفل (صحابی) سے روایت ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ نے چوروں میں بڑا چور وہ ہے جو اپنی نماز چراتا ہے۔ عرض کیا گیا یا رسول اللہ کس طرح اپنی نماز چراتا ہے فرمایا پورے طور سے اس کا رکوع اور اس کا سجدہ نہیں ادا کرتا۔ اور بخیلوں میں بڑا بخیل وہ شخص ہے جو سلام سے بخل کرے (رواه الطبرانی فی الثلثة ورجاله ثقات كذا في مجمع الزوائد) غرض یہ ہے کہ نماز جیسی سہل اور عمدہ عبادت کا حق ادا نہ کرنا بڑی چوری ہے جس کا گناہ بھی بہت بڑا ہے۔ مسلمانوں کو غیرت چاہئے کہ نماز پورے طور ادا نہ کرنے سے ان کو ایسا برا خطاب دیا گیا۔ (۶) حضرت انس بن مالک ﷺ (یہ صحابی ہیں) جن کا ذکر ضمیمہ حصہ اول میں گذر چکا ہے ان سے روایت ہے کہ باہر تشریف لائے جناب رسول اللہ ﷺ پس دیکھا ایک مرد کو مسجد میں کہ اپنا رکوع اور اپنا سجدہ پورے طور سے ادا نہیں کرتا۔ سو فرمایا رسول اللہ ﷺ نے نہیں قبول کی جاتی نماز اس مرد کی جو پورے طور پر اپنا رکوع اور سجدہ نہیں ادا کرتا۔ (رواه الطبرانی فی الاوسط والصغير وفيه ابراهيم بن عباد الكرمانی ولم احد من ذكره كذافی مجمع الزوائد)۔ (۷) حضرت ابوہریرہ ﷺ یہ بڑے درجہ کے عالم اور بڑے عبادت گذار اور بڑے ذکر کرنے والے اور صحابی ہیں۔ صحابہ میں حضرت ابن عمرو بن العاص ﷺ ان سے زیادہ حدیث کے جاننے والے تھے اور کوئی صحابی ابوہریرہ ﷺ سے زیادہ حدیث کا جاننے والا نہ تھا۔ ان کا نام عبدالرحمٰن ہے ابوہریرہ کنیت[2] ہے اور ابتدائے حال میں یہ تنگدست تھے یہاں تک کہ فاقوں اور بھوک کی تکلیف بھی اٹھائی۔ ان کے اسلام لانے کا قصہ طویل ہے۔ ابتداء میں باوجود ضرورت کے بوجہ تنگدستی کے نکاح بھی نہ کر سکے۔ پھر بعد وفات نبی ﷺ کے ان کی دنیاوی حالت درست ہوگئی اور مال میں ترقی ہوئی اور مدینہ منورہ کے حاکم مقرر کئے گئے۔ حاکم ہونے کی حالت میں لکڑیوں کا گٹھا لے کر بازار میں گذرتے تھے اور فرماتے تھے کہ راستہ کشادہ کر دو حاکم کے لئے۔ یعنی میرے نکلنے کے لئے راستہ چھوڑ دو۔ دیکھو باوجود اتنے بڑے عہدہ دار ہونے کے اپنا کام اور وہ بھی اس طرح کہ معمولی عزت دار آدمی اس طرح کام کرنے سے اپنی ذلت سمجھتا ہے۔ خود کرتے تھے اور ذرا بڑائی کا خیال نہ تھا کہ میں کلکٹر ہوں کسی ماتحت یا نوکر سے یہ کام لے لوں۔ یہ طریقہ ہے ان حضرات کا جنہوں نے سالار انبیاء احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ سے تعلیم پائی تھی اور آپ کی صحبت اٹھائی تھی۔ آج ہر شخص اپنے کو ذرا سا رتبہ حاصل ہونے پر بہت بڑا سمجھنے لگتا ہے اور پھر دعویٰ اسلام اور دعویٰ محبت رسول مقبول ﷺ کرتا ہے۔ مگر حقیقت میں محبت رسول ﷺ اسی کو ہے جو آپ کے احکام کی تعمیل کرتا ہے اور آپ کی سنت کی ہر کام میں تابعداری کرتا ہے خوب کہا ہے

و كل يدعی وصلا بليلیٰ — و ليلیٰ لا تقر لهم بذاك

یعنی ہر شخص دعویٰ کرتا ہے کہ مجھے لیلے کا وصال ہوگیا۔ اور لیلیٰ اس بات کا ان لوگوں کے لئے اقرار نہیں کرتی۔ سو ان لوگوں کا دعویٰ کیسے صحیح ہو سکتا ہے۔ اسی طرح جو شخص اللہ ورسول ﷺ کی محبت کا مدعی ہو۔ اور حدیث وقرآن کے خلاف عمل کرے۔ اور اللہ ورسول

۱: رواه الطبرانی فی الكبير و البزار بنحوه وفيه الا حوص بن حكيم وثقه ابن المدينی والعجل وضعفه جماعة وبقية رجاله موثقون كذا فی مجمع الزوائد۔ ۱۲ منہ۔

۲: کنیت جو لقب ابن یا اب کے ساتھ ہو۔

ﷺ اسکے دعویٰ کی تکذیب[1] کریں تو اس کا دعویٰ کیسے صحیح ہو سکتا ہے۔ حدیث میں صاف مذکور ہے کہ طریق حق وہ ہے جس پر میں (یعنی رسول اللہ ﷺ) اور میرے صحابہ ﷺ ہیں۔ اس حدیث سے خوب واضح ہے کہ جو طریقہ خلاف طریق رسول ﷺ ہو وہ گمراہی ہے اور اس پر عمل کرنے والے سے رسول اللہ ﷺ سخت ناخوش ہیں اور حضرت ابو ہریرہ ﷺ فرماتے ہیں کہ میں نے پرورش پائی اس حال میں کہ میں یتیم تھا۔ اور میں نے ہجرت کی (مدینہ کو) اس حال میں کہ مسکین تھا اور میں غزوان کی بیٹی کا نوکر تھا۔ کھانے کی عوض اور اس شرط پر کہ کبھی سفر میں پیدل چلوں اور کبھی سوار ہولوں۔ میں ان کے اونٹ ہانکتا تھا شعر پڑھ کر (عرب میں اشعار پڑھ کر اونٹوں کو چلاتے ہیں جس سے اونٹ بسہولت چلے جاتے ہیں) اور میں لکڑیاں لاتا تھا ان کے (یعنی اپنے مالک کے گھر والوں کے) لئے جب وہ اترتے تھے (یعنی کہیں پڑاؤ ڈالتے تھے) پس شکر ہے اس اللہ کا جس نے دین کو مضبوط کیا۔ اور ابو ہریرہ ﷺ کو امام اور پیشوا بنایا۔ یعنی دین اسلام قبول کر کے یہ دولت حاصل ہوئی کہ امامت دین میسر ہوئی اور یہ خدا کی نعمت کا شکر ادا فرمایا۔ بطور تکبر اور فخر کے اپنے کو پیشوا نہیں کہا۔ اور خدا کی نعمت کا اظہار کرنے اور اسکا شکریہ ادا کرنے کو کہ جتنا درجہ انسان کو حاصل ہو اس کا ظاہر کرنا ثواب ہے اور باعتبار فخر و تکبر منع اور حرام ہے۔ اور حضرت ابو ہریرہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا کہ تم ان غنیمتوں[2] کے مال میں سے ہم سے کیوں نہیں مانگتے۔ پس میں نے عرض کیا میں آپ سے یہ مانگتا ہوں کہ آپ مجھے علم سکھلائیں اس علم میں سے جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو سکھلایا ہے۔ سو اتار لیا آپ نے اس کملی کو جو میری پشت پر تھی (یعنی میں اس کو اوڑھے ہوئے تھا) پھر اسے بچھایا میرے اور اپنے درمیان یہاں تک کہ گویا کہ تحقیق میں دیکھتا ہوں جوؤں کی طرف جو چلتی تھیں اس پر۔ پھر آپ نے مجھ سے کچھ کلمات فرمائے (تبرکا) یہاں تک کہ جب آپ وہ کلمات پورے فرما چکے تو فرمایا کہ اس کو اکٹھا کر لے سمیٹ لے پھر اس کو اپنے سینے سے لگا لے۔ ابو ہریرۃ ﷺ فرماتے ہیں کہ اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ میں ایسا ہو گیا کہ میں ایک حرف نہیں ساقط کرتا ہوں اس (علم) سے جو مجھ سے حضور ﷺ نے بیان فرمایا (یعنی حافظہ بہت عمدہ ہو گیا) اور حضرت ابو ہریرہ ﷺ فرماتے ہیں کہ میں اللہ تعالیٰ سے توبہ استغفار بارہ ہزار بار روز کرتا ہوں یعنی استغفر اللہ واتوب الیہ یا اس کی مثل کچھ اور الفاظ بارہ ہزار بار روز پڑھتے تھے۔ اور ان کے پاس ایک ڈورہ[3] تھا جس میں دو ہزار گرہ لگی تھیں، سوتے نہیں تھے جب تک کہ اس قدر یعنی دو ہزار بار سبحان اللہ نہ پڑھ لیتے۔ یعنی سونے سے پہلے اس قدر سبحان اللہ پڑھتے تھے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر ﷺ جو بڑے درجہ کے صحابی اور عالم ہیں اور سنت کی تابعداری کا اس قدر شوق تھا کہ آپ نے طریقہ سنت کا اس قدر تلاش کیا کہ لوگوں کو یہ اندیشہ تھا کہ اس محنت میں شاید ان کی عقل جاتی رہے۔ اور حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ نعم الرجل عبد اللہ لو کان یصلی من اللیل یعنی اچھا مرد ہے عبد اللہ ابن عمر کاش کہ نماز پڑھتا تہجد کی۔ جب سے آپ نے تہجد کی نماز کبھی نہیں چھوڑی اور رات کو کم سوتے تھے، سو وہ فرماتے ہیں کہ اے ابو ہریرہ تم بیشک زیادہ رہنے والے تھے ہم لوگوں (یعنی صحابہ) میں حضور ﷺ کے ساتھ اور زیادہ جاننے والے تھے ہم لوگوں میں آپ کی حدیث کے۔ حضرت طفاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں چھ ماہ تک ابو ہریرہ ﷺ کا مہمان رہا سو نہ دیکھا میں نے کسی مرد کو صحابہ میں سے کہ بہت مستعد ہو اور بہت خدمت کرے مہمان کی ابو ہریرہ ﷺ سے زیادہ۔ اور حضرت ابو عثمان نہدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں سات روز تک حضرت ابو ہریرہ ﷺ کا مہمان رہا۔ سو ابو ہریرہ ﷺ اور آپ کی بیوی اور آپ کا خادم یکے بعد دیگرے رات کے تین حصوں میں نوبت بنوبت جاگتے تھے (یعنی ایک شخص) نماز پڑھتا تھا، پھر دوسرے کو جگاتا تھا (اور خود آرام کرتا تھا) پس (وہ) نماز پڑھتا تھا دوسرا (آرام کرتا تھا اور) تیسرے کو جگاتا تھا (اور وہ نماز پڑھتا تھا، یہ قصے تذکرۃ الحفاظ بخاری وغیرہ سے لکھے گئے ہیں) سو ان سے روایت ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ نے اگر تم میں کسی کی یہ ستون ملک ہوتا تو وہ شخص اس بات کو برا جانتا کہ وہ ستون خراب کر دیا جائے سو کیونکر تم میں سے کوئی (ایسا کام کرتا ہے کہ) اپنی نماز خراب کرتا ہے ایسی نماز کہ وہ اللہ کے لئے ہے پس تم پورے طور پر (باقاعدہ) اپنی نماز ادا کرو اسلئے کہ بے

۱: جھٹلانا ۱۲ منہ۔ ۲: غنیمت کا مال وہ کہلاتا ہے جو کفار سے جہاد کر کے لیا جاتا ہے ۱۲ ف۔

۳: یہ حدیث اصل ہے تسبیح متعارف کی ۱۲ منہ۔

شک اللہ نہیں قبول کرتا مگر کامل کو (یعنی ناقص نماز اور تمام ناقص عبادتیں مقبول نہیں ہوتیں) رواہ الطبرانی فی الا وسط باسناد حسن۔ (۸) حضرت عبداللہ بن عمرو سے (جو صحابی ہیں) روایت ہے کہ تحقیق ایک مرد حضور سرور عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے پوچھا افضل اعمال سے (یعنی افضل عمل دین میں کون سا ہے بعد ایمان کے) سو فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ نے نماز (فرض) اس نے عرض کیا پھر (اس کے بعد) کون سا (عمل افضل ہے) فرمایا کہ نماز۔ اس نے عرض کیا پھر کون سا (عمل افضل ہے) فرمایا نماز (یہ ارشاد) تین بار فرمایا (نماز کی فضیلت اس قدر تاکید سے نماز کے عظیم الشان ہونے کی وجہ سے آپ نے بیان فرمائی تاکہ لوگ اس کا خوب اہتمام کریں اور ضائع نہ ہونے دیں) پھر جب غلبہ کیا اس نے آپ پر (یعنی بار بار پوچھا کہ اس کے بعد کون سا عمل افضل ہے۔ اور یہ سوال بظاہر چوتھی بار ہوگا) تو فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جہاد اللہ کے رستہ میں (یعنی نماز کے بعد کافروں سے لڑنا اسلئے کہ خدا کا دین غالب ہو نہ اسلئے کہ مجھے کچھ نفع مال تعریف وغیرہ حاصل ہو، اگرچہ مال وغیرہ مل جاوے لیکن نیت نہ ہونی چاہئے۔ سو یہ سب اعمال سے بعد فرض نماز کے افضل ہے) اس مرد نے عرض کیا پھر یہ گذارش ہے کہ میرے والدین (زندہ) ہیں (ان کے بارے میں کیا ارشاد ہے) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے تجھے والدین سے بھلائی کرنے کا حکم کرتا ہوں (یعنی ان سے نیکی کر اور ان کو تکلیف نہ پہنچا کہ ان کو تکلیف دینا حرام ہے اس قدر حق والدین کا فرض اور ضروری ہے کہ جس کام میں ان کو تکلیف ہو وہ نہ کرے۔ بشرطیکہ وہ کوئی ایسا کام نہ ہو جس کا درجہ والدین کے حق ادا کرنے سے بڑا ہو اور اس میں حق تعالیٰ کی نافرمانی نہ ہو اور تکلیف سے مراد وہ تکلیف ہے جس کو شریعت نے تکلیف شمار کیا ہے۔ اور اس سے زیادہ حق ادا کرنا مستحب ہے ضرور نہیں، خوب سمجھ لو۔ اس مسئلہ میں عام لوگ بڑی غلطی کرتے ہیں۔ اور اس کو مفصل طور پر رسالہ ازالۃ الرین عن حقوق الوالدین میں بیان کیا ہے) اس (مرد) نے عرض کیا کہ قسم اس ذات کی جس نے آپ کو نبی برحق بنا کر بھیجا ہے میں البتہ ضرور جہاد کروں گا اور بے شک ضرور ان دونوں (والد اور والدہ) چھوڑ جاؤں گا فرمایا رسول اللہ ﷺ نے تو خوب جاننے والا ہے (یعنی والدین کے ساتھ نیکی کرنے اور جہاد کرنے میں سے جس طرف تیری طبیعت راغب ہو اس کو کر۔ اور اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ جہاد کا درجہ والدین کے ساتھ نیکی کرنے سے بڑھ کر ہے۔ اور بعض حدیثوں میں بعد نماز فرض کے حقوق والدین کے ادا کرنے کا بڑا درجہ وارد ہوا ہے۔ اس کے بعد جہاد کا مرتبہ۔ سو جواب یہ ہے کہ یہاں جہاد سے حقوق والدین کے افضل ہونے کے یہ معنی ہیں کہ حقوق والدین چونکہ بندوں کے حق ہیں جو بغیر معافی[1] بندوں کے معاف نہیں ہوسکتے۔ اس اعتبار سے ان کا مرتبہ جہاد سے بڑھ کر ہے کہ اگر کوئی فرض جہاد ادا نہ کرے اور اس کا وقت نکل جاوے تو توبہ کر لینے سے یہ گناہ معاف ہو جاویگا مگر حقوق العباد فقط توبہ سے معاف نہیں ہوتے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ جناب رسول مقبول ﷺ کی خدمت میں مختلف قسم کے سائل حاضر ہوتے تھے اور آپ ہر شخص کو اس کی حالت کے موافق جواب دیتے تھے (رواہ احمد وفیہ ابن لھیعۃ علی زنۃ فعیلۃ وھو ضعیف وقد حسن لہ الترمذی وبقیۃ رجالہ رجال الصحیح کذافی مجمع الزوائد) (۹) حضرت ابوایوب ﷺ انصاری (یہ صحابی ہیں مدینہ میں اول ان ہی کے مکان میں حضور سرور عالم ﷺ نے نزول فرمایا تھا جب مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لائے تھے) سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ بے شک ہر نماز (نمازی کے) ان گناہوں کو جو اس نماز کے آگے ہیں مٹادیتی ہے (رواہ احمد باسناد حسن) مطلب یہ ہے کہ ہر نماز پڑھنے سے وہ گناہ صغیرہ معاف ہو جاتے ہیں جو اس نماز سے دوسری نماز پڑھنے تک کرے۔ (۱۰) حضرت ابوامامہ ﷺ باہلی (صحابی) سے روایت ہے کہ میں نے سنا ہے جناب رسول اللہ ﷺ سے کہ فرماتے تھے ایک فرض نماز دوسری نماز کی ساتھ مل کر مٹادیتی ہے (ان گناہوں) کو جو اس (نماز) سے پہلے ہوئے (یعنی اس نماز سے پہلے جو گناہ صغیرہ ہوئے وہ معاف ہوگئے۔ اسی طرح اور دوسری نماز تک جو گناہ صغیرہ ہوئے وہ اس سے معاف ہوگئے) اور (نماز) جمعہ مٹادیتی ہے ان (گناہوں) کو جو اس (جمعہ) سے پہلے ہوئے یہاں تک کہ دوسرا جمعہ پڑھے۔ (اور بعض حدیثوں میں اس سے آگے تین دن آگے

---

[1] بندوں کے حق ۱۲ شبیر علی۔

تک گناہ معاف ہو جانا وارد ہے یعنی جمعہ کی نماز سے تین دن آگے کے گناہ صغیرہ معاف کئے جاتے ہیں) اور (روزہ) ماہ رمضان کا مٹا دیتا ہے ان (گناہوں) کو جو (رمضان) سے پہلے ہوئے۔ یہاں تک کہ دوسرے رمضان کے روزے رکھے۔ اور حج مٹا دیتا ہے ان (گناہوں) کو جو اس سے پہلے ہوئے یہاں تک کہ دوسرا حج کرے۔ پھر کہا (راوی نے) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے نہیں جائز ہے کسی مسلمان عورت کو حج کرنا مگر ہمراہ خاوند کے یا ذی محرم کے (رواہ الطبرانی فی الکبیر وفیہ المفضل[1] بن صدقة وھو متروك الحدیث) اگر کوئی کہے جس شخص سے گناہ صغیرہ نہ ہوں تو اس کو کیا فضیلت حاصل ہو گی۔ دوسرے یہ کہ نمازوں کے ادھر ادھر کے سب گناہ معاف ہوئے تو جمعہ وغیرہ سے کون سے گناہ معاف ہوں گے اب تو کوئی گناہ ہی نہ رہا جو صغیرہ ہو۔ جواب یہ ہے کہ ان دونوں صورتوں میں درجے بلند ہوں گے۔ (۱۱) حضرت ابوامامة ﷺ سے روایت ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ نے مثال پانچوں نمازوں کی ایسی ہے جیسے میٹھے (غیر کھاری) پانی کی نہر جو جاری ہو تم میں سے کسی کے دروازے پر اور (وہ) نہاوے اس میں روز مرہ پانچ بار سو کیا باقی رہے گا اس پر کچھ میل (رواہ الطبرانی فی الکبیر وفیہ عفیر بن معد ان وھو ضعیف جدا کذافی مجمع الزوائد) (۱۲) حضرت ابوہریرہ ﷺ سے روایت ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ نے بے شک اول وہ چیز کہ اس کا بندہ سے حساب لیا جائے گا (روز قیامت وہ) اس کی نماز ہے۔ پس اگر درست ہو گی (حساب میں) درست ہوں گے اس کے باقی اعمال (اس لئے کہ نمازی کے نماز کے سوا باقی اعمال بھی نماز کی برکت سے درست ہو جاتے ہیں) اور اگر خراب ہو گی تو خراب ہوں گے اس کے باقی اعمال پھر فرمائے گا (حق تعالیٰ) دیکھو (اے فرشتو) کیا میرے بندہ کی کچھ نفل نمازیں (بھی نامہ اعمال میں ہیں۔ سو اگر ہوں گی اس کی کچھ نفل نمازیں تو ان نفلوں سے فرض (نماز) کی (خرابی کو) پورا کیا جائے گا۔ پھر (باقی) فرائض بھی اسی طرح (حساب لئے جاویں گے اور نوافل سے کمی پوری کی جاویگی جیسے فرض روزہ، نفل روزہ، فرض صدقہ، نفل صدقہ وغیرہا) بسبب مہربانی اور رحمت اللہ کے (یعنی یہ خدا کی رحمت ہے کہ فرض کو نفل سے پورا کیا جاوے گا۔ ورنہ قاعدہ تو یہی چاہتا ہے کہ فرض نفل سے پورا نہ ہو۔ اور جب پورا نہ ہو تو عذاب دیا جاوے۔ مگر سبحان اللہ کیا رحمت خداوندی ہے۔ اور جس کے فرائض درست نہ ہونگے اور نوافل بھی نہ ہوں گے تو اسے عذاب دیا جاوے گا۔ ہاں اگر خدائے تعالیٰ رحم کردے تو یہ دوسری بات ہے (رواہ ابن عساکر بسند حسن کذافی کنزالعمال ج ٤) (۱۳) حضرت ابوہریرہ ﷺ سے[2] روایت ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ نے کہ نماز افضل ان عبادتوں کی ہے جن کو اللہ نے (بندوں پر) مقرر فرمایا ہے۔ سو جو طاقت رکھے بڑھانے کی سو چاہئے کہ بڑھاوے (یعنی کثرت سے پڑھے تاکہ ثواب کثرت سے ملے)۔ (۱۴) حضرت عبادة ﷺ بن الصامت سے روایت ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ نے میرے پاس جبرئیل اللہ تبارک وتعالیٰ کے پاس سے آئے پس کہا اے محمد تحقیق اللہ عزوجل فرماتا ہے بے شک میں نے تیری امت پر پانچ نمازیں فرض کردیں جس شخص نے ان کو پورا (ادا) کیا ان کے وضو کے ساتھ اور ان کے وقتوں کے ساتھ اور ان کے رکوع کے ساتھ اور ان کے سجدہ کے ساتھ ہو گیا اس کے لئے ذمہ بسبب ان نمازوں کے اس بات کا کہ میں اس کو داخل کروں بسبب ان نمازوں کے جنت میں اور جو ملا مجھ سے اس حال میں کہ بے شک کمی کی ہے اس نے اس میں سے کچھ سو نہیں ہے اس کے لئے میرے پاس ذمہ اگر چاہوں اسے عذاب دوں اور اگر چاہوں اس پر رحم کروں (کنز العمال)۔ (۱۵) حدیث میں ہے کہ جس نے وضو کیا اور اچھا وضو کیا پھر نماز پڑھی دو رکعت اس طرح کہ نہ بھولے اور سہو نہ ہو۔ ان دونوں میں بخش دے گا اللہ اس کے گذشتہ گناہ (رواہ احمد و ابو داؤد والحاکم عن زید بن خالد الجھنی کذا فی الکنز) دو ۲ رکعت نماز پڑھنی اس اہتمام سے کہ اس میں سہو نہ ہو ممکن ہے اور سہولت سے ادا ہو سکتی ہے۔ غرض یہ ہے کہ غفلت سے نہ ہو۔ اکثر سہو غفلت سے ہی ہوتا

۱: قلت قال ابن عدی ما اری بحد یثه با ساو کان احمد بن شعیب یثنی علیه ثناء تاما ۔ قال عطاء ابن مسلم قال یحیٰ بن معین لیس بشیئ وقال ھین متروك کذافی المیزان ملخصا۔

۲: ولفظه الصلوة خیر موضوع (قال المناوی باضا فة خیر الی موضوع ای افضل ماوضعه اللّٰه ای شرعه لعباده من العبادة) فمن استطاع ان یستکثر(منها) فلیستکثر (فانها افضل العبادات بعد الایمان) رواه الطبرانی عن ابی هریرة ﷺ مرفوعاً بسند صحیح ۱۲۔

ہے۔ (۱۶) حدیث میں ہے مرد (عورت) کی نماز نور (پیدا کرتی) ہے سو جو چاہے تم میں سے روشن کرے اپنے دل کو[۱]۔ (۱۷) حدیث میں[۲] ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے نہیں فرض کی کوئی چیز زیادہ بزرگ توحید (یعنی خدا کو اس کی ذات و صفات و افعال میں یکتا ماننا) اور نماز سے اور اگر اس (مذکور) سے افضل کوئی چیز ہوتی۔ البتہ فرض کرتا اس کو اپنے فرشتوں پر کوئی ان (فرشتوں) میں سے رکوع کر رہا ہے اور کوئی ان میں سے سجدہ کر رہا ہے۔ یعنی فرشتے چونکہ پاکیزہ اور اللہ کے مقرب بندے ہیں اور ان میں عبادت ہی کا مادہ رکھا گیا ہے جس سے ان کو عبادت سے بہت بڑا تعلق ہے سو اگر کوئی عبادت نماز سے افضل ہوتی تو ان پر فرض کی جاتی اور یہ بھی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مجموعی ہیئت سے نماز جس طرح ہم پر فرض ہے اس طرح ملائکہ[(۱)] پر نہیں بلکہ اس نماز کے بعض اجزاء بعض ملائکہ پر فرض ہیں۔ سو ہماری کیسی خوش نصیبی ہے کہ وہ اجزاء نفیسہ عبادت کے جو ملائکہ کو تقسیم کئے گئے مجموعی ہیئت سے ہم کو عطا ہوئے سو اس نعمت کی بڑی قدر کرنی چاہئے۔ (۱۸) حدیث حضرت انس[۱] ﷺ حضور سرور عالم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اپنی نماز میں موت کو یاد کر اس لئے کہ بے شک مرد (یا عورت) جب موت کو یاد کرے گا اپنی نماز میں البتہ لائق ہے وہ اس بات کے کہ اچھی نماز ادا کرے اور نماز پڑھ اس مرد کی جیسی نماز جو نہیں گمان کرتا ہے نماز پڑھنے کا سوا اس نماز کے (جسے ادا کر رہا ہے) اور بچا تو اپنی ذات کو ایسے کام سے کہ جس سے معذرت کی جاتی ہے (یعنی ایسا کام نہ کر جس سے ندامت ہو اور معذرت کرنی پڑے) رواہ الدیلمی عن انس مرفوعا وحسنہ الحافظ ابن حجر۔ (۱۹) حدیث میں ہے کہ افضل نماز وہ ہے کہ جس میں قیام طویل ہو (یعنی قیام زیادہ ہو اور قرآن زیادہ پڑھا جاوے) رواہ الطحاوی[۳] و سعید بن منصور۔ (۲۰) حدیث میں ہے[۴] کہ اس کی نماز (کامل) نہیں ہوتی جو اپنی نماز میں عاجزی نہیں کرتا۔ تخشع کا لفظ جو حدیث میں ہے جس کا ترجمہ عاجزی سے کیا گیا۔ اصل یہ ہے کہ اس کے معنی سکون کے ہیں مگر چونکہ سکون کے ساتھ نماز پڑھنا بغیر عاجزی کے میسر نہیں ہو سکتا، اس لئے عاجزی سے ترجمہ کیا گیا۔ کیونکہ یہ زیادہ مشہور ہے اور سکون بغیر عاجزی اس لئے میسر نہیں ہو سکتا کہ جب آدمی بے دھڑک اور بے باکی سے اٹھے بیٹھے تو یہ نہیں ہو سکتا کہ ادھر ادھر نہ دیکھے، بلا ضرورت ہلے جلے نہیں بلکہ آزاد رہے گا اور جب عاجزی ہو گی تو ادب کے ساتھ بغیر ادھر ادھر دیکھے اچھی طرح نماز ادا کرے گا۔ (۲۱) حدیث حضرت علی ﷺ سے بسند صحیح روایت ہے کہ آخر کلام نبی ﷺ کا یہ تھا کہ (اہتمام رکھو) نماز کا اور خدا سے ڈرو لونڈی غلاموں کے بارے میں (کنز العمال)۔ یہ دونوں باتیں اس قدر اہتمام کے لائق تھیں کہ حضور سرور عالم ﷺ نے دنیا سے روانگی کے وقت بھی اس کا اہتمام فرمایا اس لئے کہ نماز میں لوگ کوتاہی زیادہ کرتے ہیں۔ نیز لونڈی غلاموں (نوکر، بیوی، بچوں) کے تکلیف دینے اور ان کے حقیر سمجھنے کو بھی معمولی بات خیال کرتے ہیں۔ پس مسلمانوں کو اس طرف بڑا اہتمام کرنا چاہئے اللہ پاک کے بعضے نیک اور بزرگ بندوں کو تو نماز سے اس قدر شوق تھا کہ حضرت منصور بن زاذان (تابعی) رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حال میں لکھا ہے کہ آفتاب نکلنے سے عصر تک برابر نماز پڑھتے تھے۔ ظاہر ہے کہ فرض تو اس درمیان میں فقط دو نمازیں تھیں۔ ظہر اور عصر باقی نفل پڑھتے تھے۔ پھر بعد عصر مغرب تک سبحان اللہ پڑھتے رہتے تھے۔ پھر مغرب پڑھتے تھے اور ان کی یہ حالت تھی کہ اگر ان سے کہا جاتا کہ ملک الموت دروازے پر ہیں تو اپنے عمل میں کچھ زیادتی نہ فرما سکتے (یعنی اپنے دینی کاموں کو موت کے قریب ہونے سے بڑھا نہیں سکتے تھے اس لئے کہ بڑھا وہ سکتا ہے جو موت سے غافل ہو اور تمام وقت یاد الٰہی میں صرف نہ کرتا ہو۔ تو جب وہ موت کا نزدیک آنے کا سنے گا عمل میں ترقی کرے گا۔ اور جس کا کوئی وقت

۱: ولفظه صلوة الرجل نور فى قلبه فمن شاء منكم فليور قلبه رواه الديلمى عن ابى عمر مرفوعاً ۱۲۔

۲: ولفظه ان الله تعالىٰ لم يفترض شيئاً افضل من التوحيد والصلوة ولو كان شئى افضل منه لا فترضه الله على الملئكة منهم راكع ومنهم ساجد رواه الديلمى عن ابى سعيد مرفوعاً ۱۲ منه۔

۳: ورواه الطبرانى مرفوعاً بسند صحيح بلفظ افضل الصلوٰة طول القنوت ۱۲۔

۴: لفظه لا صلوٰة لمن لا يتخشع فى صلوته رواه الديلمى عن ابى سعيد مرفوعاً ۱۲۔

(۱) فرشتوں ۱۲۔

ہی خالی نہیں اور ہر وقت یاد حق میں مصروف ہے اور موت کو ہر وقت پاس ہی سمجھتا ہے سو وہ کس طرح ترقی کرے) اور یہ عالم بھی بڑے تھے اور بڑے بڑے علماء نے ان سے حدیث حاصل کی ہے۔ اور حضرت منصور بن المعتمر یہ بھی تابعی اور بڑے عالم اور پارسا ہیں۔ ان کے حال میں لکھا ہے کہ چالیس ۴۰ سال تک ان کا یہ حال رہا ہے کہ یہ دن کو روزہ رکھتے اور رات کو جاگتے تھے (یعنی عبادت کرتے تھے) اور تمام رات (گناہوں کے عذاب کے خوف سے) روتے تھے۔ اگر ان کو کوئی نماز پڑھتے دیکھتا تو خیال کرتا کہ ابھی مر جاویں گے (یعنی اس قدر آہ وزاری و اہتمام سے نماز ادا کرتے تھے) اور جب صبح ہوتی تو دونوں آنکھوں میں سرمہ لگاتے اور دونوں ہونٹوں کو آبدار (یعنی تر) کر لیتے اور سر میں تیل ڈالتے۔ پس ان کی ماں ان سے فرماتیں کہ کیا تم نے کسی کو مار ڈالا ہے جو ایسی صورت بناتے ہو (کہ رات کو عبادت کرنے اور رونے سے جو صورت ہو گئی اس کو بدل لیتے ہو) سو عرض کرتے ہیں خوب جانتا ہوں اس چیز کو جو میرے نفس نے کیا ہے (یعنی نفس کو خواہش ہے یا اس کا احتمال ہے کہ یہ خواہش کرے کہ میری شہرت ہو۔ لوگوں میں عبادت کا چرچا ہو۔ لوگ بزرگ سمجھیں اور صورت سے عبادت کرنا ثابت ہو جاوے یا یہ مطلب کہ میرے نفس نے کچھ عبادت اچھی نہیں کی سو وہ کس شمار میں ہے اور میری صورت سے عبادت گذاری معلوم ہوتی ہے سو لوگ دیکھ کر دھوکہ میں پڑینگے اور مجھے بزرگ سمجھیں گے۔ حالانکہ میں ایسا نہیں اس لئے صورت بدلتا ہوں) اور یہ روتے روتے چندھے ہو گئے تھے۔ امیر عراق نے ان کو بلایا کہ ان کو کوفہ (ایک شہر کا نام ہے ملک شام میں اس) کا قاضی بنا دے انھوں نے انکار کیا تو ان کے بیڑیاں ڈالی گئیں، پھر چھوڑ دیا گیا۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ دو مہینے (مجبوری کو) قاضی رہے (یہ دونوں قصے تذکرۃ الحفاظ جلد اول میں ہیں) صاحبو! ذرا غور کرو کہ ان بزرگ کو خدا کی عبادت سے کیسی کچھ رغبت تھی اور دنیا سے کیسی نفرت تھی کہ حکومت کا عہدہ ان کو بغیر طلب اور بغیر کوشش کئے ملتا تھا جس میں بہت بڑی عزت اور آمدنی تھی اور جس کے لئے لوگ بڑی بڑی کوشش کرتے ہیں، مگر انھوں نے پرواہ نہ کی اور بیڑیاں ڈلوانی گوارہ کیں۔ مسلمان کو ایسا ہی ہونا چاہئے کہ بقدر ضرورت کھانے پہننے کا بندوبست کرلے باقی وقت یاد الٰہی میں صرف کرے۔ (۲۲) حدیث میں ہے کہ جس نے بارہ رکعت نماز دن رات میں ایسی پڑھی جو فرض نہیں ہے (یہاں سنت مؤکدہ مراد ہیں دو فجر کی، چھ ظہر کی یعنی چار قبل ظہر اور دو بعد ظہر، اور دو بعد مغرب، اور دو بعد عشاء تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ایک مکان جنت میں تیار کریں گے۔ (رواہ فی الجامع الصغیر بسند صحیح) (۲۳) حدیث میں ہے جس نے مغرب اور عشاء کے درمیان چھ رکعت پڑھیں اس طرح کہ ان کے درمیان کوئی بری بات نہ کی تو وہ بارہ برس کی (نفل) عبادت کی برابر (ثواب میں) کی جائیں گی۔ (رواہ فی الجامع الصغیر بسند ضعیف) یعنی ان چھ رکعات پڑھنے کا ثواب بارہ سال کی نفل عبادت کے برابر ہوگا (۲۴) حدیث میں ہے کہ جس نے دو رکعت نماز پڑھی تنہا جگہ میں جہاں نمازی کو اللہ کے سوا اور (ان) فرشتوں کے (جو ہر وقت ساتھ رہتے ہیں اور پیشاب و پاخانہ و جماع کے وقت جدا ہو جاتے ہیں ان کے) سوا کوئی اس (نمازی) کو نہیں دیکھتا لکھی جائے گی اس کے لئے نجات دوزخ سے (رواہ الامام السیوطی بسند ضعیف) یعنی گناہ سے بچنے کی توفیق ہو جائے گی جس سے جہنم میں نہ جائیگا مگر پڑھتا رہے، جب یہ برکت حاصل ہوگی (۲۵) حدیث میں ہے جو چاشت کی بارہ رکعت نماز پڑھے تو اللہ اس کے لئے ایک محل سونے کا جنت میں تیار فرمائے گا (جامع صغیر) (۲۶) حدیث میں ہے جس نے چار رکعت چاشت اور چار رکعت (سوائے سنت مؤکدہ کے) قبل ظہر پڑھیں اس کیلئے جنت میں ایک مکان بنایا جاویگا۔ (رواہ الطبرانی باسناد حسن) (۲۷) حدیث میں ہے جو مغرب اور عشاء کے درمیان میں بیس رکعت نفل پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کیلئے ایک مکان جنت میں بنائیں گے (رواہ الامام السیوطی باسناد ضعیف) (۲۸) حدیث میں ہے من صلی قبل العصر اربعا حرمہ اللہ علی النار یعنی جس نے نماز (نفل) پڑھی عصر سے پہلے چار رکعت حرام کر دیگا اس کو اللہ تعالیٰ دوزخ پر (رواہ الطبرانی عن ابن عمرو مرفوعا باسناد حسن) مطلب یہ ہے کہ اس نماز کو ہمیشہ پڑھنے سے نیکی کرنے اور بدی سے بچنے کی توفیق ہوگی جس کی برکت سے جہنم سے نجات ملے گی۔ مگر یہ ضرور ہے کہ عبادت اس قدر کرے جس کا نباہ ہمیشہ ہو سکے اگرچہ تھوڑی ہی ہو۔ یوں کبھی کسی مجبوری سے ناغہ ہو جاوے وہ دوسری بات ہے۔ سو جب نوافل پڑھنا شروع کرے تو

ہمیشہ اس کو نباہنا ضرور ہے۔ شروع کر کے چھوڑ دینا بہت بری بات ہے۔ اور شروع نہ کرنے سے یہ فعل زیادہ برا ہے۔ (۲۹) حدیث میں ہے رحم اللہ امر أصلی قبل العصر اربعاً یعنی رحم کرے اللہ اس مرد (عورت) پر جس نے نماز پڑھی قبل عصر کے چار رکعت (رواہ الامام السیوطی باسناد صحیح) اے مسلمان بھائیو اور اے دینی بہنو! اس حدیث کے مضمون پر فدا ہو جاؤ۔ دیکھو تھوڑی سی محنت میں کس قدر درجہ ملتا ہے کہ حضور سرور عالم کی دعا کی برکت اور گناہوں سے بچنے کی توفیق۔ اس کی جو کچھ بھی قدر کی جاوے اور جس قدر بھی ایسی عبادت مقرر کرنے پر حق تعالیٰ کا شکر ادا کیا جاوے وہ کم ہے۔ جناب رسول اللہ ﷺ کی دعا کس خوش نصیب ہی کو میسر ہوتی ہے۔ دونوں وقت یعنی صبح و شام ہمارے نامہ اعمال حضرت رسول مکرم نبی معظم احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کی خدمت میں پیش کئے جاتے ہیں جو شخص نیکی کرتا ہے اور آپ کی رغبت دلائی ہوئی عبادت کو بجالاتا ہے اس سے آپ بہت خوش ہوتے ہیں اور آپ کی خوشنودی اور رضامندی سے دونوں جہاں میں رحمت اور چین میسر ہوتا ہے۔ خوب کہا ہے:

فَاِنَّ مِنْ جُوْدِكَ الدُّنْيَا وَ ضَرَّتَهَا وَ مِنْ عُلُوْمِكَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَ الْقَلَمِ

یعنی آپ کی سخاوت اور بخشش میں تو دنیا اور اس کی مقابل یعنی آخرت موجود ہے اور آپ کے علوم میں لوح محفوظ (یعنی جس میں قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے وہ لکھا ہوا ہے اس کا) علم موجود ہے۔ غرض یہ ہے کہ آپ کی توجہ اور سخاوت سے دین و دنیا کی نعمتیں میسر آسکتی ہیں۔ اور آپ کی تعلیم سے لوح محفوظ کا علم میسر ہو سکتا ہے اور اس علم کے میسر ہونے کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ آپ کی فرمائی ہوئی حدیثوں میں غیبی اسرار موجود ہیں اور اللہ کے خاص بندوں کو منکشف ہوتے ہیں۔ دوسرے یہ کہ علاوہ ان اسرار کے حق تعالیٰ کی عنایت اور آپ کی احادیث پڑھنے کی برکت اور اس پر عمل کرنے کے سبب اور غیبی بھید بھی طالبان حق پر کھل جاتے ہیں۔ خوب سمجھ لو اور عمل کرو۔ فقط پڑھنے سے بغیر عمل کچھ زیادہ فائدہ نہیں۔ اصل فائدہ تو پڑھنے اور اس پر عمل کرنے سے حاصل ہوتا ہے۔ (۳۰) حدیث میں ہے کہ رات کی نماز (یعنی تہجد کی) اپنے اوپر لازم کر لو۔ اگرچہ ایک ہی رکعت ہو (رواہ الامام السیوطی بسند صحیح) مطلب یہ ہے کہ تہجد کی نماز اگرچہ تھوڑی ہی ہو مگر ضرور پڑھ لیا کرو اس لئے کہ اس کا ثواب بہت ہے گو فرض نہیں ہے اور یہ غرض نہیں کہ ایک رکعت پڑھ لو۔ اس لئے کہ ایک رکعت نماز کا پڑھنا درست نہیں کم از کم دو رکعت پڑھے۔ (۳۱) حدیث میں ہے کہ رات کے قیام کو (یعنی نماز تہجد کو) اپنے ذمہ لازم کر لو اس لئے کہ وہ عادت ان نیکوں کی ہے جو تم سے پہلے تھے اور نزدیکی (کرنے والی) ہے اللہ تعالیٰ کی طرف اور گناہ سے روکنے کا ذریعہ ہے اور مٹاتی ہے گناہوں (صغیرہ) کو اور ہٹانے والی ہے مرض کو جسم سے (رواہ السیوطی بسند صحیح) ذرا غور کرو کہ کس قدر نفع ہے اس نماز کے پڑھنے میں کہ ثواب بھی، گناہوں کی معافی اور گناہوں سے روک دینا بھی، اور جسمانی مرض کی شفا بھی۔ اور باطنی بیماریوں کی تو شفا ہے ہی۔ اس لئے کہ حدیث میں ہے۔ خدا کا ذکر دلوں[1] (کی بیماری) کے لئے شفا ہے اور نماز اعلیٰ درجہ کا ذکر ہے اور کچھ دشوار بھی نہیں۔ تہجد کے وقت خاص طور پر دعا قبول ہوتی ہے ضرور پڑھنا چاہئے۔ حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے چالیس سال تک عشاء کے وضو سے صبح کی نماز پڑھی ہے۔ رات بھر خدا کی عبادت کرتے تھے (۳۲) حدیث میں ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ اللہ پاک سے روایت فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اے ابن آدم[2] تو چار رکعت (نفل) پڑھ میرے لئے (یعنی اخلاص سے) اول دن میں تو میں تجھے (تیرے کاموں میں) کفایت کروں گا آخر دن تک (رواہ الترمذی وغیرہ) یہ اشراق کی نماز کی فضیلت ہے اور اس کے پڑھنے کا طریقہ[3] اصل کتاب (یعنی بہشتی زیور) میں تحریر ہو چکا ہے۔ دیکھو ثواب بھی ملتا ہے اور اللہ تعالیٰ سب کاموں کو پورا بھی فرماتے ہیں۔ دین و دنیا کی نعمتیں میسر آتی ہیں۔ لوگ مصیبت میں اودھر ادھر مارے پھرتے ہیں۔ مخلوق کی خوشامد کرتے ہیں کاش کہ وہ حق تعالیٰ کی طرف توجہ کریں اور اس کے بتلائے ہوئے

---

[1] ولفظه ذكر الله شفاء القلوب رواه السيوطي بسند حسن ۱۲ منہ

[2] آدم کا بیٹا ۱۲ شبیر علی

[3] دیکھو حصہ ۲ ص ۶۴ مسئلہ ۱۰

وظیفے اور نمازیں پڑھیں تو دنیا کے کام بھی خوب درست ہو جاویں اور ثواب بھی میسر ہو اور مخلوق کی خوشامد کی ذلت سے بھی نجات ملے۔ ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ ہر قوم کا ایک پیشہ ہے (جس سے وہ لوگ معاش حاصل کرتے ہیں) اور ہمارا پیشہ تقوی اور توکل[۱] ہے۔ تقوی پرہیزگاری اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کو کہتے ہیں۔ اور توکل کے معنی ہیں خدا پر بھروسہ کرنا۔ اور اس کا مفصل بیان ساتویں حصہ کے ضمیمہ میں آئیگا انشاء اللہ تعالیٰ۔ غرض یہ ہے کہ دینداری سے دنیا کی مشقتیں اور مصیبتیں بھی جاتی رہتی ہیں۔

مسئلے

۱) آدمی کے بال اگر اکھاڑے جاویں تو ان بالوں کا سر ناپاک ہے بوجہ اس چکنائی کے جو اس میں لگی ہوتی ہے۔ (شامی)

۲) عیدین کی نماز جہاں واجب ہے وہاں کے سب مرد و عورت کو قبل نماز عیدین کے نماز فجر کے بعد کوئی نفل وغیرہ پڑھنا مکروہ ہے۔ (بحر الرائق)

۳) حالت جنابت میں ناخن کاٹنا اور ناف کے نیچے کے یا اور کسی مقام کے بال دور کرنا مکروہ ہے۔

(عالمگیری مصطفائی، جلد ۶ ص ۲۳۸)

۴) نابالغ بچوں کو نماز وغیرہ ادا کرنے کا ثواب ملتا ہے اور جوان کو تعلیم کرے اسے تعلیم کا ثواب ملتا ہے۔

۵) جن اوقات میں نماز پڑھنا مکروہ ہے ان وقتوں میں اگر قرآن مجید کی تلاوت کرے تو مکروہ نہیں ہے۔ یا بجائے تلاوت کے درود شریف پڑھے یاد کر کرے۔ (صغیری مجتبائی ص ۲۵۸)

۶) اگر نماز میں پہلی رکعت میں کسی سورۃ کا کچھ حصہ پڑھے اور دوسری رکعت میں اس سورت کا باقی حصہ پڑھے تو بلا کراہت درست ہے۔ اور اسی طرح اگر اول رکعت میں کسی سورت کا درمیانی حصہ یا ابتدائی حصہ پڑھے پھر دوسری رکعت میں کسی دوسری سورۃ کا درمیانی حصہ یا کوئی پوری چھوٹی سورت پڑھے تو بلا کراہت درست ہے (صغیری ص ۲۵۶) مگر اس عادت کا ڈالنا خلاف اولی ہے بہتر ہے کہ ہر رکعت میں مستقل سورۃ پڑھے۔

۷) تراویح میں قرآن پڑھتے وقت کوئی آیت یا سورت غلطی سے چھوٹ جاوے اور اس آیت یا سورۃ کے آگے پڑھنے لگے اور پھر یاد آوے کہ فلاں آیت یا سورت چھوٹ گئی تو مستحب یہ ہے کہ چھٹی ہوئی آیت یا سورۃ کو پڑھے۔ پھر جس قدر قرآن شریف چھوٹ جانے کے بعد پڑھ لیا تھا اس کو دوبارہ پڑھے تاکہ قرآن مجید باترتیب ختم ہو۔ (عالمگیری مصطفائی ص ۷۰ ج ۱) اور چونکہ ایسا کرنا مستحب ہی ہے لہٰذا اگر کسی شخص نے بوجہ اس کے کہ بہت زیادہ پڑھنے کے بعد یاد آیا تھا کہ فلاں جگہ کچھ رہ گیا۔ اور اس وجہ سے وہاں سے یہاں تک کل کا پڑھنا گراں ہے۔ اس لئے فقط اسی رہے ہوئے کو پڑھ کر پھر آگے سے پڑھنا شروع کر دیا تب بھی کچھ مضائقہ نہیں۔

۸) مرتے وقت پیشانی پر پسینہ آنا اور آنکھوں سے پانی بہنا اور ناک کے نتھنوں کے پردہ کا کشادہ ہو جانا اچھی موت کی علامت ہے اور فقط پیشانی پر پسینہ آنا بھی اچھی موت کی نشانی ہے۔ (تذکرۃ[۲] الموتی والقبور از جامع ترمذی وغیرہ)

۹) راستوں کی کیچڑ اور ناپاک پانی معاف ہے بشرطیکہ اس میں نجاست کا اثر معلوم نہ ہو۔ (مراقی الفلاح)

۱۰) مستعمل پانی یعنی ایسا پانی کہ جس سے کسی بے وضو نے وضو کیا ہو یا جس سے کسی نہانے کی حاجت والے نے غسل کیا ہو یا جس سے کسی باوضو شخص نے ثواب کے لئے پھر وضو کیا ہو یا جس سے کوئی شخص بلا غسل واجب ہونے کے نہایا ہو ثواب

۱: کذافی ظفر الجلیل ۱۲ منہ

۲: یہاں عبارت اس مرتبہ درست کی گئی ہے ۱۲ ۳: مولفہ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ ۱۲

کے لئے۔ مثلاً جمعہ کے دن محض ثواب کے لئے نہایا ہو حالانکہ اسے نہانے کی حاجت نہ تھی سوایسے پانی سے وضو غسل جائز نہیں۔ اور ایسے پانی کا پینااور کھانے کی چیزوں میں استعمال کرنا مکروہ ہے (شامی) یہ جو بیان ہوا کہ نہانے کی حاجت والے نے غسل کیا ہو۔ یہ جب ہے کہ نہانے والے کے بدن پر نجاست حقیقی نہ لگی ہو اور جو لگی ہو تو اس کا دھوون ناپاک ہے اور اس کا پینا اور کھانے کی چیزوں میں استعمال حرام ہے۔

تمام شد ضمیمہ اولی اصلی مکمل ومدلل بہشتی زیور حصہ دوم

اضافہ جدیدہ از

زندگی اور موت کا شرعی دستور العمل۔ مرنے کا شرعی دستور العمل

نزع کے وقت سورہ یسین شریف پڑھو اور قریب موت داہنی کروٹ پر قبلہ رخ لٹاؤ کہ مسنون ہے جبکہ مریض کو تکلیف نہ ہو ورنہ اس کے حال پر چھوڑ دو۔ اور چت لٹانا بھی جائز ہے کہ پاؤں قبلہ کی طرف ہوں اور سر کسی قدر اونچا کر دیا جاوے اور پاس بیٹھنے والے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کسی قدر بلند آواز سے پڑھتے رہیں۔ میت کو کلمہ پڑھنے کے لئے کہیں نہیں۔ کبھی وہ ضد میں آکر منع کر دے۔ مرنے پر ایک چوڑی پٹی لے کر اور ٹھوڑی کے نیچے کو نکال کر سر پر لا کر گرہ دے دو اور آنکھیں بند کر دو۔ اور پیروں کے انگوٹھے ملا کر دھجی سے باندھ دو۔ اور ہاتھ داہنے بائیں رکھو۔ سینے پر نہ رہیں۔ اور لوگوں کو مرنے کی خبر کر دو۔ اور دفن میں بہت جلدی کرو۔ سب سے پہلے قبر کا بندوبست کرو اور کفن دفن کے لئے سامان ذیل کی فراہمی کر لو جس کو اپنے اپنے موقعہ پر صرف کرو۔ تفصیل اس کی یہ ہے۔ گھڑے دو عدد (اگر گھر میں برتن موجود ہوں تو کورے کی حاجت نہیں) لوٹا (اگر موجود ہو تو حاجت نہیں) تختہ غسل کا اکثر مساجد میں رہتا ہے۔ لوبان ایک تولہ روئی آدھی چھٹانک۔ گل خیرو ایک چھٹانک کافور چھ ماشہ۔ تختہ یا لکڑی برائے پٹاؤ قبر۔ بقدر پیمائش قبر۔ بوریا ایک عدد بقدر قبر۔ کفن جس کی ترکیب مرد کے لئے یہ ہے کہ مردے کے قد کے برابر ایک لکڑی لو۔ اور اس میں ایک نشان کندھے کے مقابل لگالو اور ایک تاگہ سینے کے مقابل رکھ کر جسم کی گولائی میں نکالو کہ دونوں سرے اس تاگے کے دونوں طرف کی پسلیوں پر پہنچ جاویں اور اس کو وہاں سے توڑ کر رکھ لو پھر ایک کپڑا لو جس کا عرض اسی تاگے کے برابر یا قریب برابر کے ہو۔ اگر عرض اس قدر نہ ہو تو اس میں جوڑ لگا کر پورا کر لو۔ اور اس لکڑی کے برابر ایک چادر پھاڑ لو۔ اس کو ازار کہتے ہیں۔ اسی طرح دوسری چادر پھاڑو جو عرض میں تو اسی قدر ہو البتہ طول میں ازار سے چار گرہ زیادہ ہو (اس کو لفافہ کہتے ہیں) پھر ایک کپڑا لو جس کا عرض بقدر چوڑائی جسم مردہ کے ہو اور لکڑی کے نشان سے اخیر تک جس قدر طول ہے اس کا دوگنا پھاڑ لو اور دونوں سرے کپڑے کے ملا کر اتنا چاک کھولو کہ سر کی طرف سے گلے میں آجاوے (اس کو قمیص یا کفنی کہتے ہیں) عورت کے لئے یہ کپڑے تو ہیں ہی، اس کے علاوہ دو اور ہیں ایک سینہ بند، دوسرا سربند جسے اوڑھنی کہتے ہیں۔ سینہ بند زیر بغل سے گھٹنے تک اور تاگے مذکورہ کے بقدر چوڑا۔ سربند نصف ازار سے تین گرہ زیادہ لمبا اور بارہ گرہ چوڑا۔ یہ تو کفن ہوا۔ اور کفن مسنون اسی قدر ہے اور بعض چیزیں کفن کے متعلقات سے ہیں جن کی تفصیل ذیل میں ہے:

تہبند بدن کی موٹائی سے تین گرہ زیادہ۔ بڑے آدمی کیلئے سوا گز طول کافی ہے اور عرض میں ناف سے پنڈلی تک چودہ گرہ عرض کافی ہے۔ یہ دو ہونے چاہئیں۔ دستانہ چھ گرہ طول اور تین گرہ عرض ہو بقدر پنجہ دست بنالیں یہ بھی دو عدد ہوں۔ چادر عورت کے گہوارہ کی جو بڑی عورت کے لئے ساڑھے تین گز طول اور دو گز عرض کافی ہے۔

تنبیہ کفن اور اس کے متعلقات کا بندوبست بھی گھڑوں وغیرہ کے ساتھ کر دیں۔

تنبیہ اب مناسب ہے کہ بڑے شخص کے کفن کو یکجائی طور پر لکھ دیا جائے تا کہ اور آسانی ہو۔

نمبر شمار	نام پارچہ	طول	عرض	اندازہ پیمائش	کیفیت
۱	ازار	اڑھائی گز	سوا گز سے ڈیڑھ گز تک	سر سے پاؤں تک	چودہ یا پندرہ یا سولہ گرہ عرض کا کپڑا ہو تو ڈیڑھ پاٹ میں ہو گا۔
۲	لفافہ	پونے تین گز	سوا گز سے ڈیڑھ گز تک	ازار سے چار گرہ زیادہ	چودہ یا پندرہ یا سولہ گرہ عرض کا کپڑا ہو تو ڈیڑھ پاٹ میں ہو گا۔
۳	قمیص یا کفنی	اڑھائی گز تا پونے تین گز	ایک گز	کندھے سے نصف ساق تک	چودہ گرہ یا ایک گز کے عرض کی تیار ہوتی ہے دو برابر حصہ کر کے اور چاک کھول کر گلے میں ڈالتے ہیں۔
۴	سینہ بند[1]	دو گز	سوا گز	زیر بغل سے ساق تک	بغل سے پنڈلیوں تک باندھا جاتا ہے۔
۵	سر بند[2]	ڈیڑھ گز	بارہ گرہ	جہاں تک آجائے	سر کے بال کے دو حصے کر کے اور اس میں لپیٹ کر دائیں بائیں جانب سینہ پر رکھے جاتے ہیں۔

تنبیہ تخمیناً مرد کے کفن مسنون میں ایک گز عرض کا کپڑا دس گز صرف ہوتا ہے اور عورت کے لئے مع چادر گہوارہ ساڑھے اکیس گز اور تہبند اور دستانہ اس سے جدا ہیں اور بچہ کا کفن اس کے مناسب حال مثل سابق لے لو۔ فقط۔

غسل اور کفنانے کا طریقہ

ایک گھڑے میں دو مٹھی بیری کے پتے ڈال کر پانی جوش دے لو اور اس کے دو گھڑے بنالو۔ اور ایک گڑھا شمالاً جنوباً لمبا کھود و (یہ ضروری نہیں اگر کوئی ایسا موقع ہو کہ پانی کسی نالی وغیرہ کے ذریعہ سے بہہ جائے تو اس کے قریب تختہ رکھ لینا کافی ہے) اور اس پر تختہ اسی رخ سے بچھا کر تین دفعہ لوبان کی دھونی دے لو اور مردے کو اس پر لٹاؤ اور کرتہ انگر کھا[3] وغیرہ کو چاک[4] کر کے نکال لو۔ اور تہبند ستر پر ڈال کر استعمالی پارچہ اندر ہی اندر اتار لو۔ اور پیٹ پر آہستہ آہستہ ہاتھ پھیرو، نجاست خارج ہو یا نہ ہو، دونوں صورت میں مٹی کے تین یا پانچ ڈھیلوں سے استنجا کرو۔ پھر[5] پانی سے استنجا کرو مگر ہاتھ میں دستانہ یعنی تھیلی پہن لو۔ بلا تھیلی کے ستر پر ہاتھ لگانا جائز نہیں ہے۔ پھر روئی کا پھایہ تر کر کے ہونٹوں اور دانتوں پر پھیر کر پھینک دو اسی طرح تین مرتبہ کرو۔ اسی صورت سے تین مرتبہ ناک اور رخساروں پر پھیرو، پھر منہ اور ناک اور کانوں میں روئی رکھ دو کہ پانی نہ جاوے پھر سر اور ڈاڑھی کو گل خیرو[6] یا صابن سے دھو دو۔ پھر وضو کراؤ۔ اول میت کا منہ دھوئے۔ پھر کہنیوں تک دونوں ہاتھ، پھر سر کا مسح، پھر دونوں پاؤں دھو دو۔ پھر سارے بدن پر پانی بہاؤ، پھر بائیں کروٹ پر لٹا کر پانی بہاؤ۔ پھر داہنی کروٹ پر ایسا

۱: کفنی کے نیچے کا کپڑا جو مردہ عورت کے سینہ پر باندھا جاتا ہے ۱۲ای
۲: یعنی اوڑھنی ۱۲
۳: انگہ ۱۲
۴: اگر ضرورت ہو تو قینچی سے کاٹ کر نکال لو ۱۲ف
۵: اس مرتبہ اس جگہ کی عبارت کی اصلاح کی گئی ہے ۱۲اف
۶: یا کھٹمی کے بیج سے دھوئے۔ بیجوں کو گرم پانی میں بھگو دو۔ جب پھول جائیں تو مل کر ان کا لعاب نکال لو۔ بیجوں کو نکال دو۔ لعاب ڈال کر سر اور ڈاڑھی کو دھوئے۔ اس سے بال صاف اور نرم ہو جاتے ہیں۔ ۱۲ف

ہی کرو۔ پھر دوسرا[1] دستانہ پہن کر بدن کو صاف کر دو اور تہبند دوسرا بدل دو۔ پھر چارپائی بچھا کر اس پر اول لفافہ، اس پر ازار، پھر اس پر نیچے کا حصہ کفنی کا بچھا کر باقی حصہ بالائی کو سمیٹ کر سرہانے کی طرف رکھ دو۔ پھر مردے کو تختہ سے بآہستگی اٹھا کر اس پر لٹاؤ اور کفنی کے حصہ کو سر کی طرف الٹ دو کہ گلے میں آجائے اور پیروں کی طرف بڑھا دو اور تہبند نکال دو اور کافور سر اور ڈاڑھی اور سجدہ کے موقعوں پر (پیشانی، ناک، دونوں ہتھیلی، دونوں کہنی، دونوں پنجے) مل دو پھر ازار کا بایاں پلہ لوٹ کر اس پر دایاں پلہ لوٹ دو اور لفافہ کو بھی ایسے ہی کرو اور ایک کتر لے کر سرہانے اور پائینتی چادر کے گوشہ چن کر باندھ دو۔ سینہ بند سے عورت کی چھاتیاں لپیٹ دو۔ سربند کا ذکر نقشہ میں ہو گیا۔ عورت کے گہوارے پر چادر ڈالی جاتی ہے جس کا ذکر اوپر ہو گیا۔

تنبیہ: بعض کپڑے لوگوں نے کفن کے ساتھ ضروری سمجھ رکھے ہیں حالانکہ وہ کفن مسنون سے خارج ہیں۔ ترکہ میت سے ان کا خریدنا جائز نہیں، وہ یہ ہیں: جائے نماز طول سوا گز، عرض چودہ گرہ، پٹکا ڈیڑھ گز، عرض چودہ گرہ، یہ مردہ کے قبر میں اتارنے کے لئے ہوتا ہے۔ بچھونا طول اڑھائی گز، عرض سوا گز، یہ چارپائی پر بچھانے کے لئے ہوتا ہے۔ دامنی طول دو گز، عرض سوا گز بقدر استطاعت چار سے سات تک محتاجین کو دیتے ہیں جو محض عورت کے لئے مخصوص ہیں۔ چادر کلاں مرد کے جنازے پر طول تین گز، عرض پونے دو گز، جو چارپائی کو ڈھانک لیتی ہے البتہ عورت کے لئے ضروری ہے مگر ہے کفن سے خارج اس لئے اس کا ہم رنگ کفن ہونا ضروری نہیں۔ پردہ کے لئے کوئی سا کپڑا ہو کافی ہے۔

تنبیہ: اگر جائے نماز وغیرہ کی ضرورت کبھی خیال میں آئے تو گھر کے کپڑے کار آمد ہو سکتے ہیں۔ ترکہ میت سے ضرورت نہیں یا کوئی عزیز اپنے مال سے خرید دے۔ مسئلہ۔ سامان غسل وکفن میں سے اگر کوئی چیز گھر موجود ہو اور پاک صاف ہو تو اسکے استعمال میں حرج نہیں۔ مسئلہ۔ کپڑا کفن کا اسی حیثیت کا ہونا چاہئے جیسا مردہ اکثر زندگی میں استعمال کرتا تھا تکلفات فضول ہیں۔ مسئلہ۔ جو بچہ علامت زندگی کی ظاہر ہو کر مر گیا تو اس کا نام اور غسل اور نماز سب ہو گی اور اگر کوئی علامت نہ پائی گئی تو غسل دے کر اور ایک کپڑے میں لپیٹ کر بدون نماز دفن کر دیں گے۔

قبر میں مردے کو قبلہ رخ اس طرح کہ تمام جسم کو کروٹ دی جاوے لٹادیں اور کفن کی گرہ کھول دیں اور سلف صالحین کے موافق ایصال ثواب کریں۔ وہ اس طرح کہ کسی رسم کی قید اور کسی دن کی تخصیص نہ کریں، اپنی ہمت کے موافق حلال مال سے مساکین کی خفیہ مدد کریں اور جس قدر توفیق ہو بطور خود قرآن شریف وغیرہ پڑھ کر اس کو ثواب پہنچاویں اور قبل دفن قبرستان میں جو فضول وقت خرافات باتوں میں گزارتے ہیں اس وقت کلمہ کلام پڑھتے اور ثواب بخشتے رہا کریں۔ فقط تمت۔

تصحیح

متعلقہ مسئلہ نمبر ۷ حصہ دوم بہشتی زیور مندرجہ صفحہ ۴۷

از (ابوالمظفر مولانا) سعید احمد (صاحب مفتی) مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور۔ یہ مسئلہ نصوص کتب فقہ کے خلاف ہے بظاہر جہاں تک کتب فقہیہ کو دیکھا گیا اس کے خلاف ہی ملا۔ اس کے متعلق یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ یہ مسئلہ کہاں سے اخذ کیا گیا ہے۔ عبارات کتب فقہیہ مندرجہ ذیل ملاحظہ فرماویں۔ فی البدائع وان لم یکن معھن ذلك فانھن لا یغلسنه سواء کن ذوات رحم محرم اولالان المحرم فی حکم النظر الی العورۃ والاجنبیة سواء فکما ان لا یغسله الا جنبیة فکذا ذوات محارمه ولکن ییممنه ص ۳۵۰ ج ا وفی العالمگیریة ص ۱۰۲ ج ا والاصل فیه ان کل من یحل له وطئها لو کان حیا بالنکاح یحل لها ان یغسله والا فلاہ ومثله فی نور الایضاح۔ یہ

---

[1] اس کے بعد میت کو سر کی طرف سے اٹھاؤ کہ بیٹھنے کے قریب ہو جائے اور اس کے پیٹ کو آہستہ آہستہ اوپر سے نیچے کو ہاتھ سے دباؤ کہ جو کچھ پیٹ سے نجاست نکلنے والی ہو نکل جائے اس کو پانی سے صاف کر دو نجاست کے نکلنے سے غسل کے لوٹانے کی ضرورت نہیں ہے ۱۲ اف

[2] اس کے بعد کچھ عبارت تھی جو بوجہ غلط ہونے کے حذف کر دی گئی ۱۲ اف

مضمون حضرت اقدس کی خدمت میں تھانہ بھون بھیجا گیا تھا۔ اس کا مندرجہ ذیل جواب مولانا ظفر احمد صاحب کے قلم کا لکھا ہوا موصول ہوا۔
جواب از حضرت مولانا ظفر احمد صاحب تھانوی ...... عبارات فقہ تمام کتابوں میں قریباً وہی ہیں جن کو آپ نے نقل کیا ہے۔ اس لحاظ سے بہشتی زیور کا مسئلہ واقعی مخدوش ہے مگر درلیۃ اس کے غلط ہونے کی کوئی وجہ سمجھ میں نہیں آئی۔ کیونکہ دو قاعدے کتاب الکراھیۃ در مختار میں مصرح ہیں تنظر المرأة من الرجل كنظر الرجل اليه وما جاز النظر اليه جاز لمسه۔ اس مجموعہ کا حاصل یہ ہے کہ ماسوی السرة الى الركبة کا تو عورت محرم مس کر سکتی ہے اور ماتحت السرة الى الركبة کا عدم مس جیسا عورت محرم کے لئے ممنوع ہے رجل کے لئے بھی ممنوع ہے اور جس حیلہ خرقہ سے مرد غسل دیتا ہے عورت بھی غسل دے سکتی ہے۔ اللهم الا ان يقال ان حكم غسل الميت مفترق عن حكم النظر والمس في الحياة كما يدل عليه قول البدائع الجنس يغسل الجنس ولا يغسل الجنس خلاف الجنس والله اعلم ولعل الله يحدث بعد ذلك امراً۔ ظفر احمد عفا عنه ۸ صفر ۱۳۴۸ھ اس کے بعد رسالہ النور بابۃ ماہ جمادی الاخری ۱۳۵۱ھ میں یہ سوال اور خود حضرت اقدس مولانا اشرف علی صاحب تھانوی کا جواب ترجیح الراجح کے سلسلہ میں النور کے ص ۵ پر شائع ہوا بذیل سرخی:

فصل دوم: در تحقیق غسل دادن زنان محارم مرد میت را مضمون بہشتی زیور حصہ دوم ص ۷۷ طبع ثانی اشرف المطابع

الجواب: واقعی نقل میں غلطی ہو گئی جس کی وجہ خیال میں نہیں آئی۔ منقول وہی ہے جو آپ نے لکھا۔

تتمہ: اس تحریر کے بعد بعض احباب نے ذیل کی تحریر پیش کی۔ وهي هذه ولیکن شامی باب الرضاع ص ۶۷۰ ج ۲ میں ہے۔ (فيممها) اى بلا خرقة اذا ماتت بين رجال فقط اما غير المحرم فيممها بخرقة وقيل تغسل في ثيابها افاده۔ اس روایت طحطاوی سے بہشتی زیور کی تائید ہوتی ہے و نیز مسئلہ بہشتی زیور درایت کے بھی موافق ہے کیونکہ غیر محرم کو چھونا جائز نہیں اور جتنا دبیز کپڑا لپیٹنے کے بعد چھونا جائز ہے اس کے بعد غسل متعذر ہے اور محرم کو مابین السرة والركبة کے علاوہ چھونا جائز ہے اس لئے غسل کا فریضہ ترک کرنے کی ضرورت نہیں۔ والله اعلم انتهت العبارة۔ میں کہتا ہوں کہ یا تو مسئلہ میں دو روایتیں ہیں اور یا نہی عن الغسل مقید ہے اس صورت کے ساتھ جبکہ حائل نہ ہو اور جواز غسل کی روایت میں حائل کی قید (یعنی ثیاب کا بدن پر ہونا) مصرح ہے۔ کتبہ اشرف علی ۷ ج ۲ ۱۳۵۱ھ۔

ترجیح الراجح بابت ماہ صفر ۱۳۴۲ھ نمبر ۱۰ ج ۳

سوال گذارش یہ ہے جناب والا بہشتی زیور کی ایک جگہ میں ایک مسئلہ کم فہمی کی وجہ سے سمجھ میں نہیں آتا ہے مہربانی فرما کر اس کا مطلب تحریر فرمادیں۔ بہشتی زیور دوسرا حصہ ص ۲۰ مسئلہ ۲ نماز میں آہ یا اوہ یا اف یا ہائے کہے یا زور سے روئے تو نماز جاتی رہتی ہے البتہ اگر جنت دوزخ کو یاد کرنے سے دل بھر آیا اور زور سے آواز نکل پڑی تو نماز نہیں ٹوٹی ۱۲۔ اس عبارت کے معنی میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر نماز میں آہ یا اوہ یا اف یا ہائے کہے یا زور سے روئے تو نماز جاتی رہتی ہے اور جنت دوزخ یاد کرنے سے دل بھر آیا اور زور سے رونے کی آواز نکل پڑی تو نماز نہیں ٹوٹی اور آہ یا اف یا ہائے کہے تو بھی نماز جاتی رہتی ہے۔ میری سمجھ صحیح ہے یا غلط، تحریر فرمادیں۔

جواب في الدر المختار والانين والتاوه والتافيف والبكاء بصوت يحصل به حروف و توجع او مصيبة قيد للاربعة الا لمريض لا يملك نفسه عن انين وتاوه لانه حينئذ كعطاس وسعال وجشاء وتثاؤب وان حصل حروف للضرورة لا لذكر جنة او نار في ردالمحتار ولا لذكر جنة او نار لان الانين ونحوه اذا كان بذكرهما صار كانه قال اللهم انى اسئلك الجنة وان كان من وجع او مصيبة صار كانه يقول انا مصاب فعزوني كذافي الكافي اه ملخصا ص ۶۴۷ ج ۱۔ اس عبارت سے معلوم ہوا کہ جنت دوزخ کی یاد سے اگر آہ یا اف وغیرہ بھی منہ سے نکل جاوے تب بھی نماز

فاسد نہیں ہوتی۔ پس عبارت بہشتی زیور کی صاف نہیں ہے جہاں امیں یہ ہے کہ زور سے آواز نکل پڑے وہاں یہ بھی بڑھانا چاہئے تھا کہ یا آہ وغیرہ نکل گیا۔ اشرف علی عفی عنہ۔

ترجیح الراجح بابت ماہ محرم ۱۳۴۶ھ

سوال مسئلہ ذیل اور روایت ذیل میں تعارض معلوم ہوتا ہے اس کی تحقیق مطلوب ہے۔ مسئلہ۔ سجدہ کرنے کے لئے تکیہ وغیرہ کوئی اونچی چیز رکھ لینا اور اس پر سجدہ کرنا نہ چاہئے۔ جب سجدہ کی قدرت نہ ہو تو بس اشارہ کر لیا کرے تکیہ کے اوپر سجدہ کرنے کی ضرورت نہیں۔ حصہ ۲ ص ۴۰ مسئلہ ۳ روایت ولا یرفع الی وجهه شیئا یسجد علیه فانه یکره تحریما در مختار۔ قوله۔ فانه یکره تحریما قال فی البحر واعتدل للکراهة فی المحیط بنهیه علیه الصلوة والسلام عنه وهو یدل علی کراهة التحریم اه وتبعه فی النهرا قول هذا محمول علی ما اذا کان یحمل الی وجهه شیئا یسجدعلیه بخلاف ما اذا کان موضوعا علی الارض یدل علیه ما فی الذخیرة حیث نقل عن الاصل الکراهة فی الاول ثم قال فان کانت الوسادة موضوعة علی الارض وکان یسجد علیها جازت صلوته فقد صح ان ام سلمةؓ کانت تسجد علی مرفقة موضوعة بین یدیها لعلة کانت بها ولم یمنعها رسول الله صلی الله علیه وسلم من ذلك اه فان مفاد هذه المقابلة والاستدلال عدم الکراهة فی الموضوع علی الارض المرتفع ثم رایت القهستانی صرح بذلك ردالمحتار جلد اول ص ۵۰۹ باب صلوة المریض۔

الجواب فی مراقی الفلاح وجعل ایماء ه براسه للسجود اخفض من ایماء ه براسه للرکوع وکذالو عجز عن السجود وقدر علی الرکوع یومی بهما لان النبی صلی الله علیه وسلم عاد مریضا فراٰه یصلی علی وسادة فاخذها ورمی بها ——— فاخذعود الیصلی علیه فرمی به وقال صل علی الارض ان استطعت والافاوم ایماء واجعل سجودك اخفض من رکوعك (رواه البزار والبیهقی عن جابر کذافی نصب الرایة ص ۳۰۴ ج۱ قاله المجیب) الی قوله فان فعل ای وضع شیئا فسجد علیه وخفض راسه للسجود عن ایماء للرکوع صح ای صحت صلوته لوجود الایماء لکن مع الاساءة لما روینا ص ۲۵۰ ج۱ وفی حاشیة الطحطاوی علیه قوله وجعل ایماء ه للسجود اخفض تمییزا بینهما ولا یلزمه ان یبالغ فی الانحناء اقصی مایمکنه بل یکفیه اوفی الانحناء فیهما نهر عن المجتبی۔ صفحہ مذکورہ بہشتی زیور کی اس میں صریح تائید ہے۔ پس تطبیق اس طرح ہو سکتی ہے کہ کراہت عدم عذر کی حالت میں ہو۔ اور عدم کراہت عذر کی حالت میں ہو۔ عذر یہ کہ بدون تکیہ کے جھکانے میں تکلیف ہو۔ وفی عبارة الحاشیة نفی لما کتبت فی المکتوب السابق من لزوم اقصی ما یمکن من الانحناء فالنص یقضی علی الرایٔ۔

(مولانا) اشرف علی (صاحب نور اللہ مرقدہ)

(تمت)

ضمیمہ ثانیہ اصلی بہشتی زیور حصہ دوم مسمّٰی بہ تصحیح الاغلاط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اصل ۵۲ [1] حیض کے زمانہ میں... الخ تحقیق اس مقام کی یہ ہے کہ جب عورت حائضہ ہو تو اُس وقت تمتع کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ متمتع مرد ہو اور فعل اس کی جانب سے پایا جاوے۔ اور دوسرا یہ کہ متمتع عورت ہو اور فعل اس کی جانب سے پایا جاوے۔ سو اگر متمتع مرد ہے تو اسکا حکم یہ ہے کہ اس کو اپنی عورت حائضہ سے جماع کرنا اور مابین السرۃ الی الرکبۃ سے بذریعہ مباشرۃ وغیرہ متمتع ہونا ناجائز ہے جیسا کہ بہشتی گوہر میں مصرح ہے۔ اور اگر متمتع عورت ہے جیسا کہ بہشتی زیور میں فرض کیا گیا ہے کہ کیونکہ اس میں عورتوں کے احکام بیان کئے گئے ہیں تو اس کا حکم یہ ہے کہ جس طرح مرد کو عورت کے مابین السرۃ الی الرکبۃ سے بذریعہ مس بالید و نظر وغیرہ کے تمتع ناجائز تھا اس طرح عورت کے لئے ناجائز نہیں ہے بلکہ اس کو مرد کے مابین السرۃ الی الرکبۃ کو دیکھنا اُس کو ہاتھ لگانا، اس کا بوسہ لینا وغیرہ امور جائز ہیں۔ لیکن یہ عورت کے لئے بھی جائز نہیں ہے کہ وہ اپنی مابین السرۃ الی الرکبۃ سے مرد کے کسی عضو کو مس کرے۔ قال فی الشامی فکذا ھی لھا ان تلمس بجمیع بدنھا الا ما تحت الازار جمیع بدنہ حتی ذکرہ و الا فلو کان لمسھا لذکرہ حراما لحرم علیھا تمکینہ من لمسہ بذکرہ لما عدا تحت الازار منھا واذاحرم علیہ مباشرۃ ما تحت ازارھا حرم علیہ تمکینہ منھا فیحرم علیھا مباشرتھا لہ بما تحت ازارھا بالاولیٰ۔ یہ تو تحقیق تھی اس مسئلہ کی۔ اب ہم بہشتی زیور کے مسئلہ کے متعلق کچھ لکھنا چاہتے ہیں۔ سو واضح ہو کہ مسئلہ مذکور مولوی احمد علی صاحب مرحوم نے جو کہ بہشتی زیور کے جامع ہیں یہ مسئلہ غالباً بحر الرائق سے اخذ کیا ہے اور بحر الرائق کی عبارت علی مافی الشامی یہ ہے لم ارلھم حکم مباشرتھا لہ ولقائل ان یمنعہ بانہ لما حرم تمکینھا من استمتاعہ بھا حرم فعلھا بہ بالاولیٰ ولقائل ان یجوزہ بان حرمتہ علیھا لکونھا حائضاوھو مفقود فی حقہ فحل لھا الاستمتاع بہ ولان غایۃ مسھا لذکرہ انہ استمتاع بکفھا وھو جائز قطعاً اہ اس عبارت سے ظاہر ہوتا ہے کہ صاحب بحر کا میلان جواز کی طرف ہے نیز انکی تعلیل اول سے جس میں کہ جواب ہے حجت مانعین کا متبادر ہے کہ وہ مباشرۃ حائض للزوج کو مطلقاً جائز کہتے ہیں خواہ بما دون السرۃ ہو یا بما فوق السرۃ (باستثناء جماع) معہذا یہ عبارت محتمل التاویل بھی ہے اور یہ بھی مطلب ہو سکتا ہے کہ مباشرۃ حائض للزوج بغیر ما بین السرۃ والرکبۃ جائز ہے جیسا کہ صاحب نہر نے سمجھا ہے۔ گو یہ توجیہ بظاہر تعلیل اول کے خلاف ہے پس اگر عبارت بہشتی زیور و بحر کو اپنے ظاہر پر رکھا جائے تو کہا جاویگا کہ مسئلہ بہشتی زیور غلط ہے مگر مصنف بہشتی زیور پر کوئی الزام نہ ہوگا کیونکہ اُنہوں نے اس میں بحر الرائق کی تقلید کی ہے اور اگر عبارت بحر الرائق اور بہشتی زیور کو موول کہا جاوے تو پھر کوئی اعتراض ہی نہیں ہے اور اگر عبارت بحر الرائق کو مؤول کہا جاوے اور عبارت بہشتی زیور کو ظاہر رکھا جاوے تو یہ مکابرہ صریح ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ عبارت بحر الرائق اور عبارت بہشتی زیور دونوں کو مصروف عن الظاہر کہا جاوے تاکہ دونوں عبارتیں اعتراض سے محفوظ رہیں اس وقت عبارت بہشتی زیور کا مطلب یہ ہوگا۔ حیض کے زمانہ میں مرد کے پاس جانا یعنی صحبت کرنا درست نہیں۔ اور صحبت کے سوا اور سب باتیں جن میں عورت کے مابین السرۃ الی الرکبۃ کا مرد کے کسی عضو سے مس نہ ہو درست ہیں یعنی کھانا، پینا، لیٹنا وغیرہ درست ہیں۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔ جب یہ بھی معلوم ہو گیا تو اب سمجھو کہ حمقاء زمانہ کو اس مقام پر التباس ہوا اور انہوں نے اس مسئلہ کو جو فعلِ عورت سے تعلق رکھتا ہے فعلِ مرد سے متعلق سمجھ کر اس پر اعتراض کیا کہ یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ علاوہ صحبت کرنے (جماع) کے مباشرۃ

---

(۱) مسئلہ نمبر ۱۱ باب ۲۵۔

ما بین الرکبۃ و السرۃ بمذہب امام اعظمؒ وامام مالکؒ وامام ابویوسفؒ وامام شافعی رحمہم اللہ تعالیٰ ناجائز ہے جیساکہ عامۂ کتب سے واضح ہوتا ہے۔ یہ مسئلہ مولانا نے خلاف تحقیق وخلاف قول مفتی بہ لکھا ہے انتھی ھذیانھم۔ یہ اُن کی نہایت واضح حماقت ہے کیونکہ مذہب امام ابوحنیفہؒ وغیرہ فعل زوج سے متعلق ہے نہ کہ فعل زوجہ سے کیونکہ فعل زوجہ کی نسبت بحر الرائق میں لکھا ہے لم ارلھم حکم مباشرتھا لہ بلکہ مباشرت زوجہ کا حکم متاخرین نے استنباط کیا ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ بہشتی زیور کے مسئلہ میں جو خدشہ تھا اس تک حمقاء زمانہ کی رسائی نہیں ہوئی اور جو انہوں نے اعتراض کیا ہے وہ مسئلہ بہشتی زیور سے تعلق نہیں رکھتا۔

اصلی[1] ص ۲ س ۱۱ چمگادڑ کا پیشاب اور بیٹ پاک ہے۔ تحقیق دلیلہ فی الدر المختار حیث قال الابول الخفاش و خرءہ فظاھر اہ وما فی البدائع وغیرہ حیث قالوا بول الخفافیش وخرء ھا لیس بنجس الخ فلا اعتراض علی بهشتی زیور۔

اصلی[2] ص ۲ س ۱۲ اگر پھیلاؤ میں روپے کے برابر..... الخ تحقیق روپے سے مراد یا تو شرعی روپیہ ہے جس کو درہم کہتے ہیں یا سکہ رائج پہلی صورت میں تو اعتراضِ حمقاء ساقط ہے۔ رہی دوسری صورت، سو اس کی توجیہ یہ ہے کہ سکہ رائج تقریباً مقعر کف کے برابر ہوتا ہے سو اب بھی کوئی اعتراض نہیں۔

اصلی[3] ص ۳ س ۱۳ اگر پیشاب کی چھینٹیں.... الخ تحقیق اس مسئلہ میں سوئی کی نوک کی قید احترازی نہیں ہے بلکہ مقصود بیان غایت صغر رشاش ہے اور دیکھنے سے نہ دکھائی دیں۔ اس سے مراد یہ ہے کہ دیکھنے سے بے تکلف نہ دکھائی دیں۔ اگر دکھائی دیں تو غور سے دیکھنے سے دکھائی دیں۔ اور مقصود یہ ہے کہ اگر چھینٹیں بہت چھوٹی ہوں اور بے تکلف نہ دکھائی دیں تو انکا اعتبار نہیں۔ کیونکہ کروس الابر کی تمثیل امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی تھی۔ اور دکھائی نہ دینے کی قید امام ابویوسفؒ سے اور مقصود دونوں کا بعنوانات مختلفہ بیان صغر رشاش تھا۔ اس لئے مولوی احمد علی صاحب مرحوم نے جمع بین القولین کے لئے دونوں عبارتیں لے لیں۔ یہ ہے صحیح مطلب بہشتی زیور کا۔ مگر حمقاء زمانہ نے سوئی کی نوک کو قید احترازی قرار دیکر سوئی کے دوسرے سرے کو خارج کیا ہے۔ اور نہ دکھلائی دینے کی قید کو قید احترازی قرار دیکر اُن چھینٹوں کو نکالا ہے جو دکھلائی دیتی ہیں خواہ بغور دکھلائی دیں یا بدون غور کے۔ اور اس طرح کلام میں تحریف کر کے اس پر اعتراض کیا ہے سو یہ اُن کا جہل ہے۔ اصلی[4] ص ۳ س ۱۹ اگر پیشاب کے مثل کوئی نجاست لگ گئی..... الخ تحقیق واضح ہو کہ دلدار ترجمہ ہے ذی جرم کا اور ذی جرم کی تعریف در مختار میں یہ کی ہے ھو کل مایری بعد الجفاف ولو من غیرھا کخمر وبول اصابہ تراب اس بناء پر غیر ذی جرم کی تعریف یہ ہوگی ھو کل ما یری بعد الجفاف جب یہ معلوم ہو گیا تو اب سنو کہ غایۃ البیان میں نجاست مرئیہ وغیر مرئیہ کی تعریف یوں کی گئی ہے المرئیۃ ما یکون مرئیا بعد الجفاف و غیر المرئیہ مالا یکون مرئیا بعد الجفاف کالبول ونحوہ پس اس بیان سے معلوم ہو گیا کہ نجاست ذی جرم اور مرئیہ ایک چیز ہیں اور غیر ذی جرم وغیرہ مرئیہ ایک چیز۔ پس عبارت بہشتی زیور پر یہ اعتراض کرنا حماقت ہے کہ فقہاء نے مرئیہ اور غیر مرئیہ کا لفظ استعمال کیا ہے۔ لہٰذا بہشتی زیور میں دلدار اور غیر دلدار کا استعمال غلط ہے۔ اس تقریر سے حمقاء زمانہ کا اعتراض اول ساقط ہو گیا۔ جب یہ معلوم ہو گیا تو اب سمجھو کہ نجاست غیر مرئیہ کی تطہیر کے بارے میں اصل مذہب تو یہی ہے کہ جب طہارت کا ظن غالب ہو جاوے اُس وقت پاک ہو جاوے گا لیکن چونکہ اس میں فی الجملہ دشواری تھی اور اغلب احوال میں تین مرتبہ دھونے سے طہارت کا غلبۂ ظن حاصل ہو جاتا تھا۔ بناء بریں تین مرتبہ دھونے کو قائم مقام حصول غلبۂ ظن قرار دیا گیا تیسیرا للامر علی الناس وقطعا للوسوسۃ چنانچہ غنیۃ میں ہے فعلم بھذا ان المذھب ھو اعتبار غلبۃ الظن وانھا مقدرۃ بثلث لحصولھا بھا فی الغالب وقطعا للوسوسۃ فانہ من اقامۃ السبب مقام المسبب الذی فی الاطلاع علی حقیقتہ عسر کالسفر مقام المشقۃ وامثال ذلک الخ اس سے معلوم ہوا کہ بہشتی زیور میں تین مرتبہ دھونے کا حکم خلاف مذہب اور اعتبار غلبہ ظن کے معارض نہیں ہے بلکہ سراسر موافق مذہب ہے

[1]: مسئلہ نمبر ۵ باب اول۔
[2]: مسئلہ نمبر ۶ باب اول۔
[3]: مسئلہ نمبر ۱۱ باب اول۔
[4]: مسئلہ نمبر ۱۴ باب اول۔

اور موافق اعتبار غلبۂ ظن ہے۔ اس تقریر سے حمقاء زمانہ کا دوسرا اعتراض بھی ساقط ہو گیا۔ جب یہ بھی معلوم ہو گیا تو اب سمجھو کہ بہشتی زیور میں صرف تیسری مرتبہ مبالغہ کے ساتھ نچوڑنے کا حکم دیا ہے اور ہر مرتبہ میں مبالغہ کا حکم نہیں دیا۔ سو وجہ اس کی یہ ہے کہ شامی میں ہے جعلها فی الدر شرطا للمرة الثالثة فقط و کذا فی الایضاح لابن الکمال وصدر الشریعة وکا فی النسفی وعزاه فی الحلیة الی فتاوی ابی اللیث وغیرها۔ اس سے معلوم ہوا کہ جمہور فقہاء کا مسلک یہ ہے کہ صرف تیسری مرتبہ میں مبالغہ شرط ہے نہ کہ ہر مرتبہ میں۔ پس ان فقہاء کے خلاف ان لوگوں کی رائے حجت نہ ہو گی جنہوں نے قاضی خاں کی عبارت سے جس میں مبالغہ کی بالکل نفی ہے نہ کہ صرف تیسری مرتبہ میں مبالغہ کی دھوکہ کھا کر جمہور فقہاء کے خلاف ایک مسلک نکالا ہے اور ہر مرتبہ میں مبالغہ شرط کیا ہے۔ اس تقریر سے حمقاء زمانہ کا اعتراض ثالث بھی ساقط ہو گیا اور بہشتی زیور کا مسئلہ بے غبار رہا۔

اصل [1] ص ۴ س ۱۲ کپڑا اور بدن فقط دھونے ہی سے پاک ہوتا ہے۔ تحقیق یعنی اصل حکم یہی ہے۔ رہے مواقع ضرورت وہ اس حکم سے مستثنے ہیں۔ بہشتی زیور کا یہ مسئلہ ایسا ہے جیسا کہ فقہاء کہتے ہیں کہ نماز کیلئے طہارت شرط ہے۔ کیونکہ اس کے معنی بھی یہی ہوتے ہیں کہ اصل حکم یہی ہے مگر مواقع ضرورت اس سے مستثنٰی ہیں۔ پس جس طرح فقہاء کے اس حکم پر کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا یوں ہی بہشتی زیور کے مسئلہ پر بھی اعتراض نہیں ہو سکتا۔

اصل [2] ص ۵ س ۵۔ ہاتھ میں کوئی نجس چیز لگی تھی۔۔۔۔ الخ۔ تحقیق اس مسئلہ کی صحت پر حمقاء زمانہ کو اعتراض نہیں ہے بلکہ انہوں نے اور بے ہودہ بکواس کی ہے جس کے جواب کیلئے تحقیقات مفیدہ موضوع ہے نہ کہ تصحیح الاغلاط و تنقیح الاخلاط اس لئے ہم اس کے متعلق اس جگہ پر کچھ نہیں لکھتے۔

اصل [3] ص ۵ س ۱۰ نجس مٹی سے جو برتن کمہار نے بنائے۔۔۔۔ الخ۔ تحقیق اس مسئلے کا ماخذ تنویر الابصار ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔ کطین تنجس فجعل منه کو ز بعد جعله علی النار اھ اور چونکہ اس عبارت میں ذہاب اثر کی قید نہیں ہے اس لئے بہشتی زیور میں بھی نہیں لگائی گئی۔ پس اگر بہشتی زیور پر اعتراض ہے تو تنویر الابصار پر بھی ہونا چاہئے۔ اور اگر تنویر الابصار کی عبارت کا کوئی جواب ہے تو بہشتی زیور کی عبارت کا جواب کیوں نہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ تنویر الابصار پر اعتراض نہ کرنا اور بہشتی زیور پر اعتراض کرنا سراسر بے انصافی اور ہٹ دھرمی ہے۔ اگر اعتراض ہو تو دونوں پر ہونا چاہئے۔ اور اگر نہ ہو تو دونوں پر نہ ہونا چاہئے۔ یہ گفتگو علی سبیل التنزیل ہے۔ اب ہم ترقی کر کے کہتے ہیں کہ بہشتی زیور کی عبارت میں اس قید کی ضرورت ہی نہیں کیونکہ جب کمہار آوے میں برتن کو پکا لیتے ہیں تو نجاست کا اثر باقی ہی نہیں رہتا تاکہ شرط لگانے کی ضرورت پڑے اور یہی وجہ ہے کہ تنویر میں یہ شرط نہیں لگائی۔ کیونکہ جعله علی النار سے مراد جعل مخصوص ہے یعنی متعارف پکانا نہ کہ مطلق طبخ و جعل اور دُرِ مختار میں جو شرط لگائی ہے وہ بالنظر الی المفهوم العام ہے کیونکہ مطلق جعل علی النار اور طبخ شامل ہے پورے طور پر پکانے اور کسی قدر پکانے وغیرہ کو فلا اعتراض۔

اصل [4] ص ۵ س ۱۱ شہد، شیرہ، یا گھی، تیل ناپاک ہو گیا۔۔۔۔ الخ۔ تحقیق اس مقام کی یہ ہے شامی میں ہے قال فی الدر ولو تنجس العسل فتطهیره ان یصب فیه ماء بقدره فیغلی حتی یعود الی مکانه والدهن یصب علیه الماء فیغلی فیعلو الدهن الماء فیرفع بشیء هکذا ثلاث مرات اھ وهذا عند ابی یوسف خلافا لمحمد وهو اوسع وعلیه الفتوی کما فی شرح الشیخ اسمٰعیل عن جامع الفتاوی۔ اور کبیری میں ہے الا یری الی ماروی عن ابی یوسف فی تطهیر الدهن النجس ای المتنجس انه اذا جعل الدهن فی اناء فصب علیه الماء فیعلوا الدهن علی وجه الماء فیرفع بشیء ویراق الماء ثم یفعل هکذا حتی اذا فعل کذلك ثلث مرات یحکم بطهارة الدهن اور مجمع الروایۃ و شرح قدوری میں ہے یصب علیه مثله ماء ویحرك اور در مختار میں ہے ویطهر لبن وعسل ودبس ودهن

[1] مسئلہ نمبر ۲۰ باب اول
[2] مسئلہ نمبر ۲۶ باب ا
[3] مسئلہ نمبر ۲۸ باب ا
[4] مسئلہ نمبر ۲۹ باب ا

یغلی ثلاثا وقال فی الفتاوی الخیریة ظاهر الخلاصه عدم اشتراط التثلیث ان روایات کے مجموعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ طہارت دہن وغیرہ کے لئے فی الحقیقۃ نہ غلیان ضروری ہے نہ تحریک بلکہ ان کی ضرورت اگر کسی درجہ میں ہے تو محض اس لئے کہ روغن وغیرہ پانی کے اوپر آجاوے اور پانی سے جدا ہو سکے۔ پس یہ مقصود جس طریق سے بھی حاصل ہو جاوے کافی ہے۔ اور اسکے سوا دوسرے طریق کی ضرورت نہ ہو گی۔ دلیل ہمارے اس بیان کی یہ ہے کہ بعض فقہاء نے غلیان کا ذکر کیا ہے اور بعض نے تحریک کا۔ اور کبیری نے نہ غلیان کا ذکر کیا نہ تحریک کا۔ پس معلوم ہوا کہ غلیان و تحریک مقصود بالذات نہیں ہیں۔ بلکہ اس لئے مقصود ہیں کہ روغن وغیرہ اوپر آجاوے اور تیل اور پانی جدا ہو جاویں ویدل علیه قول الدرر فیغلی فیعلو الدهن الخ نیز عبارات مذکورہ سے معلوم ہوتا ہے کہ شرط تثلیث مختلف فیہ ہے بعض کے نزدیک ضروری ہے اور بعض کے نزدیک ضروری نہیں، پس ہمکو ترجیح کی ضرورت ہے۔ سو ہم دیکھتے ہیں کہ اشتراط تثلیث امام ابو یوسفؒ کا مذہب ہے۔ کما یظهر من الدرر والمنیة وشرحها اور عدم اشتراط خلاصہ وغیرہ کا۔ اور ظاہر ہے کہ صاحب مذہب کا قول دیگر علماء سے مقدم ہے اس لئے اشتراط راجح ہو گا بالخصوص اسوقت جبکہ منشاء عدم اشتراط خود غلط ہو۔ کیونکہ اسکا منشاء قیاس علی الثوب ہے اور یہ دو وجہ سے غلط ہے۔ اول اس لئے کہ ثوب میں بھی تثلیث شرط ہے کما تبین سابقاً فی مسئلة تطهیر الثوب۔ دوسرے اس لئے کہ قیاس دھن علی الثوب قیاس مع الفارق ہے۔ کیونکہ دہن وغیرہ کی نجاست، نجاستِ ثوب سے اقوی ہے اور دلیل اس کی یہ ہے کہ امام محمدؒ تطہیر روغن وغیرہ کو جائز نہیں رکھتے۔ حالانکہ وہ تطہیر ثوب کو جائز رکھتے ہیں۔ نیز صاحب درمختار تطہیر ثوب میں غلبۂ ظن کا اعتبار کرتے ہیں۔ مگر روغن میں تثلیث کو شرط کرتے ہیں۔ پس فرق ظاہر ہے جب یہ امر معلوم ہو گیا تو اب سمجھو کہ ظاہر روایاتِ مذکورہ بالا سے معلوم ہوتا ہے کہ مقدار آب میں بھی اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک مقدار روغن وغیرہ کے برابر ہونا ضروری ہے۔ بعض کے نزدیک برابری شرط نہیں۔ لیکن ہم نظر کو غائر کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ جس کسی نے ابتداءً قدرہ من الماء کہا ہے اس نے قید قدرہ کو احترازاً نہیں بیان کیا بلکہ اتفاقاً بیان کیا ہے۔ اور جنہوں نے اس کے بعد اس قید کا ذکر کیا ہے انہوں نے شخص مذکور کی تقلید کی ہے۔ اور جس نے اس قید کا ذکر نہیں کیا اس نے حقیقت پر نظر کی ہے۔ دلیل اس کی دو ہیں۔ اول یہ کہ اشتراط مساواۃ بے دلیل ہے۔ دوم یہ کہ بعض روایتوں میں قدرا من الماء منصوص ہے اور اس کو تضعیف قدرہ کہنا بلا دلیل ہے۔ پس ثابت ہوا کہ قید مذکورہ قدرہ من الماء اتفاقی ہے۔ اور جنہوں نے اس کو احترازی سمجھا ہے انہوں نے دھوکہ کھایا ہے۔ پس حاصل تحقیق ہذا یہ نکلا کہ تطہیر دہن وغیرہ کے لئے نہ غلیان ضروری ہے اور نہ تحریک نہ مقدار خاص۔ ہاں تثلیث بیشک ضروری ہے۔ جب یہ امر محقق ہو چکا تو اب سمجھو کہ بہشتی زیور کی تحقیق سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ابو یوسفؒ کے نزدیک غلیان یا تحریک ضروری نہیں ہے۔ کما ہو الحق۔ رہی مقدار کی تعیین سو وہ محض اتفاقی ہے نہ کہ احترازی، جیسا کہ دیگر فقہاء کے کلام میں موجود ہے اور قید تثلیث ضروری ہے۔ اس تحقیق کے بعد حمقاء زمانہ کے اعتراضات کا خاتمہ ہو گیا۔ اور ان کے کلام کا فساد ظاہر ہو گیا۔

اصل نمبر[۱] ص ۷، نجس مہندی ہاتھوں پیروں میں لگائی۔ تحقیق اس مقام کی یہ ہے کہ شامی میں ہے کہ قد ذکر سیدی عبد الغنی کلاماً حسناً سبقه الیه صاحب الحلیة وهو ان مسئلة الاختضاب الی قوله لم نر من رجح خلافه فافهم یہ عبارت بتلاتی ہے کہ مسئلہ حناء میں دو قول ہیں ایک یہ کہ پانی صاف گرنے لگے تب پاک ہو گا خواہ کتنی ہی مرتبہ میں ہو۔ اور دوسرا یہ کہ تین مرتبہ دھونا کافی ہے خواہ پانی صاف گرنے لگے یا نہ، اور مفتی بہ ان میں قول اول ہے۔ جب یہ معلوم ہو گیا تو اب سمجھو کہ بہشتی زیور میں جو کہا ہے کہ تین دفعہ خوب دھو ڈالنے سے ہاتھ پیر پاک ہو جائیں گے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تین مرتبہ اس قدر دھو لیا گیا کہ پانی صاف گرنے لگے (کما یدل علیه قوله خوب لانه یدل علی المبالغة وهو یستلزم صفو الماء) تو ہاتھ پاؤں پاک ہو جاوینگے۔ اور اس میں ابو یوسف نے دونوں مسلکوں کی رعایت کی ہے تا کہ دونوں پر عمل ہو جاوے۔ اور ہاتھ پاؤں بالاتفاق پاک ہو جاویں۔ فلا اعتراض علیه کما یفعله حمقاء زماننا۔

شاید کسی کو شبہ ہو کہ[۲] ص ۵ س ۱۴ میں یہ مذکور ہے، نجس رنگ میں کپڑا رنگا الخ اور اسمیں تین مرتبہ کی قید نہیں لگائی، تو اس کا جواب یہ

[۱]: مسئلہ نمبر ۷ ۳ باب ا۔ [۲]: مسئلہ نمبر ۳۰ باب ا

ہے کہ مواقع اختلاف میں رعایت اختلاف اولی ہے نہ کہ واجب پس وہاں اختلاف کی رعایت نہ کرنا قابل اعتراض نہیں ہو سکتا۔ اس مسئلہ کی تحقیق مزید تحقیقات مفیدہ میں کی جاوے گی۔

اصل[1] ص ۷ س ۱۵ اگر لکڑی کا تختہ ..... الخ۔ تحقیق یہ مسئلہ غنیۃ المستملی سے ماخوذ ہے اور عبارت اس کی یہ ہے ومثله ایضاً ای مثل الحکم المذکور وھو عدم الفساد اذا حلت النجاسة بخشبة فقلبھا وصلی علی الوجه الطاھر ان کان غلظ الخشبة بحیث تقبل القطع ای یمکن ان ینشر نصفین فیما بین الوجه الذی فیه النجاسة والوجه الاخر فیجوز الصلوٰة علیھا حینئذ والافلا لانھا بمنزلة اللبنة فی الوجه الاول وبمنزلة الثوب فی الوجه الثانی اھ ص ۲۰۰ لیکن حلیہ میں اشبہ بالحق مطلقاً جواز کو کہا ہے اور اس کے انہوں نے دلائل بھی بیان کئے ہیں جن کا ہمکو علم نہیں ہو سکا تاکہ ہم دونوں کے دلائل کو دیکھ کر فیصلہ کر سکتے۔ کہ حق صاحب منیہ وغنیۃ کی طرف ہے یا صاحب حلیہ کی طرف۔ نیز چونکہ اصل مؤلف بہشتی زیور یعنی مولوی احمد علی صاحب کا انتقال ہو چکا ہے اسلئے ہمکو یہ بھی نہیں معلوم ہو سکا کہ اُنہوں نے کس بناء پر صاحب غنیۃ کے بیان کو ترجیح دی ہے۔ ہاں اتنا ضرور کہا جاسکتا ہے کہ اختیار مسلک صاحب غنیۃ اقرب الی الاحتیاط ہے۔ ایسی حالت میں اگر کوئی مسئلہ بہشتی زیور پر معترض ہو تو اس کو چاہئے کہ وہ دلائل سے صاحب غنیۃ کے مسئلہ کی غلطی ثابت کرے۔ اور یہ کہدینا کافی نہیں ہے کہ حلیہ میں اس کے خلاف کو حق کہا ہے۔ کیونکہ اسکا جواب یہ ہے کہ غنیۃ میں اس کے خلاف کو اختیار کیا ہے۔ لہٰذا وہ اقرب الی الاحتیاط بھی ہے پس کوئی وجہ نہیں ہے کہ صاحب غنیۃ کے بیان کو چھوڑ دیا جائے۔ اس تفصیل سے حمقاء زمانہ کی خرافات کا جواب معلوم ہو گیا۔

اصل[2] ص ۷ س ۱۷ ڈھیلے سے استنجاء کرنے کا ..... الخ۔ تحقیق درمختار میں ہے ولایتقید باقبال وادبار شتاء اوصیفا اور اس کے ذیل میں شامی نے لکھا ہے ای بناء علی ماذکر من ان المقصود ھو الانقاء فلیس له کیفیة خاصة وھذا عند بعضھم وقیل کیفیتهٗ فی المقعدة فی الصیف للرجل ادبار الحجر الاول والثالث واقبال الثانی وفی الشتاء بالعکس وھکذا

تفعل المرأة فی الزمانین کما فی المحیط وله کیفیات اخر فی النظم والظھیریة وغیرھما وفی الذکر ان یاخذه بشماله ویمره علی حجر اوجدار اومدر کما فی الزاھدی اھ قھستانی واختار ماذکره الشارح فی المجتبیٰ والفتح والبحر وقال فی الحلیة انه الاوجه الخ اور صاحب وقایہ وصاحب شرح وقایہ اور صاحب عمدۃ الرعایہ نے سنیت عدد کی نفی کی ہے۔ ان تمام باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ حق اور مختار مذہب یہی ہے کہ استنجے کے لئے کوئی کیفیت مخصوص نہیں اور نہ کوئی عدد مسنون ہے بلکہ مقصود انقاء ہے وہ جس طریق سے بھی حاصل ہو جاوے کافی ہے۔ رہا بعض فقہاء کا کیفیات بتلانا سواُن کا مقصود یہ نہیں ہے کہ یہ کیفیات مقصود ہیں۔ بلکہ اُنہوں نے اپنے ذہن میں جس کیفیت کو معین فی الانقاء سمجھا اس کو بتلا دیا۔ پس حاصل اُن کے کلام کا یہ ہے کہ مقصود انقاء ہے اور کوئی کیفیت مقصود نہیں۔ لیکن ہماری رائے میں یہ کیفیات معین فی الانقاء ہے۔ اس لئے اگر اس کیفیت سے استنجاء کیا جاوے تو اس سے حصول مقصود میں اعانت کی پوری توقع ہے سو یہ بہشتی زیور کیخلاف نہیں کما ھو ظاھر۔ پس حمقاء زمانہ کا اعتراض ساقط ہو گیا اور بہشتی زیور کا مسئلہ بے غبار رہا۔ مزید تفصیل اسکی تحقیقات مفیدہ میں ہے۔

اصل[3] ص ۱۵ س ۷ ۔ جب تک ہر چیز کا سایہ دونانہ ہو جاوے ..... الخ۔ تحقیق دلیله ما فی التنویر وقت الظھر من زواله الی بلوغ الظل مثلیه فی الوقایة وغیرھا وقال رد المحتار جوابا لمن خالف ھذا المسلك فیه ان الادلة تکافأت ولم یظھر ضعف دلیل الامام بل ادلة قویة ایضا کما یعلم من مراجعة المطولات وشرح المنیة وقد قال فی البحر لا یعدل عن قول الامام الی قولھما او قول احدھما الالضرورة من ضعف دلیل اوتعامل بخلافه کالمزارعة وان صرح المشائخ بان الفتوی علی قولھما کما ھنا اھ وقال ایضاتحت

---

[1] مسئلہ نمبر ۴۴ باب ۱۔ [2] مسئلہ نمبر ۴ باب ۲۔ [3] مسئلہ نمبر ۲ باب چہارم

قول المص الی بلوغ الظل مثليه هذا ظاهر الرواية عن الامام نهايه وهو الصحيح بدائع ومحيط وينا بيع وهو المختار غياثيه واختاره الامام المحبوبی وعول عليه النفسی وصدر الشريعة تصحيح قاسم واختاره اصحاب المتون وارتضاه الشارحون فقول الطحاوی وبقولهما نا خذ لا يدل علی انه المذهب وما فی الفيض من انه يفتی بقولهما فی العصر والعشاء مسلم فی العشاء فقط الخ۔ ان روایات سے معلوم ہوا کہ جمہور ائمہ حنفیہ کا مسلک وہی ہے جو بہشتی زیور میں اختیار کیا ہے۔ فلا يعترض عليه بما اعترض به جهلة زماننا۔

اصل ص ۱۰ س ۱۳ جب تک پچھم کی طرف آسمان کے کنارے.... الخ تحقیق یہ مسئلہ بھی تنویر الابصار وغیرہ سے ماخوذ ہے چنانچہ تنویر الابصار میں ہے والمغرب منه الی الشفق وهو الحمرة اور در مختار میں ہے عند هما وبه قالت الثلثة واليه رجع الامام كما فی شروح المجمع وغيرها فكان هو المذهب اور گو ابن الہمام وعلامہ قاسم نے اس میں کلام کیا ہے مگر عامہ فقہاء مثل صاحب نہر و نقایہ و وقایہ و درر و اصلاح و درر البحار وامداد و مواہب و برہان وغیرہم کا مسلک یہی ہے۔ اور امام صاحب سے ایک روایت بھی اس کے موافق ہے۔ فيكون هو المعتمد فلا اعتراض عليه بما اعترض جهلة زماننا۔ اصل[1] ص ۱۲ س ۳ فقط منہ اور دونوں ہتھیلی اور دونوں پیر کے سوا الخ تحقیق ہتھیلی سے باطن کف و ظاہر کف دونوں مراد ہیں نہ کہ صرف باطن اور دلیل اس مسئلہ کی یہ ہے کہ کنز الدقائق میں ہے الا وجهها وكفها وقدمها اور وقایہ میں ہے الا الوجه والكف والقدم واقره فی شرح الوقاية اور تنویر الابصار میں ہے خلا الوجه والكفين والقدمين۔ اصل[2] ص ۱۴ س ۱۲ اگر بے سوچے نماز پڑھ لیوے تو نماز نہ ہوگی.... الخ۔ تحقیق دلائل اس مسئلہ کے یہ ہیں تنویر الابصار میں ہے۔ ان شرع بلا تحر لم يجزوان اصاب اور شرح وقایہ میں ہے وان شرع بلا تحر لم يجزو ان اصاب لان قبلته جهة تحريه ولم يتحر اه واليه مال ابن الهمام فی بعض تحرير اته وقال تلميذه قاسم بن قطلوبغا فی رسالة الفوائد الجلة فی اشتباه القبلة وصاحب الهداية فی مختارات النوازل كما فی عمدة الرعاية۔

اصل[3] ص ۱۷ س ۴ نماز میں چھ چیزیں فرض ہیں، نیت باندھتے وقت اللہ اکبر کہنا۔ تحقیق مطلب یہ ہے کہ تکبیر تحریمہ فرض ہے نہ کہ خاص یہ لفظ۔ اور چونکہ نمازیں علی العموم اللہ اکبر سے شروع کی جاتی ہیں اور عام نمازوں میں تکبیر تحریمہ اللہ اکبر ہی ہوتا ہے اسلئے اس کو فرائض میں شمار کیا گیا۔ اور چھ کا عدد فرائض متفق علیہا کے لئے ہے یعنی متفق علیہ فرض چھ ہیں۔ نیز اس سے حصر مقصود نہیں ہے۔ فلا اعتراض۔

اصل[4] ص ۱۸ س ۸ سجدہ کے وقت اگر ناک اور ماتھا دونوں زمین پر نہ رکھے، فقط ماتھا زمین پر رکھے اور ناک نہ رکھے تو بھی نماز درست ہے.... الخ۔ تحقیق قال خاتم علماء فرنگی محل فی عمدة الرعاية معلقا علی قول صاحب الوقاية والسجود بالجبهة والانف وبه اخذ اه قوله وبه اخذ ای اخذ به المشائخ وافتوا به وهذا الكلام لا يخلو عن مسامحة لان المفهوم من ظاهر قوله والسجود بالجبهة والانف عند تعداد الفرائض ان وضع الجبهة والانف كليهما فرض وانه المفتی به مع انه ليس مذهبا لاحد من ائمتنا فان اباحنيفة جوز الاكتفاء بالانف وخالفه فيه صاحباه واما الاكتفاء بالجبهة فهو متفق بينهم علی جوازه وبالجملة اتفقوا علی ان المسنون وضع الجبهة والانف كليهما وعلی انه يكفی وضع الجبهة فقط الا انه يكره وانما اختلفوا فی الاكتفاء بالانف الی اخر ما قال۔ خاتم علماء فرنگی محل کا یہ قول مسئلہ بہشتی زیور کی واضح دلیل ہے۔

اصل[5] ص ۱۹ س ۸ کسی نماز کیلئے کوئی سورت مقرر نہ کرے۔ تحقیق قال فی الهداية يكره ان يوقت بشیء من القرآن لشیء من الصلوة وقال فی الفتح ان المداومة مطلقا مكروهة سواء راه حتما يكره غيره اولا لان دليل الكراهة لا يفصل الخ اور در مختار میں ہے

۱: مسئلہ نمبر ۳ باب ۴۔　　۲: یعنی سورہ سجدہ ۱۲۔
۳: یعنی سورہ ہل اتی ۱۲　　۴: یعنی سورہ والفجر

(۱) مسئلہ ۱ باب ۵۔　　(۲) مسئلہ ۱ باب ۶۔　　(۳) مسئلہ ۲ باب ۷۔
(۴) مسئلہ ۱۲ باب ۷۔　　(۵) مسئلہ ۲۰ باب ۷۔

یکرہ التعین کالسجدۃ وھل اتی والفجر کل جمعۃ بل یندب قراتھما احیانا اور شامی میں ہے لان الشارع اذا لم یعین علیہ شیئا تیسیرا علیہ کرہ لہ ان یعین۔ الخ یہ عبارت بہشتی زیور کی واضح دلیل ہے

اور حمقاء زمانہ کا اعتراض ساقط ہے۔

اصل[1] ص ۳۱ س ۴۔ بلا کسی عذر کے قضا پڑھنے میں دیر لگانا گناہ ہے۔ تحقیق لعل ھذہ المسئلۃ مبنیۃ علی مذھب الکرخی واختارہ ھھنا للاحتیاط وزجرا للعوام عن التکاسل تبعا لصاحب الدر المختار والشامی۔

اصل[2] ص ۳۲ س ۱۹۔ جتنی دیر میں تین مرتبہ سبحان اللہ کہہ سکتی ہے....الخ۔ تحقیق اس پر مولوی احمد حسن صاحب نے لکھا تھا خدا جانے اسوقت یہ تین دفعہ کی مقدار کہاں سے لکھی تھی۔ طحطاوی اور رد المختار میں ایک مرتبہ سبحان اللہ کہنے کی مقدار لکھی ہے پس اسی پر عمل لازم ہے اھ اس لئے اس مسئلہ کی مفصل تحقیق کی جاتی ہے وھو ہذا رد المختار میں ایک دفعہ کی مقدار میری نظر سے نہیں گذری شاید مولوی صاحب نے اسکے کسی مقام سے استنباط کیا ہو۔ اور طحطاوی میرے سامنے نہیں ہے کہ اس میں دیکھا جاتا۔ لیکن رد المختار وغیرہ میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بہشتی زیور میں جو مقدار لکھی ہے وہ بالکل ٹھیک ہے۔ تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ تفکر موجب سہو اسی لئے ہے کہ وہ مستلزم ہے تاخیر واجب کو، اس لئے اس کا اور زیادۃ علی التشہد کا حکم یکساں ہونا چاہئے، اور یہ صرف میری رائے نہیں ہے بلکہ انکا تماثل مصرح بھی ہے جیسا کہ آئندہ معلوم ہوگا۔ نیز فقہ میں واقعہ جھر فی موضع المخافتۃ اور مخافتۃ فی موضع الجھر کو بھی اسکے مماثل بتایا گیا ہے اس بنا پر اگر یوں کہا جاوے کہ تلبس بالنجاسۃ فی الصلوٰۃ وانکشاف عورت بھی اس کے مماثل ہیں تو صحیح ہے کیونکہ یہ امر سب میں مشترک ہے کہ زمان قلیل بوجہ ضرورت تسہیل علی الامۃ سب میں معفو ہے۔ اور زمانِ کثیر بوجہ عدم ضرورت کے غیر معفو پس جس زمانہ کو ایک مسئلہ میں کثیر سمجھا جاویگا اس کو سب میں کثیر ہونا چاہئے۔ اور جس زمانہ کو ایک میں قلیل سمجھا گیا ہے اس کو سب میں قلیل ہونا چاہئے ورنہ وجہ فرق ہونا چاہئے۔ اور وجہ فرق کوئی ہے نہیں تو لا محالہ جو زمانہ ایک میں قلیل سمجھا گیا ہے وہ سب میں قلیل ہوگا۔ اور جو زمانہ ایک میں کثیر سمجھا گیا ہے وہ سب میں کثیر ہوگا۔ اور اگر یہ فرق کیا جاوے کہ بعض میں چونکہ ضرورت کم ہے اسلئے وہاں کم زمانہ کا اعتبار کیا گیا ہے۔ اور بعض میں ضرورت زیادہ ہے اس لئے وہاں زیادہ زمانہ لیا گیا ہے، تو یہ فرق اس کو مقتضی ہے کہ تفکر کا زمانہ سب سے زیادہ ہو، کیونکہ یہ سب سے زیادہ کثیر الوقوع ہے۔ بہر حال زمانہ تفکر کسی طرح زمانہ زیادۃ علی التشہد وجھر موضع مخافتت وتلبس بالنجاسۃ وانکشاف عورت وغیرہ سے کم نہیں ہو سکتا یا ان کے برابر ہوگا یا ان سے زائد۔ جب یہ امر معلوم ہو گیا تو اب ہم ان تمام متشابہ اور متماثل مسائل پر کلام کرتے ہیں۔

بحث مسئلہ تفکر

منیۃ المصلی اور اُس کی شرح غنیۃ المستملی ص ۴۴۳ میں ہے من شك فی حال القیام انہ ھل کبر للافتتاح ام لا فتفکر فی ذلك وطال تفکرہ مقدار اداء رکن الی ان قال فعلیہ السھو لان تفکرہ یستلزم تاخیر الواجب وھو القراءۃ الیٰ ان قال ثم الاصل فی حکم التفکر انہ ان منعہ عن اداء رکن کقراءۃ ایۃ او ثلث اورکوع او سجود او عن اداء واجب کالقعود یلزمہ السھو لاستلزام ذلك ترك

1: طحطاوی علی الدر میں دیکھا گیا تو اسمیں تو صرف یہ لکھا ہے وہو مقدر بسبحان اللہ۔ پھر جب مراقی الفلاح میں دیکھا گیا تو اس میں صاف تصریح تین تسبیحات کی مل گئی دیکھو ص ۲۷۵ طحطاوی علی المراقی ۱۲

۲: قال صاحب الغنیۃ فی بحث الزیادۃ علی التشھد فی القعدۃ الاولیٰ کما ستنقلہ والصحیح ان قدر زیادۃ الحروف ونحوہ غیر معتبر فی جنس ما یجب بہ سجود السھو وانما المعتبر قدر مایودی فیہ رکن کما فی الجھر فی ما یخافت وعکسہ وکما فی التفکر حالۃ الشك ونحوہ ۱۲ منہ۔

(۱) مسئلہ نمبر ۱ باب ۱۷۔ (۲) مسئلہ نمبر ۱۰ باب ۱۸

الواجب وهو الاتيان بالركن او الواجب في محله وان لم يمنعه عن شئ من ذلك بان كان يؤدي الاركان ويتفكر لا يلزم السهو وقال بعض المشائخ وهو الامام الصفار ان منعه التفكر عن القراءة او عن التسبيح يجب عليه سجود السهو وان كان لا يمنعه بان كان يقرأ او يتفكر او يسبح لا يجب عليه سجود السهو فعلى هذا القول لو شغله التفكر عن تسبيح الركوع وهو راكع مثلا يلزمه السجود وعلى القول الاول لا يلزم لانه لم يمنعه عن اداء ركن ولا واجب انتهى بحذف الزوائد (اقول فيه نظر) لان ايجاب الصفار سجود السهو على الراكع الذى شغله التفكر عن التسبيح ليس لاجل انه شغله عن التسبيح بل لانه شغله عن القومة التى هى واجبة لان اطالة الركوع كان مشروعاله لاجل التسبيح فلما تركه لم يكن له اطالة الركوع بل كان عليه ان ينتقل منه الى القومة فلما تركه اخر الواجب عن محله فيلزم عليه سجود السهو فح لامخالفة بين الجمهور والصفار فتدبر (من حبيب احمد) اور رد المختار ص ۷۸۹ میں ہے الحاصل انه اختلف فى التفكر الموجب للسهو فقيل مالزم منه تاخير الواجب او الركن عن محله بان قطع الاشتغال بالركن او الواجب قدر اداء الركن وهو الاصح انتهى بقدر الضرورة۔ ان عبارات سے معلوم ہوا کہ تفکر مطلقاً موجب سہو نہیں ہے۔ جبکہ وہ تاخیر رکن یا واجب کو مستلزم نہ ہو جاوے۔ اور تاخیر کا زمانہ مقدار اداء رکن ہے مگر اداء رُکن کا زمانہ نہیں بتلایا گیا۔ اس لئے ضرورت ہے کہ اسکے نظائر میں غور کیا جاوے۔ سو منجملہ اس کے نظائر کے ایک نظیر مسئلہ انکشاف عورت فی الصلوٰۃ ہے اسکی تفصیل یہ ہے در مختار ص ۴۲۳ میں ہے ویمنع حتی انعقادها كشف ربع عضو قدر اداء ركن شامی نے اس کے تحت میں لکھا ہے قوله اداء ركن اى بسنته فيه قال شارحها وذلك قدر ثلث تسبيحات اه وكانه قيد بذلك حملا للركن على القصير منه للاحتياط الى ان قال ثم ماذكره الشارح قول ابى يوسف واعتبر محمد اداء الركن حقيقة والاول المختار للاحتياط كما فى شرح المنية اه بحذف الزوائد۔ غنیۃ فی شرح المنیہ ص ۲۱۳ میں ہے وان انكشف عضو هو عورة فى الصلوٰة فستر من غير لبث لا يضره ذلك ولا يفسد صلوته لان الانكشاف الكثير فى الزمان القليل عفو كالانكشاف القليل فى الزمن الكثير وان ادى معه اى مع الانكشاف ركناً[1] كالقيام ان كان فيه او الركوع او غيرهما يفسد ذلك الانكشاف صلوته وان لم يود مع الانكشاف ركنا ولكن مكث مقدار ما اى زمن يؤدى فيه ركنا بسنته وذلك مقدار ثلث تسبيحات فلم يستر ذلك العضو فسدت صلوته عند ابى يوسف خلافا لمحمد رحمة الله وكذا اذا وقع الرجل المصلى للمزاحمة فى صف النساء او وقع امام اى قدام الامام او رفع نجاسة ثم القى اى تلك النجاسة فعلى هذا الخلاف المذكور ان مكث قدر اداء ركن من غير ان يؤديه تفسد عند ابى يوسف خلافا لمحمد وقد تقدم الدليل من الجانبين فى بحث النجاسة وان المختار قول ابى يوسف فى الجميع للاحتياط انتهى بقدر الضرورة۔

ان عبارتوں سے اداء رکن کا زمانہ معلوم ہو گیا کہ مقدار تین تسبیحات ہے اور اس سے زمانہ تفکر کی بھی شرح ہو گئی۔ دوسری نظیر تلبس بالنجاسۃ فی الصلوٰۃ ہے اس میں بھی امام ابو یوسف اور امام محمد کا وہی اختلاف ہے جو کشفِ عورت کے بارے میں ہے چنانچہ غنیۃ ص ۱۹۹ میں ہے قال محمد تجوز مالم يؤدر كنا على ذلك الحال لانه لم يؤدجزء من الصلوٰة مع المانع فلا تفسد ولابى يوسف ان المعفو هو المقدار القليل من الزمان والذى يمكن فيه اداء ركن كثير فلا يعفي سواء ادى الركن اولم يؤد اهـ۔ اس سے معلوم ہوا کہ مقدار زمان قلیل دونوں کے نزدیک معاف ہے مگر امام محمدؒ کے نزدیک قلیل وہ ہے جو حقیقتاً اداء رکن سے کم ہو۔ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک قلیل وہ ہے جو تین تسبیحات سے کم ہو، پس چونکہ تفکر فی الزمان القلیل بھی معاف ہے اسلئے اس میں بھی یہی اختلاف ہو گا۔ اور چونکہ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک قلیل وہ ہے جو تین تسبیحات سے کم ہو، اور یہی مختار بھی ہے اسلئے اگر زمانِ تفکر تین تسبیحات سے کم ہے تو معاف ہو گا اور اگر تین تسبیحات کے برابر یا اس سے زائد ہو تو معاف نہ ہو گا۔

[1]: والظاهر ان المراد بالركن مطلق جزء الصلوة سواء كان فرضاً او واجباً او سنة كالتشهد والصلوٰة والتسبيح وغيرها ۱۲ منه

اب تیسری نظیر کو دیکھئے، تیسری نظیر جهر فی موضع المخافتة وبالعکس ہے اس کے متعلق در مختار ص ۶۷۷ میں ہے والاصح تقدیره بقدر ما یجوز به الصلوٰة فی الفصلین وقیل قائله قاضی خان یجب السهو بهما ای بالجهر والمخافتة مطلقا ای قل او کثروهو ظاهر الروایة التی نقله الثقات من اصحاب الفتاوی اهـ زاد المص فی منحه وانما عولنا علی الاول تبعا للهدایة وانا اعجب من کثیر من کمل الرجال کیف یعدل عن ظاهر الروایة الذی هو بمنزلة نص صاحب المذهب الی ماهو کالروایة الشاذة اهـ اقول لا عجب من کمل الرجال کصاحب الهدایة والزیلعی وابن الهمام حیث عدلوا عن ظاهر الروایة لما فیه من الحرج وصححوا الروایة الاخری للتسهیل علی الأمة وکم له من نظیر ولذا قال القهستانی یجب السهو بمخافتة کلمة لکن فیه شدة قال فی شرح المنیة والصحیح ظاهر الروایة وهو التقدیر بما تجوز به الصلوٰة من غیر تفرقة لان القلیل من الجهر فی موضع المخافتة عفو ایضا ففی حدیث ابی قتادة فی الصحیحین انه علیه الصلوٰة والسلام کان یقرأ فی الظهر فی الأولیین بام القران وسورتین وفی الاخریین بام الکتاب ویسمعنا الایة احیانا اهـ ففیه التصریح بان ما صححه فی الهدایة ظاهر الروایة ایضا فان ثبت ذلك فلا کلام والافوجه تصحیحه ما قلنا وتایده بحدیث الصحیحین وقد قد منا فی واجبات الصلوٰة عن شرح المنیة انه لا ینبغی ان یعدل عن الدرایة ای الدلیل اذاوافقتها روایة اهـ ما فی الشامی۔

اس سے معلوم ہوا کہ جہر و مخافت کے مسئلہ میں قابل تصحیح یہ امر ہے کہ ماتجوز به الصلوٰة کثیر ہے اور اس سے کم قلیل۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ ماتجوز به الصلوٰة سے اس جگہ کیا مراد ہے سو واضح ہو کہ ماتجوز به الصلوٰة میں اختلاف ہے

ایک روایت امام کی تو یہ ہے کہ ایک ایسی آیت جو کم از کم چھ حروف کی ہو خواہ تحقیقاً جیسے ثُمَّ نَظَرَ یا تقدیراً جیسے لم یلد بشرطیکہ ایک کلمہ نہ ہو، اس سے نماز جائز ہے۔ اور دوسری روایت ان کی یہ ہے کہ جس مقدار پر قرآن کا اطلاق آسکے اور اس سے قصدِ خطاب کا دھوکہ نہ ہو، اس سے نماز جائز ہے۔ اس روایت کو قدوری نے امام کا صحیح مذہب سمجھا ہے اور زیلعی نے بھی اسی کو ترجیح دی ہے اور کہا ہے کہ یہ اقرب الی القواعد الشرعیہ ہے۔ اور تیسری روایت امام صاحب کی، اور صاحبین کا مذہب یہ ہے کہ تین چھوٹی آیتوں یا ایک بڑی آیت سے نماز جائز ہے ان میں مذہب امام صاحب مرجوح اور اسکا خلاف راجح ہے۔ کیونکہ منشاء عفو تسہیل علی الامتہ ہے۔ اور تسہیل مذہب مخالف میں ہے نہ کہ مذہب امام صاحب میں۔ اس لئے وہی مذہب مختار ہوگا اور کہا جاویگا کہ اگر تین چھوٹی آیتوں کے برابر جہر یا مخافت ہوئی ہے تو سجدہ سہو لازم ہوگا ورنہ نہیں اور تین چھوٹی آیتیں یا تو ثم نظر ثم نظر ثم نظر ہیں جن کے (اٹھارہ) حروف ہیں یا ثُمَّ نَظَرَ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ جن کے ملفوظی حروف (انتیس) ہیں۔ پہلی صورت میں زمانہ جہر و مخافت دو مرتبہ سبحان اللہ کہنے کے برابر ہوگا۔ اور اگر جلدی سبحان اللہ کہا جاوے تو تین مرتبہ بھی کہا جاسکتا ہے اور دوسری صورت میں تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کی برابر۔ کیونکہ اسکے حروف ملفوظی (نو) ہیں اور ۹ × ۳ = ۲۷ ہوتے ہیں مگر ۲۷، اور ۲۹ میں کوئی معتدبہ فرق نہیں ہے، اس لئے اس مسئلہ کا حاصل یہ ہوگا کہ اگر جلدی یا اطمینان کے ساتھ تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کی مقدار جہر و مخافت وقوع میں آئی ہیں تو سجدہ سہو لازم ہوگا ورنہ نہیں۔ اس مقام پر ایک شبہ کا ازالہ مناسب معلوم ہوتا ہے جو کہ ہمارے بیانِ سابق سے پیدا ہوتا ہے وہ یہ کہ مسئلہ انکشافِ عورت وغیرہ میں امام محمد کے نزدیک اداءِ رُکن حقیقتاً معتبر ہے اور مسئلہ جہر و مخافت میں مقدار ماتجوز به الصلوٰة تو اس سے ہر دو مسائل میں فرق ثابت ہوا، اور تم فرق نہیں کرتے بلکہ سب کو یکساں سمجھتے ہو، اور ایک کو دوسرے پر قیاس کرتے ہو۔ اسکا جواب اولاً یہ ہے کہ ان مسائل میں امام محمدؒ کے قول پر فتویٰ نہیں ہے بلکہ امام ابویوسف کے قول پر فتویٰ ہے پس اگر ان کے قول پر فرق ہو بھی تو ہمیں مضر نہیں ہے۔ اور ثانیاً یہ کہ ماتجوز به الصلوٰة سے امام محمد کے نزدیک تین آیتیں مراد نہیں ہیں بلکہ وہ پوری قراۃ مراد ہے جو وہ اس رکعت میں کرتا ہے کیونکہ یہ قاعدہ ہے کہ جس قدر قراءۃ ایک رکعت میں کی جاوے خواہ طویلہ ہو یا قصیرہ سب فرض واقع ہوتی ہے۔ اور امام ابویوسف کے نزدیک تین چھوٹی آیتوں کی مقدار مراد ہے جو کہ تین مرتبہ

سبحان اللہ کہنے کے برابر ہے۔ اسوقت نہ امام محمد کے نزدیک فرق ہوگا اور نہ امام ابو یوسف کے نزدیک واللہ اعلم۔ حاصل اس تقریر کا یہ ہے کہ مفتی بہ اور قابل اعتماد مذہب مسئلہ جہر و مخافت میں بھی یہی ہے کہ تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے کی برابر جہر یا مخافت ہو تو سجدۂ سہو لازم ہوگا۔ پس اس سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ مسئلہ تفکر میں مقدار ثلث تسبیحات معتبر ہے۔

چوتھی نظیر اسکی زیادۃ علی التشہد الاول ہے اسکی تفصیل حسب ذیل ہے۔ غنیۃ شرح منیہ ص ۳۲۱ میں ہے فان زاد علی قدر التشہد قال بعض المشائخ ان قال اللھم صل علی محمد ساھیا یجب علیہ سجدۃ السھو وعن ابی حنیفہ فیما رواہ عنہ الحسن ان زاد حرفا واحدا فعلیہ سجدتا السھو قال المص واکثر المشائخ علی ھذا ای علی انہ یلزمہ السھو بزیادۃ حرف واحد وفی الخلاصۃ والمختار انہ یلزمہ السھو ان قال اللّٰھم صل علی محمد قال البزازی لانہ اذی سنۃ وکیدۃ فیلزم تاخیر الرکن ای وبتاخیر الرکن یجب سجدۃ السھو وھذا باطلاقہ یصلح دلیلا لمن اختار روایۃ الحسن فان مطلق تاخیر الرکن موجود فی زیادۃ الحرف ونحوہ ولا یخص ما اختارہ ھو وصاحب الخلاصۃ من التقیید بقولہ اللّٰھم صلی علی محمد والصحیح ان قدر زیادۃ الحرف ونحوہ غیر معتبر فی جنس ما یجب بسجود السھو وانما المعتبر قدر ما یؤدی فیہ رکن کما فی الجھر فی ما یخافت وعکسہ وکما فی التفکر حالۃ الشک ونحوہ علی ما عرف فی باب السھو وقولہ اللّٰھم صل علی محمد یشغل من الزمان ما یمکن ان یؤدی فیہ رکن بخلاف مادونہ لانہ زمن قلیل یعسر الاحتراز عنہ فبھذا یتم مراد البزازی ویعلم منہ انہ لا یشترط التکلم بذلک بل لومکث مقدار ما یقول اللّٰھم صل علی محمد یجب السھو لانہ اخر الرکن بمقدار ما یؤدی فیہ رکن اھ در مختار ص ۵۳۲ فصل اذا اراد الشروع میں ہے ولا یزید فی الفرض علی التشھد فی القعدۃ الاولی اجماعاً فان زاد عامدا کرہ فتجب الاعادۃ او ساھیا وجب علیہ سجود السھو اذا قال اللّٰھم صل علی محمد فقط علی المذھب المفتی بہ اھ اور باب سجود السہو ص ۵۷۵ میں ہے وتاخیر قیام الی الثالثۃ بزیادۃ علی التشھد بقدر رکن وقیل بحرف وفی الزیلعی الاصح وجوبہ باللّٰھم صل علیٰ محمد اھ شامی میں ہے قولہ وفی الزیلعی جزم بہ المصنف فی متنہ فی فصل اذا اراد الشروع قال انہ المذھب واختارہ فی البحر تبعا للخلاصۃ والظاھر انہ لا ینا فی قول المص ھنا بقدر رکن تامل وقدمنا عن القاضی الامام انہ لا یجب مالم یقل وعلی ال محمد وفی شرح المنیۃ الصغیر انہ قول الاکثر وھو الاصح قال الخیر الرملی فقد اختلف التصحیح کما تری وینبغی ترجیح ماقالہ القاضی الامام اھ وفی التاتار خانیہ عن الحاوی وعلی قولھما لا یجب السھو مالم یبلغ الی قولہ حمید مجید اھ ما فی الشامی۔ ان عبارات سے معلوم ہوا کہ زیادۃ علی التشہد کے موجوب سہو ہونے میں چار قول ہیں، ایک یہ کہ ایک حرف کی زیادتی سے سجدۂ سہو لازم ہو جاتا ہے، اور دوسرا یہ کہ اللھم صل علی محمد کی زیادتی سے سجدۂ سہو لازم ہوتا ہے۔ اور تیسرا یہ کہ اللّٰھم صل علی محمد وعلیٰ ال محمد کی زیادتی سے سجدۂ سہو لازم ہوتا ہے اور چوتھا یہ کہ الفاظ حمید مجید تک پڑھنے سے سجدۂ سہو لازم ہوتا ہے۔

ان میں سے مذہب اول ورابع تو نا قابل اعتماد ہیں۔ رہے ثانی وثالث سو میرے نزدیک وہ دونوں ایک ہیں کیونکہ دونوں کا حاصل یہ ہے کہ مقدار اداء رکن مؤخر کرنے سے سجدۂ سہو لازم آتا ہے، اور مقدار اداء رُکن تین تسبیحات کا زمانہ ہے کما صرح بہ الشامی وصاحب الغنیۃ فی مسئلۃ انکشاف العورۃ وغیرھا۔ پس جن لوگوں نے یہ دیکھا کہ جتنی دیر میں مصلی اللھم صل علی محمد کہتا ہے اتنی دیر میں جلدی جلدی تین مرتبہ سبحان اللہ کہا جا سکتا ہے، انہوں نے اتنی مقدار پر سجدۂ سہو کو واجب کہا۔ اور جنہوں نے دیکھا کہ اطمینان کے ساتھ تین مرتبہ سبحان اللہ اتنی دیر میں کہا جا سکتا ہے جتنی دیر میں اللھم صل علی محمد وعلیٰ ال محمد کہا جاتا ہے (کیونکہ سبحان اللہ کے حروف نو ہیں، اور نو کو تین سے ضرب دینے سے ستائیس ہوتے ہیں اب اگر اللّٰھم صل علیٰ محمد وعلیٰ ال محمد میں دونوں تنوینوں کو حذف کر دیا جائے تو کل تین حروف ہوتے ہیں۔ اور اگر دونوں کو پڑھا جاوے تو بتیس ہوتے ہیں۔ اور اگر ایک کو پڑھا جائے تو اکتیس ہوتے

ہیں۔ پہلی صورت میں تین حروف کا فرق ہو گا۔ اور دوسری صورت میں پانچ کا۔ اور تیسری میں چار کا۔ سو یہ تفاوت کوئی تفاوت نہیں ہے)
انہوں نے اللھم صل علیٰ محمد وعلیٰ ال محمد کے پڑھنے پر سجدہ سہو کو واجب کہا۔ حاصل یہ ہے کہ زیادۃ علی التشہد میں بھی مقدار
اداء رکن معتبر ہے بعض کہتے ہیں کہ اداء رکن یعنی تین مرتبہ سبحان اللہ کہنا اتنی دیر میں ممکن ہے جتنی دیر میں اللھم صل علیٰ محمد کہا جاتا
ہے، نیز وہ تین آیات قصیرہ یعنی ثم نظر ثم نظر ثم نظر کے برابر ہے کیونکہ دونوں کے حروف اٹھارہ ہیں اسی لئے اتنی مقدار سے سجدۂ سہو
لازم ہو جاویگا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ اطمینان کے ساتھ تین مرتبہ سبحان اللہ اتنی دیر میں کہا جا سکتا ہے جتنی دیر میں اللھم صل علی محمد
وعلی ال محمد کہا جاوے۔ نیز وہ تین آیات قصیرہ ثُمَّ نَظَرَ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ثُمَّ أَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ کے تقریباً برابر ہے اسلئے اتنی مقدار سے سجدۂ
سہو لازم ہو گا۔ یہ اختلاف تخریج ہے نہ کہ اختلاف اصل۔ نیز اول میں احتیاط کو مد نظر رکھا گیا ہے اور ثانی میں تسہیل کا لحاظ کیا گیا ہے پس
جبکہ زیادۃ علی التشہد کا حکم معلوم ہو گیا کہ اس میں تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے یا تین آیات قصیرہ کی تلاوت کا زمانہ معتبر ہے تو اس سے مسئلہ
تفکر کا زمانہ بھی معلوم ہو گیا۔ اس تمام تفصیل کا خلاصہ یہ ہے کہ طریان مفسد صلوٰۃ مثل تلبس بالنجاسۃ وانکشاف عورۃ وغیرہ۔ اور
جہر فیما یخافت وبالعکس وتاخیر واجب مثل تفکر فی الصلوۃ وزیادۃ تشہد تمام مسائل متشابہ اور متماثل ہیں اور سب کا حکم یکساں
ہے اور ان میں امام صاحب کا مذہب مختار نہیں ہے بلکہ صاحبین کا مذہب مختار ہے یعنی اگر قدر اداء الرکن تلبس و تاخیر رکن ہے تو قابل اعتبار
ہے اور اگر اسقدر نہیں تو قابل اعتبار نہیں۔ مگر اسکی تشریح میں امام ابو یوسف اور امام محمد میں اختلاف ہے۔ امام محمد فرماتے ہیں کہ اداء رکن
حقیقتاً معتبر ہے۔ اور امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ نہیں بلکہ تین مرتبہ سبحان اللہ کہنے یا تین آیات قصیرہ کی تلاوت کے برابر معتبر ہے۔ ان
دونوں مذہبوں میں امام ابو یوسف کا مذہب مختار ہے۔ اسکے بعد امام ابو یوسف کے مذہب کی تفصیل میں علماء کا اختلاف ہوا بعض نے کہا کہ تین
مرتبہ سبحان اللہ کہنے سے مراد جلدی جلدی کہنا ہے۔ اور تین آیات قصیرہ سے مراد ثم نظر ثم نظر ثم نظر ہے۔ اور بعض نے کہا کہ نہیں بلکہ
اطمینان سے تین مرتبہ سبحان اللہ کہنا اور ثُمَّ نَظَرَ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ثُمَّ أَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ کا تلاوت کر سکنا مراد ہے (ان دونوں مذہبوں میں میرے
نزدیک مذہب ثانی مختار ہے اور میں خیر رملی کے ساتھ اتفاق کرتا ہوں) ان تمام باتوں سے یہ نتیجہ نکلا کہ مسئلہ تفکر میں تین تسبیحوں کی
مقدار صحیح ہے۔ اور جنہوں نے اس کی مقدار ایک مرتبہ سبحان اللہ کہنا بتائی ہے وہ نہ امام صاحب کے مسلک پر صحیح ہے کہ وہ ادنیٰ تاخیر وادنیٰ
جہر وادنیٰ تلبس کو معتبر کہتے ہیں کما یستفاد من نقل مذھبہ فی زیادۃ التشہد والجھر اور نہ صاحبین کے قول پر بلکہ یہ اُن کا ذاتی اجتہاد و
استنباط ہے۔ واللہ اعلم۔ اس مقام پر ایک بات اور بھی قابل تنبیہ ہے کیونکہ ناظرین کے مغالطہ میں پڑ جانے کا خطرہ ہے وہ یہ کہ شامی نے زیادۃ
تشہد کے بارے میں اول تین قول نقل کئے ہیں ایک یہ کہ زیادۃ حرف واحد موجب ہے سہو کا۔ دوم یہ کہ اللھم صل علیٰ محمد موجب سہو
ہے اور سوم یہ کہ اللھم صل علیٰ محمد وعلی ال محمد موجب سہو ہے اسکے بعد کہا ہے ھذا کلہ علیٰ قول ابی حنیفۃ والافغی
التاتارخانیۃ عن الحاوی انہ علیٰ قولھما لا یجب السھو ما لم یبلغ الیٰ قولہ حمید مجید اھ شامی ص ۵۳۲ لیکن یہ نقل صحیح نہیں ہے
کیونکہ اللھم صل علی محمد وعلیٰ ال محمد اور اللّٰھم صل علیٰ محمد کا موجب سہو ہونا بناء بر مذہب ابی یوسف ہے نہ کہ بناء بر مذہب
ابی حنیفہ اور حمید مجید تک کا موجب سہو ہونا بناء بر اصول امام محمد ہے نہ کہ بناء بر مذہب ابی یوسف کیونکہ امام محمد کا یہ اصول ہے کہ جس
رُکن یعنی جزوِ صلوٰۃ میں وہ مشغول ہو خواہ سنت ہو یا واجب یا فرض (اسکے پورا کرنے تک کا زمانہ کثیر ہے اور اس سے کم قلیل۔ اسلئے جب اس
نے درود کو شروع کیا تو جب اسکو پورا کریگا تب اس زمانہ کو کثیر سمجھا جاویگا ورنہ قلیل ہو گا۔ فتدبّر واللہ اعلم

حبیب احمد کیرانوی

فہرست مضامین اصلی مدلل و مکمل بہشتی زیور حصہ سوم

دار الاشاعت، اردو بازار، کراچی

اصلی مدلل ومکمل بہشتی زیور کا تیسرا حصہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب اوّل روزے کا بیان

حدیث شریف میں روزے کا بڑا ثواب آیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک روزہ دار کا بڑا رتبہ ہے۔ نبی[۱] علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جس نے رمضان کے روزے محض اللہ تعالیٰ کے واسطے ثواب سمجھ کر رکھے تو اس کے سب اگلے گناہ صغیرہ بخش دیئے جاویں گے اور نبی[۲] علیہ السلام نے فرمایا کہ روزے دار کے منہ کی بدبو[(۱)] اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ پیاری ہے قیامت کے دن روزہ کا بیحد ثواب ملے گا۔ روایت[۳] ہے کہ روزہ داروں کے واسطے قیامت کے دن عرش کے تلے دستر خوان چنا جاوے گا وہ لوگ اس پر بیٹھ کر کھانا کھاویں گے اور سب لوگ ابھی حساب ہی میں پھنسے ہونگے۔ اس پر وہ لوگ کہیں گے کہ یہ لوگ کیسے ہیں کہ کھانا کھا پی رہے ہیں اور ہم ابھی حساب ہی میں پھنسے ہوئے ہیں ان کو جواب ملے گا کہ یہ لوگ روزہ رکھا کرتے تھے اور تم لوگ روزہ نہ رکھتے تھے۔ یہ روزہ بھی دین اسلام کا بڑا رکن (یعنی بڑا حصہ ہے) جو کوئی رمضان کے روزے نہ رکھے گا بڑا گناہ ہوگا اور اس کا دین کمزور ہو جاوے گا۔

مسئلہ ۱: رمضان[۴] شریف کے روزے ہر مسلمان پر جو مجنون اور نابالغ نہ ہو فرض ہیں جب تک کوئی عذر نہ ہو روزہ چھوڑنا درست نہیں ہے۔ اور اگر کوئی روزہ کی نذر کرلے تو نذر کر لینے سے روزہ فرض ہو جاتا ہے۔ اور قضا اور کفارے کے روزے بھی فرض ہیں اور اسکے سوا اور سب روزے نفل ہیں رکھے تو ثواب ہے اور نہ رکھے تو کوئی گناہ نہیں البتہ عید[۵] اور بقر عید کے دن اور بقر عید سے بعد تین دن روزہ رکھنا حرام ہے۔

مسئلہ ۲: جب[۶] سے فجر کی نماز کا وقت آتا ہے اس وقت سے لیکر سورج ڈوبنے تک روزے کی نیت سے سب کھانا اور پینا چھوڑ دے اور مرد سے ہمبستر نہ ہو (یعنی صحبت نہ کراوے) شرع میں اس کو روزہ کہتے ہیں۔

مسئلہ ۳: زبان[۷] سے نیت کرنا اور کچھ کہنا ضروری نہیں ہے بلکہ جب دل میں یہ دھیان ہے کہ آج میرا روزہ ہے اور دن بھر نہ کچھ کھایا نہ پیا نہ ہمبستر ہوئی تو اس کا روزہ ہو گیا۔ اور اگر کوئی زبان سے بھی کہہ دے کہ یا اللہ میں کل تیرا روزہ رکھوں گی یا عربی میں یہ کہہ دے کہ بِصَوْمِ غَدٍ نَوَیْتُ تو بھی کچھ حرج نہیں یہ بھی بہتر ہے۔

۱: عن ابی ہریرۃؓ قال قال رسول اللہ ﷺ من صام رمضان ایمانا واحتسابا غفرلہ ما تقدم من ذنبہ ۱۲ مشکوٰۃ ص ۱۷۳ مجتبائی۔

۲: ولخلوف فم الصائم اطیب عند اللہ من ریح المسک ۱۲ مشکوٰۃ ص ۱۷۳۔

۳: واخرج ابن ابی الدنیا فی کتاب الجوع عن انس قال قال رسول اللہ ﷺ الصائمون توضع لهم یوم القیمة مائدة تحت العرش فیاکلون منها والناس فی شدۃ ۱۲ واخرج الاصبهانی فی الترغیب من طریق احمد ابن ابی الحواری عن ابی سلیمان قال جاء نی ابو علی الاصم باحسن حدیث سمعته فی الدنیا قال توضع للصوام مائدة یاکلون والناس فی الحساب فیقولون یا رب نحن نحاسب وهؤلاء یاکلون فیقولون طالما صاموا وافطرتم وقاموا ونمتم ۱۲ درمنثور جلد اول۔

۴: صوم رمضان فرض علی کل مسلم مکلف اداء وقضاء وصوم النذر والکفارة واجب وغیرهما نفل ۱۲ شرح وقایة ص ۳۰۴ ج ۱ ورد المحتار ص ۱۲۹ ج ۲ فتاوی هندیه ص ۱۲۵ ج ۱۔

۵: والمکروه تحریما کالعیدین ۱۲ شرح التنویر ص ۳۴ ج ۱ عن ابی هریرةؓ ان رسول اللہ ﷺ نهی عن صیام یومین یوم الفطر ویوم الاضحیٰ ۱۲ موطا مالک ص ۹۲ ج ٦ احمدی۔

٦: اما تفسیره فهو عبارة عن ترک الاکل والشرب والجماع من الصبح الی غروب الشمس بنیة التقرب من الاهل ۱۲ فتاوی هندیه ۱۲۵ ج ۱۔

۷: والنية معرفته بقلبه ان یصوم کذا والسنة ان یتلفظ بها ۱۲ فتاوی هندیه ۱۲٦ ج ۱ وشرح التنویر ۱۳۹ ج ۲

(۱) یعنی قیامت کے روز روزہ کی بدبو کے عوض مشک سے زیادہ پاکیزہ خوشبو روزہ دار کو مرحمت ہوگی اور وہ خدا کو محبوب ہوگی اور یہ بدبو اس خوشبو کے حاصل ہونیکا سبب ہے اس لئے یہ بھی حق تعالیٰ کو دنیا میں مشک کی خوشبو سے زیادہ پیاری ہے اس سے یہ غرض نہیں کہ مسواک نہ کرے اور منہ میں بدبو قائم رکھے۔ ۱۲ محشی

مسئلہ۴ اگر کسی نے دن بھر نہ تو کچھ کھایا نہ پیا صبح سے شام تک بھوکی پیاسی رہی لیکن دل میں روزہ کا ارادہ نہ تھا بلکہ بھوک نہیں لگی یا کسی اور وجہ سے کچھ کھانے پینے کی نوبت نہیں آئی تو اس کا روزہ نہیں ہوا۔ اگر دل میں روزہ کا ارادہ کر لیتی تو روزہ ہو جاتا۔

مسئلہ۵ شرع[۲] سے روزہ کا وقت صبح صادق سے شروع ہوتا ہے اسلئے جب تک صبح نہ ہو کھانا پینا وغیرہ سب کچھ جائز ہے۔ بعضی عورتیں پچھلے کو سحری کھا کر نیت کی دعا پڑھ کر لیٹ رہتی ہیں اور یہ سمجھتی ہیں کہ اب نیت کر لینے کے بعد کچھ کھانا پینا نہ چاہئے یہ خیال غلط ہے۔ جب تک صبح نہ ہو برابر کھا پی سکتی ہے چاہے نیت کر چکی ہو یا ابھی نہ کی ہو۔

باب دوم رمضان شریف کے روزے کا بیان

مسئلہ۱ رمضان[۴] شریف کے روزے کی اگر رات سے نیت کرلے تو بھی فرض ادا ہو جاتا ہے اور اگر رات کو روزہ رکھنے کا ارادہ نہ تھا بلکہ صبح ہو گئی تب بھی یہی خیال رہا کہ میں آج کا روزہ نہ رکھونگی، پھر دن چڑھے خیال آگیا کہ فرض چھوڑ دینا بری بات ہے اس لئے اب روزہ کی نیت کر لی تب بھی روزہ ہو گیا لیکن اگر صبح کو کچھ کھا پی چکی ہو تو اب نیت نہیں کر سکتی۔

مسئلہ۲ اگر[۵] کچھ کھایا پیا نہ ہو تو دن کو ٹھیک دوپہر ایک گھنٹہ[(۱)] پہلے پہلے رمضان کے روزے کی نیت کر لینا درست ہے۔

مسئلہ۳ رمضان[۶] شریف کے روزے میں بس اتنی نیت کر لینا کافی ہے کہ آج میرا روزہ ہے یا رات کو اتنا سوچ لے کہ کل میرا روزہ ہے بس اتنی ہی نیت سے بھی رمضان کا روزہ ادا ہو جائیگا۔ اگر نیت میں خاص یہ بات نہ آئی ہو کہ رمضان کا روزہ ہے یا فرض روزہ ہے تب بھی روزہ ہو جاویگا۔

مسئلہ۴ رمضان[۷] کے مہینے میں اگر کسی نے یہ نیت کی کہ میں کل نفل کا روزہ رکھوں گی رمضان کا روزہ نہ رکھونگی بلکہ اس روزہ کی پھر کبھی قضا رکھ لونگی تب بھی رمضان ہی کا روزہ ہوا اور نفل کا نہیں ہوا۔

مسئلہ۵ پچھلے[۸] رمضان کا روزہ قضا ہو گیا تھا اور پورا سال گذر گیا اب تک اس کی قضا نہیں رکھی پھر جب رمضان کا مہینہ آگیا تو اسی قضا کی نیت سے روزہ رکھا تب بھی رمضان ہی کا روزہ ہو گا قضا کا روزہ نہ ہو گا قضا کا روزہ رمضان کے بعد رکھے۔

مسئلہ۶ کسی[۹] نے نذر مانی تھی کہ اگر میرا فلاں کام ہو جاوے تو میں اللہ تعالیٰ کے لئے دو روزے یا ایک روزہ رکھوں گی پھر جب رمضان کا مہینہ آیا تو اس نے اسی نذر کے روزے رکھنے کی نیت کی رمضان کے روزے کی نیت نہیں کی تب بھی رمضان ہی کا روزہ ہوا نذر کا روزہ ادا نہیں ہوا نذر کے روزے رمضان کے بعد پھر رکھے سب کا خلاصہ یہ ہوا کہ رمضان کے مہینے میں جب کسی روزے کی نیت کرے گی تو رمضان ہی کا روزہ ہو گا اور کوئی روزہ صحیح نہ ہو گا۔

مسئلہ۷ شعبان[۱۰] کی انتیسویں تاریخ کو اگر رمضان شریف کا چاند نکل آوے تو صبح کو روزہ رکھو اور اگر نہ نکلے یا آسمان پر ابر ہو اور چاند نہ دکھائی دے تو

۱: وشرط صحة الاداء النية والطهارة عن الحيض والنفاس ۱۲ فتاوىٰ هنديه ص ۱۲۶ ج ۱۔

۲: ووقته من حين يطلع الفجر الثاني وهو المستطير المنتشر في الافق الى غروب الشمس ۱۲ فتاوىٰ هنديه ص ۱۲۵ ج ۱ ورد المحتار ص ۱۲۹ ج ۲۔

۳: قال الله تعالىٰ كلوا واشربوا حتى يتبين لكم الخيط الابيض من الخيط الاسود من الفجر ۱۲ جزو ۲۔

۵،۴: فيصح اداء صوم رمضان والنذر المعين والنفل بنيته من الليل الى الضحوة الكبرى لا بعد ها ولا عندها اعتبار الاكثر اليوم ۱۲ رد المحتار ص ۱۳۵ ج ۲۔

۶: وجاز صوم رمضان والنذر المعين والنفل بنية صوم ذلك اليوم او بنية مطلق الصوم او بنية النفل من الليل الى ماقبل نصف النهار ۱۲ فتاوىٰ هنديه ص ۱۲۶ ج ۱۔

۹،۸،۷: (يصح صوم رمضان) بنية نفل لعدم المزاحم وبخطاء في وصف كنية واجب اخر في اداء رمضان فقط لتعينه بتعيين الشارع قال عليه الصلوٰة والسلام اذا انسلخ شعبان فلا صوم الارمضان ۱۲ رد المحتار ص ۱۳۷ ج ۲۔

۱۰: وينبغي للناس ان يلتمسوا الهلال في اليوم التاسع والعشرين من شعبان فان رأوه صاموا وان غم عليهم اكملوه عدة شعبان ثلثين يوما ثم صاموا ۱۲ شرح البدايه ص ۱۹۵ ج ۱۔

(۱) قاعدہ اس کا یہ ہے کہ اول دیکھ لیا جاوے کہ صبح صادق کتنے بجے ہوتی ہے اور سورج کتنے بجے غروب ہوتا ہے ان کے درمیان کے گھنٹوں کو شمار کر کے ان کا نصف لے لیا جاوے اس نصف کے اندر اندر اگر نیت کر لی گئی تو روزہ ہو جاویگا اور اگر نصف وقت پورا یا اس سے زیادہ گذر جاویگا تو روزہ نہ ہو گا ایک گھنٹہ کی مقدار احتیاطاً کی گئی ہے اس مسئلہ پر ایک اشکال اور اس کا جواب امداد الفتاوی مبوب جلد دوم ص ۹۹ میں درج ہے ۱۲ صحیح الاغلاط جس سے مسئلہ ہذا کی تائید ہوتی ہے ۱۲ شبیر علی۔

صبح کو جب[1] تک یہ شبہ رہے کہ رمضان شروع ہوا یا نہیں روزہ نہ رکھو، بلکہ شعبان کے تیس دن پورے کر کے رمضان کے روزے شروع کرو۔

مسئلہ۸ انتیسویں[1] تاریخ ابر کی وجہ سے رمضان شریف کا چاند نہیں دکھائی دیا تو صبح کو نفل روزہ بھی نہ رکھو ہاں اگر ایسا اتفاق پڑا کہ ہمیشہ پیر اور جمعرات یا کسی اور مقرر دن کا روزہ رکھا کرتی تھی اور کل وہی دن ہے تو نفل کی نیت سے صبح کو روزہ رکھ لینا بہتر ہے پھر[2] اگر کہیں سے چاند کی خبر آ گئی تو اُسی نفل روزے سے رمضان کا فرض ادا ہو گیا اب اُس کی قضا نہ رکھے۔

مسئلہ۹ بدلی یعنی[3] ابر کی وجہ سے اُنتیس تاریخ کو رمضان کا چاند نہیں دکھائی دیا تو دوپہر سے ایک گھنٹہ پہلے تک کچھ نہ کھاؤ نہ پیو۔ اگر کہیں سے خبر آ جاوے تو اب روزہ کی نیت کر لو اور اگر خبر نہ آئے تو کھاؤ اور پیو۔

مسئلہ۱۰ انتیسویں[4] تاریخ چاند نہیں ہوا تو یہ خیال نہ کرو کہ کل کا دن رمضان کا تو ہے نہیں لاؤ میرے ذمہ جو پار سال کا ایک روزہ قضاء ہے اس کی قضا ہی رکھ لوں یا کوئی نذر مانی تھی اُس کا روزہ رکھ لوں، اُس دن قضا کا روزہ اور کفارہ کا روزہ اور نذر کا روزہ رکھنا بھی مکروہ ہے کوئی روزہ نہ رکھنا چاہئے اگر قضا یا نذر کا روزہ رکھ لیا پھر کہیں سے چاند کی خبر آ گئی تو بھی رمضان کا ہی روزہ ادا ہو گیا قضا اور نذر کا روزہ پھر سے رکھے اور اگر خبر نہیں آئی تو جس روزہ کی نیت کی تھی وہی ادا ہو گیا۔

باب سوم چاند دیکھنے کا بیان

مسئلہ۱ اگر آسمان[5] پر بادل ہے یا غبار ہے اس وجہ سے رمضان کا چاند نظر نہیں آیا لیکن ایک دیندار پرہیزگار سچے آدمی نے آ کر گواہی دی کہ میں نے رمضان کا چاند دیکھا ہے تو چاند کا ثبوت ہو گیا چاہے وہ مرد ہو یا عورت ہو۔

مسئلہ۲ اور[6] اگر بدلی کی وجہ سے عید کا چاند نہ دکھائی دیا تو ایک شخص کی گواہی کا اعتبار نہیں ہے چاہے جتنا بڑا معتبر آدمی ہو بلکہ جب دو معتبر اور پرہیزگار مرد یا ایک دیندار مرد اور دو دیندار عورتیں اپنے چاند دیکھنے کی گواہی دیویں تب چاند کا ثبوت ہوگا۔ اور اگر چار عورتیں گواہی دیں تو بھی قبول نہیں۔

مسئلہ۳ جو[7] آدمی دین کا پابند نہیں برابر گناہ کرتا رہتا ہے مثلاً نماز نہیں پڑھتا یا روزہ نہیں رکھتا یا جھوٹ بولا کرتا ہے یا اور کوئی گناہ کرتا ہے شریعت کی پابندی نہیں کرتا تو شرع میں اُس کی بات کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔ چاہے جتنی قسمیں کھا کر کے بیان کرے بلکہ ایسے اگر دو تین آدمی ہوں اُن کا بھی اعتبار نہیں۔

مسئلہ۴ یہ[8] جو مشہور ہے کہ جس دن رجب کی چوتھی اُس دن رمضان کی پہلی ہوتی ہے شریعت میں اس کا بھی کچھ اعتبار نہیں ہے اگر چاند نہ ہو تو روزہ نہ رکھنا چاہئے۔

مسئلہ۵ چاند[9] دیکھ کر یہ کہنا کہ چاند بہت بڑا ہے کل کا معلوم ہوتا ہے بُری بات ہے حدیث میں آیا ہے کہ یہ قیامت کی نشانی ہے[(2)] جب قیامت

:۱ ولا یصام یوم الشك هو یوم الثلاثین من شعبان وان لم یکن علة الانفلا والتنفل فیه احب ان وافق صوما یعتاده کما لو کان عادته ان یصوم یوم الخمیس او الاثنین فوافق ذلك یوم الشك ۱۲ کذا فی التنویر و شرحه وهامشه ص ۱۳٤ ج ۲۔

:۲ ثم ان ظهر ان الیوم من رمضان یجزیه لانه شهد الشهر وصامه وان ظهرانه من شعبان کان تطوعا۔ ۱۲ شرح البدایة ص ۱۹۳ ج ۱

:۳ المختار ان یصوم المفتی بنفسه اخذ ابا لاحتیاط ویفتی العامة بالتلوم الی وقت الزوال ثم بالافطار والتلوم الانتظار ۱۲ ردالمحتار ص ۱٤۲ ج ۱۔

:٤ ولو صامه لواجب کره تنزیها ویقع عنه فی الاصح ان لم تظهر رمضانیة والافعنه لو مقیما ۱۲ شرح التنویر ص ۱٤۱ ج ۱۔

:۵ واذا کان بالسماء علة قبل شهادة الواحد العدل فی رویة الهلال رجلا کان اوامرأة حراکان او عبدا ۱۲ شرح البدایة ص ۱۹۷ ج ۱۔

:٦ واذا کان بالسماء علة لم تقبل فی هلال الفطر الاشهادة رجلین او رجل وامرأتین ۱۲ شرح البدایة ص ۱۹۸ ج ۱

:۷ وتشترط العدالة فی الکل لان قول الفاسق فی الدیانات التی یمکن تلقیها من العدول غیر مقبول کالهلال وروایة الاخبار ولو تعدد کفاسقین فاکثر ۱۲ کذا فی البحر الرائق ص ۲٦٦ ج ۲۔

:۸ دیکھو حاشیہ مسئلہ نمبر ۵ باب ہذا۔

:۹ ولا عبرة بقول الموقتین ولو عدو لا علی المذهب ۱۲ شرح التنویر ص ۱٤۷ ج ۲۔

(۱) یہاں کی عبارت اس مرتب درست کی گئی ۱۲ شبیر علی۔

(۲) اس کا مطلب یہ ہے کہ بڑی نشانیاں جو قیامت کے قریب ہوں گی ان میں سے ایک یہ بھی ہے ۱۲ محشی۔

قریب ہوگی تو لوگ ایسا کہا کرینگے۔ خلاصہ یہ کہ چاند کے بڑے چھوٹے ہونے کا بھی کچھ اعتبار نہ کرو نہ ہندوؤں کی اس بات کا اعتبار کرو کہ آج دوج ہے آج ضرور چاند ہے شریعت سے یہ سب باتیں واہیات ہیں۔

مسئلہ۷ اگر آسمان[1] بالکل صاف ہو تو دو چار آدمیوں کے کہنے اور گواہی دینے سے بھی چاند ثابت نہ ہوگا چاہے رمضان کا چاند ہو چاہے عید کا البتہ اگر اتنی کثرت سے لوگ اپنا چاند دیکھنا بیان کریں کہ دل گواہی دینے لگے کہ یہ سب کے سب بات بنا کر نہیں آئے ہیں اتنے لوگوں کا جھوٹا ہونا کسی طرح نہیں ہو سکتا تب چاند ثابت ہوگا۔

مسئلہ۸ شہر بھر میں یہ خبر مشہور ہے کہ کل چاند ہوا بہت سے لوگوں نے دیکھا لیکن بہت ڈھونڈا تلاش کیا پھر بھی کوئی آدمی ایسا نہیں ملتا جس نے خود چاند کو دیکھا ہو تو ایسی خبر کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔

مسئلہ۹ کسی[3] نے رمضان شریف کا چاند اکیلے دیکھا سوائے اسکے شہر بھر میں کسی نے نہیں دیکھا لیکن یہ شرع کی پابند نہیں ہے تو اس کی گواہی سے شہر والے تو روزہ نہ رکھیں لیکن خود یہ روزہ رکھے[4] اور اگر اس اکیلی دیکھنے والی نے تیس ۳۰ روزے پورے کر لیئے لیکن ابھی عید کا چاند نہیں دکھائی دیا تو اکتیسواں روزہ بھی رکھے اور شہر والوں کے ساتھ عید کرے۔

مسئلہ۹ کسی[5] نے عید کا چاند اکیلے دیکھا اسلئے اس کی گواہی کا شریعت نے اعتبار نہیں کیا تو اس دیکھنے والے آدمی کو بھی عید کرنا درست نہیں ہے صبح کو روزہ رکھے اور اپنے چاند دیکھنے کا اعتبار نہ کرے اور روزہ نہ توڑے۔

باب چہارم قضاء روزے کا بیان

مسئلہ۱ جو[6] روزے کسی وجہ سے جاتے رہے ہوں رمضان کے بعد جہاں تک جلدی ہو سکے ان کی قضاء رکھ لے دیر نہ کرے۔ بے وجہ قضاء رکھنے میں دیر لگانا گناہ ہے۔

مسئلہ۲ روزے[7] کی قضاء میں دن تاریخ مقرر کر کے قضاء کی نیت کرنا کہ فلاں تاریخ کے روزے کی قضاء رکھتی ہوں یہ ضروری نہیں ہے بلکہ جتنے روزے قضاء ہوں اُتنے ہی روزے رکھ لینا چاہئے البتہ اگر دو رمضان کے کچھ روزے قضاء ہوگئے اس لئے دونوں سال کے روزوں کی قضاء رکھنا ہے تو سال کا مقرر کرنا ضروری ہے یعنی اس طرح نیت کرے کہ فلاں سال کے روزوں کی قضاء رکھتی ہوں۔

مسئلہ۳ قضاء[8] روزے میں رات سے نیت کرنا ضروری ہے اگر صبح ہو جانے کے بعد نیت کی تو قضاء صحیح نہیں ہوئی بلکہ وہ روزہ نفل ہو گیا قضا کا روزہ پھر سے رکھے۔

مسئلہ۴ کفارے[9] کے روزے کا بھی یہی حکم ہے کہ رات سے نیت کرنا چاہئے۔ اگر صبح ہونے کے بعد نیت کی تو کفارہ کا روزہ صحیح نہیں ہوا۔

۱: واذا لم تکن بالسماء علة لم تقبل الشهادة حتی یراه جمع کثیر یقع العلم بخبرهم ۱۲ شرح البدایة ص ۱۹۸ ج ۱۔

۲: قال الرحمتی معنی الاستفاضة ان تاتی من تلک البلدة جماعات متعددون کل منهم یخبر عن اهل تلک البلدة انهم صاموا عن رویة لا مجرد الشیوع من غیر علم بمن اشاعه کما قد تشیع اخبار یتحدث بها سائر اهل البلدة ولا یعلم من اشاعها ۱۲ رد المحتار ص ۱۵۱ ج ۲۔

۳: ومن رأی هلال رمضان وحده صام وان لم یقبل الامام شهادته ۱۲ شرح البدایه ص ۱۹۷ ج ۱۔

۴: ولو اکمل هذا الرجل ثلثین یوما لم یفطر الامع الامام ۱۲ فتاوی هندیه ص ۱۲۷ ج ۱۔

۵: رجل رأی هلال الفطر وشهد ولم تقبل شهادته کان علیه ان یصوم ۱۲ فتاوی هندیه ص ۱۲۷ ج ۱۔

۶: وقضاء رمضان ان شاء فرقه وان شاء تابعه لا طلاق النص لکن المستحب المتابعة مسارعة الی اسقاط الواجب ۱۲ شرح البدایة ص ۲۶۲ ج ۱۔

۷: ولو نوی قضاء رمضان ولم یعین الیوم صح ولو عن رمضانین کقضاء الصلوة صح ایضا وان لم ینو فی الصلوة اول صلوة علیه او اخر صلوة علیه کذا فی الکنز قال المصنف قال الزیلعی والاصح اشتراط التعیین فی الصلوة وفی رمضانین ۱۲ شرح التنویر مسائل شتی ص ۷۱۸ ج ۵ باب قضاء الفوائت۔

۹،۸: والضرب الثانی ما ثبت فی الذمة کقضاء شهر رمضان وصوم الکفارة فلا یجوز الا بنیته من اللیل ۱۲ شرح البدایة ص ۹۵ ج ۱۔

مسئلہ۵ جتنے[1] روزے قضا ہو گئے ہیں چاہے سب کو ایکدم سے رکھ لیوے چاہے تھوڑے تھوڑے کر کے رکھے دونوں باتیں درست ہیں۔

مسئلہ۶ اگر[2] رمضان کے روزے ابھی قضا نہیں رکھے اور دوسرا رمضان آ گیا تو خیر اب رمضان کے ادا روزے رکھے اور عید کے بعد قضا رکھے لیکن اتنی دیر کرنا بری بات ہے۔

مسئلہ۷ رمضان[3] کے مہینے میں دن کو بے ہوش ہو گئی اور ایک دن[(1)] سے زیادہ بیہوش رہی تو بیہوش ہونے کے دن کے علاوہ جتنے دن بیہوش رہی اتنوں دنوں کی قضا رکھے۔ جس دن بیہوش ہوئی اس ایک دن کی قضا واجب نہیں ہے کیونکہ اُس دن کا روزہ بوجہ نیت کے درست ہو گیا۔ ہاں اگر اس دن روزے سے نہ تھی یا اس دن حلق میں کوئی دوا ڈالی گئی اور وہ حلق سے اتر گئی تو اس دن کی قضا بھی واجب ہے۔

مسئلہ۸ اور[4] اگر رات کو بیہوش ہوئی ہو تب بھی جس رات کو بے ہوش ہوئی اُس ایک دن کی قضا واجب نہیں ہے باقی اور جتنے دن بیہوش رہی سب کی قضا واجب ہے ہاں اگر اس رات کو صبح کا روزہ رکھنے کی نیت نہ تھی یا صبح کو کوئی دوا حلق میں ڈالی گئی تو اس دن کا روزہ بھی قضا رکھے۔

مسئلہ۹ اگر[5] سارے رمضان بھر بے ہوش رہے تب بھی قضا رکھنا چاہئے یہ نہ سمجھے کہ سب روزے معاف ہو گئے البتہ اگر جنون ہو گیا اور پورے رمضان بھر سڑن دیوانی رہی تو اس رمضان کے کسی روزے کی قضا واجب نہیں اور اگر رمضان شریف کے مہینے میں کسی دن جنون جاتا رہا اور عقل ٹھکانے ہو گئی تو اب سے روزے رکھنے شروع کرے اور جتنے روزے جنون میں گئے ان کی قضا بھی رکھے۔

باب پنجم نذر کے روزے کا بیان

مسئلہ۱ جب[6] کوئی روزہ کی نذر مانے تو اس کا پورا کرنا واجب ہے اگر نہ رکھے گی تو گنہگار ہو گی۔

مسئلہ۲ نذر[7] دو طرح کی ہے ایک تو یہ کہ دن تاریخ مقرر کر کے نذر مانی کہ یا اللہ اگر آج فلاں کام ہو جاوے تو کل ہی تیرا روزہ رکھوں گی یا یوں کہا کہ یا اللہ میری فلاں مراد پوری ہو جاوے تو پرسوں جمعہ کے دن روزہ رکھوں گی ایسی نذر میں اگر رات سے روزہ کی نیت کرے تو بھی درست ہے اور اگر رات سے نیت نہ کی تو دوپہر سے ایک گھنٹہ پہلے پہلے نیت کر لیوے یہ بھی درست ہے نذر ادا ہو جاوے گی۔

مسئلہ۳ جمعہ[8] کے دن روزہ رکھنے کی نذر مانی اور جب جمعہ آیا تو بس اتنی نیت کر لی کہ آج میرا روزہ ہے یہ مقرر نہیں کیا کہ یہ نذر کا روزہ ہے یا کہ نفل کی نیت کر لی تب بھی نذر کا روزہ ادا ہو گیا۔ البتہ اس جمعہ کو اگر قضا روزہ رکھ لیا اور نذر کا روزہ رکھنا یاد نہ رہا یا یاد تو تھا مگر قصد اقضا کا روزہ

۲۰۱: وقضاء رمضان ان شاء فرقه وان شاء تابعه لكن المستحب المتابعة مسارعة الى اسقاط الواجب وان اخره حتى دخل رمضان الاخر صام الثاني لانه في وقته وقضى الاول بعده لانه وقت القضاء ولا فدية عليه لان وجوب القضاء على التراخي ۱۲ شرح البداية ص ۲۰۴ ج ۲۔

۳: ومن اغمى عليه في رمضان لم يقض اليوم الذي حدث فيه الاغماء لوجود الصوم فيه وهو الامساك المقرون بالنية اذ الظاهر وجودها منه وقضى ما بعده لا نعدام النية ۱۲ شرح البداية ص ۲۰۶ ج ۱۔

۴: وان اغمى عليه اول ليلة منه قضاه كله غير يوم تلك الليلة ۱۲ شرح البداية ص ۲۰۶ ج ۱

۵: ومن اغمى عليه في رمضان كله قضاه ومن جن في رمضان كله لم يقضه وان افاق المجنون في بعضه قضى ما مضى ۱۲ شرح البداية ص ۲۰۶ ج ۱۔

۶: ومن نذر نذرا مطلقا ومعلقا بشرط وكان من جنسه واجب وهو عبادة مقصودة لو وجد الشرط لزم الناذر لحديث من نذر وسمى فعليه الوفاء بما سمى كصوم وصلوٰة وصدقة واعتكاف ۱۲ شرح التنوير ورد المحتار ص ۱۰۱ ج ۳۔

۷: اما القسم الذي لا يشترط فيه تعيين النية لما بصومه ولا تبييتها فهو اداء رمضان واداء النذر المعين زمانه كقوله لله على صوم يوم الخميس من هذه الجمعة فاذا اطلق النية ليلته اونهارا الى ماقبل نصف النهار صح وخرج به عن عهدة المنذور ۱۲ مراقی الفلاح على حاشية الطحطاوى ص ۳۷۴۔

۸: ويصح ايضا كل من اداء رمضان النذر المعين والنفل بمطلق النية من غير تقييد بوصف للمعيارية والنذر معتبر بايجاب الله تعالىٰ وبنية النفل ۱۲ مراقی الفلاح على حاشية الطحطاوى ص ۳۵۳۔

۹: النذر المعين اذا صامه بنية واجب اخر كقضاء رمضان والكفارة كان عن الواجب وعليه قضاء ما نذر ۱۲ فتاوى هنديه ص ۱۲۶ ج ۱۔

(۱) بجائے (تین دن تک برابر بیہوش رہی) کے (ایک دن سے زیادہ) بعد تحقیق لکھا گیا ہے ۱۲ شبیر علی۔ یہاں کی عبارت بھی اس مرتبہ درست کی گئی ۱۲ شبیر علی

رکھا تو نذر کا روزہ ادا نہ ہوگا بلکہ قضا کا روزہ ہو جاویگا نذر کا روزہ پھر رکھے۔

مسئلہ۴ اور دوسری نذر یہ ہے کہ دن تاریخ مقرر کر کے نذر نہیں مانی بس اتنا ہی کہا یا اللہ اگر میرا فلاں کام ہو جاوے تو ایک روزہ رکھوں گی یا کسی کام کا نام نہیں لیا ویسے ہی کہہ دیا کہ پانچ روزے رکھوں گی ایسی نذر میں رات سے نیت کرنا شرط ہے۔

باب ششم
نفل روزے کا بیان

مسئلہ۱ نفل[۱] روزے کی نیت اگر یہ مقرر کر کے کرے کہ میں نفل کا روزہ رکھتی ہوں تو بھی صحیح ہے اور اگر فقط اتنی نیت کرے کہ میں روزہ رکھتی ہوں تب بھی صحیح ہے۔

مسئلہ۲ دوپہر[۲] سے ایک گھنٹہ پہلے تک نفل کی نیت کر لینا درست ہے تو اگر دس بجے دن تک مثلاً روزہ رکھنے کا ارادہ نہ تھا لیکن ابھی تک کچھ کھایا پیا نہیں۔ پھر جی میں آ گیا اور روزہ رکھ لیا تو بھی درست ہے۔

مسئلہ۳ رمضان[۳] شریف کے مہینے کے سوا جس دن چاہے نفل کا روزہ رکھے جتنے زیادہ رکھے گی زیادہ ثواب پاوے گی۔ البتہ عید کے دن اور بقر عید کی دسویں، گیارہویں بارہویں اور تیرہویں سال بھر میں فقط پانچ دن روزے رکھنے حرام ہیں اس کے سوا سب روزے درست ہیں۔

مسئلہ۴ اگر کوئی[۵] شخص عید کے دن روزہ رکھنے کی منت مانے تب بھی اس دن کا روزہ درست نہیں۔ اس کے بدلے کسی اور دن رکھ لیوے۔

مسئلہ۵ اگر کسی[۶] نے یہ منت مانی کہ میں پورے سال کے روزے رکھوں گی سال میں کسی دن کا روزہ بھی نہ چھوڑوں گی تب بھی یہ پانچ روزے نہ رکھے باقی سب رکھ لے پھر ان پانچ روزوں کی قضا رکھ لیوے۔

مسئلہ۶ نفل[۷] کا روزہ نیت کرنے سے واجب ہو جاتا ہے۔ سو اگر صبح صادق سے پہلے یہ نیت کی کہ آج میرا روزہ ہے پھر اسکے بعد توڑ دیا تو اب اسکی قضا رکھے۔

مسئلہ۷ کسی[۸] نے رات کو ارادہ کیا کہ میں کل روزہ رکھوں گی لیکن پھر صبح صادق[(۱)] ہونے سے پہلے ارادہ بدل گیا اور روزہ نہیں رکھا تو قضا واجب نہیں۔

مسئلہ۸ بے[۹] شوہر کی اجازت[(۲)] کے نفل روزہ رکھنا درست نہیں اگر بے اس کی اجازت روزہ رکھ لیا تو اس کے تڑوانے سے توڑ دینا درست ہے پھر جب وہ کہے تب اس کی قضا رکھے۔

مسئلہ۹ کسی[۱۰] کے گھر مہمان گئی یا کسی نے دعوت کر دی اور کھانا نہ کھانے سے اس کا جی برا ہو گا دل شکنی ہوگی تو اس کی خاطر سے نفل روزہ توڑ دینا درست ہے اور مہمان کی خاطر سے گھر والی کو بھی توڑ دینا درست[(۳)] ہے۔

مسئلہ۱۰ کسی[۱۱] نے عید کے دن نفل روزہ رکھ لیا اور نیت کر لی تب بھی توڑ دے اور اس کی قضا رکھنا بھی واجب نہیں۔

۱: واما القسم الثاني وهو مايشترط له تعيين النية وتبييتها فهو قضاء رمضان وقضاء ما افسده من نفل وصوم الكفارات بانواعها والنذر المطلق عن تقييد بزمان كقوله لله على صوم يوم ۱۲ مراقی ص ۲۷۷۔ ۲: دیکھو حاشیہ مسئلہ نمبر ۳ باب ہذا

۳: والنفل كله يجوز بنيةقبل الزوال ۱۲ شرح البدايه ص ۱۹۵ ج ۱۔

٤: واما النفل فهو ما سوى ذلك الذى بيناه مماى صوم لم يثبت عن الشارع كراهته ولا تخصيصه بوقت ۱۲ مراقى الفلاح ص ۳۵۱ والمكروه تحريما كالعيدين وايام التشريق رد المحتار ص ۱۳٤ ج ۲۔

٥: واذا قال لله على صوم يوم النحر افطر وقضى ۱۲ شرح البدايه ص ۲۰۹ ج ۱۔

٦: ولو قال لله على صوم هذه السنة افطر يوم الفطر ويوم النحر وايام التشريق وقضاها ۱۲ شرح البدايه ص ۲۱۰ ج ۱۔

۷: ومن دخل فى صلوٰة التطوع اوفى صوم التطوع ثم افسده قضاه ۱۲ شرح البدايه ج ۱ ص ۲۰۵۔

۸: ولو نوى من الليل ثم رجع عن نيته قبل طلوع الفجر صح رجوعه فى الصيامات كلها ۱۲ فتاوى هنديه ج ۱ ص ۱۲٦۔

۹: ولا تصوم المرأة نفلا الا باذن الزوج الاعند عدم الضرر به ولو فطرها وجب القضاء باذنه او بعد البينونة ۱۲ شرح التنوير ج ۱ ص ۱۹٦۔

۱۰: والضيافة عذر للضيف والمضيف ان كان صاحبها ممن لا يرضى بمجرد حضوره ويتاذى بترك الافطار فيفطر والا لا هو الصحيح من المذهب ۱۲ شرح التنوير ج ۱ ص ۱۹٤۔

۱۱: ولزم نفل شرع فيه قصدا اداء او قضاء الافى العيدين وايام التشريق فلايلزمه ۱۲ شرح التنوير ج ۱ ص ۱۹۳ ومن اصبح يوم النحر صائما ثم افطر لا شيئ عليه ۱۲ شرح البدايه ج ۱ ص ۲۱۰ وفى المراقى ص ۳۵۱ والثانى الذى كره تحريماصوم العيدين وايام التشريق ۱۲

(۱) یعنی جب دن میں دوپہر سے پہلے نیت کی ہو اور اگر رات کی نیت کی تو واجب نہیں ہوا صبح صادق سے پہلے پہلے اپنے ارادہ کو بدل دینے کا اختیار ہے جیسے کہ اگلے مسئلہ میں بیان کیا گیا ہے ۱۲ تصحیح الاغلاط۔ (۲) یہ حکم جب ہے جب کہ شوہر مکان پر موجود ہو ۱۲ محشی۔

(۳) یعنی جب کہ مہمان کا دل برا ہو میزبان کے ساتھ نہ کھانے سے ۱۲ محشی۔

مسئلہ۱۱ محرم کی دسویں تاریخ روزہ رکھنا مستحب ہے حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو کوئی یہ روزہ رکھے اس کے گذرے ہوئے ایک سال کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں (اور[1] اس کے ساتھ نویں یا گیارہویں تاریخ کا روزہ رکھنا بھی مستحب ہے۔ صرف دسویں کو روزہ رکھنا مکروہ ہے)۔

مسئلہ۱۲ اسی طرح بقر عید کی نویں تاریخ روزہ رکھنے کا بھی بڑا ثواب ہے اس سے ایک سال کے اگلے اور ایک سال کے پچھلے گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور اگر شروع چاند سے نویں تک برابر روزہ رکھے تو بہت ہی بہتر ہے۔

مسئلہ۱۳ شب برات کی پندرہویں اور عید کے چھ ۶ دن نفل روزہ رکھنے کا بھی اور نفلوں (۲) سے زیادہ ثواب ہے۔

مسئلہ۱۴ اگر ہر مہینے (۳) کی تیرہویں ۱۳، چودہویں ۱۴، پندرہویں ۱۵ تین دن روزہ رکھ لیا کرے تو گویا اس نے سال بھر برابر روزے رکھے۔ حضور ﷺ یہ تین روزے رکھا کرتے تھے ایسے ہی ہر دو شنبہ و جمعرات کے دن بھی روزہ رکھا کرتے تھے اگر کوئی ہمت کرے تو ان کا بھی بہت ثواب ہے۔

باب ہفتم جن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا اور جن سے ٹوٹ جاتا ہے اور قضا یا کفارہ لازم آتا ہے ان کا بیان

مسئلہ۱ اگر روزہ دار بھول کر کچھ کھالیوے یا پی لیوے یا بھولے سے خاوند سے ہم بستر ہو جاوے تو اس کا روزہ نہیں گیا۔ اگر بھول کر پیٹ بھر بھی کھا پی لیوے تب بھی روزہ نہیں ٹوٹتا۔ اگر بھول کر کئی دفعہ کھا پی لیا تب بھی روزہ نہیں گیا۔

مسئلہ۲ ایک شخص کو بھول کر کچھ کھاتے پیتے دیکھا تو اگر وہ اس قدر طاقت دار ہے کہ روزہ سے زیادہ تکلیف نہیں ہوتی تو روزہ یاد دلا دینا واجب ہے اور اگر کوئی ناطاقت ہو کہ روزہ سے تکلیف ہوتی ہے تو اسکو یاد نہ دلاوے کھانے دیوے۔

نوٹ: مسئلہ نمبر ۳ صفحہ **۵۹** پر درج کیا گیا ۱۲

مسئلہ۴ دن کو سرمہ لگانا تیل لگانا خوشبو سونگھنا درست ہے اس سے روزہ میں کچھ نقصان نہیں آتا چاہے جس وقت ہو۔ بلکہ اگر سرمہ لگانے کے بعد تھوک میں یا رینٹھ میں سرمہ کا رنگ دکھائی دے تو بھی روزہ نہیں گیا نہ مکروہ ہوا۔

۱: واما المسنون فهو صوم عاشوراء فانه يكفر السنة الماضية مع صوم التاسع لصومه ﷺ العاشر وقال لئن بقيت الى قابل لا صومن التاسع ۱۲ مراقی ص ۳۵۰۔

۲: ويستحب صوم تسعة ايام من اول ذى الحجة فتاوى هنديه ج ۱ ص ۱۳۰۔

۳،۴: المرغوبات من الصيام انواع اولها صوم المحرم والثانى صوم رجب والثالث صوم شعبان فتاوىٰ هنديه ج ۱ ص ۱۳۰ واما المندوب فهو صوم ثلاثة ايام من كل شهر، ليكون كصيام جميعه من جاء بالحسنة فله عشر امثالها ويندب كونها اى الثلثة الا يام البيض وهى الثالث عشرو الرابع عشر و الخامس عشر سميت بذلك لتكا مل البيض و شدة البياض لما فى ابى داؤد كان رسول الله ﷺ يا مر نا ان نصوم البيض ثلاث عشرة واربع عشرة وخمس عشرة قال وقال هو كهيئة الدهر اى كصيام الدهر من هذا القسم صوم يوم الاثنين ويوم الخميس وصوم ست من شوّال ۱۲ مراقى ص ۳۵۰۔

۵: اذا اكل الصائم او شرب او جامع نا سيالم يفطر ۱۲ شرح البدايه ج۱ ص ۱۹۹ وشرح التنوير ج۲ ص ۱۵۵ وفتاوى هنديه ج۱ ص ۱۳۰۔

۶: رجل نظر الى صائم يا كل ناسيا ان رأى فيه قوة يمكنه ان يتم الصوم الى الليل فالمختار انه يكره ان لا يذكره قال فى البحر ج ۱ ص ۲۷۱ والظاهر انها تحريمبةوان كان يضعف فى الصوم بان كان شيخا كبيرا يسعه ان لا يخبره ۱۲ فتاوىٰ هنديه ج ۱ ص ۱۳۰ وشرح التنوير ج ۲ ص ۱۵۵۔

۷: ولا يفسد اذا ادهن اواكتحل ولو وجد طعمه فى حلقه ولونه فى براقه او نخامته فى الا صح وهو قول الاكثر سواء كان مطيباً وغيره وتفيد مسئلة الاكتحال ودهن الشارب الا تية انه لا يكره للصائم شم رائحة المسك والورد ممالا يكون جو هر امتصلا كالد خان مراقى ص ۳۶۱۔

(۱) بین القوسین عبارت ترجیح الراجح سے اس مرتبہ اضافہ ہوئی ۱۲ شبیر علی۔
(۲) یعنی ان نفل روزوں سے جن کی کوئی خاص بزرگی ثابت نہیں ۱۲ محشی۔
(۳) پہلے نسخوں میں بارہویں، تیرہویں، چودہویں چھپ گیا ہے وہ غلط ہے ۱۲ منہ

نوٹ: مسئلہ نمبر ۵ صفحہ ۵۹ پر درج کیا گیا ہے ۱۲

مسئلہ ۶: حلق[۱] کے اندر مکھی چلی گئی یا آپ ہی آپ دھواں چلا گیا یا گرد و غبار چلا گیا تو روزہ نہیں گیا البتہ اگر قصداً ایسا کیا تو روزہ جاتا رہا۔

مسئلہ ۷: لوبان[۲] وغیرہ کوئی دھونی سلگائی پھر اس کو اپنے پاس رکھ کر سونگھا تو روزہ جاتا رہا۔ اسی طرح حقہ پینے سے بھی روزہ جاتا رہتا ہے البتہ اس دھوئیں کے سوا عطر کیوڑہ گلاب پھول وغیرہ اور خوشبو سونگھنا جس میں دھواں نہ ہو درست ہے۔

مسئلہ ۸: دانتوں میں گوشت کا ریشہ اٹکا ہوا تھا یا ڈلی کا دھورا (چھالی) وغیرہ کوئی اور چیز تھی اس کو خلال سے نکال کر کھا گئی لیکن منہ سے باہر نہیں نکالا آپ ہی آپ حلق میں چلی گئی تو دیکھو اگر چنے سے کم ہے تب تو روزہ نہیں گیا اور اگر چنے کے برابر یا اس سے زیادہ ہے تو جاتا رہا البتہ اگر منہ سے باہر نکال لیا تھا پھر اس کے بعد نگل گئی تو ہر حال میں روزہ ٹوٹ گیا چاہے وہ چیز چنے کے برابر ہو یا اس سے بھی کم ہو دونوں کا ایک حکم ہے۔

مسئلہ ۹: تھوک[۳] نگلنے سے روزہ نہیں جاتا چاہے جتنا ہو۔

مسئلہ ۱۰: اگر[۵] پان کھا کر خوب کلی غرغرہ کر کے منہ صاف کر لیا لیکن تھوک کی سرخی نہیں گئی تو اس کا کچھ حرج نہیں روزہ ہو گیا (ق)

نوٹ: مسئلہ نمبر ۱۱ صفحہ ۵۹ پر درج کیا گیا ہے ۱۲

مسئلہ ۱۲: ناک[۶] کو اتنے زور سے سڑک لیا کہ حلق میں چلی گئی تو روزہ نہیں ٹوٹا اسی طرح منہ کی رال سڑک کر کے نگل جانے سے روزہ نہیں جاتا۔

مسئلہ ۱۳: منہ میں پان دبا کر سو گئی اور صبح ہو جانے کے بعد آنکھ کھلی تو روزہ نہیں ہوا قضا رکھے اور کفارہ واجب نہیں۔

مسئلہ ۱۴: کلی[۸] کرتے وقت حلق میں پانی چلا گیا اور روزہ یاد تھا تو روزہ جاتا رہا قضا واجب ہے کفارہ واجب نہیں۔

مسئلہ ۱۵: آپ[۹] ہی آپ قے ہو گئی تو روزہ نہیں گیا چاہے تھوڑی سی قے ہوئی ہو یا زیادہ۔ البتہ اگر اپنے اختیار سے قے کی اور بھر منہ قے ہوئی تو روزہ جاتا رہا اور اگر اس سے تھوڑی ہو تو خود کرنے سے بھی نہیں گیا۔

مسئلہ ۱۶: تھوڑی[۱۰] سی قے آئی پھر آپ ہی آپ حلق میں لوٹ گئی تب بھی روزہ نہیں ٹوٹا البتہ اگر قصداً لوٹا لیتی تو روزہ ٹوٹ جاتا۔

مسئلہ ۱۷: کسی[۱۱] نے کنکری یا لوہے کا ٹکڑا وغیرہ کوئی ایسی چیز کھالی جس کو نہیں کھایا کرتے اور نہ اس کو کوئی بطور دوا کے کھاتا ہے تو اس کا روزہ جاتا رہا لیکن اس پر کفارہ واجب نہیں اور اگر ایسی چیز کھائی یا پی جس کو لوگ کھایا کرتے ہیں یا کوئی ایسی چیز ہے کہ یوں تو نہیں کھاتے لیکن بطور دوا کے ضرورت کے وقت کھاتے ہیں تو بھی روزہ جاتا رہا اور قضا و کفارہ دونوں واجب ہیں۔

نوٹ: مسئلہ نمبر ۱۸، ۱۹ صفحہ ۵۹ پر درج کیا گیا ہے۔ ۱۲

۲،۱: او دخل حلقه غبار او ذباب او دخان ولو ذاكرا استحسانا لعدم امكان التحرز عنه و مفاده انه لو ادخل حلقه الدخان افطر اى دخان كان ولو عودا او عنبرا لو ذاكرا حتىٰ لو تبخر ببخور فاواه الى نفسه واشتمه ذاكر الصومه افطر ۱۲ شرح التنوير ج ۲ ص ۱۵٦۔

۳: ولو اكل مابين اسنانه ان مثل حمصة فاكثر قضى فقط وفى اقل منها لا يفطر الا اذا اخرجه من فمه فاكله ولا كفارة ۱۲ شرح التنوير ج ۲ ص ۱۷۹۔

٤: لو جمع الريق قصدا ثم ابتلعه فانه لا يفسد صومه ۱۲ طحطاوى شرح المراقى ص ۳٦۲۔

٥: اوبقى بلل فى فيه بعد المضمضة وابتلعه مع الريق كطعم ادويةومص اهليلج بخلاف السكر ۱۲ شرح التنوير ج ۲ ص ۱۵۷ قلت يفهم منه حكم ما بقى من حمرة التنبول فى فم الصائم انه لم يفطر ۱۲۔

٦: دخل انفه مخاط فا ستشقه عمدا و ابتلعه لا يفسد صومه ۱۲ مراقى الفلاح على حاشية الطحطاوى ص ۳٦۲۔

۸،۷: وان افطر خطاء كان تمضمض فسبقه الماء او شرب نائما قضى فقط ۱۲ شرح التنوير ورد المحتار ص ۱٦۲ ج۲۔

۹: وان ذرعه القئ وخرج ولم يعد لا يفطر مطلقا ملأ او لا فان عاد بلا صنعه ولو هو ملأ الفم مع تذكره للصوم لا يفسد خلافا للثانى وان عاده او قدر حمصة منه فاكثر افطر اجماعا ولا كفارة ان ملأ الفم والا لا وان استقاء عامدا ان كان ملأ الفم فسد بالاجماع مطلقا وان اقل لا فان عاد بنفسه لم يفطر و ان اعاده ففيه روايتان ۱۲ شرح التنوير ص ۱۷۸ ج ۲۔

۱۰: ومن ابتلع الحصاة او الحديد افطر ولا كفارة عليه ولو اكل اوشرب ما يتغذى به او ما يداوى به فعليه القضاء والكفارة ۱۲ شرح البدايه ج ۲۱ ص ۲۰۱۔

مسئلہ۲۰ روزے[1] کے توڑنے سے کفارہ جب ہی لازم آتا ہے جب کہ رمضان شریف میں روزہ توڑ ڈالے اور رمضان شریف کے سوا اور کسی روزے کے توڑنے سے کفارہ واجب نہیں ہوتا چاہے جس طرح توڑے اگرچہ وہ روزہ رمضان کی قضا ہی کیوں نہ ہو۔ البتہ[2] اگر اس روزہ کی نیت رات سے نہ کی ہو یا روزہ توڑنے کے بعد اسی دن حیض آ گیا ہو تو اس کے توڑنے سے کفارہ واجب نہیں۔

مسئلہ۲۱ کسی[3] نے روزہ میں ناس لیا یا کان میں تیل ڈالا یا جلاب میں عمل لیا اور پینے کی دوا نہیں پی تب بھی روزہ جاتا رہا لیکن صرف قضا واجب ہے اور کفارہ واجب نہیں اور اگر کان میں پانی ڈالا تو روزہ نہیں گیا۔

نوٹ: مسئلہ نمبر ۲۲، ۲۳ صفحہ ۵۹ پر درج کیا گیا ہے ۱۲

مسئلہ۲۴ منہ[4] سے خون نکلتا ہے اس کو تھوک کے ساتھ نگل گئی تو روزہ ٹوٹ گیا۔ البتہ اگر خون تھوک سے کم ہو اور خون کا مزہ حلق میں معلوم نہ ہو تو روزہ نہیں ٹوٹا۔

مسئلہ۲۵ اگر[5] زبان سے کوئی چیز چکھ کر تھوک دی تو روزہ نہیں ٹوٹا۔ لیکن بے ضرورت ایسا کرنا مکروہ ہے۔ ہاں اگر کسی کا شوہر بڑا بد مزاج ہو اور یہ ڈر ہو کہ اگر سالن میں نمک پانی درست نہ ہوا تو ناک میں دم کر دے گا اس کو نمک چکھ لینا درست ہے اور مکروہ نہیں۔

مسئلہ۲۶ اپنے[6] منہ سے چبا کر چھوٹے بچے کو کوئی چیز کھلانا مکروہ ہے البتہ اگر اس کی ضرورت پڑے اور مجبوری و ناچاری ہو جاوے تو مکروہ نہیں۔

مسئلہ۲۷ کوئلہ[7] چبا کر(۱) دانت مانجھنا اور منجن سے دانت مانجھنا مکروہ ہے۔ اور اگر اس میں سے کچھ حلق میں اتر جاوے گا تو روزہ جاتا رہے گا اور مسواک سے دانت صاف کرنا درست ہے چاہے سوکھی مسواک ہو یا تازی اسی وقت کی توڑی ہوئی اگر نیب (نیم) کی مسواک ہے اور اس کا کڑواپن منہ میں معلوم ہوتا ہے تب بھی مکروہ نہیں۔

نوٹ: مسئلہ نمبر ۲۸ صفحہ ۵۹ پر درج کیا گیا ہے ۱۲

مسئلہ۲۹ کسی[8] نے بھولے سے کچھ کھا لیا اور یوں سمجھی کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا اس وجہ سے پھر قصداً کچھ کھا لیا تو اب روزہ جاتا رہا فقط قضا واجب ہے کفارہ واجب نہیں۔

مسئلہ۳۰ اگر[9] کسی کو قے ہوئی اور وہ سمجھی کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا اس گمان پر پھر قصداً کھا لیا اور روزہ توڑ دیا تو بھی قضا واجب ہے کفارہ واجب نہیں۔

۱: ولیس فی افساد صوم غیر رمضان کفارة ۱۲ شرح البدایہ ج ۱ ص ۲۰۲۔

۲: ثم انما یکفران نوی لیلا ولم یکن مکرھا ولم یطرأ مسقط کمرض وحیض ۱۲ شرح التنویر ج ۲ ص ۱۷۶۔

۳: ومن احتقن اواستعط او قطر فی اذنه افطره ولا کفارة علیه ولوا قطر فی اذنیه الماء او دخلهما لا یفسد صومه ۱۲ شرح البدایہ ص ۲۰۲ ج ۱۔

٤: الدم اذا خرج من الاسنان ودخل حلقه ان کان الغلبة للبزاق لا یضره وان کانت الغلبة للدم یفسد صومه وان کانا سواء افسد ایضا فتاوی ہندیہ ص ۱۳۱ ج ۱ فان غلب الدم او تسا ویا فسد والا لا الا اذا وجد طعمه واستحسنه المصنف وھو ماعلیه الاکثر ۱۲ شرح التنویر ص ۱۵۷ ج ۱۔

٥: وکره ذوق شیئ ومضغه بلا عذر ومن العذر فی الاول مالو کان زوج المراة وسیدھا سیئ الخلق فذاقت المرقة ومن العذر فی الثانی ان لا یجد من یمضغ الطعام لصبیها من حائض او نفساء وغیر ھما ممن لا یصوم ولم یجد طبیخا ولا لبنا حلیبا ۱۲، فتاوی ہندیہ ج ۱ ص ۱۲۸ وشرح التنویر ورد المحتار ج ۲ ص ۱۷۹۔

٦: وکره ذوق شیئ ومضغه بلا عذر ۱۲ در مختار ص ۱۷۹ ج ۲۔

۷: ولا باس بالسواك الرطب والیابس فی الغداة والعشی ۱۲ فتاوی ہندیہ ج ۱ ص ۱۲۸ وکره مضغ علك ابیض ممضوغ غیر ملتئم والا فیفطر شرح التنویر ج ۲ ص ۱۸۰۔

۸: لوا کل او شرب او جامع نا سیا وظن ان ذلك فطره فا کل متعمدا لا کفارة علیه ۱۲ فتاوی ع ہندیہ ج ۱ ص ۱۳۲ بل علیه قضاء فقط کما فی الدر المختار ص ۱٦۳ ج ۲۔

۹: ولو ذرعه القی فظن انه یفطره فافطر لا کفارة علیه ۱۲ فتاوی ہندیہ ج ۱ ص ۱۳۲

(۱) اس مسئلہ پر شبہ اور اسکا جواب امداد الفتاویٰ مبوب جلد دوم ص ۱۱۵ میں درج ہے ۱۲ تصحیح الاغلاط ۱۲ جس سے مسئلہ ہذا کی تائید ہوتی ہے ۱۲ شبیر علی

مسئلہ ۳۱ اگر[1] سرمہ لگایا یا فصد لی یا تیل ڈالا پھر سمجھی کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا اور پھر قصداً کھالیا تو قضا اور کفارہ دونوں واجب ہیں۔

مسئلہ ۳۲ رمضان[2] کے مہینے میں اگر کسی کا روزہ اتفاقاً ٹوٹ گیا تو روزہ ٹوٹنے کے بعد بھی دن میں کچھ کھانا پینا درست نہیں ہے سارے دن روزے داروں کی طرح رہنا واجب ہے۔

مسئلہ ۳۳ کسی[3] نے رمضان میں روزہ کی نیت ہی نہیں کی اس لئے کھاتی پیتی رہی اس پر کفارہ واجب نہیں۔ کفارہ جب ہے کہ نیت کر کے توڑ دیوے۔

باب ہشتم
سحری کھانے اور افطار کرنے کا بیان

مسئلہ ۱ سحری[4] کھانا سنت ہے اگر بھوک نہ ہو اور کھانا نہ کھائے تو کم سے کم دو ۲ تین ۳ چھوہارے ہی کھالیوے یا کوئی اور چیز تھوڑی بہت کھا لیوے کچھ نہ سہی تو تھوڑا سا پانی ہی پی لیوے۔

مسئلہ ۲ اگر[5] کسی نے سحری نہ کھائی اور اٹھ کر ایک آدھ پان کھالیا تو بھی سحری کھانے کا ثواب مل گیا۔

مسئلہ ۳ سحری[6] میں جہاں تک ہو سکے دیر کر کے کھانا بہتر ہے لیکن اتنی دیر نہ کرے کہ صبح ہونے لگے اور روزہ میں شبہ پڑ جاوے۔

مسئلہ ۴ اگر[7] سحری بڑی جلدی کھالی مگر اس کے بعد پان تمباکو چائے پانی دیر تک کھاتی پیتی رہی جب صبح ہونے میں تھوڑی دیر رہ گئی تب کلی کر ڈالی تب بھی دیر کر کے کھانے کا ثواب مل گیا اور اس کا بھی وہی حکم ہے جو دیر کر کے کھانے کا حکم ہے۔

مسئلہ ۵ اگر[8] رات کو سحری کھانے کے لئے آنکھ نہ کھلی سب کے سب سو گئے تو بے سحری کھائے صبح کا روزہ رکھو سحری چھوٹ جانے سے روزہ چھوڑ دینا بڑی کم ہمتی کی بات اور بڑا گناہ ہے۔

مسئلہ ۶ جب[9] تک صبح نہ ہو اور فجر کا وقت نہ آوے جس کا بیان نمازوں کے وقتوں میں گذر چکا ہے تب تک سحری کھانا درست ہے اس کے بعد درست نہیں۔

مسئلہ ۷ کسی[10] کی آنکھ دیر میں کھلی اور یہ خیال ہوا کہ ابھی رات باقی ہے اس گمان پر سحری کھالی پھر معلوم ہوا کہ صبح ہو جانے کے بعد سحری کھائی تھی تو روزہ نہیں ہوا قضا رکھے اور کفارہ واجب نہیں لیکن پھر بھی کچھ کھائے پیئے نہیں روزہ داروں کی طرح رہے۔ اسی طرح اگر سورج ڈوبنے کے گمان سے روزہ کھول لیا پھر سورج نکل آیا تو روزہ جاتا رہا اس کی قضا کرے کفارہ واجب نہیں اور اب جب تک سورج نہ ڈوب جاوے کچھ کھانا پینا درست نہیں۔

۱: واذا اکتحل او ادھن نفسہ او شاربہ ثم اکل متعمدا فعلیہ الکفارۃ فتاوی ھندیہ ص ۱۳۲ ج ۱

۲: یجب الا مساک بقیۃ الیوم علی من فسد صومہ لو بعذر ثم زال ۱۲ مراقی الفلاح علی حاشیۃ الطحطاوی ص ۳۹۵۔

۳: ومن لم ینو فی رمضان کلہ صوما ولا فطر افعلیہ قضاءہ ۱۲ شرح البدایہ ج ۱ ص ۲۰۶ ودر ج ۲ ص ۱۶۵

۴،۵: اختلف فی التسحر فقیل مستحب وقیل سنۃ واختار الا ول فی الظھیریۃ والثانی فی البدائع والسحور مایو کل فی السحر وھو السدس الا خیر من اللیل ولم ار صریحا فی کلا مھم ان الماء وحدہ یکون محصلا لسنۃ السحور و ظاھر الحدیث یفیدہ وھو ما رواہ احمد عن ابی سعید مسندا السحور کلہ برکۃ فلا تدعوہ ولو ان یجرع احد کم جرعۃ من ماء فان اللہ وملئکتہ یصلون علی المتسحرین ۱۲ بحرالرائق شرح کنزالد قائق بحذف ج ۲ ص ۲۹۲ عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول ﷺ وذلک عند السحور یا انس انی ارید الصیام اطعمنی شیئا فاتیتہ بتمرو اناء فیہ ماء ۱۲ نسائی ص ۳۰۵ ج ۱

۶: ویستحب تاخیرہ لقولہ صلے اللہ علیہ وسلم ثلاث من اخلاق المرسلین تعجیل الا فطار وتاخیر السحور و وضع الیمین علی الشمال فی الصلوٰۃ ۱۲ مراقی الفلاح علی حاشیۃ الطحطاوی ص ۳۹۷

۷: دیکھو حاشیہ مسئلہ نمبر ا باب ہذا

۸: ھذہ المسئلۃ ظاھرۃ لا یحتاج لدلیل ۱۲

۹: والمستحب تاخیرہ الا انہ اذاشک فی الفجر الا فضل ان یدع الا کل ۱۲ شرح البدایہ ص ۲۰۷ ج ۱ و رد المحتار ج ۱ ص ۱۸۳ وقال اللہ تعالیٰ کلوا واشربوا حتی یتبین لکم الخیط الا بیض من الخیط الاسود ۱۲

۱۰: تسحر ظنہ لیلا والفجر طالع او افطر کذلک والشمس حیۃ امسک یومہ وقضی ولم یکفر ۱۲ کنز علی حاشیۃ البحر ص ۲۹۱ ج ۲

مسئلہ۸ اگر[1] اتنی دیر ہو گئی کہ صبح ہو جانے کا شبہ پڑ گیا تو اب کچھ کھانا مکروہ ہے اور اگر ایسے وقت کچھ کھالیا یا پانی پی لیا تو برا کیا اور گناہ ہوا۔ پھر اگر معلوم ہو گیا کہ اس وقت صبح ہو گئی تھی تو اس روزہ کی قضا رکھے اور اگر کچھ نہ معلوم ہو شبہ ہی شبہ رہ جاوے تو قضاء رکھنا واجب نہیں ہے لیکن احتیاط کی بات یہ ہے کہ اس کی قضاء رکھ لیوے۔

مسئلہ۹ مستحب[2] یہ ہے کہ جب سورج یقیناً ڈوب جائے تو ترت یعنی فوراً روزہ کھول ڈالے دیر کر کے روزہ کھولنا مکروہ ہے۔

مسئلہ۱۰ بدلی[3] (ابر) کے دن ذرا دیر کر کے روزہ کھولو جب خوب یقین ہو جاوے کہ سورج ڈوب گیا ہوگا تب افطار کرو اور صرف گھڑی گھڑیال وغیرہ پر کچھ اعتماد نہ کرو جب تک کہ تمہارا دل گواہی نہ دے دے کیونکہ گھڑی شاید کچھ غلط ہو گئی ہو بلکہ اگر کوئی اذان بھی کہہ دیوے لیکن ابھی وقت آنے میں کچھ شبہ ہے تب بھی روزہ کھولنا درست نہیں۔

مسئلہ۱۱ چھوہارے[4] سے روزہ کھولنا بہتر ہے یا اور کوئی میٹھی چیز ہو اس سے کھولے وہ بھی نہ ہو تو پانی سے افطار کرے بعضی عورتیں اور بعضے مرد نمک کی کنکری سے افطار کرتے ہیں اور اس میں ثواب سمجھتے ہیں یہ غلط عقیدہ ہے۔

مسئلہ۱۲ جب[5] تک سورج کے ڈوبنے میں شبہ رہے تب تک افطار کرنا جائز نہیں۔

باب نہم کفارے کا بیان

مسئلہ۱ رمضان[6] شریف کے روزے توڑ ڈالنے کا کفارہ یہ ہے کہ دو ۲ مہینے برابر لگاتار روزے رکھے تھوڑے تھوڑے کر کے روزے رکھنے درست نہیں اگر کسی وجہ سے[7] بیچ میں دو ایک روزے نہیں رکھے تو اب پھر سے دو مہینے کے روزے رکھے ہاں جتنے روزے حیض کی وجہ سے جاتے رہے ہیں وہ معاف ہیں ان کے چھوٹ جانے سے کفارہ میں کچھ نقصان نہیں آیا لیکن پاک ہونے کے بعد ترت پھر روزے رکھنے شروع کرے اور ساٹھ روزے پورے کر لیوے۔

مسئلہ۲ نفاس[8] کی وجہ سے بیچ میں روزے چھوٹ گئے پورے روزے لگاتار نہیں رکھ سکی تو بھی کفارہ صحیح نہیں ہوا اب روزے پھر سے رکھے۔

مسئلہ۳ اگر[9] دکھ بیماری کی وجہ سے بیچ میں کفارے کے کچھ روزے چھوٹ گئے تب بھی تندرست ہونے کے بعد پھر سے روزے رکھنے شروع کرے۔

مسئلہ۴ اگر[10] بیچ میں رمضان کا مہینہ آ گیا تب بھی کفارہ صحیح نہیں ہوا۔

مسئلہ۵ اگر[11] کسی کو روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو صبح شام پیٹ بھر کے کھانا کھلا دیوے جتنا ان کے پیٹ میں سماوے خوب تن[(1)] کر کھالیویں۔

۱: دیکھو حاشیہ مسئلہ نمبر ۶، ۷، باب ہذا ۱۲

۲،۳: ویستحب السحور و تاخیرہ و تعجیل الفطر الا فی یوم غیم ولا یفطر مالم یغلب علی ظنہ غروب الشمس وان اذن المؤذنون ۱۲ شرح التنویر ورد المحتار ج ۱ ص ۱۸۳

٤: عن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ علیہ الصلوٰۃ و السلام کان یفطر علی رطبات قبل ان یصلی فان لم تکن رطبات فتمرات فان لم تکن تمرات حسا حسوات من ماء رواہ احمد و ابو داؤد و الترمذی ۱۲ زیلعی ص ٤٤۳ ج ۱

٥: ولو شك فی غروب الشمس لا یحل لہ الفطر ۱۲ شرح البدایہ ج ۱ ص ۲۰۸

٦: والکفارۃ تحریر رقبۃ ولو کانت غیر مؤمنۃ فان عجز عنہ صام شھرین متتا بعین لیس فیھما یوم عید ولا ایام التشریق فان لم یستطع الصوم اطعم ستین مسکینا ۱۲ م ص ۳٦٦ و ط

۷: فلو افطر یوما فی خلال المدۃ بطل ماقبلہ ولزمہ الا ستقبال سواء افطر لعذر او لا و کذا فی کفارۃ القتل والظھار للنص علی التتابع الا لعذر الحیض لا نہا لا تجد شھرین عادۃ لا تحیض فیھما لکنھا اذا تطھرت تصل بما مضی فان لم تصل استقبلت ۱۲ کذا فی البحر الرائق ص ۲۷۷ ج ۲

۸،۹: فان افطر بعذر کسفر ونفاس بخلاف الحیض الا اذا ایست او بغیر عذر او وطیھا فیھما مطلقا استانف الصوم ۱۲ شرح التنویر بحذف ج ۲ ص ۹۵۷ باب کفارۃ الظھار۔

۱۰: لیس فیھما رمضان وایام نھی عن صومھا ۱۲ شرح التنویر ج ۱ ص ۹۵۷

۱۱: فان عجز عن الصوم اطعم ستین مسکینا کالفطرۃ او قیمۃ ذلك وان ارادالا باحۃ فغداھم وعشاھم جاز ۱۲ شرح التنویر ج ۲ ص ٦٥۹۔

(۱) یعنی خوب پیٹ بھر کر کھالیویں کہ بالکل بھوک نہ رہے ۱۲

مسئلہ۶ ان[1] مسکینوں میں اگر بعضے بالکل چھوٹے بچے ہوں تو جائز نہیں ان بچوں کے بدلے اور مسکینوں کو پھر کھلاوے۔

مسئلہ۷ اگر[2] گیہوں کی روٹی ہو تو روکھی روٹی کھلانا بھی درست ہے اور اگر جو، باجرہ جوار وغیرہ کی روٹی ہو تو اس کے ساتھ کچھ دال وغیرہ دینا چاہیے جس کے ساتھ روٹی کھاویں۔

مسئلہ۸ اگر[3] کھانا نہ کھلاوے بلکہ ساٹھ مسکینوں کو کچا اناج دے دے تو بھی جائز ہے ہر ایک مسکین کو اتنا اتنا دے جتنا صدقہ فطر دیا جاتا ہے اور صدقہ فطر کا بیان زکوٰۃ کے باب میں آوے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

مسئلہ۹ اگر[4] اتنے اناج کی قیمت دے دے تو بھی جائز ہے۔

مسئلہ۱۰ اگر[5] کسی اور سے کہہ دیا کہ تم میری طرف سے کفارہ ادا کر دو اور ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا دو اور اس نے اس کی طرف سے کھانا کھلا دیا یا کچا اناج دے دیا تب بھی کفارہ ادا ہو گیا اور اگر بے اس کے کہے کسی نے اس کی طرف سے دے دیا تو کفارہ صحیح نہیں ہوا۔

مسئلہ۱۱ اگر[6] ایک ہی مسکین کو ساٹھ ۶۰ دن تک صبح و شام کھانا کھلا دیا یا ساٹھ ۶۰ دن تک کچا اناج یا قیمت دیتی رہی تب بھی کفارہ صحیح ہو گیا۔

مسئلہ۱۲ اگر[7] ساٹھ ۶۰ دن تک لگاتار کھانا نہیں کھلایا بلکہ بیچ میں کچھ دن ناغہ ہو گئے تو کچھ حرج نہیں یہ بھی درست ہے۔

مسئلہ۱۳ اگر[8] ساٹھ ۶۰ دن کا اناج حساب کر کے ایک فقیر کو ایک ہی دن دے دیا تو درست نہیں۔ اسی طرح ایک ہی فقیر کو ایک ہی دن اگر ساٹھ ۶۰ دفعہ کر کے دے دیا تب بھی ایک ہی دن کا ادا ہوا ایک کم ساٹھ ۶۰ مسکینوں کو پھر دینا چاہیے اسی طرح قیمت دینے کا بھی حکم ہے یعنی ایک دن میں ایک مسکین کو ایک روزے کے بدلے سے زیادہ دینا درست نہیں۔

مسئلہ۱۴ اگر[9] کسی فقیر کو صدقہ فطر کی مقدار سے کم دیا تو کفارہ صحیح نہیں ہوا۔

مسئلہ۱۵ اگر ایک ہی[10] [(1)] رمضان کے دو ۲ یا تین ۳ روزے توڑ ڈالے تو ایک ہی کفارہ واجب ہے۔ البتہ اگر یہ دونوں روزے ایک رمضان کے نہ ہوں تو الگ الگ کفارہ دینا پڑے گا۔

باب دہم جن وجھوں سے روزہ توڑ دینا جائز ہے ان کا بیان

مسئلہ۱ اچانک[11] ایسی بیمار پڑ گئی کہ اگر روزہ نہ توڑے گی تو جان پر بن آوے گی یا بیماری بہت بڑھ جاوے گی تو روزہ توڑ دینا درست ہے جیسے دفعۃً پیٹ

۱: لو کان فیھم صبی لم یراھق لا یجزئ ۱۲ رد المحتار ص ٦٥٩ ج ٢ ۔

۲: ولا بد من الادام فی خبز الشعیر والذرۃ لیمکنہ الا ستیفاء الی الشبع بخلاف خبز البر ۱۲ فتاویٰ ھندیہ ص ١٥١ ج ١ ۔

۳، ۴: یطعم کل مسکین نصف صاع براو صاع تمراو شعیر اوقیمتہ ۱۲ فتاوی ھندیہ ص ١٥٠ ج ٢ ۔

۵: امر غیرہ ان یطعم عنہ عن ظھارہ ففعل ذلک الغیر صح ولو اطعم عنہ بلا امر لم یجز ۱۲ شرح التنویر و رد المحتار ص ٩٦١ ج ٢ ۔

٦: لو اعطی عن کفارۃ ظھارہ مسکینا واحد استین یوما کل یوم نصف صاع جاز ۱۲ فتاوی ھندیہ ص ١٥١ ج ١ و ص ٩٦٠ ج ٢ شرح التنویر۔

٧: ولو فی اوقات متفرقۃ لحصول الواجب ۱۲ مراقی ص ٣٦٧ وشرح التنویر ص ٣٦٣ ج ٢ ۔

٨: لو اعطی مسکینا واحدا کلہ فی یوم واحد لایجزیہ الاعن یومہ ذلک وھذافی الاعطاء بدفعۃ واحدۃ واباحۃ واحدۃ من غیر خلاف اما اذا ملکہ بدفعات فقد قیل یجزیہ وقیل لایجزیہ الاعن یوم ذلک وھو الصحیح ۱۲ فتاویٰ ھندیہ ص ١٥١ ج ١ و شرح التنویر ص ٩٦٠ ج ٢ ۔

٩: لو اعطی مسکینا اقل من نصف صاع لا یجزیہ ۱۲ بحر الرائق ج ٤ ص ١٠٨ ۔

١٠: ولو تکرر فطرہ ولم یکفر للاول یکفیہ واحدۃ ولو فی رمضانین عند محمد وعلیہ الاعتماد نقلہ فی البحر عن الا سرار ونقل قبلہ عن الجوھرۃ لو جامع فی رمضانین فعلیہ کفارتان وان لم یکفر للاول فی ظاھر الروایۃ وھو الصحیح قلت فقد اختلف الترجیح کما تری ویتقوی الثانی بانہ ظاھر الروایۃ ۱۲ شرح التنویر ورد المحتار ج ٢ ص ١٧ ۔

١١: المریض اذا خاف علی نفسہ التلف اوذھاب عضو یفطر بالا جماع وان خاف زیادۃ وامتدادہ فکذلک عند نا وعلیہ القضاء اذا افطر ۱۲ فتاوی ھندیہ ج ١ ص ١٣٣ ۔

(۱) اس مسئلہ کے متعلق سوال وجواب امداد الفتاویٰ مبوب جلد دوم ص ۱۰۹، ص ۱۱۱ میں درج ہیں اور ہم نے اس کی تحقیق جواب مذکور کی اصلاح میں کی ہے ۱۲ تصحیح الاغلاط اور اس اصلاح میں مسئلہ ہذا کی تائید ہے ۱۲ شبیر علی۔

میں ایسا درد اٹھا کہ بیتاب ہو گئی یا سانپ نے کاٹ کھایا تو دوا پی لینا اور روزہ توڑ دینا درست ہے ایسے ہی اگر ایسی پیاس[1] لگی کہ ہلاکت کا ڈر ہے تو بھی روزہ توڑ ڈالنا درست ہے۔

مسئلہ۲ حاملہ[2] عورت کو کوئی ایسی بات پیش آ گئی جس سے اپنی جان کا یا بچہ کی جان کا ڈر ہے تو روزہ توڑ ڈالنا درست ہے۔

مسئلہ۳ کھانا[3] پکانے کی وجہ سے بے حد پیاس لگ آئی اور اتنی بیتابی ہو گئی کہ اب جان کا خوف ہے تو روزہ کھول ڈالنا درست ہے۔ لیکن[2] اگر خود اس نے قصداً اتنا کام کیا جس سے ایسی حالت ہو گئی تو گنہگار[(۲)] ہو گی۔

باب یازدہم جن وجہوں سے روزہ نہ رکھنا جائز ہے ان کا بیان

مسئلہ۱ اگر[4] ایسی بیماری ہے کہ روزہ نقصان کرتا ہے اور یہ ڈر ہے کہ اگر روزہ رکھے گی تو بیماری بڑھ جاوے گی یا دیر میں اچھی ہو گی یا جان جاتی رہے گی تو روزہ نہ رکھے جب اچھی ہو جاوے گی تو اس کی قضا رکھ لے لیکن فقط اپنے دل سے ایسا خیال کر لینے سے روزہ چھوڑ دینا درست نہیں ہے بلکہ جب کوئی مسلمان دیندار[(۳)] طبیب کہہ دے کہ روزہ تم کو نقصان کرے گا تب چھوڑنا چاہئے۔

مسئلہ۲ اگر[6] حکیم یا ڈاکٹر کافر ہے یا شرع کا پابند نہیں ہے تو اس کی بات کا اعتبار نہیں ہے فقط اس کے کہنے سے روزہ نہ چھوڑے۔

مسئلہ۳ اگر[7] حکیم نے تو کچھ کہا نہیں لیکن خود اپنا تجربہ ہے اور کچھ ایسی نشانیاں معلوم ہوئیں جن کی وجہ سے دل گواہی دیتا ہے کہ روزہ نقصان کرے گا تب بھی روزہ نہ رکھے اور اگر خود تجربہ کار نہ ہو اور اس بیماری کا کچھ حال معلوم نہ ہو تو فقط خیال کا اعتبار نہیں۔ اگر دیندار حکیم کے بغیر بتائے اور بے تجربے کے اپنے خیال ہی خیال پر رمضان کا روزہ توڑے گی تو کفارہ دینا پڑیگا اور اگر روزہ نہ رکھے گی تو گنہگار ہو گی۔

مسئلہ۴ اگر[8] بیماری سے اچھی ہو گئی لیکن ابھی ضعف باقی ہے اور یہ غالب گمان ہے کہ اگر روزہ رکھا تو پھر بیمار پڑ جاوے گی تب بھی روزہ نہ رکھنا جائز ہے۔

مسئلہ۵ اگر[9] کوئی مسافرت میں ہو تو اس کو بھی درست ہے کہ روزہ نہ رکھے پھر کبھی اس کی قضا رکھ لیوے اور مسافرت کے معنے وہی ہیں جس کا نماز کے بیان میں ذکر ہو چکا ہے یعنی تین منزل جانے کا قصد ہو۔

مسئلہ۶ مسافرت[10] میں اگر روزے سے کوئی تکلیف نہ ہو جیسے ریل پر سوار ہے اور یہ خیال ہے کہ شام تک گھر پہنچ جاؤں گی یا اپنے ساتھ سب راحت و آرام کا سامان موجود ہے تو ایسے وقت سفر میں بھی روزہ رکھ لینا بہتر ہے اور اگر[11] روزہ نہ رکھے تب بھی کوئی گناہ نہیں۔ ہاں رمضان شریف کے روزے کی جو فضیلت ہے اس سے محروم رہے گی۔ اور اگر راستہ میں روزہ کی وجہ سے تکلیف اور پریشانی ہو تو ایسے وقت روزہ نہ رکھنا بہتر ہے۔

۱: وجاز الفطر لمن حصل له عطش شديد او جوع مفرط يخاف منه الهلاك ۱۲ مراقی الفلاح علی حاشية الطحطاوی ص ۳۸۴۔
۲: الحامل والمرضع اذا خافتا علی نفسهما او ولدهما افطرتا وقضتا ولا كفارة عليهما ۱۲ فتاوی هنديه ج ۱ ص ۱۳۳۔
۳: الحر الخادم او العبد او الذاهب لسد النهر او كريه اذا اشتد الحر وخاف الهلاك فله الافطار كحرة او امة ضعفت للطبخ او غسل الثوب ۱۲ طحطاوی ص ۳۹۸۔
٤: لا يجوز ان يعمل عملا يصل به الی الضعف ۱۲ شرح التنوير ج ۱ ص ۱۷٦۔
٥: لمسافر سفرا شرعيا ولو بمعصية اوحامل او مرضع خافت علی نفسها او ولدها او مريض خاف الزيادة لمرضه وصحيح خاف المرض وخادمة خافت الضعف بغلبة الظن بامارة او تجربة او باخبار طبيب حاذق مسلم مستور وقيل عدالته شرط وجزم به الزيلعی وظاهر مافی البحر والنهر ضعفه ۱۲ رد المحتار شرح التنوير ص ۱۸۵، ص ۱۸٦ ج ۲۔
٦: اما الكافر فلا يعتمد علی قوله لا حتمال ان غرضه افساد العبادة ۱۲ رد المحتار ص ۱۸۷ ج ۲۔
۷: حاشیہ مسئلہ نمبر ا باب ہذا دیکھو۔
۸: حاشیہ مسئلہ نمبر ا باب ہذا دیکھو ۱۲
۱۰،۹: ويندب لمسافر الصوم ان لم يضره فان شق عليه او علی رفيقه فالفطر افضل ۱۲ شرح التنوير ص ۱۸۸ ج ۲
۱۱: یہاں کی عبارت اس مرتبہ درست کی گئی ۱۲ شبیر علی۔
(۱) یا ایسی بھوک لگی ۱۲۔ ی
(۲) مگر روزہ کھولنا اس حالت میں بھی درست ہے ۱۲ محشی
(۳) یا خود تجربہ سے ظن غالب نقصان کا ہے جیسا کہ مسئلہ نمبر ۳ میں مفصل ذکر آتا ہے ۱۲

مسئلہ۷ اگر[۱] بیماری سے اچھی نہیں ہوئی اسی میں مر گئی یا ابھی گھر میں نہیں پہنچی مسافرت ہی میں مر گئی تو جتنے روزے بیماری یا سفر کی وجہ سے چھوٹے ہیں آخرت میں ان کا مواخذہ نہ ہوگا کیونکہ قضا رکھنے کی مہلت ابھی اس کو نہیں ملی تھی۔

مسئلہ۸ اگر[۲] بیماری میں دس روزے گئے تھے پھر پانچ دن اچھی رہی لیکن قضا روزے نہیں رکھے تو پانچ روزے تو معاف ہیں فقط پانچ روزوں کی قضا نہ رکھنے پر پکڑی جاوے گی۔ اور اگر پورے دس دن اچھی رہی تو پورے دسوں دن کی پکڑ ہوگی اس لئے ضروری ہے کہ جتنے روزوں کا مواخذہ اس پر ہونے والا ہے اتنے دنوں کا فدیہ دینے کے لئے کہہ مرے۔ جب کہ اس کے پاس مال ہو اور فدیہ کا بیان آگے آتا ہے۔

مسئلہ۹ اسی[۳] طرح اگر مسافرت میں روزے چھوڑ دیئے تھے پھر گھر پہنچنے کے بعد مر گئی تو جتنے دن گھر میں رہی ہے فقط اتنے دن کی پکڑ ہوگی اس کو بھی چاہئے کہ فدیہ کی وصیت کر جاوے۔ اگر روزے گھر رہنے کی مدت سے زیادہ چھوٹے ہوں تو ان کا مواخذہ نہیں ہے۔

مسئلہ۱۰ اگر[۴] راستہ میں پندرہ دن رہنے کی نیت سے ٹھہر گئی تو اب روزہ چھوڑنا درست نہیں کیونکہ شرع سے اب وہ مسافر نہیں رہی۔ [۵]البتہ اگر پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کی نیت ہو تو روزہ نہ رکھنا درست ہے۔

مسئلہ۱۱ حاملہ عورت اور دودھ پلانے والی عورت کو جب اپنی جان کا یا بچہ کی جان کا کچھ ڈر ہو تو روزہ نہ رکھے[۶] پھر کبھی قضا رکھ لیوے لیکن اگر اپنا شوہر مالدار ہے کہ کوئی انا (یعنی دودھ پلانے والی) رکھ کر دودھ پلوا سکتا ہے تو دودھ پلانے کی وجہ سے ماں کو روزہ چھوڑنا درست نہیں۔ البتہ اگر وہ ایسا بچہ ہے کہ سوائے اپنی ماں کے کسی اور کا دودھ نہیں پیتا ہے تو ایسے وقت ماں کو روزہ نہ رکھنا درست ہے۔

مسئلہ۱۲ کسی[۷] انا نے دودھ پلانے کی نوکری کی پھر رمضان آگیا اور روزہ سے بچہ کی جان کا ڈر ہے تو انا کو بھی روزہ نہ رکھنا درست ہے۔

نوٹ: مسئلہ نمبر ۱۳، ۱۴ صفحہ **۵۹** پر درج کیا گیا ہے

مسئلہ۱۵ اسی[۸] طرح اگر کوئی دن کو مسلمان ہوئی یا دن کو جوان ہوئی تو اب دن بھر کچھ کھانا پینا درست نہیں ہے اور اگر کچھ کھا لیا تو اس روزہ کی قضا رکھنا بھی نئی مسلمان اور نئی جوان کے ذمے واجب نہیں ہے۔

مسئلہ۱۶ مسافرت[۹] میں روزہ نہ رکھنے کا ارادہ تھا لیکن دوپہر سے ایک گھنٹہ پہلے ہی اپنے گھر پہنچ گئی یا ایسے وقت میں پندرہ دن رہنے کی نیت سے کہیں رہ پڑی اور اب تک کچھ کھایا پیا نہیں ہے تو اب روزہ کی نیت کر لیوے۔

باب دوازدہم فدیہ کا بیان

مسئلہ۱ جس[۱۰] کو اتنا بوڑھاپا ہو گیا ہو کہ روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رہی یا اتنی بیمار ہے کہ اب اچھے ہونے کی امید نہیں نہ روزے رکھنے کی طاقت ہے تو وہ روزے نہ رکھے اور ہر روزہ کے بدلے ایک مسکین کو صدقۃ فطر کے برابر غلہ دے دے یا صبح شام پیٹ بھر کے اسکو کھلا دیوے

۲،۱: فان ماتوا فیہ ای فی ذلك العذر فلا تجب علیهم الوصیة بالفدیة لعدم ادراکهم عدة من ایام اخرولو ماتوا بعد زوال العذر وجبت الوصیة بقدر ادراکهم عدة من ایام اخرفلوفاته عشرة ایام فقدر علی خمسة فداها فقط ۱۲ شرح التنویر ص ۱۸۸، ۱۸۹

۳: وان صح المریض واقام المسافر ثم ماتالزمهما القضاء بقدر الصحة والا قامة ۱۲ فتاویٰ هندیه ص ۳۳ ج ۱

۴: ولو نوی مسافر الفطر او لم ینو فاقام ونوی الصوم فی وقتها صح مطلقا.ویجب علیه الصوم لو کان فی رمضان لزوال المرخص ۱۲ شرح التنویر ص ۱۹۰ ج ۲۔

۵: ذکر العلامة الشامی فی هذه المسئلة تنبیها وحاصله انه لم اراها صریحا وقال ان مقتضی القواعد الجواز مالم یوجد نقل صریح بخلافه ۱۲۔

۷،۶: قوله اما کانت او ظئرًا اما الظئر فلان الارضاع واجب علیها بالعقد واما الام فلوجوبه دیانة مطلقا وقضاء اذا کان الاب معسرا او کان الولد لا یرضع من غیرها ۱۲ رد المحتار ص ۱۸۶ ج ۲

۸: اذا بلغ الصبی او اسلم الکافر فی رمضان امسکابقیة یومهما ولو افطرا فیه لا قضاء علیهما ۱۲ شرح البدایه ص ۲۰۵ ج ۱۔

۹: واذا نوی المسافر الافطار ثم قدم المصرقبل الزوال فنوی الصوم اجزاه وان کان فی رمضان فعلیه ان یصوم ۱۲ شرح البدایه ص ۲۰۵ ج ۱

۱۰: وللشیخ الفانی العاجز عن الصوم الفطر ویفدی وجوبا ولو فی اول الشهر بلا تعدد فقیر کالفطرة لو موسرا اوالمریض اذا تحقق الیاس من الصحة فعلیه الفدیة لکل یوم من المرض ۱۲ شرح التنویر ج ۲ ص ۱۹۱

شرع میں اس کو فدیہ کہتے ہیں اور اگر غلہ کے بدلے اس قدر غلہ کی قیمت دے دے تب بھی درست ہے۔

مسئلہ۲ وہ[1] گیہوں[(1)] اگر تھوڑے تھوڑے کر کے کئی مسکینوں کو بانٹ دیوے تو بھی صحیح ہے۔

مسئلہ۳ پھر[2] اگر کبھی طاقت آگئی یا بیماری سے اچھی ہو گئی تو سب روزے قضا رکھنے پڑیں گے۔ اور جو فدیہ دیا ہے اس کا ثواب الگ ملے گا۔

مسئلہ۴ کسی[3] کے ذمہ کئی روزے قضا تھے اور مرتے وقت وصیت کر گئی کہ میرے روزوں کے بدلے فدیہ دے دینا تو اس کے مال میں سے اس کا ولی فدیہ دے دے اور کفن دفن اور قرض ادا کر کے جتنا مال بچے اس کی ایک تہائی میں سے اگر سب فدیہ نکل آوے تو دینا واجب[(2)] ہو گا۔

مسئلہ۵ اگر اس[4] نے وصیت نہیں کی مگر ولی نے اپنے مال میں سے فدیہ دے دیا تب بھی خدا سے امید رکھے کہ شاید قبول کر لے اور اب روزوں کا مواخذہ نہ کرے اور بغیر وصیت کئے خود مردے کے مال میں سے فدیہ دینا جائز نہیں ہے اسی طرح اگر تہائی مال سے فدیہ زیادہ ہو جاوے تو باوجود وصیت کے بھی زیادہ دینا بدون رضامندی سب وارثوں کے جائز نہیں ہاں اگر سب وارث خوشی دل سے راضی ہو جاویں تو دونوں صورتوں میں فدیہ دینا درست ہے۔ لیکن نابالغ وارث کی اجازت کا شرع میں کچھ اعتبار نہیں۔ بالغ وارث اپنا حصہ جدا کر کے اس میں سے دے دیں تو درست ہے۔

مسئلہ۶ اگر[5] کسی کی نمازیں قضا ہو گئی ہوں اور وصیت کر کے مر گئی کہ میری نمازوں کے بدلے میں فدیہ دے دینا اسکا بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ۷ ہر[6] وقت کی نماز کا اتنا ہی فدیہ ہے جتنا ایک روزہ کا فدیہ ہے اس حساب سے دن رات کے پانچ فرض اور ایک وتر چھ ۶ نمازوں کی طرف سے ایک چھٹانک کم پونے گیارہ سیر گیہوں اسی ۸۰ روپے کے سیر سے دیوے مگر احتیاطاً پورے بارہ ۱۲ سیر دیوے۔

مسئلہ۸ کسی[7] کے ذمہ زکوٰۃ باقی ہے ابھی ادا نہیں کی تو وصیت کر جانے سے اس کا بھی ادا کر دینا وارثوں پر واجب[(3)] ہے۔ اگر وصیت نہیں کی اور وارثوں نے اپنی خوشی سے دے دی تو زکوٰۃ ادا نہیں[(4)] ہوئی۔

مسئلہ۹ اگر[8] ولی مردے کی طرف سے قضا روزے رکھ لیوے یا اسکی طرف سے قضا نمازیں پڑھ لیوے تو یہ درست نہیں یعنی اسکے ذمہ سے نہ اتریں گی۔

مسئلہ۱۰ بے[9] وجہ رمضان کا روزہ چھوڑ دینا درست نہیں اور بڑا گناہ ہے یہ نہ سمجھے کہ اس کے بدلے ایک روزہ قضا رکھ لوں گی کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ رمضان کے ایک روزے کے بدلے میں اگر سال بھر برابر روزے رکھتی رہے تب بھی اتنا ثواب نہ ملے گا جتنا رمضان میں ایک روزے کا ثواب ملتا ہے۔

۱: لو اعطی نصف صاع من بر عن یوم واحد لمساکین یجوز ۱۲ رد المحتار ج ۲ ص ۱۹۲۔

۲: ولو قدر علی الصیام بعد مافدی بطل حکم الفداء الذی فداه حتی یجب علیه الصوم ۱۲ فتاوی هندیه ج ۱ ص ۱۳۳۔

۳: ولو ماتوا بعد زوال العذر و جبت الوصیة وفدی لزوما عنه ولیه کالفطرة بقدر علیه وفوته لوصیته من الثلث ای ثلث ما له بعد تجهیزه وایفاء دیون العباد فلو زادت الفدیة علی الثلث لا یجب الزائد الا باجازة الوارث ۱۲ شرح التنویر ص ۱۸۸ ج ۲۔

٤: وان لم یوص وتبرع ولیه جاز انشاء الله ۱۲ شرح التنویر ص ۱۸۹ ج ۲۔

٥: ولومات وعلیه صلوات فائتة واوصی بالکفارة یعطی لکل صلوٰة نصف صاع من بر کالفطرة وکذا حکم الوتر والصوم وانما یعطی من ثلث ماله ۱۲ شرح التنویر ج ۱ ص ۷٦٦۔

٦: وفدیة کل صلوٰة ولو وترا کصوم یوم علی المذهب ۱۲ شرح التنویر ص ۱۹۱ ج ۲۔

۷: والحاصل ان کل ماکان عبادة بدنیة فان الوصی یطعم عنه (ای من الثلث) لزوما ان اوصی والا جواز او کذا یقال فیما بعده بعد موته عن کل واجب کالفطرة والمالیة کالزکوٰة یخرج عنه القدر الواجب ۱۲ شرح التنویر ورد المحتار ج ۲ ص ۱۹۱۔

۸: ولا یصوم عنه الولی ولا یصلی ۱۲ شرح البدایه ص ۳۰۵۔

۹: ابو هریرة رضی الله تعالیٰ عنه رفعه من افطر یوما من رمضان من غیر رخصة ولا مرض لم یقضه صوم الدهر کله وان صامه ۱۲ للبخاری وابوداؤد والترمذی بلفظه جمع الفوائد ص ۱٦۰ ج ۱۔

(۱) یعنی فدیہ کے گیہوں ۱۲ منہ۔

(۲) اور اگر سب فدیہ نہ نکلے تو جس قدر نکلے اس قدر دے دیا جاوے ۱۲ محشی

(۳) بعد کفن دفن و قرض ادا کرنے کے جو مال بچے اس کی تہائی میں سے زکوٰۃ بھی وصیت کر جانے کی صورت میں نکالنا واجب ہے جیسا کہ فدیہ روزہ کا تہائی مال میں سے نکالا جاتا ہے ۱۲ محشی۔

(۴) مگر وارثوں کو ادا کر دینا بہتر ہے۔ علامہ شامی نے سراج الوہاج سے نقل کیا ہے کہ اگر وارث بلا وصیت ادا کر دے گا تو ادا ہو جاوے گی ۱۲ اف

مسئلہ ۱۱ اگر[1] کسی نے شامت اعمال سے روزہ نہ رکھا تو اور لوگوں کے سامنے کچھ کھائے نہ پیے نہ یہ ظاہر کرے کہ آج میرا روزہ نہیں ہے اس لئے کہ گناہ کر کے اس کو ظاہر کرنا بھی گناہ ہے اگر سب سے کہہ دے گی تو دہرا گناہ ہوگا۔ ایک تو روزہ نہ رکھنے کا دوسرا گناہ ظاہر کرنے کا۔ یہ جو مشہور ہے کہ خدا کی چوری نہیں تو بندہ کی کیا چوری یہ غلط بات ہے بلکہ جو کسی عذر سے روزہ نہ رکھے اس کو بھی مناسب ہے کہ سب کے رو برو نہ کھاوے۔

مسئلہ ۱۲ جب[2] لڑکا یا لڑکی روزہ رکھنے کے لائق ہو جاویں تو ان کو بھی روزہ کا حکم کرے اور جب دس برس کی عمر ہو جاوے تو مار کر روزہ رکھاوے اگر سارے روزے نہ رکھ سکے تو جتنے رکھ سکے رکھاوے۔

مسئلہ ۱۳ اگر[3] نابالغ لڑکا لڑکی روزہ رکھ کے توڑ ڈالے تو اس کی قضا نہ رکھاوے۔ البتہ اگر نماز کی نیت کر کے توڑ دے تو اس کو دہراوے۔

باب سیز دہم اعتکاف کا بیان

رمضان شریف کی بیسویں تاریخ کے دن چھپنے سے ذرا پہلے سے رمضان کی انتیس ۲۹ یا تیس ۳۰ تاریخ یعنی جس دن عید کا چاند نظر آجاوے اس تاریخ کو دن چھپنے تک اپنے گھر(۱) میں جہاں نماز پڑھنے کے لئے جگہ مقرر کر رکھی ہو اس جگہ پر پابندی سے جم کر بیٹھے اس کو اعتکاف[4] کہتے ہیں اس کا بڑا ثواب ہے اگر اعتکاف[5] شروع کرے تو فقط پیشاب پاخانہ یا کھانے پینے کی ناچاری سے تو وہاں سے اٹھنا درست ہے اور اگر کوئی[6] کھانا پانی دینے والا ہو تو اس کے لئے بھی نہ اٹھے۔ ہر وقت اسی جگہ رہے اور وہیں سووے اور بہتر[7] یہ ہے کہ بیکار نہ رہے قرآن پڑھتی رہے نفلیں اور تسبیحیں جو توفیق ہو اس میں لگی رہے[8] اور اگر حیض یا نفاس آجاوے تو اعتکاف چھوڑ دے اس میں درست(۲) نہیں اور اعتکاف[9] میں مرد سے ہم بستر ہونا لپٹنا چمٹنا بھی درست نہیں۔

۱: لا ن اظهار المعصية معصية لحديث الصحيحين كل امتى معافى الا المجاهرين ۱۲ رد المحتار ج ۱ ص ۱۷۱۔

۲: ويؤمر الصبى بالصوم اذا اطاقه ويضرب عليه ابن عشر كا لصلوٰة فى الا صح ۱۲ شرح التنوير ج ۲ ص ۱۷۲

۳: الصبى اذا افسد صومه لا يقضى لا نه يلحقه فى ذلك مشقة بخلاف الصلوٰة فانه يؤمر بالاعادة لا نه لا يلحقه مشقة ۱۲ ردالمحتار ج ۲ ص ۱۷۲ وشرح البدايه ج ۱ ص ۲۰۵۔

٤: هو (اى الا عتكاف) لبث ذكر فى مسجد جماعة اوامراة فى مسجد بيتها وهو المعد لصلاتها الذى تيوب لها ولكل احدا تخاذه والا عتكاف يطلب متو كدا فى العشر الا خير ۱۲ شرح التنوير ورد المحتار ج ۲ ص ۲۰٦ والمشهور عند مشائخنا ان يد خل المعتكف بعد العصر قبل غروب الشمس من اليوم العشرين من شهر رمضان ليد خل الليلة الحادية و عشرين فى الاعتكاف ۱۲ رسائل الا ركان ص ۲۳۱۔

٥: ولا يخرج منه الا لحاجة شرعية او حاجة طبعية او ضرورية كانهدام المسجد واخراج ظالم كرها وتفرق اهله وخوف على نفسه او متاعه من المكابرين فيدخل مسجد اغيره من ساعته ۱۲ مراقى على حاشية الطحطاوى ص ۳۸۳۔

٦: رخص المعتكف باكل وشرب و نوم وعقد احتاج كبيع ونكاح ورجعة فلو خرج لاجلها فسد لعدم الضرورة وفى الظهيرية وقيل يخرج بعد الغروب للاكل والشرب و ينبغى حمله على ما اذالم يجد من ياتى له به فحينئذيكون من الحوائج الضرورية ۱۲ شرح التنوير ورد المحتار ص ۲۱٦ ج ۲۔

۷: ويكره تحريما صمت و تكلم الا بخير كقراة قرآن و حديث وعلم ۱۲ شرح التنوير ج ۲ ص ۲۱۷۔

۸: فاللبث هو الركن فى المسجد والنية من مسلم عاقل طاهر من جنابة وحيض ونفاس شرطان ۱۲ شرح التنوير ج ۲ ص ۲۰۸۔

۹: وحرم الوطى و دواعيه ۱۲ مراقى ص ۲۸٤

(۱) اور مردوں کے لئے ایسی مسجد میں درست ہے جس میں پانچوں وقت جماعت ہوتی ہو ۱۲ منہ۔

(۲) لیکن بعد پاک ہو جانے کے خاص اس دن کے اعتکاف کی قضا ضروری ہے پھر اگر یہ قضا رمضان ہی میں کی تو رمضان ہی کا روزہ کافی ہوگا اور اگر بعد رمضان کے قضا کی تو اس دن روزہ رکھنا بھی ضروری ہوگا ۱۲ محشی۔

باب چہاردہم زکوٰۃ کا بیان

جس کے پاس مال ہو اور اس کی زکوٰۃ نہ نکالتی ہو وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑی گنہگار ہے قیامت کے دن اس پر بڑا سخت عذاب ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے جس کے پاس سونا چاندی ہو اور وہ اس کی زکوٰۃ نہ دیتا ہو قیامت کے دن اس کے لئے آگ کی تختیاں بنائی جاویں گی پھر ان کو دوزخ کی آگ میں گرم کر کے اس کی دونوں کروٹیں اور پیشانی اور پیٹھ داغی جاوے گی اور جب ٹھنڈی ہو جاویں گی پھر گرم کر لی جاویں گی اور نبی ﷺ علیہ السلام نے فرمایا ہے جس کو اللہ نے مال دیا اور اس نے زکوٰۃ نہ ادا کی تو قیامت کے دن اس کا مال بڑا زہریلا گنجا سانپ بنایا جاوے گا اور اس کی گردن میں لپٹ جاوے گا پھر اس کے دونوں جبڑے نوچے گا اور کہے گا میں ہی تیرا مال اور میں ہی تیرا خزانہ ہوں۔ خدا کی پناہ بھلا اتنے عذاب کی کون سہار کر سکتا ہے تھوڑے سے لالچ کے بدلے میں یہ مصیبت بھگتنا بڑی بےوقوفی کی بات ہے خدا ہی کی دی ہوئی دولت کو خدا ہی کی راہ میں نہ دینا کتنی بیجا بات ہے۔

مسئلہ ۱: جس[۱] کے پاس ساڑھے (۲/۱ ۵۲) باون تولے چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا ہو (یا ساڑھے باون[۲] تولہ چاندی کی قیمت کے برابر روپیہ ہو۔ شبیر علی) اور ایک[۳] سال تک باقی رہے تو سال گذرنے پر اس کی زکوٰۃ دینا واجب ہے اور اگر اس[۵] سے کم ہو تو اس پر زکوٰۃ واجب نہیں۔ اور اگر اس سے زیادہ ہو تو بھی زکوٰۃ واجب ہے۔

مسئلہ ۲: کسی[۶] کے پاس آٹھ تولہ سونا چار مہینے یا چھ مہینے تک رہا پھر وہ کم ہو گیا اور دو تین مہینے کے بعد پھر مال مل گیا تب بھی زکوٰۃ دینا واجب ہے غرض کہ جب سال کے اول و آخر میں مالدار ہو جاوے اور سال کے بیچ میں کچھ دن اس مقدار سے کم رہ جاوے تو بھی زکوٰۃ واجب ہوتی ہے۔ بیچ میں تھوڑے دن کم ہو جانے سے زکوٰۃ معاف نہیں ہوتی البتہ اگر سب مال جاتا رہے اس کے بعد پھر مال ملے تو جب سے پھر ملا ہے تب سے سال کا حساب کیا جاوے گا۔

مسئلہ ۳: کسی[۷] کے پاس آٹھ نو تولہ سونا تھا لیکن سال گذرنے سے پہلے پہلے جاتا رہا پورا سال نہیں گذرنے پایا تو زکوٰۃ واجب نہیں۔

۱: عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ مامن صاحب ذہب ولا فضۃ لا یؤدی منہا حقہا الا اذا کان یوم القیٰمۃ صفحت لہ صفائح من نار فاحمی علیہا فی نار جہنم لیکوی بہا جنبہ وجبینہ وظہرہ کلماردت اعیدت لہ الحدیث رواہ مسلم مشکوٰۃ ص ۱۵۵ مجتبائی جدید۔

۲: وعنہ (ای عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) قال قال رسول اللہ ﷺ من اتاہ اللہ مالا فلم یؤد زکوٰۃ مثل لہ مالہ یوم القیمۃ شجاعا اقرع لہ زبیبتان یطوقہ یوم القیٰمۃ ثم یا خذ بلہزمتیہ یعنی شدقیہ ثم یقول انا مالک انا کنزک ثم تلاولا یحسبن الذین یبخلون الا یہ رواہ البخاری مشکوٰۃ مجتبائی ص ۱۵۴۔

۳: نصاب الذہب عشرون مثقالا والفضۃ مائتا درہم وکل عشرۃ دراہم وزن سبعۃ مثاقیل ۱۲ شرح التنویر ج ۲ ص ۴۴۔

۴: فاذا کانت مائتین وحال علیہا الحول ففیہا خمسۃ دراہم لانہ علیہ السلام کتب الی معاذ خذمن کل مائتی درہم خمسۃ ومن کل عشرین مثقالا من ذہب نصف مثقال ۱۲ شرح البدایہ ج ۱ ص ۱۷۶۔

۵: ولیس فیما دون مائتی درہم صدقۃ ۱۲ شرح البدایہ ج ۱ ص ۱۷۶۔

۶: واذا کان النصاب کاملا فی طرفی الحول فنقصانہ فیما بین ذلک لا یسقط الزکوٰۃ ۱۲ شرح البدایہ ج ۱ ص ۱۷۶

۷: بخلاف مالوہلک الکل حیث یبطل حکم الحول ولا یجب الزکوٰۃ ۱۲ شرح البدایہ ج ۱ ص ۱۷۸ وشرح التنویر ج ۲ ص ۵۲

(۱) یہ حساب ایک تولہ کو بارہ ماشہ کا مان کر کیا گیا ہے۔ اگر وزن کسی اور چیز سے کیا جاوے مثلاً روپوں سے (کہ روپیہ ساڑھے گیارہ ماشہ ہی کا ہوتا ہے) یا کسی اور وزن سے تولا جاوے تو کمی بیشی کا حساب کر لیا جاوے۔ نوٹ: سن ۱۳۴۳ھ میں جب میں نے مکمل و مدلل بہشتی زیور چھاپا تھا تو اس حاشیہ میں روپوں کے وزن سے بھی حساب لکھ دیا تھا جس سے ناظرین کو تشویش ہوتی تھی۔ دوسرے اسی حاشیہ میں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مہر کی رقم اس وقت کے چاندی کے بھاؤ سے مقرر کر کے لکھ دی تھی پھر چاندی کا بھاؤ بڑھ گیا تو دوسرے حضرات نے اس وقت کے بھاؤ سے رقم لکھ دی اس سے بھی خواہ مخواہ کی ناظرین کو الجھن ہوتی تھی۔ اس مرتبہ مہر فاطمی کی تحقیق مہر کے بیان کے حاشیہ میں کر دی گئی ہے اس لئے سابقہ حاشیہ بالکل حذف کر دیا گیا ۱۲ شبیر علی۔

(۲) الفاظ بین القوسین اس مرتبہ اضافہ ہوئے ۱۲ شبیر علی۔

مسئلہ۴ کسی کے(۱) پاس ساڑھے باون تو۔ا ندی کی قیمت ہے۔ اور اتنے ہی روپیوں کی وہ قرض دار ہے تو بھی زکوۃ واجب نہیں۔

مسئلہ۵ اگر اتنے کی قرض دار ہے کہ قرضہ ادا ہو کر ساڑھے باون تو۔ا ندی کی قیمت بچتی ہے تو زکوۃ واجب ہے۔

مسئلہ۶ سونے(۳) ندی کے زیور اور برتن اور سچا گوٹہ ٹھپہ سب پر زکوۃ واجب ہے۔ ہے پہنتی رہتی ہو یا بند ر ہوں اور کبھی نہ پہنتی ہو۔ غرض کہ ندی وسونے کی ہر چیز پر زکوۃ واجب ہے۔ البتہ اگر اتنی مقدار سے کم ہو جو اوپر بیان ہوئی تو زکوۃ واجب نہ ہو گی۔

مسئلہ۷ سونا(۴) ندی اگر کھرا نہ ہو بلکہ اس میں کچھ میل ہو جیسے مثلاً ندی میں رانگا ملا ہوا ہے تو دیکھو ندی زیادہ ہے یا رانگا۔ اگر ندی زیادہ ہو تو اس کا وہی حکم ہے جو ندی کا حکم ہے یعنی اگر اتنی مقدار ہو جو اوپر بیان ہوئی تو زکوۃ واجب ہے اور اگر رانگا زیادہ ہے تو اس کو ندی نہ سمجھیں گے۔ پس جو حکم پیتل، تانبے، لوہے، رانگے وغیرہ اسباب کا آگے آوے گا وہی اس کا بھی حکم ہے۔

مسئلہ۸ کسی(۵) کے پاس نہ تو پوری مقدار سونے کی ہے نہ پوری مقدار ندی کی بلکہ تھوڑا سونا ہے اور تھوڑی ندی تو اگر دونوں کی قیمت ملا کر ساڑھے باون ۵۲ تو۔ا ندی کے برابر ہو جاوے یا ساڑھے سات تو۔اسونے کے برابر ہو جاوے تو زکوۃ واجب ہے اور اگر دونوں چیزیں اتنی تھوڑی تھوڑی ہیں کہ دونوں کی قیمت نہ اتنی ندی کے برابر ہے نہ اتنے سونے کے برابر تو زکوۃ واجب نہیں اور اگر سونے اور ندی دونوں کی مقدار پوری پوری ہے تو قیمت لگانے کی ضرورت نہیں۔(۲)

مسئلہ۹ فرض(۶) کرو کہ کسی زمانہ میں پچیس ۲۵ روپے کا ایک تولہ سونا ملتا ہے اور ایک روپے کی ڈیڑھ تولہ چاندی ملتی ہے اور کسی کے پاس دو تولہ سونا اور پانچ روپے ضرورت سے زائد ہیں اور سال بھر تک وہ رہ گئے تو اس پر زکوۃ واجب ہے۔ کیونکہ دو تولہ سونا پچاس ۵۰ روپے کا ہوا اور پچاس روپے کی چاندی پچھتر تولہ ہوئی تو دو تولہ سونے کی چاندی اگر خریدو گی تو پچھتر تولہ ملے گی اور پانچ روپے تمہارے پاس ہیں اس حساب سے اتنی مقدار سے بہت زیادہ مال ہو گیا جتنے پر زکوۃ واجب ہوتی ہے۔ البتہ اگر فقط دو تولہ سونا ہو اس کے ساتھ روپے اور چاندی کچھ نہ ہو تو زکوۃ واجب نہ ہو گی۔

مسئلہ۱۰ ایک(۷) روپیہ کی ندی مثلاً دو تو۔ا ملتی ہے اور کسی کے پاس فقط تیس روپے ندی کے ہیں تو اس پر زکوۃ واجب نہیں اور یہ حساب نہ لگاویں گے کہ تیس روپے کی ندی ساٹھ تو۔ا ہوئی کیونکہ روپیہ تو ندی کا ہوتا ہے اور جب فقط ندی یا فقط سونا پاس ہو تو وزن کا اعتبار ہے قیمت کا اعتبار نہیں ہے (یہ حکم(۳) اس وقت کا ہے جب روپیہ ندی کا ہوتا تھا۔ آج کل عام طور پر روپیہ گلٹ کا مستعمل ہے اور نوٹ کے عوض میں بھی وہی ملتا ہے اس لئے اب حکم یہ ہے کہ جس شخص کے پاس اتنے روپیہ یا نوٹ موجود ہوں جن کی ساڑھے باون تو۔ا ندی بازار کے بھاؤ کے مطابق آسکے اس پر زکوۃ واجب ہو گی)۔

مسئلہ۱۱ کسی(۸) کے پاس سو روپے ضرورت سے زائد ر تھے۔ پھر سال پورا ہونے سے پہلے پہلے پچاس روپے اور مل گئے تو ان پچاس روپے کا حساب الگ نہ کریں گے بلکہ اسی سو روپے کے ساتھ اس کو ملا دیں گے اور جب ان سو روپے کا سال پورا ہو گا تو پورے ڈیڑھ سو کی زکوۃ واجب ہو گی اور ایسا سمجھیں گے کہ پورے ڈیڑھ سو پر سال گذر گیا۔

مسئلہ۱۲ کسی(۹) کے پاس سو ۱۰۰ تو۔ا ندی رکھی تھی پھر سال گذرنے سے پہلے دو ۲ ر ۴ تو۔ا سونا آ گیا یا نو دس ۱۰ تو۔ا سونا مل گیا تب بھی اس کا

۱: ومن كان عليه دين يحيط بماله فلا زكوٰة عليه ۱۲ شرح البدايه ج ۲ ص ۱۶۸

۲: وان كان ماله اكثر من دينه زكى الفاضل اذا بلغ نصابا ۱۲ شرح البدايه ج ۱ ص ۱۶۸

۳: وفى تبر الذهب والفضة وحليهما و اوانيهما زكوٰة ۱۲ شرح البدايه ج ۱ ص ۱۷۷

۴: واذا كان الغالب على الورق الفضة فهوفى حكم الفضة واذا كان الغالب عليها الغش فهو فى حكم العروض يعتبر ان تبلغ قيمته نصابا ۱۲ شرح البدايه ج ۱ ص ۱۷۷۔

۶،۵: ويضم الذهب الى الفضة وعكسه بجامع الثمنية قيمة وقالا بالا جزاء ۱۲ شرح التنوير ج ۱ ص ۵۳

۷: والمعتبروزنهما اداء و وجو بالا قيمتها ۱۲ شرح التنوير ص ۴۷ ج ۱

۹،۸: و من كان له نصاب فاستفاد فى اثناء الحول من جنسه ضمّه اليه و زكاه به ۱۲ شرح البدايه ص ۷۵ ج ۱۔

(۱) مسئلہ نمبر ۴، نمبر ۵ کی عبارت اس مرتبہ درست کی گئی۔ شبیر علی

(۲) بلکہ سونے کی زکوۃ اس کے نصاب کا حساب کر کے الگ دے اور چاندی کی زکوۃ اس کے نصاب کا حساب کر کے الگ دے اور اگر اس صورت میں بھی قیمت لگا کر دینا چاہے تو اس شرط سے جائز ہے کہ جس طرح قیمت لگانے میں غریبوں کا بھلا ہو اس طرح قیمت لگاوے اور جو اس میں بکھیڑا سمجھے تو پھر دونوں کا الگ ہی حساب لگا کر دے دے ۱۲ محشی۔

(۳) بین القوسین عبارت اس مرتبہ اضافہ ہوئی۔ ۱۲ شبیر علی

حساب الگ نہ کیا جاوے گا بلکہ اس چاندی کے ساتھ ملا کر کے زکوٰۃ کا حساب ہوگا پس جب اس چاندی کا سال پورا ہو جاوے گا تو اس سب مال کی زکوٰۃ واجب ہوگی۔

مسئلہ ۱۳ سونے[1] چاندی کے سوا اور جتنی چیزیں ہیں جیسے لوہا۔ تانبا۔ پیتل۔ گلٹ۔ رانگا وغیرہ اور ان چیزوں کے بنے ہوئے برتن وغیرہ اور کپڑے جوتے اور اس کے سوا جو کچھ اسباب ہو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر اس کو بیچتی اور سوداگری کرتی ہو تو دیکھو وہ اسباب کتنا ہے اگر اتنا ہے کہ اس کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونے کے برابر ہے تو جب سال گذر جائے تو اس سوداگری کے اسباب[(1)] میں زکوٰۃ واجب ہے اور اگر اتنا نہ ہو تو اس میں زکوٰۃ واجب نہیں اور اگر وہ مال[2] سوداگری کے لئے نہیں ہے تو اس میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے چاہے جتنا مال ہو اگر ہزاروں روپے کا مال ہو تب بھی زکوٰۃ واجب نہیں[3]۔

مسئلہ ۱۴ گھر[3] کا اسباب جیسے پتیلی، دیگچہ، بڑی دیگ، سینی، لگن اور کھانے پینے کے برتن اور رہنے سہنے کا مکان اور پہننے کے کپڑے سچے موتیوں[4] کا ہار وغیرہ ان چیزوں میں زکوٰۃ واجب نہیں چاہے جتنا ہو اور چاہے روزمرہ کے کاروبار میں آتا ہو یا نہ آتا ہو کسی طرح زکوٰۃ واجب نہیں۔ ہاں اگر یہ سوداگری کا اسباب ہو تو پھر اس میں زکوٰۃ واجب ہے خلاصہ یہ کہ سونے چاندی کے سوا اور جتنا مال اسباب ہو اگر وہ سوداگری کا مال اسباب ہے تو زکوٰۃ واجب ہے۔ نہیں تو اس میں زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۵ کسی[5] کے پاس دس پانچ گھر ہیں ان کو کرایہ پر چلاتی ہے تو ان مکانوں پر بھی زکوٰۃ واجب نہیں چاہے جتنی قیمت کے ہوں۔ ایسے ہی اگر کسی نے دو چار سو روپے کے برتن خرید لئے اور ان کو کرایہ پر چلاتی رہتی ہے تو اس پر بھی زکوٰۃ واجب نہیں غرض کہ کرایہ پر چلانے سے مال میں زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔

مسئلہ ۱۶ پہننے[6] کے دھرا وجوڑے چاہے جتنے زیادہ قیمتی ہوں اسمیں زکوٰۃ واجب نہیں لیکن اگر ان میں سچا کام ہے اور اتنا کام ہے کہ اگر چاندی چھوڑائی جاوے تو ساڑھے باون تولہ یا اس سے زیادہ نکلے گی تو اس چاندی پر زکوٰۃ واجب ہے اور اگر اتنا نہ ہو تو زکوٰۃ واجب نہیں۔

مسئلہ ۱۷ کسی[7] کے پاس کچھ چاندی یا سونا ہے اور کچھ سوداگری کا مال ہے تو سب کو ملا کر اگر اس کی قیمت ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونے کے برابر ہو جاوے تو زکوٰۃ واجب ہے اور اگر اتنا نہ ہو تو واجب نہیں۔

مسئلہ ۱۸ سوداگری[8] کا مال وہ کہلاوے گا جسکو اسی ارادہ سے مول لیا ہو کہ اسکی سوداگری کریں گے تو اگر کسی نے اپنے گھر کے خرچ کیلئے یا شادی وغیرہ کے خرچ کیلئے چاول مول لئے پھر ارادہ ہو گیا کہ لاؤ اسکی سوداگری کر لیں تو یہ مال سوداگری کا نہیں ہے اور اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔

۱: الزکوٰۃ واجبۃ فی عروض التجارۃ کائنۃ ما کانت اذا بلغت قیمتھا نصابا من الورق او الذھب ۱۲ شرح البدایہ ص ۱۷۷ ج ۱

۲: ویشترط نیۃ التجارۃ لیثبت الاعداد ۱۲ شرح البدایہ ج ۱ ص ۱۷۸

۳: ولیس فی دور السکنی وثیاب البدن واثاث المنازل و دواب الرکوب و عبید الخدمۃ و سلاح الاستعمال زکوٰۃ ۱۲ شرح البدایہ ص ۱۶۹ ج ۱ و شرح التنویر ج ۲ ص ۱۲

۴: لا زکوٰۃ فی اللالی والجواھر الا ان تکون للتجارۃ وان ساوت الفا ۱۲ شرح التنویر ص ۲۱۔

۵: ولو اشتری الرجل دارا او عبد التجارۃ ثم آجرہ یخرج من ان یکون للتجارۃ لا نہ لما آجرہ فقد قصد المنفعۃ ولو اشتری قدورًا من صفر یمسکھا او یواجر ھالا تجب الزکوٰۃ ۱۲ فتاویٰ قاضی خان ج ۱ ص ۱۱۷

۶: واللازم فی مضروب کل ومعمولہ ای مایعمل من تحو حلیۃ سیف او منطقۃ او لجام او سرج او الکواکب فی المصاحف والاوانی وغیرھا اذا کانت تخلص بالا ذاتہ وفی عرض تجارۃ قیمتہ نصاب ۱۲ الی قولہ ربع عشر ۱۲ شرح التنویر ورد المحتار ج ۱ ص ۱۴۵ والاصل ان ماعدا الحجرین والسوائم کا لجواھر والعقارات والمواشی للعلوفۃ والعبید والثیاب و الامتعۃ ونحو ذلک من العروض انما یزکی بنیۃ التجارۃ ۱۲ شرح التنویر ورد المحتار ج ۲ ص ۲۱۔

۷: وتضم قیمۃ العروض الی الذھب والفضۃ حتے یتم النصاب ۱۲ شرح البدایہ ج ۱ ص ۱۷۸۔

۸: ومن اشتری جاریۃ للتجارۃ ونواھا للخدمۃ بطلت عنھا الزکوٰۃ وان نواھا للتجارۃ بعد ذلک لم تکن للتجارۃ حتے یبیعھا فیکون فی ثمنھا زکوٰۃ ۱۲ شرح البدایہ ج ۱ ص ۱۶۷

(۱) خولورات دن کا ضروری خرچ اسی آمدنی سے چلتا ہو یا اور کسی آمدنی سے چلتا ہے اس مال پر ہر صورت زکوٰۃ واجب ہے ۱۲ منہ

مسئلہ۱۹ اگر کسی پر تمہارا قرض آتا ہے تو اس قرض پر بھی زکوٰۃ واجب ہے لیکن قرض کی تین قسمیں ہیں ایک یہ کہ نقد روپیہ یا سونا چاندی کسی کو قرض دیا یا سوداگری کا اسباب بیچا اس کی قیمت باقی ہے اور ایک سال کے بعد یا دو تین برس کے بعد وصول ہوا تو اگر اتنی مقدار ہو جتنی پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو ان سب برسوں کی زکوٰۃ دینا واجب ہے اور اگر یکشت نہ وصول ہو تو جب اس میں سے گیارہ[1] تولہ چاندی کی قیمت وصول ہو تب اتنے کی زکوٰۃ ادا کرنا واجب ہے اور اگر گیارہ[2] تولہ چاندی کی قیمت بھی متفرق ہی ہو کر ملے تو جب بھی یہ مقدار پوری ہو جائے اتنی مقدار کی زکوٰۃ ادا کرتی رہے اور جب دیوے تو سب برسوں کی دیوے اور اگر قرضہ اس سے کم ہو تو زکوٰۃ واجب نہ ہوگی البتہ اگر اس کے پاس کچھ اور مال[3] بھی ہو اور دونوں ملا کر مقدار پوری ہو جاوے تو زکوٰۃ واجب ہوگی۔

مسئلہ۲۰ اور[2] اگر نقد نہیں دیا نہ سوداگری کا مال بیچا بلکہ کو اور چیز بیچی تھی جو سوداگری کی نہ تھی جیسے پہننے کے کپڑے بیچ ڈالے یا گھر ہستی کا اسباب بیچ دیا اس کی قیمت باقی ہے اور اتنی ہے جتنی میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے پھر وہ قیمت کئی برس کے بعد وصول ہو تو سب برسوں کی زکوٰۃ دینا واجب ہے اور اگر سب ایکدفعہ کر کے نہ وصول ہو بلکہ تھوڑا تھوڑا کر کے ملے تو جب تک[4] اتنی رقم نہ وصول ہو جاوے جو نرخ بازار سے ساڑھے باون تولہ چاندی کی قیمت ہو تب تک زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ جب مذکورہ رقم وصول ہو تو سب برسوں کی زکوٰۃ دینا واجب ہے۔

مسئلہ۲۱ تیسری[3] قسم یہ ہے کہ شوہر کے ذمہ مہر ہو وہ کئی برس کے بعد ملا تو اس کی زکوٰۃ کا حساب ملنے کے دن سے ہے پچھلے برسوں کی زکوٰۃ واجب نہیں بلکہ اگر اب اس کے پاس رکھا ہے اور اس پر سال گذر جاوے تو زکوٰۃ واجب ہوگی نہیں تو واجب نہیں۔

مسئلہ۲۲ اگر[4] کو مالدار آدمی جس پر زکوٰۃ واجب ہے سال گذرنے سے پہلے ہی زکوٰۃ دے دے اور سال کے پورے ہونے کا انتظار نہ کرے تو یہ بھی جائز ہے اور زکوٰۃ ادا ہو جاتی ہے اور اگر مال دار نہیں ہے بلکہ کہیں سے مال ملنے کی امید تھی اس امید پر مال ملنے سے پہلے ہی زکوٰۃ دے دی تو یہ زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔ جب مال مل جاوے اور اس پر سال گذر جاوے تو پھر زکوٰۃ دینا چاہئے۔

مسئلہ۲۳ مال[5] دار آدمی اگر کئی سال کی زکوٰۃ پیشگی دیدے یہ بھی جائز ہے لیکن اگر کسی سال مال بڑھ گیا تو بڑھتی کی زکوٰۃ پھر دینا پڑے گی۔

مسئلہ۲۴ کسی[6] کے پاس ۱۰۰ سو روپے ضرورت سے زیادہ رکھے ہوئے ہیں اور سو ۱۰۰ روپے کہیں اور سے ملنے کی امید ہے اس نے پورے دو ۲۰۰ سو روپے کی زکوٰۃ سال پورا ہونے سے پہلے ہی پیشگی دے دی یہ بھی درست ہے لیکن[5] اگر ختم سال پر روپیہ نصاب سے کم ہو گیا تو زکوٰۃ معاف ہو گئی اور وہ دیا ہوا صدقہ نافلہ ہو گیا۔

مسئلہ۲۵ کسی[7] کے مال پر پورا سال گذر گیا لیکن ابھی زکوٰۃ نہیں نکالی تھی کہ سارا مال چوری ہو گیا یا اور کسی طرح سے جاتا رہا تو زکوٰۃ بھی معاف

۲،۱: واعلم ان الدیون عند الا مام ثلثة قوی ومتوسط وضعیف فتجب زکوتها اذا تم نصابا و حال الحول لکن لا فورا بل عند قبض اربعین درهما من الدین القوی کقرض و بدل ما ل تجارة فکلما قبض اربعین درهما یلزم درهم وعند قبض مائتین منه بغیرها ای بدل مال لغیر تجارة وهو المتوسط کثمن سائمة وعبید خدمة ونحوهما مما هو مشغول بحوائجه الاصلیة کطعام و شراب واملاك فی الاصح ۱۲ شرح التنویر ص ۵۳ ج ۲۔

۳: وعند قبض مائتین مع حولان الحول بعد ه ای بعد القبض من دین ضعیف وهو بدل غیر مال کمهر ودیة وبدل کتابة وخلع الا اذا کان عنده مایضم الی الدین الضعیف ۱۲ شرح التنویر ص ۵۷ ج ۲

٤: وان قدم الزکوٰة علی الحول وهو مالك النصاب جاز ۱۲ شرح البدایه ص ۱۷٦ ج ۱ ۔

٦،٥: ولو عجل ذو نصاب زکوٰة لسنین اولنصب صح شرح التنویر ورد المحتار ص ٤١ ج ۲ ۔

۷: وان هلك المال بعد وجوب الزکوٰة سقطت الزکوٰة ۱۲ شرح البدایه ج ۱ ص ۱۷٦ وفی الدر ولا فی هالك بعد وجوبها بخلاف المستهلك بعد الحول لو جود التعدی ۱۲ ج ۲ ص ۳۱ ۔

(۱) حساب گیارہ تولہ کچھ زائد ہوتا ہے بوجہ کسر خفیف پورے گیارہ تولہ لکھے گئے مگر احتیاط اس میں ہے کہ آٹھ تولہ چاندی کی قیمت کی وصولیابی پر دیدے ۱۲ منہ۔

(۲) یہاں کی عبارت اس مرتبہ درست کی گئی ۱۲ شبیر علی۔

(۳) اور وہ مال اس جنس ہو جس میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے ۱۲ منہ۔

(۴) یہاں کی عبارت اس مرتبہ درست کی گئی ۱۲ شبیر علی۔

(۵) لفظ لیکن اگر لفظ نافلہ ہو گیا تک عبارت اس مرتبہ اضافہ ہوئی ۱۲ منہ۔

ہوگئی۔ اگر خود اپنا مال کسی کو دیدیا یا اور کسی طرح اپنے اختیار سے ہلاک کر ڈالا تو جتنی زکوٰۃ واجب ہوئی تھی وہ معاف نہیں ہوئی بلکہ دینا پڑیگی۔

مسئلہ ۲۶ سال[۱] پورا ہونے کے بعد کسی نے اپنا سارا مال خیرات کر دیا تب بھی زکوٰۃ معاف ہوگئی۔

مسئلہ ۲۷ کسی[۲] کے پاس دو سو ۲۰۰ روپے تھے ایک سال کے بعد اس میں سے ایک ۱۰۰ سو چوری ہوگئے یا ایک سو ۱۰۰[(۱)] روپے خیرات کر دیئے تو ایک سو کی زکوٰۃ معاف ہوگئی فقط ایک ۱۰۰ سو کی زکوٰۃ دینا پڑیگی۔

باب ۱۵
زکوٰۃ کے ادا کرنے کا بیان

مسئلہ ۱ جب[۳] مال پر پورا سال گذر جاوے تو فوراً زکوٰۃ ادا کر دے نیک کام میں دیر لگانا اچھا نہیں کہ شاید اچانک موت آجاوے اور یہ مواخذہ اپنی گردن پر رہ جاوے اگر سال گذرنے پر زکوٰۃ ادا نہیں کی یہاں تک کہ دوسرا سال بھی گذر گیا تو گنہگار ہوئی اب بھی توبہ کر کے دونوں سال کی زکوٰۃ دے دے غرض عمر بھر میں کبھی نہ کبھی ضرور دے دے باقی نہ رکھے۔

مسئلہ ۲ جتنا[۴] مال ہے اس کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں دینا واجب ہے یعنی سو ۱۰۰ روپے میں ڈھائی روپے اور چالیس[(۲)] روپے میں ایک روپیہ۔

مسئلہ ۳ جس[۵] وقت زکوٰۃ کا روپیہ کسی غریب کو دیوے اس وقت اپنے دل میں اتنا ضرور خیال کرے کہ میں زکوٰۃ میں دیتی ہوں اگر یہ نیت نہیں کی یوں ہی دے دیا تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی پھر سے دینا چاہئے اور جتنا دیا ہے اس کا ثواب الگ ملے گا۔

مسئلہ ۴ اگر[۶] فقیر کو دیتے وقت یہ نیت نہیں کی تو جب تک وہ مال فقیر کے پاس رہے اس وقت تک یہ نیت کر لینا درست ہے اب نیت کر لینے سے بھی زکوٰۃ ادا ہو جاوے گی۔ البتہ جب فقیر نے خرچ کر ڈالا اس وقت نیت کرنے کا اعتبار نہیں ہے اب پھر سے زکوٰۃ دیوے۔

مسئلہ ۵ کسی[۶] نے زکوٰۃ کی نیت سے دو روپے نکال کر الگ رکھ لئے کہ جب کوئی مستحق ملے گا اس کو دے دوں گی پھر جب فقیر کو دے دیا اس وقت زکوٰۃ کی نیت کرنا بھول گئی تو بھی زکوٰۃ ادا ہو گئی۔ البتہ اگر زکوٰۃ کی نیت سے نکال کر الگ نہ رکھتی تو ادا نہ ہوتی۔

مسئلہ ۶ کسی[۷] نے زکوٰۃ کے روپے نکالے تو اختیار ہے چاہے ایک ہی کو سب دے دے یا تھوڑا تھوڑا کر کے کئی غریبوں کو دیوے اور چاہے اسی دن سب دے دے یا تھوڑا تھوڑا کر کے کئی مہینے میں دیوے۔

مسئلہ ۷ بہتر[۸] یہ ہے کہ ایک غریب کو کم سے کم اتنا دے دے کہ اس دن کے لئے کافی ہو جاوے کسی اور سے مانگنا نہ پڑے۔

مسئلہ ۸ ایک[۹] ہی فقیر کو اتنا مال دے دینا جتنے مال کے ہونے سے زکوٰۃ واجب ہوتی ہے مکروہ ہے لیکن اگر دے دیا تو زکوٰۃ ادا ہو گئی اور اس سے کم دینا جائز ہے مکروہ بھی نہیں۔

مسئلہ ۹ کوئی[۱۰] عورت قرض مانگنے آئی اور یہ معلوم ہے کہ وہ اتنی تنگ دست اور مفلس ہے کہ کبھی ادا نہ کر سکے گی یا ایسی نادہند ہے کہ قرض لیکر

۱: ومن تصدق بجميع ماله لا ينوى الزكوة سقط فرضها عنه استحسانا ١٢ شرح البدايه ج ١ ص ١٧٠

۲: وان هلك بعضه سقط حصته شرح التنوير ج ٢ ص ٣١ وشرح البدايه ص ١٧٦ ج ١

۳: وافتراضها عمرى اى على التراخى وصححه الباقانى وغيره وقيل فورى اى واجب على الفور وعليه الفتوى ١٢ شرح التنوير ج ٢ ص ١٩۔

۴: فى حديث هاتوا ربع عشر اموالكم ١٢ شرح التنوير ج ٢ ص ٤٤

۵،۶: وشرط صحة ادائها نية مقارنته له اى للاداء ولو كانت المقارنته حكما كما لو دفع بلا نية والمال قائم فى يد الفقير او نوى عند الدفع للوكيل ثم دفعه الوكيل بلا نية او دفعها لذمى ليدفعها للفقراء جاز ١٢ شرح التنوير ص ١٦ ج ٢۔

۷: ولا يجوز اداء الزكوة الا بنية مقارنة للاداء او مقارنة لعزل مقدار الواجب ١٢ شرح البدايه ج ١ ص ١٧٠۔

۸: ويصرف المزكى الى كلهم او الى بعضهم ولو واحد ١٢ شرح البدايه ج ٢ ص ١٢٥،٩٩۔

۹: يندب دفع مايغنيه يومه عن السوال واعتبار حاله من حاجة وعيال ١٢ شرح التنوير ج ٢ ص ١٠٧۔

۱۰: ويكره ان يدفع الى واحد مائتى درهم فصاعدا او ان دفع جاز ١٢ شرح البدايه ج ١ ص ١٩٠۔

۱۱: فلو سماها هبة او قرضا تجزيه فى الاصح ١٢ شرح التنوير ج ١ ص ١٦

(۱) اور اگر ہبہ کر دیئے یا خرچ کر لئے تو زکوٰۃ واجب رہے گی ۱۲ منہ۔

(۲) یہ حساب کا طریق ہے کہ اس طرح زکوٰۃ واجب ہوتی ہے ورنہ چالیس روپے میں زکوٰۃ واجب نہیں ۱۲ منہ۔

کبھی ادا نہیں کرتی اس کو قرض کے نام سے زکوٰۃ کا روپیہ دے دیا اور اپنے دل میں سوچ لیا کہ میں زکوٰۃ دیتی ہوں تو زکوٰۃ ادا ہو گئی اگرچہ وہ اپنے دل میں یہی سمجھے کہ مجھے قرض دیا ہے۔

مسئلہ ۱۰: اگر[۱] کسی کو انعام کے نام سے کچھ دیا مگر دل میں یہی نیت ہے کہ میں زکوٰۃ دیتی ہوں تب بھی زکوٰۃ ادا ہو گئی۔

مسئلہ ۱۱: کسی[۲] غریب[(۱)] آدمی پر تمہارے دس روپے قرض ہیں اور تمہارے مال کی زکوٰۃ بھی دس روپے یا اس سے زیادہ ہے اس کو اپنا قرض زکوٰۃ کی نیت سے معاف کر دیا تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی البتہ اس کو دس روپے زکوٰۃ کی نیت سے دے دو تو زکوٰۃ ادا ہو گئی اب یہی روپے اپنے قرض میں اس سے لے لینا درست ہیں۔

مسئلہ ۱۲: کسی[۳] کے پاس چاندی کا اتنا زیور ہے کہ حساب سے تین تولہ چاندی زکوٰۃ کی ہوتی ہے اور بازار میں تین تولہ چاندی دو ۲ روپے بکتی ہے تو زکوٰۃ میں ۲ دو روپے چاندی کے دے دینا درست نہیں کیونکہ دو ۲ روپے کا وزن تین تولہ نہیں ہوتا اور چاندی کی زکوٰۃ میں جب چاندی دی جاوے تو وزن کا اعتبار ہوتا ہے قیمت کا اعتبار نہیں ہوتا۔ ہاں اس صورت میں اگر دو ۲ روپے کا سونا خرید کر کے دے دیا دو ۲ روپے گلٹ کے یا دو روپے کے پیسے یا دو روپے کی گلٹ کی ریزگاری یا دو روپے کا کپڑا یا اور کوئی چیز دے دی، یا خود تین تولہ چاندی دے دے تو درست ہے زکوٰۃ ادا ہو جاوے گی۔

مسئلہ ۱۳: زکوٰۃ[۴] کا روپیہ خود نہیں دیا بلکہ کسی اور کو دے دیا کہ تم کسی کو دے دینا یہ بھی جائز ہے اور اب وہ شخص دیتے وقت اگر زکوٰۃ کی نیت نہ بھی کرے تب بھی زکوٰۃ ادا ہو جاوے گی۔

مسئلہ ۱۴: کسی[۵] غریب کو دینے کیلئے تم نے دو ۲ روپے کسی کو دیئے لیکن اس نے بعینہ وہی دو ۲ روپے فقیر کو نہیں دیئے جو تم نے دیئے تھے بلکہ اپنے پاس سے دو ۲ روپے تمہاری طرف سے دے دیئے اور یہ خیال کیا کہ وہ روپے میں لیلوں گا تب بھی زکوٰۃ ادا ہو گئی بشرطیکہ روپے اس کے پاس موجود ہوں اور اب وہ شخص اپنے دو ۲ روپے کے بدلے میں تمہارے وہ دونوں روپے لے لیوے البتہ اگر تمہارے دیئے ہوئے روپے اس نے پہلے خرچ کر ڈالے اس کے بعد اپنے روپے غریب کو دیئے تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی یا تمہارے روپے اس کے پاس رکھے تو ہیں لیکن اپنے روپے دیتے وقت یہ نیت نہ تھی کہ میں وہ روپے لیلوں گا تب بھی زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی اب وہ دونوں روپے پھر زکوٰۃ میں دے دے۔

مسئلہ ۱۵: اگر[۶] تم نے روپے نہیں دیئے لیکن اتنا کہہ دیا کہ تم ہماری طرف سے زکوٰۃ دے دینا اس لئے اس نے تمہاری طرف سے زکوٰۃ دے دی تو ادا ہو گئی اور جتنا اس نے تمہاری طرف سے دیا ہے اب تم سے لے لیوے۔

مسئلہ ۱۶: اگر[۷] تم نے کسی سے کچھ نہیں کہا اس نے بلا تمہاری اجازت کے تمہاری طرف سے زکوٰۃ دے دی تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی اب اگر تم منظور بھی کر لو تب بھی درست نہیں اور جتنا تمہاری طرف سے دیا ہے تم سے وصول کرنے کا اس کو حق نہیں۔

۱: ومن اعطی مسکینا دراهم وسماها هبه او قرضا ونوی الزکوٰة فانها تجزیه وهو الاصح ۱۲ فتاوی هندیه ج ۱ ص ۱۱۰

۲: واداء الدین عن العین وعن دین سیقبض لا یجوز وحیلة الجواز ان یعطی مد یونه الفقیر زکوته ثم یا خذها عن دینه ۱۲ شرح التنویر ص ۱۸ ج ۲

۳: والمعتبر وزنهما اداء و وجوبا لا قیمتهما وهذ ان لم یود من خلاف الجنس والا اعتبرت القیمة اجماعا ۱۲ شرح التنویر ورد المحتار ج ۲ ص ۴۷۔

۴: وتعتبر نیة المؤکل فی الزکوٰة دون الوکیل فلو دفع الزکوٰة الی رجل و امره ان یدفع الی الفقراء فدفع ولم ینو عند الدفع جاز ۱۲ فتاوئ هندیه ص ۱۱۰ ج ۱۔

۵: ولو تصدق (ای الوکیل) بدراهم نفسه اجزاه ان کان علی نیة الرجوع وکانت دراهم الموکل قائمة ۱۲ شرح التنویر ص ۱۷ ج ۲۔

۶: لو امر غیره بالدفع عنه جاز ۱۲ رد المحتار ص ۱۶، ۱۷ ج ۲

۷: لو ادی زکوٰة غیره بغیر امره فبلغه فاجاز لم یجز ۱۲ رد المحتار ص ۱۷ ج ۲

(۱) مطلب یہ ہے کہ قرض کو معاف کرنے سے دوسرے مال کی زکوٰۃ ادا نہ ہو گی رہا یہ امر کہ خود اس قرض کی بھی زکوٰۃ ادا ہو گی یا نہیں اس مسئلہ سے یہاں تعرض نہیں کیا مگر اس کا جواب یہ ہے کہ ساقط ہو جاوے گی اس مسئلہ پر شبہ اور اس کا جواب امداد الفتاوی مبوب جلد دوم ص ۳۹، ص ۴۰ میں درج ہے ۱۲ تصحیح الاغلاط جس سے مسئلہ ہذا کی تائید ہوتی ہے ۱۲ شبیر علی

مسئلہ۱۷ تم[1] نے ایک شخص کو اپنی زکوٰۃ دینے کے لئے دو روپے دیئے تو اس کو اختیار ہے چاہے خود کسی غریب کو دے دے یا کسی اور کے سپرد کر دے کہ تم یہ روپیہ زکوٰۃ میں دے دینا اور نام کا بتلانا ضروری نہیں ہے کہ فلانی کی طرف سے یہ زکوٰۃ دینا۔ اور وہ شخص وہ روپیہ اگر اپنے کسی رشتہ دار یا ماں باپ کو غریب دیکھ کر دے دے تو بھی درست ہے۔ لیکن اگر وہ خود غریب ہو تو آپ ہی لے لینا درست نہیں۔ البتہ اگر تم نے یہ کہہ دیا ہو کہ جو چاہے کرو اور جسے چاہے دے دو تو آپ بھی لے لینا درست ہے۔

باب ۱۶ پیداوار کی زکوٰۃ کا بیان

مسئلہ۱ کوئی شہر کافروں کے قبضہ میں تھا وہی لوگ وہاں رہتے سہتے تھے پھر مسلمان ان پر چڑھ آئے اور لڑ کر وہ شہر ان سے چھین لیا اور وہاں دین اسلام پھیلایا اور مسلمان بادشاہ نے کافروں سے لے کر شہر کی ساری زمین (۱) ان ہی مسلمانوں کو بانٹ دی تو ایسی زمین کو شرع میں عشری کہتے ہیں اور اگر اس شہر کے رہنے والے لوگ سب کے سب اپنی خوشی سے مسلمان ہو گئے لڑنے کی ضرورت نہیں پڑی تب بھی اس شہر کی سب زمین عشری کہلاوے گی اور عرب کے ملک کی بھی ساری زمین عشری ہے۔[2]

مسئلہ۲ اگر[3] کسی کے باپ دادا سے یہی عشری زمین برابر چلی آتی ہو یا کسی ایسے مسلمان سے خریدی جس کے پاس اسی طرح چلی آتی ہو تو ایسی زمین میں جو کچھ پیدا ہوا اس میں بھی زکوٰۃ واجب ہے۔ اور طریقہ اس کا یہ ہے کہ کھیت کو سینچنا نہ پڑے فقط بارش کے پانی سے پیداوار ہو گئی یا ندی اور دریا کے کنارے پر ترائی میں کوئی چیز بوئی اور بے سینچے پیدا ہو گئی تو ایسے کھیت میں جتنا پیدا ہوا ہے اس کا دسواں ۱۰ حصہ خیرات کر دینا واجب ہے یعنی دس ۱۰ من میں ایک من اور دس ۱۰ سیر میں ایک سیر اور اگر کھیت کو پر چلا (چرسہ) کر کے یا کسی اور طریق سے سینچا ہے تو پیداوار کا بیسواں ۲۰ حصہ خیرات کرے یعنی بیس ۲۰ من میں ایک من اور بیس ۲۰ سیر میں ایک سیر اور یہی حکم ہے باغ کا۔ ایسی زمین میں کتنی ہی تھوڑی چیز پیدا ہوئی ہو بہر حال یہ صدقہ خیرات کرنا واجب ہے کم اور زیادہ ہونے میں کچھ فرق نہیں ہے۔

مسئلہ۳ اناج،[4] ساگ، ترکاری، میوہ پھل، پھول وغیرہ جو کچھ پیدا ہو سب کا یہی حکم ہے۔

مسئلہ۴ عشری[5] زمین یا پہاڑ یا جنگل سے اگر شہد نکالا تو اس میں بھی یہ صدقہ واجب ہے۔

مسئلہ۵ کسی[6] نے اپنے گھر کے اندر کوئی درخت لگایا یا کوئی چیز ترکاری کی قسم سے یا اور کچھ بویا اور اس میں پھل آیا تو اس میں یہ صدقہ واجب نہیں ہے۔

مسئلہ۶ اگر[7] عشری زمین کوئی کافر خرید لے تو وہ عشری نہیں رہتی پھر اگر اس سے مسلمان بھی خرید لے یا کسی اور طور پر اس کو مل جاوے تب بھی وہ عشری نہ ہو گی۔

مسئلہ۷ یہ[8] بات کہ یہ دسواں ۱۰ یا بیسواں ۲۰ حصہ کس کے ذمہ ہے یعنی زمین کے مالک پر ہے یا پیداوار کے مالک پر ہے اس میں بڑا عالموں کا

۱: ولو كيل ان يدفع لولده الفقير ۔ وزوجته لا لنفسه الا اذا قال ربها ضعها حيث شئت ۱۲ شرح التنوير ص ۱۷ ج ۲۔

۲: ارض العرب وما اسلم اهله طوعا اوفتح عنوة وقسم بين جيشنا والبصرة عشرية شرح التنوير ج ۳ ص ۳۹۱۔

۳: وتجب (العشر) فى مسقى سماء اى مطر وسيح كنهر بلا شرط نصاب وبلا شرط بقاء الا فى نحو حطب و قصب و حشيش و يجب نصفه (اى العشر) فى مسقى غرب اى دلو كبير ودالية اى دولاب ۱۲ شرح التنوير ج ۲ ص ۷۹۔

٤: ويجب العشر عند ابى حنيفة رحمة الله فى كل ما اخرجته الارض من الحنطة والشعير والدخن والارز واصناف الحبوب والبقول والرياحين والاوراد والرطاب وقصب السكر والزريرة والبطيخ والقثاء والخيار والباذنجان والعصفر واشباه ذلك مماله ثمرة باقية او غير باقية قل او كثر ۱۲ فتاوى هنديه ج ۱ ص ۱۲۰۔

٥: ويجب العشر فى عسل ارض غير الخراج ولو غير عشرية كجبل ومفازة ۱۲ شرح التنوير ج ۲ ص ۷۸۔

٦: ولو كان فى دار رجل شجرة مثمرة لا عشر فيها ۱۲ رد المحتار ج ۲ ص ۲۸۔

۷: واخذ الخراج من ذمى غير تغلبى اشترى ارضا عشرية من مسلم وقبضها ۱۲ شرح التنوير ج ۲ ص ۸۳۔

۸: والعشر على المؤجر كخراج موظف وقالا على المستاجر كمستعير مسلم وفى الحاوى وبقولهما ناخذ وفى المزارعة ان كان البذر من رب الارض فعليه ولو من العامل فعليهما بالحصة ۱۲ شرح التنوير ج ۲ ص ۸۸۔

(۱) یعنی وہ مسلمان جنہوں نے وہ ملک فتح کیا تھا اور یہی حکم ہے اگر ان کے سوا دوسرے مسلمانوں میں تقسیم کر دے ۱۲ منہ

اختلاف ہے مگر ہم آسانی کے واسطے یہی بتلایا کرتے ہیں کہ پیداوار والے کے ذمہ ہے۔ سو اگر کھیت ٹھیکہ پر ہو خواہ نقد پر یا غلہ پر تو کسان کے ذمہ ہوگا اور اگر کھیت بٹائی پر ہو تو زمیندار اور کسان دونوں اپنے اپنے حصہ کا دیں۔

باب ۱۷ جن لوگوں کو زکوٰۃ دینا جائز ہے ان کا بیان

مسئلہ۱ جس[۱] کے پاس ساڑھے[(۱)] باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا یا اتنی ہی قیمت کا سوداگری کا اسباب ہو اس کو شریعت میں مالدار کہتے ہیں ایسے شخص کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست نہیں اور اس کو زکوٰۃ کا پیسہ لینا اور کھانا بھی حلال نہیں۔ اسی طرح جس کے پاس اتنی ہی قیمت کا کوئی مال ہو جو سوداگری کا اسباب تو نہیں لیکن ضرورت سے زائد ہے وہ بھی مالدار ہے ایسے شخص کو بھی زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست نہیں اگرچہ خود اس قسم کے مالدار پر زکوٰۃ بھی واجب نہیں۔

مسئلہ۲ اور[۲] جس کے پاس اتنا مال نہیں بلکہ تھوڑا مال ہے یا کچھ بھی نہیں یعنی ایک دن کے گزارہ کے موافق بھی نہیں اس کو غریب کہتے ہیں ایسے لوگوں کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے اور ان لوگوں کو لینا بھی درست ہے۔

مسئلہ۳ بڑی[۳] بڑی دیگیں اور بڑے بڑے فرش فروش اور شامیانے جن کی برسوں میں ایک آدھ دفعہ کہیں شادی بیاہ میں ضرورت پڑتی ہے اور روزمرہ ان کی ضرورت نہیں ہوتی وہ ضروری اسباب میں داخل نہیں۔

مسئلہ۴ رہنے[۴] کا گھر اور پہننے کے کپڑے اور کام کاج کے لئے نوکر چاکر اور گھر کی گھرستی جو اکثر کام میں رہتی ہے یہ سب ضروری اسباب میں داخل ہیں اس کے ہونے سے مالدار نہیں ہوگی۔ چاہے جتنی قیمت کی ہو اس لئے اس کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے اسی طرح پڑھے ہوئے آدمی کے پاس اس کی سمجھ اور برتاؤ کی کتابیں بھی ضروری اسباب میں داخل ہیں۔

مسئلہ۵ کسی[۵] کے پاس دس پانچ مکان ہیں جن کو کرایہ پر چلاتی ہے اور اس کی آمدنی سے گذر کرتی ہے یا ایک آدھا گاؤں ہے جس کی آمدنی آتی ہے لیکن بال بچے اور گھر میں کھانے پینے والے لوگ اتنے زیادہ ہیں کہ اچھی طرح بسر نہیں ہوتی اور تنگی رہتی ہے اور اس کے پاس کوئی ایسا مال بھی نہیں جس میں زکوٰۃ واجب ہو تو ایسے شخص کو بھی زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے۔

مسئلہ۶ کسی[۶] کے پاس ہزار روپے نقد موجود ہیں لیکن وہ پورے ہزار روپے کا اس سے بھی زائد کا قرض دار ہے تو اس کو بھی زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے اور اگر قرضہ ہزار روپے سے کم ہو تو دیکھو قرضہ دے کر کتنے روپے بچتے ہیں اگر اتنے بچیں جتنے میں زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو اس کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست نہیں اور اگر اس سے کم بچیں تو دینا درست ہے۔

مسئلہ۷ ایک[۷] شخص اپنے گھر کا بڑا مالدار ہے لیکن کہیں سفر میں ایسا اتفاق ہوا کہ اس کے پاس کچھ خرچ نہیں رہا سارا مال چوری ہو گیا یا اور کوئی وجہ

۱: ولا یجوز دفع الزکوٰۃ الی من یملك نصابا ای مال کان دنا نیر اودر اهم او سوائم اوعرو ضا للتجارة او لغیر التجارة فاضلا عن حاجته فی جمیع السنة ۱۲ فتاویٰ هندیه ص ۱۲۱ ج ۱۔

۲: مصرف الزکوٰۃ والعشر هو فقیر وهو من له ادنی شیئی ای دون نصاب اوقدر نصاب غیر تام مستغرق فی الحاجة و مسکین من لا شیئی له ۱۲ شرح التنویر ص ۹۳ ج ۲۔

۳: والذی یظهر مما مران ما کان من اثاث المنزل و ثیاب البدن واوانی الا ستعمال مما لا بد لا مثالها منه فهو من الحاجة الا صلیة وما زاد علی ذلك من الحلی والا وانی والا متعة التی یقصد بها الزینته اذا بلغ نصابا تصیر به غنیه ۱۲ رد المحتار ص ۱۰۴ ج ۲

۴: لا باس ان یعطی من الزکوٰۃ من له مسکن وما یتا ثث به فی منزله وخادم وفرس وسلاح و ثیاب البدن و کتب العلم ان کان من اهله ۱۲ رد المحتار ص ۱۰۳ ج ۲۔

۵: ذکر فی الفتاویٰ فیمن له حوانیت ودور للغلة لکن غلتها لا تکفیه ولعیاله انه فقیر و یحل له اخذ الصدقة عند محمد رحمة الله علیه وعند ابی یوسف لا یحل رد المحتار ص ۱۰۳ ج ۲۔

۶: ومنها(ای من مصارف الزکوٰۃ) الغارم وهو من لزمه دین ولا یملك نصابا فاضلا عن دینه او کان له علی الناس مال لا یمکن اخذه ۱۲ فتاویٰ هندیه ص ۱۲۱ ج ۱۔

۷: ومنها ابن السبیل وهو الغریب المنقطع عن ماله جاز له الا خذ من الزکوٰۃ قدر حاجته ولم یحل له ان یاخذا کثر من حاجته ۱۲ فتاوی هندیه ج ۱ ص ۱۲۱۔

(۱) دیکھو حاشیہ مسئلہ نمبر زکوٰۃ کے بیان میں ۱۲ شبیر علی

ایسی ہوئی کہ اب گھر تک پہنچنے بھر کا بھی خرچ نہیں ہے ایسے شخص کو بھی زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے۔ ایسے ہی اگر حاجی کے پاس راستے میں خرچ چک (ختم) گیا اور اس کے گھر میں بہت مال و دولت ہے اس کو بھی دینا درست ہے۔

مسئلہ ۸: زکوٰۃ[1] کا پیسہ کسی کافر کو دینا درست نہیں مسلمان ہی کو دیوے۔ اور زکوٰۃ اور عشر اور صدقہ فطر اور نذر اور کفارہ کے سوا اور خیر خیرات کافر کو بھی دینا درست ہے۔

مسئلہ ۹: زکوٰۃ[2] کے پیسہ سے مسجد بنوانا یا کسی لاوارث مردہ (۱) کا گور و کفن کر دینا یا مردے کی طرف سے اس کا قرضہ ادا کر دینا یا کسی اور نیک کام میں لگا دینا درست نہیں جب تک کسی مستحق کو دے نہ دیا جائے زکوٰۃ ادا نہ ہو گی۔

مسئلہ ۱۰: اپنی[3] زکوٰۃ کا پیسہ ماں، باپ، دادا، دادی، نانا، نانی، پردادا وغیرہ جن لوگوں سے یہ پیدا ہوئی ہے ان کو دینا درست نہیں ہے۔ اسی طرح اپنی اولاد اور پوتے پروتے نواسے وغیرہ جو لوگ اس کی اولاد میں داخل ہیں ان کو بھی دینا درست ہے نہیں۔ ایسے ہی بی بی اپنے میاں کو اور میاں بی بی کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے۔

مسئلہ ۱۱: ان[4] رشتہ داروں کے سوا سب کو زکوٰۃ دینا درست ہے۔ جیسے بھائی، بہن، بھتیجی، بھانجی، چچا، پھوپی، خالہ، ماموں، سوتیلی ماں، سوتیلا باپ، سوتیلا دادا، ساس، خسر وغیرہ سب کو دینا درست ہے۔

مسئلہ ۱۲: نابالغ لڑکے[5] کا باپ اگر مالدار ہو تو اس کو زکوٰۃ دینا درست نہیں اور اگر لڑکا لڑکی بالغ ہو گئے اور خود وہ مال دار نہیں لیکن ان کا باپ مال دار ہے تو ان کو دینا درست ہے۔

مسئلہ ۱۳: اگر[6] چھوٹے بچے کا باپ تو مالدار نہیں لیکن ماں مال دار ہے تو اس بچے کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے۔

مسئلہ ۱۴: سیدوں[7] (۲) کو اور علویوں (۳) کو اسی طرح جو حضرت (۴) عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یا حضرت جعفر (۵) رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یا حضرت عقیل (بن ابی طالب) رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا حضرت حارث رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن عبد المطلب (نام دادا حضور ﷺ) کی اولاد میں ہوں ان کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست نہیں اسی طرح[8] جو صدقہ شریعت سے واجب ہو اس کا دینا بھی درست نہیں جیسے نذر، کفارہ، عشر، صدقہ فطر اور اس کے سوا اور کسی صدقہ خیرات کا دینا درست ہے۔

۱: واما اهل الذمة فلا يجوز صرف الزكوٰة اليهم بالا تفاق ويجوز صرف صدقة التطوع اليهم بالا تفاق واختلفوا في صدقة الفطر والنذور والكفارات قال ابو حنيفة و محمد يجوز الا ان فقراء المسلمين احب الينا ١٢ فتاوىٰ هنديه ج ١ ص ١٢١

۲: ولا يصرف الى بناء نحو مسجد ولا الى كفن ميت وقضاء دينه ١٢ شرح التنوير ج ٢ ص ١٠٠

۳: ولا يدفع المزكي زكوٰة ماله الى ابيه وجده وان علا ولا الى ولده وولد ولده وان سفل ولا الى امراته ولا تدفع المراة الى زوجها ١٢ شرح الهدايه ج ١ ص ١٨٨

٤: وقيد بالولا دلجوازه لبقية الا قارب كالا خوة والا عمام والا خوال الفقراء بل هم اولى لانه صلة وصدقة ١٢ ردالمحتار ج ٢ ص ١٠١ ـ

٥: لا يجوز دفعها الى ولد الغني الصغير ولو كان كبيرا فقيرا جاز ١٢ شرح التنوير ج ٢ ص ١٠٦ ـ

٦: ولا الى طفله بخلاف ولده الكبير وابيه وامراته الفقراء وطفل الغنية فيجوز ١٢ شرح التنوير ج ٢ ص ١٠٦ ـ

٧: ولا تدفع الى بني هاشم وهم ال علي وال عباس وال جعفر وال عقيل وال الحارث ومو اليهم ١٢ شرح الهدايه ص ١٨٨ ج ٢ ـ

٨: وجازت التطوعات من الصدقات قيد بها ليخرج بقية الواجبات كالنذر والعشر والكفارات ١٢ شرح التنوير ج ٢ ص ١٠٧ ـ

(۱) مردے کا لاوارث ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ اگر وارث والا بھی ہو تب بھی اس کے گور و کفن کرنے سے زکوٰۃ ادا نہ ہو گی۔ ہاں اگر روپیہ زکوٰۃ کی نیت سے اس کے غریب وارثوں کو دے دیا جاوے اور وہ اس روپیہ کو اپنی طرف سے گور و کفن میں صرف کریں تو جائز ہے پس لاوارث کی قید بنا بر واقعہ ہے کیونکہ عام طور پر لوگ لاوارثوں ہی کی اعانت کرتے ہیں ۱۲ تصحیح الاغلاط

(۲) اولاد فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

(۳) اولاد حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ از غیر فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا۔

(۴) رسول اللہ ﷺ کے چچا ۱۲ شبیر علی۔

(۵) برادر چچا زاد نبی ﷺ ۱۲ امنہ

مسئلہ۱۵ گھر کے نوکر چاکر خدمت گار ماما دائی کھلائی وغیرہ کو بھی زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے لیکن ان کی تنخواہ میں نہ حساب کرے بلکہ تنخواہ سے زائد بطور انعام اکرام کے دے دے اور دل میں زکوٰۃ دینے کی نیت رکھے تو درست ہے۔

مسئلہ۱۶ جس لڑکے کو تم نے دودھ پلایا ہے اس کو اور جس نے بچپن میں تم کو دودھ پلایا ہے اس کو بھی زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے۔

مسئلہ۱۷ ایک عورت کا مہر ہزار روپیہ ہے لیکن اس کا شوہر بہت غریب ہے کہ ادا نہیں کر سکتا تو ایسی عورت کو بھی زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے اور اگر اس کا شوہر امیر ہے لیکن مہر دیتا نہیں یا اس نے اپنا مہر معاف کر دیا تو بھی زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے اور اگر یہ امید ہے کہ جب مانگوں گی تو وہ ادا کر دے گا کچھ تامل نہ کرے گا تو ایسی عورت کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست نہیں۔

مسئلہ۱۸ ایک شخص کو مستحق سمجھ کر زکوٰۃ دے دی پھر معلوم ہوا کہ وہ تو مالدار ہے یا سید ہے یا اندھیاری رات میں کسی کو دے دیا پھر معلوم ہوا کہ وہ تو میری ماں تھی یا میری لڑکی تھی یا اور کوئی ایسا رشتہ دار ہے جس کو زکوٰۃ دینا درست نہیں تو ان سب صورتوں میں زکوٰۃ ادا ہو گئی دوبارہ ادا کرنا واجب نہیں لیکن لینے والے کو اگر معلوم ہو جاوے کہ یہ زکوٰۃ کا پیسہ ہے اور میں زکوٰۃ لینے کا مستحق نہیں ہوں تو نہ لیوے اور پھیر دیوے۔ اور اگر دینے کے بعد معلوم ہو کہ جس کو دیا ہے وہ کافر ہے تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی پھر ادا کرے۔

مسئلہ۱۹ اگر کسی پر شبہ ہو کہ معلوم نہیں مالدار ہے یا محتاج ہے تو جب تک تحقیق نہ ہو جاوے اس کو زکوٰۃ نہ دیوے۔ اگر بے تحقیق کئے دے دیا تو دیکھو دل زیادہ کدھر جاتا ہے اگر دل یہ گواہی دیتا ہے کہ وہ فقیر ہے تو زکوٰۃ ادا ہو گئی اور اگر دل یہ کہے کہ وہ مالدار ہے تو زکوٰۃ ادا نہیں ہوئی پھر سے دیوے۔ لیکن اگر دینے کے بعد معلوم ہو جاوے کہ وہ غریب ہی ہے تو پھر سے نہ دے زکوٰۃ ادا ہو گئی۔

مسئلہ۲۰ زکوٰۃ کے دینے میں اور زکوٰۃ کے سوا اور صدقہ خیرات میں سب سے زیادہ اپنے رشتہ ناطہ کے لوگوں کا خیال رکھو کہ پہلے ان ہی لوگوں کو دو۔ لیکن ان سے یہ نہ بتاؤ کہ یہ زکوٰۃ یا صدقہ اور خیرات کی چیز ہے تاکہ وہ برا نہ مانیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ قرابت والوں کو خیرات دینے سے دوہرا ثواب ملتا ہے۔ ایک تو خیرات کا دوسرا اپنے عزیزوں کے ساتھ سلوک و احسان کرنے کا پھر جو کچھ ان سے بچے وہ اور لوگوں کو دو۔

مسئلہ۲۱ ایک شہر کی زکوٰۃ دوسرے شہر میں بھیجنا مکروہ ہے ہاں اگر دوسرے شہر میں اس کے رشتہ دار رہتے ہوں ان کو بھیج دیا یا یہاں والوں کے اعتبار سے وہاں کے لوگ زیادہ محتاج ہیں یا وہ لوگ دین کے کام میں لگے ہیں ان کو بھیج دیا تو مکروہ نہیں کہ طالب علموں اور دین دار عالموں کو دینا بڑا ثواب ہے۔

۱: ولو نوی الزکوٰۃ بما یدفع المعلم الی الخلیفۃ ولم یستاجرہ ان کان الخلیفۃ بحال لو لم یدفع یُعلم الصبیان ایضا اجزاہ و کذا مایدفعہ الی الخدم من الرجال والنساء فی الاعیاد وغیرھا بنیۃ الزکوٰۃ ۱۲ فتاویٰ ہندیہ ج ۱ ص ۱۲۲۔

۲: دیکھو حاشیہ مسئلہ نمبر ۱ باب ہذا۔

۳: ولو دفعھا لاختہ ولھا علی زوجھا مھر یبلغ نصابا وھو ملی مقرولو طلبت لایمتنع عن الاداء لا تجوز والا جاز ۱۲ شرح التنویر ج ۲ ص ۱۱۳۔

۴: دفع (الزکوٰۃ) لمن یظنہ مصرفا ولو مستامنا اعادھا لما مروان بان غناء ہ او کونہ ذمیا اوانہ ابوہ او ابنہ او امرانہ اوھاشمی لابعبیدہ شرح التنویر ج ۲ ص ۱۰۸ وشرح البدایہ ج ۱ ص ۱۸۹۔

۵: واما لو تحری فدفع لمن ظنہ غیر مصرف اوشک ولم یتحر لم یجز حتی یظھرانہ مصرف فیجزیہ فی الصحیح ۱۲ رد المحتار ص ۱۰۸ ج ۲۔

۶: والا فضل فی الزکوٰۃ والفطر والنذور المصرف اولا الی الاخوۃ والاخوات ثم الی اولادھم ثم الی الاعمام والعمات ثم الی اولادھم ثم الی الاخوال والخالات ثم الی اولادھم ثم الی ذوی الارحام ثم الی الجیران ثم الی اھل حرفۃ ثم الی اھل مصرہ او قریتہ ۱۲ فتاویٰ ہندیہ ص ۱۲۲ ج ۱۔

۷: ویکرہ نقل الزکوٰۃ من بلدالی بلد الا ان ینقلھا الانسان الی قرابتہ الیٰ قوم ھم احوج الیھا من اھل بلدہ ۱۲ فتاویٰ ہندیہ ص ۱۲۲ ج ۱ وکرہ نقلھا الا الی قرابۃ بل فی الظھیریۃ لا تقبل صدقۃ الرجل و قرابتہ محاویج حتی یبدأبھم فیسد حاجتھم اواحوج اواصلح او اورع اوانفع للمسلمین من دارالحرب الی دارالاسلام والی طالب علم وفی المعراج التصدق علی العالم الفقیر افضل اوالی الزھاد ۱۲ در مختار ص ۱۱۰ ج ۲۔

باب ۱۸ صدقہ فطر کا بیان

مسئلہ ۱: جو[1] مسلمان اتنا مالدار ہو کہ اس پر زکوٰۃ واجب ہو یا اس پر زکوٰۃ تو واجب نہیں لیکن ضروری اسباب سے زائد اتنی قیمت کا مال و اسباب ہے جتنی قیمت پر زکوٰۃ واجب ہو تو اس پر عید کے دن صدقہ دینا واجب ہے چاہے وہ سوداگری کا مال ہو یا سوداگری کا نہ ہو اور چاہے سال پورا گذر چکا ہو یا نہ گذرا ہو اور اس صدقہ کو شرع میں صدقہ فطر کہتے ہیں۔

مسئلہ ۲: کسی[2] کے پاس رہنے کا بڑا بھاری گھر ہے کہ اگر بیچا جائے تو ہزار پانسو کا بکے اور پہننے کے بڑے قیمتی قیمتی کپڑے ہیں مگر ان میں گوٹہ لچکا نہیں اور خدمت کے لئے دو چار خدمت گار ہیں۔ گھر میں ہزار پانسو کا ضروری اسباب بھی ہے مگر زیور نہیں اور وہ سب کام میں آیا کرتا ہے یا کچھ اسباب ضرورت سے زیادہ بھی ہے اور کچھ گوٹہ لچکہ اور زیور بھی ہے لیکن وہ اتنا نہیں جتنے پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو ایسے پر صدقہ فطر واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۳: کسی[3] کے دو گھر ہیں ایک میں خود رہتی ہے اور ایک خالی پڑا ہے یا کرایہ پر دے دیا ہے تو یہ دوسرا مکان ضرورت سے زائد ہے اگر اس کی قیمت اتنی ہو جتنی پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے تو اس پر صدقہ فطر واجب ہے اور ایسے کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا بھی جائز نہیں۔ [4] البتہ اگر اسی پر اس کا گذارہ ہو تو یہ مکان بھی ضروری اسباب میں داخل ہو جاوے گا اور اس پر صدقہ فطر واجب نہ ہوگا اور زکوٰۃ کا پیسہ لینا اور دینا بھی درست ہوگا۔ خلاصہ یہ ہوا کہ جس کو زکوٰۃ اور صدقہ واجبہ کا پیسہ لینا درست ہے اس پر صدقہ فطر واجب نہیں اور جس کو صدقہ اور زکوٰۃ کا لینا درست نہیں اس پر صدقہ فطر واجب ہے۔

مسئلہ ۴: کسی[5] کے پاس ضروری اسباب سے زائد مال اسباب ہے لیکن وہ قرض دار بھی ہے تو قرضہ مجرا کر کے دیکھو کیا بچتا ہے اگر اتنی قیمت کا اسباب بچ رہے جتنے میں زکوٰۃ یا صدقہ واجب ہو جاوے تو صدقہ فطر واجب ہے اور اگر اس سے کم بچے تو واجب نہیں۔

مسئلہ ۵: عید[6] کے دن جس وقت فجر کا وقت آتا ہے اسی وقت یہ صدقہ واجب ہوتا ہے تو اگر کوئی فجر کا وقت آنے سے پہلے ہی مر گیا اس پر صدقہ فطر واجب نہیں اس کے مال میں سے نہ دیا جاوے گا۔

مسئلہ ۶: بہتر[7] یہ ہے کہ جس وقت مرد لوگ نماز کے لئے عیدگاہ جاتے ہیں اس سے پہلے ہی صدقہ دے دے اگر پہلے نہ دیا تو خیر بعد سہی۔

مسئلہ ۷: کسی[8] نے صدقہ فطر عید کے دن سے پہلے ہی رمضان میں دے دیا تب بھی ادا ہو گیا اب دوبارہ دینا واجب نہیں۔

مسئلہ ۸: اگر[9] کسی نے عید کے دن صدقہ فطر نہ دیا تو معاف نہیں ہوا اب کسی دن دے دینا چاہئے۔

مسئلہ ۹: صدقہ[10] فطر فقط اپنی طرف سے واجب ہے کسی اور کی طرف(۱) سے ادا کرنا واجب نہیں۔ نہ بچوں کی طرف سے نہ ماں باپ کی طرف سے

۲،۱: صدقة الفطر تجب على حرمسلم مكلف مالك لنصاب او قيمته وان لم يحل عليه الحول عند طلوع فجر يوم الفطر ولم يكن للتجارة فارغ عن الدين وحاجته الاصلية وحوائج عياله والمعتبر فيها الكفاية لا التقدير وهي مسكنه واثاثه وثيابه وفرسه وسلاحه وعبيده للخدمة ۱۲ مراقی الفلاح على حاشية الطحطاوی ص ۳۹۴۔

۳: وما زاد على الدار الواحدة والمد ستحات الثلثة من الثياب يعتبر في الغناء ۱۲ قاضی خان ص ۲۶۴ ج ۱۔

۴: ذكر في الفتاوىٰ فيمن له حوانيت و دور للغلة لكن غلتها لا تكفيه ولعياله انه فقير ۱۲ رد المحتار ج ۲ ص ۱۰۳۔

۵: وان كان ماله اكثر من دينه زكى الفاضل اذا بلغ نصابا ۱۲ شرح البداية ص ۱۶۸ قلت حكم صدقة الفطر مثل الزكوة في المصارف في كل حال الا في جواز الدفع الى ذمى وعدم سقوطها بهلاك المال كذا في الدر ج ۱ ص ۱۲۷ ف۔

۶: ووقت الوجوب بعد طلوع الفجر الثانى من يوم الفطر فمن مات قبل ذلك لم يجب عليه الصدقة ۱۲ فتاوىٰ هنديه ج ۱ ص ۱۲۳۔

۷: والمستحب للناس ان يخرجوا الفطرة بعد طلوع الفجر يوم الفطر قبل الخروج الى المصلى ۱۲ فتاوىٰ هنديه ص ۱۲۴ ج ۱۔

۸: وصح اداؤها اذا قدمه على يوم الفطر او اخره ۱۲ شرح التنوير ج ۲ ص ۱۲۵۔

۹: وان اخروها عن يوم الفطر لم تسقط وكان عليهم اخراجها ۱۲ شرح البداية ص ۱۹۳ ج ۱۔

۱۰: في الهداية ص ۱۹۰ ج ۱ يخرج ذلك عن نفسه وعن اولادها الصغار اه قلت هذا حكم الرجال واما النساء فلا يجب عليهن الا عن نفسها فقط ۱۲ (ف)۔

(۱) یہ حکم عورتوں کا ہے اور مرد پر نابالغ اولاد کی طرف سے دینا بھی واجب ہے لیکن اگر وہ اولاد مالدار ہو تو باپ کے ذمہ واجب نہیں بلکہ انہیں کے مال میں سے دیوے اور بالغ اولاد کی طرف سے بھی دینا واجب نہیں البتہ اگر کوئی لڑکا مجنون ہو تو اس کی طرف سے دیوے ۱۲

نہ شوہر کی طرف سے نہ کسی اور کی طرف سے۔

مسئلہ ۱۰ اگر[1] چھوٹے بچے کے پاس اتنا مال ہو جتنے کے ہونے سے صدقہ فطر واجب ہوتا ہے جیسے اس کا کوئی رشتہ دار مر گیا اس کے مال سے اس بچہ کو حصہ ملا یا کسی اور طرح سے بچے کو مال مل گیا تو اس بچہ کے مال میں سے صدقہ فطر ادا کرے لیکن اگر وہ[2] بچہ عید کے دن صبح ہونے کے بعد پیدا ہو تو اس کی طرف سے صدقہ فطر واجب نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۱ جس[3] نے کسی وجہ سے رمضان کے روزے نہیں رکھے اس پر بھی یہ صدقہ واجب ہے اور جس نے روزے رکھے اس پر بھی واجب ہے۔ دونوں میں کچھ فرق نہیں۔

مسئلہ ۱۲ صدقہ[4] فطر میں اگر گیہوں کا آٹا یا گیہوں کا ستو دیوے تو اسی کے سیر یعنی انگریزی تول سے آدھی چھٹانک اوپر پونے دو ۲ سیر بلکہ احتیاط کے لئے پورے دو ۲ سیر یا کچھ اور زیادہ دے دینا چاہئے کیونکہ زیادہ ہونے میں کچھ حرج نہیں ہے بلکہ بہتر ہے اور اگر جو یا جو کا آٹا دیوے تو اس کا دونا دینا چاہئے۔

مسئلہ ۱۳ اگر[5] گیہوں اور جو کے سوا کوئی اور اناج دیا جیسے چنا، جوار (چاول[(1)]) تو اتنا دیوے کہ اس کی قیمت اتنے گیہوں یا اتنے جو کے برابر ہو جاوے جتنے اوپر بیان ہوئے۔

مسئلہ ۱۴ اگر[6] گیہوں اور جو نہیں دیئے بلکہ اتنے گیہوں اور جو کی قیمت دے دی تو یہ سب سے بہتر ہے۔

مسئلہ ۱۵ ایک[7] آدمی کا صدقہ فطر ایک ہی فقیر کو دے دے یا تھوڑا تھوڑا کر کے کئی فقیروں کو دے دے، دونوں باتیں جائز ہیں۔

مسئلہ ۱۶ اگر[8] کئی آدمیوں کا صدقہ فطر ایک ہی فقیر کو دیدیا یہ بھی درست[(2)] ہے۔

مسئلہ ۱۷ صدقہ[9] فطر کے مستحق بھی وہی لوگ[(3)] ہیں جو زکوۃ کے مستحق ہیں۔

باب ۱۹ قربانی کا بیان

قربانی کا بڑا ثواب ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے[10] کہ قربانی کے دنوں میں قربانی سے زیادہ کوئی چیز اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں ان دنوں میں یہ نیک کام سب[(4)] نیکیوں سے بڑھ کر ہے اور قربانی کرتے وقت یعنی ذبح کرتے وقت خون کا جو قطرہ زمین پر گرتا ہے تو زمین تک پہنچنے

۱: ولو كان للولد الصغير مال ادى عنه الاب من مال الصغير ۱۲ قاضی خان ص ۲٦٥ ج ۱۔
۲: ومن ولد اواسلم بعده (اى بعد طلوع الفجر يوم الفطر) لم تجب الصدقة عنه ۱۲ فتاوىٰ هنديه ج ۱ ص ۱۲۳۔
۳: ومن سقط عنه صوم الشهر لكبر اولمرض لا يسقط عنه صدقة الفطر ۱۲ فتاوىٰ هنديه ج ۱ ص ۱۲٤۔
٤: الفطرة نصف صاع من براو دقيق اوسويق اوزبيب اوصاع من تمر اوشعير ۱۲ شرح البدايه ج ۱ ص ۱۹۲۔
٥: ومالم ينص عليه كذرة وخبز يعتبر فيه القيمة ۱۲ شرح التنوير ص ۱۲۲ ج ۱۔
٦: وذكر فى الفتاوىٰ ان اداء القيمة افضل من عين المنصوص عليه وعليه الفتوىٰ ۱۲ فتاوىٰ هنديه ص ۱۲۳ ج ۱
۷: وجاز دفع كل شخص فطرته الى مسكين اومساكين على المذهب كماجاز دفع صدقة جماعة الى مسكين واحد بلا خلاف ۱۲ شرح التنوير ص ۱۲۵ ج ۲
۸: دیکھو حاشیہ مسئلہ نمبر ۱۵ باب ہذا ۱۲ منہ۔
۹: صدقة الفطر كالزكوة فى المصارف وفى كل حال الافى جواز الدفع الى الذمى وعدم سقوطها بهلاك المال ۱۲ شرح التنوير ص ۱۲۷ ج ۲۔
۱۰: عن عائشة رضى الله تعالىٰ عنها قالت قال رسول الله ﷺ ماعمل ابن ادم من عمل يوم النحر احب الى الله من اهراق الدم وانه لياتى يوم القيمة بقرو نها واشعار ها واظلافها وان الدم ليقع من الله بمكان قبل ان يقع بالا رض فطيبو ابها نفسارواه الترمذى وابن ماجة ۱۲ مشكوة ص ۱۲۸ مجتبائى

(۱) چاول کا لفظ اس مرتبہ اضافہ ہوا ۱۲ شبیر علی۔
(۲) لیکن وہ اتنے آدمیوں کا نہ ہو جو سب مل کر نصاب زکوۃ یا نصاب صدقہ فطر کو پہنچ جاوے اس لئے کہ اس قدر دینا ایک شخص کو مکروہ ہے ۱۲ منہ۔
(۳) مگر صدقہ فطر کا فر فقیر کو بھی دینا جائز ہے اور زکوۃ اس کو دینی جائز نہیں ۱۲ ف۔
(۴) یعنی فرض کاموں کے علاوہ اور سب نیک کاموں سے بڑھ کر ہے۔ ۱۲

سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ کے پاس مقبول ہو جاتا ہے تو خوب خوشی سے اور خوب دل کھول کر قربانی کیا کرو اور حضرت ﷺ نے فرمایا[1] ہے کہ قربانی کے بدن پر جتنے بال ہوتے ہیں ہر ہر بال کے بدلے میں ایک ایک نیکی لکھی جاتی ہے۔ سبحان اللہ بھلا سوچو تو کہ اس سے بڑھ کر اور کیا ثواب ہوگا کہ ایک قربانی کرنے سے ہزاروں لاکھوں نیکیاں مل جاتی ہیں۔ بھیڑ کے بدن پر جتنے بال ہوتے ہیں اگر کوئی صبح سے شام تک گنے تب بھی نہ گن پاوے۔ پس سوچو تو کتنی نیکیاں ہوئیں بڑی دینداری کی بات تو یہ ہے کہ اگر کسی پر قربانی کرنا واجب بھی نہ ہو تب بھی اتنے بے حساب ثواب کے لالچ سے قربانی کر دینا چاہئے کہ جب یہ دن چلے جاویں گے تو یہ دولت کہاں نصیب ہوگی اور اتنی آسانی سے اتنی نیکیاں کیسے کما سکے گی اور اگر اللہ نے مال دار اور امیر بنایا ہو تو مناسب ہے کہ جہاں اپنی طرف سے قربانی کرے جو رشتہ دار مر گئے ہیں جیسے ماں باپ وغیرہ ان کی طرف سے بھی قربانی کر دے کہ ان کی روح کو اتنا بڑا ثواب پہنچ جاوے۔ حضرت ﷺ کی طرف سے آپ کی بیبیوں کی طرف سے اپنے پیر وغیرہ کی طرف سے کر دے اور نہیں تو کم سے کم اتنا تو ضرور کرے کہ اپنی طرف سے قربانی کرے کیونکہ مالدار پر تو واجب ہے جس کے پاس مال و دولت سب کچھ موجود ہے اور قربانی کرنا اس پر واجب ہے پھر بھی اس نے قربانی نہ کی اس سے بڑھ کر بد نصیب اور محروم اور کون ہوگا اور گناہ رہا سو الگ۔ جب[2] قربانی کا جانور قبلہ رخ لٹاوے تو پہلے یہ دعا پڑھے۔ اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِیْنَ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُكِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْكَ لَهٗ ○ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ پھر بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہہ کے ذبح کرے اور ذبح کرنے کے بعد یہ دعا پڑھے اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْهُ مِنِّیْ(۱) كَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِیْبِكَ مُحَمَّدٍ وَّخَلِیْلِكَ اِبْرَاهِیْمَ عَلَیْهِمَا الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ۔

مسئلہ ۱ جس[3] پر صدقہ فطر واجب ہے اس پر بقر عید کے دنوں میں قربانی کرنا بھی واجب ہے اور اگر اتنا مال نہ ہو جتنے کے ہونے سے صدقہ فطر واجب ہوتا ہے تو اس پر قربانی واجب نہیں ہے لیکن پھر بھی اگر کر دیوے تو بہت ثواب پاوے۔

مسئلہ ۲ مسافر[4] پر قربانی واجب نہیں۔

مسئلہ ۳ بقر[5] عید کی دسویں ۱۰ تاریخ سے لے کر بارہویں تاریخ کی شام تک قربانی کرنے کا وقت ہے چاہے جس دن قربانی کرے لیکن قربانی کرنے کا سب سے بہتر دن بقر عید کا دن ہے پھر گیارہویں تاریخ پھر بارہویں تاریخ۔

مسئلہ ۴ بقر[6] عید کی نماز ہونے سے پہلے قربانی کرنا درست نہیں ہے جب لوگ نماز پڑھ چکیں تب کرے البتہ اگر کوئی کسی دیہات میں اور گاؤں میں رہتی ہو تو وہاں طلوع (۲) صبح صادق کے بعد بھی قربانی کر دینا درست (۳) ہے۔ شہر کے اور قصبہ کے رہنے والے نماز کے بعد کریں۔

مسئلہ ۵ اگر[7] کوئی شہر کی رہنے والی اپنی قربانی کا جانور کسی گاؤں میں بھیج دے وے تو اس کی قربانی بقر عید کی نماز سے پہلے بھی درست ہے اگرچہ خود

۱: عن زید بن ارقم قال قال اصحاب رسول اللہ ﷺ ماهذه الا ضاحی قال سنة ابیكم ابراهیم علیه السلام قالوا فما لنا فیها یا رسول الله قال بكل شعرة حسنة قالوا فالصوف یارسول الله قال بكل شعرة من الصوف حسنة رواه احمد و ابن ماجه ۱۲ مشكوٰة ص ۱۲۹ مجتبائی ۔

۲: عن جابر قال ذبح النبی صلی الله علیه وسلم یوم الذبح كبشین اقرنین املحین موجوئین فلما وجههما قال انی وجهت وجهی الخ مشكوٰة ص ۱۲۸ مجتبائی ۔

۳: وشرائطها الا سلام والا قامة والیسا رالذی یتعلق به وجوب صدقة الفطر ۱۲ شرح التنویر ج ۵ ص ۳۰۴ ۔

٤: ولیس علی الفقیر والمسافر اضحیةشرح البدایه ج ۲ ص ٤٤۳ ۔

۶،۵: ووقت الا ضحیة ید خل بطلوع الفجر من یوم النحر الا انه لا یجوز لاهل الا مصار الذبح حتیٰ یصلی الامام العید فاما اهل السواد فیذبحون بعد الفجر ۱۲ شرح البدایه ج ٤ ص ٤٤۳ ۔

۷: وحیلة المصری اذا اراد التعجیل ان یبعث بها الی خارج المصر فیضحی بها كما طلع الفجر ۱۲ شرح البدایه ج ۲ ص ٤٤٤ ۔

(۱) اگر کسی اور کی طرف سے ذبح کرے تو مِنّی کی جگہ مِن فلاں کہے اور فلاں کی جگہ اس کا نام لیوے ۱۲۔

(۲) عبارت میں تسامح تھا اس مرتبہ درست کر دیا گیا ۱۲ شبیر علی۔

(۳) اور نماز بقر عید کے بعد تو قربانی کا گاؤں میں درست ہونا بہت ہی ظاہر ہے ۱۲۔

وہ شہر ہی میں موجود ہے۔ لیکن جب قربانی دیہات میں بھیج دی تو نماز سے پہلے قربانی کرنا درست ہو گیا۔ ذبح ہو جانے کے بعد اس کو منگوا لے اور گوشت کھاوے۔

مسئلہ ۶ بارہویں[1] تاریخ سورج ڈوبنے سے پہلے پہلے قربانی کرنا درست ہے، جب سورج ڈوب گیا تو اب قربانی کرنا درست نہیں۔

مسئلہ ۷ دسویں[2] سے بارہویں تک جب جی چاہے قربانی کرے چاہے دن میں چاہے رات میں لیکن رات کو ذبح کرنا بہتر نہیں کہ شاید کوئی رگ نہ کٹے اور قربانی درست نہ ہو۔

مسئلہ ۸ دسویں[3] گیارہویں، بارہویں تاریخ سورج ڈوبنے سے پہلے گھر پہنچ گئی یا پندرہ دن کہیں ٹھہرنے کی نیت کر لی تو اب قربانی کرنا واجب ہو گیا اسی طرح اگر پہلے اتنا مال نہ تھا اس لئے قربانی واجب نہ تھی پھر بارہویں تاریخ سورج ڈوبنے سے پہلے کہیں سے مال مل گیا تو قربانی کرنا واجب ہے۔

مسئلہ ۹ اپنی[4] قربانی کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا بہتر ہے اگر خود ذبح کرنا نہ جانتی ہو تو کسی اور سے ذبح کروائے اور ذبح کے وقت وہاں جانور کے سامنے کھڑی ہو جانا بہتر ہے اور اگر ایسی جگہ ہے کہ پردہ کی وجہ سے سامنے نہیں کھڑی ہو سکتی تو بھی کچھ حرج نہیں۔

مسئلہ ۱۰ قربانی[5] کرتے وقت زبان سے نیت پڑھنا اور دعا پڑھنا ضروری نہیں ہے اگر دل میں خیال کر لیا کہ میں قربانی کرتی ہوں اور زبان سے کچھ نہیں پڑھا فقط بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کے ذبح کر دیا تو بھی قربانی درست ہو گئی لیکن اگر یاد ہو تو وہ دعا پڑھ لینا بہتر ہے جو اوپر بیان ہوئی۔

مسئلہ ۱۱ قربانی[6] فقط اپنی طرف سے کرنا واجب ہے اولاد کی طرف سے واجب نہیں بلکہ اگر نابالغ اولاد مالدار بھی ہو تب بھی اس کی طرف سے کرنا واجب نہیں نہ اپنے مال میں سے نہ اس کے مال میں سے۔ اگر کسی نے اس کی طرف سے قربانی کر دی تو نفل ہو گئی لیکن اپنے ہی مال میں سے کرے اس کے مال میں سے ہرگز نہ کرے۔

مسئلہ ۱۲ بکری[7]، بکرا، بھیڑ، دنبہ، گائے، بیل، بھینس، بھینسا، اونٹ، اونٹنی اتنے جانوروں کی قربانی(۱) درست ہے اور کسی جانور کی قربانی درست نہیں۔

مسئلہ ۱۳ گائے[8] بھینس، اونٹ میں اگر سات آدمی شریک ہو کر قربانی کریں تو بھی درست ہے لیکن شرط یہ ہے کہ کسی کا حصہ ساتویں حصہ سے کم نہ ہو اور سب کی نیت قربانی کرنے کی یا عقیقہ کی ہو صرف گوشت کھانے کی نیت نہ ہو۔ اگر کسی کا حصہ ساتویں حصہ سے کم ہو گا تو کسی کی قربانی درست نہ ہو گی نہ اس کی جس کا پورا حصہ ہے نہ اس کی جس کا ساتویں سے کم ہے۔

مسئلہ ۱۴ اگر گائے میں سات آدمیوں سے کم لوگ شریک ہوئے جیسے پانچ آدمی شریک ہوئے یا چھ آدمی شریک ہوئے اور کسی کا حصہ ساتویں(۲)

۱، ۲: وقت الاضحیۃ ثلثۃ ایام العاشر والحادی عشر والثانی عشر اولها افضلها واخرها ادونها ویجوز فی نهارها ولیالیها بعد طلوع الفجر من یوم النحر الی غروب الشمس من الیوم الثانی عشر الا انه یکره الذبح فی اللیل ۱۲ فتاوی هندیہ ج ۶ ص ۱۹۸۔

۳: اذا لم یکن اهلا للوجوب فی اول الوقت ثم صار اهلا فی اخره بان کان کافرا او عبدا او فقیرا او مسافرا فی اول الوقت ثم صار اهلا فی اخره یجب علیه ۱۲ فتاوی هندیہ ج ۶ ص ۱۹۷۔

۴: والا فضل ان یذبح اضحیته بیده ان کان یحسن الذبح لان الا ولی فی القربات ان یتولی بنفسه وان کان لا یحسن فالا فضل ان یستعین بغیره ولکن ینبغی ان یشهد ها بنفسه ۱۲ فتاوی هندیہ ج ۲ ص ۲۰۱۔

۵: ولا یشترط ان یقول بلسانه مانوی بقلبه کما فی الصلوٰۃ ۱۲ رد المحتار ج ۵ ص ۳۰۴۔

۶: ولیس علی الرجل ان یضحی عن اولاده الکبار وامرأته الا باذنه وفی الولد الصغیر عن ابی حنیفة روایتان فی ظاهر الروایة تستحب ولا تجب ۱۲ فتاوی هندیہ ج ۶ ص ۱۹۷۔

۷: واما جنسه فهو ان یکون من الا جناس الثلثة الغنم اوالا بل اوالبقر ویدخل فی کل جنس نوعه والذ کر والا نثی منه والخصی والفحل ۱۲ فتاوی هندیہ ج ۶ ص ۱۹۹۔

۸: دیکھو حاشیہ مسئلہ نمبر ۱۴ باب ہذا ۱۲ منہ۔

۹: یجب ان یعلم ان الشاة لا تجزی الا عن واحد وان کانت عظیمة والبقر والبعیر یجزئ عن سبعة اذا کانوا یریدون به وجه اللّٰه تعالیٰ والتقدیر بالسبع یمنع الزیادة ولا یمنع النقصان ۱۲ فتاوی هندیہ ص ۲۰۴ ج ۶۔

۱۰: ولو لاحدهم اقل من سبع لم یجز عن احد ۱۲ شرح التنویر ص ۳۰۸ ج ۵۔

(۱) یعنی جو ان تین جنسوں سے ہوں خواہ کسی قسم سے ہو نر ہو یا مادہ سب کی قربانی درست ہے ۱۲ الف۔

(۲) اس مرتبہ عبارت درست کی گئی ہے ۱۲ شبیر علی۔

حصہ سے کم نہیں تب بھی سب کی قربانی درست ہے اور اگر آٹھ آدمی شریک ہوگئے تو کسی کی قربانی صحیح نہیں ہوئی۔

مسئلہ ۱۵: قربانی[1] کے لئے کسی نے گائے خریدی اور خریدتے وقت یہ نیت کی کہ اگر کوئی اور مل گیا تو اسکو بھی اس گائے میں شریک کرلیں گے اور ساجھے میں قربانی کرینگے۔ اسکے بعد کچھ اور لوگ اس گائے میں شریک ہوگئے تو یہ درست ہے۔ اور اگر خریدتے وقت اس کی نیت شریک کرنیکی نہ تھی بلکہ پوری گائے اپنی طرف سے قربانی کرنے کا ارادہ تھا تو اب اس میں کسی اور کا شریک ہونا بہتر تو نہیں ہے لیکن اگر کسی کو شریک کرلیا تو دیکھنا چاہئے جس نے شریک کیا ہے وہ امیر ہے کہ اس پر قربانی واجب ہے یا غریب ہے جس پر قربانی واجب نہیں۔ اگر امیر ہے تو درست ہے اور اگر غریب (۱) ہے تو درست نہیں۔

مسئلہ ۱۶: اگر[2] قربانی کا جانور کہیں گم ہو گیا اس لئے دوسرا خریدا پھر وہ پہلا بھی مل گیا۔ اگر امیر آدمی کو ایسا اتفاق ہوا تو ایک ہی (۲) جانور کی قربانی اس پر واجب ہے اور اگر غریب (۳) آدمی کو ایسا اتفاق ہوا تو دونوں جانوروں کی قربانی ان پر واجب ہوگی۔

مسئلہ ۱۷: سات[3] آدمی گائے میں شریک ہوئے تو گوشت بانٹتے وقت انکل سے نہ بانٹیں بلکہ خوب ٹھیک ٹھیک تول کر بانٹیں نہیں تو اگر کوئی حصہ زیادہ کم رہے گا تو سود (۴) ہو جاوے گا اور گناہ ہوگا البتہ اگر گوشت کے ساتھ کلہ پائے اور کھال کو بھی شریک کرلیا تو جس طرف کلہ پائے یا کھال ہو اس طرف اگر گوشت کم ہو درست ہے چاہے جتنا کم ہو۔ جس طرف گوشت زیادہ تھا اسطرف کلہ پائے۔ شریک کئے تو بھی سود ہو گیا۔ اور گناہ ہوا۔

مسئلہ ۱۸: بکری[4] سال بھر سے کم کی درست نہیں۔ جب پورے سال بھر کی ہو تب قربانی درست ہے۔ اور گائے، بھینس دو ۲ برس سے کم کی درست نہیں۔ پورے دو ۲ برس ہو چکیں تب قربانی درست ہے۔ اور اونٹ پانچ برس سے کم کا درست نہیں ہے اور دنبہ یا بھیڑ اگر اتنا موٹا تازہ ہو کہ سال بھر کا معلوم ہوتا ہو اور سال بھر والے بھیڑ دنبوں میں اگر چھوڑ دو تو کچھ فرق نہ معلوم ہوتا ہو تو ایسے وقت چھ مہینے (۵) کے

---

[1] ولو اشترى بقرة يريد ان يضحي بها عن نفسه ثم اشترك فيها ستة معه جاز استحسانا ۱۲ شرح البدايه ص ۴۴۳ ج ۴ قال العلامة الشامي وهذا محمول على الغني لا بها لم تتعين لوجوب التضحية بها ومع ذلك يكره فاما الفقير فلا يجوز له ان يشرك فيها ۱۲ رد المحتار ص ۳۰۹ ج ۵۔

[2] ولو ضلت او سرقت فاشترى اخرى ثم ظهرت الاولى في ايام النحر على الموسر ذبح احدهما وعلى الفقير ذبحهما ۱۲ شرح البدايہ ج ۴ ص ۴۴۶۔

[3] ويقسم اللحم وزنا لا جزافا الا اذا ضم معه من الاكارع او الجلد ۱۲ شرح التنوير ج ۵ ص ۳۱۰۔

[4] وصح الجذع من الضان ان كان بحيث لو خلط بالثنايا لا يمكن التميز من بعد صح الثنى فصاعدا من الثلثة هو ابن خمس من الابل وحولين من البقر والجاموس وحول من الشاة والمعز ۱۲ شرح التنوير ج ۶ ص ۳۱۴ قلت الضان جمع ضائن كركب جمع راكب من ذوات الصوف (سواء كانت ذات الية اولا) والمعز من ذوات الشعر كذا في البحر ج ۲ ص ۲۱۶ في زكوٰة الغنم ومثله في رد المحتار ص ۲۸ في زكوٰة الغنم فما نقل العلامة ابن عابدين في كتاب الاضحية عن المنح في تفسير الضان هو ماله الية فيه نوع قصور فانه يوهم منه تخصيصه باحد نوعيه وليس مراده التخصيص فانه رحمه الله ذكر في زكوٰة الغنم عن القهستاني ان الضان ما كان من ذوات الصوف اه وذوات الصوف لا تختص بما له الية فليتنبه ۱۲ ف۔

(۱) یعنی غریب کے لئے اپنی خریدی ہوئی گائے میں کسی کو شریک کرنا درست نہیں لیکن اگر کسی کو شریک کرلیا تو جس کو شریک کیا ہے اس کی قربانی ادا ہو جائے گی اور اس شریک کرنے کی وجہ سے دوسرے شریکوں کے حصوں میں بھی کوئی نقصان نہ آئے گا لیکن اس غریب کے اوپر واجب ہے کہ جتنے حصے خریدنے کے بعد دوسرے لوگوں کو دیئے ہیں ان کا ضمان اس طرح ادا کرے کہ اگر ابھی قربانی کے دن باقی ہیں تو اتنے حصے قربانی کردے اور اگر قربانی کے دن گذر گئے تو ان حصوں کی قیمت مساکین کو دے دے ۱۲ ف وكذا لو اشترك فيها ستة بعد ما اوجبها لنفسه لم يسعه لانه اوجبها كلها لله تعالى وان اشرك جاز و يضمن ستة اسباعها وقيل في الغني انه يتصدق بالثمن ۱۲ عالمگیری ج ۵ ص ۳۳۷ (ف)۔

(۲) دونوں میں سے خواہ کسی کی قربانی کردے لیکن اس میں اتنی تفصیل ہے کہ اگر پہلے جانور کی قربانی کرے تب تو خیر اور اگر دوسرے جانور کی قربانی کرے تو دیکھنا چاہئے کہ وہ قیمت میں پہلے جانور سے کم تو نہیں اگر کم ہو تو جتنے دام کم ہوں اتنے دام غریبوں کو خیرات کردینا مستحب ہے ۱۲۔

(۳) اس مسئلہ پر شبہ اور اس کا جواب امداد الفتاویٰ مبوب جلد سوم ص ۴۸۹ میں موجود ہے ۱۲ تصحیح الاغلاط جس میں مسئلہ ہذا کی تائید ہے ۱۲ شبیر علی۔

(۴) اور سود کا لینے والا اور دینے والا دونوں گنہگار ہوتے ہیں اور جس طرف گوشت زیادہ گیا ہے اس کا کھانا بھی جائز نہیں ۱۲۔

(۵) قولہ چھ مہینے الخ بعضے علماء کا اسی پر فتویٰ ہے لیکن مجھ کو در مختار کے اس جزئیہ ولا فی لا الیۃ لہا سے اس میں شبہ ہو گیا ناظرین بطور خود علماء سے تحقیق کر لیں ۱۲ (از حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی) ہماری تحقیق یہ ہے کہ چھ مہینہ کی بھیڑ کی قربانی درست ہے جیسا کہ حاشیہ میں ہم نے لکھا ہے اور حضرت مولانا گنگوہیؒ کی بھی یہی تحقیق تھی ۱۲ ف۔

دنبہ اور بھیڑ کی بھی قربانی درست ہے۔ اور اگر ایسا نہ ہو تو سال بھر کا ہونا چاہئے۔

مسئلہ ۱۹ جو[1] جانور اندھا ہو یا کانا ہو۔ ایک آنکھ کی تہائی[2] روشنی یا اس سے زیادہ جاتی رہی ہو یا ایک کان تہائی یا تہائی سے زیادہ کٹ گیا۔ یا تہائی دم یا تہائی سے زیادہ کٹ گئی تو اس جانور کی قربانی درست نہیں۔

مسئلہ ۲۰ جو[3] جانور اتنا لنگڑا ہے کہ فقط تین پاؤں سے چلتا ہے چوتھا پاؤں رکھا ہی نہیں جاتا یا چوتھا پاؤں رکھتا تو ہے لیکن اس سے چل نہیں سکتا اس کی بھی قربانی درست نہیں اور اگر چلتے وقت وہ پاؤں زمین پر ٹیک کر چلتا ہے اور چلنے میں اس سے سہارا لگتا ہے لیکن لنگڑا کر کے چلتا ہے تو اس کی قربانی درست ہے۔

مسئلہ ۲۱ اتنا[4] دبلا بالکل مریل جانور جس کی ہڈیوں میں بالکل گودا نہ رہا ہو اس کی قربانی درست نہیں ہے اور اگر اتنا دبلا نہ ہو تو دبلے ہونے سے کچھ حرج نہیں اس کی قربانی درست ہے لیکن موٹے تازے جانور کی قربانی کرنا زیادہ بہتر ہے۔

مسئلہ ۲۲ جس[5] جانور کے بالکل دانت نہ ہوں اس کی قربانی درست نہیں۔ اور اگر کچھ دانت گر گئے لیکن جتنے گرے ہیں ان سے زیادہ باقی ہیں تو اس کی قربانی درست ہے۔

مسئلہ ۲۳ جس[6] جانور کے پیدائش ہی سے کان نہیں ہیں اس کی بھی قربانی درست نہیں ہے اور اگر کان تو ہیں لیکن بالکل ذرا ذرا سے چھوٹے ہیں تو اس کی قربانی درست ہے۔

مسئلہ ۲۴ جس[7] جانور کے پیدائش ہی سے سینگ نہیں یا سینگ تو تھے لیکن ٹوٹ گئے اس کی قربانی درست ہے البتہ اگر بالکل جڑ سے ٹوٹ گئے ہوں تو قربانی درست نہیں۔

مسئلہ ۲۵ خصی[8] یعنی بدھیا بکرے اور مینڈھے وغیرہ کی بھی قربانی درست ہے جس جانور کے خارشت (کھجلی) ہو اس کی بھی قربانی درست ہے۔ البتہ اگر خارشت کی وجہ سے بالکل لاغر ہو گیا ہو تو درست نہیں۔

مسئلہ ۲۶ اگر جانور[9] قربانی کے لئے خرید لیا تب کوئی ایسا عیب پیدا ہو گیا جس سے قربانی درست نہیں تو اس کے بدلے دوسرا جانور خرید کر کے قربانی کرے۔ ہاں اگر غریب آدمی ہو جس پر قربانی کرنا واجب نہیں تو اس کے واسطے درست ہے وہی جانور قربانی کر دے۔

مسئلہ ۲۷ قربانی[10] کا گوشت آپ کھاوے اور اپنے رشتہ ناتے کے لوگوں کو دے دے اور فقیروں محتاجوں کو خیرات کرے۔ اور بہتر یہ ہے کہ کم

۱: ولا یجوز العمیاء والعوراء البین عورها والعرجاء البین عرجها وهی التی لا تقدر ان تمشی برجلها الی المنسك والمریضة البین مرضها ومقطوعة الاذنین والالیة والذنب بالکلیة والتی لا اذن لها فی الخلقة ویجزی السكاء وهی صغیرة الاذن ۱۲ فتاویٰ هندیه ص ۲۰۰ ج ٦۔

۲: روی محمد فی الاصل والجامع الصغیر ان المانع ذهاب اكثر من الثلث وعنه انه الثلث وعنه انه الربع وعنه ان یكون الذاهب اقل من الباقی اومثله انتهی بالمعنی والاولی هی ظاهر الروایة وصححها فی الخانیة ۱۲ رد المحتار ص ۳۱٦ ج ٥۔

۳: والعرجاء ای التی لا یمكنها المشی برجلها العرجاء انما تمشی بثلاث قوائم حتی لو كانت تضع الرابعة علی الارض وتستعین بها جاز ۱۲ رد المحتار ص ۳۱٦ ج ٥۔

٤: ولا تجوز العجفاء التی لا تنقی فان كانت فیها مهزولة فیها بعض الشحم جاز ۱۲ فتاویٰ هندیة ص ۲۰۰ ج ٦۔

٥: ولا بالهتماء التی لا اسنان لها ویكفی بقاء الاكثر ۱۲ شرح التنویر ص ۳۱٦ ج ٥۔

٦: دیکھو حاشیہ مسئلہ نمبر (۱۹) باب ہذا ۱۲ منہ۔

۷: ویضحی بالجماء هی التی لا قرن لها خلقة وكذلك العظماء التی ذهب بعض قرنها بالكسر او غیره فان بلغ الكسر الی المخ لم یجز ۱۲ رد المحتار ص ۳۱۵ ج ٥

۸: ویضحی بالجماء والخصی الی ان قال والجرباء السمینة فلو مهزولة لم یجز لان الجرب فی اللحم النقص ۱۲ شرح التنویر ص ۳۱۵ ج ٥۔

۹: ولو اشتراها سلیمة ثم تعیبت بعیب مانع فعلیه اقامة غیرها مقامها ان كان غنیا وان كان فقیرا اجزاه ذلك ۱۲ شرح التنویر ص ۳۱۷ ج ۲۔

۱۰: ویاكل من لحم الاضحیة ویوكل غنیا وندب ان لا ینقص التصدق عن الثلث ۱۲ شرح التنویر ص ۳۲۰ ج ٥۔

سے کم تہائی حصہ خیرات کرے۔ خیرات میں تہائی سے کمی نہ کرے لیکن اگر کسی نے تھوڑا ہی گوشت خیرات کیا تو بھی کوئی گناہ نہیں ہے۔

مسئلہ ۲۸ قربانی کی کھال(۱) یا تو یوں ہی خیرات کردے اور یا بیچ کر اس کی قیمت خیرات کردے وہ قیمت ایسے لوگوں کو دے جن کو زکوٰۃ کا پیسہ دینا درست ہے اور قیمت میں جو پیسے ملے ہیں بعینہ وہی پیسے خیرات کرنا چاہئے اگر وہ پیسے کسی کام میں خرچ کر ڈالے اور اتنے ہی پیسے اور اپنے پاس سے دے دے تو بری بات ہے مگر ادا ہو جاویں گے۔

مسئلہ ۲۹ اس کھال کی قیمت کو مسجد کی مرمت یا اور کسی نیک کام میں لگانا درست نہیں۔ خیرات ہی کرنا(۲) چاہئے۔

مسئلہ ۳۰ اگر کھال کو اپنے کام میں لاوے جیسے اس کی چھلنی بنوالی یا مشک یا ڈول یا جانماز بنوالی یہ بھی درست ہے۔

مسئلہ ۳۱ کچھ گوشت یا چربی یا چھیچھڑے قصائی کو مزدوری میں نہ دیوے بلکہ مزدوری اپنے پاس سے الگ دیوے۔

مسئلہ ۳۲ قربانی کی رسی جھول وغیرہ سب چیزیں خیرات کردے۔

مسئلہ ۳۳ کسی پر قربانی واجب نہیں تھی لیکن اس نے قربانی کی نیت سے جانور خرید لیا تو اب اس جانور کی قربانی واجب ہو گئی۔

مسئلہ ۳۴ کسی پر قربانی واجب تھی لیکن قربانی کے تینوں دن گذر گئے اور اس نے قربانی نہیں کی تو ایک بکری یا بھیڑ کی قیمت خیرات کردیوے۔ اور اگر بکری خرید لی تھی تو وہی بکری بعینہ خیرات کردے۔

مسئلہ ۳۵ جس نے قربانی کرنے کی منت مانی پھر وہ کام پورا ہو گیا۔ جس کے واسطے منت مانی تھی تو اب قربانی کرنا واجب(۳) ہے۔ چاہے مالدار ہو یا نہ ہو اور منت کی قربانی کا سب گوشت فقیروں کو خیرات کردے۔ نہ آپ کھائے نہ امیروں کو دیوے۔ جتنا آپ کھایا ہو یا امیروں کو دیا ہو اتنا پھر خیرات کرنا پڑے گا۔

مسئلہ ۳۶ اگر اپنی خوشی سے کسی مردے کے ثواب پہنچانے کے لئے قربانی کرے تو اس کے گوشت میں سے خود کھانا، کھلانا، بانٹنا سب درست ہے جس طرح اپنی قربانی کا حکم ہے۔

مسئلہ ۳۷ لیکن اگر کوئی(۴) مردہ وصیت کر گیا ہو کہ میرے ترکہ میں سے میری طرف سے قربانی کی جاوے اور اس کی وصیت پر اسی کے مال سے قربانی کی گئی تو اس قربانی کے تمام گوشت وغیرہ کا خیرات کردینا واجب ہے۔

مسئلہ ۳۸ اگر کوئی شخص(۵) یہاں موجود نہیں اور دوسرے شخص نے اس کی طرف سے بغیر اس کے امر کے قربانی کردی تو یہ قربانی صحیح نہیں

۱، ۲، ۳: ويتصدق بجلدها اويعمل منه نحو غربال وجراب وقربة وسفرة ودلواويبدله بما ينتفع به باقيا كما مرلا بمستهلك كخل ولحم ونحوه كدراهم فان بيع اللحم اوالجلد به اى بمستهلك تصدق بثمنه ١٢ شرح التنوير ص ٣٢١ ج ٥ ـ

٤: ولا يعطى اجرة الجزار منها ١٢ شرح التنوير ص ١٢١ ج ١ ـ

٥: ويتصدق بجلدها وكذا بجلالها وقلائدها ١٢ رد المحتار ص ٣٤١ ج ٥ ـ

٦: اما الذي يجب على الفقير دون الغني فالمشترى للاضحية اذا كان المشترى فقيرا بان اشترى فقير شاة ينوى ان يضحى بها ١٢ فتاوى هنديه ص ١٩٦ ج ٦ ـ

٧: وتصدق بقيمتها غنى شراها اولا لذكرفي البدائع ان الصحيح ان الشاة المشتراة للاضحية اذا لم يضح بها حتى مضى الوقت يتصدق الموسر بعينها حية كالفقير بلاخلاف بين اصحابنا ١٢ شرح التنوير ص ٣١٤ ج ٥ ـ

٨: ولو تركت التضحية ومضت ايامها تصدق بها حية ناذر لمعينة ولا ياكل الناذر منها فان اكل تصدق بقيمة ما اكل ١٢ شرح التنوير ص ٣١٢ ج ٥ ـ

٩، ١٠: لوضحى عن ميت وارثه بامره لزمه التصدق بها وعدم الاكل منها وان تبرع عنه له الاكل ١٢ رد المحتار ج ٥ ص ٣٢٨ ـ

١١: اذا ضحى بشاة نفسه عن غيره بامر ذلك الغير او بغير امره لاتجوز ١٢ فتاوىٰ هنديه ص ٢٠٢ ج ٦ ـ

(۱) اس مسئلہ کے متعلق استفسار اور اس کا جواب امداد الفتاویٰ مبوب جلد سوم کے ص ۴۸۹ میں درج ہے جس سے مسئلہ ہذا کی تائید ہوتی ہے۔ ۱۲ شبیر علی۔

(۲) اس مسئلہ پر شبہ اور اس کا جواب امداد الفتاویٰ مبوب جلد سوم ص ۴۸۹ میں درج ہے۔ ۱۲ تصحیح الاغلاط جس سے مسئلہ ہذا کی تائید ہوتی ہے۔ ۱۲ شبیر علی۔

(۳) اور یہ قربانی بھی قربانی ہی کے دنوں میں کرے لیکن اگر کسی جگہ کا یہ محاورہ ہو کہ صرف ذبح کرنے کو بھی قربانی کہتے ہیں اور اس منت ماننے والے کی نیت میں یہی مطلب ہو تو اس صورت میں قربانی کے دنوں کی قید نہ ہوگی۔ ۱۲۔

(۴) یہ مسئلہ نمبر ۳۷ پہلے حاشیہ میں درج تھا۔ اس مرتبہ داخل متن کیا گیا۔ ۱۲ شبیر علی۔

(۵) یہاں سے آخر تک مسائل اس مرتبہ اضافہ ہوئے۔ ۱۲ شبیر علی۔

ہوئی۔ اور اگر کسی جانور میں کسی غائب کا حصہ بدون اس کے امر[1] کے تجویز کر لیا تو اور حصہ داروں کی قربانی صحیح نہ ہو گی۔

مسئلہ ۳۹ اگر کوئی[2] جانور کسی کو حصہ[(۱)] پر دیا ہے تو یہ جانور اس پرورش کرنے والی کی ملک نہیں ہوا بلکہ اصل مالک کا ہی ہے۔ اس لئے اگر کسی نے اس پالنے والی سے خرید کر قربانی کر دی تو قربانی نہیں ہوئی۔ اگر ایسا جانور خریدنا ہو تو اصل مالک سے جس نے حصہ پر دیا ہے خرید لیں۔

مسئلہ ۴۰ اگر ایک[3] جانور میں کئی آدمی شریک ہیں اور وہ سب گوشت کو آپس میں تقسیم نہیں کرتے بلکہ یکجا ہی فقراء واحباب کو تقسیم کرنا، یا کھانا پکا کر کھلانا چاہیں تو بھی جائز ہے۔ اگر تقسیم کریں گے تو اس میں برابری ضروری ہے۔

مسئلہ ۴۱ قربانی[4] کی کھال کی قیمت کسی کو اجرت میں دینا جائز نہیں کیونکہ اس کا خیرات کرنا ضروری ہے۔

مسئلہ ۴۲ قربانی[5] کا گوشت کافروں[(۲)] کو بھی دینا جائز ہے بشرطیکہ اجرت میں نہ دیا جاوے۔

مسئلہ ۴۳ اگر[6] کوئی جانور گابھن ہو تو اس کی قربانی جائز ہے۔ پھر اگر بچہ زندہ نکلے تو اس کو بھی ذبح کر دے۔

باب ۲۰ عقیقے کا بیان

مسئلہ ۱ جس[7] کے کوئی لڑکا یا لڑکی پیدا ہو تو بہتر ہے کہ ساتویں دن اس کا نام رکھ دے اور عقیقہ کر دے۔ عقیقہ کر دینے سے بچہ کی سب الابلا دور ہو جاتی ہے اور آفتوں سے حفاظت رہتی ہے۔

مسئلہ ۲ عقیقہ[8] کا طریقہ یہ ہے کہ اگر لڑکا ہو تو دو بکری یا دو بھیڑ اور لڑکی ہو تو ایک بکری یا بھیڑ ذبح کرے یا قربانی کی گائے میں لڑکے کے واسطے دو حصے اور لڑکی کے واسطے ایک حصہ لے لیوے اور سر کے بال منڈوا دیوے اور بال کے برابر چاندی یا سونا تول کر خیرات کر دے اور بچہ کے سر میں اگر دل چاہے تو زعفران لگا دیوے۔

مسئلہ ۳ اگر ساتویں دن عقیقہ نہ کرے تو جب کرے ساتویں دن ہونے کا خیال کرنا بہتر ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ جس دن بچہ پیدا ہوا ہو اس سے ایک دن پہلے عقیقہ کر دے۔ یعنی اگر جمعہ کو پیدا ہوا ہو تو جمعرات کو عقیقہ کر دے اور اگر جمعرات کو پیدا ہوا ہو تو بدھ کو کرے۔ چاہے جب کرے وہ حساب سے ساتواں دن پڑے گا۔

مسئلہ ۴ یہ[9] جو دستور ہے کہ جس وقت بچہ کے سر پر استرا رکھا جاوے اور نائی سر مونڈنا شروع کرے فوراً اسی وقت بکری ذبح ہو۔ یہ محض مہمل رسم ہے۔ شریعت سے سب جائز ہے چاہے سر مونڈنے کے بعد ذبح کرے یا ذبح[(۳)] کرے تب سر مونڈے۔ بے وجہ ایسی باتیں تراش

۱: وان فعل بغير امرهم اوبغير امربعضهم لاتجوز عنه ولا عنهم ۱۲ فتاوىٰ هنديه ج ٦ ص ۲۰۲۔

۲: دفع بقرة الى رجل على ان يعلفها وما يكون من اللبن والسمن بينهما انصافافالاجارة فاسدة وعلىٰ صاحب البقرة للرجل اجرقيامه وقيمة علفه ان اعلفها من علف هو ملكه ۱۲ فتاوىٰ هنديه ص ۲۷۱ ج ۵۔

۳: لواشترى لنفسه ولزوجته واولادة الكبار بدنة ولم يقسموها تجزيهم اولاوالظاهرانها لاتشترط لان المقصود منها الاراقة وقد حصلت ۱۲ رد المحتار ص ۳۱۰ ج ۵۔

٤: فان بيع اللحم اوالجلد به اى بمستهلك اوبدراهم تصدق بثمنه ۱۲ شرح التنوير ص ۳۲۱ ج ۵۔

۵: ويهب منها ماشاء للغنى والفقير والمسلم والذمى ۱۲ فتاوىٰ هنديه ص ۳۰۱ ج ٦۔

٦: فان خرج (الولد) من بطنها حيا فالعامة انه يفعل به مايفعل بالام ۱۲ رد المحتار ص ۳۱۵ ج ۵۔

۷: يستحب لمن ولدله ولدان يسميه يوم اسبوعه رد المحتار ص ۳۲۸ ج ۵

۸: ويحلق راسه ويتصدق عند الائمة الثلاثة بزنة شعره فضة اوذهبا ثم يعق عندالحلق وهى شاة تصلح للاضحية تذبح الذكر والانثى منها الشافعى واحمد سنة موكدة شاتان عن الغلام وشاةعن الجارية ۱۲ رد المحتار ص ۳۲۸ ج ۵۔

۹: والمسئلة ظاهرة فان النص لم يرد به وفى مقدمات ابن رشد ص ۲۰۔ ج ۲ قال عطاء يبدأ بالحلق قبل الذبح۱۲

(۱) جس کو بعض جگہ چرائی پر دینا اور بعض جگہ ادھیان اور بعض جگہ حصہ پر دینا بھی کہتے ہیں۔ ۱۲

(۲) قلت المصرح حكم الذمى والمعاهد كالذمى فى جواز الاحسان ۱۲ ف۔

(۳) جائز دونوں ہیں مگر عطاء نے فرمایا ہے کہ اولیٰ یہ ہے کہ ذبح سے پہلے سر مونڈا جائے (ص ۲۰ ج ۲ مقدمات ابن رشد مع مدونہ ۱۲)

لینا برا ہے۔

مسئلہ۵ جس[۱] جانور کی قربانی جائز نہیں اس کا عقیقہ بھی درست نہیں اور جس کی قربانی درست ہے اس کا عقیقہ بھی درست ہے۔

مسئلہ۶ عقیقہ[۲] کا گوشت چاہے کچا تقسیم کرے چاہے پکا کر کے بانٹے، چاہے دعوت کر کے کھلاوے سب درست[(۱)] ہے۔

مسئلہ۷ عقیقہ[۳] کا گوشت باپ، دادا، نانا، نانی، دادی وغیرہ سب کو کھانا درست ہے۔

مسئلہ۸ کسی[۴] کو زیادہ توفیق نہیں اس لئے اس نے لڑکے کی طرف سے ایک ہی بکری کا عقیقہ کیا تو اس کا بھی کچھ حرج نہیں ہے۔ اور اگر بالکل عقیقہ ہی نہ کرے تو بھی کچھ حرج نہیں۔

باب۲۱ حج کا بیان

جس شخص کے پاس ضروریات سے زائد اتنا خرچ ہو کہ سواری پر متوسط گذران سے کھاتا پیتا چلا جاوے، اور حج کر کے چلا آوے اس کے ذمہ حج فرض ہو جاتا ہے اور حج کی بڑی بزرگی آئی ہے۔ چنانچہ جناب[۵] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو حج گناہوں اور خرابیوں سے پاک ہو اس کا بدلہ بجز بہشت کے اور کچھ نہیں۔ اسی طرح عمرہ پر بھی بڑے ثواب کا وعدہ فرمایا گیا ہے۔ چنانچہ حضور[۶] ﷺ نے فرمایا ہے کہ حج اور عمرہ دونوں کے دونوں گناہوں کو اس طرح دور کرتے ہیں جیسے بھٹی لوہے کے میل کو دور کر دیتی ہے اور جس کے ذمہ حج فرض ہو اور وہ نہ کرے اس کے لئے بڑی دھمکی آئی ہے۔ چنانچہ[۷] رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے جس شخص کے پاس کھانے، پینے اور سواری کا اتنا سامان ہو جس سے وہ

۱: وهي شاة تصلح للاضحية تذبح للذكر والانثى ۱۲ رد المحتار ص ۳۲۰ ج ۵

۲: سواء فرق لحمها نيا او طبخه بحموضه او بدونها مع كسر عظمها اولا واتخاذ دعوته اولا ۱۲ رد المحتار ج ۵ ص ۳۲۸۔

۳: قال شيخ مشائخنا المشهور فى الافاق مولانا محمد اسحاق الدهلوى فى احكام العقيقة فى تكملة مالابدمنه قال العلماء حكم العقيقة حكم الاضحية پس دریں صورت خوردن گوشت آں، مادر، پدر وجد وجدہ رانیز جائز است والمشهور خلافه فلا اصل له فى الشرع اھ ۱۲

٤: عن ابن عباس ان رسول الله ﷺ عق عن الحسن والحسين كبشا كبشا رواه ابوداؤد عندالنسائى كبشين كبشين وعن بريدةؓ قال كنا فى الجاهلية اذا ولدلاحدنا غلام ذبح شاة ولطخ راسه بدمها فلما جاء الاسلام كنا نذبح الشاة يوم السابع ونحلق راسه ونلطخه بزعفران رواه ابوداؤد ومشكوٰة ص ۳۶۳ فلعل من قال باستحباب العقيقة أخذبظاهرهذه الروايات وظاهر مافى البدايع انها مكروهة وفى العالمگيريه ص ۲٤ ج ٦ ذكرمحمد فى العقيقة فمن شاء فعل ومن شاء لم يفعل وهذا يشيرالى الاباحة فيمنع كونه سنة وذكر فى الجامع الصغير ولا يعق عن الغلام ولا عن الجارية وانه اشارة الى الكراهة كذافى البدايع قلت حاصل ماذكرفى البدايع انه نسخت العقيقة بماروى عنه ﷺ انه قال نسخت الاضحية كل دم كان قبلها والعقيقة كانت قبل الاضحية فصارت منسوخة كالعتيرة وما كانت قبلها فرضا بل كانت فضلاوليس بعد نسخ الفضل، الاالكراهة بخلاف صوم عاشوراء وبعض الصدقات المنسوخة حيث لايكره التنفل بها بعد النسخ لان ذلك كان فرضا وانتساخ الفرضية لايخرجه عن كونه قربة فى نفسه والله اعلم ۱۲ منه (ف)۔

۵: عن ابى هريرةؓ قال قال رسول الله ﷺ العمرة الى العمرة كفارة لما بينهما والحج المبرور ليس له جزاء الاالجنة متفق عليه ۱۲ مشكوة ص ۲۲۱۔

۵: عن ابن مسعودؓ قال رسول الله ﷺ تابعوابين الحج والعمرة فانهما ينفيان الفقر والذنوب كما ينفى الكير خبث الحديد والذهب والفضة وليس للحجة المبرورة ثواب الاالجنة رواه الترمذى والنسائى وابوداٶد ورواه احمد و ابن ماجه عن عمر الى قوله خبث الحديد ۱۲ مشكوة ص ۲۲۲۔

۷: عن علىؓ قال قال رسول الله ﷺ من ملك زاد اوراحلة تبلغه الى بيت الله ولم يحج فلان عليه ان يموت يهوديا او نصرانيا الحديث مشكوة ص ۲۲۲۔

(۱) اور عقیقہ میں ان باتوں کی رعایت بھی مستحب ہے کہ ایک ٹانگ (یعنی ران کی جڑ سے پیر تک پوری ٹانگ) دائی کو دے اور ایک تہائی گوشت کچا یا پکا خیرات کرے اور دو تہائی عزیزوں میں تقسیم کرے۔ اگر چاہے ان دو حصوں میں سے خود بھی کھاوے اور بہتر ہے کہ عقیقہ کی ہڈیاں نہ توڑی جاویں اور سر کی حجام بال مونڈنے والے کو دیوے اور یہ سب باتیں واجب نہیں ۱۲ میں کہتا ہوں کہ اکثر عوام ان باتوں کو ضروری سمجھنے لگے ہیں۔ اس وجہ سے ان کو بتانے کے لئے کہ یہ باتیں ضروری نہیں کبھی کبھی اس کا خلاف بھی کرنا چاہئے (ف)۔

بیت اللہ شریف جاسکے اور پھر وہ حج نہ کرے تو وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر مرے⁽¹⁾ خدا کو اس کی کچھ پرواہ نہیں ہے اور یہ بھی فرمایا ہے کہ حج کا ترک کرنا اسلام کا طریقہ نہیں ہے۔

مسئلہ ۱ عمر بھر میں ایک مرتبہ حج کرنا فرض ہے۔ اگر کئی حج کئے تو ایک فرض ہوا اور سب نفل ہیں اور اس کا بھی بہت بڑا ثواب ہے۔

مسئلہ ۲ جوانی [2] سے پہلے لڑکپن میں اگر کوئی حج کیا ہے تو اس کا کچھ اعتبار نہیں⁽²⁾ ہے۔ اگر مالدار ہے تو جوان ہونے کے بعد پھر حج کرنا فرض ہے اور جو حج لڑکپن میں کیا ہے وہ نفل ہے۔

مسئلہ ۳ اندھی [3] پر حج فرض نہیں ہے۔ چاہے جتنی مالدار ہو۔

مسئلہ ۴ جب [4] کسی پر حج فرض ہو گیا تو فوراً اسی سال حج کرنا واجب ہے بلا عذر دیر کرنا اور یہ خیال کرنا کہ ابھی عمر پڑی ہے پھر کسی سال حج کرلیں گے درست نہیں ہے۔ پھر دو چار برس کے بعد بھی اگر حج کر لیا تو ادا ہو گیا لیکن گناہ گار ہوئی۔

مسئلہ ۵ حج [5] کرنے کے لئے راستہ میں اپنے شوہر کا یا کسی محرم کا ساتھ ہونا بھی ضروری ہے۔ بغیر اس کے حج کے لئے جانا درست نہیں ہے۔ ہاں البتہ اگر مکہ سے اتنی دور پر رہتی ہو کہ اس کے گھر سے مکہ تک تین منزل نہ ہو تو بے شوہر اور محرم کے ساتھ بھی جانا درست ہے۔

مسئلہ ۶ اگر [6] وہ محرم نابالغ ہو یا ایسا بددین ہو کہ ماں بہن وغیرہ سے بھی اس پر اطمینان نہیں تو اس کے ساتھ جانا درست نہیں۔

مسئلہ ۷ جب [7] کوئی محرم قابل اطمینان ساتھ جانے کے لئے مل جاوے تو اب حج کو جانے سے شوہر کا روکنا درست نہیں ہے۔ اگر شوہر روکے بھی تو اس کی بات نہ مانے اور چلی جاوے۔

مسئلہ ۸ جو [8] لڑکی ابھی جوان نہیں ہوئی لیکن جوانی کے قریب ہو چکی ہے اس پر بھی بغیر شرعی محرم کے جانا درست نہیں اور غیر محرم کے ساتھ جانا بھی درست نہیں۔

مسئلہ ۹ جو [9] محرم اس کو حج کرانے کے لئے جاوے اس کا سارا خرچ اسی پر واجب ہے کہ جو کچھ خرچ ہو دیوے۔

مسئلہ ۱۰ اگر [10] ساری عمر ایسا محرم نہ ملا جس کے ساتھ سفر کرے تو حج نہ کرنے کا گناہ نہ ہوگا۔ لیکن مرتے وقت یہ وصیت کر جانا واجب ہے کہ میری طرف سے حج کرا دینا۔ مر جانے کے بعد اس کے وارث اسی کے مال میں سے کسی آدمی کو خرچ دے کر بھیجیں کہ وہ جا کر مردہ کی طرف سے حج کر آوے۔ اس سے اس کے ذمہ کا حج اتر جاویگا اور اس حج کو جو دوسرے کی طرف سے کیا جاتا ہے حج بدل کہتے ہیں۔

مسئلہ ۱۱ اگر [11] کسی کے ذمہ حج فرض تھا اور اس نے سستی سے دیر کر دی پھر وہ اندھی ہو گئی یا ایسی بیماری ہو گئی کہ سفر کے قابل نہ رہی تو اس کو بھی حج

۱: ولایجب فی العمر الامرة واحدة ۱۲ شرح البدایة ج ۱ ص ۲۱۳ ۔

۲: الحج واجب علی الاحرار البالغین ۱۲ شرح البدایہ ج ۱ ص ۲۱۳ ۔

۳: فلایجب علی مقعد ومفلوج وشیخ کبیرلایثبت علی الراحلة بنفسه واعمی وان وجدقائدا ۱۲ شامی ص ۲۲۸ ج ۲ وشرح البدایه ص ۲۱٤ ج ۱ ۔

٤: ثم هوواجب علی الفورعندابی یوسف وعن ابی حنیفة مایدل علیه وعندمحمدوالشافعی علی التراخی ۱۲ شرح البدایه ص ۲۱٤ ج ۱ ۔

۵: ویعتبر فی المراة ان یکون لها محرم تحج به اوزوج ولایجوزلها ان تحج بغیرهما اذا کان بینها وبین مکة ثلثة ایام ۱۲ شرح البدایه ج ۱ ص ۳۵۱ ۔

٦: ولهاان تخرج مع کل محرم الاان یکون مجوسیالانه یعتقداباحة مناکحتهاو لاعبرةبالصبی والمجنون ۱۲ شرح البدایه ج ۱ ص ۲۱۵ ۔

۷: واذا وجدت محرما لم یکن للزوج منعها ۱۲ شرح البدایه ج ۱ ص ۲۱۵ ۔

۸: والصبیة التی بلغت حدالشهوة بمنزلة البالغة حتی لایسافربها من غیرمحرم ۱۲ شرح البدایة ص ۲۱۵ ۔

۹: ونفقة المحرم علیها لانها تتوسل به الی اداء الحج ۱۲ شرح البدایه ص ۲۱۵ ج ۱ ۔

۱۱،۱۰: فیجب الایصاء ان منع المرض اوخوف الطریق اولم یوجد زوج ولا محرم ۱۲ رد المحتار ج ۲ ص ۱۳۵ و ج ۲ ص ۳۸۹ ۔

(۱) یہاں عبارت درست کی گئی ہے۔ ۱۲ شبیر علی

(۲) یعنی اس سے فرض ادا نہ ہوگا۔ یہ غرض نہیں ہے کہ ثواب بھی نہ ہوگا بلکہ نفل حج کا بہت بڑا ثواب ملے گا۔ ۱۲ منہ

بدل کی وصیت کر جانا چاہیے۔

مسئلہ ۱۲ اگر وہ اتنا مال چھوڑ کر مری ہو کہ قرض وغیرہ دے کر تہائی مال میں سے حج بدل کرا سکتے ہیں تب تو وارث پر اس کی وصیت کا پورا کرنا اور حج بدل کرانا واجب ہے۔ اور اگر مال تھوڑا ہے کہ ایک تہائی میں سے حج بدل نہیں ہو سکتا تو اس کا ولی (۱) حج نہ کرائے۔ ہاں اگر ایسا کرے کہ تہائی مال مردہ کا دیوے اور جتنا زیادہ لگے وہ خود دیدے تو البتہ حج بدل کرا سکتا ہے۔ غرض یہ ہے کہ مردے کا تہائی مال سے زیادہ نہ دیوے۔ ہاں اگر اس کے سب وارث بخوشی راضی ہو جاویں کہ ہم اپنا حصہ نہ لیویں گے تم حج بدل کرا دو تو تہائی مال سے زیادہ لگا دینا بھی درست ہے لیکن نابالغ وارثوں کی اجازت کا شرع میں کچھ اعتبار نہیں ہے۔ اس لئے ان کا حصہ ہر گز نہ لیوے۔

مسئلہ ۱۳ اگر وہ حج بدل کی وصیت کر کے مر گئی لیکن مال کم تھا اس لئے تہائی مال میں حج بدل نہ ہو سکا اور تہائی سے زیادہ لگانے کو وارثوں نے خوشی سے منظور نہ کیا اس لئے حج نہیں کرایا گیا تو اس بے چاری پر کوئی گناہ نہیں۔

مسئلہ ۱۴ سب وصیت کا یہی حکم ہے۔ سو اگر کسی کے ذمے بہت روزے یا نمازیں قضا باقی تھیں یا زکوۃ باقی تھی اور وصیت کر کے مر گئی تو فقط تہائی مال سے یہ سب کچھ کیا جاویگا۔ تہائی سے زیادہ بغیر وارثوں کی دلی رضامندی کے لگانا جائز نہیں ہے اور اس کا بیان پہلے بھی آچکا ہے۔

مسئلہ ۱۵ بغیر وصیت کئے اس کے مال میں سے حج بدل کرانا درست نہیں ہے۔ ہاں اگر سب وارث خوشی سے منظور کر لیں تو جائز ہے اور ان شاء اللہ (۲) حج فرض ادا ہو جائے گا۔ مگر نابالغ کی اجازت کا کچھ اعتبار نہیں۔

مسئلہ ۱۶ اگر یہ عورت عدت میں ہو تو عدت چھوڑ کر حج کو جانا درست نہیں۔

مسئلہ ۱۷ جس کے پاس مکہ کی آمد و رفت کے لائق خرچ ہو اور مدینہ کا خرچ نہ ہو اس کے ذمہ حج فرض ہو گا۔ بعضے آدمی سمجھتے ہیں کہ جب تک مدینہ کا بھی خرچ نہ ہو جانا فرض نہیں یہ بالکل غلط خیال ہے۔

مسئلہ ۱۸ احرام میں عورت کو منہ ڈھانکنے میں منہ سے کپڑا لگانا درست نہیں۔ آج کل اس کام کے لئے ایک جالی دار پنکھا بکتا ہے اس کو چہرہ پر باندھ لیا جاوے اور آنکھوں کے روبرو جالی رہے۔ اس پر برقعہ پڑا رہے یہ درست ہے۔

۱: اذا مات قبل ادائه فان مات عن غير وصية يأثم بلاخلاف وان احب الوارث ان يحج عنه حج وارجوان يجزيه ذلك انشاء الله تعالیٰ وان مات عن وصية لايسقط الحج عنه واذا حج عنه يجوز عندنا باستجماع شرائطه ويحج عنه ثلث ماله سواء قيد الوصية بالثلث اواطلق ۱۲ فتاوىٰ هنديه مختصراً ص ۱٦۷ ج ۱ ۔

۳،۲: ويجوز بالثلث للاجنبي وان لم يجزالوارث ذلك لالزيادة عليه الا ان تجيزورثته بعد موته وهم كبار ۱۲ شرح التنوير ج ٥ ص ٦۳۹ ويحج عنه من ثلث ماله سواء قيد الوصية بالثلث بان اوصى ان يحج عنه بثلث ماله واطلق بان اوصى بان يحج عنه ۱۲ فتاوى هنديه ج ۱ ص ۱٦۷ ۔

٤: وبشرط الامربه اى بالحج عنه فلا يجوز حج الغير بغير اذنه الا اذا حج اواحج الوارث عن مورثه فيجزيه انشاء الله تعالیٰ وهذا اذا لم يوص المورث اما لواوصى بالاحجاج عنه فلايجزيه تبرع غيره عنه وتمام الكلام على المسئلة فى رد المحتار ج ۲ ص ۳۹۲ ان الوصى لودفع المال لوارث ليحج به لايجوزا لاباجازة الورثة. وهم كبار لانه كالتبرع بالمال فلايجوز للوارث بلااجازة الباقين ۱۲ رد المحتار ج ۲ ص ۳۹۲۔

٥: فلاتخرج المراة الى الحج فى عدة طلاق اوموت ۱۲ فتاوى هنديه ج ۱ ص ۱٤۱ وشرح التنوير ج ۲ ص ۲۳٦۔

٦: وتفسير ملك الزادو الراحلة ان يكون له مال فاضل عن حاجته وهوما سوى مسكنه ولبسه وخدمه واثاث بيته قدر مايبلغه الى مكة ذاهبا وجائيارا كبالا ماشيا وسوى مايقضى به ديونه ويمسك نفقة عياله ومرمة مسكنه ونحوها الى وقت انصرافه ۱۲ فتاوى هنديه ج ۱ ص ۱٤۰۔

۷: المراة فى الاحرام كالرجل غيرانها لاتكشف راسها وتكشف وجهها والمراد بكشف الوجه عدم مماسة شيئ له كذافى غنية الناسك ص ۱۲،٤۹ (ف) ۔

(۱) مطلب یہ ہے کہ اس شہر سے نہ کراوے البتہ جس شہر سے اس قدر خرچ میں حج کو کوئی جا سکے وہاں سے بھیج دے۔ مثلاً وہ مال جس میں وصیت کی ہے کہ جدہ سے اس میں حج کو جانا ممکن ہے تو وہ روپیہ کسی حاجی کے ہاتھ جدہ بھیج دے کہ وہاں سے کسی جانے والے کو تجویز کر لیا جاوے۔

(۲) یہ عبارت اس مرتبہ بعد تحقیق درست کی گئی ہے۔ ۱۲ شبیر علی۔

مسئلہ۱۹ مسائل حج کے بدون حج کیے نہ سمجھ میں آسکتے ہیں نہ یاد رہ سکتے ہیں اور جب حج کو جاتے ہیں وہاں معلم لوگ سب بتلادیتے ہیں۔ اس لئے لکھنے کی ضرورت نہیں سمجھی۔ اسی طرح عمرہ کی ترکیب بھی وہاں جا کر معلوم ہو جاتی ہے۔

باب ۲۲ زیارت مدینہ کا بیان

اگر گنجائش ہو تو حج کے بعد یا حج سے پہلے مدینہ منورہ حاضر ہو کر جناب رسول مقبول ﷺ کے روضہ مبارک اور مسجد نبوی ﷺ کی زیارت سے برکت حاصل کرے۔ اس کی نسبت رسول مقبول ﷺ نے فرمایا[1] ہے کہ جس شخص نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی اس کو وہی برکت ملے گی جیسے میری زندگی میں کسی نے زیارت کی اور یہ بھی فرمایا ہے کہ جو شخص خالی حج کرلے اور میری زیارت کو نہ آوے اس نے میرے ساتھ بڑی بے مروتی کی اور اس (۱) مسجد کے حق میں آپ نے فرمایا[2] ہے کہ جو شخص اس میں ایک نماز پڑھے اس کو پچاس ہزار نماز کے برابر ثواب ملے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ دولت نصیب کرے اور نیک کاموں کی توفیق عطا فرماوے۔ آمین یارب العالمین۔

باب ۲۳ منت ماننے کا بیان

مسئلہ۱ کسی[3] کام پر عبادت (۲) کی بات کی کوئی منت مانی پھر وہ کام پورا ہو گیا جس کے واسطے منت مانی تھی تو اب منت کا پورا کرنا واجب ہے۔ اگر منت پوری نہ کرے گی تو بہت گناہ ہوگا۔ لیکن اگر کوئی واہیات منت ہو جس کا شرع میں کچھ اعتبار نہیں تو اس کا پورا کرنا واجب نہیں جیسا کہ ہم آگے بیان کرتے ہیں۔

مسئلہ۲ کسی[4] نے کہا یا اللہ اگر میرا فلانا کام ہو جاوے تو پانچ روزے رکھوں گی تو جب کام ہو جائے گا۔ پانچ روزے رکھنے پڑیں گے اور اگر کام نہ ہوا تو نہ رکھنا پڑیں گے۔ اگر فقط اتنا ہی کہا ہے کہ پانچ روزے رکھوں گی تو اختیار ہے چاہے پانچوں روزے ایک دم[5] سے لگاتار رکھے اور چاہے ایک ایک دو دو کر کے پورے پانچ کرلے۔ دونوں باتیں درست ہیں اور اگر نذر کرتے وقت یہ کہہ دیا کہ پانچوں روزے لگاتار رکھوں گی یا دل میں یہ نیت تھی تو سب ایک دم سے رکھنے پڑیں گے۔ اگر بیچ میں ایک آدھ چھوٹ جاوے تو پھر سے رکھے۔

مسئلہ۳ اگر[6] یوں کہا کہ جمعہ کا روزہ رکھوں گی یا محرم کی پہلی تاریخ سے دسویں تاریخ تک روزے رکھوں گی تو خاص جمعہ کو روزہ رکھنا واجب نہیں اور محرم کی خاص انہی تاریخوں میں روزہ رکھنا واجب نہیں۔ جب چاہے دس روزے رکھ لے لیکن دسوں لگاتار رکھنا پڑیں گے چاہے محرم میں رکھے چاہے کسی اور مہینے میں سب جائز ہے۔ اسی طرح اگر یہ کہا کہ آج میرا یہ کام ہو جاوے تو کل ہی روزہ رکھوں گی جب بھی اختیار ہے جب چاہے رکھے۔

مسئلہ۴ کسی[7] نے نذر کرتے وقت یوں کہا محرم کے مہینے کے روزے رکھوں گی تو محرم کے پورے مہینے کے روزے لگاتار رکھنا پڑیں گے۔ اگر بیچ میں کسی وجہ سے دس پانچ روزے چھوٹ جاویں تو اس کے بدلے اتنے روزے اور رکھ لے سارے روزے نہ دہراوے اور یہ بھی

۱: قال ﷺ من وجد سعة ولم یزرنی فقد جفانی وقال ﷺ من زارقبری وجبت له شفاعتی وقال ﷺ من زارنی بعد مماتی فکانما زارنی فی حیاتی ۱۲ مراقی الفلاح ص ۴۰۵۔

۲: قال ﷺ وصلوته فی مسجدی بخمسین الف صلوٰة وصلوته فی المسجد الحرام بمائة الف صلوٰة۔ رواه ابن ماجه مشکوٰة ص ۶۴۔

۳: ومن نذر نذرا مطلقا فعلیه الوفاء ۱۲ شرح البدایه ص ۴۶۱ ج ۲۔

۴: وان علق النذر بشرط فوجد الشرط فعلیه الوفاء بنفس النذر ۱۲ شرح البدایه ص ۴۶۱ ج ۲۔

۵: ولوقال لله علی ان اصوم یومین اوثلثة اوعشرة لزمه ذلك ویعین وقتا یودی فیه فان شاء فرق وان شاء تابع الا ان ینوی التتابع عند النذر فحینئذ یلزمه متتابعا فان نوی فیه التتابع وافطر یوما فیه اوحاضت المراة فی مدة الصوم استانف واستانفت ۱۲ فتاویٰ هندیه ج ۱ ص ۱۳۲۔

۶: والنذر غیر المعلق ولومعینا لایختص بزمان ومکان ودرهم وفقیر ۱۲ شرح التنویر ج ۲ ص ۲۰۲

۷: نذر صوم شهر معین لزمه متتابعالکن ان افطر فیه یوما قضاه وحده وان قال متتابعا بلا لزوم استقبل ۱۲ شرح التنویر ج ۳ ص ۱۰۸۔

(۱) یعنی مسجد نبوی ۱۲۔

(۲) بشرطیکہ وہ عبادت ایسی جنس سے ہو جس کا کرنا کسی وقت بھی فرض یا واجب ہوتا ہے۔ ۱۲

اختیار ہے کہ محرم کے مہینہ میں نہ رکھے اور مہینہ میں رکھے لیکن سب لگاتار رکھے۔

مسئلہ۵ کسی[۱] نے منت مانی کہ میری کھوئی ہوئی چیز مل جاوے تو میں آٹھ رکعت نماز پڑھوں گی تو اس کے مل جانے پر آٹھ رکعت نماز پڑھنا پڑے گی چاہے ایک دم سے آٹھوں رکعتوں کی نیت باندھے یا چار چار کی نیت باندھے یا دو دو کی سب اختیار ہے۔ اور اگر[(۱)] چار رکعت کی منت مانی تو چاروں ایک ہی سلام سے پڑھنا ہوں گی۔ الگ الگ دو دو پڑھنے سے نذر ادا نہ ہوگی۔

مسئلہ۶ کسی[۲] نے ایک رکعت پڑھنے کی منت مانی تو پوری دو رکعتیں پڑھنی پڑیں گی اگر تین کی منت کی تو پوری چار۔ اگر پانچ کی منت کی تو پوری چھ رکعتیں پڑھے۔ اسی طرح آگے کا بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ۷ یوں منت مانی کہ دس روپے خیرات کروں گی یا ایک روپیہ خیرات کروں گی، تو جتنا کہا ہے اتنا خیرات کرے۔ [۳]اگر یوں کہا پچاس روپے خیرات کروں گی اور اس کے پاس اس وقت فقط دس ہی روپے کی کائنات (پونجی) ہے تو دس ہی روپے دینا پڑیں گے۔ البتہ اگر دس روپے کے سوا کچھ مال اسباب بھی ہے تو اس کی قیمت بھی لگالیویں گے۔ اس کی مثال یہ سمجھو کہ دس روپے نقد ہیں اور سب مال اسباب پندرہ روپے کا ہے۔ یہ سب پچیس روپے ہوئے تو فقط پچیس روپے خیرات کرنا واجب ہے۔ اس سے زیادہ واجب نہیں۔

مسئلہ۸ اگر[۴] یوں منت[(۲)] مانی کہ دس مسکین کھلاؤں گی تو اگر دل میں کچھ خیال ہے کہ ایک وقت یا دو وقت کھلاؤں گی تب تو اسی طرح کھلاوے اور اگر کچھ خیال نہیں تو دو وقتہ دس مسکین کھلاوے اور اگر کچا اناج دیوے تو اس میں بھی یہی بات ہے کہ اگر دل میں کچھ خیال تھا کہ اتنا اتنا ہر ایک کو دوں گی تو اسی قدر دے اور اگر کچھ خیال نہ تھا تو ہر ایک کو اتنا دیوے جتنا ہم نے صدقہ فطر میں بیان کیا ہے۔

مسئلہ۹ اگر[۵] یوں کہا ایک روپیہ کی روٹی فقیروں کو بانٹوں گی تو اختیار ہے چاہے ایک روپیہ کی روٹی دیوے چاہے ایک روپیہ کی کوئی اور چیز یا ایک روپیہ نقد دیدے۔

مسئلہ۱۰ کسی[۶] نے یوں کہا دس روپے خیرات کروں گی۔ ہر فقیر کو ایک ایک روپیہ پھر دسوں روپے ایک ہی فقیر کو دیدیئے تو بھی جائز ہے۔ ہر فقیر کو ایک ایک روپیہ دینا واجب نہیں۔ اگر دس روپے بیس فقیروں کو دیدیئے تو بھی جائز ہے اور اگر یوں کہا دس روپے دس فقیروں پر خیرات کروں تو بھی اختیار ہے چاہے دس کو دیوے چاہے کم زیادہ کو۔

مسئلہ۱۱ اگر[۷] یوں کہا دس نمازی کھلاؤں گی یا دس حافظ کھلاؤں گی تو دس فقیر کھلاوے چاہے وہ نمازی اور حافظ ہوں یا نہ ہوں۔

مسئلہ۱۲ کسی[۸] نے یوں کہا کہ دس روپے مکہ میں خیرات کروں گی تو مکہ میں خیرات کرنا واجب نہیں۔ جہاں چاہے خیرات کرے یا یوں کہا تھا جمعہ کے دن خیرات کروں گی، فلانے فقیر کو دوں گی تو جمعہ کے دن خیرات کرنا اور اسی فقیر کو دینا ضروری نہیں۔ اسی طرح اگر روپے مقرر کر کے کہا کہ یہی روپے اللہ تعالیٰ کی راہ میں دوں گی تو بعینہ وہی روپے دینا واجب نہیں چاہے وہ دیوے یا اتنے ہی اور دیدے۔

مسئلہ۱۳ اسی[۹] طرح اگر منت مانی کہ جمعہ مسجد میں نماز پڑھوں گی یا مکہ میں نماز پڑھوں گی تو بھی اختیار ہے جہاں چاہے پڑھے۔

۱: لو نذران یصلی اربعا بتسلیمة فصلی اربعا بتسلیمتین لایخرج من النذر و بالعکس یخرج ۱۲ رد المحتار ج ۱ ص ۷۰۴۔

۲: اذا قال للّٰہ علی ان اصلی لزمه رکعتان و کذا ان قال اصلی صلوة اوقال نصف رکعة فان قال ثلث رکعات لزمه اربع ۱۲ فتاوی هندیه ص ۴۲ ج ۳۔

۳: التزم بالنذر باکثر ممایملك لزمه ما یملك فی المختار کمن قال ان قلت کذافعلیه الف صدقة ولیس له الامائة وان کان عنده عروض اوخادم یساوی مائة فانه یبیع ویتصدق وان کان یساوی عشرة یتصدق بعشرة وان لم یکن عنده شیئ فلا شیئ علیه ۱۲ فتاوی هندیه ج ۳ ص ۴۲۔

۴: اذا جعل الرجل للّٰہ علی نفسه طعام مساکین فهو علی مانوی من عدد المساکین و کیل الطعام وان لم یکن له نیته فعلیه اطعام عشرة مساکین لکل مسکین نصف صاع من حنطة ۱۲ فتاوی هندیه ص ۴۳ ج ۳۔

۵: رجل قال ان نجوت من هذا الغم الذی انا فیه فعلی ان اتصدق بعشرة دراهم خبزا فتصدق بعین الخبز او بثمنه یجزیه فتاوی هندیه ص ۴۳ ج ۳۔

۶: نذر بالتصدق علی الف مسکین فتصدق علی مسکین بالقدر التی التزم یخرج عن العهدة ۱۲ فتاوی هندیه ص ۴۳ ج ۳۔

۷،۸،۹: والنذر غیر المعلق ولو معینا لا یختص بزمان ومکان ودرهم وفقیر فلو نذر التصدق یوم الجمعة بمکة بهذا الدرهم علیٰ فلان فخالف جاز ۱۲ شرح التنویر ص ۲۰۲ ج ۲۔

(۱) لفظ اور اگر چار رکعت سے آخر تک عبارت بعد تحقیق اس مرتبہ اضافہ ہوئی ۱۲ شبیر علی۔

(۲) اس صورت میں اگر دس کی تخصیص مراد نہیں ہے بلکہ مقصود دس آدمیوں کی خوراک کا صرف کرنا ہے تو دس آدمیوں کی خوراک ایک آدمی کو بھی دے سکتی ہے۔ کذا فی العالمگیریہ ۱۲ تصحیح الاغلاط ۱۲

مسئلہ ۱۴ کسی نے کہا اگر میرا بھائی اچھا ہو جاوے تو ایک بکری ذبح کروں گی یا یوں کہا ایک بکری کا گوشت خیرات کروں گی تو منت ہو گئی۔ اگر یوں کہا کہ قربانی[1] کروں گی تو قربانی کے دنوں میں ذبح کرنا چاہئے اور دونوں صورتوں میں اس کا گوشت فقیروں کے سوا اور کسی کو دینا اور خود کھانا درست نہیں جتنا خود کھاوے یا امیروں کو دیدے اتنا پھر خیرات کرنا پڑے گا۔

مسئلہ ۱۵ ایک گائے قربانی کرنے کی منت مانی پھر گائے نہیں ملی تو سات بکریاں کر دے۔

مسئلہ ۱۶ یوں منت مانی تھی کہ جب میرا بھائی آوے تو دس روپے خیرات کروں گی۔ پھر آنے کی خبر پا کر اس نے آنے سے پہلے ہی روپے خیرات کر دیئے تو منت پوری نہیں ہوئی آنے کے بعد پھر خیرات کرے۔

مسئلہ ۱۷ اگر ایسے کام کے ہونے پر منت مانی جس کے ہونے کو چاہتی اور تمنا کرتی ہو کہ یہ کام ہو جاوے جیسے یوں کہے اگر میں اچھی ہو جاؤں تو ایسا کروں۔ اگر میرا بھائی خیریت سے آجاوے تو ایسا کروں۔ اگر میرا باپ مقدمہ سے بری ہو جاوے یا نوکر ہو جاوے تو ایسا کروں تو جب وہ کام ہو جاوے منت پوری کرے۔ اور اگر اس طرح کہا کہ اگر میں تجھ سے بولوں تو دو روزے رکھوں یا یہ کہا اگر آج میں نماز نہ پڑھوں تو ایک روپیہ خیرات کروں پھر اس سے بول دی یا نماز نہ پڑھی تو اختیار ہے چاہے قسم کا کفارہ دیدے اور چاہے دو روزے رکھے اور ایک روپیہ خیرات کرے۔

مسئلہ ۱۸ یہ منت مانی کہ ایک ہزار مرتبہ درود شریف پڑھوں گی یا ہزار مرتبہ کلمہ پڑھوں گی تو منت ہو گئی اور پڑھنا واجب ہو گیا اور اگر کہا ہزار دفعہ سبحان اللہ، سبحان اللہ پڑھوں گی یا ہزار دفعہ لاحول پڑھوں گی تو منت نہیں ہوئی اور پڑھنا واجب نہیں۔

مسئلہ ۱۹ منت مانی کہ دس کلام مجید ختم کروں گی یا ایک پارہ پڑھوں گی تو منت ہو گئی۔

مسئلہ ۲۰ یہ منت مانی کہ اگر فلانا کام ہو جاوے تو مولود پڑھواؤں گی تو منت نہیں ہوئی یا یہ منت کہ فلانی بات ہو جاوے تو فلانے مزار پر چادر چڑھاؤں یہ منت بھی نہیں ہوئی یا شاہ عبدالحق صاحب کا توشہ مانا یا سہ منی یا سید کبیر کی گائے مانی یا مسجد میں گلگلے چڑھانے اور اللہ میاں کے طاق بھرنے کی منت مانی یا بڑے پیر کی گیارہویں کی منت مانی تو یہ منت صحیح نہیں ہوئی۔ اس کا پورا کرنا واجب نہیں۔

مسئلہ ۲۱ مولیٰ مشکل کشا کا روزہ، آس بی بی کا کونڈا یہ سب واہیات خرافات ہیں اور مشکل کشا کا روزہ[2] ماننا شرک ہے۔

۱: ولو قال ان برئت من مرضي هذا ذبحت شاة اوعلي شاة اذبحها فبرئ لا يلزمه شيئ لان الذبح ليس من جنسه فرض بل واجب كالاضحية الا اذا زاد والتصدق بلحمها فليزمه ۱۲ شرح التنوير ص ۱۰۷ ج ۳ وفي المسئلة بحث طويل لا يسعه المقام من اراد الاطلاع عليه فليرجع الى رد المحتار ـ ف

۲: والحاصل ان نذر الاضحية صحيح لكنه ينصرف الى شاة اخرى غير الواجبة عليه ابتداء الا اذا قصد الا خبار عن الواجب عليه وكان في ايامها ۱۲ رد المحتار ص ۱۰۴ ج ۳ ـ

۳: ولوقال لله علي ان اذبح جزور او اتصدق بلحمه فذبح مكانه سبع شياه جاز ۱۲ فتاوى هنديه ص ۴۳ ج ۳ ـ

۴: بخلاف نذر المعلق فانه لا يجوز تعجيله قبل وجود الشرط لان المعلق علي شرط لا ينعقد سببا للحال بل عند وجود شرطه ۱۲ شرح التنوير رد المحتار ص ۲۰۳ ج ۳ ـ

۵: ان علق النذر بشرط يريد كونه كقوله ان شفي الله مريضي او رد غائبي لا يخرج منه بالكفارة ويلزمه عين ماسمى وان علق بشرط لا يريد كونه كدخول الدار ونحوه فيتخير بين الكفارة وبين عين ما الزمه ۱۲ فتاوى هنديه ص ۴۲ ج ۳ـ

۶: لونذر التسبيحات دبر الصلوٰة لم يلزمه ولونذر ان يصلي علي النبي ﷺ كل يوم كذالزمه وقيل لا ۱۲ شرح التنوير ص ۱۰۵ ج ۳ ـ

۷: في الخانية ولو قال علي الطواف بالبيت والسعي بين الصفا والمروة او علي ان اقراء القران ان فعلت كذا لايلزمه شئي اه قلت وهو مشكل فان القراءة عبادة مقصودة ومن جنسها واجب وكذا الطواف ۱۲ رد المحتار ص ۱۰۵ ج ۳ ـ

۹،۸: واعلم ان النذر الذي يقع للاموات من اكثر العوام وما يوخذ من الدراهم والشمع والزيت ونحوها الى ضرائح الاولياء الكرام تقربااليهم فهو بالاجماع باطل وحرام واقبح منه النذر بقراءة المولد في المنابر مع اشتماله علي الغناء واللعب وايهاب ثواب ذالك الى حضرت المصطفى ﷺ ۱۲ شرح التنوير و رد المحتار ص ۲۰۵ ج ۲ ـ

(۱) اس صورت میں اگر قربانی کرنے سے مطلق ذبح کرنا مراد ہو تو پھر بقر عید کے زمانہ کی تخصیص نہ ہو گی واللہ اعلم ۱۲ تصحیح الاغلاط

(۲) یوں ہی آس بی بی کا کونڈا ماننا بھی شرک ہے ۱۲ تصحیح الاغلاط

مسئلہ۲۲ یہ منت مانی کہ فلانی مسجد جو ٹوٹی پڑی ہے اس کو بنوا دوں گی یا فلانا پل بنوا دوں گی تو یہ منت بھی صحیح نہیں ہے۔ اس کے ذمہ کچھ واجب نہیں ہے۔[1]

مسئلہ۲۳ اگر یوں کہا کہ میرا بھائی اچھا ہو جاوے تو ناچ کراؤں گی یا باجہ بجواؤں گی تو یہ منت گناہ ہے۔ اچھا ہونے کے بعد ایسا کرنا جائز نہیں۔[2]

مسئلہ۲۴ اللہ تعالیٰ[3] کے علاوہ کسی اور سے منت ماننا مثلاً یوں کہنا اے بڑے پیر اگر میرا کام ہو جاوے تو میں تمہاری یہ بات کروں گی یا قبروں اور مزاروں پر جانا یا جہاں جن رہتے ہوں وہاں جانا اور درخواست کرنا حرام اور شرک ہے بلکہ اس منت کی چیز کا کھانا بھی حرام ہے اور قبروں پر جانے کی عورتوں[4] کے لئے حدیث میں ممانعت آئی ہے۔ حضرت محمد ﷺ نے ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔

باب ۲۴ قسم کھانے کا بیان

مسئلہ۱ بے ضرورت بات بات میں قسم کھانا بری بات ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کے نام کی بڑی بے تعظیمی اور بے حرمتی ہوتی ہے۔ جہاں تک ہو سکے سچی بات پر بھی قسم نہ کھانا چاہیے۔[5]

مسئلہ۲ جس[6] نے اللہ تعالیٰ کی قسم کھائی اور یوں کہا اللہ کی قسم، خدا کی قسم، خدا کی عزت و جلال کی قسم، خدا کی بزرگی اور بڑائی کی قسم، تو قسم ہو گئی۔ اب اس کے خلاف کرنا درست نہیں۔ اگر خدا کا نام نہیں لیا فقط اتنا کہہ دیا[7] میں قسم کھاتی ہوں کہ فلاں کام نہ کروں گی تب بھی قسم ہو گئی۔

مسئلہ۳ اگر[8] یوں کہا خدا گواہ ہے، خدا کو گواہ کر کے کہتی ہوں، خدا کو حاضر و ناظر جان کے کہتی ہوں تب بھی قسم ہو گئی۔

مسئلہ۴ قرآن[9] کی قسم کلام اللہ کی قسم، کلام مجید کی قسم کھا کر کوئی بات کہی تو قسم ہو گئی[(1)] اور اگر کلام مجید کو ہاتھ میں لے کر اس پر ہاتھ رکھ کر کوئی بات کہی لیکن قسم نہیں کھائی تو قسم نہیں ہوئی۔

مسئلہ۵ یوں[10] کہا اگر فلانا کام کروں تو بے ایمان ہو کر مروں، مرتے وقت ایمان نہ نصیب ہو بے ایمان ہو جاؤں یا اس طرح کہا کہ اگر فلانا کام کروں

۱: فلا يلزم النذر كعبادة المريض وتشييع الجنازة ودخول المسجد وبناء القنطرة والرباط والسقاية ونحوها ۱۲ شرح التنوير و رد المحتار ص ۱۰۳ ج ۳

۲: وان نذر بما هو معصية لايصح فان فعله يلزمه الكفارة ۱۲ فتاوىٰ هنديه ص ۴۲ ج ۳

۳: دیکھو حاشیہ مسئلہ نمبر۲۰ باب ہذا ۱۲

۴: عن ابن عباس رضى الله عنهما قال لعن رسول الله ﷺ زائرات القبور والمتخذين عليها المساجد والسرج رواه ابوداؤد والترمذى والنسائى مشكوٰة ص ۷۱ وفى المرقاة قيل هذا كان قبل الترخيص فلما رخص دخل فى الرخصة الرجال والنساء وقيل بل نهى النساء باق لقلة صبر هن وكثرة جزعهن اه قلت هذا هوالا حوط فى هذا الزمان فانهن هناك يرتكبن الفواحش واعمال القبيحة ولذااختار المولف هذا القول (ف) وفى رد المحتار وقيل تحرم عليهن والاصح ان الرخصة ثابتة لهن (بحر) وجزم فى شرح المنيه بالكراهة لما مرفى اتباعهن الجنازة وقال الخير الرملى ان كان ذلك لتجديد الحزن والبكاء والندب على ما جرت به عادتهن فلا تجوزوعليه حمل حديث لعن الله زائرات القبور وان كان للاعتبار والترحم من غير بكاء والتبرك بزيارة قبور الصالحين فلا باس اذاكن عجائز ويكره اذا كن شواب كحضور الجماعة فى المساجد اه وهوتوفيق حسن ۱۲ ـ

۵: قال فى المحيط الافضل فى اليمين بالله تعالىٰ تقليلها لان فى تكثير اليمين المضافة الى الماضى نسبته الى الكذب وفى تكثير اليمين المضافة الى المستقبل تعريض اسم الله تعالىٰ للهتك طحطاوى على الدرج ۲ ص ۳۲۴

۶: والقسم بالله وباسم من اسمائه كالرحمن والرحيم والحق او بصفة من صفاته كعزة الله وجلاله وكبريائه وعظمته وقدرته ۱۲ شرح التنوير ج ۳ ص ۷۶ـ

۷: دیکھو حاشیہ مسئلہ نمبر(۳) باب ہذا ۱۲

۸: لو قال اقسم او اقسم بالله او احلف او احلف بالله او اشهد او اشهد بالله فهو حالف ۱۲ شرح البدايه ج ۲ ص ۴۵۹

۹: واما الحلف بكلام الله فيدور مع العرف وقال العينى وعندى لو حلف بالمصحف اووضع يده عليه وقال وحق هذا فهو يمين ولا سيما فى هذا الزمان الذى كثرت فيه الايمان الفاجرة ورغبة العوام فى الحلف بالمصحف ۱۲ درو شامى ج ۳ ص ۷۸

۱۰: ولوان قال ان فعلت كذا فهو يهودى اونصرانى وكافر يكون يمينا ۱۲ شرح البدايه ج ۲ ص ۴۵۹

(۱) لیکن فقہاء نے ایسی قسم سے روکا ہے ۱۲

تو میں مسلمان نہیں تو قسم ہوگئی اسکے خلاف کرنے سے کفارہ دینا پڑے گا اور ایمان نہ جاوے(۱) گا۔

مسئلہ۶ اگر[۱] فلانا کام کروں تو ہاتھ ٹوٹیں، دیدے پھوٹیں، کوڑھی ہو جائے، بدن پھوٹ نکلے، خدا کا غضب ٹوٹے، آسمان پھٹ پڑے، دانے دانے کی محتاج ہو جائے - خدا کی مار پڑے، خدا کی پھٹکار پڑے، اگر فلانا کام کروں تو سور کھاؤں، مرتے وقت کلمہ نہ نصیب(۲) ہو، قیامت کے دن خدا اور رسول کے سامنے زرد رو ہوں، ان باتوں سے قسم نہیں ہوئی اس کے خلاف کرنے سے کفارہ نہ دینا پڑے گا۔

مسئلہ۷ خدا[۲] کے سوا کسی اور کی قسم کھانے سے قسم نہیں ہوتی جیسے رسول اللہ کی قسم، کعبہ کی قسم، اپنی آنکھوں کی قسم، اپنی جوانی کی قسم، اپنے ہاتھ پیروں کی قسم، اپنے باپ کی قسم، اپنے بچے کی قسم، اپنے پیاروں کی قسم، تمہارے سر کی قسم، تمہاری جان کی قسم، تمہاری قسم، اپنی قسم، اس طرح قسم کھا کے پھر اس کے خلاف کرے تو کفارہ نہ دینا پڑے گا۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کی قسم کھانا بڑا گناہ ہے۔ حدیث شریف میں اس کی بڑی ممانعت آئی ہے۔ اللہ کو چھوڑ کر اور کسی کی قسم کھانا شرک کی(۳) بات ہے اس سے بہت بچنا چاہئے۔

مسئلہ۸ کسی[۳] نے کہا تیرے گھر کا کھانا مجھ پر حرام ہے یا یوں کہ فلانی چیز میں نے اپنے اوپر حرام کر لی تو اس کہنے سے وہ چیز حرام نہیں ہوئی لیکن یہ قسم ہوگئی۔ اب اگر کھاوے گی تو کفارہ دینا پڑے گا۔

مسئلہ۹ کسی[۴] دوسرے کی قسم دلانے سے قسم نہیں ہوتی۔ جیسے کسی نے تم سے کہا تمہیں خدا کی قسم یہ کام ضرور کرو تو یہ قسم نہیں ہوئی۔ اس کے خلاف کرنا درست ہے۔

مسئلہ۱۰ قسم[۵] کھا کر اس کے ساتھ ہی انشاء اللہ کا لفظ کہہ دیا جیسے کوئی اس طرح کہے خدا کی قسم فلانا کام انشاء اللہ نہ کروں گی تو قسم نہیں ہوئی۔

مسئلہ۱۱ جو[۶] بات ہو چکی ہے اس پر جھوٹی قسم کھانا بڑا گناہ ہے۔ جیسے کسی نے نماز نہیں پڑھی اور جب کسی نے پوچھا تو کہہ دیا خدا کی قسم نماز پڑھ چکی یا کسی سے گلاس ٹوٹ گیا اور جب پوچھا گیا تو کہہ دیا خدا کی قسم میں نے نہیں توڑا، جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھالی تو اس کے گناہ کی کوئی حد نہیں اور اس کا کوئی کفارہ نہیں۔ بس دن رات اللہ سے توبہ استغفار کر کے اپنا گناہ معاف کراوے۔ سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہو سکتا اور اگر غلطی اور دھوکہ میں جھوٹی قسم کھالی جیسے کسی نے کہا خدا کی قسم ابھی فلانا آدمی نہیں آیا اور اپنے دل میں یقین کے ساتھ یہی سمجھتی ہے کہ سچی قسم کھا رہی ہوں، پھر معلوم ہوا کہ اس وقت آ گیا تھا تو معاف ہے اور اس میں گناہ نہ ہوگا اور کچھ کفارہ بھی نہیں۔

۱: ولو قال ان فعلت كذا فعلى غضب الله اوسخط الله فليس بحالف وكذا اذا قال ان فعلت كذا فانازان اوسارق اوشارب خمرا واكل ربوا ۱۲ شرح البدايه ج ۲ ص ۴۶۰

۲: ومن حلف بغير الله لم يكن حالفا كالنبى والكعبة لقوله عليه السلام من كان منكم حالفا فليحلف بالله اوليذر ۱۲ شرح البدايه ج ۲ ص ۴۵۸ ـ

۳: ومن حرم شيئا ثم فعله كفر ۱۲ شرح التنوير ج ۳ ص ۹۵

٤: لو قال لاحربحق الله او بالله ان تفعل كذا لايلزمه ذلك وان كان الاولى فعله ۱۲ شرح التنوير ج ٥ ص ۳۹۱

٥: ومن حلف على يمين وقال ان شاء الله متصلا بيمينه فلا حنث عليه ۱۲ شرح البدايه ج ۲ ص ٤٦٢

٦: الايمان على ثلثة اضرب اليمين الغموس ويمين منعقدة ويمين لغوفالغموس هو الحلف على امرماض يتعمد الكذب فيه، فهذه اليمين يا ثم فيها صاحبها ولا كفارة فيها الا التوبة والاستغفار والمنعقدة مايحلف على امر فى المستقبل ان يفعله اولا يفعله واذا حنث فى ذلك لزمه الكفارة ويمين اللغوان يحلف على امر ما ض وهو يظن انه كما قال اوالامر بخلافه فهذه اليمين نرجوان لايواخذالله بها صاحبها ۱۲ شرح البدايه ج ۲ ص ٤٥٧

(۱) مگر ایسی قسم سے نہایت بچنا چاہئے اور ہرگز ایسی قسم نہ کھانی چاہئے ۱۲ تصحیح الاغلاط۔

(۲) اس عبارت کا یہ مطلب ہے کہ مرنا تو ایمان کے ساتھ ہو مگر مرتے وقت زبان سے کلمہ نہ نکلے۔ حالانکہ مرتے وقت کلمہ کا نکلنا ایک عمدہ بات ہے اور اگر کہیں یہ رواج ہو کہ اس عبارت سے یہ مراد لیتے ہوں کہ مرتے وقت ایمان جاتا رہے تو اس کا وہ حکم ہوگا جو اس سے پہلے مسئلہ میں مذکور ہے یعنی قسم ہوگئی اور خلاف کرنے سے کفارہ دینا پڑے گا ۱۲ محشی

(۳) مطلب یہ ہے کہ یہ بلکا سا شرک ہے۔ یہ وہ شرک نہیں جو کبھی نہ بخشا جاوے گا۔ پس ایسے شخص کو جو خدا کے سوا کسی اور کی قسم کھالے اسلام سے خارج نہیں کہیں گے اور اس کا نکاح بھی قائم رہیگا۔

مسئلہ۱۲ اگر ایسی بات پر قسم کھائی جو ابھی نہیں ہوئی بلکہ آئندہ ہو گی جیسے کوئی کہے خدا کی قسم آج پانی برسے گا، خدا کی قسم آج میرا بھائی آوے گا یا پھر وہ نہیں آیا اور پانی نہیں برسا تو کفارہ دینا پڑے گا۔

مسئلہ۱۳ کسی[۱] نے قسم کھائی خدا کی قسم آج قرآن ضرور پڑھوں گی تو اب قرآن پڑھنا واجب ہو گیا۔ نہ پڑھے گی تو گناہ ہو گا اور کفارہ دینا پڑے گا اور کسی نے قسم کھائی خدا کی قسم آج فلانا کام نہ کروں گی تو وہ کام کرنا درست نہیں اگر کرے گی تو قسم توڑنے کا کفارہ دینا پڑے گا۔

مسئلہ۱۴ کسی[۲] نے گناہ کرنے کی قسم کھائی کہ خدا کی قسم آج فلانے کی چیز چرالاؤں گی، خدا کی قسم آج نماز نہ پڑھوں گی، خدا کی قسم اپنے ماں باپ سے کبھی نہیں بولوں گی تو ایسے وقت قسم توڑ دینا واجب ہے۔ توڑ کے کفارہ دیدے نہیں تو گناہ ہو گا۔

مسئلہ۱۵ کسی[۳] نے قسم کھائی کہ آج میں فلانی چیز نہ کھاؤں گی۔ پھر بھولے سے کھالی اور قسم یاد نہ رہی یا کسی نے زبردستی منہ چیر کر کھلادی تب بھی کفارہ دیوے۔

مسئلہ۱۶ غصہ[۵] میں قسم کھائی کہ تجھ کو کبھی ایک کوڑی نہ دوں گی، پھر ایک پیسہ یا ایک روپیہ دے دیا تب بھی قسم ٹوٹ گئی کفارہ دیوے۔

باب ۲۵ قسم کے کفارے کا بیان

مسئلہ۱ اگر کسی[۶] نے قسم توڑ ڈالی تو اس کا کفارہ یہ ہے کہ دس ۱۰ محتاجوں کو دو وقتہ کھانا کھلا دیوے یا کچا اناج دے دے اور ہر فقیر کو انگریزی تول سے آدھی چھٹانک اوپر پونے دو سیر گیہوں دینا چاہئے بلکہ احتیاطاً پورے دو سیر دے دے اور اگر جو دے تو اس کے دونے دیوے باقی اور سب ترکیب فقیر کھلانے کی وہی ہے جو روزے کے کفارے میں بیان ہو چکی یا دس ۱۰ فقیروں کو کپڑا پہنا دے ہر فقیر کو اتنا بڑا کپڑا دیوے جس سے بدن کا زیادہ حصہ ڈھک جاوے جیسے چادر یا بڑا لمبا کرتہ دے دیا تو کفارہ ادا ہو گیا لیکن وہ کپڑا بہت پرانا نہ ہونا چاہئے۔ اگر ہر فقیر کو فقط ایک ایک لنگی یا فقط ایک ایک پاجامہ دے دیا تو کفارہ ادا نہیں ہوا اور اگر لنگی کے ساتھ کرتہ بھی ہو تو ادا ہو گیا۔ ان دونوں باتوں میں اختیار ہے چاہے کپڑا دے اور چاہے کھانا کھلادے ہر طرح کفارہ ادا ہو گیا۔ اور یہ حکم جو بیان ہوا واجب ہے کہ مرد کو کپڑا دیوے اور اگر کسی غریب عورت کو کپڑا دیا تو اتنا بڑا کپڑا ہونا چاہئے کہ سارا بدن ڈھک جاوے اور اس سے نماز[۷] پڑھ سکے اس سے کم ہو گا تو کفارہ ادا نہ ہو گا۔

مسئلہ۲ اگر[۸] کوئی ایسی غریب ہو کہ نہ تو کھانا کھلا سکتی ہے اور نہ کپڑا دے سکتی ہے تو لگاتار تین روزے رکھے اگر الگ الگ کر کے تین روزے پورے کر لئے تو کفارہ ادا نہیں ہوا تینوں لگاتار رکھنا چاہئے۔ اگر دو روزے رکھنے کے بعد بیچ میں کسی عذر سے ایک روزہ چھوٹ گیا تو اب پھر سے تینوں رکھے۔

مسئلہ۳ قسم[۹] توڑنے سے پہلے ہی کفارہ ادا کر دیا اس کے بعد قسم توڑی تو کفارہ صحیح نہیں ہوا اب قسم توڑنے کے بعد پھر کفارہ دینا چاہئے اور جو کچھ فقیروں کو دے چکی ہے اس کو پھیر لینا درست نہیں۔

مسئلہ۴ کسی[۱۰] نے کئی[(۱)] دفعہ قسم کھائی جیسے ایک دفعہ کہا خدا کی قسم فلانا کام نہ کروں گی اس کے بعد[(۲)] پھر کہا خدا کی قسم فلانا کام نہ کروں گی۔ اسی دن یا اس

۱، ۲: دیکھو حاشیہ مسئلہ نمبر ۱ باب ہذا ۱۲ منہ

۳: ومن حلف علی معصیة کعدم الکلام مع ابویه اوقتل فلان الیوم وجب الحنث والتکفیر ۱۲ شرح التنویر ص ۹۵ ج ۳

۴: ومن فعل المحلوف علیه مکرها اوناسیها فهو سواء ۱۲ شرح البدایه ج ۲ ص ۴۵۷

۵: وفی الدرالمختار ج ۲ ص ۱۱۰ ان الایمان مبنیة علی الالفاظ (ای الالفاظ العرفیة رد المحتار) لاعلی الاغراض اه والمتعارف عندنا بمثل هذا الکلام انه لایعطیه شیئا ۱۲ (ف)

۶: وکفارته تحریر رقبة اواطعام عشرة مساکین کما مرفی الظهار او کسوتهم بما یستر عامة البدن فلم یجز السراویل لان لابسه یسمی عریانا عرفا ۱۲ شرح التنویر ورد المحتار ج ۲ ص ۶۲

۷: وادناه ما یجوز فیه الصلوٰة ۱۲ شرح البدایه ص ۴۶۰۔

۸: فان لم یقدر علی احدا لا شیاء الثلثة صام ثلثة ایام متتابعات ۱۲ شرح البدایه ج ۲ ص ۴۶۰

۹: وان قدم الکفارة علی الحنث لم یجزه ۱۲ شرح البدایة ج ۲ ص ۴۶۰

۱۰: اذا حلف الرجل علی امرلا یفعله ابدا ثم حلف فی ذلک المجلس او مجلس اخرلا افعله ابدا ثم فعله کانت علیه کفارة یمنیین وهذا اذا نوی یمینا او نوی التغلیظ او لم یکن له نیته واذا نوی بالکلام الثانی الیمین الاولی علیه کفارة واحدة ۱۲ فتاویٰ هندیه ج ۲ ص ۳۷۔

(۱) چاہے اسی مجلس میں یا دوسری مجلس میں ۱۲ (ف)۔

(۲) یعنی ایک کام کے نہ کرنے پر چند مرتبہ قسم کھائی اور بعد کی قسموں سے پہلی قسم کی تاکید مقصود تھی دوسری قسم کی نیت نہ تھی تو اس صورت میں ایک ہی کفارہ واجب ہو گا اور اگر دوسری قسم کی نیت تھی یا کچھ نیت نہ تھی تو پھر ایک قسم کا کفارہ واجب ہو گا جیسا کہ عالمگیری کی عبارت سے ظاہر ہے ۱۲ ف۔

کے دوسرے تیسرے دن غرض اسی طرح کئی مرتبہ کہا یا یوں کہا خدا کی قسم، اللہ کی قسم، کلام اللہ کی قسم فلانا کام ضرور کروں گی پھر وہ قسم توڑ دی تو ان سب قسموں کا ایک ہی کفارہ دے دے۔

مسئلہ۵ کسی[1] کے ذمہ قسموں کے بہت کفارے جمع ہوگئے تو بقول مشہور[(1)] ہر ایک کا جدا کفارہ دینا چاہیے۔ زندگی میں نہ دے تو مرتے وقت وصیت کر جانا واجب ہے۔

مسئلہ۶ کفارہ[2] میں انہی مساکین کو کپڑا یا کھانا دینا درست ہے جن کو زکوٰۃ دینا درست ہے۔

باب ۲۶ گھر میں جانے کی قسم کھانے کا بیان

مسئلہ۱ کسی[3] نے قسم کھائی کبھی تیرے گھر نہ جاؤں گی پھر اس کے دروازہ کی دہلیز پر کھڑی ہوگئی یا دروازے کے چھجے کے نیچے کھڑی ہوگئی اندر نہیں گئی تو قسم نہیں ٹوٹی۔ اور اگر دروازے کے اندر چلی گئی تو قسم ٹوٹ گئی۔

مسئلہ۲ کسی[4] نے قسم کھائی کہ اس گھر میں نہ جاؤں گی پھر جب وہ گھر گر کر بالکل کھنڈر ہوگیا تب اس میں گئی تو بھی قسم ٹوٹ گئی اور اگر بالکل میدان ہوگیا زمین برابر ہوگئی اور گھر کا نشان بالکل مٹ گیا یا اس کا کھیت بن گیا یا مسجد بنائی گئی یا باغ بنالیا گیا تب اس میں گئی تو قسم نہیں ٹوٹی۔

مسئلہ۳ قسم[5] کھائی کہ اس گھر میں نہ جاؤں گی پھر جب وہ گر گیا اور پھر سے بنوالیا گیا تب اس میں گئی تو قسم ٹوٹ گئی۔

مسئلہ۴ کسی[6] نے قسم کھائی کہ تیرے گھر نہ جاؤں گی پھر کوٹھا پھاند کر آئی اور چھت پر کھڑی ہوگئی تو قسم ٹوٹ گئی اگرچہ نیچے نہ اترے۔

مسئلہ۵ کسی[7] نے گھر میں بیٹھے ہوئے قسم کھائی کہ اب یہاں کبھی نہ آؤں گی اس کے بعد تھوڑی دیر بیٹھی رہی تو قسم نہیں ٹوٹی چاہے جے دن وہیں بیٹھی رہے جب باہر جاکر پھر آوے گی تب قسم ٹوٹے گی۔ اور اگر قسم کھائی کہ یہ کپڑا نہ پہنوں گی یہ کہہ کر فوراً اتار ڈالا تو قسم نہیں ٹوٹی اور اگر فوراً نہیں اتارا کچھ دیر پہنے رہی تو قسم ٹوٹ گئی۔

مسئلہ۶ قسم[8] کھائی کہ اس گھر میں نہ رہوں گی اس کے بعد فوراً اس گھر سے اسباب اٹھالے جانے کا بندوبست کرنا شروع کردیا تو قسم نہیں ٹوٹی۔ اور اگر فوراً نہیں شروع کیا کچھ دیر ٹھہر گئی تو قسم ٹوٹ گئی۔

مسئلہ۷ قسم[9] کھائی کہ اب تیرے گھر میں قدم نہ رکھوں گی تو مطلب یہ ہے کہ نہ آؤں گی۔ اگر میانے پر سوار ہوکر آئی اور گھر میں اسی میانے پر

۱: وتتعدد الكفارة لتعدد اليمين المجلس والمجالس سواء ولو قال عنيت بالثانى الا ول ففى حلفه بالله لا يقبل وبحجة وعمرة يقبل ۱۲ درمختار ج ۳ ص ۸۰۔

۲: ومصرفها مصرف الزكوٰة فما لا فلا ۱۲ شرح التنوير ج ۳ ص ۹٤

۳: ومن حلف لا يدخل بيتا فدخل الكعبة او المسجد اوالكنيسة لم يحنث وكذا اذا دخل دهليزا اوظلة باب الدار ۱۲ شرح البدايه ج ۲ ص ٤٦۲

٤: ومن حلف لا يد خل دارا فدخل دارا خربة لم يحنث ولو حلف لا يد خل هذه الدار فخربت ثم بنيت اخرى فد خلها يحنث وان جعلت مسجدا او حماما او بستانا او بيتا فد خله لم يحنث ۱۲ شرح البداية ج ۲ ص ٤٦۳

٥: ومن حلف لا يد خل دارا فدخل دارا خربة لم يحنث ولو حلف لا يد خل هذه الدار فخربت ثم بنيت اخرى فد خلها يحنث وان جعلت مسجدا او حماما او بستانا او بيتا فد خله لم يحنث ۱۲ شرح البداية ج ۲ ص ٤٦۳

٦: ومن حلف لا يد خل هذه الدار فوقف على سطحها حنث ۱۲ شرح البدايه ج ۲ ص ٤٦۳

۷ ومن حلف لا يدخل هذه الدار وهو فيها لم يحنث بالقعود حتى يخرج ثم يدخل ولو حلف لا يلبس هذا الثوب وهو لا بسه فنزعه فى الحال لم يحنث ۱۲ شرح البدايه ج ۲ ص ٤٦۳

۸: او حلف لا يسكن هذه الدار وهو سا كنها فاخذ فى النقلة من ساعته فان لبث على حاله ساعة حنث ۱۲ شرح البدايه ج ۲ ص ٤٦۳۔

۹: حلف لا يضع قدمه فى دار فلان حنث بد خولها مطلقا ولو حافيا اوراكبا ۱۲ شرح التنوير ص ۱۲۹ ج ۳

(۱) بقول مشہور کی قید اس مرتبہ اضافہ ہوئی شبیر علی۔

بیٹھی رہی قدم زمین پر نہیں رکھے تب بھی قسم ٹوٹ گئی۔

مسئلہ۸ کسی نے[1] قسم کھا کر کہا تیرے گھر کبھی نہ کبھی ضرور آؤں گی پھر آنے کا اتفاق نہیں ہوا تو جب تک زندہ ہے قسم نہیں ٹوٹی مرتے وقت قسم ٹوٹ جاوے گی اس کو چاہئے کہ اس وقت وصیت کر جاوے کہ میرے مال میں سے قسم کا کفارہ دے دینا۔

مسئلہ۹ قسم[2] کھائی کہ فلانے کے گھر نہ جاؤں گی تو جس گھر میں وہ رہتی ہو وہاں نہ جانا چاہئے۔ چاہے خود اسی کا گھر ہو یا کرایہ پر رہتی ہو یا مانگ لیا ہو اور بے کرایہ دیئے رہتی ہو۔

مسئلہ۱۰ قسم[3] کھائی کہ تیرے یہاں کبھی نہ آؤں گی پھر کسی سے کہا کہ تو مجھے گود میں لے کر وہاں پہنچا دے اسلئے اس نے گود میں لیکر پہنچا دیا تب بھی قسم ٹوٹ گئی۔ البتہ اگر اس نے نہیں کہا بغیر اس کے کہے کسی نے اس کو لاد کے وہاں پہنچا دیا تو قسم نہیں ٹوٹی۔ اسی طرح اگر قسم کھائی کہ اس گھر سے کبھی نہ نکلوں گی پھر کسی سے کہا کہ تو مجھ کو لاد کر نکال لے چل اور وہ لے گیا تو قسم ٹوٹ گئی اور اگر بلا کہے لاد لے گیا تو نہیں ٹوٹی۔

باب ۴۷ کھانے پینے کی قسم کھانے کا بیان

مسئلہ۱ قسم[4] کھائی کہ یہ دودھ نہ کھاؤں گی پھر وہی دودھ جما کر دہی بنایا تو اس کے کھانے سے قسم نہ ٹوٹے گی۔

مسئلہ۲ بکری[5] کا بچہ پلا ہوا تھا اس پر قسم کھائی اور کہا کہ اس بچہ کا گوشت نہ کھاؤں گی پھر وہ بڑھ کر پوری بکری ہو گئی تب اس کا گوشت کھایا تب بھی قسم ٹوٹ گئی۔

مسئلہ۳ قسم[6] کھائی کہ گوشت نہ کھاؤں گی پھر مچھلی کھائی یا کلیجی یا اوجھڑی کھائی تو قسم نہیں[(۱)] ٹوٹی۔

مسئلہ۴ قسم[7] کھائی کہ یہ گیہوں نہ کھاؤں گی پھر ان کو پسوا کر روٹی کھائی یا ان کے ستو کھائے تو قسم نہیں ٹوٹی اور اگر خود گیہوں ابال کر کھا لئے یا بھنوا کر چبائے تو قسم ٹوٹ گئی ہاں اگر یہ مطلب لیا ہو کہ ان کے آٹے کی کوئی چیز بھی نہ کھاؤں گی تو ہر چیز کے کھانے سے قسم ٹوٹ جاوے گی۔

مسئلہ۵ اگر یہ[8] قسم کھائی کہ یہ آٹا نہ کھاؤں گی تو اس کی روٹی کھانے سے قسم ٹوٹ جاوے گی اور اگر اس کا لپٹا یا حلوا یا کچھ اور پکا کر کھایا تب بھی قسم ٹوٹ گئی اور اگر ویسا ہی کچا آٹا پھانک گئی تو قسم نہیں ٹوٹی۔

مسئلہ۶ قسم[9] کھائی کہ روٹی نہ کھاؤں گی تو اس دیس میں جن چیزوں کی روٹی کھائی جاتی ہے نہ کھانا چاہئے نہیں تو قسم ٹوٹ جاوے گی۔

مسئلہ۷ قسم[10] کھائی کہ سری نہ کھاؤں گی تو چڑیا، بٹیر، مرغ وغیرہ چیزوں کا سر کھانے سے قسم نہ ٹوٹے گی اور بکری یا گائے کی سری کھائی تو قسم ٹوٹ گئی۔

۱: وان حلف لیاتین البصرة فلم یاتها حتی مات حنث فی اخر جزء من اجزاء حیاته ۱۲ شرح البدایه ج ۲ ص ٤٦٥

۲: ولو حلف لا ید خل دار فلان یرادبه نسبته السکنی الیه ۔ ای لا فرق بین کون السکنی بالملك او بالا جارة او العاریة الا اذا ستعارها لیتخذ فیها ولیمة ۱۲ شرح التنویر ص ۱۲۸ ج ۳

۳: ومن حلف لا یخرج من المسجد فامرانسانا فحمله فاخرجه حنث ولو اخرجه مکرها لم یحنث ولو حمله برضاه لا بامره لا یحنث ۱۲ شرح البدایه ج ۲ ص ٤٦٤

٤: وکذا اذا حلف لا یا کل من هذا الرطب ومن هذااللبن فصار تمراً وصار اللبن شیرازا لم یحنث ۱۲ شرح البدایه ج ۲ ص ٤٦٦

٥: ولو حلف لا یاکل هذا الحمل فاکل بعد ما صار کبشا حنث ۱۲ شرح البدایه ج ۲ ص ٤٦٦

٦: ولو حلف لا یاکل لحما فاکل لحم سمك لا یحنث وان اکل لحم خنزیر او لحم انسان یحنث و کذا اذا اکل کبدا او کرشا قیل فی عرفنا لا یحنث لا نه لا یعد لحما ۱۲ شرح البدایه ج ۲ ص ٤٦٧

۷: ومن حلف لا یا کل من هذه الحنطة لم یحنث حتی یقضمها ولو اکل من خبزها لم یحنث عندا بی حنیفة رحمة الله وقالا ان اکل من خبزها حنث ۱۲ شرح البدایه ج ۲ ص ٤٦٨

۸: ولو حلف لا یا کل من هذا الدقیق فاکل من خبزه حنث لا ن عینه غیر ما کول فانصرف الی مایتخذ منه ۱۲ هدایه ج ۲ ص ٤٦٨

۹: لو حلف لا یا کل خبز افیمینه علی ما یعتا داهل المصرا کله خبزا ۱۲ شرح البدایه ج ۲ ص ٤٦٨

۱۰: ولو حلف لا یاکل راسا فهو علی رؤس البقر والغنم عند ابی حنیفة وقا ل ابو یوسف و محمد علی الغنم خاصة ۱۲ شرح البدایه ج ۲ ص ٤٦٨ وهذا اختلاف عصرو زمان فان العرف فی زمنه فیها وفی زمنهما فی الغنم وفی زما ننا یفتی علی حسب العادة عالمگیری ج ۲ ص ٥٦

(۱) لیکن اگر کسی جگہ ان چیزوں کو بھی گوشت کہتے ہوں تو ان کے کھانے سے بھی قسم ٹوٹ جائے گی ۱۲ منہ (ق)

مسئلہ۸ قسم[1] کھائی کہ میوہ نہ کھاؤں گی تو انار، سیب، انگور، چھوارا، بادام، اخروٹ، کشمش، منقے کھجور کھانے سے قسم ٹوٹ جاوے گی۔ اور اگر خربوزہ، تربوز، ککڑی، کھیرا، آم کھائے تو قسم نہیں ٹوٹی۔

باب ۲۸ نہ بولنے کی قسم کھانے کا بیان

مسئلہ۱ قسم کھائی[2] کہ فلانی عورت سے نہ بولوں گی پھر جب وہ سوتی تھی اسوقت سوتے میں اس سے کچھ کہا اور اسکی آواز سے وہ جاگ پڑی تو قسم ٹوٹ گئی۔

مسئلہ۲ قسم[3] کھائی کہ بغیر ماں کی اجازت کے فلانی سے نہ بولوں گی پھر ماں نے اجازت دے دی لیکن اجازت کی خبر ابھی اس کو نہیں ملی تھی کہ اس سے بول دی اور بولنے کے بعد معلوم ہوا کہ ماں نے اجازت دے دی تھی تب بھی قسم ٹوٹ گئی۔

مسئلہ۳ قسم کھائی[4] کہ اس لڑکی سے کبھی نہ بولوں گی پھر جب وہ جوان ہو گئی یا بڑھیا ہو گئی تب بولی تو بھی قسم ٹوٹ گئی۔

مسئلہ۴ قسم کھائی[5] کہ کبھی تیرا منہ نہ دیکھوں گی تیری صورت نہ دیکھوں گی تو مطلب یہ ہے کہ تجھ سے ملاقات نہ کروں گی، میل جول نہ رکھوں گی۔ اگر کہیں دور سے صورت دیکھ لی تو قسم نہیں ٹوٹی۔

باب ۲۹ بیچنے اور مول لینے کی قسم کھانے کا بیان

مسئلہ۱ قسم کھائی[6] کہ فلانی چیز میں نہ خریدوں گی پھر کسی سے کہہ دیا کہ تم مجھے خرید دو۔ اس نے مول لے دیا تو قسم نہیں ٹوٹی۔ اسی طرح اگر یہ قسم کھائی کہ اپنی فلانی چیز نہ بیچوں گی پھر خود نہیں بیچا دوسرے سے کہا کہ تم بیچ دو۔ اس نے بیچ دیا تو قسم نہیں ٹوٹی۔ اسی طرح کرایہ پر لینے کا حکم ہے۔ اگر قسم کھائی کہ میں یہ مکان کرایہ پر نہ لوں گی پھر کسی دوسرے کے ذریعہ سے کرایہ پر لے لیا تو قسم نہیں ٹوٹی۔ البتہ اگر قسم کھانے کا یہی مطلب تھا کہ نہ تو خود یہ کام کروں گی نہ کسی دوسرے سے کراؤں گی تو دوسرے آدمی کے کر دینے سے بھی قسم ٹوٹ جاوے گی۔ غرض جو مطلب ہو گا اسی کے موافق سب حکم لگائے جاویں گے یا یہ کہ قسم کھانے والی عورت پردہ نشین یا امیرزادی ہے کہ خود اپنے ہاتھ سے نہیں بیچتی نہیں خریدتی تو اس صورت میں اگر یہ کام دوسرے سے کہہ کر کرالے تب بھی قسم ٹوٹ جاوے گی۔

مسئلہ۲ قسم[7] کھائی کہ میں اپنے اس لڑکے کو نہ ماروں گی پھر کسی اور سے کہہ کر پٹوا دیا تو قسم نہیں ٹوٹی۔

باب ۳۰ روزے نماز کی قسم کھانے کا بیان

مسئلہ۱ کسی[8] نے بے وقوفی سے قسم کھائی کہ میں روزہ نہ رکھوں گی پھر روزہ کی نیت کرلی تو دم بھر گذرنے سے بھی قسم ٹوٹ گئی پورے دن گذرنے کا انتظار نہ کریں گے۔ اگر تھوڑی دیر بعد روزہ توڑے گی تب بھی قسم ٹوٹنے کا کفارہ دینا پڑے گا اور اگر یوں کہا کہ ایک روزہ بھی نہ رکھوں گی تو روزہ ختم ہونے کے وقت قسم ٹوٹے گی جب تک پورا دن نہ گذرے اور روزہ کھولنے کا وقت نہ آوے تب تک قسم نہ ٹوٹے گی۔ اگر وقت

۱: وان حلف لا یاکل فاکھة فاکل عنبا اور مانا اورطبا او قثاء او خیارا لم یحنث وان اکل تفاحا اوبطیخا او مشمشاحنث وھذا عند ابی حنفیة وقال ابو یوسف و محمد حنث فی العنب والرطب والرمان ایضاً ۱۲ شرح البدایہ ج ۲ ص ۴۶۹ وفی عالمگیریہ ج ۳ ص ۵۶ بعد نقل المسئلة والاختلاف فیھا والحاصل ان کل مایعد فاکھة عرفا و یؤکل فھو فاکھة وما لا فلا ۱۲ (ف)۔

۲: حلف لا یکلمه فناداه وھو نائم فایقظه (حنث) فلو لم یوقظه لم یحنث ۱۲ شرح التنویر ص ۱۵۷ ج ۳

۳: حلف لا یکلمه الا باذنه فاذن ولم یعلم بالاذن فکلمه حنث ۱۲ شرح التنویر ص ۱۵۸ ج ۳

۴: ومن حلف لا یکلم ھذا الشاب فکلمه وقد صار شیخا حنث ۱۲ شرح البدایہ ص ۴۷۴ ج ۲

۵: لان الایمان مبنیة علی العرف والمراد به فی عرفنا قطع التعلقات ۱۲ (ف)

۶: ومن حلف لا یبیع او لا یشتری اولا یوا جر فوکل من فعل ذلك لم یحنث الا ان ینوی ذلك اویکون الحالف ذاسلطان ۱۲ شرح البدایہ ص ۴۷۸ ج ۲

۷: ومن حلف لا یضرب ولده فامر انسانا فضربه لم یحنث فی یمینه ۱۲ شرح البدایہ ص ۴۷۹ ج ۲۔

۸: ومن حلف لا یصوم فنوی الصوم وصام ساعة ثم افطر من یومه حنث ولو حلف لا یصوم یوما او صوما فصام ساعة ثم افطر لا یحنث لانه یرادبه الصوم التام المعتبر شرعا وذلك بانتھائه الی اخر الیوم ۱۲ شرح البدایہ ص ۴۸۱ ج ۲

آنے سے پہلے ہی روزہ توڑ ڈالا تو قسم نہیں ٹوٹی۔

مسئلہ۲ قسم[1] کھائی کہ میں نماز نہ پڑھوں گی پھر پشیمان ہوئی اور نماز پڑھنے کھڑی ہوئی تو جب پہلی رکعت کا سجدہ کیا اسی وقت قسم ٹوٹ گئی۔ اور سجدہ کرنے سے پہلے قسم نہیں ٹوٹی۔ اگر ایک رکعت پڑھ کر نماز توڑ دے تب بھی قسم ٹوٹ گئی۔ اور یاد رکھو کہ ایسی قسمیں کھانا بہت گناہ ہے اگر ایسی بے وقوفی ہو گئی تو اس کو فوراً توڑ ڈالے اور کفارہ دے۔

باب ۳۱ کپڑے وغیرہ کی قسم کھانے کا بیان

مسئلہ۱ قسم[2] کھائی کہ اس قالین پر نہ لیٹوں گی پھر قالین بچھا کر اس کے اوپر چادر لگائی اور لیٹی تو قسم ٹوٹ گئی اور اگر اس قالین کے اوپر ایک اور قالین یا کوئی دری بچھالی اس کے اوپر لیٹی تو قسم نہیں ٹوٹی۔

مسئلہ۲ قسم[3] کھائی کہ زمین پر نہ بیٹھوں گی پھر زمین پر بوریا یا کپڑا یا چٹائی، ٹاٹ وغیرہ بچھا کر بیٹھ گئی تو قسم نہیں ٹوٹی اور اگر اپنا دوپٹہ جو اوڑھے ہوئے ہے اسی کا آنچل بچھا کر بیٹھ گئی تو قسم ٹوٹ گئی البتہ اگر دوپٹہ اتار کر بچھالیا تب بیٹھی تو قسم نہیں ٹوٹی۔

مسئلہ۳ قسم[4] کھائی کہ اس چارپائی یا اس تخت پر نہ بیٹھوں گی پھر اس پر دری یا قالین وغیرہ کچھ بچھا کر بیٹھ گئی تو قسم ٹوٹ گئی۔ اگر اس چارپائی کے اوپر ایک اور چارپائی بچھائی اور تخت کے اوپر ایک اور تخت بچھالیا پھر اوپر والی چارپائی اور تخت پر بیٹھی تو قسم نہیں ٹوٹی۔

مسئلہ۴ قسم[5] کھائی کہ فلانی کو کبھی نہ نہلاؤں گی پھر اس کے مر جانے کے بعد نہلایا تو قسم ٹوٹ گئی۔

مسئلہ۵ شوہر[6] نے قسم کھائی کہ تجھ کو کبھی نہ ماروں گا پھر غصہ میں چوٹا پکڑ کے گھسیٹا یا گلا گھونٹ دیا یا زور سے کاٹ کھایا تو قسم ٹوٹ گئی اور جو دل لگی اور پیار میں کاٹا ہو تو قسم نہیں ٹوٹی۔

مسئلہ۶ قسم[7] کھائی کہ فلانی کو ضرور ماروں گی اور وہ اس کہنے سے پہلے ہی مر چکی ہو تو اگر اس کا مرنا معلوم نہ تھا اس وجہ سے قسم کھائی تو قسم نہ ٹوٹے گی۔ اور اگر جان بوجھ کے قسم کھائی تو قسم کھاتے ہی قسم ٹوٹ گئی۔

مسئلہ۷ اگر[8] کسی نے کسی بات کے کرنے کی قسم کھائی جیسے یوں کہا خدا قسم انار ضرور کھاؤں گی تو عمر بھر میں ایک دفعہ کھالینا کافی ہے اور اگر کسی بات کے نہ کرنے کی قسم کھائی جیسے یوں کہا خدا قسم انار نہ کھاؤں گی تو ہمیشہ کے لئے چھوڑنا پڑے گا۔ جب کبھی کھاوے گی تو قسم ٹوٹ جاوے گی ہاں اگر ایسا ہوا کہ گھر میں انار انگور وغیرہ آئے اور خاص ان اناروں کے لئے کہا کہ نہ کھاؤں گی تو اور بات ہے وہ نہ کھاوے اس کے سوا اور منگا کر کھاوے تو کچھ حرج نہیں۔

باب ۳۲ دین سے پھر جانے کا بیان

مسئلہ۱ اگر[9] خدانخواستہ کوئی اپنے ایمان اور دین سے پھر گئی تو تین دن کی مہلت دی جاوے گی اور جو اس کو شبہ پڑا ہو اس شبہ کا جواب دے دیا جاوے گا اگر اتنی مدت میں مسلمان ہو گئی تو خیر نہیں تو ہمیشہ کے لئے قید کر[(1)] دیں گے جب توبہ کرے گی تب چھوڑیں گے۔

۱: ولو حلف لا یصلی فقام وقراء ورکع لم یحنث وان سجد مع ذلك ثم قطع حنث ۱۲ شرح البدایہ ج ۲ ص ٤٨١

۲: ومن حلف لا ینام علی فراش فنام علیه وفوقه قرام حنث وان جعل فوقه فراشا اخر فنام علیه لا یحنث ۱۲ شرح البدایہ ج ۲ ص ٤٨٢

۳: ولو حلف لا یجلس علی الارض فجلس علی بساط او حصیر لم یحنث لانه لا یسمی جالسا علی الارض بخلاف ما اذا حال بینه وبین الارض لباسه لانه تبع له فلا یعتبر حائلا ۱۲ شرح البدایہ ص ٤٨٢ ج ۲۔

٤: وان حلف لا یجلس علی سریر فجلس علی سریر فوقه بساط او حصیر حنث بخلاف ما اذا جعل فوقه سریر اخر ۱۲ شرح البدایہ ص ٤٨٢ ج ۲۔

٥: لو قال ان غسلتك فعبدی حر فغسله بعد ما مات یحنث ۱۲ شرح البدایہ ص ٤٨٣ ج ۲۔

٦: ومن حلف لا یضرب امرأته فمد شعرها او خنقها او عضها حنث وقیل لا یحنث فی حال الملاعبة لانه یسمی ممازحة ۱۲ شرح البدایہ ص ٤٨٣ ج ۲۔

۷: ومن قال ان لم اقتل فلانا فامرأته طالق وفلان میت وهو عالم به حنث وان لم یعلم لا یحنث ۱۲ شرح البدایہ ج ۲ ص ٤٨٣

۸: واذا حلف لا یفعل کذا ترکه ابدا وان حلف لیفعلن کذا ففعله مرة واحدة برفی یمینه ۱۲ شرح البدایہ ص ٤٨٤ ج ۲

۱: واذا ارتد المسلم عن الاسلام والعیاذ باللّٰه عرض علیه الاسلام فان کانت له شبهة کشفت عنه ویحبس ثلثة ایام فان اسلم والا قتل ۱۲ شرح البدایہ ص ٧٦ ج ۲ ولا تقتل المرتدة بل تحبس حتیٰ تسلم ۱۲ عالمگیری ص ٢٥٧ ج ۳

(۱) یہ حکم فقط عورتوں کے لئے ہے اور اگر نعوذ باللہ مرد بے دین ہو جائے تو تین دن کے بعد گردن ماری جاوے گی ۱۲ منہ۔

مسئلہ۲: جب[1] کسی نے کفر کا کلمہ زبان سے نکالا تو ایمان جاتا رہا اور جتنی نیکیاں اور عبادت اس نے کی تھی سب اکارت گئی نکاح ٹوٹ گیا۔ اگر فرض حج کر چکی ہے تو وہ بھی ٹوٹ گیا۔ اب اگر توبہ کر کے پھر مسلمان ہوئی تو اپنا نکاح پھر سے پڑھواوے اور پھر دوسرا[(1)] حج کرے۔

مسئلہ۳: اسی[2] طرح اگر کسی کا میاں توبہ توبہ بے دین ہو جاوے تو بھی نکاح جاتا رہا، اب وہ جب تک توبہ کر کے پھر سے نکاح نہ کرے عورت اس سے کچھ واسطہ نہ رکھے۔ اگر کوئی معاملہ میاں بی بی کا سا ہوا تو عورت کو بھی گناہ ہوگا اور اگر وہ زبردستی کرے تو اس کو سب سے ظاہر کر دے شرماوے نہیں، دین کی بات میں کیا شرم۔

مسئلہ۴: جب[3] کفر کا کلمہ زبان سے نکالا تو ایمان جاتا رہا۔ اگر ہنسی دل لگی میں کفر کی بات کہے اور دل میں نہ ہو تب بھی یہی حکم ہے جیسے کسی نے کہا کیا خدا کو اتنی قدرت نہیں جو فلانا کام کر دے۔ اس کا جواب دیا ہاں نہیں ہے تو اس کہنے سے کافر ہو گئی۔

مسئلہ۵: کسی[4] نے کہا اٹھو نماز پڑھو جواب دیا کون اٹھک بیٹھک کرے یا کسی نے روزہ رکھنے کو کہا تو جواب دیا کون بھوکا مرے یا کہا روزہ[5] وہ رکھے جس کے گھر کھانا نہ ہو یہ سب کفر ہے۔

مسئلہ۶: اس[6] کو کوئی گناہ کرتے دیکھ کر کسی نے کہا خدا سے ڈرتی نہیں جواب دیا ہاں نہیں ڈرتی تو کافر ہو گی۔

مسئلہ۷: کسی[7] کو برا کام کرتے دیکھ کر کہا کیا تو مسلمان نہیں ہے جو ایسی بات کرتی ہے جواب دیا ہاں نہیں ہوں تو کافر ہو گئی اگر ہنسی میں کہا ہو تب بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ۸: کسی[8] نے نماز پڑھنا شروع کی اتفاق سے اس پر کوئی مصیبت پڑ گئی اس لئے کہا کہ یہ سب نماز ہی کی نحوست ہے تو کافر ہو گئی۔

مسئلہ۹: کسی[9] کافر کی کوئی بات اچھی معلوم ہوئی اس لئے تمنا کر کے کہا کہ ہم بھی کافر ہوتے تو اچھا تھا کہ ہم بھی ایسا کرتے تو کافر ہو گئی۔

مسئلہ۱۰: کسی[10] کا لڑکا مر گیا اس نے یوں کہا یا اللہ یہ ظلم مجھ پر کیوں کیا مجھے کیوں ستایا تو اس کہنے سے وہ کافر ہو گئی۔

مسئلہ۱۱: کسی[11] نے یوں کہا اگر خدا بھی مجھ سے کہے تو یہ کام نہ کروں۔ یا یوں کہا جبرئیل بھی اتر آویں تو ان کا کہنا نہ مانوں تو کافر ہو گئی۔

مسئلہ۱۲: کسی[12] نے کہا میں ایسا کام کرتی ہوں کہ خدا[(2)] بھی نہیں جانتا تو کافر ہو گئی۔

مسئلہ۱۳: جب[13] اللہ تعالیٰ کی یا اس کے کسی رسول کی کچھ حقارت کی یا شریعت کی بات کو برا جانا عیب نکالا کفر کی بات پسند کی ان سب باتوں سے ایمان جاتا رہتا ہے اور کفر کی باتوں کو جن سے ایمان جاتا رہتا ہے ہم نے پہلے ہی حصہ میں سب عقیدوں کے بیان کرنے کے بعد بھی بیان کیا

۱،۲: ویبطل منه اتفاقا ما یعتمد الملة وهی خمس النکاح والذبیحة والصید والشهادة والارث ولا یقضی من العبادات الا الحج ۱۲ شرح التنویر ص ۴۶۵

۳: ومن هذل بلفظ کفر ارتدوان لم یعتقده للا ستخفاف ۱۲۰ شرح التنویر ج ۳ ص ۴۳۸

۴: اذا قیل له صل فقال قلتبان بود کہ نماز کند وکار بر خویشتن دراز کند او قال تو نماز کردی چہ بر سر آوردی فهذا کله کفر ۱۲ فتاوی هندیه ج ۳ ص ۱۶۲

۵: ولو قال عند مجیئی شهر رمضان آمد آں ماہ گراں اوقال جاء الضیف الثقیل یکفر ۱۲ فتاویٰ هندیه ج ۳ ص ۱۶۳ ۔

۶: اذا طالت المشاجرة بین الزوجین فقال الرجل لا مراته خافی اللّٰه تعالیٰ واتقیه فقالت المرأة مجیبة له لا اخافه قال الشیخ الا مام ابو بکر محمد بن الفضل ان کان الزوج عاتبها علی معصیة ظاهرة ویخوفها من اللّٰه تعالیٰ فاجابته بهذا تصیر مرتدة ۱۲ فتاوی قاضی خں ج ۴ ص ۶۰۱ ۔

۷: قالت امراة لزوجها لیس لك حمیة ولا دین الا سلام ترضی بخلوتی مع الا جانب فقال الزوج لیس لی حمیة ولا دین الا سلام فقد قیل انه یکفر ۱۲ فتاویٰ هندیه ج ۳ ص ۱۶۵

۸: اذا قیل لرجل صل فقال ان الله نقص من مالی فانا انقص من حقه فهو کفر ۱۲ فتاویٰ هندیه ج ۲ ص ۱۶۲

۹: وبتحسین امر الکفار اتفاقا حتی قالو ا لوقال ترك الکلام عند اکل الطعام حسن من المجوس او ترك المضا جعة حالة الحیض منهم حسن فهو کافر ف ۱۲ فتاویٰ هندیه ج ۳ ص ۱۶۵

۱۰: من نسب اللّٰه تعالیٰ الی الجور فقد کفر ۱۲ فتاویٰ هندیه ج ۳ ص ۱۵۹

۱۱: اذا قال لو امرنی اللّٰه بکذا لم افعل فقد کفر ۱۲ فتاویٰ هندیه ج ۳ ص ۱۵۹ ولو قال لا اسمع شهادة فلان وان کان جبرئیل او میکائیل یکفر ۱۲ فتاویٰ هندیه ج ۳ ص ۱۶۲

۱۲: اونسبه الی الجهل او العجز او النقص یکفر ۱۲ فتاویٰ هندیه ج ۳ ص ۱۵۹

۱۳: وفی المسایرة ولا عتبار التعظیم المنافی للا ستخفاف کفر الحنفیة بالفاظ کثیرة و افعال تصدر من المتهتکین لد لا لتها علی الاستخفاف بالدین ۱۲ بحر ج ۵ ص ۱۱۹

(۱) جب کہ مسلمان ہونے کے بعد مالدار ہو اور اس قدر مال ہو جس پر کہ حج فرض ہوتا ہے ۱۲ منہ۔

(۲) یہاں پر یہ لفظ بھی تھا "کراماً کاتبین بھی نہیں جانتے" بعد تحقیق کے کاٹ دیا گیا ۱۲ شبیر علی۔

ہے وہاں دیکھ لینا چاہئے اور اپنے ایمان کے سنبھالنے میں بہت احتیاط کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کا ایمان ٹھیک رکھے اور ایمان ہی پر خاتمہ کرے۔ آمین یارب العالمین۔

باب ۳۳ ذبح کرنے کا بیان

مسئلہ ۱ ذبح کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ جانور کا منہ[1] قبلہ کی طرف کر کے تیز چھری ہاتھ میں لے کر بسم اللہ، اللہ اکبر کہہ کے اسکے گلے کو کاٹے یہاں تک کہ[2] چار رگیں کٹ جاویں۔ ایک نرخرہ جس سے سانس لیتا ہے دوسری وہ رگ جس سے دانہ پانی جاتا ہے اور دو شہ رگیں جو نرخرہ کے دائیں بائیں ہوتی ہیں۔ اگر ان چار میں سے تین ہی رگیں کٹیں تب بھی ذبح درست ہے اسکا کھانا حلال ہے اور اگر دو ہی رگیں کٹیں تو وہ جانور مردار ہو گیا اور اسکا کھانا درست نہیں۔

مسئلہ ۲ ذبح[3] کے وقت بسم اللہ قصداً نہیں کہا تو وہ مردار ہے اور اس کا کھانا حرام ہے اور اگر بھول جاوے تو کھانا درست ہے۔

مسئلہ ۳ کند[4] چھری سے ذبح کرنا مکروہ ہے اور منع ہے کہ اس میں جانور کو بہت تکلیف ہوتی ہے اس طرح ٹھنڈا ہونے سے پہلے اس کی کھال کھینچنا ہاتھ پاؤں توڑنا کاٹنا اور ان چاروں رگوں کے کٹ جانے کے بعد بھی گلا کاٹے جانا یہ سب مکروہ ہے۔

مسئلہ ۴ ذبح کرنے[5] میں مرغی کا گلا کٹ گیا تو اس کا کھانا درست ہے مکروہ بھی نہیں البتہ اتنا زیادہ ذبح کر دینا یہ بات مکروہ ہے مرغی مکروہ نہیں ہوئی

مسئلہ ۵ مسلمان[6] کا ذبح کرنا بہر حال درست ہے چاہے عورت ذبح کرے یا مرد اور چاہے پاک ہو یا ناپاک ہر حال میں اسکا ذبح کیا ہوا جانور کھانا حلال ہے اور کافر کا ذبح کیا ہوا جانور کھانا حرام ہے۔

مسئلہ ۶ جو[7] چیز دھار دار ہو جیسے دھار دار پتھر گنے یا بانس کا چھلکا سب سے ذبح کرنا درست ہے۔

باب ۳۴ حلال و حرام چیزوں کا بیان

مسئلہ ۱ جو[8] جانور اور جو پرندے شکار کر کے کھاتے رہتے ہیں یا انکی غذا فقط گندگی ہے انکا کھانا جائز نہیں جیسے شیر بھیڑیا، گیدڑ، بلی، کتا، بندر، شکرا، باز، گدھ وغیرہ۔ اور جو ایسے نہ ہوں جیسے طوطا، مینا، فاختہ، چڑیا، بٹیر، مرغابی، کبوتر، نیل گائے، ہرن، بطخ، خرگوش وغیرہ سب جائز ہیں۔

مسئلہ ۲ بجو[9]، گوہ، کچھوا، بھڑ، خچر، گدھا، گدھی کا گوشت کھانا۔ اور گدھی کا دودھ پینا درست نہیں۔ گھوڑے کا کھانا جائز ہے لیکن بہتر نہیں۔[10] دریائی

۱: وکرہ ترك التوجه الی القبلة ۱۲ در ج ۵ ص ۲۸۹ و یستقبل القبلة فی الجمیع عالمگیری ج ٦ ص ۱۹۳

۲: والعروق التی تقطع فی الزکوۃ اربعة الحلقوم والمری والودجان ۱۲ ھدایہ ج ٤ ص ٤۳۵ وحل المذبوح بقطع ای ثلاث منها اذ للاکثر حکم الکل ۱۲ در ص ۲۸۷ ج ۳۔

۳: وان ترك الذابح التسمیة عامدا فالذبیحة میتة لا توکل وان ترکھا ناسیا اکل ھدایہ ج ٤ ص ٤۳۳

٤: وندب احداد شفرته قبل الاضجاع وکرہ بعدہ کالجر برجلھا الی المذبح وذبحھا من قفاھا ۱۲ در ص ۲۸۸ ج ۵ وکرہ کل تعذیب بلا فائدۃ مثل قطع الراس والسلخ قبل ان تبرد ۱۲ در ج ۵ ص ۲۸۹

۵: ومن بلغ بالسکین النخاع او قطع الراس کرہ له ذلك وتوکل ذبیحته ۱۲ ھدایہ ج ٤ ص ٤۳٦

٦: وشرط کون الذابح مسلما حلالا خارج الحرم ان کان صیدا الی ان قال ولو الذابح مجنونا او امراۃ او صبیا یعقل التسمیة والذبح ۱۲ شرح التنویر ج ۵ ص ۲۸۹

۷: ویجوز الذبح باللیطة والمروۃ وکل شیئی انھر الدم الا السن القائم والظفر القائم ۱۲ ھدایہ ج ٤ ص ٤۳٦

۸: واما المستانس من السباع وھو الکلب والفھد والسنور الاھلی فلا یحل وکذلك المتوحش فمنھا المسمی بسباع الوحش والطیر وکل ذی ناب من السباع وکل ذی مخلب من الطیر فذو ناب من سباع الوحش مثل الاسد والذیب والضبع والنمر والفھد الخ وذو مخلب من الطیر کالبازی والباشق والصقرو الشاھین والحداء ۃ الخ ومالا مخلب له من الطیر والمستانس منه کالدجاج والبط والمتوحش والفاختة کالحمام والعصافیر والقبج والکرکی والغراب الذی یاکل الحب والزرع ونحوھا حلال بالاجماع ۱۲ عالمگیری ج ۲ ص ۱۹٤۔

۹: ویکرہ اکل الضبع والضب والسلحفاۃ والزنبور والحشرات کلھا ولا یجوز اکل الحمر الاھلیة والبغال ویکرہ لحم الفرس ۱۲ ھدایہ ج ٤ ص ٤۳۹۔

۱۰: ولا یوکل من حیوان الماء الا السمك ۱۲ ھدایہ ج ٤ ص ٤٤۰

جانوروں میں سے فقط مچھلی حلال ہے باقی سب حرام۔

مسئلہ۳ مچھلی[1] اور ٹڈی بغیر ذبح کئے ہوئے بھی کھانادرست ہے انکے سوااور کوئی جاندار چیز بغیر ذبح کئے کھانادرست نہیں جب کوئی چیز مرگئی تو حرام ہو گئی۔

مسئلہ۴ جو مچھلی[2] مر کرپانی کے اوپر الٹی تیر نے لگی اسکا کھانادرست نہیں۔

مسئلہ۵ اوجھڑی[3] کھانا حلال[(۱)] ہے۔ حرام یا مکروہ نہیں۔

مسئلہ۶ کسی چیز[4] میں چیونٹیاں مرگئیں تو بغیر نکالے کھانا جائز نہیں۔ اگر ایک آدھ چیونٹی حلق میں چلی گئی تو مردار کھانے کا گناہ ہوا۔ بعضے بچے بلکہ بڑے بھی گولر کے اندر کے بھنگے سمیت گولر کھا جاتے ہیں اور یوں سمجھتے ہیں کہ اس کے کھانے سے آنکھیں نہیں آتیں یہ حرام ہے۔ مردار کھانے کا گناہ ہوتا ہے۔

مسئلہ۷ جو گوشت[5] ہندو بیچتا ہے اور یوں کہتا ہے کہ میں نے مسلمان سے ذبح کرایا ہے اس سے مول لے کر کھانادرست نہیں البتہ جس وقت سے مسلمان نے ذبح کیا ہے اگر اسی وقت سے کوئی مسلمان برابر بیٹھا دیکھ رہا ہے یا وہ جانے لگا تو دوسرا کوئی اس کی جگہ بیٹھ گیا تب درست ہے۔

مسئلہ۸ جو مرغی[6] گندی چیزیں کھاتی پھرتی ہو اس کو تین دن بند رکھ کر ذبح کرنا چاہئے بغیر بند کئے کھانا مکروہ ہے۔

باب ۳۵ نشہ کی چیزوں[(۲)] کا بیان

مسئلہ۱ جتنی[7] شرابیں ہیں سب حرام اور نجس ہیں۔ تاڑی کا بھی یہی حکم ہے دوا کے لئے بھی ان کا کھانا پینا درست نہیں بلکہ جس دوا میں ایسی چیز پڑی ہو اس کا لگانا بھی[8] درست نہیں۔

مسئلہ۲ شراب[9] کے سوا اور جتنے نشے ہیں جیسے افیون، جائے پھل، زعفران[(۳)] وغیرہ ان کا حکم یہ ہے کہ دوا کے لئے اتنی مقدار کھالینا درست ہے کہ بالکل نشہ نہ آوے اور اس دوا کا لگانا بھی درست ہے۔ جس میں یہ چیزیں پڑی ہوں اور اتنا کھانا کہ نشہ ہو جاوے حرام ہے۔

مسئلہ۳ تاڑی[10] اور شراب کے سرکہ کا کھانادرست ہے۔

۱: وحل الجراد وانواع السمك بلا زكوٰة ۱۲ در ج ۵ ص ۳۰۰۔

۲: ولا يحل حيوان مائى الا السمك غير الطافى ۱۲در ج ۵ ص ۲۹۹۔

۳: ما يحرم اكله من اجزاء الحيوان الماكول سبعة الدم المسفوح والذكر و الا نثيان والقبل والغدة والمثانته والمرارة ۱۲ شامى ص ۲۰۲ ج ۵ وفى الفتاویٰ الحمادية وما سوى ذلك فهو مباح على اصله لان الاصل فى الاشياء الا باحة قلت فعلم منه حكم الكرش ان اكله غير مكروه وذكر فى مجموعة الفتاوى ج ۳ ص ۱۰۵ انه حلال وفى ص ۸۴ انه مكروه ولم يويده برواية فقهية والظاهر ما اختاره المولف وهو الظاهر من الفتاویٰ الرشيديه ج ۲ ص ۱۲۸، ۱۳۹ فلير اجع ۱۲ ف۔

٤: ولا توكل المرقة ان تفسخ الد ود فيها اه اى لا نه ميتة وان كا ن طاهرا قلت وبه يعلم حكم الدود فى الفوا كه والثمار ۱۲ رد المحتار ج ۱ ص ۳٦۰ وايضافى ج ۵ ص ۲۹۹ قال الطحطاوى ويؤ خذ منه ان اكل الجبن اوالخل اوالثمار كالنبق بدود لا يجوز ان نفخ فيه الروح ۱۲ رد المحتار۔

۵: من اشترى لحما فعلم انه مجوسى واراد الرد فقال ذبحه مسلم يكره اكله ۱۲ رد المحتار ج ۵ ص ۳۳۷

٦: وكره لحمها اى لحم الجلالة والرمكة وتحبس الجلاله حتى يذهب نتن لحمها وقدر بثلاثة ايام لدجاجة ۱۲ شرح التنوير ج ۵ ص ۳۲۳۔

۷: الا شربة المحرمة اربعة وتفصيلها فى الهداية ج ٤ ص ٤۸۹ والدر ج ۵ ص ٤٤۳

۸: وحرم الا نتفاع بها ۱۲ شرح التنوير ج ۵ ص ٤٤٤

۹: اكل السقمو نيا والبنج مباح للتداوى وما زاد على ذلك اذا كان تقيل او يذهب العقل حرام و هكذا يقال فى غيره من الا شياء الجامدة المضرة فى العقل او فى غيره يحرم تنا ول القدر المضرمنها دون القليل النافع والحاصل ان استعمل الكثير المسكرمنه حرام مطلقا ۱۲ رد المحتار ج ۵ ص ٤۵۳

۱۰: واذا تخللت الخمرحلت سواء صارت خلا بنفسها او بشيئ يطرح فيها ولا يكره تخليلها ۱۲ شرح البدايه ج ٤ ص ٤۹٦

(۱) اس کے متعلق ایک سوال وجواب امداد الفتاوی مبوب جلد چہارم ص ۱۰۲ پر بھی ہے ۱۲ شبیر علی۔

(۲) نشہ کی چیزوں کا مفصل حکم طبی جوہر ضمیمہ حصہ نہم میں ملاحظہ فرماویں ۱۲۔

(۳) اور زعفران کا کسی حلوے یا زردے میں اس قدر کھانا کہ جس سے نشہ نہ آوے بغیر ضرورت کے بھی درست ہے ۱۲۔

مسئلہ۴ بعضی[1] عورتیں بچوں کو افیون دے کر لٹا دیتی ہیں کہ نشہ میں پڑے رہیں روویں دھوویں نہیں یہ حرام ہے۔

باب ۳۶ چاندی سونے کے برتنوں کا بیان

مسئلہ۱ سونے[2] چاندی کے برتن میں کھانا پینا جائز نہیں بلکہ ان کی چیزوں کا کسی طرح سے استعمال کرنا درست نہیں جیسے چاندی سونے کے چمچے سے کھانا پینا، خلال سے دانت صاف کرنا، گلاب پاش سے گلاب چھڑکنا، سرمہ دانی یا سلائی سے سرمہ لگانا، عطردان سے عطر لگانا، خاصدان میں پان رکھنا، انکی پیالی سے تیل لگانا، جس پلنگ کے پائے چاندی کے ہوں اس پر لیٹنا بیٹھنا، چاندی سونے کی آرسی میں منہ دیکھنا یہ سب حرام ہے۔ البتہ آرسی کا زینت کے لئے پہننے رہنا درست ہے مگر منہ ہرگز نہ دیکھیے[3] غرض ان کی چیز کا کسی طرح استعمال کرنا درست نہیں۔

باب ۳۷ لباس اور پردے کا بیان

مسئلہ۱ چھوٹے[4] لڑکوں کو کڑے، ہنسلی وغیرہ کوئی زیور اور ریشمی کپڑا پہنانا مخمل پہنانا جائز نہیں اسی طرح ریشمی اور چاندی سونے کا تعویذ بنا کر پہنانا اور کسم[5] و زعفران کا رنگا ہو کپڑا پہنانا بھی درست نہیں۔ غرض[6] جو چیزیں مردوں کو حرام ہیں وہ لڑکوں کو بھی نہ پہنانا چاہئے۔[7] البتہ اگر بانا سوت کا ہو اور تانا ریشمی ایسا کپڑا لڑکوں کو پہنانا جائز ہے اسی طرح اگر کسی مخمل کا رواں ریشم کا نہ ہو وہ بھی درست ہے اور یہ سب مردوں کو بھی درست ہے اور گوٹہ[8] لچکہ لگا کر کپڑے پہنانا بھی درست ہے لیکن وہ لچکہ چار انگل سے زیادہ چوڑا نہ ہونا چاہئے۔

مسئلہ۲ کچی[9] کامدار ٹوپی یا اور کوئی کپڑا لڑکوں کو اس وقت جائز ہے جب بہت گھنا کام نہ ہو اگر اتنا زیادہ کام ہے کہ ذرا دور سے دیکھنے سے سب کام ہی کام معلوم ہوتا ہے کپڑا بالکل دکھائی نہیں دیتا تو اس کا پہنانا جائز نہیں۔ یہی حال ریشمی کام کا ہے کہ اگر اتنا گھنا ہو تو لڑکوں کو پہنانا جائز نہیں۔

مسئلہ۳ بہت[10] باریک کپڑا جیسے ململ، جالی بک، آب رواں ان کا پہننا اور ننگے رہنا دونوں برابر ہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ بہتیری کپڑا پہننے والیاں قیامت کے دن ننگی سمجھی جاویں گی۔ اگر کرتہ دوپٹہ دونوں باریک ہوں اور بھی غضب ہے۔

مسئلہ۴ مردانہ[11] جوتا پہننا اور مردانی صورت بنانا جائز نہیں حضرت ﷺ نے ایسی عورتوں پر لعنت فرمائی ہے۔

مسئلہ۵ عورتوں[12] کو زیور پہننا جائز ہے لیکن زیادہ نہ پہننا بہتر ہے جس نے دنیا میں نہ پہنا اس کو آخرت میں بہت ملے گا اور بجتا زیور پہننا درست

۱: ویحرم اکل البنج والحشیشة والا فیون ۲ شرح التنویر ج ۵ ص ۴۵۲

۲: وکرہ الا کل والشرب والا دھان والتطیب من اناء ذھب وفضة للرجل والمراة وکذا الا کل بملعقة الفضة والذھب والا کتحال بمیلھا وما اشبه ذلك کمکحلة ومراة وقلم و دواة ونحوھا ۱۲ شرح التنویر ج ۵ ص ۳۳۳

۳: ویکرہ النظرفی المراة المتخذة من الذھب والفضة ۱۲ فتاوی ھندیه ج ۶ ص ۲۲۳۔

۴: کرہ الباس الصبی ذھبا او حریرا ۱۲ شرح التنویر ص ۳۵۶ ج ۵

۵: وکرہ لبس المعصفر والمزعفر للرجل ۱۲ شرح التنویر ص ۳۵۱ ج ۵

۶: وما یکرہ للرجال لبسه یکرہ للغلمان والصبیان فتاوی ھندیه ج ٦ ص ۲۲۱

۷: ویحل لبس ما سداہ ابریشم ولحمته غیرہ ۱۲ شرح التنویر ص ۳۴۹ ج ۵

۸: یحرم لبس الحریر ولو بحائل علی المذھب او فی الحرب علی الرجل لا المراة الا قدرا ربع اصابع مضمومة وکذا المنسوج بذھب یحل اذا کان ھذا المقدار والا لا ۱۲ شرح التنویر ج ۵ ص ۳۳۴

۹: وظاھر المذھب عدم جمع المتفرق ای الا اذا کان خط منه قزا و خط منه غیرہ بحیث یری کله قزا فلا یجوز و مقتضاہ حل الثوب المنقوش بالحریر تطریز او نسجا اذا لم تبلغ کل واحدة من نقوشه اربع اصا بع وان زادت بالجمع مالم یر کله حریرا وھل حکم المتفرق من الذھب والفضة کذلك یحرر ۱۲ رد المحتار ص ۳۴۵ ج ۵

۱۰: رب کاسیة فی الدنیا عاریة فی الا خرة ۱۲ رواہ البخاری

۱۱: لعن رسول اللہ ﷺ الرجل یلبس لبسة المراة والمراة تلبس لبسة الرجل ۱۲ رد المحتار ص ۴۱۵ ج ۵

۱۲: عن ابن الزبیر ان مولاة لھم ذھبت بابنة الزبیر الی عمر بن الخطاب وفی رجلھا اجرس فقطعھا عمر وقال سمعت رسول اللہ ﷺ مع کل جرس شیطان ۱۲ مشکوٰة ص ۳۷۹

نہیں جیسے جھانجھ، چھاگل، پازیب وغیرہ اور بجتا زیور چھوٹی لڑکی کو پہنانا بھی جائز نہیں چاندی سونے کے علاوہ اور کسی چیز کا زیور پہننا بھی درست ہے جیسے پیتل، گلٹ، رانگا وغیرہ۔ مگر انگوٹھی[1] سونے چاندی کے علاوہ اور کسی چیز[(1)] کی درست نہیں۔

مسئلہ ۶: عورت[2] کو سارا بدن سر سے پیر تک چھپائے رکھنے کا حکم ہے غیر محرم کے سامنے کھولنا درست نہیں۔ البتہ بوڑھی عورت کو صرف منہ اور ہتھیلی اور ٹخنے سے نیچے پیر کھولنا درست ہے باقی اور بدن کا کھولنا کسی طرح درست نہیں۔ ماتھے پر سے اکثر دوپٹہ سرک جاتا ہے اور اسی طرح غیر محرم[3] کے سامنے آجاتی ہیں یہ جائز نہیں۔ غیر محرم کے سامنے ایک بال بھی نہ کھولنا چاہئے بلکہ جو بال کنگھی میں ٹوٹتے ہیں اور کٹے ہوئے ناخن بھی کسی ایسی جگہ ڈالے کہ کسی غیر محرم کی نگاہ نہ پڑے نہیں تو گنہگار ہوگی اسی طرح اپنے کسی بدن کو یعنی ہاتھ پاؤں وغیرہ کسی عضو کا نامحرم مرد کے بدن سے لگانا بھی درست نہیں۔

مسئلہ ۷: جوان[4] عورت کو غیر مرد کے سامنے اپنا منہ کھولنا درست نہیں نہ ایسی جگہ کھڑی ہو جہاں کوئی دوسرا دیکھ سکے۔ اس سے معلوم ہو گیا کہ نئی دلہن کی منہ دکھائی کا جو دستور ہے کہ کنبے کے سارے مرد آکر منہ دیکھتے ہیں یہ ہرگز جائز نہیں اور بڑا گناہ ہے۔

مسئلہ ۸: اپنے[5] محرم کے سامنے منہ اور سر اور سینہ اور باہیں اور پنڈلی کھل جاویں تو کچھ گناہ نہیں اور پیٹ اور پیٹھ اور ران ان کے سامنے بھی نہ کھلنا چاہئے۔

مسئلہ ۹: ناف[6] سے لے کر زانوں کے نیچے تک کسی عورت کے سامنے بھی کھولنا درست نہیں بعضی عورتیں ننگی سامنے نہاتی ہیں یہ بڑی بے غیرتی اور ناجائز بات ہے۔ چھٹی چھلے میں ننگی کر کے نہلانا اور اسپر مجبور کرنا ہرگز درست نہیں۔ ناف سے زانو تک ہرگز بدن کو ننگا نہ کرنا چاہئے۔

مسئلہ ۱۰: اگر[7] کوئی مجبوری ہو تو ضرورت کے موافق اپنا بدن دکھلا دینا درست ہے مثلاً ران میں پھوڑا ہے تو صرف پھوڑے کی جگہ کھولو زیادہ ہرگز نہ کھولو۔ اس کی صورت یہ ہے کہ پرانا پاجامہ یا چادر پہن لو اور پھوڑے کی جگہ کاٹ دو اس کو جراح دیکھ لے۔ لیکن جراح کے سوا اور کسی کو دیکھنا جائز نہیں نہ کسی مرد کو نہ عورت کو البتہ اگر ناف اور زانوں کے درمیان نہ ہو کہیں اور ہو تو عورت کو دکھلانا درست ہے اسی طرح عمل لیتے وقت صرف ضرورت کے موافق اتنا ہی بدن کھولنا درست ہے زیادہ کھولنا درست نہیں۔ یہی حکم دائی جنائی کا ہے کہ ضرورت کے وقت اس کے سامنے بدن کھولنا درست ہے لیکن جتنی ضرورت ہے اس سے زیادہ کھولنا درست نہیں بچہ پیدا ہونے کے وقت یا کوئی دوا لیتے وقت فقط اتنا ہی بدن کھولنا چاہئے بالکل ننگی ہو جانا جائز نہیں اس کی صورت یہ ہے کہ کوئی چادر وغیرہ بند ھوا دی جائے اور ضرورت کے موافق دائی کے سامنے بدن کھولدیا جاوے رانیں وغیرہ نہ کھلنے پاویں اور دائی کے سوا کسی اور کو بدن دیکھنا درست نہیں بالکل ننگی کر دینا اور ساری عورتوں کا سامنے بیٹھ کر دیکھنا بالکل حرام ہے۔ حضرت ﷺ نے فرمایا ہے[8] ستر دیکھنے والی اور دکھلانے والی دونوں پر خدا کی لعنت ہو۔ اس قسم کے مسئلوں کا بہت خیال رکھنا چاہئے۔

۱: وفی الخجندی التختم بالحدید والصفر والنحاس والرصاص مکروہ للرجال والنساء جمیعا ۱۲ فتاوی ہندیہ ص ۲۲۲ ج ۶۔

۲: (والعورۃ)للحرۃ جمیع بدنہا حتی شعرہا النازل فی الاصح خلا الوجہ والکفین والقدمین و تمنع المراۃ الشابۃ من کشف الوجہ بین رجال لخوف الفتنۃ کمسہ وان امن الشہوۃ لانہ اغلظ ولذا ثبت بہ حرمۃ المصاہرۃ ۱۲ شرح التنویر ص ۴۲۱ ج ۱ و شرح التنویر ص ۳۶۲ ج ۲

۳: وکل عضو لا یجوز النظر الیہ قبل الانفصال لا یجوز بعدہ ولو بعد الموت کشعر عانۃ وشعر راسہا الخ ۱۲ شرح التنویر ج ۵ ص ۳۶۶

۴: دیکھو حاشیہ مسئلہ نمبر (۶) باب ہذا ۱۲منہ

۵: ومن محرمہ الی الراس والوجہ والصدر والساق والعضد ان امن شہوتہ وشہوتہا ایضا والا لا الی الظہر و البطن والفخذین ۱۲ در ص ۳۶۱ ج ۵

۶: وتنظر المراۃ المسلمۃ من المراۃ کالرجل ۱۲ در ص ۳۶۵ ج ۵

۷: ویجوز النظر الی الفرج للخاتن والقابلۃ وللطبیب عند المعالجۃ ویغض بصرہ ما استطاع ۱۲ عالمگیری ج ۶ ص ۲۲۰ وفی الدر فان خاف الشہوۃ امتنع نظرہ الی وجہہا الا لحاجۃ کقاض وشاہد یشہد علیہا و کذا مرید نکاحہا وشرائہا ومداواتہا وینظر الطبیب الی موضع مرضہا بقدر الضرورۃ ۱۲ در ص ۳۶۴ ج ۵۔

۸: عن الحسن مرسلا قال بلغنی ان رسول اللہ ﷺ قال لعن اللہ الناظر و المنظور الیہ رواہ البیہقی فی شعب الایمان ۱۲ مشکوۃ ۱۲ ص ۲۷۰۔

(۱) مردوں کو چاندی کے سوا کسی اور چیز کی انگوٹھی بھی درست نہیں۔ نہ سونا نہ کوئی اور چیز صرف چاندی کی جائز ہے بشرطیکہ ۴½ ماشہ سے کم ہو ۱۲منہ۔

مسئلہ۱۱ زمانہ[2] حمل وغیرہ میں اگر دائی سے پیٹ ملوانا ہو تو ناف سے نیچے بدن کا کھولنا درست نہیں۔ دوپٹہ وغیرہ ڈال لینا چاہئے۔ بلاضرورت دائی کو بھی دکھانا جائز نہیں۔ یہ دستور ہے کہ پیٹ ملتے وقت دائی بھی دیکھتی ہے اور دوسری گھر والی ماں، بہن وغیرہ بھی دیکھتی ہیں یہ جائز نہیں۔

مسئلہ۱۲ جتنے[2] بدن کا دیکھنا جائز نہیں وہاں ہاتھ لگانا بھی جائز نہیں اس لئے نہاتے وقت اگر بدن بھی نہ کھولے تب بھی نائن وغیرہ سے رانیں ملوانا درست نہیں اگرچہ کپڑے کے اندر ہاتھ ڈالکر ملے البتہ اگر نائن اپنے ہاتھ میں کیسہ (تھیلی) پہن کر کپڑے کے اندر ہاتھ ڈالکر ملے تو جائز ہے۔

مسئلہ۱۳ کافر[3] عورتیں جیسے اہیرن، تنبولن تیلن، کولن، (کوئی قوم مشہور ہے) دھوبن، بھنگن، چماری وغیرہ جو گھروں میں آجاتی ہیں ان کا حکم یہ ہے کہ جتنا پردہ نامحرم[(1)] مرد سے ہے اتنا ہی ان عورتوں سے بھی واجب ہے سوائے منہ اور گٹے تک ہاتھ اور ٹخنے تک پیر کے اور کسی ایک بال کا کھولنا بھی درست نہیں اس مسئلہ کو خوب یاد رکھو سب عورتیں اس کے خلاف کرتی ہیں غرض سر اور ہاتھ اور پنڈلی ان کے سامنے مت کھولو اور اس سے یہ بھی سمجھ لو کہ اگر دائی جنائی ہندو یا میم، ہو تو بچہ پیدا ہونے کا مقام تو اس کو دکھلانا درست ہے اور سر وغیرہ اور اعضا اس کے سامنے کھولنا درست نہیں۔

مسئلہ۱۴ اپنے[4] شوہر سے کسی جگہ کا پردہ نہیں ہے تم کو اسکے سامنے اور اس کو تمہارے سامنے سارے بدن کا کھولنا درست ہے مگر بے ضرورت ایسا کرنا اچھا نہیں۔

مسئلہ۱۵ جس[5] طرح خود مردوں کے سامنے آنا اور بدن کھولنا درست نہیں اسی طرح جھانک تاک کے مردوں کو دیکھنا بھی درست نہیں۔ عورتیں یوں سمجھتی ہیں کہ مرد ہم کو نہ دیکھیں ہم ان کو دیکھ لیں تو کچھ حرج نہیں یہ بالکل غلط ہے کواڑ کی راہ یا کوٹھے پر سے مردوں کو دیکھنا دولہا کے سامنے آجانا یا اور کسی طرح دولہا کو دیکھنا یہ سب ناجائز ہے۔

مسئلہ۱۶ نامحرم[6] کے ساتھ تنہائی کی جگہ بیٹھنا لیٹنا درست نہیں اگرچہ دونوں الگ الگ اور کچھ فاصلہ پر ہوں تب بھی جائز نہیں۔

مسئلہ۱۷ اپنے[7] پیر کے سامنے آنا ایسا ہی ہے جیسے کہ غیر محرم کے سامنے آنا اس لئے یہ بھی جائز نہیں۔ اسی طرح لے پالک لڑکا بالکل غیر ہوتا ہے لڑکا بنانے سے سچ مچ لڑکا نہیں بن جاتا سب کو اس سے وہی برتاؤ کرنا چاہئے جو بالکل غیروں کے ساتھ ہوتا ہے۔ اس طرح جو نامحرم رشتہ دار ہیں جیسے دیور، جیٹھ، بہنوئی، نندوئی، چچازاد، پھوپی زاد، ماموں زاد بھائی وغیرہ یہ سب شرع میں غیر ہیں سب سے گہرا پردہ ہونا چاہئے۔

مسئلہ۱۸ ہیجڑے[8]، خوجے، اندھے[9] کے سامنے آنا بھی جائز نہیں۔

۱: دیکھو حاشیہ مسئلہ نمبر (۹) باب ہذا ۱۲ منہ

۲: ماحل نظرہ حل لمسہ الا من اجنبیۃ فلا یحل مس وجھھا و کفھا وان امن الشھوۃ در ج ۵ ص ۳۶۱ ۔

۳: ولا ینبغی للمراۃ الصالحۃ ان تنظر الیھا المراۃ الفاجرۃ ولا یحل ایضا لا مراۃ مومنۃ ان تنکشف عندامۃ مشرکۃ او کتابیۃ الا ان تکون امۃ لھا ۱۲ عالمگیری ص ۲۱۹ ج ۶ وفی الدر والذمیۃ کالرجل الا جنبی فی الا صح فلا تنظر الی بدن المسلمۃ ۱۲ ج ۵ ص ۳۶۶ ۔

۴: اما النظر الی زوجتہ ومملوکتہ فھو حلال من قرنھا الی قدمھا عن شھوۃ وغیر شھوۃ وھذا ظاھر الا ان الاولی ان لا ینظر کل واحد منھما الی عورۃ صاحبہ ۱۲ عالمگیری ص ۲۱۹ ۔

۵: وکذا تنظر المراۃ من الرجل کنظر الرجل للرجل ان امنت شھو تھا فلو لم تامن او شکت حرم استحسانا کالرجل ھو الصحیح فی الفصلین ۱۲ در ج ۵ ص ۳۶۵

۶،۷: الخلوۃ بالا جنبیۃ حرام الا لمدیونۃ ھربت ودخلت خرابۃ او کانت عجوزا شوھاء او بحائل ۱۲ در ج ۵ ص ۳۶۲ عن عقبۃ ابن عامر قال قال رسول اللہ ﷺ ایا کم والدخول علی النساء فقال رجل یا رسول اللہ ارایت الحمو قال الحمو الموت متفق علیہ مشکوۃ ص ۲۶۸ والحمو اسم لا قارب المراۃ من جانب الزوج والمراد ھھنا غیر ابائہ وابنائہ الا ان یحمل علی المبالغۃ والمراد تحذیر المراۃ منھم کما یحذر من الموت فان الخوف من الا قارب اکثر والفتنۃ منھم اوقع لتمکنھم من الوصول الی الخلوۃ من غیر نکیر کذافی اللمعات ۱۲ ف

۸: والخصی والمجبوب والمخنث فی النظر الی الاجنبیۃ کالفحل ۱۲ در ج ۵ ص ۳۶۸

۹: عن ام سلمۃ انھا کانت عند رسول اللہ ﷺ ومیمونۃ اذا قبل ابن ام مکتوم فدخل علیہ فقال رسول اللہ ﷺ احتجبا منہ فقلت یا رسول اللہ الیس ھو اعمی لا یبصرنا فقال رسول اللہ ﷺ افعمیاان انتما الستما تبصرانہ رواہ احمد و الترمذی و ابو داؤد و مشکوۃ ص ۲۶۸

(۱) مطلب یہ ہے کہ جتنا پردہ ہر نامحرم عورت کو ہر نامحرم مرد سے ہے حتی کہ بڑھیا کو بھی بوڑھے سے اتنا ہی پردہ فرض ہے کہ سوائے منہ اور گٹوں تک ہاتھ اور ٹخنے کے نیچے تک پیر کے ایک بال کھولنا بھی درست نہیں یہ مطلب ہے اس کہنے کا کہ جتنا پردہ نامحرم مرد سے ہے۔ ورنہ جوان عورت کو غیر محرم کے سامنے بدن کی کسی جگہ کا کھولنا بھی درست نہیں بلکہ سب بدن ڈھک کر بھی اس کے سامنے نہ آوے جب کہ زینت کے کپڑے پہنے ہوئے ہو ہاں اگر بالکل میلے کچیلے کپڑے جو زینت کے نہ ہوں وہ پہن کر اور سب بدن کو ڈھک کر سامنے آنا درست ہے ۱۲ منہ۔

مسئلہ۱۹ بعضی بعضی منہیار سے چوڑیاں پہنتی ہیں یہ بڑی بے ہودہ بات ہے اور حرام ہے بلکہ عورتیں باہر نکلتی ہیں ان کو بھی اس سے چوڑیاں پہننا جائز نہیں۔

باب ۳۸ متفرقات

مسئلہ۱ ہر ہفتہ نہادھو کر ناف سے نیچے اور بغل[(۱)] وغیرہ کے بال دور کر کے بدن کو صاف ستھرا کرنا مستحب[(۲)] ہے ہر ہفتہ نہ ہو تو پندرھویں دن سہی زیادہ سے زیادہ چالیس دن اس سے زیادہ کی اجازت نہیں اگر چالیس ۴۰ دن گذر گئے اور بال صاف نہ کئے تو گناہ ہوا۔

مسئلہ۲ اپنے ماں باپ شوہر وغیرہ کو نام لے کر پکارنا مکروہ اور منع ہے کیونکہ اسمیں بے ادبی ہے لیکن ضرورت کے وقت جسطرح ماں باپ کا نام لینا درست ہے اسی طرح شوہر کا نام لینا بھی درست ہے اسی طرح اٹھتے بیٹھتے بات چیت کرتے ہر بات میں ادب تعظیم کا لحاظ رکھنا چاہئے۔

مسئلہ۳ کسی جاندار چیز کو آگ میں جلانا درست نہیں جیسے بھڑوں کا پھونکنا، کھٹمل وغیرہ پکڑ کر آگ میں ڈال دینا یہ سب ناجائز ہے البتہ اگر مجبوری ہو کہ بغیر پھونکے کام نہ چلے تو بھڑوں کا پھونک دینا چارپائی میں کھولتا ہوا پانی ڈال دینا درست ہے۔

مسئلہ۴ کسی بات کی شرط بدھنا جائز نہیں جیسے کوئی کہے سیر بھر مٹھائی کھاجاؤ تو ہم ایک روپیہ دیں گے اور اگر نہ کھا سکے تو ایک روپیہ ہم تم سے لیں گے غرض جب دونوں طرف سے شرط ہو تو جائز نہیں البتہ اگر ایک ہی طرف سے ہو تو درست ہے۔

مسئلہ۵ جب کوئی دو ۲ آدمی چپکے چپکے باتیں کرتے ہیں تو ان کے پاس نہ جانا چاہئے۔ چھپ کے ان کو سننا بڑا گناہ ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے جو کوئی دوسروں کی بات کی طرف کان لگاوے اور ان کو ناگوار ہو تو قیامت کے دن اس کے کان میں گرم گرم سیسہ ڈالا جاوے گا اس سے معلوم ہوا کہ بیاہ شادی میں دولہا دلہن کی باتیں سننا دیکھنا بہت بڑا گناہ ہے۔

مسئلہ۶ شوہر کے ساتھ[(۳)] جو باتیں ہوئی ہوں جو کچھ معاملہ پیش آیا ہو کسی اور سے کہنا بڑا گناہ ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ ان بھیدوں کے بتلانے والے پر سب[(۴)] سے زیادہ اللہ تعالیٰ کا غصہ اور غضب ہوتا ہے۔

مسئلہ۷ اسی طرح کسی کے ساتھ ہنسی اور چہل کرنا کہ اس کو ناگوار ہو یا تکلیف ہو درست نہیں۔ آدمی وہیں تک گدگدائے جہاں تک ہنسی آئے۔

مسئلہ۸ مصیبت کے وقت موت کی تمنا کرنا اپنے کو کوسنا درست نہیں۔

مسئلہ۹ پچیسی، چوسر، تاش، وغیرہ کھیلنا درست نہیں اور اگر بازی بدھ کر کھیلے تو یہ صریح جوا اور حرام ہے۔

۱: دیکھو حاشیہ مسئلہ نمبر ۱۴ باب ہذا

۲: و یستحب حلق عانته و تنظیف بدنه بالا غتسال فی کل اسبوع مرة والا فضل یوم الجمعة وجاز فی کل خمسة عشرو کره ترکه وراء الاربعین ۱۲ در ج ۵ ص ۴۰۱

۳: ویکره ان یدعو الرجل اباه و ان تدعو المراة زوجها باسمه ۱۲ در ج ۵ ص ۴۱۴

۴: واحراق القمل والعقرب بالنار مکروه ولا تحرق بیوت النملة لنملة واحدة ۱۲ عالمگیری ج ۶ ص ۲۴۰

۵: حل الجعل ان شرط المال من جانب واحد و حرم لو شرط من الجانبین الا اذا دخلا ثالثا محللا بینهما ۱۲ در ج ۵ ص ۳۹۷۔

۶: من استمع الی حدیث قوم وهم له کارهون صب فی اذنیه الانك یوم القیمة ۱۲ ترغیب و ترهیب برحاشیه مشکوٰة ص ۴۷۴

۷: عن ابی سعید رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ ان من اشر الناس عندالله منزلة یوم القیٰمة الرجل یفضی الی امراته و تفضی الیه ثم ینشر احدهما سر صاحبه ۱۲ ترغیب و ترهیب برحاشیه مشکوٰة ص ۳۵۹۔

۸: لاباس بالمزاح بعد ان لایتکلم الانسان فیه بکلام یاثم به اویقصد به اضحاك جلسائه ۱۲ عالمگیری ج ۶ ص ۲۳۴۔

۹: یکره تمنی الموت بغضب اوضیق عیش الالخوف الوقوع فی معصیة ۱۲ در ص ۴۱۴ ج ۵۔

۱۰: و کره تحریما اللعب بالنرد والشطرنج و کره کل لهو ۱۲ در ج ۵ ص ۳۸۹۔

(۱) وغیرہ کا لفظ مردوں کے خیال سے بڑھ گیا یعنی لبیں بھی ترشوالے اور اسی حکم میں ہے ناخن تراشنا بھی ۱۲ منہ۔

(۲) لیکن جو قربانی کرنے کا ارادہ کرلے تو اس کے لئے مستحب ہے کہ ذی الحجہ کے شروع سے تا فراغت اپنی قربانی کے ناخن اور بال وغیرہ اپنے بدن سے جدا نہ کرے لیکن اگر زیادہ دنوں کے ہوگئے ہوں تو جدا کردے اور اگر چالیس دن سے بڑھنے لگیں تو پھر جدا کردینا واجب ہے ۱۲ منہ۔

(۳) اسی طرح مرد کو بھی اپنی بی بی کا حال کہنا درست نہیں ۱۲ منہ۔

(۴) یعنی بہت بڑا غصہ ہوتا ہے ۱۲ منہ۔

مسئلہ ۱۰ جب [۱] لڑکا لڑکی دس برس کے ہو جاویں تو لڑکوں کو ماں، بہن، بھائی وغیرہ کے پاس اور لڑکیوں کو بھائی اور باپ کے پاس لٹانا درست نہیں البتہ لڑکا اگر باپ کے پاس اور لڑکی ماں کے پاس لیٹے تو جائز ہے۔

مسئلہ ۱۱ جب [۲] کسی کو چھینک آئے تو الحمد للہ کہہ لینا بہتر ہے اور جب الحمد للہ کہہ لیا تو سننے والے پر اس کے جواب میں یرحمک اللّٰہ کہنا واجب ہے نہ کہے گی تو گنہگار ہو گی اور یہ بھی خیال رکھو کہ اگر چھینکنے والی عورت یا لڑکی ہے تو کاف کا زیر کہو اور اگر مرد یا لڑکا ہے تو کاف کا زبر کہو۔ پھر چھینکنے والی اسکے جواب میں کہے یغفر اللّٰہ لنا ولکم لیکن چھینکنے والی کے ذمہ یہ جواب واجب نہیں بلکہ بہتر ہے۔

مسئلہ ۱۲ چھینک [۳] کے بعد الحمد للہ کہتے کئی آدمیوں نے سنا تو سب کو یرحمک اللّٰہ کہنا واجب نہیں اگر ان میں سے ایک کہہ دے تو سب کی طرف سے ادا ہو جاوے گا لیکن اگر کسی نے جواب نہ دیا تو سب گنہگار ہوں گے۔

مسئلہ ۱۳ اگر [۴] کوئی بار بار چھینکے اور الحمد للہ کہے تو فقط تین بار یرحمک اللّٰہ کہنا واجب ہے اس کے بعد واجب نہیں۔

مسئلہ ۱۴ جب [۵] حضور ﷺ (۱) کا نام مبارک لیوے یا پڑھے یا سنے تو درود شریف پڑھنا واجب ہو جاتا ہے۔ اگر نہ پڑھا تو گناہ ہوا۔ لیکن اگر ایک ہی جگہ کئی دفعہ نام لیا تو ہر دفعہ درود پڑھنا واجب نہیں ایک ہی دفعہ پڑھ لینا کافی ہے۔ البتہ اگر جگہ بدل جانے کے بعد پھر نام لیا یا سنا تو پھر درود پڑھنا واجب ہو گیا۔

مسئلہ ۱۵ بچوں [۶] کی پابری (۲) وغیرہ بنوانا جائز نہیں یا تو سارا سر منڈوا دو یا سارے سر پر بال رکھواؤ۔

مسئلہ ۱۶ عطر [۷] وغیرہ کسی خوشبو میں اپنے کپڑے بسانا اس طرح کہ غیر مردوں تک اس کی خوشبو جاوے درست نہیں۔

مسئلہ ۱۷ ناجائز [۸] لباس کا سی کر دینا بھی جائز نہیں۔ مثلاً شوہر ایسا لباس سلواوے جو اسکو پہننا جائز نہیں تو عذر کر دے۔ اسیطرح درزن سلائی پر ایسا کپڑا نہ لے۔

مسئلہ ۱۸ جھوٹے [۹] قصے اور بے سند حدیثیں جو جاہلوں نے اردو کتابوں میں لکھ دیں اور معتبر کتابوں میں ان کا کہیں ثبوت نہیں جیسے نور نامہ وغیرہ اور حسن و عشق کی کتابیں دیکھنا اور پڑھنا جائز نہیں اگر اپنی لڑکیوں کے پاس دیکھو جلا دو۔

مسئلہ ۱۹ عورتوں [۱۰] میں بھی السلام علیکم اور مصافحہ کرنا سنت ہے۔ اس کو رواج دینا چاہئے۔ آپس میں کیا کرو۔

۱: واذا بلغ الصبی او الصبیة عشر سنین یجب التفریق بینھما بین اخیه واخته وامه وابیه فی المضجع لقوله علیه الصلوٰة والسلام وفرقوا بینھم فی المضاجع وھم ابناء عشر ۱۲ در ج ۵ ص ۳۷۶ ـ

۲: اذا عطس الرجل خارج الصلوٰة فینبغی ان یحمد اللّٰہ تعالیٰ فیقول الحمد للّٰہ رب العٰلمین او یقول الحمد للّٰہ علی کل حال ولا یقول غیر ذلك وینبغی لمن حضره ان یقول یرحمك اللّٰہ ویقول العاطس یغفر اللّٰہ لنا ولکم وتشمیت العاطس واجب ان حمد العاطس عالمگیری ص ۲۱۸ ج ۲ ـ

۳: ولو شمته بعض الحاضرین اجزا عنھم والافضل ان یقول کل واحد منھم ۱۲ شامی ص ۴۰۹ ج ۵ ـ

۴: تشمیت العاطس واجب ان حمد العاطس فیشمته الی ثلث مرات وبعد ذلك ھو مخیر ۱۲ عالمگیری ص ۲۱۸ ج ۶ ـ

۵: ولو سمع اسم النبی علیه السلام فانه یصلی علیه فانه سمع مرارا فی مجلس واحد اختلفوا فیه قال بعضھم لایجب علیه ان یصلی الا مرة ۱۲ عالمگیری ص ۲۱۰ ج ۶ ـ

٦: ویکره القزع وھو ان یحلق البعض ویترك البعض قطعاً مقدار ثلثة اصابع ۱۲ شامی ج ۵ ص ۴۰۲

۷: عن ابی موسیٰ رضی اللّٰہ عنه عن النبی صلی اللّٰہ علیه وسلم قال کل عین زانیة والمراة اذا استعطرت فمرت بالمجلس فھی کذا وکذا یعنی زانیة رواہ ابو داؤد ۱۲ ترغیب ص ۳۵۹

۸: ان کان اسکافا امره انسان یتخذ له خفا علی زی المجوس او الفسقة او خیاطا امره ان یتخذ له ثوبا علی زی الفساق یکره له ان یفعل لانه سبب التشبه بالمجوس والفسقة ۱۲ شامی ج ۵ ص ۳۸۶

۹: القصص المکروہ ان یحدثھم بمالیس له اصل معروف او یعظھم بمالایتعظ به او یزید وینقص فی اصله ۱۲ (شامی ج ۵ ص ۴۱۷)

۱۰: قال النبی ﷺ ان المومن اذا لقی المومن فسلم علیه واخذ بیده فصافحه تناثرت خطایا ھما کما یتناثر ورق الشجر رواہ الطبرانی والبیھقی ۱۲ شامی ص ۳۷۵ ج ۵

(۱) اسی طرح جب اللہ کا نام لیا جاوے تو تعالیٰ یا جل شانہ وغیرہ کوئی کلمہ تعظیم کا کہنا واجب ہے۔ ۱۲ عالمگیری۔

(۲) پابری جس کو بعضے آدمی کھنڈی کہتے ہیں ۱۲ منہ

مسئلہ۲: جہاں[1] تم مہمان جاؤ کسی فقیر وغیرہ کو روٹی کھانا مت دو بغیر گھر والے سے اجازت لئے دینا گناہ ہے۔

باب ۳۹ کوئی چیز پڑی پانے کا بیان

مسئلہ۱: کہیں[2] راستہ، گلی یا بیبیوں کی محفل میں یا اپنے یہاں کوئی مہمانداری ہوئی تھی یا وعظ کہلوایا تھا۔ سب کے جانے کے بعد کچھ ملا یا اور کہیں کوئی چیز پڑی پائی تو اس کو خود لے لینا درست نہیں حرام ہے۔ اگر اٹھاوے تو اس نیت سے اٹھاوے کہ اس کے مالک کو تلاش کر کے دیدوں گی۔

مسئلہ۲: اگر[3] کوئی چیز پائی اور اس کو نہ اٹھایا تو گناہ نہیں لیکن اگر یہ ڈر ہو کہ اگر میں نہ اٹھاؤں گی تو کوئی اور لے لے گا اور جس کی چیز ہے اس کو نہ ملے گی تو اس کا اٹھا لینا اور مالک کو پہنچا دینا واجب ہے۔

مسئلہ۳: جب[4] کسی نے پڑی ہوئی چیز اٹھا لی تو اب مالک کا تلاش کرنا اور تلاش کر کے دے دینا اس کے ذمے ہو گیا۔ اب اگر پھر وہیں ڈال دیا یا اٹھا کر اپنے گھر لے آئی لیکن مالک کو تلاش نہیں کیا تو گناہ گار ہوئی۔ خواہ ایسی جگہ پڑی ہو کہ اٹھانا اس کے ذمے واجب نہ تھی۔ یعنی کسی محفوظ جگہ پڑی تھی کہ ضائع ہو جانے کا ڈر نہیں تھا یا ایسی جگہ ہو کہ اٹھا لینا واجب تھا۔ دونوں کا یہی حکم ہے کہ اٹھا لینے کے بعد مالک کو تلاش کر کے پہنچانا واجب ہو جاتا ہے۔ پھر وہیں ڈال دینا جائز نہیں۔

مسئلہ۴: محفلوں[5] میں مردوں اور عورتوں کے جماؤ جم گھٹے میں خوب پکارے تلاش کرے اگر مردوں میں خود نہ جا سکے نہ پکار سکے تو اپنے میاں وغیرہ کسی اور سے پکروائے اور خوب مشہور کرا دے کہ ہم نے ایک چیز پائی ہے۔ جس کی ہو ہم سے آ کر لے لیوے۔ لیکن یہ ٹھیک پتہ نہ دے کہ کیا چیز پائی ہے تا کہ کوئی جھوٹ فریب کر کے نہ لے سکے۔ البتہ کچھ گول مول ادھورا پتہ بتلا دینا چاہئے۔ مثلاً یہ کہ ایک زیور یا ایک کپڑا ہے یا ایک بٹوہ ہے جس میں کچھ نقد ہے۔ اگر کوئی آوے اور اپنی چیز کا ٹھیک ٹھیک پتہ دے دے تو اس کے حوالے کر دینا چاہئے۔

مسئلہ۵: بہت[6] تلاش کرنے اور مشہور کرنے کے بعد جب بالکل مایوسی ہو جاوے کہ اب اس کا کوئی وارث نہ ملے گا تو اس چیز کو خیرات کر دے اپنے پاس نہ رکھے۔ البتہ اگر وہ خود غریب محتاج ہو تو خود ہی اپنے کام میں لاوے لیکن خیرات کرنے کے بعد اگر اس کا مالک آ گیا تو اس کے دام لے سکتا ہے اور اگر خیرات کرنے کو منظور کر لیا تو اس کو اس خیرات کا ثواب مل جاویگا۔

مسئلہ۶: پالتو کبوتر[7] یا طوطا، مینا یا اور کوئی چڑیا کسکے گھر گر پڑی اور اس نے اس کو پکڑ لیا تو مالک کو تلاش کر کے پہنچانا واجب ہو گیا۔ خود لے لینا حرام ہے۔

مسئلہ۷: باغ[8] میں آم یا امرود وغیرہ پڑے ہیں تو ان کو بلا اجازت اٹھانا اور کھانا حرام ہے۔ البتہ اگر کوئی ایسی کم قدر چیز ہے کہ ایسی چیز کو کوئی تلاش نہیں کرتا اور نہ اسکے لینے کھانے سے کوئی برا مانتا ہے تو اسکو خرچ میں لانا درست ہے۔ مثلاً راہ میں ایک بیر پڑا ملا یا ایک مٹھی چنے کے بوٹ ملے۔

مسئلہ۸: کسی[9] مکان یا جنگل میں خزانہ یعنی کچھ گڑا ہوا مال نکل آیا تو اس کا بھی وہی حکم ہے جو پڑی ہوئی چیز کا حکم ہے خود لے لینا جائز نہیں تلاش و کوشش کرنے کے بعد اگر مالک کا پتہ نہ چلے تو اس کو خیرات کر دے اور غریب ہو تو خود بھی لے سکتی[(1)] ہے۔

۱: اذا كان الرجل على مائدة فناول غيره من طعام المائدة ان علم ان صاحبه لايرضى به لايحل له وان علم انه يرضى فلا باس به وان اشتبه عليه لايناول ولا يعطى سائلا ۱۲ عالمگیری ج ٦ ص ۲۲۹ ۔

۲،۳: اللقطة رفع شيئ ضائع للحفظ على الغير لاللتملك ندب رفعها لصاحبها ووجب عند خوف ضياعها ۱۲ شرح التنویر ج ۳ ص ٤۹۱

٤: واذا رفع اللقطة يعرفها فيقول التقطت لقطة او وجدت ضالة اوعندى شيئ فمن سمعتموه يطلب دلوه على ۱۲ فتاوىٰ هنديه ج ۳ ص ۱۷۱

٥: ويعرف الملتقط اللقطة فى الاسواق والشوارع مدة يغلب على ظنه ان صاحبها لايطلبها بعد ذلك هو الصحيح فتاوىٰ هنديه ج ۳ ص ۱۷۱

٦: ثم بعد تعريف المدة المذكورة الملتقط مخير بين ان يحفظها حسبته وبين ان يتصدق بها فان جاء صاحبها فامضى للصدقة يكون له ثوابها وان لم يمضها ضمن الملتقط ۱۲ فتاوىٰ هنديه ج ۳ ص ۱۷۱۔

۷: من اخذ بازيا اوشبهه فى سواداومصروفى رجليه تبروجلاجل وهو يعرف انه اهلى فعليه ان يعرف ليرده على اهله وكذلك ان اخذ ظبيافى عنقه قلادة ۱۲ عالمگیری ج ۳ ص ۱۷۳۔

۸: اذا مرفى ايام الصيف بثمارساقطة تحت الاشجار فهذه المسالة على وجوه ان كان ذلك فى الامصار لايسعه التناول منها الاان يعلم ان صاحبها قداباح ذلك امانصا او دلالة بالعادة الخ وان كانت اللقطة شيئا اذا مضے عليها يوم اويومان يفسد فان كان قليلا نحو الحب والعنب ومثلها ياكلها ساعة غنيا كان اوفقيرا ۱۲ عالمگیری ج ۳ ص ۱۷۱

۹: اشترى داراً فوجدفى بعض الجدار دراهم قال ابوبكر انها كاللقطة قال الفقيه وان ادعاه البائع رد عليه وان قال ليست لى فهى لقطة ۱۲ رد المحتار ص ٥۰۰ ج ۳

(۱) مگر خواہ خود لے یا دوسرے کو خیرات کرے اگر مالک آ کر اس خیرات کرنے پر یا اس کے رکھ لینے پر راضی نہ ہوا تو اسکو اپنے پاس سے وہ چیز دینی پڑے گی ۱۲ منہ۔

وقف کا بیان

مسئلہ۱ اپنی[1] کوئی جائیداد جیسے مکان، باغ، گاؤں وغیرہ خدا کی راہ میں فقیروں، غریبوں، مسکینوں کیلئے وقف کر دیا کہ اس گاؤں کی سب آمدنی فقیروں محتاجوں پر خرچ کر دیجائے یا باغ کے سب پھل پھول غریبوں کو دیدیئے جائیں۔ اس مکان میں مسکین لوگ رہا کریں۔ کسی اور کے کام نہ آوے تو اس کا بڑا ثواب ہے۔ جتنے نیک کام ہیں مرنے سے بند ہو جاتے ہیں۔ لیکن یہ ایسا نیک کام ہے کہ جب تک وہ جائیداد باقی رہے گی برابر قیامت[(1)] تک اس کا ثواب ملتا رہے گا۔ جب تک فقیروں کو راحت اور نفع ملتا رہے گا برابر نامہ اعمال میں ثواب لکھا جاویگا۔

مسئلہ۲ اگر[2] اپنی کوئی چیز وقف کر دے تو کسی نیک بخت دیانتدار آدمی کے سپرد کر دے کہ وہ اس کی دیکھ بھال کرے کہ جس کام کے لئے وقف کیا ہے اسی پر خرچ ہوا کرے۔ کہیں بے جا خرچ نہ ہونے پاوے۔

مسئلہ۳ جس چیز[3] کو وقف کر دیا اب وہ چیز اس کی نہیں رہی اللہ تعالیٰ کی ہو گئی اب اس کو بیچنا کسی کو دینا درست نہیں۔ اب اس میں کوئی شخص اپنا دخل نہیں دے سکتا۔ جس بات کے لئے وقف ہے وہی کام اس سے لیا جاویگا اور کچھ نہیں ہو سکتا۔

مسئلہ۴ مسجد[4] کی کوئی چیز جیسے اینٹ، گارا، چونا، لکڑی، پتھر وغیرہ کوئی چیز اپنے کام میں لانا درست نہیں۔ چاہے کتنی ہی نکمی ہو گئی ہو لیکن گھر کے کام میں نہ لانا چاہئے بلکہ اس کو بیچ کر مسجد کے ہی خرچ میں لگا دینا چاہئے۔

مسئلہ۵ وقف[5] میں یہ شرط ٹھہرا لینا بھی درست ہے کہ جب تک میں زندہ ہوں اس وقف کی آمدنی خواہ سب کی سب یا آدھی تہائی اپنے خرچ میں لایا کروں گی۔ پھر میرے بعد فلاں نیک جگہ خرچ ہوا کرے۔ اگر یوں کہہ لیا تو اتنی آمدنی اس کو لے لینا جائز اور حلال ہے اور یہ بڑا آسان طریقہ ہے کہ اس میں اپنے آپ کو بھی کسی طرح کی تکلیف اور تنگی ہونے کا اندیشہ نہیں اور جائیداد بھی وقف ہو گئی۔ اسی طرح اگر یوں شرط کر دے کہ اول اس کی آمدنی میں سے میری اولاد کو اتنا دے دیا جایا کرے پھر جو بچے وہ اس نیک جگہ میں خرچ ہو جاوے یہ بھی درست ہے اور اولاد کو اسی قدر دے دیا جایا کریگا۔

مسائل ذیل کے پڑھانے کا طریقہ

اگر پڑھانے والا مرد ہو تو ان مسائل کو خود نہ پڑھاوے یا تو اپنی بی بی کی معرفت سمجھاوے یا پڑھنے والی کو ہدایت کر دے کہ ان مسائل کو بطور خود دیکھ لینا اور اگر پڑھنے والا کم عمر لڑکا ہو تو اسکو بھی نہ پڑھاویں بلکہ ہدایت کر دیں کہ بعد کو دیکھ لے۔

۱: (الوقف) عندابی حنیفة حبس العین علی ملك الواقف والتصدق بالمنفعة علی الفقراء اوعلی وجه من وجوه الخیر بمنزلة العواری ۱۲ عالمگیری ص ۱۹۸ ج ۳۔

۲: الصالح للنظر من لم یسال الولایة للوقف ولیس فیه فسق یعرف هکذافی فتح القدیر وفی الاسعاف لایولی الاامین قادر بنفسه اوبنائبه الخ عالمگیری ج ۳ ص ۲۱۹ وینزع لوغیرما مون ومقتضاه اثم القاضی بترکه والاثم بتولیة الخائن ۱۲ درشامی ج ۳ ص ۵۹۴

۳: فیزول ملك الواقف الی اللّٰہ تعالیٰ علی وجه تعود منفعته الی العباد فیلزم ولایباع ولایوهب ولا یورث ۱۲ هدایه ج ۲ ص ۶۱۲

٤: وما انهدم من بناء الواقف والته صرفه الحاکم فی عمارة الوقف ان احتاج وان استغنی عنه امسکه حتی یحتاج الی عمارته فیصرفه فیها ۱۲ هدایه ص ۶۱۷ ج ۲

۵: واذا جعل الواقف غلة الوقف لنفسه اوجعل الولایة الیه جاز هدایه ج ۲ ص ۶۱۸ وجازجعل غلة الوقف لنفسه ای کلها اوبعضها اوالولایة لنفسه عندالثانی وعلیه الفتوی درمختار ورد المحتار ج ۲ ص ۵۹۸ جعل ریعه لنفسه ایام حیاته ثم من بعدی علی واولادی ثم علی اولادهم جاز عندالثانی وبه یفتی درمختار و رد المحتار ج ۳ ص ۶۷۶ ف

(۱) اور جتنے کام ایسے ہیں جن کا نفع جاری رہتا ہے ان سب کا یہی حکم ہے کہ برابر ثواب جاری رہتا ہے۔ ۱۲ منہ۔

بقیہ صـ۸ وصـ۱۰،۹ مسائل

جن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا اور جن سے ٹوٹ جاتا ہے اور قضایا کفارہ لازم آتا ہے ان کا بیان

مسئلہ۳ دن[1] کو سوگئی اور ایسا خواب دیکھا جس سے نہانے کی ضرورت ہوگئی تو روزہ نہیں ٹوٹا۔

مسئلہ۵ مرد[2] اور عورت کا ساتھ لیٹنا، ہاتھ لگانا، پیار کرنا، یہ سب درست ہے۔ لیکن اگر جوانی کا اتنا جوش ہو کہ ان باتوں سے صحبت کرنے کا ڈر ہو تو ایسا نہ کرنا چاہئے مکروہ ہے۔

مسئلہ۱۱ رات[3] کو نہانے کی ضرورت ہوئی مگر غسل نہیں کیا دن کو نہائی تب بھی روزہ ہوگیا بلکہ اگر دن بھر نہ نہاوے تب بھی روزہ نہیں جاتا البتہ اس کا گناہ الگ ہوگا۔

مسئلہ۱۸ اگر مرد[4] سے ہمبستر ہوئی تب بھی روزہ جاتا رہا۔ اس کی قضا بھی رکھے اور کفارہ بھی دیوے۔ جب مرد کے پیشاب کے مقام کی سپاری اندر چلی گئی تو روزہ ٹوٹ گیا اور قضاو کفارہ واجب ہوگئے چاہے منی نکلے یا نہ نکلے۔

مسئلہ۱۹ اگر[5] مرد نے پاخانہ کی جگہ اپنا عضو کردیا اور سپاری اندر چلی گئی تب بھی عورت مرد دونوں کا روزہ جاتا رہا۔ قضاو کفارہ دونوں واجب ہیں۔

مسئلہ۲۲ روزہ[6] میں پیشاب کی جگہ کوئی دوا رکھنا یا تیل وغیرہ کوئی چیز ڈالنا درست نہیں اگر کسی نے دوا رکھ لی تو روزہ(۱) جاتا رہا۔ قضا واجب ہے۔ کفارہ واجب نہیں۔

مسئلہ۲۳ کسی[7] ضرورت سے دائی نے پیشاب کی جگہ انگلی ڈالی یا خود اس نے اپنی انگلی ڈالی پھر ساری انگلی یا تھوڑی سی انگلی نکالنے کے بعد پھر کردی تو روزہ جاتا رہا لیکن کفارہ واجب نہیں اور اگر نکالنے کے بعد پھر نہیں کی تو روزہ نہیں گیا ہاں اگر پہلے ہی سے پانی وغیرہ کسی چیز میں انگلی بھیگی ہوئی ہو تو اول ہی دفعہ کرنے سے روزہ جاتا رہے گا۔

مسئلہ۲۸ کوئی[8] عورت غافل سورہی تھی یا بے ہوش پڑی تھی اس سے کسی نے صحبت کی تو روزہ جاتا رہا۔ فقط قضا واجب ہے کفارہ واجب نہیں اور مرد پر کفارہ بھی واجب ہے۔

بقیہ صـ۱۵ جن وجہوں سے روزہ نہ رکھنا جائز ہے ان کا بیان

مسئلہ۱۳ عورت[9] کو حیض آگیا یا بچہ پیدا ہوا اور نفاس ہوگیا تو حیض اور نفاس رہنے تک روزہ رکھنا درست نہیں۔

مسئلہ۱۴ اگر[10] رات کو پاک ہوگئی تو اب صبح کو روزہ نہ چھوڑے۔ اگر رات کو نہ نہائی ہو تب بھی روزہ رکھ لیوے اور صبح کو نہا لیوے اور اگر صبح ہونے کے بعد پاک ہوئی تو اب پاک ہونے کے بعد روزہ کی نیت کرنا درست نہیں۔ لیکن کچھ کھانا پینا بھی درست نہیں ہے۔ اب دن بھر روزہ داروں کی طرح رہنا چاہئے۔

تمام شد اصلی مدلل و مکمل بہشتی زیور حصہ سوم

۱: فان نام فاحتلم لم یفطر لقولہ ﷺ ثلث لایفطرن الصیام القئی والحجامۃ والاحتلام شرح البدایہ ص ۱۹۹ ج ۱

۲: وکرہ قبلۃ ومس ومعانقۃ ومباشرۃ فاحشۃ ان لم یامن المفسدوان امن لاباس ۱۲ شرح التنویر ص ۱۸۱ ج ۲۔

۳: اواصبح جنبا وان بقی کل الیوم (لم یفطر) ۱۲ شرح التنویر ص ۱۶۱ ج ۲

۴،۵: ومن جامع فی احد السبیلین عامد افعلیہ القضاء والکفارۃ ولایشترط الانزال فی المحلین اعتبارا بالاغتسال ۱۲ شرح البدایہ ج ۱ ص ۲۰۱ وشرح التنویر ج ۲ ص ۱۷۲

۶: اواقطر فی احلیلہ ماء اودھنا وان وصل الی المثانۃ علی المذھب واما فی قبلھا فمفسد اجماعاً ۱۲ شرح التنویر ص ۱۶۱ ج ۲

۷: ولوادخل اصبعہ فی استہ والمراۃ فی فرجھا لایفسدو ھوالمختار والا اذا کانت مبتلۃ بالماء اوالدھن فحینئذ یفسد لوصول الماء اوالدھن ۱۲ فتاویٰ ھندیہ ص ۱۳۱ ج ۱ وشرح التنویر ص ۱۵۸ ج ۲

۸: اووطئت نائمۃ اومجنونۃ (فعلیھا القضاء فقط) ھذا بالنظر الیھا واما الواطی فعلیہ القضاء والکفارۃ ۱۲ شرح التنویر ص ۱۶۷ ج ۲ وردالمحتار۔

۹،۱۰: واذا حاضت المراۃ اونفست فطرت وقضت واذا قدم المسافر اوطھرت الحائض امسکا بقیۃ یومھا ۱۲ شرح البدایہ ص ۲۰۷ ج ۱۔

(۱) یہ حکم عورتوں کا ہے اور مرد اگر اپنے پیشاب کی جگہ سوراخ میں تیل وغیرہ ڈال لے تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ ۱۲ منہ۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب:۱ حدیث:۱۶

روزے کی فضیلت کا بیان

۱) حدیث میں[1] ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ نے روزہ دار کا سونا عبادت ہے اور اس کا خاموش رہنا تسبیح ہے (یعنی روزہ دار اگر خاموش رہے تو اسے تسبیح یعنی سبحان اللہ پڑھنے کا ثواب ملتا ہے) اور اس کا عمل (ثواب میں) بڑھایا جاتا ہے (یعنی اس کے اعمال کا ثواب بہ نسبت اور دنوں کے ان مبارک دنوں میں زیادہ ہوتا ہے) اور اس کی دعا مقبول ہے (یعنی روزے کی حالت کو قبولیت دعا میں خاص دخل ہے) اور اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں (یعنی گناہ صغیرہ معاف ہوجاتے ہیں)۔

۲) حدیث میں[2] ہے کہ روزہ ڈھال ہے اور مضبوط قلعہ ہے دوزخ سے بچانے کے لئے (یعنی جس طرح ڈھال اور مضبوط قلعہ سے انسان پناہ لیتا ہے اور دشمن سے بچتا ہے اسی طرح روزے کے ذریعہ سے دوزخ سے نجات حاصل ہوتی ہے اس طرح کہ انسان کی قوت گناہوں کی کمزور ہوجاتی ہے اور نیکی کا مادہ بڑھتا ہے سو جب انسان باقاعدہ روزہ دار رہے گا اور اچھی طرح روزے کے آداب بجالاویگا تو گناہ اس سے چھوٹ جائیں گے اور دوزخ سے نجات ملے گی)۔

۳) حدیث میں ہے کہ روزہ ڈھال ہے جب تک کہ نہ پھاڑے (یعنی برباد نہ کرے روزدار) اس کو جھوٹ غیبت سے[3] (یعنی روزہ ڈھال کا کام دیتا ہے جیسا کہ اوپر بیان ہوچکا ہے مگر جب کہ اس کو گناہوں سے محفوظ نہ رکھے اور اگر روزہ رکھا اور غیبت اور جھوٹ وغیرہ گناہ سے باز نہ آئے تو گو فرض ادا ہوجاویگا مگر بہت بڑا گناہ ہوگا اور روزے کی جو برکت حاصل ہوتی ہے اس سے محرومی ہوگی)۔

۴) حدیث میں ہے روزہ ڈھال ہے دوزخ سے سو جو شخص صبح کرے اس حال میں کہ وہ روزہ دار ہو پس نہ جہالت کرے اس روز اور جب کہ کوئی آدمی اس سے جہالت سے پیش آوے تو اسے (بدلہ میں) برا نہ کہے اور اس سے بری گفتگو نہ کرے اور چاہئے کہ کہہ دے تحقیق میں روزہ دار ہوں اور قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے بے شک بدبو روزہ دار کے منہ کی زیادہ محبوب ہے خدا کے نزدیک مشک کی خوشبو[4] سے (یعنی قیامت کے روز اس بدبو کے عوض جو روزے کی حالت میں پیدا ہوتی ہے روزے دار کے منہ کے اندر مشک سے زیادہ پاکیزہ خوشبو آوے گی اور وہ محبوب ہوگی خدا کو۔ اور یہ بدبو جو روزے دار کے منہ کے اندر دنیا میں پیدا ہوتی ہے وہ سبب ہے اس خوشبو کے حاصل ہونے کا جو قیامت کو میسر ہوگی۔)

۵) حدیث میں ہے کہ روزے دار کو ہر افطار کے وقت ایک ایسی دعا کی اجازت ہوتی ہے جس کے قبول کرنے کا خاص (وعدہ ہے)۔

۶) حدیث میں ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے دو آدمیوں سے فرمایا کہ تم روزہ رکھو اس لئے کہ روزہ ڈھال ہے دوزخ سے بچنے کے لئے اور زمانہ کی مصیبتوں[6] سے بچنے کے لئے (یعنی روزہ کی برکت سے دوزخ اور مصائب وتکالیف سے نجات ملتی ہے)۔

۷) حدیث میں ہے کہ تین ایسے آدمی ہیں کہ ان سے کھانے کا حساب (قیامت میں) نہ ہوگا جو کچھ بھی کھاویں جب کہ وہ کھانا حلال ہو (اور وہ) روزہ دار (ہے) اور سحری کھانے والا اور محافظ خدا تعالیٰ کے راستہ میں (یعنی جو اسلام کی سرحد میں مقیم ہو اور کافروں سے ملک اسلام کی حفاظت کرے۔ یہاں سے بہت بڑی رعایت روزہ دار کی اور سحری کھانے والے کی اور محافظ اسلام کی ثابت ہوئی کہ ان سے کھانے کا حساب ہی معاف کردیا گیا۔ لیکن اس رعایت پر بہت سے لذیذ کھانوں میں مصروف نہ ہونا چاہئے۔ بہت سی لذتوں میں مصروف ہونے سے خدا کی یاد

۱: رواہ البیہقی ۱۲ ۲: رواہ البیہقی ۱۲ ۳: رواہ الطبرانی ۱۲ ۴: رواہ النسائی ۱۲

۵: رواہ الحاکم ۱۲ ۶: رواہ ابن النجار ۱۲ ۷: اخرجہ الطبرانی بسند فیہ مجہولان کما فی العزیزی ۱۲

سے غفلت پیدا ہو جاتی ہے اور گناہ کی قوت کو ترقی ہوتی ہے۔ خوب سمجھ لو بلکہ خدا کی اس نعمت کی بہت قدر ہونی چاہئے اور اس کا شکر اس طرح ادا کرنا چاہئے کہ حق تعالیٰ کی خوب اطاعت کرے۔

۸) حدیث میں ہے کہ جو روزہ دار کو روزہ افطار کرائے تو اس (روزہ افطار کرانے والے) کو اس روزہ رکھنے والے کے ثواب کے برابر ثواب ملے گا بغیر اس بات کے کہ روزہ دار کا کچھ ثواب کم ہو (یعنی روزہ دار کا ثواب کچھ کم نہ ہو گا بلکہ حق تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اپنی طرف سے روزہ افطار کرانے والے کو اس روزہ دار کے برابر ثواب مرحمت فرمائیں گے۔ اگرچہ کسی معمولی ہی کھانے سے افطار کراوے۔ گو وہ پانی ہی ہو۔[۱]

۹) حدیث میں ہے بے شک اللہ تعالیٰ نے (ثواب) مقرر کیا ہے بنی آدم کی نیکیوں کا دس گنے سے سات سو گنے تک۔ فرماتا ہے اللہ تعالیٰ مگر روزہ (یعنی روزہ میں سات سو کی حد نہیں ہے۔) اور روزہ خاص میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا (اس سے روزہ کے ثواب کی عظمت کا اندازہ کرنا چاہئے کہ جس کا حساب ہی نہیں معلوم کہ وہ ثواب کس قدر ہے اور خود حق تعالیٰ اس کو عطا فرمائیں گے اور اس کا بندوبست ملائکہ[(۱)] کے ذریعہ سے نہ ہو گا۔ سبحان اللہ کیا قدر دانی ہے حق تعالیٰ کی۔ تھوڑی سی محنت پر کس قدر عوض مرحمت فرماتے ہیں مگر یہ ضرور ہے کہ روزے کی یہ تمام فضیلتیں جب ہی اپنا اثر دکھلاویں گی جب کہ روزہ کا حق ادا کرے اور اس میں جھوٹ، غیبت اور تمام گناہوں سے بچے۔ بعضے لوگ بالکل اور بعضے صبح کی نماز رمضان میں بے پروائی سے قضا کر دیتے ہیں اس کو اس قدر برکت اور ایسا ثواب میسر نہ ہو گا اور اس حدیث سے یہ شبہ نہ ہو کہ روزہ نماز سے بھی افضل ہے اس لئے کہ نماز تمام عبادات میں افضل ہے۔ مراد اس مضمون میں یہ ہے کہ روزہ کا بہت بڑا ثواب ہے اور بس۔ یہ غرض نہیں کہ تمام عبادتوں سے افضل[۲] ہے۔) اور بے شک روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں۔ ایک خوشی جب ہوتی ہے جب کہ روزہ افطار کرتا ہے اور دوسری خوشی قیامت کو ہو گی (خدائے تعالیٰ سے ملنے کے وقت جیسا کہ بعض احادیث میں تصریح بھی آئی ہے۔[۳]

۱۰) حدیث میں ہے جب کہ رمضان (مبارک) کی پہلی رات ہوتی ہے کھول دیئے جاتے ہیں دروازے آسمان کے اور ان دروازوں میں سے کوئی دروازہ رمضان کی آخر رات آنے تک بھی بند نہیں کیا جاتا۔ اور ایسا کوئی مسلمان نہیں ہے کہ نماز پڑھے کسی رات میں رمضان کی راتوں میں سے مگر (یہ بات ہے کہ) لکھے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے ڈھائی ہزار نیکیاں عوض ہر رکعت کے (یعنی ایک رکعت کے عوض ڈھائی ہزار نیکیوں کا ثواب لکھا جاتا ہے) اور بنا دے گا (حق تعالیٰ) اس کے لئے ایک مکان جنت میں سرخ یاقوت سے جسکے ساٹھ دروازے ہوں گے اور ہر دروازے کے لئے ایک سونے کا محل ہو گا جو آراستہ ہو گا سرخ یاقوت سے۔ پھر جب (روزہ دار) روزہ رکھتا ہے رمضان کے پہلے دن کا تو اس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں جو رمضان (گزشتہ) کی اس تاریخ تک کے ہیں۔ پچھلے رمضان کی پہلی تاریخ تک (یعنی گناہ صغیرہ اس سال کے جو گذر گیا معاف کر دیئے جاتے ہیں) اور مغفرت طلب کرتے ہیں اس کیلئے روزمرہ ستر ہزار فرشتے صبح کی نماز سے آفتاب چھپنے تک اور ملے گا اس کو بدلے میں ہر رکعت کے جس کو پڑھتا ہے رمضان کے مہینہ میں رات میں یا دن میں ایک درخت (جنت میں) ایسا جس کے سایہ میں سوار پانچ سو برس چل سکتا ہے۔ (کس قدر بڑی فضیلت ہے روزے کی مسلمانو! کبھی قضا نہ ہونے دو بلکہ ہمت ہو تو نفل روزوں سے بھی مشرف ہو لیا کرو اور اللہ تعالیٰ سے پورے طور پر محبت کرو۔ جس نے اس قدر رحمت سے کام لیا کہ معمولی محنت میں اس قدر ثواب مرحمت فرمایا۔ کم سے کم اپنے مطلب ہی کے لئے کہ جنت میں بڑی بڑی نعمتیں ملیں خدا کو اپنا محبوب بنالو)۔[۴]

۱۱) حدیث میں ہے کہ بے شک جنت سجائی جاتی ہے ابتدائے سال سے آخر سال تک رمضان کے مہینے کیلئے اور بے شک حوریں بڑی بڑی آنکھوں والی بناؤ سنگار کرتی ہیں ابتدائے سال سے آخر سال تک رمضان کے روزہ داروں کے لئے۔ پس جب کہ رمضان آتا ہے جنت کہتی ہے اے اللہ میرے اندر داخل کر دے اس مہینہ میں اپنے بندوں کو (یعنی حکم فرما دیجئے کہ قیامت کو میرے اندر داخل ہوں) اور بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں کہتی ہیں اے اللہ مقرر فرما دے ہمارے لئے اس مہینہ میں خاوند اپنے بندوں میں سے۔ سو جس شخص نے نہ لگائی اس

۱: رواہ احمد وغیرہ ۱۲

۲: ولا یخفی ان الفضل الجزئی لا ینافی الفضل الکلی ففضل الصلوٰۃ من قبیل الثانی فافھم ۱۲

۳: رواہ الخطیب وھذا مختصر منہ ۱۲۔ ۴: رواہ البیھقی ۱۲ منہ

(۱) فرشتوں ۱۲

مہینہ میں کوئی نشہ لانے والی چیز۔ مٹا دے گا۔[1] اللہ تعالیٰ اس کے گناہ۔ اور جس شخص نے تہمت لگائی اس ماہ میں کسی مسلمان کو۔ یا پی اس مہینہ میں کوئی نشہ لانے والی چیز مٹا دے گا حق تعالیٰ اس کے سال بھر کے نیک اعمال یعنی بہت گناہ ہوگا۔ (کیونکہ بزرگ زمانہ میں جس طرح نیکیوں کا ثواب زیادہ ملتا ہے اسی طرح گناہوں کا عذاب بھی زیادہ ہوتا ہے۔ ان لفظوں میں کس قدر دھمکی ہے غور تو کرو۔) سو ڈرو رمضان کے مہینے سے اس لئے کہ تحقیق وہ مہینہ اللہ کا ہے (جس میں بندوں کو حکم ہوتا ہے کہ اللہ کی عبادت اختیار کریں۔ کھانا پینا چھوڑ دیں۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ کھانے پینے سے پاک رہتا ہے اسی واسطے یہ مہینہ خاص کیا گیا حق تعالیٰ کے ساتھ۔ ورنہ سب مہینے اللہ تعالیٰ ہی کے ہیں) تمہارے لئے گیارہ مہینے خدائے تعالیٰ نے مقرر کردیئے ہیں جن میں تم (کھانا) کھاتے ہو اور (پانی) پیتے ہو اور لذت حاصل کرتے ہو اور اپنی ذات کے لئے ایک مہینہ مقرر کیا ہے (جس میں کھانے پینے وغیرہ سے تم کو روکا گیا ہے) پس ڈرو رمضان کے مہینے سے اس لئے کہ بے شک وہ مہینہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ہے۔[2] (تو اچھی طرح اس میں اطاعت حق بجالاؤ اور گناہ نہ کرو اگرچہ اطاعت ہمیشہ ضرور ہے لیکن خاص جگہ جیسے مکہ معظمہ و مدینہ منورہ اور خاص ایام مثلاً رمضان مبارک وغیرہ میں نیکیوں کے کرنے اور گناہوں سے بچنے کا خاص اہتمام کرنا چاہئے کہ بزرگ جگہ اور بزرگ دنوں میں نیکیوں کا ثواب زیادہ اور اسیطرح گناہوں کا عذاب بھی زیادہ ہوتا ہے۔

۱۲) حدیث میں ہے کہ جب تم میں سے کسی کے سامنے کھانا قریب کیا جائے اس حال میں کہ وہ روزہ دار ہو (یعنی روزہ افطار کرنے کے لئے کوئی چیز اس کے پاس رکھی جائے) تو چاہئے کہ کہے (یعنی افطار سے پہلے یہ دعا پڑھے) بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ اللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ أَفْطَرْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ سُبْحَانَكَ وَبِحَمْدِكَ تَقَبَّلْ مِنِّي إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔[3]

۱۳) حدیث میں ہے کہ جب تم میں سے کوئی روزہ افطار کرے تو مناسب ہے کہ چھوہارے سے افطار کرے اس لئے کہ وہ برکت ہے۔ پھر اگر نہ پاوے چھوہارہ تو مناسب ہے کہ افطار کرے پانی سے اس لئے کہ تحقیق وہ پاک کرنے والی چیز[4] ہے (بعض احادیث میں پانی ملے ہوئے دودھ سے افطار کرنیکا بھی حکم وارد ہوا ہے۔

۱۴) حدیث میں ہے کہ جس نے روزے رکھے چالیس دن اس حال میں کہ وہ نہیں طلب کرتا ہے اس (روزہ رکھنے) سے مگر خدا کی رضامندی (یعنی فقط رضائے الٰہی مطلوب ہو کوئی اور غرض ریا وغیرہ کا مطلوب نہ ہو) تو نہ مانگے گا وہ اللہ سے کچھ مگر (یہ بات ہے کہ) دے گا اللہ اس کو (وہ چیز یعنی چالیس دن محض حق تعالیٰ کے راضی کرنے کے لئے روزے رکھنے سے دعا قبول ہونے لگتی ہے اور ایسا شخص حق تعالیٰ کا ایسا مقبول ہوجاتا ہے کہ اس کی ہر دعا جو اللہ کے نزدیک اس کے لئے بہتر ہوگی ضرور قبول ہوگی۔ حضرات صوفیہ رضی اللہ عنہم نے چلہ نشینی تجویز فرمائی ہے۔ یعنی چالیس روز تک تمام تعلقات دنیا کو چھوڑ کر کسی مسجد میں عبادت کرنا اور روزے سے رہنا اس سے بہت بڑا نفع ہوتا ہے دین کا۔ اور نیکیوں کی عمدہ قوت پیدا ہوجاتی ہے اور اس کی برکت سے اللہ پاک کی طرف سے خاص خاص علوم عطا ہوتے ہیں اور فہم عمدہ ہوجاتا ہے)

رواہ الدیلمی عن واثلة ولفظه من صام اربعین صباحا مایرید به الاوجه الله تعالیٰ لم یسأل الله تعالیٰ شیئاً الا اعطاه

۱۵) حدیث میں ہے کہ جس نے روزہ رکھا ہر محترم مہینہ میں، جمعرات اور جمعہ اور سنیچر کو لکھے گا اللہ تعالیٰ اس کے لئے سات سو برس کی عبادت (یعنی سات سو برس کی عبادت کا ثواب اس کے لئے لکھا جاتا ہے اور محترم مہینے یعنی عزت کے مہینے چار ہیں۔ رجب، ذیقعدہ، عشرۂ ذی الحجہ یعنی بقرعید کے مہینے کے اول کے دس دن اور محرم۔ مگر دسویں، گیارہویں، بارہویں، تیرہویں ذی الحجہ کو روزہ رکھنا منع ہے۔

رواہ ابن شاهین فی الترغیب وابن عساکر عن انس بسند ضعیف ولفظه من صام فی کل شهر حرام الخمیس والجمعة والسبت کتب الله تعالیٰ له عبادة سبع مائة سنة۔

۱۶) حدیث میں ہے کہ جس نے روزہ رکھا تین دن کسی محترم مہینے میں جمعرات اور جمعہ اور سنیچر کے دن لکھے گا حق تعالیٰ اس کے لئے دو سال کی عبادت (یعنی اللہ تعالیٰ اس کو دو سال کی عبادت کا ثواب ان تین روزوں کے عوض قیامت کے دن مرحمت فرمائیں گے اور اس وقت یہ ثواب

۱) المراد بهذا الحبط البرکات لاحبط الذات المخصوص بالکفر۔ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ ۱۲

۲) رواہ البیهقی و ابن عساکر ۱۲

۳) رواہ الدارقطنی فی الافراد عن انس ۱۲

٤) رواہ ابن خزیمه وغیره ۱۲ منه

نامہ اعمال میں لکھ لیا جاوے گا) رواہ الطبرانی فی الاوسط عن ابن عباس بلفظ من صام ثلثة ایام من شہر حرام الخمیس والجمعة والسبت کتب اللہ تعالیٰ لہ عبادة سنتین انتھی۔

نوٹ:۔ رسالہ فضائل رمضان مصنفہ حضرت مولانا محمد زکریا صاحب شیخ الحدیث سہارنپوری میں پوری تفصیلات ملاحظہ فرمائیں۔

باب:۲ احادیث:۳

اعتکاف کی فضیلت کا بیان

۱) حدیث میں ہے جس نے اعتکاف کیا دس دن (اخیر عشرہ) رمضان میں ہو گا وہ (اعتکاف) مثل دو حج اور دو عمروں[1] کے (یعنی اس کو دو حج اور دو عمروں کا ثواب ملے گا)۔

۲) حدیث میں ہے جس نے اعتکاف کیا (اس کو) دین کی عبادت یقین کر کے اور ثواب حاصل کرنے کے لئے تو اس کے گزشتہ گناہ بخش دیئے جاویں گے (یعنی گناہ صغیرہ)۔

۳) حدیث میں ہے کہ پوری حفاظت سرحد اسلام کی چالیس دن تک ہوتی ہے اور جو چالیس دن تک سرحد اسلام کی حفاظت کرے اس طرح کہ نہ فروخت کرے (کچھ) اور نہ خریدے اور نہ کرے کوئی بدعت پاک ہو جاویگا اپنے گناہوں سے (مثل گناہوں سے پاک ہونے) اس دن کے جس دن اس کو اس کی ماں نے جنا تھا (یعنی گناہوں سے بالکل پاک ہو جاویگا اور حدیث میں حفاظت سرحد اسلام کی تشبیہاً اس کو فرمایا ہے کہ رباط سے اسلامی سرحد پر ملک اسلام کے تمام علاقے دنیا کے چھوڑ کر روزے نماز وغیرہ میں مشغول ہونا اور نفس کی ظاہری و باطنی حفاظت کرنا اور گناہوں سے بچنا مراد ہے اور گناہوں سے صغیرہ گناہ مراد ہیں۔ اور یہی صورت چلہ نشینی کی صوفیاء کرام میں متعارف ہے)

رواہ الطبرانی عن ابی امامة بلفظ تمام الرباط (قال المناوی ای المرابطة یعنی مرابطة النفس بالاقامة علی مجاھدتھا لتتبدل اخلاقھا الردیئة بالحسنة) اربعون یوماومن رابط اربعین یوما لم یبع ولم یشترولم یحدث حدثا (ای لم یفعل شیئامن الامور الدنیویة الغیر الضروریة) خرج من ذنوبه کیوم ولدته امه[2] کذا فی شرح الجامع الصغیر العزیزی۔

باب:۳ احادیث:۴

لیلۃ القدر کی فضیلت کا بیان

حق تعالیٰ فرماتے ہیں لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَھْرٍ یعنی لیلۃ القدر بہتر ہے ہزار مہینوں سے۔ مطلب یہ ہے کہ اس رات میں عبادت کرنے کا اس قدر ثواب ہے کہ اس کے سوا اور ایام میں ہزار مہینے عبادت کرنے سے بھی اس قدر ثواب نہیں میسر ہو سکتا جتنا ثواب کہ اس ایک رات عبادت کرنے میں مل جاتا ہے۔ اس آیت کا شان نزول امام سیوطیؒ نے لباب المنقول میں یہ نقل کیا ہے کہ تحقیق رسول اللہ ﷺ نے ذکر فرمایا ایک مرد کا جو بنی اسرائیل کی قوم میں سے تھا اور جس نے ہزار مہینے اللہ تعالیٰ کے راستے (یعنی جہاد) میں ہتھیار لگائے تھے۔ پس تعجب کیا مسلمانوں نے اس بات سے (اور افسوس کیا کہ ہم کو یہ نعمت کس طرح میسر ہو سکتی ہے) سو نازل فرمائیں اللہ تعالیٰ نے یہ (آیتیں) اِنَّا اَنْزَلْنٰہُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ وَمَآ اَدْرٰکَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ لَیْلَةُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَھْرٍ یعنی یہ شب قدر بہتر ہے ان ہزار مہینوں سے جن میں اس مرد نے اللہ تعالیٰ کے راستہ میں ہتھیار لگائے تھے (یعنی جہاد کیا تھا) اور دوسری روایت میں یہ ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک مرد تھا جو رات کو عبادت کرتا تھا صبح تک پھر جہاد کرتا تھا یعنی لڑتا تھا دشمن دین سے دن میں شام تک سو عمل کیا اس نے ہزار مہینے (یہی عمل کہ رات کو عبادت کرتا تھا اور دن کو

۱: رواہ الدیلمی۔

۲: وروی ابن ابی شیبة والدیلمی مرفوعا من زھد فی الدنیا اربعین یوماً واخلص فیھا العبادة اجری اللہ علی لسانہ ینابیع الحکمة من قلبه وروی ابو نعیم فی الحلیة من اخلص للہ اربعین یوما ظھرت ینابیع الحکمة من قلبه علی لسانه ۱۲ منه

(۱) رواہ البیھقی ۱۲ منه

جہاد کرتا تھا) پس نازل فرمائی اللہ تعالیٰ نے (آیۃ) لَیْلَۃُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَھْرٍ یعنی ان ہزار مہینوں میں سے جن میں اس مرد نے عبادت و جہاد کیا تھا یہ رات بہتر ہے[1] اور اے بھائیو! اور بہنو! اس مبارک رات کی قدر کرو کہ تھوڑی سی محنت میں کس قدر ثواب میسر ہوتا ہے اور اس رات میں خاص طور پر دعا قبول ہوتی ہے۔ اگر تمام رات نہ جاگ سکو تو جس قدر بھی ہو سکے جاگو یہ نہ کرو کہ پست ہمتی سے بالکل ہی محروم رہو۔

۱) حدیث میں ہے کہ یہ مہینہ (یعنی رمضان) تمہارے پاس آگیا اور اس میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے جو شخص اس رات (کی برکت واطاعت وعبادت) سے محروم کیا گیا وہ تمام بھلائیوں سے محروم کیا گیا اور نہیں محروم کیا جاتا ہے اس رات کی برکتوں سے مگر محروم[2] (یعنی ایسی بے بہا رات کی برکت جسے نہ ملی اور جس نے کچھ بھی عبادت اس شب میں نہ کی تو وہ بڑا بھاری محروم ہے جو ایسی نعمت سے محروم رہا)۔

۲) حدیث میں ہے کہ بے شک اگر اللہ چاہتا تو تم کو لَیْلَۃُ الْقَدْرِ پر مطلع کر دیتا (لیکن بعض حکمتوں سے بالتعیین اس پر مطلع نہیں کیا) اس کو (رمضان کی سات) اخیر راتوں میں تلاش کرو[3] (کہ ان راتوں میں غالب گمان شب قدر کا ہے اور تلاش کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ان راتوں میں جاگو اور عبادت کرو تاکہ لیلۃ القدر میسر ہو جاوے)۔

۳) حدیث میں ہے کہ لیلۃ القدر ہر رمضان میں ہوتی ہے۔[4]

۴) حدیث میں ہے کہ لیلۃ القدر ستائیسویں شب (رمضان) کو ہوتی ہے۔[5] (اس رات کی تعیین میں بڑا اختلاف ہے مگر مشہور قول یہی ہے کہ ستائیسویں شب کو ہوتی ہے)۔ بہتر یہ ہے کہ اگر ہمت اور قوت ہو تو اخیر کی دس راتوں میں جاگے اور اس میں یہ ضرور نہیں کہ کچھ نظر آوے جب ہی اس کی برکت میسر ہو بلکہ کچھ نظر آوے یا نہ آوے عبادت کرے اور برکت حاصل کرے اور مقصود یہی ہے کہ اس رات کی برکت اور اس قدر ثواب جو مذکور ہوا حاصل کرے۔ کچھ چیز کا نظر آنا مقصود نہیں۔

باب:۴ حدیث:۱

تراویح کی فضیلت کا بیان

۱) حدیث میں ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے فرض کیا ہے تم پر رمضان کا روزہ اور سنت کیا ہے اس (کی رات) کا قیام (یعنی تراویح پڑھنا) پس جو شخص اس کا روزہ رکھے اور اس (کی رات) میں قیام کرے (یعنی تراویح پڑھے) ایمان کے اعتبار سے (یعنی روزے اور تراویح کو دین کا حکم سمجھے) اور ثواب طلب کرنے کی نیت سے اور یقین (ثواب کا) سمجھ کر۔ تو ہو گا وہ (یعنی روزہ اور تراویح) کفارہ (یعنی مٹانے والا) اس کے لئے جو گذرا[6] (یعنی جو اس سے صغیرہ گناہ ہوئے وہ سب معاف ہو جاوینگے۔ پس اس مہینہ میں بہت نیکیاں کرنی چاہئیں۔ ایک فرض ادا کرنے سے ستر فرض کا۔ اور نفل کام کرنے سے فرض کام کرنے کے برابر ثواب ملتا ہے)

باب:۵ حدیث:۱

عیدین کی راتوں کی فضیلت کا بیان

۱) حدیث میں ہے جو بیدار رہا (عید) الفطر کی رات اور (عید) الاضحیٰ کی رات میں نہ مردہ ہو گا اس کا دل جس دن دل مردہ ہونگے[7] (یعنی قیامت کے دن کی وحشتوں سے محفوظ رہے گا۔ جس روز کہ لوگ قیامت کی سختیوں سے پریشان ہونگے۔)

۱: في لباب النقول واخرج ابن ابی حاتم والواحدی عن مجاهدان رسول اللہ ﷺ ذکر رجلا من بنی اسرائیل لبس السلاح فی سبیل اللہ الف شھر فتعجب المسلمون من ذلك وانزل اللہ انا انزلناه فی لیلة القدر وما ادراك ما لیلة القدر لیلة القدر خیر من الف شھر التی لبس ذلك الرجل السلاح فیھا فی سبیل اللہ واخرج ابن جریر عن مجاهد قال کان فی بنی اسرائیل رجل یقوم اللیل حتی یصبح ثم یجاهد العدو بالنھار حتی یمسی فعمل ذلك الف شھر فانزل اللہ لیلة القدر خیر من الف شھر عملھا ذلك الرجل۔

۲: رواه ابن ماجة ۱۲ ۳: رواه الحاکم ۱۲ ۴: ابو داؤد ۱۲ ۵: ابو داؤد ۱۲

۶: رواه النسائی والبیھقی ۱۲ منه ۷: رواه الطبرانی ۱۲۔

باب:٦ حدیث:١٧

خیرات کرنے کے ثواب کا بیان

۱) حدیث میں ہے کہ سخاوت اللہ پاک کی بہت بڑی عادت ہے[1] (یعنی حق تعالیٰ بہت بڑے سخی ہیں)۔

۲) حدیث میں ہے کہ تحقیق بندہ صدقہ کرتا ہے روٹی کا ٹکڑا (پھر) وہ بڑھتا ہے اللہ کے نزدیک یہاں تک کہ ہو جاتا ہے مثل احد (پہاڑ) کے (یعنی اللہ پاک اس کا ثواب بڑھاتے ہیں اور اس قدر ثواب بڑھ جاتا ہے جیسے کہ احد کی برابر خرچ کرتا اور اس کا ثواب اس کو ملتا۔ لہٰذا تھوڑے بہت کا خیال نہ چاہئے جو کچھ میسر ہو خیرات کر دے)۔

۳) حدیث میں ہے کہ دوزخ سے بچو اگرچہ ایک چھوارے کا ٹکڑا ہی دے کر (یعنی) اگرچہ تھوڑی ہی چیز ہو اس کو خیرات کرو اور یہ خیال نہ کرو کہ تھوڑی چیز کیا خیرات کریں یہ بھی ذریعہ بن جائے گی دوزخ سے نجات حاصل کرنے کا۔

۴) حدیث میں ہے روزی طلب کرو (اللہ سے) صدقہ کے ذریعہ سے[3] (یعنی خیرات کرو اس کی برکت سے روزی میں ترقی ہو گی)

۵) حدیث میں ہے کہ احسان کے کام بری ہلاکتوں سے بچاتے ہیں اور پوشیدہ خیرات دینا اللہ تعالیٰ کے غصہ کو بجھاتا ہے اور اہل قرابت سے سلوک کرنا عمر بڑھاتا ہے۔ (اگر نیک کام کرتے دیکھ کر دوسرے کو رغبت ہو تو ایسے موقع پر اس کام کا ظاہر طور پر کرنا بہتر ہے اور جو یہ امید نہ ہو تو خفیہ کرنا افضل ہے بشرطیکہ کوئی اور بھی خاص وجہ خفیہ یا ظاہر کرنے کی نہ ہو)

۶) حدیث میں ہے کہ سائل کا حق (اس پر جس سے کہ وہ سوال کرے) اگرچہ وہ گھوڑے پر (سوار) آوے[2] (یعنی اگر گھوڑے کا سوار سوال کرے اس کو بھی دینا چاہئے اس لئے کہ ایسا شخص بظاہر کسی مجبوری سے سوال کرے گا۔ یہ خیال نہ کرے کہ اس کے پاس تو گھوڑا ہے سو یہ کیسے محتاج ہو سکتا ہے پھر ہم اس کو کیوں دیں۔ ہاں اگر کسی قوی قرینہ سے معلوم ہو جاوے کہ یہ شخص حقیقت میں محتاج نہیں ہے بلکہ اس نے کھانے کمانے کا یہی پیشہ کر لیا ہے کہ بھیک مانگتا ہے تو ایسے شخص کو خیرات دینا حرام ہے اور اس کو مانگنا بھی حرام ہے۔ خوب سمجھ لو)

۷) حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کریم ہے اور کرم کو پسند کرتا ہے اور دوست رکھتا ہے عالی اخلاق کو (یعنی ہمت کے نیک کاموں کو جیسے خیرات کرنا ذلت سے بچنا دوسرے کو بچانے کے لئے اپنی ذات پر تکلیف برداشت کرنا وغیرہ) اور ناپسند کرتا ہے حقیر اخلاق (دعاوتوں) کو[7] (جیسے پست ہمتی دینی امور میں)۔

۸) حدیث میں ہے کہ بیشک صدقہ بجھاتا ہے اپنے اہل سے (یعنی صدقہ کرنیوالے سے) گرمی قبر کی اور ضرور یہی بات ہے کہ سایہ حاصل کرے گا مسلمان اپنے صدقہ کے سایہ میں[8] قیامت کے روز (یعنی صدقہ کی برکت سے قبر کی گرمی دور ہوتی ہے اور قیامت کے دن سایہ میسر ہو گا۔

۹) حدیث میں ہے کہ تحقیق اللہ تعالیٰ کے خاص بندے ہیں جن کو (اس نے) خاص کیا ہے لوگوں کی حاجتوں (کے پورا کرنے) کے لئے (اور) مضطر ہوتے ہیں ان کی طرف لوگ اپنی حاجتوں میں (یعنی لوگ مجبور ہو کر ان کے پاس جاتے ہیں اور حق تعالیٰ جل شانہ نے ان حضرات کو لوگوں کی نفع رسانی کے لئے منتخب فرما لیا ہے۔ یہ لوگ حاجتوں کے پورا کرنے والے امن پانے والے ہیں۔ اللہ کے عذاب سے۔[5]

۱۰) حدیث میں ہے کہ خرچ کر اے بلال اور مت اندیشہ کر عرش کے مالک سے کمی کا[9] (یعنی مناسب موقعوں پر خوب خرچ کرو اور تنگی کا اندیشہ حق تعالیٰ سے نہ کرو اور اس جگہ عرش کی ملکیت اللہ تعالیٰ کی خاص طور پر فرمائی گئی، اگرچہ وہ تمام چیزوں کا مالک ہے سو یہ خصوصیت اس لئے فرمائی گئی کہ عرش نہایت عظیم الشان مخلوق ہے پس اس کو ذکر میں خاص کیا اور بتلا دیا کہ جس ذات کے قبضہ و تحت میں ایسی عظیم الشان چیز ہے اور وہ ایسی بڑی چیز کا مالک ہے تو اس سے تنگی کا اندیشہ نہ چاہئے۔ کیا یہ گمان ہو سکتا ہے کہ ایسا بادشاہ اپنے کسی بندے کو دو روٹی نہ دے گا۔ ہر گز یہ گمان نہیں ہو سکتا اور اس حدیث کا یہ مطلب نہیں ہے کہ بے حد ہر شخص خرچ کر ڈالے اور پھر پریشان ہو اور گھبراوے۔ غرضیکہ جو لوگ دل کے پختہ ہیں اور صبر کی ان میں پوری قوت ہے تو وہ جس قدر چاہیں نیک کاموں میں صرف کریں کیونکہ وہ تکلیف سے پریشان نہیں

۱: رواہ ابن النجار ۱۲ — ۲: رواہ الطبرانی ۱۲
۳: کنز العمال ۱۲ — ۴: رواہ البیہقی وغیرہ
۵: رواہ الطبرانی ۱۲ — ۶: کنز العمال ۱۲ — ۷: رواہ الحاکم وغیرہ ۱۲
۸،۹: رواہ الطبرانی ۱۲

ہوتے اچھی طرح سمجھتے ہیں کہ جو قسمت میں لکھا ہے وہ تو ہم کو ضرور ملے گا۔ خیرات سے کمی نہ ہوگی بلکہ برکت ہوگی تو ایسی ہمت کی حالت میں بشرطیکہ کسی کی حق تلفی بھی نہ ہو ان کو اجازت ہے اور ان کے لئے یہی اچھا ہے کہ ہر طرح کے نیک کاموں میں خوب صرف کریں۔ اور جن کا دل کمزور ہے صبر کی ان میں قوت کم ہے آج خرچ کر دیں گے کل کو تنگی سے پریشان ہوں گے۔ دل ڈاواں ڈول ہوگا اور نیت خراب ہوگی تو ایسے لوگ فقط ضروری موقعوں پر جیسے زکوۃ و صدقہ فطر وغیرہ اور مروت کے موقعوں پر صرف کریں اس سے کمی نہ کریں خوب سمجھ لو۔ حضرت سیدنا ابو بکر صدیق خلیفہ اول جناب رسول مقبول علیہ الصلوۃ والسلام نے ایک بار حضور ﷺ کی خدمت میں تمام مال چندہ اسلامی میں پیش کر دیا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ کچھ گھر بھی باقی رکھا ہے یا نہیں۔ عرض کیا گھر تو اللہ و رسول کا نام چھوڑ آیا ہوں اور بس۔ آپ ﷺ نے وہ تمام مال قبول کر لیا کیونکہ حضرت خلیفہ اول نہایت دل کے پختہ اور باہمت اور اعلیٰ درجہ کے خدا تعالیٰ کی راہ میں مال و جان نثار کرنے والے تھے۔ ان سے یہ اندیشہ نہ تھا کہ پریشان ہوں گے اور ایک دوسرے صحابی رضی اللہ عنہ نے تھوڑا سا سونا اللہ کی راہ میں پیش کیا۔ آپ ﷺ نے قبول نہ فرمایا۔ اس وجہ سے کہ وہ کمزور دل کے تھے اور اس قدر باہمت نہ تھے جیسے کہ حضرت ابو بکرؓ تھے خوب سمجھ لو)۔

۱۱) حدیث میں ہے کہ ایک سائل ایک عورت کے پاس اس حالت میں آیا کہ اس عورت کے منہ میں لقمہ تھا سو اس عورت نے وہ لقمہ منہ سے نکالا اور اس سائل کو دے دیا۔ (اس کے پاس اور کچھ دینے کو نہ تھا اس لئے ایسا کیا) پھر تھوڑی ہی مدت میں ایک لڑکا اس عورت کے پیدا ہوا۔ پھر جب وہ لڑکا کچھ بڑا ہوا تو ایک بھیڑیا آیا اور اس کو اٹھا لے گیا۔ پس نکلی وہ عورت دوڑتی ہوئی بھیڑیئے کے پیچھے اور کہتی ہوئی میرا بیٹا میرا بیٹا، میرے بیٹے کو بھیڑیا لئے جاتا ہے جو مدد کر سکے اس کی مدد کرے۔ سو حکم فرمایا اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتے کو کہ بھیڑیئے کے پاس جاؤ اور لڑکے کو اسکے منہ سے چھڑا لے اور فرمایا (حق عز شانہ نے فرشتے سے) اسکی ماں سے کہہ کہ اللہ تجھ کو سلام فرماتا ہے اور (یہ بھی) کہ یہ لقمہ بدلہ (اس) لقمہ کا ہے[1] (دیکھو صدقہ کی یہ برکت ہوئی کہ لڑکا جان سے بچ گیا اور ثواب بھی ہوا۔ خوب صدقہ کیا کرو تاکہ دین و دنیا میں چین سے رہو۔

۱۲) حدیث میں ہے کہ نیکی (کی جگہ) بتلانے والا مثل نیکی کرنے والے کے (ثواب میں) ہے[2] (یعنی جو شخص خود کوئی سلوک نہ کرے مگر اہل ضرورت کو ایسی جگہ کا پتہ بتلا دے یا اس کی سفارش کر دے جہاں اس کا کام ہو جاوے تو اسے بتلانے والے کو مثل اس کی نیکی کرنے والے کے ثواب ملے گا جو خود اپنی ذات سے کسی کی مدد کرے)

۱۳) حدیث میں ہے کہ تین آدمی تھے جن میں سے ایک کے پاس دس دینار تھے سو صدقہ کر دیا اس نے ان میں سے ایک دینار۔ اور دوسرے کے پاس دس اوقیہ تھے سو صدقہ کر دیا اس نے اس میں سے ایک اوقیہ اور تیسرے کے پاس سو اوقیہ تھے سو صدقہ کر دیئے اس نے ان میں سے دس اوقیہ (تو) یہ سب لوگ ثواب میں برابر ہیں اسلئے کہ ہر ایک نے دسواں حصہ اپنے مال کا خیرات[3] کیا ہے۔ (یعنی) اگرچہ بظاہر خیرات ان میں سے بعض نے زیادہ کی ہے اور بعض نے کم مگر حق تعالیٰ تو نیت پر ثواب دیتے ہیں۔ چونکہ ہر ایک نے اپنے مال کے اعتبار سے دسواں حصہ خیرات کیا اسلئے سب کو برابر ثواب ملے گا۔ ایک دینار دس درہم کا ہوتا ہے اور ایک درہم چار آنے سے کچھ زائد کا اور اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے۔

۱۴) حدیث میں ہے بڑھ گیا ایک درہم ایک لاکھ دینار سے (اور یہ صورت ہے کہ) ایک شخص ہے کہ اس کے پاس دو درہم ہیں ان میں سے ایک درہم اس نے خیرات کر دیا اور دوسرا شخص ہے کہ اس کے پاس بہت سامال ہے پس اس نے اپنے مال میں سے ایک لاکھ درہم صدقہ کر دیئے[4] یعنی دونوں کے ثواب میں یہ فرق ہوا کہ پہلا شخص باوجود تھوڑا خیرات کرنے کے ثواب میں بڑھ گیا کیونکہ اپنا آدھا مال اس نے خیرات کر دیا۔ اور دوسرے نے اگرچہ ایک لاکھ صدقہ کئے لیکن چونکہ یہ عدد اس کے مال کثیر کے مقابلہ میں آدھے سے کم تھا اس لئے اس کو پہلے شخص سے کم ثواب ملا۔ خوب سمجھ لو۔ حق تعالیٰ کی کیسی رحمت ہے اس کی قدر کرو۔ جناب رسول مقبول ﷺ نے کبھی سائل سے انکار نہیں فرمایا۔ اگر ہوا دے دیا ورنہ وعدہ فرمالیا کہ جب حق تعالیٰ دے گا اس وقت تم کو دیں گے اور تا حیات[(1)] آپ نے آپ کے اہل بیت نے دو روز برابر بھی شکم سیر[(2)] ہو کر جو کی روٹی بھی نہیں کھائی۔ کیسی بے رحمی کی بات ہے کہ باوجود گنجائش کے اپنے بھائی مسلمانوں کی مدد نہ کرے اور خود چین کرے)

۱۵) حدیث میں ہے کہ اللہ کا ہدیہ ہے مومن کے لئے سائل اس کے دروازے پر[5] (اور ظاہر ہے کہ ہدیہ اچھی طرح قبول کرنا چاہئے خصوصاً اللہ

۱: رواہ ابن صصری فی امالیہ عن ابن عباس ۱۲ ۲: رواہ البزار وغیرہ ۱۲ ۳: رواہ الطبرانی ۱۲
۴: رواہ النسائی ۱۲ ۵: رواہ الخطیب ۱۲
(۱) تا زندگی ۱۲ (۲) پیٹ بھر کر ۱۲ شبیر علی

تعالیٰ کا ہدیہ۔ پس سائل کی خوب خدمت کرنی چاہئے)

۱۶) حدیث میں ہے کہ صدقہ کرو اور اپنے مریضوں کی دوا کرو صدقہ کے ذریعہ سے اس لئے کہ صدقہ دفع کرتا ہے مرضوں کو اور بیماریوں کو اور وہ زیادتی (کرتا) ہے تمہاری عمروں اور نیکیوں میں!!

۱۷) حدیث میں ہے کہ کوئی ولی اللہ عزوجل کا نہیں پیدا کیا گیا مگر سخاوت اور اچھی عادت پر (یعنی اللہ کے دوستوں میں سخاوت اور اچھی عادت ضرور ہوتی ہے)

باب:۷ احادیث:۶

حج کی فضیلت کا بیان

۱) حدیث میں ہے کہ ملائکہ مصافحہ کرتے ہیں ان حاجیوں سے جو سواری پر جاتے ہیں اور معانقہ کرتے ہیں ان حاجیوں سے جو پیدل جاتے ہیں۔[۱]

۲) حدیث میں ہے کہ سوار حاجی کے لئے ہر قدم پر کہ جس کو اونٹنی طے کرتی ہے (اونٹنی ہو یا کوئی دوسری سواری ہو سب کا یہی حکم ہے) ستر نیکیاں (یعنی ستر نیکیوں کا ثواب لکھا جاتا ہے اور پیدل حاجی کے لئے ہر قدم پر جس کو وہ طے کرتا ہے سات سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں[۲] (یعنی پیدل چلنے والے کو ہر قدم پر سات سو نیکیوں کا ثواب ملتا ہے۔

۳) حدیث میں ہے کہ حج کرنے والا اور جہاد کرنے والا اللہ عزوجل کے مہمان ہیں اگر اس سے (یعنی اللہ سے) دعا کریں تو ان کی دعا قبول فرمائے اگر اس سے مغفرت طلب کریں تو ان کو بخش دے۔[۳]

۴) حدیث میں ہے کہ حج کرنے والا چار سو آدمیوں کی اپنے اہل قرابت میں سے (قیامت کے روز) شفاعت کرے گا۔ اور وہ پاک ہو جاتا ہے اپنے گناہوں سے اس طرح جیسا کہ اس دن (پاک تھا) جس دن کہ اس کو اس کی ماں نے جنا تھا۔[۴] (بشرطیکہ حج قبول ہو جاوے) پس چاہئے کہ ایسی بڑی نعمت کو حلال روپیہ صرف کر کے اور عمدہ طور پر اس کے احکام بجالا کر حاصل کرے۔[(۱)] اے اللہ مجھ کو بھی ایسا ہی حج نصیب فرما۔ آمین۔ اور معافی سے یہ مراد نہیں ہے کہ جو اعمال ایسے فوت ہو گئے تھے جن کی قضا ادا کر سکتا ہے اس پر قرض ہے ان سے بھی سبکدوش ہو گیا ان کی تو قضا کرنا ضرور ہے اس لئے کہ یہ حقوق ہیں گناہ نہیں ہیں)

۵) حدیث میں ہے جو حج کرے مال حرام سے پس کہے لبیك اللھم لبیك (یہ دعا ہے جو حج میں پڑھی جاتی ہے۔ یعنی تیری تابعداری میں حاضر ہوں اے اللہ میں تیری تابعداری میں حاضر ہوں) فرماتا ہے اللہ عزوجل لالبیك ولا سعدیك وحجك مردود علیك (یعنی نہ تیری لبیک قبول ہے اور نہ سعدیک قبول ہے اور تیرا حج تیرے منہ پر مارا گیا۔ مطلب یہ ہے کہ تو ہماری اطاعت میں حاضر نہیں ہے (اس لئے کہ) ہماری اطاعت میں حاضر ہوتا تو مال حلال خرچ کر کے آتا اور تیرا حج ہمارے عالی اور پاک دربار میں نجس[(۲)] مال کی وجہ سے مقبول نہیں اور اس کا پورا ثواب نہ ملے گا گو فرض ادا ہو جاویگا۔)[۵]

۶) حدیث میں ہے کہ جب تو حاجی سے ملے تو اس کو سلام کر اور اس سے مصافحہ کر اور اس سے درخواست کر اس بات کی کہ وہ تیرے لئے مغفرت کی دعا کرے۔ اس سے پہلے کہ وہ اپنے مکان میں داخل ہو۔ اس لئے کہ اس کے گناہ بخش دیئے گئے (پس وہ مقبول بارگاہ الٰہی ہے اس کی دعا مقبول ہونے کی خاص طور پر امید ہے اور جو دعا چاہے اس سے وہ دعا کراوے دین کی یا دنیا کی مگر اس کے مکان میں پہنچنے سے پہلے)

۱: رواہ البیہقی ۲: رواہ الدیلمی ۱۲ ۳: رواہ ابن ماجہ ۱۲
۴: رواہ الطبرانی ۱۲ ۵: رواہ ابن ماجہ ۱۲
۶: رواہ البزار ۱۲ ۷: رواہ الشیرازی وابو مطیع ۱۲۔
(۱) اے اللہ مجھ کو بھی اپنے فضل سے ایسا ہی حج نصیب فرما۔ آمین ۱۲۔
(۲) ناپاک ۱۲

ضمیمہ ثانیہ (۱) اصلی بہشتی زیور حصہ سوم مسمی بہ تصحیح الاغلاط وتنقیح الاخلاط

اصل (۲) ص ۵ اگر دو رمضان کے کچھ کچھ روزے .... الخ۔

تحقیق وجوب تعیین سال کے حکم مختلف فیہ ہے اور بہشتی زیور میں احتیاط کو مد نظر رکھ کر قول وجوب کو اختیار کیا ہے۔ پس اگر کسی نے بلا تعیین بہت سے روزے رکھ لئے اور اعادہ دشوار ہے تو دفعاً للحرج قول عدم وجوب کو اختیار کیا جاویگا۔ اس مسئلہ کے متعلق سوال وجواب امداد الفتاویٰ مبوب کی جلد دوم کے ص ۸۲ میں درج ہے۔

اصل (۳) ص ۴۳ اگر فلانا کام کروں .... الخ۔

تحقیق ص ۴۳ خدا کے سوا الخ تحقیق در مختار میں ہے۔ الاصل ان الایمان مبنیۃ عندالشافعی علی الحقیقۃ اللغویۃ وعند مالك علی الاستعمال القرانی وعند احمد علی النیۃ وعندنا علی العرف مالم ینوما یحتملہ اللفظ فلا حنث فی لایھدم بیتا ببیت العنکبوت الا بالنیۃ فتح (الایمان مبنیۃ علی الالفاظ لاعلی الاغراض فلو) اغتاظ علی غیرہ وحلف ان لایشتری لہ شیئاً بفلس فاشتری لہ بدرھم اواکثر شیئاً لم یحنث ۱ھ شامی نے لکھا ہے ان قاعدۃ بناء الایمان علی العرف معناھا ان المعتبر ھو المعنی المقصود فی العرف من اللفظ المسمی وان کان فی اللغۃ اوالشرع اعم من المعنی المتعارف ولما کانت ھذہ القاعدۃ موھمۃ اعتبار الغرض العرفی وان کان زائد اعلی اللفظ المسمّی وخارجا عن مدلولہ کما فی المسئلۃ الاخرۃ وکما فی المسائل الاربعۃ التی ذکرھا المص دفعوا ذلك الوھم بذکرالقاعدۃ الثانیۃ وھی بناء الایمان علی الالفاظ لاعلی الاغراض فقولھم لاعلی الاغراض دفعوا بہ توھم اعتبار الغرض الزائد علیٰ اللفظ المسمی وارادوا بالالفاظ الالفاظ العرفیۃ لقرینۃ القاعدۃ الاولی ولولاھا لتوھم اعتبار الالفاظ ولولغویۃ اوشرعیۃ فلا تنافی بین القاعدتین کما یتوھمہ کثیر من الناس حتی الشر نبلالی فحمل الاولی علی الدیانۃ والثانیۃ علی القضاء ولا تناقض بین الفروع التی ذکروھا ثم اعلم ان ھذا کلہ حیث لم یجعل اللفظ فی العرف مجازا عن معنی اخر کما فی لاضع قدمی فی دارفلان فانہ صار مجازا عن الدخول مطلقا کماسیاتی ففی ھذا لایعتبر اللفظ اصلاحتی لووضع قدمہ ولم یدخل لایحنث لان اللفظ ھجر وصارالمرادبہ معنی اخر۔ الخ

اس تفصیل سے چند باتیں معلوم ہوئیں (۱) الفاظ کے مقابلہ میں نیت کا کچھ اعتبار نہیں یعنی اگر کوئی ایسی نیت کرے جس کے الفاظ اصلاً مساعدت نہ کرتے ہوں تو اس کا کچھ اعتبار نہ ہوگا (۲) اگر کسی نے ایسے معنی مراد لئے جو الفاظ سے زائد ہوں یعنی الفاظ جزئی ہوں اور معنی مراد کلی یا معنی مراد کل ہوں اور الفاظ جزو تو یہ مراد لینا بے کار ہوگا اور اگر ایسے معنی مراد لئے جو الفاظ کا فرد یا جزو ہیں تو وہ معنی معتبر ہو سکتے ہیں۔ (۳) مجاز عرفی اگر ایسا ہو کہ حقیقت بالکل چھوٹ گئی ہو تو اس مجاز عرفی کا اعتبار ہوگا۔ اور حقیقت لغویہ کا اعتبار نہ ہوگا۔

لیکن میرے نزدیک یہ تینوں باتیں صحیح نہیں۔ امر اول اسلئے کہ ایمان کا تعلق قصد وارادہ سے بھی ہے نہ کہ طلاق وعتاق وغیرہ کی طرح صرف الفاظ سے کمایدل علیہ قولہ تعالیٰ ولکن یؤاخذکم بما کسبت قلوبکم وقولہ لکن یواخذکم بما عقدتم الایمان۔ پس اگر کسی نے کسی خاص نیت سے کوئی قسم کھائی اور ایسے الفاظ بولے جو اس نیت کے مطابق نہیں ہیں تو دیانتاً اس قسم کا اعتبار ہونا چاہئے گو قضاءً نہ ہو۔ کیونکہ اس وقت یہ اس کی اصطلاح خاص ہوگی اور اصطلاح خاص کے مقرر کرنے کا اسے اختیار ہے۔ امر دوم اس لئے کہ اگر مجاز عرفی حقیقت لغویہ کے مبائن ہو تو اس وقت اس کا اعتبار تو ہو سکتا ہے لیکن اگر معنی مجازی عرفی معنی حقیقی لغوی سے عام ہوں تو ان کا اعتبار نہیں ہو سکتا۔ دونوں صورتوں میں وجہ فرق معلوم نہیں ہوتی۔ کیونکہ دونوں صورتوں میں معنی حقیقی بالکل چھوٹ گئے ہیں مگر ایک صورت میں معنی حقیقی معنی مجاز کا فرد یا اس کا جزو ہیں اور دوسری صورت میں اس کے مبائن۔ سو یہ فرق کوئی

(۱) اس مضمون کو صرف اہل علم ملاحظہ فرمائیں ۱۲۔ (۲) مسئلہ نمبر: ۲ باب: ۳۔ ۱۲ (۳) مسئلہ نمبر: ۶ باب: ۲۴

موثر فرق نہیں ہے۔ اسی سے امر سوم کا مخدوش ہونا بھی ظاہر ہو گیا۔ پس جب کہ وہ محمل مخدوش ہو گئے جو ان قواعد کے لئے علامہ شامی وغیرہ نے تجویز کئے تھے تو اب کہا جاویگا کہ الایمان مبنیة علی العرف اور الایمان مبنیة علی الالفاظ لاعلیٰ الاغراض دونوں متعلق بہ قضا ہیں اور الایمان مبنیة علی الالفاظ لاعلی الاغراض کہ معنی یہ ہیں کہ ایمان قضاء الفاظ عرفیہ پر مبنی ہیں نہ کہ ان اغراض پر جو کہ خلاف عرف ہوں۔ پس ان دونوں قاعدوں میں کوئی تناقض نہیں ہے رہا یہ امر کہ بعض جزئیات ان محامل کی تائید نہیں کرتے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ اعتراض اس وقت ہو سکتا ہے جب کہ دو امر ثابت ہو جائیں۔ اول یہ کہ وہ جزئیات انہیں فقہاء نے نکالی ہیں جنہوں نے یہ قواعد بنائے ہیں یا جن فقہاء نے یہ قوائد قائم کئے ہیں۔ ان کو ان سے اتفاق ہے۔ دوم یہ کہ اس وقت سے اب تک عرف نہیں بدلا اور جو اس وقت عرف تھا جس وقت وہ نکالی گئی ہیں وہی عرف اب بھی ہے لیکن ان باتوں کا ثابت ہونا مشکل ہے اس لئے مخالفت بعض جزئیات سے ہمارے محامل کی تردید نہیں کی جاسکتی۔ خصوصاً اس حالت میں جب کہ وہ موید بالدلائل ہوں اور جو محامل ان کے بیان کئے گئے ہیں محض بے دلیل ہوں۔ ایسی حالت میں مسائل بہشتی زیور متعلق بایمان کو عرف زمانہ حال کا لحاظ رکھ کے اصول مذکورہ سے استخراج کی ضرورت ہے اس کی ضرورت اس سے ظاہر ہو سکتی ہے کہ فقہاء نے کہا ہے کہ اگر کسی نے قسم کھائی ان فعله فعليه غضب الله اوسخطه اولعنته اوهوزان او سارق اوشارب خمر اواكل ربالايكون قسمالعدم التعارف فلو تعورف هل يكون يمينا ظاهر كلامهم نعم وظاهر كلام الكمال لا وتمامه في النهر۔ در مختار۔ اس پر شامی نے لکھا ہے قوله ظاهر كلامهم نعم فيه نظر لانهم لم يقتصر واعلى التعليل بالتعارف بل عللوابما يقضى عدم كو نه يمينا مطلقا وهو كون عليه غضبه دعاء على نفسه (لان الدعاء لايستلزم الاجابة فلا يقتضى الامتناع عن الفعل فلا يكون يمينا و كون هو زان يحتمل النسخ (اى الاباحة فلا يكون حرمته حرمة اسم الله فلا يلحق به) ثم عللو ا بعدم التعارف۔ لانه عند عدم التعارف لايكون يمينا وان كان مما يمكن الحلف به في غير الاسم فكيف اذا كان ممالا يمكن اه بزيادة العبارات المقوسة۔ ان عبارات سے معلوم ہوا کہ الفاظ مذکورہ اس وقت میں اس قسم کے لئے متعارف نہ تھے اور اس وقت اس سے معنی وصفی یعنی مفہومات تعلیقیہ مفہوم ہوتے تھے۔ لہذا انہوں نے ان کو یمین نہیں کہا۔ مگر ہمارے زمانہ میں الفاظ اگر میں تیرے یہاں کھانا کھاؤں تو گو کھاؤں، سور کھاؤں وغیرہ قسم کے لئے متعارف ہیں اور ان سے معنی تعلیقی مقصود نہیں ہوتے بلکہ ان کی مراد یہ ہوتی ہے کہ تیرے گھر کا کھانا میرے لئے سور اور گو کی مانند حرام ہے اور چونکہ سور اور گو ان کے نزدیک اغلظ المحرمات ہیں اسلئے تغلیظ حرمت کیلئے ان الفاظ کو ذکر کرتے ہیں۔ پس یہ الفاظ اپنے معانی عرفیہ کے لحاظ سے طعامك علی حرام سے زیادہ اغلظ ہیں اسلئے ان کو بالاولیٰ قسم ہونا چاہئے۔ پس ان کو فقہاء کی جزئیات مصرحہ پر قیاس کر کے ان پر قسم نہ ہونے کا حکم لگانا صحیح نہ ہو گا۔ اس مقام پر یہ بتلا دینا بھی ضروری ہے کہ بعض فقہاء نے یمین کے معنی یہ بیان کئے ہیں۔ معنى اليمين ان يعلق الحالف مايوجب امتناعه من الفعل بسبب لزوم وجوده اى وجود ماعلقه كالكفر عند وجود الفعل المحلوف عليه كدخول الدار اور وجہ اسکی یہ ہے کہ انہوں نے امر معلق کے اندر دو باتوں کا ہونا لازم سمجھا ہے۔ اول یہ کہ امر معلق محلوف علیہ کے لئے لازم ہو۔ اور دوسرا امر یہ کہ ناقابل اباحت ہو کیونکہ جب یہ دونوں باتیں پائی جائیں گی اس وقت امتناع حالف عن المحلوف علیہ متحقق ہو گا ورنہ نہیں اور بدون امتناع کے حلف نہیں ہو سکتا۔ اس بناء پر انہوں نے ان فعل فعليه غضب الله وغیرہ کو یمین نہیں قرار دیا۔ لیکن یہ صحیح نہیں۔ اولاً اس لئے کہ امتناع واقعی تو کسی حلف میں بھی نہیں ہوتا وھو ظاهر۔ رہا امتناع کا التزام سو وہ جس طرح اور قسموں میں ہوتا ہے یونہی اگر میں ایسا کروں تو مجھ پر خدا کا قہر ٹوٹے۔ مجھے مرتے وقت کلمہ نصیب نہ ہو وغیرہ وغیرہ سے بھی ثابت ہوتا ہے اس لئے دونوں میں کچھ فرق نہیں۔ اس پر اگر کہا جاوے کہ گو اس کی غرض امتناع ہے مگر اس کے الفاظ مستلزم امتناع نہیں ہیں تو اس کے دو جواب ہیں۔ اول یہ کہ الفاظ گو اپنے معانی وصفیہ کے لحاظ سے مستلزم امتناع نہیں ہیں مگر معانی عرفیہ کے لحاظ سے ضرور مستلزم امتناع ہیں۔ کیونکہ ان کے معنی عرفاً یہ ہوتے ہیں کہ میں عہد کرتا ہوں کہ یہ فعل نہ کروں گا۔ اگر میں ایسا کروں

تو میں اس سزا کا مستحق ہوں گا اور میں اسے بخوشی قبول کرتا ہوں۔ ان معنی کا مستلزم امتناع ہونا ظاہر ہے بلکہ عقلاً ان کا موجب امتناع ہونا حلف بالطلاق والعتاق کے موجب امتناع ہونے سے زیادہ ہے کیونکہ لزوم طلاق و عتاق بر تقدیر وقوع فعل محلوف علیہ اس قدر ضرر رساں نہیں ہے جس قدر کہ استحقاق غضب الٰہی اور اس پر رضامندی اور اس کا التزام۔ پس ان کلموں کو بالاولی قسم ہونا چاہئے اور ثانیاً اس لئے کہ جن باتوں کی بناء پر یمین کی یہ تعریف کی گئی ہے ان میں بھی کلام ہے۔ امر اول میں تو اس لئے کہ لزوم امر معلق للمحلوف علیہ کی ضرورت اس لئے کہ اس کے سبب فعل ممتنع ہو جائے گا۔ لیکن جب ہم حلف بالطلاق پر غور کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس میں لزوم طلاق موجب امتناع نہیں کیونکہ اگر کسی نے حلف بالطلاق کیا اور اس کے بعد اس نے اپنی عورت کو تین طلاقیں بطور خود دے دیں یا عورت نے مطاوعت ابن الزوج سے حرمت مئوبدہ حاصل کر لی۔ ایسی صورتوں میں یہ تعلیق اسی فعل محلوف علیہ کے کرنے سے مانع نہیں ہو سکتی۔ تو اب بتلایا جاوے کہ یہ لزوم کیا مفید ہو سکتا ہے اور اب وہ اس کے لزوم کی وجہ سے اس فعل سے کیسے باز رہ سکتا ہے پس معلوم ہوا کہ اس امر کی ضرورت نہیں اور امر دوم پر اس لئے کہ ابن ہمام نے کہا ہے یکون الحرمۃ تحتمل الارتفاع او لا تحتمله لاثرله فانه ان کان یرجع الی تحریم المباح فهو یمین مع ان ذلك المباح یحتمل تحریمه الارتفاع وان لم یرجع الیه لایکون یمیناً ولا معنی زیادۃ کلام لادخل له۔ مطلب یہ ہے کہ یمین کا حاصل تحریم مباح ہے۔ پس جہاں تحریم مباح ہو گی خواہ موقت ہو یا مئوبد یمین ہو جاوے گی۔ اور جہاں تحریم نہ ہو گی یمین نہ ہو گی۔ پس جب کہ حرمت محلوف علیہ مئوبد نہیں تو حرمت امر معلق کے مئوبد ہونے کی شرط لگانا کیا معنی۔ مگر میں کہتا ہوں کہ امر معلق کا مئوبد بالحرمت ہونا تو درکنار خود محرم ہونا بھی ضروری نہیں کیونکہ حلف بالطلاق والعتاق میں امر معلق مباح بلکہ بعض صورتوں میں واجب ہے۔ پس جب کہ باوجود اباحت و وجوب معلق کے بھی یمین ہو سکتی ہے تو حرمت قابل ارتفاع کی صورت میں یمین کیوں نہ ہو گی۔ پس خلاصہ کلام یہ ہے کہ یمین کے معنی ہیں تحریم المباح ای التزام الامتناع عن الامر المباح بلفظ یدل علی ذلك الامتناع عرفا اوفی اصطلاح الحالف۔ فقط

پس ضرورت ہے کہ عرف حال اور تعریف مذکور کو پیش نظر رکھ کر بہشتی زیور کے مسائل پر غور کیا جاوے اور جن میں عرف عرب اور عرف اہل ہند میں اختلاف ہے ان میں جزئیات فقہیہ کا اتباع نہ کیا جاوے بلکہ اصول استنباط پر نظر کی جاوے۔

تنبیہ: یہ میری ذاتی رائے ہے جس کے ماننے کے لئے میں کسی کو مجبور نہیں کرتا۔ فانی لست فی نفسی بفوق ان اخطئی الا ان یعصمنی الله۔ اور اس کے درج کرنے سے مقصود یہ ہے کہ جن لوگوں کو غور کرنے کے بعد یہ امر حق معلوم ہو اس کو مان لیں اور جن کو حق نہ معلوم ہو وہ اپنے فہم پر عمل کریں۔

اصل: ص ۴۳ خدا کے سوا اور کسی کی قسم کھانے سے قسم نہیں ہوتی۔

تحقیق: تم اوپر پڑھ چکی ہو قرآن کی، کلام اللہ کی، کلام مجید کی قسم کھانے سے قسم ہو جاتی ہے سو اس کی وجہ یہ ہے کہ کلام خدا کی صفت ہے اس لئے اس کی قسم کھانا گویا خدا ہی کی قسم کھانا ہے۔ اور خدا کے سوا کسی اور کی قسم کھانے سے مراد یہ ہے کہ نہ اس کی ذات کی قسم کھاوے اور نہ اس کی کسی صفت کی بلکہ کسی اور شے کی قسم کھاوے جیسے سر کی یا آنکھوں کی وغیرہ وغیرہ۔ اب رہی یہ بات کہ خدا کی ذات یا اس کی کسی صفت کی قسم کھاوے تو قسم ہو گی یا نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر خدا کی ذات کی قسم کھاوے جیسے خدا کی قسم، اللہ کی قسم، تب تو قسم ہو ہی جائے گی جیسا کہ تم نے پڑھا ہے اور اگر خدا کی صفت کی قسم کھائی تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر ایسی صفت کی قسم کھائی ہے جس کی قسم کا رواج ہے جیسے کلام اللہ کی قسم تب تو قسم ہو جائے گی۔ جیسا کہ بہشتی زیور میں مذکور ہے اور اگر ایسی صفت کی قسم کھائی جس کی قسم کا رواج نہیں ہے تو قسم نہ ہو گی۔ جیسے خدا کے غضب کی قسم، اس کی رحمت کی قسم۔ اس مسئلہ کو بہشتی زیور میں بوجہ ضرورت نہ ہونے کے ذکر نہیں کیا۔ کیونکہ ایسی قسم کوئی کھاتا نہیں ہے۔ حبیب احمد کیرانوی

تمام شد حصہ سوم اصلی بہشتی زیور مع ضمائم قدیمہ و جدیدہ

دستور العمل تدریس اصلی مدلل و مکمل بہشتی زیور حصہ دوم و سوم

نمبر۱ اگر کوئی لڑکی اس سے پہلے حصوں کے مضامین کسی اور کتاب میں پڑھ چکی ہو تو اس حصہ سے شروع کرا دینے کا مضائقہ نہیں۔ اسی طرح تمام حصص میں ممکن ہے اور اگر حصص کی تقدیم و تاخیر اور ترتیب کا بدلنا کسی مصلحت سے مناسب ہو تو بھی مضائقہ نہیں۔

نمبر۲ اس حصہ کو پڑھانے کے وقت بھی لڑکی سے کہا جاوے کہ وہ بالترتیب اس کو تختی یا کاغذ پر لکھا کرے تاکہ آسانی سے لکھنے کا سلیقہ ہو جاوے اور نیز لکھ لینے سے مضمون بھی خوب محفوظ ہو جاتا ہے۔

نمبر۳ مختلف مسائل کو امتحان کے طور پر وقتاً فوقتاً پوچھتی رہا کریں تاکہ خوب یاد رہیں اور اگر دو تین لڑکیاں ایک جماعت میں ہوں تو ان کو تاکید کی جاوے کہ باہم ایک دوسرے سے پوچھا کریں۔

نمبر۴ اگر پڑھانے والا مرد ہو تو جو شرم کے مسائل اس مرتبہ حصہ کے اخیر میں بذیل سرخی "مسائل ذیل کے پڑھنے کا طریقہ' درج ہیں ان کے متعلق حسب ہدایت مندرجہ عمل کرے۔

نمبر۵ ضمیمہ اولی کو حصہ کے ساتھ پڑھاوے اور ضمیمہ ثانیہ کو پڑھانے کی ضرورت نہیں۔

نمبر۶ دیباچہ جو پہلے حصہ میں ہے اور شروع میں نہ پڑھایا تھا اگر اب سمجھ سکے تو پڑھاوے ورنہ جب سمجھنے کی امید ہو اس وقت پڑھاوے غرضیکہ وہ مضمون ضروری ہے کسی وقت پڑھا دینا چاہئے۔ اسی طرح جو اشعار دیباچہ کے ختم پر لکھے ہیں اگر وہاں یاد نہ ہوئے ہوں تو اب یاد کرا دے۔

نمبر۷ گھر میں جو لوگ مرد عورت پڑھنے کے قابل نہ ہوں ان کے لئے ایک وقت مقرر کر کے سب کو جمع کر کے یہ مسائل سنا سنا کر سمجھا دیا کریں تاکہ وہ بھی محروم نہ رہیں۔

نمبر۸ پڑھانے والے کو چاہئے کہ پڑھنے والیوں کو ان مسئلوں کے موافق عمل کرنے کی خاص تاکید اور دیکھ بھال رکھے کیونکہ علم سے یہی فائدہ ہے کہ عمل کرے۔

محمد اشرف علی عفی عنہ

فہرست مضامین اصلی مدلل و مکمل بہشتی زیور حصہ چہارم

دار الاشاعت، اردو بازار، کراچی

اصلی مدلل و مکمل بہشتی زیور کا چوتھا حصہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب اوّل — نکاح کا بیان

مسئلہ۱ نکاح[1] بھی اللہ تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے۔ دین اور دنیا دونوں کے کام اس سے درست ہو جاتے ہیں اور اس میں بہت فائدے اور بے انتہا مصلحتیں ہیں۔ آدمی گناہ سے بچتا ہے دل ٹھکانے ہو جاتا ہے۔ نیت خراب اور ڈانواں ڈول نہیں ہونے پاتی اور بڑی بات یہ ہے کہ فائدہ کا فائدہ اور ثواب کا ثواب۔ کیونکہ میاں بیوی کا پاس بیٹھ کر محبت پیار کی باتیں کرنا، ہنسی دل لگی میں دل بہلانا نفل نمازوں سے بھی بہتر ہے۔

مسئلہ۲ نکاح[2] فقط دو ۲ لفظوں سے بندھ جاتا ہے جیسے کسی نے گواہوں کے روبرو کہا کہ میں نے اپنی لڑکی کا نکاح تمہارے ساتھ کیا۔ اس نے کہا میں نے قبول کیا۔ بس نکاح بندھ گیا اور دونوں میاں بی بی ہو گئے۔[3] البتہ اگر اس کی کئی لڑکیاں ہوں تو فقط اتنا کہنے سے نکاح نہ ہو گا بلکہ نام لے کر یوں کہے کہ میں نے اپنی لڑکی قدسیہ کا (مثلاً) نکاح تمہارے ساتھ کیا وہ کہے کہ میں نے قبول کیا۔

مسئلہ۳ کسی[4] نے کہا اپنی فلانی لڑکی کا نکاح میرے ساتھ کر دو۔ اس نے کہا میں نے اس کا نکاح تمہارے ساتھ کر دیا تو نکاح ہو گیا۔ چاہے پھر وہ یوں کہے کہ میں نے قبول کیا یا نہ کہے۔ نکاح ہو گیا۔

مسئلہ۴ اگر[5] خود عورت وہاں موجود ہو اور اشارہ کر کے یوں کہہ دے کہ میں نے اس کا نکاح تمہارے ساتھ کیا وہ کہے میں نے قبول کیا تب بھی نکاح ہو گیا نام لینے کی ضرورت نہیں۔ اور اگر وہ خود موجود نہ ہو تو اس کا بھی نام لے دے اور اس کے باپ کا نام بھی اتنے زور سے لیوے کہ گواہ لوگ سن لیویں۔ اور اگر باپ کو بھی لوگ نہ جانتے ہوں اور فقط باپ کے نام لینے سے معلوم نہ ہو کہ کس کا نکاح کیا جاتا ہے تو دادا کا نام بھی لینا ضروری ہے۔ غرض یہ ہے کہ ایسا پتہ مذکور ہونا چاہئے کہ سننے والے سمجھ لیویں کہ فلانی کا نکاح ہو رہا ہے۔

مسئلہ۵ نکاح[6] ہونے کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ کم سے کم دو ۲ مردوں کے یا ایک مرد اور دو ۲ عورتوں کے سامنے کیا جائے اور وہ لوگ اپنے کانوں سے نکاح ہوتے اور وہ دونوں لفظ کہتے سنیں تب نکاح ہو گا۔ اگر تنہائی میں ایک نے کہا میں نے اپنی لڑکی کا نکاح تمہارے ساتھ کیا۔ دوسرے نے کہا میں نے قبول کیا تو نکاح نہیں ہوا۔ اسی طرح اگر فقط ایک آدمی کے سامنے کیا تب بھی نہیں ہوا۔

۱: انه (ای النکاح) معاملة من وجه وعبادة من وجه اما معنی العبادة فیه فان الا شتغال به افضل من التخلی عنه لمحض العبادة لما فیه من حفظ النفس عن الوقوع فی الزنا ولما فیه من مباهاة الرسول علیه الصلوٰة و السلام بقوله تنا کحوا تکثروا فانی ابا هی بکم الامم یوم القیامة ولما فیه من تهذیب الاخلاق وتوسعة الباطن بالتحمل فی معاشرة ابناء النوع و تربیة الولد القیام بمصالح المسلم العاجز عن القیام بها والنفقة علی الاقارب والمستضعفین واعفاف الحرم ونفسه ودفع الفتنه عنه وعنهن ۱۲۵۱ مجمع الانهر ج۱ ص ۳۱۵۔

۲: وینعقد با یجاب من احدهما وقبول الاخر وضعا للماضی کزوجت نفسی او بنتی او موکلتی منك ویقول الاخر تزوجت اوقبلت لنفسی اولموکلی اولا بنی ۱هـ ۱۲ طحطاوی ج۲ ص۶ ولاینعقدنکاح المسلمین الابحضور شاهدین اه ۱۲ هدایه ج ۲ ص ۲۸۶۔

۳: فلو زوج بنته منه وله بنتان لا یصح الا اذاکانت احدهما متزوجة فینصرف الی الفارغة ۱۲ رد المحتار ج ۲ ص ٤۳۷ لوزوجه بنته ولم یسمها وله بنتان لم یصح للجهالة ۱۲ رد المحتار ج ۲ ص ٤٤٦۔

٤: اذا قال لغیره دختر خویش مراده فقال دادم ینعقد النکاح و ان لم یقل الخاطب پذیر فتم ۱۲ ج ۲ ص ۲۷۹ فتاوی هندیه۔

٥: فان کانت حاضرة کفی الاشارة الیها وان کانت غائبة ولم یسمعوا کلامها بان عقد لها وکیلها فان کان الشهود یعرفونها کفی ذکر اسمها اذا علموا انه ارادها وان لم یعرفوها لا بد من ذکر اسمها واسم ابیها وجدها ۱۲ رد المحتار ص ۳۷۲ ج ۲ هندی۔

٦: وشرط سماع کل من العاقدین لفظ الاخر وشرط حضور شاهدین حرین اوحروحرتین مکلفین سامعین قولهما معا علی الاصح ۱۲ شرح التنویر ج ۱ ص ۱۸٦ البدایه ج ۲ ص ٤٨٦۔

مسئلہ۶ اگر[1] مرد کوئی نہیں صرف عورتیں ہی عورتیں ہیں تب بھی نکاح درست نہیں ہے چاہے دس۱۰ بارہ کیوں نہ ہوں۔ دو عورتوں کے ساتھ ایک مرد ضرور ہونا چاہیے۔

مسئلہ۷ اگر[2] دو مرد تو ہیں لیکن مسلمان نہیں ہیں تو بھی نکاح نہیں ہوا۔ اسی طرح اگر مسلمان تو ہیں لیکن وہ دونوں ان میں سے ایک بھی جوان نہیں تب بھی نکاح درست نہیں۔ اسی طرح اگر ایک مرد اور دو عورتوں کے سامنے نکاح ہوا لیکن وہ عورتیں ابھی جوان نہیں ہوئیں یا ان میں سے ایک ابھی جوان نہیں ہوئی ہے تو نکاح صحیح نہیں ہے۔

مسئلہ۸ بہتر[3] یہ ہے کہ بڑے مجمع میں نکاح کیا جائے جیسے نماز جمعہ کے بعد جامع مسجد میں یا اور کہیں تاکہ نکاح کی خوب شہرت ہو جاوے اور چھپ چھپا کے نکاح نہ کرے۔ لیکن اگر کوئی ایسی ضرورت پڑ گئی کہ بہت آدمی نہ جان سکے تو خیر کم سے کم دو۲ مرد یا ایک مرد دو۲ عورتیں ضرور موجود ہوں جو اپنے کانوں سے نکاح ہوتے سنیں۔

مسئلہ۹ اگر[4] مرد بھی جوان ہے اور عورت بھی جوان ہے تو وہ دونوں اپنا نکاح خود کر سکتے ہیں۔ دو۲ گواہوں کے سامنے ایک کہہ دے کہ میں نے اپنا نکاح تیرے ساتھ کیا۔ دوسرا کہے میں نے قبول کیا۔ بس نکاح ہو گیا۔

مسئلہ۱۰ کسی[5] نے اپنا نکاح خود نہیں کیا بلکہ کسی سے کہہ دیا کہ تم میرا نکاح کسی سے کر دو یا یوں کہا میرا نکاح فلانے سے کر دو اور اس نے دو گواہوں کے سامنے کر دیا تب بھی نکاح ہو گیا۔ اب اگر وہ انکار بھی کرے تب بھی کچھ نہیں ہو سکتا۔

باب دوم جن لوگوں سے نکاح کرنا حرام ہے ان کا بیان

مسئلہ۱ اپنی[6] اولاد کے ساتھ اور پوتے پڑپوتے اور نواسے وغیرہ کے ساتھ نکاح درست نہیں اور باپ دادا، پردادا، نانا، پرنانا وغیرہ سے بھی درست نہیں۔

مسئلہ۲ اپنے[7] بھائی اور ماموں اور چچا اور بھتیجے اور بھانجے کے ساتھ نکاح درست نہیں اور شرع میں بھائی[8] وہ ہے جو ایک ماں باپ سے ہو۔ یا ان دونوں کا باپ ایک ہو اور ماں دو ہوں۔ یا ان دونوں کی ماں ایک ہو اور باپ دو ہوں۔ یہ سب بھائی ہیں اور جس کا باپ بھی الگ ہو اور ماں بھی الگ ہو وہ بھائی نہیں اس سے نکاح درست ہے۔

مسئلہ۳ داماد[9] کے ساتھ بھی نکاح درست نہیں ہے چاہے لڑکی کی رخصتی ہو چکی ہو اور دونوں میاں بی بی ایک ساتھ رہے ہوں یا ابھی رخصتی نہ

۱: ولم تقبل شهادة اربع بلا رجل ۱۲ شرح التنوير ج ۲ ص ۹۱ ولا ينعقد بشهادة المرأتين بغير رجل و كذا الخنثيين اذا لم يكن معهما رجل ۱۲ عالمگیری ص ۱ ج ۲۔

۲: فلا ينعقد بحضرة العبيد والمجانين والصبيان والكفار فی نكاح المسلمين ۱۲ رد المحتار ج ۲ص ۲۷۲ شرح البدايه ج۲ص ۲۸۶۔

۳: ويندب اعلانه وتقديم خطبة و كونه فی مسجد يوم جمعة بعا قدرشيد وشهود عدول ۱۲ شرح التنوير ج ۱ ص ۱۸۵۔

۴: نفذای صح نكاح حرة مكلفة بكراكان او ثيبا بلا ولی والا صل ههنا ان كل من يجوز تصرفه فی ما له بولاية نفسه يجوز نكاحه علی نفسه و كل من لا يجوز لاۤه ج ۱ ص ۳۳۲۔

۵: يصح التوكيل بالنكاح وان لم يحضره الشهود عالمگیری ج ۲ ص ۱۸ منكوحة رجل قالت لا خرانی اريدان اختلع نفسی من زوجی فاذا اختلعت وانقضت عدتی فزو جنی من فلان صح ۱۲ عالمگیری ص ۳۱۳ ج ٤۔

۶: حرم علی المتزوج ذكر اكان او انثی نكاح اصله و فرعه علا او نزل و بنت اخيه واخته وبنتها ولو من زنا وعمته وخالته ۱۲ شرح التنوير ص ۱۸۷ ج ۱ وهدايه ص ۲۸۷ ج ۲۔

۷: ولا باخته ولا ببنات اخته ولا ببنات اخيه ولا بعمته ولا بخالته ۱۲ هدايه ج ۲ ص ۲۸۷ قال الله حرمت عليكم امها تكم و بناتكم واخواتكم وعما تكم وخا لا تكم وبنات الاخ وبنات الا خت الاية ۱۲ ف ۔

۸: واما الا خوات فالاخت لاب وام والاخت لاب والا خت لا م و كذا بنات الاخ والا خت وان سفلن ۱۲ عالمگیری ج ۲ ص ٥ ۔

۹: وحرم بالمصاهرة بنت زوجة الموطوءة وام زوجته وجدا تها مطلقابمجرد العقد الصحيح وان لم تو طا الزوجة ۱۲ شرح التنوير ج ۱ ص ۱۸۷ وهدايه ص ۲۸۷ ج ۲۔

ہوئی ہو ہر طرح نکاح حرام ہے۔

مسئلہ۴ کسی[۴] کا باپ مر گیا اور ماں نے دوسرا نکاح کیا لیکن ماں ابھی اس کے پاس رہنے نہ پائی تھی کہ مر گئی یا اس نے طلاق دے دی تو اس سوتیلے باپ سے نکاح کرنا درست ہے۔ ہاں اگر ماں اس کے پاس رہ چکی ہو تو اس سے نکاح درست نہیں۔

مسئلہ۵ سوتیلی[۴] اولاد سے نکاح درست نہیں۔ یعنی ایک مرد کے کئی بیبیاں ہیں تو سوت کی اولاد سے کسی طرح نکاح درست نہیں چاہے اپنے میاں کے پاس رہ چکی ہو یا نہ رہی ہو ہر طرح نکاح حرام ہے۔

مسئلہ۶ خسر[۲] اور خسر کے باپ دادا کے ساتھ بھی نکاح درست نہیں۔

مسئلہ۷ جب[۴] تک اپنی بہن نکاح میں رہے تب تک بہنوئی سے نکاح درست نہیں۔ البتہ اگر بہن مر گئی یا اس نے چھوڑ دیا اور عدت پوری ہو چکی تو اب بہنوئی سے نکاح درست ہے اور طلاق کی عدت پوری ہونے سے پہلے نکاح درست نہیں۔

مسئلہ۸ اگر[۵] دو بہنوں نے ایک ہی مرد سے نکاح کیا تو جس کا نکاح پہلے[(۱)] ہوا وہ صحیح ہے اور جس کا بعد میں کیا گیا وہ نہیں ہوا۔

مسئلہ۹ ایک[۶] مرد کا نکاح ایک عورت سے ہوا تو اب جب تک وہ عورت اسکے نکاح میں رہے اس کی پھوپھی اور اس کی خالہ اور بھانجی اور بھتیجی کا نکاح اس مرد سے نہیں ہو سکتا۔

مسئلہ۱۰ جن[۷] دو عورتوں میں ایسا رشتہ ہو کہ اگر ان دونوں میں سے کوئی عورت مرد ہوتی تو آپس میں دونوں کا نکاح نہ ہو سکتا۔ ایسی عورتیں ایک ساتھ ایک مرد کے نکاح میں نہیں رہ سکتیں جب ایک مر جاوے یا طلاق مل جاوے اور عدت گذر جائے تب دوسری عورت اس مرد سے نکاح کرے۔

مسئلہ۱۱ ایک[۸] عورت ہے اور اس کی سوتیلی لڑکی ہے یہ دونوں ایک ساتھ اگر کسی مرد سے نکاح کر لیویں تو درست ہے۔

مسئلہ۱۲ لے[۹] پالک کا شرع میں کچھ اعتبار نہیں۔ لڑکا بنانے سے سچ مچ وہ لڑکا نہیں ہو جاتا۔ اس لئے متبنے سے نکاح کر لینا درست ہے۔

مسئلہ۱۳ سگا[(۲)] ماموں[۱۰] نہیں ہے بلکہ کسی رشتہ سے ماموں لگتا ہے تو اس سے نکاح درست ہے اسی طرح اگر کسی دور کے رشتہ سے چچا یا بھانجا یا بھتیجا ہوتا ہو اس سے نکاح درست ہے ایسے ہی اگر اپنا بھائی نہیں ہے بلکہ چچازاد بھائی ہے یا ماموں زاد یا پھوپھی زاد۔ خالہ زاد بھائی ہے اس سے بھی نکاح درست ہے۔

۱: ولا بنت امراته التی دخل بها ۱۲ شرح البدایه ص ۲۸۸ ج ۲ وحرم بالمصاهرة بنت زوجة الموطوءة واحترز بالموطوءة عن غیرها فلا تحرم بنتها بمجرد العقد ۱۲ در و شامی ص ٤٥٥ ۱۲ ف۔

۲،۳: وزوجة اصله وفرعه مطلقا ولو بعدی ادخل بها اولا ۱۲ در ج ۲ ص ٤٥٦ وقال الله تعالیٰ ولا تنکحوا ما نکح اباؤکم الایه ۱ ف۔

٤: ولا یجمع بین اختین نکاحا شرح البدایه ص ۲۸۸ ج ۲ و حرم الجمع بین المحارم نکاحا وعدة ولو من طلاق بائن ۱۲ شرح التنویر ج ۱ ص ۱۸۸۔

٥: وان تزوجهما معا ای الاختین او من بمعناهما او بعقدتین ونسی النکاح الاول فرق القاضی بینه وبینهما ویکون طلاقا ۱۲ شرح التنویر ص ۱۸۹ ج ۱ فلو علم فهو الصحیح والثانی باطل ج ۲ ص ۲۸٦ رد المحتار فی العالمگیریة وان تزوجهما فی عقدتین فنکاح الاخیرة فاسد ۱۲ ج ۲ ص ۱۸٥۔

٦: لا یجمع بین المراءة وعمتها او خالتها او ابنة اخیها او ابنة اختها شرح البدایه ص ۲۸۸ ج ۲ ۔

۷: ولا یجمع بین امراتین لو کانت احدهما رجلا لم یجزله ان یتزوج بالاخری ۱۲ شرح البدایه ص ۲۸۹ ج ۲ ۔

۸: ولا باس بان یجمع بین امراة وبنت زوج کان لها قبل ۱۲ شرح البدایه ج ۲ ص ۲۸۹۔

۹: ولا تحرم حلیلة الابن المتبنی علی الاب المتبنی ۱۲ عالمگیری ج ۲ ص ٥۔

۱۰: واما عمة عمة امه وخالة خالة ابیه فحلال کبنت عمه وعمته وخاله وخالته لقوله تعالیٰ واحل لکم ماوراء ذلکم ۱۲ شرح التنویر ج ۱ ص ۱۸۷ وتحل بنات العمات والاعمام والخالات والاخوال ۱۲ رد المحتار ص ۲۷٦ ج ۲ درمختار ص ۱۹۷ ج ۱۔

(۱) اور اگر دونوں کا ایک دم سے نکاح کیا گیا تو دونوں کا نہیں ہوا ۱۲۔

(۲) ماں کا تینوں قسم کا بھائی خواہ ماں شریک ہو یا باپ شریک ہو یا ماں اور باپ دونوں میں شریک ہو سگا ماموں ہے ۱۲ تصحیح الاغلاط۔

مسئلہ۱۴ اسی[۱] طرح دو بہنیں اگر سگی نہ ہوں ماموں زاد یا چچازاد یا پھوپھی زاد یا خالہ زاد بہنیں ہوں تو وہ دونوں ایک ساتھ ہی ایک مرد سے نکاح کر سکتی ہیں ایسی بہن کے رہتے بھی بہنوئی سے نکاح درست ہے۔ یہی حال پھوپھی اور خالہ وغیرہ کا ہے کہ اگر کوئی دور کا رشتہ نکلتا ہو تو پھوپھی بھتیجی اور خالہ بھانجی کا ایک ساتھ ہی ایک مرد سے نکاح درست ہے۔

مسئلہ۱۵ جتنے[۲] رشتے نسب کے اعتبار سے حرام ہیں وہ رشتے دودھ پینے کے اعتبار سے بھی حرام ہیں۔ یعنی دودھ پلانے والے کے شوہر سے نکاح درست نہیں کیونکہ وہ اس کا باپ ہوا۔ اور دودھ شریکی بھائی سے نکاح درست نہیں جس کو اس نے دودھ پلایا ہے اس سے اور اس کی اولاد سے نکاح درست نہیں کیونکہ وہ اس کی اولاد ہوئی۔ دودھ کے حساب سے ماموں بھانجا چچا بھتیجا سب سے نکاح حرام ہے۔

مسئلہ۱۶ دودھ[۳] شریکی دو بہنیں ہوں تو وہ دونوں بہنیں ایک ساتھ ایک مرد کے نکاح میں نہیں رہ سکتیں۔ غرض کہ جو حکم اوپر بیان ہو چکا دودھ کے رشتوں میں بھی وہی حکم ہے۔

نوٹ: مسئلہ نمبر ۱۷، نمبر ۱۸، نمبر ۱۹ نمبر ۲۰ ص ۴۵ پر درج کر دیئے گئے ہیں ۱۲۔

مسئلہ۲۱ مسلمان[۴] عورت کا نکاح مسلمان کے سوا کسی اور مذہب والے مرد سے درست نہیں ہے۔

مسئلہ۲۲ کسی[۵] عورت کے میاں نے طلاق دے دی یا مر گیا تو جب تک طلاق کی عدت اور مرنے کی عدت پوری نہ ہو چکے تب تک دوسرے مرد سے نکاح کرنا درست نہیں۔

مسئلہ۲۳ جس[۶] عورت کا نکاح کسی مرد سے ہو چکا ہو تو اب بے طلاق لئے اور عدت پوری کئے دوسرے سے نکاح کرنا درست نہیں۔

نوٹ: مسئلہ نمبر ۲۴ ص ۴۵ پر درج کر دیا گیا ہے۔

مسئلہ۲۵ جس[۷] مرد کے نکاح میں چار عورتیں ہوں اب اس سے پانچویں عورت کا نکاح درست نہیں اور ان چار میں سے اگر اس نے ایک کو طلاق دے دی تو جب تک طلاق کی عدت پوری نہ ہو چکے کوئی اور عورت اس سے نکاح نہیں کر سکتی۔

مسئلہ۲۶ سنی[۸] لڑکی کا نکاح شیعہ[(۱)] مرد کے ساتھ بہت سے عالموں کے فتوے میں درست[(۲)] نہیں ہے۔

باب سوم ولی کا بیان

لڑکی[۹] اور لڑکے کے نکاح کرنے کا جس کو اختیار ہوتا ہے اس کو ولی کہتے ہیں۔

۱،۲: فیحرم به مایحرم من النسب یعنی یحرم من الرضاع اصوله وفروع اصوله وفروع ابو یه وفروعهم وکذا فروع اجداده وجدات الصلبیون وفروع زوجته واصولها وفروع زوجها واصوله وحلائل اصوله وفروعه ۱۲ رد المحتار ج۲ ص ۲۷۹ وهدایه ص ۲۸۸ ج ۲۔

۳: و اراد بالمحارم ما یشمل النسب و الرضاع فلو کان له زوجتان رضیعتان ارضعتهما اجنبیة فسد نکاحهما ۱۲ رد المحتار ص ۲۸٤ ج ۲۔

٤: ولا یجوز تزوج المسلمة من مشرك ولا کتابی ۱۲ عالمگیری ص ۱۰ ج ۲ وقال الله تعالی ولا تنکحوا المشرکین حتی یومنوا الایة ۱۲۔

۵،۶: لا یجوز للرجل ان یتزوج زوجة غیره وکذلك المعتدة سواء کانت العدة عن طلاق او وفاة او دخول فی نکاح فاسد او شبهة نکاح ۱۲ عالمگیری مصری ص ۲۹۸ ج ۱۔

۷: فان طلق الحراحدی الا ربع طلا قابائنا لم یحزله ان یتزوج رابعة حتی تنقضی عدتها ۱۲ شرح البدایه ج ۲ ص ۲۹۲ ورد المحتار ج ۲ ص ۲۸٤۔

۸: ان الرافضی ان کان ممن یعتقد الا لوهیة فی علی ؓ او ان جبرئیل ؑ غلط فی الوحی او کان ینکر صحبة الصدیق او یقذف السیدة الصدیقة ؓ فهو کافر ۱۲ رد المحتار ص ۲۸۹ ج ۲ وفی عالمگیریة ص ۸۸۵ ج ۲ احکامهم احکام المرتدین ولا یجوز للمرتد ان یتزوج مرتدة ولا مسلمة ولا کافرة اصلیة وکذلك لایجوز نکاح المرتدة مع احد ص ۲۹۰ ج ۲ عالمگیری۔

۹: هو البالغ العاقل الوارث والو لایة تنفیذ القول علی الغیر شاء اوابی ۱۲ در و شامی ص ٤۸۵۔

(۱) اس لئے ہرگز سنی عورت کا شیعی مرد سے نکاح نہ کرے ۱۲

(۲) اور قادیانی کے ساتھ بھی نکاح درست نہیں کیونکہ قادیانی علمائے اسلام کے فتوے کے موافق کافر ہیں ۱۲

مسئلہ۱ لڑکی [1] اور لڑکے کا ولی سب سے پہلے اس کا باپ ہے۔ اگر باپ نہ ہو تو دادا۔ وہ نہ ہو تو پردادا۔ اگر یہ لوگ کوئی نہ ہوں تو سگا بھائی۔ سگا بھائی نہ ہو تو سوتیلا بھائی یعنی باپ شریک بھائی، پھر بھتیجا، پھر بھتیجے کا لڑکا، پھر بھتیجے کا پوتا۔ یہ لوگ نہ ہوں تو سگا چچا، پھر سوتیلا چچا، یعنی باپ کا سوتیلا بھائی، پھر سگے چچا کا لڑکا پھر اس کا پوتا، پھر سوتیلے چچا کا لڑکا پھر اس کا پوتا۔ یہ کوئی نہ ہوں تو باپ کا چچا ولی ہے۔ پھر اس کی اولاد۔ اگر باپ کا چچا اور اس کے لڑکے پوتے پروتے کوئی نہ ہوں تو دادا کا چچا پھر اس کے لڑکے پوتے پھر پروتے وغیرہ یہ کوئی نہ ہوں تب ماں ولی ہے پھر دادی پھر نانی پھر نانا پھر حقیقی بہن پھر سوتیلی بہن جو باپ شریک ہو۔ پھر جو بھائی بہن (۱) ماں شریک ہوں۔ پھر پھوپھی۔ پھر ماموں پھر خالہ وغیرہ۔

مسئلہ۲ نابالغ [2] شخص کسی کا ولی نہیں ہو سکتا۔ اور کافر کسی مسلمان کا ولی نہیں ہو سکتا۔ اور مجنون پاگل بھی کسی کا ولی نہیں ہے۔

مسئلہ۳ بالغ [3] یعنی جوان عورت خود مختار ہے چاہے نکاح کرے چاہے نہ کرے۔ اور جس کے ساتھ جی چاہے کرے کوئی شخص اس پر زبردستی نہیں کر سکتا۔ اگر وہ خود اپنا نکاح کسی سے کر لے تو نکاح ہو جاوے گا۔ چاہے ولی کو خبر ہو چاہے نہ ہو اور ولی چاہے خوش ہو یا ناخوش ہر طرح نکاح درست ہے۔ ہاں [4] البتہ اگر اپنے میل میں نکاح نہیں کیا اپنے سے کم ذات والے سے نکاح کر لیا اور ولی ناخوش ہے فتویٰ (۲) اس پر ہے کہ نکاح درست نہ ہوگا۔ [5] اور اگر نکاح تو اپنے میل ہی میں کیا لیکن جتنا مہر اس کے دادھیالی خاندان میں باندھا جاتا ہے جس کو شرع میں مہر مثل کہتے ہیں اس سے بہت کم پر نکاح کر لیا تو ان صورتوں میں نکاح تو ہو گیا لیکن اس کا ولی اس نکاح کو تڑوا سکتا ہے۔ مسلمان حاکم کے پاس فریاد کرے وہ نکاح توڑ دے۔ لیکن اس فریاد کا حق اس ولی کو ہے جس کا ذکر ماں سے پہلے آیا ہے۔ یعنی باپ سے لے کر دادا کے چچا کے بیٹوں پوتوں تک۔

مسئلہ۴ کسی [7] ولی نے جوان لڑکی کا نکاح بے اس سے پوچھے اور اجازت لئے کر دیا تو وہ نکاح اس کی اجازت پر موقوف ہے۔ اگر وہ لڑکی اجازت دے تو نکاح ہو گیا اور اگر وہ راضی نہ ہو اور اجازت نہ دے تو نہیں ہوا۔ اور اجازت کا طریقہ آگے آتا ہے۔

مسئلہ۵ جوان [8] کنواری لڑکی سے ولی نے آکر کہا کہ میں تمہارا نکاح فلانے کے ساتھ کئے دیتا ہوں یا کر دیا ہے اس پر وہ چپ ہو رہی یا مسکرا دی یا رونے لگی تو بس یہی اجازت ہے۔ اب وہ ولی نکاح کر دے تو صحیح ہو جاوے گا یا کر چکا تھا تو صحیح ہو گیا۔ یہ بات نہیں ہے کہ جب زبان سے

۱: الولی فی النکاح العصبة بنفسه وهو ما یتصل بالمیت حتی المعتقة بلا توسط انثی علی ترتیب الارث والحجب فان لم تکن عصبة فالولایة للام ثم لام الاب وفی القنیة عکسه ثم للبنت ثم لبنت الابن ثم لبنت البنت ثم لبنت ابن الابن ثم لبنت بنت البنت وهکذا ثم للجد الفاسد ثم للاخت لاب وام ثم للاخت لاب ثم لولد الام الذکر والانثی سواء ثم لاولادهم ثم لذوی الارحام العمات ثم الاخوال ثم الخالات ثم بنات الاعمام ۱۲ شرح التنویر ص ۱۹۳ ج ۱۔

۲: ولا ولایة لعبد ولا صغیر ولا مجنون ولا ولایة لکافر علی مسلم ۱۲ شرح البدایه ص ۲۹۸ ج ۲

۳: ولا یجوز للولی اجبار البکر البالغة علی النکاح ۱۲ شرح البدایة ص ۲۹٤ ج ۲۔

٤: وینعقد نکاح الحرة العاقلة البالغة برضائها وان لم یعقد علیها ولی بکرا کانت اوثیبا ۱۲ شرح البدایه ج ۲ ص ۲۹۳۔

٥: المرأة اذا زوجت نفسها من غیر کفؤ فروی الحسن عن ابی حنیفة ان النکاح لا ینعقد وبه اخذ کثیر من مشایخنا فتاوی هندیه ص ۳۰۰ ج ۲ وتقدم انها لو تزوجت غیر کفوء فالمختار للفتوی روایة انه لا یصح العقد ۱۲ شامی ج ۲ ص ٥۳۱۔

٦: ولو نکحت باقل من مهرها فللولی العصبة الاعتراض حتی یتم مهر مثلها او یفرق القاضی بینهما ۱۲ در مختار ج ۱ ص ۱۹٥ وهدایه ص ۳۰۱ ج ۲۔

۷: لایجوز نکاح احد علی بالغة صحیحة العقل من اب او سلطان بغیر اذنها بکرا کانت اوثیبا فان فعل ذلك فالنکاح موقوف علی اجازتها فان اجازته جاز وان ردته بطل ۱۲ فتاوی هندیه ص ۲۹٥ ج ۲ وشرح البدایه ص ۲۹٤ ج ۲۔

۸: فان استاذنها هو ای الولی فسکتت او ضحکت غیر مستهزئة تبسمت اوبکت بلا صوت فهو اذن ۱۲ شرح التنویر ص ۱۹۱ ج ۱ و شرح البدایه ص ۲۹۲ ج ۲۔

(۱) یعنی جن دو بھائی بہنوں کی ماں ایک ہو اور باپ دو ہوں ۱۲۔

(۲) فتویٰ اس پر ہے سے اور اگر تک عبارت اس مرتبہ اضافہ ہوئی ۱۲ شبیر علی۔

کہے تب ہی اجازت سمجھی جائے۔ جو لوگ زبردستی کر کے زبان سے قبول کراتے ہیں برا کرتے ہیں۔

مسئلہ۶ ولی[1] نے اجازت لیتے وقت شوہر کا نام نہیں لیا نہ اس کو پہلے سے معلوم ہے تو ایسے چپ رہنے سے رضامندی ثابت نہ ہوگی اور اجازت نہ سمجھیں گے بلکہ نام و نشان بتلانا ضروری ہے جس سے لڑکی اتنا سمجھ جائے کہ یہ فلانا شخص ہے۔ اسی طرح اگر مہر نہیں بتلایا اور مہر مثل سے بہت کم پر نکاح پڑھ دیا تو بدون اجازت عورت کے نکاح نہ ہوگا۔ اس کے لئے قاعدہ کے موافق پھر اجازت لینی چاہئے۔

مسئلہ۷ اگر[2] وہ لڑکی کنواری نہیں ہے بلکہ ایک نکاح پہلے ہو چکا ہے یہ دوسرا نکاح ہے اس سے اسکے ولی نے اجازت لی اور پوچھا تو فقط چپ رہنے سے اجازت نہ ہوگی بلکہ زبان سے کہنا چاہئے اگر اس نے زبان سے نہیں کہا فقط چپ رہنے کی وجہ سے ولی نے نکاح کر دیا تو نکاح موقوف رہا بعد میں اگر وہ زبان سے منظور کر لے تو نکاح ہو گیا۔ اور اگر منظور نہ کرے تو نہیں ہوا۔

مسئلہ۸ باپ[3] کے ہوتے ہوئے چچا یا بھائی وغیرہ کسی اور ولی نے کنواری لڑکی سے اجازت مانگی تو اب فقط چپ رہنے سے اجازت نہ ہوگی بلکہ زبان سے اجازت دیوے تب اجازت ہوگی۔ ہاں اگر باپ ہی نے ان کو اجازت لینے کے واسطے بھیجا ہو تو فقط چپ رہنے سے اجازت ہو جاوے گی۔ خلاصہ یہ ہے کہ جو ولی سب سے مقدم ہو اور شرع سے اسی کو پوچھنے کا حق ہو۔ جب وہ خود یا اس کا بھیجا ہوا آدمی اجازت لیوے تب چپ رہنے سے اجازت ہوگی اور اگر حق تھا دادا کا اور پوچھا بھائی نے یا حق تو تھا بھائی کا اور پوچھا چچا نے تو ایسے وقت چپ رہنے سے اجازت نہ ہوگی۔

مسئلہ۹ ولی[4] نے بے پوچھے اور بے اجازت لئے نکاح کر دیا۔ پھر نکاح کے بعد خود ولی نے یا اس کے بھیجے ہوئے کسی آدمی نے آکر خبر کر دی کہ تمہارا نکاح فلانے کے ساتھ کر دیا گیا۔ تو اس صورت میں بھی چپ رہنے سے اجازت ہو جاوے گی اور نکاح صحیح ہو جاوے گا۔ اور اگر کسی اور نے خبر دی تو اگر وہ خبر دینے والا نیک معتبر آدمی ہے یا دو شخص ہیں تب بھی چپ رہنے سے نکاح صحیح ہو جاوے گا۔ اور اگر خبر دینے والا ایک شخص اور غیر معتبر ہے تو چپ رہنے سے نکاح صحیح نہ ہوگا بلکہ موقوف رہے گا۔ جب زبان سے اجازت دے دے یا کوئی اور ایسی بات پائی جاوے جس سے اجازت سمجھ لی جاتی تب نکاح صحیح ہوگا۔

نوٹ: مسئلہ نمبر ۱۰ ص ۳۶ پر درج کر دیا گیا ہے ۱۲۔

مسئلہ۱۱ یہی[5] حکم لڑکے کا ہے کہ اگر جوان ہو تو اس پر زبردستی نہیں کر سکتے اور ولی بے اس کی اجازت کے نکاح نہیں کر سکتا۔ اگر بے پوچھے نکاح کر دے گا تو اجازت پر موقوف رہے گا۔ اگر اجازت دے دی تو ہو گیا نہیں تو نہیں ہوا۔ البتہ اتنا فرق ہے کہ لڑکے کے فقط چپ رہنے سے اجازت نہیں ہوتی۔ زبان سے کہنا اور بولنا چاہئے۔

مسئلہ۱۲ اگر[6] لڑکی یا لڑکا نابالغ ہو تو وہ خود مختار نہیں ہے۔ بغیر ولی کے اس کا نکاح نہیں ہوتا۔ اگر اس نے بے ولی کے اپنا نکاح کر لیا یا کسی اور نے کر دیا تو ولی کی اجازت پر موقوف ہے اگر ولی اجازت دے گا تو نکاح ہوگا نہیں تو نہ ہوگا۔ اور ولی کو اس کے نکاح کرنے نہ کرنے کا پورا اختیار ہے۔ جس سے چاہے کر دے۔ نابالغ لڑکیاں اور لڑکے اس نکاح کو اس وقت رد نہیں کر سکتے چاہے وہ نابالغ لڑکی کنواری ہو یا پہلے کوئی اور نکاح

۱: وتعتبر فی الا ستیمار تسمیۃ الزوج علی وجہ یقع بہ المعرفۃ فان استامرھا الاب قبل النکاح فقال ازوجك ولم یذکر المھر ولا الزوج فسکتت لایکون سکوتھا رضا ۱۲ فتاویٰ ھندیہ ص ۲۹۶ ج ۲ وشرح البدایہ ص ۲۹۵ ج ۲۔

۲: ولو استاذن الثیب فلا بد من رضا ھا بالقول ۱۲ فتاوی ھندیہ ص ۲۹۸ ج ۲ و شرح البدایہ ص ۲۹۵ ج ۲۔

۳: وان فعل ھذا غیر الولی یعنی استا مر غیر الولی او ولی غیرہ اولی منہ لم یکن رضا حتی تتکلم بہ الخ بخلاف ما اذاکان المستامر رسول الولی لانہ قائم مقامہ ۱۲ شرح البدایہ ص ۲۹٤ ج ۲ وشرح التنویر ص ۱۹۲ ج ۲۔

٤: ولو زوجھا فبلغھا الخبر فسکتت فھو علی ماذ کرنا ثم المخبران کان فضو لیا یشترط فیہ العدد او العدالۃ عند ابی حنیفۃ ولو کان رسولاً لا یشترط اجماعا ۱۲ شرح البدایہ ص ۲۹۸ ج ۲۔

٥: ولا تجبر البالغۃ البکر علی النکاح ولا الحر البالغ در مختار ورد المحتار ص ٤۸۹ ج ۲ بخلاف الا بن الکبیر فلایکون سکوتہ رضاً حتی یرضی بالکلام ۱۲ رد المحتار ص ٤۹۰ ج ۲۔

٦: وھو ای الولی شرط صحۃ نکاح صغیر ۱ھ درمختار ص ٤٥۸ ج ۲ فاذا زوجت الصغیرۃ نفسھا فاجاز الاخ الولی جاز ولھا الخیار اذا بلغت ۱۲ عالمگیری ج ۱ ص ٤ ۰ ۳ مصری لولی الصغیر والصغیرۃ ان ینکحھما وان لم یرضیا بذلك ۱۲ عالمگیری ص ۳۰۳ ج ۱ مصری۔

ہو چکا ہو اور رخصتی بھی ہو چکی ہو۔ دونوں کا ایک حکم ہے۔

مسئلہ ۱۳ نابالغ[1] لڑکی یا لڑکے کا نکاح اگر باپ نے یا دادا نے کیا ہے تو جوان ہونے کے بعد بھی اس نکاح کو رد نہیں کر سکتے۔ چاہے اپنے میل میں کیا ہو یا بے میل کم ذات والے سے کر دیا ہو۔ اور چاہے مہر مثل پر نکاح کیا ہو یا اس سے بہت کم پر نکاح کر دیا ہو ہر طرح نکاح صحیح ہے اور جوان ہونے کے بعد بھی وہ کچھ نہیں کر سکتے۔

مسئلہ ۱۴ اور[2] اگر باپ دادا کے سوا کسی اور ولی نے نکاح کیا ہے اور جس کے ساتھ نکاح کیا ہے وہ لڑکا ذات میں برابر درجہ کا بھی ہے اور مہر بھی مہر مثل مقرر کیا ہے۔ اس صورت میں اس وقت تو نکاح صحیح ہو جاوے گا لیکن جوان ہونے کے بعد ان کو اختیار ہے چاہے اس نکاح کو باقی رکھیں چاہے مسلمان حاکم کے پاس نالش کر کے توڑ ڈالیں اور اگر اس ولی نے لڑکی کا نکاح کم ذات والے مرد سے کر دیا۔ یا مہر مثل سے بہت کم پر نکاح کر دیا ہے لڑکے کا نکاح جس عورت سے کیا ہے اس کا مہر اس عورت کے مہر مثل سے بہت زیادہ مقرر کر دیا تو وہ نکاح نہیں ہوا۔

نوٹ: مسئلہ نمبر ۱۵ و نمبر ۱۶ ص ۴۹ پر درج کئے گئے ۱۲۔

مسئلہ ۱۷ قاعدے[3] سے جس ولی کو نابالغہ کے نکاح کرنے کا حق ہے وہ پردیس میں ہے اور اتنی دور ہے کہ اگر اس کا انتظار کریں اور اس سے مشورہ لیں تو یہ موقع ہاتھ سے جاتا رہے گا اور پیغام دینے والا اتنا انتظار نہ کرے گا اور پھر ایسی جگہ مشکل سے ملے گی۔ تو ایسی صورت میں اس کے بعد والا ولی بھی نکاح کر سکتا ہے۔ اگر اس نے بے[(1)] اس کے پوچھے نکاح کر دیا تو نکاح ہو گیا۔ اور اگر اتنی دور نہ ہو تو بغیر اس کی رائے لئے دوسرے ولی کو نکاح نہ کرنا چاہیے۔ اگر کرے گا تو اسی ولی کی اجازت پر موقوف رہے گا جب وہ اجازت دے تب صحیح ہو گا۔

مسئلہ ۱۸ اسی[4] طرح اگر حق دار ولی کے ہوتے دوسرے ولی نے نابالغ کا نکاح کر دیا جیسے حق تو تھا باپ کا اور نکاح کر دیا دادا نے اور باپ سے بالکل رائے نہیں لی تو وہ نکاح باپ کی اجازت پر موقوف رہے گا یا حق تو تھا بھائی کا اور نکاح کر دیا چچا نے تو بھائی کی اجازت پر موقوف ہے۔

مسئلہ ۱۹ کوئی[5] عورت پاگل ہو گئی اور عقل جاتی رہی اور اس کا جوان لڑکا بھی موجود ہے اور باپ بھی ہے۔ اس کا نکاح کرنا اگر منظور ہو تو اس کا ولی لڑکا ہے۔ کیونکہ ولی ہونے میں لڑکا باپ سے بھی مقدم ہے۔

باب چہارم
کون کون لوگ اپنے برابر کے اور اپنے میل کے ہیں اور کون کون برابر کے نہیں

مسئلہ ۱ شرع[6] میں اس کا بڑا خیال کیا گیا ہے کہ بے میل اور بے جوڑ نکاح نہ کیا جاوے یعنی لڑکی کا نکاح کسی ایسے مرد سے مت کرو جو اس کے برابر

۱: فان زوجها الاب والجد یعنی الصغیر الصغیرة فلا خیار لهما بعد بلوغهما ۱۲ شرح البدایه ص ۲۹۷ ج ۲ ولزم النکاح ولو بغبن فاحش بنقص مهرها وزیادة مهره او زوجها بغیر کفوء ان کان الولی المزوج بنفسه بغبن ابا او جدا ۱۲ در مختار بر حاشیه شامی ج ۲ ص ۳۴۰ هندی و ص ۴۹۸ ج ۲ مصری۔

۲: وان کان المزوج غیرهما ای غیر الاب وابیه لا یصح النکاح من غیر کفوء او بغبن فاحش اصلا وان کان من کفوء وبمهرا لمثل صحح لکن لهما ای لصغیر و صغیرة خیار الفسخ بالبلوغ او العلم بالنکاح بعده بشرط القضاء للفسخ ۱۲ در بر شامی ج ۲ ص ۵۰۱ مصری۔

۳: فاذا غاب الولی الاقرب غیبة منقطعة جاز لمن هو ابعد منه ان یزوج والغیبة المنقطعة ان یکون فی بلدلا تصل الیه القوافل فی السنة الا مرة ۱۲ شرح البدایه ص ۲۹۹ ج ۲ واختارفی الملتقی مالم ینتظر کفوء الخاطب جوابه واعتمد الباقانی ونقل ابن الکمال ان علیه الفتوی ۱۲ در مختار بر شامی ج ۲ ص ۵۱۶۔

۴: وان زوج الصغیر او الصغیرة ابعدا لا ولیاء فان کان الا قرب حاضرا و هو من اهل الولایة تو قف نکاح الابعد علی اجازته ۱۲ عالمگیری ج ۱ ص ۳۸۵ مصری۔

۵: واذا اجتمع فی المجنونة ابوها وابنها فالولی فی انکاحها ابنها ۱۲ شرح البدیه ص ۲۹۹ ج ۲۔

۶: الکفاءة فی النکاح معتبرة ۱۲ شرح البدایه ج ۲ ص ۲۹۹۔

(۱) یعنی بغیر ولی قریب کے پوچھے ہوئے ولی بعید نے نکاح کر دیا ۱۲ منہ۔

درجہ کا اور اس کی ٹکر کا نہیں[1]۔

مسئلہ۲ برابری[1] کئی قسم کی ہوتی ہے۔ ایک تو نسب میں برابر ہونا دوسرے مسلمان ہونے میں۔ تیسرے دینداری میں چوتھے مال میں۔ پانچویں پیشہ میں۔

نسب میں برابری کا بیان

مسئلہ۳ نسب میں برابری[2] تو یہ ہے کہ شیخ اور سید اور انصاری[2] علوی یہ سب ایک دوسرے کے برابر ہیں۔ یعنی اگرچہ سیدوں کا رتبہ اوروں سے بڑھ کر ہے لیکن اگر سید کی لڑکی شیخ کے یہاں بیاہ گئی تو یہ نہ کہیں گے کہ اپنے میل میں نکاح نہیں ہوا بلکہ یہ بھی میل ہی ہے۔

مسئلہ۴ نسب[3][3] میں اعتبار باپ کا ہے ماں کا کچھ اعتبار نہیں۔ اگر باپ سید ہے تو لڑکا بھی سید ہے۔ اور اگر باپ شیخ ہے تو لڑکا بھی شیخ ہے ماں چاہے جیسی ہو اگر کسی سید نے کوئی باہر کی عورت گھر میں ڈال لی اور اس سے نکاح کر لیا تو لڑکے سید ہوئے اور درجہ میں سب سیدوں کے برابر ہیں۔ ہاں یہ اور بات ہے کہ جس کے ماں باپ دونوں عالی خاندان ہوں اس کی زیادہ عزت ہے لیکن شرع میں سب ایک ہی میل کے کہلاویں گے۔

مسئلہ۵ مغل[4] پٹھان سب ایک قوم ہیں اور شیخوں سیدوں کی ٹکر کے نہیں۔ اگر شیخ یا سید کی لڑکی ان کے یہاں بیاہ آئی تو کہیں گے کہ بے میل اور گھٹ کر نکاح ہوا۔

مسلمان ہونے میں برابری کا بیان

مسئلہ۶ مسلمان[5] ہونے میں برابری کا اعتبار فقط مغل پٹھان وغیرہ اور قوموں میں ہے۔ شیخوں سیدوں علویوں اور انصاریوں میں اس کا کچھ اعتبار نہیں ہے تو جو شخص خود مسلمان ہو گیا اور اس کا باپ کافر تھا وہ شخص اس عورت کے برابر کا نہیں جو خود بھی مسلمان ہے اور اس کا باپ بھی مسلمان تھا۔ اور جو شخص خود مسلمان ہے اور اس کا باپ بھی مسلمان ہے لیکن اس کا دادا مسلمان نہیں وہ اس عورت کے برابر کا نہیں جس کا دادا بھی مسلمان ہے۔

مسئلہ۷ جس[6] کے باپ دادا دونوں مسلمان ہوں لیکن پردادا مسلمان نہ ہو۔ تو وہ شخص اس عورت کے برابر سمجھا جاوے گا جس کی کئی پشتیں مسلمان ہوں۔ خلاصہ یہ کہ دادا تک مسلمان ہونے میں برابری کا اعتبار ہے اس کے بعد پردادا اور نگڑدادا میں برابری ضروری نہیں ہے۔

۱: الکفاء تعتبر فی اشیاء منها النسب ومنها الاسلام الا باء و منها الحریة ومنها الکفاء ة فی المال ومنها الدیانة ومنها الحرفة ۱۲ عالمگیری ج۱ مصری ص ۳۰۹ و ۳۱۰۔

۲: ثم الکفاء ة تعتبر فی النسب فقریش بعضهم اکفاء لبعض والعرب بعضهم اکفاء لبعض ۱۲ شرح البدایه ص ۳۰۰ ج ۲۔

۳: ویؤخذ من هذا ان من کانت انها علویة مثلا وابو ها عجمی یکون العجمی کفوءً الها وان کان لها شرف مالان النسب للاباء و لهذا جاز دفع الزکوة الیها فلا یعتبر التفاوت بینهما من جهة شرف الام ولم ار من صرح بهذا واللّٰه اعلم ۱۲ ردالمحتار ص ۵۲۳ ج۲۔

٤: العجمی لایکون کفوءً اللعربیة ولو کان العجمی عالما او سلطانا وهو الاصح ۱۲ در بر شامی ج ۲ مصری ص ۵۲۹ قلت فی المسئلة بحث طویل ذکره العلامة ابن عابدین فی رد المحتار تحت هذا القول لا یسعه القرطاس القلیل فلیطالع ثمه ۱۲۔

٥: واما فی العجم فتعتبر حریة واسلاماً افا دان الا سلام لا یکون معتبراً فی حق العرب من اسلم بنفسه له اب فی الا سلام لا یکون کفوءً ا لمن له اب واحد فی الا سلام ومن له اب واحد فی الا سلام لا یکون کفاء لمن له ابوان فصا عدافی الا سلام ۱۲ عالمگیری مصری ص ۳۰۹ ج ۱۔ و شامی ج ۲ ص ۵۳۳ مصری۔

٦: ومن له ابوان فی الا سلام کان کفا لا مرا ة لها ثلاثة اباء فی الا سلام او اکثر ۱۲ عالمگیری مصری ص ۳۰۹ ج ۱۔

(۱) اور اسی طرح جو مرد دین میں عورت کے برابر کا نہ ہو اس سے بھی نکاح کرنا مناسب نہیں ۱۲ منہ

(۲) اس پر سوال وجواب امداد الفتاویٰ مبوب جلد دوم ص ۳۱۴ میں مذکور ہے جس سے مسئلہ ہذا کی تائید ہوتی ہے ۱۲ شبیر علی

(۳) اس مسئلہ کے متعلق سوال وجواب امداد الفتاوی مبوب جلد دوم ص ۴۵۸ میں درج ہے ۱۲ تصحیح الاغلاط جس سے مسئلہ ہذا کی تائید ہوتی ہے ۱۲ شبیر علی۔

دینداری میں برابری کا بیان

مسئلہ۸ دینداری[1] میں برابری کا یہ مطلب ہے کہ ایسا شخص جو دین کا پابند نہیں، لچا، شہدا، شرابی، بدکار آدمی نیک بخت پارسا دیندار عورت کے برابر کا نہ سمجھا جاوے گا۔

مال میں برابری کا بیان

مسئلہ۹ مال[2] میں برابری کے یہ معنی ہیں کہ بالکل مفلس محتاج مالدار عورت کے برابر کا نہیں ہے۔ اور اگر وہ بالکل مفلس نہیں بلکہ جتنا مہر پہلی[(1)] رات کو دینے کا دستور[(2)] ہے اتنا مہر دے سکتا ہے اور نفقہ بھی۔ تو اپنے میل اور برابر کا ہے اگرچہ سارا مہر نہ دے سکے۔ اور یہ ضروری نہیں کہ جتنے مالدار لڑکی والے ہیں لڑکا بھی اتنا ہی مالدار ہو یا اس کے قریب قریب مالدار ہو۔

پیشہ میں برابری کا بیان

مسئلہ۱۰ پیشہ[3] میں برابری یہ ہے کہ جولاہے درزیوں کے میل اور جوڑ کے نہیں۔ اسی طرح نائی دھوبی وغیرہ بھی درزی کے برابر کے نہیں۔

مسئلہ۱۱ دیوانہ[4] پاگل آدمی ہوشیار، سمجھدار عورت کے میل کا نہیں۔

باب پنجم

مہر[(3)] کا بیان

مسئلہ۱ نکاح[5] میں چاہے مہر کا کچھ ذکر کرے چاہے نہ کرے ہر حال میں نکاح ہو جاوے گا۔ لیکن مہر دینا پڑے گا بلکہ اگر کوئی یہ شرط کرلے کہ ہم مہر نہ دیویں گے بے مہر کا نکاح کرتے ہیں تب بھی مہر دینا پڑے گا۔

مسئلہ۲ کم[6] سے کم مہر کی مقدار تخمیناً پونے[(4)] تین روپے بھر چاندی ہے اور زیادہ کی کوئی حد نہیں چاہے جتنا مقرر کرے لیکن مہر کا بہت بڑھانا اچھا

۱: تعتبر الکفاءۃ فی الدیانۃ فلا یکون الفاسق کفا للصالحۃ کان معلن الفسق او لم یکن ۱۲ عالمگیری ص ۳۱۰ ج ۱۔

۲: الکفاءۃ فی المال وھوان یکون مالکا للمھر والنفقۃ ۱۲ عالمگیری ص ۲۹۹ ج ۲ وما لا بان یقدر علی المعجل ونفقۃ شھر ۱۲ در بر شامی ص ۵۲٦ ج ۲۔

۳: فمثل حائك غیر کفو لمثل خیاط ولا خیاط لبزاز وتاجر ۱۲ شرح التنویر ص ۱۹۵ ج ۱۰۔

٤: المجنون لیس بکفوء للعاقلۃ ۱۲ در بر شامی ص ۵۳۱ ج ۲ مصری۔

٥: ویصح النکاح وان لم یسم فیہ مھر اثم المھر واجب شرعاً ابانۃ لشرف المحل فلا یحتاج الی ذکرہ لصحۃ النکاح و کذا اذا تزوجھا بشرط ان لا مھر لھا ۱۲ شرح البدایہ ص ۳۰۳ ج ۱۔

٦: اقل المھر عشرۃ دراھم مضروبۃ او غیر مضروبۃ ثم الاصل فی التسمیۃ منھا اذا صحت و تقررت یجب المسمی ثم ینتظر ان کان المسمی عشرۃ فصاعداً فلیس لھا الا ذلك وان کان دون العشرۃ یکمل عشرۃ ولو طلقھا قبل الدخول بھا تجب خمسۃ وان طلقھا قبل الدخول والخلوۃ فلھا نصف المسمی ۱۲ عالمگیری کشوری ص ۳۱۳ ج ۲ وشرح البدایہ ص ۳۰٤ ج ۲۔

(۱) مراد یہ ہے کہ کل پر قدرت شرط نہیں۔ رہا یہ امر کہ نفقہ پر قدرت بھی شرط ہے یا نہیں۔ اس سے اس جگہ نفیاً یا اثباتاً تعرض نہیں کیا گیا لیکن واقعہ یہ ہے کہ نفقہ پر قدرت بھی شرط ہے اس مسئلہ کے متعلق سوال وجواب امداد الفتاوی جلد دوم ص ۳۰ پر درج ہے ۱۲ تصحیح الاغلاط

(۲) یعنی جہاں اس کا دستور ہو......

(۳) بعض حضرات مہر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مقرر کرنا چاہتے ہیں جس کو عام طور پر مہر فاطمی کہا جاتا ہے۔ چونکہ اس کی مقدار میں اختلاف ہے اس لئے ذیل میں وہ تحقیق درج کی جاتی ہے۔ جو رسالہ ارجح الاقاویل مؤلفہ مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی میں درج ہے۔ اس رسالہ کی تصدیق حکیم الامۃ حضرت مولانا تھانویؒ اور مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی دیوبندی اور دیگر اکابر علماء کرام رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمائی ہے اس کی عبارت یہ ہے۔ فائدہ۔ درہم شرعی کا وزن اوپر بیان کیا گیا ہے۔ (یعنی تین ماشہ ایک رتی اور ایک پانچواں حصہ رتی) تمام احکام و معاملات شرعیہ میں جہاں کہیں درہم بولا گیا ہے یہی درہم شرعی مراد ہوگا۔ اسلئے عورت کے مہر کی کم سے کم مقدار جو حنفیہ کے نزدیک دس ۱۰ درہم ہے۔ دو تولہ ساڑھے ساتھ ماشہ چاندی ہوئی۔ اور مہر فاطمی جس کی مقدار منقول پانسو درہم ہیں (کما فی عامۃ روایات الحدیث) اس کی مقدار موجودہ روپیہ سے (کہ روپیہ کا وزن ساڑھے گیارہ ماشہ ہے) ایکسو چھتیس (جاری ہے)

نہیں۔ سو اگر کسی نے فقط ایک روپیہ بھر چاندی یا ایک روپیہ یا ایک اٹھنی مہر مقرر کر کے نکاح کیا تب بھی پونے تین روپے بھر چاندی دینی پڑے گی شریعت میں اس سے کم مہر نہیں ہو سکتا۔ اور اگر رخصتی سے پہلے ہی طلاق دے دے تو اس کا آدھا دیوے۔

نوٹ مسئلہ نمبر ۳، نمبر ۴، نمبر ۵، و نمبر ۶ ص ۴۶، ۴۷ پر درج کئے گئے ہیں۔

مسئلہ۷ اگر[۱] نکاح کے وقت مہر کا بالکل ذکر ہی نہیں کیا گیا کہ کتنا ہے یا اس شرط پر نکاح کیا کہ بغیر مہر کے نکاح کرتا ہوں کچھ مہر نہ دوں گا۔ پھر دونوں میں سے کوئی مر گیا یا ویسی تنہائی و یکجائی ہو گئی جو شرع میں معتبر ہے تب بھی مہر دلایا جاوے گا اور اس صورت میں مہر مثل دینا ہو گا۔ اور اگر اس صورت میں ویسی تنہائی سے پہلے مرد نے طلاق دے دی تو مہر پانے کی مستحق نہیں ہے بلکہ فقط ایک جوڑا کپڑا پاوے گی اور یہ جوڑا دینا مرد پر واجب ہے نہ دے گا تو گنہگار ہو گا۔

مسئلہ۸ جوڑے[۲] میں فقط چار کپڑے مرد پر واجب ہیں ایک کرتہ ایک سربند یعنی اوڑھنی ایک پائجامہ یا ساڑھی جس چیز کا دستور ہو۔ ایک بڑی چادر جس میں سر سے پیر تک لپٹ سکے اس کے سوا اور کوئی کپڑا واجب نہیں۔

مسئلہ۹ مرد[۳] کی جیسی حیثیت ہو ویسے کپڑے دینا چاہئے۔ اگر معمولی غریب آدمی ہو تو سوتی کپڑے اور اگر بہت غریب آدمی نہیں لیکن بہت امیر بھی نہیں تو ٹسر کے۔ اور جو بہت امیر کبیر ہو تو عمدہ ریشمی کپڑے دینا چاہئے لیکن ہر حال میں یہ خیال رہے کہ اس جوڑے کی قیمت مہر مثل کے آدھے سے نہ بڑھے اور ایک روپیہ چھ آنے یعنی ایک روپیہ اور ایک چونی اور ایک دونی بھر چاندی کے جتنے دام ہوں اس سے کم قیمت بھی نہ ہو۔ یعنی بہت قیمتی کپڑے جن کی قیمت مہر مثل کے آدھے سے بڑھ جاوے مرد پر واجب نہیں۔ یوں اپنی خوشی سے اگر وہ بہت قیمتی اس سے زیادہ بڑھیا کپڑے دے دے تو اور بات ہے۔

(گذشتہ سے پیوستہ)

روپیہ پندرہ آنہ ساڑھے تین پائی (بھر چاندی) ہوئی۔ اور تولہ کے حساب سے (کہ تولہ بارہ ماشہ کا ہوتا ہے) اکیس تولہ تین ماشہ (بھر چاندی) ہوئی۔ انتہی (ارجح الاقاویل۔ مطبوعہ دیوبند) لہٰذا اگر کوئی مہر فاطمی مقرر کرے تو چاندی کی مقدار مذکور مقرر کرے اور اس چاندی کی مقدار کی قیمت اسوقت کی معتبر ہو گی جب مہر کی ادائیگی ہو۔ نوٹ:۔ مہر مقرر کرنے میں آج کل عام برادریوں میں بڑی افراط و تفریط پائی جاتی ہے۔ بعض حضرات اتنی بڑی بڑی رقمیں مقرر کر دیتے ہیں جنکی ادائیگی کا تصور بھی شوہر سے نہیں ہو سکتا۔ احادیث صحیحہ میں اسکی ممانعت آئی ہے۔ اس سے اجتناب کرنا چاہئے۔ اسکے مقابلہ میں بعض حضرات مہر فاطمی کو ضروری قرار دیتے ہیں اور اس پر اصرار کرتے ہیں۔ اور اسی کو مہر شرعی سمجھتے ہیں۔ حالانکہ شریعت نے مہر کا انتہائی درجہ کوئی مقرر نہیں کیا۔ خلفاء راشدین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مہر فاطمی سے بہت زیادہ مقداریں مہر میں مقرر کرنا ثابت ہے اسلئے یہاں اس بات کو خوب محفوظ رکھنا چاہئے کہ جس طرح مہر میں بہت مبالغہ اور زیادتی مذموم ہے۔ اسی طرح لڑکی کا مہر اسکے مہر مثل یعنی خاندان کی لڑکیوں سے کم کرنا بھی لڑکی پر ظلم اور اسکی حق تلفی ہے جسکا اختیار صرف لڑکی کا حیاء و شرم کی وجہ سے صرف سکوت کرنا رضامندی کیلئے کافی نہیں۔ اس کی دلی منشاء کو کسی طرح معلوم کرنا ضروری ہے۔ مثلاً اسکی بے تکلف سہیلیوں یا اور جس سے وہ بے تکلف اپنی منشاء کا اظہار کر دے اس کے ذریعہ معلوم کرنا ضروری ہے۔ ۱۲ شبیر علی۔ بمشورہ مفتی محمد شفیع صاحب۔

(۴) اصل مقدار دس درہم ہیں اور یہ مسلم ہے کہ دس درہم کا وزن سات مثقال ہے اور مثقال کا وزن ساڑھے چار ماشہ (۴½) ہے۔ اسلئے دس ۱۰ درہم کا وزن دو تولہ ساتھ ماشہ چار سرخ ہوتا ہے صورت عمل یہ ہے ۴½ × ۷ = ۹/۲ × ۷/۱ = ۶۳/۲ = ۳۱½ = ۲ تولہ ۷½ ماشہ کے۔ یہ اصل وزن ہے۔ کیونکہ ایک تولہ پورے بارہ ماشہ کا ہوتا ہے اور روپیہ کا وزن ۱۱۔۔۔۔۔۔۲۱ ماشہ ہے اس لئے پونے تین روپے کا وزن ۲ تولہ ۸ ماشہ ۵ رتی ہے جو کہ مقدار شرعی سے ایک ماشہ ایک رتی زائد ہے۔ یہ زیادتی احتیاط اور حساب کی آسانی کی غرض سے ہے ۱۲ تصحیح الاغلاط۔

(حاشیہ صفحہ نمبر ۱۱)

۱: وان تزوجها ولم يسم لها مهراً او تزوجها على ان لا مهر لها فلها مهر مثلها ان دخل بها او مات عنها و كذا اذا ماتت هى فان طلقها قبل الدخول والخلوة فلها المتعة ۱۲ عالمگیری ص ۳۱۴ ج ۲ هندى نو لكشورى۔

۲: وهى درع وخمار وملحفة اه در مختار وفى رد المحتار ص ۵۱۹ ج۲ اما فى ديارنا فينبغى ان يجب اكثر من ذلك لا ن النساء فى ديارنا تلبس اكثر من ثلثة اثواب فيزداد على ذلك ازار او مكعب اه ۱۲ عبدالرحمن۔

۳: والصحيح انه يعتبر حاله عملاً بالنص ثم هى لا تزاد على نصف مهر مثلها ولا تنقص عن خمسة دراهم ۱۲ شرح البدايه ص ۳۰۵ وفى الشامى فعلى القول باعتبار حالها لو فقيرة لها كرباس وسط ولو متوسطة فقزوسط ولو مرتفعةفابريسم و سط و كذا يقال على القول باعتبار حاله ۱۲ ص ۳۳۶ ج ۲۔

مسئلہ ۱۰ نکاح[1] کے وقت تو کچھ مہر مقرر نہیں کیا گیا لیکن نکاح کے بعد میاں بی بی دونوں نے اپنی خوشی سے کچھ مقرر کر لیا تو اب مہر مثل نہ دلایا جائے گا بلکہ دونوں نے اپنی خوشی سے جتنا مقرر کر لیا ہے وہی دلایا جاوے گا۔ البتہ اگر ویسی تنہائی و یکجائی ہونے سے پہلے ہی طلاق مل گئی تو اس صورت میں مہر پانے کی مستحق نہیں ہے بلکہ صرف وہی جوڑا کپڑا ملے گا جس کا بیان اوپر ہو چکا ہے۔

مسئلہ ۱۱ سو[2] روپے یا ہزار روپے اپنی حیثیت کے موافق مہر مقرر کیا۔ پھر شوہر نے اپنی خوشی سے کچھ مہر اور بڑھا دیا اور کہا کہ ہم سو روپے کی جگہ ڈیڑھ سو دیں گے تو جتنے روپے زیادہ دینے کو کہے ہیں وہ بھی واجب ہو گئے نہ دے گا تو گنہگار ہوگا۔ اور اگر ویسی تنہائی و یکجائی سے پہلے طلاق مل گئی تو جس قدر اصل مہر تھا اسی کا آدھا دیا جاوے گا جتنا بعد میں بڑھایا تھا اس کو شمار نہ کریں گے۔ اسی طرح عورت نے اپنی خوشی و رضامندی سے اگر کچھ مہر معاف کر دیا تو جتنا معاف کیا ہے اتنا معاف ہو گیا۔ اور اگر پورا معاف کر دیا تو پورا مہر معاف ہو گیا۔ اب اس کے پانے کی مستحق نہیں ہے۔

مسئلہ ۱۲ اگر[3] شوہر نے کچھ دباؤ ڈال کر دھمکا کر دق کر کے معاف کرا لیا تو اس معاف کرانے سے معاف نہیں ہوا۔ اب بھی اس کے ذمہ ادا کرنا واجب ہے۔

مسئلہ ۱۳ مہر[4] میں روپیہ پیسہ سونا چاندی کچھ مقرر نہیں کیا بلکہ کوئی گاؤں یا کوئی باغ یا کچھ زمین مقرر ہوئی تو یہ بھی درست ہے۔ جو باغ وغیرہ مقرر کیا ہے وہی دینا پڑے گا۔

مسئلہ ۱۴ مہر[5] میں کوئی گھوڑا یا ہاتھی یا اور کوئی جانور مقرر کیا لیکن یہ مقرر نہیں کیا فلانا گھوڑا دوں گا یہ بھی درست ہے۔ ایک منجھولا گھوڑا جو نہ بہت بڑھیا ہو نہ بہت گھٹیا دینا چاہیے یا اس کی قیمت دے دے۔ البتہ اگر فقط اتنا ہی کہا کہ ایک جانور دے دوں گا۔ اور یہ نہیں بتلایا کہ کونسا جانور دے دے گا تو یہ مہر مقرر کرنا صحیح نہیں ہوا مہر مثل دینا پڑے گا۔

نوٹ مسئلہ نمبر ۱۵، نمبر ۱۶ ص ۲۷۴ پر درج کئے گئے۔

مسئلہ ۱۷ جہاں[6] کہیں پہلی ہی رات کو سب مہر دے دینے کا دستور ہو وہاں اول ہی رات سارا مہر لے لینے کا عورت کو اختیار ہے۔ اگر اول رات نہ مانگا تو جب مانگا تب مرد کو دینا واجب ہے دیر نہیں کر سکتا۔

مسئلہ ۱۸ ہندوستان[7] میں دستور ہے کہ مہر کا لین دین طلاق کے بعد یا مر جانے کے بعد ہوتا ہے کہ جب طلاق مل جاتی ہے تب مہر کا دعویٰ کرتی ہے یا مرد مر گیا اور کچھ مال چھوڑ گیا تو اس مال میں سے لے لیتی ہے۔ اور اگر عورت مر گئی تو اس کے وارث مہر کے دعویدار ہوتے ہیں۔ اور جب تک

۱: وان تزو جها ولم يسم لها مهراً ثم تراضيا على تسميته فهي لها ان دخل بها او مات عنها وان طلقها قبل الدخول بها فلها المتعة ۱۲ شرح البدايه ص ۳۰۵ ج ۲۔

۲: فاذا زاد ها في المهر بعد العقد لزمته الزيادة ۔ والزيادة انما تتا كد باحد معا ن ثلثة اما بالدخول واما بالخلوة الصحيحة وامابموت احد الزوجين فان وقعت الفرقة بينهما من غير هذه المعاني الثلثة بطلف الزيادة و ينتصف الا صل ولا ينتصف الزيادة وان حطت عن مهر ها صح الحط ۱۲ عالمگیری ج ۲ ص ۳۲۴ و ۳۲۵ کشوری۔

۳: ولا بد من رضا ها ففي هبة الخلاصة خوفها بضرب حتى وهب مهر ها لم يصح لو قادر اعلى الضرب اه رد المحتار ص ۵۲۳ ج ۲۔

۴: ان المسمى اذ كان من غير النقود بان كان عرضاً او حيواناً اما ان يكون معينا باشارة او اضافة فيجب بعينه الخ رد المحتار ص ۳۴۸ ج ۲۔

۵: المهر المسمىٰ انواع ثلثة منها ما هو مجهول الجنس والو صف كما لو تزو جها على ثوب اودابة او دار فلها مهر المثل ونو ع هو معلوم الجنس مجهول الوصف كما لو تزو جها على عبد او فرس او بقراو شاة او ثوب هروى يحب الو سط ان شاء ادىٰ عينه وان شاء ادى قيمته ۱۲ عالمگیری ج ۲ ص ۳۲۰ وشرح البدایه ص ۳۱۴ ج ۲۔

۶: في كل موضع دخل بها او صحت الخلوة وتاكد كل المهر لوارادت ان تمنع نفسها الا ستيفاء المعجل لها ولو دخل الزوج بها او خلا بها برضا ها فلها ان تمنع نفسها عن السفر حتى تستو في جميع المهر ۱۲ عالمگیری ص ۳۲۹ ج ۲ کشوری۔

۷: وان بينوا قدر المعجل يعجل ذلك وان لم يبنوا شيئا ينظر الى المراة والى المهر المذكور في العقد انه كم يكون المعجل لمثل هذه المرا ة من مثل هذا المهر فيعجل ذلك معجلا ولا يقدر بالربع ولا بالخمس وانما ينظر المتعارف ۱۲ عالمگیری ص ۳۲۰ ج ۲۔

میاں بی بی ساتھ رہتے ہیں تب تک نہ کوئی دیتا ہے نہ وہ مانگتی ہے تو ایسی جگہ اس دستور کی وجہ سے طلاق ملنے سے پہلے مہر کا دعویٰ نہیں کر سکتی۔ البتہ پہلی رات کو جتنے مہر کی پیشگی دینے کا دستور ہے اتنا مہر پہلے دینا واجب ہے ہاں اگر کسی قوم میں یہ دستور نہ ہو تو اس کا یہ حکم نہ ہوگا۔

نوٹ مسئلہ نمبر ۱۹ ص پر درج کیا گیا ۱۲۔

مسئلہ۲۰ مہر[1] کی نیت سے شوہر نے کچھ دیا تو جتنا دیا ہے اتنا مہر ادا ہو گیا۔ دیتے وقت عورت سے یہ بتلانا ضروری نہیں ہے کہ میں مہر دے رہا ہوں۔

مسئلہ۲۱ مرد[2] نے کچھ دیا لیکن عورت تو کہتی ہے کہ یہ چیز تم نے مجھ کو یوں ہی دی۔ مہر میں نہیں دی اور مرد کہتا ہے کہ یہ میں نے مہر میں دیا ہے تو مرد ہی کی بات کا اعتبار کیا جاوے گا۔ البتہ اگر کھانے پینے کی کوئی چیز تھی تو اس کو مہر میں نہ سمجھیں گے اور مرد کی اس بات کا اعتبار نہ کریں گے۔

باب ششم مہر مثل کا بیان

مسئلہ۱ خاندانی[3] مہر یعنی مہر مثل کا مطلب یہ ہے کہ اس عورت کے باپ کے گھرانے میں سے کوئی دوسری عورت دیکھو جو اس کے مثل ہو یعنی اگر یہ کم عمر ہے تو وہ بھی نکاح کے وقت کم عمر ہو۔ اگر یہ خوبصورت ہے تو وہ بھی خوبصورت ہو۔ اس کا نکاح کنوارے پن میں ہوا اور اس کا نکاح بھی کنوارے پن میں ہوا ہو۔ نکاح کے وقت جتنی مالدار یہ ہے اتنی ہی وہ بھی تھی۔ جس دیس کی یہ رہنے والی ہے اسی دیس کی وہ بھی ہے۔ اگر یہ دیندار ہوشیار سلیقہ دار پڑھی لکھی ہے تو وہ بھی ایسی ہی ہو۔ غرض جس وقت اس کا نکاح ہوا ہے اس وقت ان باتوں میں وہ بھی اسی کے مثل تھی جس کا اب نکاح ہوا۔ تو جو مہر اس کا مقرر ہوا تھا وہی اس کا مہر مثل ہے۔

مسئلہ۲ باپ[4] کے گھرانے کی عورتوں سے مراد جیسے اس کی بہنیں پھوپی، چچازاد بہن وغیرہ یعنی اس کی دادھیالی لڑکیاں۔ مہر مثل کے دیکھنے میں ماں کا مہر نہ دیکھیں گے ہاں اگر ماں بھی باپ ہی کے گھرانے میں سے ہو جیسے باپ نے اپنے چچا کی لڑکی سے نکاح کر لیا تھا تو اس کا مہر بھی مہر مثل کہا جاوے گا۔

باب ہفتم کافروں کے نکاح کا بیان

مسئلہ۱ کافر[5] لوگ اپنے اپنے مذہب کے اعتبار سے جس طریقہ سے نکاح کرتے ہوں شریعت اس کو بھی معتبر رکھتی ہے اور اگر وہ دونوں ساتھ مسلمان ہو جاویں تو اب نکاح دہرانے کی کچھ ضرورت نہیں وہی نکاح اب بھی باقی ہے۔

مسئلہ۲ اگر[6] دونوں میں سے ایک مسلمان ہو گیا دوسرا نہیں ہوا تو نکاح جاتا رہا۔ اب میاں بی بی کی طرح رہنا سہنا درست نہیں۔

۱: اعطا ھا مالا وقال من المھر وقالت من النفقۃ فالقول للزوج الا ان تقیم البینۃ ۱۲ عالمگیری ص ۴۳۲ ج ۲م۔

۲: ومن بعث الیٰ امراتہ شیئاً فقالت ھو ھدیۃ وقال ھو من المھر فالقول قولہ فی غیر المھیّٔ للاکل کالشواء واللحم المطبوخ والفواکہ التی لا تبقی ۱۲ عالمگیری ص ۳۲۵ ج ۲ ھندی۔

۳: ومہرمثلھا مھر مثلھا من قوم ابیھا لا امھا ان لم تکن من قومہ بنت عمہ وفی الخلاصۃ وتعتبر باخواتھا وعما تھا فان لم یکن فبنت الشقیقۃ وبنت العم انتھیٰ ومفادہ اعتبار الترتیب فلیحفظ وتعتبر المما ثلۃ فی الا وصاف وقت العقد سناً جمالاً وما لاً او عصراً وعقلاً و دیناً وبکارۃً وثیوبۃً وعفۃً وعلماً وادباو کمال خلق وعدم ولد ویعتبر حال الزوج ایضا ۱۲ در بر شامی ص ۵۸۲ (قولہ سنا) اراد بہ الصغر او الکبر بحدو مثلہ فی غایۃ البیان وظاھرہ انہ لیس المراد تحدید السن بالعدد کعشرین سنۃ مثلاً بل مطلق الصغرا والکبر فیما لا یعتبر فیہ التفاوت عرفا (قولہ وبلداد عصرا) فلو کانت من قوم ابیھا لکن اختلف مکانھما او زمانھما لا یعتبر بمھر ھا لان البلدین تختلف عادۃ اھلھما فی غلاء المھرورخصہ فلوزوجت فی غیرالبلدالذی زوج فیہ اقاربھا لا یعتبر بمھو رھن اہ ردالمحتار۔

۴: دیکھو حاشیہ مسئلہ نمبر۱ باب ہذا۔

۶،۵: فان اسلم المتزو جان بلا شھود او فی عدۃ کافر معتقدین ذلک اقرا علیہ وفی اسلام زوج المجوسیۃ او امرا ۃ الکافر یعرض الاسلام علی الا خرفان اسلم فھی لہ والا فرق ۱۲ شرح وقایہ ج ۲ ص ۶۰ و ۶۱ شرح البدایہ ص ۳۲۴ ج ۲ و شرح التنویر ص ۲۰۸ ج ۱ (واذا تزوج کافر بلا شھود او فی عدۃ کافر اخر) لا نھا لو کانت فی عدۃ مسلم فسد النکاح بالا جماع (و) الحال ان (ذلک جائز فی دینھم) قید بہ لانھم لو لم یدینوا جوازہ لم یقرا علیہ فی الا سلام (ثم اسلما اقرا) ای ترکا (علیہ) ای علی ذلک النکاح ولم یحدو عند الا مام وھو الصحیح لان الحرمۃ لا یمکن اثباتھا حقا للشرع لا نھم غیر مخاطبین بالفروع ولا حقا للزوج لانہ لا یعتقد ھا اہ مجمع الا نھر ص ۳۶۹ ج ۱ واذا اسلم احد الزوجین عرض الا سلام علی الا خرفان اسلم والا فرق بینھما اھ کنز علی حاشیہ البحر ص ۲۱۱ ج ۳۔

نوٹ: مسئلہ نمبر ۳ صفحہ ۴۸ پر درج کیا گیا ۱۲۔

باب ہشتم بیبیوں میں برابری کرنے کا بیان

مسئلہ ۱ جس[1] کے کئی بیبیاں ہوں تو مرد پر واجب ہے کہ سب کو برابر رکھے جتنا ایک عورت کو دیا ہے دوسری بھی اتنے کی دعویدار ہو سکتی ہے۔ چاہے دونوں کنواری ہوں یا دونوں بیاہی ہوں۔ یا ایک تو کنواری ہو اور دوسری بیاہی بیاہ لایا۔ سب کا ایک حکم ہے اگر ایک کے پاس ایک رات رہا تو دوسری کے پاس بھی ایک رات رہے اس کے پاس دو یا تین راتیں رہا تو اس کے پاس بھی دو یا تین راتیں رہے۔ جتنا مال زیور کپڑے اس کو دیئے اتنے ہی کی دوسری عورت بھی دعوے دار ہے۔

مسئلہ ۲ جس[2] کا نیا نکاح ہوا اور جو پرانی ہو چکی دونوں کا حق برابر ہے کچھ فرق نہیں۔

مسئلہ ۳ برابری[3] فقط رات کے رہنے میں ہے دن کے رہنے میں برابری ہونا ضروری نہیں۔ اگر دن میں ایک کے پاس زیادہ رہا اور دوسری کے پاس کم رہا تو کچھ حرج نہیں اور رات میں برابری واجب ہے۔ اگر ایک کے پاس مغرب کے بعد ہی آ گیا اور دوسری کے پاس عشاء کے بعد آیا تو گناہ ہوا۔ البتہ جو شخص رات کو نوکری میں لگا رہتا ہو اور دن کو گھر میں رہتا ہو جیسے چوکیدار پہرہ دار اس کے لئے دن کو برابری کا حکم ہے۔

نوٹ مسئلہ نمبر ۴ ص ۵۵ پر درج ہوا۔ ۱۲

مسئلہ ۵ مرد[4] چاہے بیمار ہو چاہے تندرست بہر حال رہنے میں برابری کرے۔

مسئلہ ۶ ایک[5] عورت سے زیادہ محبت ہے اور دوسری سے کم تو اس میں کچھ گناہ نہیں۔ چونکہ دل اپنے اختیار میں نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۷ سفر[6] میں جاتے وقت برابری واجب نہیں جس کو جی چاہے ساتھ لے جاوے اور بہتر یہ ہے کہ نام نکال (۱) لے جس کا نام نکلے اس کو لے جاوے تاکہ کوئی اپنے جی میں ناخوش نہ ہو۔

باب نہم دودھ پینے اور پلانے کا بیان

مسئلہ ۱ جب[7] بچہ پیدا ہو تو ماں پر دودھ پلانا واجب ہے۔ البتہ اگر باپ مالدار ہو اور کوئی انا تلاش کر سکے تو دودھ نہ پلانے میں کچھ گناہ بھی نہیں۔

مسئلہ ۲ کسی[8] اور کے لڑکے کو بغیر میاں کی اجازت لئے دودھ پلانا درست نہیں۔ ہاں البتہ اگر کوئی بچہ بھوک کے مارے تڑپتا ہو اور اس کے ضائع

۱: ویجب ان یعدل ای ان لا یجوز فیه ای فی القسم بالتسویة فی البیتوتة وفی الملبوس والماکول والصحبة لا فی المجامعة ۱۲ شرح التنویر ج ۱ ص ۲۱۱ وشرح البدایه ج ۲ ص ۳۲۹۔

۲: والبکر والثیب والجدیدة والقدیمة والمسلمة والکتابیه سواء ۱۲ شرح التنویر ج ۱ ص ۲۱۱ وشرح البدایه ج ۲ ص ۳۲۹۔

۳: ویقیم عند کل واحدة منهن یوما و لیلة لکن انما تلزمه التسویة فی اللیل حتی لو جاء للاولی بعد الغروب وللثانیة بعد العشاء فقد ترک القسم ۱۲ شرح التنویر ص ۲۱۱ ج ۲ وفی الشامی لو مکث عند واحدة اکثر النهار کفاه ان یمکث عند الثانیة ولو اقل منه بخلافه فی اللیل ۱۲ ج ۲ ص ۴۰۱ لو کان عمله لیلا کالحارس ذکر الشافعیة انه یقسم نهارا و هو حسن ۔ اه سکب الانهر ص ۳۷۴ ج ۱۔

۴: بلا فرق بین فحل وخصی وعنین ومجبوب و مریض و صحیح ۱۲ شرح التنویر ص ۲۱۱ ج ۱۔

۵: اما المحبة فهی میل القلب وهو لا یملك ۱۲ رد المحتار ص ۳۹۸ ج ۲ وفتاویٰ هندیه ص ۳۵۴ ج ۲ ۔

۶: ولا قسم فی السفر دفعاً للحرج فله السفر بمن شاء منهن والقرعة احب تطیبیا لقلو بهن ۱۲ شرح التنویر ص ۲۱۱ ج ۱

۷: ولیس علی امه ارضاعه قضاًءبل دیانة الااذا تعینت بان لم یجد الا ب من ترضعه او کان الولد لایا خذ ثدی غیرها وهذا هو الاصح و علیه الفتوی وان لم یکن للاب ولا للولد مال تجبر الام علی ارضاعه عند الکل وتمامه فی رد المحتار ج ۲ ص ۱۱۰۱۔

۸: یکره للمرأة ان ترضع صبیا بلا اذن زوجها الا اذا خافت هلاکه ۱۲ رد المحتار ص ۴۰۵ ج ۲۔

(۱) آسان طریقہ اس کا یہ ہے کہ دو کاغذ کے برابر کے پرچوں پر دونوں بیبیوں کے نام لکھ کر دونوں کی ایک طرح کی گولیاں بنالے اور ایک چھوٹے بچہ کو بلا کر اس کے سامنے دونوں گولیاں رکھ دے اور اس سے کہے کہ ان میں سے ایک اٹھا لے اس میں جس کا نام ہو اسی کو ساتھ لے جاوے یا جو طریقہ سب کی رضامندی سے تجویز کیا جاوے ۱۲۔

ہو جانے کا ڈر ہو تو ایسے وقت بے اجازت بھی دودھ پلاوے۔

مسئلہ۳ زیادہ[3] سے زیادہ دودھ پلانے کی مدت دو برس ہیں۔ دو سال کے بعد دودھ پلانا حرام ہے بالکل درست نہیں۔

مسئلہ۴ اگر بچہ کچھ کھانے پینے لگا اور اس وجہ سے دو برس سے پہلے ہی دودھ چھڑا دیا تب بھی کچھ حرج نہیں۔

مسئلہ۵ جب بچہ نے کسی اور عورت کا دودھ پیا تو وہ عورت اس کی ماں بن گئی۔ اور اس انا کا شوہر جس کے بچہ کا یہ دودھ ہے اس بچہ کا باپ ہو گیا اور اس کی اولاد اس کے دودھ شریکی بھائی بہن ہو گئے اور نکاح حرام ہو گیا اور جو جو رشتے نسب کے اعتبار سے حرام ہیں وہ رشتے دودھ کے اعتبار سے بھی حرام ہو جاتے ہیں لیکن بہت سے عالموں کے فتوے میں یہ حکم جب ہی ہے کہ بچہ نے دو برس کے اندر ہی اندر دودھ پیا ہو۔ اگر بچہ دو برس کا ہو چکا اس کے بعد کسی عورت کا دودھ پیا تو اس پینے کا کچھ اعتبار نہیں نہ وہ پلانے والی ماں بنی اور نہ اس کی اولاد اس بچہ کے بھائی بہن ہوئے۔ اس لئے اگر آپس میں نکاح کر دیں تو درست ہے لیکن امام اعظم جو بہت بڑے امام ہیں وہ فرماتے ہیں کہ اگر ڈھائی برس کے اندر اندر بھی دودھ پیا ہو تب بھی نکاح درست نہیں۔ البتہ اگر ڈھائی برس کے بعد دودھ پیا ہو تو اس کا بالکل اعتبار نہیں بے کھٹکے سب کے نزدیک نکاح درست ہے۔

مسئلہ۶ جب بچہ کے حلق میں دودھ چلا گیا تو سب رشتے جو ہم نے اوپر لکھے ہیں حرام ہو گئے چاہے تھوڑا دودھ گیا ہو یا بہت اس کا کچھ اعتبار نہیں۔

مسئلہ۷ اگر بچہ نے چھاتی سے دودھ نہیں پیا بلکہ اس نے اپنا دودھ نکال کر اس کے حلق میں ڈال دیا تو اس سے بھی وہ سب رشتے حرام ہو گئے۔ اسی طرح اگر بچہ کی ناک میں دودھ ڈال دیا تب بھی سب رشتے حرام ہو گئے اور اگر کان[6] میں ڈالا تو اس کا کچھ اعتبار نہیں۔

مسئلہ۸ اگر[7] عورت کا دودھ پانی میں یا کسی دوا میں ملا کر بچہ کو پلایا تو دیکھو کہ دودھ زیادہ ہے یا پانی یا دونوں برابر۔ اگر دودھ زیادہ ہو یا دونوں برابر ہوں تو جس عورت کا دودھ ہے وہ ماں ہو گئی اور سب رشتے حرام ہو گئے۔ اور اگر پانی یا دوا زیادہ ہے تو اس کا کچھ اعتبار نہیں وہ عورت ماں نہیں بنی۔

مسئلہ۹ عورت[8] کا دودھ بکری یا گائے کے دودھ میں مل گیا اور بچہ نے کھالیا تو دیکھو زیادہ کون ہے اگر عورت کا دودھ زیادہ یا دونوں برابر ہوں تو سب رشتے حرام ہو گئے اور جس عورت کا دودھ ہے یہ بچہ اس کی اولاد بن گیا۔ اور اگر بکری یا گائے کا دودھ زیادہ ہے تو اس کا کچھ اعتبار نہیں ایسا سمجھیں گے کہ گویا اس نے پیا ہی نہیں۔

مسئلہ۱۰ اگر[9] کسی کنواری (۱) لڑکی کے دودھ اتر آیا۔ اس کو کسی بچہ نے پی لیا تو اس سے بھی سب رشتے حرام ہو گئے۔

۱: هو حولان فقط عند هما وهو الا صح وبه يفتى ولم ابيح الارضاع بعد مدته ۱۲ شرح التنوير ص ۲۱۲ ج۱ بحرالرائق ص ۲۲۳ ج۳۔

۲: وليس له ان يامر زوجته الحرة على الفطام قبلهما لان لها حق التربية الى تمام مدة الا رضاع الا ان تختارهي ذلك ۱۲ بحرالرائق ص ۲۲۳ ج ۲ وشرح التنوير ص ۲۱۲ ج ۱۔

۳: قليل الرضاع وكثيره سواء اذا حصل فى مدة الرضاع يتعلق به التحريم ثم مدة الرضاع ثلثون شهرا عند ابى حنيفة وقالا سنتان واذا مضت مدة الرضاع لم يتعلق بالرضاع تحريم ويحرم من الرضاع مايحرم من النسب ۱۲ شرح البدايه ج ۲ ص ۳۳۰ و ۳۳۱ وشرح التنوير ج ۱ ص ۳۱۲۔

٤: ويثبت به وان قل ان علم وصوله بجوفه من فمه اوانفه لا غير ۱۲ شرح التنوير ص ۲۱۲ ج ۱ بحرالرائق ص ۲۲۱ ج ۳۔

٥: اذا احلبت لبنها فى قارورة فان الحرمة تثبت بايجار هذا اللبن صبيا وان لم يو جدالمص ۱۲ بحرالرائق ج۱ ص ۲۲۱ ودرج۱ ص ۲۱۲۔

٦: ولا يثبت (اى حرمة الرضاع) بالا قطار فى الاذن ۱۲ فتاوى هنديه ص ۳۵۸ ج ۲۔

۷: ولو خلط اللبن المرأة بالماء او بالدواء اوبلبن البهيمة فالعبرة للغلبة كذا فى الظهيرية الى قوله ولو استو يا وجب ثبوت الحرمة لانه غير مغلوب كذا فى البحر الرائق ۱۲ فتاوىٰ هنديه ج ۲ ص ۳۵۹۔

۸: لو خلط لبن الادمى بلبن الشاة ولبن الا دمى غالب تثبت الحرمة اه ۱۲ خانيه ج ۱ ص ۱۸۹۔

۹: بكر لم تزوج قط نزل لها لبن فارضعت صبيا صارت اما للصبى وثبت جميع احكام الرضاع بينهما اه ۱۲ خانيه ص ۱۸۹ ج ۱ ولو ان صبية لم تبلغ تسع سنين نزل لها اللبن فارضعت به صبيا لم يتعلق به تحريم وانما يتعلق التحريم به اذا حصل من نبت تسع سنين فصاعدا كذا فى الجوهرة ۱۲ فتاوىٰ هنديه ج ۲ ص ۳۵۸۔

(۱) یعنی جس کی عمر نو سال یا زیادہ کی ہو اور اگر نو سال سے کم ہو تو اس کا اعتبار نہ ہوگا اور اس کے دودھ سے حرمت ثابت نہ ہوگی ۱۲ف

مسئلہ ۱۱: مردہ[1] عورت کا دودھ دوہ کر کسی بچہ کو پلا دیا۔ تو اس سے بھی سب رشتے حرام ہو گئے۔

مسئلہ ۱۲: دو[2] لڑکوں نے ایک بکری یا ایک گائے کا دودھ پیا تو اس سے کچھ نہیں ہوتا وہ بھائی بہن نہیں ہوتے۔

مسئلہ ۱۳: جوان مرد[3] نے اپنی بی بی کا دودھ پیا تو وہ حرام نہیں ہوئی۔ البتہ بہت گناہ ہوا۔ کیونکہ دو برس کے بعد دودھ پینا بالکل حرام ہے۔

مسئلہ ۱۴: ایک لڑکا[4] ایک لڑکی ہے۔ دونوں نے ایک ہی عورت کا دودھ پیا ہے تو ان میں نکاح نہیں ہو سکتا خواہ ایک ہی زمانہ میں پیا ہو۔ یا ایک نے پہلے دوسرے نے کئی برس کے بعد دونوں کا ایک حکم ہے۔

مسئلہ ۱۵: ایک[5] لڑکی نے باقر کی بیوی کا دودھ پیا تو اس لڑکی کا نکاح نہ باقر سے ہو سکتا ہے نہ اس کے باپ دادا کے ساتھ نہ باقر کی اولاد کے ساتھ بلکہ باقر کے جو اولاد دوسری بیوی سے ہے اس سے بھی نکاح درست نہیں۔

مسئلہ ۱۶: عباس[6] نے خدیجہ(۱) کا دودھ پیا اور خدیجہ کے شوہر قادر کے ایک دوسری بی بی زینب تھی جس کو طلاق مل چکی ہے تو اب زینب بھی عباس سے نکاح نہیں کر سکتی۔ کیونکہ عباس زینب کے میاں کی اولاد ہے اور میاں کی اولاد سے نکاح درست نہیں۔ اسی طرح اگر عباس اپنی عورت کو چھوڑ دے تو وہ عورت قادر کے ساتھ نکاح نہیں کر سکتی۔ کیونکہ وہ اس کا خسر ہوا۔ اور قادر کی بہن اور عباس کا نکاح نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ دونوں پھوپی بھتیجے ہوئے۔ چاہے وہ قادر کی سگی بہن ہو یا دودھ شریکی بہن ہو۔ دونوں کا ایک حکم ہے البتہ عباس کی بہن سے قادر نکاح کر سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۷: عباس[7] کی ایک بہن ساجدہ ہے۔ ساجدہ نے ایک عورت کا دودھ پیا۔ لیکن عباس نے نہیں پیا تو اس دودھ پلانے والی عورت کا نکاح عباس سے ہو سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۸: عباس[8] کے لڑکے نے زاہدہ کا دودھ پیا تو زاہدہ کا نکاح عباس کے ساتھ ہو سکتا ہے۔

مسئلہ ۱۹: قادر[9] اور ذاکر دو بھائی ہیں۔ اور ذاکر کے ایک دودھ شریکی بہن ہے تو قادر کے ساتھ اس کا نکاح ہو سکتا ہے البتہ ذاکر کے ساتھ نہیں ہو سکتا۔ خوب اچھی طرح سمجھ لو۔ چونکہ اس قسم کے مسئلے مشکل ہیں کہ کم سمجھ میں آتے ہیں اس لئے ہم زیادہ نہیں لکھتے جب کبھی ضرورت پڑے تو کسی سمجھ دار بڑے عالم سے سمجھ لینا چاہئے۔

مسئلہ ۲۰: کسی مرد[10] کا کسی عورت سے رشتہ لگا۔ پھر ایک عورت آئی اور اس نے کہا کہ میں نے تو ان دونوں کو دودھ پلایا ہے اور سوائے اس عورت کے کوئی اور اس دودھ پینے کو نہیں بیان کرتا تو فقط اس عورت کے کہنے سے دودھ کا رشتہ ثابت نہ ہوگا۔ ان دونوں کا نکاح درست ہے بلکہ جب

۱: ویثبت الرضاع بلبن المیتة سواء حلب اللبن قبل الموت او بعدہ اھ ۱۲ خانیہ ج ۱ ص ۱۸۹۔

۲: اذا ارتضع الصبیان من لبن بہیمة لا تثبت بہ حرمة الرضاع بینہما اھ ۱۲ خانیہ ج ۱ ص ۱۸۹۔

۳: ویثبت التحریم فی المدة فقط در ج ۲ ص ۲۶۲ وشامی والانتفاع بہ بغیر ضرورة حرام ۱۲ شرح التنویر ص ۲۱۲ ج ۱۔

۴: ولا حل بین رضیعی ثدی ای بین من اجتمعا علی الا رتضاع من ثدی فی وقت مخصوص لانہما اخوان من الرضاع واراد بالرضیعین الصبی والصبیة وان اختلف زمانہما بسواء ارضعتہما فی زمان واحد او فی ازمنة متبا عدة لان امہما واحدة ۱۲ مجمع الانہر بحذف ج ۱ ص ۳۷۷۔

۵: وھو ان ترضع المرأة صبیة فتحرم ھذہ الصبیة علی زوجہا وعلی ابائہ وابنائہ ۱۲ ھدایہ ص ۳۲۱ ج ۲۔

۶: وامرأة ابیہ اوامرأة ابنہ من الرضاع لایجوزان یتزوجھا ویجوزتزوج اخت ابنہ من الرضاع ۱۲ ھدایہ ج۲ ص ۳۲۱ ولا حل بین رضیع وولدمرضعة وان سفل وولدزوج لبنہامنہ فھواب للرضیع وابنہ اخ وبنتہ اخت لہ واخوہ عم واختہ عمتہ ۱۲ درمنتقی ص۳۷۸۔

۷: الا ام اختہ من الرضاع فانہ یجوز ان یتزوجہا ۱۲ ھدایہ ص ۳۳۱ ج ۲ وبحرالرائق ص ۲۲۳ ج ۳۔

۹،۸: وضا بطہ ما فی ھذا البیت الفارسی بیت از جانب شیر دہ ہمہ خویش شوند۔ واز جانب شیر خوارہ زوجان وفروع ۱۲ شرح وقایہ ج ۲ ص ۶۷ وفی البحرو تحل اخت اخیہ رضاعاو نسباً ص ۲۲۷ ج ۳ وھدایہ ص ۳۳۱ ج۲۔

۱۰: ولا یقبل فی الرضاع شہادة النساء منفردات وانما یثبت بشہادة رجلین او رجل وامراتین ۱۲ شرح البدایہ ص ۳۲۴ ج ۲ ودر ص ۲۱۴ ج ۲۔

(۱) بفتح خاء وکسر دال وسکون یاء وفتح جیم ۱۲۔

دو معتبر اور دیندار مرد یا ایک دیندار مرد اور دو دیندار عورتیں دودھ پینے کی گواہی دیویں تب اس رشتہ کا ثبوت ہوگا اب البتہ نکاح حرام ہو گیا۔ بے ایسی گواہی کے ثبوت نہ ہوگا لیکن اگر فقط ایک مرد ایک عورت کے کہنے سے یا دو تین عورتوں کے کہنے سے دل گواہی دینے لگے کہ یہ سچ کہتی ہوں گی ضرور ایسا ہوا ہوگا تو ایسے وقت نکاح نہ کرنا چاہئے کہ خواہ مخواہ شک میں پڑنے سے کیا فائدہ۔ اور اگر کسی نے کرلیا تب بھی خیر ہو گیا۔

مسئلہ ۲۱ عورت[1] کا دودھ کسی دوا میں ڈالنا جائز نہیں۔ اور اگر ڈال دیا تو اب اس کا کھانا اور لگانا ناجائز اور حرام ہے۔ اسی طرح دوا کے لئے آنکھ میں یا کان میں دودھ ڈالنا بھی جائز نہیں۔ خلاصہ یہ کہ آدمی کے دودھ سے کسی طرح کا نفع اٹھانا اور اس کو اپنے کام میں لانا درست نہیں۔

باب دہم طلاق کا بیان

مسئلہ ۱ جو شوہر[2] جوان ہو چکا ہو اور دیوانہ پاگل نہ ہو اسکے طلاق دینے سے طلاق پڑ جاوے گی۔ اور جو لڑکا ابھی جوان نہیں ہوا۔ اور دیوانہ پاگل جسکی عقل ٹھیک نہیں ان دونوں کے طلاق دینے سے طلاق نہیں پڑتی۔

مسئلہ ۲ سوتے[3] ہوئے آدمی کے منہ سے نکلا کہ تجھ کو طلاق ہے یا یوں کہہ دیا کہ میری بی بی کو طلاق تو اس بڑانے سے طلاق نہ پڑے گی۔

مسئلہ ۳ کسی[4] نے زبردستی کسی سے طلاق دلوادی۔ بہت مارا کوٹا دھمکایا کہ طلاق دے دے نہیں تو تجھے مار ڈالوں گا اس مجبوری سے اس نے طلاق دے دی تب بھی طلاق پڑ گئی۔

مسئلہ ۴ کسی[5] نے شراب وغیرہ کے نشہ میں اپنی بی بی کو طلاق دے دی جب ہوش آیا تو پشیمان ہوا تب بھی طلاق پڑ گئی۔ اسی طرح غصے میں طلاق دینے سے بھی طلاق پڑ جاتی ہے۔

مسئلہ ۵ شوہر[6] کے سوا کسی اور کو طلاق دینے کا اختیار نہیں ہے البتہ اگر شوہر نے کہہ دیا ہو کہ تو اس کو طلاق دے دے تو وہ بھی دے سکتا ہے۔

باب یازدہم طلاق دینے کا بیان

مسئلہ ۱ طلاق[7] دینے کا اختیار فقط مرد کو ہے۔ جب مرد نے طلاق دے دی تو پڑ گئی۔ عورت کا اس میں کچھ بس نہیں چاہے منظور کرے چاہے نہ کرے ہر طرح طلاق ہو گئی۔ اور عورت اپنے مرد کو طلاق نہیں دے سکتی۔

مسئلہ ۲ مرد[8] کو فقط تین طلاق دینے کا اختیار ہے اس سے زیادہ کا اختیار نہیں۔ تو اگر چار پانچ طلاق دے دیں تب بھی تین ہی طلاقیں ہوئیں۔

مسئلہ ۳ جب[9] مرد نے زبان سے کہہ دیا کہ میں نے اپنی بی بی کو طلاق دے دی اور اتنے زور (۱) سے کہا کہ خود ان الفاظ کو سن لیا۔ بس اتنا کہتے ہی طلاق

۱: ولبن امراء ۃ ولو فی وعاء ولوا منه علی الا ظهر ۱۲ در مختار قال الشیخ محمد امین تحت قوله علی الا ظهر ای ظاهر الروایة وقال بعد اسطر و (اشار) الی انه لا یحل التداوی به (ای بلبن المراۃ) فی العین الرمداء اه رد المحتار ج ٤ ص ١٥٦۔

۲،۳: ویقع طلاق کل زوج اذا کان عاقلا بالغاو لا یقع طلاق الصبی والمجنون والنائم ۱۲ هدایه ص ۳۳۸ ج ۲ ودر ص ۲۱۷ ج ۱۔

٤: وطلاق المکره واقع ۱۲ شرح البدایه ج ۲ ص ۳۳۸ ودر ج ۱ ص ۲۱۷۔

٥: وطلاق السکران واقع ۱۲ هدایه ج ۲ ص ۳۳۸ وفی الشامی ویقع طلاق من غضب ۱۲ ج ۲ ص ٤۲۷۔

٦: ویقع طلاق کل زوج بالغ عاقل ولو کان فیه خیار شرط او کان بطریق التوکیل ۱۲ درو طحطاوی ج ۲ ص ١٠٦ واهله زوج عاقل مستیقظ واحترز بالزوج عن سید العبد و ولد الصغیر الخ درو شامی ج ۲ ص ٦٨٥۔

۷: ومحله المنکوحة واهله زوج عاقل بالغ مستیقظ ۱۲ در مختار ج ۲ ص ۲۱٤ وفتاوی هندیه ج ۲ ص ۳٦٨۔

۸: وطلاق الحرة ثلث حراً کان زوجها او عبداً ۱۲ شرح البدایه ج ۲ ص ۳۳۹ ودر ج ۱ ص ۲۱۸۔

۹: قال فی الدر المختار ج ۱ ص ٥٥٧ فی بحث القراءۃ وادنی الجهر اسماع غیره وادنی المخافة اسماع نفسه ومن بقربه ویجری ذلك المذکور فی کل ما یتعلق بنطق کتسمیة علی ذبیحة و وجوب سجدة تلاوة وعتاق و طلاق واستثناء وغیرها فلو طلق او استثنیٰ ولم یسمع نفسه لم یصح فی الا صح انتهیٰ مختصراً ۱۲ وفی العنا یة الزوج یتفرد بالطلاق فربما لم تکن عالمة به ۱۲ ف۔

(۱) لفظ اور اتنے سے سن لیا تک اس مرتبہ اضافہ ہوا ۱۲ شبیر علی۔

پڑ گئی چاہے کسی کے سامنے کہے چاہے تنہائی میں اور چاہے بی بی نے سنا ہو یا نہ سنے۔ ہر حال میں طلاق ہوگئی۔

مسئلہ ۴ طلاق[۱] تین قسم کی ہے۔ ایک تو ایسی طلاق جس میں نکاح بالکل ٹوٹ جاتا ہے اور اب بے نکاح کئے اس مرد کے پاس رہنا جائز نہیں۔ اگر پھر اسی کے پاس رہنا چاہے اور مرد بھی اس کو رکھنے پر راضی ہو تو پھر سے نکاح کرنا پڑے گا ایسی طلاق کو بائن طلاق کہتے ہیں۔ دوسری وہ جس میں نکاح ایسا ٹوٹا کہ دوبارہ نکاح بھی کرنا چاہیں تو بعد عدت کسی دوسرے سے اول نکاح کرنا پڑے گا اور جب وہاں طلاق ہو جاوے تب بعد عدت اس سے نکاح ہو سکے گا۔ ایسی طلاق کو مغلظہ کہتے ہیں۔ تیسری وہ جس میں نکاح ابھی نہیں ٹوٹا صاف لفظوں میں ایک یا دو طلاق دینے کے بعد اگر مرد پشیمان ہوا تو پھر سے نکاح کرنا ضروری نہیں بے نکاح کئے بھی اس کو رکھ سکتا ہے۔ پھر میاں بی بی کی طرح رہنے لگیں تو درست ہے البتہ اگر مرد طلاق دے کر اسی پر قائم رہا اور اس سے نہیں پھرا تو جب طلاق کی عدت گذر جاوے گی تب نکاح ٹوٹ جاوے گا اور عورت جدا ہو جاوے گی۔ اور جب تک عدت نہ گذرے تب تک رکھنے نہ رکھنے دونوں باتوں کا اختیار ہے۔ ایسی طلاق کو رجعی طلاق کہتے ہیں۔ البتہ اگر تین طلاقیں دے دیں تو اب اختیار نہیں۔

مسئلہ ۵ طلاق[۲] دینے کی دو قسمیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ صاف صاف لفظوں میں کہہ دیا کہ میں نے تجھ کو طلاق دے دی یا یوں کہا کہ میں نے اپنی بی بی کو طلاق دے دی۔ غرض کہ ایسی صاف بات کہہ دی جس میں طلاق دینے کے سوا کوئی اور معنی نہیں نکل سکتے ایسی طلاق کو صریح کہتے ہیں۔ دوسری قسم یہ کہ صاف صاف لفظ نہیں کہے بلکہ ایسے گول گول لفظ کہے جس میں طلاق کا مطلب بھی بن سکتا ہے اور طلاق کے سوا اور دوسرے معنے بھی نکل سکتے ہیں۔ جیسے کوئی کہے میں نے تجھ کو[۳] دور کر دیا(۱) تو اس کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ میں نے تجھ کو طلاق دے دی۔ دوسرا مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ طلاق تو نہیں دی لیکن اب تجھ کو اپنے پاس نہ رکھوں گا۔ ہمیشہ اپنے میکے میں پڑی رہ۔ تیری خبر نہ لوں گا۔[۴] یا یوں کہے مجھ سے تجھ سے کچھ واسطہ نہیں۔ مجھ سے تجھ سے کچھ مطلب نہیں تو مجھ سے جدا ہو گئی۔ میں نے تجھ کو الگ کر دیا۔ جدا کر دیا میرے گھر سے چلی جا۔ نکل جا۔ ہٹ دور ہو۔[۵] اپنے ماں باپ کے سر جا کے بیٹھ۔ اپنے گھر جا۔ میرا تیرا نباہ نہ ہوگا۔ اسی طرح کے اور الفاظ جن میں دونوں مطلب نکل سکتے ہیں ایسی طلاق کو کنایہ کہتے ہیں۔

مسئلہ ۶ اگر[۶] صاف صاف لفظوں میں طلاق دی تو زبان سے نکلتے ہی طلاق پڑ گئی۔ چاہے طلاق دینے کی نیت ہو چاہے نہ ہو۔ بلکہ ہنسی[۷] دل لگی میں کہا ہو ہر طرح طلاق ہوگئی اور صاف لفظوں میں طلاق دینے سے تیسری قسم کی طلاق پڑتی ہے یعنی عدت کے ختم ہونے تک اسکے رکھنے نہ رکھنے کا اختیار ہے اور ایک مرتبہ کہنے سے ایک ہی طلاق پڑے گی نہ دو پڑیں گی نہ تین۔ البتہ اگر تین دفعہ کہے یا یوں کہے تجھ کو تین طلاق دیں تو تین طلاقیں پڑیں۔

مسئلہ ۷ کسی[۸] نے ایک طلاق دی تو جب تک عورت عدت میں رہے تب تک دوسری طلاق اور تیسری طلاق اور دینے کا اختیار رہتا ہے اگر دے گا تو

۱: و اذا طلق الرجل امراءة تطليقة رجعية او تطليقتين فله ان يراجعها في عدتها رضيت بذلك اولم ترض واذا كان الطلاق بائنا دون الثلث فله ان يتزوجها في العدة وبعد انقضائها وان كان الطلاق ثلاثا في الحرة او ثنتين في الامة لم تحل حتى تنكح زوجا غيره نكاحاً صحيحاً ويد خل بها ثم يطلقها او يموت عنها۔ ۱۲ شرح البدايه ج ۲ ص ۳۷۸ تا ۳۷۹۔

۲: صريحه مالم يستعمل الا فيه كطلقتك وانت طالق ومطلقة ۱۲ شرح التنوير ج ۱ ص ۲۱۸ كناية مالم يوضع له اى الطلاق واحتمله وغيره فالكنايات لا تطلق بها قضاء الا بنية او دلالة الحال ۱۲ در مختار ج ۱ ص ۲۲۴۔

۳: ولو قال ابعدى عنى ونوى الطلاق يقع ۱۲ عالمگیری ج ۲ ص ۶۹۔

۴: وفي الفتاوى لم يبق بيني وبينك عمل ونوى الطلاق يقع وما يصلح جوابا ورد الا غير اخرجي اذهبي اغربي قومي الخ ۱۲ عالمگیری ج۲ص۶۹۔

۵: الحقى باهلك وفارقتك يحتمل الطلاق وغيره فلا بد من النية ۱۲ هدايه مختصرا ج ۲ ص ۳۵۲۔

۶: الصريح هو كانت طالق ومطلقة و طلقتك تقع واحدة رجعية وان نوى الا كثر اوالا بانة او لم ينو شيئا يعني ولو نوى اكثر من واحدة اونوى واحدة بائنة لا يقع به الا واحدة رجعية في هذه الا حوال كلها لا نه ظاهر المراد فتعلق الحكم بعين الكلام وقام مقام معناه فاستغنى عن النية وبينة الا بانة قصد تبخير ما علقه الشارع با نقضاء العدة فيلغو قصده ۱۲ زيلعى بحذف ج ۲ ص ۱۹۷ واذا قال لامراته انت طالق وطالق وطالق ولم يعلقه بالشرط ان كانت مد خولة طلقت ثلثا ۱۲ فتاوى هنديه ص ۳۷۱ و كذ لك (اى يقع الثلاث) اذا كان مقرو نا بعد دالثلث نصابان قال لها انت طالق ثلاثا ۱۲ بدائع ج ۳ ص ۱۰۹۔

۷: وطلاق اللاعب والها زل به واقع اه فتاوى هنديه ج ۲ ص ۳۶۸۔

(۱) یہاں کے الفاظ اس مرتبہ درست کئے گئے۔ شبیر علی۔

(حاشیہ نمبر ۸ اگلے صفحہ پر)

پڑجاوے گی۔

مسئلہ۸ کسی نے یوں کہا تجھ کو طلاق دے دوں گا تو اس سے طلاق نہیں ہوئی۔ اسی طرح اگر کسی بات پر یوں کہا کہ اگر فلانا کام کرے گی تو طلاق دے دوں گا تب بھی طلاق نہیں ہوئی چاہے وہ کام کرے چاہے نہ کرے۔ ہاں اگر یوں کہہ دے اگر فلانا کام کرے تو طلاق ہے تو اس کے کرنے سے طلاق پڑجاوے گی۔

مسئلہ۹ کسی نے طلاق دے کر اس کے ساتھ ہی انشاء اللہ بھی کہہ دیا تو طلاق نہیں پڑی۔ اسی طرح اگر یوں کہا اگر خدا چاہے تو تجھ کو طلاق۔ اس سے بھی کسی قسم کی طلاق نہیں پڑتی۔ البتہ اگر طلاق دے کر ذرا ٹھہر گیا پھر انشاء اللہ کہا تو طلاق پڑگئی۔

مسئلہ۱۰ کسی نے اپنی بی بی کو طلاقن کہہ کر پکارا تب بھی طلاق پڑگئی اگرچہ ہنسی میں کہا ہو۔[۱]

مسئلہ۱۱ کسی نے کہا جب تو لکھنؤ جاوے تو تجھ کو طلاق ہے تو جب تک لکھنؤ نہ جاوے گی طلاق نہ پڑے گی جب وہاں جاویگی تب پڑے گی۔

مسئلہ۱۲ اور اگر صاف صاف طلاق نہیں دی بلکہ گول گول الفاظ کہے اور اشارہ کنایہ سے طلاق دی تو ان لفظوں کے کہنے کے وقت اگر طلاق دینے کی نیت تھی تو طلاق ہوگئی اور اول قسم کی یعنی بائن طلاق ہوئی۔ اب بے نکاح کئے نہیں رکھ سکتا۔ اور اگر طلاق کی نیت نہ تھی بلکہ دوسرے معنی کے اعتبار سے کہا تھا تو طلاق نہیں ہوئی۔ البتہ اگر قرینے سے معلوم ہوجائے کہ طلاق ہی دینے کی نیت تھی اب وہ جھوٹ بکتا ہے تو اب عورت اس کے پاس نہ رہے اور یہی سمجھے کہ مجھے طلاق مل گئی۔ جیسے بی بی نے غصہ میں آکر کہا کہ میرا تیرا نباہ نہ ہوگا مجھ کو طلاق دے دے اس نے کہا اچھا میں نے چھوڑ دیا تو یہاں عورت یہی سمجھے کہ مجھے طلاق دیدی۔

مسئلہ۱۳ کسی نے تین دفعہ کہا کہ تجھ کو طلاق طلاق طلاق تو تینوں طلاقیں پڑ گئیں یا گول الفاظ میں تین مرتبہ کہا تب بھی تین پڑ گئیں۔ لیکن اگر نیت ایک ہی طلاق کی ہی فقط مضبوطی کے لئے تین دفعہ کہا تھا کہ بات خوب پکی ہو جاوے تو ایک ہی طلاق ہوئی۔ لیکن عورت کو اس کے دل کا حال تو معلوم نہیں اس لئے یہی سمجھے کہ تین طلاقیں مل گئیں۔

باب دوازدہم رخصتی سے پہلے طلاق ہو جانے کا بیان

مسئلہ۱ ابھی میاں کے پاس نہ جانے پائی تھی کہ اس نے طلاق دے دی یا رخصتی تو ہو گئی لیکن ابھی میاں بی بی میں ویسی تنہائی نہیں ہونے پائی جو

(حاشیہ از صفحہ گذشتہ)

۸: الصریح یلحق الصریح ویلحق البائن بشرط العدۃ ۱۲ (شرح التنویر ج۲ ص۲۲۵) ھذا الشرط لا بدمنہ فی جمیع صور اللحاق ۱۲ ردالمحتار ج۲ ص ۷۲٤۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

۱: صیغۃ المضارع لایقع بھا الطلاق الا اذا غلب فی الحال کما صرح بہ الکمال ابن الھمام ۱۲ حامدیہ ج ۱ ص ۳۸۔

۲: واذا قال لا مراتہ انت طالق ان شاء اللّٰہ تعالیٰ متصلا لم یقع الطلاق ۱۲ شرح البدایہ ج ۲ ص ۳٦۹۔

۳: رجل قال لا مراتہ یا مطلقۃ ان لم یکن لھا زوج قبل او کان لھا زوج لکن مات ذلک الزوج ولم یطلق وقع الطلاق علیھا وان کان لھا زوج قبلہ وقد کان طلقھا ذلک الزوج ان لم ینو بکلامہ الاخبار طلقت وان قال عنیت بہ الا خبار دین فیما بینہ وبین اللہ تعالیٰ ھل یدین فی القضاء اختلفت روایات فیہ والصحیح انہ یدین اہ فتاویٰ ھندیہ ج ۲ ص ۳۷۰۔

٤: ولو قال انت طالق اذا دخلت مکۃ لم تطلق حتی تدخل مکۃ ۱۲ شرح البدایہ ج ۲ ص ۳٤٤۔

۵: الکنایات لا یقع بھا الطلاق الا بالنیۃ او بدلالۃ الحال منھا ثلثۃ الفاظ یقع بھا طلاق رجعی وبقیۃ الکنا یا ت اذانوی بھا الطلاق کانت واحدۃ بائنۃ وان نوی ثلثا کان ثلثا الا ان یکون فی حالۃ مذاکرۃ الطلاق ۱۲ شرح البدایہ ج ۲ ص ۳۵٤ و در مختار ج ۱ ص ۲۳۵۔

٦: کر رلفظ الطلاق (بان قال للمد خولۃ انت طالق انت طالق انت طالق) وقع الکل فان نوی التاکید دین ۱۲ در مختار ج ۱ ص ۲۲٤۔

۷: واذا طلق الرجل امراتہ ثلثا قبل الدخول بھا وقعن علیھا فان فرق الطلاق بانت بالا ولی ولم تقع الثانیۃ والثالثۃ وذلک مثل ان یقول انت طالق طالق طالق وکذا اذا قال انت طالق واحدۃ و واحدۃ و واحدۃ وقعت واحدۃ والا صل فی ھذہ المسائل ان الملفوظ بہ اولا ان کان موقعا او لا وقعت واحدۃ واذا کان الملفوظ بہ موقعاً اخرو قعت ثنتان ۱۲ فتاویٰ ھندیہ ج ۲ ص ۳۹۱

(۱) بشرطیکہ اس عورت نے دوسرا نکاح کیا ہو۔ اور اس کے پہلے شوہر نے طلاق نہ دی ہو اور اگر اس عورت کو اسکے پہلے شوہر نے طلاق دی ہے اور (جاری ہے)

شرع میں معتبر ہے۔ جس کا بیان مہر کے باب میں آچکا ہے۔ تنہائی و یکجائی ہونے سے پہلے ہی طلاق دے دی تو طلاق بائن پڑی۔ چاہے صاف لفظوں سے دی ہو یا گول لفظوں میں۔ ایسی عورت کو جب طلاق دی جائے تو پہلی ہی قسم کی یعنی بائن طلاق پڑتی ہے اور ایسی عورت کے لئے طلاق کی عدت بھی کچھ نہیں ہے۔ طلاق ملنے کے بعد فوراً دوسرے مرد سے نکاح کر سکتی ہے اور ایسی عورت کو ایک طلاق دینے کے بعد اب دوسری تیسری طلاق بھی دینے کا اختیار نہیں اگر دے دے گا تو نہ پڑے گی۔ البتہ اگر پہلی ہی دفعہ یوں کہہ دے کہ تجھ کو دو طلاق یا تین طلاق تو جتنی دی ہیں سب پڑ گئیں اور اگر یوں کہا۔ تجھ کو طلاق ہے طلاق ہے طلاق ہے تب بھی ایسی عورت کو ایک ہی طلاق پڑے گی۔

نوٹ: مسئلہ نمبر ۲ حسب اجازت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ حذف کر دیا گیا ہے۔ وجہ حذف اور مفصل کلام اس کے متعلق ضمیمہ میں ص "۱، ۲۰" پر ملاحظہ فرماویں۔ اور اس عنوان کے ذیل میں جو مسئلہ نمبر ۳ تھا۔ اس کو ص ۴۸ پر بذیل سرخی۔ رخصتی کے بعد۔ مسئلہ کی عبارت کو درست کر کے درج کیا گیا ہے ۱۲ شبیر علی۔

باب سیز دہم
تین طلاق دینے کا بیان

مسئلہ۱: اگر[1] کسی نے اپنی عورت کو تین طلاقیں دے دیں تو اب وہ عورت بالکل اس مرد کے لئے حرام ہو گئی اب اگر پھر سے نکاح کرے تب بھی عورت کو اس مرد کے پاس رہنا حرام ہے اور یہ نکاح نہیں ہوا چاہے صاف لفظوں میں تین طلاقیں دی ہوں یا گول لفظوں میں[(1)] سب کا ایک حکم ہے۔ (نوٹ) تین طلاق کے بعد پہلے ہی شوہر سے نکاح کرنے کا طریقہ ص ۴۹ پر درج کیا گیا ہے ۱۲۔

مسئلہ۲: تین[2] طلاقیں ایک دم سے دے دیں جیسے یوں کہہ دیا تجھ کو تین طلاق یا یوں کہا تجھ کو طلاق ہے طلاق ہے طلاق ہے یا الگ کر کے تین طلاقیں دیں۔ جیسے ایک آج دی ایک کل ایک پرسوں یا ایک اس مہینہ میں ایک دوسرے مہینہ میں ایک تیسرے میں یعنی عدت کے اندر اندر تینوں طلاقیں دے دیں سب کا ایک حکم ہے اور صاف لفظوں میں طلاق دے کر پھر روک رکھنے کا اختیار اسوقت ہوتا ہے جب تین طلاقیں نہ دے فقط ایک یا دو دیوے۔ جب تین طلاقیں دے دیں تو اب کچھ نہیں ہو سکتا۔

مسئلہ۳: کسی[3] نے اپنی عورت کو ایک طلاق رجعی دی۔ پھر میاں راضی ہو گیا اور روک رکھا۔ پھر دو چار برس میں کسی بات پر غصہ آیا تو ایک طلاق رجعی اور دے دی جس میں روک رکھنے کا اختیار ہوتا ہے۔ پھر جب غصہ اترا تو روک رکھا اور نہیں چھوڑا۔ یہ دو طلاقیں ہو چکیں اب اس کے بعد اگر کبھی ایک طلاق اور دے دے گا تو تین پوری ہو جاویں گی اور اس کا وہی حکم ہو گا جو ہم نے ص پر بیان کیا ہے کہ بے دوسرا

اسی نیت سے اب اس شوہر نے اس کو طلاقن کہہ کر پکارا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے طلاق دینے کی نیت سے طلاقن نہیں کہا، بلکہ پہلے شوہر کے طلاق دینے کی وجہ سے اس کو طلاقن کہا ہے تو دیانۃً اس کا قول معتبر ہو گا اور طلاق واقع نہ ہو گی اور قضاء بھی صحیح قول کی بنا پر اس کا اعتبار کیا جاوے گا ۱۲ محشی۔
(حاشیہ صفحہ ہذا)

۱: وان کان الطلاق ثلثا فی الحرۃ او ثنتین فی الامۃ لم تحل لہ حتی تنکح زوجا غیرہ نکاحا صحیحاً ویدخل بھا ثم یطلقھا او یموت عنھا ۱۲ شرح البدایہ ج ۲ ص ۳۷۹ در ج ۱ ص ۲۴۰۔

۲، ۳: واذا قال لا مرأتہ انت طالق وطالق وطالق ولم یعلقہ بالشرط ان کانت مدخولۃ طلقت ثلثا وکذا اذا قال انت طالق فطالق او ثم طالق ثم طالق او طالق طالق کذا فی السراج الوہاج متی کرر لفظ الطلاق بحرف الواو اوبغیر حرف الواو یتعدد الطلاق ۱۲ فتاویٰ ہندیہ بحذف ج ۲ ص ۳۷۱ اما کون الطلاق غیر ثلاث فمن شرائطھا (ای الرجعۃ) لانہ لو طلقھا ثلاثا تحرم علیہ حرمۃ غلیظۃ فلا یتصور فیھا المراجعۃ والطلقتان فی الامۃ کالثلاث فی الحرۃ ومن شرائطھا ان یکون الطلاق صریحا لفظا او اقتضاء وان لا یکون مقابلا بمال وان تکون المرأۃ فی العدۃ ولھذا لم تشرع قبل الدخول ۱۲ زیلعی ج ۲ ص ۲۵۱ وینکح مبانتہ فی العدۃ و بعدھا ای لہ ان یتزوج التی ابانھا بما دون الثلث اذا کانت حرۃ بالواحدۃ ان کانت امۃ فی العدۃ وبعد انقضائھا لان الحل الاصلی باق ما لم یتکامل العدد لا المبانۃ بالثلاث لو حرۃ وبالثنتین لو امۃ حتی یطاھا غیرہ بنکاح صحیح و تمضی عدتہ ۱۲ زیلعی بحذف ج ۲ ص ۲۵۷۔

(۱) بشرطیکہ تینوں طلاقیں واقع ہو گئی ہوں ایک مرتبہ طلاق بائن دی پھر نکاح کر لیا اس کے بعد دوسری مرتبہ طلاق بائن دی پھر نکاح کر لیا پھر تیسری مرتبہ طلاق بائن دی اب نکاح بھی جائز نہیں ۱۲۔

خاوند کئے اس مرد سے نکاح نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح اگر کسی نے طلاق بائن دی جس میں روک رکھنے کا اختیار نہیں ہوتا نکاح ٹوٹ جاتا ہے۔ پھر پشیمان ہوا اور میاں بی بی نے راضی ہو کر پھر سے نکاح پڑھوالیا۔ کچھ زمانہ کے بعد پھر غصہ آیا اور ایک طلاق بائن دے دی اور غصہ اترنے کے بعد پھر نکاح پڑھوالیا۔ یہ دو طلاقیں ہوئیں۔ اب تیسری دفعہ اگر طلاق دے گا تو پھر وہی حکم ہے کہ بے دوسرا خاوند کئے اس سے نکاح نہیں کر سکتی۔

نوٹ: مسئلہ نمبر ۴ ص ۴۸ پر درج کیا گیا۔

باب چہاردہم کسی شرط پر طلاق دینے کا بیان

مسئلہ ۱: نکاح[1] کرنے سے پہلے کسی عورت کو کہا اگر میں تجھ سے نکاح کروں تو تجھ کو طلاق ہے تو جب اس عورت سے نکاح کرے گا تو نکاح کرتے ہی طلاق بائن پڑ جاوے گی۔ اب بے نکاح کئے اسکو نہیں رکھ سکتا۔ اور اگر یوں کہا ہو اگر تجھ سے نکاح کروں تو تجھ پر دو طلاق۔ تو دو طلاق بائن پڑ گئیں اور اگر تین طلاق کو کہا تھا تو تینوں پڑ گئیں اور اب طلاق مغلظہ ہو گئی۔

مسئلہ ۲: نکاح[2] ہوتے ہی جب اس پر طلاق پڑ گئی تو اس نے اسی عورت سے پھر نکاح کر لیا تو اب اس دوسرے نکاح کرنے سے طلاق نہ پڑے گی۔ ہاں اگر یوں کہا ہو جے دفعہ تجھ سے نکاح کروں ہر مرتبہ تجھ کو طلاق ہے تو جب نکاح کرے گا ہر دفعہ طلاق پڑ جایا کرے گی۔ اب اس عورت کو رکھنے کی کوئی صورت نہیں۔ دوسرا خاوند کر کے اگر اس مرد سے نکاح کرے گی تب بھی طلاق پڑ جاوے گی۔

مسئلہ ۳: کسی[3] نے کہا جس عورت سے نکاح کروں اس کو طلاق تو جس سے نکاح کرے گا اس پر طلاق پڑ جاوے گی۔ البتہ طلاق پڑنے کے بعد اگر پھر اسی عورت سے نکاح کر لیا تو طلاق نہیں پڑی۔

مسئلہ ۴: کسی[4] غیر عورت سے جس سے ابھی نکاح نہیں کیا ہے اس طرح کہا اگر تو فلانا کام کرے تو تجھ کو طلاق۔ اس کا کچھ اعتبار نہیں اگر اس سے نکاح کر لیا اور نکاح کے بعد اس نے وہی کام کیا تب بھی طلاق نہیں پڑی۔ کیونکہ غیر عورت کو طلاق دینے کی یہی صورت ہے کہ یوں کہے اگر تجھ سے نکاح کروں تو طلاق۔ کسی اور طرح طلاق نہیں پڑ سکتی۔

مسئلہ ۵: اور[5] اگر اپنی بی بی سے کہا اگر تو فلانا کام کرے تو تجھ کو طلاق۔ اگر تو میرے پاس سے جاوے تو تجھ کو طلاق۔ اگر تو اس گھر میں جاوے تو تجھ کو طلاق یا اور کسی بات کے ہونے پر طلاق دی تو جب وہ کام کرے گی تب طلاق پڑ جاوے گی اگر نہ کرے گی تو نہ پڑے گی اور طلاق رجعی پڑے گی جس میں بے نکاح بھی روک رکھنے کا اختیار ہوتا ہے۔ البتہ اگر کوئی گول لفظ کہتا جیسے یوں کہے اگر تو فلانا کام کرے تو مجھ سے تجھ سے کچھ واسطہ نہیں تو جب وہ کام کرے گی تب طلاق بائن پڑے گی بشرطیکہ مرد نے اس لفظ کے کہتے وقت طلاق کی نیت کی ہو۔

مسئلہ ۶: اگر[6] یوں کہا اگر فلانا کام کرے تو تجھ کو دو طلاق یا تین طلاق تو جے طلاق کہی اتنی پڑیں گی۔

مسئلہ ۷: اپنی[7] بی بی سے کہا تھا اگر اس گھر میں جاوے تو تجھ کو طلاق اور وہ چلی گئی اور طلاق پڑ گئی۔ پھر عدت کے اندر اندر اس نے روک رکھا یا پھر سے نکاح کر لیا تو اب پھر گھر میں جانے سے طلاق نہ پڑے گی۔ البتہ اگر یوں کہا ہو جے مرتبہ اس گھر میں جاوے ہر مرتبہ تجھ کو طلاق یا یوں کہا

۱: واذا اضاف الطلاق الی النکاح وقع عقیب النکاح مثل ان یقول لا مراۃ ان تزوجتك فانت طالق ۱۲ شرح البدایہ ج ۲ ص ۱۶۵۔

۲: ففی هذه الا لفاظ اذا وجد الشرط انحلت الیمین الا فی کلمة کلما فان تزوجها بعد ذلك وتکرر الشرط لم یقع شیی ولو دخلت علی نفس الزوج بان قال کلما تزوجت امراة فهی طالق یحنث بکل مرة وان کان بعد زوج اخر ۱۲ هدایه ج ۲ ص ۳۲۵۔

۳: کل امراة تزوجها فهی طالق فتزوج نسوة طلقن ولو تزوج امراة واحدة مرارا لم تطلق الا مرة واحدة ۱۲ فتاویٰ ہندیہ ج ۲ ص ۴۳۵۔

۴: فان قال لا جنبية ان دخلت الدار فانت طالق ثم تزوجها فدخلت الدار لم تطلق ۱۲ شرح البدایہ ج ۲ ص ۳۶۵۔

۵: واذا اضاف الی شرط وقع عقیب الشرط مثل ان یقول لا مراته ان دخلت الدار فانت طالق وبقیة الکنایات اذا نوی بها الطلاق کانت واحدة بائنة ۱۲ شرح البدایہ ص ۳۵۴ ج ۲۔

۶: حاشیہ مسئلہ نمبر ۵ باب ہذا دیکھو ۱۲۔

(حاشیہ نمبر ۷ اگلے صفحے پر ملاحظہ کریں)

ہو جب کبھی تو گھر میں جاوے ہر مرتبہ تجھ کو طلاق۔ تو اس صورت میں عدت کے اندر یا پھر نکاح کر لینے کے بعد دوسری مرتبہ گھر میں جانے سے دوسری طلاق ہو گئی پھر عدت کے اندر یا تیسرے نکاح کے بعد اگر تیسری دفعہ گھر میں جاوے گی تو تیسری طلاق پڑ جاوے گی۔ اب تین طلاق کے بعد اس سے نکاح درست نہیں۔ البتہ اگر دوسرا خاوند کر کے پھر اسی مرد سے نکاح کرے تو اب اس گھر میں جانے سے طلاق نہ پڑے گی۔

مسئلہ ۸: کسی[۱] نے اپنی عورت سے کہا اگر تو فلانا کام کرے تو تجھ کو طلاق۔ ابھی اس نے وہ کام نہیں کیا تھا کہ اس نے اپنی طرف سے ایک اور طلاق دے دی اور چھوڑ دیا اور کچھ مدت بعد پھر اسی عورت سے نکاح کیا اور اس نکاح کے بعد اب اس نے وہی کام کیا تو پھر طلاق پڑ گئی۔ البتہ اگر طلاق پانے اور عدت گذر جانے کے بعد اس نکاح سے پہلے اس نے وہی کام کر لیا ہو تو اب اس نکاح کے بعد اس کام کے کرنے سے طلاق نہ پڑے گی۔ اور اگر طلاق پانے کے بعد عدت کے اندر اس نے وہی کام کیا ہو تب بھی دوسری طلاق پڑ گئی۔

نوٹ: مسئلہ نمبر ۹ ص ۴۹ پر درج کیا گیا ہے ۱۲۔

مسئلہ ۱۰: اگر[۲] کسی نے بی بی سے کہا اگر تو روزہ رکھے تو تجھ کو طلاق تو روزہ رکھتے ہی فوراً طلاق پڑ گئی البتہ اگر یوں کہا اگر تو ایک روزہ رکھے یا دن بھر کا روزہ رکھے تو تجھ کو طلاق۔ تو روزہ کے ختم پر طلاق پڑے گی۔ اگر روزہ توڑ ڈالے تو طلاق نہ پڑے گی۔

مسئلہ ۱۱: عورت[۳] نے گھر سے باہر جانے کا ارادہ کیا مرد نے کہا ابھی مت جاؤ۔ عورت نہ مانی۔ اس پر مرد نے کہا اگر تو باہر جائے تو تجھ کو طلاق۔ تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر ابھی باہر جاوے گی تو طلاق پڑے گی اور اگر ابھی نہ گئی کچھ دیر میں گئی تو طلاق نہ پڑے گی۔ کیونکہ اس کا مطلب یہی تھا کہ ابھی نہ جاؤ پھر جانا۔ یہ مطلب نہیں کہ عمر بھر کبھی نہ جانا۔

مسئلہ ۱۲: کسی[۴] نے یوں کہا جس دن تجھ سے نکاح کروں تجھ کو طلاق۔ پھر رات کے وقت نکاح کیا تب بھی طلاق پڑ گئی۔ کیونکہ بول چال میں اس کا مطلب یہ ہے کہ جس وقت تجھ سے نکاح کروں تجھ کو طلاق۔

باب پانزدہم — بیمار کے طلاق دینے کا بیان

مسئلہ ۱: بیماری[۵] کی حالت میں کسی نے اپنی عورت کو طلاق دے دی پھر عورت کی عدت ابھی ختم نہ ہونے پائی تھی کہ اسی بیماری میں مر گیا۔ تو

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)

۷: ففی هذه الالفاظ اذا وجد الشرط انحلت وانتهت اليمين لانها غير مقتضية للعموم والتكرار لغة فبوجود الفعل مرة يتم الشرط ولا بقاء لليمين بدونه الا فی كلمة كلما فانها تقتضی تعميم الافعال قال الله تعالیٰ كلما نضجت جلودهم الايه ومن ضرورة التعميم التكرار فان تزوجها بعد ذلك ای بعد زوج اخرو تكرر الشرط لم يقع شيئ ولو دخلت (ای كلمة كلما) علی نفس التزوج بان قال كلما تزوجت امراة فهی طالق يحنث بكل مرة وان كان بعد زوج اخر لان انعقادها باعتبار مايملك عليها من الطلاق بالتزوج وذلك غير محصور وزوال الملك بعد اليمين لا يبطلها لانه لم يوجد الشرط فبقی والجزاء باق لبقاء محله فبقی اليمين ثم ان وجد الشرط فی ملكه انحلت اليمين ووقع الطلاق لانه وجد الشرط والمحل قابل للجزاء فينزل الجزاء ولا يبقی اليمين لما قلنا وان وجد فی غير الملك انحلت اليمين لوجود الشرط ولم يقع شيئ لانعدام المحل وان قال لها ان دخلت الدار فانت طالق ثلثا ثم قال انت طالق ثلثا فتزوجت غيره ودخل بها ثم رجعت الی الاول فدخلت الدار لم يقع شيئ ۱۲ هدايه ص ۳۶۶ ج ۲ ص ۳۶۹۔

۱: اعلم ان التعليق يبطل بزوال المحل لا بزوال الملك فلو علق الثلاث او ما دونها بدخول الدار ثم نجز الثلاث ثم نكحها بعد التحليل بطل التعليق فلا يقع بدخولها شيئ ولو كان نجز ما دونها لم يبطل فيقع المعلق كله ۱۲ در مختار بر حاشيه شامی ج ۲ ص ۸۱۷۔

۲: واذا قال انت طالق اذا صمت يوما طلقت حين تغيب الشمس فی اليوم الذی تصوم بخلاف ما اذا قال لها ان صمت لانه لم يقدره بمعيار وقد وجد الصوم بركنه وشرطه ۱۲ شرح البدايه ص ۳۶۷ ج ۲۔

۳: وشرط للحنث فی قوله ان خرجت مثلا فانت طالق اوان ضربت عبدك فعبدی حر لمريد الخروج والضرب فعله فورا لان قصده المنع عن ذلك الفعل عرفا ومدار الايمان عليه ۱۲ در مختار ج ۳ ص ۱۲۹۔

۴: ومن قال لامراة يوم اتزوجك فانت طالق فتزوجها ليلا طلقت ۱۲ شرح البدايه ج ۲ ص ۳۴۶۔

۵: اذا طلق الرجل امراته فی مرض موته طلاقا بائنا فمات وهی فی العدة ورثته وان مات بعد انقضاء العدة فلا ميراث لها ۱۲ شرح البدايه ج ۲ ص ۳۷۰ و در مختار ج ۱ ص ۲۳۶ ولو انقضت عدتها ثم مات لم ترث واذا طلقها بائنا فی مرض ثم صح ثم مات لا ترث ۱۲ فتاوی هنديه ج ۲ ص ۴۸۳۔

شوہر کے مال سے بی بی کا جتنا حصہ ہوتا ہے اتنا اس عورت کو بھی ملے گا چاہے ایک طلاق دی ہو یا دو تین اور چاہے طلاق رجعی دی ہو یا بائن سب کا ایک حکم ہے اگر عدت ختم ہو چکی تھی تب وہ مرا تو حصہ نہ پاوے گی۔ اسی طرح اگر مرد اسی بیماری میں نہیں مرا بلکہ اس سے اچھا ہو گیا تھا پھر بیمار ہو گیا تب بھی حصہ نہ پاوے گی۔ چاہے عدت ختم ہو چکی ہو یا نہ ختم ہوئی ہو۔

مسئلہ ۲: عورت[1] نے طلاق مانگی تھی[(1)] اس لئے مرد نے طلاق دے دی۔ تب بھی عورت حصہ پانے کی مستحق نہیں چاہے عدت کے اندر مرے یا عدت کے بعد۔ دونوں کا ایک حکم ہے۔ البتہ اگر طلاق[(2)] رجعی دی ہو اور عدت کے اندر مرے تو حصہ پاوے گی۔

مسئلہ ۳: بیماری[2] کی حالت میں عورت سے کہا اگر تو گھر سے باہر جائے تو تجھ کو بائن طلاق ہے۔ پھر عورت باہر گئی تو طلاق بائن پڑ گئی تو اس صورت میں حصہ نہ پاوے گی کہ اس نے خود ایسا کام کیوں کیا جس سے طلاق پڑی۔ اور اگر یوں کہا اگر تو کھانا کھاوے تو تجھ کو طلاق بائن ہے یا یوں کہا اگر تو نماز پڑھے تو تجھ کو طلاق بائن ہے ایسی صورت میں اور وہ عدت کے اندر مر جائے گا تو عورت کو حصہ ملے گا کیونکہ عورت کے اختیار سے طلاق نہیں پڑی۔ کھانا کھانا اور نماز پڑھنا ضروری ہے اس کو کیسے چھوڑتی۔ اور اگر طلاق رجعی دی ہو تو پہلی صورت میں بھی عدت کے اندر اندر مرنے سے حصہ پاوے گی۔ غرض طلاق رجعی میں بہر حال حصہ ملتا ہے بشرطیکہ عدت کے اندر مرا ہو۔

مسئلہ ۴: کسی[2] بھلے چنگے آدمی نے کہا جب تو گھر سے باہر نکلے تو تجھ کو طلاق بائن ہے پھر جس وقت وہ گھر سے باہر نکلی اس وقت وہ بیمار تھا اور اسی بیماری میں عدت کے اندر مر گیا تب بھی حصہ نہ پاوے گی۔

مسئلہ ۵: تندرستی[4] کے زمانہ میں کہا جب تیرا باپ پردیس سے آوے تو تجھ کو بائن طلاق۔ جب وہ پردیس سے آیا اس وقت مرد بیمار تھا اور اسی بیماری میں مر گیا تو حصہ نہ پاوے گی۔ اور اگر بیماری کی حالت میں یہ کہا ہو اور اسی میں عدت کے اندر مر گیا ہو تو حصہ پاوے گی۔

باب شانزدہم — طلاق رجعی میں رجعت کر لینے یعنی روک رکھنے کا بیان

مسئلہ ۱: جب[5] کسی نے رجعی ایک طلاق یا دو طلاقیں دیں تو عدت ختم ہونے سے پہلے پہلے مرد کو اختیار ہے کہ اس کو روک رکھے پھر سے نکاح کرنے کی ضرورت نہیں۔ اور عورت چاہے راضی ہو یا راضی نہ ہو اس کو کچھ اختیار نہیں ہے اور اگر تین طلاقیں دے دیں تو اس کا حکم اوپر بیان ہو چکا اس میں یہ اختیار نہیں ہے۔

مسئلہ ۲: رجعت[6] کرنے یعنی روک رکھنے کا طریقہ[(3)] یہ ہے کہ یا تو صاف صاف زبان سے کہہ دے کہ میں تجھ کو پھر رکھے لیتا ہوں تجھ کو نہ چھوڑوں گا۔[(4)] یا یوں کہہ دے کہ میں اپنے نکاح[(5)] میں تجھ کو رجوع کرتا ہوں یا عورت سے نہیں کہا کسی اور سے کہا کہ میں نے اپنی بی بی

۱: وان طلقها ثلثا با مرها او قال لها اختاری فاختارت نفسها او اختلعت منه ثم مات وهی فی العدة تر ثه وان قالت طلقنی للرجعة فطلقها ثلثا ورثه ۱۲ شرح البدایه ج ۲ ص ۳۷۱ وفتاوی هندیه ج ۲ ص ۴۸۳۔

۲: واذا قال الرجل لا مرأ ته وهو صحیح اذا جاء راس الشهر او اذا دخلت الدار او اذا صلی فلان الظهر او اذا دخل فلان الدار فانت طالق فکانت هذه الا شیاء والزوج مریض لم ترث وان کان القول فی المرض ورثت الا فی قوله اذا دخلت الدار ۱۲ شرح البدایه ج ۲ ص ۳۷۲ وفتاوی هندیه ج ۲ ص ۴۸۶۔

۳: دیکھو حاشیہ مسئلہ نمبر ۳ باب ہذا۔

۴: وان علقه بفعل لحنبی یعتبر فیه وقت الحنث والیمین جمیعا ان کان مریضاً فی الحالین ورثت والا فلا سواء کان له منه بدا ولم یکن کما اذا قدم فلان ۱۲ فتاوی هندیه ص ۴۸۶ ج ۲ و شرح البدایه ج ۲ ص ۳۷۲۔

۵: واذا طلق الرجل امراء ته تطلیقة رجعیة او تطلیقتین فله ان یرا جعها فی عد تها رضیت بذلك اولم ترض ۱۲ شرح البدایه ص ۳۷۴ ج ۲۔

۶: فاذا راجعها بالقول (الی ان قال) نحوان یقول لها راجعتك او راجعت امراء تی اور ددتك او امسکتك فهذه یصیر مراجعاً بها بلانیة مختصراً فتاویٰ هندیه ص ۴۸۹ ج ۲ وشرح البدایه ص ۳۷۵ ج ۲۔

(۱) اس سے مراد طلاق بائن ہے ۱۲

(۲) خواہ خود یا عورت کے مانگنے سے اور خواہ اس نے رجعی مانگی ہو یا بائن مانگی ہو ۱۲۔

(۳) رجعت کا طریقہ موافق سنت یہ ہے کہ زبان سے رجعت کے الفاظ کہے اور دو گواہ کر لے ۱۲

(۴) اگر صرف لفظ "تجھ کو نہ چھوڑوں گا" کہا تو رجعت نہ ہوگی۔ اور اگر یہ الفاظ "پھر تجھ کو رکھے لیتا ہوں" کے ساتھ کہے تو رجعت ہو جاوے گی ۱۲

(۵) یہ لفظ اس سے پہلے نسخوں میں غلط چھپ گیا ہے یہاں صحیح کر دیا گیا ۱۲

کو پھر رکھ لیا اور طلاق (۱) سے باز آیا۔ بس اتنا کہہ دینے سے وہ پھر اس کی بی بی ہو گئی۔

نوٹ: رجعت کا ایک طریقہ ص ۴۹ پر درج ہے ۱۲۔

مسئلہ ۳ جب[۱] عورت کا روک رکھنا منظور ہو تو بہتر ہے کہ دو چار لوگوں کو گواہ بنا لے کہ شاید کبھی کچھ جھگڑا پڑے تو کوئی مکر نہ سکے۔ اگر کسی کو گواہ نہ بنایا تنہائی میں ایسا کر لیا تب بھی صحیح ہے۔ مطلب تو حاصل ہی ہو گیا۔

مسئلہ ۴ اگر[۲] عورت کی عدت گذر چکی تب ایسا کرنا چاہا تو کچھ نہیں ہو سکتا۔ اب اگر عورت منظور کرے اور راضی ہو تو پھر سے نکاح کرنا پڑے گا بے نکاح کئے نہیں رکھ سکتا۔ اگر وہ رکھے بھی تو عورت کو اس کے پاس رہنا درست نہیں۔

نوٹ: مسئلہ نمبر ۵ و نمبر ۶ و نمبر ۷ ص ۴۹، ۵۰ پر درج کئے گئے ۱۲۔

مسئلہ ۸ جس[۳] عورت کو ایک یا دو طلاق رجعی ملی ہوں جس میں مرد کو طلاق سے باز آنے کا اختیار ہوتا ہے ایسی عورت کو مناسب ہے کہ خوب بناؤ سنگار کر کے رہا کرے کہ شاید مرد کا جی اس کی طرف جھک پڑے اور رجعت کر لے۔ اور مرد کا قصداً اگر باز آنے کا نہ ہو تو اس کو مناسب ہے کہ جب گھر میں آوے تو کھانس کھنکار کے آوے کہ وہ اپنا بدن اگر کچھ کھلا ہو تو ڈھک لیوے اور کسی بے موقع جگہ نگاہ (۲) نہ پڑے۔ اور جب عدت پوری ہو چکے تو عورت کہیں اور جا کے رہے۔

مسئلہ ۹ اگر[۴] ابھی رجعت نہ کی ہو تو اس عورت کو اپنے ساتھ سفر میں لے جانا جائز نہیں اور اس عورت کو اس کے ساتھ جانا بھی درست نہیں۔

مسئلہ ۱۰ جس[۵] عورت کو ایک یا دو طلاق بائن دیدی جس میں روک رکھنے کا اختیار نہیں ہوتا اس کا حکم یہ ہے کہ اگر کسی اور مرد سے نکاح کرنا چاہے تو عدت کے بعد نکاح کرے۔ عدت کے اندر نکاح درست نہیں۔ اور خود اسی سے نکاح کرنا منظور ہو تو عدت کے اندر بھی ہو سکتا ہے۔

نوٹ: بی بی کے پاس نہ جانے کی قسم کھانے کا بیان ص ۵۰ پر درج کیا گیا ہے۔

باب ہفت و ہم

خلع کا بیان

مسئلہ ۱ اگر[۶] میاں بی بی میں کسی طرح نباہ نہ ہو سکے اور مرد طلاق بھی نہ دیتا ہو تو عورت کو جائز ہے کہ کچھ مال دے کر یا اپنا مہر دے کر اپنے مرد سے کہے کہ اتنا روپیہ لے کر میری جان چھوڑ دے۔ یا یوں کہے جو میرا مہر تیرے ذمہ ہے اس کے عوض میں میری جان چھوڑ دے۔ اس کے

۱: وندب الا شہا د علیہا بان یقول لا ثنین من المسلمین اشہدا انی قد راجعت امراء تی کیلا یقع التجا حد بینہما کالا شہاد بالبیع ولو لم یشہد ہا علیہا صحت ا ہ مجمع الا نہر ص ۴۳۳ ج ۱۔

۲: فالحا صل ان للرجعۃ شروطا الی قولہ ومنہا کون المراء ۃ فی العدۃ ۱۲ فغیر المعتدۃ لا تراجع سواء کان لا نقضا ئہا او لعدم وجوبہا ا ہ شرح ملتقی ص ۴۳۲ ج ۱ ففی الحرۃ فی ما دون الثلاث التدارک نکاح جدیدا ہ شاھی ص ۲۵۷ ج ۲۔

۳: والمطلقۃ الرجعیۃ تتشوف وتتزین اذا کانت الرجعۃ مرجوۃ فان کانت لا ترجوھا لشدۃ بغضہ لہا فانہا لا تفعل کما فی الکافی وغیرہ لکن فی المبسوط والتزین مندوب مطلقا وندب ان لا یدخل علیہا حتی یعلمہا با لتنحنح وما یشبہ ان لم یقصد رجعتہا کی لا یقع بصرہ علی موضع یصیرہ مرا جعا فیحتاج الی طلا قہا فتطول علیہا العدۃ فیلزم الضرر بذلک ۱۲ مجمع الانہر ص ۴۳۷ ج ۱۔

۴: ولیس لہ ان یسا فر بہا حتی یشہد علی رجعتہا و کذا لا یحل اخراجہا الی مادون السفر و کما یکرہ السفر بہا یکرہ الخلوۃ وقال السرخسی یکرہ الخلوۃ اذا لم یامن غشیا نہا ۱۲ فتاوی ہندیہ ص ۴۹۳ ج ۲۔

۵: واذا کا ن الطلاق بائنا دون الثلث فلہ ان یتزوجہا فی العدۃ وبعد انقضا ئہا ومنع الغیر فی العدۃ لا شتباہ النسب ۱۲ شرح البدایہ ص ۳۷۹ ج ۲۔

۶: ھو ازالۃ ملک النکاح المتوقفہ علی قبو لہا بلفظ الخلع او مافی معناہ ولا باس بہ عند الحاجۃ للشقا ق بعدم الوفاق بما یصلح للمہر وھو یمین فی جانبہ فلا یصح رجوعہ عنہ قبل قبولہا ولا یصح شرط الخیار لہ ولا یقتصر علی المجلس ای مجلسہ و یقتصر قبو لہا علی مجلس علمہا وفی جا نبہا معا وضۃ بمال فصح رجوعہا قبل قبولہ ای اذا کان الا بتداء منہا بان قالت اختلعت نفسی منک بکذا فلہا ان ترجع عنہ قبل قبول الزوج ویبطل بقیا مہا عن المجلس وبقیا مہ ایضا ولا یتوقف علی ماوراء المجلس بان کان الزوج غائبا حتی لو بلغہ وقبل لم یصح وصح شرط الخیا رلہا ویقتصر علی المجلس ۱۲ در مختار ورد المحتار ص ۲۴۴ ج ۱۔

(۱) اگر صرف لفظ "میں طلاق سے باز آیا" کہا تو مفید رجعت نہیں۔ اور اگر لفظ "اپنی بیوی کو پھر رکھ لیا" کے ساتھ کہا تو رجعت ہو جاوے گی ۱۲۔

(۲) کیونکہ شرمگاہ کے اندرونی حصہ پر بشہوت نظر کرنے سے رجعت ہو جاتی ہے۔ سو چونکہ اس کا ارادہ رجعت کا نہیں ہے اس لئے اس کی احتیاط رکھی جاوے کہ نگاہ بھی نہ پڑنے پاوے ۱۲۔

جواب میں مرد کہے میں نے چھوڑ دی تو اس سے عورت پر ایک طلاق بائن پڑ گئی۔ روک رکھنے کا اختیار مرد کو نہیں ہے البتہ اگر مرد نے اسی جگہ بیٹھے بیٹھے جواب نہیں دیا کہ اٹھ کھڑا ہوا یا مرد تو نہیں اٹھا عورت اٹھ کھڑی ہوئی تب مرد نے کہا اچھا میں نے چھوڑ دی تو اس سے کچھ نہیں ہوا۔ جواب سوال دونوں ایک ہی جگہ ہونے چاہئیں۔ اس طرح جان چھڑانے کو شرع میں خلع کہتے ہیں۔

مسئلہ ۲ مرد[1] نے کہا میں نے تجھ سے خلع کیا۔ عورت نے کہا میں نے قبول کیا تو خلع ہو گیا۔ البتہ اگر عورت نے اسی جگہ جواب نہ دیا ہو وہاں سے کھڑی ہو گئی ہو یا عورت نے قبول ہی نہیں کیا تو کچھ نہیں ہوا۔ لیکن[2] عورت اگر اپنی جگہ بیٹھی رہی اور مرد یہ کہہ کر کھڑا ہوا اور عورت نے اس کے اٹھنے کے بعد قبول کیا تب بھی خلع ہو گیا۔

مسئلہ ۳ مرد[3] نے فقط اتنا کہا میں نے تجھ سے خلع کیا اور عورت نے قبول کر لیا روپے پیسے کا ذکر نہ مرد نے کیا نہ عورت نے تب بھی جو حق مرد کا عورت پر ہے اور جو حق عورت کا مرد پر ہے سب معاف ہوا۔ اگر مرد کے ذمے مہر باقی ہو تو وہ بھی معاف ہو گیا۔ اور اگر عورت پا چکی ہے تو خیر اب اس کا پھیرنا واجب نہیں البتہ عدت کے ختم ہونے تک روٹی کپڑا اور رہنے کا گھر دینا پڑے گا۔ ہاں اگر عورت نے کہہ دیا ہو کہ عدت کا روٹی کپڑا اور رہنے کا گھر بھی تجھ سے نہ لوں گی تو وہ بھی معاف ہو گیا۔

مسئلہ ۴ اور[4] اگر اس کے ساتھ کچھ مال کا بھی ذکر کر دیا جیسے یوں کہا سو روپے کے عوض میں نے تجھ سے خلع کیا پھر عورت نے قبول کر لیا تو خلع ہو گیا اب عورت کے ذمے سو روپے دینے واجب ہو گئے۔ اپنا مہر پا چکی ہو تب بھی سو روپے دینے پڑیں گے اور اگر مہر ابھی نہ پایا ہو تب بھی دینے پڑیں گے اور مہر بھی نہ ملے گا کیونکہ وہ بوجہ خلع معاف ہو گیا۔

مسئلہ ۵ خلع[5] میں اگر مرد کا قصور ہو تو مرد کو روپیہ اور مال لینا یا جو مہر مرد کے ذمے ہے اس کے عوض میں خلع کرنا بڑا گناہ ہے اور حرام ہے۔ اگر کچھ مال لے لیا تو اس کو اپنے خرچ میں لانا بھی حرام ہے۔ اور اگر عورت ہی کا قصور ہو تو جتنا مہر دیا ہے اس سے زیادہ مال نہ لینا چاہئے۔ بس مہر ہی کے عوض میں خلع کر لے۔ اگر مہر سے زیادہ لے لیا تو بھی خیر بیجا تو ہوا لیکن کچھ گناہ نہیں۔

مسئلہ ۶ عورت[6] خلع کرنے پر راضی نہ تھی۔ مرد نے اس پر زبردستی کی اور خلع کرنے پر مجبور کیا یعنی مار پیٹ کر دھمکا کر خلع کیا تو طلاق پڑ گئی لیکن مال عورت پر واجب نہیں ہوا۔ اور اگر مرد کے ذمے مہر باقی ہو تو وہ بھی معاف نہیں ہوا۔

مسئلہ ۷ یہ[7] سب باتیں اس وقت ہیں جب خلع کا لفظ کہا ہو یا یوں کہا ہو سو روپے پر یا ہزار روپے کے عوض میں میری جان چھوڑ دے یا یوں کہا میرے مہر کے عوض میں مجھ کو چھوڑ دے اور اگر اس طرح نہیں کہا بلکہ طلاق کا لفظ کہا جیسے یوں کہے سو روپے کے عوض میں مجھے طلاق دے دے تو اس کو خلع نہ کہیں گے اگر مرد نے اس مال کے عوض طلاق دے دی تو ایک طلاق بائن پڑ گئی اور اس میں کوئی حق معاف نہیں

۱: دیکھئے حاشیہ نمبر ۶ صفحہ گذشتہ

۲: ولو بداء هو فقال خالعتك على الف اعتبر مجلسها دونه فلو ذهب ثم قبلت فى مجلسها ذلك صح ۱۲ در مختار ص ۸۷۰۔

۳: ويسقط الخلع والمباراة اى الا براء عن الجانبين كل حق ثابت وقتهما اى وقت الخلع والمباراة لكل منهما على الا خر مما يتعلق بذلك النكاح الا نفقة العدة سكنا ها فلا يسقطان الا اذا نص عليها اى على النفقة فى الخلع فتسقط النفقة لا السكنى لانها حق الشرع لان سكنا ها فى غير بيت الطلاق معصية الا اذا ابرائه عن مئونة السكنى فيصح بان كانت ساكنة فى بيت نفسها او تعطى الا جرة من مالها فيصح التزامها ذلك لكن مقتضى هذا انه لا بد من التصريح بمونة السكنى مع انه ذكر فى الفتح وغيره فى فصل الا حداد ولو اختلعت على ان لا سكنى لها فان مؤنة السكنى تسقط عن الزوج ويلزمها ان تكترى بيت الزوج ولا يحل لها ان تخرج منه ا ه شرح التنوير ورد المحتار ج ۲ ص ۸۷٦ ان لم يسميا شيئا برى كل منهما من الا خر قبضت المهرام لا دخل بها ام لا ۔ شامى ج ۲ ص ۵۷۰۔

٤: فلا باس بان تفتدى نفسها منه بمال يخلعها فاذا فعل ذلك وقع بالخلع تطليقة بائنة ولزمها المال ۱۲ هدايه ج ۲ ص ۳۸٤۔

۵: وان كان النشوز من قبله يكره له ان ياخذ منها عوضا وان كان النشوز منها كرهنا له ان ياخذ منها اكثر مما اعطاها ولو اخذ الزيادة جاز فى القضاء ۱۲ هدايه ج ۲ ص ۳۸٤ عالمگيرى ج ۲ ص ۵۰۸۔

٦: اكرهها الزوج عليه تطلق بلا مال ۱۲ در مختار ج ۱ ص ۲٤٦۔

۷: ولو طلقها على مال فقبلت وقع الطلاق ولزمها المال وكان الطلاق بائنا ۔ هدايه ج ۲ ص ۳۸۵ الطلاق على مال خارج عن الخلع المسقط للحقوق ۱۲ رد المحتار ص ۸٦۵ ج ۲۔

ہوا نہ وہ حق معاف ہوئے جو مرد کے اوپر ہیں نہ وہ جو عورت پر ہیں۔ مرد نے اگر مہر نہ دیا ہو تو وہ بھی معاف نہیں ہوا۔ عورت اس کی دعویدار ہو سکتی ہے اور مرد یہ سو روپے عورت سے لے لے گا۔

مسئلہ ۸ مرد[1] نے کہا میں نے سو روپے کے عوض میں طلاق دی تو عورت کے قبول کرنے پر موقوف ہے۔ اگر نہ قبول کرے تو نہ پڑے گی اور اگر قبول کرلے تو ایک طلاق بائن پڑ گئی۔ لیکن اگر جگہ بدل جانے کے بعد قبول کیا تو طلاق نہیں پڑی۔

مسئلہ ۹ عورت[2] نے کہا مجھے طلاق دے دے مرد نے کہا تو اپنا مہر وغیرہ اپنے سب حق معاف کردے تو طلاق دے دوں۔ اس پر عورت نے کہا اچھا میں نے معاف کیا اس کے بعد مرد نے طلاق نہیں دی تو کچھ معاف نہیں ہوا۔ اور اگر اسی مجلس(۱) میں طلاق دے دی تو معاف ہو گیا۔

مسئلہ ۱۰ عورت[3] نے کہا تین سو روپے کے عوض میں مجھ کو تین طلاقیں دے دے۔ اس پر مرد نے ایک ہی طلاق دی تو فقط ایک سو روپے مرد کو ملے گا۔ اور اگر دو طلاقیں دی ہوں تو دو سو روپے اور اگر تینوں دے دیں تو پورے تین سو روپے عورت سے دلائے جائیں گے اور سب صورتوں میں طلاق بائن پڑے گی۔ کیونکہ مال کا بدلہ ہے۔

مسئلہ ۱۱ نابالغ[4] لڑکا اور دیوانہ پاگل آدمی اپنی بی بی سے خلع نہیں کر سکتا۔

نوٹ: بی بی کو ماں کے برابر کہنے کا بیان ص ۵۱ پر اور کفارہ کا بیان ص ۵۳ پر اور لعان کا بیان ص ۵۴ پر درج ہیں ۱۲۔

باب ہشت و ہم میاں کے لاپتہ ہو جانے کا بیان

جس کا شوہر بالکل لاپتہ ہو گیا معلوم نہیں مر گیا یا زندہ ہے تو وہ عورت اپنا دوسرا نکاح نہیں کر سکتی بلکہ انتظار کرتی رہے کہ شاید آجاوے۔ جب انتظار کرتے کرتے اتنی مدت گذر جاوے کہ شوہر کی عمر نوے برس کی ہو جاوے تو اب حکم لگاویں گے کہ وہ مر گیا ہوگا۔ سو اگر وہ عورت ابھی جوان ہو اور نکاح کرنا چاہے تو شوہر کی عمر نوے(۲) برس کی ہونے کے بعد عدت پوری کر کے نکاح کر سکتی ہے مگر شرط(۳) یہ ہے کہ اس پر لاپتہ مرد کے مرنے کا حکم کسی شرعی حاکم نے لگایا ہو[5]۔

نوٹ: عدت کا بیان اور موت کی عدت کا بیان ص ۵۵ پر درج کیا گیا ۱۲۔

۱: ولو قال انت طالق على الف فقبلت طلقت وعليها الالف وهو كقوله انت طالق بالف ولا بد من القبول في الوجهين والعوض لا يجب بدون قبوله والطلاق بائن ۱۲ هدايه ج ۲ ص ۳۸۷ شامي ج ۲ ص ۵۵۸۔

۲: طلبت منه طلاقها فقال بريني عن كل حق لك حتى اطلقك فقالت ابرائتك عن كل حق للنساء على الزوج فقال الزوج في فوره طلقتك واحدة وهي مدخول بها تقع بائنة وعلى هذا يكون ابراء بشرط فاذا لم يطلقها لم يبرأ الى قوله فقد ظهر لك ان صحة هذه البراءة موقوفة على الطلاق فوراً اى في المجلس ۱۲ شامي ج ۲ ص ۵۶۶۔

۳: واذا قالت طلقني ثلثا بالف فطلقها واحدة فعليها ثلث الالف لانها لما طلبت الثلث بالالف فقد طلبت كل واحدة بثلث وهذا لان حرف الباء تصحب الاعواض والعوض ينقسم على المعوض والطلاق بائن لوجوب المال ۱۲ هدايه ج ۲ ص ۳۸۶۔

۴: وشرطه كالطلاق وهو اهلية الزوج وكون المرأة محلا للطلاق ۱۲ شامي ج ۲ ص ۵۵۸۔

۵: هو الذي غاب عن اهله او بلده ولا يدرى احي هوا و ميت ولا يعلم له مكان ومضى على ذلك زمان لا يفرق بينه وبين امرأته وحكم بموته بمضى تسعين سنة واذا حكم بموته اعتدت عدة الوفاة من ذلك الوقت ۱۲ عالمگيری مختصراً ج ۲ ص ۹۱۵ هدايه ج ۲ ص ۶۰۲۔

(۱) اسی مجلس کی قید اس مرتبہ اضافہ ہوئی۔ ۱۲

(۲) لیکن آج کل شدت ضرورت کی وجہ سے علماء نے امام مالک صاحبؒ کے مذہب پر فتویٰ دے دیا ہے۔ ان کے نزدیک اتنی مدت شرط نہیں۔ اگر کسی کو ضرورت ہو تو علماء سے مفصل طور سے معلوم کر کے اس پر عمل کر سکتا ہے یہاں پر تفصیل سے لکھنے کی گنجائش نہیں ۱۲ ف۔ نیز ایک رسالہ "الحیلۃ الناجزۃ للحلیلۃ العاجزۃ" میں اس مسئلہ اور اس قسم کے دوسرے ضروری مسائل کو کہ جن میں امام مالکؒ کے مذہب پر فتویٰ دینے کی گنجائش ہے تفصیل سے لکھا گیا اور علماء تھانہ بھون و دیوبند وسہارنپور کے اس پر متفقہ دستخط ہیں اس کو بھی ایسی ضرورت کے وقت بغور دیکھنا ضروری ہے ۱۲

(۳) لفظ مگر شرط یہ ہے سے لفظ لگایا ہو تک پہلے حاشیہ میں تھے اس مرتبہ داخل متن ہوئے ۱۲ شبیر علی۔

باب نوزدہم سوگ کرنے کا بیان

مسئلہ۱ جس[1] عورت کو طلاق رجعی ملی ہے اس کی عدت تو فقط یہی ہے کہ اتنی مدت تک گھر سے باہر نہ نکلے نہ کسی اور مرد سے نکاح کرے۔ اس کو بناؤ سنگار وغیرہ درست ہے اور جس کو تین طلاقیں مل گئیں یا ایک طلاق بائن ملی یا اور کسی طرح سے نکاح ٹوٹ گیا یا مرد مر گیا۔ ان سب صورتوں کا حکم یہ ہے کہ جب تک عدت میں رہے تب تک نہ تو گھر سے باہر نکلے نہ اپنا دوسرا نکاح کرے نہ کچھ بناؤ سنگار کرے یہ سب باتیں اس پر حرام ہیں۔ اس سنگار نہ کرنے اور میلے کچیلے رہنے کو سوگ کہتے ہیں۔

مسئلہ۲ جب تک[2] عدت ختم نہ ہو تب تک خوشبو لگانا، کپڑے بسانا، زیور گہنا پہننا، پھول پہننا، سرمہ لگانا، پان کھا کر منہ لال کرنا، مسی ملنا، سر میں تیل ڈالنا، کنگھی کرنا، مہندی لگانا، اچھے کپڑے پہننا، ریشمی اور رنگے ہوئے بہاردار کپڑے پہننا، یہ سب باتیں حرام ہیں۔ البتہ اگر بہاردار نہ ہوں تو درست ہے چاہے جیسا رنگ ہو مطلب یہ ہے کہ زینت کا کپڑا نہ ہو۔

مسئلہ۳ سر[3] میں درد ہونے کی وجہ سے تیل ڈالنے کی ضرورت پڑے تو جس میں خوشبو نہ ہو وہ تیل ڈالنا درست ہے۔ اس طرح دوا کے لئے سرمہ لگانا بھی ضرورت کے وقت درست ہے۔ لیکن رات کو لگاوے اور دن کو پونچھ ڈالے۔ اور سر ملنا اور نہانا بھی درست ہے۔ ضرورت کے وقت کنگھی کرنا بھی درست ہے جیسے کسی نے سر ملایا جوں پڑ گئی۔ لیکن پٹی نہ جھکاوے نہ باریک کنگھی(۱) سے کنگھی کرے۔ جس میں بال چکنے ہو جاتے ہیں۔ بلکہ موٹے دندانے والی کنگھی کرے کہ خوبصورتی نہ آنے پاوے۔

مسئلہ۴ سوگ[4] کرنا اسی عورت پر واجب ہے جو بالغ ہو۔ نابالغ لڑکی پر واجب نہیں۔ اس کو یہ سب باتیں درست ہیں۔ البتہ گھر سے نکلنا اور دوسرا نکاح کرنا اس کو بھی درست نہیں۔

مسئلہ۵ جس[5] کا نکاح صحیح نہیں ہوا تھا بے قاعدہ ہو گیا تھا وہ توڑ دیا گیا یا مرد مر گیا تو ایسی عورت پر بھی سوگ کرنا واجب نہیں۔

مسئلہ۶ شوہر[6] کے علاوہ کسی اور کے مرنے پر سوگ کرنا درست نہیں۔ البتہ اگر شوہر منع نہ کرے تو اپنے عزیز اور رشتہ دار کے مرنے پر بھی تین دن تک بناؤ سنگار چھوڑ دینا درست ہے۔ اس سے زیادہ بالکل حرام ہے اور اگر منع کرے تو تین دن بھی نہ چھوڑے۔

۱: وعلی المبتوتة والمتوفی عنها زوجها اذا کانت بالغة مسلمة الحداد۔ والحداد ان تترك الطیب والزینة والکحل والدهن المطیب وغیر المطیب الا من عذر ۱۲ هدایه ص ۴۰۷ ج ۲۔

۲: اذا کانت معتدة بت او موت تترك الزینة بحلی او حریر او امتشاط بضیق الا سنان والطیب والدهن والکحل والحناء ولبس المعصفر والمز عفرو المصبوغ بمغرة او ورس الا بعذر ولا باس باسو دوا زرق و معصفر خلق لا رائحة له ۱۲ در مختار ج ۱ ص ۲۵۹ عالمگیری ج ۲ ص ۵۴۰۔

۳: والدهن لا یعری عن نوع طیب وفیه زینة الشعر ولهذا یمنع المحرم عنه قال الا من عذر لان فیه ضرورة والمراد الدواء لا الزینة ولو اعتادت الدهن فخافت وجعا فان کان ذلك امر اظاهرا یباح لها لان الغالب کالواقع وکذا لبس الحریر اذا احتاجت الیه لعذر لا باس به ۱۲ هدایه ج ۲ ص ۴۰۸ ان امتشطت بالطرف الذی اسنانه منفرجة لا باس به وانما یکره الا متشاط بالطرف الا خر لان ذلك یکون للزینة وانما یلزمها الا جتناب فی حالة الا ختیار اما فی حالة الا ضطرار فلا باس بها ان اشتکت راسها وعینها فصبت علیها الدهن او اکتحلت لا جل المعالجة فلا باس به لو اعتادت الدهن فخافت وجعا یحل بها لو لم تفعل فلا باس به اذا کان الغالب هو الحلول ولا تلبس الحریر لان فیه زینة الا لضرورة مثل ان یکون بها حکة او قملة ۱۲ فتاویٰ هندیه ص ۵۴۹ ج ۲۔

۴: ولا حداد علی کافرة ولا علی صغیرة ۔ ولا یجوز للمطلقة الرجعیة والمبتوتة الخروج من بیتها لیلاً ولا نهارا ۱۲ هدایه ج ۲ ص ۴۰۸ در مختار ج ۱ ص ۲۵۹۔

۵: ولا فی عدة النکاح الفاسد حداد ۱۲ هدایه ج ۲ ص ۴۰۸ در مختار ج ۱ ص ۲۵۹۔

۶: للحدیث الصحیح لا یحل لا مراة تو من بالله والیوم الا خران تحد فوق ثلث الا علی زوجها ۱۲ شامی ج ۲ ص ۶۱۸ وفی الدر ویباح الحداد علی قرابة ثلثة ایام فقط وللزوج منعها ج ۱ ص ۲۵۹

(۱) یعنی جس وقت موٹی کنگھی سے ضرورت رفع ہو جائے اس وقت باریک کنگھی نہ کرے کیونکہ باریک کنگھی سے خوبصورتی پیدا ہوتی ہے پس اگر ضرورت نہیں ہے تو حصول زینت کے سبب ممنوع ہوگی اور اگر ضرورت ہے تو زینت کے مقصود نہ ہونے کے سبب جائز ہوگی۔ لعل هذا هو محمل کلام المبسوط والحدیث فیند فع به بحث الفتح وتقیید الجوهرة فتنبه له ۱۲ صحح الاغلاط۔

باب بستم — روٹی کپڑے کا بیان

مسئلہ۱ بی بی کا روٹی کپڑا مرد کے ذمہ واجب ہے۔ عورت چاہے کتنی ہی مالدار ہو مگر خرچ مرد ہی کے ذمہ ہے اور رہنے کے لئے گھر دینا بھی مرد کے ہی ذمہ ہے۔

مسئلہ۲ نکاح ہو گیا لیکن رخصتی نہیں ہوئی تب بھی روٹی کپڑے کی دعویدار ہو سکتی ہے۔ لیکن اگر مرد نے رخصت کرانا چاہا۔ پھر بھی رخصتی نہیں ہوئی تو روٹی کپڑا پانے کی مستحق نہیں۔

نوٹ: مسئلہ نمبر ۳ ص ۷۵ پر درج کیا گیا ہے۔

مسئلہ۴ جتنا مہر پہلے دینے کا دستور ہے وہ مرد نے نہیں دیا اس لئے وہ مرد کے گھر نہیں جاتی تو اس کو روٹی کپڑا دلایا جاوے گا۔ اور اگر یوں ہی بے وجہ مرد کے گھر نہ جاتی ہو تو روٹی کپڑا پانے کی مستحق نہیں ہے۔ جب سے جاوے گی تب سے دلایا جاوے گا۔

مسئلہ۵ جتنے زمانہ تک شوہر کی اجازت سے اپنے ماں باپ کے گھر رہے اتنے زمانہ کا روٹی کپڑا بھی مرد سے لے سکتی ہے۔

مسئلہ۶ عورت بیمار پڑ گئی تو بیماری کے زمانہ کا روٹی کپڑا پانے کی مستحق ہے چاہے مرد کے گھر بیمار پڑے یا اپنے میکے میں۔ لیکن اگر بیماری کی حالت میں مرد نے بلایا پھر بھی نہیں آئی تو اب اس کے پانے کی مستحق نہیں رہی اور بیماری کی حالت میں فقط روٹی کپڑے کا خرچ ملے گا۔ دوا علاج حکیم طبیب کا خرچہ مرد کے ذمہ واجب نہیں۔ اپنے پاس سے خرچ کرے۔ اگر مرد دے دے اس کا احسان ہے۔

مسئلہ۷ عورت حج کرنے گئی تو اتنے زمانہ کا روٹی کپڑا مرد کے ذمہ نہیں۔ البتہ اگر شوہر بھی ساتھ ہو تو اس زمانہ کا خرچ بھی ملے گا لیکن روٹی کپڑے کا جتنا خرچ گھر میں ملتا تھا اتنا ہی پانے کی مستحق ہے جو کچھ زیادہ لگے اپنے پاس سے لگاوے اور ریل اور جہاز وغیرہ کا کرایہ بھی مرد کے ذمے نہیں ہے۔

مسئلہ۸ روٹی کپڑے میں دونوں کی رعایت کی جاوے گی اگر دونوں مالدار ہوں تو امیروں کی طرح کھانا کپڑا ملے گا۔ اور اگر دونوں غریب ہوں تو غریبوں کی طرح اور مرد غریب ہو اور عورت امیر۔ یا عورت غریب ہے اور مرد امیر تو ایسا روٹی کپڑا دیوے کہ امیری سے کم ہو اور غریبی سے بڑھا ہوا ہو۔

مسئلہ۹ عورت اگر بیمار ہے کہ گھر کا کاروبار نہیں کر سکتی یا ایسے بڑے گھر کی ہے کہ اپنے ہاتھ سے پیسنے کوٹنے کھانا پکانے کا کام نہیں کرتی بلکہ

۱: یجب علی الرجل نفقة امرأته المسلمة والذمیة والفقیرة والغنیة دخل بها او لم ید خل کبیرة کانت المراء ة او صغیرة ۱۲ عالمگیری ص ۵۶۰ ج ۲

۲: الکبیر ة اذا طلبت النفقة وهی لم تزف الی بیت الزوج فلها ذلك اذا لم یطا لبها الزوج بالنقلة فان کان الزوج قد طالبها بالنقلة فان لم تمتنع عن الا نتقال الی بیت الزوج فلها النفقة فاما اذا امتنعت عن الا نتقال فان کان الامتنا ع بحق بان امتنعت لتستو فی مهر ها فلها النفقة واذا کان الا متناع بغیر حق بان کان او فاها المهر او کان المهر مؤجلا او وهبته منه فلا نفقة لها ۱۲ فتاوی هندیه ص ۵۶۰ ج ۱۔

۳: الکبیر ة اذا طلبت النفقة وهی لم تزف الی بیت الزوج فلها ذلك اذا لم یطا لبها الزوج بالنقلة فان کان الزوج قد طالبها بالنقلة فان کان الزوج قد طالبها بالنقلة فان لم تمتنع عن الا نتقال الی بیت الزوج فلها النفقة فاما اذا امتنعت عن الا نتقال فان کان الامتنا ع بحق بان امتنعت لتستو فی مهر ها فلها النفقة واذا کان الا متنا ع بغیر حق بان کان او فاها المهر او کان المهر مؤجلا او وهبته منه فلا نفقة لها ۱۲ فتاوی هندیه ص ۵۶۰ ج ۱۔

۵،٤: ولو هی فی بیت ابیها اذا لم یطا لبها الزوج بالنقلة او مرضت فی بیت الزوج فان لها النفقة وکذا لو مرضت ثم الیه نقلت او فی منزلها بقیت ولنفسها ما منعت لا یلزمه مدا واتها ای اتیانه لها بدواء المرض ولا اجرة الطبیب ولا الفصد ولا الحجامة ۱۲ شرح التنویر ورد المحتار بحذف ص ۹۹۸ ج ۲۔

٦: فان حجت بلا محرم ولا زوج فهی ناشزة وان حجت مع محرم لها دون الزوج فلا نفقة لها فی قولهم جمیعا واما اذا حج الزوج معها فلها النفقة اجماعا ویجب علیه نفقة الحضر دون السفر ولا یجب الکراء ۱۲ عالمگیری ص ۵٦۲ ج ۲۔

۷: وتعتبر فی ذلك حالهما جمیعا وتفسیره انهما اذا کان موسرین تجب نفقة الیسار وان کانا معسرین فنفقة الا عسار وان کانت معسرة والزوج موسرا فنفقتها دون نفقة الموسرات وفوق نفقة المعسرات ۱۲ شرح البدایه ص ٤۱۷ ج ۲۔

۸: امتنعت المراة من الطحن والخبزان کانت ممن لا تخدم او کان بها علة فعلیه ان یاتیها بطعام مهیاً والا بان کانت ممن تخدم نفسها وتقدر علی ذلك لا یجب علیه ویجب علیه الة طحن وانیة شراب وطبخ ککوز وجرة وقدر و مغرفة ۱۲ در مختار ص ۲٦۷، ص ۲٦۸ ج ۱۔

عیب[1] سمجھتی ہے تو پکا پکایا کھانا دیا جاوے گا۔ اور اگر دونوں باتوں میں سے کوئی بات نہ ہو تو گھر کا سب کام کاج اپنے ہاتھ سے کرنا واجب ہے۔ یہ سب کام خود کرے مرد کے ذمہ فقط اتنا ہے کہ چولھا چکی کچا اناج لکڑی کھانے پینے کے برتن وغیرہ لادیوے وہ اپنے ہاتھ سے پکاوے اور کھاوے۔

مسئلہ ۱۰: تیل[1] کنگھی، کھلی، صابون وضو، اور نہانے دھونے کا پانی مرد کے ذمہ ہے۔ اور سرمہ، مسی، پان، تمباکو مرد کے ذمہ نہیں۔ دھوبی کی تنخواہ مرد کے ذمہ نہیں اپنے ہاتھ سے دھوئے اور پہنے اور اگر مرد دے دے اس کا احسان ہے۔

مسئلہ ۱۱: دائی[2] جنائی کی مزدوری اس پر ہے جس نے بلوایا۔ مرد نے بلایا ہو تو مرد پر اور عورت نے بلوایا ہو تو اس پر اور جو بے بلائے آگئی تو مرد پر۔

مسئلہ ۱۲: روٹی[3] کپڑے کا خرچ ایک سال کا یا اس سے کچھ کم زیادہ پیشگی دے دیا اب اس میں سے کچھ لوٹا نہیں سکتا۔

باب بست و یکم

رہنے کے لئے گھر ملنے کا بیان

مسئلہ ۱: مرد[4] کے ذمہ یہ بھی واجب ہے کہ بی بی کے رہنے کے لئے کوئی ایسی جگہ دیوے جس میں شوہر کا کوئی رشتہ دار نہ رہتا ہو بلکہ خالی ہو تا کہ میاں بی بی بالکل بے تکلفی سے رہ سکیں البتہ اگر عورت خود سب کے ساتھ رہنا گوارا کرلے تو ساجھے کے گھر میں بھی رکھنا درست ہے۔

مسئلہ ۲: گھر[5] میں سے ایک جگہ عورت کو الگ کردے کہ وہ اپنا مال اسباب حفاظت سے رکھے اور خود اس میں رہے سہے اور اس کی قفل کنجی اپنے پاس رکھے کسی اور کو اس میں دخل نہ ہو فقط عورت ہی کے قبضے میں رہے تو بس حق ادا ہو گیا۔ عورت کو اس سے زیادہ کا دعویٰ نہیں ہو سکتا اور یہ نہیں کہہ سکتی کہ پورا گھر میرے لئے الگ کردو۔

مسئلہ ۳: جس[6] طرح عورت کو اختیار ہے کہ اپنے لئے کوئی الگ گھر مانگے جس میں مرد کا کوئی رشتہ دار نہ رہنے پاوے فقط عورت ہی کے قبضے میں رہے۔ اسی طرح مرد کو اختیار ہے کہ جس گھر میں عورت رہتی ہے وہاں اس کے رشتہ دروں کو نہ آنے دے نہ ماں کو نہ باپ کو نہ بھائی کو نہ کسی اور رشتہ دار کو۔

مسئلہ ۴: عورت[7] اپنے ماں باپ کو دیکھنے کے لئے ہفتہ میں ایک دفعہ جا سکتی ہے۔ اور ماں باپ کے سوا اور رشتہ داروں کے لئے سال بھر میں ایک دفعہ اس سے زیادہ کا اختیار نہیں۔ اسی طرح اس کے ماں باپ بھی ہفتہ میں فقط ایک مرتبہ یہاں آسکتے ہیں۔ مرد کو اختیار ہے کہ اس سے زیادہ جلدی جلدی نہ آنے دے۔ اور ماں باپ کے سوا اور رشتہ دار سال بھر میں فقط ایک دفعہ آسکتے ہیں۔ اس سے زیادہ آنے کا اختیار نہیں۔ لیکن مرد کو اختیار ہے کہ زیادہ دیر نہ ٹھہرنے دے نہ ماں باپ کو نہ کسی اور کو۔ اور جاننا چاہئے کہ رشتہ داروں سے مطلب وہ رشتہ دار ہیں جن سے نکاح ہمیشہ کے لئے حرام ہے۔ اور جو ایسے نہ ہوں وہ شرع میں غیر کے برابر ہیں۔

۱: ویجب علیه ما تنظف به وتنزیل الو سیخ کالمشط والدهن والسدر والخطمی والا شنان والصابون وعلیه من الماء ماتغسل به ثیابها وبدنها من الوسخ وثمن ماء الاغتسال علی الزوج وکذا ماء وضوءها علیه ۱۲ عالمگیری ج ۲ ص ٥٦٤ در مختار ج ۱ ص ۲٦۸۔

۲: احرة القابلة علی من استاجرها من زوجة اوزوج ولو جاءت بلا استیجار قیل علیه وقیل علیها در ج ۱ ص ۲٦۸ وفی الشامی ویظهر لی ترجیح الاول ج ۲ ص ٦٤۹۔

۳: وان اسلفها نفقة السنة ای عجلها ثم مات لم یسترجع منها بشیئ وهذا عند ابی حنیفة وابی یوسف وقال محمد یحتسب لها نفقة مامضی وما بقی للزوج وعن محمد انها اذا قبضت نفقة الشهرا و ما دونه لا یسترجع منها بشیئ ۱۲ هدایه ج ۲ ص ٤۲۰۔

٤: وعلی الزوج ان یسکنها فی دار مفردة لیس فیها احد من اهله الا ان تختار ذلك لان السکنی من کفایتها فیجب لها کالنفقة وقد اوجبه اللّٰه تعالیٰ مقرونا بالنفقة واذا وجب حقا لها لیس له ان یشرك غیرها فیه لانها تتضرر به فانها لا تامن علی متاعها ویمنعها عن المعاشرة مع زوجها ومن الاستمتاع الا ان تختار لانها رضیت بانتقاص حقها ۱۲ شرح البدایه ج ۲ ص ٤۲۱۔

٥: ولو اسکنها فی بیت من الدار مفردوله غلق کفاها لان المقصود قد حصل ۱۲ هدایه ج ۲ ص ٤۲۱۔

٦: وله ان یمنع والدیها وولدها من غیره واهلها من الدخول علیها لان المنزل ملکه فله حق المنع من دخول ملکه ۱۲ شرح البدایه ج ۲ ص ٤۲۱۔

۷: ولا یمنعها من الخروج الی الوالدین ولا یمنعهما من الدخول علیها فی کل جمعة وفی غیرهما من المحارم فی کل سنة ویمنعهم من الکینونة عندها ۱۲ تنویر ص ۱۰۲۸ ج ۱۔

(۱) یعنی وہاں کے رواج میں لوگ اس کو ہلکی بات سمجھتے ہیں۔

مسئلہ۵ اگر[1] باپ[(۱)] بہت بیمار ہے اور اس کا کوئی خبر لینے والا نہیں تو ضرورت کے موافق وہاں روز جایا کرے اگر باپ بے دین کافر ہو تب بھی یہی حکم ہے بلکہ اگر شوہر منع بھی کرے تب بھی جانا چاہئے۔ لیکن شوہر کے منع کرنے پر جانے سے روٹی کپڑے کا حق نہ رہے گا۔

مسئلہ۶ غیر[2] لوگوں کے گھر نہ جانا چاہئے۔ اگر بیاہ شادی وغیرہ کی کوئی محفل ہو اور شوہر اجازت بھی دے دے تو بھی جانا درست نہیں۔ شوہر اجازت دے گا تو وہ بھی گنہگار ہوگا۔ بلکہ محفل کے زمانہ میں اپنے محرم رشتہ دار کے یہاں جانا بھی درست نہیں۔

مسئلہ۷ جس[3] عورت کو طلاق مل گئی وہ بھی عدت تک روٹی کپڑا اور رہنے کا گھر پانے کی مستحق ہے البتہ جس کا خاوند مر گیا اس کو روٹی کپڑا اور گھر ملنے کا حق نہیں۔ ہاں اس کو میراث سب چیزوں میں ملے گی۔ نوٹ:۔ مسئلہ نمبر ۸ ص ۷۵ پر درج ہے۔

باب بست و دوم لڑکے کے حلالی ہونے کا بیان

مسئلہ۱ جب[4] کسی شوہر والی عورت کے اولاد ہوگی تو وہ اسی کے شوہر کی کہلاوے گی کسی شبہ پر یہ کہنا کہ یہ لڑکا اس کے میاں کا نہیں ہے بلکہ فلانے کا ہے درست نہیں اور اس لڑکے کو حرامی کہنا بھی درست نہیں۔ اگر اسلام کی حکومت ہو تو ایسا کہنے والے کو کوڑے مارے جاویں۔

مسئلہ۲ حمل[5] کی مدت کم سے کم چھ مہینے ہیں اور زیادہ سے زیادہ دو برس یعنی کم سے کم چھ مہینے بچہ پیٹ میں رہتا ہے پھر پیدا ہوتا ہے۔ چھ مہینے سے پہلے نہیں[(۲)] پیدا ہوتا۔ اور زیادہ سے زیادہ دو برس پیٹ میں رہ سکتا ہے اس سے زیادہ پیٹ میں نہیں رہ سکتا ہے۔

مسئلہ۳ شریعت[6] کا قاعدہ ہے کہ جب تک ہو سکے تب تک بچہ کو حرامی نہ کہیں گے جب بالکل مجبوری ہو جاوے تب حرامی ہونے کا حکم لگادیں گے اور عورت کو گنہگار ٹھہراویں گے۔

مسئلہ۴ کسی[7] نے اپنی بی بی کو طلاق رجعی دے دی۔ پھر دو برس سے کم میں اس کے کوئی بچہ پیدا ہوا تو لڑکا اسی شوہر کا ہے اس کو حرامی کہنا درست نہیں۔ شریعت سے اس کا نسب ٹھیک ہے۔ اگر دو برس سے ایک دن بھی کم ہو تب بھی یہی حکم ہے ایسا سمجھیں گے کہ طلاق سے پہلے کا پیٹ ہے اور دو برس تک بچہ پیٹ میں رہا اور اب بچہ ہونے کے بعد اس کی عدت ختم ہوئی اور نکاح سے الگ ہوئی۔ ہاں اگر وہ عورت اس جننے سے پہلے خود ہی اقرار کر چکی ہو کہ میری عدت ختم ہو گئی تو مجبوری ہے اب یہ بچہ حرامی ہے بلکہ ایسی عورت کے اگر دو برس کے بعد

۱: ولو ابو ها زمنا مثلا فاحتا جها فعليها تعاهده ولو كافر اوان ابى الزوج ۱۲ در مختار ج ۱ ص ۲۷۱ وفى الشامى قوله فعليها الخ اى بقدر احتياجه اليها وهذا اذا لم يكن له من يقوم عليه (قوله وان ابى الزوج) وهل لها النفقة الظاهر لا ج ۲ ص ۶۶۵۔

۲: ويمنعها من زيارة الا جانب وعيادتهم والوليمة وان اذن كانا عا صيين ۱۲ درمختار قوله والو ليمة ظاهره ولو كانت عند المحارم لانها تشتمل على جمع فلا تخلو من الفساد عادة اه رد المحتار ج ۲ ص ۱۰۲۸۔

۳: واذا طلق الرجل امراء ته فلها النفقة والسكنى فى عدتها رجعيا كا ن او بائنا ولا نفقة للمتو فى عنها زوجها ۱۲ هدايه ج ۲ ص ۴۲۳۔

۴: يثبت نسب و الدالمنكوحة حقيقة اذا جاء ت به لستة اشهر اواكثر من وقت التزوج باحد الشيئين اما بالسكوت من غير اعتراف ولا نفى له واما بشهادة القابلة عند انكار الو لادة لان الفراش قائم والمدة تامة فوجب القول بثبوته اعترف به او سكت او انكر حتے لو نفا ولا ينتفى الا باللعان ۱۲ بحر ج ۴ ص ۱۶۲۔

۵: واكثر مدة الحمل سنتان لقول عائشة رضى الله عنها الو لد لا يبقى فى البطن اكثر من سنتين ولو بظل مغزل رواه الدار قطنى وظل المغزل مثل لقلته لان ظله حالة الدوران اسرع زوالا من سائرالظلال وهو على حذف المضاف تقديره ولو بقدر ظل مغزل ويروى ولو بفلكة مغزل اى ولو بقدر دوران فلكة مغزل واقلها ستة اشهر لقوله تعالى وحمله وفصاله ثلثون شهر اثم قال وفصاله فى عامين فيبقى للحمل ستة اشهرا ه بحر ج ۴ ص ۱۶۳۔

۶: والحكم فى انه يثبت النسب من غير دعوة ولا ينتفى بمجرد النفى وانما ينتفى باللعان ۱۲ عالمگيرى ج ۲ ص ۵۵۲ وقال عليه السلام الولد للفراش وللعاهر الحجر ۱۲

۷: ويثبت نسب ولد المطلقة الرجعية اذا جاء ت به لسنتين اواكثر مالم تقربا نقضاء عدتها لا حتما ل العلوق فى حالة العدة لجواز انها تكون ممتدة الطهروان جاء ت به لا قل من سنتين بانت من زوجها بانقضاء العدة وثبت نسبه لو جود العلوق فى النكاح اوفى العدة ولا يصير مراجعالا نه يحتمل العلوق قبل الطلاق ويحتمل بعده فلا يصير مراجعا بالشك وان جاء ت به لا كثر من سنتين كانت رجعة لا ن العلوق بعد الطلاق والظاهرانه منه لا نتفاء الزناء منها فيصير بالوطى مراجعا ا ه شرح البدايه ج ۲ ص ۴۱۰۔

(۱) یا ماں یا جن کے ان ہی کی مثل حقوق ہوں ۱۲

(۲) یعنی صحیح وسالم ۱۲ شبیر علی۔

بچہ ہوا اور ابھی تک عورت نے اپنی عدت ختم ہونے کا اقرار نہیں کیا ہے تب بھی وہ بچہ اسی شوہر ہی کا ہے چاہے جے برس میں ہوا ہو۔ اور ایسا سمجھیں گے کہ طلاق دے دینے کے بعد عدت میں صحبت کی تھی اور طلاق سے باز آ گیا تھا اس لئے وہ عورت اب بچہ پیدا ہونے کے بعد اسی کی بی بی ہے اور نکاح دونوں کا نہیں ٹوٹا۔ اگر مرد کا بچہ نہ ہو تو وہ کہہ دے کہ میرا نہیں ہے اور جب انکار کرے گا تو لعان کا حکم ہوگا۔

مسئلہ۵ اگر[۵] طلاق بائن دے دی تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر[1] دو برس کے اندر اندر پیدا ہو تب تو اسی مرد کا ہوگا اور اگر دو برس کے بعد ہو تو وہ حرامی ہے۔ ہاں اگر دو برس کے بعد پیدا ہونے پر بھی مرد دعویٰ کرے کہ یہ بچہ میرا ہے تو حرامی نہ ہوگا اور ایسا سمجھیں گے کہ عدت کے اندر دھوکے سے صحبت کر لی ہوگی اس سے پیٹ رہ گیا۔

مسئلہ۶ اگر[۶] نابالغ لڑکی کو طلاق مل گئی جو ابھی جوان تو نہیں ہوئی لیکن جوانی کے قریب قریب ہو گئی ہے پھر طلاق کے بعد پورے نو مہینے میں بچہ پیدا ہوا تو وہ حرامی ہے اور اگر نو مہینے سے کم میں پیدا ہوا تو شوہر کا ہے۔ البتہ وہ لڑکی عدت کے اندر ہی یعنی تین مہینے سے پہلے اقرار کر لے کہ مجھ کو پیٹ ہے تو وہ بچہ حرامی نہ ہوگا۔ دو برس کے اندر اندر پیدا ہونے سے باپ کا کہلاوے گا[2]۔

مسئلہ۷ کسی[۷] کا[3] شوہر مر گیا تو مرنے کے وقت سے اگر دو برس کے اندر بچہ پیدا ہوا تو وہ حرامی نہیں بلکہ شوہر کا بچہ ہے ہاں اگر وہ عورت اپنی عدت ختم ہو جانے کا اقرار کر چکی ہو تو مجبوری ہے۔ حرامی کہا جاوے گا۔ اور اگر دو برس کے بعد پیدا ہو تب بھی حرامی ہے۔ تنبیہ ان مسئلوں سے معلوم ہوا کہ جاہل لوگوں کی جو عادت ہے کہ کسی کے مرے پیچھے نو مہینہ سے ایک دو مہینہ بھی زیادہ گذر کر بچہ پیدا ہو تو اس عورت کو بدکار سمجھتے ہیں یہ بڑا گناہ ہے۔

مسئلہ۸ نکاح[۸] کے بعد چھ مہینے سے کم میں بچہ پیدا ہوا تو وہ حرامی ہے اور اگر پورے چھ مہینے یا اس سے زیادہ مدت میں ہوا ہو تو وہ شوہر کا ہے اس پر بھی شبہ کرنا گناہ ہے۔ البتہ اگر شوہر انکار کرے اور کہے کہ میرا نہیں ہے تو لعان کا حکم ہوگا۔

مسئلہ۹ نکاح[۹] ہو گیا لیکن ابھی (رواج کے موافق) رخصتی نہیں ہوئی تھی کہ بچہ پیدا ہو گیا۔ اور شوہر انکار نہیں کرتا کہ میرا بچہ نہیں ہے) تو وہ بچہ شوہر ہی سے[4] (کہا جاوے گا) حرامی نہیں (کہا جاوے گا) اور (دوسروں کو) اسکا حرامی کہنا درست نہیں۔ اگر شوہر کا نہ ہو تو وہ انکار

۱: والمبتوتة یثبت نسب ولدھا اذا جاء ت بہ لا قل من سنتین لانہ یحتمل ان یکون الولد قائما وقت الطلاق فلا یتیقن بزوال الفراش قبل العلو ق فیثبت النسب احتیاطا و اذا جاء ت بہ لتمام سنتین من وقت الفرقة لم یثبت لان الحمل حادث بعد الطلاق فلا یکون منہ لان وطیھا حرام الا ان یدعیہ لا نہ التزمہ ولہ وجہ بان وطیھا بشبھة فی العدة ۱۲ ا ه شرح البدایہ ج ۲ ص ۴۱۰۔

۲: فان کانت المبتوتة صغیرة یجامع مثلھا فجاء ت بولد تسعة اشھر لم یلزمہ حتے یا تی بہ لا قل من تسعة اشھر عند ابی حنیفةؒ و محمدؒ وقال ابو یوسفؒ یثبت النسب منہ الی سنتین وان کانت مطلقة طلاقا رجعیا فکذلك الجواب عندھما وعندہ یثبت الی سبعة وعشرین شھرا لانہ یجعل واطیافی اخر العدة وھی الثلثة الا شھر تاتی بہ لا کثر مدة الحمل وھو سنتان و ان کانت الصغیرة اوعت الحبل فی العدة فالجواب فیھا وفی الکبیرة سواء ص ۴۱۱ ج ۲ ھدایہ۔

۳: ولو مات عنھا قبل الدخول اوبعدہ ثم جاء ت بولد من وقت الو فات ای سنتین یثبت النسب منہ ھذا کلہ اذا لم تقربا نقضاء العدة ھذا کلہ اذا کانت کبیرة عالمگیری ص ۵۵۳ ج ۲ ھدایہ ص ۴۱۱ ج ۲۔

۴: واذا تزوج الرجل امراة فجاء ت بولد لا قل من ستة اشھر منذ یوم تزوجھا لم یثبت نسبہ وان جاء ت بہ لستة اشھر فصاعدا یثبت نسبہ منہ اعترف بہ الزوج او سکت فان جحدا لولا دة یثبت بشھادة امرا ة واحدة تشھد بالو لا دة حتے لو نفاہ الزوج یلاعن ۱۲ ھدایہ ص ۴۱۲ ج ۲۔

۱: قال اصحابنا لثبوت النسب ثلث مراتب احدھا النکاح الصحیح وما ھو فی معناہ من النکاح الفاسد والحکم فیہ انہ یثبت النسب من غیر دعوة ولا ینتفی بمجرد النفی وانما ینتفی باللعان ۱۲ عالمگیری ص ۵۵۲ ج ۲۔

(۱) یعنی بشرطیکہ عورت نے عدت گذر جانے کا اقرار نہ کیا ہو ۱۲ تصحیح الاغلاط۔

(۲) یہ حکم اس عورت کا ہے جس کو طلاق بائن دی گئی ہو اور اگر طلاق رجعی دی گئی ہو تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر ستائیس مہینے سے کم میں پیدا ہوا ہے تو بھی باپ ہی کا کہلاوے گا ۱۲ تصحیح الاغلاط۔

(۳) یہ حکم جوان عورت کا ہے لڑکی کا دوسرا ہے ۱۲ تصحیح الاغلاط۔

(۴) یہ مطلب نہیں کہ واقع میں وہ شوہر کے نطفہ سے ہے تا کہ اس پر شبہ ہو سکے کہ یہ بات عقل کے خلاف ہے۔ بلکہ مطلب یہ ہے کہ قانون شرعی کی رو سے اس لڑکے کو شوہر کا کہیں گے اس کی ایسی مثال ہے کہ کوئی شخص اپنے قاتل ہونے کا اقرار کر لے اور اس تاریخ میں اس مقام پر موجود نہ تھا اور دماغ بھی اس کا صحیح ہے تو قانون کی رو سے وہ قاتل ہو گا خواہ واقع میں نہ ہو اس مسئلہ کی بحث رسالہ رفع الارتیاب میں مفصل طور پر لکھی گئی ہے اور اسی حصہ کے ص ۶۸، ص ۶۹ پر بھی ہے اس کو ضرور دیکھ لیا جاوے۔ اور اس مرتبہ یہاں بھی بین القوسین الفاظ بڑھا کر وضاحت کر دی گئی ۱۲ شبیر علی۔

کرے اور انکار کرنے پر لعان کا حکم ہوگا۔ نوٹ:۔ مسئلہ نمبر ۱۰ ص ۵ پر درج کیا گیا ہے ۱۲۔

باب بست وسوم اولاد کی پرورش کا بیان

مسئلہ ۱ میاں بی بی میں جدائی ہو گئی اور طلاق مل گئی اور گود میں بچہ ہے تو اس کی پرورش کا حق ماں کو ہے۔ باپ اس کو نہیں چھین سکتا۔ لیکن بچہ کا سارا خرچ باپ ہی کو دینا پڑے گا۔ اور اگر ماں خود پرورش نہ کرے باپ کے حوالے کر دے تو باپ کو لینا پڑے گا۔ عورت کو زبردستی نہیں دے سکتا۔

مسئلہ ۲ اگر ماں نہ ہو یا ہے تو لیکن اس نے بچہ کے لینے سے انکار کر دیا تو پرورش کا حق نانی اور پرنانی کو ہے[1] ان کے بعد دادی اور پردادی۔ یہ بھی نہ ہوں تو سگی بہنوں کا حق ہے کہ وہ اپنے بھائی کی پرورش کریں۔ سگی بہنیں نہ ہوں تو سوتیلی بہنیں۔ مگر جو بہنیں ایسی ہوں کہ ان کی اور اس بچہ کی ماں ایک ہو وہ پہلے ہیں اور جو بہنیں ایسی ہوں کہ ان کا اور اس بچہ کا باپ ایک ہے وہ پیچھے ہیں۔ پھر خالہ پھر پھوپی۔

مسئلہ ۳ اگر ماں نے کسی ایسے مرد سے نکاح کر لیا جو بچہ کا محرم رشتہ دار نہیں یعنی اس رشتہ میں ہمیشہ کے لئے نکاح حرام نہیں ہوتا تو اب اس بچہ کی پرورش کا حق نہیں رہا۔ البتہ اگر اسی بچہ کے کسی ایسے رشتہ دار سے نکاح کیا جس سے نکاح درست نہیں ہوتا جیسے اس کے چچا سے نکاح کر لیا یا ایسا ہی کوئی رشتہ ہو تو ماں کا حق باقی ہے ماں کے سوا کوئی اور عورت جیسے بہن خالہ وغیرہ غیر مرد سے نکاح کر لے اس کا بھی یہی حکم ہے کہ اب اس بچہ کی پرورش کا حق نہیں رہا۔

مسئلہ ۴ غیر مرد سے نکاح کر لینے کی وجہ سے حق جاتا رہا تھا لیکن پھر اس مرد نے چھوڑ دیا یا مر گیا تو اب پھر اس کا حق لوٹ آئے گا اور بچہ اس کے حوالہ کر دیا جاوے گا۔

مسئلہ ۵ بچہ کے رشتہ داروں میں سے اگر کوئی عورت بچہ کی پرورش کے لئے نہ ملے تو اب باپ زیادہ مستحق ہے۔ پھر دادا وغیرہ اسی ترتیب سے جو ہم ولی نکاح کے بیان میں ذکر کر چکے ہیں لیکن اگر نامحرم رشتہ دار ہو اور بچہ کو اسے دینے میں آئندہ چل کر کسی خرابی کا اندیشہ ہو تو اس صورت میں ایسے شخص کے سپرد کریں گے جہاں ہر طرح اطمینان ہو۔

مسئلہ ۶ لڑکا جب تک سات برس کا نہ ہو تب تک اس کی پرورش کا حق رہتا ہے۔ جب سات برس کا ہو گیا تو اب باپ اس کو زبردستی لے سکتا ہے

۱: واذا وقعت الفرقة بين الزوجين فالام احق بالولد لما روى ان امرا ة قالت يارسول الله ان ابنى هذا كان بطنى له وعاء وحجرى له حوى وثدى له سقاء وزعم ابو ه انه ينزعه منى فقال عليه السلام انت احق به مالم تتزوجى ولا ن الام اشفق واقدر على الحضانة فكان الدفع اليها انظر والنفقة على الاب ولا تجبر الا م عليه لا نها عسىت تعجز عن الحضانة ۱۲ هدايه ج ۲ ص ٤١٤ (اى على اخذالولد اذا ابت او لم تطلب عناية)۔

۲: فان لم تكن له ام فام الام اولى من ام الاب وان بعدت فان لم تكن ام الا م فام الا ب اولى من الا خوات فان لم تكن له جدة فالاخوات اولى من العما ت والخالات وتقدم الا خت لاب و ام ثم الا خت من الا م ثم الا خت من الا ب ثم الخالات اولى من العمات ۱۲ هدايه ج ۲ ص ٤١٥ ودر مختار ص ٢٦٤ ج ۱۔

۳: وانما يبطل حق الحضانة لهو لا ء النسوة بالتزوج اذا تزوجن با جنبى فان تزوجن بذى رحم محرم من الصغير كالجدة اذا كان زوجها جد الصغير او الام اذا تزو جت بعم الصغير لا يبطل حقها ا ه فتاوى هنديه ج ۲ ص ٥٥٧ ۔

٤: ثم تعود بالفرقة اى يعود حق الحضانة بالفرقة بعد ما سقط بالتزوج لزوال المانع ا ه ج ۳ ص ٤٧ زيلعى ۔

٥: فان لم تكن للصبى امرا ة من اهله فاختصم فيه الرجال فاولا هم اقربهم تعصبا لان الولاية للاقرب وقد عرف الترتيب فى موضعه اى فى باب الميراث والنكاح ۱۲ عينى هدايه ج ۲ ص ٤١٥ وان لم يكن للجارية من عصبا تها غير ابن العم فالا ختيار الى القاضى ان راه اصلح يضم اليه والا فيضع عند امينه ا ه فتاوىٰ هنديه ج ۲ ص ٥٥٧۔

٦: والحاضنة احق بالغلام حتے يستغنى عن النساء وقدر لسبع وبه يفتى لانه الغالب والام و الجدة احق بالصغيرة حتے تحيض اى تبلغ فى ظاهر الرواية وغير هما احق بها حتے تشتهى وقدر بتسع وعن محمد ان الحكم فى الام والجدة كذلك وبه يفتى لكثرة الفساد ۱۲ در مختار ج ۱ ص ٢٢٥۔

(۱) یعنی جب کہ نانی نہ ہو یا لینے سے انکار کرے اور اسی طرح دادی اور پردادی میں سمجھنا چاہیے ۱۲۔

اور لڑکی کی پرورش کا حق نو برس تک رہتا ہے۔ جب نو برس کی ہوگئی تو باپ لے سکتا ہے اب اس کو روکنے کا حق نہیں ہے۔

باب بست و چہارم شوہر کے حقوق کا بیان(۱)

اللہ تعالیٰ نے شوہر کا بڑا حق بتایا ہے اور بہت بزرگی دی ہے۔ شوہر کا راضی اور خوش رکھنا بڑی عبادت ہے اور اس کا ناخوش اور ناراض کرنا بہت گناہ ہے۔ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو عورت پانچوں وقت کی نماز پڑھتی ہے اور رمضان کے مہینے کے روزے رکھے اور اپنی آبرو کو بچائے رہے یعنی پاک دامن اور اپنے شوہر کی تابعداری اور فرمانبرداری کرتی رہے تو اس کو اختیار ہے جس دروازے سے چاہے جنت میں چلی جاوے۔ مطلب یہ ہے کہ جنت کے آٹھ دروازوں میں سے جس دروازے سے اس کا جی چاہے جنت میں بے کھٹکے چلی جاوے۔ اور حضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس(۲) کی موت ایسی حالت پر آئے کہ اس کا شوہر اس سے راضی ہے تو وہ جنتی ہے۔ اور حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں(۳) خدا کے سوا کسی اور کو سجدہ کرنے کے لئے کہتا تو عورت کو ضرور حکم دیتا کہ اپنے میاں کو سجدہ(۲) کیا کرے۔ اگر مرد اپنی عورت کو حکم دے کہ اس پہاڑ کے پتھر اٹھا کر اس پہاڑ تک لے جاوے اور اس پہاڑ کے پتھر اٹھا کر تیسرے پہاڑ تک لے جاوے تو اس کو یہی کرنا چاہئے۔ اور حضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب کوئی مرد اپنی بی بی کو اپنے کام کے لئے بلاوے تو ضرور اس کے پاس آوے۔ اگر چولھے پر بیٹھی ہو تب بھی چلی آوے۔ مطلب یہ ہے کہ چاہے جتنے ضروری کام پر بیٹھی ہو سب چھوڑ چھاڑ کر چلی آوے۔ اور حضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ جب کسی مرد نے اپنے پاس اپنی عورت کو لیٹنے کیلئے بلایا اور وہ نہ آئی۔ پھر وہ اسی طرح غصہ میں لیٹ رہا تو صبح تک سارے فرشتے اس عورت پر لعنت کرتے رہتے ہیں۔ اور حضرت نے فرمایا ہے کہ دنیا میں جب کوئی عورت اپنے میاں کو ستاتی ہے تو جو حور قیامت میں اس کی بی بی بنے گی یوں کہتی ہے کہ تیرا خدا ناس کرے تو اسکو مت ستا۔ یہ تو تیرے پاس مہمان ہے تھوڑے ہی دنوں میں تجھ کو چھوڑ کر ہمارے پاس چلا آوے گا اور حضرت(۳) ﷺ نے فرمایا ہے کہ تین طرح کے آدمی ایسے ہیں کہ جن کی نہ تو نماز قبول(۴) ہوتی ہے نہ کوئی اور نیکی منظور ہوتی ہے۔ ایک تو وہ لونڈی غلام جو اپنے مالک سے بھاگ جائے۔ دوسرے وہ عورت جسکا شوہر اس سے ناخوش ہو۔ تیسرے وہ جو نشہ میں مست ہو۔ کسی نے حضرت ﷺ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ (ﷺ) سب سے اچھی عورت کون ہے تو آپ نے فرمایا کہ وہ عورت جب اس کا میاں اس کی طرف دیکھے تو خوش کر دے۔(۵) اور جب کچھ کہے تو کہنا مانے اور اپنی جان و مال میں(۶) کچھ اس کے خلاف نہ کرے جو اس کو ناگوار ہو۔ ایک حق مرد کا یہ ہے کہ اس کے پاس ہوتے ہوئے بے اس کی اجازت کے نفل روزے نہ رکھا کرے اور بے اس کی اجازت کے نفل نماز نہ پڑھے۔ ایک حق اس کا یہ ہے کہ اپنی صورت بگاڑ کے اور میلی کچیلی نہ رہا کرے بلکہ بناؤ سنگار سے رہا کرے۔ یہاں تک کہ اگر مرد کے کہنے پر بھی عورت سنگار نہ کرے تو مرد کو

۱: عن انس قال قال رسول اللہ ﷺ المرا ۃ اذا صلت خمسها وصامت شهر ها واحصنت فرجها واطاعت بعلها فلتد خل من اى ابواب الجنة شاء ت رواه ابو نعيم فى الحلية ۱۲ مشكوة ص ۲۸۱ ۔

۲: عن ام سلمة قالت قال رسول اللہ ﷺ ايما امراء ة ماتت وزو جها عنها راض دخلت الجنة رواه الترمذى ۱۲۔

۳: عن ابى هريرة قال قال رسول اللہ ﷺ لو كنت امرا احدا ان يسجد لا حد لامرت المراء ان تسجد لزو جها رواه الترمذى ۱۲ مشكوة ص ۲۸۱ ۔

۴: یعنی پورا ثواب نہ ملے گا ۱۲۔

۵: یعنی وہ ہر وقت ایسے افعال و اخلاق کو اختیار کئے رہتی ہے کہ جب اس کو دیکھتا ہے جی خوش ہوتا ہے ۱۲۔

۶: اپنے مال سے مراد شوہر کا مال ہے اس کے پاس ہونے کے سبب اس کا مال فرمادیا مطلب یہ ہے کہ شوہر نے جو اپنا مال اس کے سپرد کر رکھا ہے اس میں کوئی ایسا تصرف نہ کرے جو شوہر کو ناگوار ہو ۱۲۔

(۱) مطبوعہ سابقہ غیر مدلل مکمل میں یہ مضمون حصہ پنجم میں تھا مدلل مکمل کی ترتیب کے وقت یہ تغیر ہوا ہے ۱۲ شبیر علی

(۲) اور یہ عبادت کا سجدہ نہ ہوتا محض ادب کا ہوتا اور اب کسی طرح کا بھی درست نہیں۔ ۱۲

(۳) عن جابر بن عبداللہ رضى اللہ تعالىٰ عنهما قا ل قال رسول اللہ ﷺ ثلاثة لا تقبل لهم صلوة ولا تصعد لهم الى السماء حسنة العبد الا بق حتے يرجع الى مواليه فيضع يده فى ايدهم والمرا ۃ الساخط عليها زوجها حتے يرضى والسكران الخ۔

مارنے کا اختیار ہے۔ ایک حق یہ ہے کہ بے میاں کی اجازت گھر سے باہر کہیں نہ جاوے نہ عزیز اور رشتہ دار کے گھر نہ کسی غیر کے گھر۔

باب بست و پنجم
میاں کے ساتھ نباہ کرنے کا طریقہ

یہ خوب سمجھ لو کہ میاں بی بی کا ایسا ساتھ ہے کہ ساری عمر اسی میں بسر کرنا ہے۔ اگر دونوں کا دل ملا ہوا رہا تو اس سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں[1] اور اگر خدانخواستہ دلوں میں فرق آ گیا تو اس سے بڑھ کر کوئی مصیبت نہیں اس لئے جہاں تک ہو سکے میاں کا دل ہاتھ میں لئے رہو اور اس کے آنکھ کے اشارہ پر چلا کرو۔ اگر وہ حکم کرے کہ رات بھر ہاتھ باندھے کھڑی رہو تو دنیا اور آخرت کی بھلائی اسی میں ہے کہ دنیا کی تھوڑی سی تکلیف گوارا کر کے آخرت کی بھلائی اور سرخروئی حاصل کرو۔ کسی وقت کوئی بات ایسی نہ کرو جو اس کے مزاج کے خلاف ہو۔ اگر وہ دن کو رات بتلاوے[2] تو تم بھی دن کو رات کہنے لگو۔ کم سمجھی اور انجام نہ سوچنے کی وجہ سے بعضی بیبیاں ایسی باتیں کر بیٹھتی ہیں جس سے مرد کے دل میں میل آ جاتا ہے۔ کہیں بے موقعہ زبان چلا دی کوئی بات طعنہ و تشنیع کی کہہ ڈالی۔ غصہ میں جلی کٹی باتیں کہہ دیں کہ خواہ مخواہ سن کر برا لگے۔ پھر جب اس کا دل پھر گیا تو روتی پھرتی ہیں یہ خوب سمجھ لو کہ دل پر میل آ جانے کے بعد اگر دو چار دن میں تم نے کہہ سن کر منا بھی لیا تب بھی وہ بات نہیں رہتی جو پہلے تھی۔ پھر ہزار باتیں بناؤ عذر معذرت کرو لیکن جیسا پہلے دل صاف تھا اب ویسی محبت نہیں رہتی۔ جب کوئی بات ہوتی ہے تو یہی خیال آ جاتا ہے کہ یہ وہی ہے جس نے فلانے فلانے دن ایسا کہا تھا اس لئے اپنے شوہر کے ساتھ خوب سوچ سمجھ کر رہنا چاہئے کہ خدا اور رسول کی بھی خوشی ہو اور تمہاری دنیا اور آخرت دونوں درست ہو جائیں۔ سمجھ دار بیبیوں کو کچھ بتلانے کی تو کوئی ضرورت نہیں ہے وہ خود ہی ہر بات کے نیک و بد کو دیکھ لیویں گی لیکن پھر بھی ہم بعضی ضروری باتیں بیان کرتے ہیں۔ جب تم ان کو خوب سمجھ لو گی تو اور باتیں بھی اسی سے معلوم ہو جایا کریں گی۔ شوہر کی حیثیت سے زیادہ خرچ نہ مانگو جو کچھ جڑے ملے اپنا گھر سمجھ کر چٹنی روٹی کھا کے بسر کرو۔ اگر کبھی کوئی زیور یا کپڑا پسند آیا تو اگر شوہر کے پاس خرچ نہ ہو تو اس کی فرمائش نہ کرو نہ اس کے نہ ملنے پر حسرت کرو۔ بالکل منہ سے نہ نکالو۔ خود سوچو کہ اگر تم نے کہا تو وہ اپنے دل میں کہے گا کہ اس کو ہمارا کچھ خیال نہیں کہ ایسی بے موقع فرمائش کرتی ہے بلکہ اگر میاں امیر ہو تب بھی جہاں تک ہو سکے خود کبھی کسی بات کی فرمائش ہی نہ کرو البتہ اگر وہ خود پوچھے کہ تمہارے واسطے کیا لاویں تو خیر بتلا دو کہ فرمائش کرنے سے آدمی نظروں سے گھٹ جاتا ہے اور اس کی بات ہیٹی ہو جاتی ہے۔ کسی بات پر ضد اور ہٹ نہ کرو اگر کوئی بات تمہارے خلاف بھی ہو تو اس وقت جانے دو پھر کسی دوسرے وقت مناسب طریقے سے طے کر لینا اگر میاں کے یہاں تکلیف سے گذرے تو کبھی زبان پر نہ لاؤ اور ہمیشہ خوشی ظاہر کرتی رہو کہ مرد کو رنج نہ پہنچے اور تمہارے اس نباہ سے اس کا دل بس تمہاری مٹھی میں ہو جاوے۔ اگر تمہارے لئے کوئی چیز لاوے تو پسند آوے یا نہ آوے ہمیشہ اس پر خوشی ظاہر کرو۔ یہ نہ کہو کہ یہ چیز بری ہے ہمارے پسند نہیں ہے اس سے اس کا دل تھوڑا ہو جائے گا اور پھر کبھی کچھ لانے کو نہ چاہے گا۔ اور اگر اسکی تعریف کر کے خوشی سے لے لو گی تو دل اور بڑھے گا اور پھر اس سے زیادہ چیز لاوے گا کبھی غصہ میں آ کر خاوند کی ناشکری نہ کرو اور یوں نہ کہنے لگو کہ اس موئے اجڑے گھر میں آ کر میں نے دیکھا کیا۔ بس ساری عمر مصیبت اور تکلیف ہی سے کٹی۔ میا بابا نے میری قسمت پھوڑ دی کہ مجھے ایسی بلا میں پھنسا دیا۔ ایسی آگ میں جھونک دیا کہ ایسی باتوں سے پھر دل میں جگہ نہیں رہتی۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ میں نے دوزخ میں عورتیں بہت دیکھیں۔ کسی نے پوچھا کہ یا رسول اللہ (ﷺ) دوزخ میں عورتیں کیوں زیادہ جاویں گی؟ تو حضرت نے فرمایا کہ یہ اوروں پر لعنت بہت کیا کرتی ہیں اور اپنے خاوند کی ناشکری بہت کیا کرتی ہیں۔ تو خیال کرو کہ یہ ناشکری کتنی بری چیز ہے اور کسی پر لعنت کرنا یا یوں کہنا کہ فلانی پر خدا کی پھٹکار، خدا کی مار، فلانی کا لعنتی چہرہ ہے۔ منہ پر لعنت

1: یعنی یہ بہت بڑی نعمت ہے ۱۲۔

2: اس کا ظاہری مطلب مراد نہیں بلکہ مقصود مبالغہ ہے اطاعت اور موافقت کرنے میں ۱۲ منہ۔

3: عن ابی سعید الخدری قال خرج رسول اللہ ﷺ فی اضحیٰ او فطر الی المصلی فمر علی النساء فقال یا معشر النساء تصدقن فانی اریتکن اکثر اھل النار فقلن وبم یا رسول اللہ قال تکثرن اللعن وتکفرن العشیر الحدیث متفق علیہ ۱۲ مشکوٰۃ ص ۱۳۔

برس رہی ہے۔ یہ سب باتیں بہت بری ہیں۔ شوہر کو کسی بات پر غصہ آگیا تو ایسی بات مت کہو کہ غصہ اور زیادہ ہو جاوے۔ ہر وقت مزاج دیکھ کر کے بات کرو۔ اگر دیکھو کہ اس وقت ہنسی دل لگی میں خوش ہے تو ہنسی دل لگی کرو اور نہیں تو ہنسی دل لگی نہ کرو۔ جیسا مزاج دیکھو ویسی باتیں کرو کسی بات پر تم سے خفا ہو کر روٹھ گیا تو تم بھی منہ پھلا کر نہ بیٹھ رہو بلکہ خوشامد کر کے عذر معذرت کر کے ہاتھ جوڑ کے جس طرح بنے اس کو منالو چاہے تمہارا قصور نہ ہو شوہر ہی کا قصور ہو تب بھی تم ہرگز نہ روٹھو اور ہاتھ جوڑ کر قصور معاف کرانے کو اپنا فخر[1] اور اپنی عزت سمجھو اور خوب سمجھ لو کہ میاں بی بی کا ملاپ فقط خالی خولی محبت سے نہیں ہوتا بلکہ محبت کے ساتھ میاں کا ادب بھی کرنا ضرور ہے۔ میاں کو اپنے برابر درجہ میں سمجھنا بڑی غلطی ہے۔ میاں سے ہرگز کبھی کوئی کام مت لو۔ اگر وہ محبت میں آکر کبھی ہاتھ یا سر دبانے لگے تو تم نہ کرنے دو۔ بھلا سوچو کہ اگر تمہارا باپ ایسا کرے تو کیا تم کو گوارہ ہوگا۔ پھر شوہر کا رتبہ تو باپ سے بھی زیادہ ہے۔ اٹھنے بیٹھنے میں بات چیت میں غرض کہ ہر بات میں ادب تمیز کا پاس اور خیال رکھو اور اگر خود تمہارا ہی قصور ہو تو ایسے وقت اینٹھ کر الگ بیٹھنا تو اور بھی پوری بے وقوفی اور نادانی ہے ایسی باتوں سے دل پھٹ جاتا ہے۔ جب کبھی پردیس سے آوے تو مزاج پوچھو۔ خیریت دریافت کرو کہ وہاں کس طرح رہے تکلیف تو نہیں ہوئی ہاتھ پاؤں پکڑ لو کہ تم تھک گئے ہو گے۔ بھوکا ہو تو روٹی پانی کا بندوبست کرو۔ گرمی کا موسم ہو تو پنکھا جھل کر ٹھنڈا کرو۔ غرض کہ اس کی راحت و آرام کی باتیں کرو۔ روپے پیسے کی باتیں ہرگز نہ کرنے لگو کہ ہمارے واسطے کیا لائے کتنا خرچ لائے خرچ کا بٹوا کہاں ہے۔ دیکھیں کتنا ہے۔ جب وہ خود دیوے تو لے لو۔ یہ حساب نہ پوچھو کہ تنخواہ تو بہت ہے اتنے مہینے میں بس اتنا ہی لائے۔ تم بہت خرچ کر ڈالتے ہو۔ کاہے میں اٹھایا۔ کیا کر ڈالا کبھی خوشی کے وقت سلیقہ کے ساتھ باتوں باتوں میں پوچھ لو تو خیر اس کا کچھ حرج نہیں۔ اگر اس کے ماں باپ زندہ ہوں اور روپیہ پیسہ سب ان ہی کو دیوے تمہارے ہاتھ پر نہ رکھے تو کچھ برا نہ مانو بلکہ اگر تم کو دیوے بھی تب بھی عقل مندی کی بات یہ ہے کہ تم اپنے ہاتھ میں نہ لو اور یہ کہو کہ ان ہی کو دیوے تاکہ ان کا دل میلا نہ ہو اور تم کو برا نہ کہیں کہ بہو نے لڑکے کو اپنے ہی پھندے میں کر لیا۔ جب تک ساس خسر[2] زندہ رہیں ان کی خدمت کو ان کی تابعداری کو فرض جانو اور اسی میں اپنی عزت سمجھو اور ساس نندوں[3] سے الگ ہو کر رہنے کی ہرگز فکر نہ کرو۔ کہ ساس نندوں سے بگاڑ ہو جانے کی یہی جڑ ہے۔ خود سوچو کہ ماں باپ نے اسے پالا پوسا اور اب بڑھاپے میں اس آسرے پر اس کی شادی بیاہ کیا کہ ہم کو آرام ملے اور جب بہو آئی تو ڈولے سے اترتے ہی یہ فکر کرنے لگی کہ میاں آج ہی ماں باپ کو چھوڑ دیں۔ پھر جب ماں کو معلوم ہوتا ہے کہ یہ بیٹے کو ہم سے چھڑاتی ہے تو فساد پھیلتا ہے۔ کنبے کے ساتھ مل جل کر رہو۔ اپنا معاملہ شروع سے ادب لحاظ کا رکھو۔ چھوٹوں پر مہربانی بڑوں کا ادب کیا کرو۔ اپنا کوئی کام دوسروں کے ذمے نہ رکھو اور اپنی کوئی چیز پڑی نہ رہنے دو کہ فلانی اس کو اٹھا لیوے گی جو کام ساس نندیں کرتی ہیں تم اس کے کرنے سے عار نہ کرو تم خود بے کہنے ان سے لیلو اور کر دو اس سے ان کے دلوں میں تمہاری محبت پیدا ہو جاوے گی۔ جب دو آدمی چپکے چپکے باتیں کرتے ہوں تو ان سے الگ ہو جاؤ اور اس کی ٹوہ مت لگاؤ کہ آپس میں کیا باتیں ہوتی تھیں اور خواہ مخواہ یہ بھی نہ خیال کرو کہ کچھ ہماری ہی باتیں ہوتی ہوں گی۔ یہ بھی ضرور خیال رکھو کہ سسرال[4] میں بے دلی سے مت رہو اگرچہ نیا گھر نئے لوگ ہونے کی وجہ سے جی نہ لگے لیکن جی کو سمجھانا چاہئے نہ کہ وہاں رونے بیٹھ گئیں اور جب دیکھو تو بیٹھی رو رہی ہیں۔ جاتے دیر نہیں ہوئی اور آنے کا تقاضا شروع کر دیا۔ بات چیت میں خیال رکھو نہ تو آپ ہی آپ اتنی بک بک کرو جو بری لگے نہ اتنی کم کہ منت خوشامد کے بعد بھی نہ بولو کہ یہ بھی برا ہے اور غرور سمجھا جاتا ہے۔ اگر سسرال میں کوئی بات ناگوار اور بری لگے تو میکے میں[5] آکر چغلی نہ کھاؤ۔ سسرال کی ذرا ذرا سی بات آکر ماں سے کہنا اور

۱: فخر۔ بڑائی ۱۲۔
۲: خسر و سسر اور دولہا دلہن دونوں کے باپ ایک دوسرے کے خسر کہلاتے ہیں یعنی دلہن اپنے شوہر کے باپ کو اور دولہا اپنی بیوی کے باپ کو خسر کہتے ہیں ۱۲۔
۳: نند۔ خاوند کی بہن ۱۲۔
۴: سسرال۔ خاوند اور بیوی کا کنبہ ۱۲۔
۵: میکہ۔ بیاہی عورتوں کے ماں باپ کا گھر ۱۲۔

ماؤں کا خود کھود کھود کر پوچھنا بڑی بری بات ہے اسی سے لڑائیاں پڑتی ہیں اور جھگڑے کھڑے ہوتے ہیں اس کے سوا اور کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ شوہر کی چیزوں کو خوب سلیقہ اور تمیز سے رکھو۔ رہنے کا کمرہ صاف رکھو گندہ نہ رہے۔ بستر میلا کچیلا نہ ہو۔ شکن نکال ڈالو۔ تکیہ میلا ہو گیا ہو تو غلاف بدل دو نہ ہو تو سی ڈالو۔ جب خود اس نے کہا اور اس کے کہنے پر تم نے کیا تو اس میں کیا بات رہی۔ لطف تو اسی میں ہے کہ بے کہے سب چیزیں ٹھیک کر دو۔ جو چیزیں تمہارے پاس رکھی ہوں ان کو حفاظت سے رکھو۔ کپڑے ہوں تو تہ کر کے رکھو۔ یونہی مل گوج کے نہ ڈالو۔ ادھر ادھر نہ ڈالو۔ کہیں قرینے سے رکھو۔ کبھی کسی کام میں حیلہ حوالہ نہ کرو۔ نہ کبھی جھوٹی باتیں بناؤ کہ اس سے اعتبار جاتا رہتا ہے۔ پھر سچی بات کا بھی یقین نہیں آتا۔ اگر غصہ میں کبھی کچھ برا بھلا کہے تو تم ضبط کرو اور بالکل جواب نہ دو۔ وہ چاہے جو کچھ کہے تم چپکی بیٹھی رہو۔ غصہ اترنے کے بعد دیکھنا کہ خود پشیمان[۱] ہوگا اور تم سے کتنا خوش رہے گا اور پھر کبھی ان شاء اللہ تعالیٰ تم پر غصہ نہ کرے گا۔ اور اگر تم بھی بول اٹھیں تو بات بڑھ جائے گی پھر نہ معلوم کہاں تک نوبت پہنچے۔ ذرا ذرا سے شبہ پر تہمت نہ لگاؤ کہ تم فلانی کے ساتھ بہت ہنسا کرتے ہو۔ وہاں زیادہ جایا کرتے ہو۔ وہاں بیٹھے کیا کرتے ہو کہ اس میں اگر مرد بے قصور ہو تو تم ہی سوچو کہ اس کو کتنا برا لگے گا۔ اور اگر سچ مچ اس کی عادت ہی خراب ہے تو یہ خیال کرو کہ تمہارے غصہ کرنے اور بکنے جھکنے سے کوئی دباؤ ڈال کر زبردستی کرنے سے تمہارا ہی نقصان ہے۔ اپنی طرف سے دل میلا کرانا ہو تو کرا لو۔ ان باتوں سے کہیں عادت چھوٹتی ہے۔ عادت چھڑانا ہو تو عقل مندی سے رہو۔ تنہائی میں چپکے سے سمجھاؤ بجھاؤ۔ اگر سمجھانے اور تنہائی میں غیرت دلانے سے بھی عادت نہ چھوٹے تو خیر صبر کر کے بیٹھی رہو۔ لوگوں کے سامنے گاتی مت پھرو اور اس کو رسوا نہ کرو۔ نہ گرم ہو کر اس کو زیر کرنا چاہو کہ اس میں زیادہ ضد ہو جاتی ہے اور غصہ میں آ کر زیادہ کرنے لگتا ہے اگر تم غصہ کرو گی اور لوگوں کے سامنے بک جھک کر رسوا کرو گی تو جتنا تم سے بولتا تھا اتنا بھی نہ بولے گا پھر اس وقت روتی پھرو گی۔ اور یہ خوب یاد رکھو کہ مردوں کو خدا نے شیر بنایا ہے دباؤ اور زبردستی سے ہرگز زیر نہیں ہو سکتے۔ ان کے زیر کرنے کی بہت آسان ترکیب خوشامد اور تابعداری ہے۔ ان پر غصہ کر کے دباؤ ڈالنا بڑی غلطی اور نادانی ہے۔ اگرچہ اس کا انجام ابھی سمجھ میں نہیں آتا لیکن جب فساد کی جڑ پڑ گئی تو کبھی نہ کبھی ضرور اس کا خراب نتیجہ پیدا ہوگا۔ لکھنو میں ایک بی بی کے میاں بڑے بد چلن ہیں۔ دن رات باہر ہی بازاری عورت کے پاس رہا کرتے ہیں گھر میں بالکل نہیں آتے اور طرہ یہ کہ وہ بازاری فرمائشیں کرتی ہے کہ آج پلاؤ پکے آج فلانی چیز پکے اور وہ بے چاری دم نہیں مارتی جو کچھ میاں کہلا بھیجتے ہیں روز مرہ برابر پکا کر کھانا باہر بھیج دیتی ہے[(۱)] اور کبھی کچھ سانس نہیں لیتی ہے۔ دیکھو ساری خلقت اس بی بی کو کیسی واہ واہ کرتی ہے اور خدا کے یہاں جو اس کو رتبہ ملے گا وہ الگ رہا۔ اور جس دن میاں کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی اور بد چلنی چھوڑ دی اس دن سے بس بی بی کے غلام ہی ہو جاویں گے۔

باب بست و ششم — اولاد کے پرورش کرنے کا طریقہ

جاننا چاہیئے کہ یہ امر بہت ہی خیال رکھنے کے قابل ہے۔ کیونکہ بچپن میں جو عادت بھلی یا بری پختہ ہو جاتی ہے وہ عمر بھر نہیں جاتی اسلئے بچپن سے جوان ہونے تک ان باتوں کا ترتیب وار ذکر کیا جاتا ہے۔

نمبر ۱ نیک بخت دیندار عورت کا دودھ پلاویں۔ دودھ کا بڑا اثر ہوتا ہے۔

نمبر ۲ عورتوں کی عادت ہے کہ بچوں کو کہیں سپاہی سے ڈراتی ہیں کہیں اور ڈراؤنی چیزوں سے، سو یہ بری بات ہے اس سے بچہ کا دل کمزور ہو جاتا ہے۔

نمبر ۳ اس کے دودھ پلانے کے لئے اور کھانا کھلانے کے لئے وقت مقرر رکھو کہ وہ تندرست رہے۔

نمبر ۴ اس کو صاف ستھرا رکھو کہ اس سے تندرستی رہتی ہے۔

نمبر ۵ اس کا بہت بناؤ سنگھار مت کرو۔

۱: پشیمان۔ شرمندہ ۱۲۔

(۱) اس بی بی کی نیت اس بازاری کی خدمت کرنا نہیں ہے بلکہ اصل مطلب شوہر کی فرمانبرداری ہے، آگے اس شوہر کا فعل ہے جو چاہے جھک مارے۔ ہاں اگر عورت کو کوئی اندیشہ نہ ہو تو اتنا کہہ دے کہ آپ اس فاحشہ کو کھانا نہ کھلائیں۔

نمبر:۶ اگر لڑکا ہو اس کے سر پر بال مت بڑھاؤ۔

نمبر:۷ اگر لڑکی ہے اس کو جب تک پردہ میں بیٹھنے کے لائق نہ ہو جائے زیور مت پہناؤ۔ اس سے ایک تو اس کی جان کا خطرہ ہے دوسرے بچپن ہی سے زیور کا شوق دل میں ہونا اچھا نہیں۔

نمبر:۸ بچوں کے ہاتھ سے غریبوں کو کھانا کپڑا پیسہ اور ایسی چیزیں دلوایا کرو اسی طرح کھانے پینے کی چیز ان کے بھائی بہنوں کو یا اور بچوں کو تقسیم کرلیا کرو تا کہ ان کو سخاوت کی عادت ہو۔ مگر یہ یاد رکھو کہ تم اپنی چیزیں ان کے ہاتھ سے دلوایا کرو۔ خود جو چیز شروع سے[(۱)] ان ہی کی ہو اس کا دلوانا کسی کو درست نہیں۔

نمبر:۹ زیادہ کھانے والوں کی برائی اس کے سامنے کیا کرو مگر کسی کا نام لے کر نہیں بلکہ اس طرح کہ جو کوئی بہت کھاتا ہے لوگ اس کو حبشی سمجھتے ہیں اس کو بیل جانتے ہیں۔

نمبر:۱۰ اگر لڑکا ہو سفید کپڑے کی رغبت اس کے دل میں پیدا کرو۔ اور رنگین اور تکلف کے لباس سے اس کو نفرت دلاؤ کہ ایسے کپڑے لڑکیاں پہنتی ہیں تم ماشاء اللہ مرد ہو۔ ہمیشہ اس کے سامنے ایسی باتیں کیا کرو۔

نمبر:۱۱ اگر لڑکی ہو جب بھی زیادہ مانگ چوٹی بہت تکلف کے کپڑوں کی اس کو عادت مت ڈالو۔

نمبر:۱۲ اس کی سب ضدیں پوری مت کرو کہ اس سے مزاج بگڑ جاتا ہے۔

نمبر:۱۳ چلا کر بولنے سے روکو۔ خاص کر اگر لڑکی ہو تو چلانے پر خوب ڈانٹو ورنہ بڑی ہو کر وہی عادت ہو جاوے گی۔

نمبر:۱۴ جن بچوں کی عادتیں خراب ہیں یا پڑھنے لکھنے سے بھاگتے ہیں یا تکلف کے کھانے کپڑے کے عادی ہیں ان کے پاس بیٹھنے سے ان کے ساتھ کھیلنے سے ان کو بچاؤ۔

نمبر:۱۵ ان باتوں سے اس کو نفرت دلاتی رہو۔ غصہ، جھوٹ بولنا، کسی کو دیکھ کر جلنا یا حرص کرنا، چوری، چغلی کھانا، اپنی بات کی پچ کرنا، خواہ مخواہ اس کو بنانا، بے فائدہ بہت باتیں کرنا، بے بات ہنسنا یا زیادہ ہنسنا، دھوکہ دینا، بھلی بری بات کا نہ سوچنا۔ اور جب ان باتوں میں سے کوئی بات ہو جاوے فوراً اس کو روکو اس پر تنبیہ کرو۔

نمبر:۱۶ اگر کوئی چیز توڑ پھوڑ دے یا کسی کو مار بیٹھے مناسب سزا دو تا کہ پھر ایسا نہ کرے۔ ایسی باتوں میں پیار دلار ہمیشہ کو بچہ کو کھو دیتا ہے۔

نمبر:۱۷ بہت سویرے مت سونے دو۔

نمبر:۱۸ سویرے جاگنے کی عادت ڈالو۔

نمبر:۱۹ جب سات برس کی عمر ہو جاوے نماز کی عادت ڈالو۔

نمبر:۲۰ جب مکتب میں جانے کے قابل ہو جاوے اول قرآن مجید پڑھواؤ۔

نمبر:۲۱ جہاں تک ہو سکے دیندار استاد سے پڑھواؤ۔

نمبر:۲۲ مکتب میں جانے میں کبھی رعایت مت کرو۔

نمبر:۲۳ کسی کسی وقت ان کو نیک لوگوں کی حکایتیں[(۲)] سنایا کرو۔

نمبر:۲۴ ان کو ایسی کتابیں مت دیکھنے دو جن میں عاشقی معشوقی کی باتیں یا شرع کے خلاف مضمون یا اور بے ہودہ قصے یا غزلیں وغیرہ ہوں۔

نمبر:۲۵ ایسی کتابیں پڑھواؤ جن میں دین کی باتیں اور دنیا کی ضروری کارروائی آ جاوے۔

۱: عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ قال قال رسول اللہ ﷺ مروا اولاد کم بالصلوٰۃ وھم ابناء سبع سنین الحدیث ۱۲ مشکوٰۃ شریف ص ۵۸۔

۲: واما اختیار الا ستاذ فینبغی ان یختار الا علم والا ورع والا سن اہ تعلیم المتعلم ص ۱۳ وعن ابن سیرین قال ان ھذا العلم دین فانظروا عمن تاخذون دینکم رواہ مسلم ہ مشکوٰۃ ص ۳۷۔

(۱) یعنی ان ہی بچوں کی ملک ہو ۱۲۔

(۲) کتاب حکایات صحابہ بچوں کو خصوصیت سے پڑھائیں۔

نمبر:۲۶ مکتب سے آجانے کے بعد کسی قدر دل بہلانے کے لئے اس کو کھیلنے کی اجازت دو تاکہ اس کی طبیعت کند نہ ہو جاوے لیکن کھیل ایسا ہو جس میں کوئی گناہ نہ ہو چوٹ لگنے کا اندیشہ نہ ہو۔

نمبر:۲۷ آتش بازی یا باجہ یا فضول چیزیں مول لینے کے لئے پیسے مت دو۔

نمبر:۲۸ کھیل تماشے دکھلانے کی عادت مت ڈالو۔

نمبر:۲۹ اولاد کو ضرور کوئی ایسا ہنر سکھادو جس سے ضرورت اور مصیبت کے وقت چار پیسے حاصل کر کے اپنا اور اپنے بچوں کا گذارہ کر سکے۔

نمبر:۳۰ لڑکیوں کو اتنا لکھنا سکھلادو کہ ضروری خط اور گھر کا حساب کتاب لکھ سکیں۔

نمبر:۳۱ بچوں کو عادت ڈالو کہ اپنا کام اپنے ہاتھ سے کیا کریں۔ اپاہج اور سست نہ ہو جاویں۔ ان کو کہو کہ رات کو بچھونا اپنے ہاتھ سے بچھاویں صبح کو سویرے اٹھا کر تہہ کر کے احتیاط سے رکھ دیں۔ کپڑوں کی گٹھڑی اپنے انتظام میں رکھیں۔ ادھڑا پھٹا خود سی لیا کریں۔ کپڑے خواہ میلے ہوں خواہ اجلے ہوں ایسی جگہ رکھیں جہاں کیڑے کا چوہے کا اندیشہ نہ ہو۔ دھوبن کو خود گن کر دیں اور لکھ لیں اور گن کر پڑتال کر کے لیں۔

نمبر:۳۲ لڑکیوں کو تاکید کرو کہ جو زیور تمہارے بدن پر ہے رات کو سونے سے پہلے اور صبح کو جب اٹھو دیکھ بھال لیا کرو۔

نمبر:۳۳ لڑکیوں سے کہو کہ جو کام کھانے پکانے سینے پرونے کپڑے رنگنے چیز بننے کا گھر میں ہوا کرے اس میں غور کر کے دیکھو کہ کیونکر ہو رہا ہے۔

نمبر:۳۴ جب بچہ سے کوئی بات خوبی کی ظاہر ہو اس پر خوب شاباش دو پیار کرو بلکہ اس کو کچھ انعام دو تاکہ اس کا دل بڑھے اور جب اس کی کوئی بری بات دیکھو اول تنہائی میں اس کو سمجھاؤ کہ دیکھو بری بات ہے دیکھنے والے دل میں کیا کہتے ہوں گے اور جس جس کو خبر ہو گی وہ دل میں کیا کہے گا خبردار پھر ایسا مت کرنا نیک بخت لڑکے ایسا نہیں کیا کرتے۔ اور پھر وہی کام کرلے تو مناسب سزا دو۔

نمبر:۳۵ ماں کو چاہئے کہ بچہ کو باپ سے ڈراتی رہے۔

نمبر:۳۶ بچہ کو کوئی کام چھپا کر مت کرنے دو۔ کھیل ہو یا کھانا ہو یا کوئی شغل ہو جو کام چھپا کر کرے گا سمجھ جاؤ کہ وہ اس کو برا سمجھتا ہے سو وہ اگر برا ہے تو اس سے چھڑاؤ اور اگر اچھا ہے جیسے کھانا پینا تو اس سے کہو کہ سب کے سامنے کھائے پئے۔

نمبر:۳۷ کوئی کام محنت کا اس کے ذمہ مقرر کر دو جس سے صحت اور ہمت رہے سستی نہ آنے پاوے مثلاً لڑکوں کے لئے ڈنڈ، مگدر کرنا، ایک آدھ میل چلنا اور لڑکیوں کے لئے چکی یا چرخہ چلانا ضرور ہے۔ اس میں یہ بھی فائدہ ہے کہ ان کاموں کو عیب نہ سمجھیں گی۔

نمبر:۳۸ چلنے میں تاکید کرو کہ بہت جلدی نہ چلے نگاہ اوپر اٹھا کر نہ چلے۔

نمبر:۳۹ اس کو عاجزی اختیار کرنے کی عادت ڈالو زبان سے چال سے برتاؤ سے شیخی نہ بگھارنے پاوے یہاں تک کہ اپنے ہم عمر بچوں میں بیٹھ کر اپنے کپڑے یا مکان یا خاندان یا کتاب و قلم و دوات تختی تک کی تعریف نہ کرنے پاوے۔

نمبر:۴۰ کبھی کبھی اس کو دو یا چار پیسے دے دیا کرو اپنی مرضی کے موافق خرچ کیا کرے مگر اس کو یہ عادت ڈالو کہ کوئی چیز تم سے چھپا کر نہ خریدے۔

نمبر:۴۱ اس کو کھانے کا طریقہ اور محفل میں اٹھنے بیٹھنے کا طریقہ سکھلاؤ۔ تھوڑا تھوڑا ہم لکھے دیتے ہیں۔

باب بست و ہفتم کھانے کا طریقہ

داہنے[۲] ہاتھ سے کھاؤ۔ شروع میں بسم اللہ کہو۔ اپنے سامنے سے کھاؤ۔ اوروں سے پہلے مت کھاؤ۔ کھانے کو گھور کر مت دیکھو۔ کھانے والوں کی طرف مت دیکھو۔ بہت جلدی جلدی مت کھاؤ۔ خوب چبا کر کھاؤ۔ جب تک لقمہ نہ نگل لو دوسرا لقمہ منہ میں مت رکھو۔ شوربا وغیرہ

۱: عن ابن عباس ﷺ قال قال رسول اللہ ﷺ زینوا مجالس نساء کم بالمغزل وعن زیاد بن السکن قال دخلت علی ام سلمۃ و بین یدیھا مغزل فقلت کلما اتیتک وجدت بین یدیک مغز لا فقالت انہ یطرد الشیطان ویذھب حدیث النفس وانہ بلغنی ان رسول اللہ ﷺ قال ان اعظمکن اجرا اطولکن طاقۃ اہ الا جرا لحزل فی الغزل ۔

۲: اذا اکل احد کم طعاماً فلیذ کر بسم اللہ ولیا کل بیمینہ ولیا کل مما یلیہ وایا کم والذروۃ فالبر کۃ تنزل من اعلاہ و لا یاکل احد کم بشمالہ فان الشیطان یا کل ویشرب بشمالہ اھ بستان العارفین ص ۷۸ واما الا ربع التی ھی اداب فاولھا ان یاکل مما یلیہ والثانی ان یصغر اللقمۃ والثالث ان یمضغھا مضغانا عما والرابع ان لا ینظر الی لقمۃ غیرہ اھ بستان ص ۲۱۸۔

کپڑے پر نہ ٹپکنے پاوے۔ انگلیاں ضرورت سے زیادہ نہ سننے پاویں۔

باب بست و ہشتم محفل میں اٹھنے بیٹھنے کا طریقہ

جس[1] سے ملو، ادب سے ملو، نرمی سے بولو، محفل میں تھوکو نہیں، وہاں ناک صاف مت کرو۔ اگر ایسی ضرورت ہو وہاں سے الگ چلی جاؤ وہاں اگر جمائی یا چھینک آوے منہ پر ہاتھ رکھ لو آواز پست کرو۔ کسی کی طرف پشت مت کرو کسی کی طرف پاؤں مت کرو۔ ٹھوڑی کے نیچے ہاتھ دے کر مت بیٹھو۔ انگلیاں مت چٹخاؤ۔ بلا ضرورت بار بار کسی کی طرف مت دیکھو۔ ادب سے بیٹھی رہو۔ بہت مت بولو۔ بات بات میں قسم مت کھاؤ۔ جہاں تک ممکن ہو خود کلام مت شروع کرو جب دوسرا شخص بات کرے خوب توجہ سے سنو تاکہ اس کا دل نہ بجھے البتہ اگر گناہ کی بات ہو مت سنو یا تو منع کر دو یا وہاں سے اٹھ جاؤ۔ جب تک کوئی شخص بات پوری نہ کر لے بیچ میں مت بولو۔ جب کوئی آوے اور محفل میں جگہ نہ ہو ذرا اپنی جگہ سے کھسک جاؤ مل کر بیٹھ جاؤ کہ جگہ ہو جاوے۔ جب کسی سے ملو یا رخصت ہونے لگو السلام علیکم کہو اور جواب میں وعلیکم السلام کہو اور طرح طرح کے الفاظ مت کہو۔

باب بست و نہم حقوق کا بیان

ماں باپ کے حقوق[2]:

نمبر:۱ ان کو تکلیف نہ پہنچاوے اگرچہ ان کی طرف سے کچھ زیادتی ہو۔

نمبر:۲ زبان سے برتاؤ سے ان کی تعظیم کرے۔

نمبر:۳ جائز کاموں میں ان کی اطاعت کرے۔

نمبر:۴ اگر ان کو حاجت ہو مال سے ان کی خدمت کرے گو وہ دونوں کافر ہوں۔

ماں باپ کے انتقال کے بعد ان کے یہ حقوق ہیں[3]:

نمبر۱۔ ان کے لئے دعائے مغفرت و رحمت کرتا رہے۔ نفل عبادت اور خیرات کا ثواب ان کو پہنچاتا رہے۔

نمبر۲۔ ان کے ملنے والوں کے ساتھ احسان اور خدمت سے اچھی طرح پیش آوے۔

نمبر۳۔ ان کے ذمہ جو قرضہ ہو یا کسی جائز کام کی وصیت کر گئے ہوں اور خدا نے مقدور دیا ہو اس کو ادا کرے۔

نمبر۴۔ ان کے مرنے کے بعد خلاف شرع رونے اور چلانے سے بچے ورنہ ان کی روح کو تکلیف ہو گی۔ اور دادا دادی اور نانا، نانی کا حکم شرع میں مثل

:۱ اذا تیت نادی قوم فارمهم بسهم الاسلام یعنی فسلم علیهم ثم اجلس و لا تنطق مالم ترهم قد نطقوا فان افاضوا فی خیر فادخل معهم وان افاضوافی غیر ذلك فتحول عنهم الی غیرهم اه بستان ص ۲۱۹ اذا تكلم تكلم بالرفق والمداراة و المودة اه بستان ص ۱۹۸ فاذا تثاوب احد كم فلیرده ما استطاع ولا یقول هاه ها ه فانما ذلكم من الشیطان یضحك منه وفی روایة فلیمسك یده علیٰ فمه فان الشیطان یدخل فیه اه مراقی الفلاح ص ۲۰۷ والفرقعة خارج الصلوٰة كرهها كثیر من الناس اه فتاوی هندیه ص ۱۰۵ ج ۱۔

:۲ عن ابی هریرة رضی اللّٰه تعالیٰ عنه قال قال رجل یا رسول اللّٰه (ﷺ) من احق بحسن صحابتی قال امك قال ثم من قال امك قال ثم من قال ابوك اه مشكوٰة شریف ص ۴۱۸ عن اسماء بنت ابی بكر قالت قدمت علی امی وهی مشركة فی عهد قریش فقلت یا رسول اللّٰه ان امی قدمت علی وهی راغبة افا صلها قال نعم صلیها متفق علیه اه مشكوٰة شریف ص ۴۱۹ عن ابن عباس رضی اللّٰه تعالیٰ عنه قال قال رسول اللّٰه ﷺ من اصبح مطیعا للّٰه فی والدیه اصبح له بابان مفتوحان من الجنة وان كان واحدا فواحدا ومن اصبح عاصیا للّٰه فی والدیه اصبح له بابان مفتوحان من النار ان كان واحدا فواحدا قال وان ظلماه قال وان ظلماه وان ظلماه اه مشكوٰة شریف ص ۴۲۱۔۱۲۔

:۳ عن ابی اسید الساعدی قال بینا نحن عند رسول اللّٰه ﷺ اذ جاءه رجل من بنی سلمة فقال یا رسول اللّٰه هل بقی من برابوی شیئ ابرهما به بعد موتهما قال نعم الصلوٰة علیهما والاستغفار وانفاذ عهد هما من بعد هما وصلة الرحم التی لا توصل الا بهما واكرام صدیقهما رواه ابو داؤد وابن ماجة اه ص ۴۲۰ مشكوٰة شریف۔

ماں باپ کے ہے۔ ان کے حقوق بھی مثل ماں باپ کے سمجھنا چاہئے۔ اسی طرح خالہ اور ماموں مثل ماں کے اور چچا اور پھوپی مثل باپ کے ہیں[1] حدیث کے اشارہ سے معلوم ہوتا ہے۔

انا کے حقوق یہ ہیں: نمبر ا۔ اس کے ساتھ ادب سے پیش آنا۔ نمبر ۲۔ اگر اس کو مال کی حاجت ہو اور اپنے پاس گنجائش ہو اس کا خیال کرنا۔

سوتیلی ماں: چونکہ باپ کی دوست ہے اور باپ کے دوست کے ساتھ احسان کرنے کا حکم آیا ہے اس لئے سوتیلی ماں کے بھی کچھ حقوق ہیں جیسا ابھی مذکور ہوا۔ بڑا بھائی[2] حدیث کی رو سے مثل باپ کے ہے اسلئے معلوم ہوا کہ چھوٹا بھائی مثل اولاد کے ہے۔ پس ان کے آپس میں ویسے ہی حقوق ہوں گے جیسے ماں باپ اور اولاد کے ہیں اسی طرح بڑی بہن اور چھوٹی بہن کو سمجھ لینا چاہئے۔

قرابت داروں کے حقوق[3]

نمبر ا اپنے سگے اگر محتاج ہوں اور کھانے کمانے کی قدرت نہ رکھتے ہوں تو گنجائش کے موافق ان کے ضروری خرچ کی خبر گیری رکھے۔

نمبر ۲ گاہ گاہ ان سے ملتا رہے۔

نمبر ۳ ان سے قطع قرابت نہ کرے بلکہ اگر کسی قدر ان سے ایذا بھی پہنچے تو صبر افضل ہے۔

علاقہ مصاہرہ: یعنی سسرالی رشتہ کو قرآن میں خدائے تعالیٰ نے نسب میں ذکر فرمایا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ساس اور سسر اور سالے اور بہنوئی و داماد اور بہو اور بیوی کی پہلی اولاد۔ اور اسی طرح میاں کی پہلی اولاد کا بھی کسی قدر حق ہوتا ہے۔ اس لئے ان علاقوں میں بھی رعایت احسان و اخلاق کی اوروں سے زیادہ رکھنا چاہئے۔

عام مسلمانوں کے حقوق

نمبر ا مسلمان کی خطا کو معاف کرے۔

نمبر ۲۔ اس کے رونے پر رحم کرے۔

نمبر ۳۔ اس کے عیب کو ڈھانکے۔

نمبر ۴۔ اس کے عذر کو قبول کرے۔

نمبر ۵۔ اس کی تکلیف کو دور کرے۔

نمبر ۶۔ ہمیشہ اس کی خیر خواہی کرتا رہے۔

نمبر ۷۔ اس کی محبت نباہے۔

نمبر ۸۔ اس کے عہد کا خیال رکھے۔

نمبر ۹۔ بیمار ہو تو پوچھے۔

نمبر ۱۰۔ مرجاوے تو دعا کرے۔

نمبر ۱۰۔ اس کی دعوت قبول کرے۔

نمبر ۱۲۔ اس کا تحفہ قبول کرے۔

نمبر ۱۳۔ اس کے احسان کے بدلے احسان کرے۔

نمبر ۱۴۔ اس کی نعمت کا شکر گذار ہو۔

نمبر ۱۵۔ ضرورت کے وقت اس کی مدد کرے۔

نمبر ۱۶۔ اس کے بال بچوں کی حفاظت کرے۔

نمبر ۱۷۔ اس کا کام کر دیا کرے۔

نمبر ۱۸۔ اس کی بات کو سنے۔

نمبر ۱۹۔ اس کی سفارش کو قبول کرے۔

نمبر ۲۰۔ اس کو مراد سے ناامید نہ کرے۔

نمبر ۲۱۔ وہ چھینک کر الحمد للہ کہے تو جواب میں یرحمک اللہ کہے۔

نمبر ۲۲۔ اس کی گم ہوئی چیز اگر مل جائے تو اس کے پاس پہنچا دے۔

نمبر ۲۳۔ اس کے سلام کا جواب دے۔

نمبر ۲۴۔ نرمی و خوش خلقی کے ساتھ اس سے گفتگو کرے۔

---

[1] عن البراء بن عاذب رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه عن النبی ﷺ قال الخالة بمنزلة الام اھ ترمذی ج ۲ ص ۱۲ عم الرجل صنوابیه اھ مشکوٰۃ شریف ص ۱۵۶ کتاب الزکوٰۃ۔

[2] عن سعیدبن العاص قال قال رسول اللّٰہ ﷺ حق کبیرالاخوۃ علی صغیرهم حق الوالد علی ولده ردالمحتار ۱۲ مشکوٰۃ شریف ص ۴۲۱۔

[3] اذا کان الرجل عند قرابته ولم یکن غائبا عنهم فالواجب علیه ان یصلهم بالهدیة و بالزیادة فان لم یقدر علی الصلة بالمال فلیصلهم بالزیارة والا عانة فی اعمالهم ان احتا جو اوان کان غائبا یصلهم بالکتاب الیهم فان قدر علی المسیر الیهم کان المسیر افضل اھ تنبیه الغافلین ص ۴۹۔

نمبر ۲۵۔ اس کے ساتھ احسان کرے۔ نمبر ۲۶۔ اگر وہ اس کے بھروسہ قسم کھا بیٹھے تو اس کو پورا کر دے۔
نمبر ۲۷۔ اگر اس پر کوئی ظلم کرتا ہو اس کی مدد کرے اگر وہ کسی پر ظلم کرتا ہو تو روک دے۔
نمبر ۲۸۔ اس کے ساتھ محبت کرے دشمنی نہ کرے۔ نمبر ۲۹۔ اس کو رسوا نہ کرے۔
نمبر ۳۰۔ جو بات اپنے لئے پسند کرے اس کے لئے بھی پسند کرے۔
نمبر ۳۱۔ ملاقات کے وقت اس کو سلام کرے اور مرد سے مرد اور عورت سے عورت مصافحہ بھی کرے تو اور بہتر ہے۔
نمبر ۳۲۔ اگر باہم اتفاقاً کچھ رنجش ہو جاوے تین روز سے زیادہ کلام ترک نہ کرے۔
نمبر ۳۳۔ اس پر بدگمانی نہ کرے۔ نمبر ۳۴۔ اس پر حسد اور بغض نہ کرے۔
نمبر ۳۵۔ اس کو اچھی بات بتلاوے بری بات سے منع کرے۔ نمبر ۳۶۔ چھوٹوں پر رحم بڑوں کا ادب کرے۔
نمبر ۳۷۔ دو مسلمانوں میں رنج ہو جاوے انکے آپس میں صلح کراوے۔ نمبر ۳۸۔ اسکی غیبت نہ کرے۔
نمبر ۳۹۔ اسکو کسی طرح کا نقصان نہ پہنچاوے نہ مال میں نہ آبرو میں۔ نمبر ۴۰۔ اسکو اٹھا کر اس کی جگہ نہ بیٹھے۔

ہمسایہ کے حقوق

نمبر ۱۔ اسکے ساتھ احسان اور رعایت سے پیش آئے۔
نمبر ۲۔ اسکی بیوی بچوں کی آبرو کی حفاظت کرے۔
نمبر ۳۔ کبھی کبھی اس کے گھر تحفہ وغیرہ بھیجتا رہے۔ بالخصوص جب وہ فاقہ زدہ ہو تو ضرور تھوڑا بہت کھانا اس کو دے۔
نمبر ۴۔ اس کو تکلیف نہ دے۔ ہلکی ہلکی باتوں سے اس سے نہ الجھے اور جیسے شہر میں ہمسایہ ہوتا ہے اسی طرح سفر میں بھی ہوتا ہے یعنی سفر کا رفیق جو گھر سے ساتھ ہوا ہو یا راہ میں اتفاقاً اس کا ساتھ ہو گیا ہو اس کا حق بھی مثل اسی ہمسایہ کے ہے۔ اس کے حقوق کا خلاصہ یہ ہے کہ اس کی راحت کو اپنی راحت پر مقدم رکھے۔ بعض آدمی ریل میں یا بہلی میں دوسری سواریوں کے ساتھ بہت آپا دھاپی کرتے ہیں یہ بہت بری بات ہے اسی طرح جو دوسروں کا محتاج ہو جیسے یتیم اور بیوہ یا عاجز و ضعیف یا مسکین و بیمار او ہاتھ پاؤں سے معذور یا مسافر سائل ان لوگوں کے یہ حقوق زائد ہیں:

نمبر ۱ ان لوگوں کی خدمت مال سے کرنا۔ نمبر ۲ ان لوگوں کا کام اپنے ہاتھ پاؤں سے کر دینا۔
نمبر ۳ ان لوگوں کی دل جوئی و تسلی کرنا۔ نمبر ۴ ان کی حاجت اور سوال کو رد نہ کرنا۔

• بعضے حقوق صرف آدمی ہونے کی وجہ سے ہیں گو وہ مسلمان نہ ہو وہ یہ ہیں:

نمبر ۱ بے خطا کسی کو جان و مال کی تکلیف نہ دے۔ نمبر ۲ بے وجہ شرعی کسی کے ساتھ بدزبانی نہ کرے۔
نمبر ۳ اگر کسی کو مصیبت اور فاقہ اور مرض میں مبتلا دیکھے اس کی مدد کرے کھانا پانی دے دے۔ علاج معالجہ کر دے۔
نمبر ۴ جس صورت میں شریعت نے سزا کی اجازت دی ہے اس میں بھی ظلم و زیادتی نہ کرے۔

حیوانات کے حقوق

نمبر: ۱ جس جانور سے کوئی فائدہ متعلق نہ ہو اس کو مقید نہ کرے بالخصوص بچوں کو آشیانہ سے نکال لانا۔ ان کے ماں باپ کو پریشان کرنا بڑی بے رحمی ہے۔
نمبر: ۲ جو جانور قابل کھانے کے ہیں ان کو بھی محض دل بہلانے کے طور پر قتل نہ کرے۔
نمبر: ۳ جو جانور اپنے کام میں ہیں ان کے کھانے پینے و راحت رسانی و خدمت کا پورے طور سے اہتمام کرے۔ ان کی قوت سے زیادہ ان سے کام نہ لے ان کو حد سے زیادہ نہ مارے۔
نمبر: ۴ جن جانوروں کو ذبح کرنا ہو یا بوجہ موذی ہونے کے قتل کرنا ہو تیز اوزار سے جلدی کام تمام کر دے اس کو تڑپاوے نہیں۔ بھوکا پیاسا رکھ کر جان نہ لے۔

ضروری بات باب (۳۰) اگر کسی آدمی کے حق میں کچھ کمی ہو گئی ہو تو ان میں جو حق ادا کرنے کے قابل ہوں ادا کرے یا معاف کرائے مثلاً

کسی کا قرض رہ گیا تھا یا کسی کی خیانت وغیرہ کی تھی۔ اور جو صرف معاف کرانے کے قابل ہوں ان کو فقط معاف کرالے مثلاً غیبت وغیرہ کی تھی یا مارا تھا۔ اور اگر کسی وجہ سے حق داروں سے نہ معاف کرا سکتا ہے نہ ادا کر سکتا ہے تو ان لوگوں کے لئے ہمیشہ بخشش کی دعا کرتا رہے عجیب نہیں کہ اللہ تعالیٰ قیامت میں ان لوگوں کو رضامند کر کے معاف کرا دیں مگر اس کے بعد بھی جب موقع ادا کرنے کا یا معاف کرانے کا ہو اس وقت اس میں بے پروائی نہ کرے۔ اور جو حقوق خود اس کے اوروں کے ذمہ رہ گئے ہوں جن سے امید وصول کی ہو نرمی کے ساتھ ان سے وصول کرے اور جن سے امید نہ ہو یا وہ حقوق قابل وصول نہ ہوں جیسے غیبت وغیرہ سو اگرچہ قیامت میں ان کے عوض نیکیاں ملنے کی امید ہے مگر معاف کر دینے میں اور زیادہ ثواب آیا ہے اس سے بالکل معاف کر دینا زیادہ بہتر ہے خاص کر جب کوئی شخص منت خوشامد کر کے معافی چاہے۔

باب سی ویکم تجوید یعنی قرآن شریف کو اچھی طرح سنوار کر صحیح پڑھنے کا بیان

مسئلہ اس میں کوشش کرنا واجب ہے اس میں بے پروائی اور سستی کرنے سے گناہ ہوتا ہے۔ **فائدہ** اس کے قاعدے بہت سے ہیں مگر تھوڑے سے قاعدے جو بہت ضروری اور آسان ہیں لکھے جاتے ہیں۔

تنبیہ ان حرفوں میں خوب اہتمام سے فرق کرنا چاہئے اور اچھی طرح ادا کرنا چاہئے۔ (ا، ع، ء) میں اور (ت، ط) میں اور (ث، س، ص) میں (ح۔ ہ) میں اور (د۔ ض) میں اور (ذ۔ ظ۔ ز) میں کہ (ت) پر نہیں ہوتی ہے (ط) پر ہوتی ہے اور (ث) نرم ہوتی ہے (س) سخت ہوتا ہے (ص) پُر ہوتا ہے اور (ض) کے نکالنے میں زبان کی کروٹ بائیں طرف کی ڈاڑھ سے لگتی ہے۔ سامنے کے دانتوں سے اس کا پڑھنا غلط ہے اور اس کی زیادہ مشق کرنا چاہئے۔ اور (ذ) نرم ہوتی ہے (ز) سخت ہوتی ہے۔ (ظ) پُر ہوتی ہے۔

قاعدہ:۱ یہ حرف ہمیشہ پُر ہوتے ہیں (خ۔ ص۔ ض۔ ط۔ ظ۔ غ۔ ق)

قاعدہ:۲ (ن۔ م) پر جب تشدید ہو غنہ سے پڑھو۔ یعنی اسی آواز کو ذرا دیر تک ناک میں نکالتی رہو۔

قاعدہ:۳ جس حرف پر زبر یا زیر یا پیش ہو اور اس سے آگے (ا) یا (ی) یا (و) نہ ہو تو اس کو بڑھا کر مت پڑھو جیسے اکثر لڑکیوں کو عادت پڑ جاتی ہے اس طرح پڑھنا غلط ہے جیسے (اَلحَمدُ) کو اس طرح پڑھنا (اَلحَملُو) یا (مٰلِکِ) کو اس طرح پڑھنا (مٰلِکِی) یا (اِیَّاکَ) کو اس طرح پڑھنا (اِیَّاکا) اور جہاں (ا) یا (ی) یا (و) ہو اس کو گھٹاؤ مت۔ غرض کھڑے پڑے کا بہت خیال رکھو۔

قاعدہ:۴ پیش کو (واؤ) کی بو دیکر پڑھو اور زیر کو (ی) کی بو دیکر۔

قاعدہ:۵ جہاں نون پر جزم ہو اور اس نون کے بعد ان حرفوں میں سے کوئی حرف ہو اس نون کو غنہ[۳] سے پڑھو وہ حروف یہ ہیں (ت ث ج د ذ ز س ش ص ض ط ظ ف ق ک) جیسے اَنتُم ۔ مِن ثَمَرَۃٍ ۔ فَاَنجَینٰکُم ۔ اَندَادًا ۔ اَنذَرتَھُم ۔ اَنزَلَ ۔ مِنسَاَتَہٗ ۔ نَنشُرُ ۔ مَن صَبَرَ ۔ مَنضُودٍ ۔ مَن یَّنطِقُ ۔ فَانظُر ۔ یَنفِقُونَ ۔ مِن قَبلِکَ ۔ اِن کُنتُم ۔

قاعدہ:۶ اسی طرح اگر کسی حرف پر دو زبر یا دو زیر یا دو پیش ہوں جس سے نون کی آواز پیدا ہوتی ہے اور اس حرف کے بعد ان پندرہ حرفوں میں سے کوئی حرف آجاوے تب بھی اس نون کی آواز پر غنہ کرو جیسے خُشُبٌ مُّسَنَّدَۃٌ ۔ جَمِیعًا ثُمَّ استَوٰی ۔ مِن نَّفسٍ شَیئًا ۔ رِزقًا قَالُوا ۔ رَسُولٌ کَرِیمٌ ۔ اسی طرح اور مثالیں ڈھونڈ لو۔

قاعدہ:۷ جہاں نون پر جزم ہو اور اس کے بعد حرف (ر) یا حرف (ل) آوے تو اس نون میں نون کی آواز بالکل نہیں رہتی بالکل (ر) یا (ل) میں مل جاتا ہے جیسے مِن رَّبِّہِم وَلٰکِن لَّا یَشعُرُونَ ۔

قاعدہ:۸ اسی طرح اگر کسی حرف پر دو زبر یا دو زیر یا دو پیش ہوں جس سے نون کی آواز پیدا ہوتی ہے اور اس حرف کے بعد (ر) یا (ل) ہو جب بھی اس

۱: بعضی باتیں جو بار یک تھیں وہ سمجھ میں نہ آتیں یا جو بہت ظاہر تھیں کہ خود بخود ان کے موافق پڑھتے ہیں ایسی باتیں نہیں لکھیں ۱۲ منہ۔

۲: یعنی جتنی دیر میں ایک الف پڑھا جاتا ہے ۱۲ شبیر علی۔

۳: یہ حروف اخفاء کے ہیں اور اخفاء کا مطلب یہ ہے کہ اس نون کو اس حرف کے مخرج میں چھپایا جائے جو اس کے بعد میں ہے لیکن یہ بلا استاد سے سیکھے نہیں آتا اس لئے جب تک استاد نہ ملے اس میں غنہ ہی کر لیا کریں ۱۲ اف۔

نون کی آواز نہ رہے گی (ر) یا (ل) میں مل جاوے گا جیسے غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ

قاعدہ:۹ اگر نون پر جزم ہو اور اس کے بعد حرف (ب) ہو تو اس نون کو میم کی طرح پڑھیں گے اور اس پر غنہ بھی کریں گے جیسے اَنْبِئْهُمْ اس کو اس طرح پڑھیں گے اَمْبِئْهُمْ اسی طرح اگر کسی حرف پر دوزبر یا دوزیر یا دو پیش ہوں جس سے نون کی آواز پیدا ہوتی ہے اور اس کے بعد (ب) ہو وہاں بھی اس نون کی آواز کو میم کی طرح پڑھیں گے جیسے اَلِيْمٌ بِمَا اس کو اس طرح پڑھیں گے اَلِيْمُم بِمَا بعضے قرآنوں میں ایسے موقع پر ننھی سی میم لکھ دیتے ہیں اور بعضوں میں نہیں لکھتے مگر پڑھنا سب جگہ چاہئے جہاں جہاں یہ قاعدہ پایا جاوے۔

قاعدہ:۱۰ جہاں میم پر جزم ہو اور اس کے بعد حرف (ب) ہو تو اس میم پر غنہ کرو جیسے يَعْتَصِمْ بِاللّٰهِ۔

قاعدہ:۱۱ جس حرف پر دوزبر یا دوزیر یا دو پیش ہوں اور اس کے بعد والے حرف پر جزم ہو تو وہاں دوزبر کی جگہ ایک زبر پڑھیں گے اور وہاں جو الف لکھا ہے اس کو نہ پڑھیں گے اور ایک نون زیر والا اپنی طرف سے نکال کر اس جزم والے حرف سے ملادیں گے جیسے خَيْرًا الْوَصِيَّةُ اس کو اس طرح پڑھیں گے خَيْرَ نِلْوَصِيَّةُ۔ اسی طرح دوزیر کی جگہ ایک زیر پڑھیں گے اور ویسا ہی نون پچھلے حرف سے ملادیں گے فَخُوْرٍ الَّذِيْنَ اس کو اس طرح پڑھیں گے فَخُوْرِ نِ الَّذِيْنَ اسی طرح دو پیش کی جگہ ایک پیش پڑھیں گے اور ویسا ہی نون پچھلے حرف سے ملادیں گے جیسے نُوْحٌ ابْنَهٗ اس کو اس طرح پڑھیں گے نُوْحُ نِ ابْنَهٗ۔ بعضے قرآنوں میں ننھا سا نون بیچ میں لکھ دیتے ہیں لیکن اگر کسی قرآن میں نہ لکھا ہو جب بھی پڑھنا چاہئے۔

قاعدہ:۱۲ (ر) پر اگر زبر یا پیش ہو تو پُر پڑھنا چاہئے جیسے رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اُمُوْرُهُمْ۔ اور اگر (ر) کے نیچے زیر ہو تو باریک پڑھو جیسے غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ اور اگر (ر) پر جزم ہو تو اس سے پہلے والے حرف کو دیکھو اگر اس پر زبر یا پیش ہے تو (ر) کو پُر پڑھو جیسے اَلْقُرْاٰنُ هُمْ مُرْسَلٌ اور اگر اس سے پہلے والے حرف پر زیر ہو تو اس جزم والی (ر) کو باریک پڑھو جیسے لَمْ تُنْذِرْهُمْ اور کہیں کہیں یہ قاعدہ نہیں چلتا مگر وہ مواقع تمہاری سمجھ میں نہ آویں گے زیادہ جگہ یہی قاعدہ ہے تم یونہی پڑھا کرو۔

قاعدہ:۱۳ اللّٰہ اور اللّٰھم میں جو لام ہے اس لام سے پہلے والے حرف پر اگر زبر یا پیش ہو تو لام کو پُر پڑھو۔ جیسے خَتَمَ اللّٰهُ۔ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ۔ وَاِذْ قَالُوا اللّٰهُمَّ۔ اور اگر پہلے والے حرف پر زیر ہو تو اس لام کو باریک پڑھو جیسے اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ۔

قاعدہ:۱۴ جہاں گول (ۃ) لکھی ہو چاہے الگ ہو اس طرح (ۃ) چاہے ملی ہوئی ہو اس طرح (ـۃ) اور اس پر ٹھہرنا ہو تو اس (ۃ) کو (ہ) کی طرح پڑھیں گے جیسے قسوۃ اس کو اس طرح پڑھیں گے قسوہ۔ اسی طرح الزکوٰۃ اور طیبۃ میں بھی (ہ) پڑھیں گے۔

قاعدہ:۱۵ جس حرف پر دوزبر ہوں اور اس پر ٹھہرنا ہو تو اس حرف سے آگے الف پڑھیں گے جیسے نِدَاءً کو اس طرح پڑھیں گے نِدَاءَا۔

قاعدہ:۱۶ جس جگہ قرآن میں ایسی نشانی لکھی ہوئی ہو (~) وہاں ذرا بڑھا دو جیسے وَلَا الضَّآلِّيْنَ یہاں الف کو اور الفوں سے بڑھا کر پڑھو جیسے قَالُوْٓا نُؤْمِنُ یہاں واؤ کو اور جگہوں کے واؤ سے بڑھا دو جیسے فِيْٓ اٰذَانِهِمْ اس (ی) کو دوسری جگہ کی (ی) سے بڑھا دو۔

قاعدہ:۱۷ جہاں ایسی نشانیاں بنی ہوں وہاں ٹھہر جاؤ (م ط ہ قف ل) اور جہاں (س) یا سکتہ) یا (وقفہ) ہو وہاں سانس نہ توڑو مگر ذرا رک کر آگے پڑھی چلی جاؤ۔ اور جہاں ایک آیۃ میں دو جگہ تین نقطے بنے ہوں اس طرح ∴ وہاں ایک جگہ ٹھیرو ایک جگہ نہ ٹھیرو چاہے پہلی جگہ ٹھہرو چاہے دوسری جگہ ٹھہرو۔ اور جہاں (لا) لکھا ہو وہاں مت ٹھہرو۔ اور جہاں اور نشانیاں بنی ہوں جی چاہے ٹھہرو جی چاہے نہ ٹھہرو۔ اور جہاں اوپر نیچے دو نشانیاں بنی ہوں جو اوپر لکھی ہو اس پر عمل کرو۔

قاعدہ:۱۸ جس حرف پر جزم ہو اور اس کے بعد والے حرف پر تشدید ہو تو اس جگہ پر پہلا حرف نہ پڑھیں گے جیسے قَدْ تَّبَيَّنَ میں دال نہ پڑھیں گے اور قَالَتْ طَّآئِفَةٌ میں (ت) نہ پڑھیں گے اور لَئِنْ بَسَطْتَّ میں (ط) نہ پڑھیں گے اور اثقلت دعو اللّٰہ میں (ت) نہ پڑھیں گے اور اُجِيْبَتْ دَّعْوَتُكُمَا میں (ت) نہ پڑھیں گے اور اَلَمْ نَخْلُقْكُّمْ میں (ق) نہ پڑھیں گے۔ البتہ اگر یہ جزم والا حرف (ن) ہو یا دوزبر یا دوزیر یا دو پیش سے نون پیدا ہوا ہو اور اس کے بعد تشدید والا حرف (ی) ہو یا واؤ ہو تو وہاں پڑھنے میں نون کی بو رہے گی جیسے مَنْ يَّقُوْلُ۔ ظُلُمٰتٌ وَّرَعْدٌ میں نون کی آواز ناک میں پیدا ہو گی۔

فائدہ:۱ پارہ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ کے چوتھے رکوع کی چھٹی آیت میں جو یہ بول آیا ہے مَجْرٖىهَا اس (ر) کے زیر کو اور زیروں کی طرح نہ پڑھیں گے بلکہ جس طرح لفظ ستارے کی (ر) کا زیر پڑھا جاتا ہے اس طرح اس کو پڑھیں گے۔

فائدہ: ۲ پارہ حٰم میں سورہ حجرات کے دوسرے رکوع کی پہلی آیت میں جو یہ بول آیا ہے بِئْسَ الِاسْمُ اس میں بِئْسَ کا سین کسی حرف سے نہیں ملتا اور اس کے بعد کا لام اگلے سین سے ملتا ہے اور اس طرح پڑھا جاتا ہے بِئْسَ لِسْمُ۔

فائدہ: ۳ پارہ تِلْكَ الرُّسُلُ سورہ آل عمران کے شروع میں جو الٓمّٓ آیا ہے اس کی میم کو اگلے لفظ اللہ کے لام سے اس طرح ملایا جاتا ہے جس کے ہجے یوں ہوتے ہیں م ی زیر میِ۔م ل زبر مَل مِیمَل اور بعضے پڑھنے والی جو اس طرح پڑھتی ہیں مِیمْ مَلْ یہ غلط ہے۔

فائدہ: ۴ یہ چند مقام ایسے ہیں کہ لکھا جاتا ہے اور طرح اور پڑھا جاتا ہے اور طرح۔ ان کا بہت خیال رکھو۔ اور قرآن میں یہ مقامات نکال کر لڑکیوں کو دکھلا دو اور سمجھا دو۔

مقام اول قرآن مجید میں جہاں کہیں لفظ اَنَا آیا ہے اس میں نون کے بعد کا الف نہیں پڑھا جاتا بلکہ فقط پہلا الف اور نون زبر کے ساتھ پڑھتے ہیں اس کو بڑھاتے نہیں اس طرح اَنَ۔

مقام ۲ پارہ سَیَقُوْلُ کے سولھویں رکوع کی تیسری آیت میں یَبْصُطُ (ص) سے لکھا جاتا ہے مگر (س) سے پڑھا جاتا ہے اس طرح یَبْسُطُ اکثر قرآنوں میں ایک ننھا سا سین بھی لکھ دیتے ہیں لیکن اگر نہ بھی لکھا ہو جب بھی سین پڑھے۔ اسی طرح پارہ وَلَوْ اَنَّنَا کے سولھویں رکوع کی پانچویں آیت میں جو بَصْطَةً آیا ہے اس میں بھی (ص) کی جگہ (س) پڑھتے ہیں۔

مقام ۳ پارہ لَنْ تَنَالُوْا کے چھٹے رکوع کی پہلی آیت میں اَفَائِنْ میں (ف) کے بعد الف لکھا جاتا ہے مگر پڑھا نہیں جاتا بلکہ اس طرح پڑھتے ہیں اَفَئِنْ۔

مقام ۴ پارہ لَنْ تَنَالُوْا کے آٹھویں رکوع کی تیسری آیت میں لَا اِلَی اللّٰهِ میں پہلے لام کے بعد دو الف لکھے جاتے ہیں مگر ایک الف پڑھا جاتا ہے اس طرح لَاِلَی اللّٰهِ۔

مقام ۵ پارہ لَا یُحِبُّ اللّٰهُ کے نویں رکوع کی تیسری آیت میں تَبُوْٓءَا میں ہمزہ کے بعد الف لکھا جاتا ہے مگر پڑھا نہیں جاتا بلکہ یوں پڑھتے ہیں۔ تَبُوْٓءَ

مقام ۶ پارہ قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ کے تیسرے رکوع کی چوتھی آیت میں مَلَا۟ئِهٖ میں لام کے بعد الف لکھا ہے مگر پڑھا نہیں جاتا بلکہ یوں پڑھتے ہیں۔ مَلَئِهٖ اسی طرح یہ لفظ قرآن میں جہاں آیا ہے اسی طرح پڑھا جاتا ہے۔

مقام ۷ پارہ وَاعْلَمُوْا کے تیرھویں رکوع کی پانچویں آیت میں لَا اَوْضَعُوْا میں لام الف کے بعد الف لکھا جاتا ہے مگر پڑھا نہیں جاتا بلکہ یوں پڑھتے ہیں لَاَوْضَعُوْا۔

مقام ۸ پارہ وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ کے چھٹے رکوع کی آٹھویں آیت میں ثَمُوْدَا میں دال کے بعد الف لکھا ہے مگر پڑھا نہیں جاتا بلکہ یوں پڑھتے ہیں ثَمُوْدَ۔ اسی طرح پارہ قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ سورہ والنجم کے تیسرے رکوع کی انیسویں آیت میں جو ثَمُوْدَا آیا ہے اس میں بھی الف نہیں پڑھا جاتا۔

مقام ۹ پارہ وَمَا اُبَرِّئُ نَفْسِیْ کے دسویں رکوع کی چوتھی آیت میں لِیَتْلُوَا میں واؤ کے بعد الف لکھا جاتا ہے مگر پڑھا نہیں جاتا بلکہ یوں پڑھتے ہیں لِیَتْلُوَ۔

مقام ۱۰ پارہ سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ کے چودھویں رکوع کی دوسری آیت میں لَنْ نَّدْعُوَا میں واؤ کے بعد الف لکھا ہے مگر پڑھا نہیں جاتا بلکہ یوں پڑھتے ہیں لَنْ نَّدْعُوَ اسی طرح پارہ سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ کے سولہویں رکوع کی پہلی آیت میں لِشَایْءٍ میں الف نہیں پڑھا جاتا بلکہ اس طرح پڑھتے ہیں لِشَیْءٍ۔

مقام ۱۱ پارہ سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ کے سترھویں رکوع کی ساتویں آیت میں لٰكِنَّا میں نون کے بعد الف لکھا جاتا ہے لیکن پڑھا نہیں جاتا بلکہ یوں پڑھتے ہیں لٰكِنَّ۔

مقام ۱۲ وَقَالَ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ کے سترھویں رکوع کی ساتویں آیت میں لَا اَذْبَحَنَّهٗ میں لام کے بعد دو الف لکھے جاتے ہیں مگر ایک پڑھا جاتا اس طرح لَاَذْبَحَنَّهٗ۔

مقام ۱۳ پارہ وَمَالِیَ کے چھٹے رکوع کی سینتالیسویں آیت میں لَا اِلَی الْجَحِیْمِ میں پہلے لام کے بعد دو الف لکھے جاتے ہیں مگر ایک پڑھا جاتا ہے اس طرح لَاِلَی الْجَحِیْمِ۔

مقام ۱۴ پارہ حٰمٓ سورہ مُحَمَّد کے پہلے رکوع کی چوتھی آیت میں لِیَبْلُوَا میں واؤ کے بعد الف لکھا جاتا ہے مگر پڑھا نہیں جاتا بلکہ یوں پڑھتے ہیں لِیَبْلُوَ۔ اسی طرح اس سورۃ کے چوتھے رکوع کی تیسری آیت میں نَبْلُوَا میں واؤ کے بعد الف لکھا جاتا ہے مگر پڑھا نہیں جاتا بلکہ یوں پڑھتے ہیں نَبْلُوَ۔

مقام ۱۵ پارہ تَبٰرَكَ الَّذِیْ سورہ دھر کے پہلے رکوع کی چوتھی آیت میں سَلٰسِلَا میں دوسرے لام کے بعد الف لکھا جاتا ہے مگر پڑھا نہیں جاتا بلکہ یوں پڑھتے ہیں سَلٰسِلَ۔ اور اسی رکوع کی پندرھویں اور سولھویں آیت میں دو جگہ قَوَارِیْرَا قَوَارِیْرَا آیا ہے اور دونوں جگہ دوسری را کے بعد الف لکھا جاتا ہے۔ سو اکثر پڑھنے والے پہلے قَوَارِیْرَا پر ٹھہر جاتے ہیں اور دوسرے قَوَارِیْرَا پر نہیں ٹھہرتے۔ اس طرح پڑھنے میں تو یہ حکم

ہے کہ پہلی جگہ الف پڑھیں، دوسری جگہ الف نہ پڑھیں بلکہ اس طرح پڑھیں قَوَارِيْرَ۔ اور اگر کوئی پہلی جگہ نہ ٹھہرے اور دوسری جگہ ٹھہر جاوے تو (دوسری جگہ) کسی حال میں الف نہ پڑھا جائے گا خواہ وہاں وقف کرے یا نہ کرے۔ اور پہلی جگہ اگر وقف کرے تو الف پڑھے ورنہ نہیں۔ صحیح یہی ہے (کمافی جمال القرآن ۱۲ محشی)۔[1]

فائدہ پارہ وَاعْلَمُوْا میں جو سورہ توبہ بَرَاۗءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ سے شروع ہوتی ہے اس پر بسم اللہ نہیں لکھی۔ اس کا حکم یہ ہے کہ اگر کوئی اوپر سے پڑھتی چلی آتی ہے وہ اس پر پہنچ کر بسم اللہ نہ پڑھے ویسے ہی شروع کر دے۔ اور اگر کسی نے اسی جگہ سے پڑھنا شروع کیا ہے یا کچھ سورۃ پڑھ کر پڑھنا بند کر دیا تھا پھر بیچ میں سے پڑھنا شروع کیا تو ان دونوں حالتوں میں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ پڑھنا چاہیے۔ "استاد کیلئے ضروری ہدایت" یہ سب قاعدے سمجھا کر ایک ایک کوئی کئی روز تک پاؤ پاؤ آدھے آدھے پارہ میں خوب جاری اور مشق کرا دو۔ تمام شد۔

مسائل ذیل کے پڑھانے کا طریقہ

اگر پڑھانے والا مرد ہو تو ان مسائل کو خود نہ پڑھاوے بلکہ یا تو اپنی بی بی کی معرفت سمجھاوے یا ہدایت کر دے کہ بعد میں ان مسائل کو دیکھ لینا۔ اور اگر پڑھنے والا کم عمر لڑکا ہو اسکو بھی نہ پڑھاویں بلکہ صرف ہدایت کر دیں کہ بعد کو دیکھ لینا۔

مسائل

بقیہ ص ۵ جن لوگوں سے نکاح کرنا حرام ہے ان کا بیان

مسئلہ ۱۷ کسی مرد نے کسی عورت سے زنا کیا تو اب اس عورت کی ماں اور اس عورت کی اولاد کو اس مرد سے نکاح کرنا درست نہیں۔[2]

مسئلہ ۱۸ کسی عورت نے جوانی کی خواہش کے ساتھ بدنیتی سے کسی مرد کو ہاتھ لگایا تو اب اس عورت کی ماں اور اولاد کو اس مرد سے نکاح کرنا جائز نہیں۔ اسی طرح اگر کسی مرد نے کسی عورت پر ہاتھ ڈالا وہ مرد اس کی ماں اور اولاد پر حرام ہو گیا۔[3]

مسئلہ ۱۹ (۱) رات کو اپنی بی بی کے جگانے کے لئے اٹھا مگر غلطی سے لڑکی پر ہاتھ پڑ گیا یا ساس پر ہاتھ پڑ گیا اور بی بی سمجھ کر جوانی کی خواہش کے ساتھ اس کو ہاتھ لگایا۔ تو اب وہ مرد اپنی بی بی پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو گیا اب کوئی صورت جائز ہونے کی نہیں ہے اور لازم ہے کہ یہ مرد اب اس عورت کو طلاق دے دے۔[4]

مسئلہ ۲۰ کسی لڑکے نے اپنی سوتیلی ماں پر بدنیتی سے ہاتھ ڈال دیا تو اب وہ عورت اپنے شوہر پر بالکل حرام ہو گئی اب کسی صورت سے حلال نہیں ہو سکتی۔ اور اگر اس سوتیلی ماں نے سوتیلے لڑکے کے ساتھ ایسا کیا تب بھی یہی حکم ہے۔[5]

مسئلہ ۲۱ جس عورت کے شوہر نہ ہو اور اس کو بدکاری سے حمل ہو اس کا نکاح بھی درست ہے لیکن بچہ پیدا ہونے سے پہلے صحبت کرنا درست

۱: قوس والی عبارت پہلے حاشیہ پر تھی اب متن میں اس قوس والی عبارت کی جگہ تبدیل کی گئی (جہاں ٹھہرے وہاں الف پڑھے جہاں نہ ٹھہرے وہاں الف نہ پڑھے)

۲: ومن زنى بامراة حرمت عليه امها وبنتها ۱۲ شرح البدايه ج ۲ ص ۲۸۹ و شرح التنوير ج ۱ ص ۱۸۸ وفى العالمگيريه ج ۲ ص ۲۹۱ فمن زنى بامراة حرمت عليه امها وان علت وابنتها وان سفلت ۱۲ ـ

۳: وكما تثبت هذه الحرمة بالوطى تثبت بالمس والتقبيل والنظر الى الفرج بشهوة ۱۲ فتاوى هنديه ج ۱ ص ۲۹۱۔

۴،۵: فلو ايقظ زوجته ليجامعها فوصلت يده الى بنته منها فقرصها بشهوة وهى ممن تشتهى يظن انها امها حرمت عليه الام حرمة مؤبدة ۱۲ عالمگيرى ج ۱ ص ۲۹۲ وكذلك المراة يجامعها ابو زوجها او ابنه او جامع الزوج امها او بنتها فقد وقعت الفرقة بينهما بغير طلاق ۱۲ مبسوط ج ٦ ص ۸۸۔

٦: يجوز ان يتزوج امراة حاملا من الزنا ولا يطؤها حتى تضع ۱۲ ـ اذا تزوج امراة قد زنى هو بها وظهر بها حبل فالنكاح جائز عند الكل وله ان يطأها ۱۲ عالمگيرى ج ۱ ص ۲۹۷۔

(۱) اس مسئلہ پر شبہ اور اس کا جواب امداد الفتاویٰ مبوب جلد دوم کے ص ۲۸۳ میں درج ہے ۱۲ تصحیح الاغلاط جس سے اس مسئلہ کی تائید و تفصیل ہوتی ہے ۱۲ شبیر علی۔

نہیں۔ البتہ جس نے زنا کیا تھا اگر اسی سے نکاح ہوا ہو تو صحبت بھی درست ہے۔

بقیہ ص ۷، ۸ ولی کا بیان

مسئلہ۱۰ (نکاح کی اطلاع ہونے پر) [1] جس صورت میں زبان سے کہنا ضروری ہو۔ اور زبان سے عورت نے نہیں کہا لیکن جب میاں اس کے پاس آیا تو صحبت سے انکار نہیں کیا تب بھی نکاح درست ہو گیا۔

مسئلہ۱۵ باپ [2] اور دادا کے سوا کسی اور نے نکاح کر دیا تھا اور لڑکی کو اپنے نکاح ہو جانے کی خبر تھی پھر جوان ہو گئی اور اب تک اس کے میاں نے اس سے صحبت نہیں کی تو جس (۱) وقت جوان ہوئی ہے فوراً اسی وقت اپنی ناراضی ظاہر کر دے کہ میں راضی نہیں ہوں۔ یا یوں کہے کہ میں اس نکاح کو باقی رکھنا نہیں چاہتی۔ چاہے اس جگہ کوئی اور ہو چاہے نہ ہو بلکہ بالکل تنہا بیٹھی ہو ہر حال میں کہنا چاہئے لیکن فقط اس سے نکاح نہ ٹوٹے گا۔ شرعی حاکم کے پاس جائے وہ نکاح توڑ دے تب نکاح ٹوٹے گا۔ جوان ہونے کے بعد اگر ایک دم ایک لحظ بھی چپ رہے گی تو اب نکاح تڑوانے کا اختیار نہ رہے گا اور اگر اس کو اپنے نکاح کی خبر نہ تھی جوان ہونے کے بعد خبر پہنچی تو جس وقت خبر ملی ہے فوراً اسی وقت نکاح سے انکار کر دے ایک لحظ بھی چپ رہے گی تو نکاح تڑوانے کا اختیار جاتا رہے گا۔

مسئلہ۱۶ اور [3] اگر اس کا میاں صحبت کر چکا تب جوان ہوئی تو فوراً جوان ہوتے ہی خبر پاتے ہی انکار کرنا ضروری نہیں ہے بلکہ جب تک اس کی رضا مندی کا حال معلوم نہ ہو گا تب تک قبول کرنے نہ کرنے کا اختیار باقی ہے چاہے جتنا زمانہ گذر جاوے۔ ہاں جب اس نے صاف زبان سے کہہ دیا کہ میں منظور کرتی ہوں یا کوئی اور ایسی بات پائی گئی جس سے رضا مندی ثابت ہوئی جیسے اپنے میاں کے ساتھ تنہائی میں میاں بی بی کی طرح رہی تو اب اختیار جاتا رہا اور نکاح لازم ہو گیا۔

بقیہ صفحہ ۱۱، ۱۲، ۱۳ مہر کا بیان

مسئلہ۳ کسی [4] نے دس روپے یا بیس یا سو یا ہزار اپنی حیثیت کے موافق کچھ مہر مقرر کیا اور بی بی کو رخصت کرا لایا اور اس سے صحبت کی یا صحبت تو نہیں کی لیکن تنہائی میں میاں بی بی کسی ایسی جگہ رہے جہاں صحبت کرنے سے روکنے والی اور منع کرنے والی کوئی بات نہ تھی تو پورا مہر جتنا مقرر کیا ہے ادا کرنا واجب ہے اور اگر یہ کوئی بات نہیں ہوئی تھی کہ لڑکا یا لڑکی مر گئی تب بھی پورا مہر دینا واجب ہے اور اگر یہ کوئی بات نہیں ہوئی اور مرد نے طلاق دے دی تو آدھا مہر دینا واجب ہے خلاصہ یہ ہوا کہ میاں بی بی میں اگر ویسی تنہائی ہو گئی جس کا اوپر ذکر ہوا یا دونوں سے کوئی مر گیا تو پورا مہر واجب ہو گیا۔ اور اگر ویسی تنہائی اور یکجائی ہونے سے پہلے ہی طلاق ہو گئی تو آدھا مہر واجب ہوا۔

۱: واستاذن الولی البکر البالغة فسکتت فذلك اذ ن منها و کذا اذا مکنت الزوج من نفسها بعد ما زوجها الولی فهو رضا ۱۲ عالمگیری ج ۱ ص ۳۰۶۔

۲: وان زوجهما غیر الاب والجد فلکل واحد منهما الخیار اذا بلغ ان شاء اقام علی النکاح وان شاء فسخ ثم عند هما اذا بلغت الصغیرة وقد علمت بالنکاح فسکتت فهو رضا وان لم تعلم بالنکاح فلها الخیار حتے تعلم فتسکت الشرح البدایه ج ۲ ص ۲۹۷ ویشترط فیه القضاء ۱۲ عالمگیری ص ۳۰۴ ج ۱۔

۳: او کانت بکرا الا ان الزوج قد بنی بها ثم بلغت عند الزوج لا یبطل خیارها بالسکوت ولا بقیا مها عن المجلس وانما یبطل خیارها اذا رضیت بالنکاح صریحا اویوجد منها مایستدل به علی الرضا کالتمکین من الجماع او طلبت النفقة او ما اشبه ذلك ۱۲ عالمگیری ص ۳۰۴ ج ۱۔

٤: ومن سمی مهرا عشرة فما زاد فعلیه المسمی ان دخل بها اومات عنها وان طلقها قبل الدخول والخلوة فلها نصف المسمی واذا خلا الرجل بامرا ته ولیس هنا لك مانع من الوطی ثم طلقها فلها کما ل المهر المهر یتا کد بثلث بالوطی وموت احد الزوجین وبا لخلوة الصحیحة ۱۲ شرح البدایه ۳۰۴ ج ۲۔

(۱) یہ حکم لڑکیوں کا ہے اور لڑکا اگر جوان ہوا تو فوراً انکار کرنا ضروری نہیں ہے بلکہ جب تک رضا مندی نہ معلوم ہو تب تک قبول کرنے نہ کرنے کا اختیار باقی رہتا ہے ۱۲۔

مسئلہ۴ اگر[1] دونوں میں سے کوئی بیمار تھا یا رمضان کا روزہ رکھے ہوئے تھا یا حج کا احرام باندھے ہوئے تھا یا عورت کو حیض تھا یا وہاں کوئی جھانکتا تاکتا تھا ایسی حالت میں دونوں کی تنہائی اور یکجائی ہوئی تو ایسی تنہائی کا اعتبار نہیں ہے اس سے پورا مہر واجب نہیں ہوا۔ اگر طلاق مل جاوے تو آدھا مہر پانے کی مستحق ہے۔ البتہ اگر رمضان کا روزہ نہ تھا بلکہ قضا یا نفل یا نذر کا روزہ دونوں میں سے کوئی رکھے ہوئے تھا ایسی حالت میں تنہائی میں رہی تو پورا مہر پانے کی مستحق ہے۔ شوہر پر پورا مہر واجب ہو گیا۔

مسئلہ۵ شوہر[2] نامرد ہے لیکن دونوں میاں بی بی میں ویسی تنہائی ہو چکی ہے تب بھی پورا مہر پاوے گی۔ اسی طرح اگر ہیجڑے نے نکاح کر لیا پھر تنہائی اور یکجائی کے بعد طلاق دے دی تب بھی پورا مہر پاوے گی۔

مسئلہ۶ میاں[3] بی بی تنہائی میں رہے لیکن لڑکی اتنی چھوٹی ہے کہ صحبت کے قابل نہیں یا لڑکا بہت چھوٹا ہے کہ صحبت نہیں کر سکتا تو اس تنہائی سے بھی پورا مہر واجب نہیں ہوا۔

مسئلہ۱۵ کسی[4] نے بے قاعدہ نکاح کر لیا تھا اس لئے میاں بی بی میں جدائی کرا دی گئی جیسے کسی نے چھپا کے اپنا نکاح کر لیا دو گواہوں کے سامنے نہیں کیا یا دو گواہ تو تھے لیکن بہرے تھے انہوں نے وہ لفظ نہیں سنے جن سے نکاح بندھتا ہے یا کسی کے میاں نے طلاق دے دی تھی یا مر گیا تھا اور ابھی عدت پوری نہیں ہونے پائی کہ اس نے دوسرا نکاح کر لیا یا کوئی اور ایسی ہی بے قاعدہ بات ہوئی اس لئے دونوں میں جدائی کرا دی گئی لیکن ابھی مرد نے صحبت نہیں کی ہے تو کچھ مہر نہیں ملے گا بلکہ اگر ویسی تنہائی میں ایک جگہ رہے سہے بھی ہوں تب بھی مہر نہ ملے گا البتہ اگر صحبت کر چکا ہو تو مہر مثل دلایا جاوے گا۔ لیکن اگر کچھ مہر نکاح کے وقت ٹھہر لیا گیا تھا اور مہر مثل اس سے زیادہ ہے تو وہی ٹھہرایا ہوا مہر ملے گا مہر مثل نہ ملے گا۔

مسئلہ۱۶ کسی[5] نے اپنی بی بی سمجھ کر غلطی سے کسی غیر عورت سے صحبت کر لی تو اس کو بھی مہر مثل دینا پڑے گا اور اس صحبت کو زنا نہ کہیں گے نہ کچھ گناہ ہو گا بلکہ اگر پیٹ رہ گیا تو اس لڑکے کا نسب بھی ٹھیک ہے اس کے نسب میں کچھ دھبہ نہیں ہے اور اس کو حرامی کہنا درست نہیں۔ اور جب معلوم ہو گیا کہ یہ میری عورت نہ تھی تو اب اس عورت سے الگ رہے اب صحبت کرنا درست نہیں اور اس عورت کو بھی عدت بیٹھنا واجب ہے اب بغیر عدت پوری کئے اپنے میاں کے پاس[(1)] رہنا اور میاں کا صحبت کرنا درست نہیں۔ اور عدت کا بیان آگے آوے گا انشاء اللہ تعالیٰ (دیکھو ص ۵۴ حصہ ہذا)۔

مسئلہ۱۹ جتنے[6] مہر کے پیشگی دینے کا دستور ہے اگر اتنا مہر پیشگی نہ دیا تو عورت کو اختیار ہے کہ جب تک اتنا نہ پاوے تب تک مرد کو ہم بستر نہ ہونے دے اور اگر ایک دفعہ صحبت کر چکا ہے تب بھی اختیار ہے کہ اب دوسری دفعہ یا تیسری دفعہ قابو نہ ہونے دے۔ اور اگر وہ اپنے ساتھ پردیس لے جانا چاہے تو بے اتنا مہر لئے پردیس نہ جاوے۔ اسی طرح اگر عورت اس حالت میں اپنے کسی محرم عزیز کے ساتھ پردیس چلی

۱: اذا خلا بامرأته واحد هما مريض لا يقدر على الجماع او محرم بفرض اونفل او فى صوم فرض اوصلوٰة فرض لا تصح الخلوة وفى صوم القضاء والنذر والكفارة روايتان والا صح انه لا يمنع الخلوة وصوم التطوع لا يمنع الخلوة فى ظاهر الرواية فتاوى قاضى خان ج ۱ ص ۱۸۱۔

۲: خلوة عنين صحيحة وكذا خلوة المجبوب فتاوىٰ قاضى خان ج ۱ ص ۱۸۲ واذا خلا المجبوب با مرأته ثم طلقها فلها كمال المهر ۱۲ شرح البدايه ج ۲ ص ۳۰۶۔

۳: ولا يصح خلوة الغلام الذى لا يجا مع مثله ولا الخلوة بصغيرة لا تجا مع مثلها ۱۲ فتاوىٰ قاضى خان ص ۱۸۲ ج ۱۔

٤: واذا فرق القاضى بين الزوجين فى النكاح الفاسد قبل الدخول فلا مهر لها وكذا بعد الخلوة فان دخل بها فلها مهر مثلها لا يزاد على المسمى ۱۲ شرح البدايه ج ۲ ص ۳۱۲۔

٥: واذا دخل الرجل بالمرأة على وجه شبهة اونكاح فاسد فعليه المهر وعليها العدة ۱۲ فتاوىٰ هنديه ص ٥٤۳ ج ۲ وشرح البدايه ج ۲ ص ۳۰٤۔

٦: ولها منعه من الوطى ودواعيه والسفر بها ولو بعد وطى وخلوة رضيتهما لا خذ مابين تعجيله من المهر كله او بعضه او اخذ ما يعجل لمثلها عرفا به يفتى ۱۲ در مختار مختصرا ص ٤۰۲ ج ۱۔

(۱) پاس رہنے سے مراد تنہائی میں بیٹھنا اسی طرح بوس و کنار کرنا ۱۲

جائے یا مرد کے گھر سے اپنے میکے چلی جائے تو مرد اس کو روک نہیں سکتا۔ اور جب اتنا مہر دے دیا تو اب شوہر کی بے اجازت کچھ نہیں کر سکتی۔ بے مرضی پائے کہیں آنا جانا جائز نہیں۔ اور شوہر کا جہاں جی چاہے اسے لے جاوے جانے سے انکار کرنا درست نہیں۔

بقیہ ۱۴ کافروں کے نکاح کا بیان

مسئلہ۳ اگر عورت مسلمان ہو گئی اور مرد مسلمان نہیں ہوا تو اب جب تک پورے تین حیض (۱) نہ آویں تب تک دوسرے مرد سے نکاح درست نہیں۔

بقیہ ۲۱ بیبیوں میں برابری کرنے کا بیان

مسئلہ۴ صحبت کرنے میں برابری کرنا واجب نہیں ہے کہ اگر اس کی باری میں صحبت کی ہے تو دوسری کی باری میں بھی صحبت کرے یہ ضروری نہیں۔

رخصتی کے بعد (۲) طلاق ہو جانے کا بیان

مسئلہ۱ (۳) رخصتی اور میاں بی بی کی تنہائی کے ساتھ اگر صحبت بھی ہو گئی۔ اس کے بعد اگر ایک یا دو طلاق صاف لفظوں میں دے دی تو طلاق رجعی ہو گی۔ اور گول لفظوں میں دی تو طلاق بائن ہو گی۔ رجعی میں رجوع کا حق ہو گا اور بائن میں رجوع کا حق نہ ہو گا۔ ہاں اگر تین طلاق نہیں دیں تو اسی شخص سے نکاح جدید (جبکہ میاں بیوی دونوں راضی ہوں) عدت کے اندر بھی ہو سکتا ہے اور عدت کے بعد بھی اور دوسرے شخص سے بعد عدت کے نکاح ہو سکتا ہے اور عدت ہر صورت میں لازم ہو گی اور جب تک عدت ختم نہ ہو دوسری اور تیسری طلاق بھی دی جا سکتی ہے اور اگر تنہائی و یکجائی تو ایسی ہو گئی کہ صحبت کرنے سے کوئی مانع شرعی یا طبعی موجود نہیں تھا۔ مگر صحبت نہیں ہوئی تو اس صورت میں اگر صاف لفظوں میں طلاق دی جاوے یا گول لفظوں میں دونوں صورتوں میں طلاق بائن ہی پڑے گی۔ اور عدت بھی واجب ہو گی اور رجعت (۴) کا حق نہ ہو گا اور بلا عدت پوری کئے کسی دوسرے سے نکاح بھی نہیں کر سکتی۔ ہاں اسی شخص سے (جس نے طلاق دی ہے) دوبارہ

۱: ولو اسلم احدهما ثمه قبل اسلام الا خر لم تبن حتے تحيض ثلاثا قبل اسلام الاخر ۱۲ در مختار ص ٦٤٠ ج ۲ وان كانت حاملا حتے تضع حملها ۱۲ شامی ص ٦٤٠ ج ۲ ولو كانت لا تحيض لصغر او كبر لا تبين الا بمضے ثلاثة اشهر ۱۲ عالمگیری ج ۲ ص ٤٥ وفی رد المحتار ليست وهذه المدة عدة لان غير المد خول بها داخلة تحت هذا الحكم ولو كانت عدة لا حتص ذلك بالمدخول بهاو هل تجب العدة بعد مضى هذه المدة فان كانت المرا ة حربية فلا لانه لا عدة على الحربية وان كانت هى المسلمة فخر جت الينا فتمت الحيض هنا فكذلك عند ابى حنيفة خلافا لهما لان المها حرة لا عدة عليها عنده خلا فا لهما وجزم الطحاوی بوجو بها قال فی البحر وينبغی حمله على اختيار قولهما ۱۲ ۔

۲: ومما يجب على الازواج للنساء العدل والتسوية بينهن فيما يملكه والبيتوتة عند ها للصحبة والمو انسة لا فيما لا يملك وهو الحب والجماع ۱۲ رد المحتار ص ٦٥٣ ج ۲ مصری ۔

۳: فالصريح قوله انت طالق ـو طلقتك ـ فهذا يقع به طلاق الرجعى ۱۲ هدایه ص ۳۳۹ ج ۲ عالمگیری ص ۳۷۸ ج ۱ مصری۔ وبقية الكنا يا ت اذا نوى بها الطلاق كانت واحدة بائنة وان نوى ثلثا ـ كان ثلثا وان نوى ثنتين كانت واحدة بائنة ۱۲ هدایه ص ۳٥٤ ج ۲ وسبب وجوبها (اى العدة) عقدالنكاح المتاكدة بالتسليم وماجرى مجراه من موت او خلوة۔ ۱۲ درمختار ص ۹۸٦ ج ۲۔

٤: (اذا لا رجعة فى عدة الخلوة) اى ولو كان معها لمس او نظر بشهوة ولو الى الفرج الداخل (ح) ووجهه ان الا صل فى مشرو عية العدة بعد الوطى تعرف براءة الرحم ـ تحفظا عن اختلاط الا نساب و وجبت بعد الخلوة بلا وطى احتياطاً وليس من الا حتيا ط تصحيح الرجعة فيها (رحمتى) رد المحتار باب الرجعة ص ۸۷۱ ج ۲۔

(۱) اور کر بڑھاپے کی وجہ سے یا چھوٹی ہونے کی وجہ سے حیض نہ آتا ہو تو تین مہینے گذارنا ضروری ہیں اور اگر حاملہ ہو تو بچہ پیدا ہونے کے بعد جدائی ہو گی ۱۲

(۲) سابقہ مطبوعہ بہشتی زیوروں میں یہ مسئلہ "رخصتی سے پہلے" کے عنوان میں درج ہوتا چلا آرہا تھا مگر چونکہ مسئلہ رخصتی کے بعد کا ہے اس لئے اس مرتبہ عنوان میں بھی تبدیلی کردی گئی یعنی لفظ (سے پہلے) کے بجائے (کے بعد) لکھا گیا ہے ۱۲ شبیر علی۔

(۳) اس مسئلہ میں کچھ تسامح تھا اور مطبوعات سابقہ میں اسی طرح طبع ہوتا چلا آرہا تھا۔ اس لئے اس مرتبہ میں نے مولانا مفتی سعید احمد صاحب مرحوم مفتی سہانپور کی تحریر دیکھ کر مولانا مفتی محمد شفیع صاحب سے مشورہ کیا۔ مفتی محمد شفیع صاحب نے کتابوں سے مسئلہ کی خوب تحقیق کر کے اس مسئلہ کی عبارت درست فرمادی وہ یہاں درج کی۔ فجزاهم الله خير الجزاء۔ سابقہ مطبوعات میں بھی ناظرین مسئلہ کی عبارت درست فرمالیں ۱۲ شبیر علی۔

نکاح عدت کے اندر اور عدت ختم ہونے کے بعد ہر حال میں کر سکتی ہے۔ شرط یہ ہے کہ تین طلاق نہ دی ہوں۔

بقیہ صفحہ ۲۱،۲۰ تین طلاق دینے کا بیان

تتمہ مسئلہ۱ (تین[1] طلاق کے بعد) اگر پھر اسی مرد کے پاس رہنا چاہے اور نکاح کرنا چاہے تو اس کی فقط ایک صورت ہے وہ یہ کہ پہلے کسی اور مرد سے نکاح کر کے ہم بستر ہو پھر جب وہ دوسرا مرد مر جائے یا طلاق دے دے تو عدت پوری کر کے پہلے مرد سے نکاح کر سکتی ہے بے دوسرا خاوند کئے پہلے خاوند سے نکاح نہیں کر سکتی۔ اگر دوسرا خاوند تو کیا لیکن ابھی وہ صحبت نہ کرنے پایا تھا کہ مر گیا یا صحبت کرنے سے پہلے ہی طلاق دے دی تو اس کا کچھ اعتبار نہیں۔ پہلے مرد سے جب ہی نکاح ہو سکتا ہے کہ دوسرے مرد نے صحبت بھی کی ہو بغیر اس کے پہلے مرد سے نکاح درست نہیں خوب سمجھ لو۔

مسئلہ۴ اگر[2] دوسرے مرد سے اس شرط پر نکاح ہوا کہ صحبت کر کے عورت کو چھوڑ دے گا تو اس اقرار لینے کا کچھ اعتبار نہیں اس کو اختیار ہے چاہے چھوڑے یا نہ چھوڑے اور جب جی چاہے چھوڑے۔ اور یہ اقرار کر کے نکاح کرنا بہت گناہ اور حرام ہے اللہ تعالیٰ کی طرف سے لعنت ہوتی ہے لیکن نکاح ہو جاتا ہے۔ تو اگر اس نکاح کے بعد دوسرے خاوند نے صحبت کر کے چھوڑ دیا یا مر گیا تو پہلے خاوند کے لئے حلال ہو جائے گی۔

بقیہ صفحہ ۲۲ کسی شرط پر طلاق دینے کا بیان

مسئلہ۹ کسی[3] نے اپنی عورت کو کہا اگر تجھ کو حیض آوے تو تجھ کو طلاق۔ اس کے بعد اس نے خون دیکھا تو ابھی سے طلاق کا حکم نہ لگاویں گے بلکہ جب پورے تین دن تین رات خون آتا رہے تو تین دن تین رات کے بعد یہ حکم لگاویں گے کہ جس وقت سے خون آیا تھا اس وقت طلاق پڑ گئی تھی۔ اور اگر یوں کہا ہو جب تجھ کو ایک حیض آوے تو تجھ کو طلاق۔ تو حیض کے ختم ہونے پر طلاق پڑے گی۔

بقیہ صفحہ ۲۴ طلاق رجعی میں رجعت کر لینے یعنی روک رکھنے کا بیان

تتمہ مسئلہ۲ (رجعت[4] کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ) زبان سے تو کچھ نہیں کہا لیکن اس سے صحبت کر لی یا اس کا بوسہ لیا پیار کیا یا جوانی کی خواہش کے ساتھ اس کو ہاتھ لگایا تو ان سب صورتوں میں پھر وہ اس کی بی بی ہو گئی پھر سے نکاح کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

مسئلہ۵ جس[5] عورت کو حیض آتا ہو اس کے لئے طلاق کی عدت تین حیض ہیں جب تین حیض پورے ہو چکے تو عدت گذر چکی۔ جب یہ بات معلوم ہو گئی تو اب سمجھو کہ اگر تیسرا حیض پورے دس دن آیا ہے تب تو جس وقت خون بند ہوا اور دس دن پورے ہوئے اسی وقت عدت ختم ہو گئی اور روک رکھنے کا جو اختیار مرد کو تھا جاتا رہا۔ چاہے عورت نہا چکی ہو یا ابھی نہ نہائی ہو اس کا کچھ اعتبار نہیں اور اگر تیسرا حیض دس دن سے کم آیا اور خون بند ہو گیا لیکن ابھی عورت نے غسل نہیں کیا اور نہ کوئی نماز اس کے اوپر واجب ہوئی تو اب بھی مرد کا اختیار باقی ہے اب بھی اپنے قصد سے باز آوے گا تو وہ پھر اس کی بی بی بن جاوے گی۔ البتہ اگر خون بند ہونے پر اس نے غسل کر لیا یا غسل تو نہیں کیا

۱: وان کان الطلاق ثلثا فی الحرة اوثنتین فی الامة لم تحل له حتے تنکح زوجاً غیره نکاحاً صحیحاً ویدخل بها ثم یطلقها او یموت عنها ۱۲ شرح البدایه ص ۳۷۹ ج ۲۔

۲: وکره التزوج للثانی تحریما لحدیث لعن الله المحلل والمحلل له کتزوجتك علی ان احلك وان حلت للاول لصحة النکاح وبطلان الشرط فلا یجبر علی الطلاق ۱۲ در علی الشامی ج ۲ ص ۸۸۹۔

۳: واذا قال لها اذا حضت فانت طالق فراءت الدم لم یقع الطلاق حتے یستمر ثلثة ایام لان ما ینقطع دونها لا یکون حیضا فاذا تمت ثلثة ایام حکمنا بالطلاق من حین حاضت ولو قال لها اذا حضت حیضة فانت طالق لم تطلق حتی ینقطع الحیض وتدخل فی الطهر ۱۲ عالمگیری مصری ص ۴۵۲ ج ۱۔

۴: وکما تثبت الرجعه بالقول تثبت بالفعل وهو الوطی واللمس عن شهوة وکذا التقبیل عن شهوة علی الفم بالاجماع ۱۲ عالمگیری ص ۴۹۷ ج ۱۔

۵: وتنقطع الرجعة ان حکم لخروجها من الحیضة الثالثة ان کانت حرة والثانیة ان کانت امة لتمام عشرة ایام مطلقا وان لم ینقطع الدم وان انقطع لاقل من عشرة ایام لم تنقطع حتے تغتسل او یمضی علیها وقت صلوٰة ۱۲ عالمگیری ص ۵۰۰ ج ۱۔

لیکن ایک نماز کا وقت گذر گیا یعنی ایک نماز کی قضا اس کے ذمے واجب ہو گئی ان دونوں صورتوں میں مرد کا اختیار جاتا رہا۔ اب بے نکاح کیئے نہیں رکھ سکتا۔

مسئلہ۶ جس[۱] عورت سے ابھی صحبت نہ کی ہو خواہ[(۱)] تنہائی ہو چکی ہو اس کو ایک طلاق دینے سے روک رکھنے کا اختیار نہیں رہتا کیونکہ اس کو جو طلاق دی جائے بائن پڑتی ہے جیسا اوپر بیان ہو چکا۔ اس کو خوب یاد رکھو۔

مسئلہ۷ اگر[۲] دونوں ایک جگہ تنہائی میں تو رہے لیکن مرد کہتا ہے کہ میں نے صحبت نہیں کی۔ پھر اس اقرار کے بعد طلاق دے دی تو اب طلاق سے باز آنے کا اختیار اس کو نہیں۔

بی بی کے پاس نہ جانے کی قسم کھانے کا بیان

مسئلہ۱ جس[۳] نے قسم کھالی اور یوں کہہ دیا خدا کی قسم اب صحبت نہ کروں گا، خدا کی قسم تجھ سے کبھی صحبت نہ کروں گا، قسم کھاتا ہوں کہ تجھ سے صحبت نہ کروں گا یا اور کسی طرح کہا تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر اس نے صحبت نہ کی تو چار مہینے کے گذرنے پر عورت پر طلاق بائن پڑ جاوے گی۔ اب بے نکاح کئے میاں بی بی کی طرح نہیں رہ سکتے۔ اور اگر چار مہینے کے اندر ہی اندر اس نے اپنی قسم توڑ ڈالی اور صحبت کر لی تو طلاق نہ پڑے گی۔ البتہ قسم توڑنے کا کفارہ دینا پڑے گا۔ ایسی قسم کھانے کو شرع میں ایلاء کہتے ہیں۔

مسئلہ۲ ہمیشہ کے لئے صحبت نہ کرنے کی قسم نہیں کھائی بلکہ فقط چار مہینے کے لئے قسم کھائی اور یوں کہا خدا کی قسم چار مہینے تک تجھ سے صحبت نہ کروں گا تو اس سے ایلاء ہو گیا اس کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر چار مہینے تک صحبت نہ کرے گا تو طلاق بائن پڑ جاوے گی اور اگر چار مہینے سے پہلے صحبت کر لے تو قسم کا کفارہ دیوے اور قسم کے کفارہ کا بیان آگے آوے گا ص ۵۲ پر[(۲)]۔

مسئلہ۳ اگر[۴] چار مہینے سے کم کے لئے قسم کھائی تو اس کا کچھ اعتبار نہیں اس سے ایلاء نہ ہوگا۔ چار مہینے سے ایک دن بھی کم کر کے قسم کھاوے تب بھی ایلاء نہ ہوگا۔ البتہ جتنے دنوں کی قسم کھائی ہے اتنے دنوں سے پہلے پہلے صحبت کرے گا تو قسم توڑنے کا کفارہ دینا پڑے گا۔ اور اگر صحبت نہ کی تو عورت کو طلاق نہ پڑے گی اور قسم بھی پوری رہے گی۔

مسئلہ۴ کسی[۵] نے فقط چار مہینے کے لئے قسم کھائی پھر اپنی قسم نہیں توڑی اس لئے چار مہینے کے بعد طلاق پڑ گئی اور طلاق کے بعد پھر اسی مرد سے نکاح ہو گیا تو اب نکاح کے بعد اگر چار مہینے تک صحبت نہ کرے تو کچھ حرج نہیں اب کچھ نہ ہوگا اور اگر ہمیشہ کے لئے قسم کھالی جیسے یوں کہہ دیا قسم کھاتا ہوں کہ اب تجھ سے صحبت نہ کروں گا یا یوں کہا خدا کی قسم تجھ سے کبھی صحبت نہ کروں گا۔ پھر اپنی قسم نہیں توڑی اور چار مہینے کے بعد طلاق پڑ گئی اس کے بعد پھر اسی سے نکاح کر لیا اور نکاح کے بعد پھر چار مہینے تک صحبت نہیں کی تو اب پھر دوسری طلاق پڑ گئی۔ اگر تیسری دفعہ پھر اسی سے نکاح کر لیا تو اس کا بھی یہی حکم ہے کہ اس نکاح کے بعد بھی اگر چار مہینے تک صحبت نہ کرے گا تو تیسری

۱: قال لزوجته غیر المدخول بها انت طالق ثلاثا وقعن وان فرق بانت بالاولی ۱۲ در مختار علی الشامی مصری ج ۱ ص ۷۴۷ و ۷۴۸۔

۲: ولو خلابها ثم انکره ای الوطا ثم طلقها لا یملك الرجعة ۱۲ در مختار علی الشامی مصری ج ۲ ص ۸۸۱۔

۳: واذا قال الرجل لا مراته واللّٰه لا اقربك او قال واللّٰه لا اقربك اربعة اشهر و هو مول فان وطیها فی الا ربعة الا شهر حنث فی یمینه ولزمته الکفارة و سقط الا یلاء وان لم یقربها حتی مضت اربعة اشهر بانت منه بتطلیقه ۱۲ شرح البدایه ص ۳۸۱ ج ۲ فان کان حلف علی اربعة اشهر فقد سقطت الیمین ۱۲ شرح البدایه ص ۳۸۱۔

۴: فان حلف علی اقل من اربعة لم یکن مولیا ۱۲ شرح البدایه ص ۳۸۲ ج ۲۔

۵: وان کان حلف علی الا بد فالیمین باقیة فان عادفتزوجها عاد الا یلاء فان وطیها والا وقعت بمضی اربعة اشهر تطلیقة اخری فان تزوجها ثالثا عاد الا یلاء و وقعت بمضی اربعة اشهر اخری ان لم یقربها فان تزوجها بعد زوج اخر لم یقع بذلك الا یلاء طلاق والیمین باقیة فان وطیها کفر من یمینه ۱۲ شرح البدایه ج ۲ ص ۳۸۲۔

(۱) لفظ خواہ تنہائی ہو چکی ہو بجائے نہ تنہائی ہوئی کے اس مرتبہ درست کیا گیا ۱۲ شبیر علی۔

(۲) مفصل بیان حصہ سوم کے ص پر ہے ۱۲۔

طلاق پڑ جاوے گی۔ اور اب بغیر دوسرا خاوند کیے اس سے نکاح بھی نہ ہو سکے گا۔ البتہ اگر دوسرے یا تیسرے نکاح کے بعد صحبت کر لیتا تو قسم ٹوٹ جاتی اور اب بھی طلاق نہ پڑتی ہاں قسم توڑنے کا کفارہ دینا پڑتا۔

مسئلہ۵ اگر اسی طرح آگے پیچھے تینوں نکاحوں میں تین طلاقیں پڑ گئیں اس کے بعد عورت نے دوسرا خاوند کر لیا جب اس نے چھوڑ دیا تو عدت ختم کر کے پھر اسی پہلے مرد سے نکاح کر لیا اور اس نے پھر صحبت نہیں کی تو اب طلاق نہ پڑے گی چاہے جب تک صحبت نہ کرے لیکن جب کبھی صحبت کرے گا تو قسم کا کفارہ دینا پڑے گا کیونکہ قسم تو یہ کھائی تھی کہ کبھی صحبت نہ کروں گا وہ ٹوٹ گئی۔

مسئلہ۶ اگر[1] عورت کو طلاق بائن دے دی پھر اس سے صحبت نہ کرنے کی قسم کھائی تو ایلاء نہیں ہوا۔ اب پھر سے نکاح کرنے کے بعد اگر صحبت نہ کرے تو طلاق نہ پڑے گی لیکن جب صحبت کرے گا تو قسم توڑنے کا کفارہ دینا پڑے گا اور اگر طلاق رجعی دے دینے کے بعد عدت کے اندر ایسی قسم کھائی تو ایلاء ہو گیا۔ اب اگر رجعت کر لے اور صحبت نہ کرے تو چار مہینے کے بعد طلاق پڑ جاوے گی اور اگر صحبت کرے تو قسم کا کفارہ دے۔

مسئلہ۷ خدا[2] کی قسم نہیں کھائی بلکہ یوں کہا اگر تجھ سے صحبت کروں تو تجھ کو طلاق ہے تب بھی ایلاء ہو گیا صحبت کرے گا تو رجعی طلاق پڑ جاوے گی اور قسم کا کفارہ اس صورت میں نہ دینا پڑے گا اور اگر صحبت نہ کی تو چار مہینے کے بعد طلاق بائن پڑ جاوے گی اور اگر یوں کہا اگر تجھ سے صحبت کروں تو میرے ذمہ ایک حج ہے یا ایک روزہ ہے یا ایک روپیہ کی خیرات ہے یا ایک قربانی ہے تو ان سب صورتوں میں بھی ایلاء ہو گیا۔ اگر صحبت کرے گا تو جو بات کہی ہے وہ کرنا پڑے گی اور کفارہ نہ دینا پڑے گا۔ اور اگر صحبت نہ کی تو چار مہینے بعد طلاق پڑ جاوے گی۔

بی بی کو ماں کے برابر کہنے کا بیان

مسئلہ۱ کسی[3] نے اپنی بی بی سے کہا تو میری ماں کے برابر ہے یا یوں کہا تو میرے لیے ماں کے برابر ہے۔ تو میرے حساب (یعنی نزدیک) ماں کے برابر ہے۔ اب تو میرے نزدیک ماں کے مثل ہے۔ ماں کی طرح ہے۔ تو دیکھو اس کا کیا مطلب ہے۔ اگر یہ مطلب لیا کہ تعظیم میں بزرگی میں ماں کی برابر ہے یا یہ مطلب لیا کہ تو بالکل بڑھیا ہے عمر میں میری ماں کے برابر ہے تب تو اس کہنے سے کچھ نہیں ہوا۔ اسی طرح اگر اس کے کہتے وقت کچھ نیت نہیں کی اور کوئی مطلب نہیں لیا یوں ہی بک دیا تب بھی کچھ نہیں ہوا۔ اور اگر اس کہنے سے طلاق دینے اور چھوڑنے کی نیت کی ہے تو اس کو طلاق بائن پڑ گئی اور اگر طلاق دینے کی بھی نیت نہیں تھی اور عورت کا چھوڑنا بھی مقصود نہیں تھا۔ بلکہ مطلب فقط اتنا ہے کہ اگرچہ تو میری بی بی ہے اپنے نکاح سے تجھ کو الگ نہیں کرتا۔ لیکن اب تجھ سے کبھی صحبت نہ کروں گا۔ تجھ سے صحبت کرنے کو اپنے اوپر حرام کر لیا، بس روٹی کپڑا لے اور پڑی رہ۔ غرض کہ اس کے چھوڑنے کی نیت نہیں، فقط صحبت کرنے کو اپنے اوپر حرام کر لیا ہے۔ اس کو شرع میں ظہار کہتے ہیں۔ اس کا حکم یہ ہے کہ وہ عورت رہے گی تو اسی کے نکاح میں لیکن مرد جب تک اس کا کفارہ نہ ادا کرے تب تک صحبت کرنا یا جوانی کی خواہش کے ساتھ ہاتھ لگانا، منہ چومنا، پیار کرنا حرام ہے۔ جب تک کفارہ نہ دے گا تب تک وہ عورت حرام رہے گی چاہے جے برس گذر جاویں۔ جب کفارہ دے دے تو دونوں میاں بی بی کی طرح رہیں پھر سے نکاح کرنے کی ضرورت نہیں۔ اور اس کا کفارہ اسی طرح دیا جاتا ہے جس طرح روزہ توڑنے کا کفارہ دیا جاتا ہے۔

مسئلہ۲ اگر[4] کفارہ دینے سے پہلے ہی صحبت کر لی تو بڑا گناہ ہوا اللہ تعالیٰ سے توبہ استغفار کرے اور اب سے پکا ارادہ کرے کہ اب بے کفارہ دیئے پھر کبھی صحبت نہ کروں گا۔ اور عورت کو چاہئے کہ جب تک مرد کفارہ نہ دے تب تک اس کو اپنے پاس نہ آنے دے۔

۱: دیکھو حاشیہ مسئلہ نمبر۲ بر صفحہ ہذا۔

۲: رجل آلی من بعد ما طلقها تطليقة بائنة لايكون موليا ۔ وان آلی من المطلقة الرجعية كان موليا فان انقضت عد تها قبل انقضاء مدة الايلاء سقط الايلاء عالمگیری مصری ج ۱ ص ۵۰۹ وان قربها كفر لتحقق الحنث ۱۲ شرح البدایہ ج۲ ص ۳۸۴۔

۳: والله لا اقربك لا احاملك لا اطؤك اربعة اشهر وان قربتك فعلی حج او نحوه فان قربها فی المدة حنث ففی الحلف بالله وجبت الكفارة و فی غيره وجب الجزاء و سقط الايلاء ۱۲ شرح التنویر ج ۱ ص ۲۴۲ و شرح البدایہ ص ۳۵۳ ج ۲۔

۴: دیکھو حاشیہ نمبر۵ ص۹ وہاب بذل

۵: حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ کریں۔

مسئلہ۳ اگر بہن کی برابر یا بیٹی یا پھوپی یا اور کسی ایسی عورت کے برابر کہا جس کے ساتھ نکاح ہمیشہ ہمیشہ حرام ہوتا ہے تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ۴ کسی[۱] نے کہا تو میرے لئے سور کے برابر ہے تو اگر طلاق دینے اور چھوڑنے کی نیت تھی تب تو طلاق پڑ گئی۔ اور اگر ظہار کی نیت کی یعنی یہ مطلب لیا کہ طلاق تو نہیں دیتا لیکن صحبت کرنے کو اپنے اوپر حرام کئے لیتا ہوں تو کچھ نہیں ہوا۔ اسی طرح اگر کچھ نیت نہ کی ہو تب بھی کچھ نہیں ہوا۔

مسئلہ۵ اگر[۲] ظہار میں چار مہینے یا اس سے زیادہ مدت تک صحبت نہ کی اور کفارہ نہ دیا تو طلاق نہیں پڑی اس سے ایلاء نہیں ہوتا۔

مسئلہ۶ جب[۳] تک کفارہ نہ دیوے تب تک دیکھنا بات چیت کرنا حرام نہیں البتہ پیشاب کی جگہ کو دیکھنا درست نہیں۔

مسئلہ۷ اگر[۴] ہمیشہ کے لئے ظہار نہیں کیا بلکہ کچھ مدت مقرر کر دی جیسے یوں کہا سال بھر کے لئے یا چار مہینے کے لئے تو میرے لئے ماں کے برابر ہے۔ تو جتنی مدت مقرر کی ہے اتنی مدت تک ظہار رہے گا، اگر اس مدت کے اندر صحبت کرنا چاہے تو کفارہ دیوے، اور اگر اس مدت کے بعد صحبت کرے تو کچھ نہ دینا پڑے گا عورت حلال ہو جاوے گی۔

مسئلہ۸ ظہار[۵] میں بھی اگر فوراً انشاء اللہ کہہ دیا تو کچھ نہیں ہوا۔

مسئلہ۹ نابالغ[۶] لڑکا اور دیوانہ پاگل آدمی ظہار نہیں کر سکتا، اگر کرے گا تو کچھ نہ ہوگا، اسی طرح اگر کوئی غیر عورت سے ظہار کرے جس سے ابھی نکاح نہیں کیا ہے تو بھی کچھ نہیں ہوا اب اس سے نکاح کرنا درست ہے۔

مسئلہ۱۰ ظہار[۸] کا لفظ اگر کئی دفعہ کہے جیسے دو دفعہ یا تین دفعہ یہی کہا کہ تو میرے لئے ماں کے برابر ہے تو جے دفعہ کہا ہے اتنے ہی کفارے دینے پڑیں گے، البتہ اگر دوسرے اور تیسرے مرتبہ کہنے سے خوب مضبوط اور پکے ہو جانے کی نیت کی ہو نئے سرے سے ظہار کرنا مقصود نہ ہو تو ایک ہی کفارہ دیوے۔

مسئلہ۱۱ اگر[۹] کئی عورتوں سے ایسا کہا تو جے بیبیاں ہوں اتنے کفارے دیوے۔

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)

:۵ واذا قال الرجل لا مرا ته انت علي كظهرامي فقط حرمت عليه لا يحل له وطيها ولا مسها ولا تقبيلها حتے يكفر من ظهاره فان وطيها قبل ان يكفر يستغفر الله تعالىٰ ولا شيئ عليه غير الكفارة الا ولىٰ ولا يعلو دحتے يكفر و لو نوى به الطلاق لا يصح واذا قال انت علي كبطن امي او كفخذها او كفر جها فهو مظاهر ولو قال انت علي مثل امي او كامي يرجع الي نيته فان قال اردت الكرامة فهو كما قال وان قال اردت الظهار فهو ظهار وان قال اردت الطلاق فهو طلاق بائن وان لم يكن له نية فليس بشيئ ولو قال انت علي كامي ونوى ظهاراً او طلا قاً فهو على ما نوى ۱۲ شرح الهدايه ج ۲ ص ۳۸۹ وشرح التنوير ج ۱ ص ۳۴۹۔

:۱ وكذا اذا شبهها بمن لا يحل له مناكحتها اليها على التابيد من ذوات محارمه مثل اخته اوعمة او امه من الرضاعة ۱۲ عالمگیری ج ۱ ص ۵۳۱۔

:۲ ولو قال لا مرأته انت على كالميتة والدم ولحم الخنزير اختلفت الروايات فيه والصحيح انه اذا لم ينو شيئاً يكون ايلا ء وان نوى الطلاق يكون طلاقاً وان نوى الظهار لايكون ظهاراً ۱۲ رد المحتار مصرى ج۲ ص ۹۴۹۔

:۳ و الظاهر ان الوقت اذا كان اربعة اشهر فاكثر انه لايكون ايلاءً لعدم ركنه (وهو الحلف التعليق) ۱۲ رد المحتار مصرى ج ۲ ص ۹۴۹۔

:٤ وحكم الظهار حرمة الو طي والدواعي الى غاية الكفارة ۱۲ فتاوىٰ هنديه ج ۱ ص ۵۳۱۔

:۵ اما في الوقت كما اذا ظاهر مدة معلو مة كاليوم والشهر والسنة فانه ان قربها في تلك المدة يلزمه الكفارة وان لم يقربها حتے مضت المدة سقط عنه الكفارة وبطل الظهار ۱۲ عالمگيريه ص ۵۳۳ ج ۲۔

:٦ ولو قال انت على كظهر امي انشاء الله لا يكون ظهار ۱۲ عالمگيرى ج ۲ ص ۵۳٤۔

:۷ وشرطه في المرا ة كو نها زوجة وفي الرجل كونه من اهل الكفارة فلا يصح ظهار الذمي كا لصبي والمجنون ۱۲ عالمگيرى ص ۵۳۱۔

:۸ لو ظاهر من امراته مرارا في مجلس او مجالس فعليه لكل ظهار كفارة الا ان ينوى به الا ول ۱۲ عالمگيرى ج ۱ ص ۵۳٤۔

:۹ [illegible] نساوانتن على كظهرامي صار مظاهر امنهن و عليه لكل واحدة كفارة ۱۲ عالمگيرى ج ۱ ص ۵۳٤۔

مسئلہ۱۲ اگر برابر کا لفظ نہیں کہا نہ مثل اور طرح کا لفظ کہا بلکہ یوں کہا تو میری ماں ہے یا یوں کہا تو میری بہن ہے تو اس سے کچھ نہیں ہوا، عورت حرام نہیں ہوئی لیکن ایسا کہنا برا اور گناہ ہے، اسی طرح پکارتے وقت یوں کہنا میری بہن فلانا کام کردو، یہ بھی برا ہے مگر اس سے بھی کچھ نہیں ہوتا۔

مسئلہ۱۳ کسیؒ نے یوں کہا اگر تجھ کو رکھوں تو ماں کو رکھوں، یا یوں کہا اگر تجھ سے صحبت کروں تو گویا ماں سے کروں اس سے کچھ نہیں ہوا۔

مسئلہ۱۴ اگر یوں کہا(۱) تو میرے لئے ماں کی طرح حرام ہے، تو اگر طلاق دینے کی نیت ہو تو طلاق پڑ جائیگی، اور اگر ظہار کی نیت کی ہو یا کچھ نیت نہ کی تو ظہار ہو جاویگا، کفارہ دیکر صحبت کرنا درست ہے۔

بقیہ صفحہ ۲۶ کفارہ کا بیان

مسئلہ۱ ظہارؒ کا کفارہ اسی طرح ہے جس طرح روزہ توڑنے کا کفارہ ہے دونوں میں کچھ فرق نہیں وہاں ہم نے خوب کھول کھول کے بیان کیا ہے وہی نکال کر دیکھ لو۔ اب یہاں بعضی ضروری باتیں جو وہاں نہیں بیان ہوئیں ہم بیان کرتے ہیں۔

مسئلہ۲ اگرؒ طاقت ہو تو مرد ساٹھ روزے لگاتار رکھے بیچ میں کوئی روزہ چھوٹنے نہ پاوے، اور جب تک روزے ختم نہ ہو چکیں تب تک عورت سے صحبت نہ کرے اگر روزے ختم ہونے سے پہلے اسی عورت سے صحبت کرلی تو اب سب روزے پھر سے رکھے، چاہے دن کو اس عورت سے صحبت کی ہو یا رات کو اور چاہے قصداً ایسا کیا ہو یا بھولے سے سب کا ایک ہی حکم ہے۔

مسئلہ۳ اگرؒ شروع مہینہ یعنی پہلی تاریخ سے روزے رکھنا شروع کئے تو پورے دو مہینے روزے رکھ لے چاہے پورے ساٹھ دن ہوں اور تمیں دن کا مہینہ ہو یا اس سے کم دن ہوں دونوں طرح کفارہ ادا ہو جائیگا، اور اگر پہلی تاریخ سے روزے رکھنا نہیں شروع کئے تو پورے ساٹھ دن روزے رکھے۔

مسئلہ۴ اگرؒ کفارہ روزے سے ادا کررہا تھا اور کفارہ پورا ہونے سے پہلے دن کو یا رات کو بھولے سے ہم بستر ہو گیا تو کفارہ دوہرانا پڑے گا۔

مسئلہ۵ اگرؒ روزے کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ فقیروں کو دو وقتہ کھانا کھلائے یا کچا اناج دے دے۔ اگر سب فقیروں کو ابھی نہیں کھلا چکا تھا کہ بیچ میں صحبت کرلی تو گناہ تو ہوا مگر اس صورت میں کفارہ دوہرانا نہ پڑے گا اور کھانا کھلانے کی سب وہی صورت ہے جو وہاں بیان ہو چکی۔

مسئلہ۶ کسیؒ کے ذمے ظہار کے دو کفارے تھے، اس نے ساٹھ مسکینوں کو چار چار سیر گیہوں دے دیئے اور یہ سمجھا کہ ہر کفارے سے دو دو سیر دیتا

۱: ولو قال لها انت امی لایکون مظاهر او ینبغی ان یکون مکروها ومثله ان یقول یا ابنتی ویا اختی ونحو ۱۲ عالمگیری ص ۵۳۳ ج ۲۔

۲: لو قال ان وطئتك و طئت امی فلا شیئ علیه ۱۲ عالمگیری ج ۲ ص ۵۳۲۔

۳: اذا قال لها انت علی حرام کامی ونوی الطلاق او الظهار او الا یلاء فهو علی مانوی وان لم ینو شیئا یکون ظهاراً ۱۲ عالمگیری ج ۲ ص ۵۳۲۔

۴: و کفارة الظهار عتق رقبة فان لم یجد فصیام شهرین متتابعین فان لم یستطع فا طعام ستین مسکینا ۱۲ شرح البدایه ص ۳۹۱ ج ۲۔

۵: واذا لم یجد المظاهر ما یعتق فکفارته صوم شهرین متتابعین لیس بینهما شهر رمضان ولا یوم الفطر ولا ایام التشریق لو جامع امراته التی ظاهر منها بالنهار نا سیا وبالیل عا مدا اونا سیا فانه یستقبل الصوم ولو جامعها بالنهار عامد ا استانف بالا تفاق ۱۲ فتاویٰ عالمگیری ج ۱ ص ۵۱۲۔

۶: اذا صام المظاهر شهرین بالا هلة اجزاه وان کان کل شهر تسعة وعشرین یوما و ان صا م بغیر الا هلة ثم افطر لتما م تسعة و خمسین یو ما فعلیه الا ستقبال ۱۲ فتاویٰ عالمگیری ج ۱ ص ۵۳۷۔

۷: فان جامع التی ظاهر منها فی خلال الشهر ین لیلا عامد او نهاراً نا سیا استا نف ۱۲ شرح البدایه ج ۲ ص ۳۹۴۔

۸: واذا لم یستطع المظاهر الصیام اطعم ستین مسکینا ویطعم کل مسکین نصف صاع من برا وصاعا من تمر او شعیر او قیمة ذلك ۱۲ شرح البدایه ج ۲ ص ۳۹۴ وفی الدرا ستانف الصوم لا الا طعام وان وطئها فی خلاله ج ۱ ص ۲۵۰۔

۹: واذا اطعم عن ظهارین ستین مسکینا لکل مسکین صاعا من بر لم یجزه الا من واحد منهما وان اطعم ذلك عن افطار و ظهار اجزاه عنهما ۱۲ شرح البدایه ج ۲ ص ۳۹۵۔

(۱) اس صورت میں اگر ایلاء کی نیت کی ہے تو ایلاء ہو جائے گا۔ ۱۲ تصحیح الحمدیہ۔

ہوں اس لئے دونوں کفارے ادا ہو گئے، تب بھی ایک ہی کفارہ ادا ہوا دوسرا کفارہ پھر دیوے۔ اور اگر ایک کفارہ روزہ توڑنے کا تھا دوسرا ظہار کا، اس میں ایسا کیا تو دونوں ادا ہو گئے۔

لعان کا بیان

مسئلہ ۱: جب[۱] کوئی اپنی بی بی کو زنا کی تہمت لگاوے یا جو لڑکا پیدا ہوا اس کو کہے کہ یہ میرا لڑکا نہیں، نہ معلوم کس کا ہے تو اس کا حکم یہ ہے کہ عورت قاضی اور شرعی حاکم کے پاس فریاد کرے، تو حاکم دونوں سے قسم لیوے، پہلے شوہر سے اس طرح کہلاوے میں خدا کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ جو تہمت میں نے اس کو لگائی ہے اس میں میں سچا ہوں، چار دفعہ اسی طرح شوہر کہے، پھر پانچویں دفعہ کہے اگر میں جھوٹا ہوں تو مجھ پر خدا کی لعنت ہو۔ جب مرد پانچویں دفعہ کہہ چکے تو عورت چار مرتبہ اس طرح کہے، میں خدا کو گواہ کر کے کہتی ہوں کہ اس نے جو تہمت مجھے لگائی ہے اس تہمت میں یہ جھوٹا ہے، اور پانچویں دفعہ کہے اگر اس تہمت لگانے میں یہ سچا ہو تو مجھ پر خدا کا غضب ٹوٹے۔ جب دونوں قسم کھالیویں تو حاکم دونوں میں جدائی کرا دے گا، اور ایک طلاق بائن پڑ جاوے گی اور اب یہ لڑکا باپ کا نہ کہا جاوے گا، ماں کے حوالہ کر دیا جاوے گا۔ اس قسما قسمی کو شرع میں لعان کہتے ہیں۔

عدت کا بیان

مسئلہ ۱: جب[۲] کسی کا میاں طلاق دیدے یا خلع و ایلاء وغیرہ کسی اور طرح سے نکاح ٹوٹ جائے یا شوہر مر جائے تو ان سب صورتوں میں تھوڑی مدت تک عورت کو ایک گھر میں رہنا پڑتا ہے، جب تک یہ مدت ختم نہ ہو چکے تب تک کہیں اور نہیں جا سکتی نہ کسی اور مرد سے اپنا نکاح کر سکتی ہے۔ جب وہ مدت پوری ہو جائے تو جو جی چاہے کرے۔ اس مدت گذارنے کو عدت کہتے ہیں۔

مسئلہ ۲: اگر[۳] میاں نے طلاق دے دی تو تین حیض آنے تک شوہر ہی کے گھر جس میں طلاق ملی ہے وہیں بیٹھی رہے اس گھر سے باہر نہ نکلے نہ دن کو نہ رات کو نہ کسی دوسرے سے نکاح کرے، جب پورے تین حیض ختم ہو گئے تو عدت پوری ہو گئی اب جہاں جی چاہے جائے۔ مرد نے خواہ ایک طلاق دی ہو یا دو تین طلاقیں دی ہوں اور طلاق بائن دی ہو یا رجعی سب کا ایک حکم ہے۔

مسئلہ ۳: اگر[۴] چھوٹی لڑکی کو طلاق مل گئی جس کو ابھی حیض نہیں آتا یا اتنی بڑھیا ہے کہ اب حیض آنا بند ہو گیا ہے ان دونوں کی عدت تین مہینے ہیں، تین مہینے بیٹھی رہے۔ اس کے بعد اختیار ہے جو چاہے کرے۔

مسئلہ ۴: کسی[۵] لڑکی[(۱)] کو طلاق مل گئی اس نے مہینوں کے حساب سے عدت شروع کی، پھر عدت کے اندر ہی ایک یا دو مہینہ کے بعد حیض آ گیا تو اب پورے تین حیض آنے تک بیٹھی رہے۔ جب تک تین حیض نہ پورے ہوں عدت ختم نہ ہو گی۔

۱: اذا قذف الرجل امرأته بالزناء او نفی نسب ولدها وطالبته بموجب القذف فعلیه اللعان وصفة اللعان ان یبتدی القاضی بالزوج فیشهد اربع مرات یقول فی کل مرة اشهد باللّٰه انی لمن الصادقین فیما رمیتها به من الزنا ویقول فی الخامسة لعنة اللّٰه علیه ان کان من الکاذبین فیما رماها به من الزنا یشیر الیها فی جمیع ذلك ثم تشهد المرأة اربع مرات تقول فی کل مرة اشهد باللّٰه انه الکاذبین فیما رمانی به من الزنا وتقول فی الخامسة غضب اللّٰه علیها ان کان من الصادقین فیما رمانی به من الزنا واذا التعنا لا تقع الفرقة حتی یفرق القاضی بینهما وتکون الفرقة تطلیقة بائنة ۱۲ شرح البدایه ج ۱ ص ۳۹۶ و ج ۱ ص ۳۹۸۔

۲: هی انتظار مدة معلومة یلزم المرأة بعد زوال النکاح حقیقة او شبهة المتأکد بالدخول او الموت ۱۲ عالمگیری مصری ص ۵۴۹ ج ۱۔

۳: اذا طلق الرجل امرأته طلاقاً بائناً او رجعیا او وقعت الفرقة بینهما بغیر طلاق وهی حرة ممن تحیض فعدتها ثلثة اقراء سواء کانت الحرة مسلمة او کتابیة ۱۲ عالمگیری ص ۵۴۹ ج ۱ و علی المعتدة ان تعتد فی المنزل الذی یضاف الیها بالسکنی حال وقوع الفرقة ۱۲ شرح البدایه ص ۴۰۸ ج ۲۔

۴: والعدة لمن لم تحض لصغر او کبر او بلغت بالسن ولم تحض ثلاثة اشهر ۱۲ عالمگیری مصری ج ۱ ص ۵۵۰۔

۵: وکذا اذا کانت صغیرة تعتد بالشهور فحاضت بطل حکم الشهور وا ستقبل العدة بالحیض ۱۲ عالمگیری ج ۱ ص ۵۵۰۔

(۱) یعنی نابالغ لڑکی جس کو حیض نہیں آتا ۱۲۔

مسئلہ۵ اگر کسی کو پیٹ ہے اور اسی زمانہ میں طلاق مل گئی تو بچہ پیدا ہونے تک بیٹھی رہے یہی اس کی عدت ہے۔ جب بچہ پیدا ہو گیا تو عدت ختم ہو گئی۔ طلاق ملنے کے بعد تھوڑی ہی دیر میں اگر بچہ پیدا ہو گیا تب بھی عدت ختم ہو گئی۔

مسئلہ۶ اگر کسی نے حیض[1] کے زمانہ میں طلاق دے دی تو جس حیض میں طلاق دی ہے اس حیض کا کچھ اعتبار نہیں ہے اس کو چھوڑ کر تین حیض اور پورے کرے۔

مسئلہ۷ طلاق کی عدت اسی عورت پر ہے جسکو صحبت کے بعد طلاق ملی ہو یا صحبت تو ابھی نہیں ہوئی مگر میاں بی بی میں تنہائی و یکجائی ہو چکی ہے تب طلاق ملی چاہے ویسی تنہائی ہوئی ہو جس سے پورا مہر دلایا جاتا ہے، یا ویسی تنہائی ہوئی ہو جس سے پورا مہر واجب نہیں ہوتا، بہر حال عدت بیٹھنا واجب ہے۔ اور اگر ابھی بالکل کسی قسم کی تنہائی نہ ہونے پائی تھی کہ طلاق مل گئی تو ایسی عورت پر عدت نہیں جیسا کہ اوپر آ چکا ہے۔

مسئلہ۸ غیر عورت کو اپنی بی بی سمجھ کر دھوکہ سے صحبت کر لی، پھر معلوم ہوا کہ یہ بی بی نہ تھی تو اس عورت کو بھی عدت بیٹھنا ہوگا، جب تک عدت ختم نہ ہو چکے تب تک اپنے شوہر کو بھی صحبت نہ کرنے دے نہیں تو دونوں پر گناہ ہوگا۔ اس کی عدت بھی یہی ہے جو ابھی بیان ہوئی، اگر اسی دن پیٹ رہ گیا تو بچہ ہونے تک انتظار کرے اور عدت بیٹھے۔ یہ بچہ حرامی نہیں اس کا نسب ٹھیک ہے جس نے دھوکہ سے صحبت کی ہے اسی کا لڑکا ہے۔

مسئلہ۹ کسی نے بے قاعدہ نکاح کر لیا جیسے کسی عورت سے نکاح کیا تھا پھر معلوم ہوا کہ اس کا شوہر ابھی زندہ ہے اور اس نے طلاق نہیں دی، یا معلوم ہوا کہ اس مرد و عورت نے بچپن میں ایک عورت کا دودھ پیا ہے اس کا حکم یہ ہے کہ اگر مرد نے اس سے صحبت کر لی، پھر حال کھلنے کے بعد جدائی ہو گئی تو بھی عدت بیٹھنا پڑے گی۔ جس وقت سے مرد نے توبہ کر کے جدائی اختیار کی اسی وقت سے عدت شروع ہو گئی اور اگر ابھی صحبت نہ ہونے پائی ہو تو عدت واجب نہیں بلکہ ایسی عورت سے اگر خوب تنہائی و یک جائی بھی ہو چکی ہو تب بھی عدت واجب نہیں، عدت جب ہی ہے کہ صحبت ہو چکی ہو۔

مسئلہ۱۰ عدت کے اندر کھانا کپڑا اسی مرد کے ذمہ واجب ہے جس نے طلاق دی، اور اس کا بیان اچھی طرح آگے آتا ہے۔

مسئلہ۱۱ کسی نے اپنی عورت کو طلاق بائن دی یا تین طلاقیں دے دیں، پھر عدت کے اندر دھوکہ میں اس سے صحبت کر لی تو اب اس دھوکہ کی صحبت کی وجہ سے ایک عدت اور واجب ہو گئی، اب تین حیض[2] اور پورے کرے۔ جب تین حیض اور گذر جاویں گے تو دونوں عدتیں ختم ہو جاویں گی۔

۱: وان كانت حاملا فعدتها ان تضع حملها و ليس للمعتدة بالحمل مدة سواء ولدت بعد الطلاق اوالموت بيوم او اقل ١٢ عالمگیری مصری ج ١ ص ٥٥١۔

۲: واذا طلق الرجل مرأته فى حالة الحيض لم تعتد بالحيضة التى وقع فيها الطلاق ١٢ شرح البدايه ج ١ ص ٤٠٥ ودر ج ١ ص ٢٥٧ كان عليها الا اعتداد بثلاث حيض كو امل ولا تحسب هذه الحيضة من العدة ١٢ عالمگیری ج ١ ص ٥٥٠۔

۳: اربع من النساء لا عدة عليهن المطلقة قبل الدخول الخ عالمگیری ص ٥٤٣ ج ٢ وعليها العدة فى جميع هذه المسائل احتياطا استحسانا هدايه ج ٢ ص ٣٠٦۔

٤: واذا دخل الرجل بالمرأة على وجه شبهة او نكاح فاسد فعليه المهر وعليها العدة ١٢ عالمگیری ج ١ ص ٥٥٠ وشرح البدايه ج ٢ ص ٤٠٤ والواطى ان ادعى النسب يثبت فى الاولى شبهة المحل لا فى الثانية اى شبهة الفعل لتمحضه زنا الا فى المطلقة ثلثا بشرطه والا فى وطئى امراة زفت اليه وقال النساء هى زوجته ولم تكن كذلك معتمدا خبرهن فيثبت نسبه بالدعوة ١٢ در مختار مختصراً ص ٢٣٦۔

٥: وكذا موطوة بشبهة كمزفوفة لغير بعلها اونكاح فاسد كموقت فى الموت والفرقة وعدة المنكوحة نكاحا فاسدا والموطوة بشبهة ومنه تزوج امرأة الغير غير عالم بحالها ١٢ شرح التنوير ج ١ ص ٢٥٥ و ج ١ ص ٢٥٧۔

٦: واذا طلق الرجل امرأته فلها النفقة والسكنى فى عدتها رجعيا كان او بائنا ١٢ شرح البدايه ص ٤٢٣ ج ٢۔

٧: واذا وطئت المعتدة بشبهة فعليها عدة اخرى وتداخلت العدتان ويكون ماتراه المرأة من الحيض محتسبا منهما جميعا اذا انقضت العدة الاولى ولم تكمل الثانيه فعليها اتمام العدة الثانية ١٢ شرح البدايه ج٢ ص ٤٠٥۔

(۱) مگر حیض میں طلاق دینے سے گناہ ہوگا ۱۲۔ (۲) یعنی جس وقت صحبت کی ہے اسکے بعد تین حیض گذر جانے چاہئیں ۱۲۔

مسئلہ۱۲ مرد نے طلاق بائن دے دی اور جس گھر میں عدت بیٹھی ہے اسی میں وہ بھی رہتا ہے تو خوب اچھی طرح پردہ باندھ کر آڑ کر لے۔

موت کی عدت کا بیان۔

مسئلہ۱ کسی کا شوہر مر گیا تو وہ چار مہینے اور دس دن تک عدت بیٹھے، شوہر کے مرتے وقت جس گھر میں رہا کرتی تھی اسی گھر میں رہنا چاہئے باہر نکلنا درست نہیں ہے۔ البتہ اگر کوئی غریب عورت ہے جس کے پاس گذارے کے موافق خرچ نہیں اس نے کھانا پکانے وغیرہ کی نوکری کر لی اس کو جانا اور نکلنا درست ہے لیکن رات کو اپنے گھر ہی میں رہا کرے چاہے صحبت ہو چکی ہو یا نہ ہوئی ہو۔ اور چاہے کسی قسم کی تنہائی و یکجائی ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو، اور چاہے حیض آتا ہو یا نہ آتا ہو سب کا ایک حکم ہے کہ چار مہینے دس دن عدت بیٹھنا چاہئے۔ البتہ اگر وہ عورت پیٹ سے تھی اس حالت میں شوہر مرا تو بچہ پیدا ہونے تک عدت بیٹھے، اب مہینوں کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔ اگر مرنے سے دو چار گھڑی بعد بچہ پیدا ہو گیا تب بھی عدت ختم ہو گئی۔

مسئلہ۲ گھر بھر میں جہاں جی چاہے رہے یہ جو دستور ہے کہ خاص ایک جگہ مقرر کر کے رہتی ہے کہ غمزدہ کی چارپائی اور خود غمزدہ وہاں سے ٹلنے نہیں پاتی یہ بالکل مہمل اور واہیات ہے اس کو چھوڑنا چاہئے۔

مسئلہ۳ شوہر نابالغ بچہ تھا اور جب وہ مرا تو اس کو پیٹ تھا تب بھی اس کی عدت بچہ ہونے تک ہے لیکن یہ لڑکا حرامی ہے شوہر کا نہ کہا جاوے گا۔

مسئلہ۴ اگر کسی کا میاں چاند کی پہلی تاریخ مرا اور عورت کو حمل نہیں تو چاند کے حساب سے چار مہینے دس دن پورے کرے، اور اگر پہلی تاریخ نہیں مرا تو ہر مہینہ تیس تیس دن کا لگا کر چار مہینے دس دن پورے کرنا چاہئے اور طلاق کی عدت کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر حیض نہیں آتا نہ پیٹ ہے اور چاند کی پہلی تاریخ طلاق مل گئی تو چاند کے حساب سے تین مہینے پورے کر لے چاہے انتیس کا چاند ہو یا تیس کا، اور اگر پہلی تاریخ طلاق نہیں ملی ہے تو ہر مہینہ تیس دن کا لگا کر تین مہینے پورے کرے۔

مسئلہ۵ کسی نے بے قاعدہ نکاح کیا تھا جیسے بے گواہوں کے نکاح کر لیا۔ یا بہنوئی سے نکاح ہو گیا اور اس کی بہن بھی اب تک اس کے نکاح میں ہے۔ پھر وہ شوہر مر گیا تو ایسی عورت جس کا نکاح صحیح نہیں ہوا، مرد کے مرنے سے چار مہینے دس دن عدت نہ بیٹھے بلکہ تین حیض تک عدت بیٹھے، حیض نہ آتا ہو تو تین مہینے، اور حمل سے ہو تو بچہ ہونے تک بیٹھے۔

مسئلہ۶ کسی نے اپنی بیماری میں طلاق بائن دے دی اور طلاق کی عدت ابھی پوری نہ ہونے پائی تھی کہ وہ مر گیا تو دیکھو کہ طلاق کی عدت بیٹھنے میں زیادہ دن لگیں گے یا موت کی عدت پوری کرنے میں، جس عدت میں زیادہ دن لگیں گے وہ عدت پوری کرے اور اگر بیماری میں طلاق رجعی دی ہے اور ابھی عدت طلاق کی نہ گذری تھی کہ شوہر مر گیا تو اس عورت پر وفات کی عدت لازم ہے۔

۱: اذا طلقها ثلاثا او واحدة بائنة وليس له الا بيت واحد فينبغي له ان يجعل بينه وبينها حجابا حتى لا يقع الخلوة بينه وبين الا جنبية ۱۲ عالمگیری کشوری ج ۲ ص ۵۵۱۔

۲: عدة الحرة في الوفاة اربعة اشهر و عشرة ايام سواء كانت مد خولا بها اولا مسلمة او كتابية تحت مسلم صغيرة او كبيرة او ائسة وزوجها حرا وعبد حاضت في هذه المدة اولم تحض ولم يظهر حبلها عالمگیری کشوری ج ۲ ص ۵۴۵۔

۳: للمعتدة ان تخرج من بيتها الى صحن الدار وتبيت في اى منزل شاءت ۱۲ عالمگیری ج ۲ ص ۵۵۱۔

۴: واذا مات الصغير عن امراته وبها حبل فعدتها ان تضع حملها ولا يثبت نسب الو لد الخ ۱۲ شرح البدايه ج ۲ ص ۴۰۴ ودر ج ۲ ص ۲۵۶۔

۵: اذا وجبت العدة بالشهور في الطلاق والوفاة فان اتفق ذلك في غرة الشهر اعتبرت الشهور بالا هلة وان نقص العدد من ثلثين يوما وان اتفق ذلك في خلاله يعتبر في ذلك عددالا يام تسعون يوما في الطلاق وفي الوفاة يعتبر مأة وثلثون يوما ۱۲ عالمگیری نو لکشوری ج ۲ ص ۵۴۳ و رد المحتار ج ۲ ص ۶۰۳۔

۶: المنكوحة نكاحا فاسداوا لموطوءة بشبهة عدتهما الحيض في الفرقة والموت ولو كانت ممن لا تحيض فعدتها ثلثة اشهر ۱۲ شرح البدايه ج ۲ ص ۴۰۴ وعدة الحامل ان تضع حملها ۱۲ عالمگیری ج ۱ ص ۵۵۱۔

۷: وفي حق امرأة الفار من الطلاق البائن ان مات وهي في العدة ابعد الاجلين من عدة الوفاة وعدة الطلاق وقيد بالبائن لان للمطلقة الرجعي ما للموت اجماعا ۱۲ در مختار ج ۱ ص ۲۵۶ هدايه ج ۲ ص ۴۰۲۔

مسئلہ۷ کسی کا میاں مر گیا مگر اس کو خبر نہیں ملی، چار مہینے دس دن گزر چکنے کے بعد خبر آئی تو اس کی عدت پوری ہو چکی، جب سے خبر ملی ہے تب سے عدت بیٹھنا ضروری نہیں۔ اسی طرح اگر شوہر نے طلاق دے دی مگر اس کو نہ معلوم ہوا بہت دنوں کے بعد خبر ملی، جتنی عدت اس کے ذمہ تھی وہ خبر ملنے سے پہلے ہی گذر چکی تو اس کی بھی عدت پوری ہو گئی اب عدت بیٹھنا واجب نہیں۔

مسئلہ۸ کسی[۲] کام کے لئے گھر سے باہر کہیں گئی تھی یا اپنی پڑوسن کے گھر گئی تھی کہ اتنے میں اس کا شوہر مر گیا اب فوراً وہاں سے چلی آوے اور جس گھر میں رہتی تھی وہیں رہے۔

مسئلہ۹ مرنے[۳] کی عدت میں عورت کو روٹی کپڑا نہ دلایا جاوے گا اپنے پاس سے خرچ کرے۔

مسئلہ۱۰ بعض[۴] جگہ دستور ہے کہ میاں کے مرنے کے بعد سال بھر تک عدت کے طور پر بیٹھی رہتی ہے یہ بالکل حرام ہے۔

بقیہ صفحہ ۲۸ روٹی کپڑے کا بیان

مسئلہ[۵] بی بی بہت چھوٹی ہے کہ صحبت کے قابل نہیں، تو اگر مرد نے کام کاج کیلئے یا اپنا دل بہلانے کیلئے اسکو اپنے گھر رکھ لیا تو اسکا روٹی کپڑا مرد کے ذمہ واجب ہے۔ اور اگر نہ رکھا میکے بھیج دیا تو واجب نہیں، اور اگر شوہر چھوٹا نابالغ ہو لیکن عورت بڑی ہے تو روٹی کپڑا ملے گا۔

بقیہ صفحہ ۳۰ رہنے کے لئے گھر ملنے کا بیان

مسئلہ۸ اگر[۶] نکاح عورت ہی کی وجہ سے ٹوٹا جیسے سوتیلے لڑکے سے پھنس گئی یا جوانی کی خواہش سے فقط ہاتھ لگایا کچھ اور نہیں ہوا اس لئے مرد نے طلاق دے دی یا وہ بد دین کافر ہو گئی، اسلام سے پھر گئی اس لئے نکاح ٹوٹ گیا تو ان سب صورتوں میں عدت کے اندر اسکو روٹی کپڑا نہ ملے گا، البتہ رہنے کا گھر ملے گا۔ ہاں اگر وہ خود ہی چلی جائے تو اور بات ہے پھر نہ دیا جاوے گا۔

بقیہ صفحہ ۳۲ لڑکے کے حلالی ہونے کا بیان

مسئلہ۱۰ میاں[۷] پردیس میں ہے اور مدت ہو گئی، برسیں گذر گئیں کہ گھر نہیں آیا، اور یہاں لڑکا پیدا ہو گیا (اور شوہر اسکو اپنا ہی بتاتا ہے) تب بھی وہ (از روئے قانون شرع) حرامی[(۱)] نہیں اسی شوہر کا ہے۔ البتہ اگر شوہر خبر پا کر انکار کریگا تو لعان کا حکم ہو گا۔

تمام شد اصلی مدلل و مکمل بہشتی زیور حصہ چہارم

۱: وابتداء العدة في الطلاق عقيب الطلاق وفي الوفاة عقيب الوفاة فان لم تعلم بالطلاق او الوفاة حتى مضت مدة العدة فقد انقضت عدتها ۱۲ شرح البدايه ج ۲ ص ۴۰۵ وشرح التنوير ج ۱ ص ۲۵۷۔

۲: طلقت او مات وهي زائرة في غير مسكنها عادت اليه فوراً ۱۲ شرح التنوير ج ۱ ص ۲۶۰ وشرح البدايه ج ۲ ص ۴۰۹۔

۳: ولا نفقة للمتوفى عنها زوجها ۱۲ شرح البدايه ص ۲۷۳ ج ۱ و شرح التنوير ج ۱ ص ۲۷۳۔

۴: عن ام حبيبة وزينب[رض] بنت جحش[رض] عن رسول الله ﷺ قال لا يحل لامرأة تؤمن بالله واليوم الآخر ان تحد على ميت فوق ثلث ليال الا على زوج اربعة اشهر و عشرا ۱۲ مشكوة ج ۱ ص ۲۸۹۔

۵: وان كانت صغيرة لا يستمتع بها فلا نفقة لها وان كان الزوج صغيرا لا يقدر على الوطي وهي كبيرة فلها النفقة من ماله ۱۲ شرح البدايه ص ۴۱۸ ج ۲۔

۶: وكل فرقة جاءت من قبل المرأة بمعصية مثل الردة وتقبيل ابن الزوج فلا نفقة لها وان طلقها ثلثا ثم ارتدت والعياذبالله سقطت نفقتها شرح البدايه ج ۲ ص ۴۲۴۔

۷: الفراش على اربع مراتب وقد اكتفوابقيام الفراش بلا دخول كتزوج المغربي بمشرقية بينهما مسيرة سنة فولدت لستة اشهر مذتزوجها لتصوره كرامة واستخداما ۱۲ شرح التنوير ج ۱ ص ۲۶۳ وفي البحرقيام الفراش كاف ولايعتبر امكان الدخول لان النكاح قائم مقامه كما في تزوج المشرقي بمغربية بينهما مسيرة سنة فجاءت بولد لستة اشهر من يوم تزوجها ۱۲ بحر الرائق ص ۱۵۵ ج ۴۔

(۱) یہ مطلب نہیں کہ واقع میں وہ شوہر کے نطفہ سے ہے تا کہ اس پر شبہ ہو سکے کہ یہ بات عقل کے خلاف ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ قانون شرعی کی رو سے اس لڑکے کو شوہر کا کہیں گے اور میراث وغیرہ کے احکام اسکے لئے جاری ہوں گے اس کی ایسی مثال ہے کہ کوئی شخص اپنے قاتل ہونے کا اقرار کرے اور تاریخ قتل میں اس مقام پر موجود نہ تھا اور دماغ بھی اس کا صحیح ہے تو قانون کی رو سے وہ قاتل ہو گا خواہ واقع میں نہ ہو۔ اس مسئلہ کی بحث رفع الارتیاب میں اور ضمیمہ ثانیہ حصہ ہذا میں ص ۶۷، ۶۸ پر مفصل طور پر لکھی گئی ہے ضرور دیکھ لیا جائے ۱۲۔

ضمیمہ اُولیٰ اصلی مدلل و مکمل بہشتی زیور مسماۃ بہ بہشتی جوہر چوتھا حصہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نکاح کی فضیلت اور اس کے حقوق کا بیان

۱) حدیث[1] میں ہے کہ دنیا صرف ایک استعمال کی چیز ہے اور دنیا کی استعمالی چیزوں میں سے کوئی چیز نیک عورت سے افضل نہیں (یعنی دنیا میں اگر نیک عورت میسر آجائے تو بہت بڑی غنیمت اور حق تعالیٰ کی رحمت ہے کہ خاوند کی راحت اور اس کی فلاح دارین کا سبب ہے دنیا میں بھی ایسی عورت سے راحت میسر ہوتی ہے اور آخرت کے کاموں میں بھی مدد ملتی ہے)۔

۲) حدیث میں ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ نے نکاح میرا طریقہ اور میری سنت (مؤکدہ) ہے سو جو نہ عمل کرے میری سنت (مؤکدہ) پر تو وہ مجھ سے نہیں ہے (یعنی مجھ سے اور اس سے کوئی علاقہ نہیں۔ یہ زجر اور ڈانٹ ہے ایسے شخص کو جو سنت پر عمل نہ کرے اور جناب رسول اللہ ﷺ کی خفگی کا بیان ہے ایسے شخص پر، سو اس سے بہت کچھ پرہیز لازم ہے اور مسلمان کو کیسے چین پڑ سکتا ہے کہ ذرا دیر بھی جناب رسول خدا ﷺ اس سے ناراض رہیں، اللہ اس دن سے پہلے موت دے دیں جس روز مسلمان کو اللہ و رسول کی ناراضی گوارا ہو) اور حدیث میں ہے نکاح کرو اس لئے کہ میں فخر کروں گا (قیامت میں) تمہارے ذریعہ سے (اور) امتوں پر (یعنی جناب رسول اللہ ﷺ کو یہ بات بہت پسند ہے کہ آپ کی امت کثرت سے ہو اور دوسری امتوں سے زیادہ ہو تاکہ ان کی کثرت اعمال کی وجہ سے آپ کو بھی ثواب اور قرب الٰہی زیادہ میسر ہو۔ اس لئے کہ جو کوئی آپ کی امت میں جو کچھ بھی عمل کرتا ہے وہ آپ ہی کی تعلیم کے سبب کرتا ہے۔ پس جس قدر زیادہ عمل کرنے والے ہوں گے اسی قدر آپ کو ان کی تعلیم کرنے کا ثواب زیادہ ہوگا۔ یہاں سے یہ بات بھی معلوم ہوگئی کہ جہاں تک بھی اور جس طرح بھی ہو سکے قرب الٰہی کے وسیلے اور اعمال کثرت سے اختیار کرے اور اس میں کوتاہی نہ کرے۔ اور حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن کل صفیں ایک سو بیس ہوں گی، جن میں چالیس صفیں اور امتوں کے لوگوں کی ہونگی اور اسی صفیں جناب رسول اللہ ﷺ کی امت کی ہوں گی۔ سبحان اللہ کیا دلداری منظور ہے حق تعالیٰ کو جناب رسول اللہ ﷺ کی) اور جو شخص صاحب وسعت ہو (یعنی عورت کے حقوق ادا کر سکے) تو چاہئے کہ نکاح کرے اور جو نہ پاوے (اس قدر مال کہ عورت کے حقوق اس سے ادا کرے) تو اس پر روزہ ہے (یعنی روزہ رکھے اس سے شہوت میں کمی ہو جاوے گی) پس بے شک روزہ اس کے لئے مثل رگ شہوت مل دینے کے ہے (اگر عورت کی خواہش مرد کو بہت زیادہ نہ ہو بلکہ معتدل اور درمیانی درجہ کی ہو، اور عورت کے ضروری خرچ اٹھانے پر قادر ہو تو ایسے شخص کے لئے نکاح سنت مؤکدہ ہے اور جس کو اعلیٰ درجہ کا تقاضا ہو یعنی بہت خواہش ہو تو ایسے شخص کیلئے نکاح واجب ضروری ہے اس لئے کہ اندیشہ ہے خدانخواستہ زنا میں مبتلا ہو گیا تو حرام کاری کا گناہ ہوگا۔ اور اگر باوجود سخت تقاضائے شہوت کے اس قدر طاقت نہیں کہ عورت کے ضروری حقوق ادا کر سکے تو یہ شخص کثرت سے روزے رکھے پھر جب اتنی گنجائش ہو جاوے کہ عورت کے حقوق ادا کرنے پر قادر ہو تو نکاح کر لے)۔

۳) حدیث میں ہے کہ اولاد جنت کا پھول[2] ہے (مطلب یہ ہے کہ جنت کے پھولوں سے جیسی مسرت اور فرحت حاصل ہوگی ویسی ہی راحت اور مسرت اولاد کو دیکھ کر حاصل ہوتی ہے اور اولاد نکاح کے ذریعہ سے میسر آتی ہے)۔

۴) حدیث میں ہے کہ تحقیق آدمی کا درجہ جنت میں بلند کیا جاتا ہے سو وہ کہتا ہے کہاں سے ہے میرے لئے یہ (یعنی وہ کہتا ہے کہ یہ رتبہ مجھے کیسے

---

(۱) عن عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ الدنیا کلها متاع و خیر متاع الدنیا المرأة الصالحة (رواہ مسلم) مشکوٰۃ ص ۲۶۷ مجتبائی ۱۲۔

(۲) رواہ الحکیم الترمذی ۱۲۔

ملا۔ میں نے تو ایسا عمل کوئی نہیں کیا جس کا یہ ثواب ہو) پس کہا جاتا ہے (اس آدمی سے یہ) بسبب مغفرت طلب کرنے تیری اولاد کے بے تیرے لئے (یعنی تیری اولاد نے ہم سے تیرے لئے استغفار کی اس کی بدولت یہ درجہ تجھ کو عنایت ہوا)۔

۵) حدیث میں ہے تحقیق وہ بچہ جو حمل سے گر جاتا ہے (یعنی بغیر دن پورے ہوئے پیدا ہو جاتا ہے) اپنے پروردگار سے جھگڑے گا جبکہ اس کے ماں باپ جہنم میں داخل ہوں گے (یعنی حق تعالیٰ سے مبالغہ کے ساتھ سفارش کرے گا کہ میرے والدین کو دوزخ سے نکال دو اور حق تعالیٰ اپنی عنایت کی وجہ سے اس کے اس جھگڑے کو قبول فرماویں گے اور اس کی ناز برداری کریں گے) پس کہا جاوے گا اے سقط جھگڑا کرنے والے اپنے رب سے داخل کر دے اپنے والدین کو جنت میں۔ پس کھینچ لے گا بچہ ان دونوں کو اپنے ناف سے یہاں تک کہ داخل کرے گا ان دونوں کو جنت میں (معلوم ہوا کہ آخرت میں ایسی اولاد بھی کام آوے گی جو نکاح کا نتیجہ ہے۔

۶) حدیث میں ہے کہ بے شک جس وقت دیکھتا ہے مرد اپنی عورت کی طرف اور عورت دیکھتی ہے مرد کی طرف تو دیکھتا ہے اللہ تعالیٰ دونوں کی طرف رحمت کی نظر سے رواہ میسرة بن علي في مشيخته والرافعي في تاريخه عن ابن سعيد مرفوعا بلفظ ان الرجل اذا نظر الى امرأته ونظرت اليه نظر الله تعالىٰ اليهما نظرة رحمة.............الخ۔

۷) حدیث میں ہے کہ حق تعالیٰ پر حق ہے (یعنی حق تعالیٰ نے اپنی رحمت سے اپنے ذمہ یہ بات مقرر فرمائی ہے) مدد کرنی اس شخص کی جو نکاح کرے پاک دامنی حاصل کرنے کو اس چیز سے جسے اللہ نے حرام کیا ہے (یعنی زنا سے محفوظ رہنے کے لئے جو شادی کرے اور نیت اطاعت حق کی ہو تو خرچ وغیرہ میں اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرمائیں گے)۔

۸) حدیث میں ہے کہ عیالدار شخص کی دو ۲ رکعتیں (نماز) کی بہتر ہیں مجرد شخص کی بیاسی ۸۲ رکعتوں سے، اور دوسری حدیث میں بجائے بیاسی کے ستر کا عدد آیا ہے، سو مطلب یہ ہو سکتا ہے کہ ستر اس شخص کے حق میں ہے جو ضروری حق اہل و عیال کا ادا کرے اور بیاسی اسکے حق میں ہیں جو ضروری حقوق سے زیادہ انکی خدمت کرے جان اور مال اور اچھی عادت سے والحديث رواه تمام في فوائده والضياء عن انس مرفوعا بلفظ ركعتان من المتاهل خير من اثنين و ثمانين ركعة من العرب وسنده صحيح۔

۹) حدیث میں ہے بیشک بہت بڑا گناہ خدا کے نزدیک ضائع کرنا (اور انکی ضروری خدمت میں کمی کرنا) ہے مرد کا ان لوگوں کو جن کا خرچ اسکے ذمہ ہے (رواه الطبراني عن ابن عمر و مرفوعا بلفظ ان اكبر الاثم عند الله ان يضيع الرجل من يقوت كذافي كنز العمال)۔

۱۰) حدیث میں ہے کہ میں نے نہیں چھوڑا اپنے بعد کوئی فتنہ جو زیادہ ضرر دینے والا ہو مردوں کو عورتوں (کے فتنہ) سے یعنی مردوں کے حق میں عورت کے فتنہ سے بڑھ کر کوئی فتنہ ضرر دینے والا نہیں کہ انکی محبت میں بے حس ہو جاتے ہیں اور خدا اور رسول کے حکم کی پرواہ نہیں کرتے۔ لہٰذا چاہئے کہ ایسی محبت عورتوں سے نہ کرے کہ جس میں شریعت کے خلاف کام کرنے پڑیں مثلاً وہ مرد کی حیثیت سے زیادہ کھانے پہننے کو مانگیں تو ہرگز ان کی خاطر کرنے کو رشوت وغیرہ نہ لے بلکہ مال حلال سے جو اللہ تعالیٰ دے ان کی خدمت کر دے۔ اور عورتوں کو تعلیم و تادیب کرتا رہے اور بیباک و گستاخ نہ کر دے۔ عورتوں کی عقل ناقص ہوتی ہے ان کی اصلاح کا خاص طور پر انتظام لازم ہے۔

۱: رواه احمد وغیرہ ۱۲۔

۲: بالکسر بمعنی حمل ناتمام ۱۲۔

۳: اس کو بعضے آنول نال بھی کہتے ہیں ۱۲۔

٤: رواه ابن ماجة ۱۲۔

٥: رواه ابن عدى ۱۲۔

٦: ولفظه ركعتان من المتزوج افضل من سبعين ركعة من الاعزب رواه العقيلي عن انس مرفوعا وسنده ضعيف عند السيوطي ومنكر عند العقيلي وقال المناوى لان المتزوج مجتمع الحواس والاعزب مشغول بمدافعة الغلمة وقمع الشهوة فلا يتوفر به الخشوع الذي هو روح الصلوة ۱۲۔

٧: وقال العزيزي ولا تعارض بينه وبين ماقبله (اى في رواية السبعين) لاحتمال انه اعلم بالزيادة بعد ذلك اه قلت لما ان تقربه ﷺ يزيد عند الله ساعة فساعة وبقدر ذلك ترحم امة فافهم ۱۲۔

٨: رواه مسلم وغیرہ ۱۲۔

۱۱) حدیث میں ہے کہ پیغام نکاح کا کوئی تم میں سے نہ دیوے اپنے بھائی کے پیغام پر یہاں تک کہ وہ بھائی نکاح کرلے یا چھوڑ دے (یعنی جب ایک شخص نے کہیں پیغام نکاح کا دیا ہو اور ان لوگوں کی کچھ مرضی بھی پائی جاتی ہو کہ وہ اس شخص سے نکاح کرنے کو کچھ راضی ہیں تو دوسرے شخص کو اس جگہ ہرگز پیغام نہ دینا چاہئے۔ ہاں اگر وہ لوگ خود اس پہلے شخص کو انکار کردیں یا وہ خود ہی وہاں سے اپنا ارادہ منقطع کردے یا ان لوگوں کی ابھی بالکل مرضی اس شخص کے ساتھ نکاح کرنے کی نہیں پائی جاتی، تو اب دوسرے کو اس لڑکی کا پیغام دینا درست ہے۔ اور یہی حکم خرید و فروخت کے بھاؤ کرنے کا ہے کہ جب ایک شخص کسی سے خریدنے یا فروخت کرنے کا بھاؤ کر رہا ہے تو دوسرے کو جب تک اس کا معاملہ علیحدہ نہ ہو جاوے اس کے بھاؤ پر بھاؤ کرنا نہیں چاہئے جب کہ باہم خرید و فروخت کی کچھ مرضی معلوم ہوتی ہو خوب سمجھ لو اور اس حکم میں کافر بھی داخل ہے۔ یعنی اگر کوئی کافر کسی سے لین دین کا بھاؤ کر رہا ہے اور دوسرے شخص کے معاملہ کرنے کی اس کے ساتھ کچھ مرضی بھی معلوم ہوتی ہے تو مسلمان کو زیبا نہیں کہ اس کافر کے بھاؤ پر اپنا بھاؤ پیش کرے)۔

۱۲) حدیث میں ہے کہ تحقیق عورت نکاح کی جاتی ہے اپنے دین کی وجہ سے اور اپنے مال کی وجہ سے اور اپنے حسن کی وجہ سے سو تو لازم پکڑ لے صاحب دین کو تیرے ہاتھ خاک میں ملیں[۲] (یعنی کوئی مرد تو عورت دیندار پسند کرتا ہے اور کوئی مالدار اور کوئی خوبصورت تو جناب رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ دینداری کا خیال چاہئے اور دیندار عورت سے نکاح کرنا اولیٰ ہے۔ ہاں اگر مثلاً ایسا موقع ہو کہ کوئی عورت دیندار ہے لیکن اتنی بدشکل ہے کہ طبیعت کسی طرح اسے قبول نہیں کرتی اور اندیشہ ہے کہ اگر ایسی عورت سے نکاح کیا جاوے تو باہم میاں بی بی میں موافقت نہ رہے گی اور عورت کے حق ادا کرنے میں کوتاہی ہوگی تو ایسے وقت ایسی عورت سے نکاح نہ کرے اور تیرے ہاتھ خاک مل جاویں، یہ عربی محاورہ ہے اور مختلف موقعوں پر استعمال ہوتا ہے۔ یہاں پر اس سے دیندار عورت کی رغبت دلانا مراد ہے)۔

۱۳) حدیث میں ہے بیبیوں میں بہتر وہ بی بی ہے جس کا مہر بہت آسان ہو[۳] (یعنی مرد سہولت سے اس کو ادا کرسکے۔ آج کل زیادتی مہر کا دستور بہت ہوگیا ہے لوگوں کو اس رسم سے بچنا چاہئے)۔

۱۴) حدیث میں ہے کہ اپنے نطفوں کے لئے (عمدہ محل وجگہ) پسند کرو اس لئے کہ عورتیں (بچے) جنتی ہیں اپنے بھائیوں اور بہنوں کی مانند (یعنی نیک بخت اور شریف خاندان کی عورت سے نکاح کرو اس لئے کہ اولاد میں ننھیال کی مشابہت ہوتی ہے اور گو باپ کا بھی اثر ہوتا ہے مگر اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ ماں کا اثر زیادہ ہوتا ہے، تو اگر ماں ایسے لوگوں میں سے ہوگی جو بداخلاق ہیں اور دیندار اور شریف نہیں ہیں تو اولاد بھی ان ہی لوگوں کی شکل پیدا ہوگی ورنہ اولاد اچھی اور نیک بخت ہوگی (رواہ ابن عدی و ابن عساکر عن عائشۃ مرفوعا بلفظ تخیر والنطفکم فان النساء یلدن اشباہ اخوانھن واخواتھن)

۱۵) حدیث میں ہے کہ سب سے بڑا حق لوگوں میں خاوند کا ہے عورت پر، اور مرد پر سب سے بڑا حق لوگوں میں اس کی ماں کا ہے (یعنی بعد اللہ و رسول کے حقوق کے عورت کے ذمہ خاوند کا بہت بڑا حق ہے حتیٰ کہ اس کے ماں باپ سے بھی خاوند کا زیادہ حق ہے اور مرد کے ذمہ سب سے زیادہ حق بعد اللہ ورسول کے حق کے ماں کا حق ہے اس سے معلوم ہوا کہ مرد کے ذمہ ماں کا حق باپ سے بڑھ کر ہے) رواہ الحاکم عن عائشۃ مرفوعاً بلفظ اعظم الناس حقا علی المراۃ زوجھا واعظم الناس حقا علی الرجل امہ واسندہ صحیح۔

۱۶) حدیث میں ہے اگر کوئی تم میں کا ارادہ کرے اپنی بیوی سے ہمبستری کا تو کہے بسم اللہ اللھم جنبنا الشیطان و جنب الشیطان مارزقتنا تو اگر ان کی تقدیر میں کوئی بچہ مقدر ہوگا اس صحبت سے نہ ضرر دیگا اسکو شیطان کبھی[۴]۔

۱۷) حدیث۔ ایک لانبی حدیث میں ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف سے فرمایا (اولم ولو بشاۃ)[۴] یعنی ولیمہ کرو اگرچہ ایک ہی بکری ہو۔ مطلب یہ ہے گو تھوڑا ہی سامان ہو مگر دینا چاہئے۔ بہتر یہ ہے کہ عورت سے ہمبستری کرنے کے بعد ولیمہ کیا جاوے[(۱)] گو بہت علماء نے صرف نکاح کے بعد بھی جائز فرمایا ہے اور ولیمہ مستحب ہے۔

۱: رواہ مسلم وغیرہ ۱۲۔ ۲: روہ الطبرانی ۱۲۔
۳: رواہ احمد وغیرہ ۱۲۔ ٤: متفق علیہ ۱۲۔

(۱) اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جو کچھ اپنے پاس تھوڑا بہت ہو وہی کھلا پلا دو سامان کے لئے قرض لے کر بڑھیا کھانا کھلانا یا تمام برادری کو دعوت دینا جیسا کہ آج کل رواج ہوگیا ہے بہت برا ہے کیونکہ حدیث میں ایسے کھانے کی برائی آئی ہے اور اس میں اکثر آدمی تباہ ہوگئے ہیں ۱۲ف۔

طلاق کی مذمت کا بیان

۱۸) حدیث میں ہے ابغض الحلال الی اللّٰہ الطلاق (رواہ الحاکم و ابو داؤد و ابن ماجۃ عن ابن عمر مرفوعا وسندہ صحیح) یعنی زیادہ مبغوض اور زیادہ بری چیز حلال چیزوں میں خدا کے نزدیک طلاق ہے۔ مطلب یہ ہے کہ طلاق حاجت کے وقت جائز رکھی گئی ہے اور حلال ہے مگر بلا حاجت بہت بری بات ہے اس لئے کہ نکاح تو باہم الفت و محبت اور زوج و زوجہ کی راحت کے واسطے ہوتا ہے اور طلاق سے یہ سب باتیں جاتی رہتی ہیں اور حق تعالیٰ کی نعمت کی ناشکری ہوتی ہے، ایک دوسرے کو کلفت ہوتی ہے، باہم عداوت ہوتی ہے۔ نیز اس کی وجہ سے بیوی کے اور اہل قرابت سے بھی عداوت پڑتی ہے۔ جہاں تک ہو سکے ہر گز ہر گز ایسا قصد نہ کرنا چاہئے۔ میاں بیوی کو معاملات میں باہم ایک دوسرے کی برداشت چاہئے اور خوب محبت سے رہنا چاہئے۔ جب کوئی صورت نباہ کی نہ ہو تو مضائقہ نہیں خوب سمجھ لو۔

۱۹) حدیث میں ہے کہ نکاح کرو اور طلاق نہ دو (یعنی بلاوجہ) اس لئے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نہیں دوست رکھتا ہے بہت مزہ چکھنے والے مردوں اور بہت مزہ چکھنے والی عورتوں کو (یعنی اللہ پاک کو یہ بات پسند نہیں کہ طلاق ہو بلا ضرورت اور میاں دوسرا نکاح کرے اور بی بی دوسرا نکاح کرے، ہاں اگر کوئی ضرورت ہو تو کوئی مضائقہ نہیں)[1]

۲۰) حدیث میں ہے کہ نہ طلاق دی جاویں عورتیں مگر بد چلنی سے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نہیں دوست رکھتا بہت مزہ چکھنے والے مردوں اور بہت مزہ چکھنے والی عورتوں کو[2] (اس سے معلوم ہوا کہ اگر اس کی پارسائی اور پاک دامنی کے باب میں کوئی خلل ہو جاوے تو اس کی وجہ سے طلاق دے دینا درست ہے۔ اسی طرح اور بھی کوئی سبب ہو تو کچھ حرج نہیں)۔

۲۱) حدیث میں ہے نکاح کرو اور طلاق نہ دو اس لئے کہ طلاق دینے سے عرش ہلتا ہے۔[3]

۲۲) حدیث میں ہے کہ شیطان اپنے تخت کو پانی پر رکھتا ہے پھر اپنے لشکروں کو بھیجتا ہے (لوگوں کے بہکانے کو) پس زیادہ قریب ان (لشکروں کے لوگوں میں) کا از روئے رتبہ کے وہ شخص ہوتا ہے جو ان میں سب سے بڑا ہو از روئے فتنہ کے (یعنی بڑا محبوب شیطان کو وہ شخص ہوتا ہے جو بہت بڑا فتنہ برپا کرے) آتا ہے (اس کے پاس) ایک ان میں کا پھر کہتا ہے میں نے یہ کیا اور یہ کیا (یعنی یہ فتنہ برپا کیا اور یہ فتنہ برپا کیا) سو کہتا ہے شیطان تو نے کچھ نہیں کیا (یعنی تو نے کوئی بڑا کام نہیں کیا) اور آتا ہے ایک ان میں کا، پاس کہتا ہے نہیں چھوڑا میں نے فلاں شخص کو یہاں تک کہ جدائی کر دی میں نے اس (شوہر) کے اور اس کی بیوی کے درمیان سو قریب کر لیتا ہے اس شخص کو اپنی ذات سے یعنی اپنے گلے لگا لیتا ہے اور کہتا ہے کہ ہاں تو نے بہت بڑا کام کیا (رواہ مسلم واحمد ۱۲) (یعنی شیطان کی بہت بڑی خوشی یہ ہے کہ میاں بی بی میں جدائی کرا دی جاوے۔ لہٰذا جہاں تک ہو سکے مسلمان شیطان کو خوش نہ کرے)

۲۳) حدیث میں ہے کہ جو عورت خود طلاق طلب کرے بغیر سخت مجبوری کے تو جنت کی خوشبو اس پر حرام ہے[4] (یعنی سخت گناہ ہوگا۔ گو بشرط اسلام پر خاتمہ ہونے کے اپنے اعمال کا بدلہ بھگت کر آخر کو جنت میں داخل ہو جاوے گی)۔

۲۴) حدیث میں ہے کہ منتزعات اور مختلعات وہ منافقات ہیں (منتزعات وہ عورتیں جو اپنی ذات کو مرد کے قبضہ سے نکالیں شرارت کر کے یعنی ایسی حرکتیں کریں جس سے مرد ناراض ہو کر طلاق دے دے۔ رواہ النسائی ۱۲ اور مختلعات وہ عورتیں جو خاوندوں سے بلا مجبوری خلع طلب کریں۔ اور منافقات سے مراد یہ ہے کہ یہ خصلت منافقوں کی سی ہے کہ ظاہر کچھ باطن کچھ ظاہراً تو نکاح ہمیشہ کے لئے ہوتا ہے اور یہ اس میں جدائی طلب کرتی ہیں اس لئے گنہگار ہوں گی گو کافر نہ ہوں گی)

۱: رواہ الطبرانی ۱۲۔

۲: رواہ الطبرانی ۱۲۔

۳: رواہ ابن عدی ۱۲۔

٤: رواہ احمد و الحاکم وغیرھما مرفوعا بسند صحیح ولفظہ ایما امرا ۃ سالت زوجھا الطلاق من غیر باس فحرامہ علیھا رائحۃ الجنۃ ۱۲

قرآن مجید پڑھنے کی فضیلت کا بیان

۲۵) حدیث میں ہے کہ جس وقت چاہے کوئی تم میں کا اپنے پروردگار سے گفتگو کرنا۔ سو چاہیے کہ قرآن پڑھے[1] (یعنی قرآن مجید کی تلاوت کرنا گویا حق تعالیٰ سے بات چیت کرنا ہے) زیادہ غنی لوگوں میں قرآن کے اٹھانے والے ہیں (یعنی) وہ لوگ کہ جنکے سینہ میں اللہ تعالیٰ نے اس کو (یعنی قرآن کو) رکھا ہے[2] (مطلب یہ ہے کہ جس نے قرآن پڑھا اور اسپر عمل کیا اس سے بڑھ کر کوئی غنی نہیں۔ اس پر عمل کرنے کی برکت سے حق تعالیٰ باطنی غنا مرحمت فرماتے ہیں اور ظاہری کشائش بھی میسر ہوتی ہے۔ چنانچہ حضرت امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک مرد کثرت سے حضرت عمرؓ کے دروازے پر آتا تھا (دنیاوی حاجتوں کیلئے) سو کہا حضرت عمرؓ نے اس مرد سے کہ جا اور پڑھ خدا کی کتاب (یعنی قرآن مجید) سو چلا گیا وہ مرد پس نہ پایا اس کو حضرت عمرؓ نے۔ پھر آپ اس سے ملے اور آپ اس کے شاکی ہوئے (یعنی اس وجہ سے کچھ شکایت فرمائی کہ تمہاری ہم کو تلاش تھی بلا اطلاع کہاں چلے گئے۔ جب کوئی کثرت سے آمدورفت رکھتا ہو پر دفعتہ آنا چھوڑ دے تو انسان کو فکر ہو ہی جاتی ہے کہ نہ معلوم کہاں چلا گیا کس حال میں ہے) سو اس نے جواب میں عرض کیا کہ میں نے اللہ کی کتاب میں وہ چیز پائی جس نے مجھے عمرؓ کے دروازے سے غنی اور بے پرواہ کر دیا[3] یعنی قرآن مجید میں ایسی آیت مل گئی جسکی برکت سے میری نظر مخلوق سے ہٹ گئی اور خدا تعالیٰ پر بھروسہ ہو گیا۔ تمہارے پاس دنیا کی حاجت کے لئے آتا تھا اب آکر کیا کروں۔ غالباً مراد اس سے اس قسم کے مضامین ہوں گے جو اس آیت میں مذکور ہیں وَفِی السَّمَآءِ رِزْقُکُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ ط ۔ یعنی تمہاری روزی آسمان ہی میں ہے اور جس چیز کا تم وعدہ کئے گئے ہو (وہ بھی آسمان ہی میں ہے) یعنی تمہاری روزی وغیرہ سب کاموں کا بندوبست ہمارے ہی دربار سے ہوتا ہے پھر دوسری طرف متوجہ ہونے سے کیا نتیجہ۔

۲/۲۵) حدیث میں ہے کہ افضل عبادت قرآن کی قراۃ ہے[4] (یعنی بعد فرائض کے تمام نفل عبادت میں قرآن پڑھنا افضل ہے)۔

۲۶) حدیث میں ہے کہ تعظیم کرو قرآن کے یاد رکھنے والوں کی جس نے ان کی تعظیم کی پس بیشک اس نے میری تعظیم کی[5] (اور آپ کی تعظیم کا واجب ہونا ظاہر ہے)۔

۲۷) حدیث میں ہے تم میں بہتر وہ لوگ ہیں جنھوں نے قرآن[6] پڑھا اور قرآن پڑھایا۔

۲۸) حدیث میں ہے جس نے قرآن پڑھا یا اور عمل کیا اس چیز پر جو اس میں ہے (یعنی اس کے احکام پر عمل کیا) پہنائے جاویں گے اس کے والدین کو تاج قیامت کے دن جس کی روشنی زیادہ عمدہ ہوگی آفتاب کی روشنی سے دنیا کے مکانوں میں جب کہ وہ آفتاب تم میں ہو۔[7] (یعنی دنیا میں جبکہ تمہارے گھروں میں آفتاب روشن ہو جیسی اس کی روشنی ہوتی ہے اس سے بڑھ کر اس تاج کی روشنی ہوگی) پس کیا گمان ہے تمہارا اس شخص کے (ثواب کے) بارے میں جس نے (خود) عمل کیا اس پر (یعنی قرآن پر جس نے عمل کیا اس کا کیا کچھ بڑا درجہ ہوگا جب کہ اسکے طفیل سے اسکے والدین کو یہ رتبہ عنایت ہوا)۔

۲۹) حدیث میں ہے جس نے قرآن پڑھا پھر خیال کیا اسنے کہ کوئی خدا کی مخلوق میں سے اس نعمت سے بڑھ کر نعمت دیا گیا ہے جو اسکو ملی ہے سو بیشک حقیر کر دیا اس چیز کو جسے اللہ تعالیٰ نے بڑا کیا ہے اور بڑھا دیا اس چیز کو جسے اللہ نے حقیر کیا ہے نہیں زیبا ہے قرآن جاننے والے کو تیزی کرنا اس شخص سے جو (اس سے) تیزی کرے اور نہ جہالت کرنا اس شخص سے جو (اس سے جہالت کرے) اور (ایسا نہ کرے) لیکن معاف

۱: رواہ الخطیب والدیلمی ۱۲۔

۲: رواہ ابن عساکر عن ابی ذر مرفوعا بلفظ اغنی الناس حملۃ القرآن من جعلہ اللّٰہ تعالیٰ فی جوفہ ۱۲۔

۳: عن الحسنؒ قال کان رجل یکثر غشیان باب عمر فقال لہ اذھب فتعلم کتاب اللّٰہ فذھب الرجل ففقد عمر ثم لقیہ فکا نہ عاتبہ فقال وجدت فی کتاب اللّٰہ ما اغنانی عن باب عمر رواہ ابن ابی شیبۃ ۱۲۔

۴: کنز العمال ۱۲۔

۵: رواہ الدیلمی۔

۶: رواہ ابن مردویہ و ابن الفریس ۱۲۔

۷: روہ ابو داؤد وغیرہ ۱۲۔

کرے اور دور کرے بسبب عزت قرآن کے (یعنی اہل علم اور قرآن کے جاننے والوں کو چاہئے کہ دنیا کی تمام نعمتوں سے قرآن کے علم کو اعلیٰ اور افضل سمجھیں۔ اگر انہوں نے قرآن کے علم سے بڑھ کر کسی چیز کو سمجھا تو جس چیز کو خدا نے بڑا کیا تھا اسکو حقیر کر دیا۔ اور حالانکہ جس چیز کو بڑا کرے اسکا حقیر کرنا کس قدر بڑا جرم ہے۔ اور اہل قرآن کو چاہئے کہ لوگوں سے جہالت اور بداخلاقی سے پیش نہ آویں کہ قرآن کی عزت اور عظمت اسی بات کو چاہتی ہے اور اگر ان سے کوئی جہالت کرے تو اسکی جہالت کو معاف کریں۔

۳۰) حدیث میں ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ نے کہ قرآن زیادہ محبوب ہے اللہ تعالیٰ کو آسمانوں سے اور زمین سے اور ان لوگوں سے جو ان (آسمان اور زمین) میں ہیں (یعنی قرآن مجید کا درجہ تمام مخلوق سے اعلیٰ ہے اور قرآن مجید خدا تعالیٰ کو سب سے زیادہ پیارا ہے (رواہ ابو نعیم عن ابن عمر مرفوعاً بلفظ القرآن احب الی اللّٰہ من السموٰت والارض ومن فیھن)۔

۳۱) حدیث میں ہے جس نے سکھائی کسی (اللہ کے) بندے کو ایک آیت خدا کی کتاب کی۔ سو وہ (یعنی سکھانے والا) آقا ہو گیا اس (پڑھنے والے) کا نہیں لائق ہے اس (طالب علم) کو اس کی مدد نہ کرنا (موقع پر) اور نہ اس (استاد) پر کسی دوسرے کو ترجیح دینا (جس کا رتبہ استاد سے بڑھ کر ہو) پس اگر وہ (یعنی طالب علم) ایسا کرے تو اس نے توڑ دیا ایک حلقہ کو اسلام کے حلقوں میں سے (یعنی ایسی حرکت کرنے سے اس نے اسلام میں بڑا فتنہ ڈالا اور بڑے عظیم الشان شریعت کے حکم کی تعمیل نہ کی جس کی بے برکتی اور سزا کا دارین میں سخت اندیشہ ہے)

۳۲) حدیث میں ہے تحقیق فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ نہیں ہے میری امت سے وہ شخص جس نے نہ بزرگی کی ہمارے بڑے کی اور نہ رحم کیا ہمارے چھوٹے پر اور نہ پہچانا ہمارے عالم کا حق (اور عالم کے اندر قرآن کے پڑھنے پڑھانے والے بھی آ گئے اور مطلب یہ ہے کہ ایسا شخص جس کی یہ حالت ہو ہماری جماعت سے خارج ہے اور اس کا ایمان ضعیف ہے لہٰذا بڑوں کی تعظیم اور چھوٹوں پر رحم کرنا اور علماء کے حق پہچاننا اور ان کی تعظیم و خدمت کرنا ضرور چاہئے۔ (رواہ احمد و الطبرانی فی الکبیر عن عبادۃ بن الصامت ان رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم قال لیس من امتی من لم یبجل کبیرنا ویرحم صغیرنا ویعرف لعالمنا حقہ واسنادہ حسن)

۳۳) حدیث میں ہے جس نے قرآن پڑھا اور اس کی تفسیر اور اس کے معنے سمجھے اور اس پر عمل نہ کیا تو دوزخ میں اپنا ٹھکانا بنایا (یعنی قرآن پڑھ کر اس پر عمل نہ کرنا بہت بڑا سخت گناہ ہے مگر جاہل لوگ خوش نہ ہوں کہ ہم نے پڑھا ہی نہیں سو ہم اگر اس کے احکام پر عمل نہ کریں گے تو کچھ مضائقہ نہیں اس لئے کہ ایسے جاہل کو دو گناہ ہوں گے ایک علم حاصل نہ کرنے کا دوسرا عمل نہ کرنے کا)

۳۴) حدیث میں ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا گیا کہ تحقیق فلاں (شخص تمام رات قرآن پڑھتا ہے پھر جب صبح قریب ہوتی ہے تو چوری کرتا ہے۔ آپ نے فرمایا عنقریب اس کو روک دے گا اس کا قرآن پڑھنا (یعنی قرآن کی تلاوت کی برکت سے یہ حرکت چھوٹ جاوے گی۔ رواہ سعید بن منصور عن جابر بلفظ قیل یا رسول اللّٰہ ان فلانا یقراء باللیل کلہ فاذا اصبح سرق قال ستنھاہ قراء تہ۔

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص قرآن شریف پڑھے اور اس کو حفظ کر لے اور اس کے حلال کو حلال سمجھے اور اس کے حرام کو حرام سمجھے داخل کرے گا اس کو اللہ تعالیٰ جنت میں اور شفاعت قبول کرے گا اس کی دس آدمیوں کے حق میں اس کے خاندان والوں میں سے کہ ان میں سب کے سب ایسے ہوں گے کہ ان کے لئے دوزخ واجب ہو چکی ہوگی۔

۳۵) حدیث میں ہے کہ جس نے سنا ایک حرف خدا کی کتاب سے باوضو لکھی جائیں گی اس کے لئے دس نیکیاں (یعنی دس نیکیوں کا ثواب) اور دور کروئے جائیں گے اس کے دس گناہ اور بلند کئے جاویں گے اس کے دس درجے اور جس نے پڑھا ایک حرف اللہ کی کتاب سے نماز میں بیٹھ کر

۱: رواہ الخطیب ۱۲۔

۲: من علم عبداً ایۃ من کتاب اللّٰہ فھو مولاۃ لا ینبغی لہ ان یخذلہ ولا یستاثر علیہ فان ھو فعلہ قصم عروۃ من عری الاسلام رواہ ابن عدی والطبرانی وابن مردویہ والبیھقی وابن النجار عن ابی امامۃ مرفوعا ونقل السخاوی الی قولہ مولاہ وسکت علیہ وسکت علیہ والھیثمی الی قولہ ولا یستاثر علیہ وقال رواہ الطبرانی فی الکبیر فیہ عبید بن رزین الا زرقی ولم ار من ذکرہ قلت الظاھر ان الطبرانی اطلع علیہ ولم یتکلم علیہ لثقتہ عندہ وکثیر من الرواۃ تکلم الطبرانی فیھم فسکوتہ عنہ یدل علی ماذکرنا ۱۲۔

۳: رواہ ابو نعیم ۱۲۔

۴: روہ احمد والترمذی وابن ماجۃ ۱۲۔

(یعنی جب کہ نماز بیٹھ کر پڑھے اور نماز نفل مراد ہے اس لئے کہ فرض نماز بغیر عذر بیٹھ کر جائز نہیں اور عذر کے ساتھ جائز ہے سو عذر کے ساتھ جب بیٹھ کر نماز پڑھے تو کھڑے ہونے کے برابر ثواب ملتا ہے ہاں نفل نماز بھی اگر کسی عذر سے بیٹھ کر پڑھے تو کھڑے ہونے کے برابر ثواب ملتا ہے) تو لکھی جاویں گی اس کے لئے پچاس نیکیاں (یعنی اس قدر نیکیوں کا ثواب) اور دور کر دیئے جاویں گے اس کے پچاس گناہ اور بلند کئے جاویں گے اس کیلئے پچاس درجے اور جس نے پڑھا اللہ کی کتاب (میں) سے ایک حرف کھڑے ہو کر لکھی جاویں گی اس کیلئے سو نیکیاں اور دور کئے جاویں گے اسکے سو گناہ اور بلند کئے جاویں گے اسکے سو درجے اور جسنے قرآن پڑھا اور اسکو ختم کیا لکھے گا اللہ تعالیٰ اپنے پاس اس کیلئے دعا جو فی الحال مقبول ہو جاوے یا بعد چندے مقبول ہو۔

۳۶) حدیث میں ہے جس نے قرآن پڑھا اور پروردگار کی حمد کی اور درود بھیجا نبی ﷺ پر اور مغفرت مانگی اپنے پروردگار سے سو بے شک اس نے بھلائی کو مانگ لیا اس کے مقام سے (مطلب یہ ہے کہ بھلائی کو اس کی جگہ سے طلب کر لیا۔ یعنی جو طریق دعا کے قبول ہونے کا تھا اس کو برتا جس سے دعا جلد قبول ہونے کی امید ہے۔ اور خدا کی تعریف میں خواہ الحمد للہ کہے یا کوئی اسی معنی کا کلمہ اور قرآن کی تلاوت کے بعد اس خاص طریقہ سے دعا مانگنا قبولیت میں خاص اثر رکھتا ہے جیسا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا)

۳۷) حدیث میں ہے کہ اپنی عورتوں کو سورہ واقعہ سکھلاؤ اس لئے کہ بے شک وہ سورۃ تونگری کی ہے (یعنی اس کے پڑھنے سے تونگری میسر ہوتی ہے اور ضروری خرچ اچھی طرح میسر ہو جاتا ہے اور غنائے باطن بھی میسر ہوتا ہے جیسا کہ دوسری حدیث میں ہے کہ جو شخص سورہ واقعہ ہر شب کو پڑھے تو اس کو تنگی رزق کبھی نہ ہو گی اور عورتیں چونکہ ضعیف[(۱)] القلب ہوتی ہیں ذرا اس تنگی میں بہت پریشان ہو جاتی ہیں اس لئے ان کی خصوصیت فرمائی ورنہ اس کا پڑھنا غنا[(۲)] کے حاصل ہونے کے لئے سب کو مفید ہے خواہ مرد ہو یا عورت)

۳۸) حدیث میں ہے کہ زیادہ اچھا لوگوں میں قرآن پڑھنے کے اعتبار سے وہ شخص ہے کہ جس وقت وہ قرآن پڑھے تو یہ سمجھے کہ وہ خدا سے ڈر رہا ہے (یعنی تلاوت کرنے والے کو دیکھنے والا یہ سمجھے کہ وہ خدا سے ڈر رہا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اس طرح اہتمام سے پڑھے جیسے کہ ڈرنے والا اہتمام سے کلام کرتا ہے کہ کوئی حرکت حاکم کے سامنے بے موقع نہ ہو جاوے اور قرآن مجید کے پڑھنے کا عمدہ طریق یہ ہے کہ باوضو قبلہ کی طرف بیٹھ کر عاجزی سے تلاوت کرے اور سمجھے کہ اللہ تعالیٰ سے باتیں کر رہا ہوں اور اگر معنے جانتا ہو تو معنی پر غور کرے اور جہاں رحمت کی آیت آوے وہاں رحمت کی دعا مانگے اور جہاں عذاب کا ذکر ہو وہاں دوزخ سے پناہ مانگے اور جب تمام کر چکے تو خدا کی حمد اور جناب رسول اللہ ﷺ پر درود پڑھ کے مغفرت طلب کرے اور جو چاہے دعا مانگے اور پھر درود شریف پڑھے اور حتی المقدور قرآن پڑھنے میں دوسرا خیال نہ آنے دے اگر کوئی خیال آوے تو ادھر توجہ نہ کرے وہ خیال خود جاتا رہے گا اور تلاوت کے وقت لباس بھی جہاں تک ہو سکے صاف پہنے)

مسئلے

مسئلہ ۱ طلاق[(۵)] دینے کے (جب کسی ضرورت سے طلاق دی جاوے) تین طریقے ہیں۔ ایک بہت اچھا، دوسرا اچھا، تیسرا بدعت اور حرام۔ سو بہت اچھا طریق یہ ہے کہ مرد بیوی کو پاکی کے زمانے میں (یعنی ایسے وقت جس میں حیض وغیرہ سے عورت پاک ہو) ایک طلاق دے مگر یہ بھی شرط ہے کہ اس تمام پاکی کے زمانہ میں صحبت نہ کی ہو اور عدت گذرنے تک پھر کوئی طلاق نہ دے (عدت گذرنے سے خود ہی نکاح جاتا

۱: رواہ ابن عدی والبیہقی ۱۲۔

۲: رواہ البیہقی بسند ضعیف ولفظہ من قرا القرآن وحمد الرب وصلے علی النبی ﷺ واستغفر ربہ فقد طلب الخیر مکانہ ۱۲۔

۳: رواہ الدیلمی ۱۲۔

٤: رواہ فی کنز العمال بلفظ احسن الناس قراءۃ الذی اذا قرأ رایت انہ یخشی اللہ ۱۲۔

۵: الطلاق علی ثلثۃ وجہ حسن واحسن و بدعی فالا حسن ان یطلق الرجل امراتہ تطلیقۃ واحدۃ فی طہر لم یجا معھا فیہ ویترکھا حتی تنقضی عد تھا والحسن ہو الطلاق السنۃ وہو ان یطلق المد خول بہا ثلثا فی ثلثۃ اطہار وطلاق البدعۃ ان یطلقہا ثلثا بکلمۃ واحدۃ او ثلثا طہر واحد فاذا فعل ذلک وقع الطلاق وکان عاصیا ۱۲ ہدایہ ج ۲ ص ۳۳٤۔

(۱) دل کی کمزور ۱۲ شبیر علی

(۲) مال ودولت ۱۲ شبیر علی۔

رہے گا ایک سے زیادہ طلاق دینے کی حاجت نہیں اس لئے کہ طلاق سخت مجبوری میں جائز رکھی گئی ہے لہٰذا بقدر ضرورت کافی ہے بہت سی طلاقوں کی کیا حاجت ہے) اور اچھا طریق یہ ہے کہ اس کو تین پاکی کے زمانوں میں تین طلاق دے (دو حیضوں کے درمیان جو پاکی رہتی ہے اس کو ایک زمانہ کی پاکی کہتے ہیں سو ہر پاکی کے زمانہ میں ایک طلاق دے) اور ان پاکی کے زمانوں میں بھی صحبت نہ کرے اور بدعت اور حرام طریق وہ ہے جو ان دونوں صورتوں کے خلاف ہو مثلاً تین طلاق یکبارگی دے دے یا حیض کی حالت میں طلاق دے یا جس پاکی میں صحبت کی تھی اس میں طلاق دی تو اس اخیر قسم کی سب صورتوں میں گو طلاق واقع ہو جاوے گی مگر گناہ ہوگا۔ خوب سمجھ لو اور یہ سب تفصیل اس صورت میں ہے کہ عورت سے صحبت یا خلوت صحیحہ ہوئی ہو اور جس سے ایسا اتفاق نہ ہوا ہو اس کا حکم ابھی آگے آتا ہے۔

مسئلہ ۲ جس [1] عورت سے نکاح کر لیا مگر صحبت نہیں کی ایسی عورت کو خواہ حیض کے زمانہ میں طلاق دے یا پاکی کے زمانہ میں ہر طرح درست ہے مگر ایک طلاق دے۔

نوٹ: دستور العمل تدریس حصہ ہذا حصہ پنجم کے آخر میں ملاحظہ ہو۔

---

(۱) وغیر المدخول بہا یطلقہا فی حالۃ الطہر والحیض ۱۲ ھدایہ ج ۲ ص ۳۳۶

ضمیمہ ثانیہ

بہشتی زیور حصہ چہارم مسماۃ بہ تصحیح الاغلاط

اصل: ص۱۲ س۲۰ [1] چاہے صاف لفظوں میں ...... الخ

تحقیق: مطلب یہ ہے کہ جب طلاقیں تین پڑجائیں گی خواہ صاف لفظوں سے پڑیں یا گول لفظوں سے حرمت مغلظہ ثابت ہو جائے گی اور یہ امر کہ گول لفظوں کی تکرار سے کب تین طلاقیں ہوں گی کب نہ ہوں گی اس سے اس جگہ بحث نہیں پس اس پر وہ شبہ واقع نہیں ہوتا جو اس پر کیا گیا ہے اور نہ اس جواب کی ضرورت ہے جو دیا گیا ہے۔ وہ شبہ اور اس کا جواب امداد الفتاویٰ مبوب جلد ثانی کے ص ۳۵۴ میں شائع ہوا ہے۔

اصل: ص۵۲ س۳ [2] کسی نے یوں کہا کہ تجھ کو رکھوں تو ماں کو رکھوں ...... الخ

تحقیق: عالمگیری میں ہے۔ لو قال ان وطئتك وطئت امی فلا شئی علیه کذا فی غایة السراجی اور مولوی احمد حسن صاحب نے اپنے حاشیہ میں لکھا ہے ان دونوں صورتوں کا یہ حکم کہ اس کہنے سے کچھ نہیں ہوا اس حالت میں ہے جب کہ کچھ نیت نہ ہو۔ اگر نیت طلاق کی ہو تو طلاق پڑجاویگی اور جو نیت ظہار کی ہو تو ظہار ہو جاوے گا انتہی اور امداد الفتاویٰ مبوب کی جلد دوم کے ضمیمہ میں کتاب الطلاق میں مولانا نے عدم وقوع طلاق مطلقاً ہی کو ترجیح دی ہے لیکن اس میں مراجعت الی العلماء کا بھی مشورہ دیا ہے فلیتحقق۔

اصل: ص۵۲ س۴ [3] اگر یوں کہا تو میرے لئے ماں کی طرح۔

تحقیق: اس صورت میں اگر ایلاء کی نیت کی ہے تو ایلاء ہو جاوے گا فی العالمگیریة اذا قال انت علی حرام کامی ونوی الطلاق او الظهار او الایلاء فهو علی مانوی وان لم ینو شیئا یکون ظهارا فی قول محمد وذکر الخصاف الصحیح من مذهب ابی حنیفة ما قال محمد کذافی فتاویٰ قاضی خان۔ عالمگیریة۔

اصل: ص۳۱ [4] نکاح ہو گیا لیکن ابھی رخصتی نہیں ہوئی و ص ۵۷ [5] میاں پردیس میں ہے .... الخ

تحقیق: ان دونوں مسئلوں پر بعض عوام اعتراض کیا کرتے ہیں لہٰذا ضرورت ہے کہ ان کی ضروری توضیح کر دی جائے۔ توضیح مسئلہ اول۔ نکاح ہو گیا لیکن ابھی (رواج کے موافق) رخصتی نہیں ہوئی تھی کہ لڑکا پیدا ہو گیا (اور شوہر انکار نہیں کرتا کہ بچہ میرا نہیں ہے) تو وہ لڑکا شوہر ہی سے ہے حرامی نہیں۔ (کیونکہ ممکن ہے کہ کسی طریق سے خفیہ طور پر خاوند بیوی کے پاس پہنچ گیا ہو۔ اور گھر والوں کو یا غیروں کو اس کی خبر نہ ہوئی ہو) اور اس کا حرامی کہنا درست نہیں (کیونکہ یہ بلا حجت شرعی مرد کو جھٹلانا اور عورت پر زنا کی تہمت لگانا ہے ہاں) اگر شوہر کا نہ ہو اور (وہ جانتا ہو کہ یہ بچہ میرا نہیں ہے اور میں اس عورت کے پاس نہیں گیا) تو انکار کرے۔ انکار کرنے پر (چونکہ وہ عورت پر زنا کا الزام لگاتا ہے اگر عورت اس الزام کو تسلیم نہ کرے اور لعان کی شرطیں پائی جاویں تو) لعان کا حکم ہوگا (اور بعد تحقیق لعان بچہ کا نسب شوہر سے منقطع کر دیا جاوے گا) اس توضیح کے بعد مطلب بہشتی زیور بالکل صاف ہو گیا اور اس پر کسی شبہ کی گنجائش نہ رہی۔ توضیح مسئلہ دوم۔ میاں پردیس میں ہے اور مدت ہو گئی برسیں گذر گئیں کہ گھر نہیں آیا اور یہاں لڑکا پیدا ہو گیا تب بھی وہ حرامی نہیں بلکہ اسی شوہر کا ہے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ وہ کسی وقت چھپ کر اپنی بیوی کے پاس پہنچ گیا ہو اور اس کے آنے کی خبر کسی کو نہ ہوئی ہو۔ جیسے اشتہاری لوگ چھپ کر اپنے گھر آجاتے ہیں اور لوگوں کو ان کے آنے کی خبر نہیں ہوتی یا بذریعہ کسی عمل مثل تسخیر جن وغیرہ کے یا بذریعہ کرامت کسی بزرگ کے وہ اپنی بیوی کے پاس پہنچ گیا ہو۔ یا اپنی بیوی کو اپنے پاس بلا لیا ہو اور کسی کو اس کی خبر نہ ہوئی ہو پس جب کہ خاوند اس بچہ کے اپنا

(۱) باب تین طلاق دینے کا بیان ۱۲

(۲) مسئلہ نمبر ۱۳۔ ۱۲

(۳) مسئلہ نمبر ۱۴ باب بی بی کو ماں کے برابر کہنے کا بیان ۱۲

(۴) مسئلہ نمبر ۹ لڑکے کے حلالی ہونے کا بیان ۱۲

(۵) مسئلہ نمبر ۳ باب لڑکے کے حلالی ہونے کا بیان ۱۲۔

بیٹا ہونے سے انکار نہیں کرتا تو گویا وہ دعوٰی کرتا ہے کہ میں نے اپنی بیوی سے صحبت کی ہے اور یہ شبہ کہ وہ تو پردیس میں تھا کیسے صحبت کر سکتا ہے اس لئے صحیح نہیں ہے کہ بذریعہ کرامت یا بذریعہ جن وغیرہ کے ایسا ہونا ممکن ہے تو شوہر کو جھوٹا نہ کہا جاوے گا اور بچہ کو حرامی نہ کہا جاوے گا۔ البتہ چونکہ شوہر کو علم ہے کہ میں نے صحبت کی ہے یا نہیں اس لئے اس کو انکار کا حق حاصل ہے اس بناء پر) اگر وہ خبر پاکر انکار کرے گا (تو چونکہ اس انکار میں عورت پر زنا کا الزام ہے اس لئے اگر زوجہ زنا سے انکار کرے اور دیگر شرائط لعان پائی جاتی ہیں) تو لعان کا حکم ہوگا (اور بعد لعان کے بچہ کا نسب شوہر سے منقطع کر دیا جائے گا اس توضیح کے بعد دوسرے مسئلہ پر بھی شبہ نہیں ہو سکتا۔ یہ مختصر توضیح تھی ان دونوں مسئلوں کی جو انشاء اللہ سمجھ دار اور غیر متعصب حضرات کی تشفی کے لئے کافی ہے۔ اگر کسی کو زیادہ تفصیل دیکھنا ہو تو رسالہ رفع الارتیاب مصنفہ مکرمی مولوی عبد اللہ صاحبؒ منگا کر دیکھیے اس میں زیادہ تفصیل ملے گی نیز ان مسائل پر شبہ اور اس کا جواب حضرت مولانا نور اللہ مرقدہ کی طرف سے تتمہ اولی امداد الفتاوی ص ۸۴ میں مذکور ہے اس کو بھی دیکھ[1] لیا جاوے۔ آخر میں کہا جاتا ہے کہ روافض خذلہم اللہ بھی بہشتی زیور کے یہ مسائل جاہل لوگوں کو دکھلا کر ان کو مذہب اسلام سے نفرت دلانا چاہتے ہیں اور اس طرح دھوکہ دے کر انکو مذہب رفض کا پابند کرنا چاہتے ہیں کہ جو منافق یہودیوں کا بنایا ہوا دین ہے اور جاہل چونکہ نہ اپنے مذہب سے واقف ہوتے ہیں نہ رافضیوں کے اس لئے وہ پریشان ہو جاتے ہیں اور ان کو جواب نہیں بن پڑتا۔ اس لئے کہا جاتا ہے کہ اگر کوئی رافضی ان مسائل میں گفتگو کرے تو انکو چاہئے کہ وہ بہشتی زیور کا مطلب سمجھا کر ان کے اعتراض کو دفع کریں اور ان سے کہیں کہ تمہارے مذہب میں یہ تین مسئلے بہشتی زیور سے زیادہ قابل اعتراض ہیں انکا جواب دو مسئلہ اول (اگلے صفحے پر دیکھیے)

سوال بہشتی زیور حصہ چہارم کے بیان[2] لڑکے کے حلالی ہونے کے آخری دو مسئلوں (نکاح[3] ہو گیا لیکن ابھی رخصتی نہیں ہوئی تھی الخ) و (میاں پردیس) میں ہے اور مدت ہو گئی برسیں گذر گئیں الخ) پر لوگ مختلف خیال والے اعتراض کر رہے ہیں۔ براہ عنایت ہر دو مسائل کا شرح و مدلل حال تحریر فرمائیے تاکہ معترضین کو چپ کیا جائے۔

الجواب السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ اب تک جس نے اس بارہ میں زبانی یا تحریری دریافت کیا اعتراض کے رنگ میں دریافت کیا اس لئے خطاب کرنے کو جی نہ چاہا۔ آپ کے الفاظ سے چونکہ سمجھنے کا قصد معلوم ہوتا ہے اس لئے جواب لکھتا ہوں ذرا غور سے سمجھیے۔ بہشتی زیور کے ان مسئلوں کا یہ مطلب نہیں کہ بدون صحبت کے حمل رہ جاتا ہے اور وہ حمل اس شوہر کا ہو جاتا ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ ان صورتوں میں اوپر کے دیکھنے والوں کو خود اسی کا یقین کرنے کا کوئی ذریعہ نہیں کہ ان میں صحبت نہیں ہوئی۔ پس ان کو شرعاً یہ اجازت نہیں کہ محض ظاہری دوری کو زن و شوہر میں دیکھ کر یہ کہدیں کہ جب ہمارے علم میں ان کے درمیان صحبت واقع نہیں ہوئی تو واقع میں بھی صحبت نہیں ہوئی اور یہ حمل حرام کا ہے اور یہ عورت حرام کار ہے اور یہ بچہ ولد الحرام۔ پس دیکھنے والوں کو یہ حکم لگانے کا حق نہیں۔ کیونکہ کسی کو حرامکار یا حرام زادہ کہنا بہت بڑی تہمت ہے۔ اور گناہ عظیم ہے اس کا منہ سے نکالنا بدون دلیل قطعی کے جائز نہیں۔ بلکہ جب تک بعید سے بعید احتمال بھی وقوع صحبت کا رہے گا یوں سمجھیں گے کہ شاید یہی بعید صورت صحبت کی واقع ہوئی ہو اور دوسروں کو اس کی اطلاع نہ ہوئی ہو اور وہ بعید احتمال یہاں دو ۲ ہو سکتے ہیں۔ ایک یہ کہ کسی بزرگ کی کرامت سے زن و شوہر ایک جگہ جمع ہو گئے ہوں اور ان میں صحبت واقع ہوئی ہو۔ دوسرے یہ کہ کسی جن نے دونوں کو ایک جگہ جمع کر دیا ہو اور صحبت ہو گئی ہو اور حمل رہ گیا ہو۔ اور بزرگوں کی کرامت اور جن کا تصرف اہل سنت وجماعت کے نزدیک شرعاً و عقلاً و وقوعاً ثابت ہے اور گو اس کا احتمال بعید ہی ہو مگر ہم مسلمان عورت کو تہمت سے بچانے کے لئے اور بچہ کو عار سے بچانے کیلئے اس احتمال کو ممکن مانیں گے اور یوں کہیں گے کہ شاید ایسی ہی صورت ہوئی ہو اور بعض صورتوں میں ممکن ہے کہ شوہر ایسی طرح خفیہ آیا ہو کہ کسی کو خبر نہ ہو جیسے بعض اشتہاری مجرم رات کو اپنے گھر آجاتا ہے اور

---

(۱) احقر شبیر علی عفی عنہ عرض رسا ہے کہ چونکہ وہ مضمون خود حضرت حکیم الامت مولانا صاحب نور اللہ مرقدہ کا تحریر فرمایا ہوا ہے اس لئے اس کو بھی یہاں نقل کر دینا مناسب معلوم ہوا۔ ان دونوں تحریروں کے مطالعہ کے بعد طالب حق کی انشاء اللہ پوری تسلی ہو جاوے گی۔ اسلئے رسالہ رفع الارتیاب کو اسمیں شامل کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی ورنہ وہ شامل کر دیا جاتا۔ اب امداد الفتاوی سے سوال وجواب بجنسہ نقل کئے جاتے ہیں۔

(۲) یہ بیان حصہ چہارم کے ص ۳۶ پر ہے اسی سرخی کا یہ مسئلہ نمبر ۹ ہے جو ص ۳۶ پر ہے ۱۲

(۳) حصہ چہارم ص ۶۴ پر مسئلہ نمبر ۱۰ مفصل ملاحظہ فرمائیں ۱۲

رات ہی کو چلا جاتا ہے اس لئے اس حمل کو اس شوہر کی طرف منسوب سمجھیں گے اور نسب کو ثابت مانیں گے البتہ خود شوہر کو اس کا علم قطعی ہو سکتا ہے کہ میں نے صحبت کی ہے یا نہیں۔ سو اس کو شرعاً مجبور نہیں کیا گیا کہ خواہ مخواہ تو اس بچہ کو اپنا ہی مان بلکہ اس کو اختیار دیا گیا ہے کہ اگر تو نے صحبت نہیں کی ہے تو اس نسب کی نفی کر سکتا ہے۔ مگر چونکہ حاکم شرع کو کسی دلیل قطعی سے خود شوہر کا راست گو ہونا یقینی طور پر معلوم نہیں ہو سکتا بلکہ احتمال ہے کہ کسی اور رنج و غصہ سے عورت کو بدنام کرتا ہو اس لئے اس کے نفی کرنے پر حاکم شرع سکوت نہ کرے گا بلکہ مقدمہ قائم کر کے لعان کا قانون نافذ کرے گا پھر لعان کے بعد دوسروں کو بھی شرعاً اجازت ہے کہ اس بچہ کو اس شوہر کا نہیں کہیں گے کیونکہ قانون شرعی سے اس کا نسب قطع ہو چکا یعنی شرعاً جبر نہیں کہ اب بھی اسی کا مانو بلکہ قانوناً اس سے منقطع سمجھیں گے اور واقع کے اعتبار سے پھر بھی یوں کہیں گے کہ غیب کا علم خدا تعالیٰ کو ہے اسی طرح عورت کی نسبت کہیں گے کہ خدا کو خبر ہے کہ مرد سچا ہے یا عورت۔ ۲۷ شعبان ۱۳۲۸ھ

مسئلہ اول اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے پاخانہ کے مقام میں صرف حشفہ داخل کر دے اور انزال ہو جاوے اور اس عورت کے اس وقت سے چھ مہینے بعد انتہائی مدت حمل سے پہلے بچہ پیدا ہوا ہو تو وہ بچہ خاوند ہی کا ہے (بتلاؤ کہ پاخانہ کے مقام میں صحبت کرنے سے رحم میں نطفہ کیسے پہنچ گیا)۔

دوسرا مسئلہ اگر کوئی مرد اپنی عورت کے پاخانہ کے مقام میں حشفہ داخل کر دے اور انزال بھی نہ ہو تب بھی بچہ خاوند ہی کا ہوگا بشرطیکہ وہ چھ مہینے کے بعد اور انتہائی مدت حمل سے پہلے پیدا ہوا ہو (بتلاؤ کہ پاخانہ کے مقام میں صحبت کرنے سے اور وہ بھی بغیر انزال ہوئے حمل کیسے قرار پا گیا)

تیسرا مسئلہ اگر کوئی مرد اپنی عورت سے آگے کی راہ سے صحبت کرے اور انزال نہ ہو تب بھی جو بچہ پیدا ہوگا وہ خاوند ہی کا ہوگا بشرطیکہ وہ چھ مہینے کے بعد اور انتہائی مدت حمل سے پہلے پیدا ہو۔ بتلاؤ کہ بدون انزال کے حمل کیسے رہ گیا۔

ان مسئلوں کا جواب ان سے کچھ نہ بن پڑے گا اور وہ فَبُهِتَ الَّذِي كَفَرَ کا مصداق ہوں گے۔ لیکن اگر وہ انکار کریں اور کہیں کہ ہمارے مذہب میں یہ مسئلے نہیں ہیں تو ان سے کہو کہ یہ تینوں مسئلے شرح لمعہ دمشقیہ میں موجود ہیں اور عبارت اس کی یہ ہے:۔ يلحق الولد بالزوج الدائم نكاحه بالدخول بالزوجة ومضى ستة اشهر هلالية من حين الوطى والمراد به على مايظهر من اطلاقهم وصرح به المصنف في قواعده غيبوبة الحشفة قبلا او دبرا وان لم ينزل ولا يخلو ذلك من اشكال ان لم يكن مجمعا عليه للقطع بانتفاء التولد عادة في كثير من موارده ولم اقف على شئى يناً فى ما نقلناه ويعتمد عليه وعدم تجاوز اقصى مدة الحمل وقد اختلف الاصحاب في تحديد فقيل تسعة اشهر و قيل عشرة وغاية ما قيل مافيه عندنا سنة ومستند الكل مفهوم الروايات وعدل المصنف عن ترجيح قول لعدم دليل قوى على الترجيح ويمكن حمل الروايات على اختلاف عادات النساء فان بعضهن تلد لتسعة وبعضهن لعشرة وقد يتفق نادرا بلوغ سنة واتفق الا صحاب على انه لايزيد عن السنة مع انهم رووا ان النبي صلى الله عليه واله وسلم حملت به امه ايام التشريق واتفقوا على انه ولد في شهر ربيع الاول فاقل مايكون لبثه في بطن امه سنة وثلثة اشهر وما نقل احد من العلماء انه من خصائصه صلى الله عليه واله وسلم اه بلفظه۔

اس عبارت میں یہ تینوں مسئلے موجود ہیں اور لطف یہ ہے کہ خود صاحب کتاب کا اقرار ہے کہ یہ مسائل ضرور قابل اعتراض ہیں ان صورتوں میں بچہ کا اس مرد سے پیدا ہونا عادۃً ناممکن ہے مگر کسی رافضی عالم کا قول مجھے ان کے مخالف نہیں ملا۔

هذا ما عندنا والله يهدى من يشاء الى صراط مستقيم ٥

اصلی مدلل و مکمل بہشتی زیور کا حصہ چہارم مع ضمائم ختم ہوا

تصحیح مسئلہ نمبر ۲ حصہ چہارم متعلقہ سرخی

بابتہ ص ۲۰ ر خصتی سے پہلے طلاق ہو جانے کا بیان

جناب مولانا مولوی سعید احمد صاحب مرحوم مفتی مدرسہ عالیہ مظاہر علوم سہارنپور نے مندرجہ ذیل سوال حضرت حکیم الامۃ مولانا مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نور اللہ مرقدہ کی خدمت اقدس میں روانہ کیا تھا حضرت نے اس کا جو جواب مرحمت فرمایا وہ ذیل میں درج ہے۔

(سوال) مسئلہ ۲ ایسی[1] عورت سے یوں کہا اگر فلانا کام کرے تو طلاق ہے طلاق ہے طلاق ہے اور اس نے وہ کام کر لیا تو اس کے کرتے ہی تینوں طلاقیں پڑ گئیں۔

اس صورت میں تین طلاق پڑنے میں تامل ہے کیونکہ جس وقت شرط مقدم ہو اور طلاق کا لفظ مکرر ہو تو اس کی دو صورتیں ہیں ایک تکرار بذریعہ حرف عطف دوسرے بلا حرف عطف۔ اول صورت میں امام صاحب کے نزدیک شرط کے پائے جانے کے وقت ایک طلاق واقع ہوتی ہے اور باقی طلاقیں لغو ہو جاتی ہیں اور صاحبینؒ کے نزدیک تینوں واقع ہوتی ہیں اور اگر تکرار بلا حرف عطف ہو جیسے کہ مولف نے کیا ہے تو اس صورت میں اول طلاق معلق ہوتی ہے اور دوسری فی الحال واقع ہوتی ہے اور تیسری لغو ہو جاتی ہے۔ وان علق الطلاق بالشرط ان كان الشرط مقدما فقال ان دخلت الدارفانت طالق وطالق و طالق وهي غير مد خو لة بانت بواحدة عندو جود الشرط في قول ابي حنيفة رحمة الله تعالىٰ ولغا الباقي وعندهما يقع الثلاث هذا كله اذا ذكر ه بحرف العطف فان ذكره بغير حرف العطف ان كان الشرط مقدما فقال ان دخلت الدار فانت طالق طالق طالق وهي غير مد خولة فالا ول معلق بالشرط والثانى يقع للحال والثالث لغو ثم اذا تزو جهاو دخلت الدار ينزل المعلق وان دخلت بعد البينو نة قبل التزوج حنث ولا يقع شئی عالمگیری مختصراً ص ۳۹۹ ج ۱ مصری وفى البحر ج ۳ ص ۲۹۶ وقيد بحرف العطف لا نه لو ذكر بغير عطف اصلا نحوان دخلت الدار فانت طالق واحدة واحدة واحدة ففى فتح القدير يقع اتفاقاً عند وجود الشرط ويلغو ما بعده لعدم ما يوجب التشريك اه وقال العلامة ابن عابدين على قوله وقيد بحرف العطف فى ايمان البزازية من الثالث فى ايمين الطلاق ان دخلت الدار فانت طالق طالق طالق وهي غير ملموسة فالا ول معلق بالشرط والثانى ينزل فى الحال ويلغو الثالث وان تزوجها ودخلت الدار نزل المعلق ولو د خلت بعد البينو نة قبل التزوج انحل اليمين لا الى جزاء ولو موطوء ة تعلق الاول ونزل الثانى والثالث اه وهذا كما ترى مخالف لما نقله هنا عن الفتح الا ان يفرق بين واحدة واحدة وطالق طالق وهو الظاهر اه هذا ماظهر لى والله اعلم بالصواب۔ اگر یہ اشکال صحیح ہے اور عبارت میں کسی ترمیم کی ضرورت ہے تو ترمیم فرمادی جائے تاکہ اصل مسئلہ کی جگہ لکھ کر اس پر حاشیہ میں نوٹ لکھ دیا جائے۔

سعید احمد غفرلہ، ۲ ربیع الاول سن ۵۶ھ

نوٹ:۔ مطبوعات سابق میں یہ مسئلہ تھا مگر اب اس کو باجازت حضرت حکیم الامۃ نور اللہ مرقدہ کتاب سے خارج کر دیا گیا۔ ملاحظہ ہو نوٹ مندرجہ ص ۔ ۱۲

(۱) یعنی غیر مدخولہ ۱۲۔

(جواب) از حضرت حکیم الامۃ مولانا مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نور اللہ مرقدہ

(الجواب) ومنہ الصدق والصواب۔ طلاق ثلاث معلق میں باعتبار مطلقہ مدخول بہا و غیر مدخول بہا و باعتبار تقدیم شرط و تاخیر شرط و باعتبار عطف و عدم عطف بالواؤ آٹھ صورتیں ہیں جن کو ذیل میں اولاً نقشہ کی شکل میں ثانیاً عبارت میں ضبط کرتا ہوں پھر سب کے احکام نقل کر کے سوال کا جواب عرض کروں گا۔

نقشہ طلاق ثلث مُعلّق بالشرط

للغیر المدخول بها				للمدخول بها			
تقدیم الشرط		تاخیر الشرط		تقدیم الشرط		تاخیر الشرط	
مع العطف بالواؤ ۱	بغیر العطف ۲	مع العطف ۳	بغیر العطف ۴	مع العطف ۵	بغیر العطف ۶	مع العطف ۷	بغیر العطف ۸

عبارت یہ ہے	
۱:	لغیر المدخول بها بتقدیم الشرط مع العطف
۲:	لغیر المدخول بها بتقدیم الشرط بلا عطف
۳:	لغیر المدخول بها بتاخیر الشرط مع العطف
٤:	لغیر المدخول بها بتاخیر الشرط بلا عطف
٥:	للمدخول بها بتقدیم الشرط مع العطف
٦:	للمدخول بها بتقدیم الشرط بلا عطف
۷:	للمدخول بها بتاخیر الشرط مع العطف
۸:	للمدخول بها بتاخیر الشرط بلا عطف

احکام یہ ہیں فی العالمگیریة الفصل الرابع من الباب الثانی من کتاب الطلاق وان علق الطلاق بالشرط ان کان الشرط مقدما فقال ان دخلت الدار فانت طالق وطالق وطالق وهی غیر مد خولة (وهی الصورة الاولی) بانت بواحدة عندو جود الشرط فی قول ابی حنیفة ولغا الباقی وعندهما یقع الثلث وان کانت مدخولة (وهی الصورة الخامسة) بانت بثلث (اجماعا الا ان علی قول ابی حنیفة یتبع بعضها بعضا فی الوقوع وعند هما یقع الثلاث جملة واحدة وان کان الشرط موخرا فقال انت طالق و طالق و طالق ان دخلت الدار و ذکره بالفاء (الظن انها او مکان الواو) قد خلت الدار بانت بثلث اجماعا سواء کانت مد خولة او غیر مد خولة (وهی الصورة الثالثة والسابعة) هذا کله اذا ذکره بحرف العطف فان ذکره بغیر حرف العطف ان کان الشرط مقدما فقال ان دخلت الدار فانت طالق طالق طالق وهی غیر مد خولة (وهی الصورة الثانیة المذکورة فی بهشتی زیور) فالا ول معلق بالشرط والثانی یقع للحال والثالث لغو (وهو الذی ذکره المستفتی) ثم اذا تزوجها و دخلت الدار ینزل المعلق وان دخلت بعد البینونة قبل التزوج حنث ولا یقع شیئ وان کانت مد خولة (وهی الصورة السادسة) فالا ول معلق بالشرط والثانی والثالث یقعان فی الحال وان اخرالشرط فقال انت طالق طالق طالق ان دخلت الدار وهی غیر مد خولة (وهی الصورة الرابعة) فالاول ینزل للحال ولغا الباقی وان کانت مدخولة (وهی الصورة الثامنة) ینزل الا ول والثانی للحال ویتعلق الثالث بالشرط کذافی السراج الوهاج وفی الدر المختار باب طلاق غیر المدخول بهافی نظیر المسئلة وتقع واحدة ان قدم الشرط وفی رد المحتار هذا عنده وعندهما ثنتان ایضا ورجحه الکمال (فی فتح القدیر) واقره فی البحراه۔

اب سوال کا جواب عرض کرتا ہوں کہ بہشتی زیور کا مسئلہ مبحوث عنہا ظاہراً صورۃ ثانیہ ہے جس کا حکم یہ ہے کہ پہلی طلاق معلق ہوگی اور دوسری فی الحال واقع ہوگی اور تیسری لغو ہوگی جیسا سوال میں بھی نقل کیا گیا ہے اور روایات جواب میں بھی۔ اس بناء پر بہشتی زیور کی عبارت پر اشکال صحیح ہے اور اس کی تصحیح کے لئے عبارت کی ترمیم کافی نہیں بلکہ اس مسئلہ کو حذف ہی کر دینا چاہیے لیکن یہ امر قابل تامل ہے کہ اس حکم

کی بناء تکرار پر بلا عطف ہے جیسا صیغہ مفروضہ سے ظاہر ہے اور اردو کے محاورات میں عام اہل لسان اس صورت میں عطف ہی کا قصد کرتے ہیں ممکن ہے کہ مؤلف بہشتی زیور نے (کہ مولوی احمد علی صاحب ہیں جیسا کہ احقر اپنی بعض تحریرات میں اس کو شائع بھی کر چکا ہے) اس کو عطف ہی میں داخل کیا ہو جو صور ثمانیہ میں سے صورۃ اولیٰ ہے اور اس میں امام صاحب اور صاحبینؒ اختلاف کرتے ہیں مولف نے صاحبین کے قول کو راجح سمجھ کر لیا ہو۔ جیسا روایات بالا میں فتح القدیر و بحر سے اس کا راجح ہونا نقل کیا گیا ہے اس صورت میں اشکال رفع ہو جائے گا۔ خلاصہ یہ کہ اس حکم مذکور بہشتی زیور کی صحت دو مقدموں پر موقوف ہے ایک یہ کہ عطف و عدم عطف ہمارے محاورہ میں یکساں ہیں دوسرے یہ کہ صاحبین کا قول راجح ہے پس اگر یہ مقدمات مسلم ہوں تو حکم صحیح ہے ورنہ غلط اور بہشتی زیور میں در مختار کے جس مقام کا حوالہ دیا گیا ہے وہ مقام باوجود تلاش کے نہیں ملا۔ نہ مستفتی نے اس سے تعرض کیا ممکن ہے کہ اس کے دیکھنے سے مزید بصیرت حاصل ہو سکتی۔ بہر حال اگر حذف کیا جاوے تو کسی تکلف کی ضرورت نہیں۔ لیکن احتیاط یہ ہے کہ یہ حاشیہ کسی پاس والے مسئلہ پر لکھ دے جاوے کہ اس مقام پر ایک مسئلہ تھا جو ظاہر عبارات فقہاء کے خلاف تھا اس کو باجازت اشرف علی حذف کر دیا گیا ہے۔ اس حاشیہ سے یہ فائدہ ہو گا کہ دوسرے نسخے دیکھ کر یہ شبہ ہو گا کہ شاید سہواً نہیں لکھا گیا۔ اور اگر باقی رکھا جاوے تو ایک حاشیہ اس پر لکھ دیا جاوے کہ یہ مسئلہ ظاہر عبارات فقہاء پر صحیح نہیں لیکن اگر محاورہ اردو کی بناء پر اس کو عطف میں بحذف عاطف داخل کیا جاوے اور اس مسئلہ میں جو اختلاف ہے اس میں صاحبین کا قول لے لیا جاوے تو اس توجیہ پر مسئلہ صحیح ہو سکتا ہے اب عوام کو چاہئے کہ اپنے معتقد فیہ عالم کے فتوے پر عمل کریں۔ واللہ اعلم۔

اشرف علی ۲۶؍ ربیع الاول ۵۶ھ۔

فہرست مضامین اصلی مدلل و مکمل بہشتی زیور حصہ پنجم

فہرست مضامین ضمیمہ حصہ ہذا

دارالاشاعت، اردو بازار، کراچی

اصلی مدلل و مکمل بہشتی زیور کا پانچواں حصہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب اوّل — بیچنے اور مول لینے کا بیان

مسئلہ[1] جب ایک شخص نے کہا میں نے یہ چیز اتنے داموں پر بیچ دی اور دوسرے نے کہا میں نے لے لی تو وہ چیز بک گئی اور جس نے مول لیا ہے وہی اس کی مالک بن گئی۔ اب اگر وہ چاہے کہ میں نہ بیچوں اپنے پاس ہی رہنے دوں۔ یا یہ چاہے کہ میں نہ خریدوں تو کچھ نہیں ہو سکتا ہے اس کو دینا پڑے گا اور اس کو لینا پڑے گا اور اس بک جانے کو بیع کہتے ہیں۔

مسئلہ[2] ایک نے کہا کہ میں نے یہ چیز دو پیسے کو تمہارے ہاتھ بیچی۔ دوسری نے کہا مجھے منظور ہے یا یوں کہا میں اتنے داموں پر راضی ہوں اچھا میں نے لے لیا تو ان سب باتوں سے وہ چیز بک گئی۔ اب نہ تو بیچنے والی کو یہ اختیار ہے کہ نہ دے اور نہ لینے والی کو یہ اختیار ہے کہ نہ خریدے۔ لیکن یہ حکم اس وقت ہے کہ دونوں طرف سے یہ بات چیت ایک ہی جگہ بیٹھے بیٹھے ہوئی ہو۔ اگر ایک نے کہا میں نے یہ چیز چار پیسے کو تمہارے ہاتھ بیچی اور وہ دوسری چار پیسے کا نام سن کر کچھ نہیں بولی اٹھ کھڑی ہوئی یا کسی اور سے صلاح لینے چلی گئی یا اور کسی کام کو چلی گئی اور جگہ بدل گئی تب اس نے کہا اچھا میں نے چار پیسے کو خرید لی تو ابھی وہ چیز نہیں بکی۔ ہاں اگر اس کے بعد وہ بیچنے والی کنجڑن وغیرہ یوں کہدے کہ میں نے دیدی یا یوں کہے اچھا لے لو تو البتہ بک جاوے گی اسی طرح اگر وہ کنجڑن اٹھ کھڑی ہوئی یا کسی کام کو چلی گئی تب دوسری نے کہا میں نے لیا تب بھی وہ چیز نہیں بکی۔ خلاصہ مطلب یہ ہوا کہ جب ایک ہی جگہ دونوں طرف سے بات چیت ہوگی تب وہ چیز بکے گی۔

مسئلہ[3] کسی نے کہا یہ چیز ایک پیسہ کو دے دو اس نے کہا میں نے دے دی اس سے بیع نہیں ہوئی البتہ اس کے بعد اگر مول لینے والی نے پھر کہہ دیا کہ میں نے لے لی تو بک گئی۔

مسئلہ[4] کسی نے کہا یہ چیز ایک پیسہ کو میں نے لے لی اس نے کہا لے لو تو بیع ہو گئی۔

مسئلہ[5] کسی نے کسی چیز کے دام چکا کر اتنے دام اس کے ہاتھ پر رکھے اور وہ چیز اٹھا لی اور اس نے خوشی سے دام لے لئے پھر نہ تو اس نے زبان سے کہا کہ میں نے اتنے داموں پر یہ چیز بیچی نہ اس نے کہا میں نے خریدی تو اس لین دین ہو جانے سے بھی چیز بک جاتی ہے اور بیع درست ہو جاتی ہے۔

مسئلہ[6] کوئی کنجڑن امرود بیچنے آئی بے پوچھے کچھے بڑے بڑے چار امرود اس کی ٹوکری میں سے نکالے اور ایک پیسہ اس کے ہاتھ پر رکھ دیا اور اس نے خوشی سے پیسہ لے لیا تو بیع ہو گئی چاہے زبان سے کسی نے کچھ کہا ہو چاہے نہ کہا ہو۔

١: البیع ینعقد بالایجاب والقبول اذا کان بلفظی الماضی مثل ان یقول احدھما بعت والاخر اشتریت وقولہ رضیت بکذا او اعطیتک بکذا او خذہ بکذا فی معنی قولہ بعت واشتریت ١٢ شرح البدایہ ج ٣ ص ٢٤۔

٢: واذا اوجب احد المتعاقدین البیع فالاخر بالخیار ان شاء قبل فی المجلس وان شاء ردہ وایھما قام عن المجلس قبل القبول بطل الایجاب واذا حصل الایجاب والقبول لزم البیع ولا خیار لواحد منھما الا من عیب او عدم رؤیۃ شرح البدایہ ج ٣ ص ٢٥۔

٣: اذا کان بلفظ الامر فلا بد من ثلاثۃ الفاظ کما اذا قال البائع اشترمنی فقال اشتریت فلا ینعقد ما لم یقل البائع بعت او یقول المشتری بع منی فیقول بعت فلا بد من ان یقول ثانیا اشتریت ١٢ فتاوی ھندیہ ج ٤ ص ٢ ورد المحتار ص ١٣ ج ٤۔

٤: وکذا (ای تم البیع) لو قال المشتری اشتریت منک ھذا بکذا فقال البائع ھو لک او ھات الثمن ا ہ فتاوی سراجیہ ص ٢٦۔

٥: و المعنی ھو المعتبر فی العقود ولھذا ینعقد بالتعاطی فی النفیس والخسیس ھو الصحیح لتحقق المراضاۃ ١٢ شرح البدایہ ص ٢٢٥ ج ٣۔

٦: اذا وضع عدلیا مثلا بین یدی صاحب الرمان وحمل رمانۃ برضا صاحبھا ولم یتکلم الاخر انعقد البیع بینھما ا ہ فتاوی سراجیہ ص ٩٦ ج ٢۔

مسئلہ۷ کسی[1] نے موتیوں کی ایک لڑی کو کہا یہ لڑی دس پیسہ کو تمہارے ہاتھ بیچی۔ اس پر خریدنے والی نے کہا اس میں سے پانچ موتی میں نے لے لئے یا یوں کہا آدھے موتی میں نے خرید لئے تو جب تک وہ بیچنے والا اس پر راضی نہ ہو بیع نہیں ہوگی۔ کیونکہ اس نے تو پوری لڑی کا مول کیا ہے تو جب تک وہ راضی نہ ہو لینے والے کو یہ اختیار نہیں ہے کہ اس میں سے کچھ لیوے اور کچھ نہ لیوے اگر لیوے تو پوری لڑی لینا پڑے گی۔ ہاں البتہ اگر اس نے یہ کہہ دیا ہو کہ ہر موتی ایک ایک پیسے کو، اس پر اس نے کہا اس میں سے پانچ موتی میں نے خریدے تو پانچ موتی بک گئے۔

مسئلہ۸ کسی[2] کے پاس چار چیزیں ہیں بجلی، بالی، بندے، پتے۔ اس نے کہا یہ سب میں نے چار آنہ کو بیچا تو اب اس کی منظور کے یہ اختیار نہیں ہے کہ بعضی چیزیں لیوے اور بعضی چھوڑ دے کیونکہ وہ سب کو ساتھ ملا کر بیچنا چاہتی ہے ہاں البتہ اگر ہر چیز کی قیمت الگ الگ بتلادے تو اس میں سے ایک آدھ چیز بھی خرید سکتی ہے۔

مسئلہ۹ بیچنے[3] اور مول لینے میں یہ بھی ضروری ہے کہ جو سودا خریدے ہر طرح سے اس کو صاف کرلے کوئی بات ایسی گول مول نہ رکھے جس سے جھگڑا بکھیڑا پڑے۔ اسی طرح قیمت بھی صاف صاف مقرر اور طے ہو جانا چاہئے۔ اگر دونوں میں سے ایک چیز بھی اچھی طرح معلوم اور طے نہ ہوگی تو بیع صحیح نہ ہوگی۔

مسئلہ۱۰ کسی[4] نے روپے کی یا پیسے کی کوئی چیز خریدی اب وہ کہتی ہے پہلے تم روپے دو تب میں چیز دوں گی اور یہ کہتی ہے پہلے تو چیز دے دے تب میں روپے دوں۔ تو پہلے اس سے دام دلوائے جاویں گے جب یہ دام دیدے تب اس سے وہ چیز دلوادیں گے دام کے وصول پانے تک اس چیز کے نہ دینے کا اس کو اختیار ہے اور اگر دونوں طرف ایک سی چیز ہے مثلاً دونوں طرف دام ہیں یا دونوں طرف سودا ہے۔ جیسے روپے کے پیسے لینے لگیں یا کپڑے کے بدلے کپڑا لینے لگیں اور دونوں میں یہی جھگڑا آن پڑے تو دونوں سے کہا جاوے گا کہ تم اس کے ہاتھ پر رکھو اور وہ تمہارے ہاتھ پر رکھے۔

باب دوم — قیمت کے معلوم ہونے کا بیان

مسئلہ۱ کسی[5] نے مٹھی بند کر کے کہا کہ جتنے دام ہمارے ہاتھ میں ہیں اتنے کو فلانی چیز دے دو اور معلوم نہیں کہ ہاتھ میں کیا ہے روپیہ ہے یا پیسہ ہے یا اشرفی ہے اور ایک ہے یا دو تو ایسی بیع درست نہیں۔

۱: اذا اوجب احد العاقدین بیع شیئ بشیئ یلزمه لصحة العقد قبول العاقد الاخر علی الوجه المطابق للایجاب ولیس له تبعیض الثمن اوالمثمن وتفریقهما فلو قال البائع للمشتری بعتك هذا الثوب بمائة قرش مثلا فاذا قبل المشتری البیع علی الوجه المشروع اخذ الثوب جمیعه بمائة قرش ولیس له ان یقبل جمیعه او نصفه بخمسین قرشا و کذا لوقال له بعتك هذین الفرسین بثلاثة الا ف قرش وقبل المشتری یا خذا لفرسین بثلاثة الا ف ولیس له ان یاخذ احدهما بالف وخمسمائة اه ۱۲ مراة المجلة ص ۷۱ ج ۱۔

۲: لو ذکر احد المتبایعین اشیاء متعددة وبین لکل واحدثمنا علی حدة وجعل لکل علی الا نفراد ایجابا وقبل الاخر بعضها بالثمن المسمی له العقد البیع فیما قبله فقط مثلا لو ذکر البائع اشیاء متعددة وبین لکل منها ثمنا معینا علی حدة و کرر لفظ الا یجاب کل واحدمنها علی الا نفراد کان یقول بعت هذا بالف وبعت هذا بالفین فالمشتری حینئذ له ان یقبل ویاخذایهما شاء بالثمن الذی عین له اه مراة المجلة ص ۷۳ و ۷٤ ج ۱ والبسط فی رد المحتار ص ۲٦ ج ٤۔

۳: ومنها ان یکون المبیع معلوما والثمن معلوما علما یمنع من النازعة فبیع المجهول جهالة تفضی الیها غیر صحیح کبیع شاة من هذا القطیع اوبیع الشئی بقیمته وبحکم فلان اه مراة المجلة ص ۸۳ ج ۱۔

٤: ومن باع سلعة بثمن قیل للمشتری ادفع اولا ومن باع سلعة بسلعة اوثمنا بثمن قیل لهما سلما معاً ۱۲ شرح البدایه ج ۳ ص ۳۳۔

۵: تسمیة الثمن حین البیع لازمة فلو باع بدون تسمیة ثمن کان البیع فاسد یلزمه ان یکون الثمن معلوما اذا کان الثمن حاضر او العلم به یحصل بمشاهدته والا شارة الیه واذا کان غائبا یحصل ببیا ن مقداره ووصفه اه مراة المجلة ج ۱ ص ۱۰۹ واشار بالمعرفة الی ان الشرط العلم بهما دون ذکرهما لا یصح البیع اذاکان الثمن مجهو لا کما اذا باع شیأ بقیمته اوبحکم المشتری او فلان وبعتك برقمه او براس ماله ولم یعلم المشتری و کذا لوباع بمثل مایاع به فلان ولم یعلما به حتی تفرقاقا لا ان علما به فی المجلس فانه یصح مع الخیار ولو اشتری بوزن هذا الحجر ذهبا لم یجز لحها له فان علم بوزنه فله الخیار واطلق فی اشتراط معرفة قدر الثمن فیشمل المعرفة صریحا او عرفا اه طحطاوی ج ۳ ص ۱۳۔

مسئلہ۲ کسی شہر میں دو قسم کے پیسے چلتے ہیں تو یہ بھی بتلا دیوے کہ فلانے پیسہ کے بدلہ میں یہ چیز لیتی ہوں اگر کسی نے نہیں بتلایا فقط اتنا ہی کہا کہ میں نے یہ چیز ایک پیسہ کو بیچی۔ اس نے کہا کہ میں نے لے لی تو دیکھو کہ وہاں کس پیسہ کا زیادہ رواج ہے جس پیسہ کا رواج زیادہ ہو وہی پیسہ دینا پڑے گا اور اگر دونوں کا رواج برابر ہو تو بیع درست نہیں رہی بلکہ فاسد اور خراب ہو گئی۔

مسئلہ۳ کسی کے ہاتھ میں کچھ پیسے ہیں اور اس نے مٹھی کھول کر دکھلا دیا کہ اتنے پیسوں کی یہ چیز دے دو اور اس نے وہ پیسے ہاتھ میں دیکھ لئے اور وہ چیز دے دی لیکن یہ نہیں معلوم ہوا کہ کے آنے ہاتھ میں ہیں تب بھی بیع درست ہے اسی طرح اگر پیسوں کی ڈھیری سامنے بچھونے پر رکھی ہو اس کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر بیچنے والی اتنے داموں کو چیز بیچ ڈالے اور یہ نہ جانے کہ کتنے آنے ہیں تو بیع درست ہے۔ غرض کہ جب اپنی آنکھ سے دیکھ لیوے کہ اتنے پیسے ہیں تو ایسے وقت اس کی مقدار بتلانا ضروری نہیں ہے اور اگر اس نے آنکھ سے نہیں دیکھا ہے تو ایسے وقت مقدار کا بتلانا ضروری ہے جیسے یوں کہے دس آنہ کو ہم نے یہ چیز لی اگر اس صورت میں اس کی مقدار مقرر اور طے نہیں کی تو بیع فاسد ہو گئی۔

مسئلہ۴ کسی نے یوں کہا آپ یہ چیز لے لیویں قیمت طے کرنے کی کیا ضرورت ہے جو دام ہوں گے آپ سے واجبی لے لئے جاویں گے۔ میں بھلا آپ سے زیادہ لوں گی۔ یا یہ کہا کہ آپ یہ چیز لے لیویں میں اپنے گھر پوچھ کر جو کچھ قیمت ہو گی پھر بتلا دوں گی یا یوں کہا اسی میل کی یہ چیز فلانی نے لی ہے جو دام انہوں نے دیئے ہیں وہی دام آپ بھی دے دیجئے گا یا اس طرح کہا کہ جو آپ کا جی چاہے دے دیجئے گا میں ہرگز انکار نہ کروں گی جو کچھ دو گی لے لوں گی یا اس طرح کہا کہ بازار سے پوچھوا لو جو اس کی قیمت ہو وہ دے دینا۔ یا یوں کہا فلانی کو دکھلا لو جو قیمت وہ کہہ دیں تم دے دینا تو ان سب صورتوں میں بیع فاسد ہے۔ البتہ اگر اسی جگہ قیمت صاف معلوم ہو گئی اور جس گڑبڑ کی وجہ سے بیع فاسد ہوئی تھی وہ گڑبڑ جاتی رہی تو بیع درست ہو جاوے گی۔ اور اگر جگہ بدل جانے کے بعد معاملہ صاف ہوا تو پہلی بیع فاسد رہی۔ البتہ اس صاف ہونے کے بعد پھر نئے سرے سے بیع کر سکتی ہیں۔

مسئلہ۵ کوئی دوکاندار مقرر ہے جس چیز کی ضرورت پڑتی ہے اس کی دوکان سے آ جاتی ہے آج سیر بھر چھالی منگالیں کل دو سیر کتھا آ گیا۔ کسی دن پاؤ بھر ناریل وغیرہ لے لیا اور قیمت کچھ نہیں پوچھوائی اور یوں سمجھی کہ جب حساب ہو گا تو جو کچھ نکلے گا دے دیا جاوے گا یہ درست ہے۔ اسی طرح عطار کی دوکان سے دوا کا نسخہ بندھوا منگایا اور قیمت نہیں دریافت کی اور یہ خیال کیا کہ تندرست ہونے کے بعد جو کچھ دام ہوں گے دے دیئے جاویں گے یہ بھی درست ہے۔

مسئلہ۶ کسی کے ہاتھ میں ایک روپیہ یا پیسہ ہے اس نے کہا کہ اس روپیہ کی یہ چیز ہم نے لی۔ تو اختیار ہے چاہے وہی روپیہ دیوے چاہے اس کے بدلے کوئی اور روپیہ دیوے مگر وہ دوسرا بھی کھوٹا نہ ہو۔

۱: ومن اطلق الثمن في البيع كان على غالب نقد البلد فان كانت النقود مختلفة فالبيع فاسدا لا ان يبين بعضها ۱۲ شرح البدايه ج ۳ ص ۲۶ ودر ج ٤ ص ۳۹۔

۲: المشار اليه مبيعا كان اوثمنا لا يحتاج الى معرفة قدره ووصفه فلو قال بعتك هذه الصبرة من الحنطة اوهذه الكورجة من الا رزو الشاشات وهى مجهولة العدد بهذه الدراهم التى فى يدك وهى مرئية له فقبل جازو لزم لان الباقى جهالة الوصف يعنى القدروهو لا يضر اذا لا يمنع من التسليم والتسلم اه بحر ص ۲۷۵ ج ۵۔

۳: وخرج ايضا مالو كان الثمن مجهولاً كالبيع بقيمة او برأس ماله او بما اشتراه او بمثل ما اشتراه فلان فان علم المشترى بالقدر فى المجلس جازو منه ايضا مالو باعه بمثل ما يبيع الناس الا ان يكون شيئا لا يتفاوت ۱۲ رد المحتار ج ٤ ص ۳۱۔

٤: مايستجره الانسان من البياع اذا حاسبه على اثمانها بعد استهلاكها جاز استحساناً شرح تنوير ج ٤ ص ۱۸ ومما تسامحوا فيه واخرجوه عن هذه القاعدة مافى القنية الا شياء التى تو خذ من البياع على وجه الخرج كما هو العادة من غير بيع كالعدس الملح والزيت ونحوها ثم اشتراها بعدما انعدمت صح ۱۲ رد المحتار ج ٤ ص ۱۸۔

۵: لا يتعين الثمن بالتعيين فى العقد مثلا لوارى المشترى البائع ذهبا مجيد يافى بلده ثم اشترى بذلك الذهب شيئا لا يجبر على اداء ذلك الذهب بعينه بل له ان يعطى البائع ذهباً مجيد يامن ذلك النوع غير الذى اراه اذا عين العاقدان درهما مثلا ثم اراد المشترى تبديله بدرهم آخر جاز عندنا ولا يسمع نزاع البائع اه مراة المجلة ج ۱ ص ۱۱۲۔

مسئلہ۷ کسی نے ایک روپیہ کو کچھ خریدا تو اختیار ہے چاہے روپیہ دے دے چاہے دو اٹھنی دے دے اور چاہے چار چونی دے دے اور چاہے آٹھ دونی دے دیوے بیچنے والی اس کے لینے سے انکار نہیں کر سکتی۔ ہاں اگر ایک روپے کے پیسے دیوے تو بیچنے والی کو اختیار ہے چاہے لیوے چاہے نہ لیوے اگر وہ پیسے لینے پر راضی نہ ہو تو روپیہ ہی دینا پڑے گا۔

مسئلہ۸ کسی نے کوئی قلم دان یا صندوقچہ بیچا تو اس کی کنجی بھی بک گئی کنجی کے دام الگ نہیں لے سکتی اور نہ کنجی کو اپنے پاس رکھ سکتی ہے۔

باب سوم سودا معلوم ہونے کا بیان

مسئلہ۱ اناج غلہ وغیرہ سب چیزوں میں اختیار ہے چاہے تول کے حساب سے لیوے اور یوں کہہ دے کہ ایک روپے کے بیس سیر گیہوں میں نے خریدے اور چاہے یوں ہی مول کر کے لیوے اور یوں کہہ دے کہ گیہوں کی یہ ڈھیری میں نے ایک روپیہ کو خریدی پھر اس ڈھیری میں چاہے جتنے گیہوں نکلیں سب اسی کے ہیں۔

مسئلہ۲ کنڈے، آم، امرود، نارنگی وغیرہ میں بھی اختیار ہے کہ گنتی کے حساب سے لیوے یا ویسے ہی ڈھیر کا مول کر کے لیوے۔ اگر ایک ٹوکری کے سب آم دو آنے کو خرید لئے اور گنتی اس کی کچھ معلوم نہیں کہ کتنے ہیں تو بیع درست ہے اور سب آم اسی کے ہیں چاہے کم نکلیں چاہے زیادہ۔

مسئلہ۳ کوئی عورت بیر وغیرہ کوئی چیز بیچنے آئی اس سے کہا کہ ایک پیسہ کو اس اینٹ کے برابر تول دے اور وہ بھی اس اینٹ کے برابر تول دینے پر راضی ہو گئی اور اس اینٹ کا وزن کسی کو نہیں معلوم کہ کتنی بھاری نکلے گی تو یہ بیع بھی درست ہے۔

مسئلہ۴ آم کا یا امرود نارنگی وغیرہ کا پورا ٹوکرا ایک روپے کو اس شرط پر خریدا کہ اس میں چار سو آم ہیں پھر جب گنے گئے تو اس میں تین سو ہی نکلے۔ لینے والی کو اختیار ہے چاہے لیوے چاہے نہ لیوے اگر لیوے گی تو پورا ایک روپیہ نہ دینا پڑے گا بلکہ ایک سیکڑے کے دام کم کر کے فقط بارہ آنے دیوے اور اگر ساڑھے تین سو نکلیں تو چودہ آنے دے۔ غرض کہ جتنے آم کم ہوں اتنے دام بھی کم ہو جاویں گے اور اگر اس ٹوکرے میں چار سو سے زیادہ آم ہوں تو جتنے زیادہ ہیں وہ بیچنے والی کے ہیں اس کو چار سو سے زیادہ لینے کا حق نہیں ہے ہاں اگر پورا ٹوکرا خرید لیا اور کچھ مقرر نہیں کیا کہ اس میں کتنے آم ہیں تو جو کچھ نکلے سب اسی کا ہے چاہے کم نکلیں اور چاہے زیادہ۔

مسئلہ۵ بنارسی دوپٹہ یا چکن کا دوپٹہ یا پلنگ پوش یا ازار بند وغیرہ کوئی ایسا کپڑا خریدا کہ اگر اس میں سے کچھ پھاڑ لیویں تو نکما اور خراب ہو جاوے گا۔ اور خریدتے وقت یہ شرط کر لی تھی کہ یہ دوپٹہ تین گز کا ہے پھر جب ناپا تو کچھ کم نکلا تو جتنا کم نکلا ہے اس کے بدلے میں دام نہ کم ہوں گے بلکہ جتنے دام طے ہوئے ہیں وہ پورے دینا پڑیں گے۔ ہاں کم نکلنے کی وجہ سے بس اتنی رعایت کی جاوے گی کہ دونوں طرف سے پکی بیع

۱: النقود التی لها اجزاء اذا جری العقد علی نوع منها کان للمشتری ان یعطی الثمن من اجزاء ذلک النوع لکن یتبع فی هذا الامر عرف البلدة والعادة الجاریة مثلا لو عقد البیع علی ریال مجیدی کان للمشتری ان یعطی من اجزائه النصف والربع لکن نظر للعرف الجاری الان فی دارالخلافة اسلامبول لیس للمشتری ان یعطی بدل الریال المجیدی من اجزائه الصغیرة العشرونصفه وفی بیروت بالعکس لان الا جزاء فیها اغلی اذا اشتری بدرهم فله دفع درهم کامل اودفع درهم مکسرقطعتین او ثلاثة حیث تساوی الکل فی المالیة والرواج ومثله فی زمانتا الذهب یکون کاملاً ونصفین واربعة ارباع وکلها سواء فی المالیة وفی الرواج اه مراة المحله ج ۱ ص ۱۱۳ والبسط فی رد المحتار ص ۳۵ و ۳۶ ج ٤۔

۲: توابع المبیع المتصلة المستقرة تدخل فی البیع تبعا بدون ذکر فیدخل البناء والمفاتیح المتصلة اغلاقها ویدخل مفتاح الغلق استحسانا کذا فی فتاویٰ قاضی خان ما دخل تبعا لا حصة له من الثمن اه مراة المحلة ص ۱۰٤، ۱۰۵، ۱۰٦ ج ۱۔

۳: ویجوز بیع الطعام والحبوب مکایلة ومجازفة هذا اذا باعه بخلاف جنسه ۱۲ شرح البدایه ج ۳ ص ۲۷ و ج ٤ ص ٤۱۔

٤: ولیست (الصبرة) قیدابل کل مکیل او موزون اومعدودمن جنس واحد اذالم تختلف قیمته کذلک ۱۲ رد المحتار ص ٤۱ ج ٤۔

٥: ویجوز باناء بعینه لا یعرف مقداره وبوزن حجر لا یعرف مقداره ۱۲ شرح البدایه ج ٤ ص ۲۹ وشرح التنویر ج ٤ ص ٤۱۔

٦: ومن ابتاع صبرة طعامه علی انها مائة قفیز بمائة درهم فوجدها اقل کان المشتری بالخیار ان شاء اخذ الموجود بحصته من الثمن وان شاء فسخ البیع وان وجدها اکثر فالزیادة للبائع ۱۲ شرح البدایه ص ۲۸ ج ۳۔

۷: ومن اشتری ثوبا علی انه عشرة اذرع بعشرة اوارضا علی انها مائة ذراع بمائة فوجدها اقل فالمشتری بالخیار ان شاء اخذها بجملة الثمن وان شاء ترک وان وجدها اکثر من الذراع الذی سماه فهو للمشتری ولا خیار للبائع ۱۲ شرح البدایه ص ۲۸ ج ۳۔

ہو جانے پر بھی اس کو اختیار ہے چاہے لیوے چاہے نہ لیوے اور اگر کچھ زیادہ نکلا تو وہ بھی اسی کا ہے اور اس کے بدلے میں دام کچھ زیادہ دینا نہ پڑیں گے۔

مسئلہ۶ کسی نے رات کو دو ریشمی ازار بند ایک روپے کے لئے۔ جب صبح کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک ان میں سوتی ہے تو دونوں کی بیع جائز نہیں ہوئی نہ ریشمی کی نہ سوتی کی۔ اسی طرح اگر دو انگوٹھیاں شرط کر کے خریدیں کہ دونوں کا رنگ فیروزہ کا ہے پھر معلوم ہوا کہ ایک میں فیروزہ نہیں ہے کچھ اور ہے تو دونوں کی بیع ناجائز ہے اب اگر ان میں سے ایک کا یا دونوں کا لینا منظور ہو تو اس کی ترکیب یہ ہے کہ پھر سے بات چیت کر کے خریدے۔

باب چہارم ادھار لینے کا بیان

مسئلہ۱ کسی نے اگر کوئی سودا ادھار خریدا تو یہ بھی درست ہے لیکن اتنی بات ضروری ہے کہ کچھ مدت مقرر کر کے کہہ دے کہ پندرہ دن میں یا مہینے بھر میں یا چار مہینے میں تمہارے دام دے دوں گی اگر کچھ مدت مقرر نہیں کی فقط اتنا کہہ دیا کہ ابھی دام نہیں ہیں پھر دے دوں گی۔ سوا گریوں کہا ہے کہ میں اس شرط سے خریدتی ہوں کہ دام پھر دوں گی تو بیع فاسد ہو گئی اور اگر خریدنے کے اندر یہ شرط نہیں لگائی خرید کر کہہ دیا کہ دام پھر دوں گی تو کچھ ڈر نہیں اور اگر نہ خریدنے کے اندر کچھ کہا نہ خرید کر کچھ کہا تب بھی بیع درست ہو گئی۔ اور ان دونوں صورتوں میں اس چیز کے دام ابھی دینا پڑیں گے۔ ہاں اگر بیچنے والی کچھ دن کی مہلت دے دے تو اور بات ہے لیکن اگر مہلت نہ دے اور ابھی دام مانگے تو دینا پڑیں گے۔

مسئلہ۲ کسی نے خریدتے وقت یوں کہا کہ فلانی چیز ہم کو دے دو جب خرچ آوے گا تب دام لے لینا یا یوں کہا جب میرا بھائی آوے گا تب دے دوں گی یا یوں کہا جب کھیتی کٹے گی تب دے دوں گی یا اس نے اس طرح کہا بی بی تم لے لو جب جی چاہے دام دے دینا یہ بیع فاسد ہو گئی بلکہ کچھ نہ کچھ مدت مقرر کر کے لینا چاہئے اور اگر خرید کر ایسی بات کہہ دی تو بیع ہو گئی اور سودے والی کو اختیار ہے کہ ابھی دام مانگ لے لیکن صرف کھیتی کٹنے کے مسئلہ میں کہ اس صورت میں کھیتی کٹنے سے پہلے نہیں مانگ سکتی۔

مسئلہ۳ نقد داموں پر ایک روپیہ کے بیس سیر گیہوں بکتے ہیں مگر کسی کو ادھار لینے کی وجہ سے اس نے روپیہ کے پندرہ سیر گیہوں دیئے تو یہ بیع درست ہے مگر(۱) اسی وقت معلوم ہو جانا چاہئے کہ ادھار مول لے گی۔

مسئلہ۴ یہ حکم(۲) اس وقت ہے جب کہ خریدار سے اول پوچھ لیا ہو کہ نقد لو گے یا ادھار۔ اگر اس نے نقد کہا تو بیس سیر دے دیئے اور اگر ادھار کہا تو

۱: شری دارا علی ان بناء ھا با الاجر فاذاھوبلبن اوارضا علی ان شحرھا کلھا مثمرۃ فاذا واحدۃ منھا لا تثمراوثوبا علی انہ مصبوغ بعصفر فاذا ھو بز عفران فسد اہ شرح التنویر قال فی الفتح واعلم انہ اذا شرط فی المبیع ما یجوز اشتراطہ ووجدہ بخلافہ فتارۃ یکون البیع فاسدا وتارۃ یستمر علی الصحۃ ویثبت للمشتری الخیار و تارۃ یستمر صحیحا ولا خیار للمشتری وھو ما اذا وجدہ خیرا مما شرط وضابطۃ ان کان المبیع من جنس المسمی ففیہ الخیار والثیاب اجناس اعنی الھروی والا سکندری والکتان والقطن والذکر مع الانثی فی بنی ادم جنسان وفی سائرالحیوانات جنس واحداوالضابطۃفحش التفاوت فی الاعراض وعدمہ اہ ردالمحتارج۴ ص۸۴۔

۲: وصح بثمن حال وھو الا صل وموجل ۱۲ شرح التنویر ج ۴ ص ۳۴ یلزمہ ان تکون المدۃ معلومۃ فی البیع بالتاجیل والتقسیط اہ مراۃ المجلۃ ج۱ ص ۱۱۴ اما الخاصۃ فمنھا معلومیۃ الاجل فی البیع بثمن موجل فیفسدان کان مجھولا اہ فتاوی ھندیہ ج۳ ص۳۔

۳: لو ذکر البیع بلا شرط ثم ذکر الشرط علی وجہ العدۃ جازالبیع ۱۲ رد المحتار ص ۱۸۶ ج ۲۔

۴: تاجیل الثمن الی مدۃ غیر معینۃ کا مطارالسماء یکون مفسد للبیع واما التا جیل (ای بلا شرط) الی اجل مجھول جھالۃ متفاحشۃ کالا جل الی مھب الریح او مطر السماء اوقدوم الحاج او قدومہ شریکہ من سفرہ ونحوھا فالا جل باطل والمال حال اہ مراۃ المجلۃ ج ۱ ص ۱۱۴، ۱۱۵ ولو باع مطلقا ثم اجل الثمن الی حساد و دیاس لا یفسد ویصح الا جل اہ رد المحتار ص ۳۱ ج ۴۔

۵: الا تری انہ یزادفی الثمن لاجل الاجل ۱۲ ھدایہ ص ۷۶ ج ۳۔

۶: رجل باع علی انہ بالنقد بکذا وبالنسیۃ بکذا اوالی شھر بکذا اوالی شھرین بکذا لم یجز خلاصۃ الفتاوی ص ۶۸ ج ۳ وفی فتح القدیر واما البطلان فیما اذا قال بعتك بالف حالا وبالفین الی سنۃ فلجھالۃ الثمن ۱۲ فتاویٰ ھندیہ ص ۱۵۴ ج ۳۔

(۱) مطلب یہ ہے کہ اگر اسی مجلس میں یہ طے ہو گیا کہ ادھار لے گی یا نقد تو جائز ہے اور اگر کچھ طے نہ ہوا اور بات یونہی گول مول رہ گئی تو جائز نہیں ۱۲ف۔

(۲) مسئلہ نمبر ۴ اس مرتبہ اضافہ کیا گیا ہے ۱۲ شبیر علی۔

پندرہ سیر دے دیئے۔ اور اگر معاملہ اس طرح کیا کہ خریدار سے یوں کہا کہ اگر نقد لو گے تو ایک روپیہ کے بیس سیر ہوں گے اور ادھار لو گے تو پندرہ سیر ہوں گے یہ جائز نہیں۔

مسئلہ۵ ایک مہینے کے وعدے پر کوئی چیز خریدی پھر ایک مہینہ ہو چکا تب کہہ سن کر کچھ اور مدت بڑھوالی کہ پندرہ دن کی مہلت اور دے دو تو تمہارے دام ادا کر دوں۔ اور وہ بیچنے والی بھی اس پر رضامند ہو گئی تو پندرہ دن کی مہلت اور مل گئی اور اگر وہ راضی نہ ہو تو ابھی مانگ سکتی ہے۔

مسئلہ۶ جب[۲] اپنے پاس دام موجود ہوں تو ناحق کسی کو ٹالنا کہ آج نہیں کل آنا۔ اس وقت نہیں اس وقت آنا ابھی روپیہ تڑوایا نہیں ہے جب تڑوایا جاوے گا تب دام ملیں گے یہ سب باتیں حرام ہیں جب وہ مانگے اسی وقت روپیہ تڑا کر دام دے دینا چاہیے۔ ہاں البتہ اگر ادھار خریدا ہے تو جتنے دن کے وعدے پر خریدا ہے اتنے دن کے بعد دینا واجب ہو گا اب وعدہ پورا ہونے کے بعد ٹالنا اور دوڑانا جائز نہیں ہے لیکن اگر سچ مچ اس کے پاس ہیں ہی نہیں۔ نہ کہیں سے بندوبست کر سکتی ہے تو مجبوری ہے جب آوے اس وقت نہ ٹالے۔

باب پنجم پھیر دینے کی شرط کر لینے کا بیان اور اسکو شرع میں خیار شرط کہتے ہیں

مسئلہ۱ خریدتے[۳] وقت یوں کہہ دیا کہ ایک دن یا دو ۲ دن تک ہم کو لینے نہ لینے کا اختیار ہے جی چاہے گا لیں گے نہیں تو پھیر دیں گے تو یہ درست ہے۔ جتنے دن کا اقرار کیا ہے اتنے دن تک پھیر دینے کا اختیار ہے چاہے لیوے چاہے پھیر دیوے۔

مسئلہ کسی[۴] نے کہا کہ تین دن تک مجھ کو لینے نہ لینے کا اختیار ہے پھر تین دن گذر گئے اور اس نے کچھ نہیں جواب دیا نہ وہ چیز پھیری تو اب وہ چیز لینی پڑے گی پھیرنے کا اختیار نہیں رہا۔ ہاں اگر وہ رعایت کر کے پھیر لیوے تو خیر پھیر دیوے۔ بے رضامندی کے نہیں پھیر سکتی۔

مسئلہ۳ تین[۵] دن سے زیادہ کی شرط کرنا درست نہیں ہے اگر کسی نے چار یا پانچ دن کی شرط کی تو دیکھو تین دن کے اندر اس نے کچھ جواب دیا یا نہیں۔ اگر تین دن کے اندر اس نے پھیر دیا تو بیع پھر گئی اور اگر کہہ دیا کہ میں نے لے لیا تو بیع درست ہو گئی اور اگر تین[۶] دن گذر گئے اور کچھ حال معلوم نہ ہوا کہ لیوے گی یا نہ لیوے گی تو بیع فاسد ہو گئی۔

مسئلہ۴ اسی[۷] طرح بیچنے والی بھی کہہ سکتی ہے کہ تین دن تک مجھ کو اختیار ہے اگر چاہوں گی تو تین دن کے اندر پھیر لوں گی تو یہ بھی جائز ہے۔

مسئلہ۵ خریدتے[۸] وقت کہہ دیا تھا کہ تین دن تک مجھے پھیر دینے کا اختیار ہے پھر دوسرے دن آئی اور کہہ دیا کہ میں نے وہ چیز لے لی اب نہ پھیروں گی تو اب وہ اختیار جاتا رہا اب نہیں پھیر سکتی بلکہ اگر اپنے گھر ہی میں آ کر کہہ دیا کہ میں نے یہ چیز لے لی اب نہ پھیروں گی تب بھی وہ اختیار جاتا رہا۔ اور جب بیع کا توڑنا اور پھیرنا منظور ہو تو بیچنے والے کے سامنے توڑنا چاہیے اس کی پیٹھ پیچھے توڑنا درست نہیں ہے۔

مسئلہ۶ کسی[۹] نے کہا تین دن تک میری ماں کو اختیار ہے اگر کہے گی تو لے لوں گی نہیں تو پھیر دوں گی تو یہ بھی درست ہے اب تین دن کے اندر وہ یا

۱: ومن باع بثمن حال ثم اجله اجلا معلوما صار موجلا وكل دين حال اذا اجله صاحبه صار موجلا الا القرض ۱۲ شرح البدایہ ص۷۶ ج۳۔

۲: وعنه (ای عن ابی هريرة) ان رسول الله ﷺ قال مطل الغنی ظلم مشكوٰة ص ۲۱۲ باب الافلاس۔

۳: خيار الشرط جائز فی البيع للبائع والمشتری ولهما الخيار ثلثة ايام فما دونها ولا يجوز اكثر منها عند ابی حنيفةؒ وهو قول زفر والشافعیؒ وقالا يجوز اذا سمی مدة معلومة ۱۲ شرح البدایہ ج ۳ ص ۳۴۔

۴: اذا مضت مدة الخيار ولم يفسخ اولم يجز من له الخيار لزم البيع وتم اھ مراقی الفلاح ج ۱ ص ۱۴۱۔

۵: دیکھو حاشیہ مسئلہ نمبر ۱ و نمبر ۲ باب پنجم حصہ ہذا۔

۶: وفسد عند اطلاق او تابيد اكثر فيفسد فلكل فسخه غير انه يجوز ان اجاز من له الخيار فی الثلثة فينقلب صحيحا علی الظاهر در مختار ج ۴ ص ۷۳۔

۷: دیکھو حاشیہ مسئلہ ۱ و نمبر ۲ باب پنجم حصہ ہذا۔

۸: ومن شرط له الخيار فله ان يفسخ فی مدة الخيار وله ان يجيز فان اجاز بغير حضرة صاحبه جاز وان فسخ لم يجز الا ان يكون الاخر حاضرا ۱۲ شرح البدایہ ج ۳ ص ۳۷۔

۹: ومن اشترى شيئا وشرط الخيار لغيره فايهما اجاز جاز وايهما نقض انتقض شرح البدایہ ۱۲ ج ۳ ص ۳۷۔

اس کی ماں پھیر سکتی ہیں۔ اور اگر خود وہ یا اس کی ماں کہہ دے کہ میں نے لے لی اب نہ پھیروں گی تو اب پھیرنے کا اختیار نہیں رہا۔

مسئلہ۷ دو[1] یا تین تھان لئے اور کہا کہ تین دن تک ہم کو اختیار ہے کہ اس میں سے جو پسند ہوگا ایک تھان دس روپے کو لے لیں گے تو یہ درست ہے تین دن کے اندر اس میں سے ایک تھان پسند کر لیوے اور چار یا پانچ تھان اگر لئے اور کہا کہ اس میں سے ایک پسند کر لیں گے تو یہ بیع فاسد ہے۔

مسئلہ۸ کسی[2] نے تین دن تک پھیر دینے کی شرط ٹھہرالی تھی پھر وہ چیز اپنے گھر برتنا شروع کر دی جیسے اوڑھنے کی چیز تھی تو اوڑھنے لگی یا پہننے کی چیز تھی اس کو پہن لیا یا بچھانے کی چیز تھی اس کو بچھانے لگی تو اب پھیر دینے کا اختیار نہیں رہا۔

مسئلہ۹ ہاں[3] اگر[(1)] استعمال صرف دیکھنے کے واسطے ہوا ہے تو پھیر دینے کا حق ہے مثلاً سلا ہوا کرتہ چادر یا دری خریدی تو یہ دیکھنے کے لئے کہ یہ کرتہ ٹھیک بھی آتا ہے یا نہیں ایک مرتبہ پہن کر دیکھا اور فوراً اتار دیا یا چادر کی لمبائی چوڑائی اوڑھ کر دیکھی یا دری کی لمبائی چوڑائی بچھا کر دیکھی تو بھی پھیر دینے کا حق حاصل ہے۔

باب ششم بے دیکھی ہوئی چیز کے خریدنے کا بیان

مسئلہ۱ کسی[4] نے کوئی چیز بے دیکھے ہوئے خرید لی تو یہ بیع درست ہے۔ لیکن جب دیکھے تو اس کو اختیار ہے پسند ہو تو رکھے نہیں تو پھیر دیوے اگرچہ اس میں کوئی عیب بھی نہ ہو۔ اور جیسی ٹھہرائی تھی ویسی ہی ہو تب بھی رکھنے نہ رکھنے کا اختیار ہے۔

مسئلہ۲ کسی[5] نے بے دیکھے اپنی چیز بیچ ڈالی تو اس بیچنے والی کو دیکھنے کے بعد پھیر لینے کا اختیار نہیں ہے۔ دیکھنے کے بعد اختیار فقط لینے والی کو ہوتا ہے۔

مسئلہ۳ کوئی[6] کنجڑن مٹر کی پھلیاں بیچنے کو لائی اس میں اوپر تو اچھی اچھی تھیں ان کو دیکھ کر پورا ٹوکرا لے لیا لیکن نیچے خراب نکلیں تو اب بھی اس کو پھیر دینے کا اختیار ہے البتہ اگر سب پھلیاں یکساں ہوں تو تھوڑی سی پھلیاں دیکھ لینا کافی ہے چاہے سب پھلیاں دیکھے چاہے نہ دیکھے پھیرنے کا اختیار نہ رہے گا۔

مسئلہ۴ امرود[7] یا انار یا نارنگی وغیرہ کوئی ایسی چیز خریدی کہ سب یکساں نہیں ہوا کرتیں تو جب تک سب نہ دیکھے تب تک اختیار رہتا ہے تھوڑے کے دیکھ لینے سے اختیار نہیں جاتا۔

مسئلہ۵ اگر[8] کوئی چیز کھانے پینے کی خریدی تو اس میں فقط دیکھ لینے سے اختیار نہیں جائیگا بلکہ چکھنا[(2)] بھی چاہئے اگر چکھنے کے بعد ناپسند ٹھہرے تو پھیر دینے کا اختیار ہے۔

مسئلہ۶ بہت[9] زمانہ ہو گیا کہ کوئی چیز دیکھی تھی اب آج اس کو خرید لیا لیکن ابھی دیکھا نہیں۔ پھر جب گھر لا کر دیکھا تو جیسی دیکھی تھی بالکل ویسی ہی اس کو

۱: ومن اشترى ثوبين على ان ياخذ ايهما شاء بعشرة وهو بالخيار ثلثة ايام فهو جائز وكذلك الثلثة فان كانت اربعة اثواب فالبيع فاسد ۱۲ شرح البدايه ص ۳۸ ج ۳۔

۲: ولو كان المبيع دابة فركبها المشترى والخيار له لينظر الى سيرها او قوتها او كان ثوبا فلبسه لينظر الى مقداره او كانت امة فاستخدمها لينظر ذلك منها فهو باق على خياره فان زاد فى الركوب على ما يعرف به فهو رضا وسقط خياره فان ركب لحاجة فهو رضا وان لبسه ليستدفابه وهو ان يلبسه لدفع عادية البرد بطل خياره ۱۲ فتاوىٰ هنديه ص ۲۸ ج۳۔

۳: دیکھو حاشیہ مسئلہ نمبر ۸ باب پنجم حصہ ہذا۔

٤: ومن اشترى شيئا لم يره فالبيع جائز وله الخيار اذاراه ان شاء اخذه وان شاء رده ۱۲ شرح البدايه ص ٤۰ ج ۳۔

٥: ومن باع مالم يره فلا خيارله ۱۲ شرح البدايه ص ٤۰ ج ۳۔

۷،٦: ولو دخل فى البيع اشياء فان كان لا يتفاوت احادها كالمكيل والموزون وعلامته ان يعرض بالنموذج يكتفى برؤية واحدمنها الا اذا كان الباقى اردء مماراى فحينئذ يكون له الخيار وان كان يتفاوت احادها كالثياب والدواب لا بدمن رؤية كل واحدمنها والجوز والبيض من هذا القبيل فيما ذكره الكرخى وكان ينبغى ان يكون مثل الحنطة والشعير لكونها متقاربة ۱۲ شرح البدايه ص ٤۱ ج۳۔

۸: وفيما يطعم لا بد من الذوق لان ذلك هو المعروف للمقصود وفى الدر كفى ذوق مطعوم وشم مشموم ص ۱۰۲ ج ۲

۹: ومن رأى شيئا ثم اشتراه بعدمدة فان كان على الصفة التى راه فلا خيارله وان وجده متغيرا فله الخيار ۱۲ شرح البدايه ج ٤ ص ٤۳۔

(۱) مسئلہ نمبر ۹ اس مرتبہ اضافہ ہوا ۱۲ شبیر علی۔

(۲) یہ حکم ان چیزوں کے متعلق ہے جن میں چکھنے سے مالک کا نقصان نہ ہوتا ہو اور جن میں نقصان ہو جیسے سالم خربوزہ تربوز وغیرہ وہ اس حکم میں نہیں ہے ۱۲ تصحیح الاغلاط۔

پایا تو اب دیکھنے کے بعد پھیر دینے کا اختیار نہیں ہے۔ہاں اگر اتنے دنوں میں کچھ فرق ہو گیا ہو تو دیکھنے کے بعد اس کے لینے نہ لینے کا اختیار ہوگا۔

باب ہفتم — سودے میں عیب نکل آنے کا بیان

مسئلہ ۱ جب[۱] کوئی چیز بیچے تو واجب ہے جو کچھ اس میں عیب و خرابی ہو سب بتلا دیوے نہ بتلانا اور دھوکہ دیکر بیچ ڈالنا حرام ہے۔

مسئلہ ۲ جب[۲] خرید چکی تو دیکھا اس میں کوئی عیب ہے جیسے تھان کو چوہوں نے کتر ڈالا ہے یا دوشالے میں کیڑا لگ گیا ہے یا اور کوئی عیب نکل آیا تو اب اس خریدنے والی کو اختیار ہے چاہے رکھ لے اور لے لیوے چاہے پھیر دے لیکن اگر رکھ لیوے تو پورے دام دینا پڑیں گے اس عیب کے عوض میں کچھ دام کاٹ لینا درست نہیں البتہ اگر دام کی کمی پر وہ بیچنے والا بھی راضی ہو جاوے تو کم کر کے دینا درست ہے۔

مسئلہ ۳ کسی[۳] نے کوئی تھان خرید کر رکھا تھا کہ کسی لڑکے نے اس کا ایک کونا پھاڑ ڈالا یا قینچی سے کتر ڈالا۔اس کے بعد دیکھا کہ وہ اندر سے خراب ہے جا بجا چوہے کتر گئے ہیں تو اب اس کو نہیں (۱) پھیر سکتی کیونکہ ایک اور عیب تو اس کے گھر ہو گیا ہے البتہ اس عیب کے بدلے میں جو کہ بیچنے والی کے گھر کا ہے دام کم کر دیئے جاویں۔لوگوں (۲) کو دکھایا جاوے جو وہ تجویز کریں اتنا کم کر دو۔

مسئلہ ۴ اسی[۴] طرح اگر کپڑا قطع کر چکی تب عیب معلوم ہوا تب بھی پھیر نہیں سکتی البتہ دام کم کر دیئے جاویں گے لیکن اگر بیچنے والی کہے کہ میرا قطع کیا ہوا دے دو اور اپنے سب دام لے لو میں دام کم نہیں کرتی تو اس کو یہ اختیار حاصل ہے خریدنے والی انکار نہیں کر سکتی۔اگر قطع کر کے سی بھی لیا تھا پھر عیب معلوم ہوا تو عیب کے بدلے دام کم کر دیئے جاویں گے اور بیچنے والی اس صورت میں اپنا کپڑا نہیں لے سکتی۔اور اگر اس خریدنے والی نے وہ کپڑا بیچ ڈالا یا اپنے نابالغ بچہ کے پہنانے کی نیت سے قطع کر ڈالا بشرطیکہ بالکل اس کے دے ڈالنے کی نیت کی ہو اور پھر اس میں عیب نکلا تو اب دام کم نہیں کیے جاویں گے۔اور اگر بالغ اولاد کی نیت سے قطع کیا تھا اور پھر عیب نکلا تو اب دام کم کر دیئے جاویں گے۔

مسئلہ ۵ کسی[۵] نے فی انڈا ایک پیسہ کے حساب سے کچھ انڈے خریدے۔جب توڑے تو سب گندے نکلے تو سارے دام پھیر سکتی ہے اور ایسا سمجھیں گے کہ گویا اس نے بالکل خریدا ہی نہیں اور اگر بعضے گندے نکلے بعضے اچھے تو گندوں کے دام پھیر سکتی ہے۔اور اگر کسی نے بیس ۲۰ پچیس ۲۵ انڈوں کے یکمشت دام لگا کر خرید لئے کہ یہ سب انڈے پانچ آنے کو میں نے لئے تو دیکھو کتنے خراب نکلے اگر سو ۱۰۰ میں پانچ چھ خراب نکلے تو اس کا کچھ اعتبار نہیں اور اگر زیادہ خراب نکلے تو خراب کے دام حساب سے پھیر لیوے۔

مسئلہ ۶ کھیرا[۶]، ککڑی، خربوزہ، تربوز، لوکی، (۳) بادام، اخروٹ وغیرہ کچھ خریدا۔جب توڑے اندر سے بالکل خراب نکلے تو دیکھو کہ کام میں آ سکتے ہیں یا

۱: لا یحل کتمان العیب فی مبیع او ثمن لان الغل حرام ۱۲ شرح تنویر ج ٤ ص ۱۵۲۔

۲: واذا اطلع المشتری علی عیب فی المبیع فھو بالخیار ان شاء اخذہ بجمیع الثمن وان شاء ردہ ولیس لہ ان یمسکہ ویاخذ النقصان ۱۲ شرح البدایہ ج ٤ ص ٤٤۔

۳: واذا حدث عند المشتری عیب واطلع علی عیب کان عند البائع فلہ ان یرجع بالنقصان ولا یرد المبیع الا ان یرضی البائع ان یاخذہ بعیبہ ۱۲ ھدایہ ص ٤٦ ج ۳۔

٤: ومن اشتری ثوبا فقطعہ فوجدبہ عیبا رجع بالعیب فان قال البائع انا اقبلہ کذلک کان لہ ذلک فان قطع الثوب وخاطہ او صبغہ احمر اولت السویق بسمن ثم اطلع علی عیب رجع بنقصانہ ولیس للبائع ان یاخذہ لان الامتناع لحق الشرع لا لحقہ فان باعہ المشتری رجع بالنقصان لان الرد ممتنع اصلا قبلہ فلا یکون بالبیع حابساً للمبیع وعن ھذا قلنا ان من اشتری ثوبا فقطعہ لباسا لولدہ الصغیر وخاطہ ثم اطلع علی عیب لا یرجع بالنقصان ولو کان الولد کبیرا یرجع ۱۲ ھدایہ بحذف ص ٤٦ ج ۳۔

٥: ومن اشتری بیضا او بطیخا او قثاء او خیارا او جوزا فکسرہ فوجدہ فاسداً فان لم ینتفع بہ رجع بالثمن کلہ وان کان ینتفع یرجع بنقصان العیب ولو وجد البعض فاسدا و ھو قلیل جاز البیع استحسانا وان کان الفاسد کثیر الا یجوز ویرجع بکل الثمن ۱۲ ھدایہ مختصرا ص ٤٨ ج ۳۔

٦: شری نحو بیض وبطیخ کجوز وقثاء فکسرہ فوجدہ فاسدا ینتفع بہ ولو علفا للدواب فلہ ان لم یتناول منہ شیئا بعد علمہ بعیبہ و نقصانہ الا اذا رضی البائع بہ ولو علم بعیبہ قبل کسرہ فلہ ردہ وان لم ینتفع بہ اصلا فلہ کل الثمن لبطلان البیع اھ شرح التنویر ص ۱۱۷۔

(۱) ہاں اگر بیچنے والی راضی ہو جائے تو پھیر سکتی ہے ۱۲

(۲) ایسے لوگوں کو دکھاوے جو اس کی قیمت سے واقف ہوں ۱۲۔

(۳) یعنی لانبا کدو جس کو گھیا کدو بھی کہتے ہیں ۱۲۔

بالکل نکمے اور پھینک دینے کے قابل ہیں۔ اگر بالکل خراب اور نکمے ہوں تب تو یہ بیع بالکل صحیح نہیں ہوئی اپنے سب دام پھیر لیوے اور اگر کسی کام میں آسکتے ہوں تو جتنے دام بازار میں لگیں اتنے دیئے جاویں پوری قیمت نہ دی جاوے گی۔

مسئلہ ۷ اگر سو ۱۰۰ بادام میں چار ہی[1] پانچ خراب نکلے تو کچھ اعتبار نہیں۔ اور اگر زیادہ خراب نکلے تو جتنے خراب ہیں ان کے دام کاٹ لینے کا اختیار ہے۔

مسئلہ ۸ ایک[2] روپیہ کے پندرہ سیر گیہوں خریدے یا ایک روپیہ کا ڈیڑھ سیر گھی لیا۔ اس میں سے کچھ تو اچھا نکلا اور کچھ خراب نکلا تو یہ درست نہیں ہے کہ اچھا اچھا لے لیوے اور خراب خراب پھیر دیوے بلکہ اگر لیوے تو سب لینا پڑے گا اور پھیرے تو سب پھیرے ہاں البتہ اگر بیچنے والی خود راضی ہو جائے کہ اچھا اچھا لے لو اور جتنا خراب ہے وہ پھیر دو تو ایسا کرنا درست ہے بے اس کی مرضی کے نہیں کر سکتی۔

مسئلہ ۹ عیب[3] نکلنے کے وقت پھیر دینے کا اختیار اسی وقت ہے جب کہ عیب دار چیز کے لینے پر کسی طرح رضامندی ثابت نہ ہوتی ہو اور اگر اس کے لینے پر راضی ہو جاوے تو اب اس کا پھیرنا جائز نہیں البتہ بیچنے والی خوشی سے پھیر لیوے تو پھیر نا درست ہے جیسے کسی نے ایک بکری یا گائے وغیرہ کوئی چیز خریدی جب گھر آئی تو معلوم ہوا کہ یہ بیمار ہے یا اس کے بدن میں کہیں زخم ہے پس اگر دیکھنے کے بعد اپنی رضامندی ظاہر کرے کہ خیر ہم نے عیب دار ہی لے لی تو اب پھیرنے کا اختیار نہیں رہا۔ اور اگر زبان سے نہیں کہا لیکن ایسے کام کئے جس سے رضامندی معلوم ہوتی ہے جیسے اس کی دوا علاج کرنے لگی تب بھی پھیرنے کا اختیار نہیں رہا۔

مسئلہ ۱۰ بکری[4] کا گوشت خریدا پھر معلوم ہوا کہ بھیڑ کا گوشت ہے تو پھیر سکتی ہے۔

مسئلہ ۱۱ موتیوں کا[5] ہار دیا اور کوئی زیور خریدا اور کسی وقت اس کو پہن لیا یا جوتہ خریدا اور پہنے پہنے چلنے پھرنے لگی تو اب عیب کی وجہ سے پھیرنے کا اختیار نہیں رہا۔ ہاں اگر اس وجہ سے پہنا ہو کہ پاؤں میں دیکھوں آتا ہے یا نہیں اور پیر کو چلنے میں تکلیف تو نہیں ہوتی تو اس آزمائش کے لئے ذرا دیر کے پہننے سے کچھ حرج نہیں اب بھی پھیر سکتی ہے۔ اسی طرح اگر کوئی چارپائی یا تخت خریدا اور کسی ضرورت سے اس کو بچھا کر بیٹھی یا تخت پر نماز پڑھی اور استعمال کرنے لگی تو اب پھیرنے کا اختیار نہیں رہا۔ اسی طرح اور سب چیزوں کو سمجھ لو۔ اگر اس سے کام لینے لگے تو پھیرنے کا اختیار نہیں رہتا ہے۔[(۲)]

مسئلہ ۱۲ بیچتے[6] وقت اس نے کہہ دیا کہ خوب دیکھ بھال لو اگر اس میں کچھ عیب نکلے یا خراب ہو تو میں ذمہ دار نہیں۔ اس کہنے پر بھی اس نے لے لیا تو چاہے جتنے عیب اس میں نکلیں پھیرنے کا اختیار نہیں ہے اور اس طرح بیچنا بھی درست ہے۔ اس کہہ دینے کے بعد عیب کا بتلانا واجب نہیں ہے۔

۱: قال فی النهر و القليل مالا يخلو عنه الجوز عادة كالواحد والا ثنين فی المائة كذافی الهدايه وهو ظاهر فی ان الواحد فی العشر كثير و به صرح فی القنية وقال السرخسی الثلاثة عفو يعنی فی المائة ا ه وفی البحر القليل الثلاثة وما دو نها فی المائة والكثير مازاد اه وفی الفتح وجعل الفقيه ابو الليث الخمسة والستة فی المائة من الجوز عفوا اه شامی ج ۱ ص ۱۳۲ قلت الظاهر من هذه الا قوال ان المدار على العرف فما يعدفی العرف قليلا فقليل وما يعد فيه كثيراً فكثير والله اعلم ۱۲ شبیر علی۔

۲: ومن اشترى شيئا مما يكال ا ويوزن فو جد ببعضه عيبا رده كله او اخذ كله ۱۲ شرح البدايه ج ۳ ص ۵۱۔

۳: ومن اشترى جارية فوجد بها قرحا فداواها او كانت دابة فركبها فی حاجة فهو رضا ۱۲ هدايه ج ۳ ص ۵۱ واللبس والركوب والمداواة له اوبه رضابالعيب و كذا كل مفيدرضا بعد العلم بالعيب يمنع الردوالا رش ۱۲ در ج ٤ ص ۱۳۹

٤: شرى لحما على انه لحم غنم فوجد لحم معزفله الرد ۱۲ در مختار ص ۳٤۱ ج ٤۔

۵: الاصل ان المشترى متى تصرف فی المشترىٰ بعد العلم بالعيب تصرف الملاك بطل حقه فی الرد ۱۲ عالمگیری ص ۵٤ ج ٤۔

٦: ومن باع عبداو شرط البراءة من كل عيب فليس له ان يرده بعيب ان لم يسم العيوب بعددها ۱۲ هدايه ص ۵۲ ج ۳۔

(۱) فقہا نے چھ تک تصریح کی ہے مگر مقصود تحدید نہیں ہے بلکہ مقصود یہ ہے کہ جس قدر عرفاً تحمل کر لیا جاتا ہے اگر اس قدر نکلے تو دام کاٹنے کا اختیار نہیں ۱۲۔

(۲) مطلب یہ ہے کہ اگر خریدی ہوئی چیز کو استعمال کر لیا اور استعمال کرنے سے اس کی بازاری قیمت میں کمی آگئی تو عیب کی وجہ سے واپس کرنے کا اختیار نہیں ہے۔ ہاں عیب کی وجہ سے جو اس کی قیمت میں کمی ہوئی ہے اتنے دام واپس لے سکتی ہے۔ اور اگر استعمال کرنے سے بازاری قیمت میں کوئی نقصان نہیں آیا تو واپس کرنے کا اختیار ہے ۱۲ تصحیح الاغلاط۔

باب ہشتم

بیع باطل اور فاسد وغیرہ کا بیان

مسئلہ۱ جو بیع شرع میں بالکل ہی غیر معتبر اور لغو ہو اور ایسا سمجھیں کہ اس نے بالکل خریدا ہی نہیں۔ اور اس نے بیچا ہی نہیں اس کو باطل (۱) کہتے ہیں اس کا حکم (۲) یہ ہے کہ خریدنے والا اس کا مالک نہیں ہوا۔ وہ چیز اب تک اسی بیچنے والے کی ملک میں ہے اس لئے خریدنے والی کو نہ تو اس کا کھانا جائز نہ کسی کو دینا جائز۔ کسی طرح سے اپنے کام میں لانا درست نہیں۔ اور جو بیع ہو تو گئی ہو لیکن اس میں کچھ خرابی آ گئی ہے اس کو بیع فاسد کہتے (۳) ہیں۔ اس کا حکم (۴) یہ ہے کہ جب تک خریدنے والی کے قبضہ میں نہ آ جاوے تب تک وہ خریدی ہوئی چیز اس کی ملک میں نہیں آتی۔ اور جب قبضہ کر لیا تو ملک میں تو آ گئی لیکن حلال طیب نہیں ہے۔ اسلئے اس کو کھانا پینا یا کسی اور طرح سے اپنے کام میں لانا درست نہیں بلکہ ایسی بیع کا توڑ دینا واجب ہے۔ (۵) لینا ہو تو پھر سے بیع کریں اور مول لیویں۔ اگر یہ بیع نہیں توڑی بلکہ کسی اور کے ہاتھ وہ چیز بیچ ڈالی تو گناہ ہوا اور اس دوسری خریدنے والی کے لئے اس کا کھانا پینا اور استعمال کرنا جائز ہے اور یہ دوسری بیع درست ہو گی۔ اگر نفع لے کر بیچا (۶) ہو تو نفع کا خیرات کر دینا واجب ہے اپنے کام میں لانا درست نہیں۔

مسئلہ۲ زمینداروں (۱) کے یہاں یہ جو دستور ہے کہ تالاب کی مچھلیاں بیچ دیتے ہیں یہ بیع باطل ہے۔ تالاب کے اندر جتنی مچھلیاں ہوتی ہیں جب تک شکار کر کے پکڑی نہ جاوے تب تک ان کا کوئی مالک نہیں ہے شکار کر کے جو کوئی پکڑے وہی ان کا مالک بن جاتا ہے۔ جب یہ بات سمجھ میں آ گئی تو اب سمجھو کہ جب یہ زمیندار ان کا مالک ہی نہیں تو بیچنا کیسے درست ہو گا۔ ہاں اگر زمیندار خود مچھلیاں پکڑ کر بیچا کریں تو البتہ درست ہے۔ اگر کسی اور سے پکڑوا دیں گے تو وہی مالک بن جاوے گا۔ زمیندار کا اس پکڑی ہوئی مچھلی میں کچھ حق نہیں ہے۔ اسی طرح مچھلیوں کے پکڑنے سے لوگوں کو منع کرنا بھی درست نہیں ہے۔ (۷)

مسئلہ۳ کسی (۸) کی زمین میں خود بخود گھاس اگی نہ اس نے لگایا نہ اس کو پانی دے کر سینچا تو یہ گھاس بھی کسی کی ملک نہیں ہے جس کا جی چاہے کاٹ لیجاوے نہ اس کا بیچنا درست ہے اور نہ کاٹنے سے کسی کو منع کرنا درست ہے البتہ اگر پانی دے کر سینچا اور خدمت کی ہو تو اس کی ملک ہو جائے گی۔ اب بیچنا بھی جائز ہے اور لوگوں کو منع کرنا بھی درست ہے۔

مسئلہ۴ جانور (۹) کے پیٹ میں جو بچہ ہے پیدا ہونے سے پہلے اس بچہ کا بیچنا باطل ہے۔ اور اگر پورا جانور بیچ دیا تو درست ہے۔ لیکن (۲) اگر یوں کہہ دیا کہ

۱: وهو ای البیع الباطل مالا یکون مشروعا لا باصله ولا بوصفه ۱۲ شامی ص ۱۵۲ ج ٤۔

۲: والبیع الباطل حکمه عدم ملك المشتری ایاه اذا قبضه ۱۲ شامی ص ۱۶۳ ج ٤۔

۳: وهو (ای الفاسد) ماکان مشروعا باصله لا بوصفه و مرادهم من مشروعیة اصله کونه مالا متقوما لا جوازه وصحته لان فساده یمنع صحته ۱۲ شامی ص ۱۵٤ ج ٤۔

٤: واذا قبض المشتری المبیع برضاء بائعه صریحا او دلالة فی البیع الفاسد ولم ینهه ملکه ۱۲ در ص ۹۱ ج ٤۔

٥: ویجب علی کل واحد منهما فسخه قبل القبض ۱۲ در ج ٤ ص ۱۹۳۔

٦: انما طاب للبائعماربح فی الثمن ولا یطیب للمشتری ماربح فی بیع یتعین بالتعین بان باعه بازید لتعلق العقد بعینه فتمکن الخبث فی الربح فیتصدق به ۱۲ در ج ٤ ص ۱۹۹۔

۷: ولا یجوز بیع السمك قبل ان یصطاد لانه باع مالا یملکه ولا فی حظیرة اذا کان لا یوخذ الا بصید لانه غیر مقدور التسلیم و معناه اذا اخذه ثم القاه فیها ولو کان یوخذ من غیر حیلة جاز الا اذا اجتمعت فیها بانفسها ولم یسد علیها المدخل لعدم الملك ۱۲ هدایه ج۳ ص ۵۰۔

۸: ولا یجوز بیع الکلاء واجارته وان کان فی ارض مملوکة غیر ان لصاحب الارض ان یمنع الدخول فی ارضه هذا اذا کان نبت بنفسه فاما اذا کان سقی الارض واعدها للانبات فنبت ففی الذخیرة والمحیط والنوازل یجوز بیعه لانه ملکه ۱۲ فتاوی هندیه ج ٤ ص ٦٤۔

۹: ولا بیع الحمل ولا النتاج ولا اللبن فی الضرع ولا الصوف علی ظهر الغنم وجذع فی السقف ۱۲ شرح الهدایه ج ۳ ص ۵۵۔

(۱) یہ مسئلہ اس صورت سے متعلق ہے جب کہ تالاب میں مچھلیاں خود بخود پیدا ہو گئی ہوں یا اور کہیں سے آ گئی ہوں اور مالک نے ان کے پیدا ہونے یا آنے کی کوئی تدبیر کی ہو اور نہ اس کے روکنے کا کوئی انتظام کیا ہو اور پوری تفصیل اس مسئلہ کی امداد الفتاوی مبوب جلد سوم ص ۶۰ میں ہے ۱۲ مصحح لاغلاط۔

(۲) ومن اشتری جاریة الا حملها فالبیع فاسد ۱۲ ص ٤ ی ص ٦۳ ج ۳۔

میں یہ بکری تو بیچتی ہوں لیکن اس کے پیٹ کا بچہ نہیں بیچتی ہوں جب پیدا ہو تو وہ میرا ہے تو یہ بیع فاسد ہے۔

مسئلہ۵ جانور[۱] کے تھن میں جو دودھ بھرا ہوا ہے دوہنے کے پہلے اس کا بیچنا باطل ہے پہلے[۲] دودھ لیوے تب بیچے۔ اسی طرح بھیڑ، دنبہ وغیرہ کے بال جب تک کاٹ نہ لیوے تب تک بالوں کا بیچنا ناجائز اور باطل ہے۔

مسئلہ۶ جو[۲] دھنی یا لکڑی مکان میں یا چھت میں لگی ہوئی ہے کھودنے یا نکالنے سے پہلے اسکا بیچنا درست نہیں ہے۔

مسئلہ۷ آدمی[۳] کے بال اور ہڈی وغیرہ کسی چیز کا بیچنا ناجائز اور باطل ہے اور ان چیزوں کا اپنے کام میں لانا اور برتنا بھی درست نہیں ہے۔

مسئلہ۸ بجز[۴] خنزیر کے دوسرے مردار کی ہڈی اور بال اور سینگ پاک ہیں ان سے کام لینا بھی جائز ہے اور بیچنا بھی جائز ہے۔

مسئلہ۹ تم[۵] نے ایک بکری یا اور کوئی چیز کسی سے پانچ روپے کو مول لی اور اس بکری پر قبضہ کر لیا اور اپنے گھر منگا کر بند ھوالی لیکن ابھی دام نہیں دیئے پھر اتفاق سے اسکے دام نہ دے سکی یا اب اسکا رکھنا منظور نہ ہوا اسلئے تم نے کہا کہ یہی بکری چار روپے میں لے جاؤ ایک روپیہ ہم تم کو اور دے دیں گے۔ یہ بیچنا اور لینا جائز نہیں جب تک اسکو روپے نہ دے چکے اس وقت تک کم داموں پر اسکے ہاتھ بیچنا درست نہیں ہے۔

مسئلہ۱۰ کسی[۶] نے اس شرط پر اپنا مکان بیچا کہ ایک مہینے تک ہم نہ دیویں گے بلکہ خود اس میں رہیں گے یا یہ شرط ٹھہرائی کہ اتنے روپے تم ہم کو قرض دے دو۔ یا کپڑا اس شرط پر خرید اکہ تم ہی قطع کر کے سی دینا۔ یا یہ شرط کی کہ ہمارے گھر تک پہنچا دینا۔ یا اور کوئی ایسی شرط مقرر کی جو شریعت سے واہیات اور ناجائز ہے تو یہ سب بیع فاسد ہے۔

مسئلہ۱۱ یہ[۷] شرط کر کے ایک گائے خریدی کہ یہ چار سیر دودھ دیتی ہے تو بیع فاسد ہے البتہ اگر کچھ مقدار نہیں مقرر کی فقط یہ شرط کی کہ یہ گائے بہت دودھیاری ہے تو بیع جائز ہے۔

مسئلہ۱۲ مٹی[۸] یا چینی کے کھلونے یعنی تصویریں بچوں کے لئے خریدے تو یہ بیع باطل ہے شرع میں ان کھلونوں کی کچھ قیمت نہیں لہذا اس کے کچھ دام نہ دلائے جاویں گے اگر کوئی توڑ دے تو کچھ تاوان بھی دینا نہ پڑے گا۔

مسئلہ۱۳ کچھ[۹] اناج گھی تیل وغیرہ روپے کے دس سیر یا اور کچھ نرخ طے کر کے خرید اتو دیکھو کہ اس بیع ہونے کے بعد اس نے تمہارے یا تمہارے بھیجے ہوئے آدمی کے سامنے تو لکر دیا ہے یا تمہارے اور تمہارے بھیجے ہوئے آدمی کے سامنے نہیں تولا بلکہ کہا تم جاؤ تول کر گھر بھیجے دیتے ہیں یا پہلے سے الگ تولا ہوا رکھا تھا اس نے اسی طرح اٹھا دیا پھر نہیں تولا۔ یہ تین صورتیں ہوئیں۔ پہلی صورت کا حکم یہ ہے کہ گھر میں لا کر اب اس کا تولنا ضروری نہیں ہے بغیر تولے بھی اس کا کھانا پینا بیچنا وغیرہ سب صحیح ہے۔ اور دوسری اور تیسری صورت کا حکم یہ ہے کہ جب تک

۱،۲: دیکھو حاشیہ مسئلہ نمبر ۴ باب ہذا ۱۲۔

۳: ولا یجوز بیع شعور الانسان ولا الانتفاع به لان الا دمی مکرم لا مبتذل فلا یجوز ان یکون شیئ من اجزائه مهانا مبتذلا ۱۲ هدایه ج ۳ ص ۵۸۔

۴: ولا یجوز بیع شعر الخنزیر ولا باس ببیع عظامه المیتة وعصبها وصو فها وقرنها وشعرها وبرها والا نتفاع بذلك كله ۱۲ هدایه ص ۵۸ ج ۳ بحذف۔

۵: ومن اشتری جاریة بالف درهم حالة اونسیئة فقبضها ثم باعها من البائع بخمس مائة قابل ان ینقد الثمن لا یجوز البیع الثانی ۱۲ هدایه ص ۶۰ ج ۳۔

۶: وكذلك لو باع عبدا علی ان یسخد مه البائع شهرا او دارا علی ان یسكنها او علی ان یقرضه المشتری ومن باع عینا علی ان لا یسلمه الی راس الشهر فالبیع فاسد و ان اشتری ثوبا علی ان یقطعه البائع ویخیطه قمیصا او قباء فالبیع فاسد ۱۲ شرح البدایه ص ۶۳ ج ۳ بحذف۔

۷: بخلاف شرائه شاة علی انها حامل او تحلب كذا رطلا او یخبز كذا صاعا اویكتب كذا قدر افسد لا نه شرط فاسد لا وصف حتی لو شرط انها حلوب اولبون جاز لا نه وصف ۱۲ شرح التنویر ص ۹۱ ج ۴۔

۸: اشتری ثورا او فرسا من خذف لا حل استیناس الصبی لا یصح ولا قیمة له فلا یضمن متلفه وقیل بخلافه ۱۲ شرح تنویر ص ۳۳۲ ج ۴۔

۹: اشتری مكیلا بشرط الكیل حرم بیعه واكله حتی یكیله ومثله الموزون بشرط الوزن والعد غیر الدراهم والدنا نیرو كفی كیله من البائع بحضرته ای المشتری بعد البیع لا قبله اصلا او بعده بغیبته شرح التنویر بحذف ج ۴ ص ۲۵۳۔

خود نہ تول لے تب تک اس کا کھانا پینا بیچنا وغیرہ کچھ درست نہیں۔ اگر بے تولے بیچ دیا تو یہ بیع فاسد ہو گئی پھر اگر تول بھی لیوے تب بھی یہ بیع درست نہیں ہوئی۔

مسئلہ۱۴ بیچنے[1] سے پہلے اس نے تول کر تم کو دکھایا اس کے بعد تم نے خرید لیا اور پھر دوبارہ اس نے نہیں تولا تو اس صورت میں بھی خریدنے والی کو پھر تولنا ضروری ہے بغیر تولے کھانا اور بیچنا درست نہیں۔ اور بیچنے سے پہلے اگرچہ اس نے تول کر دکھا دیا ہے لیکن اس کا کچھ اعتبار نہیں۔

مسئلہ۱۵ زمین[2] اور گاؤں اور مکان وغیرہ کے علاوہ اور جتنی چیزیں ہیں ان کے خریدنے کے بعد جب تک قبضہ نہ کر لے تب تک بیچنا درست نہیں۔

مسئلہ۱۶ ایک[3] بکری یا اور کوئی چیز خریدی۔ کچھ دن بعد ایک اور شخص آیا اور کہا کہ یہ بکری تو میری ہے کسی نے یونہی پکڑ کر بیچ لی اس کی نہیں تھی تو اگر وہ اپنا دعویٰ قاضی مسلم(۱) کے یہاں دو گواہوں سے ثابت کر دے تو قضائے قاضی کے بعد بکری اس کو دے دینا پڑے گی اور بکری کے دام اس سے کچھ نہیں لے سکتے بلکہ جب وہ بیچنے والا ملے تو اس سے اپنے دام وصول کر و اس آدمی سے کچھ نہیں لے سکتے۔

مسئلہ۱۷ کوئی[4] مرغی یا بکری گائے وغیرہ مر گئی تو اس کی بیع حرام اور باطل ہے۔ بلکہ اس مری چیز کو بھنگی یا چمار کو کھانے کے لئے دینا بھی جائز نہیں۔ البتہ چمار بھنگیوں سے پھینکنے کے لئے اٹھوا دیا پھر انہوں نے کھا لیا تو تم پر کچھ الزام نہیں اور اس کی کھال نکلوا کر درست کر لینے اور بنا لینے کے بعد بیچنا اور اپنے کام میں لانا درست ہے جیسا کہ پہلے حصہ میں ص ؟ پر ہم نے بیان کیا ہے وہاں دیکھ لو۔

مسئلہ۱۸ جب[5] ایک نے مول تول کر کے ایک دام ٹھہرائے اور وہ بیچنے والا اتنے داموں پر رضامند بھی ہو تو اس وقت کسی دوسرے کو دام بڑھا کر خود لے لینا جائز نہیں۔ اسی طرح یوں کہنا بھی درست نہیں کہ تم اس سے نہ لو ایسی چیز میں تم کو اس سے کم داموں پر دے دوں گی۔

مسئلہ۱۹ ایک[6] کنجڑن نے تم کو پیسہ کے چار امرود دیئے پھر کسی نے زیادہ تکرار کر کے پیسہ کے پانچ لئے تو اب تم کو اس سے ایک امرود لینے کا حق نہیں زبردستی کر کے لینا ظلم اور حرام ہے۔ جس سے جو کچھ طے ہو بس اتنا ہی لینے کا اختیار ہے۔

مسئلہ۲۰ کوئی[7] شخص کچھ بیچتا ہے لیکن تمہارے ہاتھ بیچنے پر راضی نہیں ہوتا تو اس سے زبردستی لے کر دام دے دینا جائز نہیں کیونکہ وہ اپنی چیز کا مالک ہے چاہے بیچے یا نہ بیچے اور جس کے ہاتھ چاہے بیچے۔ پولیس والے اکثر زبردستی سے لے لیتے ہیں یہ بالکل حرام ہے۔ اگر کسی کا میاں پولیس میں نوکر ہو تو ایسے موقع پر میاں سے تحقیق کر لیا کرے یوں ہی نہ برت لے۔

مسئلہ۲۱ ٹکے[8] کے سیر بھر آلو لئے اس کے بعد تین چار آلو زبردستی اور لے لئے یہ درست نہیں البتہ اگر وہ خود اپنی خوشی سے کچھ اور دے دے تو اس کا لینا جائز ہے۔ اسی طرح جو دام طے کر لئے ہیں چیز لے لینے کے بعد اب اس سے کم دام دینا درست نہیں البتہ اگر وہ اپنی خوشی سے کچھ کم کر دے تو کم دے سکتی ہے۔

۱: فلو كيل بحضرة رجل فشراه فباعه قبل كيله لم يجز وان اكتاله الثاني لعدم كيل الاول فلم يكن قابضا ۱۲ در ص ۲۵۵ ج ٤۔

۲: صح بيع عقار لا يخشى هلاكه قبل قبضه فلا يصح اتفاقا ككتابة واجارة وبيع منقوله قبل قبضه ولو من بائعه ۱۲ شرح تنوير ج ٤ ص ۲۵۰ بحذف۔

۳: ويثبت رجوع المشتري على بائعه بالثمن اذا كان الا ستحقاق بالبينة ۱۲ شرح تنوير ج ٤ ص ۳۰۰۔

٤: واذا كان احد العوضين او كلاهما محرما فالبيع فاسد (اى باطل) كالبيع بالميتة والدم والخمر والخنزير ۱۲ شرح البدايه ج ۳ ص ۵۳ و منها ان يكون مالا متقوما فلا تجوز هبة ما ليس بمال اصلا كالحر والميتة والدم ۱ ه هنديه ج ۳ ص ۱۰٤٤ و اهل الذمة فى حكم الهبة بمنزلة المسلمين هنديه ص ۱۰۸۲ ولا يبيع جلود الميتة قبل الدباغ ولا باس ببيعها والا نتفاع بها بعد الدباغ ۱۲ شرح البدايه ص ۵۸ ج ۳ فتاوى هنديه ج ۳ ص ۱۰۸۲۔

۵: ونهى رسول الله ﷺ عن النجش وعن السوم على سومه غيره ۱۲ شرح البدايه ج ۳ ص ٦۹ و شرح تنوير ج ٤ ص ۲۰٤۔

۷،٦: واذا اكره الرجل على بيع ماله او على شراء سلعة او على ان يقر لرجل بالف او يوجره داره واكره على ذلك بالقتل او بالضرب الشديد او بالحبس فباع او اشترى فهو بالخيار ان شاء امضى البيع وان شاء فسخه ورجع بالمبيع فان كان قبض الثمن طوعا فقد اجاز البيع وكذا اذا سلم طائعا وان قبضه مكرها فليس ذلك باجازة وعليه رده ان كان قائما فى يده ۱۲ شرح البدايه ج ۳ ص ۳۲٤۔

۸: دیکھو حاشیہ مسئلہ نمبر ۱۹ و ۲۰ باب ہذا۔

(۱) اس مسئلہ میں الفاظ (قاضی مسلم کے یہاں) اور (قضائے قاضی کے بعد) اس مرتب اضافہ ہوئے ۱۲ شبیر علی۔

مسئلہ۲۲ جس کے گھر میں شہد کا چھتہ لگا ہے وہی مالک ہے کسی غیر کا اس کا توڑنا اور لینا درست نہیں۔ اور اگر اس کے گھر میں کسی پرندے نے بچے دیئے تو وہ گھر والے کی ملک نہیں بلکہ جو پکڑے اسی کے ہیں لیکن بچوں(۱) کو پکڑنا اور ستانا درست نہیں ہے۔

باب نہم نفع لے کر یا دام کے دام پر بیچنے کا بیان

مسئلہ۱ ایک چیز ہم نے ایک روپیہ کو خریدی تھی تو اب اپنی چیز کا ہم کو اختیار ہے چاہے ایک ہی روپیہ کو بیچ ڈالیں اور چاہے دس بیس روپے کو بیچیں اس میں کوئی گناہ نہیں۔ لیکن اگر معاملہ اس طرح طے ہوا۔ کہ اس نے کہا ایک آنہ روپیہ منافع لے کر ہمارے ہاتھ بیچ ڈالو۔ اس پر تم نے کہا اچھا ہم نے روپے پیچھے ایک آنہ نفع پر بیچا تو اب ایک نے روپیہ سے زیادہ نفع لینا جائز نہیں۔ یا یوں ٹھہرا کر جتنے کو خریدا ہے اس پر چار آنہ نفع لے لو۔ اب بھی ٹھیک دام بتلا دینا واجب ہے اور چار آنے سے زیادہ نفع لینا درست نہیں۔ اسی طرح اگر تم نے کہا کہ یہ چیز ہم تم کو خرید کے دام پر دیں گے کچھ نفع نہ لیں گے۔ تو اب کچھ نفع لینا درست نہیں۔ خرید ہی کے دام ٹھیک بتلا دینا واجب ہے۔

مسئلہ۲ کسی نے سودے کا یوں مول کیا کہ اکنی روپیہ کے نفع پر بیچ ڈالو۔ اس نے کہا کہ اچھا میں نے اتنے ہی نفع پر بیچا۔ یا تم نے کہا کہ جتنے کو لیا ہے اتنے ہی دام پر بیچ ڈالو۔ اس نے کہا اچھا تم وہی دے دو نفع کچھ نہ دینا لیکن اس نے ابھی یہ نہیں بتلایا کہ یہ چیز کتنے کی خرید ہے تو دیکھو اگر اسی جگہ اٹھنے سے پہلے وہ اپنی خرید کے دام بتلا دیوے تب تو یہ بیع صحیح ہے۔ اور اگر اسی جگہ نہ بتلاوے بلکہ یوں کہے آپ لے جایئے حساب دیکھ کر بتلایا جاوے گا یا اور کچھ کہا تو وہ بیع فاسد ہے۔

مسئلہ۳ لینے کے بعد اگر معلوم ہوا کہ اس نے چالاکی سے اپنی خرید غلط بتلائی ہے اور نفع وعدہ سے زیادہ لیا ہے تو خریدنے والے کو دام کم دینے کا اختیار نہیں ہے بلکہ اگر خریدنا منظور ہے تو وہی دام دینا پڑیں گے جتنے کو اس نے بیچا ہے۔ البتہ یہ اختیار ہے کہ اگر لینا منظور نہ ہو تو پھیر دیوے۔ اور اگر خرید کے دام پر بیچ دینے کا اقرار تھا اور یہ وعدہ تھا کہ ہم نفع نہ لیں گے پھر اس نے اپنی خرید غلط اور زیادہ بتلائی تو جتنا زیادہ بتلایا ہے اس کے لینے کا حق نہیں ہے لینے والی کو اختیار ہے کہ فقط خرید کے دام دیوے اور جو زیادہ بتلایا ہے وہ نہ دیوے۔

مسئلہ۴ کوئی چیز تم نے ادھار خریدی تو اب جب تک دوسرے خریدنے والے کو یہ نہ بتلا دو کہ بھائی ہم نے یہ چیز ادھار لی ہے اس وقت اس کو نفع پر بیچنا یا خرید کے نام پر بیچنا ناجائز ہے بلکہ بتلا دیوے کہ یہ چیز میں نے ادھار خریدی تھی پھر اس طرح نفع لے کر یا دام کے دام پر بیچنا درست ہے البتہ اگر اپنی خرید کے داموں کا کچھ ذکر نہ کرے پھر چاہے جتنے دام پر بیچ دے تو درست ہے۔

۱: واذافرخ طیرفی ارض رجل فهو لمن اخذه وكذا اذا باض فيها وكذا اذا تكنس فيها ظبى بخلاف ما اذا عسل النحل فى ارضه لانه عد من انزاله فيملكه تبعا لا رضه كالشجر النابت فيه والتراب المجتمع فى ارضه بجريان الماء ١٢ شرح البدايه ج ٣ ص ١٠٥۔

۲: المرابحة نقل ماملكه بالعقد الا ول بالثمن الا ول مع زيادة ربح والتولية نقل ماملكه بالعقد الا ول بالثمن الاول من غير زيادة ربح والبيعان جائز ان ١٢ هدايه ص ٧٣ ج ٤۔

۳: لو باعه بربح ده يازده اى العشرة باحد عشرلم يجز الا ان يعلم بالثمن فى المجلس فيخير ١٢ شرح تنوير ص ٢٣٨ ج ٤ ولى رجلاً شيئا اى باعه تولية بما قام عليه او بما اشتراه به ولم يعلم المشترى بكم قام عليه فسد البيع لجهالة الثمن وكذا حكم المرابحة وخيرالمشترى بين اخذه وتركه لو علم فى مجلسه والابطل اه شرح تنوير اى تقرر فساده اه رد المحتار ص ٢٢٠ ج ٤۔

٤: فان اطلع المشترى على خيانة فى المرابحة فهو بالخيار عند ابى حنيفة رحمه الله ان شاء اخذه بجميع الثمن وان شاء تركه وان طلع على خيانة فى التولية اسقطها من الثمن وقال ابو يوسف يحط فيهما وقال محمد يخير فيهما ١٢ شرح البدايه ص ٧٤۔

٥: ولو اشترى نسيئة لم يبعه مرابحة حتى يبين وهذا فى الا جل المشروط ١٢ فتاوى هنديه ص ٩٢ وكذا حكم التولية فى جميع ما مر ١٢ شرح تنوير ص ٢٤٥ ج ٤۔

٦: ومساومة وهو بيع بالثمن الذى يتفقان هدايه ١٢ عالمگيرى ص ٢ ج ٤۔

(۱) اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ حلال پرندے کے بچوں کو ذبح کرنے سے ان کا کھانا بھی حلال نہ ہوگا بلکہ مطلب یہ ہے کہ بلاضرورت بچوں کو تکلیف دینا منع ہے۔ ۱۲ شبیر علی۔

مسئلہ ۵ ایک[1] کپڑا ایک روپیہ کا خریدا۔ پھر چار آنے دے کر اس کو رنگوالیا اس کو دھلوالیا سلوالیا تو اب ایسا سمجھیں گے کہ سوا روپے کو اس نے مول لیا۔ لہٰذا اب سوا روپیہ اس کی اصلی قیمت ظاہر کر کے نفع لینا درست ہے مگر یوں نہ کہے کہ سوا روپے کو میں نے لیا ہے بلکہ یوں کہے کہ سوا روپے میں یہ چیز مجھ کو پڑی ہے تاکہ جھوٹ نہ ہونے پاوے۔

مسئلہ ۶ ایک[2] بکری چار روپے کو مول لی۔ پھر مہینہ بھر تک رہی اور ایک روپیہ اس کی خوراک میں لگ گیا تو اب پانچ روپے اس کی اصلی قیمت ظاہر کر کے نفع لینا درست ہے۔ البتہ اگر وہ دودھ دیتی ہو تو جتنا دودھ دیا ہے اتنا گھٹا دینا پڑے گا۔ مثلاً اگر مہینہ بھر میں آٹھ آنے کا دودھ دیا ہے تو اب اصلی قیمت ساڑھے چار روپے ظاہر کرے اور یوں کہے کہ ساڑھے چار میں مجھ کو پڑی۔ اور چونکہ عورتوں کو اس قسم کی ضرورت زیادہ نہیں پڑتی اس لئے ہم اور مسائل نہیں بیان کرتے۔

باب دہم سودی لین دین کا بیان

سودی لین دین کا بڑا بھاری گناہ ہے۔ قرآن مجید[3] اور حدیث شریف میں اس کی بڑی برائی اور اس سے بچنے[4] کی بڑی تاکید آئی ہے۔ حضرت[5] رسول اللہ ﷺ نے سود دینے والے اور لینے والے اور بیچ میں پڑ کے سود دلانے والے، سودی دستاویز لکھنے والے گواہ شاہد وغیرہ سب پر لعنت فرمائی ہے اور فرمایا ہے کہ سود دینے والا اور لینے والا گناہ میں دونوں برابر ہیں اس لئے اس سے بہت بچنا چاہئے اس کے مسائل بہت نازک ہیں۔ ذرا سی بات میں سود کا گناہ ہو جاتا ہے اور انجان لوگوں کو پتہ بھی نہیں لگتا کہ کیا گناہ ہوا۔ ہم ضروری ضروری مسئلے یہاں بیان کرتے ہیں لین دین کے وقت ہمیشہ ان کا خیال رکھا کرو۔

مسئلہ فائدہ —— ہندو پاکستان کے رواج سے سب چیزیں چار قسم کی ہیں ایک تو خود سونا چاندی یا ان کی بنی ہوئی چیز۔ دوسرے اس کے سوا اور وہ چیز جو تول کر بکتی ہیں جیسے اناج، غلہ، لوہا، تانبہ، روئی، ترکاری وغیرہ تیسری وہ چیزیں جو گز سے ناپ کر بکتی ہیں جیسے کپڑا چوتھے وہ جو گنتی کے حساب سے بکتی ہیں جیسے انڈے آم، امرود، نارنگی، بکری، گائے، گھوڑا وغیرہ۔ ان سب چیزوں کا حکم الگ الگ سمجھ لو۔

نوٹ بوقت تالیف بہشتی زیور، روپیہ اور ریزگاری چاندی کے رائج تھے لہٰذا روپیہ وغیرہ سے چاندی وغیرہ خریدنے کے مسائل لکھے گئے تھے۔ اب چونکہ روپیہ اور ریزگاری دوسری دھات کے ہیں اس لئے موجودہ روپیہ سے اس کے وزن سے کم و بیش بھی خریدی جاسکتی ہے۔ ہاں ہاتھ در ہاتھ ہو نا اب بھی شرط ہے اور ان مسائل کو اب بھی باقی اس لئے رکھا گیا ہے کہ اگر پھر بھی روپیہ وغیرہ چاندی کا رائج ہو جاوے تو مسائل معلوم رہیں۔ شبیر علی۔

۱: ویجوز ان یضیف الی راس المال اجرة القصار و الطراز والصبغ والفتل واجرة حمل الطعام ویقول قام علی بکذا ولا یقول اشتریته بکذا کیلا یکون کاذبا ۱۲ شرح البدایہ ص ۵۳ ج ۳۔

۲: ویضم علف الدواب الا ان یعود علیہ شیء منها کالبانها وصوفها وسمنها فیسقط قدر مانال ویضم مازاد ۱۲ فتاوی هندیہ ص ۹۱ ج ۴۔

۴،۳: یا ایها الذین امنوا لا تاکلوا الربوا اضعافا مضاعفة هذا نهی عن الربا مع التوبیخ بما کانوا علیه من تضعیفه کان الرجل منهم اذا بلغ الدین محله یقول اما ان تقضی حقی او تربی وازید فی الاجل واتقوا الله فی اکله لعلکم تفلحون واتقوا النار التی اعدت للکافرین کان ابو حنیفة یقول هی اخوف اية فی القران حیث او عد الله المومنین بالنار المعدة للکافرین ان لم یتقه فی اجتناب محارمه اه تفسیر مدارک التنزیل ص ۱۴۱ ج ۱ مصری یا ایها الذین امنوا اتقوا الله وذروا مابقی من الربوا ان کنتم مومنین فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من الله ورسوله الخ ۱۲۔

۵: عن جابرؓ قال لعن رسول الله ﷺ اکل الربوا وموکله وکاتبه وشاهدیه وقال هم سواء رواه مسلم ۱۲ مشکوٰة ص ۲۴۴۔

سونے چاندی اور ان کی چیزوں کا بیان

مسئلہ[۱] چاندی سونے کے خریدنے کی کئی صورتیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ چاندی کو چاندی سے اور سونے کو سونے سے خریدا۔ جیسے ایک روپیہ کی چاندی خریدنا منظور ہے یا آٹھ آنے کی چاندی خریدی اور دام میں اٹھنی دی یا اشرفی سے سونا خریدا۔ غرض کہ دونوں طرف ایک ہی قسم کی چیز ہے تو ایسے وقت دو باتیں واجب ہیں ایک تو یہ کہ دونوں طرف کی چاندی یا دونوں طرف کا سونا برابر ہو۔ دوسرے یہ کہ جدا ہونے سے پہلے ہی پہلے دونوں طرف سے لین دین ہو جائے کچھ ادھار باقی نہ رہے اگر ان دونوں باتوں میں سے کسی بات کے خلاف کیا تو سود ہو گیا مثلاً ایک روپے کی چاندی تم نے لی تو وزن میں ایک روپے کے برابر لینا چاہئے اگر روپے بھر سے کم لی یا اس سے زیادہ لی تو یہ سود ہو گیا۔ اسطرح اگر تم نے روپیہ تو دے دیا لیکن اسنے چاندی ابھی نہیں دی تھوڑی دیر میں تم سے الگ ہو کر دینے کا وعدہ کیا یا اس طرح تم نے ابھی روپیہ نہیں دیا چاندی ادھار لے لی تو یہ بھی سود ہے۔

مسئلہ[۲] دوسری صورت یہ ہے کہ دونوں طرف ایک قسم کی چیز نہیں بلکہ ایک طرف چاندی اور ایک طرف سونا ہے اسکا حکم یہ کہ وزن کا برابر ہونا ضروری نہیں ایک روپے کا چاہے جتنا سونا ملے جائز ہے اسی طرح ایک اشرفی کی چاہے جتنی چاندی ملے جائز ہے لیکن جدا ہونے سے پہلے ہی پہلے لین دین ہو جانا کچھ ادھار نہ رہنا یہاں بھی واجب ہے جیسا کہ ابھی بیان ہوا۔

مسئلہ[۳] بازار میں چاندی کا بھاؤ بہت تیز ہے یعنی اٹھارہ آنے کی روپیہ بھر چاندی ملتی ہے روپے کی روپے بھر کوئی نہیں دیتا یا چاندی کا زیور بہت عمدہ بنا ہوا ہے اور دس روپے بھر اس کا وزن ہے مگر بارہ سے کم میں نہیں ملتا تو سود سے بچنے کی ترکیب یہ ہے کہ روپے سے نہ خریدو بلکہ پیسوں سے خریدو اور اگر زیادہ لینا ہو تو اشرفیوں سے خریدو یعنی اٹھارہ آنے پیسوں کی عوض میں روپیہ بھر چاندی لے لو یا کچھ ریزگاری یعنی ایک روپے سے کم اور کچھ پیسے دے کر خرید لو تو گناہ نہ ہوگا لیکن ایک روپیہ نقد اور دو آنے پیسے نہ دینا چاہئے نہیں تو سود ہو جائے گا۔ اسی طرح اگر آٹھ روپے بھر چاندی نو روپے میں لینا منظور ہے تو سات روپے اور دو روپے کے پیسے دے دو تو سات روپے کے عوض میں سات روپے بھر چاندی ہو گئی باقی سب چاندی ان پیسوں کی عوض میں آ گئی۔ اگر دو روپے کے پیسے نہ دو تو کم سے کم اٹھارہ آنے کے پیسے ضرور دینا چاہئے یعنی سات روپے اور چودہ آنے کی ریزگاری اور اٹھارہ آنے کے پیسے دیئے تو چاندی کے مقابلہ میں تو اسی کے برابر چاندی آئی جو کچھ بچی وہ

۱: وعلته ای علة تحریم الزیادة القدر المعهود بکیل او وزن مع الجنس فان وجدا حرم الفضل و النساء وان عدما حلا ۱۲ شرح تنویر ج ۲ ص ۲۷۶ فلو تجانسا شرط التماثل والتقابض وان اختلفا جودة وصیاغةیعنی اذا بیع جنس الاثمان بجنسه کالذهب بالذهب او الفضة بالفضة یشترط فیه التساوی قبل الافتراق ولا یجوز التفاضل فیه وان اختلفا فی الجودة والصیاغة قال عمر ﷺ الذهب بالذهب مثل بمثل والورق بالورق مثل بمثل الی ان قال وان استنظرك الی ان یدخل بیته فلا تنظره ولا فرق فی ذلك بین ان یکون مما یتعین بالتعیین کالمصوغ والتبراو لایتعینان کالمضروب اویتعین احدهما دون الاخرلاطلاق مارویناه ۱ ه زیلعی بحذف ج ۴ ص ۱۳۵۔

۲: قال العلائی فی باب الصرف هو بیع الثمن بالثمن جنسا بجنس او بغیر جنس کذهب بفضة ویشترط عدم التاجیل والخیار والتماثل ای التساوی وزنا قید به لانه لا اعتبار به عددا والتقابض بالبراجم لا بالتخلیة قبل الافتراق ان اتحداجنسا وان اختلفا جودة وصیاغة والا بان لم یتجانسا شرط التقابض محرمة النساء ۱۲ رد المحتار ج ۴ ص ۳۶۴ والا شرط التقابض ای وان لم یتجانسا یشترط التقابض قبل الافتراق دون التماثل فلو باع الذهب بالفضة مجازفةصح ان تقابضا فی المجلس لان المستحق هو القبض قبل الافتراق دون التسویة لما روینا فلا یضره الجزاف ولو افترقا قبل قبضهما او قبض احدهما بطل لفوات الشرط قید ببیع الجنس بخلاف الجنس لانه لوباع الجنس بالجنس مجازفةفان علماتساویهماقبل الافتراق صح وبعده لا اه بحربحذف ص ۱۹۳ ۱۹۴ ج ۶۔

۳: وصح بیع درهمین ودینار بدرهم ودینارین بصرف الجنس بخلاف جنسه ۱۲ شرح تنویر ج ۴ ص ۳۷۰ ومن باع احد عشر درهما بعشرة دراهم ودینار جاز البیع ویکون العشرة بمثلها والدینار بدرهم ۱۲ شرح البدایه ج ۳ ص ۱۰۹ ولو اشتری دینار او درهمین بدرهمین ودینارین فهو جائز ویکون الدینار بالدرهمین من ذلك الجانب والدینار ان بدرهمین من هذا الجانب کذا فی الحاوی ویجوز بیع درهم صحیح ودرهمین غلة بدرهمین صحیحین ودرهم غلة کذافی الهدایة ومن باع احد عشر درهما بعشرة دراهم ودینار جاز وکانت عشرة بمثلها والدینار بالدرهم کذافی السراج الوهاج ۱ ه فتاویٰ هندیه ص ۲۳۱ ج ۳ وان اشتری خاتم فضة او خاتم ذهب فیه فص او لیس فیه فص بکذا فلسا ولیست الفلوس عنده فهو جائز تقابضا قبل التفرق اولم یتقابضا لان هذا بیع ولیس بصرف کذافی المبسوط اه فتاویٰ هندیه ج ۳ ص ۲۳۵۔

تک پیسوں کی عوض میں ہوگئی اگر آٹھ روپے اور ایک روپے کے پیسے دوگی تو گناہ سے نہ بچ سکو گی کیونکہ آٹھ روپے کی عوض میں آٹھ روپے بھر چاندی ہونی چاہئے پھر یہ پیسے کیسے، اس لئے سود ہوگیا۔ غرض کہ اتنی بات ہمیشہ خیال میں رکھو کہ جتنی چاندی لی ہے تم اس سے کم چاندی دو اور باقی پیسے دے دو اگر پانچ روپے بھر چاندی لی ہے تو پورے پانچ روپے نہ دو۔ دس روپے بھر چاندی لی ہو تو پورے دس روپے نہ دو کم دو۔ باقی پیسے شامل کر دو تو سود نہ ہوگا اور یہ بھی یاد رکھو کہ اس طرح ہرگز سودا نہ طے کرو کہ نو روپے کی اتنی چاندی دے دو بلکہ یوں کہو کہ سات روپے اور دو۔ روپے کے پیسوں کے عوض میں یہ چاندی دے دو۔ اور اگر اس طرح کہا تو پھر سود ہوگیا خوب سمجھ لو۔

مسئلہ۴ اور[1] اگر دونوں لینے دینے والے رضامند ہو جاویں تو ایک آسان بات یہ ہے کہ جس طرف چاندی وزن میں کم ہو اس طرف پیسے شامل ہونے چاہئیں۔

مسئلہ۵ اور[2] ایک اس سے بھی آسان بات یہ ہے کہ دونوں آدمی جتنے چاہیں روپے رکھیں اور جتنی چاہیں چاندی رکھیں مگر دونوں آدمی ایک ایک پیسہ بھی شامل کر دیں اور یوں کہہ دیں کہ ہم اس چاندی اور اس پیسہ کو اس روپے اور اس پیسہ کے بدلے لیتے ہیں سارے بکھیڑوں سے بچ جاؤ گی۔

مسئلہ۶ اگر[3] چاندی سستی ہے اور ایک روپے کی ڈیڑھ روپیہ بھر ملتی ہے روپے کی روپیہ بھر لینے میں اپنا نقصان ہے تو اس کے لینے اور سود سے بچنے کی یہ صورت ہے کہ داموں میں کچھ نہ کچھ پیسے ضرور ملا دو۔ کم سے کم دو ۲ ہی آنے یا ایک آنہ یا ایک پیسہ ہی سہی۔ مثلاً دس روپے کی چاندی پندرہ روپے بھر خریدی تو نو روپے اور ایک روپے کے پیسے دے دو یا دو ۲ ہی آنے کے پیسے دے دو۔ باقی روپے اور ریزگاری دے دو تو ایسا سمجھیں گے کہ چاندی کے عوض میں اس کے برابر چاندی لی باقی سب چاندی ان پیسوں کی عوض میں ہے اس طرح گناہ نہ ہوگا اور وہ بات یہاں بھی ضرور خیال رکھو کہ یوں نہ کہو کہ اس روپے کی چاندی دے دو بلکہ یوں کہو کہ نو روپے اور ایک روپے کے پیسوں کے عوض میں یہ چاندی دے دو۔ غرض کہ جتنے پیسے شامل کرنا منظور ہیں معاملہ کرتے وقت ان کو صاف کہہ بھی دو ورنہ سود سے بچاؤ نہ ہوگا۔

مسئلہ۷ کھوٹی[4] اور خراب چاندی دے کر اچھی چاندی لینا ہے اور اچھی چاندی اس کے برابر نہیں مل سکتی تو یوں کرو کہ یہ خراب چاندی پہلے بیچ ڈالو جو دام ملیں ان کی اچھی چاندی خرید لو اور بیچنے و خریدنے میں اسی قاعدے کا خیال رکھو جو اوپر بیان ہوا یا یہاں بھی دونوں آدمی ایک ایک پیسہ شامل کر کے بیچ لو خرید لو۔

مسئلہ۸ عورتیں[5] اکثر بزاز سے سچا گوٹہ، ٹھپہ، لچکہ خریدتی ہیں اس میں بھی ان مسئلوں کا خیال رکھو کیونکہ وہ بھی چاندی ہے اور روپیہ چاندی کا اس

۱: ولو قال اعطنی نصف درهم فلو سا و نصفا الا حبة جاز لانه قابل الدرهم بما يباع من الفلوس بنصف درهم وبنصف درهم الا حبة فيكون نصف درهم الا حبة بمثله وما وراءه بازاء الفلوس ۱۲ شرح البدايه ج ۲ ص ۱۱۲ فلو تبايعا فضة بفضة او ذهبا بذهب واحدهما اقل ومع اقلهما شئي اخر تبلغ قيمته باقي الفضة جاز البيع من غير كراهة وان لم تبلغ فمع الكراهة وان لم يكن له قيمة كالتراب لا يجوز البيع شرح البدايه ج ۳ ص ۱۰۹ وبقية الكلام عليه في رد المحتار في باب الصرف ص ۳۷۰ فليطالع ثمه ۱۲ ف وصح البيع بالفلوس النافقةوان لم يعين لانها اموال معلومة صارت ثمنا بالا صطلاح فجا زبها البيع ووجب في الذمة كالدراهم والدنانيروان عينهالا تتعين لانها صارت ثمنا باصطلاح الناس وله ان يعطيه غيرها لان الثمنية لا تبطل بتعيينها لان التعيين يتحمل ان يكون لبيان قدر الواجب ووصفه كما في الدراهم ويجوز ان يكون لتعليق الحكم بعينها فلا يبطل الاصطلاح بالمحتمل مالم يصرحا بابطاله بان يقولا اردنا به تعليق الحكم بعينها فحينئذ يتعلق العقد بعينها بخلاف مااذا باع فلسا بفلسين باعيانهما حيث يتعين من غير تصريح لانه لو لم يتعين يفسد البيع على مابينا من قبل فكان فيه ضرورة تحريا للجواز وهنا يجوز على التقدير فلا حاجة الى ابطال اصطلاح الكافة اه زيلعي ج ٤ ص ۱٤۳۔

۲: دیکھو حاشیہ نمبر ۱ ص ہذا باب ہذا۔

۳: دیکھو حاشیہ نمبر ۱ ص ہذا باب ہذا۔

٤: ولا يجوز بيع الجيد بالردي مما فيه الربوا الا مثلاً بمثل ۱۲ شرح البدايه ج ۳ ص ۸۱ وشرح تنوير ج ٤ ص ۳۷۱۔

۵: لو اشترى سيفا محلى بالفضة او لجاما مفضضا بفضة خالصة وزنها اكثر من الحلية جازوان كان وزنها اقل من الحلية او مثلها او لا يدرى لا يجوز كذا في محيط السرخسي الى قوله وان كانت الحلية ذهبا والثمن دراهم جاز البيع كيف ماشاء ولو شرط تاجيل الثمن وهو من جنس الحلية او من غير جنسها بطل البيع في السيف كله سواء كانت الحلية تتميز بضرر او بغير ضرر اه فتاوى هنديه ج ۳ ص ۲۳۲، ۲۳۳۔

کے عوض دیا جاتا ہے یہاں بھی آسان بات وہی ہے کہ دونوں طرف ایک ایک پیسہ ملا لیا جائے۔

مسئلہ۹ اگر[۱] چاندی یا سونے کی بنی ہوئی کوئی ایسی چیز خریدی جس میں فقط چاندی ہی چاندی ہے یا فقط سونا ہے کوئی اور چیز نہیں ہے تو اس کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر سونے کی چیز چاندی یا روپوں سے خریدے یا چاندی کی چیز اشرفی سے خریدے تو وزن میں چاہے جتنی ہو جائز ہے فقط اتنا خیال رکھے کہ اسی وقت لین دین ہو جائے کسی کے ذمہ کچھ باقی نہ رہے۔ اور اگر چاندی کی چیز روپوں سے اور سونے کی چیز اشرفیوں سے خریدے تو وزن میں برابر ہونا واجب ہے اگر کسی طرف کچھ کمی بیشی ہو تو اسی ترکیب سے خرید و جو اوپر بیان ہوئی۔

مسئلہ۱۰ اور[۲] اگر کوئی ایسی چیز ہے کہ چاندی کے علاوہ اس میں کچھ اور بھی لگا ہوا ہے مثلاً جوشن کے اندر لاکھ بھری ہوئی ہے اور نونگوں پر نگ جڑے ہیں انگوٹھیوں پر نگینے رکھے ہیں یا جوشنوں میں لاکھ تو نہیں ہے لیکن تاگوں میں گندھے ہوئے ہیں۔ ان چیزوں کو روپوں سے خریدا تو دیکھو اس چیز میں کتنی چاندی ہے وزن میں اتنے ہی روپوں کے برابر ہے جتنے کو تم نے خریدا ہے یا اس سے کم ہے اس سے زیادہ اگر روپوں کی چاندی سے اس چیز کی چاندی یقیناً کم ہو تو یہ معاملہ جائز ہے اور اگر برابر یا زیادہ ہو تو سود ہو گیا اور اس سے بچنے کی وہی ترکیب ہے جو اوپر بیان ہوئی کہ دام کی چاندی اس زیور کی چاندی سے کم رکھو اور باقی پیسے شامل کر دو اور اسی وقت لین دین کا ہو جانا ان سب مسئلوں میں بھی شرط ہے۔

مسئلہ۱۱ اپنی[۳] انگوٹھی سے کسی کی انگوٹھی بدل لی تو دیکھو اگر دونوں پر نگ لگا ہو تب تو بہر حال یہ بدل لینا جائز ہے چاہے دونوں کی چاندی برابر ہو یا کم زیادہ سب درست ہے البتہ ہاتھ در ہاتھ ہونا ضروری ہے اور اگر دونوں سادی یعنی بے نگ کی ہوں تو برابر ہونا شرط ہے اگر ذرا بھی کمی بیشی ہو گئی تو سود ہو جاوے گا اگر ایک پر نگ ہے اور دوسری سادی تو اگر سادی میں زیادہ چاندی ہو تو یہ بدلنا جائز ہے ورنہ حرام اور سود ہے۔ اسی طرح اگر اسی وقت دونوں طرف سے لین دین نہ ہوا ایک نے تو ابھی دے دی دوسری نے کہا بہن میں ذرا دیر میں دے دوں گی تو یہاں بھی سود ہو گیا۔

مسئلہ۱۲ جن[۴] مسئلوں میں اسی وقت لین دین ہونا شرط ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ دونوں کے جدا اور علیحدہ ہونے سے پہلے ہی پہلے لین دین ہو جائے اگر ایک آدمی دوسرے سے الگ ہو گیا اس کے بعد لین دین ہوا تو اس کا اعتبار نہیں یہ بھی سود میں داخل ہے مثلاً تم نے دس روپے کی چاندی یا سونا یا چاندی سونے کی کوئی چیز سنار سے خریدی تو تم کو چاہئے کہ روپے اسی وقت دے دو اور اسکو چاہئے کہ وہ چیز اسی وقت دیدے۔ اگر سنار چاندی اپنے ساتھ نہیں لایا اور یوں کہا کہ میں گھر جا کر ابھی بھیج دوں گا تو یہ جائز نہیں بلکہ اس کو چاہئے کہ یہیں منگوا دے اور اس کے

۱: لا یجوز بیع الذهب بالذهب الا مثلا بمثل و کذا الفضة بالفضة ولا عبرة للجودة والصیاغة فی هذا الباب ولا بد من قبض العوضین قبل الا فتراق بالا بدان فان افترقا قبل قبض العوضین اواحدهما بحیث لایراه الاخر بطل ا ه فتاوی سراجیه ص ۱۰۸ وصح بیع الجنس بغیره یعنی الذهب بالفضة او بالعکس مجا زفة و بفضل ان تقابضا فی المجلس ولو افتر قا قبل القبض بطل لفوات الشرط ا ه مجمع الانهر ص ۱۱٦ ج ۲۔

۲: اعلم ان الا ولی ان یباع المفضض بالذهب و کذا المزرکش بالفضة ولو بیع بالفضة یعنی الدراهم المضروبة او غیرها من الفضة فالواجب ان ینظر الی ما فی المبیع من الفضة فان کانت قدر الدراهم لا یجوز و ان کانت اقل من الدراهم التی هی الثمن فیجوز وان کانت اکثر فلا یجوز وان کانت لا یمکن معرفة قدر ها فلا یجوز ایضا هذا اذا کانت بیعت بالفضة فلو بیعت بالذهب لا یحتاج الی هذا بل یجوز بالا قل والا کثر لکن لا بدمن قبض العوض کما فی الا ول ایضا لا بد من القبض فی صورة الجوازوا لمصوغ من الذهب اوالمزرکش منه ایضا بمنزلة المصوغ من الفضة او المزرکش منها فی جمیع ما تقدم ا ه واقعات المفتین ص ۱۰٤۔

۳: بیع السیف المحلی بالفضة بفضة خالصة وبیع المنطقة المفضضة بالدراهم او بالتبر لا یجوز الا ان یعلم ان الفضة الخالصة اکثر و کذا لو باع حلیا من الذهب فیه جو هر لا یمکن اخراجه الا بضرر فباعه بذهب لا یجوز الا ان یکون الثمن اکثر مما فی الحلی من الذهب ا ه خانیه ص ٤۰٦ ج ۲ ولو اشتری ثوبا ونقرة فضة بثوب ونقرة فضة فالثوب بالثوب والفضة بالفضة فان کان فی احدی النقرتین فضل فهو مع الثوب بذلك الثوب ا ه فتاوی هندیه ص ۲۳۱ ج ۳۔

٤: وتفسیر الا فتراق هو ان یفترق العا قد ان بابد انهما عن مجلسهما بان تاخذ هذا فی جهة وهذا فی جهة او یذهب احد هما ویبقی الاخر حتی لو کان فی مجلسهما لم یبرحا عنه لم یکونا متفرقین وان طال مجلسهما الا بعد الا فتراق بابدانهما و کذا اذا ناما فی المجلس او اغمی علیهما و کذا اذا قاما عن مجلسهما معا وذهبا فی جهة واحدة وطریق واحد ومشیا میلا او اکثر ولم یفا رق احدهما صاحبه فلیسا بمتفرقین کذا فی البدائع ۱۲ عالمگیری ص ۱۱۷ ج٤۔

منگوانے تک لینے والا بھی وہاں سے نہ ہلے نہ اس کو اپنے سے الگ ہونے دے اگر اس نے کہا تم میرے ساتھ چلو میں گھر پہنچ کر دے دوں گا تو جہاں جہاں وہ جائے برابر اس کے ساتھ رہنا چاہئے اگر وہ اندر چلا گیا یا اور کسی طرح الگ ہو گیا تو گناہ ہوا اور وہ بیع ناجائز ہو گئی اب پھر سے معاملہ کریں۔

مسئلہ ۱۳ خریدنے[1] کے بعد تم گھر میں روپیہ لینے آئیں یا وہ کہیں پیشاب وغیرہ کے لئے چلا گیا یا اپنی دوکان کے اندر ہی کسی کام کو گیا اور ایک دوسرے سے الگ ہو گیا تو یہ ناجائز اور سودی معاملہ ہو گیا۔

مسئلہ ۱۴ اگر[2] تمہارے پاس اس وقت روپیہ نہ ہو اور ادھار چاہو تو اس کی تدبیر یہ ہے کہ جتنے دام تم کو دینا چاہئیں اتنے روپے اس سے قرض لے کر اس خریدی ہوئی چیز کے دام بیباق کر دو قرض کی ادائیگی تمہارے ذمہ رہ جاوے گی اس کو جب چاہے دے دینا۔

مسئلہ ۱۵ ایک[3] کامدار دوپٹہ یا ٹوپی وغیرہ دس روپے کو خریدا تو دیکھو اس میں کے روپے بھر چاندی نکلے گی جے روپے بھر چاندی اس میں ہو اتنے روپے اسی وقت پاس رہتے رہتے دے دینا واجب ہیں باقی روپے جب چاہو دو۔ یہی حکم جڑاؤ زیوروں وغیرہ کی خرید کا ہے مثلاً پانچ روپے کا زیور خریدا اور اس میں دو روپے بھر چاندی ہے تو دو ۲ روپے اسی وقت دے دو باقی جب چاہے دینا۔

مسئلہ ۱۶ ایک[4] روپیہ یا کئی روپے کے پیسے لئے یا پیسے دے کر روپیہ لیا تو اس کا حکم یہ ہے کہ دونوں طرف سے لین دین ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ ایک طرف سے ہو جانا کافی ہے مثلاً تم نے روپیہ تو اسی وقت دے دیا لیکن اس نے پیسے ذرا دیر بعد دیئے یا اس نے پیسے اسی وقت دے دیئے تم نے روپیہ علیحدہ ہونے کے بعد دیا یہ درست ہے البتہ اگر پیسوں کے ساتھ کچھ ریزگاری بھی لی ہو تو ان کا لین دین دونوں طرف سے اسی وقت[5] ہو جانا چاہئے کہ یہ روپیہ دے دے اور وہ ریزگاری دے دے لیکن یاد رکھو کہ پیسوں کا یہ حکم اسی وقت[6] ہے جب دوکاندار کے پاس پیسے ہیں تو سہی لیکن کسی وجہ سے دے نہیں سکتا یا گھر پر تھے وہاں جا کر لا دیگا تب دے گا اور اگر پیسے نہیں تھے یوں کہا جب سودا بکے اور پیسے آویں تو لے لینا یا کچھ پیسے ابھی دے دیئے اور باقی کی نسبت کہا جب بکری ہو اور پیسے آویں تو لے لینا یہ درست نہیں اور چونکہ اکثر پیسوں کے موجود نہ ہونے ہی سے یہ ادھار ہوتا ہے اس لئے مناسب یہی ہے کہ بالکل پیسے ادھار کے نہ چھوڑے۔ اور اگر کبھی ایسی ضرورت پڑے تو یوں کرو کہ جتنے پیسے موجود ہیں وہ قرض لے لو اور روپیہ امانت رکھا دو جب سب پیسے دے اس وقت بیع کر لینا۔

مسئلہ ۱۷ اگر[7] اشرفی دے کر روپے لئے تو دونوں طرف سے لین دین سامنے رہتے رہتے ہو جانا واجب ہے۔

مسئلہ ۱۸ چاندی[8] سونے کی چیز روپے یا اشرفیوں سے خریدی اور شرط کر لی کہ ایک دن تک یا تین دن تک ہم کو لینے نہ لینے کا اختیار ہے تو یہ جائز نہیں

۱: دیکھو حاشیہ ۳ ص ۸ اباب ہذا

۲: لو استقرضا فادیا قبل افتراقهما او امسكا ما اشار اليه في العقد وادیا مثلهما جاز ۱۲ در ص ۳۶۵ ج ۴۔

۳: باع سيفا حليته خمسون ويخلص بلا ضرر فباعه بمائة ونقد خمسين فما نقد فهو ثمن الفضة سواء سكت اوقال خذ هذا من ثمنهما فان افترقا من غير قبض بطل في الحلية فقط وصح في السيف ان يخلص بلا ضرر وان لم يخلص الا بضرر بطل اصلا والاصل انه متى بيع نقد مع غيره كمفضض ومزركش بنقد من جنسه شرط زيادة الثمن فلو مثله او اقل او جهل بطل ولو بغير جنسه شرط التقابض فقط شرح تنوير و رد المحتار ص ۳۶۶ ج ۴۔

۴: لو باع الفلوس بالفلوس او بالدراهم او بالدنانير فنقد احدهما دون الآخر جاز ۱۲ بحر ص ۱۳۲ ج ۶ وان استقرض الفلوس من رجل ودفع اليه قبل الافتراق او بعده فهو جائز اذا كان قد قبض الدراهم في المجلس وكذا لو افترقا بعد قبض الفلوس قبل قبض الدراهم ۱۲ عالمگیری ص ۱۲۰ ج ۴ و شامی ودر ص ۲۸۴ ج ۴۔

۵: واذا عطى رجل ـ رجلاً درهما وقال اعطني بنصفه كذا فلسا وبنصفه درهما صغيرا فهذا جائز فان تفرقا قبل قبض الدرهم الصغير والفلوس فالعقد قائم في الفلوس منتقض في حصة الدراهم ۱۲ عالمگیر ص ۱۲۰ ج ۴۔

۶: ويبطل بيع ماليس في ملكه لا بطريق السلم فانه صحيح ۱۲ در ص ۱۶۲ ج ۴۔

۷: وان باع الذهب بالفضة جاز التفاضل ووجب التقابض ۱۲ هدايه ص ۱۰۶ ج ۳۔

۸: لا يصح شرط الخيار فيه ولا الاجل لان باحدهما لا يبقى القبض مستحقا وبالثاني يفوت القبض المستحق الا اذا اسقط الخيار في المجلس فيعود الى الجواز لارتفاعه قبل تقرره ۱۲ هدايه ص ۱۰۷ ج ۳۔

ایسے معاملہ میں یہ اقرار نہ کرنا چاہئے۔

جو چیزیں تُل کر بکتی ہیں ان کا بیان

مسئلہ۱۹ اب[۱] ان چیزوں کا حکم سنو جو تول کر بکتی ہیں جیسے اناج، گوشت، لوہا، تانبا، ترکاری، نمک وغیرہ اس قسم کی چیزوں میں سے اگر ایک چیز اسی قسم کی چیز سے بیچنا اور بدلنا چاہو مثلاً ایک گیہوں دے کر دوسرے گیہوں لئے یا ایک دھان دے کر دوسرے دھان لئے یا آٹے کے عوض آٹا یا اسی طرح کوئی اور چیز غرض کہ دونوں طرف ایک ہی قسم کی چیز ہے تو اس میں بھی ان دونوں باتوں کا خیال رکھنا واجب ہے ایک تو یہ کہ دونوں طرف بالکل برابر ہو ذرا بھی کسی طرف کمی بیشی نہ ہو ورنہ سود ہو جائے گا۔ دوسری یہ کہ اسی وقت ہاتھ در ہاتھ دونوں طرف سے لین دین اور قبضہ ہو جاوے۔ اگر قبضہ نہ ہو تو کم سے کم اتنا ضرور ہو کہ دونوں گیہوں الگ کر کے رکھ دیئے جاویں تم اپنے گیہوں تول کر الگ رکھ دو کہ دیکھو یہ رکھے ہیں جب تمہارا جی چاہے لے جانا۔ اسی طرح وہ بھی اپنے گیہوں تول کر الگ کر دے اور کہہ دے کہ یہ تمہارے الگ رکھے ہیں جب چاہو لے جانا۔ اگر یہ بھی نہ کیا اور ایک دوسرے سے الگ ہو گئی تو سود کا گناہ ہوا۔

مسئلہ۲۰ خراب[۲] گیہوں دے کر اچھے گیہوں لینا منظور ہے یا برا آٹا دے کر اچھا آٹا لینا ہے اس لئے اس کے برابر کوئی نہیں دیتا تو سود سے بچنے کی ترکیب یہ ہے کہ اس گیہوں یا آٹے وغیرہ کو پیسوں سے بیچ دو کہ ہم نے اتنا آٹا دو آنے کو بیچا۔ پھر اسی دو آنے کے عوض اس سے وہ اچھے گیہوں (یا آٹا) لے لو یہ جائز ہے۔

مسئلہ۲۱ اور[۳] اگر ایسی چیزوں میں جو تول کر بکتی ہیں ایک طرح کی چیز نہ ہو جیسے گیہوں دے کر دھان لئے یا جو، چنا، جوار، نمک، گوشت، ترکاری وغیرہ کوئی اور چیز غرض یہ کہ ادھر اور چیز ہے اور ادھر اور چیز دونوں طرف ایک چیز نہیں تو اس صورت میں دونوں کا وزن برابر ہونا واجب نہیں۔ سیر بھر گیہوں دے کر چاہے دس سیر دھان وغیرہ لے لو یا چھٹانک ہی بھر لو تو سب جائز ہے۔ البتہ وہ دوسری بات یہاں بھی واجب ہے کہ سامنے رہتے رہتے دونوں طرف سے لین دین ہو جائے یا کم سے کم اتنا ہو کہ دونوں کی چیزیں الگ کر کے رکھ دی جائیں اگر ایسا نہ کیا تو سود کا گناہ ہو گیا۔

مسئلہ۲۲ سیر[۴] بھر چنے کے عوض میں کنجڑن سے کوئی ترکاری لی پھر گیہوں نکالنے کے لئے اندر کوٹھری میں گئی وہاں سے الگ ہو گئی تو یہ ناجائز اور حرام ہے اب پھر سے معاملہ کرے۔

مسئلہ۲۳ اگر[۵] اس قسم کی چیز جو تول کر بکتی ہے روپے پیسے سے خریدی یا کپڑے وغیرہ کسی ایسی چیز سے بدلی ہے جو تول کر نہیں بکتی بلکہ گز سے ناپ کر بکتی ہے یا گنتی سے بکتی ہے مثلاً ایک تھان کپڑا دے کر گیہوں وغیرہ لئے یا گیہوں چنے دے کر امرود، نارنگی، ناشپاتی، انڈے ایسی چیزیں لیں جو

۱: فحرم بیع کیلی ووزنی بجنسه متفاضلا ولو غیر مطعوم کجص وحدید وحل بیع ذلك متماثلا لا متفاضلا وبلا معیار شرعی کحفنة بحفنتین وتفاحة بتفاحتین باعیانهما ۱۲ در ج ٤ ص ۲۷۹ وعلته ای علة تحریم الزیادة القدر مع الجنس فان وجد احرم الفضل والنساء وان عدما حلا ۱۲ در ص ۲۷٦ ج ٤ وما سواه (ای ماسوی الصرف من العقود الواردة علی الاموال الربویة) مما فیه الربوا یعتبر فیه التعین ولا یعتبر فیه التقابض ۱۲ هدایه ص ۸۲ ج ۳ و شامی ص ۲۷٦ ج ٤ وفی الدر والمعتبر تعیین الربوی فی غیر الصرف ومصوغ ذهب وفضة بلا شرط تقابض حتی لو باع برا ببر بعینهما وتفرقا قبل القبض جاز ۱۲ شامی ص ۲۸۳ ج ٤۔

۲: وفی المبسوط الحنطة العفنة مع الحنطة الجیدة جنس واحد اه فتاوی هندیه ص ۱۲۳ ج ۳ فان باع صاعا من الحنطة الردیة بنصف صاع جید من الحنطة او باع نصف صاع من الحنطة بما دون نصف صاع منها لا یجوز اه خانیه ص ٤۰٤ ج ۲ جید ما جعل فیه الربا کردیئه حتی لا یجوز بیع احدهما بالآخر متفاضلا اه بحر ص ۱۳۰ ج ٦۔

۳،٤: وان وجد احدهما ای القدر وحده او الجنس حل الفضل وحرم النساء ۱۲ در ج ۲ ص ۲۷۷ ولو باع الحنطة بالشعیر متفاضلا یدا بید جاز اه خانیه ج ۲ ص ٤۰٥ کما اذا بیع قفیز حنطة بقفیزی شعیر یدا بید حل الفضل فان احد جزئی العلة وهو الکیل موجودهنا دون الجزء الاخر وهو الجنسیة فلا یصح سلم هروی فی هروی لوجود الجنس ولا سلم بر فی شعیر لوجود القدر مع النساء اه مجمع الانهر ج ۲ ص ۸٥۔

٥: وحلا بعدمهما ای حل التفاضل والنساء بعدم الجنس والقدر لعدم العلة الموجب وللحرمة اذا لاصل الجواز والحرمة لعارض فیجوز مالم یثبت فیه دلیل الحرمة اه زیلعی ۔ قوله حلا بعدمهما کما اذا اختلف النوعان مما لایکال ولا یوزن حیث یجوز التفاضل بان یباع اثنان بواحد کالثوب الهروی بالمروی والجوز بالبیض والحیوان بالثیاب ویجوز نسیة ایضا اه شلبی حاشیه زیلعی ج ٤ ص ۸۸۔

گن کر بکتی ہیں فرض کرو کہ ایک طرف ایسی چیز ہے جو تول کر بکتی ہے اور دوسری طرف گنتی سے یا گز سے ناپ کر بکنے والی چیز ہے تو اس صورت میں ان دونوں باتوں میں سے کوئی بات بھی واجب نہیں۔ ایک پیسہ کے چاہے جتنے گیہوں آٹا ترکاری خریدے اسی طرح کپڑا دے کر چاہے جتنا اناج لیوے گیہوں چنے وغیرہ دے کر چاہے جتنے امرود، نارنگی وغیرہ لیوے اور چاہے اس وقت اس جگہ رہتے رہتے لین دین ہو جائے اور چاہے الگ ہونے کے بعد ہر طرح یہ معاملہ درست ہے۔

مسئلہ ۲۴: ایک[1] طرف چھنا ہوا آٹا ہے دوسری طرف بے چھنا یا ایک طرف موٹا ہے دوسری طرف باریک۔ تو بدلتے وقت ان دونوں کا برابر ہونا واجب ہے کمی زیادتی جائز نہیں اگر ضرورت پڑے تو اس کی وہی ترکیب ہے جو بیان ہوئی۔ اور اگر ایک طرف گیہوں کا آٹا ہے دوسری طرف چنے کا یا جوار وغیرہ کا تو اب وزن میں دونوں کا برابر ہونا واجب نہیں مگر وہ دوسری بات بہر حال واجب ہے کہ ہاتھ در ہاتھ لین دین ہو جائے۔

مسئلہ ۲۵: گیہوں[2] کو آٹے سے بدلنا کسی طرح درست نہیں چاہے سیر بھر گیہوں دے کر سیر ہی بھر آٹا لو چاہے کچھ کم زیادہ لو۔ بہر حال ناجائز ہے البتہ اگر گیہوں دے کر گیہوں کا آٹا نہیں لیا بلکہ چنے وغیرہ کسی اور چیز کا آٹا لیا تو جائز ہے مگر ہاتھ در ہاتھ ہو۔

مسئلہ ۲۶: سرسوں[3] دے کر سرسوں کا تیل لیا یا تل دے کر تلی کا تیل لیا تو دیکھو اگر یہ تیل جو تم نے لیا ہے یقیناً اس تیل سے زیادہ ہے جو اس سرسوں اور تل میں نکلے گا تو یہ بدلنا ہاتھ در ہاتھ صحیح ہے اور اگر اس کے برابر یا کم ہو یا شبہ اور شک ہو کہ شاید اس سے زیادہ نہ ہو تو درست نہیں بلکہ سود ہے۔

مسئلہ ۲۷: گائے[4](1) کا گوشت دے کر بکری کا گوشت لیا تو دونوں کا برابر ہونا واجب نہیں کمی بیشی جائز ہے مگر ہاتھ در ہاتھ ہو۔

مسئلہ ۲۸: اپنا[5] لوٹا دے کر دوسرے کا لوٹا لیا یا لوٹے کو پتیلی وغیرہ کسی اور برتن سے بدلا تو وزن میں دونوں کا برابر ہونا اور ہاتھ در ہاتھ ہونا شرط ہے اگر ذرا بھی کمی بیشی ہوئی تو سود ہو گیا کیونکہ دونوں چیزیں تانبے کی ہیں اس لئے وہ ایک ہی قسم کی سمجھی جاویں گی۔ اس طرح اگر وزن میں برابر ہو مگر ہاتھ در ہاتھ نہ ہوئی تب بھی سود ہوا۔ البتہ اگر ایک طرف تانبے کا برتن ہو دوسری طرف لوہے کا یا پیتل وغیرہ کا تو وزن کی کمی بیشی جائز ہے مگر ہاتھ در ہاتھ ہو۔

مسئلہ ۲۹: کسی[6] سے سیر بھر گیہوں قرض لئے اور یوں کہا ہمارے پاس گیہوں تو ہیں نہیں ہم اس کے عوض دو سیر چنے دے دیں گے تو جائز نہیں کیونکہ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ گیہوں کو چنے سے بدلتی ہے اور بدلتے وقت ایسی دونوں چیزوں کا اسی وقت لین دین ہو جانا چاہئے کچھ ادھار نہ رہنا چاہئے۔ اگر کبھی ایسی ضرورت پڑے تو یوں کرے کہ گیہوں ادھار لے جائے اس وقت یہ نہ کہے کہ اس کے بدلے ہم چنے دیویں گے بلکہ کسی دوسرے وقت چنے لا کر کہے۔ بہن اس گیہوں کے بدلے تم یہ چنے لے لو یہ جائز ہے۔

مسئلہ ۳۰: یہ[7] جتنے مسئلے بیان ہوئے سب میں اسی وقت رہتے رہتے سامنے لین دین ہو جانا یا کم سے کم اسی وقت سامنے دونوں چیزیں الگ کر کے رکھ دینا شرط ہے۔ اگر ایسا نہ کیا تو سودی معاملہ ہوا۔

---

[1]: وبیع الدقیق المنخول بغیر المنخول لا یجوز الامما ثلا ۱۲ ردالمحتار ج ٤ ص ۲۸۹ ویجوز بیع الدقیق بالدقیق متساویا کیلا ۱۲ هدایہ ص ۸٤۔

[2]: ولا یجوز بیع البر بالدقیق او سویق ای دقیق البرا و سویقه مطلقا ولو متسا ویا بخلاف دقیق الشعیرا و سویقه فانه یجوز لاختلاف الجنس ۱۲ شرح تنویر ورد المحتار ص ۲۸۹ ج ٤۔

[3]: ولا یجوز بیع الزیتون بالزیت والسمسم بالشیرج حتے یکون الزیت والشیرج اکثرمما فی الزیتون والسمسم فیکون الدهن بمثله والزیادة بالشجیرة ولو لم یعلم مقدار ما فیه لا یجوز لا حتمال الربا والشبهة فیه کالحقیقة ۱۲ هدایه ج ۳ ص ۸٦۔

[4]: ویجوز بیع اللحمان المختلفة بعضها ببعض متفا ضلا ومراده لحم الا بل والبقرة والغنم فاما البقر والجوامیس جنس واحد و کذا المعز مع الضان و کذا العراب مع البخاتی ۱۲ هدایه درو شامی ج ٤ ص ۲۸۷۔

[5]: باع اناء من حدید بحدید ان کان الا ناء یبا ع وز نا تعتبر المساواة فی الوزن والا فلا و کذا اذا کان الا ناء من نحاس او صفر باعه بصفر اه ۱۲ شامی ج ٤ ص ۲۸۰۔

[6]: وان وجد احد هما ای القدر وحده کالحنطة بالشعیر او الجنس وحده کالهروی بهروی مثله حل الفضل وحرم النساء ۱۲ در شامی ج ٤ ص ۲۷۷۔

[7]: حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ کریں۔

(1) اور اگر گائے کا گوشت دے کر بھینس کا گوشت یا بکری کا دے کر بھیڑ کا لیا تو برابر ہونا شرط ہے کمی بیشی جائز نہیں ۱۲ شبیر علی۔

مسئلہ۳۱ جو چیزیں تول کر نہیں بکتیں بلکہ گز سے ناپ کر یا گن کر بکتی ہیں ان کا حکم یہ ہے کہ اگر ایک ہی قسم کی چیز دے کر اسی قسم کی چیز لو جیسے امرود دے کر دوسرے امرود لئے یا نارنگی دے کر نارنگی یا کپڑا دے کر دوسرا ویسا کپڑا لیا۔ تو برابر ہونا شرط نہیں کمی بیشی جائز ہے لیکن اسی وقت لین دین ہو جانا واجب ہے اور اگر ادھر اور چیز ہے اور اس طرف اور چیز مثلاً امرود دے کر نارنگی لی یا گیہوں دے کر امرود لئے یا تنزیب دے کر لٹھا یا گاڑھا لیا تو بہر حال جائز ہے نہ تو دونوں کا برابر ہونا واجب ہے اور نہ اسی وقت لین دین ہونا واجب ہے۔

مسئلہ۳۲ سب[1] کا خلاصہ یہ ہوا کہ علاوہ چاندی سونے کے اگر دونوں طرف ایک ہی چیز ہو اور وہ چیز تول کر بکتی ہو جیسے گیہوں کے عوض گیہوں چنے کے عوض چنا وغیرہ تب تو وزن میں برابر ہونا بھی واجب ہے اور اسی وقت سامنے رہتے رہتے لین دین ہو جانا بھی واجب ہے اور اگر دونوں طرف ایک ہی چیز ہے لیکن تول کر نہیں بکتی جیسے امرود، نارنگی دے کر نارنگی، کپڑا دے کر ویسا ہی کپڑا لیا یا ادھر سے اور چیز ہے اس طرف سے اور چیز لیکن دونوں تول کر بکتی ہیں جیسے گیہوں کے بدلے چنا چنے کے بدلے کپڑا لیا یا ادھر سے اور چیز ہے اس طرف سے اور چیز لیکن دونوں تول کر بکتی ہیں جیسے گیہوں کے بدلے چنا چنے کے بدلے جو ار لینا۔ ان دونوں صورتوں میں وزن برابر ہونا واجب نہیں۔ کمی بیشی جائز ہے البتہ اسی وقت لین دین ہونا واجب ہے اور جہاں دونوں باتیں نہ ہوں یعنی دونوں طرف ایک ہی چیز نہیں اس طرف کچھ اور ہے اس طرف کچھ اور۔ اور وہ دونوں وزن کے حساب سے بھی نہیں بکتیں۔ وہاں کمی بیشی بھی جائز ہے اور اسی وقت لین دین کرنا بھی واجب نہیں جیسے امرود دے کر نارنگی لینا۔ خوب سمجھ لو۔

مسئلہ۳۳ چینی[2] کا ایک برتن دوسرے چینی کے برتن سے بدل لیا۔ یا چینی کو تام چینی سے بدلا تو اس میں برابری واجب نہیں ایک کے بدلے دو لیوے تب بھی جائز ہے۔ اسی طرح ایک سوئی دے کر دو سوئیاں یا تین یا چار لینا بھی جائز ہے لیکن اگر دونوں طرف چینی یا دونوں طرف تام چینی ہو تو اسی وقت سامنے رہتے رہتے لین دین ہو جانا چاہئے اور اگر قسم بدل جاوے مثلاً چینی سے تام چینی بدل لی تو یہ بھی واجب نہیں۔

مسئلہ۳۴ تمہارے[3] پاس تمہاری پڑوسن آئی کہ تم نے جو سیر بھر آٹا پکایا ہے وہ روٹی ہم کو دے دو۔ ہمارے گھر مہمان آگئے ہیں اور سیر بھر یا سوا سیر آٹا یا گیہوں لے لو یا اس وقت روٹی دے دو پھر ہم سے آٹا یا گیہوں لے لیجیو یہ درست ہے۔

مسئلہ۳۵ اگر[4] نوکر ماما سے کوئی چیز منگاؤ اس کو خوب سمجھا دو کہ اس چیز کو اس طرح خرید کر لانا کبھی ایسا نہ ہو کہ وہ بے قاعدہ خرید لاوے جس میں سود ہو

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)

۷: والمعتبر تعيين الربوى فى غير الصرف بلا شرط تقابض حتے لوباع برا ببر بعينهما وتفرقا قبل القبض جاز قال فى البحر بيانه كما ذكره الا سبيحابى بقوله واذا تبايعا كيليا بكيلي او وزنيا بوزني كلا هما من جنس واحد او من جنسين مختلفين فان البيع لا يجوز حتى يكون كلا هما عينا اضيف اليه العقد وهو حاضر او غائب بعد ان يكون موجودا فى ملكه والتقابض قبل الافتراق بالابد ان ليس بشرط لجوازه الا فى الذهب والفضة اه شرح تنوير و رد المحتار ج ٤ ص ٢٥٣ -

۱: دیکھو حاشیہ مسئلہ نمبر ۲۹ باب ہذا۔

۲: ويجوز بيع البيضة بالبيضتين والتمرة بالتمرتين والجوزة بالجوزتين لا نعدام المعيار فلا يتحقق الربوا ج ٣ ص ٨٣ وه يجوز بيع الكمثرى بالتفاح متفاضلا وكذا بيع التفاح بالعنب اه فتاوىٰ هنديه ج ٣ ص ١٣٣ -

۳: دیکھو حاشیہ مسئلہ نمبر ۳۰ باب ہذا۔

٤و٥: و (حل) دواة دواتين وا ناء بالقل منه مالم يكن من احد النقدين فيمتنع التفاضل وابرة بابرتين ١٢ در ص ٢٨٠ ج ٤ وفى رد المحتار ص ٢٨٠ ج ٤ اى اذا كان لا يباع وزنا لما فى البحر عن الخانية باع اناء من حديد بحديد ان كان الاناء يباع وزنا تعتبر المساواة فى الوزن والا فلا وكذا لو كان الاناء من نحاس او صفر باعه بصفر ١٢ ف -

٦: وبيع الحنطة بالخبز والخبز بالحنطة وبيع الخبز بالدقيق والدقيق بالخبز قال بعضهم يجوز متساويا متفاضلا وعليه الفتوىٰ لان الحنطة كيلية وكذا الدقيق والخبز وزني فيجوز بيع احدهما بالاخر متفاضلا ومتساويا اذا كانا نقدين وان كان احدهما نسيئة اذا كان الخبز نقد اجاز عند علمائنا وان كان الحنطة او الدقيق نقد او الخبز نسيئة عند ابى يوسف يجوز وهو رواية عن ابى حنيفة وعليه الفتوىٰ كذا فى الظهيرية اه فتاوىٰ هنديه ص ١٣٤ ج ٣ -

۷: وفرض على كل مكلف ومكلفة بعد تعلمه علم الدين والهداية علم الوضوء والغسل والصلوٰة والصوم وعلم الزكوٰة لمن له نصاب والحج لمن وجب عليه والبيوع على تجار ليحترز واعن الشبهات والمكروهات فى سائر المعاملات وكذا اهل الحرب وكل من اشتغل بشيئ يفرض علمه وحكمه ليمتنع من الحرام فيه رد المحتار ص ٤٣ ج ١ لا ينبغى للرجل ان يشتغل بالتجارة مالم يعلم احكام البيع والشراء وما يجوز منه وما لا يجوز ١٢ فتاوىٰ هنديه ص ٢٤١ ج ٤ -

جائے پھر تم اور سب بال بچے اس کو کھاویں اور حرام کھانا کھانے کے وبال میں سب گرفتار ہوں اور جس جس کو تم کھلاؤ مثلاً میاں کو مہمان کو سب کا گناہ تمہارے اور پر پڑے۔

باب یازدہم بیع سلم کا بیان

مسئلہ۱ فصل[1] کٹنے سے پہلے یا کٹنے کے بعد کسی کو دس ۱۰ روپے دیئے اور یوں کہا کہ دو مہینے یا تین مہینے کے بعد فلانے مہینے میں فلاں تاریخ میں ہم تم سے ان دس روپے کے گیہوں لیں گے اور نرخ اسی وقت طے کر لیا کہ روپے کے پندرہ سیر یا روپے کے بیس سیر کے حساب سے لیں گے تو یہ بیع درست ہے جس مہینے کا وعدہ ہوا ہے اس مہینے میں اس کو اسی بھاؤ گیہوں دینا پڑیں گے چاہے بازار میں گراں بکیں چاہے سستے بازار کے بھاؤ کا کچھ اعتبار نہیں ہے اور اس بیع کو سلم کہتے ہیں لیکن اس کے جائز ہونے کی کئی شرطیں ہیں ان کو خوب غور سے سمجھو اول شرط یہ[2] ہے کہ گیہوں وغیرہ کی کیفیت خوب صاف صاف ایسی طرح بتلا دیوے کہ لیتے وقت دونوں میں جھگڑا نہ پڑے مثلاً کہدے کہ فلاں قسم کا گیہوں دینا۔ بہت پتلا نہ ہو نہ پالا مارا ہوا ہو۔ عمدہ ہو خراب نہ ہو۔ اس میں کوئی اور چیز چنے، مٹر وغیرہ نہ ملی ہو۔ خوب سوکھے ہوں گیلے نہ ہوں۔ غرض کہ جس قسم کی چیز لینا ہو ویسی بتلا دینا چاہئے تاکہ اس وقت بکھیڑا نہ ہو۔ اگر اس وقت صرف اتنا کہہ دیا کہ دس روپے کے گیہوں دینا تو یہ ناجائز ہوا۔ یا یوں کہا کہ ان دس روپے کے دھان دے دینا یا چاول دے دینا اس کی قسم کچھ نہیں بتلائی یہ سب ناجائز ہے دوسری[3] شرط یہ ہے کہ نرخ بھی اسی وقت طے کر لے کہ روپے کے پندرہ سیر یا بیس سیر کے حساب سے لیویں گے۔ اگر یوں کہا کہ اس وقت جو بازار کا بھاؤ ہو اس حساب سے ہم کو دینا یا اس سے دو سیر زیادہ دینا تو یہ جائز نہیں بازار کے بھاؤ کا کچھ اعتبار نہ کرو۔ اسی وقت اپنے لینے کا نرخ مقرر کر لو۔ وقت آنے پر اسی مقرر کیے ہوئے بھاؤ سے لیلو۔[4] تیسری شرط یہ ہے کہ جے روپے کے لینا ہوں اسی وقت بتلا دو کہ ہم دس روپے یا بیس روپے کے گیہوں لیں گے۔ اگر یہ نہیں بتلایا اور یوں ہی گول مول کہہ دیا کہ تھوڑے روپے کے ہم بھی لیویں گے تو یہ صحیح نہیں۔ چوتھی شرط[5] یہ ہے کہ اسی وقت اسی جگہ رہتے رہتے سب روپے دے دیوے اگر معاہدہ کرنے کے بعد الگ ہو کر پھر روپے دیئے تو وہ معاملہ باطل ہو گیا اب پھر سے کرنا چاہئے۔ اسی طرح اگر پانچ روپے تو اسی وقت دے دیئے اور پانچ روپے دوسرے وقت دیئے تو پانچ روپے میں بیع سلم باقی رہی اور پانچ روپے میں باطل ہو گئی۔ پانچویں شرط یہ ہے[6] کہ اپنے لینے کی مدت کم سے کم ایک مہینہ مقرر کرے کہ ایک مہینے کے بعد فلانی تاریخ ہم

۱: اما تفسیره فالسلم عقد یثبت به الملك فی الثمن عاجلا وفی المثمن اجلا اما رکنه ان تقول لا خر اسلمت الیك عشرة دراهم فی کرحنطة او سلفت ویقول الا خرقبلت وینعقد السلم بلفظ البیع فی روایة الحسن وهو الا صح اه فتاویٰ هندیه ص ۱۹۳ ج ۳۔

۲: اما الشروط التی فی المسلم فیه فاحدها بیان جنس المسلم فیه حنطة او شعیرو الثانی بیان نوعه حنطة سقیة او نحسیة او جبلیة او سهلیة والثالث بیان الصفة حنطة جید او ردیة او وسط کذافی النهایة اسلم فی گندم نیکو او قال نیك او قال سره یجوز هذا هو الصحیح والما خوذ به کذا فی الغیاثیة اه فتاویٰ هندیه ج ۳ ص ۱۹٤۔

۳: والرابع ان یکون معلوم القدر بالکیل اوالوزن او العدداو الذراع کذافی البدائع وینبغی ان یعلم قدره بمقدار یومن فقده من ایدی الناس ولو علم قدره بمکیال بعینه کقوله بهذا الا ناء بعینه اوبهذا الزنبیل او بوزن هذا الحجر لا یجوزان کان لا یعلم کم یسع فی الا ناء ولا یعرف وزن الحجر کذا فی جواهر الا خلاطی اه فتاوی هندیه ص ۱۹٤ ج ۳۔

٤: اما الستة التی فی راس المال احدها بیان الجنس انه دراهم او دنا نیرا ومن المکیل حنطة او شعیر او نحو ذلك والثانی بیان النوع انه دراهم غطریقة او عدالیة او دنا نیر محمودیة او هرویة وهذا اذا کان فی البلد نقود مختلفة واما اذا کان فی البلد نقد واحد فذکرالجنس کاف والثالث بیان الصفة انه جید اوردی اووسط والرابع بیان قدرراس المال والخامس کون الدراهم والدنانیر منتقدة وهو شرط الجواز عند ابی حنیفةؒ اه فتاویٰ هندیه بحذف ص ۱۹۳ ج ۳۔

٥: والسادس ان یکون مقبوضافی مجلس السلم سواء کان راس المال دینا او عیناعند عامة العلماء استحسانا وسواء قبض فی اول المجلس اوفی اخره لان ساعات المجلس لها حکم ساعة واحدة فی النوازل رجل اسلم عشرة دراهم فی عشرة اقفزة حنطة ولم یکن الدراهم عنده فدخل بیته لیخرج الدراهم ان دخل حیث یراه المسلم الیه لا یبطل السلم وان تواری عنه بطل اه فتاویٰ هندیه بحذف ص ۱۹۳ ج ۳۔

٦: والخامس ان یکون المسلم فیه موجلا باجل معلوم واختلف فی ادنی الا جل الذی لا یجوز السلم بدونه عن محمدؒ انه قدر ادناه بشهرو علیه الفتویٰ۔ وفتاویٰ هندیه ص ۱۹٤ ج ۳۔

گیہوں لیویں گے مہینے سے کم مدت مقرر کرنا صحیح نہیں اور زیادہ چاہے جتنی مقرر کرے جائز ہے لیکن دن تاریخ مہینہ سب مقرر کر دے تاکہ بکھیڑا نہ پڑے کہ وہ کہے میں ابھی نہ دوں گا تم کہو نہیں آج ہی دو۔ اس لئے پہلے ہی سے سب طے کر لو۔ اگر دن تاریخ مہینہ مقرر نہ کیا بلکہ یوں کہا کہ جب فصل کٹے گی تب دے دینا تو یہ صحیح نہیں۔ چھٹی شرط یہ ہے[1] کہ یہ بھی مقرر کر دے کہ فلانی جگہ وہ گیہوں دینا یعنی اسی شہر میں یا کسی دوسرے شہر میں جہاں لینا ہو وہاں پہنچانے کے لئے کہہ دے یا یوں کہہ دے کہ ہمارے گھر پہنچا دینا۔ غرض کہ جو منظور ہو صاف بتلا دے۔ اگر یہ نہیں بتلایا تو صحیح نہیں۔ البتہ اگر کوئی ہلکی چیز ہو جس کے لانے اور لے جانے میں کچھ مزدوری نہیں لگتی مثلاً مشک خریدا یا سچے موتی یا اور کچھ تو لینے کی جگہ بتلانا ضروری نہیں۔ جہاں یہ ملے اس کو دے دے اگر ان شرطوں کے موافق کیا تو بیع سلم درست ہے ورنہ درست نہیں۔

مسئلہ[2] گیہوں وغیرہ غلہ کے علاوہ اور جو چیزیں ایسی ہوں کہ ان کی کیفیت بیان کر کے مقرر کر دی جائے کہ لیتے وقت کچھ جھگڑا ہونے کا ڈر نہ رہے ان کی بیع سلم بھی درست ہے جیسے انڈے، اینٹیں کپڑا۔ مگر سب باتیں طے کر لے کہ اتنی بڑی اینٹ ہو۔ اتنی لمبی۔ اتنی چوڑی۔ کپڑا سوتی ہو اتنا باریک ہو اتنا موٹا ہو۔ دیسی ہو یا ولایتی ہو غرض کہ سب باتیں بتلا دینا چاہئیں کچھ گنجلک باقی نہ رہے۔

مسئلہ[3] روپے کی پانچ گٹھڑی یا پانچ کھانچی کے حساب سے بھوسا بطور بیع سلم کے لیا تو یہ درست نہیں کیونکہ گٹھڑی اور کھانچی کی مقدار میں بہت فرق ہوتا ہے البتہ اگر کسی طرح سے سب کچھ مقرر اور طے کر لے یا وزن کے حساب سے بیع کرے تو درست ہے۔

مسئلہ[4] سلم کے صحیح ہونے کی یہ بھی شرط ہے کہ جس وقت معاملہ کیا ہے اس وقت سے لے کر لینے اور وصول پانے کے زمانے تک وہ چیز بازار میں ملتی رہے نایاب نہ ہو۔ اگر اس درمیان میں وہ چیز بالکل نایاب ہو جائے کہ اس ملک میں بازاروں میں نہ ملے گو دوسری جگہ سے بہت مصیبت جھیل کر منگوا سکے تو وہ بیع سلم باطل ہو گئی۔

مسئلہ[5] معاملہ کرتے وقت یہ شرط کر دی کہ فصل کے کٹنے پر فلاں مہینے میں ہم نئے گیہوں لیویں گے یا فلانے کھیت کے گیہوں لیویں گے تو یہ معاملہ جائز نہیں ہے اس لئے یہ شرط نہ کرنا چاہئے پھر وقت مقررہ پر اس کو اختیار ہے چاہے نئے دیوے یا پرانے۔ البتہ اگر نئے گیہوں کٹ چکے ہوں تو نئے کی شرط کرنا بھی درست ہے۔

مسئلہ[6] تم نے دس روپے کے گیہوں لینے کا معاملہ کیا تھا وہ مدت گذر گئی بلکہ زیادہ ہو گئی مگر اس نے اب تک گیہوں نہیں دیئے نہ دینے کی امید ہے تو اب یہ کہنا جائز نہیں کہ اچھا تم گیہوں نہ دو بلکہ اس گیہوں کے بدلے اتنے چنے یا اتنے دھان یا اتنی فلاں چیز دے دو۔ گیہوں کے عوض کسی اور چیز کا لینا جائز نہیں یا تو اس کو کچھ مہلت دے دو اور بعد مہلت گیہوں لو۔ یا اپنا روپیہ واپس لے لو۔ اسی طرح اگر بیع سلم کو تم دونوں نے توڑ دیا کہ ہم وہ معاملہ توڑتے ہیں گیہوں نہ لیویں گے روپیہ واپس دے دو یا تم نے نہیں توڑا بلکہ وہ معاملہ خود بھی ٹوٹ گیا جیسے وہ چیز نایاب ہو گئی کہیں نہیں ملتی تو اس صورت میں تم کو صرف روپے لینے کا اختیار ہے اس روپے کے عوض اس سے کوئی اور چیز لینا درست نہیں۔ پہلے روپیہ لے لو لینے کے بعد اس سے جو چیز چاہو خرید و۔

۱: والتاسع بیان مکان الایفاء فیما له حمل و مونة کالبر و نحو کذا فی الکافی وهو الصحیح ا ه فتاوی هندیه ص ۳۹۵ ج ۳ وفیما لا حمل له کالمسک والکافور والزعفران وصغار اللؤلؤ لا یشترط فیه بیان مکان الایفاء ا ه بحر ص ۱۶۳ ج ۶۔

۲: ویجوز السلم فی الثیاب اذا بین طولا وعرضا ورقعة ۱۲ هدایه ج ۳ ص ۱۰۱ ولا باس بالسلم فی اللبن والاجر اذا سمی ملبنا معلوما وکل ما امکن ضبط صفته ومعرفة قدره جاز السلم ۱۲ شرح البدایه ص ۱۰۲ ج ۳۔

۳: ولا فی حطب بالحزم ورطبة بالجرز الا اذا ضبط بما لا یودی الی نزاع وجاز وزنا ۱۲ در ص ۳۱۷ ج ٤ وهدایه ج ۳۔

٤: ولا یجوز السلم حتی یکون المسلم فیه موجودا من حین العقد الی حین المحل حتی لو کان منقطعا عند العقد موجودا عند المحل او علی العکس او منقطعاً فیما بین ذلک وهو موجود عند العقد والمحل لا یجوز ۱۲ فتاوی هندیه ص ۹۵ ج ۳۔

۵: ولا بمکیال وذراع مجهول وبرقریة بعینها وثمرنخلة معینة الا اذا کانت النسبة لثمرة او نخلة او قریة لبیان الصفة ولا فی حنطة حدیثة قبل حدوثها ۱۲ در ج ٤ ص ۳۱۹۔

٦: ولا یجوز الا ستبدال بالمسلم فیه ۱۲ عالمگیری ص ۱۰۳ ج ۳ وفی الدر ولا یجوز التصرف فی راس المال والمسلم فیه قبل قبضه بنحو بیع وشرکة ومرابحة وتولیة ولا یجوز شراء شئی من المسلم الیه براس المال بعد الاقالة قبل قبضه ۱۲ در ص ۲۲٤ ج٤۔

باب دوازدہم قرض لینے کا بیان

مسئلہ[۱] جو چیز ایسی ہو کہ اسی طرح کی چیز تم دے سکتے ہو اس کا قرض لینا درست ہے جیسے اناج انڈے گوشت وغیرہ اور جو چیز ایسی ہو کہ اسی طرح کی چیز دینا مشکل ہے تو اس کا قرض لینا درست نہیں جیسے امرود، نارنگی، بکری، مرغی وغیرہ۔

مسئلہ[۲] جس زمانے میں روپے کے دس سیر گیہوں ملتے تھے اس وقت تم نے پانچ سیر گیہوں قرض لئے پھر گیہوں سستے ہو گئے اور روپے کے بیس سیر ملنے لگے تو تم کو وہی پانچ سیر گیہوں دینا پڑے گے۔ اسی طرح اگر گراں ہو گئے تب بھی جتنے لئے ہیں اتنے ہی دینا پڑیں گے۔

مسئلہ[۳] جیسے گیہوں تم نے دیئے تھے اس نے اس سے اچھے گیہوں ادا کئے تو اس کا لینا جائز ہے یہ سود نہیں مگر قرض لینے کے وقت یہ کہنا درست نہیں کہ ہم اس سے اچھے لیں گے البتہ وزن میں زیادہ نہ ہونا چاہئے۔ اگر تم نے دیئے ہوئے گیہوں سے زیادہ لئے تو یہ ناجائز ہو گیا۔ خوب ٹھیک تول کر لینا دینا چاہئے لیکن اگر تھوڑا جھکتا تول دیا تو کچھ ڈر نہیں۔

مسئلہ[۴] کسی سے کچھ روپیہ یا غلہ اس وعدہ پر قرض لیا کہ ایک مہینہ یا پندرہ دن کے بعد ہم ادا کر دیں گے اور اس نے منظور کر لیا جب بھی یہ مدت کا بیان کرنا لغو بلکہ ناجائز ہے۔ اگر اس کو اس مدت سے پہلے ضرورت پڑے اور تم سے مانگے یا بے ضرورت ہی مانگے تو تم کو ابھی دینا پڑے گا۔

مسئلہ[۵] تم نے دو سیر گیہوں یا آٹا وغیرہ کچھ قرض لیا جب اس نے مانگا تو تم نے کہا بہن اس وقت گیہوں تو نہیں ہیں اس کے بدلے تم دو آنہ پیسے لے لو اس نے کہا اچھا۔ تو یہ پیسے اسی وقت سامنے رہتے رہتے دے دینا چاہئے۔ اگر پیسے نکالنے اندر گئی اور اس کے پاس سے الگ ہو گئی تو معاملہ باطل ہو گیا۔ اب پھر سے کہنا چاہئے کہ تم اس ادھار گیہوں کے بدلے دو آنے لے لو۔

مسئلہ[۶] ایک روپے کے پیسے قرض لئے پھر پیسے گراں ہو گئے اور روپے کے ساڑھے پندرہ آنے چلنے لگے تو اب سولہ آنے دینا واجب نہیں ہیں بلکہ اس کے بدلے روپیہ دینا چاہئے۔ وہ یوں نہیں کہہ سکتی کہ میں روپیہ نہیں لیتی پیسے لئے تھے وہی لاؤ۔

مسئلہ[۷] گھروں میں دستور ہے کہ دوسرے گھر سے اس وقت دس پانچ روٹی قرض منگالی۔ پھر جب اپنے گھر پک گئی تو گن کر بھیج دی یہ درست ہے۔

باب سیزدہم کسی کی ذمہ داری کر لینے کا بیان

مسئلہ[۱] نعیمہ[۸] کے ذمہ کسی کے کچھ روپے یا پیسے ہوتے تھے تم نے اس کی ذمہ داری کر لی کہ اگر یہ نہ دے گی تو ہم سے لے لینا یا یوں کہا کہ ہم اس کے ذمہ دار ہیں یا دیندار ہیں یا اور کوئی ایسا لفظ کہا جس سے ذمہ داری معلوم ہوئی اور اس حق دار نے تمہاری ذمہ داری منظور[۹] بھی کر لی تو اب اس کی

۱: وصح القرض في مثلي كالمكيل والموزون والمعدود المتقارب كالجوز والبيض لا في غيره من القيميات كحيوان وحطب وعقار و كل متفاوت لتعذر رد المثل ۱۲ در ص ۲۶۵ ج ٤۔

۲: وكذا كل مايكال ويوزن مضمون بمثله فلا عبرة بغلائه ورخصه ۱۲ در ص ۲٦٦ ج ٤۔

۳: فلو استقرض الدراهم المكسورة على ان يودي صحيحا كان باطلا وكذا لو اقرضه طعاما بشرط رده في مكان اخر فكان عليه مثل ما قبضه فان قضاه اجود بلا شرط جاز وان اعطاه المديون اكثر مما عليه وزنا فان كانت الزيادة تجري بين الوزنين جاز وان كانت كثيرة لا تجري بين الوزنين لا يجوز ۱۲ در و شامي مختصراً ص ۲۷۰ ج ٤۔

٤: وكل دين حال اذا اجله صاحبه صار موجلا الا القرض ۱۲ هدايه ص ۷٦ ج ۳۔

٥: اذا كان له على اخر طعام او فلوس فاشتراه من عليه بدراهم وتفرقا قبل قبض الدراهم بطل وهذا مما يحفظ ۱۲ شامي ص ۲٦۹ ج ٤۔

٦: استقرض من الفلوس الرائجة والعدالي فكسدت فعليه مثلها كاسدة ولا يغرم قيمتها وكذا كل مايكال او يوزن لما مر انه مضمون بمثله فلا عبرة بغلائه ورخصه ۱۲ در ص ۲٦٦ ج ٤۔

۷: فصح استقراض جوز وبيض وكاغذ عدداً ولحم وزنا وخبز وزنا وعدداً ۱۲ در ص ۲٦٦ ج ٤۔

۸: واما الكفالة بالمال فجائزة معلوما كان المكفول به او مجهولا اذا كان ديناً صحيحاً مثل ان يقول تكفلت عنه بالف او بمالك عليه او بما يدركك في هذا البيع والمكفول له بالخيار ان شاء طالب الذي عليه الاصل وان شاء طالب كفيله ۱۲ هدايه ص ۱۱۷ ج ۳۔

۹: ولا تصح الكفالة بلا قبول الطالب في مجلس العقد ج ٤ ص ٤۱۷۔

ادائیگی تمہارے ذمہ واجب ہو گئی اگر نعیمہ نہ دیوے تو تم کو دینا پڑیں گے اور اس حقدار کو اختیار ہے جس سے چاہے تقاضا کرے چاہے تم سے اور چاہے نعیمہ سے[1] اب جب تک نعیمہ اپنا قرض ادا نہ کردے یا معاف نہ کرالے تب تک برابر تم ذمہ دار رہو گی۔ البتہ اگر وہ حق دار تمہاری ذمہ داری معاف کردے اور کہہ دے کہ اب تم سے کچھ مطلب نہیں ہم تم سے تقاضا نہ کریں گے۔ تو اب تمہاری ذمہ داری نہیں رہی اور اگر تمہاری ذمہ داری کے وقت ہی اس حق دار نے منظور نہیں کیا اور کہا تمہاری ذمہ داری کا ہم کو اعتبار نہیں یا اور کچھ کہا تو تم ذمہ دار نہیں ہو ئیں۔

مسئلہ۲ تم[2] نے کسی کی ذمہ داری کرلی تھی اور اس کے پاس روپے ابھی نہ تھے اس لئے تم کو دینا پڑے تو اگر تم نے اس قرض دار کے کہنے سے ذمہ داری کی ہے تب تو جتنا تم نے حق دار کو دیا ہے اس قرض دار سے لے سکتی ہو۔ اور اگر تم نے اپنی خوشی سے ذمہ داری کی ہے تو دیکھو تمہاری ذمہ داری کو پہلے کس نے منظور کیا ہے اس قرضدار نے یا حقدار نے اگر پہلے قرض دار نے منظور کیا تب تو ایسا ہی سمجھیں گے کہ تم نے اس کے کہنے سے ذمہ داری کی۔ لہٰذا اپنا روپیہ اس سے لے سکتی ہو اور اگر پہلے حق دار نے منظور کر لیا تو جو کچھ تم نے دیا ہے قرض دار سے لینے کا حق نہیں ہے بلکہ اس کے ساتھ تمہاری طرف سے احسان سمجھا جائے گا کہ ویسے ہی اس کا قرض تم نے ادا کردیا وہ خود دے دے تو اور بات ہے۔

مسئلہ۳ اگر[3] حقدار نے قرض دار کو مہینہ بھر یا پندرہ دن وغیرہ کی مہلت دے دی تو اب اتنے دن اس ذمہ داری کرنے والے سے بھی تقاضا نہیں کر سکتا۔

مسئلہ۴ اور[4] اگر تم نے اپنے پاس سے دینے کی ذمہ داری نہیں کی تھی بلکہ اس قرض دار کا روپیہ تمہارے پاس امانت رکھا تھا اس لئے تم نے کہا تھا کہ ہمارے پاس اس شخص کی امانت رکھی ہے ہم اس میں سے دے دیویں گے پھر وہ روپیہ چوری ہو گیا یا اور کسی طرح جاتا رہا تو اب تمہاری ذمہ داری نہیں رہی۔ نہ اب تم پر اس کا دینا واجب ہے اور نہ وہ حق دار تم سے تقاضا کر سکتا ہے۔

مسئلہ۵ کہیں[5] جانے کے لئے تم نے کوئی یکہ یا بہلی کرایہ پر کی اور اس بہلی والے کی کسی نے ذمہ داری کرلی کہ اگر یہ نہ لے گیا تو میں اپنی بہلی دے دوں گا تو یہ ذمہ داری درست ہے اگر وہ نہ دے تو اس ذمہ داری کو دینا پڑے گی۔

مسئلہ۶ تم[6] نے اپنی چیز کسی کو دی کہ جاؤ اس کو بیچ لاؤ۔ وہ بیچ آیا۔ لیکن دام نہیں لایا اور کہا کہ دام کہیں نہیں جا سکتے۔ دام کا میں ذمہ دار ہوں اس سے نہ ملیں تو مجھ سے لے لینا تو یہ ذمہ داری صحیح نہیں۔

مسئلہ۷ کسی[7] نے کہا کہ اپنی مرغی اسی میں بند رہنے دو اگر بلی لے جاوے تو میرا ذمہ مجھ سے لے لینا۔ یا بکری کو کہا اگر بھیڑیا لے جاوے تو مجھ سے لے لینا تو یہ ذمہ داری صحیح نہیں۔

مسئلہ۸ نابالغ[8] لڑکا یا لڑکی اگر کسی کی ذمہ داری کرے تو وہ ذمہ داری صحیح نہیں۔

۱: واذا ابراء الطالب المکفول عنه او استو فی منه برء الکفیل وان ابراء الکفیل لم یبراء الا صیل عنه ۱۲ هدایه ص ۱۱۶ ج ۳۔

۲: وتجوز الکفالة بامر المکفول عنه وبغیر امره فان کفل بامره رجع بما ادی علیه وان کفل بغیر امره لم یرجع بما ادی علیه ۱۲ شرح البدایه ص ۱۱۹ ج ۳۔

۳: وکذا اذا اخر الطالب عن الاصیل فهو تاخیر عن الکفیل ولو اخر عن الکفیل لم یکن تاخیرا عن الذی علیه الا صل ۱۲ شرح البدایه ص ۱۱۹ ج ۳۔

٤: فلو بتسلیمها صح فی الکل ای فی الا مانات والمبیع والمرهون وفاذا کانت قائمة وجب تسلیمها وان هلکت لم یجب علی الکفیل شیئ ۱۲ رد المحتار ص ٤۱۵ ج ٤۔

۵: ومن استاجر دابة للحمل علیها فان کانت بعینها لا یصح الکفالة بالحمل وان کانت بغیر عینها جازت الکفالة لا نه یمکنه الحمل علی دابة نفسه والحمل هو المستحق ۱۲ شرح البدایه ص ۱۲۱ ج ۳۔

٦: ولا تصح کفالة الوکیل بالثمن للموکل فیما وکل بیبعه لا ن حق القبض له بالا صالة فیصیر ضا منا لنفسه ۱۲ در ص ٤۱۹ ج ٤۔

۷: او علقت (ای الکفالة) بشرط صریح ملا یم نحوا ن استحق المبیع او جحدك المودع او غصبك کذا او قتلك او قتل ابنك او صیدك فعلی الدیة ورضی به المکفول له جاز بخلاف ان اکلك سبع لان فعله غیر مضمون لحدیث جرح العجماء جبار ۱۲ در و شامی ص ٤۱۳ ج ٤ وفی العالمگیریة ولو قال له ان اکل ابنك سبع او اتلف ما لك سبع فانا ضامن لا یصح ۱۲ ص ۱٤٤٦ ج ٤۔

۸: واهلها من هو اهل التبرع فلا تنفذ من صبی ولا مجنون ۱۲ در مختار ص ۳۹۰ ج ٤۔

باب نمبر۱۴ اپنا قرضہ دوسرے پر اتار دینے کا بیان

مسئلہ۱ شفیعہ[1] کا تمہارے ذمہ کچھ قرض ہے اور رابعہ تمہاری قرض دار ہے۔ شفیعہ نے تم سے تقاضا کیا تم نے کہا کہ رابعہ ہماری قرض دار ہے تم اپنا قرضہ اسی سے لے لو۔ ہم سے نہ مانگو۔ اگر اسی وقت شفیعہ یہ بات منظور کر لیوے اور رابعہ بھی اس پر راضی ہو جائے تو شفیعہ کا قرضہ تمہارے ذمہ سے اتر گیا۔ اب شفیعہ تم سے بالکل تقاضا نہیں کر سکتی بلکہ اسی رابعہ سے مانگے چاہے جب ملے اور جتنا قرضہ تم نے شفیعہ کو دلایا ہے اتنا اب تم رابعہ سے نہیں لے سکتیں۔ البتہ اگر رابعہ اس سے زیادہ کی قرض دار ہے تو جو کچھ زیادہ ہے وہ لے سکتی ہو۔ پھر اگر رابعہ نے شفیعہ کو دے دیا تب تو خیر اور اگر نہ دیا[2] اور مر گئی تو جو کچھ مال و اسباب چھوڑا ہے وہ بیچ کر شفیعہ کو دلاویں گے اور اگر اس نے کچھ مال نہیں چھوڑا جس سے قرضہ دلاویں یا اپنی زندگی ہی میں مکر گئیں اور قسم کھالی کہ تمہارے قرضہ سے مجھ سے کچھ واسطہ نہیں اور گواہ بھی نہیں ہیں تو اب اس صورت میں پھر شفیعہ تم سے تقاضا کر سکتی ہے اور اپنا قرضہ تم سے لے سکتی ہے اور اگر تمہارے کہنے پر شفیعہ رابعہ سے لینا منظور نہ کرے یا رابعہ اس کو دینے پر راضی نہ ہو تو قرضہ تم سے نہیں اترا۔

مسئلہ رابعہ[3] تمہاری قرض دار نہ تھی تم نے یوں ہی اپنا قرضہ اس پر اتار دیا اور رابعہ نے مان لیا اور شفیعہ نے بھی قبول و منظور کر لیا تب بھی تمہارے ذمہ سے شفیعہ کا قرضہ اتر کر رابعہ کے ذمہ ہو گیا اس لئے اس کا بھی وہی حکم ہے جو ابھی بیان ہوا اور جتنا روپیہ رابعہ کو دینا پڑے گا دینے کے بعد تم سے لے لیوے اور دینے سے پہلے ہی لے لینے کا حق نہیں ہے۔

مسئلہ۳ اگر[4] رابعہ کے پاس تمہارے روپے امانت رکھے تھے اس لئے تم نے اپنا قرضہ رابعہ پر اتار دیا پھر وہ روپے کسی طرح ضائع ہو گئے تو اب رابعہ ذمہ دار نہیں رہی بلکہ اب شفیعہ تم ہی سے تقاضا کرے گی اور تم ہی سے لیوے گی۔ اب رابعہ سے مانگنے اور لینے کا حق نہیں رہا۔

مسئلہ۴ رابعہ[5] پر قرضہ اتار دینے کے بعد اگر تم ہی وہ قرضہ ادا کر دو اور شفیعہ کو دے دو یہ بھی صحیح ہے۔ شفیعہ یہ نہیں کہہ سکتی کہ میں تم سے نہ لوں گی بلکہ رابعہ ہی سے لوں گی۔

باب نمبر۱۵ کسی کو وکیل کر دینے کا بیان

مسئلہ۱ جس[6] کام کو آدمی خود کر سکتا ہے اس میں یہ بھی اختیار ہے کہ کسی اور سے کہہ دے کہ تم ہمارا یہ کام کر دو۔ جیسے بیچنا مول لینا۔ کرایہ پر لینا دینا۔ نکاح کرنا وغیرہ۔ مثلاً ماما کو بازار سودا لینے بھیجا یا ماما کے ذریعہ سے کوئی چیز بکوائی یا ایکہ بہلی کرایہ پر منگوایا۔ اور جس سے کام کرایا ہے شریعت میں اس کو وکیل کہتے ہیں جیسے ماما کو یا کسی نوکر کو سودا لینے بھیجا تو وہ تمہارا وکیل کہلاوے گا۔

مسئلہ۲ تم[7] نے ماما سے گوشت منگوایا وہ ادھار لے آئی تو گوشت والا تم سے دام کا تقاضا نہیں کر سکتا۔ اس ماما سے تقاضا کرے اور وہ ماما تم سے تقاضا کرے گی۔ اسی طرح اگر کوئی چیز تم نے ماما سے بکوائی تو اس لینے والے سے تم کو تقاضا کرنے اور دام کے وصول کرنے کا حق نہیں ہے اس نے

۱: وتصح الحوالة برضاء المحيل والمحتال والمحتال عليه واذا تمت الحوالة برى المحيل من الذى بالقبول ولا يرجع المحتال على المحيل الا ان يتوى حقه ۱۲ هدايه ص ۱۳۰ ج ۳۔

۲: ولا يرجع المحتال على المحيل الا بالتوى وهو ان يجحد الحوالة ويحلف ولا بينة له او يموت مفلسا وقالا بهما وبان فلسه الحاكم ۱۲ در ص ۴۵۲ ج ۴۔

۳: والمطلقة منها ان يرسل الحوالة ولا يقيد بشيئ مما عنده من وديعة او غصب او دين او يحيله على رجل ليس له عليه شيئ مما ذكرنا ۱۲ عالمگیری ص ۱۵۵ ج۴

۴: ومن اودع رجلا الف درهم واحال بها عليه اخر فهو جائز لا نه اقدر على القضاء فان هلكت برى ۱۲هدايه ص ۱۳۱ ج ۳۔

۵: واذا ادى المحيل ولم يقبل المحتال له يجبر على القبول ۱۲ عالمگیری ص ۱۵۵ ج ۴۔

۶: كل عقد جاز ان يعقده الا نسان بنفسه جاز ان يوكل به غيره ۱۲ هدايه ص ۱۷۶ ج ۳۔

۷: والعقد الذى يعقده الوكلاء على ضربين كل عقد يضيفه الوكيل الى نفسه كا لبيع والا جارة فحقوقه تتعلق بالوكيل دون الموكل يسلم المبيع ويقبض الثمن ويطالب بالثمن اذا اشترى ويخاصم فى العيب ويخاصم فيه ۱۲ هدايه ص ۱۷۸ ج ۳۔

جس سے چیز پائی ہے اسی کو دام بھی دے گا اور اگر وہ خود تمہیں کو دام دے دے تب بھی جائز ہے مطلب یہ ہے کہ اگر وہ تم کو نہ دے تو تم زبردستی نہیں کر سکتیں۔

مسئلہ۳ تم۱ نے نوکر سے کوئی چیز منگوائی وہ لے آیا تو اس کو اختیار ہے کہ جب تک تم سے دام نہ لے لیوے تب تک وہ چیز تم کو نہ دیوے چاہے اس نے اپنے پاس سے دام دے دیے ہوں یا ابھی نہ دیے ہوں دونوں کا ایک حکم ہے۔ البتہ اگر وہ دس پانچ دن کے وعدے پر ادھار لایا ہو تو جے دن کا وعدہ کر آیا ہے اس سے پہلے دام نہیں مانگ سکتا۔

مسئلہ۴ تم۲ نے سیر بھر گوشت منگوایا تھا وہ ڈیڑھ سیر اٹھا لایا تو پورا ڈیڑھ سیر لینا واجب نہیں۔ اگر تم نہ لو تو آدھ سیر اس کو لینا پڑے گا۔

مسئلہ۵ تم۳ نے کسی سے کہا کہ فلانی بکری جو فلانے کے یہاں ہے اس کو جا کر دو روپے میں لے آؤ تو اب وہ وکیل وہی بکری خود اپنے لئے نہیں خرید سکتا۔ غرض جو چیز خاص تم مقرر کر کے بتلا دو اس وقت اس کو اپنے لئے خریدنا درست نہیں۔ البتہ جو دام تم نے بتلائے ہیں اس سے زیادہ میں خرید لیا تو اپنے لئے خریدنا درست ہے اور اگر تم نے کچھ دام نہ بتلائے ہوں تو کسی طرح اپنے لئے نہیں خرید سکتا۔

مسئلہ۶ اگر۴ تم نے کوئی خاص بکری نہیں بتلائی بس اتنا کہا کہ ایک بکری کی ضرورت ہے ہم کو خرید دو تو وہ اپنے لئے بھی خرید سکتا ہے جو بکری چاہے اپنے لئے خریدے اور جو چاہے تمہارے لئے۔ اگر خود لینے کی نیت سے خریدے تو اس کی ہوئی۔ اور اگر تمہاری نیت سے خریدے تو تمہاری ہوئی اور اگر تمہارے دیئے داموں سے خریدی تو بھی تمہاری ہوئی چاہے جس نیت سے خریدے۔

مسئلہ۷ تمہارے۵ لئے اس نے بکری خریدی پھر ابھی تم کو دینے نہ پایا تھا کہ بکری مر گئی یا چوری ہو گئی تو اس بکری کے دام تم کو دینا پڑیں گے اگر تم کہو کہ تو نے اپنے لئے خریدی تھی ہمارے لئے نہیں خریدی تو اگر تم پہلے اس کو دام دے چکی ہو تو تمہارے گئے۔ اور اگر تم نے ابھی دام نہیں دیئے اور وہ اب دام مانگتا ہے تو تم اگر قسم کھا جاؤ کہ تو نے اپنے لئے خریدی تھی تو اس کی بکری گئی اور اگر قسم نہ کھا سکو تو اس کی بات کا اعتبار کرو۔

مسئلہ۸ اگر نوکر۶ یا ماما کوئی چیز گراں خرید لائی تو اگر تھوڑا ہی فرق ہو تب تو تم کو لینا پڑے گا اور دام دینا پڑیں گے اور اگر بہت زیادہ گراں لے آئی کہ اتنے دام کوئی نہیں لگا سکتا تو اس کا لینا واجب نہیں اگر نہ لو تو اس کو لینا پڑے گا۔

مسئلہ۹ تم۷ نے کسی کو کوئی چیز بیچنے کو دی تو اس کو یہ جائز نہیں کہ خود لے لے اور دام تم کو دیوے۔ اسی طرح اگر تم نے کچھ منگوایا کہ فلانی چیز خرید لاؤ تو وہ اپنی چیز تم کو نہیں دے سکتا۔ اگر اپنی چیز دینا یا خود لینا منظور ہو تو صاف صاف کہہ دے کہ یہ چیز میں لیتا ہوں مجھ کو دیدو یا یوں کہہ دے کہ یہ میری چیز تم لے لو۔ اور اتنے دام دے دو۔ بغیر بتلائے ہوئے ایسا کرنا جائز نہیں۔

۱: و اذا طالب الموکل المشتری بالثمن فله ان یمنعه أیاه فان دفعه الیه جاز و لم یکن للوکیل ان یطالبه به ثانیا۱۲ ہدایہ ص ۱۷۹ ج ۳۔

۲: وللوکیل حبس المبیع الذی اشتراه للموکل بثمن دفعه الوکیل من ماله اولا بالاولی لانه کالبائع۱۲ درمختار و شامی ص ۶۲۳ ج ۴۔

۳: التوکیل بالشراء اذا کان مقیدا یراعی فیه القید اجماعا سواء کان راجعا الی المشتری او الی الثمن حتی انه اذا خالف یلزمه الشراء الا انه اذا کان خلافا الی خیر فلیزمه الموکل ص ۲۹۶ ج ۴ عالمگیری۔

۴: لو وکله بشراء شیئ بعینه لا یشتر به لنفسه فلو اشتراه بغیر النقود او بخلاف ماسمی له من الثمن وقع للوکیل کما اذا وکله بان یشتری بالف درهم فاشتراه بالف دینار اه زیلعی و شلبی ج ۴ ص ۲۶۳۔

۵: وان (وکله) بشراء شئی بغیر عینه فالشراء للوکیل الا اذا نواه للموکل او شراه بماله ۱۲ در ج ۴ ص ۲۶۵۔

۶: ومن امر رجلا بشراء عبد بالف فقال قد فعلت و مات عندی وقال الامر اشتریته لنفسك فالقول قول الا مر فان کان دفع الیه الالف فالقول قول المامور۱۲ ہدایہ ج۳ ص۱۸۳ و در ج۴ ص۶۲۴ وهذه المسئلة علی ثمانیة اوجه بسطت فی تبیین الحقائق ص ۲۶۵ ج ۴۔

۷: وتقید شراء بمثل القیمة وزیادة یتغابن الناس فیها وهو ما یدخل تحت تقویم المقومین اه بحر ص ۱۶۸ ج ۴۔

۸: الوکیل بالبیع لایملك شراءه لنفسه لان الواحد لایکون مشتریا وبائعا ولو امره ان یبیع من نفسه او یشتری لم یجز ایضا ۱۲ عالمگیری ص ۳۰۳ ج ۴۔

مسئلہ۱۰ تم[1] نے ماما سے بکری کا گوشت منگوایا وہ گائے کا لے آئی تو تم کو اختیار ہے چاہے لو چاہے نہ لو۔ اسی طرح تم نے آلو منگوائے وہ بھنڈی یا کچھ اور لے آئی تو اسکا لینا ضروری نہیں اگر تم انکار کرو تو اس کو لینا پڑے گا۔

مسئلہ۱۱ تم[2] نے ایک پیسہ کی چیز منگوائی وہ دو پیسہ کی لے آئی تو تم کو اختیار ہے کہ ایک ہی پیسہ کے موافق لو۔ اور ایک پیسہ کی جو زائد لائی وہ اسی کے سر ڈالو۔

مسئلہ۱۲ تم[3] نے دو شخصوں کو بھیجا کہ جاؤ فلانی چیز خرید لاؤ تو خریدتے وقت دونوں کو موجود رہنا چاہئے۔ فقط ایک آدمی کو خریدنا جائز نہیں اگر ایک ہی آدمی خریدے تو وہ بیع موقوف ہے۔ جب تم منظور کرلوگی تو صحیح ہو جائے گی۔

مسئلہ۱۳ تم[4] نے کسی سے کہا کہ ہمیں ایک گائے یا بکری یا اور کچھ کہا کہ فلانی چیز خرید لادو۔ اس نے خود نہیں خریدا بلکہ کسی اور سے کہہ دیا اس نے خریدا تو اس کا لینا تمہارے ذمہ واجب نہیں چاہے لو چاہے نہ لو۔ دونوں اختیار ہیں البتہ اگر وہ خود تمہارے لئے خریدے تو تم کو لینا پڑے گا۔

باب نمبر۱۶ وکیل کے برطرف کردینے کا بیان

وکیل[5] کے موقوف اور برطرف کرنے کا تم کو ہر وقت اختیار ہے مثلاً تم نے کسی سے کہا تھا ہم کو ایک بکری کی ضرورت ہے کہیں مل جائے تو لے لینا۔ پھر منع کردیا کہ اب نہ لینا تو اب اس کو لینے کا اختیار نہیں اگر اب لیوے گا تو اسی کے سر پڑے گی تم کو نہ لینا پڑے گی۔

مسئلہ۱ اگر[6] خود اس کو نہیں منع کیا بلکہ خط لکھ بھیجا یا آدمی بھیج کر اطلاع کردی کہ اب نہ لینا تب بھی وہ برطرف ہو گیا۔ اور اگر تم نے اطلاع[7] نہیں دی کسی اور آدمی نے اپنے طور پر اس سے کہہ دیا کہ تم کو فلانے نے برطرف کردیا ہے اب نہ خریدنا تو اگر دو آدمیوں[(1)] نے اطلاع دی ہو یا ایک ہی نے اطلاع دی مگر وہ معتبر اور پابند شرع ہے تو برطرف ہو گیا۔ اور اگر ایسا نہ ہو تو برطرف نہیں ہوا۔ اگر وہ خرید لے تو تم کو لینا پڑے گا۔

باب نمبر۱۷ مضاربت کا بیان یعنی ایک کا روپیہ ایک کا کام

مسئلہ۱ تم[8] نے تجارت کے لئے کسی کو کچھ روپے دیئے کہ اس سے تجارت کرو جو کچھ نفع ہوگا وہ ہم تم بانٹ لیویں گے یہ جائز ہے اس کو مضاربت کہتے ہیں۔ لیکن اس کی کئی شرطیں ہیں اگر ان شرطوں کے موافق ہو تو صحیح ہے نہیں تو ناجائز اور فاسد ہے۔ ایک تو جتنا روپیہ دینا ہو وہ بتلادو اور اس کو تجارت کے لئے دے بھی دو اپنے پاس نہ رکھو۔ اگر روپیہ اس کے حوالہ نہ کیا اپنے ہی پاس رکھا تو یہ معاملہ فاسد ہے۔ دوسرے[9] یہ کہ نفع بانٹنے کی صورت طے کرلو اور بتلادو کہ تم کو کتنا ملے گا اور اس کو کتنا۔ اگر یہ بات طے نہیں ہوئی بس اتنا ہی کہا کہ نفع ہم تم دونوں بانٹ

۱: ولو وكله ان يشترى له لحما بدرهم فاشترى له لحم ضان او بقر او ابل لزم الامروان اشترى كرشا او بطونا اوا كباداً او رؤسا اواكارع او لحما قديدا او لحم الطيور اوالوحوش او شاه حية او مذبوحة غير مسلوخة لا يلزم الا مرو لو ا مره ان يشترى له لحما بدرهم فاشترى شحم البطن او الالية او الية فاشترى له شحما او شحما فاشترى له الية لم يلزم الا مر ا ه فتاوى هنديه ص ۵۵۲ ج ۳۔

۲: دیکھو حاشیہ مسئلہ نمبر۱۰ باب ہذا ص ہذا ۔

۳: واذا وكل وكيلين فليس لا حد هما ان يتصرف فيما وكلا به دون الا خر ۱۲ هدايه ص ۱۹۱ ج ۳۔

٤: وليس للوكيل ان يوكل فيما وكل به الا ان ياذن له الموكل اويقول له اعمل برايك ۱۲ هدايه ص ۱۹۱ ج ۳۔

۵: فللمو كل العزل متى شاء مالم يتعلق به حق الغير بشرط علم الوكيل ۱۲ در ص ٦۲۲ ج ٤۔

٦: ويثبت ذلك اى العزل بمشا فهة به وبكتا بة مكتوب بعزله وارساله رسولا ۱۲ در ص ٦٤۲ ج ٤۔

۷: ولا يكون النهى عن الوكالة حتى يشهد عنده شاهدان او رجل عدل ۱۲ هدايه فصل فى القضاء بالمواريث ص ۱۵۱۔

۸: المضاربة عقد يقع على الشركة بما ل من احد الجانبين ومراده الشركة فى الربح وهو يستحق بالمال من احد الجا نبين والعمل من الجانب الا خرو من شرطها ان يكون الربح مشاعا لا يستحق احدهما درهم مسماة فان شرط زيادة عشرة فله اجر مثله لفساده ولا بد ان يكون المال مسلما الى المضارب ولا يد لرب المال فيه ۱۲ هدايه ص ۳۵۵ ج ۳۔

۹: ومنها ان يكون نصيب المضارب من الربح معلوما على وجه لا ينقطع به الشركة فى الربح ۱۲ عالمگیری ص ۱۷۵ ج ۵۔

(۱) مگر یہ دو آدمی ایسے ہوں جن کی شہادت شرع میں معتبر ہو پس اگر یہ خبر دینے والا کافر ہو یا عورت ہو یا غلام شرعی ہو یا نابالغ ہو تو اس خبر کا کچھ اعتبار نہ ہوگا اور وہ وکیل بدستور وکیل رہے گا۔ اسی طرح اگر خبر دینے والا ایک دیندار معتبر آدمی ہے تب بھی یہ شرط ہے کہ وہ عورت نہ ہو اور نابالغ اور غلام نہ ہو ۱۲۔

لیویں گے تو یہ فاسد ہے تیسرے یہ کہ نفع تقسیم کرنے کو اس طرح نہ طے کرو کہ جس قدر نفع ہو اس میں سے دس روپے ہمارے باقی تمہارے۔یا دس روپے تمہارے باقی ہمارے۔ غرض کہ کچھ خاص رقم مقرر نہ کرو کہ اتنی ہماری یا اتنی تمہاری بلکہ یوں طے کرو کہ آدھا ہمارا آدھا تمہارا۔ یا ایک حصہ اس کا دو حصے اس کے یا ایک حصہ ایک کا باقی تین حصے دوسرے کے۔ غرض کہ نفع کی تقسیم حصوں کے اعتبار سے کرنا چاہئے نہیں تو معاملہ فاسد ہو جائے گا۔ اگر کچھ نفع[۶] ہو گا تب تو وہ کام کرنے والا اس میں سے اپنا حصہ پاوے گا اور اگر کچھ نفع نہ ہوا تو کچھ نہ پاوے گا۔ اگر یہ شرط کر لی کہ اگر نفع نہ ہوا تب بھی ہم تم کو اصل مال میں سے اتنا دے دیں گے تو یہ معاملہ فاسد ہے۔ اسی طرح اگر یہ شرط کی کہ اگر نقصان ہو گا تو اس کام کرنے والے کے ذمہ پڑے گا یا دونوں کے ذمہ ہو گا یہ بھی فاسد ہے بلکہ حکم یہ ہے کہ جو کچھ نقصان ہو وہ مالک کے ذمہ ہے اسی کا روپیہ گیا۔

مسئلہ[۱] جب تک اس کے پاس روپیہ موجود ہو اور اس نے اسباب نہ خریدا ہو تب تک تم کو اس کے موقوف کر دینے اور روپیہ واپس لے لینے کا اختیار ہے اور جب وہ مال خرید چکا تو اب موقوفی کا اختیار نہیں ہے۔

مسئلہ[۲] اگر یہ شرط کی کہ تمہارے ساتھ ہم کام کریں گے یا ہمارا فلاں آدمی تمہارے ساتھ کام کرے گا تو یہ (معاملہ) فاسد ہے۔

مسئلہ[۳] اس کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ معاملہ صحیح ہوا ہے کوئی واہیات شرط نہیں لگائی ہے تو نفع میں دونوں شریک ہیں جس طرح طے کیا ہو بانٹ لیں۔ اور اگر کچھ نفع نہ ہوا یا نقصان ہوا تو اس آدمی کو کچھ نہ ملے گا اور نقصان کا تاوان اس کو نہ دینا پڑے گا۔ اور اگر وہ معاملہ فاسد ہو گیا ہے تو پھر وہ کام کرنے والا نفع میں شریک نہیں ہے بلکہ وہ بمنزلہ نوکر کے ہے۔ یہ دیکھو کہ اگر ایسا آدمی نوکر رکھا جائے تو کتنی تنخواہ دینی پڑے گی بس اتنی ہی تنخواہ اس کو ملے گی نفع ہو تب بھی اور نہ ہو تب بھی بہر حال تنخواہ پائے گا اور نفع سب مالک کا ہے لیکن اگر تنخواہ زیادہ بیٹھتی ہے اور جو نفع ٹھہرا تھا اگر اس کے حساب سے دیں تو کم بیٹھتا ہے تو اس صورت میں تنخواہ نہ دیں گے نفع بانٹ دیں گے

تنبیہ:۔ چونکہ اس قسم کے مسئلوں کی عورتوں کو نہایت کم ضرورت پڑتی ہے اس لئے ہم زیادہ نہیں لکھتے جب کبھی ایسا معاملہ ہوا کرے اس کی ہر بات کو کسی مولوی سے پوچھ لیا کرو تاکہ گناہ نہ ہو۔

باب نمبر ۱۸ امانت رکھنے اور رکھانے کا بیان

مسئلہ[۴] کسی نے کوئی چیز تمہارے پاس امانت رکھائی اور تم نے لے لی۔ تو اب اس کی حفاظت کرنا تم پر واجب ہو گیا۔ اگر حفاظت میں کوتاہی کی اور وہ چیز

۶: وما هلك من مال المضاربة فهو من الربح دون راس المال فان زاد الهالك على الربح فلا ضمان على المضارب لا نه امين ۱۲ هداية ج ۳ ص ۲٦٤ ودر ج ٤ ص ۷٤۹۔

۱: وان علم بعزله والمال عروض فله ان يبيعها ولا يمنعه العزل من ذلك ثم لا يجوز ان يشترى ثمنها شيئا اخروان عزله وراس المال دراهم او دنا نير قد نضت لم يحزله ان يتصرف فيها ۱۲ هدايه ج ۳ ص ۲٦٤ ولا يملك المالك فسخها فى هذه الحالة اى حالة كون المال عروضا لان للمضارب حقا فى الربح ۱۲ در ص ۷٤۹ ج ٤۔

۲: وشرط العمل على رب المال مفسد للعقد ۱۲ هدايه ج ۳ ص ۲٥۷

۳: وشركة ان ربح و اجارة فاسدة ان فسدت فلا ربح للمضارب حينئذ بل له اجر مثل عمله مطلقا ربح او لا بلا زيادة على المشروط خلا فالمحمد ۱۲ در ج ٤ ص ۷٤۰ ولو كانت المضاربة صحيحة فلم يربح المضارب لا شيئ له فلوهلك المال فى المضاربة الفاسدة عند المضارب لا يضمن المضارب المضارب اذا عمل فى المضاربة الفاسدة وربح يكون جميع الربح لرب المال وللمضارب اجر مثله فى ما عمل ولا يزاد على المسمى فى قول ابى يوسف وان لم يربح المضارب كان له اجر مثله كذا فى فتاوى قاضى خان هذا جواب ظاهر الرواية ۱۲ عالمگيرى بتغير ص ۱۷٥ ج٥۔

٤: ينعقد الا يداع بالا يجاب والقبول صراحة او دلالة مثلا اذا قال صاحب الوديعة او دعتك هذا الشيئ او جعلته امانة عندك فقال المستودع قبلت انعقد الايداع صراحة وكذا لودخل شخص خانا فقال لصاحب الخان اين اربط دابتى فاراه محلا فربط الدابة فيه انعقد الا يداع دلالة وكذلك اذا وضع رجل ماله فى دكان فراه صاحب الدكان وسكت ثم ترك الرجل ذلك المال وانصرف مار ذلك المال عند صاحب الدكان وديعة واما رد صاحب الد كان الا يداع بان قال لا اقبل فلا ينعقد الا يداع حينئذ الو ديعة امانة فى يدا لو ديع بناء عليه اذا هلكت بلا تعد من المستودع وبدون صنعه وتقصيره فى الحفظ لا يلزم الضمان الا انه اذا كان الا يداع

(جاری ہے)

ضائع ہوگئی تو اس کا تاوان یعنی ڈانڈ دینا پڑے گا۔ البتہ اگر حفاظت میں کوتاہی نہیں ہوئی پھر بھی کسی وجہ سے وہ چیز جاتی رہی مثلاً چوری ہوگئی یا گھر میں آگ لگ گئی اس میں جل گئی تو اس کا تاوان وہ نہیں لے سکتی بلکہ اگر امانت رکھتے وقت یہ اقرار کرلیا کہ اگر جاتی رہے تو میں ذمہ دار ہوں مجھ سے دام لے لینا تب بھی اس کو تاوان لینے کا اختیار نہیں یوں تم اپنی خوشی سے دے دو وہ اور بات ہے۔

مسئلہ۲ کسی[1] نے کہا میں ذرا کام سے جاتی ہوں میری چیز رکھ لو۔ تو تم نے کہا اچھا رکھ دو یا تم کچھ نہیں بولیں وہ تمہارے پاس رکھ کر چلی گئی تو امانت ہوگی۔ البتہ اگر تم نے صاف کہہ دیا کہ میں نہیں جانتی اور کسی کے پاس رکھا دو یا اور کچھ کہہ کے انکار کردیا پھر بھی وہ رکھ کر چلی گئی تو وہ اب چیز تمہاری امانت میں نہیں ہے البتہ اگر اس کے چلے جانے کے بعد تم نے اٹھا کر رکھ لیا ہو تو اب امانت ہو جائے گی۔

مسئلہ۳ کئی[2] عورتیں بیٹھی تھیں ان کے سپرد کرکے چلی گئی تو سب پر اس چیز کی حفاظت واجب ہے اگر وہ چھوڑ کر چلی گئیں اور وہ چیز جاتی رہی تو تاوان دینا پڑے گا۔ اور اگر سب ساتھ نہیں اٹھیں ایک ایک کرکے اٹھیں تو جو سب سے اخیر میں رہ گئی اسی کے ذمہ حفاظت ہوگئی۔ اب وہ اگر چلی گئی اور چیز جاتی رہی تو اسی سے تاوان لیا جائے گا۔

مسئلہ۴ جس[3] کے پاس کوئی امانت ہو اس کو اختیار ہے کہ چاہے خود اپنے پاس حفاظت سے رکھے یا اپنی ماں بہن اپنے شوہر وغیرہ کسی ایسے رشتہ دار کے پاس رکھا دیوے کہ ایک ہی گھر میں اس کے ساتھ رہتے ہوں جن کے پاس اپنی چیز بھی ضرورت کے وقت رکھا دیتی ہو لیکن اگر کوئی دیانت دار نہ ہو تو اس کے پاس رکھانا درست نہیں۔ اگر جان بوجھ کے ایسے غیر معتبر کے پاس رکھ دیا تو ضائع ہوجانے پر تاوان دینا پڑے گا۔ اور ایسے رشتہ دار کے سوا کسی اور کے پاس بھی پرائی امانت رکھانا بدون مالک کی اجازت کے درست نہیں چاہے وہ بالکل غیر ہو یا کوئی رشتہ دار بھی لگتا ہو اگر اوروں کے پاس رکھا دیا تو بھی ضائع ہوجانے پر تاوان دینا پڑے گا البتہ وہ غیر اگر ایسا شخص ہے کہ یہ اپنی چیزیں بھی اس کے پاس رکھتی ہے تو درست ہے۔

(گذشتہ سے پیوستہ)

باجرة على حفظ الوديعة فهلكت او ضاعت بسبب يمكن التحرز منه لزم المستودع ضمانها مثلا لو وقعت الساعة المودعة من يد الوديع بلا صنعه فانكسرت لا يلزمه الضمان اما لو وطئت الساعة بالرجل او وقع من اليد عليها شيئ فانكسرت لزمه الضمان كذلك اذا اودع رجل ماله عند اخر واعطاه اجرة على حفظه فضاع المال بسبب يمكن التحرزمنه كالسرقة يلزم المستودع الضمان اه مراة المجله ص ۴۰۳ و ص ۴۰۵ ج ۱ وهى امانة فلا تضمن بالهلاك مطلقا سواء امكن التحرز عنه ام لا هلك معها شئى ام لا واشتراط الضمان على الامين باطل به يفتى اه شرح التنوير ص ۶۸۱ ج ۴۔

(حاشیہ صفحہ ہٰذا)

۱: ينعقد الايداع بالايجاب والقبول صراحة او دلالة مثلا اذا قال صاحب الوديعة اودعتك هذا الشيئ او جعلته امانة عندك فقال المستودع قبلت انعقد الايداع صراحة وكذا لودخل شخص خانا فقال لصاحب الخان اين اربط دابتى فاراه محلا فربط الدابة فيه انعقد الايداع دلالة وكذلك اذا وضع رجل ماله فى دكان فراه صاحب الدكان وسكت ثم ترك الرجل ذلك المال وانصرف ما رذلك المال عند صاحب الدكان وديعة واما رد صاحب الدكان الايداع بان قال لا اقبل فلا ينعقد الايداع حينئذ الوديعة امانة فى يدا لوديع بناء عليه اذا هلكت بلا تعد من المستودع وبدون صنعه وتقصيره فى الحفظ لا يلزم الضمان الا انه اذا كان الايداع باجرة على حفظ الوديعة فهلكت او ضاعت بسبب يمكن التحرز منه لزم المستودع ضمانها مثلا لو وقعت الساعة المودعة من يد الوديع بلا صنعه فانكسرت لا يلزمه الضمان اما لو وطئت الساعة بالرجل او وقع من اليد عليها شيئ فانكسرت لزمه الضمان كذلك اذا اودع رجل ماله عند اخر واعطاه اجرة على حفظه فضاع المال بسبب يمكن التحرزمنه كالسرقة يلزم المستودع الضمان اه مراة المجله ص ۴۰۳ و ص ۴۰۵ ج ۱ وهى امانة فلا تضمن بالهلاك مطلقا سواء امكن التحرز عنه ام لا هلك معها شئى ام لا واشتراط الضمان على الامين باطل به يفتى اه شرح التنوير ص ۶۸۱ ج ۴۔

۲: لو وضع كتابه عند قوم فذهبوا او تركوه ضمنوا اذا ضاع وان قاموا واحد ابعد واحد ضمن الاخير لانه تعين للحفظ فتعين للضمان ۱۲ شامى ج ۴ ص ۷۵۵۔

۳: وللمودع حفظها بنفسه وعياله وهم من يسكن معه حقيقة او حكما لا من يمونه وشرط كونه اى من فى عياله امينا فلو علم خيانة ضمن ۱۲ در ج ۴ ص ۷۵۶۔

مسئلہ۵ کسی[1] نے کوئی چیز رکھائی اور تم بھول گئیں اسے وہیں چھوڑ کر چلی گئیں تو جاتے رہنے پر تاوان دینا پڑے گا یا کوٹھڑی صندوقچہ وغیرہ کا قفل کھول کر تم چلی گئیں اور وہاں ایرے غیرے سب جمع ہیں اور[(1)] وہ چیز ایسی ہے کہ عرفاً بغیر قفل لگائے اس کی حفاظت نہیں ہو سکتی تب بھی ضائع ہو جانے سے تاوان دینا ہوگا۔

مسئلہ۶ گھر[2] میں آگ لگ گئی تو ایسے وقت غیر کے پاس بھی پرائی امانت کا رکھا دینا جائز ہے لیکن جب وہ عذر جاتا رہا تو فوراً لے لینا چاہئے۔ اگر اب واپس نہ لیوے گی تو تاوان دینا پڑے گا۔ اسی طرح[3] مرتے وقت اگر کوئی اپنے گھر کا آدمی موجود نہ ہو تو پڑوسی کے سپرد کر دینا درست ہے۔

مسئلہ۷ اگر[4] کسی نے کچھ روپے پیسے امانت رکھوائے تو بعینہ ان ہی روپے پیسوں کا حفاظت سے رکھنا واجب ہے نہ تو اپنے روپوں میں ان کا ملانا جائز ہے اور نہ ان کا خرچ کرنا جائز۔ یہ نہ سمجھو کہ روپیہ روپیہ سب برابر۔ لاؤ اس کو خرچ کر ڈالیں جب مانگے گی تو اپنا روپیہ دے دیں گے البتہ اگر اس نے اجازت دے دی ہو تو ایسے وقت خرچ کرنا درست ہے لیکن اس کا یہ حکم ہے کہ اگر وہی روپیہ تم الگ رہنے دو تب تو امانت سمجھا جائے گا۔ اگر جاتا رہا تو تاوان نہ دینا پڑے گا۔ اور اگر تم نے اجازت لے کر اسے خرچ کر دیا تو اب وہ تمہارے ذمہ قرض ہو گیا امانت نہیں رہا۔ لہٰذا اب بہر حال تم کو دینا پڑے گا۔ اگر خرچ کرنے کے بعد تم نے اتنا ہی روپیہ اس کے نام سے الگ کر کے رکھ دیا تب بھی وہ امانت نہیں وہ تمہارا ہی روپیہ ہے اگر چوری گیا تو تمہارا گیا اس کو پھر دینا پڑے گا غرض کہ خرچ کرنے کے بعد جب تک اس کو ادا نہ کرو گی تب تک تمہارے ذمہ رہے گا۔

مسئلہ۸ سو[5] روپے کسی نے تمہارے پاس امانت رکھائے اس میں سے پچاس تم نے اجازت لے کر خرچ کر ڈالے تو پچاس روپے تمہارے ذمہ قرض ہو گئے اور پچاس امانت۔ اب جب تمہارے پاس روپے ہوں تو اپنے پاس کے پچاس روپے اس امانت کے پچاس روپے میں نہ ملاؤ اگر اس میں ملا دو گی تو وہ بھی امانت نہ رہیں گے یہ پورے سو روپے تمہارے ذمہ ہو جائیں گے اگر جاتے رہے تو پورے سو دینا پڑیں گے کیونکہ امانت کا روپیہ اپنے روپوں میں ملا دینے سے امانت نہیں رہتا بلکہ قرض ہو جاتا ہے اور ہر حال میں دینا پڑتا ہے۔

مسئلہ۹ تم[6] نے اجازت لے کر اس کے سو روپے اپنے سو روپے میں ملا دیئے تو وہ سب روپیہ دونوں کی شرکت میں ہو گیا۔ اگر چوری ہو گیا تو دونوں کا

۱: لو قال وضعتها بين يدى وقمت ونسيتها فضاعت يضمن ولو قال وضعتها فى دارى والمسئلة بحالها ان مما لا يحفظ فى عرصة الدار كصرة النقدين ضمن ولو كان مما تعد عرصتها حصينا له لا يضمن وظاهره انه يجب حفظ كل شيئ فى حرز مثله و تمام الكلام فى رد المحتار ج ٤ ص ٧٦٤۔

۲: وان حفظها بغير هم ضمن الا اذا خاف الغرق او الحرق وكان غالبا محيطا فسلمها الى جاره او فلك اخر فلو خرج من ذلك ولم يستردها ضمن وتمامه فى نور العين وفى جواهر الفتاوى و اذا دفع الوديعة لا خر لعذر فلم يستردها عقب زواله فهلكت عند الثانى لا يضم لان المودع يضمن بالدفع ولما لم يضمن به للعذر لم يضمن بالترك وتمامه فى رد المحتار ج ٤ ص ٧٥٧ وفى قرة عيون الاخيار رجح الضمان حيث قال بعد نقل كلا مهم والبحث عليه فالصواب ان يضمن فى كلتاالمسئلتين كما ذكره صاحب المحيط والله تعالى اعلم۔

۳: حضر تهاالو فاة قد فعت الو ديعة الى جار تها فهلكت عند الجارة قال البلخى ان لم يكن بحضر تها عند الوفاة احد ممن يكون فى عياله لا يضمن شامى ج ٤ ص ٧٥٧۔

٤: خلط الو ديعة بما ل اخر بحيث لا يمكن تميز ها وتفريقها عنه بدون اذان المودع يعدتعديابناء عليه لو خلط المستودع دنا نير الوديعة بد نا نير له او دنا نير وديعة عنده لا خرمتما ثلة بلا اذن فضا عت او سرقت لزم الضمان وكذا لو خلطها غير المستودع على الوجه المشروع وضمن الخا لط اه مراة المجلة ج ١ ص ٤١٣۔

٥: فان انفق المودع بعضها ثم رد مثله فخلطه بالباقى ضمن الجميع ١٢ هدايه ج ٣ ص ٢٧٣۔

٦: وان باذنه اشتر كا كما لو اختلطت بغير صنعه فان هلك هلك من مالهما جميعا وتقسيم الباقى بينهما على قدر ما كان لكل واحد منهما كالمال المشترك ١٢ در و شامى ج ٤ ص ٧٦١ اذا خلط المستودع الوديعة باذن صا حبها على الوجه الذى ذكر او اختلطت مع مال اخر بدون صنعه بحيث لا يمكن تفريق احد المالين عن الا خرمثلا اذا تهرى الكيس الذى فيه دنا نير الوديعة داخل صندوق فيه دنا نير اخر للمستودع مما ثلة لها فاختلط الما لا ن اشترك صاحب الو ديعة والمستودع بمجموع الدنا نير كل منهما على قدر حصته وبهذه الصورة اذا هلكت اوضاعت بلا تعدو لا تقصير لا يلزم الضمان اه مراة المجلة ج ١ ص ٤١٤۔

(۱) لفظ "اور وہ چیز ایسی ہے سے حفاظت نہیں ہو سکتی" تک اس مرتبہ اضافہ ہوا ۱۲ شبیر علی۔

گیا کچھ نہ دینا پڑے گا اور اگر اس میں کچھ چوری ہو گیا کچھ رہ گیا تب بھی آدھا اس کا گیا آدھا اس کا۔ اور اگر سو ایک کے ہوں دو سو ایک کے تو اس کے حصے کے موافق اس کا جاوے گا اس کے حصے کے موافق اس کا۔ مثلاً اگر بارہ روپے جاتے رہے تو چار روپے ایک سو روپے والے کے گئے اور آٹھ روپے دو سو والے کے۔ یہ حکم اسی وقت ہے جب اجازت سے ملائے ہوں اور اگر بغیر اجازت کے اپنے روپے میں ملا دیا ہو تو اس کا وہی حکم ہے جو بیان ہو چکا کہ امانت کا روپیہ بلا اجازت اپنے روپوں میں ملا لینے سے قرض ہو جاتا ہے اس لئے اب وہ روپیہ امانت نہیں رہا جو کچھ گیا تمہارا گیا اس کا روپیہ اس کو بہر حال دینا پڑے گا۔

مسئلہ ۱۰ کسی نے بکری یا گائے وغیرہ امانت رکھائی تو اس کا دودھ پینا یا کسی اور طرح اس سے کام لینا درست نہیں۔ البتہ اجازت سے یہ سب جائز ہو جاتا ہے بلا اجازت جتنا دودھ لیا ہے اس کے دام دینے پڑیں گے۔

مسئلہ ۱۱ کسی نے ایک کپڑا یا زیور یا چارپائی وغیرہ رکھائی اس کی بلا اجازت اس کا برتنا درست نہیں اگر اس نے بلا اجازت کپڑا یا زیور پہنا یا چارپائی پر لیٹی بیٹھی اور اس کے برتنے کے زمانہ میں وہ کپڑا پھٹ گیا یا چور لے گیا یا زیور چارپائی وغیرہ ٹوٹ گئی یا چوری ہو گئی تو تاوان دینا پڑے گا۔ البتہ اگر توبہ کر کے پھر اسی طرح حفاظت سے رکھ دیا پھر کسی طرح ضائع ہوا تو تاوان نہ دینا پڑے گا۔

مسئلہ ۱۲ صندوق میں سے امانت کا کپڑا نکالا کہ شام کو یہی پہن کر فلانی جگہ جاؤں گی۔ پھر پہننے سے پہلے ہی وہ جاتا رہا تو بھی تاوان دینا پڑے گا۔

مسئلہ ۱۳ امانت کی گائے یا بکری وغیرہ بیمار پڑ گئی تم نے اس کی دوا کی۔ اس دوا سے وہ مر گئی تو تاوان دینا پڑے گا۔ اور اگر دوا نہ کی اور مر گئی تو تاوان نہ دینا ہو گا۔

مسئلہ ۱۴ کسی نے رکھنے کو روپیہ دیا تم نے بٹوے میں ڈال لیا یا ازار بند میں باندھ لیا لیکن ڈالتے وقت وہ روپیہ ازار بند یا بٹوے میں نہیں پڑا بلکہ نیچے گر گیا مگر تم یہی سمجھیں کہ میں نے بٹوے میں رکھ لیا تو تاوان نہ دینا پڑے گا۔

مسئلہ ۱۵ جب وہ اپنی امانت مانگے تو فوراً اس کو دے دینا واجب ہے بلا عذر نہ دینا اور دیر کرنا جائز نہیں۔ اگر کسی نے اپنی امانت مانگی تم نے کہا بہن اس وقت ہاتھ خالی نہیں کل لے لینا۔ اس نے کہا اچھا کل ہی سہی تب تو خیر کچھ حرج نہیں اور اگر وہ کل کے لینے پر راضی نہ ہوئی اور نہ دینے سے خفا ہو کر چلی گئی تو اب وہ چیز امانت نہیں رہی۔ اب اگر جاتی رہے گی تو تم کو تاوان دینا پڑے گا۔

۱: اذا هلكت الوديعة او نقصت قيمتها بسبب تعدى المستودع او تقصيره لزمه الضمان مثلا اذا صرف المستودع نقود الوديعة فى امور نفسه واستهلكها ضمنها وبهذه الصورة اذا صرف النقود التى هى امانة عنده على الوجه المذكور ثم وضع بدل تلك للنقود فى الكيس المعد لها فهلكت او ضاعت بلدون تعدو لا تقصير منه ضمن اه مراة ص ۴۱۲ ج ۱۔

۲: اودعه حيوانا وغاب فحلب البانها فخاف فسادها وهو فى المصر فباع بغير امر القاضى ضمن وبامره لا يضمن ۱۲ عالمگیری ص ۱۰۶ ج ۳ منافع الوديعة لصاحبها مثلا نتاج حيوان الوديعة اى فلوه ولبنه وشعره لصاحب الحيوان اه مراة المجلة ج ۱ ص ۴۱۹ يسوغ للمستودع استعمال الوديعة باذن صاحبها اه مراة المجلة ج ۱ ص ۴۱۶۔

۳: واذا تعدى المودع فى الوديعة بان كانت دابة فركبها او ثوبا فلبسه او عبدا فاستخدمه او اودعها عند غيره ثم ازال التعدى فردها الى يده زال لضمان ۱۲ هدايه ص ۲۷۲ ج ۴ ص ودر ص ۷۶۱ ج ۴۔

۴: لو نزع ثوب الوديعة ليلا ومن عزمه ان يلبسه ثم سرق ليلا لا يبرأ عن الضمان ۱۲ شامى ج ۳ ص ۷۶۱۔

۵: مرضت دابة الوديعة فامر المودع انسانا فعالجها ضمن المالك ايهما شاء فلو ضمن المودع لا يرجع على المعالج ولو ضمن المعالج يرجع على المودع علم انها للغير اولا الا ان قال المودع ليست لى اولم امره بذلك لا يرجع ۱۲ شامى ج ۴ ص ۷۵۸ وفى الدر ج ۴ ص ۷۶۴ وعن محمد اصاب الوديعة شيئ فامر المودع رجلا ليعالجها فعطبت من ذلك فلربها تضمين من شاء لكن ان ضمن المعالج رجع على الاول ان لم يعلم انها لغيره والا لم يرجع اه وتفصيل المسئلة فى قرة عيون الاخيار فلينظر هناك لا يسعه المقام ۱۲ س۔

۶: ربطها فى طرف كمه او عمامة او شدها فى منديل او وضعه فى كمه او القاها فى جيبه ولم تقع فيه وهو يظن انها وقعت فيه لا يضمن ۱۲ رد المحتار ج ۴ ص ۷۶۶۔

۷: اذا طلبها المالك فقال لا اقدر على احضارها الساعة فتركه المالك وذهب ان كان عن رضى لا يضمن وان كان عن غير رضى ضمن وان كان الطالب وكيل المالك يضمن ۱۲ عالمگیری ج ۵ ص ۲۱۵۔

مسئلہ۱۶ کسی نے اپنا آدمی امانت مانگنے کے لئے بھیجا۔ تم کو اختیار ہے کہ اس آدمی کو نہ دو اور کہلا بھیجو کہ وہ خود ہی آکر اپنی چیز لے جاویں ہم کسی اور کہ نہ دیں گے اور اگر تم نے اس کو سچا سمجھ کر دے دیا اور پھر مالک نے کہا کہ میں نے اس کو نہ بھیجا تھا تم نے کیوں دے دیا۔ تو وہ تم سے لے سکتا ہے اور تم اس آدمی سے وہ شے لوٹا سکتی ہو۔ اور اگر اس کے پاس سے وہ شے جاتی رہی ہو تو تم اس سے دام نہیں لے سکتی ہو اور مالک تم سے دام لے گا۔

باب نوز دہم مانگے کی چیز کا بیان

مسئلہ۱ کسی[2] سے کوئی کپڑا یا زیور یا چارپائی، برتن وغیرہ کوئی چیز کچھ دن کے لئے مانگ لی کہ ضرورت نکل جانے کے بعد دی جاویں گی تو اس کا حکم بھی امانت کی طرح ہے اب اس کو اچھی طرح حفاظت سے رکھنا واجب ہے اگر باوجود حفاظت کے جاتی رہے تو جس کی چیز ہے اس کو تاوان لینے کا حق نہیں ہے بلکہ اگر تم نے اقرار کر لیا ہو کہ اگر جاوے گی تو ہم سے دام لے لینا تب بھی تاوان لینا درست نہیں۔ البتہ اگر حفاظت نہ کی اس وجہ سے جاتی رہی تو تاوان دینا پڑے گا اور مالک کو ہر وقت اختیار ہے جب چاہے اپنی چیز لے لیوے تم کو انکار کرنا درست نہیں۔ اگر مانگنے پر نہ دی تو پھر ضائع ہو جانے پر تاوان دینا پڑیگا۔

مسئلہ۲ جس[3] طرح برتنے کی اجازت مالک نے دی ہو اسی طرح برتنا جائز ہے اس کے خلاف درست نہیں اگر خلاف کرے گی تو جاتے رہنے پر تاوان دینا پڑے گا جیسے کسی نے اوڑھنے کو دوپٹہ دیا یہ اس کو بچھا کر لیٹی اس لئے وہ خراب ہو گیا یا چارپائی پر اتنے آدمی لد گئے کہ وہ ٹوٹ گئی یا شیشے کا برتن آگ پر رکھ دیا وہ ٹوٹ گیا اور کچھ ایسی خلاف بات کی تو تاوان دینا پڑے گا۔ اسی طرح اگر چیز مانگ لائی اور یہ بدنیتی کی کہ اب اس کو لوٹا کر نہ دوں گی بلکہ ہضم کر جاؤں گی تب بھی تاوان(۱) دینا پڑے گا۔

مسئلہ۳ ایک[4] یا دو دن کے لئے کوئی چیز منگوائی تو اب ایک دو دن کے بعد پھیر دینا ضروری ہے جتنے دن کے وعدے پر لائی تھی اتنے دن کے بعد اگر نہ پھیرے گی تو جاتے رہنے پر تاوان دینا پڑے گا۔

۱: رسول المودع طلبها فقال لا ادفع الا الى الذى جاء بها فسرق يضمن عنه الثانى وفى ظاهر المذهب لا يضمن ١٢ عالمگيرى ص ٢١٥ او دع رجل رجلا درهم فجاء رجل وقال ارسلنى اليك صاحب الوديعةلتدفعها الى فد فعها اليه فهلكت عند ه ثم جاء صاحبها وانكرذلك فالمستودع ضامن فان صدقه المودع فى كونه رسولاً ولم يشترط عليه الضمان لا يرجع وان كذبه فى كونه رسولا ومع هذا دفع او لم يصدقه ولم يكذبه ومع هذا دفع او صدقة ورفع اليه على الضمان يرجع وتما مه فى عالمگيرية ج ٥ ص ٢١٩ ومزيد تفصيل المسئلة فى رد المحتار ج ٤ ص ٢١٥ وتكملة ج ٢ ص ٢٦٥ ١٢ س۔

۲: العارية امانة فى يد المستعير فاذا هلكت او ضاعت او نقصت قيمتها بلا تعد ولا تقصير لا يلزم الضمان مثلا اذا سقطت المراة المعارة من يد المستعير بلا تعد او زلقت رجله فسقطت المراة فانكسرت لا يلزمه الضمان وكذا لو وقع على البساط المعارشئى فتلو ث به و نقصت قيمته فلا ضمان ولو هلكت العارية بلا تعد من المستعير فلا ضمان ولو شرط الضمان فانه باطل كما فى المحيط وفى البزازية اعرنى هذا على انه ان ضاع فانا ضامن وضاع لم يضمن وفى شرح الطحاوى لو تعدى ضمن بالا جماع ا ه مراة المجلة ج ١ ص ٤٢٦، ٤٢٧ بحذف متى طلب المعير العارية لزمه المستعير رد ها اليه فورا و اذا وقفها واخرها بلا عذر فتلفت العارية او نقصت قيمتها ضمن ا ه مراة المجلة ص ٤٣٦ ج ١۔

۳: اذا قيدت الا عارة بنوع من انواع الا نتفاع فليس للمستعير ان يتجاوز ذلك النوع الى ما فوقه لكن له ان يخالف با ستعمال العارية بما هو مساو لنوع الا ستعمال الذى قيدت به او بنوع اخف منه مثلا لو استعار دابة ليحملها حنطه فليس له ان يحمل عليها حديد ا او احجارا و انما له ان يحملها شيئا مسا ويا للحنطة او اخف منها و كذا لو استعار دابة للركوب فليس له ان يحملها حملا واما لداية المستعارة للحمل فانها تركب ا ه مراة المجلة ص ٤٣١ ج ١۔

٤: اذا كانت العارية مقيدة بزمان او مكان يعتبر ذلك القيد فليس للمستعير مخالفة مثلا اذا استعار دابة لير كبها ثلاث ساعات فليس للمستعير ان يركبها اربع ساعات وكذااذا استعار فرساليركبه الى محل فليس له ان يركبه الى محل غيره لو كانت العارية مقيدة فى الوقت مطلقة فى غيره نحو ان يعيره يو ما هذه عارية مطلقة الا فى حق الوقت حتى لو لم يردها بعد مضى الوقت مع الا مكان ضمن اذا هلك سواء استعملها بعد الوقت اولاه مراة المجلة ج ١ ص ٤٣٠۔

(۱) جب وہ چیز جاتی ہے۔

مسئلہ۴ جو چیز مانگی لی ہے یہ دیکھنا چاہئے کہ اگر مالک نے زبان سے صاف کہہ دیا کہ چاہو خود برتو۔ چاہو دوسرے کو دو۔ مانگنے والی کو درست ہے کہ دوسرے کو بھی برتنے کے لئے دے دے۔ اسی طرح اگر اس نے صاف تو نہیں کہا مگر اس سے میل جول ایسا ہے کہ اس کو یقین ہے کہ ہر طرح اس کی اجازت ہے تب بھی یہی حکم ہے اور اگر مالک نے صاف منع کر دیا کہ دیکھو تم خود برتنا کسی اور کو مت دینا تو اس صورت میں کسی طرح درست نہیں کہ دوسرے کو برتنے کے لئے دی جائے اور اگر مانگنے والی نے یہ کہہ کر منگائی ہے کہ میں برتوں گی اور مالک نے دوسرے کے برتنے سے منع نہ کیا اور نہ صاف اجازت دی تو اس چیز کو دیکھو کیسی ہے اگر وہ ایسی ہے کہ سب برتنے والے اس کو ایک ہی طرح برتا کرتے ہیں برتنے میں فرق نہیں ہوتا تب تو خود بھی برتنا درست ہے اور دوسرے کو برتنے کے لئے دینا بھی درست ہے اور اگر وہ چیز ایسی ہے کہ سب برتنے والے اس کو ایک طرح نہیں برتا کرتے بلکہ کوئی اچھی طرح برتتا ہے کوئی بری طرح تو ایسی چیز تم دوسرے کو برتنے کے واسطے نہیں دے سکتی ہو۔ اسی طرح اگر یہ کہہ کر منگائی ہے کہ ہمارا فلانا رشتہ دار یا ملاقاتی برتے گا اور مالک نے تمہارے برتنے نہ برتنے کا ذکر نہیں کیا تو اس صورت میں بھی یہی حکم ہے کہ اول قسم کی چیز کو تم بھی برت سکتی ہو اور دوسری قسم کی چیز کو تم نہیں برت سکو گی صرف وہی برتے گا جس کے برتنے کے نام سے منگائی ہے۔ اور اگر تم نے یوں ہی منگا بھیجی نہ اپنے برتنے کا نام لیا نہ دوسرے کے برتنے کا اور مالک نے بھی کچھ نہیں کہا تو اس کا حکم یہ ہے کہ اول قسم کی چیز کو تو تم بھی برت سکتی ہو اور دوسرے کو بھی برتنے کے لئے دے سکتی ہو اور دوسرے قسم کی چیز میں یہ حکم ہے کہ اگر تم نے برتنا شروع کر دیا تب تو دوسرے کو برتنے کے واسطے نہیں دے سکتیں۔ اور اگر دوسرے سے برتوالیا تو تم نہیں برت سکتیں خوب سمجھ لیجیو۔

مسئلہ۵ ماں[2] باپ وغیرہ کا کسی کو چھوٹے نابالغ کی چیز کا مانگے دینا جائز نہیں ہے اگر وہ[1] چیز جاتی رہے تو تاوان دینا پڑے گا۔ اسی طرح اگر خود نابالغ اپنی چیز دے دے اس کا لینا بھی جائز نہیں۔

مسئلہ۶ کسی[3] سے کوئی چیز مانگ کر لائی گئی پھر وہ مالک مر گیا تو اب مرنے کے بعد وہ مانگے کی چیز نہیں رہی اب اس سے کام لینا درست نہیں اس طرح اگر وہ مانگنے والی مر گئی تو اس کے وارثوں کو اس سے نفع اٹھانا درست نہیں۔

باب بستم

ہبہ یعنی کسی کو کچھ دیدینے کا بیان

مسئلہ۱ تم[4] نے کسی کو کوئی چیز دی اور اس نے منظور کر لیا منہ سے کچھ نہیں کہا بلکہ تم نے اس کے ہاتھ پر رکھ دیا اور اس نے لے لیا تو اب وہ چیز اسی کی

۱: وله ان يعير غيره سواء كان شيئا يتفاوت الناس في الا نتفاع به اولا ينفا وتون اذا كانت الا عارة مطلقة لم يشترط على المستعير الانتفاع بها بنفسه فاما اذا شرط عليه ذلك فله ان يعير مالا يتفاوت الناس في الا نتفاع به دون ما ينفا وتون فيه مثال هذا استعار من اخر ثوبا ليلبسه بنفسه او دابة لير كبها بنفسه فليس له الباس غيره ولا اركاب غيره ولو استعار دار ليسكنها بنفسه فله ان يسكنها من شاء ولو استعار ثوبا اللبس ولم يسم اللابس او دابة للركوب ولم يسم الراكب فله الباس غيره او اركاب غيره ——————
فان لبس اوركب بنفسه فاراد ان يعير من غيره او البس غيره او راكب غيره او لا ثم اراد ان يركب او يلبس بنفسه فقد اختلفو فيه والاصح انه لا يملك ذلك ولو فعله ضمن اه فتاوىٰ هنديه ج ۳ ص ۱۰۳۳ ـ

۲: ليس للاب اعارة مال طفله لعدم البدل وكذا القاضي والوصي ۱۲ در ص ۷۷۴ ج ۴ ـ

۳: اذا مات المعير او المستعير تبطل الا عارة بموت احد العاقدين اه مراة المجلة ص ۴۲۵ ج ۱ ـ

۴: هي (اى الهبة) تمليك العين مجانا ۱۲ در ص ۷۷۶ ج ۴ تصح الهبة بايجاب وقبول وتتمه القبض اه مجمع ص ۳۵۳ ج ۲ التلفظ بالا يجاب والقبول لا يشترط بل تكفي القرائن الدالة على التمليك كمن دفع لفقير شيئا وقبضه ولم يتلفظ واحد منهما بشئ اه مراة ج ۱ ص ۴۴۵ القبض في الهبة كالقبول في البيع عليه تتم الهبة اذا قبض المو هوب له في مجلس الهبة المال الموهوب بدون ان يقول قبلت او اتهبت عند ايجاب الواهب اى قوله وهبتك هذا المال وفي الذخيرة قال امير اذا قال الرجل لغيره وهبت فرسي هذا منك والفرس حاضر فقبض الموهو ب له الفرس ولم يقل قبلت جازت الهبة وكذا لو كان الفرس غائبا فذهب وقبضه ولم يقل قبلت جازت يلزم اذن الواهب صراحة او دلالة في القبض ايجاب الواهب دلالة اذن بالقبض واما اذنه صراحة فهو قوله خذهذا المال فاني وهبتك اياه ان كان المال حاضرا في مجلس الهبة وان كان غائبا فقوله وهبتك المال الفلاني اذهب وخذه امر صريح اه مراة المجلة ص ۴۲۶ ج ۱ ـ

ہو گئی اب تمہاری نہیں رہی بلکہ وہی اس کی مالک ہے اس کو شرع میں ہبہ کہتے ہیں۔ لیکن اسکی کئی شرطیں ہیں۔ ایک تو اس کے حوالہ کر دینا اور اس کا قبضہ کر لینا ہے اگر تم نے کہا یہ چیز ہم نے تم کو دے دی اس نے کہا ہم نے لے لی۔ لیکن ابھی تم نے اس کے حوالے نہیں کیا تو یہ دینا صحیح نہیں ہوا ابھی وہ چیز تمہاری ہی ملک ہے البتہ اگر اس نے اس چیز پر قبضہ کر لیا تو اب قبضہ کر لینے کے بعد اس کی مالک بنی۔

مسئلہ۲ تم نے وہی دی ہوئی چیز اس کے سامنے اس طرح رکھ دی کہ اگر وہ اٹھانا چاہے تو لے سکے اور کہہ دیا کہ لو اس کو لے لو تو اس پاس رکھ دینے سے بھی وہ مالک بن گئی۔ ایسا سمجھیں گے کہ اس نے اٹھالیا اور قبضہ کر لیا۔

مسئلہ۳ بند صندوق میں کچھ کپڑے دے دیئے لیکن اس کی کنجی نہیں دی تو یہ قبضہ نہیں ہوا جب کنجی دیدے گی تب قبضہ ہوگا۔ اس وقت اسکی مالک بنے گی۔

مسئلہ۴ کسی بوتل میں تیل رکھا ہے یا اور کچھ رکھا ہے تم نے وہ بوتل کسی کو دے دی لیکن تیل نہیں دیا تو یہ دینا صحیح نہیں۔ اگر وہ قبضہ کر لے تب بھی اس کی مالک نہ ہوگی جب اپنا تیل نکال کے دو گی تب وہ مالک ہوگی۔ اور اگر تیل کسی کو دے دیا مگر بوتل نہیں دی اور اس نے بوتل سمیت لے لیا کہ ہم خالی کر کے پھیر دیں گے تو یہ تیل کا دینا صحیح ہے۔ قبضہ کر لینے کے بعد مالک بن جاوے گی۔ غرض کہ جب برتن وغیرہ کوئی چیز دو تو خالی کر کے دینا شرط ہے بغیر خالی کئے دینا صحیح نہیں ہے۔ اسی طرح اگر کسی نے مکان دیا تو اپنا سارا مال اسباب نکال کے خود بھی اس گھر سے نکل کے دینا چاہیے۔

مسئلہ۵ اگر کسی کو آدھی یا تہائی یا چوتھائی چیز دو پوری چیز نہ دو تو اس کا حکم یہ ہے کہ دیکھو وہ کس قسم کی چیز ہے آدھی بانٹ دینے کے بعد بھی کام کی رہے گی یا نہ رہے گی۔ اگر بانٹ دینے کے بعد اس کام کی نہ رہے جیسے چکی کہ اگر بیچوں بیچ سے توڑ کے دے دو تو پیسنے کے کام کی نہ رہے گی۔ اور جیسے چوکی۔ پلنگ۔ پتیلی۔ لوٹا۔ کٹورہ۔ پیالہ۔ صندوق جانور وغیرہ ایسی چیزوں کو بغیر تقسیم کئے بھی آدھی تہائی جو کچھ دینا منظور ہو دینا جائز ہے اگر وہ قبضہ کر لے تو جتنا حصہ تم نے دیا ہے اس کی مالک بن گئی اور وہ چیز ساجھے میں ہو گئی۔ اور اگر وہ چیز ایسی ہے کہ تقسیم کرنے کے بعد بھی کام کی رہے جیسے زمین، گھر، کپڑے کا تھان، جلانے کی لکڑی، اناج غلہ، دودھ دہی وغیرہ تو بغیر تقسیم کئے انکا دینا صحیح نہیں ہے۔ اگر تم نے کسی سے کہا ہم نے اس برتن کا آدھا گھی تم کو دے دیا۔ وہ کہے ہم نے لے لیا تو یہ دینا صحیح نہیں ہوا بلکہ اگر وہ برتن پر قبضہ بھی کر لے تب بھی اسکی مالک نہیں ہوئی۔ ابھی سارا گھی تمہارا ہی ہے۔ ہاں اس کے بعد اگر اس میں کا آدھا گھی الگ کر کے اس کے حوالے کر دو تو اب البتہ اس کی مالک ہو جائے گی۔

مسئلہ۶ ایک تھان یا ایک مکان یا باغ وغیرہ دو آدمیوں نے مل کر آدھا آدھا خرید ا تو جب تک تقسیم نہ کرلو تب تک اپنا آدھا حصہ کسی کو دے

۲،۱: والتمکن من القبض کالقبض فلو وھب لرجل ثیابا فی صندوق مقفل ودفع الیہ الصندوق لم یکن قبضا وان مفتوحا کان قبضا لتمکنہ منہ ۱۲ در ج ٤ ص ۷۷۸۔

۳: ھبۃ الشاغل تجوز وھبۃ المشغول لا تجوز والا صل فی جنس ھذہ المسائل ان اشتغال الموھوب بملك الواھب یمنع تمام الھبۃ لان القبض شرط واما اشتغال ملك الواھب بالموھوب فلا یمنع تمام الھبۃ مثالہ وھب جرابا فیہ طعامہ لا تجوز ولو وھب طعاما فی جراب جازت وعلی ھذا نظائرہ اذا وھب دابۃ وعلیھا سرج او لجام دون السرج واللجام وسلمھا الیہ فالھبۃ تامۃ ولو وھب السرج واللجام دون الدابۃ فالھبۃ غیر تامۃ و کذلك لو وھب الماء فی القمقمۃ یجوز و لو وھب القمقمۃ دون الماء لم تجز عن ابی یوسف لا یجوز للرجل ان یھب لا مراتہ وان تھب لزوجھا اولا جنبی دارا وھما فیھا ساکنان و کذلك للولد الکبیر اہ فتاوی ھندیہ ج ۳ ص ۱۰۵۱ بتغیر۔

٤: و تصح فی محرز مفرغ عن املاك الواھب و حقوقہ ومشاع لا یقسم ولا یبقی منتفعابہ بعد القسمۃ من جنس الا نتفاع الذی کان قبل القسمۃ کالبیت الصغیر والحمام الصغیر و لا یصح فی مشاع یقسم ویبقی منتفعا بہ قبل القسمۃ وبعد ھا وھبۃ المشاع فیما لا یحتمل القسمۃ تجوز من الشریك ومن الا جنبی اہ فتاوی ھندیہ ص ۱۰٤۷ و ص ۱۰٤۸ ج ۳۔

۵: لو وھب مشاعا فی ما یقسم ثم افرزہ و سلمہ صح عالمگیری ص ۲۳۱ ج ۵۔

٦: ولا یصح فی مشاع یقسم ویبقی منتفعابہ قبل القسمۃ وبعدھا ۱۲ عالمگیری ص ۲۲۹ ج ۵۔

(۱) یعنی اگر ماں باپ وغیرہ نے نابالغ کی چیز کسی کو عاریۃً دے دی اور وہ جاتی رہے تو دینے والے کو تاوان دینا پڑے گا خواہ کسی طرح جاتی رہے ۱۲۔

دینا صحیح نہیں۔

مسئلہ۷ آٹھ[۱] آنے یا بارہ آنے پیسے دو شخصوں کو دیئے کہ تم دونوں آدھے آدھے لے لو۔ یہ صحیح نہیں بلکہ آدھے آدھے تقسیم کر کے دینا چاہئیں۔[(۱)] البتہ اگر وہ دونوں فقیر ہوں تو تقسیم کی ضرورت نہیں اور اگر ایک روپیہ یا ایک پیسہ دو ۲ آدمیوں کو دیا تو یہ دینا صحیح ہے۔

مسئلہ۸ بکری[۲] گائے وغیرہ کے پیٹ میں بچہ ہے تو پیدا ہونے سے پہلے ہی اس کا دے دینا صحیح نہیں ہے بلکہ اگر پیدا ہونے کے بعد وہ قبضہ بھی کر لے تب بھی مالک نہیں ہوئی۔ اگر دینا ہو تو پیدا ہونے کے بعد پھر سے دے دے۔

مسئلہ۹ کسی[۳] نے بکری دی اور کہا کہ اس کے پیٹ میں جو بچہ ہے اس کو ہم نہیں دیتے وہ ہمارا ہی ہے تو بکری اور بچہ دونوں اسی کے ہو گئے۔ پیدا ہونے کے بعد بچہ لے لینے کا اختیار نہیں ہے۔

مسئلہ۱۰ تمہاری[۴] کوئی چیز کسی کے پاس امانت رکھی ہے تم نے اسی کو دے دی تو اس صورت میں فقط اتنا کہہ دینے سے کہ میں نے لے لی اس کی مالک ہو جائے گی اب جا کر دوبارہ اس پر قبضہ کرنا شرط نہیں ہے کیونکہ وہ چیز تو اس کے پاس ہی ہے۔

مسئلہ۱۱ نابالغ[۵] لڑکا یا لڑکی اپنی چیز کسی کو دے دے تو اس کا دینا صحیح نہیں ہے اور اس کی چیز لینا بھی ناجائز ہے۔ اس مسئلہ کو خوب یاد رکھو بہت لوگ اس میں مبتلا ہیں۔

باب بست وہفتم بچوں کو دینے کا بیان

مسئلہ۱ ختنہ[۶] وغیرہ کسی تقریب میں چھوٹے بچوں کو جو کچھ دیا جاتا ہے اس سے خاص اس بچہ کو دینا مقصود نہیں ہوتا بلکہ ماں باپ کو دینا مقصود ہوتا ہے اسلئے وہ سب نیوتہ بچہ کی ملک نہیں بلکہ ماں باپ اس کے مالک ہیں جو چاہیں سو کریں۔ البتہ اگر کوئی شخص خاص[۷] بچہ ہی کو کوئی چیز دیوے تو پھر وہی بچہ اس کا مالک ہے اگر بچہ سمجھدار ہے تو خود اسی کا قبضہ کر لینا کافی ہے جب قبضہ کر لیا تو مالک ہو گیا۔ اگر بچہ قبضہ نہ کرے یا قبضہ کرنے کے لائق نہ ہو تو اگر باپ ہو تو اس کے قبضہ کر لینے سے اور اگر باپ نہ ہو تو دادا کے قبضہ کر لینے سے بچہ مالک ہو جائے گا۔ اگر باپ دادا موجود نہ ہوں تو وہ بچہ جس کی پرورش میں ہے اس کو قبضہ کرنا چاہیے اور باپ دادا کے ہوتے ماں نانی دادی وغیرہ اور کسی کا قبضہ کرنا معتبر نہیں ہے۔

مسئلہ۲ اگر[۸] باپ اس کے نہ ہونے کے وقت دادا اپنے بیٹے پوتے کو کوئی چیز دینا چاہے تو بس اتنا کہہ دینے سے ہبہ صحیح ہو جائے گا کہ میں نے اس کو یہ چیز دے دی۔ اور باپ دادا نہ ہو اس وقت ماں بھائی وغیرہ بھی اگر اس کو کچھ دینا چاہیں اور وہ بچہ ان کی پرورش میں بھی ہو۔ ان کے اس کہہ

۱: واذا تصدق بعشرة دراهم او وهبها لفقيرين صح لا لغنيين وهب لرجلين درهما ان صحيحاً صح ان مغشو شا لا لانه مما يقسم ۱۲ در مختار ج ٤ ص ۷۸٦۔

۲: لو وهب الحمل وسلم بعد الو لادة لا يجوز لان في وجوده احتمالا فصار كالمعدوم ۱۲ رد المحتار ج ٤ ص ۷۸۲۔

۳: وان وهبها واستثنى مافي بطنها جازت الهبة في الام والو لدلو الا ستثناء باطل اه فتاوى هنديه ص ۱۰۵۲ ج ۳۔

٤: وهبة شئى هو في يد الموهوب له تتم بلا تجديد قبض اه مجمع الا نهر ج ۲ ص ۳۵۷ من وهب ماله الذى هو فى يد اخر له تتم الهبة ولا حاجة الى القبض والتسليم مرة اخرى اه مراة المجلة ج ۱ ص ٤٤۸۔

٥: يشترط ان يكون الواهب عاقلا بالغابنا ء عليه لا تصح هبة الصغير والمعتوه واما الهبة لهولاء فصحيحة اه مراة المجلة ج ۱ ص ٤٥٤۔

٦: ويباح لوالديه ان ياكلا من ماكول وهب له وقيل لا فافاد ان غير الماكول لا يباح الا لحاجة وضعوا هدية الختان بين يدى الصبى مما يصلح له كثياب الصبيان فالهدية له والا فان المهدى من اقرباء الا ب او معارفه فللاب او من معارف الا م فللام قال هذا للصبى او لا ۱۲ در مختار ص ۸٤ ج ٤۔

۷: وان وهب له اجنبى يتم بقبض وليه وهو احد الا ربعة الاب ثم وصيه ثم الجد ثم وصيه وان لم يكن فى حجر هم وعند عدمهم تتم بقبض من يعوله كعمه وامه واجنبى ولو ملتقطا لوفى حجر هما والا لا لفوت الولاية وبقبضه لو مميزا يعقل التحصيل ولو مع وجود ابيه ۱۲ درمختار ص ۷۸۳ ج ٤۔

۸: وهبة الاب لطفله تتم بالعقد و كذا لو وهبته امه وهو فى يدها والاب ميت وليس له وصى كذا كل من يعوله اهـ فتاوى هنديه ج ۳ ص ۱۰٦٥۔

(۱) لفظ (البتہ سے لفظ ضرورت نہیں) تک اس مرتبہ عبارت اضافہ ہوئی ۱۲ شبیر علی۔

دینے سے بھی وہ بچہ مالک ہو گیا کسی کے قبضہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

مسئلہ۳ جو چیز ہو اپنی سب اولاد کو برابر برابر دینا چاہئے۔ لڑکا لڑکی سب کو برابر دیوے۔ اگر کبھی کسی کو کچھ زیادہ دے دیا تو بھی[1] خیر کچھ حرج نہیں لیکن جسے کم دیا اس کو نقصان دینا مقصود نہ ہو نہیں تو کم دینا درست نہیں ہے۔

مسئلہ۴ جو چیز نابالغ کی ملک ہو اس کا حکم یہ ہے کہ اسی بچے ہی کے کام میں لگانا چاہئے کسی کو اپنے کام میں لانا جائز نہیں خود ماں باپ بھی اپنے کام میں نہ لاویں نہ کسی اور بچہ کے کام میں لگاویں۔

مسئلہ۵ اگر ظاہر میں بچہ کو دیا مگر یقیناً معلوم ہے کہ منظور تو ماں باپ ہی کو دینا ہے مگر اس چیز کو حقیر سمجھ کر بچے ہی کے نام سے دے دیا تو ماں باپ کی ملک ہے وہ جو چاہیں کریں پھر اس میں بھی دیکھ لیں اگر ماں کے علاقہ داروں نے دیا ہے تو ماں کا ہے اگر باپ کے علاقہ داروں نے دیا ہے تو باپ کا ہے۔

مسئلہ۶ اپنے نابالغ لڑکے کے لئے کپڑے بنوائے تو وہ لڑکا مالک ہو گیا۔ یا نابالغ لڑکی کے لئے زیور گہنا بنوایا تو وہ لڑکی اس کی مالک ہو گئی۔ اب ان کپڑوں کا یا اس زیور کا کسی اور لڑکا لڑکی کو دینا درست نہیں جس کے لئے بنوائے ہیں اسی کو دیوے۔ البتہ اگر بنانے کے وقت صاف کہہ دیا کہ یہ میری ہی چیز ہے مانگے کے طور پر دیتا ہوں تو بنوانے والے کی رہے گی۔ اکثر دستور ہے کہ بڑی بہنیں بعض وقت چھوٹی نابالغ بہنوں سے یا خود ماں اپنی لڑکی سے دوپٹہ وغیرہ کچھ مانگ لیتی ہیں تو ان کو چیز کا ذرا دیر کے لئے مانگ لینا بھی درست نہیں۔

مسئلہ۷ جس طرح خود بچہ اپنی چیز کسی کو دے نہیں سکتا اسی طرح باپ کو بھی نابالغ اولاد کی چیز دینے کا اختیار نہیں۔ اگر ماں باپ اس کی چیز کسی کو بالکل دے دیں یا ذرا دیر یا کچھ دن کے لئے مانگی دیویں تو اس کا لینا درست نہیں۔ البتہ اگر ماں باپ کو نہوت کی وجہ سے نہایت ضرورت ہو اور وہ چیز کہیں اور سے ان کو نہ مل سکے تو مجبوری اور لاچاری کے وقت اپنی اولاد کی چیز لے لینا درست ہے۔

مسئلہ۸ ماں باپ وغیرہ کو بچے کا مال کسی کو قرض دینا بھی صحیح نہیں بلکہ خود قرض لینا بھی صحیح نہیں خوب یاد رکھو۔

باب بست ودوم دے کر پھیر لینے کا بیان

مسئلہ۱ کچھ دے کر پھیر لینا بڑا گناہ ہے۔ لیکن اگر کوئی واپس لے لیوے اور جس کو دی تھی وہ اپنی خوشی سے دے بھی دیوے تو اب پھر اس کی مالک

۱: لاباس بتفضیل بعض الاولاد فی المحبة لا نها عمل القلب و کذا فی العطا یا ان لم یقصد به الا ضرار وان قصده یسوی بینهم یعطی البنت کالا بن عند الثانی وعلیه الفتوی در مختار ج ٤ ص ٧٨٥۔

۲: ویباح لو الدیه ان یاکلا من ماکول وهب له وقیل لا فافاد ان غیر الماکول لا یباح لهما الا لحا جة ١٢ در ج ٤ ص ٧٨٤ علی الشامی واذا اهدی للصبی شی وعلم انه له فلیس للوالدین الا کل منه بغیر حاجة ١٢ شباه ص ٤٨٢ وفی شرحه للحموی اقول قید به (ای بغیر حاجة) لانه لو کان لحاجة یباح وذلك علی وجهین اما ان کان فی المصر احتاج لفقره او کان فی المفازة واحتاج لعدم الطعام معه وله مال ففی الوجه الاول الا کل بغیر شئی فی الوجه الثانی اکل بالقیمة اه ومثله فی رد المحتار ج ٤ ص ٧٨٤۔

۳: اذا اهدی الفواکه للصغیر یحل للابوین الا کل منها اذا ارید بذلك الا بوان لکن الا هداء للصغیر استصغار اللهدیة اه رد المحتار ج ٤ ص ٧٨٤۔

٤: اتخذ لولده الصغیر ثوبا یملکه و کذا الکبیر بالتسلیم اتخذ لولده ثیابالیس له ان ید فعها الی غیره الا اذا بین وقت الا تخاذانها عاریة ١٢ رد المحتار ج ٤ ص ٧٧٨۔

٥: ولا یجوزان یهب شیئا من مال طفله ولو بعوض ١٢ در ص ٧٨٥ ج ٤۔

٦: بخلاف الا ب فانه لا یملك اقراض مال ابنه الصبی من الملی لعدم القدرة علی الا ستیفاء لا نه لا یتمکن من تحصیل المال من المستقرض بنفسه فکان بمنزلة الوصی الا فی روایة اه کشف المبهم ص ٣٠٦۔

٧: مثل الذی یعطی العطیة ثم یرجع فیها کمثل الکلب یا کل فاذا شبع قاء ثم عاد فی قیئه اه ابو داؤد ج ٢ ص ٤٩٩۔

٨: للواهب ان یرجع عن الهبة والهدیة بعد القبض برضاء الموهوب له وان لم یرض الموهوب له راجع الواهب الحاکم وللحاکم فسخ الهبة ان لم یکن ثمه مانع من موانع الرجوع اه مراة المجلة ج ١ ص ٤٥٦۔

(۱) مگر بلا وجہ ایسا کرنا مکروہ ہے ۱۲۔

بن جائے گی مگر بعضی باتیں ایسی ہیں جس سے پھیر لینے کا اختیار بالکل نہیں رہتا۔ مثلاً تم نے کسی کو بکری دی۔ اس نے کھلا پلا کر خوب موٹا تازہ کیا تو پھیرنے کا اختیار نہیں یا کسی کو زمین دی اس میں اس نے گھر بنالیا یا باغ لگایا تو اب پھیرنے کا اختیار نہیں یا کپڑا دینے کے بعد اس نے کپڑے کو سی لیا یا رنگ لیا یا دھلوالیا تو اب پھیرنے کا اختیار نہیں۔

مسئلہ۲ تم نے کسی کو بکری دی۔ اس کے دو ایک بچے ہوئے تو پھیرنے کا اختیار باقی ہے۔ لیکن اگر پھیرے تو صرف بکری پھیر سکتی ہے وہ بچے نہیں لے سکتی۔

مسئلہ۳ دینے کے بعد اگر دینے والا یا لینے والا مر جائے تب بھی پھیرنے کا اختیار نہیں رہتا۔

مسئلہ۴ تم کو کسی نے کوئی چیز دی۔ پھر اس کے بدلے میں تم نے بھی کوئی چیز اس کو دے دی اور کہہ دیا لو بہن اس کے عوض تم یہ لے لو تو بدلہ دینے کے بعد اب اس کو پھیر لینے کا اختیار نہیں ہے۔ البتہ اگر تم نے یہ نہیں کہا کہ ہم اس کے عوض میں دیتے ہیں تو وہ اپنی چیز پھیر سکتی ہے اور تم اپنی چیز بھی پھیر سکتی ہو۔

مسئلہ۵ بی بی نے اپنے میاں کو یا میاں نے اپنی بی بی کو کچھ دیا تو اس کے پھیر لینے کا اختیار نہیں ہے۔ اسی طرح اگر کسی نے ایسے رشتہ دار کو کچھ دیا جس سے نکاح ہمیشہ کے لئے حرام ہے اور وہ رشتہ خون کا ہے جیسے بھائی بہن بھتیجا بھانجا وغیرہ تو اس سے پھیر لینے کا اختیار نہیں ہے اور اگر قرابت اور رشتہ تو ہے لیکن نکاح حرام نہیں ہے۔ جیسے چچازاد، پھوپھی زاد بہن بھائی وغیرہ۔ یا نکاح حرام تو ہے لیکن نسب کے اعتبار سے قرابت نہیں یعنی وہ رشتہ خون کا نہیں بلکہ دودھ کا رشتہ یا اور کوئی رشتہ ہے جیسے دودھ شریک بھائی بہن وغیرہ یا داماد ساس خسر وغیرہ۔ تو ان سب سے پھیر لینے کا اختیار رہتا ہے۔

مسئلہ۶ جتنی صورتوں[1] میں پھیر لینے کا اختیار ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ بھی پھیر دینے پر راضی ہو جائے اس وقت پھیر لینے کا اختیار ہے

۱: لا تمنع الزيادة المنفصلة لولد وارش و عقرو ثمرة فيرجع فى الا صل لا الزيادة وتمامه فى الدر المختار ج ٤ ص ٧٨٨ ورد المحتار و قرة عيون الاخيار ١٢ شبير على اذا حصل فى الموهوب زيادة متصلة كان كان ارضا واحدث الموهوب له عليها بناء او غرس فيها شجراً اوكان حيوانا ضعيفا فسمن عند الموهوب له او غير الموهوب على وجه تبدل به اسمه كأن كان حنطة فطحنت وجعلت دقيقا لا يصح الرجوع عن الهبة حينئذ ا ه مراة المجلة ج ١ ص ٤٥٨ او كان الموهوب ثوبا فصبغه بعصفر او زعفران او قطعه قميصا و خاطه او جبة وحشاه او قباء اى لا يصح الرجوع ا ه فتاوىٰ هنديه ج ٣ ص ١٠٥٨ رجل وهب ثوبا فقصره الموهوب له لا يرجع الواهب فى الهبة ا ه خانيه ص ٧٠٢ ج ٤۔

۲: لا تمنع الزيادة المنفصلة كولد وارش و عقرو ثمرة فيرجع فى الا صل لا الزيادة وتمامه فى الدر المختار ج ٤ ص ٧٨٨ ورد المحتار و قرة عيون الاخيار ١٢ شبير على اذا حصل فى الموهوب زيادة متصلة كان كان ارضا واحدث الموهوب له عليها بناء او غرس فيها شجراً اوكان حيوانا ضعيفا فسمن عند الموهوب له او غير الموهوب على وجه تبدل به اسمه كأن كان حنطة فطحنت وجعلت دقيقا لا يصح الرجوع عن الهبة حينئذ ا ه مراة المجلة ج ١ ص ٤٥٨ او كان الموهوب ثوبا فصبغه بعصفر او زعفران او قطعه قميصا و خاطه او جبة وحشاه او قباء اى لا يصح الرجوع ا ه فتاوىٰ هنديه ج ٣ ص ١٠٥٨ رجل وهب ثوبا فقصره الموهوب له لا يرجع الواهب فى الهبة ا ه خانيه ص ٧٠٢ ج ٤۔

۳: وفاة كل من الواهب والموهوب له مانعة من الرجوع بناء عليه انه ليس للواهب الرجوع عن الهبة اذا تو فى الموهوب له كذلك ليس للوارثة استرداد الموهوب اذا توفى الواهب ا ه مراة المجلة ص ٤٦٠ ج ١۔

۴: (والعين) العوض بشرط ان يذكر لفظا يعلم الواهب انه عوض كل هبة فان قال خذ عوض هبتك او بدلها اوفى مقابلتها فقبضه الواهب سقط الرجوع ولو لم يذكرانه عوض رجع كل بهبته ا ه مراة المجلة ج ١ ص ٤٥٧۔

۵: من وهب لا صوله وفروعه او لا خيه اواخته اولا ولا دهما او لعمه وعمتهشيئا فليس له الرجوع ۔ لو وهب كل من الزوج والزوجة صاحبه شيئا حال كو ن الزوجية قائمة بينهما فبعد التسليم ليس له الرجوع ا ه مراة المجلة ج ١ ص ٤٥٧ والمحرمية بالسبب لا بالقرابته لا تمنع الرجوع كالا باء والا مهات والاخوة والا خوات من الرضاعة وكذا المحرميات بالمصاهرة كامهات النساء والربائب وازواج البنين والبنات اه فتاوى هنديه ص ١٠٥٩ ج٣۔

۶: وليس له حق الرجوع بعد التسليم فى ذى الرحم المحرم وفى ما سوى ذلك له حق الرجوع الا ان بعد التسليم لا يتفرد الواهب بالرجوع بل يحتاج فيه الى القضاء او الرضاء وقبل التسليم يتفرد الواهب بذلك الرجوع فى الهبة مكروه فى الا حوال كلها ويصح ١٢ عالمگيرى ص ٢٣٥ ج ٥۔

(۱) اس مسئلہ میں الفاظ (بدون قضا قاضی کے) اضافہ ہوئے اور۔ (پھیر لینے کا اختیار نہیں) سے (مالک نہ ہوگا) تک عبارت سابقہ کی جگہ تبدیل کی گئی۔ ۱۲ شبیر علی۔

جیسا اوپر آ چکا۔ لیکن گناہ اس میں بھی ہے اور اگر وہ راضی نہ ہو اور نہ پھیرے تو بدون قضاء قاضی کے زبردستی پھیر لینے کا اختیار نہیں اور اگر زبردستی بدون قضاء کے پھیر لیا تو یہ مالک نہ ہو گا۔

مسئلہ۷ جو کچھ ہبہ کر دینے کا حکم احکام بیان ہوئے ہیں اکثر خدا کی راہ میں خیرات دینے کے بھی وہی احکام ہیں۔ مثلاً بغیر قبضہ کئے فقیر کی ملک میں چیز نہیں جاتی۔ اور جس چیز کا تقسیم کے بعد دینا شرط ہے اس کا یہاں بھی تقسیم کے بعد دینا شرط ہے۔ جس چیز کا خالی کر کے دینا ضروری ہے یہاں بھی خالی کر کے دینا ضروری ہے البتہ دو باتوں کا فرق ہے۔ ایک ہبہ میں رضامندی سے پھیر لینے کا اختیار رہتا ہے اور یہاں پھیر لینے کا اختیار نہیں رہتا۔ دوسرے آٹھ دس آنے پیسے یا آٹھ دس روپے اگر دو فقیروں کو دے دو کہ تم دونوں بانٹ لینا تو یہ بھی درست ہے۔ اور ہبہ میں اس طرح درست نہیں ہوتا۔

مسئلہ۸ کسی فقیر کو پیسہ دینے لگے مگر دھوکے سے اٹھنی چلی گئی تو اس کے پھیر لینے کا اختیار نہیں ہے۔

باب بست و سوم — کرایہ پر لینے کا بیان

مسئلہ۱ جب تم نے مہینہ بھر کے لئے گھر کرایہ پر لیا اور اپنے قبضہ میں کر لیا تو مہینے کے بعد کرایہ دینا پڑے گا چاہے اس میں رہنے کا اتفاق ہوا ہو یا خالی پڑا رہا ہو۔ کرایہ بہر حال واجب ہے۔

مسئلہ۲ درزی سے کپڑا سی کر یا رنگریز رنگ کر یا دھوبی کپڑا دھو کر لایا تو اس کو اختیار ہے کہ جب تک تم سے اس کی مزدوری نہ لے لیوے تب تک تم کو کپڑا نہ دیوے۔ بغیر مزدوری دیئے اس سے زبردستی لینا درست نہیں۔ اور اگر کسی مزدور سے غلے کا ایک بورا ایک آنہ پیسہ کے وعدہ پر اٹھوایا تو وہ اپنی مزدوری مانگنے کے لئے تمہارا غلہ نہیں روک سکتا۔ کیونکہ وہاں سے لانے کی وجہ سے غلہ میں کوئی بات نہیں پیدا ہوئی۔ اور پہلی صورتوں میں ایک نئی بات کپڑے میں پیدا ہو گئی۔

مسئلہ۳ اگر کسی نے یہ شرط کر لی کہ میرا کپڑا تم ہی سینا یا تم ہی رنگنا یا تم ہی دھونا تو اس کو دوسرے سے دھلوانا درست نہیں۔ اور اگر یہ شرط نہیں کی تو کسی اور سے بھی وہ کام کرا سکتی ہے۔

باب بست و چہارم — اجارہ فاسد(۱) کا بیان

مسئلہ۱ اگر مکان کرایہ پر لیتے وقت کچھ مدت نہیں بیان کی کہ کتنے دن کے لئے کرایہ پر لیا ہے یا کرایہ نہیں مقرر کیا یوں ہی لے لیا۔ یا یہ شرط کر لی کہ جو کچھ اس میں گر پڑ جاوے گا وہ بھی ہم اپنے پاس سے بنوا دیا کریں گے۔ یا کسی کو گھر اس وعدہ پر دیا کہ اس کی مرمت کرا دیا کرے اور اس کا

۱: الصدقة بمنزلة الهبة فی المشاع وغیرالمشاع وحاجتها الی القبض الا انه لا رجوع فی الصدقة اذا تمت ۱۲ عالمگیری ج ۵ ص ۲۴۸۔

۲: واذا تصدق بعشرة دراهم او وهبها لفقیرین صح لان الهبة للفقیر صدقة والصدقة یراد بها وجه الله وهو واحد فلا شیوع لا لغنیین لان الصدقة علی الغنی هبة فلا تصح للشیوع ای لا تملك حتی لو قسمها وسلمها صح ۱۲ شرح التنویر ج ۲ ص ۱۶۱۔

۳: تصدق علی فقیر بطازجة علی ظن انه فلس لیس له ان یستردها ظاهر ا ۱۲ فتاوی هندیه ج ٤ ص ٤۰۸۔

٤: فیجب الاجر لدار قبضت ولم تسکن لوجود تمکنه من الانتفاع ۱۲ شرح تنویر ج ۲ ص ۱۶۸۔

٥: وکل صانع لعمله اثر فی العین کالقصار والصباغ فله ان یحبس العین بعد الفراغ عن عمله حتی یستوفی الاجر وکل صانع لیس لعمله اثر فی العین فلیس له ان یحبس العین للاجر کالحمال والملاح ۱۲ شرح البدایه ص ۳۸۰ ج ۳۔

٦: واذا شرط علی الصانع ان یعمل بنفسه فلیس له ان یستعمل غیره وان اطلق له العمل فله ان یستاجر من یعمله ۱۲ شرح البدایة ج ۳ ص ۲۸۱۔

۷: تفسد الاجارة بالشروط المخالفة لمقتضی العقد فکل ما افسد البیع مما مر یفسده کجهالة ماجور او اجرة او مدة او عمل وکشرط طعام عبد وعلف دابة ومرمة الدار ومغارمها ۱۲ شرح التنویر ج ۲ ص ۱۷۷۔

(۱) اجارہ کے معنی کرایہ پر دینا اور فاسد خراب اور ناجائز کو کہتے ہیں یہاں اجارہ فاسد سے مراد وہ اجارہ ہے جس میں اجارہ کے شرائط کا لحاظ نہ رکھا گیا ہو ایسے اجارہ کو توڑ کر از سر نو معاملہ کرنا ضروری ہے ۱۲۔

یہی کرایہ ہے۔ یہ سب اجارہ فاسد ہے[1] اور اگر یوں[1] کہہ دے کہ تم اس گھر میں رہو اور مرمت کرادیا کرو کرایہ کچھ نہیں تو یہ عاریت ہے اور جائز ہے۔

مسئلہ۲ کسی[2] نے یہ کہہ کر مکان کرایہ پر لیا کہ دو روپے ماہوار کرایہ دیا کریں گے تو ایک ہی مہینے کے لئے اجارہ صحیح ہوا۔ مہینے کے بعد مالک کو اس میں سے اٹھادینے کا اختیار ہے پھر جب دوسرے مہینے میں تم رہ پڑے تو ایک مہینے کا اجارہ اب اور صحیح ہوگیا۔ اسی طرح ہر مہینے میں نیا اجارہ ہوتا رہے گا۔ البتہ اگر یہ بھی کہہ دیا کہ چار مہینے یا چھ مہینے رہوں گا تو جتنی مدت بتلائی ہے اتنی مدت تک اجارہ صحیح ہوا۔ اس سے پہلے مالک تم کو نہیں اٹھا سکتا۔

مسئلہ۳ پیسے[3] کیلئے کسی کو گیہوں دیئے اور کہا کہ اسی میں سے پاؤ بھر آٹا پسائی لے لینا۔ یا کھیت کٹوایا اور کہا کہ اسی میں سے اتنا غلہ مزدوری لے لینا یہ سب فاسد ہے۔

مسئلہ۴ اجارہ[4] فاسد کا یہ حکم ہے کہ جو کچھ طے ہوا ہے وہ نہ دلایا جاوے گا بلکہ اتنے کام کے لئے جتنی مزدوری کا دستور ہو یا ایسے گھر کے لئے جتنے کرایہ کا دستور ہو وہ دلایا جاوے گا لیکن اگر دستور زیادہ ہے اور طے کم ہوا تھا تو پھر دستور کے موافق نہ دیا جاوے گا بلکہ وہی پاوے گا جو طے ہوا ہے۔ غرض کہ جو کم ہو اس کے پانے کا مستحق ہے۔

مسئلہ۵ گانے[5] بجانے، ناچنے، بندر نچانے وغیرہ جتنی بیہودگیاں ہیں ان کا اجارہ صحیح نہیں بالکل باطل ہے اس لئے کچھ نہ دلایا جاوے گا۔

مسئلہ۶ کسی[6] حافظ کو نوکر رکھا کہ اتنے دن تک فلانے کی قبر پر پڑھا کرو اور ثواب بخشا کرو یہ صحیح نہیں باطل ہے نہ پڑھنے والے کو ثواب ملے گا نہ مردے کو اور یہ کچھ تنخواہ پانے کا مستحق نہیں۔

مسئلہ۷ پڑھنے[7] کے لئے کوئی کتاب کرایہ پر لی تو یہ صحیح نہیں بلکہ باطل ہے۔

مسئلہ۸ یہ[8] جو دستور ہے کہ بکری، گائے، بھینس کے گابھن کرنے میں جس کا بکرا بیل، بھینسا ہوتا ہے وہ گابھن کرائی لیتا ہے یہ بالکل حرام ہے۔

مسئلہ۹ بکری[9] یا گائے بھینس کو دودھ پینے کے لئے کرایہ پر لینا درست نہیں۔

مسئلہ۱۰ جانور[10] کو ادھیاں پر دینا درست نہیں یعنی یوں کہنا کہ یہ مرغیاں یا بکریاں لے جاؤ اور پرورش سے اچھی طرح رکھو جو کچھ بچے ہوں وہ آدھے

۱: دفع داره على ان يسكنها ويرمها ولا اجر عليه فهو عارية لا نه لم يشترط الا جرة فان المرمة نفقة الدار و نفقة المستعار على المستعير ۱۲ فتاوى هنديه ج ٤ ص ٤٤٣۔

۲: ومن استاجر دارا كل شهر بدرهم فالعقد صحيح فى شهرواحد فاسد فى بقية الشهور الا ان يسمى جملة الشهور معلومة واذا تم كان لكل واحد منهما ان ينقض الا جارة لا نتهاء العقد الصحيح فان سكن ساعة من شهر الثانى صح العقد فيه وليس للموجر ان يخرجه الى ان ينقضى و كذلك كل شهر سكن فى اوله ۱۲ شرح البدايه ج ۳ ص ۲۸۶۔

۳: صورةقفيز الطحان ان يستاجر الرجل من اخر ثورا ليطحن بها الحنطة على ان يكون لصا حبها قفيز من دقيقها او يستاجرانسانا ليطحن له الحنطة بنصف دقيقها او ثلثه او ما اشبه ذلك فذلك فاسد رجل استاجر رجلا ليحصد له قصبا فى احمة على ان يعطى له خمس حزمات من هذا القصب لا يجوز اه فتاوى هنديه ص ۱۱۳۰ و ج ۳ ص ۱۱۳۱۔

٤: والواجب فى الا جارة الفاسدة اجر المثل لا يجا وزبه المسمىٰ الى قوله واذا نقص اجر المثل لم يجب زيادة المسمىٰ لفساد التسمية ۱۲ شرح البدايه ص ۲۸۵ ج ۳۔

٥: ولا تجوز الا جارة على شئى من الغناء والنوح والمزا مير والطبل وشئى من اللهو وعلى هذ الحداء وقراء ة الشعروغيره ولا اجر فى ذلك وهذا كله قول ابى حنيفة وابى يوسف و محمدؒ اه فتاوى هنديه ج ۳ ص ۱۱۳۵۔

٦: ولا يصح الا ستيجا رعلى القراء ة واهداء ها الى الميت لا نه لم ينقل عن احد من الائمة الا ذن فيه وقد قال العلماء ان القارى اذاقرا لا جل المال فلا ثواب له فاى شئى يهديه الى الميت وانما يصل الى الميت العمل الصالح ۱۲ رد المحتار ج ٥ ص ٤٨۔

۷: ولو استاجر كتباً ليقراء فيها شعرا كان او فقها او غير ذلك لا يجوز ولا اجرله وان قرا ۱۲ فتاوى هنديه ج ٤ ص ٤٤٩۔

۸: ولا يجوز اخذاجرة عسب التيس وهو ان يو اجر فحلا لينزوَ على اناث ۱۲ شرح البدايه ص ۲۸۷۔

۹و۱۰: ولا يجوز اجارة الشجر على ان الثمر للمستاجرو كذلك لو استاجر بقرة او شاة ليكون اللبن او الولد له فتاوى هنديه ج ٤ ص ٤٤۳ وكذا لودفع الد جاج على ان يكون البيض بينهما او بذر الفيلق على ان يكون الا بريسم بينهما لا يجوز والحادث كله لصاحب الدجاج والبذر اه فتاوى هنديه ج ۳ ص ۱۱۳۱ استاجر شاة لا رضا ع ولده او جديه لم يجز اه رد المحتار ص ۸۷۔

(۱) اور (اگر یوں کہہ دے سے اور جائز ہے) تک اس مرتبہ اضافہ ہوا ۱۲ شبیر علی۔

تمہارے آدھے ہمارے یہ درست نہیں ہے۔

مسئلہ۱ گھر سجانے کے لئے جھاڑ فانوس وغیرہ کرایہ پر لینا درست نہیں۔ اگر لایا بھی تو وہ دینے والا کرایہ پانے کا مستحق نہیں۔ البتہ اگر جھاڑ فانوس جلانے کے لئے لایا ہو تو درست ہے۔

مسئلہ۲ کوئی یکہ یا بہلی کرایہ پر کی تو معمول سے زیادہ بہت آدمیوں کا لد جانا درست نہیں۔ اسی طرح ڈولی میں بلا کہاروں کی اجازت کے دو ۲ دو ۲ بیٹھ جانا درست نہیں۔

مسئلہ۳ کوئی چیز کھوئی گئی۔ اس نے کہا جو کوئی ہماری چیز بتلادے کہ کہاں ہے اس کو ایک پیسہ دیں گے۔ تو اگر کوئی بتادیوے تب بھی پیسہ پانے کی مستحق نہیں ہے کیونکہ یہ اجارہ صحیح نہیں ہوا۔ اور اگر کسی خاص آدمی سے کہا ہو کہ اگر تو بتلادے تو پیسہ دوں گی تو اگر اس نے اپنی جگہ بیٹھے بیٹھے یا کھڑے کھڑے بتلادیا تو کچھ نہ پاوے گی۔ اور اگر کچھ چل کے بتلایا ہو تو پیسہ دھیلا جو کچھ وعدہ تھا ملے گا

باب بست و پنجم تاوان لینے کا بیان

مسئلہ۱ رنگریز، دھوبی، درزی وغیرہ کسی پیشہ ور سے کوئی کام کرایا تو وہ چیز جو اس کو دی ہے اس کے پاس امانت ہے اگر چوری ہو جائے یا اور کسی طرح بلا قصد مجبوری سے ضائع ہو جائے تو اس سے تاوان لینا درست نہیں۔ البتہ اگر اس نے اس طرح کندی کی کہ کپڑا پھٹ گیا یا عمدہ ریشمی کپڑا بھٹی پر چڑھا دیا وہ خراب ہو گیا تو اس کا تاوان لینا جائز ہے۔ اسی طرح جو کپڑا اس نے بدل دیا تو اس کا تاوان لینا بھی درست ہے۔ اور اگر کپڑا کھو گیا اور وہ کہتا ہے معلوم نہیں کیونکر گیا اور کیا ہوا۔ اس کا تاوان لینا بھی درست ہے۔ اور اگر وہ کہے کہ میرے یہاں چوری ہو گئی اس میں جاتا رہا تو تاوان لینا درست نہیں۔

مسئلہ۲ کسی مزدور کو گھی تیل وغیرہ گھر پہنچانے کو کہا۔ اس سے رستہ میں گر پڑا تو اس کا تاوان لینا جائز ہے۔

مسئلہ۳ اور جو پیشہ ور نہیں بلکہ خاص تمہارے ہی کام کے لئے ہے مثلاً نوکر چاکر یا وہ مزدور جس کو تم نے ایک دن یا دو چار دن کے لئے رکھا ہے اس کے ہاتھ سے جو کچھ جاتا رہے اس کا تاوان لینا جائز نہیں۔ البتہ اگر وہ خود قصداً نقصان کر دے تو تاوان لینا درست ہے۔

مسئلہ۴ لڑکا کھلانے پر جو نوکر ہے اس کی غفلت سے اگر بچے کا زیور یا اور کچھ جاتا ہے تو اس کا تاوان لینا درست نہیں۔

۱: رجل استاجر انية يضعها في بيته ليتجمل بها ولا يستعملها فالاجارة فاسدة ولا اجر له الا اذا كان الذي يستاجر قد يكون ان يستاجر لينتفع به ۱۲ فتاوى هنديه ج ٤ ص ٤٥٤۔

۲: استاجر ابلاً او حماراً ليحمل عليها الحنطة ولم يبين مقدار الحنطة ولا اشار اليها لا يجوز عند البعض وعند البعض يجوز و ينصرف الى المعتاد و هذا اظهر وعليه الفتوى ۱۲ فتاوىٰ هنديه ج ٤ ص ٤٤٠۔

۳: رجل ضل له شئ فقال من دلني على كذا فله كذا فهو على وجهين ان قال ذلك على سبيل العموم بان قال من دلني فالاجارة باطلة لان الدلالة والاشارة ليست بعمل يستحق بالاجر وان قال على سبيل الخصوص بان قال الرجل بعينه ان دللتني على كذا فلك كذا ان مشى له فدله فله اجر المثل للمشي لا جله اه رد المحتار ص ۸۸ ج ٥۔

٤: والمتاع امانة في يد الاجير المشترك فان هلك لم يضمن شيئاً وما تلف بعمله كتخريق الثوب من دقه وزلق الحمال مضمون عليه ۱۲ شرح البدايه مختصر ج ۳ ص ۲۹٤۔

٥: ويضمن ما تلف بعمل اى بعمل الاجير المشترك كتخريق الثوب من دقه اى القصار وزلق الحمال اى اذا لم يكن من مزاحمة الناس كما في الاصلاح فان التلف الحاصل من زلقه حصل من تركه لتثبت في المشي ۱ ه مراة المجلة ج ۱ ص ۳۰۱۔

٦: ولا يضمن الاجير الخاص ماتلف في يده بان يسرق منه او غاب او غصب او بعمله لان العين امانته في يده بالاتفاق لانه لا يتقبل الاعمال الكثيرة من الناس فلا يوجد العجز والتقصير في الحفظ اه مجمع الانهر ج ۲ ص ۳۹٤۔

۷: فلا ضمان على ظئر في صبي ضاع في يدها او سرق ما عليه من الحلي لكونها اجيرو حداه شرح التنوير ج ٥ ص ٦۰۔

باب بست و ششم — اجارہ کے توڑ دینے کا بیان

مسئلہ۱ کوئی[۱] گھر کرایہ پر لیا۔ وہ بہت ٹپکتا ہے یا کچھ حصہ اس کا گر پڑا یا اور کوئی ایسا عیب نکل آیا جس سے اب رہنا مشکل ہے تو اجارہ کا توڑ دینا درست ہے اور اگر بالکل ہی گر پڑا تو خود ہی اجارہ ٹوٹ گیا تمہارے توڑنے اور مالک کے راضی ہونے کی ضرورت نہیں رہی۔

مسئلہ۲ جب[۲] کرایہ پر لینے والے اور دینے والے میں سے کوئی مر جائے تو اجارہ ٹوٹ جاتا ہے۔

مسئلہ۳ اگر[۳] کوئی ایسا عذر پیدا ہو جائے کہ کرایہ کو توڑنا پڑے تو مجبوری کے وقت توڑ دینا صحیح ہے۔ مثلاً کہیں جانے کے لئے بہلی کو کرایہ کیا۔ پھر رائے بدل گئی اب جانے کا ارادہ نہیں رہا تو اجارہ توڑ دینا صحیح ہے۔

مسئلہ۴ یہ[۴] جو دستور ہے کہ کرایہ طے کر کے اس کو کچھ بیعانہ دے دیتے ہیں اگر جانا ہوا تو پھر اس کو پورا کرایہ دیتے ہیں اور وہ بیعانہ اس کرایہ میں مجرا ہو جاتا ہے اور جو جانا نہ ہوا تو وہ بیعانہ ہضم کر لیتا ہے واپس نہیں دیتا یہ درست نہیں بلکہ اس کو واپس دینا چاہئے۔

باب بست و ہفتم — بلا اجازت کسی کی چیز لے لینے کا بیان

مسئلہ۱ کسی[۵] کی چیز زبردستی لے لینا یا پیٹھ پیچھے اس کی بغیر اجازت کے لے لینا بڑا گناہ ہے بعضی عورتیں اپنے شوہر یا اور کسی عزیز کی چیز بلا اجازت لے لیتی ہیں یہ بھی درست نہیں ہے جو چیز بلا اجازت لے لی تو اگر وہ چیز ابھی[۶] موجود ہو تو بعینہ وہی پھیر دینا چاہئے۔ اور اگر خرچ ہو گئی ہو تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر ایسی چیز تھی کہ اسی کے مثل بازار میں مل سکتی ہے جیسے غلہ، گھی، تیل، روپیہ پیسہ، تو جیسی چیز لی ہے ویسی ہی چیز منگا کر دے دینا واجب ہے۔ اور اگر کوئی ایسی چیز لے کر ضائع کر دی کہ اس کے مثل ملنا مشکل ہے تو اس کی قیمت دینا پڑے گی جیسے مرغی، بکری، امرود، نارنگی، ناشپاتی۔

مسئلہ۲ چارپائی[۷] کا ایک آدھ پایہ ٹوٹ گیا یا پٹی یا چول ٹوٹ گئی یا اور کوئی چیز لے لی تھی وہ خراب ہو گئی تو خراب ہونے سے جتنا اس کا نقصان ہوا ہو دینا پڑے گا۔

مسئلہ۳ پرائے[۸] روپے سے بلا اجازت تجارت کی تو اس سے جو کچھ نفع ہوا اس کا لینا درست نہیں۔ بلکہ اصل روپیہ مالک کو واپس دے اور جو کچھ نفع ہو اس کو ایسے لوگوں کو خیرات کر دے جو بہت[(۱)] محتاج ہوں۔

۱: ومن استاجر داراً فوجد بها عيبا يضر بالسكنى فله الفسخ واذا اخربت الدار انفسخت الاجارة ۱۲ شرح ہدایہ مختصراً ج۳ ص ۳۵۸۔

۲: واذا مات احد المتعاقدين وقد عقد الاجارة لنفسه انفسخت الاجارة وان عقد لغيره لم تنفسخ ۱۲ شرح ہدایہ ج ۳ ص ۳۹۹۔

۳: او اكرى دابة للسفر ثم بدا له منه اى ظهر للمستاجر ما يوجب المنع من السفر لا حجعل كون قصده سفر الحج فذهب وقته او طلب غريم له فحضر او التجارة فافتقر وغيره ذلك فانه يثبت له حق الفسخ لانه لو مضى على موجب العقد لزمه ضرر زائد ۱۰ مجمع الانهر ص ۴۰۰ ج ۳۔

۴: اذ لا يجوز لا حد من المسلمين اخذ مال احد بغير سبب شرعى ۱۲ فتاوىٰ ہندیہ ج ۲ ص ۷۷۸۔

۵: الغصب اخذ مال متقوم محترم بغير اذن المالك ولاحكمه فالاثم والمغرم عند العلم وان كان بدون العلم بان ظن ان الماخوذ ماله او اشترى عينا ثم ظهر استحقاقه فالمغرم ۱۲ فتاوىٰ ہندیہ ص ۱۱۹ ج ۵۔

۶: ويجب على الغاصب رد عينه على المالك وان عجز وعن رد عينه بهلاكه فى يده بفعله او بغير فعله فعليه مثله ان كان مثليا كالمكيل والموزون فان لم يقدر على مثله فعليه قيمته وان غصب مالا مثل له فعليه قيمة يوم الغصب ۱۲ فتاوىٰ ہندیہ ص ۱۱۹ ج ۵۔

۷: اذا هلك النقلى فى يد الغاصب بفعله او بغير فعله ضمنه وان نقص فى يده ضمن النقصان ۱۲ شرح البدایہ ص ۳۵۸ ج ۳۔

۸: ومن غصب الفا فاشترى بها جارية فباعها بالفين ثم اشترى بالالفين جارية فباعها بثلثه الاف درهم فانه يتصدق بجميع الربح ۱۲ شرح البدایہ ص ۳۵۹ ج ۳۔

(۱) یعنی بہت محتاج ہونے کی رعایت بہتر ہے ۱۲۔

مسئلہ۴ کسی کا کپڑا پھاڑ ڈالا۔ تو اگر تھوڑا پھٹا ہے تب تو جتنا نقصان ہوا ہے اتنا تاوان دلا دیں گے۔ اور اگر ایسا پھاڑ ڈالا کہ اب اس کام کا نہیں رہا جس کام کے لئے پہلے تھا۔ مثلاً دوپٹہ ایسا پھاڑ ڈالا کہ اب دوپٹہ کے قابل نہیں رہا کرتیاں البتہ بن سکتی ہیں تو یہ سب کپڑا اسی پھاڑنے والے کو دے دے اور ساری قیمت اس سے لے لے۔(۱)

مسئلہ۵ کسی کا نگینہ لے کر انگوٹھی پر رکھالیا تو اب اس کی قیمت دینا پڑے گی۔ انگوٹھی توڑ کر نگینہ نکلوا دینا واجب نہیں۔(۲)

مسئلہ۶ کسی کا کپڑا لے کر رنگ لیا تو اس کو اختیار ہے چاہے رنگا رنگایا کپڑے لے لے۔ اور رنگنے سے جتنے دام بڑھ گئے ہیں اتنے دام دے دے اور چاہے اپنے کپڑے کے دام لے لے اور کپڑا اسی کے پاس رہنے دے۔(۳)

مسئلہ۷ تاوان دے دینے کے بعد پھر اگر وہ چیز مل گئی تو دیکھنا چاہئے کہ تاوان اگر مالک کے بتلانے کے موافق دیا ہے اب اس کا پھیرنا واجب نہیں اب وہ چیز اس کی ہو گئی۔ اور اگر اس کے بتلانے سے کم دیا تو اس کا تاوان پھیر کر اپنی چیز لے سکتی ہے۔(۴)

مسئلہ۸ پرائی بکری یا گائے گھر میں چلی آئی تو اس کا دودھ دوہنا حرام ہے۔ جتنا دودھ لیوے گی اس کے دام دینا پڑیں گے۔(۵)

مسئلہ۹ سوئی، تاگہ، کپڑے کی چٹ، پان، تمباکو، کتھا ڈلی کوئی چیز بغیر اجازت کے لینا درست نہیں۔ جو لیا ہے اس کے دام دینا واجب ہیں(۱) یا اس سے کہہ کے معاف کرالیوے نہیں تو قیامت میں دینا پڑے گا۔(۶)

مسئلہ۱۰ شوہر اپنے واسطے کوئی کپڑا لایا۔ قطع کرتے وقت کچھ اس میں سے بچا کر چرا رکھا اور اس کو نہیں بتایا یہ بھی جائز نہیں۔ جو کچھ لینا ہو کہہ کے لو اور اجازت نہ دے تو نہ لو۔(۷)

باب بست و ہشتم شرکت کا بیان

مسئلہ۱ ایک آدمی مر گیا اور اس نے کچھ مال چھوڑا تو اس کا سارا مال سب حق داروں کی شرکت میں ہے جب تک سب سے اجازت نہ لے لیوے تب تک اس کو اپنے کام میں کوئی نہیں لا سکتی۔ اگر لاوے گی اور نفع اٹھاوے گی تو گناہ ہوگا۔(۸)

مسئلہ۲ دو بیبیوں نے مل کر کچھ برتن خریدے تو وہ برتن دونوں کے ساجھے میں ہیں۔ بغیر اس دوسری کی اجازت لئے اکیلے ایک کو برتنا اور کام میں

۱: ومن خرق ثوب غيره خرقا يسيراً ضمن نقصانه والثوب لما لكه وان خرق خرقا كثيرا تبطل عامة منافعه فلما لكه ان يضمنه جميع قيمته ۱۲ شرح البدايه ص ۳۶۳ ج ۳۔

۲: ومن غصب ساحة فبنى عليها زا ل ملك المالك عنها ولزم الغاصب قيمتها ۱۲ شرح البدايه ص ۳۶۳ ج ۳۔

۳: ان غصب ثوبا فصبغه احمر او اصفر فصا حب الثوب بالخيار ان شاء ضمن الغاصب قيمة الثوب ابيض و كان الثوب للغاصب وان شاء اخذ الثوب وضمن للغاصب مازاد الصبغ وان شاء رب الثوب با ع الثوب فيضرب فى ثمنه بقيمة ابيض ويضرب للغاصب بما زاد الصبغ فيه ۱۲ فتاوى هنديه ج ۵ ص ۱۲۱۔

۴: فان ظهرت العين وقيمتها اكثر مما ضمن وقد ضمنها بقول المالك او بينة اقامها او بنكول الغاصب عن اليمين فلا خيار للمالك وهو للغاصب وان كان ضمنه بقول الغاصب مع يمينه فهو بالخيار ان شاء امضى الضمان وان شاء اخذ العين ورد العوض ۱۲۰ شرح البدايه ج ۳ ص ۳۶۵۔

۵: عن ابن عمرؓ قال قال رسول الله ﷺ لا يحلبن احد ماشية امرا بغير اذنه الحديث ۱۲ مشكوٰة ص ۲۵۴۔

۶: عن ابى حرة الرقاشى عن عمه قال قال رسول الله ﷺ الالاتظلموا الالايحل مال امرى الابطيب نفس منه ۱۲ مشکوٰۃ شریف ص ۲۵۵۔

۷: ولا يجوز التصرف فى مال غيره بلا اذنه ولا ولا يته ۱۲ در مختار ج ۲ ص ۲۰۷۔

۸، ۹: الشركة نوعان شركة ملك وهى ان يتملك رجلا ن شيئا من غير عقد شركة بينهما وشركة عقد وهى ان يقول شار كتك فى كذا ويقول الا خر قبلت وشركة الملك نوعان شركة جبر وشركة الخيار فشركة الجبران يختلط المالان لرجلين بغيراختيار المالكين خلطا لايمكن التميز بينهما حقيقة بان كان الجنس واحدا او يمكن التميز بضرب كلفه ومشقة نحوان يختلط الحنطة بالشعير او يرثا مالا وشركة الاختيار ان يوهب لهما مال او يملكا مالا باستيلاء او يخلطا ما لهما او يملكا ما لا بالشراء او بالصدقة او يوصى لهما فيقبلان و ركنها اجتماع النصيبين و حكمها و قوع الزيادة على الشركة. بقدر الملك ولا يجوز لا حد هما ان يتصرف فى نصيب الا خر الا بامره و كل واحد منها كالا جنبى فى نصيب صاحبه ويجوز بيع احدهما نصيبه من شريكه فى جميع الصور ومن غير شريكه بغير اذنه الا فى صورة الخلط اه فتاوىٰ هنديه ج ۲ ص ۹۱۶۔

(۱) جب کہ وہ چیزیں ضائع ہو جاویں یا خرچ ہو جاویں ۱۲۔

(جاری ہے)

لانا، بیچ کو الناوغیرہ درست نہیں۔

مسئلہ۳ دو بیبیوں نے اپنے اپنے پیسے ملا کر ساجھے میں امرود، نارنگی، بیر، آم، جامن، ککڑی، کھیرے، خربوزے وغیرہ کوئی چیز مول [۱] منگائی۔ اور جب وہ چیز بازار سے آئی تو اس وقت ان میں سے ایک ہے اور ایک کہیں گئی ہوئی ہے تو یہ نہ کرو کہ آدھا خود لے لو اور آدھا اس کا حصہ نکال کے رکھ دو کہ جب وہ آوے گی تو اپنا حصہ لے لیوے گی۔ جب تک دونوں موجود نہ ہوں حصہ بانٹنا درست نہیں ہے۔ اگر بے اس کے آئے اپنا حصہ الگ کر کے کھا گئی تو بہت گناہ ہوا۔ البتہ اگر گیہوں یا اور کوئی غلہ ساجھے میں منگایا اور اپنا حصہ بانٹ کر رکھ دیا اور دوسرے کا اس کے آنے کے وقت اس کو دے دیا یہ درست ہے لیکن اس صورت میں اگر دوسرے کے حصہ میں اس کو دینے سے پہلے کچھ چوری وغیرہ ہو گئی تو وہ نقصان دونوں آدمی کا سمجھا جاوے گا وہ اس کے حصہ میں ساجھی ہو جاوے گی۔

مسئلہ۴ سو سو روپے ملا کر دو شخصوں نے کوئی تجارت کی اور اقرار کیا کہ جو کچھ نفع ہو آدھا ہمارا آدھا تمہارا تو یہ صحیح ہے اور اگر کہا کہ دو حصے ہمارے اور ایک حصہ تمہارا تو بھی صحیح ہے چاہے روپیہ دونوں کا برابر لگا ہو یا کم زیادہ لگا ہو سب درست ہے۔

مسئلہ۵ ابھی [۲] کچھ مال نہیں خریدا گیا تھا کہ وہ سب روپیہ چوری ہو گیا یا دونوں کا روپیہ ابھی الگ الگ رکھا تھا اور دونوں میں ایک کا مال چوری ہو گیا تو شرکت جاتی رہی پھر سے شریک ہوں تب سوداگری کریں۔

مسئلہ۶ دو [۳] شخصوں نے ساجھا کیا اور کہا کہ سو روپیہ ہمارا اور سو روپیہ اپنا ملا کر تم کپڑے کی تجارت کرو اور نفع آدھا آدھا بانٹ لیویں گے۔ پھر دونوں میں سے ایک نے کچھ کپڑا خرید لیا۔ پھر دوسرے کے پورے سو روپے چوری ہو گئے تو جتنا مال خرید لیا ہے وہ دونوں کے ساجھے میں ہے اس لئے آدھی قیمت اس سے لے سکتا ہے۔

مسئلہ۷ سوداگری [۴] میں یہ شرط ٹھہرائی کہ نفع میں دس روپے یا پندرہ روپے ہمارے ہیں باقی جو کچھ نفع ہو سب تمہارا ہے تو یہ درست نہیں۔

مسئلہ۸ سوداگری [۵] کے مال میں سے کچھ چوری ہو گیا تو دونوں کا نقصان ہوا۔ یہ نہیں ہے کہ جو نقصان ہو وہ سب ایک ہی کے سر پڑے۔ اگر یہ اقرار کر لیا کہ اگر نقصان ہو تو وہ سب ہمارے ذمہ اور جو نفع ہو وہ آدھا آدھا بانٹ لو تو یہ بھی درست نہیں۔

مسئلہ۹ جب [۶] شرکت ناجائز ہو گئی تو اب نفع بانٹنے میں قول و قرار کا کچھ اعتبار نہیں بلکہ اگر دونوں کا مال برابر ہے تو نفع بھی برابر ملے گا۔ اور اگر برابر نہ

(بقیہ از صفحہ گذشتہ)

(۲) اور وہاں چونکہ یہ چیزیں جن کو کہ یہاں لیا ہے اس کے پاس نہ ہوں گی تو اس کے بدلہ میں نیکیاں دینی پڑیں گی اور اگر نیکیاں بھی نہ ہوں گی تو اہل حق کے گناہوں کا عذاب بھگتنا پڑے گا۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

۱: فیا خذ الشریك حصة بغیبة صاحبه فی الا ول ای المثلی لعدم التفاوت لا الثانی ای القیمی لتفاوته ۱۲ در مختار ج ۴ ص ۲۱۸۔

۲: مکیل او موزون بین حاضر و غائب او بالغ وصغیر فاخذ الحاضر او البالغ نصیبه نفذت القسمة ان سلم حظ الا خرین والا لا ای وان لم یسلم بان هلك قبل وصوله الیهما لا تنفذ القسمة بل تنقض ویکون الهالك علی الکل ویشارکه الا خران فیما اخذ لما فی هذه القسـمة من معنی المبادلة ۱۲ در مختار علی حاشیة الشامی ص ۲۲۱ ج ۵۔

۳: واما شرکة العنان وهی ان یشترك اثنان فی نوع برأو طعام او یشترکا فی عموم التجارات ویصح التفاضل فی المال ویصح ان یتساویا فی المال ویتفا ضلا فی الربح ۱۲ شرح الہدایہ مختصراً ص ۶۰۹ ج ۲۔

۴: واذا هلك مال الشرکة او احد المالین قبل ان یشتر یا شیئا بطلت الشرکة ۱۲ شرح الہدایہ ص ۶۱۰ ج ۲۔

۵: وان اشتری احد هما بما له وهلك مال الاخر قبل الشراء فالمشتری بینهما علی ما شرط ویرجع علی شریکه بحصة من ثمنه ۱۲ فتاوی ہندیہ ص ۶۱۱ ج ۳۔

۶: ولا یجوز الشرکة اذا شترط لا حد هما دراهم مسماةً من الربح ۱۲ فتاوی ہندیہ ص ۶۱۲ ج ۲۔

۷: واذا جاء کل واحد منهما بالف درهم فاشترکا بها وخلطا ها کان ماهلك منها ها لکا منهما وما بقی فهو بینهما الا ان یعرف شئی من الهالك او الباقی من مال احدهما بعینه فیکون ذلك له وعلیه ۱۲ فتاوی ہندیہ ص ۳۲۰ ج ۲۔

۸: وکل شرکة فاسدة فالربح فیها علی قدر راس المال کالف لاحدهما مع الفین فالربح بینهما اثلاثا وان کانا شرطا الربح بینهما نصفین بطل ذلك الشرط ولو کان لکل مثل ما للاخر وشرطا الربح اثلاثا بطل شرط التفاضل وانقسم نصفین بینهما لان الربح فی وجوده تابع للمال فتاوی ہندیہ ج ۲ ص ۳۳۵۔

ہو تو جس کا مال زیادہ ہے اس کو نفع بھی اس حساب سے ملے گا جو کچھ اقرار کیا ہو۔ اقرار کا اس وقت اعتبار ہوتا ہے۔ جب شرکت صحیح ہو اور ناجائز نہ ہونے پاوے۔

مسئلہ ۱۰ دو عورتوں نے ساجھا کیا کہ ادھر ادھر سے جو کچھ سینا پرونا آوے ہم تم مل کر سیا کریں اور جو کچھ سلائی ملا کرے آدھی آدھی بانٹ لیا کریں تو یہ شرکت درست ہے۔ اگر یہ اقرار کیا کہ دونوں مل کر سیا کریں اور نفع دو حصے ہمارے اور ایک حصہ تمہارا تو بھی درست ہے اور اگر یہ اقرار کیا کہ چار آنے یا آٹھ آنے ہمارے اور باقی سب تمہارا تو یہ درست نہیں۔

مسئلہ ۱۱ ان دونوں میں سے ایک عورت نے کوئی کپڑا سینے کے لئے لے لیا تو دوسری یہ نہیں کہہ سکتی کہ یہ کپڑا تم نے کیوں لیا۔ تم نے لیا ہے تم ہی سیو بلکہ دونوں کے ذمہ اس کا سینا واجب ہو گیا۔ یہ نہ سی سکے تو وہ سی دے یا دونوں مل کر سیئیں غرض کہ سینے سے انکار نہیں کر سکتی۔

مسئلہ ۱۲ جس کا کپڑا تھا وہ مانگنے کے لئے آئی اور جس عورت نے لیا تھا وہ اس وقت نہیں ہے بلکہ دوسری عورت ہے تو اس دوسری عورت سے بھی تقاضا کرنا درست ہے وہ عورت یہ نہیں کہہ سکتی کہ مجھے کیا مطلب جس کو دیا ہو اس سے مانگو۔

مسئلہ ۱۳ اسی طرح ہر عورت اس کپڑے کی مزدوری اور سلائی مانگ سکتی ہے جس نے کپڑا دیا تھا وہ یہ بات نہیں کہہ سکتی کہ میں تم کو سلائی نہ دوں گی بلکہ جس کو کپڑا دیا تھا اسی کو سلائی دوں گی۔ جب دونوں ساجھے میں کام کرتی ہیں تو ہر عورت سلائی کا تقاضا کر سکتی ہے۔ ان دونوں میں سے جس کو سلائی دی گئی اس کے ذمہ سے ادا ہو جائے گی۔

مسئلہ ۱۴ دو عورتوں نے شرکت کی کہ آؤ دونوں مل کر جنگل سے لکڑیاں چن لاویں یا کنڈے[1] بن لاویں تو شرکت صحیح نہیں جو چیز جس کے ہاتھ میں آئے وہی اس کی مالک ہے اس میں ساجھا نہیں۔

مسئلہ ۱۵ ایک نے دوسری سے کہا ہمارے انڈے اپنی مرغی کے نیچے رکھ دو جو بچے نکلیں دونوں آدمی آدھوں آدھ بانٹ لیں یہ درست نہیں۔

باب بست و نہم — ساجھے کی چیز تقسیم کرنے کا بیان

مسئلہ ۱ دو آدمیوں نے مل کر بازار سے گیہوں منگوائے تو اب تقسیم کرتے وقت دونوں کا موجود ہونا ضروری نہیں ہے دوسرا حصہ دار موجود نہ ہو تب بھی ٹھیک ٹھیک تول کر اس کا حصہ الگ کر کے اپنا حصہ الگ کر لینا درست ہے۔ جب اپنا حصہ الگ کر لیا تو کھاؤ پیو کسی کو دے دو جو چاہو سو

۱: واما شرکۃ الصنائع ویسمی شرکۃ التقبل کالخیاطین والضباغین یشترکان علی ان تقبلا الا عمال ویکون الکسب بینھما فیجوز ذلک ولو شرط العمل نصفین والمال اثلاثا جاز ۱۲ شرح البدایہ ج ۲ ص ۶۱۲۔

۲، ۳: وکل واحد من الشریکین وکیل الا خرفی تقبل العمل الذی تقبل احد ھما یکون ایفاؤہ لازما علیہ وعلی شریکہ ایضا فعنان شرکۃ الاعمال فی حکمہ المفاوضۃ فی ضمان العمل حیث ان العمل الذی تقبلہ احد الشریکین یطلب ایفاؤہ والمستاجر من ایھما اراد وکل واحد من الشریکین یکون مجبوراً علی ایفاء العمل فلیس لا حد ھما ان یقول ھذا العمل تقبلہ شریکی فانا لا اخالطہ وتعتبر مفاوضۃ فی حق بعض الاحکام حتی لو دفع رجل الی احدھما او الیھما عملا فلا ان یا خذ بذلک العمل الیھما شاء ولکل واحد منھما ان یطالب باجرۃ العمل والی ایھما دفع بری وعلی ایھما وجب ضمان العمل کان لہ ان یطالب الا جرۃ اہ مراۃ المجلۃ ج ٤ ص ۲۳۱۔

٤: عنان شرکۃ الا عمال فی حکم المفاوضۃ فی اقتضاء البدل ایضا یعنی انہ یجوز لکل واحد من الشریکین مطالبۃ المستاجر بتمام الاجر اذا دفعہ المستاجر ایضا الی ای منھما بری اہ مراۃ المجلۃ ج ۲ ص ۲۳۲۔

۵: ولا یجوز الشرکۃ فی الا حتطاب والا صطیا دو ما اصطادہ کل واحد منھما اواحتطبہ فھو لہ دون صاحبہ ۱۲ شرح البدایہ ص ٦١٤ س ۱۱ ج ۲۔

٦: فلو دفع بذر القز او بقرۃ او دجا جا لا خر بالعلف ومنا صفۃ فالخارج کلہ للمالک لحدو ثہ من ملکہ وعلیہ قیمۃ العلف واجر مثل العامل ومثلہ دفع البیض لما لا یخفی ۱۲ در ج ٤ ص ۱۷۲ والحیلۃ فی جنس ھذہ المسائل ان یبیع صاحب البیضہ نصف البیضۃ وصاحب الدجاجۃ نصف الدجاجۃ من المد فوع الیہ ویبرابہ عن ثمن ما اشتری فیکون الخارج بینھما اہ فتاوی ھندیہ ج ۳ ص ۱۱۳۱۔

۷: جھۃ الافراز فی المثلیات راجحۃ بناء علیہ کل واحد من الشریکین فی المثلیات لہ اخذ حصتہ فی غیبۃ الا خرید ون اذنہ لکن لا تتم القسمۃ مالم تسلم حصۃ الغائب الیہ ولو تلفت حصۃ الغائب قبل التسلیم تکون الحصۃ التی قبضہ شریکہ مشترکہ بینھما والا فراز (جاری ہے)

کر و سب جائز ہے۔ اسی طرح گھی، تیل، انڈے وغیرہ کا بھی حکم ہے۔ غرض کہ جو چیز ایسی ہو کہ اس میں کچھ فرق نہ ہوتا ہو جیسے کہ انڈے انڈے سب برابر ہیں یا گیہوں کے دو حصے کئے تو جیسا یہ حصہ ویسا وہ حصہ دونوں برابر۔ ایسی سب چیزوں کا یہی حکم ہے کہ دوسرے کے نہ ہوتے وقت بھی حصہ بانٹ کر لینا درست ہے لیکن اگر دوسری[1] نے ابھی اپنا حصہ نہیں لیا تھا کہ کسی طرح جاتا رہا تو وہ نقصان دونوں کا ہوگا جیسے شرکت میں بیان ہوا[2] اور جن چیزوں میں فرق ہوا کرتا ہے جیسے امرود نارنگی وغیرہ ان کا حکم یہ ہے کہ جب تک دونوں حصہ دار موجود نہ ہوں حصہ بانٹ کر لینا درست نہیں ہے۔

مسئلہ ۱: دو[3] لڑکیوں نے مل کر آم، امرود وغیرہ کچھ منگوایا اور ایک کہیں چلی گئی تو اب اس میں سے کھانا درست نہیں۔ جب وہ آجائے اس کے سامنے اپنا حصہ الگ کر و تب کھاؤ نہیں تو بہت گناہ ہوگا۔

مسئلہ ۲: دو[4] نے مل کر چنے بھنوائے تو فقط اندازے سے تقسیم کرنا درست نہیں بلکہ خوب ٹھیک ٹھیک تول کر آدھا آدھا کرنا چاہئے اگر کسی طرف کمی بیشی ہو جائے گی تو سود ہو جائے گا۔

باب سی ام — گروی رکھنے کا بیان

مسئلہ ۱: تم[5] نے کسی سے دس روپے قرض لئے اور اعتبار کے لئے اپنی کوئی چیز اس کے پاس رکھ دی کہ تجھے اعتبار ہو تو میری یہ چیز اپنے پاس رکھ لے۔ جب روپے ادا کر دوں تو اپنی چیز لے لوں گی یہ جائز ہے اسی کو گروی کہتے ہیں لیکن سود دینا کسی طرح درست نہیں جیسا کہ آج کل مہاجن سود لے کر گروی رکھتے ہیں یہ درست نہیں۔ سود لینا اور دینا دونوں حرام ہیں۔

مسئلہ ۲: جب[6] تم نے کوئی چیز گروی رکھ دی تو اب بغیر قرضہ ادا کئے اپنی چیز کے مانگنے اور لے لینے کا حق نہیں ہے۔

مسئلہ ۳: جو[7] چیز تمہارے پاس کسی نے گروی رکھی تو اب اس چیز کو کام میں لانا اس سے کسی طرح کا نفع اٹھانا ایسے باغ کا پھل کھانا، ایسی زمین کا غلہ یا روپیہ لے کر کھانا ایسے گھر میں رہنا کچھ درست نہیں ہے۔

مسئلہ ۴: اگر[8] بکری گائے وغیرہ گروی ہو تو اس کا دودھ بچہ وغیرہ جو کچھ ہو وہ بھی مالک ہی کے ہیں۔ جس کے پاس گروی ہے اس کو لینا درست نہیں۔ دودھ کو بیچ کر دام کو بھی گروی میں شامل کر دے۔ جب وہ تمہارا قرضہ ادا کر دے تو گروی کی چیز اور یہ دام دودھ کے سب واپس کر دو اور

(بقیہ از صفحہ ۳۶)

والتمیز اغلب ای راجح فی المثلیات کالمکیل والموزون والمعدود المتقارب لعدم التفاوت بین ابعاضها فیا خذ الشریك حظه ای نصیبه منها ای من المثلیات حال غیبة صاحبه فی ذوات الا مثال لکونه عین حقه مکیل او موزون بین حاضر وغائب وبالغ وصبی فاخذ الحاضر او البالغ نصیبه نفذت القسمة ان سلم حظ الاخر والا لا کصبرة بین دهقان وزراع امره الدهقان بقسمتها ان ذهب بما افرزه للدهقان او لا فهلا ك الباقی علیهما وان بحظ نفسه فالهلاك علی الدهقان خاصة اه مراة المجلة ص ۸۳ ج ۲۔

(ا) جمن لاوین ۲ الف

(حاشیہ صفحہ ہذا)

۱: دیکھیے حاشیہ نمبر ۷ صفحہ نمبر ۳۶

۳،۲: فالاعیان المشترکة من غیر المثلیات لا یجوز لا حد الشریکین اخذ حصة منها فی غیبة الا خر بدون اذنه والمبادلة ای الا عطاء من الجانبین اغلب فی غیرها ای غیر المثلیات من العقار وسائر المنقولات المتفاوت بین ابعاضها فلا یاخذ الشریك نصیبه حال غیبة صاحبه ولا یمکن ان یحمل کانه اخذ عین حقه لعدم المعادلة اه مراة المجلة ج ۲ ص ۸۴۔

۴: لان الحنطة مال الربا فلا تجوز قسمة مجازفة الا بالکیل ۱۲ عالمگیری ج ۵ ص ۲۰۸۔

۵: هو لغة حبس الشیئ وشرعا حبس الشیئ علی وجه الشرع بحق یمکن استیفاؤه منه کالدین اه در منتقی ص ۵۸۴ ج ۲۔

۶: واما حکمه فملك العین المرهونة فی حق الحبس حتی یکون احق بامساکه الی وقت ایفاء الدین اه فتاوی هندیه ص ۴۱۵ ج ۴۔

۷: لیس للمرتهن الانتفاع بالرهن باستخدام ولا بسکنی ولا بلبس اه مراة المجلة ص ۳۸۹ ج ۱۔

۸: ونماء الرهن کولده ولبنه وصوفه وثمره للراهن ویکون رهنا مع الا صل فان هلك هلك بلا شیئ وان بقی وهلك الا صل یفتك بحصة من الدین اه مراة المجلة ص ۲۷۳ ج ۱۔

کھلائی کے دام کاٹ لو۔

مسئلہ۵ اگر تم نے اپنا روپیہ کچھ ادا کر دیا تب بھی گروی کی چیز نہیں لے سکتیں جب سب روپیہ ادا کرو گی تب وہ چیز ملے گی۔

مسئلہ۶ اگر تم نے دس روپے قرض لئے اور دس ہی روپے کی چیز یا پندرہ بیس روپے کی چیز گروی کر دی اور وہ چیز اس کے پاس سے جاتی رہی تو اب نہ تو وہ تم سے اپنا کچھ قرض لے سکتا ہے اور نہ تم اس سے اپنی گروی کی چیز کے دام لے سکتی ہو۔ تمہاری چیز گئی اور اس کا روپیہ گیا۔ اور اگر پانچ ہی روپے کی چیز گروی رکھی اور وہ جاتی رہی تو پانچ روپے تم کو دینا پڑیں گے پانچ روپے مجرا ہو گئے۔

باب سی و یکم وصیت کا بیان

مسئلہ۱ یہ کہنا کہ میرے مرنے کے بعد میرا اتنا مال فلانے آدمی کو یا فلانے کام میں دے دینا یہ وصیت ہے چاہے تندرستی میں کہے چاہے بیماری میں۔ پھر چاہے اس بیماری میں مر جاوے یا تندرست ہو جاوے اور جو خود اپنے ہاتھ سے کہیں دے دے، کسی کو قرضہ معاف کر دے تو اس کا حکم یہ ہے کہ تندرستی میں ہر طرح درست ہے اور اسی طرح جس بیماری سے شفا ہو جاوے اس میں بھی درست ہے اور جس[(1)] بیماری میں مر جاوے وہ وصیت ہے جس کا حکم آگے آتا ہے۔

مسئلہ۲ اگر کسی کے ذمے نمازیں یا روزے یا زکوٰۃ یا قسم و روزہ وغیرہ کا کفارہ باقی رہ گیا ہو اور اتنا مال بھی موجود ہو تو مرتے وقت اس کے لئے وصیت کر جانا ضروری اور واجب ہے۔ اسی طرح اگر کسی کا کچھ قرض ہو یا کوئی امانت اس کے پاس رکھی ہو اس کی وصیت کر دینا بھی واجب ہے نہ کرے گی تو گنہگار ہو گی۔ اور اگر کچھ رشتہ دار غریب ہوں جن کو شرع سے کچھ میراث نہ پہنچتی ہو اور اس کے پاس بہت مال و دولت ہے تو ان کو کچھ دلا دینا اور وصیت کر جانا مستحب ہے اور باقی اور لوگوں کے لئے وصیت کرنے نہ کرنے کا اختیار ہے۔

مسئلہ۳ مرنے کے بعد مردے کے مال میں سے پہلے تو اس کی گور و کفن کا سامان کریں پھر جو کچھ بچے اس سے قرضہ ادا کر دیویں۔ اگر مردے کا سارا مال قرضہ ادا کرنے میں لگ جائے تو سارا مال قرضہ میں لگا دیں گے وارثوں کو کچھ نہ ملے گا۔ اس لئے قرضہ ادا کرنے کی وصیت پر بہر حال عمل کریں گے۔ اگر سب مال اس وصیت کی وجہ سے خرچ ہو جاوے تب بھی کچھ پرواہ نہیں بلکہ اگر وصیت بھی نہ کر جاوے تب بھی قرضہ اول ادا کر دیں گے اور قرض کے سوا اور چیزوں کی وصیت کا اختیار فقط تہائی مال میں ہوتا ہے۔ یعنی جتنا مال چھوڑا ہے اس کی تہائی میں سے اگر وصیت پوری ہو جاوے مثلاً کفن دفن اور قرضہ میں لگا کر تین سو روپے بچے اور سو روپے میں سب وصیتیں پوری ہو جاویں تب تو وصیت کو پورا کریں گے اور تہائی مال سے زیادہ لگانا وارثوں کے ذمہ واجب نہیں۔ تہائی میں سے جتنی وصیتیں پوری ہو جاویں اس کو پورا کریں باقی چھوڑ دیں۔ البتہ اگر سب وارث بخوشی رضامند ہو جاویں کہ ہم اپنا حصہ نہ لیویں گے تم اس کی وصیت میں لگا دو تو البتہ تہائی سے زیادہ بھی

۱: اذا اوفی مقدار امن الدین لا یلزمہ رد مقدار من الرھن الذی ھو فی مقابلتہ وللمرتھن صلاحیۃ حبس مجموع الرھن وامساکہ الی ان یستوفی تمام الدین ولو کان المرھون شیئین و کان تعین لکل منھما مقدار من الدین اذا ادی مقدار ما تعین لا حدھما فللراھن تخلص ذلک اہ مراۃ المجلۃ ص ۳۸۱ ج ۱۔

۲: اذا رھن ثوبا قیمتہ عشرۃ بعشرۃ فھلک عند المرتھن سقط دینہ فان کانت قیمۃ الثوب خمسۃ یرجع المرتھن علی الراھن بخمسۃ اخری وان کانت قیمۃ خمسا وعشرۃ فالفضل امانۃ اہ فتاوی ھندیہ ص ۳۲۸ ج ٤۔

۳: الوصیۃ فی الشرع تملیک مضاف الی مابعد الموت یعنی بطریق التبرع سواء کان عینا او منفعۃ اہ مجمع الانہر ص ٦٩١ ج ۲۔

٤: ولا تجوز ھبۃ المریض ولا صدقتہ الا مقبوضۃ فاذا قبضت فجا زت من الثلث اہ فتاوی ھندیہ ص ۱۰۷٦ ج ۳ اذا ابرا المریض الذی فی مرض موتہ احد ورثۃ من دینہ فلایکون صحیحاو نافذاو امالو ابرامن لم یکن وارثہ فیعتبر من ثلث مالہ اہ مراۃ المجلۃ ج۲ ص۳۲۸۔

٥: والوصیۃ اربعۃ اقسام واجبۃ بالزکوۃ والکفارات وفدیۃ الصیام والصلوۃ التی فرط فیھا ومباحۃ لغنی ومکروھۃ لا ھل فسوق والا فمستحب ۱۲ در مختار ص ۳۱۷ ج ۲ واجبۃ کالو صیۃ بردالودائع والدیون المجھولۃ ۱۲ شامی ج ٥ ص ٨٦٨۔

٦: الترکۃ تتعلق بھا حقوق اربعۃ جھاز المیت ودفنہ والدین والوصیۃ والمیراث فیبدا اولا بجھازہ وکفنہ وما یحتاج الیہ فی دفنہ بالمعروف ویستثنی من ذلک حق تعلق بعین کالرھن والعبد الجانی فان المرتھن وولی الجنایۃ اولی من تجھیزہ ویکفن فی مثل ما کان یلبسہ من الثیاب الحلال حال حیاتہ علی قدر الترکۃ من غیر تقتیر و لا تبذیر ثم بالدین ثم تنفذ وصایاہ من ثلث مایبقی بعد الکفن والدین الا ان تجیز الورثۃ اکثر من الثلث ثم یقسم الباقی بین الورثۃ علی سھام المیراث اہ فتاوی ھندیہ ج ٤ ص ٨٧٨۔

۷: لا (تجوز) الزیادۃ علیہ (ای علی الثلث) الا ان تجیزورثتہ بعد موتہ وھم کبار المراد ان یکونوا من اھل التصرف اہ درو رد ج ٥ ص ٥٧١۔

(۱) اس بیماری سے مرض الموت مراد ہے یعنی ایسا مرض جس سے غالب گمان مرنے کا ہو اور اسی مرض میں مر جاوے ۱۲

وصیت میں لگانا جائز ہے لیکن نابالغوں کی اجازت کا بالکل اعتبار نہیں ہے وہ اگر اجازت بھی دیں تب بھی ان کا حصہ خرچ کرنا درست نہیں۔

مسئلہ۴ جس[2] شخص کو میراث میں مال ملنے والا ہو جیسے ماں باپ، شوہر، بیٹا وغیرہ اس کے لئے وصیت کرنا صحیح نہیں۔ اور جو رشتہ دار کہ اس کے مال میں کچھ حصہ نہ ہو یا رشتہ دار ہی نہ ہو کوئی غیر ہو اس کے لئے وصیت کرنا درست ہے لیکن تہائی مال سے زیادہ دلانے کا اختیار نہیں۔ اگر کسی نے اپنے وارث کو وصیت کر دی کہ میرے بعد اس کو فلانی چیز دے دینا۔ یا اتنا مال دے دینا تو اس وصیت سے پانے کا اس کو کچھ حق نہیں ہے البتہ اگر اور سب وارث راضی ہو جاویں تو دے دینا جائز ہے۔ اسی طرح اگر کسی کو تہائی سے زیادہ وصیت کر جائے اس کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر سب وارث بخوشی راضی ہو جاویں تو تہائی سے زیادہ ملے گا ورنہ فقط تہائی مال ملے گا اور نابالغوں[ع] کی اجازت کا کسی صورت میں اعتبار نہیں ہے۔ ہر جگہ اس کا خیال رکھو ہم کہاں تک لکھیں۔

مسئلہ۵ اگرچہ[3] تہائی مال میں وصیت کر جانے کا اختیار ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ پوری تہائی کی وصیت نہ کرے کم کی وصیت کرے بلکہ اگر بہت زیادہ مالدار نہ ہو تو وصیت ہی نہ کرے وارثوں کے لئے چھوڑ دے کہ اچھی طرح فراغت سے بسر کریں کیونکہ اپنے وارثوں کو فراغت اور آسائش میں چھوڑ جانے میں بھی ثواب ملتا ہے۔ ہاں البتہ اگر ضروری وصیت ہو جیسے نماز روزہ کا فدیہ تو اس کی وصیت بہر حال کر جاوے ورنہ گنہگار ہوگی۔

مسئلہ۶ کسی[4] نے کہا میرے بعد میرے مال میں سے سو روپے خیرات کر دینا تو دیکھو گور و کفن اور قرض ادا کرنے کی بعد کتنا مال بچا ہے کہ تین سو یا اس سے زیادہ ہو تو پورے سو روپے دینا چاہئیں۔ اور جو کم ہو تو صرف تہائی دینا واجب ہے۔ ہاں اگر سب وارث بلا کسی دباؤ و لحاظ کے منظور کر لیں تو اور بات ہے۔

مسئلہ۷ اگر[5] کسی کے کوئی وارث نہ ہو تو اس کو پورے مال کی وصیت کر دینا بھی درست ہے اور اگر صرف بیوی ہو تو تین چوتھائی کی وصیت درست ہے۔ اسی طرح اگر کسی کے صرف میاں ہے تو آدھے مال کی وصیت درست ہے۔

مسئلہ۸ نابالغ[6] کا وصیت کرنا درست نہیں۔

مسئلہ۹ یہ[7] وصیت کی کہ میرے جنازہ کی نماز فلاں شخص پڑھے فلاں شہر میں یا فلانے قبرستان یا فلاں کی قبر کے پاس مجھ کو دفنانا۔ فلانے کپڑے کا کفن دینا۔ میری قبر پکی بنا دینا۔ قبر پر قبہ بنا دینا۔ قبر پر کوئی حافظ بٹھلا دینا کہ پڑھ پڑھ کے بخشا کرے تو اس کا پورا کرنا ضروری نہیں۔ بلکہ تین وصیتیں اخیر کی بالکل جائز ہی نہیں۔ پورا کرنے والا گنہگار ہوگا۔

مسئلہ۱۰ اگر[8] کوئی وصیت کر کے اپنی وصیت سے لوٹ جائے یعنی کہہ دے کہ اب مجھے ایسا منظور نہیں اس وصیت کا اعتبار نہ کرنا تو وہ وصیت باطل ہو گئی۔

مسئلہ۱۱ جسطرح[9] تہائی مال سے زیادہ کی وصیت کر جانا درست نہیں اسی طرح بیماری[(1)] کی حالت میں اپنے مال کو تہائی سے زیادہ بجز اپنے ضروری خرچ

۱: ولالوارثه الا باجازة ورثته لقوله عليه الصلوٰة والسلام لا وصية لوارث الا ان يجيزها الورثه يعنى عنفو جود وارث اخر كما يفيده اخرا الحديث وهم كبار عقلاء فلم تجزا جازة صغيرو مجنون ولو اجازا بعض وردالبعض جازعلى المجيزبقدر حصته اه مختصراً شرح تنوير ج ۵ ص ۵۷۵۔

۲: دیکھو حاشیہ نمبر ا صفحہ ہذا

۳: ويستحب ان يوصى الا نسان بدون الثلث سواء كانت الورثة اغنياء او فقراء لان فى التنقيص صلة القريب بترك ماله عليهم بخلاف استكمال الثلث لانه استيفاء تمام حقه فلا صلة ولا منة ۱۲ شرح البدايه ص ٦٤١ ج ٤۔

۴: دیکھو حاشیہ نمبر ا صفحہ ہذا

۵: وصحت بالكل عند عدم ورثة ۱۲ در مختار ص ۳۱۸ ج ۲ وفى فتاوىٰ النوازل اوصى الرجل بكل ماله ومات ولم يترك وارثاً الا امراته فان لم تجز فلها السدس والباقى للموصى له لان له الثلث بلا اجازة فبقى الثلثان فلها ربعهما وهو سدس الكل ولو كان مكا نها زوج فان لم يجز فله الثلث وهو نصف الباقى والباقى للموصى درورد المحتار ص ۳۱۹ ج ۲۔

٦: ولا تجوز وصية الصبى عندنا ا ه فتاوىٰ هنديه ص ٤٨٦ ج ٤۔

۷: او صى بان يصلى عليه فلان اويحمل بعد موته الى بلد اخر اويكفن فى ثوب كذا اويطين قبره او يضرب على قبره قبة او لمن يقرأ عند قبره شيئا معينا فهى باطلة ۱۲ در مختار ص ۳۲۲ ج ۲۔

۸: ويصح للموصى الرجوع عن الوصية ثم الرجوع قد يثبت صريحا وقد يثبت دلا لة فالا ول بان يقول رجعت او نحوه والثانى بان يفعل فعلا يدل على الرجوع ا ه فتاوىٰ هنديه ص ٤٨٧ ج ٤۔

۹: ولا تجوز هبة المريض ولا صدقته الا مقبوضة فاذا قبضت فجازت من الثلث واذا مات الواهب قبل التسليم بطلت ا ه فتاوىٰ هنديه ص ١٠٧٦ ج ۳ يمنع المريض من التبرع باكثر من الثلث ا ه شرح التنوير ص ٦٠٨ ج ٥۔

(۱) اس بیماری سے مرض الموت مراد ہے جس بیماری سے غالب خوف مرنے کا ہو اور اسی مرض میں مر جاوے ۱۲ منہ۔

کھانے پینے دوادارو وغیرہ کے خرچ کرنا بھی درست نہیں۔ اگر تہائی سے زیادہ دے دیا تو بدون اجازت وارثوں کے یہ دینا صحیح نہیں ہوا۔ جتنا تہائی سے زیادہ ہے وارثوں کو اس کے لے لینے کا اختیار ہے اور نابالغ اگر اجازت دیں تب بھی معتبر نہیں۔ اور وارث کو تہائی کے اندر بھی بدون سب وارثوں کی اجازت کے دینا درست نہیں اور یہ حکم جب ہے کہ اپنی زندگی میں دے کر قبضہ بھی کرادیا ہو اور اگر دے تو دیا لیکن قبضہ ابھی نہیں ہوا تو مرنے کے بعد وہ دینا بالکل ہی باطل ہے اس کو کچھ نہ ملے گا، وہ سب مال وارثوں کا حق ہے اور یہی حکم ہے بیماری کی حالت میں خدا کی راہ میں دینے اور نیک کام میں لگانے کا۔ غرض کہ تہائی سے زیادہ کسی طرح صرف کرنا جائز نہیں۔

مسئلہ ۱۲ بیمار[1] کے پاس بیمار پرسی کی رسم سے کچھ لوگ آگئے اور کچھ دن یہیں لگ گئے کہ یہیں رہتے اور اس کے مال میں کھاتے پیتے ہیں تو اگر مریض کی خدمت کے لئے ان کے رہنے کی ضرورت ہو تو خیر کچھ حرج نہیں اور اگر ضرورت نہ ہو تو ان کی دعوت مدارات کھانے پینے میں بھی تہائی سے زیادہ لگانا جائز نہیں۔ اور اگر ضرورت بھی نہ ہو اور وہ لوگ وارث ہوں تو تہائی سے کم بھی بالکل جائز نہیں یعنی ان کو اس کے مال میں کھانا جائز نہیں۔ ہاں اگر سب وارث بخوشی اجازت دیں تو جائز ہے۔

مسئلہ ۱۳ ایسی[2] بیماری کی حالت میں جس میں بیمار مر جاوے اپنا قرض معاف کرنے کا بھی اختیار نہیں ہے۔ اگر کسی وارث پر قرض آتا تھا اس کو معاف کیا تو معاف نہیں ہوا۔ اگر سب وارث یہ معافی منظور کریں اور بالغ ہوں تب معاف ہوگا۔ اور اگر کسی غیر کو معاف کیا تو تہائی مال سے جتنا زیادہ ہوگا معاف نہ ہوگا۔ اکثر دستور ہے کہ بی بی مرتے وقت اپنا مہر معاف کر دیتی ہے یہ معاف کرنا صحیح نہیں۔

مسئلہ ۱۴ حالت[3] حمل میں درد شروع ہو جانے کے بعد اگر کسی کو کچھ دیوے یا مہر وغیرہ معاف کرے تو اس کا بھی وہی حکم ہے جو مرتے وقت دینے لینے کا ہے یعنی اگر خدا نہ کرے اس میں مر جاوے تب تو یہ وصیت ہے کہ وارث کے لئے کچھ جائز نہیں اور غیر کے لئے تہائی سے زیادہ دینے اور معاف کرنے کا اختیار نہیں۔ البتہ اگر خیر وعافیت سے بچہ ہو گیا تو اب وہ دینا لینا اور معاف کرنا صحیح ہو گیا۔

مسئلہ ۱۵ مر[4] جانے کے بعد اس کے مال میں گور وکفن کرو جو کچھ بچے تو سب سے پہلے اس کا قرض ادا کرنا چاہئے وصیت کی ہو یا نہ کی ہو۔ قرضہ ادا کرنا بہر حال مقدم ہے۔ بی بی کا مہر بھی قرضہ میں داخل ہے۔ اگر قرضہ نہ ہو یا قرضہ سے کچھ بچ رہے تو دیکھنا چاہئے کچھ وصیت تو نہیں کی ہے۔ اگر کی ہے تو تہائی میں وہ جاری ہو گی۔ اور اگر نہیں کی یا وصیت سے جو بچا ہے وہ سب وارثوں کا حق ہے شرع میں جن جن کا حصہ ہو کسی عالم سے پوچھ کر دے دینا چاہئے۔ یہ جو دستور ہے کہ جو جس کے ہاتھ لگا۔ لے بھاگا۔ بڑا گناہ ہے یہاں نہ دو گے تو قیامت کے دن دینا پڑے گا جہاں روپے کے عوض نیکیاں دینا پڑیں گی۔ اسی طرح لڑکیوں کا حصہ بھی ضرور دینا چاہئے شرع سے ان کا بھی حق ہے۔

مسئلہ ۱۶ مردے[5] کے مال میں سے لوگوں کی مہمانداری آنے والوں کی خاطر مدارات کھانا پلانا۔ صدقہ خیرات وغیرہ کچھ کرنا جائز نہیں ہے۔ اسی طرح مرنے کے بعد سے دفن کرنے تک جو کچھ اناج وغیرہ فقیروں کو دیا جاتا ہے مردہ کے مال میں سے اس کا دینا بھی حرام ہے۔ مردے کو

۱: اجتمع قرابة المريض عنده يا كلون من ماله ان كانوا ورثة لم يجز الا ان يحتاج المريض اليهم لتعا هده فيا كلون مع عياله بلا اسراف وان لم يكونوا ورثة جاز من ثلث ماله لو بامر المريض اه رد المحتار ج ٥ ص ٦٤٤۔

۲: اذابر المريض الذي في مرض موته احدورثته من دينه فلا يكون صحيحا ونافذا والو ابرأ من لم يكن وارثه فيعتبر من ثلث ماله مريض له على وارثه دين فابراء ه لم يجز ولوقالت مريضة ليس لي على زوجي صداق لا يبرأ عند نا اه مراة المجلة ج ٢ ص ٣٢٨۔

۳: والمراة اذا اخذها الطلق فما فعلته في تلك الحالة يعتبر من الثلث فان سلمت جاز ما فعلته من ذلك كله كذا في الجوهرة النيرة ولو وهبت المرأة مهر ها من الزوج في حالة الطلق وما تت في النفاس لم يصح اه عالمگیری ج ٤ ص ٤٠٢۔

٤: يتعلق بتركة الميت حقوق اربعة مرتبة اى مقدم بعضها على بعض الا ول يبدأ بتكفينه وتجهيزه بلا تبذير ولا تقصير ثم تقضى ديونه من جميع مابقى من ماله اى ثم يبدء بقضاء دينه من جميع ماله الباقي بعد التجهيز والتكفين وهذا هو الثاني من الاربعة ثم تنفذ وصاياه هذا هو ثالث الا ربعة اى تنفذوصية من ثلث ما بقى بعد الدين لا من ثلث اصل المال ثم يقسم الباقي هذا رابع الا ربعة وهو ان يقسم مابقى من ماله بعد التكفين والدين والوصية بين ورثته اى الذين ثبت ارثهم بالكتاب والسنة واجماع الا مة ١ه شريفيه مختصراً ص ٣۔

٥: ولا يباح اتخاذا لضيافة ثلثة ايام في المصيبة وان اتخذ لا باس بالا كل منه وان اتخذ طعاما للفقراء كان حسنا اذاكانت الورثة بالغين فان كان في الورثة صغير لم يتخذ وا ذلك من التركة اه ص ٦٦٤ فتاوى هنديه ج ٤ ص ٣٢٣ وفى رد المحتار ج ٥ ص ٦٦٤ ويكره اتخاذ الضيافة من الطعام من اهل الميت لا نه شرع في السرور لافى الشرور وهى بدعة مستقبحة لا سيما اذا كانت من تركة الميت بلااجازة الورثة كلها او بعضها اه۔

ہر گز کچھ ثواب نہیں پہنچتا۔ بلکہ ثواب سمجھنا سخت گناہ ہے کیونکہ اب یہ سب مال تو وارثوں کا ہو گیا پرائی حق تلفی کر کے دینا ایسا ہی ہے جیسے غیر کا مال چرا کے دے دینا۔ سب مال وارثوں کو بانٹ دینا چاہئے ان کو اختیار ہے اپنے اپنے حصہ میں سے چاہے شرع کے موافق کچھ کریں یا نہ کریں بلکہ وارثوں سے اس خرچ کرنے اور خیرات کرنے کی اجازت بھی نہ لینا چاہئے کیونکہ اجازت لینے سے فقط ظاہر دل سے اجازت دیتے ہیں کہ اجازت نہ دینے میں بدنامی ہوگی۔ ایسی اجازت کا کچھ اعتبار نہیں۔

مسئلہ[۱] اسی طرح یہ جو دستور ہے کہ اس کے استعمالی کپڑے خیرات کر دیئے جاتے ہیں یہ بھی بغیر اجازت وارثوں کے ہرگز جائز نہیں اور اگر وارثوں میں کوئی نابالغ ہو تب تو اجازت دینے پر بھی جائز نہیں پہلے مال تقسیم کر لو تب بالغ لوگ اپنے حصہ میں سے جو چاہیں دیں۔ بغیر تقسیم کئے ہر گز نہ دینا چاہئے۔

تمام شد حصہ پنجم اصلی بہشتی زیور

بہشتی جوہر ضمیمہ بہشتی زیور حصہ پنجم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب سی و دوم حلال مال طلب کرنے کا بیان

۱) حدیث میں[۲] ہے کہ حلال (مال) کا طلب کرنا فرض ہے بعد (اور) فرض کے مطلب یہ ہے کہ حلال مال کا حاصل کرنا فرض ہے بعد اور فرضوں کے یعنی ان فرضوں کے بعد جو ارکان اسلام ہیں جیسے نماز روزہ وغیرہ یعنی مال حلال کی طلب فرض تو ہے مگر اس فرض کا رتبہ دوسرے فرضوں سے کم ہے جو کہ ارکان اسلام ہیں اور یہ فرض اس شخص کے ذمہ ہے جو مال کا ضروری خرچ کے لئے محتاج ہو۔ خواہ اپنی ضرورت رفع کرنے کو یا اپنے اہل و عیال کے ضرورت رفع کرنے کو۔ اور جس شخص کے پاس بقدر ضرورت موجود ہے مثلاً صاحب جائداد ہے یا اور کسی طرح سے اس کو مال مل گیا تو اس کے ذمہ فرض نہیں رہتا۔ اس لئے کہ مال کو حق تعالیٰ نے حاجتوں کے رفع کرنے کے لئے پیدا کیا ہے تاکہ بندہ ضروری حاجتیں پوری کر کے اللہ پاک کی عبادت میں مشغول ہو کیونکہ بغیر کھائے پینے عبادت نہیں ہو سکتی پس مال مقصود لذاتہ نہیں بلکہ مطلوب لغیرہ ہے۔ سو جب بقدر ضرورت کے میسر ہو گیا تو خواہ مخواہ حرص کی وجہ سے اس کو طلب کرنا اور بڑھانا نہ چاہیئے۔ پس جس کے پاس قدر ضرورت موجود ہو اس پر بڑھانا فرض نہیں۔ بلکہ مال کی حرص خدائے تعالیٰ سے غافل کرنے والی اور اس کی کثرت گناہوں میں مبتلا کرنے والی ہے خوب سمجھ لو اور اس بات کا لحاظ رہے کہ مال حلال میسر آوے۔ حرام کی طرف مسلمانوں کی بالکل توجہ نہ ہونی

۱: الصدقة بمنزلة الهبة فی المشاع وغیر المشاع وحاجتها الی القبض اھ فتاویٰ هندیه ص ۱۸۰۳ ج ۳ واما ما یرجع الی الواهب فهو ان یکون الواهب من اهل الهبة وکونه من اهلها ان یکون حرا عاقلا بالغا مالکا للموهوب حتی لو کان صغیرا او مجنونا او لا یکون مالکا للموهوب لا یصح ومنها ان یکون الموهوب مقسوما اذا کان مما یحتمل القسمة وان یکون الموهوب متمیزا و منها ان یکون مملوکا للواهب فلا تجوز هبة مال الغیر بغیر اذنه لا ستحالة تملیك مالیس بمملوك للواهب اھ فتاوی هندیه ج ۳ ص ۱۰۴٤ والخامس کالطلاق ونحوه من العتاق والصدقة والهبة فانها ضرر محض فی العاجل بازالة ملك النکاح والرقبة والعین من غیر نفع یعود الیه فلا یملکه ای لایملك الصبی بنفسه کمالا یملکه علیه ای علی الصبی غیره ای غیر الصبی کالولی والوصی اھ کشف المبهم ص ۳۰٤۔

عن عبد اللّٰه بن مسعود قال قال رسول اللّٰه ﷺ طلب کسب الحلال فریضة بعد الفریضة رواه البیهقی فی شعب الایمان وروی الدیلمی عن انس مرفوعابسند حسن بلفظ طلب الحلال واجب علی کل مسلم ۱۲ منه۔

چاہیے۔ اسلئے کہ وہ مال بے برکت ہوتا ہے اور ایسا شخص جو کہ حرام خور ہو دین و دنیا میں ذلت اور خدائے تعالیٰ کی پھٹکار میں مبتلا رہتا ہے اور بعضے جاہلوں کا یہ خیال کہ آج کل حلال مال کمانا غیر ممکن ہے اور حلال مال ملنے سے مایوسی ہے سراسر غلط اور شیطان کا دھوکہ ہے خوب یاد رکھو کہ شریعت پر عمل کرنے والے کی غیب سے مدد ہوتی ہے۔ جس کی نیت حلال کھانے اور حرام سے بچنے کی ہوتی ہے حق تعالیٰ اس کو ایسا ہی مال مرحمت فرماتے ہیں اور یہ امر مشاہدہ سے ثابت ہے اور قرآن و حدیث میں تو جابجا یہ وعدہ آیا ہے۔ اس نازک زمانہ میں جن خدا کے بندوں نے حرام اور شبہ کے مال سے اپنے نفس کو روک لیا ہے ان کو حق تعالیٰ عمدہ حلال مال مرحمت فرماتے ہیں اور وہ لوگ حرام خوروں سے زیادہ راحت و عزت سے رہتے ہیں جو شخص اپنے ساتھ اور دوسرے حضرات کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا یہ معاملہ دیکھتا ہے اور جابجا قرآن و حدیث میں یہ مضمون پاتا ہے وہ ایسے جاہلوں کے کہنے کی کچھ پرواہ نہیں کر سکتا۔ اور اگر کسی معتبر کتاب میں ایسی باتیں نظر سے گذریں تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے جو جاہلوں نے سمجھ رکھا ہے۔ پس جب وہ مضمون دیکھو تو کسی پکے دیندار عالم سے اس کا مطلب دریافت کر و انشاء اللہ تعالیٰ تمہاری تسلی ہو جاوے گی۔ اور ایسی بیہودہ باتوں کا وسوسہ دل سے نکل جاوے گا خوب سمجھ لو۔ لوگ مال کے باب میں بہت کم احتیاط کرتے ہیں۔ ناجائز نوکریاں کرتے ہیں دوسروں کی حق تلفی کرتے ہیں یہ سب حرام ہے اور خوب یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں کسی بات کی کمی نہیں۔ جس قدر تقدیر میں لکھا ہے وہ ضرور مل کر رہے گا۔ پھر بدنیتی کرنا اور دوزخ میں جانے کی تیاری کرنا کون سی عقل کی بات ہے چونکہ لوگوں کو مال حلال کی طرف توجہ بہت کم ہے اس لئے بار بار تاکید سے یہ مضمون بیان کیا گیا دنیا میں اصل مقصود انسان اور جن کی پیدائش سے یہ ہے کہ انسان اور جن حق تعالیٰ کی عبادت کریں۔ لہٰذا اس بات کا ہر معاملہ میں خیال رکھو اور کھانا پینا اس لئے ہے کہ قوت پیدا ہو جس سے خدا کا نام لے سکے۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ شب و روز لذتوں میں مشغول رہے اور اللہ میاں کو بھول جاوے اور ان کی نافرمانی کرے۔ بعضے جاہلوں کا یہ خیال کہ دنیا میں فقط کھانے پہننے اور لذتیں اڑانے کے لئے آئے ہیں سخت بددینی کی بات ہے اللہ تعالیٰ جہالت کا ناس کرے کیسی بری بلا ہے۔

۲) حدیث میں ہے فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ نے کسی نے نہیں کھایا کوئی کھانا کبھی بہتر اس کھانے سے جو اپنے دونوں ہاتھ کے عمل سے ہو اور بے شک خدا کے نبی (حضرت) داؤد (علیہ السلام) اپنے ہاتھوں کے عمل سے کھاتے تھے۔[۱] مطلب یہ ہے کہ اپنے ہاتھ کی کمائی بہت عمدہ چیز ہے مثلاً کوئی پیشہ کرنا یا تجارت کرنا وغیرہ خواہ مخواہ کسی پر بوجھ ڈالنا نہ چاہیے اور پیشہ کو حقیر نہ سمجھنا چاہیے جب اس قسم کے کام حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام نے کئے ہیں تو اور کون ایسا شخص ہے جس کی آبرو ان حضرات سے بڑھ کر ہے بلکہ کسی کی آبرو ان حضرات کے برابر بھی نہیں ان سے بڑھ کر تو کیا ہوتی ایک حدیث میں آیا ہے کوئی نبی ایسے نہیں ہوئے جنہوں نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔ خوب سمجھ لو اور جہالت سے بچو اور بعضے لوگوں کا خیال یہ ہے کہ اگر کسی کے پاس مال حلال ہو مگر اپنے ہاتھ کا کمایا ہوا نہ ہو بلکہ میراث میں ملا ہو یا اور کسی حلال ذریعہ سے میسر آیا ہو تو خواہ مخواہ اپنے کمانے کی فکر کرتے ہیں اور اس کو عبادت میں مشغول ہونے سے بہتر سمجھتے ہیں یہ سخت غلطی ہے بلکہ ایسے شخص کے لئے عبادت میں مشغول ہونا بہتر ہے۔ جب اللہ نے اطمینان دیا اور رزق کی فکر سے فارغ البال کیا تو پھر بڑی ناشکری ہے کہ اس کا نام اچھی طرح نہ لیوے اور مال ہی کو بڑھائے جاوے بلکہ مال حلال تو جس طرح سے میسر آوے بشرطیکہ کوئی ذلت نہ اٹھانی پڑے وہ سب عمدہ ہے اور اللہ کی بڑی نعمت ہے اس کی بڑی قدر کرنی چاہیے اور انتظام سے خرچ کرنا چاہیے فضول نہ اڑانا چاہیے۔ اور حدیث کا مطلب تو یہ ہے کہ لوگ اپنا بار کسی پر نہ ڈالیں اور لوگوں سے بھیک نہ مانگیں جب تک کوئی خاص ایسی مجبوری نہ ہو جس کو شریعت نے مجبوری قرار دیا ہو اور پیشہ کو حقیر نہ سمجھیں اور حلال مال طلب کریں کمائی کو عیب نہ سمجھیں سو اس وجہ سے یہ مضمون مبالغہ کے طور پر بیان فرمایا گیا تاکہ لوگ اپنے ہاتھ سے کمانے کو برا نہ سمجھیں اور کمائیں اور کھائیں اور کھلائیں اور خیرات کریں حدیث کی یہ غرض نہیں ہے کہ سوائے اپنے ہاتھ کی کمائی کے اور کسی طرح سے جو حلال مال ملا ہو وہ حلال نہیں یا ہاتھ کی کمائی کے برابر نہیں بلکہ بعض مال اپنے ہاتھ کی کمائی سے بڑھ کر ہوتا ہے اور بعضے ناواقف بچے خاصان خدا پر جو متوکل[۲] ہیں طعن کرتے ہیں اور دلیل میں یہ حدیث پیش کرتے ہیں جو مذکور ہوئی کہ ان کو اپنے ہاتھ سے کمانا چاہیے۔ محض توکل پر بیٹھنا اور نذرانوں سے گذر کرنا اچھا نہیں۔ یہ ان کی سخت نادانی ہے اور یہ اعتراض جناب رسول اللہ ﷺ تک پہنچتا ہے۔

۱: عن المقدام بن معدی کرب قال قال رسول اللہ ﷺ ما اکل احد طعاما قط خیر من ان یاکل من عمل یدیہ وان نبی اللہ داؤد علیہ السلام کان یاکل من عمل یدیہ رواہ البخاری ۱۲۔

۲: ارید بالمعنی المتعارف وھو ترک الا سباب الظنیۃ الرزقیۃ وتفصیلہ فی کتب اھل التحقیق من القوم فافھم ۱۲۔

ڈرنا چاہئے سخت اندیشہ ہے کہ ان بزرگوں کی بے ادبی اور ان پر لعن وطعن سے دارین میں بلا نازل ہو اور طعن کرنے والوں کو ہلاک کردے بلکہ اولیاء اللہ کی بے ادبی سے ایمان جاتے رہنے اور براخاتمہ ہونے کا اندیشہ ہے اللہ تعالیٰ اس شخص کو اس دن سے پہلے ناپید کردے جس دن بزرگوں پر اعتراض کرے کہ اسکے حق میں یہی بہتر ہے۔ میں کہتا ہوں کہ قرآن وحدیث میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے بشرطیکہ انصاف سے اور طلب حق کے لئے تامل کیا جاوے کہ جس شخص میں توکل کی شرطیں پائی جاویں تو اس کے لئے توکل کرنا کمانے سے بدرجہا افضل ہے اور یہ اعلیٰ مقام ہے مقامات ولایت سے۔ جناب رسول اللہ ﷺ خود متوکل تھے اور جو آمدنی متوکل کو ہوتی ہے وہ ہاتھ کی کمائی سے بہت بہتر ہے اور اس میں خاص برکت اور خاص نور ہے جسے اللہ تعالیٰ نے یہ رتبہ مرحمت فرمایا ہے اور بصیرت اور فہم اور نور عطا فرمایا ہے وہ کھلی آنکھوں اس کی برکت دیکھتا ہے اور اس کا تفصیلی بیان کسی خاص موقع پر کیا جاوے گا۔ چونکہ یہ مختصر رسالہ ہے اس لئے طوالت کی گنجائش نہیں اتنا سمجھ لینا کافی ہے کہ یہ قول سراسر غلط ہے جیسا کہ بیان ہوا۔ اور بڑی بے انصافی کی بات ہے کہ ایک تو خود نیک کام سے محروم رہو اور دوسرا کرے تو اس پر لعن وطعن کرو۔ کیا حق تعالیٰ کو منہ دکھاؤ گے جب کہ اس کے دوستوں کے درپے ہوتے ہو۔ اور علاوہ فائدہ مذکورہ کے توکل اختیار کرنے میں بہت سے دینی فائدے ہیں اور وہ متوکلین جو مخلوق کی تعلیم کرتے ہیں ان کی خدمت کرنا تو بقدر ان کے ضروری خرچ پورا ہونے کے فرض ہے سو اپنا حق نذرانہ سے لینا کیوں برا سمجھا گیا جب کہ غیر متوکلین بھی اپنے حقوق خوب مار دھاڑ سے لڑائی لڑ کر وصول کرتے ہیں حالانکہ متوکلین تو بہت تہذیب اور لوگوں کی بڑی آرزو کرنے سے اپنا حق قبول کرتے ہیں اور نذرانہ قبول کرنے میں جب کہ ذلت نہ ہو اور استغنا اور بے پروائی سے لیا جاوے۔ خصوصاً جب کہ اس کے واپس کرنے میں دینے والے کی سخت دل شکنی ہو تو ظاہر ہے کہ اس میں بھلائی ہی بھلائی ہے حقیقت یہ ہے کہ ایسے حضرات جو سچے متوکل ہیں ان کو بڑی عزت سے روزی میسر ہوتی ہے مگر ان کی نیت اور توجہ محض خدا کے بھروسہ پر ہوتی ہے مخلوق کی طرف نگاہ نہیں ہوتی اور جو طمع رکھے مخلوق سے اور نگاہ کرے ان کے مال پر وہ دغا باز ہے وہ ہمارے اس کلام سے خارج ہے ہم نے تو سچے توکل والوں کی حالت بیان کی ہے کسی کو حقیر سمجھنا خصوصاً خاصان خدا کو بڑا سخت گناہ ہے اور ان حضرات کا اس میں کوئی ضرر نہیں بلکہ نفع ہے کہ برا کہنے والوں کی نیکیاں قیامت کے روز ان کو ملیں گی۔ تباہی تو ان کی ہے جو برا کہتے ہیں کہ دین و دنیا تباہ ہوتی ہے اور یہ بھی یاد رہے کہ توکل کی اجازت ہر شخص کو شریعت نے نہیں دی ہے اس کی ہمت کرنا اور اس کی شرطوں کا پورا ہونا بہت دشوار ہے۔ اسی وجہ سے ایسے حضرات بہت کم پائے جاتے ہیں گویا کہ معدوم ہیں۔ اور بہت اچھی چیز ہمیشہ کم ہی ہوتی ہے۔ اللہ پاک کا بے حد شکر ہے کہ مقام محض معمولی توجہ سے بہت عمدہ تحریر ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اور آپ کو عمل کی توفیق دیں آمین۔

۴) حدیث میں ہے کہ تحقیق اللہ (تعالیٰ) طیب ہے (یعنی کمالات کے ساتھ موصوف اور تمام عیبوں سے پاک ہے) نہیں قبول کرتا ہے مگر طیب کو (یعنی اللہ پاک طیب مال یعنی حلال مال قبول فرماتا ہے حرام مال وہاں مقبول نہیں بلکہ بعض علماء نے فرمایا ہے کہ حرام مال خیرات کر کے ثواب کی امید رکھنا کفر ہے) اور اللہ نے حکم کیا مومنوں کو اس چیز کا جس کا کہ حکم فرمایا مرسلین کو (یعنی رسولوں کو) پس فرمایا اے رسولو کھاؤ پاک چیزیں (یعنی حلال) اور عمل کرو اچھے اور فرمایا (اللہ تعالیٰ نے) اے ایمان والو کھاؤ پاکیزہ چیزیں جو ہم نے تم کو دی ہیں۔ پھر ذکر فرمایا (جناب رسول اللہ ﷺ نے) اس آدمی کا جو لمبا سفر کرتا ہے (حج کرنے علم طلب کرنے وغیرہ کو) اس حال میں کہ پراگندہ حال اور گرد آلود ہوتا ہے (سفر کی مشقت سے) اور ہاتھ بڑھاتا ہے آسمان کی طرف (اور کہتا ہے) اے میرے پروردگار اے میرے پروردگار (یعنی اللہ پاک سے بار بار سوال کرتا ہے کہ رحم فرما کر مقصود عطا کر دے) حالانکہ اس کا کھانا حرام ہے اور اس کا پینا حرام ہے اور اس کا لباس حرام ہے (یعنی خورد و نوش اور لباس مال حرام سے حاصل کرتا ہے) اور پالا گیا (مال) حرام سے (یعنی مال حرام سے گذر کرتا ہے اسی سے پرورش پاتا ہے ہاں جس کو والدین نے نابالغی کی حالت میں مال حرام سے پرورش کیا ہو اور بالغ ہو کر اس نے حلال مال حاصل کیا اور اس کو اپنی خورد و نوش و لباس میں صرف کیا تو وہ شخص اس حکم سے خارج ہے نابالغ ہونے کی حالت گناہ فقط والدین پر ہے) پس کیونکر قبول کی جاوے گی (وہ دعا) اسکے لئے (رواہ مسلم ۱۲) یعنی باوجود اس قدر مشقتوں کے مال حرام کے استعمال کی وجہ سے ہرگز دعا مقبول نہ ہوگی۔ اور اگر کبھی مقصود حاصل بھی ہو گیا تو وہ دعا کے سبب سے نہیں بلکہ اس کا حاصل ہونا تقدیر الٰہی کی وجہ سے ہے جیسے کہ کافروں کے مقصود پورے ہو جاتے ہیں۔ اور دعا کے مقبول ہونے کے یہ معنی ہیں کہ حق تعالیٰ بندہ پر نظر رحمت فرمائیں اور اس رحمت کی وجہ سے اس کو اس کا مطلوب عطا فرمائیں اور اس طلب پر ثواب عنایت ہو سو یہ بات اسی کو میسر ہوتی ہے جو شریعت کا پابند ہو اور اللہ پاک سے مقصود طلب کرے یہاں سے معلوم ہوا کہ حلال کھانے میں

بڑی برکت ہے اور واقعی اس کی خاص تاثیر ہے اور ایسا مال کھانے سے نیکی کی قوت پیدا ہوتی ہے اعضا عقل کی تابعداری کرتے ہیں۔ حضرت سیدنا و مولانا ابو حامد محمد غزالی نور اللہ تعالیٰ مرقدہ ایک بہت بڑے درویش سے یعنی حضرت سہیلؒ سے نقل فرماتے ہیں کہ جو حرام کھاتا ہے اعضاء اس (کی عقل) کی اطاعت چھوڑ دیتے ہیں (یعنی عقل نیکی کا حکم کرتی ہے اور وہ اس کی اطاعت نہیں کرتے مگر یہ بات ان ہی حضرات کو معلوم ہوتی ہے جن کے دل کی آنکھیں روشن ہیں ورنہ جن کا دل سیاہ ہے وہ تو شب و روز اس میں مشغول رہتے ہیں اور خوب لذت اڑاتے ہیں اور ان کو کچھ بھی اثر نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ قلب کی حس اور دل کی بینائی اور بصیرت کو قائم رکھے آمین)

۴) حضرت سیدنا عبداللہ بن مبارکؒ (جو بڑے عالم اور زاہد اور حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں) فرماتے ہیں کہ مجھے ایک درہم مشتبہ مال کالوٹادینا (جو مجھے ملے خواہ ہدیہ کے ذریعہ سے یا اور کسی طرح) زیادہ محبوب ہے چھ لاکھ درہم خیرات کرنے سے۔ اھ۔ یہاں سے اندازہ کرنا چاہئے کہ مشتبہ مال کی کیا قدر ہے۔ افسوس کہ لوگ صریح حرام بھی نہیں چھوڑتے۔ روپیہ ملے کسی طرح ملے۔ اور بزرگان دین مشتبہ مال کو اس قدر برا سمجھتے تھے حرام مال سے بچنا سب کے ذمہ ضرور ہے اس سے بہت بڑی احتیاط لازم ہے۔ برا مال کھانے سے بے حد خرابیاں نفس میں پیدا ہوتی ہیں۔ یہ انسان کا ہلاک کرنے والا ہے۔

۵) حدیث میں ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ نے حلال ظاہر ہے اور حرام ظاہر ہے اور ان دونوں کے درمیان شبہ کی چیزیں ہیں (یعنی ان کے حلال اور حرام ہونے میں شبہ ہے۔ بعضے اعتبار سے ان کا حلال ہونا معلوم ہوتا ہے اور بعضے اعتبار سے ان کا حرام ہونا معلوم ہوتا ہے جن کو بہت سے لوگ نہیں جانتے۔ اور تم میں ایسے لوگ جو ان کو جانتے ہیں اور وہ بڑے بڑے عالم متقی ہیں جو اپنے علم پر اچھی طرح عمل کرتے ہیں) پس جس شخص نے پرہیز کیا ہے شبہ کی چیزوں سے بچالیا اس نے اپنے دین کو (یعنی عذاب دوزخ سے پناہ مل گئی) اور اپنی آبرو کو (یعنی طعنہ دینے والوں سے اپنی آبرو بچالی۔ اس لئے کہ خلاف شرع شخص کو لوگ طعن دیتے ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ دین و دنیا کی بے عزتی سے بچنا ہر ذی عقل پر ضرور ہے) اور جو شخص واقع ہوا شبہ کی چیزوں میں وہ واقع ہوگا حرام میں (یعنی جو شخص شبہ کی باتوں سے پرہیز نہیں کرتا وہ رفتہ رفتہ صریح حرام باتوں میں مبتلا ہو جاتا ہے جہاں نفس کو ذرا گنجائش دی گی وہ رفتہ رفتہ اس قدر خرابی برپا کرتا ہے کہ خدا کی پناہ ہلاک ہی کر دیتا ہے۔ سو جو شخص مال کے بارے میں احتیاط نہ کرے جو ملے اس کو قبول کر لے کسی شبہ کی پرواہ ہی نہ کرے وہ عنقریب حرام کھانے لگے گا۔ نفس کو ہمیشہ شریعت کا قیدی بنا کر رکھنا چاہئے کبھی آزادی نہ دے۔ اور گو ایسے شبہ کا مال کھانا جس کا یہ حال معلوم نہ ہو کہ اس میں کتنا حلال ملا ہے اور کتنا حرام جائز ہے لیکن مکروہ ہے اور رفتہ رفتہ شبہ سے صریح حرام میں مبتلا ہونے کا سخت اندیشہ ہے۔ لہذا چاہئے کہ شبہ کی باتوں سے بھی بچے کہ اصل مقصود اور ہمت کی بات یہی ہے خوب سمجھ لو) مثل اس چرواہے کہ جو چراتا ہے گرد اس چراگاہ کے جس کو بادشاہ نے اپنے جانور چرانے کے لئے خاص کر لیا ہے قریب ہے یہ کہ چراوے اس چراگاہ میں (یعنی جو ایسی چراگاہ کے گرد چراتا ہے وہ عنقریب خاص چراگاہ ہی میں چرانے لگے گا یا تو اس طرح کہ جانوروں کا اس طریق پر چرانا کہ اس حد سے آگے نہ بڑھیں دشوار ہے یا اس طرح کہ خود چرواہے ہی کو عنقریب ایسی دلیری ہو جائیگی کہ وہ اس قدر احتیاط نہ کرے گا اسی طرح نفس کو احتیاط نہیں ہوتی اور کبھی تو ابتدا ہی سے جہاں شبہ کے درجہ پر پہنچا حرام میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ اور کبھی کچھ دنوں کے بعد یہ حالت ہوتی ہے۔ اور یاد رکھنا چاہئے کہ خودرو گھاس کی چراگاہ کو صرف اپنے لئے خاص کر لینا اور دوسروں کو اس میں چرانے سے روکنا زمینداروں کو جائز نہیں اور یہاں تو فقط مثال بیان کرنا مقصود ہے) آگاہ رہو کہ ہر بادشاہ کی ایک چراگاہ ہے (اور) آگاہ ہو کہ اللہ کی چراگاہ (جس کی حفاظت کی گئی ہے) اس کے محارم ہیں (یعنی جن چیزوں کو اس نے حرام فرمادیا ہے تو جو شخص ان حرام چیزوں میں واقع ہوگا وہ اللہ تعالیٰ کی خیانت کرتا ہے اور ظاہر ہے کہ بادشاہ کی خیانت کرنا بغاوت ہے اور حق تعالیٰ چونکہ اعلیٰ درجہ کے بادشاہ ہیں لہذا ان کی خیانت اعلیٰ درجہ کی بغاوت ہے جس کی سزا بھی بہت بڑی ہے) آگاہ رہو کہ انسان کے بدن میں ایک بوٹی ہے جب کہ وہ درست ہوگی (اور اس میں باطنی یا ظاہری خرابی نہ پیدا ہوگی) کل بدن درست ہوگا اور جبکہ وہ فاسد اور خراب ہوگی تو خراب ہوگا تمام بدن۔ آگاہ رہو وہ (بوٹی) دل ہے (اخرجہ الشیخان ۱۲) (یعنی دل سلطان البدن ہے۔ قلب کی درستی سے تمام اعضاء کی درستی رہتی ہے اور قلب کی درستی موقوف ہے اطاعت الٰہی پر۔ گناہ کرنے سے دل اندھا ہو جاتا ہے۔ حاصل یہ ہوا کہ نیکیوں کا وجود موقوف ہے قلب کی درستی اور صفائی پر اور قلب کی صفائی میں اکل حلال کو خاص دخل ہے۔ پس اس سے ترغیب ہوگئی اہتمام اکل حلال پر)

۶) حدیث میں ہے کہ فرمایا جناب رسول کریم ﷺ نے ہلاک کرے اللہ تعالیٰ یہود کو حرام کی گئیں ان پر چربیاں (یعنی گائے اور بکری کی چربی

جیسا کہ قرآن مجید میں ہے) پس انہوں نے اس (چربی) کو گلایا پھر انہوں نے اس کو فروخت کیا (متفق علیہ ۱۲منہ) (یعنی حیلہ یہ کیا کہ خود چربی نہیں کھائی بلکہ اس کے دام کھائے اور اس کو یہ سمجھے کہ یہ چربی کھانا نہیں ہے۔ حالانکہ اس حکم کا حاصل یہ تھا کہ چربی سے بالکل منتفع مت ہو اس میں بیچ کر دام کھانا بھی داخل تھا۔ آج کل بعضے سود خواروں نے اسی قسم کے حیلے پیدا کر لئے ہیں تاکہ ظاہر میں سود سے بچ جاویں اور حقیقت میں سود کھاویں لیکن حق تعالیٰ عالم الغیب سے نیت کو خوب جانتا ہے ہرگز ہرگز ایسے حیلے نکالنا روا نہیں۔

۷) حدیث میں ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ نے نہیں ہے یہ بات کہ کمائے بندہ مال حرام کو پس صدقہ دے اس میں سے سو اس سے قبول کیا جاوے اور نہ یہ کہ خرچ کرے اس میں سے پس برکت دی جائے اس کے لئے اس مال میں اور نہ یہ کہ چھوڑے اپنے پیچھے مگر ہو وہ (چھوڑنا) توشہ اس کے لئے بلکہ ہوگا پہنچانے والا دوزخ کی طرف (یعنی مال حرام کما کر اگر صدقہ کرے قبول نہ ہوگا اور خاک ثواب نہ ملے گا۔ بلکہ بعض علماء نے فرمایا ہے کہ حرام خیرات کر کے ثواب کی امید رکھنا کفر ہے اور فقیر جس کو مال حرام دیا گیا ہے اس نیت سے کہ دینے والے کو ثواب ہو اگر جانتا ہے کہ یہ مال اس طرح کا مجھے دیا گیا ہے اور وہ باوجود جاننے کے خیرات دینے والے کو دعا دے تو وہ بھی ان علماء کے قول پر کافر ہو جائے گا اور اگر ایسا مال کسی اور خرچ میں لایا جاوے تو بھی کچھ برکت نہ ہوگی اور اگر اپنے بعد ایسا مال چھوڑے گا تو اس کی وجہ سے جہنم میں داخل ہوگا۔ کھاویں گے وراث اور عذاب میں یہ مبتلا ہوگا۔ غرض مال حرام میں بجز ضرر کے کوئی نفع نہیں) بے شک اللہ (تعالیٰ) نہیں دور کرتا ہے برائی کو برائی کے ذریعہ سے (پس چونکہ حرام مال خیرات کرنا منع ہے اور گناہ ہے سو اس گناہ کے ذریعہ سے اور گناہ نہیں معاف ہو سکتے) لیکن دور کرتا ہے برائی کو بھلائی سے (پس حلال مال صدقہ کرنا گناہوں کا کفارہ ہوتا ہے جب کہ با قاعدہ اور شریعت کے موافق خیرات کرے) تحقیق خبیث (یعنی مال حرام) نہیں دور کرتا ہے خبیث کو (رواہ احمد ۱۲منہ) (یعنی گناہ کو)۔

۸) حدیث میں ہے جنت میں وہ گوشت نہ داخل ہوگا جو پلا ہے اور بڑھا ہے مال حرام سے اور ہر ایسا گوشت جو پلا بڑھا ہے مال حرام سے جہنم ہی اس کے لائق ہے (رواہ احمد وغیرہ ۱۲) (یعنی حرام خور جنت میں بغیر سزا بھگتے داخل نہ ہوگا۔ یہ مطلب نہیں کہ وہ کفار کی طرح کبھی داخل جنت نہ ہوگا بلکہ اگر وہ اسلام پر مرا اور تھا حرام خور تو اپنے گناہوں کی سزا بھگت کر جنت میں داخل ہو جاوے گا۔ اور اگر حرام کھانے سے توبہ کرے مرنے سے پہلے اور جس کا حق اس کے ذمہ ہو وہ ادا کر دے تو البتہ حق تعالیٰ اس کا یہ گناہ معاف فرمائیں گے اور اس حدیث میں جو عذاب مذکور ہے اس سے محفوظ رہے گا)۔

۹) حدیث میں ہے کہ بندہ نہیں ہوتا ہے پورے پرہیز گاروں میں سے یہاں تک کہ چھوڑ دے اس چیز کو جس میں کچھ ڈر نہیں بسبب اس چیز کے جس میں اندیشہ ہے (رواہ الترمذی وابن ماجہ ۱۲) (یعنی کوئی چیز بالکل حلال ہے اور کوئی کام مباح اور جائز ہے۔ مگر اس میں متوجہ ہونے سے اور ایسے مال کے کھانے سے کسی گناہ ہو جانے کا ڈر اور احتمال ہے تو اس حلال مال کو بھی نہ کھاوے اور ایسے جائز کام کو بھی نہ کرے اس لئے کہ اگر چہ یہ کام کرنا اور یہ مال کھانا گناہ نہیں مگر اس کے ذریعہ سے گناہ ہو جانے کا ڈر ہے اور برے کام کا ذریعہ بھی برا ہوتا ہے مثلاً عمدہ کھانے اور لباس میں مشغول ہونا جائز اور حلال ہے مگر چونکہ حد سے زیادہ لذتوں میں مشغول ہونے سے گناہوں کے صادر ہونے کا اندیشہ ہے اس لئے کمال تقویٰ اور اعلیٰ درجہ کی پرہیز گاری یہ ہے کہ ایسے کاموں سے بھی بچے یا شبہ کا مال کھانا مکروہ ہے مگر اس میں ہمت کھانے کی کرنے سے اندیشہ ہے کہ عنقریب نفس ایسا بے قابو ہو جاوے گا کہ حرام کھانے لگے گا تو ایسے مال سے بھی بچنا چاہئے۔

۱۰) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر صدیقؓ کا ایک غلام تھا جو ان کو خراج دیتا تھا (یہاں خراج سے وہ محصول مراد ہے جو غلام پر مقرر کیا جاتا ہے اس کی ساری کمائی میں سے کچھ کمائی مالک لیتا ہے) پس حضرت ابو بکرؓ وہ محصول اس غلام کا کھاتے تھے سو لایا وہ ایک دن کچھ (کھانے کی) چیز۔ اور حضرت ابو بکرؓ نے اس میں سے کچھ کھا لیا تو غلام نے کہا تمہیں معلوم ہے کیا تھی یہ چیز جسے تم نے کھایا (اور کہاں سے آئی) پس فرمایا حضرت ابو بکرؓ نے کون سی چیز تھی وہ (جسے میں نے کھالیا) اس نے کہا میں نے جاہلیت کے زمانہ میں (یعنی اسلام سے پہلے) ایک آدمی کو کاہنوں کے قاعدہ سے کوئی خبر دی تھی اور میں اس کام کو اچھی طرح نہیں جانتا تھا (یعنی کاہن لوگ جس طرح کچھ باتیں بتلاتے ہیں اور وہ کبھی جھوٹ اور غلط اور کبھی سچ اور صحیح ہو جاتی ہیں اور اس کا سچ ماننا منع ہے اور جو اس فن کے انہوں نے قاعدے مقرر کئے ہیں میں ان سے اچھی طرح واقف نہ تھا) مگر بے شک میں نے اس آدمی کو دھوکہ دیا پھر وہ مجھے ملا سو اس نے مجھے (وہ چیز جو آپ نے کھائی) دی بذریعہ اس کے (یعنی جو بات میں نے اس کو بتلادی تھی اس کے عوض) تو وہ یہ چیز ہے جس میں سے آپ نے کھایا۔ پس داخل فرمایا حضرت ابو بکرؓ

نے اپنا ہاتھ حلق میں پھر تے فرمایا (یعنی نکال دیا) تمام اس چیز کو جوان کے پیٹ میں تھا (یعنی احتیاط اور کمال تقویٰ کی وجہ سے تمام کھانا پیٹ کے اندر کا نکال دیا کیونکہ خالص اس کھانے کا نکالنا تو غیر ممکن تھا سو تمام پیٹ خالی کر دیا حالانکہ اگر آپ قے نہ فرماتے جب بھی گناہ نہ ہوتا)

۱۱) حدیث میں ہے کہ جس نے کوئی کپڑا دس ۱۰ درہم کو خریدا اور اس میں ایک درہم حرام کا تھا نہ قبول فرمائے گا حق تعالیٰ اس کی نماز جب تک کہ وہ کپڑا اس کے (بدن) پر رہے گا (یعنی گو فرض ادا ہو جائے مگر نماز کا پورا ثواب نہ ملے گا اور اسی طرح اور اعمال کو بھی قیاس کرلو۔ خدا سے ڈرنا چاہئے کہ اول تو لوگوں سے عبادت ہی کیا ہوتی ہے اور جو ہوتی ہے وہ اس طرح ضائع ہو پھر کیا جواب دیا جاوے گا قیامت کے روز اور کیسے عذاب دردناک کی برداشت ہوگی۔

۱۲) حدیث میں ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ نے بے شک میں ایسی کوئی چیز نہیں جانتا ہوں جو تمہیں جنت سے قریب کردے اور دوزخ سے دور کردے مگر (یہ بات ہے کہ) میں نے تم کو اس کا حکم کر دیا ہے (یعنی جنت میں داخل کرنے والے اور دوزخ سے ہٹانے والے سب اعمال میں نے تم کو بتلا دیئے ہیں) اور میں ایسی کوئی چیز نہیں جانتا جو تمہیں جنت سے دور کردے اور دوزخ سے تم کو قریب کردے مگر (یہ بات ہے کہ) میں نے تم کو اس سے منع کر دیا ہے (یعنی دوزخ میں داخل کرنے والے اور جنت سے ہٹا دینے والے کاموں سے تم کو روک چکا ہوں کہ ایسے کام مت کرو) اور بے شک روح الامین (یعنی جبرئیل) نے میرے دل میں ڈال دیا ہے کہ بے شک کوئی نفس ہرگز نہ مرے گا یہاں تک کہ پورا لے لے اپنا رزق (یعنی تقدیر میں جو رزق ہر مخلوق کی لکھا جا چکا ہے بغیر اس قدر مل جانے کے پہلے کوئی نہیں مر سکتا) اگرچہ وہ رزق دیر میں ملے (یعنی ملنا ضرور ہے جس وقت پر لکھ دیا ہے اسی وقت پہنچے گا۔ نیت خراب کرنے اور حرام کمانے سے جلدی نہیں مل سکتا) خدا سے ڈرو (یعنی اس پر بھروسہ کرو اور اس کے وعدے کا یقین کرو پس حرام کمانے سے بچو) اور اختصار اختیار کرو طلب (رزق) میں (یعنی بے حد دنیا کے کمانے میں مشغول نہ ہو حرص نہ کرو شرع کے خلاف کمائی سے بچو) اور ہرگز نہ آمادہ کرے تم کو دیر لگنا رزق ملنے میں (اس بات پر) کہ تم طلب کرنے لگو اس کو خدائے تعالیٰ کی معصیت سے (یعنی روزی ملنے میں اگر دیر ہو تو گناہ اور حرام ذریعوں سے رزق حاصل نہ کرو اس لئے کہ وقت سے پہلے ہرگز نہ ملے گا خواہ مخواہ گناہ بے لذت میں مبتلا ہو گے) اس لئے کہ بے شک اللہ تعالیٰ کی یہ شان ہے کہ نہیں حاصل کی جا سکتی وہ چیز جو اس کے پاس ہے۔ رزق اور اس کے سوا جو چیز ہے اس کی معصیت کے ذریعہ سے (رواہ ابن ابی الدنیا فی القناعة والبیهقی فی المدخل وقال انه منقطع ونص الحدیث قال رسول اللّٰه ﷺ انی لا اعلم شیئاً یقربکم من الجنة ویبعد کم من النار الا امرتکم به ولا اعلم شیئاً یبعد کم من الجنة ویقربکم من النار الا نهیتکم عنه وان الروح الا مین نفث فی روعی ان نفسالن تموت حتی تستو فی رزقها وان ابطأ عنها فاتقوا اللّٰه واجملو افی الطلب ولا یحملنکم استبطاء شیئ من الرزق ان تطلبوه بمعصیة اللّٰه تعالیٰ لا ینال ماعنده من الرزق وغیره بمعصیة)۔

۱۳) حدیث میں ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ نے دس ۱۰ حصوں میں سے نو حصے رزق تجارت میں ہے (یعنی تجارت بہت بڑی آمدنی کا ذریعہ ہے اس کو اختیار کرو)۔

۱۴) حدیث میں ہے کہ حق تعالیٰ دوست رکھتا ہے اس مومن کو جو محنتی ہو اور پیشہ ور ہو۔ نہیں پرواہ کرتا ہے کہ کیا پہنتا ہے (یعنی محنت و مشقت میں معمولی میلے کپڑے پہنتا ہے اتنی فرصت نہیں اور ایسا موقع نہیں جو کپڑے زیادہ صاف رکھ سکے لیکن جو شخص مجبور نہ ہو اس کو سادگی کے

۱: رواه البخاری بلفظ عن عائشة قالت کان لابی بکر غلام یخرج (بتشدید الراء) ای یعطی له الخراج (هو الضریبة علی العبد مما یکسبه فیجعل لسیده شطرامن ذلك) فکان ابو بکر یاکل من خراجه فجاء یوما بشئی (من الماکول) فاکل منه ابوبکر فقال الغلام اتدری ماهذا فقال ابوبکر وما هو قال کنت تکهنت لانسان فی الجاهلیة وما احسن الکهانة الا انی خدعته (الا ستثناء منقطع ای لکن) فلقینی فاعطانی بذلك فهذاالذی اکلت منه قالت فادخل ابوبکر یده فقاء کل شیء فی بطنه۔

۲: درہم چار آنہ سے کچھ زیادہ ہوتا ہے ۱۲۔

۳: رواه احمد ۱۲

۴: رواه ابراهیم الحربی فی غریب الحدیث من حدیث نعیم بن عبدالرحمان بلفظ تسعة اعشار الرزق فی التجارة ورجاله ثقاة ونعیم هذا قال فیه الحافظ ابن منده ذکر فی صحابة ولا یصح وقال ابو حاتم الرازی و ابن حبان انه تابعی فالحدیث مرسل قاله العراقی ۱۲۔

۵: رواه البیهقی مرسلاً۔

ساتھ صاف رہنا چاہئے)۔

۱۵) حدیث میں ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ نے کہ میری طرف یہ وحی نہیں کی گئی کہ میں مال جمع کروں اور میں تجارت کرنے والوں میں سے ہوں اور لیکن یہ وحی کی گئی ہے مجھ کو اللہ کی تسبیح (پاکی بیان کرنا یعنی سبحان اللہ کہنا) کرو اس کی حمد کے ساتھ (یعنی اس کی تعریف بیان کرو۔ یعنی سبحان اللہ وبحمدہ پڑھو) اور ہو جاؤ سجدہ کرنے والوں میں سے (یعنی نماز پر ہمیشگی کرو اور ان لوگوں میں سے ہو جاؤ جو ہمیشہ نماز پڑھتے ہیں اور عبادت کرتے ہیں) اور اپنے پروردگار کی عبادت کرو یہاں تک کہ تم کو موت آجائے[1] یعنی حاجت سے زیادہ دنیا میں مشغول نہ ہو کیونکہ بقدر ضرورت معاش کا بندوبست کرنا سب پر واجب ہے۔ ہاں جس میں توکل کی قوت ہو اور سب شرطیں اس میں توکل کی جمع ہوں ایسا شخص البتہ سب کام چھوڑ کر محض عبادت علمیہ وعملیہ میں مشغول ہووے)

۱۶) حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہیں فرمایا جناب سرور عالم ﷺ نے رحم کرے اللہ تعالیٰ آدمی نرمی کرنے والے پر جس وقت (کوئی چیز) فروخت کرے اور جس وقت (کچھ) خریدے اور جس وقت قرض طلب کرے (سبحان اللہ خرید و فروخت اور قرض طلب کرنے کی حالت میں نرمی اور رعایت کرنے کا کس قدر بڑا درجہ ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ ایسے شخص کے حق میں خاص طور پر دعا فرماتے ہیں اور آپ کی دعا یقیناً مقبول ہے۔ اگر اس نرمی کے برتاؤ کی فقط یہی فضیلت ہوتی اور اس کے سوا کچھ ثواب نہ ملتا تو یہی بہت بڑی نعمت تھی حالانکہ اس رعایت اور نرمی کا ثواب بھی ملے گا۔ لہٰذا تاجروں کو مناسب ہے کہ اس صحیح حدیث پر عمل کر کے جناب رسالتمآب ﷺ کے محل کرم ہوں۔ نیز دنیا کا اس برتاؤ میں یہ نفع ہے کہ ایسے شخص کے معاملہ سے لوگ خوش ہوتے ہیں اور تجارت خوب چلتی ہے۔ لوگوں کا رجوع ایسے معاملے کرنے والے کی طرف بہت ہوتا ہے اور بعض اوقات خوش ہو کر دعا بھی دیتے ہیں۔ واقعی بات یہ ہے کہ شریعت پر عمل کرنے والا دین و دنیا میں گویا کہ بادشاہ ہو کر رہتا ہے اور بڑی راحت سے گذرتی ہے اس سے بڑھ کر خوش نصیب کون ہے کہ جس کو دارین کی برکتیں حاصل ہوں اور خدا کے نزدیک اور اکثر لوگوں کے نزدیک بھی محبوب اور عزیز ہے۔ رواہ البخاری بلفظ عن جابر قال قال رسول اللہ ﷺ رحم اللہ رجلا سمحا اذا باع واذا اشتری واذا اقتضی)

۱۷) حدیث میں ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچو تم زیادہ قسم کھانے سے بیچنے میں (یعنی اس خیال سے کہ ہمارا مال خوب بکے بہت قسمیں نہ کھاؤ کیونکہ زیادہ قسم کھانے میں کوئی نہ کوئی قسم ضرور جھوٹی نکلے گی اور پھر اس سے بے برکتی ہوتی ہے اور اللہ کے نام کی بے ادبی ہوتی ہے ہاں کبھی اگر ایسا کرو تو مضائقہ نہیں)۔ اس لئے کہ تحقیق وہ (کثرت سے قسم کھانا) رواج دیتا ہے (مال کو اور لوگوں کو قسم کی وجہ سے مال کے متعلق جو امور ہوتے ہیں ان کا اعتبار آجاتا ہے) پھر بے برکت کر دیتا ہے[2] جس سے دین و دنیا کی منفعت سے محرومی ہوتی ہے۔

۱۸) حدیث میں ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ نے تجارت کرنے والا بہت سچا (گفتگو میں) اور برتاؤ میں بڑا امانت دار (قیامت میں) انبیاء اور صدیقین (یعنی جو بڑے بڑے خدا کے ولی ہیں اور جنہوں نے ہر قول اور ہر فعل میں اعلیٰ درجہ کی سچائی اختیار کی ہے اور اللہ میاں کی نہایت اعلیٰ درجہ کی اطاعت کی ہے اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا (یعنی ایسے تاجر کو جس کی یہ صفتیں ہوں جو بیان کی گئیں قیامت کے روز حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور حضرات صدیقین رضی اللہ عنہم اور حضرات شہداء رحمہم اللہ تعالیٰ کی ہمراہی اور دوزخ سے نجات میسر ہوگی۔ اور ساتھ ہونے سے یہ مراد نہیں کہ ان حضرات کے برابر رتبہ مل جاوے گا بلکہ ایک خاص قسم کی بزرگی مراد ہے جو بڑوں کے ساتھ رہنے سے حاصل ہوتی ہے جیسے کہ کوئی شخص کسی بزرگ کی دنیا میں دعوت کرے اور ان کے ہمراہ ان کے خادموں کی بھی ضیافت کرے تو ظاہر ہے کہ ان بزرگ کے کھانا کھانے کی جگہ اور ان خدام کے کھانا کھانے کی جگہ نیز کھانا ایک ہی ہوگا لیکن جو درجہ ان لوگوں کے نزدیک ان بزرگ کا ہوگا وہ خادموں کا نہیں مگر ہمراہی کا شرف و عزت نیز کھانے اور مکان میں شرکت کا میسر آنا ایک بہت بڑا کمال ہے جو خادموں کو حاصل ہوا ہے خصوصاً جناب رسول مقبول ﷺ کی ہمراہی بہت بڑی دولت ہے۔ اگر فرض کرو کہ کھانا بھی میسر نہ ہو ہمراہی سے کچھ عزت بھی میسر نہ ہو فقط ہمراہی ہی میسر ہو تو آپ سے محبت کرنے والے مسلمان کے لئے فقط آپ کا دیدار اور آپ کی ہمراہی ہی بڑی دولت ہے بلکہ دیدار تو بڑی

۱: ولفظه ما اوحی الی ان اجمع المال واکون من التاجرین ولکن اوحی الی ان سبح بحمد ربك وکن من الساجدین واعبد ربك حتی یاتیك الیقین رواه فی الحلیة مرسلا و ابن مردو یه بسند فیه لین ۱۲۔

۲: رواہ الترمذی وغیرہ ۱۲۔

چیز ہے آپ کا پڑوس ہی بڑی نعمت ہے لہٰذا مسلمانوں کو جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی اس دعا متبرک کا مستحق ہونا ضرور مناسب ہے۔

۱۹) حدیث میں ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ نے اے گروہ تاجروں کے بیشک بیع ایسی چیز ہے جس میں (اکثر) لغو باتیں ہو جاتی ہیں اور قسم کھائی جاتی ہے پس ملا لو اس میں صدقہ (یعنی لغو باتیں اور قسمیں کھانا بہت بری بات ہے لہٰذا صدقہ کرنا چاہئے تاکہ ان لغویات وغیرہ کا جو کہ بلا قصد صادر ہو گئی ہیں کفارہ ہو جاوے اور قلب میں جو کدورت پیدا ہو گئی ہے وہ جاتی رہے اور لغو سے مراد بیکار کلام ہے)

۲۰) حدیث میں ہے کہ تجارت کرنے والے قیامت کے روز فاجر اور گنہگار اٹھائے جاویں گے مگر جو شخص ڈرا اور سچ بولا (اور خرید و فروخت میں کوئی گناہ نہ کیا تو وہ اس وبال سے بچ جاوے گا)

ضمیمہ اولی اصلی بہشتی زیور حصہ پنجم ختم ہوا

۱: رواہ الترمذی وغیرہ ۱۲۔

۲: رواہ الترمذی وغیرہ ۱۲۔

ضمیمہ ثانیہ

حصہ پنجم اصلی بہشتی زیور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب ۳۳ بلا ضرورت قرض کی مذمت

۱) حدیث...[1] ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یوں فرماتے ہوئے سنا اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الْکُفْرِ وَالدَّیْن (ترجمہ) میں خدا کی پناہ چاہتا ہوں کفر اور دین (یعنی قرض) سے۔ ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ قرض کو کفر کے برابر کرتے اور اس کے ساتھ ذکر کرتے ہیں فرمایا ہاں۔ (رواہ النسائی والحاکم وقال صحیح الاسناد)

۲) حدیث... عبداللہ بن عمر ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ قرض خدا کا جھنڈا ہے زمین میں جب وہ کسی بندے کو ذلیل کرنا چاہتے ہیں اسکی گردن پر قرض کا بوجھ رکھ دیتے ہیں رواہ الحاکم وقال صحیح علی شرط مسلم قال الحافظ بل فیہ بشر بن عبید الدارسی۔

۳) حدیث... عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ ہی سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ ایک شخص کو اس طرح وصیت فرمارہے تھے کہ گناہ کم کیا کرو تم پر موت آسان ہو جائے گی اور قرض کم لیا کرو کہ آزاد ہو کر جیو گے رواہ البیہقی۔

۴) حدیث... ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے جو شخص لوگوں کا مال ادا کرنے کی نیت سے لے حق تعالیٰ اس کا قرض ادا کر دیتے ہیں اور جو شخص لوگوں کا مال ضائع کرنے (اور مار لینے) کی نیت سے لے خدائے تعالیٰ اس کو تباہ کر دیتے ہیں اس کو بخاری وابن ماجہ وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

۵) حدیث... حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ میری امت میں سے جو شخص قرض کے بار میں لد جائے پھر اس کے ادا کرنے میں (پوری) کوشش[2] کرے پھر ادا کرنے سے پہلے مر جائے تو میں اس کا مددگار ہوں۔ رواہ احمد باسناد جید و ابو یعلیٰ والطبرانی فی الاوسط

۶) حدیث... میمون کردی اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں (جو صحابی ہیں) کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس نے کسی عورت سے قلیل یا کثیر مقدار مہر پر نکاح کیا اور اس کے دل میں عورت کا حق (مہر) ادا کرنے کی نیت نہیں (بلکہ محض) دھوکہ دیا۔ پھر بدون ادا کئے ہی مر بھی گیا تو وہ قیامت کے دن زناکار بن کر خدا کے سامنے جائے گا اور جس شخص نے کسی سے قرض لیا اور اس کے دل میں قرض ادا کرنے کی نیت نہیں (بلکہ محض) دھوکہ سے اس کا مال لے لیا پھر بدون ادا کئے ہی مر بھی گیا تو وہ خدائے تعالیٰ کے سامنے چور بن کر جائے گا۔ رواہ الطبرانی فی الصغیر والاوسط ورواتہ ثقاۃ

۷) حدیث... عمر بن شرید اپنے باپ سے (جو صحابی ہیں) روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہوتے والے کا ٹالنا اس کی آبرو اور مال کو حلال کر دیتا ہے (رواہ ابن حبان فی صحیحہ والحاکم وقال صحیح الاسناد) (ف) یعنی جو شخص قرض ادا کرنے پر قادر ہو اور پھر بھی ادا نہ کرے تو قرض خواہ اس کی آبروریزی کر سکتا اور برا بھلا کہہ سکتا اور لوگوں میں اسکی بدمعاملگی مشتہر کر سکتا ہے اور جس طریقہ سے ممکن ہو ظاہر یا چھپ کر اپنا حق اس سے وصول کر سکتا ہے۔

۸) حدیث... ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حق تعالیٰ تین شخصوں سے بہت نفرت کرتے ہیں۔ ایک بڈھا زناکار

۱: یہ سب احادیث ترغیب وترہیب حافظ منذری سے ماخوذ ہیں ۱۲۔

۲: پوری کوشش یہ ہے کہ حوائج ضروریہ کے علاوہ زائد اخراجات از قبیل سامان تعیش بالکل بند کر دے اور حوائج ضروریہ میں قدر کفایت پر اکتفا کرے فضول خرچی نہ کرے۔ باقی جو فاضل رہے قلیل یا کثیر سب قرض والوں کو دے دے اور اپنے گھر میں ضرورت کے سوا زائد چیزیں نہ رکھے جو ایسی کوشش کرے پھر بھی قرض ادا نہ ہو اس کے لئے یہ وعدہ ہے۔ ھذا ھو مقتضی کلام الفقھاء ۱۲۔

۔دوسرے مفلس تکبر کرنے والا۔ تیسرے مالدار ظالم (جو قرض خواہوں پر ٹال مٹول کر کے ظلم کرتا ہے) رواہ ابن خزیمۃ فی صحیحہ وابو داؤد و النسائی والترمذی و ابن حبان والحاکم و صححاہ۔

باب ۳۴ دُعاء ادائے قرض ۳۴

۹) حدیث... حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک مکاتب آیا اور کہنے لگا کہ میں کتابت کی رقم ادا کرنے سے عاجز ہو گیا ہوں میری امداد کیجئے۔ فرمایا کہ میں تجھ کو چند کلمات (کی دعا) نہ بتلادوں جو مجھے رسول اللہ ﷺ نے بتلائی ہے اگر تیرے اوپر کوہ شبیر کی برابر بھی قرض ہو گا تو حق تعالیٰ ادا کردیں گے یوں کہا کہ اَللّٰھُمَّ اکْفِنِیْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَ اَغْنِنِیْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ (رواہ الترمذی واللفظ لہ وقال حسن غریب والحاکم وقال صحیح الاسناد)[۱]

۱۰) حدیث... انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے معاذ بن جبلؓ سے فرمایا کہ میں تم کو ایسی دعا نہ بتلاؤں کہ اگر تمہارے اوپر پہاڑ کے برابر قرض ہو تو اس کو بھی حق تعالیٰ ادا کردیں گے یوں کہا کر: اَللّٰھُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِی الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِیَدِكَ الْخَیْرُ اِنَّكَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ رَحْمٰنَ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَرَحِیْمَھُمَا تُعْطِیْھِمَا مَنْ تَشَاءُ وَتَمْنَعُ مِنْھُمَا مَنْ تَشَاءُ اِرْحَمْنِیْ رَحْمَةً تُغْنِیْنِیْ بِھَا عَنْ رَحْمَةِ مَنْ سِوَاكَ۔ (رواہ الطبرانی فی الصغیر باسناد جید)[۲]

تمام شد اصلی مدلل و مکمل بہشتی زیور حصہ پنجم معہ ضمائم

دستور العمل تدریس اصلی مدلل و مکمل بہشتی زیور حصہ چہارم و پنجم

نمبر۱ ان دو حصوں میں نکاح اور طلاق اور ان کے تعلق کے مسئلے اور معاملات خرید و فروخت وغیرہ کے مسائل بیان کئے گئے ہیں اور چونکہ اہل حقوق کے حقوق ادا کرنے اور قرآن مجید کے صحیح پڑھنے کا واجب ہونا فقہ کی کتابوں میں اجمالاً مذکور ہے اس لئے ان دونوں کے احکام بھی اوپر کے مسئلوں کے علاوہ ان میں شامل کر دیئے گئے ہیں۔

نمبر۲ ان دو حصوں کے مسئلے کسی قدر باریک ہیں اگر کم عمری یا کم فہمی کی وجہ سے باوجود سمجھانے کے بھی اچھی طرح نہ سمجھ سکیں تو مناسب ہے کہ تیسرے حصہ کے بعد ان دونوں کی جگہ چھٹا حصہ وغیرہ پڑھاویں پھر سمجھ زیادہ ہو جانے کے بعد ان دونوں کو پڑھاویں۔

نمبر۳ مسئلوں کا تختی پر لکھنا اور جو مسئلے شرمناک آخر حصہ چہارم میں بذیل سرخی "مسائل ذیل کے پڑھانے کا طریقہ" درج ہیں ان کو چھوڑ دینا اور پھر موقع سے دوسرے وقت سمجھا دینا اور امتحان لیتے رہنا اور پڑھے ہوئے مسئلوں کے خلاف کرنے کی صورت میں روک ٹوک کر کے مسائل کے موافق عمل کرنے کی تاکید رکھنا وغیرہ یہ سب امور جیسے پہلے حصوں میں تھے اسی طرح ان دونوں میں بھی خیال رکھیں۔

نمبر۴ نکاح خواں قاضی اگر نکاح کے مسائل یاد کر لیں تو نکاح پڑھانے میں غلطیاں نہ کریں اور جو عورتیں یہ مسائل جان لیں وہ اپنے ان پڑھ شوہروں کو بھی سمجھا دیں تاکہ دونوں میاں بی بی نکاح میں فرق پڑنے کے گناہ سے بچیں۔

نمبر۵ قرآن مجید کے صحیح پڑھنے کے قاعدوں کی عادت ڈالنے میں بہت ہی کوشش کریں تاکہ قرآن مجید کے غلط پڑھنے کے گناہ سے محفوظ رہیں۔

نمبر۶ حق داروں کے حقوق کا بھی خیال کم ہوتا ہے اس لئے اس کی بھی دیکھ بھال رکھیں۔

نمبر۷ معاملات کے اکثر مسائل میں بے احتیاطی کرنے سے حق العباد کا مواخذہ ہوتا ہے اور روزی حرام ہو جاتی ہے جس کے کھانے سے نیک کاموں میں سستی اور برے کاموں کی رغبت پیدا ہوتی ہے اس واسطے ان مسئلوں کے سمجھانے میں اور ان کے موافق عمل کرنے میں بڑی کوشش کرنی چاہئے۔ گھر میں اور محلے میں جو لوگ ان پڑھ ہوں ان کو بھی کبھی کبھی یہ مسئلے سنا سنا کر سمجھا دیا کریں تو نہایت ہی ثواب اور نفع حاصل ہو۔

اشرف علی عفی عنہ

---

[۱] یہ مجرب المجرب ہے بارہا تجربہ کیا ہے اعتقاد اور حق تعالیٰ پر بھروسہ شرط ہے ۱۲۔

[۲] یہ بھی نہایت مجرب ہے بہت لوگوں نے اس کو آزمایا ہے بحمد اللہ سب کی حاجتیں پوری ہوئیں۔ اس دعا اور پہلی دعا کے متعلق حدیث میں کوئی عدد یا وقت مذکور نہیں ہے لہٰذا کم از کم بعد ہر نماز کے تین مرتبہ پڑھ لیا کریں اور اس سے زائد ہر شخص اپنی فرصت و قوت دیکھ کر مقدار و وقت مقرر کرے ۱۲ شبیر علی۔

فہرست مضامین اصلی مدلل و مکمل بہشتی زیور حصہ ششم

دار الاشاعت، اردو بازار، کراچی

اصلی مُدلّل و مکمل بہشتی زیور کا چھٹا حصہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رسوم[1] کے بیان میں

بری رسموں[2] کا بیان اور ان میں کئی باب ہیں

پہلا باب	ان رسموں کے بیان میں جن کو کرنیوالے بھی گناہ سمجھتے ہیں مگر ہلکا جانتے ہیں

اس میں کئی باتوں کا بیان ہے، بیاہ شادی میں ناچ باجے کا ہونا، آتشبازی چھوڑنا، بچوں کی بابری[3] رکھانا، تصویر رکھنا، کتا پالنا، ہم ہر ایک رسم کو الگ الگ بیان کرتے ہیں۔

ناچ کا بیان

شادیوں میں دو طرح پر ناچ ہوتا ہے، ایک تو رنڈی وغیرہ کا ناچ جو مردانے میں کرایا جاتا ہے، دوسرا وہ ناچ جو خاص عورتوں کی محفل میں ہوتا ہے کہ کوئی ڈومنی، میراسن وغیرہ ناچتی ہے اور کولا کمر وغیرہ مٹکا چٹکا کر تماشا کرتی ہے یہ دونوں حرام اور ناجائز ہیں۔ رنڈی کے ناچ میں جو جو گناہ اور خرابیاں ہیں ان کو سب جانتے ہیں کہ نامحرم عورت کو سب مرد دیکھتے ہیں یہ آنکھ کا زنا ہے۔ اس کے بولنے اور گانے کی آواز سنتے ہیں یہ کان کا زنا ہے۔ اس سے باتیں کرتے ہیں یہ زبان کا زنا ہے۔ اس کی طرف دل کو رغبت ہوتی ہو یہ دل کا زنا ہے۔ جو زیادہ بے حیا ہیں اس کو ہاتھ بھی لگاتے ہیں یہ ہاتھ کا زنا ہے۔ اس کی طرف چل کر جاتے ہیں یہ پاؤں کا زنا ہیں۔ بعضے بدکاری بھی کرتے ہیں یہ تو اصل زنا ہے۔ حدیث[1] شریف میں یہ مضمون صاف صاف آگیا ہے کہ جس طرح بدکاری زنا ہے اسی طرح آنکھ سے دیکھنا، کان سے سننا، پاؤں سے چلنا وغیرہ ان سب باتوں سے زنا کا گناہ ہوتا ہے، پھر گناہ کو کھلم کھلا کرنا شریعت میں اور بھی برا ہے۔ حدیث[2] شریف میں یہ مضمون آیا ہے کہ جب کبھی کسی قوم میں بے حیائی اور فحش اتنا پھیل جائے کہ لوگ کھلم کھلا کرنے لگیں تو ضرور ان میں طاعون اور ایسی ایسی بیماریاں پھیل پڑتی ہیں کہ ان کے بزرگوں میں کبھی نہیں ہوئیں۔ اب سمجھو کہ جب یہ ناچ ایسی بری چیز ہے تو بعضے آدمی جو شادی کے موقع پر اس کا سامان کرتے ہیں یا دوسری طرف والوں پر تقاضا کرتے ہیں یہ لوگ کس قدر گنہگار ہوتے ہیں۔ بلکہ یہ محفل کرانیوالا جتنے آدمیوں کو گناہ کی طرف بلاتا ہے۔ جس

١: عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ قال کتب علی ابن ادم نصیبہ من الزنا فھو مدرك ذلك لا محالۃ العینان زنا ھما النظر و الاذنان زنا ھما الاستماع واللسان زنا ھا الکلام والیدزناھا البطش والرجل زنا ھا الخطا والقلب یھوی ویتمنی ویصدق ذلك الفرج اویکذبہ رواہ مسلم ترغیب وترھیب ٣٤٢۔

٢: عن ابن عمر رضی اللہ عنھما قال اقبل علینا رسول اللہ ﷺ قال یا معشر المھاجرین خمس خصال اذا ابتلیتم بھن اعوذ باللہ ان تدرکوھن لم تظھر الفاحشۃ فی قوم قط حتی یعلنوابھا الا فشاء فیھم الطاعون والاوجاع التی لم تکن مضت فی اسلافھم الذین مضوا الحدیث رواہ ابن ماجۃ ترغیب وترھیب برحاشیہ مشکوۃ ١٣٤۔

(١) از اصلاح الرسوم وغیرہ ١٣٠

(جاری ہے)

قدر جدا جدا سب کو گناہ ہوتا ہے وہ سب ملا کر اس اکیلے کو اتنا ہی گناہ ہوگا مثلاً فرض کرو کہ مجلس میں سو آدمی آئے تو جتنا گناہ ہر ہر آدمی کو ہوا وہ سب اس اکیلے کو ہوا۔ یعنی مجلس کرنے والے کو پورے ۱۰۰ سو آدمیوں کا گناہ ہوا بلکہ اس کی دیکھا دیکھی جو کوئی جب کبھی ایسا جلسہ کریگا اس کا گناہ بھی اس کو ہوگا بلکہ اس کے مرنے کے بعد بھی جب تک اس کا بنیاد ڈالا ہوا سلسلہ چلے گا اس وقت تک برابر اس کے نامہ اعمال میں گناہ بڑھتا رہے گا۔ پھر اس مجلس میں باجہ گاجہ بھی بے دھڑک بجایا جاتا ہے جیسے طبلہ سارنگی وغیرہ یہ بھی ایک گناہ ہوا۔ حضرت[۲] رسول ﷺ نے فرمایا ہے کہ مجھ کو میرے پروردگار نے ان باجوں کے مٹانے کا حکم دیا ہے۔ خیال کرنے کی بات ہے کہ جس کے مٹانے کے لئے حضرت ﷺ تشریف لاویں اس کو رونق دینے والے کے گناہ کا کیا ٹھکانا۔ اور دنیا کا نقصان اس میں عورتوں کے لئے یہ ہے کہ بعض دفعہ ان کے شوہر کی یا دولہا کی طبیعت ناچنے والی پر آجاتی ہے اور اپنی بی بی سے دل ہٹ جاتا ہے یہ ساری عمر روتی ہیں۔ پھر غضب یہ کہ اس کو ناموری اور آبرو کا سبب جانتی ہیں اور اس کے نہ ہونے کو ذلت اور شادی کے بے رونقی جانتی ہیں۔ اور گناہ پر فخر کرنا اور گناہ نہ کرنے کو بے عزتی سمجھنا اس سے ایمان رخصت ہو جاتا ہے تو دیکھو یہ کتنا بڑا گناہ ہوا۔ بعضے لوگ کہتے ہیں کہ لڑکی والا نہیں مانتا بہت مجبور کرتا ہے ان سے پوچھنا چاہئے کہ لڑکی والا اگر یہ زور ڈالے کہ پشواز[۱] پہن کر تم خود ناچو، تو کیا لڑکی لینے کے واسطے تم ناچو گے، یا غصہ میں درہم برہم ہو کر مرنے مارنے کو تیار ہو جاؤ گے اور لڑکی نہ ملنے کی کچھ پرواہ نہ کرو گے۔ پس مسلمان کا فرض ہے کہ شریعت نے جس کو حرام کیا ہے اس سے اتنی ہی نفرت ہونی چاہئے جتنی اپنی طبیعت کے خلاف کاموں سے ہوتی ہے، اسی طرح خلاف شرع کاموں میں صاف جواب دے دینا چاہئے کہ چاہئے شادی کرو یا نہ کرو ہم ہرگز ناچ نہ ہونے دیں گے۔ اسی طرح اس میں شریک بھی نہ ہونا چاہئے نہ دیکھنا چاہئے۔ اب رہ گیا وہ ناچ جو عورتوں میں ہوتا ہے اس کو بھی ایسا ہی سمجھنا چاہئے خواہ اس میں ڈھول وغیرہ کسی قسم کا باجہ ہو یا نہ ہو ہر طرح ناجائز ہے۔ کتابوں میں بندروں کے ناچ تماشہ تک کو منع لکھا ہے تو آدمیوں کا نچانا کس طرح برا نہ ہوگا۔ پھر یہ کہ کبھی گھر کے مردوں کی بھی نظر پڑتی ہے اور اس میں وہی خرابیاں ہوتی ہیں جن کا ابھی بیان ہوا۔ کبھی یہ ناچنے والی گاتی بھی ہے اور گھر سے باہر مردوں کے کان میں آواز پہنچتی ہے۔ جب مردوں کو عورت کا گانا سننا گناہ ہے تو جو عورت اس گناہ کی باعث بنی وہ بھی گنہگار ہوگی۔ بعض عورتیں اس ناچنے والی کے سر پر ٹوپی رکھ دیتی ہیں اور مردوں کی شکل اور وضع بنانا عورتوں کو حرام ہے تو اس گناہ کی تجویز کرنیوالی بھی گنہگار ہوگی۔ اور اگر باجہ بھی اس کے ساتھ ہو تو باجہ کی برائی ابھی ہم لکھ چکے ہیں۔ اسی طرح گانا چونکہ اکثر گانے والی جوان، خوش آواز، عشقیہ مضمون یاد رکھنے والی تلاش کی جاتی ہے اور اکثر اس کی آواز غیر مردوں کے کان میں پہنچتی ہو اور اس گناہ کا سبب گھر کی عورتیں ہوتی ہیں، اور کبھی کبھی ایسے مضمونوں کے شعروں سے بعض عورتوں کے دل بھی خراب ہو جاتے ہیں پھر رات رات بھر یہ شغل رہتا ہو۔ بہت عورتوں کی نمازیں صبح کی غارت ہو جاتی ہے اس لئے یہ بھی منع ہے۔
غرض یہ کہ ہر قسم کا ناچ اور راگ باجہ جو آج کل ہوا کرتا ہے سب گناہ ہے۔

(بقیہ از صفحہ گذشتہ)

(۲) رسوم رسم کی جمع ہے یہاں رسم سے وہ باتیں مراد ہیں جو خلاف شرع اور گناہ ہیں اور ان کے کرنے کا لوگوں میں عام رواج ہو گیا ہے ۱۲۔

(۳) یعنی بیچ میں سے سر کے بال منڈوا لینا ۱۲۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

۱: عن عائشة رضي الله عنها قالت قال رسول الله ﷺ من احدث في امرنا هذا ماليس منه فهورد متفق عليه ومن ابتدع بدعة ضلالة لا يرضاها الله ورسوله كان عليه من الاثم مثل اثام من عمل بها لا ينقص من اوزارهم شيئا رواه الترمذي ١٢ مشكوة ٣٠ ۔

۲: رواه احمد في مسنده ٢٥٧ ج ٥ بسنده الى ابى امامة عن النبى ﷺ قال ان الله عزوجل بعثني رحمة وهدى للعالمين و امرني ان امحق المزامير والكفارات يعني البرابط والمعازف والاوثان التى كانت تعبد في الجاهلية الحديث وفي اخره لايحل بيعهن ولا شراؤهن ولا تعليمهن ولا تجارة فيهن واثمانهن حرام للمغنيات و ذكره صاحب المشكوة مختصرا ١٢ ٣١٠

(۱) ایک قسم کی گھیردار پوشاک ہے یعنی ناچنے کا لباس ۱۲۔

کتا پالنے اور تصویروں کے رکھنے کا بیان

حضرت رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ نہیں داخل ہوتے فرشتے (رحمت کے) جس گھر میں کتایا تصویر ہو۔ اور فرمایا ہے نبی ﷺ نے کہ سب سے زیادہ عذاب اللہ تعالیٰ کے نزدیک تصویر[۱] بنانے والے کا ہوگا۔ اور حضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی بجز ان تین غرضوں کے کسی اور طرح کتا پالے یعنی (۱) مواشی کی حفاظت (۲) کھیت کی حفاظت اور (۳) شکار کے سوائے اور کسی فائدہ کے لئے کتا پالے، اس کے ثواب میں سے ہر روز ایک ایک قیراط گھٹتا ہے گا۔ اور دوسری حدیث میں ہے کہ اللہ میاں کے یہاں کا قیراط احد پہاڑ کے برابر ہوتا ہے۔ ان حدیثوں سے تصویر بنانا، تصویر رکھنا کتا پالنا سب کا حرام ہونا معلوم ہوتا ہے اس لئے ان باتوں سے بہت بچنا چاہئے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعضی لڑکیاں یا عورتیں جو تصویردار گڑیاں بناتی ہیں یا ایسی گڑیاں بازار سے منگاتی ہیں اور کھلونے مٹی کے یا مٹھائی[۲] کے بچوں کے لئے منگادیتی ہیں یہ سب منع[۳] ہیں۔ اپنے بچوں کو اس سے روکنا چاہئے اور ایسے کھلونے توڑ دینا چاہئیں اور ایسی گڑیاں جلادینی چاہئیں۔ اسی طرح بعضے لڑکے کتوں کے بچے پالا کرتے ہیں ماں باپ کو چاہئے کہ ان کو روکیں نہ مانیں تو سختی کریں۔

آتشبازی کا بیان

شب برات میں یا شادی میں انار پٹاخے یا اور آتشبازی چھڑانے میں کئی گناہ ہیں۔ اول مال فضول برباد جاتا ہے۔ قرآن شریف میں مال کے فضول اڑانے والوں کو شیطان کا بھائی فرمایا ہے۔ اور ایک آیت میں فرمایا ہے کہ مال فضول اڑانے والوں کو اللہ تعالیٰ نہیں چاہتے، یعنی ان سے بیزار ہیں۔ دوسرے ہاتھ پاؤں کے جلنے کا اندیشہ یا مکان میں آگ لگ جانے کا خوف، اور اپنی جان یا مال کو ایسی ہلاکت اور خطرے میں ڈالنا خود شرع میں برا ہے۔ تیسرے لکھے ہوئے کاغذ آتشبازی کے کام میں لاتے ہیں خود حروف بھی ادب کی چیز ہیں اس طرح کے کاموں میں ان کو لانا منع ہے، بلکہ بعض بعض کاغذوں پر قرآن کی آیتیں یا حدیثیں یا نبیوں کے نام لکھے ہوتے ہیں۔ بتلاؤ تو سہی ان کے ساتھ بے ادبی کرنے کا کتنا بڑا وبال ہے۔ تم اپنے بچوں کو ان کاموں کے واسطے کبھی پیسے مت دو۔

۱: عن ابی طلحة قال قال النبی ﷺ لا تدخل الملئكة بيتا فيه كلب ولا تصاوير متفق عليه مشكوة ۳۲۸۔

۲: عن عبدالله بن مسعود قال سمعت رسول الله ﷺ يقول ان اشد الناس عذابا عند الله المصورون متفق عليه مشكوة ۳۲۹۔

۳: عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم من اتخذ كلبا الا كلب ماشية او صيدا وزرع انتقص من اجره كل يوم قيراط متفق عليه مشكوة ۳۰۵ وعن ابن عمر قال قال رسول الله ﷺ من اقتنى كلبا الا كلب ماشية اوصيد نقص من عمله كل يوم قيراطان متفق عليه مشكوة ۳۰۴ ووفقوا بينهما بان الا ختلاف باعتبار النوعين من الكلاب احد هما اشدا ذى من الاخروباختلاف المواضع فالقيراطان فی مكة والمدينه بفضلهما والقيراط فی غير هما كذافی الطيبی مرقاة ۱۲ ف۔

٤: وفی كتاب الجنائز مشكوة ص ۱۱۵ عن ابی هريرةؓ قال قال رسول الله ﷺ من اتبع جنازة مسلم ايمانا واحتسابا وكان معه حتى يصلى عليها ويفرغ من دفنها فانه يرجع من الاجر بقيراطين كل قيراط مثل احد الحديث ۔ف۔

۵: ان المبذرين كانوا اخوان الشياطين (۱۲)۔

٦: انه لا يحب المسرفين ۱۲۔

(۱) آج کل تصویروں کا بہت رواج ہوگیا ہے گھروں کو ان سے سجایا جاتا ہے اور اس فن نے بہت ترقی کرلی ہے بہت سے لڑکے اور لڑکیاں اپنا اور اپنے عزیزوں کا فوٹو کھنچوا کر اپنے پاس رکھتے ہیں اور بعضے لوگ فوٹو کو تصویر نہیں سمجھتے اس کو جائز سمجھتے ہیں۔ یہ بالکل غلط بات ہے خوب یاد رکھو کہ جاندار کی تصویر کھینچنا اور کھنچوانا اور پاس رکھنا بلا ضرورت شدیدہ حرام ہے اگر کپڑے یا دیوار پر خوبصورتی کے لئے نقش و نگار بنانے ہی ہوں تو بے جان چیزوں کی تصویریں بنائی جائیں۔ غیر جاندار چیزوں کی تصویر بنانا جائز ہے ۱۲ شبیر علی۔

(۲) یعنی مٹی اور مٹھائی کے وہ کھلونے جو تصویردار ہوتے ہیں ۱۲۔

(۳) اور حدیث میں جو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی گڑیوں کا ذکر ہے اس سے مراد تصویردار گڑیاں نہیں بلکہ وہ بلا تصویر کی تھیں۔ اور بعض علماء کہتے ہیں کہ اگر وہ تصویردار تھیں بھی تو وہ حکم منسوخ ہوگیا چونکہ بعد میں رسول اللہ ﷺ نے تصویر بنانے کی ممانعت فرمادی ۱۲ شبیر علی۔

شطرنج، تاش گنجفہ، چوسر، کنکوے[1] وغیرہ کا بیان

حدیثوں میں شطرنج کی بہت ممانعت آئی ہے اور تاش، گنجفہ، چوسر وغیرہ بھی مثل شطرنج کے ہیں اس لئے سب منع ہیں۔ اور پھر ان میں دل اس قدر لگتا ہے کہ ان کا کھیلنے والا کسی اور کام کا نہیں رہتا اور ایسے شخص کے دین اور دنیا کے بہت سے کاموں میں خلل پڑتا ہے۔ تو جو کام ایسا ہو وہ برا کیوں نہ ہوگا۔ یہی حال کنکوے کا سمجھو کہ یہی خرابیاں اس میں بھی ہیں۔ بلکہ بعض لڑکے اس کے پیچھے چھتوں سے گر کر مر گئے ہیں۔ غرض تم کو خوب مضبوط رہنا چاہئے اور ہرگز اپنے بچوں کو ایسے کھیل مت کھیلنے دو نہ ان کو پیسے دو۔

بچوں کی بابری[2] رکھانے کا یعنی بیچ میں سے سر کھلوانے کا بیان

حدیث شریف میں آیا ہے کہ منع فرمایا ہے رسول اللہ ﷺ نے قزع سے۔ اور قزع کے معنی عربی میں یہ ہیں کہ کہیں سے سر منڈوائے اور کہیں سے چھوڑ دے۔

دوسرا باب	دوسرا باب ان رسموں کے بیان میں جن کو لوگ جائز سمجھتے ہیں

جتنی رسمیں دنیا میں آنے کے وقت سے مرتے دم تک کی جاتی ہیں ان میں سے اکثر بلکہ تمام رسمیں اسی قسم سے ہیں جو بڑے بڑے سمجھ دار اور عقل مند لوگوں میں طوفان عام کی طرح پھیل رہی ہیں جن کی نسبت لوگوں کا یہ خیال ہے کہ اس میں گناہ کی کون سی بات ہے مرد اور عورتیں جمع ہوتی ہیں کچھ کھانا پلانا ہوتا ہے کچھ دینا دلانا ہوتا ہے، کوئی ناچ نہیں رنگ نہیں، راگ باجہ نہیں، پھر اس میں شرع کے خلاف ہونے کی کیا بات ہے جس سے روکا جائے۔ اس غلط گمان کی وجہ صرف یہ ہوئی کہ عام دستور رواج ہو جانے کی وجہ سے عقل پر پردے پڑ گئے اس لئے ان رسموں کے اندر جو خرابیاں اور باریک برائیاں ہیں وہاں تک عقل کو رسائی نہیں ہوتی جیسے کوئی نادان بچہ مٹھائی کا مزہ اور رنگ دیکھ کر سمجھتا ہے کہ یہ تو بڑی اچھی چیز ہے اور اس نقصان اور خرابیوں پر نظر نہیں کرتا جو اس کے کھانے سے پیدا ہوں گی جن کو ماں باپ سمجھتے ہیں اور اسی کی وجہ سے اس کو روکتے ہیں اور وہ بچہ ان خیر خواہوں کو اپنا دشمن سمجھتا ہے حالانکہ ان رسموں میں جو خرابیاں ہیں وہ ایسی زیادہ باریک اور پوشیدہ بھی نہیں بلکہ ہر شخص ان رسموں کی وجہ سے پریشان اور تنگ ہے اور ہر شخص چاہتا ہے کہ اگر یہ رسمیں نہ ہوتیں تو بڑا اچھا ہوتا۔ لیکن دستور پڑ جانے کی وجہ سے سب خوشی خوشی کرتے ہیں اور یہ کسی کی بھی ہمت نہیں کہ سب کو ایک دم سے چھوڑ دیں، بلکہ طرہ یہ کہ سمجھاؤ تو الٹے ناخوش ہوتے ہیں۔ غرض کہ ہم ہر ہر رسم کی خرابیاں تمہیں سمجھائے دیتے ہیں تاکہ ان خرافات کا گناہ ہونا سمجھ میں آ جائے اور

۱: عن علی انه کان یقول الشطرنج میسر الاعاجم وعن ابن شهاب ان ابا موسی الاشعری قال لا یلعب بالشطرنج الا خاطئ وعنه انه سئل عن لعب الشطرنج فقال هی من الباطل ولا یحب الله الباطل روی البیهقی الاحادیث الثلثة فی شعب الایمان مشکوٰۃ ص ۳۳۰۔

۲: عن نافع عن ابن عمر قال سمعت النبی ﷺ ینهی عن القزع قال یحلق بعض راس الصبی ویترک البعض متفق علیه والحق بعضهم التفسیر بالحدیث وعن ابن عمران النبی ﷺ رای صبیا قد حلق بعض راسه وترک بعضه فنهاهم عن ذلک وقال احلقوا کله او اترکوا کله رواه مسلم مشکوٰۃ ص ۳۸۴۔

(۲) جس طرح بابری بنوانا منع ہے ایسے ہی انگریزی بال بنوانا بھی حرام ہے آج کل تو تعلیم یافتہ عورتوں اور مردوں میں بالوں کے بھی بہت سے فیشن جاری ہو گئے ہیں۔ بعض عورتیں اپنے اور اپنی بچیوں کے بال انگریزی طرز پر رکھتی ہیں مانگ پٹی بھی بددین عورتوں کی طرح کرتی ہیں لڑکوں کے بال بھی ان کے لڑکوں کی طرح بنواتی ہیں یہ سب فیشن ناجائز ہیں جو مسلمانوں کا قدیم طرز ہے اس کے موافق بال رکھنے اور بنوانے چاہئیں اگر تم اپنے بچوں کے بال ناجائز طریقے پر رکھو گی تو اس کا گناہ تم ہی کو ہوگا۔ بڑی شرم کی بات ہے کہ مسلمان اپنی وضع قطع چھوڑ کر بددینوں کی وضع قطع اختیار کرے اور اس پر فخر کرے ۱۲ف۔

(۱) یعنی پتنگ ۱۲۔

ہندوستان کی یہ بلادور ہو کر کافور ہو جائے، ہر مسلمان مرد عورت کو لازم ہے کہ ان سب بے ہودہ رسموں کے مٹانے پر ہمت باندھے اور دل وجان سے کوشش کرے کہ ایک رسم بھی باقی نہ رہے اور جس طرح حضرت ﷺ کے زمانہ مبارک میں بالکل سادگی سے سیدھے سادھے طور پر کام ہوا کرتے تھے اس کے موافق اب پھر ہونے لگیں۔ جو بیبیاں اور جو مرد یہ کوشش کریں گے، ان کو بڑا ثواب ملے گا۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ سنت کا طریقہ مٹ جانے کے بعد جو کوئی زندہ کردیتا ہے اس کو سو ۱۰۰ شہیدوں کا ثواب ملتا ہے۔ چونکہ ساری رسمیں تمہارے ہی متعلق ہیں، اس لئے تم اگر ذرا بھی کوشش کروگی تو بڑی جلدی اثر ہوگا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

بچہ پیدا ہونے کی رسموں کا بیان

۱) یہ ضروری سمجھا جاتا ہے کہ جہاں تک ہوسکے پہلا بچہ باپ ہی کے گھر ہونا چاہئے جس سے بعض وقت بچہ پیدا ہونے کے قریب زمانہ میں بھیجنے کی پابندی میں یہ بھی تمیز نہیں رہتی کہ یہ سفر کے قابل ہے یا نہیں۔ جس سے بعض اوقات کوئی بیماری ہو جاتی ہے، حمل کو نقصان پہنچ جاتا ہے۔ مزاج میں ایسا تغیر اور نکان ہو جاتا ہے کہ اس کو اور بچے کو مدت تک بھگتنا پڑتا ہے بلکہ تجربہ کار لوگ کہتے ہیں کہ اکثر بیماریاں بچوں کو زمانہ حمل کی بے احتیاطیوں سے ہوتی ہیں۔ غرض کہ دو جانوں کا نقصان اس میں پیش آتا ہے۔ پھر یہ کہ ایک غیر ضروری بات کی اس قدر پابندی کہ کسی طرح ٹلنے ہی نہ پائے۔ اپنی طرف سے ایک نئی شریعت بنانا ہے خصوصاً جب کہ اس کے ساتھ یہ بھی عقیدہ ہو کہ اس کے خلاف کرنے سے کوئی نحوست ہوگی یا ہماری بدنامی ہوگی، نحوست کا عقیدہ تو بالکل ہی شرک ہے کیونکہ نفع نقصان پہنچانے والا فقط اللہ ہے تو جب کسی چیز کو منحوس سمجھا اور یہ جانا کہ اس سے نقصان ہوگا تو یہ شرک ہوگیا، اسیواسطے حدیث[۱] شریف میں آیا ہے کہ بدشگونی کوئی چیز نہیں اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ ٹونا ٹوٹکا شرک ہے[۲] اور بدنامی کا اندیشہ کرنا تکبر کی وجہ سے ہوتا ہے اور تکبر کا حرام ہونا صاف صاف قرآن مجید[۳] اور حدیث شریف[۴] میں مذکور ہے اور اکثر خرابیاں اور پریشانیاں اسی ننگ وناموس ہی کی بدولت گلے کا ہار ہوگئی ہیں۔

۲) بعض جگہ پیدا ہونے سے پہلے چھاج یعنی سوپ یا چھلنی میں کچھ اناج اور سوا پیسہ مشکل کشا کے نام کا رکھا جاتا ہے یہ کھلا ہوا شرک ہے اور بعضی جگہ یہ دستور ہے کہ جب عورت پہلے پہل حاملہ ہوتی ہے، کبھی پانچویں مہینے کبھی ساتویں مہینے، کبھی نویں مہینے گود بھری جاتی ہے۔ یعنی سات قسم کے میوے ایک پوٹلی میں باندھ کر حاملہ عورت کی گود میں رکھتی ہیں اور پنجیری اور گلگلے پکا کر تجگا کرتی ہیں اور جس کا پہلا بچہ ضائع ہو جاتا ہے اس کے لئے یہ رسم نہیں ہوتی، یہ بھی خواہ مخواہ کی پابندی اور شگون ہے جس کی برائی جابجا پڑھ چکی ہے، اور بعضی جگہ زچہ کے پاس تلوار یا چھری حفاظت بلیات (بلاؤں سے حفاظت کیلئے) کے واسطے رکھ دیتی ہیں یہ بھی محض ٹوٹکا اور شرک کی بات ہے۔

۳) پیدا ہونے کے بعد گھر والوں کے ساتھ کنبے کی عورتیں بطور نیوتے کے کچھ جمع کر کے دائی کو دیتی ہیں اور ہاتھ میں نہیں دیتیں بلکہ ٹھیکرے میں ڈالتی ہیں، بھلا یہ دینے کا کون سا معقول طریقہ ہے کہ ہاتھ کو چھوڑ کر ٹھیکری میں ڈالا جائے، اور اگر ٹھیکرے میں نہ ڈالیں ہاتھ ہی میں دیں تب بھی غور کرنے کی بات ہے کہ ان دینے والیوں کا مقصود اور نیت کیا ہے۔ جس وقت یہ رسم ایجاد ہوئی ہوگی اس وقت کی خبر نہیں کہ کیا مصلحت ہو شاید خوشی کی وجہ سے ہو کہ سب عزیزوں کا دل خوش ہوا، بطور انعام کے کچھ کچھ دے دیا۔ مگر اب تو یقینی بات ہے کہ خوشی ہو نہ ہو، دل چاہے نہ چاہے، دینا ہی پڑتا ہے کنبے کی بعض عورتیں نہایت مفلس اور غریب ہوتی ہیں ان کو بھی بلاوے پر بلاوا بھیج کر بلایا جاتا ہے، اگر نہ جائیں تو تمام عمر شکایت رہے، اگر جائیں تو اٹھنی چونی کا انتظام کر کے لے جائیں، نہیں تو بیبیوں میں سخت ذلت اور شرمندگی ہو۔ غرض جاؤ اور جبر اقہرا دے کر آؤ، یہ کیسا اندھیر ہے کہ گھر بلا کر لوٹا جاتا ہے، خوشی کی جگہ بعضوں کو تو پورا جبر گذرتا ہے، خود ہی انصاف کرو کہ

۱: عن ابی هريرة قال سمعت رسول الله ﷺ يقول لا طيرة الحديث مشكوٰة ص ۳۳۴۔

۲: عن عبدالله بن مسعود عن رسول الله ﷺ قال الطيرة شرك قاله ثلثا الحديث رواه ابو داؤد و الترمذى ص ۳۳۴۔

۳: انه لا يحب المستكبرين سوره نحل ركوع ۳ فلبئس مثوى المتكبرين سوره نحل ركوع ۴ پاره ۱۴۔ ۱۲۔ س۔

۴: عن ابن مسعود قال قال رسول الله ﷺ لا يدخل الجنة من كان فى قلبه مثقال ذرة من كبر الحديث ۱۲ رواه مسلم مشكوٰة ص ۴۳۳ عن عبدالله بن عمر رضى الله عنهما عن رسول الله ﷺ قال اياكم والكبر فان الكبر يكون فى الرجل وان عليه العبادة رواه الطبرانى فى الاوسط رواته ثقاة ترغيب ص ۲۳۱ ج ۳۔

یہ کیسا ہے اور اس طرح مال کا خرچ کرنا اور لینے والی کو یا گھر والوں کو اس لینے دینے کا سبب بننا کہاں جائز ہے، کیونکہ دینے والی کی نیت تو محض اپنی بڑائی اور نیک نامی ہے جس کی نسبت حدیث[1] شریف میں آیا ہے کہ جو کوئی شہرت کا کپڑا پہنے، قیامت میں اللہ تعالیٰ اس کو ذلت کا لباس پہنا دیں گے یعنی جو کپڑا خاص شہرت اور ناموری کے لئے پہنا جائے اس پر یہ عذاب ہوگا تو معلوم ہوا کہ شہرت و ناموری کے لئے کوئی کام کرنا جائز نہیں یہاں تو خاص یہی نیت ہوتی ہے کہ دیکھنے والے کہیں گے کہ فلانی نے اتنا دیا، ورنہ مطعون کریں گے، نام رکھیں گے کہ فلانی ایسی کنجوس ہے جس سے ایک ٹکا بھی نہ دیا گیا، خالی خولی آ کے تھوتھا ایسی بیٹھ گئی ایسے آنے ہی کی کیا ضرورت تھی۔ دینے والی کو تو یہ گناہ ہوئے، اب لینے والی کو سنئے، حدیث[2] شریف میں آیا ہے کہ کسی مسلمان کا مال بدون اس کی دلی خوشی کے حلال نہیں، سو جب کسی نے جبر کراہت سے دیا تو لینے والی کو لینے کا گناہ ہوا، اگر دینے والی کھاتی پیتی اور مال دار ہے اور اس پر جبر بھی نہیں گذرا مگر غرض تو اس کی بھی وہی نمود اور فخر کرنا ہے جس کی نسبت حدیث[3] شریف میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کی دعوت قبول کرنے سے منع فرمایا جو فخر کے لئے کھانا کھلائیں غرض کہ ایسے کا کھانا کھانا یا اس کی چیز لینا بھی منع ہے۔ غرض کہ لینے والی بھی گناہ سے نہ بچی۔ اب گھر والوں کو دیکھو، وہی لوگ بلا بلا کر ان گناہوں کے سبب ہوئے تو وہ بھی گنہگار ہوئے۔ غرض کہ اچھا نیوتا ہوا کہ سب کو گناہ میں نیوت دیا۔ اور اس نیوتے کی رسم میں جو اکثر تقریبوں میں ادا کی جاتی ہے ان خرابیوں کے سوا ایک اور بھی خرابی ہے وہ یہ کہ جو کچھ نیوتا آتا ہے وہ سب اپنے ذمے قرض ہو جاتا ہے۔ اور قرض[4] کا بلا ضرورت لینا منع ہے۔ پھر قرض کا حکم یہ ہے کہ جب بھی اپنے پاس ہو ادا کر دینا ضروری ہے اور یہاں یہ انتظار کرنا پڑتا ہے کہ اس کے یہاں بھی جب کبھی کوئی کام ہو تب ادا کیا جائے۔ اور اگر کوئی شخص نیوتے کا بدلہ ایک ہی آدھ دن کے بعد دینے لگے تو ہرگز کوئی قبول نہ کرے یہ دوسرا گناہ ہوا۔ اور قرض کا حکم یہ ہے کہ گنجائش ہو تو ادا کر دو۔ نہ پاس ہو نہ دو جب ہو گا دے دیا جاوے گا یہاں یہ حال ہے کہ پاس ہو یا نہ ہو قرض وام لے کر گروی رکھ کر ہزار فکر کر کے لاؤ اور ضرور دو پس تینوں حکموں میں شریعت کی مخالفت ہوئی اس لئے نیوتے کی رسم جس کا آجکل دستور ہے جائز نہیں ہے نہ کسی کا کچھ لو اور نہ دو۔ دیکھو تو کہ اس میں خدا اور رسول ﷺ کی خوشنودی کے سوا راحت و آرام کتنی بڑی ہے۔ اسی طرح بچے کے کان میں اذان دینے کے وقت گڑ یا بتاشے کی تقسیم کا پابند ہو جانا بالکل شرع کی حد سے نکلنا ہے۔

۴) پھر نائن گود میں کچھ اناج ڈال کر سارے کنبے میں بچے کا سلام کہنے جاتی ہے اور وہاں سب عورتیں اس کو اناج دیتی ہیں اس میں بھی وہی خیالات اور نیتیں ہیں جو ابھی اوپر بیان ہوئیں اس لئے اس کو بھی چھوڑنا چاہیے۔

۵) گھر پر سب کمینوں کو حق دیا جاتا ہے جن کو چھتیس تھانبہ کہتے ہیں ان میں بعض لوگ خدمت گذار ہیں ان کو تو حق سمجھ کر یا انعام سمجھ کر دیا جائے تو مضائقہ نہیں بلکہ بہتر ہے مگر یہ ضرور ہے کہ اپنے مقدور کا لحاظ رکھے یہ نہ کرے کہ خواہی نخواہی قرض لے چاہے سودی ملے مگر قرض ضرور لیوے۔ اپنی زمین باغ کو بیچنا پڑے یا کچھ گروی رکھے۔ اگر ایسا کرے گی تو نام و نمود کی نیت ہونے یا بلا ضرورت قرض[5] لینے اور سود دینے کی وجہ سے جو کہ گناہ میں سود لینے کے برابر ہے یا تکبر اور فخر کی نیت ہونے کی وجہ سے ضرور گنہگار ہوگی۔ خیر یہ تو خدمت گذاروں کے انعام میں گفتگو تھی بعضے وہ کمین ہیں جو کسی مصرف کے نہیں نہ وہ کوئی خدمت کریں نہ کسی کام آئیں نہ ان سے کوئی ضرورت پڑے مگر قرض

۱: عن ابن عمر قال قال رسول اللہ ﷺ من لبس ثوب شهرة في الدنيا البسه اللہ ثوب مذلة يوم القيمة رواه احمد و ابو داؤد مشكوٰة ص ۳۲۰ عن ابی ذر رضی اللہ عنه عن النبی ﷺ قال من لبس ثوب شهرة اعرض اللہ عنه حتے يضعه متى وضعه وعن ابن عمر رضی اللہ عنهما يرفعه قال من لبس ثوب شهرة البسه اللہ اياه يوم القيمة ثم الهب في النار ومن تشبه بقوم فهو منهم ذكره ورزين في جامعه (ترغيب ترهيب ص ٤٤ ج ٣)

۲: لا يحل مال امرئ مسلم الا بطيب نفسه ۱۲۔

۳: عن ابی هريرة قال قال رسول اللہ ﷺ المتباريان لا يجابان ولا يوكل طعامهما قال الامام احمد يعنی المتعارضين بالضيافة فخرا و رياء رواه البيهقي مشكوٰة ص ۲۳۵۔

۴: اس کا قرض ہونا شامی مطبوعہ مصر ج ۴ ص ۷۸۴ میں تصریحاً مذکور ہے ۱۲ منہ۔

۵: قال الفقيه لا باس بان يستدين الرجل اذا كان له حاجة لا بد منها وهو يريد قضاءها ۱۲ بستان العارفين ص ۳۰۰ (محمد بن جحش كنا جلوسا عند رسول اللہ ﷺ فرفع راسه الى السماء ثم وضع راحته على جبهته فقال سبحان اللہ ماذا نزل من التشديد فسكتنا وفزعنا فلما كان من الغد سألته يا رسول اللہ ما هذا التشديد الذی نزل فقال والذی نفسی بيده لو ان رجلا قتل فی سبيل اللہ ثم احيی ثم قتل ثم احيی ثم قتل وعليه دين ما دخل الجنة ۱۲ جمع الفوائد ص ۲۵۳ ج ۱۔

خواہوں سے بڑھ کر تقاضہ کرنے کو موجود اور خواہی نخواہی ان کا دینا ضرور اس میں بھی جو جو خرابیاں اور جو جو گناہ دینے لینے والوں کے حق میں ہیں ان کا بیان اوپر آچکا ہے دوبارہ لکھنے کی ضرورت نہیں۔ پھر جب ان کا کوئی حق نہیں تو ان کو دینا محض احسان اور انعام ہے اور احسان میں زبردستی کرنا حرام ہے کہ جی چاہے نہ چاہے بدنامی کے خیال سے دینا ہی پڑے اور اس رسم کو جاری کرنے میں اس حرام بات کو قوت ہوتی ہے اور حرام بات کو قوت دینا اور رواج دینا بھی حرام ہے اس کو بھی بالکل روکنا چاہئے۔

۶) پھر دھیانیوں[1] کو دودھ دھلائی کے نام سے کچھ دیا جاتا ہے اس میں بھی وہی ضروری سمجھنا اور جبر اقہرا دینا۔ اگر خوشی سے دیا تو ناموری اور سرخروئی کے لئے دینا یہ سب خرابیاں موجود ہیں اور چونکہ یہ رسم ہندوؤں کی ہے اس لئے اس میں جو کافروں کی مشابہت ہے وہ جدا۔ اس لئے یہ بھی جائز نہیں غرض یہ کہ عام قاعدہ سمجھ لو کہ جو رسم اتنی ضروری ہو جائے کہ خواہی نخواہی جبر اقہرا کرنا پڑے اور نہ دینے میں ننگ و ناموس کا خیال ہو یا اپنی بڑائی اور فخر کی راہ سے کی جاوے وہ بات حرام ہے۔ اتنی بات سمجھ لینے سے بہت سی باتیں تم کو خود بخود معلوم ہو جائیں گی۔

۷) اچھوانی پھر کونڈ پنجیری سارے کنبے اور برادری میں تقسیم ہوتی ہے اس میں بھی وہی نام و نمود وغیرہ خراب نیت اور نماز روزے سے بڑھ کر ضروری سمجھنے کی علت موجود ہے اور پنجیری میں تو اناج کی ایسی بے قدری ہوتی ہے کہ الٰہی توبہ، تقریب والے کی تو اچھی خاصی لاگت لگ جاتی ہے اور وہ کسی کے منہ تک بھی نہیں جاتی پھر بھلا اناج کی ایسی بے قدری کہاں جائز ہے۔

۸) پھر نائی خط لے کر بہو کے میکے یا سسرال میں خبر کرنے جاتا ہے اور وہاں اس کو انعام دیا جاتا ہے خیال کرنے کی بات ہے کہ جو کام ایک پوسٹ کارڈ کے ذریعہ نکل سکے اس کے لئے ایک خاص آدمی کا جانا کون سی عقل کی بات ہے۔ پھر وہاں کھانے کو میسر ہو یا نہ ہو نائی صاحب کا قرض جو نعوذ باللہ خدا کے فرض سے بڑھ کر سمجھا جاتا ہے ادا کرنا ضرور۔ اور وہی ناموری کی نیت جبر اقہرا دینے وغیرہ کی خرابیاں یہاں بھی ہیں اسلئے یہ بھی جائز نہیں۔

۹) سوا مہینے کا چلہ نہانے کے وقت پھر سب عورتیں جمع ہوتی ہیں اور کھانا وہیں کھاتی ہیں اور رات کو کنبے یا برادری میں دودھ چاول تقسیم ہوتے ہیں۔ بھلا صاحب یہ زبردستی کھانے کی ہٹ لگانے کی کیا وجہ۔ دو قدم پر تو گھر مگر کھانا یہاں کھائیں یہاں وہی مثل ہے کہ مان نہ مان میں تیرا مہمان۔ ان کی طرف سے تو یہ زبردستی اور گھر والوں کی نیت وہی ناموری اور طعن و تشنیع سے بچنے کی۔ یہ دونوں وجہیں اس کے منع ہونے کے لئے کافی ہیں۔ اسی طرح دودھ چاول کی تقسیم یہ بھی محض لغو ہے۔ ایک بچے کے ساتھ تمام بڑے بوڑھوں کو بھی دودھ پیتا بنانا کیا ضرور ہے۔ پھر اس میں بھی نماز روزے سے زیادہ پابندی اور ناموری اور نہ کرنے سے ننگ و ناموس کا زہر ملا ہوا ہے اس لئے یہ بھی درست نہیں۔

۱۰) اس سوا مہینے تک زچہ کو ہرگز نماز کی توفیق نہیں ہوتی۔ بڑی بڑی پابند نماز بھی بے پروائی کر جاتی ہیں حالانکہ شرع سے یہ حکم ہے کہ جب خون بند ہو جائے فوراً غسل کر لے، اگر غسل نقصان کرے تو تیمم کر کے نماز پڑھنا شروع کرے بغیر عذر کے ایک وقت کی بھی فرض نماز چھوڑنا سخت گناہ ہے۔ حدیث[2] شریف میں ہے کہ جس کسی نے جان بوجھ کر فرض نماز چھوڑ دی وہ[3] ایمان سے نکل گیا اور حدیث[4] شریف میں ہے کہ ایسا شخص فرعون، ہامان، قارون کے ساتھ دوزخ میں ہوگا۔

۱۱) پھر باپ کے گھر سے سسرال آنے کے لئے چھوچھک تیار ہوتی ہے جس میں حسب مقدور سب سسرال والوں کے جوڑے اور برادری کے لئے پنجیری اور لڑکی کے لئے زیور برتن جوڑے وغیرہ ہوتے ہیں۔ جب بہو چھوچھک لے کر سسرال میں آئی وہاں سب عورتیں چھوچھک دیکھنے آتی ہیں اور ایک وقت کھانا کھا کر چلی جاتی ہیں۔ ان سب باتوں میں جو اتنی پابندی ہے کہ فرض واجب سے بڑھ کر سمجھی جاتی ہے اور وہی نام و نمود ناموری کی نیت جو کچھ ہے سب ظاہر ہے بھلا جس میں تکبر اور فخر وغیرہ اتنی خرابیاں ہوں وہ کیسے جائز ہوگی۔ اسی طرح بعضی جگہ یہ دستور ہے کہ بچہ کی ننھیال سے کچھ کھچڑی مرغی اور بکری اور کپڑے وغیرہ چھٹی کے نام سے آتے ہیں اس میں بھی وہی ناموری اور خواہ مخواہ کی

۱: بہن پھوپی وغیرہ ۱۲۔

۲: من ترك الصلوٰة متعمداً فقد كفر جهاراً رواه البطرانی فی الا وسط عن انس ۱۲ جامع صغیر۔

۳: یعنی بہت بڑا گنہگار ہوا اور قریب کافر کے ہو گیا ۱۲۔

۴: عن عبداللّٰہ بن عمرو بن العاص عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم انه ذکر الصلوٰة یوما فقال من حافظ علیها کانت له نوراو برهانا و نجاة یوم القیٰمة و من لم یحا فظ علیها لم یکن له نوراولا برهانا ولا نجاة و کان یوم القیٰمة مع قارون و فرعون وهامان وابی بن خلف رواه احمد ۱۲ المنتقی من اخبار المصطفیٰ ص ۳٤۔

پابندی اور کچھ شگون بھی ہے اس لئے یہ بھی منع ہے۔

۱۲) زچہ کے کپڑے بچھونا جوتیاں وغیرہ سب دائی کا حق سمجھا جاتا ہے بعض وقت اس پابندی کی وجہ سے تکلیف بھی اٹھانی پڑتی ہے کہ وہی پرانی جوتی گھسیٹتی سڑ سڑ کرتی رہو۔ اچھا آرام کا بچھونا کیسے بچھے کہ چار دن میں چھن جائے گا اس میں بھی وہی خرابیاں جو بیان ہوئیں موجود ہیں۔

۱۳) زچہ کو بالکل نجس اور چھوت سمجھنا، اس سے الگ بیٹھنا اس کا جھوٹا کھا لینا تو کیا معنی جس برتن کو چھولیوے اس میں بے دھوئے مانجھے پانی نہ پینا۔ غرض کہ بالکل بھنگن کی طرح سمجھنا یہ بھی محض لغو اور بے ہودہ ہے۔

۱۴) یہ بھی ایک دستور ہے کہ پاک ہونے تک یا کم از کم چھٹی نہانے تک زچہ کے شوہر کو اس کے پاس نہیں آنے دیتیں بلکہ اس کو عیب اور نہایت برا سمجھتی ہیں اس پابندی کی وجہ سے بعض وقت وقت اور حرج ہوتا ہے کہ کیسی ہی ضرورت ہو مگر کیا مجال جو وہاں تک رسائی ہو جائے یہ کون سی عقل کی بات ہے۔ کبھی کوئی ضروری بات کہنے کی ہوئی، اور کسی اور سے کہنے کے قابل نہ ہوئی یا کچھ کام نہ سہی تب بھی شاید اس کا دل اپنے بچے کو دیکھنے کے لئے چاہتا ہو، سارا جہاں تو دیکھے مگر وہ نہ دیکھنے پائے یہ کیا لغو حرکت ہے۔ اچھے صاحب زادے تشریف لائے کہ میاں بیوی میں جدائی پڑ گئی اس بے عقلی کی بھی کوئی حد ہے۔

۱۵) بعضی جگہ بچے کو چھاج یعنی سوپ میں بٹھاتی ہیں یا زندگی کیلئے کسی ٹوکری میں رکھ کر گھسیٹتی ہیں۔ یہ تو بالکل ہی شگون ناجائز [1] ہے۔

۱۶) بعضی جگہ چھٹی [2] کے دن تارے دکھائے جاتے ہیں یعنی زچہ کو نہلا کر عمدہ قیمتی لباس پہنا کر آنکھیں بند کر کے رات کو صحن مکان میں لاتی ہیں اور کسی تخت پر کھڑا کر کے آنکھیں کھول دیتی ہیں کہ اول نگاہ آسمان کے ستاروں پر پڑے کسی اور کو نہ دیکھے۔ یہ بھی محض خرافات اور بے ہودہ رسمیں ہیں۔ بھلا خواہ مخواہ اچھے خاصے آدمی کو اندھا بنا دینا کیسی بے عقلی ہے اور شگون لینے کا جو گناہ ہے وہ الگ اور بعضی جگہ تارے گنوانے کے بعد زچہ کو مع سات سہاگنوں کے تھال کھلایا جاتا ہے جس میں ہر قسم کا کھانا ہوتا ہے تاکہ کوئی کھانا بچہ کو نقصان نہ کرے یہ بھی منع ہے۔

۱۷) چھٹی کے دن لڑکی والے زچہ کے شوہر کو ایک جوڑا کپڑا دیتے ہیں اس میں بھی اسقدر پابندی کر لینا جس کا منع ہونا اوپر بیان ہو چکا ہے برا ہے۔

۱۸) زچہ کے تین مرتبہ نہلانے کو ضروری جانتی ہیں۔ چھٹی کے دن اور چھوٹا چلہ اور بڑا چلہ۔ شریعت سے تو صرف یہ حکم تھا کہ جب خون بند ہو جائے تو نہا لیوے چاہے پورے چالیس دن پر خون بند ہو جائے چاہے دو ہی چار دن میں بند ہو جائے۔ اور یہاں یہ تینوں غسل واجب سمجھے جاتے ہیں۔ یہ شریعت کا پورا مقابلہ ہوا یا نہیں۔ بعضے لوگ یہ عذر کیا کرتے ہیں کہ بغیر نہائے ہوئے طبیعت گھن کیا کرتی ہے اس لئے زچہ کو نہلا دیتی ہیں کہ طبیعت صاف ہو جائے اور میل کچیل صاف ہو جائے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ عذر بالکل غلط ہے۔ اگر صرف یہی وجہ ہے تو زچہ کا جب دل چاہے نہا لیوے، یہ وقتوں کی پابندی کیسی کہ پانچویں ہی دن ہو اور پھر دسویں یا پندرھویں ہی دن ہو اس کے کیا معنی۔ اب تو محض رسم ہی رسم ہے کوئی بھی وجہ نہیں۔ بلکہ یہ دیکھا جاتا ہے کہ جب اس کا دل چاہتا ہے اس وقت نہیں نہلاتیں یا نہلانے سے کبھی کبھی زچہ اور بچہ دونوں کو نقصان پہنچ جاتا ہے اور سب سے بڑھ کر طرہ یہ ہے کہ جب نفاس بند ہوتا ہے اس وقت ہرگز نہیں نہلاتیں۔ جب تک نہلانے کا وقت نہ ہو تو خود بتلاؤ یہ صریح گناہ ہے یا نہیں۔ بچہ پیدا ہونے کے وقت یہ باتیں سنت [3] ہیں۔ کہ اس کو نہلا دھلا کر داہنے کان میں اذان [4] اور بائیں [5] میں تکبیر کہہ دی جائے اور کسی دیندار بزرگ سے تھوڑا چھوارہ چبوا کر اس کے گالوں میں لگا دیا جائے اس کے سوا باقی سب رسمیں اور اذان دینے والے کی مٹھائی وغیرہ پابندی کے ساتھ یہ سب فضول اور خلاف عقل اور منع ہیں۔

۱: یعنی شرک ہے ۱۲ محشی۔

۲: یعنی بچہ پیدا ہونے سے چھٹے روز ۱۲۔

۳: عن اسماء بنت ابی بکر انہا حملت بعبد اللّٰہ بن الزبیر بمکۃ قالت فولدت بقباء ثم اتیت بہ رسول اللّٰہ ﷺ فوضعتہ فی حجرہ ثم دعا بتمرۃ فمضغہا ثم تفل فی فیہ ثم حنکہ ثم دعا لہ وبرک علیہ وکان اول مولود ولد فی الاسلام متفق علیہ وعن عائشۃؓ ان رسول اللّٰہ ﷺ کان یوتی بالصبیان فیبرک علیہم ویحنکہم رواہ مسلم مشکوٰۃ شریف ص ۳۶۲۔

۴: اور اس اذان اور تکبیر میں بھی حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح پر دائیں بائیں کو منہ پھیرنا چاہئے ۱۲ کذا فی رد المختار ص ۲۷۱۔

۵: عن ابی رافع قال رایت رسول اللّٰہ ﷺ اذن فی اذن الحسن بن علی حین ولدتہ فاطمہ بالصلوٰۃ رواہ الترمذی و ابو داؤد وقال الترمذی ہذا حدیث حسن صحیح ۱۲ مشکوٰۃ شریف ص ۳۶۳ وفی شرح السنۃ عن عمر بن عبدالعزیز کان یوذن فی الیمنی ویقیم فی الیسریٰ اذا ولد الصبی قلت وقد جاء فی مسند ابی یعلی الموصلی عن الحسین مرفوعاً من ولد لہ ولد فاذن فی اذنہ الیمنی واقام فی اذنہ الیسریٰ لم تضرہ ام الصبیان کذا فی الجامع الصغیر للسیوطی ۱۲ مرقاۃ۔

عقیقے(۱) کی رسموں کا بیان

اس روز لڑکے کیلئے(۱) دو بکرے یا دو بکری اور لڑکی کے لئے ایک ذبح کرنا اور اس کا گوشت(۲) کچا یا پکا کر تقسیم کر دینا اور بالوں(۳) کے برابر چاندی وزن کر کے خیرات کر دینا اور سر مونڈنے کے بعد زعفران(۴) سر میں لگا دینا بس یہ باتیں تو ثواب کی ہیں باقی جو فضولیات اس میں نکالی گئی ہیں وہ دیکھنے کے قابل ہیں۔

۱) برادری اور کنبے کے لوگ جمع ہو کر سر مونڈنے کے بعد کٹوری میں اور بعض سوپ میں جس کے اندر کچھ اناج بھی رکھا جاتا ہے کچھ نقد ڈالتے ہیں جو نائی کا حق سمجھا جاتا ہے اور یہ اس گھر والے کے ذمے قرض سمجھا جاتا ہے کہ ان دینے والوں کے یہاں کوئی کام پڑے تب ادا کیا جائے اس کی خرابیاں تم اوپر سمجھ چکی ہو۔

۲) دھیانیاں یعنی بہن وغیرہ یہاں بھی وہی اپنا حق جو سچ پوچھو تو ناحق ہی لیتی ہیں جس میں کافروں کی مشابہت کے سوا اور کئی خرابیاں ہیں مثلاً دینے والے کی نیت خراب ہونا، کیونکہ یہ یقینی بات ہے کہ بعض وقت گنجائش نہیں ہوتی اور دینا گراں گذرتا ہے مگر صرف اس وجہ سے کہ نہ دینے میں شرمندگی ہوگی لوگ مطعون کریں گے مجبور ہو کر دینا پڑتا ہے۔اسی کو ریا و نمود کہتے ہیں۔اور شہرت و نمود کے لئے مال خرچ کرنا حرام ہے اور خود اپنے دل میں سوچو کہ اتنا مجبور ہو جانا جس سے تکلیف پہنچے کون سی عقل کی بات ہے۔اس طرح لینے والے کی یہ خرابی کہ یہ دینا فقط انعام واحسان ہے اور احسان میں زبردستی کرنا حرام ہے۔اور یہ بھی زبردستی ہے کہ اگر نہ دے تو مطعون ہو، بدنام ہو، خاندان بھر میں نکو بنے، اور اگر کوئی خوشی سے دے تب بھی شہرت اور ناموری کی نیت ہونا یقینی ہے جس کی ممانعت قرآن وحدیث میں صاف صاف موجود ہے۔

۳) پنجیری کی تقسیم کا فضیحتا یہاں بھی ہوتا ہے جس کا خلاف عقل ہونا اوپر بیان ہو چکا اور شہرت اور نام بھی مقصود ہوتا ہے جو حرام ہے۔

۴) ان رسموں کی پابندی کی مصیبت میں کبھی گنجائش نہ ہونے کی وجہ سے عقیقہ موقوف رکھنا پڑتا ہے اور مستحب کے خلاف کیا جاتا ہے بلکہ بعضی جگہ تو کئی کئی برسوں کے بعد ہوتا ہے۔

۵) ایک یہ بھی رسم ہے کہ جس وقت بچے کے سر پر استرہ رکھا جائے فوراً اسی وقت بکرا ذبح ہو یہ بھی محض لغو ہے شرع سے چاہے سر مونڈنے کے کچھ دیر بعد ذبح کرے یا ذبح کر کے سر منڈائے سب درست ہے۔غرض کہ اس دن یہ دونوں کام ہو جانے چاہئیں۔

۶) سر نائی کو اور ران دائی کو دینا ضروری سمجھنا بھی لغو ہے۔چاہے دو یا نہ دو، دونوں اختیار ہیں پھر اپنی من گھڑت جدی شریعت بنانے سے کیا فائدہ، ران نہ دو اس کی جگہ گوشت دے دو تو اس میں کیا نقصان ہے۔

۷) بعض جگہ یہ بھی دستور ہے کہ عقیقہ کی ہڈیاں توڑنے کو برا جانتے ہیں دفن کر دینے کو ضروری جانتے ہیں یہ بھی محض بے اصل بات ہے یہی خرابیاں اس رسم میں ہیں جو دانت نکلنے کے وقت ہوتی ہے کہ کنبے میں گھونگنیاں تقسیم ہوتی ہیں اور ان کا ناغہ ہونا فرض وواجب کے ناغہ سے بڑھ کر برا اور عیب سمجھا جاتا ہے۔اسی طرح کھیر چٹائی کی رسم کہ چھٹے مہینے بچہ کو کھیر چٹاتی ہیں اور اس روز سے غذا شروع ہوتی ہے یہ بھی خواہ مخواہ کی پابندی ہے جس کی برائی معلوم کر چکی ہو۔اسی طرح وہ رسم جس کا دودھ چھڑانے کے وقت رواج ہے۔مبارک باد کے لئے عورتوں کا جمع ہونا اور خواہی نخواہی ان کی دعوت ضروری ہونا، کھجوروں کا برادری میں تقسیم ہونا۔غرض ان سب کا ایک ہی حکم ہے اور بعض

۱: عن ام کرز قالت قال رسول اللہ ﷺ عن الغلام شاتان وعن الجارية شاة رواه احمد والترمذی وصححه وفی لفظ امرنا رسول اللہ ﷺ ان نعق عن الجارية شاة وعن الغلام شاتين رواه احمد وابن ماجة ۱۲ المنتقی ص ۱۷۶۔

۲: سواء فرق لحمها نيا او طبخه بحموضة اوبدونها ۱۲ رد المحتار ص ۳۲۸ ج ۵۔

۳: (عن علیؓ) ان النبی ﷺ عق عن الحسن بشاة وقال يا فاطمة احلقی راسه وتصدقی بزنة شعره فضة فوزناه فکان وزنه درهما اوبعض درهم للترمذی ۱۲ جمع الفوائد ص ۲۱۰ ج ۱۔

٤: عن بريدة قال کنا فی الجاهلية اذا ولد لا حدنا غلام ذبح شاة ولطخ راسه بدمها فلما جاء الاسلام کنا نذبح الشاة يوم السابع ونحلق راسه ونلطخه بزعفران رواه ابو داؤد وزاد رزين ونسميه ۱۲ مشکوٰة شريف ص ۳۶۲۔

(۱) عقیقہ بچے کا مونڈن اور مونڈن کی قربانی ۱۲۔

جگہ کھجوروں کے ساتھ ایک اور طرح ہے کہ ایک کورے گھڑے میں پانی بھر کر اس پر بعد طاق[1] کھجوریں رکھ کر لڑکے کے ہاتھ سے اٹھواتی ہیں اور سمجھتی ہیں کہ لڑکا جے کھجوریں اٹھائے گا اتنے ہی دن ضد کرے گا۔ اس میں بھی شگون اور علم غیب کا دعویٰ ہے۔ جس کا گناہ ہونا ظاہر ہے۔ اسی طرح سالگرہ کی رسم میں پیدائش کی تاریخ پر ہر سال جمع ہو کر کھانا پکانا اور ناڑے میں ایک چھلا باندھنا خواہ مخواہ کی پابندی ہے۔ اسی طرح سیل کا کونڈا یعنی جب لڑکے کے سبزہ آغاز ہوتا ہے تب موچھوں میں روپے سے صندل لگایا جاتا ہے اور سویاں پکاتی ہیں تاکہ سویوں کی طرح لمبے لمبے ہو جائیں یہ سب شگون ہے۔ جس کی برائی جان چکی ہو۔

ختنہ کی رسموں کا بیان

اس میں بھی خرافات رسمیں لوگوں نے نکال لی ہیں جو بالکل خلاف عقل اور لغو ہیں۔

۱) لوگوں کو آدمی اور خط بھیج کر بلانا اور جمع کرنا یہ سنت کے بالکل خلاف ہے۔ ایک[2] مرتبہ حضرت رسول اللہ ﷺ کے ایک صحابی کو کسی نے ختنہ میں بلایا۔ آپ نے تشریف لے جانے سے انکار کر دیا۔ لوگوں نے وجہ پوچھی تو جواب دیا کہ حضرت رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں ہم لوگ نہ تو کبھی ختنہ میں جاتے تھے نہ اس کے لئے بلائے جاتے تھے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس چیز کا مشہور کرنا ضروری نہ ہو اس کے لئے لوگوں کو جمع کرنا بلانا سنت کے خلاف ہے اس میں بہت سی رسمیں آ گئیں جن کے لئے بڑے لمبے چوڑے اہتمام ہوتے ہیں۔

۲) بعض جگہ ان رسموں کی بدولت ختنہ میں اتنی دیر ہو جاتی ہے کہ لڑکا سیانا[3] ہو جاتا ہے۔ جس میں اتنی دیر ہو جانے کے سوا یہ بھی خرابی ہوتی ہے کہ سب لوگ اس کا بدن دیکھتے ہیں حالانکہ بجز ختنہ کرنے والے کے اوروں کو اس کا بدن دیکھنا حرام ہے اور یہ گناہ اس بلانے ہی کی بدولت ہو۔

۳) کٹورے میں نیوتہ پڑنے کا یہاں بھی وہی فضیحتا ہے جس کی خرابیاں مذکور ہو چکیں۔

۴) بچے کے ننھیال سے کچھ نقد اور کپڑے لائے جاتے ہیں جس کو عرف عام میں بھات کہتے ہیں جس کی اصل وجہ یہ ہے کہ ہندوستان کے ہندو باپ کے مر جانے پر اس کے مال میں سے لڑکیوں کو کچھ حصہ نہیں دیتے تھے۔ جاہل مسلمانوں نے بھی ان کی دیکھا دیکھی یہی وتیرہ اختیار کر لیا اور اچھا ان کی دیکھا دیکھی نہ سہی ہم نے مانا کہ یہ رسم خود ہی نکالی تب بھی ہے تو بری ہی۔ جس حق دار کا حق اللہ و رسول ﷺ نے مقرر فرمایا ہے اس کو نہ دینا اور خود دبا بیٹھنا کہاں درست ہے غرض کہ جب لڑکی کو میراث سے محروم رکھا تو اس کی تسلی کے لئے یہ تجویز کیا کہ مختلف موقعوں اور تقریبوں میں اس کو کچھ دے دیا جائے اس طرح دے کر اپنی من سمجھوتی کر لی کہ ہمارے ذمے اب اس کا کچھ حق نہیں رہا۔ غرض کہ اس رسم کے نکالنے کی وجہ یا تو کافروں کی پیروی ہے یا ظلم اور یہ دونوں حرام ہیں۔ دو خرابیاں تو یہ ہوئیں، تیسری خرابی وہی بے حد پابندی کہ ننھیال والوں کے پاس چاہے ہو چاہے نہ ہو۔ ہزار جتن کرو سودی قرض لو، کوئی چیز گروی رکھو جس میں آج کل یا تو نقد سود دینا پڑتا ہے یا نقد سود تو نہیں دینا پڑا لیکن جو جائداد رہن رکھی ہے اس کی پیداوار وہی لیوے گا جس کے پاس رہن رکھی، یہ بھی سود ہے، اور سود کا لینا دینا دونوں حرام ہیں۔ غرض کچھ ہو مگر یہاں سامان ضرور ہو۔ خود ہی بتلاؤ جب ایک غیر ضروری بلکہ گناہ کا اس زور شور سے اہتمام ہوا کہ فرض و واجب کا بھی اتنا اہتمام نہیں ہوتا تو شریعت سے باہر قدم رکھنا ہوا یا نہیں۔ چوتھی خرابی وہی شہرت اور بڑائی، ناموری، فخر جن کا حرام ہونا اوپر بیان ہو چکا۔ بعضے کہتے ہیں کہ اپنے عزیزوں سے سلوک کرنا تو عبادت اور ثواب ہے، پھر اس میں گناہ کیوں ہے۔ جواب یہ ہے کہ اگر سلوک اور احسان منظور ہوتا تو بغیر پابندی کے جب اپنے میں وسعت ہوتی اور ان کو حاجت ہوتی دے دیا کرتے یہاں تو عزیزوں پر فاقے گذر جائیں خبر بھی نہیں لیتے۔ رسمیں کرتے وقت نام و نمود کے لئے سلوک و احسان نام رکھ لیا۔

۵) بعض شہروں میں یہ آفت ہے کہ ختنہ میں یا غسل صحت کے روز خوب راگ باجہ ناچ رنگ ہوتا ہے کہیں ڈومنیاں گاتی ہیں جن کا ناجائز ہونا اوپر لکھا گیا اور اس کی خرابیاں اور برائیاں اللہ نے چاہا تو آگے بیان کی جائیں گی۔ غرض ان ساری خرافات اور گناہوں کو موقوف کرنا چاہیے۔

۱: جو اعداد برابر تقسیم نہیں ہو سکتے ان کو طاق اور فرد کہتے ہیں جیسے تین، پانچ، سات، نو گیارہ وغیرہ اور جو برابر صحیح تقسیم ہو سکتے ہیں ان کو جفت اور زوج کہتے ہیں چار، چھ، آٹھ وغیرہ ۱۲۔

۲: عن الحسن قال دعی عثمان بن ابی العاص الی ختان فابی ان یجیب فقیل له فقال انا کنا لا ناتی الختان علی عہد رسول اللہ ﷺ ولا ندعی له اہ مسند امام احمد بن حنبل ص ۲۱۷ ج ۴ مصری۔

۳: خواہ بالغ ہو یا قریب بالغ ہونے کے ہو ۱۲۔

جب بچے میں برداشت کی قوت دیکھیں چپکے سے نائی کو بلا کر ختنہ کرادیں۔ جب اچھا ہو جائے غسل کرادیں اگر گنجائش ہو اور پابندی بھی نہ کرے اور شہرت ونمود اور طعن وبدنامی کا بھی خیال نہ ہو تو دو چار یار دوست یا دو چار غریبوں کو جو میسر ہو کھلائے۔ اللہ اللہ خیر صلاح۔ لیکن بار بار ایسا بھی نہ کرے ورنہ پھر وہی رسم پڑ جائے گی۔

مکتب یعنی بسم اللہ کی رسموں کا بیان

ان رسموں میں سے ایک بسم اللہ کی رسم ہے جو بڑے اہتمام اور پابندی کے ساتھ لوگوں میں جاری ہے۔ اس میں یہ خرابیاں ہیں۔

۱) چار برس چار مہینے چار دن کا ہونا اپنی طرف سے مقرر کر لیا ہے جو محض بے اصل اور لغو ہے پھر اس کی اتنی پابندی کہ چاہے جو کچھ ہو اس کے خلاف نہ ہونے پائے۔ اور ان پڑھ لوگ تو اس کو شریعت ہی کی بات سمجھتے ہیں جس کی وجہ سے عقیدہ میں خرابی اور شریعت کے حکم میں ایک پچر لگانا لازم آتا ہے۔

۲) دوسری خرابی مٹھائی بانٹنے کی بے حد پابندی کہ جہاں سے بنے جبر اًقہراً ضرور کرو، نہ کرو تو بدنام ہو، تو بہ جس کا بیان اوپر آچکا ہے۔ پھر شہرت اور نمود اور لوگوں کے دکھانے اور واہ واہ سننے کے لئے کرنا یہ الگ رہا۔

۳) بعض مقدور والے چاندی کے قلم دوات سے چاندی کی تختی پر لکھا کر بچے کو اس میں پڑھواتے ہیں۔ چاندی[۲] کی چیزوں کو برتنا اور کام میں لانا حرام ہے اس لئے اس میں لکھوانا بھی حرام ہوا اور اس میں پڑھوانا بھی۔

۴) بعض لوگ بچے کو اس وقت خلاف[۳] شرع لباس پہناتے ہیں ریشمی یا زری یا کسم وزعفران کا رنگا ہوا یہ بھی گناہ ہے۔

۵) کمینوں اور دھیانیوں[۴] کا اس میں بھی فرض سے بڑھ کر حق سمجھا جاتا ہے جس کی برائی اوپر بیان ہو چکی۔ یہ بھی موقوف کرنے کے قابل ہے۔ جب لڑکا بولنے لگے اس کو کلمہ سکھاؤ پھر کسی دیندار بزرگ متبرک کی خدمت میں لے جا کر بسم اللہ کہلا دو۔ اور اس نعمت کے شکریہ میں اگر دل چاہے بلا پابندی کے جو توفیق ہو چھپا کر خدا کی راہ میں کچھ خیر خیرات کر دو، لوگوں کو دکھلا کر ہر گز مت دو۔ باقی اور سب پکھنڈ ہیں اکثر دیکھا جاتا ہے کہ جب بچے کی زبان کھلنے لگتی ہے تو گھر والے ابا، اماں، بابا وغیرہ کہلاتے ہیں، اس کی جگہ اللہ اللہ سکھاؤ تو کیسا اچھا ہو اور اسی کے قریب قریب قرآن شریف ختم ہونے کے بعد رسمیں ہوتی ہیں اور ان میں بھی بہت سی غیر ضروری باتوں کی بہت پابندی کی جاتی ہے اور بہت سی باتیں ناموری کے لئے کی جاتی ہیں جیسے مہمانوں کو جمع کرنا، کسی کسی کو جوڑے دینا۔ ان کی برائیاں اوپر معلوم ہو چکی ہیں۔

تقریبوں میں عورتوں کے جانے اور جمع ہونے کا بیان

برادری کی عورتیں کئی تقریبوں میں جمع ہوتی ہیں جن میں سے کچھ تو اوپر بیان ہو چکیں اور کچھ باقی ہیں جن کا بیان آگے آتا ہے یہ سب ناجائز ہے[۵]۔ تقریبوں کے علاوہ یوں بھی جب کبھی جی چاہا کہ فلانی کو بہت دن ہوئے نہیں دیکھا بس جھٹ ڈولی منگائی اور روانہ ہو گئیں یا کوئی بیمار ہوا اس کو دیکھنے گئیں، کہیں کوئی خوشی ہوئی وہاں مبارکباد دینے جا پہنچیں۔ بعض ایسی آزاد ہوتی ہیں کہ بے ڈولی منگائے بھی رات کو چل

۱: وينبغي ان يختن الصبي اذا بلغ تسع سنين فان ختنوه وهواصغر من ذلك فحسن وان كان فوق ذلك قليلا قالوالا باس به وابوحنيفة لم يقدر وقت الختان قال شمس الائمة الحلواني وقت الختان من حين يحتمل الصبي ذلك الى ان يبلغ ۱۲ فتاوىٰ قاضي خان مصري ج۳ص ۴۰۹۔

۲: ويكره (تحريما) ان يكتب بالقلم المتخذ من الذهب اوالفضة اومن دواة كذلك ويستوى الذكر والا نثى كذا فى السرا جيه فتاوى عالمگيري ج ۵ ص ۳۳۴۔

۳: عن ابى موسىٰؓ ان النبى ﷺ قال احل الذهب والحرير للاناث من امتى وحرم على ذكورها رواه احمدو النسائى والترمذى وصححه ۱۲ منتقى ص ۴۷ (ابن عمر) رفعه لا تلبسوا شيئا منه زعفران ولا ورس ۔ لوزين ج ۱ ص ۳۰۷ ۱۲ جمع الفوائد عن عبدالله بن عمر قال رأى رسول الله ﷺ على ثوبين معصفرين فقال ان هذه من ثياب الكفار فلا تلبسها رواه احمد ومسلم والنسائى ۱۲ منتقى ص ۴۸ ولا يجوز للولى الباسه (اى الصبى) الحرير والذهب ۱۲ اشباه ص ۲۳۴۔

۴: بہن وغیرہ ۱۲۔

۵: چنانچہ در مختار وشامی باب النفقہ صفحہ ۲۶۵ و باب المہر ص ۳۶۵ مطبوعہ ہند میں یہ مسئلہ صراحۃً مذکور ہے ۱۲ منہ ويمنعها من زيارة الاجانب وعيادتهم والوليمة وان اذن كانا عاصيين كما مر فى باب المهر (در) وظاهره ولو كانت عند المحارم لا نها تشتمل على جمع فلم تخلو من الفساد عادة ۱۲ شامى ص ۱۰۹۴ مصرى ۔

دیتی ہیں۔ بس رات ہوئی اور سیر کی سوجھی، یہ تو اور بھی برا ہے۔ اور اگر چا نی رات ہوئی تو اور بھی بے حیائی ہے غرض کہ عورتوں کو اپنے گھر سے نکلنا اور کہیں جانا آنا بوجہ بہت سی خرابیوں کے کسی طرح درست نہیں۔ بس اتنی اجازت ہے کہ کبھی کبھی اپنے ماں باپ کو دیکھنے چلی جایا کریں اسی طرح ماں باپ کے سوا اور اپنے محرم[1] رشتہ داروں کو دیکھنے جانا بھی درست ہے مگر سال بھر میں فقط ایک آدھ دفعہ۔ بس اس کے سوا اور کہیں بے احتیاطی سے جانا جس طرح دستور ہے جائز نہیں، نہ رشتہ دار کے یہاں نہ کسی اور کے یہاں، نہ بیاہ شادی میں نہ غمی میں نہ بیمار پرسی میں نہ مبارک باد دینے کو نہ بری برات کے موقع پر بلکہ بیاہ برات وغیرہ میں جب کسی تقریب کی وجہ سے محفل اور مجمع ہو تو اپنے محرم رشتہ دار کے گھر جانا بھی درست نہیں اگر شوہر کی اجازت سے گئی تو وہ بھی گنہگار ہوا اور یہ بھی گنہگار ہوئی، افسوس کہ اس حکم پر ہندوستان بھر میں کہیں عمل نہیں بلکہ اس کو تو ناجائز ہی نہیں سمجھتے بلکہ جائز خیال کر رکھا ہے۔ حالانکہ اسی کی بدولت یہ ساری خرابیاں ہیں۔ غرض کہ اب معلوم ہو جانے کے بعد بالکل چھوڑ دینا چاہئے اور توبہ کرنا چاہئے یہ تو شریعت کا حکم تھا اب اس کی برائیاں اور خرابیاں سنو۔ جب برادری میں خبر مشہور ہوئی کہ فلاں گھر فلانی تقریب ہے تو ہر بی بی کو نئے اور قیمتی جوڑے کی فکر ہوتی ہے کبھی خاوند سے فرمائش ہوتی ہے کبھی خود بزاز کو دروازے پر بلا کر اس سے ادھار لیا جاتا ہے یا سودی قرض لے کر خریدا جاتا ہے۔ شوہر کو اگر وسعت نہیں ہوتی تب بھی اس کا عذر قبول نہیں ہوتا ظاہر ہے کہ یہ جوڑا محض فخر اور دکھانے کے لئے بنتا ہے جس کیلئے حدیث[2] شریف میں آیا ہے کہ ایسے شخص کو قیامت کے دن ذلت کا لباس پہنایا جائے گا ایک گناہ تو یہ ہوا پھر اس غرض سے مال کا خرچ کرنا فضول خرچی ہے جس کی برائی پہلے باب میں آچکی ہے یہ دوسرا گناہ ہوا۔ خاوند سے اس کی وسعت سے زائد بلا ضرورت فرمائش کرنا اس کو ایذا پہنچانا ہے یہ تیسرا گناہ ہوا۔ بزاز کو بلا کر بلا ضرورت اس نامحرم سے باتیں کرنا بلکہ اکثر تھان لینے دینے کے واسطے آدھا آدھا ہاتھ جس میں چوڑی مہندی سب ہی کچھ ہوتا ہے باہر نکال دینا کس قدر غیرت اور عفت کے خلاف ہے یہ چوتھا گناہ ہوا۔ پھر اگر سودی لیا تو سود دینا پڑا یہ پانچواں گناہ ہوا۔ اگر خاوند کی نیت ان بے جا فرمائشوں سے بگڑ گئی اور حرام آمدنی پر اس کی نظر پہنچی، کسی کی حق تلفی کی، رشوت لی اور یہ فرمائشیں پوری کر دیں اور اکثر یہی ہوتا بھی ہے کہ حلال آمدنی سے یہ فرمائشیں پوری نہیں ہوتیں تو یہ گناہ اس بی بی کی وجہ سے ہوا اور گناہ کا سبب بننا بھی گناہ ہے یہ چھٹا گناہ ہوا۔ اکثر جوڑے کے لئے گوٹہ ٹھپہ مصالحہ بھی لیا جاتا ہے اور بے علمی یا بے پروائی کی وجہ سے اس کے خریدنے میں اکثر سود لازم آجاتا ہے کیونکہ چاندی سونے اور اس کی چیزوں کے خریدنے کے مسئلے بہت نازک اور باریک ہیں جیسا کہ اکثر خرید و فروخت کے بیان میں ہم لکھ چکے ہیں یہ ساتواں گناہ ہوا۔ پھر غضب یہ ہے کہ ایک شادی کے لئے جو جوڑا بنا وہ دوسری شادی کے لئے کافی نہیں اس کے لئے پھر دوسرا جوڑا چاہئے ورنہ عورتیں نام رکھیں گی کہ اس کے پاس بس یہی ایک جوڑا ہے اسی کو بار بار پہن کر آتی ہے اس لئے اتنے ہی گناہ پھر دوبارہ جمع ہوں گے گناہ کو بار بار کرتے رہنا بھی برا اور گناہ ہے یہ آٹھواں گناہ ہوا۔ یہ تو پوشاک کی تیاری تھی اب زیور کی فکر ہوئی اگر اپنے پاس نہیں ہوتا تو مانگا تانگا پہنا جاتا ہے اور اس کا مانگے کا ہونا ظاہر نہیں کیا جاتا بلکہ چھپاتی ہیں اور اپنی ہی ملکیت ظاہر کرتی ہیں یہ ایک قسم کا فریب اور جھوٹ ہے۔ حدیث[3] شریف میں آیا ہے کہ جو کوئی ایسی چیز کا اپنا ہونا ظاہر کرے جو سچ مچ اس کی نہیں اس کی ایسی مثال ہے جیسے کسی نے دو کپڑے جھوٹ اور فریب کے پہن لئے یعنی سر سے پاؤں تک جھوٹ ہی جھوٹ لپیٹ لیا یہ نواں گناہ ہوا۔ پھر اکثر زیور بھی ایسا پہنا جاتا ہے جس کی جھنکار دور تک جائے تاکہ محفل میں جاتے ہی سب کی نگاہیں انہیں کے نظارے میں مشغول ہو جائیں بجتا زیور پہننا خود ممنوع ہے۔ حدیث[4] شریف میں ہے کہ ہر باجے کے ساتھ شیطان ہے یہ دسواں گناہ ہوا۔

۱: ولا يمنعها من الخروج الى الوالدين ولا يمنعهما من الدخول عليها فى كل جمعة وفى غيرهما من المحارم فى كل سنة ويمنعهم من الكينونة عندها ۱۲ تنویر ص ۱۰۲۸ ج ۲۔

۲: عن ابن عمرؓ قال قال رسول الله ﷺ من لبس ثوب شهرة فى الدنيا البسه الله ثوب مذلة يوم القيمة رواه احمد و ابو داؤد ابن ماجة ۱۲ مشكوٰة ص ۳۷۵۔

۳: عن (عائشة) ان امراة قالت يا رسول الله ﷺ اقول ان زوجى اعطانى لما لم يعطنى فقال المتشبع بما لم يعط كلابس ثوبى زور رواه مسلم والنسائى جمع الفوائد ص ۱۵۳ ج ۲۔

اب سواری کا وقت آیا تو نوکر کو ڈولی لانے کا حکم ہوا یا جس کے گھر کام تھا اس کے یہاں سے ڈولی آگئی تو بی بی کو غسل کی فکر پڑی، کچھ کھلی پانی کی تیاری میں دیر ہوئی، کچھ غسل کی نیت باندھنے میں دیر لگی غرض ان دیر دیر میں نماز جاتی رہی تب کچھ پرواہ نہیں یا اور کوئی ضروری کام میں حرج ہو جائے تب کچھ مضائقہ نہیں۔ اورا کثر ان بھلی مانسوں کے غسل کے روز یہی مصیبت پیش آتی ہے بہر حال اگر نماز قضاء ہو گئی یا مکروہ وقت ہو گیا تو یہ گیارہواں گناہ ہوا۔ اب کہار دروازے پر پکار رہے ہیں اور بی بی اندر سے ان کو گالیاں اور کوسنے سنا رہی ہیں بلا وجہ کسی غریب کو دور و دبک کرنا یا گالی کوسنے دینا ظلم اور گناہ ہے یہ بارہواں گناہ ہوا۔ اب خدا خدا کر کے بی بی تیار ہوئیں اور کہاروں کو ہٹا کر سوار ہوئیں بعضی ایسی بے احتیاط ہوتی ہیں کہ ڈولی کے اندر سے پلو یعنی آنچل لٹک رہا ہے یا کسی طرف سے پردہ کھل رہا ہے یا عطر پھلیل اس قدر بھرا ہے کہ راستے میں خوشبو مہکتی جاتی ہے یہ نامحرموں کے سامنے اپنا سنگار ظاہر کرنا ہے۔ حدیث[۱] شریف میں آیا ہے کہ جو عورت گھر سے عطر لگا کر نکلے یعنی اس طرح کہ دوسروں کو بھی خوشبو پہنچے تو وہ ایسی ایسی ہے یعنی بڑی بری ہے۔ یہ تیرہواں گناہ ہوا۔ اب منزل مقصود پر پہنچیں کہار ڈولی رکھ کر الگ ہوئے اور یہ بے دھڑک اتر گھر میں داخل ہوئیں یہ خیال ہی نہیں کہ شاید کوئی نامحرم مرد گھر میں ہو اور بارہا ایسا اتفاق ہو تا بھی ہے کہ ایسے موقع پر نامحرم کا سامنا اور چار آنکھیں ہو جاتی ہیں مگر عورتوں کو تمیز ہی نہیں کہ اول گھر میں تحقیق کرا لیا کریں۔ قوی شبہ کے موقع پر تحقیق نہ کرنا یہ چودہواں گناہ ہوا۔ اب گھر میں پہنچیں تو وہاں کی بیبیوں کو سلام کیا خوب ہوا بعضوں نے تو زبان کو تکلیف ہی نہیں دی فقط ماتھے پر ہاتھ رکھ دیا بس سلام ہو گیا۔ اس طرح سلام کرنے کی حدیث[۳] میں ممانعت آئی ہے بعض نے سلام کا لفظ کہا بھی تو صرف سلام۔ یہ بھی سنت کے خلاف ہے۔ السلام علیکم کہنا چاہئے اب جواب ملاحظہ فرمائیے۔ ٹھنڈی رہو، جیتی رہو ، سہاگن رہو، عمر دراز، دودھوں نہاؤ پوتوں پھلو، بھائی جیے، میاں جیے، بچہ جیے، غرض کنبہ بھر کے نام گنانا آسان اور وعلیکم السلام جس کے اندر سب دعائیں آجاتی ہیں مشکل۔ یہ ہمیشہ ہمیشہ سنت کی مخالفت کرنا پندرہواں گناہ ہوا۔ اب مجلس جمی تو بڑا شغل یہ ہوا کہ گپیں شروع ہوئیں۔ اس کی شکایت، اسکی غیبت، اس کی چغلی اس پر بہتان جو بالکل حرام اور سخت گناہ ہے یہ سولہواں گناہ ہوا۔ باتوں کے درمیان میں ہر بی بی اس کوشش میں ہے کہ میری پوشاک اور زیور پر سب کی نظر پڑنا چاہئے۔ ہاتھ سے پاؤں سے زبان سے غرض تمام بدن سے اس کا اظہار ہوتا ہے یہ صاف ریا ہے جس کا حرام ہونا قرآن و حدیث میں صاف صاف آیا ہے یہ سترہواں گناہ ہوا اور جس طرح ہر بی بی دسروں کو اپنا سامان فخر دکھلاتی ہے اسی طرح ہر ایک دوسرے کے کل حالات دیکھنے کی بھی کوشش کرتی ہے۔ پھر اگر کسی کو اپنے سے کم پایا تو اس کو حقیر اور ذلیل اور اپنے کو بڑا سمجھا۔ بعضی غرور پٹی تو ایسی ہوتی ہیں کہ سیدھی طرح منہ سے بات بھی نہیں کرتیں یہ صریح تکبر اور گناہ ہے یہ اٹھارہواں گناہ ہوا۔ اور اگر دوسروں کو اپنے سے بڑھا ہوا دیکھا تو حسد[۴] اور ناشکری اور حرص اختیار کی یہ انیسواں ۱۹، بیسواں ۲۰، اکیسواں ۲۱ گناہ ہوا۔ اکثر اس طوفان اور بیہودہ مشغولی میں نمازیں اڑ جاتی ہیں۔ ورنہ وقت تو ضرور ہی تنگ ہو جاتا ہے یہ بائیسواں گناہ ہوا۔ پھر اکثر ایک دوسری کو دیکھ کر یا ایک دوسری سے سن کر یہ خرافات رسمیں بھی سیکھتی ہیں گناہ کا سیکھنا اور سکھانا دونوں گناہ ہیں یہ تئیسواں گناہ ہوا۔ یہ بھی ایک دستور ہے کہ ایسے وقت جو سقا پانی لاتا ہے اس سے پردہ کرنے کے لئے

۱: قال الفقیه روی عن ابن عمرؓ عن ام حبیبةؓ عن النبی ﷺ انه قال العیر التی فیها الجرس لا تصحبها الملائکة وروی خالد بن معدان ان النبی ﷺ رای راحلة علیها جرس فقال تلك مطیة الشیطان وروی عن عائشةؓ ان امراة دخلت علیها ومعها صبی علی رجله جلاجل فقالت اخرجوا منفر الملائکة فاخرجوه وروی عامر بن عبدالله عن امراة یقال لها ریحانة قالت دخلت علی عمرؓ ومعی صبی فی رجله اجراس فقال عمر اخبزی مولاك بان هذا الشیطان ۱۲ بستان العارفین ص ۱۹۱۔

۲: عن ابی موسیٰ رضی الله عنه عن النبی ﷺ قال کل عین زانیة والمراة اذا استعطرت ضرب بالمجلس فهی کذا وکذا یعنی زانیة رواه ابو داؤد والترمذی وقال حدیث حسن صحیح ۱۲ ترغیب وترهیب ص ۳۵۹۔

۳: عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده ان رسول الله ﷺ قال لیس منا من تشبه بغیرنا لا تشبهوا بالیهود ولا بالنصاری فان تسلیم الیهود الاشارة بالاصابع وتسلیم النصاری الاشارة بالکف رواه الترمذی وقال اسناده ضعیف مشکوٰة ص ۳۴۰۔

۴: حسد کے معنی ہیں کسی شخص کی نعمت کا زوال چاہنا، یعنی چھن جانے کی آرزو کرنا اور اس کی نعمت کو دیکھ کر جلنا ۱۲۔

بند مکانوں میں نہیں جاتیں بلکہ اس کو حکم ہوتا ہے کہ تو منہ پر نقاب ڈال کر چلا آ، اور کسی کو دیکھنا مت، اب آگے اس کا دین وایمان جانے، چاہے کن آنکھیوں سے تمام مجمع کو دیکھ لے تو بھی کسی کو غیرت اور حیا نہیں۔ اور ایسا ہوتا بھی ہے کیونکہ جو کپڑا وہ منہ پر ڈالتا ہے اس سے سب دکھائی دیتا ہے ورنہ سیدھا گھڑے منکے کے پاس جا کر پانی کیسے بھرتا ہے۔ ایسی جگہ قصداً بیٹھے رہنا کہ نامحرم دیکھ سکے حرام ہے یہ چوبیسواں گناہ ہوا۔ بعضی بیبیوں کے سیانے لڑکے دس دس بارہ بارہ برس کی عمر کے اندر گھسے چلے آتے ہیں اور مروت میں ان سے کچھ نہیں کہا جاتا سامنے آنا پڑتا ہے یہ پچیسواں گناہ ہوا۔ کیونکہ شریعت کے مقابلے میں کسی کی مروت کرنا گناہ ہے اور لڑکا جب سیانا ہو جایا کرے تو اسے پردہ کرنے کا حکم ہے۔ اب کھانے کے وقت اس قدر طوفان مچتا ہے کہ ایک ایک بی بی چار چار طفیلیوں کو ساتھ لاتی ہے اور ان کو خوب بھر بھر دیتی ہے اور گھر والے کے مال یا آبرو کی کچھ پرواہ نہیں کرتیں یہ چھبیسواں گناہ ہوا۔ اب فراغت کرنے کے بعد جب گھر جانے کو ہوتی ہیں کہاروں کی آواز سن کر یاجوج ماجوج کی طرح دوڑتی ہیں کہ ایک پر دوسری، دوسری پر تیسری۔ غرض سب دروازے میں جا پہنچتی ہیں کہ پہلے میں ہی سوار ہوں۔ اکثر اوقات کہار ابھی ہٹنے بھی نہیں پاتے اچھی طرح سامنا ہو جاتا ہے یہ ستائیسواں گناہ ہوا۔ کبھی کبھی ایک ایک ڈولی پر دو دو لد گئیں اور کہاروں کو نہیں بتایا کہ ایک پیسہ کہیں اور نہ دینا پڑے یہ اٹھائیسواں گناہ ہوا۔ پھر کسی کی کوئی چیز گم ہو جاوے تو بلا دلیل کسی کو تہمت لگانا بلکہ کبھی کبھی اس پر سختی کرنا کہ اکثر شادیوں میں ہوتا ہے یہ انتیسواں گناہ ہوا۔ پھر اکثر تقریب والے گھر کے مرد بے احتیاطی اور جلدی میں جھانکنے اور تاکنے کے لئے بالکل دروازے میں گھر کے روبرو آ کھڑے ہوتے ہیں اور بہتوں پر نگاہ ڈالتے ہیں ان کو دیکھ کر کسی نے منہ پھیر لیا کوئی کسی کی آڑ میں ہو گئی۔ کسی نے ذرا سر نیچا کر لیا بس یہ پردہ ہو گیا اچھی خاصی سامنے بیٹھی رہتی ہیں یہ تیسواں گناہ ہوا۔ پھر دولہا کی زیارت اور بارات کے تماشے کو دیکھنا فرض اور تبرک سمجھتی ہیں جس طرح عورت کو اپنا بدن غیر مرد کو دکھلانا جائز نہیں اسی طرح بلا ضرورت غیر مرد کو دیکھنا بھی منع ہے۔ یہ اکتیسواں گناہ ہوا۔ پھر گھر لوٹ آنے کے بعد کئی کئی روز تک آنے والی بیبیوں میں اور تقریب والے کی کارروائیوں میں جو عیب نکالے جاتے اور کیڑے ڈالے جاتے ہیں یہ بتیسواں گناہ ہوا۔ اسی طرح اور بھی بہت سی خرابیاں اور گناہ کی باتیں عورتوں کے جمع ہونے میں ہیں خود خیال کرو کہ جس میں اتنی بے انتہا خرابیاں ہوں وہ امر کیسے جائز ہو سکتا ہے اس لئے اس رسم کا بند کرنا سب سے زیادہ ضروری ہے۔

منگنی کی رسموں کا بیان

منگنی میں بھی طوفان بے تمیزی کی طرح بہت سی رسمیں کی جاتی ہیں ان میں سے بعض ہم بیان کرتے ہیں۔

۱) جب منگنی ہوتی ہے تو خط لے کر نائی آتا ہے تو لڑکی والے کی طرف سے شکرانہ بنا کر نائی کے سامنے رکھا جاتا ہے اس میں بھی وہی بے حد پابندی کہ فرض وواجب چاہے ٹل جائے مگر یہ نہ ٹلے، ممکن ہے کہ کسی گھر میں اس وقت دال ہی روٹی ہو مگر جہاں سے بنے شکرانہ کرو، ورنہ منگنی ہی نہ ہو گی لاحول ولا قوۃ الا باللہ ایک خرابی تو یہ ہوئی۔ پھر اس بیہودہ بات کے لئے اگر سامان موجود نہ ہو تو قرض لینا پڑتا ہے حالانکہ بغیر ضرورت قرض لینا منع ہے۔ حدیث[۱] شریف میں ایسے قرض لینے پر بڑی دھمکی آئی ہے دوسرا گناہ یہ ہوا۔

۲) وہ نائی کھانا کھا کر سو روپے یا جس قدر لڑکی والے نے دیئے ہوں خوان میں ڈال دیتا ہے۔ لڑکے والا اس میں سے ایک یا دو ۲ اٹھا کر باقی پھیر دیتا ہے اور یہ روپے اپنے کمینوں کو تقسیم کر دیتا ہے بھلا سوچنے کی بات ہے کہ جب ایک ہی دو روپے کا لینا دینا منظور ہے تو خواہ مخواہ سو روپے

۱: عن محمد رضی اللہ عنہ بن عبداللہ بن جحش قال کنا جلوسا بفناء المسجد حیث یوضع الجنائز و رسول اللہ ﷺ جالس بین ظہرینا فرفع رسول اللہ ﷺ بصرہ قبل السماء فنظر ثم طأطأ بصرہ ووضع یدہ علی جبہتہ قال سبحان اللہ ما ذا نزلت من التشدید قال فسکتنا یومنا ولیلتنا فلم نرالا خیرا حتی اصبحنا قال محمد رضی اللہ عنہ فسألت رسول اللہ ﷺ ما التشدید الذی نزل قال فی الدین والذی نفس محمد بیدہ لو ان رجلا قتل فی سبیل اللہ ثم عاش ثم قتل فی سبیل اللہ ثم عاش ثم قتل فی سبیل اللہ ثم عاش وعلیہ دین ما دخل الجنۃ حتی یقضی دینہ رواہ احمد وفی شرح السنۃ نحوہ ۱۲ مشکوٰۃ شریف ص ۲۵۳ عن عبداللہ بن جعفر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ ان اللہ مع الدائن حتیٰ یقضی دینہ مالم یکن فیما یکرہ اللہ الخ ۱۲ سنن الدارمی ص ۳۴۶۔

کو کیوں تکلیف دی اور اس رسم کے پورا کرنے کے واسطے بعض وقت بلکہ اکثر سودی قرض لینا پڑتا ہے جس کے لئے حدیث[1] شریف میں لعنت آئی ہے اور اگر قرض بھی نہ لیا تو بجز فخر اور اپنی بڑائی جتلانے کے اس میں اور کون سی عقلی مصلحت ہے اور جب سب کو معلوم ہے کہ ایک دو سے زیادہ نہ لیا جائے گا تو سو کیا ہزار روپے میں بھی کوئی بڑائی اور شان نہیں رہی۔ بڑائی تو جب ہوتی جب دیکھنے والے سمجھتے کہ تمام روپیہ نذر کر دیا اب تو فقط مسخرا پن اور بچوں کے ساتھ کھیل ہی کھیل رہ گیا اور کچھ نہیں، مگر لوگ کرتے ہیں اسی فخر اور شان و شوکت کے لئے اور افسوس کہ بڑے بڑے عقل مند جو اوروں کو عقل سکھاتے ہیں وہ بھی اس خلاف عقل رسم میں مبتلا ہیں۔ غرض اس میں بھی اصل ایجاد کے اعتبار سے تو ریا کا گناہ ہے اور اب چونکہ محض لغو اور بیہودہ فعل ہو گیا جیسا کہ ابھی بیان ہوا لہٰذا یہ بھی برا ہے۔ حدیث[2] شریف میں آیا ہے کہ آدمی کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ لایعنی باتوں کو چھوڑ دے غرض لایعنی اور لغویات بھی حضرت ﷺ کی مرضی کے خلاف ہے اور اگر سودی روپیہ لیا گیا تو اس کا گناہ ہونا تو سب ہی جانتے ہیں غرض اتنی خرابیاں اس رسم میں موجود ہیں۔

۳) پھر لڑکی والا نائی کو ایک جوڑا مع کچھ نقد روپے کے دیتا ہے۔ اور یہاں بھی وہی دل لگی ہوتی ہے کہ دینا منظور ہے ایک دو اور دکھلائے جاتے ہیں سو ۱۰۰۔ واقعی رواج بھی عجب چیز ہے کہ کیسی ہی عقل کے خلاف کوئی بات ہو مگر عقلمند بھی اس کے کرنے میں نہیں شرماتے۔ اس کی خرابیاں ابھی بیان ہو چکیں۔

۴) نائی کے لوٹنے سے پہلے سب عورتیں جمع ہوتی ہیں اور ڈومنیاں گاتی ہیں۔ عورتوں کے جمع ہونے کی خرابیاں بیان ہو چکیں اور گانے کی خرابیاں بیاہ کی رسموں میں بیان ہوں گی۔ غرض یہ کہ یہ بھی ناجائز ہے۔

۵) جب نائی پہنچتا ہے اپنا جوڑا روپوں سمیت گھر میں بھیج دیتا ہے وہ جوڑا تمام برادری میں گھر گھر دکھلا کر نائی کو دے دیا جاتا ہے خود غور کرو جہاں ہر بات کے دکھلانے کی بیخ لگی ہو کہاں تک نیت درست رہ سکتی ہے۔ یقیناً جوڑا بنانے کے وقت یہی نیت ہوتی ہے کہ ایسا بناؤ کہ کوئی نام نہ رکھے غرض ریا بھی ہوئی اور لغو خرچ بھی جس کا حرام ہونا قرآن و حدیث میں صاف صاف آ گیا ہے۔ اور مصیبت یہ ہے کہ بعض مرتبہ اس اہتمام پر بھی دیکھنے والوں کو پسند نہیں آتا وہی مثل ہے کہ چڑیا اپنی جان سے گئی کھانے والے کو مزا نہ ملا۔ بعض غرور بیٹی اس میں خوب عیب نکالنے لگتی ہیں اور بدنام کرتی ہیں غرض ریا، فضول خرچی، غیبت سب ہی کچھ اس رسم کی بدولت ہوتا ہے۔

۶) کچھ عرصے کے بعد لڑکی والے کی طرف سے کچھ مٹھائی اور انگوٹھی اور رومال اور کسی قدر روپے جس کو نشانی کہتے ہیں بھیجی جاتی ہے اور یہ روپیہ بطور نیوتے کے جمع کر کے بھیجا جاتا ہے یہاں بھی ریا اور بیہودہ اور لغو خرچ کی علت موجود ہے اور نیوتے کے خرابیاں اوپر آ چکیں۔

۷) جو نائی اور کہار یہ مٹھائی لے کر آتے ہیں نائی کو جوڑا اور کہاروں کو پگڑیاں اور کچھ نقد دے کر رخصت کر دیا جاتا ہے۔ اس مٹھائی کو کنبے کی بڑی بوڑھی عورتیں برادری میں گھر گھر تقسیم کرتی ہیں اور اسی کے گھر کھاتی ہیں۔ سب جانتے ہیں کہ ان کہاروں کی کچھ مزدوری مقرر نہیں کی جاتی نہ اس کا لحاظ ہوتا ہے کہ یہ خوشی سے جاتے ہیں یا ان پر جبر ہو رہا ہے۔ اکثر اوقات وہ لوگ اپنے کسی کاروبار یا اپنی بیماری یا کسی بیوی بچے کی بیماری کا عذر پیش کرتے ہیں۔ مگر یہ بھیجنے والے اگر کچھ قابودار ہوئے تو خود، ورنہ کسی دوسرے قابودار بھائی سے جوتے لگوا کر خوب کندی کرا کے جبراً قہراً بھیجتے ہیں اور اس موقع پر کیا اکثر ان لوگوں سے جبراً کام لیا جاتا ہے جو بالکل ظلم اور گناہ ہے اور ظلم کا وبال دنیا میں بھی اکثر پڑتا ہے اور آخرت کا گناہ تو ہے ہی۔ پھر مزدوری کا طے نہ کرنا یہ دوسری بات خلاف شرع ہوئی۔ یہ تو ان کی روانگی کے پھل پھول ہیں اور تقسیم کرنے میں ریا کا ہونا کس کو نہیں معلوم، پھر تقسیم میں اتنی مشغولی ہوتی ہے کہ اکثر بانٹنے والوں کی نمازیں اڑ جاتی ہیں اور وقت کا تنگ ہو جانا تو ضروری بات ہے ایک بات خلاف شرع یہ ہوئی۔ جن کے گھر حصے جاتے ہیں ان کے نخرے بات بات پر حصہ پھیر دینا، الگ اٹھانا پڑتا ہے بلکہ قبول کرنا بھی اس رسم ریائی کو رونق دینا اور رواج ڈالنا ہے اس لئے شرع سے یہ بھی ٹھیک نہیں۔ غرض ان سب خرافات کو چھوڑ دینا واجب ہے بس ایک پوسٹ کارڈ یا زبانی گفتگو سے پیغام نکاح ادا ہو سکتا ہے۔ جانب ثانی اپنے طور پر ضروری باتوں کی تحقیق کر کے ایک پوسٹ کارڈ سے یا فقط زبانی وعدہ کر لے، لیجئے منگنی ہو گئی۔ اگر کچی پوری بات کرنے کے لئے یہ رسمیں برتی جاتی ہیں تو اول تو کسی مصلحت کے لئے

۱: عن جابر رضی اللّٰہ عنہ لعن رسول اللّٰہ ﷺ اکل الربوا و موکلہ و کاتبہ و شاھدیہ وقال ھم سواء رواہ مسلم ۱۲ مشکوٰۃ ص ۲۴۴۔

۲: عن علی بن الحسین قال قال رسول اللّٰہ ﷺ من حسن اسلام المرأ ترکہ ما لا یعنیہ رواہ مالک واحمد ورواہ ابن ماجۃ عن ابی ہریرۃ والترمذی والبیہقی عنہما ۱۲ مشکوٰۃ ص ۳۵۲۔

گناہ کرنا درست نہیں۔ پھر ہم دیکھتے ہیں کہ باوجود ان فضولیات کے بھی جہاں مرضی نہیں ہوتی جواب دے دیتے ہیں کوئی بھی کچھ نہیں کر سکتا۔

۸) بعضی جگہ منگنی کے وقت یہ رسوم ہوتی ہیں کہ سسرال والے چند لوگ آتے ہیں اور دلہن کی گود بھری جاتی ہے جس کی صورت یہ ہے کہ لڑکے کا سرپرست اندر بلایا جاتا ہے وہ دلہن کی گود میں میوہ اور پیڑے بتاشے وغیرہ رکھتا ہے اور ہاتھ پر ایک روپیہ روپ کا ذ رکھتا ہے اس کے بعد اب لڑکی والے ان کو اس کا بدلہ اور جتنی توفیق ہوا تنے روپے دے دیتے ہیں اس میں بھی کئی برائیاں ہیں ایک تو اجنبی مرد کو گھر میں بلانا اور اس سے گود بھروانا اگرچہ پردہ کی آڑ سے ہو لیکن پھر بھی برا ہے۔ دوسرے گود بھرنے میں وہی شگون جو شرعاً ناجائز ہے تیسرے ناریل کے سڑ اور اچھا نکلنے سے لڑکی کی بھلائی یا برائی کی فال لیتے ہیں اس کا شرک اور قبیح ہونا بیان ہو چکا ہے۔ چوتھے اس میں اس قدر پابندی جس کا برا ہونا تم سمجھ چکی ہو اور شہرت اور ناموری بھی ضرور ہے غرض کوئی رسم ایسی نہیں جس میں گناہ نہ ہوتا ہو۔

بیاہ کی رسموں کا بیان

سب سے بڑی تقریب جس میں خوب دل کھول کر حوصلے نکالے جاتے ہیں اور بے انتہا رسمیں ادا کی جاتی ہیں وہ یہی شادی کی تقریب ہے جس کو واقع میں بربادی کہنا لائق ہے اور بربادی بھی کیسی دین کی بھی اور دنیا کی بھی۔ اس میں جو رسمیں کی جاتی ہیں وہ یہ ہیں۔

۱) سب سے پہلے برادری کے مرد جمع ہو کر لڑکی والے کی طرف سے تعین تاریخ کا خط لکھ کر نائی کو دے کر رخصت کرتے ہیں یہ رسم ایسی ضروری ہے کہ چاہے برسات ہو راہ میں ندی نالے پڑتے ہوں جس میں نائی صاحب کے بالکل ہی رخصت ہو جانے کا احتمال ہو غرض کچھ ہی ہو مگر یہ ممکن نہیں کہ ڈاک کے خط پر کفایت کریں یا نائی سے زیادہ معتبر کوئی آدمی جاتا ہو اس کے ہاتھ بھیج دیں۔ شریعت نے جس چیز کو ضروری نہیں ٹھہرایا اس کو اس قدر ضروری سمجھنا کہ شریعت کے ضروری بتلائے ہوئے کاموں سے زیادہ اس کا اہتمام کرنا خود انصاف کرو کہ شریعت کا مقابلہ ہے یا نہیں اور جب مقابلہ ہے تو چھوڑ دینا واجب ہے یا نہیں۔ اسی طرح مردوں کے اجتماع کا ضروری ہونا، اس میں بھی یہی خرابی ہے اگر کہو کہ مشورے کے لئے جمع ہوتے ہیں تو یہ بالکل غلط ہے وہ بیچارے تو خود پوچھتے ہیں کہ کون تاریخ لکھیں جو پہلے سے گھر میں خاص مشورہ کر کے مقرر کر چکے ہیں وہی بتلا دیتے ہیں اور وہ لوگ لکھ دیتے ہیں۔ اور اگر مشورہ ہی کرنا ہے تو جس طرح اور کاموں میں مشورہ ہوتا ہے کہ ایک دو عقل مند لوگوں سے رائے لے لی بس کفایت ہوئی، گھر گھر کے آدمیوں کو جوڑنا کیا ضرور، پھر اکثر لوگ جو نہیں آ سکتے اپنے چھوٹے بچوں کو اپنی جگہ بھیج دیتے ہیں، بھلا وہ مشورہ میں کیا تیر چلائیں گے کچھ بھی نہیں یہ سب من سمجھوتیاں ہیں، سیدھی بات کیوں نہیں کہتے کہ صاحب یونہی رواج چلا آتا ہے۔ بس اسی رواج کی برائی اور اسکے چھوڑنے کا واجب ہونا بیان کیا جاتا ہے۔ غرض اس رسم کے سب اجزاء خلاف شرع ہیں پھر اس میں یہ بھی ایک ضروری بات ہے کہ سرخ ہی خط ہو اور اس پر گوٹہ بھی لپٹا ہو، یہ بھی اسی بے حد پابندی کے اندر داخل ہے جس کی برائی اور خلاف شرع ہونا او پر کئی دفعہ بیان ہو چکا ہے۔

۲) گھر میں برادری کنبے کی عورتیں جمع ہو کر لڑکی کو ایک کونہ میں قید کر دیتی ہیں جس کو مائیوں بٹھلانا اور مانجھے بٹھلانا کہتے ہیں اس کے آداب یہ ہیں کہ اس کو چوکی پر بٹھلا کر اس کے داہنے ہاتھ پر کچھ بٹنا رکھتی ہیں اور گود میں کچھ کھیل بتاشے بھرتی ہیں اور کچھ کھیل بتاشے حاضرین میں تقسیم ہوتے ہیں اور اسی تاریخ سے برابر لڑکی کے بٹنا ملا جاتا ہے اور بہت سے پینڈیاں برادری میں تقسیم ہوتی ہیں یہ رسم بھی چند خرافات باتیں ملا کر بنائی گئی ہے اول اس کے علیحدہ بٹھانے کو ضروری سمجھنا خواہ گرمی ہو، حبس ہو (گھٹن) دنیا بھر کے طبیب بھی کہیں کہ اس کو کوئی بیماری ہو جائے گی کچھ ہی ہو مگر یہ فرض قضا نہ ہونے پائے اس میں بھی وہی بے حد پابندی کی برائی موجود ہے۔ اور اگر اس کے بیمار ہو جانے کا اندیشہ ہو تو دوسرا گناہ ایک مسلمان کو ضرر پہنچانے کا ہو گا جس میں ماشاء اللہ ساری برادری بھی شریک ہے دوسری بلاضرورت چوکی پر بٹھلانا اس کی کیا ضرورت ہے کیا فرش پر اگر بٹنا ملا جائے گا تو بدن میں صفائی نہ آئے گی اس میں بھی وہی بے حد پابندی جس کا خلاف شرع ہونا کئی دفعہ معلوم ہو چکا ہے تیسری داہنے ہاتھ پر بٹنا رکھنا اور گود میں کھیل بتاشے بھرنا، معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی ٹوٹکا اور شگون ہے اگر ایسا ہے تب تو شرک ہے اور شرک کا خلاف شرع ہونا کون مسلمان نہیں جانتا۔ ورنہ وہی پابندی تو ضرور ہے۔ اسی طرح کھیل بتاشوں کی تقسیم کی پابندی یہ سب بے حد پابندی اور ریا و افتخار ہے جیسا کہ ظاہر ہے چوتھی عورتوں کا جمع ہونا جو ان سارے فسادوں کی جڑ ہے جن کا اوپر بیان ہو چکا ہے۔

بعض جگہ یہ بھی قید ہے کہ سات سہاگنیں جمع ہو کر اس کے ہاتھ پر بٹنار کھتی ہیں یہ ایک شگون ہے جس کا شرک ہونا اوپر سن چکی ہو۔ اگر بدن کی صفائی اور نرمی کی مصلحت سے بٹنا ملا جائے تو اس کا مضائقہ نہیں مگر معمولی طور پر بلا قید کسی رسم کے مل دو، بس فراغت ہوئی۔ اس کا اس قدر طومار کیوں باندھا جائے۔ بعضی عورتیں اس رسم کی بیچ میں کچھ وجہیں تراشتی ہیں بعضی یہ کہتی ہیں کہ سسرال جا کر کچھ دن لڑکی کو سر جھکائے ایک ہی جگہ بیٹھنا ہوگا اس لئے عادت ڈالنے کی مصلحت سے مانجھے بٹھاتے ہیں کہ وہاں زیادہ تکلیف نہ ہو اور بعضی صاحب یہ فرماتی ہیں کہ بٹنا ملنے سے بدن صاف اور خوشبودار رہتا ہے اس لئے ادھر ادھر نکلنے میں کچھ آسیب کے خلل ہونے کا ڈر ہے یہ سب شیطانی خیالات اور من سمجھوتیاں ہیں۔ اگر صرف یہی بات ہے تو برادری کی عورتوں کا جمع ہونا، ہاتھ پر بٹنار کھنا، گود بھرنا وغیرہ اور خرافات کیوں ہوتی ہیں۔ اتنا مطلب تو بغیر ان بکھیڑوں کے بھی ہو سکتا ہے۔ دوسرے یہ کہ وہاں جا کر بالکل مردہ ہو کر رہنا بھی تو برا ہے جیسا کہ آگے آتا ہے لہٰذا اس کی مدد اور برقرار رکھنے کے واسطے جو کام کیا جائے وہ بھی ناجائز ہوگا اور یہ بھی نہ سہی تو ہم کہتے ہیں کہ آدمی پر جیسی پڑتی ہے سب جھیل لیتا ہے۔ خود سمجھو کہ پہلے گھر بھر میں چلتی پھرتی تھی اب دفعتًا ایک کونے میں کیسے بیٹھ گئی ایسے ہی وہاں بھی ایک دو دن بیٹھ لے گی بلکہ وہاں کی تو ایک آدھ دن کی مصیبت ہے اور یہاں تو دس دس بارہ دن قید کی مصیبت ڈالی جاتی ہے۔ تیسرے یہ کہ اگر آسیب کے ڈر سے نہیں نکلنے پاتی تو بہت سے بہت صحن میں اور کوٹھے پر نہ جانے دو۔ یہ کیا کہ ایک ہی کونے میں پڑی گھٹا کرے۔ کھانے پانی کے لئے بھی وہاں سے نہ ٹلے، اس لئے یہ سب من گھڑت بہانے اور واہیات باتیں ہیں۔

۳) جب نائی خط لے کر دولہا کے گھر گیا تو وہاں برادری کی عورتیں جمع ہو کر دو خوان شکرانے کے بناتی ہیں جس میں ایک نائی کا ہوتا ہے، دوسرا ڈومنیوں کا۔ نائی کا خوان باہر بھیجا جاتا ہے اور ساری برادری کے مرد جمع ہو کر نائی کو شکرانہ کھلاتے ہیں یعنی اس کھاتے کا منہ تکا کرتے ہیں اور ڈومنیاں دروازے میں بیٹھ کر گالیاں گاتی ہیں اس میں بھی وہی بے حد پابندی کی برائی، دوسری خرابی اس میں یہ ہے کہ ڈومنیوں کو گانے کی اجرت دینا حرام ہے پھر گانا بھی گالیاں جو خود گناہ ہیں اور حدیث[1] شریف میں اس کو منافق ہونے کی نشانی فرمایا ہے یہ تیسرا گناہ ہوا جس میں سب سننے والے شریک ہیں کیونکہ جو شخص گناہ کے مجمع میں شریک ہو وہ بھی گنہگار ہوتا ہے چوتھے مردوں کے اجتماع کو ضروری سمجھنا جو بے حد پابندی میں داخل ہے۔ معلوم نہیں نائی کے شکرانہ کھانے میں اتنے بزرگوں کو کیا مدد کرنی پڑتی ہے۔ پانچویں عورتوں کا جمع ہونا جس کا گناہ ہونا معلوم ہو چکا۔

۴) نائی شکرانہ کھا کر مطابق ہدایت اپنے آقا کے ایک یا دو روپے خوان میں ڈال دیتا ہے اور یہ روپے دولہا کے نائی اور ڈومنیوں میں آدھوں آدھ تقسیم ہوتے ہیں۔ دوسرا خوان شکرانہ کا بجنسہٖ ڈومنیاں اپنے گھر لے جاتی ہیں۔ پھر برادری کی عورتوں کے لئے شکرانہ بنا کر تقسیم کیا جاتا ہے اس میں بھی وہی ریا و شہرت و بے حد پابندی موجود ہے اس لئے بالکل شرع کے خلاف ہے۔

۵) صبح کو برادری کے مرد جمع ہو کر خط کا جواب لکھتے ہیں اور ایک جوڑا نائی کو نہایت عمدہ بیش قیمت[2] مع ایک بڑی رقم یعنی سو یا دو سو روپے کے دیتے ہیں وہی مسخراپن جو اول ہوا تھا وہ یہاں بھی ہوتا ہے کہ دکھلائے جاتے ہیں سو(۱۰۰) اور لئے جاتے ہیں ایک یا دو(۲) پھر اس ریا[3] اور لایعنی حرکت کے علاوہ بعض وقت اس رسم کے پوری کرنے کو سودی قرض کی ضرورت پڑتا یہ جدا گناہ ہے جس کا ذکر اچھی طرح اوپر آچکا ہے۔

۶) اب نائی رخصت ہو کر دلہن والوں کے گھر پہنچتا ہے وہاں برادری کی عورتیں پہلے سے جمع ہوتی ہیں۔ نائی اپنا جوڑا گھر میں دکھلانے کے لئے دیتا ہے اور پھر ساری برادری میں گھر گھر دکھایا جاتا ہے اس میں بھی وہی عورتوں کی جمعیت اور جوڑا دکھانے میں ریا و نمود کی خرابی ظاہر ہے۔

۷) اس تاریخ سے دولہا کے بٹنا ملا جاتا ہے اور شادی کی تاریخ تک کنبے کی عورتیں جمع ہو کر دولہا کے گھر بری کی تیاری اور دلہن کے گھر جہیز کی تیاری کرتی ہیں اور اس درمیان میں جو مہمان دونوں میں سے کسی کے گھر آتے ہیں اگرچہ ان کو بلایا نہ ہو ان کے آنے کا کرایہ دیا جاتا ہے اس میں وہی عورتوں کی جمعیت اور بے حد پابندی تو ہے ہی اور کرایہ کا اپنے پاس سے دینا خواہ دل چاہے یا نہ چاہے محض نمود اور شان و شوکت کے

۱: عن عبد الله بن عمرو قال قال رسول الله ﷺ اربع من كن فيه كان منافقا خالصاً ومن كانت فيه خصلة منهن كانت فيه خصلة من النفاق حتى يدعها اذا اؤتمن خان واذا حدث كذب واذا عاهد غدر واذا خاصم فجر متفق عليه ۱۲ مشکوٰۃ شریف ص ۱۷۔

۲: بیش قیمت یعنی قیمتی ۱۲۔

۳: ریا و نمود بمعنی دکھلاوا اور ظاہر داری ۱۲ منہ۔

لئے یہ اور طرہ اسی طرح آنے والوں کا یہ سمجھنا کہ یہ ان کے ذمہ واجب ہے یہ ایک قسم کا جبر ہے ریا و جبر دونوں کا خلاف شرع ہونا ظاہر ہے اور اس سے بڑھ کر قصہ بری و جہیز کا ہے جو شادی کے بڑے بھاری رکن ہیں۔ اور ہر چندیہ دونوں امر اصل میں جائز بلکہ بہتر و مستحسن تھے کیونکہ بری یا ساچق حقیقت میں دولہا یا دولہا والوں کی طرف سے دولہن یا دولہن والوں کو ہدیہ ہے اور جہیز حقیقت میں اپنی اولاد کے ساتھ سلوک واحسان ہے۔ مگر جس طور سے اس کا رواج ہے اس میں طرح طرح کی خرابیاں ہو گئی ہیں۔ جن کا خلاصہ یہ ہے کہ اب نہ ہدیہ مقصود رہا نہ سلوک واحسان محض ناموری و شہرت اور پابندی رسم کی نیت سے کیا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ بری اور جہیز دونوں کا اعلان ہوتا ہے یعنی دکھلا کر شہرت دے کر دیتے ہیں۔ بری بھی بڑی دھوم دھام اور تکلف سے جاتی ہے اور اس کی چیزیں بھی خاص مقرر ہیں۔ برتن بھی خاص طرح کے ضروری سمجھے جاتے ہیں اس کا عام طور پر نظارہ بھی ہوتا ہے۔ مواقع بھی معین ہوتا ہے۔ اگر ہدیہ مقصود ہوتا تو معمولی طور پر جب میسر آتا اور جو میسر آتا بلا پابندی کسی رسم کے اور بلا اعلان کے محض محبت سے بھیج دیا کرتے اسی طرح جہیز کا اسباب بھی خاص خاص مقرر ہے کہ فلاں فلاں چیز ضرور ہو اور تمام برادری اور بعض جگہ صرف اپنا کنبہ اور گھر والے اس کو دیکھیں اور دن بھی وہی خاص ہو اگر صلہ رحمی یعنی سلوک واحسان مقصود ہوتا تو معمولی طور پر جو میسر آتا اور جب میسر آتا دے دیتے۔ اسی طرح ہدیہ اور صلہ رحمی کے لئے کوئی شخص قرض کا بار نہیں اٹھاتا لیکن ان دونوں رسموں کے پورا کرنے کو اکثر اوقات قرض دار بھی ہوتے ہیں گو سود ہی دینا پڑے اور گو حویلی اور باغ فروخت یا گروی ہو جائے پس اس میں بھی وہی بے حد پابندی اور نمائش و شہرت اور فضول خرچی وغیرہ سب خرابیاں موجود ہیں اس لئے یہ بھی ناجائز باتوں میں شامل ہو گیا۔

۸) برات سے ایک دن قبل دولہا والوں کا نائی مہندی لے کر اور دولہن والوں کا نائی نوشہ کا جوڑا لے کر اپنے اپنے مقام سے چلتے ہیں اور یہ منڈھے کا دن کہلاتا ہے۔ دولہا کے یہاں اس تاریخ پر برادری کی عورتیں جمع ہو کر دولہن کا جوڑا تیار کرتی ہیں اور ان کو سلائی میں کھیلیں اور بتاشے دیئے جاتے ہیں اور تمام کمینوں کو ایک ایک کام پر ایک ایک پروت دیا جاتا ہے اس میں بھی وہی بے حد پابندی اور عورتوں کی جمعیت ہے جس سے بے شمار خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔

۹) جوڑا لانے والے نائی کو جوڑا پہنچانے کے وقت کچھ انعام دیتے ہیں اور پھر یہ جوڑا نائن لے کر ساری برادری میں گھر گھر دکھلانے جاتی ہے اور اس رات کو برادری کی عورتیں جمع ہو کر کھانا کھاتی ہیں۔ ظاہر ہے کہ جوڑا دکھلانے کا منشا بجز ریا کے اور کچھ بھی نہیں۔ اور عورتوں کے جمع ہونے کے برکات معلوم ہی ہو چکے۔ غرض اس موقع پر بھی گناہوں کا خوب اجتماع ہوتا ہے۔

۱۰) صبح تڑکے دولہا کو غسل دے کر شاہانہ جوڑا پہناتے ہیں اور پرانا جوڑا مع جوتے کے حجام کو دیا جاتا ہے اور چوٹی سہرے کا حق کمینوں کو دیا جاتا ہے۔ اکثر اس جوڑے میں خلاف شرع لباس بھی ہوتا ہے۔ اور سہرا چونکہ کافروں کی رسم ہے اس لئے اس حق کا نام چوٹی سہرے سے مقرر کرنا بے شک برا اور کافروں کی رسم کی موافقت ہے اس لئے یہ بھی خلاف شرع ہوا۔

۱۱) اب نوشہ کو گھر میں بلا کر چوکی پر کھڑا کر کے دھیانیاں سہرا باندھ کر اپنا حق لیتی ہیں اور کنبے کی عورتیں کچھ نکے نوشہ کے سر پر پھیر کر کمینوں کو دیتی ہیں۔ نوشہ کے گھر میں جانے کے وقت بالکل احتیاط نہیں رہتی۔ بڑے بڑے گھرے پردے والیاں بناؤ سنگار کئے ہوئے اس کے سامنے آکھڑی ہوتی ہیں اور یہ سمجھتی ہیں کہ یہ تو اس کی شرم کا وقت ہے یہ کسی کو نہ دیکھے گا۔ بھلا یہ غضب کی بات ہے یا نہیں۔ اور یہ کیسے معلوم ہوا کہ وہ نہ دیکھے گا۔ مختلف طبیعت کے لڑکے ہوتے ہیں جس میں آج کل تو اکثر شریر ہی ہیں۔ پھر اگر اس نے نہ دیکھا تو تم کیوں[1] اس کو دیکھ رہی ہو۔ حدیث[2] میں ہے لعنت کرے اللہ دیکھنے والے پر اور جس کو دیکھے اس پر بھی۔ غرض اس موقع پر دولہا اور عورتیں سب گناہ میں مبتلا ہوتی ہیں۔ پھر سہرا باندھنا یہ دوسری خلاف شرع بات ہوئی۔ کیونکہ یہ کافروں کی رسم ہے۔ حدیث[3] شریف میں ہے جو مشابہت کرے کسی قوم کے ساتھ وہ انھیں میں سے ہے۔ پھر لڑ جھگڑ کر اپنا حق لینا۔ اول تو ویسے بھی کسی پر جبر کرنا حرام ہے خاص کر ایک گناہ کر کے اس پر کچھ لینا

۱: عن ام سلمة رضی اللہ عنها انها كانت عند رسول اللہ ﷺ وميمونة اذا قبل ابن ام مكتوم فد خل عليه فقال رسول اللہ ﷺ احتجبا منه فقلت يا رسول اللہ اليس هو اعمى لا يبصر نا فقال رسول اللہ ﷺ افعميان انتما الستما تبصرانه رواه احمد والترمذی و ابو دؤد ۱۲ مشكوٰة شريف ص ۲۶۹۰۔

۲: عن الحسن مرسلاً قال بلغني ان رسول اللہ ﷺ قال لعن اللہ الناظر والمنظور اليه رواه البيهقی فی شعب الایمان ۱۲ مشکوٰۃ شریف ص ۲۷۰۔

بالکل گند در گند ہے۔ اور نوشہ کے سر پر سے پیسوں کا اتارنا یہ بھی ایک ٹوٹکا ہے جس کی نسبت حدیث[۲] شریف میں ہے کہ ٹوٹکا شرک ہے۔ غرض یہ بھی سر تا سر خلاف شرع باتوں کا مجموعہ ہے۔

۱۲) اب برات روانہ ہوتی ہے یہ برات بھی شادی کا بہت بڑا رکن سمجھا جاتا ہے۔ اور اس کے لئے کبھی دولہا والے کبھی دولہن والے بڑے اصرار اور تکرار کرتے ہیں۔ غرض اصلی اس سے محض ناموری و تفاخر ہے اور کچھ نہیں۔ عجب نہیں کہ کسی وقت جب کہ راہوں میں امن نہ تھا اکثر قزاقوں[(۱)] اور ڈاکوؤں سے دوچار ہونا پڑتا تھا۔ دولہا و دولہن اور اسباب زیور وغیرہ کی حفاظت کے لئے اس وقت یہ رسم ایجاد ہوئی ہو گی۔ اسی وجہ سے گھر پیچھے ایک ایک آدمی ضرور جاتا تھا مگر اب تو نہ وہ ضرورت باقی رہی نہ کوئی مصلحت، صرف افتخار و اشتہار باقی رہ گیا ہے۔ پھر اکثر اس میں ایسا بھی کرتے ہیں کہ بلائے پچاس اور جا پہنچے سو۱۰۰۔ اول تو بے بلائے اس طرح کسی کے گھر جانا حرام ہے۔ حدیث[۳] شریف میں ہے کہ جو شخص دعوت میں بے بلائے جائے وہ گیا تو چور ہو کر اور نکلا وہاں سے لٹیرا ہو کر۔ یعنی ایسا گناہ ہوتا ہے جیسے چوری اور لوٹ مار کا۔ پھر دوسرے شخص کی بے آبروئی بھی ہو جاتی ہے۔ کسی کو رسوا کرنا یہ دوسرا گناہ ہے پھر ان باتوں کی وجہ سے اکثر جانبین سے ایسی ضد اضدی اور بے لطفی ہوتی ہے کہ عمر بھر اس کا اثر دلوں میں باقی رہتا ہے چونکہ نااتفاقی حرام ہے اس لئے جن باتوں سے نااتفاقی پڑے وہ بھی حرام ہوں گی۔ اس لئے یہ فضول رسوم ہرگز جائز نہیں۔ راہ میں جو گاڑی بانوں پر جہالت سوار ہوتی ہے اور گاڑیوں کو بے سدھ بلا ضرورت بھگانا شروع کرتے ہیں۔ اس میں سینکڑوں خطرناک واردات ہو جاتی ہیں۔ ظاہر ہے کہ ایسے خطرہ میں پھنسنا بلا ضرورت کسی طرح جائز نہیں۔

۱۳) دولہا اس شہر کے کسی مشہور متبرک مزار پر جا کر کچھ نقد چڑھا کر برات میں شامل ہو جاتا ہے۔ اس میں جو عقیدہ جاہلوں کا ہے وہ یقینی شرک تک پہنچا ہوا ہے۔ اگر کوئی سمجھدار اس برے عقیدے سے پاک ہو تب بھی اس سے چونکہ جاہلوں کے فعل کو قوت اور رواج ہوتا ہے اس لئے سب کو بچنا چاہیے۔

۱۴) مہندی لانے والے نائی کو اتنی مقدار انعام دیا جاتا ہے جس سے دولہا والا اس خرچ کا اندازہ کر لیتا ہے جو کمینوں کو دینا پڑے گا۔ یعنی کمینوں کا خرچ اس انعام سے آٹھ حصہ زیادہ ہوتا ہے یہ بھی زبردستی جرمانہ ہے کہ پہلے ہی سے خبر کر دی کہ ہم تم سے اتنا روپیہ دلوائیں گے۔ چونکہ اس طرح جبراً دلوانا حرام ہے لہذا اس کا یہ ذریعہ بھی اسی حکم میں ہے کیونکہ گناہ کا قصد بھی گناہ ہے۔

۱۵) کچھ مہندی دولہن کے لگائی جاتی ہے اور باقی تقسیم ہو جاتی ہے یہ دونوں باتیں بھی بے حد پابندی میں داخل ہیں کیونکہ اس کے خلاف کو عیب سمجھتی ہیں اس لئے یہ بھی شرع کی حد سے آگے بڑھنا ہے۔

۱۶) برات آنے کے دن دولہن کے گھر عورتیں جمع ہوتی ہیں اس مجمع کی قباحتیں و نحوستیں اوپر معلوم ہو چکیں۔

۱۷) ہر کام پر پروت یعنی نیگ تقسیم ہوتے ہیں۔ مثلاً نائی نے دیگ کے لئے چولھا کھود کر پروت مانگا تو اس کو ایک خوان میں اناج اس پر ایک بھیلی گڑ کی رکھ کر دیا جاتا ہے اسی طرح ہر ہر ذرا ذرا سے کام پر یہی جرمانہ۔ گو خدمت گذاروں کو دینا بہت اچھی بات ہے مگر اس ڈھونگ کی کون ضرورت ہے اس کا جو کچھ حق الخدمت سمجھو ایک دفعہ دے دو۔ اس بار بار دینے کی بنا بھی وہی شہرت ہے۔ علاوہ اس کے یہ دینا یا تو انعام ہے یا مزدوری اگر انعام و احسان ہے تو اس کو اس طرح زبردستی کر کے لینا حرام ہے اور جس کا لینا حرام ہے دینا بھی حرام ہے اور اگر اس کو مزدوری کہو تو مزدوری کا طے کرنا پہلے سے مقدار بتلا دینا ضروری ہے۔ اس کے مجہول رکھنے سے اجارہ فاسد ہوا اور اجارہ فاسد بھی حرام ہے۔

۱۸) برات پہنچنے پر گاڑیوں کو گھاس دانہ اور ماتگے کی گاڑیوں کو گھی اور گڑ بھی دیا جاتا ہے۔ اس موقع پر اکثر گاڑی بان ایسا طوفان برپا کرتے ہیں کہ گھر والا بے آبرو ہو جاتا ہے اور اس بے آبروئی کا سبب وہی برات لانے والا ہوا۔ ظاہر ہے کہ بری بات کا سبب بننا بھی برا ہے۔

۱۹) برات ایک جگہ ٹھہرتی ہے دونوں طرف کی برادری کے سامنے بری کھولی جاتی ہے، اب وقت آیا ریا و افتخار کے ظہور کا جو اصلی مقصود ہے اور

۱: عن ابن عمرؓ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ من تشبہ بقوم فھو منھم رواہ احمد وابو داؤد ۱۲ مشکوٰۃ ص ۳۷۵۔

۲: عن عبداللّٰہ ابن مسعود عن رسول اللّٰہ ﷺ قال الطیرۃ شرک قالہ ثلثا الخ ۱۲ مشکوٰۃ شریف ص ۳۹۲۔

۳: عن عبداللّٰہ بن عمر رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ من دعی فلم یجب فقد عصی اللّٰہ ورسولہ ومن دخل علی غیر دعوۃ دخل سارقا وخرج مغیرۃ رواہ ابو داؤد ۱۲ مشکوٰۃ ص ۲۷۸۔

(۱) قزاقوں بمعنی لٹیروں، ڈاکوؤں، رہزنوں ۱۲۔

اسی سبب سے یہ رسم منع ہے۔

(۲۰) اس بری میں بعض چیزیں بہت ضروری ہیں شاہانہ جوڑا، انگوٹھی، پاؤں کا زیور، سہاگ پوڑا، عطر، تیل، مسی، سرمہ دانی، کنگھی، پان، ٹھیلیں اور باقی غیر ضروری۔ جس قدر جوڑے بری میں ہوتے ہیں اتنی ہی منگیاں ہوتی ہیں۔ ان سب مہملات کا بے حد پابندی میں داخل ہونا ظاہر ہے جس کا خلاف شرع ہونا کئی مرتبہ بیان ہو چکا اور اب ریا و نمود تو سب رسموں کی جان ہے اس کو تو کہنے کی حاجت ہی کیا ہے۔

(۲۱) اس بری کو لے جانے کے واسطے دولہن کی طرف سے کمین خوان لے کر آتے ہیں اور ایک ایک آدمی ایک ایک چیز سر پر لے جاتے ہیں۔ دیکھو اس ریا کا اور اچھی طرح ظہور ہوا۔ اگرچہ وہ ایک ہی آدمی کے لے جانے کا بوجھ ہو مگر لے جائے اس کو ایک قافلہ۔ تاکہ دور تک سلسلہ معلوم ہو۔ یہ کھلا ہوا اکڑ اور شیخی بگھارنا ہے۔

(۲۲) کنبے کے تمام مرد بری کے ساتھ جاتے ہیں اور بری زنانے مکان میں پہنچا دی جاتی ہے۔ اس موقع پر اکثر بے احتیاطی ہوتی ہے کہ مرد بھی گھر میں چلے جاتے ہیں، اور عورتوں کا بے حجاب سامنا ہوتا ہے۔ نہیں معلوم اس روز تمام گناہ اور بے غیرتی کس طرح حلال اور تمیز داری ہو جاتی ہے۔

(۲۳) اس بری میں سے شاہانہ جوڑا اور بعض چیزیں رکھ کر باقی سب چیزیں پھیر دی جاتی ہیں جس کو دولہا والا بجنسہ صندوق میں رکھ لیتا ہے۔ جب واپس لینا تھا تو خواہ مخواہ بھیجنے کی کیوں تکلیف کی۔ بس وہی نمود و شہرت۔ پھر جب واپس آنا یقینی ہے تب تو عقل مندوں کے نزدیک کوئی شان و شوکت کی بات بھی نہیں کہ شاید کسی کی مانگ لایا ہو پھر گھر آکر واپس کر دے گا اور اکثر ایسا ہوتا بھی ہے۔ غرض تمام لغویات شرع کے بھی خلاف اور عقل کے بھی خلاف پھر بھی لوگ ان پر غش ہیں۔

(۲۴) بری کے خوان میں دولہن والوں کی طرف سے ایک یا سوا روپیہ ڈالا جاتا ہے جس کو بری کی چنگیر کہتے ہیں اور وہ دولہا کے نائی کا حق ہوتا ہے۔ اس کے بعد ایک ڈومنی ایک ڈوری لے کر دولہا کے پاس جاتی ہے اور ایک ہلکا انعام دو آنے یا چار آنے دیا جاتا ہے۔ اس میں بھی وہی بے حد پابندی اور انعام کا زبردستی لینا اور معلوم نہیں کہ ڈومنی صاحبہ کا کیا استحقاق ہے اور یہ ڈوری کیا واہیات ہے۔

(۲۵) برات والے نکاح کے لئے گھر بلائے جاتے ہیں۔ خیر غنیمت ہے خطا تو معاف ہوئی۔ ان خرافات میں اکثر اس قدر دیر لگتی ہے کہ اکثر تو تمام رات اس کی نذر ہو جاتی ہے پھر بد خوابی سے کوئی بیمار ہو گیا، کسی کو بدہضمی ہو گئی، کوئی نیند کے غلبہ میں ایسا سویا کہ صبح کی نماز ندارد ہو گئی۔ ایک رونا ہو تو رویا جائے۔ یہاں تو سر سے پاؤں تک نور ہی نور بھرا ہے اللہ تعالیٰ رحم فرمائیں۔

(۲۶) سب سے پہلے سقہ پانی لے کر آتا ہے اس کو سوا روپیہ بیر گھڑی کے نام سے دیا جاتا ہے اگرچہ دل چاہے نہ چاہے مگر زکوۃ سے بڑھ کر فرض ہے کیسے نہ دیا جائے۔ غضب ہے اول تو انعام میں جبر جو محض حرام ہے اور جبر کے یہی معنی نہیں کہ لاٹھی ڈنڈا مار کر کسی سے کچھ لے لیا جائے۔ بلکہ یہ بھی جبر ہے کہ اگر نہ دیں گے تو بدنام ہوں گے پھر لینے والے خوب مانگ مانگ کر جھگڑ جھگڑ کر لیتے ہیں اور وہ بیچارہ اپنے ننگ و ناموس کیلئے دیتا ہے یہ سب جبر حرام ہے۔ پھر یہ بیر گھڑی تو ہندوانہ لفظ ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ کافروں سے یہ رسم سیکھی ہے یہ دوسری ظلمت ہوئی۔

(۲۷) اس کے بعد ڈوم شربت گھولنے کے واسطے آتا ہے جس کو سوا روپیہ دیا جاتا ہے اور شکر شربت کی دولہن کے یہاں سے آتی ہے۔ یہاں بھی وہی انعام میں زبردستی کی علت لگی ہوئی ہے۔ پھر یہ ڈوم صاحب کس مصرف کے ہیں۔ بے شک شربت گھولنے کے لئے بہت ہی موزوں و مناسب ہیں کیونکہ باجا بجاتے بجاتے ہاتھوں میں سرور کا مادہ پیدا ہو گیا ہے تو شربت پینے والوں کو زیادہ سرور ہو گا۔ پھر طرہ یہ کہ کیسی ہی سردی پڑتی ہو چاہے زکام ہو جائے مگر شربت ضرور پلایا جائے اس بے عقلی کی بھی کوئی حد ہے۔

(۲۸) پھر قاضی صاحب کو بلا کر نکاح پڑھواتے ہیں۔ بس یہ ایک بات ہے جو تمام خرافات میں اچھی اور شریعت کے موافق ہے مگر اس میں بھی دیکھا جاتا ہے کہ اکثر جگہ حضرات قاضی صاحبان نکاح کے مسائل سے محض ناواقف ہوتے ہیں کہ بعض جگہ یقیناً نکاح بھی درست نہیں ہوتا۔ تمام عمر بدکاری ہوا کرتی ہے۔ اور بعض تو ایسے حریص اور لالچی ہیں کہ روپیہ سوا روپیہ کے لالچ سے جس طرح فرمائش کی جائے کر گذرتے ہیں خواہ نکاح ہو یا نہ ہو۔ مردو بہشت میں جائے چاہے دوزخ میں اپنے حلوے مانڈے سے کام۔ اس لئے اس میں بہت اہتمام کرنا چاہئے کہ نکاح پڑھنے والا خود عالم ہو یا کسی عالم سے خوب تحقیق کر کے نکاح پڑھے۔ اور بعض جگہ نکاح کے قبل دولہا کو گھر میں بلا کر دولہن کا ہاتھ پردے سے نکال کر اس کی ہتھیلی پر کچھ تل وغیرہ رکھ کر دولہا کو کھلاتے ہیں حالانکہ خیال کرنا چاہئے کہ ابھی نکاح نہیں ہوا۔ اور لڑکی کا ہاتھ دولہا کے سامنے بلاضرورت کر دیا۔ کتنی بڑی بے حیائی ہے اللہ بچائے۔

۲۹) اس کے بعد اگر دولہا والے چھوارے لے گئے ہوں تو وہ لٹا دیتے ہیں یا تقسیم کر دیتے ہیں ورنہ وہی شربت خواہ گرمی ہو یا سردی۔ اس شربت میں علاوہ بے حد پابندی کے بیمار ڈالنے کا سامان کرنا ہے۔ جیسا کہ بعض فصلوں میں واقع ہوتا ہے یہ کہاں جائز ہے۔

۳۰) اب دولہن کی طرف کا نائی ہاتھ دھلاتا ہے۔ اس کو سوا روپیہ ہاتھ دھلائی دیا جاتا ہے۔ یہ دینا اصل میں انعام واحسان ہے مگر اب اس کو دینے والے اور لینے والے حق واجب اور نیگ سمجھتے ہیں۔ اس طرح سے دینا لینا حرام ہے کیونکہ احسان میں زبردستی کرنا حرام ہے جیسا کہ اوپر گذر چکا۔ اور اگر اسے خدمت گذاری کا حق کہو تو خدمت گذار تو دولہن والوں کا ہے ان کے ذمہ ہونا چاہئے دولہا والوں سے کیا واسطہ یہ تو مہمان ہیں۔ علاوہ خلاف شرع ہونے کے خلاف عقل بھی کس قدر ہے کہ مہمانوں سے اپنے نوکروں کی تنخواہ مزدوری دلائی جائے۔

۳۱) دولہا کے لئے گھر سے شکرانہ بن کر آتا ہے جو خالی رکابیوں میں سب براتیوں کو تقسیم کیا جاتا ہے اس میں اس بے حد پابندی کے علاوہ عقیدہ کی بھی خرابی ہے۔ یعنی اگر شکرانہ بنایا جائے تو نامبارکی کا باعث سمجھتی ہیں بلکہ اکثر رسوم میں یہی عقیدہ ہے یہ خود شرک کی بات ہے۔ حدیث[1] شریف میں آیا ہے کہ بدشگونی اور نامبارکی کی کچھ اصل نہیں۔ شریعت جس کو بے اصل بتائے اور لوگ اس پر پل بنا کر کھڑا کریں۔ یہ شریعت کا مقابلہ ہے یا نہیں۔

۳۲) اس کے بعد سب براتی کھانا کھا کر چلے جاتے ہیں۔ لڑکی والے کے گھر سے نوشہ کے لئے پلنگ سجا کر بھیجا جاتا ہے اور کیسے اچھے وقت بھیجا جاتا ہے جب تمام رات زمین پر پڑے پڑے چور ہو چکے اب مرہم آیا ہے۔ واقعی حق دار تو ابھی ہوا۔ اس سے پہلے تو اجنبی اور غیر تھا۔ بھلے مانسو، اگر وہ داماد نہ تھا تو بلایا ہوا مہمان تو تھا۔ آخر مہمان کی خاطر مدارات کا بھی شرع اور عقل میں حکم ہے یا نہیں۔ اور دوسرے براتی اب بھی فضول رہے۔ ان کی اب بھی کسی نے بات نہ پوچھی، صاحبو وہ بھی تو مہمان ہیں۔

۳۳) پلنگ لانے والے نائی کو سوا روپیہ دیا جاتا ہے۔ پس معلوم ہوا یہ چارپائی اس علت کیلئے آئی۔ استغفر اللہ اس میں بھی وہی انعام میں جبر ہونا ظاہر ہے۔

۳۴) پچھلی رات کو ایک خوان میں شکرانہ بھیجا جاتا ہے اس کو برات کے سب لڑکے مل کر کھاتے ہیں۔ چاہے ان کم بختی ماروں کو بدہضمی ہو جائے۔ مگر شادی والوں کو اپنی رسمیں پوری کرنے سے کام۔ پہلے جہاں شکرانہ بنانے کا ذکر آیا ہے وہاں بیان ہو چکا ہے کہ یہ بھی خلاف شرع ہے۔

۳۵) اس خوان لانے والے نائی کو سوا روپیہ دیا جاتا ہے۔ کیوں نہ دیا جائے ان نائی صاحب کے بزرگوں نے اس بیچارے براتی کے باپ دادا کو قرض روپیہ دے رکھا تھا وہ بیچارہ اس کو ادا کر رہا ہے ورنہ اس کے باپ دادا جنت میں جانے سے اٹکے رہیں گے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

۳۶) صبح کو برات کے بھنگی دولہن والوں کے گھر دف بجاتے ہیں۔ یہ دف برات کے ساتھ آئے تھے۔ اور دف اصل میں جائز بھی تھے مگر اس میں شریعت نے یہ مصلحت رکھی ہے کہ ان سے نکاح کی خوب شہرت ہو جائے لیکن اب یقینی بات ہے کہ شان و شوکت دکھانے اور تفاخر کے لئے بجایا جاتا ہے اس لئے ناجائز اور موقوف کرنے کے قابل ہے۔ اعلان وشہرت کے اور ہزاروں طریقے ہیں اور اب تو ہر کام میں مجمع ہو جاتا ہے۔ خود ہی ساری بستی میں چرچا ہو جاتا ہے۔ بس یہی شہرت کافی ہے اور اگر دف کے ساتھ شہنائی بھی ہو تو کسی حال میں جائز نہیں۔ حدیث[3] شریف میں صاف برائی اور ممانعت آئی ہے۔

۳۷) دولہن والوں کی طرف کا بھنگی برات کے گھوڑوں کی لید اٹھاتا ہے اور دونوں طرف کے بھنگیوں کو لید اٹھائی اور صفائی کا نیگ برابر ملتا ہے بھلا اس ٹھیرے بدلائی سے کیا فائدہ، دونوں کو جب برابر ملتا ہے تو اپنے اپنے کمینوں کو دے دیا ہوتا۔ خواہ مخواہ دوسرے سے دلا کر جبر کا گناہ لازم کرایا۔

۳۸) دلہن والوں کو ڈومنی دولہا کو پان کھلانے کے واسطے آتی ہے اور دستور کے موافق اپنا پروت لے کر جاتی ہے اس کو بھی انعام دینا پڑتا ہے بے چارے کو آج ہی لوٹ لو۔ کچھ بچا کر لے جانے نہ پائے بلکہ اور قرض دار ہو کر جائے یہاں بھی اسی جبر کو یاد کر لو۔

۳۹) اس کے بعد نائن دولہن کا سر گوندھ کر کے کنگھی کو ایک کٹورے میں رکھ کر لے جاتی ہے اور اس کو سر بندھائی اور پوڑے پسائی کے نام سے کچھ دیا جاتا ہے کیوں نہ دیا جائے یہ بیچارہ سب کا قرض دار بھی ہے یہاں بھی وہی جبر ہے۔

۱: عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ لاعدوی ولاطیرۃ ولا ہامۃ ولاصفرالخ رواہ البخاری ۱۲ مشکوٰۃ شریف ص ۳۹۱۔

۲: جس کو دائرہ اور ڈھپڑہ بھی کہتے ہیں ۱۲۔

۳: عن ابی مالک الاشعری قال قال رسول اللہ ﷺ لیشربن ناس من امتی الخمر یسمونھا بغیر اسمھا یعزف علی رؤسھم بالمعازف والمغنیات یخسف اللہ بھم الارض ویجعل منھم القردۃ والخنازیر ۱۲ سنن ابن ماجہ شریف باب العقوبات ص ۷۳۰۔

(۴۰) اس کے بعد کمینوں کے انعام کی فرد دولہن والوں کی طرف سے تیار ہو کر دولہا والوں کو دی جاتی ہے۔ وہ خواہ اس کو تقسیم کر دے یا یکمشت دلہن والوں کو دے دے۔ اس میں بھی وہی جبر لازم آتا ہے جس کا حرام ہونا کئی بار بیان ہو چکا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں۔ صاحب یہ لوگ ایسے ہی موقع کی امید پر عمر بھر خدمت کرتے ہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ جس کی خدمت کی ہے اسی سے خدمت کا بدلہ بھی لینا چاہئے۔ یہ کیا لغو حرکت ہے کہ خدمت کریں ان کی اور بدلہ دے وہ۔

(۴۱) نوشہ گھر میں بلایا جاتا ہے اور اس وقت پوری بے پروگی ہوتی ہے اور بعضی باتیں بے حیائی کی اس سے پوچھی جاتی ہیں۔ جس کا گناہ اور بے غیرتی ہونا ظاہر ہے۔ بیان کی حاجت نہیں۔ بعضی جگہ دولہا سے فرمائش ہوتی ہے کہ دولہن سے کہے کہ میں تمہارا غلام ہوں، اور تم شیر ہو، اور میں بھیڑ ہوں۔ الٰہی توبہ اللہ تعالیٰ تو خاوند کو سردار فرمائیں اور یہ اس کو غلام اور تابعدار بنائیں۔ بتلاؤ قرآن کے خلاف یہ رسم ہے یا نہیں۔

(۴۲) اگر بہت غیرت سے کام لیا گیا تو اس کا رومال گھر میں منگایا جاتا ہے اور اس وقت سلامی کا روپیہ جو نیوتے میں آتا ہے جمع کر کے دولہا کو دیا جاتا ہے۔ اس نیوتے کا گناہ ہونا اوپر بیان ہو چکا ہے۔

(۴۳) اس سے ڈومنی اور نائن کا حق بقدر آٹھ آنے نکالا جاتا ہے اللہ میاں کی زکوٰۃ کا چالیسواں حصہ اتنا فرض نہیں، کھیت کا دسواں حصہ واجب نہیں مگر ان کا حصہ نکالنا سب فرضوں سے بڑھ کر فرض ہے۔ یہ بے حد پابندی کس قدر لغو ہے۔ پھر یہ کہ نائن تو خدمتی بھی ہے۔ بھلا یہ ڈومنی کس مصرف کی ہے جو ہر جگہ اس کا ساجھا اور حق رکھا ہوا ہے۔ بقول شخصے بیاہ میں بیج کا لیکھا۔ شاید گانے بجانے کا حق الخدمت ہو گا۔ سو جب گانا بجانا حرام ہے جیسا کہ پہلے باب میں بیان ہو چکا ہے تو اس پر کچھ مزدوری اور انعام دینا دلانا کس طرح جائز ہو گا اور مزدوری بھی کس طرح کی کہ گھر والا تو اس لئے دیتا ہے کہ اس نے بلایا اس کے یہاں تقریب ہے۔ بھلا اور آنے والوں کی کیا کمبختی کہ ان سے بھی جبر اوصول کیا جاتا ہے اور جو نہ دے اس کی ذلت و تحقیر اور اس پر طعن وملامت کی جاتی ہے بس ایسے گانے اور ایسے حق کو کیونکر حرام نہ کہا جاوے گا۔ گانے بجانے میں بعضوں کو یہ شبہ ہوتا ہے کہ بیاہ شادی میں گیت درست ہے لیکن یہ نہیں دیکھتے کہ اب جو خرابیاں اس میں مل گئی ہیں ان سے درست نہیں رہا۔ وہ خرابیاں یہ ہیں کہ ڈومنیاں لے سے گاتی ہیں۔ ہمارے مذہب میں یہ منع ہے اور ان کی آواز سے اور بھی خرابی کا ڈر ہے کیونکہ سننے والوں کے دل پاک نہیں رہے۔ گانا سننے سے اور ناپاکی بڑھ جاتی ہے۔ کہیں کہیں ڈھولک بھی ہوتی ہے یہ کھلا ہوا گناہ ہے۔ پھر زیادہ رات اسی دھندے میں گذرتی ہے۔ صبح کی نمازیں اکثر قضاء ہو جاتی ہیں۔ مضمون بھی بعض دفعہ خلاف شرع ہوتا ہے ایسا گانا گوانا کب درست ہو گا۔

(۴۴) کھانے سے فراغت کے بعد جہیز کی تمام چیزیں مجمع عام میں لائی جاتی ہیں اور ایک ایک چیز سب کو دکھلائی جاتی ہے اور زیور کی فہرست پڑھ کر سب کو سنائی جاتی ہے خود کہو کہ پوری پوری ریا و نمائش ہے یا نہیں۔ علاوہ اس کے زنانے کپڑوں کا مردوں کو دکھلانا کس قدر غیرت کے خلاف ہے اور بعضے لوگ اپنے نزدیک بڑی دینداری کرتے ہیں جہیز دکھلاتے نہیں مقفل صندوق اور اسباب کی فہرست دے دیتے ہیں لیکن اس میں بھی دکھلاوا ضرور ہے براتی وغیرہ صندوق لاتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ بعضے فہرست بھی مانگ کر پڑھنے لگے ہیں دوسرے دولہا کے گھر جو مہمان جمع ہیں انہیں کھول کر بھی دکھلایا جاتا ہے۔ اس کا بچاؤ تو یہی ہے کہ جہیز ہمراہ نہ بھیجا جائے پھر اطمینان کے وقت سب چیزیں اپنی لڑکی کو دکھلا کر سپرد کر دی جائیں وہ جب چاہے لے جائے چاہے ایک دفعہ چاہے کئی دفعہ کر کے۔

(۴۵) سوا روپیہ کمینوں کا نیگ جہیز کے خوان میں ڈالا جاتا ہے وہی انعام میں زبردستی یہاں بھی یاد کر لو۔

(۴۶) اب لڑکی کے رخصت ہونے کا دن آیا۔ میانہ یا پالکی دروازہ میں رکھ کر دولہن کے باپ بھائی وغیرہ اس کے سر پر ہاتھ دھرنے کو گھر میں بلائے جاتے ہیں اس وقت بھی اکثر مردوں عورتوں کا آمنا سامنا ہو جاتا ہے جس کا برا ہونا ظاہر ہے۔

(۴۷) پھر لڑکی کو رخصت کر کے ڈولے میں بٹھاتے ہیں اور عقل کے خلاف سب میں رونا پیٹنا مچتا ہے ممکن ہے کہ بعض کو جدائی کا قلق ہو مگر اکثر تو رسم ہی پورا کرنے کو روتی ہیں کہ کوئی یوں کہے گا کہ ان پر لڑکی بھاری تھی اس کو دفع کر کے خوش ہوئے۔ اور یہ جھوٹا رونا ناحق کا فریب ہے جو کہ عقل اور شرع دونوں کے خلاف اور گناہ ہے۔

(۴۸) بعض جگہ دولہا کو حکم ہوتا ہے کہ دلہن کو گود میں لے کر ڈولے میں رکھ دے۔ ان کی یہ فرمائش سب کے روبرو پوری کی جاتی ہے اگر کمزور ہوا تو بہنیں وغیرہ سہارا لگاتی ہیں۔ اس میں علاوہ بے غیرتی اور بے حیائی کے اکثر عورتوں کا بالکل سامنا ہو جاتا ہے کیونکہ یہی تماشا دیکھنے کے لئے تو یہ فرمائش ہوتی ہے پھر کبھی دولہن زیادہ بھاری ہوئی نہ سنبھل سکی تو چھوٹ پڑتی ہے اور چوٹ لگتی ہے اس لئے یہ بھی ناجائز ہے۔

۴۹) دولہن کے دوپٹہ کے ایک پلو میں کچھ نقد دوسرے میں ہلدی کی گرہ، تیسرے میں جائفل، چوتھے میں چاول اور گھاس کی پتی باندھتی ہیں یہ شگون اور ٹوٹکا ہے جو علاوہ خلاف عقل ہونے کے شرک کی بات ہے۔

۵۰) اور ڈولے میں مٹھائی کی چنگیر رکھ دیتی ہیں جس کے خرچ کا موقع آگے چل کر معلوم ہوگا۔ اسی سے اس کا بیہودہ اور منع ہونا بھی ظاہر ہو جائے گا۔

۵۱) اول ڈولہ دولہن کی طرف کے کہار اٹھاتے ہیں اور دولہا والے اس پر سے بکھیر شروع کرتے ہیں۔ اگر اس میں کوئی اثر شگونی بھی سمجھتے ہیں کہ اس کے سر سے آفتیں اتر گئیں تب تو عقیدے کی خرابی ہے ورنہ نام و نمود و شہرت کی نیت ہونا ظاہر ہے غرض ہر حال میں برا ہے پھر لینے والے اس بکھیر کے بھنگی ہوتے ہیں جس سے یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ صدقہ خیرات کرنا مقصود ہے ورنہ غریبوں، محتاجوں کو دیتے۔ پس یہ ایک طرح کا فضول و بیجا خرچ بھی ہے کہ مستحقین کو چھوڑ کر غیر مستحقین کو دیا۔ پھر اس میں بعض کے چوٹ لگ جاتی ہے۔ کسی کے بھیڑ کی وجہ سے اور کسی کے خود روپیہ پیسہ لگ جاتا ہے یہ خرابی الگ رہی۔

۵۲) اس بکھیر میں ایک مٹھی ان کہاروں کو دی جاتی ہے اور وہ سب کمینوں کا حق ہوتا ہے۔ وہی جبر کا ناجائز ہونا یہاں بھی یاد کرو۔

۵۳) جب بکھیر کرتے ہوئے شہر کے باہر پہنچتے ہیں تو یہ کہار ڈولہ کسی باغ میں رکھ کر اپنا نیگ سوا روپیہ[۱] لے کر چلے جاتے ہیں وہی انعام لینے میں زبردستی یہاں بھی ہے۔

۵۴) اور دولہن کے عزیز و اقارب جو اس وقت تک ڈولے کے ساتھ ہوتے ہیں رخصت کر کے چلے جاتے ہیں اور وہاں پر وہ چنگیر مٹھائی کی نکال کر براتیوں میں بھاگ دوڑ چھینا جھپٹی شروع ہوتی ہے۔ اس میں علاوہ اسی بے حد پابندی کے اکثر یہ بے احتیاطی ہوتی ہے کہ اجنبی مرد ڈولے میں اندھا دھند ہاتھ ڈال کر وہ چنگیر لے لیتے ہیں اس کی پروا نہیں کرتے کہ پردہ کھل جائے گا نائن یا دولہن کو ہاتھ لگ جائے گا۔ اور بعض غیرت مند دولہا یا دولہن کے رشتہ دار اس پر جوش میں آکر برا بھلا کہتے ہیں۔ جس میں بعض وقت بات بہت بڑھ جاتی ہے مگر اس منحوس رسم کو کوئی نہیں چھوڑتا۔ تمام تھکا فضیحتی منظور مگر اس کا ترک کرنا منظور نہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

۵۵) راستے میں جو اول ندی ملتی ہے تو کہار لوگ اس ندی پر پہنچ کر ڈولہ رکھ دیتے ہیں کہ ہمارا حق دو تب ہم پار جائیں۔ اور یہ حق کم از کم ایک روپیہ ہوتا ہے جس کو دریا اترائی کہتے ہیں۔ یہ وہی انعام میں زبردستی ہے۔

۵۶) جب مکان پر ڈولہ پہنچتا ہے تو کہار ڈولہ نہیں رکھتے جب تک ان کو سوا روپیہ انعام نہ دیا جائے۔ اگر یہ انعام ہے تو یہ جبر کیسا اور اگر مزدوری ہے تو مزدوری کی طرح ہونا چاہئے کہ جب[۱] کسی کے پاس ہوا دے دیا۔ اس کا وقت مقرر کر کے مجبور کرنا بجز رسم ادا کرنے کے اور کچھ نہیں جس کو بے حد پابندی کہنا چاہئے۔

۵۷) بعض جگہ یہ بھی دستور ہے کہ دولہا کا کوئی رشتہ دار لڑکا آکر ڈولہ روک لیتا ہے کہ جب تک ہمارا حق نہ ملے ڈولے کو گھر میں نہ جانے دیں گے۔ اس کو بھی اسی بے حد پابندی میں داخل سمجھو۔

۵۸) ڈولہ آنے سے پہلے ہی بیچ صحن میں تھوڑی جگہ لیپ رکھتی ہیں اور اس میں آٹے سے گھروندے کی طرح بنا دیتی ہیں، ڈولہ اول اول وہیں رکھا جاتا ہے۔ دولہن کا انگوٹھا اس میں لگا لیتی ہیں تب اندر لے جاتی ہیں۔ اس میں علاوہ بے حد پابندی کے سراسر شگون بھرا ہوا ہے۔ اور کافروں کی موافقت، پھر اناج کی بے قدری اس لئے یہ بھی ناجائز ہے۔

۵۹) جب کہار ڈولہ رکھ کر چلے جاتے ہیں تو دھیانیاں بہو کو ڈولے میں سے نہیں اتارنے دیتیں جب تک انکوان کا حق نہ دیا جائے بلکہ اکثر دروازہ بند کر لیتی ہیں جس کے یہ معنی ہوئے کہ جب تک ہم کو فیس یا جرمانہ نہ دیا جائے تب تک ہم دولہن کو گھر میں نہ گھسنے دیں گے یہ بھی انعام میں زبردستی ہے۔

۶۰) اس کے بعد نوشہ کو بلا کر ڈولے کے پاس کھڑا کیا جاتا ہے اس کی نہایت پابندی ہے اور یہ ایک قسم کا شگون ہے جس سے عقیدے کی خرابی معلوم ہوتی ہے اور اکثر اس وقت پردہ دار عورتیں بھی بے تمیزی سے سامنے آکھڑی ہوتی ہیں۔

۶۱) عورتیں صندل اور مہندی پیس کر لے جاتی ہیں اور دولہن کے داہنے پاؤں اور کوکھ کو ایک ایک ٹیکہ لگاتی ہیں یہ کھلا ہوا ٹوٹکا اور شرک ہے۔

۶۲) تیل اور ماش صدقہ کر کے بھنگن کو دیا جاتا ہے اور میانے کے چاروں پایوں پر تیل چھڑکا جاتا ہے وہی عقیدے کی خرابی کا روگ اس لغو حرکت

---

[۱] مطلب یہ ہے کہ اگر یہ انعام ہے تو اس میں جبر نہ کیا جائے دینے والے کو اختیار ہے خواہ دے یا نہ دے یا جب چاہے دے۔ اور اگر مزدوری ہے تو اس کی مقدار مقرر ہونی چاہئے۔ اور اگر مزدوری ادا کرنے والا مجبور ہو تو جب اس کے پاس نہ ہو اس کو مہلت دینی چاہئے ۱۲۔

کا بھی منشا ہے۔

۶۳) اور اس وقت ایک بکرا گڈریہ سے منگا کر نوشہ اور دولہن کے اوپر سے صدقہ کر کے اسی گڈریہ کو مع کچھ ٹکے کے جس کی مقدار دو ۲ آنے یا چار آنے قیمت ہے دے دیا جاتا ہے۔ دیکھو یہ کیا لغو حرکت ہے۔ اگر بکرا خرید دیا ہے تو اس کی قیمت کہاں دی۔ اگر یہی ہے تو بھلا ویسے تو اتنے کو خرید لو اور اگر خریدا نہیں تو وہ اس گڈریہ کی ملک ہے تو یہ پرائے مال سے صدقہ کرنے کے کیا معنی۔ یہ تو وہی مثل ہے حلوائی کی دوکان پر نانا جی کی فاتحہ پھر صدقہ کا مصرف گڈریہ بہت موزوں ہے۔ غرض سر تا پا لغو حرکت ہے اور بالکل اصول شریعت کے خلاف۔

۶۴) اس کے بعد بہو کو اتار کر گھر میں لاتی ہیں اور ایک بوریے پر قبلہ رخ بٹھاتی ہیں اور سات سہاگنیں مل کر تھوڑی تھوڑی کھیر بہو کے داہنے ہاتھ پر رکھتی ہیں پھر اس کھیر کو ان میں سے ایک سہاگن منہ سے چاٹ لیتی ہے۔ یہ رسم بالکل شگون اور فالوں سے ملک کرتی ہے جس کا منشا عقیدے کی خرابی ہے اور قبلہ رخ ہونا بہت برکت کی بات ہے لیکن یہ مسئلہ بس ان ہی خرافات پر عمل کرنے کے لئے رہ گیا اور کبھی عمر بھی چاہے نماز کی بھی توفیق نہ ہوئی ہو۔ اور جب اس کی پابندی فرض سے بھی بڑھ کر ہونے لگے اور ایسا نہ کرنے کو بدشگونی سمجھا جائے تو یہ بھی شرع کی حد سے بڑھ جانا ہے اس لئے یہ بھی جائز نہیں بعض جگہ یہاں بھی نوشہ گود میں لیکر دولہن کو اتارتا ہے اسکی قباحتیں اوپر بیان ہو چکیں۔

۶۵) یہ کھیر دو ۲ طباقوں میں اتاری جاتی ہے ایک ان میں سے ڈومنی کو (شاباش ری ڈومنی تیرا تو سب جگہ ظہورا ہے) اور ایک نائن کو مع کچھ انعام کے جس کی مقدار کم سے کم پانچ ٹکے ہیں دیا جاتا ہے یہ سب محض رسوم کی پابندی اور خرافات ہے۔

۶۶) اس کے بعد ایک یا دو من کی کھیر برادری میں تقسیم کی جاتی ہے جس میں علاوہ پابندی کے بجز ریا و تفاخر اور کچھ نہیں۔

۶۷) اس کے بعد بہو کا منہ کھولا جاتا ہے اور سب سے پہلے ساس یا سب سے بڑی عورت خاندان کی بہو کا منہ دیکھتی ہے اور کچھ منہ دکھلائی دیتی ہے جو ساتھ والی کے پاس جمع ہوتا رہتا ہے۔ اس کی ایسی سخت پابندی ہے کہ جس کے پاس منہ دکھلائی نہ ہو وہ ہرگز ہرگز منہ نہیں دیکھ سکتی کیونکہ لعنت وملامت کا اتنا بھاری بوجھ اس پر رکھا جائے جس کو کسی طرح اٹھا ہی نہ سکے۔ غرض اس کو واجبات سے قرار دیا ہے جو صاف شرعی حد سے بڑھ جانا ہے پھر اس کی کوئی معقول وجہ نہیں سمجھ میں آتی کہ اس کے ذمہ منہ پر ہاتھ رکھنا بلکہ ہاتھوں پر منہ رکھنا یہ کیوں فرض کیا گیا ہے اور فرض بھی ایسا کہ اگر کوئی نہ کرے تو تمام برادری میں بے حیا، بے شرم، بے غیرت مشہور ہو جائے بلکہ ایسا تعجب کریں کہ جیسے کوئی مسلمان کافر بن جائے پھر خود ہی کہو اس میں بھی شریعت کی حد سے باہر ہو جانا ہے یا نہیں۔ اس شرم میں اکثر بلکہ ساری دولہنیں نماز قضا کر ڈالتی ہیں اگر ساتھ والی نے موقع پا کر پڑھوا دی تو خیر ورنہ عورتوں کے مذہب میں اس کو اجازت نہیں کہ خود اٹھ کر یا کسی سے کہہ سن کر نماز کا بندوبست کرے اس کو ذرا ادھر ادھر ہلنا، بولنا چالنا، کھانا پینا، اگر کھجلی بدن میں اٹھے تو کھجلانا۔ اگر جمائی یا انگڑائی کا غلبہ ہو جمائی انگڑائی لینا، یا نیند آنے لگے تو لیٹ رہنا۔ پیشاب پاخانہ خطا ہونے لگے تو اس کی اطلاع تک کرنا بھی ان عورتوں کے مذہب میں حرام بلکہ کفر ہے۔ اس خیال کی وجہ سے دلہن دو چار دن پہلے سے بالکل دانہ پانی چھوڑ دیتی ہے کہ کہیں پیشاب پاخانہ کی حاجت نہ ہو جو سب میں بدنامی ہو جائے۔ خدا جانے اس بے چاری نے کیا جرم کیا تھا جو ایسی سخت کال کوٹھڑی میں یہ مظلومہ قید کی گئی۔ خود سوچو کہ اس میں بلا وجہ ایک مسلمان کو تکلیف دینا ہے یا نہیں پھر کیونکر اجازت ہو سکتی ہے۔ اور یاد رہے کہ نمازوں کے قضا ہونے کا گناہ اس کو تو ہوتا ہے لیکن اور سب عورتوں کو بھی اتنا ہی گناہ ہوتا ہے جن کی بدولت یہ رسمیں قائم ہیں اس لئے ان سب خرافات کو موقوف کرنا چاہئے۔ اور بعض شہروں میں یہ بے ہودگی ہے کہ کنبے کے سارے مرد بھی دلہن کا منہ دیکھتے ہیں استغفر اللہ ونعوذ باللہ۔

۶۸) یہ سب عورتیں منہ دیکھتی ہیں اس کے بعد کسی کا بچہ بہو کی گود میں بٹھاتی ہیں اور کچھ مٹھائی دے کر اٹھا لیتی ہیں وہی خرافات شگون۔ مگر کیا ہوتا ہے اس پر بھی بعضوں کے تمام عمر اولاد نہیں ہوتی۔ توبہ توبہ کیا برے خیالات ہیں۔

۶۹) اس کے بعد بہو کو اٹھا کر چارپائی پر بٹھاتی ہیں پھر نائن دولہن کے داہنے پیر کا انگوٹھا دھوتی ہے اور وہ روپیہ یا اٹھنی وغیرہ جو بہو کے ایک پلو میں بندھا ہوتا ہے انگوٹھا دھلائی میں نائن کو دیا جاتا ہے۔ معلوم ہوتا ہے یہ بھی کوئی شگون ہے۔

۷۰) بعد آنے دولہن کے شکرانہ کے دو طباق ایک اس کے لئے دوسرا نائن کے لئے جو بہو کے ساتھ آتی ہے بنائے جاتے ہیں اس وقت بھی وہی سہاگنیں مل کر کچھ دانے بہو کے منہ کو اس بیچاری کے للچانے کے لئے لگا کر آپس میں سب مل کر کھا لیتی ہیں (شاباش شاباش) یہ سب شگون معلوم ہوتا ہے۔

۷۱) پھر دولہا والوں کی نائن دولہن والوں کی نائن کا ہاتھ دھلواتی ہے اور یہ نائن موافق تعلیم اپنے آقا کے کچھ نقد ہاتھ دھلوائی دیتی ہے اور کھانا شروع کر دیتی ہے اس میں بھی وہی بے حد پابندی اور انعام میں جبر کی خرابی ہے۔

۷۲) کھانا کھاتے وقت ڈومنیاں گالیاں گاتی ہیں (کم بختوں پر خدا کی مار) اور اس نائن سے نیگ لیتی ہیں۔ ماشاءاللہ گالیاں کھاؤ اور اوپر سے انعام دو۔ اس جہالت کی بھی کوئی حد ہے خدا کی پناہ۔

۷۳) جب جہیز کھولا جاتا ہے تو ایک جوڑا ساتھ والی نائن کو دیا جاتا ہے اور ایک ایک جوڑا سب دھیانیاں آپس میں تقسیم کر لیتی ہیں۔ واہ کیا اچھی زبردستی ہے۔ مان نہ مان میں ترا مہمان۔ اگر کوئی کہے یہ زبردستی نہیں اس کو تو سب مانے ہوئے ہیں تو جواب یہ ہے کہ جب جانتی ہیں کہ نہ ماننے سے نکو بنائی جائیں گی تو اس زبردستی کے ماننے کا کیا اعتبار ہے۔ زبردستی کا ماننا تو وہ بھی مان لیتا ہے جسکی چوری ہو جاتی ہے اور چپ ہو کر بیٹھ رہتا ہے یا کوئی ظالم مال چھین لیتا ہے اور یہ ڈر کے مارے نہیں بولتا۔ ایسے ماننے سے کسی کا مال حلال نہیں ہو جاتا۔ اسی طرح بعضی جگہ یہ بھی دستور ہے کہ جہیز میں جو بٹوے اور کمر بند اور تلیدانیاں ہوتی ہیں وہ سب دھیانیاں آپس میں تقسیم کر لیتی ہیں اور حصے رسد بہو کو بھی دیتی ہیں۔

۷۴) رات کا وقت تنہائی کے لئے ہوتا ہے جس میں بعض بے حیا عورتیں جھانکتی تاکتی ہیں اور موافق حدیث[1] کے لعنت میں داخل ہوتی ہیں۔

۷۵) صبح کو یہ بے حیائی ہوتی ہے کہ رات کا بستر چادر وغیرہ دیکھی جاتی ہے اس سے بڑھ کر بعض جگہ یہ غضب ہے کہ تمام کنبے میں نائن کے ہاتھ پھرایا جاتا ہے کسی کا راز معلوم کرنا مطلقاً حرام ہے خصوصاً ایسی حیا کی بات کی شہرت سب جانتے ہیں کہ کس قدر بے غیرتی کی بات ہے مگر افسوس ہے کہ عین وقت پر کسی کو ناگوار نہیں معلوم ہوتا۔ اللہ بچائے۔

۷۶) عصر مغرب کے درمیان میں بہو کا سر کھولا جاتا ہے اور اس وقت ڈومنیاں گاتی جاتی ہیں اور ان کو سوا روپیہ یا پانچ ٹکے مانگ بھرائی اور سر کھلائی کے نام سے دیئے جاتے ہیں اس میں بھی وہی بے حد پابندی اور مزدوری دینے کی خرابی موجود ہے۔

۷۷) بہو کے آنے سے اگلے دن اس کے عزیز قریب دو چار گاڑیاں اور مٹھائی وغیرہ لے کر آتے ہیں اس آمد کا نام چوتھی ہے اس میں بھی وہی بے حد پابندی کی علت لگی ہوئی ہے علاوہ ان کے یہ رسم کافروں کی ہے اور کافروں کی موافقت منع ہے۔

۷۸) بہو کے بھائی وغیرہ گھر میں بلائے جاتے ہیں اور بہو کے پاس علیحدہ مکان میں بیٹھتے ہیں۔ اکثر اوقات یہ لوگ شرعاً نامحرم بھی ہوتے ہیں مگر اس کی کچھ تمیز نہیں ہوتی کہ نامحرم کے پاس تنہا مکان میں بیٹھنا خصوصاً زیب و زینت کے ساتھ کس قدر گناہ اور بے غیرتی ہے اور وہ بہو کو کچھ نقد دیتے ہیں اور کچھ مٹھائی کھلاتے ہیں اور چوتھی کا جوڑا مع تیل و عطر اور کمینوں کے خرچ کے گھر میں بھیج دیتے ہیں یہ سب اسی بے حد پابندی میں داخل ہے۔

۷۹) جب نائی ہاتھ دھلانے آتا ہے تو وہ اپنا نیگ جو زیادہ سے زیادہ سوا روپیہ اور کم سے کم چار آنے ہیں لے کر ہاتھ دھلواتا ہے، اس فرضیت کا بھی کچھ ٹھکانا ہے جتنے حقوق خدا کے اور بندوں کے ہیں سب میں توقف ہو جائے مگر اس من گھڑت حق میں جو سچ پوچھو تو ناحق ہے کیا مجال کہ ذرا فرق آجائے بلکہ پیشگی وصول کیا جائے پہلے اس کا قرض ادا کر دو تب کھانا نصیب ہو۔ استغفر اللہ مہمانوں سے دام لے کر کھانا کھلانا یہ ان ہی عقل کے دشمنوں کا کام ہے۔ یہ بھی بے حد پابندی اور شرعی حد سے آگے بڑھنا اور انعام میں جبر کرنا ہے۔

۸۰) کھانا کھانے کے وقت چوتھی والوں کی ڈومنیاں دروازے پر بیٹھ کر اور گالیاں گا کر اپنا نیگ لیتی ہیں۔ خدا تم کو سمجھے ایسے ہی لینے والے اور ایسے ہی دینے والے۔ حاجت مندوں کو خوشامد اور دعاؤں پر بھی پھوٹی کوڑی نہ دیں اور ان بدذاتوں کو گالیاں کھا کر روپے بخشیں۔ واہ رے رواج تو بھی کیسا زبردست ہے خدا تجھے ہمارے ملک سے غارت کرے۔

۸۱) دوسرے روز چوتھی کا جوڑا پہنا کر مع اس مٹھائی کے جو بہو کے گھر سے آئی تھی رخصت کرتے ہیں۔ ماشاءاللہ بھلا اس مٹھائی کے بھیجنے سے اور پھر واپس لے جانے سے کیا حاصل ہوا۔ شاید اس مبارک گھر سے مٹھائی میں برکت آجانے کے لئے بھیجی ہوگی۔ خیال تو کرو رسم کی پابندی میں عقل بھی جاتی رہتی ہے اور بے حد پابندی کا گناہ و الزام الگ رہا۔

۸۲) اور بہو کے ساتھ نوشہ بھی جاتا ہے اور رخصت کرتے وقت ہی چاروں چیزوں پلوؤں میں باندھی جاتی ہیں جو رخصت کے وقت وہاں سے بندھ کر آئی تھیں یہ بھی خرافات و شگون ہے۔

۱: عن الحسن مرسلاً قال بلغنی ان رسول اللہ ﷺ قال لعن اللہ الناظر والمنظور الیہ رواہ البیہقی فی شعب الایمان ۱۲ مشکوٰۃ شریف ص ۲۷۰۔

۸۳) وہاں جا کر جب دولہن اتاری جاتی ہے تو اس کا داہنا انگوٹھا وہاں کی نائن دھو کر وہ اٹھنی یا روپیہ جو بہو کے پلو میں بندھا ہوتا ہے لیتی ہے وہی شگون یہاں بھی ہے۔

۸۴) جب دولہا گھر میں جاتا ہے تو سالیاں اس کا جوتا چھپا کر جوتا چھپائی کے نام سے کم از کم ایک روپیہ لیتی ہیں۔ شاباش ایک تو چوری کریں اور الٹا انعام پائیں۔ اول تو ایسی مہمل ہنسی کہ کسی کی چیز اٹھائی چھپا دی۔ حدیث[1] میں اس کی ممانعت آئی ہے پھر یہ کہ ہنسی دل لگی کا خاصہ ہے کہ اس سے بے تکلفی بڑھتی ہے۔ اجنبی اور غیر مرد سے ایسا علاقہ اور ربط پیدا کرنا یہ خود شرع کے خلاف ہے پھر اس انعام کو حق لازمی سمجھنا یہ بھی زبردستی کر کے لینا اور شرعی حد سے نکل جانا ہے بعض جگہ جوتا چھپائی کی رسم نہیں مگر اس کا انعام باقی ہے کیا واہیات بات ہے۔

۸۵) اس سے بدتر چوتھی کھیلنا ہے جو بعض شہروں میں رائج ہے اس میں اس درجہ کی بے حیائی اور بے غیرتی ہوتی ہے اس کا کچھ پوچھنا نہیں۔ پھر جن کی عورتیں اس چوتھی کھیلنے میں شریک ہوتی ہیں ان کے شوہر باوجود معلوم ہونے کے اس کا انتظام اور منع نہ کرنے کی وجہ سے دیوث بنتے ہیں اور کافروں کی مشابہت، ان سب کے علاوہ اور بعض وقت ایسی ایسی چوٹیں لگ جاتی ہیں کہ آدمی تلملا جاتا ہے الگ اس کا گناہ الگ۔

۸۶) جب دولہا آتا ہے تو وہاں کا نائی اسکے داہنے پیر کا انگوٹھا دھو کر اپنا حق لیتا ہے جو ایک روپیہ کے قریب ہوتا ہے اور باقی کمینوں کا خرچ گھر میں دیتے ہیں یہ سب شگون اور بے حد پابندی میں داخل ان سب موقعوں میں نائی کا حق سب سے زیادہ سمجھا جاتا ہے۔ یہ ہندوؤں کی رسم ہے ان کے رواج میں نائی کے اختیارات چونکہ بہت زیادہ ہیں اس لئے اس کی بڑی قدر ہے۔ بے علم مسلمانوں نے اختیارات تو ان سے لے لئے مگر تنخواہ وہی رکھی جو اکثر جگہ محض ناحق کا لینا دینا ہے جہاں کوئی شرعی وجہ بھی نہیں نکل سکتی۔

۸۷) اب کھانے کا وقت آیا تو نائی صاحب روٹھے بیٹھے ہیں ہزاروں منتیں کرو خوشامد کرو مگر ان کا ہاتھ ہی نہیں اٹھتا کہ جب تک ہم کو نہ دوگے ہم نہ کھائیں گے، جب حق مل جائے گا تب کھائیں گے۔ سبحان اللہ کیا عقل کی بات ہے کہ کھانے کا کھانا کھائیں اوپر سے دانت گھسائی مانگیں۔ اس طوفان بے تمیزی میں حیا، شرم، عقل، تہذیب سب طاق پر رکھ دیئے جاتے ہیں اس میں بھی احسان میں زبردستی کی اور دینے میں ریا ونمائش کی علت موجود اس لئے یہ بھی ناجائز ہے۔

۸۸) دو چار دن کے بعد پھر دولہا والے دولہا دولہن کو لے جاتے ہیں اس کو بہوڑہ کہتے ہیں اور اس میں بھی وہی سب رسمیں ہوتی ہیں جو چوتھی میں ہوتی تھیں جو برائیاں اور گناہ اس میں تھے وہی یہاں بھی سمجھ لو۔

۸۹) اس کے بعد بہو کے میکے سے کچھ عورتیں اس کو لینے آتی ہیں اور اپنے ساتھ کھجوریں لاتی ہیں وہی بے حد پابندی۔

۹۰) یہ کھجوریں ساری برادری میں تقسیم ہوتی ہیں وہی ریا و نمود۔

۹۱) پھر جب یہاں سے رخصت ہوتی ہے تو نئی کھجوریں ساتھ کی جاتی ہیں وہی بے حد پابندی۔

۹۲) اور وہ باپ کے گھر جا کر برادری میں تقسیم ہوتی ہیں وہی فخر وریا یہاں بھی۔

۹۳) اس کے بعد اگر شب برات یا محرم ہو تو باپ کے گھر ہوگا۔ یہ پابندی کون سی آیت یا حدیث سے ثابت ہے۔ وجہ اس کی صرف جاہلیت کا ایک خیال ہے کہ محرم اور شب برات کو نعوذ باللہ نا مبارک سمجھتی ہیں اس لئے دولہا کے گھر ہونا نامناسب جانتی ہیں۔

۹۴) اور رمضان بھی وہیں ہوتا ہے قریب عید سواری بھیج کر بہو کو بلاتی ہیں۔ غرض یہ کہ جو تہوار غم اور بھوک اور سوزش کے ہیں جیسے محرم کہ یہ غم ورنج کا زمانہ سمجھا جاتا ہے۔ رمضان میں بھی بھوک پیاس کا ہونا ظاہر ہے۔ شب برات کو عام لوگ جلنا بلتا کہتے ہیں۔ غرض یہ سب باپ کے حصہ میں اور عید جو خوشی کا تہوار ہے وہ گھر ہونا چاہئے۔ **لاحول ولا قوۃ الا باللہ**

۹۵) اور وہاں سے دو تین من جنس مثل سویاں، آٹا، میوہ وغیرہ بھیجا جاتا ہے اور دولہا دولہن کو جوڑا مع کچھ نقدی گھی کے نام سے اور کچھ شیرینی دی جاتی ہے۔ یہ ایسا ضروری فرض ہے کہ گو سودی قرض لینا پڑے مگر یہ قضا نہ ہو۔ ظاہر ہے کہ شرعی حد سے بڑھ جانا ہے۔

۹۶) بعد نکاح کے سال دو سال تک بہو کی روانگی کے وقت کچھ مٹھائی اور نقد اور جوڑے وغیرہ دونوں طرف سے بہو کے ہمراہ کر دیئے جاتے ہیں

---

[1]: عن ابن عباس رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ قال لا تمار اخاک ولا تما زحہ ولا تعدہ فتخلفہ رواہ الترمذی ۱۲ مشکوٰۃ شریف ص ۴۱۷ عن السائب بن یزید عن ابیہ عن النبی ﷺ لا یاخذ احد کم عصا اخیہ لاعبا جادا فمن اخذ عصا اخیہ فلیردھا الیہ رواہ الترمذی ۱۲ مشکوٰۃ ص ۲۵۵۔

اور عزیزوں میں بھی خوب دعوتیں ہوتی ہیں۔ مگر وہی جرمانہ کی دعوت کہ بدنامی سے بچنے کو یا نا موری و سرخروئی حاصل کرنے کو سارا بکھیڑا ہوتا ہے۔ پھر اس کے بدلے اور برابری کا بھی پورا لحاظ ہوتا ہے بلکہ بعض اوقات خود شکایت و تقاضا کر کے دعوت کھاتے ہیں۔ غرض تھوڑے دنوں تک یہ آؤ بھگت سچی یا جھوٹی ہوتی رہتی ہے۔ پھر اس کے بعد کوئی کسی کو نہیں پوچھتا۔ سب خوشیاں منانے والے اور جھوٹی خاطر داری کرنے والے الگ ہوئے اب جو مصیبت پڑے بھگتو۔ کاش جس قدر روپیہ بیہودہ اڑایا ہے اگر ان دونوں کے لئے اس سے کوئی جائداد خریدی جاتی یا تجارت کا سلسلہ شروع کر دیا جاتا تو کس قدر راحت ہوتی۔ ساری خرابی ان رسوم کی پابندی سے ہے۔

۹۷) دونوں طرف کی شیرینی دونوں کی برادری میں تقسیم ہو جاتی ہے جس کا فضول ہی رہا ہے اور اگر وہ شیرینی سب کونہ پہنچے تو اپنے گھر سے منگا کر ملاؤ یہ بھی جرمانہ ہے۔

۹۸) بعض جگہ کنگنا باندھنے کا بھی دستور ہے جو کافروں کی رسم ہونے کی وجہ سے منع ہے۔

۹۹) بعض جگہ آرسی مصحف کی بھی رسم ہے اس میں بھی طرح طرح کی رسوائیاں اور فضیحتیاں ہیں جو بالکل عقل اور شرع کے خلاف ہیں۔

۱۰۰) بعض جگہ آرائش اور آتش بازی کا سامان ہوتا ہے جو سراسر افتخار اور مال کا بیہودہ اڑانا ہے جس کے حرام ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

۱۰۱) بعضی جگہ ہندوستانی یا انگریزی باجے ہوتے ہیں ان کا حرام ہونا حدیث[1] میں موجود ہے اور کہیں ناچ بھی ہوتا ہے جس کا حرام ہونا پہلے باب میں بیان کر دیا گیا ہے۔

۱۰۲) بعض تاریخوں اور مہینوں اور سالوں کو مثلاً اٹھارہ سال کو منحوس سمجھتے ہیں اور اس میں شادی نہیں کرتے یہ اعتقاد بھی بالکل عقل اور شرع کے خلاف ہے۔

۱۰۳) بعض جگہ جہیز کے پلنگ میں چاندی کے پائے، چاندی کی سرمہ دانی سلائی، کٹورے وغیرہ دیئے جاتے ہیں جس کا استعمال کرنا حرام ہے۔ حدیث[2] شریف میں صاف صاف ممانعت آئی ہے لہٰذا اس کا دینا بھی حرام ہے کیونکہ ایک حرام بات میں مدد دینا اور اسکی موافقت کرنا ہے یہ سب واقعے سو ۱۰۰ سے اوپر ہیں جن میں سے کسی میں ایک گناہ کسی میں دو کسی میں چار پانچ اور بعض میں بتیس تک جمع ہیں اگر ہر واقعہ پیچھے تین تین گناہ کا اوسط رکھو تو یہ شادی تین سو سے کچھ زائد گناہوں کا مجموعہ ہے جس نکاح میں تین سو سے زائد حکم شرعی کی مخالفت ہوئی ہو اس میں بھلا خیر و برکت کا کیا ذکر۔ غرض یہ سب واقعے ان گناہوں سے بھرے پڑے ہیں:-

۱) مال کا بیہودہ اڑانا ۲) بے حد ریا و افتخار یعنی نمود اور شان ۳) بے حد پابندی
۴) کافروں کی مشابہت ۵) سودی قرض یا بلا ضرورت قرض لینا ۶) انعام و احسان کو زبردستی سے لینا
۷) بے پردگی ۸) شرک اور عقیدے کی خرابی ۹) نمازوں کا قضا ہونا یا مکروہ وقت میں پڑھنا
۱۰) گناہ میں مدد دینا ۱۱) گناہ پر قائم و برقرار رہنا اور اس کو اچھا جاننا، جن کی مذمت قرآن و حدیث[3] میں صاف صاف مذکور ہے۔

چنانچہ کچھ تھوڑا سا بیان کیا جاتا ہے۔ ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے کہ بیہودہ مت اڑاؤ بے شک اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتے بیہودہ اڑانے والوں کو۔ اور دوسری جگہ فرمایا ہے بیہودہ[4] اڑانے والے شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے رب کا ناشکرا ہے اور حدیث[5] میں ہے کہ فرمایا رسول

۱: عن ابی امامة رضی اللہ عنه قال قال النبی ﷺ ان اللہ تعالیٰ بعثنی رحمة للعالمین وهدی للعالمین وامرنی ربی عزوجل بمحق المعازف والمزامیر والا وثان والصلب وامر الجاهلیة الخ رواہ احمد ۱۲ مشکوٰۃ شریف ص ۳۱۸۔

۲: عن حذیفة قال نهانا رسول اللہ ﷺ ان نشرب فی انیة الذهب والفضة وان ناکل فیها وعن لبس الحریر والدیباج وان نجلس علیه رواہ البخاری ۱۲ المنتقی ص ۴۷۔

۳: واصروا واستکبروا استکبار الایة ۱۲ سورہ نوح رکوع ۱ پارہ تبارک ۲۹ ایاک والمعصیة فان بالمعصیة حل سخط اللہ ۱۲ مشکوٰۃ ص ۱۸ ویل للمصرین (۵) ۱۲ مجمع البحار ج۲ ص ۲۴۲ من اذنب وهو یضحك دخل النار وهو یبکی (جل) عن ابن عباس (ض) ۱۲۔ الجامع الصغیر ص ۱۶۱۔ ج۲۔

اللہ ﷺ نے جو شخص دکھانے کے لئے کوئی کام کرے دکھائے گا اللہ تعالیٰ اس کو یعنی اس کی رسوائی کو اور جو شخص سنانے کے لئے کام کرے سنائے گا اللہ تعالیٰ اس کے عیب قیامت کے روز۔

قرآن مجید[۴] میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی حدود سے آگے مت بڑھو۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو شے شرع میں ضرور نہیں اس کو ضرور سمجھنا اور اس کی بے حد پابندی کرنا برا ہے کیونکہ اس میں خدائی حد سے آگے بڑھنا ہے اور حدیث[۵] شریف میں ہے کہ لعنت فرمائی رسول اللہ ﷺ نے سود لینے والے اور سود دینے والے کو، اور فرمایا ہے کہ گناہ میں دونوں برابر ہیں۔ اور قرض لینے کے بارے میں بھی حدیثوں میں بہت[۶] دھمکیاں اور ممانعت آئی ہے اس لئے بے ضرورت وہ بھی گناہ ہے۔ اور حدیث[۷] شریف میں ہے کسی شخص کا مال حلال نہیں ہے بغیر اس کی خوش دلی کے، اس سے معلوم ہوا کہ کسی قسم کی زبردستی کر کے مجبور کر کے دباؤ ڈال کر لینا حرام ہے اور حدیث[۸] شریف میں ہے کہ لعنت کرے اللہ تعالیٰ دیکھنے والے کو اور جس کی طرف دیکھا جائے۔ اس سے بے پردگی کی برائی اور اس کا حرام ہونا ثابت ہوا کہ دیکھنے والے پر بھی لعنت ہے اور جو سامنے آجائے احتیاط سے پردہ نہ کرے اس پر بھی لعنت ہے اور مرد کا غیر عورت کو دیکھنا اور عورت کا غیر مرد کو دیکھنا بھی دونوں گناہ ہیں شرک کی برائی کون نہیں جانتا۔ اور حدیث[۹] میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے اصحابؓ کسی عمل کے چھوڑنے کو کفر نہ سمجھتے تھے بجز نماز کے۔ دیکھو اس سے نماز قضا کرنے کی کتنی برائی نکلی کہ آدمی کا ایمان ہی صحیح اور ٹھیک نہیں رہتا۔ فرمایا[۱۰] اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے کی مدد مت کرو گناہ اور ظلم میں۔ اور حدیث میں[۱۱] ہے کہ جب نیکی کرنے سے تیرا جی خوش ہو اور برا کام کرنے سے جی برا ہو اپس تو مومن ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ گناہ کو اچھا جاننا اور اس پر قائم و برقرار رہنا ایمان کا ویران کرنے والا ہے اور حدیث میں خاص کر ان رسوم جہالت کے بارے میں بہت سخت دھمکیاں آئی ہیں۔ فرمایا[۱۲] رسول اللہ ﷺ نے کہ سب سے زیادہ بغض اللہ تعالیٰ کو تین شخصوں کے ساتھ ہے ان میں سے ایک یہ بھی فرمایا۔ کہ جو شخص اسلام میں آکر جاہلیت کی رسمیں برتنا چاہے، اس کے علاوہ اور بہت سی حدیثیں ہیں ہم زیادہ بیان نہیں کرتے پس مسلمان پر فرض وواجب اور ایمان و عقل کی بات یہ ہے کہ ان رسموں کی برائی جب عقل و شرع سے معلوم ہو گئی تو ہمت کر کے

۱: ولا تسرفوا انه لا یحب المسرفین الایۃ ۱۲ سورہ اعراف رکوع ۳ پارہ ولواننا ۸۔

۲: ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین و کان الشیطان لربه کفورا الایه سورہ بنی اسرائیل رکوع ۳ پارہ سبحان الذی ۱۵۔

۳: من سمع سمع اللّٰه به ومن را یا رایا اللّٰه به (حم م) عن ابن عباس (صح) ۱۲ الجامع الصغیر ج ۳ ص ۳۲۸۔

۴: تلك حدود اللّٰه فلا تعتدوها الایه ۱۲ سورہ بقرہ رکوع ۲۸ پارہ سیقول ۲۔

۵: عن جابر قال لعن رسول اللّٰه ﷺ اکل الربوا و موکله و کاتبه و شاهدیه وقال هم سواء رواه مسلم ۱۲ مشکوٰۃ ص ۲۴۴۔

۶: الدین شین الدین ابونعیم فی المعرفة عن مالك ویخامر القضاعی عن معاذ (صح) الدین رایة اللّٰه فی الارض فاذا ارادان یذل عبداوضعها فی عنقه (ك) عن ابن عمر (صح) الدین هم با للیل ومذلة بالنهار (فر) عن عائشة (ض) الدین قص من الدین والحسب (فر) عن عائشه ـ (ض) ۱۲ الجامع الصغیر ج ۲ ص ۱۷۔

۷: لا یحل مال امری مسلم الا بطیب نفس منه (د) ۱۲ کنوز الحقائق ص ۱۹۴۔

۸: لعن اللّٰه الناظرو المنظور له (فر) کنوز الحقائق ص ۱۲۹۔

۹: عن عبداللّٰه بن شقیق قال کان اصحاب رسول اللّٰه ﷺ لا یرون شیئا من الا عمال ترکه کفر غیر الصلوٰۃ رواه الترمذی ۱۲ مشکوٰۃ شریف ص ۵۹۔

۱۰: ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان الایۃ ۱۲ سورہ مائدہ رکوع ۱ پارہ لا یحب اللّٰه۔

۱۱: عن ابی امامة ان رجلا سال رسول اللّٰه ﷺ ما الایمان قال اذا سرتك حسنتك وساءتك سیئتك فانت مومن قال یارسول اللّٰه فما الاثم قال اذا حاك فی نفسك شیئ فدعه رواه احمد ۱۲ مشکوٰۃ شریف ص ۱۶۔

۱۲: عن ابن عباس رضی اللّٰه عنه قال قال رسول اللّٰه ﷺ ابغض للناس الی اللّٰه ثلثة ملحد فی الحرم ومبتغ فی الاسلام سنة الجاهلیة ومطلب دم امرأ مسلم بغیر حق لیهریق دمه رواه البخاری ۱۲ مشکوٰۃ شریف نمبر ۲۷۔

سب کو خیر باد کہے اور نام و بدنامی پر نظر نہ کرے بلکہ اس کا تجربہ ہو چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں زیادہ عزت و نیک نامی ہوتی ہے اور ان رسموں کی موقوفی کے دو طریقے ہیں ایک تو یہ کہ سب برادری متفق ہو کر یہ سب بکھیڑے موقوف کر دے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اگر کوئی اس کا ساتھ نہ دے تو خود ہی شروع کرے دیکھا دیکھی اور لوگ بھی ایسا کرنے لگیں گے کیونکہ ان خرافات سے سب کو تکلیف ہے، اسی طرح انشاء اللہ تعالیٰ چند روز میں عام اثر پھیل جائے گا اور ابتدا کرنے کا ثواب قیامت تک ملتا رہے گا۔ مرنے کے بعد بھی ملے گا۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ صاحب جس کو گنجائش ہو وہ کرے جس کو نہ ہو وہ نہ کرے اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو گنجائش والوں کو بھی گناہ کرنا جائز نہیں۔ جب ان رسموں کا گناہ ہونا ثابت ہو گیا پھر گنجائش سے اجازت کب ہو سکتی ہے۔ دوسرے یہ کہ جب گنجائش والے کریں گے تو ان کی برادری کے غریب آدمی بھی اپنی حفظ آبرو کے لئے ضرور کریں گے اس لئے ضروری اور انتظام کی بات یہی ہے کہ سب ہی چھوڑ دیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر یہ رسوم موقوف ہو جائیں پھر میل ملاپ کی کوئی صورت ہی نہیں۔ اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو میل ملاپ کی مصلحت سے گناہ کی بات کسی طرح جائز نہیں ہو سکتی پھر یہ کہ میل ملاپ اس پر موقوف نہیں۔ بلا پابندی رسوم اگر ایک دوسرے کے گھر جائے یا اس کو بلائے اس کو کھلائے پلائے کچھ امداد و سلوک کرے جیسا یار دوستوں میں راہ و رسم جاری ہے، تو کیا یہ ممکن نہیں بلکہ اب تو ان رسموں کی بدولت بجائے محبت و الفت کے جو کہ میل ملاپ سے اصلی مقصود ہے اکثر رنج و تکرار و شکایت اور پرانے کینوں کا تازہ کرنا اور تقریب والے کی عیب جوئی، اس کو ذلیل کرنے کے درپے ہونا، اسی طرح کی اور دوسری خرابیاں دیکھی جاتی ہیں اور چونکہ ایسا لینا دینا کھلانا پلانا دستور کی وجہ سے لازم ہو گیا ہے اس لئے کچھ خوشی و مسرت بھی نہیں ہوتی نہ دینے والے کو کہ وہ ایک بیگار سی اتارتا ہے نہ لینے والے کو کہ وہ اپنا حق ضروری سمجھتا ہے۔ پھر لطف کہاں؟ اس لئے ان ساری خرافات کا موقوف کر دینا واجب ہے۔ منگنی میں زبانی وعدہ کافی ہے نہ حجام کی ضرورت نہ جوڑا اور نشانی اور شیرینی کی حاجت۔ جب دونوں نکاح کے قابل ہو جائیں زبانی یا بذریعہ خط و کتابت کوئی وقت ٹھیرا کر دولہا کو بلائیں۔ ایک اس کا سرپرست اور ایک اس کا خدمت گذار اسکے ساتھ آنا کافی ہے۔ نہ بری کی ضرورت نہ برات کی ضرورت نکاح کر کے فوراً یا ایک آدھ روز مہمان رکھ کر اس کو رخصت کر دیں اور اپنی گنجائش کے موافق جو ضروری اور کام کی چیزیں جہیز میں دینا منظور ہوں بلا اوروں کو دکھلائے اور شہرت دیئے اس کے گھر بھیج دیں یا اپنے ہی گھر اس کے سپرد کر دیں نہ سسرال کے جوڑے کی ضرورت نہ چوتھی بھوڑے کی حاجت پھر جب چاہیں دولہن والے بلالیں اور جب موقع ہو دولہا والے بلالیں اپنے اپنے کمینوں کو گنجائش کے موافق خود ہی دے دیں۔ نہ یہ ان سے دلائیں نہ وہ ان سے۔ منہ پر ہاتھ رکھنا بھی کچھ ضرور نہیں۔ بکھیر بھی فضول ہے اگر توفیق ہو شکریہ میں حاجت مندوں کو دے دو۔ کسی کام کے لئے قرض مت لو۔ البتہ ولیمہ مسنون ہے وہ بھی خلوص نیت و اختصار کے ساتھ نہ کہ فخر و اشتہار کے ساتھ ورنہ ایسا ولیمہ بھی جائز نہیں۔ حدیث[1] میں ایسے ولیمہ کو شر الطعام فرمایا گیا ہے یعنی یہ بڑا ہی برا کھانا ہے اس لئے نہ ایسا ولیمہ جائز نہ اس کا قبول کرنا جائز۔ اس سے معلوم ہو گیا ہو گا کہ اکثر کھانے جو برادری کو کھلائے جاتے ہیں اس کا کھانا اور کھلانا کچھ بھی جائز نہیں۔ دیندار کو چاہئے کہ نہ خود ان رسموں کو کرے اور جس تقریب میں یہ رسمیں ہوں ہرگز وہاں شریک نہ ہو بلکہ صاف انکار کر دے برادری کنبے کی رضامندی اللہ تعالیٰ کی ناراضی کے روبرو کچھ کام نہ آوے گی اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو ایسی توفیق عطا فرمائے۔

---

[1]: عن ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ المتباریان لا یجابان ولا یوکل طعامہما قال الامام احمد یعنی المتعارضین بالضیافۃ فخراً وریاءً ۱۲ مشکوۃ شریف ص ۲۷۹۔

مہر زیادہ بڑھانے کا بیان

انہی رسوم میں سے مہر زیادہ ٹھہرانے کی رسم ہے جو خلاف سنت ہے۔ حدیث[1] میں ہے کہ حضرت عمر ﷛ نے فرمایا کہ خبر دار مہر بڑھا کر مت ٹھہراؤ اس لئے کہ اگر یہ عزت کی بات ہوتی دنیا میں اور تقویٰ کی بات ہوتی اللہ کے نزدیک تو تمہارے پیغمبر ﷺ اس کے زیادہ مستحق تھے مجھ کو معلوم نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی بی بی سے نکاح کیا ہو یا کسی صاحب زادی کا نکاح کیا ہو بارہ اوقیہ سے زیادہ پر اور بعضی روایتوں میں ساڑھے[(1)] بارہ اوقیہ آئے ہیں۔ بعض کہتے ہیں کہ بڑا مہر اس لئے مقرر کرتے ہیں تاکہ شوہر چھوڑ نہ سکے۔ یہ عذر بالکل لغو ہے۔ اول تو جن کو چھوڑنا ہوتا ہے چھوڑ ہی دیتے ہیں۔ پھر جو کچھ بھی ہو اور جو مہر کے تقاضے کے خوف سے نہیں چھوڑتے وہ چھوڑنے سے بدتر کر دیتے ہیں یعنی نہ طلاق دیتے ہیں نہ پاس رکھتے ہیں بیچ ادھر میں ڈال رکھا نہ ادھر کی نہ ادھر کی۔ ان کا کوئی کیا کر لیتا ہے یہ سب فضول عذر ہیں۔ اصل یہ ہے کہ افتخار کے لئے ایسا کرتے ہیں۔ کہ خوب شان ظاہر ہو۔ سو فخر کے لئے کوئی کام کرنا گو اصل میں وہ کام جائز ہو حرام ہو جاتا ہے تو بھلا اس کا کیا کہنا جو خود بھی سنت کے خلاف اور مکروہ ہو وہ تو اور بھی منع اور برا ہو جائے گا۔ سنت تو یہی ہے کہ حضرت پیغمبر ﷺ کی بیبیوں اور صاحب زادیوں کا سا ٹھہرائے اور خیر اگر ایسا ہی زیادہ باندھنے کا شوق ہے تو ہر شخص کی حیثیت کے موافق مقرر کریں۔ اس سے زیادہ نہ کریں۔

نبی علیہ السلام کی بیبیوں اور بیٹیوں کے نکاح کا بیان

حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کا نکاح

اول حضرت[2] ابو بکر صدیق ﷛ اور حضرت عمر فاروق ﷛ نے حضور ﷺ سے اس دولت عظمیٰ کی درخواست کی۔ آپ نے کم عمر ہونے کا عذر فرما دیا۔ پھر حضرت علی ﷛ نے شرماتے ہوئے خود حاضر ہو کر زبانی عرض کیا۔ آپ ﷺ پر فوراً حکم الٰہی آیا اور آپ نے ان کی عرض کو قبول کر لیا (اس سے معلوم ہوا کہ منگنی میں یہ تمام بکھیڑے جن کا آج کل رواج ہے سب لغو اور سنت کے خلاف ہیں بس زبانی پیغام اور زبانی جواب کافی ہے) اس وقت عمر[3] حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ساڑھے پندرہ سال اور حضرت علی ﷛ کی اکیس ۲۱ برس کی تھی (اس سے معلوم ہوا کہ اس عمر کے بعد نکاح میں توقف کرنا اچھا نہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ دولہا دولہن کی عمر میں جوڑ ہونے کا لحاظ بھی رکھنا مناسب ہے اور بہتر یہ ہے کہ دولہا عمر میں کسی قدر دولہن سے بڑا ہو) حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا، اے انسؓ جاؤ اور ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ و طلحہؓ و زبیرؓ اور ایک جماعت انصار کو بلا لاؤ (تو اس سے معلوم ہوا کہ نکاح کی مجلس میں اپنے خاص لوگوں کو بلانا کچھ مضائقہ نہیں اور حکمت اس میں یہ

۱: عن عمر رضی اللّٰہ عنہ بن الخطاب قال الا لا تغالوا صدقۃ النساء فانہا لو کانت مکرمۃ فی الدنیا وتقویٰ عند اللّٰہ لکان اولا کم بہا نبی اللّٰہ ﷺ ما علمت رسول اللّٰہ ﷺ نکح شیئا من نسائہ ولا انکح شیئا من بناتہ علی اکثر من اثنتی عشرۃ اوقیۃ رواہ احمد والترمذی و ابو داؤد النسائی وابن ماجۃ والدارمی ۱۲ مشکوٰۃ شریف ص ۳۷۷۔

۲: روی ان ابا بکر خطب فاطمۃ فقال لہ النبی ﷺ یا ابا بکر انتظر بہا القضاء ثم خطبہا عمر فقال لہ مثل ماقال لا بی بکر ثم اہل علی فقالو یا علی اخطب فاطمۃ قال اخطب بعد ابی بکر و عمر و قد منعہا و فی روایۃ قال کیف والنبی ﷺ لم یعطہا اشراف قریش فذکر و ا لہ قرابۃ من النبی ﷺ فخطبہا فزوجہا النبی ﷺ علی اربع مائۃ وثمانین درہما ۱۲ تاریخ الخمیس ص ۳۶۱۔

۳: وتزوجہا علی وہی ابنتہ خمس عشرۃ سنۃ وخمسۃ اشہر اوستۃ اشہر ونصفاوقیل بنت ثمان عشرۃ سنۃ وسن علی یومئذ احدی وعشرون سنۃ وخمسۃ اشہر ۱۲ خمیس ج ۱ ص ۳۶۱۔

الف: جس کے وزن وغیرہ کی تفصیل حصہ چہارم مہر کے بیان میں موجود ہے یہاں صرف یہ بتلا دیا جاتا ہے کہ ایک اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا ہے۔ لہٰذا مہر فاطمی ایک سو اکتیس تولہ تین ماشہ وزن کی چاندی ہے جس کی قیمت کا اس وقت کا اعتبار ہوگا جب مہر ادا کیا جاوے ۱۲ شبیر علی۔

ہے کہ نکاح کی شہرت ہو جائے جو کہ مقصود ہے مگر اس اجتماع میں اہتمام و کوشش نہ ہو۔ وقت پر بلا تکلف جو دو چار آدمی قریب نزدیک کے ہوں جمع ہو جائیں) یہ سب صاحب حاضر ہو گئے اور آپ نے ایک خطبہ[1] پڑھ کر نکاح کر دیا (اس سے معلوم ہوا کہ باپ کا چھپے چھپے پھرنا یہ بھی خلاف سنت ہے بلکہ بہتر یہ ہے کہ باپ خود اپنی لڑکی کا نکاح پڑھ دے) اور چار سو مثقال چاندی مہر مقرر ہوا[2] جس کی مقدار کا تخمینہ ص ۳۱ کے حاشیہ میں آچکا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مہر لمبا چوڑا مقرر کرنا بھی خلاف سنت ہے۔ بس مہر فاطمی کافی اور برکت کا باعث ہے (اور اگر کسی کو وسعت نہ ہو تو اس سے بھی کم مناسب ہے) پھر آپ نے ایک طبق میں[3] خرمے لے کر حاضرین کو پہنچا دیئے (پھر حضور ﷺ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو حضرت ام ایمنؓ کے ہمراہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر بھیج دیا) بہنو دیکھو! یہ دونوں جہان کی شہزادی کی رخصتی ہے جس میں نہ دھوم نہ دھام نہ میانہ نہ پالکی نہ بکھیر۔ نہ آپ نے حضرت علیؓ سے کمینوں کا خرچ دلوایا نہ کنبہ برادری کا کھانا کیا۔ ہم لوگوں کو بھی لازم ہے کہ اپنے پیغمبر دونوں جہان کے سردار کی پیروی کریں۔ اور اپنی عزت کو حضور ﷺ کی عزت سے بڑھ کر نہ سمجھیں (نعوذ باللہ منہ) پھر[4] حضور ﷺ پر نور ان کے گھر تشریف لائے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پانی منگایا وہ ایک لکڑی کے پیالہ میں پانی لائیں (اس سے معلوم ہوا کہ نئی دلہنوں کو شرم میں اس قدر زیادتی کرنا کہ چلنا پھرنا اپنے ہاتھ سے کوئی کام کرنا عیب سمجھا جائے یہ بھی سنت کے خلاف ہے) حضرت نے اپنی کلی اس میں ڈال دی اور حضرت فاطمہؓ کو فرمایا کہ ادھر منہ کرو اور ان کے سینہ مبارک اور سر مبارک پر تھوڑا پانی چھڑکا اور دعا کی کہ الٰہی ان دونوں کی اولاد کو شیطان مردود سے آپ کی پناہ میں دیتا ہوں پھر فرمایا کہ ادھر پیٹھ کرو اور آپ نے ان کو شانوں[(1)] کے درمیاں پانی چھڑکا اور پھر وہی دعا کی۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پانی منگایا اور یہی عمل ان کے ساتھ بھی کیا مگر پیٹھ کی طرف پانی نہیں چھڑکا (مناسب ہے کہ دولہا دولہن کو جمع کر کے یہ عمل کیا کریں کہ برکت کا سبب ہے) ہندوستان میں ایسی بری رسم ہے کہ باوجود نکاح ہو جانے کے بھی دولہا دولہن میں پردہ رہتا ہے۔ پھر ارشاد ہوا کہ بسم اللہ برکت کے ساتھ اپنے گھر جاؤ اور ایک روایت میں ہے[5] کہ نکاح کے دن حضور ﷺ بعد عشاء حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لائے اور برتن میں پانی لے کر اس میں اپنا لعاب مبارک ڈالا اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھ کر دعا کی پھر حضرت علیؓ اور حضرت فاطمہؓ کو آگے پیچھے حکم فرمایا کہ اس کو پئیں اور وضو کریں پھر دونوں صاحبوں کیلئے طہارت اور آپس میں محبت رہنے کے اور اولاد میں برکت ہونے کی اور خوش نصیبی کی دعا فرمائی اور فرمایا جاؤ آرام کرو (اگر داماد کا گھر قریب

۱: وروی ان النبی ﷺ خطب حین النکاح ھذہ الخطبۃ الحمد للہ المعبود بنعمۃ الخ خمیس ج ۱ ص ۳۶۲۔

۲: ثم ان اللہ تعالیٰ امرنی ان ازوج فاطمۃ من علی وقد زوجتہ علی اربع مائۃ مثقال فضۃ ۱۲ خمیس ج ۱ ص ۳۶۲۔

۳: فلما تم النکاح دعا بطبق من بسر فوضعہ بین یدیہ ثم قال انتھبوا ۱۲ خمیس ص ۳۶۳ ج ۱۔

۴: فی ذخائر العقبی قال لعلی اذا اتتک لاتحدث شیئا حتی اتیک فجاء ت فاطمۃ مع ام ایمن حتی قعدت فی جانب البیت وعلی فی جانب وجاء رسول اللہ ﷺ فقال ھھنا امی قالت ام ایمن اخوک فقد زوجۃ ابنتک قال نعم ودخل رسول اللہ ﷺ فقال لفاطمۃ ایتینی بماء فقامت الی قعب فی البیت فاتت فیہ بماء فاخذہ رسول اللہ ﷺ ومج فیہ ثم قال لھا تقدمی فتقدمت فنفخ بین ثدییھا وعلی رسھا وقال اللھم انی اعیذھا بک وذریتھا من الشیطان الرجیم ثم قال رسول اللہ ﷺ ایتونی بماء فقال علی فعلمت الذی یرید فقمت فملات القعب ماء فاتیتہ فاخذہ فمج فیہ وصنع بعلی کما صنع بفاطمۃ ودعالہ بما دعا بہ لھا ثم قال ادخل باھلک بسم اللہ والبرکۃ اخرجہ ابوحاتم ۱۲ تاریخ الخمیس ص ۴۱۱۔

۵: ولما کان لیلۃ البناء قال رسول اللہ ﷺ لعلی لا تحدث شیئا حتی تلقانی فدعا ﷺ باناء فتوضا فیہ ثم افرغہ علی علی ثم قال اللّٰھم بارک فیھما وبارک علیھما وبارک لھما فی شملھا وفی روایۃ عن علی ان رسول اللہ ﷺ حین زوجہ دعا بماء فمجہ ثم صبہ فی فیہ ثم رشہ فی جنبیہ وبین کتفیہ وعوذہ بقل ھو اللہ احد والمعوذتین ثم قال انی زوجتک خیر اھل بیتی کذا فی المنتقی ۱۲ تاریخ الخمیس ص ۴۱۱۔ ج ۱۔

(1) شانوں یعنی کندھوں ۱۲

ہو تو یہ عمل کرنا بھی باعث برکت ہے) اور جہیز حضرت سیدۃ النساء کا یہ تھا، دو چادر یمانی جو سوسی کے طور پر ہوتی تھیں دو نہالی [1] جن میں السی کی چھال بھری تھی اور چار گدے، دو بازو بند چاندی کے اور ایک کملی، اور ایک تکیہ اور ایک پیالہ اور ایک چکی اور ایک مشکیزہ اور پانی رکھنے کا برتن یعنی گھڑا۔ اور بعض روایتوں میں ایک پلنگ بھی آیا ہے (بیبیو جہیز میں تین باتوں کا لحاظ رکھنا چاہئے اول اختصار کہ گنجائش سے زیادہ تردد نہ کرو۔ دوسرے ضرورت کا لحاظ کہ جن چیزوں کی سردست ضرورت ہو وہ دینا چاہئے۔ تیسرے اعلان و اظہار نہ ہونا چاہئے کیونکہ یہ تو اپنی اولاد کے ساتھ سلوک و احسان ہے دوسروں کو دکھلانے کی کیا ضرورت ہے۔ حضور ﷺ کے فعل سے جو ابھی بیان ہوا تینوں باتیں ثابت ہیں (اور حضورؐ نے کام اس طرح تقسیم فرمایا کہ باہر کا کام حضرت علیؓ کے ذمہ اور گھر کا کام حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ذمہ) نہیں معلوم ہندوستان کی شریف زادیوں میں گھر کے کاروبار سے کیوں عار کی جاتی ہے۔ پھر حضرتؓ علیؓ نے ولیمہ کیا جس میں یہ سامان تھا، کئی صاع جو کی روٹی پکی ہوئی اور کچھ خرمے کچھ مالیدہ (ایک صاع نمبری سیر سے ایک چھٹانک اوپر ساڑھے تین سیر ہوتا ہے) پس ولیمہ کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ بلا تکلف و بلا تفاخر اختصار کے ساتھ جس قدر میسر ہو اپنے خاص لوگوں کو کھلا دے۔

حضرت کی بیبیوں کا نکاح

حضرتؓ خدیجہ کا مہر پانچ سو درم یا اس قیمت کے اونٹ تھے جو ابو طالب نے اپنے ذمے رکھے اور حضرتؓ ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا مہر کوئی برتنے کی چیز تھی جو دس درم کی تھی۔ اور حضرت جویریہؓ کا مہر چار سو درہم تھے اور حضرت ام حبیبہؓ کا مہر چار سو دینار تھے جو حبشہ کے بادشاہ نے اپنے ذمہ رکھے اور حضرت سودہؓ کا مہر چار سو درہم تھے اور ولیمہ حضرات ام سلمہؓ کا کچھ جو کا کھانا تھا اور حضرت زینبؓ بنت

۱: (عائشة وام سلمة) قالتا امرنا رسول اللّٰہ ﷺ ان نجهز فاطمةؓ حتى ندخلها على عليؓ فعمدنا الى البيت ففرشناه ترابا لينا من اعراض البطحاء ثم حشونا مرفقتين ليفا فنفشناه بايدينا ثم اطعمنا تمرا وزبيبا و سقينا ماء عذبا وعمدنا الى عود فعرضناه في جانب البيت يلقى عليه الثوب ويعلق عليه السقاء فما راينا عرسا احسن من عرس فاطمة للقزويني بضعف ۱۲ جمع الفوائد ص ۲۲۰ ج۱ والذي كان لها من الجهاز بردان وعليها وملحان من فضة وكانت معها خميلة ووسادة ادم حشوها ليف ومنخل وقدح ورحى وسقاية وجرتان وفي ذخائر العقبى امرهم النبي ﷺ ان يجهزوها فجعل لهما سرير مشرط ووسادة من ادم حشوها من ليف خميس ص ۳۶۱۔ ج ۱ وكان جهازها في هذه الرواية فراشين من خيوش احدهما محشو بليف ولا خر بحشو الحنائين واربع وسائد وسادتين من ليف وثنين من صوف ۱۲ خميس ص ۴۱۱ ج۸۔

۲: حكم النبي ﷺ بين على بن ابي طالب وبين زوجة فاطمة رضى اللّٰہ عنها حين اشتكيا اليه الخدمة فحكم على فاطمة رضى اللّٰہ عنها بالخدمة الباطنة خدمة البيت وحكم على على رضى اللّٰہ تعالىٰ عنه بالخدمة الظاهرة ۱۲ زاد المعاد ج۲ ص ۲۳۵۔

۳: فلما زوجه قال له رسول اللّٰہ ﷺ يا علي انه لا بد للعرس من وليمة فقال سعد عندى كبش وجمع له رهط من الانصار اصعامن ذرة وكان ذلك وليمة عرسه ۱۲ خميس ج۱ ص ۳۶۲۔

۴: خديجه بنت خويلد وهي اول من تزوج ايا ها ابوها خويلد بن اسد ويقال اخوها عمرو بن خويلد واصدقها رسول اللّٰہ ﷺ عشرين بكرة ۱۲ سيرة ابن هشام ج۲ ص ۲۴ ٤ وقد ذكر الدولابي وغيره ان النبي ﷺ اصدق خديجة اثنتي عشرة اوقية ذهب ۱۲ خميس ج۱ ص۲۶۲۔

۵: (انس) ان النبي ﷺ تزوج ام سلمة على متاع قيمة عشرة دراهم للموصلي والبزار والكبير بضعف ۱۲ جمع الفوائد ج۱ ص ۲۱۹ واصدقها رسول اللّٰہ ﷺ فراشا حشوه ليف وقدحا وصحفة ومجشة ۱۲ سيرة ابن هشام ج ۲ ص ۴۲۵۔

۶: وتزوج رسول اللّٰہ ﷺ جويرية واصدقها اربع مائة درهم ۱۲ سيرة ابن هشام ج ۲ ص ۴۲۵۔

۷: ثم تزوج ام حبيبة وهي ببلاد الحبشة مها جرة واصدقها عنه النجاشي اربع مائة دينار وسيقت اليه من هناك ۱۲ زاد المعاد ج۱ ص ۲۷۔

۸: وتزوج رسول اللّٰہ ﷺ سودة بنت زمعه زوجه ايا ها سليط بن عمرو ويقال ابو حاطب بن عمرو واصدقها رسول اللّٰہ ﷺ اربع مائة درهم ۱۲ سيرة ابن هشام ج ۲ ص ۴۲۴۔

۹: عن صفيه بنت شيبة قالت اولم النبي ﷺ على بعض نسائه بمدين من شعير رواه البخارى قال ابن حجر لم اقف على تعين اسمها صريحا واقرب ما يفسر به ام سلمة ۱۲ فتح البارى ج ۹ ص ۶۰۷۔

۱۰: عن انس رضي اللّٰہ تعالىٰ عنه قال ما اولم رسول اللّٰہ ﷺ على احد من نسائه ما اولم على زينب اولم بشاة متفق عليه عنه وقال اولم رسول اللّٰہ ﷺ حين بنى بزينب بنت جحش فاشبع الناس خبزا ولحما رواه البخارى مشكوٰة شريف ص ۲۷۸۔

(۱) نہالی یعنی توشک، بستر ۱۲۔

جحش کے ولیمہ میں ایک بکری ذبح ہوئی تھی اور گوشت روٹی لوگوں کو کھلایا گیا اور حضرت صفیہ[1] کی دفعہ جو جو کچھ صحابہؓ کے پاس حاضر تھا سب جمع کر لیا گیا یہی ولیمہ تھا۔ حضرت عائشہ[2] صدیقہؓ کا ولیمہ وہ خود فرماتی ہیں نہ اونٹ ذبح ہوا نہ بکری، سعد بن عبادہ کے گھر سے ایک پیالہ دودھ کا آیا تھا وہی ولیمہ تھا۔

شرع کے موافق شادی کا ایک نیا قصہ

یہ قصہ اس غرض سے لکھا جاتا ہے کہ اکثر لوگ رسموں کی برائی سن کر پوچھتے ہیں کہ جب یہ رسمیں نہ ہوں تو پھر کس طریقہ سے شادی کریں۔ اس کا جواب مہر زیادہ بڑھانے کے بیان سے ذرا پہلے گذر چکا ہے کہ کس طرح شادی کریں۔ اور پھر ہم نے پیغمبر ﷺ کی صاحب زادیوں اور بیبیوں کی شادی کا قصہ بھی ابھی لکھ دیا ہے سمجھ دار آدمی کے واسطے کافی ہے۔ مگر پھر بھی بعضے کہنے لگتے ہیں کہ صاحب اس زمانہ کی اور بات تھی آج کل کر کے دکھلاؤ تو دیکھیں۔ اور نرے زبانی طریقے بتلانے سے کیا ہوتا ہے۔ اس قصے سے یہ معلوم ہو جائے گا کہ آج کل بھی اس طرح شادی ہو سکتی ہے پھر یہ کہ یہ قصہ نہ مولویوں اور درویشوں کے خاندان کا ہے اور نہ کسی غریب آدمی کا ہے نہ کسی چھوٹی قوم کا ہے۔ دونوں طرف ماشاءاللہ خوب کھاتے پیتے دنیاداری برتنے والے شریف آبرودار گھروں کا ہے اس واسطے کوئی یوں بھی نہیں کہہ سکتا کہ مولوی درویش لوگوں کی اور بات ہے یا یہ کہ ان کے پاس کچھ تھا ہی نہیں۔ اس مجبوری کو شرع کے موافق کر لیا۔ اس قصے سے سارے شبہے جاتے رہیں گے۔ اسی سال کی بات ہے کہ ضلع مظفر نگر کے دو قصبوں میں ایک قصبے میں دولہا والے ایک میں دولہن والے ہیں، مدتوں سے دونوں طرف دلوں میں بڑے بڑے حوصلے تھے لیکن عین وقت پر خدائے تعالیٰ نے دونوں کو ہدایت کی کہ شرع کا حکم سن کر اپنے سب خیالات کو دل سے نکال کر خدا اور رسول کے حکم کے موافق تیار ہو گئے۔ نہ شادی کی تاریخ مقرر کرنے کو یا مہندی لے جانے کو یا جوڑا لے جانے کو نائی بھیجا گیا نہ اس کے متعلق کوئی رسم برتی گئی، نہ دولہن کے بٹنا ملنے کے واسطے بیبیاں جمع کی گئیں، خود ہی گھر والیوں نے مل دل دیا۔ نہ دولہا یا دولہن والے گھروں میں کسی کو مہمان بلایا، نہ کسی عزیز و قریب کو اطلاع کی۔ شادی سے پانچ چھ روز پہلے خط کے ذریعہ سے شادی کا دن ٹھہر گیا۔ دولہا اور دولہا کے ساتھ ایک اس کا بڑا بھائی تھا، دولہن کے ولی شرعی نے اس بڑے بھائی کو رقعہ کے ذریعہ سے نکاح کی اجازت دی تھی اور ایک ملازم کار خدمت کے لئے تھا اور ایک کم عمر بھتیجا اس مصلحت سے ساتھ لیا تھا کہ شاید کوئی ضروری بات گھر میں کہلا بھیجنے کی ضرورت ہو تو یہ بچہ پردے کے قابل نہیں ہے۔ بے تکلف گھر میں جا کر کہہ دے گا بس کل اتنے آدمی تھے جو کرایہ کی ایک بہلی میں بیٹھ کر جمعہ کے دن دولہن کے گھر پہنچ گئے۔ دولہن کا جوڑا ان ہی لوگوں کے ساتھ تھا اور دولہا اپنے گھر کے کپڑے پہنے ہوئے تھا وہاں پہنچ کر ملنے والوں کو کہلا بھیجا گیا کہ جمعہ کی نماز کے بعد نکاح ہوگا۔ نماز جمعہ کے قریب دولہا کا جوڑا گھر میں سے آ گیا اس کو پہن کر جامع مسجد میں چلے گئے۔ بعد نماز جمعہ اول مختصر سا وعظ ہوا جس میں رسموں کی خرابیوں کا بیان تھا۔ اس وعظ میں جتنے آدمی تھے خوب سمجھ گئے۔ بعد وعظ کے نکاح پڑھا گیا اور چھوہارے باہر اور گھر میں تقسیم ہوئے جو لوگ نہ آ سکے تھے ان کے گھر بھی بھیج دیئے۔ عصر سے پہلے سب کام پورا ہو گیا بعد مغرب کے دولہا والوں کو ہمیشہ کے وقت پر نفیس کھانا کھلایا گیا۔ اور عشاء کے بعد عورتوں کو ویسا ہی وعظ سنایا گیا ان پر بھی خوب اثر ہوا اور وقت پر چین سے سو رہے۔ اگلے روز تھوڑا ہی دن چڑھا تھا کہ دولہن کو ایک بہلی میں بٹھا کر رخصت کر دیا گیا۔ ہمراہی میں ایک رشتہ دار بی بی اور خدمت کے لئے ایک نائن تھی۔ یہ بہلی دولہن کے جہیز میں ملی تھی۔ اور پالکی یا میانہ وغیرہ کی کوئی پابندی نہیں کی گئی اور جہیز بھی ساتھ نہیں کیا گیا۔ دولہن والوں نے اپنے کمینوں کو اپنے پاس سے انعام دیا۔ اور دولہا والوں نے سلامی کا روپیہ بھی نہیں لیا۔ بجائے بکھیر کے جو کہ دولہن کے سر پر ہوتی ہے بعض

۱: عن انس قال قام النبی ﷺ بین خیبر والمدینۃ ثلث لیال یبنی علیہ بصفیۃ فدعوت المسلمین الی ولیمۃ وما کان فیہا من خبز ولا لحم وما کان فیہا الا ان امر بالا نطاع فبسط فالقی علیہا التمر والا قط والسمن رواہ البخاری ۱۲ مشکوۃ شریف ص ۲۷۸۔

۲: روی انہ علیہ السلام ما اولم علی عائشۃ بشیء غیر ان قدحا من لبن اھدی الیہ من بیت سعد بن عبادۃ فشرب النبی ﷺ بعضہ وشربت عائشۃ منہ ۱۲ خمیس ص ۳۵۸ ج ۱۔

مسجدوں میں اور غریب غرباء کے گھروں میں روپے پیسے بھیج دیئے گئے۔ ظہر کے وقت دولہا کے گھر آ پہنچے۔ دولہن کی کوئی نماز قضا نہیں ہوئی جو بیبیاں دولہن کو دیکھنے آئیں ان سے منہ دکھائی نہیں لی گئی۔ اگلے دن ولیمہ کے لئے کچھ تو بازار سے عمدہ مٹھائی منگا کر اور کچھ کھانا دو طرح کا گھر میں پکوا کر مناسب مناسب جگہوں میں اپنے دوستوں اور ملنے والوں اور غریب غرباء اور نیک بخت اور طالب علموں کے لئے بھیج دیا گیا گھر پر کسی کو نہیں بلایا گیا۔ دولہن والوں کی طرف سے چوتھی کی رسم کے لئے کوئی نہیں آیا۔ تیسرے دن دولہا اور دولہن اس کے میکے چلے گئے اور ایک ہفتہ رہ کر پھر دولہا کے گھر آگئے تو اس وقت کچھ اسباب جہیز بھی ساتھ لے آئے۔ اور کچھ پھر بھی دوسرے وقت پر لانے کے لئے وہاں ہی چھوڑ آئے۔ اس وقت دولہن اتفاق سے میانہ میں سوار تھی۔ دولہا کے کمینوں کو جو کچھ رسم کے موافق ملتا اس سے زیادہ انعام ان کو تقسیم کر دیا گیا۔ غرض ایسی چین امن سے شادی ہوگئی کہ کسی کو نہ کوئی تکلیف ہوئی اور نہ کوئی طوفان ہوا۔ میں بھی اول سے آخر تک اس شادی میں شریک رہا۔ اس قدر حلاوت اور رونق تھی کہ بیان میں نہیں آتی۔ خدا کے فضل سے سب دیکھنے والے خوش ہوئے اور بہت لوگ تیار ہوگئے کہ ہم بھی یوں ہی کریں گے۔ چنانچہ اس کے بعد دولہن کے خاندان میں ایک شادی اور ہوئی وہ اس سے بھی سادی تھی۔ اگر زیادہ سادگی نہ ہو سکے تو اسی طرح کر لیا کرو جیسا اس قصے میں تم نے پڑھا ہے اللہ تعالیٰ توفیق بخشیں۔ آمین یارب العالمین۔

بیوہ کے نکاح کا بیان

ان ہی بیہودہ رسموں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بیوہ عورت کے نکاح کو برا اور عار سمجھتے ہیں خاص کر شریف لوگ اس میں زیادہ مبتلا ہیں شرعاً اور عقلاً جیسا پہلا نکاح ویسا دوسرا۔ دونوں میں فرق سمجھنا محض بے وجہ اور بے وقوفی ہے صرف ہندوؤں کے میل جول اور کچھ جائداد کی محبت سے یہ خیال جم گیا ہے، ایمان اور عقل کی بات یہ ہے کہ جس طرح پہلے نکاح کو بے روک ٹوک کر دیتے ہیں اسی طرح دوسرا نکاح بھی کر دیا کریں۔ اگر دوسرے نکاح سے دل تنگ ہوتا ہے تو پہلے نکاح سے کیوں نہیں ہوتا۔ عورتوں کی ایسی بری عادت ہے کہ خود کرنا اور رغبت دلانا تو در کنار، اگر کوئی خدا کی بندی خدا اور رسول کا حکم سر آنکھوں پر رکھ کر کر بھی لے تو حقارت کی نگاہ سے دیکھتی ہیں، بات بات میں طعنہ دیتی ہیں۔ ہنستی ہیں، ذلیل کرتی ہیں غرض کہ کسی بات میں بے چوٹ کئے نہیں رہتیں یہ بڑا گناہ ہے بلکہ اس کو عیب سمجھنے میں کفر کا خوف ہے کیونکہ شریعت کے حکم کو عیب سمجھنا، اس کے کرنے والے کو حقیر و ذلیل جاننا کفر ہے۔ خیال کرنے کی بات ہے کہ ہمارے پیغمبر رسول اللہ ﷺ کی جتنی بیبیاں تھیں حضرت عائشہؓ کے علاوہ کوئی بھی کنواری نہ تھی۔[1] ایک ایک دو دو نکاح پہلے ہو چکے تھے تو کیا نعوذ باللہ نعوذ باللہ ان کو بھی برا کہو گی۔ کیا توبہ توبہ تمہاری شرافت ان سے بھی بڑھ گئی کہ جو کام انہوں نے کیا، خدا اور رسول ﷺ نے جس کا حکم کیا اس کے کرنے سے تمہاری عزت گھٹ جائے گی، آبرو میں بٹہ لگ جائے گا، ناک کٹ جائے گی۔ تو یوں کہو کہ مسلمان ہونا ہی تمہارے نزدیک بے عزتی کی بات ہے۔ خوب یاد رکھو کہ جب تک اس خیال کو اپنے دل سے دور نہ کرو گی اور پہلے اور دوسرے نکاح کو یکساں نہ سمجھو گی تب تک ہرگز تمہارا ایمان درست اور ٹھیک نہ ہوگا اس لئے اس خیال کے مٹانے میں بڑی کوشش کرنی چاہئے اور سوائے اس کے اور کوئی کوشش کارگر نہیں ہو سکتی کہ ننگ و ناموس کو دل سے نکل کر رسم و رواج کو طاق پر رکھ کر اللہ و رسول کو راضی اور خوش کرنے کے لئے فوراً بیوہ عورتوں کا نکاح کر دیا کرو۔ انکار کرے تو اس کو رغبت دلاؤ کوشش کرو، دباؤ ڈالو غرض جس طرح بن پڑے نکاح کر دو اور خوب سمجھ لو کہ یہ انکار سب کا ظاہری انکار ہے جو فقط رواج کی وجہ سے ہوتا ہے رواج نہ ہو تو کوئی انکار نہ کرے جب تک ایسا نہ کرو گی، اور عام طور پر اس کا رواج نہ پھیلے گا ہرگز دل کا چور نہ نکلے گا۔ حدیث[2] میں ہے جو کوئی میرے چھوٹے ہوئے طریقے کو پھر پھیلائے اور جاری کرے اس کو سو ۱۰۰ شہیدوں کا ثواب ملے گا۔ اس لئے بیوہ عورتوں کے نکاح میں جو کوئی کوشش کرے گا اور اس کا رواج پھیلائے گا اور جو بیوہ رسول اللہ ﷺ کی خوشنودی کیلئے اور رواج پڑنے کے لئے

۱: قال ابو عمر لم ینکح ﷺ بکراً غیرھا (ای غیر عائشۃ رضی اللہ عنہا) ۱۲ کتاب الا ستیعاب ج۲ ص ۷۶۵۔

۲: عن ابی ہریرۃ ؓ قال قال رسول اللہ ﷺ من تمسک بسنتی عند فساد امتی فلہ اجر مائۃ شہید ۱۲ مشکوۃ شریف ص ۳۰۔

اپنا نکاح کرے گی وہ سو ۱۰۰ شہیدوں کا ثواب پائے گی۔ کیا تم کو ان پر ترس نہیں آتا۔ ان کا حال دیکھ دیکھ کر تمہارا دل نہیں کڑھتا کہ ان کی عمر برباد اور وہ مٹی میں ملی جاتی ہیں۔

تیسرا باب ان رسموں کے بیان میں جن کو لوگ ثواب اور دین کی بات سمجھ کر کرتے ہیں

فاتحہ کا بیان

پہلے یہ سمجھو کہ فاتحہ یعنی مردے کو ثواب پہنچانے کا طریقہ کیا ہے؟ سو اس کی حقیقت شرع[1] میں فقط اتنی ہے کہ کسی نے کوئی نیک کام کیا اس پر جو کچھ ثواب اس کو ملا اس نے اپنی طرف سے وہ ثواب کسی دوسرے کو دے دیا کہ یا اللہ میرا یہ ثواب فلاں کو دے دیجئے اور پہنچا دیجئے۔ مثلاً کسی نے خدا کی راہ میں کچھ کھانا یا مٹھائی یا روپیہ پیسہ کپڑا وغیرہ دیا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ جو کچھ اس کا ثواب مجھے ملا ہے وہ فلاں کو پہنچا دیجئے۔ یا ایک آدھ پارہ قرآن مجید یا ایک آدھ سورت پڑھی اور اس کا ثواب بخش دیا چاہے وہ نیک کام آج ہی کیا ہو یا اس سے پہلے عمر بھر میں کبھی کیا تھا دونوں کا ثواب پہنچ جاتا ہے۔ اتنا تو شرع سے ثابت ہے۔ اب دیکھو جاہلوں نے اس میں کیا کیا بکھیڑے شامل کئے ہیں۔ اول تھوڑی سی جگہ لیپتے ہیں اس میں کھانا رکھتے ہیں۔ بعض بعض کھانے کے ساتھ پانی اور پان بھی رکھتے ہیں پھر ایک شخص کھانے کے سامنے کھڑا ہو کر کچھ سورتیں پڑھتا ہے اور نام بنام سب مردوں کو بخشتا ہے اس من گھڑت طریقے میں یہ خرابیاں ہیں:

۱) بڑی خرابی اس میں یہ ہے کہ سارے جاہلوں کا یہ عقیدہ ہے کہ بغیر اس طرح پہنچائے ثواب ہی نہیں پہنچتا۔ چنانچہ ایک ایک کی خوشامد کرتے پھرتے ہیں، جب تک کوئی اس طرح فاتحہ نہ کردے تب تک وہ کھانا کسی کو نہیں دیا جاتا۔ کیونکہ اب تک ثواب تو پہنچا ہی نہیں پھر کسی کو کیونکر دیا جائے۔ بعض وقت غیر محرم کو گھر میں بلا کر فاتحہ دلاتی ہیں جو شرعاً ناجائز ہے خود میں نے دیکھا ہے کہ جب بہت سے مردوں کو دلانا مقصود ہوتا ہے جن کے نام بتلا دینے سے یاد نہیں رہ سکتے وہاں فاتحہ دینے والے کو حکم ہوتا ہے کہ جب تو سب پڑھ چکے تو یوں کر دینا۔ بس یوں کرنے کے وقت ایک ایک نام بتلا کر اس سے کہلایا جاتا ہے اور یہ سمجھتی ہیں کہ اس وقت جس کا نام یہ لے گا اسی کو ثواب ملے گا جس کا نہ لے گا اس کو نہ ملے گا حالانکہ ثواب بخشنے کا اختیار خود کھانے کے مالک کو ہے نہ اس پڑھنے والے کو۔ اس کے نام لینے سے کچھ نہیں ہوتا۔ خود یہ جس کو چاہے ثواب بخشے جس کو چاہے نہ بخشے یہ سب عقیدے کی خرابی ہے۔ بعض کم علم یوں کہتے ہیں کہ ثواب تو بغیر اس کے بھی پہنچ جاتا ہے لیکن اس وقت سورتیں اس لئے پڑھ لیتے ہیں کہ دوہرا ثواب پہنچ جائے ایک کھانے کا دوسرا قرآن مجید کا اس کا جواب یہ ہے کہ اگر یہی مطلب ہے تو خاص اس وقت پڑھنے کی کیا وجہ۔ جو قرآن مجید تم[2] نے صبح کو تلاوت کیا ہے بس اس کو اس کے ساتھ بخش دیا ہوتا۔ اگر کوئی شخص اس وقت نہ پڑھے پہلے کا پڑھا ہوا ایک آدھ پارہ یا پورا قرآن مجید بخش دے یا یوں کہے اچھا مٹھائی تقسیم کر دو میں پھر پڑھ کر بخش دوں گا تو کبھی کوئی نہ مانے گا یا کوئی اس کھانے اور مٹھائی کے پاس نہ آوے وہیں دور بیٹھا بیٹھا پڑھ دے تب بھی کوئی نہیں مانتا۔ پھر اس صورت میں دوسرے سے فاتحہ کرانے کے کوئی معنے ہی نہیں کیونکہ قرآن مجید پڑھنے کا ثواب اسی پڑھنے والے کو ہو گا تو تمہاری طرف سے تو بہر حال فقط مٹھائی کا ثواب پہنچا یہ اچھی زبردستی ہے کہ جب ہم ایک ثواب بخشیں تو کچھ نہ کچھ وہ بھی بخشے۔

۲) لوگ یہ بھی سمجھتے ہیں کہ صرف اس طرح پڑھ کر بخش دینے سے ثواب پہنچ جاتا ہے کھانا خیرات کرنے کی ضرورت نہیں چنانچہ حضرت رسول اللہ ﷺ یا اور کسی بزرگ کا فاتحہ دلا کر خود کھا جاتے ہیں۔ گیارہویں وغیرہ کی مٹھائی اگر تقسیم بھی کی جاتی ہے تو کس کو فلانے نواب صاحب، تحصیلدار صاحب پیشکار صاحب، تھانیدار صاحب وغیرہ یا دوستوں کو بھیجی جاتی ہے ہم نے کہیں نہیں سنا نہ دیکھا کہ سب شیرینی

۱: اختلفوا ای الشافعیۃ فی الدعاء اللھم اوصل مثل ثواب ما قراتہ الی فلان واما عندنا قالوا اصل الیہ نفس الثواب وفی البحر من صام اوصلی او تصدق لیصل ثوابہ لغیرہ من الاموات والاحیاء جاز ویصل ثوابھا الیھم عند اھل السنۃ والجماعۃ کذا فی البدائع ۱۲ رد المحتار ص ۹۴۳ ج ۱۔

۲: ثم الظاھر انہ لا فرق بین ان ینوی بہ عند الفعل للغیر او یفعلہ لنفسہ ثم بعد ذلک یجعل ثوابہ لغیرہ رد المحتار ص ۹۴۳ ج ۱۔

فقراء اور مسکینوں کو خیرات کردی گئی ہو۔ پس معلوم ہوا کہ یہی عقیدہ ہے کہ اس طرح پڑھ کر بخش دینے سے اس کا ثواب پہنچے گا، سو یہ اعتقاد خود غلط اور گناہ ہے اس لئے کہ خود وہ چیز تو پہنچتی ہی نہیں البتہ اس کا ثواب پہنچتا ہے تو جن کا بخشا ان کو بھی نہیں پہنچا البتہ دو ایک سورت جو پڑھی ہیں صرف اسی کا ثواب پہنچا سو اگر ان ہی کا ثواب بخشنا تھا تو اس مٹھائی یا کھانے کا بکھیڑا ناحق کیا۔ خواہ مخواہ روپے دو ۲ روپے کا مفت احسان رکھا۔ اگر کہو کہ نہیں صاحب فقیروں کو بھی اس میں سے دے دیتے ہیں تو جواب یہ ہے کہ کے فقیروں کو دیا بہت سے بہت دس ۱۰ پانچ کو دیا تو اس سے کیا ہوتا ہے مقصود تو پورے روپے کی مٹھائی کا ثواب بخشنا ہے اگر فقط اتنی ہی جلیبیوں کا ثواب بخشنا تھا تو روپے کا نام کیوں کیا اور جن کو دیا جاتا ہے ان کو خیرات کے نام سے نہیں دیا جاتا بلکہ تبرک اور ہدیہ سمجھ کر دیتے ہیں چنانچہ اگر ان کو کچھ خیرات دو تو ہرگز نہ لیں بلکہ برا مانیں لہٰذا آج کل کے رواج کے اعتبار سے یہ فعل بالکل لغو اور بے معنی ہے۔

۳) اچھا ہم نے مانا کہ فاتحہ کے بعد وہ کھانا محتاج ہی کو دے دیا تو ہم کہتے ہیں کہ محتاج کو دینے اور کھلانے سے پہلے ثواب بخشنے کا کیا مطلب، تم کو تو ثواب اسی وقت ملے گا جب فقیر کو دے دو یا کھلا دو۔ ابھی تم ہی کو ثواب نہیں ملا تو اس بیچارے مُردے کو کیا بخشا۔ غرض اس فعل کی کوئی بات ٹھکانے کی نہیں۔

۴) بعض کا یہ بھی عقیدہ ہے کہ خود وہ چیز پہنچ جاتی ہے چنانچہ کھانے کے ساتھ پانی اور پان اور بعضی حقہ بھی اسی واسطے رکھتے ہیں کہ کھانا کھا کر پانی کہاں پاویں گے پھر منہ بدمزہ ہوگا اس لئے پان کی ضرورت پڑے گی۔ خدا کی پناہ جہالت کی بھی حد ہوگئی یہ بھی خیال رکھتی ہیں کہ جو چیز اس کو زندگی میں پسند تھی اس پر فاتحہ ہو چھوٹے بچے کی دودھ پر فاتحہ ہو مجھے خوب یاد ہے کہ ایک مرتبہ شب برات کی فاتحہ پر ایک بڑھیا نے کئی پھلجھڑیاں رکھ دی تھیں اور کہا تھا کہ ان کو آتش بازی کا بڑا شوق تھا خود کہو کہ یہ عقیدے کی خرابی ہے یا نہیں۔

۵) یہ بھی خیال ہے کہ اس وقت اس کی روح آتی ہے چنانچہ لوبان وغیرہ خوشبو سلگانے کا یہی منشاء ہے گو سب کا یہ خیال نہ ہو۔

۶) پھر جمعرات کی قید اپنی طرف سے لگالی۔ جب شریعت سے سب دن برابر ہیں تو خاص جمعرات ہی کو فاتحہ کا دن سمجھنا شرعی حکم کو بدلنا ہے یا نہیں۔ پھر اس قید سے ایک یہ بھی خرابی پیدا ہوگئی ہے کہ لوگ یہ سمجھنے لگے کہ مردوں کی روحیں جمعرات کو اپنے اپنے گھر آتی ہیں اگر کچھ ثواب مل گیا تو خیر نہیں تو خالی ہاتھ لوٹ جاتی ہیں، یہ محض غلط خیال ہے اور بلا دلیل ایسا عقیدہ رکھنا گناہ ہے اسی طرح کوئی تاریخ مقرر کرنا اور یہ سمجھنا کہ اس میں زیادہ ثواب ملے گا محض گناہ کا عقیدہ ہے۔

۷) اکثر عوام کی عادت ہے کہ بہت کھانے میں سے تھوڑا سا کھانا کسی طباق میں یا خوان میں رکھ کر اس کو سامنے رکھ کر فاتحہ کرتے ہیں اس میں ان خرابیوں کے علاوہ ایک یہ بات پوچھنا ہے کہ فقط اتنے ہی کھانے کا ثواب بخشنا ہے یا سارے کھانے کا، فقط اتنے ہی کھانے کا ثواب بخشنا تو یقیناً منظور نہیں۔ پس ضروری یہی کہو گی کہ سب کا ثواب پہنچانا منظور ہے پس ہم کہتے ہیں کہ پھر فقط اتنے پر کیوں فاتحہ دلایا اس سے تو تمہارے قاعدے کے موافق صرف اس طباق کا ثواب پہنچنا چاہئے باقی تمام کھانا ضائع گیا اور فضول رہا۔ اگر یوں کہو اس کا سامنے رکھنا کچھ ضروری نہیں صرف نیت کافی ہے تو پھر اس طباق کے رکھنے کی کیا ضرورت ہوئی اس میں بھی نیت کافی تھی، یہ تو توبہ توبہ حق تعالیٰ کو نمونہ دکھلانا ہے کہ دیکھئے اس قسم کا کھانا دیگ میں سے اس کا ثواب بخش دیجئے نعوذ باللہ منہ۔

۸) پھر اگر ثواب پہنچانے کے لئے اس کا سامنے رکھ کر پڑھنا ضروری ہے تو اگر روپیہ پیسہ یا کپڑا غلہ وغیرہ ثواب بخشنے کے لئے دیا جائے اس پر فاتحہ کیوں نہیں پڑھتی ہو اور اگر یہ ضروری نہیں تو کھانے اور مٹھائی میں کیوں ایسا کرتی اور ضروری سمجھتی ہو۔

۹) پھر ہم پوچھتے ہیں کہ زمین لیپنے کی کیا ضرورت پڑی وہ نجس تھی یا پاک۔ اگر ناپاک تھی تو لیپنے سے پاک نہیں ہوئی بلکہ اور زیادہ نجس ہوگئی کہ پہلے تو خشک ہونے کی وجہ سے پیالے وغیرہ میں لگنے کا شبہ نہ تھا، اب وہ برتن بھی نجس ہو جائیں گے۔ اور اگر پاک تھی تو لیپنا محض فضول حرکت ہے یہ بھی گویا ہندوؤں کا چوکا ہوا تو نعوذ باللہ مردوں کو چوکے میں بٹھا کر کھانا کھلاتی ہیں لَاحَوْلَ وَ لَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللہِ۔ اسی طرح جس فاتحہ میں زیادہ اہتمام ہوتا ہے اس میں چولہا وغیرہ بھی لیپا جاتا ہے اس کا بھی یہی حال ہے۔

۱۰) بزرگوں کی فاتحہ میں ساری چیزیں اچھوتی ہوں، کورے گھڑے کورے برتن نکالے جائیں ان میں پانی کنویں سے بھر کر آئے، گھر کا پانی نہ لگنے پائے اور اس کو کوئی نہ چھوئے نہ ہاتھ ڈالے نہ اس میں سے کوئی بچے نہ جھالے، سینی خوب دھو کر شکر آئے۔ غرض گھر کی سب چیزیں نجس ہیں یہ عجیب خلاف عقل بات ہے اگر وہ سچ مچ نجس ہیں تو ان کو اپنے استعمال میں کیوں لاتی ہو ورنہ اس سارے پکھنڈ کی کیا ضرورت۔ شرعی

حکم فقط اتنا ہے کہ جس چیز کا خود کھانا جائز، اسے فقیر کو دینا بھی جائز اور جب فقیر کو دے دیا تو اب ثواب بخش دینا جائز۔ پھر یہ ساری باتیں لغو اور خلاف عقل ہوئیں یا نہیں۔ اگر کہو کہ صاحب وہ بڑی درگاہ ہے بزرگ لوگ ہیں ان کے پاس چیز احتیاط سے بھیجنا چاہئے۔ تو جواب یہ ہے کہ اول تو اللہ تعالیٰ کے یہاں اس ظاہری احتیاط اور طہارت کی کچھ قدر نہیں اس کے نزدیک حلال اور طیب ہونے کی قدر ہے۔ اگر حرام مال ہو گا تو ہزار احتیاط کرو سب اکارت ہے۔ اور اگر حلال طیب ہے تو یہ سب فضول ہے وہ یوں ہی معمولی طور پر دے دینے سے بھی قبول ہے۔ دوسرے یہ کہ جب خود ان کی درگاہ میں بھیجنے کا عقیدہ ہوا تو یہ حرام اور شرک ہو گا کیونکہ اس کھانے کو اللہ کی راہ میں دینا مقصود ہے نہ خود ان کے پاس بھیجنا، اور ان کی راہ میں دینا، اگر ایسا عقیدہ ہو تو وہ کھانا بھی حرام ہو جائے گا۔ بس جب اللہ تعالیٰ کی راہ میں دے کر ثواب بخشنا منظور ہو تو جیسے اور چیزیں خدا کی راہ میں دیتی ہو اور اس میں خرافات نہیں کرتی ہو مثلاً فقیر کو پیسہ دیا اسکو دھوتی نہیں، اناج غلہ دیا گھر کے پکے ہوئے کھانے میں سے روٹی وغیرہ دیتی ہو اسی طرح یہ بھی معمولی طور سے پکا کر دیدو کیونکہ یہ بھی بڑی درگاہ یعنی اللہ تعالیٰ کے یہاں جاتا ہے وہ بھی وہیں جاتا ہے پھر دونوں میں فرق کیسا۔ پھر خیال کرو تو اس میں ایک حساب سے بزرگوں کو اللہ تعالیٰ پر بڑھا دینا ہے اور یہ دل کا چور الگ رہا کہ وہ بزرگوں کی درگاہ میں جاتا ہے اور یہ اللہ کی درگاہ میں جو کھلا ہوا شرک ہے۔

۱۱) اس سے بدتر یہ دستور ہے کہ ہر ایک کا فاتحہ الگ الگ کر کے دلایا جاتا ہے۔ یہ اللہ میاں کا، یہ محمد صاحب ﷺ کا، یا حضرت بی بی کا۔ اس کا تو صاف یہی مطلب ہے کہ فقط اتنا اللہ میاں کو دیتی ہیں اور اتنا ان لوگوں کو۔ تو بھلا اس کے شرک ہونے میں کس کو شک ہو سکتا ہے۔ استغفر اللہ، استغفر اللہ اس کا شرک اور برا ہونا کلام مجید[۲] میں صاف صاف مذکور ہے اس سے توبہ کرنا چاہئے بس ساری چیز خدا کی راہ میں دے دو پھر جتنوں کو ثواب بخشنا ہو بخش دو۔ پھر ایک لطف اور ہے کہ معمولی مردوں کا فاتحہ تو سب کا ایک ہی میں کرا دیتی ہیں بزرگوں اور بڑے لوگوں کا الگ الگ کراتی ہیں جس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ تو بیچارے غریب مسکین کمزور ہیں اس لئے ایک میں ہو جائے تب بھی کچھ حرج نہیں اور یہ بڑے لوگ ہیں ساجھے میں ہو گا تو لڑ مریں گے چھینا جھپٹی کرنے لگیں گے لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔

۱۲) حضرت بی بی کی فاتحہ میں ایک یہ بھی قید ہے کہ کھانا بند کر دیا جائے کھلا نہ رہے کیونکہ وہ پردہ دار تھیں تو ان کے کھانے کا بھی غیر محرم سے سامنا نہ ہو۔ اس کا لغو ہونا خود ظاہر ہے۔

۱۳) حضرت بی بی کی فاتحہ اور صحنک[۳] کے کھانے میں یہ بھی قید ہے کہ مرد نہیں کھا سکتے بھلا وہ کھائیں گے تو سامنا نہ ہو جائے گا، اور ہر عورت بھی نہ کھائے، کوئی پاک صاف نیک بخت عورت کھائے۔ اور نہ وہ کھائے جس نے اپنا دوسرا نکاح کر لیا ہو یہ بھی بہت برا اور گناہ ہے۔ قرآن مجید[۴] میں اس کی بھی برائی موجود ہے۔

۱۴) بزرگوں اور اولیاء اللہ کے فاتحہ میں ایک اور خرابی ہے وہ یہ کہ لوگ ان کو حاجت روا اور مشکل کشا سمجھ کر اس نیت سے فاتحہ و نیاز دلاتے ہیں کہ ان سے ہمارے کام نکلیں گے حاجتیں پوری ہوں گی اولاد ہو گی مال اور رزق بڑھے گا اولاد کی عمر بڑھے گی۔ ہر مسلمان جانتا ہے کہ اس طرح کا عقیدہ صاف شرک ہے خدا بچائے۔ غرض ان سب رسموں اور عادتوں کو بالکل چھوڑ دینا چاہئے۔ اگر کسی کو ثواب بخشنا منظور ہو تو بس جس طرح شریعت کی تعلیم ہے اس طرح سیدھے سادے طور پر بخش دینا چاہئے جیسا ہم نے اوپر بیان کیا ہے اور ان سب لغویات کو چھوڑ دینا چاہئے بس بلا پابندی رواج جو کچھ توفیق اور میسر ہو پہلے محتاج کو دے دو پھر اس کا ثواب بخش دو ہمارے اس بیان سے گیارہویں، سہ منی، توشہ وغیرہ سب کا حکم نکل آیا اور سمجھ میں آ گیا ہو گا۔ بعضے لوگ قبروں پر چڑھاوا چڑھاتے ہیں یہ تو بالکل حرام ہے اور اس چڑھاوے کا کھانا بھی

۱: عن ابی هريرة رضى الله عنه قال قال رسول الله ﷺ من تصدق بعدل تمرة من كسب الطيب فان الله يتقبلها بيمينه ثم يربيها لصاحبها كما يربى احدكم فلوه حتى تكون مثل الجبل متفق عليه ۱۲ مشكوٰة۔

۲: وجعلوا لله مما ذرأ من الحرث والانعام نصيبا فقالوا هذا لله بزعمهم وهذا لشركائنا فما كان لشركائهم فلا يصل الى الله وما كان لله فهو يصل الى شركائهم ساء ما يحكمون ۱۲ سورة الانعام پاره ۸۔

۳: صحنک صاد کے زیر کے ساتھ یعنی رکابی اور طشتری ۱۲۔

٤: وقالوا هذه انعام وحرث حجر لا يطعمها الا من نشاء بزعمهم وانعام حرمت ظهورها وانعام لا يذكرون اسم الله عليها افتراء عليه سيجزيهم بما كانوا يفترون وقالوا ما فى بطون هذه الانعام خالصة لذكورنا ومحرم على ازواجنا وان يكن ميتة فهم فيه شركاء سيجزيهم وصفهم انه حكيم عليم ۱۲ سورة الانعام ركوع ۱٦ پاره نمبر ۸۔

درست نہیں۔ نہ خود کھاؤ نہ کسی کو دو کیونکہ جس کا کھانا درست نہیں دینا بھی درست نہیں۔

۱۵) بعضے آدمی مزاروں پر چادریں اور غلاف بھیجتے ہیں اور اس کی منت مانتے ہیں، چادر چڑھانا منع ہے اور جس عقیدے سے لوگ ایسا کرتے ہیں وہ شرک ہے۔ اور دوسرے خیرات صدقے میں بھی جاہلوں نے بہت سے بے شرع رواج نکال رکھے ہیں چنانچہ ایک رواج اکثر جاہلوں میں یہ ہے کہ کسی بیماری کا اتار سمجھ کر چیلوں وغیرہ کو گوشت دیتے ہیں۔ چونکہ اکثر یہ اعتقاد ہوتا ہے کہ بیماری اسی گوشت میں لپٹ کر چلی گئی اور اسی لئے وہ گوشت آدمی کے کھانے کے قابل نہیں سمجھتے اور ایسے اعتقاد کی شرع میں کوئی سند نہیں۔ اس لئے یہ بھی بالکل شرع کے خلاف ہے۔ ایک رواج یہ ہے کہ جانور بازار سے مول منگوا کر چھوڑتی ہیں اور یہ سمجھتی ہیں کہ ہم نے اللہ کے واسطے ایک جان کو آزاد کیا ہے اللہ میاں ہمارے بیمار کی جان کو مصیبت سے آزاد کر دیں گے سو یہ اعتقاد کرنا کہ جان کا بدلہ جان ہوتا ہے شرع میں اس کی بھی کوئی سند نہیں۔ ایسی بے سند بات کا اعتقاد کرنا خود گناہ ہے۔ ایک رواج اس سے بڑھ کر غضب کا ہے کہ کوئی چیز کھانے پینے کی چوراہے پر رکھوا دیتے ہیں یہ بالکل کافروں کی رسم ہے، برتاؤ میں کافروں کا طریقہ ویسے بھی منع ہے اور جو اس کے ساتھ عقیدہ بھی خراب ہو تو اس میں شرک اور کفر کا بھی ڈر ہے۔ اس کام کے کرنے والے یہی سمجھتے ہیں کہ اس پر کسی جن یا بھوت یا پیر شہید کا بادیا ستاؤ ہو گیا ہے ان کے نام بھینٹ دینے سے وہ خوش ہو جائیں گے اور یہ بیماری یا مصیبت جاتی رہے گی سو یہ بالکل مخلوق کی پوجا ہے جس کا شرک ہونا صاف ظاہر ہے اور اس میں جو رزق کی بے ادبی اور راستہ چلنے والوں کو تکلیف ہوتی ہے اس کا گناہ الگ رہا۔ ایک رواج یہ گھڑ رکھا ہے کہ بعضے موقعوں میں صدقہ کیلئے بعضی چیزوں کو خاص کر رکھا ہے جیسے ماش اور تیل اور وہ بھی خاص بھنگی کو دیا جاتا ہے۔ اول تو ایسے خاص کرنے کی شرع میں کوئی سند نہیں اور بے سند خاص کرنا گناہ ہے پھر مسلمان محتاج کو چھوڑ کر بھنگی کو دینا یہ بھی شرع کا مقابلہ کیونکہ شرع میں مسلمان کا حق زیادہ اور مقدم ہے پھر اس میں یہ اعتقاد بھی ہوتا ہے کہ اس صدقہ میں بیماری لپٹی ہوئی ہے اس واسطے گندے ناپاک لوگوں کو دینا چاہئے کہ وہ سب الابلا کھا جائیں گے سو یہ اعتقاد بھی بے سند ہے اور ایسی بے سند بات کا اعتقاد کرنا خود گناہ ہے اس واسطے خیرات کے ان طریقوں کو چھوڑ کر سیدھا طریقہ اختیار کرنا چاہئے کہ جو کچھ خدائے تعالیٰ نے میسر کیا خواہ کوئی چیز ہو چپکے سے کسی محتاج کو یہ سمجھ کر دے دیا کہ اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہوں گے اور اس کی برکت سے بلا اور مصیبت کو دفع کر دیں گے اس سے زیادہ سب فضول پکھنڈ بلکہ گناہ ہیں۔ ایک رواج یہ نکال رکھا ہے کہ گلگلے وغیرہ پکا کر عورتیں مسجد میں لے جا کر خاص محراب یا منبر پر رکھتی ہیں اور بعضی جگہ باجا بھی ساتھ ہوتا ہے باجے کا ہونا تو ظاہر ہے جیسا کچھ برا ہے باقی اور قیدیں بھی واہیات ہیں بلکہ خود عورتوں کا مسجد میں جانا ہی منع ہے جب نماز کے واسطے عورتوں کو مسجد میں جانے سے منع کیا ہے تو یہ کام تو اس کے سامنے کچھ بھی نہیں بعضی ان میں جوان ہوتی ہیں بعضی زیور پہنے ہوتی ہیں، بعضی چراغ ہاتھ میں لئے ہوتی ہیں کہ ہمارا منہ بھی دیکھ لو۔ اسی طرح بعضی عورتیں منت ماننے کو یا دعا کرنے کو یا سلام کرنے کو مسجد میں جاتی ہیں یہ سب باتیں خلاف شرع ہیں سب سے توبہ کرنی چاہئے جو کچھ دینا دلانا ہو یا دعا کرنا ہو اپنے گھر میں بیٹھ کر کر لو۔

ان رسموں کا بیان جو کسی کے مرنے میں برتی جاتی ہیں

اول　غسل اور کفن کے سامان میں بڑی دیر کرتی ہیں کسی طرح دل ہی نہیں چاہتا کہ مردہ گھر سے نکلے[۱] پیغمبر ﷺ نے بڑی تاکید فرمائی ہے کہ جنازے میں ہرگز دیر مت کرو۔

دوسرے جنازے[۲] کے سامنے کچھ اناج یا پیسے وغیرہ بھیجتی ہیں کہ قبر پر خیرات کر دیا جائے اس میں زیادہ نیت ناموری کی ہوتی ہے جس میں کچھ بھی

۱: عن الحصین رضی اللّٰہ عنہ بن وحوح ان طلحۃ بن البراء مرض فاتاہ النبی ﷺ یعودہ فقال انی لا اری طلحۃ الا قد حدث فیہ الموت فاذنونی بہ وعجلوا فانہ لا ینبغی لجیفۃ مسلم ان تحلس بین ظھرے اھلہ رواہ ابو داؤد کتاب المنتقی ص ۱۱۳۔ عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ اسرعوا بالجنازۃ فان تک صالحۃ فخیر تقدمونھا الیہ وان تک سوی ذلک فشر تضعونہ عن رقابکم متفق علیہ ۱۲ مشکوٰۃ شریف ص ۱۴۴۔

۲: ویکرہ اتخا ذ الضیافۃ من الطعام من اھل المیت لا نہ شرع فی السرور لافی الشرور وھی بد عۃ مستقبحۃ روی الا مام احمد وابن ماجۃ باسناد صحیح عن جریر ابن عبداللّٰہ قال کنا نعد الا جتماع الی اھل المیت وصنعھم الطعام من النیاحۃ اہ وفی البزازیۃ ویکرہ اتخاذ الطعام فی الیوم الا ول والثالث و بعد الا سبوع ونقل الطعام الی القبر فی المواسم وھذہ الا فعال کلھا للسمعۃ والریاء فتحرز عنھا لا نھم لا یریدون بھا وجہ اللّٰہ تعالیٰ ولا سیما اذا کان فی الورثۃ صغار او غائب رد المحتار ص ۱۲ مختصر۔

ثواب نہیں ملتا پھر یہ ہوتا ہے کہ غریب محتاج رہ جاتے ہیں اور جن کا پیشہ یہی ہے وہ لے جاتے ہیں۔ ثواب کے لئے جو کچھ دینا ہو سب سے چھپا کر ایسے لوگوں کو دو جو بہت محتاج یا اپاہج یا آبرو دار غریب یا دیندار نیک بخت ہوں۔

تیسرے اکثر عادت ہے کہ مرنے کے بعد مردے کے کپڑے جوڑے یا قرآن شریف وغیرہ نکال کر اللہ واسطے دے دیتی ہیں خوب سمجھ لو کہ جب کوئی مر جاتا ہے شرع سے جتنے آدمیوں کو اس کی میراث کا حصہ پہنچتا ہے وہ سب آدمی اس مردے کی ہر چھوٹی بڑی چیز کے مالک ہو جاتے ہیں اور وہ سب ان سب کے ساجھے کی ہو جاتی ہیں، پھر ایک یا دو شخصوں کو کب درست ہوگا کہ ساجھے کی چیز کسی کو دے دیں۔ اور اگر سب ساجھی اجازت بھی دے دیں لیکن کوئی ان میں نابالغ ہو تب بھی ایسی چیز کا دینا درست نہیں اور اس کی اجازت کا اعتبار نہیں۔ اسی طرح اگر سب ساجھی بالغ ہوں لیکن شرما شرمی اجازت دے دیں تب بھی ایسی چیز کا دینا درست نہیں اس لئے جہاں ایسا موقع ہو تو اول وہ سب چیزیں کسی عالم سے ہر ایک کا حصہ پوچھ کر شرع کے موافق آپس میں بانٹ لیں پھر ہر شخص کو اپنے حصہ کا اختیار ہے جو چاہے کرے اور جس کو چاہے دے۔ البتہ اگر سب وارث بالغ ہوں اور سب خوشی سے اجازت دے دیں تو بدون بانٹے بھی دینا خرچ کرنا درست ہوگا۔

چوتھے بعض مقرر تاریخوں پر یا ان سے ذرا آگے پیچھے کچھ کھانا وغیرہ پکا کر برادری میں بانٹا جاتا ہے اور کچھ غریبوں کو کھلا دیا جاتا ہے اس کو تیجا، دسواں، چالیسواں، کہتے ہیں۔ اس میں اول تو نیت ٹھیک نہیں ہوتی نام کے واسطے یہ سب سامان کیا جاتا ہے۔ جب یہ نیت ہوئی تو ثواب تو کیا ہوتا اور الٹا گناہ اور وبال ہے۔ بعضے جگہ قرض لے کر یہ رسمیں پوری کی جاتی ہیں اور سب جانتی ہیں کہ ایسے غیر ضروری کام کے لئے قرضدار بننا خود بری بات ہے اور اتنی پابندی کرنا کہ شرع کے حکموں سے بھی زیادہ ہو جائے یہ بھی گناہ ہے۔ اگر اکثر یہ رسمیں مردے کے مال سے ادا ہوتی ہیں جس میں یتیموں کا بھی ساجھا ہوتا ہے۔ یتیموں کا مال ثواب کے کاموں میں بھی خرچ کرنا درست نہیں، تو گناہ کے کاموں میں تو اور زیادہ برا ہوگا۔ البتہ اپنے مال میں سے جو کچھ توفیق ہو غریبوں کو پوشیدہ کر کے دے دو۔ ایسی خیرات خدائے تعالیٰ کے یہاں قبول ہوتی ہے۔ بعض لوگ خاص کر کے مسجدوں میں میٹھے چاول بھی بھیجتے ہیں، بعضے تیل ضرور بھیجتے ہیں، بعضے بچوں کے مرنے کے بعد دودھ بھیجتے ہیں کہ وہ بچہ دودھ پیا کرتا تھا۔ ان قیدوں کی کوئی سند شرع میں نہیں ہے۔ اپنی طرف سے نئے طریقے تراشنا بڑا گناہ ہے۔ ایسے گناہ کو شرع میں بدعت کہتے ہیں اور پیغمبر ﷺ[1] نے فرمایا ہے کہ بدعت گمراہی کی چیز ہے اور وہ دوزخ میں لے جانے والی ہے۔ بعض یہ بھی سمجھتی ہیں کہ ان تاریخوں میں اور جمعرات کے دن اور شب برات وغیرہ کے دنوں میں مردوں کی روحیں گھروں میں آتی ہیں اس بات کی بھی شرع میں کچھ اصل نہیں، ان کو آنے کی ضرورت ہی کیا ہے کیونکہ جو کچھ ثواب مردے کو پہنچایا جاتا ہے اس کو خود اس کے ٹھکانے پہنچ جاتا ہے پھر اس کو کون ضرورت ہے کہ مارا مارا پھرے۔ پھر یہ بھی ہے کہ اگر مردہ نیک اور بہشتی ہے تو ایسی بہار کی جگہ چھوڑ کر کیوں آنے لگا، اور اگر بد اور دوزخی ہے تو اس کو فرشتے کیوں چھوڑ دیں گے کہ عذاب سے چھوٹ کر سیر کرتا پھرے۔ غرض یہ بات بالکل بے جوڑ معلوم ہوتی ہے۔ اگر کسی ایسی ویسی کتاب میں لکھا ہوا دیکھو تب بھی ایسا اعتقاد مت رکھنا۔ جس کتاب کو عالم سند نہ رکھیں وہ بھروسے کی نہیں ہے۔

پانچویں میت کے گھر میں عورتیں کئی بار اکٹھی ہوتی ہیں اور سمجھتی ہیں کہ ہم اس کے درد شریک ہیں لیکن وہاں پہنچ کر بعضی تو پان چھالیا کھانے کے شغل میں لگ جاتی ہیں، اگر پان چھالیا میں ذرا دیر یا کمی ہو جائے تو ساری عمر گاتی پھریں کہ فلانے کے گھر پان کا ٹکڑا نصیب نہیں ہوا تھا۔ بعضی وہاں کھانا بھی کھاتی ہیں، چاہے اپنا گھر کتنا ہی نزدیک ہو لیکن خواہ مخواہ میت کے گھر جا کر پڑ رہتی ہیں اور بعضی تو مہینے مہینے بھر رہتی ہیں۔ بھلا بتاؤ یہ عورتیں درد شریک ہونے آئی ہیں یا خود اوروں پر اپنا دردڈالنے آئی ہیں۔ ایسی بیہودہ عورتوں کی وجہ سے گھر والوں کو اس قدر تکلیف اور پریشانی ہوتی ہے جس کی کوئی انتہا نہیں، ایک تو اس پر مصیبت تھی ہی دوسری یہ اس سے بڑھ کر مصیبت آپڑی۔ وہی مثل ہوگئی، سر پٹنا گھر لٹنا۔ بعضی ان میں مردے کا نام تک نہیں لیتیں، بلکہ دو ۲ دو ۲ چار چار جمع ہو کر بیٹھتی ہیں اور دنیا جہان کے قصے وہاں بیان کئے جاتے ہیں بلکہ ہنستی ہیں خوش ہوتی ہیں، کپڑے ایسے بھڑکدار پہن کر آتی ہیں جیسے کسی شادی میں شریک ہونے چلی ہیں، بھلا ان بیہودیوں کے آنے سے کون سا فائدہ دین یا دنیا کا ہوا۔ بعضی جو سچ مچ خیر خواہ کہلاتی ہیں کچھ درد میں بھی شریک ہوتی ہیں مگر جو اصل

---

[1]: عن عرباض بن سارية في حديث مرفوع طويل اياكم ومحدثات الا مور فان كل محدثة بدعة و كل بدعة ضلا لة رواه احمد وابوداؤد ۱۲ مشكوٰة ص ۳۰۔

طریقہ درد میں شریک ہونے کا ہے کہ آکر مردے والوں کو تسلی دے صبر دلائے ان کے دل کو تھامے اس طریقہ سے کوئی شریک نہیں ہوتی بلکہ اور اوپر سے گلے لگ کر رونا شروع کر دیتی ہیں۔ بعضی تو یونہی جھوٹ موٹ منہ بناتی ہیں، آنکھ میں آنسو تک نہیں ہوتا اور بعضی اپنے گڑے مردوں کو یاد کر کے خواہ مخواہ کا احسان گھر والوں پر رکھتی ہیں۔ اور جو صدق دل سے بھی روتی ہیں وہ بھی کہاں کی اچھی ہیں کیونکہ اول تو اکثر بیان کر کے روتی ہیں جس کے واسطے پیغمبر ﷺ نے بہت سخت ممانعت فرمائی ہے بلکہ لعنت کی ہے، اور دوسرے ان کے رونے سے گھر والوں کا دل اور بھر آتا ہے اور زخم پر نمک چھڑکا جاتا ہے زیادہ بیتاب ہو کر بگڑ بگڑ کر روتی ہیں اور تھوڑا بہت جو صبر آچلا تھا وہ بھی جاتا رہتا ہے تو ان عورتوں نے بجائے صبر دلانے کے اور الٹی بے صبری بڑھادی۔ پھر ان کے آنے کا فائدہ کیا ہوا۔ سچ بات یہ ہے کہ غم والوں کا غم بٹانے کو کوئی نہیں آتا بلکہ اپنے اوپر سے الزام اتارنے کو جمع ہوتی ہیں، بھلا جب عورتوں کے جمع ہونے میں اتنی خرابیاں ہوں ایسا جمع ہونا کب درست ہوگا۔ ان میں بعضی دور کی آئی ہوئی مہمان ہوتی ہیں، بہلیوں میں چڑھ چڑھ کر آتی ہیں اور کئی کئی روز تک رہتی ہیں۔ اور گھاس دانہ بیلوں کا اور اپنی آؤ بھگت کا سارا بوجھ گھر والوں پر ڈالتی ہیں، چاہے مردے والوں پر کیسی ہی مصیبت ہو، چاہے ان کے گھر کھانے کو بھی نہ ہو لیکن ان کے لئے سارے تکلف کرنا ضرور، حالانکہ حدیث[1] شریف میں ہے کہ مہمان کو چاہئے کہ گھر والوں کو تنگ نہ کرے، اس سے زیادہ اور تنگ کرنا کیا ہوگا پھر بعضوں کے ساتھ بچوں کی دھاڑ ہوتی ہے اور وہ چار چار وقت آٹھ آٹھ وقت کھانے کو کہتے ہیں۔ کوئی گھی شکر کی فرمائش کر رہا ہے۔ کوئی دودھ کے واسطے مچل رہا ہے۔ اور اس سب کا بندوبست گھر والوں کو کرنا پڑتا ہے اور مدتوں تک یہی سلسلہ جاری رہتا ہے خاص کر عورت اگر بیوہ ہو جائے تو ایک چڑھائی تو تازہ موت کے زمانے میں ہوئی تھی، دوسری ویسی ہی چڑھائی عدت گذرنے پر ہوتی ہے جس کا نام چھ ماہی رکھا ہے اور یوں کہا جاتا ہے کہ عدت سے نکالنے کے لئے آئی ہیں۔ ان سے کوئی پوچھے کہ عدت کوئی کوٹھڑی ہے جس میں سے بیوہ کو ہاتھ پاؤں پکڑ کر نکالیں گی۔ جب چار مہینے دس دن گذر گئے عدت سے نکل گئی، اور اگر اس کو حمل تھا تو جب بچہ پیدا ہو گیا عدت ختم ہو گئی اس کے لئے اس واہیات کی کون ضرورت ہے کہ سارا جہان اکٹھا ہو پھر اس سارے طوفان کا خرچ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ مردے کے مال سے کیا جاتا ہے جس میں سب وارثوں کا ساجھا ہوتا ہے بعضے تو ان میں پردیس میں ہوتے ہیں ان سے اجازت حاصل نہیں کی جاتی اور بعضے نابالغ ہوتے ہیں ان کی اجازت کا شرع میں اعتبار نہیں یاد رکھو کہ جس نے خرچ کیا ہے سارا اسی کے ذمہ پڑے گا اور سب وارثوں کا حق پورا پورا دینا پڑے گا۔ اور اگر کوئی بہانہ لائے کہ میرا حصہ ان خرچوں کے لئے کافی نہیں ہوتا تو اس کا جواب یہ ہے کہ اگر سب کا حصہ بھی کافی نہ ہو تو کیا کرو گی، کیا پڑوسیوں کی چوری درست ہو جائے گی۔ غرض اس طوفان میں خرچ کرنے والے گنہگار ہوتے ہیں اور یہ خرچ ہو آنے والیوں کی بدولت اس لئے وہ بھی گنہگار ہوتی ہیں اس لئے یہ چاہئے کہ جو مرد و عورت پاس کے ہیں وہ کھڑے کھڑے آئیں اور صبر و تسلی دے کر چلے جائیں۔ پھر دوبارہ آنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اسی طرح تاریخ مقرر کرنا بھی واہیات ہے جس کا جب موقع ہوا آ گیا۔ اور جو دور کے ہیں اگر یہ سمجھیں کہ بدون ہمارے گئے ہوئے مصیبت زدوں کی تسلی نہ ہوگی تو آنے کا کچھ ڈر نہیں۔ لیکن گاڑی وغیرہ کا خرچ اپنے پاس سے کرنا چاہئے۔ اور اگر محض الزام اتارنے کو آتی ہیں تو ہرگز نہ آئیں، خط سے تعزیت[2] ادا کریں۔

دستور[1] ہے کہ میت والوں کیلئے اول تو ان کے نزدیک کے رشتہ دار کے گھر سے کھانا آتا ہے، یہ بات بہت اچھی ہے لیکن اس میں بھی چھٹے

۱: (ابو شریح العدوی) سمعت اذنا ی و ابصرت عینا ی ووعاہ قلبی حین تکلم بہ النبی ﷺ فقال من کان یومن باللّٰہ والیوم الا خر فلیکرم ضیفہ جائزتہ قالوا وما جائزتہ یا رسول اللّٰہ (ﷺ) قال یومہ و لیلتہ والضیا فۃ ثلاثہ ایام فما کان وراء ذلک فھو صدقۃ علیہ ومن کان یومن باللّٰہ والیوم الا خر فلیقل خیرا او لیصمت وفی روایۃ ولا یحل لرجل مسلم ان یقیم عند اخیہ حتے یوثمہ قالوا یارسول اللّٰہ وکیف یوثمہ قال یقیم عندہ ولا بشیء لہ یقریہ بہ ۱ للستۃ الا النسائی جمع الفوائد ۳ص ج۲۔

۲: ثواب حاصل کرنے کی نیت سے ۱۲ محشی تعزیت کے معنی میت کے رشتہ داروں کو صبر و تسلی کے الفاظ لکھنا یا کہنا ہیں ۱۲۔

۱: قال فی الفتح ویستحب لجیران اھل المیت والا قرباء الا باعد تھیئۃ طعام لھم یشبعھم یومھم ولیلتھم لقولہ ﷺ اصنعوا لال جعفر طعاما فقد جاء ھم ما یشغلھم حسنہ الترمذی وصححہ الحاکم ولا نہ بر ومعروف ویلح علیھم فی الا کل لان الحزن یمنعھم من ذلک فیضعفون ۱۲ رد المحتار ج۱ ص ۹۴ قال الا مام المحدث الشیخ عبدالغنی الدھلوی فی شرح الحدیث المذکور فما زالت سنۃ حتی کان حدیثا فترک ای ترک عملہ اوترک من حیث السنۃ بل صار بدعۃ مذمومۃ قال السیوطی الحدیث لا مر الحادث المنکر
(جاری ہے)

لوگوں نے کچھ خرابیاں کرلی ہیں ان سے بچنا واجب ہے اول تو اس میں ادلے بدلے کا خیال ہونے لگا ہے کہ فلانے نے ہمارے یہاں بھیجا تھا ہم ان کے گھر بھیجیں۔ پھر اس کا اس قدر خیال ہے کہ اگر اپنے پاس گنجائش نہ ہو اور کوئی دوسرا شخص خوشی سے چاہے کہ میں بھیج دوں مگر یہ شخص بیڈھب ضد کرے گا کہ نہیں ہمارے ہی یہاں سے جائے گا اور اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ ہم نہ بھیجیں گے تو ہم پر طعن ہوگا کہ کھالیا تھا لیکن بدلہ نہیں دیا گیا۔ اور ایسی پابندی اول تو خود منع ہے پھر اس کے لئے کبھی قرض بھی لینا پڑتا ہے۔ اس لئے اس پابندی کو چھوڑ دیں جس رشتہ دار کو توفیق ہوئی بھیج دیا۔ اسی طرح یہ پابندی بھی بڑی بری ہے کہ نزدیک کے رشتہ دار رہتے ہوئے دور کا رشتہ دار کیوں بھیجے۔ اس کے لئے مرتے مارتے ہیں اس کی وجہ بھی وہی بدنامی مٹانا ہے تو اس پابندی کو بھی چھوڑ دیں۔ ایک خرابی اس میں یہ کرلی ہے کہ ضرورت سے بہت زیادہ کھانا بھیجا جاتا ہے۔ اور میت کے گھر دور دور کے علاقہ دار کھانے کے واسطے جم کر بیٹھ جاتے ہیں یہ کھانا صرف ان لوگوں کو کھانا چاہیے جو غم اور مصیبت کے غلبہ میں اپنا چولہا نہیں جھونک سکتے اور جن کے گھر سب نے کھانا پکایا ہے وہ اس کھانے سے کیوں کھاتی ہیں اپنے گھر جا کر کھائیں یا اپنے گھر سے منگالیں۔ ایک خرابی یہ کرتی ہیں کہ بعضی اس کھانے میں بھی تکلف کا سامان کرتی ہیں یہ بھی چھوڑ دینا چاہیے جو وقت پر آسانی سے ہوگیا مختصر سا تیار کر کے میت والوں کے واسطے بھیج دیا۔

ساتویں بعضی[1] عورتیں ایک یاد و حافظوں کو کچھ دے کر قرآن مجید پڑھواتی ہیں کہ مردے کو ثواب بخشا جائے۔ بعضی جگہ تیسرے دن چنوں پر کلمہ اور سیپاروں میں قرآن مجید پڑھوایا جاتا ہے۔ چونکہ ایسے لوگ روپیہ پیسہ یا چنے اور کھانے کے لالچ سے قرآن مجید پڑھتے ہیں ان کو خود ہی کچھ ثواب نہیں ملتا۔ جب ان ہی کو کچھ نہیں ملا تو مردے کو کیا بخشیں گے وہ سب پڑھا پڑھایا اور دیا دلایا بیکار اور اکارت جاتا ہے بعضے آدمی لالچ سے نہیں پڑھتے لیکن لحاظ اور بدلہ اتارنے کو پڑھتے ہیں یہ بھی دنیا کی نیت ہوئی اس کا ثواب بھی نہیں ملتا۔ ہاں جو شخص محض خدا کے واسطے بدون لالچ اور لحاظ کے پڑھ دے نہ جگہ ٹھہراوے نہ تاریخ ٹھہراوے اس کا ثواب بے شک پہنچتا ہے۔

رمضان شریف کی بعضی رسموں کا بیان

ایک یہ کہ بعضی عورتیں رمضان شریف میں حافظ کو گھر کے اندر بلا کر تراویح میں قرآن مجید سنا کرتی ہیں اگر یہ حافظ اپنا کوئی محرم مرد ہو اور گھر ہی کی عورتیں سن لیا کریں اور یہ حافظ فرض نماز مسجد میں پڑھ کر فقط تراویح کے واسطے گھر میں آجایا کرے تو کچھ ڈر نہیں لیکن آج کل اس میں بھی بہت سی بے احتیاطیاں کر رکھی ہیں۔

اول بعض جگہ نامحرم حافظ گھر میں بلایا جاتا ہے اور اگرچہ نام چارے کو کپڑوں کا پردہ ہوتا ہے لیکن عورتیں چونکہ بے احتیاط زیادہ ہوتی ہیں اس واسطے اکثر ایسا ہوتا ہے کہ یا تو حافظ جی سے باتیں شروع کردیتی ہیں یا آپس میں خوب پکار پکار کر بولتی ہیں اور حافظ جی سنتے ہیں بھلا بدون لاچاری کے اپنی آواز نامحرم کو سنانا کب درست ہے۔

دوسرے جو شخص قرآن مجید سناتا ہے جہاں تک ہوسکتا ہے خوب آواز بنا کر پڑھتا ہے بعضے شخص کی لے ایسی اچھی ہوتی ہے کہ ضرور سننے والے کا دل اس کی طرف ہو جاتا ہے تو اس صورت میں نامحرم مردوں کی لے عورتوں کے کان میں پہنچنا کتنی بری بات ہے۔

(گذشتہ سے پیوستہ)

الذی لیس بمعروف وفی السنة والمفاد من هذا الحدیث واللّٰه اعلم ان هذا الا مکان فی الا بتداء علی الطریقة المسنونة ثم صار بدعة فی الا سلام حیث صار مفا خرة مبا ها ة کما هو المعهود فی زما ننا لان الناس یجتمعون عند اهل المیت فیبعث اقاربهم اطعمة لاتخلو عن التکلف فید خل بهذا السبب البدعة الشنیعة فبهم تبلیغ الحق ص ٦۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

[1]: ثم ان من الرسوم اللازمة احضار جماعة القراء لقراء ة القران وهولا شك امر حسن فان ثواب القراء ة یصل الی المیت انشاء اللّٰه تعالیٰ ولکن بشرط ان تکون القراء ة خالصة لوجه اللّٰه تعالیٰ وکیف تکون خالصة والفقیر لایقرأ الا للدراهم التی یتنا ولها فهل عطله الاجرة علی القراء ة جائز فی مذهب ولا شك ان الثواب انما یصل الی المیت اذا وجد وتحقق وحیث لم یوجد ثوا ب اصلا فما الذی یصل الی المیت فان قلت کیف لم یوجد ثواب قلت لان الفقیر الذی قرأ انما قرأ للدراهم فهوقد حصل اجره فی الدنیا فلم یبق له ثواب فے الاخری والشی ء الذی لم یحصل له ولا یملکه هو کیف یهبه الی المیت وهذه المسئلة منصوص علیها فی کتب الفقه فیر اجعها ان شئت واللّٰه الموفق ١٢ تبلیغ الحق ص ٢۔

تیسرے محلہ بھر کی عورتیں روز کے روزا کٹھی ہوتی ہیں۔

اول تو عورت کو بدون ناچاری کے گھر سے باہر پاؤں نکالنا منع ہے اور یہ کوئی ناچاری نہیں کیونکہ ان کو شرع میں کوئی تاکید نہیں آئی کہ تراویح جماعت سے پڑھا کرو۔ پھر نکلنا بھی روز روز کا اور زیادہ برا ہے پھر لوٹنے کا وقت ایسا بے موقع ہوتا ہے کہ رات زیادہ ہو جاتی ہے۔ گلیاں کوچے بالکل خالی سنسان ہو جاتے ہیں۔ ایسی حالت میں خدانہ کرے اگر مال یا آبرو کا نقصان ہو جائے تو تعجب نہیں خواہ مخواہ اپنے کو خلجان میں ڈالنا عقل کے بھی خلاف ہے اور شرع کے بھی خلاف ہے خاص کر بعضی عورتیں تو کڑے چھڑے وغیرہ پہن کر گلیوں میں چلتی ہیں تو اور بھی زیادہ خرابی کا اندیشہ ہے۔ ایک دستور رمضان شریف میں یہ ہے کہ چودھویں روزے کو خاص سامان کھانے وغیرہ کا کیا جاتا ہے اور اس کو ثواب کی بات سمجھتی ہیں شرع میں جس بات کو ثواب نہ کہا ہو اس کو ثواب سمجھنا خود گناہ ہے اس واسطے اس کو بھی چھوڑنا چاہئے۔ ایک دستور یہ ہے کہ بچہ جب پہلا روزہ رکھتا ہے تو چاہے کوئی کیسا ہی غریب ہو لیکن قرض کر کے بھیک مانگ کر روزہ کشائی کا بکھیڑا ضرور ہو گا۔ جو بات شرع میں ضرور نہ ہو اس کو ضرور سمجھنا بھی گناہ ہے اس واسطے ایسی پابندی چھوڑ دینا چاہئے۔

عید کی رسموں کا بیان

ایک تو سویاں پکانے کو بہت ضروری سمجھتی ہیں شرع سے یہ ضروری بات نہیں اگر دل چاہے پکالو مگر اس میں ثواب مت سمجھو۔ دوسرے رشتہ داروں کے بچوں کو دینا لینا یا رشتہ داروں کے گھر کھانا بھیجنا پھر اس میں ادلا بدلا رکھنا اور نہوت میں قرض لے کر کرنا یہ پابندی فضول بھی ہے اور تکلیف بھی ہوتی ہے اس لئے یہ سب قیدیں چھوڑ دیں۔

بقر عید کی رسموں کا بیان

دینا لینا یہاں بھی عید کا سا ہے جیسا اس کا حکم ابھی پڑھا ہے وہی اس کا حکم بھی ہے دوسرے اس میں بہت سے آدمیوں پر قربانی واجب ہوتی ہے اور قربانی نہیں کرتے یہ بھی گناہ ہے تیسرے قربانی میں اپنی طرف سے یہ بات گھڑ رکھی ہے کہ سری سقے کا حق ہے اور پائے نائی کا حق ہے یہ بھی واہیات اور خلاف شرع پابندی ہے ہاں اپنی خوشی سے جس کو چاہے دے دو۔

ذیقعدہ اور صفر کی رسموں کا بیان

جاہل عورتیں ذیقعدہ کو خالی کا چاند کہتی ہیں اور اس میں شادی کرنے کو منحوس سمجھتی ہیں یہ اعتقاد بھی گناہ ہے توبہ کرنا چاہئے۔ اور صفر[1] کو تیرہ تیزی کہتی ہیں۔ اور اس مہینے کو نامبارک جانتی ہیں۔ اور بعضی جگہ تیرھویں تاریخ کو کچھ گھونگنیاں وغیرہ پکا کر تقسیم کرتی ہیں کہ اس کی نحوست سے حفاظت رہے۔ یہ سارے اعتقاد شرع کے خلاف اور گناہ ہیں توبہ کرو۔

ربیع الاول یا اور کسی وقت میں مولد[1] شریف کا بیان

بعضی جگہ عورتوں میں بھی مولد شریف ہوتا ہے اور جس طرح آج کل ہوتا ہے اس میں یہ خرابیاں ہیں۔

۱) اگر عورت پڑھنے والی ہے تو اکثر اس کی آواز باہر دروازے میں جاتی ہے۔ نامحرموں کو آواز سنانا برا ہے۔ خاص کر شعر اشعار پڑھنے کی آواز

۱: عن ابن مسعودؓ عن النبی ﷺ قال المرا ۃ عورۃ فاذا خرجت استشرفها الشیطان رواہ الترمذی ۱۲ مشکوٰۃ شریف ص ۲۶۹۔

۱: عن عباس رضی اللہ تعالی عنه لاعدوی ولا صفر ای لا ان الامور الردیة تقع فی صفر دون غیرہ وذلک ان العرب کانت تحرم صفر وتستحل المحرم ۱۲ السراج المنیر شرح الجامع الصغیر مع حاشیة ج ۳ ص ۴۲۳۔

(۱) رسول اللہ ﷺ کی پیدائش کے حالات بیان کرنے کو مولود یا میلاد کہتے ہیں۔ آپ کے حالات خواہ کسی قسم کے ہوں ان کا بیان کرنا اور سننا موجب برکت ہے اور ثواب ہے لیکن آج کل چونکہ اس میں بہت سی خرافات باتیں ملا دی گئی ہیں اس لئے اس کا کرنا ناجائز ہے ۱۲ مفصل دیکھو رسالہ طریقہ مولد شریف فتویٰ میلاد شریف وغیرہ ۱۲۔

میں زیادہ خرابی کا اندیشہ ہے۔

(۲) اگر مرد پڑھنے والا ہے تو یہ ظاہر ہے کہ وہ مرد سب عورتوں کا محرم نہ ہوگا۔ بہت سی عورتوں کا نامحرم ہوگا۔ اگر اس نے شعر اشعار خوش آوازی سے پڑھے جیسا آج کل دستور ہے تو عورتوں نے مرد کا گانا سنا یہ بھی منع ہے۔

(۳) روایتیں اور کتابیں مولد کے بیان کی اکثر غلط روایتوں سے بھری ہوئی ہیں ان کا پڑھنا اور سننا سب گناہ ہے۔

(۴) بعضے تو یوں سمجھتے ہیں کہ پیغمبر ﷺ اس محفل میں تشریف لاتے ہیں اور اسی واسطے بیچ میں پیدائش کے بیان کے وقت کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اس بات پر شرع میں کوئی دلیل نہیں اور جو بات شرع میں ثابت نہ ہو اس کا یقین کرنا گناہ ہے اور بعضے یہ اعتقاد نہیں رکھتے۔ لیکن کھڑے ہونے کو ایسا ضروری سمجھتے ہیں کہ جو کھڑا نہ ہو۔ اس کو برا بھلا کہتے ہیں۔ اور خود ان سے کہو کہ جب شرع میں کھڑا ہونا ضروری نہیں تو آج جو مولد ہوگا اس میں کھڑے مت ہونا تو کبھی ان کا دل گوارا نہ کرے اور یوں سمجھیں کہ جب کھڑے نہ ہوئے تو مولد ہی نہیں ہوا۔ جو چیز شرع میں ضروری نہ ہو اس کو ضروری سمجھنا یہ بھی گناہ ہے[1]۔

(۵) مٹھائی یا کھانا تقسیم کرنے کی ایسی پابندی ہے کہ کبھی ناغہ نہیں ہوتی۔ اور ناغہ کرنے میں بدنامی اور حضرت کی ناخوشی سمجھتے ہیں جو چیز شرع میں ضروری نہیں اس کی ایسی پابندی کرنا یہ بھی برا ہے۔

(۶) اس کے سامان میں یا پڑھتے پڑھتے دیر لگ گئی، یا مٹھائی بانٹنے میں اکثر نماز کا وقت تنگ ہو جاتا ہے یہ بھی گناہ ہے۔

(۷) اگر کسی کا عقیدہ بھی خراب نہ ہو اور گناہ کی باتوں کو اس سے نکال دے۔ جب بھی ظاہری پابندی سے جاہلوں کو ضرور سند ہوگی تو جس ثبات سے جاہلوں کے بگڑنے کا ڈر ہو اور وہ چیز شرع میں ضرور کرنے کی نہ ہو تو ایسی بات کو(۱) چھوڑ دینا چاہیے[2] اس لئے رواج کے موافق اس عمل کو نہ کرے بلکہ جب حضرت پیغمبر ﷺ کے حالات پڑھنے کا شوق ہو کوئی معتبر کتاب لے کر خود پڑھ لے یا بے اکٹھا کئے ہوئے گھر کے دو چار آدمی یا جو ملنے ملانے آگئے ہوں ان کو بھی سنا دے۔ اور اگر حضرت پیغمبر ﷺ کی روح مبارک کو کسی چیز کا ثواب بخشنا منظور ہو۔ دوسرے وقت مساکین کو دے کر یا کھلا کر بخش دے، نیک کام کو کوئی منع نہیں کرتا۔ مگر بے ڈھنگا پن برا ہے۔

رجب کی رسموں کا بیان

اس کو عام لوگ مریم[1] روزہ کا چاند کہتے ہیں اور اس کی ستائیس[2] تاریخ میں روزہ رکھنے کو اچھا سمجھتے ہیں کہ ایک ہزار روزوں کا ثواب ملتا ہے۔ شرع میں اس کی کوئی قوی(۲) اصل نہیں۔ اگر نفل روزہ رکھنے کو دل چاہے اختیار ہے خدائے تعالیٰ جتنا چاہیں ثواب دے دیں۔ اپنی طرف سے ہزار یا لاکھ مقرر نہ سمجھے۔ بعضی جگہ اس مہینے میں تبارک کی روٹیاں پکتی ہیں۔ یہ بھی گھڑی ہوئی بات ہے۔ شرع میں اس کا کوئی حکم نہیں۔ نہ اس پر کوئی ثواب کا وعدہ ہے۔ اس واسطے ایسے کام کو دین کی بات سمجھنا گناہ ہے۔

۱: ونظیر ذلك فعل كثير عند ذكر مولده ﷺ ووضع امرله من القيام وهو ايضا بدعة لم يرد فيه شيئ ۱۲ فتاویٰ ابن حجر مکی ص ۵۸۔

۲: (قاعدة) كل مباح يودى الى زعم الجهال سنية امراو وجوبه فهو مكروه ۱۲ تنقيح الفتاوىٰ الحامدية ج ۲ ص ۳۶۷۔

۱: ثم اعلم انا لم نجد فی كتب الا حاديث لا اثباتا ولا نفيا ما اشتهر بينهم من تخصيص الخامس عشرين من رجب بالتعظيم والصوم والصلوٰة وتسميته بيوم الا ستفتاح وتسميته بمريم روزه والله تعالىٰ اعلم ۱۲ ماثبت بالسنة ص ۷۷۔

۲: عن على رضى الله تعالىٰ عنه مرفوعاً ان شهر رجب شهر عظيم من صام منه يوما كتب الله له صوم الف سنة لا يصح ۱۲ اللالی المصنوعة فی الا حاديث الموضوعة ص ۱۱۵۔ ج ۲۔

(۱) خصوصاً جو حضرات صاحب اثر اور مقتدا ہوں یا کسی بزرگ سے منسوب ہوں ان کو ایسی باتوں سے ضرور بچنا چاہیے ۱۲۔

(۲) قوی کی قید اس مرتبہ بڑھائی گئی ۱۲ شبیر علی۔

شب برات کا حلوا، اور محرم کا کھچڑا اور شربت

شب برات کی اتنی اصل ہے کہ پندرھویں رات اور پندرھواں دن اس مہینے کا بہت بزرگی اور برکت کا ہے ہمارے پیغمبر ﷺ نے اس رات کو جاگنے کی اور اس دن کو روزہ رکھنے کی رغبت دلائی ہے[1] اور اس رات میں ہمارے حضور ﷺ نے مدینہ کے قبرستان میں تشریف لے جا کر مردوں کے لئے بخشش کی دعا مانگی ہے[2]۔ تو اگر اس تاریخ میں مردوں کو کچھ بخش دیا کرے چاہے قرآن شریف پڑھ کر چاہے کھانا کھلا کر۔ چاہے نقد دے کر، چاہے ویسے ہی دعا بخشش کی کردے تو یہ طریقہ سنت کے موافق ہے۔ اس سے زیادہ جتنے بکھیڑے لوگ کر رہے ہیں اس میں حلوے کی قید لگا رکھی ہے، اور اس طریقے سے فاتحہ دلاتے ہیں اور خوب پابندی سے یہ کام کرتے ہیں یہ سب واہیات ہیں۔ سب باتوں کی برائی اوپر ابھی پڑھ چکی ہو اور یہ بھی سن چکی ہو کہ جو چیز شرع میں ضروری نہ ہو اس کو ضروری سمجھنا حد سے زیادہ پابند ہو جانا بری بات ہے۔ اسی طرح محرم کی رسموں کو سمجھ لو۔ شرع میں صرف اتنی اصل ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یوں فرمایا ہے[3] کہ جو شخص اس روز اپنے گھر والوں پر خوب کھانے پینے کی فراغت رکھے سال بھر تک اس کی روزی میں برکت ہوتی ہے۔ اور جب اتنا کھانا گھر میں پکے تو اس میں سے اللہ کے واسطے بھی محتاجوں غریبوں کو دے دے تو کیا ڈر ہے۔ اس سے زیادہ جو کچھ کرتے ہیں اس میں اسی طرح کی برائیاں ہیں جیسا اوپر سن چکی ہو۔ اس سے بڑھ کر شربت تقسیم کرنے کی رسم ہے اپنے گمان میں کربلا کے پیاسے شہیدوں کو ثواب بخشتے ہیں۔ تو یاد رکھو کہ شہیدوں کو شربت نہیں پہنچتا بلکہ ثواب پہنچ سکتا ہے اور ثواب میں ٹھنڈا شربت اور گرم گرم کھانا سب برابر ہے۔ پھر شربت کی پابندی میں سو غلط عقیدے کے کہ ان کی پیاس اس سے بجھے گی اور کیا بات ہے ایسا غلط عقیدہ خود گناہ ہے۔ اور بعضے جاہل شب برات[4] میں آتش بازی اور محرم میں تعزیہ کا سامان کرتے ہیں۔ آتش بازی کی برائی پہلے باب میں لکھ دی ہے۔ اور تعزیہ کی برائی اس سے زیادہ کیا ہو گی کہ اس کے ساتھ ایسے ایسے برتاؤ کرتے ہیں کہ شرع میں بالکل شرک اور گناہ ہے۔ اس پر چڑھاوا چڑھاتے ہیں اس کے سامنے سر جھکاتے ہیں۔ اس پر عرضیاں لٹکاتے ہیں۔ وہاں مرثیے پڑھتے ہیں، روتے چلاتے ہیں اس کے ساتھ باجے بجاتے ہیں۔ اس کے دفن کرنے کی جگہ کو زیارت کی جگہ سمجھتے ہیں۔ مرد و عورت آپس میں بے پردہ ہو جاتے ہیں۔ نمازیں برباد کرتے ہیں۔ ان باتوں کی برائی کون نہیں جانتا۔ بعضے آدمی اور بکھیڑے نہیں کرتے مگر

۱: عن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی ﷺ اذا کان لیلۃ النصف من شعبان فقوموا لیلھا وصوموا نھا رھا فان اللہ ینزل فیھا لغروب الشمس الی السماء الدنیا فیقول الا من مستغفر فاغفرلہ الا من مسترزق فارزقہ الا من مبتلی فاعافیہ الا کذا الا کذا حتی یطلع الفجر رواہ ابن ماجۃ والبیہقی ۱۲ ماثبت بالسنۃ ص ۸۰۔

۲: عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنھا قالت فقدت رسول اللہ ﷺ ذات لیلۃ فخرجت اطلبہ فاذا ھو بالبقیع رافعا راسہ الی السماء فقال یا عائشۃ اکنت تخافین ان یحیف اللہ علیک ورسولہ قلت وما لی من ذلک ولکنی ظننت انک اتیت بعض نسائک فقال اللہ عزوجل ینزل لیلۃ النصف من شعبان الی السماء الدنیا فیغفر لاکثر من عدد شعر غنم کلب رواہ ابن ابی شیبۃ والترمذی و ابن ماجۃ والبیہقی ۱۲ ما ثبت بالسنۃ ص ۸۱ ومما ثبت من فعلہ ﷺ انہ اتی المقبرۃ لیلۃ النصف من شعبان لیستغفر للمومنین والمومنات والشھداء عن عائشۃ قالت دخل علی رسول اللہ ﷺ فوضع عنہ ثوبیہ ثم لم یستتم ان قام فلبسھما فاخذتنی غیرۃ شدیدۃ ظننت انہ یاتی بعض صواحباتی فخرجت اتبعہ فادرکتہ بالبقیع الغرقد یستغفر للمومنین والمومنات والشھداء الحدیث ما ثبت بالسنۃ ص ۸۵۔

۳،۴: اخرج حافظ الاسلام الزین العراقی فی امالیہ من طریق البیہقی ان النبی ﷺ قال ومن وسع علی عیالہ واھلہ یوم عاشوراء وسع اللہ علیہ سائر سنۃ ۱۲ ما ثبت بالسنۃ ص ۸ ومن البدع الشنیعۃ ما تعارف الناس فی اکثر بلاد الھند من ایقاد السرج ووضعھا علی البیوت والجدران و تفاخرھم بذلک واجتماعھم للھوو اللعب بالنار واحراق الکبریت فانہ مما لا اصل لہ فی الکتب الصحیحۃ المعتبرۃ بل ولا فی الغیر المعتبرۃ ولم یردفیھا حدیث لا ضعیف ولا موضوع ولا یعتاد ذلک فی غیر بلاد الھند من الدیار العربیۃ من الحرمین الشریفین زادھما اللہ تعالیٰ تعظیما وتشریفا ولا فی غیرھما ولا فی البلاد العجمیۃ ما عدا بلاد الھند بل عسی ان یکون ذلک وھو الظن الغالب اتخاذا من رسوم الھنود فی ایقاد السرج للدوالی فان عامۃ الرسوم البدعیۃ الشنیعۃ بقیت من ایام الکفر فی الھند وشاعت فی المسلمین بسبب المحاورۃ والاختلاط ۱۲ ما ثبت بالسنۃ ص ۸۷۔

شہادت نامہ پڑھا کرتے ہیں۔ تو یاد رکھو کہ اگر اس میں غلط روایتیں ہیں تب تو ظاہر ہے کہ منع ہے اور اگر صحیح روایتیں بھی ہوں جب بھی۔ چونکہ سب کی نیت یہی ہوتی ہے کہ سن کر روئیں گے اور شرع میں مصیبت کے اندر ارادہ کر کے رونا درست نہیں۔ اس واسطے اس طرح کا شہادت نامہ پڑھنا بھی درست نہیں۔ اسی طرح محرم کے دنوں میں ارادہ کر کے رنگ پڑیا چھوڑ دینا اور سوگ اور ماتم کی وضع بنانا اپنے بچوں کو خاص طور کے کپڑے پہنانا یہ سب بدعت اور گناہ کی باتیں ہیں۔

تبرکات کی زیارت کے وقت اکٹھا ہونا

کہیں کہیں جب شریف یا موئے شریف پیغمبر ﷺ یا کسی اور بزرگ کا مشہور ہے اس کی زیارت کے لئے یا تو اسی جگہ جمع ہوتے ہیں یا ان لوگوں کو گھروں میں بلا کر زیارت کرتے ہیں اور زیارت کرنے والوں میں عورتیں بھی ہوتی ہیں۔ اول تو ہر جگہ ان تبرکات کی سند نہیں۔ اور اگر سند بھی ہو تب بھی جمع ہونے میں بہت خرابیاں ہیں۔ بعضی خرابیاں وہاں بیان کر دی ہیں جہاں شادی میں عورتوں کے جمع ہونے کا ذکر لکھا ہے۔ پھر شور و غل اور بے پردگی اور کہیں کہیں زیارت والوں کا گانا جس کو سب عورتیں سنتی ہیں۔ یہ سب ہر شخص جانتا ہے کہ بری باتیں ہیں۔ ہاں اگر اکیلے میں زیارت کر لے اور زیارت کے وقت کوئی خلاف شرع بات نہ کرے تو درست[1] ہے اور رسموں کا پورا حال اصلاح الرسوم ایک کتاب ہے۔ اس میں لکھ دیا ہے۔ ہم اس جگہ صرف تم کو ایک گر بتلائے دیتے ہیں اس کا خیال رکھو گی تو سب رسموں کا حال معلوم ہو جائے گا اور کبھی دھوکہ نہ ہوگا۔ وہ گر یہ ہے کہ جس بات کو شرع نے ناجائز کہا ہو اس کو جائز سمجھنا گناہ ہے اور جس کو جائز بتلایا ہو مگر ضرور نہ کہا ہو اس کو ضروری سمجھ کر پابندی کرنا یا نام کمانے کو کرنا یہ بھی گناہ ہے۔ اسی طرح جس کام کو شرع نے ثواب نہیں بتلایا اس کو ثواب سمجھنا گناہ ہے اور جس کو ثواب بتلایا ہو مگر ضرور نہ کہا ہو اس کو ضروری سمجھنا گناہ ہے۔ اور جو ضرور نہ سمجھے مگر خلقت کے طعن کے خوف سے اس کے چھوڑنے کو برا سمجھے یہ بھی گناہ ہے۔ اسی طرح کسی چیز کو منحوس جاننا گناہ ہے۔ اسی طرح بدون شرع کی سند کے کوئی بات تراشنا اور اس کا یقین کر لینا گناہ ہے۔ اسی طرح خدا کے سوا کسی سے دعا مانگنا یا ان کو نفع نقصان کا مالک سمجھنا یہ سب گناہ کی باتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب سے بچاویں۔

۱: واما اتخاذه ما تما لا جل قتل الحسين رضى الله تعالىٰ عنه بن على رضى الله تعالىٰ عنه كما يفعله الروافض فهو من عمل الذين ضل سعيهم فى الحيٰوة الدنيا وهم يحسبون انهم يحسنون صنعا اذ لم يا مر الله ولا رسوله باتخا ذ ايام مصائب الانبياء وموتهم ما تما فكيف بما دونهم والقاص الذى يذكر الناس قصة القتل يوم عاشورا ويخرق ثوبه ويكشف راسه ويامرهم بالقيام والتسبيح تاسفا على المصيبة يحب على ولا ة الدين ان يمنعوهم والمستمعون لا يعذرون فى الا ستماع قال الا مام الغزالى رحمة الله عليه وغيره يحرم على الواعظ وغيره رواية مقتل حسين وحكاية ما جرى بين الصحابيين من التشاجر والتخاصم اوبسبب قتل عثمان رضى الله تعالىٰ عنه وقتل حسين رضى الله تعالىٰ عنه جرت فتن كبيرة واكاذيب كثيرة وظهرت اهواء بدع ووقع فيها طوائف من المتقد مين والمتا خرين وصارت الا كاذيب والا هواء والبدع لا تزال تزداد حتى حدثت امور يطول شرحها۱۲ مجالس الا برار مختصر ۱ ص ۲۳۹۔

(۱) مگر یہ حکم ان تبرکات کا ہے جو باسند ہوں اور جو محض منگھڑت ہوں اور ان کی کچھ بھی سند نہ ہو ان کو قابل برکت سمجھنا یا ان کی تعظیم کرنا ہرگز نہ چاہیے ۱۲۔

ضمیمہ اولیٰ

بہشتی زیور مسماۃ بہ بہشتی جوہر چھٹا حصہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دین میں نئی باتیں پیدا کرنے کی برائی اور جاہلیت کی رسموں کے معصیت (گناہ) ہونے کا بیان

حدیث[1] میں ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ نے جو شخص ہمارے دین میں کوئی نئی بات پیدا کرے جس کا اس دین سے تعلق نہیں تو وہ بات مردود[1] ہے (یعنی اس بات کا کچھ اعتبار نہیں) اور نئی بات سے یہ مراد ہے کہ وہ بات شریعت کی کسی دلیل سے ثابت نہ ہو اور ایسی باتوں کا دین میں داخل کرنا شریعت کی اصطلاح میں بدعت کہلاتا ہے اور یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ کیونکہ جو شخص ایسا کام کرتا ہے وہ گویا حق تعالیٰ کا مقابلہ کرتا ہے اس لئے کہ شریعت حق تعالیٰ کی بھیجی ہوئی اس میں کمی و بیشی کا کسی کو حق حاصل نہیں۔ پس جس نے اس شریعت میں کسی ایسی بات کو شامل کیا جو اس دین سے خارج ہے تو اس نے اس شریعت کو ناکافی سمجھا۔ پس اول تو یہی بہت بڑا جرم ہے کہ حق تعالیٰ کی تجویز کی ہوئی شریعت کو ناکافی سمجھا پھر اور باتیں جو داخل کیں تو ایک نئی شریعت خود گھڑی یہ اور جرم ہوا۔ سو حاصل یہ ہوا کہ بدعتی حق تعالیٰ کا مقابلہ کرتا ہے اور اس کی برابری کا مدعی ہے لہٰذا سخت گمراہ ہے اگرچہ بظاہر اپنا مطیع اور فرمانبردار ہونا ظاہر کرتا ہے۔ پھر چونکہ بدعت عبادت کا رنگ لئے ہوئے ہے یعنی بدعت کا مرتکب اس کو عبادت سمجھتا ہے اور ذریعہ قرب خداوندی خیال کرتا ہے اس لئے ایسے شخص کو توبہ بھی نصیب نہیں ہوتی۔ کیونکہ توبہ تو گنہگار کیا کرتا ہے اور بدعتی اپنے کو گنہگار نہیں سمجھتا بلکہ وہ اپنے کو تابعدار سمجھتا ہے پھر وہ توبہ کیوں کرے۔ پس یہ گناہ نہایت بیچدار ہے حق تعالیٰ پناہ دے اور سیدھی راہ دکھا دے۔ اور گناہوں میں اتنا تو ہے کہ ان کا مرتکب اپنے کو ذلیل اور نافرمان جانتا ہے اور جب اس کو توفیق ہوتی ہے تو فوراً توبہ بھی کر لیتا ہے۔ پس مسلمانوں کو ایسے سخت گناہ سے بہت بڑا پرہیز چاہئے۔ اور اس گناہ کی ظاہری چمک دمک جو عبادات کا رنگ لئے ہے اس کی طرف ہرگز توجہ نہ کریں۔ ایک بزرگ کی حکایت ہے کہ جو صاحب کشف تھے کہ ان کا ایک قبرستان پر گذر ہوا اور انہوں نے دو مردوں کو عذاب میں مبتلا پایا پس ان کے لئے مغفرت کی دعا کی۔ جب اپنی جگہ جا کر وہاں سے پھر اسی راستے سے لوٹے تو دیکھا کہ وہ دعا ایک مردے کے حق میں کافی ہو گئی اور اس کا عذاب موقوف ہو گیا اور دوسرے شخص کا عذاب موقوف نہ ہوا حق تعالیٰ سے عرض کیا کہ یا اللہ اس کی کیا وجہ ہوئی کہ ایک مسلمان کے حق میں میری دعا مؤثر ہوئی اور دوسرے کے حق میں غیر مؤثر الہام ہوا کہ یہ شخص بدعتی ہے۔ حق تعالیٰ سے نہایت عاجزی سے دعا کرنی چاہئے کہ ہم سب کو اپنی اطاعت اور اتباع سنت کی توفیق دے۔ حدیث[2] میں ہے کہ بہت زیادہ غصہ حق تعالیٰ کا تین شخصوں پر ہوتا ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے ان سب کا ذکر کیا، جن میں اس شخص کا بھی ذکر کیا جو اسلام میں جاہلیت کا طریقہ اختیار کرے[2]۔ (یعنی جو رسمیں جناب رسول اللہ ﷺ کے نبی ہونے سے پہلے عرب میں برتی جاتی تھیں، ان کا برتنے والا اور اسی طرح تمام واہیات رسمیں اور غیر قوموں کے طریقے اختیار کرنے والے پر حق تعالیٰ کا سخت غصہ نازل ہوتا ہے اور ظاہر ہے کہ حق تعالیٰ

۱: عن عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قالت قال رسول اللہ ﷺ من احدث فی امرنا ھذا مالیس منہ فھو رد متفق علیہ ۱۲ مشکوٰۃ ص ۲۷۔

۲: عن ابن عباس قال قال رسول اللہ ﷺ ابغض الناس الی اللہ تعالیٰ ثلثۃ ملحد فی الحرم ومبتغ فی الاسلام سنۃ الجاھلیۃ ومطلب دم امرئ مسلم بغیر حق لیھریق دمہ رواہ البخاری ۱۲ مشکوٰۃ ص ۲۷۔

(۱) بخاری و مسلم ۱۲۔

(۲) بخاری ۱۲

کے ادنیٰ غضب کی بھی تاب نہیں ہو سکتی تو اعلیٰ درجہ کا غصہ اور عذاب کون برداشت کر سکتا ہے۔) حدیث[۱] میں ہے کہ جناب رسول مقبول ﷺ نے کوئی کام کیا اور دوسرے لوگوں کو بھی اس کے کرنے کی اجازت عطا فرمائی۔ سو ایک قوم نے اس کام کو نہیں کیا اور اس کے کرنے سے پرہیز کیا (اور یہ سمجھے کہ حضور ﷺ نے گو اس کے کرنے کی اجازت دے دی ہے مگر بہتر اس کام کا نہ کرنا ہی ہے۔ اور خود اپنے اس فعل کو بیان جواز کے واسطے کیا ہے تاکہ لوگ اچھی طرح سمجھ لیں کہ یہ فعل جائز ہے جس کی آپ ﷺ نے قولاً و فعلاً ہر طرح سے اجازت مرحمت فرمادی مگر چونکہ یہ سمجھنا محض اپنی رائے سے تھا اور کوئی شرعی دلیل اس پر قائم نہ تھی اس لئے مذموم شمار کیا گیا) پس آپ نے خطبہ پڑھا اور اللہ پاک کی حمد کی، پھر فرمایا کیا حال ہے (یعنی برا حال ہے) ان قوموں کا جو ایسا کام کرنے سے بچتے ہیں جس کو میں خود کرتا ہوں (پس اگر وہ خدائے تعالیٰ کے عذاب کے خوف سے ایسا کرتے) میں ان لوگوں سے بہت زیادہ اللہ تعالیٰ اور اس کے عذاب کو جانتا ہوں اور ان لوگوں سے بہت زیادہ خدائے تعالیٰ سے ڈرتا[۲] ہوں (سو جب یہ حالت ہے تو یہ لوگ کیوں میرے خلاف کرتے ہیں یعنی عذاب کا مجھے ان سے زیادہ خوف ہے اور ان سے زیادہ اس سے بچنے کا اہتمام بھی کرتا ہوں پس مجھ سے کسی امر میں زیادتی کرنا ان کو ہرگز نہ چاہئے۔ صاحبو! ذرا غور کرو کہ جناب رسول اللہ ﷺ نے جو بات دین کی نہ تھی اس کو دین کا سمجھنے اور اپنی مخالفت کرنے پر کس قدر عتاب و انکار فرمایا۔ حالانکہ صحابہؓ آپ کے عاشق تھے اور آپ کی سنت پر بہت بڑے عمل کرنے والے تھے مگر چونکہ انہوں نے اس حکم کے سمجھنے میں غور سے کام نہیں لیا اس وجہ سے ان پر یہ عتاب کیا گیا اور ہم لوگ تو کس شمار میں ہیں۔ نہ ہم کو اس درجہ کی حضور ﷺ کے ساتھ محبت میسر ہے اور نہ اس درجہ کی اطاعت حاصل ہے پھر ہم تو ایسے افعال کرنے میں اور زیادہ غصہ و عتاب کے مستحق ہوں گے اس لئے کہ ہماری نیت اس قدر اچھی نہیں ہوتی ہے جیسی کہ صحابہؓ کی نیت ہوتی تھی۔ اللہ تعالیٰ حفاظت فرمادیں اور خصوصاً جب کہ ایسے کام کرنے میں کوئی دنیاوی غرض بھی ہو تب تو بدعت کا گناہ نہایت ہی سخت ہوگا۔ اور اس زمانہ میں بہت سی ایسی ہی رسمیں پھیل گئی ہیں جن کو لالچ اور طمع کی وجہ سے لوگ عبادت کے رنگ میں ادا کرتے ہیں۔ ان سب سے بہت ہی پرہیز کرنا چاہئے اور ان کے جاری ہونے میں جو کچھ لوگوں کے منافع ہیں حق تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے ان سب کو چھوڑنا چاہئے جس کی حق تعالیٰ پر نظر ہوتی ہے اللہ تعالیٰ خود اس کی حاجت روائی کر دیتے ہیں خوب سمجھ لو۔

حدیث[۲] میں ہے کہ جو شخص ہدایت کی جانب بلاوے (یعنی نیک کام کی راہ بتلادے) تو اس کو ان سب لوگوں کے عمل کے برابر ثواب ملے گا جو اس کے کہنے سے وہ نیک کام کریں گے اور ان لوگوں کے ثواب میں کچھ کمی نہ کی جاوے گی (یعنی ان کے عمل کا تو جتنا ثواب ہے وہ ان کو ملے ہی گا ہدایت کرنے والے کو اس ہدایت کرنے کا ثواب اس قدر ملے گا جتنا کہ ان سب عمل کرنے والوں کے عمل کا ثواب ہے ان لوگوں کے ثواب میں سے کمی کر کے ہدایت کرنیوالے کو ثواب نہ دیا جاوے گا بلکہ چونکہ یہ نیک کام کرنے کا باعث ہو گیا ہے اس وجہ سے اس کو جدا گانہ ثواب ملے گا) اور جو گمراہی کا راستہ بتلاوے تو اس پر ان سب لوگوں کے اعمال کا وبال پڑے گا جو اس کے کہنے سے اور بتلانے سے برا کام کریں گے اور خود ان لوگوں کے گناہوں میں کمی نہ کی جاوے گی (یعنی جنہوں نے اس کے کہنے سے اور بتلانے سے گناہ کیا ہے ان کو تو اس برے

۱: عن عائشة رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ منع رسول اللّٰہ ﷺ شیئا رخص فیہ فتنزہ عنہ قوم فبلغ ذلک رسول اللّٰہ ﷺ فخطب فحمد اللّٰہ ثم قال مابال اقوام یتنزھون عن الشیء اصنعہ فواللّٰہ انی لا علمھم باللّٰہ واشدھم لہ خشیۃ متفق علیہ ۱۲ مشکوٰۃ شریف ص ۲۷۔

۲: عن بلال رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ بن حارث رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ المزنی قال رسول اللّٰہ ﷺ من احی سنۃ من سنتی قد امیتت بعدی فان لہ من الا جر مثل اجور من عمل بھا من غیر ان ینقص من اجورھم شیئا و من ابتدع بدعۃ ضلالۃ لا یرضاھا اللّٰہ ورسولہ کان علیہ من الا ثم مثل اثام من عمل بھا لا ینقص ذلک من اوزارھم شیئا رواہ الترمذی ورواہ ابن ماجہ عن کثیر بن عبداللّٰہ ابن عمرو عن ابیہ عن جدہ ۱۲ مشکوٰۃ ص ۳۰ عن ابی ھریرۃ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللّٰہ ﷺ قال من دعا الی ھدی کان لہ من الا جر مثل اجور من اتبعہ لا ینقص ذلک من اجورھم شیئا ومن دعا الی ضلالۃ کان علیہ من الا ثم مثل اثام من اتبعہ لا ینقص ذلک من اثامھم شیئا ۱۲ سنن الدارمی ص ۷۰ رواہ مسلم کذا فی المشکوٰۃ ص ۲۹۔

۱) بخاری و مسلم

کام کرنے کی پوری پوری سزا ملے گی کچھ کمی نہ ہوگی اور گمراہ کرنے والے کو ان سب گناہ کرنے والوں کی برابر عذاب ہوگا۔ اس لئے کہ اس نے ہی تو گناہ کرایا۔ اس طرح کہ یہ گناہ کا سبب ہو گیا اور گناہ کا سبب ہونا بھی گناہ ہے جس طرح کہ نیکی کا سبب ہونا نیکی ہے۔ غور کرو کہ اپنے گناہ کا وبال اور عذاب اس قدر ہوگا کہ برداشت نہ ہو سکے گی۔ پھر دوسرے لوگوں کے گناہ کا وبال خدائے تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ وہ دوسرے لوگ کس قدر ہوں گے کیونکر برداشت کرے گا۔ ایسی باتیں ہرگز نہ جاری کرنی چاہئیں۔ اور ایسی رسموں کو کبھی نہ رواج دینا چاہئے جن سے اپنے کرنے کا بھی گناہ ہو اور اپنی دیکھا دیکھی جو اور لوگ عمل کریں ان کا بھی وبال بھگتنا پڑے۔ ہاں نیک کام خود بھی کرو اور دوسروں کو بھی رغبت دلاؤ۔ اپنے کرنے کا تو ثواب ہو ہی گا دوسرے لوگوں کے رغبت دلانے کا بھی بہت بڑا ثواب ملے گا کیونکہ خدائے تعالیٰ ہی جانتا ہے کہ قیامت تک کس قدر لوگ تمہاری دیکھا دیکھی وہ نیک کام کریں گے جس کو تم نے کیا ہے۔)

حضرت[1] عرباض بن ساریہؓ سے روایت ہے کہ ایک روز ہم کو رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی پھر آپ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور ہم کو ایسی نصیحت فرمائی جس نے اثر بھی کیا (یعنی بہت عمدہ طریق سے وعظ فرمایا جو مؤثر ہوا) اور جس سے بہت رقت ہوئی اور کثرت سے آنسو جاری ہوئے اور دلوں پر خوف طاری ہوا پھر ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ نصیحت تو ایسی ہے جیسا کہ کوئی رخصت کرنے والا (رخصت ہونے والوں کو) نصیحت کرتا ہے۔ (ایسی حالت میں جہاں تک ہو سکتا ہے خوب اچھی طرح نصیحت کرتا ہے کہ خدا جانے اب ملنا میسر ہو یا نہ ہو۔ ان صاحب کو یہ خیال ہوا کہ شاید آپ عالم آخرت میں عنقریب تشریف لے جانے والے ہیں۔ اور اسی وجہ سے اس قدر اہتمام سے نصیحت فرماتے ہیں تو اور بھی جو مفید باتیں ہوں معلوم ہو جاویں تو اچھا ہے۔ کیونکہ پھر تو اس مقصود کے حاصل ہونے کی امید نہیں۔ سو اس وجہ سے ان صاحب نے کہا کہ ہم کو (اور بھی کچھ) وصیت فرمائیے (جو آپ کے بعد دارین میں کام آوے کیونکہ پھر ایسا بتلانے والا کہاں میسر ہوگا) آپ نے فرمایا میں تم کو وصیت کرتا ہوں اور حکم دیتا ہوں اللہ تعالیٰ سے ڈرنے کا جو ساری نیکیوں اور فلاح دارین کی جڑ ہے اور حکم سننے اور اطاعت کرنے خلفاء کا (یعنی جو تم پر مسلمان حاکم اور بادشاہ ہوں ان کی اطاعت کرنا جب تک کہ شریعت کے موافق حکم کریں) اگرچہ وہ حاکم حبشی غلام ہی ہو۔ اور ان امور کے اہتمام کی وصیت اس لئے کرتا ہوں کہ جو شخص میرے بعد تم میں سے زندہ رہے گا تو بہت سے اختلاف دیکھے گا (یعنی لوگوں کی حالت بدل جاوے گی۔ نئی نئی باتیں پیدا ہو جاویں گی اور فتنے برپا ہوں گے تو ایسے وقت میں تقویٰ اور اتحاد کی نہایت ضرورت ہے کہ جب خدائے تعالیٰ کا خوف ہوگا تو ناحق پر عمل کرنے سے بچے گا۔ اور اتحاد کی وجہ سے باہم مسلمانوں میں پھوٹ نہ پڑے گی۔ اور جب بادشاہ کی مخالفت کی جاتی ہے تو باہم مسلمانوں میں اتحاد نہیں رہتا۔ پس صورت اتحاد کی یہی ہے کہ حاکم کی اطاعت کی جاوے۔ اب تقویٰ کا طریق فرماتے ہیں) پس تم لازم رکھنا اپنے اوپر میرے طریقہ کی تابعداری اور خلفاء راشدین کے طریقہ کی تابعداری کو، اور خوب مضبوط پکڑے رہنا اس طریقہ کو اور بچتے رہنا دین میں نئی باتوں کے (جاری کرنے سے) اس لئے کہ ہر نئی بات دین میں پیدا کرنا بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ اور ظاہر ہے کہ گمراہی شیطان کا راستہ اور دوزخ میں لے جانے والی اور دنیا کی بھی تباہ کرنے والی چیز ہے۔

اس حدیث میں جناب رسول اللہ ﷺ نے بدعت اور اختلافات سے بچانے کا اہتمام فرمایا ہے اور بچنے کا طریقہ بھی بتلا دیا ہے اور وہ آپ کی اور آپ کے خلفاء راشدین کی سنت پر عمل کرنا ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کو چاہئے کہ ہر کام میں خواہ چاہے دنیا کا ہو یا دین کا ہو جناب رسول اللہ ﷺ کے طریقہ کو اختیار کریں اور رسموں کی پابندی ہرگز نہ کریں اور برادری اور کنبے والوں کی ناراضی کی ہرگز پرواہ نہ کریں۔ اللہ پاک کا حق سب سے زیادہ مقدم ہے اور ہر طرح کا نفع اور ضرر سب اسی کے قبضہ میں ہے لہٰذا جس سے وہ راضی ہوگا اس کو کسی کی حاجت نہیں۔ اور جس

۱: عنہ (ای عن العرباض رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ ابن ساریۃ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ) قال صلی بنا رسول اللّٰہ ﷺ ذات یوم ثم اقبل علینا بوجھہ فوعظنا بوعظۃ بلیغۃ ذرفت منھا العیون ووجلت منھا القلوب فقال رجل یا رسول اللّٰہ کأن ھذہ موعظۃ مودع فاوصنا فقال اوصیکم بتقوی اللّٰہ والسمع والطاعۃ وان کان عبداحبشیا فانہ من یعش منکم بعدی فسیری اختلافاً کثیراً علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین تمسکوا ابھا وعضوا علیھا بالنواجذ و ایاکم ومحدثات الامور فان کل محدثۃ بدعۃ وکل بدعۃ ضلالۃ رواہ احمد وابو داؤد والترمذی وابن ماجۃ الا انھما لم یذکرا الصلوٰۃ ۱۲ مشکوٰۃ شریف ص ۲۹۔

سے وہ ناراض ہے اس کی کوئی دستگیری نہیں کر سکتا۔ لوگوں کے دل بھی اسی کے قبضہ میں ہیں جس کو جس سے چاہے ناراض کر دے اور جس کو جس سے چاہے راضی کر دے۔ اور بڑی ذلت اور بیشرمی کی بات ہے کہ اپنی مثل ناچیز مخلوق کی تابعداری گوارا کرے اور مالک حقیقی کے حکم کی پروا نہ کرے۔ افسوس لوگوں میں عقل بھی نہیں رہی۔

امام احمدؒ نے عمدہ سند سے روایت کی ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ نے جب کوئی قوم کسی بدعت کو جاری کرتی ہے تو ویسی ہی ایک سنت (پر عمل کی توفیق) جاتی رہتی ہے (اور جب یہ بات معلوم ہوگئی کہ بدعت کے علاوہ اس کے گناہ ہونے کے یہ بھی نحوست ہے کہ اس کے سبب سے سنت پر عمل کرنے کی توفیق نہیں رہتی) تو معمولی سنت پر عمل کرنا بہتر ہے عظیم الشان بدعت نکالنے سے (اس لئے کہ معمولی درجہ کی سنت پر عمل کرنے سے بہت بڑا ثواب ملتا ہے اور بہت بڑی بدعت بھی اگر جاری کرے تو بجز عذاب دردناک کے اور کچھ حاصل نہیں۔ پس سنت کا اختیار کرنا بہر حال بہتر ہے اگرچہ وہ سنت معمولی ہی درجہ کی ہو مثلاً سنت کے موافق استنجا کرنا وغیرہ۔ اور بدعت کسی حال میں نافع اور بہتر نہیں اگرچہ اس کے اہتمام میں کیسی ہی مشقت اٹھائی جاوے۔ اور جب عظیم الشان بدعت نکالنے میں کوئی بھلائی نہیں تو معمولی درجہ کے اہتمام بدعت میں تو کیا بھلائی ہوتی حاصل یہ ہے کہ چھوٹی بڑی بدعتیں سب دین و دنیا کی بربادی کا باعث ہیں اور سنت پر عمل کرنا ہر حال میں ثواب کا باعث ہے۔ حدیث میں ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ نے کہ جو شخص تعظیم کرے اہل بدعت کی وہ اسلام کے گرانے پر مدد کرتا ہے اس کو بیہقی نے شعب الایمان میں روایت کیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ بدعتی چونکہ طریقہ سنت کے خلاف عمل در آمد کرتا ہے جو دین اسلام کے ضعف کا سبب ہے پس جو شخص ایسے شخص کی تعظیم کرے تو وہ بھی اس کا مددگار ہے اور گناہ کی مدد کرنا گناہ ہے سو وہ بھی گنہگار ہوا اور بدعتی کی تعظیم کرنا گناہ پر مدد کرنے میں اس لئے شمار کیا گیا کہ اگر ایسے شخص کی توہین کی جاتی اور اس سے قطع تعلق کیا جاتا تو امید تھی کہ وہ اپنی حرکت سے باز آجاتا اور اسلام کو اس سے ضرر نہ ہوتا اور جب اس کی تعظیم کی گئی تو اس کو اس کی حالت پر برقرار رکھا گیا جو ضعف اسلام کا باعث ہے اور گناہ ہے لہٰذا گناہ پر مدد کرنا ثابت ہو گیا۔ دوسرے یہ کہ بدعتی دشمن ہے خدائے تعالیٰ کا۔ اور خدائے تعالیٰ کے دشمن کی تعظیم شریعت میں منع ہے تو جو شخص خداوند تعالیٰ کے دشمن کی تعظیم کرے گا گویا اس نے اسلام کی وقعت نہیں سمجھی جب تو اس نے حکم کی مخالفت کی۔ اور یہ وجہ اگرچہ سب گناہوں میں جاری ہے مگر بدعت میں خصوصیت کے ساتھ جاری ہے اس لئے کہ اس کا بہت بڑا گناہ ہونا اور اس سے ضرر عظیم پہنچنا پہلے مذکور ہو چکا ہے۔ حدیث میں ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ نے کہ جو شخص میری سنت پر عمل کرے اس زمانے میں جب کہ میری امت میں فساد پھیلے (یعنی بدعتیں ایجاد ہوویں اور جہالت پھیل جاوے) تو اس کو سو ۱۰۰ شہیدوں کا ثواب ملے گا۔ اس حدیث کو بیہقی نے روایت کیا ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کو ایسے عمدہ عمل سے ہرگز نہ رکنا چاہئے تاکہ اس قدر ثواب عظیم سے محروم نہ رہے اور چونکہ اس زمانہ میں سخت مخالفت سنت کی ہو رہی ہے پس اس ثواب کو ضرور حاصل کرنا چاہئے۔ اس طرح کہ خود بھی سنت پر عمل کرے اور دوسروں کو بھی رغبت دلاوے مگر لڑائی جھگڑے سے بہت بچنا چاہئے جہاں کوئی فتنہ محتمل ہو وہاں فقط خود عمل کرلے اور دوسروں سے کچھ نہ کہے۔ اور جہاں کوئی فتنہ نہ ہو دوسروں کو بھی خوب رغبت دلاوے۔

۱: عن حسان رضی اللہ تعالیٰ عنه قال ما ابتدع قوم بدعة فی دینهم الا نزع اللہ من سنتهم مثلها ثم لا یعیدها الیهم الی یوم القیامة رواه الدارمی ۱۲ مشکوٰة ص ۳۱ وذلك ان السنة كانت متا صلة مستقرة فی مكانها فلما ازیلت عنه لم یكن اعادتها كما كانت ابداً كمثل شجرة ضربت عروقها فی لحوم الارض فاذا قلعت لم یمكن اعادتها كما كانت ۱۲ ف۔

۲: هذا التقریر مستفاد من المرقاة مع زیادة قلیلة وعندی محصل الحدیث اخر وهوان المبتدع لما احدث بدعة جعله عبادة والسنة لم یجعلها عبادة فخالف السنة فالسنة ارتفعت وهذا ظاهر لطیف واللہ اعلم ۱۲۔

۳: عن ابراهیم رضی اللہ تعالیٰ عنه بن میسره قال قال رسول اللہ ﷺ من وقر صاحب بدعة فقد اعان علی هدم الاسلام رواه البیهقی فی شعب الایمان مرسلاً ۱۲ مشکوٰة ص ۳۱۔

۴: عن ابی هریرة قال قال رسول اللہ ﷺ من تمسك بسنتی عند فساد امتی فله اجرمائة شهید رواه البیهقی فی کتاب الزهد من حدیث ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنه مشکوٰة شریف ۱۲ ص ۳۰۔

ضمیمہ ثانیہ

حصہ ششم اصلی بہشتی زیور مسماۃ بہ

بہترین جہیز

دیباچہ از حضرت اقدس اشرف العلماء مولانا شاہ اشرف علی صاحب تھانوی نور اللہ مرقدہ

احقر اشرف علی عفی عنہ مظہر مدعا ہے کہ جس زمانہ میں رسالہ اصلاح[1] النساء کی ترتیب ہو رہی تھی ایک مضمون عورتوں کے لئے نہایت مفید جو حضرت مولانا عبدالحق صاحب متوطن پور قاضی وکیل ریاست رتلام و ممبر مدرسہ عالیہ دیوبند مد فیضہم کا لکھا ہوا تھا نظر سے گذرا جس کے لکھے جانے کی وجہ مولانا کے صاحبزادے نے تمہید میں ظاہر کی ہے۔ اس کو دیکھ کر بے ساختہ تمنا اس کی اشاعت کی ہوئی چنانچہ اس کی تقریظ میں بھی احقر نے اس تمنا کو ظاہر کیا ہے۔ مولانا موصوف نے اس کی ایک نقل مع اجازت اشاعت مجھ کو عطا فرمائی اس اثناء میں رسالہ اصلاح النساء طبع ہو کر شائع ہونے کو تھا مناسب معلوم ہوا کہ اس مضمون کو رسالہ مذکورہ کا ضمیمہ بنا دیا جائے۔ مولانا نے لقب اس کا بہترین جہیز رکھا ہے اس میں باستثناء چند خاص خاص مواقع کے کہ خاص حالات کے اعتبار سے ان میں خاص خطاب ہے باقی سب مضامین مفید عام ہیں۔ اول تمہید پھر وہ مضمون اور مضمون کے آخر میں میری تقریظ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو نافع اور جہل کا دافع بنائے۔ تحریر تاریخ ۳ ربیع الثانی ۱۳۳۰ھ۔

تمہید از جانب نذر الحق صاحب ابن مصنف رسالہ ہذا (مولوی عبدالحق صاحب)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد حمد جناب الٰہی جل جلالہ و نعت حضرت پناہی ﷺ بندہ احقر نذر الحق عفا اللہ عن سیئاتہ گذارش کرتا ہے کہ میرے والد ماجد جناب مولانا مولوی سیدی عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے میری ہمشیرہ عزیزہ سلمہا اللہ تعالیٰ کے عقد نکاح کے وقت جو کہ طریق سنت پر کیا گیا تھا چند ہدایتیں بوقت رخصت عزیزہ مسطورہ کو لکھ کر دیں کہ جن پر عمل کرنے سے زندگی دنیا میں آرام اور آخرت میں نجات اور راحت دوام ہو۔ میں نے یہ خیال کر کے کہ یہ لڑکیوں اور عورتوں کے واسطے دین اور دنیا کے لئے بہت مفید ہے عرض کی کہ اس کی چند نقلیں اپنی اور رشتہ داروں کی لڑکیوں اور مستورات میں تقسیم کر دی جائیں تو بہت بہتر ہے۔ اس کے بعد یہ تحریر حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب رحمۃ اللہ کی انظر اشرف سے گذری۔ ان کی رائے عالی میں بھی اس کی اشاعت مناسب معلوم ہوئی اس لئے جناب ممدوح نے اس کی اشاعت کی اجازت دی۔ میرے علم میں یہ پہلی مثال ہندوستان میں ہے جو کسی لڑکی کے جہیز کے ساتھ اس قسم کی نافع تحریر دی گئی ہو۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اس سے مسلمان لڑکیوں اور عورتوں کو دینی اور دنیاوی فائدہ پہنچادے۔

کتبہ احقر نذر الحق عفی عنہ

---

[1] جو اس مرتبہ حصہ ہشتم کا ضمیمہ ثانیہ بنایا گیا ۱۲ شبیر علی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بہترین جہیز

حامداً و مصلیاً ..... پیاری دختر لخت جگر اسعدك الله تعالیٰ فی الدارین متفاولاً باسمك المیمون[1]۔ ابھی تک تم اپنی مادر مشفقہ اور اپنے مہربان والد کے سایہ عاطفت میں پرورش پاتی رہی ہو۔ تمہارے والدین تمہارے آرام وراحت کو ہر چیز پر مقدم سمجھتے رہے ہیں۔ تمہاری تعلیم وتربیت ودرستی اخلاق اور ہر قسم کی بہبودی کے ذمہ دار تھے۔ آج سے تم ایک نئی دنیا میں قدم رکھتی ہو جہاں تمہارے تمام اخلاق وعادات اور حرکات وسکنات کی ذمہ داری خود تم پر عائد[2] ہوگی۔ اسلئے میں چند ہدایتیں تم کو کرتا ہوں کہ اگر تم ان پر کاربند ہو گی تو انشاء اللہ تعالیٰ دین اور دنیا کی کامیابی تم کو نصیب ہو گی۔ وہ ہدایتیں یہ ہیں:۔

سب سے مقدم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مقبول ﷺ کی اطاعت[3] ہے۔ اس کا ہمیشہ دل سے خیال رکھو۔ خداوند تعالیٰ اور رسول مقبول ﷺ کے خلاف اگر کوئی کام کہے کہنے والا خواہ کوئی ہو اس کا کہنا ہر گز مت مانو۔ دیکھو ماں باپ کی اطاعت کی قرآن شریف میں حد درجہ کی تاکید آئی ہے اور جنت ماں باپ کے قدموں کے نیچے ہے لیکن خداوند تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف اگر ماں باپ بھی کہیں تو ان کا بھی کہنا نہ مانو اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے۔ وَاِنْ جَاهَدَاكَ عَلٰى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا وَ صَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا ترجمہ۔ اور اگر ماں باپ تجھے میرے ساتھ اس چیز کو شریک کرنے پر مجبور کریں جس کا تجھے علم نہیں ہے تو ان کی اطاعت اس بات میں مت کرو اور دنیا میں ان کے ساتھ سلوک سے پیش آتا رہ۔ ہم نے جو چہل حدیث تمہارے واسطے تالیف کی ہے اور اسے تم نے مع ترجمہ یاد بھی کر لیا ہے اس میں یہ حدیث ہے لا طاعة لمخلوق فی معصیة الخالق۔ خالق کی نافرمانی میں کسی مخلوق کی اطاعت نہ چاہئے۔ پس جب تمہیں تہہ دل سے اطاعت الٰہی کا خیال رہے گا تو جو احکام خداوندی ہیں تم خود بخود ان کی پابند رہو گی۔ شرائع اور احکام الٰہی بہت ہیں جن کی کسی قدر تفصیل تم نے دینی رسالوں خصوصاً بہشتی زیور میں پڑھی ہے۔ ان سب کو یہاں اعادہ کی ضرورت نہیں ہے البتہ ان میں جو نہایت اہم ہیں ان کا ذکر اختصار کے ساتھ کیا جاتا ہے:۔

بعد اعتقاد توحید الٰہی ورسالت رسالت پناہی محمد مصطفیٰ ﷺ کے جو چیز نہایت اہم اور قرآن شریف میں جا بجا اس کی تاکید آئی ہے وہ نماز ہے۔ نماز اسلام کا ایسا رکن اور فرض اہم ہے کہ عاقل بالغ سے یہ کسی وقت ساقط نہیں ہوتا پس نماز پنجگانہ نہایت پابندی کے ساتھ ہمیشہ وقت پر سفر وحضر میں برابر ادا کرتی رہو۔ اکثر مستورات پابند نماز کی ہونے پر بھی سفر کی حالت میں زیادہ اہتمام نماز کا نہیں رکھتیں اس کا تم خیال رکھو کہ سفر میں بھی تمہاری نماز قضا نہ ہو۔ سفر یا ریل کا ہوتا ہے یا گاڑی بہلی کا ہوتا ہے۔ اگر گاڑی بہلی کا سفر ہے تو وہ اپنے اختیار کی سواری ہے جنگل میں ٹھہرا دو اور ایک طرف ہو کر برقع یا بڑی چادر سے نماز پڑھ لو۔ اگر وضو نہیں ہے تو وضو بھی گاڑی بہلی کی آڑ میں ہو سکتا ہے۔ اور اگر ریل کی سواری ہے اور تم ایسی گاڑی میں سوار ہو جو مستورات کے لئے مخصوص ہے تو اس میں تم کو جب کہ تم نے پورا عزم نماز پڑھنے کا کر لیا ہے گو کیسی ہی کشمکش ہو نماز پڑھنے کی جگہ مل جاوے گی۔ ریل اتنی دیر اکثر اسٹیشنوں پر[4] ٹھہرتی ہے کہ دو یا تین رکعت نماز پڑھ لی جاوے کیونکہ سفر شرعی میں یا دو رکعت نماز فرض ہے یا تین رکعت۔ پس اس قدر مہلت ضرور مل جاتی ہے۔ اگر سنن ونوافل مذکورہ بالا سفر میں نہ ہو سکیں تو کچھ مضائقہ نہیں، مگر فرض وواجب[5] سفر کے حالت میں بھی نہ چھوڑو، اور اگر تم ایسی گاڑی میں سوار نہیں ہو جو عورتوں کے لئے مخصوص

1: اسعدی بیگم نام ہونے کی وجہ سے مناسب تھا کہ بجائے لفظ میمون کے مسعود ہوتا ۱۲۔
2: لوٹے گی ۱۲۔
3: فرمانبرداری ۱۲۔
4: اور چلتی ریل میں بھی درست ہے ۱۲۔
5: اسی طرح فجر کی سنت ۱۲۔

ہو تو ایسی حالت میں ضرور ہے کہ تمہارے شوہر یا محرم تمہارے پاس[1] بیٹھا ہو گا وہ ضرور تمہارا کفیل کار ہو گا۔ غرض عزم بالجزم کے سامنے کوئی روک نہیں جو نہایت مضبوطی کے ساتھ نماز کا پابند ہو گا خواہ عورت ہو یا مرد سفر میں بھی نماز ادا کرلے گا۔ ریل کی سواری گو اختیاری سواری نہیں ہے مگر ترک نماز کے واسطے ہر گز عذر نہیں ہے ہم بہت خوش ہیں کہ تم نماز بہت اطمینان کے ساتھ جس میں پورے طور سے تعدیل ارکان ہوتی ہے ادا کرتی ہو اللہ تعالیٰ تم کو مزید توفیق حسنات عنایت فرمائے۔ فرائض کے سوا سنن مؤکدہ کا التزام بھی رکھو اور ہو سکے تو اور سنن ونوافل جو حدیث سے ثابت ہیں پڑھا کرو۔ تہجد کی نماز کا بہت بڑا ثواب ہے اور ہمارے حضور رسول مقبول ﷺ نے ہمیشہ تہجد کی نماز پڑھی ہے اگر کبھی رات میں پڑھنے کا اتفاق نہیں ہوا تو دن میں اس کو پڑھا ہے۔ آپ کی ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن بھی تہجد کی نماز پڑھتی تھیں۔ تہجد کا وقت مقبولیت دعا اور نزول رحمت کا وقت ہے۔ کسی ایک نماز کے بعد تلاوت قرآن شریف بھی کرتی رہو۔ صبح کی نماز کے بعد وقت تلاوت مقرر رکھو تو اچھا ہے۔ تم نے قرآن شریف اور قرآن شریف کا ترجمہ پڑھا ہے تلاوت کے وقت ترجمہ کا بھی دھیان رکھو اور جہاں سمجھ میں نہ آوے اسے پوچھ لو یہ نہایت خوشی کی بات ہے کہ تم قرآن شریف پڑھنے میں حروف کو ان کے مخارج سے ادا کرتی ہو اور عین اور حائے حطی اپنے مخارج سے ادا ہوتے ہیں ورنہ عموماً عورتوں سے قرآن شریف پڑھنے میں مخارج سے حروف ادا نہیں ہوتے حائے حطی کی جگہ ہائے ہوز اور عین کی جگہ الف یعنی ہمزہ نکلتا ہے۔ روزہ[2] کی نسبت تمہیں تاکید کرنے کی ضرورت نہیں ہے تم خود علاوہ رمضان شریف کے اور نفلی روزے بھی رکھتی ہو جیسا کہ اکثر لڑکیوں کی عادت ہے اور خاص اس بات میں عورتوں کی ہمت مردوں سے زیادہ ہے لیکن کہنے کی ضرورت یہ ہے کہ روزے کو پاک وصاف رکھو۔ غیبت سے تو پرہیز ہر حالت میں ضرور ہے کیونکہ غیبت سخت کبیرہ گناہ ہے اس کے لئے قرآن شریف[3] اور حدیث[4] شریف میں سخت وعید ہے لیکن خاص کر روزہ میں تو بہت زیادہ خیال رکھنا چاہئے کہ کسی کی غیبت نہ ہو غیبت سے روزہ کا ثواب جاتا رہتا ہے اللہ تعالیٰ[5] کو ایسے روزے کی پرواہ نہیں ہے جس میں آدمی جھوٹ اور غیبت وغیرہ میں مبتلا ہو۔ زکوٰۃ

۱: جس سفر میں نماز کا قصر لازم ہے عورت کے ساتھ اس کے محرم یا شوہر کا ہونا ضروری ہے محرم وہ شخص ہے جس کے ساتھ کبھی نکاح جائز نہیں ہے جیسے باپ حقیقی بھائی چچا بیٹا وغیرہ۔ اور جس شخص کے ساتھ ایک حالت میں نکاح ناجائز اور دوسری حالت میں جائز ہے اس کے ساتھ عورت کو سفر جائز نہیں ہے مثلاً بہن یا خالہ کا خاوند ایسے شخص کے ساتھ اس وقت تک نکاح ناجائز ہے جب تک بہن یا خالہ اس شخص کے نکاح میں ہے ۱۲۔

۲: رمضان شریف میں تراویح پڑھنا اور اعتکاف کرنا بھی سنت مؤکدہ ہے سارے شہر میں اگر اعتکاف کوئی بھی نہ کرے گا تو ترک سنت کا گناہ سب پر رہے گا اور اگر ایک آدمی نے بھی اعتکاف کر لیا تو کسی کے ذمہ ترک سنت کا گناہ نہ رہے گا۔ اعتکاف کم سے کم تین دن کا کرے۔ اگرچہ بعض اماموں کے نزدیک اس سے کم کا بھی درست ہے اور بہتر تو یہ ہے کہ رمضان کے آخر پورے عشرہ کا اعتکاف کرلے رمضان کی بیسویں تاریخ کے دن چھپنے سے ذرا پہلے سے اعتکاف کی نیت سے مرد ایسی مسجد میں داخل ہو جس میں پانچوں وقت جماعت ہوتی ہو اور اگر جامع مسجد ہو تو اور بھی بہتر ہے اور عورت اپنے مکان کے خاص اس گوشہ میں اعتکاف کرے جس کو نماز کے لئے معین کیا ہے۔ بلا ضرورت حاجت انسانی کے اعتکاف کی جگہ سے باہر آنا درست نہیں ہے۔ عید کا چاند دیکھنے کے بعد مرد مسجد سے اور عورت اپنی اعتکاف کی جگہ سے باہر آوے اور عورت کو اگر حیض یا نفاس آجاوے تو اعتکاف کو چھوڑ دے کیونکہ اس حالت میں درست نہیں اور اعتکاف میں مرد سے ہمبستر ہونا اور لپٹنا بھی درست نہیں۔ عورتیں تراویح کی نماز اکثر چھوڑ دیتی ہیں ایسا ہرگز نہ کرنا چاہئے۔ عشاء کے فرض اور سنتوں کے بعد بیس رکعت تراویح پڑھے چاہے دو ۲ دو ۲ رکعت کی نیت باندھے چاہے چار چار رکعت کی۔ جب پوری بیس رکعتیں پڑھ چکے تو وتر پڑھے ۱۲۔

۳: لا یغتب بعضکم بعضا ایحب احد کم ان یا کل لحم اخیہ میتا فکرھتموہ واتقوا اللہ الایہ ۱۲ سورہ حجرات رکوع ۲ پارہ ۲۶۔

۴: عن ابی سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ وجابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ الغیبۃ اشد من الزنا قالوا یارسول اللہ وکیف الغیبۃ اشد من الزنا قال ان الرجل لیزنی فیتوب فیتوب اللہ علیہ وفی روایۃ فیتوب فیغفر اللہ لہ وان صاحب الغیبۃ لا یغفرلہ حتیٰ یغفرھا لہ صاحبہ وفی روایۃ انس قال صاحب الزنا یتوب وصاحب الغیبۃ لیس لہ توبۃ رواہ البیہقی فی شعب الایمان ۱۲ مشکوٰۃ ص ۴۱۵۔

۵: عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ من لم یدع قول الزور والعمل بہ فلیس للہ حاجۃ فی ان یدع طعامہ و شرابہ رواہ البخاری ف ۱۲ مشکوٰۃ شریف ص ۱۷۶ قول الزور ای الباطل وھو ما فیہ اثم والا ضافۃ بیانیۃ ای من لم یترک القول الباطل من قول الزور وشھادۃ الزور والکفر والا فتراء والغیبۃ والبھتان والقذف والسب والشتم واللعن وامثالھا مما یجب علی الا نسان اجتنابھا ویحرم علیہ ارتکابھا والعمل بہ ای بالزور یعنی الفواحش من الا عمال لا نھا فی الا ثم کالزور فلیس للہ حاجۃ ای التفات ومبالاۃ وھو مجاز عن عدم القبول ۱۲ مرقاۃ۔

فرض ہے جیسے کہ تم نے دینی رسالوں میں پڑھا ہے اور اس کی شرائط کی تفصیل اور سونے اور چاندی کی مقدار نصاب کا حال اور مصارف زکوٰۃ[1] جن کا ذکر قرآن شریف میں آیا ہے تمہیں معلوم ہے اس کے اعادہ کی یہاں ضرورت نہیں ہے۔ بات اس میں کہنے کی یہ ہے کہ اکثر عورتوں کو زکوٰۃ کی طرف سے بے پرواہی ہوتی ہے۔ اول تو مال ایک عزیز چیز ہے یوں بھی انسان کا دل اسے الگ کرنے کو نہیں چاہتا۔ دوسرے سستی اور لاپروائی سے زکوٰۃ ادا نہیں کی جاتی ہے اس کے[2] ادا کرنے کا بہت خیال رکھنا چاہئے۔ تمہیں جو زیور ہم نے دیا ہے وہ قدر نصاب کو پہنچ گیا ہے اس کی زکوٰۃ ہمیشہ ادا کرنی چاہئے۔ اگر شوہر بی بی کی جانب سے زکوٰۃ[3] دیدے تو جائز[4] ہے۔ اگر کوئی عورت جس پر زکوٰۃ فرض ہے اپنے مال میں سے زکوٰۃ دے اور اس کا شوہر منع کرے تو اس میں شوہر کا کہنا نہ ماننا چاہئے جیسا کہ اوپر حدیث مذکور ہوئی۔ لاطاعة لمخلوق فی معصية الخالق یہ مسئلہ صرف آگاہی کے واسطے لکھ دیا ہے ورنہ انشاء اللہ تعالیٰ تمہیں ہرگز ایسا موقع پیش نہ آوے گا بلکہ اور زیادہ فرائض اور مسائل شرعیہ کی پابندی کی تاکید ہوتی رہے گی۔ یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آسانی کے واسطے ایک نقشہ استخراج زکوٰۃ کا ایک ہزار روپیہ سے لے کر دس ۱۰ روپے تک لکھ دیں۔ اگرچہ دس ۱۰ انیس ۲۰ روپے کے مال پر بوجہ قدر نصاب نہ پہنچنے کے زکوٰۃ واجب نہیں ہے لیکن نصاب پورا ہونے کے بعد کسرات کا حساب نکالنے میں اس نقشہ سے سہولت ہوگی۔ سونے چاندی میں نصاب کے بعد جب پانچواں حصہ بڑھے تب بڑھوتری پر زکوٰۃ آوے گی ورنہ نہیں۔[5]

تعداد روپیہ			مقدار زکوٰۃ واجب	
ایک ہزار	۱۰۰۰	لـــــہ ۱۰۰۰	پچیس روپیہ	عـــہ ۲۵
نو سو	۹۰۰	لعماء (۹۰۰)	بائیس روپیہ آٹھ آنہ	عـــہ ۲۲ / ۸

۱: زکوٰۃ کی طرح صدقہ فطر کا ادا کرنا بھی ضروری ہے۔ زکوٰۃ فرض اور صدقہ فطر واجب ہے بعد رمضان کے عید کی صبح کو صدقہ فطر گیہوں سے نصف صاع اور جو وغیرہ عـہ ادنیٰ درجہ کے اناجوں سے ایک صاع دینا چاہئے۔ صدقہ فطر کے وزن وغیرہ کی تفصیل حصہ سوم۔ صدقہ فطر کے بیان میں مسئلہ نمبر ۱۲ میں ملاحظہ ہو۔ شبیر علی۔

۲: ادائے زکوٰۃ کے متعلق لوگ بہت غلطیاں کرتے ہیں جن کی تفصیل مولانا اشرف علی صاحب رحمۃ اللہ نے رسالہ القاسم میں درج فرمادی ہے۔ منجملہ ان کے ایک بڑی غلطی یہ ہے جس میں اکثر لوگ مبتلا ہیں کہ چاندی کی قیمت روپے سے کرتے ہیں اور جس قدر قیمت روپے کے اعتبار سے ہوتی ہے اس قیمت کا چالیسواں حصہ زکوٰۃ میں دے دیتے ہیں مثلاً چاندی کا زیور سو ۱۰۰ تولہ ہے اور بوجہ چاندی کے نرخ کے ارزاں ہونے کے سو ۱۰۰ تولہ چاندی کی قیمت اسی ۸۰ روپے ہوتے ہیں تو اس قیمت یعنی اسی ۸۰ روپے کا چالیسواں حصہ دو ۲ روپے زکوٰۃ ادا کردیتی ہیں۔ اس طرح زکوٰۃ ادا کرنے سے پوری سو تولہ بھر زیور کی زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی۔ پوری زکوٰۃ ادا تب ہوگی جب کہ جس قدر زیور ہے اس کے وزن کے حساب سے چالیسواں حصہ دے اور سہل یہ ہے کہ چاندی کو روپوں سے تول لیا جاوے جتنے روپیہ بھر ہو ان کے حساب سے چالیسواں حصہ دے دے اور مثلاً اگر زیور تولنے میں سو روپیہ بھر ہوا تو سو روپے کا چالیسواں حصہ دے دے یعنی دو روپے آٹھ آنے (عـا/۸) علی ہذا زیادہ اور کم کو سمجھ لو۔

۳: زکوٰۃ کے متعلق یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ سونے چاندی کے زیور اور نقد کے سوا اگر گوٹہ ٹھپہ سچے کام کا ہو اور قدر نصاب کو پہنچ جائے تو اس میں بھی زکوٰۃ فرض ہے اور یہی حال ان کپڑوں اور جوتوں کا ہے جن میں سچا کام ہو جب کہ زری قدر نصاب کو پہنچ جائے ۱۲۔

۴: جب کہ بیوی کو پہلے اطلاع کردے ۱۲۔

۵: اپنا رشتہ دار اگر مستحق زکوٰۃ ہو تو اس کو زکوٰۃ دینے کا دوہرا ثواب ہے ایک صلہ رحم کا دوسرا خیرات کا ۱۲۔

۶: مثلاً ایک شخص کے پاس دو سو درہم ہیں ان میں چالیسواں حصہ پانچ درہم زکوٰۃ واجب ہوگی اس سے زیادہ اس شخص کے پاس اگر چالیس سے کم درہم اور آگئے تو صرف دو سو درہم کی ہی زکوٰۃ پانچ درہم دینے آوے گی اور جب پورے چالیس درہم بڑھ جاویں گے جو دو سو کا پورا پانچواں حصہ ہے تب اس بڑھوتری پر چالیس کی زکوٰۃ ایک درہم اور دو سو کی پانچ درہم۔ جملہ دو سو چالیس درہم کی زکوٰۃ چھ درہم واجب ہوگی ۱۲۔

۷: نصاب الذهب عشرون مثقالا والفضة مائتا درهم وفی كل خمس بحسابه ففی كل اربعين درهما درهم وما بين الخمس الى الخمس عفو ۱۲ شرح التنوير مختصر ۱ ج ۲ ص ۴۳۔

(۱) یعنی گیہوں کے علاوہ منصوص اشیاء کا ایک صاع دیا جاوے۔ ہر اناج کا ایک صاع دینا کافی نہیں بلکہ غیر منصوص اشیاء سے اگر ادا کیا جائے تو منصوص کی قیمت لگا کر دینا ضروری ہے۔ کذا فی الدر المختار۔ ف۔

آٹھ سو	۸۰۰	لہا (۸۰۰)	بیس روپیہ	عـــ۲۰ـــہ
سات سو	۷۰۰	معاد (۷۰۰)	سترہ روپیہ آٹھ آنہ	[illegible]
چھ سو	۶۰۰	سحار (۶۰۰)	پندرہ روپیہ	[illegible]
پانچ سو	۵۰۰	صار (۵۰۰)	بارہ روپیہ آٹھ آنہ	[illegible]
چار سو	۴۰۰	للعار (۴۰۰)	دس روپیہ	عـ۱۰ـہ
تین سو	۳۰۰	سار (۳۰۰)	سات روپیہ آٹھ آنہ	[illegible]
دو سو	۲۰۰	ار (۲۰۰)	پانچ روپیہ	صر
ایک سو	۱۰۰	مار (۱۰۰)	دو روپیہ آٹھ آنہ	[illegible]
پچاس	۵۰	[illegible]	ایک روپیہ آٹھ آنہ	[illegible]
پچیس	۲۵	[illegible]	دس آنہ	۱۰ر
بیس	۲۰	عـ۲۰ـہ	آٹھ آنہ	۸ر
دس	۱۰	عـ۱۰ـہ	چار آنہ	۴ر

درمیانی رقوم اور کسرات کا حساب اس سے بآسانی سمجھ میں آسکتا ہے۔ مثلاً ڈیڑھ سو روپیہ کی زکوٰۃ کا حال معلوم کرنا ہے تو نقشہ میں سو روپے کی زکوٰۃ کو دیکھو اور پھر پچاس کی دونوں کو ملالو یہ ڈیڑھ سو روپے کی زکوٰۃ ہوگی۔ یا مثلاً پچھتر روپے کی زکوٰۃ کا دریافت کرنا مطلوب ہے تو نقشہ میں پچاس کی زکوٰۃ اور پھر پچیس کی زکوٰۃ دیکھو۔ دونوں کو ملانے سے پچھتر کی زکوٰۃ ہوئی۔ حج فرض[1] ہے استطاعت ہونے پر اور جس شخص پر حج فرض ہو جائے اور وہ حج ادا نہ کرے تو اس کے لئے سخت وعید حدیث[2] میں آئی ہے۔ ایسے شخص کے نامسلمان مرنے کی وعید مخبر صادق ﷺ نے فرمائی ہے۔ ہمیں معلوم ہے کہ تمہارے پاس جو زیور ہے، وہ اس قدر نہیں ہے کہ حج تم پر فرض ہو۔ عورت کے لئے علاوہ زادِ راہ کے محرم یا شوہر کا ساتھ ہونا بھی شرط ہے جیسا کہ تم نے دینی رسائل میں پڑھا ہے۔ لیکن اگر اللہ تعالیٰ تمہیں ایسی مقدرت دے کہ حج فرض ہو جائے تو بلا تامل و تساہل حج[3] ادا کرنا چاہئے۔

۱: حج کے مسائل بہت ہیں بعض فرائض اور بعض واجبات اور بعض سنن اور بعض مستحبات ہیں ان سب کی اس جگہ گنجائش نہیں ہے صرف فرض بتلا دیئے جاتے ہیں جو کہ تین ہیں احرام اور وقوف بعرفہ اور طواف زیارت۔ ان میں سے احرام تو شرط ہے اور وقوف بعرفہ اور طواف زیارت یہ دونوں رکن ہیں۔ ان تینوں میں سے اگر کوئی بھی چھوٹ جاوے گا تو حج نہ ہوگا اور اگر کوئی واجب رہ جاوے گا تو حج تو ہو جاوے گا مگر اس کی وجہ سے ایسے جانور کا ذبح کرنا لازم آوے گا جس کی قربانی جائز ہے مثلاً گائے، بکری اونٹ۔ حج کے مسائل میں یہ بات خصوصیت سے یاد رکھنے کے قابل ہے کہ وقوف بعرفہ کے حق میں وہ رات جو عرفہ کے دن کے بعد آتی ہے اگلے دن کی رات نہیں ہے بلکہ اسی دن کی تابع ہے اس لئے اس رات میں صبح صادق ہونے سے اول اگر کسی نے عرفات میں قیام کیا تو اس کا حج ہو جاوے گا بخلاف اور تمام ایام کے کہ اس دن کا حکم بعد غروب آفتاب کے باقی نہیں رہتا ہے ۱۲۔ (لیکن طواف زیارت اگر چھوٹ جائے تو اس کی تلافی تو ممکن ہے اگر وقوف عرفہ چھوٹ جائے گا تو پھر بجز دوبارہ حج کرنے کے اور کوئی صورت ممکن نہیں ۱۲ الف۔)

۲: عن ابی امامۃ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ من لم یمنعہ من الحج حاجۃ ظاھرۃ او سلطان جائر اومرض حابس فمات ولم یحج فلیمت ان شاء یھودیا وان شاء نصرانیا رواہ الدارمی ۱۲ مشکوٰۃ شریف ص ۲۲۲۔

۳: حج کرنے کا بہت بڑا ثواب ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو کوئی حج کرتا ہے اور اس میں کوئی بے حیائی اور گناہ کا کام نہ کرے تو وہ گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے کہ گویا آج ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہے ۱۲م۔

اب ہم چند باتیں تمہاری معاشرت کے متعلق ذکر کرتے ہیں

شوہر کی فرمانبرداری عورت پر واجب ہے اور حدیث میں اس کی بہت تاکید آئی ہے۔ اور رسول مقبول ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ اگر میں کسی انسان کے لئے سجدہ کرنے کا حکم کرتا تو عورت کو حکم کرتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔ مگر چونکہ ہماری شریعت میں سجدہ تعظیم بھی حرام ہے اس لئے آپ ﷺ نے سجدہ[۲] کرنے کی کسی کو اجازت نہیں دی۔ اس حدیث سے خیال کرنا چاہئے کہ کس قدر شوہر کی فرمانبرداری کا حکم ہے۔[۳] اور جو عورت شوہر کی نافرمانبردار ہو اور شوہر اس سے ناراض ہو وہ عورت اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور رہتی ہے تاوقتیکہ شوہر کو رضامند نہ کرے۔ یہ یاد رکھنا چاہئے کہ اگر کوئی شوہر فرائض کے ادا کرنے سے ناراض ہو تو اس کی پرواہ نہ کرنی چاہئے جیسا کہ مکرر حدیث لا طاعة لمخلوق فی معصیة الخالق ذکر کی گئی ہے یہاں بھی صرف آگاہی کے واسطے یہ مسئلہ ذکر کر دیا۔ ورنہ انشاء اللہ تعالیٰ تمہیں یہ موقع پیش نہ آوے گا۔ تین وصف جس عورت میں ہوں اس سے کبھی اس کا شوہر ناخوش نہ ہوگا۔ جن کو سعدی علیہ الرحمۃ نے بوستاں کے اس شعر میں جمع کر دیا ہے ۔

زن خوب[۴] و فرمانبر و پارسا   کند مرد درویش را بادشا

ان[۵] میں آخر کی دو صفتیں اختیاری ہیں اگر کسی عورت میں پہلی صفت[۶] نہ بھی موجود ہو تو آخر کے ۲ وصف موجود ہونے سے میاں بیوی کے تعلقات خوشگوار رہیں گے اور اگر پہلی صفت موجود ہو اور دو آخر کی مفقود ہوں تو ایسی عورت دنیا میں بدنام اور آخرت میں اس کیلئے سخت عذاب ہے جو عورت شوہر کی فرمانبردار نہ ہو یا تند مزاج ہو بات بات میں جھگڑا پیدا کرے تو اس کیلئے بھی سعدی علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے

زن[۷] بد در سرائے مرد نکو   ہم دریں عالم است دوزخ او

اور واقعی بات بھی یہی ہے کہ جس گھر میں زن شوئی کے تعلقات خوشگوار نہیں ہیں وہ گھر مثل جہنم کے ہو جاتا ہے علاوہ اس کے کہ لوگ

۱: عن عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنها ان رسول اللہ ﷺ کان فی نفر من المهاجرین والا نصار فجاء بعیر فسجدله فقال اصحابه یارسول اللہ تسجد لك البهائم والشجر فنحن احق ان نسجد لك فقال اعبدوا ربكم واكرموا اخاكم ولو كنت امرا احدا ان یسجد لا حد لامرت المرأة ان تجسد لزوجها ولوامرها ان تنقل من جبل اصفر الی جبل اسود و من جبل اسود الی جبل ابیض كان ینبغی لها ان تفعله رواه احمد ۱۲ مشكوٰة شریف ص ۲۸۳۔

۲: والسجدة حرام لغیره سبحانه ۱۲ شرح فقه اكبر ص ۲۳۰ وفی المحیط ذكر فی واقعات النا طفی اذا قال اهل الحرب لمسلم اسجد للملك والا فقتلناك فالا فضل ان لا یسجد لان هذا كفر صورة والا فضل ان لا یاتی بما هو كفر صورة ومن سجد للسلطان بنیة العبادة اولم یحضرها فقد كفروفی الخلاصة من سجد لهم ان اراد به التعظیم ای كتعظیم اللہ سبحانه كفروان اراد به التحیة اختار بعض العلماء انه لا یكفر اقول وهذا هو الاظهر ۱۲ شرح فقه اكبر ص ۲۳۸۔

۳: عن ابی هریره قال قال رسول اللہ ﷺ اذا دعا الرجل امرأته الی فراشها فابت فبات غضبان لعنتها الملائكة حتے تصبح متفق علیه وفی روایة لهما قال والذی نفسی بیده ما من رجل یدعوامرأته الی فراشه فتا بی علیه الا كان الذی فی السماء ساخطاعلیها حتی یرضے عنها ۱۲ مشكوٰة شریف ص ۲۸۰۔

۴: خوبصورت اور فرمانبردار اور پارسا (پرہیزگار) عورت فقیر مرد کو بادشاہ بنا دیتی ہے (یعنی بادشاہی کا لطف اس عورت موصوفہ سے اس کو حاصل ہوتا رہتا ہے فافہم ۱۲ م۔

۵: عن ابی هریرة رضی اللہ تعالیٰ عنه قال قیل لرسول اللہ ﷺ ای النساء خیر قال التی تسره اذا نظر وتطیعه اذا امر ولا تخالفه فی نفسها ولا مالها بما یكره رواه النسائی والبیهقی فی شعب الایمان ۱۲ مشكوٰة شریف ص ۲۸۳۔

۶: پہلی صفت خوبصورت ہونا۔ دوسری صفت فرمانبردار ہونا۔ تیسری صفت پاک دامن ہونا۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ بہترین خزانہ مرد کا نیک بخت عورت ہے جب اس کی طرف اس کا خاوند دیکھے تو اس کو دیکھ کر خوش ہو جاوے اور جب کسی بات کا حکم کرے تو فرمانبرداری کرے اور جب وہ کہیں باہر جاوے تو پس پشت خود کو اور اس کے مال کو محفوظ رکھے ۱۲ م۔

۷: بدزبان (زبان دراز) عورت نیک مرد کے گھر میں اسی عالم میں (دنیا میں) اس کے لئے دوزخ ہے ۱۲ منہ

ان پر ہنستے ہیں خود زن و شوہر کے زندگی وبال ہو جاتی ہے۔ چنانچہ یہ کیفیت ہم نے کہیں کہیں دیکھی ہے اور جس گھر میں زناشوئی کے تعلقات خوشگوار ہیں وہ گھر اگرچہ غربت اور افلاس کا گھر ہو لیکن وہ دولت خانہ اور بادشاہی محل سے بہتر بلکہ نمونہ جنت بن جاتا ہے یہ ممکن ہے کہ کبھی شوہر کی خفگی ایسی وجہ سے ہو جو تمہارے خیال میں واجبی نہیں ہے اور ممکن ہے کہ واقعی ایسا ہو تو اس حالت میں بھی تم نہایت تحمل اور وقار سے برداشت کرو حتی کہ تمہاری زبان سے تو کیا کسی اشارہ اور ادا سے بھی یہ بات نہ معلوم ہو کہ غصہ بیجا تھا۔ تمہارا تحمل آخر کار خود اس کو آگاہ کر دے گا کہ یہ غصہ ناواجب تھا۔ اور اس کا انجام بہت اچھا اور تم پر وفور مہربانی[1] کا سبب ہو گا جب کہ اس برتاؤ سے دشمن بھی دوست ہو جاتا ہے تو شوہر تو شوہر ہی ہے۔ اس تحمل میں اس بات کا ضرور خیال رہے کہ آنکھ بھوں نہ چڑھے بلکہ ہشاش بشاش رہنا چاہئے۔ اور کلام میں حرکات و سکنات میں ناراضی کا اظہار ہرگز ہرگز نہ ہو۔ شوہر کے ساتھ گفتگو اور خطاب میں شوہر کے مرتبے کا لحاظ رکھو یہ بات بے تکلفی میں بھی ملحوظ رہنی چاہئے۔ خطاب میں ایسا لفظ جس سے سوءادبی معلوم ہو ہرگز مت استعمال کرو اگر شوہر کچھ کہے تو اول غور سے سنو۔ پھر ادب کے ساتھ مناسب جواب دو۔ نہ بہت بلند آواز سے اور نہ ایسی پست آواز سے کہ کچھ سنائی نہ دے۔ اگر کسی واقعہ کا علم شوہر کو نہ ہویا مغالطہ ہو تو اس واقعہ کی نسبت غلط فہمی کو بہت ادب اور احترام کے ساتھ رفع کرو ایسے الفاظ نہ ہوں جن سے شوہر کے اس واقعہ کی نسبت علم کی تحقیر ہو۔ اور اگر مقتضائے بشریت تم سے غلطی ہو یا فروگذاشت[2] کسی امر میں ہو جاوے تو اس کا اقرار کر کے معافی مانگ لو۔ اس کا بہت اچھا اثر ہو گا۔ تمہیں کوئی چیز دریافت کرنی ہو خواہ وہ مسائل دین سے تعلق رکھتی ہو خواہ معاملات دنیا سے تو اسے بکشادہ پیشانی دریافت کرو۔ اور اچھی طرح سمجھ کر تسکین کر لو۔

در طلب[2] کردنِ حقیقتِ کار   از خدا شرم دار و شرم مدار

عورتوں کی عادت[3] ہوتی ہے کہ شوہر کی ناشکری کرتی ہیں۔ یہ عادت بہت بری ہے۔ شوہر یا خسر کی جانب سے جو کھانے پینے کو ملے اس کو شکر کے ساتھ قبول کرنا چاہئے۔ اور گو کتنا ہی قلیل ہو اس پر بھی شکر واجب ہے لاکھوں ایسے ہوں گے جن کو نہ تم جیسا کھانے کو اور نہ تم جیسا پہننے کو ملتا ہو گا اور نہ تم جیسا آرام ہو گا۔ کھانے پہننے میں، دولت مندی میں ہرگز کسی کی حرص مت کرو۔ رشک و حسد سے بچو کہ اس میں علاوہ سخت گناہ کے خود انسان عذاب میں مبتلا رہتا ہے۔ دنیا کے اسباب میں ہمیشہ اپنے سے کمتر پر، اور دین کے کاموں میں ہمیشہ اپنے سے بالاتر پر نظر رکھو۔ اس سے تم کو دنیا میں راحت اور نیکی کی توفیق ہو گی۔

۱: (عائشہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہا) رفعتہ ان الرفق لا یکون فی شیئ الا زانہ ولا ینزع من شیئ الا شانہ وفی روایۃ ان اللّٰہ رفیق یحب الرفق ویعطی علی الرفق مالا یعطی علی العنف وما لا یعطی علے ما سواہ المسلم وابوداؤد ۱۲ جمع الفوائد ص ۱۵۰ ۔

۲: مقصود یہ ہے کہ کسی مسئلہ کے دریافت کرنے میں شرم نہ کرنی چاہئے شرم خدا سے کرنی چاہئے کہ گناہ نہ ہو ۱۲م۔

۳: (جابر) شہدت مع النبی صلے اللّٰہ علیہ وسلم لعید فبدأ بالصلوٰۃ قبل الخطبۃ بلا اذان ولا اقامۃ ثم قام متوکئا علی بلال فامر بتقوی اللّٰہ تعالیٰ وحث علی طاعتہ ووعظ الناس وذکرھم ثم مضے حتی اتی النساء فوعظھن وذکرھن فقال تصدقن فان اکثرکن حطب جھنم فقامت امراۃ من سفلۃ النساء سفعاء الخدین فقالت لم یا رسول اللّٰہ قال لانکن تکثرن الشکاۃ وتکفرن العشیر قال فجعلن یتصدقن من علیھن یلقین فی ثوب بلال من اقرطھن وخواتیمھن للشیخین وابی داؤد والنسائی ۱۲ جمع الفوائد ص ۱۰۵ ج ۱ ۔

(۱) زیادتی ۱۲

(۲) قصور، لغزش ۱۲

ہدایت سسرال کے گھر والوں کے ساتھ آداب معاشرت

(زندگی گذارنے کے طریقے)

خوشدامن[1] کا ادب ہر امر میں مثل اپنی والدہ مشفقہ کے کرو۔ اور ہر حال میں ان کی رضامندی کو مقدم سمجھو۔ خواہ تم کو تکلیف ہو یا راحت۔ مگر ان کی خلاف مرضی ایک قدم مت چلو۔ زبان سے کوئی ایسا لفظ مت نکالو جس سے ان کو کلفت ہو۔ ان سے جب بات کرو اور خطاب کرو تو ایسے الفاظ سے خطاب مت کرو جیسے اپنی برابر والیوں سے خطاب کرتی ہو۔ بلکہ ان الفاظ سے خطاب کرو جو بزرگوں کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں۔ چنانچہ ہم نے آداب شوہر میں اس کا بیان کر دیا ہے۔ اگر خوش دامن تم کو کسی امر میں تنبیہ کریں تو ان کے کہنے کو خاموشی کے ساتھ سننا چاہئے۔ اگر بالفرض ناگوار اور تلخ بھی کہیں جس کی امید نہیں ہے تب بھی اس کو شربت خوشگوار کے گھونٹ کی طرح پی جاؤ اور ہرگز درشتی سے جواب نہ دو اور ان کی خدمت مثل اپنی والدہ کے کرو۔ اگر کسی کام کو دوسرے کو کہیں تو تم اس کو اپنی طرف سے انجام دو۔ خسر[2] کی تعظیم واحترام مثل اپنے والد مہربان کے کرو۔ اور جس طرح خوش دامن کے ساتھ کلام کرنے میں ادب کا بیان ہم نے کیا ہے یہاں بھی اسی طرح لحاظ رکھو۔ مثلاً اگر کوئی تم سے دریافت کرے کہ وہ کہاں گئے ہیں تو تم اس کے جواب میں کہو کہ فلاں جگہ تشریف لے گئے ہیں۔ اگر کوئی پوچھے کہ فلاں امر کی نسبت انہوں نے کیا کہا ہے تو تم جواب میں کہو کہ ایسا فرمایا ہے ان کو آرام پہنچانے اور ان کی خدمت کرنے میں جہاں تک ممکن ہو سعی کرو۔ کسی تقریب میں جانا ہو یا کسی عزیز سے ملنے جانا ہو تو اپنے خسر و شوہر سے اجازت لو۔ اور اگر وہ موجود نہ ہوں تو خوش دامن سے اجازت چاہو۔ اگر اجازت دیں تو جاؤ، ورنہ مت جاؤ۔ اگر کسی تقریب میں جانے کو کہیں تو جاؤ۔ گو تمہارا جی نہ چاہتا ہو۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ خدانخواستہ وہ تمہیں ایسی جگہ جانے کو کہیں جہاں منہیات(۱) شرعیہ ہوں جس گھر یا مجلس میں منہیات شرعیہ ہوں وہاں جانا منع ہے اگر کوئی[3] بی بی تم سے مرتبہ اور عمر میں بڑی ہے جیسے شوہر کے بڑے بھائی کی بیوی۔ اس کے ساتھ گفتگو[4] اور نشست[5] برخاست میں اس کے مرتبہ کا لحاظ رکھو۔ اور اس کے ساتھ اسی طرح شیر و شکر ہو کر رہو کہ گویا سگی بہنیں ہیں۔ ایک بڑی اور ایک چھوٹی۔ تم اگر ایسا برتاؤ رکھو گی تو ضرور ہے کہ طرف ثانی[6] سے بھی ایسا ہی برتاؤ ہوگا اور اگر عمر و مرتبہ میں تم سے چھوٹی ہے تو اس کے ساتھ محبت اور پیار کا برتاؤ رکھو۔ اور اس کو نہایت نرمی وملائمت سے اچھی اچھی باتوں کی تعلیم دیتی رہو۔ اور وہ کوئی کام کرے تو تم خود مدد دے کر وہ کام کرا دو۔ اسی طرح شوہر کی بہن بھانجی وغیرہما کے ساتھ علی قدر المراتب سلوک اور مدارات سے پیش آؤ۔ مگر اس میں حد اعتدال کو ضرور ملحوظ رکھو۔ کیونکہ حد اعتدال سے زیادہ مدارات میں نباہ مشکل ہے۔ اپنے گھر میں بیبیوں کے ساتھ جب بیٹھو یا کسی دوسرے گھر کسی تقریب میں عورتوں میں شامل ہو تو کسی کی نسبت پس پشت ایسی بات مت کہو کہ اگر وہ سنے تو برا مانے۔ اسی کو غیبت[7] کہتے۔ غیبت کرنے کا سخت گناہ ہے۔ اس کی نسبت اول بھی ہم نے روزے کے بیان میں ذکر کیا ہے۔ اور اب یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ بعض آدمی کہا کرتے ہیں۔ کہ ہم کوئی جھوٹ بات نہیں کہتے۔ یہ

۱: آداب خوشدامن ۱۲
۲: آداب خسر ۱۲
۳: دیگر مستورات خانہ کے ساتھ برتاؤ ۱۲
۴: بات چیت ۱۲
۵: اٹھنا بیٹھنا　۶: دوسری طرف
۷: عن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال اتدرون ما الغیبۃ قالوا اللہ ورسولہ اعلم قال ذکرک اخاک بما یکرہ قالوا افرأیت ان کان فی اخی ما اقول قال ان کان فیہ ما تقول فقد اغتبتہ وان لم یکن فیہ ما تقول فقد بہتہ رواہ مسلم وفی روایۃ اذا قلت لاخیک ما فیہ فقد اغتبتہ واذا قلت ما لیس فیہ فقد بہتہ ۱۲ مشکوۃ شریف ص ۲۔
(۱) شرع کی منع کی ہوئی باتیں ۱۲ منہ۔

بات تو فلاں شخص میں موجود ہے۔ یاد رکھو یہ نفس کا ایک مکر ہے۔ غیبت کے لئے یہ ضرور نہیں ہے کہ جو عیب کا بیان کیا جاوے وہ اس میں نہ ہو۔ بلکہ کسی کے واقعی عیب کا بیان کرنا غیبت ہے اور اگر وہ عیب اس شخص میں نہیں ہے تو دو چند گناہ ہوتا ہے تہمت کا اور غیبت کا۔ گھر میں جو بچے ہیں خواہ وہ تمہارے خسر کی اولاد ہوں یا ایسے قریب رشتہ داروں کے جو اس گھر میں رہتے ہیں ان کے ساتھ نہایت شفقت و مہربانی سے پیش آؤ۔ حدیث[1] شریف میں آیا ہے کہ جو شخص بڑوں کا ادب نہ کرے اور چھوٹوں پر رحم نہ کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے ہمارے حضور اقدس رسول مقبول ﷺ کو بچوں کے ساتھ بہت محبت تھی۔ حتیٰ کہ ایک[2] مرتبہ ایک بچے نے آپ ﷺ کی گود میں پیشاب بھی کر دیا تھا۔ بعض عورتیں جن کو بچوں سے محبت ہوتی ہے بچے کو اس بہانے سے بلاتی ہیں آؤ تمہیں ہم ایک چیز دیں۔ حالانکہ کوئی چیز دینے کا قصد نہیں ہوتا۔ صرف بلانا مقصود ہوتا ہے۔ لیکن ایسا کہنا ایک قسم کا جھوٹ بولنا ہوتا ہے ایسا مت کرو۔ ایک[3] بی بی نے ایک مرتبہ حضور رسول مقبول ﷺ کے سامنے بچے کو کچھ دینے کو کہہ کر بلایا۔ مگر اس نے خالی بہکایا نہ تھا بلکہ کوئی چیز اسکو دی بھی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر تو اس کو یہ نہ دیتی تو جھوٹ ہو جاتا۔ گھر میں اگر خادمہ ہے تو اس سے فوق طاقت کام نہ لو۔ اگر کوئی کام اس پر بھاری ہو تو خود بھی اس کی مدد کر دینی چاہئے۔ اس سے درشتی اور سخت کلامی سے پیش نہ آؤ۔ وہ بیمار ہو یا اسے کوئی تکلیف ہو تو اس میں اس کی پوری ہمدردی کرو جیسا کہ تم نے اپنی والدہ کا برتاؤ خادمہ عورتوں کے ساتھ دیکھا ہے کہ اگر کبھی خادمہ کے سر میں ذرا درد بھی ہوا ہے تو خود اس کا کام کر لیا ہے اور ایسی حالت میں اسے تکلیف نہیں دی۔ ہاں یہ بھی نہ ہونا چاہئے کہ خادمہ بالکل آرام طلب اور کام چور ہو جائے۔ ایسا کر دینا گویا خادمہ کے حق میں دشمنی ہے کہ پھر وہ جہاں جاوے گی آقا کی مورد عتاب رہے گی۔ کوئی اچھی تحفہ چیز کھانے پینے کی آوے تو اس میں سے[4] اس کو بھی کسی قدر دینی چاہئے۔ تم نے یہ برتاؤ بھی اپنی والدہ کا دیکھا ہے کہ گو کتنی ہی قلیل چیز ہو مگر اس میں بھی وہ خادمہ کا حصہ ضرور لگاتی ہیں۔ ہمیں اس سے کمال مسرت ہوتی ہے کہ ایثار[5] کی صفت تم میں فطرۃً ہے۔ اس صفت میں اللہ تعالیٰ اور ترقی دے۔ اپنے شوہر اور سب گھر کی بیبیوں کے ساتھ یہ برتاؤ رکھو۔ گھر میں جو عورتیں اور باہر مرد مہمان ہوں ان کی مہمانداری حسب مرضی شوہر بہت کشادہ دلی اور ایثار سے کرنی چاہئے۔ مہمان کی خاطر اپنے معمولی کھانے کی نسبت تکلف بھی جائز ہے جو حد اسراف تک نہ پہنچے۔ اگر مہمان کوئی متقی خدا کے نیک بندوں میں سے ہو تو اس کی مہمانی کو موجب خیر و برکت سمجھنا چاہئے۔ اور یوں تو کسی مہمان سے بھی دل تنگ نہ ہونا چاہئے۔ ہمارے حضور[6] انور رسول مقبول ﷺ نے کافر کو بھی مہمان کیا ہے۔ مہمان کی مدارات اور اس کے ٹھہرانے میں التجا کرنے کا مضائقہ نہیں ہے مگر نہ اس قدر اصرار کہ مہمان کے لئے

۱: عن ابن عباس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ لیس منا من لم یرحم صغیرنا ولم یوقر کبیرنا الخ رواہ الترمذی ۱۲ مشکوٰۃ شریف ص ۴۲۳۔

۲: عن ام قیس بنت محصن انھا اتت بابن لھا صغیر لم یا کل الطعام الی رسول اللّٰہ ﷺ فاجلسہ رسول اللّٰہ ﷺ فی حجرہ فبال علی ثوبہ الحدیث متفق علیہ ۱۲ مشکوٰۃ ص ۵۳۔

۳: عن عبداللّٰہ رضی اللّٰہ عنہ بن عامر قال دعتنی امی یوما ورسول اللّٰہ ﷺ قاعد فی بیتنا فقال ھا تعال اعطیك فقال لھا رسول اللّٰہ ﷺ ماارد ت ان تعطیہ قالت اردت ان اعطیہ تمرافقال لھا رسول اللّٰہ ﷺ اما انك لولم تعطیہ شیئا کتبت علیك کذبۃ رواہ ابوداؤد والبیھقی فی شعب الایمان ۱۲ مشکوٰۃ شریف ص ۴۱۶۔

۴: عن محمد بن زیاد قال سمعت ابا ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ یحدث عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم قالؑ اذا اتی احدکم خادمہ لطعامہ فلیجلس معہ اولینا ولہ لقمۃ اولقمتین او اکلۃ اوا کلتین فانہ ولی حرہ ودخانہ ۱۲ مسند دارمی ص ۲۶۵۔

۵: ایثار کے معنی ہیں اپنے نفس پر دوسرے کو کسی چیز میں مقدم سمجھنا اور خاص کر جب خود کو بھی اس چیز کی حاجت ہو تو یہ اعلیٰ درجہ کا ایثار ہے۔ یہ شان صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی تھی کہ باوجود سخت سے سخت حاجت مندی کے بھی اپنی حاجت پر دوسرے کی حاجت روائی کو مقدم سمجھتے تھے جن کی تعریف قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ وَ یُؤْثِرُوْنَ عَلٰۤی اَنْفُسِهِمْ وَ لَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ یعنی اپنی جانوں پر دوسرے کو مقدم رکھتے ہیں اگرچہ خود ان کو شدت کی حاجت ہو ۱۲ام۔

۶: (ابوھریرۃ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ) اضاف النبی ﷺ ضیفا کافراً فامرلہ بشاۃ فحلبت فشرب حلال بھا ثم اخری فشرب حلابھا ثم اخری فشرب حلابھا حتیٰ شرب حلاب سبع شیاہ ثم انہ اصبح فاسلم فامرلہ ﷺ بشاۃ فشرب حلابھا ثم اخری فلم یستتمھا فقال ﷺ ان المؤمن یشرب فی معا واحد والکافر یشرب فی سبعۃ امعاء للشیخین والموطاروا ہ الترمذی ۱۲ جمع الفوائد ج۱ ص ۲۹۴۔

موجب اضرار ہو۔ یہ بہت بری بات ہے کہ مہمان کو خاص کوئی ضرورت در پیش ہے اور وہ اس کی وجہ سے رخصت ہونا چاہتا ہے مگر میزبان صاحب ہیں کہ اصرار کر رہے ہیں اور خدا اور رسول اللہ ﷺ کا واسطہ دے رہے ہیں یہ خود اچھی بات نہیں ہے جس میں مہمان کا دل تنگ ہو اور اس کا حرج بھی ہو۔ ہمارے حضرت مولانا رشید احمد صاحب قدس سرہ۔ ایسے اصرار کو ہرگز پسند نہ فرماتے تھے۔ مہمان کے ساتھ جو مدارات کی جاوے اس کو ہرگز اپنی طرف سے احسان مت سمجھو بلکہ اس نے تم پر احسان کیا کہ اپنا مقسوم رزق تمہارے یہاں کھایا اور تم کو ثواب میں داخل کیا۔

شکر بجا[1] آر کہ مہمانِ تو روزی خود میخورد از خوانِ تو

اسی طرح اگر کسی کے ساتھ سلوک کرو تو اس پر احسان مت دھرو۔ قرآن شریف[2] سے ثابت ہے کہ احسان دھرنے سے سلوک کرنے کا ثواب باطل ہو جاتا ہے۔ پس یہ خالص اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لئے ہونا چاہئے۔

انتظام خانہ داری

بعد حسن معاشرت مردمان خانہ کے جس کا اوپر ذکر ہوا گھر کی بہبودی اور اس کی رونق کے لئے ایک نہایت ضروری چیز ہے انتظام خانہ داری اگر عمدہ طور سے ہے تو باوجود قلت معاش کے بھی گھر پر رونق معلوم ہوتی ہے۔ اور اس گھر پر ناداری معلوم نہیں ہوتی۔ اور اگر یہ انتظام درست نہیں ہے تو باوجود دولت مندی کے بھی گھر پر نکبت اور نحوست برستی ہے۔ ہم نے بچشم خود بعض دولت مند گھروں کے دیکھا ہے کہ انتظام خانہ داری کا مستورات میں سلیقہ نہ ہونے سے ان کے گھر کی حالت مفلسوں کے گھروں سے بدتر ہے۔ بہت بڑی بات اس میں اخراجات کا اندازہ اور ان کے مواقع کا لحاظ رکھنا ہے۔ اخراجات میں اعتدال اور ان کا حسب موقع استعمال کرنا چاہئے۔ اعتدال سے ہمارا مطلب یہ ہے کہ آمدنی کے لحاظ سے خرچ زیادہ نہ ہو اور نہ اس قدر کم کہ کنجوسی کی نوبت پہنچے کنجوسی کرنے والوں اور حد اعتدال سے زیادہ خرچ کرنے والوں دونوں کی مذمت قرآن شریف[3] میں آئی ہے مال اور پیسے کی ایسی محبت کہ آدمی پیسہ پیسہ جوڑے اور ننانوے کے پھیر میں پڑا رہے علاوہ شرعاً مذموم ہونے کے اس سے خود زندگی وبال جان ہو جاتی ہے۔ البتہ میانہ روی ایک ایسی چیز ہے کہ نہ تو اس سے انسان کنجوس کہلاتا ہے اور نہ مسرف۔ اور نہ ضرورت کے وقت اپنی حاجت سے بند رہتا ہے۔ اخراجات کے موقع کا لحاظ خود صرف کرنے والے انسان کا کام ہے کہ وہ خیال کرے کہ کس موقع میں کس قدر خرچ کرنا چاہئے۔ اس کی نسبت جزئیات کا محفوظ کرنا دشوار ہے۔ روزمرہ کے مصارف کا حساب اگر حسب مرضی شوہر لکھ لیا کرو اور روزمرہ یا ہفتہ میں ایک بار اس کو شوہر کے ملاحظہ میں پیش کر دیا کرو تو بہت کچھ موجب اطمینان ہے۔ حساب ایک ایسی عمدہ چیز ہے کہ دنیا اور دین دونوں کے لئے کار آمد ہے۔ غلہ وغیرہ اجناس جو گھر میں آویں اس کو تول لیا کرو اور اسی طرح روپے پیسے کا شمار کر لیا کرو۔ اور اگر کسی کو قرض دینے یا کسی سے لینے کا اتفاق ہو تو اس کو بھی لکھ لیا کرو اور اس کے واپس آنے پر بھی۔ اسی طرح دھوبی کے یہاں جو کپڑے دیئے جاویں وہ بھی بغیر لکھے نہ دیئے جاویں۔ اور زیادہ تر خوبی کی بات تو یہ ہے کہ جو کچھ تمہارے پاس پارچہ وغیرہ نقد زیور ہو سب لکھا رہے کہ یہ بہت کار آمد ہے۔ منجملہ انتظام خانہ داری کے اثاث البیت کی ترتیب ہے کہ جو چیز جہاں رکھنے کی ہے اس کو اسی جگہ رکھنا مناسب ہے۔ فرش، پلنگ، چوکی وغیرہ وغیرہ سب اپنی اپنی جگہ پر رکھے جاویں۔ اور جس چیز کے نکالنے کی ضرورت ہو تو بعد رفع ضرورت اس کو اسی جگہ رکھنا لازم ہے۔ اسی طرح تمام ظروف روزمرہ کے استعمال کے اور دیگر روزمرہ کے کام کی چیزوں کا خیال رکھو۔ ایسا نہ ہونا چاہئے کہ

۱: یعنی شکر ادا کر کہ تیرا مہمان اپنی روزی تیرے دستر خوان سے کھاتا ہے ۱۲۔

۲: یا ایها الذین آمنوا لا تبطلوا صدقاتکم بالمن والاذی الایۃ ۱۲ سورہ بقرہ پارہ تلک الرسل۔

۳: ان المبذرین کانوا اخوان الشیاطین و کان الشیطان لربہ کفورا الایۃ ۱۲ سورہ بنی اسرائیل پارہ سبحان الذی ۱۵ والذین یکنزون الذهب والفضه ولا ینفقونها فی سبیل اللہ فبشرهم بعذاب الیم ۔ یوم یحمیٰ علیها فی نار جهنم فتکوی بها جباههم و جنوبهم وظهورهم هذا ما کنزتم لا نفسکم فذوقوا ما کنتم تکنزون الایۃ ۱۲ سورہ توبہ پارہ واعلموا ۱۰۔

لوٹے ایک طرف کو لڑکتے پھرتے ہیں، رکابیاں کہیں پڑی ہیں، دیگچیاں دھوئی بے دھوئی ہیں کہ مکھیاں بھنکتی ہیں، گھڑے الگ کھلے پڑے ہیں کہ کوے ان میں پانی پیتے اور بیٹ کرتے ہیں۔ کپڑوں کو ہمیشہ تہ کرکے رکھوایسا نہ ہو کہ ادھر ادھر بکھرتے پھریں۔ اگر اونی کپڑے ہیں یا ریشمی، تو ان کی ہمیشہ خبر گیری کرنی چاہئے۔ خاص کر موسم برسات میں بہت خیال رکھو ان کو کرم یعنی کیڑا لگ جاتا ہے۔ اگرچہ انتظامی قوت انسان میں فطرتی ہے لیکن کوشش اور سعی کو بھی بہت کچھ دخل ہے۔ گھر میں جو بی بی لیاقت والی اور صاحب سلیقہ ہو ہمیشہ اس سے انتظام خانہ داری سیکھتی رہو۔ اور بغور اس کے انتظام کو دیکھتی رہو اور پھر اس کی پیروی کرو۔ اب ہم ان چند کلمات کو ختم کرتے ہیں اور مکرر یہ نصیحت کرتے ہیں کہ اگر تم ان ہدایات پر عمل کروگی تو انشاء اللہ تعالیٰ تم کو دونوں جہان میں کامیابی نصیب ہوگی اور دنیا میں ایسی آرام و راحت سے رہوگی کہ گھر نمونہ جنت بن جاوے گا اور یہ ہماری طرف سے تمہارے لئے تمہاری شادی نکاح کا بہترین جہیز ہے اسکو تم ہفتہ میں دو تین بار دیکھ لیا کرو۔ اگر دو تین بار ممکن نہ ہو تو ایک بار ضرور بالضرور پڑھ لیا کرو۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تمہیں دین اور دنیا کی برکتیں نصیب فرما دے اور تم کو شامل کرکے یہ دعا کرتے ہیں ربنآ اتنا فی الدنیا حسنۃً وفی الا خرۃ حسنۃً وقنا عذاب النار ہم تم سے صرف یہ چاہتے ہیں کہ جب تک تمہارے والدین زندہ ہیں ان کے لئے سلامتی ایمان اور عاقبت بخیر ہونے کی دعا کیا کرو۔ اور بعد اس جہان سے ان کے رخصت ہونے کے ان کو دعائے مغفرت سے یاد رکھو۔ واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ خیر الخلائق محمد والہ واصحابہ اجمعین۔

بندہ ناچیز عبدالحق عفا اللہ عنہ، قصبہ پور قاضی ضلع مظفر نگر ۱۴ محرم ۱۳۳۰ھ

تقریظ حضرت مولانا مولوی حافظ حاجی شاہ اشرف علی صاحب تھانوی نور اللہ مرقدہ

بعد الحمد والصلوٰۃ احقر اشرف علی تھانوی عرض کرتا ہے کہ آج میں نے یہ تقریر لطیف سعادت نصیب نہایت شوق سے پڑھی۔ حرف حرف پر انشراح بڑھتا جاتا تھا...... سبحان اللہ سچ ہے کہ دریا کو کوزے میں بھرا ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا اور دعا کے ساتھ امید ہے کہ لڑکیوں کو بے حد نافع ہوگی۔ میری تمنا ہے کہ اس کو مستقلاً یا کسی رسالہ کے ساتھ چھاپ کر سب گھروں میں پہنچانے کی کوشش کی جاوے گی۔ **والی اللہ ترجع الامور۔**

اشرف علی عفی عنہ

مقام تھانہ بھون، ۳ صفر ۱۳۳۰ھ

اصلی مدلل و مکمل بہشتی زیور حصہ ششم مع ضمائم قدیمہ وجدیدہ ختم ہوا

دستورالعمل تدریس واجمالی حالت حصہ ششم

نمبر-۱ اس حصہ میں شادی وغمی ودیگر امور کے متعلق رسوم مروجہ کا بیان ہے۔

نمبر-۲ اگر تیسرے حصہ کے ختم کے بعد لڑکی میں چوتھے یا پانچویں حصہ کے سمجھنے کی استعداد نہ معلوم ہو تو یہ حصہ پڑھادیا جائے۔

نمبر-۳ اس کا خیال رکھا جائے کہ جب کسی کو ان رسموں کے کرنے میں پریشانی یا ندامت یا نقصان اٹھاتا ہوا دیکھا جائے فوراً لڑکی کو جتلادیا جائے کہ دیکھو ان رسموں میں خرابی ہے تاکہ اس کو اول ہی سے ان امور سے نفرت ہو جائے۔

نمبر-۴ اکثر لڑکیوں کی عادت ہے کہ گڑیاں کھیلنے میں ان رسموں کو فرضی طور پر برتاؤ کرتی ہیں اس کا بھی انسداد ضروری ہے تاکہ عادت نہ ہونے پاوے اور ان کے خیال میں جمنے نہ پاوے

نمبر-۵ لکھنا اگر خلاف مصلحت نہ سمجھا جاوے تو لڑکی کو کہا جاوے کہ اس حصہ کو بھی اول سے آخر تک لکھ جاوے تاکہ خط بھی صاف ہو اور نیز لکھنے سے مضمون بھی ذہن میں زیادہ جم جاتا ہے۔

نمبر-۶ لڑکیوں کو تاکید کرو کہ ان مضامین کا آپس میں چرچا رکھیں اور ایک دوسری سے کہتی سنتی رہا کریں تاکہ خوب یاد رہے۔

نمبر-۷ اور بھی ان پڑھ عورتیں جو محلہ میں ہوں ان کو بھی یہ باتیں سمجھا سمجھا کر سنایا کریں تاکہ ان کو بھی ہدایت ہو۔

محمد اشرف علی عفی عنہ

فہرست مضامین اصلی مدلل و مکمل بہشتی زیور حصہ ہفتم

اصلی انسانی زیور

ایک لڑکی نے یہ پوچھا اپنی اماں جان سے　　آپ زیور کی کریں تعریف مجھ انجان سے

کون سے زیور ہیں اچھے یہ جتا دیجئے مجھے　　اور جو بد زیبا بھی بتا دیجئے مجھے

تاکہ اچھے اور بُرے میں مجھ کو بھی ہو امتیاز　　اور مجھ پر آپ کی برکت سے کھل جائے یہ راز

یوں کہا ماں نے محبت سے کہ اے بیٹی مری　　گوش دل سے بات سُن لو زیوروں کی تم ذری

سیم و زر کے زیوروں کو لوگ کہتے ہیں بھلا　　پر نہ میری جان ہونا تم کبھی ان پر فدا

سونے چاندی کی چمک بس دیکھنے کی بات ہے　　چار دن کی چاندنی اور پھر اندھیری رات ہے

تم کو لازم ہے کرو مرغوب ایسے زیورات　　دین و دُنیا کی بھلائی جس سے اے جاں آئے ہاتھ

سر پر جھومر عقل کا رکھنا تم اے بیٹی مُدام　　چلتے ہیں جسکے ذریعہ سے ہی سب انساں کے کام

بالیاں ہوں کان میں اے جان گوشِ ہوش کی　　اور نصیحت لاکھ تیرے جھومکوں میں ہو بھری

اور آویزے نصائح ہوں کہ دل آویز ہوں　　گر کرے ان پر عمل تیرے نصیبے تیز ہوں

کان کے پتے دیا کرتے ہیں کانوں کو عذاب　　کان میں رکھو نصیحت دیں، جو اوراقِ کتاب

اور زیور گر گلے کے کچھ تجھے درکار ہوں　　نیکیاں پیاری مری تیرے گلے کا ہار ہوں

قوتِ بازو کا حاصل تجھ کو بازو بند ہو　　کامیابی سے سدا تو خرم و خورسند ہو

ہیں جو سب بازو کے زیور سب بیکار ہیں　　ہمتیں بازو کی اے بیٹی تری درکار ہیں

ہاتھ کے زیور سے پیاری دستکاری خوب ہے　　دستکاری وہ ہنر ہے سب کو جو مرغوب ہے

کیا کروگی اے مری جاں زیورِ خلخال کو　　پھینک دینا چاہئے بیٹی بس اس جنجال کو

سب سے اچھا پاؤں کا زیور یہ ہے نورِ بصر　　تم رہو ثابت قدم ہر وقت راہِ نیک پر

سیم و زور کا پاؤں میں زیور نہ ہو تو ڈر نہیں　　راستی سے پاؤں پھسلے گر نہ میری جاں کہیں

نوٹ　یہ نظم حصہ اول میں بھی گذری ہے، وہاں مشکل الفاظ کے معنی بھی لکھ دیئے گئے ہیں ضرورت مند حضرات ملاحظہ فرمائیں۔

اصلی بہشتی زیور کا ساتواں حصہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آداب(۱) اور اخلاق(۲) اور ثواب(۳) اور عذاب(۴) کے بیان میں عبادتوں(۵) کا سنوارنا

باب ۱ وضو اور پاکی کا بیان

عمل نمبر ۱ وضو اچھی طرح کرو، گو کسی وقت نفس کو ناگوار ہو۔

عمل نمبر ۲ تازہ وضو کا زیادہ ثواب ہے۔

عمل نمبر ۳ پاخانہ پیشاب کے وقت قبلے کی طرف منہ نہ کرو، نہ پشت کرو۔

عمل نمبر ۴ پیشاب کی چھینٹوں سے بچو، اس میں بے احتیاطی کرنے سے قبر کا عذاب ہوتا ہے۔

عمل نمبر ۵ کسی سوراخ میں پیشاب مت کرو شاید اس میں سے کوئی سانپ بچھو وغیرہ نکل آئے۔

عمل نمبر ۶ جہاں غسل کرنا ہو وہاں پیشاب مت کرو۔

عمل نمبر ۷ پیشاب پاخانہ کے وقت باتیں مت کرو۔

عمل نمبر ۸ جب سو کر اٹھو جب تک ہاتھ اچھی طرح نہ دھو لو پانی کے اندر نہ ڈالو۔

عمل نمبر ۹ جو پانی دھوپ سے گرم ہو گیا ہو اس کو مت برتو۔ اس سے برص کی بیماری کا اندیشہ ہے جس میں بدن پر سفید سفید داغ ہو جاتے ہیں۔

باب ۲ نماز کا بیان

عمل نمبر ۱ نماز اچھے وقت پر پڑھو، رکوع سجدہ اچھی طرح کرو، جی لگا کر پڑھو۔

عمل نمبر ۲ جب بچہ سات برس کا ہو جاوے اس کو نماز کی تاکید کرو جب دس برس کا ہو جائے تو مار کر (نماز) پڑھواؤ۔

عمل نمبر ۳ ایسے کپڑے یا ایسی جگہ میں نماز پڑھنا اچھا نہیں کہ اس کی پھول پتی میں دھیان لگ جائے۔

عمل نمبر ۴ نمازی کے آگے کوئی آڑ ہونا چاہئے اگر کچھ نہ ہو ایک لکڑی کھڑی کر لو یا کوئی اونچی چیز رکھ لو اور اس چیز کو دائیں یا بائیں ابرو کے مقابل رکھو۔

عمل نمبر ۵ فرض پڑھ کر بہتر ہے کہ اس جگہ سے ہٹ کر سنت نفل پڑھو۔

عمل نمبر ۶ نماز میں ادھر ادھر مت دیکھو، اوپر نگاہ مت اٹھاؤ جہاں تک ہو سکے جمائی کو روکو۔

عمل نمبر ۷ جب پیشاب پاخانہ کا دباؤ ہو تو پہلے اس سے فراغت کر لو پھر نماز پڑھو۔

عمل نمبر ۸ نفلیں اور وظیفے اتنے شروع کرو جس کا نباہ ہو سکے۔

۱: اس کا پورا بیان بہشتی زیور حصہ دوم میں گذر چکا ہے اس کو بھی دیکھ لیا جائے ۱۲۔

(۱) آداب جمع ہے ادب کی بمعنی عمدہ طریقہ ۱۲۔

(۲) اخلاق جمع ہے خلق کی بمعنی عمدہ اور اچھی عادتیں ۱۲۔

(۳) نیک اور اچھا بدلہ ۱۲۔

(۴) عذاب، سزا دکھ ۱۲

(۵) از تعلیم الدین وغیرہ ۱۲۔

باب ۳ موت اور مصیبت کا بیان

عمل نمبر ۱ اگر پرانی مصیبت یاد آجائے تو اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْن [1] پڑھ لو۔ جیسا ثواب پہلے ملا تھا ویسا ہی پھر ملے گا۔

عمل نمبر ۲ رنج کی کیسی ہی ہلکی بات ہو اس پر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْن پڑھ لیا کرو ثواب ملے گا۔

باب ۴ زکوٰۃ اور خیرات کا بیان

عمل نمبر ۱ زکوٰۃ جہاں تک ہو سکے ایسے لوگوں کو دی جائے جو مانگتے نہیں آبرو تھامے گھروں میں بیٹھے ہیں۔

عمل نمبر ۲ خیرات میں تھوڑی چیز دینے سے مت شرماؤ جو توفیق ہو دے دو۔

عمل نمبر ۳ یوں نہ سمجھو کہ زکوٰۃ دے کر اور خیرات دینا کیا ضرور ہے۔ ضرورت کے موقعوں [2] پر ہمت کے موافق خیر خیرات کرتے رہو۔

عمل نمبر ۴ اپنے رشتہ داروں کو دینے سے دوہرا ثواب ہے، ایک خیرات کا دوسرے رشتہ دار سے احسان کرنے کا۔

عمل نمبر ۵ غریب پڑوسیوں کا خیال رکھا کرو۔

عمل نمبر ۶ شوہر کے مال سے اتنی خیرات مت کرو کہ اس کو ناگوار ہو۔

باب ۵ روزے کا بیان

عمل نمبر ۱ روزے میں بیہودہ باتیں کرنا، لڑنا بھڑنا بہت بری بات ہے اور کسی کی غیبت کرنا تو اور بھی بڑا گناہ ہے۔

عمل نمبر ۲ نفل روزہ شوہر سے اجازت لے کر رکھو جب کہ وہ گھر پر موجود ہو۔

عمل نمبر ۳ جب رمضان شریف کے دس دن رہ جائیں ذرا عبادت زیادہ کیا کرو۔

باب ۶ قرآن مجید کی تلاوت کا بیان [3]

عمل نمبر ۱ اگر قرآن شریف اچھی طرح نہ چلے گھبرا کر مت چھوڑ دو۔ پڑھے جاؤ۔ ایسے شخص کو دوہرا ثواب ملتا ہے۔

عمل نمبر ۲ اگر قرآن شریف پڑھا ہوا اس کو بھلاؤ مت بلکہ ہمیشہ پڑھتی رہو نہیں تو بڑا گناہ ہو گا۔

عمل نمبر ۳ قرآن شریف جی لگا کر خدا سے ڈر کر پڑھا کرو۔

باب ۷ دعا اور ذکر [4] کا بیان

عمل نمبر ۱ دعا مانگنے میں ان باتوں کا خیال رکھو۔ خوب شوق [5] سے دعا مانگو۔ گناہ کی چیز مت مانگو۔ اگر کام ہونے میں دیر ہو جائے تو تنگ ہو کر مت چھوڑو قبول ہونے کا یقین رکھو۔

عمل نمبر ۲ غصہ میں آ کر اپنے مال و اولاد و جان کو مت کوسو، شاید قبولیت کی گھڑی ہو۔

عمل نمبر ۳ جہاں بیٹھ کر دنیا کی باتوں اور دھندوں میں لگو وہاں تھوڑا بہت اللہ و رسول ﷺ کا ذکر بھی ضرور کر لیا کرو نہیں تو وہ باتیں سب وبال جان ہو جائیں گی۔

عمل نمبر ۴ استغفار بہت پڑھا کرو اس سے مشکل آسان اور روزی میں برکت ہوتی ہے۔

۱: ہم سب اللہ تعالیٰ ہی کی ملک ہیں اور ہم سب (دنیا سے) اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لوٹنے والے ہیں ۱۲۔

۲: علاوہ زکوٰۃ کے اور خیر خیرات بعضے موقعوں پر واجب اور بعضے موقعوں پر مستحب ہے ۱۲۔

۳: یعنی قرآن شریف پڑھنا ۱۲۔

۴: یعنی اللہ کو یاد کرنے کا بیان ۱۲۔

۵: اور رو کر دعا مانگو اگر رونا نہ آوے تو رونے کی سی صورت بنا لو ۱۲۔

عمل نمبر۵ اگر نفس کی شامت سے گناہ ہو جائے تو توبہ میں دیر مت لگاؤ، اگر پھر ہو جائے، پھر جلدی توبہ کرو۔ یوں مت سوچو کہ جب توبہ ٹوٹ جاتی ہے تو پھر ایسی توبہ سے کیا فائدہ۔

عمل نمبر۶ بعضی دعائیں خاص خاص وقت پڑھی جاتی ہیں۔ سوتے وقت یہ دعا پڑھو۔[1] اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْيٰى جاگتے وقت یہ دعا پڑھو[2] اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَيْهِ النُّشُوْرُ صبح کو یہ دعا پڑھو اَللّٰهُمَّ[3] بِكَ اَصْبَحْنَا وَبِكَ اَمْسَيْنَا وَبِكَ نَحْيٰى وَبِكَ نَمُوْتُ وَاِلَيْكَ النُّشُوْرُ شام کو یہ دعا پڑھو اَللّٰهُمَّ بِكَ اَمْسَيْنَا وَبِكَ اَصْبَحْنَا وَبِكَ نَحْيٰى وَبِكَ نَمُوْتُ وَاِلَيْكَ النُّشُوْرُ۔ کھانا کھا کر یہ دعا پڑھو[5] اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ وَكَفَانَا وَاٰوَانَا۔ بعد نماز صبح اور بعد نماز مغرب[6] اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِىْ مِنَ النَّارِ سات بار پڑھو اور[7] بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِىْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَىْءٌ فِى الْاَرْضِ وَلَا فِى السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ تین بار پڑھو۔ سواری پر بیٹھ کر یہ دعا پڑھو۔[8] سُبْحَانَ الَّذِىْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهٗ مُقْرِنِيْنَ وَاِنَّا اِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ۔ کسی کے گھر کھانا کھاؤ تو کھا کر یہ بھی پڑھو اَللّٰهُمَّ[9] بَارِكْ لَهُمْ فِيْمَا رَزَقْتَهُمْ وَاغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ چاند دیکھ کر یہ دعا پڑھو[10] اَللّٰهُمَّ اَهِلَّهٗ عَلَيْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِيْمَانِ وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ رَبِّىْ وَرَبُّكَ اللّٰهُ۔ کسی مصیبت زدہ کو دیکھ کر یہ دعا پڑھو۔ اللہ تعالیٰ تم کو اس مصیبت سے محفوظ رکھیں گے۔[11] اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ عَافَانِىْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ وَفَضَّلَنِىْ عَلٰى كَثِيْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيْلًا۔ جب کوئی تم سے رخصت ہونے لگے اس سے اس طرح کہو۔[12] اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكُمْ وَاَمَانَاتِكُمْ وَخَوَاتِيْمَ اَعْمَالِكُمْ۔ دولہا دولہن کو نکاح کی مبارکی دو تو اس طرح کہو۔[13] بَارَكَ اللّٰهُ لَكُمَا وَبَارَكَ عَلَيْكُمَا وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا فِىْ خَيْرٍ۔ جب کوئی مصیبت آئے تو یہ دعا پڑھا کرو۔[14] يَاحَىُّ يَاقَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ اَسْتَغِيْثُ۔ پانچوں نمازوں کے بعد اور سوتے وقت یہ چیزیں پڑھ لیا کرو۔[15] اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِىْ لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَىُّ الْقَيُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ تین بار اور[16] لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ۔ ایک بار اور سُبْحَانَ اللّٰهِ تینتیس ۳۳ بار اور اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ تینتیس ۳۳ بار اور اَللّٰهُ اَكْبَرُ چونتیس ۳۴ بار اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ایک ایک بار اور آیۃ الکرسی[17] ایک بار اور صبح کے وقت سورہ یٰسین ایک بار اور مغرب کے بعد سورہ[18] واقعہ ایک بار اور عشاء کے بعد سورہ ملک ایک بار اور جمعہ کے روز سورہ

۱: اے اللہ آپ ہی کے نام کے ساتھ میں مرتا ہوں اور جیتا ہوں ۱۲۔

۲: شکر ہے اللہ کا جس نے ہمیں مارنے کے بعد زندہ کیا اور اسی کی طرف اٹھنا ہے ۱۲۔

۳،۴: یا اللہ آپ ہی کی قدرت سے صبح کی ہم نے اور آپ ہی کی قدرت سے شام کی ہم نے اور آپ ہی کی قدرت سے زندہ ہیں ہم اور آپ ہی کی قدرت سے مرتے ہیں ہم اور آپ ہی کی طرف اٹھنا ہے ۱۲۔

۵: شکر ہے اللہ کا جس نے ہم کو کھلایا پلایا اور ہمیں مسلمانوں میں سے کیا اور ہماری کفایت اور حفاظت کی ۱۲۔ ۶: یا اللہ مجھ کو دوزخ سے پناہ دیجئے ۱۲۔

۷: اللہ کے نام کے ساتھ شروع کرتا ہوں کہ جس کے نام کے ساتھ کوئی چیز زمین اور آسمان میں نقصان نہیں پہنچا سکتی اور وہ سنتا اور جانتا ہے ۱۲۔

۸: پاک ہے وہ ذات جس نے ہمارے قبضہ میں کر دیا اس کو اور ہم اس کو قابو میں نہیں کر سکتے تھے اور ہم اپنے پروردگار کی طرف لوٹنے والے ہیں ۱۲۔

۹: یا اللہ ان کے لئے اس چیز میں برکت دیجئے جو تو نے ان کو عطا فرمائی اور ان کی خطاؤں کو بخشئے اور ان پر رحم کیجئے ۱۲۔

۱۰: اے اللہ اس چاند کو ہم پر برکت اور ایمان اور خیریت اور اسلام کے ساتھ نکالنا۔ رب میرا اور رب تیرا (اے چاند) اللہ ہے ۱۲۔

۱۱: (لیکن ذرا آہستہ سے پڑھو کہ اس کو سن کر افسوس نہ ہو ۱۲) شکر ہے خدا کا جس نے بچایا مجھے اس مصیبت سے کہ جس میں تجھ کو مبتلا کیا اور فضیلت دی مجھ کو بہت سی مخلوق پر فضیلت ظاہر ۱۲۔

۱۲: اللہ کے سپرد کرتا ہوں میں تیرے دین اور تیری قابل حفاظت چیزوں کو اور تیرے اعمال کے انجاموں کو ۱۲۔

۱۳: اللہ تعالیٰ برکت دے تم دونوں کو اور برکت نازل کرے تم دونوں پر اور ملاپ رکھے تم دونوں میں خیر کے ساتھ ۱۲۔

۱۴: اے خدا حی و قیوم میں فریاد چاہتا ہوں آپ کی رحمت کے ساتھ ۱۲۔

۱۵: میں اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتا ہوں نہیں ہے کوئی معبود سوائے اس کے وہی ہے زندہ اور قائم اور اسکی طرف میں رجوع کرتا ہوں ۱۲۔

۱۶: نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے اکیلا ہے وہ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کا سارا ملک ہے اور اسی کے لئے تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے ۱۲۔

۱۷: یعنی اللّٰہ لا الٰہ الا ھو الحی القیوم سے العلی العظیم تک جو تلک الرسل کے شروع میں ہے حدیث میں آیا ہے کہ جس گھر میں آیۃ الکرسی پڑھی جائے اس میں شیطان نہیں گھستا اور اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ اس گھر کو اور تمام محلہ والوں کو آفات آسمان سے محفوظ رکھتا ہے اور رات کو سوتے وقت پڑھنے سے شیطانی خواب و خیالات سے آدمی محفوظ رہتا ہے ۱۲۔ ۱۸: اس طرح سورہ واقعہ پڑھنے سے محتاجی سے محفوظ ہو گی ۱۲۔

کہف ایک بار پڑھ لیا کرو اور سوتے وقت آمن الرسول بھی سورت کے ختم تک پڑھ لیا کرو۔ اور قرآن شریف[1] کی تلاوت روز کیا کرو جس قدر ہو سکے۔ اور یاد رکھو کہ ان چیزوں کا پڑھنا ثواب ہے اور نہ پڑھے تو بھی گناہ نہیں۔

باب ۸ قسم اور منت کا بیان

عمل نمبر ۱ اللہ کے سوا کسی اور چیز کی قسم مت کھاؤ جیسے اپنے بچے کی، اپنی صحت کی، اپنی آنکھوں کی۔ ایسی قسم سے گناہ ہوتا ہے اور جو بھولے سے منہ سے نکل جائے فوراً کلمہ پڑھ لو۔

عمل نمبر ۲ اس طرح سے بھی قسم مت کھاؤ کہ اگر میں جھوٹی ہوں تو بے ایمان ہو جاؤں چاہے سچی ہی بات ہو۔

عمل نمبر ۳ اگر غصے میں ایسی قسم کھا بیٹھو جس کا پورا کرنا گناہ ہو تو اس کو توڑ دو اور کفارہ[(1)] ادا کر دو جیسے یہ قسم کھالی کہ باپ یا ماں سے نہ بولوں گی یا اور کوئی قسم اسی طرح کی کھالی۔

معاملوں کا یعنی برتاؤ کا سنوارنا

باب ۹ لینے دینے کا بیان

معاملہ ۱ روپے پیسے کی ایسی حرص مت کرو کہ حلال و حرام کی تمیز نہ رہے۔ اور جو حلال پیسہ خدا دے اس کو اڑاؤ نہیں ہاتھ روک کر خرچ کرو۔ بس جہاں سچ مچ ضرورت ہو وہیں اٹھاؤ۔

معاملہ ۲ اگر کوئی مصیبت زدہ لاچاری میں اپنی چیز بیچتا ہو تو اسکو صاحب ضرورت سمجھ کر مت دباؤ اور اس چیز کے دام مت گراؤ یا تو اس کی مدد کرو یا مناسب داموں سے وہ چیز خرید لو۔

معاملہ ۳ اگر تمہارا قرضدار غریب ہو اسکو پریشان مت کرو بلکہ اس کو مہلت دو۔ کچھ یا سارا معاف کر دو۔

معاملہ ۴ اگر تمہارے ذمہ کسی کا قرض چاہتا ہو اور تمہارے پاس دینے کو ہے اس وقت ٹالنا بڑا ظلم ہے۔

معاملہ ۵ جہاں تک ممکن ہو کسی کا قرض مت کرو اور اگر مجبوری سے لو تو اس کے ادا کرنے کا خیال رکھو، بے پرواہ مت بن جاؤ۔ اور اگر جس کا قرض ہے وہ تم کو کچھ کہے سنے تو الٹ کر جواب مت دو۔ ناراض نہ ہو۔

معاملہ ۶ ہنسی میں کسی کی چیز اٹھا کر چھپا دینا جس میں وہ پریشان ہو بہت بری بات ہے۔

معاملہ ۷ مزدور سے کام لے کر اس کی مزدوری دینے میں کوتاہی مت کرو۔

معاملہ ۸ قحط کے دنوں میں بعضے لوگ اپنے یا پرائے بچوں کو بیچ ڈالتے ہیں ان کو لونڈی غلام بنانا حرام ہے۔

معاملہ ۹ اگر کھانا پکانے کو کسی کو آگ دے دی یا کھانے میں ڈالنے کو کسی کو ذرا سا نمک دے دیا تو ایسا ثواب ہے جیسے وہ سارا کھانا اس نے دے دیا۔

معاملہ ۱۰ پانی پلانا بڑا ثواب ہے جہاں پانی کثرت سے ملتا ہے وہاں تو ایسا ثواب ہے جیسے غلام آزاد کیا۔ اور جہاں کم ملتا ہے وہاں ایسا ثواب ہے جیسے کسی مردے کو زندہ کر دیا۔

معاملہ ۱۱ اگر تمہارے ذمہ کسی کا لینا دینا ہو یا کسی کی امانت تمہارے پاس رکھی ہو تو یا تو دو چار آدمیوں سے اس کو ذکر کر دو یا لکھوا کر رکھ لو شاید مر مرا جاؤ تو تمہارے ذمہ کسی کا رہ نہ جائے۔

باب ۱۰ نکاح کا بیان

معاملہ ۱ اپنی اولاد کے نکاح میں زیادہ اس کا خیال رکھو کہ دیندار آدمی سے ہو۔ دولت حشمت پر زیادہ خیال مت کرو۔ خاص کر آج کل زیادہ

---

۱ جہاں تک ہو سکے۔ روزمرہ کم سے کم قرآن مجید کی دس آیتیں تو تلاوت کر ہی لیا کرو کیونکہ حدیث میں ہے کہ اتنی آیتیں تلاوت کرنے والا بھی قرآن کی تلاوت کرنے والوں میں شمار ہو جاتا ہے ۱۲۔

(۱) قسم کے کفارہ کا بیان اصلی بہشتی زیور حصہ سوم میں ملاحظہ کریں ۱۲۔

دولت والے انگریزی پڑھنے سے ایسے بھی ہونے لگے ہیں کہ کفر کی باتیں کرتے ہیں ایسے آدمی سے نکاح ہی درست نہیں ہوتا تمام عمر بدکاری کا گناہ ہوتا رہے گا۔

معاملہ[۱] اکثر عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ غیر عورتوں کی صورت شکل کا بیان اپنے خاوند سے کیا کرتی ہیں یہ بہت بری بات ہے اگر اس کا دل آ گیا تو پھر روتی پھریں گی۔

معاملہ[۲] اگر کسی جگہ کہیں سے شادی بیاہ کا پیغام آ چکا ہے اور کچھ کچھ مرضی بھی معلوم ہوتی ہے ایسی جگہ تم اپنی اولاد کے لئے پیغام مت بھیجو، ہاں اگر وہ چھوڑ بیٹھے یا دوسرا آدمی جواب دے دے تب تم کو درست ہے۔

معاملہ[۳] میاں بی بی کی تنہائی کے خاص معاملوں کا سا تھنوں سہیلیوں سے ذکر کرنا خدائے تعالیٰ کے نزدیک بہت ناپسند ہے۔ اکثر دولہا دولہن اس کی پروا نہیں کرتے۔

معاملہ[۴] اگر نکاح کے معاملہ میں تم سے کوئی صلاح لے تو اگر اس موقع کی کوئی خرابی یا برائی تم کو معلوم ہو تو اس کو ظاہر کر دو یہ غیبت حرام نہیں۔ ہاں خواہ مخواہ کسی کو برا مت کہو۔

معاملہ[۵] اگر خاوند مقدور والا ہو اور بی بی کو ضرورت کے لائق بھی خرچ نہ دے تو بی بی چھپا کر لے سکتی ہے۔ مگر فضول خرچی کرنے کو یا دنیا کی رسمیں پورا کرنے کو لینا درست نہیں۔

باب[۱۱] کسی کو تکلیف دینے کا بیان

معاملہ[۱] جو شخص پورا حکیم نہ ہو اس کو کسی کی ایسی دوا دارو کرنا درست نہیں جس میں نقصان کا ڈر ہو اگر ایسا کیا گنہگار ہوگا۔

معاملہ[۲] دھار والی چیز سے کسی کو ڈرانا چاہے ہنسی میں ہو منع ہے شاید ہاتھ سے نکل پڑے۔

معاملہ[۳] چاقو کھلا ہوا کسی کے ہاتھ میں مت دو یا تو بند کر کے دو یا چارپائی وغیرہ پر رکھ دو، دوسرا آدمی ہاتھ سے اٹھا لے۔

معاملہ[۴] کتے بلی وغیرہ کسی جاندار چیز کو بند رکھنا جس میں وہ بھوکا پیاسا تڑپے بڑا گناہ ہے۔

معاملہ[۵] کسی گنہگار کو طعنہ دینا بری بات ہے۔ ہاں نصیحت کے طور پر کہنا کچھ ڈر نہیں۔

معاملہ[۶] بے خطا کسی کو گھورنا جس سے وہ ڈر جائے درست نہیں۔ دیکھو جب گھورنا تک درست نہیں تو ہنسی میں کسی کو اچانک ڈرا دینا کتنی بری بات ہے۔

معاملہ[۷] اگر جانور ذبح کرنا ہو چھری خوب تیز کر لو۔ بے ضرورت تکلیف نہ دو۔

معاملہ[۸] جب سفر کرو جانور کو تکلیف نہ دو، نہ بہت زیادہ اسباب لادو، نہ بہت دوڑاؤ۔ اور جب منزل پر پہنچو اول جانور کے گھاس دانے کا بندوبست کرو۔

عادتوں کا سنوارنا

باب[۱۲] کھانے پینے کا بیان

ادب[۱] بسم اللہ کر کے کھانا شروع کرو اور داہنے ہاتھ سے کھاؤ اور اپنے سامنے سے کھاؤ۔ البتہ اگر اس برتن میں کئی قسم کی چیز ہے جیسے کئی طرح کا پھل، کئی طرح کی شیرینی ہو اس وقت جس چیز کو جی چاہے جس طرح سے چاہو اٹھا لو۔

ادب[۲] انگلیاں چاٹ لیا کرو اور برتن میں اگر سالن ہو چکے تو اسکو بھی صاف کر لیا کرو۔

ادب[۳] اگر لقمہ ہاتھ سے چھوٹ جائے اس کو اٹھا کر صاف کر کے کھا لو شیخی مت کرو[۲]۔

ادب[۴] خربوزے کی پھانکیں ہیں یا کھجور و انگور کے دانے ہیں یا مٹھائی کی ڈلیاں ہیں تو ایک ایک اٹھاؤ۔ دو ۲ دو ۲ ایک دم سے مت لو۔

۱: جیسے چھری چاقو تلوار وغیرہ یا اور کوئی ایسا ہتھیار جس سے نقصان کا اندیشہ ہو جیسے بندوق وغیرہ ۱۲۔

۲: ہاں اگر کہیں ایسی جگہ گر گیا جہاں سے اٹھا کر کھانے کو دل نہیں قبول کرتا اور دل مالش کرنے کا اندیشہ ہے تو ایسی حالت میں اگر نہ کھاؤ تو کچھ حرج نہیں مگر اس کو کہیں ایسی جگہ اٹھا کر رکھ دو جہاں اس کی بے توقیری نہ ہو ۱۲۔

ادب ۵ اگر کوئی چیز بدبودار کھائی ہو جیسے کچا پیاز لہسن۔ تو اگر محفل میں بیٹھنا ہو پہلے منہ صاف کرلو کہ بدبو نہ رہے۔
ادب ۶ روز کے خرچ کیلئے آٹا چاول ناپ تول کر پکاؤ اندھادھند مت اٹھاؤ۔
ادب ۷ کھاپی کر اللہ تعالیٰ کا شکر کرو۔
ادب ۸ کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد ہاتھ دھولو، اور کلی بھی کرلو۔
ادب ۹ بہت[1] جلتا کھانا مت کھاؤ۔
ادب ۱۰ مہمان کی خاطر کرو۔ اگر تم مہمان جاؤ تو اتنا مت ٹھہرو کہ دوسرے کو بوجھ لگنے لگے۔
ادب ۱۱ کھانا مل کر کھانے سے برکت ہوتی ہے۔
ادب ۱۲ جب کھانا کھا چکو اپنے اٹھنے سے پہلے دستر خوان اٹھوادو۔ اس سے پہلے خود اٹھنا بے ادبی ہے اور اگر اپنی ساتھن سے پہلے کھا چکو تب بھی اس کا ساتھ دو۔ تھوڑا تھوڑا کھاتی رہو تا کہ وہ شرم کے مارے بھوکی نہ اٹھ جائے۔ اور اگر کسی وجہ سے اٹھنے ہی کی ضرورت ہو تو اس سے عذر کردو۔
ادب ۱۳ مہمان کو دروازے کے پاس تک پہنچانا سنت ہے۔
ادب ۱۴ پانی ایک سانس میں مت پیو تین سانس میں پیو اور سانس لینے کے وقت برتن منہ سے جدا کردو اور بسم اللہ کرکے پیو اور پی کر الحمد للہ کہو۔
ادب ۱۵ جس برتن سے زیادہ پانی آجانے کا شبہ ہو یا جس برتن کے اندر کا حال معلوم نہ ہو کہ اس میں شاید کوئی کیڑا کانٹا ہو ایسے برتن سے منہ لگا کر پانی مت پیو۔
ادب ۱۶ بے ضرورت کھڑے ہو کر پانی مت پیو۔
ادب ۱۷ پانی پی کر اگر دوسروں کو بھی دینا ہو تو جو تمہارے داہنی طرف ہو اسکو پہلے دو اور وہ اپنے داہنی طرف والی کو دے۔ اسی طرح اگر کوئی اور چیز بانٹنا ہو جیسے پان، عطر، مٹھائی سب کا یہی طریقہ ہے۔
ادب ۱۸ جس طرف سے برتن ٹوٹ رہا ہے اُدھر سے پانی مت پیو۔
ادب ۱۹ شروع شام کے وقت بچوں کو باہر مت نکلنے دو۔ اور شب کو بسم اللہ کر کے دروازے بند کرلو اور بسم اللہ کر کے برتنوں کو ڈھانک دو اور چراغ سوتے وقت گل کردو۔ اور چولہے کی آگ بجھادو یاد با دو۔
ادب ۲۰ کھانے پینے کی چیز کسی کے پاس بھیجنا ہو تو ڈھانک کر بھیجو۔

باب ۱۳ پہننے اوڑھنے کا بیان

ادب ۱ ایک جوتی پہن کر مت چلو۔ رضائی وغیرہ اس طرح مت لپیٹو کہ چلنے میں یا جلدی سے ہاتھ نکالنے میں مشکل ہو۔
ادب ۲ کپڑا داہنی طرف سے پہننا شروع کرو۔ مثلاً داہنی آستین، داہنا پانچہ، داہنی جوتی اور بائیں طرف سے نکالو۔
ادب ۳ کپڑا پہن کر یہ دعا پڑھو گناہ معاف ہوتے ہیں۔[2] اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ کَسَانِیْ هٰذَا وَرَزَقَنِیْهِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّةٍ۔
ادب ۴ ایسا لباس مت پہنو جس میں بے پردگی ہو۔
ادب ۵ جو امیر عورتیں بہت قیمتی پوشاک اور زیور پہنتی ہیں ان کے پاس زیادہ مت بیٹھو خواہ مخواہ دنیا کی ہوس بڑھے گی۔
ادب ۶ پیوند لگانے کو ذلت مت سمجھو۔
ادب ۷ کپڑا نہ بہت تکلف کا پہنو اور نہ میلا کچیلا پہنو۔ بیچ کی راہ رہو[3] اور صفائی رکھو۔
ادب ۸ بالوں میں تیل کنگھی کرتی رہو مگر ہر وقت اسی دھن میں مت لگی رہو۔ ہاتھوں میں مہندی لگاؤ۔[4]

۱: ہاں اگر وہ کھانا ایسا ہو کہ ٹھنڈا ہو کر بدمزہ ہو جائے گا تو اس کے گرم ہونے کی حالت میں بھی کھا لینے کا کچھ ڈر نہیں ۱۲۔
۲: شکر ہے اللہ تعالیٰ کا کہ جس نے ہم کو یہ کپڑا پہنایا اور بلا کسی محنت و مشقت کے مرحمت فرمایا ۱۲۔
۳: یعنی درمیان حالت پر رہو ۱۲۔ ۴: اور مردوں کے لئے منع ہے ۱۲۔

ادب ۹ سرمہ تین تین سلائی دونوں آنکھوں میں لگاؤ۔
ادب ۱۰ گھر کو صاف رکھو۔

باب ۱۴ بیماری اور علاج کا بیان

ادب ۱ بیمار کو کھانے پینے پر زیادہ زبردستی مت کرو۔
ادب ۲ بیماری میں بدپرہیزی مت کرو۔
ادب ۳ خلاف شرع تعویذ گنڈہ، ٹوٹکہ ہرگز استعمال مت کرو۔
ادب ۴ اگر کسی کو نظر لگ جائے تو جس پر شبہ ہو کہ اس کی نظر لگی ہے[1] اس کا منہ اور دونوں ہاتھ کہنی سمیت اور دونوں پاؤں اور دونوں زانوں اور استنجے کا موقع دھلوا کر پانی جمع کر کے اس شخص کے سر پر ڈال دو جس کو نظر لگی ہے انشاء اللہ تعالیٰ شفا ہو جائے گی۔
ادب ۵ جن بیماریوں سے دوسروں کو نفرت ہوتی ہے جیسے خارش یا خون بگڑ جانا ایسے بیمار کو چاہئے کہ خود سب سے الگ رہے تاکہ کسی کو تکلیف نہ ہو۔

باب ۱۵ خواب دیکھنے کا بیان

ادب ۱ اگر ڈراؤنا خواب نظر آئے تو بائیں طرف تین بار تھتکار دو اور تین بار اعوذ باللّٰہ من الشیطان الرجیم پڑھو اور کروٹ بدل ڈالو اور کسی سے ذکر مت کرو انشاء اللہ تعالیٰ کوئی نقصان نہ ہوگا۔
ادب ۲ اگر خواب کہنا ہو تو ایسے شخص سے کہو جو عقلمند یا تمہارا اچاہنے[2] والا ہو تاکہ بری تعبیر نہ دے۔
ادب ۳ جھوٹا خواب بنانا بڑا گناہ ہے۔

باب ۱۶ سلام کرنے کا بیان

ادب ۱ آپس میں سلام کیا کرو اس طرح "السلام علیکم" اور جواب اس طرح دیا کرو علیکم السلام اور سب طریقے واہیات ہیں۔
ادب ۲ جو پہلے سلام کرے اس کو اس کو زیادہ ثواب ملتا ہے۔
ادب ۳ جو کوئی دوسرے کا سلام لائے یوں جواب دو "علیہم[3] و علیکم السلام"۔
ادب ۴ اگر کئی آدمیوں میں سے ایک نے سلام کر لیا تو سب کی طرف سے ہو گیا اسی طرح ساری محفل میں سے ایک نے جواب دے دیا وہ بھی سب کی طرف سے ہو گیا (اضافہ) ہاتھ کے اشارے سے سلام کے وقت جھکنا منع ہے) اگر کوئی شخص دور ہو اور تم اس کو سلام کرو یا وہ تم کو سلام کرے تو پھر ہاتھ سے اشارہ کرنا جائز ہے لیکن زبان سے بھی سلام کے الفاظ کہنے چاہئیں۔ مسلمانوں کے جو بچے سرکاری اسکولوں میں پڑھتے ہیں ان کو بھی انگریزی یا ہندوانہ طریق سے سلام نہ کرنا چاہئے بلکہ شرعی طریقے پر استادوں وغیرہ کو سلام کرنا چاہئے۔ اگر استاد کافر ہو تو اس کو صرف سلام یا اَلسَّلَامُ عَلٰی مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰی کہنا چاہئے۔ کافر کے لئے السلام علیکم کے الفاظ نہ استعمال کرنے چاہئیں سب مسلمانوں کے لئے یہی حکم ہے۔ ۱۲ ای۔

---

[1] اس مقام پر یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اول تو خواہ مخواہ کسی پر شبہ نہ کرے بلکہ شبہ کرنے میں بہت احتیاط سے کام لے پھر اگر کسی خاص وجہ سے شبہ پکا ہو تو پھر کسی سے یہ نہ کہے کہ تو اپنا منہ وغیرہ دھو دے بلکہ یہ دیکھ لے کہ اگر اس سے کہا جاوے گا تو یہ برا تو نہ مانے گی۔ جب یہ معلوم ہو جاوے کہ وہ برا نہ مانے گی تب کہے یہ حکم تو شبہ کرنے والے سے متعلق ہے رہی وہ عورت جس پر شبہ کیا گیا ہے اس کو چاہئے کہ اگر کسی کو پانی کی ضرورت ہو تو انکار نہ کرے بلکہ دھو دے کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس سے اس امر کی درخواست کی جاوے تو اس کو چاہئے کہ انکار نہ کرے اور اپنے اعضا مذکورہ کو دھو دے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ اگر شبہ صحیح ہے تب تو دوسرے کا فائدہ ہے اور اگر صحیح نہیں تو اس کا حرج نہیں لہٰذا انکار نہ کرنا چاہئے ۱۲ تصحیح الاغلاط۔
[2] یعنی تمہارا خیر خواہ اور دیندار ہو ۱۲۔
[3] اور فقط و علیکم السلام بھی کہنا حدیث میں آیا ہے غرض دونوں طرح درست ہے ۱۲۔

باب ۱۷ بیٹھنے لیٹنے چلنے کا بیان

ادب ۱ بن ٹھن کر اتراتی ہوئی مت چلو۔
ادب ۲ الٹی مت لیٹو۔
ادب ۳ ایسی چھت پر مت سوؤ جس میں آڑ نہ ہو شاید لڑھک کر گر پڑو۔
ادب ۴ کچھ دھوپ میں کچھ سایہ میں مت بیٹھو۔
ادب ۵ اگر تم کسی لاچاری کو باہر نکلو تو سڑک کے کنارے کنارے چلو۔ بیچ میں چلنا عورت کے لئے بے شرمی ہے

باب ۱۸ سب میں مل کر بیٹھنے کا بیان

ادب ۱ کسی کو اس کی جگہ سے اٹھا کر خود وہاں مت بیٹھو۔
ادب ۲ کوئی عورت محفل سے اٹھ کر کسی کام کو گئی اور عقل سے معلوم ہوا کہ ابھی پھر آئے گی ایسی حالت میں اس جگہ کسی اور کو نہ بیٹھنا چاہئے وہ جگہ اسی کا حق ہے۔
ادب ۳ اگر دو عورتیں ارادہ کر کے محفل میں پاس پاس بیٹھی ہوں تو ان کے بیچ میں جا کر مت بیٹھو۔ البتہ اگر وہ خوشی سے بٹھلا لیں تو کچھ ڈر نہیں۔
ادب ۴ جو عورت تم سے ملنے آئے اس کو دیکھ کر ذرا اپنی جگہ سے کھسک جاؤ جس میں وہ یہ جانے کہ میری قدر کی۔
ادب ۵ محفل میں سردار بن کر مت بیٹھو جہاں جگہ ہو غریبوں کی طرح بیٹھ جاؤ۔
ادب ۶ جب چھینک آئے منہ پر کپڑا یا ہاتھ رکھ لو اور پست آواز سے چھینکو۔
ادب ۷ جمائی کو جہاں تک ہو سکے روکو۔ اگر نہ رکے تو منہ ڈھانک لو۔
ادب ۸ بہت زور سے مت ہنسو۔
ادب ۹ محفل میں ناک منہ چڑھا کر منہ پھلا کر مت بیٹھو۔ عاجزی سے غریبوں کی طرح بیٹھو۔ کوئی بات موقع کی ہو بول چال بھی لو۔ البتہ گناہ کی بات مت کرو۔
ادب ۱۰ محفل میں کسی طرف پاؤں مت پھیلاؤ۔

باب ۱۹ زبان کے بچانے کا بیان

ادب ۱ بے سوچے کوئی بات مت کہو جب سوچ کر یقین ہو جائے کہ یہ بات کسی طرح بری نہیں تب بولو۔
ادب ۲ کسی کو بے ایمان کہنا یا یوں کہنا کہ فلانی پر خدا کی مار، خدا کی پھٹکار، خدا کا غضب پڑے، دوزخ نصیب ہو خواہ آدمی کو خواہ جانور کو یہ سب گناہ ہے جس کو کہا گیا ہے اگر وہ ایسا نہ ہوا تو یہ سب پھٹکار لوٹ کر اس کہنے والی پر پڑتی ہے۔
ادب ۳ اگر تم کو کوئی بیجا بات کہے بدلے میں اتنا ہی کہہ سکتی ہو اگر ذرا بھی زیادہ کہا پھر تم گنہگار ہو گی۔
ادب ۴ دوغلی بات منہ دیکھے کی مت کرو کہ اس کے منہ پر اس کی سی اور اس کے منہ پر اس کی سی۔
ادب ۵ چغل خوری ہرگز مت کرو نہ کسی کی چغلی سنو۔
ادب ۶ جھوٹ ہرگز مت بولو۔
ادب ۷ خوشامد سے کسی کی منہ پر تعریف مت کرو اور پیٹھ پیچھے بھی حد سے زیادہ تعریف مت کرو۔
ادب ۸ کسی کی غیبت ہرگز بیان مت کرو اور غیبت یہ ہے کہ کسی کے پیٹھ پیچھے اس کی ایسی بات کہنا کہ اگر وہ سنے تو اس کو رنج ہو چاہے وہ بات سچی ہی ہو۔ اور اگر وہ بات ہی غلط ہے تو وہ بہتان ہے اس میں اور بھی زیادہ گناہ ہے۔
ادب ۹ کسی سے بحث مت کرو، اپنی بات کو اونچی مت کرو۔

ادب[۱۰] زیادہ مت ہنسو اس سے دل کی رونق جاتی رہتی ہے۔[1]

ادب[۱۱] جس شخص کی غیبت کی ہے اگر اس سے معاف نہ کرا سکو تو اس شخص کیلئے دعائے مغفرت کیا کرو۔ امید ہے کہ قیامت میں معاف کر دے۔

ادب[۱۲] جھوٹا وعدہ مت کرو۔

ادب[۱۳] ایسی ہنسی مت کرو جس سے دوسرا ذلیل ہو جائے۔

ادب[۱۴] اپنی کسی چیز یا کسی ہنر پر بڑائی مت جتلاؤ۔

ادب[۱۵] شعر اشعار کا دھندا مت رکھو البتہ اگر مضمون خلاف شرع نہ ہو اور تھوڑی سی آواز سے کبھی کبھی کوئی دعا یا نصیحت کا شعر پڑھ لو تو ڈر نہیں۔

ادب[۱۶] سنی سنائی ہوئی باتیں مت کہا کرو۔ کیونکہ اکثر ایسی باتیں جھوٹی ہوتی ہیں۔

باب[۲۰] متفرق باتوں کا بیان

ادب[۱] خط لکھ کر اس پر مٹی چھوڑ دیا کرو اس سے اس کام میں آسانی ہوتی ہے جس کام کے لئے خط لکھا گیا ہو۔

ادب[۲] زمانے کو برا مت کہو۔

ادب[۳] باتیں بہت چبا کر مت کرو، نہ کلام میں بہت طول یا مبالغہ کیا کرو۔ ضرورت کے قدر بات کرو۔

ادب[۴] کسی کے گانے کی طرف کان مت لگاؤ۔

ادب[۵] کسی کی بری صورت یا بری بات کی نقل مت اتارو۔

ادب[۶] کسی کا عیب دیکھو تو اس کو چھپاؤ[2] گاتی مت پھرو۔

ادب[۷] جو کام کرو سوچ کر انجام سمجھ کر اطمینان سے کرو جلدی میں اکثر کام بگڑ جاتے ہیں۔

ادب[۸] کوئی تم سے مشورہ لے تو وہی صلاح دو جس کو اپنے نزدیک بہتر سمجھتی ہو۔

ادب[۹] غصہ جہاں تک ہو سکے روکو۔

ادب[۱۰] لوگوں سے اپنا کہا سنا معاف کرا لو ورنہ قیامت میں بڑی مصیبت ہو گی۔

ادب[۱۱] دوسروں کو بھی نیک کام بتلاتی رہو۔ بری باتوں سے منع کرتی رہو۔ البتہ اگر بالکل قبول کرنے کی امید نہ ہو یا اندیشہ ہو کہ یہ ایذا پہنچائے گا تو خاموشی جائز ہے مگر دل سے بری بات کو بری سمجھتی رہو اور بدون لاچاری کے ایسے آدمیوں سے نہ ملو۔

دل کا سنوارنا

باب[۲۱] زیادہ کھانے کی حرص کی برائی اور اس کا علاج

بہت سے گناہ پیٹ کے زیادہ پالنے سے ہوتے ہیں۔ اس میں کئی باتوں کا خیال رکھو۔ مزیدار کھانے کی پابند نہ ہو، حرام روزی سے بچو۔ حد سے زیادہ نہ بھرو بلکہ دو چار لقمے کی بھوک رکھ کر کھاؤ۔ اس میں بہت سے فائدے ہیں ایک تو دل صاف رہتا ہے جس سے خدائے تعالیٰ کی نعمتوں کی پہچان ہوتی ہے اور اس سے خدائے تعالیٰ کی محبت پیدا ہوتی ہے۔ دوسرے دل میں رقت اور نرمی رہتی ہے جس سے دعا اور ذکر میں لذت معلوم ہوتی ہے۔ تیسرے نفس میں بڑائی اور سرکشی نہیں ہونے پاتی۔ چوتھے نفس کو تھوڑی سی تکلیف پہنچتی ہے اور تکلیف کو دیکھ کر خدا کا عذاب یاد آتا ہے اور اس وجہ سے نفس گناہوں سے بچتا ہے۔ پانچویں گناہ کی رغبت کم ہوتی ہے۔ چھٹے طبیعت ہلکی رہتی ہے۔ نیند کم آتی ہے تہجد اور دوسری عبادتوں میں سستی نہیں ہوتی۔ ساتویں بھوکوں اور عاجزوں پر رحم آتا ہے بلکہ ہر ایک کے ساتھ رحم دلی پیدا ہوتی ہے

۱: اور چہرے کی رونق بھی جاتی رہتی ہے ۱۲۔

۲: ہاں کسی سخت ضرورت کے وقت ظاہر کر دینا مضائقہ نہیں مثلاً اگر ظاہر نہ کریں تو ایسے شخص سے جس میں وہ عیب ہے لوگوں کو دھوکا ہو گا اور ان کا نقصان ہو گا تو ایسے وقت عیب دار کو سزا دینا ثواب ہے اور بعضی صورتوں میں واجب ہے ۱۲۔

باب ۲۲ زیادہ بولنے کی حرص کی برائی اور اس کا علاج

نفس کو زیادہ بولنے میں بھی مزہ آتا ہے اور اس سے صدہا گناہ میں پھنس جاتا ہے۔ جھوٹ اور غیبت اور کوسنا۔ کسی کو طعنہ دینا۔ اپنی بڑائی جتلانا۔ خواہ مخواہ کسی سے بحث مباحثہ لگانا۔ امیروں کی خوشامد کرنا۔ ایسی ہنسی کرنا جس سے کسی کا دل دکھے۔ ان سب آفتوں سے بچنا جب ہی ممکن ہے کہ زبان کو روکے۔ اور اس کے روکنے کا طریقہ یہی ہے کہ جو بات منہ سے نکالنا ہو جی میں آتے ہی نہ کہہ ڈالے بلکہ پہلے خوب سوچ سمجھ لے کہ اس بات میں کسی طرح کا گناہ ہے یا ثواب ہے یا یہ کہ نہ گناہ ہے نہ ثواب ہے۔ اگر وہ بات ایسی ہے جس میں تھوڑا یا بہت گناہ ہے تو بالکل اپنی زبان بند کر لو اگر اندر سے نفس تقاضا کرے تو اس کو یوں سمجھاؤ کہ اس وقت تھوڑا سا جی کو مار لینا آسان ہے اور دوزخ کا عذاب بہت سخت ہے۔ اور اگر وہ بات ثواب کی ہے تو کہہ ڈالو اور اگر نہ گناہ ہے نہ ثواب ہے تو بھی مت کہو۔ اور اگر بہت ہی دل چاہے تو تھوڑی سی کہہ کر چپ ہو جاؤ۔ ہر بات میں اسی طرح سوچا کرو تھوڑے دنوں میں بری بات کہنے سے خود نفرت ہو جائے گی۔ زبان کی حفاظت کی ایک تدبیر یہ بھی ہے کہ بلا ضرورت کسی سے نہ ملو۔ جب تنہائی ہو گی خود ہی زبان خاموش رہے گی۔

باب ۲۳ غصے کی برائی اور اس کا علاج

غصے میں عقل ٹھکانے نہیں رہتی اور انجام سوچنے کا ہوش نہیں رہتا۔ اس لئے زبان سے بھی جا بیجا نکل جاتا ہے۔ اور ہاتھ سے بھی زیادتی ہو جاتی ہے اس لئے اس کو بہت روکنا چاہئے اور اس کو روکنے کا طریقہ یہ ہے کہ سب سے پہلے یہ کرے کہ جس پر غصہ آیا ہے اس کو اپنے روبرو سے فوراً ہٹا دے اگر وہ نہ ہٹے تو خود اس جگہ سے ٹل جائے۔ پھر سوچے کہ جس قدر یہ شخص میرا قصوروار ہے اس سے زیادہ میں خدائے تعالیٰ کی قصوروار ہوں اور جیسا میں چاہتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ میری خطا معاف کر دیں ایسے ہی مجھ کو بھی چاہئے کہ میں اس کا قصور معاف کر دوں اور زبان سے اعوذ باللہ کئی بار پڑھے اور پانی پی لے یا وضو کر لے اس سے غصہ جاتا رہے گا۔ پھر جب عقل ٹھکانے ہو جائے اس وقت بھی اگر اس قصور پر سزا دینی مناسب معلوم ہو، مثلاً سزا دینے میں اسی قصوروار کی بھلائی ہے جیسے اپنی اولاد ہے کہ اس کو سدھار ناضرور ہے اور یا سزا دینے میں دوسرے کی بھلائی ہے جیسے اس شخص نے کسی پر ظلم کیا تھا۔ اب مظلوم کی مدد کرنا اور اس کے واسطے بدلہ لینا ضروری ہے اس لئے سزا کی ضرورت ہے۔ تو اول خوب سمجھ لے کہ اتنی خطا کی کتنی سزا ہونی چاہئے جب اچھی طرح شرع کی موافق اس بات میں تسلی ہو جاوے تو اسی قدر سزا دے دے۔ چند روز اس طرح غصہ روکنے سے پھر خود بخود قابو میں آ جاوے گا تیزی نہ رہے گی اور کینہ بھی اسی غصے سے پیدا ہو جاتا ہے۔ جب غصہ کی اصلاح ہو جائے گی کینہ بھی دل سے نکل جائے گا۔

باب ۲۴ حسد کی برائی اور اس کا علاج

کسی کو کھاتا پیتا یا پھلتا پھولتا عزت آبرو سے رہتا ہوا دیکھ کر دل میں جلنا اور رنج کرنا اور اس کے زوال سے خوش ہونا اس کو حسد کہتے ہیں یہ بہت بری چیز ہے۔ اس میں گناہ بھی ہے ایسے شخص کی ساری زندگی تلخی میں گذرتی ہے۔ غرض اس کی دنیا اور دین دونوں بے حلاوت ہیں[1] اس لئے اس آفت[2] سے نکلنے کی بہت کوشش کرنی چاہئے۔ اور علاج اس کا یہ ہے کہ اول یہ سوچے کہ میرے حسد کرنے سے مجھ ہی کو نقصان اور تکلیف ہے۔ اس کا کیا نقصان ہے۔ اور وہ میرا نقصان یہ ہے کہ میری نیکیاں برباد ہو رہی ہیں۔ کیونکہ حدیث میں ہے کہ حسد نیکیوں[3] کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا لیتی ہے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ حسد کرنے والی گویا اللہ تعالیٰ پر اعتراض کر رہی ہے کہ فلانا

۱: بد مزہ ہیں ۱۲۔
۲: مصیبت تکلیف ۱۲۔
۳: مطلب یہ ہے کہ جس پر حسد کیا گیا ہے قیامت میں حاسد کی نیکیاں اس کو دی جائیں گی اور یہ اپنی اتنی نیکیوں سے خالی ہو جائے گا تو گویا اس کے اعمال برباد گئے ۱۲۔

شخص اس نعمت کے لائق نہ تھا اس کو نعمت کیوں دی۔ تو یوں سمجھو کہ توبہ توبہ اللہ تعالیٰ کا مقابلہ کرتی ہے تو کتنا بڑا گناہ ہوگا۔ اور تکلیف ظاہری ہے کہ ہمیشہ رنج و غم میں رہتی ہے اور جس پر حسد کیا ہے اس کا کوئی نقصان نہیں کیونکہ حسد سے وہ نعمت جاتی نہ رہے گی بلکہ اس کا یہ نفع ہے کہ اس حسد کرنے والی کی نیکیاں اس کے پاس چلی جائیں گی۔ جب ایسی ایسی باتیں سوچ چکو تو پھر یہ کرو کہ اپنے دل پر جبر کرکے جس شخص پر حسد پیدا ہوا ہے زبان سے دوسروں کے روبرو اس کی تعریف اور بھلائی کرو اور یوں کہو کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ اس کے پاس ایسی ایسی نعمتیں ہیں اللہ تعالیٰ ان کو دوونی دیں۔ اور اگر اس شخص سے ملنا ہو جائے تو اس کی تعظیم کرے اور اس کے ساتھ عاجزی سے پیش آئے۔ پہلے پہلے ایسے برتاؤ سے نفس کو بہت تکلیف ہوگی مگر رفتہ رفتہ آسانی ہو جائے گی اور حسد جاتا رہے گا۔

باب ۲۵ دنیا اور مال کی محبت کی برائی اور اس کا علاج

مال کی محبت ایسی بری چیز ہے کہ جب یہ دل میں آتی ہے تو حق تعالیٰ کی یاد اور محبت اس میں نہیں سماتی۔ کیونکہ ایسے شخص کو تو ہر وقت یہی اُدھیڑ بن رہے گی کہ روپیہ کس طرح آئے اور کیونکر جمع ہو۔ زیور کپڑا ایسا ہونا چاہئے اس کا سامان کس طرح کرنا چاہئے۔ اتنے برتن ہو جائیں۔ اتنی چیزیں ہو جائیں۔ ایسا گھر بنانا چاہئے۔ باغ لگانا چاہئے۔ جائداد خریدنا چاہئے۔ جب رات دن دل اسی میں رہا پھر خدائے تعالیٰ کو یاد کرنے کی فرصت کہاں ملے گی۔ ایک برائی اس میں یہ ہے کہ جب دل میں اس کی محبت جم جاتی ہے تو مر کر خدا کے پاس جانا اس کو برا معلوم ہوتا ہے کیونکہ یہ خیال آتا ہے کہ مرتے ہی یہ سارا عیش جاتا رہے گا۔ اور کبھی خاص مرتے وقت دنیا کا چھوٹنا برا معلوم ہوتا ہے۔ اور جب اس کو معلوم ہو جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا سے چھڑایا ہے تو توبہ توبہ اللہ تعالیٰ سے دشمنی ہو جاتی ہے اور خاتمہ کفر پر ہوتا ہے۔ ایک برائی اس میں یہ ہے کہ جب آدمی دنیا سمیٹنے کے پیچھے پڑ جاتا ہے پھر اس کو حرام حلال کا کچھ خیال نہیں رہتا۔ نہ اپنا اور پرایا حق سوجھتا ہے۔ نہ جھوٹ اور دغا کی پرواہ ہوتی ہے۔ بس یہی نیت رہتی ہے کہ کہیں سے آئے لے کر بھر لو۔ اسی واسطے حدیث میں آیا ہے کہ دنیا کی محبت سارے گناہوں کی جڑ ہے۔ جب یہ ایسی بری چیز ہے تو ہر مسلمان کو کوشش کرنا چاہئے کہ اس بلا سے بچے اور اپنے دل سے اس دنیا کی محبت باہر کرے۔ سو علاج اس کا ایک تو یہ ہے کہ موت کو کثرت سے یاد کرے اور ہر وقت سوچے کہ یہ سب سامان ایک دن چھوڑنا ہے۔ پھر اس میں جی لگانا کیا فائدہ۔ بلکہ جس قدر زیادہ جی لگے گا اسی قدر چھوڑتے وقت حسرت ہوگی۔ دوسرے بہت سے علاقے نہ بڑھائے یعنی بہت سے آدمیوں سے میل جول لین دین نہ بڑھائے، ضرورت سے زیادہ سامان چیز بست مکان جائداد جمع نہ کرے۔ کاروبار روزگار تجارت حد سے زیادہ نہ پھیلائے۔ ان چیزوں کو ضرورت اور آرام تک رکھے غرض سب سامان مختصر رکھے۔ تیسرے فضول خرچی نہ کرے۔ کیونکہ فضول خرچی کرنے سے آمدنی کی حرص بڑھتی ہے اور اس کی حرص سے سب خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ چوتھے موٹے کھانے، کپڑے کی عادت رکھے۔ پانچویں غریبوں میں زیادہ بیٹھے۔ امیروں سے بہت کم ملے۔ کیونکہ امیروں سے ملنے میں ہر چیز کی ہوس پیدا ہوتی ہے۔ چھٹے جن بزرگوں نے دنیا چھوڑ دی ہے ان کے قصے حکایتیں دیکھا کرے۔ ساتویں جس چیز سے دل کو زیادہ لگاؤ ہو اس کو خیرات کردے یا بیچ ڈالے۔ انشاء اللہ تعالیٰ ان تدبیروں سے دنیا کی محبت دل سے نکل جاوے گی اور دل میں جو دور دور کی امنگیں پیدا ہوتی ہیں کہ یوں جمع کریں۔ یوں سامان خریدیں۔ یوں اولاد کیلئے مکان اور گاؤں چھوڑ جائیں۔ جب دنیا کی محبت جاتی رہے گی۔ یہ امنگیں خود دفع ہو جائیں گی۔

باب ۲۶ کنجوسی کی برائی اور اس کا علاج

بہت سے حق جن کا ادا کرنا فرض اور واجب ہے جیسے زکوٰۃ، قربانی، کسی محتاج کی مدد کرنا، اپنے غریب رشتہ داروں کے ساتھ سلوک کرنا، کنجوسی میں یہ حق ادا نہیں ہوتے۔ اس کا گناہ ہوتا ہے یہ تو دین کا نقصان ہے۔ اور کنجوس آدمی سب کی نگاہوں میں ذلیل و بے قدر رہتا ہے یہ دنیا کا نقصان ہے اس سے زیادہ کیا برائی ہوگی۔ علاج اس کا ایک تو یہ ہے کہ مال اور دنیا کی محبت دل سے نکالے۔ جب اس کی محبت نہ

رہے گی کنجوسی کسی طرح ہو ہی نہیں سکتی دوسرا علاج یہ ہے کہ جو چیز اپنی ضرورت سے زیادہ ہو، اپنی طبیعت پر زور ڈال کر اس کو کسی کو دے ڈالا کرے۔ اگرچہ نفس کو تکلیف ہو مگر ہمت کر کے اس تکلیف کو سہار لے۔ جب تک کہ کنجوسی کا اثر بالکل دل سے نہ نکل جائے۔

باب ۲۷ نام اور تعریف چاہنے کی برائی اور اس کا علاج

جب آدمی کے دل میں اس کی خواہش ہوتی ہے تو دوسرے شخص کے نام اور تعریف سے جلتا ہے اور حسد کرتا ہے۔ اس کی برائی اوپر سن چکی ہو۔ اور دوسرے شخص کی برائی اور ذلت سن کر جی خوش ہوتا ہے یہ بھی بڑے گناہ کی بات ہے کہ آدمی دوسرے کا برا چاہے۔ اور اس میں یہ بھی برائی ہے کہ کبھی ناجائز طریقوں سے نام پیدا کیا جاتا ہے مثلاً نام کے واسطے شادی وغیرہ میں خوب مال اڑایا، فضول خرچی کی اور وہ مال کبھی رشوت سے جمع کیا، کبھی سودی قرض لیا اور یہ سارے گناہ اس نام کی بدولت ہوئے اور دنیا کا نقصان اس میں یہ ہے کہ ایسے شخص کے دشمن اور حاسد بہت ہوتے ہیں اور ہمیشہ اس کو ذلیل اور بدنام کرنے اور اس کو نقصان اور تکلیف پہنچانے کی فکر میں لگے رہتے ہیں علاج اس کا ایک تو یہ ہے کہ یوں سوچے کہ جن لوگوں کی نگاہ میں ناموری اور تعریف ہوگی نہ وہ رہیں گے نہ میں رہوں گی تھوڑے دنوں کے بعد کوئی پوچھے گا بھی نہیں، پھر ایسی بے بنیاد چیز پر خوش ہونا نادانی کی بات ہے۔ دوسرا علاج یہ ہے کہ کوئی ایسا کام کرے جو شرع کے تو خلاف نہ ہو مگر یہ لوگوں کی نظر میں ذلیل اور بدنام ہو جائے۔ مثلاً گھر کی بچی ہوئی باسی روٹیاں غریبوں کے ہاتھ سستی بیچنے لگے اس سے خوب رسوائی ہوگی۔

باب ۲۸ غرور اور شیخی کی برائی اور اس کا علاج

غرور اور شیخی اس کو کہتے ہیں کہ آدمی اپنے آپ کو علم میں یا عبادت میں یا دینداری میں یا حسب و نسب میں یا مال اور سامان میں یا عزت آبرو میں یا عقل میں یا اور کسی بات میں اوروں سے بڑا سمجھے اور دوسروں کو اپنے سے کم اور حقیر جانے یہ بڑا گناہ ہے۔ حدیث میں ہے کہ جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر تکبر ہوگا وہ جنت میں نہ جائے گا اور دنیا میں بھی لوگ ایسے آدمی سے دل میں بہت نفرت کرتے ہیں اور اسکے دشمن ہوتے ہیں اگرچہ ڈر کے مارے ظاہر میں آؤ بھگت کرتے ہیں اور اس میں یہ بھی برائی ہے کہ ایسا شخص کسی کی نصیحت کو نہیں مانتا۔ حق بات کو کسی کے کہنے سے قبول نہیں کرتا بلکہ برا مانتا ہے اور اس نصیحت کرنے والے کو تکلیف پہنچانا چاہتا ہے۔ علاج اس کا یہ ہے کہ اپنی حقیقت میں غور کرے کہ میں مٹی اور ناپاک پانی کی پیدائش ہوں۔ ساری خوبیاں اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی ہیں اگر وہ چاہیں ابھی سب لے لیں۔ پھر شیخی کس بات پر کروں اور اللہ تعالیٰ کی بڑائی کو یاد کرے۔ اس وقت اپنی بڑائی نگاہ میں نہ آئے گی اور جس کو اس نے حقیر سمجھا ہے اس کے سامنے عاجزی سے پیش آئے اور اس کی تعظیم کیا کرے، شیخی دل سے نکل جائے گی اگر اور زیادہ ہمت نہ ہو تو اپنے ذمے اتنی ہی پابندی کر لے کہ جب کوئی چھوٹے درجے کا آدمی ملے اس کو پہلے خود سلام کر لیا کرے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس سے بھی نفس میں بہت عاجزی[1] آجائے گی۔

باب ۲۹ اترانے[2] اور اپنے آپ کو اچھا سمجھنے کی برائی اور اس کا علاج

اگر کوئی اپنے آپ کو اچھا سمجھی یا کپڑا زیور پہن کر اترائی، اگرچہ دوسروں کو بھی برا اور کم نہ سمجھی یہ بات بھی بری ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ یہ خصلت دین کو برباد کرتی ہے اور یہ بھی بات ہے کہ ایسا آدمی اپنے سنوارنے کی فکر نہیں کرتا کیونکہ جب وہ اپنے آپ کو اچھا سمجھتا ہے تو اس کو اپنی برائیاں کبھی نظر نہ آئیں گی۔ علاج اس کا یہ ہے کہ اپنے عیبوں کو سوچا اور دیکھا کرے اور یہ سمجھے کہ جو باتیں میرے اندر اچھی ہیں یہ خدائے تعالیٰ کی نعمت ہے میرا کوئی کمال نہیں۔ اور یہ سوچ کر اللہ تعالیٰ کا شکر کیا کرے اور دعا کیا کرے کہ اے اللہ اس نعمت کا زوال نہ ہو۔

۱: کثرت نوافل بھی تکبر کا عمدہ علاج ہے ۱۲ محشی اور دستر خوان پر جو کھانے کے ریزے رہ جاتے ہیں ان کو کھانا بھی تکبر کا بہترین علاج ہے ۱۲۔

۲: جس کو عربی میں عجب کہتے ہیں۔ ۱۲۔

باب ۳۰ نیک کام دکھلاوے کے لئے کرنے کی برائی اور اس کا علاج

یہ دکھلاوا[1] کئی طرح ہوتا ہے کبھی صاف زبان سے ہوتا ہے کہ ہم نے اتنا قرآن پڑھا۔ ہم رات کو اٹھے تھے کبھی اور باتوں میں ملا ہوتا ہے۔ مثلاً کہیں بدوؤں[2] کا ذکر ہو رہا تھا۔ کسی نے کہا کہ نہیں صاحب یہ سب باتیں غلط ہیں ہمارے ساتھ ایسا ایسا برتاؤ ہوا۔ تو اب بات تو ہوئی اور کچھ، لیکن اسی میں یہ بھی سب نے جان لیا کہ انہوں نے حج کیا ہے کبھی کام کرنے سے ہوتا ہے جیسے دکھلاوے کی نیت سے سب کی روبرو تسبیح لے کر بیٹھ گئی یا کبھی کام کے سنوارنے سے ہوتا ہے جیسے کسی کی عادت ہے کہ ہمیشہ قرآن پڑھتی ہے مگر چار عورتوں کے سامنے ذرا سنوار سنوار کر پڑھنا شروع کر دیا۔ کبھی صورت شکل سے ہوتا ہے جیسے آنکھیں بند کر کے گردن جھکا کر بیٹھ گئی۔ جس میں دیکھنے والے سمجھیں کہ بڑی اللہ والی ہیں۔ ہر وقت اسی دھیان میں ڈوبی رہتی ہیں۔ رات کو بہت جاگی ہیں۔ نیند سے آنکھیں بند ہوئی جاتی ہیں۔ اسی طرح یہ دکھلاوا اور بھی کئی طور پر ہوتا ہے اور جس طرح بھی ہو بہت برا ہے۔ قیامت میں ایسے نیک کاموں پر جو دکھلاوے کے لئے ہوں، ثواب کے بدلے اور الٹا عذاب دوزخ کا ہوگا۔ علاج اس کا وہی ہے جو کہ نام اور تعریف چاہنے کا علاج ہے جس کو ہم اوپر لکھ چکے ہیں۔ کیونکہ دکھلاوا اسی واسطے ہوتا ہے کہ میرا نام ہو، اور میری تعریف ہو۔

باب ۳۱ ضروری بتلانے کے قابل بات

ان بری باتوں کے جو علاج بتلائے گئے ہیں ان کو دو چار بار برت لینے سے کام نہیں چلتا۔ اور یہ برائیاں نہیں دور ہوتیں مثلاً غصے کو دو چار بار روک لیا تو اس سے اس بیماری کی جڑ نہیں گئی یا ایک آدھ بار غصہ نہ آیا تو اس دھوکے میں نہ آئے کہ میرا نفس سنور گیا ہے بلکہ بہت دنوں تک ان علاجوں کو برتے[3] اور جب غفلت ہو جائے، افسوس اور رنج کرے اور آگے کو خیال رکھے۔ مدتوں کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ ان برائیوں کی جڑ جاتی رہے گی۔

باب ۳۲ ایک اور ضروری کام کی بات

نفس کے اندر کی جتنی برائیاں ہیں اور ہاتھ پاؤں سے جتنے گناہ ہوتے ہیں ان کے علاج کا ایک آسان طریقہ یہ بھی ہے کہ جب نفس سے کوئی شرارت اور برائی یا گناہ کا کام ہو جائے اس کو کچھ سزا دیا کرے۔ اور دو سزائیں آسان ہیں کہ ہر شخص کر سکتا ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ اپنے ذمہ کچھ آنہ دو آنے روپیہ دو روپے جیسی حیثیت ہو جرمانے کے طور پر ٹھہرا لے۔ جب کبھی کوئی بری بات ہو جایا کرے وہ جرمانہ غریبوں کو بانٹ دیا کرے اگر پھر ہو۔ پھر اسی طرح کرے۔ دوسری سزا یہ ہے کہ ایک دو وقت کھانا نہ کھایا کرے۔ اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ اگر کوئی ان سزاؤں کو نباہ کر برتے انشاء اللہ تعالیٰ سب برائیاں چھوٹ جائیں۔ آگے اچھی باتوں کا بیان ہے جن سے دل سنورتا ہے۔

باب ۳۳ توبہ اور اس کا طریقہ

توبہ ایسی اچھی چیز ہے کہ اس سے سب گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور جو آدمی اپنی حالت میں غور کرے گا۔ کہ یہ ہر وقت کوئی نہ کوئی بات گناہ کی ہو ہی جاتی ہے۔ ضرور توبہ کو ہر وقت ضروری سمجھے گا۔ طریقہ اس کے حاصل کرنے کا یہ ہے کہ قرآن اور حدیث میں جو جو عذاب کے ڈراوے گناہوں پر آئے ہیں ان کو یاد کرے اور سوچے اس سے گناہ پر دل دکھے گا۔ اس وقت چاہئے کہ زبان سے بھی توبہ کرے اور جو

۱: جس کو عربی میں ریا کہتے ہیں۔

۲: جو لوگ عرب کے جنگل اور گاؤں میں رہتے ہیں ان کو بدو کہتے ہیں۔ ۱۲۔

۳: اور اپنی عادتوں کا اخلاق درست ہو جانے کے بعد بھی امتحان کرتی رہے مرتے وقت تک نفس کی شرارت سے بے خبر نہ ہونا چاہئے۔ نفس بہت شریر ہے اس کا کچھ اعتبار نہیں ۱۲۔

نماز روزہ وغیرہ قضا ہوا ہو اس کو قضا بھی کرے۔ اگر بندوں کے حقوق ضائع ہوئے ہیں ان سے معاف بھی کرالے یا ادا کرے اور جو ویسے ہی گناہ ہوں ان پر خوب کڑھے اور رونے کی شکل بنا کر خدائے تعالیٰ سے خوب معافی مانگے۔

باب ۳۴ خدائے تعالیٰ سے ڈرنا اور اس کا طریقہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ مجھ سے ڈرو۔ اور خوف ایسی اچھی چیز ہے کہ آدمی اس کی بدولت گناہوں سے بچتا ہے۔ طریقہ اسکا وہی ہے جو طریقہ توبہ کا ہے کہ خدائے تعالیٰ کے عذاب کو سوچا کرے اور یاد کیا کرے

باب ۳۵ اللہ تعالیٰ سے امید رکھنا اور اس کا طریقہ

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تم حق تعالیٰ کی رحمت سے ناامید مت ہو[1] اور امید ایسی اچھی چیز ہے کہ اس سے نیک کاموں کے لئے دل بڑھتا ہے اور توبہ کرنے کی ہمت ہوتی ہے۔ طریقہ اس کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کو یاد کیا کرے اور سوچا کرے۔

باب ۳۶ صبر اور اس کا طریقہ

نفس کو دین کی بات پر پابند رکھنا اور دین کے خلاف اس سے کوئی کام نہ ہونے دینا اس کو صبر کہتے ہیں۔ اور اس کے کئی موقعے ہیں۔ ایک موقع یہ ہے کہ آدمی چین امن کی حالت میں ہو۔ خدائے تعالیٰ نے صحت دی ہو۔ مال دولت عزت آبرو، نوکر چاکر، آل اولاد، گھربار، سازو سامان دیا ہو۔ ایسے وقت کا صبر یہ ہے کہ دماغ خراب نہ ہو۔ خدائے تعالیٰ کو نہ بھول جائے۔ غریبوں کو حقیر نہ سمجھے، ان کے ساتھ نرمی اور احسان کرتا رہے، دوسرا موقع عبادت کا وقت ہے کہ اس وقت نفس سستی کرتا ہے جیسے نماز کے لئے اٹھنے میں یا نفس کنجوسی کرتا ہے جیسے زکوٰۃ خیرات دینے میں ایسے موقع میں تین طرح کا صبر درکار ہے۔ ایک عبادت سے پہلے کی نیت درست رکھے۔ اللہ ہی کے واسطے وہ کام کرے نفس کی کوئی غرض نہ ہو۔ دوسرے عبادت کے وقت کہ کم ہمتی نہ ہو جس طرح اس عبادت کا حق ہے اسی طرح ادا کرے۔ تیسرے عبادت کے بعد کہ اس کو کسی کے روبرو ذکر نہ کرے۔ تیسرا موقع گناہ کا وقت ہے۔ اس وقت کا صبر یہ ہے کہ نفس کو گناہ سے روکے۔ چوتھا موقع وہ وقت ہے کہ اس شخص کو کوئی مخلوق تکلیف پہنچائے برا بھلا کہے اس وقت کا صبر یہ ہے کہ بدلہ نہ لے خاموش ہو جائے۔ پانچواں موقع مصیبت اور بیماری[2] اور مال کے نقصان یا کسی عزیز و قریب کے مر جانے کا ہے۔ اس وقت کا صبر یہ ہے کہ زبان سے خلاف شرع کلمہ نہ کہے، بیان کر کے نہ روئے۔ طریقہ سب قسم کے صبروں کا یہ ہے کہ ان سب موقعوں کے ثواب کو یاد کرے اور سمجھے کہ یہ سب باتیں میرے فائدے کے واسطے ہیں۔ اور سوچے کہ بے صبری کرنے سے تقدیر تو ٹلتی نہیں۔ ناحق ثواب بھی کیوں کھویا جائے۔

باب ۳۷ شکر اور اس کا طریقہ

خدائے تعالیٰ کی نعمتوں سے خوش ہو کر خدائے تعالیٰ کی محبت دل میں پیدا ہونا اور اس محبت سے یہ شوق ہونا کہ جب وہ ہم کو ایسی ایسی نعمتیں دیتے ہیں تو ان کی خوب عبادت کرو۔ اور ایسی نعمت دینے والے کی نافرمانی بڑے شرم کی بات ہے۔ یہ خلاصہ ہے شکر کا۔ یہ ظاہر ہے کہ بندے پر ہر وقت اللہ تعالیٰ کی ہزاروں نعمتیں ہیں۔ اگر کوئی مصیبت بھی ہے تو اس میں بھی بندے کا فائدہ ہے تو وہ بھی نعمت[3] ہے۔ جب ہر وقت نعمت ہے تو ہر وقت دل میں یہ خوشی اور محبت رہنا چاہئے کہ کبھی خدائے تعالیٰ کے حکم کے بجالانے میں کمی نہ کرنی چاہئے۔ طریقہ اس کا یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کیا کرے اور سوچا کرے۔

۱: لا تقنطوا من رحمة الله ۱۲ منه۔
۲: بیماری پر صبر کرنا فقر و فاقہ پر صبر کرنے سے زیادہ دشوار ہے اور اسی لئے اس کا ثواب بھی زیادہ ہے ۱۲۔
۳: کیونکہ اس پر صبر کرنے سے ثواب بھی ہوتا ہے اور نفس کی اصلاح بھی ہوتی ہے کہ وہ ذلیل ہوتا ہے اور کبھی کوئی عمدہ عوض دنیا میں بھی مل جاتا ہے۔

باب ۳۸ خدائے تعالیٰ پر بھروسہ رکھنا اور اس کا طریقہ

یہ ہر مسلمان کو معلوم ہے کہ بدون خدائے تعالیٰ کے ارادے کے نہ کوئی نفع حاصل ہو سکتا ہے نہ نقصان پہنچ سکتا ہے اس واسطے ضرور ہوا کہ جو کام کرے اپنی تدبیر[1] پر بھروسہ نہ کرے۔ نظر خدائے تعالیٰ پر رکھے اور کسی مخلوق سے زیادہ امید نہ رکھے نہ کسی سے زیادہ ڈرے یہ سمجھ لے کہ بدون خدا کے چاہے کوئی کچھ نہیں کر سکتا۔ اس کو بھروسہ اور توکل کہتے ہیں طریقہ اس کا یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قدرت اور حکمت کو اور مخلوق کے ناچیز ہونے کو خوب سوچا اور یاد کیا کرے۔

باب ۳۹ خدائے تعالیٰ سے محبت کرنا اور اس کا طریقہ

اللہ تعالیٰ کی طرف دل کا کھینچنا اور اللہ تعالیٰ کی باتوں کو سن کر اور ان کے کاموں کو دیکھ کر دل کا مزہ آنا یہ محبت ہے۔ طریقہ اس کا یہ ہے کہ اللہ کا نام بہت کثرت سے پڑھا کرے اور ان کی خوبیوں کو یاد کیا کرے اور ان کو جو بندے کے ساتھ محبت ہے اس کو سوچا کرے۔

باب ۴۰ خدائے تعالیٰ کے حکم پر راضی رہنا اور اس کا طریقہ

جب مسلمان کو یہ معلوم ہے کہ خدائے تعالیٰ کی طرف سے جو کچھ ہوتا ہے سب میں بندے کا فائدہ اور ثواب ہے تو ہر بات پر راضی رہنا چاہئے۔ نہ گھبراوے نہ شکایت حکایت کرے۔ طریقہ اس کا اس بات کا سوچنا ہے کہ جو کچھ ہوتا ہے سب بہتر ہے۔

باب ۴۱ صدق یعنی سچی نیت اور اس کا طریقہ

دین کا جو کوئی کام کرے اس میں کوئی دنیا کا مطلب نہ ہونہ تو دکھلاوا ہو نہ ایسا کوئی مطلب ہو جیسے کسی کے پیٹ میں گرانی ہے اس نے کہا لاؤ روزہ رکھ لیں۔ روزے کا روزہ ہو جائے گا اور پیٹ ہلکا ہو جائے گا یا نماز کے وقت پہلے سے وضو ہو مگر گرمی بھی ہے اس لئے وضو تازہ کر لیا کہ وضو بھی تازہ ہو جائے گا اور ہاتھ پاؤں بھی ٹھنڈے ہو جائیں گے۔ یا کسی سائل کو دیا کہ اس کے تقاضے سے جان بچے اور یہ بلا ٹلی۔ سب باتیں سچی نیت کے خلاف ہیں۔ طریقہ اس کا یہ ہے کہ کام کرنے سے پہلے خوب سوچ لیا کرے اگر کسی ایسی بات کا اس میں میل پاوے اس سے دل کو صاف کر لے۔

باب ۴۲ مراقبہ یعنی دل سے خدا کا دھیان رکھنا اور اس کا طریقہ

دل سے ہر وقت دھیان رکھے کہ اللہ تعالیٰ کو میرے سب حالوں کی خبر ہے ظاہر کی بھی اور دل کی بھی اگر برا کام ہو گیا یا برا خیال لایا جائے گا شاید اللہ تعالیٰ دنیا میں یا آخرت میں سزا دیں دوسرے عبادت کے وقت یہ دھیان جمائے کہ وہ میری عبادت کو دیکھ رہے ہیں اچھی طرح بجا لانا چاہئے۔ طریقہ اس کا یہی ہے کہ کثرت سے ہر وقت یہ سوچا کرے تھوڑے دنوں میں اس کا دھیان بندھ جائے گا پھر انشاء اللہ تعالیٰ اس سے کوئی بات اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف نہ ہو گی۔

باب ۴۳ قرآن مجید پڑھنے میں دل لگانے کا طریقہ

قاعدہ ہے کہ اگر کوئی کسی سے کہے کہ ہم کو تھوڑا سا قرآن سناؤ دیکھیں کیسا پڑھتی ہو تو اس وقت جہاں تک ہو سکتا ہے خوب بنا کر سنوار کر سنبھال کر پڑھتی ہو اب یوں کیا کرو کہ جب قرآن پڑھنے کا ارادہ کرو پہلے دل میں یہ سوچ لیا کرو کہ گویا اللہ تعالیٰ نے ہم سے فرمائش کی ہے

---

[1] یعنی تدبیر کرے کیونکہ تدبیر کرنا اللہ پاک کا حکم ہے مگر اس کو مستقل نہ سمجھے بلکہ یوں سمجھے کہ کام کا پورا ہونا اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں ہے اگر وہ چاہیں گے تو تدبیر اثر کرے گی ورنہ نہیں ۱۲۔

کہ ہم کو سناؤ کیسا پڑھتی ہو، اور یوں سمجھو کہ اللہ تعالیٰ خوب سن رہے ہیں اور یوں خیال کرو کہ جب آدمی کے کہنے سے بنا سنوار کر پڑھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے فرمانے سے جو پڑھتے ہیں اس کو تو خوب ہی سنبھال سنبھال کر پڑھنا چاہئے۔ یہ سب باتیں سوچ کر اب پڑھنا شروع کرو۔ اور جب تک پڑھتی رہو یہی باتیں خیال میں رکھو۔ اور جب پڑھنے میں بگاڑ ہونے لگے یا دل ادھر ادھر بٹنے لگے تو تھوڑی دیر کے لئے پڑھنا موقوف کر کے ان باتوں کے سوچنے کو پھر تازہ کر لو انشاء اللہ تعالیٰ اس طریقے سے صحیح اور صاف بھی پڑھا جائے گا اور دل بھی ادھر متوجہ رہے گا۔ اگر ایک مدت تک اسی طرح پڑھو گی تو پھر آسانی سے دل لگنے لگے گا۔

باب ۴۴ نماز میں دل لگانے کا طریقہ

اتنی بات یاد رکھو کہ نماز میں کوئی کام کوئی پڑھنا بے ارادہ نہ ہو بلکہ ہر بات ارادے اور سوچ سے ہو مثلاً اللہ اکبر کہہ کر جب کھڑی ہو تو ہر لفظ پر یوں سوچو کہ میں اب سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ پڑھ رہی ہوں پھر سوچو کہ اب وَبِحَمْدِكَ کہہ رہی ہوں۔ پھر دھیان کرو کہ اب وَتَبَارَكَ اسْمُكَ منہ سے نکل رہا ہے۔ اسی طرح ہر لفظ پر الگ الگ دھیان اور ارادہ کرو پھر الحمد اور سورت میں یوں ہی کرو، پھر رکوع میں، اسی طرح ہر دفعہ سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ کو سوچ سوچ کر کہو۔ غرض منہ سے جو نکالو دھیان بھی ادھر رکھو۔ ساری نماز میں یہی طریقہ رکھو انشاء اللہ تعالیٰ اس طرح کرنے سے نماز میں کسی طرف دھیان نہ بٹے گا۔ پھر تھوڑے دنوں میں آسانی سے جی لگنے لگے گا اور نماز میں مزہ آئے گا۔[1]

باب ۴۵ پیری مریدی کا بیان

مرید بننے میں کئی فائدے ہیں۔ ایک فائدہ یہ کہ دل کے سنوارنے کے طریقے جو اوپر بیان کئے گئے ہیں ان کے برتاؤ کرنے میں کبھی کم سمجھی سے غلطی ہو جاتی ہے پیر اس کا ٹھیک راستہ بتلا دیتا ہے۔ دوسرا فائدہ یہ کہ کتاب میں پڑھنے سے بعضی دفعہ اتنا اثر نہیں ہوتا جتنا کہ پیر کے بتلانے سے ہوتا ہے ایک تو اس کی برکت ہوتی ہے پھر یہ بھی خوف ہوتا ہے کہ اگر کوئی نیک کام میں کمی کی یا کوئی بری بات کی، پیر سے شرمندگی ہوگی۔ تیسرا فائدہ یہ کہ پیر سے اعتقاد اور محبت ہو جاتی ہے اور یوں جی چاہتا ہے کہ جو اس کا طریقہ ہے ہم بھی اسی کے موافق چلیں۔ چوتھا فائدہ یہ ہے کہ پیر اگر نصیحت کرنے میں سختی یا غصہ کرتا ہے تو ناگوار نہیں ہوتا۔ پھر اس نصیحت پر عمل کرنے کی زیادہ کوشش ہو جاتی ہے۔ اور اور بھی بعضے فائدے ہیں جن پر اللہ تعالیٰ کا فضل ہوتا ہے ان کو حاصل ہوتے ہیں اور حاصل ہونے ہی سے معلوم ہوتے ہیں۔ اگر مرید ہونے کا ارادہ ہو تو اول پیر میں یہ باتیں دیکھ لو۔ جس میں یہ باتیں نہ ہوں اس سے مرید نہ ہوں۔ ایک یہ کہ وہ پیر دین کے مسئلے جانتا ہو۔ شرع سے ناواقف نہ ہو۔ دوسرے یہ کہ اس میں[2] کوئی بات خلاف شرع نہ ہو۔ جو عقیدے تم نے اس کتاب کے پہلے حصہ میں پڑھے ہیں ویسے اس کے عقیدے ہوں جو جو مسئلے اور دل کے سنوارنے کے طریقے تم نے اس کتاب میں پڑھے ہیں کوئی بات اس میں ان کے خلاف نہ ہو۔ تیسرے کمانے کھانے کے لئے پیری مریدی نہ کرتا ہو۔ چوتھے کسی ایسے بزرگ کا مرید ہو جس کو اکثر اچھے لوگ بزرگ سمجھتے ہوں۔ پانچویں اس پیر کو بھی اچھے لوگ اچھا کہتے ہیں۔ چھٹے اس کی تعلیم میں یہ اثر ہو کہ دین کی محبت اور شوق پیدا ہو جائے یہ بات اس کے اور مریدوں کا حال دیکھنے سے معلوم ہو جائے گی۔ اگر دس مریدوں میں پانچ چھ مرید بھی اچھے ہوں تو سمجھو کہ یہ پیر تاثیر والا ہے۔ اور ایک آدھ مرید کے برے ہونے سے شبہ مت کرو۔ اور تم نے جو سنا ہو گا کہ بزرگوں میں تاثیر ہوتی ہے وہ تاثیر یہی ہے۔ اور

۱: اور اگر اذکار نماز کے معنی سمجھتی ہو تو معنی کا بھی خیال کرے اس خیال سے ثواب بھی بڑھ جائے گا اور دھیان بھی ادھر ادھر نہ بٹے گا اور نماز میں جو کچھ پڑھا جاتا ہے اس کے معنی چند روز میں یاد ہو سکتے ہیں ۱۲ محشی۔

۲: مقصود اصلی یہ ہے کہ پیر کسی خلاف شریعت بات پر مصر نہ ہو اور یہ کہنا کہ جو جو مسئلے تم نے اس میں پڑھے ہیں کوئی بات اس میں ان کے خلاف نہ ہو۔ یہ عنوان بطور مثال اور سمجھانے کی غرض سے ہے نہ اسی میں منحصر کر دیا ہے۔ اگر کسی کا پیر شافعی وغیرہ اہل حق میں سے ہو تو اس پر کوئی اعتراض نہیں ۱۲ تصحیح الاغلاط۔

دوسری تاثیروں کو مت دیکھنا کہ وہ جو کہہ دیتے ہیں اسی طرح ہوتا ہے، وہ ایک چھو کر دیتے ہیں تو بیماری جاتی رہتی ہے۔ وہ جس کام کے لئے تعویذ دیتے ہیں وہ کام مرضی کے موافق ہو جاتا ہے۔ وہ ایسی توجہ دیتے ہیں کہ آدمی لوٹ پوٹ ہو جاتا ہے۔ ان تاثیروں سے کبھی دھوکا مت کھانا۔ ساتویں اس پیر میں یہ بات ہو کہ دین کی نصیحت کرنے میں مریدوں کا لحاظ ملاحظہ نہ کرتا ہو۔ بیجا بات سے روک دیتا ہو۔ جب کوئی ایسا پیر مل جائے تو اگر تم کنواری ہو تو ماں باپ سے پوچھ کر، اور اگر تمہاری شادی ہو گئی ہے تو شوہر سے پوچھ کر اچھی نیت سے یعنی خالص دین کے درست کرنے کی نیت سے مرید ہو جاؤ۔ اور اگر یہ لوگ کسی مصلحت سے اجازت نہ دیں تو مرید ہونا فرض تو ہے نہیں مرید مت بنو۔ البتہ دین کی راہ پر چلنا فرض ہے بدون مرید ہوئے بھی اس راہ پر چلتی رہو۔

باب ۲۶ اب پیری مریدی کے متعلق بعضی باتوں کی تعلیم کی جاتی ہے

تعلیم ۱ پیر کا خوب ادب رکھے۔ اللہ کے نام لینے کا طریقہ وہ جس طرح بتلائے اس کو نباہ کر کرے۔ اس کی نسبت یوں اعتقاد رکھے کہ مجھ کو جتنا فائدہ دل کے درست ہونے کا اس سے پہنچ سکتا ہے اتنا اس زمانے کے کسی بزرگ[1] سے نہیں پہنچ سکتا۔

تعلیم ۲ اگر مرید کا دل ابھی اچھی طرح نہیں سنورا تھا کہ پیر کا انتقال ہو گیا تو دوسرے کامل پیر سے جس میں اوپر کی سب باتیں ہوں مرید ہو جائے۔

تعلیم ۳ کسی کتاب میں کوئی وظیفہ یا کوئی فقیری کی بات دیکھ کر اپنی عقل سے کچھ نہ کرے پیر سے پوچھ لے۔ اور جو کوئی نئی بات بھلی یا بری دل میں آئے یا کسی بات کا ارادہ پیدا ہو پیر سے دریافت کر لے۔

تعلیم ۴ پیر سے بے پردہ نہ ہو اور مرید ہونے کے وقت اسکے ہاتھ میں ہاتھ نہ دے، رومال یا کسی اور کپڑے سے یا خالی زبان سے مریدی درست ہے۔

تعلیم ۵ اگر غلطی سے کسی خلاف شرع پیر سے مرید ہو جائے یا پہلے وہ شخص اچھا تھا اب بگڑ گیا تو مریدی توڑ ڈالے اور کسی اچھے بزرگ سے مرید ہو جائے لیکن اگر کوئی ہلکی سی بات کبھی کبھار پیر سے ہو جائے تو یوں سمجھے کہ آخر یہ بھی آدمی ہے فرشتہ تو ہے نہیں۔ اس سے غلطی ہو گئی جو توبہ سے معاف ہو سکتی ہے۔ ذرا ذرا سی بات میں اعتقاد خراب نہ کرے۔ البتہ اگر وہ اس بیجا بات پر جم جائے تو پھر مریدی توڑ دے۔

تعلیم ۶ پیر کو یوں سمجھنا گناہ ہے کہ اس کو ہر وقت ہمارا سب حال معلوم ہے۔

تعلیم ۷ فقیری کی جو ایسی کتابیں ہیں کہ ان کا ظاہری مطلب خلاف شرع ہے ایسی کتابیں کبھی نہ دیکھے۔ اسی طرح جو شعر اشعار خلاف شرع ہیں ان کو کبھی زبان سے نہ پڑھے۔

تعلیم ۸ بعضے فقیر کہا کرتے ہیں کہ شرع کا راستہ اور ہے اور فقیری کا راستہ اور ہے۔ یہ فقیر گمراہ ہیں۔ ان کو جھوٹا سمجھنا فرض ہے۔

تعلیم ۹ اگر پیر کوئی بات خلاف شرع بتلائے اس پر عمل درست نہیں۔ اگر وہ اس پر ہٹ کرے تو اس سے مریدی توڑ دے۔

تعلیم ۱۰ اگر اللہ کا نام لینے کی برکت سے دل میں کوئی اچھی حالت پیدا ہو یا اچھے خواب نظر آئیں یا جاگتے میں کوئی آواز یا روشنی معلوم ہو تو بجز اپنے پیر کے کسی سے ذکر نہ کرے نہ کبھی اپنے وظیفوں اور عبادت کا کسی سے اظہار کرے کیونکہ ظاہر کرنے سے وہ دولت جاتی رہتی ہے۔

تعلیم ۱۱ اگر پیر نے کوئی وظیفہ یا ذکر بتلایا اور کچھ مدت تک اس کا اثر یا مزہ دل پر کچھ معلوم نہ ہوا تو اس سے تنگ دل یا پیر سے بد اعتقاد نہ ہو بلکہ یوں سمجھے کہ بڑا اثر یہی ہے کہ اللہ کا نام لینے کا دل میں ارادہ پیدا ہوتا ہے اور اس نیک کام کی توفیق ہوتی ہے اور ایسے اثر کا کبھی دل میں خیال نہ لائے کہ مجھ کو خواب میں بزرگوں کی زیارت ہوا کرے مجھ کو ہونے والی باتیں معلوم ہو جایا کریں۔ مجھ کو خوب رونا آیا کرے۔ مجھ کو عبادت میں ایسی بیہوشی ہو جائے کہ دوسری چیزوں کی خبر ہی نہ رہے۔ کبھی کبھی یہ باتیں بھی ہو جاتی ہیں اور کبھی نہیں ہوتیں اگر ہو جائیں تو خدائے تعالیٰ کا شکر بجالائے۔ اور اگر نہ ہوں یا ہو کر کم ہو جائیں یا جاتی رہیں تو غم نہ کرے۔ البتہ خدانہ کرے اگر شرع کی پابندی میں کمی ہونے لگے یا گناہ ہونے لگیں۔ یہ بات البتہ غم کی ہے۔ جلدی ہمت کر کے اپنی حالت درست کرے اور پیر کو اطلاع دے اور وہ جو بتلائیں اس پر عمل کرے۔

تعلیم ۱۲ دوسرے بزرگوں کی یا دوسرے خاندان[2] کی شان میں گستاخی نہ کرے نہ اور جگہ کے مریدوں سے یوں کہے کہ ہمارے پیر تمہارے پیر

[1]: لیکن کسی دوسرے بزرگ کی توہین ہرگز نہ کرے ۱۲۔ [2]: پیروں کے بہت سے خاندان ہیں جیسے چشتی، نقشبندی، قادری وغیرہ ۱۲ منشی۔

سے یا ہمارا خاندان تمہارے خاندان سے بڑھ کر ہے ان فضول باتوں سے دل میں اندھیرا پیدا ہوتا ہے۔

تعلیم۳ اگر اپنی کسی پیر بہن پر پیر کی مہربانی زیادہ ہو یا اس کو وظیفہ وذکر سے زیادہ فائدہ ہو تو اس پر حسد نہ کرے۔

باب۴ مرید کو بلکہ ہر مسلمان کو اس طرح رات دن رہنا چاہئے

(۱) ضرورت کے موافق دین کا علم حاصل کرے خواہ کتاب پڑھ کر یا عالموں سے پوچھ پاچھ کر۔

(۲) سب گناہوں سے بچے۔

(۳) اگر کوئی گناہ ہو جائے فوراً توبہ کرے۔

(۴) کسی کا حق نہ رکھے، کسی کو زبان سے یا ہاتھ سے تکلیف نہ دے، کسی کی برائی نہ کرے۔

(۵) مال کی محبت اور نام کی خواہش نہ رکھے، نہ بہت اچھے کھانے کپڑے کی فکر میں رہے۔

(۶) اگر اس کی خطا پر کوئی ٹوکے تو اپنی بات نہ بنائے فوراً اقرار اور توبہ کرلے۔

(۷) بدون سخت ضرورت کے سفر نہ کرے۔ سفر میں بہت سی باتیں بے احتیاطی کی ہوتی ہیں۔ بہت سے نیک کام چھوٹ جاتے ہیں۔ وظیفوں میں خلل پڑ جاتا ہے وقت پر کوئی کام نہیں ہوتا۔

(۸) بہت نہ ہنسے، بہت نہ بولے خاص کر نامحرم سے بے تکلفی کی باتیں نہ کرے۔

(۹) کسی سے جھگڑا تکرار نہ کرے۔

(۱۰) شرع کا ہر وقت خیال رکھے۔

(۱۱) عبادت میں سستی نہ کرے۔

(۱۲) زیادہ وقت تنہائی میں رہے۔

(۱۳) اگر اوروں سے ملنا جلنا پڑے تو سب سے عاجز ہو کر رہے، سب کی خدمت کرے، بڑائی نہ جتلائے۔

(۱۴) اور امیروں سے تو بہت ہی کم ملے۔

(۱۵) بددین آدمی سے دور بھاگے۔

(۱۶) دوسروں کا عیب نہ ڈھونڈے، کسی پر بدگمانی نہ کرے، اپنے عیبوں کو دیکھا کرے اور ان کی درستی کیا کرے۔

(۱۷) نماز کو اچھی طرح اچھے وقت دل سے پابندی کے ساتھ ادا کرنے کا بہت خیال رکھے۔

(۱۸) دل یا زبان سے ہر وقت اللہ کی یاد میں رہے کسی وقت غافل نہ ہو۔

(۱۹) ذکر اللہ کا نام لینے سے مزہ آئے، دل خوش ہو تو اللہ تعالیٰ کا شکر بجا لائے۔

(۲۰) بات نرمی سے کرے۔

(۲۱) سب کاموں کیلئے وقت مقرر کرلے اور پابندی سے اس کو نباہے۔

(۲۲) جو کچھ رنج و غم نقصان پیش آئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جانے، پریشان نہ ہو، اور یوں سمجھے کہ اس میں مجھ کو ثواب ملے گا۔

(۲۳) ہر وقت دل میں دنیا کا حساب کتاب اور دنیا کے کاموں کا ذکر مذکور نہ رکھے بلکہ خیال بھی اللہ ہی کا رکھے۔

(۲۴) جہاں تک ہو سکے دوسروں کو فائدہ پہنچائے، خواہ دنیا کا یا دین کا۔

(۲۵) کھانے پینے میں نہ اتنی کمی کرے کہ کمزور یا بیمار ہو جائے نہ اتنی زیادتی کرے کہ عبادت میں سستی ہونے لگے۔

(۲۶) خدائے تعالیٰ کے سوا کسی سے طمع نہ کرے، نہ کسی کی طرف خیال دوڑائے کہ فلانی جگہ سے ہم کو یہ فائدہ ہو جائے۔

(۲۷) خدائے تعالیٰ کی تلاش میں بے چین رہے۔

(۲۸) نعمت تھوڑی ہو یا بہت اس پر شکر بجا لائے اور فقر و فاقہ سے تنگ دل نہ ہو۔

(۲۹) جو اس کی حکومت میں ہیں ان کی خطا و قصور سے در گذر کرے۔ (۳۰) کسی کا عیب معلوم ہو جائے تو اسکو چھپائے۔ البتہ اگر کوئی کسی کو نقصان پہنچانا چاہتا ہے اور تم کو معلوم ہو جائے تو اس شخص سے کہہ دو۔

(۳۱) مہمانوں اور مسافروں اور غریبوں اور عالموں اور درویشوں کی خدمت کرے۔ (۳۲) نیک صحبت اختیار کرے۔

(۳۳) ہر وقت خدائے تعالیٰ سے ڈرا کرے۔ (۳۴) موت کو یاد رکھے۔

(۳۵) کسی وقت بیٹھ کر روز کے روز اپنے دن بھر کے کاموں کو سوچا کرے، جو نیکی یاد آئے اس پر شکر کرے، گناہ پر توبہ کرے۔ (۳۶) جھوٹ ہر گز نہ بولے۔

(۳۷) جو محفل خلاف شرع ہو وہاں ہر گز نہ جائے۔ (۳۸) شرم وحیا اور بردباری سے رہے۔

(۳۹) ان باتوں پر مغرور نہ ہو کہ میرے اندر ایسی خوبیاں ہیں۔ (۴۰) اللہ تعالیٰ سے دعا کیا کرے کہ نیک راہ پر قائم رکھیں۔

رسول[۱] اللہ ﷺ کی حدیثوں سے بعضے نیک کاموں کے ثواب کا اور بری باتوں کے عذاب کا بیان تاکہ نیکیوں کی رغبت ہو اور برائیوں سے نفرت ہو

باب ۴۸ نیت خالص رکھنا

۱) ایک شخص نے پکار کر پوچھا یا رسول اللہ (ﷺ) ایمان کیا چیز ہے۔ آپ نے فرمایا نیت کو خالص رکھنا۔ ف۔ مطلب یہ ہے کہ جو کام کرے خدا کے واسطے کرے۔

۲) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ سارے کام نیت کیساتھ ہیں۔ ف۔ مطلب یہ کہ اچھی نیت ہو تو نیک کام پر ثواب ملتا ہے ورنہ نہیں ملتا۔[۲]

باب ۴۹ دکھلاوے کے واسطے کوئی کام کرنا

۳) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص سنانے کے واسطے کوئی کام کرے اللہ تعالیٰ قیامت میں اس کے عیب سنوائیں گے۔ اور جو شخص دکھلانے کے واسطے کوئی کام کرے اللہ تعالیٰ قیامت میں اس کے عیب دکھلائیں گے۔

۴) اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ تھوڑا سا دکھلاوا بھی ایک طرح کا شرک ہے۔

باب ۵۰ قرآن وحدیث کے حکم پر چلنا

۵) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس وقت میری امت میں دین کا بگاڑ پڑ جائے اس وقت جو شخص میرے طریقے کو تھامے رہے اس کو سو شہیدوں کے برابر ثواب ملے گا۔

۶) اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ میں تم لوگوں میں ایسی چیز چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم اس کو تھامے رہو گے تو کبھی نہ بھٹکو گے۔ ایک تو اللہ تعالیٰ کی کتاب یعنی قرآن۔ دوسرے نبی کی سنت یعنی حدیث۔

۱: یعنی اللہ والے فقیروں کی خدمت کرے اور آج کل جو بہت سے لوگوں نے مانگنے کا پیشہ کر رکھا ہے اور اچھے خاصے بجے کٹے بلکہ مالدار ہیں ان کو کچھ مت دو ایسے فقیروں کو دینا ناجائز ہے ۱۲ف۔

۲: اور اسی طرح بری نیت سے عذاب ہوتا ہے ۱۲۔

(۱) در ترغیب وترہیب منذری۔

باب ۵۱ نیک کام کی راہ نکالنا یا بری بات کی بنیاد ڈالنا

۷) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص نیک راہ نکالے، پھر اور لوگ اس راہ پر چلیں تو اس شخص کو خود اس کا ثواب بھی ملے گا اور جتنوں نے اس کی پیروی کی ہے ان سب کے برابر بھی اس کو ثواب ملے گا اور ان کے ثواب میں بھی کمی نہ ہوگی۔ اور جو شخص بری راہ نکالے، پھر اور لوگ اس راہ پر چلیں تو اس شخص کو خود اس کا بھی گناہ ہوگا اور جتنوں نے اس کی پیروی کی ہے ان سب کے برابر بھی اس کو گناہ ہوگا۔ اور ان کے گناہ میں بھی کمی نہ ہوگی۔ ف مثلاً کسی نے اولاد کی شادی میں رسمیں موقوف کردیں یا کسی بیوہ نے نکاح کرلیا اور اس کی دیکھا دیکھی اوروں کو بھی ہمت ہوئی تو اس شروع کرنے والی کو ہمیشہ ثواب ہوا کرے گا۔[1]

باب ۵۲ دین کا علم ڈھونڈھنا

۸) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کرنا چاہتے ہیں اس کو دین کی سمجھ دیتے ہیں[2] ف یعنی مسئلے مسائل کی تلاش اور شوق اس کو[3] ہو جاتا ہے۔

باب ۵۳ دین کا مسئلہ چھپانا

۹) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس سے کوئی دین کی بات پوچھی جائے اور وہ اس کو چھپالیوے تو قیامت کے دن اس کو آگ کی لگام پہنائی جائے گی ف اگر تم سے کوئی مسئلہ پوچھا کرے اور تم کو خوب یاد ہو تو سستی اور انکار مت کیا کرو اچھی طرح[4] سمجھا دیا کرو۔

باب ۵۴ مسئلہ جان کر عمل نہ کرنا

۱۰) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس قدر علم ہوتا ہے وہ علم والے پر وبال ہوتا ہے بجز اس شخص کے جو اس کے موافق عمل کرے ف۔ دیکھو کبھی برادری کے خیال سے یا نفس کی پیروی سے مسئلہ کے خلاف نہ کرنا

باب ۵۵ پیشاب سے احتیاط نہ کرنا

۱۱) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے پیشاب سے خوب احتیاط[5] رکھا کرو کیونکہ اکثر قبر کا عذاب اسی سے ہوتا ہے۔

باب ۵۶ وضو اور غسل میں خوب خیال سے پانی پہنچانا

۱۲) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جن حالتوں میں نفس کو ناگوار ہو ایسی حالت میں وضو اچھی طرح کرنے سے گناہ[6] دھل جاتے ہیں۔ ف۔ ناگواری کبھی سستی سے ہوتی ہے کبھی سردی سے۔

باب ۵۷ مسواک کرنا

۱۳) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ دو رکعتیں مسواک کرکے پڑھنا ان ستر رکعتوں سے افضل ہیں جو بے مسواک کئے پڑھی جائیں۔

۱: من سن سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها ومن سن سنة سيئة فعليه وزرها ووزر من عمل بها ۱۲ ف۔
۲: من يرد الله به خيرا يفقهه في الدين۔
۳: اور وہ ان کو سمجھتا ہے اور ان پر عمل کرتا ہے ۱۲ محشی۔ ۴: اور اگر اچھی طرح یاد نہ ہو تو اٹکل پچو مت بتلایا کرو ۱۲۔
۵: اس لئے کہ احتیاط نہ کرنے میں قوی احتمال ہے کہ نجاست اس مقدار تک پہنچ جاوے جس کے ہوتے ہوئے نماز درست نہیں ہوتی اور جب نماز صحیح نہ ہوئی تو عذاب کا ہونا ظاہر ہے ۱۲۔
۶: یہاں گناہ سے گناہ صغیرہ مراد ہیں جو ہمیشہ وضو سے معاف ہوتے ہیں مگر ناگواری کی حالت میں وضو کرنے سے بہت کثرت سے معاف ہوتے ہیں اور جب گناہ نہیں ہوتے تو جنت میں بڑے بڑے درجے بلند کئے جاتے ہیں ۱۲ محشی۔

باب ۵۸ وضو میں اچھی طرح پانی نہ پہنچانا

۱۴) رسول اللہ ﷺ نے بعضے لوگوں کو دیکھا کہ وضو کر چکے تھے مگر ایڑیاں کچھ خشک رہ گئی تھیں تو آپ ﷺ نے فرمایا بڑا عذاب ہے ایڑیوں کو دوزخ کا۔ ف۔ انگوٹھی چھلا چوڑیاں چھڑے اچھی طرح ہلا کر پانی پہنچایا کرو اور جاڑوں میں اکثر پاؤں سخت ہو جاتے ہیں خوب پانی سے تر کیا کرو۔ اور بعضی عورتیں منہ سامنے سامنے سے دھو لیتی ہیں کانوں تک نہیں دھوتیں۔ ان سب باتوں کا خیال رکھو۔

باب ۵۹ عورتوں کا نماز کے لئے باہر نکلنا

۱۵) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے عورتوں کے لئے سب سے اچھی مسجد ان کے گھروں کے اندر کا درجہ ہے (ف) معلوم ہوا کہ مسجدوں میں عورتوں کا جانا اچھا نہیں۔ اس سے یہ بھی سمجھو کہ نماز کے برابر کوئی چیز نہیں۔ جب اس کے لئے گھر سے نکلنا اچھا نہیں سمجھا گیا تو فضول ملنے ملانے کو یا رسموں کے پورا کرنے کو گھر سے نکلنا تو کتنا برا ہوگا۔

باب ۶۰ نماز کی پابندی

۱۶) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ پانچوں نمازوں کی مثال ایسی ہے جیسے کسی کے دروازے کے سامنے ایک گہری نہر بہتی ہو اور وہ اس میں پانچ وقت نہایا کرے۔ ف۔ مطلب یہ کہ جیسے اس شخص کے بدن پر ذرا میل نہ رہے گا۔ اسی طرح جو شخص پانچوں وقت کی نماز پابندی سے پڑھے اس کے سارے گناہ دھل جائیں گے۔

۱۷) اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ قیامت کے دن بندے سے سب سے پہلے نماز کا حساب ہوگا۔

باب ۶۱ اول وقت نماز پڑھنا

۱۸) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ اول وقت میں نماز پڑھنے سے اللہ تعالیٰ کی خوشی ہوتی ہے۔ ف۔ بیبیو تم کو جماعت میں جانا تو ہے ہی نہیں پھر کیوں دیر کیا کرتی ہو۔

باب ۶۲ نماز کو بری طرح پڑھنا

۱۹) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص بے وقت نماز پڑھے اور وضو اچھی طرح نہ کرے اور جی لگا کر نہ پڑھے اور رکوع سجدہ اچھی طرح نہ کرے تو وہ نماز کالی بے نور ہو کر جاتی ہے اور یوں کہتی ہے کہ خدا تجھے برباد کرے جیسا کہ تو نے مجھ کو برباد کیا۔ یہاں تک کہ جب اپنی خاص جگہ پر پہنچتی ہے جہاں اللہ کو منظور ہو تو پرانے کپڑے کی طرح لپیٹ کر اس نمازی کے منہ پر ماری جاتی ہے۔ ف۔ بیبیو نماز تو اسی واسطے پڑھتی ہو کہ ثواب ہو۔ پھر اس طرح کیوں پڑھتی ہو کہ الٹا گناہ ہو۔

باب ۶۳ نماز میں اوپر یا ادھر ادھر دیکھنا

۲۰) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ تم نماز میں اوپر مت دیکھا کرو کبھی تمہاری نگاہ چھین لی جائے۔

۲۱) اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جو شخص نماز میں کھڑے ہو کر ادھر ادھر دیکھے اللہ تعالیٰ اس کی نماز کو اسی پر الٹا ہٹا دیتے ہیں۔ ف۔ یعنی قبول[1] نہیں کرتے۔

۱: یعنی خشکی کی وجہ سے کھال سخت ہو جاتی ہے ۱۲۔

۲: ایسے ہی ٹھوڑی کے نیچے تک اچھی طرح دھویا کرو۔ ۱۲۔

(۱) یعنی پورا ثواب نہیں ملتا ۱۲ مرقاۃ

باب ۶۴ نماز پڑھتے کے سامنے سے نکل جانا

۲۲) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اگر نمازی کے سامنے سے گذرنے والے کو خبر ہوتی کہ کتنا گناہ ہوتا ہے تو چالیس ۴۰ برس تک کھڑا رہنا اس کے نزدیک بہتر ہوتا سامنے نکلنے سے۔ف۔ لیکن اگر نمازی کے سامنے ایک ہاتھ کے برابر یا اس سے زیادہ کوئی چیز کھڑی ہو تو اس چیز کے سامنے سے گذرنا درست ہے۔

باب ۶۵ نماز کو جان کر قضا کر دینا

۲۳) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص نماز کو چھوڑ دے وہ جب خدائے تعالیٰ کے پاس جائے گا تو وہ غضب ناک ہوں گے۔

باب ۶۶ قرض دے دینا

۲۴) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے میں نے شب معراج میں بہشت کے دروازے پر لکھا ہوا دیکھا کہ خیرات کا ثواب دس ۱۰ حصے ملتا ہے اور قرض دینے کا ثواب اٹھارہ حصے۔

باب ۶۷ غریب قرض دار کو مہلت دے دینا

۲۵) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب تک قرض ادا کرنے کے وعدے کا وقت نہ آیا ہو اس وقت تک اگر کسی غریب کو مہلت دے تب تو ہر روز ایسا ثواب ملتا ہے جیسے اتنا روپیہ خیرات دے دیا۔ اور جب اس کا وقت آجائے اور پھر مہلت دی تو ہر روز ایسا ثواب ملتا ہے جیسے اتنے روپے سے دونا روپیہ روزمرہ خیرات کر دیا۔

باب ۶۸ قرآن مجید پڑھنا

۲۶) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص قرآن مجید کا ایک حرف پڑھتا ہے اس کو ایک حرف پر ایک نیکی ملتی ہے۔ اور نیکی کا قاعدہ ہے کہ اس کے بدلے دس ۱۰ حصے ملتے ہیں۔ اور میں الم کو ایک حرف نہیں کہتا بلکہ الف ایک حرف ہے اور لام ایک حرف اور میم ایک حرف تو اس حساب سے تین حرفوں پر تیس ۳۰ نیکیاں ملیں گی۔

باب ۶۹ اپنی جان یا اولاد کو کوسنا

۲۷) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ نہ تو اپنے لئے بددعا کیا کرو اور نہ اپنی اولاد کے لئے اور نہ اپنے خدمت کرنے والے کے لئے۔ اور نہ اپنے مال و متاع کے لئے کبھی ایسا نہ ہو کہ تمہارے کوسنے کے وقت قبولیت کی گھڑی ہو کہ اس میں خدا سے جو مانگو اللہ تعالیٰ وہی کر دیں۔

باب ۷۰ حرام مال کمانا اور اس سے کھانا پہننا

۲۸) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو گوشت اور خون حرام مال سے بڑھا ہو گا وہ بہشت میں نہ جائے گا دوزخ ہی اس کے لائق ہے۔

۲۹) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص کوئی کپڑا دس درہم کو خریدے اور اس میں ایک درہم حرام کا ہو تو جب تک وہ کپڑا اس کے بدن پر رہے گا اللہ تعالیٰ اس کی نماز قبول نہ کریں گے۔

باب ۷۱ دھوکہ کرنا

۳۰) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص ہم لوگوں سے دھوکہ بازی کرے وہ ہم سے باہر ہے۔ف۔ خواہ کسی چیز کے بیچنے میں دھوکا ہو یا اور کسی معاملے میں سب برا ہے۔

باب۲ قرض لینا

(۳۱ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص مر جائے اور اس کے ذمہ کسی کا کوئی درہم یا دینار رہ گیا ہو تو وہ اس کی نیکیوں سے پورا کیا جائے گا جہاں نہ دینار ہوگا نہ درہم ہوگا۔ ف۔ دینار سونے کا اور درہم چاندی کا ہوتا ہے۔

(۳۲ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ قرض دو طرح کا ہوتا ہے جو شخص مر جائے اور اس کی نیت ادا کرنے کی ہو تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اس کا مددگار ہوں۔ اور جو شخص مر جائے اور اس کی نیت ادا کرنے کی نہ ہو اس شخص کی نیکیوں سے لے لیا جاوے گا۔ اور اس روز دینار درہم نہ ہوں گے۔ ف۔ مددگار کا مطلب یہ ہے کہ میں اس کا بدلہ اتار دوں گا۔

باب۳ مقدور ہوتے ہوئے کسی کا حق ٹالنا

(۳۳ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ مقدور والے کا ٹالنا ظلم ہے۔ ف جیسے بعضوں کی عادت ہوتی ہے کہ قرض والی کو یا جس کی مزدوری چاہتی ہو اس کو خواہ مخواہ دوڑاتی ہیں، جھوٹے وعدے کرتی ہیں کہ کل آنا، پرسوں آنا۔ اپنے سارے خرچ چلے جاتے ہیں مگر کسی کا حق دینے میں بے پروائی کرتی ہیں۔

باب۴ سود[1] لینا دینا

(۳۴ رسول اللہ ﷺ نے سود لینے والے پر اور سود دینے والے پر لعنت[2] فرمائی ہے۔

باب۵ کسی کی زمین دبا لینا

(۳۵ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص بالشت بھر زمین بھی ناحق دبا لے اس کے گلے میں ساتوں زمین کا طوق ڈالا جاوے گا۔

باب۶ مزدوری کا فوراً دے دینا

(۳۶ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ مزدور کو اس[3] کے پسینہ خشک ہونے سے پہلے مزدوری دے دیا کرو۔

(۳۷ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ تین آدمیوں پر میں خود دعویٰ کروں گا۔ ان میں سے ایک وہ شخص بھی ہے کہ کسی مزدور کو کام پر لگایا اس سے کام پورا لے لیا اور اس کی مزدوری نہ دی۔

باب۷ اولاد کا مر جانا

(۳۸ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو دو میاں بیوی مسلمان ہوں اور ان کے تین بچے مر جائیں اللہ تعالیٰ ان دونوں کو اپنے فضل و رحمت سے بہشت میں داخل کریں گے۔ بعضوں نے پوچھا یا رسول اللہ (ﷺ) اور اگر دو مرے ہوں، آپ نے فرمایا کہ دو میں بھی یہی ثواب ہے۔ پھر ایک کو پوچھا آپ نے ایک میں بھی یہی فرمایا۔ آپ نے فرمایا کہ قسم کھاتا ہوں اس ذات پاک کی جس کے اختیار میں میری جان ہے کہ جو حمل گر گیا ہو وہ بھی اپنی ماں کو آنول نال سے پکڑ کر بہشت کی طرف کھینچ کر لے جائے گا جب کہ ماں نے ثواب کی نیت کی ہو۔ ف۔ یعنی ثواب کا خیال کر کے صبر کیا ہو۔

۱: بلا رضامندی مالک زمین کے اس زمین سے کسی قسم کا نفع اٹھانا ۱۲۔

۲: آنول نال اور نال ایک ہی بات ہے ۱۲۔

(۱) یعنی بیاج۔

(۲) اس طرح سود کا کاغذ لکھنے والے اس کی گواہی کرنے والوں کو بھی ۱۲

(۳) یعنی مزدور کے ۱۲۔

باب ۷۸ غیر مردوں کے روبرو عورت کا عطر لگانا

۳۹) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے عورت اگر عطر لگا کر غیر مردوں کے پاس سے گذرے تو وہ ایسی ایسی ہے یعنی بدکار ہے ف۔ جہاں[1] دیور، جیٹھ، بہنوئی یا چچازاد، ماموں زاد پھوپھی زاد، خالہ زاد بھائی کا آنا جانا ہو عطر نہ لگائے۔

باب ۷۹ عورت کا باریک کپڑا پہننا

۴۰) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے بعضی عورتیں نام کو تو کپڑا پہنتی ہیں اور واقع میں ننگی ہیں ایسی عورتیں بہشت میں نہ جائیں گی اور نہ اس کی خوشبو سونگھنے پائیں گی۔

باب ۸۰ عورتوں کی مردوں کی سی وضع اور صورت بنانا

۴۱) رسول اللہ ﷺ نے اس عورت پر لعنت فرمائی ہے جو مردوں کا سا پہناوا پہنے۔ ف۔ ہمارے ملک میں کھڑا جوتا یا اچکن مردوں کی وضع ہے عورت کو ان چیزوں کا پہننا حرام ہے۔

باب ۸۱ شان دکھلانے کو کپڑا پہننا

۴۲) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو کوئی دنیا میں نام و نمود کے واسطے کپڑا پہنے خدا تعالیٰ اس کو قیامت میں ذلت کا لباس پہنا کر پھر اس میں دوزخ کی آگ لگائیں گے۔ ف۔ مطلب یہ ہے کہ جو اس نیت سے کپڑا پہنے کہ میری خوب شان بڑھے۔ سب کی نگاہ میرے ہی اوپر پڑے۔ عورتوں میں یہ مرض بہت ہے۔

باب ۸۲ کسی پر ظلم کرنا

۴۳) رسول اللہ ﷺ نے اپنے پاس بیٹھنے والوں سے پوچھا کہ تم جانتے ہو کہ مفلس کیسا ہوتا ہے۔ انہوں نے عرض کیا ہم میں مفلس وہ کہلاتا ہے جس کے پاس مال اور متاع نہ ہو۔ آپ نے فرمایا کہ میری امت میں بڑا مفلس وہ ہے کہ قیامت کے دن نماز روزہ زکوۃ سب لے کر آئے لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی ہے کہ کسی کو برا بھلا کہا تھا اور کسی کی تہمت لگائی تھی اور کسی کا مال کھالیا تھا اور کسی کا خون کیا تھا اور کسی کو مارا تھا۔ بس اسکی کچھ نیکیاں ایک کو مل گئیں کچھ دوسرے کو مل گئیں۔ اور اگر ان حقوق کے بدلے ادا ہونے سے پہلے اس کی نیکیاں ختم ہو چکیں تو ان حق داروں کے گناہ لے کر اس پر ڈال دیئے جائیں گے اور اس کو دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔

باب ۸۳ رحم اور شفقت کرنا

۴۴) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص آدمیوں پر رحم نہ کرے اللہ تعالیٰ اس پر رحم نہیں کرتے۔

باب ۸۴ اچھی بات دوسروں کو بتلانا اور بری بات سے منع کرنا

۴۵) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص تم میں سے کوئی بات خلاف شرع دیکھے تو اس کو ہاتھ سے مٹادے اور اتنا بس نہ چلے تو زبان سے منع کردے اور اگر اس کا بھی مقدور نہ ہو تو دل سے برا سمجھے۔ اور یہ دل سے برا سمجھنا ایمان کا ہار اور جہ ہے۔ ف۔ بیبیو اپنے بچوں اور نوکروں پر تمہارا پورا اختیار ہے ان کو زبردستی نماز پڑھواؤ۔ اگر ان کے پاس کوئی تصویر کاغذ کی یا مٹی چینی کی یا کپڑے کی دیکھو یا کوئی بیہودہ کتاب دیکھو فوراً توڑ پھوڑ دو ان کو ایسی چیزوں کے لئے یا آتشبازی اور کنکوے کے لئے یا دیوالی کی مٹھائی کے کھلونوں کے لئے پیسے مت دو۔

ا: بلا رضامندی مالک زمین کے اس زمین سے کسی قسم کا نفع اٹھانا ۱۲۔ (۱) کہ یہ سب نامحرم ہیں ان سے پردہ شرعاً ضروری ہے ۱۲۔

باب ۸۵ مسلمان کا عیب چھپانا

۴۶) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص اپنے مسلمان بھائی کا عیب چھپائے اللہ تعالیٰ قیامت میں اس کا عیب چھپائیں گے۔ اور جو شخص مسلمان کا عیب کھول دے اللہ تعالیٰ اس کا عیب کھول دیں گے یہاں تک کہ کبھی اس کو گھر میں بیٹھے فضیحت اور رسوا کر دیتے ہیں۔

باب ۸۶ کسی کی ذلت یا نقصان پر خوش ہونا

۴۷) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اپنے بھائی مسلمان کی مصیبت پر خوشی ظاہر مت کرو۔ اللہ تعالیٰ اس پر تو رحم کریں گے اور تم کو اس میں پھنسا دیں گے۔

باب ۸۷ کسی کو کسی گناہ پر طعنہ دینا

۴۸) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص اپنے بھائی مسلمان کو کسی گناہ پر عار دلاوے تو جب تک یہ عار دلانے والا اس گناہ کو نہ کرے گا اس وقت تک نہ مرے گا۔ ف۔ یعنی جس گناہ سے اس نے توبہ کر لی ہو پھر اس کو یاد دلا کر شرمندہ کرنا بری بات ہے اور اگر توبہ نہ کی ہو تو نصیحت کے طور پر کہنا درست ہے لیکن اپنے آپ کو پاک سمجھ کر یا اس کو رسوا کرنے کے واسطے کہنا پھر بھی برا ہے۔

باب ۸۸ چھوٹے چھوٹے گناہ کر بیٹھنا

۴۹) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اے عائشہ چھوٹے گناہوں سے بھی اپنے کو بہت بچائیو کیونکہ خدائے تعالیٰ کی طرف سے ان کا مواخذہ کرنے والا بھی موجود ہے۔ ف۔ یعنی فرشتہ ان کو بھی لکھتا ہے پھر قیامت میں حساب ہوگا اور عذاب کا ڈر ہے۔

باب ۸۹ ماں باپ کو خوش رکھنا

۵۰) فرمایا[1] رسول اللہ ﷺ نے کہ اللہ تعالیٰ کی خوشی ماں باپ کی خوشی میں ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضی ماں باپ کی ناراضی میں ہے۔

باب ۹۰ رشتے داروں سے بدسلوکی کرنا

۵۱) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ ہر جمعے کی رات میں تمام آدمیوں کے عمل اور عبادت درگاہ الٰہی میں پیش ہوتے ہیں جو شخص رشتہ داروں سے بدسلوکی کرے اس کا کوئی عمل قبول نہیں ہوتا۔

باب ۹۱ بے باپ کے بچوں کی پرورش کرنا

۵۲) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ میں اور جو شخص یتیم کا خرچ اپنے ذمے رکھے بہشت میں اس طرح پاس پاس رہیں گے اور شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی سے اشارہ کر کے بتلایا۔ اور دونوں میں تھوڑا فاصلہ رہنے دیا۔

۵۳) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جو شخص یتیم کے سر پر ہاتھ پھیرے اور محض اللہ ہی کے واسطے پھیرے جتنے بالوں پر کہ اس کا ہاتھ گذرا ہے اتنی ہی نیکیاں اس کو ملیں گی اور جو شخص کسی یتیم لڑکی یا لڑکے کے ساتھ احسان کرے جو کہ اس کے پاس رہتا ہو تو میں اور وہ جنت میں اس طرح رہیں گے جیسے شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی پاس پاس ہیں۔

باب ۹۲ پڑوسی کو تکلیف دینا

۵۴) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص اپنے پڑوسی کو تکلیف دے اس نے مجھ کو تکلیف دی اور جس نے مجھ کو تکلیف دی اس نے خدائے

---

[1] والدین کے حقوق میں تفصیلی بیان بہشتی گوہر کے ضمیمہ میں اور ازالۃ الرین میں کیا گیا ہے ۱۲

تعالیٰ کو تکلیف دی۔ اور جو شخص اپنے پڑوسی سے لڑا وہ مجھ سے لڑا اور جو مجھ سے لڑا وہ اللہ تعالیٰ سے لڑا۔ ف۔ مطلب یہ کہ بے وجہ یا ہلکی ہلکی باتوں پر اس سے رنج و تکرار کرنا برا ہے۔

باب ۹۳ مسلمان کا کام کر دینا

۵۵) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص اپنے بھائی مسلمان کے کام میں ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے کام میں ہوتے ہیں۔

باب ۹۴ شرم اور بے شرمی

۵۶) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے شرم ایمان کی بات ہے اور ایمان بہشت میں پہنچاتا ہے اور بے شرمی بد خوئی کی بات ہے اور بد خوئی دوزخ میں لے جاتی ہے۔ ف۔ لیکن دین کے کام میں شرم ہر گز مت کرو جیسے بیاہ کے دنوں میں یا سفر میں اکثر عورتیں نماز نہیں پڑھتیں ایسی شرم بے شرمی سے بھی بدتر ہے۔

باب ۹۵ خوش خلقی اور بد خلقی

۵۷) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ خوش خلقی گناہوں کو اس طرح پگھلا دیتی ہے جس طرح پانی نمک کے پتھر کو پگھلا دیتا ہے۔ اور بد خلقی عبادت کو اس طرح خراب کر دیتی ہے جس طرح سرکہ شہد کو خراب کر دیتا ہے۔

۵۸) اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ تم سب میں مجھ کو زیادہ پیارا اور آخرت میں سب میں زیادہ مجھ سے نزدیکی والا وہ شخص ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں اور تم سب میں زیادہ مجھ کو برا لگنے والا اور آخرت میں سب میں زیادہ مجھ سے دور رہنے والا وہ شخص ہے جسکے اخلاق برے ہوں۔

باب ۹۶ نرمی اور روکھا پن

۵۹) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ بیشک اللہ تعالیٰ مہربان ہیں اور پسند کرتے ہیں نرمی کو اور نرمی پر ایسی نعمتیں دیتے ہیں کہ سختی پر نہیں دیتے۔

۶۰) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص محروم رہا نرمی سے وہ ساری بھلائیوں سے محروم ہو گیا۔

باب ۹۷ کسی کے گھر میں جھانکنا

۶۱) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب تک اجازت نہ لے لے کسی کے گھر میں جھانک کر نہ دیکھے اور اگر ایسا کیا تو یوں سمجھو کہ اندر ہی چلا گیا۔ ف۔ بعضی عورتوں کو ایسی شامت سوار ہوتی ہے کہ دولہا دلہن کو جھانک جھانک کر دیکھتی ہیں بڑی بے شرمی کی بات ہے۔ حقیقت میں جھانکنے میں اور کواڑ کھول کر اندر چلے جانے میں کیا فرق ہے۔ بڑے گناہ کی بات ہے۔

باب ۹۸ کنسوئیں لینا یا باتیں کرنے والوں کے پاس جا گھسنا

۶۲) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص کسی کی باتوں کی طرف کان لگائے اور وہ لوگ ناگوار سمجھیں قیامت کے دن اس کے دونوں کانوں میں سیسہ چھوڑا جائے گا۔

باب ۹۹ غصہ کرنا

۶۳) ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ مجھ کو کوئی ایسا عمل بتلایئے جو مجھ کو جنت میں داخل کر دے۔ آپ نے فرمایا غصہ مت کرنا اور تیرے[1] لئے بہشت ہے۔

---

[1] سائل کو غصہ کی اصلاح کی ضرورت تھی، مرض کے موافق طبیب روحی ﷺ نے علاج بتلا دیا۔ ۱۲ محشی

باب ۱۰۰ بولنا چھوڑ دینا

۶۴) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کسی مسلمان کو حلال نہیں کہ اپنے بھائی مسلمان کے ساتھ تین دن سے زیادہ بولنا چھوڑ دے۔ اور جو تین دن سے زیادہ بولنا چھوڑ دے[1] اور اسی حالت میں مر جائے وہ دوزخ میں جائے گا۔

باب ۱۰۱ کسی کو بے ایمان کہہ دینا یا پھٹکار ڈالنا

۶۵) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جو شخص اپنے بھائی مسلمان کو کہہ دے کہ او کافر تو ایسا گناہ ہے جیسے اس کو قتل کر دے۔

۶۶) اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ مسلمان پر لعنت کرنا ایسا ہے جیسا کہ اس کو قتل کر ڈالنا۔

۶۷) اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جب کوئی شخص کسی چیز پر لعنت کرتا ہے تو اول وہ لعنت آسمان کی طرف چڑھتی ہے آسمان کے دروازے بند کر لیئے جاتے ہیں پھر وہ زمین کی طرف اترتی ہے وہ بھی بند کر لی جاتی ہے پھر وہ دائیں بائیں پھرتی ہے جب کہیں ٹھکانا نہیں پاتی تب اس کے پاس جاتی ہے جس پر لعنت کی گئی تھی۔ اگر وہ اس لائق ہوا تو خیر۔ نہیں تو اس کے کہنے والے پر پڑتی ہے۔ ف۔ بعضی عورتوں کو بہت عادت ہے کہ سب پر خدا کی مار، خدا کی پھٹکار کیا کرتی ہیں۔ کسی کو بے ایمان کہہ دیتی ہیں یہ بڑا گناہ ہے چاہے آدمی کو کہے یا جانور یا کسی چیز کو۔

باب ۱۰۲ کسی مسلمان کو ڈرا دینا

۶۸) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے حلال نہیں کسی مسلمان کو کہ دوسرے مسلمان کو ڈراوے۔

۶۹) اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص کسی مسلمان کی طرف ناحق اس طرح نگاہ بھر کر دیکھے کہ وہ ڈر جاوے اللہ تعالیٰ قیامت میں اس کو ڈرائیں گے۔ ف۔ اور اگر خطا و قصور پر ہو تو ضرورت کے موافق درست ہے۔

باب ۱۰۳ مسلمان کا عذر قبول کر لینا

۷۰) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص اپنے بھائی مسلمان کے سامنے عذر کرے اور وہ اس کے عذر کو قبول نہ کرے تو ایسا شخص میرے پاس حوض کوثر پر نہ آئے گا۔ ف۔ یعنی اگر کوئی تمہارا قصور کرے اور پھر وہ معاف کراوے تو معاف کر دینا چاہیے۔

باب ۱۰۴ چغلی کھانا

۷۱) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ چغل خور جنت میں نہ جائے گا۔

باب ۱۰۵ غیبت کرنا

۷۲) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص دنیا میں اپنے بھائی مسلمان کا گوشت کھائے گا یعنی غیبت کرے گا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مردار گوشت اس کے پاس لائیں گے اور اس سے کہا جائے گا کہ جیسا تو نے زندہ کو کھایا تھا اب مردہ کو بھی کھا۔ پس وہ شخص اس کو کھائے گا اور ناک بھوں چڑھاتا جائے گا اور غل مچاتا جائے گا۔

باب ۱۰۶ کسی پر بہتان لگانا

۷۳) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص کسی مسلمان پر ایسی بات لگائے جو اس میں نہ ہو اللہ تعالیٰ اس کو دوزخیوں کے لہو اور پیپ کے جمع

---

1. مطلب یہ ہے کہ کسی دنیاوی وجہ سے بولنا چھوڑ دے۔ ۱۲ محشی
2. یعنی گناہ میں دونوں باتیں برابر ہیں اور یہی مطلب ہے اس کے آگے کی حدیث کا۔ ۱۲ محشی

ہونے کی جگہ رہنے کو دیں گے یہاں تک کہ اپنے کہے سے باز آئے اور توبہ کرے۔

باب۱۰۷ کم بولنا

۷۴) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص چپ رہتا ہے بہت آفتوں سے بچا رہتا ہے۔

۷۵) اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے سوائے اللہ کے ذکر کے اور باتیں زیادہ مت کیا کرو کیونکہ سوائے اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بہت باتیں کرنا دل کو سخت کر دیتا ہے اور لوگوں میں سب سے زیادہ خدائے تعالیٰ سے دور وہ شخص ہے جس کا دل سخت ہو۔

باب۱۰۸ اپنے آپ کو سب سے کم سمجھنا

۷۶) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص اللہ کے واسطے تواضع اختیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کا رتبہ بڑھا دیتے ہیں اور جو شخص تکبر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی گردن توڑ دیتے ہیں۔ف۔ یعنی ذلیل کر دیتے ہیں۔

باب۱۰۹ اپنے آپ کو اوروں سے بڑا سمجھنا

۷۷) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ایسا آدمی جنت میں نہ جائے گا جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہوگا۔

باب۱۱۰ سچ بولنا اور جھوٹ بولنا

۷۸) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے تم سچ بولنے کے پابند رہو کیونکہ سچ بولنا نیکی کی راہ دکھلاتا ہے اور سچ اور نیکی دونوں جنت میں لے جاتے ہیں اور جھوٹ بولنے سے بچا کرو کیونکہ جھوٹ بولنا بدی کی راہ دکھلاتا ہے۔ اور جھوٹ اور بدی دونوں دوزخ میں لے جاتے ہیں۔

باب۱۱۱ ہر ایک کے منہ پر اسی کی سی بات کہنا

۷۹) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس شخص کے دو منہ ہوں گے قیامت میں اس کی دو زبانیں ہوں گی آگ کی (ف) دو منہ ہونے کا یہ مطلب ہے کہ اس کے منہ پر اس کی سی کہہ دی اور اس کے منہ پر اس کی سی کہہ دی۔

باب۱۱۲ اللہ کے سوا دوسرے کی قسم کھانا

۸۰) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس شخص نے اللہ کے سوا کسی اور کی قسم کھائی اس نے کفر[1] کیا یا یوں فرمایا کہ اس نے شرک کیا (ف) جیسے بعضوں آدمیوں کی عادت ہوتی ہے کہ اس طرح قسم کھاتے ہیں تیری جان کی قسم، اپنے دیدوں کی قسم، اپنے بچے کی قسم یہ سب منع ہیں اور ایک حدیث میں ہے کہ اگر ایسی قسم کبھی منہ سے نکل جائے تو فوراً کلمہ پڑھ لے۔

باب۱۱۳ ایسی قسم کھانا کہ اگر میں جھوٹ بولوں تو ایمان نصیب نہ ہو

۸۱) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص قسم میں اس طرح کہے کہ مجھ کو ایمان نصیب نہ ہو تو اگر وہ جھوٹا ہوگا تب تو جس طرح اس نے کہا ہے اسی طرح ہو جائے گا اور اگر سچا ہوگا تب بھی ایمان پورا نہ رہے گا۔ (ف) اسی طرح یوں کہنا کہ کلمہ نصیب نہ ہو یا دوزخ نصیب ہو یہ سب قسمیں منع ہیں یہ عادت چھوڑنی چاہئے۔

باب۱۱۴ راستے میں سے ایسی چیز ہٹا دینا جسکے پڑے رہنے سے چلنے والوں کو تکلیف ہو

۸۲) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ ایک شخص چلا جارہا تھا راستے میں اس کو ایک کانٹے دار ٹہنی پڑی ہوئی ملی اس نے راستے سے الگ کر دیا

---

[1] یہ کفر اور شرک حقیقی نہیں ہے بلکہ صورت شرک اور کفر کی سی ہے اور پہلے بعض حصوں میں اس کی تحقیق گذر چکی ہے ۱۲۔

اللہ تعالیٰ نے اس عمل کی بڑی قدر کی اور اس کو بخش دیا (ف) اس سے معلوم ہوا کہ ایسی چیز راستے میں ڈالنا بری بات ہے۔ بعضی بے تمیز عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ آنگن میں پیڑھی بچھا کر بیٹھتی ہیں آپ تو اٹھ کر کھڑی ہوئیں اور پیڑھی وہیں چھوڑ دی۔ بعضی دفعہ چلنے والے اس میں الجھ کر گر جاتے ہیں اور منہ ہاتھ ٹوٹتا ہے اسی طرح راستے میں کوئی برتن چھوڑ دینا یا چارپائی یا کوئی لکڑی یا سل بٹہ ڈالنا سب برا ہے۔

باب ۱۱۵ وعدہ اور امانت پورا کرنا

۸۳) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس میں امانت نہیں اس میں ایمان نہیں[1] اور جس کو عہد کا خیال نہیں اس میں دین نہیں۔

باب ۱۱۶ کسی پنڈت یا فال کھولنے والے یا ہاتھ دیکھنے والے کے پاس جانا

۸۴) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو شخص غیب کی باتیں بتلانے والے کے پاس آئے اور کچھ باتیں پوچھے اور اس کو سچا جانے اس شخص کی چالیس دن کی نماز قبول نہ ہوگی۔ ف اسی طرح اگر کسی پر جن، بھوت کا شبہ ہو جاتا ہے بعض عورتیں اس جن سے ایسی باتیں پوچھتی ہیں کہ میرے میاں کی نوکری کب لگ جائے گی میرا بیٹا کب آئے گا یہ سب گناہ کی باتیں ہیں۔

باب ۱۱۷ کتا پالنا یا تصویر رکھنا

۸۵) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس گھر میں کتا یا تصویر ہو اس میں فرشتے نہیں آتے۔ ف۔ یعنی رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ بچوں کے کھلونے جو تصویر دار ہوں وہ بھی منع ہیں۔

باب ۱۱۸ بدون لاچاری کے الٹا لیٹنا

۸۶) رسول اللہ ﷺ ایک شخص کے پاس سے گذرے جو پیٹ کے بل لیٹا تھا آپ نے اس کو اپنے پاؤں سے اشارہ کیا اور فرمایا کہ اس طرح لیٹنے کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرتے۔

باب ۱۱۹ کچھ دھوپ میں کچھ سائے میں بیٹھنا لیٹنا

۸۷) رسول اللہ ﷺ نے اس طرح بیٹھنے کو منع فرمایا ہے کہ کچھ دھوپ میں ہو اور کچھ سائے میں۔

باب ۱۲۰ بدشگونی اور ٹوٹکا

۸۸) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ بدشگونی شرک ہے۔

۸۹) اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ ٹوٹکا شرک ہے۔

باب ۱۲۱ دنیا کی حرص نہ کرنا

۹۰) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے دنیا کی حرص نہ کرنے سے دل کو بھی چین ہوتا ہے اور بدن کو بھی آرام ملتا ہے۔

۹۱) اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ اگر بہت سی بکریوں میں دو خونی بھیڑیئے چھوڑ دیئے جائیں جو ان کو خوب چیریں پھاڑیں کھائیں تو اتنی بربادی ان بھیڑیوں سے بھی نہیں پہنچتی جتنی بربادی آدمی کے دین کو اس بات سے ہوتی ہے کہ مال کی حرص کرے اور نام چاہے۔

---

[1] یعنی ایسے لوگوں کا ایمان اور دین ناقص ہے ۱۲۔

باب ۱۲۲ موت کو یاد رکھنا اور بہت دنوں کیلئے بندوبست نہ سوچنا اور نیک کام کیلئے وقت کو غنیمت سمجھنا

۹۲) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اس چیز کو بہت یاد کیا کرو جو ساری لذتوں کو قطع کردے گی یعنی موت۔

۹۳) اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب صبح کا وقت تم پر آئے تو شام کے واسطے سوچ بچار مت کیا کرو اور جب شام کا وقت تم پر آئے تو صبح کے واسطے سوچ بچارمت کیا کرو۔ اور بیماری آنے سے پہلے اپنی تندرستی سے کچھ فائدہ لے لو اور مرنے سے پہلے اپنی زندگی سے کچھ پھل اٹھالو۔ ف۔ مطلب یہ کہ تندرستی اور زندگی کو غنیمت سمجھو اور نیک کام میں اس کو لگائے رکھو ورنہ بیماری اور موت میں پھر کچھ نہ ہو سکے گا۔

باب ۱۲۳ بلا اور مصیبت میں صبر کرنا

۹۴) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے مسلمان کو جو دکھ مصیبت بیماری رنج پہنچتا ہے یہاں تک کہ کسی فکر میں جو تھوڑی سی پریشانی ہوتی ہے ان سب میں اللہ تعالیٰ اس کے گناہ معاف کرتے ہیں۔

باب ۱۲۴ بیمار کو پوچھنا

۹۵) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ایک مسلمان دوسرے مسلمان کی بیمار پرسی صبح کے وقت کرے تو شام تک اس کے لئے ستر ہزار فرشتے دعا کرتے ہیں اور اگر شام کو کرے تو صبح تک ستر ہزار فرشتے دعا کرتے ہیں۔

باب ۱۲۵ مردے کو نہلانا اور کفن دینا اور گھر والوں کی تسلی کرنا

۹۶) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جو شخص مردے کو غسل دے تو گناہوں[1] سے ایسا پاک ہو جاتا ہے جیسے ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا ہو۔ اور جو کسی مردے پر کفن ڈال دے تو اللہ تعالیٰ اس کو جنت کا جوڑا پہنائیں گے۔ اور جو کسی غمزدہ[2] کی تسلی کرے اللہ تعالیٰ اس کو پرہیزگاری کا لباس پہنائیں گے اور اس کی روح پر رحمت بھیجیں گے اور جو شخص کسی مصیبت زدہ کو تسلی دے اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے جوڑوں میں سے ایسے قیمتی دو جوڑے پہنائیں گے کہ ساری دنیا بھی قیمت میں ان کے برابر نہیں۔

باب ۱۲۶ چلا کر اور بیان کر کے رونا

۹۷) رسول اللہ ﷺ نے بیان کر کے رونے والی عورت پر اور جو سننے میں شریک ہو اس پر لعنت فرمائی ہے۔ ف۔ بیبیو خدا کے واسطے اسکو چھوڑ دو۔

باب ۱۲۷ یتیم[3] کا مال کھانا

۹۸) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ قیامت میں بعضے آدمی اس طرح قبروں سے اٹھیں گے کہ ان کے منہ سے آگ کے شعلے نکلتے ہوں گے۔ کسی نے آپ سے پوچھا یا رسول اللہ (ﷺ) وہ کون لوگ ہوں گے۔ آپ نے فرمایا کہ تم کو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ جو لوگ یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ لوگ اپنے پیٹ میں انگارے بھر رہے ہیں۔ ف۔ ناحق کا مطلب یہ ہے کہ ان کو وہ مال کھانے کا اس میں سے اٹھانے کا شرع سے کوئی حق نہیں۔ بیبیو ۔ ڈرو۔ ہندوستان میں ایسا برا دستور ہے کہ جہاں خاوند چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ کر مرا، سارے مال پر بیوہ نے قبضہ کیا پھر اسی میں مہمانوں کا خرچ اور مسجدوں کا تیل اور مصلیوں کا کھانا سب کچھ کرتی ہیں حالانکہ اس میں ان یتیموں کا حق ہے اور سارے خرچ ساجھے میں سمجھتی ہیں۔ اور ویسے بھی روز کے خرچ میں ،اور پھر ان بچوں کے بیاہ شادی میں جس طرح اپنا جی چاہتا ہے خرچ کرتی ہیں۔ شرع سے کوئی مطلب نہیں۔ اس طرح ساجھے کے

۱: یعنی صغیرہ گناہوں سے ۱۲ محشی۔
۲: یعنی جس کو کچھ رنج و غم ہو ۱۲۔
۳: یعنی جس بچہ کا باپ مر گیا ہو ۱۲۔

مال سے خرچ کرنا سخت گناہ ہے۔ ان کا حصہ الگ رکھدو اور اس میں سے خاص ان ہی کے خرچ میں جو بہت لاچاری کے ہیں اٹھاؤ اور مہمانداری اور خیر خیرات اگر کرنا ہو تو اپنے خاص حصے سے کرو وہ بھی جب کہ شرع کے خلاف نہ ہو، نہیں تو اپنے مال سے بھی درست نہیں، خوب یاد رکھو نہیں تو مرنے کے ساتھ ہی آنکھیں کھل جائیں گی[1]۔

باب ۱۲۸ قیامت کے دن کا حساب کتاب

۹۹) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ قیامت میں کوئی شخص اپنی جگہ سے ہٹنے نہ پائے گا جب تک کہ چار باتیں اس[2] سے نہ پوچھی جائیں گی۔ ایک تو یہ کہ عمر کس چیز میں ختم کی، دوسری یہ کہ جانے ہوئے مسئلوں پر کیا عمل کیا۔ تیسری یہ کہ مال کہاں سے کمایا اور کہاں اٹھایا۔ چوتھی یہ کہ اپنے بدن کو کس چیز میں گھٹایا۔ ف۔ مطلب یہ کہ یہ سارے کام شرع کے موافق کئے تھے یا اپنے نفس کے موافق۔

۱۰۰) اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ قیامت میں سارے حقوق ادا کرنے پڑیں گے۔ یہاں تک کہ سینگ[3] والی بکری سے بے سینگ والی بکری کی خاطر بدلہ لیا جائے گا۔ ف۔ یعنی اگر اس نے ناحق سینگ مار دیا ہو گا۔

باب ۱۲۹ بہشت دوزخ کا یاد رکھنا

۱۰۱) رسول اللہ ﷺ نے خطبہ میں فرمایا کہ دو چیزیں بہت بڑی ہیں ان کو مت بھولنا۔ یعنی جنت اور دوزخ۔ پھر یہ فرما کر آپ بہت روئے، یہاں تک کہ آنسوؤں سے آپ کی ریش مبارک تر ہو گئی۔ پھر فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی کہ جس کے قبضہ میں میری جان ہے آخرت کی باتیں جو کچھ میں جانتا ہوں تم کو معلوم ہو جائیں تو جنگلوں کو چڑھ جاؤ اور اپنے سر پر خاک ڈالتے پھرو۔ ف۔ بیبیو۔ یہ ایک سو ایک حدیثیں ہیں اور کئی جگہ اس کتاب میں اور حدیثیں بھی آئی ہیں ہمارے حضرت پیغمبر ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو کوئی چالیس حدیثیں یاد کر کے میری امت کو پہنچائے تو وہ قیامت کے دن عالموں کے ساتھ اٹھے گا۔ تم ہمت کر کے یہ حدیثیں اوروں کو بھی سناتی رہا کرو۔ انشاء اللہ تعالیٰ تم بھی قیامت میں عالموں کے ساتھ اٹھو گی۔ کتنی بڑی نعمت کیسی آسانی سے ملتی ہے۔

باب ۱۳۰ تھوڑا[4] سا حال قیامت کا اور اس کی نشانیوں کا

قیامت کی چھوٹی چھوٹی نشانیاں رسول اللہ ﷺ کی فرمائی ہوئی حدیث میں یہ آئی ہیں۔ لوگ خدائی مال کو اپنی ملک سمجھنے لگیں اور زکوٰۃ کو ڈانڈ کی طرح بھاری سمجھیں اور امانت کو اپنا مال سمجھیں۔ اور مرد بیوی[5] کی تابعداری کرے، اور ماں کی نافرمانی کرے، اور باپ کو غیر سمجھیں اور دوست کو اپنا سمجھیں۔ اور دین کا علم دنیا کمانے کو حاصل کریں اور سرداری اور حکومت ایسوں کو ملے جو سب میں نکمے ہوں یعنی بدذات اور لالچی اور بد خلق اور جو جس کام کے لائق نہ ہو وہ کام اس کے سپرد ہو۔ اور لوگ ظالموں کی تعظیم اور خاطر اس خوف سے کریں کہ یہ ہم کو تکلیف نہ پہنچائیں۔ اور شراب کھلم کھلا پی جانے لگے، اور ناچنے گانے والی عورتوں کا رواج ہو جائے، اور ڈھولک سارنگی، طبلہ اور ایسی چیزیں کثرت سے ہو جائیں، اور پچھلے لوگ امت کے پہلے بزرگوں کو برا بھلا کہنے لگیں۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں، کہ ایسے وقت میں ایسے ایسے عذابوں کے منتظر رہو کہ سرخ آندھی آئے اور بعضے لوگ زمین میں دھنس جائیں، اور آسمان سے پتھر برسیں اور صورتیں بدل جائیں یعنی آدمی سے سور کتے ہو جائیں۔ اور بہت سی آفتیں آگے پیچھے جلدی جلدی اس طرح آنے لگیں جیسے بہت سے دانے کسی تاگے میں پرو رکھے ہوں اور وہ تاگا ٹوٹ جائے اور سب دانے اوپر تلے جھٹ جھٹ گرنے لگیں اور یہ نشانیاں بھی آئی ہیں کہ دین کا علم کم ہو جائے اور جھوٹ

۱: یعنی عذاب ہو گا۔
۲: بہت سے متقی حساب سے مستثنیٰ بھی کئے جاویں گے ۱۲۔
۳: اگرچہ جانور غیر مکلف ہیں مگر اظہار عدل کے لئے حق تعالیٰ ایسا کریں گے نہ باعتبار مکلف ہونے کے ۱۲۔
۴: از قیامت نامہ شاہ رفیع الدین رحمہ اللہ تعالیٰ دہلوی ۱۲۔
۵: یعنی خلاف شرع موقعہ پر۔

بولنا ہنر سمجھا جائے۔ اور امانت کا خیال دلوں میں سے جاتا رہے اور حیا شرم جاتی رہے اور سب طرف کافروں کا زور ہو جائے۔ اور جھوٹے جھوٹے طریقے نکلنے لگیں۔ جب یہ ساری نشانیاں ہو چکیں اس وقت سب ملکوں میں نصاریٰ لوگوں (عیسائیوں) کی عملداری ہو جائے، اور اسی زمانے میں شام کے ملک میں ایک شخص ابو سفیان کی اولاد سے ایسا پیدا ہو کہ بہت سیدوں کا خون کرے اور شام اور مصر میں اس کے حکم احکام چلنے لگیں۔ اسی عرصہ میں روم کے مسلمان بادشاہ کی نصاریٰ کی ایک جماعت سے لڑائی ہو اور نصاریٰ کی ایک جماعت سے صلح ہو جائے دشمن جماعت شہر قسطنطنیہ پر چڑھائی کر کے اپنا عمل دخل کر لیں، وہ بادشاہ اپنا ملک چھوڑ کر شام کے ملک میں چلا جائے اور نصاریٰ کی جس جماعت سے صلح اور میل ہو اس جماعت کو اپنے ساتھ شامل کر کے اس دشمن جماعت سے بڑی بھاری لڑائی ہو۔ اور اسلام کے لشکر کو فتح ہو۔ ایک دن بیٹھے بٹھلائے جو نصاریٰ موافق تھے، ان میں سے ایک شخص ایک مسلمان کے سامنے کہنے لگے کہ ہماری صلیب[2] کی برکت سے فتح ہوئی۔ مسلمان اس کے جواب میں کہے کہ اسلام کی برکت سے فتح ہوئی۔ اسی میں بات بڑھ جائے یہاں تک کہ دونوں آدمی اپنے اپنے مذہب والوں کو پکار کر جمع کر لیں اور آپس میں لڑائی ہونے لگے۔ اس میں اسلام کا بادشاہ شہید ہو جائے اور شام کے ملک میں بھی نصاریٰ کا عمل دخل ہو جائے۔ اور یہ نصاریٰ اس دشمن جماعت سے صلح کر لیں۔ اور بچے کھچے مسلمان مدینہ کو چلے جائیں اور خیبر[(1)] کے پاس تک نصاریٰ کی عملداری ہو جائے۔ اس وقت مسلمانوں کو فکر ہو کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام کو تلاش کرنا چاہئے تاکہ ان مصیبتوں سے جان چھوٹے۔ اس وقت حضرت امام مہدی علیہ السلام مدینہ منورہ میں ہوں گے اور اس ڈر سے کہ کہیں حکومت کے لئے میرے سر نہ ہوں مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ کو چلے جائیں گے۔ اور اس زمانے کے ولی جو ابدال کا درجہ رکھتے ہیں سب حضرت امامؑ کی تلاش میں ہوں گے اور بعضے لوگ جھوٹ موٹ بھی دعویٰ مہدی ہونے کا کرنا شروع کر دیں گے۔ غرض امام خانہ کعبہ کا طواف کرتے ہوں گے اور حجر اسود[3] اور مقام ابراہیم[4] کے درمیان میں ہوں گے اور بعضے نیک لوگ ان کو پہچان لیں گے اور ان کو زبردستی گھیر گھار کر ان سے حاکم بنانے کی بیعت کر لیں گے اور اسی بیعت میں ایک آواز آسمان سے آئے گی جس کو سب لوگ جتنے وہاں موجود ہوں گے سنیں گے۔ وہ آواز یہ ہوگی کہ یہ اللہ تعالیٰ کے خلیفہ یعنی حاکم بنائے ہوئے امام مہدی ہیں اور حضرت امام کے ظہور سے بڑی نشانیاں قیامت کی شروع ہوتی ہیں غرض جب آپ کی بیعت کا قصہ مشہور ہوگا تو مدینہ منورہ میں جو فوجیں مسلمانوں کی ہوں گی وہ مکہ چلی آئیں گی۔ اور ملک شام اور عراق اور یمن کے ابدال اور اولیاء سب آپ کی خدمت میں حاضر ہوں گے اور بھی عرب کی بہت فوجیں اکٹھی ہو جائیں گی۔ جب یہ خبر مسلمانوں میں مشہور ہوگی۔ ایک شخص خراسان سے حضرت امام کی مدد کے واسطے ایک بڑی فوج لے کر چلے گا۔ جس کے لشکر کے آگے چلنے والے حصے کے سردار کا نام منصور ہوگا۔ اور راہ میں بہت سے بد دینوں کی صفائی کرتا جائے گا۔ اور جس شخص کا اوپر ذکر آیا ہے کہ ابو سفیان کی اولاد میں ہوگا۔ اور سیدوں کا دشمن ہوگا۔ چونکہ حضرت امام بھی سید ہوں گے وہ شخص حضرت امام کے لڑنے کو ایک فوج بھیجے گا جب یہ فوج مکہ مدینہ کے درمیان کے جنگل میں پہنچے گی، اور ایک پہاڑ کے تلے ٹھہری گی تو یہ سب کے سب زمین میں دھنس جائیں گے۔ صرف دو آدمی بچ جائیں گے جن میں سے ایک تو حضرت امام کو جا کر خبر دے گا۔ اور دوسرا اس سفیانی کو خبر پہنچائے گا اور نصاریٰ سب طرف سے فوجیں جمع کریں گے اور مسلمانوں سے لڑنے کی تیاری کریں گے۔ اس لشکر میں اس روز اسی ۸۰ جھنڈے ہوں گے اور ہر جھنڈے کے ساتھ بارہ ہزار آدمی ہوں گے تو کل آدمی نو لاکھ ساٹھ ہزار ہوئے۔ حضرت امام مکہ سے چل کر مدینہ تشریف لائیں گے اور وہاں سے رسول اللہ ﷺ کی مزار شریف

۱: یہ مضامین احادیث میں مسلسل نہیں ہیں بلکہ شاہ رفیع الدینؒ صاحب نے متفرق احادیث کو جمع کر کے ترتیب دیا ہے۔ ۱۲ تصحیح الاغلاط۔

۲: صلیب سولی کو کہتے ہیں جو نصاریٰ کی خاص نشانی ہے نصاریٰ اس کی بہت تعظیم کرتے ہیں۔

۳: یہ ایک پتھر ہے خانہ کعبہ کی دیوار میں لگا ہوا ہے اور جنت سے اللہ تعالیٰ نے بھیجا تھا اس وقت سفید تھا لیکن لوگوں کے گناہوں کی وجہ سے کالا ہو گیا ۱۲۔

۴: یہ بھی ایک پتھر ہے جس کے ذریعہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ کی تعمیر کی تھی ۱۲۔

(۱) مدینہ کے پاس ایک جگہ ہے۔ ۱۲۔

کی زیارت کر کے شام کے ملک کو روانہ ہوں گے اور شہر دمشق تک پہنچنے پائیں گے کہ دوسری طرف سے نصاریٰ کی فوج مقابلہ میں آجائے گی۔ حضرت امام کی فوج تین حصے ہو جائے گی۔ ایک حصہ تو بھاگ جائے گا۔ ایک حصہ شہید ہو جائے گا۔ اور ایک حصہ کو فتح ہو گی اور اس شہادت اور فتح کا قصہ یہ ہو گا کہ حضرت امام نصاریٰ سے لڑنے کو لشکر تیار کریں گے۔ اور بہت سے مسلمان آپس میں قسم کھائیں گے کہ بے فتح کئے ہوئے نہ ہٹیں گے پس سارے آدمی شہید ہو جائیں گے۔ صرف تھوڑے سے آدمی بچیں گے جن کو لے کر حضرت امام اپنے لشکر میں چلے آئیں گے۔ اگلے دن پھر اسی طرح کا قصہ ہو گا کہ قسم کھا کر جائیں گے اور تھوڑی سے بچ کر آئیں گے۔ اور تیسرے دن بھی ایسا ہی ہو گا۔ آخر چوتھے روز یہ تھوڑے سے آدمی مقابلہ کریں گے اور اللہ تعالیٰ فتح دیں گے۔ اور پھر کافروں کے دماغ میں حوصلہ حکومت کا نہ رہے گا۔ اب حضرت امام ملک کا بندوبست شروع کریں گے اور سب طرف فوجیں روانہ کریں گے اور خود ان سارے کاموں سے نمٹ کر قسطنطنیہ فتح کرنے کو چلیں گے جب دریائے روم کے کنارے پر پہنچیں گے۔ بنو اسحاق کے ستر ۷۰ ہزار آدمیوں کو کشتیوں پر سوار کر کے اس شہر کے فتح کرنے کے واسطے تجویز کریں گے جب یہ لوگ شہر کی فصیل کے مقابل پہنچیں گے اللہ اکبر اللہ اکبر باآواز بلند کہیں گے اس نام کی برکت سے شہر پناہ کے سامنے کی دیوار گر پڑے گی اور مسلمان حملہ کر کے شہر کے اندر گھس پڑیں گے اور کفار کو قتل کریں گے اور خوب انصاف اور قاعدے سے ملک کا بندوبست کریں گے۔ اور حضرت امام سے جب بیعت ہوئی تھی اس وقت سے اس فتح تک چھ ۶ سال یا سات سال کی مدت گذرے گی۔ حضرت امام یہاں کے بندوبست میں لگے ہوں گے کہ ایک جھوٹی خبر مشہور ہو گی کہ یہاں کیا بیٹھے ہو وہاں شام میں دجال آگیا۔ اور تمہارے خاندان میں فتنہ و فساد کر رہا ہے، اس خبر پر حضرت امام شام کی طرف سفر کریں گے اور تحقیق حال کے واسطے نو یا پانچ سواروں کو آگے بھیج دیں گے۔ ان میں سے ایک شخص آکر خبر دے گا کہ وہ خبر محض غلط تھی ابھی دجال نہیں نکلا حضرت امام کو اطمینان ہو جائے گا۔ اور پھر سفر میں جلدی نہ کریں گے اطمینان کے ساتھ درمیان کے ملکوں کا بندوبست دیکھتے بھالتے شام میں پہنچیں گے وہاں پہنچ کر تھوڑے ہی دن گذریں گے کہ دجال بھی نکل پڑے گا۔ اور دجال یہودیوں کی قوم میں سے ہو گا۔ اول شام اور عراق کے درمیان میں سے نکلے گا اور دعویٰ نبوت کا کرے گا۔ پھر اصفہان میں پہنچے گا۔ اور وہاں کے ستر ۷۰ ہزار یہودی اس کے ساتھ ہو جائیں گے اور خدائی کا دعویٰ شروع کر دے گا اسی طرح بہت سے ملکوں پر گذرتا ہوا یمن کی سرحد تک پہنچے گا۔ اور ہر جگہ سے بہت سے بد دین ساتھ ہوتے جائیں گے یہاں تک کہ مکہ معظمہ کے قریب آکر ٹھہرے گا۔ لیکن فرشتوں کی حفاظت کی وجہ سے شہر کے اندر نہ جانے پائے گا۔ پھر وہاں سے مدینہ کا ارادہ کرے گا اور وہاں بھی فرشتوں کا پہرہ ہو گا جس سے اندر نہ جانے پائے گا۔ مگر مدینہ کو تین بار بھونچال[1] آئے گا۔ اور جتنے آدمی دین میں سست اور کمزور ہوں گے سب زلزلہ سے ڈر کر مدینہ سے باہر نکل کھڑے ہوں گے اور دجال کے پھندے میں پھنس جائیں گے اس وقت مدینہ میں کوئی بزرگ ہوں گے جو دجال سے خوب بحث کریں گے، دجال جھنجلا کر ان کو قتل کر دے گا اور پھر زندہ کر کے پوچھے گا اب تو میرے خدا ہونے کے قائل ہوتے ہو، وہ فرمائیں گے کہ اب تو اور بھی یقین ہو گیا کہ تو دجال ہے، پھر وہ ان کو مارنا چاہے گا مگر اس کو کچھ بس نہ چلے گا۔ اور ان پر کوئی چیز اثر نہ کرے گی، وہاں سے دجال ملک شام کو روانہ ہو گا۔ جب دمشق کے قریب پہنچے گا اور حضرت امام وہاں پہلے سے پہنچ چکے ہوں گے اور لڑائی کے سامان میں مشغول ہوں گے کہ عصر کا وقت آجائے گا اور مؤذن اذان کہے گا اور لوگ نماز کی تیاری میں ہوں گے کہ اچانک حضرت عیسیٰ علیہ السلام دو فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھے ہوئے آسمان سے اترتے نظر آئیں گے اور جامع مسجد کی مشرق کی طرف کے منارے پر آکر ٹھہریں گے اور وہاں سے زینہ لگا کر نیچے تشریف لائیں گے۔ حضرت امام سب لڑائی کا سامان ان کے سپرد کرنا چاہیں گے۔ وہ فرمائیں گے لڑائی کا انتظام آپ ہی رکھیں، میں خاص دجال کے قتل کرنے کو آیا ہوں۔ غرض جب رات گذر کر صبح ہو گی حضرت امام لشکر کو آراستہ فرمائیں گے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک گھوڑا ایک نیزہ منگا کر دجال کی طرف بڑھیں گے اور اہل اسلام

---

[1] بھونچال کو عربی میں زلزلہ کہتے ہیں اور یہ لفظ اردو میں بھی مشہور ہے ۱۲۔

دجال کے لشکر پر حملہ کریں گے، اور بہت سخت لڑائی ہوگی اور اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے سانس میں یہ تاثیر ہوگی کہ جہاں تک نگاہ جائے وہاں تک سانس پہنچ سکے، اور جس کافر کو سانس کی ہوا لگا دیں وہ فوراً ہلاک ہو جائے، دجال حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیکھ کر بھاگے گا۔ آپ اس کا پیچھا کریں گے۔ یہاں تک کہ باب لد ایک مقام ہے، وہاں پہنچ کر نیزے سے اس کا کام تمام کریں گے، اور مسلمان دجال کے لشکر کو قتل کرنا شروع کریں گے۔ پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام شہروں شہروں تشریف لے جا کر جتنے لوگوں کو دجال نے ستایا تھا سب کی تسلی کریں گے اور خدائے تعالیٰ کے فضل سے اس وقت کوئی کافر نہ رہے گا۔ پھر حضرت امام کا انتقال ہو جائے گا۔ اور سب بندوبست حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ میں آ جائے گا۔ پھر یاجوج ماجوج نکلیں گے ان کے رہنے کی جگہ جہاں شمال کی طرف آبادی ختم ہوئی ہے اس سے بھی آگے سات ولایت سے باہر ہے اور ادھر کا سمندر زیادہ سردی کی وجہ سے ایسا جما ہوا ہے کہ اس میں جہاز بھی نہیں چل سکتا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسلمانوں کو خدائے تعالیٰ کے حکم کے موافق طور[1] پہاڑ پر لے جائیں گے اور یاجوج ماجوج بڑا دھم مچائیں گے۔ آخر کو اللہ تعالیٰ ان کو ہلاک کریں گے اور عیسیٰ علیہ السلام پہاڑ سے اتر آئیں گے اور چالیس ۴۰ برس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات فرمائیں گے اور ہمارے پیغمبر ﷺ کے روضہ میں دفن ہوں گے اور آپ کی گدی پر ایک شخص ملک یمن کے رہنے والے بیٹھیں گے جن کا نام جہجاہ ہوگا اور قحطان کے قبیلے سے ہوں گے اور بہت دینداری اور انصاف کے ساتھ حکومت کریں گے۔ ان کے بعد آگے پیچھے اور کئی بادشاہ ہوں گے پھر رفتہ رفتہ نیک باتیں کم ہونا شروع ہوں گی اور بری باتیں بڑھنے لگیں گی اس وقت آسمان پر ایک دھواں سا چھا جائے گا اور زمین پر برسے گا۔ جس سے مسلمان کو زکام اور کافروں کو بیہوشی ہوگی۔ چالیس روز کے بعد آسمان صاف ہو جائے گا اور اسی زمانے کے قریب بقر عید کا مہینہ ہوگا۔ دسویں تاریخ کے بعد دفعۃً ایک رات اتنی لمبی ہوگی کہ مسافروں کا دل گھبرا جائے گا اور بچے سوتے سوتے اکتا جائیں گے اور چوپائے جانور جنگل میں جانے کے لئے چلانے لگیں گے اور کسی طرح صبح نہ ہوگی۔ یہاں تک کہ تمام آدمی ہیبت اور گھبراہٹ سے بے قرار ہو جائیں گے۔ جب تین راتوں کی برابر وہ رات ہو چکے گی اس وقت سورج تھوڑی روشنی لئے ہوئے جیسے گہن لگنے کے وقت ہوتا ہے مغرب کی طرف نکلے گا اس وقت کسی کا ایمان یا توبہ قبول نہیں ہوگی۔ جب سورج اتنا اونچا ہو جائے گا جتنا دوپہر سے پہلے ہوتا ہے پھر خدائے تعالیٰ کے حکم سے مغرب ہی کی طرف لوٹے گا اور دستور کے موافق غروب ہوگا۔ پھر ہمیشہ اپنے قدیم قاعدے کے موافق روشن اور رونق دار نکلتا رہے گا اس کے تھوڑے ہی دن کے بعد صفا پہاڑ جو مکہ میں ہے زلزلہ آ کر پھٹ جائے گا اور اس جگہ سے ایک جانور بہت عجیب شکل وصورت کا نکل کر لوگوں سے باتیں کرے گا، اور بڑی تیزی سے ساری زمین میں پھر جائے گا اور ایمان والوں کی پیشانی پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے عصا سے نورانی لکیر کھینچ دے گا جس سے سارا چہرہ اس کا روشن ہو جائے گا اور بے ایمان کی ناک یا گردن پر حضرت سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھی سے سیاہ مہر کر دے گا جس سے اس کا سارا چہرہ میلا ہو جائے گا اور یہ کام کر کے وہ غائب ہو جائے گا۔ اس کے بعد جنوب کی طرف سے ایک ہوا نہایت فرحت دینے والی چلے گی اس سے سب ایمان والوں کی بغل میں کچھ نکل آئے گا جس سے وہ مر جائیں گے۔ جب سب مسلمان مر جائیں گے اس وقت کافر حبشیوں کا ساری دنیا میں عمل دخل ہو جائے گا اور وہ لوگ خانہ کعبہ کو شہید کریں گے اور حج بند ہو جائے گا اور قرآن شریف دلوں سے اور کاغذوں سے اٹھ جائے گا اور خدا کا خوف اور خلقت کی شرم سب اٹھ جائے گی اور کوئی اللہ اللہ کہنے والا نہ رہے گا۔ اس وقت ملک شام میں بہت ارزانی ہوگی لوگ اونٹوں پر اور سواریوں پر پیدل ادھر جھک پڑیں گے اور جو رہ جائیں گے ایک آگ پیدا ہوگی اور سب کو ہانکتی ہوئی شام میں پہنچا دے گی۔ اور حکمت اس میں یہ ہے کہ قیامت کے روز سب مخلوق اسی ملک میں جمع ہوگی پھر وہ آگ غائب ہو جائے گی اور اس وقت دنیا کی بڑی ترقی ہوگی۔ تین چار سال اسی حال سے گذریں گے کہ دفعۃً جمعہ کے دن محرم کی دسویں تاریخ صبح کے وقت سب لوگ اپنے اپنے کام میں لگے ہوں گے کہ صور پھونک دیا جائے گا۔ اول ہلکی ہلکی آواز ہوگی پھر اس قدر بڑھے گی کہ اس کی ہیبت

[1] ایک پہاڑ کا نام ہے جس کا ذکر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصہ میں آتا ہے۔ ۱۲

سے سب مر جائیں گے۔ زمین و آسمان پھٹ جائیں گے اور دنیا فنا[1] ہو جائے گی۔ اور جب آفتاب مغرب سے نکلا تھا اس وقت سے صور کے پھونکنے تک ایک سو بیس ۱۲۰ برس کا زمانہ ہو گا۔ اب یہاں سے قیامت کا دن شروع ہو گیا۔

باب ۳۱ خاص قیامت کے دن کا ذکر

جب صور پھونکنے سے تمام دنیا فنا ہو جائے گی چالیس ۴۰ برس اسی سنسانی کی حالت میں گذر جائیں گے پھر حق تعالیٰ کے حکم سے دوسری بار صور پھونکا جائے گا اور پھر زمین آسمان اسی طرح قائم ہو جائے گا اور مردے قبروں سے زندہ ہو کر نکل پڑیں گے اور میدان قیامت میں اکٹھے کر دیئے جائیں گے اور آفتاب بہت نزدیک ہو جائے گا جس کی گرمی سے دماغ لوگوں کے پکنے لگیں گے اور جیسے جیسے لوگوں کے گناہ ہوں گے اتنا ہی زیادہ پسینہ نکلے گا اور لوگ اس میدان میں بھوکے پیاسے کھڑے کھڑے پریشان ہو جائیں گے جو نیک لوگ ہوں گے ان کے لئے اس زمین کی مٹی مثل میدے کے بنا دی جائے گی۔ اس کو کھا کر بھوک کا علاج کریں گے اور پیاس بجھانے کو حوض کوثر پر جائیں گے۔ پھر جب میدان قیامت میں کھڑے کھڑے دق ہو جائیں گے اس وقت سب مل کر اول حضرت آدم علیہ السلام کے پاس پھر اور نبیوں کے پاس اس بات کی سفارش کرانے کے لئے جائیں گے کہ ہمارا حساب و کتاب اور کچھ فیصلہ جلدی ہو جائے۔ سب پیغمبر کچھ کچھ عذر کریں گے اور سفارش کا وعدہ نہ کریں گے سب کے بعد ہمارے پیغمبر ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر درخواست کریں گے آپ ﷺ حق تعالیٰ کے حکم سے قبول فرما کر مقام محمود میں (کہ ایک مقام کا نام ہے) تشریف لے جا کر شفاعت فرمائیں گے۔ حق تعالیٰ کا ارشاد ہو گا کہ ہم نے سفارش قبول کی اب ہم زمین پر اپنی تجلی فرما کر حساب کتاب کئے دیتے ہیں۔ اول آسمان سے فرشتے بہت کثرت سے اترنا شروع ہوں گے اور تمام آدمیوں کو ہر طرف سے گھیر لیں گے پھر حق تعالیٰ کا عرش اترے گا اس پر حق تعالیٰ کی تجلی ہو گی اور حساب کتاب شروع ہو جائے گا اور اعمال نامے اڑائے جائیں گے ایمان والوں کے داہنے ہاتھ میں اور بے ایمانوں کے بائیں ہاتھ میں وہ خود بخود آجائیں گے اور اعمال تولنے کی ترازو کھڑی کی جائے گی جس سے سب کی نیکیاں اور بدیاں معلوم ہو جائیں گی اور پل صراط پر چلنے کا حکم ہو گا۔ جس کی نیکیاں تول میں زیادہ ہوں گی وہ پل سے پار ہو کر بہشت میں جا پہنچے گا۔ اور جس کے گناہ زیادہ ہوں گے اگر خدائے تعالیٰ نے معاف نہ کر دیئے ہوں گے وہ دوزخ میں گر جائے گا اور جس کی نیکیاں اور گناہ برابر ہوں گے، ایک مقام ہے اعراف، جنت دوزخ کے بیچ میں وہ وہاں رہ جائے گا اس کے بعد ہمارے پیغمبر ﷺ اور دوسرے حضرات انبیاء علیہم السلام اور عالم اور ولی اور شہید اور حافظ اور نیک بندے گنہگار لوگوں کو بخشوانے کے لئے شفاعت کریں گے ان کی شفاعت قبول ہو گی۔ اور جس کے دل میں ذرا ظہور سا بھی ایمان ہو گا وہ دوزخ سے نکال کر بہشت میں داخل کر دیا جائے گا۔ اسی طرح جو لوگ اعراف میں ہوں گے وہ بھی آخر کو جنت میں داخل کر دیئے جائیں گے اور دوزخ میں خالی وہی لوگ رہ جائیں گے جو بالکل کافر اور مشرک ہیں۔ اور ایسے لوگوں کو کبھی دوزخ سے نکلنا نصیب نہ ہو گا۔ جب سب جنتی اور دوزخی اپنے اپنے ٹھکانہ ہو جائیں گے اس وقت اللہ تعالیٰ دوزخ اور جنت کے بیچ میں موت کو ایک مینڈھے کی صورت پر ظاہر کر کے سب جنتیوں اور دوزخیوں کو دکھلا کر اس کو ذبح کرا دیں گے اور فرمائیں گے اب نہ جنتیوں کو موت آئے گی نہ دوزخیوں کو آئے گی سب کو اپنے اپنے ٹھکانے پر ہمیشہ کے لئے رہنا ہو گا اس وقت نہ جنتیوں کی خوشی کی کوئی حد ہو گی اور نہ دوزخیوں کے صدمے اور رنج کی کوئی انتہا ہو گی۔

باب ۳۲ بہشت[2] کی نعمتوں اور دوزخ کی مصیبتوں کا ذکر

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے واسطے ایسی نعمتیں تیار کر رکھی ہیں کہ نہ کسی آنکھ نے

---

(۱) بعض کہتے ہیں کہ یہ آٹھ چیزیں فنا سے مستثنیٰ ہیں۔ (۱) عرش، (۲) کرسی، (۳) لوح، (۴) قلم، (۵) بہشت، (۶) صور، (۷) دوزخ، (۸) ارواح اور بعض کہتے ہیں کہ تھوڑی دیر کے لئے یہ بھی معدوم ہو جائیں گے ۱۲ مس ۷ ا ع۔

(۲) از تیسیر دمشکوٰۃ شریف ۱۲۔

دیکھیں اور نہ کسی کان نے سنیں اور نہ کسی آدمی کے دل میں ان کا خیال آیا۔ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنت کی عمارت میں ایک اینٹ چاندی کی ہے اور ایک اینٹ سونے کی۔ اور اینٹوں کے جوڑنے کا گاڑا خالص مشک کا ہے اور جنت کی کنکریاں موتی اور یاقوت ہیں اور وہاں کی مٹی زعفران ہے جو شخص جنت میں چلا جائے گا چین سکھ میں رہے گا اور رنج و غم نہ دیکھے گا اور ہمیشہ ہمیشہ کو اسی میں رہے گا کبھی نہ مرے گا۔ نہ ان لوگوں کے کپڑے میلے ہوں گے۔ نہ ان کی جوانی ختم ہوگی اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جنت میں دو باغ تو ایسے ہیں کہ وہاں کے برتن اور سب سامان چاندی کا ہوگا۔ اور دو باغ ایسے ہیں کہ وہاں کے برتن اور سب سامان سونے کا ہوگا اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جنت میں سو درجے اوپر تلے ہیں اور ایک درجے سے دوسرے درجے تک اتنا فاصلہ ہے جتنا زمین و آسمان کے درمیان میں فاصلہ ہے یعنی پانچ سو برس، اور سب درجوں میں بڑا درجہ فردوس کا ہے اور اسی سے جنت کی چاروں نہریں نکلی ہیں یعنی دودھ اور شہد اور شراب طہور اور پانی کی نہریں اور اس سے اوپر عرش ہے۔ تم جب اللہ سے مانگو تو فردوس مانگا کرو، اور یہ بھی فرمایا ہے کہ ان میں ایک ایک درجہ اتنا بڑا ہے کہ اگر تمام دنیا کے آدمی ایک میں بھر دیئے جائیں تو اچھی طرح سما جائیں۔ اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جنت میں جتنے درخت ہیں سب کا تنہ سونے کا ہے۔ اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ سب سے پہلے جو لوگ جنت میں جائیں گے ان کا چہرہ ایسا روشن ہوگا جیسے چودھویں رات کا چاند، پھر جو ان سے پیچھے جائیں گے ان کا چہرہ تیز روشنی والے ستارے کی طرح ہوگا نہ وہاں پیشاب کی ضرورت ہوگی نہ پاخانے کی، نہ تھوک کی نہ رینٹھ کی۔ کنگھیاں سونے کی ہوں گی اور پسینہ مشک کی طرح خوشبودار ہوگا۔ کسی نے پوچھا کہ پھر کھانا کہاں جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ایک ڈکار آئے گی جس میں مشک کی خوشبو ہوگی، اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جنت والوں میں جو سب سے ادنیٰ درجہ کا ہوگا اس سے اللہ تعالیٰ پوچھیں گے کہ اگر تجھ کو دنیا کے کسی بادشاہ کے ملک کے برابر دے دیں تو راضی ہو جائے گا، وہ کہے گا اے پروردگار میں راضی ہوں ارشاد ہوگا جا تجھ کو اس کے پانچ حصے کے برابر دیا وہ کہے گا اے رب میں راضی ہو گیا۔ پھر ارشاد ہوگا جا تجھ کو اتنا دیا اور اس سے دس ۱۰ گنا دیا۔ اور اس کے علاوہ جس چیز کو تیرا جی چاہے گا اور جس سے تیری آنکھ کو لذت ہوگی وہ تجھ کو ملے گا۔ اور ایک روایت میں ہے کہ دنیا اور اس سے دس حصے زیادہ کے برابر اس کو ملے گا۔ اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ اللہ تعالیٰ جنت والوں سے پوچھیں گے کہ تم خوش بھی ہو وہ عرض کریں گے کہ بھلا خوش کیوں نہ ہوتے آپ نے تو ہم کو وہ چیزیں دی ہیں جو آج تک کسی مخلوق کو نہیں دیں۔ ارشاد ہوگا کہ ہم تم کو ایسی چیز دیں جو ان سب سے بڑھ کر ہو، وہ عرض کریں گے کہ ان سے بڑھ کر کیا چیز ہوگی۔ ارشاد ہوگا کہ وہ چیز یہ ہے کہ میں نے تم سے ہمیشہ خوش رہوں گا کبھی ناراض نہ ہوں گا۔ اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ جب جنت والے جنت میں جا چکیں گے اللہ تعالیٰ ان سے فرمائیں گے تم اور کچھ زیادہ چاہتے ہو میں تم کو دوں، وہ عرض کریں گے کہ ہمارے چہرے آپ نے روشن کر دیئے ہم کو جنت میں داخل کر دیا ہم کو دوزخ سے نجات دے دی اور ہم کو کیا چاہئے، اس وقت اللہ تعالیٰ پردہ اٹھاویں گے اتنی پیاری کوئی نعمت نہ ہوگی جس قدر اللہ کے دیدار میں لذت ہوگی۔ اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ دوزخ کو ہزار برس تک دھونکایا یہاں تک کہ اس کا رنگ سرخ ہو گیا۔ پھر ہزار برس تک دھونکایا یہاں تک کہ سفید ہو گئی۔ پھر ہزار برس اور دھونکایا یہاں تک کہ سیاہ ہو گئی۔ اب وہ بالکل سیاہ تاریک ہے۔ اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ تمہاری یہ آگ جس کو جلاتے ہو دوزخ کی آگ سے ستر حصے تیزی میں کم ہے۔ اور وہ ستر حصے اس سے زیادہ تیز ہے اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ اگر ایک بڑا بھاری پتھر دوزخ کے کنارے سے چھوڑا جائے اور ستر برس تک برابر چلا جائے تب جا کر اس کی تلی میں جا پہنچے۔ اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ دوزخ کو لایا جائے گا۔ اس کی ستر ہزار باگیں ہوں اور ہر ایک باگ کو ستر ہزار فرشتے پکڑے ہوں گے جس سے اس کو گھسیٹیں گے۔ اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ سب میں ہلکا عذاب دوزخ میں ایک شخص کو ہوگا کہ اس کے پاؤں میں فقط آگ کی دو جوتیاں ہیں مگر اس سے اس کا بھیجا ہنڈیا کی طرح پکتا ہے اور وہ یوں سمجھتا ہے کہ مجھ سے بڑھ کر کسی پر عذاب نہیں۔ اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ دوزخ میں ایسے بڑے سانپ ہیں جیسے اونٹ۔ اگر ایک دفعہ کاٹ لیں تو چالیس ۴۰ برس تک زہر چڑھا رہے اور بچھو ایسے ایسے بڑے ہیں جیسے پالان (کاٹھی) کسا ہوا خچر۔ وہ اگر کاٹ لیں تو چالیس برس تک لہر اٹھتی رہے، اور ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ کر منبر پر تشریف لائے اور

فرمایا کہ میں نے آج نماز میں جنت اور دوزخ کا ہو بہو نقشہ دیکھا نہ آج تک میں نے جنت سے زیادہ کوئی اچھی چیز دیکھی اور نہ دوزخ سے زیادہ کوئی چیز تکلیف کی دیکھی۔

باب ۳۳ ان باتوں کا بیان کہ ان کے بدون ایمان ادھورا رہتا ہے

حدیث شریف میں آیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کئی اوپر ستر باتیں ایمان کے متعلق ہیں سب میں بڑی بات تو کلمہ طیبہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہے اور سب میں چھوٹی بات یہ ہے کہ راستہ میں کوئی کانٹا لکڑی پتھر پڑا ہو جس سے راستہ چلنے والوں کو تکلیف ہو اس کو ہٹا دے۔ اور شرم وحیا بھی ایمان کی ان ہی باتوں میں سے ایک بڑی چیز ہے اس ارشاد سے معلوم ہوا کہ جب اتنی باتیں ایمان سے علاقہ رکھتی ہیں تو پورا مسلمان وہی ہوگا جس میں سب باتیں ہوں اور جس میں کوئی بات ہو اور کوئی بات نہ ہو وہ ادھورا مسلمان ہے۔ یہ سب جانتے ہیں کہ مسلمان پورا ہی ہونا ضروری ہے۔ اس لئے ہر ایک کو لازم ہوا کہ ان سب باتوں کو اپنے اندر پیدا کرے اور کوشش کرے کہ کسی بات کی کسر نہ رہ جائے اس لئے ہم ان باتوں کو لکھ کر بتلائے دیتے ہیں۔ وہ سب سات اوپر ستر ہیں تیس ۳۰ تو دل سے متعلق ہیں۔

۱) اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا۔
۲) یہ اعتقاد رکھنا کہ خدا کے سوا سب چیزیں پہلے ناپید تھیں پھر خدا کے پیدا کرنے سے پیدا ہوئیں۔
۳) یہ یقین کرنا کہ فرشتے ہیں۔
۴) یہ یقین کرنا کہ خدائے تعالیٰ نے جتنی کتابیں پیغمبروں پر اتاری تھیں سب سچی ہیں۔ البتہ اب قرآن کے سوا اوروں کا حکم نہیں رہا۔
۵) یہ یقین کرنا کہ سب پیغمبر سچے ہیں البتہ اب فقط رسول اللہ ﷺ کے طریقے پر چلنے کا حکم ہے۔
۶) یہ یقین کرنا کہ اللہ تعالیٰ کو سب باتوں کی پہلے ہی سے خبر ہے اور جو ان کو منظور ہوتا ہے وہی ہوتا۔
۷) یہ یقین کرنا کہ قیامت آنے والی ہے۔
۸) جنت کا ماننا۔
۹) دوزخ کا ماننا۔
۱۰) اللہ تعالیٰ سے محبت رکھنا۔
۱۱) رسول اللہ ﷺ سے محبت رکھنا۔
۱۲) اور کسی سے بھی اگر محبت یا دشمنی کرے تو اللہ تعالیٰ ہی کے واسطے کرنا۔
۱۳) ہر کام میں نیت دین ہی کی کرنا۔
۱۴) گناہوں پر پچھتانا۔
۱۵) خدائے تعالیٰ سے ڈرنا۔
۱۶) خدائے تعالیٰ کی رحمت کی امید رکھنا۔
۱۷) شرم کرنا۔
۱۸) نعمت کا شکر کرنا۔
۱۹) عہد پورا کرنا۔
۲۰) صبر کرنا۔
۲۱) اپنے کو اوروں سے کم سمجھنا۔
۲۲) مخلوق پر رحم کرنا۔
۲۳) جو کچھ خدا کی طرف سے ہو اس پر راضی رہنا۔
۲۴) خدا پر بھروسہ کرنا۔
۲۵) اپنی کسی خوبی پر نہ اترانا۔
۲۶) کسی سے کینہ کپٹ نہ رکھنا۔
۲۷) کسی پر حسد نہ کرنا۔
۲۸) غصہ نہ کرنا۔
۲۹) کسی کا برا نہ چاہنا۔
۳۰) دنیا سے محبت نہ رکھنا۔ اور سات باتیں زبان سے متعلق ہیں۔
۳۱) زبان سے کلمہ پڑھنا۔
۳۲) قرآن شریف کی تلاوت کرنا۔
۳۳) علم سیکھنا۔
۳۴) علم سکھلانا۔
۳۵) دعا کرنا۔
۳۶) اللہ کا ذکر کرنا۔

۳۷) لغو اور گناہ کی بات سے جیسے جھوٹ، غیبت، گالی، کوسنا، خلاف شرع ۳۸) وضو کرنا، غسل کرنا، کپڑے کا پاک رکھنا۔
گانا، ان سب سے بچنا اور چالیس باتیں سارے بدن سے متعلق ہیں۔

۳۹) نماز کا پابند رہنا۔
۴۰) زکوٰۃ، صدقہ فطرہ دینا۔
۴۱) روزہ رکھنا۔
۴۲) حج کرنا۔
۴۳) اعتکاف کرنا۔
۴۴) جہاں رہنے میں دین کی خرابی ہو وہاں سے چلے جانا۔
۴۵) منت خدا کی پوری کرنا۔
۴۶) جو قسم گناہ کی بات پر نہ ہوائی کو پورا کرنا۔
۴۷) ٹوٹی ہوئی قسم کا کفارہ دینا۔
۴۸) جتنا بدن ڈھانکنا فرض ہے اس کو ڈھانکنا۔
۴۹) قربانی کرنا۔
۵۰) مردے کا کفن دفن کرنا۔
۵۱) کسی کا قرض آتا ہو اس کو ادا کرنا۔
۵۲) لین دین میں خلاف شرع باتوں سے بچنا۔
۵۳) سچی گواہی کا نہ چھپانا۔
۵۴) اگر نفس تقاضا کرے نکاح کر لینا۔
۵۵) جو اپنی حکومت میں ہیں ان کا حق ادا کرنا۔
۵۶) ماں باپ کو آرام پہنچانا۔
۵۷) اولاد کو پرورش کرنا۔
۵۸) رشتہ داروں ناتہ داروں سے بدسلوکی نہ کرنا۔
۵۹) آقا کی تابعداری کرنا۔
۶۰) انصاف کرنا۔
۶۱) مسلمانوں کی جماعت سے الگ کوئی طریقہ نہ نکالنا۔
۶۲) حاکم کی تابعداری کرنا مگر خلاف شرع بات میں نہ کرے۔
۶۳) لڑنے والوں میں صلح کرا دینا۔
۶۴) نیک کام میں مدد دینا۔
۶۵) نیک راہ بتلانا بری بات سے روکنا۔
۶۶) اگر حکومت ہو تو شرع کے موافق سزا دینا۔
۶۷) اگر وقت آئے تو دین کے دشمنوں سے لڑنا۔
۶۸) امانت ادا کرنا۔
۶۹) ضرورت والی کو قرضہ دے دینا۔
۷۰) پڑوسی کی خاطر داری رکھنا۔
۷۱) آمدنی پاک لینا۔
۷۲) خرچ شرع کے موافق کرنا۔
۷۳) سلام کا جواب دینا۔
۷۴) اگر کوئی چھینک لے کر الحمد للہ کہے تو اس کو یرحمک اللہ کہنا۔
۷۵) کسی کو ناحق تکلیف نہ دینا۔
۷۶) خلاف شرع کھیل تماشوں سے بچنا۔
۷۷) راستہ میں سے ڈھیلا پتھر کانٹا لکڑی ہٹا دینا، اگر الگ الگ سب باتوں کا ثواب معلوم کرنا ہو تو فروع الایمان ایک کتاب ہے اس میں دیکھ لو۔

باب ۳۴ اپنے نفس کی اور عام آدمیوں کی خرابی

اوپر جتنی اچھی اور بری باتوں کا اور ثواب اور عذاب کی چیزوں کا بیان آیا ہے اس میں دو چیزیں کھنڈت ڈال دیتی ہیں ایک تو خود اپنا نفس کہ ہر وقت گود میں بیٹھا ہوا طرح طرح کی باتیں سوجھاتا ہے نیک کاموں میں بہانے نکالتا ہے۔ اور برے کاموں میں اپنی ضرورتیں بتلاتا ہے اور عذاب سے ڈراؤ تو اللہ تعالیٰ کا غفور رحیم ہونا یاد دلاتا ہے اور اوپر سے شیطان اس کو سہارا دیتا ہے اور دوسرے کھنڈت ڈالنے والے وہ آدمی ہیں جو اس سے کسی طرح کا واسطہ رکھتے ہیں، یا تو عزیز قریب ہیں یا جان پہچان والی ہیں یا برادری کنبے کے ہیں یا اس کی بستی کے ہیں بعضے گناہ تو اس واسطے ہوتے ہیں کہ ان کے پاس بیٹھ کر ان کی بری باتوں کا اثر اس میں آجاتا ہے۔ اور بعض گناہ ان کی خاطر سے ہوتے ہیں اور بعضے اس واسطے ہوتے ہیں کہ ان کی نگاہ میں ہلکا پن نہ ہو۔ اور بعضے گناہ اسلئے ہو جاتے ہیں کہ وہ لوگ اسکے ساتھ برائی کرتے ہیں۔ کچھ وقت اس برائی کے رنج میں کچھ وقت ان کی غیبت میں اور کچھ وقت ان سے بدلہ لینے کی فکر میں خرچ ہوتا ہے اور پھر اس سے طرح طرح کے گناہ پیدا ہو جاتے ہیں۔ غرض ساری خرابی اس نفس کی تابعداری کی اور آدمیوں سے بھلائی کی امید رکھنے کی ہے۔ اسلئے ان کی خرابی سے بچنے کے واسطے دو باتیں ضروری ٹھہریں۔ ایک تو اپنے نفس کو دبانا اور اسکو کبھی بہلا پھسلا کر کبھی ڈانٹ ڈپٹ کر دین کی راہ پر لگانا۔ دوسرے سب آدمیوں

سے زیادہ لگاؤ نہ رکھنا اور اس بات کی پرواہ نہ کرنا کہ وہ اچھا کہیں گے یا برا کہیں گے اس واسطے ان دونوں ضروری باتوں کو الگ الگ لکھا جاتا ہے۔

باب ۳۵ نفس کے ساتھ برتاؤ کا بیان

پابندی کے ساتھ تھوڑا سا وقت صبح کو اور تھوڑا سا وقت شام کو یا سوتے وقت مقرر کرلو۔ اس وقت میں اکیلے بیٹھ کر اور اپنے دل کو جہاں تک ہو سکے سارے خیالوں سے خالی کر کے اپنے جی سے یوں باتیں کیا کرو۔ اور نفس سے یوں کہا کرو کہ اے نفس خوب سمجھ لے کہ تیری مثال دنیا میں ایک سوداگر کی سی ہے، پونجی تیری عمر ہے اور نفع اس کا یہ ہے کہ ہمیشہ ہمیشہ کی بھلائی یعنی آخرت کی نجات حاصل کرے۔ اگر یہ دولت حاصل کرلی تو سوداگری میں نفع ہوا۔ اور اگر اس عمر کو یونہی کھو دیا اور بھلائی اور نجات حاصل نہ کی تو اس سوداگری میں بڑا ٹوٹا اٹھایا کہ پونجی بھی گئی اور نفع نصیب نہ ہوا اور یہ پونجی ایسی قیمتی ہے کہ اس کی ایک ایک گھڑی بلکہ ایک ایک سانس بے انتہا قیمت رکھتا ہے اور کوئی خزانہ کتنا ہی بڑا ہو اس کی برابری نہیں کر سکتا کیونکہ اول تو خزانہ اگر جاتا رہے تو کوشش سے اس کی جگہ دوسرا خزانہ مل سکتا ہے۔ اور یہ عمر جتنی گذر جاتی ہے اس کی ایک پل بھی لوٹ کر نہیں آسکتی نہ دوسری عمر اور مل سکتی ہے۔ دوسرے یہ کہ اس عمر سے کتنی بڑی دولت کما سکتے ہیں یعنی ہمیشہ کے لئے بہشت اور خدائے تعالیٰ کی خوشی اور دیدار اتنی بڑی دولت کسی خزانہ سے کوئی نہیں کما سکتا۔ اس واسطے یہ پونجی بہت ہی قدر اور قیمت کی ہوئی۔ اور اے نفس اللہ تعالیٰ کا احسان مان کہ ابھی تیری موت نہیں آئی جس سے یہ عمر ختم ہو جاتی۔ خدائے تعالیٰ نے آج کا دن زندگی کا اور نکال دیا ہے اگر تو مرنے لگے تو ہزاروں دل و جان سے آرزو کرے کہ مجھ کو ایک دن کی عمر اور مل جائے تو اس ایک دن میں سارے گناہوں سے سچی اور پکی توبہ کرلوں اور پکا وعدہ اللہ تعالیٰ سے کرلوں کہ پھر ان گناہوں کے پاس نہ پھٹکوں گا۔ اور وہ سارا دن خدائے تعالیٰ کی یاد اور تابعداری میں گذاروں جب مرنے کے وقت تیرا یہ حال اور یہ خیال ہوتا تو اپنے دل میں تو یونہی سمجھ لے کہ گویا میری موت کا وقت آ گیا تھا اور میرے مانگنے سے اللہ تعالیٰ نے یہ دن اور دے دیا ہے اور اس دن کے بعد معلوم نہیں کہ اور دن نصیب ہو گا یا نہیں۔ سو اس دن کو تو اسی طرح گذارنا چاہیے جیسا کہ عمر کا اخیر دن معلوم ہو جاتا اور اس کو گذارتا یعنی سب گناہوں سے سچی توبہ کرتے اور اس دن میں کوئی چھوٹی یا بڑی نافرمانی نہ کرے اور تمام دن اللہ تعالیٰ کے دھیان اور خوف میں گذار دے اور کوئی حکم خدا کا نہ چھوڑے۔ جب وہ سارا دن اسی طرح گذر جائے پھر اگلے دن یونہی سوچے کہ شاید عمر میں کا یہی ایک دن باقی رہا ہو۔ اور اے نفس اس دھوکے میں نہ آنا کہ اللہ تعالیٰ معاف کر دیں گے کیونکہ اول تو تجھ کو کیسے معلوم ہوا کہ معاف ہی کر دیں گے اور سزا نہ دیں گے، بھلا اگر سزا ہونے لگے تو اس وقت کیا کرے گا اور اس وقت کتنا پچھتانا پڑے گا۔ اور اگر ہم نے مانا کہ معاف ہی ہو گیا تب بھی تو نیک کام کرنے والوں کو جو انعام اور مرتبہ ملے گا وہ تجھ کو نصیب نہ ہو گا۔ پھر جب تو اپنی آنکھ سے اوروں کو ملنا اور اپنا محروم ہونا دیکھے گا کس قدر حسرت وافسوس ہو گا۔ اس پر اگر نفس سوال کرے کہ بتلاؤ پھر میں کیا کروں اور کس طرح کوشش کروں تو تم اس کو جواب دو کہ تو یہ کام کر کہ جو چیز تجھ سے مر کر چھوٹنے والی ہے یعنی دنیا اور بری عادتیں تو اس کو ابھی چھوڑ دے اور جس سے تجھ کو سابقہ پڑنے والا ہے اور بدون اس کے تیرا گذر نہیں ہو سکتا یعنی اللہ تعالیٰ اور اس کو راضی کرنے کی باتیں اس کو ابھی سے لے بیٹھ اور اس کی یاد اور تابعداری میں لگ جا اور بری عادتوں کا بیان اور ان کے چھوڑنے کا علاج اور خدائے تعالیٰ کے راضی کرنے کی باتوں کی تفصیل اور ان کے حاصل کرنے کی تدبیر خوب سمجھا سمجھا کر اوپر لکھ دی ہے اس کے موافق کوشش اور برتاؤ کرنے سے دل سے برائیاں نکل جاتی ہیں اور نیکیاں جم جاتی ہیں، اور اپنے نفس سے کہو کہ اے نفس تیری مثال بیمار کی سی ہے اور بیمار کو پرہیز کرنا پڑتا ہے، اور گناہ کرنا بد پرہیزی ہے اس واسطے اس سے پرہیز کرنا ضروری ہوا اور یہ پرہیز اللہ تعالیٰ نے ساری عمر کے لئے بتلا رکھا ہے۔ بھلا سوچ تو سہی اگر دنیا کا کوئی ادنیٰ سا حکیم کسی سخت بیماری میں تجھ کو یہ بتلا دے کہ فلانی مزیدار چیز کھانے سے جب کبھی کھائے گا اس بیماری کو سخت نقصان پہنچے گا اور تو سخت تکلیف میں مبتلا ہو جائے گا اور فلانی کڑوی بدمزہ دوا روزمرہ کھاتے رہو گے تو اچھے رہو گے اور تکلیف کم رہے گی تو یقینی بات ہے کہ اپنی جان جو پیاری ہے، اس لئے اس حکیم کے کہنے سے کیسی ہی مزیدار چیز ہو اس کو ساری عمر کے لئے چھوڑ دے گا

اور وہ واکیسی ہی بدمزہ اور ناگوار ہو آنکھ بند کر کے روز کے روز اس کو نگل جایا کرے گا، تو ہم نے مانا کہ گناہ بڑے مزے دار ہیں اور نیک کام بہت ناگوار ہیں لیکن جب اللہ تعالیٰ نے ان مزیدار چیزوں کا نقصان بتلایا ہے اور ان ناگوار کاموں کو فائدہ مند فرمایا ہے۔ پھر نقصان اور فائدہ بھی کیسا ہمیشہ ہمیشہ کا جس کا نام دوزخ اور جنت ہے تو اے نفس تعجب اور افسوس کی بات ہے کہ جان کی محبت میں اونیٰ حکیم کے تو کہنے کا تو یقین کر لے اور اس کا پابند ہو جائے اور اپنے ایمان کی محبت میں اللہ تعالیٰ کے کہنے پر دل کو نہ جمائے اور گناہوں کو چھوڑنے کی ہمت نہ کرے اور نیک کاموں سے پھر بھی جی چرائے تو کیسا مسلمان ہے کہ توبہ توبہ اللہ تعالیٰ کے فرمانے کو ایک چھوٹے سے حکیم کے کہنے کے برابر بھی نہ سمجھے اور کیسا بے عقل ہے کہ جنت کے ہمیشہ ہمیشہ کے آرام کی دنیا کے تھوڑے دنوں کے آرام کے برابر بھی قدر نہ کرے اور دوزخ کی اتنی سخت اور دراز تکلیف سے دنیا کی تھوڑے دنوں کی تکلیف کے برابر بھی بچنے کی کوشش نہ کرے اور نفس سے یوں کہو کہ اے نفس دنیا سفر کا مقام ہے اور سفر میں پورا آرام ہرگز میسر نہیں ہوا کرتا۔ طرح طرح کی تکلیفیں جھیلنی پڑتی ہیں مگر مسافر اس لئے ان تکلیفوں کی سہار کر لیتا ہے کہ گھر پہنچ کر پورا آرام مل جائے گا بلکہ اگر ان تکلیفوں سے گھبرا کر کسی سرائے میں ٹھہر کر اس کو اپنا گھر بنالے اور سب سامان آسائش کا وہاں جمع کر لے تو ساری عمر بھی گھر پہنچنا نصیب نہ ہو۔ اسی طرح دنیا میں جب تک رہنا ہے محنت مشقت کی سہار کرنا چاہئے۔ عبادت میں بھی محنت ہے اور گناہوں کے چھوڑنے میں بھی مشقت ہے اور بھی طرح طرح کی مصیبت ہے لیکن آخرت ہمارا گھر ہے وہاں پہنچ کر سب مصیبت کٹ جائے گی۔ یہاں کی ساری محنت مشقت کو جھیلنا چاہئے۔ اگر یہاں آرام ڈھونڈا تو گھر جا کر آرام کا سامان ملنا مشکل ہے بس یہ سمجھ کر کبھی دنیا کی راحت اور لذت کی ہوس نہ کرنا چاہئے اور آخرت کی درستی کے لئے ہر طرح کی محنت کو خوشی سے اٹھانا چاہئے۔ غرض ایسی ایسی باتیں نفس سے کر کے اس کو راہ پر لگانا چاہئے اور روز مرہ اسی طرح سمجھانا چاہئے اور یاد رکھو کہ اگر تم خود اسی طرح اپنی بھلائی اور درستی کی کوشش نہ کرو گی تو اور کون آئے گا جو تمہاری خیر خواہی کرے گا۔ اب تم جانو اور تمہارا کام جانے۔

باب ۳۶ عام آدمیوں کے ساتھ برتاؤ کا بیان

عام آدمی تین طرح کے ہیں۔ ایک تو وہ جن سے دوستی اور بہن ساتھن ہونے کا علاقہ ہے۔ دوسرے وہ جن سے صرف جان پہچان ہے۔ تیسرے وہ جن سے جان پہچان بھی نہیں اور ہر ایک کے ساتھ برتاؤ کرنے کا طریقہ الگ ہے سو جن سے جان پہچان بھی نہیں۔ اگر ان کے ساتھ ملنا بیٹھنا ہو تو ان باتوں کا خیال رکھو کہ وہ جو ادھر ادھر کی باتیں اور خبریں بیان کریں ان کی طرف کان مت لگاؤ اور وہ جو کچھ واہی تباہی بکیں ان سے بالکل بہری بن جاؤ، ان سے بہت مت ملو، ان سے کوئی امید اور التجا مت کرو۔ اور اگر کوئی بات ان میں خلاف شرع دیکھو تو اگر یہ امید ہو کہ نصیحت مان لیں گی تو بہت نرمی سے سمجھا دو اور جن سے دوستی اور زیادہ راہ و رسم ہے ان میں اس کا خیال رکھو کہ اول تو ہر کسی سے دوستی اور راہ و رسم مت پیدا کرو کیونکہ ہر آدمی دوستی کے قابل نہیں ہوتا۔ البتہ جس میں یہ پانچ باتیں ہوں اس سے راہ و رسم رکھنے میں کچھ مضائقہ نہیں۔

اول: یہ کہ وہ عقلمند ہو کیونکہ بیوقوف آدمی سے اول تو دوستی کا نباہ نہیں ہوتا دوسرے کبھی ایسا ہوتا ہے کہ وہ تم کو فائدہ پہنچانا چاہتا ہے مگر بیوقوفی کی وجہ سے اور الٹا نقصان کر گذرتا ہے جیسے کسی نے ریچھ پالا تھا۔ ایک دفعہ یہ شخص سو گیا اور اس کے منہ پر بار بار مکھی آکر بیٹھتی تھی۔ اس ریچھ کو جو غصہ آیا مکھی کے مارنے کو ایک بڑا پتھر اٹھا کر لایا اور تاک کر اسکے منہ پر کھینچ مارا۔ مکھی تو اڑ گئی اور اس بے چارے کا سر کھیل کھیل ہو گیا۔

دوم: بات یہ کہ اس کے اخلاق اور عادات اور مزاج اچھا ہو۔ اپنے مطلب کی دوستی نہ رکھے اور غصے کے وقت آپے سے باہر نہ ہو جائے، ذرا ذرا سی بات میں طوطے کی سی آنکھیں نہ بدلے۔

سوم: بات یہ کہ دیندار ہو کیونکہ جو شخص دیندار نہیں ہے جب وہ خدائے تعالیٰ کا حق ادا نہیں کرتا تو تم کو اس سے کیا امید ہے کہ اس سے وفا ہو گی۔

دوسری خرابی یہ ہے کہ جب تم بار باراس کو گناہ کرتے دیکھو گی اور دوستی کی وجہ سے نرمی کرو گی تو خود تم کو بھی اس گناہ سے نفرت نہ رہے گی۔ تیسری خرابی یہ ہے کہ اس کی بری صحبت کا اثر تم کو بھی پہنچے گا اور ویسے ہی گناہ تم سے بھی ہونے لگیں گے۔

چہارم: بات یہ کہ اسکو دنیا کی حرص نہ ہو کیونکہ حرص والے کے پاس بیٹھنے سے تمہارے دنیا کی حرص بڑھتی ہے جب ہر وقت اسکو اس دھن اور اسی چرچے میں دیکھو گی کہیں زیور کا ذکر ہے کہیں پوشاک کی فکر ہے کہیں گھر کے سامان کا دھندا ہے تو کہاں تک تم کو خیال نہ ہوگا۔ اور جسکو خود حرص نہ ہو۔ موٹا پہنا ہو، موٹا کھاتا ہو، ہر وقت دنیا کی ناپائیداری کا ذکر ہوا سکے پاس بیٹھ کر جو کچھ تھوڑی بہت حرص ہوتی ہے وہ بھی دل سے نکل جاتی ہے۔

پنجم: بات یہ کہ اسکی عادت جھوٹ بولنے کی نہ ہو۔ کیونکہ جھوٹ بولنے والے آدمی کا کچھ اعتبار نہیں۔ خدا جانے اسکی کس بات کو سچا سمجھ کر آدمی دھوکے میں آجائے۔ ان پانچ باتوں کا خیال تو دوستی پیدا کر لینے سے پہلے کر لینا چاہئے اور جب کسی میں یہ پانچوں باتیں دیکھ لیں اور راہ و رسم پیدا کر لی اب اسکے حق اچھی طرح ادا کرو۔ وہ حق یہ ہیں کہ جہاں تک ہو سکے اس کی ضرورت میں کام آؤ۔ اگر خدا نے تعالیٰ گنجائش دیں تو اس کی مدد کرو۔ اس کا بھید کسی سے مت کہو جو کوئی اس کو برا کہے اس کو خبر مت کرو۔ جب وہ بات کرے کان لگا کر سنو۔ اگر اس میں کوئی عیب دیکھو بہت نرمی اور خیر خواہی سے تنہائی میں سمجھاؤ اگر اس سے کوئی خطا ہو جائے تو درگذر کرو اور اس کی بھلائی کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتی رہو۔ اب رہ گئے وہ آدمی جن سے صرف جان پہچان ہے ایسے آدمیوں سے بڑی احتیاط درکار ہے کیونکہ جو دوست ہیں وہ تمہارے بھلے میں ہیں اور جن سے جان پہچان بھی نہیں وہ اگر بھلے میں نہیں تو برائی میں بھی نہیں، اور جو بیچ کے رہ گئے جن سے نہ دوستی ہے اور نہ بالکل انجان ہیں زیادہ تکلیف اور برائی ایسوں ہی سے پہنچتی ہے کہ زبان سے تو دوستی اور خیر خواہی کا دم بھرتے ہیں اور اندر ہی اندر جڑیں کھودتے ہیں اور حسد کرتے ہیں اور ہر وقت عیب ڈھونڈا کرتے ہیں اور بدنام کرنے کی فکر میں رہتے ہیں، اس لئے جہاں تک ہو سکے کسی سے جان پہچان اور ملاقات مت پیدا کرو، اور ان کی دنیا کو دیکھ کر حرص مت کرو اور ان کی خاطر اپنا دین مت برباد کرو۔ اگر کوئی تم سے دشمنی کرے تم اس سے دشمنی مت کرو کیونکہ اسی طرف سے پھر تمہارے ساتھ اور زیادہ برائی ہوگی تو تم سے اس کی سہار نہ ہو سکے گی اور اسی دھندے میں لگ جاؤ گی اور دنیا اور دین دونوں کا نقصان ہوگا۔ اس واسطے درگذر ہی بہتر ہے اور اگر کوئی تمہاری عزت آبرو خاطرداری کرے یا تمہاری تعریف کرے اور محبت ظاہر کرے تو تم اس دھوکے میں مت آجانا اور اس بھروسے مت رہنا کیونکہ بہت کم آدمی ہیں جن کا ظاہر باطن ایک سا ہو۔ اور بہت کم اطمینان ہے کہ ان کے یہ برتاؤ صاف دل سے ہوں اسکی امید ہرگز کسی سے مت رکھو اور جو کوئی تمہاری غیبت کرے تم سن کر نہ غصہ ہو، نہ یہ تعجب کرو کہ اس نے میرے ساتھ ایسا معاملہ کیا اور میرے حق کا یا میرے بڑے ہونے کا یا میرے احسان کا یا میرے علاقے کا کچھ خیال نہ کیا کیونکہ اگر انصاف کر کے دیکھو تو تم بھی خود سب کے ساتھ آگے پیچھے ایک حالت پر نہیں رہ سکتی ہو۔ سامنے اور برتاؤ ہوتا ہے اور پیچھے اور برتاؤ۔ پھر جس بلا میں خود مبتلا ہو اوروں پر کیوں تعجب کرتی ہو۔ خلاصہ یہ کہ کسی سے کسی طرح کی بھلائی کی امید مت رکھو۔ نہ تو کسی قسم کے فائدے پہنچنے کی اور نہ کسی کی نظر میں آبرو بڑھنے کی، اور نہ کسی کے دل میں محبت پیدا ہونے کی جب کسی سے کوئی امید نہ رکھو گی تو پھر کوئی تم سے کیسا ہی برتاؤ کرے کبھی ذرا بھی رنج نہ ہوگا، اور خود جہاں تک ہو سکے سب کو فائدہ پہنچاؤ۔ اگر کسی کی کوئی بھلائی کی بات سمجھ میں آئے اور یہ یقین ہو کہ وہ مان لے گا تو اسکو بتلا دو نہیں تو خاموش رہو۔ اور اگر کسی سے کوئی فائدہ پہنچ جائے تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرو اور اس شخص کے لئے دعا کرو۔ اور اگر کسی سے کوئی نقصان یا تکلیف پہنچے یوں سمجھو کہ میرے کسی گناہ کی سزا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ کرو۔ اور اس شخص سے رنج مت رکھو۔ غرض نہ مخلوق کی بھلائی کو دیکھو، نہ برائی کو، بلکہ ہر وقت اللہ تعالیٰ پر نگاہ رکھو اور ان سے ہی کام رکھو، اور انکی ہی تابعداری کرو، ان ہی کی یاد میں لگی رہو۔ اللہ تعالیٰ توفیق بخشیں۔

ضمیمہ اولیٰ بہشتی زیور مسمی بہ بہشتی جوہر

حصہ ہفتم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بابؑ قلب کی صفائی اور باطن کی درستی کی ضرورت

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ اِلٰى اَجْسَامِكُمْ وَلَا اِلٰى صُوَرِكُمْ وَلٰكِنْ يَّنْظُرُ اِلٰى قُلُوْبِكُمْ. رواہ مسلم (ترجمہ) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ نے بے شبہ حق تعالیٰ نہیں دیکھتے (یعنی توجہ نہیں فرماتے فقط تمہارے جسموں کی طرف اور نہیں دیکھتے (فقط) تمہاری صورتوں کی طرف۔ (اور یہ خیال نہ کرو کہ جب ظاہری اعمال جو فقط ظاہری اعضاء سے ادا کئے جائیں اور ان میں قلب کو توجہ نہ ہو مقبول نہیں تو اعمال قلبیہ بھی مقبول نہ ہوں گے۔ اور نیز ظاہری اعمال مقبول ہونے کی کوئی صورت ہی نہیں اس لئے کہ فرماتے ہیں) ولیکن دیکھتے ہیں تمہارے دلوں کی طرف (مطلب یہ ہے کہ حق تعالیٰ ایسے اعمال کو قبول نہیں کرتے جو فقط ظاہر ہی میں اچھے معلوم ہوتے ہیں اور اخلاص اور توجہ قلبی سے خالی ہوں۔ مثلاً کوئی عبادت کرے اور بظاہر تو عبادت میں مشغول ہے مگر دل میں غفلت چھارہی ہے اور دل میں تمیز نہیں ہوتی کہ خدا کے سامنے کھڑا ہے یا کوئی اور کام کر رہا ہے تو ایسے اعمال مقبول نہیں ہوتے، اور یہ غرض نہیں ہے کہ ظاہری اعمال کا بالکل اعتبار ہی نہیں بلکہ اعتبار ہے لیکن اس شرط سے کہ توجہ اور اخلاص قلبی بھی اس کے ساتھ ہو جیسا کہ حدیث و قرآن سے ثابت ہے کیونکہ قلب خاص محل نظر الٰہی ہے اور جس طرح اس کو ظاہری طبی تشریح میں سلطان البدن[1] ہونے کا شرف حاصل ہے اسی طرح روحانی اور باطنی تشریح میں بھی ملک الجوارح[2] ہونے کا فخر میسر ہے جب تک اس کی حالت درست نہ ہوگی کوئی صورت فلاح اور نجات کی حاصل نہیں ہو سکتی۔ مثلاً کوئی ظاہر میں مسلمان ہو دل سے نہ ہو تو اس کے اسلام کا خداوند کریم کے نزدیک کچھ بھی اعتبار نہیں اور علیٰ ہذا القیاس کوئی محض دکھانے یا ایسی ہی اور کسی غرض فاسد کے لئے نماز صدقہ وغیرہ عبادت کرے تو وہ کسی درجہ میں بھی شمار نہیں۔[3] پس معلوم ہوا کہ فلاحیت دارین اور مقبولیت عند اللہ تعالیٰ کا مدار اصلاح قلب پر ہے۔ لوگوں نے آج کل اس میں بہت بڑی کوتاہی کر رکھی ہے۔ فقط ظاہری اعمال تو تھوڑے بہت کرتے بھی ہیں اور ان کا علم بھی حاصل کرتے ہیں مگر باطنی اصلاح اور قلب کی درستی و اصلاح کی کچھ بھی فکر نہیں گویا کہ یوں خیال کرتے ہیں کہ اصلاح باطن اور ریاو کینہ و حسد وغیرہ کا علاج اور اس سے محفوظ ہونا کچھ ضرور نہیں فقط ظاہری اعمال کو واجب سمجھتے ہیں اور ان کو نجات کے لئے کافی خیال کرتے ہیں حالانکہ اصلی مقصود اصلاح قلب ہے جیسا کہ اس حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے اور اعمال ظاہری ذریعہ ہیں قلب کے درست ہونے کا۔ اور ظاہر اور باطن میں کچھ ایسا قدرتی علاقہ ہے کہ بغیر ظاہری حالت درست کئے ہوئے باطنی حالت درست نہیں ہوتی۔ اور جب تک ظاہری اعمال پر دوام (ہمیشگی اور پابندی) نہ ہو اصلاح باطنی دائم نہیں رہتی۔ اور جب باطنی حالت درست ہو جاتی ہے تو ظاہری اعمال خوب اچھی طرح ادا ہوتے ہیں اور یہاں سے کوئی بے عقل یہ شبہ نہ کرے کہ ظاہری اعمال کی فقط اس وقت تک حاجت ہے جب تک کہ قلب کی حالت درست نہیں ہوتی۔ اور جب قلب درست ہو گیا تو پھر ظاہری اعمال کی کچھ حاجت نہیں خواہ کریں یا نہ کریں اس لئے کہ یہ عقیدہ کفر ہے اور وجہ اس کے باطل ہونے کی یہ ہے کہ جب قلب درست ہوگا تو وہ حتی المقدور ہر وقت اطاعت الٰہی میں مصروف رہے گا اور یہی علامت ہے اس کے درست ہونے کی کیونکہ مقصود اصلاح قلب سے یہی ہے کہ اطاعت الٰہی ہو اور اس کا شکر کیا جاوے اور پروردگار کی نافرمانی اور ناشکری نہ ہو،

1: یعنی بدن کا بادشاہ ۱۲۔

2: یعنی تمام اعضاء کا بادشاہ۔

3: گو فرض اس صورت میں بھی ذمہ سے ساقط ہو جاوے گا اور کچھ ثواب بھی ملے گا مگر گناہ ہوگا اور کمال ثواب سے محروم رہے گا ۱۲ منہ۔

اور نماز روزہ وغیرہ کا اطاعت الٰہی میں داخل ہونا بہت ظاہر ہے تو جب یہ طاعات چھوڑ دیں تو پھر قلب کہاں درست رہا۔ اگر درست رہتا تو شب و روز مثل اولیاء کرام اور انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے طاعت الٰہی میں ضرور مصروف رہتا کہ نعوذ باللہ کسی بے عقل اور احمق کو یہ وسوسہ ہو سکتا ہے کہ کسی کا قلب جناب سرور عالم ﷺ کے قلب مبارک سے بھی زیادہ صاف اور صالح ہے جو اس کو عبادت ظاہری کی حاجت نہیں۔ حضور ﷺ تو باوجود اکمل الکاملین اور افضل المرسلین ہونے کے اس قدر ظاہری اعمال میں مصروف ہوتے تھے جس سے دیکھنے والوں کو بھی رحم آتا تھا اور تاحیات یہی حالت رہی اور آپ کی یہ کیفیت حدیث کی کتابوں میں خوب اچھی طرح مذکور اور مشہور ہے خوب سمجھ لو لہٰذا مسلمانو! خوب سمجھ لو کہ جس طرح اعمال ظاہر یہ مثل صوم و صلوٰۃ وغیرہ کا ادا کرنا اور ان کے ادا کرنے کا طریقہ جاننا واجب ہے اسی طرح اعمال باطنیہ جیسے صوم و صلوٰۃ وغیرہ کا ریاء نمود وغیرہ سے محفوظ رکھنا یا کینہ و حسد اور غصب وغیرہ سے قلب کو صاف رکھنا اور ان اعمال کے ادا کرنے کا جاننا بھی واجب ہے جن میں بعض اعمال تو محض قلب سے تعلق رکھتے ہیں جیسے گناہ کا قصد کرنا، کینہ یا حسد کرنا اور اخلاص پیدا کرنا اور بعض میں قلب اور دیگر اعضاء بھی شریک ہیں جیسے صلوٰۃ و صوم و حج و صدقہ وغیرہ صرح بہ الامام الغزالیؒ واقرہ علیہ العلامۃ ابن عابدینؒ اور حدیث میں ہے۔ رکعتان من رجل ورع (ای متوقی الشبہات [۲]) افضل من الف رکعۃ من مخلط (ای لا یتقی الشبہات والظاہر ان المراد بالالف التکثیر لا التحدید) فرعن انس (قال الشیخ حدیث حسن لغیرہ) کذا فی العزیزی شرح الجامع الصغیر یعنی دو رکعت نماز ایسے پرہیزگار کی جو شبہ کی چیزوں سے بھی بچتا ہو، اس شخص کی ہزار رکعت نماز سے افضل ہے جو شبہ کی چیزوں سے نہ بچے۔ آہ ظاہر ہے کہ یہ فضیلت بغیر صفائی قلب اور اصلاح باطن کے میسر نہیں ہو سکتی جو امراض باطنی سے تندرست نہیں وہ تو واجبات بھی ٹھیک طور سے نہیں ادا کر سکتا۔ اور جو حرام چیزوں سے بچنے پر بھی پورا قادر نہیں، پھر مشتبہات چیزوں سے کیسے بچ سکتا ہے، جو اس کو یہ فضیلت میسر ہو۔ تقویٰ اور صفائی باطن کے ساتھ جو کچھ بھی عبادت ہوتی ہے وہ باقاعدہ اور مقبول ہوتی ہے اگرچہ وہ تھوڑی ہی کیوں نہ ہو۔ لہٰذا مسلمان کو لازم ہے کہ ظاہر و باطن کی کامل طور سے اصلاح کرے کہ یہی ذریعہ نجات کا ہے اور فقط ظاہری اعمال کو بغیر درستی باطن کے نجات کے لئے کافی نہ سمجھے۔ دیکھو اگر کوئی شخص بہت سی نمازیں پڑھے اور نیت یہ ہو کہ لوگ ہم کو بزرگ سمجھیں اور ہماری تعریف کریں تو کیا وہ عذاب سے بچ جائے گا حالانکہ نماز تو ایسی چیز ہے کہ اگر کوئی اس کو باقاعدہ اور اخلاص سے محض اللہ تعالیٰ کے لئے ادا کرے تو اس عذاب سے بھی بچ جاوے جو ترک نماز پر ہوتا ہے اور ثواب بھی حاصل ہو۔ مگر افسوس کہ اس شخص نے بوجہ مرض ریاء (دکھلاوا) اور حب ثناء (تعریف چاہنے) کے اس نماز کو برباد کر دیا۔ پس اس کو چاہئے کہ اپنے ان امراض کا علاج کرے ورنہ عنقریب سخت ہلاکی میں مبتلا ہو جائے گا کیونکہ جب مرض بڑھتا رہے گا اور علاج ہوگا نہیں ظاہر ہے کہ انجام ہلاکت ہوگا۔ بھائیو جب تم بیمار ہو اور تمہارا جسم مریض ہو تو کیا یہ گوارا کرو گے کہ مرض میں مبتلا رہو اور باوجود قدرت کے علاج نہ کرو۔ یہاں تک کہ وہ مرض تم کو ہلاک کر دے ہرگز نہیں گوارا کر سکتے حالانکہ اس مرض سے جو تکلیف ہوگی وہ جسمانی تکلیف اور پھر وہ بھی چند روز دنیا ہی میں ہے۔ پس جب یہ گوارا نہیں تو روحانی امراض میں مبتلا رہنا جس کی وجہ سے ایسی جگہ تکلیف ہو جہاں ہمیشہ رہنا ہے گوارا کرنا عقل سلیم کے بالکل خلاف ہے۔ لہٰذا ہر انسان کو لازم ہے کہ جسم و قلب ظاہر و باطن کی خوب اصلاح کرے اور عقل سلیم سے کام لے کر فلاح دارین کو اپنا قبلہ مقصود سمجھے خوب کہا ہے۔

کیا وہ دنیا جس میں ہو کوشش نہ دیں کے واسطے
واسطے واں کے بھی کچھ یا سب یہیں کے واسطے

[۱]: و لنعم ما اجادت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فی قولہا۔

یا من لا یشبع من خبز الشعیر — بیا من اختار الحصیر علی السریر
یا من لم ینم اللیل کلہ — من خوف عذاب رب السعیر

[۲]: و کذلک جاء تفسیر الورع فی الحدیث ۱۲۔

حدیث میں ہے عن النعمان بن بشیر مرفوعافی حدیث طویل الا وان فی الجسد مضغة اذا صلحت صلح الجسد کله واذا فسدت فسد الجسد کله الا وھی القلب (متفق علیه) یعنی فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ نے خبر دار ہو اس بات سے کہ بدن میں ایک جزو (اور وہ ایک بوٹی) ہے جب وہ درست ہوتا ہے تو تمام بدن درست ہوتا ہے اور جب وہ جزو فاسد ہو جاتا ہے تو تمام بدن فاسد اور خراب ہو جاتا ہے اور آگاہ رہو کہ وہ جزو دل ہے۔ اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے مطلب اس حدیث کا یہ ہے کہ اعضاء کی درستی اور اطاعت خداوندی بجالانا موقوف ہے قلب کی درستی پر کیونکہ قلب سلطان البدن ہے اور رعیت کی اصلاح موقوف ہوتی ہے سلطان کے صالح ہونے پر، سو اعضاء نیک کام جب ہی کریں گے جبکہ قلب صالح ہو۔ لہذا اصلاح قلب میں کوشش کرنا واجب قرار پایا اس طور کہ اطاعت خداوندی واجب ہے خواہ وہ اطاعت فقط قلب سے تعلق رکھتی ہو یا اس میں قلب کے ساتھ اعضاء و جوارح کا بھی دخل ہو اور اطاعت کا صحیح اور مقبول ہونا موقوف ہے صلاحیت قلب پر، نتیجہ یہ نکلا کہ اصلاح قلب واجب ہے خوب سمجھ لو۔ دیکھئے شریعت نے ایسی حالت میں جب کہ انسان کو بھوک کی خواہش ہو اور اس حالت میں نماز پڑھنے سے طبیعت پریشان ہو تو یہ حکم دیا ہے کہ ایسی حالت میں نماز پڑھنا مکروہ ہے بلکہ پہلے کھانا کھالو پھر نماز پڑھو بشرطیکہ نماز کا وقت فوت نہ ہو جاوے تو اس میں حکمت یہ ہے کہ مقصود عبادت سے حق تعالیٰ کے سامنے حاضری اور اظہار عبدیت ہے اس طرح کہ ظاہر و باطن اس کے کام میں مشغول ہوں اور غیر اللہ تعالیٰ کی طرف حتی الامکان توجہ نہ رہے اور جب بھوک لگی ہوگی تو گو ظاہر بدن نماز میں مشغول ہوگا لیکن قلب پریشان ہوگا۔ اور یہی دل چاہے گا کہ جلدی سے نماز سے فارغ ہو جاویں تاکہ جلد کھانا مل جاوے پس حق تعالیٰ کے سامنے جس طرح حاضری چاہئے تھی اس میں بہت بڑا خلل واقع ہوگا۔ اس واسطے ایسی حالت میں نماز کو مکروہ کہا گیا جس سے یہ معلوم ہو گیا کہ اصل محل نظر خداوندی قلب ہے اور شریعت مقدسہ نے اس کی اصلاح کا بہت بڑا انتظام کیا ہے، بزرگان دین نے اصلاح قلب کے لئے برسوں مجاہدے اور ریاضتیں کی ہیں۔ اس مختصر رسالے میں بوجہ خوف طوالت زیادہ مضمون نہیں لکھا گیا ورنہ کتابیں کی کتابیں اس فن کی موجود ہیں۔ اگر ان کتابوں کا خلاصہ بھی لکھا جاوے تو ایک بڑی ضخامت کی کتاب ہو جاوے۔ اس حدیث سے قلب کی اصلاح کی بہت بڑی تاکید ثابت ہوتی ہے کہ مدار اصلاح طاعت قلب ہی پر رکھا گیا۔ حدیث میں ہے۔ عن ابن عباس مرفوعا قال رکعتان مقتصدتان خیر من قیام لیلة والقلب ساہ رواہ ابن ابی الدنیا فی التفکر کذا فی کنز العمال۔ یعنی فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ نے کہ دو رکعت نماز درمیانی طور پر پڑھنا بہتر ہے رات بھر نماز پڑھنے سے ایسی حالت میں کہ قلب غافل ہو۔ اس حدیث کو ابن ابی الدنیا نے تفکر میں روایت کیا ہے (مطلب یہ ہے) کہ اگر کوئی شخص دو ۲ رکعت نماز پڑھے اور درمیانی طور پر ادا کرے اس طرح کہ اس کے فرائض و واجبات اور سنن کو حضور قلب کے ساتھ ادا کرے گو طویل قراۃ وغیرہ نہ ہو ایسی دو رکعتیں نہایت عمدہ اور مقبول ہیں۔ رات بھر غفلت قلب کے ساتھ نماز پڑھنے سے اس حدیث سے اہتمام قلب کی کس قدر تاکید معلوم ہوتی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ فی الحقیقت فعل کی کیفیت دیکھی جاتی ہے کہ کیسا کام کیا۔ اور کمیت مطلوب نہیں ہے کہ کتنا کام کیا۔ اگرچہ تھوڑا ہی کام ہو مگر باقاعدہ اور عمدہ ہو تو وہ حق تعالیٰ کے یہاں محبوب اور مقبول ہے۔ اور اگر بہت سا کام ہو لیکن بے قاعدہ اور بے ضابطہ غفلت سے ہو وہ ناپسند ہے خوب سمجھ لو۔

ما نصیحت بجائے خود کردیم ۔۔۔ روزگارے دریں بسر بردیم
گر نیاید بگوش رغبت کس ۔۔۔ بر رسولاں بلاغ باشد و بس

ضمیمہ ثانیہ

اصلی بہشتی زیور حصہ ہفتم

از تسہیل قصد السبیل

باب ۱۳۸ عام عورتوں کو نصیحت

شرک کی باتوں کے پاس مت جاؤ۔ اولاد کے ہونے یا زندہ رہنے کے لئے ٹونے ٹوٹکے مت کرو۔ فال مت کھلواؤ فاتحہ نیاز ولیوں کی مت کرو۔ بزرگوں کی منت مت مانو۔ شب برات، محرم، عرفہ، تبارک کی روٹی، تیرہ تیزی کی گھونگھنیاں کچھ مت کرو۔ جس سے شرع میں پردہ ہے چاہے وہ پیر ہو اور چاہے وہ کیسا ہی نزدیک کا ناتہ دار ہو جیسے جیٹھ، خالہ کا یا پھوپھی کا یا ماموں کا بیٹا، یا بہنوئی یا نندوئی یا منہ بولا بھائی یا منہ بولا باپ ان سب سے خوب پردہ کرو۔ خلاف شرع لباس مت پہنو جیسے کلیوں دار پائجامہ یا ایسا کرتہ جس میں پیٹ، پیٹھ یا کلائی یا بازو کھلے ہوں یا ایسا باریک کپڑا جس میں بدن کے یا سر کے بال جھلکتے ہوں یہ سب چھوڑ دو۔ لانبی آستینوں کا اور نیچا اور موٹے کپڑے کا کرتہ بناؤ اور ایسے ہی کپڑے کا دوپٹہ ہو۔ اور دھیان کر کے سر پر سے مت ہٹنے دو۔ ہاں اگر گھر میں خالی عورتیں ہوں یا اپنے ماں باپ حقیقی بھائی وغیرہ کے سوا گھر میں کوئی اور نہ ہو تو اس وقت سر کھولنے میں ڈر نہیں۔ کسی کو جھانک تاک کر مت دیکھو۔ بیاہ۔ شادی۔ مونڈن۔ چلہ۔ چھٹی۔ ختنہ۔ عقیقہ۔ منگنی چوتھی وغیرہ میں کہیں مت جاؤ۔ نہ اپنے یہاں کسی کو بلاؤ۔ کوئی کام نام کے واسطے مت کرو۔ کوسنے اور طعنہ دینے اور غیبت سے زبان کو بچاؤ۔ پانچوں وقت نماز اول وقت پر پڑھو۔ اور جی لگا کر تھام تھام کر پڑھو۔ رکوع سجدہ اچھی طرح کرو۔ ایام ماہواری سے جب پاک ہو خوب خیال رکھو کسی وقت کی نماز ایام بند ہونے کے بعد نہ رہ جائے۔ اگر تمہارے پاس زیور، گوٹہ، لچکا وغیرہ ہو تو حساب کر کے زکوۃ نکالو۔ بہشتی زیور پڑھا کرو یا سن لیا کرو اور اس پر چلا کرو۔ خاوند کی تابعداری کرو۔ اس کا مال اس سے چھپا کر خرچ مت کرو۔ گانا کبھی مت سنو۔ اگر تم قرآن پڑھی ہوئی ہو تو روزانہ قرآن پڑھا کرو۔ جو کتاب پڑھنے یا دیکھنے کے لئے مول لینا ہو پہلے کسی عالم کو دکھلا لو۔ اگر وہ صحیح اور معتبر بتلا دیں تو خریدو ورنہ مت لو۔ جہاں رسم رسوم کی مٹھائی وغیرہ تقسیم ہوتی ہو وہاں مت جاؤ اور نہ بانٹنے میں شریک ہو۔

باب ۱۳۹ خاص ذکر و شغل کرنے والوں کو نصیحت

اوپر کی نصیحتیں دیکھ لو۔ ہر بات میں رسول اللہ ﷺ کے طریقے پر چلنے کا اہتمام کرو۔ اس سے دل میں گہرا نور پیدا ہوتا ہے۔ اگر کوئی شخص کوئی بات تمہاری طبیعت کے خلاف کرے تو صبر کرو۔ جلدی سے کچھ کہنے سننے مت لگو خاص کر غصے کی حالت میں سنبھلا کرو۔ کبھی اپنے کو صاحب کمال مت سمجھو۔ جو بات زبان سے کہنا چاہو پہلے سوچ لیا کرو۔ جب خوب اطمینان ہو جاوے کہ اس میں کوئی خرابی نہیں اور یہ بھی معلوم ہو جاوے کہ اس میں کوئی دین یا دنیا کی ضرورت ہے یا فائدہ ہے اس وقت زبان سے نکالو۔ کسی بڑے آدمی کی بھی بڑائی نہ کرو، نہ سنو کسی ایسے درویش پر جس پر کوئی حال درویشی کا غالب ہو اور وہ کوئی بات تمہارے خیال میں دین کے خلاف کرتا ہو اس پر طعنہ[1] مت کرو کسی مسلمان کو اگرچہ وہ گنہگار یا چھوٹے درجے کا ہو حقیر مت سمجھو۔ مال و عزت کی طمع و حرص مت کرو۔ تعویذ گنڈوں کا شغل مت رکھو۔ اس سے عام لوگ گھیرتے ہیں۔ جہاں تک ہو سکے ذکر کرنے والوں کے ساتھ رہو اس سے دل میں نور اور ہمت اور شوق بڑھتا ہے۔ دنیا کا کام بہت مت بڑھاؤ۔ بے ضرورت سامان جمع مت کرو۔ جہاں تک ہو سکے تنہا رہا کرو۔ بے فائدہ اور بے ضرورت لوگوں سے

---

[1] کیونکہ تمہارا اس میں کچھ نفع نہیں بلکہ بعض دفعہ گناہ ہوتا ہے ایسے شخص سے علیحدہ رہنا چاہئے بعض دفعہ اس کے ساتھ رہنے سے نقصان ہو جاتا ہے نہ اس کو برا کہو کہ اس میں تمہارا کوئی دینی فائدہ نہیں بلکہ بعض وقت غیبت کا گناہ ہو گا۔ اور نہ اس کی باتوں پر عمل کرو نہ اس کے پاس بیٹھو یہ بھی مضر ہے پس الگ رہو نہ دوستی کرو نہ دشمنی ۱۲۔

زیادہ مت ملو۔ اور جب ملنا ہو خوش خلقی سے ملو۔ اور جب کام ہو جاوے فوراً ان سے الگ ہو جاؤ۔ خاص کر جان پہچان والوں سے بہت بچو۔ یا تو اللہ والوں کی صحبت ڈھونڈو یا ایسے معمولی لوگوں سے ملو جن سے جان پہچان نہ ہو۔ ایسے لوگوں سے نقصان کم ہوتا ہے۔ اگر تمہارے دل میں کوئی کیفیت پیدا ہو۔ یا کوئی علم عجیب آوے اپنے پیر کو اطلاع کرو۔ اپنے پیر سے کسی خاص شغل کی درخواست مت کرو۔ ذکر سے جو اثر پیدا ہو سوائے پیر کے کسی سے مت کہو۔ بات کو نباہ مت کرو بلکہ جب تم کو اپنی غلطی معلوم ہو جاوے فوراً اقرار کرلو۔ ہر حالت میں اللہ پر بھروسہ رکھو۔ اسی سے اپنی حاجت عرض کیا کرو اور دین پر قائم رہنے کی درخواست کرو۔

والسلام

حصہ ہفتم اصلی مدلل و مکمل بہشتی زیور مع ضمائم قدیمہ و جدیدہ ختم ہوا۔ ۱۳۶۹ھ

اس ساتویں حصے کی اجمالی حالت اور اس کے پڑھانے کا دستور العمل

نمبر ۱ اس حصہ میں کچھ مضامین آداب اعمال کے متعلق ہیں۔

نمبر ۲ زیادہ مضامین اصلاح قلب کے متعلق ہیں جس کو تصوف اور درویشی کہتے ہیں اور یہ سب بھی شرع کے اور حکموں کی طرح ضروری ہیں ان سے بے پروائی نہ برتنا چاہئے۔

نمبر ۳ اگرچہ چھٹا پانچواں حصہ لڑکیوں کی سمجھ میں آنا مشکل ہو تو تیسرے حصہ کے بعد یہ پڑھادیا جائے اور چھٹے حصہ میں بھی اختیار ہے چاہے اس سے پہلے پڑھاویں چاہے اس کے پیچھے پڑھاویں۔

نمبر ۴ پڑھنے والی جو بات یا جو کام اس حصے کے مضمون کے خلاف کرے خواہ پڑھانے والی خواہ ساتھ کی کوئی پڑھنے والی اس کو فوراً ٹوک دے کہ تو نے پڑھا یوں ہے اور پھر اس کے خلاف کرتی ہے اس ٹوکنے سے اس کو یاد آجائے گا اور پھر یاد رہے گا۔

نمبر ۵ اور خود پڑھانے والا بھی اس پر عمل کرے اس کا بڑا ثواب ہے۔

نمبر ۶ اگر اس کو بھی شروع سے لڑکیاں تختی یا کاغذ پر روز لکھ لیا کریں تو خط بھی صاف ہو جاوے اور کتاب کے مضامین بھی خوب ذہن میں آجاویں لیکن اگر کسی موقع پر لکھنا سیکھنا مصلحت کے خلاف ہو تو پھر لڑکی لکھنا نہ سیکھے کیونکہ آبرو سے زیادہ پیاری چیز نہیں۔

نمبر ۷ اگر ان پڑھ عورتوں کو یہ حصہ پڑھ پڑھ کر سنایا کریں تو ان کا دل اور عادتیں بھی سنور جائیں۔ بلکہ پڑھنے والیوں کو بھی تاکید چاہئے کہ ہمیشہ آموختہ سمجھ کر پھیرا کریں تو نصیحت ہمیشہ تازہ ہوتی رہے۔

نمبر ۸ مناسب ہے کہ ایک وقت معین کر کے سب آدمی اپنے گھر کے لوگوں کو یہ رسالہ پڑھ کر سنایا کریں۔ تاکہ جو ان پڑھ ہیں ان کو بھی نفع ہو۔

محمد اشرف علی عفی عنہ

فائدہ: کبھی اپنی بات کی پیروی اور پیچ مت کیا کرو ۱۲ شبیر علی۔

فہرست مضامین اصلی مدلل و مکمل بہشتی زیور حصہ ہشتم

دارالاشاعت، اردو بازار، کراچی

اصلی بہشتی زیور کا آٹھواں حصہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نیک بیبیوں کے حال میں

۱: پڑھنے والیوں کی دین کی ہمت بڑھانے کے واسطے

اس بیان سے پہلے برکت کے واسطے پیغمبر ﷺ کا تھوڑا سا ذکر کیا جاتا ہے تاکہ پڑھنے والیاں اپنے پیغمبر ﷺ کو اور آپ کی عادتوں کو بھی کچھ جان لیں جس سے انکو محبت پیدا ہو اور پیروی کریں اور یہ بھی بات ہے کہ ان سب کو نیکی کی دولت آپ ہی کی برکت سے ملی ہے۔ پہلی امت کی بیبیوں کو تو آپ کے نور[1] سے اور اس امت کی بیبیوں کو آپ کی شرع سے۔ اس واسطے پہلے آپ کا ذکر لکھ کر پھر بیبیوں کا حال شروع ہو گا۔

۲: پیغمبر ﷺ کی پیدائش اور وفات وغیرہ کا بیان

آپ کا مشہور نام مبارک محمد (ﷺ) ہے آپ کے والد کا نام عبد اللہ ہے اور ان کے والد کا نام عبد المطلب اور ان کے والد کا نام ہاشم اور ان کے والد کا نام عبد مناف۔ آپ کی والدہ کا نام آمنہ ہے اور ان کے والد کا نام وہب اور ان کے والد کا نام عبد مناف اور ان کے والد کا نام زہرہ۔ اور یہ عبد مناف اور ہیں۔ اور پیر کے روز ربیع الاول کے مہینے میں جس[2] سال ایک کافر[3] بادشاہ ہاتھی لے کر کعبہ پر اس کے ڈھانے کے واسطے چڑھ آیا تھا آپ پیدا ہوئے۔ اور آپ پانچ سال اور دو روز کے تھے اس وقت آپ کی[4] دودھ پلائی نے آپ کو آپ کی والدہ کے پاس پہنچادیا۔ جب آپ چھ سال کے ہو گئے آپ کی والدہ آپ کو ہمراہ لے کر آپ کے دادا کی ننہیال بنی نجار[5] میں گئیں اور ایک مہینے کے بعد لوٹتے ہوئے مقام ابواء (نام جگہ) میں انتقال کر گئیں۔ ام ایمن بھی ساتھ تھیں وہ آپ کو مکہ میں لائیں۔ اور آپ کے والد آپ کو حمل میں چھوڑ کر انتقال کر گئے تھے۔ آپ کو آپ کے داد عبد المطلب نے پرورش (پالنا) کرنا شروع کیا پھر آپ کے دادا کا انتقال ہو گیا آپ کے چچا ابو طالب نے آپ کو پرورش کیا اور وہ آپ کو شام کی طرف تجارت کے لئے لے چلے تھے[(1)] راہ میں بحیرا (نام راہب) نے جو نصاریٰ کا عالم اور درویش تھا آپ کو دیکھا اور آپ کے چچا سے تاکید کی کہ آپ کی حفاظت کرو یہ نبی ہیں اور آپ کو مکہ واپس کر دیا پھر آپ خود حضرت خدیجہ[6] کا مال تجارت لے کر شام کو چلے، راہ میں نسطورا (نام راہب) نے جو کہ عالم اور درویش نصاریٰ کا تھا آپ کے نبی ہونے کی گواہی دی۔ اور جب آپ لوٹے تو حضرت خدیجہؓ سے آپ کی شادی ہو گئی اس وقت آپ کی عمر پچیس برس کی تھی اور حضرت خدیجہؓ چالیس برس کی تھیں۔ پھر چالیس

۱: یعنی آپ کے نور کی برکت سے کیونکہ تمام مخلوق کا وجود آپ ہی کے باعث ہوا ہے ۱۲۔

۲: مورخین نے لکھا ہے کہ یہ واقعہ ۲۰ اپریل ۵۷۱ء میں ہوا ہے ۱۲۔

۳: اس کا نام ابرہہ تھا ۱۲۔

۴: ان کا نام حلیمہ سعدیہ تھا ۱۲۔

۵: بفتح نون و تشدید جیم وفتح آن ایک قبیلہ کا نام ہے ۱۲۔

۶: بفتح خا و کسر دال و سکون یا و فتح جیم یہ حضور ﷺ کی زوجہ کا نام ہے ۱۲۔

(۱) یعنی سرحد شام اور ملک عرب کے درمیان جگہ ہے جس کا بصری نام ہے ۱۲۔

برس کی عمر میں آپ کو نبوت ملی اور آپ باون یا ترپن برس کے تھے کہ آپ کو معراج ہوئی۔ نبوت کے بعد تیرہ برس آپ مکہ میں رہے۔ پھر جب کافروں نے بہت دق کیا خدائے تعالیٰ کے حکم سے آپ مدینہ چلے گئے اور دوسرا برس مدینے آئے ہوئے تھا کہ بدر کی لڑائی ہوئی پھر اور لڑائیاں ہوئیں۔ سب چھوٹی بڑی ملا کر پینتیس ۳۵ ہوئیں۔ اور مشہور نکاح آپ کے گیارہ ۱۱ بیبیوں سے ہوئے جن میں دو ۲ تو آپ کے روبرو انتقال کر گئیں۔ ایک تو حضرت خدیجہؓ دوسری حضرت زینبؓ خزیمہ کی بیٹی۔ اور نو ۹ کو چھوڑ کر آپ نے وفات فرمائی۔

۱:	حضرت سودہؓ	۲:	حضرت عائشہؓ	۳:	حضرت حفصہؓ
۴:	حضرت ام سلمہؓ	۵:	حضرت زینبؓ جحش کی بیٹی	۶:	حضرت ام حبیبہؓ
۷:	حضرت جویریہؓ	۸:	حضرت میمونہؓ	۹:	حضرت صفیہؓ

اور آپ کی اولاد چار لڑکیاں تھیں سب میں بڑی حضرت زینب اور ان سے چھوٹی حضرت رقیہ اور ان سے چھوٹی حضرت ام کلثوم سب سے چھوٹی، حضرت فاطمہ یہ سب حضرت خدیجہؓ سے ہیں۔ اور تین ۳ یا چار ۴ یا پانچ ۵ لڑکے تھے۔

(۱) حضرت قاسمؓ (۲) حضرت عبداللہؓ (۳) حضرت طیبؓ اور (۴) حضرت طاہرؓ۔ یہ حضرت خدیجہؓ سے ہیں۔ اور ایک (۵) حضرت ابراہیمؓ یہ حضرت ماریہؓ سے ہیں جو آپ کی باندی تھیں اور ان کا مدینہ میں شیر خوارگی (دودھ پینے) کی حالت میں انتقال ہو گیا تھا۔ اس طرح تو پانچ ہوئے۔

اور بعضوں نے کہا ہے کہ عبداللہ کا نام طیب بھی ہے تو اس طرح چار ہوئے اور بعضوں نے کہا ہے کہ طیب بھی ان ہی عبداللہ کا نام ہے اور طاہر بھی۔ تو اس طرح تین ہوئے اور حضرت عبداللہ نبوت کے بعد پیدا ہوئے اور مکہ ہی میں انتقال کر گئے اور باقی لڑکے نبوت سے پہلے ہی انتقال کر گئے۔ اور آپ مدینہ میں دس برس تک رہے۔ پھر بدھ کے روز صفر کے مہینے کے دو دن رہے تھے آپ بیمار ہوئے اور ربیع الاول کی بارہ تاریخ پیر کے روز چاشت کے وقت تریسٹھ ۶۳ سال کی عمر میں وفات فرما گئے اور منگل کے دن دوپہر ڈھلے دفن کئے گئے اور بعضوں نے کہا کہ منگل کا دن گذر کر رات آ گئی تھی۔ اور یہ دیر اس لئے ہوئی کہ صحابہ غم و صدمہ سے ایسے پریشان تھے کہ کسی کا ہوش درست نہیں تھا۔ اور حضرت پیغمبر ﷺ کی بیٹیوں میں سے حضرت زینب کے ایک لڑکا پیدا ہوا علی اور ایک لڑکی امامہ دونوں کی نسل نہیں چلی۔ حضرت رقیہ کے ایک لڑکا ہوا عبداللہ چھ سال کا انتقال کر گیا۔ اور حضرت ام کلثومؓ کی کچھ اولاد نہیں ہوئی اور حضرت فاطمہؓ کے حسنؓ حسینؓ اور ان کی اولاد بہت کثرت سے پھیلی۔

۳: پیغمبر ﷺ کے مزاج و عادت کا بیان

آپ دل کے بڑے سخی تھے کسی سوالی سے "نہیں" کبھی نہیں کی اگر ہوا دے دیا نہ ہوا تو نرمی سے سمجھا دیا دوسرے وقت دینے کا وعدہ کر لیا، آپ بات کے بڑے سچے تھے۔ آپ کی طبیعت بہت نرم تھی، سب باتوں میں سہولت اور آسانی برتتے، اپنے پاس اٹھنے بیٹھنے والوں کا بڑا خیال رکھتے کہ ان کو کسی طرح کی اپنے سے تکلیف نہ پہنچے۔ یہاں تک کہ اگر رات کو اٹھ کر باہر جانا ہوتا تو بہت ہی آہستہ جوتی پہنتے، بہت ہلکے سے کواڑ کھولتے، بہت آہستہ چلتے اور اگر گھر میں تشریف لاتے اور گھر والے سوتے تو بھی سب کام چپکے چپکے کرتے کبھی کسی سوتے کی نیند خراب نہ ہو جائے ہمیشہ نیچی نگاہ زمین کی طرف رکھتے خود بہت سے آدمیوں کے ساتھ چلتے تو اوروں سے پیچھے رہتے جو سامنے آتا اس کو پہلے خود سلام کرتے، جب بیٹھتے تو بہت عاجزی کی صورت بنا کر، جب کھانا کھاتے تو بہت ہی غریبوں کی طرح بیٹھ کر، پیٹ بھر کر کھانا نہیں کھایا، کبھی چپاتی نہیں کھائی، تکلف کی تشتریوں میں کبھی نہیں کھایا، ہر وقت خدائے تعالیٰ کے خوف سے غمگین سے رہتے، ہر وقت اسی سوچ میں لگے رہتے، اسی دھن میں کسی کروٹ چین نہ آتا، زیادہ وقت خاموش رہتے، بدون ضرورت کے کلام نہ فرماتے، جو بولتے تو ایسا صاف کہ

۱: یعنی آپ جاگتے میں مع اپنے جسم کے آسمان پر تشریف لے گئے اور وہاں کی سیر کی ۱۲۔

۲: مدینہ منورہ سے تقریباً اسی ۸۰ میل کے فاصلہ پر ایک کنویں کا نام بدر ہے اور اس کے نام سے ایک گاؤں کی آبادی بھی ہے یہ عظیم الشان جہاد اسی سرزمین پر ہوا ہے ۱۲۔

دوسرا آدمی خوب سمجھ لے۔ آپ کی بات نہ تو اتنی لمبی ہوتی کہ ضرورت سے زیادہ اور نہ اس قدر کم ہوتی کہ مطلب بھی سمجھ میں نہ آوے، بات میں ذرا سختی نہ تھی نہ برتاؤ میں کسی طرح کی سختی تھی، اپنے پاس آنے والے کی بے قدری اور ذلت نہ کرتے تھے، کسی کی بات نہ کاٹتے تھے، البتہ اگر شرع کے خلاف کوئی بات کرتا تو یا تو منع فرمادیتے یا وہاں سے خود اٹھ جاتے، خدا کی نعمت کیسی ہی چھوٹی کیوں نہ ہو آپ اس کو بہت بڑا سمجھتے تھے کبھی اس میں عیب نہ نکالتے تھے کہ اس کا مزہ اچھا نہیں ہے، یا اس میں بدبو آتی ہے البتہ جس چیز کو دل نہ لیتا اس کو خود نہ کھاتے اور نہ اس کی تعریف کرتے نہ اس میں عیب نکالتے۔ دنیا کی کیسی ہی بات ہو اس کی وجہ سے آپ کو غصہ نہ آتا مثلاً کسی کے ہاتھ سے نقصان ہو گیا، کسی نے کوئی کام بگاڑ دیا، یہاں تک کہ حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ میں نے دس برس تک آپ کی خدمت کی اس دس برس میں میں نے جو کچھ کر دیا اس کو یوں نہیں فرمایا کہ کیوں کیا اور جو نہیں کیا اس کو یوں نہیں پوچھا کہ کیوں نہیں[1] کیا۔ البتہ اگر کوئی بات خلاف دین کے ہو جاتی تو اس وقت آپ کے غصہ کی کوئی تاب نہ لا سکتا تھا۔ اپنے ذاتی معاملہ میں آپ نے غصہ نہیں کیا۔ اگر کسی سے ناراض ہوتے تو صرف منہ پھیر لیتے۔ یعنی زبان سے کچھ سخت وسست نہ فرماتے، اور جب خوش ہوتے تو نیچی نگاہ کر لیتے شرم اس قدر تھی کہ کیا کنواری لڑکی کو ہو گی۔ بڑی ہنسی آتی تو یوں ہی ذرا مسکرا دیتے یعنی آواز سے نہ ہنستے، سب میں ملے جلے رہتے، یہ نہیں کہ اپنی شان بنا کر لوگوں سے کھنچنے لگیں بلکہ کبھی کبھی کسی کا دل خوش کرنے کو ہنسی مذاق بھی فرما لیتے، اس میں بھی وہی بات فرماتے جو سچی ہوتی نفلیں اس قدر پڑھتے کہ کھڑے کھڑے دونوں پاؤں سوج جاتے۔ جب قرآن شریف پڑھتے یا سنتے تو خدا کے خوف اور محبت سے روتے۔ عاجزی اس قدر مزاج میں تھی کہ اپنی امت کو حکم فرمایا کہ مجھ کو بہت مت بڑھا دینا۔ اور اگر کوئی غریب ماما اصیل[2] آ کر کہتی کہ مجھ کو آپ سے الگ کچھ کہنا ہے، آپ فرماتے، اچھا کہیں سڑک پر بیٹھ کر کہہ لے، وہ جہاں بیٹھ جاتی آپ بھی وہیں بیٹھ جاتے۔ کوئی بیمار ہو امیر یا غریب اس کو پوچھتے کسی کا جنازہ ہوتا آپ اس پر تشریف لاتے، کیسا ہی کوئی غلام تلام دعوت کر دیتا آپ قبول فرما لیتے، اگر کوئی جو کی روٹی اور بدمزہ چربی کی دعوت کرتا آپ اس سے بھی عذر نہ فرماتے زبان سے کوئی بیکار بات نہ نکلتی۔ سب کی دلجوئی کرتے، کوئی ایسا برتاؤ نہ فرماتے جس سے کوئی گھبرا دے، ظالم موذیوں کی شرارت سے خوش تدبیری کے ساتھ اپنا بچاؤ بھی کرتے مگر ان کے ساتھ اسی خندہ پیشانی اور خوش اخلاقی کے ساتھ پیش آتے، آپ کے پاس حاضر ہونے والوں میں اگر کوئی نہ آتا اسکو پوچھتے، ہر کام کو ایک قاعدہ سے کرتے۔ یہ نہیں کہ کبھی کچھ کر دیا کبھی کسی طرح کر لیا، جب اٹھتے خدا کی یاد کرتے، جب بیٹھتے خدا کی یاد کرتے، جب کسی محفل میں تشریف لے جاتے تو جہاں تک آدمی بیٹھے ہیں اس کے کنارے پر بیٹھ جاتے، یہ نہیں کہ سب کو پھاند کر بڑی جگہ جا کر بیٹھیں۔ اگر بات کرنے کے وقت کئی آدمی ہوتے تو باری باری سب کی طرف منہ کر کے بات کرتے، یہ نہیں کہ ایک طرف تو توجہ ہے دوسروں کو دیکھتے بھی نہیں، سب کے ساتھ ایسا برتاؤ کرتے کہ ہر شخص یوں سمجھتا کہ مجھے سب سے زیادہ چاہتے ہیں، اگر کوئی پاس آ کر بیٹھتا یا بات شروع کرتا اس کی خاطر سے بیٹھے رہتے، جب پہلے وہی اٹھ جاتا تو آپ اٹھتے۔ آپ کے اخلاق سب کے ساتھ عام تھے۔ گھر میں جا کر آرام کے لئے مسند پر تکیہ لگا کر بیٹھتے تھے، گھر کے بہت سے کام اپنے ہاتھ سے کر لیتے، کبھی بکری کا دودھ نکال لیا کبھی اپنے کپڑے صاف کر لئے، اپنا کام اکثر اپنے ہاتھ سے کر لیا کرتے، کیسا ہی برے سے برا آدمی آپکے پاس آتا اس سے بھی مہربانی سے ملتے اسکی دل شکنی نہ فرماتے غرض سارے آدمیوں سے زیادہ آپ ہی خوش اخلاق تھے۔ اگر کسی سے کوئی ناپسند بات ہو جاتی تو کبھی اسکے منہ در منہ نہ جتلاتے نہ طبیعت میں سختی تھی اور نہ کبھی سختی کی صورت میں بناتے جیسے بعضوں کی عادت ہوتی ہے کہ کسی کے ڈرانے دھمکانے کو جھوٹ موٹ غصہ کی صورت بنا کر ویسی ہی باتیں کرنے لگتے ہیں نہ آپ کی عادت چلانے کی تھی، جو کوئی آپ کے ساتھ برائی کرتا آپ کبھی اسکے ساتھ برائی نہ کرتے بلکہ معاف اور درگذر فرمادیا کرتے، کبھی اپنے ہاتھ سے کسی غلام کو، خدمتگار کو،

---

[1] اور بعضی روایات میں بسند عبدالرزاق یہ بھی آیا ہے کہ حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ جب کبھی حضور ﷺ کے بعضے گھر والے (کسی خطا پر) مجھے ملامت کرتے تو حضور ان کو منع فرماتے اور فرماتے کہ جو کچھ تقدیر میں تھا وہ ہو گیا ۱۲ کنز العمال۔

[2] ماما اصیل یعنی خدمت کرنے والی ۱۲۔

عورت کو، بلکہ کسی جانور تک کو بھی نہیں مارا اور شریعت کے حکم سے سزا دینا اور بات ہے اگر آپ پر کوئی زیادتی کرتا تو اس کا بدلہ نہ لیتے، ہر وقت ہنس مکھ رہتے، اور ناک بھوؤں کو نہ چڑھاتے، اور یہ مطلب نہیں کہ بے غم رہتے کیونکہ اوپر آچکا ہے کہ ہر وقت غم اور سوچ میں رہتے۔ مزاج بہت نرم تھا نہ بات میں سختی نہ برتاؤ میں سختی نہ بیا کی تھی کہ جو چاہا پھٹ سے کہہ دیا نہ کسی کا عیب بیان کرتے نہ کسی چیز کے دینے میں دریغ فرماتے ان خصلتوں کی ہوا بھی نہ لگی تھی جیسے اپنی بڑائی کرنا۔ کسی سے عشا بخشی لگانا، جس بات میں کوئی فائدہ نہ ہو اس میں لگنا نہ کسی کی برائی کرتے نہ کسی کے عیب کی کھود کرید کرتے اور وہی بات منہ سے نکالتے جس میں ثواب ملا کرتا ہے، کوئی باہر کا پردیسی آجاتا اور بول چال میں پوچھنے پاچھنے میں بے تمیزی کرتا آپ اس کی سہار فرماتے، کسی کو اپنی تعریف نہ کرنے دیتے۔ اور حدیثوں میں بڑی اچھی اچھی باتیں لکھیں ہیں۔ جتنی ہم نے بتلادی ہیں اگر عمل کرو یہ بھی بہت ہیں۔ اب نیک بیبیوں کے حال سنو۔

۱: حضرت حوا علیہا السلام کا ذکر ۱

یہ حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی بی بی اور تمام دنیا کے آدمیوں کی ماں ہیں، اللہ تعالیٰ نے انکو اپنی کامل قدرت سے حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی بائیں پسلی سے پیدا کیا اور پھر ان کے ساتھ نکاح کر دیا اور جنت میں رہنے کو جگہ دی اور وہاں ایک درخت تھا اس کے کھانے کو منع کر دیا۔ انہوں نے غلطی سے شیطان کے بہکانے میں آکر اس درخت سے کھالیا اس پر اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا کہ جنت سے دنیا میں جاؤ۔ دنیا میں آکر اپنی خطا پر بہت روئیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی خطا معاف کر دی، اور پہلے حضرت آدم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام سے الگ ہو گئی تھیں اللہ تعالیٰ نے پھر ان سے ملا دیا، پھر دونوں سے بے شمار اولاد پیدا ہوئی۔

فائدہ: بیبیو! دیکھو حضرت حوا نے اپنی خطا کا اقرار کر لیا توبہ کر لی۔ بعضی عورتیں اپنے قصور کو بتایا کرتی ہیں اور کبھی اپنے اوپر بات نہیں آنے دیتیں اور ایسی توبہت ہیں جو گناہ کر رہی ہیں ساری عمر کرتی رہتی ہیں اس کو چھوڑتی نہیں، خاص کر غیبت اور رسموں کی پابندی۔ بیبیو! اس خصلت کو چھوڑ دو، جو خطا و قصور ہو جاوے اس کو فوراً چھوڑ کر توبہ کر لیا کرو۔

۲: حضرت نوح علیہ السلام کی والدہ کا ذکر ۲

قرآن شریف میں ہے کہ حضرت نوح علیٰ نبینا وعلیہ السلام نے اپنے ساتھ اپنی ماں کے لئے بھی دعا کی۔ تفسیروں میں لکھا ہے کہ آپ کے ماں باپ مسلمان تھے۔

فائدہ: دیکھو ایمان کی کیا برکت ہے کہ ایماندار کے واسطے پیغمبر بھی دعا کرتے ہیں۔ بیبیو! ایمان کو مضبوط رکھو۔

۳: حضرت سارہ علیہا السلام کا ذکر ۳

یہ حضرت ابراہیم پیغمبر علیہ السلام کی بی بی اور حضرت اسحٰق پیغمبر علیہ السلام کی ماں ہیں۔ ان کا فرشتوں سے بولنا اور فرشتوں کا ان سے یہ کہنا کہ تم سارے گھر والوں پر خدا کی رحمت اور برکت ہے۔ قرآن میں مذکور ہے کہ ان کی پارسائی اور ان کی دعا قبول ہونے کا ایک قصہ حدیث میں آیا ہے کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام ہجرت کر کے شام کو چلے یہ بھی سفر میں ساتھ تھیں، راستے میں کسی ظالم بادشاہ کی بستی آئی، اس کمبخت سے کسی نے جا لگایا کہ تیری عمل داری میں ایک بی بی بڑی خوبصورت آئی ہے اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بلا کر پوچھا کہ تمہارے ہمراہ کون عورت ہے، آپ نے فرمایا کہ میری دین کی بہن ہے۔ بیوی اس لئے نہیں فرمایا کہ وہ ان کو خاوند سمجھ کر مار ڈالتا۔ جب وہاں سے لوٹ کر آئے تو حضرت سارہ سے کہا کہ دیکھو میری بات جھوٹی مت کر دینا اور ویسے تم دین میں میری بہن ہی ہو۔ پھر اس نے حضرت سارہ کو پکڑ بلایا۔ جب ان کو معلوم ہوا کہ اس کی نیت بری ہے انہوں نے وضو کر کے نماز پڑھی اور دعا کی اے اللہ اگر میں تیرے پیغمبر پر ایمان رکھنے والی اور ہمیشہ اپنی آبرو بچانے والی ہوں تو اس کافر کا مجھ پر قابو نہ چلنے دیجئے۔ بس اس کا یہ حال ہوا کہ لگا ہاتھ پاؤں دے

مطلب یہ ہے کہ میں ضرور مسلمان ہوں پس اسلام و ایمان کی برکت سے مجھے اس بلا سے بچائیے یہ شرط تاکید مضمون کیلئے ہے نہ گمان و شک کیلئے ۱۲ محشی۔

دے مارنے، پھر تو خوشامد کرنے لگا اور کہا کہ اللہ سے دعا کرو میں اچھا ہو جاؤں، میں پختہ عہد کرتا ہوں کہ کچھ نہ کہوں گا۔ ان کو بھی یہ خیال آیا کہ اگر مر جائے گا تو لوگ کہیں گے کہ اسی عورت نے مار ڈالا ہو گا۔ غرض اس کے اچھا ہونے کی دعا کر دی فوراً اچھا ہو گیا۔ اس نے پھر شرارت کا ارادہ کیا آپ نے پھر بد دعا کی اس نے پھر منت سماجت (خوشامد) کی۔ آپ نے پھر دعا کر دی۔ غرض تین بار ایسا ہی قصہ ہوا۔ آخر جھلا کر کہنے لگا کہ تم کس بلا کو میرے پاس لے آئے ان کو رخصت کرو اور حضرت ہاجرہؓ جن کو اس نے ظلم سے باندی بنا رکھا تھا قبطیوں کی قوم سے تھیں اور اسی طرح خدا نے ان کی عزت بھی بچا رکھی تھی خدمت کے لئے ان کے حوالہ کیں ماشاء اللہ عزت آبرو سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس گئیں۔

فائدہ: بیبیو، دیکھو پارسائی کیسی برکت کی چیز ہے ایسے آدمی کی کس طرح اللہ تعالیٰ نگہبانی کرتے ہیں۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ نماز سے مصیبت ٹلتی ہے اور دعا قبول ہوتی ہے۔ جب کوئی پریشانی ہوا کرے بس نفلوں میں لگ جایا کرو اور دعا کیا کرو۔

۴: حضرت ہاجرہ علیہا السلام کا ذکر ۴

جس ظالم بادشاہ کا اوپر قصہ آ چکا ہے اس نے حضرت ہاجرہؓ کو بطور باندی رکھ چھوڑا تھا جیسا ابھی بیان ہوا ہے۔ پھر اس نے انکو حضرت سارہؓ کو دے دیا اور حضرت سارہؓ نے ان کو اپنے شوہر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو دے دیا اور ان سے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام پیدا ہوئے، ابھی حضرت اسمٰعیل دودھ پیتے بچے ہی تھے کہ اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا کہ مکہ شریف کو حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد سے آباد کریں اسوقت اس جگہ جنگل تھا اور کعبہ بھی بنا ہوا نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ حضرت اسمٰعیل اور ان کی ماں ہاجرہ کو اس میدان میں چھوڑ دو ہم ان کے نگہبان ہیں۔ خدا کے حکم سے حضرت ابراہیم علیہ السلام ماں اور بچہ دونوں کو لے کر اس جنگل بیاباں میں جہاں اب مکہ آباد ہے پہنچا آئے اور ان کے پاس ایک مشکیزہ پانی کا اور ایک تھیلہ خرمہ کا رکھ دیا جب پہنچا کر وہاں سے لوٹنے لگے تو حضرت ہاجرہ علیہا السلام ان کے پیچھے چلیں اور پوچھا کہ ہم کو یہاں آپ اکیلے چھوڑے جاتے ہیں۔ حضرت ابراہیم نے کچھ جواب نہیں دیا[۲]۔ تب انہوں نے پوچھا کہ کیا خدائے تعالیٰ نے تم کو اسکا حکم فرمایا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام بولے، ہاں۔ کہنے لگیں تو کچھ غم نہیں وہ آپ ہی ہماری خبر رکھیں گے۔ اور اپنی جگہ جا کر بیٹھ گئیں چھوارے کھا کر پانی پی لیتیں اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو دودھ پلاتیں۔ جب مشک کا پانی ختم ہو گیا تو ماں بیٹوں پر پیاس کا غلبہ ہوا اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی تو یہ حالت ہوئی کہ مارے پیاس کے بل کھانے لگے، ماں اس حالت میں اپنے بچے کو نہ دیکھ سکیں اور پانی دیکھنے کو صفا پہاڑ پر چڑھیں[۳] اور چاروں طرف نگاہ دوڑائی شاید کہیں پانی نظر آوے۔ جب کہیں نظر نہیں پڑا تو اس پہاڑ سے اتر کر دوسرے پہاڑ مروہ کی طرف چلیں کہ اس پر چڑھ کر دیکھیں گے بیچ میدان میں ایک ٹکڑا زمین کا گڑھا سا تھا جب تک برابر زمین پر رہیں تو بچے کو دیکھ لیتیں جب اس گڑھے میں پہنچیں تو بچہ نظر نہ پڑا اس لئے دوڑ کر اس ٹکرے سے نکل کر برابر میدان میں آ گئیں غرض مروہ پہاڑ پر پہنچیں اور اسی طرح چڑھ کر دیکھا وہاں بھی کچھ پتہ نہ لگا اس سے اتر کر بیتابی میں پھر صفا پہاڑ کی طرف چلیں اسی طرح دونوں پہاڑوں پر سات پھیرے کئے اور اس گڑھے کو ہر بار میں دوڑ کر طے کرتیں تھیں اللہ تعالیٰ کو یہ عمل ایسا پسند آیا کہ حاجیوں کو ہمیشہ ہمیشہ کو اسی طرح حکم کر دیا کہ دونوں پہاڑوں کے بیچ میں سات پھیرے کریں اور پھر اس ٹکرے میں جہاں وہ گڑھا تھا اور اب وہ بھی برابر زمین ہو گئی ہے دوڑ کر چلا کریں غرض اخیر کے پھیرے میں مروہ پہاڑ پر تھیں کہ ان کے کان میں ایک آواز سی آئی اس کی طرف کان لگا کر کھڑی ہوئیں وہی آواز پھر آئی آواز دینے والا کوئی نظر نہیں آیا حضرت ہاجرہ نے پکار کر کہا کہ میں نے آواز سن لی ہے اگر کوئی شخص مدد کر سکتا ہو تو مدد کرے اسی وقت جہاں آب زمزم کا کنواں ہے وہاں فرشتہ نمودار ہوا اور اپنا بازو زمین پر مارا وہاں سے پانی ابلنے لگا انہوں نے چاروں طرف مٹی کی ڈول بنا کر اسکو گھیر

۱: از بخاری شریف ۱۲۔
۲: کسی خاص مصلحت سے جواب نہیں دیا اور کسی ضرورت سے ایسا کرنا بد اخلاقی نہیں ۱۲ منہ۔
۳: صفا اور مروہ یہ دو چھوٹے چھوٹے پہاڑ ہیں جو بیت اللہ کے قریب ہیں ان پر اب آبادی ہے ۱۲ ف۔

لیا اور مشک میں بھی بھر لیا اور خود بھی پیا اور بچے کو بھی پلایا فرشتے نے کہا کچھ اندیشہ نہ کرنا اس جگہ خدا کا گھر یعنی کعبہ ہے یہ لڑکا اپنے باپ کے ساتھ مل کر اس گھر کو بناوے گا اور یہاں آبادی ہو جاوے گی۔ چنانچہ تھوڑے دنوں میں سب چیزوں کا ظہور ہو گیا۔ ایک قافلہ ادھر سے گذرا وہ لوگ پانی دیکھ کر ٹھہر گئے اور وہیں بس پڑے اور حضرت اسمٰعیل کی شادی ہو گئی پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام خدائے تعالیٰ کے حکم سے تشریف لائے اور دونوں باپ بیٹوں نے مل کر خانہ کعبہ بنایا اور وہ زمزم کا پانی اس وقت زمین کے اندر اتر گیا تھا پھر مدت کے بعد کنواں بن گیا۔

فائدہ دیکھو حضرت ہاجرہؓ کو خدائے تعالیٰ پر کیسا بھروسہ تھا۔ جب ان کو یہ معلوم ہو گیا کہ جنگل میں رہنا خدائے تعالیٰ کے حکم سے ہے پھر کیسی بے فکر ہو گئیں اور پھر اس بھروسہ کرنے کی کیا کیا برکتیں ظاہر ہوئیں۔ بیبیو اسی طرح تم کو خدا پر بھروسہ رکھنا چاہیے انشاء اللہ تعالیٰ سب کام درست ہو جائیں گے۔ اور دیکھو ان کی بزرگی کہ دوڑی تو تھیں پانی کی تلاش میں اور اللہ کے نزدیک وہ حرکت کیسی پیاری ہو گئی کہ حاجیوں کے واسطے اس کو عبادت بنا دیا۔ جو بندے مقبول ہوتے ہیں۔ ان کا معاملہ ہی دوسرا ہو جاتا ہے۔ بیبیو کوشش کر کے خدائے تعالیٰ کے حکم مانا کرو تاکہ تم بھی مقبول ہو جاؤ پھر تمہارے دنیا کے کام بھی دین میں شامل ہو جاویں۔

۵: حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی دوسری بی بی کا ذکر ۵

خانہ کعبہ بنانے سے پہلے دو دفعہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور بھی مکہ میں آئے ہیں مگر حضرت اسمٰعیل دونوں دفعہ گھر میں نہیں ملے اور زیادہ ٹھہرنے کا حکم نہ تھا سو پہلی بار جب تشریف لائے اس وقت حضرت اسمٰعیل کے گھر میں ایک بی بی تھیں اس سے پوچھا کہ کس طرح گذر ہوتا ہے کہنے لگی کہ بڑی مصیبت میں ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ جب تمہارے خاوند آویں ان سے میرا سلام کہنا اور یہ کہنا کہ اپنے دروازے کی چوکھٹ بدل دو چنانچہ جب حضرت اسمٰعیل گھر آئے تو سب حال معلوم ہوا آپ نے فرمایا وہ میرے والد تھے اور چوکھٹ تو ہے وہ یوں کہہ گئے ہیں کہ تجھ کو چھوڑ دوں اس کو طلاق دے کر پھر ایک اور بی بی سے نکاح کیا جب حضرت ابراہیم علیہ السلام دوبارہ آئے ہیں تو یہ بی بی گھر میں تھیں انہوں نے بڑی خاطر کی آپ نے ان سے بھی گذر بسر کا حال پوچھا انہوں نے کہا خدائے تعالیٰ کا شکر ہے بہت آرام میں ہیں آپ نے ان کے لئے دعا کی اور فرمایا کہ جب تمہارے شوہر آویں تو میرا سلام کہنا اور کہنا کہ اپنے دروازہ کی چوکھٹ کو قائم رکھیں چنانچہ حضرت اسمٰعیل کو آنے کے بعد یہ حال بھی معلوم ہوا آپ نے بی بی سے فرمایا کہ یہ میرے باپ تھے یوں کہہ گئے ہیں کہ تجھ کو اپنے پاس رکھوں۔

فائدہ دیکھو ناشکری کا پھل پہلی بیوی کو کیا ملا ایک نبی ناراض ہوئے دوسرے نبی نے اپنے پاس سے الگ کر دیا اور شکر و صبر کا پھل دوسری بیوی کو کیا ملا کہ ایک نبی نے دعا دی دوسرے نبی کی خدمت میں رہنا نصیب ہوا۔ بیبیو! کبھی ناشکری نہ کرنا جس حالت میں ہو صبر و شکر سے رہنا۔

۶: نمرود کافر بادشاہ کی بیٹی کا ذکر[2] ۶

نمرود وہ ظالم بادشاہ ہے جس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈال دیا تھا اس کی یہ بیٹی جن کا نام رعضہ ہے اوپر کھڑی دیکھ رہی تھیں دیکھا کہ آگ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر کچھ اثر نہیں کیا پکار کر پوچھا کہ اس کی کیا وجہ ہے آپ نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ نے ایمان کی برکت سے مجھ کو بچا لیا کہنے لگیں کہ اگر اجازت ہو تو میں بھی اس آگ میں آؤں۔[3] آپ نے فرمایا لا الٰہ الا اللہ ابراھیم خلیل اللہ کہہ کر چلی آ وہ کلمہ پڑھتی ہوئی بیدھڑک آگ کے اندر چلی گئی اس پر بھی آگ نے کچھ اثر نہیں کیا اور وہاں سے نکل کر اپنے باپ کو بہت برا بھلا کہا اس نے ان کے ساتھ بہت سختی کی مگر وہ اپنی ایمان پر قائم رہیں۔

فائدہ سبحان اللہ کیسی ہمت کی بی بی تھیں کہ تکلیف میں بھی ایمان کو نہ چھوڑا۔ بیبیو تم بھی مصیبت کے وقتوں میں ہمت مضبوط رکھا کرو اور بال برابر بھی دین کے خلاف مت کیا کرو۔

۱: از بخاری شریف۔

۲: از عجائب القصص ۱۲۔

۳: یہ آگ میں جانا ہلاکت کی غرض سے نہ تھا بلکہ ایمان کی برکت دیکھ کر اپنے قلب کو یقین کامل سے منور کرنے کے لئے تھا اور نبی کی اجازت سے تھا۔ لہٰذا یہ ہلاکت اور گناہ نہیں ہو سکتا ۱۲ محشی۔

۷: حضرت لوط علیہ السلام کی بیٹیوں کا ذکر ۷

جب اللہ تعالیٰ نے لوط علیہ السلام کے پاس فرشتے بھیجے اور انہوں نے آ کر خبر دی کہ اب آپ کی قوم پر جنہوں نے آپ کو نہیں مانا عذاب آنے والا ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ بھی کہلا بھیجا تھا کہ اپنے مسلمان کنبے کو راتوں رات اس بستی سے نکال لے جاؤ اس مسلمان کنبے میں آپ کی بیٹیاں بھی تھیں یہ بھی عذاب سے بچ گئی تھیں۔

فائدہ: دیکھو ایمان کیسی برکت کی چیز ہے کہ دنیا میں جو خدا کا قہر نازل ہوتا ہے ایمان اس سے بھی بچا لیتا ہے۔ بیبیو! ایمان کو خوب مضبوط کرو اور وہ مضبوط ہوتا ہے اس طرح کہ سب حکم بجالاؤ اور سب گناہوں سے بچو۔

۸: حضرت ایوب علیہ السلام کی بی بی کا ذکر ۸

ان کا نام رحمت ہے جب حضرت ایوب علیہ السلام کا تمام بدن زخمی ہو گیا اور سب نے پاس آنا جانا چھوڑ دیا یہ بی بی اس وقت خدمت گذاری میں مصروف رہتیں اور ہر طرح کی تکلیف اٹھاتیں ایک بار ان کو آنے میں دیر ہو گئی حضرت ایوب علیہ السلام نے غصہ میں قسم کھائی اچھا ہو جاؤں تو ان کے سو لکڑیاں ماروں گا جب آپ کو صحت ہو گئی تو اپنی قسم پورا کرنے کا ارادہ کیا اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے یہ آسان حکم کر دیا کہ تم ایک جھاڑو لو جس میں سو ۱۰۰ سینکیں ہوں اور ایک دفعہ مار دو۔

فائدہ: دیکھو کیسی صابر بی بی تھیں کہ ایسی حالت میں بھی برابر اپنے خاوند کی خدمت کرتی رہیں اور بیماری میں ان کی قسم سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ مزاج نازک ہو گیا تھا، وہ اس کو بھی سہتی تھیں اسی خدمت اور صبر کی برکت تھی کہ اللہ میاں نے ان کو لکڑیوں سے بچوا لیا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بہت ہی پیاری تھیں کہ خدائے تعالیٰ نے حکم کو کیسا آسان کر دیا۔ اب یہ مسئلہ نہیں ہے اس طرح اگر کوئی قسم کھاوے تو جھاڑو مارنے سے قسم پوری نہ ہو گی بلکہ ایسی قسم کو توڑ کر کفارہ دینا ہو گا۔ بیبیو خاوند کی تابعداری اور اس کی نازک مزاجی کی خوب سہار کیا کرو تم بھی ایسی ہی پیاری بن جاؤ گی۔

۹: حضرت لیا یعنی حضرت یوسف علیہ السلام کی خالہ کا ذکر ۹

ان کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام مصر کے بادشاہ ہوئے اور قحط پڑا اور سب بھائی مل کر اناج خریدنے ان کے پاس گئے اور حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے آپ کو پہنچوا دیا اس وقت اپنا کرتہ اپنے والد یعقوب علیہ السلام کی آنکھوں پر ڈالنے کے لئے دیا اور یہ بھی کہا کہ سب کو یہاں لے آؤ چنانچہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی بینائی پھر درست ہو گئی اور اپنے وطن سے چل کر مصر میں حضرت یوسف علیہ السلام سے ملے تو یوسفؑ نے اپنے والد اور اپنی ان خالہ کو تعظیم کے واسطے بادشاہی تخت پر بٹھلایا اور یہ دونوں صاحب اور سب بھائی اس وقت حضرت یوسف علیہ السلام کے سامنے سجدہ میں گر پڑے اس زمانہ میں سجدہ سلام کی جگہ درست تھا اب درست نہیں رہا۔ اللہ تعالیٰ نے ان خالہ کو ماں فرمایا ہے ان کی ماں کا انتقال ہو گیا تھا اور یعقوب علیہ السلام نے ان سے نکاح کر لیا تھا اور بعضوں نے کہا ہے کہ جن کا یہ قصہ ہے یہ ماں تھیں حضرت راحیل ان کا نام تھا حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے بچپن کے خواب کی تعبیر ہے انہوں نے خواب دیکھا تھا کہ چاند سورج اور گیارہ ستارے مجھ کو سجدہ کر رہے ہیں۔

فائدہ: دیکھو کیسی بزرگ ہوں گی جن کی تعظیم نبی نے کی۔

۱۰: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا ذکر ۱۰

ان کا نام یوخاند ہے جس زمانہ میں فرعون کو پنڈتوں نے ڈرایا تھا کہ بنی اسرائیل کی قوم میں ایک لڑکا ایسا پیدا ہو گا جو تیری بادشاہی کو غارت کرے گا اور فرعون نے حکم دیا کہ جو لڑکا بنی اسرائیل میں پیدا ہو اس کو قتل کر ڈالو چنانچہ ہزاروں لڑکے قتل ہو گئے ایسے نازک وقت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے اس وقت خدائے تعالیٰ نے ان بی بی کے دل میں یہ بات ڈالی جس کو الہام کہتے ہیں کہ تم بے فکر ان کو دودھ پلاتی رہو اور جب اس کا اندیشہ ہو کہ کسی کو خبر ہو جاوے گی تو اس وقت ان کو صندوق کے اندر بند کر کے دریا میں ڈال دیجیو پھر ان کو جس طرح ہم کو

منظور ہوگا تمہارے پاس پہنچادیں گے چنانچہ انہوں نے بے دھڑک ایسا ہی کیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے سب وعدے پورے کر دیئے۔
فائدہ: بیبیو دیکھو ان کو خدائے تعالیٰ پر کیسا بھروسہ اور اطمینان تھا اور اس بھروسہ کی برکتیں بھی کیسی ظاہر ہوئیں۔

۱۱: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن کا ذکر ۱۱

انکا نام بعضوں نے کہا ہے کہ مریم ہے بعضوں نے کہا ہے کہ کلثوم ہے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے ان کو دریا میں ڈال دیا تو ان سے کہا کہ ذرا تم کھوج لگاؤ کہ انجام کیا ہوتا ہے غرض وہ صندوق تہ بیں ہو کر فرعون کے محل میں پہنچا اور نکالا گیا تو اسکے اندر ایک خوبصورت بچہ ملا اور فرعون نے قتل کرنا چاہا مگر فرعون کی بی بی نے کہ نیک بخت اور خداترس تھیں کہہ سن کر جان بچائی اور دونوں میاں بی بی نے اپنا بیٹا بنا کر پالنا چاہا تو اب موسیٰ علیہ السلام کسی انا کا دودھ ہی منہ میں نہیں لیتے سب حیران تھے کہ کیا تدبیر کریں۔ اس وقت یہ بی بی یعنی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بہن اس کھوج میں وہاں پہنچ گئی تھیں کہنے لگیں کہ میں ایک دودھ پلانے والی بتلاؤں جو بہت خیر خواہ اور شفیق ہے اور دودھ بھی اس کا بہت ستھرا ہے آخر انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کا پتہ بتلایا۔ وہ بلائی گئیں اور موسیٰ علیہ السلام ان کے سپرد کئے گئے اور اللہ تعالیٰ کا جو وعدہ تھا کہ ہم ان کو تمہارے پاس پہنچا دیں گے وہ اس طرح سے پورا ہوا۔

فائدہ: دیکھو عقل بھی کیا چیز ہے کس طرح پتہ بھی لگا لیا اور کیسی جان جوکھوں میں اپنی ماں کی خیر خواہی اور تابعداری بجالائیں اور دشمنوں کو خبر بھی نہ ہوئی بیبیو! ماں باپ کی تابعداری اور عقل تمیز بڑی نعمت ہے۔

۱۲: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بی بی کا ذکر ۱۲

ان کا نام صفورا ہے اور یہ حضرت شعیب[1] علیہ السلام کی بڑی بیٹی ہیں جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ سے مصر شہر میں ایک کافر بے ارادہ مارا گیا اور فرعون کو خبر ہوئی۔ اس نے اپنے سرداروں سے صلاح کی کہ موسیٰ علیہ السلام کو قتل کر دینا چاہئے موسیٰ علیہ السلام یہ خبر پا کر پوشیدہ طور پر مدین شہر کی طرف چل دیئے جب بستی کی حد پر پہنچے تو دیکھا بہت سے چرواہے کنوئیں سے کھینچ کھینچ کر اپنی بکریوں کو پانی پلا رہے ہیں اور دو لڑکیاں اپنی بکریوں کو پانی پر جانے سے ہٹا رہی ہیں ان دونوں لڑکیوں میں ایک حضرت موسیٰ علیہ السلام کی بی بی تھیں اور ایک سالی آپ نے ان سے اس کی وجہ پوچھی انہوں نے کہا کہ ہمارے گھر کوئی مرد کام کرنے والا ہے نہیں اسلئے ہم کو خود کام کرنا پڑتا ہے لیکن چونکہ ہم عورتیں ہیں اس واسطے مردوں کے چلے جانے کے منتظر رہتے ہیں سب کے چلے جانے کے بعد ہم اپنی بکریوں کو پانی پلا لیتے ہیں آپ کو ان کے حال پر رحم آیا اور خود پانی نکال کر بکریوں کو پلا دیا ان دونوں نے جا کر اپنے والد بزرگوار سے یہ قصہ بیان کیا انہوں نے بڑی بیٹی کو بھیجا کہ ان بزرگ کو بلا لاؤ وہ شرماتی ہوئی آئیں اور موسیٰ علیہ السلام کو ان کا پیغام پہنچا دیا آپ ان کے ہمراہ ہو لئے اور حضرت شعیب علیہ السلام سے ملے انہوں نے ان کی ہر طرح سے تسلی کی اور فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ ان میں سے ایک لڑکی تم سے بیاہ دوں مگر شرط یہ ہے کہ آٹھ برس یا دس ۱۰ برس میری بکریاں چراؤ آپ نے منظور کر لیا اور بڑی بیٹی سے آپ کا نکاح ہو گیا آپ ان کو لے کر وطن چلے تھے کہ راستہ میں سردی کی وجہ سے آگ کی ضرورت ہوئی طور پہاڑ پر آگ نظر آئی وہاں پہنچے تو خدا کا نور تھا وہیں آپ کو پیغمبری مل گئی۔

فائدہ: دیکھو اپنے گھر کا کام کیسی محنت سے کرتی تھیں اور غیر مرد سے لاچاری کو بولیں تو کیسی شرماتی ہوئی، بیبیو تم بھی گھر کے کاموں میں آرام طلبی اور سستی مت کیا کرو اور شرم و حیا ہر وقت لازم سمجھو۔

۱۳: حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سالی کا ذکر ۱۳

ان کا ذکر ابھی اوپر آچکا ہے ان کا نام صفیرا ہے یہ بھی اپنی بہن کے ساتھ گھر کا کاروبار بڑی محنت سے کرتی تھیں اور باپ کی تابعداری اور خدمت بجالاتی تھیں۔

۱: آپ نابینا تھے۔

فائدہ بیبیو اس طرح تم بھی ماں باپ کی خدمت اور گھر کے کام میں محنت مشقت کیا کرو جیسے کام غریب لوگ کیا کرتے ہیں ان کو ذلت مت سمجھو دیکھو پیغمبر زادیوں سے زیادہ تمہارا رتبہ نہیں ہے۔

۱۴: حضرت آسیہؓ کا ذکر ۱۴

فرعون مصر کا بادشاہ جس نے خدائی کا دعویٰ کیا تھا یہ اس کی بی بی ہیں خدا کی قدرت خاوند شیطان اور بی بی ایسی ولی جن کی تعریف قرآن میں آئی اور جن کی بزرگی ہمارے پیغمبر ﷺ نے اس طرح فرمائی کہ مردوں میں بہت کامل ہوئے ہیں مگر عورتوں میں کوئی کمال کے رتبہ کو نہیں پہنچی سوا حضرت مریم اور آسیہؓ کے انہوں نے ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جان بچپن میں ظالم فرعون سے بچائی تھی جیسا موسیٰ علیہ السلام کی بہن کے ذکر میں گذرا ان کی قسمت میں موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لانا لکھا تھا شروع بچپن ہی سے ان کے دل میں ان کی محبت پیدا ہو گئی تھی، جب موسیٰ علیہ السلام کو پیغمبری ملی فرعون تو ایمان نہیں لایا مگر یہ ایمان لے آئیں فرعون کو جب ان کے ایمان لانے کی خبر ہوئی تو ان پر بڑی سختی کی اور طرح طرح سے تکلیف پہنچائی مگر انہوں نے اپنا ایمان نہیں چھوڑا اسی حالت میں دنیا سے اٹھ گئیں۔

فائدہ دیکھو کیسی ایمان کی مضبوط تھیں کہ بددین خاوند بادشاہ تھا سب کچھ اس نے کیا مگر اس کا ساتھ نہیں دیا اب ذرا ذرا سی تکلیف میں کفر کے کلمے بکنے لگتی ہیں۔ بیبیو! ایمان بڑی دولت ہے کیسی ہی تکلیف پہنچے دین کے خلاف کوئی کام نہ کرنا اگر کسی کا خاوند بددینی کا کام کرے کبھی اس کا ساتھ نہ دے اور اس زمانہ میں کافر مرد سے نکاح ہو جاتا تھا مگر ہماری شرع میں اب یہ حکم ہے کہ اگر خاوند کافر ہو تو نکاح درست نہیں ہوتا اور اگر کافر ہونے سے پہلے ہو گیا ہو تو ٹوٹ جاتا ہے۔

۱۵: فرعون کی بیٹی کی خواص کا ذکر ۱۵

روضۃ الصفا ایک کتاب ہے اس میں لکھا ہے کہ فرعون کی بیٹی کی ایک خواص تھی جو اس کی کار مختار تھی اور اس کی کنگھی چوٹی بھی وہی کرتی تھی اور حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان رکھتی تھی مگر فرعون کے خوف سے ظاہر نہ کرتی تھی ایک بار اس کے بال سنوار رہی تھی کہ اس کے ہاتھ سے کنگھی چھوٹ گئی اس نے بسم اللہ کہہ کے اٹھالی لڑکی نے پوچھا یہ تو نے کیا کہا یہ کس کا نام ہے خواص نے کہا یہ اسی کا نام ہے جس نے تیرے باپ کو پیدا کیا اور اس کو بادشاہی دی لڑکی کو بڑا تعجب ہوا کہ میرے باپ سے بھی کوئی بڑا ہے دوڑی ہوئی فرعون کے پاس گئی اور سارا قصہ بیان کیا فرعون نہایت غصہ میں آیا اور اس خواص کو بلا کر ڈرایا دھمکایا مگر اس نے صاف کہہ دیا کہ جو چاہے سو کر میں ایمان نہ چھوڑوں گی اول اس کے ہاتھ پاؤں میں کیلیں جڑ کر اس پر انگارے اور بھوبل ڈالی جب اس سے بھی کچھ نہ ہوا تو اس کی گود میں ایک لڑکا تھا اس کو آگ میں ڈال دیا لڑکا آگ میں بولا کہ اماں صبر کیجیو خبردار ایمان نہ چھوڑیو غرض وہ اپنے ایمان پر جمی رہی یہاں تک کہ اس بیچاری کو بھی پکڑ کر جلتے تنور میں جھونک دیا۔ عم کے پارہ میں سورہ بروج میں جو کھائیوں والوں کا قصہ آیا ہے اس میں بھی اسی طرح ایک عورت کا اور اس کے بچہ کا قصہ ہوا تھا۔

فائدہ دیکھو! ایمان کی کیسی مضبوط تھی بیبیو ایمان بڑی نعمت ہے، اپنے نفس کی خوشی کے واسطے یا کسی لالچ کے سبب یا کسی مصیبت تکلیف کی وجہ سے کبھی اپنے ایمان دین میں خلل مت ڈالنا خدا اور رسول کے خلاف کوئی کام مت کرنا۔

۱۶: حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لشکر کی ایک بڑھیا کا ذکر ۱۶

جب فرعون نے مصر میں بنی اسرائیل کو بہت تنگ کرنا شروع کیا ان سے طرح طرح کی بیگاریں لیتا ان کو مارتا اور دکھ پہنچاتا حضرت موسیٰ علیہ السلام کو خدائے تعالیٰ کا حکم ہوا کہ سب بنی اسرائیل کو راتوں رات مصر سے نکال لے جاؤ تاکہ فرعون کے ظلم سے ان کی جان چھٹے

---

۱ یہ مضمون پچھلی امتوں سے متعلق ہے اس لئے حضرت فاطمہؓ جنت کی تمام عورتوں کی سردار ہیں۔ لیکن چونکہ وہ جناب رسول اللہ ﷺ کی امت میں ہیں اسلئے یہاں پر ان کا ذکر نہیں کیا گیا ۱۲۔

۲ تفسیر مظہری ۱۲۔

موسیٰ علیہ السلام سب کو لے چلے جب دریائے نیل پر پہنچے راستہ بھول گئے اور بھی کسی کی پہچان میں راستہ نہ آیا آپ نے تعجب کیا اور پکار کر فرمایا کہ جو شخص اس بھید سے واقف ہو وہ آ کر بتلا دے ایک بڑھیا نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام کا انتقال ہونے لگا تھا تو انہوں نے اپنے بھائی بھتیجوں کو وصیت فرمادی تھی کہ اگر کسی وقت میں تم لوگ مصر کا رہنا چھوڑ دو تو میرا تابوت جس میں میری لاش ہو گی اپنے ساتھ لے جانا تو جب تک آپ وہ تابوت ساتھ نہ لیں گے راستہ نہ ملے گا آپ نے تابوت کا حال پوچھا کہ کہاں دفن ہے اس کا واقف بھی بجز بڑھیا کے کوئی نہ نکلا اس سے جو پوچھا تو اس نے عرض کیا کہ میں یوں نہ بتلاؤں گی مجھ سے ایک بات کا اقرار کیجئے اس وقت بتلاؤں گی آپ نے پوچھا وہ کیا بات ہے کہنے لگی وہ اقرار یہ ہے کہ میرا خاتمہ ایمان پر ہو اور جنت میں جس درجہ میں آپ ہوں اسی درجہ میں مجھ کو رہنے[1] کی جگہ ملے آپ نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ اے اللہ یہ بات تو میرے اختیار کی نہیں حکم ہوا کہ تم اقرار کر لو ہم پورا کر دیں گے آپ نے اقرار کر لیا اس نے تابوت کا پتہ بتلا دیا کہ دریا کے بیچ میں دفن تھا اس تابوت کا نکالنا تھا اور راستہ کا ملنا فوراً راستہ مل گیا۔

فائدہ دیکھو یہ بڑی بی کیسی بزرگ تھیں کہ کوئی دولت دنیا کی نہیں مانگی اپنی عقبیٰ کو درست کیا بیبیو تم بھی دنیا کی ہوس چھوڑ دو۔ وہ تو جتنی قسمت میں ہے ملے ہی گی اپنے دین کو سنوارو۔

۱۷: حیسور کی بہن کا ذکر ۱۷

قرآن شریف میں حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کے قصہ میں ذکر ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے ایک چھوٹے بچے کو خدائے تعالیٰ کے حکم سے مار ڈالا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے گھبرا کے پوچھا کہ بھلا اس بچہ نے کیا خطا کی تھی جو اس کو مار ڈالا، حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ لڑکا جوان ہوتا تو کافر ہوتا اور اس کے ماں باپ ایمان دار تھے اولاد کی محبت میں ان کے بھی بگڑنے کا ڈر تھا اس واسطے یہی مصلحت ہوئی کہ اس کو قتل کر دیا جاوے اب اس کے بدلے اللہ تعالیٰ ایک لڑکی دیں گے جو برائیوں سے پاک ہو گی اور ماں باپ کو زیادہ بھلائی پہنچانے والی ہو گی چنانچہ اور کتابوں میں لکھا ہے کہ ایک لڑکی ایسی ہی پیدا ہوئی اور ایک پیغمبر سے ان کا نکاح ہوا اور ستر پیغمبر اس کی اولاد میں ہوئے اور اس لڑکے کا نام حیسور تھا یہ لڑکی اس کی بہن تھی۔

فائدہ جس کی تعریف میں اللہ تعالیٰ فرمائیں کہ برائیوں سے پاک اور ماں باپ کو بھلائی پہنچانے والی ہو گی وہ کیسی اچھی ہو گی دیکھو گناہ سے پاک رہنا اور ماں باپ کو سکھ دینا کیسا پیارا کام ہے۔ جس سے آدمی کا ایسا رتبہ ہو جاتا ہے کہ خدائے تعالیٰ اس آدمی کی تعریف کریں، بیبیو ان باتوں میں خوب کوشش کیا کرو۔

۱۸: حیسور کی ماں کا ذکر ۱۸

حیسور وہی لڑکا ہے جس کا ذکر اوپر آچکا ہے یہ بھی پڑھ چکی ہو کہ قرآن مجید میں اس کے ماں باپ کو ایمان دار لکھا ہے جس کو اللہ تعالیٰ ایماندار فرمادیں وہ ایسا کچا پکا ایماندار تو ہو گا نہیں خوب پورا ایمان دار ہو گا اس سے معلوم ہوا کہ حیسور کی ماں بھی بہت بزرگ تھیں۔

فائدہ دیکھو ایمان میں پختہ ہونا ایسی دولت ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے تعریف کی، بیبیو! ایمان کو مضبوط کرو اور وہ اسی طرح مضبوط ہوتا ہے کہ شرع کے حکم خوب بجالاؤ سب برائیوں سے بچو۔

۱۹: حضرت سلیمان علیہ السلام کی والدہ کا ذکر ۱۹

قرآن شریف میں ہے کہ سلیمان علیہ السلام نے دعا میں یہ کہا کہ اے اللہ آپ نے میرے ماں باپ پر انعام کیا ہے معلوم ہوا کہ آپ کی ماں بھی بزرگ تھیں کیونکہ بڑا انعام ایمان اور دین ہے۔

فائدہ دیکھو ایمان ایسی چیز ہے کہ ایمان دار کا ذکر پیغمبروں کی زبان پر بھی خوبی کے ساتھ آتا ہے۔ بیبیو! ایمان کو خوب رونق دو۔

---

[1] اس سے یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ بڑی بی حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برابر ثواب میں ہو جاویں گی بلکہ فقط ایک ہی جگہ رہنا ہو گا یہ بھی بہت بڑی نعمت ہے اور ثواب میں نبی کے برابر کوئی نہیں ہو سکتا ۱۲ بہشتی۔

۲۰: حضرت بلقیس کا ذکر ۲۰

یہ ملک سبا کی بادشاہ تھیں حضرت سلیمان علیہ السلام کو ہدہد جانور نے خبر دی تھی کہ میں نے ایک عورت بادشاہ دیکھی ہے اور وہ آفتاب کو پوجتی ہے آپ نے ایک خط لکھ کر ہدہد کو دیا کہ اسکے پاس ڈال دیجیو اس خط میں لکھا تھا کہ تم لوگ مسلمان ہو کر یہاں حاضر ہو اس خط کو پڑھ کر امیروں وزیروں سے صلاح کی۔ بہت بات چیت کے بعد خود ہی یہ صلاح قرار دی کہ میں ان کے پاس کچھ چیزیں سوغات کے طور پر بھیجتی ہوں اگر لے کر رکھ لیں تو سمجھوں گی کہ دنیادار بادشاہ ہیں اگر نہ رکھیں تو سمجھوں گی کہ پیغمبر ہیں۔ جب وہ چیزیں حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس پہنچیں آپ نے سب لوٹا دیں اور کہلا بھیجا کہ اگر مسلمان نہ ہو گی تو لڑائی کیلئے فوج لاتا ہوں یہ پیغام سن کر یقین ہو گیا کہ بیشک پیغمبر ہیں اور مسلمان ہونے کے ارادہ سے اپنے شہر سے چلیں ان کے چلنے کے بعد سلیمان علیہ السلام نے اپنے معجزے سے ان کا ایک بڑا بھاری قیمتی بادشاہی تخت تھا وہ اپنے دربار میں منگالیا تھا تا کہ بلقیس معجزہ بھی دیکھ لیں اور اس کے موتی جواہر اکھاڑ کر دوسری طرح جوا دیئے۔ جب بلقیس یہاں پہنچیں تو حضرت سلیمان علیہ السلام کے حکم سے ان کی عقل آزمانے کو پوچھا گیا کہ دیکھو یہ تمہارا تخت تو نہیں ہے غور سے دیکھ کر کہا کہ ہاں ویسا ہی ہے اس طرح یوں کہا کہ کچھ صورت شکل بدل گئی تھی۔ اس جواب سے معلوم ہوا کہ بڑی عقل مند ہیں پھر سلیمان علیہ السلام نے بلقیس کو یہ بات دکھلانی چاہی کہ ہمارے خدا کی دی ہوئی بادشاہی تمہاری دنیا کی بادشاہی سے ویسے بھی زیادہ ہے یہ بات دکھلانے کے واسطے حضرت سلیمان علیہ السلام نے حکم دیا کہ ایک حوض پانی سے بھر کر اس کے اوپر ایسے صاف شفاف کانچ کا فرش بنایا جاوے کہ وہ نظر نہ آوے اور سلیمان علیہ السلام ایسی جگہ جا بیٹھے کہ جو آدمی وہاں پہنچنا چاہے، حوض راستے میں پڑے اور بلقیس کو اس جگہ حاضر ہونے کا حکم دیا۔ بلقیس جو حوض کے پاس پہنچیں کانچ تو نظر نہ آیا یوں سمجھیں کہ مجھ کو پانی کے اندر جانا پڑے گا تو پائینچے چڑھانے لگیں فوراً ان کو کہہ دیا کہ کیا اس پر کانچ کا فرش ہے ویسے ہی چلی آؤ جب بلقیس نے تخت کے منگا لینے کا معجزہ دیکھا اور اس کاریگری کو بھی دیکھا جس سے یہ سمجھیں کہ ان کے پاس ویسے بھی بادشاہی کا سامان میرے یہاں کے سامان سے زیادہ ہے فوراً کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئیں، پھر بعضے عالموں نے تو یہ کہا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ان کے ساتھ خود نکاح کر لیا اور بعضوں نے کہا کہ یمن کے بادشاہ سے نکاح کر دیا اللہ ہی کو معلوم ہے کیا ہوا۔

فائدہ دیکھو کیسی بے نفس تھیں کہ باوجود امیر اور بادشاہ ہونے کے جب دین کی سچی بات معلوم ہو گئی فوراً اس کو مان لیا اس کے قبول کرنے میں شیخی نہیں کی نہ باپ دادا کی رسم کو پکڑ کر بیٹھیں، بیبیو تم بھی اپنا یہی طریقہ رکھو کہ جب دین کی بات سنو کبھی عار یا شرم یا خاندان کے رسم کی پیروی مت کرو ان میں سے کوئی چیز کام نہ آوے گی فقط دین ساتھ چلے گا۔

۲۱: بنی اسرائیل[1] کی ایک لونڈی کا ذکر ۲۱

حدیث میں ایک قصہ ہے کہ بنی اسرائیل کی ایک عورت اپنے بچہ کو دودھ پلا رہی تھی اتنے میں ایک سوار بڑی شان و شوکت سے سامنے کو گذرا ماں نے دعا کی کہ اے اللہ میرے لڑکے کو ایسا ہی کر دیجئے بچہ ماں کی چھاتی چھوڑ کر بولنے لگا اے اللہ مجھ کو ایسا مت کیجیو اور پھر دودھ پینے لگا پھر سامنے سے کچھ لوگ گذرے جو ایک لونڈی کو پکڑے ذلت اور خواری سے لئے جاتے تھے ماں نے دعا کی اے اللہ میرے لڑکے کو ایسا مت کیجیو وہ بچہ پھر بولا اے اللہ مجھ کو ایسا ہی کر دیجیو ماں نے پوچھا یہ کیا بات ہے بچہ نے کہا کہ وہ سوار تو ایک شخص ظالم تھا اور لونڈی کو لوگ تہمت لگاتے ہیں کہ یہ چور ہے بد چلن ہے اور وہ غریب اس سے پاک ہے۔

فائدہ مطلب یہ کہ اس سوار کی مخلوق کے نزدیک تو قدر ہے مگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک کچھ قدر نہیں اور یہ لونڈی مخلوق کے نزدیک تو بے قدر ہے مگر اللہ کے نزدیک اس کی بڑی قدر ہے تو قدر خدا کے نزدیک چاہئے، چاہے مخلوق کیسا ہی سمجھے اور اگر خدا کے نزدیک قدر نہ ہوئی تو مخلوق کی

۱: از بخاری شریف ۱۲ مؤلف۔

۲: مقصود یہ تھا کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک مقبول ہو جاؤں یہ غرض نہ تھی کہ دنیا میں ذلیل ہوں اور آخرت میں عزیز ہوں اس لئے کہ ایسی دعا مانگنا شریعت میں منع ہے کہ دنیا میں ذلت ہو ۱۲ انحشی۔

قدر کس کام آوے گی دیکھو یہ اس لونڈی کی کرامت تھی کہ اس کی پاکی ظاہر کرنے کے لئے دودھ پیتا بچہ باتیں کرنے لگا بیبیو بعض عورتوں کی عادت ہے کہ غریبوں کو بہت حقیر سمجھتی ہیں اور ذرا سے شبہ سے ان پر عیب اور چوری لگادیتی ہیں یہ بری بات ہے شاید وہ اللہ کے نزدیک تم سے بھی اچھی ہوں۔

۲۲: بنی اسرائیل کی ایک عقل مند دیندار بی بی کا ذکر ۲۲

محمد بن کعب کا بیان ہے کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص بڑا عالم اور بڑا عابد (عبادت کرنے والا) تھا اس کو اپنی بی بی کے ساتھ بہت محبت تھی اتفاق سے وہ مر گئی اس عالم پر ایسا غم سوار ہوا کہ دروازہ بند کر کے بیٹھ گیا اور سب سے ملنا جلنا چھوڑ دیا بنی اسرائیل میں ایک عورت تھی اس نے یہ قصہ سنا اور اس کے پاس گئی اور گھر میں آنے جانے والوں سے کہا کہ مجھ کو ایک مسئلہ پوچھنا ہے اور وہ زبانی ہی پوچھ سکتی ہوں اور دروازہ پر جم کر بیٹھ گئی آخر اس کو خبر ہوئی اور اندر آنے کی اجازت دی آکر کہنے لگی کہ مجھ کو ایک مسئلہ پوچھنا ہے اس نے کہا بیان کر کہنے لگی کہ میں نے اپنی پڑوسن سے کچھ زیور مانگنے کے طور پر لیا تھا اور مدت تک اس کو پہنتی رہی پھر اس نے آدمی بھیجا کہ میرا زیور دے دو تو کیا وہ اس کا زیور دے دینا چاہئے عالم نے کہا بے شک دے دینا چاہئے وہ عورت بولی کہ وہ تو میرے پاس بہت مدت تک رہا ہے تو کیسے دے دوں عالم نے کہا تب تو اور بھی خوشی سے دینا چاہئے کیونکہ ایک مدت تک اس نے نہیں مانگا یہ اس کا احسان ہے عورت نے کہا خدا تمہارا بھلا کرے پھر تم کیوں غم میں پڑے ہو خدائے تعالیٰ نے ایک چیز مانگی دی تھی پھر جب چاہا لے لی اسی کی چیز تھی یہ سن کر اس عالم کی آنکھیں سی کھل گئیں اور اس بات سے اس کو بڑا فائدہ پہنچا۔

فائدہ دیکھو کیسی عورت تھی جس نے مرد کو عقل دی اور مرد بھی کیسا عالم۔[1] بیبیو تم کو بھی چاہئے کہ مصیبت میں یہی سمجھا کرو، دوسروں کو بھی سمجھایا کرو۔[2]

۲۳: حضرت مریم[3] علیہا السلام کی والدہ کا ذکر ۲۳

ان بی بی کا نام حنہ ہے عمران ان کے میاں کا نام ہے جو والد ہیں حضرت مریم علیہا السلام کے ان کو حمل رہا تو انہوں نے اللہ میاں سے منت مانی کہ جو بچہ میرے پیٹ میں ہے اس کو مسجد کی خدمت کے لئے آزاد چھوڑوں گی یعنی دنیا کے کام اس سے نہ لوں گی ان کا گمان یہ تھا کہ لڑکا پیدا ہوگا کیونکہ مسجد کی خدمت میں لڑکا ہی کر سکتا ہے، اس زمانہ میں ایسی منت درست تھی جب بچہ پیدا ہونے کا وقت آیا تو لڑکی پیدا ہوئی افسوس سے کہا کہ اے اللہ یہ تو لڑکی ہوئی حکم ہوا کہ یہ لڑکی لڑکوں سے بھی اچھی ہوگی اور خدا نے اس کو قبول کیا غرض حضرت مریم ان کا نام رکھا اور انہوں نے ان کے لئے یہ دعا کی کہ ان کو اور ان کی اولاد کو شیطان سے بچائیو۔ چنانچہ ہمارے حضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ شیطان سب بچوں کو پیدا ہوتے وقت چھیڑتا ہے مگر حضرت مریم اور ان کے بیٹے حضرت عیسیٰ علیہما السلام کو نہیں چھیڑ سکا۔[4]

فائدہ دیکھو ان کی پاک نیت کی کیسی برکت ہوئی کہ خدائے تعالیٰ نے کیسی پاک اولاد دی اور خدائے تعالیٰ نے ان کی دعا بھی قبول کی معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ان کی بڑی خاطر منظور تھی، بیبیو پاک نیت کی ایسی برکتیں ہوتی ہیں ہمیشہ اپنی نیت خالص رکھا کرو جو نیک کام کرو خدا کے واسطے کرو، تمہاری بھی اللہ میاں کے دربار میں قدر ہو جاوے گی۔

۱: تفسیر مظہری ۱۲۔

۲: تجربہ ہے کہ ایسے موقع پر دوسرے کی نصیحت کارگر ہوتی ہے اگرچہ نصیحت کرنے والا دینداری میں اس شخص سے جس کو نصیحت کی جاتی ہے کم ہی درجہ کا ہو ۱۲ محشی۔

۳: مریم کے معنی عبادت گزار عورت کے ہیں ۱۲ محشی۔

۴: ظاہر یہ ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ اس حکم سے خارج ہیں یعنی آپ کو بھی شیطان نے پیدا ہوتے وقت نہیں چھیڑا ۱۲ محشی۔

۲۴: حضرت مریم علیہا السلام کا ذکر ۲۴

ان کے پیدا ہونے کا قصہ ابھی گذر چکا ہے۔ جب یہ پیدا ہو چکیں تو ان کی والدہ اپنی منت کے موافق ان کو لیکر بیت المقدس کی مسجد میں پہنچیں اور وہاں کے رہنے والے بزرگوں سے کہا کہ یہ منت کی لڑکی لو چونکہ بڑے بزرگ خاندان کی تھیں سب نے چاہا کہ میں لیکر پالوں ان میں حضرت زکریا علیہ السلام بھی تھے وہ حضرت مریم کے خالو ہوتے تھے یوں بھی ان کا حق زیادہ تھا مگر پھر بھی لوگوں نے ان سے جھگڑا کرنا شروع کیا جس فیصلہ پر یہ سب راضی ہوئے تھے اس میں بھی یہی بڑھے رہے آخر حضرت زکریا علیہ السلام نے ان کو لیکر پرورش کرنا شروع کیا ان کے بڑھنے کی یہ حالت تھی کہ اور بچوں سے کہیں زیادہ بڑھتی تھیں یہاں تک کہ تھوڑے دنوں میں سیانی معلوم ہونے لگیں اور ویسے بھی بچپن ہی سے نادر زاد بزرگ اور ولی تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو قرآن میں ولی فرمایا ہے اور ان کی کرامت بیان فرمائی ہے کہ بے فصل میوے غیب سے ان کے پاس آجاتے حضرت زکریا علیہ السلام پوچھتے کہ یہ کہاں سے آئے تو جواب دیتیں کہ اللہ میاں کے یہاں سے غرض ان کی ساری باتیں اچنبھے کی تھیں یہاں تک کہ جب جوان ہوئیں تو محض خدائے تعالیٰ کی قدرت سے بدوں مرد کے ان کو حمل ہو گیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پیغمبر پیدا ہوئے، یہودیوں نے بے باپ[1] کے بچہ پیدا ہونے پر واہی تباہی بکنا شروع کیا اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو پیدا ہونے ہی کے زمانہ میں بولنے کی طاقت دی انہوں نے ایسی اچھی اچھی باتیں کیں وہ کہ انصاف والوں کو معلوم ہو گیا کہ ان کی پیدائش خدا کی قدرت کا نمونہ ہے بیشک بے باپ کے پیدا ہوئے ہیں اور ان کی ماں پاک صاف ہیں ہمارے پیغمبر ﷺ نے ان کی بزرگی فرمائی ہے کہ عورتوں میں کوئی کامل نہیں ہوئی، بجز دو عورتوں کے ایک حضرت مریم دوسری حضرت آسیہ یہ مضمون حضرت آسیہ کے ذکر میں بھی آچکا ہے۔

فائدہ دیکھو ان کی ماں نے ان کو خدا کے نام کر دیا تھا، کیسی بزرگ ہوئیں اور خود اللہ کی تابعداری میں لگی رہتی تھیں جس سے آدمی ولی ہو جاتا ہے۔ اس کی برکت سے خدا نے کیسی تہمت سے بچالیا۔ بیبیو۔ خدا کی تابعداری کیا کرو۔ سب آفتوں سے بچی رہو گی اور اپنی اولاد کو دین میں زیادہ لگا کر رکھا کرو، دنیا کا بندہ مت بنادیا کرو۔

۲۵: حضرت زکریا علیہ السلام کی بی بی کا ذکر ۲۵

ان کا نام ایشاع ہے یہ حضرت حنہ کی بہن اور حضرت مریم علیہا السلام کی خالہ ہیں ان کے لئے اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا ہے کہ ہم نے زکریا کی بی بی کو سنوار دیا ہے اس کا مطلب بعضے عالموں نے یہ لکھا ہے کہ ہم نے ان کی عادتیں خوب سنوار دیں۔ حضرت یحییٰ پیغمبر علیہ السلام ان کے بڑھاپے میں پیدا ہوئے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام رشتے میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کی خالہ کے نواسے ہیں نواسہ بھی بیٹے کی جگہ ہوتا ہے اس واسطے ہمارے پیغمبر علیہ السلام نے ایک کو دوسرے کی خالہ کا بیٹا فرمادیا ہے۔

فائدہ دیکھو اچھی عادت ایسی اچھی چیز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بھی انکی تعریف فرمائی بیبیو! اپنی عادتیں ہر طرح کی خوب سنوارو جسکا طریقہ ہم نے ساتویں حصہ میں اچھی طرح لکھدیا ہے یہ پچیس ۲۵ قصے پہلی امتوں کی نیک بیبیوں کے تھے اب تھوڑے سے اس امت کی نیک بیبیوں کے بھی سن لو۔

۲۶ حضرت خدیجہ[2] رضی اللہ عنہا کا ذکر ۱

یہ رسول اللہ ﷺ کی سب سے پہلی بی بی ہیں ان کی بڑی بڑی بزرگیاں ہیں ایک دفعہ پیغمبر ﷺ نے ان سے فرمایا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام خدائے تعالیٰ کا سلام تمہارے پاس لائے ہیں اور آپ نے یہ بھی فرمایا کہ تمام دنیا کی بیبیوں میں سب سے اچھی چار بیبیاں ہیں، ایک حضرت مریم دوسری حضرت آسیہ فرعون کی بیوی، تیسری حضرت خدیجہ، چوتھی حضرت فاطمہ، اور پیغمبر ﷺ کو جو کچھ کافروں کے برتاؤ سے پریشانی ہوتی آپ ان سے آکر فرماتے۔ یہ کوئی ایسی تسلی کی بات کہہ دیتیں کہ حضرت ﷺ کی پریشانی جاتی رہتی اور آپ کو ان کا خیال

---

[1] حالانکہ یہ کوئی تعجب کی بات نہیں تھی اس لئے کہ حضرت آدمؑ تو حق تعالیٰ کی قدرت سے بغیر والدین پیدا ہو گئے تھے سو حضرت عیسیٰؑ کا بغیر والد پیدا ہونا کیا تعجب تھا اللہ تعالیٰ ہر بات پر قادر ہیں، مگر یہودی لوگ احمق اور شریر تھے ۱۲ محشی۔

[2] از استیعاب وغیرہ الی آخر الازواج والبنات ۱۲ ۔

ایسا تھا کہ بعد ان کے انتقال کے بھی کوئی بکری وغیرہ ذبح کرتے تو ان کی ساتھنوں سہیلیوں کو بھی ضرور گوشت بھیجتے۔ حضرت ﷺ سے پہلے ان کا اور نکاح ہوا تھا ان کے پہلے شوہر کا نام ابو ہالہ تمیمی ہے۔

فائدہ اللہ اور رسول ﷺ کے نزدیک ان کی قدر ایمان اور تابعداری سے تھی۔ بیبیو! تم بھی اس میں خوب کوشش رکھو اور یہ بھی معلوم ہوا کہ خاوند کی پریشانی میں اس کی دل جوئی اور تسلی کرنا نیک خصلت ہے اب بعضی عورتیں خاوند کے اچھے بچے دل کو اور الٹا پریشان کر ڈالتی ہیں کبھی فرمائشیں کر کے کبھی تکرار کر کے۔ اس عادت کو چھوڑ دو۔

۲۷ حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کا ذکر ۲

یہ بھی ہمارے حضرت ﷺ کی بی بی ہیں انہوں نے اپنی باری کا دن حضرت عائشہؓ کو دے دیا تھا۔ اور حضرت عائشہ کا قول ہے کہ کسی عورت کو دیکھ کر مجھ کو یہ حرص نہیں ہوئی کہ میں بھی ویسی ہی ہوتی سوا حضرت سودہ کے ان کو دیکھ کر مجھ کو حرص ہوتی تھی کہ میں بھی ایسی ہی ہوتی جیسی یہ ہیں ان کے پہلے شوہر کا نام سکران بن عمرو تھا۔

فائدہ دیکھو حضرت سودہؓ کی ہمت کہ اپنی باری اپنی سوت کو دے دی آجکل خواہ مخواہ بھی سوت سے لڑائی اور حسد کیا کرتی ہیں اور دیکھو حضرت عائشہؓ کا انصاف کہ سوت کی تعریف کرتی ہیں آجکل جان جان کر اس پر عیب لگاتی ہیں، بیبیو! تم کو بھی ایسی ہی ہمت اور انصاف اختیار کرنا چاہئے۔

۲۸ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ذکر ۳

یہ ہمارے حضرت ﷺ کی بہت چہیتی بی بی ہیں ان سے کنواری سے حضرت کا نکاح ہوا ہے عالمہ اتنی بڑی تھیں کہ ہمارے حضرت ﷺ کے بڑے بڑے صحابیؓ ان سے مسئلے پوچھا کرتے تھے ایک بار ہمارے حضرت سے ایک صحابی نے پوچھا کہ سب سے زیادہ آپ کو کس کے ساتھ محبت ہے فرمایا عائشہ کے ساتھ انہوں نے پوچھا اور مردوں میں فرمایا ان کے باپ یعنی حضرت ابو بکرؓ کے ساتھ اور بھی ان کی بہت خوبیاں آئی ہیں۔

فائدہ دیکھو ایک یہ عورت تھیں جن سے بڑے بڑے عالم مسئلے دین کے پوچھتے تھے ایک اب ہیں کہ خود بھی عالموں سے پوچھے کیا دین کی کتابیں پڑھنے کا شوق نہیں، بیبیو دین کا علم خوب محنت اور شوق سے سیکھو۔

۲۹: حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کا ذکر ۴

یہ بھی ہمارے پیغمبر ﷺ کی بی بی اور حضرت عمرؓ کی بیٹی ہیں حضرت نے کسی بات پر ان کو ایک طلاق دے دی تھی پھر جبرائیل علیہ السلام کے کہنے پر آپ نے رجوع کر لیا حضرت جبرائیل نے یوں فرمایا کہ آپ حفصہؓ سے رجوع کر لیجئے کیونکہ وہ دن کو روزہ بہت رکھتی ہیں راتوں کو جاگ کر عبادت بہت کرتی ہیں اور وہ بہشت میں آپ کی بی بی ہوں گی انہوں نے اپنے بھائی عبداللہ بن عمر کو وصیت کی تھی کہ میرا اتنا مال خیرات کر دو جنگل اور کوئی زمین بھی انہوں نے وقف کی تھی اس کے بندوبست کے لئے بھی وصیت کی تھی ان کے پہلے خاوند کا نام خنیس بن حذافہ تھا۔

فائدہ دینداری کی برکت دیکھی کہ اللہ میاں کے یہاں سے طرفداری کی جاتی ہے فرشتے کے ہاتھ خاطرداری کا حکم ہوتا ہے کہ اپنی طلاق کو لوٹا لو اور ان کی سخاوت دیکھو کہ اللہ کی راہ میں کس طرح خیرات کا بندوبست کیا اور زمین بھی وقف کی۔ بیبیو! دینداری اختیار کرو اور مال کی حرص اور محبت دل سے نکال ڈالو۔

۳۰: حضرت زینبؓ خزیمہ کی بیٹی رضی اللہ عنہا کا ذکر ۵

یہ بھی ہمارے پیغمبر ﷺ کی بی بی ہیں اور یہ ایسی سخی تھیں کہ غریبوں کی ماں کے نام سے مشہور تھیں ان کے پہلے شوہر کا نام عبداللہ بن جحش تھا۔

فائدہ دیکھو غریبوں کی خدمت کیسی بزرگی کی چیز ہے۔

۳۱: حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا ذکر ۶

یہ بھی ہمارے پیغمبر ﷺ کی بی بی ہیں ایک بی بی قصہ بیان کرتی ہیں کہ میں ایک بار حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھی اتنے میں بہت سے محتاج آئے جن میں مرد بھی تھے اور عورتیں بھی تھیں اور آکر جم گئے سر ہوگئے میں نے کہا چلو یہاں سے لیے بنو۔ حضرت ام سلمہ بولیں ہم کو یہ حکم نہیں اری چھوکری سب کو کچھ کچھ دے دے چاہے ایک ایک چھوہارا ہی ہو ان کے پہلے شوہر کا نام حضرت ابو سلمہؓ ہے فائدہ دیکھو محتاجوں کی ہٹ باندھنے سے تنگ نہیں ہوئیں، اب ذرا سی دیر میں دور دبک کرنے لگتی ہیں بلکہ کوسنے کاٹنے لگتی ہیں، بیبیو! ایسا ہرگز مت کرو۔

۳۲: حضرت زینبؓ جحش کی بیٹی رضی اللہ عنہا کا ذکر ۷

یہ بھی ہمارے پیغمبر ﷺ کی بی بی ہیں حضرت زیدؓ ایک صحابی ہیں ہمارے حضرت نے ان کو اپنا بیٹا بنایا تھا۔ پہلے بیٹا بنانا شرع میں درست[1] تھا۔ جب وہ جوان ہوئے حضرت کو ان کی شادی کی فکر ہوئی۔ آپ نے انہی زینب کے لئے ان کے بھائی کو پیغام دیا۔ یہ دونوں بھائی بہن حسب نسب میں حضرت زید کو برابر کا نہ سمجھتے تھے۔ اس واسطے اول اول رکے مگر خدائے تعالیٰ نے آیت بھیج دی کہ پیغمبر کی تجویز کے بعد پھر مسلمان کو کوئی عذر نہ چاہئے دونوں نے منظور کر لیا اور نکاح ہو گیا مگر کچھ میاں بی بی میں اچھی طرح نہ بنی نوبت یہاں تک پہنچی کہ حضرت زیدؓ نے طلاق دینے کا ارادہ کر لیا اور حضرت ﷺ سے آکر صلاح کی حضرت ﷺ نے روکا اور سمجھایا مگر انداز سے آپ کو معلوم ہو گیا کہ بے طلاق دیئے رہیں گے نہیں اس وقت آپ کو بہت سوچ ہوا کہ اول ہی ان دونوں بھائی بہنوں کا دل اس نکاح کو گوارا نہ کرتا تھا مگر ہمارے کہنے سے قبول کر لیا اب اگر طلاق ہو گئی تو اور بھی دونوں بھائی بہنوں کی بات ہلکی ہو گی اور بہت دل شکنی ہو گی ان کی دلجوئی کی کیا تدبیر کی جائے آخر سوچنے سے یہ بات خیال میں آئی کہ اگر میں اپنے سے نکاح کر لوں تو بے شک ان کے آنسو پونچھ جاویں گے ورنہ اور کوئی بات سمجھ میں نہیں آتی لیکن اس کے ساتھ ہی دنیا کی زبان کا یہ بھی خیال تھا کہ بے ایمان لوگ طعنے ضرور دیں گے کہ بیٹے کی بیوی کو گھر میں ڈال لیا اگرچہ شرع سے منہ بولا بیٹا سچ مچ کا بیٹا نہیں ہو جاتا۔ مگر خلقت کی زبان کو کون پکڑے پھر ان میں بھی بے ایمان لوگ جن کو طعنہ دینے کے واسطے ذرا سا نکتہ بہت ہے۔ آپ اس سوچ بچار ہی میں تھے ادھر حضرت زیدؓ نے طلاق بھی دیدی عدت گذرنے کے بعد آپ کی زیادہ رائے اسی طرف ٹھہری کہ پیغام بھیجنا چاہئے چنانچہ آپ نے پیغام دیا۔ انہوں نے کہا میں اپنے پروردگار سے کہہ لوں اپنی عقل سے کچھ نہیں کرتی ان کو جو منظور ہو گا آپ ہی سامان کر دیں گے یہ کہہ کر وضو کر کے مصلے پر پہنچ نماز میں لگ گئیں اور نماز کے بعد دعا کی اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغمبر پر آیت نازل کر دی کہ ہم نے ان کا نکاح آپ سے کر دیا آپ ان کے پاس تشریف لے آئے اور آیت سنا دی۔ وہ اور بیبیوں[2] پر فخر کیا کرتیں کہ تمہارا نکاح تمہارے ماں باپ نے کیا اور میرا نکاح اللہ تعالیٰ نے کیا اور پہلے پہل جو پردے کا حکم ہوا ہے وہ ان ہی کی شادی میں ہوا اور یہ بی بی بڑی سخی تھیں دستکار بھی تھیں اپنی دستکاری کی آمدنی سے خیرات کیا کرتیں ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سب بیبیوں نے مل کر ہمارے حضرت ﷺ سے پوچھا کہ آپ کے بعد سب سے پہلے کون بی بی دنیا سے جا کر آپ سے ملے گی آپ نے فرمایا جس کے ہاتھ سب سے لمبے ہوں گے عربی بول چال میں لمبے ہاتھ والا کہتے ہیں سخی کو مگر بیبیوں کی سمجھ میں نہ آیا۔ وہ سمجھیں اسی ناپ کے لمبان کو سب نے ایک لکڑی سے اپنے اپنے ہاتھ ناپنے شروع کئے تو سب سے زیادہ لمبے ہاتھ نکلے حضرت سودہؓ کے مگر مریں سب سے پہلے حضرت زینب اس وقت سمجھ میں آیا کہ او ہو یہ مطلب تھا غرض ان کی سخاوت اللہ و رسول کے نزدیک بھی مانی ہوئی تھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا قول ہے کہ میں نے

---

[1] یعنی پہلے جو شخص متبنیٰ کرتا تھا اس متبنیٰ کو اس شخص کی طرف نسبت کرنا یعنی اس کا بیٹا کہنا جائز تھا ۱۲۔

[2] یہ فخر بطور تکبر نہ تھا بلکہ خدا تعالیٰ کی نعمت کا اظہار تھا اور یہ عبادت ہے ۱۲ محشی۔

حضرت زینبؓ سے اچھی کوئی عورت نہیں دیکھی، دین میں بڑی کامل، خدا سے بہت ڈرنے والی، بات کی بڑی سچی، رشتہ داروں سے بڑی سلوک کرنے والی، خیرات بہت کرنے والی، خیرات کرنے کے واسطے دستکاری میں بڑی محنتن۔ ہمارے پیغمبر ﷺ نے ان کے حق میں فرمایا کہ دل میں بہت عاجزی رکھنے والی، خدا کے سامنے گڑگڑانے والی۔

فائدہ بیبیو تم نے سن لی سخاوت کی بزرگی اور دستکاری کی خوبی، اور ہر کام میں خدا سے رجوع کرنا دیکھو کبھی اپنے ہاتھ سے کام کرنے کو ذلت مت سمجھنا۔ ہنر پیشہ کو کبھی عیب مت جاننا۔

۳۳: حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا ذکر ۸

یہ بھی ہمارے حضرت ﷺ کی بی بی ہیں جب مکہ میں کافروں نے مسلمانوں کو ستایا اور مدینے جانے کا اس وقت تک حکم نہ ہوا تھا۔ اس وقت بہت سے مسلمان حبشہ کے ملک کو چلے گئے تھے وہاں کا بادشاہ جس کو نجاشی کہتے ہیں نصرانی مذہب رکھتا تھا، مگر مسلمانوں کے جانے کے بعد وہ مسلمان ہو گیا غرض جو حبشہ گئے تھے ان ہی میں حضرت ام حبیبہ بھی تھیں یہ بیوہ ہو گئیں تو نجاشی بادشاہ نے ایک خواص جس کا نام ابرہہ تھا ان کے پاس بھیجی کہ میں تم کو رسول اللہ ﷺ کے لئے پیغام دیتا ہوں انہوں نے منظور کیا اور انعام میں ابرہہ کو چاندی کے دو کنگن اور کچھ انگوٹھی چھلے دیئے ان کے پہلے شوہر کا نام عبیداللہ بن جحش تھا۔

فائدہ کیسی دیندار تھیں کہ دین کی حفاظت کے لئے گھر سے بے گھر ہوئیں آخر اللہ تعالیٰ نے ان کو محنت کے بدلے کیسی راحت اور کیسی عزت دی کہ حضرت ﷺ سے نکاح ہوا۔ بادشاہ نے اس کا بندوبست کیا۔ بیبیو دین کا جب موقع آجاوے، کبھی دنیا کے آرام کا، یا نام کا، یا مال کا، یا گھر باہر کا لالچ مت کرنا سب چیزیں دین پر قربان ہیں۔

۳۴: حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا کا ذکر ۹

یہ بھی ہمارے حضرت ﷺ کی بی بی ہیں یہ ایک لڑائی میں جو بنی مصطلق کی لڑائی کے نام سے مشہور ہے کافروں کے شہر سے قید ہو کر آئی تھیں اور ایک صحابی ثابت ابن قیس یا ان کے کوئی چچازاد بھائی تھے یہ ان کے حصے میں لگی تھیں انہوں نے اپنے آقا سے کہا کہ میں تم کو اتنا روپیہ دوں اور تم مجھ کو غلامی سے آزاد کر دو انہوں نے منظور کیا وہ حضرت ﷺ کے پاس آئیں کہ کچھ روپے دے کر سہارا لگا دیں آپ ﷺ نے انکی دینداری اور غریبی پر رحم کھایا اور فرمایا کہ اگر تم کہو تو روپیہ سب میں ادا کر دوں اور تم سے نکاح کر لوں انہوں نے جی جان سے قبول کر لیا۔ غرض نکاح ہو گیا۔ جب لوگوں کو نکاح کا حال معلوم ہوا تو انکے کنبے قبیلے کی اور بھی بہت قیدی دوسرے مسلمانوں کے قبضے میں تھے۔ سب نے قیدیوں کو غلامی سے آزاد کر دیا کہ اب انکا ہمارے حضرت سے سسرالی رشتہ ہو گیا اب ان کو غلام بنانا بے ادبی ہے۔ حضرت عائشہؓ کا قول ہے کہ ہم کو ایسی کوئی عورت معلوم نہیں ہوئی کہ جس سے اسکی برادری کو اتنا بڑا فائدہ پہنچا ہو ان کے پہلے شوہر کا نام مسافع بن صفوان تھا۔

فائدہ دیکھو دینداری عجیب نعمت ہے کہ اس کی بدولت باوجود لونڈی ہونے کے حضرت ﷺ کی بی بی بنیں۔ بیبیو! حضرت ﷺ سے زیادہ کوئی عزت دار نہیں جب آپ نے لونڈی کو بی بی بنانا عیب نہیں سمجھا تو اگر کوئی گھٹیا جگہ کسی مصلحت سے نکاح کر لے یا پردیس سے کسی کو لے آئے تو تم بھی اس کو حقیر مت سمجھو یہ بہت برا مرض ہے اور گناہ بھی ہے۔ دیکھو صحابہؓ کا ادب کہ ان بی بی کی عزت کتنی بڑی کی ان کی برادری کی ذلت بھی گوارا نہیں کی آج کل کیسی جہالت ہے کہ خود ایسی بی بی کی بھی عزت نہیں کرتیں چاہے کیسی ہی دیندار ہو بھلا اس کی برادری کی تو کیا خاک عزت کرنے کی امید ہے۔

۳۵: حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کا ذکر ۱۰

یہ بھی ہمارے پیغمبر ﷺ کی بی بی ہیں ایک بہت بڑے حدیث کے جاننے والے عالم یوں کہتے ہیں کہ ان کا نکاح حضرت سے اس طرح ہوا ہے کہ انہوں نے یوں عرض کیا تھا کہ میں اپنی جان آپ کو بخشتی ہوں۔ یعنی بدون مہر کے آپکے نکاح میں آنا منظور کرتی ہوں اور آپ نے قبول فرما لیا تھا۔ اس طرح کا نکاح خاص ہمارے پیغمبر ﷺ کو درست تھا اور ایک بہت بڑے تفسیر کے جاننے والے عالم یوں کہتے ہیں کہ

جس آیت میں ایسے نکاح کا حکم ہے وہ اول انہی بی بی کے لئے اتری ہے ان کے پہلے شوہر کا نام حویطب تھا۔

فائدہ دیکھو کیسی دین کی عاشق بیبیاں تھیں کہ حضرت کی خدمت کو عبادت سمجھ کر مہر کی بھی پروا نہیں کی حالانکہ اس میں زمانہ میں مہر نقد انقد ہی مل جایا کرتا تھا۔ ہمارے زمانہ کی طرح قیامت یا موت کا ادھار نہ تھا۔ بیبیو! بس دین ہی کو ہمیشہ اصلی دولت سمجھو دنیا سے اپنی محبت مت رکھو کہ اپنے خیال کو اسی میں کھپا دو۔ رات دن اسی کا دھندا رہے بلا دے تو باغ باغ ہو جاؤ چاہے ثواب ہو چاہے گناہ نہ ملے تو غم سوار ہو جاوے شکایت کرتی پھرو، بہوت والوں پر حسد کرنے لگو، نیت ڈانواڈول کرنے لگو۔

۳۶: حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا ذکر ۱۱

یہ بھی ہمارے پیغمبر ﷺ کی بی بی ہیں۔ خیبر ایک بستی[۱] ہے وہاں یہودیوں سے مسلمانوں کی لڑائی ہوئی تھی یہ بی بی اس لڑائی میں قید ہو کر آئی تھیں اور ایک صحابیؓ کے حصے میں لگ گئی تھیں حضرت پیغمبر ﷺ نے ان سے مول لے کر آزاد کر دیا اور ان سے نکاح کر لیا یہ بی بی حضرت ہارون پیغمبر علیہ السلام کی اولاد میں ہیں اور نہایت بردبار عقل مند خوبیوں کی بھری ہیں ان کی بردباری ایک قصہ سے معلوم ہوتی ہے کہ ان کی ایک لونڈی نے حضرت عمرؓ سے جھوٹ موٹ ان کی دو باتوں کی چغلی کھائی ایک تو یہ کہ ان کو اب تک سنیچر کے دن سے محبت ہے یہ دن یہودیوں میں بڑی تعظیم کا تھا مطلب یہ تھا کہ ان میں مسلمان ہو کر بھی اپنے پہلے مذہب یہودی ہونے کا اثر باقی ہے تو یوں سمجھو کہ مسلمان پوری نہیں ہوئیں۔ دوسری بات یہ کہی کہ یہودیوں کو خوب دیتی لیتی ہیں حضرت عمرؓ نے حضرت صفیہ سے پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ پہلی بات تو بالکل جھوٹ ہے جب سے میں مسلمان ہوئی ہوں اور جمعہ کا دن خدائے تعالیٰ نے دے دیا ہے سنیچر سے دل کو لگاؤ بھی نہیں رہا۔ رہی دوسری بات وہ البتہ صحیح ہے اور وجہ اس کی یہ ہے کہ وہ لوگ میرے رشتہ دار ہیں اور رشتہ داروں سے سلوک کرنا شرع کے خلاف نہیں پھر اس لونڈی سے پوچھا کہ تجھ کو جھوٹی چغلی کھانے کو کس نے کہا تھا کہنے لگی شیطان نے۔ آپ نے فرمایا جا تجھ کو غلامی سے آزاد کیا۔ ان کے پہلے شوہر کا نام کنانہ بن ابی الحقیق تھا۔

فائدہ بیبیو! دیکھو بردباری اسے کہتے ہیں تم کو بھی چاہئے کہ اپنی ماما (خادمہ)، نوکر چاکر کی خطا اور قصور معاف کرتی رہا کرو بات بات میں بدلہ لینا کم حوصلگی ہے اور دیکھو سچی کیسی تھیں کہ جو بات تھی صاف کہہ دی اس کو بتایا نہیں جیسے آج کل بعضوں کی عادت ہے کہ کبھی اپنے اوپر بات نہیں آنے دیتیں۔ ہیر پھیر کر کے اپنے کو الزام سے بچاتی ہیں بات کا بنانا بھی بری بات ہے۔[۲]

۳۷: حضرت زینب رضی اللہ عنہا کا ذکر ۱۲

یہ بی بی ہمارے حضرت پیغمبر ﷺ کی بیٹی ہیں اور حضرت ﷺ کو ان سے بہت محبت تھی ان کا نکاح حضرت ابو العاصؓ بن الربیع سے ہوا تھا۔ جب یہ مسلمان ہو گئیں اور شوہر نے مسلمان ہونے سے انکار کیا تو ان سے علاقہ قطع کر کے انہوں نے مدینہ کو ہجرت کی تھوڑے دنوں پیچھے ان کے شوہر بھی مسلمان ہو کر مدینہ آ گئے حضرت ﷺ نے پھر انہی سے نکاح کر دیا اور وہ بھی ان کو بہت چاہتے تھے جب یہ ہجرت کر کے مدینہ چلی تھیں رستے میں ایک اور قصہ ہوا کہ کہیں دو کافر مل گئے ان میں سے ایک نے ان کو دھکیل دیا یہ ایک پتھر پر گر پڑیں اور ان کو کچھ امید تھی وہ بھی جاتی رہی اور اس قدر صدمہ پہنچا کہ مرتے دم تک اچھی نہ ہوئیں آخر اسی میں انتقال کیا۔

فائدہ دیکھو کیسی ہمت اور دینداری کی بات ہے کہ دین کے واسطے اپنا وطن چھوڑا خاوند کو چھوڑ دیا[۳] کافروں کے ہاتھ سے کیسی تکلیف اٹھائی کہ اس میں جان گئی مگر دین پر قائم رہیں۔ بیبیو! دین کے سامنے سب چیزوں کو چھوڑ دینا چاہئے اگر تکلیف پہنچے اس کو جھیلو اگر خاوند بد دین ہو کبھی اس کا ساتھ مت دو۔

۱: یہ بستی مدینہ منورہ کے قریب ہے ۱۲ محشی۔

۲: پہلے آ چکا ہے کہ حضور نے اپنے نفس کے لئے کبھی غصہ نہیں کیا جس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ نے کبھی کسی سے بدلہ نہیں لیا کمال یہی ہے گو قصور کی مقدار لے لینا جائز ہے ۱۲ محشی۔

۳: پہلے ایسا نکاح یعنی مسلمان عورت کا کافر مرد کے ساتھ جائز تھا اب یہ حکم نہیں رہا۔

۳۸: حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کا ذکر ۱۳

یہ بھی ہمارے حضرت پیغمبر ﷺ کی بیٹی ہیں ان کا پہلا نکاح عتبہ سے ہوا جو ابو لہب کافر کا بیٹا ہے جس کی برائی سورہ تبت میں آئی ہے جب یہ دونوں باپ بیٹے مسلمان نہ ہوئے اور باپ کے کہنے سے اس نے ان بی بی کو چھوڑ دیا تو حضرت ﷺ نے ان کا نکاح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کر دیا جب ہمارے حضرت ﷺ بدر کی لڑائی میں چلے ہیں اس وقت یہ بیمار تھیں اور آپ حضرت عثمانؓ کو ان کی خبر لینے کے واسطے مدینہ چھوڑ گئے تھے اور فرمایا تھا کہ تم کو بھی جہاد والوں کے برابر ثواب ملے گا اور جہاد والوں کے ساتھ ان کا حصہ بھی لگایا جس روز لڑائی فتح کر کے مدینہ میں آئے ہیں اسی روز ان کا انتقال ہو گیا۔

فائدہ دیکھو ان کی کیسی بزرگی ہے کہ ان کی خدمت کرنے کا ثواب جہاد کے برابر ٹھہرا یہ بزرگی ان کے دیندار ہونے کی وجہ سے ہے۔ بیبیو! اپنے دین کو پکا کرنے کا خیال ہر وقت رکھو کوئی گناہ نہ ہونے پاوے اس سے دین میں کمزوری آ جاتی ہے۔

۳۹: حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا کا ذکر ۱۴

یہ بھی ہمارے پیغمبر ﷺ کی بیٹی ہیں ان کا پہلا نکاح عتیبہ سے ہوا تھا جو اسی کافر ابو لہب کا دوسرا بیٹا ہے ابھی رخصت نہ ہونے پائی تھی کہ ہمارے حضرت ﷺ کی پیغمبری مل گئی وہ دونوں باپ بیٹے مسلمان نہ ہوئے اور اس نے بھی باپ کے کہنے سے ان بی بی کو چھوڑ دیا جب ان کی بہن حضرت رقیہ کا انتقال ہو گیا تھا تو ان کا نکاح حضرت عثمانؓ سے ہو گیا اور جب حضرت رقیہ کا انتقال ہو گیا تھا اتفاق سے اسی زمانہ میں حضرت حفصہؓ بھی بیوہ ہو گئی تھیں ان کے باپ حضرت عمرؓ نے ان کا نکاح حضرت عثمانؓ سے کرنا چاہا ان کی کچھ رائے نہ ہوئی پیغمبر ﷺ کو خبر ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ حفصہؓ کو تو عثمانؓ سے اچھا خاوند بتلاتا ہوں اور عثمانؓ کو حفصہ سے اچھی بی بی بتلاتا ہوں چنانچہ آپ نے حضرت حفصہؓ سے نکاح کر لیا اور حضرت عثمانؓ کا حضرت ام کلثومؓ سے کر دیا۔

فائدہ آپ نے ان کو اچھا کہا اور پیغمبر کسی کو اچھا کہیں یہ ایمان کی بدولت ہے۔ بیبیو! ایمان اور دین درست رکھو۔

۴۰: حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کا ذکر ۱۵

یہ عمر میں سب بہنوں سے چھوٹی اور رتبہ میں سب سے بڑی اور سب سے زیادہ پیاری بیٹی ہمارے حضرت ﷺ کی ہیں۔ حضرت ﷺ نے ان کو اپنی جان کا ٹکڑا فرمایا ہے اور ان کو سارے جہان کی عورتوں کا سردار فرمایا ہے اور یوں بھی فرمایا ہے کہ جس بات سے فاطمہؓ کو رنج ہوتا ہے اس سے مجھ کو بھی رنج ہوتا ہے اور جس بیماری میں ہمارے پیغمبر ﷺ نے وفات فرمائی ہے اس بیماری میں آپ نے سب سے پوشیدہ صرف ان ہی کو اپنی وفات نزدیک ہو جانے کی خبر دی تھی جس پر یہ رونے لگیں۔ آپ نے پھر ان کے کان میں فرمایا کہ تم رنج مت کرو ایک تو سب سے پہلے تم میرے پاس چلی آؤ گی دوسرے جنت میں سب بیبیوں کی سردار ہو گی۔ یہ سن کر ہنسنے لگیں حضرت ﷺ کی بیبیوں نے کتنا ہی پوچھا کہ یہ کیا بات تھی انہوں نے حضرت کی وفات کے بعد یہ بھید بتلایا[†] اور حضرت علیؓ سے ان کا نکاح ہوا ہے اور بھی حدیثوں میں ان کی بڑی بڑی بزرگیاں آئی ہیں۔

فائدہ حضرت ﷺ کی یہ ساری محبت اور خصوصیت اسلئے تھی کہ یہ دیندار اور صابر شاکر سب سے زیادہ تھیں بیبیو! دین اور صبر اور شکر کو اختیار کرو تم بھی خدا اور رسول ﷺ کی پیاری بن جاؤ۔

فائدہ جہاں سب سے پہلے پہل پیغمبر ﷺ کا حال آیا ہے وہاں بھی ان سب بیبیوں اور سب بیٹیوں کے نام آ چکے ہیں۔

فائدہ بیبیو! ایک اور بات سوچنے کی ہے تم نے حضرت ﷺ کی گیارہ بیبیوں اور چار بیٹیوں کا حال پڑھا ہے اس سے تم کو یہ بھی معلوم ہوا ہو گا کہ بیبیوں میں بجز حضرت عائشہؓ کے سب بیبیوں کا حضرت ﷺ سے دوسرا نکاح ہوا ہے اور بیٹیوں میں بجز حضرت زینبؓ اور حضرت فاطمہ

[†] اور زندگی میں نہ بتلایا اس لئے کہ وہ راز تھا حضور ﷺ کا اور ظاہر اسی وجہ سے آپ نے پوشیدہ فرمایا تھا اور بعد وفات شریف پوشیدہ رکھنے کی وجہ جاتی رہی اس واسطے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے ظاہر کر دیا تھا۔

رضی اللہ عنہا کے باقی دو کا حضرت عثمانؓ سے دوسرا نکاح ہوا ہے یہ بارہ ۱۲ بیبیاں وہ ہیں کہ دنیا میں کوئی عورت عزت اور رتبے میں ان کے برابر نہیں۔ اگر دوسرا نکاح کوئی عیب کی بات ہوتی تو یہ بیبیاں توبہ توبہ کیا عیب کی بات کرتیں افسوس ہے کہ بعضے کم سمجھ آدمی اس کو عیب سمجھتے ہیں بھلا جب حضرت ﷺ کے گھرانے کی بات کو عیب اور بے غیرتی سمجھا تو ایمان کہاں رہا یہ کیسے مسلمان ہیں کہ حضرت ﷺ کے طریقہ کو عیب اور کافروں کے طریقہ کو عزت کی بات سمجھیں کیونکہ یہ طریقہ بیوہ عورت کو بٹھلائے رکھنے کا خاص ہندوستان کے کافروں کا ہے اور بھی سنو تم سے پہلے وقتوں کی بیواؤں میں بڑا فرق ہے ان کمبختی کی ماریوں میں جہالت تو تھی مگر اپنی آبرو کی بڑی حفاظت کرتی تھیں اپنے نفس کو مار دیتی تھیں ان سے کوئی بات اونچ نیچ کی نہیں ہونے پاتی تھی اور اب تو بیواؤں کو سہاگنوں سے زیادہ بناؤ سنگار کا حوصلہ ہوتا ہے اسلئے بہت جگہ ایسی نازک باتیں ہونے لگی ہیں جو کہنے کی لائق نہیں اب تو بالکل بیوہ کے بٹھلانے کا زمانہ نہیں رہا کیونکہ نہ عورتوں میں پہلی سی شرم وحیا رہی اور نہ مردوں کی پہلی سی غیرت اور نہ بیواؤں کے رنڈاپا کاٹنے اور ہر طرح سے ان کے کھانے کپڑے کی خبر لینے کا خیال رہا۔ اب تو بھول کر بھی بیوہ کو بٹھلانا نہ چاہئے۔ اللہ تعالیٰ سمجھ اور توفیق دیں۔ پہلی امتوں کی بیبیوں کے بعد یہاں تک حضرت کی گیارہ بیبیوں اور چار بیٹیوں کل پندرہ بیبیوں کا ذکر ہوا۔ آگے اور ایسی بیبیوں کا ذکر آتا ہے جو حضرت ﷺ کے وقت میں تھیں۔ ان میں بعضوں کو حضرت سے خاص خاص تعلق بھی ہیں۔

۴۱: حضرت حلیمہ سعدیہؓ کا ذکر [1]

ان بی بی نے ہمارے پیغمبر ﷺ کو دودھ پلایا ہے اور جب حضرت ﷺ نے طائف شہر پر جہاد کیا ہے اس زمانہ میں یہ بی بی اپنے شوہر اور بیٹے کو لیکر حضرت ﷺ کی خدمت میں آئی تھیں آپ نے بہت تعظیم کی اور اپنی چادر بچھا کر اس پر ان کو بٹھلا دیا اور وہ سب مسلمان ہوئے۔

فائدہ دیکھو باوجودیکہ حضرت ﷺ کے ساتھ ان کا بڑا علاقہ تھا۔ مگر یہ جان گئیں کہ بدون دین ایمان کے فقط اس علاقہ سے بخشش نہ ہوگی اسلئے آکر دین قبول کیا۔ بیبیو تم اس بھروسے مت رہنا کہ ہم فلانے پیر کی اولاد میں ہیں یا ہمارا فلانا بیٹا یا پوتا عالم حافظ ہے یہ لوگ ہم کو بخشوالیں گے۔ یاد رکھو اگر تمہارے پاس خود بھی دین ہے تو یہ لوگ بھی کچھ اللہ میاں سے تمہارے واسطے کہہ سن سکتے ہیں نہیں تو ایسے علاقے کچھ بھی کام نہ آویں گے۔

۴۲: حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کا ذکر [2]

حضرت ﷺ کبھی کبھی ان کے پاس ملنے جایا کرتے ایک بار حضرت ﷺ ان کے پاس تشریف لائے انہوں نے ایک پیالے میں کوئی پینے کی چیز دی خدا جانے حضرت ﷺ کا اس وقت جی نہ چاہتا تھا یا آپ کا روزہ تھا آپ نے عذر کر دیا چونکہ پالنے رکھنے کا ان کو ناز تھا ضد باندھ کر کھڑی ہو گئیں اور بے جھجک کہہ رہی تھیں پینا پڑے گا اور حضرت ﷺ یوں بھی فرمایا کرتے کہ میری حقیقی ماں کے بعد ام ایمن ماں ہیں حضرت ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابو بکرؓ اور حضرت عمرؓ کبھی کبھی ان کی زیارت کو جایا کرتے ان کو دیکھ کر حضرت ﷺ کو یاد کر کے رونے لگتیں وہ دونوں صاحب بھی رونے لگتے۔

فائدہ دیکھو یہ کیسی بزرگی کی بات ہے کہ حضرت ﷺ ان کے پاس جاویں ایسے بڑے بڑے صحابہ ان کی مدارات کریں یہ بزرگی اس وجہ سے تھی کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت کی اور دین میں کامل تھیں۔ بیبیو اب حضرت ﷺ کی خدمت یہی ہے کہ حضرت ﷺ کے دین کی خدمت کرو اور عورتوں کو نیک باتیں بتلاؤ، ان کو دین سکھاؤ، اپنی اولاد کو نیکی کی تعلیم دو اور خود بھی دین میں مضبوط رہو انشاء اللہ تعالیٰ تم کو بھی بزرگی کا حصہ مل جاوے گا اور زیارت سے یوں مت سمجھ جائیو کہ یہ سب زیارت کرنے والوں کے سامنے بے پردہ ہو جاتی ہوں گی کسی کے پاس ارادہ کر کے جانا اور پاس بیٹھنا اگرچہ درمیان میں پردہ بھی ہو اور اچھی اچھی باتیں کہنا سننا بس یہی زیارت ہے۔

---

[1] از عجائب القصص ۱۲۔

[2] از مسلم ونووی ۱۲۔

۴۳: حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کا ذکر ۳

یہ حضرت رسول اللہ ﷺ کی صحابیہؓ ہیں اور ایک صحابیؓ ہیں ابو طلحہ انکی یہ بیوی ہیں اور ایک صحابی ہیں حضرت انسؓ جو ہمارے حضرتؐ کے خاص خدمت گذار ہیں انکی یہ ماں ہیں اور ایک طرح سے ہمارے حضرت ﷺ کی خالہ ہیں اور انکے ایک بھائی تھے صحابیؓ وہ ایک لڑائی میں حضرت کے ساتھ شہید ہوگئے تھے ان سب باتوں کے سبب ہمارے حضرت ﷺ ان کی بہت خاطر کرتے تھے اور کبھی کبھی ان کے گھر تشریف لے جایا کرتے اور حضرت نے ان کو جنت میں بھی دیکھا تھا اور ان کا ایک عجیب قصہ آیا ہے کہ ان کا ایک بچہ تھا وہ بیمار ہو گیا اور ایک دن مر گیا رات کا وقت تھا اب ان کا صبر دیکھو یہ خیال کیا کہ اگر خاوند کو خبر کروں گی ساری رات بے چین ہوں گے کھانا دانہ نہ کھاویں گے بس چپ ہو کر بیٹھ رہیں آئے خاوند اور پوچھا بچہ کیسا ہے کہنی لگیں آرام ہے اور جھوٹ بھی نہیں کہا مسلمان کے واسطے اس سے بڑھ کر کیا آرام ہو گا کہ اپنے اصلی ٹھکانے چلا جاوے وہ سمجھے نہیں غرض ان کے سامنے کھانا لا کر رکھا انہوں نے کھانا کھایا پھر ان کو ان کی طرف خواہش ہوئی خدا کی بندی نے اس سے بھی عذر نہیں کیا جب ساری باتوں سے فراغت ہو چکی تو خاوند سے پوچھتی ہیں کہ اگر کوئی کسی کو مانگی چیز دے اور پھر اپنی چیز مانگنے لگے تو انکار کرنے کا کچھ حق حاصل ہے انہوں نے کہا نہیں کہنے لگیں تو پھر بچہ کو صبر کرو۔ وہ بڑے خفا ہوئے کہ مجھ کو جب ہی کیوں نہ خبر کی انہوں نے یہ سارا قصہ حضرت ﷺ سے جا کر بیان کیا، آپ نے ان کے لئے دعا کی خدا کی قدرت اسی رات حمل رہ گیا اور بچہ پیدا ہوا، عبد اللہ اس کا نام رکھا گیا اور یہ عبد اللہ عالم ہوئے اور ان کی اولاد میں بڑے بڑے عالم ہوئے۔

فائدہ بیبیو! صبر ان سے سیکھو اور خاوند کو آرام پہنچانے کا سبق ان سے لو اور یہ جو مانگی ہوئی چیز کی مثال دی کیسی اچھی اور سچی بات ہے اگر آدمی اتنی بات سمجھ لے تو کبھی بے صبری نہ کرے **دیکھو** اس صبر کی برکت کہ اللہ میاں نے اس بچے کا عوض کتنی جلدی دے دیا اور کیسا برکت کا عوض دیا۔ جس کی نسل میں عالم فاضل ہوئے۔

۴۴: حضرت ام حرام کا ذکر ۴

یہ بھی صحابیہ ہیں اور حضرت ام سلیمؓ جن کا ذکر ابھی گذرا ہے ان کی بہن ہیں یہ بھی ہمارے حضرت ﷺ کی کسی طرح کی خالہ ہیں ان کے یہاں بھی حضرت تشریف لے جایا کرتے تھے ایک بار آپ نے ان کے گھر کھانا کھایا پھر نیند آ گئی سو گئے پھر ہنستے ہوئے جاگے انہوں نے وجہ پوچھی آپ نے فرمایا کہ میں نے اس وقت خواب میں اپنی امت کے لوگوں کو دیکھا کہ جہاد کے لئے جہاز میں سوار ہوئے جا رہے ہیں اور سامان لباس میں امیر اور بادشاہ معلوم ہوتے ہیں انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ دعا کیجئے خدائے تعالیٰ مجھ کو بھی ان میں سے کر دے آپ نے دعا فرما دی پھر آپ کو نیند آ گئی تو اسی طرح پھر ہنستے ہوئے اٹھے اور اسی طرح کا خواب پھر بیان کیا اس خواب میں اسی طرح کے اور آدمی نظر آئے تھے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ دعا کر دیجئے اللہ تعالیٰ مجھ کو ان میں سے کر دے آپ نے فرمایا کہ تم پہلوں میں سے ہو۔ چنانچہ ان کے شوہر جن کا نام عبادہ تھا، دریا کے سفر کے جہاد میں گئے یہ بھی ساتھ گئیں۔ جب دریا سے اتری ہیں یہ کسی جانور پر سوار ہونے لگیں اس نے شوخی کی یہ گر گئیں اور جان بحق ہوئیں۔

فائدہ حضرت ﷺ کی دعا قبول ہو گئی کیونکہ جب تک گھر لوٹ کر نہ آوے وہ سفر جہاد ہی کا رہتا ہے اور جہاد کے سفر میں چاہے کسی طرح مر جاوے اس میں شہید ہی کا ثواب ملتا ہے دیکھو کیسی دیندار تھیں کہ ثواب حاصل کرنے کے شوق میں جان کی بھی محبت نہیں کی خود دعا کرائی کہ مجھ کو یہ دولت ملے۔ بیبیو! تم بھی اس کا خیال رکھو اور دین کا کام کرنے میں اگر تھوڑی بہت تکلیف ہوا کرے اس سے گھبرایا مت کرو۔ آخر ثواب بھی تو تم ہی لو گی۔

۱: از کتب حدیث و شروح آں ۱۲۔
۲: از مسلم ۱۲۔

۴۵: حضرت ام عبدؓ کا ذکر ۵

ایک صحابی ہیں بہت بڑے حضرت عبداللہ بن مسعودؓ یہ بی بی ان کی ماں ہیں اور خود بھی صحابیہ ہیں ان کو ہمارے حضرت ﷺ کے گھر کے کاموں میں ایسا دخل تھا کہ دیکھنے والے یوں سمجھتے تھے کہ یہ بھی گھر والوں میں ہی ہیں۔

فائدہ اس قدر خصوصیت پیغمبر ﷺ کے گھر میں فقط دین کی بدولت تھی۔ بیبیو! اگر دین کو سنوارو گی تم کو بھی قیامت میں حضرت ﷺ کی نزدیکی نصیب ہوگی۔

۴۶: حضرت ابوذر غفاریؓ کی والدہ کا ذکر ۶

یہ ایک صحابی ہیں جب حضرت ﷺ کے پیغمبر ہونے کی خبر مشہور ہوئی اور کافروں نے جھٹلایا تو یہ بزرگ اپنے وطن سے مکہ میں اس بات کی تحقیق کرنے کو آئے تھے۔ یہاں کا حال دیکھ بھال کر مسلمان ہو گئے جب یہ لوٹ کر اپنے گھر گئے ان کی ماں نے سارا قصہ سنا کہنے لگیں مجھ کو تمہارے دین سے کوئی انکار نہیں میں بھی مسلمان ہوتی ہوں۔

فائدہ دیکھو طبیعت کی پاکی یہ ہے کہ جب سچی بات معلوم ہو گئی اس کے ماننے میں باپ دادا کے طریقہ کا خیال نہیں کیا۔ بیبیو! تم بھی جب شرع کی بات معلوم ہو جایا کرے اس کے مقابلہ میں خاندانی رسموں کا نام مت لیا کرو۔ بس خوشی خوشی دین کی بات مان لیا کرو اور اس کا برتاؤ کیا کرو۔

۴۷: حضرت ابوہریرہؓ کی والدہ کا ذکر ۷

یہ ایک صحابی ہیں اپنی ماں کو دین قبول کرنے کے واسطے سمجھایا کرتے ایک دفعہ ماں نے دین ایمان کو کوئی ایسی بات کہہ دی کہ ان کو بڑا صدمہ ہوا یہ روتے ہوئے حضرت ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا کہ حضرت ﷺ میری ماں کے واسطے دعا کیجئے کہ خدا اس کو ہدایت کرے آپ نے دعا کی کہ اے اللہ ابوہریرہ کی ماں کو ہدایت کر یہ خوش خوش گھر پہنچے تو دروازہ بند تھا اور پانی گرنے کی آواز آرہی تھی جیسے کوئی نہاتا ہو ان کے آنے کی آہٹ سن کر ماں نے پکار کر کہا کہ وہاں ہی رہو نہا دھو کر کواڑ کھولے اور کہا اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ ان کا مارے خوشی کے یہ حال ہو گیا کہ بے اختیار رونا شروع کیا اور اسی حال میں جا کر سارا قصہ حضرت ﷺ سے بیان کیا آپ نے اللہ تعالیٰ کا شکر کیا انہوں نے کہا یا رسول اللہ اللہ میاں سے دعا کر دیجئے کہ مسلمانوں سے ہم ماں بیٹوں کو محبت ہو جاوے اور مسلمانوں کو ہم دونوں سے محبت ہو جاوے آپ نے دعا فرما دی۔

فائدہ دیکھو نیک اولاد سے کتنا بڑا فائدہ ہے۔ بیبیو! اپنے بچوں کو بھی دین کا علم سکھاؤ ان سے تمہارا دین بھی سنورے گا۔

۴۸: حضرت اسماء بنت عمیسؓ کا ذکر ۸

یہ بی بی صحابی ہیں جب مکہ میں کافروں نے مسلمانوں کو بہت ستایا اس وقت بہت مسلمان ملک حبشہ کو چلے گئے تھے۔ ان میں یہ بھی تھیں پھر جب حضرت پیغمبر ﷺ مدینہ میں تشریف لے آئے تو وہ سب مسلمان مدینہ آگئے تھے ان میں یہ بھی تھیں آپ نے ان کو خوشخبری دی تھی کہ تم نے دو ہجرتیں کی ہیں تم کو بہت ثواب ہوگا۔

فائدہ دیکھو دین کے واسطے کس طرح گھر سے بے گھر ہوئیں جب تو ثواب لوٹے۔ بیبیو! اگر دین کے واسطے کچھ محنت اٹھانا پڑے اکتایو مت۔

۴۹: حضرت حذیفہؓ کی والدہ کا ذکر ۹

حضرت حذیفہؓ صحابی ہیں یہ فرماتے ہیں کہ میری والدہ نے ایک بار مجھ سے پوچھا تم کو حضرت ﷺ کی خدمت میں گئے ہوئے کتنے دن ہوئے میں نے بتلایا اتنے دن ہوئے مجھ کو برا بھلا کہا میں نے کہا اب جاؤں گا اور مغرب آپ ہی کے ساتھ پڑھوں گا اور آپ سے عرض

۱: از کتب سیر ۱۲
۲: از صحاح تا آخر ۱۲

کروں گا کہ میرے لئے اور تمہارے لئے بخشش کی دعا کریں چنانچہ میں گیا اور مغرب پڑھی عشاء پڑھی جب عشاء پڑھ کر آپ چلے میں ساتھ ہو لیا۔ میری آواز سن کر فرمایا حذیفہ ہے میں نے کہا جی ہاں فرمایا کیا کام ہے اللہ تمہاری اور تمہاری ماں کی بخشش کریں۔

فائدہ: دیکھو کیسی اچھی بی بی تھیں اپنی اولاد کے لئے ان باتوں کا بھی خیال رکھتی تھیں کہ حضرت ﷺ کی خدمت میں گئے یا نہیں، بیبیو! تم بھی اپنی اولاد کو تاکید رکھا کرو کہ بزرگوں کے پاس جا کر بیٹھا کریں ان سے دین کی باتیں سیکھا کریں اچھی صحبت کی برکت حاصل کیا کریں۔

۵۰: حضرت فاطمہ بنت خطاب کا ذکر ۱۰

یہ حضرت عمرؓ کی بہن ہیں، حضرت عمرؓ سے پہلے مسلمان ہو چکی ہیں، ان کے خاوند بھی سعید بن زید مسلمان ہو چکے تھے حضرت عمرؓ اس وقت تک مسلمان نہ ہوئے تھے، یہ دونوں حضرت عمرؓ کے ڈر کے مارے اپنا اسلام پوشیدہ رکھتے تھے ایک دفعہ ان کے قرآن پڑھنے کی آواز حضرت عمرؓ نے سن لی اور ان دونوں کے ساتھ بڑی سختی کی، لیکن بہنوئی تو بھلا مرد تھے ہمت ان بی بی کی دیکھو کہ صاف کہا کہ بے شک ہم مسلمان ہیں اور قرآن پڑھ رہے تھے چاہے مارو چاہے چھوڑو، حضرت عمرؓ نے کہا مجھ کو بھی قرآن دکھلاؤ، بس قرآن کا دیکھنا تھا اور اس کا سننا تھا نور ایمان کا نور ان کے دل میں داخل ہوا اور حضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمان ہوئے۔

فائدہ: بیبیو! تم کو بھی دین اور شرع کی باتوں میں ایسی ہی مضبوطی چاہئے یہ نہیں کہ ذرا سے روپے کے واسطے شرع کے خلاف کر لیا برادری کنبے کے خیال سے شرع کے خلاف رسمیں کر لیں اور جو بات بھی شرع کے خلاف ہو کسی طرح اس کے پاس مت جاؤ۔

۵۱: ایک[۱] انصاری عورت کا ذکر ۱۱

ابن اسحاق سے روایت ہے کہ حضرت ﷺ کے ساتھ احد کی لڑائی میں ایک انصاری بی بی کا خاوند اور باپ بھائی سب شہید ہو گئے جب اس نے سنا تو اول پوچھا کہ یہ بتلاؤ حضرت ﷺ کیسے ہیں لوگوں نے کہا خیریت سے ہیں کہنے لگیں جب آپ صحیح سالم ہیں پھر کسی کا کیا غم۔

فائدہ: سبحان اللہ حضرت کے ساتھ کیسی محبت تھی۔ بیبیو! اگر تم کو حضرت کے ساتھ محبت کرنی منظور ہے تو آپ کی شرع کی پوری پوری پیروی کرو، اس سے محبت ہو جائے گی اور محبت کی وجہ سے بہشت میں حضرت ﷺ کے پاس درجہ ملے گا۔

۵۲: حضرت ام فضل لبابہ بنت حارث کا ذکر ۱۲

یہ ہمارے پیغمبرؐ ﷺ کی چچی ہیں اور حضرت عباسؓ کی بی بی اور عبد اللہ بن عباس کی ماں ہیں قرآن میں جو آیا ہے کہ جو مسلمان کافروں کے ملک میں رہنے سے خدا کی عبادت نہ کر سکے اس کو چاہئے کہ اس ملک کو چھوڑ کر کہیں اور جا بسے اگر ایسا نہ کرے گا تو اس کو بہت گناہ ہو گا البتہ بچے اور عورتیں جن کو دوسری جگہ کا رستہ معلوم نہ اتنی دلیری اور ہمت وہ معاف ہیں تو حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ ان ہی کم ہمتوں میں میں اور میری ماں ہیں وہ عورت تھیں اور میں بچہ تھا۔

فائدہ: دیکھو یہ ان کی نیت کی خوبی تھی کہ دل سے کافروں میں رہنا پسند نہ تھا لیکن لاچار تھیں اس واسطے اللہ میاں کی ان پر رحمت ہو گئی کہ گناہ سے بچا لیا، بیبیو! تم بھی دل سے ہمیشہ دین کے موافق عمل کرنے کی پکی نیت رکھا کرو پھر تمہاری لاچاری کے معاف ہونے کی امید ہے اور جو دل ہی سے دین کی بات کا ارادہ نہ کیا تو پھر گناہ سے نہیں بچ سکتیں۔

۵۳: حضرت ام سلیط کا ذکر ۱۳

ایک دفعہ حضرت عمرؓ مدینہ کی بیبیوں کو کچھ چادریں تقسیم کر رہے تھے ایک چادر رہ گئی آپ نے لوگوں سے صلاح پوچھی کہ بتلاؤ کس کو دوں، لوگوں نے کہا حضرت علی کی بیٹی ام کلثوم جو آپ کے نکاح میں ہیں ان کو دے دیجئے آپ نے فرمایا نہیں بلکہ یہ ام سلیط کا حق ہے یہ بی بی انصار میں کی ہیں اور حضرت ﷺ سے بیعت ہیں حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ احد کی لڑائی میں ان کا حال یہ تھا کہ پانی کی مشکیں ڈھوتی پھرتی تھیں

۱: از کتب سیر ۱۲۔
۲: از صحاح تا آخر ۱۲۔

مسلمانوں کے پینے کھانے کے واسطے، اسی طرح ایک بی بی تھیں خولہ، وہ تو لڑائی میں تلوار لے کر لڑتی تھیں۔
فائدہ دیکھو خدا کے کام میں کیسی ہمت کی تھیں جب ہی تو حضرت عمرؓ نے اتنی قدر کی۔ اب کم ہمتوں کا یہ حال ہے کہ نماز بھی پانچ وقت کی ٹھیک نہیں پڑھی جاتی۔

۵۴: حضرت ہالہ بنت خویلد کا ذکر ۱۴

یہ ہمارے پیغمبر ﷺ کی سالی اور حضرت خدیجہؓ کی بہن ہیں یہ ایک بار حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور دروازے سے باہر کھڑے ہو کر آنے کی اجازت چاہی چونکہ آواز اپنی بہن کی سی تھی اس واسطے آپ حضرت خدیجہؓ کا خیال آکر چونک سے گئے اور فرمانے لگے اے اللہ یہ ہالہ ہو۔
فائدہ اس دعا سے معلوم ہوا کہ آپ کو ان سے محبت تھی یوں تو سالی کا رشتہ بھی ہے مگر بڑی وجہ آپ ﷺ کی محبت کی صاف دینداری ہے بیبیو! دین دار بن جاؤ تم کو بھی اللہ اور رسول چاہنے لگیں۔

۵۵: حضرت ہند بنت عتبہ کا ذکر ۱۵

حضرت معاویہؓ جو ہمارے حضرت ﷺ کے سالے ہیں یہ ان کی ماں ہیں انہوں نے ایک بار ہمارے پیغمبر ﷺ سے عرض کیا کہ مسلمان ہونے سے پہلے میرا یہ حال تھا کہ آپ ﷺ سے زیادہ کسی کی ذلت نہ چاہتی تھی اور اب یہ حال ہے کہ آپ ﷺ سے زیادہ کسی کی عزت نہیں چاہتی، آپ ﷺ نے فرمایا میرا بھی یہی حال ہے۔
فائدہ اس سے ایک تو ان کا سچا ہونا معلوم ہوا دوسرے یہ معلوم ہوا کہ حضرت ﷺ کے ساتھ ان کو محبت تھی اور حضرت ﷺ کو ان کے ساتھ محبت تھی، بیبیو تم بھی سچ بولا کرو، اور حضرت سے محبت رکھو اور ایسے کام کرو کہ حضرت ﷺ کو تم سے محبت ہو جاوے۔

۵۶: حضرت ام خالد کا ذکر ۱۶

جب لوگ حبشہ کو ہجرت کر کے گئے تھے ان میں یہ بھی تھیں اس زمانہ میں بچی تھیں، وہاں سے لوٹ کر جب مدینہ کو آئیں تو ان کے باپ حضرت ﷺ کی خدمت میں آئے اور یہ بھی ساتھ آئیں، ایک زرد کرتہ پہنے ہوئے تھیں آپ کے پاس ایک چھوٹی سی چادر بوٹے دار رکھی تھی آپ ﷺ نے ان کو اڑھا دی اور فرمایا بڑی اچھی ہے بڑی اچھی ہے پھر یہ دعا کی کہ گھس گھس پرانی ہو، اس دعا کا یہ مطلب ہوتا ہے کہ تمہاری بڑی عمر ہو، لوگوں کا بیان ہے کہ جتنی عمران کی ہوئی ہم نے کسی عورت کی نہیں سنی۔ لوگوں میں چرچا ہوا کرتا تھا کہ فلانی بی بی کی اتنی زیادہ عمر ہے یہ بچی تو تھیں ہی حضرت ﷺ کی مہر نبوت سے کھیلنے لگیں باپ نے ڈانٹا، آپ ﷺ نے فرمایا رہنے دو کیا ڈر ہے۔
فائدہ بڑی خوش قسمت تھیں بیبیو! دین کی چادر یہی نبی کی چادر ہے، جیسا کہ قرآن میں پرہیزگاری کو لباس فرمایا ہے اگر اس دولت کو لینا چاہتی ہو تو دین اور پرہیزگاری اختیار کرو۔

۵۷: حضرت صفیہؓ کا ذکر ۱۷

یہ ہمارے پیغمبر ﷺ کی پھوپھی ہیں جب حضرت ﷺ کے چچا حضرت حمزہؓ احد کی لڑائی میں شہید ہو گئے آپ ﷺ نے یہ فرمایا کہ مجھ کو صفیہؓ کے صدمہ کا خیال ہے ورنہ حمزہؓ کو دفن نہ کرتا، درندے کھا جاتے اور قیامت میں درندوں کے پیٹ میں سے ان کا حشر ہوتا۔
فائدہ اس سے معلوم ہوا کہ حضرت کو ان کا بہت خیال تھا کہ اپنے ارادے کو ان کی خاطر سے چھوڑ دیا۔ بیبیو! یہ خیال ان کی دینداری کی وجہ سے تھا تم بھی دیندار بنو، تاکہ تم بھی اس لائق ہو جاؤ کہ پیغمبر خدا ﷺ تم سے بھی راضی رہیں۔

۵۸: حضرت ابو الہیثم کی بی بی کا ذکر ۱۸

یہ ایک صحابیہ ہیں ہمارے حضرت ﷺ کی ان کے حال پر ایسی مہربانی تھی کہ ایک بار آپ ﷺ پر فاقہ تھا، جب بھوک کی بہت شدت

ہوئی آپ ان کے گھر بے تکلف تشریف لے گئے میاں تو گھر تھے نہیں میٹھا پانی لینے گئے تھے پھر میاں بھی آ گئے تھے وہ اور بھی زیادہ خوش ہوئے اور سامان دعوت کیا۔

فائدہ اگر ان بی بی کے اخلاص پر آپ ﷺ کو اطمینان نہ ہوتا تو جیسے میاں گھر نہ تھے آپ لوٹ آتے معلوم ہوا کہ آپ جانتے تھے کہ یہ بھی خوب خوش ہیں کسی کا پیغمبر ﷺ سے خوش ہونا اور پیغمبر کا کسی کو اچھا سمجھنا یہ تھوڑی بزرگی نہیں ہے۔ بیبیو! حضرت اس وقت مہمان تھے تم بھی مہمانوں کے آنے سے خوش ہوا کرو تنگ دل مت ہوا کرو۔

۵۹: حضرت اسماء بنت ابی بکر کا ذکر ۱۹

یہ ہمارے پیغمبر ﷺ کی سالی اور حضرت عائشہؓ کی بہن ہیں جب حضرت ﷺ ہجرت کر کے مدینہ کو چلے ہیں جس تھیلی میں ناشتہ تھا اس کے باندھنے کو کوئی چیز نہ ملی انہوں نے فوراً اپنا کمر بند بیچ سے چیر ڈالا، ایک ٹکڑا کمر بند رکھا دوسرے ٹکڑے سے ناشتہ باندھ دیا۔

فائدہ ایسی محبت بڑی دیندار کو ہوتی ہے کہ اپنے ایسے کام کی چیز آپ کے آرام کے لئے ناقص کر دی، بیبیو! دین کی محبت ایسی ہی چاہئے کہ اس کے سنوارنے میں اگر دنیا بگڑ جائے کچھ پرواہ نہ کریں۔

۶۰: حضرت ام رومان کا ذکر ۲۰

یہ ہمارے حضرت ﷺ کی ساس اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی ماں ہیں، حضرت عائشہؓ پر ایک منافق نے توبہ توبہ تہمت لگائی تھی جس میں بعضے بھولے سیدھے مسلمان بھی شامل ہو گئے تھے اور حضرت بھی ان سے کچھ چپ چپ ہو گئے تھے پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہؓ کی پاکی قرآن شریف میں اتاری اور حضرت ﷺ نے وہ آیتیں پڑھ کر گھر میں سنائیں اس وقت حضرت ام رومان نے حضرت عائشہؓ کو کہا اٹھو اور حضرت کی شکر گذاری کرو اور اس سے پہلے بھی حالانکہ ان کو اپنی بیٹی کا بڑا صدمہ تھا مگر کیا ممکن ہے کہ کوئی ذرا سی بات بھی ایسی کہی ہو جس سے حضرت کی شکایت ٹپکتی ہو۔

فائدہ عورتوں سے ایسا تحمل اور ضبط بہت تعجب کی بات ہے ورنہ ایسے وقت میں کچھ نہ کچھ منہ سے نکل ہی جاتا ہے مثلاً یہی کہہ دیتیں کہ افسوس میری بیٹی سے بے وجہ کھنچ گئے خاص کر جب پاکی ثابت ہو گئی اس وقت تو ضرور کچھ نہ کچھ غصہ اور رنج ہوتا کہ لو ایسی پاک پر شبہ تھا، رنج و تکرار کے وقت بیبی کو بڑھاوے مت دیا کرو اس کی طرف ہو کر سسرال والوں سے مت لڑا کرو، اس قصہ میں ایک اور بی بی کا ذکر کیا ہے جن کے بیٹے ان ہی تہمت لگانے والوں میں بھولے پن سے شامل ہو گئے تھے ان بی بی نے ایک موقع پر اپنے بیٹے ہی کو کوسا اور حضرت عائشہؓ کی طرف دار رہیں یہ بی بی ام مسطح کہلاتی ہیں، دیکھو حق پرستی یہی ہوتی ہے کہ بیٹے کی بات کی پچ نہیں کی بلکہ سچی بات کی طرف رہیں اور بیٹے کو برا کہا۔

۶۱: حضرت ام عطیہ کا ذکر ۲۱

یہ بی بی صحابیہ ہیں اور حضرت ﷺ کے ساتھ چھ ۶ لڑائیوں میں گئیں اور وہاں بیماروں، زخمیوں کا علاج اور مرہم پٹی کرتی تھیں اور حضرت ﷺ سے اس قدر محبت تھی کہ جب کبھی آپ ﷺ کا نام لیتیں تو یوں بھی ضرور کہتیں کہ "میرا باپ آپ ﷺ پر قربان"۔

فائدہ بیبیو! دین کے کاموں میں محنت کرو اور حضرت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایسی محبت رکھو۔

۶۲: حضرت بریرہؓ کا ذکر ۲۲

یہ ایک شخص کی لونڈی تھیں پھر ان کو حضرت عائشہؓ نے خرید کر آزاد کر دیا یہ انہی کے گھر رہتیں اور حضرت عائشہؓ اور ہمارے حضرت کی خدمت کیا کرتیں، ایک بار ان کے واسطے کہیں سے گوشت آیا تھا ہمارے حضرت نے خود مانگ کر نوش فرمایا تھا۔

فائدہ حضرت کی خدمت کرنا کتنی بڑی خوش قسمتی ہے اور ان کی محبت پر حضرت کو پورا بھروسہ تھا جب ہی تو ان کی چیز کھا لی اور یہ سمجھے کہ یہ خوش ہوں گی، بیبیو! حضرت کی خدمت یہی ہے کہ دین کی خدمت کرو اور یہی محبت ہے حضرت کے ساتھ۔

۲۳، ۲۴، ۲۵: فاطمہ بنت ابی حبیش اور حمنہ بنت ابی جحش اور حضرت عبداللہ بن مسعود کی بی بی زینب کا ذکر ۲۳، ۲۴، ۲۵:

ان بیبیوں کا حضرت ﷺ سے مسئلے پوچھنے کے لئے گھر سے آنا حدیثوں میں آیا ہے اسی واسطے ہم نے تینوں کا نام ساتھ ہی لکھ دیا کہ ان کا حال ایک ہی سا ہے۔ پہلی بی بی نے استحاضہ کا مسئلہ پوچھا دوسری بی بی ہمارے حضرت کی سالی اور حضرت زینب کی بہن ہیں انہوں نے بھی استحاضہ کا مسئلہ پوچھا تھا اور تیسری بی بی نے صدقہ دینے کا مسئلہ پوچھا تھا عبداللہ بن مسعودؓ ایک بہت بڑے صحابی ہیں یہ ان کی بی بی ہیں۔

فائدہ بیبیو، دین کا شوق ایسا ہوتا ہے کہ تم کو بھی جو مسئلہ معلوم نہ ہوا کرے ضرور پرہیزگار عالموں سے پوچھ لیا کرو اور کوئی شرم کی بات ہو تو ان عالموں کی بیویوں سے کہہ دیا انہوں نے پوچھ لیا۔ حضرت کی بیبیوں اور بیٹیوں کے بعد یہاں تک ان پچیس ۲۵ عورتوں کے ذکر ہوئے جو حضرت کے زمانہ میں تھیں اور بھی ایسی بہت بیبیوں کے حالات کتابوں میں لکھے ہیں مگر ہم نے اتنا ہی لکھا ہے کہ کتاب بڑھ نہ جاوے آگے ان بیبیوں کا ذکر آتا ہے جو حضرت ﷺ کے بعد ہوئی ہیں۔

۶۶: امام حافظ ابن عساکر کی استاد بیبیاں ۱

یہ امام حدیث کے بڑے عالم ہیں جن استادوں سے انہوں نے یہ علم حاصل کیا ہے، ان میں اسی ۸۰ سے زیادہ عورتیں ہیں۔

فائدہ افسوس ایک یہ زمانہ ہے کہ عورتیں دین کا علم حاصل کر کے شاگردی کے درجہ کو بھی نہیں پہنچتیں۔

۶۷، ۶۸: حفید بن زہر الطبیب کی بہن اور بھانجی ۲، ۳

یہ ایک مشہور طبیب ہیں ان کی بہن اور بھانجی حکمت کا علم خوب رکھتی تھیں اور ایک بادشاہ تھا خلیفہ منصور اس کے محلات کا علاج ان ہی کے سپرد تھا۔

فائدہ یہ علم تو عورتوں میں سے بالکل جاتا رہا اس علم میں بھی اگر اچھی نیت ہو اور لالچ اور دغا نہ کرے، کوئی حرام دوا نہ کھلائے دین کے کاموں میں غفلت نہ کرے تو بڑا ثواب ہے اور مخلوق کا فائدہ ہے۔ اب جاہل دائیاں عورتوں کا ستیاناس کرتی ہیں، اگر علم ہوتا تو یہ خرابی کیوں ہوتی جن عورتوں کے باپ بھائی میاں حکیم ہیں وہ اگر ہمت کریں تو ان کو اس علم کا حاصل کرنا بہت آسان ہے۔

۶۹: امام یزید بن ہارون کی لونڈی ۴

یہ حدیث کے بڑے امام ہیں اخیر عمر میں نگاہ بہت کمزور ہو گئی تھی کتاب نہ دیکھ سکتے تھے ان کی یہ لونڈی ان کی مدد کرتی خود کتابیں دیکھ کر حدیثیں یاد کر کے ان کو بتلا دیا کرتی۔

فائدہ سبحان اللہ اس زمانہ میں لونڈیاں باندیاں عالم ہوتی تھیں اب بیبیاں بھی اکثر جاہل ہیں خدا کے واسطے اس دھبہ کو مٹا دو۔

۷۰: ابن سماک کوفی کی لونڈی ۵

یہ بزرگ اپنے زمانے کے بڑے عالم ہیں انہوں نے ایک دفعہ اپنی لونڈی سے پوچھا کہ میری تقریر کیسی ہے اس نے کہا تقریر تو اچھی ہے مگر عیب اتنا ہے کہ ایک بات کو بار بار کہتے ہو، انہوں نے کہا کہ میں بار بار اسلئے کہتا ہوں کہ کم سمجھ لوگ بھی سمجھ لیں، کہنے لگی جب تک کم سمجھ سمجھیں گے سمجھ دار گھبرا چکیں گے۔

فائدہ کسی عالم کی تقریر میں ایسی گہری بات سمجھنا عالم ہی سے ہو سکتا ہے، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ لونڈی عالمہ تھی بیبیو! لونڈیوں سے تو کم مت رہو، خوب کوشش کر کے علم حاصل کرو، گھر میں کوئی مرد عالم ہو تو ہمت کر کے عربی بھی پڑھ لو، پورا مزہ علم کا اسی میں ہے تم کو لڑکوں سے زیادہ آسان ہے کیونکہ کمانا دھمانا نہیں اطمینان سے اسی میں لگی رہو، رہا سینا پرونا وہ ہفتوں میں سیکھ سکتی ہو ساری عمر کیوں برباد کرتی ہو۔

۷۱: ابن جوزی کی پھوپھی ۶

یہ بزرگ بڑے عالم ہیں انکو پھوپھی انکو بچپن میں عالموں کے پڑھنے پڑھانے کی جگہ لے جایا کرتیں بچپن ہی سے جو علم کی باتیں کان

۱: وعظ میں ان کو بڑا کمال تھا اور بیس ہزار کافر ان کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے ۱۲ منہ۔

میں پڑھتی رہیں ماشاءاللہ دس برس کی عمر میں ایسے ہو گئے کہ عالموں کی طرح وعظ کہنے لگے۔

فائدہ: دیکھو اپنی اولاد کے واسطے علم دین سکھانے کا کتنا بڑا خیال تھا وہ بڑی بوڑھی ہوں گی خود لے گئیں تم اتنا تو کر سکتی ہو کہ جب تک وہ دین کا علم نہ پڑھ لیں انگریزی میں مت پھنساؤ، بری صحبت سے روکو اس پر تنبیہ و مکتب میں مدرسے میں جانے کی تاکید کرو اب تو یہ حال ہے کہ اول تو پڑھانے کا شوق نہیں اور اگر ہے تو انگریزی کا کہ میرا بیٹا تحصیل دار ہو گا ڈپٹی ہو گا چاہے قیامت میں دوزخ میں جاوے اور ماں باپ کو بھی ساتھ لے جاوے یاد رکھو سب سے مقدم دین کا علم ہے یہ نہیں تو کچھ بھی نہیں۔

۷۲: امام ربیعۃ الرائےؒ کی والدہ ۷

یہ بھی بڑے عالم ہوئے ہیں امام مالکؒ اور حسن بصریؒ جو آفتاب سے زیادہ مشہور ہیں وہ دونوں انہی کے شاگرد ہیں ان کے والد کا نام فروخ ہے بنی امیہ کی بادشاہی کے زمانہ میں وہ فوج میں نوکر تھے بادشاہی حکم سے وہ بہت سی لڑائیوں پر بھیجے گئے اس وقت یہ اپنی والدہ کے پیٹ میں تھے ان کو ستائیس برس اس سفر میں لگ گئے یہ پیچھے ہی پیدا ہوئے اور پیچھے ہی اتنے بڑے عالم ہوئے چلتے وقت ان کے والد نے اپنی بی بی کو تیس ہزار اشرفیاں دی تھیں اس عالی ہمت بی بی نے سب اشرفیاں ان کے پڑھانے لکھانے میں خرچ کر دیں جب ان کے باپ ستائیس ۲۷ برس پیچھے لوٹ کر آئے تو بی بی سے اشرفیوں کو پوچھا انہوں نے کہا کہ سب حفاظت سے رکھی ہیں اس عرصہ میں حضرت ربیعہ مسجد میں جا کر حدیث سنانے میں مشغول ہوئے فروخ نے جو یہ تماشا اپنی آنکھ سے دیکھا کہ میرا بیٹا ایک جہان کا پیشوا ہو رہا ہے مارے خوشی کے پھولے نہ سمائے، جب گھر لوٹ کر آئے بی بی نے پوچھا بتلاؤ تیس ہزار اشرفیاں زیادہ اچھی ہیں یا یہ نعمت؟ وہ بولی اشرفیوں کی کیا حقیقت ہے جب انہوں نے کہا کہ میں نے وہ اشرفیاں اسی نعمت کے حاصل کرنے میں خرچ کر ڈالیں، انہوں نے نہایت خوش ہو کر کہا کہ خدا کی قسم تو نے اشرفیاں ضائع نہیں کیں۔

فائدہ: دیکھا کیسی بیبیاں تھیں علم دین کی کیسی قدر جانتی تھیں کہ تیس ۳۰ ہزار اشرفیاں اپنے بیٹے کے علم حاصل کرنے میں خرچ کر ڈالیں، بیبیو! تم بھی خرچ کی پرواہ مت کرنا جس طرح ہو اولاد کو علم دین حاصل کرانا۔

۷۳، ۷۴: امام بخاری کی والدہ اور بہن ۸، ۹

امام بخاری کے برابر حدیث کا کوئی عالم نہیں ہوا انکی عمر چودہ سال کی تھی جب انہوں نے علم حاصل کرنے کو سفر کیا تو انکی والدہ اور بہن خرچ کی ذمہ دار تھیں۔

فائدہ: بھلا ماں تو ویسے بھی خرچ دیا کرتی ہے مگر بہن جس کا رشتہ ذمہ داری کا نہیں ہے ان کو کیا غرض تھی معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں بیبیوں میں علم دین کا نام لیا اور یہ اپنا مال و متاع قربان کرنے کو تیار ہو گئیں، بیبیو! تم کو بھی ایسا ہی ہونا چاہیے۔

۷۵: قاضی زادہ رومی کی بہن ۱۰

یہ ایک بڑے مشہور فاضل ہیں جب یہ روم کے استادوں سے علم حاصل کر چکے تو ان کو باہر کے عالموں سے علم حاصل کرنے کا شوق ہوا اور چپکے چپکے سفر کا سامان کرنا شروع کیا، ان کی بہن کو معلوم ہوا تو اپنا بہت سا زیور اپنے بھائی کے سامان میں چھپا کر رکھ دیا اور خود ان سے بھی نہیں کہا۔

فائدہ: کیسی اچھی بیبیاں تھیں نام سے کوئی غرض نہ تھی یوں چاہتی تھیں کہ کسی طرح علم قائم رہے، بیبیو! علم کے قائم رکھنے کی مدد کرنا بڑا ثواب ہے جو دین کے مدرسے ہیں جس قدر آسانی سے مدد ممکن ہو ضرور خیال رکھو حضرت کے زمانے کی بیبیوں کے بعد یہ ان عورتوں کے قصے بیان ہوئے جن کو علم حاصل کرنے کا شوق تھا اب ان بیبیوں کا حال لکھا جاتا ہے جن کا دل فقیری کی طرف تھا۔

۷۶: حضرت معاذہ عدویہؒ کا ذکر ۱

ان کا عجیب حال تھا جب دن آتا، کہتیں شاید یہ وہ دن ہے جس میں مر جاؤں اور شام تک نہ سوتیں کہ کہیں موت کے وقت خدا کی یاد سے غافل نہ مروں اسی طرح جب رات آتی تو صبح تک نہ سوتیں اور یہی کہتیں اگر نیند کا زور ہوتا تو گھر میں دوڑی پھرتیں اور نفس کو کہتیں کہ

۱: از طبقات شعرانی تا آخر ذکر حضرت نفیسہ۔

نیند کا وقت آگے آتا ہے مطلب یہ تھا کہ مر کر پھر قیامت تک سوئیو، رات دن میں چھ سو نفلیں پڑھا کرتیں، کبھی آسمان کی طرف نگاہ نہ اٹھاتیں جب سے ان کے شوہر مر گئے پھر بستر پر نہیں لیٹیں، یہ حضرت عائشہؓ سے ملی ہیں اور ان سے حدیثیں سنی ہیں۔

فائدہ بیبیو! خدا کی محبت اور یاد ایسی ہوتی ہے ذرا آنکھیں کھولو۔

۷۷: حضرت رابعہ عدویہ کا ذکر ۲

یہ بہت رویا کرتیں اگر دوزخ کا ذکر سن لیتی تھیں تو غش آجاتا کوئی کچھ دیتا تو پھیر دیتیں اور کہہ دیتیں کہ مجھ کو دنیا نہیں چاہئے اسی ۸۰ برس کی عمر میں یہ حال ہو گیا تھا کہ چلنے میں معلوم ہوتا تھا کہ اب گریں کفن ہمیشہ اپنے سامنے رکھتیں سجدے کی جگہ آنسوؤں سے تر ہو جاتی اور ان کی عجیب و غریب باتیں مشہور ہیں اور ان کو رابعہ بصریہ بھی کہتے ہیں۔

فائدہ بیبیو! کچھ تو خدا کا خوف اور موت کی یاد تم بھی اپنے دل میں پیدا کرو دیکھو آخر یہ بھی تو عورت ہی تھیں۔

۷۸: حضرت ماجدہ قرشیہ کا ذکر ۳

یہ کہا کرتیں کہ جو قدم رکھتی ہوں یہ سمجھتی ہوں کہ بس اس کے بعد موت ہے اور فرمایا کرتیں تعجب ہے دنیا کے رہنے والوں کو کوچ کی خبر دے دی ہے اور پھر ایسے غافل ہیں جیسے کسی نے کوچ کی خبر سنی نہیں ہے یہیں رہیں گے اور فرماتیں کوئی نعمت جنت کی اور خدا تعالیٰ کی رضامندی کی بے محنت نہیں ملتی۔

فائدہ بیبیو! کیسے کام کی نصیحتیں ہیں، اپنے دل پر ان کو جماؤ اور برتو۔

۷۹: حضرت عائشہ بنت جعفر صادق کا ذکر ۴

ان کا رتبہ ناز کا تھا یہ یوں کہا کرتیں اگر مجھ کو دوزخ میں ڈالا میں سب سے کہہ دوں گی کہ میں اللہ کو ایک مانتی تھی، پھر مجھ کو عذاب دیا ۱۴۵ھ میں ان کا انتقال ہوا اور باب قرافہ مصر میں مزار ہے۔

فائدہ بیبیو! یہ رتبہ کسی کسی کو نصیب ہوتا ہے اور جن کو ہوا ہے پوری تابعداری کی برکت سے ہوا ہے، اس کو اختیار کرو اور یاد رکھو کہ اللہ کو ایک ماننا پورا پورا یہ ہے کہ نہ اور کسی کو پوجے نہ کسی سے امید رکھے نہ کسی سے ڈرے نہ کسی کے خوش کرنے کا خیال ہو نہ کسی کے ناراض ہونے کی پروا ہو کوئی اچھا کہے خوش نہ ہو کوئی برا کہے غم نہ کرے کوئی ستائے تو اس پر نگاہ نہ کرے یوں سمجھے کہ اللہ کو یونہی منظور تھا، میں بندہ ہوں ہر حال میں راضی رہنا چاہئے تو جو شخص اس طرح خدا کو ایک مانے گا اس کو دوزخ سے کیا علاقہ یہ مطلب تھا ان بی بی کا گویا اللہ کے اس طرح ایک ماننے کی برکت اور بزرگی بیان کرتی تھیں۔

۸۰: رباح قیسی کی بی بی کا ذکر ۵

یہ ساری رات عبادت کرتیں جب ایک پہر رات گذر جاتی تو شوہر سے کہتیں کہ اٹھو اگر وہ نہ اٹھتے تو پھر تھوڑی دیر کے بعد ان کو اٹھاتیں پھر آخر شب میں کہتیں اے رباح اٹھو رات گذرتی ہے اور تم سوتے ہو کبھی زمین سے تنکا اٹھا کر کہتیں کہ خدا کی قسم دنیا میرے نزدیک اس سے بھی زیادہ بے قدر ہے عشاء کی نماز پڑھ کر زینت کے کپڑے پہن کر خاوند سے پوچھتیں کہ تم کو کچھ خواہش ہے اگر وہ انکار کر دیتے تو وہ کپڑے اتار کر رکھ دیتیں اور صبح تک نفلوں میں مشغول رہتیں۔

فائدہ بیبیو! تم نے دیکھا کہ خدا تعالیٰ کی کیسی عبادت کرتی تھیں اور ساتھ ہی خاوند کا کتنا حق ادا کرتی تھیں اور خاوند کو دین کی رغبت بھی دلاتی تھیں یہ ساری باتیں کرنے کی ہیں۔

---

۱ کسی دینی مصلحت سے ہدیہ کے واپس کر دینے میں کچھ مضائقہ نہیں ۱۲ منہ۔

۲ اور بہت بڑا کمال یہ ہے کہ سنت کے مطابق فضل الٰہی کا امیدوار رہے اور اپنے اعمال پر بھروسہ اور ان کا ذکر تک بھی نہ کرے خوب سمجھ لو ۱۲ منہ۔

۸۱: حضرت فاطمہ نیساپوری کا ذکر ۶

ایک بزرگ ہیں بڑے کامل ذوالنون مصری وہ فرماتے ہیں کہ ان بی بی سے مجھ کو فیض ہوا ہے وہ فرمایا کرتیں جو شخص اللہ تعالیٰ کا ہر وقت دھیان نہیں رکھتا وہ گناہ کے ہر میدان میں جا گرتا ہے جو منہ میں آیا بک ڈالتا ہے اور جو ہر وقت اللہ تعالیٰ کا دھیان رکھتا ہے وہ فضول باتوں سے گونگا ہو جاتا ہے اور خدائے تعالیٰ سے شرم و حیا کرنے لگتا ہے۔ اور حضرت ابویزیدؒ کہتے ہیں کہ میں نے فاطمہ کے برابر کوئی عورت نہیں دیکھی ان کو جس جگہ کی جو خبر دی وہ ان کو پہلے ہی معلوم ہو جاتی تھی عمرہؓ کے رستے میں مکہ معظمہ میں ۲۲۳ھ میں ان کا انتقال ہوا۔

فائدہ دیکھو دھیان رکھنے کی کیا اچھی بات کہی، اگر اسی کو نباہ لو تو سارے گناہوں سے بچ جاؤ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ان بی بی کو کشف ہوتا تھا اگرچہ یہ کوئی بڑا رتبہ نہیں ہے لیکن اگر اچھے آدمی کو ہو تو اچھی بات ہے۔

۸۲: حضرت رابعہ یا رابعہ شامیہ بنت اسمٰعیل کا ذکر ۷

یہ ساری رات عبادت کرتیں اور ہمیشہ روزہ رکھتیں اور فرماتیں کہ جب اذان سنتی ہوں قیامت کے دن کا پکارنے والا فرشتہ یاد آجاتا ہے اور جب گرمی کو دیکھتی ہوں تو قیامت کی گرمی یاد آجاتی ہے اور انکے خاوند بھی بڑے بزرگ ہیں ابن ابی الحواری۔ یہ ان سے کہتیں مجھ کو تمہارے ساتھ بھائیوں کی سی محبت ہے مطلب یہ کہ میرے نفس کو خواہش نہیں ہے اور فرماتیں کہ جب کوئی عبادت میں لگ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے عیبوں کی اس کو خبر دیتے ہیں اور جب اس کو اپنے عیبوں کی خبر ہو جاتی ہے پھر وہ دوسروں کے عیبوں کو نہیں دیکھتا اور فرماتیں کہ میں جنات کو آتے جاتے دیکھتی ہوں اور مجھ کو حوریں نظر آتی ہیں۔

فائدہ بیبیو! عبادت اسکو کہتے ہیں اور دیکھو تم جو دوسروں کے عیبوں کو ہر وقت ڈھونڈا کرتی ہو اس کا کیا اچھا علاج بتایا کہ اپنے عیبوں کو دیکھا کرو پھر کسی کا عیب نظر ہی نہ آوے گا اور معلوم ہوتا ہے کہ ان کو کشف بھی ہوتا تھا کشف کا حال اوپر کے قصہ میں آگیا ہے۔

۸۳: حضرت ام ہارون کا ذکر ۸

ان پر خدا کا خوف بہت غالب تھا اور بہت عبادت کرتیں اور روکھی روٹی کھایا کرتیں اور فرمایا کرتیں کہ رات کے آنے سے میرا دل خوش ہوتا ہے اور جب دن ہوتا ہے غمگین ہوتی ہوں ساری رات جاگتیں اور تیس ۳۰ برس میں تیل نہیں ڈالا مگر جب بال کھولتیں تو بال صاف اور چکنے ہوتے تھے ایک دفعہ باہر نکلیں کسی شخص نے خدا جانے کس کو کہا ہو گا کہ پکڑو ان کو قیامت کا دن یاد آگیا ہے اور بے ہوش ہو کر گر گئیں ایک دفعہ جنگل میں سامنے سے شیر آگیا آپ نے فرمایا کہ اگر میں تیرا رزق ہوں تو مجھ کو کھالے وہ پیٹھ پھیر کر چلدیا۔

فائدہ سبحان اللہ خدا کی یاد میں کیسی چور تھیں اور خدا سے کس قدر ڈرتی تھیں اور شیر کی بات ان کی کرامت ہے جیسا ہم نے کشف کا حال لکھا ہے وہی کرامت کا سمجھو۔ بیبیو! تم بھی خدا کی یاد اور خدا کا خوف دل میں پیدا کرو۔ آخر قیامت بھی آنے والی ہے کچھ سامان کر رکھو۔

۸۴: حبیب عجمی کی بی بی حضرت عمرہؒ کا ذکر ۹

یہ ساری رات عبادت کرتیں جب اخیر رات ہوتی تو خاوند سے کہتیں قافلہ آگے چل دیا تم سوتے رہ گئے ایک بار ان کی آنکھ دکھنے آئی کسی نے پوچھا کہنے لگیں میرے دل کا درد اس سے بھی زیادہ ہے۔

فائدہ بیبیو! خدا کی محبت کا ایسا درد پیدا کرو کہ سب درد اس کے سامنے ہلکے ہو جاویں۔

۸۵: حضرت امۃ الجلیلؒ کا ذکر ۱۰

یہ بڑی عابد زاہد تھیں ایک بار کئی بزرگوں میں گفتگو ہوئی کہ ولی کیسا ہوتا ہے سب نے کہا کہ آؤ امۃ الجلیلؒ سے چل کر پوچھیں غرض ان سے پوچھا فرمایا ولی کی کوئی گھڑی ایسی نہیں ہوتی جس میں اسکو خدا کے سوا کوئی اور دھندا ہو جو کوئی اس کو دوسرا دھندا بتلادے وہ جھوٹا ہے۔

۱۱: عمرہ حج کے ساتھ ہوتا ہے۔ حج فرض اور عمرہ سنت ہے ۱۲ منہ۔

فائدہ کیسی شان کی بی بی تھیں کہ بزرگ مردان سے ایسی باتیں پوچھتے تھے اور انہوں نے کیسی اچھی پہچان بتلائی۔ بیبیو! تم بھی اس کی حرص کرو اور اپنے سارے دھندوں سے زیادہ خدا کی یاد کا دھندا کرو۔

۸۶: حضرت عبیدہ بنت کلاب کا ذکر 11

مالک ابن دینار ایک بڑے کامل بزرگ ہیں یہ بی بی ان کی خدمت میں آتی جاتی تھیں بعضے بزرگ ان کا رتبہ رابعہ بصریہ سے زیادہ بتلاتے ہیں ایک شخص کو کہتے سنا کہ آدمی پورا متقی جب ہی ہوتا ہے کہ جب اس کے نزدیک خدا کے پاس جانا سب چیزوں سے پیارا ہو جاوے یہ سن کر غش کھا کر گر پڑیں۔

فائدہ خدا کے پاس جانے کا کیسا شوق تھا کہ ذکر سن کر غش آگیا اب یہ حال ہے کہ موت کا نام سننا پسند نہیں اس کی وجہ صرف دنیا کی محبت ہے کہ جانے کو جی نہیں چاہتا اس کو دل سے نکالو جب خدا کے یہاں جانے کو جی چاہے گا۔

۸۷: حضرت عفیرہؒ عابدہ کا ذکر ۱۲

ایک روز بہت سے عابد لوگ ان کے پاس آئے اور کہا کہ ہمارے لئے دعا کیجئے آپ نے فرمایا کہ میں اتنی گنہگار ہوں کہ اگر گناہ کرنے کی سزا میں آدمی گونگا ہو جایا کرتا تو میں بات بھی نہ کر سکتی یعنی گونگی ہو جاتی لیکن دعا کرنا سنت ہے اس لئے دعا کرتی ہوں پھر سب کیلئے دعا کی۔

فائدہ دیکھو ایسی عابدہ زاہدہ ہو کر بھی اپنے کو ایسا عاجز گنہگار سمجھتی تھیں اب یہ حال ہے کہ ذرا دو تین تسبیحیں پڑھنے لگیں اور اپنے کو بزرگ سمجھ لیا خدائے تعالیٰ کو بڑائی ناپسند ہے ہر حال میں اپنے کو کمتر سمجھو اور سچ بھی ہے سینکڑوں عیب ہر حالت میں بھرے رہتے ہیں پھر عبادت کے ساتھ ان کو بھی دیکھے تو کبھی بڑائی کا خیال نہ آوے۔

۸۸: حضرت شعوانہؒ کا ذکر ۱۳

یہ بہت روتیں اور یوں کہتیں کہ میں چاہتیں ہوں کہ اتنا روؤں کہ آنسو باقی نہ رہیں پھر خون روؤں اتنا کہ بدن بھر میں خون نہ رہے ان کی خادمہ کا بیان ہے کہ جب سے میں نے ان کو دیکھا ہے ایسا فیض ہوا ہے کہ کبھی دنیا کی رغبت مجھ کو نہیں ہوئی اور کسی مسلمان کو حقیر نہیں سمجھا حضرت فضیلؒ بن عیاض بڑے مشہور بزرگ ہیں وہ ان کے پاس جا کر دعا کرتے۔

فائدہ خدا کے خوف سے یا محبت سے رونا بڑی دولت ہے اگر رونا نہ آوے رونے کی صورت ہی بنا لیا کرو اللہ میاں کو عاجزی پر رحم آجاوے گا اور دیکھو بزرگوں کے پاس بیٹھنے سے کیسا فیض ہوتا ہے جیسا ان کی خادمہ نے بیان کیا تم بھی نیک صحبت ڈھونڈا کرو اور برے آدمی سے بچا کرو۔

۸۹: حضرت آمنہ رملیہ کا ذکر ۱۴

ایک بزرگ ہیں بشرؒ بن حارثؒ وہ ان کی زیارت کو آتے ایک دفعہ حضرت بشر بیمار ہوگئے یہ ان کو پوچھنے گئیں احمد بن حنبلؒ جو بہت بڑے امام ہیں وہ بھی پوچھنے آگئے معلوم ہوا کہ یہ آمنہ ہیں رملہ سے آئی ہیں امام احمدؒ نے بشر سے کہا کہ ان سے ہمارے لئے دعا کراؤ بشرؒ نے دعا کے لئے کہا انہوں نے دعا کی کہ اے اللہ بشرؒ اور احمدؒ دوزخ سے پناہ چاہتے ہیں ان دونوں کو پناہ دے امام احمدؒ کہتے ہیں کہ رات کو ایک پرچہ اوپر سے گرا اس میں بسم اللہ کے بعد لکھا ہوا تھا کہ ہم نے منظور کیا اور ہمارے یہاں اور بھی نعمتیں ہیں۔

فائدہ سبحان اللہ کیسی دعا مقبول ہوئی، بیبیو! یہ سب برکت تابعداری کی ہے جو خدا کا حکم پورا کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کا سوال پورا کرتے ہیں۔ بس حکم ماننے میں کوشش کرو۔

۹۰: حضرت منفوسہ بنت زید ابی الفوارس کا ذکر 15

جب ان کا بچہ مر جاتا اس کا سر گود میں رکھ کر کہتیں کہ تیرا مجھ سے آگے جانا اس سے بہتر ہے کہ مجھ سے پیچھے رہتا مطلب[۱] یہ کہ تو آگے جا کر

[۱] حالت موجودہ پر یہی کہنا مناسب تھا ورنہ یہ بھی احتمال ہے کہ بچہ ولی ہو جاتا خود بھی بہت سا ثواب پاتا اور شفاعت بھی اعلیٰ درجہ کی کرتا مگر یقین اس کا بھی نہیں فقط احتمال تھا فافہم ۱۲ محشّے۔

مجھ کو بخشوادے گا اور خود بھی (بچہ بھی) بخشا جاوے گا اور اگر میرے پیچھے زندہ رہتا تو بھی سینکڑوں گناہ کرتا اور خدا جانے بخشوانے کے قابل ہوتا یا نہ ہوتا اور فرماتیں کہ میرا صبر بہتر ہے بے قراری سے اور فرماتیں کہ اگرچہ جدائی کا افسوس ہے لیکن ثواب کی اس سے زیادہ خوشی ہے۔

فائدہ بیبیو! کسی کے مرنے کے وقت اگر یہی باتیں کہہ کر جی کو سمجھایا کرو تو ان شاء اللہ تعالیٰ کافی ہیں۔

۹۱: حضرت سیدہ نفیسہ بنت حسن بن زید بن حسن بن علی ؓ کا ذکر ۱۶

یہ ہمارے حضرت ﷺ کے خاندان سے ہیں کیونکہ حضرت علیؓ کے جو پوتے ہیں زید یہ ان کی پوتی ہیں ۲۰۸ھ میں مکہ میں پیدا ہوئیں عبادت ہی میں اٹھان ہوا امام شافعیؒ بہت بڑے امام ہیں جب وہ مصر میں آئے تو ان کے پاس آیا جایا کرتے تھے۔

فائدہ بیبیو! علم اور بزرگی وہ چیز ہے کہ اتنے بڑے امام ان کی خدمت میں آتے تھے تم بھی دین کا علم حاصل کرو۔ اس پر عمل کرو تاکہ بزرگی حاصل ہو۔

۹۲: حضرت میمونہ سوداءؒ کا ذکر ۱۷

ایک بزرگ ہیں عبدالواحدؒ بن زید ان کا بیان ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے اللہ سے دعا کی اے اللہ بہشت میں جو شخص میرا رفیق ہوگا مجھ کو اسے دکھلا دیجئے حکم ہوا کہ تیری رفیق بہشت میں میمونہ سوداءؒ ہے میں نے پوچھا وہ کہاں ہے جواب ملا وہ کوفہ میں ہے فلاں قبیلے میں میں نے وہاں جا کر پوچھا لوگوں نے کہا کہ وہ دیوانی ہے بکریاں چراتی ہے، میں جنگل میں پہنچا تو دیکھا کھڑی ہوئی نماز پڑھ رہی ہیں اور بھیڑیئے اور بکریاں ایک جگہ ملی جلی پھر رہی ہیں، جب سلام پھیرا تو فرمایا کہ اے عبدالواحد اب جاؤ ملنے کا وعدہ بہشت میں ہے مجھ کو تعجب ہوا کہ میرا نام کیسے معلوم ہو گیا کہنے لگیں تم کو معلوم نہیں جن روحوں میں وہاں جان پہچان ہو چکی ہے ان میں الفت ہوتی ہے میں نے کہا کہ میں بھیڑیئے اور بکریاں ایک جگہ دیکھتا ہوں یہ کیا بات ہے کہنے لگیں جاؤ اپنا کام کرو میں نے اپنا معاملہ حق تعالیٰ سے درست کر لیا اللہ تعالیٰ نے میری بکریوں کا معاملہ بھیڑیوں کے ساتھ درست کرا دیا۔

فائدہ ان بی بی کے کشف و کرامات دونوں اس سے معلوم ہوتے ہیں یہ سب برکت پوری تابعداری بجالانے کی ہے، بیبیو! خدا کی تابعداری میں مستعد ہو جاؤ۔

۹۳: حضرت ریحانہ مجنونہ کا ذکر ۱۸

ابوالربیع ایک بزرگ ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں اور محمد بن المنکدر اور ثابت بنانی کہ یہ دونوں بھی بزرگ ہیں ایک دفعہ سب کے سب ریحانہؒ کے گھر مہمان ہوئے وہ آدھی رات سے پہلے اٹھیں اور کہنے لگیں کہ چاہنے والی اپنے پیارے کی طرف جاتی ہے اور دل کا خوشی سے یہ حال ہے کہ نکلا جاتا ہے، جب آدھی رات ہوئی کہنے لگیں ایسی چیز سے جی لگانا نہ چاہئے جس کو دیکھنے سے خدا کی یاد میں فرق آوے اور رات کو عبادت میں خوب محنت کرنا چاہئے تب آدمی خدا کا دوست بنتا ہے جب رات گذر گئی تو چلائیں ہائے لٹ گئی میں نے کہا کیا ہوا کہنے لگیں رات جاتی رہی جس میں خدا سے خوب جی لگایا جاتا ہے۔

فائدہ دیکھو رات کی ان کو کیسی قدر تھی اور جس کو عبادت کا مزہ چاہتا ہو گا اس کو رات کی قدر ہو گی۔ بیبیو! تم بھی اپنا تھوڑا حصہ رات کا اپنی عبادت کے لئے مقرر کر لو اور دیکھو خدا کے سوا کسی سے جی لگانے کی کیسی برائی انہوں نے بیان کی تم بھی مال و متاع پوشاک زیور اولاد جائیداد اور برتن مکان سے بہت جی مت لگاؤ۔

۹۴: حضرت سری سقطی کی ایک مریدنی کا ذکر ۱۹

ان بزرگ کے ایک مرید بیان کرتے ہیں کہ ہمارے پیر کی ایک مریدنی تھی ان کا لڑکا مکتب میں پڑھتا تھا استاد نے کسی کام کو بھیجا وہ کہیں پانی میں جا گرا اور ڈوب کر مر گیا استاد کو خبر ہوئی اس نے حضرت سریؒ کے پاس جا کر خبر کی آپ اٹھ کر اس مریدنی کے گھر گئے اور صبر کی

ا۔ از روض الریاحین تا آخر۔ ۱۲

نصیحت کی وہ مریدنی کہنے لگی کہ حضرت آپ یہ صبر کا مضمون کیوں فرما رہے ہیں انہوں نے فرمایا کہ تیرا بیٹا ڈوب کر مر گیا تعجب سے کہنے لگی میرا بیٹا انہوں نے فرمایا کہ ہاں تیرا بیٹا کہنے لگیں کہ میرا بیٹا کبھی نہیں ڈوبا اور یہ کہہ کر اس جگہ پہنچیں اور جا کر بیٹے کا نام لے کر پکارا وائے ظار اس نے جواب دیا کہ کیوں اماں اور پانی سے زندہ نکل کر چلا آیا حضرت سریؒ نے حضرت جنیدؒ سے پوچھا کیا بات ہے انہوں نے فرمایا اس عورت کا ایک خاص ایسا مقام اور درجہ ہے کہ اس عورت پر جو مصیبت آنے والی ہوتی ہے اس کو خبر کر دی جاتی ہے اور اس کی خبر نہیں ہوئی تھی اس لئے اس نے کہا کہ کبھی ایسا نہیں ہوا۔

بروں کو جدا درجہ ملتا ہے۔ کوئی یہ نہ سمجھے کہ یہ درجہ ایسے ولی سے بڑا ہے جس کو پہلے سے معلوم نہ ہو کہ مجھ پر کیا گذرنے والا ہے اللہ تعالیٰ کو اختیار ہے جس کے ساتھ جو برتاؤ چاہیں رکھیں مگر پھر بھی بڑی کرامت ہے اور یہ سب برکت اس کی ہے کہ خدا اور رسول ﷺ کی تابعداری کرے اس میں کوشش کرنا چاہئے پھر خدائے تعالیٰ چاہے بڑی درجہ دے دیں چاہے اس سے بھی بڑا دے دیں۔

۹۵: حضرت تحفہؒ کا ذکر ۲۰

حضرت سری سقطیؒ کا بیان ہے کہ میں ایک بار شفاخانہ میں گیا دیکھا کہ ایک جوان لڑکی زنجیروں میں بندھی ہوئی رو رہی ہے اور محبت کی شعریں پڑھ رہی ہے میں نے وہاں کے داروغہ سے پوچھا کہنے لگا یہ پاگل ہے یہ سن کر وہ اور روئی اور کہنے لگی میں پاگل نہیں ہوں عاشق ہوں میں نے پوچھا کس کی عاشق ہے کہنے لگی جس نے ہم کو نعمتیں دیں اور جو ہمارے ہر وقت پاس ہے یعنی اللہ تعالیٰ اتنے میں اس کا مالک آ گیا داروغہ سے پوچھا تحفہ کہاں ہے اس نے کہا اندر ہے اور حضرت سریؒ اس کے پاس ہیں اس نے میری تعظیم کی میں نے کہا مجھ سے زیادہ یہ لڑکی تعظیم کے لائق ہے اور تو نے اس کا یہ حال کیوں کیا ہے کہنے لگا کہ میری ساری دولت اس میں لگ گئی ہیں ۲۰ ہزار روپے کی میری خرید ہے مجھ کو امید تھی کہ خوب نفع سے بیچوں گا مگر یہ نہ کھاتی ہے نہ پیتی ہے رات دن رویا کرتی ہے میں نے کہا میرے ہاتھ اس کو بیچ ڈال کہنے لگا آپ فقیر آدمی ہیں اتنا روپیہ کہاں سے دیں گے میں نے گھر جا کر اللہ تعالیٰ سے خوب گڑگڑا کر دعا کی ایک شخص نے دروازہ کھٹکھٹایا جا کر کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص بہت سے توڑے روپیوں کے لئے کھڑا ہے میں نے کہا تو کون ہے کہنے لگا میں احمد بن المثنیٰ ہوں مجھ کو خواب میں حکم ہوا کہ آپ کے پاس روپیہ لاؤں میں خوش ہوا اور صبح کو شفاخانہ پہنچا اتنے میں مالک بھی روتا ہوا آیا میں نے کہا رنج مت کر میں روپیہ لایا ہوں دوگنے نفع تک اگر مانگے گا دوں گا کہنے لگا اگر ساری دنیا بھی ملے نہ بیچوں گا میں اس کو اللہ کے واسطے آزاد کرتا ہوں میں نے کہا یہ کیا بات ہے کہنے لگا خواب میں مجھ پر خفگی ہوئی ہے اور تم گواہ رہو میں نے سب مال اللہ کی راہ میں چھوڑا میں نے جو دیکھا تو احمد بن المثنیٰ بھی رو رہا ہے میں نے کہا تجھے کیا ہوا کہنے لگا میں بھی سب مال اللہ کی راہ میں خیرات کرتا ہوں میں نے کہا سبحان اللہ بی بی تحفہؒ کی برکت ہے کہ اتنے آدمیوں کو ہدایت ہوئی تحفہ وہاں سے اٹھیں اور روتی ہوئی چلیں ہم بھی ساتھ چلے تھوڑی دور جا کر خدا جانے وہ تو کہاں چلی گئیں اور ہم سب مکے کو چلے احمد بن المثنیٰ کا تو راہ میں انتقال ہو گیا اور میں اور وہ مالک مکے پہنچے ہم طواف کر رہے تھے کہ ایک دردناک آواز سنی پاس جا کر پوچھا کون ہے کہنے لگیں سبحان اللہ بھول گئے میں تحفہ ہوں میں نے کہا تم کو کیا کیا ملا کہنے لگیں اپنے ساتھ میرا جی لگا دیا اور روں سے اٹھا دیا میں نے کہا احمد بن المثنیٰ کا انتقال ہو گیا، کہنے لگیں اس کو بڑے بڑے درجے ملے ہیں۔ میں نے کہا تمہارا مالک بھی آیا ہے انہوں نے کچھ چپکے سے کہا دیکھتا کیا ہوں کہ مر دو ہیں مالک نے جو یہ حال دیکھا بیتاب ہو کر گر پڑا ہلا کر دیکھا تو مردہ تھا میں نے دونوں کو کفن دے کر دفن کر دیا۔

فائدہ سبحان اللہ یہی اللہ کی عاشق تھیں۔ بیبیو! حرص کرو اس قصہ کو ہمارے پیر حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی قدس سرہ نے اپنی کتاب تحفۃ العشاق میں زیادہ تفصیل سے لکھا ہے۔

۹۶: حضرت جویریہؒ کا ذکر ۲۱

یہ ایک بادشاہ کی لونڈی تھیں اس بادشاہ نے آزاد کر دیا تھا اس کے بعد ابو عبداللہ ترابی ایک بزرگ ہیں ان کی عبادت دیکھ کر ان سے

نکاح کر لیا تھا اور عبادت کیا کرتی تھیں ایک دفعہ خواب میں بڑے اچھے اچھے خیمے لگے ہوئے دیکھے پوچھا یہ کس کے لئے ہیں معلوم ہوا جو لوگ تہجد میں قرآن پڑھتے ہیں اس کے بعد رات کا سونا چھوڑ دیا اور خاوند کو جگا کر کہتیں کہ قافلے چل دیئے۔

فائدہ بیبیو! خود بھی عبادت کرو اور خاوند کو بھی سمجھایا کرو۔

۹۷: حضرت شاہ بن شجاع کرمانی کی بیٹی کا ذکر ۲۲

یہ بزرگ بادشاہی چھوڑ کر فقیر ہو گئے تھے ان کی ایک بیٹی تھیں ایک بادشاہ نے پیغام دیا مگر انہوں نے منظور نہیں کیا ایک غریب نیک بخت لڑکے کو اچھی طرح نماز پڑھتے دیکھ کر اس سے نکاح کر دیا جب وہ رخصت ہو کر شوہر کے گھر آئیں ایک سوکھی روٹی گھڑے پر ڈھکی ہوئی دیکھ کر پوچھا یہ کیا ہے لڑکے نے کہا یہ رات بچ گئی تھی روزہ کھولنے کے لئے رکھ لی یہ سن کر وہ الٹے پاؤں ہٹیں لڑکے نے کہا کہ میں پہلے ہی جانتا تھا کہ بھلا بادشاہ کی بیٹی میری غریبی پر کب راضی ہوگی وہ بولیں بادشاہ کی بیٹی غریبی پر ناراض نہیں ہے بلکہ اس سے ناراض ہے کہ تم کو خدا پر بھروسہ نہیں ہے اور مجھ کو باپ سے تعجب ہے کہ مجھ سے یوں کہا کہ ایک پارسا جوان ہے بھلا جس کو خدا پر بھروسہ نہ ہو وہ پارسا کیا۔ وہ جوان عذر کرنے لگا وہ بولیں عذر تو میں جانتی نہیں یا تو گھر میں میں رہوں گی یا یہ روٹی رہے گی۔ اس جوان نے فوراً وہ روٹی خیرات کر دی اس وقت وہ گھر میں بیٹھیں۔

فائدہ بیبیو! یہ بھی عورت تھیں تم کچھ تو صبر سیکھو اور مال ومتاع کی ہوس کم کرو۔

۹۸: حضرت حاتم اصم کی ایک چھوٹی سی لڑکی کا ذکر ۲۳

یہ ایک بڑے بزرگ ہیں کوئی امیر چلا جا رہا تھا اس کو پیاس لگی ان کا گھر رستے میں تھا پانی مانگا اور جب پانی پی لیا تو کچھ نقد پھینک کر چلا گیا سب کو توکل پر گذر تھا سب خوش تھے اور گھر میں ان کے ایک چھوٹی سی لڑکی تھی وہ رونے لگی گھر والوں نے پوچھا کہنے لگی کہ ایک ناچیز بندے نے ہمارا حال دیکھ لیا تو ہم غنی ہو گئے اور خدائے تعالیٰ تو ہر وقت ہم کو دیکھتے ہیں افسوس ہم اپنا دل غنی نہیں رکھتے۔

فائدہ کیسی سمجھ کی بچی تھیں افسوس ہے کہ اب بوڑھیوں کو بھی اتنی عقل نہیں کہ خدا پر نظر نہیں رکھتیں خلقت پر نگاہ کرتی ہیں کہ فلانی سے نفع ہو جاوے گا فلانا ند کرے گا۔ خدا کے واسطے دل کو ٹھیک کرو۔

۹۹: حضرت ست الملوک کا ذکر ۲۴

یہ ملک عرب کی رہنے والی ہیں ان کے زمانہ میں تمام ولی اور عالم ان کی تعظیم کرتے تھے ایک بار بیت المقدس کی زیارت کو آئیں تھیں اس زمانہ میں وہاں ایک بزرگ تھے علی بن علیس یمانی ان کا بیان ہے کہ میں اسی مسجد میں تھا میں نے دیکھا کہ آسمان سے مسجد کے گنبد تک ایک نور کا تار بندھ رہا ہے میں نے جا کر دیکھا تو اس گنبد کے نیچے یہ بی بی نماز پڑھ رہی ہیں اور وہ تار ان سے ملا ہے۔

فائدہ یہ نور پرہیز گاری کا تھا دل میں تو سب پرہیز گاروں کے پیدا ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کبھی ظاہر میں بھی دکھلا دیتے ہیں۔ لیکن اصل جگہ اس نور کی دل ہے۔ بیبیو! پرہیز گاری اختیار کرو نیک کاموں کی پابندی کرو جو چیزیں منع ہیں ان سے بچو۔

۱۰۰: ابو عامر واعظ کی لونڈی کا ذکر ۲۵

ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک لونڈی بہت ہی بے حقیقت داموں کو بکتی دیکھی جس کا رنگ تو زرد ہو گیا تھا اور پیٹ پیٹھ ایک ہو گیا تھا اور بال میل سے جم گئے تھے مجھ کو اس پر ترس آیا میں نے مول لے لیا میں نے کہا بازار میں جا کر رمضان کا سامان خرید لا۔ کہنے لگی خدا کا شکر ہے، میرے لئے بارہ مہینے برابر ہیں اور دن کو ہمیشہ روزہ رکھتی اور رات کو عبادت کرتی۔ پھر جب عید آئی تو میں نے اس کے لئے سامان خریدنے کا ارادہ کیا۔ کہنے لگی تمہارے مزاج میں دنیا کا بڑا بکھیڑا ہے پھر اپنی نماز میں لگ گئیں ایک آیت پڑھی جس میں دوزخ کا ذکر تھا بس ایک چیخ مار کر گر گئیں اور مر گئیں۔

فائدہ دیکھو خدا کا خوف ایسا ہوتا ہے خیر یہ حال تو اختیار سے باہر ہے مگر اتنا ضرور ہے کہ گناہ سے رک جایا کریں چاہے کسی طرح کا گناہ ہو ہاتھ پاؤں کا ہو یا دل کا ہو یا زبان کا ہو۔ فائدہ ...... اس حصہ میں کل سو ۱۰۰ قصے نیک بیبیوں کے بیان ہوئے اس طرح سے کہ پہلی امتوں کی بیبیوں کے (۲۵) اور حضرت ﷺ کی بیبیوں بیٹیوں کے (۱۵) اور حضرت کے زمانے کی اور بیبیوں کے (۲۵) اور حضرت کے زمانے کے بعد کی بیبیوں میں علم والی بیبیوں کی (۱۰) اور درویش بیبیوں کے (۲۵) یہ سب مل کر سو ۱۰۰ ہو گئے کتابوں میں اور بھی بہت قصے ہیں مگر نصیحت ماننے والیوں کے واسطے اتنے ہی بہت ہیں۔ تمت

رسالہ کسوۃ النسوۃ

جزوے از حصہ ہشتم اصلی بہشتی زیور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد الحمد والصلوۃ یہ ایک مختصر رسالہ ہے جس کا اکثر حصہ عورتوں کی ترغیبات اور ان ترغیبات پر عمل کرنے والیوں کے فضائل پر مشتمل ہے سبب اس کے جمع کا کہ اسی سے غایت بھی اس جمع کی معلوم ہو جاوے گی یہ ہے کہ بندہ اوائل رمضان ۱۳۳۵ھ میں حسب تحریک بعض احباب مخلصین کے مقام ڈیک ریاست بھرت پور میں مہمان ہوا اتفاق سے ایک روز میزبان صاحب کے زنانہ میں وعظ ہوا تو حسب ضرورت زیادہ تر عورتوں کی کوتاہیوں کا بیان کیا گیا بعد فراغ ایک صالحہ بی بی کا پیام آیا کہ عورتوں کی برائیاں تو بہت سی سنی ہیں لیکن اگر ان میں کچھ خوبیاں یا ان کے کچھ حقوق بھی ہوں تو ان کا علم ہونا بھی ضروری ہے میرے قلب میں فوراً خیال آیا کہ واقعی جس طرح ترہیبات ایک خاص طریق سے نافع ہوتی ہیں ترغیبات بھی کہ ان کے ملحقات میں سے حقوق بھی ہیں بعض اوقات ان سے زیادہ نافع ہوتی ہیں ان سے دل بڑھتا ہے جس سے اعمال صالحہ کی رغبت زیادہ ہوتی ہے اور ترہیب محض سے بعض اوقات دل کمزور اور امید ضعیف ہو جاتی ہے پس فوراً قصد کر لیا کہ انشاء اللہ تعالیٰ خاص ان مضامین میں ایک مستقل مجموعہ لکھوں گا اس واقعہ کو دو ماہ گذرے تھے کیونکہ اب اوائل ذیقعدہ ہے کہ کنز العمال میں اس کی ایک مستقل سرخی نظر پڑی اس سے وہ خیال تازہ ہوا اور مناسب معلوم ہوا کہ اسی کا ترجمہ کر دیا جائے اور اثناء تحریر میں اگر کوئی اور حدیث یاد آ جاوے اس کا بھی اضافہ کر دیا جاوے پھر یاد آیا کہ بہشتی زیور حصہ ہشتم میں بھی ایسی آیات واحادیث جمع کی گئی ہیں چنانچہ دیکھنے سے وہ یاد صحیح نکلی پس مناسب معلوم ہو کہ اول ایک فصل میں بہشتی زیور کا مضمون بعینہ پورا لے کر پھر دوسری فصل میں کنز العمال کی روایات مع اضافات جمع کر دی جاویں اور چونکہ بہشتی زیور حصہ ہشتم کے ترغیبی مضمون مذکور کے بعد کسی قدر ترہیبی مضمون بھی ہے اور ترغیب کے ساتھ کسی قدر ترہیب ہونے سے مضمون رجاء کی تعدیل ہو جاتی ہے اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ تیسری فصل میں وہ ترہیبی مضمون بعینہ لکھ دیا جاوے پس اس رسالہ میں اصل مضمون ترغیب وفضائل ہے مگر ممزوج بترہیب عن الرذائل اور نام اس کا کسوۃ النسوۃ ہے۔ یعنی عورتوں کا لباس تقویٰ۔

واللہ الموفق

فصل اول اصلی بہشتی زیور کے ترغیبی مضمون میں

نیک بیبیوں کی خصلت اور تعریف اور درجے قرآن اور حدیث سے

یہاں تک نیک بیبیوں کے سو قصے لکھے گئے چونکہ اصلی مطلب ان قصوں سے اچھی خصلتوں کا جتلانا ہے اس واسطے مناسب معلوم ہوا کہ تھوڑی سی ایسی آیتوں اور حدیثوں کا خلاصہ ترجمہ لکھ دیا جاوے جن میں اللہ و رسول ﷺ نے خاص کر نیک بیبیوں کی خصلت اور تعریف اور درجہ کا بیان فرمایا ہے کیونکہ بیبیوں کو جب خبر ہوگی کہ ان میں تو اللہ و رسول ﷺ نے ارادہ کر کے خاص ہمارا ہی بیان فرمایا ہے تو اس سے ضرور دل بڑھے گا اور نیک خصلتوں کا زیادہ شوق ہو جاوے گا اور مشکل بات آسان ہو جاوے گی۔

آیتوں کا مضمون

فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو عورتیں ایسی ہیں کہ اسلام کا کام کرتی ہیں یعنی نماز اور روزے کی پابندی گناہ ثواب کے کاموں کا خیال رکھتی ہیں اور جو ایمان درست رکھتی ہیں یعنی حدیث و قرآن کے خلاف کسی بات میں اپنا دل نہیں جماتیں اور جو عورتیں تابعداری سے رہتی ہیں یعنی شیخی نہیں کرتیں اور جو عورتیں خیرات و زکوٰۃ دیتی ہیں اور جو عورتیں روزہ رکھتی ہیں اور جو عورتیں اپنی عزت آبرو کو بچاتی ہیں یعنی کسی کے سامنے ہو جانے کا اور کسی کو آواز سنانے کا اور خلاف شرع کپڑے پہننے کا اور بے ضرورت کسی سے ہنسنے بولنے کا اور بھی ہر طرح کی بے شرمی کا پرہیز رکھتی ہیں اور جو عورتیں اللہ کو بہت یاد رکھتی ہیں یعنی دل سے بھی ان کا دھیان رکھتی ہیں اور زبان سے بھی ان کا نام لیتی ہیں ایسی عورتوں کے واسطے اللہ تعالیٰ نے اپنی بخشش اور بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو نیک بخت عورتیں ہوتی ہیں ان میں یہ باتیں ہوا کرتی ہیں کہ وہ تابعدار ہوتی ہیں اور خاوند گھر نہ بھی ہو جب بھی اپنی آبرو کا بچاؤ رکھتی ہیں اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے ایسی بیبیاں اچھی ہیں جو شرع کے کاموں کی پابند ہوں اور ان کے عقیدے ٹھیک ہوں اور وہ تابعداری کرتی ہوں اور جہاں کوئی خلاف شرع بات ہوئی فوراً توبہ کر لیتی ہوں اور خدائے تعالیٰ کی عبادت میں لگی رہتی ہیں اور روزہ رکھتی ہوں۔

حدیثوں[1] کا مضمون

۱) اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ایسی عورت پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہو کہ رات کو اٹھ کر تہجد پڑھے اور اپنے خاوند کو بھی جگائے کہ وہ بھی نماز پڑھے۔

۲) اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو عورت کنوارپنے کی حالت میں یا حمل میں یا بچہ جننے کے وقت یا چلے کے دنوں میں مر جاوے اس کو شہیدی کا درجہ ملتا ہے۔

۳) اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس عورت کے تین بچے مر جائیں اور وہ ثواب سمجھ کر صبر کرے تو بہشت میں داخل ہوگی ایک عورت بولی یا رسول اللہ اور جن کے دو ہی بچے مرے ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ دو کا بھی یہی ثواب ہے ایک روایت میں ہے کہ ایک صحابی نے ایک بچے کے مرنے کو پوچھا آپ نے اس میں بھی بڑا ثواب بتلایا۔

۴) اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو کچا حمل گر جاوے وہ بھی اپنی ماں کو گھسیٹ کر بہشت میں لے جاوے گا جب کہ ثواب سمجھ کر صبر کرے۔

۵) اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ سب سے اچھا خزانہ نیک بخت عورت ہے کہ خاوند اس کے دیکھنے سے خوش ہو جاوے اور جب خاوند کوئی کام اس کو بتلاوے تو حکم بجا لاوے اور جب خاوند گھر پر نہ ہو تو عزت آبرو تھامے بیٹھی رہے۔

۶) اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے عرب کی عورتوں میں قریش کی نیک عورتیں دو باتوں میں سب سے اچھی ہوتی ہیں۔ ایک تو بچے پر خوب شفقت کرتی ہیں، دوسرے خاوند کے مال کی حفاظت کرتی ہیں۔

---

[1] از مشکوٰۃ شریف۔

فائدہ معلوم ہوا کہ عورت میں یہ خصلتیں ہونی چاہئیں آج کل عورتیں خاوند کا مال بڑی بے دردی سے اڑاتی ہیں اولاد پر جیسے کھانے پینے کی شفقت ہوتی ہے اس سے زیادہ اس کی عادتیں سنوارنے کی ہونی چاہئے نہیں تو ادھوری شفقت ہوگی۔

۷) اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کنواری لڑکیوں سے نکاح کرو کیونکہ ان کی بول چال خاوند کے ساتھ نرم ہوتی ہے یعنی شرم وحیا کی وجہ سے بے لحاظ اور منہ پھٹ نہیں ہوتیں اور ان کو تھوڑا خرچ دے دو تو خوش ہو جاتی ہیں۔

فائدہ معلوم ہوا کہ عورتوں میں شرم ولحاظ اور قناعت اچھی خصلت ہے اور اس کا یہ مطلب نہیں کہ بیوہ سے نکاح نہ کرو بلکہ کنواری کی ایک تعریف ہے اور بعضی حدیثوں میں ہمارے حضرت ﷺ نے بیوہ عورت سے نکاح کرنے پر ایک صحابی کو دعا دی ہے۔

۸) اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے عورت جب پانچ وقت کی نماز پڑھتی رہے اور رمضان کے روزے رکھ لیا کرے اور اپنی آبرو کی حفاظت رکھے اور اپنے خاوند کی تابعداری کرے تو ایسی عورت بہشت میں جس دروازے سے چاہے داخل ہو جاوے۔

فائدہ مطلب یہ ہے کہ دین کی ضروری باتوں کی پابندی رکھے تو اور بڑی بڑی محنت کی عبادتیں کرنے کی اس کو ضرورت نہیں جو درجہ ان محنت کی عبادتوں سے ملتا ہے وہ عورت کو خاوند کی تابعداری اور اولاد کی خدمت گذاری اور گھر کے بندوبست میں مل جاتا ہے۔

۹) اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس عورت کی موت ایسی حالت میں آوے کہ اس کا خاوند اس سے خوش ہو وہ عورت بہشت میں جاوے گی۔

۱۰) اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جس شخص کو چار چیزیں نصیب ہو گئیں اس کو دنیا اور آخرت کی دولت مل گئی ایک تو دل ایسا کہ نعمت کا شکر ادا کرتا ہو دوسری زبان ایسی جس سے خدا کا نام لے تیسرے بدن ایسا کہ بلاومصیبت پر صبر کرے چوتھے بی بی ایسی کہ اپنی آبرو اور خاوند کے مال میں دغا فریب نہ کرے۔

فائدہ یعنی نہ آبرو کھووے نہ مال بے مرضی خاوند کے خرچ کرے۔

۱۱) اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو عورت بیوہ ہو جائے اور خاندانی بھی ہے مالدار بھی ہے لیکن اس نے اپنے بچوں کی خدمت اور پرورش میں لگ کر اپنا رنگ میلا کر دیا یہاں تک کہ وہ بچے یا تو جوان ہو کر الگ رہنے لگے یا مر گئے تو ایسی عورت بہشت میں مجھ سے ایسی نزدیک ہوگی جیسی شہادت کی انگلی اور بیچ کی انگلی۔

فائدہ اس کا یہ مطلب نہیں ہوا کہ بیوہ کا بیٹھا رہنا زیادہ ثواب ہے بلکہ یہ مطلب ہے کہ جو بیوہ یہ سمجھے کہ نکاح سے میرے بچے ویران ہو جائیں گے اور اس عورت کو بناؤ سنگار اور نفس کی خواہش سے کچھ مطلب نہ ہو تو اس کا یہ درجہ ہے اور رسول اللہ ﷺ سے ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ فلانی عورت کثرت سے نفل نمازیں اور روزے اور خیر خیرات کرتی ہے لیکن زبان سے پڑوسیوں کو تکلیف بھی پہنچاتی ہے آپ نے فرمایا وہ دوزخ میں جاوے گی پھر اس شخص نے عرض کیا کہ فلانی عورت نفل نمازیں اور روزے اور خیر خیرات کچھ زیادہ نہیں کرتی یونہی کچھ پنیر کے ٹکڑے دے دلا دیتی ہے لیکن زبان سے پڑوسیوں کو تکلیف نہیں دیتی آپ نے فرمایا وہ بہشت میں جاوے گی۔

۱۲) اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک عورت حاضر ہوئی اس کے ساتھ دو بچے تھے ایک کو گود میں لے رکھا تھا دوسرے کی انگلی پکڑے ہوئے تھی۔ آپ نے دیکھ کر ارشاد فرمایا کہ یہ عورتیں اول پیٹ میں بچے کو رکھتی ہیں پھر جنتی ہیں پھر ان کے ساتھ کس طرح محبت اور مہربانی کرتی ہیں اگر ان کا برتاؤ خاوندوں سے برا نہ ہوا کرتا تو ان میں جو نماز کی پابند ہوتی بس بہشت ہی میں چلی جایا کرتی۔

دوسری فصل کنز العمال کے ترغیبی مضمون میں

حدیث[۱] ارشاد فرمایا رسول اللہ ﷺ نے (عورتوں سے) کیا تم اس بات پر راضی نہیں (یعنی راضی ہونا چاہئے) کہ جب تم میں کوئی اپنے شوہر سے حاملہ ہوتی ہے اور وہ شوہر اس سے راضی ہو تو اس کو ایسا ثواب ملتا ہے کہ جیسا اللہ کی راہ میں روزہ رکھنے والے اور شب بیداری کرنے والے کو اور جب اس کو درد زہ ہوتا ہے تو آسمان اور زمین کے رہنے والوں کو اس کی آنکھوں کی ٹھنڈک (یعنی راحت) کا جو سامان مخفی رکھا گیا ہے اس کی خبر نہیں پھر جب وہ بچہ جنتی ہے تو اس کے دودھ کا ایک گھونٹ بھی نہیں نکلتا اور اس کی پستان سے ایک دفعہ بھی بچہ نہیں چوستا

---

[۱] مقصود یہ ہے کہ یہ خصلتیں جو کنواری عورت کی بیان کی گئیں عمدہ اور قابل تحصیل ہیں اگر بیوہ میں کہیں یہ عادتیں پائی جاویں تو وہ بھی اس اعتبار سے کنواری کے برابر ہے اور جو کوئی کنواری اتفاقاً ان خصائل سے موصوف نہ ہو تو وہ بھی بری شمار ہوگی ۱۲ محشی۔

جس میں اس کو ہر گھونٹ اور ہر چوسنے پر ایک نیکی نہ ملتی ہو اور اگر بچہ کے سبب اس کو رات کو جاگنا پڑے اس کو راہِ خدا میں ستر غلاموں کو آزاد کرنے کا اجر ملتا ہے اے سلامت (یہ نام ہے حضرت ابراہیم صاحب زادہ حضور اقدس ﷺ کی کھلائی کا وہی اس حدیث کی راوی ہیں آپ ان سے فرماتے ہیں کہ) تم کو معلوم ہے کہ میری اس سے کون عورتیں مراد ہیں جو (باوجودکہ) نیک ہیں ناز پروردہ ہیں (مگر) شوہروں کی اطاعت کرنے والی ہیں اس شوہروں کی ناقدری نہیں کرتیں۔ (الحسن بن سفيان طس والبن عساكر عن سلامة حاضنة السيد ابراهيم)۔

حدیث ۲: فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جب عورت اپنے شوہر کے گھر میں سے (اللہ کی راہ میں) خرچ کرے مگر گھر کو برباد نہ کرے (یعنی قدر اجازت و مقدار مناسب سے زیادہ خرچ نہ کرے) تو اس عورت کو بھی ثواب ملتا ہے، بسبب (اسکے خرچ کرنے کے اور اس کے شوہر کو بھی اس کا ثواب ملتا ہے بوجہ اس کے کمانے کے اور تحویلدار کو بھی اس کی برابر ملتا ہے کسی کے سبب کسی کا اجر گھٹتا نہیں (ق عن عائشہ) ف پس عورتیں یہ نہ سمجھے کہ جب کمائی مرد کی ہے تو میں ثواب کی کیا مستحق ہوں گی۔

حدیث ۳: فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اے عورتو تمہارا جہاد حج ہے (خ عن عائشہ) ف دیکھئے ان کی بڑی رعایت ہے کہ ان کو حج کرنے سے جس میں جہاد کی برابر دشواری بھی نہیں جہاد کا ثواب ملتا ہے جو کہ سب سے زیادہ مشکل عبادت ہے۔

حدیث ۴: فرمایا رسول اللہ ﷺ نے عورتوں پر نہ جہاد ہے (جب تک علی الکفایہ رہے) اور نہ جمعہ اور نہ جنازہ کی ہمراہی (طص عن ابی قتادہ) ف پھر دیکھئے گھر بیٹھے ان کو کتنا ثواب مل جاتا ہے۔

حدیث ۵: رسول اللہ ﷺ نے جب بیبیوں کو ساتھ لے کر حج فرمایا تو ارشاد ہوا کہ بس یہ حج تو کر لیا پھر اس کے بعد بوریوں پر جمی بیٹھی رہنا (حم عن ابی ہریرۃ) ف مطلب یہ کہ بلا ضرورت شدیدہ سفر نہ کرنا۔

حدیث ۶: فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے اس عورت کو جو اپنے شوہر کے ساتھ تو محبت اور لاگ کرے اور غیر مرد سے اپنی حفاظت کرے (فر عن علی) ف مطلب یہ ہے کہ شوہر سے محبت کرنے اور اسکی منت سماجت کرنے کو خلاف شان نہ سمجھے جیسی مغرور عورتیں ہوتی ہیں۔

حدیث ۷: فرمایا رسول اللہ ﷺ نے عورتیں بھی مردوں ہی کے اجزا ہیں (حم عن عائشہ) ف چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت حوا علیہا السلام کا پیدا ہونا مشہور ہے۔ مطلب یہ کہ عورتوں کے احکام بھی مردوں ہی کی طرح ہیں (باستثنائے احکام مخصوصہ) پس اگر ان کے فضائل وغیرہ جدا بھی نہ ہوتے تب بھی کوئی دلگیری کی بات نہیں جن اعمال پر فضائل کا مردوں سے وعدہ ہے ان ہی اعمال پر ان سے ہے۔

حدیث ۸: فرمایا رسول اللہ ﷺ نے تحقیق حق تعالیٰ نے عورتوں کے حصہ میں رشک (کا ثواب) لکھا ہے اور مردوں پر جہاد لکھا ہے پس جو عورت ایمان اور طلب ثواب کی راہ سے رشک کی بات پر جیسے شوہر نے دوسرا نکاح کر لیا، صبر کرے گی اس کو شہید کے برابر ثواب ملتا ہے (طب عن ابن مسعود) ف دیکھئے ایک ذرا سے ضبط پر کتنا بڑا ثواب ملتا ہے جو مردوں کو کس دشواری سے ملتا ہے۔

حدیث ۹: فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اپنی بی بی کے کاروبار کرنے سے بھی تم کو صدقہ کا ثواب ملتا ہے (فر عن ابن عمر) ف دیکھئے عورتوں کو راحت پہنچانے کا کیسا سامان شریعت نے کیا ہے کہ اس میں ثواب کا وعدہ فرمایا جس کی طمع میں ہر مسلمان اپنی بی بی کو راحت پہنچا دے گا۔

حدیث ۱۰: فرمایا رسول اللہ ﷺ نے سب عورتوں سے اچھی وہ عورت ہے کہ جب خاوند اس کی طرف نظر کرے تو وہ اس کو مسرور کردے اور جب اس کو کوئی حکم دے تو وہ اس کی اطاعت کرے اور اپنی جان اور مال میں اس کو ناخوش کر کے اس کی کوئی مخالفت نہ کرے۔ (حم ن ك عن ابى هريرة)۔

حدیث ۱۱: فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اللہ رحمت فرماوے پاجامہ پہننے والی عورتوں پر (قط فی الافراد فی تاریخه هب عن ابی هريرة) ف دیکھئے حالانکہ پاجامہ اپنی مصلحت پردہ کے لئے مثل امر طبعی کے ہے پہنا مگر اس میں بھی پیغمبر ﷺ کی دعا لے لی یہ کتنی بڑی مہربانی ہے عورتوں کے حال پر۔

حدیث ۱۲: فرمایا رسول اللہ ﷺ نے بدکار عورت کی بدکاری ہزار بدکار مردوں کے برابر اور نیک کار عورت کی نیک کاری ستر اولیا کی عبادت کے برابر ہے۔ (ابوالشیخ عن ابن عمر) دیکھئے کتنے تھوڑے عمل پر کتنا بڑا ثواب ملتا یہ رعایت نہیں عورتوں کی تو کیا ہے۔

حدیث ۱۳ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کسی عورت کا اپنے گھر میں گھرستی کا کام کرنا جہاد کے رتبے کو پہنچتا ہے انشاء اللہ تعالیٰ (ع عن انس) ف کیا انتہا ہے اس عنایت کی۔

حدیث ۱۴ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے تمہاری بیبیوں میں سب سے اچھی وہ عورت ہے جو اپنی آبرو کے بارے میں پارسا ہو اپنے خاوند پر عاشق ہو (فر عن انس) ف دیکھئے شوہر سے محبت کرنا ایک خوشی ہے نفس کی مگر اس میں بھی فضیلت اور ثواب ہے۔

حدیث ۱۵ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میری ایک بی بی ہے میں جب اس کے پاس جاتا ہوں تو وہ کہتی ہیں مرحبا ہو میرے سردار کو اور میرے گھر والوں کے سردار کو اور جب وہ مجھ کو رنجیدہ دیکھتی ہے تو کہتی ہے دنیا کا کیا غم کرتے ہو تمہاری آخرت کا کام تو بن رہا ہے آپ ﷺ نے (یہ سن کر) فرمایا کہ اس عورت کو خبر کر دو کہ اللہ کے کام کرنے والوں میں سے ایک کام کرنے والی ہے اور اس کو جہاد کرنے والے کا نصف ثواب ملتا ہے۔ (الخرائطی عن عبداللہ الوصافی) ف دیکھئے شوہر کی معمولی آؤ بھگت میں اس کو کتنا بڑا ثواب مل گیا۔

حدیث ۱۶ اسماء بنت یزید انصاریہ سے روایت ہے کہ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں عورتوں کی فرستادہ[1] آپ کے پاس آئی ہوں (وہ عرض کرتی ہیں) کہ مرد جمعہ اور جماعت اور عیادت مریض اور حضور جنازہ اور حج و عمرہ حفاظت سرحد اسلامی کی بدولت ہم پر فوقیت لے گئے آپ نے فرمایا تو واپس جا اور عورتوں کو خبر کر دے کہ تمہارا اپنے شوہر کے لئے بناؤ سنگار کرنا[2] یا حق شوہری ادا کرنا اور شوہر کی رضامندی کی جویاں رہنا اور شوہر کے موافق مرضی کا اتباع کرنا یہ ان سب اعمال کے برابر ہے (کر عن اسماء)

حدیث ۱۷ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے عورت اپنی حالت حمل سے لے کر بچہ جننے اور دودھ چھڑانے تک (فضیلت و ثواب میں) ایسی ہے جیسے اسلام کی راہ میں سرحد کی نگہبانی کرنے والا (جس میں ہر وقت مجاہدہ کے لئے تیار رہتا ہے) اور اگر اس درمیان میں مر جاوے تو اس کو شہید کے برابر ثواب ملتا ہے (طب عن ابن عمر)[3]۔

حدیث ۱۸ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے (وہی مضمون ہے جو اس فصل کی سب سے اول حدیث کا بس اتنا فرق ہے کہ دودھ پلانے پر یہ فرمایا، جب وہ عورت دودھ پلاتی ہے تو ہر گھونٹ کے پلانے پر ایسا اجر ملتا ہے جیسے کسی جاندار کو زندگی دے دی پھر جب دودھ چھڑاتی ہے تو فرشتہ اس کے کندھے پر (شاباشی سے ہاتھ) مارتا ہے اور کہتا ہے کہ (پچھلے گناہ سب معاف ہو گئے) اب آگے جو کرے از سر نو کر (ان میں جو گناہ کا کام ہو گا وہ آئندہ لکھا جاوے گا اور مراد اس سے صغیرہ گناہ ہیں مگر صغائر کا معاف ہو جانا کیا تھوڑی بات ہے)۔

حدیث ۱۹ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اے بیبیو! یاد رکھو کہ تم میں جو نیک ہیں وہ نیک لوگوں سے پہلے جنت میں جاویں گی پر (جب شوہر جنت میں آویں گے تو) ان عورتوں کو غسل دے کر اور خوشبو لگا کر شوہروں کے حوالہ کر دی جائیں گی سرخ اور زرد رنگ کی سواریوں پر اور ان کے ساتھ ایسے بچے ہوں گے جیسے بکھرے ہوئے موتی (ابو الشیخ عن ابی امامہ) ف بیبیو! اور کون سی فضیلت چاہتی ہو جنت میں مردوں سے پہلے تو پہنچ گئیں ہاں نیک بن جانا شرط ہے اور یہ کچھ مشکل نہیں۔

حدیث ۲۰ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا جس عورت کا شوہر باہر ہو اور وہ اپنی ذات میں اس کی اس حالت میں نگہبانی کرے اور بناؤ سنگار ترک کر دے اور اپنے پاؤں کو مقید کر دے[4] اور سامان زینت کو معطل کر دے[5] اور نماز کی پابندی رکھے وہ قیامت کے روز کنواری لڑکی کر کے اٹھائی جائے گی پس اگر اس کا شوہر مومن ہو تو وہ جنت میں اس کی بی بی ہو گی اور اگر اس کا شوہر مومن نہ ہو اور (مثلاً خدا نخواستہ) دنیا سے بے ایمان ہو کر مرا تھا، تو اللہ تعالیٰ اس کا نکاح کسی شہید سے کر دے گا (ابن زنجویہ و سندہ حسن)۔

حدیث ۲۱ ابو الدرداءؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ مجھ کو وصیت کی میرے خلیل ابو القاسم ﷺ نے پس فرمایا کہ خرچ کیا کر اپنی وسعت[6] سے

۱: بھیجی ہوئی ۱۲۔

۲: کذا فی القاموس تفسیر ان للبعل ۱۲۔

۳: یہ حدیث اگر سند حسن یا صحیح ثابت ہو جائے تو اس وقت یہ حکم صحیح ہے ۱۲ منہ۔

۴: یعنی ادھر ادھر فضول نہ پھرے ۱۲۔

۵: یعنی چھوڑ دے ۱۲۔

۶: یعنی جتنی اپنے اندر خرچ کرنے کی گنجائش ہو اس کے موافق خرچ کرے۔

اپنے اہل خانہ پر الخ (ابن جریر) ف جو لوگ باوجود وسعت کے بی بی کے خرچ میں تنگی کرتے ہیں وہ ذرا اسی حدیث کو دیکھیں۔

حدیث ۲۲ مدائنی سے روایت ہے کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ آدمی اپنے گھر کا سربراہ کار نہیں بنتا جب تک کہ وہ ایسا نہ ہو جائے کہ نہ اس کی پرواہ رہے کہ اس نے کیسا لباس پہن لیا اور نہ اس کا خیال رہے کہ بھوک کی آگ کس چیز سے بجھائی (الدینوری) ف جو لوگ اپنی تن پروری و تن آرائی میں رہ کر گھر والوں سے بے پرواہ رہتے ہیں وہ اس سے عبرت پکڑیں بقول سعدیؒ

بیت[1] آں بے حمیت را کہ ہرگز　　نخواہد دید روئے نیک بختی
تن[2] آسانی گزیند خویشتن را　　زن و فرزند بگذارد بہ سختی

اضافات از مشکوٰۃ

حدیث ۲۳ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عورتوں کے حق میں (میری) نصیحت بھلائی کرنے کی قبول کرو اس لئے کہ وہ پسلی سے پیدا ہوئی ہیں الخ متفق علیہ ف یعنی اس سے راستی و دوستی کامل کی توقع مت رکھو اس کی کج فہمی[3] پر صبر کرو دیکھئے عورتوں کی کس قدر رعایت کا حکم ہے۔

حدیث ۲۴ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ مومن مرد کو مومن عورت سے (یعنی اپنی بی بی سے) بغض نہ رکھنا چاہئے کیونکہ اگر اس کی ایک عادت کو ناپسند رکھے گا تو دوسری کو ضرور پسند کرے گا روایت کیا اس کو مسلم نے ف یعنی یہ سوچ کر صبر کرلے۔

حدیث ۲۵ عبداللہ بن زمعہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اپنی بی بی کو غلام کی طرح (بیدردی سے) نہ مارنا چاہئے اور پھر ختم دن پر جماع کرنے لگے الخ متفق علیہ ف یعنی پھر مروت کیسے گوارہ کرے گی۔

حدیث ۲۶ حکیم بن معاویہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم پر ہماری بی بی کا کیا حق ہے آپ نے فرمایا کہ وہ حق یہ ہے کہ جب تو کھانا کھاوے اس کو بھی کھلاوے اور جب تو کپڑا پہنے اس کو بھی پہناوے اور اس کے منہ پر نہ مارے اور بول چال گھر ہی کے اندر رہ کر چھوڑ دی جاوے روایت کیا اس کو احمد اور ابوداؤد اور ابن ماجہ نے ف یعنی اگر اس سے روٹھے تو گھر سے باہر نہ جاوے۔

حدیث ۲۷ ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سب مومن ہیں (مگر) ایمان کا کامل وہ شخص ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں اور تم سب سے اچھے وہ لوگ ہیں جو اپنی بیبیوں کے ساتھ اچھے ہوں۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے اور اس کو حسن صحیح کہا ہے۔

فائدہ یہ فصل ثانی کی "۲۷" حدیثیں ہیں اور فصل اول میں تیرہ تھیں سب ملا کر چالیس ہو گئیں گویا یہ مجموعہ فصلین فضائل نساء کی ایک چہل حدیث ہے۔

تیسری فصل بہشتی زیور کے ترتیبی مضمون میں

عورتوں کے بعضے عیبوں پر نصیحت قرآن اور حدیث سے

جب ہم نیک بیبیوں کی خصلتیں بتا چکے تو معلوم ہوا کہ بعضے عیب جو عورتوں میں پائے جاتے ہیں اور ان سے نیکی میں کمی آجاتی ہے ان عیبوں پر جو اللہ و رسول ﷺ نے خاص کر عورتوں کو انتظام یا نصیحت فرمائی ان کا خلاصہ بھی لکھ دیں تاکہ ان عیبوں سے نفرت کھا کر بچیں جس سے پوری نیکی قائم رہے۔

۱: دیکھ اس بے حمیت کو کہ وہ ہرگز نیک بختی کا منہ نہیں دیکھے گا۔
۲: اپنے لئے تن آسانی اختیار کرتا ہے۔ اہل و عیال کو سختی میں رکھتا ہے۔
۳: یعنی اس کی ٹیڑھی سمجھ اور کم سمجھی پر۔

آیتوں کا مضمون

۱) فرمایا اللہ تعالیٰ نے جن بیبیوں میں آثار سے تم کو معلوم ہو کہ یہ کہنا نہیں مانتیں تو اول ان کو نصیحت کرو اور اس سے نہ مانیں تو ان کے پاس سونا بیٹھنا چھوڑ دو اور اس پر بھی نہ مانیں تو ان کو مار و[1] اس کے بعد اگر وہ تابعداری کرنے لگیں تو ان کو تکلیف دینے کے لئے بہانہ مت ڈھونڈو۔

فائدہ اس سے معلوم ہوا کہ خاوند کا کہنا نہ ماننا بہت بری بات ہے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے چلنے میں پاؤں زور سے زمین پر مت رکھو جس میں زیور وغیرہ کی غیر مرد کو خبر ہو جائے۔

فائدہ باجے دار زیور تو پہننا بالکل درست نہیں اور جس میں باجا نہ ہو ایک دوسرے سے لگ کر بج جاتا ہو اس میں یہ احتیاط ہے اور سمجھو کہ جب پاؤں میں جو ایک چیز ہے اس کی آواز کی اتنی احتیاط ہے تو خود عورت کی آواز اور اس کے بدن کھلنے کی تو کتنی تاکید ہو گی۔

حدیثوں کا مضمون

۱) فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اے عورتو! میں نے تم کو دوزخ میں بہت دیکھا ہے عورتوں نے پوچھا اس کی کیا وجہ آپ نے فرمایا تم ما ر پھٹکار[2] سب چیزوں پر بہت ڈالا کرتی ہو اور خاوند کی ناشکری بہت کرتی ہو اور اس کی دی ہوئی چیز کو بہت ناک مارتی ہو۔

۲) اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایک بی بی نے بخار کو برا کہا آپ نے فرمایا کہ بخار کو برا مت کہو اس سے گناہ معاف ہوتے ہیں۔

۳) اور فرمایا[3] رسول اللہ ﷺ نے بیان کر کے رونے والی عورت اگر توبہ نہ کرے گی تو قیامت کے روز اس حالت میں کھڑی کی جاوے گی کہ اس کے بدن پر کرتے کی طرح ایک روغن لپیٹا جاوے گا جس میں آگ بڑی جلدی لگتی ہے اور کرتے ہی کی طرح تمام بدن میں خارش بھی ہو گی یعنی اس کو دو تکلیفیں ہوں گی خارش سے تمام بدن نوچ ڈالے گی اور دوزخ کی آگ لگے گی وہ الگ۔

۴) اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اے مسلمان عورتو! کوئی پڑوسن اپنی پڑوسن کی بھیجی ہوئی چیز کو حقیر اور ہلکا نہ سمجھے چاہے بکری کی کھری[4] کیوں نہ ہو۔

فائدہ بعضی عورتوں میں یہ عادت بہت ہوتی ہے کہ دوسرے کے گھر کی آئی ہوئی چیز کو ناک مارا کرتی ہیں طعنے دیا کرتی ہیں۔

۵) اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے ایک عورت کو ایک بلی کی وجہ سے عذاب ہوا تھا اس نے اس کو پکڑ کر باندھ دیا تھا نہ تو کھانے کو دیا اور نہ اس کو چھوڑا یوں ہی تڑپ تڑپ کر مر گئی۔

فائدہ اسی طرح جانور پال کر اس کے کھانے پینے کی خبر نہ لینا عذاب کی بات ہے۔

۶) اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے بعضے مرد اور عورت ساٹھ برس تک خدا کی عبادت کرتے ہیں، پھر موت کا وقت آتا ہے تو خلاف شرع وصیت کر کے دوزخ کے قابل ہو جاتے ہیں ف جیسے بعضوں کی عادت ہوتی ہے یوں کہہ مرتے ہیں دیکھو میری چیز میرے نواسہ کو دیجیو بھائی کو نہ دیجیو یا فلانی بیٹی کو فلانی چیز دوسری بیٹی سے زیادہ دیجیو یہ سب حرام[5] ہے۔ وصیت اور میراث[(1)] کے مسئلے کسی عالم سے پوچھ کر اس کے موافق عمل کرے کبھی اس کے خلاف نہ کرے۔

۷) اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کوئی عورت دوسری عورت سے اس طرح نہ ملے کہ اپنے خاوند کے سامنے اس کا حال اس طرح کہنے لگے جیسے وہ اس کو دیکھ رہا ہے۔

۸) اور رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک دفعہ آپ کی دو بیبیاں بیٹھی تھیں ایک نابینا صحابی آنے لگے آپ ﷺ نے دونوں کو پردے میں ہو جانے کا

۱: مارنے سے تھوڑا سا مارنا مراد ہے۔
۲: از مشکوٰۃ شریف ۱۲۔
۳: یعنی کہتی ہیں فلانے پر خدا کی پھٹکار ۱۲۔
۴: مقصود یہ ہے کہ تھوڑا سا بھی ہدیہ خوشی سے قبول کر لینا چاہئے کیونکہ کام کا تو ہے ہی اور خدا تعالیٰ کی نعمت ہے اس میں مسلمان کی دلداری ہے اور کھری کا ذکر مبالغہ کے لئے ہے یہ غرض نہیں ہے کہ کھری بھی دی جائے اور وہ قبول بھی کی جائے خوب سمجھ لو ۱۲ منہ۔
۵: یعنی شریعت نے جس شخص کو وارث بنایا ہے اس کو محروم کرنا اور غیر مستحقوں کو دینا حرام ہے۔
(۱) مفید الوارثین شرح اردو میراث المسلمین کو مطالعہ کریں۔

حکم دیا دونوں نے تعجب سے عرض کیا کہ وہ تو اندھے ہیں آپ نے فرمایا تم تو اندھی نہیں ہو تم تو ان کو دیکھتی ہی ہو۔

۹) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی عورت اپنے خاوند کو دنیا میں کچھ تکلیف دیتی ہے تو بہشت میں جو حور اس خاوند کو ملے گی وہ کہتی ہے کہ خدا تجھے غارت کرے وہ تو تیرے پاس مہمان ہے جلدی ہی تیرے پاس سے ہمارے پاس چلا آوے گا۔

۱۰) اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے ایسی دوزخی عورتوں کو نہیں دیکھا یعنی میرے زمانہ سے پیچھے ایسی عورتیں پیدا ہوں گی کہ کپڑا پہنے ہوں گی اور ننگی ہوں گی یعنی نام کو بدن پر کپڑا ہوگا لیکن کپڑا باریک اس قدر ہوگا کہ تمام بدن نظر آوے گا اور اترا کر بدن کو مٹکا کر چلیں گی اور بالوں کے اندر موباف یا کپڑا دے کر بالوں کو لپیٹ کر اس طرح باندھیں گی جس میں بال بہت سے معلوم ہوں جیسے اونٹ کا کوہان ہوتا ہے ایسی عورتیں بہشت میں نہ جاویں گی بلکہ اس کی خوشبو بھی ان کو نصیب نہ ہوگی۔ ف یعنی جب پرہیزگار بیبیاں بہشت میں جانے لگیں گی ان کو ان کے ساتھ جانا نصیب نہ ہوگا پھر چاہے سزا کے بعد ایمان کی برکت سے چلی جاویں۔

۱۱) اور فرمایا رسول اللہ ﷺ نے جو عورت سونے[1] کا زیور دکھلاوے کو پہنے گی اسی سے اس کو عذاب دیا جاوے گا۔

۱۲) اور رسول اللہ ﷺ ایک سفر میں تشریف رکھتے تھے ایک آواز سنی جیسے کوئی کسی پر لعنت کر رہا ہو آپ ﷺ نے پوچھا یہ کیا بات ہے، لوگوں نے عرض کیا کہ یہ فلانی عورت ہے کہ اپنی سواری کی اونٹنی پر لعنت کر رہی ہے وہ اونٹنی چلنے میں کچھ شوخی کرتی ہوگی اس عورت نے جلا کر کہہ دیا ہوگا تجھے خدا کی مار جیسا کہ عورتوں کا دستور ہے رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو حکم دیا کہ اس عورت کو اور اس کے اسباب کو اس اونٹنی پر سے اتار دو یہ اونٹنی تو اس عورت کے نزدیک لعنت کے قابل ہے، پھر اس کو کام میں کیوں لاتی ہے۔ ف خوب سزا دی، تمام شد رسالہ کسوۃ النسوۃ۔

آگے بقیہ ہے بہشتی زیور حصہ ہشتم کے مضمون کا

ان دونوں مضمونوں یعنی تعریف اور نصیحت میں یہاں پانچ[2] آیتیں اور پچیس حدیثیں لکھی گئیں اور اس حصے کے شروع میں ہم نے اپنے پیغمبر ﷺ کی مبارک عادتیں بہت سی لکھ دی ہیں جن کی ہر وقت کے برتاؤ[3] میں ضرورت ہے اور اس سے پہلے سات حصوں میں ہر طرح کی نیکی اور ہر طرح کی نصیحت تفصیل سے لکھ دی ہے جس کا دھیان رکھو اور عمل کرو انشاءاللہ تعالیٰ قیامت میں بڑے بڑے درجہ پاؤ گی ورنہ خدا پناہ میں رکھے بری عورتوں کا برا حال ہوگا اگر قرآن و حدیث سمجھنے کے قابل بھی ہو جاؤ تو بہت سے قصے ایسی بددین اور بدذات اور بد عقیدہ اور بدعمل عورتوں کے تم کو معلوم ہوں گے اللہ ہمارا تمہارا نیکوں میں گذر اور ان ہی میں خاتمہ اور ان ہی میں حشر کرے۔

تمام شد

---

[1] اور تمام زیوروں کا یہی حکم ہے خواہ چاندی کا ہو یا کسی اور چیز کا ہو اور اگر کوئی کپڑا اس نیت سے پہنے اس کا بھی یہی حکم ہے ۱۲ محشی۔

[2] قد ابو بؤد ۱۲۔

[3] یعنی اصل حصہ میں ورنہ رسالہ کسوۃ کی روایات ملا کر تو بہت حدیثیں یعنی باون ۵۲ ہو گئیں ۱۲ منہ۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ضمیمہ اولیٰ

بہشتی زیور حصہ ہشتم مسماۃ بہ بہشتی جوہر

جناب رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیارے اور پاکیزہ شمائل[1] اور آپ ﷺ کی عادتوں کا بیان

۱) بیہقی نے حضرت براء بن عازب سے روایت کی ہے کہ آپ سب سے زیادہ حسین تھے اور سب سے زیادہ خوش خلق تھے اور نہ بہت لمبے تھے نہ پستہ قد تھے۔

۲) ابن سعد نے اسمٰعیل بن عیاش سے بطریق صحیح مرسل[2] روایت کی ہے کہ آپ سب سے زیادہ لوگوں کی ایذا پر صبر فرماتے تھے۔

۳) ترمذی نے ہند بن ابی ہالہ سے ایک بڑی حدیث بسند حسن آپ ﷺ کے شمائل میں روایت کی ہے جس میں یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ جب چلنے کے لئے پاؤں اٹھاتے تو قوت سے پاؤں اکھڑتا تھا اور قدم اس طرح رکھتے کہ آگے کو جھک پڑتا اور تواضع کے ساتھ قدم بڑھا کر چلتے چلنے میں گویا کسی بلندی سے پستی میں اتر رہے ہیں جب کسی کروٹ کی طرف کی چیز کو دیکھنا چاہتے تو پورے پھر کر دیکھتے (یعنی کن انکھیوں سے دیکھنے کی عادت نہ تھی) نگاہ نیچی رکھتے زمین کی طرف آپ ﷺ کی نظر بہت زیادہ رہتی تھی بہ نسبت آسمان کے اور صحابہ کے پیچھے آپ چلا کرتے تھے عموماً عادت آپ کی کن انکھیوں سے دیکھنے کی تھی (مطلب یہ ہے کہ غایت حیا سے پورا سر اٹھا کر نگاہ بھر کر نہ دیکھتے تھے) جو آپ ﷺ کو ملتا تھا پہلے آپ ﷺ ہی اس کو سلام کرتے تھے۔

۴) ابوداؤدؒ نے حضرت جابرؓ سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ کے کلام میں ترتیل ہوتی تھی (یعنی آپ ٹھہر ٹھہر کر بات چیت فرماتے تھے تاکہ مخاطب اچھی طرح سمجھ لے لیکن نہ اس قدر ٹھہر ٹھہر کر جس سے مخاطب گھبرا جائے اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ آپ ﷺ ایک بات کو تین بار فرمایا کرتے تھے غرض یہ ہے کہ آپ ﷺ کلام کو نہایت عمدہ طریق سے ادا فرماتے تھے جیسا موقع ہوتا تھا۔ اس کا لحاظ فرماتے تھے بعضے مخاطب خوش فہم اور جلدی سمجھنے والے ہوتے ہیں وہاں پر ایک بات کو چند بار لوٹانا نامناسب ہے اور بعضے مخاطب دیر میں بات کو سمجھتے ہیں ان کو کئی بار سنانا مناسب ہے اور جہاں ہر قسم کے لوگ ہوں وہاں تین بار بات کو لوٹانا مناسب ہے اس لئے کہ بعضے اعلیٰ درجہ کے فہم ہوتے ہیں وہ اول ہی دفعہ سمجھ لیں گے اور بعض اوسط درجہ کی سمجھ رکھتے ہیں وہ دوبار میں سمجھ لیں گے اور بعضے غبی ہوتے ہیں وہ تین بار میں بخوبی سمجھ لیں گے اور اگر کہیں اس مقدار سے بھی زیادہ حاجت ہو تو خوش اخلاقی کی بات یہ ہے کہ اس سے بھی دریغ نہ کرے، خوب سمجھ لو اصل تو یہ ہے کہ خوش اخلاقی اور قواعد کی پابندی کا اعلیٰ مرتبہ جناب رسول مقبول ﷺ کو عطا ہوا تھا نہ کسی کو پہلے میسر ہوا اور نہ آئندہ میسر ہوگا اور باوجود قواعد انتظامیہ کی پابندی کے خوش اخلاقی کا برتاؤ بہت بڑا کمال ہے اور حضور ﷺ کی یہ عادت مبارک تھی کہ آپ ﷺ اس کام میں جس کو خود انجام دیتے تھے۔ خوب اچھی طرح قواعد کی پابندی فرماتے تھے اور دوسروں سے جو ان امور میں غلطی اور کوتاہی ہوتی تھی تو زجر نہ فرماتے، ہاں ان کی اصلاح کی غرض سے باقاعدہ اور نرمی سے نصیحت فرما دیتے تھے یہی طریقہ متبعین سنت کو اختیار کرنا چاہئے کہ قواعد انتظامیہ کی پابندی اور خوش اخلاقی کی عادت اختیار کریں اور دوسروں کو بھی رغبت دلاویں مگر محض اپنے نفس و تعصب کی شفاء کے لئے دوسروں کی کوتاہی کی گرفت نہ کریں ہاں ان کی اصلاح کی غرض سے اگر ضرورت ہو تو سختی بھی محمود ہے خوب سمجھ لو۔

۵) ابوداؤدؒ نے حضرت عائشہؓ سے بسند صحیح روایت کی ہے کہ جناب رسول مقبول ﷺ کا کلام جدا جدا ہوتا تھا جو شخص اس کو سنتا سمجھ لیتا۔

۶) بیہقی نے حضرت عائشہؓ سے بسند حسن روایت کی ہے کہ جناب رسول ﷺ کو تمام بری عادتوں سے زیادہ جھوٹ ناگوار ہوتا تھا۔

۱: حضور کے حالات اور لڑکیوں اور بچوں کے لئے ایک مفصل کتاب خصائل نبوی کے نام سے شائع ہو چکی ہے۔

۲: یہ تمام شمائل عزیزی شرح جامع صغیر سے نقل کئے گئے ہیں اور ترجمہ بالحاصل کیا گیا ہے مگر لفظی رعایت بھی ملحوظ رکھی گئی ہے ۱۲ منہ۔

۷) بیہقی اور ابوداؤد اور نسائی نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے کہ آپ کو سب کپڑوں میں بہت محبوب یمنی چادر تھی جس میں کئی رنگ ہوتے ہیں (اور عزیزی نے ابن رسلان سے اس کپڑے کے پسندیدہ ہونے میں یہ حکمت نقل کی ہے کہ وہ بہت زینت کا کپڑا نہیں ہے یعنی سادہ ہوتا ہے اور وہ میلا بھی کم ہوتا ہے۔ سبحان اللہ کیا شان مبارک تھی رسول اللہ ﷺ کی آپ اپنی ذات مقدسہ کو دنیا میں مسافر سمجھتے تھے نہ دنیا کی رونق سے تعلق تھا نہ اس کے مزخرفات کی طرف توجہ تھی مسلمانو تم کو بھی یہی طریقہ اختیار کرنا چاہئے کہ بقدر ضرورت ایسے کپڑے پہن لیا کرو جس سے ستر ڈھک جاوے اور جو سادے ہوں اور میلے کم ہوں تاکہ ان کی زینت خدائے تعالیٰ کی طرف توجہ رکھنے سے مانع نہ ہو اور جلدی صاف کرنے کی حاجت نہ ہو کہ اس میں وقت زیادہ صرف ہوتا ہے اور بعضی روایتوں میں سفید کپڑوں کی بھی تعریف آئی ہے)۔

۸) بخاری اور ابن ماجہ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کو وہ عبادت زیادہ محبوب تھی جو ہمیشہ ادا ہو سکے (یعنی نوافل وغیرہ اس قدر پڑھنے چاہئیں جن کو نباہ سکے یہ نہیں کہ ایک دن تو سب کچھ کر لیا اور دوسرے دن کچھ بھی نہیں تھوڑی عبادت جو ہمیشہ ہو سکے وہ اس سے بہتر ہے کہ بہت عبادت کی جاوے مگر کبھی ہو اور کبھی ناغہ ہو جاوے جیسا کہ بسند صحیح حضور ﷺ سے وارد ہوا ہے۔

۹) ابن السنیؒ وغیرہ نے مرسلاً بسند حسن لغیرہ مجاہد سے روایت کی ہے کہ آپ کو بکری کے گوشت میں اس کا اگلا حصہ زیادہ پسند تھا۔

۱۰) حاکم وغیرہ نے بسند حسن لغیرہ حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ پینے کی چیزوں میں آپ ﷺ کو ٹھنڈا اور میٹھا پانی[۱] زیادہ محبوب تھا اور ابو نعیم نے حضرت ابن عباسؓ سے بسند حسن لغیرہ روایت کی ہے کہ آپ کو پینے کی چیزوں میں دودھ بہت زیادہ پسند تھا۔

۱۱) ابن السنی اور ابو نعیم نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ کو شہد کا شربت[۲] پینے کی چیزوں میں بہت زیادہ محبوب تھا۔

۱۲) ابو نعیم نے حضرت ابن عباسؓ سے بسند حسن لغیرہ روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کو تمام سالن سے زیادہ سرکہ محبوب تھا۔

۱۳) مسلم نے حضرت انسؓ سے روایت کی ہے کہ آپ کو پسینہ زیادہ آتا تھا اور عزیزی میں ہے کہ حضرت ام سلیم جناب رسول مقبول ﷺ کے پسینہ کو اکٹھا کر لیتی تھیں اور دوسری خوشبو میں ملاتی تھیں کیونکہ وہ خوشبودار ہوتا تھا اور یہ روایت مسلم میں ہے۔

۱۴) حضرت جابرؓ سے مسلم نے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ کی ڈاڑھی مبارک کے بال زیادہ تھے۔

۱۵) ابن عدی وغیرہ نے حضرت عائشہؓ اور حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ میوہ جات میں آپ ﷺ کو خرمائے تر اور خربزہ زیادہ محبوب تھا۔

۱۶) ابو نعیم نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ کو شانہ کا گوشت اور جگہ کے گوشت سے زیادہ محبوب تھا۔

۱۷) امام احمد اور نسائی نے بسند صحیح حضرت ابو واقد سے روایت کی ہے کہ جب آپ ﷺ امام ہوتے تھے تو نماز بہت مختصر پڑھتے تھے اور جب تنہا نماز پڑھتے تھے تو بہت طویل پڑھتے تھے، آپ ﷺ مقتدیوں کے ساتھ اس لئے مختصر نماز پڑھتے تھے کہ ان کو تکلیف نہ ہو اور تنہا اس لئے تطویل فرماتے تھے کہ نماز آپ ﷺ کی آنکھ کی ٹھنڈک تھی اس میں آپ کو چین ہوتا تھا اور اس سے بڑھ کر کیا چین ہوگا کہ محبوب حقیقی کے سامنے عاجزانہ کھڑا ہو کر اس سے التجا کرے اور اس اختصار اور تطویل کی مقدار اور حدیثوں میں بہ تفصیل وارد ہوئی ہے۔

۱۸) امام احمد اور ابوداؤد نے بسند حسن حضرت عبداللہ بن بسر سے روایت کی ہے کہ جناب رسول مقبول ﷺ جب کسی کے دروازے پر تشریف لے جاتے تو دروازے کے سامنے نہ کھڑے ہوتے بلکہ اس کے داہنے[۳] ستون کے سامنے کھڑے ہوتے یا بائیں ستون کے سامنے کھڑے ہوتے اور فرماتے السلام علیکم (یہ طریقہ سنت ہے کہ کہیں جاوے تو دروازے کے مقابل نہ کھڑا ہو داہنے یا بائیں جانب کھڑا ہو اس لئے کہ اس طرح کھڑے ہونے میں کسی کی بے پردگی کا اندیشہ نہیں ہے ہاں اگر دروازہ بند ہو تو دروازے کے سامنے کھڑا ہونا بھی مضائقہ نہیں اور گھر والے کو اپنے آنے کی اطلاع اس طرح سے کہے کہ السلام علیکم کہے اگر وہ پہلی بار نہ سنے تو دوبارہ پھر تیسری بار کہے خوب سمجھ لو)

۱۹) ابن سعدؒ نے طبقات میں حضرت عکرمہ سے مرسلاً روایت کی ہے کہ آنحضرت ﷺ کی یہ عادت تھی کہ جب آپ ﷺ کے پاس کوئی شخص آتا اور آپ ﷺ اس کے چہرے پر بحالی اور خوشی دیکھتے تو اسکا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیتے۔(غرض یہ تھی کہ اسکو آپ ﷺ کے ساتھ انسیت حاصل ہو۔

۱: یعنی میٹھا پانی جو کھاری نہ ہو ۱۲ منہ۔

۲: ولفظہ کان احب الشراب الیہ العسل (ای الممزوج بالماء کما قیدہ بہ فی روایۃ قالہ العزیزی ولم یسند تلک الروایۃ ۱۲ منہ۔

۳: قال المناوی وذلک لان الدور یومئذ لم یکن لہا ستور ۱۲ منہ۔

۲۰) ابن مندہؒ نے عتبہ سے روایت کی ہے کہ جب آنحضرت ﷺ کے پاس کوئی شخص آتا تھا اور اس کا نام ایسا ہوتا تھا جو آپ ﷺ کو محبوب نہ ہوتا تو اس نام کو بدل دیتے تھے۔

۲۱) امام احمد وغیرہ نے روایت کی ہے کہ جب آپ ﷺ کے پاس کوئی اپنے مال کی زکوٰۃ لاتا تھا (تاکہ آپ ﷺ اس کو موقع پر صرف کردیں) تو آپ ﷺ فرماتے تھے اے اللہ فلاں شخص پر رحمت فرما (ہم کو بھی یہ طریقہ برتنا چاہئے کہ جب کوئی ہمارے ذریعہ سے صدقات تقسیم کرائے یا کسی چندہ میں روپیہ دلائے تو ہم اس کو یہی دعا دیں)۔

۲۲) حاکم نے حضرت عائشہؓ سے بسند حسن روایت کی ہے کہ جب آنحضرت ﷺ کو کوئی خوشی پیش آتی تھی تو فرماتے تھے الحمد للّٰہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات اور جب ناگواری پیش آتی تو فرماتے الحمد للّٰہ علیٰ کل حال۔

۲۳) امام احمد اور ابن ماجہ نے حضرت ابن مسعودؓ سے بسند صحیح روایت کی ہے کہ جب لونڈی غلام جناب رسول اللہ ﷺ کے حصے میں (جہاد میں) آتے تھے تو آپ ﷺ سب گھر والوں کو بانٹ دیتے تاکہ ان گھر والوں میں باہم تفریق نہ ہو جاوے (یعنی اگر کسی کو ملے اور کسی کو نہ ملے تو اندیشہ ہے کہ ان لوگوں میں باہم رنجش پیدا ہوا جاوے یہی طریق ہم لوگوں کو اختیار کرنا چاہئے کہ جب کوئی چیز تقسیم کریں تو ہر موقع پر اس کا خیال رکھیں کہ ایسا طریق اختیار نہ کریں جس سے باہم لوگوں میں رنجش پیدا ہو اور کوئی مفسدہ پیدا ہو خواہ برادری میں تقسیم کی جاوے یا اہل و عیال میں یا شاگردوں و مریدوں میں۔

۲۴) خطیب نے حضرت عائشہؓ سے بسند ضعیف روایت کی ہے کہ جب آنحضرت ﷺ کے پاس کھانا لایا جاتا تھا (اور دوسرے لوگ بھی آپ ﷺ کے ساتھ کھاتے) تو آپ ﷺ اپنے آگے سے کھاتے تھے اور جب آپ ﷺ کے پاس چھوہارے لائے جاتے تھے تو ہر طرف سے تناول فرماتے تھی۔

۲۵) ابن السنی وغیرہ نے بسند صحیح حضرت انسؓ سے روایت کی ہے کہ جب آپ ﷺ کے پاس پھل لایا جاتا تھا تو ایسے وقت کہ جب وہ اول ہی کھانے کے قابل ہوتا ہے تو آپ ﷺ اس کو دونوں آنکھوں سے لگاتے پھر دونوں ہونٹوں سے لگاتے اور فرماتے اللھم کما اریتنا اولہ فارنا اخرہ پھر بچوں کو دے دیتے تھے جو آپ ﷺ کے پاس اس وقت بیٹھے ہوتے تھے۔

۲۶) ابن عساکرؒ نے حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر اور حضرت قاسم بن محمد سے بطریق مرسل صحیح روایت کی ہے کہ جب آنحضرت ﷺ کے پاس وہ برتن لایا جایا تھا جس میں خوشبودار تیل وغیرہ ہوتا تو آپ ﷺ اس تیل میں انگلیاں تر فرما لیتے پھر اس کو جہاں لگانا ہوتا ان انگلیوں سے استعمال فرماتے تھے۔

۲۷) طبرانی نے حضرت ام المومنین حفصہؓ سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ جب سونے کو لیٹتے تھے تو اپنے داہنے ہاتھ کو داہنے رخسارہ کے نیچے رکھ لیتے تھے۔

۲۸) شیرازی نے القاب میں حضرت عائشہؓ سے بسند حسن لغیرہ روایت کی ہے کہ آپ ﷺ جب (سر میں) تیل لگانے کا قصد فرماتے تھے تو بائیں ہاتھ کی ہتھیلی میں اس کو رکھتے پھر بھوؤں سے لگانا شروع کرتے (یعنی بھوؤں کو اول لگاتے، پھر دونوں آنکھوں پر لگاتے پھر سر پر لگاتے اور عزیزی میں ہے کہ مناوی نے فرمایا کہ ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب ڈاڑھی میں تیل لگانے کا قصد فرماتے تھے تو پہلے دونوں آنکھوں پر لگاتے تھے (پھر ڈاڑھی میں لگاتے تھے) احقر کہتا ہے کہ یہ روایت میری نظر سے نہیں گذری۔

۲۹) ابوداؤد اور ترمذی اور طیالسی نے حضرت انسؓ اور حضرت جابرؓ سے بسند صحیح روایت کی ہے کہ آپ ﷺ جب پیشاب یا پاخانہ کے لئے بیٹھنے کا قصد فرماتے تھے تو اپنے کپڑے کو نہ اٹھاتے تھے۔ جب تک کہ زمین (کی اس جگہ سے جہاں فراغت فرماتے) سے قریب نہ ہو جاتے تاکہ بغیر ضرورت ستر نہ کھلے کیونکہ ستر کھولنے کی ضرورت تو اسی وقت ہوتی ہے۔ جب قضائے حاجت کے لئے آدمی بیٹھ جاوے سو پہلے سے ستر کھولنے کی کیا حاجت ہے اس لئے آپ ﷺ عین ضرورت کے وقت ستر کھولتے تھے۔

۳۰) ابوداؤد و نسائی اور ابن ماجہ نے حضرت عائشہؓ سے بسند صحیح روایت کی ہے کہ جب آپ ﷺ جنب ہونے کی حالت میں (بغیر غسل کئے) سونے کا قصد فرماتے تھے تو وضو فرما لیتے تھے (پھر سوتے تھے) اور جب ایسی حالت (مذکورہ) میں کھانے یا پینے کا قصد فرماتے تھے تو فقط دونوں ہاتھ (گٹوں تک) دھو لیتے تھے پھر کھاتے پیتے تھے حائض اور نفاس والی عورت جب پاک ہو تو اس کے لئے بھی یہی سنت ہے۔

(۳۱) حاکم وابوداؤد نے بسند صحیح حضرت عبداللہ بن یزید سے روایت کی ہے کہ جب جناب رسول اللہ ﷺ لشکر کو رخصت فرماتے تھے۔ تو یہ دعا پڑھتے اَسْتَوْدِعُ اللّٰهَ دِيْنَكُمْ وَاَمَانَتَكُمْ وَخَوَاتِيْمَ اَعْمَالِكُمْ (مناسب ہے کہ جب کسی کو رخصت کرو تو یہ دعا پڑھ لیا کرو یہ اس شخص کی دین دنیا کی فلاح کے لئے دعا ہے جس کو رخصت کیا جاتا ہے)۔

(۳۲) خطیب نے حضرت انسؓ سے بسند ضعیف روایت کی ہے کہ جب آپ ﷺ نیا کپڑا پہنتے تو جمعہ کو پہنتے تھے۔

(۳۳) حکیم ترمذی نے حضرت عبداللہ بن کعب سے نوادر الاصول میں بسند حسن روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ جب مسواک کر چکتے تھے تو جو بڑا شخص ہوتا اس کو عنایت فرمادیتے تھے اور جب کچھ پانی وغیرہ پیتے تو بچا ہوا اس شخص کو عنایت فرماتے جو آپ ﷺ کی داہنی جانب ہوتا (یہ دونوں چیزیں آپ ﷺ بوجہ سخاوت اور لوگوں کو برکت پہنچانے کے عطا فرماتے تھے)۔

(۳۴) ابن السنی اور طبرانی نے بسند حسن حضرت عثمان بن ابی العاصؓ سے روایت کی ہے کہ جب باد شمالی چلتی تھی تو جناب رسول اللہ ﷺ یہ دعا پڑھتے تھے اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّمَا اَرْسَلْتَ فِيْهَا۔ وجہ اس دعا کے پڑھنے کی یہ تھی کہ ایسی ہوا کبھی کسی قوم پر بطریق عذاب بھیجی جاتی ہے کذا فی العزیزی تو آپ ﷺ دعا فرماتے تھے کہ یا اللہ میں تجھ سے پناہ مانگتا ہوں اس چیز کے شر سے جس کو آپ نے اس ہوا میں بھیجا ہے اور یہی ترجمہ ہے اس دعا کا۔

(۳۵) امام احمد اور حاکم نے بسند صحیح حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ جب جناب رسول اللہ ﷺ کو اپنے اہل بیت میں سے کسی کی نسبت یہ اطلاع ہوتی کہ اس نے ایک دفعہ بھی جھوٹ بولا ہے تو آپ ﷺ برابر اس سے رنجیدہ اور ناراض رہتے یہاں تک کہ وہ شخص توبہ کر لیتا اور جب توبہ کر لیتا تو آپ ﷺ بدستور اس سے راضی ہو جاتے وجہ یہ تھی کہ جھوٹ چونکہ اسلام میں ایک بہت بڑا گناہ ہے اور گنہگار سے بغض رکھنا لازم ہے اس لئے آپ ﷺ ایسے شخص سے اعراض فرماتے تھے اور سب گنہگاروں سے آپ ﷺ کا یہی برتاؤ تھا۔

(۳۶) شیرازی نے القاب میں بسند حسن لغیرہ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ جب غمگین ہوتے تھے تو ڈاڑھی مبارک ہاتھ میں لے لیتے تھے اور اس کو دیکھتے تھے[1]۔

(۳۷) اور ابن السنی اور نعیم نے حضرت عائشہؓ سے اور ابونعیم نے نیز حضرت ابوہریرہؓ سے بھی بسند حسن یہ مضمون نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ جب غمگین ہوتے تھے تو بکثرت ڈاڑھی مبارک کو مس فرماتے تھے۔

(۳۸) امام احمد نے بسند صحیح حضرت عقبہ بن عامر سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ جب سرمہ لگاتے تھے تو بعدد طاق سلائی آنکھوں میں پھیرتے تھے دوسری حدیث میں جس کو ترمذی وغیرہ نے روایت کیا ہے یہ مضمون ہے کہ ہر آنکھ میں تین تین سلائی سرمہ لگاتے تھے۔

(۳۹) مسلم اور امام احمد وغیرہ نے حضرت انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ جب آپ ﷺ کھانا کھاتے تھے تو اپنی تین انگلیوں کو (جن سے کہ آپ ﷺ کھایا کرتے تھے کما فی رادیہ الحاکم) چاٹ لیا کرتے تھے تاکہ حق تعالیٰ کی نعمت یعنی رزق ضائع نہ ہو)۔

(۴۰) ترمذی نے حضرت ابوہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ جب آپ ﷺ کو کوئی دشواری پیش آتی تھی تو سر مبارک کو آسمان کی طرف اٹھاتے تھے اور سبحان اللہ العظیم پڑھتے تھے۔

(۴۱) ابوداؤد اور ابن ماجہ نے بسند صحیح حضرت ابوموسیٰ اشعری سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ جب اپنے میں سے کسی کو کسی کام کے لئے بھیجتے تھے تو فرمادیتے تھے کہ خوش خبری سناؤ لوگوں کو یعنی ان سے خوش کن باتیں کرو دینی اور دنیاوی امور میں اور ان کو نفرت نہ دلاؤ تاکہ وہ تم سے نفرت نہ کریں مگر حد شرعی کو ہر جگہ ملحوظ رکھنا چاہئے ایسی بشارتیں اور خوش کن باتیں نہ کرے جو دین کے خلاف ہوں اور آسانی کرو لوگوں پر سختی نہ کرو۔

(۴۲) ابوداؤد اور ترمذی نے حضرت صخر بن وداعہ سے بسند حسن روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ جب لشکر کو روانہ کرنے کا قصد فرماتے تھے تو اول روز میں اس کو روانہ فرماتے تھے (کیونکہ وہ برکت کا وقت ہے حاجت روائی کی ایسے وقت جانے سے زیادہ امید ہے)

(۴۳) ابوداؤد نے حضرت عائشہؓ سے بسند صحیح روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کی یہ عادت تھی کہ جب آپ ﷺ کو کسی شخص کی کوئی

---

[1] اور یہ فعل آپ ﷺ کا طبعی تھا بطریق عبادت نہ تھا ۱۲ منہ۔
[2] یعنی ہاتھ میں لے لیتے ۱۲

بری بات معلوم ہوتی تھی تو آپ ﷺ نصیحت کے وقت یہ نہیں فرماتے تھے کہ فلاں شخص کا کیا حال ہے کہ وہ ایسا کام کرتا ہے یا ایسی بات کہتا ہے (لیکن یہ فرماتے تھے لوگوں کا کیا حال ہے کہ ایسی ایسی باتیں (یعنی بری باتیں) کہتے ہیں اور ایسے ایسے (یعنی برے) کام کرتے ہیں، سبحان اللہ کیا حسن اخلاق تھا جناب رسول اللہ ﷺ کا اور کیا دانائی تھی کہ نصیحت بھی اس طرح فرماتے تھے جس سے مقصود بھی حاصل ہو جائے اور وہ مجرم رسوا بھی نہ ہو اور اس کو ندامت بھی نہ ہو بلکہ نصیحت کی قدر کرے اور اس پر عمل کرے۔

۴۴) ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں حضرت ابو سعید خدری سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ جب صبح کو کھانا کھا لیتے تھے تو شام کو نہ کھاتے تھے اور جب شام کو کھا لیتے تھے تو صبح کو نہ کھاتے تھے۔

فائدہ مقصود یہ ہے کہ آپ ﷺ دن میں ایک وقت کھانا کھاتے تھے۔ کبھی صبح کو کبھی شام کو۔

۴۵) ابن ماجہ نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ جب وضو فرماتے تھے تو دو رکعت نماز نفل (جس کا نام لوگوں نے تحیۃ الوضو رکھ لیا ہے) پڑھ لیتے تھے، جب کہ وقت مکروہ نہ ہوتا پھر نماز (فرض) پڑھنے (مسجد میں) تشریف لے جاتے تھے۔

۴۶) خطیب اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس سے بسند حسن لغیرہ روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کی عادت تھی کہ جب جاڑے کا موسم آتا تو آپ ﷺ جمعہ کی رات کو مکان کے اندر سونا شروع فرماتے تھے اور جب گرمی کا موسم آتا تو جمعہ کی رات کو باہر سونا شروع فرماتے اور جب نیا کپڑا پہنتے تھے اللہ تعالیٰ کی حمد فرماتے تھے (یعنی الحمد للہ یا مثل اس کے کوئی اور لفظ شکریہ میں فرماتے) اور دو رکعت نماز (نفل شکریہ میں) پڑھتے اور پرانا کپڑا کسی محتاج کو عطا فرما دیتے۔

۴۷) بیہقی اور خطیب نے بسند حسن حضرت حسن بن محمد بن علی سے مرسلاً روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کے پاس جب مال آتا تھا سو اگر صبح کے وقت آتا تھا تو دوپہر تک نہ رکھتے تھے اور اگر شام کے وقت آتا تو رات تک نہ رکھتے تھے ف یعنی فوراً خرچ فرما دیتے تھے۔

۴۸) محدث بغوی نے حضرت والد مرہ سے بسند ضعیف روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کو جب زیادہ ہنسی آتی تھی تو منہ پر ہاتھ رکھ لیتے تھے اور ایسا اتفاق[1] کبھی ہو جاتا تھا کہ آپ ﷺ کو زیادہ ہنسی آئے ورنہ آپ ﷺ تو صرف مسکرایا کرتے تھے، کما ورد بسند صحیح۔

۴۹) ابن السنی نے حضرت ابو امامہؓ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول مقبول ﷺ جب کسی مجلس میں بیٹھتے تھے اور بات چیت فرماتے تھے (اور) پھر وہاں سے اٹھنے کا قصد فرماتے تھے اور استغفار پڑھتے تھے دس سے لے کر پندرہ بار تک۔ ف دوسری حدیث میں آیا ہے کہ وہ استغفار یہ تھی۔ أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ وَاَتُوْبُ اِلَيْهِ كذا في العزيزي لكن لم اقف على سنده۔

۵۰) ابو داؤد نے حضرت عبد اللہ بن سلام سے بسند حسن روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ جب بیٹھتے تھے اور باتیں کرتے تھے تو کثرت سے آسمان کی طرف نگاہ اٹھاتے تھے[3]۔

۵۱) امام احمد اور ابو داؤد نے حضرت حذیفہؓ سے بسند صحیح روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کو جب کوئی دشواری پیش آتی تھی تو نماز نفل پڑھتے تھے اس عمل سے ظاہری و باطنی دنیوی و اخروی نفع ہوتا ہے اور پریشانی دور ہوتی ہے۔

۵۲) ابن السنی نے حضرت سعید بن حکیم سے بسند حسن لغیرہ روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کو کوئی چیز عمدہ معلوم ہوتی تھی اور اس چیز کو اپنی نظر لگ جانے کا اندیشہ فرماتے تھے تو یہ دعا پڑھتے تھے اللّٰھم بارک فیہ ولا تضرہ۔

فائدہ آپ ﷺ کی نظر سے بجز بھلائی کسی کو برائی نہیں پہنچ سکتی تھی مگر باوجود اس کے آپ ﷺ اس عمل کو امت کی تعلیم کے لئے فرماتے تھے تاکہ امت کے لوگ ایسا کیا کریں کذا فی العزیزی۔

۱: صححہ الامام السیوطی فی جامع الصغیر ۱۲۔

۲: ولفظہ فی الشرح کان اذا جاءہ مال (من نحو فئی او غنیمۃ او خراج مالم یبیتہ عندہ لم یقیلہ (بالتشدید) فیھا ای ان جاءہ آخر النھار لم یمسکہ الی اللیل وان جاءہ اولہ لم یمسکہ الی وقت القیلولۃ بل یعجل قسمۃ (عزیزی ۱ ص ۶۱۲ ج ۳ –

۳: بوجہ محبت عالم بالا کے نیز اس وجہ سے کہ آسمانوں میں عجائب وغرائب قدرت کے نظر آتے ہیں جو عبرت کے سبب ہیں ۱۲ منہ۔

(۱) اور اس کہنے کی اس وقت حاجت ہے جب کہ حدیث کسی سند سے ثابت ہو جاوے کیونکہ یہ سند تو ضعیف ہے لہٰذا معارض صحیح حدیث کی نہیں ہو سکتی جو تطبیق کی حاجت ہو البتہ بعض دیگر احادیث صحیحہ میں آپ ﷺ کا زیادہ ہنسنا وارد ہے لہٰذا اس تطبیق کی حاجت باقی ہے ۱۲ منہ۔

۵۳) ابن سعدؒ نے مجاہدؒ سے بطریق حسن مرسل روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ جب کسی عورت کو اپنے نکاح کا پیغام دیتے تھے اور وہ پیغام منظور نہ ہوتا تو دوبارہ اس کا ذکر نہ فرماتے تھے (یعنی اصرار نہ کرتے اگر پیغام منظور ہو جاتا نکاح فرما لیتے ورنہ خاموش رہتے اور اصرار کر کے ذلت اختیار نہ فرماتے تھے اور کسی پر دباؤ نہ ڈالتے تھے) اور آپ ﷺ نے ایک عورت کو پیغام نکاح دیا اس نے انکار کیا پھر خود اس عورت ہی نے آپ سے نکاح کرنا چاہا آپ نے فرمایا کہ ہم نے دوسری عورت سے نکاح کر لیا ہے (اب ہم کو حاجت نہیں رہی)۔

۵۴) ابن سعدؒ اور ابن عساکرؒ نے حضرت عائشہؓ سے بسند حسن لغیرہ روایت کی ہے۔ کہ جب آپ ﷺ ازواج مطہرات سے خلوت فرماتے تھے تو بہت نرمی اور خوب خاطر داری اور بہت اچھی طرح ہنسنے بولنے سے پیش آتے تھے۔

۵۵) ابن سعدؒ نے حبیب بن صالح سے مرسلاً روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ جب پائخانہ میں تشریف لے جاتے تھے تو جوتہ پہن کر جاتے تھے اور سر کو ڈھک لیتے تھے۔

۵۶) بخاری نے حضرت ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ جب کسی مریض کی عیادت فرماتے تھے۔ تو اس سے آپ ﷺ یہ کہتے تھے۔ لا باس طهور انشاء اللّٰه تعالیٰ[1]۔

۵۷) طبرانی نے بسند حسن حضرت ابو ایوب انصاری سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ جب دعا فرماتے تھے تو پہلے اپنے واسطے دعا فرماتے تھے۔ (پھر اوروں کے لئے دعا کرتے تھے)۔

۵۸) نسائی نے بسند حسن حضرت ثوبانؓ سے روایت کی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کو کوئی خوف پیش آتا تھا تو یہ دعا پڑھتے تھے:

اَللّٰهُ اَللّٰهُ رَبِّی لَا شَرِیْكَ لَهٗ

۵۹) ابن مندہ نے حضرت سہلؓ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ جب کسی بات یا کسی کام سے راضی ہوتے تھے تو سکوت فرماتے تھے۔

۶۰) ابو نعیم نے حضرت ام سلمہؓ سے روایت کی ہے کہ جب ازواج مطہرات میں سے کسی کی آنکھ دکھتی تو آپ ﷺ ان سے ہم بستری چھوڑ دیتے تھے آنکھ کے آرام ہونے تک۔

۶۱) ابن المبارک وابن سعد نے مرسلاً روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ جب کسی جنازہ پر تشریف لے جاتے تھے تو بہت خاموشی فرماتے تھے اور اپنے دل میں موت کے متعلق گفتگو فرماتے تھے (کیونکہ جنازہ عبرت کا مقام ہے اس کو دیکھ کر اپنی موت کو یاد کرنا چاہئے اور اس بیکسی کا خیال کرنا چاہئے جو بعد موت پیش آوے گی اور عذاب سے ڈرنا چاہئے)۔

۶۲) حاکم اور ابوداؤد اور ترمذی نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ جب چھینکتے تھے تو اپنا ہاتھ یا کپڑا منہ پر رکھ لیتے تھے اور آواز کو پست فرما لیتے تھے۔

۶۳) مسلم اور ابوداؤد نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کوئی (نیک) کام شروع فرماتے تھے تو پھر اس کو ہمیشہ کیا کرتے تھے۔

۶۴) ابن ابی الدنیا نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ کو غصہ آتا تھا اس حال میں کہ آپ ﷺ کھڑے ہوتے تھے تو آپ ﷺ بیٹھ جاتے تھے اور جب ایسے حال میں غصہ آتا تھا کہ آپ ﷺ بیٹھے ہوتے تھے تو آپ ﷺ لیٹ جاتے تھے (حالت بدل دینا علاج ہے غصہ فرو ہو جانے کا، یعنی غصہ جاتے رہنے کا)۔

۶۵) ابوداؤد نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ جب مردہ کے دفن سے فارغ ہوتے تھے تو قبر پر کچھ دیر ٹھہرتے تھے اور آپ کے ہمراہی بھی ٹھہر جاتے تھے اور آپ ﷺ فرماتے تھے کہ اپنے مردہ بھائی کے لئے اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کرو اور اس کیلئے ثابت قدم رہنے کی دعا کرو اس لئے کہ اس وقت اس سے سوال کیا جاتا ہے (یعنی منکر و نکیر کے سوال کا وقت ہے اس لئے اس کے جواب میں ثابت قدم رہنے کی اور جواب باقاعدہ دینے کی دعا کرو تاکہ مردے کو پریشانی نہ ہو)۔

۶۶) ترمذی نے حضرت ابو ہریرہؓ سے بسند صحیح روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ جب کرتہ پہنتے تھے تو داہنی طرف سے شروع فرماتے تھے (یعنی اول داہنا ہاتھ اس میں داخل فرماتے تھے۔ کذا فی العزیزی)

۶۷) ابن سعد نے حضرت انسؓ بن مالک سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کی یہ عادت مبارک تھی کہ جب آپ ﷺ کے صحابہ

---

[1] کچھ ڈر نہیں ہے انشاء اللہ تعالیٰ گناہ کا کفارہ ہے ۱۲۔

میں سے کوئی آپ سے ملتا اور وہ ٹھہر جاتا آپ ﷺ کے ساتھ تو آپ ﷺ بھی ٹھہر جاتے اور جب تک وہ شخص چلا نہ جاتا آپ ﷺ برابر ٹھہرے رہتے اور جب آپ کے صحابہ میں سے کوئی آپ سے ملاقات کرتا اور آپ ﷺ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لینا چاہتا تو آپ ﷺ اس کے ہاتھ میں ہاتھ دیتے اور اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں سے نہ نکالتے تھے جب تک کہ وہ خود نہ چھوڑ دیتا (اور ابن المبارک کی روایت میں یہ بھی ہے کہ) آپ ﷺ اپنا چہرہ اس کے سامنے سے نہ پھیرتے تھے جب تک کہ وہ اپنا چہرہ آپ کے سامنے سے نہ پھیر لیتا تھا اور آپ ﷺ جب صحابہ میں سے کسی سے ملاقات فرماتے تھے اور وہ صحابی آپ ﷺ کے کان کے قریب ہونا چاہتے (سرگوشی کے لئے) تو آپ ﷺ ان کے قریب اپنا کان کر دیتے اور اپنے کان کو نہ ہٹاتے جب تک کہ وہ شخص فارغ ہو کر خود نہ ہٹ جاتے۔

۶۸) نسائی نے حضرت حذیفہؓ سے بسند حسن روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ سے آپ ﷺ کے صحابہ میں سے کوئی ملتا تھا تو آپ ﷺ مصافحہ فرماتے تھے اور ان کے لئے دعا فرماتے تھے (۶۹) طبرانی نے حضرت جندب سے روایت کی ہے کہ جب آپ ﷺ صحابہ سے ملتے تو مصافحہ نہیں فرماتے تھے یہاں تک کہ سلام کر لیتے (یعنی پہلے سلام کرتے تھے پھر مصافحہ فرماتے تھے)۔

۷۰) ابن السنی نے روایت کی ہے ایک انصاری کی کنیزک سے کہ جناب رسول اللہ ﷺ جب کسی شخص کو پکارنا چاہتے تھے اور اس کا نام یاد نہ آتا تھا تو یا ابن عبداللہ کہہ کر پکارتے تھے (یعنی اے خدا کے بندہ کے بیٹے)۔

۷۱) حاکم نے حضرت جابرؓ سے روایت کی ہے کہ جب جناب رسول اللہ ﷺ چلتے تھے تو ادھر ادھر نہیں دیکھتے تھے۔

۷۲) ابوداؤد نے بعض آل ام سلمہ سے بسند حسن روایت کی ہے کہ آپ ﷺ کا بچھونا کفن کی شکل ہوتا تھا (یعنی جیسے کپڑے کا کفن دیا جاتا ہے اسی کی قسم سے بچھونا بھی تھا قیمتی اور تکلف کا نہ تھا) اور آپ ﷺ کی مسجد آپ ﷺ کے سرہانے تھی (یعنی جب آپ ﷺ سوتے تھے تو آپ ﷺ کا سر مسجد کی جانب ہوتا تھا) کذا فی العزیزی۔

۷۳) اور دوسری حدیث میں جس کو ترمذی نے بسند حسن حضرت حفصہ سے روایت کیا ہے یہ وارد ہوا ہے کہ آپ ﷺ کا بچھونا ٹاٹ کا تھا۔

۷۴) حاکم نے بسند صحیح حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا کرتہ ٹخنوں سے اوپر ہوتا تھا (یعنی نصف پنڈلیوں تک جیسا کہ دوسری روایت میں آیا ہے کذا فی العزیزی بغیر ذکر سند الروایہ اور آپ کے کرتہ کی آستین انگلیوں کے برابر ہوتی تھیں اور دوسری حدیث میں جس کو ابوداؤد اور ترمذی نے بسند حسن روایت کیا ہے آستین کی لمبائی ہاتھوں کے گٹوں تک وارد ہوئی ہے (غرض دونوں طرح آپ ﷺ کا پہننا ثابت ہو گیا۔ پس آپ ﷺ کا کرتہ کبھی گٹوں تک ہوتا تھا اور کبھی انگلیوں کی برابر۔

۷۵) امام احمد اور ترمذی اور ابن ماجہ نے بسند حسن حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کا تکیہ چمڑے کا تھا جس میں خرما کے درخت کی چھال بھری تھی۔

۷۶) طبرانی نے نعمانؓ بن بشیر سے بسند صحیح روایت کی ہے کہ جناب رسول اللہ ﷺ کو بہت معمولی درجہ کے چھوہارے بھی اس قدر میسر نہ آتے تھے جس سے آپ ﷺ شکم سیری فرما لیتے روئے زمین کے خزانے آپ ﷺ کے پیروں میں لگے تھے مگر زہد اختیار کیا تھا اور لذات دنیا کو حقیر اور ذلیل سمجھ کر آپ ﷺ نے ایسے فقر کی حالت اختیار کی تھی اور جو آمدنی ہوتی تھی اس کو کثرت سے آپ ﷺ خیرات کرتے تھے اور چھوہارے اہل عرب کی معمولی غذا ہیں کیونکہ وہاں یہ کثرت پیدا ہوتے ہیں۔

۷۷) ترمذی نے بسند صحیح حضرت انسؓ سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ (اپنے لئے) کل آئندہ کے واسطے کچھ جمع نہیں رکھتے تھے۔

۷۸) طبرانی نے حضرت ابن عباس سے بسند حسن روایت کی ہے کہ جب آپ ﷺ چلتے تھے تو لوگوں کو آپ ﷺ کے آگے سے نہ ہٹایا جاتا تھا اور نہ مارا جاتا تھا (جیسا کہ متکبرین کی عادت ہوتی ہے کہ خادم سڑک پر سے لوگوں کو ہٹاتا ہے جھڑکتا ہے تاکہ ان کیلئے سڑک خالی ہو جاوے۔

۷۹) ابن سعد نے بسند حسن حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے کہ آپ ﷺ تین دن سے کم میں قرآن شریف ختم نہیں کرتے تھے۔

۸۰) ابن سعد نے محمد بن الحنفیہ سے مرسلا روایت کی ہے کہ آپ ﷺ کی یہ عادت تھی کہ آپ ﷺ کسی کام (کے کرنے) کو (جو شرع میں جائز ہوتا تھا) منع نہیں فرماتے تھے پس جب آپ ﷺ سے کوئی سوال کیا جاتا اور آپ اس سوال کے پورا کرنے کا قصد کرتے تو فرماتے ہاں اور اگر ارادہ اس کے پورا کرنے کا (کسی مجبوری سے) نہ ہوتا تو خاموش رہتے تھے۔

تمت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ضمیمہ ثانیہ اصلی بہشتی زیور حصہ ہشتم

ماخوذ از اصلاح النساء

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ بَعْدَ الْحَمْدِ وَالصَّلٰوۃِ عرض ہے کہ جب بہشتی زیور کا آٹھواں حصہ لکھا جاتا تھا اس کے جزو بنانے کی غرض سے جس طرح صالح بیبیوں کی کچھ حکایتیں جمع کی گئیں تھیں۔ اسی طرح بنظر عبرت و مصلحت تُعْرَفُ الْاَشْیَاءُ بِاَضْدَادِھَا[1] بعض غیر صالح اور بعض تائب عورتوں کے بعضے[(1)] قصے بھی جمع کیے گئے تھے مگر مجموعہ کی مقدار بڑھ جانے کے سبب سے صرف اول قسم کی حکایتوں کو جزو بنایا گیا اور دوسری قسم کی حکایتوں کی جگہ اس حصہ کے بالکل اخیر میں ایک جامع مضمون آیات واحادیث سے بعنوان "عورتوں کے بعضے عیبوں پر نصیحت" لکھنے پر اکتفا کیا اور ان حکایتوں کا مضمون حالت تسوید[2] میں رکھا رہا کبھی کبھی اس پر نظر پڑتی تو اس کی اشاعت کے لئے موقع کا انتظار ہوتا تھا اتفاق سے اس اثناء میں میرے ایک مخلص دار تجربہ کار صاحب نے ایک یادداشت عورتوں کے بعضے عیوب کی لکھی ہوئی بغرض اصلاح اپنے تجربہ کے مجھ کو دی مطالعہ جو کیا تو اس کی مناسبت ان حکایتوں سے پا کر خیال ہوا کہ اگر ان سب کو مجتمع کر کے بطور ضمیمہ حصہ ہشتم بہشتی زیور کے قرار دے کر اشاعت کر دی جاوے تو امید ہے کہ ایسی عورتوں کے لئے موجب عبرت ہو اور اس عبرت سے امید ہے کہ توفیق توبہ کی ہو جاوے اور چونکہ وہ یادداشت مذکور بوجہ اس کے کہ حالت غصہ میں لکھی گئی ہے کسی قدر تیز اور عنوان میں مطلق تھی اس لئے اس تیزی اور اطلاق کی تلافی کے لئے اس کے شروع میں بعنوان تنبیہ ایک منصفانہ فیصلہ میں نے اضافہ کر دیا ہے اور اس مجموعہ کو اس طرح ترتیب دیا گیا کہ اول حکایت شریر عورتوں کی پھر توبہ کرنے والیوں کی پھر وہ تنبیہ جو میری اضافہ کی ہوئی ہے پھر وہ یادداشت لکھی گئی پس گویا یہ مجموعہ موجودہ بہشتی زیور کے حصے ہشتم کے اخیر اور جامع مضمون مذکورہ بالا کی شرح ہے اور اس کا نام اصلاح النساء رکھا گیا۔

فقط اشرف علی تحریر تاریخ ۱۵ محرم ۱۳۳۰ھ

۱: عنق کا ذکر

یہ عورت حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ میں تھی سب سے پہلے برا کام کر کے اس نے اپنا منہ کالا کیا اللہ تعالیٰ نے دنیا میں اس کو یہ سزا دی کہ بڑے بڑے سانپ جو کہ ہاتھی کے برابر تھے اور بڑے بڑے بھیڑیے جو کہ اونٹ کے برابر تھے اور بڑے بڑے کرگس یعنی گدھ جو کہ گدھے کے برابر تھے غیب سے پیدا کر دیے وہ اس کو آ لپٹے اور سب مل کر اس کو کھا گئے۔ ف دیکھو اس برے کام کا کیا نتیجہ ملا اور کوئی یوں نہ سمجھے کہ اب تو کسی کو بھی ایسی سزا نہیں ہوتی یاد رکھو یہ فقط ہمارے پیغمبر ﷺ کا طفیل ہے جو دنیا میں ایسی سخت سزا نہیں ملتی لیکن آخرت میں سب اکٹھی سزا مل جاوے گی۔ اور جب آخرت کا آنا یقینی ہے پھر بے فکری کیسے ہو سکتی ہے اور کوئی یوں بھی نہ سمجھے کہ خاص منہ کالا

۱: یعنی چیزیں اپنی ضدوں سے پہچانی جاتی ہیں مطلب یہ ہے کہ ہر چیز کا علم اس کی ضد سے اچھی طرح حاصل ہوتا ہے مثلاً روشنی اندھیرے سے خوب سمجھ میں آ جاتی ہے ۱۲۔

۲: یعنی مسودہ لکھا ہوا رکھا رہا۔

(۱) مگر اس مرتبہ مولانا شبیر علی صاحب تھانوی نے حسب خواہش حکیم الامۃ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ان کو بھی حصہ ہشتم کے ساتھ ہی شائع کر دیا ہے ۱۲۔

کرنے ہی کو برا کام کہتے ہیں بلکہ پیغمبر ﷺ نے صاف فرمادیا ہے کہ آنکھیں اور کان اور زبان اور ہاتھ اور پاؤں اور دل سب سے برا کام ہو سکتا ہے تو اگر کسی نے غیر مرد کو یا دولھا کو یا برات کو جھانکا تاکا یہ آنکھ کا برا کام ہو گیا اگر بدون لاچاری کے غیر مرد سے کھل مل کر باتیں بنائیں یہ زبان کا برا کام ہو گیا اگر جی خوش کرنے کو اس کی باتیں سنیں یا اس کی زبان سے کوئی غزل یا مناجات سنی یہ کان کا برا کام ہو گیا اسی طرح جس سے شرع میں پردہ ہے اس سے ہاتھ ملانا اس کی کمر اور سر پر ہاتھ رکھ دینا یہ ہاتھ کا برا کام ہے اور ایسے آدمی سے ملنے کو گھر سے جانا یا اس کے سامنے آنے کے لئے پاؤں اٹھا کر چلنا یہ پاؤں کا برا کام ہے اور دل سے اس کو یاد کرنا اس کے دھیان میں رہنا یہ دل کا برا کام ہے تو جو وبال اور گناہ برے کام کا ہوتا ہے وہ ان باتوں سے بھی ہو جاتا ہے خدائے تعالیٰ کے قہر اور غضب سے ڈرنا چاہئے اور ان سب باتوں سے بچنا چاہئے۔

۲: واعلہ کا ذکر

یہ حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی ہے مگر ایمان نہیں لائی جب طوفان شروع ہوا اور زمین سے پانی ابلنے لگا اور نوح علیہ السلام ایمان والوں کو کشتی میں سوار کرنے لگے اپنے بیٹے کو اور اس عورت کو بھی ہر چند سمجھایا کہ ایمان قبول کر کے کشتی میں آجاؤ مگر نہ تو ایمان قبول کیا اور نہ کشتی میں آئے بلکہ خود طوفان ہی کا یقین نہ تھا اس لئے حضرت نوح پر ہنستے تھے غرض جب طوفان بڑھا اسی میں دونوں ڈوب گئے۔ف اس عورت کا ذکر قرآن شریف میں بھی اس طرح آیا ہے کہ باوجودیکہ ایک مقبول بندے کی بیوی تھی لیکن چونکہ دین کی راہ پر نہ تھی اسلئے ان کی بیوی بننا اس کے کچھ کام نہ آیا اور دوزخ میں بھیج دی گئی بیبیو خوب سمجھ لو اور اپنے خاوند کے یا کسی باپ بھائی یا بیٹے کے بزرگ ہونے کے بھروسہ نہ رہو جب تک تمہارا دین ایمان درست نہ ہوگا تمہارے کسی رشتہ دار کا بزرگ ہونا تمہارے کام نہ آوے گا۔

۳: حضرت لوطؑ کی بیوی کا ذکر

یہ بھی کافرہ تھی اور بری باتوں میں کافروں کو مدد دیتی تھی جب حضرت لوط علیہ السلام کی امت کے کافروں پر خدائے تعالیٰ کا عذاب آنے کو ہوا تو خدائے تعالیٰ نے فرشتوں کے ہاتھ کہلا بھیجا کہ اب صبح کو اس بستی پر عذاب آنے والا ہے آپ ایمانداروں کو اپنے ساتھ لے کر راتوں رات اس بستی سے باہر چلے جاویں اور کوئی پیچھے پھر کر نہ دیکھے غرض حضرت لوطؑ حکم الٰہی کے موافق بستی سے نکل کر باہر کو چلے اس وقت یہ عورت بھی اپنی جان بچانے کو ساتھ ہو لی جب وہ وقت آیا تو بستی والوں پر عذاب کے پتھر برسنا شروع ہوئے اور شور و غل مچنے لگا، سب ایمان دار تو مارے خوف کے گردن جھکائے اپنی راہ چلے جارہے تھے اور کوئی ادھر ادھر نہ دیکھتا تھا مگر اس عورت کی ان کافروں پر رشتہ داری بھی تھی اور طریقہ بھی اس کا کافروں کا تھا اس واسطے اس نے پیچھے پھر کر دیکھا کہ ان لوگوں پر کیا گذر رہی ہے بس پیچھے پھر کر دیکھنا تھا کہ ایک پتھر اس کے بھی آکر لگا اور کام تمام ہوا۔ف قرآن شریف میں جس جگہ اور جس طرح حضرت نوح علیہ السلام کی بیوی کا ذکر آیا ہے جس کا بیان ابھی اوپر لکھا گیا ہے اسی جگہ اور اسی طرح اس عورت کا بھی ذکر آیا ہے کہ پیغمبر کی بیوی ہونے سے اس کا کچھ فائدہ نہ ہوا کیونکہ یہ خود دین کی راہ پر نہ تھی۔ بیبیو اس بات کو پھر اچھی طرح سمجھ لو اپنا ہی دین وایمان کام آتا ہے بعضی عورتیں اپنے رشتہ داروں کی خاطر اپنے دین کو غارت کرتی ہیں اور بددین رشتہ داروں سے علاقہ اور میل جول رکھتی ہیں دیکھو یہ عورت اپنے رشتہ داروں کی محبت میں برباد ہو گئی اور جان اور ایمان دونوں کھو لئے اور اگر ایمان لے آتی اور پیچھے مڑ کر نہ دیکھتی تو سب بلاؤں سے بچی رہتی یاد رکھو جو خدا اور رسول ﷺ کا نہ ہو تم بھی اس سے کچھ واسطہ مت رکھو۔

۴: صدوف کا ذکر

حضرت صالح پیغمبر ﷺ کے زمانہ میں یہ ایک کافر عورت تھی اور اس کا چال چلن اچھا نہ تھا اور ایسی ہی ایک اور بھی تھی اور ان کے گھر بکریاں وغیرہ دودھ کے جانور بہت سے تھے حضرت صالح ﷺ کے معجزہ سے اللہ نے پتھر سے اونٹنی نکالی اور اس گاؤں میں زیادہ پانی ایک ہی کنوئیں میں تھا سب جانوروں کو اسی سے کھینچ کھینچ کر پانی پلایا کرتے تھے جب سے یہ اونٹنی پیدا ہوئی خدائے تعالیٰ کے حکم سے اس طرح باری

مقرر ہو گئی کہ ایک دن تو سب جانوروں کے پانی پینے کے واسطے رہے اور ایک دن فقط یہ اونٹنی پیا کرے چونکہ وہ اونٹنی بہت زبردست تھی اتنا پانی پی جاتی تھی کہ اس کی باری کے دن میں دوسرے جانوروں کے لئے نہیں بچتا تھا یہ بات کافروں کو سب ہی کو ناگوار تھی اس میں ایک واہیات قصہ یہ ہو گیا کہ یہ دونوں عورتیں جن کا یہ ذکر ہو رہا ہے چال چلن تو ان کا خراب ہی تھا ایسے ہی کمبخت دو مرد بھی تھے ان عورتوں نے ان سے شکایت کی کہ ہمارے گھر سب سے زیادہ جانور ہیں اور ایک دن سب کو پیاسا رہنا پڑتا ہے اس کا کچھ علاج کر دو تو ہم تم سے خوش ہوں اور ہر طرح تمہاری تابعداری میں رہیں ان دونوں پاجیوں نے کیا کیا کہ اور بھی اپنے ساتھیوں کو لے کر اونٹنی کے رستے میں چھپ کر بیٹھ رہے وہ اونٹنی پانی پینے جا رہی تھی جب ان کے برابر پہنچی سب نے نکل کر تلواروں سے اس پر حملہ کیا اور اس کے پاؤں کاٹ ڈالے اونٹنی گر گئی پھر انہوں نے تلواروں سے بالکل اس کا کام تمام کر ڈالا اس پر حق تعالیٰ کا غضب نازل ہوا اور پہلے دن سب کافروں کا منہ زرد ہو گیا اور دوسرے دن سرخ ہو گیا اور تیسرے دن کالا پڑ گیا اور چوتھے دن اول بڑے زور سے بھونچال آیا اور آسمان سے آگ برسنا شروع ہوئی پھر حضرت جبرائیلؑ نے ایسے زور سے ایک چیخ ماری کہ سب کے کلیجے پھٹ گئے اور جان نکل گئی اور آگ سے سب کی لاشیں راکھ ہو گئیں۔ ف دیکھو دو عورتوں کی بدذاتی کا وبال سب پر پڑا اور ان دونوں کو یہ شرارت مال کی محبت میں سوجھی بیبیو مال و متاع کی محبت دل سے نکالو اللہ بچاوے جانے کہاں سے کہاں اس کا وبال پہنچتا ہے اور ایسی بدذات عورتوں سے جہاں تک ہو سکے دل سے نفرت رکھنا چاہئے اور بولنے میں یا ملنے میں کبھی ایسوں کے ساتھ نرمی نہ کرنا چاہئے ایسوں کے ساتھ ڈھیلا پن کرنے سے یہ ڈر ہے کہ جو عذاب اور وبال اس بدذات پر آوے ویسا ہی اس پر بھی آ جاوے اور اگر ناراضی اور نفرت رکھے تو گناہ سے اور خدا کے قہر سے حفاظت رہتی ہے۔

۵: اربیل[1] کا ذکر

حضرت الیاس پیغمبر علیہ السلام کے زمانہ میں یہ عورت ایک بت پرست بادشاہ کی بیوی تھی اور یہ خود بھی بڑی ظالمہ و بے رحم تھی اور اس نے بہت سے پیغمبروں کو مار ڈالا تھا اور اس کے پڑوس میں ایک نیک بخت آدمی رہتا تھا اس کے پاس ایک باغ تھا اسی باغ سے اس کا گذر تھا چونکہ وہ باغ بہت اچھا تھا اور سب آدمی اس کی تعریف کیا کرتے تھے اس لئے یہ عورت جلتی تھی اور اسی فکر میں رہا کرتی تھی کہ کوئی بہانہ نکال کر یہ باغ اس شخص سے چھیننا چاہئے اور اس شخص کو قتل کرنا چاہئے اتفاق سے اس کا شوہر تو کسی بڑے دور کے سفر میں چلا گیا اور جب وہ کہیں جاتا تھا اپنی اس بیوی کو سب کام بادشاہی کے سپرد کر جاتا تھا اس دفعہ بھی اسی دستور کے موافق سب بادشاہی کے کام اس کے اختیار میں دیئے گئے اس نے یہ شرارت کی کہ کئی آدمیوں کو سکھلایا کہ تم دربار میں یہ جھوٹی گواہی دینا کہ اس شخص نے بادشاہ کو گالیاں دی ہیں اور اس بادشاہ کا قانون تھا کہ جس شخص پر یہ بات ثابت ہو جاتی کہ اس نے بادشاہ کو گالیاں دی ہیں وہ شخص قتل کر دیا جاتا تھا اس عورت نے اس نیک بخت آدمی کو گرفتار کر بلایا اور کہا کہ ہم نے سنا ہے کہ تو نے بادشاہ کو گالیاں دی ہیں اس نے انکار کیا اس نے ان ہی آدمیوں کو بلا کر گواہی دلوا دی۔ انہوں نے گواہی دے دی کہ اس نے بادشاہ کو گالیاں دی ہیں اس پر اس عورت نے اس بیچارے کو قتل کر ڈالا اس کا وہ باغ ضبط کر لیا جب بادشاہ سفر سے لوٹ کر آیا اللہ تعالیٰ نے حضرت الیاسؑ پر وحی نازل فرمائی کہ اس بادشاہ سے کہہ دو کہ ایک بے گناہ مسلمان پر اس قدر ظلم کیا گیا کہ اس کو مار ڈالا اور اس کا باغ چھین لیا اگر دونوں میاں بیوی توبہ کر لیں اور اس کے وارثوں کو باغ لوٹا دیں تو بہتر ہے نہیں تو ان کو ہلاک کر دوں گا جب حضرت الیاسؑ نے اس سے جا کر یہ بات کہی بڑا غصہ ہوا اور توبہ تو کیا کرتا اور الٹا حضرت الیاس علیہ السلام کا دشمن ہو گیا آخر حضرت الیاسؑ بحکم خدا تعالیٰ وہاں سے اور کہیں چلے گئے اور تھوڑے دنوں میں اس بادشاہ کا ایک لڑکا بیمار ہو کر مر گیا یہ صدمہ ختم نہ ہوا تھا کہ ایک اور بادشاہ اس پر چڑھ آیا اور ملک چھین لیا اور اسکو اور اسکی ساری کافر قوم کو تلوار کا لقمہ بنایا۔ ف دیکھو ظلم کا کیا نتیجہ ہوا۔ بیبیو! کسی کی چیز پر نیت رکھنا یا کسی کو ناحق زبان سے کچھ کہنا یا کسی کو مارنا تکلیف پہنچانا یا طعن و تشنیع سے کسی کا دل دکھانا یا کسی کی غیبت کرنا سب ظلم ہے اور ظلم

---

(۱) از عجائب

کا وبال تم نے سن لیا ان سب باتوں سے ہمیشہ اپنے آپ کو خوب بچائیو۔

۶: نائلہ کا ذکر[1]

ایک قوم تھی جرہم جو مکہ میں سب سے پہلے آ کر حضرت اسمٰعیل کے بچپن کے زمانہ میں آباد ہوئی تھی ان میں ایک عورت نائلہ نام کی تھی اس کمبخت نے خاص کعبہ شریف کے اندر اپنا منہ کالا کیا خدائے تعالیٰ کا غضب دونوں مرد عورت پر نازل ہوا اور دونوں پتھر کے ہو گئے اس مرد کا نام اساف تھا لوگوں نے دونوں کو اٹھا کر صفا مروہ جو مکہ میں دو پہاڑیاں ہیں ان پر ایک ایک کو رکھ دیا تا کہ لوگ دیکھ کر خدا کے غضب سے ڈریں بہت دنوں تک دونوں وہاں رکھے رہے جب ایک زمانہ گذر گیا جاہل لوگوں نے بے وقوفی سے ان کا پوجنا شروع کر دیا اس واسطے ہمارے حضرت ﷺ کے وقت میں ان کو اٹھوا کر پھکوا دیا گیا تھا۔ ف خدائے تعالیٰ اپنے غضب سے بچاوے خدا کی نافرمانی کا یہی انجام ہوتا ہے کہ اگر یہاں کوئی بچ گیا تو آخرت میں کیسے بچے گا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ پاک موقع میں گناہ کرنا اور زیادہ گناہ ہے اسی طرح پاک وقت میں گناہ کرنا زیادہ گناہ ہے بعضے آدمی رمضان وغیرہ میں بھی گناہ کرنا نہیں چھوڑتے اس کا اور زیادہ وبال پڑتا ہے چاہے کوئی گناہ ہو غیبت اور ظلم کرنا اور ناجائز پیسہ خرچ کرنا گناہ میں یہ سب باتیں آ گئیں۔

۷: بلعم[2] باعور کی بیوی کا ذکر

یہ شخص بڑا عابد زاہد تھا شام کے ملک میں رہتا تھا جب حضرت موسیٰ کی امت کے مسلمان خدائے تعالیٰ کے حکم سے حضرت یوشع علیہ السلام کے ساتھ ملک شام میں بیت المقدس کو کافروں کے ہاتھ سے چھڑانے گئے وہاں کے لوگ اس کے پاس آئے اور کہا کہ تم ان مسلمانوں کے لئے بددعا کر دو کہ یہ ہار جاویں اس نے انکار کیا اور کہا کہ پیغمبر کے لئے اور جو پیغمبر کے ساتھ ہوں ان کے لئے بددعا کرنی بڑی سخت بات ہے میں ہرگز ایسا نہ کروں گا لوگوں نے اس کی بیوی کو بہت سامال وزر دے کر کہا کہ تو کسی ڈھب سے اپنے میاں کو بہکا اس ناپاک گندی نے لالچ میں آ کر اس طرح میاں کو پٹی پڑھائی کہ وہ بددعا کرنے کو تیار ہو گیا اور جب بددعا شروع کرنے کا ارادہ کیا اسی وقت ایمان تو جاتا ہی رہا تھا زبان بھی چھاتی پر آ لٹکی اور جب مسلمانوں کو فتح ہوئی، بلعم باعور کو بھی قتل کر دیا گیا۔ ف دیکھو لالچ کیسی بری چیز ہے، کہ مال اور زر کے لالچ میں آ کر اس عورت نے اپنا بھی دین خراب کیا اور خاوند کو بھی برباد کیا کہ ایمان بھی گیا اور جان بھی گئی بیبیو! اب بھی بہت عورتیں لالچ میں گرفتار ہو کر میاں سے رشوت لواتی ہیں اور خوش ہوتی ہیں کہ ہمارے پاس ایسا زیور ہے اتنا روپیہ ہے یہ نہیں سمجھتیں کہ میاں بیوی دونوں دوزخی بن رہے ہیں۔

۸: حضرت[3] یحییٰ علیہ السلام کو قتل کرنے والی عورت کا ذکر

اس زمانہ میں ایک بادشاہ تھا اس کی بیوی کی ایک لڑکی پہلے خاوند سے تھی جب وہ بیوی بڑھیا ہو گئی اس کو یہ خیال ہوا کہ شاید بادشاہ کو اور کسی طرف رغبت ہو جائے اس لئے اس نے یہ سوچا کہ اپنی اس لڑکی کو اپنے اس خاوند کی جورو بنائے اور اس بدذات نے اپنی لڑکی کو بھی اس بات پر آمادہ کر دیا وہ بے حیا بھی اس کی فکر کرنے لگی اور طرح طرح سے بادشاہ کا دل اپنی طرف کرنے لگی اس کمبخت کا بھی دل آ گیا۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کو جو یہ خبر ہوئی انہوں نے اس کو منع کیا یہ سب ناپاک آپ کے دشمن ہو گئے یہاں تک کہ آپ کو گرفتار کر کے بلایا اور سر مبارک تن سے جدا کر دیا اور گناہ کرنے کا ارادہ کیا حضرت یحییٰ علیہ السلام کا کٹا ہوا سر آواز دیتا تھا کہ اے کمبخت یہ تیرے لئے حلال نہیں مگر اس پاجی نے ایک نہ سنی حضرت یحییٰ علیہ السلام کے سر مبارک سے خون جوش کھانے لگا اور کسی طرح جوش تھمتا نہ تھا اس زمانہ کے عالموں نے کہا کہ جب تک ان کے قتل کرنے والوں کا خون نہ بہایا جائے گا اس خون کا جوش کم نہ ہوگا اس زمانہ میں کوئی اور نیک بادشاہ تھا اس کو جو یہ خبر

---

(۱) از روضہ (۲) از تفاسیر (۳) از عجائب

پہنچی اس نے اپنا لشکر لے کر چڑھائی کی اور یہ جتنے قتل میں شریک تھے ان سبکو اور ستر ہزار کافروں کو قتل کیا تب اس خون کو قرار ہوا۔ ف اللہ بچاوے شیطانی کام سے دیکھو نفس کی پیروی کرنے سے کہاں سے کہاں بات پہنچی ایک پیغمبر قتل ہوئے پھر دوسرا گناہ کا کام ہوا اور پھر بھی نفس کی خوشی نصیب نہ ہوئی جلدی ہی ظلم کا نتیجہ مل گیا اور جتنے آدمی سن کر خاموش ہو گئے تھے اور بادشاہ کی اس حرکت اور ظلم سے ناراض نہ ہوئے تھے وہ سب بھی اسی وبال میں گرفتار ہوئے اس سے معلوم ہوا کہ نفس کی صلاح پر عمل کرنا اور اسی طرح ظلم کرنا اور جو خلاف شرع کام کرتا ہو اس سے نفرت نہ کرنا یہ سارے کام بڑے سخت ہیں ان سے بہت بچنا چاہئے نفس جو ایسی صلاح دے کہ شرع کے خلاف ہو ہرگز اس کا کہنا مت مانو اور شرع کو مت چھوڑو اور کسی پر کسی طرح کا ظلم اور زیادتی مت کرو نہ تو ناحق کسی کا دل دکھاؤ نہ کسی کی آبرو کو بٹہ لگاؤ نہ کسی کا کچھ حق دباؤ یہ سب ظلم ہے اور جو شخص خلاف شرع کچھ کام کرے اس سے دل میں نفرت رکھو اور اگر وہ تمہارا کچھ نہ بگاڑ سکے تو ظاہر میں بھی اس سے بچے جاؤ کیونکہ ایسے آدمی سے محبت اور میل جول رہنے سے ڈر ہے کہ یہ بھی اس کے وبال میں پکڑا جائے۔

۹: شمسون[۱] کی بیوی کا ذکر

جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھائے گئے اس زمانہ میں یہ شمسون ایک عابد زاہد آدمی تھے اور خدائے تعالیٰ نے ان کو بہت زور دیا تھا اس وقت کوئی بادشاہ تھا کافر وہ ان کا دشمن تھا اس نے ان کی بیوی سے کہلا بھیجا کہ اگر تو شمسون کو کسی طرح گرفتار کرا دے تو میں تجھ کو اپنے نکاح میں لے آؤں اس بدبخت نے جب یہ سو گئے ان کے ہاتھ پاؤں باندھ کر کافروں کے حوالہ کر دیا وہ لوگ ان کو اس بادشاہ کے پاس لے گئے بادشاہ نے منادی کرا دی کہ شمسون کو سولی پر چڑھایا جائے گا جسکو دیکھنا ہو آکر دیکھے ہزاروں خلقت جمع ہو گئی اس وقت شمسون نے حق تعالیٰ سے دعا کی اس بادشاہ کا مکان گر پڑا اور بادشاہ دب کر مر گیا لوگ اس کے نکالنے میں لگ گئے شمسون صحیح سلامت اپنے گھر پہنچے اور اس بیوی کو طلاق دے دی۔ ف اس کمبخت عورت کو دنیا کے لالچ نے گھیرا کیسے اچھے نیک خاوند کے ساتھ کیسی بے وفائی کی مگر مراد بھی پوری نہ ہوئی اور خاوند بھی چھوٹ گیا بداعمالی کی ایسی ہی سزا ملا کرتی ہے لالچ سے بہت بچنا چاہئے۔

۱۰: جریج[۲] کو تہمت لگانے والی عورت کا ذکر

حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ہمارے حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کے زمانے میں ایک بزرگ آدمی تھے جریج ان کا نام تھا تھوڑی سی عمر میں وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں لگ گئے تھے اور خلقت سے الگ ہو کر جنگل میں ایک عبادت خانہ بنا لیا تھا ایک دفعہ وہ نفل نماز میں مشغول تھے اتنے میں ان کی والدہ نے دروازہ پر آکر ان کو پکارا وہ نماز کی وجہ سے نہ بول سکے ان کی ماں کو یہ خبر نہ تھی وہ ان کے جواب نہ دینے سے ناراض ہوئی اور ان کو یہ کوسنا دیا کہ الٰہی اسکو بدچلن عورتوں سے پالا پڑنا نصیب ہو چونکہ ماں باپ کا بڑا حق ہوتا ہے اور اسی واسطے یہ مسئلہ ہے کہ اگر نفل نماز میں ماں باپ پکاریں اور ان کو اس نفل نماز پڑھنے کی خبر نہ ہو تو نفل نماز توڑ کر بول پڑنا چاہئے۔ مگر جریج عالم نہ تھے اس واسطے وہ نہیں بولے اور ماں کے حق میں کوتاہی ہوئی اس واسطے ماں کا کوسنا لگ گیا اور بے چارے پر یہ مصیبت پڑی کہ حسد کرنے والے لوگوں نے ایک بدچلن عورت کو سکھلایا کہ کسی طرح جریج کو بدنام کرے اس کو کہیں واہی تباہی پیٹ رہ گیا تھا اس نے بچہ ہونے کے بعد غریب جریج کا نام لے دیا لوگ عبادت خانہ پر چڑھ آئے اور بالکل اس کو ڈھا گرا لیا اور جریج پر سختی کرنے لگے کہ دیکھ یہ عورت کیا کہتی ہے جریج نے اس کے دودھ پیتے بچہ کی طرف منہ کر کے کہا بتلا تیرا باپ کون ہے اس نے ایک چرواہے کا نام لیا پھر تو تمام لوگ بڑے معتقد ہوئے اور لگے ہاتھ پاؤں جوڑنے اور کہنے لگے کہ ہم تمہارا عبادت خانہ سونے کا بنا دیں انہوں نے فرمایا کہ نہیں بس مٹی کا بنا دو جیسا پہلے تھا چنانچہ ویسا ہی بنا دیا۔ ف دیکھو وہ عورت ایک نیک آدمی پر تہمت لگا کر کیسی ذلیل ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے اس کو کیسا رسوا کیا دیکھو کبھی کسی بے گناہ پر تہمت کسی طرح

---

(۱) از روضہ

(۲) از عجائب و کتب احادیث

مت دھرنا بعضی عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ ذراسے شبہ میں کسی کو بد چلنی کی تہمت لگادی کہیں کسی کے سر چوری رکھ دی یہ سب باتیں بہت گناہ ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اولاد کو ہر وقت کوسنا اچھا نہیں جانے کون سی گھڑی قبولیت کی ہو پھر خواہ مخواہ اولاد کو بھی پریشانی ہو اور ان کی پریشانی دیکھ کر اپنے کو بھی صدمہ ہو اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ماں باپ کا بڑا حق ہے آج کل اس بات کا بہت کم خیال کرتے ہیں، بیبیو! اس میں کبھی غفلت اور کوتاہی مت کرنا۔

۱۱: بنی اسرائیل(۱) کی ایک بے رحم عورت کا ذکر

بخاری شریف میں ایک حدیث ہے کہ جناب رسول مقبول ﷺ نے بنی اسرائیل میں کا ایک قصہ بیان فرمایا کہ ایک عورت تھی اس نے ایک بلی کو پکڑ کر باندھ دیا نہ تو اس کو کچھ کھلایا نہ پلایا اور نہ اس کو چھوڑ ہی دیا کہ چوہے وغیرہ کھا کر اپنا گذر کرتی وہ بلی اس حالت میں تڑپ تڑپ کر مر گئی اللہ تعالیٰ نے اس عورت کو دوزخ میں داخل کیا اور ایک روایت میں آیا کہ حضرت ﷺ نے دیکھا کہ دوزخ میں وہی بلی اس عورت کی چھاتی پر سوار ہے اور ناخن اور پنجوں سے اس کو نوچ رہی ہے۔ ف تم نے بے رحمی کا نتیجہ سن بھی لیا کسی پر بے رحمی مت کرو چاہے آدمی ہو چاہے جانور ہو البتہ بلی کتا اگر بہت ستاوے تکلیف دے تو اس کو مارنا درست ہے، لیکن ترسانا بڑا گناہ ہے، بعضے سنگدل آدمی طوطا، مینا اور کوئی جانور پال لیتے ہیں اور پنجرہ میں ڈال کر نہ ان کے کھانے پینے کی خبر لیتے ہیں نہ ان کے دھوپ اور سایہ میں رہنے کا خیال رکھتے ہیں نہ ان کو آزاد کرتے ہیں ایسے ترسانے کا انجام دنیا میں بھی برا ہے اکثر ایسے آدمی دنیا میں بھی طرح طرح کی تکلیفوں میں گرفتار رہتے ہیں ان کو چین نصیب نہیں ہوتا اور آخرت میں تم نے سن ہی لیا کہ وہ عورت دوزخ میں پہنچی بیبیو! بے رحمی سے بہت بچتی رہو۔

۱۲: پہلی امتوں(۱) کی ایک بدذات عورت کا ذکر

حضرت عثمانؓ نے بیان فرمایا کہ پہلی امتوں میں ایک شخص عابد زاہد تھا ایک بدذات عورت اس کے پیچھے پڑی اور اپنی ایک لونڈی کو اس کے پاس بھیجا کہ ہمارا کسی سے لین دین کا کچھ معاملہ ہوتا ہے بڑا معاملہ ہے گواہوں کے روبرو کرنا ہے اللہ کے واسطے گواہ ہو جانا ثواب کا کام ہے ذرا کھڑے کھڑے تم بھی ہو جاؤ یہ بیچارے سیدھے بھولے اس کے یہاں چلے گئے جب وہ گھر کے اندر ہو گئے اس لونڈی نے سب دروازے بند کر لئے جا کر کیا دیکھتے ہیں کہ وہی بدذات عورت بیٹھی ہے اور شراب بھی رکھی ہے اور ایک لڑکا بھی موجود ہے اس وقت اس نے ظاہر کیا میں نے گواہی کے لئے نہیں بلایا بلکہ تمہاری پرہیز گاری توڑنے کو بلایا ہے تم مجھ سے منہ کالا کرو یا شراب پیو یا اس لڑکے کو قتل کر ڈالو وہ عابد بے چارہ جان کے خوف سے بہت پریشان ہوا اور اپنے جی میں ان تینوں باتوں میں شراب کو اوروں سے ہلکی بات سمجھ کر شراب پی لی شراب پینا تھا کہ عقل گم ہو گئی اور اسی حالت میں وہ دونوں گناہ بھی اس سے ہو گئے۔ ف گناہوں میں آپس میں کچھ ایسا علاقہ ہے کہ جہاں ایک گناہ ہوا پھر دوسرے گناہ بھی ہوتے چلے جاتے ہیں اس واسطے گناہ چاہے بڑا ہو چھوٹا سب سے بہت بچنا چاہئے نہیں تو دوسرے گناہوں کا بھی دروازہ کھل جاتا ہے چنانچہ اکثر دیکھا ہے کہ کسی نے رسم و رسوم کے موافق اپنی اولاد کے بیاہنے کا ارادہ کیا اور یوں سمجھا کہ خلاف شرع تو ہے مگر کوئی زیادہ بھاری گناہ نہیں ہوگا اور جتنے خرچ کا تخمینہ کیا ہے وہ اپنے پاس بھی ہے اور ان سب باتوں کو سوچ کر کام شروع کر دیا اب ایسے ایسے پیچ آپڑتے ہیں کہ ضروری اور گناہ بھی بڑے بڑے ہو جاتے ہیں کبھی تخمینہ سے زیادہ خرچ ہو جاتا ہے۔ اور سودی قرض لینا پڑتا ہے کبھی نابالغ یتیم بچوں کا حق اپنے روپیہ میں ملا ہوا ہوتا ہے اس کو خرچ کر لیتی ہیں جس کا خرچ کرنا حرام ہے اور وہی حرام کھانا اپنے سب مہمانوں کو بھی کھلاتی ہیں دیکھو کہاں سے کہاں گناہ کا اثر پہنچ گیا اسی طرح سب گناہوں کا قاعدہ ہے۔

۱: از نسائی ۱۲۔ (۱) از بخاری شریف

۱۳: بنی اسرائیل کی ایک مکار عورت کا ذکر

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک حوض پانی سے بھروا کر اس میں کوئی ایسی دعا کر دی تھی کہ اس پانی میں یہ اثر ہو گیا تھا کہ اگر کوئی بدکار عورت وہ پانی پی لیتی تو اسی وقت اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا اور فوراً مر جاتی موسیٰ علیہ السلام کے بعد بھی اس حوض میں یہ تاثیر تھی ایک دفعہ ایک شخص کو اپنی بیوی پر شبہ ہوا اور وہ شبہ سچا تھا جب خاوند نے اس کا چرچا کیا اور اس زمانہ کے حاکموں سے فریاد کی تو انہوں نے اسی پانی کا فیصلہ تجویز کیا اور اس عورت کو بلا بھیجا اس عورت کی ایک بہن تھی وہ دونوں بہنیں اس قدر ہمشکل تھیں کہ بڑی مشکل سے دونوں کی پہچان ہوتی تھی اس عورت نے کیا چالاکی کی کہ خدا جانے کیا جھوٹ سچ ملا کر اپنی اس بہن کو کسی طرح بہکا کر اپنی جگہ بھیج دیا اس نے جا کر سب کے سامنے پانی پی لیا وہ تو پاک تھی اس کو کچھ نہ ہوا لوگوں کو تعجب ہوا غرض وہ پانی پی کر جب اپنے گھر آئی اور اس ناپاک بہن سے ملی بس اس کا سانس لگنا تھا کہ اس کا تمام چہرہ سیاہ ہو گیا اور فوراً مر گئی اس وقت سب کو چالاکی کا حال معلوم ہوا (ف) دھوکا اور چال چھپا نہیں رہتا اللہ تعالیٰ رسوا کر ہی دیتے ہیں۔ بیبیو! بات میں اور برتاؤ میں دل کو صاف اور زبان کو سچا رکھنا چاہئے۔

۱۴: ام جمیل کا ذکر(۱)

یہ ابولہب کافر کی بیوی ہے قرآن مجید میں بھی اس کی برائی سورہ تبت میں آئی ہے ہمارے پیغمبر ﷺ سے یہاں تک دشمنی رکھتی تھی کہ کانٹے دار لکڑیاں جنگل سے لا کر رات کو حضرت ﷺ کے راستہ میں بچھا دیا کرتی تھی تاکہ آتے جاتے آپ کے پاؤں میں چبھیں ایک دفعہ لکڑیوں کا گٹھا اپنے سر پر لادے ہوئے آتی تھی اور اس کی رسی ٹھوڑی کے نیچے سے نکال کر اٹکا رکھی تھی کہ گٹھا سنبھال رہے اچانک وہ گٹھا پیچھے کو گر گیا اور وہ رسی اس کے گلے میں آ گئی اور گلا گھٹ کر مر گئی (ف) اللہ بچاوے دین اور دینداروں سے دشمنی کرنے کا انجام دنیا میں بھی برا اور آخرت میں بھی برا بعض عورتیں مولویوں کے مسئلوں کو جھٹلایا کرتی ہیں اور جو کوئی مسئلہ پر چلے اس کو طعنہ دیا کرتی ہیں خاص کر شادی غمی میں جو شرع کے موافق کرے یا کہے اس سے بہت برا مانتی ہیں یہ بھی دین کے ساتھ دشمنی رکھنا ہے اور اس دشمنی کا حال دونوں جہان میں جو کچھ ہو گا ابھی سن چکی ہو ان سب باتوں سے توبہ کرو اور بچو۔

۱۵: جو عورتیں مکہ کے فتح ہونے کے دن ماری گئیں ان کا ذکر

مکہ شریف پہلے کافروں کے قبضہ میں تھا ہمارے پیغمبر ﷺ نے اس سے کافروں کو نکالا اس کو مکہ کا فتح ہونا کہتے ہیں ان کافروں میں کئی عورتیں ایسی تھیں جو دین اسلام کی ہجو اور برائی کے گیت گایا کرتی تھیں۔ ہمارے حضرت ﷺ نے حکم دیا تھا کہ ان عورتوں کو جہاں پاؤ قتل کر دو ان میں سے یہ چار ماری گئیں قریبہ اور فرتنہ اور اریت اور ام سعد۔ (ف) ہمارے حضرت ﷺ اول تو رحیم کریم بڑے تھے پھر حضرت ﷺ نے عورتوں کے قتل کرنے سے لڑائی میں بھی منع فرمایا ہے مگر ان عورتوں نے برائی ہی اتنی بڑی کی تھی جس سے خدا تعالیٰ کا حکم ان کے قتل کا ہو گیا کیونکہ ہمارے حضرت ﷺ بدون خدا کی اجازت کے کوئی کام نہ کرتے تھے اور وہ برائی یہی تھی کہ دین کو برا کہتی تھیں اور اس کے گیت جوڑ رکھے تھے، اب بھی بعض عورتوں میں یہ روگ ہے کہ شرع کو جو چاہتی ہیں کہہ دیتی ہیں اور بعض عورتیں مولویوں کی برائی میں گیت بھی جوڑ لیتی ہیں، ان کو ڈرنا چاہئے۔

۱۶: زینب(۲) بنت حارث کا ذکر

ایک بستی تھی خیبر وہاں کافر یہودی لوگ رہتے تھے ہمارے حضرت ﷺ سے ان کی لڑائی ہوئی تھی اور مسلمانوں کی فتح ہو گئی تھی فتح ہونے کے بعد حضرت ﷺ بھی وہاں ٹھہرے ہوئے تھے کہ ایک یہودی عورت جس کا نام زینب تھا ہمارے حضرت ﷺ کی خدمت میں

از عجائب ۱۲۔ (۱) از عجائب (۲) از روضہ

بطور تحفہ کے کچھ کھانا لائی، اس میں کمبخت نے زہر ملا دیا تھا۔ آپ نے اور آپ کے بعض صحابیوں نے کھالیا، پھر خدائے تعالیٰ کی قدرت سے آپ کو معلوم ہوا آپ نے ہاتھ کھینچ لیا اور سب کو منع کر دیا۔ لیکن ایک صحابی تو اس میں ختم ہوگئے اور حضرت ﷺ کو بھی مدت کے بعد اس کا اثر ہوا اور وفات کی بیماری اسی کے اثر سے تھی بعضی کتابوں میں لکھا ہے کہ جب ان صحابی کا انتقال ہو گیا تو اس عورت سے پوچھا اس نے اقرار کیا اور سزا میں وہ بھی قتل کی گئی (ف) اس کمبخت عورت کو بھی دین اسلام کی دشمنی نے غارت کیا۔ بیبیو! دین اسلام اور شرع کی بات سے کبھی دل میں برائی مت لاؤ، خوشی خوشی اس کو مان لیا کرو۔

۱۷: لبید یہودی کی بیٹیوں کا ذکر

ان سب نے صلاح کر کے ہمارے حضرت ﷺ کی جان لینے کو جادو کیا تھا ہلاکت کے صدمے سے تو آپ بچے، یہ تکلیف اتنا اثر ہوا کہ آپ کے مزاج میں کچھ بھول سی ہوگئی وہ بھی دین کی باتوں میں نہیں بلکہ کھانے پینے اور اٹھنے بیٹھنے کی عادتوں میں پھر اللہ تعالیٰ نے قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس الخ یہ دونوں سورتیں اتاریں ان کی برکت سے اس جادو کا اثر بالکل جاتا رہا۔ ف ان لوگوں کو بھی دین کی دشمنی نے خراب کیا کہ حضرت ﷺ کی جان لینے کا ارادہ کیا، دین اور دین والوں سے کبھی دل میں رنج اور دشمنی مت رکھنا۔

۱۸: سلمٰی بنت مالک کا ذکر

یہ پہلے ہمارے حضرت ﷺ کے زمانہ میں مسلمان ہوگئی تھی، حضرت ﷺ فرماگئے تھے کہ یہ مسلمان نہیں رہے گی چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جب حضرت کی وفات ہوگئی اس کو حکومت کا خبط سوجھا اور دین سے پھر گئی اور بہت سے گمراہ آدمی اس کی حکومت میں آگئے۔ آخر مسلمانوں کا لشکر وہاں پہنچا اور اس عورت کا اور اس کے ساتھیوں کا تلوار سے مار کر خاتمہ کیا (ف) جیسے مال کی محبت بری چیز ہے اسی طرح سردار بننے کی بھی ہوس آدمی کو غارت کرتی ہے، دیکھو اس عورت کی دنیا اور دین دونوں خراب ہوئے۔ بیبیو! اپنے آپ کو سب سے کمتر سمجھو اور عاجزی اختیار کرو۔ اسی سے خدا تعالیٰ تم کو دونوں جہان میں بڑائی بخشیں گے۔

۱۹: قطامہ کا ذکر

ایک گروہ ہے وہ خارجی کہلاتے ہیں یوں اپنے کو مسلمان کہتے ہیں مگر ان کے بہت سے عقیدے دین کے خلاف ہیں وہ لوگ حضرت علیؓ کے وقت میں شروع ہوئے ہیں اور حضرت علیؓ سے ان کی بڑی بڑی لڑائیاں بھی ہوئی ہیں اس واسطے حضرت علیؓ کے بڑے دشمن تھے، اسی گروہ کے تین آدمی ایک دفعہ مکہ میں اکٹھے ہوگئے۔ حضرت علیؓ اس زمانہ میں شہر کوفہ میں رہا کرتے تھے۔ ان تینوں میں یہ صلاح ٹھہری کہ حضرت علیؓ اور حضرت ﷺ کے دو صحابی اور تھے ان دونوں کو بھی قتل کر دینا چاہئے۔ حضرت علیؓ کے قتل کرنے کے واسطے ایک شخص تیار ہوا، اس کا نام عبدالرحمن ابن ملجم تھا اور اس ارادہ سے کوفہ کو چلا، وہاں یہ عورت کمبخت مل گئی اس کی صورت و شکل دیکھ کر اس نے اس عورت کو نکاح کا پیغام دیا، اس عورت نے کہا کہ اگر میرا مہر دے سکو تو نکاح منظور ہے، اس نے مہر پوچھا، اس نے کہا کہ میرا مہر یہ ہے کہ علیؓ کو قتل کر دو، وہ عورت بھی خارجی تھی، اور حضرت علیؓ کے ہاتھ سے اس کا باپ اور بھائی اور چچا اور خاوند لڑائی میں مارے گئے تھے یہ سب بھی خارجی تھے اس لئے اس نے یہ فرمائش کی۔ غرض اس شخص نے اس بات کو قبول کیا اور صبح کی نماز سے پہلے مسجد کے دروازے میں چھپ کر کھڑا ہو گیا۔ جب حضرت علیؓ نماز کے واسطے مسجد کے اندر آنے لگے اس نے ایک بارگی نکل کر آپ کے سر پر ایک تلوار کا ہاتھ مارا اور بھاگا اسی زخم سے حضرت علیؓ نے وفات فرمائی اور وہ نالائق پکڑا گیا اور مارا گیا (ف) دیکھو اس عورت کو دین سے محبت ہوتی تو اپنے بددین رشتہ داروں کی وجہ سے حضرت علیؓ سے دشمنی نہ کرتی مگر خود بھی بددین تھی اس واسطے اتنا بڑا گناہ سمیٹا۔ بیبیو! دین کی محبت دل میں پیدا کرو۔ نہیں تو بڑے بڑے گناہ بددینی سے پیدا ہو جاتے ہیں۔

۲۰: جعدہ بنت اشعث کا ذکر

یہ حضرت امام حسنؓ کی بیوی ہے یہ ایسی ڈوبی کہ یزید جو حضرت امام حسنؓ کا دشمن تھا اس کے بہکانے سے اپنے ایسے پیارے مقبول خاوند کو زہر دیا یزید کمبخت نے اس بدبخت عورت کو یہ چکمہ دیا تھا کہ تجھ سے نکاح کرلوں گا اور ایک لاکھ درم دوں گا جس کی قیمت قریب تیس ۳۰ ہزار روپیہ کے ہوتی ہے جب زہر دیا گیا اس کی تیزی سے امام حسنؓ کی آنتیں اور کلیجہ کٹ کٹ کر دستوں کی راہ نکل گیا اور چالیس ۴۰ روز یہی تکلیف اٹھا کر انتقال فرمایا۔ اس وقت اس عورت نے یزید کو کہلا بھیجا کہ اب وعدہ پورا کرو۔ اس نے صاف جواب دیا کہ میں تجھ کو اپنے پاس نہیں رکھ سکتا۔ غرض بدنصیب کو گناہ کا گناہ ہوا اور دنیا کی مراد بھی پوری نہ ہوئی۔ بیبیو! یہ ساری خرابی دنیا کے لالچ سے ہوئی، لالچ میں جو کچھ بھی ہو جاوے تھوڑا ہے اس بیماری کو دل سے نکالو اور مال و متاع زیور پوشاک کی ہوس اور محبت سے دل کو پاک کرو، یہ تین قصے بری عورتوں کے تھے، اب چند قصے ان عورتوں کے لکھتے ہیں جو اول بری راہ پر تھیں پھر خدا تعالیٰ نے ان کو نیک ہدایت کی۔

۲۱: بی بی زلیخا کا ذکر ۱

ان کی شادی اول مصر کے وزیر سے ہوئی تھی، اس نے یوسف علیہ السلام کو مول لے کر ان کے سپرد کیا تھا کہ اولاد کی طرح ان کو رکھو، ان کو برے برے خیال پیدا ہوگئے مگر یوسف علیہ السلام کو خدائے تعالیٰ نے بچایا، پھر اسی وزیر نے مصلحت سمجھ کر یوسف علیہ السلام کو قید کر دیا۔ پھر ایک مدت کے بعد جب یوسف علیہ السلام کو مصر کے بادشاہ نے قید خانہ سے چھوڑ دیا تو یوسف علیہ السلام نے اس سے کہلا بھیجا کہ اول میرا حال عورتوں سے پوچھ لو۔ پوچھنے پر زلیخا نے کہا وہ پاک ہیں میری ہی خطا تھی۔ آخر جب یوسف علیہ السلام مصر کے بادشاہ ہوگئے، اور وہ وزیر مر گیا تو حضرت یوسف علیہ السلام نے ان سے نکاح کرلیا اور ان سے دو لڑکیاں افرائیم اور میشا ئیم پیدا ہوئیں۔ ف دیکھو سچ کیسی اچھی چیز ہے جس زمانہ میں انہوں نے جھوٹی تہمت یوسف علیہ السلام پر لگائی اس کا یہ وبال ہوا کہ ان کی پریشانی اور مصیبت بڑھتی رہی اور جب انہوں نے سچ بول دیا اللہ تعالیٰ نے ان کی مصیبت کاٹ دی اور ان کی مراد حاصل ہونے کا سامان اس طرح ہو گیا کہ ان کا خاوند مرا، یوسف علیہ السلام کو بادشاہی ملی اور ان سے نکاح کر لیا۔ بیبیو! ہمیشہ سچ بولو اگر کوئی خطا قصور ہو جائے توبہ کرلو، اور اس پر اڑومت اور اپنی خطا کا اقرار کرنے میں شیخی مت کرو۔

۲۲: قارون کی بہکائی ہوئی عورت کا ذکر ۲

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں قارون ایک بڑا مالدار اور بخیل تھا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جو اس سے زکوٰۃ دینے کو فرمایا اس کو بہت ناگوار اور آپ کا دشمن ہو گیا اور کمبخت نے یہاں تک ارادہ کیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی آبرو کا لاگو ہو گیا۔ اور ایک بدچلن عوت کو بہت کچھ مال زیور جواہرات دے کر بہکایا کہ توبہ توبہ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر اپنے ساتھ تہمت دھر دیجیو وہ راضی ہو گئی۔ ایک دفعہ حضرت موسیٰ علیہ السلام وعظ فرمارہے تھے یہ مسئلہ بھی بیان کیا کہ جو کوئی برا کام کرے اس کو ایسی ایسی سزا ہو گی۔ کمبخت قارون اپنی جگہ سے کھڑا ہوا اور پکار کر کہنے لگا کہ اگر آپ ایسا کام کریں تو کیا ہو۔ آپ نے فرمایا کہ میری بھی یہی سزا ہو۔ اس پر وہ نالائق بولا کہ فلانی عورت آپ کا نام اپنے سے لگاتی ہے، وہ عورت بھی وہاں موجود تھی آپ نے اس کو قسم دے کر فرمایا کہ سچ بولنا، وہ خدا سے ڈر گئی اور کہنے لگی، اے نبی اللہ کے آپ پاک ہیں اور اس نے مجھ کو اتنا زیور اور مال دے کر سکھلایا تھا کہ آپ کا نام لے دوں اب میں توبہ کرتی ہوں اور مسلمان ہوتی ہوں۔ اس وقت آپ کو بہت غصہ آیا اور حق تعالیٰ سے بددعا کی۔ قارون اپنے مال و دولت سمیت زمین میں دھنس گیا اور جہنم رسید ہوا (ف) خدائے تعالیٰ جب ہدایت دیتا ہے توبہ کرنے کا اور نیک راہ اختیار کرنے کا یوں ہی سامان ہو جاتا ہے اور ہدایت اور توبہ کی جڑ خدائے تعالیٰ کا ڈر ہے۔ بیبیو! اس کو دل میں پیدا کرو سب کام درست ہو جائیں گے۔

۲۳: اپنے گناہ کا اقرار کرنے والی عورت کا ذکر ۳

ہمارے حضرت پیغمبر ﷺ کی خدمت میں ایک عورت حاضر ہوئی شیطان کے بہکانے سے کہیں اس سے برا کام ہو گیا تھا شرع میں یہ مسئلہ ہے اگر کسی کے میاں یا بیوی سے ایسی حرکت ہو جاوے تو پتھر سے مار مار کر اس کو بالکل مار ڈالتے ہیں۔ وہ عورت یہ مسئلہ جانتی تھی اور سمجھتی تھی کہ میری جان نہ رہے گی لیکن آخرت کے عذاب کا ڈر ایسا غالب ہوا کہ آکر حضرت ﷺ کے روبرو سارا قصہ بیان کر دیا تاکہ سزا دے کر پاک کر دیں۔ شرع کا یہ بھی حکم ہے کہ جو اپنی زبان سے اقرار کرے اس کو ٹال دینا چاہئے ہمارے حضرت ﷺ نے اس کو ٹالا بھی لیکن ایسی ہمت کی بی بی تھی کہ پھر بار بار آکر اقرار کیا اور چاہا کہ سزا دے دی جائے۔ اس وقت اس کو پیٹ تھا اس واسطے بچہ ہونے تک اس کو مہلت دی گئی۔ بچہ جن کر بے بلائے پھر آموجود ہوئی اور چاہا کہ اب سزا کر دی جائے آخر وہی سزا شرع کے موافق اس کو دی گئی۔ کسی نے اس کو کچھ برائی کی بات کہہ دی۔ ہمارے حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اس کو کچھ مت کہو اس کی توبہ اللہ کے نزدیک اتنی بڑی ہے کہ اگر ستر گنہگار آدمیوں میں بانٹ دی جائے تو سب کی بخشش ہو جائے بھلا اس سے زیادہ اور کیا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کے واسطے اپنی جان دے دی (ف) حقیقت میں خدائے تعالیٰ کا ڈر عجیب نعمت ہے۔ اللہ اکبر کتنی بڑی تکلیف کی اس بی بی نے سہار کی۔ اللہ تعالیٰ ہم کو بھی گناہوں کے چھوڑنے کی اور توبہ کرنے کی توفیق دیں۔ اب شرع کی عملداری نہیں ہے۔ جو گناہ خدا کے ہیں خدا کے سامنے توبہ کر لینا چاہئے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جب کوئی توبہ کرلے پھر اس کو حقیر نہ سمجھے اس کو پرانی باتوں کا طعنہ نہ دے یہ بہت بڑا گناہ ہے۔

۲۴: چوری سے ایک توبہ کرنے والی عورت کا ذکر ۴

حضرت عائشہؓ نے بیان کیا ہے کہ ہمارے حضرت ﷺ نے ایک عورت کا ہاتھ چوری کی سزا میں کاٹ دیا تھا پھر وہ عورت ہمارے گھر آیا کرتی اور وہ جو بات حضرت سے کہنا چاہتی ہیں اسکی طرف سے کہہ سن دیا کرتی غرض اس نے دل سے اچھی طرح توبہ کر لی تھی۔ (ف) دیکھو کیسے اچھی دل کی تھی کہ اتنی بڑی تکلیف اٹھا کر شرع سے اور حضرت سے اسکا جی برا نہ ہوا۔ پس ایمان اور توبہ ایسی ہونا چاہئے کہ شرع کے حکم سے دل پر میل نہ لاوے۔ اگر گناہوں کی سزا میں کوئی وبال آجاوے تو خدائے تعالیٰ کی شکایت نہ ہو اپنی خطا کو یاد کر کے شرمندہ ہونا چاہئے۔

۲۵: سجاح کا ذکر ۵

اس کو بیٹھے بٹھلائے یہ خبط سوجھا کہ ہمارے حضرت ﷺ کی وفات کے بعد نبی ہونے کا دعویٰ کر بیٹھی اور بہت سے بیوقوف اس کے ساتھ ہو گئے۔ اس کے بڑے بڑے قصے ہوئے۔ آخر مسلمانوں کے لشکر کے مقابلہ سے عاجز ہو کر پھر مسلمان ہو گئی اور اپنے اس خبط سے توبہ کی (ف) سبحان اللہ توبہ بھی کیا چیز ہے بھلا پیغمبری کے جھوٹے دعویٰ کرنے سے بڑا گناہ کون سا ہوگا۔ مگر جب توبہ کر کے مسلمان ہو گئی وہ بھی معاف ہو گیا۔ بیبیو! توبہ میں دیر مت کیا کرو۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اپنے آپ کو بڑا سمجھنا بڑی آفت کی چیز ہے اسی روگ نے تو پیغمبری کا جھوٹا دعویٰ کرایا تھا کہ بہت سے آدمیوں پر میری سرداری ہو جاوے گی، اللہ بچاوے بس اپنے کو سب سے کم سمجھنا اسی میں خیر ہے۔ فقط۔ یہ توبہ کرنے والیوں کے پانچ قصے ہوئے۔ اور بد عورتوں کے بیس ۲۰ ہوئے تھے یہ سب ملا کر پچیس ہوئے۔ اب آگے تنبیہ مع یادداشت کے جس کا ذکر دیباچہ میں ہے لکھی جاتی ہے۔

تنبیہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یہ حال جو اس یادداشت میں لکھا گیا ہے سب عورتوں کا نہیں بلکہ شریر عورتوں کا ہے ان ہی کے مقابلہ میں بفضلہ تعالیٰ وہ عورتیں بھی ہیں جو اس آیت کی مصداق ہیں مُسْلِمَاتٍ مُؤْمِنَاتٍ قَانِتَاتٍ تَائِبَاتٍ عَابِدَاتٍ سَائِحَاتٍ الآیۃ۔ اسی طرح بعض مرد ظلم اور سنگدلی اور

اتلاف حقوق اور آوارگی اور بیہودگی میں طاق ہوتے ہیں اور ان کی بیبیاں عفت کے ساتھ صبر کرتی ہیں اور خاموش مختل رہتی ہیں۔ غرض یہ ہے کہ

نہ ہر زن زن ست و نہ ہر مرد مرد خدا پنج انگشت یکساں نہ کرد

مقصود اس تجربہ کار کی تحریر نقل کرنے سے یہ ہے کہ اگر کسی عورت میں یہ عیب ہیں تو وہ متنبہ ہو کر اپنی اصلاح کر لے یا مرد خوش تدبیری سے اصلاح کر دے کیونکہ اصلاح کے لئے اطلاع مرض ضروری ہے واللہ اعلم۔ اب وہ تحریر نقل ہوتی ہے۔

یادداشت

عورتوں کی بے عقلی کے متعلق جو حد سے زیادہ بڑھی ہوئی ہے جس کا مجھے بخوبی تجربہ ہوا ہے بطور نصیحت ان کے گوش گذار کرنے کو لکھتا ہوں۔ زیادہ ان کی پردہ دری کو اس موقع پر مناسب نہیں سمجھتا ہوں بطور نمونہ کے ان کے کانوں تک پہنچانے کو لکھتا ہوں۔

۱) ایسی عورتوں نے بالعموم ایک ہو کر یہ طریقہ اختیار کر رکھا ہے کہ جہاں تک ہو مرد کی آبرو وقعت کو اپنے مقابلہ میں کم کریں اور اپنا اس قدر زور مرد پر ڈالتی ہیں کہ گویا مرد بجائے عورت اور عورتیں بمنزلہ مرد کے ہو رہی ہیں۔

۲) عورتیں شادی کے دن سے یہ ارادہ دعوٰی کے ساتھ مضبوط کر لیتی ہیں کہ ہم تو علیحدہ ہو کر رہیں گے آتے ہی ساس، سسر، نند وغیرہ سے فساد کا تخم بو دیتی ہیں اور خود رات دن ایسی ایسی فکریں کرتی ہیں کہ جس سے گھر میں لڑائی جھگڑا پیدا ہو۔

۳) بے چارے ساس سسرے جو ہزار ہا آرزو و تمنا سے بہو کو شادی کر کے لاتے ہیں ان کی آرزو کا وہ خون کرتی ہیں کہ ان کو ان کے کرتوت یعنی شادی کرنے کا مزہ جلد چکھا دیتی ہیں۔

۴) اس نیک بخت بہو کو یہ صبر نہیں ہے کہ میں موقع وقت تو آنے دوں موقع وقت سے جدا ہونا ہی پڑے گا اگر دنیا میں جدا نہ ہوتے تو یہ شہر گاؤں کہاں سے ہو جاتے مگر اس کو اتنی عقل اور تمیز ہی نہیں ہے کہ موقع وقت کی منتظر رہ کر بسر کرے یہ تو جو کچھ ہونا ہو آج ہی کرا کر رہتی ہے۔

۵) مرد کو ایسے ایسے طور سے دق کرتی ہیں اور طرح طرح کی باتیں سناتی ہیں کہ مرد کو کہاں تک اثر نہ کرے ہر دم ساس سسرے، نند جو کوئی گھر میں ہیں ان کی برائی طرح طرح سے کرتی ہیں یہ جھگڑا دانستہ کرتی ہیں کہ کسی طرح ہماری مرضی کے موافق علیحدگی ہو جائے چنانچہ عورت کی حسب خواہش علیحدگی بھی جلد ہو جاتی ہے کیونکہ فساد کا رفع کرنا ہر شخص مناسب سمجھتا ہے۔

۶) مرد کو عورت ہر دم ایسے ایسے الفاظ کہتی ہے کہ اس کو سن کر عرق آجاتا ہے مگر سوائے خاموشی کے اور کیا کرے اگر زبان سے، آنکھ سے، ہاتھ سے کچھ عورت کی شان میں نکل جائے تو پھر دیکھو کیسا تماشا گھر والے اور محلہ والے دیکھتے ہیں اور عورت رو کر تمام گھر محلہ کو فراہم کر کے سب کو تماشہ مرد کا دکھلاتی ہے۔

۷) عورتیں اگر شادی کے دور سے گھر کے آدمیوں اور اپنے خاوند کی رضامندی اور ساس سسرے کی اطاعت و فرمانبرداری میں حاضر رہیں تو کون سے عیب کی بات ہے مگر مرد کو طرح طرح سے دق کیا جاتا ہے۔ مرد مصلحت سمجھ کر ٹال کر اگر باہر چلا جاتا ہے عورتیں بے عقل سمجھتی ہیں کہ ہم سے ڈر گیا پھر آئندہ کو اور زیادہ پیر نکالتی ہیں۔

۸) مرد کو اللہ تعالیٰ نے مرد میدان توپ تلوار کا سامنا کرنے والا بنایا ہے بھلا وہ عورتوں سے کب ڈرتا ہے مگر مصلحت وقت سمجھ کر ٹال جاتا ہے تو عورتوں کو اس کی بھی کچھ پرواہ نہیں ہے ان کا تو وہی جوش و خروش اور فساد اور جھگڑا جو شادی کے روز سے شروع ہوتا ہے ترقی پذیر رہتا ہے۔

۹) یہ بے رحم عورتیں کبھی خیال نہیں کرتیں کہ مرد نہ معلوم کس مشکل سے کما کر اور طرح طرح کی مصیبت اٹھا کر ہمارے سامنے لا کر رکھتا ہے اس کی ہم قدر کریں، ہرگز کبھی بھول کر بھی ایسا خیال دل میں نہیں آتا ہے غور کرنے کی جگہ ہے۔

۱۰) مرد عورتوں کی کم عقلی اور بیجا برتاؤ سے جب کوئی علاج عورت کی خوش اسلوبی کا نہیں دیکھتا ہے دق ہو کر پردیس کا راستہ لیتا ہے، پھر بھی

بھول کر بھی برسوں گھر کے آنے کا نام نہیں لیتا ہے۔ عورت کی طرف سے اس کا دل پتھر کا ہو چکا ہے پردیس میں جہاں اس کا روزگار روپیہ نوکر چاکر موجود ہیں اپنی طبیعت کے بموجب سہارا اور ذریعہ خوشنودی طبیعت کا پیدا کر لیتا ہے۔ اب عورت گھر میں بیٹھی ساس سسرے سے لڑا کرتی ہے اور یہ لڑائی صرف اس وجہ سے کرتی ہے کہ ہم کو خاوند کے پاس پہنچا دیا جائے اور یہ معلوم نہیں کہ ہمارا ہی نکالا ہوا تو گیا ہے اپنی بے عقلی پر کبھی نادم نہیں ہوتی۔

۱۱) اگر عورتیں شادی کے دن سے مرد کی ہاں میں ہاں ملا دیں اور ساس سسرے کی اطاعت کریں اور ان کو یہ بھی نہ معلوم ہو کہ بہو کسی وقت ہم سے علیحدہ ہو جائے گی تو سارے گھر کو یہ اپنا غلام بنالیں اور اگر فرض کرو کہ خاوند میں یا ساس سسرے میں کوئی عیب عورت کے مزاج کے برخلاف ہو تو سہولت و آہستگی سے خوشامد سے ایسے طور سے اصلاح کرے کہ ان کو معلوم بھی نہ ہو وہ عیب ضرور چھوٹ جائے گا اور زور ڈالنے اور ضد کرنے سے کبھی نہیں چھوٹے گا بلکہ مرد تو اور زیادہ ضد سے کرے گا ان عورتوں کو تو مرد کا دل ہی رکھنا نہیں آتا پھر بتلایئے قصور کس کا ہے۔

۱۲) بعض عورتیں کمبخت یہ بھی سمجھی ہوئی ہیں کہ ہم بڑے امیر گھر کی ہیں جہیز وغیرہ سامان طرح طرح کا لے کر آئے ہیں خاوند ساس سسرے وغیرہ کی خوشامد اور اطاعت میں ہماری کسر شان ہے یہاں تک کہ بعضی اپنے مرد سے بھی سیدھے منہ نہیں بولتی ہیں خدمت کرنا تو در کنار سوائے اس کے تکیہ لگائے تمام دن سوتی یا بیٹھی رہا کریں یا منہ چڑھائی رکھیں اور کوئی کام نہیں۔

۱۳) یہ بھی اس زمانہ کی عورتوں نے ایک طریقہ نزاکت اور امیری کا نکال رکھا ہے کہ بیماری کا حیلہ کر کے تکیہ سے سر ہی نہیں اٹھاتی ہیں کہتی ہیں کہ سر ہلتا ہے، ساس سسرے وغیرہ کو دق کر رکھا ہے صدہا روپے کی دوائیں چاندی کے ورق آنولہ کا مربہ وغیرہ مقوی اور یہ کھا جاتی ہیں غرض یہ کہ سر کے درد کو کبھی آرام ہی نہیں ہوتا ہے کبھی کبھی نظر بھوت بھی لپٹا لیا جاتا ہے۔

۱۴) مرد کو یہ عورتیں وہ ناچ نچاتی ہیں کہ اس کے عقل و ہوش کھو کر کاٹھ کا الو بنا کر کسی کام کا نہیں رکھتیں سوائے اس کے کہ عورت کے حکم میں جی ہاں جی ہاں کرتا رہے یا قارورہ کا کٹورہ ہاتھ میں لئے پھرا کرے یا جو کچھ اس کی رضامندی ہو اس کی فوراً تعمیل کیا کرے اور ہر دم کمر بستہ رہے تب خیر ہے۔

۱۵) یہ کم عقل عورتیں اپنی عادت مزاج کی تیزی سے اور طرح طرح کے جھگڑوں سے گھر کی خیر و برکت کھو دیتی ہیں مرد سے وہ دشمن بن کر برتاؤ کرتی ہیں کہ توبہ بھلی۔ اس زمانہ کی بعضی عورتوں سے تو مرد بغیر عورت کے ہی آرام سے بسر کریں جب گھر سے خط آتا ہے اس میں سوائے آپس کے جھگڑوں قصوں اور ساس سسرے اور گھر والوں کی شکایت کے کچھ درج نہیں ہوتا یا خرچ کی طلبی درج ہوتی ہے اور ایسے ایسے جھوٹے الفاظ تکلیف کے لکھے جاتے ہیں کہ مرد کئی وقت تک پوری روٹی بھی نہیں کھاتا اور خط کو فوراً چاک کر ڈالتا ہے کہ ایسا نہ ہو کہ کوئی غیر شخص دیکھ لے اور خط بھی بیرنگ ہوتا ہے۔

۱۶) صدہا روپیہ مرد کما کر آئے دن بھیجا کرتے ہیں مگر عورتوں کو تو ہمیشہ قرض ہی مرد پر ظاہر کرنے اور جھوٹا حساب لکھ لکھ کر روپیہ طلب کرنے سے غرض ہے نیک بخت اتنا نہیں سمجھتی ہیں کہ مرد کہاں سے کس طرح کر کے کس مصیبت سے روپیہ ہم کو بھیجتا ہے، گھر کے خرچ کی آخر اسی کو فکر ہے ہم کیوں پردیس میں اس پر خواہ مخواہ تقاضا کر کے اس کو فکر میں مبتلا کریں نہ معلوم پردیس میں کس مصیبت سے گذر کر کے ہم کو منی آرڈر پارسلیں طرح طرح کی اشیاء اپنی ساری عیش پر خاک ڈال کر بھیجتا ہے اگر مرد عیش کیا کریں تو تم کو آئے دن یہ گلچھرے اڑانے کو روپے کیسے بھیجا کریں۔

۱۷) یہ بے قدر عورتیں کبھی بھول کر بھی مرد کا شکریہ زبان سے بیان نہیں کرتیں یا مرد کے عزیز اقارب دوست دشمن کے سامنے اپنے مرد کی تعریف کبھی نہیں کرتیں، ہاں ہزار ہا جھوٹے الزام اور تہمتیں گھر کی نہ ہوئی بات اور تنگدستی کی شکایت ساری برادری میں اپنے اور غیر کے سامنے بیان کرتی ہیں، غرض مرد کی آبرو کو کسی طرح سے یہ قائم نہیں رہنے دیتی ہیں کوئی ایسی عورت نہیں کہ مرد نے بے حد روپیہ کما کر گھر کو بھیجا ہو اور وہ کبھی وطن آیا ہو تو عورت نے اس روپے میں سے باقی بچا کر اور سب گھر کا خرچ خوبصورتی سے دکھلا کر پسماندہ روپیہ جمع رکھا ہوا آتے ہی مرد کے روبرو رکھ دیا ہو کہ آپ کی امانت میں سے یہ بچا کر رکھا ہے۔

۱۸) برعکس اس کے مرد پر اس کے پردیس سے گھر آتے ہی قرض کا تقاضا کرتی ہیں اور صبح ہی قرض دار کو دشمن کی طرح مرد کے سامنے بٹھلا

کر دیتی ہیں کہ جس کے باعث مرد کو گھر جا کر بڑی ندامت اور افسوس کرنا پڑتا ہے اور دل میں نادم ہوتا ہے کہ میں کیوں مصیبت میں پڑنے آیا ہوں۔

۱۹) بلکہ بہت سی عورتیں ایسی موجود ہیں جو مردوں سے قرض کا بہانہ کر کے روپیہ منگا کر علیحدہ رکھتی ہیں اور مرد کو اپنی گٹھڑی جمع کرنے کیلئے ساری عمر پردیس میں نکالے رکھتی ہیں۔

۲۰) اب ان عورتوں نے عام طور سے یہ طریقہ اختیار کر رکھا ہے کہ کچھ ہو ضرور کر کے روپیہ جمع رکھو اور جب اپنے باپ بھائی رشتہ داروں میں جاؤ خفیہ طور پر نقد روپیہ سے ان کے ساتھ مدد کرو کہ جو ساس سسرے کنبے والوں کو خبر بھی نہ ہو، غرض یہ کہ خاوند کی قدر و منزلت جسکی کمائی کی سب رونق ہے کچھ نہیں ہے، مرد تیلی کے بیل کی طرح تمام عمر پردیس میں ہی کسی دن مر جاتا ہے۔ مگر عورتیں اس کو آرام سے گھر میں چین نہیں لینے دیتی ہیں۔

۲۱) مرد کو پردیس میں رہنے کی وجہ سے یہ معلوم نہیں کہ میرے گھر میں کون کون کپڑا، زیور، نقد موجود ہے کیونکہ یہ تو پردیسی ہے کبھی بطور مہمان کے وطن میں آ نکلتا ہے اور عورت گھر کا سامان، کپڑا، زیور اپنے بھائی بندوں کو جس کو اس کا دل چاہے دیتی ہے کسی کی مجال نہیں کہ دم مار سکے۔

۲۲) جو اشیاء کپڑا زیور وغیرہ مرد پردیس سے لاتے ہیں یہ عورتیں اس کو دیکھ کر ناک چڑھا کر دس عیب نکالتی ہیں اور اگر بر تقدیر پسند بھی آ گیا تو اس کو لے کر کبھی مرد کے سامنے یا اس کے عزیزوں کے سامنے خوشی یا شکریہ نہیں کرتیں اور فوراً ہی قفل میں بند کر کے رکھ دیتی ہیں اور جس وقت جو جی چاہتا ہے کرتی ہیں۔

۲۳) مرد کو عورتیں اس وقت دباتی ہیں کہ جس وقت اس کے باہر کے عزیز رشتہ دار آئے ہوئے بیٹھے ہوں اور خواہ مخواہ کانہ ہوا جھگڑا اٹھا کر ان غیر آدمیوں کے سامنے ساس سسرے خاوند وغیرہ کو نادم کرتی ہیں گویا یہ عورتیں اس وقت دشمن بن جاتی ہیں۔

۲۴) مرد اگر بر تقدیر کوئی چیز پردیس کی اپنے بھائی عزیز، پیر، فقیر کے واسطے لے آتا ہے تو عورت ہرگز نہیں دینے دیتی ہے اور کہتی ہے کہ بغیر میری رضامندی کے کیوں کسی کو دی جائے، پھر دیکھو اس بات پر کیا کیا ہوتا ہے اور محلہ والے خوب تماشا دیکھتے ہیں اور عورتیں کئی کئی دن غصہ کے سبب گھر والوں کو اور خاوند کو اچھی طرح سزا دیتی ہیں۔

۲۵) پردیس سے جو مردوں کے پاس سے روپے پہنچتے ہیں یہ بے قدر عورتیں ان کے پہنچتے ہی اسی روز عمدہ عمدہ زیور، پارچہ، گوٹہ وغیرہ اپنی حیثیت اور مقدور سے بہت زیادہ کہ جو امیر اور نوابوں کو زیبا ہے خرید کر لیتی ہیں اور دوسرے ہی دن مرد کو یہ لکھ کر کہ خرچ مرسلہ سب قرض داروں کو دے دیا ہے اب ہمارے پاس کھانے کو بالکل نہیں ہے جلد خرچ بھیج دو، پھر پریشان کرتی ہیں۔

۲۶) اس زمانہ کی عورتوں میں یہ بھی عیب ہو رہا ہے کہ شادی کے ہوتے ہی ذرا ذرا سی بات جھوٹی سچی سسرال والوں کی ماں باپ سے جا کر بیان کرتی ہیں اور والدہ ان کی تمام برادری میں ایک بات کی دس بیان کرتی ہیں۔ اگر برادری سسرال والوں سے مقابلہ پڑ جاتا ہے تو بیٹی کی طرف ہو کر خوب لڑائی جھگڑے کرتی ہیں کہ جس کی وجہ سے برادری میں خوب مشہور ہوتا ہے بلکہ چھوٹ چھٹاؤ پر بھی نوبت آ جاتی ہے۔

۲۷) کوئی ان عورتوں سے دریافت کرے کہ تمہارے متعلق بھی کوئی مرد کی خدمت اور اس کی دلداری و چاپلوسی وغیرہ ہے ہرگز ہرگز نہیں ہے وہ تو خاوند کی سرتاج حکمران ہیں ممکن نہیں کہ عورتوں کا حکم ٹل جاوے یا اس کی خواہش کے بموجب کوئی کام نہ ہو، مرد اپنی خواہش سے کوئی کام تو کر لے پھر دیکھو کیسے تماشے ہوتے ہیں۔

۲۸) عورتیں مردوں سے ان کے دل کا حال دریافت کر لیتی ہیں اور مرد بھی اپنی عورت کو راز دار سمجھ کر بلا سوچے سمجھے اپنے دل کا حال عورت سے کہہ دیتے ہیں پھر یہ عورتیں مرد پر اچھی طرح زور پکڑ جاتی ہیں اور مرد کا وقار بالکل اٹھا دیتی ہیں، ہر طرح عورتوں کو مردوں کا زیر کرنا اور جوتی کے نیچے رکھنا بہت ضروری امر ہو رہا ہے۔

۲۹) یہ عورتیں مرد کے عزیز رشتہ دار بہن بھائی وغیرہ سے خود بخود نفرت کرتی ہیں اور ان کی شکایت جھوٹی سچی کرتی رہتی ہیں۔ اور اصل مطلب یہ ہوتا ہے کہ ان سے خلا ملا نہ رہے اور ہمیشہ کو قطع تعلق کرا دیتی ہیں۔

۳۰) ایسی عورتوں نے مرد کو اچھی طرح سے کاٹھ کا الّو بنا کر ان کی ناک میں نکیل ڈال رکھی ہے جس طرح چاہتی ہیں اپنی عالی حوصلگی کے ساتھ

پردیس میں دم کی طرح لگی پھرتی ہیں، ریل کے تماشے باہر کے ملکوں کی آب وہوا، طرح طرح کی حسب خواہش خوشیاں اور سب سے زیادہ یہ ہوس کہ مرد باہر عیش کرتے ہیں اور کما کما کر خوب روپے اڑاتے رہتے ہیں چل کر انتظام کریں تاکہ سب روپیہ ہمارے ہاتھ میں آئے، اور مرد کو کسی قابل بھی ان عورتوں نے نہیں چھوڑا اور مردوں سے بغیر عورت کے پاس رہے نوکری ہی کرنا مشکل ہوگیا ہے، گویا عورتیں ہی نوکری کرتی ہیں۔ ایسا کوئی جادو و تعویذ مردوں پر عورتوں نے ڈالا ہے کہ سارے ہی مرد ان کے جال میں پھنس کر مرید ہوگئے۔

(۳۱) جب برادری میں شادی غمی کی تقریب میں عورتیں فراہم ہوتی ہیں آپس میں بیٹھ کر اپنے اپنے مردوں کی برائیاں کچے پکے حالات بیان کرتی ہیں وہ عورتیں اپنے اپنے خاوند سے جاکر کہتی ہیں اور خاوند اپنے یار دوستوں میں مذاق اڑاتے ہیں، غرض کہ نہ ہونی بات بھی عورتیں نکالتی ہیں۔

(۳۲) یہ عورتیں اپنے اپنے خاوند کے واسطے تعویذ گنڈے کراتی ہیں، اور باہر پھرنے والی عورتیں جو گھر میں آتی ہیں ان سے یہ بھی درخواست ہوتی ہے کہ کوئی تعویذ میرے خاوند کے واسطے لادے اور گھر میں سے جو کچھ آنا دال قبضے میں آتا ہے وہ ساس سسرے سے پوشیدہ اس کو دیا جاتا ہے۔ مجھے اچھی طرح سے معلوم ہے کہ بعض عورتیں الو کی زبان کی تلاش میں رہتی ہیں تاکہ اپنے مرد کو کھلاویں کہ مرد کیسا ہی تابعدار ہو۔

(۳۳) مردوں نے جو اپنا وقار کھو کر عورتوں کو حاوی بنا رکھا ہے اس کا اصلی سبب یہ ہے کہ وہ مردوں کے ہمراہ بحالت سفر رہ کر دلیر ہو جاتی ہیں اور مرد کے مزاج پر اچھی طرح قابو پا جاتی ہیں جب دل میں آتا ہے دن بھر میں کئی کئی دفعہ مرد کو ڈانٹ دیا جاتا ہے اور یہ جی ہاں جی ہاں کرتا ہے بلکہ ہنس کر زیادہ خوشامد کرتا ہے۔

(۳۴) اوپر لکھے ہوئے امور کی شکایت غریب لوگوں کی عورتوں میں اور دیہات میں کم ہے، کیونکہ نہ تو ان میں اتنی عقل ہے اور نہ ان کے گھر کے کاروبار سے اس قدر فرصت ہے کہ وہ نہ ہوئے جھگڑے اٹھاویں بلکہ وہ سب کی سب اچھے طور سے بسر اوقات کرتی ہیں۔ اور جن میں خود رائی، خود پسندی، خوش خوراکی، حکومت عیش و آرام کا مادہ بھرا ہوا ہے اور ہر قسم کا سامان بھی میسر ہے وہ طرح طرح کے جھگڑے قائم رکھتی ہیں کیونکہ ان کو تو کوئی کام ہی نہیں ہے جس کا انتظام کریں لڑیں نہ تو کیا کریں۔

(۳۵) اگر ایسی عورت خواندہ ہے تو بعض دفعہ اس کا چال چلن بھی خراب ہو جاتا ہے۔ آج کل کے شوقین لوگ پکار کر زور ڈال کر کہہ رہے ہیں کہ عورتوں کو مردوں کی طرح پڑھنے کی تعلیم دی جائے جس سے یہ سارا سبق آوارگی کا پیدا ہو جس کے مضر ہونے کا بہت کچھ تجربہ ہو چکا ہے۔

(۳۶) کوئی عورت ایسی نہیں الا ماشاء اللہ کہ اپنے مرد کو نصیحت کرتی ہو کہ ہم کو سوائے حلال آمدنی کے اور کوئی پیسہ لینا منظور نہیں اگر ایسا ہو تو مرد کبھی رشوت اور ناجائز آمدنی ہرگز گھر میں نہ لاوے بلکہ عورتیں طعنے اور تقاضے کر کے لینے کی ترغیب دیتی ہیں بلکہ یہ لفظ بھی کہتی ہیں کہ تم میں کمانے کھانے کی کوئی لیاقت ہی نہیں۔ فلاں شخص تو تمہارے برابر ہی تنخواہ میں ہے لیکن تمہارے پاس کچھ بھی نہیں۔ اس کے پاس تو سب کچھ موجود ہے وغیرہ وغیرہ باتیں ترغیب کی کہی جاتی ہیں، ایسی ہی عورتوں کی خواہش سے مرد ذلیل و خوار ہو کر جیل خانے تک پہنچتے ہیں۔

(۳۷) عورتیں زیور سامان قابل زکوٰۃ لئے بیٹھی ہیں یہ کبھی خیال نہیں کہ مواخذہ خدا تعالیٰ کے یہاں ہم پر ہوگا، ہم یہ فرض خدائے تعالیٰ کا ادا کریں۔ اگر مرد ادا کرنے کا ارادہ کرے تو یہ ہرگز نہیں کرنے دیتیں کہ ہماری جمع اور تنگڑی کم ہوتی ہے جہاں تک ان کو دو وہ سب تھوڑا ہے۔

(۳۸) مرد تو ہمیشہ پردیس میں رہتے ہیں عورتیں جو گھروں پر ہیں وہ اتنی آزاد اور آرام طلب ہو جاتی ہیں کہ مرد بھی پردیس سے آتا ہے تو اس کی خدمت گذاری اور وقت پر گرم کھانا دینے کو معیوب سمجھتی ہیں بلکہ یہ بھی کہہ گذرتی ہیں کہ مرد تو پردیس کے واسطے ہوتے ہیں گھر پر آ کر کیوں بیٹھ گئے۔

(۳۹) ہائے افسوس اس زمانہ کے بعض مردوں میں وضعداری غیرت مردانگی کا طنطنہ اس زمانہ کی عورتوں کے سامنے سارا ہی جاتا رہا اور کیسے کمزور ہوگئے ہیں۔

(۴۰) اگر ایسی عورت خواندہ ہو اور اس کے پاس کوئی شخص خفیہ تحریر بھیج دے تو کیا وہ اس کا جواب نہیں دے گی۔ اگر جواب بھی نہ دے گی تو اس

تحریر کو غور سے تو دیکھ ہی لے گی اور آگے کو خط و کتابت کا سلسلہ جاری ہو کر سب ہی کچھ باتیں پھر تو پیدا ہو جائیں گی۔

(۴۱) آج کل۔ اس نئے زمانہ کی عورتیں جو خواندہ ہیں وہ بازار سے بڑے بڑے ناول منگا کر دن رات ان کو دیکھتی ہیں اور اسی شوق میں دن رات مبتلا رہتی ہیں کہ کوئی ناول ہاتھ آجائے فقط۔

التماس ...... اس یادداشت کے آغاز پر مضمون بعنوان "تنبیہ" اضافہ کیا گیا ہے اس کو آخر میں مکرر ملاحظہ فرمائیں جس کا خلاصہ یہ ہے کہ۔

نہ ہر زن زن ست و نہ ہر مرد مرد　　خدا پنج انگشت یکساں نہ کرد

حصہ ہشتم اصلی بہشتی زیور مع ضمائم قدیمہ وجدیدہ تمام ہوا

فہرست مضامین اصلی مدلل و مکمل بہشتی زیور حصہ نہم

دارالاشاعت، اردو بازار، کراچی

اصلی بہشتی زیور کا نواں حصہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد حمد وصلوٰۃ بندہ ناچیز کمترین غلامان اشرفی محمد مصطفےٰ بجنوری مقیم میرٹھ محلہ کرمعلی عرض رسا ہے کہ احقر نے حسب ارشاد سیدی و مولائی حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی (نور اللہ مرقدہ) کے اس نویں حصہ بہشتی زیور میں عورتوں اور بچوں کیلئے صحت کے متعلق ضروری باتیں اور کثیر الوقوع امراض کے علاج درج کیے ہیں اور اس میں چند ضروری باتوں کا لحاظ رکھا ہے:۔

۱) ان امراض کا علاج لکھا گیا ہے جن کی تشخیص اور علاج میں چنداں لیاقت کی ضرورت نہیں معمولی پڑھی لکھی عورتیں بھی ان کو سمجھ سکتی ہیں اور جن امراض کے علاج میں علمی قابلیت درکار ہے ان کو چھوڑ دیا گیا ہے بلکہ بہت جگہ تصریح کے ساتھ لکھ دیا گیا ہے کہ اس کے علاج کی جرأت نہ کریں بلکہ طبیب سے علاج کرائیں۔

۲) ۔۔۔ سہل الحصول لکھے گئے ہیں اور ساتھ ہی یہ بھی رعایت رکھی گئی ہے کہ ایسی دوائیں ہوں کہ اگر تجویز میں غلطی ہو یا اور کوئی وجہ ہو تو نقصان نہ کریں۔

۳) عبارت ایسی سہل لکھی گئی ہے کہ بہت معمولی لیاقت ۔۔۔ سکے۔

۴) نظر ثانی میں جبکہ امداد المطابع میں یہ کتاب چھپی تھی کچھ نسخے بڑھا ۔۔۔ اپنے اپنے موقعوں پر بطور حاشیہ کے لکھ دیا تھا۔ اور اس مرتبہ نظر ثالث میں بھی بعض نسخے اور مضامین اضافہ کیے ہیں جن کو ان کے مو ۔۔۔ نیچے بطور حاشیہ علیحدہ لکھا ہے تا کہ جن کے پاس پہلا طبع شدہ یہ حصہ موجود ہو وہ بھی ان نسخوں کو اس میں نقل کر سکیں اور جو نسخے اور مضـ ۔۔۔ نظر ثالث میں بڑھائے گئے ہیں ہر ایک کے آگے یہ لفظ (نظر ثالث) لکھ دیا ہے تا کہ جن کے پاس نظر ثانی کی کتاب ہو وہ بھی ان کو ۔۔۔

مقدمہ[1] اس میں تندرستی حاصل کرنے اور اسکے قائم رکھنے کی کچھ ضروری تدبیریں ہیں جن کے جاننے سے عورتیں ۔۔۔ اپنے بچوں کی حفاظت اور احتیاط کر سکیں۔ تندرستی ایسی چیز ہے کہ اس سے آدمی کا دل خوش رہتا ہے تو عبادت اور نیک کام میں خوب جی لگتا ہے کھانے پینے کا لطف حاصل ہوتا ہے تو دل سے خدائے تعالیٰ کا شکر کرتا ہے۔ بدن میں طاقت رہتی ہے تو اچھے کام اور دوسروں کی خدمت خوب کر سکتا ہے۔ حق داروں کا حق اچھی طرح ادا ہو سکتا ہے اس واسطے تندرستی کی تدبیر کرنا اچھی نیت سے عبادت اور دین کا کام ہے خاص کر عورتوں کو ایسی باتوں کا جاننا بہت ضروری ہے کیونکہ ان کے ہاتھوں میں بچے پلتے ہیں اور وہ اپنا نفع نقصان کچھ نہیں سمجھتے تو جو عورتیں ان باتوں کو نہیں جانتیں ان کی بے احتیاطیوں[2] سے بچے بیمار ہو جاتے ہیں۔ اگر وہ پڑھنے کے قابل ہوئے تو ان کے علم میں بھی حرج ہوتا ہے پھر یہ کہ بچوں کی بیماری میں یا خود عورتوں کی بیماری میں مردوں کو الگ پریشانی ہوتی ہے دوا داروں میں ان ہی

۱: اصل مضمون سے پہلے کچھ باتیں ایسی لکھی جاتی ہیں کہ یا تو ان کے بغیر اصل مضمون سمجھ میں ہی نہیں آتا یا ان کی وجہ سے اصل مضمون کے سمجھنے میں یا اس کے ضروری و عمدہ ثابت ہونے میں مدد ملتی ہے ایسی باتوں کو مقدمہ کہتے ہیں۔

۲: آج کل عورتوں میں بیماری بہت ہوتی ہے اور بہت سی خواتین سال کے سال بیمار رہتی ہیں وہ خود بھی تکلیف اٹھاتی ہیں اور دوسروں کی بھی تکلیف پہنچتی ہیں۔ مال بھی خرچ ہوتا ہے اور اولاد بھی بیمار اور کمزور ہوتی ہے جس سے وہ کمالات سے بھی محروم رہ جاتی ہے اس لئے احتیاط اور دوا پرہیز بہت ضروری ہے۔ ۱۲

اطلاع: مچھلی کا کانٹا گلانے کی ترکیب جو خاتمہ کے قریب طبع اول میں درج تھی غلط ثابت ہوئی اس کی جگہ نظر ثانی میں دوسری ترکیب جو بالکل صحیح ہے درج کی گئی۔

کارو پیہ خرچ ہوتا ہے غرض ہر طرح کا نقصان ہے اور ہمارے پیغمبر ﷺ نے بھی دوا اور پرہیز کو پسند فرمایا ہے اس واسطے تھوڑا تھوڑا بیان ایسی ضروری باتوں کا لکھ دیا ہے۔

ہوا کا بیان

۱) پوروا ہوا جو کہ سورج نکلنے کی طرف سے آتی ہے چوٹ اور زخم کو نقصان کرتی ہے اور کمزور آدمی کو بھی سستی لاتی ہے۔ چوٹ اور زخم والے اور مسہل میں اس سے حفاظت رکھیں، دوہرا کپڑا پہن لیا کریں۔

۲) جنوبی ہوا یعنی جو ہوا دکن کی طرف سے چلتی ہے گرم ہوتی ہے۔ مسامات[1] کو ڈھیلا کرتی ہے جو لوگ ابھی بیماری سے اٹھے ہیں ان کو اس ہوا سے بچنا چاہئے ورنہ بیماری کے لوٹ آنے کا ڈر ہے۔

۳) گھر میں جگہ جگہ کیچڑ نہ کرو اس سے بھی ہوا خراب ہوتی ہے اور یہ بھی خیال رکھو کہ پاخانہ اور غسل خانہ اور برتن دھونے کی جگہ یہ سب مقام اپنے اٹھنے بیٹھنے کی جگہ سے جہاں تک ہو سکے الگ اور دور رکھو۔ بعضی عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ بچوں کو کسی جگہ پاؤں پر بٹھلا کر ہگا دیا پھر بڑی احتیاط کی تو اس جگہ کو لیپ دیا یہ بالکل بے تمیزی اور نقصان کی بات ہے۔ اول تو اس کے لئے جگہ مقرر رکھو نہیں تو کم سے کم اتنا کرو کہ کوئی برتن اس کام کے لئے علیحدہ ٹھہرا لو اور اس کو فوراً صاف کر لیا کرو۔

۴) کبھی کبھی گھر میں خوشبودار چیزیں سلگا دیا کرو جیسے لوبان، اگر کافور وغیرہ اور وبا کے موسم میں گندھک یا لوبان گھر کے ہر کمرے میں سلگاؤ اور کواڑ بند کر دو تا کہ اچھی طرح ان چیزوں کا اثر ہو[2] جائے۔

۵) سوتے وقت چراغ ضرور گل کر دیا کرو خاص کر مٹی کا تیل جلتا چھوڑنے میں زیادہ نقصان ہے۔ ہوا میں خشکی غالب ہو جاتی ہے اور دماغ اور آنکھوں کو نقصان پہنچتا ہے۔ بعض وقت موت کی نوبت آ گئی[3] ہے۔

۶) بند مکان میں دھواں کر کے ہرگز نہ بیٹھو۔ بعضی جگہ ایسا ہوا ہے کہ اس طرح سے تاپنے والوں کا یکدم دم گھٹ گیا اور اتنی فرصت نہ ملی کہ کواڑ کھول کر باہر نکل آئیں وہیں مر کر رہ گئے۔

۷) جاڑے کے دنوں میں سردی سے بچو اگر نہانے کا اتفاق ہو تو فوراً بال سکھالو۔ اگر مزاج زیادہ سرد ہے تو چائے پی لو یا دو ۲ تولہ شہد اور پانچ ماشہ کلونجی چاٹ لو۔

۸) جس طرح ٹھنڈی ہوا سے بچنا ضروری ہے اس طرح گرم ہوا یعنی لو سے[5] بھی بچو موٹا دوہرا کپڑا پہنو۔ گرمی میں آنولوں سے سر دھویا کرو۔

کھانے کا بیان

۱) کھانا ہمیشہ بھوک سے کم کھاؤ۔ یہ ایسی تدبیر ہے کہ اس کا خیال رکھنے سے سینکڑوں بیماریوں سے حفاظت رہتی ہے۔

۲) ربیع کے دنوں میں غذا کم کھاؤ کبھی کبھی روزہ رکھ لیا کرو اور ربیع کے دن وہ کہلاتے ہیں جب کہ جاڑا جاتا ہو اور گرمی آتی ہو۔

۳) گرمی کے دنوں میں ٹھنڈی غذائیں استعمال میں رکھو جیسے کھیرا، ککڑی۔ ترئی وغیرہ۔ اور اگر مناسب معلوم ہو تو کوئی دوا بھی ٹھنڈی تیار رکھو اور بچوں کو اور بڑوں کو ضرورت کے موافق دیتے رہو۔ جیسے شربت نیلوفر۔ شربت عناب وغیرہ فالودہ بھی عمدہ چیز ہے اس سے تنے اناج کی گرمی بھی نہیں ہوتی ہے اور صرف تخم ریحاں پھانک لینا بھی یہی نفع رکھتا ہے اس موسم میں گرم و خشک غذائیں بہت کم کھاؤ جیسے ارہر کی

۱: بدن کے وہ باریک باریک سوراخ جن سے ٹھنڈ اور گرمی اندر پہنچتی ہے اور پسینہ باہر نکلتا ہے۔

۲: صرف نیم کے پتوں کی دھونی بھی اچھا اثر رکھتی ہے ۱۲ نظر ثالث۔

۳: بند مکان میں مٹی کا تیل ہرگز نہ جلاؤ خواہ لالٹین میں ہو یا لیپ میں یا ڈبیہ میں، اس سے پھیپھڑہ خراب ہو جاتا ہے ۱۲ نظر ثالث۔

۴: سردی میں نہانے کی یہ بھی ایک ترکیب ہے کہ سر ایک دفعہ بھگو کر سکھا لیا اور باقی بدن دوسرے وقت دھو لیا۔ غسل اس طرح بھی ادا ہو جاتا ہے البتہ بلا عذر ایسا کرنا خلاف سنت ہے ۱۲ اور زیادہ سردی ہو تو یہ صورت ہے کہ تولیہ یا کوئی اور کپڑا پاس رکھو جتنا جتنا بدن دھو لیا جائے کپڑے سے پونچھ دیا جاوے لیکن بالکل خشک نہ ہونے پائے ورنہ مکروہ ہوگا۔ جلدی جلدی غسل پورا کر لینا چاہئے ۱۲۔

۵: لو سے بچنے کے لئے کپڑوں میں کسی جگہ یا جیب میں پیاز رکھنا بہت مفید ہے یہ لو کو اپنے اوپر کھینچ لیتا ہے اور آدمی بچ جاتا ہے ۱۲۔

دال اور آلو وغیرہ۔

۴) خریف کے دنوں میں ایسی چیزیں کم کھاؤ جس سے سودا پیدا ہوتا ہے۔ جیسے تیل، بینگن، گائے کا گوشت وغیرہ اور خریف کے دن وہ کہلاتے ہیں جس کو برسات کہتے ہیں۔

۵) جاڑے کے دنوں میں جس کو مقدور ہو مقوی غذائیں اور دوائیں استعمال کرے تاکہ تمام سال بہت سی آفتوں سے حفاظت رہے۔ جیسے نیم برشت انڈا نمک سلیمانی کے ساتھ اور گاجر کا حلوا اور نیم برشت انڈا اس کو کہتے ہیں کہ اندر سے پورا جمانہ ہو ترکیب اس کی یہ ہے کہ انڈے کو ایک باریک کپڑے میں لپیٹ کر کھولتے پانی میں ۱۰۰ سو دفعہ غوطہ دیں یا انڈے کو کھولتے پانی میں ٹھیک تین منٹ ڈال کر نکالیں اور تین منٹ ٹھنڈے پانی میں ڈال رکھیں اس کی صرف زردی کھانا چاہئے۔ سفیدی عمدہ چیز نہیں ہے۔

۶) جب تک زیادہ ضرورت نہ ہو دوا کی عادت مت ڈالو، چھوٹے موٹے مرض میں غذا کے کم کردینے سے یا بدل دینے سے کام نکال لیا کرو۔

۷) آج کل غذائیں بہت بے ترکیبی ہو گئی ہے جس سے طرح طرح کے نقصان ہوتے ہیں اس لئے عمدہ اور خراب غذائیں لکھی جاتی ہیں۔

عمدہ غذائیں یہ ہیں

انڈا نیم برشت، کبوتر کے بچوں کا گوشت، گائے کے بچوں کا گوشت، بکری کا گوشت، مینڈھے کا گوشت، لوا، بٹیر، مرغ، اکثر جنگلی پرند، ہرن، نیل گائے اور دوسرے شکاروں کا گوشت، مچھلی، گیہوں کی روٹی، انگور، انجیر، انار، سیب، شلجم، پالک، خرفہ، دودھ، جلیبی، سری پائے، [illegible] سے خون گاڑھا پیدا ہوتا ہے۔ اور

خراب غذائیں یہ ہیں

بینگن، مولی، لاہی کا ساگ یعنی سیاہ بیجوں کی سرسوں کا ساگ [illegible] مولی کے درخت پر لگتے ہیں) بوڑھی گائے کا گوشت، گاجر، سکھایا ہوا گوشت، بطخ کا گوشت، لوبیا، مسور، تیل، گڑ، ترشی اور ان غذاؤں کے خراب [illegible] کا مطلب یہ نہیں کہ بالکل نہ کھاویں۔ بلکہ بیماری کی حالت میں تو بالکل نہ کھاویں اور تندرستی میں بھی اپنے مزاج وغیرہ کو دیکھ کر ذرا کم کھاویں۔ البتہ جن کا مزاج قوی ہے اور ان کو عادت ہے۔ ان کو کچھ نقصان نہیں۔ بعضی جگہ دستور ہے کہ زچہ کو مختلف قسم کی غذائیں کہیں ماش کی دال کہیں گائے کا گوشت اور ثقیل ثقیل ترکاریاں ضرور کر کے دیتی ہیں۔ یہ بری رسم ہے ایسے موقعوں پر احتیاط رکھنے کے لئے خراب غذاؤں کو لکھ دیا [illegible] تھوڑا سا بیان ان غذاؤں کی خاصیت کا بھی لکھا جاتا ہے۔ تاکہ اچھی طرح سے معلوم ہو جائے۔

بینگن ...... گرم خشک ہے۔ اس میں غذائیت بہت کم ہے۔ خون برا پیدا کرتا ہے۔ بواسیر والوں کو اور سوداوی مزاج والوں کو بہت نقصان کرتا ہے اگر اس میں گھی زیادہ ڈالا جاوے اور سرکہ کے ساتھ کھایا جاوے تو کچھ اصلاح یعنی درستی ہو جاتی ہے۔

مولی ...... گرم خشک ہے اس کے پتوں میں اور زیادہ گرمی ہے سر کو اور حلق کو اور دانتوں کو زیادہ نقصان پہنچاتی ہے۔ دیر میں ہضم ہوتی ہے۔ لیکن اس سے دوسری غذائیں ہو جاتی ہیں بواسیر والوں کو کسی قدر فائدہ دیتی ہے۔ مگر گرم ہے اگر اس میں سرکہ کا بھگویا ہوا زیرہ ملا دیا جائے تو اس کے نقصان کم ہو جاتے ہیں۔ تلی کے لئے مفید ہے خاص کر سرکہ میں پڑی ہوئی۔

لاہی کا ساگ ...... گرم ہے گردہ کے مریض کو بہت نقصان کرتا ہے اور حمل کی حالت میں کھانے سے بچے کے مر جانے کا ڈر ہے۔

۱: آدھا پکا آدھا کچا ۱۲ الف۔

۲: یا گھی گرم کر کے اس میں ڈال دیں۔ جب زردی جمنے لگے اتار لیں۔ نیم برشت ہو جاوے گا۔ یا زردی کو شکر میں پھینٹ کر کھولتا ہوا دودھ ملا دیں۔ بس اسی سے نیم برشت ہو جاوے گا۔

۳: اور بعض اوقات ذرا سی بے احتیاطی سے ایسی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں کہ جن میں جان کا اندیشہ ہے۔ چونکہ عورت کے واسطے یہ زمانہ بہت ہی نازک وقت کا ہے اس لئے جو غذا اور پانی دیا جائے۔ کسی ہوشیار حکیم سے پوچھ پوچھ کر دیا جائے ایسا نہ ہو کہ ذرا سی بے پروائی سے مہینوں تکلیف اٹھانی پڑے آج کل زچگی کی بیماریوں میں بہت عورتیں ضائع ہو رہی ہیں ۱۲ الف۔

سینگر ے ...... بھی گرم ہیں۔ بوڑھی گائے کا گوشت گرم خشک ہے۔ اس سے خون گاڑھا اور بری قسم کا پیدا ہوتا ہے[1] سودا زیادہ پیدا کرتا ہے۔ خارش والوں کو اور بواسیر والوں کو اور مراق و تلی والوں کو اور سوداوی مزاج والوں کو نقصان کرتا ہے اگر پکتے میں خربوزہ کا چھلکا اور کالی مرچ ڈال دی جاوے تو نقصان کم ہو جاتا ہے۔ البتہ محنتی لوگوں کو زیادہ نقصان نہیں کرتا۔ بلکہ بکری کے گوشت سے زیادہ موٹا تازہ کرتا ہے۔ لیکن بیماری میں احتیاط لازم ہے۔

بطخ کا گوشت...... گرم خشک ہے دیر میں ہضم ہوتا ہے۔ مگر پودینہ ڈال دینے سے اس کا نقصان کم ہو جاتا ہے اور دریائی بطخ کا گوشت اتنا نقصان نہیں کرتا جتنا کہ گھریلو بطخ کا کرتا ہے۔

گاجر ...... گرم تر ہے اور دیر میں ہضم ہوتی ہے۔ البتہ تبخیر[2] کو روکتی ہے، اور فرحت دیتی ہے۔ اس لئے لوگ اس کو ٹھنڈی کہتے ہیں۔ گوشت میں پکانے سے اس کے نقصان کم ہو جاتے ہیں۔ اور مربہ اس کا عمدہ چیز ہے۔ رحم کو تقویت دیتا ہے۔ اور حاملہ عورتیں گاجر کھانے سے زیادہ احتیاط رکھیں کیونکہ اس سے خون جاری ہو جاتا ہے۔

لوبیا...... گرم تر ہے۔ دیر میں ہضم ہوتا ہے اس سے خواب پریشان نظر آتے ہیں۔ سرکہ اور دار چینی ملانے سے اس کا نقصان کم ہو جاتا ہے۔ لیکن حاملہ عورتیں ہرگز نہ کھائیں۔

مسور ...... خشک ہے بواسیر والوں کو نقصان کرتی ہے اور جن کا معدہ ضعیف ہے اور سوداوی مزاج والوں کو نقصان کرتی ہے۔ زیادہ گھی ڈالنے سے یا سرکہ ملا کر کھانے سے اس کی کچھ اصلاح ہو جاتی ہے۔

تیل ...... گرم ہے۔ سودا پیدا کرتا ہے۔ اور سوداوی بیماریوں میں نقصان کرتا ہے۔ ٹھنڈی ترکاریاں ملانے سے کچھ اصلاح ہو جاتی ہے۔

گڑ ...... گرم[3] ہے سودا زیادہ پیدا کرتا ہے۔ کھٹائی زیادہ[4] کھانا پٹھوں کو نقصان کرتا ہے اور جلد بوڑھا کرتا ہے عورتیں بہت احتیاط رکھیں اور حمل میں اور زچہ ہونے کی حالت میں اور زکام میں زیادہ احتیاط لازم ہے۔ اگر ترشی میں میٹھی چیز ملا دی جائے تو نقصان کم ہو جاتا ہے۔

۸) بعض غذائیں ایسی ہیں کہ الگ الگ کھاؤ تو کچھ ڈر نہیں لیکن ساتھ کھانے سے نقصان ہوتا ہے یعنی جب تک اس میں سے ایک چیز معدہ میں ہو دوسری چیز نہ کھائیں اکثر مزاجوں میں تین گھنٹہ کا فاصلہ دینا کافی ہوتا ہے۔ حکیموں نے کہا ہے کہ دودھ کے ساتھ ترشی نہ کھائیں۔ اسی طرح دودھ پی کر پان نہ کھاویں۔ اس سے دودھ کا پانی معدہ میں الگ ہو جاتا ہے۔ دودھ اور مچھلی ساتھ نہ کھائیں اس سے فالج اور جذام یعنی کوڑھ کا ڈر ہے۔ دودھ چاول کے ساتھ ستو نہ کھائیں۔ چکنائی کھا کر پانی نہ پئیں۔[5] تیل یا گھی بے قلعی کے برتن میں نہ رکھیں۔ کسیلا[6] ہوا کھانا نہ کھاویں۔ مٹی کے برتن کا پکایا ہوا کھانا سب سے بہتر ہے۔ امرود، کھیرا، ککڑی، خربزہ، تربوز اور دوسرے سبز میووں پر پانی نہ پئیں۔ انگور کیساتھ سری پائے نہ کھاویں۔

۹) کھانا بہت گرم نہ کھاؤ۔ گرم کھانا کھا کر ٹھنڈا پانی پینے سے دانتوں کو بہت نقصان پہنچتا ہے۔

۱۰) موٹا آٹا میدہ سے اچھا ہے اور لقمہ کو خوب چبانا چاہئے اور کھانا جلدی جلدی کھالینا چاہئے بہت دیر سے کھانے میں ہضم میں خرابی ہوتی ہے۔

۱۱) بہت بھوک میں نہ سوؤ اور نہ کھانا کھاتے ہی سوؤ۔ کم سے کم دو ۲ گھنٹہ گذر جاویں تب سوؤ۔[8]

۱: یہ تاثیریں بڑی گائے کے گوشت کی ہیں اور گائے کے بچوں کا گوشت سب سے اچھا گوشت ہے۔ جیسا کہ قانون شیخ میں تصریحاً لکھا ہے ۱۲ ظفر ثالث۔

۲: اور بہت قوت پیدا کرتا ہے، ذہن، عقل اور سب قوتوں کو بڑھاتا ہے، گوشت تمام کھانوں کا سردار ہے۔ کم عمر بچھڑی کا گوشت مفید اور مزے دار معلوم ہوتا ہے۔

۳: معدہ کی بیماری ہے جس میں سینہ میں جلن اور سر میں ہلکا ہلکا درد رہتا ہے۔

۴: آج کل جو گنا فارم کا کہلاتا ہے اس کا گڑ بہت نقصان دیتا ہے ۱۲۔

۵: ذہن حافظہ کو بھی بہت نقصان پہنچاتی ہے اور مردوں کو بہت نقصان دیتی ہے ۱۲۔

۶: اس سے کھانسی گلے میں خراش سینہ میں درد کا اندیشہ ہے۔

۷: تانبے پیتل کے زہریلے اثرات آجاتے ہیں تو نقصان ہوتا ہے۔ اگر ایسے برتن میں پکایا گیا تو فوراً دوسرے برتن میں نکال لینا چاہئے۔

۸: ایسے ہی کھانے کے بعد فوراً دماغی کام نہ کرو دو گھنٹہ بعد کرو ورنہ معدہ کے خراب ہونے کا اندیشہ ہے کیونکہ معدہ کا اور دماغ کا بہت تعلق ہے جب دماغ مصروف ہوگا تو معدہ بھی اپنا کام خوب نہ کر سکے گا تو ہضم میں خرابی ہوگی پھر کام نہ ہو سکے گا ۱۲۔

۱۴) جب تک کھانا ہضم نہ ہو جاوے دوبارہ نہ کھاؤ۔ کم سے کم دو گھنٹہ گذر جاویں اور طبیعت ہلکی ہلکی معلوم ہونے لگے اس وقت مضائقہ نہیں۔

فائدہ: اگر کبھی قبض ہو جائے تو اس کی تدبیر ضرور کرو۔ آسان سی تدبیر تو یہ ہے کہ روٹی نہ کھاؤ ایک دو وقت صرف شوربا ذرا چکنائی کا پی لو۔ اگر اس سے دفع نہ ہو تو بازار سے نو ماشہ حب قرطم یعنی کڑ کے بیج اور ڈھائی تولہ انجیر ولایتی منگا کر آدھ پاؤ پانی میں جوش دے کر دو تولہ شہد ملا کر پی لو۔ اس دوا میں غذائیت بھی ہے۔

۲) اگر پاخانہ معمول سے زیادہ نرم آوے تو روکنے کی تدبیر کرو اور چکنائی کم کر دو۔ بھونا ہوا گوشت کھاؤ اور اگر دست آنے لگیں یا معمولی قبض سے زیادہ قبض ہو جاوے تو حکیم کو خبر کرو۔

۳) کھانا کھا کر فوراً پاخانہ میں مت جاؤ اور جو بہت تقاضا ہو تو مضائقہ نہیں۔

۴) پیشاب پاخانہ کا جب تقاضا ہو ہرگز مت روکو۔ اس طرح سے طرح طرح کی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں۔

پانی کا بیان

۱) سوتے اٹھ کر فوراً پانی نہ پیو اور نہ بے تکلف ہوا میں نکلو اگر بہت ہی پیاس ہے تو عمدہ تدبیر یہ ہے کہ ناک پکڑ کر پانی پیو اور ایک ایک گھونٹ کر کے پیو اور پانی پی کر ذرا دیر تک ناک پکڑے رہو۔ سانس ناک سے مت لو اسی طرح گرمی میں چل کر فوراً پانی مت پیو خاص کر جس کو لو لگی ہو وہ اگر فوراً بہت سا پانی پی لے تو اسی وقت مر جاتا ہے۔ اسی طرح نہار منہ نہ پینا چاہئے اور پاخانہ سے نکل کر فوراً پانی نہ پینا چاہئے۔[1]

۲) جہاں تک ہو سکے پانی ایسے کنوئیں کا پیو جس پر بھرائی زیادہ ہو۔ کھارا پانی اور گرم پانی مت پیو۔ بارش کا پانی سب سے اچھا ہے مگر جس کو کھانسی یا دمہ ہو وہ نہ پئے۔ کسی کسی پانی میں تیل سا ملا ہوا معلوم ہوتا ہے وہ پانی بہت برا ہے۔ اگر خراب پانی کو اچھا بنانا ہو تو اس کو اتنا پکائیں کہ سیر کا تین پاؤ رہ جائے پھر ٹھنڈا کر کے چھان کے پئیں۔

۳) گھڑوں کو ہر وقت ڈھکا رکھو بلکہ پینے کے برتن کے منہ پر باریک کپڑا بندھا رکھو تاکہ چھنا ہوا پانی پینے میں آئے۔

۴) برف گردہ کو نقصان کرتا ہے خاص کر عورتیں اس کی عادت نہ ڈالیں اس سے بہتر شورے کا جھلا ہوا پانی ہے۔

۵) کھاتے پیتے میں ہرگز نہ ہنسو اس سے بعضے وقت موت کی نوبت آجاتی ہے۔[2]

آرام اور محنت کا بیان

۱) نہ تو اس قدر آرام کرو کہ بدن پھول جائے۔ سستی چھا جائے ہر وقت پلنگ ہی پر دکھلائی دو گھر کے کاروبار دوسروں ہی پر ڈال دو کیونکہ زیادہ آرام سے اپنے گھر کا بھی نقصان ہے اور بعضی بیماریاں بھی لگ جاتی ہیں اور نہ اتنی محنت کرو کہ بیمار ہو جاؤ بلکہ اپنے ہاتھ پاؤں اور سارے بدن سے بیچ کی راس سے محنت کا کام ضرور لینا چاہئے اسکے طریقے یہ ہیں کہ ہر کام کو ہاتھ چلا کر پھرتی سے کرو۔ سستی کی عادت چھوڑ دو اور گھر میں تھوڑی دیر ضرور ٹہل لیا کرو۔ دو چار مرتبہ اگر بے پردگی نہ ہو تو کوٹھے پر چڑھ اتر لیا کرو اور چرخہ اور چکی کا ضرور تھوڑا بہت مشغلہ رکھو۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ تم اس سے پیسے کماؤ۔ اول تو اس میں بھی کوئی عیب کی بات نہیں لیکن اپنی تندرستی کا قائم رکھنا تو ضروری چیز ہے۔ اس سے تندرستی خوب رہتی ہے۔ دیکھو جو عورتیں محنتی ہیں کوتی چستی ہیں کیسی قوی اور تازی رہتی ہیں اور جو آرام طلب ہیں ساری عمر دوا کا پیالہ منہ کو لگا رہتا ہے۔ ایسی محنت کو ریاضت[3] کہتے ہیں۔ کھانا کھا کر جب تک تین گھنٹہ نہ گذر جائیں اس وقت تک ریاضت نہ کرنا چاہئے اور جب ذرا ذرا پسینہ آنے لگے یا سانس زیادہ پھولنے لگے ریاضت موقوف کر دینا چاہئے۔

---

[1] خاص کر سردی کے زمانہ میں اگر ٹھنڈا پانی پینا ہو تو اسی ترکیب سے پیو ورنہ زکام ہو جاتا ہے ۱۲۔

[2] سوڈا لیمنیڈ (ولایتی پانی) اگر پیو تو تھوڑا تھوڑا کئی سانس میں پیو ایک دم پینے سے بعض وقت ایسا پھندا لگتا ہے کہ دم پر بن جاتی ہے ۱۲ ظفر ثالث۔

[3] اس کو ورزش بھی کہتے ہیں۔ ورزش بڑی اچھی چیز ہے اس سے جسم مضبوط قوی اور پھر تیلا رہتا ہے اور جب قوت ہوتی ہے تو دین دنیا کے سب کام اچھی طرح ہوتے ہیں اولاد بھی قوی ہوتی ہے بیماریوں اور نقصان دینے والی چیزوں کا اثر بھی دیر میں ہوتا ہے ماں باپ کے قوی مضبوط ہوتے سے اولاد بھی قوی ہوتی ہے۔ اس پر بھی بیماریوں اور نقصان دینے والی چیزوں کا اثر دیر میں ہوتا ہے اگر اپنی صحت کے خیال سے ورزش نہ کرو تو اولاد ہی کے خیال سے کر لیا کرو۔

۲) بچوں کے لئے جھولا جھولنا اچھی ریاضت ہے۔
۳) صبح کو سویرے اٹھنے کی عادت رکھو بلکہ ہمت کر کے تہجد پڑھا کرو اس سے تندرستی خوب بنی رہتی ہے۔
۴) دوپہر کو بے ضرورت نہ سوؤ اور اگر کچھ تکان یا نیند کا غلبہ ہو تو اور بات ہے۔
۵) دماغ سے بھی کچھ کام لینا ضروری ہے۔ اگر اس سے بالکل کام نہ لیا جاوے تو دماغ میں رطوبت بڑھ جاتی ہے اور ذہن کند ہو جاتا ہے اور جو حد سے زیادہ زور ڈالا جائے ہر وقت فکر اور سوچ میں رہے تو خشکی اور کمزوری پیدا ہو جاتی ہے اس واسطے انداز سے محنت لینا مناسب ہے۔ پڑھنے پڑھانے کا شغل رکھو۔ قرآن شریف روزمرہ پڑھا کرو۔ کتاب دیکھا کرو۔ باریک باتوں کو سوچا کرو۔ نہ اتنا غصہ کرو کہ آپے سے باہر ہو جاؤ نہ ایسی بردباری کرو کہ کسی پر بالکل روک ٹوک نہ رہے۔ نہ ایسی خوشی کرو کہ خدا کی بے نیازی اور اس کی قدرت کو بھول جاؤ کہ وہ ایک دم میں چاہیں تو ساری خوشی کو خاک میں ملا دیں۔ نہ اتنا رنج کرو کہ خدائے تعالیٰ کی رحمت ہی بالکل یاد نہ رہے اور اسی غم کو لے کر بیٹھ جاؤ۔ اگر کوئی زیادہ صدمہ پہنچے تو اپنی طبیعت[1] کو دوسری طرف بٹا دو۔ کسی کام میں لگ جاؤ۔ ان سب باتوں سے بیماری کا بلکہ بلاکت کا ڈر ہے۔ اگر کسی کو بہت خوشی کی بات سنانا ہو اور وہ دل کا کمزور ہو تو یک لخت نہ سناؤ۔ پہلے پوچھو کہ اگر تمہارا یہ کام ہو جائے تو کیسا، پھر کہو دیکھو ہم کوشش کر رہے ہیں شاید ہو جائے اور امید تو ہے کہ ہو جائے۔ پھر اسی وقت یا دو چار گھنٹہ کے بعد سنا دو کہ تمہارا یہ کام ہو گیا۔ اسی طرح غم کی خبر یکلخت نہ سناؤ۔ کسی کے مرنے کی خبر سنانی ہو تو یوں کہو کہ فلاں شخص بیمار تھا۔ اس کی حالت تو غیر تھی ہی اور موت سب کے واسطے ہے کبھی نہ کبھی آئے گی۔ قضا الٰہی سے اس نے انتقال کیا۔

فائدہ بیماری کی حالت میں اور پیٹ میں جب بچہ[(۱)] میں جان پڑ جاوے میاں کے پاس سونے سے نقصان ہوتا ہے۔

علاج کرانے میں جن باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے

۱) چھوٹی موٹی بیماری میں دوا نہ کرنا چاہئے۔ کھانے پینے چلنے پھرنے ہوا کے بدلنے سے اس کی تدبیر کر لینا چاہئے۔ جیسے گرم ہوا سے سر میں درد ہو گیا ہو تو سرد ہوا میں بیٹھ جائیں۔ یا کھانا کھانے سے پیٹ میں بوجھ ہو گیا تو ایک دو وقت فاقہ کر لیں یا نیند کی کمی سے سر میں درد ہو گیا تو سو رہیں یا زیادہ سونے سے سستی ہو گئی تو کم سوئیں یا دماغ سے زیادہ کام لیا تھا اس سے خشکی ہو گئی۔ ذرا محنت کم کریں اس کو آرام و فرحت دیں۔ جب ان تدبیروں سے کام نہ چلے تو اب دوا کو اختیار کریں۔
۲) مرض خواہ کیسا ہی سخت ہو گھبراؤ مت اس سے علاج کا انتظام خراب ہو جاتا ہے خوب استقلال اور اطمینان سے علاج کرو۔
۳) مسہل اور قے اور فصد کی عادت نہ ڈالو یعنی بلا سخت ضرورت کے ہر سال مسہل یا قے یا فصد نہ لیا کرو۔ اگر مسہل کی عادت پڑ جائے تو اس کے چھوڑنے کی ترکیب یہ ہے کہ جب موسم مسہل کا قریب آوے غذا کم کر دو۔ ریاضت زیادہ کرو۔ کوئی ایسی دوا کھاتے رہو جس سے پاخانہ کھل کر آتا رہے جیسے ہڑ کا مربہ یا گلقند یا جوارش مصطگی وغیرہ۔ پھر اگر مسہل کے دنوں میں طبیعت کچھ میلی بھی رہے تو کچھ پروا نہ کرو اور مسہل کو ٹال دو اس طرح سے عادت چھوٹ جائے گی۔
۴) بدون سخت ضرورت کے بہت تیز دوائیں نہ کھاؤ۔ ایسی دواؤں میں یہ خرابی ہے کہ اگر موافق نہ آئیں تو نقصان بھی پورا کریں گی۔ خاص کر کشتوں[۲] سے بہت بچو کیونکہ یہ جب نقصان کرتے ہیں تو تمام عمر روگ نہیں جاتا البتہ رانگ اور مونگے کا کشتہ بہت ہلکا ہوتا ہے اس میں چنداں خوف نہیں اور ہڑتال اور سنکھیا اور زہریلی دواؤں کے کشتوں کے پاس نہ جاؤ اور حرام[۳] اور نجس دوا نہ کھاؤ نہ لگاؤ۔

۱: عورتوں کا دل کمزور ہوتا ہے بہت سی عورتیں اولاد یا روپیہ جائداد کے صدمے سے پاگل ہو گئی ہیں جب ہر وقت صدمے کی باتیں اور رنج کے قصے کہتی رہو گی تو دماغ خراب ہو جاوے گا اس واسطے ایسے وقت جس کام میں بہت جی لگتا ہو اس میں لگی رہو اور جب اس رنج کا خیال آئے یہ خیال کر کے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بدلہ دیں گے فوراً دوسرے دل لگنے والے کام میں لگ جاؤ یہی بہتر تدبیر ہے ۱۲۔

۲: سونا چاندی رانگ سنکھیا اور بہت سی چیزوں کو آگ میں خاص طریقے سے پھونکا جاتا ہے جس سے وہ راکھ ہو جاتی ہے اسے کشتہ کہتے ہیں۔

۳: اس کے مسائل طبی جوہر میں دیکھ لو جو اسی حصہ میں بطور ضمیمہ شامل ہے ۱۲ نظر ثالث۔

(۱) حمل کے بعد کی احتیاط کے لئے حمل کی تدبیروں اور احتیاطوں کے بیان کو خصوصاً اس کے نمبر ۳ کو ص ۹۴ پر حصہ ہذا میں دیکھو ۱۲۔

۵) جب کوئی دوا ایک مدت دراز تک کھانا ہو تو کبھی کبھی ایک دو دن کو چھوڑ دیا کرو یا اس کی جگہ اور دوا بدل دیا کرو کیونکہ جس دوا کی عادت ہو جاتی ہے اس کا اثر نہیں ہوتا۔

۶) جب تک غذا سے کام چلے دوا کو اختیار نہ کرو۔ مثلاً مسہل کے بعد طاقت آنے کے لئے جوان آدمی کو یخنی کافی ہے اس کو مشک و عنبر وغیرہ کی ضرورت نہیں البتہ بوڑھے آدمی کو یخنی قبض کرتی ہے اور اس کے ہضم کرنے کے لئے بھی طاقت چاہئے ایسے شخص کو کوئی معجون وغیرہ بنا لینا بہت مناسب ہے۔

۷) دوا کو بہت احتیاط[1] سے ٹھیک تول کر نسخہ کے موافق بناؤ۔ اپنی طرف سے مت گھٹاؤ بڑھاؤ۔

۸) دوا پہلے حکیم کو دکھلاؤ اگر بری ہو اس کو بدلواؤ۔

۹) دل اور جگر اور دماغ اور پھیپھڑا اور آنکھ وغیرہ جو نازک چیزیں ہیں ان کے لئے ایسی دوائیں استعمال مت کرو جو بہت تیز ہیں یا بہت ٹھنڈی یا بہت تحلیل کرنے والی ہیں یا زہریلی ہیں۔ ہاں جہاں سخت ضرورت ہو لاچاری ہے مثلاً جگر پر اکاس بیل نہ رکھیں۔ کھانسی میں سنکھیا کا کشتہ نہ کھائیں آنکھ میں نرا کافور نہ لگائیں بلکہ جب تک آنکھ میں باہر کی دوا سے کام چل سکے اندر دوا نہ لگائیں۔

۱۰) علاج ہمیشہ[2] ایسے طبیب سے کرائیں جو حکمت کا علم رکھتا ہو اور تجربہ کار بھی ہو۔ علاج غور اور تحقیق سے کرتا ہو بے سوچے سمجھے نسخہ نہ لکھ دیتا ہو۔ مسہل دینے میں جلدی نہ کرتا ہو کسی کا نام[3] مشہور سن کر دھوکے میں نہ آؤ۔

۱۱) بیماری میں پرہیز کو دوا سے زیادہ ضروری سمجھو اور تندرستی میں پرہیز ہرگز نہ کرو۔ فصل کی چیزوں میں سے جس کو دل چاہے شوق سے کھاؤ مگر یہ خیال رکھو کہ پیٹ سے زیادہ نہ کھاؤ اور پیٹ میں گرانی پاؤ تو فاقہ کر دو۔

۱۲) یوں تو ہر بیماری کا علاج ضروری ہے خاص کر ان بیماریوں کے علاج میں ہرگز غفلت مت کرو اور بچوں کے لئے تو اور زیادہ خیال کرو۔ زکام۔ کھانسی۔ آنکھ دکھنا۔ پسلی کا درد۔ بدہضمی۔ بار بار پاخانہ جانا۔ پیچش۔ آنت اترنا۔ حیض کی کمی یا زیادتی۔ بخار جو ہر وقت رہتا ہو یا کھانا کھا کر ہو جاتا ہو کسی جانور یا آدمی کا کاٹ کھانا۔ زہریلی دوا کھا لینا۔ دل دھڑکنا۔ چکر آنا۔ جگہ جگہ سے بدن پھڑکنا۔ تمام بدن کا سن ہو جانا اور جب بھوک بہت بڑھ جائے یا بہت گھٹ جائے یا نیند بہت بڑھ جائے یا بہت گھٹ جائے یا پسینہ بہت آنے لگے یا بالکل نہ آئے یا اور کوئی بات اپنی ہمیشہ کی عادت کے خلاف پیدا ہو جاوے تو سمجھو کہ بیماری آتی ہے جلدی حکیم سے خبر کر کے تدبیر کرو اور غذا وغیرہ میں بے ترکیبی نہ ہونے دو۔

۱۳) نبض دکھلانے میں ان باتوں کا خیال رکھو کہ نبض دکھلانے کے وقت پیٹ نہ بھرا ہو نہ بہت خالی ہو کہ بھوک سے بیتاب ہو۔ طبیعت پر نہ زیادہ غم ہو نہ زیادہ خوشی ہو نہ سو کر اٹھنے کے بعد فوراً دکھلاوے۔ نہ بہت جاگنے کے بعد نہ کسی محنت کا کام کرنے کے بعد نہ دور سے چل کر آنے کے بعد۔ نبض دکھلانے کے وقت چار زانو ہو کر بیٹھو یا چارپائی پر یا پیڑھی پر پاؤں لٹکا کر بیٹھو۔ کسی کروٹ پر زیادہ زور دے کر مت بیٹھو نہ کوئی سہارا ہاتھ ٹیکو۔ تکیہ بھی نہ لگاؤ جس ہاتھ کی نبض دکھاؤ اس میں کوئی چیز مت پکڑو نہ ہاتھ کو بہت سیدھا کرو نہ بہت موڑو بلکہ بازو کو پسلیوں سے ملا کر ڈھیلا چھوڑ دو۔ سانس بند نہ کرو۔ طبیب سے نہ ڈرو اس سے نبض میں بڑا فرق پڑ جاتا ہے اگر لیٹ کر نبض دکھلانا ہو تو کروٹ پر مت لیٹو چت لیٹ جاؤ۔

۱۴) قارورہ رکھنے میں ان باتوں کا خیال رکھو۔ قارورہ ایسے وقت کیا جائے کہ آدمی عادت کے موافق نیند سے اٹھا ہو۔ ابھی تک کچھ کھایا پیا نہ ہو۔ سبز ترکاری کے کھانے سے قارورے میں سبزی آجاتی ہے۔ زعفران اور املتاس سے زردی آجاتی ہے۔ اور مہندی لگانے سے سرخی آجاتی

۱: دوا کو ہمیشہ ڈھانک کر اور حفاظت سے رکھو۔ بعضی دواؤں پر بعض جانور عاشق ہوتے ہیں وہ اس میں ضرور منہ ڈالتے ہیں جیسے بلی بالچھڑ اور بادر نجبویہ پر یا سانپ کیوڑہ پر ۱۲ نظر ثالث۔

۲: اور اچھا حکیم وہ ہے جو تمہارے مزاج سے بھی خوب واقف ہو یا تم خود پہلے طبیبوں سے اپنے مزاج کو پوچھ لو کہ بلغمی ہے یا سوداوی ہے یا صفراوی ہے اور خود یہ بھی غور کرو کہ کس کس قسم کی چیزوں سے فائدہ پہنچتا ہے اور کس کس سے نقصان اور حکیم سے یہ سب بتا دو تاکہ وہ مزاج سمجھ لے۔ دوسرے بیمار اور حکیم کا ایک جگہ رہنا ضروری ہے تاکہ جو گڑبڑ ہو فوراً اطلاع دے سکو۔ آتے جاتے حکیم سے علاج فائدہ مند نہیں ہوتا۔

۳: مشہور حکیم میں دو باتیں دیکھو ایک تو یہ کہ اس کے یہاں بیمار زیادہ آتے ہیں یا نہیں دوسرے یہ کہ فائدہ زیادہ ہوتا ہے یا نقصان۔ ۱۲۔

ہے۔ روزہ رکھنے اور نیند نہ آنے سے اور زیادہ تکان سے اور بہت بھوک اور دیر تک پیشاب روکنے سے زردی یا سرخی آجاتی ہے کبھی بہت جاگنے سے قارورہ کا رنگ سفید ہو جاتا ہے بہت پانی پینے سے رنگ ہلکا ہو جاتا ہے دستوں کے بعد قارورہ قابل اعتبار نہیں رہتا۔ غذا کھانے سے بارہ گھنٹہ بعد کا قارورہ پورے اعتبار کے قابل ہے جب صبح کو قارورہ دکھلانا ہو تو رات کو بہت پیٹ بھر کر نہ کھائیں زچہ کا قارورہ قابل اعتبار نہیں رات کو اگر کئی بار پیشاب کیا تو صبح کا قارورہ قابل اعتبار نہیں اگر قارورہ چھ گھنٹے رکھا رہا تو دکھلانے کے قابل نہیں رہا اور بعضے قارورے اس سے کم میں بھی خراب ہو جاتے ہیں۔ غرض جب دیکھیں کہ اس کے رنگ اور بو میں فرق آگیا تو دکھلانے کے قابل نہیں رہا۔

۱۵) جلدی جلدی بے ضرورت حکیموں کو نہ بدلو۔ حکیم کو خوش رکھو اور اس کے خلاف مت کرو اگر فائدہ نہ ہو تو اس کو الزام مت دو۔ اس کو دے کر احسان مت جتلاؤ۔

۱۶) مریض پر سختی مت کرو۔ اس کی سخت مزاجی کو جھیلو اس کے سامنے ایسی کوئی بات نہ کرو جس سے اس کو نا امیدی ہو جانے چاہے کیسی ہی اس کی حالت خراب ہو مگر اس کی تسلی کرتے رہو۔

بعض طبی اصطلاحوں کا بیان

نسخوں میں بعضے الفاظ اصطلاحی لکھے جاتے ہیں اور بعضے علاجوں کے خاص خاص نام ہیں اُن کو مختصراً یہاں لکھا جاتا ہے۔ (یہ نظر ثالث کا اضافہ ہے) ۱۲

منقول از رسالہ ارجح الاقاویل مؤلف مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی دام مجدہم و مصدقہ حضرت حکیم الامۃ مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ۱۲ شبیر علی۔

اصطلاح	معنی	اصطلاح	معنی
مدر بول	پیشاب اتارنے والی دوا	انکباب	بھپارہ لینا
مدر حیض	حیض جاری کرنے والی دوا	بخور	دوا سلگا کر دھونی لینا۔ بعض وقت رحم کے اندر کسی دوا کا دھواں پہنچانا منظور ہوتا ہے۔ اس کی ترکیب یہ ہے کہ دوا کو آگ پر ڈال کر ایک کونڈا سوراخ دار اس پر ڈھانک کر اس سوراخ پر بیٹھ جائیں۔
مدر لبن	دودھ اُتارنے والی دوا[1]	پاشویہ	دوا کے پانی سے پیروں کو دھارنا۔ اس کی مفصل ترکیب بخار کے بیان میں صفحہ ۹ پر مذکور ہے۔
مدمل	زخم بھرنے والی دوا	تبرید	ٹھنڈی دوا دینا۔ مسہل کے بعد جو دوا دی جاتی ہے اس کو تبرید اس واسطے کہتے ہیں کہ یہ دوا اکثر ٹھنڈی ہوتی ہے اور مسہل کے نقصانات دور کرنے کیلئے دی جاتی ہے۔ کیونکہ مسہل سے آنتوں وغیرہ کو ضرور کچھ نہ کچھ نقصان پہنچتا ہے۔ فالج وغیرہ ٹھنڈے امراض میں تبرید بھی معتدل بلکہ گرم بھی ہوتی ہے۔
منضج	وہ دوا جو مادے کو نکلنے کیلئے کرے	حقنہ۔ احتقان	پاخانہ کے مقام سے بذریعہ پچکاری دوا پہنچانا۔
مسہل	دست لانے والی دوا	حمول	رحم میں دوا رکھنا۔
مفتت حصاۃ	پتھری کو توڑنے والی دوا	فرزجہ	اس کے بھی وہی معنی ہیں۔
مقی	قے لانے والی دوا	قطور	کان وغیرہ میں دوا ٹپکانا۔

---

[1] قارورہ کا برتن بالکل صاف ہو اور ڈھانک کر رکھنا چاہئے۔ اگر شیشی میں دکھلایا جائے تو شیشی بھی بالکل صاف ہو ۱۲ نظر ثالث۔

[2] اگر مریض کا دل قوی ہوتا ہے تو بیماری کا بہت کچھ مقابلہ کرتا اور جھیل جاتا ہے اور اگر کمزور ہوتا ہے تو روز بروز گرتا جاتا ہے دل قوی کرنے کی صورت یہی ہے کہ اس کی بیماری کو معمولی اور ہلکی بیان کرو۔ روز لنہ پہلے سے اچھی حالت کا یقین دلاؤ۔ بگڑے ہوئے بیماروں کے تندرست ہونے کے قصے سناؤ یہ بھی بڑا علاج ہے ۱۲ الف۔

ملیّن	بہت ہلکا مسہل	تخلخہ	ترچیز سنگھانا۔ اسکی ترکیب بھی بخار کے بیان میں ہے۔
آبزن	خالی پانی میں یا پانی میں کوئی دوا پکا کر اس میں بیٹھنا	نطول	دھارنا۔ اسکی ترکیب یہ ہے کہ جن دواؤں سے دھارنا ہو ان کو پانی میں پکا کر جب نیم گرم رہ جاوے، ایک بالشت اونچے سے دھار کر باندھ کر ڈالیں۔

تولنے کے باٹ

آٹھ چاول کی	=	ایک رتی	۴۰ سیر کا	=	ایک من
آٹھ رتی کا	=	ایک ماشہ	درہم	=	ساڑھے تین ماشہ
بارہ ماشہ کا	=	ایک تولہ	دانگ	=	پونے چار رتی
پانچ تولہ کی	=	ایک چھٹانک	رطل	=	۳۴ تولہ ساڑھے چار ماشہ
۱۶ چھٹانک کا	=	ایک سیر	مثقال	=	ساڑھے چار ماشہ
۵ سیر کی	=	ایک دھڑی	دام پختہ	=	بیس ماشہ

انگریزی باٹ

گرین = آدھی رتی ڈرام = تیس رتی اونس = ۸ ڈرام یا ۲$\frac{1}{2}$ تولہ پونڈ = ۱۶ اونس یا آدھ سیر

اوزانِ شرعیہ(۱)

اوزان فقہیہ	اوزن مروجہ پاکستان و ہندوستان
طسوج	تقریباً پون رتی
قیراط	ا$\frac{۴}{۵}$ رتی۔ یعنی تقریباً پونے دو رتی۔
دانق یا دانگ	تقریباً سات رتی
درہم	تین ماشہ ایک رتی اور ایک رتی کا پانچواں حصہ
مثقال	چار ماشہ چار رتی
رطل	چونتیس تولہ ڈیڑھ ماشہ
مد	اڑسٹھ تولہ تین ماشہ
من	اڑسٹھ تولہ تین ماشہ
استار	بحساب درہم ایک تولہ آٹھ ماشہ ۵$\frac{۳}{۵}$ رتی
	بحساب مثقال ایک تولہ آٹھ ماشہ دو رتی
اوقیہ	ساڑھے دس تولہ
صاع	بحساب درہم دو سو ستر تولہ
	بحساب مثقال دو سو تہتر تولہ

(۱) منقول از رسالہ ارجح الاقاویل مؤلف مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی دام مجدہم و مصدقہ حضرت حکیم الامۃ مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ۱۲ شبیر علی۔

نصف صاع	بحساب درہم ایک سو پینتیس تولہ
	بحساب مثقال ایک سو چھتیس تولہ چھ ماشہ
وسق	بحساب درہم پانچ من اڑھائی سیر
	بحساب مثقال پانچ من پونے پانچ سیر (اسی تولہ کے سیر سے)

بعض بیماریوں کے ہلکے ہلکے علاج

ان علاجوں کے لکھنے سے یہ مطلب نہیں کہ ہر آدمی حکیم بن جاوے بلکہ اتنی غرض ہے کہ ہلکی ہلکی معمولی شکایتیں اگر اپنے آپ کو یا بچوں کو ہو جاویں اور حکیم دور ہو تو ایسے وقت میں جیسے اکثر عورتوں کو عادت ہے کہ سستی کی وجہ سے نہ حکیم کو خبر کرتی ہیں اور ناواقف ہونے کی وجہ سے خود بھی کوئی تدبیر نہیں کر سکتیں۔ آخر کو وہ مرض یونہی بڑھ جاتا ہے پھر مشکل پڑ جاتی ہے تو ایسے موقعہ کے واسطے اگر عورتوں کو کچھ واقفیت ہو جائے تو ان کے کام آوے اور دوسرے بعض بیماریوں کے پرہیز اور بعض بیماریوں سے بچنے کے طریقے معلوم ہو جاویں گے تو اپنی اور اپنے بچوں کی حفاظت کر سکیں گی۔ تیسرے بعض دواؤں کا بنانا اور حکیم کے بتلائے ہوئے علاج کے برتاؤ کا طریقہ اور مریض کی خدمت کرنا اور اسکو آرام دینے کا سلیقہ آجاوے گا اس واسطے تھوڑا تھوڑا لکھ دیا ہے۔ اور اس میں ان باتوں کا خیال رکھا ہے کہ جہاں تک ممکن ہو آسان تدبیریں بتلائی ہیں اور ایسی طرح لکھا ہے کہ اگر عورتیں ذرا بھی سمجھ رکھتی ہوں تو سمجھ لیں اور بیماریاں وہی لکھی گئی ہیں جو اکثر ہوا کرتی ہیں اور دوائیں ایسی لکھی ہیں جو کسی حال میں نقصان نہ کریں اور اگر کہیں قیمتی نسخہ لکھا گیا ہے تو اسکے ساتھ ہی سستا بھی لکھ دیا ہے جو فائدہ میں قیمتی کے قریب ہے۔ لیکن اگر کوئی بات سمجھ میں نہ آوے یا مرض اچھی طرح نہ پہچانا جاوے یا مرض بھاری ہو تو ہرگز دوا خود مت دو حکیم کو خبر کرو اور اگر دور ہو یا وہ نذرانہ چاہتا ہو یا دوا قیمتی بتلائے اور خدائے تعالیٰ نے گنجائش دی ہو تو خرچ کی کچھ پرواہ مت کرو جان سے بہتر مال نہیں ہے اور بالکل گنجائش نہ ہو تو خدائے تعالیٰ سے دعا کرو۔ ان[1] کو بڑی قدرت ہے کچھ دوا دارو پر حصر نہیں دوا سے ذرا

(۱) دوا اور توکل: خدائے تعالیٰ نے ہر بیماری کی دوا پیدا کی ہے اور انہی کی دی ہوئی تاثیر ہے جب تک انہیں منظور ہے دواؤں میں تاثیر رکھتے ہیں۔ جب منظور نہیں ہوتا تو تاثیر نہیں ہوتی اور لاکھ علاج کرو بیماری نہیں جاتی اس واسطے کسی دوا کو یہ نہ سمجھو کہ یہ اچھا کرتی ہے اچھا تو خدائے تعالیٰ کرتے ہیں اگر اس وقت اچھا کرنا منظور ہوگا اس میں اثر دے دیں گے ورنہ نہیں۔ ہمیں علاج کا حکم ہے ہم کرتے ہیں مگر انہیں پر بھروسہ ہے اس لئے انہی سے دعا کرتے رہو۔ وہ چاہیں گے تو خاک میں اثر دے دیں گے۔ نہیں چاہیں گے تو کشتوں کو خاک کر دیں گے مگر علاج ضرور کرتے رہو کہ حکم ہے۔ ہاں جن کو یہ اطمینان ہو کہ اللہ تعالیٰ پر ہی بھروسہ رکھیں۔ اور علاج نہ کریں۔ تو ان کے دل میں کوئی برا خیال نہ آئے گا۔ ہر وقت شکر ہی ادا کریں گے۔ ان کو دوا نہ کرنا بھی جائز ہے۔ مگر ہمارے حضور نے دوا کی ہے دوا بتائی ہے۔ اسلئے افضل یہی ہے اور ہر وقت صبر و شکر رکھیں اور یقین رکھیں کہ خدائے تعالیٰ کو ہم سے بے انتہا محبت ہے اس قدر کہ ماں کو اپنے بچے سے اس کے پاسنگ بھی نہیں ہوتی۔ اور وہ جو کچھ کرتے ہیں، اس میں ہماری بھلائی ہی ہوتی ہے۔ جب بیماری آتی ہے تو ہمارے گناہ کم ہوتے ہیں اور ہم صبر کرتے ہیں تو ہمارے درجے بڑھتے ہیں ہم سے اور آفتیں ٹل جاتی ہیں ہمارے دماغ میں جو بڑائی کے خیالات ہوتے ہیں وہ کم ہو جاتے ہیں۔ عاجزی اور لاچاری دیکھ لیتے ہیں۔ اپنے کو جو بے نیاز سمجھتے تھے اب ہر ہر بات میں محتاج ہو جاتے ہیں صحت اور تندرستی کی جو بے شمار نعمت قدرتہ تھی۔ اب قدر معلوم ہوتی ہے۔ آگے کو اس پر شکر کرتے ہیں غرض ہم مسلمانوں کے واسطے تو بیماری بھی ایک بہت بڑی رحمت ہے بلکہ نعمت ہے مگر اس میں سخت امتحان بھی ہے کہ ہم صبر اور شکر کریں اور خدائے تعالیٰ نے جو کچھ مقدر کر دیا ہے اس کو اچھا سمجھیں ایسا نہ ہو کہ گھبرا اٹھیں اور ناشکری اور برے برے الفاظ زبان سے بکنے لگیں کہ نعوذ باللہ اللہ میاں کو بھی ہم ہی ملے تھے بیمار کرنے کو ہماری تقدیر پھوٹ گئی قدرت بھی اندھی ہی ہو کے کام کرتی ہے وغیرہ وغیرہ بہت سی بیبیاں گھبرا گھبرا کر ایسے لفظ کہہ جاتی ہیں۔ اور بعض باتوں سے تو ایمان بھی جاتا رہتا ہے۔ اب ذرا سوچو تو تکلیف کی تکلیف اٹھائی اور سارا ثواب گیا۔ روپیہ خرچ ہوا اور کفر کی باتوں سے ایمان بھی گیا دنیا بھی گئی۔ دین بھی گیا اور اگر خدانخواستہ پھر توبہ بھی نہ کی اور ایسی ہی میں موت آگئی (جاری ہے)

نفس کو تسلی ہوتی ہے۔ اور شفا دینے والی اور خود دوا میں اثر دینے والے وہی ہیں وہ اگر چاہیں دوا سے بھی اچھا نہ ہو اور اگر وہ چاہیں بے دوا بھی اچھا کر دیں چنانچہ دونوں باتیں رات دن نظر آتی ہیں۔ اب بیماریوں کے نام اور ان کی دوائیں لکھی جاتی ہیں اور یاد رکھو کہ تم کو جو دوا بازار سے منگوانا ہو جس طرح کتاب میں اس کا نام لکھا ہے۔ اسی طرح خوب صاف خط سے لکھ کر یا لکھوا کر بازار بھیج دو پنساری دے دے گا۔

سر کی بیماریاں

سر کا درد ...... یہ کئی طرح کا ہوتا ہے اور ہر ایک کا علاج جدا ہے۔ مگر یہاں ایسی دوائیں لکھی جاتی ہیں کہ کئی طرح کے درد سر میں فائدہ دیتی ہیں اور نقصان کسی طرح کا نہیں کرتیں۔

دوا ...... تین ماشہ بنفشہ۔ تین ماشہ گل بابونہ۔ تین ماشہ گل نیلوفر پانی میں پیس کر پیشانی پر لیپ کریں۔

دوسری دوا ...... تین ماشہ آڑو کی گٹھلی کی گری پانی میں پیس لیں اور تین ماشہ تخم کاہو الگ خشک پیس لیں۔ پھر دونوں کو ملا کر پیشانی اور کنپٹی پر لیپ کر دیں۔ بہت موثر یعنی اثر والی دوا ہے اور اگر سردی ہو تو تین ماشہ کباب چینی پیس کر اس میں ملا لیں۔

تیسرا نسخہ ...... جو ہر قسم کے درد سر کے لئے مفید ہے خواہ نیا ہو یا پرانا۔ مادہ سے ہو یا بلا مادہ کے رسوت، خطمی کے پھول، گل سرخ، بنفشہ، صندل سرخ اور صندل سفید سب تین تین ماشہ، گل بابونہ ایک ماشہ، پوست خشخاش ایک ماشہ المتاس ایک ماشہ، ہری مکوہ کے پانی میں پیس کر لیپ کریں۔

دماغ کا ضعیف ہونا ...... اگر مزاج گرم ہے تو خمیرہ گاؤزبان کھاویں اور اگر مزاج سرد ہے تو خمیرہ بادام کھائیں ان دونوں خمیروں کی ترکیب سب بیماریوں کے بیان ختم ہونے کے بعد لکھی ہوئی ہے وہاں دیکھ لو اور بھی لمبے لمبے نسخے سب اسی جگہ ساتھ ہی لکھ دیے ہیں۔ بیچ میں جہاں ایسے نسخوں کا نام آوے گا اس جگہ اتنا لکھ دیا جاوے گا کہ اس کو خاتمہ میں دیکھو تم خاتمہ کا بھی مطلب سمجھ جانا۔

آنکھ کی بیماریاں

آئینہ یا کوئی چمک دار چیز آفتاب کے سامنے کر کے آنکھ پر اس کا عکس ہرگز مت ڈالو اس سے کبھی دفعتہ بینائی جاتی رہتی ہے۔

دوا ...... جس سے آنکھ کی بہت سی بیماریوں سے حفاظت رہے اور نگاہ کو قوت ہو۔ انار شیریں اور انار ترش کے دانے اور دانوں کے بیچ کے پردے اور گودا لے کر کچل لیں اور کئی تہ کپڑے میں چھان لیں جو عرق نکلے وہ آب انار کہلاتا ہے یہ عرق ڈیڑھ چھٹانک اور اس میں شہد چھٹانک بھر ملا کر مٹی یا پتھر کے برتن میں ہلکی آنچ پر پکائیں اور جھاگ اتارتے رہیں یہاں تک کہ گاڑھا ہو کر جمنے کے قریب ہو جاوے پھر شیشی میں احتیاط سے رکھ لیں اور ایک ایک سلائی اپنے اپنے بچوں کو آنکھ میں لگایا کریں انشاء اللہ تعالیٰ آنکھ کی اکثر بیماریوں سے حفاظت رہے گی اور بینائی میں ضعف نہ آئے گا۔

دوسری دوا ...... کہ وہ بھی آنکھ کو اکثر بیماریوں سے محفوظ رکھتی ہے۔ تازہ آملے یعنی آنولے لے کر کچل کر پانی نچوڑ لیں اور چھان کر لوہے کے برتن میں پکائیں یہاں تک کہ گاڑھا ہو جائے پھر شیشی میں احتیاط سے رکھ لیں اور ایک ایک سلائی لگایا کریں۔

رگڑا ...... جو کہ گھانجنی یعنی انجن ہاری اور پڑوال اور پلکوں کی خارش اور موٹا پن اور آنکھ کی سرخی کیلئے بہت مفید ہے۔ سفیدہ، جست دو دو تولہ سمندر جھاگ اور کونپل نیم کی اور پھٹکری کچی اور اقلیمیائے ذہب (سونے کا پانی) نو نو ماشہ اور لونگ چھ ماشہ اور افیون اور چراغ کا گل پانچ پانچ ماشہ

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)

تو کافر ہو کے مرے ساری عمر کی کمائی ایمان کی دولت ذرا گھبراہٹ میں کھو دی۔ اللہ ہم سب کو بچائے۔ اور اب یہ بھی دیکھو کہ اگر ہم نے ذرا ہمت باندھ لی دل مضبوط کر لیا اور یہ ٹھان لی کہ جب ہمارے اللہ میاں کو یہی پسند ہے تو جان بھی قربان ہے۔ ہم ایک لفظ بھی زبان سے نہ نکالیں گے تو ایسے میں اگر موت آ گئی تو دیکھو ہم نے جن کی مرضی پر جان دی ہے تو وہ جو ہمیں ویسے ہی سب کچھ دیتے تھے اب کیا کیا کچھ نہ دیں گے اور اچھے ہو گئے تو تندرستی بھی ملی او ثواب اور بڑے درجے ملے ان میں ذرا سی کمی نہ ہوئی۔ دین بھی رہا اور دنیا بھی۔ جب جی گھبرائے اپنے اللہ میاں سے ہی دعا کیوں نہ کریں وہی حکیم کے دل میں ڈال دیں گے کہ توجہ کرے وہی دوا میں اثر دیں گے اور چاہے ویسے ہی اچھا کر دیں گے۔ غرض بیماری تو ایک نعمت ہے۔ مگر چونکہ اس میں سخت امتحان ہے اور ڈگمگا جانے کا بھی اندیشہ ہے اس کی تمنا و دعا کرنا جائز نہیں ۱۲۔

اور نیلا تھوتہ کھیل کیا ہوا دو ماشہ اور رسوت ایک تولہ اور چھوٹی ہڑ ایک تولہ سب کو سرمہ کی طرح پیس کر سرسوں کے چھ تولہ خالص تیل میں ملا کر کانسی کے کٹورہ میں نیم کے سونٹے سے آٹھ دن تک رگڑیں پھر ایک سو ایک (۱۰۱) بار ٹھنڈے پانی سے دھو ڈالیں اور کسی صاف برتن میں گرد سے بچا کر رکھ لیں۔ پڑوالوں کو اکھاڑ کر جڑوں پر لگائیں دو چار دفعہ کے لگانے سے نکلنے بند ہو جاتے ہیں اور گھا نجنی پر چالیس دن لگائیں تمام عمر نہ نکلیں اور بھی آنکھ کے بہت سے امراض کو مفید ہے چراغ کا گل یہ ہے کہ روئی کو تیل میں بھگو کر جلائیں جب بجھنے کے قریب آئے تو ڈھانک دیں کہ ٹھنڈی ہو جائے۔

آنکھیں دُکھنے آنا...... یہ جو مشہور ہے کہ جب آنکھ دُکھنے آئے تو تین دن تک دوا نہ کرے یہ بالکل غلط ہے۔ بلکہ پہلے ہی دن سے غور سے علاج کرو البتہ شروع میں کوئی تیز دوا نہ لگاؤ بلکہ اخیر میں بھی نہ لگاؤ۔ جب تک کہ کوئی بڑا ہوشیار تجربہ کار حکیم نہ بتلاوے[1]۔

دوا اگر اول دن آنکھ دکھنے میں لگائی جاوے تو مفید ہو اور کسی حال میں مضرت نہ ہو یعنی نقصان نہ کرے ذرا سی رسوت گلاب میں یا مکوہ کے پانی میں گھس کر لیپ کریں۔

دوسری دوا پوٹلی کی...... تین تین ماشہ پھٹکری سفید اور زیرہ سفید اور پوست کا ڈوڈہ اور ایک ماشہ افیون اور چار ماشہ پٹھانی لودھ اور چھ ماشہ املی کے پتے اور اڑھائی عدد نیم کے پتے سب کو کچل کر دو تین پوٹلی بنالے کوری پیالی میں پانی بھر کر اس میں چھوڑے رکھے اور آنکھوں کو لگایا کرے۔ اگر سردی کے دن ہوں تو ذرا گرم کر لے۔

تیسری دوا...... آنکھ دُکھنے کے شروع سے لے کر اخیر تک لگا سکتے ہیں رو ہوں اور چھوٹے موٹے زخم اور آنکھ کی بہت بیماریوں کو فائدہ مند ہے۔ آنکھ میں بالکل نہیں لگتی۔ چاکسو کی گری چھ ماشہ اور مصری مدبر کی ہوئی انزروت اور نشاستہ تین تین ماشہ سرمہ کی طرح پیس کر رکھ لیں اور ایک ایک سلائی یا تین تین سلائی سوتے وقت چاہے صبح وشام لگائیں اور اگر اس کو لگا کر اوپر سے دو پھایہ روغن گل یا گھی میں بھگو کر تھوڑی دیر ٹھنڈے کھڑے پر رکھ کر جب وہ ٹھنڈے ہو جاویں پھر ان پھایوں کو آنکھوں پر رکھ کر مٹی کی دو ٹکیاں جو پانی میں گوندھ کر بنائی ہوں رکھ کر پٹی باندھ دیں تو بہت جلدی نفع ہو۔ چاکسو کی گری نکالنے کی ترکیب ابھی موتیا بند کے بیان میں آتی ہے۔ اور انزروت اس طرح مدبر ہوتی ہے۔ کہ انزروت کو باریک پیس کر بکری یا گائے یا بھینس کے دودھ میں گوندھ کر جھاؤ کی لکڑی پر لپیٹ کر بہت ہلکی آنچ پر سکھائیں پھر لکڑی پر سے اتار کر کام میں لادیں اور انزروت آنکھ میں کبھی بدون مدبر کیے ہوئے نہ لگائیں ورنہ نقصان دے گی۔

فائدہ...... جہاں بچوں کی آنکھیں دکھنے کا بیان آوے گا وہاں کچھ ضروری چیزیں کھانے پینے کے متعلق لکھی ہیں بڑے آدمی بھی ان کا خیال رکھیں اور کچھ نسخے بھی اور لکھے ہیں۔

آنکھ کا باہر نکل آنا...... اس کو عربی میں جحوظ العین کہتے ہیں۔

دوا...... دو ماشہ گل خطمی۔ تین ماشہ گل سرخ تین ماشہ صندل سرخ۔ دو ماشہ ہلیلہ سیاہ۔ ایک ماشہ نرسی۔ ان سب کو ہری مکو اور رہری کاسنی کے پانی میں پیس کر نیم گرم یعنی ہلکا ہلکا سا تا گرم کر کے لیپ کریں۔

دوا...... جس کو اگر تندرستی میں لگاویں تو اکثر امراض سے حفاظت رہے اور اگر آنکھ دکھ کر اچھی ہونے کے بعد لگاویں تو ایک عرصہ تک نہ دکھے اور معمولی جالے تک کو کاٹ دے اور بینائی کو نہایت تیز کرے۔ سوکھے آنولے پاؤ بھر لے کر آدھ سیر پانی میں اونٹا لیں۔ جب پاؤ بھر پانی رہ جاوے مل کر چھان کر یہ پانی رکھ لیں۔ پھر چھوٹی ہڑ بارہ ۱۲ عدد اور چھوٹی پیپل بارہ ۱۲ عدد اور کالی مرچ اڑہائی عدد کھرل میں یا سل پر ڈال کر پیسنا شروع کر دیں اور وہ آنولے کا پانی ڈالتے جاویں اور یہاں تک پیسیں کہ سب پانی جذب ہو جاوے پھر اس دوا کی گولیاں بنا کر رکھ لیں اور وقت ضرورت پانی میں گھس کر سلائی سے لگاویں۔

موتیا بند...... اس کا نام عربی میں نزول الماء ہے آج کل یہ مرض بہت ہونے لگا ہے اور اس میں آنکھ کے تل میں پانی اتر آتا ہے اور رفتہ رفتہ بینائی بالکل جاتی رہتی ہے اور گو اسکا پہچاننا مشکل ہے مگر ایسی تدبیریں لکھی جاتی ہیں کہ اگر پہچاننے میں غلطی بھی ہو تو نقصان نہ کرے۔

---

(۱) اور یہ بھی مشہور ہے کہ آنکھ دکھنے میں صرف میٹھا کھانا چاہئے یہ بھی محض غلط ہے۔ میٹھا کھانا اکثر آنکھ دکھنے میں نقصان کرتا ہے خاص کر جب کہ آنکھ گرمی سے دکھنے آئی ہو، ہاں آنکھ دکھنے میں مرچ بہت کم کھاویں بلکہ مناسب یہ ہے کہ کالی مرچ کھاویں اور نمک بھی کم کھاویں اور اچار، کھٹائی، تیل بالکل نہ کھاویں ۱۲ نظر ثالث۔

شروع علامت...... یعنی پہچان اس کی یہ ہے کہ آنکھ کے سامنے مکھی بھنگے ترمرے سے معلوم ہوتے ہوں۔ اور چراغ کی لو صاف نہ معلوم ہو بلکہ ایسا معلوم ہو کہ لو کے آس پاس ایک بڑا سا حلقہ ہے اس وقت یہ سرمہ بنا کر لگائیں۔ اگر موتیا بند نہ ہوگا تو آنکھ کی دوسری بیماریوں کو بھی فائدہ دے گا۔ سوا تولہ سفیدہ کا شغری اور آٹھ ماشہ ببول کا گوند اور آٹھ ماشہ اقلیمیائے[(1)] نقرہ اور چار ماشہ سنگ راخ اور چار ماشہ سجا سیپ اور چھ ماشہ شادنج عدسی جو پانی سے مغسول کیا گیا ہو یعنی خاص ترکیب سے دھویا گیا ہو اور وہ ترکیب ابھی بتائی جاوے گی اور دو ۲ ماشہ سرمہ اور دو ماشہ چاندی کے ورق اور تین ماشہ چھلے ہوئے چاکسو۔ ان کے چھیلنے کی بھی ترکیب ابھی بتلادی جاوے گی اور ایک ماشہ نشاستہ ان سب کو سرمہ کی طرح پیس کر رکھ لیں اور ایک ایک سلائی صبح و شام لگایا کریں یہ سرمہ آنکھ سے پانی بہنے اور ضعف بصارت کو بھی مفید ہے۔ شادنج کے مغسول کرنے کی ترکیب یہ ہے کہ شادنج کو سرمہ کی طرح باریک پیس کر بڑے سے برتن میں پانی میں ڈال دیں اور ایک منٹ کے بعد اوپر کا پانی علیحدہ کرلیں اور اس علیحدہ کیے ہوئے پانی میں جو کچھ شادنج نیچے بیٹھ جاوے وہ نکال لیں یہ مغسول ہے اور اس بڑے برتن میں جو شادنج رہ گیا ہے پھر پیس کر اسی طرح دھولیں اور چاکسو کے چھیلنے کی ترکیب یہ ہے کہ اس کو ڈھیلی پوٹلی میں باندھ کر نیم کے پتوں کے ساتھ جوش دیں۔ جب خوب پھول جاویں مل کر چھلکے دور کردیں اور اندر کا مغز لے لیں اور موتیا بند والے کو یہ گل لگانا بھی چاہیے ترکیب اس کی یہ ہے کہ چار ماشہ سفید صندل اور دو ماشہ انزروت اور چار رتی ببول کا گوند اور چار رتی افیون اور چار رتی زعفران سب کو باریک پیس کر انڈے کی سفیدی میں ملا کر روپے کے برابر کاغذ کی دو ٹکیاں تراش کر اس میں سوئی سے بہت سے سوراخ کرکے ان دونوں کاغذوں پر یہ دوا لگا کر دونوں کنپٹیوں پر چپکا دے اور صبح و شام بدل دیا کرے[1]۔ یہ گل لگانا بھی کسی حالت میں نقصان نہیں کرتا اور رات کو ہر روز اطریفل کشنیزی ایک تولہ کھایا کریں اور بھی چھٹے ساتویں دن ناغہ بھی کردیا کریں تاکہ عادت نہ ہوجائے اگر موتیا بند ہوگا۔ ان تدبیروں سے نفع ہوجائے گا اور موتیا بند نہ ہوا جب بھی ان میں کسی طرح کا نقصان نہیں۔ جب آنکھ میں ذرا بھی دھندلا پائیں یہ تدبیر ضرور کرلیں اور کم سے کم تین مہینے نباہ کر کریں جب پانی زیادہ اتر آتا ہے تو بینائی جاتی رہتی ہے پھر سوائے شگاف دینے کے اور کوئی علاج نہیں۔ جس کو آنکھ بنوانا کہتے ہیں۔ بلکہ بننے کے بعد بھی آنکھ کمزور رہتی ہے۔

کان کی بیماریاں

فائدہ پیٹ بھر کر کھانا کھا کر فوراً سو رہنے سے کان جلدی بہرے ہوجاتے ہیں جب تک کھانا کھانے کے بعد دو گھنٹے نہ گذر جائیں ہرگز مت سویا کرو۔

فائدہ اگر کان میں کوئی دوا ڈالو خواہ تاثیر میں گرم ہو یا سرد ہمیشہ نیم گرم ڈالو۔ فائدہ: اگر بچپن سے عادت رکھیں کہ کبھی کبھی کان میں روغن بادام تلخ پانچ بوند نیم گرم ٹپکا لیا کریں تو امید ہے کہ اخیر عمر تک بھی سننے میں فرق نہ آوے۔

دوا جس[2] سے کان کا میل نکل جاتا ہے۔ سہاگہ کھیل کیا ہوا۔ خوب باریک پیس کر تھوڑا سا کان میں ڈالیں اور اوپر سے کاغذی لیموں کا عرق نیم گرم پانچ چھ ۶ بوند ٹپکا دیں اور جس کان میں یہ دوا ڈالیں اسی طرف کی کروٹ پر سور ہیں دو تین دن میں میل بالکل صاف ہوجائے گا اور سلائی وغیرہ سے میل نکلوانے کی ضرورت نہ پڑے گی۔ دوا۔ جس سے مچھر یا اور کوئی جانور جو کان میں گھس گیا ہو نکل جاوے۔ تین ماشہ آڑو کے پتے، یہ باغوں میں بہت ملتے ہیں اور تین ماشہ ہرے پودینے کے پتے اور تین ماشہ سقمونیا سب کو باریک پیس کر چھان کر کان میں نیم گرم ٹپکا دیں۔ اس سے وہ جانور مرجائے گا جب اس کا چلنا پھرنا کان میں معلوم نہ ہو اس وقت روغن بادام نیم گرم خوب بھر دو اور کان کے سوراخ میں روئی لگا کر کان کو جھکا کے رکھو۔ تھوڑی دیر بعد روئی نکال دو وہ جانور بھی تیل کے ساتھ نکل آوے گا۔ اور فقط تیل کان میں خوب بھر دینے سے بھی جانور مرجاتا ہے۔[3]

1: جب وضو کرنا ہو تو ان ٹکیوں کو ذرا بتی دے کر چھوڑا کر وضو کرلیں اور فوراً پانی خشک کرکے پھر ان ٹکیوں کو اسی جگہ چپکا دیں ۱۲۔ نظر ثالث۔

۲: یہ دوا بہت دنوں تک کان میں ڈالی جاوے تو کان بہنے کو بھی مفید ہے ۱۲۔ از تاکوری۔

۳: جانور کے کان میں سے نکلنے کی ایک اور تدبیر بھی ہے اگر وہ جانور زندہ ہو تو ایسا کرو کہ اندھیرے میں جاکر تیز روشنی کا لیمپ یا چراغ کان کے سامنے رکھو حشرات الارض روشنی پر عاشق ہیں۔ وہ جانور روشنی دیکھ کر باہر نکل آوے گا۔ ۱۲ نظر ثالث۔

(1) یہ چاندی کا میل ہے جو کٹھان میں نکلتا ہے اگر کٹھان کا نکلا ہوا نہ ملے تو سنار کے یہاں سے چاندی کا میل لے لیں ۱۲۔

کان کا درد...... خواہ کسی قسم کا ہو اس کے لئے یہ روغن مفید ہے اور کسی وقت میں نقصان دینے والا نہیں اگر گھر میں ہمیشہ تیار رہے تو بہتر ہے چھ ماشہ بنفشہ اور چھ ماشہ افسنتین رومی اور تین ماشہ اسطوخودوس اور چھ ماشہ گل بابونہ رات کو پاؤ بھر پانی میں بھگو دیں صبح کو اتنا جوش دیں کہ پانی آدھا رہ جائے پھر مل کر چھان کر دو تولہ روغن گل اور چھ ماشہ سرکہ ملا کر اتنا اوٹائیں کہ پانی اور سرکہ جل کر صرف تیل رہ جائے پھر چار رتی کافور اور ایک ماشہ مصطگی رومی اور ایک ماشہ انزروت باریک پیس کر اس تیل میں ملا کر رکھ لیں جب ضرورت ہو نیم گرم کان میں ٹپکائیں۔

ناک کی بیماریاں

فائدہ اگر سرسام میں نکسیر جاری ہو جاوے تو اس کو مت بند کرو۔ البتہ اگر بہت زیادہ ہو جاوے تو بند کر دینا چاہئے۔

نکسیر ...... اگر خفیف جاری ہووے تو امرود کے پتوں کا پانی نچوڑ کر ناک میں چڑھانے سے بند ہو جاتی ہے۔

دوسری دوا...... جس کی بہت قوی تاثیر ہے۔ اول ٹھنڈا پانی سر پر ڈالو پھر تین ماشہ مازو اور تین ماشہ پوست انار اور تین ماشہ گل سرخ اور چھ ماشہ چھلکے اتری ہوئی مسور اور پندرہ ماشہ رسوت ان سب کو باریک پیس کر گلاب اور خرفہ کے پتوں کے پانی میں ملا کر پیشانی اور سر پر لیپ کرو۔ مگر یہ دوا بہت بوڑھے آدمیوں کو استعمال نہ کرنا چاہئے۔

تیسری دوا...... جو ہر طرح کی نکسیر کو مفید ہے اور ہر عمر میں استعمال کر سکتے ہیں۔ تین ماشہ سفید صندل اور تین ماشہ رسوت اور تین ماشہ گلنار اور چار رتی کافور ان سب کو چھ تولہ گلاب میں پیس کر اس میں کپڑا بھگو کر پیشانی پر رکھیں۔

زکام اور نزلہ ...... آج کل یہ بہت ہونے لگا ہے اس کو ہلکا مرض نہ سمجھو بلکہ شروع ہوتے ہی فکر کر کے علاج اور پرہیز کرو یہ جو مشہور ہے کہ تین دن تک دوا نہ پیو یہ بات پہلے زمانہ میں تھی جس وقت طبیعتیں قوی ہوتی تھیں اور بیماری کو خود دفع کر دیتی تھیں اب طبیعتیں کمزور ہو گئیں اب اس بات کے بھروسہ نہ رہیں زکام اگر ہمیشہ رہے دماغ کمزور ہو جاتا ہے اور اگر شروع ہو کر بند ہو جاوے تو طرح طرح کی بیماریاں پیدا ہو جاتی ہیں یہاں تک کہ کبھی جنون ہو جاتا ہے۔ جس طرح کا زکام ہو فوراً حکیم سے کہہ کر اس کا علاج کرنا چاہئے اور غذا زکام میں مونگ کی دال رکھو۔ چکنائی اور مٹھائی اور دودھ، دہی اور ترشی سے پرہیز لازم سمجھو۔ اور شروع زکام میں سر پر تیل نہ ملو۔ اخیر میں مضائقہ نہیں اور شروع زکام میں چھینک لینے کے لئے کوئی ہلاس نہ سونگھو اس سے بعض دفعہ آنکھ میں پانی اتر آتا ہے اور بینائی جاتی رہتی ہے۔ اور جب زکام بالکل اچھا ہو جاوے تو کوئی دوا دماغ کی طاقت کی ضرور کھا لیا کرو۔ یہ حریرہ بہت اچھا ہے نزلہ نہیں ہونے دیتا۔ ترکیب یہ ہے کہ نو دانے بادام شیریں کا مغز اور چھ ماشہ مغز تخم کدوئے شیریں اور پانچ ماشہ تخم خشخاش مفید پانی میں خوب باریک پیس کر چار ماشہ نشاستہ ملا کر چار تولہ گھی میں حریرہ پکا کر چار تولہ مصری سے میٹھا کر کے پئیں۔ یا نو ماشہ خمیرہ گاؤزباں میں دو چاول مونگے کا کشتہ ملا کر کھاویں اور خمیرہ اور کشتہ کی ترکیب خاتمہ میں آوے گی۔[1]

زبان کی بیماریاں

قلاع یعنی منہ آجانا ...... اگر سفید رنگ ہو تو یہ دوا کریں۔ ایک ایک ماشہ کباب چینی اور بڑی الائچی کے دانے اور سفید کتھا باریک پیس

---

[1] ایک قسم کا زکام وہ ہے کہ شروع میں حلق میں سوزش ہوتی ہے اور سانس رکتا ہے اور پتلا بلغم نکلتا ہے پھر بند ہو جاتا ہے اور سر میں درد وغیرہ ہوتا ہے اور ہمیشہ تکلیف رہتی ہے تھوڑے دنوں کے بعد پھر زکام شروع ہوتا ہے اور وہی حالتیں ہوتی ہیں اسی طرح سلسلہ لگا رہتا ہے یہ زکام گرمی سے ہوتا ہے اگر ایک دفعہ اس کا علاج باقاعدہ ہو جاوے تو بہت فائدہ ہوتا ہے اور دورہ نہیں ہوتا دوا علاج یہ ہے کہ جس وقت اس زکام کے شروع ہونے کی علامتیں شروع ہوں فوراً عناب ۵ دانہ بھگو کر چھان کر شکر سفید دو تولہ ملا کر صبح شام پئیں تین وقت کے بعد اسمیں گل بنفشہ ۵ ماشہ بڑھا لیں اور صبح شام دونوں وقت پئیں تین وقت کے بعد یہ نسخہ پئیں۔ عناب ۵ دانہ گل بنفشہ ۵ ماشہ مویز منقی ۹ دانہ سپستاں ۹ دانہ گرم پانی میں بھگو کر چھان کر شکر سفید یا خمیرہ بنفشہ ۲ تولہ ملا کر پئیں اور تین وقت کے بعد یہ نسخہ پئیں۔ ملٹھی ۳ ماشہ۔ گل بنفشہ ۵ ماشہ۔ سپستاں ۹ دانہ مویز منقی ۹ دانہ ہنسراج ۵ ماشہ بھگو کر یا جوش دے کر چھان کر شکر سفید یا خمیرہ بنفشہ دو ۲ تولہ ملا کر پئیں۔ تین وقت کے بعد کوئی حریرہ مقوی دماغ یا خمیرہ گاؤزباں چند روز کھاتے رہیں۔ حریرہ کا نسخہ ابھی گذرا اور خمیرہ گاؤزبان کی ترکیب خاتمہ میں ہے۔ شروع زکام میں دوا کو جوش دے کر پینا کبھی سرسام لے آتا ہے ۱۲ نظر ثالث۔

کر منہ میں چھڑکیں اور منہ لٹکاویں تاکہ لعاب یعنی رال نکل جاوے اور اگر سرخ رنگ ہے تو یہ دوا کرو ایک ایک ماشہ گلاب زیرہ اور تخم خرفہ اور طباشیر اور زہر مہرہ خوب باریک پیس کر منہ میں چھڑکیں اور اگر گہرا سرخ نہ ہو بلکہ سرخ زردی مائل ہو تو یہ دوا لگائیں۔ تین ماشہ مصری اور ایک ماشہ کافور پیس کر منہ میں ملیں اکثر سرسام اور تیز بخار میں ایسا قلاع ہوتا ہے اور اگر سیاہ رنگ ہو تو اس کی تدبیر کسی حکیم سے پوچھو[1]۔ دوا جو منہ آنے کی اکثر قسموں کو نافع ہے۔ ایک ایک ماشہ گاؤزباں سوختہ یعنی گاؤزباں کی جلی ہوئی چھالی اور کتھا سفید اور طباشیر اور گل ارمنی اور گلنار بڑی الائچی کے دانے اور کباب چینی باریک پیس کر منہ میں چھڑکیں اور منہ لٹکاویں۔

دانت کی بیماریاں

فائدہ...... گرم چیز جیسے زیادہ گرم روٹی یا جلتا سالن وغیرہ کھا کر اوپر سے ٹھنڈا پانی مت پیو۔ اس سے دانتوں کو نقصان پہنچتا ہے اور دانت سے کوئی سخت چیز مت توڑو اس سے دانت اور آنکھ دونوں کو صدمہ پہنچتا ہے۔ برف کثرت سے چبانا بھی مضر ہے۔

منجن...... جو کہ عورتوں کے لیے مفید ہے۔ دو تولہ بادام کے چھلکے جلے ہوئے اور چھ ماشہ زرد کوڑی کی راکھ اور چھ ماشہ رومی مصطگی سب کو باریک پیس کر رکھ لیں اور ہر روز ملا کریں۔

دوسرا منجن...... بہت آزمایا ہوا ساٹ ماشہ بارہ سینگے کا جلا ہو سینگ اور سات ماشہ چھوٹی مائیں اور سات ماشہ ناگر موتھا اور سات ماشہ گل سرخ اور سات ماشہ بالچھڑ اور پونے دو ماشہ نمک لاہوری باریک پیس کر رکھ لیں اور ہر روز ملا کریں۔

تیسرا منجن...... دانت کیسے ہی کمزور ہوں اور ہلنے لگے ہوں اس منجن سے جم جاتے ہیں۔ مسوڑھوں سے اگر خون بہتا ہو اس کو بھی مفید ہے۔ رومی مصطگی، پھٹکری خام، لوبان، سنگجراحت، طباشیر، لوہے کا برادہ، سیاہ مرچ، سفید گول مرچ، کتیس[2]، اتمیں، چھالیہ، مازو، سیلکھری، جھڑبیری کی چھال جامن کی چھال (ببول کی چھال۔ ۱۲ ق) گوندنی کی چھال یہ سب چیزیں ایک ایک ماشہ لے کر باریک پیس کر رکھ لیں، اور رات کو مل کر پان کھا کر سو رہیں۔ صبح کو ایک شاخ کھجور کی پانی میں جوش دے کر کلی کریں۔ اگر یہ کلی نہ بھی کریں تو مضائقہ نہیں۔

چوتھا منجن...... جو دانتوں کے درد اور ڈاڑھ ہلنے اور نکلنے کے لئے مفید ہے۔ مصطگی رومی۔ عاقرقرحا۔ نمک لاہوری۔ تمباکو[3] سب تین تین ماشہ لے کر باریک پیس کر ملیں اور منہ لٹکاویں۔

حلق کی بیماریاں

گلا دکھنا...... شہتوت کا شربت دو چار دفعہ چاٹ لیں بہت فائدہ ہوتا ہے اور بیماریوں میں حکیم سے پوچھیں[4]۔

۱: اس کے لئے بید انہ پوٹلی میں باندھ کر زبان پر پھیرنا بہت مفید ہے ۱۲ نظر ثالث۔

۲: کتیس ایک دوا ہے سیلکھری کی طرح جو اکثر دواخانوں میں ملتی ہے اگر نہ ملے نہ ڈالیں ۱۲۔

۳: تمباکو اس نسخہ میں اس کو بھی چکر نہیں لاتا جس کو تمباکو کھانے کی عادت نہ ہو ۱۲۔

۴: مچھلی کا کانٹا گلے میں اٹک جانا اس کی تدبیر یہ ہے کہ ایک گوشت کی بوٹی اتنی بڑی کہ حلق میں اتر سکے لے کر اس میں ایک مضبوط ڈول باندھ کر نگلوا دیں۔ جب کانٹے سے نیچے اتر جاوے تو ڈورے کو کھینچ لیں وہ کانٹا ٹوٹ جائے گا اور حلق کی تکلیف کم ہو جاوے گی پھر انجیر ولایتی منہ میں رکھیں اگر کچھ بقیہ اس کا رہ گیا ہوگا تو گل جاوے گا اور فقط انجیر چبانا اور ہر وقت منہ میں رکھنا بھی چھوٹے موٹے کانٹے کے گلانے کے لئے کافی ہے ۱۲۔

۵: گلے میں کبھی ورم آجاتا ہے اس کا علاج یہ ہے کہ یہ لیپ کریں جدوار۔ تخم خطمی۔ اکلیل الملک۔ گیرو تین تین ماشہ املتاس ۶ ماشہ۔ ہری مکو کے عرق میں پیس کر نیم گرم لیپ کریں۔ بعض وقت گلے کا ورم ایسا ہی بڑھ جاتا ہے کہ دم بند ہونے کی نوبت آجاتی ہے درد جان کا اندیشہ ہو جاتا ہے ایسے وقت کی مجرب تدبیر یہ ہے کہ ایک مرغ کا بچہ جوان ذبح کر کے آلائش دور کر کے گرم گرم ورم پر باندھیں یا سینہ کا گوشت تھوڑا لے کر گرم گرم باندھیں اگر مرغ کا بچہ نہ ملے تو گائے کے گوشت کا پارچہ گرم کر کے باندھیں یا قیمہ کر کے نمک مصالحہ لہسن ملا کر باندھیں نہایت مجرب ہے اس صورت میں سرروکی فصد کرانا بھی مجرب علاج ہے مگر فصد کرانے میں حکیم سے رائے لینا ضروری ہے ۱۲ نظر ثالث۔

سینہ کی بیماریاں

آواز بیٹھ جانا...... اگر زکام کھانسی کی وجہ سے ہے تو زکام کھانسی کا علاج کرنا چاہئے اور اگر یوں ہی بیٹھ گئی ہو تو یہ دوا کریں۔ ساڑھے تین ماشہ ابریشم خام مقرض اور پانچ ماشہ بیخ سوسن اور چار ماشہ اصل السوس مقشر یعنی ملٹھی چھلی ہوئی اور نو دانہ سپستاں یعنی لہسوڑہ اور دو تولہ مصری۔ ان سب کو جوش دے کر چھان کر چائے کی طرح گرما گرم پئیں۔ دوا۔ گاڑھے اور جمے ہوئے بلغم کو نکالنے والی۔ چار ماشہ اصل السوس مقشر اور چار ماشہ گاؤزباں اور ایک عدد ولائتی انجیر اور پانچ ماشہ گل بنفشہ اور نو دانہ سپستان اور دو تولہ مصری ان سب کو پانی میں جوش دے کر چھان کر اور سات دانہ بادام شیریں کا شیرہ نکال کر اس میں ملا کر نیم گرم پیویں اور یہ چٹنی چاٹیں اس سے بھی بلغم نکل جاتا ہے رب السوس۔ کتیرا صمغ عربی۔ کاکڑا سینگی۔ نشاستہ سب چیزیں ایک ایک ماشہ اور ایک دانہ مغز بادام شیریں ان سب کو باریک پیس کر دو تولہ شربت بنفشہ میں ملا کر رکھ لیں اور تھوڑی تھوڑی چاٹیں اور اگر کھانسی میں کف پتلا نکلتا ہے تو یہ دوا کرو۔ چار ماشہ اصل السوس مقشر اور پانچ دانہ عناب اور پانچ ماشہ تخم خطمی اور پانچ ماشہ گل بنفشہ اور نو دانہ مویز منقی پانی میں بھگو کر چھان کر مصری ملا کر پیویں۔

گولی...... ہر طرح کی کھانسی کو مفید ہے اور کسی حال میں نقصان نہیں کرتی۔ کاکڑا سینگی باریک پیس کر پانی میں گوندھ کر سیاہ مرچ کے برابر گولی بنا کر ایک ایک گولی منہ میں رکھیں اور اگر کھانسی میں خون آنے لگے تو جلدی کسی حکیم سے کہو ایسا نہ ہو کہ پھیپھڑہ میں زخم ہو گیا ہو جس کو سل کہتے ہیں اور اگر اس کے شروع میں تدبیر نہ کی جائے تو پھر لاعلاج ہو جاتا ہے اور شروع میں یہ دوا بہت مفید ہے۔ تین ماشہ برگ لونکھا[1] اور ایک ماشہ تخم خشخاش سفید اور ایک تولہ مغز تخم کدوئے شیریں پانی میں پیس کر چھان کر دو تولہ مصری ملا کر گیرو، کتیرا، صمغ عربی سب ایک ایک ماشہ لے کر باریک پیس کر چھڑک کر پئیں۔ ایک ہفتہ برابر پئیں اور ترشی اور دودھ۔ دہی وغیرہ سے بالکل پرہیز کریں انشاء اللہ تعالیٰ تمام عمر سل نہ ہو گی۔ کھانسی کا ایک لعوق دمہ کے بیان میں آتا ہے۔ خشک کھانسی تر سے زیادہ بری ہے۔ حکیم سے علاج کراؤ۔

گولی...... کہ سرد اور گرم کھانسی کیلئے۔ مفید ہے اور بلغم کو آسانی سے نکالتی ہے تین ماشہ رب السوس اور تین ماشہ مویز منقی اور نشاستہ اور صمغ عربی اور کتیرا اور مغز کدوئے شیریں چاروں چیزیں ایک ایک ماشہ اور پانچ ماشہ قند سفید پیس کر بہدانہ کی لعاب میں گوندھ کر سیاہ مرچ کے برابر گولیاں بنالیں اور ایک ایک گولی منہ میں رکھیں۔

پسلی کا درد...... یہ لیپ اس کے لئے مفید ہے۔ تخم کتان چھ ماشہ اور تخم حلبہ چھ ماشہ اور ملوخشک چھ ماشہ اور بنفشہ چھ ماشہ پانی میں بھگو کر جوش دے کر مل کر چھان کر چار تولہ روغن گل اور دو تولہ موم زرد ملا کر پھر جوش دیں۔ جب پانی جل کر تیل اور موم رہ جاوے تو تین ماشہ مصطگی رومی اور تین ماشہ لوبان باریک پیس کر ملالیں لیکن اگر بخار تیز ہو تو اس لیپ میں لوبان نہ ملائیں اور اگر درد بہت ہی زیادہ ہو تو اسی لیپ میں ایک ماشہ افیون اور ایک ماشہ زعفران اور ملالیں اور نیم گرم مالش کریں۔

دمہ...... اس بیماری کی جڑ تو کم جاتی ہے لیکن تدبیر کرنے سے دورے ہلکے پڑ جاتے ہیں۔ جب دورے کے آثار معلوم ہوں تو ایک وقت کھانا نہ کھائیں اور جب دورہ پڑے تو جو دوا اور چٹنی کھانسی میں لکھی ہے وہ کریں اور کشتہ یا کوئی اور چیز زیادہ گرم و خشک نہ کھائیں اور چکنائی نہ کھائیں البتہ مکھن اور مصری دورے کے وقت چاٹنا بہت مفید ہے۔ اگر کوئی خاص غذا یا دوا تجربہ سے فائدہ مند ہو برابر کھاویں۔[2]

لعوق...... یہ کھانسی کیلئے بہت مفید ہے اور اس سے دمہ کے دورے بھی کم پڑتے ہیں اور قبض بھی رفع ہوتا ہے چار تولہ دو ماشہ مغز املتاس پانی میں بھگو کر مل کر چھان لیں پھر اسی پانی میں دس ماشہ مغز بادام شیریں پیس لیں پھر بیس تولہ قند سفید ملا کر شربت سے ذرا گاڑھا

۱: اس کو لونیا بھی کہتے ہیں یہ خرفہ کی ایک قسم ہے۔ اکثر باغوں میں ڈولوں پر اور گملوں میں لگایا جاتا ہے ۱۲۔

۲: دمہ والے کو گنا چوسنا اکثر مفید ہوتا ہے۔ دمہ کے لئے بہت مجرب تدبیر۔ جب موسم زیادہ گرم نہ ہو تو بادام کھائیں اس ترکیب سے کہ ایک بادام کو گرم پانی میں بھگو کر چھلکا اتار کر مصری ہموزن ملا کر خوب باریک پیس کر چاٹ لیں اور اگلے دن دو بادام اور ہموزن مصری اور تیسرے دن تین اس طرح ایک ایک بڑھا کر ۴۰ تک پہنچا دیں۔ بعد ازاں ایک ایک کم کریں یہاں تک کہ ایک رہ جاوے پھر چھوڑ دیں اگر دو تین برس تک ایسا کر لیں تو دمہ بشرطیکہ ابتدائی ہو انشاء اللہ تعالیٰ بالکل جاتا رہے گا نہایت مجرب ہے اگر چالیس ۴۰ تک نہ کھا سکیں تو بیس ۲۰ تک سہی۔ ۱۲ نظر ثالث۔

قوام کرلیں پھر کتیرا اصمغ عربی، آرد باقلہ تینوں چیزیں سات سات ماشہ پیس کر ملالیں اور دو تولہ روغن بادام اس میں ملا کر رکھ لیں اور تین تولہ روز چاٹیں۔[۱]

دل کی بیماریاں

ہول دلی اور غشی یعنی بیہوشی[۲]..... جب دل میں کسی وجہ سے ضعف بڑھ جاتا ہے ہول دلی پیدا ہو جاتی ہے اور جب زیادہ ضعف ہو جاتا ہے تو غشی ہو جاتی ہے اور جب غشی جلدی جلدی ہونے لگتی ہے تو آدمی کسی وقت دفعۃً مر جاتا ہے اس کا پورا علاج حکیم سے کرانا چاہئے۔ لیکن یہ دوا کسی حال میں نقصان نہیں کرتی اور اکثر حالتوں میں مفید ہوتی ہے۔ ایک عدد مربائے آملہ پانی سے دھو کر ایک ورق چاندی کا لپیٹ کر اول کھا کر پانچ ماشہ گل سیوتی اور پانچ ماشہ تخم کاسنی اور چار ماشہ گل گاؤزبان اور تین ماشہ برگ بادر نجبویہ گرم پانی میں بھگو کر چھان کر دو تولہ شربت سیب ملا کر پی لیں اور اگر عرصہ تک صرف آملہ کا مربہ ہی کھاتے رہیں تو خفقان یعنی دھڑکن کو کھو دیتا ہے اور جب کسی کو غشی آوے تو ٹھنڈے پانی کے چھینٹے منہ پر مارو۔ دل بائیں چھاتی کے نیچے ہے۔[۳]

معدہ یعنی پیٹ کی بیماریاں

فائدہ...... معدہ کی صحت کا بڑا خیال رکھو۔ بے بھوک ہرگز نہ کھاؤ اور جب بھوک لگنے کے بعد کھاؤ تو تھوڑی سی بھوک چھوڑ کر اٹھ کھڑے ہو اور یوں نہ سمجھو کہ تھوڑا کھانے سے جان کو کیا لگے گا۔ بلکہ زیادہ کھانے سے ہضم میں فتور ہوتا ہے وہ جان کو نہیں لگتا۔ اور تھوڑا کھایا ہوا خوب ہضم ہوتا ہے اس سے خون زیادہ پیدا ہوتا ہے اور کھانے میں زیادہ تکلف نہ کرو اور ہمیشہ عمدہ اور نرم غذا کھانے کی عادت نہ ڈالو بلکہ ہر قسم کی غذا کی عادت رکھو۔ اگر خاص چیز کی عادت ہو جاتی ہے پھر اور غذا نقصان کرنے لگتی ہے اور کبھی کبھی نفل روزہ بھی رکھ لیا کرو اس میں ثواب بھی ملتا ہے اور پیٹ کی کثافت بھی تحلیل ہو جاتی ہے اور بہت بیماریوں سے حفاظت رہتی ہے۔

فائدہ...... تربوز، کھیرا، ککڑی وغیرہ ہلکی چیزیں پیٹ بھرے پر نہ کھاؤ اور نہ نہار منہ کھاؤ بلکہ ایسے وقت کھاؤ کہ نہ بہت بھوک ہو اور نہ بالکل پیٹ بھرا ہو۔ بہت بھوک میں ان چیزوں کے کھانے سے بعض دفعہ یہ چیزیں بالکل صفرا یعنی پت بن جاتی ہیں اور ہیضہ کی صورت پیدا ہو جاتی ہے اور بھرے پیٹ پر کھانے سے دوسری غذا کو اچھی طرح ہضم نہیں ہونے دیتیں۔

فائدہ...... چکنائی زیادہ کھانے سے معدہ ضعیف ہو جاتا ہے۔

فائدہ...... حتی الامکان مسہل کی عادت نہ ڈالو اس سے معدہ کی قوت بالکل جاتی رہتی ہے۔

فائدہ...... معدہ بالکل بیچ پیٹ میں ہے اگر معدہ پر کوئی دوا لگاتا ہو تو بیچ پیٹ میں ناف تک لگاؤ۔

۱: کالی کھانسی۔ سوئی مچھلی پاؤ بھر لیں اور مع الائش اور کرن (چھلکے) کے ٹکڑے کرلیں اور نمک لاہوری پاؤ بھر لیں اور اس کے بھی ٹکڑے کرلیں اور دونوں کو ملا کر ایک مٹی کے برتن میں بند کر کے اوپر سے مٹی لپیٹ کر دس سیر کنڈوں میں پھونک لیں یہ سب جل کر کوئلہ ہو جاوے گی۔ پھر نکال کر سب کو پیس کر رکھ لیں اور ایک رتی مکھن میں یا بالائی میں ملا کر چاٹیں۔ دوسرا نسخہ۔ کالی مرچ تین ۳ ماشہ۔ پیپل ۶ ماشہ انار دانہ ایک تولہ۔ گڑ دو ۲ تولہ۔ دواؤں کو باریک پیس کر گڑ میں ملالیں اور چنے کے برابر گولیاں بنالیں اور منہ میں رکھیں۔ تنبیہ۔ انار دانہ کی ترشی سے شبہ نہ کریں یہ نسخہ مجرب ہے۔ ۱۲

۲: بیہوشی تین مرضوں میں ہوتی ہے (۱) غشی میں اور (۲) اختناق الرحم میں (۳) اور مرگی میں۔ تینوں میں فرق اختناق الرحم کے بیان میں آتا ہے ۱۲ ظفر ثالث۔

۳: ناف ٹل جانا۔ معدہ کے اوپر کئی پٹھے حفاظت کیلئے کھینچے ہوئے ہیں ان کی بندش میں فرق آجاتا ہے تو اسکو لوگ ناف ٹل جانا کہتے ہیں اس سے بعض وقت بہت تکلیف ہوتی ہیں اسکے متعلق یاد رکھو کہ بلا مسہل لئے پیٹ کو ہرگز نہ ملواؤ اس سے بعض وقت جان پر بن جاتی ہے اسی طرح پیٹ پر کھڑا رکھنا یا دوسرے آدمی کا کھڑا ہونا یہ سب جاہلانہ ترکیبیں ہیں عمدہ تدبیر یہ ہے کہ جب ناف ٹل جائے تو لاٹھی یا ہاتھ میں لے کر ایک دیوار سے کمر لگا کر اسطرح کھڑے ہوں کہ دونوں پیروں کی ایڑیاں دیوار سے لگی رہیں اور سر بھی دیوار سے لگا رہے پھر ایک پیر کو اس طرح اٹھاویں کہ پیٹ سے لگ جائے پھر چھوڑ دیں اسکے بعد دوسرے پیر کو اسی طرح اٹھاویں اور چھوڑ دیں اسی طرح دو تین وقت نہار منہ کرنے سے ناف ٹھیک ہو جاوے گی اس ترکیب میں کسی طرح کا نقصان نہیں مگر حمل کی حالت میں یہ بھی نہ کریں درست ہونے کے بعد مہینہ دو مہینے پٹی باندھے رہنا بہت مفید ہے آئندہ کو اس مرض کی جڑ جاتی رہتی ہے ۱۲ ظفر ثالث۔

قے کرانے کا بیان...... اگر کبھی زیادہ کھانے سے یا اور کسی ضرورت سے قے کرنا ہو تو اس دوا سے قے کرو۔ ڈیڑھ تولہ مولی کے بیج اور ڈیڑھ تولہ سویہ کے بیج ڈیڑھ سیر پانی میں جوش دیکر چار تولہ سرکہ کی سکنجبین ملا کر نیم گرم پئیں۔ اور انگلی یا پر حلق میں ڈال کر قے کریں۔ یہ دوا بہت تیز نہیں ہے اور کسی حال میں نقصان نہیں[1] کرتی اور قے کی حالت میں آنکھوں پر ہاتھ رکھ لو ورنہ آنکھ پر بڑا صدمہ پہنچتا ہے اور قے کے بعد جب تک طبیعت بالکل نہ ٹھہر جاوے (ٹھنڈا) پانی ہرگز نہ پیو ورنہ بائے گولہ کے درد کا اندیشہ ہے بلکہ قے کے بعد ٹھنڈے پانی سے منہ دھو ڈالو۔ اور اگر مزاج سرد ہے تو نیم گرم پانی سے کلی کر دو۔ اور اگر مزاج گرم ہے تو ٹھنڈے پانی سے کلی کرو۔

قے روکنے کا بیان...... بعض وقت مسہل پینے سے متلی ہونے لگتی ہے اس کا دفعیہ یہ ہے کہ بازو خوب کس کر باندھو اور شبلاؤ اور الائچی اور پودینے کے پتے چباؤ اگر اس سے طبیعت نہ ٹھہرے تو فم معدہ یعنی کوڑی پر یہ لیپ کرو۔ تین ماشہ گلاب زیرہ، اور ایک ماشہ صندل سفید اور ایک ماشہ طباشیر۔ ان سب کو دو تولہ گلاب اور تین ماشہ سرکہ میں پیس کر کوڑی پر مالش کرو۔ یہ دوا لگا کر تھوڑی دیر کے بعد جو دوا چاہو پلاؤ قے نہیں ہوتی۔

ہیضہ کا بیان...... یہ سخت بیماری ہے اس کا علاج کسی ہوشیار حکیم سے جلدی کرانا چاہئے۔ یہاں دو نسخے ایسے لکھے جاتے ہیں جو کسی حالت میں نقصان نہ کریں خواہ دست بند کرنے ہوں یا جاری رکھنے ہوں۔

ایک نسخہ تو یہ ہے...... چھ ماشہ گل سرخ تین چھٹانک گلاب میں جوش دیں۔ جب آدھارہ جاوے تو دو تولہ شربت انار شیریں۔ ملایا جائے اور چھ رتی نارجیل دریائی اور ایک ماشہ زہر مہرہ خطائی، عرق بید مشک میں گھس کر بغیر چھانے ملا دیا جائے اور دو تین دفعہ میں پلائیں۔ اس کے پینے سے اگر پیٹ میں کچھ مادہ ہوتا ہے تو ایک دو دست ہو جاتے ہیں اور اگر کچھ مادہ نہیں تو اسی سے دست بند ہو جاتے ہیں۔

دوسرا نسخہ...... عرق[2] کافور نہایت مفید چیز ہے اس کی ترکیب یہ ہے کہ ایک تولہ کافور پیس کر اس میں تین تولہ سرکہ ملا کر شیشی میں بند کر کے تیس روز دھوپ میں رکھیں اور ہر روز ہلا دیا کریں۔ بعد تیس روز کے چھان کر کاگ لگا کر نیلا کاغذ یا نیلا کپڑا شیشی پر لپیٹ کر احتیاط سے رکھ لیں۔ جب ہیضہ میں پیاس زیادہ ہو تو دس ۱۰ دس ۱۰ بوند دو دو تولہ گلاب میں ملا کر پلائیں نہایت مفید ہے اور اگر وبا کے موسم میں تندرست آدمی بھی اسی عرق کو ہر روز پانچ بوند پانی میں ڈال کر یا بتاشہ میں لے کر پیتے رہیں تو انشاء اللہ تعالیٰ ہیضہ سے حفاظت رہے یہ گھروں میں تیار رہنے کی چیز ہے لیکن سرد مزاج والے اور بچے اس کو تندرستی میں نہ پئیں اور ہیضہ میں پئیں تو مضائقہ نہیں۔ اور یہ عرق کافور کتے کے کاٹے پر لگائیں تو اکسیر ہے اور بعضی قسموں کے ہیضہ میں خالی پانی دینا بہت نقصان کرتا ہے اس لئے بہتر یہ ہے کہ آدھ سیر پانی یا آدھ سیر عرق سونف میں آدھ پاؤ عرق گلاب ملا کر رکھ لیں اور پیاس میں یہی پلائیں۔ اس سے کسی حالت میں نقصان نہیں ہوتا۔ ہیضہ کے مریض کو خواہ مخواہ پانی سے نہ ترساویں اور ہیضہ والے کو جب تک ایسی بھوک نہ ہو جس سے بے قرار ہو جاوے تب تک غذا نہ دو۔ اور جب ایسی بھوک ہو تب دو تین تولہ شوربا یا اسی قدر آش جو لیموں کاغذی کا عرق ڈال کر پلاؤ اور آہستہ آہستہ غذا بڑھاؤ۔ یکلخت پیٹ بھر کر نہ دو ورنہ پھر بچنا مشکل ہے۔ اور اگر ہیضہ والے کو نیند آجاوے تو سونے دو یہ اچھے ہونے کی نشانی ہے اور بخار آجانا بھی اچھی علامت ہے اور پیشاب[3] بند ہو جانا بری علامت ہے۔ نبضیں چھوٹ جانا چنداں بری علامت نہیں علاج کئے جاؤ۔

ہضم میں فتور ہونا یا قبض ہونا...... یہ چورن معدہ اور انتڑیوں کو طاقت دیتا ہے اور بھوک لگاتا ہے اور کھانا ہضم کرتا ہے اگر دست آتے ہوں تو بند کرتا ہے۔ اگر قبض ہو تو دست لاتا ہے۔ چار تولہ آٹھ ماشہ انار دانہ ترش کہنہ یعنی پرانا اور سات ماشہ زنجبیل یعنی سونٹھ اور سات ماشہ زیرہ سفید اور بیس ماشہ تربد سفید یعنی نسوت اور بیس ماشہ زیرہ سیاہ اور بیس ماشہ تنتریک یعنی سماق اور بیس ماشہ پوست بلیلہ زرد اور بیس ماشہ پوست بلیلہ اور چار تولہ دو ماشہ نمک لاہوری۔ ان سب کو ملا کر نصف کو خوب باریک پیس لیں اور نصف کو ایسا موٹا

۱: البتہ حمل کی حالت میں بلارائے حکیم قے مت کراؤ۔

۲: عرق کافور کا ایک اور نسخہ جو بہت سے امراض کو مفید ہے اور اس کا نام اشتہاروں میں امرت دھارا ہے وہ طاعون کے بیان میں ہے ہیضہ میں بہت مفید ہے اور ہیضہ کے موسم میں تندرستوں کو بھی مفید ہے ۱۲ نظر ثالث۔

۳: پیشاب بند ہو تو یہ علاج نہایت مجرب ہے رائی پیس کر کپڑے پر لگا کر الٹی طرف سے یعنی کپڑا بدن پر رہے اس کپڑے کو گردوں پر رکھیں اور منہ میں برف رکھیں انشاء اللہ تعالیٰ دس منٹ میں پیشاب ہو گا دس منٹ کے بعد اتار دیں ۱۲ نظر ثالث۔

چھیں کہ چھلنی میں چھن جائے اور اٹھا کر رکھ لیں اگر قبض دور کرنا ہو تو موٹا پسا ہوا سات یا نو ماشہ ہر روز نہار منہ کھایا کریں اور اگر بار بار پاخانہ کا تقاضا ہوتا ہے اور بند کرنا منظور ہے تو باریک پسا ہوا سات ماشہ یا نو ماشہ نہار منہ یا کھانا کھانے کے بعد کھاویں۔

نمک سلیمانی ...... کہ نہایت ہاضم ہے اور بہت سے فائدے رکھتا ہے اور پیٹ کے درد کو کھوتا ہے۔ اگر سات رتی نہار منہ ہر روز کھاویں تو بینائی تیز کرتا ہے۔ اگر بجڑ یعنی بھرن (تتیہ زنبور) کے کاٹے پر خوب مل دیں خواہ خشک یا گلاب میں ملا کر تو اس کیلئے بھی آزمایا ہوا ہے۔ ہاتھ پاؤں میں جہاں درد ہو وہاں اگر شہد مل کر اوپر سے اس کو چھڑک دیں تو فائدہ دے۔ اگر نیم برشت انڈے کے ساتھ اس کو کھاویں تو بہت قوت دے اور اس سے حافظہ قوی ہوتا ہے رنگ نکھرتا ہے جتنا پرانا ہو اثر زیادہ ہو۔

نسخہ نمک سلیمانی

نام دوا	وزن عبارت میں	وزن ہندسوں میں	نام دوا	وزن عبارت میں	وزن ہندسوں میں
نمک لاہوری بریاں	ستاون تولہ چھ ماشہ	۵۷ تولہ ۶ ماشہ	مرچ سفید (دکھنی مرچ)	اکیس ماشہ	۲۱ ماشہ
نمک سانبھر	آٹھ تولہ پونے چار ماشہ	۸ تولہ ۳ ماشہ	لوٹر (یعنی مرچیا گند)	سوا انیس ماشہ	۱۹ ماشہ ۲ رتی
نوشادر	آٹھ تولہ پونے چار ماشہ	۸ تولہ ۳ ماشہ	افتیمون ولایتی	ساڑھے دس ماشہ	۱۰ ماشہ ۴ رتی
تخم کرفس	دو تولہ گیارہ ماشہ	۲ تولہ ۱۱ ماشہ	سونٹھ	سات ماشہ	۷ ماشہ
ہینگ	ساڑھے دس ماشہ	۱۰ ماشہ ۴ رتی	انیسون رومی	سات ماشہ	۷ ماشہ
زیرہ سیاہ (سرکہ میں بھگویا ہوا)	ساڑھے دس ماشہ	۱۰ ماشہ ۴ رتی	ملٹھی	سات ماشہ	۷ ماشہ
دار چینی قلمی	سات ماشہ	۷ ماشہ	زیرہ سفید	ساڑھے دس ماشہ	۱۰ ماشہ ۴ رتی
حب القرطم	سات ماشہ	۷ ماشہ	سوڈا بائی کارب (1)	ساڑھے پانچ تولہ	۵ تولہ ۶ رتی
مرچ سیاہ	اکیس ماشہ	۲۱ ماشہ	ایسڈ ٹارٹری	ساڑھے پانچ تولہ	۵ تولہ ۶ رتی

ترکیب: نمک لاہوری کے ٹکڑے کر کے ایک مٹی کے برتن میں رکھ کر گرم تنور میں رکھ دیں جب تنور کی آگ سرد ہو جائے تو نکال لیں اور کوٹ لیں اور ہر دوا کو الگ الگ کوٹ کر وزن کے موافق تول کر ملا لیں اور سبز رنگ کی بوتل میں رکھ کر چند روز جو میں دفن کر دیں۔ اور اگر بلا دفن کئے بھی کام میں لا دیں تو کچھ حرج نہیں۔ خوراک ایک ماشہ، کھیرے، ککڑی وغیرہ کو اسکے ساتھ کھاویں تو نقصان نہ ہو۔

گولی ہاضم ...... نمک سیاہ اور مرچ سیاہ اور آکھے کے سربند پھول جو کھلے نہ ہوں اور خشک پودینہ۔ ان سب کو ایک ایک تولہ لے کر خوب کوٹ چھان کر عناب کی برابر گولیاں بنالیں اور کھانے کے بعد ایک گولی کھالیا کریں۔ اور ہیضہ کے دنوں میں ہر روز ایک گولی نہار منہ کھالیا کریں تو بہت مفید ہے۔

دوا ...... جس سے قبض دفع ہو۔ دو ماشہ گل سرخ اور دو ماشہ سنا کی مکی سے چکنی کی ہوئی کوٹ چھان کر ایک تولہ اطریفل کشنیزی میں ملا کر سوتے وقت کھاویں۔ اور اطریفل کشنیزی کی ترکیب خاتمہ میں ہے۔

لیپ ...... جو پیٹ کی سختی کے لئے مفید ہے اور کسی حال میں نقصان نہیں کرتا۔ تین ماشہ مصطگی پیس کر دو تولہ روغن گل میں ملا کر گرم کر کے ملیں اور ایک لیپ رحم کی بیماریوں میں لکھا گیا ہے جس کا پہلا جزو گل بابونہ ہے۔

1: نمک سلیمانی کا نسخہ پڑھنے میں لوگوں نے بہت غلطیاں کیں اس واسطے نسخہ اس طرح بہت صاف صاف لکھا گیا ہے ۱۲ نظر ثالث۔

(1) اضافہ بوقت نظر ثالث ۱۲۔

پیٹ کا درد...... اس پوٹلی سے سینکو۔ گیہوں کی بھوسی اور باجرہ اور نمک سانبھر سب دو دو تولہ لے کر کچل کر دو پوٹلیوں میں باندھ کر چھ تولہ گلاب کسی برتن میں آگ پر رکھ کر وہ پوٹلیاں ڈال دو اور ایک ایک سے سینکو اگر گلاب فوراً نہ ملے تو خشک پوٹلیوں کو گرم کر کے سینکو اور یہ ہر جگہ کے درد کو مفید ہے اور اس میں کسی طرح کا نقصان نہیں اگر اس سے اچھا نہ ہو تو حکیم سے پوچھو۔

مسہل کا بیان

⇦ فائدہ...... بدون کسی حکیم کی رائے کے مسہل ہرگز مت لو۔

⇦ فائدہ...... مسہل میں املتاس کو جوش نہ دو۔ فائدہ۔ املتاس کے ساتھ بادام یا کوئی چکنی چیز ملا لیں تا کہ انتڑیوں میں پیچ نہ کرے۔

⇦ فائدہ...... اگر مسہل میں سنا ہو تو اس کو گھی سے چکنا کر کے بھگوؤ ورنہ پیٹ میں پیچ ہوگا۔ فائدہ۔ مسہل لے کر سوؤ مت ورنہ دست نہ آویں گے اور نقصان ہوگا۔

⇦ فائدہ...... مسہل کے زمانہ میں اور مسہل کے پندرہ بیس ۲۰ روز بعد تک نرم غذا اور بھوک سے کم کھاؤ۔ فائدہ مسہل کی دواؤں کو بہت مت ملو ہلکے ہاتھ سے مل کر چھان لو۔ بہت گاڑھی دوا دست کم لاتی ہے۔ مسہل کے دن کوئی لیپ مت کرو البتہ اگر دست نہ آویں اور پیٹ پر کوئی لیپ دست لانے والا کیا جاوے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ مسہل کے اگلے دن ٹھنڈائی ضرور پیو اور پے در پے مسہل نہ لو۔ ٹھنڈائی کیلئے کوئی نسخہ مقرر نہیں حکیم کی رائے پر ہے۔

جگر کی بیماریاں

جگر کلیجہ کو کہتے ہیں یہ پیٹ میں داہنی پسلیوں کے نیچے ہے جب جگر پر کوئی دوا لگانا ہو تو داہنی پسلیوں کے نیچے لگاؤ جب بیمار کے منہ یا ہاتھ پیروں پر ورم سا معلوم ہو تو سمجھ لو کہ اس کے جگر یا اس کے آس پاس کسی چیز میں ضعف آگیا ہے علاج میں دیر نہ کرو اور جب تک اچھا حکیم نہ ملے معجون دبید الورد پانچ ماشہ کھا کر اوپر سے آدھ پاؤ عرق مکو اور دو ۲ تولہ شربت بزوری بارد ملا کر پلاتے رہو اور لعاب دار چیزوں سے پرہیز رکھو معجون دبید الورد[1] اور شربت[2] بزوری بارد کا نسخہ خاتمہ میں لکھا ہے۔

استسقاء یعنی جلندر کی بیماری...... اس کا علاج حکیم سے کراؤ اور مکوہ کی بھوجی اس میں بہت فائدہ دیتی ہے اگر سب غذاؤں کی جگہ اس کو کھایا جائے تو بہت بہتر ہے۔

۱: دودھ ہضم نہ ہونا اس کی مجرب دوا یہ ہے کہ سوڈا سائیدرا اس دو رتی کھا کر پانچ منٹ کے بعد دودھ پئیں۔ یہ سوڈا انگریزی دواخانوں میں ملتا ہے اور سوڈے کی بوتل میٹھی ہو یا کھاری دودھ میں ملا کر پینے سے بھی دودھ ہضم ہو جاتا ہے ۱۲ نظر ثالث۔ درد بائے سول یہ کوڑی یعنی فم معدہ کا درد ہے اور نہایت سخت درد ہے اکثر قے کے بعد ٹھنڈا پانی پینے سے ہو جاتا ہے جس وقت یہ درد ہو فوراً بارود جو بندوق میں بھری جاتی ہے ۳ ماشہ پھانک کر دو ۲ گھونٹ گرم پانی پی لیں یہ تو فوری علاج ہے اس کے بعد چالیس روز ارنڈ خربوزے (پپیتہ) کا اچار سرکہ میں پڑا ہوا دو تولہ روز کھاویں نہایت مجرب ہے ارنڈ خربوزہ کے اچار کی ترکیب خاتمہ میں ہے بر ص ۵۴) ۱۲ نظر ثالث۔ فواق یعنی ہچکی اس کی دوا یہ ہے کہ عود یعنی اگر دلنہ الائچی خورد مصطگی رومی سب ایک ایک ماشہ پیس کر شربت بنفشہ دو تولہ میں ملا کر ذرا ذرا سی چاٹیں۔ دوسری ۲ دوا ہچکی۔ کالے اڑد (ماش) تمباکو کی جگہ چلم میں رکھ کر پئیں۔ اسی طرح چھپر کے پرانے بند حقہ میں پینا مفید ہے ایک قسم ہچکی کی وہ ہے کہ خشکی سے ہوتی ہے جیسے دق کے مریض کو آخیر میں آیا کرتی ہیں اس وقت دودھ حلق میں ڈالنا یا مکھن یا بادام اور مصری چبانا چاہئے معمولی ہچکی سانس روکنے سے بھی جاتی رہتی ہے ۱۲ پیٹ کا ورم پیٹ میں کئی چیزیں ہیں بیچ میں ناف سے اوپر معدہ اور داہنی طرف جگر اور بائیں طرف تلی اور معدہ کے اوپر کئی پٹھے (عضلے) ہیں اور ناف سے نیچے سب سے اوپر مثانہ ہے جس میں پیشاب رہتا ہے اس کے نیچے رحم اور رحم کے نیچے آنتیں ہیں ان میں سے ہر ایک میں ورم ہو سکتا ہے اور سب کے علاج الگ الگ ہیں اس واسطے حکیم سے علاج کرانے کی ضرورت ہے لیکن یہاں ایک لیپ ایسا لکھا جاتا ہے کہ سب کے ورم کو ہر حالت میں مفید ہوتا ہے وہ لیپ رحم کے ورم کے بیان میں لکھا ہوا ہے۔ پہلی دوا اس میں گل بابونہ ہے وہ لیپ دراصل تلوں کے ورم اور رحم اور معدہ کے ورم کے لئے ہے لیکن اگر جگر اور تلی پر بھی کر دیا جاوے تو کچھ حرج نہیں بلکہ کچھ مفید ہی ہوتا ہے۔ ۱۲ نظر ثالث۔

(۱) دیکھو ص ۴ حصہ ہذا ۱۲۔

(۲) دیکھو ص ۵ حصہ ہذا ۱۲۔

تلی کی بیماریاں

تلی پیٹ میں بائیں پسلیوں کے نیچے ہے اگر اس میں کوئی دوا لگانا ہو تو بائیں پسلیوں کے نیچے لگاؤ۔ تلی بڑھ جانا۔ چونہ پانی میں ڈال دو جب وہ نیچے بیٹھ جاوے اوپر کا صاف پانی لے کر اس پانی میں بیس عدد انجیر ولائتی جوش دے لو جب انجیر خوب پھول جاویں تو نکال کر صاف کپڑے پر پھیلا دو۔ جب پانی خشک ہو جاوے پاؤ بھر عمدہ سرکہ میں ڈال دو اور نمک مرچ بقدر ذائقہ ملا دو اور پندرہ بیس ۲۰ روز کے بعد ایک ایک انجیر روز کھانا شروع کر دو۔

گولی بڑھی ہوئی تلی کے لئے نہایت مفید ہے چودہ ماشہ بیخ سوسن اور سات ماشہ دکھنی مرچ کوٹ چھان کر اور سات ماشہ اشق کو ایک تولہ سرکہ میں ملا کر پھر اس میں سب دوائیں ملا کر چنے کی برابر گولیاں بنالیں اور سات ماشہ ہر روز دو تولہ سکنجبین سادہ کے ساتھ کھائیں آزمائی ہوئی ہے۔ سکنجبین سادہ کی ترکیب خاتمہ میں ہے۔

لیپ بڑھی ہوئی تلی کے لئے نہایت مفید ہے۔ ببول کا گوند اور کتیرا اور زرد اور مدحرج سب چیزیں ڈھائی ڈھائی ماشہ اور اشق ڈیڑھ تولہ۔ ان سب کو آدھ پاؤ سرکہ میں خوب پیس کر مرہم سا بنا کر ایک کپڑا تلی کے برابر کاٹ کر اس پر یہ مرہم لگا کر تلی پر چپکا دیں جتنی تلی کم ہوتی جاوے گی کپڑا چھوٹا جاوے گا۔ اتنا کپڑا کترتے جاویں اگر تلی بڑھی ہوئی ہو اور تیز بخار بھی ہو تو حکیم سے علاج کراؤ۔

انتڑیوں کی بیماریاں

دست آنا...... اگر زیادہ کھانے سے یا اتفاقیہ دست آنے لگیں تو پیٹ کی بیماری میں اس کے علاج دیکھ لو اور اگر زیادہ دست آئیں یا عرصہ تک آتے رہیں یا دورہ کے طور پر آئیں تو علاج میں غفلت نہ کرو کسی ہوشیار حکیم سے رجوع کرو۔

قولنج...... ایک انتڑی کا نام قولون ہے اس کے درد کو قولنج کہتے ہیں اور عام لوگ اس کو پیٹ کا درد کہتے ہیں اور یہ درد ناف کی برابر داہنی طرف نیچے کو ہوتا ہے اس میں ارنڈی کا تیل چار تولہ پی لینا بہت مفید ہے ایک دو ۲ دست آ کر درد جاتا رہتا ہے۔

قولنج کی اور دوا...... گز، بچ، سونٹھ، السی، تخم میتھی، ہینگ، تخم سویا سب چھ چھ ماشہ لے کر کوٹ کر چھان کر پاؤ بھر ماش کے آٹے میں ملا کر سونف کے عرق سے گوندھ کر دو ٹکیہ پکائیں ایک طرف سے کچی رکھیں اور کچی کی طرف چھ ماشہ ارنڈی کا تیل یا چھ ماشہ روغن گل لگا کر ایک کو نیم گرم باندھیں جب وہ ٹھنڈی ہو جاوے دوسری بدل دیں۔ یہ روٹی درد گردہ کو بھی مفید ہے۔

فائدہ قولنج والے کو جب تک خوب بھوک نہ لگے کھانا مت دو اور دودھ سے پرہیز کراؤ۔ البتہ اگر اس کو دودھ کی عادت ہو اور کچھ نقصان نہ کرے تو گرم گرم دے دو۔ لیکن حکیم سے پوچھ لینا چاہئے۔

پیچش...... (فائدہ)...... پیچش میں تیز نہ چلو اور اونچے نیچے میں پاؤں نہ ڈالو بلکہ زیادہ چلو پھرو بھی نہیں[1] اگر معمولی پیچش ہو تو یہ دوا کرو۔ ریشہ خطمی، تخم کنوچہ، مکو خشک، گل بنفشہ سب چیزیں پانچ پانچ ماشہ گرم پانی میں بھگو کر مل کر چھان کر دو تولہ شربت بنفشہ ملا کر پی لو۔

دوسری دوا...... چھ ماشہ چہار تخم کو آدھ پاؤ عرق مکو یا پانی کے ساتھ پھانک لو۔ مونگ کی کھچڑی یا ساگودانہ پانی میں پکا کر غذا رکھو کوئی سخت چیز نہ کھاؤ۔ اور اگر پیچش میں خون آنے لگے تو یہ دوا کرو۔ ریشہ خطمی، تخم کنوچہ، بیلگری، مکو خشک، گل بنفشہ سب پانچ پانچ ماشہ گرم پانی میں بھگو کر دو ۲ تولہ شربت انجبار ملا کر پیو۔ اگر اس سے خون بند نہ ہو تو اسی دوا پر تخم بارتنگ مسلّم چھڑک لو۔ اگر پھر بھی بند نہ ہو تو تخم بارتنگ کو کسی قدر بھون کر چھڑکو اور شربت انجبار کی ترکیب خاتمہ میں آوے گی۔ اور اگر ان دواؤں سے فائدہ نہ ہو یا زچہ خانہ میں پیچش ہو گئی ہو یا ہاتھ پاؤں پر ورم یا بخار بھی ہو تو کسی حکیم سے علاج کراؤ اور یہ خیال رکھو کہ زیادہ لعاب دار دوائیں نہ دو۔ اور اگر حمل کی حالت میں پیچش ہو تو لعاب دار دوا میں نہ دو بلکہ وہ دو اور وہ جو تدابیر حمل میں آتی ہیں۔

پیٹ کے کیڑے، یعنی کدو دانے اور کیچوے...... اس کی پہچان یہ ہے کہ منہ سے رال زیادہ نکلے اور ہونٹ رات کو تر رہیں اور دن

---

[1] پیچش میں چلنے پھرنے میں احتیاط نہ کرنے سے بعض وقت کمر ٹوٹ جاتی ہے ۱۲ منہ۔

کو خشک ہوں اور سوتے میں دانت چابے اور کھانا کھانے کے بعد متلی اور پیٹ میں بے چینی ہو۔

لیپ ...... اس سے پیٹ کے کیڑے مر جاتے ہیں۔ چھ ماشہ کلونجی اور دو ماشہ تخم حنظل اور چھ ماشہ ایلوا کریلے کے پانی میں پیس کر پیٹ پر اور ناف سے نیچے لیپ کریں۔

دوا ...... ہر قسم کے کیڑوں کو نکالنے والی ہے۔ نیم کے پتے، باؤ بڑنگ، کمیلہ، تینوں چیزیں تین تین ماشہ باریک پیس کر شہد دو تولہ میں ملا کر کھائیں یہ ایک خوراک ہے۔

دوا ...... اس سے چنونے مر جاتے ہیں۔ دو تولہ کمیلہ ایک چھٹانک میٹھے تیل میں ملا کر پاخانہ کے مقام میں لگائیں۔

پرہیز ...... ماش کی دال اور بلغم پیدا کرنے والی چیزیں نہ کھائیں۔ کریلہ اکثر کھانے سے کیڑے مر جاتے ہیں۔ فائدہ۔ کیڑوں کے مریض کو دوا پلاتے وقت یہ نہ بتائیں کہ یہ کیڑوں کی دوا ہے ورنہ اثر نہ ہو گا۔

بواسیر ...... خون میں جب سودا بڑھ جاتا ہے تو پاخانہ کے مقام پر خارش ہوا کرتی ہے اور سوزش رہتی ہے۔ اگر خون بھی آئے تو خونی بواسیر ہے اور جو خون نہ آئے تو بادی ہے۔ اس میں ایسی تیز دوا نہ لگانی چاہیے۔ جس سے خون بالکل بند ہو جائے نہیں تو اور بہت سی بیماریوں کا ڈر ہے جیسے سل، جنون وغیرہ اور بواسیر میں اکثر قبض بھی رہتا ہے اس قبض کیلئے ہمیشہ مسہل لینا برا ہے بلکہ مناسب یہ ہے کہ جب قبض ہو تو سوتے وقت ایک ہڑ مربہ کی کھالیا کریں یا کبھی یہ اطریفل کھالیا کریں اس سے بواسیر کو بھی فائدہ ہوتا ہے اور بواسیر سے جو قبض ہوا سکو بھی فائدہ دیتا ہے، اسکی ترکیب یہ ہے۔ ساڑھے سات تولہ گوگل اور ساڑھے سات تولہ مغز املتاس سبز گندنے کے پانی میں گھولیں اور گندنا نہ ملے تو مولی کے پانی میں یا سونف کے عرق میں گھولیں اور چھان کر تین پاؤ شہد خالص ملا کر قوام کر کے پوست بلیلہ کابلی، پوست ہلیلۂ زرد، ہلیلہ سیاہ، پوست بلیلہ، آملہ، افتیمون، اسطوخودوس سب ڈھائی ڈھائی تولہ کوٹ چھانکر پانچ تولہ گائے کے گھی سے چکنا کر کے قوام میں ملالیں، اور دس پندرہ روز گیہوں یا جو میں دبائے رکھیں اور سوتے وقت ایک تولہ کھالیا کریں اور جس کے مزاج میں گرمی زیادہ ہو بجائے گوگل کے رسوت ڈالیں۔

دوا ...... جس سے بواسیر کا خون بند ہو جاتا ہے چھ ماشہ گیندے کے پتے اور چھ ماشہ ہارسنگار کے پھول پانی میں پیس کر چھان کر دو تولہ شربت انجبار ملا کر ایک ماشہ ملتانی مٹی باریک پیس کر چھڑک کر پئیں۔ غذا۔ مسور کی دال کھائیں اور اگر بواسیر میں پاخانہ کے مقام پر سوزش زیادہ ہو تو یہ دوا لگائیں۔ کتھا سفید، سفیدہ کاشغری، رسوت، مردار سنگ، یہ سب تین تین ماشہ اور کافور ایک ماشہ۔ ان سب کو باریک پیس کر دو تولہ روغن گل میں ملا کر پاخانہ کے مقام پر ملیں اور کبھی بواسیر میں پاخانہ کے مقام پر ورم آجاتا ہے اور ایسی جلن ہوتی ہے کہ پاخانہ نہیں ہوتا۔ اگر ایسی حالت میں ہو تو دو تولہ بھنگ[1] کے پتے سوا پاؤ دودھ میں جوش دے کر اول بھپارہ دو پھر وہی پتے گرم گرم باندھ دو۔ اگر مسے کٹوانے کا اتفاق ہو تو ایک مسہ رہنے دو تاکہ کچھ خون نکلتا رہے[2]۔

گردہ کی بیماری

گردے ہر شخص کے دو ۲ ہوتے ہیں اور کوکھ کے مقابل کمر میں ان کی جگہ ہے جب کوئی دوا گردے میں لگانا ہو تو کوکھ سے کمر تک لگاؤ۔ اور کبھی کبھی قولنج اور درد گردہ میں شبہ ہو جاتا ہے ان دونوں کی پہچان یہ ہے کہ قولنج کا درد اول پیٹ سے شروع ہوتا ہے اور درد گردہ کمر میں ایک جگہ معلوم ہوتا ہے۔ دوسرا فرق یہ ہے کہ درد گردہ میں سانس لینے کے ساتھ ایک چیک سی گردہ تک ہو جاتی ہے پورا سانس نہیں آتا۔ دوا۔ گردہ کے درد کو مفید ہے چھ ماشہ تخم خربزہ اور چھ ماشہ خار خسک اور نو ماشہ حب القرطم اور پانچ پانچ ماشہ بیخ کاسنی۔ زیرہ سیاہ۔ حب کا کنج پانی میں جوش دے کر چھان کر دو تولہ شربت بزوری بارد ملا کر ایک ایک ماشہ حجر الیہود، سنگ سرماہی خوب باریک پیس کر ملا کر صبح و شام دونوں وقت پئیں۔ اگر بخار ہو تو اسی میں سات دانہ آلو بخارا بڑھالیں۔ اگر معمولی دواؤں سے آرام نہ ہو تو چار تولہ کسٹر ائیل یعنی ارنڈی کا تیل تین

۱: بھنگ ناپاک نہیں ہے اور خارجی استعمال میں کچھ حرج نہیں ہے۔ ہاں پینا اس کا بوجہ نشہ کے ناجائز ہے۔ تفصیل اس کی طبی جوہر میں ہے ۱۲ منہ۔

۲: خونی بواسیر کی مجرب دوا۔ دودھ دار ناریل یعنی کچے کھوپے کے اوپر کے ریشے جو بالوں کی طرح ہوتے ہیں لے کر جلا کر رکھ لیں اور ایک ماشہ روز چالیس دن تک پاؤ بھر بکری کے دودھ کے ساتھ کھلاویں ۱۲ نظر ثالث۔

چھٹانک سونف کے عرق میں ملاکر پئیں اس کے پینے سے دست بھی آجاتے ہیں اور پیشاب بھی کھل کر آجاتا ہے اور گردہ میں سے فاسد مادہ نکل جاتا ہے نہایت مفید ہے۔

روٹی درد گردہ کیلئے مفید..... قولنج کے درد کے بیان[1] میں گذر چکی ہے جس میں سویا میتھی کے بیج ہیں۔

لیپ..... جس سے گردہ کے درد اور گردہ کے آس پاس کے درد کو فائدہ ہوتا ہے۔ تین ماشہ دار چینی قلمی اور تین ماشہ مصطگی رومی باریک پیس کر چار تولہ روغن گل میں ملاکر گرم گرم مالش کریں اور اوپر سے روز یعنی پرانی روئی گرم کر کے باندھیں۔

سینک..... درد گردہ کے لئے مفید۔ تیز گرم پانی بوتل میں بھر کر کاک لگا کر درد کی جگہ پر بوتل کو پھرائیں۔ اگر بوتل کی گرمی ناگوار ہو تو اس پر ایک کپڑا (کئی تہ کا) لپیٹ کر پھرائیں۔

غذا..... گردے کے مریض کے لئے سب سے بہتر شوربا ہے اگر ضعف زیادہ ہو تو مرغ کا شوربا ورنہ بکری کا شوربا کافی ہے چاول گردہ کے مریض کے لئے نہایت مضر ہے۔

مثانہ یعنی پھکنے کی بیماریاں

جس جگہ پیشاب جمع رہتا ہے اسکو مثانہ کہتے ہیں اس کی جگہ (پیڑو) میں ہے اگر پیشاب بند ہو یا اور کسی وجہ سے دوا مثانہ پر لگانا ہو تو پیڑو پر لگاؤ۔

پیشاب میں جلن ہونا..... بہروزہ[2] کا تیل دو بوند بتاشہ پر یا روٹی کے ٹکڑے پر ڈال کر کھائیں۔ آزمایا ہوا ہے خاتمہ میں اس تیل کی ترکیب لکھی ہے۔

دوسری دوا..... شیرہ تخم خرفہ سیاہ پانچ ماشہ، شیرہ تخم خیارین چھ ماشہ پانی میں نکال کر چھان کر دو تولہ شربت بنفشہ ملا کر ایک ایک ماشہ طباشیر، کتیرا باریک پیس کر چھڑک کر چکیں۔

پیشاب کا رک جانا..... ٹیسو کے پھول دو تولہ سیر بھر پانی میں پکا کر گرم گرم پانی سے ناف کے نیچے دھار دو اور دھار نے کے بعد ان پھولوں کو ناف کے نیچے گرم گرم باندھ دو۔

مثانہ کا کمزور ہو جانا اور بار بار پیشاب آنا..... اور بلا ارادہ پیشاب خطا ہو جانا اور بچوں کا سوتے میں پیشاب نکل جانا اس کے لئے یہ معجون نفع دیتی ہے ترکیب یہ ہے۔ فلفل سیاہ، پیپل سونٹھ۔ خرفہ۔ دار چینی خولنجان یہ سب دوائیں دو ۲ دو ۲ ماشہ۔ تودری سرخ تودری سفید، بہمن سرخ۔ بہمن سفید، بوزیدان، اندر جو شیریں، ناگر موتھ، بالچھڑ، یہ سب چیزیں چھ چھ ماشہ سب کو کوٹ چھان کر پندرہ تولہ شہد میں ملا کر رکھ لیں۔ بڑے آدمی ایک تولہ روز کھایا کریں اور بچوں کو چھ ماشہ کھلائیں۔ پیشاب میں خون آنا اس کے لئے یہ دوا بہت آزمائی ہوئی ہے۔ چھ ماشہ برادہ صندل سفید رات کو پانی میں بھگو کر صبح کو چھان کر دو تولہ شربت بزوری معتدل ملالیں۔ پہلے تین ماشہ چاکسو چھلے ہوئے باریک پیس کر پھانکیں اوپر سے یہ دوا پی لیں اور اگر خون کسی اور وجہ سے آتا ہے تو حکیم سے علاج کراؤ شربت بزوری کی ترکیب خاتمہ میں ہے۔ (بر ص ۷۰ حصہ ہذا)

رحم کی بیماریاں

عورتوں کے جسم میں ناف کے نیچے تین چیزیں ہیں۔ سب سے اوپر مثانہ اس کے نیچے دبا ہوا رحم جس میں بچہ رہتا ہے اس کے نیچے دبی ہوئی انتڑیاں۔ جب رحم پر کوئی دوا لگانا ہو تو ناف کے نیچے لگائیں۔ اگر رحم کے امراض سے حفاظت منظور ہے تو ہمیشہ ان باتوں کا خیال رکھیں۔

۱) حیض میں اگر ذرا کمی یا زیادتی پائیں تو فوراً علاج کریں۔

---

(۱) دیکھو بر ص ۲۲ حصہ ہذا ۱۲۔

(۲) دیکھو بر ص ۵۶ حصہ ہذا ۱۲۔

۲) دائیاں آج کل بالکل اناڑی ہیں اس لئے فقط ان کی رائے سے علاج نہ کریں طبیب سے پوچھ لیں۔
۳) معمولی امراض میں اندر رکھنے کی دوا سے بچیں۔ پینے کی دوا اور لیپ سے کام نکالیں۔
۴) زچہ خانہ میں چاہے عورت تندرست ہو اس کی بھی دوا اور غذا حکیم سے پوچھ کر کریں ورنہ ہمیشہ کے لئے تندرستی خراب ہو جاتی ہے۔
۵) اگر ورم ہو تو پیٹ بلا اجازت طبیب کے ہرگز نہ ملوائیں اس سے بعض وقت سخت نقصان پہنچتا ہے۔
۶) بچہ گرانے کی تدبیر ہرگز نہ کرائیں۔

حیض کم ہونا...... یہ دوا نہ زیادہ گرم ہے نہ زیادہ سرد ہے کسی کو کوئی نقصان نہیں کرتی۔ تخم خربوزہ، تخم خیارین، خار خسک، پوست بیخ کاسنی سب چھ چھ ماشہ، پرسیاؤشان پانچ ماشہ گرم پانی میں بھگو کر چھان کر تین تولہ شربت بزوری بارد ملا کر پیا کریں۔

دھونی حیض کھولنے والی...... گاجر کے بیج آگ پر ڈال کر اوپر ایک طباق سوراخ دار ڈھانک کر سوراخ پر بیٹھیں اور اس طرح دھونی لیں کہ دھواں اندر پہنچے۔

فائدہ مسور کی دال اور مسور اور آلو اور سنگھی کے چاول اور خشک غذائیں حیض کو روکتی ہیں۔

استحاضہ...... یعنی عادت سے پہلے یا بہت زیادہ خون آنے لگنا۔ اگر گرم چیز کھانے سے نقصان ہوتا ہو یا گرمی کے دنوں میں یہ بیماری زیادہ ہوتی ہو اور منہ کا رنگ زرد رہتا ہو تو سمجھو کہ مزاج میں گرمی بڑھ کر خون پتلا ہو گیا اور رگوں میں نہیں رک سکا اس کی دوائیں یہ ہیں۔

ایک دوا...... ٹھنڈا پانی ٹب میں بھر کر اس میں بیٹھیں اور کمر اور ناف کے نیچے ٹھنڈے پانی سے دھاریں۔

دوسری دوا...... انار کے چھلکے۔ انار کی کلی۔ مازو۔ سب دو دو تولہ کچل کر بیس ۲۰ سیر پانی میں جوش دے کر ٹب میں بھر کر بیٹھیں۔ بیٹھتے وقت پانی نیم گرم ہو اور اتنی دیر بیٹھیں کہ پانی ٹھنڈا ہو جاوے۔

تیسری دوا...... صندل سفید، گل سرخ، سماق، انار کے چھلکے سب چھ چھ ماشہ گلاب میں پیس کر ناف کے نیچے نیم گرم لیپ کریں اور شربت انجبار بھی اس میں مفید ہے اور غذا مسور کی دال سرکہ میں ملا کر کھانا مفید ہے اور استحاضہ کی ایک قسم یہ ہے کہ اندر کسی رگ کا منہ کھل جانے سے خون جاری ہو جاوے۔ پہچان اس کی یہ ہے کہ یکلخت بہت سا خون آتا ہے۔ علاج یہ ہے اول ایک عدد قرص کہربا کھا کر پانچ پانچ ماشہ تخم خرفہ اور حب الآس اور تخم بارتنگ پانی میں پیس کر دو تولہ شربت انجبار ملا کر پئیں اور شربت[1] انجبار اور قرص[2] کہربا کی ترکیب خاتمہ میں آوے گی اور یہ دوائی ایسے استحاضہ میں استعمال کے لئے مفید ہے دو تولہ مازو اور دو تولہ انار کے چھلکے کچل کر آدھ سیر پانی میں جوش دیں۔ جب چھٹانک بھر رہ جائے اس پانی میں روئی بھگو کر تین تین ماشہ سرمہ اور سنگ جراحت اور گل ارمنی باریک پیس کر اس بھیگی ہوئی روئی پر اچھی طرح لگا کر آٹھ انگل کی بتی بنا کر اندر رکھیں اور چھ گھنٹے کے بعد بدل دیں اور ابھی جو دوا اوپر لکھی گئی ہے جس میں انار کی کلی ہے ایسے استحاضہ کو وہ بھی مفید ہے اور بیمار کو حتی الامکان چلنے پھرنے سے اور ہر قسم کی حرکت سے روکیں اور بغل سے لے کر پہنچوں تک ہاتھ خوب کس کر باندھ دیں جس وقت تکلیف ہونے لگے کھول دیں اور پھر ہاتھ باندھ دیں اور ایسے استحاضہ کا غریبی علاج یہ ہے کہ جس وقت خون شدت سے جاری ہو تو دو تولہ پنڈول مٹی لے کر سنگھی کے چاولوں کی پتلی پیچ میں گھول کر تھوڑی تھوڑی پلائیں اور ملتانی مٹی کے ٹکڑے پانی میں ڈال رکھیں اور پینے کو یہی پانی دیں اور گلاب میں کپڑے کی بتی بھگو کر اور اس بتی پر سرمہ خوب لپیٹ کر اندر رکھیں اور اگر کوئی اور وجہ ہو تو حکیم سے علاج کراؤ۔

رحم سے ہر وقت رطوبت جاری رہنا...... یہ مرض رحم کی کمزوری سے ہوتا ہے یہ دوا اس کیلئے بہت مفید ہے اور معدہ اور دماغ اور دل کو بھی طاقت دیتی ہے اور بھوک خوب لگاتی ہے اور قبض نہیں کرتی اور خفقان اور ہولدلی اور بواسیر کو بھی بہت فائدہ دیتی ہے دو تولہ مربے کی ہیڑ اور چھ ماشہ دانہ الائچی خورد اور چھ ماشہ خشک دھنیہ ان سب کو چھ تولہ کیوڑہ کے عرق میں پیس کر چھ تولہ قند سفید ملا کر اور تھوڑا پانی ملا کر قوام معجون کا کر لیں۔ جب تیار ہو جائے پانچ عدد چاندی کے ورق اور ایک ماشہ مونگے کا کشتہ[3] اور چار رتی رانگ کا کشتہ[4] ملا کر رکھ لیں

---

(۱) بر ص ۸۷ حصہ ہذا۔ (۲) بر ص ۸۸ حصہ ہذا ۱۲۔
(۳) بر ص ۸۹ حصہ ہذا ۱۲۔ (۴) بر ص ۸۸ حصہ ہذا ۱۲۔

اور چھ ماشہ سے ایک تولہ تک ہر روز کھایا کریں اور ان دونوں کشتوں کی ترکیب خاتمہ میں آوے گی اور جاڑوں میں یہ لڈو کھانا بھی بہت مفید ہے۔ لڈو کی ترکیب یہ ہے کہ دو سیر میدے کو سیر بھر گھی میں بھون کر نکال لیں اور گھی علیحدہ رکھ لیں پھر میدہ کو ڈیڑھ سیر سفید قند میں قوام کر کے ملالیں پھر ڈیڑھ تولہ گل پستہ اور ڈھائی تولہ گل دھاوا اور ایک تولہ کتیرا اور ڈیڑھ تولہ ببول کا گوند اور چھ ماشہ گل چھالیہ اور ڈیڑھ تولہ سونٹھ اور نو تولہ بسباسہ اور ایک تولہ جوتری اور ایک تولہ مجیٹھ اور ایک تولہ ڈھاک کا گوند اور دو تولہ سمندر سوکھ اور ایک تولہ کمر کس اور ایک تولہ جوز الطیب اور ایک تولہ لونگ اور ایک تولہ گل نارنج اور ایک تولہ مال کنگنی اور ایک تولہ مازو اور ایک تولہ آملہ خشک اور ایک تولہ گوکھرو خورد (جو دوانہ ملے نہ ڈالیں) اور دو تولہ تالمکھانہ اور ساڑھے چار ماشہ چھوٹی مائیں اور چار ماشہ بڑی مائیں۔ ان سب کو کوٹ چھان کر اس علیحدہ رکھے ہوئے گھی میں بھون کر چیں کر قوام میں ملائیں۔ پھر آدھ پاؤ مغز بادام اور چھٹانک بھر مغز پستہ اور چھٹانک بھر مغز اخروٹ اور اڑھائی تولہ چرونجی اور آدھ سیر چھوارہ خوب چکل کر ملالیں اور ایک ایک چھٹانک کے لڈو بنالیں، اور ایک لڈو روز کھالیا کریں اور اگر گرمی کے دنوں میں کھانا چاہیں یا مزاج زیادہ گرم ہو تو سونٹھ نہ ڈالیں اور اگر اس لڈو سے قبض ہو تو دو تولہ منقیٰ کسی وقت یا ایک مربے کی ہیڑ سوتے وقت کھالیا کریں اور کبھی یہ بیماری حمل گر جانے سے یا بچے جلدی جلدی پیدا ہونے سے ہو جاتی ہے۔ ایسی عورتوں کو چاہئے کہ حمل گرنے کے بعد یا بچہ پیدا ہونے کے بعد جو دوا یا غذا کھائیں حکیم کی رائے سے کھائیں۔ دائیوں کے کہنے پر نہ رہیں۔ دائیاں ہر زچہ کو گوند سونٹھ کھلا دیتی ہیں۔ اور کچھ نہیں سمجھتیں کہ اب یہ چیزیں سب کو موافق نہیں آتیں۔

رحم میں خارش اور سوزش ہونا...... کسی خراب مادے سے یا کوئی گرم چیز کھانے سے بھی رحم کے اندر خارش ہو جاتی ہے۔ کبھی دانے بھی نکل آتے ہیں اور بے قراری ہونے لگتی ہے اس وقت یہ دوا کریں۔ رسوت۔ مردار سنگ۔ صندل سرخ۔ صندل سفید۔ سفیدہ کاشغری۔ گیرو۔ چھالیہ یہ سب تین تین ماشہ اور کافور ایک ماشہ ہرے دھنیے کے پانی میں پیس کر اندر لگائیں۔ دوسری دوا۔ چھ ماشہ رسوت کو دو تولہ گلاب میں اور دو تولہ ہری مہندی کے پانی میں گھول کر اندر لگائیں۔

تنبیہ اس بیماری میں جاہل دائیوں کے کہنے سے سنبھالو کے پتے اور پلٹس اور گرم دوائیں نہ برتیں بعض دفعہ دانے پک کر بیماری بڑھ جاتی ہے اور جو دوائیں لکھی گئی ہیں اگر ان سے فائدہ نہ ہو تو طبیب سے رجوع کریں۔

رحم میں ورم ہو جانا...... ورم بہت طرح کا ہوتا ہے اس لئے حکیم سے رجوع کرنا چاہئے یہاں ایک ہلکی سی دوا لکھی جاتی ہے جو سب طرح کے ورم میں فائدہ دیتی ہے۔ پانچ ماشہ معجون دبید الورد لول کھا کر اوپر سے عرق مکو آدھ پاؤ اور شربت بزوری بارد دو ۲ تولہ اور مکو کے سبز پتوں کا پھاڑا ہوا پانی چار تولہ ملا کر پئیں۔ دبید الورد کا نسخہ خاتمہ میں آوے گا لیکن اگر کھانسی زیادہ ہو تو یہ معجون نہ دیں۔

لیپ...... اس سے رحم کے ورم اور معدے کے ورم اور تلوں کے ورم کو فائدہ ہوتا ہے۔ گل بابونہ، اکلیل الملک، تخم خطمی، ناگر موتھ، مکو خشک، صندل سرخ، بالچھڑ، چھڑیلا، ایلوا، افسنتین رومی، بنفشہ مصطگی رومی، تو خریہ سب تین تین ماشہ کوٹ چھانکر اور دو تولہ املتاس ہری مکو کے پانی میں گھول کر اس میں وہ سب دوائیں ملا کر پھر اس میں روغن گل۔ روغن بابونہ۔ ارنڈی کا تیل چھ چھ ماشہ ملا کر نیم گرم لیپ کریں۔ صبح کا کیا ہوا لیپ شام کو دھو ڈالیں پھر شام کو نیا لیپ کر کے صبح کو دھو ڈالیں۔ یہ لیپ اگر جگر اور تلی پر بھی کر دیا جاوے تو کچھ حرج نہیں کچھ مفید ہی ہے۔

اختناق الرحم...... اس میں یکلخت دل گھبرانے لگتا ہے اور دماغ پریشان ہو جاتا ہے اور ہاتھ پیر گرنے لگتے ہیں اور رنگ زرد ہو جاتا ہے اور آنکھوں سے کسی قدر پانی بہنے لگتا ہے اور برے برے خیال آنے لگتے ہیں۔ پھر ذرا دیر میں معلوم ہوتا ہے کہ ناف کے نیچے سے کوئی چیز اٹھتی ہے اور دل اور دماغ تک پہنچ کر پریشان کرتی ہے۔ حواس جاتے رہتے ہیں۔ اکثر مریضہ چیخنے چلانے لگتی ہے۔ پھر بیہوشی ہو جاتی ہے اور یہ مرض مرگی کے اور غشی کے یعنی غش آنے کے بہت مشابہ ہے لیکن مرگی میں منہ میں جھاگ آیا کرتے ہیں اور اس میں نہیں آتے اور غشی میں خوشبو سونگھانے سے نفع ہوتا ہے اور اس میں خوشبو سونگھانے سے نقصان ہوتا ہے۔ البتہ بدبو سونگھانے سے نفع ہوتا ہے۔ ان پہچانوں سے معلوم ہو جاتا ہے کہ اختناق ہے یا مرگی ہے یا غشی ہے اور یہ مرض حیض کے رکنے سے اکثر ہو جاتا ہے۔ جب ایسا دورہ پڑے تو فوراً بیمار کے پاؤں اس قدر کس کر باندھیں کہ تکلیف ہونے لگے اور منہ پر ٹھنڈے پانی کے چھینٹے مارو اور نمک اور رائی پیس کر تلووں کو ملو

اور کوئی چیز بدبودار جیسے ہینگ یا مٹی کا تیل سونگھاؤ اور خوشبو کی چیز ہرگز نہ سونگھاؤ۔ نہ پلاؤ نہ چھڑکو اور پورا علاج حکیم سے کرانا چاہئے۔ البتہ جن لڑکیوں کو یا بیواؤں کو شادی نہ ہونے کی وجہ سے یہ مرض ہو تو سب سے بہتر تدبیر شادی کر دینا ہے۔

فائدہ بعد ختم ہونے حیض کے مشک استعمال کرنے سے یعنی اس جگہ تھوڑا مشک کا پارچہ رکھنے سے اختناق نہیں ہوتا۔

رحم کا کمزور ہو جانا..... اس میں بادی بہت بڑھ جاتی ہے اور ناف کے نیچے کبھی ابھار سا ہو جاتا ہے کبھی اندر پانی سا بولتا ہے کبھی ریاح سے گڑگڑ آواز ہوتی ہے۔ اس کیلئے جوارش کمونی چھ ماشہ یا ایک تولہ ہر روز کھانا مفید ہے۔ اس جوارش[1] کی ترکیب خاتمہ میں ہے اور رحم سے رطوبت جاری رہنے کی بیماری کے بیان میں ایک لڈو کی ترکیب[2] لکھ دی ہے وہ بھی اس میں مفید ہے۔

اندر کا بدن چھ جانا..... کبھی بالغ ہونے سے پہلے شادی کر دینے سے کبھی اور کسی صدمہ سے ایسا ہو جاتا ہے اس کو عربی میں شقاق الرحم کہتے ہیں۔ حکیم سے یہ لفظ کہہ دینا کافی ہے زیادہ بے شرم بننے کی ضرورت نہیں۔ اس کے لئے یہ مرہم بھی فائدہ مند ہے۔ موم سفید اور بکری کے گردے کی چربی اور گائے کی نلی کا گودا سب دو دو ۲ تولہ لے کر پگھلا دیں اور چار چار ماشہ سنگ جراحت اور مردار سنگ باریک پیس کر اس میں خوب ملا کر دو تین روز لگا دیں نہایت مجرب[ا] ہے۔

کمر اور ہاتھ پاؤں اور جوڑوں کا درد

کمر کا درد..... کبھی سردی پہنچ جانے سے ہونے لگتا ہے ایسی حالت میں دو تولہ شہد آدھ پاؤ سونف کے عرق میں ملا کر پئیں۔ اور چھ ماشہ کلونجی دو تولہ شہد میں ملا کر چاٹا کریں اور کوکھ کے درد کیلئے بھی یہی علاج فائدہ مند ہے اور کبھی کمر میں درد اسلئے ہونے لگتا ہے کہ سردی کے دنوں میں بچہ پیدا ہوا تھا اور غذا اچھی طرح نہیں ملی اس صورت میں گوشت کی یخنی گرم مصالحہ ڈال کر پینا اور انڈا کھانا بہت مفید ہے۔ اور اگر انڈا تخم سلیمانی کیساتھ کھاویں تو زیادہ مفید ہے اور کبھی گردہ میں بیماری رہنے سے کمر میں درد ہوتا ہے اسکا علاج یہ ہے کہ گردہ کا علاج کریں اور بعض دفعہ حیض آنے سے پہلے کمر میں درد ہوتا ہے اس کیلئے یہ معجون اور یہ شربت مفید ہے۔ معجون کا نسخہ یہ ہے۔ تخم کرفس ساڑھے چار ماشہ تخم حلبہ (میتھی کے بیج ۱۲) دو تولہ ساڑھے سات ماشہ اور مغز تخم خیارین ڈیڑھ تولہ اور بادیان نو ماشہ اور انیسون رومی نو ماشہ اور تخم شبت نو ماشہ اور مجیٹھ نو ماشہ۔ ان سب کو پانی میں جوش دے کر چھان کر اس میں ساڑھے بائیس تولہ قند سفید ملا کر قوام کر کے معجون بنا لیں اور ایک تولہ کھا کر اوپر سے دو تولہ شربت بزوری ایک چھٹانک عرق مکو میں ملا کر پی لیں یہ دوا حیض سے دو تین روز پہلے سے شروع کریں اور جب درد موقوف ہو جاوے چھوڑ دیں اور اگر حیض کے ایام میں بھی کھاتی رہیں تب بھی مفید ہے اور شربت کا نسخہ یہ ہے تخم کرفس ساڑھے چار ماشہ اور تخم حلبہ ساڑھے اکیس ماشہ اور تخم خیارین ڈیڑھ تولہ اور سونف نو ماشہ اور انیسون رومی نو ماشہ اور تخم شبت یعنی سویہ کے بیج نو ماشہ۔ ان دواؤں کو کچل کر رات کو آدھ سیر پانی میں بھگو کر صبح کو جوش دے کر چھان کر بائیس تولہ قند سفید ملا کر قوام کر لیں اور اس شربت کو سات خوراک کریں نیم گرم پانی یا سونف کے عرق میں گھول کر حیض سے پہلے جب کمر میں درد شروع ہو پینا شروع کریں[ا]۔

---

[1] پرسوت: اس میں دست آتے ہیں اور باوجود دست آنے کے پیٹ ہلکا نہیں ہوتا بلکہ نفخ بدستور باقی اور دستوں کا دورہ ہوتا ہے اس کے لئے مجرب دوا یہ ہے لوبان معہ کاست اور مشک دونوں ایک ایک ماشہ لے کر گولیاں کالی مرچ کی برابر بناویں اور ایک گولی روز ایک مہینہ تک بلکہ چالیس ۴۰ دن تک کھاویں۔ لیکن یہ نسخہ تب دیا جا سکتا ہے کہ مریضہ کو بخار نہ ہو۔ اور بخار ہو تو یہ دوا دیں۔ تالیس پتر دو ماشہ مرچ سیاہ دو ماشہ سونٹھ تین ماشہ پیپل چار ماشہ طباشیر پانچ ماشہ دانہ الائچی خورد چھ ماشہ دار چینی چار رتی کوٹ چھان کر مصری ڈھائی تولہ ملا کر سفوف بنالیں اور چھ ماشہ روز کھاویں اگر ورم نہ ہو تو دودھ کے ساتھ اور اگر ورم ہو تو پانی کے ساتھ کھاویں۔ ایک اور دوا پرسوتی کی اجوائن خراسانی دو ماشہ اور تخم خشخاش سفید ایک ماشہ پیس کر دو گھونٹ گرم پانی کے ساتھ پھانکیں۔ بیس ۲۰ دن ایسا ہی کریں ۱۲ نظر ثالث۔ حیض سے پہلے درد کمر اس کا علاج جوڑوں کے درد کے بیان میں آتا ہے ۱۲ نظر ثالث معہ لوبان کا ست انگریزی دواخانوں میں بنا ہوا ملتا ہے اور اگر خود بنانا چاہیں تو ترکیب یہ ہے کہ دو تولہ کوڑیا لوبان لے کر ایک مٹی کے سکورے میں رکھ کر دوسری سکوری اوپر ڈھانک کر کناروں کو آٹے سے بند کر کے چراغ کی آنچ پر رکھ دیں تین گھنٹے کے بعد اتار کر ٹھنڈا کر کے کھولیں تو جو ہر اوپر کی رکابی میں جم گیا ہوگا۔ اس کو لے کر مشک ہموزن ملا کر گولیاں بترکیب مذکور بنالیں اور جو راکھ سی نیچے کی رکابی میں رہ گئی ہو وہ ایک دو چانول کھلانا بچوں کی پسلی کو مفید ہے۔ ۱۲

[2] اور نیم کے پتے لے کر گیلے کپڑے میں لپیٹ کر توے پر گرم کر کے ناف کے نیچے اور کمر کو سینکیں ۱۲ نظر ثالث۔

(۱) معجون دیکھو ص ۵۷ حصہ ہذا ۱۲۱ (۲) سے دیکھو ص ۲۶ حصہ ہذا ۱۲۱۔

لیپ ...... کمر کے درد اور کوکھ کے درد اور بہت سے دردوں کو مفید ہے۔ چھ ماشہ میتھی کے بیج اور چھ ماشہ السی کے بیج پانی میں بھگو کر لعاب لے کر گوگل۔ گل بابونہ۔ اشق تین تین ماشہ پیس کر ملا کر دو تولہ ارنڈی کا تیل اس میں ڈال کر نیم گرم ملیں۔ لڈو: جن کی ترکیب رحم سے رطوبت جاری رہنے کے بیان[1] میں لکھی ہے وہ بھی اس درد کو فائدہ دیتے ہیں جو کمزوری سے ہو۔

گٹھیا اور ہڈیوں اور جوڑوں میں درد ہونا ...... ان دردوں کے لئے اور بھی اکثر دردوں کے لئے یہ دوا مفید ہے۔ تین ماشہ سورنجان شیریں باریک پیس کر چھ ماشہ شکر سرخ ملا کر سوتے وقت کھائیں اور اوپر سے آدھ پاؤ سونف کا عرق اور دو تولہ خمیرہ بنفشہ اس میں ملا کر کھائیں یہ دوا ہر جگہ کے درد کو مفید ہے۔ خمیرہ بنفشہ کی ترکیب خاتمہ[2] میں ہے۔ اور بازار میں بھی ملتا ہے۔

درد کی دوا ...... کہ ہر قسم کی گٹھیا اور ہر جگہ کے درد کو فائدہ دے اور کسی حال میں نقصان نہ کرے تین تین ماشہ سورنجان تلخ اور قسط تلخ پیس کر دو تولہ روغن گل اور چھ ماشہ سوم زرد میں ملا کر ملیں۔ تیل کم خرچ بدن کے درد کو مفید جس میں کسی طرح کا نقصان نہیں۔ سوا تولہ گھونگچی سرخ چھیل کر اس کی دال نکال لیں اور دال چھیل کر ایک رات دن پانی میں تر رکھیں پھر سوا پاؤ تیل تل کا اسی پانی میں ملا کر جوش دیں کہ پانی جل جاوے اور گھونگچی بھی جل کر کوئلہ ہو جاوے تب چھان کر اس میں ساڑھے چار ماشہ نمک سانبھر اور آدھ پاؤ کنویں کا تازہ پانی ملا کر لوہے کے برتن میں پھر جوش دیں کہ پانی اور نمک جل جاوے اس کا خیال رکھیں کہ تیل نہ جلے پھر احتیاط سے بوتل میں رکھ لیں نہایت آزمایا ہوا ہے۔

فائدہ: گٹھیا کے علاج میں بہت سے قضیے کرنے پڑتے ہیں اس واسطے اس کا علاج کسی ہوشیار حکیم سے کرانا چاہئے۔

فائدہ: گٹھیا میں خربزہ اور پھوٹ بقدر ہضم فائدہ مند ہے۔

فائدہ: گٹھیا میں شوربا چپاتی عمدہ غذا ہے۔

فائدہ: مشہور ہے کہ گٹھیا کے درد میں ٹھنڈی دوا ہرگز استعمال نہ کرنا چاہئے یہ غلط ہے۔ بعض وقت کافور تک گٹھیا میں استعمال کیا جاتا ہے۔ طبیب سے رائے لو۔

نقرس ...... پیر کے انگوٹھے اور پنجے اور گٹے کے درد کو کہتے ہیں۔

وجع الورک، عرق النساء ...... ایک درد کولے میں پیدا ہوتا ہے اس کو وجع الورک کہتے ہیں اور جب وہ بڑھ کر پیر میں نیچے تک پھیل جائے اس کو عرق النساء کہتے ہیں۔

فائدہ: ان تینوں دردوں میں بہت ٹھنڈی چیزوں کا لیپ نہ کرو۔ فائدہ: کریلا ان تینوں دردوں میں اکثر مفید ہے۔ علاج ان کا طبیب سے کراؤ۔

بخار کا بیان

اس کی سینکڑوں قسمیں ہیں اور اس کے علاج کے لئے بڑے علم اور ہوشیاری کی ضرورت ہے۔ اس جگہ صرف بعض باتیں چھوٹی چھوٹی کام کی بخار کے متعلق لکھی جاتی ہے۔

۱) بخار کا علاج ہمیشہ یونانی حکیم سے کرانا چاہئے اور دیر اور غفلت نہ کرنا چاہئے۔

۲) بخار جاڑہ میں باری کے وقت بیمار کو گرم جگہ میں نہ رکھنا چاہئے۔ لیکن ہوا سے بچاویں اور لرزہ کے وقت کپڑا اڑھاویں اور بدن کو دبائیں اور لرزہ اترنے کے بعد اگر پسینہ نہ ہو تو ہوا کا کچھ ڈر نہیں۔

۳) ہاتھ پیروں کی مالش کرنا ہر طرح کے بخار میں مفید ہے خواہ نمک سے ہو یا کسی اور دوا سے یا صرف کپڑے سے لیکن کپڑا ذرا کھردرا اور موٹا ہونا چاہئے۔ اور پیروں کی مالش ایڑی کی طرف سے انگلیوں کی طرف کو ہوتی ہے اور ہاتھوں کی مالش ہتھیلی کی طرف انگلیوں کی طرف کو ہوتی ہے اور جس چیز سے مالش کریں جب وہ گرم ہو جاوے تو بدل دیں۔

---

(۱) دیکھو ص ۳۶ بذا۔[illegible]

(۲) دیکھو ص ۵۵ حصہ بذا۔[illegible]

۴) مالش سے زیادہ فائدہ مند سینگیاں کھچوانا ہے اور اس سے زیادہ فائدہ کی چیز پاشویہ کرنا ہے اس کا بیان ابھی آوے گا بعض آدمی جو کہا کرتے ہیں کہ بیماری میں سینگیاں یا پاشویہ کی طاقت کہاں ہے یہ واہیات بات ہے اس سے تو اور طاقت آتی ہے۔ جب سینگیاں کھینچ چکیں تو پیروں کو ران سے لے کر ٹخنوں تک کس کر باندھ دیں اور ایک گھنٹہ کے بعد کھول ڈالیں لیکن آہستہ آہستہ کھولیں ایک دم نہ کھول دیں رانوں کی طرف سے لپیٹنا شروع کریں اور کھولنے کے وقت ٹخنوں کی طرف سے کھولنا شروع کریں پاشویہ کے بعد بھی اسی طرح باندھیں۔ اسی طرح جب پیروں کی مالش کر چکیں باندھیں۔

۵) پاشویہ اس کو کہتے ہیں کہ کچھ دوائیں پانی میں اوٹا کر وہ گرم گرم پانی پیروں پر ڈالیں اور ہاتھ سے پنڈلیوں کو سونتیں۔

پاشویہ کا نسخہ...... جو بخار کی اکثر قسموں میں کام آتا ہے بیری کے پتے چھٹانک اور گیہوں کی بھوسی چھٹانک اور کھاری نمک دو تولہ اور خوب کلاں ایک تولہ اور بنفشہ دو تولہ اور خطمی ایک تولہ اور گل نیلوفر ایک تولہ ان سب کو ایک پوٹلی میں باندھ کر بیس سیر پانی میں جوش دیں جب جوش ہو جاوے پوٹلی نکال ڈالیں اور پانی سے اس طرح پاشویہ کریں کہ بیمار کو چارپائی یا کرسی پر پاؤں لٹکا کر بٹھلا دیں اور پیروں کے نیچے ایک ٹب یا بڑا دیگچہ خالی رکھ دیں اور بیمار کے منہ پر ایک چادر ڈالیں تاکہ پانی کی بھاپ منہ کو نہ لگے اور دماغ کو گرمی نہ پہنچے پھر دو آدمی دونوں پیروں پر گھٹنے سے وہی دواؤں کا ذرا اچھا گرم پانی آہستہ آہستہ ڈالنا شروع کریں اور دو آدمی گھٹنوں سے ٹخنوں تک پیروں کو اس طرح سونتیں کہ بیمار کو ذرا ناگوار ہونے لگے جب وہ پانی ختم ہو کر اس خالی ٹب یا دیگچہ میں جمع ہو جاوے پھر اسی کو لوٹے میں بھر کا اسی طرح ڈالیں اور سونتیں ایک گھنٹہ تک یا جب تک مناسب ہو اس طرح پاشویہ کریں پھر فوراً پیروں کو پونچھ کر دولائی کپڑوں سے باندھیں جیسا کہ سینگیوں کے بیان میں لکھ دیا ہے۔

پاشویہ کا دوسرا نسخہ...... بھوسی چھٹانک اور کھاری نمک اور خوب کلاں دو ۲ دو ۲ تولہ اسی طرح بیس سیر پانی میں جوش دیکر پاشویہ کریں۔

فائدہ بخار میں سر کی طرف سے گرمی روکنے کیلئے لخلخہ بھی عمدہ چیز ہے۔ لخلخہ اس کو کہتے ہیں کہ کوئی خوشبو تسکین دینے والی سونگھائی جاوے۔

نسخہ...... تین ماشہ صندل سفید چھ تولہ گلاب میں گھس کر تین ماشہ دھنیہ کچل کر اس میں ڈالیں اور خس جس کی ٹٹیاں بنتی ہیں تین ماشہ اور کدو یعنی لوکی کے ٹکڑے یا کھیرے کے ٹکڑے دو ۲ دو ۲ تولہ گل ارمنی تین ماشہ روغن گل ایک تولہ اور سرکہ تین ماشہ ملالیں پھر دو ۲ برتنوں میں کر کے ایک ایک سے سونگھائیں اسی طرح خس کو پانی سے چھڑک کر یا پنڈول کو چھڑک کر یا کھیرا، ککڑی سونگھنا بھی مفید ہے اگر گرمی بہت زیادہ ہو تو لخلخہ میں کافور بھی ملالیں۔

غفلت دور کرنے کی ایک تدبیر...... یہ ہے کہ مونگ کی ٹکیہ پکائیں جو ایک طرف سے کچی ہو اسی کچی طرف روغن گل چپڑ کر سر پر باندھیں۔ جب گرم ہو جاوے دوسری بدل دیں اسی طرح دودھ کا ماوا روغن گل چپڑ کر سر پر باندھنا ہوش میں لانے کے لئے مفید ہے۔ اگر مریض کو کسی طرح ہوش نہ ہو تو ایک مرغ ذبح کر کے اسکے پیٹ کی آلائش دور کر کے فوراً اس طرح سر پر رکھیں کہ سر پیٹ کے اندر آجائے غفلت خواہ کسی وجہ سے ہو ایک دفعہ کو ضرور ہوش آجاتا ہے۔

۶) باری اور بحران کے دن غذا نہ دیں اور اگر دینا ہو تو باری آنے سے تین چار گھنٹے پہلے دیں۔ گرم بخاروں میں آش جو نہایت عمدہ غذا ہے۔ ترکیب [1] اس کی خاتمہ [2] میں ہے۔

۷) جب کسی کو بخار آئے تو خیال کر کے بخار کے آنے کے وقت اور دن کو یاد رکھو اس کی ضرورت یہ ہے کہ بیماری میں بعض دن ایسے ہوتے ہیں کہ ان میں طبیعت بیماری کو ہٹانا چاہتی ہے اور بیماری طبیعت کو کمزور کرنا چاہتی ہے اور ان دنوں میں تکلیف زیادہ ہوتی ہے اس کو بحران کہتے ہیں سو علاج میں حکیم لوگ بحران کے دنوں کا خیال رکھتے ہیں اگر تم کو بیماری کے شروع ہونے کا دن اور وقت یاد ہو گا تو حکیم کو بتلا دو

۱: چاہئے کہ اول مریض کے پیروں کو دھو کر پاک کریں اسی دوا کے پانی سے یا سادے پانی سے تاکہ وہ دیگچہ کا پانی ناپاک نہ ہو اور مریض کے کپڑے اور تیمار داروں کے ہاتھ اور کپڑے وغیرہ ناپاک نہ ہوں اور سب کی نمازیں غارت نہ ہوں۔ نظر ثالث۔

۲: غفلت اور سرسام میں تھالہ باندھنا بھی مفید ہے۔ ترکیب یہ ہے کہ میدہ گیہوں کا چھٹانک بھر گھی چھٹانک بھر شکر سفید چھٹانک بھر حلوا سا بنا کر ایک پتے پر رکھ کر گرم گرم سر پر باندھیں اگر بخار تیز ہو اور غفلت زیادہ ہو تو تین ماشہ کافور بھی اس حلوے میں ملالیں ۱۲ نظر ثالث۔

(۱) دیکھو ص ۵۴ حصہ ہذا ۱۲۔

گے اور یہ بھی ضرورت ہے کہ بحران کے دنوں میں اور پرولوں کو بھی بعضی باتوں کا انتظام رکھنا پڑتا ہے تو اگر دن اور وقت یاد ہو گا تو سب انتظام آسان ہو گا۔ سو اس میں کئی باتیں سمجھ لو۔

اول یہ کہ اگر دوپہر سے پہلے بخار آیا ہو تو اس کو پہلا دن گنو اور اگر دوپہر سے پیچھے آیا ہو تو تیسرے دن کی باری والے بخار میں تو اس کو پورا دن گنو اور ہر وقت والے بخار میں اور روز کی باری والے بخار میں چاہے جاڑے سے آتا ہو چاہے بے جاڑے آتا ہو اس دن کو نہ گنو بلکہ اگلے دن کو پہلا دن گنو۔

دوسرے یہ سمجھو کہ بیس دن تک اس کے یاد رکھنے کی زیادہ ضرورت ہے ان دنوں میں سے دسواں اور بارہواں اور سولہواں اور انیسواں دن بحران سے بالکل خالی ہوتا ہے۔ اور ساتواں اور گیارہواں اور چودہواں اور سترہواں اور بیسواں دن تیز بحران کا ہے اور اٹھارہواں دن ہلکے بحران کا ہے اور آٹھواں اور تیرھواں دن اکثر تو خالی ہوتا ہے اور کبھی بحران ہو جاتا ہے اور تیسرا اور نواں دن اکثر بحران کا ہوتا ہے اور چوتھا اور پانچواں اور چھٹا اور پندرھواں دن ایسا ہے کہ اس میں کبھی بحران ہوتا ہے اور کبھی نہیں ہوتا جن بخاروں کی باری تیسرے دن پڑتی ہے ان میں ساتواں اور گیارہواں دن نہایت سخت بحران کا ہے۔ اکثر گیارہویں دن تک بحران ختم ہو جاتا ہے۔ اگر اس دن بحران نہ ہوا تو پھر کچھ اندیشہ نہیں رہتا۔

تیسرے یہ سمجھو کہ اگر رات کو بحران پڑنے والا ہے تو دن میں اس کی نشانیاں ظاہر ہونے لگتی ہیں اور اگر دن کو پڑنے والا ہے تو رات میں نشانیاں ظاہر ہوتی ہیں اور وہ نشانیاں یہ ہیں۔ بے چینی زیادہ ہونا، کروٹیں بدلنا، کبھی ہوش میں آنا اور پھر دفعتاً غفلت ہو جانا، پریشان باتیں کرنا، گردن میں درد ہونا، چکر آنا، آنکھوں کے سامنے کچھ صورتیں نظر آنا، کمر میں درد ہونا اور دنوں سے زیادہ تکان ہونا، بدن ٹوٹنا، کانوں میں شور ہونا، کبھی سب نشانیاں ہوتی ہیں کبھی بعض بعض پھر جب غفلت بڑھ جاوے اور نیند میں چونکے یا اٹھ کر بھاگے اور مارنے پیٹنے لگے تو سمجھو کہ یہ بحران ہے پھر جب ہوش کی باتیں کرنے لگے یا پسینہ آ کر بدن ہلکا معلوم ہونے لگے تو سمجھو کہ بحران ختم ہو گیا۔

چوتھے یہ سمجھو کہ بحران کے دن اور پرولوں کو جن باتوں کا انتظام رکھنا ضروری ہے وہ یہ ہیں کہ اس روز بیمار کو آرام دینا چاہئے۔ کوئی تیز دوا ہرگز نہ دیں نہ تو دستوں کی نہ باری روکنے کی نہ پسینے کی۔ بعض دفعہ ایسی دوائیاں دینے سے بیمار کی موت آ گئی ہے۔ البتہ ہوش و حواس قائم رکھنے کی یا دل کو طاقت دینے کی ہلکی ہلکی تدبیر کریں تو مضائقہ نہیں جیسے سینگیاں سنگھوانا یا دل پر صندل گلاب میں گھس کر کپڑا بھگو کر رکھنا اس سے زیادہ جو کرنا ہو حکیم سے پورا حال کہہ کر جو وہ کہے کرو۔

پانچویں یہ سمجھو کہ اگر بحران میں نکسیر جاری ہو جاوے یا دست آنے لگیں یا قے آنے لگے یا پیشاب یکلخت جاری ہو جاوے یا پسینہ آئے تو ذرا مت اور روکنے کی کوشش نہ کرو یہ اچھی نشانی ہے۔ البتہ اگر ان چیزوں میں بے حد زیادتی ہونے لگے تو حکیم سے پوچھ کر بند کرنے کی کوشش کرو۔

۸) اگر لرزہ اس قدر سخت ہو کہ سہار نہ ہو سکے تو بازو سے لے کر پہنچوں تک دونوں ہاتھ اور رانوں سے لے کر ٹخنوں تک دونوں پاؤں باندھ دو پانی خوب پکا کر چارپائی کے نیچے رکھ کر بھپارہ دو۔ چارپائی پر کچھ بچھانا نہ چاہئے تاکہ بھاپ خوب بدن کو لگے اور چاہے اس پانی میں پانچ چھ تولہ سویہ کے بیج ڈال لیں۔

۹) اگر بخار میں پیاس زیادہ ہو یا زبان خشک ہو یا نیند نہ آتی ہو تو سر پر روغن کدو یا روغن کاہو یا اور کوئی ٹھنڈا تیل اس قدر ملیں کہ جذب نہ ہو سکے اور کانوں میں بھی ٹپکائیں اگر کھانسی نہ ہو تو منہ میں آلو بخارا رکھیں اور اگر کھانسی ہو تو بہدانہ یا عناب کا ست رکھ دیں اور اگر بخار میں درد سر زیادہ ہو یا ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہوں تو پیروں کی مالش نمک سے کر کے کپڑے سے لپیٹ دیں۔

۱۰) اگر بخار میں گھبراہٹ اور بے چینی زیادہ ہو تو صندل گلاب میں گھس کر کپڑا بھگو کر دل پر رکھیں۔ دل بائیں چھاتی کے نیچے ہے۔

۱۱) بخار کا مادہ کبھی رگوں کے اندر ہوتا ہے کبھی رگوں کے باہر معدہ یا جگر یا کسی اور عضو میں جب مادہ رگوں کے باہر ہوتا ہے تو باری کے ساتھ جاڑا آتا ہے اور جب اندر ہوتا ہے تو جاڑا نہیں آتا صرف بخار کا دورہ ہوتا ہے اس سے معلوم ہو گیا ہو گا کہ جو بخار جاڑے کے ساتھ ہو اس میں اتنا اندیشہ نہیں جتنا صرف بخار میں ہے کیونکہ رگوں کے اندر کے مواد کا نکلنا مشکل ہے۔

۱۲) تیسرے دن کا دورہ اکثر صفراوی بخار کا ہوتا ہے اور ہر روز بلغمی کا اور چوتھے دن سوداوی کا۔ صفراوی بخار بہت دنوں تک نہیں رہتا مگر تیز اور

اندیشہ ناک بہت ہوتا ہے۔ اور چوتھیا اگرچہ برسوں تک آئے مگر اندیشہ ناک نہیں ہوتا۔

۱۳) یہ دوائیں بخار کے لئے مفید ہیں۔

گولی باری کو روکنے والی...... ست گلو ایک تولہ اور طباشیر ایک تولہ اور دانہ الائچی خورد ایک تولہ اور زہر مہرہ خطائی ایک تولہ اور کافور ایک ماشہ اور کنین تین ماشہ کوٹ چھان کر لعاب اسپغول میں ملا کر چنے کے برابر گولیاں بنالیں پھر ایک گولی باری سے تین گھنٹہ پہلے اور ایک دو گھنٹہ پہلے اور ایک ایک گھنٹہ پہلے کھائیں نہایت مجرب ہے اور کسی حال میں مضر نہیں۔ بچہ کو ایک یا دو گولی دیں۔ طاعون کے موسم میں ایک دو گولی روز کھائیں تو طاعون سے انشاءاللہ تعالیٰ امن رہے اور اگر صحت کے بعد چند روز کھالیں تو مدتوں بخار نہ آئے۔

دوا بخار کے علاج کے بعد...... اگر بدن میں کچھ حرارت رہ گئی ہو تو تین تولہ کاسنی کا مقطر یعنی ٹپکایا ہوا پانی دو تولہ شربت بزوری ملا کر پینا نہایت مفید ہے اس کی ترکیب خاتمہ میں (بر ص ۵۷ حصہ ہذا) آوے گی۔ اور آب مروق یعنی پھاڑا ہوا پانی اور چیز ہے اس کی ترکیب بھی خاتمہ میں ہے۔ (بر ص ۵۷ حصہ ہذا)

کمزوری کے وقت کی تدبیر کا بیان[1]

بعض وقت عرصہ تک بخار آنے سے یا اور کسی بیماری میں مبتلا رہنے سے آدمی کمزور ہو جاتا ہے اس وقت بعض لوگ اس کو جلد طاقت آنے کیلئے بہت سی غذا یا میوے وغیرہ کھلا دیتے ہیں یہ ٹھیک نہیں یہاں ایسے وقت کی مناسب تدبیریں لکھی جاتی ہیں۔

۱) یاد رکھو کہ کمزوری میں ایک دم زیادہ کھانے سے یا بہت طاقت کی دوا کھا لینے سے فائدہ نہیں پہنچتا بلکہ بعض وقت نقصان پہنچ جاتا ہے۔ فائدہ اسی غذا سے اور اتنی ہی مقدار سے پہنچتا ہے جو بآسانی ہضم ہو جائے اور اگر غذا مقدار میں زیادہ کھالی یا زیادہ مقوی ہوئی تو مریض کو اس کی برداشت نہ ہوگی اور ہضم میں قصور ہوگا تو ممکن ہے کہ مرض پلٹ آوے اور پیٹ میں سدے پڑ جاویں یا ورم ہو جاوے لہٰذا کمزوری کی حالت میں آہستہ آہستہ غذا کو بڑھاؤ اگر ایک دو چمچہ شوربا ہی یا ایک انڈا ہی ہضم ہو سکتا ہے تو یہی دو۔ زیادہ نہ دو اگرچہ مریض بھوک بھوک پکارے بھوکا رہنے سے نقصان نہیں ہوتا اور زیادہ کھا لینے سے نقصان ہو جاتا ہے یہاں یہ ہو سکتا ہے کہ دو دو چمچہ کر کے شوربا دن میں تین چار دفعہ دو لیکن یہ خیال رکھو کہ دو مرتبہ میں تین چار گھنٹہ سے کم فاصلہ نہ ہو تاکہ پہلی غذا ہضم ہو چکے تب دوسری غذا پہنچے ورنہ تداخل اور بدہضمی کا اندیشہ ہے غرض ہر کام میں آہستہ آہستہ زیادتی کریں غذا دینے میں، گھی دینے میں، چلنے، پھرنے، بولنے، چالنے، لکھنے، پڑھنے میں اور مریض کو خوش رکھیں۔ کوئی بات رنج دینے والی اس کے سامنے نہ کہیں نہ اس کو بالکل اکیلا چھوڑیں نہ اس کے پاس خلاف مزاج مجمع کریں۔ نہ بہت روشنی میں رکھیں نہ بہت اندھیرے میں بہتر یہ ہے کہ دوا اور غذا اور جملہ تدبیریں طبیب معالج کی رائے سے کریں اور یہ نہ سمجھیں کہ اب مرض نکل گیا اب حکیم سے پوچھنے کی کیا ضرورت ہے۔

۲) کمزور آدمی کو اگر بھوک خوب لگتی ہے اور خوراک خوب کھا لیتا ہے لیکن طبیعت اٹھتی نہیں اور پاخانہ پیشاب صاف نہیں ہوتا۔ اور طاقت نہیں آتی تو سمجھو کہ مرض ابھی باقی ہے اور یہ بھوک جھوٹی ہے۔

۳) کمزور آدمی کو دوپہر کا سونا اکثر مضر ہوتا ہے۔

۴) کمزور آدمی کو اگر بھوک نہ لگے تو سمجھو کہ مرض کا مادہ اس کے بدن میں ابھی باقی ہے۔

۵) کمزوری میں زیادہ دیر تک بھوک اور پیاس کو مارنا بھی نہیں چاہئے اس سے ضعف بڑھ جاتا ہے۔ جب بھوک اور پیاس غالب ہو کچھ کھانے پینے کو دے دیا جاوے۔

۶) پتلی اور سیال غذا جلد ہضم ہو جاتی ہے گو اس کا اثر دیرپا نہیں ہوتا جیسے آش جو۔ شوربا۔ چوزہ مرغ یا شیر کھلا بکری کے گوشت کا اور خشک اور گاڑھی غذا دیر میں ہضم ہوتی ہے گو اس کا اثر بھی دیر تک رہتا ہے۔ جیسے قیمہ۔ کباب۔ کھیر وغیرہ۔

۷) کمزوری میں بہت ٹھنڈا پانی نہیں پینا چاہئے اور نہ ایک دم بہت سا پانی پینا چاہئے اس سے بعض وقت موت تک کی نوبت آ گئی ہے۔

(۱) یہ مضمون قدیم نسخوں میں تھا ہم نے نقل کیا ہے۔ نظر ثالث کا اضافہ ہے۔ ۱۲

۸) کمزور آدمی کو کوئی دوا بھی طاقت کی حکیم معالج کی رائے سے بنوا لینی مناسب ہے، تاکہ جلد طاقت آجاوے جیسے ماء اللحم بر ص ۵۹۔ نوشدارو بر ص ۶۰۔ خمیرہ گاؤزباں بر ص ۵۵۔ خمیرہ مروارید۔ بر ص ۵۶۔ دواء المسک بر ص ۵۷۔ وغیرہ ان سب کی ترکیبیں خاتمہ میں ہیں۔

۹) آملہ کا مربہ۔ بر ص ۵۹ سیب کا مربہ پیٹھے کا مربہ۔ چاندی یا سونے کے ورق کے ساتھ کھانا بھی قوت دینے والا ہے ان سب کی ترکیبیں خاتمہ میں ہیں۔

تنبیہ اس بیان سے زچہ کے متعلق جو کچھ غذا وغیرہ کی ابتری آج کل رواج میں ہے معلوم ہو گئی ہو گی۔ زچہ کا مزاج بخار والے سے بھی زیادہ کمزور ہو جاتا ہے اور معدہ وغیرہ سب مسہل والے سے بھی زیادہ کمزور ہو جاتے ہیں اور اس کو اچھوانی وغیرہ ایسی چیزیں دی جاتی ہیں کہ تندرست عورت بھی ان کو ہضم نہیں کر سکتی۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ معدے اور آنتوں میں سدے پڑ جاتے ہیں اور تمام بدن کی رگوں میں مواد بھر جاتا ہے۔ نلوں میں اور رحم میں اکثر ورم ہو جاتا ہے۔ اس حالت میں اگر بخار ہو جاتا ہے تو وہ ہڈیوں میں ٹھہر جاتا ہے پھر آرام نہیں ہوتا ہم نے زچہ خانہ کی تدبیریں آگے لکھ دی ہیں ان کے موافق عمل کریں۔ انشاء اللہ تعالیٰ تندرستی ٹھیک رہے گی۔ نظر ثالث۔

ورم اور دنبل وغیرہ کا بیان

تین جگہ کے ورم کو ہرگز نہ روکنا چاہئے۔ ایک کان کے پیچھے۔ دوسرا بغل کا تیسرا جنگاسہ یعنی چڈے کا، ان جگہوں کے ورم پر کوئی ٹھنڈی دوا جیسے اسبغول وغیرہ ہرگز نہ لگاؤ بلکہ جب بغل میں کھکر الی یعنی کچرالی نکلے تو پیاز بھون کر یعنی جھلجھلا کر نمک ملا کر باندھو تاکہ پک جائے پھر بہنے کی تدبیر کرو۔ روکنا ہرگز نہ چاہئے خاص کر جب طاعون کا چرچا ہو۔ کیونکہ طاعون میں اکثر انہیں تینوں جگہ گلٹی نکلتی ہے بٹھلانے کی دوا دینا بالکل موت ہے۔

ورم کی کچھ دواؤں کا بیان

دوا جو سخت ورم کو نرم کر دے ...... صبح و شام مرہم داخلیون لگادیں اور اگر اسی مرہم کو کپڑے پر لگا کر دنبل پر رکھیں اور اوپر سے میدہ کی پلٹس یا السی کی پلٹس دودھ میں پکا کر باندھیں تو بہت جلد پکا دیتا ہے۔ نسخہ مرہم کا یہ ہے۔ السی اور میتھی کے بیج اور اسبغول اور تخم خطمی اور تخم کنوچہ سب چھ چھ ماشہ لے کر پانی میں بھگو کر جوش دے کر خوب مل کر لعاب کو چھان لیں پھر مردار سنگ دو تولہ خشک پیس کر اس کو پانچ تولہ روغن زیتون میں پکائیں اور چلاتی رہیں۔ کہ سیاہ اور کسی قدر گاڑھا ہو جائے پھر چولہے سے اتار کر وہ لعاب تھوڑا تھوڑا اس میں ڈال کر خوب رگڑیں کہ مرہم ہو جائے۔ یہ مرہم داخلیون کہلاتا ہے۔ اگر روغن زیتون نہ ملے یا قیمت کم لگانا ہو تو بجائے اس کے تل کا تیل ڈالیں۔ یہ مرہم ہر ایک سختی کو نرم کرنے والا ہے۔ رحم کے اندر بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

دوا جو دنبل کو پکا دے ...... السی اور میتھی کے بیج اور املی کے بیج اور کبوتر کی بیٹ سب دوائیں دس دس ماشہ کوٹ چھان کر اڑھائی تولہ پانی اور اڑھائی تولہ دودھ میں پکائیں کہ گاڑھا ہو جاوے۔ پھر نیم گرم باندھیں اور پیپل کے تازہ پتے اور پان گرم کر کے باندھنا بھی پھوڑے کو پکا دیتا ہے۔ فائدہ:۔ بعض دفعہ ران وغیرہ پر پلٹس یا اور کوئی پکانے والی دوا رکھنی ہوتی ہے۔ اور باندھنے کا موقعہ نہیں ہوتا کیونکہ پٹی ٹھہرتی نہیں اس کے لئے عمدہ تدبیر یہ ہے کہ چھ ماشہ موم اور دو تولہ بہروزہ اور دو تولہ رال لے کر ان تینوں چیزوں کو گلا کر مرہم سا بنالیں پھر ایک بڑے سے پھایہ کے کناروں پر اس کو لگائیں اور جو دوا یا پلٹس پھوڑے پر رکھنی ہے اس کو رکھ کر اوپر سے یہ پھایہ رکھ کر کنارے اس کے بدن پر خوب چپکا دیں یہ ایسا چپک جاوے گا کہ نہ خود چھوٹے گا اور نہ پلٹس کو گرنے دے گا۔ اور یہ مرہم خود بھی پکانے والا ہے۔ اور جب الگ کرنا ہو تو تھوڑا تیل یا گھی کناروں پر لگاؤ اور آہستہ آہستہ علیحدہ کر دو۔ پھر جب پھوڑا پک گیا تو اس کے توڑنے کی تدبیر کرو اور پکنا شروع ہونے کی پہچان یہ ہے کہ چیس اور ٹیک پیدا ہو جائے اور جگہ سرخ اور گرم ہو اور پورے پکنے کی نشانی یہ ہے کہ ٹیک موقوف ہو جائے اور درد بھی کم ہو جائے اور رنگ سرخ نہ رہے اور اگر خالص پیپ نہ نکلتی ہو اور کناروں میں سرخی ہو تو سمجھ لو کہ پھوڑا پورا نہیں پکا پھر پلٹس باندھو۔

دوا...... جس سے بے نشتر دیئے ہوئے پھوڑا پھوٹ جائے تین ماشہ بے بجھا چونہ اور ایک تولہ بکری کے گردہ کی چربی دونوں کو ملا کر پھوڑے پر رکھیں۔ پھر جب پھوڑا پھوٹ جائے تو اس کے بھرنے اور صاف کرنے کی تدبیر کرو۔ اس کے لئے یہ دوا مفید ہے۔ پیاز کو نیم کے پتوں میں رکھ کر کپڑا لپیٹ کر چولہے میں بھون لیں پھر دونوں کو کچل کر ذرا سی ہلدی چھڑک کر باندھیں اور صبح و شام تبدیل کریں اور دونوں وقت نیم کے پانی سے دھویا کریں۔

دوسری دوا...... جو نہ پکے ہوئے پھوڑے کو پکاوے اور صاف بھی کردے۔ بنولہ اور تخم السی اور تل کی کھلی تینوں کو دو دو تولہ لے کر خوب کوٹ کر دودھ میں پکا کر نیم گرم باندھیں یہ دوا گرم زیادہ نہیں اور ہر قسم کے پھوڑے کو مفید اور مجرب ہے۔ پھر جب پھوڑا خوب صاف ہو جاوے اور کنارے ہلکے ہو جاویں۔ سرخ بالکل نہ رہے تو بھرنے کی تدبیر کرو اس کے لئے مرہم رسل لگانا بہت مفید ہے اس کا نسخہ یہ ہے کہ پونے دس ماشہ موم دیسی خالص اور پونے دس ۱۰ ماشہ رانتیج اور ایک ماشہ جاؤشیر اور ایک ماشہ گندہ بہروزہ اور سوا پانچ ماشہ اشق اور تین ماشہ گوگل ان سب کو پانچ تولہ روغن زیتون میں ڈال کر آگ پر رکھیں جب یہ سب گل کر ایک ہو جاویں تو نیچے اتار کر ایک ایک ماشہ زنگار اور مرکی اور ڈیڑھ ڈیڑھ ماشہ زراوند طویل اور کندر اور تین ماشہ مردار سنگ خوب باریک پیس کر ملا دیں اور اس قدر حل کریں کہ مسکہ کی طرح ہو جاوے پھر پھایہ پر لگا کر زخم پر رکھیں بہت مفید ہے۔ تعریف یہ ہے کہ اگر زخم میں کچھ مادہ فاسد رہ گیا ہے تو اس کو کاٹ دیتا ہے اور اچھے گوشت کو پیدا کرتا ہے۔ طاعون میں بھی نہایت کار آمد ہے۔ ترکیب استعمال کی طاعون کے بیان میں لکھی جاوے گی۔ اگر رانتیج نہ ملے بہروزہ کا وزن بڑھا دیں یعنی گیارہ ماشہ کر دیں اور اگر قیمت کم کرنا چاہیں بجائے روغن زیتون کے روغن گل یا تل کا تیل ڈالیں۔

دوسرا مرہم عربی...... زخموں کو بھر لانے والا۔ ساڑھے سات تولہ تل کا تیل خالص کڑھائی میں آگ پر چڑھائیں اور ہلکی آنچ دیں۔ جب تیل میں دھواں اٹھنے لگے پانچ تولہ سفیدہ کاشغری چھنا ہوا پاس رکھ لیں اور چٹکی سے اٹھا کر تھوڑا تھوڑا ڈالتے رہیں اور لکڑی سے چلاتے رہیں۔ تیل میں اول بلبلے اٹھیں گے جب یہ بلبلے ٹوٹنے لگیں تو دیکھیں کہ تیل میں چپکاہٹ آ گیا یا نہیں۔ جب چپکنے لگے اور رنگ سیاہ ہو جاوے لیکن جلنے نہ پاوے تو آگ پر سے اتار کر کڑھائی کو ٹھنڈے پانی میں رکھ دیں اور خوب گھونٹیں پھر نکال کر احتیاط سے رکھ دیں اور زخم کو نیم کے پانی سے دھو کر پھایہ رکھیں اور ناسور میں بتی لگا کر رکھیں بہت مجرب ہے۔

اگر زخم میں کیڑے پڑ جاویں...... تو ان کے مارنے کی یہ تدبیر کرو۔ بچھ باریک پیس کر یا تارپین کا تیل یا دونوں کو ملا کر زخم میں ڈالیں اور اوپر سے آٹے سے منہ زخم کا بند کر دیں اندر کیڑے مر جاویں گے اور کیڑے اکثر زخم کو صاف نہ رکھنے سے اور مکھی سے حفاظت نہ کرنے سے پڑ جاتے ہیں صفائی کا بہت خیال رکھیں۔

فائدہ جس کے ہر سال دنبل نکلتے ہوں تو دو یا تین سال تک موسم پر مسہل وغیرہ لے کر مادہ کی خوب صفائی کر لیں نہیں تو ڈھیٹ کا ڈر ہے۔
اگر گرمی سے چھالے یا پھوڑے پھنسی نکل آ دیں...... تو اس کے لئے یہ مرہم لگاؤ۔ سنگ جراحت اور مردار سنگ اور سفیدہ کاشغری اور سوکھی مہندی اور رسوت اور کمیلہ اور کتھا پڑیہ یہ سب دوائیں چھ چھ ماشہ لے کر اس کو کوٹ چھان کر تو تولہ گائے کے گھی کو ایک سو ایک بار دھو کر اس میں یہ دوائیں ملا کر خوب گھونٹیں اور رکھ لیں اور لگایا کریں۔ برسات میں بچوں کے لئے عمدہ دوا ہے۔ اس کی جتنی گھوٹائی زیادہ ہو گی مفید ہو گا۔ اگر اس میں توتیا ایک ماشہ ملا لیں تو مکھی نہ بیٹھے۔

دوسری دوا...... رسوت ایک تولہ، گلاب اور مہندی کے پتوں کے تین تین تولہ پانی میں ملا کر لگائیں۔ اس دوا میں چکنائی نہیں ہے۔
کپڑے خراب نہ ہویں گے۔

خشک اور تر خارش کیلئے...... یہ دوا مفید ہے۔ نیم کی چھال اور رسوت اور برگ شاہترہ سب ایک ایک ماشہ باریک پیس کر دو تولہ

ا مرہم کا ایک اور نسخہ ہر قسم کے زخم کے لئے حتی کہ ڈھیٹ اور ناسور کے لئے اکسیر ہے گھی گائے کا پانچ تولہ موم زرد ایک تولہ پگھلا کر کمیلا پانچ ماشہ سیندور نو ماشہ رال سفید پانچ ماشہ مردار سنگ ایک تولہ توتیا بریاں چار ماشہ۔ خشک دواؤں کو خوب باریک سرمہ کی طرح پیس لیں پھر ان کو گھی اور موم میں ملا کر نیم کے ڈنڈے سے خوب گھونٹیں اور زخموں پر پھایہ رکھ دیں ۱۲ نظر ثالث۔

روغن گل میں ملا کر لیپ کریں، اور مکھن کثرت سے ملنا بھی ہر قسم کی خارش کے لئے نہایت مجرب ہے۔ تر خارش کے لئے یہ دوا اکسیر ہے۔ باؤچی اور اجوائن خراسانی اور صندل سرخ اور گندھک آملہ سار اور چوکھا سب ایک ایک تولہ اور نیلہ تھوتھا چھ ماشہ اور سیاہ مرچ پانچ عدد خوب باریک پیس کر کڑوے تیل میں ملا کر سر اور منہ کو چھوڑ کر رات کو تمام بدن کو ملے اور رات کو مالیدہ کھاوے اور صبح گرم پانی سے غسل کر ڈالے اگر کچھ رہ جاوے، پھر دوسری تیسری بار ایسا ہی کرے۔

کنٹھ مالا...... یہ مرض جاتا تو نہیں ہے لیکن اس دوا کے لگانے سے ایک عرصہ کے لئے زخم خشک ہو جاتے ہیں۔ مردار سنگ چھ تولہ کی ڈلی لیں اور صبح کے وقت تین تولہ بکری کا دودھ بے مرچ کی سل پر ڈال کر اس میں مردار سنگ کی ڈلی اتنی گھسیں کہ چھ ماشہ گھس جاوے پھر اس دودھ میں روئی بھگو کر گلٹیوں پر خوب رگڑیں چالیس دن اسی طرح کریں بعض جگہ اس سے بالکل آرام ہو گیا۔ اور اس کیلئے مرہم رسل برص ۳۳ ہذا ۱۲۱ بھی فائدہ مند ہے جس کی ترکیب اس جگہ آئی ہے جہاں زخم بھرنے کی دواؤں کا بیان ہے۔ طبیب کی رائے سے مسہل وغیرہ بھی لینا چاہیے۔

سرطان ...... جس کو ڈھیٹ کہتے ہیں یہ ایک بری قسم کا پھوڑا ہے اور اکثر کمر پر نکلتا ہے۔ اس میں بہت سوراخ ہوتے ہیں اور بہت تکلیف ہوتی ہے۔ کسی ہوشیار آدمی سے علاج کرانا چاہیے۔ بعض لوگوں کو اس پر دوب گھاس کی جڑوں کا لیپ کرنا بہت مفید ہوا ہے۔

پکی اچھلنا...... افتیمون پوٹلی میں باندھ کر اور برگ شاہترہ اور بیج کاسنی سب پانچ پانچ ماشہ اور آلو بخارا سات دانہ اور مویز منقیٰ نو دانہ گرم پانی میں بھگو کر اور چھان کر اس میں دو تولہ گل قند آفتابی ملا کر پئیں اور اگر حمل ہو تو یہ دوا پئیں۔ پانچ دانہ عناب اور نو دانہ مویز منقیٰ اور منڈی اور چرائتہ پانچ پانچ ماشہ گرم پانی میں بھگو کر چھان کر دو تولہ گل قند آفتابی ملا کر پئیں۔

پکی پر ملنے کی دوا ...... یہ دوا پکی پر ملیں، خربوزہ کے چھلے ہوئے بیج، گیہوں کی بھوسی اور گیرو سب دوائیں دو دو تولہ پیس کر خشک ملیں اور کمبل اوڑھنا بھی مفید ہے۔

داد...... ایک تولہ رسکپور سرمہ کی طرح پیس کر پانچ تولہ خالص سرکہ میں ملا کر رکھ لیں اور صبح و شام لگایا کریں نہایت مفید ہے اور تکلیف بالکل نہیں ہوتی۔ اور اگر لہسن کا عرق لگائیں تو یہ لگتا تو بہت ہے۔ لیکن دو ہی تین دفعہ میں صحت ہو جاتی ہے اس کے لگانے کی عمدہ ترکیب یہ ہے کہ لہسن کا عرق داد پر لگاویں جب تیزی زیادہ ہو تو ذرا سی چکنائی تیل یا گھی مل دیں۔[۱]

چھنگوری...... جس کو بعض آدمی انگل بیڑ کہتے ہیں جب نکلتی معلوم ہو تو تھوڑا تخم ریحان پانی میں بھگو کر باندھ دیں۔ اور اگر نکل آئی ہو تو یہ دوا نہایت مفید اور مجرب ہے۔ سیندور بکری کے پتے میں بھر کر مع پتے کے پانی کے انگلی پر چڑھائیں اکثر ایک ہی دفعہ کا چڑھایا ہوا کافی ہو جاتا ہے۔ اگر کافی نہ ہو تو تیسرے دن اور بدل ڈالیں لیکن اس سے نماز درست نہیں ہوگی۔ نماز کے وقت اس کو اتار کر انگلی کو دھو ڈالیں اور اگر کسی طرح نہ جائے تو ایک جونک تازی اور ایک باسی لگا دیں۔

مہاسے...... سنگی سفید دو تولہ اور ایرسا یعنی بیخ سوسن ایک تولہ باریک پیس کر سرکہ میں ملا کر لیپ کریں۔

پڑے پڑے کھال چھل جانا...... گلاب میں مردار سنگ گھس کر لگائیں اوپر سے سفید کاشغری چھڑک دیں اور نرم بستر پر لٹائیں۔

آگ یا کسی اور چیز سے جل جانے کا بیان

آگ سے جلنا...... فوراً لکھنے کی سیاہی یا روشنائی لگائیں یا چونہ کا پانی ڈالیں یا بہروزہ کا تیل لگائیں یا شکر سفید پانی میں ملا کر لگائیں۔

منفسل اور پٹاس اور بارود اور گرم تیل اور گرم پانی اور چونہ وغیرہ سے جل جانا...... تل کا تیل اور چونہ کا صاف پانی ملا کر لگائیں ایک عورت کی آنکھ میں کڑاہی میں سے گرم تیل کی چھینٹ جا پڑی آنکھ میں زخم ہو گیا۔ ایک ماشہ کافور اور تین ماشہ نشاستہ

---

[۱] داد کی مجرب دوا، گندھک آملہ سار چھ ماشہ، سہاگہ تیلیہ بریاں تین ماشہ، کتھ سفید چار ماشہ، نیلہ تھوتھا بریاں پانچ ماشہ سب دواؤں کو خوب باریک پیس کر چنبیلی کا تیل ایک تولہ آٹھ ماشہ ملا کر خوب رگڑیں کہ مرہم سا ہو جاوے پھر داد پر لگاویں یہ دوا تیزی بالکل نہیں کرتی اور مجرب ہے ۱۲ چھاجن۔ یہ ایک بڑی قسم کا داد ہے جو اکثر پیر میں ہوتا ہے۔ دوا یہ ہے کہ بچھلے کر تل کے تیل میں جلالیں جب بالکل جل کر کوئلہ ہو جائے اس کو اسی تیل میں رگڑ لیں اور چھاجن پر لگاویں ۱۲

پیس کر اسبغول کے لعاب میں ملا کر ٹپکایا گیا آرام ہو گیا۔ مرہم جو ہر قسم کے جلے ہوئے کے لئے اکسیر ہے۔ روغن گل دو تولہ اور موم چھ ماشہ گرم کریں۔ جب دونوں مل جائیں سفیدہ کاشغری تین ماشہ اور کافور ایک ماشہ باریک پیس کر اور ایک عدد انڈے کی سفیدی ملا کر لگائیں۔

بال کے نسخوں کا بیان

دوا بال اُگانیوالی ...... ایک جونک لائیں اور چار تولہ تل کا تیل آگ پر چڑھاویں جب خوب جوش آجاوے اس وقت جونک کو مار کر فوراً تیل میں ڈال کر اتنا پکائیں کہ جونک جل جاوے پھر اس کو اسی تیل میں رگڑ لیں۔ اور جس جگہ کے بال زخم وغیرہ سے گر گئے ہوں وہاں یہ تیل لگائیں۔ بہت جلد بال جم آئیں گے۔ ماش کی دال اور آنولہ سے سر کا دھونا بھی بالوں کے واسطے نہایت مفید ہے۔ اس سے بال سیاہ رہتے ہیں اور مقوی دماغ بھی ہے۔

دوا بال اُڑانے والی ...... چھ ۶ ماشہ بے بجھا ہوا چونہ اور چھ ۶ ماشہ ہڑتال پیس کر انڈے کی سفیدی میں ملا کر جہاں کے بال اڑانا منظور ہوں اس جگہ لگائیں۔ بال صاف ہو جائیں گے۔

دوا بالوں کو بڑھانیوالی ...... ہنسراج اور طباشیر اور سماق اور گلاب زیرہ اور گلنار اور مصطگی اور انار کے چھلکے۔ سب چھ ۶ چھ ۶ ماشہ اور چھالیہ اور پوست بلیلہ کابلی ایک تولہ اور پوست بلیلہ اور مازو۔ ڈیڑھ ڈیڑھ تولہ اور آملہ اڑھائی تولہ۔ اور شہتوت کے پتے ۶ تولہ لے کر سب کو کوٹ کر سوا سیر پانی میں ایک رات دن تر کر کے جوش دیں جب آدھا رہ جاوے۔ مل کر چھان کر پچیس ۲۵ پچیس ۲۵ تولہ روغن گل اور تل کا تیل ملا کر پھر آگ پر رکھیں جب پانی بالکل جل جاوے اور تیل رہ جاوے اتار کر رکھ لیں۔ اور ہر روز ملا کریں اس سے خراب بال گر کر اچھے اور سیاہ جمتے ہیں اور دماغ میں بھی قوت ہوتی ہے اور اگر کسی کو اس تیل سے سردی ہو تو بالچھڑ اور گل بابونہ اور لونگ چھ چھ ماشہ اور بڑھا لیں۔

بالوں میں لیکھ یا ڈھک یا جم جوئیں پڑ جانا ...... چھریلا اور کنیر سفید کے پتے اور میدہ سانکہ اور دو کھتی مرچ اور انار کے چھلکے سب ایک ایک تولہ لے کر پانی میں اوٹا کر اس پانی سے اس جگہ کو دھوئیں اس سے جوئیں مر جاتی ہیں۔ جم جوئیں ایسی جوؤں کو کہتے ہیں جو بالوں کی جڑوں میں چپٹی رہتی ہیں اور مشکل سے معلوم ہوتی ہیں کبھی اس کے لئے مسہل کی ضرورت بھی ہوتی ہے۔

چوٹ لگنے کا بیان

سر کی چوٹ ...... ایک پارچہ گوشت کا لے کر اس پر ہلدی باریک پیس کر چھڑک کر نیم گرم گرم کر کے باندھو نہایت مفید ہے[۱] اور اگر سر کی چوٹ میں بے ہوش ہو جاوے تو فوراً ایک مرغ ذبح کر کے اس کے پیٹ کی آلائش نکال کر کھال سمیت گرم گرم سر پر باندھو بہت جلد ہوش آجاوے گا۔

آنکھ کی چوٹ ...... ایک ایک تولہ میدہ اور پٹھانی لودھ پیس کر ایک تولہ گھی میں ملا کر گرم کر کے اس سے آنکھ کو سینکیں۔ پھر اسی کو گرم کر کے باندھیں اگر اس سے چوٹ نہ نکلے تو گوشت کے پارچہ پر تھوڑی ہلدی اور پٹھانی لودھ چھڑک کر باندھیں۔

لیپ ...... جو سر کے سوا اور ہر جگہ کی چوٹ کو مفید ہے اور سر کی چوٹ کو بھی کچھ ایسا نقصان نہیں کرتا۔ مگر یہ دوائیں تیز ہیں۔ تل کی کھلی اور ہالون اور تل اور مالکنگنی اور میدہ لکڑی اور لوٹہ جی اور ہلدی سب دو دو تولہ لیکر کوٹ چھان کر رکھ لیں پھر اس میں سے تھوڑی سی دوا لے کر دو پوٹلی باندھ کر دودھ اور تل کا تیل اور پانی تینوں چیزیں برابر ملا کر آگ پر رکھ دیں اور پوٹلی کو اس میں ڈالکر گرم گرم سے سینکیں جب ایک ٹھنڈی ہو جاوے دوسری سے سینکیں۔ ایک گھنٹہ تک سینک کر پوٹلی میں کی دوا نکا کر لیپ کر دیں اور پرانی روئی باندھ دیں۔

موچ ...... انڈے کی زردی پانچ عدد اور گھی یا میٹھا تیل چھٹانک بھر اور ہلدی دو تولہ ملا کر موچ پر مالش کریں۔ پھر خوب موٹی روئی کا گدا گرم گرم رکھ کر باندھیں رات کو باندھ کر صبح کو کھول کر میٹھے تیل کی مالش کریں اور رگ کو سیدھا کریں ایک دو دن اس طرح کرنے سے

۱؎ زندہ جونک نہ جلاویں کیونکہ سخت گناہ ہے اس کی تفصیل طبی جوہر میں ہے ۱۲۔

۲؎ اگر انڈے کی زردی نہ ملاویں تو بہت جلد اثر کرے۔ ۱۲ نظر ثالث۔

رگیں بالکل درست ہو جاتی ہیں۔

فائدہ: چوٹ کے لئے مومیائی عمدہ دوا ہے بڑی تک جڑ جاتی ہے آج کل اصلی نہیں ملتی مگر بنی ہوئی بھی فائدہ میں اصلی سے کم نہیں اس کا نسخہ خاتمہ میں آتا ہے۔ (دیکھو ص ۹۰ حصہ ہذا ۱۲)

زہر کھالینے کا بیان

سنکھیایا اور کوئی زہر کھالینا...... اس دوا سے قے کرادیں۔ دو تولہ سویہ کے بیج آدھ سیر پانی میں اوٹالیں اور چھان کر پاؤ سیر تل کا تیل یا گھی اور ایک تولہ نمک ملا کر نیم گرم پلائیں جب خوب قے ہو جائے دودھ خوب پیٹ بھر کر پلائیں اگر دودھ سے بھی قے آئے تو نہایت ہی اچھا ہے برابر دودھ پلاتے رہیں اور اگر دودھ سے قے نہ آئے تب بھی زہر کو مار دیتا ہے اور مریض کو سونے ہرگز نہ دیں خواہ کوئی سا زہر کھایا ہو یا کسی زہریلے جانور نے کاٹا ہو اور یہ دوا ہر طرح کے زہر کو مفید ہے۔ نسخہ یہ ہے گل مختوم اور حب الغار اور ایرسا یعنی بیخ سوسن سب دو دو تولہ کوٹ چھان کر گائے کے گھی سے چکنا کر کے اٹھارہ تولہ شہد میں ملا کر رکھ لیں جب کوئی زہر کھالے یا شبہ ہو جاوے تو چھ ماشہ کھلائیں اگر زہر نہیں کھایا تو قے نہ آوے گی۔ اور اگر کھایا ہے تو جب تک زہر نہ نکل جاوے گا قے بند نہ ہوگی۔ اگر بیخ سوسن نہ ملے تو نہ ڈالیں اور شہد بارہ تولہ کر دیں۔ اس دوا کو تریاق گل مختوم کہتے ہیں۔ اگر گل مختوم نہ ملے تو گل داغستانی ڈالیں اگر یہ بھی نہ ملے تو ہمارے درجے گل ارمنی سہی۔

مردار سنگ کھالینا...... تین عدد انجیر اور ایک تولہ سویہ کے بیج سیر بھر پانی میں پکا کر ایک تولہ بورہ ارمنی یا نمک ملا کر گرم پئیں اس سے قے ہوگی۔ قے ہونے کے بعد اس دوا کو چار خوراک کر کے کھائیں ساڑھے دس ماشہ مرکی اور سات ماشہ بابچھڑ کوٹ چھان کر چار تولہ شہد میں ملا کر اس کی چار خوراک کر لیں۔ اور غذا گوشت کا شوربا کھائیں۔

پھٹکری کھالینا...... اس کا اتار دودھ ہے بعض آدمی کھیل کی ہوئی پھٹکری بخار کی باری روکنے کو کھالیتے ہیں لیکن اس میں نفع سے زیادہ نقصان[1] ہے۔

افیون کھالینا...... ایک تولہ سویہ کے بیج اور ایک تولہ مولی کے بیج اور چار تولہ شہد سیر بھر پانی میں اوٹا کر اس میں نمک ملا کر نیم گرم پلائیں اور قے کرادیں اور قے ہونے کے بعد بڑے آدمی کے لئے دو ماشہ ہینگ دو تولہ شہد میں ملا کر اور بچہ کے لئے چار رتی ہینگ یا اس سے بھی کم چھ ماشہ شہد میں ملا کر پانی میں حل کر کے پلائیں اور تالی کے ساگ کا چھٹانک بھر پانی افیون خوردہ کو پلانا اکسیر ہے۔ تالی کا ساگ مشہور ہے۔ پانی کے اوپر بیل پھیلتی ہے۔

دھتورہ کھالینا...... اس کا اتار وہی ہے جو افیون کا تھا۔

اسبغول کوٹ کر چبا کر کھالینا...... افیون کے بیان میں جو دوا قے کی لکھی ہے اس سے قے کر کے پھر پانچ ماشہ تخم خرفہ پانی میں پیس کر پانچ ماشہ چار تخم چھڑک کر مصری ملا کر پئیں۔

فائدہ: اگر انجان پن میں بے پہچانے کوئی زہر کھالیا ہو اور معلوم نہ ہو کہ کون سا زہر تھا یا زہر کھانے والا بے ہوشی کی وجہ سے بتلا نہ سکتا ہو تو ان نشانیوں سے پہچان ہو جاتی ہے۔ سنکھیا کھانے سے پیٹ میں درد پیدا ہوتا ہے اور گلا گھٹ جاتا ہے اور خشکی بے حد ہوتی ہے اور مردار سنگ کھانے سے بدن پر ورم آ جاتا ہے اور زبان میں لکنت اور پیٹ میں درد پیدا ہو جاتا ہے یا اس قدر دست آتے ہیں کہ آنتوں میں زخم پڑ جاتے ہیں۔ اور پھٹکری کھانے سے کھانسی بے حد ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ پھیپھڑے میں زخم ہو کر سل ہو جاتی ہے اور افیون سے زبان بند ہونے لگتی ہے آنکھیں بیٹھ جاتی ہیں۔ ٹھنڈا پسینہ آتا ہے۔ دم گھٹنے لگتا ہے اور منہ سے افیون کی بو آیا کرتی ہے۔ اور دھتورہ سے اول چکر آتا ہے پھر بالکل غفلت ہو جاتی ہے۔ اور اسبغول سے بے چینی اور دم رکتا ہے اور نبض ساقط ہوتا اور بیہوشی اور بدن ٹھنڈا پڑ جاتا یا تپ پیدا ہو جاتی ہیں۔

---

[1] کیونکہ پھٹکری پھیپھڑوں کے لئے سخت مضر ہے۔

زہریلے جانوروں کے کاٹنے کا بیان

چاہے کوئی زہریلا جانور کاٹے یا کاٹنے کا شبہ ہو گیا ہو سب کے لئے یاد رکھو کہ کاٹنے کی جگہ سے ذرا اوپر فوراً بند لگا دو یعنی خوب کس کر باندھ دو اور کاٹنے کی جگہ افیون کا لیپ کر دو تاکہ وہ جگہ سن ہو جاوے اور زہر پھیلے نہیں پھر اس جگہ ایسی دوائیں لگاؤ جو زہر کو چوس لیں اور ایسی دوائیں پلاؤ جو زہر کو اتار دیں اور مریض کو سونے نہ دو۔

دوا زہر کو چوسنے والی...... پیاز چولہے میں بھون کر نمک ملا کر باندھیں۔

دوسری دوا...... بے بجھا چونہ چھ ماشہ اور شہد دو تولہ اور روغن زیتون دو تولہ سب کو ملا کر لیپ کریں اور ہر گھڑی لیپ بدلتے رہیں یہ سانپ اور بڑے بڑے زہریلے جانوروں کے زہر کو چوس لیتا ہے۔

تیسری دوا...... اس جگہ بھری سینگیاں یا جونکیں لگوادیں۔

چوتھی دوا...... کاسنی یا گندھک کا تیزاب لگادیں اس سے زخم ہو جاتا ہے اور زخم ہو جانا زہر کے لئے اچھا ہے۔

فائدہ...... اگر کاٹنے کی جگہ دوا سے یا آپ سے زخم ہو جاوے تو جب تک زہر اترنے کا یقین نہ ہو جاوے اس کو بھرنے نہ دیں۔

زہر اتارنے والی دوا...... بلکہ اگر کوئی دوا زہریلی کھالی ہو اس کا بھی اتار ہے۔ اگر گھروں میں تیار رہے تو مناسب ہے۔ کلونجی اور اسپند اور زنجبیل سفید تینوں دوائیں سات سات ماشہ اور پکھان بید اور زراوند مدحرج دونوں ساڑھے تین تین ماشہ اور مرچ دکھنی اور مرکی دونوں پونے دو دو ماشہ ان سب کو کوٹ چھان کر چھ تولہ شہد میں ملا کر رکھ لیں جب ضرورت ہو پونے دو ماشہ صبح پونے دو ماشہ شام کو کھائیں اور سے پانی میں دو تولہ شہد پکا کر پلائیں اور بچوں کو ایک ایک ماشہ دیں۔ اب بعض دوائیں خاص خاص جانوروں کے کاٹنے کی لکھی جاتی ہیں۔

سانپ کا کاٹنا...... اس کی تدبیریں ابھی گذریں اور یہ دوا بھی مفید ہے۔ حقہ کی کیٹ جو چلم کے نیچے نے پر جم جاتی ہے چار رتی کھلائیں۔ دو تین دن کھلاویں اور بچہ چبا کر لگائیں۔[1]

بچھو کا کاٹنا...... جہاں تک درد ہو بہروزہ کا تیل مل دیں اگر کاٹتے ہی اس جگہ مل دیں تو زہر بالکل نہیں چڑھتا یا سنکھیا کا لیپ کریں۔[2]

تتیا یعنی بھڑ کا کاٹنا...... کافور پانی میں گھول کر یا سرکہ لگائیں یا ٹھنڈے پانی میں کپڑا بھگو کر رکھیں یا نمک سلیمانی یا صرف نمک سانبھر مل دیں۔

فائدہ: سانپ، بچھو، بھڑ وغیرہ سب کے لئے عمدہ علاج یہ ہے کہ خوب تیز خالص سرکہ اس جگہ خوب مل دیں یہاں تک کہ ورم اور درد اور جلن موقوف ہو جاوے بہت مجرب ہے۔

مکڑی...... کھٹائی ملیں اور اگر مکڑی بہت زہریلی ہو تو اس دوا سے زہر اتر جاتا ہے۔ اجمود کی جڑ یعنی بیخ کرفس تین ماشہ لے کر چار تولہ سرکہ میں اوٹائیں جب نصف سرکہ رہ جائے چھان کر دو تولہ روغن گل اور تین ماشہ رسوت ملا کر ملیں اگر اس سے بھی نہ اترے تو زہر کی اتارنے والی وہ دوا دیں جو ابھی اوپر لکھی گئی ہے جس میں پہلے کلونجی ہے۔

چھپکلی...... کم کاٹتی ہے مگر جب کاٹتی ہے تو اس کے دانت گوشت میں رہ جاتے ہیں اور بخار اور بے چینی رہتی ہے اور زخم میں سے پانی بہتا ہے۔ علاج یہ ہے کہ سوئی وغیرہ سے دانت نکال لیں اور ابھی جو دوا گذری ہے جس میں پہلے کلونجی ہے وہ کھلائیں۔

باؤلا کتا یا گیدڑ یا لومڑی...... ان کے کاٹے کا زخم بھرنے نہ دیں بلکہ یہ دوا لگائیں۔ رال ایک تولہ اور جاوتری ایک تولہ لے کر سرکہ میں پکائیں جب سب مل کر ایک ہو جائیں تو دو تولہ سانبھر نمک اور دو تولہ نوشادر باریک پیس کر ملالیں شام کو لگام کر اور صبح کو گائے کا گھی زخم پر ملیں کہ خراب گوشت کو گراتا ہے۔ جب پورا یقین ہو جاوے کہ پورا زہر نکل گیا تب زخم کے بھرنے کی تدبیر کریں۔

دوسری دوا...... سیاہ بانات کے دو ٹکڑے روپے کے برابر تراشیں اور ان دونوں کے بیچ میں تین ماشہ پرانا گڑ رکھ کر ہاون دستہ میں اس قدر کوٹیں کہ سب ایک ذات ہو جاویں پھر اس کو دو دفعہ کر کے کھلاویں نہایت مجرب ہے اگر اچھا کتا بھی کاٹے تب بھی احتیاط کے واسطے

---

[1] سانپ کے کاٹنے کی ایک اور دوا ارہر کی دال ایک تولہ کالی مرچ سات عدد پانی میں پیس کر صبح شام پلادیں اور ارہر کی دال بہت سی لے کر گاڑھی گاڑھی پکا کر رکھ لیں اور تھوڑی تھوڑی لے کر گرم گرم کاٹنے کی جگہ پر باندھیں جب ٹھنڈی ہو جائے بدلہ دیں اس سے نیلے رنگ کا پانی نکلے گا جب تک یہ پانی جاری رہے اسی طرح دال گرم گرم باندھتے رہیں مجرب ہے۔ نظر ثالث۔

[2] بچھو کاٹے کی اور دوا نوشادر اور چونہ برابر لے کے ذرا سے پانی میں بھگو کر سونگھیں فوراً آرام ہو ۱۲ نظر ثالث۔

بھی علاج کرلیا جاوے بہتر کالی بانات ہے اگر کالی بانات نہ ملے تو سیاہ رنگ کی اون لے لیں۔ اگر سیاہ رنگ کی نہ ملے تو اور جس رنگ کی بھی ہو کافی ہے۔

بلّی..... اس میں بھی زہر ہوتا ہے بچوں کی بہت حفاظت رکھیں اور کپڑوں پر دودھ نہ گرنے دیں اس سے بلّی آجاتی ہے۔ علاج یہ ہے کہ پودینہ کھلائیں اور پیاز چولہے میں بھون کر پودینہ ملا کر نیم گرم باندھیں جب سمجھ لیں کہ زہر کھینچ آیا تو تل پانی میں پیس کر باندھیں۔

دوسری دوا..... نہایت مجرب سوئی مچھلی آلائش سے پاک کر کے پانی میں جوش دیں کہ گل جاوے پھر اس کے کانٹے دور کر کے تھوڑا سا پیشاب آدمی کا ملا کر زخم پر باندھیں۔ دن بھر میں دو تین بار بدل دیں۔ صحت ہونے تک ایسا ہی کریں۔ مگر نماز کے وقت دھو ڈالیں۔

بندر..... پیاز بھون کر نمک ملا کر باندھیں۔ جب زہر کھینچ آئے تو مرہم رسل لگائیں اس کا نسخہ زخم بھرنے کے بیان میں گذر چکا ہے۔

کن کھجورا..... اس کے کاٹنے سے دم گھٹنے لگتا ہے اور مٹھائی کو طبیعت چاہتی ہے علاج یہ ہے کہ اسی کو کچل کر اس جگہ باندھیں اگر وہ نہ ملے تو نمک پیس کر سرکہ میں ملا کر لگائیں اور یہ دوا کھائیں۔ زراوند طویل اور پکھان بید اور پوست بیخ کبر اور مٹر کا آٹا سب ڈیڑھ ڈیڑھ ماشہ لے کر دو تولہ شہد میں ملا کر کھائیں یہ ایک خوراک ہے اور اس کے لئے دواء المسک معتدل بھی مفید ہے اگر کنکھجورا کسی کے چمٹ جائے یا کان میں گھس جائے تو تھوڑی سفید شکر اس کے اوپر ڈال دیں فوراً ناخن کھال میں سے نکل جائیں گے۔ اور اگر پیاز کا عرق کنکھجورے پر ڈال دیں تو جگہ بھی چھوڑ دے اور فوراً مر جائے اور ناخنوں کے زخموں پر پیاز جھلجھلا کر باندھنا اکسیر ہے۔

کیڑے مکوڑوں کے بھگانے کا بیان

سانپ..... پاؤ سیر نوشادر کو پانچ سیر پانی میں گھول کر سوراخوں اور تمام مکان میں چھڑک دیں سانپ بھاگ جائے گا اور کبھی کبھی چھڑکتے رہیں تو اس مکان میں سانپ نہ آئے گا۔

دوسری تدبیر..... بارہ سنگھے کا سینگ اور بکری کا کھر، اور بیخ سوسن اور عاقر قرحا اور گندک برابر لے کر آگ پر ڈال کر مکان کو بند کر دیں۔ تھوڑی دیر بعد کھول دیں اگر وہاں سانپ ہوگا تو بھاگ جائے گا۔

تیسری تدبیر..... سانپ کے سوراخ میں رائی بھر دیں سانپ مر جائیگا۔ اگر اپنے آس پاس رائی ڈال کر سوئیں تو سانپ نہیں آسکتا۔

چوتھی تدبیر..... بچھ کو منہ میں چبا کر سانپ کے آگے ڈال دیں تو آگے نہ بڑھے گا۔ اور اگر کسی طرح اس کے منہ میں پہنچ جاوے تو مر جاوے اور کاٹنے کی جگہ پر لگانا بے حد مفید ہے اور کھانا بھی مفید ہے جیسا کہ سانپ کے کاٹنے کے بیان میں گذرا۔

بچھو..... مولی کچل کر اس کا عرق بچھو پر ڈال دیں تو بچھو مر جائے گا۔ اگر اس کے سوراخ پر مولی کے ٹکڑے رکھ دیں تو نکل نہ سکے اور وہیں مر جائے۔

پسو..... اندرائن کی جڑ یا پھل پانی میں بھگو کر تمام گھر میں چھڑک دیں تمام پسو بھاگ جائیں گے۔

چوہے..... سنکھیا سے مر جاتے ہیں لیکن بچوں والے گھر میں رکھنے میں خطرہ ہے۔ بہتر یہ ہے کہ مردار سنگ اور سیاہ کٹکی پیس کر رکھ دیں یا کالی کٹکی اور بزرالبنج ملا کر رکھیں۔

چیونٹیاں..... ہینگ سے بھاگتی ہیں۔

تتیے..... اگر کہیں ان کا چھتہ ہو تو گندک اور لہسن کی دھونی سے مر جاتے ہیں۔ اور سرکہ یا مٹی کا تیل چھڑکنے سے بھی مر جاتے ہیں۔

کپڑوں کا کیڑا..... افسنتین یا پودینہ یا لیموں کے چھلکے یا نیم کے پتے یا کافور کپڑوں اور کتابوں میں رکھ دیں۔

کھٹمل..... چارپائی پر سرخ مرچیں ڈال کر دھوپ میں بچھا دیں۔ دو تین دن تک اس طرح کریں کھٹمل مر جاتے ہیں۔ سرخ مرچ کی دھونی دینا بھی یہی اثر رکھتا ہے۔

دوسری دوا باؤلے جانور کے کاٹے کیلئے چوہے کی مینگنی چھ ماشہ پیس کر اڑد کی دال حسب دستور پکا کر اس میں ملا کر کھلا دیں۔ دو تین دن کھلا دیں ۱۲ اور اس کا کھانا بدرجہ مجبوری جب کوئی دوا نہ ملے تو بعض علماء کے نزدیک جائز ہے کیونکہ باؤلے جانور کا کاٹنا نہایت خطرناک مرض ہے تفصیل طبی جوہر میں ہے۔

از قدیم..... دیمک، ہد ہد کے پروں یا اس کے گوشت کی دھونی سے مر جاتی ہے۔ اگر کتابوں اور کپڑوں میں ہو جاوے تو یہی تدبیر کریں۔
حال کی مکھی..... پرانا کپڑا سلگا کر محال کو دھونی دیں تو مکھیوں کا زہر جاتا رہے اور مکھیاں بے ہوش ہو جاویں۔

سفر کی ضروری تدبیروں کا بیان

۱) سفر کرنے سے پہلے پیشاب پاخانہ سے فراغت کر لو اور کھانا تھوڑا کھاؤ تاکہ طبیعت بھاری نہ ہو۔

۲) سفر میں کھانا ایسا کھاؤ جس سے غذا زیادہ بنتی ہو جیسے قیمہ، کباب، کوفتہ جس میں گھی اچھا ہو اور سبز ترکاریوں سے غذا کم بنتی ہے لہٰذا مت کھاؤ۔

۳) بعضے سفر میں پانی کم ملتا ہے ایسے سفر میں خرفہ کے بیج آدھ سیر اور تھوڑا سرکہ ساتھ رکھو نو ماشہ بیج پھانک کر چند قطرے سرکہ کے پانی میں ملا کر پی لیا کرو اس سے پیاس کم لگتی ہے اگر بیج نہ ہو تو تھوڑا سرکہ پانی میں ملا کر پینا بھی کافی ہے۔ اگر حج کے سفر میں اس کو ساتھ رکھیں تو بہت مناسب ہے۔[۱]

۴) اگر سفر میں عرق کافور بھی ساتھ رکھیں تو مناسب ہے اس سے پیاس بھی نہیں لگتی اور ہیضہ کے لئے بھی مفید ہے اس کی ترکیب ہیضہ کے بیان میں گذر چکی ہے۔(۱)

۵) اگر لو میں چلنا ہو تو بالکل خالی پیٹ چلنا برا ہے۔ اس سے لو کا اثر زیادہ ہوتا ہے بہتر یہ ہے کہ پیاز خوب باریک تراش کر دہی یا اور کسی ترش چیز میں ملا کر چلنے سے پہلے کھالیں۔ اور اگر پیاز کو گھی میں بھون لیں تو بدبو بھی نہ رہے اور پیاز کے پاس رکھنے سے بھی لو نہیں لگتی اور اگر کسی کو لو لگ جائے تو ٹھنڈے پانی سے کلیاں کراؤ اور پانی ہرگز نہ پینے دو۔ جب ذرا طبیعت ٹھہرے تو چکھنے کے طور پر بہت تھوڑا تھوڑا ٹھنڈا پانی پلاؤ اور یہ دوا پلاؤ وہ بھی ایک دم سے نہیں بلکہ تھوڑی تھوڑی کر کے پلاؤ ایک ایک ماشہ زہر مہرہ خطائی اور طباشیر اور چھ رتی نارجیل کو چھ تولہ گلاب میں گھس کر شربت انار ملا کر پلاؤ اور کچی آمبی کا پنا نمک ڈال کر پلانا بھی لو کے لئے اکسیر ہے، ترکیب یہ ہے کہ کچی آمبی کو بھوبھل میں دبا دیں جب بھن جاوے نکال کر مل کر پانی میں ملا دیں اور چھان لیں اور نمک ملا کر پئیں۔
دوسری دوا..... لو لگے ہوئے کے لئے مفید ہے۔ چھ ماشہ چنے کا ساگ خشک لے کر پاؤں بھر پانی میں بھگو دیں اور اوپر کا صاف پانی لے کر پلا دیں اور اس ساگ کو ہاتھوں اور پیروں کے تلووں پر لیپ کریں۔

حمل کی تدبیروں اور احتیاطوں کا بیان

۱) حمل میں قبض نہ ہونے پاوے۔ جب پیٹ میں ذرا بھی گرانی معلوم ہو تو ایک دو وقت صرف شوربا زیادہ چکنائی دار پی لیں اگر اس سے قبض نہ جاوے تو دو تین تولہ منقی یا مربے کی ہیڑ کھالیں۔ اگر یہ بھی کافی نہ ہو تو یہ نسخہ استعمال کریں اس میں حمل کو کسی طرح کا نقصان نہیں اور معدہ کو قوی کرتا ہے اور بچہ کو گرنے سے محفوظ رکھتا ہے ساڑھے دس ماشہ گلاب کے پھول کی پنکھڑیاں بہتر تو تازہ ہیں ورنہ خشک سہی رات کو آدھ پاؤ گلاب میں بھگو رکھیں صبح کو اتنا پیسیں کہ چھاننے کی ضرورت نہ رہے۔ پھر تھوڑی مصری ملا کر ناک بند کر کے پئیں اس سے دو تین دست اچھے ہو جاتے ہیں گویا ہلکا مسہل ہے اور جن کو تحریک نزلہ کا مرض بہت زیادہ ہو وہ اس کو نہ پئیں بلکہ مربے کی ہیڑ کھا لیا کریں۔ اگر اس سے بھی فائدہ نہ ہو تو حکیم سے پوچھیں۔

۲) حمل میں یہ دوائیں نہ استعمال کریں۔ سونف، تخم کشوث حب القرطم، بالچھڑ، تخم خربزہ، گوکھرو، ہنسراج، سداب، زیرہ حطمی، تخم خیارین، تخم کاسنی، املتاس کے چھلکے اور جس کو حمل گرنے کا عارضہ ہو وہ ان دواؤں سے بھی پرہیز رکھے۔ گل بنفشہ، خمیرہ بنفشہ، آلو بخارا اسپستان ریشہ خطمی اور حمل میں اگر دستوں کی ضرورت ہو تو یہ دوا استعمال نہ کریں۔ ارنڈی کا تیل جلاپا، ریوند چینی، ترنجبین، سناء غاریقون، شربت دینار، اور حاملہ کو یہ غذائیں نقصان کرتی ہیں۔ لوبیا، چنا، تل، گاجر، مولی، چقندر، ہرن کا گوشت زیادہ مرچ زیادہ کھٹائی، تربوز، خربوزہ، زیادہ ماش کی دال، لیکن کبھی کبھی ڈر نہیں۔ اور یہ چیزیں نقصان نہیں کرتیں۔ انگور، امرود، ناشپاتی، سیب انار، جامن، پپیتا، آدوم، بٹیر، تیتر اور

---

[۱] مگر جس کو نزلہ کی عادت ہو وہ سرکہ نہ کھاوے ۱۲ نظر ثالث۔

(۱) دیکھو ص ۹ احصہ ہذا ۱۲۔

چھوٹے چھوٹے پرندوں کا گوشت۔

۳) چلنے میں بہت زور سے پاؤں نہ پڑے۔ اونچی جگہ سے نیچے کو یک لخت نہ اتریں۔ غرض کہ پیٹ کو زیادہ حرکت سے بچائیں کوئی سخت محنت نہ کریں بھاری بوجھ نہ اٹھائیں۔ بہت غصہ نہ کریں زیادہ غم نہ کریں۔ فصد اور مسہل سے بچیں خاص کر چوتھے مہینے سے پہلے اور ساتویں مہینے کے بعد زیادہ احتیاط رکھیں۔ خوشبو کم سونگھیں اور نویں مہینے خوشبو سے زیادہ احتیاط رکھیں کیونکہ بچہ مشکل سے ہوتا ہے چلنے پھرنے کی عادت رکھیں کیونکہ ہر وقت بیٹھے رہنے سے بادی اور سستی بڑھتی ہے۔ میاں کے پاس نہ جائیں خاص کر چوتھے مہینے سے پہلے اور ساتویں کے بعد زیادہ نقصان ہے۔ اور جن کے مزاج میں بلغم زیادہ ہو وہ زیادہ چکنائی بھی نہ کھائیں۔ قیمہ اور مونگ کی دال بھنی ہوئی اور ایسی چیزیں کھایا کریں۔ ارادہ کر کے قے نہ کریں اگر خود آئے تو روکنا نہ چاہئے۔ جن چیزوں سے نزلہ اور کھانسی پیدا ہو ان سے بچیں۔ پیٹ کو ٹھنڈی ہوا سے بچائیں۔

۴) اگر قے بہت آیا کرے تو تین تین ماشہ انار دانہ اور پودینہ پیس کر شربت غورہ یعنی کچے انگور کے شربت میں ملا کر چاٹ لیا کریں اور اگر معدہ میں کوئی خرابی ہو (از طب اکبر ۱۲) اور اس وجہ سے قے آئے تو قے لانے والی دواؤں سے پیٹ صاف کریں معدہ کی بیماریوں کے بیان میں یہ دوائیں لکھی گئی ہیں وہاں دیکھ لو۔

۵) اگر مٹی وغیرہ کھانے کی خواہش ہو تو تھوڑی خواہش تو خود جاتی رہتی ہے اگر زیادہ ہو تو اس گلاب والی دوا سے پیٹ صاف کریں جو نمبر (۱) میں گذر چکی ہے۔ جب دو چار دست ہو جائیں تو شربت غورہ یا کاغذی لیموں میں شکر ملا کر چاٹ لیا کریں اور چٹ پٹی چیزیں کھایا کریں جیسے چٹنی پودینے یا دھنیے کی جس میں مرچ اور ترشی زیادہ نہ ہو کھانے کے ساتھ تھوڑی چکھیں اور مرچ سیاہ ڈالیں تو بہتر ہے اور اگر مٹی کی بہت ہی حرص ہو تو نشاستہ کی ٹکیاں یا طباشیر کھایا کریں اس سے مٹی کی عادت چھوٹ جاتی ہے۔

۶) اگر بھوک بند ہو جائے تو چکنائی اور مٹھائی کم کھاویں اور اسی گلاب والی دوا سے پیٹ صاف کریں اور بعد غذا کے ایک تولہ جوارش مصطگی کھایا کریں۔ یا یہ چورن بنا کر غذا سے پہلے یا پیچھے چھ ماشہ سے ایک تولہ تک کھایا کریں۔ چھ چھ ماشہ مصطگی اور نمک سیاہ اور دھنیہ خشک اور ایک ایک تولہ دانہ الائچی خورد اور انار دانہ کوٹ کر چھلنی سے چھان کر رکھ لیں۔

۷) جب دل دھڑکا کرے دو چار گھونٹ گرم پانی یا گرم گلاب کے پی لیا کریں اور ذرا چلا پھرا کریں۔ اگر اس سے نہ جائے تو دواء المسک معتدل کھایا کریں۔

۸) اگر پیٹ میں درد اور ریاح معلوم ہو تو یہ جوارش بہت مفید ہے۔ ایک تولہ زیرہ سیاہ ایک دن رات سرکہ میں بھگو کر بھون کر اور ایک تولہ کندر اور صعتر لے کر ان تینوں دواؤں کو کوٹ کر چھلنی میں چھان کر قند سفید میں قوام کر کے ملالیں خوراک سوا دو ۲ ماشہ سے لے کر ساڑھے چار ماشہ تک یا ایک ایک ماشہ مصطگی اور نرکچور پیس کر دو ۲ تولہ گلقند میں ملا کر کھایا کریں۔

۹) اگر حمل میں پیچش ہو جاوے تو اکثر یہ دوا کافی ہو جاتی ہے۔ چھ ماشہ تخم ریحان چھٹانک بھر گلاب میں پکا کر تھوڑی مصری اور نو دانہ مغز بادام پیس کر اس میں ملا کر کھائیں اور حمل کی پیچش میں زیادہ لعابدار دوائیں جیسے ریشہ خطمی وغیرہ استعمال نہ کریں خاص کر جس کو حمل گر جانے کی عادت ہو۔

۱۰) اگر حمل میں پیروں پر ورم آجائے تو کچھ ڈر نہیں لیکن بہتر ہے کہ تین تین ماشہ ایلوا اور چھالیہ اور صندل سبز مکوہ کے پانی میں پیس کر ملیں۔

۱۱) اگر حاملہ عورت کو اندر کے بدن میں کبھی تکلیف اور جلن معلوم ہو تو تین ماشہ رسوت کو ایک ایک تولہ گلاب اور مہندی کے پانی میں ملا کر یا ملتانی مٹی دہی کے پانی میں گھول کر لگائیں۔

۱۲) اگر حمل میں خون آنے لگے تو قرص کہربا[1] کھائیں اور ان دواؤں کا استعمال کریں جو استحاضہ کے بیان میں لکھی گئی ہیں۔

۱۳) جس کو حمل گر جانے کی عادت ہو وہ چار مہینے تک اور پھر ساتویں مہینے کے بعد بہت احتیاط رکھے کوئی گرم چیز نہ کھائے کوئی بوجھ نہ اٹھائے بلکہ ہر وقت لنگوٹ باندھے رکھے اور جب گرنے کی نشانیاں معلوم ہونے لگیں فوراً حکیم سے علاج کرانا چاہئے۔ اور اگر گر جائے تو اس

۱: قرص کہربا کا نسخہ خاتمہ میں ہے۔

وقت بڑی احتیاط درکار ہے کوئی بات حکیم کی رائے کے خلاف اپنی عقل سے نہ کریں لیکن بہت ضروری باتیں تھوڑی سی ہم نے بھی آگے لکھ دی ہیں اور چونکہ ایک دفعہ گر جانے سے آگے کو بھی یہ عارضہ لگ جاتا ہے اور اگر بچہ ہوا بھی تو کمزور ہوتا ہے اور جیتا نہیں اور اگر جیا بھی تو ام الصبیان یعنی مرگی وغیرہ میں مبتلا رہتا ہے اس کی روک تھام کے لئے معجون بنا کر حمل قائم ہونے کے بعد چوتھے مہینے سے پہلے چالیس دن تک ساڑھے چار ماشہ روز کھائیں اور حمل قرار ہونے سے پہلے طبیب سے رائے لے کر اگر مسہل کی ضرورت ہو مسہل بھی لے لیں اور اگر بدون حمل بھی کھاویں تو رحم کو تقویت دیتی ہے۔

معجون محافظ حمل..... برادہ صندل سفید اور برادہ صندل سرخ اور بازو سبز اور درونج عقربی اور عود صلیب اور ابریشم خام مقرض اور بیج انجبار اور گل ارمنی، عود خام، عنبر اشہب، بسد محرق سب سوا گیارہ رتی اور تخم خرفہ اور مغز تخم تربوز ساڑھے بائیس بائیس ۲۲ رتی۔ سب کو کوٹ چھان کر شربت غورہ چالیس ماشہ اور قند سفید سات تولہ اور شہد خالص ستائیس ماشہ قوام کر کے اس میں یہ دوائیں ملائیں پھر بچے موتی اور کہربائے شمعی اور طباشیر سوا گیارہ گیارہ رتی اور چاندی سونے کے ورق ڈھائی ڈھائی عدد سب کو چار تولہ عرق بید مشک میں کھرل کر کے ملالیں اس سے دودھ بھی بڑھتا ہے اور بچہ کو ام الصبیان نہیں ہوتا۔[1]

اسقاط یعنی حمل گر جانے کی تدبیروں کا بیان

اسقاط کے بعد غذا بالکل بند کردیں۔ جب بھوک زیادہ ہو تو خربزہ کے چھلے ہوئے بیج دو تین تولہ ذرا بھون کر اور ذائقہ کے موافق لاہوری نمک اور کالی مرچ ملا کر کھائیں یا مقلی سینک کر کھلائیں تین دن تک اور کچھ غذا نہ دیں اور پیٹ کی صفائی کے لئے یہ نسخہ پلاتے رہیں۔ تخم خربزہ اور گوکھرو چھ چھ ماشہ اور بیج کاسنی اور پرسیاؤشان اور سداب اور مشک طرامشیع یعنی پہاڑی پودینہ پانچ پانچ ماشہ اور املتاس کے چھلکے ایک تولہ پانی میں اوٹا کر چھان کر تین تولہ شربت بزوری بارد ملا کر نیم گرم پئیں اور کمر اور ناف کے نیچے نیم کے پتوں سے سینکتے رہیں چوتھے دن تھوڑی سونٹھ اوٹا کر اس کا پانی پلائیں پھر پانچویں دن شوربے میں چپاتی خوب گلا کر دیں اور پیٹ کی صفائی میں کمی نہ رہنے دیں اور باقی تدبیریں زچہ خانہ کی سی ہیں جن کا بیان آگے آتا ہے اور بعضی عورتوں کو اسقاط سے رحم اور جگر میں ضعف ہو جاتا ہے اس مرض کو پرسوت کہتے ہیں[2]۔ (دیکھو ص ۲۷ حصہ ہذا ۱۲)

زچہ کی تدبیروں کا بیان

۱) جب نواں مہینہ شروع ہو جاوے ہر روز ایک ماشہ مصطگی باریک پیس کر اس میں نو ماشہ روغن بادام اور ذرا سی مصری ملا کر روز چاٹ لیا کریں۔ اگر روغن بادام اچھا نہ ملے تو گیارہ بادام چھیل کر خوب باریک پیس کر مصری ملا کر روز چاٹ لیا کریں۔ اور جس کا معدہ قوی ہو اس کو مصطگی ملانے کی ضرورت نہیں اور گائے کا دودھ جس قدر ہضم ہو سکے پیا کریں یا گائے کا مسکہ اگر ہضم ہو جائے چاٹا کریں یا دو ۲ دو ۲ تولہ ناریل اور مصری کوٹ کر جب ایک ذات ہو جاویں ہر روز کھالیا کریں۔ ان سب دواؤں سے بچہ آسانی سے پیدا ہوتا ہے۔ اور جب دن بہت ہی کم رہ جائے تو گرم پانی سے ناف کے نیچے دھارا کریں۔ اور خوب چکنا شوربا پیا کریں اور جب بالکل ہی وقت آ پہنچے اور درد شروع ہو تو یہ دوا بہت مفید ہے۔ املتاس کے چھلکے ڈیڑھ تولہ چھل کر پانی میں جوش دے کر تین تولہ شربت بنفشہ ملا کر پلائیں اور مقناطیس بائیں ہاتھ میں لینے سے یا بسد یعنی مونگے کی جڑ بائیں ران پر باندھنے سے بھی بچہ پیدا ہونے میں آسانی ہوتی ہے۔ اور یہ تیل نہایت مفید ہے۔ گل بابونہ۔ بنفشہ۔ تخم خطمی۔ اکلیل الملک۔ السی کے بیج۔ سب چھ چھ ماشہ اور ٹیسو کے پھول دو ۲ تولہ۔ سب کو سیر بھر پانی میں اوٹالیں جب آدھا پانی رہ جاوے مل کر چھان کر اس میں آدھ پاؤ ارنڈی کا تیل اور دو تولہ گائے کی نلی کا گودا اور بکرے کے گردے کی چربی ملا کر پھر پکائیں۔ جب پانی جل جاوے اور تیل رہ جاوے تو اتار کر رکھ لیں جب ضرورت ہو گرم کر کے ناف کے نیچے اور کمر پر ملیں اور دائی سے اندر استعمال کرائیں

۱: اس معجون کے وزنوں میں کچھ غلطی تھی صحیح وزن یہ ہیں جو اس مرتبہ لکھے گئے ہیں اس سے پہلے کی چھپی ہوئی کتابوں میں درست کر لئے جائیں۔ ۱۲ منہ۔

۲: اس میں دست آیا کرتے ہیں اور دستوں کا دورہ ہوتا ہے لیکن ان دستوں سے پیٹ ہلکا نہیں ہوتا اس کا بیان رحم کی بیماریوں میں گذر چکا ہے۔ ۱۲ نظر ثالث

اور جس عورت کے رحم میں ورم ہو اس کے بچہ ہونے کے وقت تو اس کی مالش اور استعمال بہت ہی ضروری ہے ورنہ عورت کے مر جانے کا ڈر ہے اور یہ تیل اس قابل ہے کہ گھروں میں تیار رہے۔ اگر زیادہ تکلیف ہو یا بچہ پیٹ میں مر جائے یا اور کوئی نئی خطرہ کی بات پیدا ہو جائے تو فوراً حکیم کو خبر کرو۔[2]

۲) دستور ہے کہ مٹی یا بیسن سے بچہ کو غسل دیتے ہیں بجائے اس کے اگر نمک کے پانی سے غسل دیں اور تھوڑی دیر کے بعد خالص پانی سے نہلائیں تو بہت سی بیماریوں سے جیسے پھوڑا پھنسی وغیرہ سب سے حفاظت رہتی ہے لیکن نمک کا پانی ناک یا آنکھ یا کان یا منہ میں نہ جانے پائے اگر بچے کے بدن پر میل زیادہ معلوم ہو تو کئی روز تک نمک کے پانی سے غسل دیں اور اگر میل نہ ہو تو بھی چلہ بھر تک تیسرے چوتھے دن خالص پانی سے غسل دے دیا کریں اور غسل کے بعد تیل مل دیا کریں۔ اگر چار پانچ مہینے تک تیل کی مالش رکھیں تو بہت مفید ہے۔

۳) بچہ کو ایسی جگہ رکھیں جہاں بہت روشنی نہ ہو۔ زیادہ روشنی سے اس کی نگاہ کمزور ہو جاتی ہے۔

۴) گھٹی میں جو املتاس ہوتا ہے اس کو اور دواؤں کے ساتھ پکانا نہ چاہئے اس سے اثر جاتا رہتا ہے۔ یا تو الگ بھگو کر چھان لیں یا پکی ہوئی دوا میں ملا کر مل کر چھان لیں۔

۵) بچہ کو دودھ دینے سے پہلے کوئی میٹھی چیز جیسے شہد یا کھجور چبائی ہوئی وغیرہ انگلی پر لگا کر اس کے تالو میں لگائیں۔[2]

۶) دستور ہے کہ زچہ کو کاڑھا پلاتی ہیں اور اس کے لئے ایک نسخہ مقرر ہے سب کو وہی دیا جاتا ہے چاہے اس کا مزاج گرم ہو یا سرد ہو یا وہ بیمار ہو یہ برا دستور ہے بلکہ مزاج کے موافق دوا دینا چاہئے۔ اگر عورت کا مزاج سرد ہے تو ایک ایک تولہ مجیٹھ اور سونف اور ترنجور اور ملوہ خشک سب کو چار سیر پانی میں اوٹائیں جب تین سیر رہ جائے تو استعمال کریں اور مزاج گرم ہے تو دو دو ۲ تولہ ملوہ خشک اور خربزہ کے بیج اور گوکھرو ان سب کو چار سیر پانی میں اوٹا کر جب تین سیر رہ جاوے استعمال میں لاویں اور جب زچہ کو بخار ہو تو صرف ملوہ خشک کا پانی دیں۔ اسی طرح یہ بھی دستور ہے کہ زچہ کو اچھوانی اور گوند سونٹھ ضرور دیتے ہیں یہ بھی برا دستور ہے کسی کو موافق آتا ہے کسی کو نقصان کرتا ہے خاص کر بخار میں اچھوانی بہت ہی نقصان کرتی ہے۔ اگر زچہ بیمار ہو یا ہضم میں فتور ہو تو سب سے عمدہ غذا شوربا یا یخنی ہے البتہ روٹی نہ دیں تو مضائقہ نہیں اور اگر بخار یا بیماری زیادہ ہو تو حکیم سے پوچھ کر جو حکیم بتلاوے وہ دو جس کو گوند موافق نہ ہو اس کے واسطے وہ لڈو بناؤ جس کی ترکیب رحم سے ہر وقت رطوبت جاری رہنے کے بیان میں لکھی گئی ہے۔

۷) بچہ کو زیادہ دیر تک ایک کروٹ پر لیٹے ہوئے کسی چیز پر نگاہ نہ جمانے دیں اس سے بھینگا پن ہو جاتا ہے۔ کروٹ بدلتے رہیں۔

ا: پنجہ مریم دودھ میں ڈال کر عورت کے سامنے رکھنا بہت مفید ہے۔ دوا جس سے بچہ آسانی سے ہو جاوے زعفران اصلی ایک ماشہ پیس کر انڈے کی زردی میں ملا کر دودھ گھول کر نیم گرم پلا دیں ایک اور دوا جس سے بچہ فوراً ہو جاوے ایک سفید جالا مکڑی کا دو تولہ پانی میں پیس کر دوائی رحم کے منہ پر لگا دے۔ ہمیشہ جالے کو اچھی طرح صاف کر لیں اس میں مکڑی کے انڈے نہ ہوں اور یہ دوا پہاڑی اور قوی عورتوں کیلئے ہے نازک مزاج عورتیں نہ استعمال کریں۔ آنول نال کاٹنے کی ترکیب جب بچہ پیٹ میں ہوتا ہے تو اس کی غذا منہ کو نہیں پہنچتی بلکہ رحم کے اندر ایک جھلی پیدا ہو جاتی ہے۔ اس جھلی میں خون رحم میں سے آتا ہے اور اس جھلی میں سے ایک نلی آنت کی سی شکل کی بچہ کی ناف میں ملی ہوتی ہے وہ خون بچہ کے بدن میں اس نلی کی راہ پہنچتا ہے اس کو آنول نال کہتے ہیں۔ حکیم مطلق نے بچہ کے منہ اور زبان کی گندی غذا سے حفاظت کرنے کے لئے یہ راستہ بنایا کیونکہ زبان ذکر اللہ کے لئے پیدا ہوئی ہے۔ آنول نال کاٹنے کی ترکیب یہ ہے کہ پہلے اس کو ناف کے پاس سے دو انگلیوں سے دبا کر آہستہ سے باہر کو سونت دیں تاکہ ہوا اور خون جو کچھ جمع ہو گیا ہو نکل جاوے پھر ان کے ڈورے کو چکنا کر کے ایک بند بچہ کی ناف کے پاس باندھیں اور ایک بند ایک بالشت چھوڑ کر جب دونوں بند باندھ چکیں تو تیز قینچی سے دونوں بندوں کے درمیان سے کاٹ دیں اگر اس کٹی ہوئی نال کے سوراخ میں دو چاول مشک ڈال دیں تو بچہ کو کبھی ڈبہ نہ ہو کاٹنے کے بعد روغن زعفران میں کپڑا بھگو کر رکھیں یا یہ دوا چھڑکیں ہلدی دم الاخوین انزروت زیرہ سفید۔ چھڑیلہ۔ مر کی سب تین تین ماشہ خوب باریک پیس کر چھان کر چھڑکیں۔ اگر آنول نال کو کاٹنے اور بند باندھنے سے پہلے نہ سونتیں تو مثانہ یا رحم اور معدہ میں تمام عمر تولید ریاح کا مرض رہے گا بچہ کو ایک دن رات دودھ نہ دیں بجائے دودھ کے گھونٹی دیں تاکہ پیٹ خوب صاف ہو جاوے اگلے دن دودھ دیں بچہ کی ماں اس عرصہ میں اپنا دودھ دو تین دفعہ دبا دبا کر نکال دے بلکہ گرم پانی سے چھاتیوں کو دھارے تاکہ جما ہوا دودھ نکل جاوے اور ایک ہفتہ تک دن رات میں تین دفعہ سے زیادہ دودھ نہ پلاویں ۱۲ نظر ثانی شدہ۔

۲: اس وقت جو چیز تالو پر لگا دی جاتی ہے تمام عمر موافق رہتی ہے حتی کہ بعض بچوں کے تالوں میں بچھو گھس کر مصری ملا کر ملا دیا گیا تمام عمر بچھو کا زہر نہ چڑھا ۱۲ نظر ثانی شدہ۔

۸) زچہ کو بھی تیل ملوانا بہت مفید ہے مگر بعض عورتوں کو تیل گرمی کرتا ہے اور پھوڑے پھنسی نکل آتے ہیں ان کے لئے یہ تیل مناسب ہے۔ جھاؤ کے پتے آدھ پاؤ اور مہندی کے پتے چھٹانک بھر اور نمکولی[1] چھٹانک بھر اور مجیٹھ دو ۲ تولہ ان سب کو رات کو پانی میں بھگو کر رکھیں صبح کو جوش دے کر مل کر چھان کر سرسوں یا تل کا تیل ایک سیر ملا کر پھر پکائیں کہ پانی سب جل جائے اور تیل رہ جاوے پھر اس میں دو تولہ مصطگی اور ایک تولہ قسط تلخ خوب باریک پیس کر ملا کر رکھ لیں اور نیم گرم ملوائیں۔

۹) جس کے دودھ کم ہو اس کو اگر دودھ موافق ہو تو دودھ پلاؤ اور بھیجا زیادہ کھلاؤ اور مرغ کا شوربا پلاؤ اور یہ دوائیں بھی مفید ہیں۔ پانچ ماشہ کلونجی یا پانچ ماشہ تودری سرخ ہر روز دودھ کے ساتھ پھانکیں یا دو تولہ زیرہ سیاہ آدھ سیر گھی میں کسی قدر بھون کر سیر بھر شکر سفید آدھ سیر سوجی ملا کر قوام کر لیں پھر بادام چھوہارہ ناریل چلغوزہ بقدر مناسب ملا لیں خوراک دو تولہ سے چار تولہ تک یا گاجر کا حلوہ کھلائیں اور غذا عمدہ کھلائیں۔

۱۰) دودھ پلانے والی کوئی چیز نقصان کرنے والی نہ کھائے اسیطرح ترا تیزک کا ساگ اور رائی اور پودینہ نہ کھائے کہ ان چیزوں سے دودھ بگڑتا ہے۔

۱۱) اگر دودھ چھاتیوں میں جم جائے اور تکلیف دے اور چھاتیوں میں کھچاؤ معلوم ہونے لگے تو فوراً علاج کریں۔ ایک علاج یہ ہے کہ ایک ایک تولہ بنفشہ خطمی اور گل بابونہ اور دو تولہ ٹیسو کے پھول لے کر دو ۲ سیر پانی میں اوٹا کر گرم گرم پانی سے دھاریں اور ان ہی دواؤں کو رکھ کر باندھیں جب ٹھنڈا ہو جاوے اتار دیں۔

۱۲) جس کا دودھ خراب ہو بچہ کو نہ پلائیں ایک بوند ناخن پر ڈال کر دیکھ لیں اگر فوراً بہہ جائے یا بہت دیر تک نہ بہے خراب ہے اور اگر ذرا بہہ کر رہ جائے تو عمدہ ہے اور جس دودھ پر مکھی نہ بیٹھے وہ برا ہے[2]۔

مسان کا علاج

مسان ایک مرض ہے جس کی بہت صورتیں ظہور میں آتی ہیں کوئی بچہ سوکھ سوکھ کر مر جاتا ہے کسی کو کھیڑہ (ام الصبیان) کے دورے پڑتے ہیں کوئی دستوں سے ہلاک ہو جاتا ہے کسی کو پیاس اور تونس بہت ہوتی ہے۔ کسی کے بچے سوتے سوتے مر کر رہ جاتے ہیں۔ کسی کے بچے دو برس یا کم و بیش مدت تک اچھے رہتے ہیں پھر ایک دم مر جاتے ہیں یہ سب مسان کی شاخیں ہیں یہ مرض بچے کو ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب اس کا سلسلہ شروع ہوتا ہے تو لگاتار بچے مرتے ہی چلے جاتے ہیں جب تک ماں کا علاج نہ ہو شروع حمل میں بلکہ حمل سے پہلے اس کی دوا نہ کی جائے بچہ کو نفع نہیں پہنچتا چونکہ یہ مرض آج کل بکثرت ہونے لگا ہے اس واسطے علاج اس کا لکھا جاتا ہے۔ مفصل علاج تو اس کا بہت طول چاہتا ہے۔ یہاں چند نسخے اس مرض سے حفاظت کے لئے اور چند ضروری باتیں لکھی جاتی ہیں:

۱) عورت کا علاج حمل سے پہلے ہوشیار طبیب سے کراؤ اگر ضرورت مسہل کی ہو تو برعایت خون کی صفائی اور زہر کے اتار اور تقویت دل کے مسہل دیا جائے۔

۲) پھر حمل کی حالت میں قبل ماہ چہارم وہ معجون دی جاوے جو حمل کی تدبیروں کے بیان میں گذر چکی ہے جس کا نام معجون محافظ حمل ہے چالیس ۴۰ دن کھاویں وہ معجون ہر مزاج کے موافق ہے۔

۳) وہ معجون چالیس ۴۰ دن کھا کر چھوڑ دیں اور یہ گولی برابر بچہ ہونے تک کھاتی رہیں اور جب بچہ پیدا ہو تو بچہ کو بھی برابر دو برس تک کھلاتی رہیں اور خود بھی کھاتی رہیں۔ گولی کا نسخہ یہ ہے۔ تلسی کے پتے، جلیم کے پتے۔ چرچٹہ کی جڑ، اکاس بیل جو ببول کے درخت کی تہ ہو۔ کرنجوے کے پتے، ارنڈ کے پتے سب ڈھائی ڈھائی ماشہ لے کر سایہ میں خشک کر لیں پھر عود صلیب۔ بسلوچن، دانہ الائچی کلاں چار چار

---

[1] یعنی نیم کے درخت کا پھل ۱۲۔

[2] فائدہ: حاملہ اور زچہ اور بچہ کی جملہ تدبیریں اور علاج حکیم ارزانی نے کتاب مفرح القلوب میں بہت تفصیل کے ساتھ لکھے ہیں اگر کوئی شخص سمجھ سکے تو اس میں دیکھ لے ۱۲ منہ۔

الف: یہ مضمون بعض مطبوعہ سابقہ نسخوں میں نہیں ۱۲۔

ماشہ، ولنہ الائچی خورد دو ۲ ماشہ زرنب یعنی تالیس پتر ڈھائی ماشہ سب کو کوٹ چھان لیں اور زہر مہرہ خطائی اصلی نارجیل دریائی۔ جدوار خطائی۔ پپیتہ گلاب میں کھرل کریں اور مشک تین چاول۔ زعفران اصلی تین رتی ملا کر پھر خوب کھرل کر لیں اور سب ادویات کو ملا کر شہد ہموزن میں ملا کر گولیاں چنے کی برابر بنالیں اور ایک گولی روز کھاویں جب بچہ پیدا ہو تو اس کو چوتھائی گولی دیں پھر چند روز کے بعد آدھی گولی پھر سال بھر کے بعد ایک گولی روز دیں یہ گولی بچہ کے بہت سے امراض کے لئے مفید ہے اور نقصان کسی حال میں نہیں کرتی۔

۴) مسان کے مرض کے لئے سب سے ضروری تدبیر یہ ہے کہ ماں کا دودھ بالکل نہ دیا جاوے کوئی دوسری تندرست عورت دودھ پلاوے یا بکری گائے وغیرہ یا ولایتی ڈبہ کے دودھ سے پرورش کی جائے غرض ماں کے دودھ میں زہر ہوتا ہے یا توماں کا دودھ بالکل نہ دیا جاوے یا ممکن ہو تو ماں کے دودھ کی صفائی کی تدبیریں کسی قابل اور تجربہ کار حکیم کی رائے سے کی جاوے مگر یہ مشکل ہے لہٰذا ماں کا دودھ نہ دینا ہی مناسب ہے۔

۵) بچہ کے گلے میں عود صلیب نر و مادہ لمبائی میں سوراخ کر کے ڈورے میں پرو کر ڈال دیا جائے۔

۶) اگر بچہ کو مسان ہو گیا ہے تو اس کی تدبیریں اور علاج میں جو صورت پیش آوے اس کے موافق حکیم کو اطلاع کر کے کرو اور بہت صورتوں کا علاج کتاب ہذا میں بھی لکھا گیا ہے۔

۷) مسان کو تعویذ گنڈوں سے بھی بہت فائدہ ہوتا ہے۔ کسی دیندار عالم سے رجوع کریں جاہلوں اور بددینوں اور سیانوں سے ہرگز رجوع نہ کریں۔ ایک عمل اسی حصہ کے آخر میں جھاڑ پھونک کے بیان میں لکھا گیا ہے۔ نہایت مجرب ہے۔ (نظر ثالث بر ص ۹۹ حصہ ہذا)

بچوں کی تدبیروں اور احتیاطوں کا بیان

۱) سب سے بہتر ماں کا دودھ ہے بشرطیکہ مسان کا مرض نہ ہو اور اگر مسان کا مرض ہو تو سب سے مضر ماں کا دودھ ہے (مسان کا بیان پہلے گذر چکا ہے) تندرست ماں اگر خالی پستان بھی بچے کے منہ میں دے تو بچہ کو فائدہ پہنچتا ہے۔ اگر یہ عادت کر لیں کہ ہر دفعہ دودھ پلانے سے پہلے ایک انگلی شہد چٹا دیا کریں تو بہت مفید ہے (از قانون شیخ)۔

۲) جب بچہ سات دن کا ہو جائے تو گہوارے میں جھلانا اور لوری (گیت) سنانا اس کو مفید ہوتا ہے گود میں لیں یا گہوارے میں لٹادیں بچہ کا سر اونچا رکھیں (نظر ثالث)۔

۳) بچہ جس وقت سے پیدا ہوتا ہے اس کا دماغ فوٹو کی سی خاصیت رکھتا ہے جو کچھ اس میں آنکھ کی راہ سے یا کان کی راہ سے پہنچتا ہے منقش ہو جاتا ہے اور تمام عمر محفوظ رہتا ہے اگر اچھی تعلیم دینی ہو تو بچہ کے سامنے تمیز اور سلیقہ کی باتیں کریں۔ کوئی حرکت خلاف تہذیب نہ کریں اور کوئی بات بری منہ سے نہ نکالیں کلمہ کلام پڑھتے رہیں (نظر ثالث)۔

۴) جب دودھ چھڑانے کے دن نزدیک آویں اور بچہ کچھ کھانے لگے تو اس کا خیال رکھیں کہ کوئی سخت چیز ہرگز نہ چبانے دیں اس سے ڈر ہے کہ دانت مشکل سے نکلیں اور ہمیشہ کے لئے دانت کمزور رہیں۔

۵) ایسی حالت میں نہ غذا پیٹ بھر کر کھلاویں نہ پانی زیادہ پلاویں اس سے معدہ ہمیشہ کے لئے کمزور ہو جاتا ہے۔ اگر ذرا بھی پیٹ پھولا دیکھیں تو غذا بند کر دیں اور جس طرح ہو سکے بچہ کو سلادیں اس سے غذا جلدی ہضم ہو جاتی ہے۔

۶) اگر گرمی میں دودھ چھڑایا جاوے تو پیاس اور بھڑک نہ ہونے دیں اس کی تدبیر یہ ہے کہ ہر روز زہر مہرہ گلاب یا پانی میں گھس کر پلائیں اور زیادہ چکنائی نہ کھلائیں اور ہمیشہ تیسرے دن تالو پر مہندی کی ٹکیہ رکھیں یا نشاستہ گلاب میں ملا کر تالو پر ملا کریں اس سے سوکھے کے عارضہ سے بھی حفاظت رہتی ہے۔ اور اگر بہت جاڑوں میں دودھ چھڑایا جاوے تو سردی سے بچائیں اور کوئی ثقیل چیز نہ کھانے دیں اور بدہضمی کا خیال رکھیں۔

۷) جب مسوڑھے سخت ہو جاویں اور دانت نکلتے معلوم ہوں تو مرغے کی چربی مسوڑھوں پر ملا کریں اور سر اور گردن پر تیل خوب ملا کریں اور کان میں بھی تیل خوب ڈالا کریں اور کبھی کبھی شہد دو ۲ دو ۲ بوند نیم گرم کر کے کانوں میں ڈال دیا کریں کہ میل نہ جمے اور دوا کا استعمال کریں

کہ دانت آسانی سے نکلیں۔ السی اور میتھی کے بیج اور خطمی اور گل بابونہ سب چھ چھ ماشہ رات کو پانی میں بھگوئیں صبح جوش دے کر مل کر چھان کر تین تولہ روغن گل اور دو تولہ شہد خالص اور ایک تولہ بکری کے گردہ کی چربی اور مرغی کی چربی ملا کر پھر پکائیں کہ پانی جل کر مرہم سارہ جاوے پھر اس میں چھ ماشہ نمک باریک پیس کر ملا کر رکھیں اور نیم گرم کر کے ہر روز مسوڑھوں پر ملا کریں اور اگر مرغی کی چربی نہ ہو تو گائے کی نلی کا گودا ڈالیں اور کبھی دانتوں کے مشکل سے نکلنے سے بچہ کے ہاتھ پاؤں اینٹھنے لگتے ہیں اس وقت سر اور گردن پر تیل ملیں۔

۸) جب دانت کسی قدر نکل آئیں اور بچہ کچھ چبانے لگے تو ایک گرہ ملہٹی کی اوپر سے چھیل کر پانی میں بھگو کر نرم کر کے بچہ کے ہاتھ میں دے دیں کہ اس سے کھیلا کرے اور اس کو چبایا کرے اس سے ایک تو انگلیاں نہ چبائے گا دوسرے دانت نکلنے میں مسوڑھے نہ پھولیں گے اور درد نہ کریں گے اور کبھی کبھی نمک اور شہد ملا کر مسوڑھوں پر ملتے رہیں اس سے منہ نہیں آتا اور دانت بہت آسانی سے نکلتے ہیں۔

۹) جب بچے کی زبان کچھ کھل چلے تو کبھی کبھی زبان کی جڑ کو انگلی سے مل دیا کریں اس سے بہت جلدی صاف بولنے لگتا ہے۔

۱۰) حکمت کی کتابوں میں لکھا ہے کہ بری عادتوں سے بھی تندرستی خراب ہو جاتی ہے۔ لہٰذا بچہ کی عادتیں درست رکھنے کا بہت خیال رکھیں کوئی اور بھی اس کے سامنے بیہودہ حرکت نہ کرنے پائے۔

۱۱) بچوں کو کسی خاص غذا کی عادت نہ ڈالو بلکہ موسمی چیزیں سب کھلاتے رہو تاکہ عادت رہے۔ البتہ بار بار نہ کھلاؤ جب تک ایک چیز ہضم نہ ہو جائے دوسری نہ دو اور کوئی چیز اتنی نہ کھلاؤ کہ ہضم نہ ہو سکے اور سبز میووں پر پانی نہ دو۔ اور کھٹائی زیادہ نہ کھانے دو خاص کر لڑکیوں کو اور بچوں پر تاکید رکھو کہ کھانا کھانے میں اور پانی پینے میں نہ ہنسیں۔ نہ کوئی ایسی حرکت کریں جس سے لقمہ یا پانی ناک کی طرف چڑھ جائے۔[1] اور جس قدر مقدور ہو بچوں کو اچھی غذا دو اس عمر میں جو کچھ طاقت بدن میں آ جاوے گی تمام عمر کام آوے گی خاص کر جاڑوں میں میوہ یا تل کے لڈو کھلایا کرو۔ ناریل اور مصری کھانے سے طاقت بھی آتی ہے اور چنونے پیدا نہیں ہوتے اور سوتے میں پیشاب زیادہ نہیں آتا۔ اس طرح اور میووں میں اور فائدے ہیں۔

۱۲) بچوں کو محنت کی عادت ضرور ڈالیں بلکہ بقدر ضرورت لڑکوں کو ڈنڈ مگدر کی اور اگر مقدور ہو گھوڑے کی سواری کی اور لڑکیوں کو چھوٹی چکی پھر بڑی چکی اور چرخہ پھیرنے کی عادت ڈالیں۔

۱۳) ختنہ جتنی چھوٹی عمر میں ہو جاوے بہتر ہے تکلیف کم ہوتی ہے اور زخم جلدی بھر جاتا ہے۔

۱۴) بہت تھوڑی عمر میں شادی کر دینے میں بہت سے نقصان ہیں بہتر تو یہی ہے کہ لڑکا جب کمانے کا اور لڑکی جب گھر چلانے کا بوجھ اٹھا سکے اس وقت شادی کی جاوے۔

بچوں کی بیماریوں اور علاج کا بیان

فائدہ: بچوں کو بہت تیز دوا مت دو خواہ گرم ہو جیسے اکثر کشتے یا سرد ہو جیسے کافور اس کی احتیاط دودھ پینے تک تو بہت ہی ہے۔ پھر بھی چودہ پندرہ برس کی عمر تک خیال رکھو اور دودھ پیتے بچہ کے علاج میں دودھ پلائی کو پرہیز رکھنے کی بہت ضرورت ہے اور جب تک بچہ بارہ برس کا نہ ہو جائے فصد ہرگز نہ لیں۔ اگر بہت ہی لاچاری ہو تو بھری سینگیاں لگاویں۔ اور یاد رکھو جب کوئی ترش دوا یا غذا بچہ کو دی جائے تو دودھ پلانے سے دو ۲ گھنٹہ کا فاصلہ ضرور رہے تاکہ دودھ کے ساتھ ترشی معدہ میں نہ جمع ہو بعض دفعہ بہت نقصان ہو جاتا ہے۔ اب کچھ بیماریاں لکھی جاتی ہیں۔

ام الصبیان ...... اس کو کمیرہ اور مسان[2] بھی کہتے ہیں۔ اس میں بچہ یک لخت بیہوشی ہو جاتا ہے اور ہاتھ پاؤں اینٹھنے لگتے ہیں اور منہ میں جھاگ آ جاتے ہیں پورا علاج حکیم سے کرانا چاہئے یہاں چند ضروری باتیں سمجھ لو۔ جب دورہ پڑے تو فوراً بازو اور رانیں کسی قدر کس کر باندھ دو اور رائی سے ہتھیلیوں اور تلووں کی مالش کرو اور منہ میں سے جھاگ صاف[3] کر دو۔ اور اس مرض والے کو بہت تیز اور چمکدار چیزوں کی طرف دیکھنے سے اور بھیڑ اور گائے کے گوشت سے ضرور بچانا چاہئے۔ جند بیدستر سونگھانا اور بچہ کے بستر پر چاروں طرف ذرا

۱: خاص کر سوڈالمینڈ کی بوتل پینے میں کہ اس سے اگر پھندا لگتا ہے تو موت کی نوبت آ جاتی ہے ۱۲۔

۲: مسان کا علاج مفصل اوپر لکھا گیا۔ ۱۲ منہ۔

۳: اور عود صلیب نر و مادہ لے کر لمبائی میں سوراخ کر کے ڈورے میں پرو کر گلے میں ڈال دو۔ ۱۲ نظر ثالث۔

ذرا سا رکھ دینا مفید ہے خاص کر چاند کے شروع مہینے میں کیونکہ یہ دن دورہ کی زیادتی کے ہیں اور اکثر بڑے ہو کر یہ مرض خود بخود بھی جاتا رہتا ہے اور چونکہ یہ مرض اکثر رحم کی خرابی سے ہوتا ہے اس واسطے جس عورت کے بچوں کو یہ مرض ہوتا ہے اس کو اس معجون کا کھالینا بہت مفید اور ضروری ہے جو حمل کی تدبیروں کے بیان کے بالکل اخیر میں لکھی ہے جس کے اول میں دونوں صندل ہیں۔

سوکھا[1]...... اس میں بچے کو پیاس بہت لگتی ہے اور تالو کی حرکت موقوف ہو جاتی ہے اور دم بدم سوکھتا چلا جاتا ہے۔ اخیر میں کھانسی بھی ہو جاتی ہے اور دست آنے لگتے ہیں۔ علاج یہ ہے کہ کدو یعنی لوکی یا خرفہ دو تولہ کچل کر روغن گل ملا کر ٹکیہ بنا کر سر پر رکھیں جب وہ گرم ہو جاوے بدل دیں اور دو ماشہ تخم خرفہ اور تخم کاسنی گاؤزباں کے عرق میں پیس کر چھان کر ایک تولہ شربت انار شیریں ملا کر چار چار رتی طباشیر اور زہر مہرہ دو تولہ عرق بید مشک میں گھس کر ملا کر پلائیں اور اگر دست آتے ہوں تو تخم خرفہ اور تخم کاسنی کو ذرا بھون کر پیسیں اور اگر کھانسی ہو تو دو ۲ ماشہ ملیٹھی بھی پیس دیں اور ہاتھ پاؤں پر ہر روز مہندی لگانا اور ٹھنڈے پانی سے دھونا بھی مفید ہے۔ اگر بچہ دودھ پیتا ہے تو دودھ پلائی کو ٹھنڈی غذا دیں۔ جیسے کدو۔ ترئی۔ پالک۔ کھیرا۔ آش جو وغیرہ اور اس کو بھی ٹھنڈی دوائیں پلائیں اور اگر بچہ دودھ نہ پیتا ہو تو اس کے لئے سب سے بہتر غذا آش جو ہے اور جب دست ہوں تو کھچڑی یا ساگو دانہ دیں۔

ڈبہ...... جس کو پسلی کا چلنا بھی کہتے ہیں اس کے شروع میں گرم خشک دوا نہ دیں جیسے کنکر وندیا مشک یا ہلدی پان وغیرہ بلکہ جس روز ڈبہ ہو یہ گھٹی دیں۔ دو ۲ دانہ عناب، چار دانہ مویز منقیٰ، دو دو ماشہ مکوہ خشک گل بنفشہ، ملیٹھی، گاؤزبان، اور ایک ماشہ ابریشم خام مقرض گرم پانی میں بھگو کر اور دو ۲ دو ۲ تولہ املتاس اور ترنجبین اور ایک تولہ خمیرہ بنفشہ علیحدہ بھگو کر مل کر چھان کر ملا دیں اور چار دانہ مغز بادام پیس کر بھی ملالیں اور ایک ایک دن بیچ دے کر تین دفعہ یہ گھٹی دیں اور اول دن سے سینہ پر یہ مالش کریں۔ چھ چھ ماشہ السی اور تخم خطمی اور گل بنفشہ اور میتھی کے بیج اور مکوہ خشک پانی میں بھگو کر جوش دے کر خوب مل کر چھان کر چار تولہ روغن گل اور دو تولہ موم زرد ملا کر پھر پکائیں یہاں تک کہ پانی جل کر تیل رہ جائے پھر اس تیل میں تین ماشہ مصطگی پیس کر ملا کر رکھ لیں اور نیم گرم کر کے سینہ پر اور جہاں گڑھا پڑتا ہو دن میں دو تین بار مالش کریں۔ اور روئی گرم کر کے باندھ دیں۔ کبھی اس مالش سے ہی آرام ہو جاتا ہے گھٹی کی ضرورت نہیں ہوتی۔ بڑوں کی پسلی کے درد کو بھی مفید ہے۔ گھٹی کے بعد اگر کنکر وندیا مشک وغیرہ دیں تو کچھ ڈر نہیں بچے کو اور دودھ پلائی کو پرہیز کی ضرورت ہے صرف مونگ کی دال چپاتی یا کھچڑی دیں۔

بچہ کا بہت رونا اور نہ سونا...... اگر کہیں درد یا تکلیف ہے تو اس کا علاج کریں نہیں تو یہ دوا دیں۔ چرونجی، خشخاش سفید، خشخاش سیاہ، السی، تخم خرفہ، تخم بارتنگ، تخم کاہو انیسون، سونف، زیرہ سیاہ سب کو چھ چھ ماشہ لے کر کوٹ چھان کر قند سفید پانچ تولہ کا قوام کر کے یہ دوائیں ملالیں۔ دو ۲ ماشہ سے سات ماشہ تک خوراک ہے۔ اس سے بڑوں کو بھی خوب نیند آتی ہے البتہ جس بچہ کو ام الصبیان کا دورہ پڑتا ہے اس کو نہ دیں اور کسی بچہ کو افیون نہ دیں اخیر میں بہت نقصان لاتی ہے افیون کی جگہ یہی دوا دیں۔

نیند میں چونکنا...... بچہ اگر کسی چیز سے ڈر گیا ہے تو جس طرح ہو سکے اس کے دل سے خوف مٹائیں اور اگر پیٹ چڑھا ہو تو گھٹی سے پیٹ صاف کریں۔

کان کا درد...... اس کی پہچان یہ ہے کہ بچہ بہت روئے اور کوئی ظاہری سبب معلوم نہ ہو اور بار بار اپنا ہاتھ کان پر لے جائے اور جب اس کے کان پر نرمی سے ہاتھ پھیریں تو آرام پائے اس کے لئے یہ دوائیں مفید ہیں ایک نسخہ سکھدرشن یا گیندے کے پتوں کا پانی نیم گرم دو ۲ دو ۲ بوند کان میں ڈالیں۔

دوسرا نسخہ...... رسوت صبر، مسور تین تین ماشہ لے کر چھٹانک بھر پانی میں اوٹائیں جب پانی آدھا رہ جاوے مل کر چھان کر روغن گل یا روغن بادام یا تل کا تیل دو تولہ ملا کر پھر پکائیں جب پانی جل کر تیل رہ جائے ایک ایک ماشہ نمک اندرانی اور مرکی باریک پیس کر ملا کر رکھ

۱: اس مرض کے لئے بہت ضروری تدبیر یہ ہے کہ بچہ کو قبض نہ ہونے دیں گھٹی دیتے رہیں یا کاسٹر آئل دے دیا کریں اور دودھ پلانے والی کو بھی قبض نہ ہونے دیں ۱۲ ظفر ثالث۔

۲: اس کو تونس بھی کہتے ہیں اور عربی میں عطاش کہتے ہیں ۱۲ منہ۔

لیں اور دو ۲ دو ۲ بوند نیم گرم ڈالیں۔
تیسرا نسخہ..... چھ ۶ ماشہ گل بابونہ پاؤ بھر پانی میں پکا کر بھپارہ دیں۔ فائدہ۔ کان میں دوا ہمیشہ نیم گرم ڈالو اور بچوں کے کان میں بہت تیز دوا نہ ڈالو بہرہ ہو جانے کا ڈر ہے۔

کان بہنا..... باہر کی کسی دوا سے اس کا روک دینا اچھا نہیں البتہ کھانے کی اس دوا سے دماغ کو طاقت دینا اور رطوبت کو خشک کرنا چاہئے۔ ایک چاول[1] موتگے کا کشتہ۔ چھ ماشہ اطریفل کشنیزی یا اطریفل زمانی میں ملا کر سوتے وقت ایک سال تک کھلائیں اور ہفتہ میں ایک دو دن ناغہ کر دیا کریں اور باہر سے اس دوا سے کان صاف کریں نیم کے پانی سے کان دھوئیں پھر نیم کے پتوں کو پیس کر پانی نچوڑ کر اس کو شہد میں ملا کر نیم گرم ٹپکاویں اور کان میں روئی ہر وقت رکھیں کہ مکھی نہ بیٹھے اور اکثر بڑے ہو کر کان کا بہنا خود جاتا رہتا ہے۔

آنکھ دکھنا..... زیرہ اور اخروٹ کی گری برابر لے کر باریک پیس کر ذرا سا منہ کا لعاب ملا کر پھر پیسیں کہ مرہم سا ہو جائے پھر ذرا سا دودھ بکری یا گائے کا ملا کر آنکھ کے اوپر لیپ کریں اور گھنٹہ دو گھنٹہ کے بعد بدل دیں۔ اور جو علاج بڑوں کی آنکھ دکھنے کے بیان میں لکھے گئے ہیں وہ بھی بچوں کو فائدہ دیتے ہیں۔[2] اور اگر آنکھ دکھ جانے کے بعد چالیس روز تک یہ دوا کھلائیں تو امید ہے کہ آئندہ بالکل آنکھ دکھنے سے امن ہو جائے۔ کالی مرچ پانچ عدد۔ مصری ایک تولہ۔ بادام پانچ دانہ پیس کر دو ۲ تولہ گائے کے مکھن میں ملا کر ہر روز چٹائیں۔[3]

فائدہ: یہ جو مشہور ہے کہ آنکھ دکھنے میں صرف میٹھی غذا دینی چاہئے۔ محض غلط ہے۔ بلکہ میٹھی چیز نقصان دیتی ہے۔ غذا نمکین دیں اور چکنائی زیادہ ڈالیں۔ لیکن نمک اور مرچ زیادہ نہ ہو اور ترشی اور دودھ دہی اور تیل اور گائے کے گوشت اور بادی چیزوں سے پرہیز رکھیں۔ البتہ اگر دماغ کی طاقت کے لئے کوئی حریرہ یا حلوہ دیں تو اس میں ضرورت کے موافق مٹھائی ہونا مضائقہ نہیں۔

آنکھ کرنجی ہونا..... پیدا ہوتے ہی دیکھ لیں اگر کرنجی آنکھیں ہوں تو یہ دوا لگائیں: مشک اور زعفران برابر لے کر سرمہ کی طرح پیس کر خالص موم کی ایک سلائی بنا کر اس سلائی سے یہ دوا ہفتہ میں دو دن لگائیں باقی دنوں میں معمولی سلائی سے لگائیں اور اگر موم کی سلائی نہ بن سکے تو سیخ پر موم لپیٹ کر بنائیں چالیس ۴۰ دن کے بعد سیاہی آجاوے گی اگر نہ آئے تو چھوڑ دیں تھوڑے دنوں میں خود دوا کے اثر سے سیاہی آجاوے گی۔

کھانجی یعنی انجبار کی نکلنا..... ایک چھوٹی سی جونک ناک پر لگا دی جائے ایک تازی ایک باسی لگانا چاہئے ہمیشہ کیلئے امن ہو جاتا ہے اور ایک رگڑا پہلے آنکھ کی بیماریوں کے بیان میں گذر چکا[(1)] ہے۔ جس میں سرسوں کا تیل بھی ہے اور وہ اس کیلئے اکسیر ہے چالیس دن لگائیں۔

رال بہنا..... اگر بہت[4] ہو تو جوارش مصطگی تین ماشہ سے چھ ماشہ تک کھلا دیا کریں۔

منہ آجانا..... اگر پیدائش کے وقت سے خیال رکھیں کہ شہد میں ذرا سا نمک ملا کر کبھی کبھی زبان پر مل دیا کریں تو منہ نہیں آتا۔ اور اور دوائیں اس کی زبان کی بیماریوں کے بیان میں لکھی گئی ہے۔

گھانٹی یعنی گلے آجانا..... جب دائی اس کو اٹھائے تو بہتر ہے کہ اپنی انگلی شہد میں ڈبو کر اس پر ذرا سا پسا ہوا لاہوری نمک چھڑک کر اٹھاوے۔

کھانسی[5]..... ببول کا گوند، کتیرا، مغز بہدانہ، ملٹھی کا ست سب ایک ایک ماشہ باریک پیس کر شہد میں گوندھ کر گولیاں چنے کے برابر بنا کر رکھ لیں ایک گولی ذرا سے پانی میں گھول کر چٹائیں دن میں تین چار بار گولی دیں اور چکنائی نہ دیں اور کالی کھانسی میں مکھن اور مصری چٹانا

1: اکثر موتگے کے کشتہ کی ضرورت بھی نہیں پڑتی صرف اطریفل کھلانا کافی ہوتا ہے ۱۲ نظر ثالث۔
۲: یہ نسخہ چونکہ ہر مزاج کے موافق نہیں اس لئے بغیر طبیب کی رائے کے اس کا استعمال نہ کریں بلکہ بجائے اس کے اطریفل کشنیزی تین ماشہ سے چھ ماشہ تک کھلائیں ۱۲ نظر ثالث۔
۳: آنکھ دکھنے کے لئے ایک اور نسخہ: سہاگہ کھیل کیا ہوا دو رتی لے کر پانچ تولہ گلاب یا پانی میں گھول کر چھان کر رکھ لیں اور صبح شام دوپہر سوتے وقت آنکھ میں ڈالیں یہ دوا لگتی بالکل نہیں اور اکثر قسموں میں مفید ہے گھروں میں تیار رکھنے کی چیز ہے ۱۲ نظر ثالث۔
۴: مطلب یہ ہے کہ اگر رال زیادہ نہ جاتی ہو تو اس کو روکنے کی کوشش نہ کریں اس سے بچہ کے معدہ کی صفائی ہوتی ہے ۱۲۔
۵: کالی کھانسی کا علاج سینہ کی بیماریوں کے بیان میں گذر اور بہت سے نسخے گذرے ۱۲ منہ (ب ص ۷۱ حصہ ہذا)
(1) دیکھو ص ۶۲۰ حصہ ہذا ۱۲۔

بھی مفید ہے۔

سوتے میں گھبرا اٹھنا ...... ایسے بچوں کو مکھن اور مصری یا بادام اور مصری چٹاتے رہیں۔

دودھ بار بار ڈالنا ...... دودھ ذرا کم پلائیں اور اگر صرف دودھ یا سفید مواد نکلتا ہو تو دو ۲ ماشہ پودینہ اور ایک ماشہ دانہ الائچی خورد پانی میں پیس کر ایک تولہ شربت انار شیریں ملا کر پلائیں اور اگر کسی اور رنگ کی قے ہو تو حکیم سے پوچھیں۔

معدہ کا ضعیف ہونا ...... اس سے کبھی دست آنے لگتے ہیں کبھی بھوک بند ہو جاتی ہے۔ اس کا علاج یہ ہے کہ ایک بوتل میں گلاب بھر کر اس میں چھٹانک بھر لونگ ڈال کر کاگ لگا کر چالیس ۴۰ دن تک دھوپ میں رکھ دیں اور ہر روز ہلا دیا کریں۔ چالیس روز کے بعد ایک ماشہ سے تین ماشہ تک یہ گلاب نہار منہ ہر روز پلا دیا کریں نہایت مجرب ہے۔

دوسری دوا ...... معدہ کو قوی کرنے والی۔ جوارش مصطگی تین ماشہ سے چھ ماشہ تک ہر روز کھلا دیا کریں اس کا نسخہ خاتمہ میں[1] ہے۔

ہیضہ ...... پورا علاج حکیم سے پوچھو صرف اتنا سمجھ لو کہ جس طرح ممکن ہو بیمار کو آرام دو اور اس کو سلانے کی کوشش کرو۔ اس میں نبضیں چھوٹ جانا اور ہاتھ پیر ٹھنڈے ہو جانا زیادہ بری علامت نہیں۔ گھبراؤ مت[2]۔

دست آنا ...... اگر دانت نکلنے کے وقت میں آئیں تو ایک تولہ بیل گری اور چھ ماشہ تخم خرفہ اور تین ماشہ رومی مصطگی کوٹ چھان کر دو ۲ تولہ مصری ملا کر رکھ لیں اور پونے دو ماشہ سے تین ماشہ تک بچہ کو پھنکائیں یا شربت انار میں ملا کر چٹائیں اور نرم پلاؤ غذا کھلائیں اور بوٹی نہ دیں اور اگر بچہ دودھ پیتا ہو تو دودھ پلائی کو یہ غذا دیں اور بچوں کی تدبیروں کے نمبرے میں جو دوا (بر ص ۴۴ حصہ ہذا) دانتوں کے آسانی سے نکلنے کی لکھی ہے استعمال کریں اور اگر دودھ چھڑانے کے وقت میں آئیں تو دودھ آہستہ آہستہ چھڑائیں دس پندرہ روز تک ایک دفعہ روز دے دیا کریں اور رات کو دو ۲ ماشہ خشخاش کھلا دیا کریں اور غذا پلاؤ گائے کے تازہ مٹھے سے دیں لیکن بوٹی نہ دیں اور اگر اور کسی وجہ سے دست آتے ہوں تو حکیم سے پوچھیں۔

قبض ...... غذا بہت کم اور نرم دیں اور تین ماشہ ایلوا چھ ماشہ املتاس ہری مکوہ کے پانی میں یا گلاب میں پیس کر نیم گرم پیٹ پر لیپ کریں۔ اگر اس سے نہ جائے تو گھٹی دیں۔ اگر اس سے بھی نہ جائے تو حکیم سے پوچھیں۔

پیچش ...... کچی پکی سونف میں برابر کی شکر ملا کر دودھ پلائی کو کھلانا اور بچہ کو بھی کھلانا نہایت مفید ہے۔ اگر پیچش زیادہ دن تک رہے یا آؤں خون بہت آوے تو جلدی حکیم سے علاج کراؤ اگر پیچش کے ساتھ ہاتھ پیروں پر ورم اور کھانسی اور بخار ہو تو یہ دوا دو، مکوہ خشک طخمی، تخم کاسنی، تخم خرپزہ گل گاؤ زبان، مروڑ پھلی، ریشہ خطمی سب دو دو ماشہ لے کر پانی میں بھگو کر چھان کر ایک تولہ شربت بزوری بارد ملا کر پلائیں۔

دوا ...... بگڑی ہوئی پیچش اور کھانسی اور بخار اور ورم اور ضعف اور غفلت کے لئے مفید دوا المسک معتدل دو ماشہ اول چٹائیں پھر بیلگری،

۱: دوسری دوا دستوں کو روکنے والی جو دانتوں کے نکلنے کے زمانہ میں بہت مفید ہے۔ کو کنار ایک ماشہ کوٹ کر پانی میں بھگو کر مل کر چھان کر سونف بھنی ہوئی اور زیرہ سفید بھنا ہوا دو ۲ دو ۲ ماشہ اسی پانی میں پیس کر چھان کر شکر سفید ایک تولہ ملا کر پلائیں۔ تیسری دوا گولر کا دودھ ایک قطرہ بتاشہ میں ڈال کر کھلا دیں ۱۲ نظر ثالث۔

۲: پیٹ کا درد جوارش مصطگی دو تین ماشہ کھلا دیں دوسری دوا نمک ایک ماشہ پیس کر گل قند ایک تولہ میں ملا کر کھلا دیں۔ پیٹ کے درد کے لئے سینکنے کی دوا۔ گیہوں کی بھوسی نمک۔ باجرہ سب ایک ایک تولہ لے کر کوٹ کر دو پوٹلیاں بنائیں اور گلاب میں ڈال کر آگ پر رکھ کر سینکیں۔ اور بہت سی دوائیں معدہ کے امراض کے بیان میں گذریں ۱۲ نظر ثالث۔ دودھ ڈالنا۔ اگر سفید رنگ کی قے آتی ہے تو ایک لونگ گلاب میں گھس کر سکنجبین سادہ ۶ چھ ماشہ ملا کر پلائیں بشرطیکہ بچہ کو کھانسی نہ ہو اور اگر کھانسی بھی ہو تو سونف پودینہ خشک دو دو ماشہ الائچی خورد تین عدد جوش دے کر چھان کر پلائیں اور اگر قے زرد رنگ کی ہو تو نارجیل دریائی دو ماشہ گلاب دو تولہ میں گھس کر سکنجبین لیموں ایک تولہ ملا کر پلائیں ۱۲۔

تنبیہ ہیضہ کا علاج معدہ کے امراض میں گذرا ۱۲ نظر ثالث۔

(۱) دیکھو ص ۵۵ حصہ ہذا ۱۲۔

(۲) ہچکی آنا۔ بچوں کو اکثر ہچکی آیا کرتی ہیں، اگر زیادہ آویں تو جوارش مصطگی دو تین ماشہ چٹاویں۔ دوسری دوا۔ چھوٹی الائچی چار پانچ عدد لے کر سونف دو ماشہ کچل کر ملا کر پانی میں یا گلاب میں پکاویں اور چھان کر شکر سفید ملا کر چمچہ سے پلائیں اور چند دوائیں ہچکی کی امراض معدہ کے حاشیہ میں ص ۲۱ میں لکھی گئی ہیں ۱۲ نظر ثالث۔

تخم کاسنی، ملٹھی کو کھرو، تخم خربزہ تخم خیارین سب دو ۲ دو ۲ ماشہ پیس کر شربت بزوری بار د ایک تولہ ملا کر پلاویں۔

چنونے ...... یعنی چھوٹے کیڑے جو پاخانے کے مقام میں ہو جاتے ہیں اس کی ایک دو دواء انتڑیوں کی بیماریوں میں لکھی گئی ہے اور یہ دوا کھانے کی ہے۔ ایک ایک تولہ بیخ سوسن اور ہلدی کوٹ چھان کر دو تولہ قند سفید ملا کر رکھ لیں اور تین ماشہ سے چھ ماشہ تک ہر روز پانی کے ساتھ پھنکائیں اور ناریل اور مصری کھلائیں اور یہ دوا رکھنے کی ہے موم کو گلا کر سوکھی مہندی پسی ہوئی ملا کر بچے کی انگلیوں سے چار انگل کی بتی بنا کر پائخانہ کے مقام میں رکھیں تھوڑی دیر کے بعد بتی کو سج سج کھینچ لیں کیڑے اس پر لپٹ آویں گے۔ بادی چیزوں سے بچے کو اور دودھ پلائی کو پرہیز کرائیں۔

خروج مقعد ...... یعنی کانچ نکلنا۔ پرانی چھلنی کا چمڑا جلا کر اس پر چھڑکیں اور ہاتھ سے اندر کو دبائیں اور ناسپال اور شہتوت کے پتے اور کاغذ کی چھالی اور سفید پھٹکری اور مازو سب چھ چھ ماشہ پوٹلی میں باندھ کر دس سیر پانی میں پکائیں جب خوب پک جاوے پوٹلی کو نکال ڈالیں اور اس نیم گرم پانی میں بچہ کو ناف تک بٹھائیں۔ جب ٹھنڈا ہو جائے نکال لیں اور بڑے ہو کر یہ مرض خود بھی جاتا رہتا ہے۔

سوتے میں پیشاب نکل جانا ...... ایک دو دفعہ رات کو اٹھا کر پیشاب کرا دیا کریں اور کھانے کی دوا مثانہ کے کمزور ہونے کے بیان میں گذر چکی ہے۔ چِک یعنی پیشاب بوند بوند سوزش سے آنا بہروزہ کا تیل ایک بوند بتاشہ پر ڈال کر کھلائیں۔ اس روغن کی ترکیب خاتمہ حصہ ۷ میں ہے اور ٹیسو کے پھولوں کے گرما گرم پانی سے دھاریں اگر اس سے نہ جائے تو حکیم سے علاج کرائیں۔

بخار ...... اس کا پورا علاج حکیم سے کرانا چاہئے۔ صرف ہم کئی باتیں کام کی لکھے دیتے ہیں ایک یہ کہ اگر بچہ دودھ پیتا ہو تو دودھ پلائی کو دوا پلانا اور پرہیز کرانا بہت ضروری ہے۔ دوسرے یہ کہ سینگیاں کھچوانا اور پاشویہ کرانا اور غفلت کے وقت سر پر دوا رکھنا جیسا کہ یہ تدبیریں بڑوں کے لئے ہوتی ہیں بچوں کے لئے بھی ہوتی ہیں۔ ان سب تدبیروں کا ذکر بخار کے بیان میں گذر چکا ہے۔ تیسرے یہ کہ اکثر بچوں کو بخار پیٹ کی خرابی سے ہوتا ہے۔ اگر ایسا ہو تو قبض کا علاج کریں جس کا بیان اوپر آچکا ہے۔

چیچک ...... اس کا پورا علاج حکیم سے کرانا چاہئے۔ یہاں چند ضروری باتیں لکھی جاتی ہیں:

۱) جیسے اور بیماریوں کا علاج ہے ایسے ہی چیچک کا بھی ہے یہ سمجھنا غلط ہے کہ اس میں علاج نہیں کرنا چاہئے۔[1]

۲) چیچک والے کے پاس چراغ رکھ کر گل نہ کریں دور ہٹا کر گل کریں اس کی بو نقصان کرتی ہے اسی طرح گوشت وغیرہ اتنی دور پکائیں کہ اس کے بگھار کی خوشبو اس کی ناک تک نہ پہنچے۔ اس سے بھی نقصان پہنچتا ہے اور دھوبی کے گھر کے دھلے ہوئے کپڑے پہن کر فوراً اس کے پاس نہ آئیں اس کی خوشبو بھی نقصان دیتی ہے اور اس کو گرم اور سرد ہوا سے بچائیں۔

۳) چیچک اکثر نکلتے جاڑوں ہوا کرتی ہے۔ ان دنوں میں احتیاطاً یہ دوا کھلایا کریں رتی دو رتی سچے موتی عرق بید مشک اور عرق کیوڑہ میں کھرل کر کے رکھ لیں اور ایک چاول خمیرہ گاؤزباں یا شربت عناب میں ملا کر ہر روز بچہ کو کھلا دیا کریں۔ ہر ہفتہ میں دو دن کھلا دینا کافی ہے اور چیچک کے موسم میں بلکہ سب وباؤں کے دنوں میں پانی میں کیوڑہ ڈال کر پینا نہایت مفید ہے البتہ نزلہ کی حالت میں نہ چاہئے۔ اسی طرح گھوڑی کا دودھ اگر ایک دو بار اس موسم میں پلا دیں تو اس سال چیچک نہیں نکلتی اور اس موسم میں چھوٹے بڑے سب آدمی گرم غذاؤں سے پرہیز رکھیں۔ جیسے بینگن، تیل، گائے کا گوشت، کھجور، انجیر، شہد، انگور وغیرہ اور دودھ اور زیادہ مٹھائی نہ کھائیں بلکہ ٹھنڈی غذائیں کھائیں اور ٹھنڈے پانی سے نہایا کریں۔

۴) نکلنے کے شروع میں ٹھنڈا پانی گھونٹ گھونٹ پلانا اور صندل اور کافور سونگھانا بہت مفید ہے اس سے سارا مادہ باہر کی طرف آجاتا ہے۔

۵) نازک اعضاء کی اس طرح ضرور حفاظت کریں کہ سرمہ گلاب میں ملا کر آنکھ میں ٹپکائیں اور اگر آنکھ بند ہو تو یہ لیپ کریں۔ رسوت، ایلوہ، گل نیلوفر، اقاقیا سب ساڑھے تین تین ماشہ اور زعفران دو رتی سب باریک پیس کر ہرے دھنیہ کے پانی میں یا گلاب میں گوندھ کر گولیاں بنالیں پھر گلاب میں گھس کر لیپ کریں اور اگر آنکھیں باہر کو نکلی ہوں تو آنکھ کے برابر تھیلی سی کر اس میں تین ماشہ سرمہ بھر کر اول دوا ٹپکا کر یا لیپ کر کے اوپر سے تھیلی باندھ دیں تاکہ بوجھ کے سبب سے ابھر نہ سکے اس سے آنکھ کی حفاظت رہتی ہے اور شربت شہتوت

---

[1] چیچک کے علاج کا قاعدہ کلیہ نمبر ۱۱ میں لکھا گیا ہے ۱۲ نجھو برص حصہ ہذا ۱۲۱۔

چباتے رہیں۔ اور انار بیجوں سمیت خوب چبا کر کھلائیں اس سے حلق کی حفاظت رہتی ہے۔ مغز تخم کدو چار ماشہ اور مغز بادام چھلا ہوا اور کتیرا گوند دو ۲ دو ۲ ماشہ۔ قند سفید چھ ماشہ باریک پیس کر لعاب اسبغول میں ملا کر ذرا ذرا چٹائیں اس سے سینہ اور پھیپھڑہ کی حفاظت رہتی ہے اور برادہ صندل سرخ اور گل نیلو فر۔ گل ارمنی اور گل سرخ سب تین تین ماشہ گلاب میں پیس کر ہر ہر جوڑ پر لگائیں اس سے جوڑوں کی حفاظت رہتی ہے ہاتھ پیر ٹیڑھے نہیں پڑتے اور یہ قرص شروع سے ڈھلنے کے وقت تک دیتے رہیں۔ گل سرخ تخم حماض یعنی چوکے کے بیج ساڑھے تین تین ماشہ۔ ببول کا گوند اور نشاستہ اور طباشیر اور کتیرا سات سات ماشہ کوٹ چھان کر لعاب اسبغول میں ملا کر ساڑھے چار چار ماشہ کی ٹکیہ بنالیں ایک یا آدھی ٹکیہ ہر روز کھلادیں اس سے آنتوں کے زخم سے حفاظت رہتی ہے اور پیچش نہیں ہوتی خصوصاً ڈھلنے کے وقت یہ ٹکیہ ضرور دیں۔

۶) چیچک سے اچھے ہونے کے چند روز بعد شربت عناب اور منڈی کا عرق پلادیں اس سے اندر گرمی نہیں رہتی۔[1]

۷) اگر چیچک کے بعد پیچش یا کھانسی ہو جاوے تو یہ دوا دیں۔ دو تین دانہ عناب پانی میں پیس کر چھان کر اور ڈیڑھ ماشہ بہدانہ پانی میں بھگو کر اس کا لعاب لے کر اس میں ملا کر شربت نیلو فر ایک تولہ ملا کر پلائیں۔

۸) اگر اچھے ہو کر داغ رہ جاویں تو چھٹانک بھر مردار سنگ اور چھٹانک بھر سانبھر نمک پیس کر اتنے پانی میں ڈالیں کہ پانی چار انگل اوپر رہے اور ایک ہفتہ تک دھوپ میں رکھیں اور ہر روز تین بار ہلا دیا کریں اور ہفتے میں پانی بدلتے رہیں۔ چالیس دن کے بعد پانی پھینک کر خشک کریں اور چنے کا آٹا اور نرکل کی جڑ اور پرانی ہڈی اور قسط تلخ اور چاولوں کا آٹا اور مغز تخم خربزہ اور ریٹھا کے بیج سب چیزیں مردار سنگ کے ہموزن لے کر کوٹ چھان کر رکھ لیں پھر تھوڑی سی یہ دوا لے کر میتھی کے بیجوں کے لعاب میں ملا کر ملیں اور ایک گھنٹہ کے بعد دھو ڈالیں مہینہ دو مہینہ تک اسی طرح کریں۔

۹) ایک قسم کی چیچک وہ ہے جس کو موتیا چیچک اور کٹھی کہتے ہیں کبھی وہ صرف گلے پر نکلتی ہے کبھی تمام بدن پر اس کے دانے موتی کی طرح چھوٹے چھوٹے سفید ہوتے ہیں یہ جو مشہور ہے کہ اس کا علاج نہ چاہئے محض غلط ہے البتہ اس کے دبانے کا علاج نہ کریں بلکہ باہر کی طرف لانا چاہئے۔ اس کا علاج بھی وہی ہے جو اور چیچک کا ہے۔

۱۰) اور ایک قسم وہ ہے جس کے دانے دھوپ کی طرح ہوتے ہیں جس کو خسرہ کہتے ہیں۔ اس میں ڈھلنے کے بعد بے خوف نہ ہوں اور شربت عناب یا نیلو فر اور عرق منڈی ضرور پلاتے رہیں اور وہ قرص جس میں طباشیر ہے اور نمبر ۵ میں لکھا گیا ہے کھلاتے رہیں۔

۱۱)[(۱)] چیچک کی تمام قسموں کی علاج کا اصول یہ ہے کہ دبانے کی کوشش ہرگز نہ کریں اس سے ہلاکت کا خوف ہے بلکہ یہ کوشش کریں کہ کل مادہ چیچک کا اندر سے باہر نکل آوے۔ جب ڈھل جاوے تو گرمی دور کرنے کی کوشش کریں۔

۰۰:...... چیچک کا مادہ باہر نکالنے والی سونے کا ورق ایک عدد اور شہد چھ ماشہ ملا کر چٹائیں اور پر سے انجیر ولایتی ایک عدد مویز منقی نو دانہ۔ زعفران ایک ماشہ۔ مصری دو تولہ جوش دے کر چھان کر پلائیں۔ اور اگر بخار زیادہ ہو تو زعفران کی جگہ پانچ ماشہ خوب کلاں ڈالیں اور اگر بخار بہت ہی زیادہ ہو تو تخم خیارین چھ ماشہ اور بڑھالیں۔ یہ کل دواؤں کے وزن بڑے آدمیوں کے لئے ہیں بچہ کے لئے آدھا تہائی چوتھائی کرلیں۔ چیچک کے مریض کے بستر پر خوبکلاں بچھاویں اور ہر روز بدل دیا کریں۔

. . چیچک کی سب قسموں میں سے گرم زیادہ خسرہ ہے مگر جلد ختم ہو جاتی ہے اور جان کا خطرہ اس میں بہت کم ہوتا ہے اور بڑی چیچک میں گرمی خسرہ سے کم ہوتی ہے مگر دیر میں ختم ہوتی ہے اور بے احتیاطی سے جان کا بھی اندیشہ ہوتا ہے اور موتی جھرہ میں شروع میں گرمی کم ہوتی ہے مگر بعد میں بہت ہو جاتی ہے اور سب سے زیادہ تکلیف دینے والی اور دیر میں جانے والی ہے۔ بائیس دن سے تو کم میں کبھی جاتی ہی نہیں۔ اسکے علاج میں بہت غور کی ضرورت ہے۔ حکیم سے رجوع کرنا چاہئے جو تدبیریں یہاں لکھی گئی ہیں کسی قسم میں مضر نہیں۔ موتی جھرہ

---

[1] چیچک کی گرمی دور کرنے کا مجرب نسخہ۔ خوب کلاں پانچ ماشہ لے کر رات کو پانی میں مٹی کے برتن میں بھگو کر شبنم میں رکھ دیں اور صبح کو بلا چھانے ہوئے شربت نیلو فر دو تولہ ملا کر پی لیں۔ یہ وزن بڑے آدمی کے لئے ہے۔ بچے کے لئے آدھا وزن کرلیں ۱۲ نظر ثالث۔

(۱) نمبر ۱۱ سے سرخی تک نظر ثالث کا اضافہ ہے ۱۲۔

میں تکلیفیں بہت ہوتی ہیں مگر جان کا خطرہ کم ہوتا ہے۔ (نظر ثالث)

پھوڑا پھنسی وغیرہ

کبھی کبھی نیم کے پانی سے نہلا دیں اسی طرح کچنال یعنی کچناری کی چھال پانی میں اوٹا کر اس میں نہلانا بھی مفید ہے اور برساتی پھنسیوں کے لئے آم کی بجلی پانی میں پیس کر ہر روز لگا دیں اور یہ دوا ہر قسم کی پھنسیوں کو فائدہ دیتی ہے ایک تولہ عناب چار تولہ گائے کے گھی میں جلا کر رگڑیں کہ سب گھی میں مل کر ایک ذات ہو جاویں۔ پھر دو ماشہ دھویا ہوا توتیا ملا کر رکھ لیں اور پھنسیوں پر لگایا کریں اس سے پھنسی اور زخم جلدی اچھے ہوتے ہیں اور پھر نکلنا بند ہو جاتا ہے اور مکھی نہیں بیٹھتی اور توتیا اس طرح دھلتا ہے کہ اس کو باریک پیس کر پانی میں ڈال دیں۔ جب تہ میں بیٹھ جاوے پانی بدل دیں۔ اسی طرح تین چار بار کریں اور خشک کر کے کام میں لائیں۔

گنج...... تین تین ماشہ کمیلہ۔ مردار سنگ۔ مازو۔ انار کے چھلکے۔ ہلدی کوٹ چھان کر دو تولہ زرد موم کو چار تولہ روغن گل میں پگھلا کر اس میں سب دوائیں ملا کر خوب رگڑیں کہ مرہم سا ہو جاوے پھر ایک تولہ خالص سرکہ ملا کر دوبارہ رگڑیں اور سر پر لگایا کریں۔

دوسری دوا...... بہت کم خرچ۔ دو ۲ تولہ چنے کا آٹا اور تین ماشہ توتیا خوب باریک پیس کر کھٹی دہی میں ملا کر خوب رگڑیں کہ مرہم سا ہو جائے پھر سر پر ملیں اور ایک گھنٹہ کے بعد نیم کے پانی سے دھو ڈالیں۔ اکثر ایک ہفتہ میں آرام ہو جاتا ہے۔

داد...... اس پر باسی منہ کا لعاب لگانا نہایت مفید ہے۔ اگر اس سے نہ جائے تو اوپر جو دوائیں داد کی لکھی گئی ہیں ان کو برتیں۔

جل جانا...... اس کی دوائیں اوپر جل جانے کے بیان میں آ چکی ہیں۔ (بر ص ۴۲ حصہ ہذا)

طاعون

اس کے موسم میں ان باتوں کا خیال رکھیں:۔

۱) مکان خوب صاف رکھیں۔ جہاں تک ہو سکے نمی نہ ہونے دیں۔ ہفتہ میں ایک دو بار ہر کمرے اور کوٹھڑی میں ان چیزوں کی دھونی دیں۔ جھاؤ چاہے تر ہو یا خشک ہو اور نیم کے پتے دونوں آدھ آدھ سیر اور درونج عقربی اور گوگل دو دو تولہ سب کو آگ پر ڈال کر کواڑ بند کر دیں تاکہ دھواں بھر جائے پھر کھول دیں اور صاف کر دیں اور مکان میں سرکہ یا گلاب تھوڑا تھوڑا چھڑکتے رہیں۔ اور اسی طرح گندھک سلگانا یا ہینگ گلاب میں گھول کر چھڑکنا مفید ہے اور دو چار کھلے منہ کے برتنوں میں سرکہ اور تراشی ہوئی پیاز بھر کر چاروں طرف لیٹنے کے مکان میں لٹکا دیں۔

۲) پانی بہت صاف پئیں بلکہ پکایا ہوا پانی اچھا ہے۔ اور کیوڑہ ڈال کر پینا نہایت مفید ہے اور اگر مزاج بہت ٹھنڈا نہ ہو تو پانی میں ذرا سا سرکہ ملا کر پینا بہت مفید ہے اور مجرب ہے۔ اور پانی خوب ٹھنڈا پئیں۔

۳) سرکہ اور پیاز اور لیموں اکثر کھایا کریں اور یہ چیزیں بہت کم کھائیں۔ زیادہ چکنائی اور گوشت اور مٹھائی اور مچھلی اور دودھ دہی اور سبز ترکاریاں اور میوے جیسے انگور اور ککڑی اور تربوز اور خربوزہ وغیرہ۔

۴) زیادہ بھوکے نہ رہیں اور قبض ذرا نہ ہونے دیں۔ ذرا بھی پیٹ بھاری پائیں فوراً غذا کم کر دیں اور گل قند وغیرہ کھائیں۔

۵) زیادہ گرم پانی سے نہ نہائیں۔ اگر برداشت ہو تو ٹھنڈے پانی سے نہائیں ورنہ تازہ پانی سہی۔

۶) میاں بیوی کم سو دیں بیٹھیں۔

۷) خوشبو اور عطر اکثر استعمال کریں خاص کر گلاب اور خس کا عطر اور مکان میں خوشبودار پھول کے درخت لگائیں جیسے بیلا۔ چنبیلی۔ گلاب اور کافور مکان کے کونوں میں ڈالیں اور بازو پر باندھیں۔

۸) تل کا تیل نہ لگائیں نہ جلائیں نہ کھائیں۔

۹) اور یہ دوائیں اپنے اور اپنے بچوں کے استعمال میں رکھیں۔

دوا..... وہ گولی جو بڑے آدمیوں کے بخار کے بیان میں لکھی گئی ہے جس میں زہر مہرہ خطائی بھی ہے۔

دوسری دوا..... بچے موتی ڈیڑھ ماشہ اور زہرہ مہرہ خطائی چھ ماشہ صندل سفید تین ماشہ جدوار یعنی نربسی سوا ماشہ اور مشک خالص اور کافور ایک ایک رتی اور ورق نقرہ ایک رتی سرمہ کی طرح کھرل کر کے لعاب اسبغول میں ملا کر چنے کے برابر گولیاں بنالیں اور ایک گولی صبح اور ایک گولی شام کو کھایا کریں۔

تیسری دوا..... زعفرانی گولی بڑی برکت کی..... نیم کے سبز پتے یا سبز پھول اور چرائتہ اور شاہترہ تینوں کو ہموزن لے کر الگ الگ رات کو پانی میں بھگو دیں صبح کو چرائتہ اور شاہترہ کا زلال لے کر اور نیم کے پتوں اور پھولوں کو اسی کے پانی میں پیس کر پھر اس زلال میں ملا کر آگ پر رکھ کر خوب بھون لیں جب بالکل رطوبت نہ رہے دوا کو تول لیں جتنے تولہ ہو ہر تولہ میں چار رتی یعنی آدھا ماشہ زعفران ملالیں اور تین تین ماشہ کی گولیاں بنا کر تین دن تک تھوڑی شکر ملا کر ایک گولی روز کھاویں طاعون سے حفاظت رہے گی۔

غذا..... طاعون والے کے لئے سب سے اچھی آش جو ہے اس میں تھوڑا عرق لیموں اور کیوڑہ بھی ملادیں اگر برف ملے تو اس سے ٹھنڈا کر دیں۔ اور بھی ٹھنڈی چیزیں کھانا مناسب ہے۔

چوتھی دوا..... نہایت نافع ہے جب کوئی طاعون میں مبتلا ہو جاوے اور اس کو بخار بھی ہو تو یہ دوا استعمال کریں۔ اجوائن کا ست چھ ماشہ اور کافور ایک تولہ اور پودینہ کا ست ایک ماشہ ان تینوں کو ملا کر ایک شیشی میں رکھ لیں یہ ملتے ہی پتلے عرق کی طرح ہو جائیں گے۔ جب ضرورت ہو تین بتاشہ لے کر ہر بتاشہ میں اس کے تین تین قطرے لے کر آٹھ آٹھ گھنٹے کے فاصلے سے ایک ایک بتاشہ کھلاویں اور دودھ خوب کثرت سے پلاویں۔ تو بیمار انکار کرے جب بھی پلاویں اور دوسری کوئی چیز کھانے کو نہ دیں جب تک کہ بخار بالکل نہ جاتا رہے اور کم عمر کیلئے ہر بتاشہ میں دو دو قطرے اور بہت ہی کم عمر بچے کے لئے ایک ایک قطرہ کافی ہے اور اگر گلٹی بھی ظاہر ہو تو شہد اور سفید شکر ہموزن لے کر اس میں ایک ماشہ جدوار پیس کر ملا کر لیپ کریں اور اوپر دودھ چاول کی پلٹس گرم گرم باندھیں اور پلٹس گرم گرم بدلتے رہیں۔

طاعون کا اور علاج..... جب کسی کے گلٹی نکلے تو کھانے پینے کی کوئی گرم دوا مت دو بلکہ دل کو قوت دینے کی اور ہوش و حواس قائم رکھنے کی اور گلٹی کے مواد نکالنے کی تدبیر کرو۔ اور گلٹی کے بٹھانے کی کوشش ہرگز مت کرو اور مریض کو ٹھنڈی جگہ میں رکھو اور دل دماغ پر صندل اور کافور گلاب میں گھس کر کپڑا بھگو کر رکھو اور بخار میں جو تدبیریں کی جاتی ہیں جیسے پاشویہ کرنا ہاتھ پاؤں میں مینگیاں کھچوانا۔ لخلخہ سونگھانا وہ سب تدبیریں کرو ان سب کا بیان بخار میں گذر چکا ہے اور گلٹی پر سردی نہ پہنچنے دو۔ جب سردی کا شبہ ہو تو فوراً ابوبنہ پانی میں پکا کر گرم گرم سے گلٹی کو دھارو غرض گلٹی کے مواد نکالنے کی تدبیریں کرو۔ جونکیں لگانا بھی عمدہ تدبیر ہے کم سے کم بارہ تازی اور بارہ باسی لگانا چاہئیں اور چند مفید تدبیریں یہ ہیں۔

پھایا نہایت مجرب ہے..... سنکھیا سفید اور افیون ایک ایک تولہ پیس کر لہسن کے پانی میں خوب ملا کر چھ ۶ پھائے بنادیں اور ایک پھایہ گلٹی پر رکھیں اور اس کے اوپر پیاز بھون کر باندھیں پیاز ٹھنڈی ہو جائے اس کو بدل دیں اور دو دو گھنٹہ کے بعد پھایہ بدلتے رہیں اس سے ایک دن میں مواد باہر آجاتا ہے اور گلٹی پک کر یا تو خود ٹوٹ جاتی ہے یا شگاف دلوانے کے قابل ہو جاتی ہے یا پلٹس سے ٹوٹ جاتی ہے اور سب مواد بہ کر نکل جاتا ہے۔

چیچک کی دوا..... سات دانہ آلو بخارہ پانی میں بھگو کر اس کا زلال یعنی اوپر کا نتھرا ہوا پانی لے لیں اور اس پانی میں پانچ پانچ ماشہ زرشک اور تخم خرفہ پیس کر چھان کر تین ماشہ صندل سفید اور ایک ایک ماشہ جدوار یعنی نربسی اور زہر مہرہ اور دریائی نارجیل اور کافور لے کر سب کو عرق بید مشک میں گھس کر ملا کر دو تولہ شربت انار ملا کر پلائیں۔

چیچک کی دوسری دوا..... ایک ایک ماشہ زہر مہرہ خطائی اور نارجیل دریائی اور چار رتی کافور چھ تولہ گلاب میں گھس کر دو تولہ شربت انار ملا کر پلائیں۔

چیچک کی تیسری دوا..... یہ مسہل ٹھنڈا اور نہایت ہی مفید ہے چھ چھ ماشہ ہلیلہ سیاہ اور جدوار اور سنائی گھی سے چکنی کی ہوئی اور ایک تولہ گل سرخ رات کو گرم پانی میں بھگو کر صبح کو دو تولہ گل قند آفتابی چار تولہ شکر سرخ اسمیں ملا کر چھان کر چار تولہ شربت ورد اور نو دانہ مغز

بادام شیریں کا شیرہ ملا کر خوب ٹھنڈا کر کے پلائیں اور رہ درست کے بعد خوب ٹھنڈا پانی دینا چاہئے چاہے باسی پانی دیں۔ یا برف کا دیں اور ایک ایک دن بیچ کر کے تین دفعہ یہ مسہل دیں اور ناغہ والے دن پانچ ماشہ تخم ریحاں پھنکا کر دو تولہ شربت بنفشہ پانی میں ملا کر پلائیں۔

طاعون کیلئے ایک مفید علاج...... جو تجربے سے صحیح ثابت ہوا ہے۔ مریض کو آٹھ دن تک سوائے دودھ کے کھانے پینے کو کچھ نہ دیں جب بھوک پیاس لگے دودھ ہی پلاویں۔ اگر برف سے ٹھنڈا کر دیں تو بہتر ہے۔ دودھ بکری کا ہو یا گائے کا۔ اور گلٹی پر میٹھا تیلیہ اکاس بیل کے پانی میں پیس کر لیپ کریں۔ اوپر سے نیم کے پتے بھرتہ بنا کر باندھیں۔ نوٹ:۔ (لفظ طاعون کے لئے) سے (باندھیں) تک نظر ثالث کا اضافہ ہے۔ ۱۲۔

متفرق ضروریات اور کام کی باتیں

گوشت رکھنے کی ترکیب...... کاغذی لیموں کے عرق میں پرانا گڑ گھول کر گوشت پر سب طرف خوب مل دیں۔ پھر شورہ قلمی باریک پیس کر چھڑکیں اور خوب مل دیں پھر لاہوری نمک پیس کر یا سانبھر چھڑک کر ملیں اور دھوپ میں سکھالیں اس طرح گوشت مہینوں تک رہ سکتا ہے۔

انڈا رکھنے کی ترکیب..... انڈے کو دھو کر تیل میں یا چونے کے پانی میں ڈال دیں مدتوں تک نہ بگڑے گا۔

گوشت گلانے کی ترکیب...... انجیر اور سوہاگہ اور نوشادر اور کچری پیس کر رکھیں اور دہی میں یا انڈے کی سفیدی میں تھوڑا سا اس میں سے ملا کر گوشت سکھا کر دیگچی میں رکھ کر تقریباً آٹھ منٹ تک سرپوش ڈھانک کر ہلکی آنچ دیں گوشت حلوا ہو جائے گا۔ پھر جس طرح چاہیں پکائیں۔

مچھلی (۱) کا کانٹا گلانے اور پکانے کی ترکیب..... مچھلی ایک سیر اورک آدھ پاؤ چھاچھ آدھ سیر اگر کھٹی ہو اور اگر کھٹی نہ ہو تو ایک سیر مچھلی کو کرن اور آلائش سے صاف کر کے ٹکڑے کریں اور ان ٹکڑوں کو سینی میں بچھا دیں۔ اس طرح کہ درمیان میں ذرا سی جگہ خالی رہے اس خالی جگہ میں ذرا سی آگ رکھ کر تھوڑا موم اس آگ پر ڈالیں اور کسی برتن سے سینی کو ڈھانک دیں تاکہ موم کا دھواں مچھلی کے قتلوں میں پہنچ جاوے اور پانچ منٹ کے بعد کھول دیں اس سے مچھلی میں بساند بالکل نہ رہے گی پھر مچھلی کا مصالحہ تیل یا گھی میں بھون کر وہ قتلے دیگچی میں چنیں اور ادرک باریک تراش کر چھاچھ میں ملا کر اور پانی بھی بقدر مناسب ملا کر دیگچی میں ڈالیں اور منہ آٹے سے بند کر کے بہت ہلکی آنچ پر پکاویں۔ کانٹا گل جاوے گا اگر مچھلی کو تیل میں پکانا ہو تو تیل کے صاف کرنے کی ترکیب یہ ہے کہ سرسوں کے تیل کو آگ پر رکھ دیں اور سرپوش سے ڈھانک دیں اور دہی کا پانی یعنی دہی کا توڑ سرپوش کا کنارہ ذرا سا اٹھا کر ڈالیں اور فوراً ڈھانپ دیں تاکہ تیل آگ نہ لے لے ذرا دیر کے بعد دہی کا پانی اور ڈالیں اسی طرح دو تین دفعہ میں بالکل صاف ہو جاوے گا اور بو مطلق نہ رہے گی۔ اگر مچھلی کا کانٹا حلق میں اٹک جاوے تو اس کا علاج امراض حلق میں لکھا گیا ہے (نظر ثالث)۔

دودھ پھاڑنے کی ترکیب..... اول دودھ کو جوش دیں پھر ایک انڈے کی زردی اور سفیدی کو الگ الگ ذرا سے پانی یا دودھ میں خوب گھول کر اس میں ڈال دیں فوراً پھٹ جاوے گا اگر دیر لگ جائے ذرا چمچہ سے ہلا دیں۔

پانی اور کھانا گرم رکھنے کی ترکیب...... صندوق یا بوری میں نئی روئی بھر کر رکھیں پھر گرم کھانے یا پانی کے برتن کو خوب ڈھانک کر اس روئی کے اندر دبا دیں اور صندوق یا بوری کا منہ اچھی طرح بند کر دیں۔ جب کھولیں گے گرم ملے گا اگر نئی روئی نہ ہو تو پرانا روڑ بھی یہی کام دیتا ہے اگر صندوق یا بوری نہ ہو گدے میں روئی یا روڑ بھر کر اس میں برتن لپیٹ دیا جاوے اور اوپر سے رسی کس دیں تو اور بھی بہتر ہے برف کے ملکوں میں بہت کام کی ترکیب ہے۔

الف: یہاں سے نظر ثالث کا اضافہ ہے ۱۲۔

خاتمہ

اس میں بعضے نسخوں کی ترکیبیں لکھی ہیں جن کا نام اس حصہ میں آیا ہے۔ اگر یہ نسخے زیادہ دنوں تک کھانے ہوں یا بازار میں قابل اعتبار نہ ملیں تو گھر بنالینا بہتر ہے۔

۱) آش جو...... تین تولہ جو کو ذرا نمی دے کر کوٹیں کہ چھلکا الگ ہو جائے پھر اس کو تین پاؤ پانی میں جوش دیں جب ڈیڑھ پاؤ رہ جاوے تو یہ پانی گرادیں اور نیا پانی تین پاؤ ڈال کر پھر اوٹائیں کہ ڈیڑھ پاؤ رہ جاوے پھر اس کو بھی پھینک دیں اسی طرح چھ پانی پھینک دیں اور ساتواں پانی بے ملے ہوئے چھان کر لے لیں اور قند سفید یا شربت نیلو فر ملا کر پئیں اگر جی چاہے تو عرق کیوڑہ بھی ملا لیں۔ اگر دق کی بیماری میں دست بھی آتے ہوں تو جو کو کسی قدر بھون کر بنائیں تو زیادہ مفید ہے اور یہ نہ خیال کریں کہ ایسے ہلکے پانی میں کیا غذا ہوگی یہ سب کا سب غذا بن جاتا ہے اور بہت جلد ہضم ہوتا ہے اور پیٹ میں بوجھ نہیں لاتا خون عمدہ پیدا کرتا ہے۔ سل اور خشک کھانسی کے لئے مفید ہے اور پیچش میں بھی اچھا ہے۔ بخار میں غذا بھی ہے اور دوا بھی ہے رگوں میں سے فاسد مادہ نکالتا ہے۔ سرد تر ہے۔ جس کے معدہ میں سردی زیادہ ہو یا پیٹ میں درد ہو اور قبض بہت ہو اس کو بلا رائے حکیم کے نہ دیں۔

۲) آب کاسنی مقطر...... تین تولہ تخم کاسنی چکل کر رات کو پانی میں بھگو رکھیں۔ صبح کو ایک کپڑے کے چاروں گوشے باندھ کر لٹکائیں اور اس میں تخم کاسنی مذکور کو ڈال کر ٹپکائیں۔ جب ٹپک چکے پھر وہی پانی کپڑے میں ڈال دیں اور ٹپکنے دیں اسی طرح سات بار کسم کی ریتی کی طرح ٹپکائیں۔

۳) آب کاسنی مروق...... کاسنی کے تازہ پتوں کو بلا دھوئے مل کر نچوڑ کر پانی نکال لیں اور آگ پر رکھیں کہ پھٹ کر سبزی الگ ہو جاوے پھر اس پانی کو چھان لیں یہ پانی ورم جگر کو بہت مفید ہے۔

۴) اچار پپیتہ...... پپیتہ یعنی انڈ خربوزے کو چھیل کر قاشیں کر کے ذرا سے پانی میں ابال کر خشک کر کے سرکہ میں ڈال دیں اور نمک مرچ وغیرہ بقدر ذائقہ ملا لیں اور کم از کم بیس ۲۰ دن رکھا رہنے دیں اس کے بعد ایک تولہ سے دو ۲ تولہ تک کھاویں کوڑی کے درد کیلئے جس کو درد بائی سول کہتے ہیں بہت مفید ہے۔

۵) اطریفل کشنیزی اور اطریفل صغیر...... پوست ہلیلہ زرد پوست ہلیلہ کابلی بہیڑہ آملہ چھوٹی ہیڑ کوٹ چھان کر روغن بادام سے یا گائے کے گھی سے چکنا کر کے اور دو تولہ دھنیا کوٹ چھان کر ان سب کو رکھ لیں اور چھتیس ۳۶ تولہ شکر سفید کا قوام کر کے وہ دوائیں ملا لیں اور چالیس دن تک جو یا گیہوں میں دبا رکھیں پھر کھائیں خوراک ایک تولہ سوتے وقت ہے۔ بعضے بجائے شکر کے شہد ڈالتے ہیں اور بعضے بڑ کے مربہ کا شیرہ۔ یہ اطریفل کشنیزی ہے اگر اس میں دھنیہ نہ ڈالیں تو اطریفل صغیر کہتے ہیں۔

۶) اطریفل زمانی...... یہ اطریفل سب مزاجوں کے موافق ہوتا ہے تحریک نزلہ اور مالی خولیا یعنی جنون اور تبخیر کیلئے مفید ہے۔ اور بہت سے فائدے ہیں۔ پوست ہلیلہ سوا گیارہ ماشہ آملہ خشک سوا گیارہ ماشہ پوست ہلیلہ کابلی ساڑھے بائیس ماشہ پوست ہلیلہ زرد ساڑھے بائیس ماشہ، ہلیلہ سیاہ ساڑھے بائیس ماشہ۔ سب کو کوٹ چھان کر ساڑھے پانچ تولہ روغن بادام خالص سے چکنا کر کے برادہ صندل سفید پونے سات ماشہ کتیرا پونے سات ماشہ گل سرخ سوا گیارہ ماشہ طباشیر سوا گیارہ ماشہ گل نیلو فر سوا گیارہ ماشہ بنفشہ ساڑھے بائیس ماشہ سقمونیا مشوی ساڑھے بائیس ماشہ تربد سفید مجوف پینتالیس ماشہ دھنیہ۔ پینتالیس ماشہ کوٹ چھان کر تیار کریں۔ پھر ساڑھے بائیس ماشہ گل بنفشہ اور پچاس دانہ عناب اور پچاس دانہ سپستان پانی میں جوش دے کر چھان کر اور ساڑھے چھ چھٹانک شہد

۱: از قادری۔

خالص اور ساڑھے دس چھٹانک مربہ کی ہڑ کا شیرہ ملا کر قوام کر کے اوپر کی دوائیں ملا دیں اور چالیس روز غلہ میں دبا رکھیں اور اگر جلدی ہو تو دس روز ضرور دبائیں خوراک سوتے وقت سات ماشہ سے ایک تولہ تک ہے اور اگر اس میں یہ مغزیات اور بڑھالیں تو بے حد مقوی دماغ ہو جائے مغز کدو دو ۲ تولہ۔ مغز تخم تربوز دو ۲ تولہ اور تخم خشخاش سفید دو ۲ تولہ اور تخم کاہو دو تولہ اور مغز بادام دو تولہ خوب کو تکر ملائیں اگر نزول الماء یعنی موتیا بند میں اس ترکیب سے کھائیں تو نہایت مفید ہے۔

۷) سقمونیا کا مشوی کرنا یعنی بھوننا...... سقمونیا کو پیس کر ایک تھلی میں کر کے ایک انار یا سیب یا امرود میں رکھ کر آٹے میں لپیٹ کر چولہے میں دبا دیں جب گولہ سرخ ہو جاوے سقمونیا کو نکال لیں بس مشوی ہو گئی اور غیر مشوی انتڑیوں کو نقصان کرتی ہے۔

۸) جوارش کمونی[1]...... مربائے ادرک تین تولہ اور گل قند آفتابی سات تولہ اور مربائے ہلیلہ گٹھلی دور کر کے چار تولہ ڈیڑھ پاؤ گلاب میں بے مرچ کی سل پر خوب پیس کر قند سفید چار تولہ اور شہد خالص چار تولے ساڑھے چار ماشہ ملا کر قوام کر کے تین تولہ زیرہ سیاہ جو کہ سرکہ میں بھگو کر سکھایا گیا ہو اور چار چار ماشہ یہ چار دوائیں فلفل سفید۔ برگ سداب۔ دار چینی قلمی۔ بورہ سرخ کوٹ کر چھلنی میں چھان کر ملائیں خوراک چھ ماشہ سے ایک تولہ تک ہے ریاحی درد اور بار بار پائخانہ ہونے کو مفید ہے[2]۔

۹) جوارش مصطگی[3]...... طباشیر ایک تولہ اور مصطگی رومی ایک تولہ اور دانہ الائچی خورد چھ ماشہ پیس پاؤ بھر گلاب اور آدھ پاؤ قند کا قوام کر کے اس میں ملالیں۔[4]خوراک چھ ماشہ سے ایک تولہ تک ہے۔ بھوک کم لگنے اور بار بار پائخانہ جانے کو مفید ہے۔ اگر کھانے کے بعد کھالیں تو ہاضم ہے اگر اسی جوارش میں تین ماشہ سنگدانہ مرغ ملالیں تو ضعف معدہ کے لئے نہایت نافع ہو جائے۔

۱۰) خمیرہ[5] بادام...... یہ سرد مزاج والوں کو بہت مفید ہے۔ مغز بادام شیریں مقشر چار تولہ، تخم کاہو چھ ماشہ، تخم کدوئے شیریں دو تولہ پانی میں خوب باریک پیس کر اس میں مصری پاؤ سیر اور شہد آدھ پاؤ ملا کر قوام کریں پھر اس میں دانہ الائچی خورد چھ ماشہ بہمن سرخ چھ ماشہ، بہمن سفید چھ ماشہ، ملٹھی چھ ماشہ گاؤزبان اور گل گاؤزبان چھ چھ ماشہ کوٹ چھان کر ملالیں خوراک سات ماشہ سے ایک تولہ تک ہے اور اگر مقدور ہو تو اس میں ایک ماشہ مشک ہے دو ماشہ ورق نقرہ بھی ملالیں۔

۱۱) خمیرہ بنفشہ...... دو تولہ گل بنفشہ رات کو پانی میں بھگو کر رکھ لیں صبح کو پکا کر مل کر چھان کر پاؤ بھر شکر سفید ملا کر قوام کر لیں یہ تو شربت بنفشہ ہے اور اگر دو تولہ گل بنفشہ اور لے کر کوٹ چھان کر اس شربت میں ملا کر رکھ لیں تو خمیرہ بنفشہ ہو جائے گا اور اگر بجائے سفید شکر کے سرخ شکر ملائیں تو دست لانے کے لئے اچھا ہے۔

۱۲) خمیرہ[6] گاؤزبان...... یہ دماغ اور دل کو طاقت دیتا ہے۔ گاؤزبان تین تولہ، گل گاؤزبان ایک تولہ، دھنیا ایک تولہ۔ ابریشم خام مقرض ایک تولہ بہمن سرخ ایک تولہ، بہمن سفید ایک تولہ۔ برادۂ صندل سفید ایک تولہ، تخم فرنجمشک کپڑے میں باندھ کر ایک تولہ تخم بالنگو کپڑے میں باندھ کر ایک تولہ رات کو ایک سیر پانی میں بھگو کر رکھیں اور صبح کو جوش دیں جب ایک تہائی پانی رہ جاوے چھان کر قند سفید آدھ سیر شہد خالص پاؤ بھر ملا کر قوام کر کے زہر مہرہ چھ ماشہ، کہربائے شمعی چھ ماشہ، بسد یعنی مونگے کی جڑ، یشب چھ چھ ماشہ عرق کیوڑہ یا عرق بید مشک میں کھرل کر کے ملالیں اور ورق نقرہ دس عدد اور ورق[7] طلا پانچ عدد تھوڑے شہد میں حل کر کے ملالیں اور

۱: از قرابادین قادری ۱۲۔
۲: جس کو پیٹ کے درد کا عارضہ ہو وہ ایک سال تک کھائے تو درد موقوف ہو جائے ۱۲۔
۳: مستعمل مطب خاکسار محمد مصطفےٰ ۱۲۔
۴: جب قوام ٹھنڈا ہو جائے تب دوائیں ملائیں۔ گرم میں نہ ملائیں ورنہ مصطگی کی ڈلیاں بندھ جائیں گی ۱۲ منہ
۵: مستعمل مطب خاکسار محمد مصطفےٰ ۱۲۔
۶: مخترع ۱۲ منہ۔
۷: اگر کم خرچ کرنا ہو تو ورق طلا نہ ڈالیں۔

طباشیر۔ مصطگی رومی۔ دانہ الائچی خورد۔ عود غرقی سب نو نو ماشہ کوٹ چھان کر ملالیں خوراک چھ ماشہ سے نو ماشہ تک ہے اور اگر اس میں ہر روز دو چانول موتگے کا کشتہ ملا کر کھایا کریں تو بہت جلدی اثر ہو یہ نسخہ گرم مزاج والوں کو بہت مفید ہے اگر اس میں ایک ماشہ موتی بھی ملائیں تو اعلیٰ درجہ کی چیز ہے۔

۱۳) خمیرہ مروارید ...... مقوی قلب واعضائے رئیسہ ہے۔ بچے موتی چھ ماشہ، کہربائے شمعی، سنگ یشب تین تین ماشہ عرق بید مشک چار تولہ میں کھرل کرلیں اور تین ماشہ صندل سفید اس میں گھس لیں اور تین ماشہ طباشیر باریک پیس کر ملالیں اور قند سفید آدھ پاؤ شہد خالص ڈھائی تولہ۔ گلاب خالص، عرق بید مشک چھٹانک چھٹانک بھر میں ملا کر قوام کر کے ادویہ مذکورہ ملالیں۔ خوراک تین ماشہ۔ اور اگر تیز کرنا چاہیں تو سونے کے ورق بیس عدد اور ملالیں۔

دواء المسک ...... ایک معجون کا نام ہے جس میں مشک ضرور ہوتا ہے۔ یہ معجون مقوی قلب بہت ہے اس کے نسخے کئی طرح کے ہوتے ہیں زیادہ تر بر تاؤ معتدل اور بارد کا ہے وہ دونوں نسخے یہ ہیں۔

۱۴) دواء المسک بارد ...... واؤزبان نو ماشہ اور نرکچور چھ ماشہ اور گل گاؤزبان چھ ماشہ اور ابریشم خام مقرض چھ ماشہ اور برادہ صندل سفید چھ ماشہ اور برگ فرنجمشک چھ ماشہ اور تخم کاہو چھ ماشہ اور خشک دھنیا چھ ماشہ اور تخم خرفہ سیاہ چھ ماشہ اور مغز تخم کدوئے شیریں چھ ماشہ اور بہمن سفید چھ ماشہ اور بہمن سرخ چھ ماشہ اور درونج عقربی چھ ماشہ اور گل سرخ چھ ماشہ اور مصطگی رومی تین ماشہ سب کو کوٹ چھان کر اور آدھ پاؤ شربت سیب شیریں اور آدھ پاؤ شربت بہی شیریں اور آدھ سیر قند سفید کا قوام کر کے ملالیں۔ پھر چار ماشہ بچے موتی اور چھ ماشہ کہربائے شمعی اور چھ ماشہ طباشیر اور چھ ماشہ بسد اور چھ ماشہ یاقوت سرخ یہ سب چار تولہ عرق کیوڑہ میں کھرل کر کے ملالیں پھر دو ماشہ مشک خالص اور تین ماشہ زعفران اور چھ ماشہ ورق نقرہ کیوڑہ میں پیس کر ملا کر احتیاط سے رکھیں خوراک چھ ماشہ سے ایک تولہ تک ہے۔

۱۵) دواء المسک معتدل ...... دماغ اور دل کو تقویت دینے والے اور تبخیر اور خیالاتِ فاسدہ کو روکنے والی۔ دو دو ماشہ یہ سب چیزیں۔ گل سرخ، ابریشم خام مقرض، دارچینی قلمی، بہمن سرخ، بہمن سفید، درونج عقربی اور ایک ایک ماشہ یہ چیزیں۔ چھڑیلہ، مصطگی رومی، دانہ ہیل خورد، اور تین تین ماشہ یہ چیزیں۔ برادہ صندل سفید، برادہ صندل سرخ، دھنیہ، آملہ خشک، تخم خرفہ اور چار ماشہ گل گاؤزبان اور پانچ ماشہ زرشک اور ڈیڑھ ڈیڑھ ماشہ عود ہندی، بادرنجبویہ، ان کو کوٹ چھان کر اور رُبِّ بہ شیریں پانچ تولہ اور قند سفید پانچ تولہ اور شہد خالص پانچ تولہ کا قوام کر کے ملالیں پھر بچے موتی دو ماشہ اور کہربائے شمعی دو ماشہ اور بسد احمر تین ماشہ اور طباشیر تین ماشہ کو چار تولہ عرق کیوڑہ میں کھرل کر کے ملالیں اور مشک ایک ماشہ اور زعفران ایک ماشہ علیحدہ عرق کیوڑہ میں پیس کر ملائیں پھر ساڑھے تین ماشہ چاندی کے ورق ذرا سے شہد میں حل کر کے ملالیں۔ خوراک پانچ ماشہ سے نو ماشہ تک ہے اور زیادہ برتاؤ اسی ترکیب کا ہے اور بازار میں یہی بکتی ہے۔

۱۶) روغن بہروزہ ...... خشک بہروزہ کے ٹکڑے کر کے اس میں تھوڑا سا بالو ملا کر آتشی شیشی میں بھر کر منہ میں سینکیں اس طرح لگائیں کہ خوب پھنس جائیں پھر ٹوٹا ہوا ایک گھڑا یا ناند لیں جس میں سوراخ ہو اور اس میں وہ شیشی اس طرح رکھیں کہ شیشی کی گردن اس سوراخ میں سے نکلی ہوئی ایک طرف کو ڈھالو رہے۔ پھر ناند میں بھوسی بھر کر آنچ دیں اور شیشی کے منہ کے سامنے پیالہ رکھ دیں جب تک تیل آتا رہے آنچ رہنے دیں جب تیل آنا بند ہو جاوے الگ کرلیں اور بالو اس لئے ملاتے ہیں کہ بہروزہ آگ نہ لے اور بھوسی کی آنچ اس لئے دیتے ہیں کہ ہلکی اور یکساں رہے اور تیل نکالنے سے پہلے ملتانی مٹی بھگو کر کپڑے کی دھجیاں اس میں خوب سان کر کئی تہ شیشی پر لپیٹیں اور سکھالیں اس کو گل حکمت کرنا کہتے ہیں جب بالکل سوکھ جائے تب تیل نکالیں۔

۱۷) موم روغن ...... بھی اسی طرح نکلتا ہے۔ یہ بہروزہ کا تیل پیشاب کی جلن کے لئے ایک بوند سے چار بوند تک بتاشہ میں کھانا بہت

مفید ہے اور آگ سے جل جانے کو اور بچھو اور بھڑ کے زہر کو اس کا لگانا فائدہ دیتا ہے اور کان کے درد میں ٹپکانے سے فائدہ ہوتا ہے۔

۱۸) سکنجبین سادہ...... قند سفید تیس تولہ۔ سرکہ خالص دس تولہ پانی بیس تولہ ملا کر بہت ہلکی آنچ پر رکھیں اور جھاگ اتارتے جائیں پھر احتیاط سے جب قوام ٹھیک ہو جائے یعنی تار دینے لگے تو اتار لیں اور ٹھنڈا ہونے تک چلاتے رہیں اور بوتل میں بھر لیں یہ سکنجبین صفرا کو بہت جلد دور کرتی ہے اور تیز بخاروں میں بہت جلد اثر کرتی ہے۔ اگر خربزہ یا اور ہلکے میوے کھا کر سکنجبین چاٹ لی جاوے تو نہایت مفید ہے۔ ان چیزوں کو صفرا نہیں بننے دیتی سکنجبین کھانسی اور ضعف معدہ اور پیچش اور مسہل میں نہ دینی چاہئے۔ اگر سکنجبین میں قند کی جگہ شہد ڈالا جاوے تو سردی کم ہو جاتی ہے اور اس کو عسلی کہتے ہیں اور کبھی سرکہ کی جگہ عرق نعناع ڈالتے ہیں تو اس کو نعنائی کہتے ہیں اور لیموں[1] اور قند کے شربت کو لیموں کی سکنجبین کہتے ہیں۔

۱۹) شربت انجبار...... پانچ تولہ بیخ انجبار رات کو پانی میں بھگوئیں صبح کو جوش دے کر مل کر چھان کر پاؤ بھر قند سفید ملا کر قوام کر لیں خوراک دو تولہ ہے۔ نکسیر اور حیض اور دستوں کو روکتا ہے تاثیر میں گرم ہے اور اگر ٹھنڈا کرنا منظور ہو تو اڑھائی اڑھائی تولہ برادہ صندل سرخ اور برادہ صندل سفید بھی اس پانی میں بھگو دیں اور شکر یا قند کا وزن آدھ سیر کر لیں۔

۲۰) شربت بزوری بارد...... تخم خیارین، مغز کدوئے شیریں، مغز تخم پیٹھ، گوکھرو، تخم خطمی، خبازی، مغز تخم تربوز، تخم کاسنی، بیخ کاسنی سب دو دو تولہ کچل کر رات کو پانی میں بھگو رکھیں صبح کو جوش دے کر چھان کر چون تولہ یا چھتیس تولہ سفید شکر ملا کر قوام کر لیں خوراک دو تولہ سے تین تولہ تک۔ اگر تخم پیٹھ نہ ملے نہ ڈالیں اور زیادہ برتاؤ اس کا ہے اور یہی بازار میں بکتا ہے۔

۲۱) شربت بزوری حار...... پیشاب اور حیض کو جاری کرنے والا۔ اور گردہ اور مثانہ کی ریگ کو نکال دینے والا اور یرقان اور پرانے بخاروں کو نفع دینے والا ہے۔ تخم کاسنی، سونف تخم خربزہ، تخم کدوئے شیریں۔ حب القرطم سب دوائیں اڑھائی اڑھائی تولہ اور بیخ کاسنی، گل غافث، تخم خطمی، ملٹھی، بالچھڑ، گل بنفشہ، گاؤزبان یہ سب ڈیڑھ ڈیڑھ تولہ کچل کر رات کو پانی میں بھگو کر صبح کو آٹھ تولہ مویز منقیٰ ملا کر اتنا پکائیں کہ نصف پانی رہ جاوے پھر چھان کر باسٹھ تولہ قند سفید ملا کر قوام کر لیں۔ خوراک دو تولہ سے تین تولہ تک ہے۔

۲۲) شربت بزوری معتدل...... پوست بیخ کاسنی۔ تخم خربزہ، گوکھرو۔ تخم خیارین۔ اصل السوس مقشر۔ سب دو دو تولہ کچل کر رات کو پانی میں بھگو کر صبح کو جوش دے کر چھان کر بیس ۲۰ تولہ شکر سفید ملا کر قوام کر لیں خوراک دو ۲ تولہ سے تین تولہ تک ہے۔

۲۳) شربت ٹوینار...... تخم کاسنی اور گل سرخ ہر ایک سترہ ماشہ چار رتی اور پوست بیخ کاسنی اڑھائی تولہ اور گل نیلوفر اور گاؤزبان ہر ایک پونے نو ماشہ اور تخم کشوث پوٹلی میں بندھا ہوا سوا چھبیس ۲۶ ماشہ سب دواؤں کو پانی میں بھگو کر جوش دیں اور جوش دیتے وقت ریوند چینی نو ماشہ کچل کر پوٹلی میں باندھ کر اس میں ڈال دیں اور کفگیر سے اس تھیلی کو دباتے رہیں جوش ہو جاوے تو اس تھیلی کو بلا ملے نکال ڈالیں اور باقی دواؤں کو مل کر چھان کر پاؤ سیر قند سفید ملا کر قوام کر لیں خوراک دو تولہ ہے۔ یہ شربت جگر کی بیماریوں میں دیا جاتا ہے اور سنا وغیرہ کے ساتھ دیتے ہیں تو دست خوب لاتا ہے۔

۲۴) شربت عناب...... عناب پاؤ بھر کچل کر رات کو بھگو رکھیں صبح کو خوب جوش دے کر اور چھان کر قند سفید آدھ سیر ملا کر قوام

۱: یعنی لیموں کاغذی کا عرق دس ۱۰ تولہ بجائے سرکہ کے ڈالیں اور قند سفید تیس تولہ پانی بیس تولہ ملا کر بنائیں تو اس کو لیموں کی سکنجبین کہتے ہیں۔ ۱۲ نظر ثالث۔

۲: عمدہ اور اصل ترکیب یہ ہے کہ اگر کسی چیز کے عرق کا شربت بنانا ہو جیسے لیموں یا انار یا انگور وغیرہ تو اس کا عرق نچوڑ کر چھان کر شکر سفید عرق کی برابر ملا کر پکائیں اور جھاگ اور میل اتارتے رہیں اور چلاتے رہیں جب چاشنی ٹھیک ہو جاوے یعنی تار دینے لگے تو اتار لیں اور جب تک ٹھنڈا ہو چلاتے رہیں اور اگر خشک دوا کا شربت بنانا ہو تو اسکو کچل کر دس گنے پانی میں رات بھر بھگو رکھیں صبح کو پکائیں جب آدھا پانی رہ جائے چھان کر شکر سفید پانی کے ہموزن ملا کر قوام کر لیں اس حساب سے آدھ پاؤ عناب میں دس چھٹانک شکر پڑے گی۔ نظر ثالث ۱۲۔

کرلیں اصل وزن شکر کا یہی ہے۔اور اگر چاہیں سیر بھر تک ملا سکتے ہیں۔

۲۵) شربت وردِ مکرر...... دو تولہ گل سرخ کو پاؤ سیر گلاب میں جوش دیں یہاں تک کہ آدھا گلاب رہ جاوے پھر چھان کر اسی گلاب میں آدھ پاؤ گلاب اور ملا کر اور دو تولہ گل سرخ اور ڈال کر اوٹائیں کہ نصف گلاب رہ جاوے پھر چھانیں اور بدستور سابق گلاب اور گل سرخ ملا کر اوٹاتے جائیں سات بار ایسا ہی کریں پھر ساتویں دفعہ چھان کر آدھ پاؤ قند سفید ملا کر قوام کرلیں اور اخیر قوام میں چھ ماشہ طباشیر باریک پیس کر ملالیں جب دست لینے منظور ہوں اس میں چار تولہ پانی میں ملا کر برف سے ٹھنڈا کر کے پی لیں اور ہر دست کے بعد بھی برف کا پانی جتنی دفعہ پئیں گے اتنے ہی دست آویں گے اور مسہلوں کے خلاف اس میں یہ بات ہے کہ ٹھنڈا ہے اور معدہ کو طاقت دیتا ہے۔اگر کسی وجہ سے اس سے دست نہ آویں تو نقصان نہیں کرتا گرم امراض میں نہایت مفید اور خفیف مسہل ہے۔

۲۶) شربت بنانے کی ترکیب...... سب دوائیں رات کو چھ گنے پانی میں بھگو دیں صبح کو ان کو جوش دیں جب ایک تہائی پانی رہ جاوے مل کر چھان لیں اور ان دواؤں سے دو یا تین حصہ شکر یا قند ملا کر قوام کرلیں جب ٹھنڈا ہو جائے بوتلوں میں بھر کر رکھ لیں۔

۲۷) عرق کھینچنے کی آسان ترکیب...... جس دوا کا عرق کھینچنا ہو اس کو ایک دیگچہ میں ڈال کر بہت سا پانی بھر کر چولہے پر رکھ کر اس کے نیچے آنچ کر دیں اور اس دیگچے کے اندر بیچوں بیچ میں ایک چھوٹی دیگچی رکھ دیں اس طرح کہ پانی اس کے اندر نہ جائے۔اگر زیادہ پانی ہونے کی وجہ سے وہ دیگچی نہ ٹکے تو کوئی اینٹ یا لوہے کا بڑا بٹہ رکھ کر اس پر دیگچی ٹکا دیں اور دیگچے کے منہ پر ایک گھڑا پانی کا بھر کر رکھ دیں۔دیگچے کے پانی کو جب گرمی پہنچے گی بھاپ اڑ کر اس گھڑے کے تلے میں لگ کر بوندیں بن کر اس چھوٹی دیگچی میں ٹپکیں گی۔ تھوڑی تھوڑی دیر میں کھول کر دیکھ لیا کریں جب دیگچی بھر جاوے اس کو خالی کر کے پھر رکھ دیں۔اور اوپر کے گھڑے کا پانی بھی دیکھتے رہیں۔جب وہ گرم ہو جاوے دوسرا گھڑا ٹھنڈے پانی کا رکھ دیں۔سیر بھر دوا میں سات آٹھ سیر تک عرق لینا بہتر ہے۔اس طرح کہ بارہ سیر پانی ڈالیں اور آٹھ سیر عرق لے کر باقی پانی چھوڑ دیں۔

فائدہ چاندی یا سونے کے ورق اگر کسی معجون یا شربت میں ملانے ہوں تو عمدہ تدبیر یہ ہے کہ ورقوں کو ذرا سے شہد میں ڈال کر خوب ملالو پھر یہ شہد اس معجون میں ملالو۔ورق جیسے شہد میں حل ہوتے ہیں ایسے کسی چیز میں حل نہیں ہوتے۔

۲۸) عرق کافور...... ہیضہ اور لو وغیرہ کے لئے اکسیر ہے۔ترکیب ہیضے کے (بر ص ۱۹ حصہ ہذا) بیان میں گذر چکی۔

چاکسو...... کے چھیلنے کی ترکیب آنکھ کے بیان بر ص ۱۳ حصہ ہذا میں بیان گذری۔

۲۹) قرص کہربا...... کتیرا نشاستہ، ببول کا گوند، مغز تخم خیارین یہ سب ساڑھے دس دس ماشہ اور گلنار سات ماشہ اور اقاقیہ اور کہربائے شمعی، تخم بارتنگ ساڑھے تین تین ماشہ کوٹ چھان کر پانی میں گوندھ کر ساڑھے چار چار ماشہ کی ٹکیاں بنائیں اور سایہ میں سکھالیں۔

۳۰) کشتۂ رانگ...... ایک تولہ رانگ عمدہ صاف لے کر ورق سے بنا کر مقراض سے چاول کے برابر کتر کر پاؤ بھر آنولہ کے درخت کی چھال لے کر کوٹ کر ان چاولوں کو اس میں بچھا کر ایک کپڑے یا ٹاٹ میں لپیٹ کر ستلی سے خوب مضبوط باندھ کر دس سیر کنڈوں میں رکھ کر آنچ دیں جب آگ سرد ہو جاوے احتیاط کے ساتھ کنڈوں کی راکھ کو ہٹا کر رانگ کو نکال لیں رانگ کے چاول پھول کر کوڑیوں کی طرح ہو جاویں گے ان کو ہاتھ سے مل کر کپڑے میں چھان لیں۔جس قدر رانگ جل کر سفید چونے کی طرح ہو گیا ہو اور کپڑے میں چھن گیا ہو یہی عمدہ کشتہ ہے اور جو ڈلی سخت رہ گئی ہو اس کو الگ کریں یہ کشتہ نہایت مقوی معدہ ہے جس قدر پرانا ہو بہتر ہے اگر دو چاول بھر تھوڑی بالائی میں کھاویں تو بھوک خوب لگاتا ہے۔

۱: از قرابادین قادری ۱۲۔

(۳۱) کشتہ مرجان...... دو تولہ مونگہ سرخ لے کر آدھ پاؤ مصری پسی ہوئی کے بیچ میں رکھ کر ایک کاغذیا کپڑے میں لپیٹ کر ڈوری سے باندھ دیں پھر دس سیر جنگلی کنڈوں میں رکھ کر آنچ دیں اور اگر جنگلی کنڈے نہ ملیں تو گھریلو کنڈوں کی آنچ دیں جب آگ بالکل سرد ہو جاوے مونگے کو کنڈوں کی راکھ میں سے احتیاط سے نکال لیں مونگے کی شاخیں سفید ہو جاویں گی۔ جو سفید ہو گئی ہوں اور زیادہ سخت نہ رہی ہوں ان کو باریک پیس کر رکھ لیں یہ مونگے کا کشتہ ہے اور جو شاخیں سیاہی مائل رہ گئی ہوں ان کو پھر تھوڑی مصری میں ملا کر دس سیر کنڈوں کی آنچ دیں تاکہ سفید ہو جاویں پھر پیس کر رکھ لیں اس کو دس پندرہ دن کے بعد استعمال کریں کیونکہ یہ کسی قدر گرمی کرتا ہے اور جتنا پرانا ہو بہتر ہے۔ یہ کشتہ تر کھانسی اور ہولدلی اور ضعف دماغ کے لئے از حد مفید ہے۔ بھوک بھی لگاتا ہے ان عارضوں کیلئے دو چاول بھر نوماشہ خمیرہ گاؤ زبان میں ملا کر کھانا چاہئے۔ ایک عورت نے یہ کشتہ پیٹھے کے مربہ میں ملا کر کھایا تھا جس کو ہولدلی اور تبخیر اور استحاضہ تھا بہت فائدہ ہوا۔

(۳۲) گل قند...... سیر بھر پنکھڑیاں فصلی گلاب کے پھول کی جو عمدہ اور خوش رنگ ہوں اور تین سیر قند سفید لے کر ان دونوں کو لکڑی کی او کھلی میں خوب کوٹو یا سل پر خوب پیس لو کہ ایک ذات ہو جاوے پھر چند روز دھوپ میں رکھو کہ مزاج پکڑ جاوے۔ یہ دو سال تک نہیں بگڑتا اور اگر بجائے قند کے شہد ڈالیں تو چار سال تک اثر بدستور رہتا ہے۔ قبض کو رفع کرتا ہے۔ معدہ کو تقویت دیتا ہے اگر تھوڑا زیرہ سیاہ پیس کر ملا کر کھائیں تو پیٹ اور کمر کے درد کو نافع ہے اور یاد رکھو کہ جب گل قند کسی دوا میں گھول کر پینا ہو تو گھول کر چھان کر دینا چاہئے ورنہ پھول کی پتی تے لے آتی ہے۔

(۳۳) لعوق سپستان...... سپستان یعنی لسوڑے اچھے بڑے بڑے سو عدد کچل کر رات بھر پانی میں بھگو رکھیں صبح کو جوش دے کر مل کر چھان لیں۔ شکر سفید ڈیڑھ پاؤ ملا کر شربت سے گاڑھا قوام کر لیں کہ چاٹنے کے قابل ہو جاوے۔ خوراک ایک تولہ سے دو تولہ تک ذرا ذرا سا چاٹیں۔ کھانسی کے لئے مفید ہے۔ بلغم کو آسانی سے نکال دیتا ہے۔

(۳۴) لعوق سپستان کا دوسرا نسخہ...... جو کھانسی کے لئے بہت مفید ہے اور دافع قبض ہے۔ سپستان بائیس عدد، مویز منقی گیارہ تولہ آٹھ ماشہ دونوں کو تین سیر پانی میں رات بھر بھگو کر رکھیں صبح کو جوش دیں کہ ایک سیر پانی رہ جاوے پھر مل کر چھان لیں اور اسی پانی میں املتاس چار تولہ ساڑھے چار ماشہ مل کر پھر چھان لیں اور شکر سفید آدھ سیر ملا کر لعوق کا قوام کر لیں خوراک دو تولہ۔

(۳۵) ماء اللحم...... ماء اللحم گوشت کے عرق کو کہتے ہیں، یہ عرق کبھی دوائیں ڈال کر بنایا جاتا ہے۔ اور اس کے نسخے سینکڑوں ہیں جس عرق میں ٹھنڈے میں یا گرم میں گوشت ڈال دیں اسی کو ماء اللحم کہہ سکتے ہیں اور کبھی صرف گوشت کا بنایا جاتا ہے یہ کمزور مریض کو بجائے شوربے کے دیتے ہیں ترکیب یہ ہے کہ بکری کی گردن یا سینہ کا گوشت لے کر چربی علیحدہ کر کے قیمہ کر کے دیگچی میں رکھ کر دانہ الائچی خورد زیرہ سفید، پودینہ، گل نیلوفر، عرق گاؤ زبان آب انار وغیرہ مناسب مزاج چیزیں ملا کر اس ترکیب سے عرق کھینچ لیں جو عرق کے بیان میں گذری۔ کبھی صرف یخنی بنا کر مریض کو پلاتے ہیں۔ (نظر ثالث)۔

(۳۶) مربائے آملہ بنانے کی ترکیب...... آملہ تازہ عمدہ لے کر موٹی سوئی سے خوب کوچ کر پانی میں جوش دیں جب کسی قدر نرم ہو جائیں نکال کر پھٹکری کے پانی میں یا چھاچھ میں ایک دن رات ڈال رکھیں پھر نکال کر پانی خشک کر کے قند سفید آملوں سے تین حصہ یا چوگنا لیکر قوام کر کے ذرا ہلکا جوش دے کر رکھ لیں۔ پھر تیسرے چوتھے دن ایک جوش اور دیں اور کم سے کم تین مہینے کے بعد یہ مربہ اچھا ہوتا ہے۔

(۳۷) مرہم رسل...... زخموں کے لئے مفید ہے۔ خراب مواد کو چھانٹتا ہے اور بھر لاتا ہے ترکیب اس کی دنبل کے بیان میں گذر چکی ہے۔ بر ص ۳۲ حصہ ہذا۔

انڈا نیم برشت کرنے کی ترکیب...... کھانے کے بیان میں گذر چکی ہے۔

(۳۸) معجون و بید الورد...... بالچھڑ، مصطگی رومی، زعفران، طباشیر، دار چینی قلمی، اذخر، اسارون، قسط شیریں، گل غافث تخم کشوث، مجیٹھ، لک مغسول، تخم کرفس، بیخ کرفس، زراوند طویل حب بلسان، عود غرقی، یہ سب دوائیں تین تین ماشہ اور گل سرخ سوا چار تولہ کوٹ چھان کر سترہ تولہ شہد خالص کا قوام کر کے اس میں سب دوائیں ملا کر رکھ لیں خوراک تین ماشہ سے پانچ ماشہ تک ہے یہ معجون جگر اور معدہ اور رحم وغیرہ کے ورم کو مفید ہے کسی قدر گرم ہے اور اگر بخار میں دی جاوے تو چار تولہ عرق بید مشک اوپر سے پئیں تو بہتر ہے۔

(۳۹) مفرح بارد...... مقوی دل و معدہ مانع تبخیر گرم مزاجوں کو موافق۔ آلو بخارا و س دانہ ابریشم مقرض چھ ماشہ پانی میں بھگو کر چھان لیں اور قند سفید پاؤ بھر آب انار شیریں آدھ پاؤ ملا کر قوام کر لیں۔ پھر گاؤزبان برادہ صندل سفید چھ چھ ماشہ مغز تخم خیارین، تخم خرفہ، گل سرخ ایک ایک تولہ دھنیہ خشک نو ماشہ آملہ خشک ایک تولہ زرشک۔ گل سیوتی۔ تخم کاہو نو نو ماشہ کوٹ چھان کر ملالیں اور زہر مہرہ خطائی، طباشیر نو نو ماشہ یشب سبز، بسد احمر چھ چھ ماشہ عرق بید مشک میں کھرل کر کے ملالیں خوراک نو ماشہ، مفرح کی دوا جس قدر ممکن ہو باریک ہونا چاہئے (از کتاب یاقوتی) نظر ثالث۔ فائدہ۔ یاقوتی اس معجون کو کہتے ہیں جو خاص طور پر مقوی دل ہو اسی مفرح میں سچے موتی تین ماشہ اور سونے چاندی کے ورق ملالیں تو یاقوتی کہہ سکتے ہیں۔

(۴۰) مومیائی...... انڈے کی زردی تین عدد اور بھلاواں سات عدد اور رال سفید دس تولہ اور گھی دس تولہ لیں۔ اول بھلاواں گھی میں ڈال کر آگ پر رکھیں جب بھلاواں جل جائے نکال کر پھینک دیں اور اس گھی میں اور دوائیں ملا کر خوب تیز آنچ دیں اور ہوشیاری کے ساتھ ہاتھ سے چلاتی رہیں جب سب دوائیں آگ لیلیں فوراً کسی برتن سے ڈھانک دیں اور چولہے پر سے اتار لیں جب ٹھنڈا ہونے کے قریب ہو نکال کر رکھ لیں خوراک دو ۲ رتی سے ایک ماشہ تک ہے۔ جوڑوں کو بہت طاقت دیتی ہے اور چند روز میں ہڈی تک جڑ جاتی ہے [1]۔

(۴۱) نوشدارو کا نسخہ...... آملہ کا مربہ دس تولہ لے کر گٹھلی نکال ڈالیں اور عرق بادیان عرق کیوڑہ پاؤ پاؤ بھر میں اس کو پکائیں جب خوب گل جائے پیس کر کپڑے میں چھان لیں پھر شکر سفید پاؤ بھر شہد خالص آدھ پاؤ ملا کر قوام کر لیں اور ازخر چھ ماشہ، دار چینی قلمی، مصطگی، عود غرقی، دانہ الائچی خورد، دانہ الائچی کلاں، اسارون بالچھڑ زرنکچور، زراوند طویل سب چار چار ماشہ، گل سرخ، حب بلسان، پوست ترنج، پودینہ خشک چھ چھ ماشہ، خولنجان تین ماشہ، جوتری دو ماشہ برادہ صندل سفید نو ماشہ کوٹ چھان کر ملالیں خوراک ایک تولہ۔ یہ نوشدارو مقوی دل اور معدہ ہے اور کسی قدر گرم ہے اس کو نوشدارو سادہ کہتے ہیں اس میں اگر موتی دو ماشہ زعفران ایک ماشہ مشک ایک ماشہ عرق کیوڑہ چار تولہ میں پیس کر ملالیں تو نوشدارو لولوی کہتے ہیں اور بہت مقوی دل ہو جاتی ہے۔

مولوی حکیم محمد مصطفٰے صاحب کی تصدیق

جب کتاب بہشتی زیور ابتداء تالیف ہو رہی تھی تو احقر نے حسب ارشاد حضرت مولانا (نور اللہ مرقدہ) عورتوں کے امراض کے متعلق ایک کتاب لکھی جس میں ہر مرض کے لئے ایک غریبانہ اور ایک امیرانہ اور ایک اوسط درجہ کا نسخہ لکھا تھا اس کا حجم کسی قدر زیادہ ہو گیا تو حضرت والا نے فرمایا کہ بہشتی زیور کوئی طبی کتاب نہیں ہے اس کو مختصر کرنا چاہئے۔ لہذا اس میں سے چیدہ چیدہ اور مجرب نسخے اور بہت زیادہ ضروری مضامین چھانٹ کر یہ حصہ نہم تیار کیا گیا۔ پھر اس میں بعض مضامین طبع ثانی میں جب کہ امداد المطابع میں چھپی تھی بڑھائے گئے وہ ہر صفحے کے نیچے لکھے گئے اب صفر ۱۳۴۴ھ میں طبع ثالث کے وقت کچھ مضامین اور بڑھائے گئے ان کو بھی ہر صفحے کے نیچے لکھا گیا اور ہر جگہ

---

[1] مومیائی کو تیل میں ملا کر زخم پر لگادیں تو فوراً خون بند ہو جائے اسی طرح چوٹ پر لیپ کرنا بہت مفید ہے۔ ۱۲ نظر ثالث۔

(نظر ثالث) لکھ دیا گیا تاکہ جن کے پاس اس سے پہلے کے طبع شدہ بہشتی زیور ہوں وہ ان کو اپنی کتاب میں نقل کرلیں۔

خادم الاطباء محمد مصطفیٰ[1] بجنوری حال وارد میرٹھ محلہ کرم علی

جھاڑ پھونک کا بیان

جس طرح بیماری کا علاج دوا دارو سے ہوتا ہے اسی طرح بعضے موقع پر جھاڑ پھونک سے بھی فائدہ ہو جاتا ہے اس لئے دوا دارو کا بیان لکھنے کے بعد تھوڑا سا بیان جھاڑ پھونک کا بھی لکھنا مناسب سمجھا دوسرے یہ کہ بعض جاہل عورتیں بچوں کی بیماری میں یا اولاد ہونے کی آرزو میں ایسی ڈانواڈول ہو جاتی ہیں کہ خلاف شرع کام کرنے لگتی ہیں۔ کہیں فال کھلواتی ہیں کہیں چڑھاوے چڑھاتی ہیں کہیں واہی تباہی منتیں مانتی ہیں کہیں کسی کو ہاتھ دکھاتی ہیں۔ بد دین اور ٹھگ لوگوں سے تعویذ گنڈے یا جھاڑ پھونک کراتی ہیں بلکہ بعض باتوں سے تو آدمی کافر مشرک ہو جاتا ہے اور بعض دفعہ ایسے لوگ کچھ روپے پیسے یا کپڑا اور غلہ یا مرغا اور بکرا وغیرہ بھی وصول کر لیتے ہیں اور کبھی کبھی ایسے لوگوں کے پاس عورتوں کے آنے جانے یا بات چیت کرنے سے ان کی نیت بگڑ جاتی ہے اور آبرو کے لاگو ہو جاتے ہیں غرض ہر طرح کا نقصان ہے اور پھر بھی ہوتا وہی ہے جو منظور خدا ہوتا ہے اس واسطے یہ خیال ہوا کہ کسی قدر جھاڑ پھونک کے ایسے طریقے بتلا دیئے جاویں جو ہماری شرع کے خلاف نہ ہوں تاکہ خدائے تعالیٰ کے نام کی برکت سے شفا بھی ہو اور دین بھی بچا رہے اور مال اور آبرو کا بھی نقصان نہ ہو۔

سر کا اور دانت کا درد اور ریاح...... ایک پاک تختی پر پاک ریتا بچھا کر ایک میخ سے اس پر یہ لکھو۔ اَبجَدْ ھَوَّزْ حُطِّی اور میخ کو زور سے الف پر دباؤ اور درد والا اپنی انگلی زور سے درد کی جگہ رکھے اور تم ایک دفعہ الحمد الخ پڑھو اور اس سے درد کا حال پوچھو اگر اب بھی رہا ہو تو اسی طرح ب کو دباؤ غرض ایک ایک حرف پر اسی طرح عمل کرو انشاء اللہ تعالیٰ حروف ختم نہ ہونے پائیں گے کہ درد جاتا رہے گا۔

ہر قسم کا درد...... خواہ کہیں ہو یہ آیت بسم اللہ سمیت تین دفعہ پڑھ کر دم کریں اور کسی تیل وغیرہ پر پڑھ کر مالش کریں یا باوضو لکھ کر باندھیں۔ وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ ؕ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ۔

دماغ کا کمزور ہونا...... پانچوں نماز کے بعد سر پر ہاتھ رکھ کر گیارہ بار یَا قَوِیُّ پڑھو۔

نگاہ کی کمزوری...... بعد پانچوں نمازوں کے یَا نُوْرُ گیارہ بار پڑھ کر دونوں ہاتھوں کے پوروں پر دم کر کے آنکھوں پر پھیر لیں۔

زبان میں ہکلا پن ہونا یا ذہن کا کم ہونا...... فجر کی نماز پڑھ کر ایک پاک کنکری منہ میں رکھ کر یہ آیت اکیس بار پڑھیں رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ وَيَسِّرْ لِيْٓ اَمْرِيْ وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّنْ لِّسَانِيْ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ اور روزمرہ ایک بسکٹ پر اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ (الخ) لکھ کر چالیس روز کھلانے سے بھی ذہن بڑھتا ہے۔

ہولدلی...... یہ آیہ بسم اللہ سمیت لکھ کر گلے میں باندھیں ڈورا اتنا لمبا رہے کہ تعویذ دل پر پڑا رہے اور دل بائیں طرف ہوتا ہے اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ۔

پیٹ کا درد...... یہ آیہ پانی وغیرہ پر تین بار پڑھ کر پلاویں یا لکھ کر پیٹ پر باندھیں لَا فِيْهَا غَوْلٌ وَّلَا هُمْ عَنْهَا يُنْزَفُوْنَ ۔

ہیضہ اور ہر قسم کی وبا طاعون وغیرہ...... ایسے دنوں میں جو چیزیں کھاویں پیویں پہلے تین بار اس پر سورہ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ پڑھ کر دم کر لیا کریں انشاء اللہ حفاظت رہے گی اور جس کو ہو جائے اس کو بھی کسی چیز پر دم کر کے کھلاویں پلاویں انشاء اللہ تعالیٰ شفا ہوگی۔

تلی بڑھ جانا...... یہ آیہ بسم اللہ سمیت لکھ کر تلی کی جگہ باندھیں ذٰلِكَ تَخْفِيْفٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَرَحْمَةٌ ۔

---

(۱) موصوف اس دنیائے فانی سے کوچ کر گئے۔ انا للہ الخ ۱۲

ناف ٹل جانا...... یہ آیۃ بسم اللہ سمیت لکھ کرناف کی جگہ باندھیں ناف اپنی جگہ آجاوے گی اور اگر بندھا رہنے دیں تو پھر نہ ٹلے گی۔ اِنَّ اللّٰہَ یُمْسِكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ اَنْ تَزُوْلَا وَلَئِنْ زَالَتَآ اِنْ اَمْسَكَهُمَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْۢ بَعْدِهٖ اِنَّهٗ كَانَ حَلِيْمًا غَفُوْرًا ○

بخار...... اگر بدون جاڑے کے ہو یہ آیۃ لکھ کر باندھیں اور اسی کو دم کریں قُلْنَا یٰنَارُ كُوْنِیْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓی اِبْرٰهِیْمَ اور اگر جاڑے سے ہو تو یہ آیۃ لکھ کر گلے میں یا بازو پر باندھیں بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا اِنَّ رَبِّیْ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ○

پھوڑا پھنسی یا ورم...... پاک مٹی پنڈول وغیرہ چاہے ثابت ڈھیلا چاہے پسی ہوئی لے کر اس پر یہ دعا تین بار پڑھ کر تھوک دیں۔ بِسْمِ اللّٰهِ بِتُرْبَةِ اَرْضِنَا بِرِیْقَةِ بَعْضِنَا لِیُشْفٰی سَقِیْمُنَا بِاِذْنِ رَبِّنَا اور اس پر تھوڑا پانی چھڑک کر وہ مٹی تکلیف کی جگہ یا اس کے آس پاس دن میں دو چار بار ملا کرے۔

سانپ بچھو یا بھڑ وغیرہ کا کاٹ لینا...... ذرا سے پانی میں نمک گھول کر اس جگہ ملتے جاویں اور قل یا پوری سورۃ پڑھ کر دم کرتے جاویں بہت دیر تک ایسا ہی کریں۔

سانپ کا گھر میں نکلنا یا کہ آسیب ہونا...... چار کیلیں لوہے کی لے کر ایک ایک پر یہ آیۃ پچیس ۲۵ پچیس ۲۵ بار دم کر کے گھر کے چاروں کونوں پر زمین میں گاڑ دیں انشاء اللہ تعالیٰ سانپ اس گھر میں نہ رہے گا وہ آیۃ یہ ہے اِنَّهُمْ یَكِیْدُوْنَ كَیْدًا وَّ اَكِیْدُ كَیْدًا ۔ فَمَهِّلِ الْكٰفِرِیْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَیْدًا اس گھر میں آسیب کا اثر بھی نہ ہوگا۔

باؤلے کتے کا کاٹ لینا...... یہی آیت جو اوپر لکھی گئی ہے اِنَّهُمْ یَكِیْدُوْنَ سے رُوَیْدًا تک ایک روٹی یا بسکٹ کے چالیس ٹکڑوں پر لکھ کر ایک ٹکڑا روز اس شخص کو کھلاویں انشاء اللہ تعالیٰ ہڑک نہ ہوگی۔

بانجھ ہونا...... چالیس ۴۰ لونگیں لے کر ہر ایک پر سات سات بار اس آیۃ کو پڑھے اور جس دن عورت پاکی کا غسل کرے اس دن سے ایک لونگ روزمرہ سوتے وقت کھانا شروع کرے اور اس پر پانی نہ پئے اور کبھی کبھی میاں کے پاس بیٹھے اٹھے آیۃ یہ ہے اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِیْ بَحْرٍ لُّجِّیٍّ یَّغْشٰىهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ اِذَآ اَخْرَجَ یَدَهٗ لَمْ یَكَدْ یَرٰىهَا ۔ وَمَنْ لَّمْ یَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ○ انشاء اللہ تعالیٰ اولاد ہوگی۔

حمل گر جانا...... ایک تاگا کسم کا رنگا ہوا عورت کے قد کی برابر لے کر اس میں نو گرہ لگاوے اور ہر گرہ پر یہ آیت پڑھ کر پھونکے انشاء اللہ تعالیٰ حمل نہ گرے گا اور اگر کسی وقت تاگا نہ ملے تو کسی پرچہ پر لکھ کر پیٹ پر باندھیں آیۃ یہ ہے وَاصْبِرْ وَمَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَیْهِمْ وَلَا تَكُ فِیْ ضَیْقٍ مِّمَّا یَمْكُرُوْنَ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِیْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ○

بچہ ہونے کا درد...... یہ آیۃ ایک پرچہ پر لکھ کر پاک کپڑے میں لپیٹ کر عورت کی بائیں ران میں باندھے یا شیرنی پر پڑھ کر اس کو کھلاوے انشاء اللہ تعالیٰ بچہ آسانی سے پیدا ہو آیۃ یہ ہے اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ ○ وَ اَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ○ وَاِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ ○ وَاَلْقَتْ مَا فِیْهَا وَتَخَلَّتْ ○ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَ حُقَّتْ ○

بچہ زندہ نہ رہنا...... اجوائن اور کالی مرچ آدھ آدھ پاؤ لے کر پیر کے دن دوپہر کے وقت چالیس ۴۰ بار سورہ والشمس اس طرح پڑھے کہ ہر دفعہ کے ساتھ درود شریف بھی پڑھے اور جب چالیس ۴۰ بار ہو جاوے پھر ایک دفعہ درود شریف پڑھے اور اجوائن اور کالی مرچ پر دم کر دے اور شروع حمل سے یا جب سے خیال ہوا ہو دودھ چھڑانے تک روزمرہ تھوڑا تھوڑا دونوں چیزوں سے کھا لیا کرے انشاء اللہ اولاد زندہ رہے گی۔

ہمیشہ لڑکی ہونا...... اس عورت کا خاوند یا کوئی دوسری عورت اس کے پیٹ پر انگلی سے کنڈل یعنی دائرہ ستر بار بناوے اور ہر دفعہ میں یا

متیں کہے انشاءاللہ تعالیٰ لڑکا پیدا ہو۔

بچہ کو نظر لگ جانا یا رونا یا سوتے میں ڈرنا یا کمیڑہ وغیرہ ہو جانا..... قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ تین تین بار پڑھ کر اس پر دم کرے اور یہ دعا لکھ کر گلے میں ڈال دے اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَّعَيْنٍ لَّامَّةٍ انشاءاللہ سب آفتوں سے حفاظت رہے گی۔

چیچک..... ایک نیلا گنڈا سات تار کا لے کر اس پر سورہ الرحمٰن جو ستائیسویں پارہ کے آدھے پر ہے پڑھے اور جب یہ آیۃ آیا کرے فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ (الخ) اس پر دم کر کے ایک گرہ لگادے۔ سورۃ کے ختم ہونے تک اکتیس ۳۱ گرہیں ہو جائیں گی پھر وہ گنڈہ بچے کے گلے میں ڈال دیں اگر چیچک سے پہلے ڈال دیں تو انشاءاللہ چیچک سے حفاظت رہے گی اور اگر چیچک نکلنے کے بعد ڈالیں تو زیادہ تکلیف نہ ہو گی۔

ہر طرح کی بیماری..... چینی کی تشتری پر سورہ الحمد اور یہ آیتیں لکھ کر روزمرہ بیمار کو پلایا کریں بہت ہی تاثیر کی چیز ہے آیات شفائیہ ہیں وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا. قُلْ هُوَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا هُدًى وَّشِفَآءٌ ط يَخْرُجُ مِنْ بُطُوْنِهَا شَرَابٌ مُّخْتَلِفٌ اَلْوَانُهٗ فِيْهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ ۔

محتاج اور غریب ہونا..... بعد نماز عشاء کے آگے پیچھے گیارہ گیارہ بار درود شریف اور بیچ میں گیارہ تسبیح یا معز کی پڑھ کر دعا کیا کرے اور چاہے یہ دوسرا وظیفہ پڑھ لیا کرے کہ بعد نماز عشاء کے آگے پیچھے سات سات دفعہ درود شریف اور بیچ میں چودہ تسبیح اور چودہ دانے (یعنی چودہ سو چودہ مرتبہ) یا وہاب پڑھ کر دعا کیا کرے انشاءاللہ تعالیٰ فراغت اور برکت ہو گی۔

آسیب لپٹ جانا..... ان آیتوں کو پڑھ کر بیمار کے کان میں دم کرے اور پانی پڑھ کر اس کو پلادے اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ط وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ۝ اور سورہ وَالسَّمَآءِ وَالطَّارِقِ سات بار کان میں دم کرنا اور داہنے کان میں اذان اور بائیں میں تکبیر کہنا بھی آسیب کو بھگا دیتا ہے۔

کسی طرح کا کام اٹکنا..... بارہ روز تک روز اس دعا کو بارہ ہزار مرتبہ پڑھ کر ہر روز دعا کیا کرے انشاءاللہ کیسا ہی مشکل کام ہو پورا ہو جاوے گا يَا بَدِيْعَ الْعَجَآئِبِ بِالْخَيْرِ يَا بَدِيْعُ ۔

دیو کا شبہ ہو جانا..... قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۔ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ تین تین بار پانی پر دم کر کے مریض کو پلادیں اور زیادہ پانی پر دم کر کے اس پانی میں نہلادیں اور یہ دعا چالیس روز تک روزمرہ چینی کی تشتری پر لکھ کر پلایا کریں يَا حَيُّ حِيْنَ لَا حَيَّ فِيْ دَيْمُوْمَةِ مُلْكِهٖ وَبَقَآئِهٖ يَا حَيُّ انشاءاللہ تعالیٰ جادو کا اثر جاتا رہے گا اور یہ دعا ہر اس بیمار کے لئے بھی بہت مفید ہے جس کو حکیموں نے جواب دے دیا ہو۔

خاوند کا ناراض یا بے پروا رہنا..... بعد نماز عشاء کے گیارہ دانے سیاہ مرچ کے لے کر آگے پیچھے گیارہ بار درود شریف اور درمیان میں گیارہ تسبیح یَا لَطِیْفُ یَا وَدُوْدُ کی پڑھیں اور خاوند کے مہربان ہونے کا خیال رکھیں۔ جب سب پڑھ چکیں تو ان سیاہ مرچوں پر دم کر کے تیز آنچ میں ڈال دیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا کریں انشاءاللہ تعالیٰ خاوند مہربان ہو جائے گا۔ کم سے کم چالیس روز کریں۔

دودھ کم ہونا..... یہ دونوں آیتیں نمک پر سات بار پڑھ کر ماش کی دال میں کھلائیں۔ پہلی آیت وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ دوسری آیت وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهٖ مِنْۢ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ۔ دوسری آیت اگر آٹے کے پیڑے پر پڑھ کر گائے بھینس کو کھلاویں تو خوب دودھ دیتی ہے جن کو اور زیادہ جھاڑ

پھونک کی چیزیں جاننے کا شوق ہو وہ ہماری کتاب اعمال قرآنی کے تینوں حصے اور شفاء العلیل اور ظفر جلیل دیکھ لیں اور ان باتوں کو ہمیشہ یاد رکھو کہ قرآن کی آیت بے وضو مت لکھو اور نہانے کی ضرورت میں بھی مت پڑھو۔ اور جس کاغذ پر قرآن کی آیت لکھ کر تعویذ بناؤ اس کاغذ پر ایک اور کاغذ سادہ لپیٹ دو تاکہ تعویذ لینے والا اگر بے وضو ہو تو اس کو ہاتھ میں لینا درست ہو اور چینی کی تشتری پر بھی آیت لکھ کر بے وضو کے ہاتھ میں مت دو بلکہ تم خود پانی سے گھول دو اور جب تعویذ سے کام نہ رہے اس کو پانی میں گھول کر کسی ندی یا نہر یا کنوئیں میں چھوڑ دو۔ **تمت**

اضافہ جدیدہ

اب تک جھاڑ پھونک کے جو طریقے لکھے گئے تھے وہ چونکہ نہایت مختصر تھے اس لئے مکرمی مولانا مولوی شبیر علی صاحب مالک اشرف المطابع تھانہ بھون نے مخدوم و معظم حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا مولوی محمد اشرف علی صاحب نور اللہ مرقدہٗ سے عرض کیا کہ جو عملیات جناب کے معمول ہوں ان کو اگر لکھوا دیا جائے تو بہشتی زیور میں اضافہ کر دیا جائے حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت خوشی سے اس کو قبول فرمایا اور خاص وہ عملیات جو حضرت اقدس کے معمول اور روزمرہ کی ضرورت کے ہیں لکھوا دیئے لہٰذا عام فائدے کے لئے ان کو درج کیا جاتا ہے۔

عملیات خاص معمول حضرت حکیم الامت مجدد الملت مولانا مولوی محمد اشرف علی صاحب نور اللہ مرقدہٗ

۱) **حفاظت حمل** اگر کسی عورت کا حمل اکثر گر جاتا ہو یا کسی صدمہ کی وجہ سے کسی مرتبہ ایسا خطرہ ہو تو آیات ذیل لکھ کر حاملہ کے گلے میں اس طرح ڈال دیں کہ وہ تعویذ پیٹ پر پڑا رہے آیات یہ ہیں:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ - وَاصْبِرْ وَ مَا صَبْرُكَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَلَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَلَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّالَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ - فَاللّٰهُ خَيْرٌ حَافِظًا وَّهُوَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ - اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ اُنْثٰى وَمَا تَغِيْضُ الْاَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ ط اِنِّيْ اُعِيْذُهَا بِكَ وَذُرِّيَّتَهَا مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ -

۲) **حفاظت اطفال** بچوں کے اکثر امراض سے بحکم خدا حفاظت رہے کلمات ذیل کو لکھ کر بچہ کے گلے میں ڈال دیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ - اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَّ عَيْنٍ لَامَّةٍ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ -

اور اگر سوتے میں ڈرتا ہو تو اس کو بھی بڑھا دیں۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ سُوْءِ الْاَحْلَامِ وَمِنْ اَنْ يَّتَلَاعَبَ بِيَ الشَّيْطَانُ فِي الْيَقْظَةِ وَالْمَنَامِ -

۳) **نظر بد** اگر نظر بد کا احتمال ہو تو آیات ذیل لکھ کر گلے میں ڈال دیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ - وَاِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ ○ وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ○

کلمات ذیل بھی نظر بد کا اثر دور کرنے کے لئے خصوصیت سے لکھ کر گلے میں ڈالتے ہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ - اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ كُلِّ شَيْطَانٍ وَّهَامَّةٍ وَّعَيْنٍ لَامَّةٍ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ -

۴) **حفاظت از وباہر قسم و طاعون**...... جو منام میں تعلیم کی گئی ایسے امراض کے زمانہ میں جو چیز کھائی پی جاوے اس پر تین بار سورہ انا انزلنا پڑھ کر دم کر کے کھائیں پئیں اور اگر مریض کے لئے پانی پر تین بار دم کر کے پلایا جاوے تو جتلا تک کو شفا ہو گئی ہے۔

۵) درد سر...... درد سر خواہ آدھا سیسی کا ہو یا دوسری طرح کا۔ آیات ذیل لکھ کر درد کے موقع پر باندھ دیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ (پوری سورت) لَا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَلَا يُنْزِفُوْنَ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شَرِّ كُلِّ عِرْقٍ نَعَّارٍ وَّ مِنْ شَرِّ حَرِّ النَّارِ ۔

۶) دردزہ...... کلمات و آیات ذیل کو گڑ پر پڑھ کر کھلا دیں یا لکھ کر سفید کپڑے میں باندھ کر حاملہ کی بائیں ران میں باندھ دیں اور بعد فراغت فوراً کھول دیں انشاء اللہ ولادت میں بہت سہولت ہوگی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ ۔ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ۔ وَاِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ ۔ وَاَلْقَتْ مَا فِيْهَا وَتَخَلَّتْ ۔ وَاَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ ۔ اَهْيًا اِشْرَاهِيًا اَللّٰهُمَّ سَهِّلْ عَلَيْهَا الْوَلَادَةَ خَلَقَهٗ فَقَدَّرَهٗ ۔ ثُمَّ السَّبِيْلَ يَسَّرَهٗ ۔

۷) آسیب...... اگر کسی پر آسیب کا شبہ ہو تو آیات ذیل لکھ کر مریض کے گلے میں ڈال دیں اور پانی دم کر کے مریض پر چھڑک دیں اور اگر گھر میں اثر ہو تو ان کو پانی پر پڑھ کر گھر کے چاروں گوشوں میں چھڑک دیں۔ آیات یہ ہیں:

۱: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۔ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۔ مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۔

۲: الٓمّٓ ۔ ذٰلِكَ الْكِتَابُ لَا رَيْبَ فِيْهِ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۔ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ وَيُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُوْنَ ۔ وَالَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ وَبِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۔ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۔

۳: وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ۔

۴: اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوَاتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗ اِلَّا بِاِذْنِهٖ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ وَلَا يَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ۔ لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۔ اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمَاتِ اِلَى النُّوْرِ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيَآؤُهُمُ الطَّاغُوْتُ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمَاتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحَابُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خَالِدُوْنَ ۔

۵: لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوَاتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۔ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ۔ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكَافِرِيْنَ ۔

۶: شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًا بِالْقِسْطِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۔

۷: اِنَّ رَبَّكُمُ اللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ حَثِيْثًا وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرَاتٍ بِاَمْرِهٖ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ تَبَارَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعَالَمِيْنَ ۔

۸: فَتَعَالَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ۔ وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكَافِرُوْنَ ۔ وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِيْنَ ۔

۹: وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ۔ فَالزّٰجِرٰتِ زَجْرًا ۔ فَالتّٰلِيٰتِ ذِكْرًا ۔ اِنَّ اِلٰهَكُمْ لَوَاحِدٌ ۔ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ

وَمَا بَيْنَهُمَا وَرَبُّ الْمَشَارِقِ- إِنَّا زَيَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنْيَا بِزِيْنَةِ الْكَوَاكِبِ- وَحِفْظًا مِّنْ كُلِّ شَيْطَانٍ مَّارِدٍ- لَايَسَّمَّعُوْنَ إِلَى الْمَلَإِ الْأَعْلٰى وَيُقْذَفُوْنَ مِنْ كُلِّ جَانِبٍ- دُحُوْرًا وَلَهُمْ عَذَابٌ وَّاصِبٌ- إِلَّا مَنْ خَطِفَ الْخَطْفَةَ فَأَتْبَعَهٗ شِهَابٌ ثَاقِبٌ- فَاسْتَفْتِهِمْ أَهُمْ أَشَدُّ خَلْقًا أَمْ مَّنْ خَلَقْنَا إِنَّا خَلَقْنَاهُمْ مِّنْ طِيْنٍ لَّازِبٍ-

۱۰: هُوَاللّٰهُ الَّذِيْ لَاإِلٰهَ إِلَّاهُوَعَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَالرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ- هُوَاللّٰهُ الَّذِيْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَالْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ- هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْأَسْمَآءُ الْحُسْنٰى يُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ-

۱۱: وَأَنَّهٗ تَعَالٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا-

۱۲: قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ- اَللّٰهُ الصَّمَدُ- لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ- وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا أَحَدٌ-

۱۳: قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ- مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ- وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ- مِنْ شَرِّ النَّفّٰثَاتِ فِي الْعُقَدِ- وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ-

۱۴: قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ- مَلِكِ النَّاسِ- إِلٰهِ النَّاسِ- مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ- الَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ- مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ- ایضاً

کلمات ذیل کو لکھ کر مریض کے گلے میں ڈال دیا جاوے (اس عمل کا نام حرز ابی دجانہ ہے) نہایت مجرب ہے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ بِسْمِ اللّٰهِ هٰذَا كِتَابٌ مِّنْ مُّحَمَّدٍ رَّسُوْلِ اللّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ إِلٰى مَنْ طَرَقَ الدَّارَ مِنَ الْعُمَّارِ وَالزُّوَّارِ وَالسَّائِحِيْنَ إِلَّا طَارِقًا يَّطْرُقُ بِخَيْرٍ يَّارَحْمٰنُ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ لَنَا وَلَكُمْ فِي الْحَقِّ سَعَةً فَإِنْ تَكُ عَاشِقًا مُّوْلِعًا أَوْفَاجِرًا مُّقْتَحِمًا أَوْرَاعِيًا حَقًّا مُّبْطِلًا هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ إِنَّا كُنَّا نَسْتَنْسِخُ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ أُتْرُكُوْا صَاحِبَ كِتَابِيْ هٰذَا وَانْطَلِقُوْآ إِلٰى عَبَدَةِ الْأَوْثَانِ وَالْأَصْنَامِ وَإِلٰى مَنْ يَّزْعُمُ أَنَّ مَعَ اللّٰهِ إِلٰهًا اٰخَرَ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهٗ لَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ تُغْلَبُوْنَ حٰمٓ لَا تُنْصَرُوْنَ حٰمٓعٓسٓقٓ تَفَرَّقَ أَعْدَآءُ اللّٰهِ وَبَلَغَتْ حُجَّةُ اللّٰهِ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ فَسَيَكْفِيْكَهُمُ اللّٰهُ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔ اس کو لکھ کر گلے میں ڈال دیا جاوے۔ ایضاً اگر آسیب کا اثر گھر میں معلوم ہو تو آیات ذیل پچیس ۲۵ بار چار کیلوں پر پڑھ کر گھر میں چاروں کونوں میں گاڑ دیں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ إِنَّهُمْ يَكِيْدُوْنَ كَيْدًا وَّأَكِيْدُ كَيْدًا فَمَهِّلِ الْكٰفِرِيْنَ أَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا ایضاً اس نقش کو مع نیچے کی عبارت کے تین تعویذ لکھیں اور اسکو اس طرح فلیتہ بناویں کہ دو ۲ کا ہندسہ نیچے رہے اور آٹھ کا ہندسہ اوپر رہے۔ پھر پاک روئی لپیٹ کر کورے چراغ میں کڑوا تیل ڈال کر مریض کے پاس اوپر کی طرف یعنی ہندسہ آٹھ کی طرف سے روشن کریں اول روز ایک فلیتہ جلاویں۔ پھر ایک دن ناغہ کر کے دوسرا۔ پھر ایک دن ناغہ کر کے تیسرا نقش یہ ہے۔

۸	۱	۶
۳	۵	۷
۴	۹	۲

فرعون، قارون، ہامان، شداد، نمرود، ابلیس
علیہ اللعنۃ واتباع ایشاں اگر نہ گریزند سوختہ شوند

برائے دفع سحر ...... آیات ذیل لکھ کر مریض کے گلے میں ڈال دیں اور پانی پر پڑھ کر اس کو پلاویں۔ اگر نہلانا نقصان نہ کرتا ہو تو ان ہی آیات کو پانی پر پڑھ کر اس سے مریض کو نہلاویں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ فَلَمَّآ أَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ إِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ وَيُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ۔

اور

قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ إِذَا حَسَدَ۔

اور

قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ۔ مَلِكِ النَّاسِ۔ إِلٰهِ النَّاسِ۔ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ۔ الَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ۔ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ۔

برائے دفع مرگی ...... آیات ذیل کو لکھ کر گلے میں ڈال دیا جاوے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ رَبِّ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الشَّيْطٰنُ بِنُصْبٍ وَّعَذَابٍ رَبِّ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ رَبِّ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ۔

برائے اختلاج قلب آیات ذیل کو لکھ کر گلے میں اس طرح ڈالیں کہ قلب پر پڑی رہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ ۔ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ وَرَبَطْنَا عَلٰى قُلُوْبِهِمْ لَوْلَا اَنْ رَّبَطْنَا عَلٰى قَلْبِهَا لِتَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيَرْبِطَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ۔

محبت زوجین ...... اگر زوجین میں سے کسی کو دوسرے سے نفرت ہو اور محبت نہ ہو تو آیات ذیل کو لکھ کر محب اپنے پاس رکھے اور نمک یا مٹھائی پر پڑھ کر محبوب کو کھلادیں۔ فلانہ کی جگہ محبوب کا نام اور لفظ فلاں کی جگہ محب کا نام رکھیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَاَلْقَيْتُ عَلَيْكَ مَحَبَّةً مِّنِّيْ وَلِتُصْنَعَ عَلٰى عَيْنِيْ اِذْ تَمْشِيْ اُخْتُكَ فَتَقُوْلُ هَلْ اَدُلُّكُمْ عَلٰى مَنْ يَّكْفُلُهٗ فَرَجَعْنٰكَ اِلٰى اُمِّكَ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَقَتَلْتَ نَفْسًا فَنَجَّيْنٰكَ مِنَ الْغَمِّ وَفَتَنّٰكَ فُتُوْنًا يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوْبِ وَيَا مُسَخِّرَ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَالْاَرَضِيْنَ السَّبْعِ قَلِّبْ لِفُلَانَةَ قَلْبَ فُلَانٍ بِالْخَيْرِ لِاَدَاءِ الْحُقُوْقِ يَا وَدُوْدُ حَبِّبْ يَا وَدُوْدُ

رد غائب ......اگر کسی کا لڑکا یا اور کوئی لاپتہ کہیں چلا گیا ہے تو اس کے واپس آنے کیلئے آیات ذیل کو لکھ کر اس تعویذ کو کالے یا نیلے کپڑے میں لپیٹ کر گھر میں جو کوٹھری زیادہ تاریک ہو اس میں دو ۲ پتھروں کے درمیان اس طرح رکھ دیا جاوے کہ اس پر کسی کا پاؤں نہ پڑے۔ پتھر نہ ہوں تو چکی کے دوپاٹوں میں دبادیں اور لفظ فلاں کی جگہ اس لاپتہ کا نام لکھیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ظُلُمٰتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ اِذَا اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰهَا ۔ وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ۔ اِنَّا رَادُّوْهُ اِلَيْكِ فَرَدَدْنٰهُ اِلٰى اُمِّهٖ كَيْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَ اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۔ يٰبُنَيَّ اِنَّهَآ اِنْ تَكُ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ فَتَكُنْ فِيْ صَخْرَةٍ اَوْ فِي السَّمٰوٰتِ اَوْ فِي الْاَرْضِ يَاْتِ بِهَا اللّٰهُ ۔ اِنَّ اللّٰهَ لَطِيْفٌ خَبِيْرٌ ۔ حَتّٰٓى اِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ اَنْفُسُهُمْ وَظَنُّوْٓا اَنْ لَّا مَلْجَاَ مِنَ اللّٰهِ اِلَّآ اِلَيْهِ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوْبُوْا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ۔ اَللّٰهُمَّ يَا هَادِيَ الضَّالِّ وَيَا رَادَّ الضَّالَّةِ اُرْدُدْ عَلَيَّ ضَالَّتِيْ فُلَانٍ۔

پیشاب رک جانا یا پتھری ہو جانا ...... کلمات ذیل کو لکھ کر ناف پر باندھ دیا جائے۔ رَبُّنَا اللّٰهُ الَّذِيْ فِي السَّمَاءِ تَقَدَّسَ اسْمُكَ اَمْرُكَ فِي السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ كَمَا رَحْمَتُكَ فِي السَّمَاءِ فَاجْعَلْ رَحْمَتَكَ فِي الْاَرْضِ وَاغْفِرْ لَنَا حُوْبَنَا وَخَطَايَانَا اَنْتَ رَبُّ الطَّيِّبِيْنَ فَاَنْزِلْ شِفَاءً مِّنْ شِفَائِكَ وَرَحْمَةً مِّنْ رَّحْمَتِكَ عَلٰى هٰذَا الْوَجَعِ ۔

غنا ...... یا وہاب بعد نماز عشاء اس طرح پڑھے کہ اول و آخر گیارہ گیارہ بار درود شریف پڑھے اور درمیان میں چودہ سو چودہ بار اس اسم کو اور بعد میں سو بار یہ دعا پڑھے یاوھاب ھب لی من نعمۃ الدنیا والاخرۃ انک انت الوھاب (اس عمل کا نام حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب کیمیائے درویشاں فرمایا کرتے تھے)۔

انجاح حاجت ...... تمام مشکلات کے حل کے لئے اسم یا لطیف بعد نماز عشاء گیارہ سو گیارہ مرتبہ پڑھے اول و آخر درود شریف گیارہ گیارہ بار پڑھے اور پھر دعا کرے۔

برائے دفع تپ ولرزہ ہر قسم ..... نقش ذیل کو لکھ کر مریض کے گلے میں ڈال دیں نقش یہ ہے:

بسم	اللہ	الرحمن	الرحیم
اللہ	الرحمن	الرحیم	بسم
الرحمن	الرحیم	بسم	اللہ
الرحیم	بسم	اللہ	الرحمن

ایام ماہواری کی کمی ..... اگر ایام ماہواری میں کمی ہو اور اس سے تکلیف ہو تو آیات ذیل کو لکھ کر گلے میں اس طرح ڈال دیں کہ تعویذ رحم پر پڑا رہے،

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَجَعَلْنَا فِيْهَا جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ وَّفَجَّرْنَا فِيْهَا مِنَ الْعُيُوْنِ لِيَاْكُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖ وَمَا عَمِلَتْهُ اَيْدِيْهِمْ اَفَلَا يَشْكُرُوْنَ۔ اَوَلَمْ يَرَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ كَانَتَا رَتْقًا فَفَتَقْنٰهُمَا وَجَعَلْنَا مِنَ الْمَآءِ كُلَّ شَيْءٍ حَيٍّ اَفَلَا يُؤْمِنُوْنَ۔

ایام ماہواری کی زیادتی ..... اگر کسی کو ایام ماہواری زیادہ آتے ہوں اور اس سے تکلیف ہو تو آیات ذیل کو لکھ کر گلے میں اس طرح ڈال دیں کہ تعویذ رحم پر پڑا رہے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَقِيْلَ يٰٓاَرْضُ ابْلَعِيْ مَآءَكِ وَيٰسَمَآءُ اَقْلِعِيْ وَغِيْضَ الْمَآءُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُوْدِيِّ وَقِيْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ۔

تعویذ طحال ..... ترکیب ذرا بکھیڑے کی ہے وہ یہ ہے کہ یہ تعویذ اسی طرح لکھا رہے گا اور ایک نیلا کپڑا اس تعویذ سے دونا لے کر دوہرا کر کے اس کے بیچ میں یہ تعویذ ایسا ہی کھلا ہوا رکھا جاوے اس طرح سے کہ جس جانب تعویذ میں بسم اللہ کے اعداد (۷۸۶) ہیں وہ کپڑے کے بند جانب میں رہے پھر کسی روز بعد نماز فجر نہار منہ مریض کو چت لٹا کر اور پہلوؤں کی برابر دونوں ہاتھ سیدھے رکھ کر بائیں تلی پر تعویذ مع کپڑے کے رکھ دیا جاوے اس طرح کہ بند جانب جدھر بسم اللہ کے عدد ہیں انگلیوں کی طرف رہے پھر اس تعویذ اور کپڑے کے مجموعہ پر ایک کورے چھوٹے برتن میں ایک بہت چھوٹی سی چنگاری جس سے وہ برتن گرم نہ ہو جاوے رکھ کر مریض کے بائیں جانب ایک ہوشیار آدمی بیٹھے اور طحال کو انگلیوں سے دباتا ہوا کھسکاتا ہوا اصلی مقر تک لاوے یعنی بڑھے ہوئے حصہ کو دباتا ہوا کھسکاتا ہوا اس جگہ تک لاوے جس جگہ تک تلی حالت صحت میں رہتی ہے (جامع) اسی طرح بار بار تقریباً بیس منٹ تک کرے بعض اوقات طحال میں سوزش ہونے لگتی ہے ایسے وقت چنگاری کے برتن کو ہٹا دیں پھر بعد سکون بدستور رکھ دیں پھر بیس ۲۰ منٹ کے بعد مریض سے کہا جاوے کہ وہ اٹھ کر پیشاب کر ڈالے۔ پھر ایک دن ناغہ کر کے پھر کریں۔ پھر ایک روز ناغہ کر کے تیسری بار کریں اور بس۔ نقش یہ ہے:-

برائے افزائش شیر زن ..... اگر کسی عورت کے دودھ کی کمی ہو تو آیات ذیل کو ایک بار پڑھ کر نمک پر دم کر کے کھانے میں ڈال کر عورت کو کھلاوے اس کھانے میں سے اور سب بھی کھاویں تو کچھ حرج نہیں ہے آیات یہ ہیں،
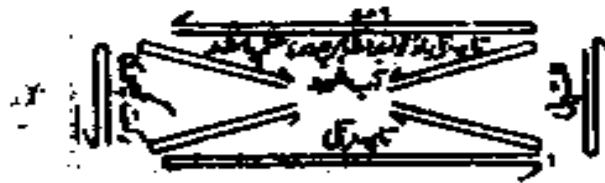
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ وَالْوَالِدٰتُ يُرْضِعْنَ اَوْلَادَهُنَّ حَوْلَيْنِ كَامِلَيْنِ لِمَنْ اَرَادَ اَنْ يُّتِمَّ الرَّضَاعَةَ ۔ وَاِنْ يَّكَادُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَيُزْلِقُوْنَكَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّكْرَ وَيَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ ۔ وَمَا هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ۔ وَاِنَّ لَكُمْ فِي الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهٖ مِنْ بَيْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِيْنَ۔

برائے افزائش شیر جانوران ... اگر کوئی گائے بھینس وغیرہ دودھ نہ دیتی ہو تو ایک آٹے کے پیڑے پر آیات ذیل پڑھ کر اس جانور کو کھلا دیں،

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ وَاِنَّ لَکُمْ فِی الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ط نُسْقِیْکُمْ مِّمَّا فِیْ بُطُوْنِهٖ مِنْ بَیْنِ فَرْثٍ وَّدَمٍ لَّبَنًا خَالِصًا سَآئِغًا لِّلشّٰرِبِیْنَ ۔ وَاِنْ یَّکَادُ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا لَیُزْلِقُوْنَکَ بِاَبْصَارِهِمْ لَمَّا سَمِعُوا الذِّکْرَ وَ یَقُوْلُوْنَ اِنَّهٗ لَمَجْنُوْنٌ وَمَا هُوَ اِلَّا ذِکْرٌ لِّلْعٰلَمِیْنَ ۔ اَفَغَیْرَ دِیْنِ اللّٰهِ یَبْغُوْنَ وَلَهٗ اَسْلَمَ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّکَرْهًا وَّ اِلَیْهِ یُرْجَعُوْنَ ۔ سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا کُنَّا لَهٗ مُقْرِنِیْنَ ۔

برائے تھنیلا ...... بعض اوقات عورتوں کے پستان میں بوجہ زیادتی دودھ وغیرہ درد اور دکھن ہوتی ہے تو اس دعا کو چھنی ہوئی راکھ پر یا مٹی پر سات بار اس طرح پڑھیں کہ ہر بار پڑھ کر اس راکھ یا مٹی میں تھوک دیں پھر پانی سے اس کو پتلا کر کے درد کی جگہ لیپ کریں اگر پھوڑے پھنسی وغیرہ پر لگایا جاوے تب بھی مفید ہے۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰهِ تُرْبَةُ اَرْضِنَا بِرِیْقَةِ بَعْضِنَا لِیُشْفٰی سَقِیْمُنَا بِاِذْنِ رَبِّنَا ۔

ذیل میں کچھ تعویذ گنڈے اور نقل کئے جاتے ہیں جو دیگر حضرات سے پہنچے ہیں۔

برائے آسیب زدہ ...... (از قطب عالم مولانا گنگوہیؒ) اسماء اصحاب کہف بعبارت ذیل کاغذ پر لکھ کر جس مکان میں مریض یا مریضہ ہو اس کی دیواروں پر جگہ جگہ چسپاں کر دیئے جاویں اور جیں ۲۰ کا نقش مندرجہ ذیل ایک کاغذ پر لکھ کر مریض کو دکھایا جاوے وہ دیکھنے سے گھبرائے گا اور انکار کرے گا مگر زبردستی اس کی نظر اس پر ڈلوائی جاوے اور جبراً نقش کو تعویذ بنا کر اس کے گلے میں ڈال دیا جاوے۔ اسماء اصحاب کہف یہ ہیں:۔

۷۸۶

۸	۶	۴	۲
۲	۴	۶	۸
۶	۸	۲	۴
۴	۲	۸	۶

اِلٰهِیْ بِحُرْمَتِ یَمْلِیْخَا مَکْسَلْمِیْنَا کَشْفُوْطَطْ طَبْیُوْنُسْ کَشَا فَطْیُوْنُسْ اَذَا فَطْیُوْنُسْ یُوَانِسْ بُوْنَسْ وَکَلْبِهِمْ قِطْمِیْرُوْ عَلَی اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِیْلِ وَمِنْهَا جَآئِرٌ وَلَوْ شَآءَ لَهَدٰکُمْ اَجْمَعِیْنَ وَصَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ ۔

گنڈہ برائے مسان ...... (از حضرت مولانا خلیل احمد صاحب نور اللہ مرقدہ) نیلے تاگے کے اکتالیس ۴۱ تار عورت کے قد کے برابر لمبے لے کر اس پر سورہ اَلْحَمْدُ مع بسم اللہ اکتالیس بار پڑھے اور ہر دفعہ اس تاگے پر دم کر کے ایک گرہ لگاتا رہے حمل کے زمانہ میں ماں کے پیٹ پر اس گنڈے کو باندھے رہے اور بعد پیدا ہونے کے بچہ کے گلے میں ڈال دے اور اگر حمل کے وقت نہ باندھ سکے تو بچہ ہی کے گلے میں ڈالنے سے بھی انشاء اللہ تعالیٰ وہی فائدہ ہوگا۔

گنڈہ برائے آسیب[1] زدہ ...... گیارہ تار نیلا یا سیاہ سوت کچا ڈیڑھ گز لمبا لے کر اکتالیس بار آیت ذیل پڑھیں اور ہر دفعہ گرہ لگا کر اس کے اندر دم کر دیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اِنَّهُمْ یَکِیْدُوْنَ کَیْدًا ۝ وَّ اَکِیْدُ کَیْدًا ۝ فَمَهِّلِ الْکٰفِرِیْنَ اَمْهِلْهُمْ رُوَیْدًا ۝

گنڈہ برائے سہولت دندان ...... سات تار کا بارہ گرہ لمبا کچا سوت نیلا یا سیاہ لے کر سورہ اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَهَا وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَا لَهَا یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا بِاَنَّ رَبَّكَ اَوْحٰی لَهَا یَوْمَئِذٍ یَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا لِّیُرَوْا اَعْمَالَهُمْ فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَهٗ وَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَهٗ سات بار پڑھیں اور ہر دفعہ گرہ لگا کر حسب معمول دم کر دیں پھر ہر گرہ پر جدھر ختم کر کے گرہ لگائی ہے اس کے اوپر سے اِذَا السَّمَآءُ انْشَقَّتْ وَ اَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ وَاِذَا الْاَرْضُ مُدَّتْ وَاَلْقَتْ مَا فِیْهَا وَتَخَلَّتْ ایک ایک بار دم کرتے چلے جائیں پھر ایک ایک بار اس طرف سے جہاں اب ختم کیا ہے قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ دم کرتے ہوئے چلے آئیں۔

گنڈہ برائے حفاظت حمل ...... گیارہ تار نیلا یا سیاہ سوت ڈیڑھ گز لمبا لے کر سورہ یٰسین پوری پڑھیں اور ہر مُبِیْن پر ایک گرہ لگا کر دم کر

---

(۱) یہاں سے برائے حفاظت از مار و کژدم جانوران موذیہ تک بروایت مولوی ظفر احمد صاحب منقول ہیں ۱۲۔

دیں پھر اس کو حاملہ کے پیٹ پر باندھ دیں (کل سات گرہ ہوں گی) حمل اسقاط سے محفوظ رہے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔

جھاڑ برائے اور سا...... جس کو میٹھا اور پسلی چلنا بھی کہتے ہیں چاقو سے پاک زمین پر سات لکیریں اس طرح |||||| کھینچ کر اور بچہ کا پیٹ اپنی طرف کر کے کپڑا اٹھا کر دائیں ہاتھ میں چاقو لے کر بچہ کی طرف سے اشارہ کر کے ان لکیروں پر لاتا ہے اور سات بار یہ آیت پڑھے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَمْ اَبْرَمُوْا اَمْرًا فَاِنَّا مُبْرِمُوْنَ اور بچہ کے پیٹ اور سینہ پر دم کر دے اور کبھی کبھی چاقو کو آہستہ سے اس پسلی کو چھوتا ہوا جو چل رہی ہے اور پیٹ کو چھوتا ہوا زمین تک لاوے سات دفعہ دعا پڑھ کر ایک لکیر سے ان سات لکیروں کو کاٹ دے پھر اسی طرح سات دفعہ پڑھے اور دوسری لکیر سے کاٹ دے (اسی طرح ہر سات دفعہ پر ایک لکیر سے کاٹتا رہے جس کی شکل یہ ہے۔

جب سات لکیریں ہو جائیں پس دم کر کے بچہ کو اٹھا دیا جائے اور بچہ کو پیشاب کرا دیں صبح اور شام تین روز تک جھاڑا جاوے باذن اللہ مرض دفع ہو جاوے گا۔

برائے دورہ کمیرہ...... جب بچہ کو مسان کا دورہ پڑھ رہا ہو تو سات بار الحمد پوری اور سات بار سورہ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ پوری اور سات بار درود شریف نماز والا پڑھ کر دم کرے اور پڑھتے ہوئے دائیں ہاتھ کی انگشت شہادت کو سینہ اور پیٹ پر پھیرتا رہے۔

گنڈہ برائے بواسیر خونی...... کچا سوت سرخ رنگ ڈیڑھ گز لمبا اکیس ۲۱ تار لے کر سورہ تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ پوری اکیس بار پڑھ کر گرہ لگاتا اور دم کرتا رہے پھر الٹی طرف سے ہر گرہ پر لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ رَبِّ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ایک بار دم کر دے پھر سیدھی طرف سے ایک بار ہر گرہ پر وَقِيْلَ يٰاَرْضُ ابْلَعِيْ مَآءَكِ وَيٰسَمَآءُ اَقْلِعِيْ وَغِيْضَ الْمَآءُ وَقُضِيَ الْاَمْرُ وَاسْتَوَتْ عَلَى الْجُوْدِيِّ وَقِيْلَ بُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ دم کرتا چلا جائے اور بواسیر والے کی کمر پر باندھ دیا جائے باذن اللہ بہت جلد آرام ہو جاوے گا۔

برائے حفاظت از مار و کژدم وغیرہ جانوران موذیہ...... بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ سَلٰمٌ عَلٰى نُوْحٍ فِي الْعٰلَمِيْنَ گیارہ بار صبح اور شام اول و آخر درود شریف گیارہ بار پڑھا جاوے اعتقاد کامل ہو۔ ایضاً بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ تین بار صبح و شام۔

برائے عقیمہ...... (منقول از قول الجمیل) ہرن کی جھلی پر زعفران اور گلاب سے یہ آیت لکھے وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِيْعًا پھر اس تعویذ کو عورت کی گردن میں باندھے۔ ایضاً چالیس ۴۰ لونگوں پر سات سات بار اس آیت کو پڑھے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِيْ بَحْرٍ لُّجِّيٍّ يَّغْشٰىهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ظُلُمٰتٌ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ اِذَآ اَخْرَجَ يَدَهٗ لَمْ يَكَدْ يَرٰىهَا وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ اور ایک لونگ کو ہر روز کھائے اور شروع کرے حیض کے غسل ہونے سے اور ان دنوں میں اس کا شوہر اس سے صحبت کرتا رہے اور شرط یہ ہے کہ لونگ رات کو کھاوے اس پر پانی نہ پئے۔

برائے خنازیر...... جس کی گردن میں کنٹھ مالا ہو تو تانت پر جو مریض کے قد کی برابر ہو اکتالیس گرہ دے اور ہر گرہ پر یہ دعا پھونکے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَةِ اللّٰهِ وَقُوَّةِ اللّٰهِ وَعَظَمَةِ اللّٰهِ وَبُرْهَانِ اللّٰهِ وَسُلْطَانِ اللّٰهِ وَكَنَفِ اللّٰهِ وَجِوَارِ اللّٰهِ وَاَمَانِ اللّٰهِ وَحِرْزِ اللّٰهِ وَصُنْعِ اللّٰهِ وَكِبْرِيَآءِ اللّٰهِ وَبَهَآءِ اللّٰهِ وَنَظَرِ اللّٰهِ وَجَلَالِ اللّٰهِ وَكَمَالِ اللّٰهِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ مِنْ شَرِّ مَا اَجِدُ پھر مریض کے گلے میں ڈال دے۔"

(تمام شد اضافہ جدیدہ)

فہرست مضامین طبّی جوہر

نوٹ شجرہ فہرست مضامین جو ایک خاص طریقہ سے لکھا گیا ہے اہل علم کے ملاحظہ کی چیز ہے۔ صفحہ ۸۹

دار الاشاعت مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی نمبر ۱

طبی جوہر ضمیمہ ثانیہ حصہ نہم اصلی بہشتی زیور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سوئے دیں ہر طبیباں رہبر ست   بہر مرضیٰ بہتر از سیم و زرست
زیور طب ست و نادر گوہر ست   با مسمیٰ اسم طبی جوہر ست

حامداً ومصلیاً...... مقدمہ ... اما بعد عرض کرتا ہوں بندہ ناچیز احقر الوری محمد[1] مصطفیٰ بجنوری مقیم میرٹھ محلہ کرم علی کہ خاکسار نے حسب ایمائے قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی[2] (نور اللہ مرقدہٗ) ایک کتاب اصلاح الطب لکھی تھی جس میں طبی مسائل متعلقہ طبیب اور مریض سے خواہ ان کو عبادات سے تعلق ہو یا عادات سے یا اخلاق سے۔ اور معالجات کے حرام وحلال سے بالتفصیل بحث کی تھی۔ بلکہ ہر ہر دوا کو بترتیب حروف تہجی لکھ کر اس کا حکم شرعی لکھا تھا اور ناجائز ادویات کے بدل اور دیگر بہت سی کار آمد باتیں بھی لکھی تھیں چونکہ وہ کتاب کسی قدر ضخیم ہو گئی اس واسطے حضرت والا کی رائے یہ ہوئی کہ اس میں سے معالجات کی بحث کا اختصار کے ساتھ انتخاب کر کے علیحدہ رسالہ بنا دیا جائے کیونکہ مسائل طب کا وہ حصہ جو مریض وطبیب دونوں میں مشترک ہے اور جس کی پابندی عام مسلمین کو ضروری ہے وہ یہی معالجات کی بحث ہے بتعمیل ارشاد یہ چند ورق منتخب کر کے ہدیہ ناظرین کئے جاتے ہیں اور حضرت والا نے اس کو بھی پسند فرمایا کہ اس رسالہ کو بہشتی زیور کا ضمیمہ بنا دیا جائے کیونکہ بہشتی زیور میں ایک طبی جزو پہلے سے بھی موجود ہے اور چونکہ اس میں کچھ مضامین ایسے بھی ہیں جو عام طور سے مستورات نہیں سمجھ سکتیں (دلیلیں وغیرہ بھی جو عربی زبان میں لکھی جاویں گی جیسا کہ آگے آتا ہے) اس واسطے اس کا الحاق بہشتی زیور کے اخیر حصہ کے ساتھ جس میں مردوں کے احکام درج ہیں جس کا نام بہشتی گوہر ہے انسب ہوا۔ بہرحال بلحاظ مضامین کے بہشتی زیور کے ساتھ بھی اس کا الحاق ہو سکتا ہے اور بہشتی گوہر کے ساتھ بھی اور یہ رسالہ زن ومرد سب کے لئے ضروری اور کار آمد ہے مستورات بھی اس کا مطالعہ کریں بلکہ علیحدہ خرید کر بہشتی زیور کے ساتھ بھی لگالیں تو اولیٰ وانسب ہے اور اس وجہ سے کہ یہ ایک بڑی کتاب کا خلاصہ ہے اور خلاصہ کو لب لباب یا جوہر کہتے ہیں زیور اور گوہر دونوں کے وزن پر اس کا نام طبی جوہر رکھا گیا یہ رسالہ مستقل کتاب بھی کہا جا سکتا ہے اور زیور وگوہر کا تتمہ وضمیمہ بھی، عوام وخواص سب کی رعایت سے اس رسالہ کا طرز یہ رکھا گیا ہے کہ نفس مسائل نہایت سہل اردو عبارت میں لکھے گئے اور جو مضمون دقیق تھے از جنس دلائل وغیرہ بطور حاشیہ کے عربی میں لکھا گیا۔ تاکہ عوام دقیق مضامین کی الجھن سے بچیں اور خواص دلیل سے بھی اطمینان حاصل کر لیں۔ لیکن نظر بر اختصار مسائل اور ادلہ دونوں میں قدر ضروری پر مشکل اکتفا کیا جاوے گا۔ اور تفصیل وتکمیل کو اصل کتاب۔ اصلاح الطب پر حوالہ کیا جاوے گا۔ اقول وباللہ التوفیق۔

فائدہ جلیلہ

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ علاج معالجہ کے واسطے کسی جائز ناجائز دیکھنے کی ضرورت نہیں گویا مریض مرفوع القلم ہے۔ اور بہ تبعیت اسکے طبیب کو بھی خاطر خواہ آزادی ہے یہ خیال غلط ہے۔ ان کو سمجھ لینا چاہئے۔ کہ مریض حق تعالیٰ کی حکومت سے خارج نہیں ہو جاتا حق تعالیٰ کو جان ومال اور سب چیز پر مالکانہ حق حاصل ہے۔ اسی معنی کو فرمایا ہے:

---

(۱) حکیم صاحب موصوف کا کچھ عرصہ ہوا انتقال ہو چکا ہے ۱۲۔
(۲) حضرت اقدس کا بھی کچھ عرصہ ہوا وصال ہو گیا ہے ۱۲۔

وَلَوْ اَنَّا كَتَبْنَا عَلَيْهِمْ اَنِ اقْتُلُوْآ اَنْفُسَكُمْ اَوِ اخْرُجُوا مِنْ دِيَارِكُمْ مَا فَعَلُوْهُ اِلَّا قَلِيْلٌ مِّنْهُمْ ط وَلَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوْا مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ ۔

" اگر ہم لوگوں پر فرض کرتے کہ خود کشی کر و یا جلا وطن ہو جاؤ تو سوائے شاذ و نادر کے وہ اس کی تعمیل نہ کرتے حالانکہ جو بات ان کو بتلائی جاتی اسکی موافق کرنا ان کے واسطے بہتر ہوتا ہے۔"

معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ کو یہ بھی اقتدار حاصل ہے کہ قصداً جان تلف کرنے کا حکم دیں تا بہ صحبت چہ رسد لیکن یہ حق تعالیٰ کا کرم ہے کہ باوجود اس اقتدار کے ایسی تکلیفیں نہیں دیں ہاں مختار مطلق بھی نہیں کر دیا بلکہ علاج معالجہ کے لئے بھی کچھ قواعد مقرر فرما دیئے اور وہ قواعد ایسے ہیں کہ اگر بنظر غور و انصاف دیکھا جاوے تو ان میں خاطر خواہ وسعت گنجائش ہے ان میں اتنی بھی تنگی نہیں جتنی ایک معمولی حکومت رکھنے والے کے احکام میں ہوتی ہے (جیسا کہ رسالہ ہذا کے مطالعہ سے ثابت ہو گا) اس کرم و احسان کی قدر یہ ہے کہ انسان گناہ سے بچنے کے لئے بدل و جان آمادہ (تیار) رہے اور ممنوع طریقہ (خلاف شرع) علاج کا ہرگز مرتکب نہ ہو اور بحالت مرض علماء کے فتوے سے خارج نہ ہو بلکہ تندرست سے مریض کو اس کی ضرورت اس وجہ سے زیادہ ہے کہ تندرست تو کچھ مہلت کی امید بھی رکھتا ہے اور مرض مقدمہ موت ہے۔ نظر بظاہر اسباب بھی خاتمہ کا وقت قریب ہے۔ تو کیا عقل مندی ہے کہ گنہگار ہو کر مرے بعض بندگان خدا نے مرتے وقت باوجود تکلیف ہونے کے بعض مستحبات کو بھی نہیں چھوڑا احباب نے کہا کہ اس حالت میں بوجہ تکلیف کے استحباب ساقط ہے تو جواب دیا کہ تکلیف تھوڑی دیر کی اور ہے کیا ضرورت ہے کہ مرتے وقت ایک مستحب کا ثواب ضائع کریں۔ مریض شدائد (سختیوں) مرض میں مبتلا ہوتا ہے اور دوسروں کے قبضہ میں ہوتا ہے۔ لہذا تیمار داروں کو چاہئے کہ اس کی نماز اور جملہ ضروریات دین کا خیال رکھیں اور اگر وہ تحمل (یعنی حیلہ) بھی کرے تو ہمت بندھا کر اس کو گناہ سے بچائیں اگر تیمار دار متشرع اور مستعد ہو تو خاتمہ کے وقت مریض کی حالت سنبھل جانے کی بہت کچھ امید ہے۔ ورنہ گناہ صرف مریض ہی پر نہیں ہوتا سب تیمار دار شریک ہوتے ہیں بلکہ زیادہ حصہ وبال کا تیمار داروں ہی کے اوپر ہوتا ہے کیونکہ مریض ان کے اختیار میں ہے مریض اور تیمار دار سب کو چاہئے کہ جیسے اور مسئلے نماز روزے وغیرہ کے پوچھتے ہیں ایسے ہی جس علاج و دوا میں کچھ شبہ ہو علماء سے فتویٰ لے لیں۔

(حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ کا ایک مضمون بعنوان اصلاح معاملہ بالموتے رسالہ القاسم ماہ جمادی الثانی ۱۳۳۱ھ میں چھپا ہے اس کو غور سے مطالعہ کریں) (نوٹ) یہ مضمون رسالہ ہذا میں شامل ہو گیا ہے بر ص ۸۹ حصہ ہذا ۱۲۔

اب جاننا چاہئے کہ جو چیزیں علاج میں کام آتی ہیں چار قسم کی ہیں جمادات نباتات، حیوانات اور ان سے مرکب چیزیں اور جان لینا چاہئے کہ ان چیزوں کے استعمال کے طریقے دو ہیں اور دونوں کے حکم شرعی علیحدہ ہیں، ایک استعمال داخلی[1] اور ایک خارجی، استعمال داخلی صرف حلق میں اور پیٹ میں پہنچ جانے کو کہتے ہیں یعنی استعمال داخلی کھانے پینے کا نام ہے اسکے سوا جتنے[2] طریقے استعمال کے ہیں سب خارجی[3] ہیں

(۱) استعمال داخلی اور خارجی کے مفہوم میں اصطلاح طب اور اصطلاح فقہ کے لحاظ سے فرق ہے جسکی تفصیل حاشیہ عربی ( ) میں مذکور ہے

(۲) كالاتزن والا كتحال والا تكباب والبخور والتدهين والا حتقان والحمول فى القبل اوالدبر والشياف والضماد والفتيلة فى الجروح والقروح والفرزجة والتقطير فى الا حليل والا ذان او الجروح والمخلخة كلها استعمال خارجى ۱۲ ان اصطلاحات کے معنی اور مطلب طبی اصطلاحات کے بیان میں گذر چکی ہیں۔

(۳) لا يوجد فى الفقه تفريق بين الطاهر والنجس الا فى الا كل فيعلم منه ان الداخلى هو الا كل دون غيره كذا افاد مولانا خليل احمد نور الله مرقده على ما نقلناه فى اصلاح الطب ولا يظن ان الا ستعمال الداخل هو الذى يفطر الصوم لان مبنى افطار الصوم ليس على الا ستعمال الداخلى الا ترى ان تقطير الدهن فى الا ذن مفسد دون تقطير الماء مع ان طريق الا ستعمال واحد بل مفطر الصوم هو الا كل والشرب والجماع وما هو فى حكم الا كل والشرب فى حصول الانتفاع فهو ملحق بالا كل والشرب فتقطير الدهن فى الا ذن منتفع به دون تقطير الماء فلذا فرق بينهما كما قال مولانا اشرف علىؒ ولا يظن ايضا ان الا ستعمال الداخلى الفقهى هو الذى يسميه الا طباء داخليا وبه يفرقون فى اثار الا دوية داخلاً وخارجاً مثلا البصل مفرّح خارجاً لا داخلا والا سفيداج مسكّن خارجا وسم داخلا بل الطبى اعم من الفقهى فان السعوط داخلى عند الا طباء وكذا الفتيلة فى بعض القروح داخلى عند الا طباء دون الفقهاء ۱۲ منه۔

حتی کہ استنشاق یعنی تر چیز ناک میں سڑکنا اور سعوط یعنی تر دوا ناک میں ٹپکانا اور نفوخ یعنی ناک میں دوا پھونکنا اور سنون یعنی منجن ملنا اور شموم یعنی کوئی دوا تر یا خشک سونگھنا اور عطوس یعنی ناس لینا اور مضغ یعنی چبانا اور مضمضہ یعنی کلی کرنا یہ سب بھی استعمال خارجی ہیں۔ بشرطیکہ دوا حلق میں نہ پہنچے لیکن سوائے شموم کے سب میں خطرہ ہے کہ دوا حلق میں پہنچ جائے بلکہ اغلب ہے کہ پہنچ جاتی ہے لہذا فی حد ذاتہ نہ سہی مبرۃ للاکثر۔ یہ سب بھی استعمال داخلی کے حکم میں ہیں۔ احتیاط ضرور ہے کہ جس چیز کا استعمال داخلی درست نہیں وہ ان طریقوں سے استعمال نہ کی جاویں ورنہ اگر ذرا بھی حلق میں پہنچ گئی تو حرام چیز کھانے کا گناہ ہوگا۔ جیسے مردار کھایا اور کوئی احتیاط کر سکے تو فتویٰ میں گنجائش ہے۔

حکم استعمال داخلی اور خارجی...... کا ہے یہ کہ جو چیز نجس العین ہے یعنی خود ناپاک ہے جیسے پاخانہ، پیشاب، شراب میتۃ، سور کا گوشت وغیرہ اس کا استعمال نہ تو خارجا درست ہے) نہ داخلا، اور جو چیز دوسری چیز کے ملانے سے نجس ہوئی ہے اس کا استعمال داخلا درست نہیں اور خارجا درست ہے۔ جیسے ناپاک پانی یا کحل مرارات یعنی وہ سرمہ جس میں پتوں کا پانی پڑا ہو جب کہ ادویات سے پتوں کا پانی زیادہ نہ ہو (کحل مرارات کا بیان آگے مفصل آتا ہے) جیسے شراب آمیز ادویات جب کہ شراب مغلوب اور دوا غالب ہو۔ ہاں نماز کے وقت دھونا اور باقاعدہ پاک کرنا ضرور ہے اور کوئی ایسی ناپاک چیزوں سے خارجی استعمال میں بھی پرہیز کرے تو اولی و انسب ہے، کیونکہ بعض وقت شدت مرض میں خیال نہیں رہتا اور کپڑوں میں بھی نجاست لگ جاتی ہے یا ہاتھ بلا دھوئے کسی برتن میں پڑ جاتا ہے اور وہ پانی اور برتن ناپاک ہو کر سارے گھر تک وہ نجاست متعدی ہو جاتی ہے اور بہت سوں کی نمازیں غارت ہوتی ہیں دوسری چیز کے ملنے سے نجس ہونے کے یہ معنی ہیں کہ اس دوسری چیز کو اس پاک چیز پر غلبہ نہ ہو ورنہ للاکثر حکم الکل غالب کا اعتبار ہوگا مثلاً ایک لوٹہ پیشاب میں چلو بھر پانی ملا کر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ پانی ہے۔ پیشاب ملنے سے نجس ہو گیا ہے بلکہ اس کا حکم پیشاب ہی کا سا ہوگا اور اسکے عکس میں حکم بھی برعکس ہوگا۔ اور جاننا چاہئے کہ شریعت مطہرہ میں استعمال کے منع[1] ہونے کی وجہیں چار ہیں۔ نجاست جیسے پیشاب پاخانہ وغیرہ میں اور مضر ہونا جیسے سنکھیا میں اور استخباث یعنی طبیعت سلیمہ کا اس سے گھن کرنا جیسے کیڑے مکوڑوں میں اور نشہ لانا[2]۔

جمادات کا بیان...... جمادات سے مراد وہ اشیاء ہیں جو جڑی بوٹیوں (نباتات) اور حیوانات اور فضلات حیوانیہ اور اجزاء حیوانیہ کے سوا ہیں جیسے مٹی۔ سونا۔ چاندی۔ ہڑتال۔ تانبہ۔ زہر مہرہ۔ سنگ یشب وغیرہ۔ جمادات سب پاک اور حلال ہیں الا آنکہ مضر ہو یا نشہ لانے والا ہو۔ استخباث جمادات میں مطلقاً نہیں ہے اور اگر مضر چیز کا نقصان کسی طرح جاتا رہے یا نشی چیز میں نشہ نہ رہے تو ممانعت بھی نہ رہے گی، یہاں سے حکم مٹی کھانے اور چونہ پان میں کھانے اور گل ارمنی، گیرو، ملتانی اور سنگ یشب وغیرہ کا نکل آیا کہ اگر نقصان کریں تو جائز نہیں اور اگر نقصان نہ کریں تو درست ہے۔ مثلاً پان میں چونہ زیادہ کھانا جو دانتوں کو خراب کرے یا اور کوئی نقصان لاوے درست نہیں۔ اور بقدر ضرورت و نفع درست ہے زیادہ چونہ کھانے میں یہ بھی نقصان ہے کہ دانتوں پر دھڑی یعنی پپڑی ایسی جم جاتی ہے کہ جس سے پانی غسل میں مسوڑھوں کے اندر نہیں پہنچتا اور غسل ادا نہیں ہوتا۔[(1)] اور حکم کشتہ جات اور سمیات کا بھی نکل آیا کہ بلا رائے طبیب حاذق و معتمد علیہ ان

۱: حصرها فی احیاء العلوم فی الثلثة وادرج المسکر فی المضرة ونحن افردناه علة تیسیرا ۱۲۔

۲: وحرمة استعمال اوانی الذهب والفضة ولبس الحریر للرجل (کما بیناه) لا یقدح فی الحصرلان النادر کالمعدوم علی ان مرادنا من العلة هو السبب الموجود فی الشئ المستعمل والذهب والفضة والحریر خال عنها لکن مانع اخر موجود وهو استحقاق استعمالها فی الاخرة بعدم استعمالها فی الدنیا والحزن منها باستعمالها فی الدنیا کما ورد فی الحدیث ۱۲۔

(۱) مسئلہ مسی کا یہ ہے کہ اگر دانتوں پر دھڑی جم گئی اور ایسی ہے کہ آسانی سے چھوٹ سکتی ہے تب غسل بلا اس کے چھڑائے ادانہ ہوگا اور اگر ایسی ہے کہ آسانی سے نہیں چھوٹ سکتی یا اس کے چھڑانے میں تکلیف یا نقصان کا اندیشہ ہے تو اس کا چھڑانا ضروری نہیں رہا یہ کہ ایسی مسی لگانا کہ جس سے دھڑی خوب جم جائے اور چھوٹ نہ سکے جائز ہے یا نہیں۔ جواب یہ ہے کہ جائز ہے کیونکہ زینت کیلئے ایسا کیا جاتا ہے ہاں مردوں کو ایسا کرنا جائز نہیں کیونکہ تشبہ بالنساء ہے اور دانتوں کو مضبوط کرنے کے لئے مسی لگانا مردوں کو بھی جائز ہے مگر دن کو نہ لگاویں رات کو لگا کر دانت صاف کر ڈالیں اور دھڑی جمانا مردوں کو جائز نہیں کیونکہ محض زینت اور تشبہ بالنساء ہے دوا نہیں۔ چونہ اتنا کھانا جس سے دھڑی جم جاوے جائز نہیں ہے نہ مردوں کو نہ عورتوں کو کیونکہ مضر ہے لیکن اگر کوئی عادی ہو گیا اور دھڑی جم گئی تو اگر آسانی سے وہ چھوٹ سکے تو غسل کرنے میں چھڑانا ضروری ہے اور نہ چھوٹ سکے تو معاف ہے۔ ۱۲ ثالث۔

کا استعمال درست نہیں اور اگر حاذق و معتمد علیہ طبیب کھلاوے تو درست ہے۔ کیونکہ وہ کسی نفع کیلئے کھلاتا ہے۔(۱)

تنبیہ اعلم ان الا استعمال الخارجی وان جاز علی سائر الا عضاء سوی الحلق والمعدۃ لکن بین الا عضاء فرقا فی المرتبۃ فبعضھا اشرف من بعض فالا شرف اخری بان لا یقربھا نجس ولا شی مستقذر ما امکن وتلک الا عضاء ھی ما فوق الرقبۃ خصوصاً داخل الفم فلا یمضمض ما امکن بشی ذی نتن ولا مستقذر طبعاً اللھم الا ان تلجا للضرورۃ وشرف تلک الاعضاء لما ورد فی الحدیث ان الملئکۃ تصور الجنین کلہ سوی الراس فیخلقہ اللّٰہ تبارک وتعالیٰ بیدہ ولما نھی فی الحدیث عن اللطم علی الوجہ ولقولہ صلی اللّٰہ علیہ والہ وسلم نظفوا افواھکم فانھا طرق القرآن۔

مشہور ہے کہ مٹی کھانا حرام ہے مگر اس میں یہی تفصیل ہے کہ جہاں نقصان ہو جائز نہیں ہے اور جہاں نقصان نہ ہو جائز ہے۔ جیسے بحالت حمل تھوڑی سی مٹی کھالینا کہ عورت طبعاً اس پر مجبور ہوتی ہے ہاں اتنی نہ کھاوے جس سے نقصان ہو۔ یا روٹی میں لگی ہوئی راکھ کھا لینا یا جلی ہوئی روٹی کھالینا۔ بعض لوگ اس میں بہت وہم کرتے ہیں اور جلن کو روٹی سے ذرا ذرا الگ کرتے ہیں اس کی ضرورت نہیں قدر قلیل کچھ نقصان نہیں لاتی بلکہ جو ٹکڑا روٹی کا بالکل کوئلہ نہ ہو گیا ہو اور صرف ذرا سیاہی آ گئی ہو۔ اس کا پھینک دینا جائز نہیں کیونکہ وہ روٹی ہے کوئلہ نہیں ہے۔ (نوٹ) مسئلہ نمبرا سے ص ۷۹ کے لفظ (اور نشہ کی) تک نظر ثالث میں اضافہ ہے۔۱۲

مسئلہ نمبرا سونا چاندی بھی جمادات میں سے ہیں مگر ان کو دوسرے جمادات پر قیاس نہ کرنا چاہئے دوسرے جمادات اکثر صرف دوا کے کام میں آتے ہیں اور یہ آرائش وغیرہ کے کام میں بھی آتے ہیں۔ شریعت نے ان دونوں کے استعمال کو سوائے زیور کے طریقہ پر پہننے کے منع کیا ہے اور ظاہر ہے کہ زیور عورتوں کے لئے ہوتا ہے لہذا عورتوں کو بطور زیور کے استعمال کرنا سونے چاندی کا درست ہے اور اس کے سوا درست نہیں، بیان اس کا یہ ہے کہ سونے چاندی کی سلائی یا سرمہ دانی کا استعمال یا ان کے برتن میں دوا بھگونا یا رکھنا یا پینا یا کوئی معجون وغیرہ سونے چاندی کے برتن میں رکھنا جائز نہیں نہ مرد کو نہ عورت کو علیٰ ہذا سونے چاندی کی کمانی والی عینک لگانا یا سونے چاندی کے کیس کی گھڑی استعمال کرنا یا گھڑی میں سونے چاندی کی چین ڈالنا یا جس آئینہ میں سونے چاندی کا چھوکھٹا لگا ہوا ہو اس کا استعمال کرنا جائز نہیں۔ اسی وجہ سے آرسی کو منع کیا جاتا ہے ورنہ آرسی بطور زیور پہننے میں کوئی حرج نہیں۔ ہاں اس میں منہ دیکھنا منع ہے۔

مسئلہ۲ سونے چاندی کے ورق کھانا یا سرمہ میں ڈالنا یا چاندی کا ٹکڑا دوا میں بھگو دینا (یہ قوت قلب کے لئے کیا جاتا ہے) یا چاندی کا بجھاؤ دینا۔ دوا میں جائز ہے۔ دانت کو سونے چاندی کے تار سے باندھنا دفع حرج کے لئے جائز ہے کیونکہ اور کسی دھات کے تار سے باندھنے سے مسوڑھے گل جاتے ہیں۔ اسی بنا پر سونے کی ناک لگانا یا بدن میں کسی جگہ سونے کی نلی چڑھانا جائز ہے کیونکہ سوائے سونے کے کوئی دھات یہ کام نہیں دیتی۔ ریشم کا حکم بھی سونے کا سا ہے، الا آنکہ عورتوں کو ریشم کا استعمال ہر طرح جائز ہے اور مردوں کو بطریق لبس (پہننے کے) ناجائز ہے اور بطریق غیر لبس جائز ہے۔

مسئلہ۳ چار انگل تک کی گوٹ ریشم کی لگانا مرد کو بھی جائز ہے۔

مسئلہ۴ بدن میں جوئیں پڑتی ہوں تو بطور علاج ریشم کا کپڑا پہننا جائز ہے۔ دفعاً للحرج۔ لڑائی میں بھی ریشم کا جھلم پہننا درست ہے۔ کیونکہ اس کو تلوار نہیں کاٹتی۔

سوال جس معجون یا خمیرہ وغیرہ مرکب دوا میں سونے چاندی کے ورق ہوں اس کی بیع وخرید ادھار جائز ہے یا نہیں، اسی طرح جس نسخہ میں ورق مذکور ہوں اس کو عطار سے بندھوانا اور قیمت ادھار کر لینا درست ہے یا نہیں اسی طرح جس سرمہ میں ورق ایسے حل کر دیئے گئے ہوں کہ مطلق نظر نہ آتے ہوں تو اس کی بیع وشرا ادھار جائز ہے یا نہیں۔ اگر یہ جائز نہیں تو اس میں اور ملمع شدہ زیور میں کیا فرق ہے جیسا کہ ملمع شدہ زیور سے سونے چاندی کا علیحدہ کرنا مشکل ہے اسی طرح بلکہ اس سے زیادہ سرمہ یا مرکب دوا میں سے علیحدہ کرنا اور قوں کا مشکل ہے اسی طرح مٹھائی اور گوشت پر جو ورق چاندی کا لگا دیتے ہیں اس میں ادھار جائز ہے یا نہیں اور ایسی معجونوں اور سرموں پر

(۱) علیٰ ہذا ڈاکٹری ان ادویات کا کھانا جو تیز ہیں اور سمیت رکھتی ہیں جیسی اسٹکنیا (جوہر کچلہ) مارفیا وغیرہ کہ بلا تجویز ماہر اور معتمد ڈاکٹر کے جائز نہیں۔ ۱۲

جن میں ورق ہوں زکوۃ واجب ہوگی یا نہیں۔

جواب: اگر ورق چاندی یا سونے کے معجونوں میں اس طرح حل کردیئے جائیں کہ تمام ادویہ کے ساتھ حل ہو کر یک ذات ہو جائیں تو اس صورت میں تو وہ مثل ملمع کے مستہلک اور غیر قابل اعتبار ہیں اور اگر پوری طرح حل نہ ہوں تو مثل کپڑے کی گوٹ کے محض تابع ہیں کیونکہ اس کو سونا چاندی کی معجون کوئی نہیں کہتا بلکہ جزو غالب کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ ہاں اگر کسی معجون میں غالب حصہ ورق ہی کا ہو جیسے محض شہد میں ورق حل کئے جائیں تو اس کو معجون ذہب و معجون فضہ یعنی (سونے چاندی کی معجون) کہا جائے گا اور اس کا حکم گوٹہ ٹچکہ وغیرہ کا ہوگا اور اس میں بیع صرف کے احکام بھی ہوں گے، اور وجوب زکوۃ بھی ہوگا۔ اور پہلی دونوں صورتوں میں نہ بیع صرف کے احکام ہیں نہ وجوب زکوۃ ہے اور مٹھائی اور گوشت پر جو ورق لگادیتے ہیں اس کا حکم کپڑے کی گوٹ کا سا ہے اتنا فرق ہے کہ یہاں پر ان ورقوں کا چار انگل یا اس سے کم ہونا ضروری نہیں کیونکہ بقدر چار انگل چوڑا ہونے کی قید صرف لباس ہی کے ساتھ خاص ہے اور نشہ[1] کی چیزوں کا حکم یہ ہے کہ جو چیزیں خشک ہیں وہ پاک سب ہیں اور بوقت اشد ضرورت مثلاً کسی علاج کے لئے طبیب کی رائے سے اتنی مقدار کھانا بھی ان خشک چیزوں کا درست ہے جو نشہ نہ لاویں، اور قدر مغشی کا استعمال ہرگز جائز نہیں۔ لیکن حتی الامکان ان سے علیحدگی و احتیاط ہی اولی و انسب ہے کیونکہ اکثر تھوڑے سے بہت تک نوبت ضرور آجاتی ہے اور ضرورت و عدم ضرورت کا خیال نہیں رہتا چنانچہ شامی میں ہے ج ۵ ص ۴۵۳ واما القلیل فان کان للهو فهو حرام۔ ترجمہ:۔ ان خشک مغشیات کا کم مقدار (قدر غیر مغشی ہے) استعمال اگر بقصد لہو و لعب (بلاکسی غرض معتد بہ) کے ہو تو حرام ہے مفرد و مرکب اس میں آگئیں جیسی افیون، بھنگ، گانجہ، چرس، معجون فلک سیر وغیرہ کہ عند الحاجات بقدر غیر مغشی[2] کے جواز کی گنجائش ہے اور بلا حاجت صرف لہو و لعب کے لئے کھانا درست نہیں۔ افیون کا لیپ کرنا یا بھنگ کا بھپارہ لینا اور تکیہ باندھنا سب درست ہے۔ افیون منع نزلہ کے لئے بقدر غیر مغشی کھانا یا فلک سیر بغرض امساک حلال بقدر غیر مغشی کھانا درست اور سود سب ایسی چیزیں ہیں جن سے اسلام کو بالکل بیر اور ضد ہے ان کو شریعت نے مال بھی قرار نہیں دیا اگر کسی مسلمان کے پاس یہ چیزیں ہوں اور دوسرا ان کو ہلاک کردے تو کچھ تاوان نہیں آتا، ان پر کوئی بھی عقد صحیح نہیں ہوتا اور تفصیلی حکم لکھنے کا یہ موقع نہیں کیونکہ طول چاہتا ہے نیز اغلاق سے بھی خالی نہیں لہذا قدر ضرور پر اکتفا کیا جاتا ہے، جاننا چاہئے کہ چار قسم کی شرابیں تو ایسی ہیں جو باتفاق تمام علماء کے ناپاک اور حرام ہیں وہ چار یہ ہیں[3]، انگور کی کچی شراب اور انگور کی پکی

۱: قال الشامی نقلاعن کافی الحاکم واذا اشترے لحا ما مموها بفضة بدر اهم ادل مما فيه او اكثر فهو جائز لان التمويه لا يخلص الا ترے انه اذا اشترے الدار المموهة وبالذهب بثمن موجل يجوز ذلك وان كان مافی سقوفها من التمويه بالذهب اكثر من الذهب فی الثمن اه ونقل الخير الرملی نحوه عن المحيط ثم قال واقول يجب تقييد المسئلة بما اذا لم تكثر الفضة والذهب المموه اذ اكثر بحيث يحصل منه شی يد خل فی الميزان بالعرض على النار يجب حينئذ اعتباره ولم اره لا صحابنا لكن رايته للشافعية وقواعد نا شاهدة به فتا مل الى ان قال وقد علم بهذا ان الذهب ان كان عينا قائمة فی المبيع كمسا مير الذهب ونحوها فی السقف مثلا يعتبر كطوق الامة وحلية السيف ومثله المنسوج بالذهب فانه قائم بعينه غير تابع بل هو مقصود بالبيع كا لحلية والطوق وبه صار الثوب ثوبا ولذا يسمى ثوب ذهب بخلاف المموه لانه مجرد لون لا عين قائمة وبخلاف العلم فی الثوب فانه تبع محض فان الثوب لا يسمى به ثوب ذهب ولان الشرع اهدر اعتباره حتى حل استعماله لكن ينبغی انه لو زاد على اربعة اصابع ان يعتبر ههنا ايضاً فتا مل ص ۳۶۸ و ص ۳۶۹ ج ۴ وقالوا فی الدر اهم المغشو شة انها اذا كان الفضة فيها مغلوبة ففی حكم العروض يجوز بيعها بالخالص ان كان اكثر وبجنسه متفاضلا بشرط التقابض وقال فی الفتح ولا يخفى ان هذا لا يتاتى فی كل دراهم غالبة الغش بل اذا كانت الفضة المغلوبة بحيث لا تتخلص من انحاس اذا اريد ذلك واما اذا كانت بحيث لا تتخلص لقلتها بل تحترق لا عبرة لها اصلا بل تكون كالمموهة لا تعتبر ولا تراعى فيها شرائط الصرف وانما هو كاللون اه ص ۳۷۲ ج ۴۔

(۱) انما اودحنا المسكرات اليا بسة فی الجمادات مع انها من النباتات تبعا معه للمخمر ۱۲۔

(۲) یعنی اتنی مقدار کہ نشہ نہ لائے۔ ۱۲ شبیر علی۔

(۳) اقول بيان المسكرات المائعة ان اربعة منها حرام بالا تفاق وهی عصير العنب اذا غلا واشتدو قذف بالزبد وهو المسمى بالخمر والثانی عصير العنب اذا طبخ حتى يذهب اقل من ثلثيه ويسمى طلاء والثالث نقيع التمر اذا اسكرويسمى سكرا والرابع نقيع الزبيب

(جاری ہے)

جن میں ورق ہوں زکوٰۃ واجب ہوگی یا نہیں۔

جواب: اگر ورق چاندی یا سونے کے معجونوں میں اس طرح حل کر دیئے جائیں کہ تمام ادویہ کے ساتھ حل ہو کر یک ذات ہو جائیں تو اس صورت میں تو وہ مثل ملمع کے مستہلک اور غیر قابل اعتبار ہیں اور اگر پوری طرح حل نہ ہوں تو مثل کپڑے کی گوٹ کے محض تابع ہیں کیونکہ اس کو سونا چاندی کی معجون کوئی نہیں کہتا بلکہ جزو غالب کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ ہاں اگر کسی معجون میں غالب حصہ ورق ہی کا ہو جیسے محض شہد میں ورق حل کئے جائیں تو اس کو معجون ذہب و معجون فضہ یعنی (سونے چاندی کی معجون) کہا جائے گا اور اس کا حکم گوٹہ ٹھپہ وغیرہ کا ہوگا اور اس میں بیع صرف کے احکام بھی ہوں گے، اور وجوب زکوٰۃ بھی ہوگا۔ اور پہلی دونوں صورتوں میں نہ بیع صرف کے احکام ہیں نہ وجوب زکوٰۃ ہے اور مٹھائی اور گوشت پر جو ورق لگا دیتے ہیں اس کا حکم کپڑے کی گوٹ کا سا ہے اتنا فرق ہے کہ یہاں پر ان ورقوں کا چار انگل یا اس سے کم ہونا ضروری نہیں کیونکہ بقدر چار انگل چوڑا ہونے کی قید صرف لباس ہی کے ساتھ خاص ہے اور نشہ[1] کی چیزوں کا حکم یہ ہے کہ جو چیزیں خشک ہیں وہ پاک سب ہیں اور بوقت اشد ضرورت مثلاً کسی علاج کے لئے طبیب کی رائے سے اتنی مقدار کھانا بھی ان خشک چیزوں کا درست ہے جو نشہ نہ لاویں، اور قدر منشی کا استعمال ہرگز جائز نہیں۔ لیکن حتی الامکان ان سے علیحدگی و احتیاط ہی اولی و انسب ہے کیونکہ اکثر تھوڑے سے بہت تک نوبت ضرور آ جاتی ہے اور ضرورت و عدم ضرورت کا خیال نہیں رہتا چنانچہ شامی میں ہے ج ۵ ص ۴۵۳ واما القلیل فان کان للھو فھو حرام۔ ترجمہ۔ ان خشک منشیات کا کم مقدار (قدر غیر منشی ہے) استعمال اگر بقصد لہو و لعب (بلا کسی غرض معتد بہ) کے ہو تو حرام ہے مفرد و مرکب اس میں آ گئیں جیسی افیون، بھنگ، گانجہ، چرس، معجون فلک سیر وغیرہ کہ عند الحاجات بقدر غیر منشی[2] کے جواز کی گنجائش ہے اور بلا حاجت صرف لہو و لعب کے لئے کھانا درست نہیں۔ افیون کا لیپ کرنا یا بھنگ کا بھپارہ لینا اور تکیہ باندھنا سب درست ہے۔ افیون منع نزلہ کے لئے بقدر غیر منشی کھانا یا فلک سیر بغرض امساک حلال بقدر غیر منشی کھانا درست اور سود سب ایسی چیزیں ہیں جن سے اسلام کو بالکل بیر اور ضد ہے ان کو شریعت نے مال بھی قرار نہیں دیا اگر کسی مسلمان کے پاس یہ چیزیں ہوں اور دوسرا ان کو ہلاک کر دے تو کچھ تاوان نہیں آتا، ان پر کوئی بھی عقد صحیح نہیں ہوتا اور تفصیلی حکم لکھنے کا یہ موقع نہیں کیونکہ طول چاہتا ہے نیز اغلاق سے بھی خالی نہیں لہٰذا قدر ضرور پر اکتفا کیا جاتا ہے، جاننا چاہئے کہ چار قسم کی شرابیں تو ایسی ہیں جو باتفاق تمام علماء کے ناپاک اور حرام ہیں وہ چار یہ ہیں[3]، انگور کی کچی شراب اور انگور کی پکی

۱: قال الشامی نقلا عن کافی الحاکم واذا اشتری لحا ما مموھا بفضۃ بدر اھم ادل مما فیہ او اکثر فھو جائز لان التمویہ لا یخلص الا ترے انہ اذا اشتری الدار المموھۃ وبالذھب بثمن موجل یجوز ذلک وان کان مافی سقوفھا من التمویہ بالذھب اکثر من الذھب فی الثمن اھ ونقل الخیر الرملی نحوہ عن المحیط ثم قال واقول یجب تقیید المسئلۃ بما اذا لم تکثر الفضۃ والذھب المموہ اذ اکثر بحیث یحصل منہ شی ید خل فی المیزان بالعرض علی النار یجب حینئذ اعتبارہ ولم ارہ لا صحابنا لکن رایتہ للشافعیۃ وقواعد نا شاھدۃ بہ فتا مل الی ان قال وقد علم بھذا ان الذھب ان کان عینا قائمۃ فی المبیع کمسا میر الذھب ونحوھا فی السقف مثلا یعتبر کطوق الامۃ وحلیۃ السیف ومثلہ المنسوج بالذھب فانہ قائم بعینہ غیر تابع بل ھو مقصود بالبیع کالحلیۃ والطوق وبہ صار الثوب ثوبا ولذا یسمی ثوب ذھب بخلاف المموہ لانہ مجرد لون لا عین قائمۃ وبخلاف العلم فی الثوب فانہ تبع محض فان الثوب لا یسمی بہ ثوب ذھب ولان الشرع اھدر اعتبارہ حتی حل استعمالہ لکن ینبغی انہ لو زاد علی اربعۃ اصابع ان یعتبر ھھنا ایضاً فتا مل ص ۳۶۸ و ص ۳۶۹ ج ۴ وقالوا فی الدر اھم المغشو شۃ انھا اذا کان الفضۃ فیھا مغلوبۃ ففی حکم العروض یجوز بیعھا بالخالص ان کان اکثر وبجنسہ متفاضلا بشرط التقابض وقال فی الفتح ولا یخفی ان ھذا لا یتاتی فی کل دراھم غالبۃ الغش بل اذا کانت الفضۃ المغلوبۃ بحیث لا تتخلص من النحاس اذا ارید ذلک واما اذا کانت بحیث لا تتخلص لقلتھا بل تحترق لا عبرۃ لھا اصلا بل تکون کالمموھۃ لا تعتبر ولا تراعی فیھا شرائط الصرف وانما ھو کاللون اھ ص ۳۷۲ ج ۴۔

(۱) انما اوردنا المسکرات الیابسۃ فی الجمادات مع انھا من النباتات تبعا معہ للمخمر ۱۲۔

(۲) یعنی اتنی مقدار کہ نشہ نہ لائے۔ ۱۲ شبیر علی۔

(۳) اقول بیان المسکرات المائعۃ ان اربعۃ منھا حرام بالا تفاق وھی عصیر العنب اذا غلا واشتدو قذف بالزبد وھو المسمی بالخمر والثانی عصیر العنب اذا طبخ حتے یذھب اقل من ثلثیہ ویسمی طلاء والثالث نقیع التمر اذا اسکر ویسمی سکرا والرابع نقیع الزبیب

(جاری ہے)

سوال　انگریزی دواجو پینے کی ہوتی ہے اس میں عموماً اسپرٹ ملائی جاتی ہے۔ یہ قسم ہے اعلیٰ درجہ کی شراب کی یعنی شراب کا ست ہے تو جب اس امر کا یقین ہو چکا اور مسلم ہے تو انگریزی ہسپتال کی دوا پینا جائز ہے یا ناجائز۔

الجواب　اسپرٹ اگر عنب (انگور) وزبیب (منقی) ورطب (تر کھجور) وتمر (خشک کھجور) سے حاصل نہ کی گئی ہو تو اس میں گنجائش ہے بلا اختلاف ورنہ گنجائش نہیں بلا اتفاق۔ ۲۱ محرم ۳۴ ۱۳۳ھ (نقل از رسالہ الامداد تھانہ بھون مورخہ ربیع الثانی ۳۴ ۱۳۳ھ ڈاکٹری کی کتاب دیکھنے سے معلوم ہوا کہ اسپرٹ تیز قسم کی شراب ہے جو شراب کو مقطر کرنے سے تیار ہوتی ہے اور لکھا ہے کہ ہندوستان میں گھٹیا شرابیں بنتی ہیں مثلاً آلو، بیر، جو، گیہوں وغیرہ کی اور یورپ میں بڑھیا شرابیں بنتی ہیں مثلاً انگور، سیب، انار منقی وغیرہ کی اور اسپرٹ کی تین قسمیں ہیں میتھولیٹڈ اسپرٹ اور پروف اسپرٹ اور ریکٹی فائنڈ اسپرٹ جو دواؤں کے کام میں آتی ہے وہ بڑھیا قسم ہے جس کا نام ریکٹی فائنڈ اسپرٹ ہے یہ قیمت میں بھی دوسری قسموں سے بہت زیادہ ہے تو اگر یہ ولایت سے آئی ہوں تو چونکہ ولایت میں اکثر شرابیں بڑھیا بنتی ہیں اس واسطے یہ احتمال کسی قدر قوت کے درجہ میں ہو سکتا ہے کہ یہ اسپرٹ بھی انگور یا منقی یا چھوارے سے بنی ہوئی شراب کا مقطر ہو اگر ایسا ہے تو وہ حرام اور نجس ہے اور جس دوا میں وہ ملائی جائے گی وہ بھی نجس اور حرام ہو جاوے گی گو اس احتمال پر ہر دوا میں فتویٰ عدم جواز کا نہیں دیا جا سکتا لیکن یہ ضرور کہا جا سکتا ہے کہ اولیٰ یہ ہے کہ بلا ضرورت ایسی دواؤں کو استعمال نہ کیا جائے۔ یہاں سے حکم ہومیو پیتھک ادویات کا بھی نکل آیا کہ اولیٰ یہی ہے کہ ان کو بلا ضرورت استعمال نہ کیا جائے کیونکہ ان کا اصل جزو اسپرٹ ہی ہوتا ہے اور دوسری دوا کا جزو برائے نام ہوتا ہے۔

مسئلہ　کلورافارم سونگھا کر عمل جراحی کے لئے بے ہوشی کرنا درست ہے۔[1]

نباتات کا بیان

نباتات سب پاک اور حلال ہیں الا آنکہ مضر یا مسکر ہو مسکر کا بیان ہو چکا اور مضر میں ممانعت کی وجہ ضرر ہے جب ضرر نہ رہے تو اس کے استعمال میں کچھ بھی حرج نہیں ہے جیسے جمال گوٹہ کچلہ وغیرہ کہ طبیب کی رائے سے ان کا استعمال بلا تکلف جائز ہے۔

حیوان کا بیان

حیوان وانسان اور اجزاء حیوان وفضلات حیوانیہ اور دیگر متعلقات حیوان سب اسی میں بیان ہوں گے۔ انسان بجمیع اجزائہ محترم ہے خواہ کافر ہو یا مسلمان، زندہ یا مردہ کو جلانا لاش کو بیچنا یا خریدنا، مردہ کا ڈھانچ بغرض تشریح مطب میں رکھنا بچہ کو تاوقتیکہ مر نہ جائے پیٹ میں سے کاٹ کر نکالنا، عورت[2] کا دودھ سوائے بچہ کے ایام رضاع میں پینا یا خارجاً استعمال کرنا مثلاً آنکھ میں یا کان میں ڈالنا سب ناجائز ہیں۔ موم کی یا ربڑ کی تصویریں تشریح کی مشق کی غرض سے رکھنا جائز ہے بشرطیکہ ہر ہر عضو علیحدہ ہو تاکہ تصویر کے حکم میں نہ ہو۔[3] برقی آلہ سے زندہ انسان کے جسم کے اندرونی حالات دیکھنا بھالنا درست ہے۔

مسئلہ　زندہ جانور کو جلانا[4] یا ضرورت سے زیادہ تکلیف دینا جیسے زندہ جانور کو تیل میں ڈال کر جلانا یا شیشی میں کیڑوں کو بھر کر گرم کھچڑی یا پانی میں رکھ کر تیل بنانا درست نہیں مار کر تیل میں ڈالنا چاہئے اس سے چنداں اثر میں فرق نہیں آتا۔ بیر بہوٹی کو شیشی میں بند کر کے چند

---

(۱) قال فی الشامی لاباس بشرب ما یذھب بالعقل لقطع نحواکلۃ اقول ینبغی تقییدہ بغیر الخمرو الظاھر انہ لا تقیید بنحوبنج من غیر المانع انتھی ما فی الشامی ص ۴۵۷ ج۵۔

(۲) عورت کا دودھ پاک ہے لیکن کسی طرح سے استعمال اس کا سوائے بچہ کو ایام رضاع میں پلانے کے درست نہیں فی الھدایۃ ولا بیع لبن امراۃ فی قدح واستدل علیہ بانہ جز الادمی وھو بجمیع اجزائہ مکرم مصون عن الابتذال بالبیع ولافرق فی ظاھر الروایۃ بین لبن الامۃ والحرۃ ۱۲ نظر ثالث وتفصیلہ فی اصلاح الطب ۱۲۔

(۳) اس کی تفصیل علمائے سے پوچھ لیں ۱۲۔

(۴) لقولہ علیہ السلام لا یعذب بالنار الا رب النار ۱۲۔

روندر کھتے ہیں تاکہ وہ مرجاویں یہ بھی(۱) بے رحمی ہے اگر کوئی اور ترکیب فوراً مارنے کی ہو تو اس سے کام لیں مثلاً تیل میں ڈال دینا اور اگر نہ ہو تو بدرجہ مجبوری جائز ہے جیسے فقہاء نے تشمیس(۲) دودالقز کو جائز کہا ہے کیونکہ ان کے مارنے کی اور کوئی ترکیب نہیں۔ کیچوے کو مچھلی کے شکار کے لئے کانٹے میں پرونا بھی تعذیب زائداز ضرورت ہے مار کر لگانا چاہئے۔

مسئلہ۲ زندہ جانور کا کوئی جزو جس میں حس ہوتی ہے کاٹ کر کام میں لانا درست نہیں لقولہ علیہ السلام ما ابین من الحی فھو میت یعنی جو عضو زندہ جانور کا کاٹا جائے وہ میتہ ہے جیسے زندہ بکرے کا کان کاٹ کر یا زندہ گھوڑے کا پر (یہ ایک سخت چربی ہے جو گھوڑے کے گھٹنے کے پاس ہوتی ہے) کاٹ کر کام میں لایا جائے اور ایسا جز کاٹ کر کام میں لانا جو غیر ذی حس ہو جیسے زندہ ہاتھی کا دانت کاٹ لیں یا بکری کے بال کاٹ لیں تو یہ پاک ہے اگر حلال جانور کا جزو ہے تو کھانا بھی حلال ہے اور اگر غیر ماکول کا جزو ہے تو صرف خارجاً درست ہے۔[1]

مسئلہ۳ سوائے خنزیر کے زندہ سب جانوروں کی بیع[2] کسی فائدہ کیلئے درست ہے خواہ بری ہوں یا بحری۔ چھوٹے ہوں یا بڑے حتیٰ کہ کتے اور چیتے اور سانپ وغیرہ کی بھی۔ اور مردہ ان حیوانات کی بیع درست ہے جو پاک ہیں جیسے دریائی جانور یا حشرات[3] غیر ذی دم یا ذی دم جانور بعد ذبح۔ کیونکہ ذبح سے ہر جانور پاک ہو جاتا ہے سوائے سور کے۔ تو خارجی استعمال کیلئے اس کے گوشت وغیرہ کا بیع وشری ہو سکتا ہے جیسا کہ آگے آتا ہے۔

مسئلہ۴ دریائی جانور سب پاک ہیں چھوٹے ہوں یا بڑے مذبوح ہوں یا غیر مذبوح۔ ہاں کھانا کسی کا سوائے مچھلی کے مذہب حنفی میں درست نہیں تو خارجی استعمال تمام حیوانات دریائی کا اور ان کے تمام اجزاء کا درست ہوا۔ الا آنکہ مینڈک کا مارنا کراہت سے خالی نہیں لورود النص فیہ۔ ہاں اگر مارا ہوا ہو تو خارجی استعمال میں کچھ بھی حرج نہیں یہ حکم دریائی مینڈک کا ہے اور خشکی کا مینڈک ذی دم ہونے کی وجہ سے نجس ہے۔ لہٰذا مرا ہوا میتہ کے حکم میں ہے ہاں ذبح کیا گیا ہو تو پاک ہے یا بہت ہی چھوٹا ہو کہ وہ ذی دم نہ ہوگا۔ دریائی مینڈک کے پیروں کی انگلیوں کے بیچ میں کھال ہوتی ہے جیسے بط کی۔ شافعی مذہب میں سوائے صدف[4] اور سرطان اور مینڈک اور ناکے اور سانپ اور کچھوے کے سب دریائی جانور حلال ہیں۔ مالکیہ[5] کے نزدیک کل دریائی جانور حلال ہیں۔ سرطان کا اثر جلانے سے بھی بدستور رہتا ہے۔ اطباء کو چاہئے کہ سرطان محرق استعمال کریں تاکہ فعل ناجائز سے بچیں۔ جند بیدستر داخلاً کسی کے نزدیک بھی درست نہیں۔ حنفیہ کے نزدیک تو دو وجہ سے ایک یہ کہ جزو حیوان دریائی ہے دوسری یہ کہ خصیہ ہے جس کی ممانعت حدیث میں منصوص ہے۔ اور دیگر ائمہ کے نزدیک صرف اخیر وجہ سے اور بوجہ پاک ہونے کی خارجاً درست ہے۔ عطر میں ڈالنا جائز ہے۔

مسئلہ۵ چونکہ مچھلی کو ذبح کرنے کی ضرورت نہیں ہے اس واسطے کافر کے ہاتھ کی مچھلی بلاشبہ حلال ہے۔ ایسے ہی ٹڈی[6]

۱: بنابریں سانپ کا دانت سرمہ میں ڈالنا جائز ہے خواہ زندہ کا لیا جائے یا مردہ کا ہاں کھانے کی دوا میں ڈالنا جائز نہیں کیونکہ حیوان غیر ماکول کا جزو ہے ۱۲ نظر ثالث۔

۲: فی الشافی ج ٤ ص ١٧٢ یجوز بیع سائر الحیوانات سوی الخنزیر هو المختار وفی الدر المختار ص ١٧٢ والحاصل ان جواز البیع یدور مع حل الا نتفاع ١٢۔

۳: کیڑے مکوڑے جن میں خون بہتا ہوا نہیں ۱۲ منہ۔

٤: کذا فی حیوة الحیوان ج٢ ص ٢٧ بحث السمک ایضاً فی رحمة الامة کتاب الذبائح ص ٦٢ ١٢۔

٥: عن رحمة الامة قال مالک یوکل السمک وغیرہ حتی السرطان والضفدع و کلب الماء لکنه کرہ الخنزیر و حکی انه توقف فیه ١٢۔

٦: لکن مالکا خالف فی الجراد ١٢۔

(١) وقال علیه السلام ان الله کتب الا حسان فی کل شئی ووردت قصة عجوز حبست هرة لا هی اطعمتها ولا هی ارسلتها تاکل من حشاش الارض فعذبت ١٢ منه۔

(٢) تشمیس دودالقز یعنی ریشم کے کیڑوں کو دھوپ میں ڈال کر مارنا ۱۲۔

مسئلہ۶ کیڑے مکوڑے[1] اور خشکی کے جملہ وہ جانور جن میں دم سائل نہ ہو پاک ہیں جیسے اکثر[2] حشرات الارض[4] بچھو تتیے[3] چھوٹی چھپکلی جس میں دم سائل نہ ہو۔ چھوٹا سانپ جس میں دم سائل نہ ہو خارجاً ان کا استعمال ہر طرح درست ہے اور داخلاً سب حرام ہیں[5] سوائے ٹڈی کے۔ لہٰذا چیچک کے مریض کو مکھی یا قوت باہ کے لئے خراطین کھانا درست نہیں۔ خراطین وغیرہ کا اثر لینے کی تدبیر یہ ہے کہ یہ چیزیں مرغی کے بچوں کو کھلائی جاویں پھر بچوں کو خود کھاوے جیسا کہ آگے تفصیل کے ساتھ آتا ہے۔

مسئلہ۷ کیڑوں کے لعاب سے بعض پیدا شدہ چیزیں جن سے استقذار یعنے گھن نہ ہو حلال ہیں جیسے ابریشم شکر تغال وغیرہ للنص علی حلۃ العسل۔

مسئلہ۸ گولر کو مع اندر کے بھنگوں کے کھانا درست نہیں۔ اسی طرح سرکہ کو مع کیڑوں کے کھانا یا کسی معجون وغیرہ کو جس میں کیڑے پڑ گئے ہوں مع کیڑوں کے یا مٹھائی کو مع چیونٹیوں کے کھانا درست نہیں اور کیڑے نکال کر درست ہے[6] اور اگر شہد نچوڑنے میں کچھ وہ بچے بھی مل دیئے جائیں جن میں ابھی جان نہیں پڑی تو اس شہد کے کھانے میں کچھ حرج نہیں کیونکہ وہ میتہ نہیں ہے نہ حیوان ہے ایسے ہی حکم ہے جب کہ آٹے میں یا کسی دوا میں کیڑوں کا مادہ جالے کی طرح پیدا ہو گیا ہو اور ہنوز جاندار کیڑے نہیں ہوئے کہ مع اس جالے کو کھالینا درست ہے۔ سرکہ میں چھاننے کے بعد یہ وہم نہ کرنا چاہئے کہ کچھ کیڑے گھل مل گئے ہوں گے۔

مسئلہ۹ میتہ کی خرید و فروخت سب باطل ہے اور میتہ نجس بھی ہے داخلاً اور خارجاً کسی طرح استعمال جائز نہیں۔ جونک اور خراطین اور جملہ حشرات الارض غیر ذی دم چونکہ مرنے کے بعد بھی نجس نہیں اس واسطے ان کی بیع و شریٰ خشک[7] شدہ کی بھی درست ہے اور خارجاً استعمال درست ہے۔

مسئلہ۱۰ سوائے خنزیر کے تمام وہ جانور جن میں دم سائل ہو خواہ ان کا گوشت کھانا حلال ہو یا حرام باقاعدہ[(1)] ذبح کرنے سے سب[(2)] پاک ہو جاتے ہیں یعنی تمام اجزا ان کے گوشت چربی آنتیں، اوجھ سنگدانہ، پتہ، اعصاب سب طاہر ہو جاتے ہیں سوائے خون کے یعنی دم مسفوح کے نتیجہ یہ ہے کہ خارجی استعمال ان کا ہر طرح درست ہو جاتا ہے جیسے سر پر باندھنا وغیرہ۔ ہاں کھانا درست نہیں سوائے حلال جانوروں کے۔ اس مسئلہ سے اطبا بہت کام لے سکتے ہیں۔ آنتوں اور اوجھ اور سنگدانہ اور پتے کو نجاست ظاہر سے دھونا ضروری[(3)] ہے۔

۱: مسئلہ۔ بہت چھوٹی مچھلی کو مع الائش کھانا جائز ہے بالاتفاق سوائے اصحاب شافعی کے وفی السمک الصغار التی تقلی من غیر ان یشق جوفہ فقال اصحابہ (ای الشافعی) لا یحل اکلہ لان رجیعہ نجس وعند سائر الائمۃ یحل اھ ج ۵ ص ۳۰۱ شامی۔

۲: اکثر کی قید اس واسطے ہے کہ بعض حشرات الارض ذی دم سائل بھی ہیں جیسے چوہا، گھونس وغیرہ ۱۲۔

۳: چھوٹی چھپکلی اور چھوٹا سانپ وہ ہے جو بالشت سے کم ہو (کمافی قاضی خان)۔

۴: خلافا لمالک فانہ قال بکراھۃ حشرات الارض دون حرمتھا لان الاصل فی الاشیاء الاباحۃ کذا فی حیوۃ الحیوان بحث الذباب وکذلک فی رحمۃ الامۃ ۱۲۔

۵: کذا فی الشامی ج ۵ ص ۱۹۹۔ ۱۲ منہ۔

۶: لان العلۃ الاستقذار وھو لا یوجد باختلاط شی فی غایۃ القلۃ کانہ مثل لا شی کما اذا طبخ فی قدر ذبابۃ وانحلت فیہ کذا فی احیاء العلوم علی ان ذالک الاحتمال ایضا فی الخل والمفروض احتمال غیر ناش عن دلیل ۱۲۔

۷: ایسی ہی غیر خشک شدہ کا بھی ۱۲۔

(۱) لفظ باقاعدہ ذبح اختیاری اور اضطراری اور ذبح مسلم اور کتابی سب کو شامل ہے اس کی تفصیل کتب فقہ میں ہے نیز رسالہ اصلاح الطب میں بھی ہے ۱۲۔

(۲) وفی الدر المختار وما ای اھاب طہر بدباغ طہر بذکاۃ علی المذھب لا یطھر لحمہ علی قول الاکثر ان کان غیر ماکول ھذا اصح ما یفتی بہ وان قال فی الفیض الفتوی علی طھارتہ انتھی بقول محمد مصطفی ثبت الاختلاف فی طھارۃ لحم الغیر الماکول بالذبح فیکون لعموم البلوی اثر فی التوسع فی لکن الاحوط الاجتناب ما امکن ۱۲۔

(۳) شیر کی اور ریچھ وغیرہ کی چربی سوائے سور کے ذبح کرنے سے پاک ہو جاتی ہے شیر وغیرہ کو ذبح کرنے کی ترکیب یہ ہے کہ اول گولی سے مارا جائے جب مرنے لگے تلوار اس کی گردن پر بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر مار دی جائے کہ اس صدمہ سے وہ جلد مر جائے اس سے چربی گوشت وغیرہ سب پاک ہو جائیں گے اور خارجی استعمال سب کا درست ہو جائے گا اور ان جانوروں کو ذبح کرنے کی اور بھی ترکیب ہے جس میں طول ہے وہ اصلاح الطب اور کتب فقہ میں مفصل مذکور ہے ۱۲ ظفر عالم شد۔

مسئلہ۱۱ میتہ یعنی مردار نجس ہے سوئے اجزائے ذیل کے۔ بال ہڈی جب کہ اس پر گوشت اور دسومت بالکل نہ رہے۔ کھال جب کہ دباغت ہو جائے۔ کھال ہی کے حکم میں وہ اعضاء بھی ہیں جو اعضاء جلدی کہلاتے ہیں جیسے مثانہ، اوجھ، پتہ، پوست، سنگدانہ آنتیں، جھلیاں یہ سب چیزیں بھی کھال کی طرح دباغت سے پاک ہو جاتی ہیں۔[1] بشرطیکہ جب کہ دباغت ہو جائیں۔ ناخن، سم، سینگ، پر، میتہ کے ان اجزاء کو پاک کہنے کا مطلب یہ ہے کہ نماز ان کے ساتھ درست ہے بیع وشری جائز ہے خارجاً اگر کسی طرح استعمال کیا جائے تو درست ہے مگر کھانا کسی جزو میتہ کا درست نہیں خواہ وہ مرا ہوا جانور ماکول اللحم ہو یا غیر ماکول خنزیر کے یہ سب اجزا بھی ناپاک ہیں[2] اور بعض فقہاء نے جو اجازت سور کے بال سے سینے کی دی ہے وہ کسی اس زمانہ کی ضرورت پر محمول ہے اب اجازت نہیں کمافی الشامی۔ دباغت کے معنی تعفن سے محفوظ ہو جانا ہے۔

مسئلہ۱۲ عاج یعنی دندان فیل پاک ہے خواہ مردار ہاتھی کا ہو یا زندہ کا لیکن داخلاً استعمال جائز نہیں خارجاً ہر طرح درست ہے (استعمال داخلی اور خارجی کی تعریف شروع کتاب میں گذری)۔

مسئلہ۱۳ جن جانوروں کا گوشت کھانا حرام ہے ان کا دودھ بھی حرام اور نجس ہے اور حلال جانور کا دودھ حلال اور پاک ہے اگر حلال جانور مر بھی جاوے تو اس کے تھنوں میں سے نکلا ہوا دودھ پاک[3] اور حلال ہے۔ فقہا کے قول لبن المیتہ طاہر کا مطلب یہی ہے گدھی کا دودھ دق اور سل میں پینا تداوی بالحرام ہے گھوڑی کا دودھ حلال اور پاک ہے کیونکہ گھوڑا حلال ہے مصلحتہ ممنوع ہے۔

انڈے کا بیان ...... ہر جانور کا انڈا اس کے گوشت کے حکم میں ہے مگر اس بات میں کہ حلال جانور اگر مردار ہو جائے تو اس کا انڈا جو پیٹ میں سے نکلے پاک اور حلال ہے جیسے دودھ کا مسئلہ ذکر ہوا اس کے اوپر جو رطوبت ہو دھو ڈالیں۔

مسئلہ۱۴ غیر ماکول یعنی حرام جانور ذی دم کو اگر ذبح کر دیا تب بھی باوجود گوشت پوست وغیرہ کے پاک ہو جانے کے انڈا پاک نہیں ہو سکتا۔[4]

مسئلہ۱۵ گندہ انڈا حلال جانور کا جب خون بن گیا تو حرام[5] اور نجس ہے اور جب خون کا بچہ بن گیا تو حلال اور پاک ہے[6] اور اگر بچہ بن گیا اور ابھی جان نہیں پڑی تب بھی پاک ہے اور کھانا بھی اس کا جائز ہے۔[1] کیونکہ گوشت ہے۔ اور حرام جانور کا انڈا اول اور تیسری صورت میں حرام اور نجس ہے اور دوسری صورت میں جب کہ بچہ زندہ ہو گیا تو پاک ہے اور حرام ہے۔[2]

فضلات حیوانیہ کا بیان ...... دم مسفوح ناپاک ہے۔ مسفوح وہ خون ہے جو بہنے کے قابل ہو یہ خون یا اس کا کچھ حصہ سب نجس ہے اس کا استعمال داخلاً و خارجاً کسی طرح جائز نہیں۔ مذبوح جانور کی گردن میں موضع ذبح پر جو خون لگا ہوتا ہے وہ دم مسفوح ہے بلا دھوئے اور خون چھوٹے طہارت نہیں ہو سکتی۔ ہاں جو خون رگوں کے اندر یا جلد وغیرہ میں رہ جاتا ہے وہ غیر مسفوح ہے اور دفعاً للحرج کھانے میں بھی مضائقہ نہیں اور سوائے[3] اس کے اور خون غیر مسفوح پاک تو ضرور ہیں مگر داخلاً جائز نہیں جیسے کوئی کھٹمل کا خون کھانا چاہے۔ کبوتر کا خون پڑ دال پر لگانا درست نہیں کیونکہ دم مسفوح ہے اور کھٹمل کا خون لگانا درست ہے کیونکہ دم غیر مسفوح ہے۔ حشرات کو غیر ذی دم مسفوح مانا گیا ہے نیز دریائی جملہ جانوروں کو بھی چاہے بڑے ہوں چاہے چھوٹے سب کو غیر ذی دم مانا گیا ہے۔ چھپکلی اور سانپ جو بالشت بھر سے چھوٹے ہوں ان کو بھی غیر ذی دم مسفوح مانا گیا ہے۔[2] پیپ اور کچلہو اور جملہ زخموں سے نکلی ہوئی رطوبتیں جب کہ وضو

1: اور یہ بچہ میتہ نہیں ہے کیونکہ ابھی حیوان ہی نہیں ہوا بلکہ یہ اس انڈے ہی کا ایک جزو ہے ۱۲۔

۲: جب گندہ ہو کر خون ہو تب تو ظاہر ہے اور جب بچہ بن گیا مگر جان نہیں پڑی تو اس واسطے نجس اور حرام ہے کہ وہ انڈے ہی کا جزو ہے اور جب زندہ ہو گیا تو حیوان ہے اور حیوان زندہ پر نجاست کا حکم نہیں ہوتا ہے ۱۲ نظر ثالث۔

۳: یعنی سوائے اس خون کے جو رگوں یا گوشت یا جلد میں رہ جائے ۱۲۔

٤: كذافي قاضي خان ١٢۔

(۱) نجاست ظاہر سے دھو لینا ضروری ہے اوجھ وغیرہ کو ۱۲۔

(۲) وما اجازا الفقهاء الخياطة باشعار الخنزير فمحمول على الضرورة في ذالك الزمان واما اليوم فلا ضرورة اصلا كذا في الشامي ١٢۔

(۳) لان مالا يحله الحيوة الا يحله الموت كذا صرح به في كتب الفقه ١٢

(٤) لان البيض لا يوثر فيه الحيوة ولا الموت فلا يوثر فيه التزكية فيبقى على حالة الا صلية وتمامه في اصلاح الطب مقاله ثانيه ١٢۔

(۵،۶) بوجہ تبدیل ماہیت ۱۲۔

ان سے ٹوٹ جاتا ہو خون ہی کے حکم میں ہیں کسی طرح استعمال جائز نہیں۔ حتیٰ کہ کتے سے زخم پر دہی ڈال کر چٹوانا جائز نہیں دو وجہ سے ایک تو اس کا لعاب نجس ہے اور نجس العین کا استعمال خارجاً بھی جائز نہیں۔ دوسرے خون اور کچلہو نجس ہیں جانور کو بھی ان کا چٹانا درست نہیں۔

مسئلہ۱۶ جو خون جونک نے پیا وہ مسفوح اور ناپاک ہے ہاں جب وہ جونک کا جزو بدن بن جاوے تو بوجہ تبدیل ماہیت کے پاک ہو جاتا ہے علامت اس کی یہ ہے کہ سونتنے سے خون نہ نکلے۔ حلال پرندوں کے کل فضلات سوائے خوان کے پاک ہیں مگر داخلاً بوجہ اخباث کسی کا بھی استعمال درست نہیں۔ حلال پرندوں کا سنگدانہ پاک تو ہے مگر کھانا جب ہی درست ہوگا جب اس پر سے بیٹ کو دھویا جائے مرغی اور بط اور مرغابی کی بیٹ بھی نجس ہے۔

مسئلہ۱۷ کحل مرارات (وہ سرمہ جس میں پتوں کے پانی پڑتے ہیں) میں اگر حلال پرندوں کے پتوں کا پانی پڑا ہے تب تو بلا تکلف جائز ہے اور پاک ہے (سوائے مرغابی اور مرغی اور بط کے کہ ان کے پتوں[۱] کا حکم بھی بیٹ کا سا ہے) اور اگر حرام پرندوں کے پتوں کا پانی یا سوائے پرندوں کے اور کسی ذی دم جانور کا پتہ پڑا ہے تو ناپاک ہے اور جب جائز ہے جب کہ بہ نسبت پتوں کے پانی کے ادویات زیادہ ہوں[۲] لیکن نماز کے وقت آنکھ کو دھونا پڑے گا۔ اگر اوپر پانی بہا ہے اور اگر ادویات زیادہ نہیں ہیں بلکہ غلبہ پانی کو ہے تو جائز نہیں کیونکہ نجس العین ہے جیسے پیشاب[۳]۔

مسئلہ۱۸ بکری کا پتہ مع پانی کے چھلوری پر چڑھانا امام محمد صاحب کے قول پر درست ہے کیونکہ ان کے نزدیک ماکول اللحم جانور کا پیشاب پاک ہے[۵]۔

مسئلہ۱۹ براز (پاخانہ) کل جانوروں کا سوائے حلال پرندوں کے ناپاک ہے ہاں جس سے احتراز ممکن نہ ہو عفو ہے جیسے مکھی کی بیٹ یا ریشم کے کیڑے کا فضلہ جو باوجود حتی الامکان کوشش کے بھی پتہ نہ کچھ کو یہ ابریشم میں لگا ہی رہ جاتا ہے اور عموم بلوے ہی کی وجہ سے چمگادڑ کی بیٹ کو پاک کہا ہے یعنی عفو ہے حتیٰ کہ بعض فقہانے بلی کے پیشاب کو کپڑے پر پاک کہا ہے (یعنی عفو) اور پانی میں نجس لان الندار علی البلوی لہٰذا سانپ کی بیٹ اور جونک کی بیٹ بھی نجس ہوگی[۶] اور شیاف مگسی (آنکھ میں لگانے کی ایک دوا ہے جس میں مکھی کی بیٹ پڑتی ہے) نجس ہوگا کیونکہ آنکھ کے بارے میں بلوی نہیں مگر آنکھ میں لگانا جائز ہوگا کیونکہ غلبہ دیگر ادویات کو ہے نجس العین نہیں ہے۔ ہاں نماز کے وقت دھونا ضرور ہے جب کہ آنکھ کے باہر بھی بہا ہو۔

مسئلہ۲۰ حرام پرندوں کی بیٹ بھی نجس ہے مگر نجاست خفیفہ ہے لیکن کنوئیں کے حق میں اس کو عفو کہا ہے لعموم البلوی۔ نجاست کے خفیفہ ہونے کا اثر حرمت استعمال پر کچھ نہیں پڑتا غلیظہ وخفیفہ یکساں ہیں صرف نماز کے بارے میں فرق ہے کہ غلیظہ کے مقدار قدر درہم ہے اور خفیفہ کی ربع ثوب جو پانی نجاست خفیفہ سے نجس ہو وہ بھی نجاست خفیفہ ہوگا اور غلیظہ سے غلیظہ۔

مسئلہ۲۱ چمگادڑ کے پیشاب کو پاک کہا ہے کسی نے بوجہ عموم بلوی اور کسی نے اس وجہ سے کہ چمگادڑ کو بھی حلال مانا ہے[۸]۔

۱: لانہ اذا استثنیٰ خرء الدیک ولا وز والبط من بین الطیور فکذا یستثنیٰ البول وما فی حکم البول ایضاً ۱۲۔

۲: لان العبرۃ للغالب کما قلنا قبل ۱۲۔

۳: آنکھ کے اندر کا حکم پیٹ کا سا ہے یعنی اندر سے کسی حال میں دھونے کی ضرورت نہیں حتیٰ کہ اندر پیپ خون نکلے اور آنکھ سے باہر نہ آئے تو وضو نہیں جاتا ۱۲۔

٤: ومایفھم من الشامی ج۱ ص ۲۶۱ فعلی قول محمد کحل المرارات الذی فیہ ماء مرارۃ ماکول اللحم طاھر لان مرارۃ کل شئی کبولہ ۱۲۔

۵: مسئلہ اگر پتہ چھلوری پر چڑھایا اور اس کا اتارنا مضر ہے تو اس پر وضو کے وقت پانی بہالے اور اگر پانی بہانا بھی مضر ہو تو مسح کرے اور اگر مسح بھی مضر ہو تو چھوڑ دے نماز ہو جاوے گی کذا فی نور الایضاح مع شرحہ وحاشیہ الطحطاوی ص ۷۹ ۱۲ ظفر غالشہ۔

٦: لعدم البلوی فیھا۔

۷: اس صورت میں اس کو طاہر نہ کہیں گے بلکہ معفو عنہ کہا جائے گا۔

۸: فی الشامی ونقل انہ حلال فلا اشکال فی طھارۃ بولہ وخرئہ ج ۱ ص ۱۳۸ ۱۲۔

مسئلہ ۲۲ پرندوں کے سوا حلال حیوانات کا لعاب اور پسینہ اور میل پاک ہے[1] اور پیشاب نجاست خفیفہ ہے اور باقی فضلات جیسے مانی المعدہ وو الامعاء اور پاخانہ اور منی وغیرہ سب نجس ہیں نجاست غلیظہ۔

مسئلہ ۲۳ غیر پرند حرام جانوروں کے کل فضلات لعاب اور مانی البطن اور پاخانہ اور پیشاب اور منی اور پسینہ اور میل سب نجاست غلیظہ ہیں علی ہذا[2] ہاتھی کے کان کا میل بھی نجس ہے۔ دوسری چیز میں ملا کر خارجاً درست ہے جب کہ میل اس پر غالب نہ ہو اور تنہا یا غالب دوسری چیز پر درست[3] نہیں۔ گدھے اور خچر کا پسینہ خلاف قیاس پاک ہے تو ان کا میل بھی پاک ہوا خارجاً استعمال درست ہے۔

مسئلہ ۲۴ چوہے کا پیشاب نجس ہے مگر دفعاً للحرج عفو کہا ہے ایسی ہی اس کی مینگنی کو عفو کا حکم مواقع حرج تک محدود رہے گا مینگنیاں کسی دوا یا عرق میں پڑ جاویں بشرطیکہ ٹوٹ کر حل نہ گئی ہوں یا مقدار میں زیادہ نہ ہوں اور بالقصد ان کا استعمال درست نہ ہو گا جیسے پیٹ پر لیپ کرنا یا کتے کے کاٹے کو کھلانا الا آنکہ اور کوئی دوا نہ ہو کیونکہ یہ نہایت مجرب ہے[4]۔

مسئلہ ۲۵ انسان کا پسینہ اور میل اور آنسو اور سنک اور لعاب پاک ہے لعاب داد پر لگانا یا آنکھ میں لگانا اور کان کا میل خارجی استعمال میں لانا درست ہے داخلاً یہ بھی بوجہ استخباث کے درست نہیں ان کے سوا کل انسانی فضلات نجس ہیں نہ داخلاً جائز ہیں نہ خارجاً اور قے قلیل جو ناقض وضو نہ ہو وہ غیر مسفوح کے حکم میں ہے یعنی ناپاک نہیں مگر مستخبث ہے داخلاً جائز نہیں۔

متفرقات

اس میں اشیاء مرکب از جماد و نبات و حیوان کا اور متفرق مسائل کا بیان ہے۔ اوپر بیان ہو چکا ہے کہ شریعت اسلامی میں کسی چیز کی حرمت کی علت چار چیزیں ہیں نجاست یا مضرت یا استخباث یعنی گھنونی چیز ہونا جیسے کیڑے مکوڑوں کا کھانا یا نشہ۔ جب نجس اور غیر نجس مرکب ہو جاویں تو حکم نجاست کا ہوتا ہے ہاں اتنی تفصیل ہے کہ اگر نجاست دوسری چیز پر غالب ہے تو حکم نجس العین کا ہوتا ہے یعنی اس کا استعمال نہ داخلاً درست ہے اور نہ خارجاً۔ مثلاً کوئی چاہے کہ لوٹا بھر پیشاب میں چلو بھر پانی ڈال کر خارجاً استعمال کرے تو درست نہیں اور اگر دوسری چیز نجاست پر غالب ہے تو وہ ناپاک تو ہے مگر خارجاً اس کا استعمال درست ہے مگر نماز کے وقت طہارت ضرور ہے اور احتیاط اولیٰ ہے اگر نجس چیز اور غیر نجس چیز مل جانے کے بعد کوئی مطہر پایا جائے یعنی کسی طریقہ معتبرہ فی الشرع سے وہ پاک کر لیا جائے تو حکم طہارت کا لوٹ آتا ہے ورنہ وہ ناپاک رہتا ہے تبدیل ماہیت بھی مطہر ہے اور جب مضر اور غیر مضر چیزیں مل جاویں تو اگر ملانے سے نقصان جاتا رہے تو ممانعت بھی جاتی رہے گی جیسے سنکھیا کے ساتھ کوئی اسکا اتار ملا دیا جائے یا سمیات کو مدبر کر کے بقدر غیر مضر کھایا جاوے اور جب خبیث اور

۱: لیکن کھانا جائز نہیں بوجہ استخباث کے ۱۲ نظر ثالث۔

۲: جس طلاء میں ہاتھی کے کان کا میل پڑا ہو لگانا جائز ہو گا کیونکہ اور اجزاء سے کم ہے ہاں ناپاک ہو گا اور نماز کے وقت دھونا ضروری ہو گا ۱۲۔

۳: وعند مالك الفيل حلال فيكون وسخ اذنه طاهرا و بوله نجسا خفيفا ۱۲ نظر ثالث۔

۴: في العالمگيريه يجوز للعليل شرب الدم والبول واكل الميتة للتداوى اذا اخبره طبيب مسلم ان شفائه فيه ولم يجد في المباح مايقوم مقامه وان قال الطبيب بتعجيل شفائك فيه وجهان كتاب الكراهة ج ٦ ص ٢٣٦ واطال الكلام فيه في الشامي مع جواب عن قوله عليه السلام ان الله لم يجعل شفائكم فيما حرم عليكم ۱۲ ج ۱ ص ۲۱٦ و ج ٤ ص ۲۹۸۔

۵: فيه خص وذالك على رواية حلة التداوى بالمحرم حيث لا يكون دواء آخر لان كلب الكلب مرض صعب مهلك قلما ينجو منه الانسان وخرء الفارة مجرب في ذلك جدا ۱۲ م۔

۶: ترکیب یہ ہے کہ چوہے کی مینگنیاں ایک تولہ روز پیس کر تڑکی پکی ہوئی دال میں ملا کر کھلاویں سات دن تک تمام دیوانے جانوروں کے کاٹنے کے لئے مجرب ہے۔ ایک اور نسخہ جس میں کوئی ناجائز چیز نہیں ہے اون کسی حلال جانور کی مثل بھیڑ بکری کی لے لیں تو بے شبہ جائز ہے اون سیاہ رنگ ایک تولہ پرانا گڑ ایک تولہ دونوں کو اتنا کوٹیں کہ مرہم سا ہو جائے پھر خوراک کر کے ایک خوراک روز کھائیں ۱۲۔

۷: دودھ ہر عورت کا پاک ہے لیکن سوائے بچہ کے ایام رضاع میں پلانے کے لئے کسی طرح اس کا استعمال جائز نہیں اس کی تفصیل اور دلیل شروع اس باب میں گزری ۱۲ نظر ثالث۔

غیر خبیث مل جاویں تو اگر استخباث باقی رہے تو حرمت کا ورنہ حلت کا حکم ہوگا جیسے دیگ میں مکھی پڑجائے کہ اگر مکھی شوربے میں حل نہیں ہوگئی تو اس مکھی کا کھانا جائز نہیں اور اگر وہ تحلیل مل گئی تو ایک دیگ میں مکھی کا مل جانا عرفاً مستخبث[1] نہیں لہٰذا وہ شوربا حلال ہے حالانکہ اجزاء مکھی کے اس میں بالیقین موجود ہیں۔

تبدیل ماہیت کا بیان

تبدیل ماہیت سے احکام بھی بدل جاتے ہیں مثلاً انگور کا پانی پاک ہے لیکن جب کہ وہ ایک دوسری چیز یعنی شراب بن گیا تو وہ نجس ہو گیا اور شراب جب پھر دوسری چیز بن گئی یعنی سرکہ ہو گئی تو پاک ہو گئی۔ تبدیل ماہیت کے یہ معنی ہیں کہ ایک چیز سے ایسی دوسری چیز بن جائے جس کا حکم شی اول کے بالکل خلاف ہے مثلاً ناپاک چیز ایک ایسی چیز کی طرف مستحیل ہو گئی کہ وہ چیز پاک ہے تو وہ ناپاک چیز پاک ہو گئی جیسے کھاد ناپاک ہے مگر جب مٹی ہو گیا تو مٹی ایک پاک چیز ہے تو وہ پاک ہو گیا۔ یا انڈا پاک ہے مگر خون بن گیا اور خون ایک ناپاک چیز ہے تو انڈا ناپاک ہو گیا اور جب اس خون کا مضغہ گوشت بن گیا تو گوشت پاک چیز ہے پھر پاک ہو گیا۔ اور اگر انقلاب ایسی چیز کی طرف ہوا جس کا حکم ویسا ہی ہے جیسا اس کا قبل انقلاب کے تھا تو وہی حکم رہے گا پاک تھی تو پاک اور ناپاک تھی تو ناپاک مثلاً پاک ہڈی جل کر راکھ ہو گئی تو انقلاب تو ہوا مگر حکم وہی رہا کیونکہ راکھ بھی پاک ہے۔ اور اگر نطفہ خون بن گیا تو انقلاب تو ہوا مگر ناپاک کا ناپاک کی طرف اور حکم بدستور رہا۔ ہاں جب مضغہ گوشت بن گیا تو پاک ہو گیا کیونکہ مضغہ گوشت پاک ہے اور اگر انقلاب ہی ناتمام ہوا یعنی دوسری چیز مغائر شے اول کے نہیں بن گئی صرف ایک گونہ تبدیلی ہو گئی تو احکام نہ بدلیں گے جیسے ناپاک گیہوں کی روٹی پکالی کہ بجائے گیہوں کی صورت کے روٹی کی صورت پیدا ہو گئی لیکن یہ دوسری چیز بن جانا نہیں سمجھا جاتا۔

مسئلہ[1] اگر حشرات الارض کو شیشی میں بھر کر بذریعہ آنچ کے تیل بنالیا گیا ہو تو اس کا کھانا درست نہیں یہ صرف ایسا استحالہ ہوا ہے جیسے ناپاک گیہوں کا نشاستہ نکال لیا یا ناپاک پانی کا عرق کھینچ لیا جائے۔[2]

مسئلہ[2] دھواں ہر چیز کا پاک ہے کیونکہ دھواں ان جلے ہوئے اجزاء کا نام ہے جو غایت چھوٹے اور ہلکے ہونے کی وجہ سے حرارت کے اثر سے اڑنے لگتے ہیں یا کوئلہ کے باریک ٹکڑے ہیں اور ظاہر ہے کہ کوئلہ احتراق کے بعد ہوتا ہے اور جل جانا تبدیل ماہیت ہے اور بخار یعنی بھاپ نجس[3] چیز کی نجس ہے کیونکہ بھاپ میں احتراق نہیں ہوا بلکہ وہی پانی ہے اثر حرارت سے اڑنے لگا ہے گویا کوئی پانی کو پھینک رہا ہے اور اگر بھاپ اور دھواں مل جاوے تو نجس ہوگا کیونکہ نجس اور غیر نجس کا خلط ہو گیا بھاپ اور دھوئیں کے مل جانے کی علامت یہ ہے کہ کسی جگہ جم کر ٹپکنے لگے۔ تر چیز میں سے اگر سیاہ رنگ کی بھاپ بھی اٹھے تو وہ بھاپ اور دھواں ملا ہوا ہے۔

مسئلہ[3] ماء اللحم کشید کیا گیا اور اس میں خون یا اور کوئی ناپاک چیز پڑ گئی تو عرق نجس اور حرام ہوگا اور اگر ماء اللحم میں خراطین وغیرہ غیر ماکول پاک چیزیں ڈالی گئیں تو اسکا پینا حرام ہوگا[4] دونوں صورتوں میں تبدیل ماہیت نہیں ہوئی۔

مسئلہ[4] خرگوش کی خشک مینگنیاں حقہ میں بھری گئیں تو کسر ریاح کیلئے ان کا پینا درست ہے کیونکہ دھواں پاک ہے اگرچہ پانی میں ہو کر آیا ہے کیونکہ پانی میں آنے سے پہلے پاک تھا اور اگر تر مینگنیاں بھری گئیں یا خشک کو شیرہ میں ملا کر بھرا گیا تو اس کا دھواں بخار آمیز ہونے کی وجہ سے نجس ہوگا اور حقہ اور چلم اور منہ سب نجس ہوگا اور اس کا پینا حرام ہوگا۔

۱: کذا وجد نافی احیاء العلوم ۱۲ منہ۔

۲: یہاں سے تریاق الافاعی کا حکم بھی نکل آیا (تریاق الافاعی ایک مرکب ہے جس میں سانپ کے گوشت پڑتے ہیں) یہ حرام ہے۔ کذا فی کتب الفقہ ۱۲ ظفر ثالث۔

۳: فی شرح المنیہ لو استقطرت النجاسة فما ئها نجس والتفصیل فی اصلاح الطب ۱۲۔

۴: گو ناپاک نہ ہوگا ۱۲۔

مسئلہ ۵ ناپاک چیز پانی میں پکا کر بھپارہ دینا یعنی اس کی بھاپ بدن کو یا کپڑے کو لگانا ناپاک چیز کا لیپ کرنے کے حکم میں ہے یعنی فی نفسہ درست ہے مگر بدن یا کپڑا ناپاک ہو جائے گا بشرطیکہ اتنی بھاپ لگ جاوے کہ کوئی قطرہ ٹپک جاوے اور صرف گرم ہو جانے سے نجاست کا حکم نہیں ہوتا۔

مسئلہ ۶ نوشادر کو گدھے کے پیشاب میں یا اور کسی نجس چیز میں ملا کر ایک برتن میں رکھ کر اوپر دوسرا برتن گل حکمت کر کے جو ہر اڑایا گیا تو جو جوہر اوپر کی رکابی میں جم گیا وہ پاک نہیں کیونکہ وہ اسی نجس شدہ نوشادر کے بخارات ہیں اور بخار میں تبدیل ماہیت نہیں ہوتی۔

مسئلہ ۷ راکھ ہر چیز کی پاک ہے کیونکہ تبدیل ماہیت ہو گئی بنا بریں انسان کی ہڈی کی راکھ اور سور کی ہڈی کی راکھ بھی پاک اور حلال ہے داخلا و خارجاً لیکن انسان کی ہڈی کو جلانا مسلمان کو درست نہیں اگر ضرورت ہو تو مرگھٹ میں سے راکھ لے لیں۔[۳]

مسئلہ ۸ اگر تیل میں حشرات الارض جلا کر کوئلہ کر لئے گئے تو اس تیل کا کھانا اور لگانا اور اس جلے ہوئے کوئلہ کا کھانا اور لگانا سب درست ہے کیونکہ بوجہ تبدیل ماہیت استخباث جاتا رہا اور اگر گوبر یا اور کسی ناپاک چیز کو تیل میں ڈال کر جلا لیا گیا تو وہ چیز بوجہ تبدیل ماہیت کے پاک اور حلال ہو گئی۔ تیل سے خوب اچھی طرح صاف کر کے کام میں لا دیں اور تیل نجس ہے کیونکہ جب نجس چیز اس میں ڈالی گئی تو ناپاک ہو گیا اور اس کے بعد کسی طریقہ سے اس کی طہارت نہیں ہوئی خارجاً اس کا استعمال درست ہے ہاں نماز کے وقت دھو لیا کریں اور داخلا جائز نہیں۔[۵]

مسئلہ ۹ ناپاک پانی کی مچھلی پاک اور حلال ہے کیونکہ جو پانی اس نے پی لیا وہ جزو بدن بن گیا اور تبدیل ماہیت ہو گئی ہاں جو پانی اوپر لگا ہوا ہے اس کو دھو ڈالیں۔ ہاں اگر اس مچھلی میں ناپاک پانی کی بدبو موجود ہو تو مکروہ لکھا ہے تین دن پاک پانی میں چھوڑ کر کھاویں مگر اس کی کراہت بقرہ جلالہ کی کراہت سے کم ہے اس واسطے کہ جلالہ عین نجاست کھاتی ہے اور یہ پانی متنجس بنجاستہ الغیر کو پیتی ہے۔

مسئلہ ۱۰ مرغی کو سانڈے یا خراطین یا کوئی نجس چیز مثلاً شیر کی چربی کھلا کر خوب فربہ کیا گیا تو اس مرغی کا کھانا درست ہے ہاں اگر اس چیز کی بو اسکے گوشت میں آنے لگی ہو تو مناسب ہے کہ تین دن بند رکھ کر پاک چیزیں کھلا کر کھائیں ایسے جانور کو جلالہ کہتے ہیں جلالہ کو فقہ میں مکروہ تحریمی لکھا ہے مگر مراد وہ ہے جو صرف نجاست کھاتی ہو حتیٰ کہ اس کے گوشت میں نجاست کی بو آنے لگی ہو اور اگر صرف نجاست نہیں کھاتی تو مکروہ تحریمی نہیں ہے ہاں اولیٰ ہے کہ اس کو بھی تین دن پاک غذا دے کر کھاویں نجس چیز جانور کو کھلانے کی ترکیب یہ ہے کہ ایک جگہ وہ چیز ڈال کر مرغی کو اس طرف ہنکا دے وہ خود کھا لیگی اور اپنے ہاتھ سے اسکے سامنے نہ ڈالے ایسے ہی جب شراب کا سرکہ بنانا ہو تو سرکہ لے جا کر شراب میں ڈال دے نہ یہ کہ شراب کو لئے پھرے۔[۷]

مسئلہ ۱۱ اگر ناپاک پانی کی بھاپ بدن کو لگی تو بدن کو ناپاک جب کہیں گے جب کہ کوئی قطرہ پانی کا بدن سے ٹپکے ورنہ صرف بھاپ کی حرارت لگنے سے نجاست کا فتویٰ نہیں دیا جائے گا جیسے نجاست کی بدبو دماغ میں پہنچنے سے کوئی حکم نہیں ہوتا علیٰ ہذا اگر بدن میں یا کپڑوں میں نجاست کے دھوئیں کی یا بھاپ کی بدبو آجائے تو نجاست کا حکم نہیں ہوگا۔

۱: ھذا اذا بخر بماء تنجس بغیرہ ولو بخر بنجس العین کالبول المحض اوبول مزجہ بماء قلیل من النصف لا یجوز کما مر مراراً ۱۲۔

۲: کسی نقصان کی وجہ سے مضر ہونا اور بات ہے اگر مضر ہو تو مٹی کے حکم میں ہے ۱۲۔

۳: مسئلہ فاسفورس کا کھانا جائز ہے کیونکہ یہ ہڈیوں کی راکھ میں سے نکلتا ہے اور راکھ ہر چیز کی پاک ہوتی ہے بوجہ تبدیل ماہیت کے ۱۲ ظفر ثالث۔

۴،۵: فان قیل بالطبخ یحترق کل مافیہ من الا جزاء النجسۃ فلیصر فی حکم الفحم قلنا علیٰ ھذا یلزم ان یطھر کل دسم تنجس بغلیہ وھو لم یعرف فی الشرع فان السمن اذا ولغ فیہ الکلب لم یروالہ سوی الا ستصباح شیئاً ۱۲۔

۶: قال الشامی فی قولہ تاکل العذرۃ ای العذرۃ فقط حتیٰ انتن لحمھا ج ۵ ص ۳۲۳ وعلی ج ۵ ص ۲۹۹۔ کتاب الذبائح وفی مختصر المحیط ولا تکرہ الدجاجۃ المخلاۃ وان اکلت النجاسۃ اہ یعنی اذا لم تنتن بھا لما تقدم لانھا تخلط ولا یتغیر لحمھا وحبسھا ایاما تنزیہ ۱۲۔

۷: کذا فی الشامی ج ۵ ص ۴۴۴ قال بعض المشائخ لو قاد الدابۃ الی الخمر لا باس بہ ولو نقل الیٰ دابۃ تکرہ وکذا قالو افیمن اراد تخلیل الخمر ینبغی ان یحمل الخل الی الخمر ولو عکس یکرہ ۱۲۔

مسئلہ[۱۲] اگر مٹکے کے اندر کوئی چیز بھر کر اس مٹکے کو گھوڑے کی لید یا اور کسی نجس چیز میں دفن کیا گیا اور دو مہینے کے بعد مثلاً نکالا گیا۔ تو اگر نجاست سے مٹکا اندر تک تر ہو گیا اور اس چیز یا مٹکے کے اندر سونگھنے سے نجاست کی بدبو محسوس ہونے لگی تو وہ چیز ناپاک ہو گی ورنہ نہیں۔ مناسب یہ ہے کہ مٹکے کے اوپر کولتار یا رال وغیرہ کا ایسا روغن کر دیں جس سے نجاست اندر متشرب نہ ہو سکے کیونکہ لید میں دفن کرنے سے یہ مقصود نہیں ہے کہ نجاست کے اجزاء کا شمول اندر کی چیز میں ہو جائے بلکہ مقصود صرف وہ حرارت پہنچانا ہے جو لید کے ساتھ خاص ہے اگر لوہے کا برتن لیں اور اس پر مٹی کی تہہ دے دیں تب بھی حرارت کا اثر کما ہو ۱۲ المقصود حاصل ہو سکتا ہے۔

مسئلہ[۱۳] بھینس بچے کے پاخانہ میں سے نکلی ہوئی ہڈ کیانی نفسہ پاک ہے اوپر کی نجاست سے تین بار دھو ڈالیں اور تخفیف[۱] کریں مگر اکلا جائز نہیں کیونکہ معلوم نہیں حلال جانور کی ہے یا حرام کی۔

مسئلہ[۱۴] پنیر مایہ پاک اور حلال ہے خواہ شتر اعرابی کا ہو یا اور کسی جانور ماکول اللحم کا۔ اس کی ماہیت یہ ہے کہ شیر خوار بچہ کو دودھ پلا کر فوراً ذبح کرتے ہیں اور اس کے پیٹ میں سے وہ دودھ نکال لیتے ہیں جو قدرے منجمد ہو جاتا ہے اس میں یہ اثر پیدا ہو جاتا ہے کہ سیال چیز کو جما تا ہے اور منجمد چیز کو پگھلاتا ہے اور اور بھی خواص پیدا ہو جاتے ہیں اور اسی سے جبن یعنی پنیر بنایا جاتا ہے اس کی حلت خلاف قیاس ہے کیونکہ مافی المعدہ گوبر کے حکم میں ہے لیکن جبن کی حلت اور طہارت ثابت بالنص[۲] اور متفق علیہ ہے اس واسطے اس کو بھی حلال اور پاک کہا گیا جگال کو اس پر قیاس[۳] نہیں کر سکتے۔

سوال[۱۵] مسلمان طبیب غیر مسلم کو دوا نجس دے سکتا ہے یا نہیں اگر دے سکتا ہے تو کیا میتہ اور شراب بھی اس میں داخل ہے۔

جواب جائز ہے بشرطیکہ وہ غیر مسلم مریض اپنے مذہب کی رو سے اس کو نجس یا ناجائز نہ سمجھتا ہو اور بعد اطلاع وہ مریض باختیار خود استعمال کرے تو خواہ اس کو نجس یا غیر نجس کچھ بھی سمجھتا ہو ہر طرح جائز ہے اور شراب بھی اس حکم میں داخل ہے بشرطیکہ طبیب صرف زبانی بتا دیتا ہے یا نسخہ لکھ دیتا ہے اور اگر دوا اپنے پاس سے دیتا ہے تو ایسی دوا اگر نجس العین ہے جیسے شراب اور پیشاب وغیرہ تو ناجائز ہے۔ مسلمان کو نجس چیز کی قیمت لینا کسی طرح جائز نہیں جیسے بعض سوداگر شراب یا بعض اقسام ولایتی گوشت کی بیچتے ہیں ان کی قیمت غیر مسلم سے بھی لینا درست نہیں۔ شراب سے مراد وہ چار شرابیں ہیں جن کی حرمت منصوص ہے جیسا کہ شروع رسالہ میں گذرا۔

سوال[۱۶] فاسفورس کھانا جائز ہے یا نہیں۔

جواب جائز ہے کیونکہ فاسفورس ہڈیوں کی راکھ میں سے نکلتا ہے اور راکھ ہر ہڈی کی پاک ہے بوجہ تبدیل ماہیت (نظر ثالث)

خاتمہ

اس سے پہلے جو کچھ بیان ہوا اس کا تعلق اشیاء مستعملہ فی المعالجات سے تھا جن کے آحاد جمادات و نباتات و حیوانات تھے اس کے ساتھ ان افعال کا ذکر بھی جو بروقت معالجات رائج ہیں اور شرعاً ممنوع ہیں مناسب ہے ان میں سے جو کثیر الوقوع ہے وہ یہاں بیان ہوتا ہے۔ وہ مریض کے ستر عورت کے متعلق بے احتیاطی ہے خوبیٔ قسمت سے یہ مضمون حضرت مولانا ہی کے قلم سے نکلا ہوا پرچہ القاسم ماہ جمادی الثانی ۱۳۳۱ھ میں نظر پڑ گیا تھا تبرکا و تیمنا اس کو بجنسہ نقل کیا جاتا ہے۔ قال مولانا۔ ایک بے احتیاطی یہ ہوتی ہے کہ مریض کا ستر چھپانے کا اہتمام نہیں کیا جاتا اگر زانو کھل گیا تو کوئی پروا نہیں کی جاتی اگر ران کھل گئی تو کچھ خیال نہیں کیا جاتا۔ اگر بضرورتِ تداوی (علاج معالجہ) کسی موقع کے کھولنے اور دیکھنے کی حاجت ہوئی تو اس کی احتیاط نہیں کر بقاعدہ[۴] الضروری یتقدر بقدر الضرورۃ اتنا ہی بدن کھلے جس کے کھلنے کی ضرورت ہے یا صرف انہیں لوگوں کے سامنے کھلے جن کا تعلق اس تداوی سے ہے وہ بھی دیکھتے ہیں اور دوسرے حاضرین اور عیادت کرنے

۱: تخفیف یہ ہے کہ ہر مرتبہ دھونے کے بعد اتنی دیر چھوڑ دیں کہ پانی ٹپکنا بند ہو جاوے ۱۲ منہ۔

۲: بے شمار احادیث سے ثابت ہے ۱۲۔

۳: وتفصیلہ فی اصلاح الطب ۱۲۔

۴: جو حکم بوجہ ضرورت کے ہو وہ ضرورت کی حد تک محدود رہتا ہے ۱۲ منہ۔

والے بھی بے تکلف دیکھیں گے بلکہ اس کو ہمدردی سمجھیں گے۔ غرض نہ دوسروں کو دیکھنا جائز ہے اور نہ مقدار ضرورت سے زیادہ دیکھنا جائز۔ یہاں تک کہ اگر عورت کے جننے کے وقت کافر دائی جاوے تو موقع تولد کا دیکھنا تو اس کو اگر حاجت ہو تو درست ہے لیکن بوجہ اسکے کہ کافر عورت نامحرم مرد کے حکم میں ہے اس کے سامنے عورت کا ستر کھول دینا حرام ہوگا کیونکہ اس کا کھولنا بلا ضرورت ہے۔ اسی طرح اگر عورت کے ہاتھ میں فصد لے جائے تو فصاد (فصد کھولنے والا) کو تو موقع فصد کا دیکھنا جائز ہے مگر دوسرے حاضرین کو وہاں سے ٹل جانا یا آنکھ بند کر لینا یا منہ پھیر لینا واجب ہے اوروں کو اجازت نہیں کہ اس کے ہاتھ کا وہ حصہ کھلا ہوا دیکھیں۔ اسی طرح ختنہ میں اگر بچہ[1] سیانا ہو جس کا کھلا ہوا بدن دیکھنا جائز نہیں تو ختان کو تو بقدر ضرورت دیکھنا درست ہے دوسروں کو درست نہیں۔ اسی طرح اگر کسی عضو مستور نے دنبل وغیرہ میں شگاف دیا جائے تو جراح یا ڈاکٹر کے سوا یا ایسے شخص کے سوا جس کے دیکھنے میں کوئی مصلحت معالجہ کی ہو دوسروں کو اس موقعہ کے دیکھنے کی اجازت نہیں۔ عبارت حضرت والا کی ختم ہوئی۔ اس سے ایک نئے رواج کی بطریق اولی تردید ہوتی ہے جو بعض تعلیم یافتوں میں شروع ہوا ہے کہ بجائے دائیوں کے بچے مرد ڈاکٹر سے جنواتے ہیں جب کہ ستر عورت پر جنس کو جنس ہی کی طرف بھی بلاضرورت نظر ڈالنا جائز نہیں تو غیر جنس کو کیسے جائز ہو سکتی ہے۔ اور غیر جنس میں بھی جتنا بعد ہوتا جائے گا اتنا ہی تشدد نہی و ممانعت و حرمت میں بڑھتا جائے گا۔ مسلمان عورت کی ہم جنس قریب مسلمان عورت ہے اول بوقت ضرورت اس کو اختیار کیا جائے۔ اس کے بعد کافر عورت ہے جو اجنبی مرد کے حکم میں ہے۔ اس کے بعد مسلمان مرد ہے یعنی ڈاکٹر کی اگر ضرورت ہی آپڑے تو مسلمان ڈاکٹر کو اختیار کیا جائے۔ اس کے بعد کافر مرد ہے۔ نہ یہ کہ اول ہی قدم میں کافر مرد کی طرف پہنچ جاویں یہ سخت بے حیائی اور گناہ اور تقلید بیجا ہے اور ضرورت اس کی قابل تسلیم نہیں۔ جب تک یہ رواج شروع نہ ہوا تھا تب بھی برابر بچے ہوتے تھے اور اب بھی جن خاندانوں میں حمیت اور غیرت ہے ان میں برابر بچے ہوتے ہیں اور دائیاں پردے کے ساتھ سب کام کرتی ہیں اور رواج ڈال لینے کے بعد اس کے خلاف میں دقتیں پیش آ ہی جاتی ہیں دیکھو یوروپین لوگ دیسی علاج نہیں کرتے اور حالانکہ یہ بات مسلم اور بدیہی ہے کہ بعضے علاجوں میں ڈاکٹری علاج بہت گرا ہوا اور دیسی علاج خاطر خواہ کامیاب ہے لیکن وہ بعض دنیاوی مصلحتوں کی وجہ سے دیسی علاج کا عادی ہونا نہیں چاہتے تو کونسا کام ان کا بند ہے۔ ایسے ہی شرعی مصلحتوں کی وجہ سے اگر ڈاکٹر سے بچے جنوانا نہ اختیار کیا جائے تو کوئی کام بند نہیں ہو سکتا۔ اور حضرت والا کی تحریر میں نامحرم کا لفظ آیا ہے اس کو بھی سمجھ لینا چاہئے۔ اس میں بعض پڑھے لکھے بھی غلطی کر جاتے ہیں۔ محرم شرعی وہ ہے جس سے تمام عمر کسی طرح نکاح درست و صحیح ہونے کا احتمال نہ ہو مثلاً باپ، بیٹا، حقیقی بھائی یا علاتی بھائی یعنی باپ دونوں کا ایک ہو اور ماں دو ہوں یا اخیافی بھائی یعنی ماں ایک ہو اور باپ دو ہوں۔ یا ان بھائیوں کی اولاد یا انہیں تین طرح کی بہنوں کی اولاد اور مثل ان کے جس جس سے ہمیشہ کے لئے نکاح حرام ہو اور جس سے عمر بھر میں کبھی بھی نکاح صحیح ہونے کا احتمال ہو وہ شرعاً محرم نہیں بلکہ نامحرم ہے اور جو حکم شریعت میں محض اجنبی اور غیر آدمی کا ہے وہی ان کا ہے گو کسی قسم کا رشتہ قرابت رکھتا ہو جیسے چچا یا پھوپھی کا یا ماموں یا خالہ کا بیٹا یا دیور یا بہنوئی یا نندوئی وغیرہم یہ سب نامحرم ہیں ان سے وہی پرہیز ہے جو نامحرم سے ہوتا ہے بلکہ چونکہ ایسے موقعوں پر فتنہ کا واقعہ ہونا سہل ہے اس لئے اور زیادہ احتیاط کا حکم ہے۔ (اس کی تفصیل فائدہ ملحقہ آخر اصلاح الرسوم میں ملاحظہ ہو اشارۃً اس میں سے اتنا لکھ دیا گیا)

مسئلہ ۱: عورت کا جسم محرم شرعی کو بھی ناف سے زانو کے نیچے تک اور کمر اور شکم دیکھنا یا چھونا حرام ہے۔ باقی سر اور چہرہ اور ہاتھ اور بازو اور پنڈلی بضرورت کھل جانا گناہ نہیں ہے اور بلا ضرورت پنڈلی اور بازو کا کھلنا بھی مناسب نہیں۔ اور نامحرم کو (یعنی اجنبی کو اور ان رشتہ داروں کو جو اجنبی کے حکم میں ہیں جیسا کہ بیان ہوا) کوئی حصہ جسم کا دیکھنا بھی جائز نہیں الا بضرورت شدیدہ ہاتھ گٹوں تک اور پیر ٹخنوں تک۔ یہ اس واسطے لکھ دیا گیا کہ اطباء عورتوں کے علاج میں بڑی بے احتیاطی کرتے ہیں اور پیٹ وغیرہ کے دیکھنے میں بلا ضرورت جرات

---

[1] یعنی سمجھدار ہو گو نابالغ ہو ۱۲۔

کرتے ہیں۔یا کسبیوں کی آمدورفت کو مطب کی رونق اور فروغ کا باعث سمجھتے ہیں۔

اطلاع

اس رسالہ کے جو مسائل دقیق اور غور طلب تھے احقر نے ان کو بحضور قدوۃ المحققین زبدۃ المدققین حضرت مولانا شاہ اشرف علی صاحب قبلہ رحمۃ اللہ علیہ پیش کیا حضرت والا نے احقر کو شریک کر کے کتابوں سے بعد غور تمام ان کو حل کرادیا ان میں سے بعض سوالات بوجہ کتابیں موجود نہ ہونے کے قابل شرح صدر حل نہ ہوسکے اس واسطے ان کو حضرت علامہ مولانا خلیل احمد صاحب انبیٹھوی صدر مدرس مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور پر حوالہ فرمایا چنانچہ احقر نے چوبیس سوال مولانا ممدوح کی خدمت میں لکھ کر بھیجے مولانا نے نہایت محققانہ جواب مع حوالہ کتاب لکھوا کر علماء موجودین مدرسہ مظاہر العلوم سے مہریں کرا کر عنایت فرمائے وہ سوال وجواب بجنسہ کتاب اصلاح الطب میں نقل کئے گئے ہیں۔ غرض جو کچھ اس رسالہ میں ہے وہ اکثر ان حضرات کے افادات ہیں ہاں عبارت اور ترتیب احقر کی ہے جو صاحب اس سے منتفع ہوں ان حضرات کو اور سب کے بعد اس حقیر کو دعا میں یاد رکھیں۔[1]

ربنا لا تواخذنا ان نسینا او اخطانا وتقبل منا انک انت السمیع العلیم

اواخر ذی الحجہ ۱۳۳۳ھ مقام میرٹھ تاریخ طبع اول اواخر شوال ۱۳۳۳ھ ہجری المقدس

[1] اور اگر کوئی غلطی پائیں تو اس حقیر کی طرف منسوب کریں اور ممکن ہو تو مطلع فرمائیں ۱۲ محمد مصطفےٰ بجنوری۔

خلاصۂ بہشتی زیور کہ بصورت شجرہ برائے اہل علم بزبان عربی ترتیب دادہ شد
شجرۂ بہشتی زیور

فہرست مضامین اصلی مدلل و مکمل بہشتی زیور حصہ دہم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اصلی بہشتی زیور کا دسواں ۱۰ حصہ

اس میں ایسی باتیں زیادہ ہیں جن سے دنیا میں خود بھی آرام سے رہے اور دوسروں کو بھی اس سے تکلیف نہ پہنچے اور یہ باتیں ظاہر میں تو دنیا کی معلوم ہوتی ہیں لیکن پیغمبر ﷺ نے فرمایا ہے کہ پورا مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے کسی کو تکلیف نہ پہنچے[1] اور یہ بھی فرمایا ہے کہ مسلمان کو مناسب نہیں کہ کسی سخت تکلیف میں پھنس کر اپنے آپ کو ذلیل کرے اور یہ بھی آیا ہے کہ پیغمبر ﷺ وعظ میں اس کا خیال رکھتے تھے کہ سننے والے اکتانہ جائیں اور یہ بھی فرمایا ہے کہ مہمان اتنا نہ ٹھہرے کہ گھر والا تنگ ہو جاوے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بلا ضرورت تکلیف اٹھانا یا کسی کو تکلیف دینا یا ایسا برتاؤ کرنا جس سے دوسرا آدمی اکتا جاوے یا تنگ ہونے لگے یہ بھی دین کے خلاف ہے۔ اس واسطے دین کی باتوں کے ساتھ ایسی باتیں بھی اس کتاب میں لکھ دی ہیں جن سے اپنے آپ کو اور دوسروں کو آرام پہنچے۔

بعضی باتیں سلیقہ اور آرام کی

۱) جب رات کو دروازہ گھر کا بند کرنے لگو تو بند کرنے سے پہلے گھر کے اندر خوب دیکھ بھال لو کہ کوئی کتا بلی تو نہیں رہ گیا۔ کبھی رات کو جان کا یا چیز بست کا نقصان کر دے یا اور کچھ نہیں تو رات بھر کی کھڑ کھڑ ہی نیند اڑانے کو بہت ہے۔

۲) کپڑوں کو اور اپنی کتابوں کو کبھی کبھی دھوپ دیتی رہا کرو۔

۳) گھر صاف رکھو اور ہر چیز اپنے موقع پر رکھو۔

۴) اگر اپنی تندرستی چاہو تو اپنے کو بہت آرام طلب مت بناؤ۔ کچھ محنت کا کام اپنے ہاتھ سے کیا کرو۔ سب سے اچھی چیز عورتوں کے واسطے چکی کا پیسنا یا موسل سے کوٹنا یا چرخہ کاتنا ہے اس سے بدن تندرست رہتا ہے۔

۵) اگر کسی سے ملنے جاؤ تو وہاں اتنا مت بیٹھو یا اس سے اتنی دیر تک باتیں مت کرو کہ وہ تنگ ہو جاوے یا اس کے کسی کام میں حرج ہونے لگے۔

۶) سب گھر والے اس بات کے پابند رہیں کہ ہر چیز کی ایک جگہ مقرر کر لیں اور وہاں سے جب اٹھائیں تو برت کر پھر وہاں ہی رکھ دیں تاکہ ہر آدمی کو وقت پر پوچھنا ڈھونڈنا نہ پڑے اور جگہ بدلنے سے بعضی دفعہ کسی کو بھی نہیں ملتی سب کو تکلیف ہوتی ہے اور جو چیزیں خاص تمہارے برتنے کی ہیں ان کی جگہ بھی مقرر رکھو تاکہ ضرورت کے وقت ہاتھ ڈالتے ہی مل جائے۔

۷) راہ میں چارپائی یا پیڑھی یا اور کوئی برتن اینٹ پتھر سل وغیرہ مت ڈالو۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اندھیرے میں یا بعضی دفعہ دن ہی میں کوئی چھپنا ہوا روز کی عادت کے موافق بے کھٹکے چلا آرہا ہے وہ الجھ کر گر گیا اور جگہ بے جگہ چوٹ لگ گئی۔

۸) جب تم سے کوئی کسی کام کو کہے تو اس کو سن کر ہاں یا نہیں ضرور زبان سے کچھ کہہ دو تاکہ کہنے والے کا دل ایک طرف ہو جاوے نہیں تو ایسا نہ ہو کہ کہنے والا تو سمجھے کہ اس نے سن لیا ہے اور تم نے سنا نہ ہو یا وہ سمجھے کہ تم یہ کام کر دو گی اور تم کو کرنا منظور نہ ہو تو ناحق دوسرا آدمی بھروسہ میں رہا۔

۹) نمک کھانے میں کسی قدر کم ڈالا کرو کیونکہ کم کا تو علاج ہو سکتا ہے لیکن اگر زیادہ ہو گیا تو اس کا علاج ہی نہیں۔

۱۰) دال میں ساگ میں مرچ کتر کر مت ڈالو بلکہ پیس کر ڈالو کیونکہ کتر کر ڈالنے سے بیج اس کے ٹکڑوں میں رہتے ہیں اگر کوئی ٹکڑا منہ میں آجاتا ہے تو ان بیجوں سے منہ میں آگ لگ جاتی ہے۔

---

۱) تفریح کنزالعمال ۱۲۔

١١) اگر رات کو پانی پینے کا اتفاق ہو تو اگر روشنی ہو تو اس کو خوب دیکھ لو نہیں تو لوٹے وغیرہ کو کپڑا لگالو تاکہ اس میں کوئی ایسی ویسی چیز نہ آجاوے۔

١٢) بچوں کو ہنسی میں مت اچھالو اور کسی کھڑکی وغیرہ سے مت لٹکاؤ۔ اللہ بچاوے کبھی ایسا نہ ہو کہ ہاتھ سے چھوٹ جاوے اور ہنسی کی گل پھنسی ہو جاوے۔ اسی طرح ان کے پیچھے ہنسی میں مت دوڑو شاید گر پڑیں اور چوٹ لگ جاوے۔

١٣) جب برتن خالی ہو جاوے تو اس کو ہمیشہ دھو کر الٹا رکھو اور جب دوبارہ اس کو برتنا چاہو تو پھر اس کو دھولو۔

١٤) برتن زمین پر رکھ کر اگر ان میں کھانا نکالو تو ویسے ہی سینی یا دسترخوان پر مت رکھ دو پہلے اس کے تلے دیکھ لو اور صاف کر لو۔

١٥) کسی کے گھر مہمان جاؤ تو اس سے کسی چیز کی فرمائش مت کرو بعضی دفعہ چیز تو ہوتی ہے بے حقیقت مگر وقت کی بات ہے گھر والا اس کو پوری نہیں کر سکتا ناحق اس کو شرمندگی ہوگی۔

١٦) جہاں اور آدمی بھی بیٹھے ہوں وہاں بیٹھ کر مت تھوکو۔ ناک مت صاف کرو اگر ضرورت ہو ایک کنارے پر جا کر فراغت کر آؤ۔

١٧) کھانا کھانے میں ایسی چیزوں کا نام مت لو جس سے سننے والوں کو گھن پیدا ہو بعضے نازک مزاجوں کو بہت تکلیف ہوتی ہے۔

١٨) بیمار کے سامنے یا اس کے گھر والوں کے سامنے ایسی باتیں مت کرو جس سے زندگی کی ناامیدی پائی جاوے ناحق دل ٹوٹے گا بلکہ تسلی کی باتیں کرو کہ انشاء اللہ تعالیٰ سب دکھ جاتا رہے گا۔

١٩) اگر کسی کی پوشیدہ بات کرنی ہو اور وہ بھی اس جگہ موجود ہو تو آنکھ سے یا ہاتھ سے ادھر اشارہ مت کرو۔ ناحق اس کو شبہ ہوگا اور یہ جب ہے کہ اس بات کا کرنا شرع سے درست بھی ہو اور اگر درست نہ ہو تو ایسی بات ہی کرنا گناہ ہے۔

٢٠) بات کرتے وقت بہت ہاتھ مت نچاؤ۔

٢١) دامن، آنچل، آستین سے ناک مت پونچھو۔

٢٢) پاخانے کی قدمچے میں طہارت مت کرو۔ آبدست کے واسطے ایک قدمچہ[1] الگ چھوڑ دو۔

٢٣) جوتی ہمیشہ جھاڑ کر پہنو شاید اس کے اندر کوئی موذی جانور بیٹھا ہو اسی طرح کپڑا بستر بھی۔

٢٤) پردے کی جگہ میں کسی کے پھوڑا پھنسی ہو تو اس سے یہ مت پوچھو کہ کس جگہ ہے ناحق اس کو شرمانا[2] ہے۔

٢٥) آنے جانے کی جگہ مت بیٹھو تم کو بھی اور سب کو بھی تکلیف ہوگی۔

٢٦) بدن اور کپڑے میں بدبو پیدا نہ ہونے دو۔ اگر دھوبی کے گھر کے دھلے ہوئے کپڑے نہ ہوں تو بدن ہی کے کپڑوں کو دھو ڈالو نہا ڈالو۔

٢٧) آدمیوں کے بیٹھے ہوئے جھاڑو مت دلواؤ۔

٢٨) گٹھلی چھلکے کسی آدمی کے اوپر مت پھینکو۔

٢٩) چاقو یا قینچی یا سوئی یا کسی اور ایسی چیز سے مت کھیلو شاید غفلت سے کہیں لگ جاوے۔

٣٠) جب کوئی مہمان آوے سب سے پہلے اس کو پاخانہ بتلا دو اور بہت جلدی اس کے ساتھ کی سواری کے کھڑے کرنے کا اور بیل یا گھوڑے کی گھاس چارے کا بندوبست کر دو اور کھانے میں اتنا تکلف مت کرو کہ اس کو وقت پر کھانا نہ ملے۔ کھانا وقت پر پکالو چاہے سادہ اور مختصر ہی ہو اور جب اس کا جانے کا ارادہ ہو تو بہت جلد اور سویرے ناشتہ تیار کر دو۔ غرض اس کے آرام اور مصلحت میں خلل نہ پڑے۔

٣١) پاخانہ یا غسل خانہ سے کمربند باندھتی ہوئی مت نکلو۔ بلکہ اندر ہی اچھی طرح باندھ کر تب باہر آؤ۔

٣٢) جب تم سے کوئی کوئی بات پوچھے پہلے اس کا جواب دے دو پھر اور کام میں لگو۔

٣٣) جو بات کہو یا کسی بات کا جواب دو خوب منہ کھول کر صاف بات کہو تاکہ دوسرا اچھی طرح سمجھ لے۔

٣٤) کسی کو کوئی چیز ہاتھ میں دینا ہو دور سے مت پھینکو شاید دوسرے کے ہاتھ میں نہ آ سکے تو نقصان ہو پاس جا کر دے دو۔

٣٥) اگر دو آدمی پڑھتے پڑھاتے ہوں یا باتیں کر رہے ہوں تو ان دونوں کے بیچ میں آ کر چلانا یا کسی سے بات کرنا نہ چاہیے[3]۔

---

١) اور مردوں کو پاخانہ میں پانی نہ لے جانا چاہیے بلکہ ڈھیلے لے جاویں پھر غسل خانہ میں آبدست لیں ١٢ منہ۔

٢) نیز یہ پوچھنا بیکار بھی ہے کیونکہ اگر یہ معلوم ہو گیا کہ پردہ کے مقام پر ہے تو اجمالی علم تو حاصل ہی ہے پھر خواہ مخواہ مزید تحقیق کی کیا حاجت ہے۔ ١٢ منہ

٣) بلکہ ایسے موقع پر سلام بھی نہ کرو جب وہ لوگ اپنے کام سے فارغ ہو کر تمہاری طرف متوجہ ہوں اس وقت سلام و کلام کرو ١٢۔

۳۶) اگر کوئی کسی کام میں لگا ہو یا بات میں لگا ہو تو جاتے ہی اس سے اپنی بات مت شروع کر دو بلکہ موقع کا انتظار کرو جب وہ تمہاری طرف متوجہ ہو تب بات کرو۔

۳۷) جب کسی کے ہاتھ میں کوئی چیز دینا ہو تا وقتیکہ وہ دوسرا آدمی اس کو اچھی طرح سنبھال نہ لے اپنے ہاتھ سے مت چھوڑو بعضی دفعہ یوں ہی بیچ میں گر کر نقصان ہو جاتا ہے۔

۳۸) اگر کسی کو پنکھا جھلنا ہو تو خوب خیال رکھو کہ سر میں یا اور کہیں بدن یا کپڑے میں نہ لگے اور ایسی زور سے مت جھلو جس سے دوسرا پریشان ہو۔

۳۹) کھانا کھاتے میں ہڈیاں ایک جگہ جمع رکھو اسی طرح کسی چیز کے چھلکے وغیرہ سب طرف مت پھیلاؤ جب سب اکٹھا ہو جاویں موقع سے ایک طرف ڈال دو۔

۴۰) بہت دوڑ کر یا منہ اوپر اٹھا کر مت چلو کبھی گر نہ پڑو۔

۴۱) کتاب کو بہت سنبھال کر احتیاط سے بند کرو اکثر اول آخر کے اوراق مڑ جاتے ہیں۔

۴۲) اپنے شوہر کے سامنے کسی نامحرم مرد کی تعریف نہ کرنا چاہئے۔ بعضے مردوں کو ناگوار گذرتا ہے۔

۴۳) اسی طرح غیر عورتوں کی بھی تعریف شوہر سے نہ کرے شاید اس کا دل اس پر آ جائے اور تم سے ہٹ جاوے۔

۴۴) جس سے بے تکلفی نہ ہو اس سے ملاقات کے وقت اس کے گھر کا حال یا اس کے مال و دولت زیور و پوشاک کا حال نہ پوچھنا چاہئے۔

۴۵) مہینے میں تین دن یا چار دن خاص اس کام کے لئے مقرر کر لو کہ گھر کی صفائی پورے طور سے کر لیا کرو۔ جالے اتار دیئے فرش اٹھا کر جھٹر وا دیئے ہر چیز قرینے سے رکھ دی۔

۴۶) کسی کے سامنے سے کوئی کاغذ لکھا ہوا یا کتاب رکھی ہوئی اٹھا کر دیکھنا نہ چاہئے اگر وہ کاغذ قلمی ہے تو شاید اس میں کوئی پوشیدہ بات لکھی ہو اور اگر وہ چھپی ہوئی ہے تو شاید اس میں کوئی ایسا کاغذ لکھا ہوا رکھا ہو۔

۴۷) سیڑھیوں پر بہت سنبھل کر اترو چڑھو بلکہ بہتر یہ ہے کہ جس سیڑھی پر ایک پاؤں رکھو دوسرا بھی اسی پر رکھ کر پھر اگلی سیڑھی پر اسی طرح پاؤں رکھو نہ یہ کہ ایک سیڑھی پر ایک پاؤں اور دوسری سیڑھی پر دوسرا پاؤں۔ لڑکیوں اور عورتوں کو تو بالکل مناسب نہیں اور بچپن میں لڑکوں کو بھی منع کرو۔

۴۸) جہاں کوئی بیٹھا ہو وہاں کپڑا یا کتاب یا اور کوئی چیز اس طرح جھٹکنا نہ چاہئے کہ اس آدمی پر گرد پڑے اسی طرح منہ سے یا کپڑے سے بھی جھاڑنا نہ چاہئے بلکہ اس جگہ سے دور جا کر صاف کرنا چاہئے۔

۴۹) کسی کی غم و پریشانی یا دکھ بیماری کی کوئی خبر سنے تو جب تک خوب پختہ طور پر تحقیق نہ ہو جاوے کسی سے ذکر نہ کرے اور خاص کر اس شخص کے عزیزوں سے تو ہرگز نہ کہے کیونکہ اگر غلط ہوئی تو خواہ مخواہ دوسرے کو پریشانی دی پھر وہ لوگ اس کو بھی برا بھلا کہیں گے کہ کیوں ایسی بد فالی نکالی۔

۵۰) اسی طرح معمولی بیماری اور تکلیف کی خبر دور پردیس کے عزیزوں کو خط کے ذریعہ سے نہ کرے۔

۵۱) دیوار پر مت تھوکو پان کی پیک مت ڈالو اسی طرح تیل کا ہاتھ دیوار یا کواڑ سے مت پونچھو بلکہ دھو ڈالو لیکن جلے ہوئے تیل کو ناپاک مت کہو جیسا کہ بعضی جاہل عورتیں کہتی ہیں۔

۵۲) اگر دستر خوان پر اور سالن کی ضرورت ہو تو کھانے والے کے سامنے سے برتن مت اٹھاؤ دوسرے برتن میں لے آؤ۔

۵۳) کوئی آدمی تخت یا چارپائی پر بیٹھا لیٹا ہو تو اس کو ہلاؤ مت اگر پاس سے نکلو تو ایسی طرح پر نکلو کہ اس میں ٹھوکر کھٹکا نہ لگے اگر تخت پر کوئی چیز رکھنا ہو یا اس پر سے کچھ اٹھانا ہو تو ایسے وقت آہستہ اٹھاؤ آہستہ رکھو۔

۵۴) کھانے پینے کی کوئی چیز کھلی مت رکھو یہاں تک کہ اگر کوئی چیز دستر خوان پر بھی رکھی جائے لیکن وہ ذرا دیر میں یا اخیر میں کھانے کی ہو تو اس کو بھی ڈھانک کر رکھو۔

۵۵) مہمان کو چاہئے کہ اگر پیٹ بھر جاوے تو تھوڑا سالن روٹی دستر خوان پر ضرور چھوڑ دے تاکہ گھر والوں کو یہ شبہ نہ ہو کہ مہمان کو کھانا کم ہو گیا اس سے وہ شرمندہ ہوتے ہیں۔

۵۶) جو برتن بالکل خالی ہو اسکو الماری یا طاق وغیرہ میں رکھنا ہو تو الٹا کر کے رکھو۔
۵۷) چلنے میں پاؤں پورا اٹھا کر آگے رکھو گھسرا کر مت چلو اس میں جوتا بھی جلد ٹوٹتا ہے اور برا بھی معلوم ہوتا ہے۔
۵۸) چادر دوپٹے کا بہت خیال رکھو کہ اسکا پلہ زمین پر لٹکتا نہ چلے۔
۵۹) اگر کوئی نمک یا اور کوئی کھانے پینے کی چیز مانگے تو برتن میں لاؤ ہاتھ پر رکھ کر مت لاؤ۔
۶۰) لڑکیوں کے سامنے کوئی بے شرمی کی بات مت کرو ان کی شرم جاتی رہے گی۔

بعضی باتیں عیب اور تکلیف کی جو عورتوں میں پائی جاتی ہیں

۱) ایک عیب یہ ہے کہ بات کا معقول جواب نہیں دیتیں جس سے پوچھنے والے کو تسلی ہو جاوے۔ بہت سی فضول باتیں ادھر ادھر کی اس میں ملا دیتی ہیں اور اصل بات پھر بھی معلوم نہیں ہوتی۔ ہمیشہ یاد رکھو کہ جو شخص کچھ پوچھے اس کا مطلب خوب غور سے سمجھ لو۔ پھر اس کا جواب ضرورت کے موافق دے دو۔

۲) ایک عیب یہ ہے کہ کوئی کام ان سے کہا جاوے تو سن کر خاموش ہو جاتی ہیں۔ کام کہنے والے کو یہ شبہ رہتا ہے کہ خدا جانے انہوں نے سنا بھی ہے یا نہیں سنا۔ بعضی دفعہ غلطی سے اس نے یوں سمجھ لیا کہ سن لیا ہو گا اور واقع میں سنا نہ ہو تو اس بھروسہ پر وہ کام نہیں ہوتا اور پوچھنے کے وقت یہ کہہ کر الگ ہو گئیں کہ میں نے نہیں سنا۔ غرض وہ کام تو رہ گیا۔ اور بعضی دفعہ غلطی سے اس نے یوں سمجھ لیا کہ نہیں سنا ہو گا دوبارہ اس نے پھر کہا تو اس غریب کے لتے لئے جاتے ہیں کہ سن لیا سن لیا کیوں جان کھائی غرض جب بھی آپس میں رنج ہوتا ہے اگر یہ پہلی ہی دفعہ میں اتنا کہہ دیتیں کہ اچھا تو دوسرے کو خبر تو ہو جاتی۔

۳) ایک عیب یہ ہے کہ ماما (نوکرانی) اصیل کو جو کام بتلاویں گی یا اور کسی سے گھر میں کوئی بات کہیں گی دور سے چلا کر کہیں گی اس میں دو ۲ خرابیاں ہیں ایک تو بے حیائی اور بے پردگی کہ باہر دروازے تک بلکہ بعضے موقع پر سڑک تک آواز پہنچتی ہے[1]۔ دوسری خرابی یہ کہ دور سے کچھ بات سمجھ میں آئی اور کچھ نہ آئی جتنی سمجھ میں نہ آئی اتنا کام نہ ہوا۔ اب بی بی خفا ہو رہی ہیں کہ تو نے یوں کیوں نہ کیا۔ وہ سری جواب دے رہی ہے کہ میں نے تو سنا نہ تھا غرض خوب تو تو میں میں ہوتی ہے اور کام بگڑا سو الگ اسی طرح ان کی ماما اصیلیں ہیں کہ جس بات کا جواب باہر سے لاویں گی دروازے سے چلاتی ہوئی آویں گی اس میں بھی کچھ سمجھ میں آیا اور کچھ نہ آیا۔ تمیز کی بات یہ ہے کہ جس سے بات کرنا ہو اس کے پاس جاؤ یا اس کو اپنے پاس بلاؤ اور اطمینان سے اچھی طرح سمجھا کر کہہ دو اور سمجھ کر سن لو۔

۴) ایک عیب یہ ہے کہ چاہے کسی چیز کی ضرورت ہو یا نہ ہو لیکن پسند آنے کی دیر ہے ذرا پسند آئی اور لے لی خواہ قرض ہی ہو جاوے لیکن کچھ پروا نہیں اور اگر قرض بھی نہ ہوا تب بھی اپنے پیسے کو اس طرح بیکار کھونا کون عقل کی بات ہے۔ فضول خرچی گناہ بھی ہے جہاں خرچ کرنا ہو اول خوب سوچ لو کہ یہاں خرچ کرنے میں کوئی دین کا فائدہ یا دنیا کی ضرورت بھی ہے اگر خوب سوچنے سے ضرورت اور فائدہ معلوم ہو خرچ کرو نہیں تو پیسہ مت کھوؤ۔ اور قرض تو جہاں تک ہو سکے ہر گز مت لو چاہے تھوڑی سی تکلیف بھی ہو جاوے۔

۵) ایک عیب یہ ہے کہ جب کہیں جاتی ہیں خواہ شہر کے شہر میں یا سفر میں ٹالتے ٹالتے بہت دیر کر دیتی ہیں کہ وقت تنگ ہو جاتا ہے اگر سفر میں جانا ہے تو منزل پر دیر میں پہنچیں گی۔ اگر راستہ میں رات ہو گئی تو جان و مال کا اندیشہ ہے اگر گرمی کے دن ہوئے تو دھوپ میں خود بھی تپیں گی اور بچوں کو بھی تکلیف ہو گی اگر برسات ہے اول تو برسنے کا ڈر دوسرے گارے کیچڑ میں گاڑی کا چلنا مشکل اور دیر میں دیر ہو جاتی ہے اگر سویرے سے چلیں ہر طرح کی گنجائش رہے اور اگر بستی ہی میں جانا ہو جب بھی کہاروں کو کھڑے کھڑے پریشانی[2]۔ پھر دیر میں سوار ہونے سے دیر میں لوٹنا ہو گا اپنے کاموں میں حرج ہو گا کھانے کے انتظام میں دیر ہو گی کہیں جلدی میں کھانا بگڑ گیا کہیں میاں تقاضا کر رہے ہیں

---

۱) بعضی عورتوں کو آواز کے پردہ کا بالکل اہتمام نہیں ہوتا حالانکہ آواز کا پردہ بھی واجب ہے جیسے کہ صورت کا پردہ ضروری ہے لہذا گنہگار ہوتی ہے ہر قسم کے پردہ کا نہایت سخت اہتمام کرنا چاہیے ۱۲ منہ

۲) اور اس پریشانی کے علاوہ کہاروں کا وقت بھی ضائع ہوتا ہے اور اس وقت کے ضائع کرنے کی کچھ مزدوری نہیں دی جاتی لہذا اس صورت میں عورتیں گنہگار ہوتی ہیں۔ اگر اتفاق سے کبھی ایسا ہو بھی جاوے تو کہاروں سے خطا معاف کرانی ضروری ہے یا ان کو کچھ زیادہ مزدوری دے کر راضی کیا جاوے اور یہ دوسری صورت زیادہ بہتر ہے کیونکہ خطا معاف کرانے سے کہار سر چڑھیں گے۔ انکی عادت بگڑے گی۔ ۱۲ منہ

کہیں بچے رو رہے ہیں اگر جلدی سوار ہو جاتیں تو یہ مصیبتیں کیوں ہوتیں۔

۶) ایک عیب یہ ہے کہ سفر میں بے ضرورت بھی اسباب بہت سالاد کر لے جاتی ہیں جس سے جانور کو بھی تکلیف ہوتی ہے جگہ میں بھی تنگی ہو جاتی ہے اور سب سے زیادہ مصیبت ساتھ کے مردوں کو ہوتی ہے ان کو سنبھالنا پڑتا ہے کہیں کہیں لادنا بھی پڑتا ہے مزدوری کے پیسے ان ہی کو دینے پڑتے ہیں غرض کہ تمام تر فکر ان بیچاروں کی جان پر ہوتی ہے یہ اچھی خاصی گاڑی میں بے فکر بیٹھی رہتی ہیں۔ اسباب ہمیشہ سفر میں کم لے جاؤ ہر طرح کا آرام ملتا ہے۔ اسی طرح ریل کے سفر میں خیال رکھو بلکہ ریل میں زیادہ اسباب لے جانے سے اور زیادہ تکلیف ہوتی ہے۔

۷) ایک عیب یہ ہے کہ گاڑی وغیرہ میں سوار ہونے کے وقت مردوں سے کہہ دیا کہ منہ ڈھانک لو یا ایک گوشہ میں چھپ جاؤ اور جب سوار ہو چکیں تو ان لوگوں کو دوبارہ اطلاع نہیں دی جاتی کہ اب پردہ نہیں ہے اس میں دو خرابیاں ہوتی ہیں کبھی تو وہ بے چارے منہ ڈھانکے ہوئے بیٹھے ہیں خواہ مخواہ تکلیف ہو رہی ہے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ وہ اٹکل سے سمجھتے ہیں کہ بس پردہ ہو چکا اور یہ سمجھ کر منہ کھول دیتے ہیں یا سامنے آجاتے ہیں اور بے پردگی ہوتی ہے یہ ساری خرابی دوبارہ نہ کہنے کی ہے۔ نہیں تو سب کو معلوم ہو جاوے کہ دوبارہ کہنے کی بھی عادت ہے بس سب آدمی اس کے منتظر رہیں اور بے کہے کوئی سامنے نہ آوے۔

۸) ایک عیب یہ ہے کہ ابھی سوار ہونے کو تیار نہیں ہوئیں اور آدھ گھنٹہ پہلے سے پردہ کر دیا یا راستہ رکوا دیا۔ بے وجہ خدا کی مخلوق کو تکلیف ہو رہی ہے اور یہ ابھی گھر میں چو چلے بگھار رہی ہیں۔

۹) ایک عیب یہ ہے کہ جس گھر جاتی ہیں گاڑی یا ڈولی سے اتر جھپ سے گھر میں جا گھستی ہیں اکثر ایسا ہوتا ہے کہ اس گھر کا کوئی مرد اندر ہوتا ہے اس کا سامنا ہو جاتا ہے تم کو چاہئے کہ ابھی گاڑی سے یا ڈولی سے مت اترو پہلے کسی ماما وغیرہ کو گھر میں بھیج کر دکھوالو اور اپنے آنے کی خبر کر دو کوئی مرد وغیرہ ہوگا تو علیحدہ ہو جائے گا جب تم سن لو کہ اب گھر میں کوئی مرد وغیرہ نہیں ہے تب اتر کر اندر جاؤ۔

۱۰) ایک عیب یہ ہے کہ آپس میں دو عورتیں جو باتیں کرتی ہیں اکثر یہ ہوتا ہے کہ ایک کی بات ختم ہونے نہیں پاتی کہ دوسری شروع کر دیتی ہے بلکہ بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ دونوں ایک دم سے بولتی ہیں وہ اپنی کہہ رہی ہے اور یہ اپنی ہانک رہی ہے نہ وہ اس کی سنے نہ یہ اس کی بھلا ایسی بات کرنے ہی سے کیا فائدہ ہمیشہ یاد رکھو کہ جب ایک بولنے والی کی بات ختم ہو جاوے اس وقت دوسری کو بولنا چاہئے۔

۱۱) ایک عیب یہ ہے کہ زیور اور کبھی روپیہ پیسہ بھی بے احتیاطی سے کبھی تکئے کے نیچے رکھ دیا کبھی کسی طاق میں کھلا رکھ دیا۔ تالا کنجی ہوتے ہوئے سستی کے مارے اس میں حفاظت سے نہیں رکھتیں پھر کوئی چیز جاتی رہی تو سب کا نام لگاتی پھرتی ہیں۔

۱۲) ایک عیب یہ ہے کہ ان کو ایک کام کے واسطے بھیجو جا کر دوسرے کام میں لگ جاتی ہے جب دونوں سے فراغت ہو جاوے تب لوٹتی ہیں اس میں بھیجنے والے کو سخت تکلیف اور الجھن ہوتی ہے کیونکہ اس نے تو ایک کام کا حساب لگا رکھا ہے کہ یہ اتنی دیر کا ہے جب اتنی دیر گذر جاتی ہے پھر اس کو پریشانی شروع ہوتی ہے اور یہ عقل مندیں یہ کہتی ہیں کہ آئے تو ہیں ہی لاؤ دوسرا کام بھی لگے ہاتھ کرتے چلیں ایسا مت کرو اول پہلا کام کر کے اس کی فرمائش پوری کر دو پھر اپنے طور پر اطمینان سے دوسرا کام کر لو۔

۱۳) ایک عیب سستی کا ہے کہ ایک وقت کے کام کو دوسرے وقت پر اٹھا رکھتی ہیں اس سے اکثر حرج اور نقصان ہو جاتا ہے۔

۱۴) ایک عیب یہ ہے کہ مزاج میں اختصار نہیں اور ضرورت اور موقع کو نہیں دیکھتیں کہ یہ جلدی کا وقت ہے مختصر طور پر اس کام کو نبٹالو ہر وقت ان کو اطمینان اور تکلف ہی سوجھتا ہے۔ اس تکلف تکلف میں بعضی دفعہ اصل کام بگڑ جاتا ہے اور موقع نکل جاتا ہے۔

۱۵) ایک عیب یہ ہے کہ کوئی چیز کھو جاوے تو بے تحقیق کسی پر تہمت لگا دیتی ہیں یعنی جس نے کبھی کوئی چیز چرائی تھی بید ھڑک کہہ دیا کہ بس جی اسی کا کام ہے حالانکہ یہ کیا ضرور ہے کہ سارے عیب ایک ہی آدمی نے کئے ہوں اسی طرح اور بری باتوں میں ذرا سے شبہ سے ایسا پکا یقین کر کے اچھا خاصا گھڑ مڑ دیتی ہیں۔

۱۶) ایک عیب یہ ہے کہ پان تمباکو کا خرچ اس قدر بڑھا لیا ہے کہ غریب آدمی تو سہار ہی نہیں سکتا اور امیروں کے یہاں اتنے خرچ میں چار پانچ غریبوں کا بھلا ہو سکتا اس کو گھٹانا چاہئے خرابی یہ ہے کہ بے ضرورت بھی کھانا شروع کر دیتی ہیں پھر وہ علت لگ جاتی ہے۔

۱۷) ایک عیب یہ ہے کہ ان کے سامنے دو آدمی کسی معاملہ میں بات کرتے ہوں اور ان سے نہ کوئی پوچھے نہ گچھے مگر یہ خواہ مخواہ دخل دیتی ہیں اور

---

۱) تمباکو اگر ایسا ہو جس کے کھانے سے منہ میں بدبو آنے لگے تو اس کا کھانا علاوہ اسراف ہونے کے بدبو کی وجہ سے بھی مکروہ ہے ۱۲ منہ۔

صلاح بتلانے لگتی ہیں جب تک تم سے کوئی صلاح نہ لے تم بالکل گونگی بہری بنی بیٹھی رہو۔

۱۸) ایک عیب یہ ہے کہ محفل میں سے آکر تمام عورتوں کی صورت شکل ان کے زیور پوشاک کا ذکر اپنے خاوند سے کرتی ہیں بھلا اگر خاوند کا دل کسی پر آ گیا اور وہ اس کے خیال میں لگ گیا تو تم کو کتنا بڑا نقصان پہنچے گا۔

۱۹) ایک عیب یہ ہے کہ ان کو کسی سے کوئی بات کرنا ہو تو وہ دوسرا آدمی چاہے کیسے ہی کام میں ہو یا وہ کوئی بات کر رہا ہو کبھی یہ انتظار نہ کریں گی کہ اس کا کام یا بات ختم ہو لے تو ہم بات کریں بلکہ اس کی بات یا کام کے بیچ میں جا کر ٹانگ اڑا دیتی ہیں یہ بری بات ہے ذرا ٹھہر جانا چاہئے جب وہ تمہاری طرف متوجہ ہو سکے اس وقت بات کرو۔

۲۰) ایک عیب یہ ہے کہ ہمیشہ بات ادھوری کریں گی۔ پیغام ادھورا پہنچاویں گی جس سے مطلب غلط سمجھا جاوے گا بعضی دفعہ اس میں کام بگڑ جاتا ہے اور بعضی دفعہ دو شخصوں میں اس غلطی سے رنج ہو جاتا ہے۔

۲۱) ایک عیب یہ ہے کہ ان سے بات کی جاوے تو پورے طور سے متوجہ ہو کر اس کو نہیں سنتیں اسی میں اور کام بھی کر لیا کسی اور سے بھی بات کر لی نہ تو بات کرنے والے کا بات کر کے جی بھلا ہوتا ہے اور نہ اس کام کے ہونے کا پورا بھروسہ ہوتا ہے کیونکہ جب پوری بات سنی نہیں تو اس کو کریں گی کس طرح۔

۲۲) ایک عیب یہ ہے کہ اپنی خطا یا غلطی کا کبھی اقرار نہ کریں گی جہاں تک ہو سکے گا بات کو بنا دیں گے خواہ بن سکے یا نہ بن سکے۔

۲۳) ایک عیب یہ ہے کہ کہیں سے تھوڑی چیز ان کے حصہ کی آوے یا ادنیٰ درجہ کی چیز آوے تو اس کو ناک ماریں گے طعنہ دیں گے کہ گھر گھتی ایسی چیز بھیجنے کی کیا ضرورت تھی بھیجتے ہوئے شرم نہ آئی۔ یہ بری بات ہے اس کی اتنی ہی ہمت تھی تمہارا تو اس نے کچھ نہیں بگاڑا اور خاوند کے ساتھ بھی ان کی یہی عادت ہے کہ خوش ہو کر چیز کم لیتی ہیں اس کو رد کر کے عیب نکال کر تب قبول کرتی ہیں۔

۲۴) ایک عیب یہ ہے کہ ان کو کوئی کام کہو اس میں جھک جھک کر لیں گی پھر اس کام کو کریں گے۔ بھلا جب وہ کام کرنا ہے پھر اس واہیات سے کیا فائدہ نکلا ناحق دوسری کا بھی جی برا کیا۔

۲۵) ایک عیب یہ ہے کہ کپڑا پہنے پہنے ہی سی لیتی ہیں بعضی دفعہ سوئی چبھ جاتی ہے۔ بے ضرورت تکلیف میں کیوں پڑے۔

۲۶) ایک عیب یہ ہے کہ آنے کے وقت اور چلنے کے وقت مل کر ضرور روتی ہیں چاہے رونا نہ بھی آوے مگر اس ڈر سے روتی ہیں کہ کوئی یوں نہ کہے کہ اس کو محبت نہیں۔

۲۷) ایک عیب یہ ہے کہ اکثر تکیہ میں یا ویسے ہی سوئی رکھ کر اٹھ جاتی ہیں اور کوئی بے خبری میں آ بیٹھتا ہے اس کے چبھ جاتی ہے۔

۲۸) ایک عیب یہ ہے کہ بچوں کو گرمی سردی سے نہیں بچاتیں اس سے اکثر بچے بیمار ہو جاتے ہیں پھر تعویذ گنڈے کراتی پھرتی ہیں۔ دوا علاج یا آئندہ کو احتیاط پھر بھی نہیں کرتیں۔

۲۹) ایک عیب یہ ہے کہ بچوں کو بے بھوک کھانا کھلا دیتی ہیں یا مہمان کو اصرار کر کے کھلاتی ہیں پھر بے بھوک کھانے کی تکلیف ان کو بھگتنی پڑتی ہے۔

بعضی باتیں تجربے اور انتظام کی

۱) اپنے دو لڑکوں یا دو لڑکیوں کی شادی جہاں تک ہو سکے ایک دم مت کرو کیونکہ بہوؤں میں ضرور فرق ہوگا دامادوں میں ضرور فرق ہوگا۔ خود لڑکوں اور لڑکیوں کی صورت شکل میں کپڑے کی سجاوٹ میں اگر صبور میں حیا شرم میں ضرور فرق ہوگا اور بھی بہت باتوں میں فرق ہو جاتا ہے اور لوگوں کی عادت ہے ذکر مذکور کرنے کی اور ایک کو گھٹانے اور دوسرے کو بڑھانے کی اس سے ناحق دوسرے کا جی برا ہوتا ہے۔

۲) ہر کسی پر اطمینان مت کر لیا کرو۔ کسی کے بھروسے گھر مت چھوڑ جایا کرو غرض جب تک کسی کو ہر طرح کے برتاؤ سے خوب آزما نہ لو اس کا اعتبار مت کرو خاص کر اکثر شہروں میں بہت سی عورتیں کوئی جن بنی ہوئی کعبہ کا غلاف لئے ہوئے اور کوئی تعویذ گنڈے جھاڑ پھونک کرتی ہوئی، کوئی فال دیکھتی ہوئی، کوئی تماشا لئے ہوئے گھروں میں گھستی پھرتی ہیں ان کو گھر میں ہی مت آنے دو۔ دروازے ہی سے روک دو ایسی عورتوں نے بہت سے گھروں کی صفائی کر دی ہے۔

---

۳) اور اگر اس نے تمہاری اس تعریف کرنے کی وجہ سے کوئی ناجائز کام کیا زنا وغیرہ تو اس گناہ کے سبب بن جانے کا تم کو بھی گناہ ہوگا۔ ۱۲

۳) کبھی صندوقچی یا پاندان جس میں روپیہ پیسہ گہنا زیور رکھا کرتی ہو کھلا چھوڑ کر مت اٹھو۔ قفل لگا کر یا اپنے ساتھ لے کر اٹھو۔

۴) جہاں تک ہو سکے سودا قرض مت منگاؤ جو بہت ناچاری میں منگانا ہی پڑے تو دام پوچھ کر تاریخ کے ساتھ لکھ لو جب دام ہوں فوراً دے دو۔

۵) دھوبن کے کپڑے، پسنہاری کا اناج اور پسائی ان سب کا حساب لکھتی رہو۔ زبانی یاد کا بھروسہ مت کرو۔

۶) جہاں تک ہو سکے گھر کا خرچ بہت کفایت اور انتظام سے اٹھاؤ بلکہ جتنا خرچ تم کو ملے اس میں سے کچھ بچا لیا کرو۔

۷) جو عورتیں باہر سے گھر میں آیا کرتی ہیں ان کے سامنے کوئی ایسی بات مت کیا کرو جس کا تم کو دوسری جگہ معلوم کرانا منظور نہیں۔ کیونکہ ایسی عورتیں گھروں کی باتیں دس گھر جا کر کہا کرتی ہیں۔

۸) آٹا چاول اٹکل سے مت پکاؤ اپنے خرچ کا اندازہ کر کے دونوں وقت سب چیزیں تول ناپ کر خرچ کرو۔ اگر کوئی تم کو طعنہ دے کچھ پرواہ مت کرو۔

۹) جو لڑکیاں باہر نکلتی ہیں ان کو زیور بالکل مت پہناؤ اس میں جان و مال دونوں طرح کا اندیشہ ہے۔

۱۰) اگر کوئی مرد دروازے پر آ کر تمہارے شوہر یا باپ بھائی سے اپنی ملاقات یا دوستی یا کسی قسم کی رشتہ داری کا تعلق ظاہر کرے ہرگز اس کو گھر میں مت بلاؤ یعنی پردہ کر کے بھی اس کو مت بلاؤ اور نہ کوئی قیمتی چیز اس کے قبضہ میں دو۔ غیر آدمی کی طرح کھانا وغیرہ بھیج دو زیادہ محبت واخلاص مت کرو جب تک تمہارے گھر کا کوئی مرد اس کو پہچان نہ لے اسی طرح ایسے شخص کی بھیجی ہوئی چیز ہرگز مت برتو۔ اگر وہ برا مانے کچھ غم نہ کرو۔

۱۱) اسی طرح اگر کوئی انجان عورت ڈولی وغیرہ کے ساتھ کہیں سے آکر کہے کہ مجھ کو فلانے گھر سے آپ کے بلانے کو بھیجا ہے ہرگز اس کے کہنے سے ڈولی میں مت سوار ہو۔ غرض انجان آدمیوں کے کہنے سے کوئی کام مت کرو۔ نہ اس کو اپنے گھر کی کوئی چیز دو چاہے وہ مرد ہو یا عورت ہو۔ چاہے وہ اپنے نام سے لے یا دوسرے کے نام سے مانگے۔

۱۲) گھر کے اندر ایسا کوئی درخت مت رہنے دو جس کے پھل سے چوٹ لگنے کا اندیشہ ہو جیسے کیتھ کا درخت۔

۱۳) کپڑا سردی میں ذرا زیادہ پہنو اکثر عورتیں بہت کم کپڑا پہنتی ہیں کہیں زکام ہو جاتا ہے کہیں بخار آ جاتا ہے۔

۱۴) بچوں کو ماں باپ بلکہ دادا کا بھی نام یاد کرا دو اور کبھی کبھی پوچھتی رہا کرو تا کہ اس کو یاد رہے اس میں یہ فائدہ ہے کہ اگر خدانخواستہ بچہ کھو جاوے اور کوئی اس سے پوچھے کہ تو کس کا ہے تیرے ماں باپ کون ہیں تو اگر بچہ کو نام یاد ہوں گے تو بتلا تو دے گا پھر کوئی نہ کوئی تمہارے پاس اس کو پہنچا دے گا اور اگر یاد نہ ہوا تو پوچھنے پر اتنا ہی کہے گا کہ میں اماں کا ہوں ابا کا ہوں یہ خبر نہیں کون اماں کون ابا۔

۱۵) ایک جگہ ایک عورت اپنا بچہ چھوڑ کر کہیں کام کو چلی گئی پیچھے ایک بلی نے آکر اس قدر نوچا کہ اسی میں جان نکل گئی۔ اس سے دو باتیں معلوم ہوئیں ایک تو یہ کہ بچے کو کبھی تنہا نہ چھوڑنا چاہئے۔ دوسرے یہ کہ بلی کتے جانور کا کچھ اعتبار نہیں بعضی عورتیں بے تو فی کرتی ہیں کہ بلیوں کو ساتھ سلاتی ہیں بھلا اس کا کیا اعتبار۔ اگر رات کو کہیں دھوکہ میں پنجہ دانت مار دے یا نرخرہ پکڑ لے تو کیا کر لو۔

۱۶) دوا ہمیشہ پہلے حکیم کو دکھلا لو اور اس کو خوب صاف کر لو کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اناڑی پنساری دوا کچھ کی کچھ دے دیتا ہے۔ بعضی دفعہ اس میں کوئی چیز ملی ہوتی ہے کہ اس کی تاثیر اچھی نہیں ہوتی اور جو دوا کسی بوتل یا ڈبیہ یا پڑیہ میں بچ جائے اس کے اوپر ایک کاغذ کی چٹ لگا کر اس دوا کا نام لکھ دو بہت دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ کسی کو اس کی پہچان نہیں رہی اسلئے چاہے کتنی ہی لاگت کی ہوئی مگر پھینکنا پڑی اور بعضی دفعہ غلط یاد رہی اور اس کو دوسری بیماری میں غلطی سے برت لیا اور اس نے نقصان کیا۔

۱۷) لحاظ کی جگہ سے قرض مت لو اور زیادہ قرض بھی مت دو اتنا دو کہ اگر وصول نہ ہو تو وہ تم کو بھاری نہ معلوم ہو۔

۱۸) جو کوئی بڑا اپنا کام کرو اول کسی سمجھدار دیندار خیر خواہ آدمی سے صلاح لے لو۔

۱۹) اپنا روپیہ پیسہ مال و متاع چھپا کر رکھو۔ ہر کسی سے اس کا ذکر نہ کرو۔

۲۰) جب کسی کو خط لکھو تو اپنا پتہ پورا اور صاف لکھو اور اگر اسی جگہ پھر خط لکھو تو یوں نہ سمجھو کہ پہلے خط میں تو پتہ لکھ دیا تھا اب کیا ضرورت ہے کیونکہ پہلا خط خدا جانے ہے یا نہیں۔ اگر نہ ہوا تو دوسرے آدمی کو کیسی دقت پڑے گی شاید اس کو زبانی بھی یاد نہ رہا ہو یا ان پڑھ ہونے کی وجہ سے لکھنے والے کو نہ بتلا سکے۔

(۲۱) اگر ریل کا سفر کرنا پڑے تو اپنا ٹکٹ بڑی حفاظت سے رکھو یا اپنے مردوں کے پاس رکھو اور گاڑی میں غافل ہو کر زیادہ مت سوؤ نہ کسی عورت مسافر سے اپنے دل کے بھید کہو نہ اپنے اسباب اور زیور کا اس سے ذکر کرو اور کسی کی دی ہوئی چیز پان پتہ مٹھائی کھانا وغیرہ کچھ مت کھاؤ اور زیور پہن کر ریل میں مت بیٹھو بلکہ اتار کر صندوقچے وغیرہ میں رکھ لو جب منزل پر پہنچ کر گھر جاؤ اس وقت جو چاہو پہن لو۔

(۲۲) سفر میں کچھ خرچ ضرور پاس رکھو۔

(۲۳) باؤلے آدمی کو مت چھیڑو نہ اس سے بات کرو جب اس کو ہوش نہیں خدا جانے کیا کہہ بیٹھے یا کیا کر گذرے پھر ناحق تم کو شرمندگی اور رنج ہو۔

(۲۴) اندھیرے میں ننگا پاؤں کہیں مت رکھو اندھیرے میں کہیں ہاتھ مت ڈالو پہلے چراغ کی روشنی لے لو پھر ہاتھ ڈالو۔

(۲۵) اپنا بھید ہر کسی سے مت کہو بعضے آدمی اوچھوں سے بھید کہہ کر پھر منع کر دیتے ہیں کہ کسی سے کہنا مت۔ اس سے ایسے آدمی اور بھی کہا کرتے ہیں۔

(۲۶) ضروری دوائیں ہمیشہ اپنے گھر میں رکھو۔

(۲۷) ہر کام کا پہلے انجام سوچ لیا کرو اس وقت شروع کرو۔

(۲۸) چینی اور شیشے کے برتن اور سامان بھی بلا ضرورت زیادہ مت خریدو کہ اس میں بڑا روپیہ برباد جاتا ہے۔

(۲۹) اگر عورتیں ریل میں بیٹھیں اور اپنے ساتھ کے مرد دوسری جگہ بیٹھے ہوں تو جس اسٹیشن پر اترنا ہو ریل پہنچنے کے وقت اس اسٹیشن کا نام سن کر یا تختے پر لکھا ہوا دیکھ کر اتر نہ جانا چاہئے بعض شہروں میں دو تین اسٹیشن ہوتے ہیں شاید ان کے ساتھ کا مرد دوسرے اسٹیشن پر اترے اور یہ یہاں اتر پڑیں تو دونوں پریشان ہوں گے یا مرد کی آنکھ لگ گئی اور وہ یہاں نہ اترا اور یہ اتریں تب بھی مصیبت ہو گی بلکہ جب اپنے گھر کا مرد آ جاوے تب اتریں۔

(۳۰) سفر میں لکھی پڑھی عورتیں یہ چیزیں بھی ساتھ رکھیں ایک کتاب مسئلوں کی۔ پنسل۔ کاغذ۔ تھوڑے سے کارڈ۔ وضو کا برتن۔

(۳۱) سفر میں جانے والوں سے حتی الامکان کوئی فرمائش مت کرو کہ فلاں جگہ سے یہ خرید لانا۔ ہماری فلاں چیز فلاں جگہ رکھی ہے تم اپنے ساتھ لیتے آنا۔ یہ اسباب لیتے جاؤ فلانے کو پہنچا دینا یہ خط فلانے کے دے دینا۔ ان فرمائشوں سے اکثر دوسرے آدمی کو تکلیف ہوتی ہے اور اگر دوسرا بے فکر ہو تو اس کے بھروسے رہنے سے تمہارا نقصان ہو گا خط تو تین پیسے میں جہاں چاہو بھیج دو۔ اور چیز ریل میں منگا سکتی اور بھیج سکتی ہو یا وہ چیز اگر یہاں مل سکتی ہو تو مہنگی لے سکتی ہو اپنی تھوڑی سی بچت کے واسطے دوسروں کو پریشان کرنا بہتر نہیں بعض کام ہوتا تو ہے ذرا سا مگر اس کے بندوبست میں بہت الجھن ہوتی ہے۔ اور اگر بہت ہی ناچاری آ پڑے تو چیز کے منگانے میں پہلے دام بھی دے دو۔ اگر ریل میں آوے جاوے تو کچھ زیادہ دام دے دو کہ شاید اس کے پاس خود اپنا اسباب بھی ہو اور سب مل کر تولنے کے قابل ہو جاوے۔

(۳۲) ریل میں یا ویسے کہیں سفر میں انجان آدمی کے ہاتھ کی دی ہوئی چیز کبھی نہ کھاوے بعضے شریر آدمی کچھ زہر یا نشہ کھلا کر مال اسباب لے بھاگتے ہیں۔

(۳۳) ریل[1] کی جلدی میں اس کا خیال رکھو کہ جس درجہ کا ٹکٹ تمہارے پاس ہے اس سے بڑے کرایہ کے درجہ میں مت بیٹھ جاؤ۔

(۳۴) سینے میں اگر کپڑے میں سوئی اٹک جاوے تو اسکو دانت سے پکڑ کر مت کھینچو بعضی دفعہ ٹوٹ کر یا پھسل کر تالوں میں یا زبان میں گھس جاتی ہے۔

(۳۵) ایک نہرنی ناخن تراشنے کو ضرور اپنے پاس رکھو۔ اگر وقت بے وقت نائن کو دیر ہو گی تو اپنے ہاتھ سے ناخن تراشنے کا آرام ملے گا۔

(۳۶) نئی ہوئی دوا کبھی استعمال مت کرو جب تک اس کا پورا نسخہ کسی تجربہ کار سمجھدار حکیم کو دکھلا کر اجازت نہ لے لی جاوے۔ خاص کر آنکھ میں تو کبھی ایسی ویسی دوا ہرگز نہ ڈالنا چاہئے۔

(۳۷) جس کام کا پورا بھروسہ نہ ہو اس میں دوسرے کو کبھی بھروسہ نہ دے ورنہ تکلیف اور رنج ہو گا۔

(۳۸) کسی کی مصلحت میں دخل اور صلاح نہ دے البتہ جس پر پورا اختیار ہو یا جو خود پوچھے وہاں کچھ ڈر نہیں۔

(۳۹) کسی کو ٹھہرانے پر یا کھانا کھلانے پر زیادہ اصرار نہ کرے بعض دفعہ اس میں دوسرے کو الجھن اور تکلیف ہوتی ہے ایسی محبت سے کیا فائدہ جس

---

(۱) اس نمبر کی عبارت اس مرتبہ درست کی گئی ۱۲ شبیر علی۔

کا انجام نفرت اور الزام ہو۔

۴۰) اتنا بوجھ مت اٹھاؤ جو مشکل سے اٹھے ہم نے بہت آدمی دیکھے ہیں کہ لڑکپن میں بوجھ اٹھالیا اور ایسا کوئی بگاڑ پڑ گیا جس سے ساری عمر کی تکلیف کھڑی ہو گئی۔ خاص کر لڑکیاں اور عورتیں بہت احتیاط رکھیں ان کے بدن کے جوڑ اور رگ پٹھے اور بھی کمزور اور نرم ہوتے ہیں۔

۴۱) سوئی یا سوا یا ایسی کوئی چیز چھوڑ کر مت اٹھو شاید کوئی بھولے سے اس پر آ بیٹھے اور وہ اس کے چبھ جاوے۔

۴۲) آدمی کے اوپر سے کوئی چیز وزن کی یا خطرہ کی مت دو اور کھانا پانی بھی کسی کے اوپر سے مت دو شاید ہاتھ سے چھوٹ جاوے۔

۴۳) کسی بچہ یا شاگرد کو سزا دینا ہو تو موٹی لکڑی یا لات گھونسہ سے مت مارو۔ اللہ بچاوے اگر کہیں نازک جگہ چوٹ لگ جاوے تو لینے کے دینے پڑ جاویں اور چہرے اور سر پر بھی مت مارو۔

۴۴) اگر کہیں مہمان جاؤ اور کھانا کھا چکی ہو تو جاتے ہی گھر والوں سے اطلاع کر دو کیونکہ وہ لحاظ کے مارے خود پوچھیں گے نہیں چپکے چپکے سب فکر کریں گے خواہ وقت ہو یا نہ ہو۔ انہوں نے تکلیف جھیل کر کھانا پکایا۔ جب سامنے آیا تو تم نے کہہ دیا کہ ہم نے تو کھا لیا اس وقت ان کو کتنا افسوس ہوگا تو پہلے ہی سے کیوں نہ کہہ دو۔ اسی طرح اگر کوئی دوسرا تمہاری دعوت کرے یا تم کو ٹھہرائے تو گھر والے سے اجازت لو اور اگر ایسی ہی مصلحت ہو جس سے تم کو خود منظور کرنا پڑے تو گھر والے سے ایسے وقت اطلاع کر دو کہ وہ کھانا پکانے کا سامان نہ کرے۔

۴۵) جو جگہ لحاظ اور تکلیف کی ہو وہاں خرید و فروخت کا معاملہ مناسب نہیں کیونکہ ایسی جگہ نہ بات صاف ہو سکتی ہے نہ تقاضا ہو سکتا ہے ایک دل میں کچھ سمجھتا ہے دوسرا کچھ سمجھتا ہے۔ انجام اچھا نہیں۔

۴۶) چاقو وغیرہ سے دانت مت کریدو۔

۴۷) پڑھنے والے بچوں کو کوئی چیز دماغ کی طاقت کی ہمیشہ کھلاتی رہو۔

۴۸) جہاں تک ممکن ہو رات کو تنہا مکان میں مت رہو خدا جانے کیا اتفاق ہو اور ناچاری کی اور بات ہے بعضے آدمی یونہی مر کر رہ گئے اور کئی کئی روز کے بعد لوگوں کو خبر ہوئی۔

۴۹) چھوٹے بچوں کو کنویں پر مت چڑھنے دو بلکہ اگر گھر میں کنواں ہو تو اس پر تختہ ڈلوا کر ہر وقت قفل لگائے رکھو اور ان کو لوٹا دے کر پانی لانے کے واسطے کبھی مت بھیجو شاید وہاں جا کر خود ہی کنویں سے ڈول کھینچنے لگیں۔

۵۰) پتھر، سل، اینٹ بہت دنوں تک جو ایک جگہ رکھی رہتی ہے اکثر اس کے نیچے بچھو وغیرہ پیدا ہو جاتے ہیں اس کو دفعتہً مت اٹھاؤ خوب دیکھ بھال کر اٹھاؤ۔

۵۱) جب بچھونے پر لیٹنے لگو تو اس کو کسی کپڑے سے پھر جھاڑ لو شاید کوئی جانور اس پر چڑھ گیا ہو۔

۵۲) ریشمی اور اونی کپڑوں کی تہوں میں نیم کی پتی اور کافور رکھ دیا کرو کہ اس سے کیڑا نہیں لگتا۔

۵۳) اگر گھر میں کچھ روپیہ پیسہ دبا کر رکھو تو ایک دو آدمی گھر کے جن کا تم کو پورا اعتبار ہو انکو بھی جتلا دو ایک جگہ ایک عورت پانچ سو روپے میاں کی کمائی کے دبا کر مر گئی جگہ ٹھیک ٹھیک کسی کو معلوم نہیں تھی سارا گھر کھود ڈالا کہیں پتہ نہ لگا میاں غریب آدمی تھا خیال کرو کیسا صدمہ ہوا ہوگا۔

۵۴) بعضے آدمی تالا لگا کر کنجی بھی ادھر ادھر پاس ہی کو رکھ دیتے ہیں یہ بڑی غلطی کی بات ہے۔

۵۵) مٹی کا تیل بہت نقصان کرتا ہے اس کو منہ جلاویں اور چراغ میں بتی اپنے ہاتھ سے بنا کر ڈالیں جو نہ بہت باریک ہو نہ بہت موٹی۔ بعضی مامائیں بے تمیز بہت موٹی بتی ڈال دیتی ہیں مفت میں دوگنا تگنا تیل برباد ہو جاتا ہے اور چراغ میں بتی اکسانے کے لئے پابندی کے ساتھ ایک لکڑی یا لوہے پیتل کا تار ضرور رکھیں ورنہ انگلی خراب کرنی پڑتی ہے اور چراغ گل کرنے کے وقت احتیاط رکھیں اس پر ایسا ہاتھ نہ ماریں کہ چراغ ہی آ پڑے بلکہ اس کے لئے پنکھا یا کپڑا مناسب ہے اور مجبوری کو منہ سے بجھا دیں۔

۵۶) رات کے وقت اگر روپے وغیرہ گننا ہو بہت آہستہ سے گنو کہ آواز نہ ہو اس کے ہزاروں دشمن ہیں۔

۵۷) جلتا چراغ تنہا مکان میں چھوڑ کر مت جاؤ اسی طرح دیا سلائی سلگتی ہوئی ویسی ہی کہیں مت پھینک دو اس کو یا تو بجھا کر پھینکو یا پھینک کر جوتی وغیرہ سے مل ڈالو تاکہ بالکل اس میں چنگاری نہ رہے۔

۵۸) بچوں کو دیا سلائی سے یا آگ سے آتش بازی سے ہرگز کھیلنے مت دو۔ ہمارے پڑوس میں ایک لڑکا دیا سلائی کھینچ رہا تھا کرتے میں آگ لگ گئی

تمام سینہ جل گیا ایک جگہ آتش بازی سے ایک لڑکے کا ہاتھ اڑ گیا۔

۵۹) پاخانہ وغیرہ میں چراغ لے جاؤ تو بہت احتیاط رکھو کہ کہیں کپڑوں میں نہ لگ جاوے بہت آدمی اس طرح جل چکے ہیں خاص کر مٹی کا تیل تو اور بھی غضب ہے۔

بچوں کی احتیاط کا بیان

۱) ہر روز بچے کا ہاتھ، منہ، گلا، کان، جڈھے (یعنی جنگاسے) وغیرہ گیلے کپڑے سے خوب صاف کر دیا کریں میل جمنے سے گوشت گل کر زخم پڑ جاتے ہیں۔

۲) جب پیشاب یا پاخانہ کرے فوراً پانی سے طہارت کر دیا کریں خالی چیتھڑے سے پوچھنے پر بس نہ کیا کریں اس سے بچے کے بدن میں خارش اور سوزش پیدا ہو جاتی ہے اگر موسم سرد ہو تو پانی نیم گرم کر لیں۔

۳) بچے کو الگ سلاویں اور حفاظت کے واسطے دونوں طرف کی پٹیوں سے دو ۲ چارپائیاں ملا کر بچھا دیں یا اس کی دونوں کروٹ پر دو ۲ تکیئے رکھ دیں تاکہ گرنہ پڑے۔ پاس سلانے میں یہ ڈر ہے کہ شاید سوتے میں کہیں کروٹ کے تلے دب جاوے ہاتھ پاؤں نازک تو ہوتے ہی ہیں اگر صدمہ پہنچ جاوے تعجب نہیں ایک جگہ اسی طرح ایک بچہ رات کو دب گیا صبح کو مرا ہوا ملا۔

۴) جھولے کی زیادہ عادت بچے کو نہ ڈالیں کیونکہ جھولا ہر جگہ نہیں ملتا اور بہت گود میں بھی نہ رکھیں اس سے بچہ کمزور ہو جاتا ہے۔

۵) چھوٹے بچے کو عادت ڈالیں کہ سب کے پاس آ جایا کرے ایک آدمی کے پاس زیادہ ہل جانے سے اگر وہ آدمی مر جاوے یا نوکری سے چھڑا دیا جاوے تو بچہ کی مصیبت ہو جاتی ہے۔

۶) اگر بچہ کو انا کا دودھ پلانا ہو تو ایسی انا تجویز کرنا چاہیے جس کا دودھ اچھا ہو اور جوان ہو اور دودھ اس کا تازہ ہو یعنی اس کا بچہ سات مہینے سے زیادہ کا نہ ہو اور وہ خصلت کی اچھی ہو اور دیندار ہو۔ احمق۔ بے شرم۔ بد چلن۔ کنجوس۔ لالچی نہ ہو۔

۷) جب بچہ کھانا کھانے لگے انا اور کھلائی پر بچے کا کھانا نہ چھوڑیں بلکہ خود اپنے یا اپنے کسی سلیقہ دار معتبر آدمی کے سامنے کھانا کھلایا کریں تاکہ بے اندازہ کھا کر بیمار نہ ہو جاوے اور بیماری میں دوا بھی اپنے سامنے بنواویں اپنے سامنے پلاویں۔

۸) جب بچہ سمجھدار ہو جائے تو اس کو اپنے ہاتھ سے کھانے کی عادت ڈالیں اور کھانے سے پہلے ہاتھ دھلوا دیا کریں اور داہنے ہاتھ سے کھانا سکھلاویں اور اس کو کم کھانے کی عادت ڈالیں تاکہ بیماری اور حرص سے بچا رہے۔

۹) ماں باپ خود بھی خیال رکھیں اور جو مرد یا عورت بچے پر مقرر ہو وہ بھی خیال رکھے کہ بچہ ہر وقت صاف ستھرا رہے جب ہاتھ منہ میلا ہو جاوے فوراً دھلا دے۔

۱۰) اگر ممکن ہو تو ہر وقت کوئی بچے کے ساتھ رہے کھیل کود کے وقت اس کا دھیان رکھے بہت دوڑنے کودنے نہ دے۔ بلند مکان پر لے جا کر نہ کھلاوے۔ بھلے مانسوں کے بچوں کے ساتھ کھلاوے۔ کمینوں کے ساتھ نہ کھیلنے دے زیادہ بچوں میں نہ کھیلنے دے گلیوں سڑکوں میں نہ کھیلنے دے۔ بازار وغیرہ میں اس کو لئے نہ پھرے۔ اس کی ہر بات کو دیکھ کر ہر موقع کے مناسب اس کو آداب قاعدے سکھلاوے بے جا باتوں سے اس کو روکے۔

۱۱) کھلائی کو تاکید کر دیں کہ اس کو غیر جگہ کچھ نہ کھلاوے اگر کوئی اس کو کھانے پینے کی چیز دیوے تو گھر لا کر ماں باپ کے روبرو رکھ دے آپ ہی آپ نہ کھلا دے۔

۱۲) بچہ کو عادت ڈالیں کہ بجز اپنے بزرگوں کے اور کسی سے کوئی چیز نہ مانگے اور نہ بغیر اجازت کے کسی کی دی ہوئی چیز لے۔

۱۳) بچہ کا بہت لاڈ پیار نہ کرے ورنہ ابتر ہو جاوے گا۔

۱۴) بچہ کو بہت تنگ کپڑے نہ پہناویں اور بہت گوٹا کناری بھی نہ لگاویں۔ البتہ عید۔ بقر عید میں مضائقہ نہیں۔

۱۵) بچہ کو منجن مسواک کی عادت ڈالیں۔

۱۶) اس کتاب کے ساتویں حصہ میں جو آداب اور قاعدے کھانے پینے کے، بولنے چالنے کے، ملنے جلنے کے، اٹھنے بیٹھنے کے لکھے گئے ہیں ان

سب کی عادت بچے کو ڈالیں اس بھروسہ نہ رہیں کہ بڑا ہو کر آپ سیکھ جائے گا یا اس کو اس وقت پڑھاویں گے۔ یاد رکھو آپ سے کوئی نہیں سیکھا کرتا اور پڑھنے سے جان تو جاتا ہے مگر عادت نہیں پڑتی اور جب تک نیک باتوں کی عادت نہ ہو کتنا ہی کوئی لکھا پڑھا ہو ہمیشہ اس سے بے تمیزی نالائقی اور دل دکھانے کی باتیں ظاہر ہوتی ہیں اور کچھ چوتھے حصے کے ص ۳۲ اور نویں حصے کے ص ۴۴ پر بچوں کے متعلق لکھا گیا ہے وہاں دیکھ کر ان باتوں کو بھی خیال رکھے۔

۱۷) پڑھنے میں بچے پر بہت محنت نہ ڈالے شروع میں ایک گھنٹہ پڑھنے کا مقرر کرے پھر دو گھنٹے پھر تین گھنٹے اسی طرح اس کی طاقت اور سہار کے موافق اس سے محنت لیتا رہے ایسا نہ کرے کہ سارا دن پڑھاتا رہے۔ ایک تو تھکن کی وجہ سے بچہ جی چرانے لگے گا پھر زیادہ محنت سے دل اور دماغ خراب ہو کر ذہن اور حافظہ میں فتور آ جاوے گا اور بیماروں کی طرح سست رہنے لگے گا پھر پڑھنے میں جی نہ لگاوے گا۔

۱۸) سوائے معمولی چھٹیوں کے بدون سخت ضرورت کے بار بار چھٹی نہ دلوادیں کہ اس سے طبیعت اچاٹ ہو جاتی ہے۔

۱۹) جہاں تک میسر ہو جو علم جو فن سکھلاویں ایسے آدمی سے سکھلاویں جو اس میں پورا عالم اور کامل ہو۔ بعضے آدمی سستا معلم رکھ کر اس سے تعلیم دلواتے ہیں شروع ہی سے طریقہ بگڑ جاتا ہے پھر درستی مشکل ہو جاتی ہے۔

۲۰) آسان سبق ہمیشہ تیسرے پہر کے وقت مقرر کریں اور مشکل سبق صبح کو کیونکہ اخیر وقت میں طبیعت تھکی ہوئی ہوتی ہے مشکل سبق سے گھبراوے گی۔

۲۱) بچوں کو خصوصاً لڑکی کو پکانا اور سینا ضرور سکھاؤ۔

۲۲) شادی میں دولہا دلہن کی عمر میں زیادہ فرق ہونا بہت سی خرابیوں کا باعث ہے۔

۲۳) اور بہت کم عمری میں شادی نہ کریں اس میں بھی بڑے نقصان ہیں۔

۲۴) لڑکوں کو تعلیم کرو کہ سب کے سامنے خاص کر لڑکیوں یا عورتوں کے سامنے ڈھیلے سے استنجا نہ سکھلایا کریں۔

بعضی باتیں نیکیوں کی اور نصیحتوں کی

۱) پرانی باتوں کا کسی کو طعنہ دینا بری بات ہے۔ عورتوں کی ایسی بری عادت ہے کہ جن رنجوں کی صفائی اور معافی بھی ہو چکی ہے جب کوئی نئی بات ہو گی پھر ان رنجوں کے ذکر کو لے بیٹھیں گی یہ گناہ بھی ہے اور اس سے دلوں میں دوبارہ رنج و غبار بھی بڑھ جاتا ہے۔

۲) اپنی سسرال کی شکایت ہرگز میکے میں جا کر مت کرو۔ بعضی شکایت گناہ بھی ہے اور یہ بے صبری کی بھی بات ہے اور اکثر اس سے دونوں طرف رنج بھی بڑھ جاتا ہے۔ اسی طرح سسرال میں جا کر میکے کی تعریف یا وہاں کی بڑائی مت کرو اس میں بھی بعض دفعہ فخر و تکبر کا گناہ ہو جاتا ہے اور سسرال والے سمجھتے ہیں کہ ہم کو بہو بے قدر سمجھتی ہے اس سے وہ بھی اس کی بے قدری کرنے لگتے ہیں۔

۳) زیادہ بکواس کی عادت مت ڈالو ورنہ بہت سی باتوں میں کوئی نہ کوئی بات نامناسب ضرور نکل جاتی ہے جس کا انجام دنیا میں رنج اور عقبیٰ میں گناہ ہوتا ہے۔

۴) جہاں تک ہو سکے اپنا کام کسی سے مت لو خود اپنے ہاتھ سے کر لیا کرو بلکہ دوسروں کا بھی کام کر دیا کرو اس سے تم کو ثواب بھی ہو گا اور اس سے ہر دل عزیز ہو جاؤ گی۔

۵) ایسی عورتوں کو کبھی منہ مت لگاؤ اور نہ کان دے کر ان کی بات سنو جو ادھر ادھر کی باتیں گھر میں آکر سناویں۔ ایسی باتیں سننے سے گناہ بھی ہوتا ہے اور کبھی فساد بھی ہو جاتا ہے۔

۶) اگر اپنی ساس، نند، دیورانی، جٹھانی یا دور و نزدیک کے رشتہ دار کی کوئی شکایت سنو تو اس کو دل میں مت رکھو بہتر تو یہ ہے کہ اس کو جھوٹ سمجھ کر دل سے نکال ڈالو۔ اگر اتنی ہمت نہ ہو تو جس نے تم سے کہا ہے اس کا سامنا کرا کر منہ در منہ اس کو صاف کر لو اس سے فساد نہیں بڑھتا۔ نوکروں پر ہر وقت سختی اور تنگی مت کیا کرو اور اپنے بچوں کی دیکھ بھال رکھو تاکہ وہ ماما نوکروں کو یا ان کے بچوں کو نہ ستانے پاویں کیونکہ یہ لوگ لحاظ کے مارے زبان سے تو کچھ نہ کہیں گے لیکن دل میں ضرور کوسیں گے پھر اگر نہ بھی کوسا جب بھی ظلم کا وبال اور گناہ تو ضرور ہو گا۔

۸) اپنا وقت فضول باتوں میں مت کھویا کرو اور بہت سا وقت اس کام کے لئے بھی رکھو کہ اس میں لڑکیوں کو قرآن اور دین کی کتابیں پڑھایا کرو اگر زیادہ نہ ہو تو قرآن کے بعد یہ کتاب بہشتی زیور شروع سے ختم تک تو ضرور پڑھوا یا کرو۔ لڑکیاں چاہے اپنی ہوں یا پرائی ہوں ان سب کے لئے اس کا بھی خیال رکھو کہ ان کو ضروری ہنر بھی آجاویں لیکن قرآن کے ختم ہونے تک ان سے دوسرا کام مت لو اور جب قرآن پڑھ چکیں اور صاف بھی کر لیں پھر صبح کے وقت پڑھاؤ پھر جب چھٹی لے کر کھانا کھا چکیں ان سے لکھواؤ۔ پھر دن رہے سے ان کو کھانا پکانے کا اور سینے پرونے کا کام سکھاؤ۔

۹) جو لڑکیاں تم سے پڑھنے آویں ان سے اپنے گھر کے کام مت لو نہ ان سے اپنے بچوں کی ٹہل کراؤ بلکہ ان کو بھی اپنی اولاد کی طرح رکھو۔

۱۰) نام کے واسطے کبھی کوئی فکر کوئی بوجھ اپنے اوپر مت ڈالو گناہ کا گناہ مصیبت کی مصیبت۔

۱۱) کہیں آنے جانے کے وقت اس کی پابند مت بنو کہ خواہ مخواہ جوڑا ضروری بدلا جاوے زیور بھی سارا لادا جاوے کیونکہ اس میں یہی نیت ہوتی ہے کہ دیکھنے والے ہم کو بڑا سمجھیں سو ایسی نیت خود گناہ ہے اور چلنے میں اس کے سبب دیر بھی ہو جاتی ہے جس سے طرح طرح کے حرج ہو جاتے ہیں۔ مزاج میں عاجزی اور سادگی رکھو۔ کبھی جو کپڑے پہنے بیٹھی ہو یہی پہن کر چلی جایا کرو۔ کبھی اگر کپڑے زیادہ میلے ہوئے یا ایسا ہی کوئی موقع ہوا مختصر طور پر جتنا آسانی سے اور جلدی سے ہو سکا بدل لیا بس چھٹی ہوئی۔

۱۲) کسی کے بدلہ لینے کے وقت اس کے خاندان کے یا مرے ہوؤں کے عیب مت نکالو اس میں گناہ بھی ہو جاتا ہے اور خواہ مخواہ دوسروں کو رنج ہوتا ہے۔

۱۳) دوسروں کی چیز جب برت چکو یا جب برتن خالی ہو جاوے فوراً واپس کر دو۔ اگر کوئی اتفاق سے اس وقت لے جانے والا نہ ملے تو اس کو اپنے برتنے کی چیزوں میں ملا جلا کر مت رکھو بالکل علیحدہ اٹھا کر رکھ دو تاکہ وہ چیز ضائع نہ ہو ویسے بھی بے اجازت کسی کی چیز برتنا گناہ ہے۔

۱۴) اچھے کھانے پینے کی عادت مت ڈالو۔ ہمیشہ ایک سا وقت نہیں رہتا پھر کسی وقت بہت مصیبت جھیلنی پڑتی ہے۔

۱۵) احسان کسی کا چاہے تھوڑا ہی سا ہو اس کو کبھی مت بھولو اور اپنا احسان چاہے جتنا ہی بڑا ہو مت جتلاؤ۔

۱۶) جس وقت کوئی کام نہ ہو سب سے اچھا شغل کتاب دیکھنا ہے۔ اس کتاب کے ختم پر بعضی کتابوں کے نام لکھ دیئے ہیں ان کو دیکھا کرو۔ اور جن کتابوں کا اثر اچھا نہ ہو ان کو کبھی مت دیکھو۔

۱۷) چلا کر کبھی مت بولو باہر آواز جاوے گی کیسی شرم کی بات ہے۔

۱۸) اگر رات کو اٹھو اور گھر والے سوتے ہوں تو کھڑ کھڑ دھڑ دھڑ مت کرو زور سے مت چلو تم تو ضرورت سے جاگیں بھلا اوروں کو کیوں جگایا جو کام کرو آہستہ کرو، آہستہ کواڑ کھولو، آہستہ پانی لو، آہستہ تھوکو، آہستہ چلو، آہستہ گھڑا بند کرو۔

۱۹) بڑوں سے ہنسی مت کرو بے ادبی کی بات ہے اور کم حوصلہ لوگوں سے بے تکلفی نہ کرو کہ وہ بے ادب ہو جائیں گے پھر تم کو ناگوار ہوگا یا وہ لوگ کہیں دوسری جگہ گستاخی کر کے ذلیل ہوں گے۔

۲۰) اپنے گھرانے والوں کی یا اپنی اولاد کی کسی کے سامنے تعریف مت کرو۔

۲۱) اگر کسی محفل میں سب کھڑے ہو جاویں تم بھی مت بیٹھی رہو کہ اس میں تکبر پایا جاتا ہے۔

۲۲) اگر دو شخصوں میں آپس میں رنج ہو تو تم ان دونوں کے درمیان ایسی بات کوئی مت کہو کہ اگر ان میں میل ہو جاوے تو تم کو شرمندگی اٹھانی پڑے۔

۲۳) جب تک روپے پیسے یا نرمی سے کام نکل سکے سختی اور خطرہ میں نہ پڑو۔

۲۴) مہمان کے سامنے کسی پر غصہ مت کرو۔ اس سے مہمان کا دل ویسا کھلا ہوا نہیں رہتا جیسا کہ پہلے تھا۔

۲۵) دشمن کے ساتھ بھی اخلاق کے ساتھ پیش آؤ اسکی دشمنی نہ بڑھے گی۔

۲۶) روٹی کے ٹکڑے یوں ہی مت پڑے رہنے دو۔ جہاں دیکھو اٹھا لو اور صاف کر کے کھا لو اگر نہ کھا سکو کسی جانور کو دے دو۔ اور دستر خوان جس میں ریزے ہوں اسکو ایسی جگہ مت جھاڑو جہاں کسی کا پاؤں آوے۔

۲۷) جب کھانا کھا چکو اس کو چھوڑ کر مت اٹھو کہ اس میں بے ادبی ہے بلکہ پہلے برتن اٹھوا دو تب خود اٹھو۔

۲۸) لڑکیوں پر تاکید رکھو کہ لڑکوں میں نہ کھیلا کریں کیونکہ اس میں دونوں کی عادت بگڑتی ہے اور جو غیر لڑکے گھر میں آویں چاہے وہ چھوٹے ہی ہوں مگر اس وقت لڑکیاں وہاں سے ہٹ جایا کریں۔

۲۹) کسی سے ہاتھ پاؤں کی ہنسی ہرگز مت کرو اکثر تو رنج ہو جاتا ہے اور کبھی جگہ بے جگہ چوٹ بھی لگ جاتی ہے اور زبانی بھی زیادہ ہنسی مت کرو جس سے دوسرا چڑنے لگے اس میں بھی تکرار ہو جاتی ہے خاص کر مہمان سے ہنسی کرنا اور بھی بے ہودہ بات ہے جیسے بعضے آدمی براتیوں سے ہنسی کرتے ہیں۔

۳۰) اپنے بزرگوں کے سرہانے مت بیٹھو لیکن اگر وہ کسی وجہ سے خود تم کے طور پر بیٹھنے کو کہیں تو اس وقت ادب یہی ہے کہ کہنا مان لو۔

۳۱) اگر کسی سے کوئی چیز مانگنے کے طور پر لو تو ایک تو اس کو خوب احتیاط سے رکھو اور جب وہ خالی ہو جائے فوراً اس کے پاس پہنچا دو یہ راہ مت دیکھو کہ وہ خود مانگے اول تو اس کو خبر کیا کہ اب خالی ہو گئی دوسرے شاید لحاظ کے مارے نہ مانگے اور شاید اس کو یاد نہ رہے پھر ضرورت کے وقت اس کو کیسی پریشانی ہو گی اسی طرح کسی کا قرض ہو تو اس کا خیال رکھو کہ جب ذرا بھی گنجائش ہو فوراً جتنا ہو سکا قرض اتار دیا۔

۳۲) اگر کبھی کسی ناچاری میں کہیں رات بے رات پیدل چلنے کا موقع ہو تو چھڑے کڑے وغیرہ پاؤں میں سے نکال کر ہاتھ میں لے لو راستہ میں بجاتی ہوئی مت چلو۔

۳۳) اگر کوئی بالکل تنہا کوٹھڑی وغیرہ میں ہو اور کواڑ وغیرہ بند ہوں تو دفعۃً کھول کر اندر مت چلی جاؤ خدا جانے وہ آدمی ننگا ہو کھلا ہو یا سوتا ہو اور ناحق بے آرام ہو بلکہ آہستہ آہستہ پہلے پکارو اور اندر آنے کی اجازت لو اگر وہ اجازت دے تو اندر جاؤ نہیں تو خاموش ہو جاؤ۔ پھر دوسرے وقت سہی۔ البتہ اگر کوئی بہت ہی ضرورت کی بات ہو تو پکار کر جگا لو جب تک وہ بول نہ پڑے تب تک اندر پھر بھی مت جاؤ۔

۳۴) جس آدمی کو پہنچانتی نہ ہو اس کے سامنے کسی شہر یا قوم کی برائی مت کرو شاید وہ آدمی اسی شہر یا اسی قوم کا ہو پھر تم کو شرمندہ ہونا پڑے۔

۳۵) اسی طرح جس کام کا کرنے والا تم کو معلوم نہ ہو تو یوں مت کہو یہ کس بے وقوف نے کیا ہے یا ایسی بے تکی بات مت کہو شاید کسی ایسے شخص نے کیا ہو جس کا تم لحاظ کرتی ہو پھر معلوم ہوئے پیچھے شرمندہ ہونا پڑے۔

۳۶) اگر تمہارا بچہ کسی کا قصور خطا کرے تو تم بھی اپنے بچہ کی طرف داری مت کرو خاص کر بچے کے سامنے ایسا کرنا بچے کی عادت خراب کرتا ہے۔

۳۷) لڑکیوں کی شادی میں زیادہ یہ بات دیکھو کہ دولہا کے مزاج میں خدا کا خوف اور دینداری ہو ایسا شخص اپنی بی بی کو ہمیشہ آرام سے رکھتا ہے۔ اگر مال و دولت بہت کچھ ہوا اور دین نہ ہوا تو وہ شخص اپنی بی بی کا حق ہی نہ پہنچانے گا اور اسکے ساتھ وفاداری نہ کرے گا بلکہ روپیہ پیسہ بھی نہ دے گا اگر دیا بھی تو اس سے زیادہ جلا دے گا۔

۳۸) بعضی عورتوں کی عادت ہے کہ پردے میں سے کسی کو بلانا ہو تو خبر کرنے کے لئے آڑ میں کھڑی ہو کر ڈھیلا پھینکتی ہیں بعضی دفعہ وہ کسی کے لگ جاتا ہے ایسا کام کرنا نہ چاہئے جس میں کسی کو تکلیف پہنچنے کا شبہ ہو بلکہ اپنی جگہ بیٹھی ہوئی اینٹ وغیرہ کھٹ کھٹا دینا چاہئے۔

۳۹) اپنے کپڑوں پر سوئی ڈورے سے کوئی نشان پھول وغیرہ بنا دیا کرو کہ دھوبی کے گھر کپڑے بدلے نہ جاویں ورنہ کبھی غلطی سے تم دوسرے کے اور دوسرا تمہارے کپڑے برت کر خواہ مخواہ گنہگار ہو گا اور دنیا کا بھی نقصان ہے۔

۴۰) عرب میں دستور ہے کہ جو کسی بزرگ آدمی سے کوئی چیز تبرک کے طور پر لینا چاہتے ہیں تو وہ چیز اپنے پاس سے ان بزرگ کے پاس لا کر کہتے ہیں کہ آپ اس کو ایک دو روز استعمال کر کے ہم کو دے دیجئے۔ اس میں ان بزرگ کو تردد نہیں کرنا پڑتا ورنہ اگر جیسی ۲۰ آدمی کسی بزرگ سے ایک ایک کپڑا مانگیں تو ان کی کوٹھڑی میں تو ایک چیتھڑا بھی نہ رہے ہمارے ہندوستان میں بیدھڑک مانگ بیٹھتے ہیں بعضی دفعہ ان کو سوچ ہو جاتا ہے۔ اگر ہم لوگ بھی عرب کا دستور برتیں تو بہت مناسب ہے۔

۴۱) اگر کوئی شخص اپنی طرف سے کوئی بات کہے تو اگر اس کے خلاف مناسب جواب دینا ہو تو اپنی طرف سے جواب دو کسی اور کے نام سے مت کہو کہ تم یوں کہتے ہو اور فلاں شخص اس کے خلاف کہتا ہے کیونکہ اگر اس دوسرے شخص کو اس نے کچھ کہہ دیا تو وہ سن کر رنجیدہ ہو گا۔

۴۲) محض اٹکل اور گمان سے بدون تحقیق کیے ہوئے کسی پر الزام مت لگاؤ اس سے بہت دل دکھتا ہے۔

تھوڑا سا بیان ہاتھ کے ہنر اور پیشے کا

بعضی لاوارث غریب عورتیں جن کے کھانے کپڑے کا کوئی سہارا نہیں ایسی پریشانی اور مصیبت میں مبتلا ہیں کہ خدا کی پناہ۔ اس کا علاج دو باتوں سے ہوسکتا ہے یا تو نکاح کرلیں یا اپنے ہاتھ کے ہنر سے چار پیسے حاصل کریں۔ مگر ہندوستان کے جاہل نکاح کو اور ہنر کو دونوں کو عیب سمجھتے ہیں اور یہ کسی کو توفیق نہیں ہوتی کہ ایسے غریبوں کے خرچ کی خبر رکھے۔ پھر بتلاؤ ان بے چاروں کا کیونکر گذر ہو (بیبیو!) دوسروں پر تو کچھ زور چلتا نہیں مگر اپنے دل پر اور ہاتھ اور پاؤں پر تو خدائے تعالیٰ نے اختیار دیا ہے دل کو سمجھاؤ اور کسی کے برا بھلا کہنے کا خیال نہ کرو۔ اگر کسی کی عمر نکاح کے قابل ہے تو نکاح کرلے اور اگر اس قابل نہ ہو یا یہ کہ اس کو عیب تو نہیں سمجھتی مگر ویسے ہی دل نہیں چاہتا بکھیڑے سے گھبراتی ہے تو اس صورت میں اپنا گذر کسی پاک ہنر کے ذریعے سے کرو۔ اگر کوئی حقیر سمجھے یا ہنسے ہرگز پرواہ مت کرو۔ دوسرے نکاح کا بیان تو چھٹے حصے میں آچکا ہے اور ہنر اور پیشے کا بیان اب کیا جاتا ہے۔ (بیبیو!) اگر اس میں کوئی بات بے عزتی کی ہوتی تو پیغمبر ان کاموں کو کیوں کرتے ان سے زیادہ کس کی عزت ہے۔ حدیث میں ہے ہمارے پیغمبر ﷺ نے بکریاں چرائی ہیں اور یہ فرمایا ہے کہ کوئی پیغمبر ایسے نہیں گذرے جنہوں نے بکریاں نہ چرائی ہوں اور یہ بھی فرمایا ہے کہ سب سے اچھی کمائی اپنے ہاتھ کی ہے اور حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی ہنر سے کھاتے تھے یہ ساری باتیں ہمارے پیغمبر ﷺ نے فرمائی ہیں اور پیغمبروں کے بعضے ایسے کاموں کا بیان قرآن شریف میں ہے اور بعضے کام ایسی کتابوں میں لکھے ہیں جن میں پیغمبروں کا حال ہے ان سب میں سے تھوڑوں کا نام لکھا جاتا ہے

بعضے پیغمبروں اور بزرگوں کے ہاتھ کے ہنر کا بیان

حضرت آدم علیہ السلام نے کھیتی کی ہے اور آٹا پیسا ہے اور روٹی پکائی ہے۔ حضرت ادریس علیہ السلام نے لکھنے کا اور درزی کا کام کیا ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام نے لکڑی تراش کر کشتی بنائی ہے جو کہ بڑھئی کا کام ہے۔ حضرت ہود علیہ السلام تجارت کرتے تھے۔ حضرت صالح علیہ السلام بھی تجارت کرتے تھے۔ حضرت ذوالقرنین جو بہت بڑے بادشاہ تھے اور بعضوں نے ان کو پیغمبر بھی کہا ہے وہ زنبیل بنتے تھے جیسے یہاں ڈلیا یا ٹوکری ہوتی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کھیتی کی ہے اور تعمیر کا کام کیا ہے خانہ کعبہ بنایا تھا۔ حضرت لوط علیہ السلام کھیتی کرتے تھے۔ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام تیر بنا کر نشانہ لگاتے تھے۔ حضرت اسحٰق علیہ السلام۔ حضرت یعقوب علیہ السلام اور ان کے سب فرزند بکریاں چراتے تھے اور ان کے بال بچوں کو فروخت کرتے تھے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے غلہ کی تجارت کی ہے۔ جب قحط پڑا تھا۔ حضرت ایوب علیہ السلام کے یہاں اونٹ اور بکریوں کے بچے بڑھتے تھے اور کھیتی ہوتی تھی۔ حضرت شعیب علیہ السلام کے ہاں بکریاں چرائی جاتی تھیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کئی سال بکریاں چرائی ہیں اور ان کے نکاح کا یہی مہر(۱) تھا۔ حضرت ہارون علیہ السلام نے تجارت کی ہے۔ حضرت الیسع علیہ السلام کھیتی کرتے تھے۔ حضرت داؤد علیہ السلام زرہ بناتے تھے جو کہ لوہار کا کام ہے۔ حضرت لقمان علیہ السلام بڑے حکمت والے عالم ہوئے ہیں اور بعضوں نے ان کو پیغمبر بھی کہا ہے انہوں نے بکریاں چرائی ہیں۔ حضرت سلیمان علیہ السلام زنبیل بنتے تھے اور حضرت زکریا علیہ السلام بڑھئی کا کام کرتے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک دوکاندار کے یہاں کپڑے رنگے تھے۔ ہمارے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بلکہ سب پیغمبروں کا بکریاں چرانا ابھی بیان ہو چکا ہے۔ اگرچہ ان پیغمبروں کا گذران چیزوں پر نہ تھا مگر یہ کام کئے تو ہیں ان سے عار تو نہیں کی اور بڑے بڑے ولی اور بڑے بڑے عالم جن کی کتابوں کا مسئلہ سند ہے ان میں سے کسی نے کپڑا بنا ہے۔ کسی نے چمڑے کا کام کیا ہے کسی نے جوتی سینے کا کام کیا ہے کسی نے مٹھائی بنائی ہے پھر ایسا کون ہے جو ان سب سے زیادہ توبہ توبہ عزت دار ہے۔

(۱) اب اس طرح بکریاں چرانا مہر قرار دیا جاسکتا ہے یا نہیں یہ مسئلہ تفصیل طلب ہے ضرورت کے وقت علماء سے دریافت کرلیا جائے ۱۲ شبیر علی۔

بعضے آسان طریقے گذر کرنے کے

صابون بنانا، گوٹہ بننا، چکن کاڑھنا، جالی بنانا، کمربند بننا، سوت کے بوتام یعنی بٹن بنانا، جرابیں یعنی موزے سوتی یا اونی بنانا، گلوبند بنانا، ٹوپیاں یا صدری یا کرتیاں اور کرتے سی سی کر بیچنا، روشنائی بنانا، کپڑے رنگنا، زردوزی یعنی کارچوبی کا کام، سوزن کا کام بنانا ٹوپی پر جیسے میرٹھ میں بکتی ہیں سینا اور اگر سینے کی مشین منگالی جائے تو اور بھی جلدی کام ہو اور بہت فائدہ رہے۔ مرغے کے انڈے بچے بیچنا، رحل، چوکی، صندوق وغیرہ رنگنا، لڑکیاں پڑھانا، کپاس لے کر چرخی سے بنولے نکال کر روئی اور بنولے الگ الگ بیچنا، چرخے سے سوت کاتنا یا اس کی نواڑ یا کپڑے بنوا کر بیچنا، دھان خرید کر اور کوٹ کر چاول نکال کر بیچنا کتابوں کی جلد باندھنا، چٹنی اچار بنانا، چارپائی بننا اور اس میں پھول ڈالنا، بان یعنی رسی بٹنا، نواڑ بننا، چورن وغیرہ کی گولیاں یا نمک سلیمانی بنا کر بیچنا، کھجور کی چٹائیاں یا پنکھے بنا کر بیچنا، شربت انار، شربت عناب وغیرہ یا سرکہ بنا کر بیچنا گوٹے کی تجارت کرنا، برتنوں پر قلعی اور مسی جوش کرنا، کپڑے چھاپنا جیسے عمامہ، جانماز، رومال، چادر، فرد۔ رضائی وغیرہ۔ فصل میں سرسوں وغیرہ لے کر بھر لینا اور فصل کے بعد جب مہنگی ہو بیچ ڈالنا، سرمہ باریک پیس کر اس میں کوئی فائدہ کی دوا ملا کر اس کی پڑیا بنا کر بیچنا، پینے کا تمبا کو بنا کر بیچنا، بسکٹ اور نان پاؤں بنا کر بیچنا، سوت کی ڈوریاں بننا، رانگ یا مونگے کا کشتہ بنا کر بیچنا اور ایسے ہی ہلکے اور چلتے کام بہت ہیں جس کا موقع ہوا کر لیا۔ بعض کام تو ایسے ہیں کہ بے دیکھے سمجھ میں نہیں آ سکتے ان کو تو کسی سے سیکھ لیں اور بعضے کام ایسے ہیں کہ سمجھ دار آدمی کتاب میں پڑھ کر بنا سکتا ہے ایسے کاموں کی ترکیب لکھی جاتی ہے اور ان میں بہت سی باتیں گھر کے روزانہ برتاؤں میں بھی کام آتی ہیں اور نویں حصے میں چورن اور سلیمانی نمک اور رانگ اور مونگے کے کشتے کی ترکیب لکھ دی ہے۔

نوٹ بعض حضرات کی رائے تھی کہ اب چونکہ سجی سے صابون بنانے کا رواج نہیں رہا لہٰذا اس کی ترکیب کو حذف کر دیا جاوے مگر صابون بنانے والوں سے معلوم ہوا کہ بناری کپڑا اسی صابون سے صاف ہوتا ہے اور کسی صابون سے صاف نہیں ہوتا اس لئے اس کی ترکیب کو باقی رکھا گیا ہے۔ شبیر علی۔

صابون بنانے کی ترکیب

سجی ایک من، چونا ایک من، تیل ریڈی کا یا گلو کا نو سیر، چربی سترہ سیر، اول سجی کو ایک صاف جگہ پر رکھیں مثلاً چبوترہ پختہ ہو یا زمیں پختہ ہو۔ غرض اس سے یہ ہے کہ اس میں مٹی نہ مل جاوے اور جو ڈھیلے سجی کے ہوں ان کو پتھر وغیرہ سے توڑ ڈالیں پھر اس کے اوپر چونے کو ڈالیں اگر ڈھیلے ہوں تو تھوڑا پانی اس پر چھڑکیں تاکہ وہ سب گل کر باریک قابل ملنے کے ہو جاویں اور دونوں کو خوب
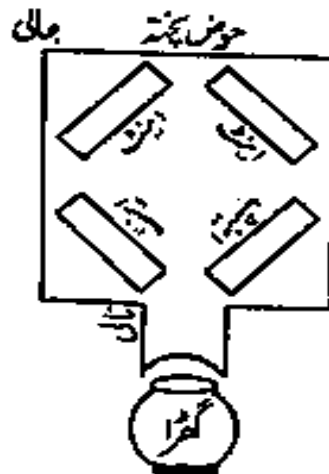
۱: بجائے گرانی کی دعا نہ کرے اور دل میں نہ چاہے کہ یہ چیز گراں ہو جاوے تاکہ مجھے نفع ہو بلکہ خود گراں ہو جاوے اس وقت فروخت کر دے جتنا نفع قسمت میں ہوگا خود ہی ہو جاوے گا پھر بدنیتی سے کیا فائدہ بلکہ بے برکتی اور محرومی کا خطرہ ہے ۱۲ منہ۔

ملاویں تاکہ چونہ بجی بالکل مل جاوے اور ایک حوض پختہ اس طرح کا تیار کیا جاوے اور اس طرح سے اس کے اندر چار اینٹیں چاروں طرف کونوں پر رکھ دی جاوے اور ان اینٹوں پر ایک لوہے کی جالی جو مثل چھلنی کے ہو رکھ دی جاوے مگر چھید بڑے بڑے ہوں اور جالی کے اوپر ٹاٹ بچھایا جاوے اور یہ ٹاٹ اتنا بڑا ہو کہ اس حوض کی دیواروں سے باہر بھی تھوڑا تھوڑا لٹکا رہے اور اس ٹاٹ اور جالی سے غرض یہ ہے کہ جب اس کے اوپر وہ چونہ اور بجی جو ملا ہوا رکھا ہے ڈال دیا جاوے تو ٹاٹ اور جالی کے چھیدوں سے عرق نیچے ٹپکے گا اور جالی کے اونچے رہنے کے لئے اینٹ رکھی گئی ہے اور اگر جالی میسر نہ ہو تو بانس کا ٹٹر بند ھوا کر یا لکڑی بچھا کر اس کے اوپر ٹاٹ ڈال کر ٹپکاویں اور اس نل کے منہ کے نیچے ایک برتن جیسے گھڑا یا کوئی اور برتن رکھ دیں اور اس حوض میں اوپر تک پانی بھر دیں اور ہلائیں نہیں۔ اس حوض کا عرق ٹپک ٹپک کر نل کے ذریعے سے اس برتن میں آجاوے گا جب برتن بھر جاوے ہٹا لیویں اور دوسرا برتن رکھ دیویں اور جتنا پانی کم ہوتا جاوے اور پانی ڈالتے جاویں البتہ جب ختم کا وقت آوے یعنی قریب ختم کے تب ہلا دیویں اور اول پانی کو علیحدہ کر لیویں اور اول کی پہچان یہ ہے کہ جب تک سرخ رنگ کا پانی آوے اول ہے اور جب اس سے کم سرخی دار آوے تو وہ دوسرا ہے اور جب بہت کم رنگ معلوم ہو یعنی سفیدی مائل پانی آنے لگے وہ تیسرا ہے اور اسی طرح تینوں درجوں کے پانی کو علیحدہ کیا جاوے لیکن اس کی چنداں ضرورت بھی نہیں ہے اگر علیحدہ علیحدہ نہ بھی کیا جاوے تو کوئی مضائقہ نہیں ہے صرف ایک چھوٹا گھڑا اخیر پانی یعنی تیسرے درجہ کا علیحدہ کر لینا کافی ہے اور اگر تھوڑا صابون بنانا ہو تو حوض کی ضرورت نہیں بلکہ جس طرح عورتیں چارپائی وغیرہ میں کپڑا باندھ کر کسم کی رنگی ٹپکاتی ہیں اسی طرح ٹپکالیں جب سب ٹپک چکے تو اول کڑھاؤ میں ایک لوٹا پانی سادہ استعمالی چھوڑ دیا جاوے بعد ازاں چربی اور تیل چھوڑ دیں جب جوش کر آوے تو وہی اخیر کا عرق جو اتنا ہو کہ ایک چھوٹے سے گھڑے میں آجاوے اور اس کو علیحدہ کر لیا ہے لے کر اس میں تھوڑا تھوڑا چھوڑ دیں یعنی تھوڑا سا پانی پہلے چھوڑا جب گاڑھا ہونے لگے تب پھر تھوڑا سا اور ڈال دیا اسی طرح جب یہ سب پانی ختم ہو جاوے تو پھر اور دوسرے برتنوں کا پانی جو علیحدہ رکھا ہے تھوڑا تھوڑا بدستور ڈالیں اور پکاویں۔ اور تھوڑے کا مطلب ایک لوٹا پانی ہے اسی طرح کل پانی ڈال دیویں۔ اس کے بعد خوب پکاویں جب قوام پر آجاوے یعنی خوب سخت گاڑھا ہو جاوے اس وقت تھوڑا سا کفگیر سے نکال کر ٹھنڈا کر کے ہاتھ سے گولی بناویں اور دیکھیں ہاتھ میں تو نہیں لگتا۔ اگر ہاتھ میں چپکتا ہو تو اور پکاویں پھر دیکھیں کہ ہاتھ میں تو نہیں چپکتا۔ جب نہ چپکے اور گولی بناتے بناتے فوراً سخت ہو جاوے جیسا کہ صابون تیار ہوتا ہے تو بس تیار ہو گیا۔ اس قوام کے تیار ہو جانے پر آگ کا تاؤ کم کر دیں بلکہ سب لکڑیاں اور آگ اس کے نیچے سے نکال لیویں۔ کچھ وقفے کے بعد اس کو ایک حوض میں جماویں اور اس حوض کی ترکیب یہ ہے کہ یا تو اینٹوں کو کھڑا کر کے حوض کی طرح بنا لیویں یا چار تختوں کو کھڑا کر دیویں
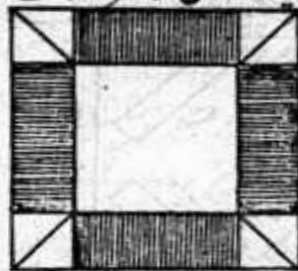
اس طرح اور اس کے باہر چاروں طرف اینٹ وغیرہ کی آڑ لگا دیویں تاکہ تختے نہ گریں اور حوض کے اندر ایک کپڑا موٹا پرانا دری لیکن اسمیں سوراخ نہ ہو یا گدڑی وغیرہ ہو بچھاویں یہاں تک کہ چاروں طرف جو تختے کی دیوار ہے ان پر بھی بچھا دیا جاوے بعد اس کے اس کڑھاؤ سے تھوڑا سا صابون ڈبو سے نکال کر حوض میں ڈال دیں اور کفگیر سے چلاتے جاویں تاکہ جلد خشک ہو جاوے پھر اس کے اوپر تھوڑا اور نکال کر ڈالیں اور چلائیں جب وہ بھی خشک ہو جاوے تو اور ڈالیں غرض کہ سب کڑھاؤ سے نکال کر حوض میں اسی طرح ڈال کر جما دیں اور بعد ٹھنڈا ہونے کے تختے علیحدہ کر کے صابون کو باحتیاط رکھا جاوے خواہ تار سے کاٹ کر چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر لئے

جاویں اور جس چولھے پر کڑھاؤ رکھا جاوے گا اس کا نقشہ یہ ہے۔ یہ بھٹی ہے یعنی گول چولھا۔ کڑھاؤ کے موافق اس چولھے پر کڑھاؤ کو اس طرح رکھا جاوے کہ آنچ برابر سب طرف پہنچے۔

نام برتنوں کے جن کی حاجت ہو گی

۱) ایک کفگیر لوہے کا یا لکڑی کا لمبی ڈنڈی کا جیسا پلاؤ پکانے کا ہوتا ہے اس سے چلایا جاوے گا۔

۲) ایک برتن جیسا تامبلوٹ مسجدوں میں پانی نکالنے کا ہوتا ہے ڈنڈی دار جس میں تین سیر پانی آسکے ایسا ہونا چاہئے تین کا اس سے عرق یعنی وہی پانی ڈالا جاوے گا۔

۳) ایک برتن صابون کو کڑھاؤ سے نکالنے کا جیسا ڈوبو پلاؤ یا سالن نکالنے کا ہوتا ہے جس سے صابون کڑھاؤ سے نکال کر حوض میں ڈالا جاوے گا۔

دوسری[1] ترکیب صابون بنانے کی

اب سے کچھ عرصہ پہلے ہندوستان میں عام طور پر بجی چونہ اور تیل سے صابون بناتے تھے جس کو دیسی صابون کہا جاتا تھا اس کا طریقہ دشوار اور مال بھی کچھ اچھا نہ ہوتا تھا اس زمانے میں جہاں ہر قسم کی دستکاریوں میں ترقی ہوئی ہے صابون کی صنعت میں بھی بہت کچھ ترقی ہوئی ہے۔ اس زمانے میں صابون سازی کے طریقے نہایت آسان اور کار آمد ایجاد ہو گئے جن میں سے کپڑے دھونے کا صابون بنانے کا طریقہ جس کی ہر گھر میں ضرورت ہوتی ہے لکھا جاتا ہے۔ انگریزی صابون دو طریقوں سے بنایا جاتا ہے۔ ایک کچا۔ (کولڈ پراسس) دوسرا پکا (ہاٹ پراسس) کہلاتا ہے۔ پکا صابون اگرچہ قدرے دشوار ہے لیکن بمقابلہ کچے صابون کے کم قیمت بہت کم گھسنے والا اور کپڑے کو زیادہ صاف کرنے والا ہوتا ہے۔ یہ ممکن ہے کہ اول ہی اول دو چار مرتبہ بنانے سے خراب ہو جائے اور ٹھیک نہ بنے لیکن جب اس کا بنانا آجائے گا تو بہت منافع کا کام ہے اور اس صابون کے بڑے جزو صرف دو ہیں۔ ایک کاسٹک دوسرا تیل یا چربی۔ کاسٹک ایک قسم کے تیزاب کا نام ہے جو شہروں میں عام طور پر مل سکتا ہے اور وہ دو قسم کا ہوتا ہے ایک چورا مثل شکر سرخ کے مگر رنگ اس کا بالکل سفید مثل چونہ کے ہوتا ہے جس کو انگریزی میں پاوڈر کہتے ہیں اور نام اس کا ۹۸+۹۹۔ کا کاسٹک ہے۔ دوسرا بڑے بڑے ڈلوں کی صورت میں ہوتا ہے رنگ اس کا بھی نہایت سفید اور نام اس کا ۷۰+۷۲ یا ۶۰+۶۲ کا کاسٹک ہے۔ صابون بنانے سے پہلے کاسٹک میں پانی ڈال کر گلا لیتے ہیں جب یہ پانی میں حل ہو جاتا ہے تو اسکو لائی کہتے ہیں۔ ۹۸+۹۹ کی ایک سیر کاسٹک میں اگر اڑھائی سیر پانی ڈالا جائے اور ۷۰+۷۲ کے کاسٹک میں دو سیر پانی ڈالا جائے تو ۳۵ ڈگری (درجے) کی لائی تیار ہو جاتی ہے لیکن کاسٹک کے گھٹیا بڑھیا ہونے کی وجہ سے بعض اوقات ڈگری میں فرق ہو جاتا ہے یعنی کبھی تو بجائے ۳۵ ڈگری کے ۳۴ یا ۳۳ ڈگری کی لائی ہو جاتی ہے اور کبھی ۳۶ یا ۳۷ ڈگری کی جو پکے صابون میں تو چنداں مضر نہیں ہوتی البتہ کچے صابون میں کچھ نقص پیدا کر دیتی ہے۔ صابون کے کارخانوں میں لائی کی ڈگری دیکھنے کے لئے ایک آلہ ہوتا ہے جس کو ہیڈرو میٹر کہتے ہیں اس سے صحیح ڈگری معلوم ہو سکتی ہے۔

---

(۱) یہ ترکیب اس مرتبہ اضافہ ہوئی ہے ۱۲ شبیر علی۔

نسخہ صابون نمبر۱: چربی[1] ۵ سیر۔ کاسٹک کی لائی[2] ۳۵ ڈگری ۲½ سیر، سوڈا آیش[3] ۲½ سیر، پانی ۲½ سیر۔

نسخہ صابون نمبر۲: چربی ۵ سیر، بہروزہ[4] ۲½ سیر، کاسٹک کی لائی ۳۵ ڈگری ۳½ سیر، سوڈا آیش ۳½ سیر، پانی ۴ سیر۔

صابون پکانے کی ترکیب

اول چربی کو گلا کر کپڑے میں چھان لیا جاوے اور اگر بہروزہ بھی ڈالنا منظور ہو تو اس کو بھی چربی کے ساتھ گلا کر چھان لیا جائے پھر پانی کڑھائی میں ڈال کر اس میں سوڈا آیش ڈال دیا جائے اور آگ جلائی جائے جب پانی میں اچھی طرح ابال آنے لگے اور سوڈا آیش حل ہو جائے اس میں چھنی ہوئی چربی اور کاسٹک کی لائی ڈال دی جائے اور کبھی کبھی کسی کوچے یا کفگیر یا کسی اور چیز سے چلاتے جائیں اور خوب پکنے دیں (ہلکی آنچ پر عمدہ پکائی ہوتی ہے) اب پکتے پکتے اگر وہ کچھ پھٹا پھٹا مثل کھیس[5] یا چھیرہ کے ہو جائے جس کی شناخت یہ ہے کہ ابلنے کے وقت نیچے سے اوپر کو پانی آئے گا یعنی صابون علیحدہ ہوگا اور پانی علیحدہ ہوگا تو اسے پکنے دیں اور اگر مثل حلوے کے گاڑھا ہو جائے اس کی شناخت یہ ہے کہ نیچے سے دھواں دیتا ہوا ابلبلہ اوپر کو آئے گا جس کے معنی ہیں کہ صابون ابھی خام ہے اور جل رہا ہے ایسی حالت میں کاسٹک کی تھوڑی لائی تخمیناً آدھ پاؤ اور ڈال دی جائے اور ابال آنے پر اگر وہ کھیس کی طرح پھٹ جائے تو بس ٹھیک ہے پکنے دے ورنہ اور تھوڑا کاسٹک ڈالے کیونکہ جو صابون پھاڑ کر پکایا جاتا ہے اس کی پکائی عمدہ ہوتی ہے اس طرح ہلکی آنچ پر صابون جب دو تین گھنٹے پک چکے گا تو یا تو وہ خود چپٹ جائے گا یعنی صابون اور پانی مل کر مثل شہد کے کسی قدر گاڑھا ہو جائے گا اور اگر خود نہ ہو تو اس وقت اس میں تخمیناً پاؤ بھر چربی اور ڈال دی جائے اور دس پندرہ منٹ تک اور پکنے دیا جائے۔ غرض اس طرح اس کو چپٹا لیا جائے بس صابون تیار ہو گیا اب اس کو کسی برتن میں یا ٹوکرے میں کپڑا ڈال کر جما لیا جائے اور جمنے کے بعد کام میں لایا جائے۔ (از میر معصوم علی صاحب محلہ خیر نگر میرٹھ)

کپڑا چھاپنے کی ترکیب

زرد رنگ (۱): ایک سیر پانی میں پاؤ بھر کھانے کا ناگوری گوند بھگو کر جب لعاب تیار ہو جائے چھ ماشہ گیہوں کا آٹا اور چھ ماشے گھی آپس میں خوب ملا کر اور اس میں پاؤ بھر کسیس اور تین ماشے گولی سرخ ٹول جو بازار میں بکتی ہے خوب ملا کر اس لعاب میں خوب حل کر کے کپڑے میں چھان لیں خوب سخت ہونا چاہئے تب اس سے کپڑے کو چھاپیں خواہ یہ رنگ کسی کپڑے پر پلیٹ کر پاس رکھ لیں اور سانچہ اس پر لگا لگا کر کپڑا چھاپیں۔ سانچے لکڑی کے پھول اور بیل بنے ہوئے بکتے بھی ہیں یا بڑھئی سے بنوالیں۔

سیاہ رنگ (۲): ایک چھٹانک ولایتی رنگ جس کو پیڑی کہتے ہیں اور بازار میں بکتا ہے اور پاؤ سیر ناگوری گوند ایک سیر پانی میں ملا کر لعاب تیار کر لیں اور ایک چھٹانک پٹاس اور چھ ماشے توتیا جس کو نیلا تھوتھا کہتے ہیں اور چھ ماشہ گیہوں کا آٹا اور چھ ماشہ گھی اس میں ملا کر خوب حل کریں اور گاڑھے گاڑھے رنگ سے کپڑا چھاپیں۔

لکھنے کی سیاہ دیسی روشنائی بنانے کی ترکیب

ببول کا گوند ایک سیر، کاجل پاؤ سیر، پھٹکری چھ ماشے، کتھہ چھ ماشے، ببول کی چھال ایک چھٹانک، آم کی چھال ایک چھٹانک، مہندی کی

---

۱) چربی دونوں نسخوں میں عمدہ قسم کی لینے کی ضرورت ہے ۱۲۔

۲) کاسٹک کی لائی صابون بنانے سے پہلے حسب ترکیب مندرجہ بالا تیار کر کے رکھنی چاہئے۔

۳) سوڈا آیش یہ ایک قسم کا کھار ہے مثل میدہ کے سفید ہوتا ہے کپڑے کا میل کاٹنے کے لئے خاص چیز ہے ۱۲۔

۴) بہروزہ ڈالنے سے صابون میں چکنی اور نمدگی آجاتی ہے اور صابون کا رنگ کس قدر زردی مائل ہو جاتا ہے اگر سفید صابون بنانا ہو تو بہروزہ نہ ڈالا جاوے ۱۲۔

۵) کھیس یا چھیرہ جب گائے بھینس بچہ دیتی ہے تو دوسرے یا تیسرے وقت کے دودھ کی جو حالت ہوتی ہے یعنی دودھ کی گاڑھیں سی الگ اور پانی علیحدہ ہوتا ہے ۱۲۔

لکڑی ایک چھٹانک، توتیا ایک چھٹانک، اول ڈیڑھ سیر پانی میں گوند بھگو دیا جاوے جب خوب بھیگ جاوے تو کاجل ملا کر ایک دن حل کر کے اور لکڑی اور چھالوں کو الگ سیر بھر پانی میں اتنا جوش دیں کہ پانی پاؤ بھر رہ جاوے اور وہ پانی اس گھوٹے ہوئے کاجل اور گوند میں ملا دے اور پھٹکڑی اور توتیا اور کتھ ان تینوں کو چھٹانک بھر پانی میں الگ خوب حل کر کے اسی کاجل اور گوند میں ملا دے اور ایک دن لوہے کی کڑھائی میں خوب گھوٹنا کر سینی یا کشتی وغیرہ میں سب سے بہتر یہ کہ چھاج میں پتلی پتلی پھیلا کر سکھا لے روشنائی تیار ہو جائے گی۔ اور گوند ببول اگر بازار میں مہنگا ہو تو ببول کے درختوں سے جمع کر لیا جاوے۔ اکثر جنگل میں رہنے والوں کو پیسے دینے سے بہت سا مل جاتا ہے۔

انگریزی روشنائی بنانے کی ترکیب

آسمانی رنگ اول درجہ کا ایک تولہ، بیجنی رنگ ایک تولہ، سوڈا دس ۱۰ ماشہ، سوڈے کو دس ۱۰ تولہ پانی میں ملا کر گرم کر لیں اور اس پانی میں یہ دونوں رنگ ملا دیں اور اس طرح چلا دیں کہ سب چیزیں مل جاویں انگریزی روشنائی تیار ہو جاوے گی۔

فاؤنٹن پین کی روشنائی بنانے کی ترکیب

فاؤنٹن پین میں استعمال کرنے کے لئے یہ روشنائی سوان انک کو بھی مات کرتی ہے۔ بنانے کی ترکیب یہ ہے کہ سادہ پانی کو بھبکے سے عرق کی طرح کشید کر لیں۔ یہ پانی کا عرق انگریزی میں ڈسٹل واٹر کہلاتا ہے۔ یہ بازار سے بھی ملتا ہے مگر وہ گراں پڑتا ہے۔ ایک سیر ڈسٹل واٹر میں دو تولہ آسمانی جرمنی رنگ ملا کر خوب حل کریں پھر اس میں دانہ دار شکر ایک تولہ، پھٹکڑی سفید دو ۲ تولہ، دونوں کو خوب باریک پیس کر ملائیں۔ اور کاربالک ایسڈ دس قطرے ملا دیں اور کسی چیز سے خوب حل کریں۔ کہ سب چیزیں خوب حل ہو جاویں۔ اب اس کو کم از کم چوبیس گھنٹہ رکھا رہنے دیں تاکہ جو کچھ ذرات تہ نشین ہونا ہیں ہو جاویں اس کے بعد اس کو فلالین کے کپڑے میں یا نائلون کے کپڑے کی چار تہ کر کے اس میں چھان لیں مقصد یہ ہے کہ رنگ وغیرہ کے باریک ذرات بھی چھن جاویں یہ مقصد اگر کسی اور چیز میں چھاننے سے حاصل ہو جاوے تو اس میں چھان لیا جاوے۔ فلالین یا نائلون کی کوئی خصوصیت نہیں ہے۔ اب یہ بہت عمدہ روشنائی تیار ہو گئی اس کو شیشیوں میں یا بوتلوں میں بھر کر خوبصورت لیبل لگا کر فروخت کریں جتنا اس کو شہرت دی جاوے گی اور فروخت بڑھائی جاوے گی اتنا ہی نفع ہو گا۔

نوٹ:۔ بجائے ڈسٹل واٹر کے اگر سادے پانی میں بھی بنالی جاوے تو روشنائی بن جاوے گی مگر کچھ دن کے بعد جالا پڑ جانے کا خطرہ ہے۔

لکڑی رنگنے کی ترکیب

جس طرح کا رنگ چڑھانا ہو اسی رنگ کی پڑیا بازار سے خرید کر تار پین کے تیل میں ایسے اندازے سے ملا دیں کہ گاڑھا ہو جاوے پھر برش سے جس طرح کے چاہے پھول بوٹے یا بالکل سادہ رنگ لے اور اگر خشک ہونے کے بعد اس پر وارنش کا تیل مل کر سکھا لے تو اور پختہ اور چمکدار ہو جاوے۔

برتن پر قلعی کرنے کی ترکیب

پاؤ سیر نوشادر کو پیس کر تین چھٹانک پانی میں ڈال کر دیگچی یا ہانڈی میں اس قدر آنچ پر پکا لیا جاوے کہ وہ پانی جل کر خشک ہو جاوے۔ جب سخت ہو جاوے اس وقت اتار کر پیس لی جاوے۔ جس برتن پر قلعی کرنا منظور ہو اول خوب مانجھ کر صاف کیا جاوے اور آگ دہکا کر گرم کر کے اس پر آر ل روئی کے پہل سے نوشادر پھیر دیا جاوے پھر تھوڑا سا رانگ جو قلعی رانگ کہلاتا ہے کسی جگہ لگا دیا جاوے اور روئی کو تمام برتن پر اس طرح پھیرا جاوے کہ وہ رانگ تمام برتن میں پھیل جاوے قلعی ہو جاوے گی اور برتن کو سنسی سے پکڑے رہیں۔

مِسّی جوش کرنے کی یعنی پکا ٹانکا لگانے کی ترکیب

کانسی کو کوٹ کر ریزہ ریزہ کرلے اور اس کے برابر سہاگہ لے کر دونوں کو خوب باریک پیسے اور جس برتن میں ٹانکا لگانا ہو اس میں اگر کسی جگہ پہلا ٹانکا بھی لگا ہو جیسے لوٹے کی ٹونٹی میں ٹانکا لگا ہوتا ہے اس کو مٹی لپیٹ کر چھپادیتے ہیں تاکہ آگ سے وہ ٹانکا نہ کھل جاوے پھر جس جگہ ٹانکا لگانا ہو اس کے اندر کی طرف وہ سہاگہ اور کانسہ رکھ دیا جاوے اور برتن کو کسی چیز سے پکڑ کر گرم آگ پر ذرا اونچا رکھیں جب خوب تاؤ آجاوے علیحدہ کرلیں آگ کی گرمی سے وہ کانسی اور سہاگہ پگھل کر اس کے شگاف میں بھر کر ٹانکا لگ جاوے گا۔ اور کچا ٹانکا رانگ کا لگتا ہے کہ رانگ کو پگھلا کر اس جگہ باہر کی طرف پھیلا دیا جاوے ٹھنڈا ہو کر ٹانکا لگ جاوے گا اور جہاں ٹانکا لگانا ہو اس جگہ کو اول برابر کر لیتے ہیں اگر کچھ اونچا نیچا ہو اس کو ریتی سے برابر کر لیتے ہیں۔

پینے[1] کا تمباکو بنانے کی ترکیب

تمباکو جس قسم کی طبیعت کے موافق ہو لے کر اس کو خوب کوٹ لے پھر اس میں شیرہ یا پتلا بہتا ہوا گڑ۔ گرمیوں میں تو برابر سے کچھ زیادہ اور برسات میں برابر سے کچھ کم اور جاڑوں میں برابر اس میں ملا کر پھر کوٹ لیا جاوے لیکن تمباکو کوٹنے میں بڑی تکلیف ہوتی ہے اس لئے بہتر یہ ہے کہ کسی دیانتدار معتبر دوکاندار یا مزدور کو مزدوری دے کر اس سے بنوا لیا جاوے۔

خوشبودار پینے کے تمباکو کی ترکیب

سادے تمباکو میں یہ خوشبوئیں برابر لے کر سیر پیچھے آدھی چھٹانک ملاویں اور تین چار ماشے حنا کا عطر ملاویں اور خوشبوئیں یہ ہیں۔ لونگ، بالچھڑ، صندل کا برادہ، بڑی الائچی، سگندبالا، تج، باؤبیر۔

نوٹ: چونکہ روٹی اور گوشت پکانے کی ترکیبیں صحیح ثابت نہ ہوئیں اور جو گوشت بار بار گرم کر کے چند مہینے کیا، چند دن بھی اگر رکھا جاوے تو وہ گوشت نہیں بلکہ نہ معلوم کیا چیز ہو جاتی ہے نہ اس میں گوشت کی لذت ہوتی ہے نہ گوشت کے فوائد اس سے حاصل ہوتے ہیں۔ اس لئے اس مرتبہ گوشت وغیرہ کی ترکیبوں کو خارج کر دیا گیا...... شبیر علی

نان پاؤ اور بسکٹ وغیرہ بنانے کی ترکیب

سوجی یا میدہ میں خمیر ملا کر خوب گوندھا جاوے۔ پھر کسی تختہ پر کوٹا جاوے پھر سانچے میں رکھ کر تنور خوب گرم کر کے پھر اس کے اندر سے سب آگ اور راکھ نکال کر ان سانچوں کو اس کے اندر رکھ کر تنور کا منہ بند کر دیا جاوے۔ جب وہ پک جاوے نکال لیا جاوے۔ آگے تفصیل سمجھو۔

ترکیب نان پاؤ کے خمیر کی

لونگ، الائچی خورد، جائفل، جاوتری، اندرجو، سمندر سوکھ، تال مکھانہ، پھول مکھانہ، کنول گٹہ، مونگے کی جڑ، پھول گلاب، ناگیسر، دارچینی، بیخ کنگھی، مائیں چھوٹی بڑی، چھوٹا بڑا گوکھرو، چوب چینی، کباب چینی، سب چیزیں تین تین ماشہ، زعفران چھ ماشہ ان سب کو کوٹ چھان کر ایک شیشی میں کہ جس کی ڈاٹ بہت سخت ہو بھر کر باحتیاط رکھیں اور ڈیڑھ ماشہ تک بھی ہر ہر دوا کا وزن ہو سکتا ہے اس سے کم میں مصالحہ ٹھیک نہ ہوگا۔ جب ضرورت ہو شیشی میں سے سفوف ڈیڑھ ماشہ لے کر سوا تولہ دہی میں ملا کر دو انگلیوں سے ایک منٹ

---

[1] حقہ پینے کا بھی وہی حکم ہے جو تمباکو کھانے کا ہے۔

چھینٹیں۔ بعد اس کے گیہوں کا میدہ ایسے انداز سے اس میں ملائیں کہ بہت سخت نہ ہو جائے۔ کان کی لو کی برابر اس میں نرمی رہے یہی پہچان ہے۔ پھر اس کو ہتھیلیوں سے گولہ بنا کر ایک کپڑے میں رکھ کر ایسی طرح گرہ دیں کہ وہ گولہ ڈھیلا رہے پھر اس کو کسی کھونٹی پر ٹانگ دیں۔ اسی طرح تین روز تک لٹکا رہے چوتھے روز اس کو اتار کر دیکھیں کہ اس کے اندر خمیر خوب پھولا ہوگا۔ اس گولے کے اوپر جو پپڑی پڑ گئی اس کو اتار دیں اور اس کے اندر کا لیسدار خمیر نکال لیں پھر ایک چھٹانک دہی میں میدہ ملا دیں اس قدر کہ سابق کے موافق ہو جائے یعنی کان کی لو کی طرح ملائم رہے اور وہی خمیر جو گولے میں سے نکالا ہے اس میں ملا کر ہاتھ سے اس طرح ملا دیں جیسے پینے کے تمباکو کو مسلتے ہیں پھر اس کا بھی گولا بنا کر اسی کپڑے میں باندھ کر چھ گھنٹے تک لٹکا دیں بعد چھ گھنٹے کے پپڑی اتار کر خمیر نکال لیویں اور پھر اسی طرح اب آدھ پاؤ دہی میں میدہ ملا کر اس خمیر کو ملا دیں اور کپڑے میں رکھ کر لٹکا دیں۔ چھ گھنٹہ تک اسی طرح لٹکا رہے بعد چھ گھنٹے کے اتار لیا جاوے اور اسی ترکیب سے خمیر نکال کر پھر آدھ پاؤ دہی میں میدہ اسی طرح ملا کر لٹکا دیں بعد چھ گھنٹہ کے اتار کر اسی طرح خمیر نکال لیں یہ چوتھا مرتبہ ہے اس مرتبہ جو گولے پر پپڑی پڑتی ہے اس کو اگر نہ چھڑاویں تو کوئی حرج نہیں ہے پھر آدھ پاؤ دہی اسی طرح میدہ ملا کر اس خمیر کو بھی ملا دیں اور ہاتھ سے خوب ملیں جب مل جاوے تو باحتیاط کسی پٹاری وغیرہ میں رکھیں۔ بعد چار گھنٹے کے پٹاری سے نکال کر اگر خمیر کا رکھنا منظور ہو تو اس کے اندر سے آدھی چھٹانک خمیرہ علیحدہ نکال لیں اور اسی طرح آدھی چھٹانک دہی میں میدہ ملا کر اس آدھی چھٹانک خمیر کو ملا دیں اور اسی طرح لٹکا دیں بعد چھ گھنٹہ کے نکال کر اوپر کی ترکیب کے موافق اور میدہ ملا دیں اسی طرح برابر کرتی رہیں۔ یہ خمیر تو بڑھتا رہے گا اور یہ آدھی چھٹانک خمیر نکال کر جو خمیر بچا اس کی ڈبل روٹی یعنی نان پاؤ پکا دیں۔ پھر دوسرے دن جب خمیر کی ضرورت ہو تو یہ جو لٹکا ہوا خمیر رکھا ہے اس میں سے آدھی چھٹانک علیحدہ کر لیویں اور باقی کا نان پاؤ پکا دیں اور خمیر کو اسی طرح بڑھاتی رہیں۔

ترکیب نان پاؤ پکانے کی

جس خمیر کی روٹی پکانے کو اوپر لکھا ہے اس کو آدھ سیر میدہ میں پانی سے گوندھیں جب گندھ جاوے تب اسکے اوپر کپڑا ڈھانک دیویں۔ یہ دو گھنٹہ تک رکھا رہے۔ اگر چار سیر یا پانچ سیر کے نان پاؤ پکانا ہو تو اتنا ہی میدہ اب اس خمیر میں ملا کر گوندھیں اور تھوڑا نمک اور شکر سفید بھی ملا دیں تو بہتر ہے اور ڈیڑھ یا دو ۲ گھنٹہ تک پھر رکھا رہنے دیں اور یہ جو خمیر اب گوندھا گیا ہے چپاتی پکانے کے آٹے کی طرح ڈھیلا ہو لیکن سیکھنے کے شروع میں زیادہ ڈھیلے آٹے کے پکانے میں ذرا دقت ہے۔ اس لئے کم ڈھیلا رکھیں پھر جب ہاتھ جم جاوے زیادہ ڈھیلا کریں پھر دو گھنٹہ کے بعد اس گوندھے ہوئے کو ہاتھ سے تھوڑا تھوڑا اٹھا کر باقی پر زور سے دے ماریں اور ہتھیلی سے ملیں پھر اٹھاویں اور دے ماریں ۔جب خوب تار بندھ جاوے تو کسی میز یا تخت یا کٹھرے میں رکھ دیں۔ بیس ۲۰ منٹ کے بعد جتنی بڑی روٹی بنانا منظور ہے اتنا ہی بڑا پیڑا تول تول کر اور خشکی میدہ یا تیل سے بنا بنا کر رکھیں تا کہ ہاتھ میں نہ چپٹے اور چاہے سانچے میں رکھے یا فقط ٹین کے چورس یعنی چوکھونٹے ٹکڑوں پر رکھے جب پیڑا آدھا پھول جاوے تو تنور کو جلاوے اور یہ تنور ایسا ہونا چاہئے جس کی چھت میں یا پشت پر ایک روشندان ہو جب پورے طور سے پیڑا پھول جاوے اس وقت تنور کے اندر کی سب آگ نکال لیوے۔ اور اگر پانی میں تھوڑا نمک اور دہی ملا کر تنور کے اندر چھڑک دیں تو بہتر ہے اور پھر اول ایک پیڑا تنور میں رکھے اور منہ تنور کا بند کر دیوے اور دو ۲ تین منٹ ٹھہر جاوے اور دیکھے اگر اس کے اوپر رنگ آیا ہے تو اور سب پیڑے رکھ دیوے۔ اور اگر دو تین منٹ میں وہ پیڑا جل جاوے تو پندرہ منٹ تک ٹھہر جاوے تا کہ اس کے موافق گرماہٹ ہو جاوے اس وقت پھر ایک پیڑا رکھ کر دیکھے۔ اور اگر تاؤ بہت کم ہو گیا ہو تو سب نان پاؤ کے پیڑے رکھ کر تنور کے منہ پر تھوڑی آگ رکھ دیں اور تنور کو کسی ڈھکنے وغیرہ سے بند کر دیں تا کہ بھاپ نہ نکل جاوے اور تین تین چار چار منٹ کے بعد دیکھ بھی لیا کریں۔ جب رنگ سرخی مائل یعنی بادامی آ جاوے تو فوراً اس کا ڈھکنا کھول کر روٹیوں کو نکال لیوے اور تنور جس قدر اب ٹھنڈا ہے ایسی ہی گرماہٹ میں نان خطائی اور میٹھے بسکٹ بھی پکتے ہیں۔ اگر نان خطائی یا میٹھے بسکٹ کچے بنے ہوئے تیار ہوں تو فوراً رکھ دیں اور منہ بند کر دیویں اور تھوڑی دیر کے بعد دیکھ لیا کریں۔

کریں اور جب پک جاویں نکال لیویں۔ اور اگر ابھی نان خطائی اور میٹھا بسکٹ تیار نہیں ہے تو تھوڑی آگ تنور کے منہ پر رکھ کر منہ بند کر دیں تاکہ گرماہٹ بنی رہے۔ یہ گرماہٹ بیس ۲۰ منٹ تک رہ سکتی ہے اور اس کے بعد پھر تنور میں آگ جلانا پڑے گی۔ اور اگر تنور نیا بناویں تو تین دن اس کو جلا جلا کر چھوڑ دیں تاکہ ٹھیک ہو جاوے اس کے بعد پھر روٹیاں پکاویں۔

ترکیب نان خطائی کی

گھی پاؤ سیر، چینی یعنی شکر پاؤ سیر، دانہ الائچی خورد ایک ماشہ، سمندر پھین تین ماشہ، میدہ گیہوں کا پانچ چھٹانک اول گھی اور چینی اور دانہ الائچی کو ملا کر بیس منٹ تک ایک لگن میں ہاتھ سے پھینٹیں جیسے گلگلے کا آٹا پھینٹا جاتا ہے۔ بعد بیس ۲۰ منٹ کے جب وہ خوب ہلکا ہو جاوے اس وقت سمندر پھین پیس کر ملاویں اور ہاتھ سے خوب پھینٹیں۔ اور اول پاؤ بھر میدہ ڈال کر ملاویں۔ اگر گیلا ہو تو بچا ہوا چھٹانک بھی چھوڑ دیں اس کی بھی نرمی مثل کان کی لو کے ہونا چاہئے پھر نان خطائی بنا کر تنور میں رکھیں۔ بروقت تیاری نکال لیویں۔

ترکیب میٹھے بسکٹ کی

گھی ڈیڑھ پاؤ، شکر آدھ سیر، سمندر پھین چھ ماشہ، دودھ ایک پاؤ، میدہ گیہوں کا آدھ پاؤ کم ایک سیر، اول گھی اور شکر کو نان خطائی کی طرح خوب پھینٹیں اور ذرا ذرا دودھ چھوڑتے جاویں جب سب دودھ مل جاوے تو آدھ پاؤ پانی ایک دفعہ ہی چھوڑ دیں اور اس میں سمندر پھین کو بھی پیس کر ڈال دیں اس کے اوپر میدہ ڈال دیں اگر نرم زیادہ ہو جاوے تو اور میدہ ڈال دیں۔ جب ٹھیک ہو جاوے تو روٹی کی طرح بیلن سے بیلے اور جتنا بڑا بسکٹ بنانا ہے اتنی ہی بڑی ڈبیہ سے کاٹ کر تیار کریں اور ٹین کے پتر پر رکھ کر تنور میں رکھیں جب پک جاوے تو نکال لیویں۔

ترکیب نمکین بسکٹ کی

گھی پاؤ سیر، شکر چھٹانک بھر، نمک سوا آٹھ ماشہ، میدہ گیہوں کا سیر بھر، اول گھی اور شکر اور نمک کو پیس کر ایک لگن میں پانچ منٹ تک خوب پھینٹیں۔ پھر میدہ بھی ملا کر خوب پھینٹیں جیسے پوریوں کا آٹا گوندھا جاتا ہے پھر جتنا بڑا بسکٹ بنانا ہو اتنا بڑا بیلن سے بیل کر اسی طرح پتر پر رکھ کر تنور میں رکھیں اور بعد تیاری نکال لیویں۔ اس کو نان پاؤ کے پکانے سے پہلے پکانا چاہئے کیونکہ اس کو تاؤ آگ کا زیادہ چاہئے۔

آم کے اچار بنانے کی ترکیب

تازی کچی انبیوں کو جو چوٹ سے محفوظ ہوں اس قدر چھیلیں کہ سبزی نہ رہنے پاوے اور ان کو بیچ میں سے اس طرح تراشیں کہ دونوں پھانکیں جدا نہ ہونے پاویں پھر بجلی دور کر کے اس میں لہسن کے چھلے ہوئے جوئے اور سرخ مرچ اور سونف اور پودینہ اور ادرک اور کلونجی اور نمک مناسب انداز سے ملا کر بھر دیں اور انبیوں کا منہ بند کر کے ڈورے سے باندھ دیں۔ آٹھ دس روز دھوپ دے کر عرق نعناع یا سرکہ میں چھوڑ کر ایک ہفتہ دھوپ دے کر استعمال میں لاویں۔ اور اگر تیل میں ڈالنا ہو تو آم کو چھیلنے کی ضرورت نہیں نمک مصالحہ بھر کر سرسوں کے تیل میں چھوڑ دیں۔

چاشنی دار اچار بنانے کی ترکیب

آدھ سیر کشمش، آدھ سیر چھوارہ، پاؤ بھر اچور، آدھ پاؤ ادرک، آدھ پاؤ لہسن، ان سب مصالحہ کو تین سیر عرق نعناع میں چھوڑ کر ڈیڑھ سیر شکر ڈال کر پندرہ روز تک دھوپ دے کر استعمال میں لاویں۔

نمک پانی کا اچار بنانے کی ترکیب

مولی، گاجر، شلغم وغیرہ کا پوست دور کر کے قتلے تراش کر پانی میں جوش دیں۔ بعد جوش آجانے کے پانی دور کر کے ہوا میں خشک کر لیں۔ پھر سرسوں کا تیل اور خشک پسی ہوئی ہلدی اور سرخ مرچ اور کلونجی اور رائی اور نمک بقدر ضرورت اور پانی ملا کر ایک ہفتہ دھوپ دے کر کام میں لاویں۔

شلجم کا اچار بہت دن رہنے والا

شلجم کے پانچ سیر قتلے پانی میں خفیف جوش دے کر خشک کر کے اس میں یہ چیزیں ملا دی جاویں۔ آدھ پاؤ نمک اور چھٹانک بھر مرچ سرخ اور آدھ پاؤ رائی سرخ یہ سب پسیں گی اور آدھ پاؤ لہسن اور پاؤ بھر ادرک یہ باریک باریک تراشی جاویں گی۔ جب قتلوں میں ترشی اور تیزی پیدا ہو جاوے گڑ یا شکر سفید کا قوام کر کے ان قتلوں پر چھوڑ دیا جاوے اور جب شیرہ کم ہو جاوے اور بنا کر ڈال دیں مدتوں رہتا ہے۔

نورتن چٹنی بنانے کی ترکیب

مغز انبہ سیر بھر، سرکہ خواہ عرق نعناع سوا سیر، لہسن سرخ مرچ آدھی آدھی چھٹانک، کلونجی، سونف، پودینہ خشک دو ۲ دو ۲ تولہ، لونگ، جائفل چار چار ماشہ، ادرک، نمک چھٹانک چھٹانک بھر، شکر یا گڑ پاؤ بھر۔ پہلے آم کے مغز کو سرکہ میں پسوالو پھر سب مصالحہ کو سرکہ میں پسوا کر آم کے مغز میں مخلوط کرا دو اور جس قدر سرکہ باقی رہ گیا ہو اس میں گڑ اور مصالحہ اور مغز انبہ ملا کر جوش دلاؤ۔ جب چاشنی تیار ہو جاوے استعمال میں لاؤ اور اگر خوش رنگ بنانا منظور ہو تو دو تولہ ہلدی بھوبل میں بھنی ہوئی پسوا کر آمیز کر دو۔

مربہ بنانے کی ترکیب

آم کا پوست جدا کر دو کہ سبزی کا نشان تک نہ رہنے پاوے۔ پھر بجلی نکلوائیں پھر کانٹے یا سوئی وغیرہ سے گودوا گودوا کر چونہ اور پھٹکڑی کے نتھرے ہوئے پانی میں چھوڑواتے جاؤ۔ پھر دو تین گھنٹے کے بعد صاف اور خالص پانی میں ڈلواؤ۔ اس کے بعد دھلوا کر خالص پانی میں جوش دلواؤ اور جب ادھ گلے ہو جاویں ہوا میں خشک کراؤ۔ پھر کیریوں سے دو چند شکر سرخ خواہ قند کے قوام میں چھوڑوا کر جوش دلواؤ۔ اور جب قوام خوب گاڑھا ہو جاوے اور تار بندھ جاوے استعمال میں لاؤ اور اگر زیادہ نفیس بنانا چاہو تو تیسرے چوتھے روز دوسرا قوام بدلدو یہی ترکیب سب مربوں کی ہے۔ پیٹھا۔ سیب۔ آنولہ۔

نمک پانی کے آم کی ترکیب

ٹپکے کے آم جو سخت اور چوٹ سے محفوظ ہوں پانی سے خوب دھو کر مٹی کے برتن میں ڈال کر اس مین پانی آموں سے اوپر تک بھر دیں بعد تین روز کے پھر دھو کر وہ پانی پھینک کر دوسرا پانی بدلدیں اور ثابت مرچ اور نمک اس میں اس انداز سے ڈالیں کہ سو آموں پر پاؤ سیر نمک۔ آدھ پاؤ لہسن اور پندرہ روز کے بعد کھاویں اور پانی آموں سے اونچا رہنا چاہیے۔ اور بعضے یوں کرتے ہیں کہ دوبارہ پانی بدل کر تیسری بار کے پانی میں میتھی کو جوش دے کر جب وہ پانی ٹھنڈا ہو جاوے آموں کے منہ پر تھوڑ تھوڑا تیل مل کر اس پانی میں ڈال دیتے ہیں میتھی سے وہ پانی نہیں بگڑتا اور اس وجہ سے وہ آم کچھ زیادہ ٹھہرتے ہیں۔

لیموں کے اچار کی ترکیب

پانچ سیر کاغذی لیموں لے کر انکو ایک روز پانی میں چھوڑ دیں اور دوسرے روز پانی سے نکال کر ان کی چار چار پھانکیں کر کے ان میں گرم مصالحہ اور سیندھا نمک بھر دیں۔ اتنے لیموؤں کے واسطے آدھ سیر گرم مصالحہ اور تین پاؤ نمک کافی ہے اور نمک مصالحہ بھر کر برتن میں ڈال

دیں اور اوپر سے اور لیموؤں کا عرق نچوڑ دیں اور بعضے تین پانی بدلتے ہیں اور سیر پیچھے چھٹانک مصالحہ ڈال دیتے ہیں اور اوپر سے کھٹے لیموؤں کا عرق نچوڑتے ہیں جس قدر زیادہ عرق نچوڑا جاوے گا زیادہ دنوں تک ٹھہرے گا اور بعضے سیر بھر نمک ڈالتے ہیں اور یہ چیزیں بھی ڈالتے ہیں۔ سونٹھ چھ ماشہ۔ پیپل چھ ماشہ۔ سمندر جھاگ چھ ماشہ سفید زیرہ چھ ماشہ اور یہ سب چیزیں گرم مصالحہ کے ساتھ کوٹی جاتی ہیں۔

کپڑا رنگنے کی ترکیبیں

سیاہ رنگ: قلعی چونہ کی آدھ سیر۔ اور خالص نیل سیر بھر اور گڑ کا شیرہ آدھ سیر۔ سب کو خوب ملا کر کسی ناند میں بھر دے اور صبح اور شام اور دوپہر کے وقت ایک لکڑی سے اس کو ہلا دیا کریں کہ اس کا خمیر اٹھ کھڑا ہو۔ اور اگر سردی کا موسم ہو تو ناند کے چاروں طرف آگ جلا دیا کرے کہ اس کی گرمی سے خمیر اٹھ کھڑا ہو اس میں کپڑے کو رنگ لے اور اس میں رنگ کر جب خشک ہو جائے گائے کے تازہ دودھ میں ڈوب دیدے یا مہندی کی پتی پانی میں جوش دے کر اس پانی میں کپڑا بھگو دے تو خوب پختہ ہو جاوے۔

زرد رنگ: اول ہلدی خوب باریک پیس کر پانی میں ملا کر کپڑے کو اس میں رنگ لے اور نچوڑ کر خشک کر لے پھر دو تولہ سفید پھٹکڑی پیس کر پانی میں ملاوے اور کپڑے کو اس میں دھو کر خشک کر لے۔ پھر آم کی چھال آدھ سیر لے کر تین پہر تک پانی میں جوش دے۔ اور چھان کر کپڑے کو اس میں ڈوب دے اور پھر خشک کر لے۔

سنہرا انبوہ رنگ: اول دھیلا بھر ہلدی میں کپڑا رنگ لے پھر پاؤ سیر ناسپال کو پانی میں جوش کر کے چھان کر اس میں رنگ لے اور ناسپال کا پانی رہنے دے پھر دھیلا بھر گیرو پانی میں ملا کر اس میں رنگے۔ پھر جو ناسپال کا پانی بچا ہوا رکھا ہے اس میں ڈوب دے۔ پھر دو پیسے بھر پھٹکڑی علیحدہ پانی میں ملا کر اس میں کپڑے کو غوطہ دے۔ پھر اس پھٹکڑی کے پانی میں تھوڑا کلف چاول یا آٹے کا ڈال کر ہاتھ سے ہلا کر کپڑے کو چند بار اس میں غوطہ دے کر نکال لے۔

سنہرے انبوہ کی دوسری ترکیب: ناسپال اور مجیٹھ دونوں برابر وزن لے کر دونوں کو نیم کوفتہ کر کے یعنی کچل کر رات کے وقت پانی میں بھگو دیں اور صبح جوش دے کر چھان لیں۔ اول پھٹکڑی خوب باریک پیس کر پانی میں ملا کر اس میں کپڑے کو تر کر کے خشک کر لیں پھر اسی ناسپال اور مجیٹھ کے پانی میں غوطہ دیں۔

زمردی رنگ: اوپر والی ترکیب سے اول پھٹکڑی کے پانی میں غوطہ دے کر خشک کر کے نیل کے پانی میں غوطہ دیں۔ پھر اسی ناسپال اور مجیٹھ کے پانی میں غوطہ دیں۔

دوسری ترکیب زمردی رنگ کی: آم کی کوپل آدھ پاؤ لے کر آدھ سیر پانی میں جوش دیں اور چھان کر اس پانی کو رکھ لیں۔ پھر دوسرے پانی میں دوبارہ جوش دیں اور اس پانی کو الگ رکھ لیں پھر تیسرے پانی میں جوش دیں اور اس پانی کو الگ رکھیں اول کپڑے کو پہلے پانی میں رنگ کر خشک کر لیں پھر دوسرے پانی میں رنگ کر خشک کر لیں۔ پھر تیسرے پانی میں نو ماشہ پھٹکڑی ملا کر اس میں خوب مل کر دھو کر خشک کر لیں۔

طوسی رنگ: ببول یعنی کیکر کی چھال پاؤ سیر اور کاکفل چار تولہ نیم کوفتہ کر کے رات کو پانی میں بھگو دیں اور صبح کو جوش دیں۔ اول پھٹکڑی دو تولہ جدا پانی میں ملا کر کپڑے کو اس میں غوطہ دیں پھر اس رنگ کے پانی میں غوطہ دیں۔ پھر اسی رنگ میں ایک تولہ کسیس ملا کر پھر غوطہ دیں مگر یہ کسیس رنگنے کا ہو۔ ہیرا کسیس نہ ہو۔

طوسی پختہ سرخی مائل خوشنما رنگ: اول آدھ پاؤ مجیٹھ اور آدھ پاؤ مہندی کی پتی کو کچل کر رات کو چھ سیر پانی میں تر کر دیں۔ صبح مٹی کی ہانڈی میں کئی جوش دے کر چھان کر رکھ لیں۔ پھر زرد جڑ یعنی بڑی ہڑ اور ہلدی باریک پیس کر بہت سے پانی میں ڈال کر کپڑے کو اسی طرح رنگیں کہ دھبہ نہ پڑے پھر نچوڑ کر سایہ میں خشک کر لیں اور اس رنگ کو رہنے دیں اور آدھ پاؤ گڑ اور آدھ پاؤ خشک آملہ یعنی آنولہ ایک لوہے

کی کڑاہی میں تھوڑے پانی میں ڈال کر دھوپ میں رکھ دیں جب اس میں اُبال اٹھنے لگے اور سیاہ ہو جائے تو اسی مجیٹھ اور مہندی کے رنگ میں ملا کر پھر کپڑا رنگیں۔

فاختی رنگ: دو ۲ عدد مازو بڑے بڑے نیم کوفتہ کر کے پانی میں ایک پہر تک رکھیں پھر پیس کر زیادہ پانی میں ملا دیں اور کپڑے کو اس میں رنگ کر خشک ہونے دیں۔ اس پانی کو پھینک کر برتن میں نیا پانی ڈال دیں چوتھائی آبخورہ کاٹ کا اس پانی میں ملا کر پھر رنگ دیں۔

کاٹ بنانے کی ترکیب: پندرہ سیر پانی میں دو سیر لوہا اور تھوڑا سا آنولہ اور بڑی ہڑ ڈال کر ایک ہفتہ تک رہنے دیں بعضے سویاں پکا کر اس کا پانی بھی اس میں ملا دیتے ہیں اور چھیپیوں کے یہاں سے بنا ہوا مل جائے تو بنانے کی ضرورت نہیں۔

کاہی سبز رنگ: اول ہلدی کو باریک پیس کر اور نیل کا پانی اس میں ملا کر تھوڑی دیر کپڑے کو اس میں پڑا رہنے دیں پھر صابون کے پانی سے اس کو دھو کر ترش چھاچ میں پھٹکری پیس کر ملا کر اس میں کپڑے کو رنگ لیں۔

بادامی رنگ: اول ہلکا سا کیرو دے لے پھر کپڑے کو خشک کر کے تن کو ہاون دستہ میں کوٹ کر اس کے چاول یعنی بیج لے کر پانی میں دو تین جوش دے اور کسی برتن میں اول تھوڑا پانی لے کر اس میں آدھا رنگ ملا کر کپڑے کو غوطہ دے اگر رنگ ہلکا آوے تو آدھا رنگ جو بچا رکھا ہے وہ بھی ڈال دے۔

اودا رنگ پختہ: پتنگ شیریں اور تھوڑا چونا پانی میں جوش کر کے صاف کر کے اس میں پھٹکری ڈال کر کپڑے کو غوطہ دیں اور بعضے بڑی ہڑ اور تھوڑا کسیس بھی پیس کر ملا دیتے ہیں۔

سرخ رنگ پختہ: پتنگ شیریں تین چھٹانک منگا کر اس کو کوٹ کر ریزہ ریزہ کر لے اور سیر بھر پانی میں خفیف سا جوش دے کر رات بھر تر رکھ کر صبح کو پھر جوش دے جب آدھا پانی رہ جاوے صاف کر کے رکھ لے پھر اتنا ہی پانی ڈال کر دوبارہ جوش دے جب آدھا پانی رہ جاوے اس کو صاف کر کے علیحدہ رکھ لے۔ پہلے بڑی ہڑ ایک تولہ پیس کر پانی میں ملا کر اس میں کپڑے کو غوطہ دے کر نچوڑ کر خشک کر لے۔ پھر سفید پھٹکری ایک تولہ پیس کر اس کے پانی میں کپڑے کو غوطہ دے اور نچوڑ کر خشک کر لے پھر پتنگ کے دوسرے جوش دیئے ہوئے پانی میں کپڑے کو رنگ کر خشک کر لے۔ پھر پہلے جوش دیئے ہوئے پانی میں ایک تولہ سفید پھٹکری پیس کر ہاتھ سے اتنا ہلا دے کہ اس میں جھاگ یعنی پھین اٹھ جاوے اور ایک پہر تک کپڑے کو اس میں تر رکھے اور نچوڑ کر خشک کر کے پھر بڑی ہڑ ایک تولہ پیس کر پانی میں ملا کر اس میں کپڑے کو غوطہ دے کر تھوڑی دیر اس میں رہنے دے پھر نچوڑ کر خشک کرے۔

پستی رنگ: اول کپڑے کو ہلدی کا رنگ دے۔ پھر صابون کے پانی میں بھگو دے۔ پھر کاغذی لیموں کا عرق پانی میں نچوڑ کر اس پانی میں غوطہ دے اور نچوڑ کر خشک کر لے۔

دوسری ترکیب: اول چار ماشہ نیل پانی میں پیس کر کپڑے کو اس میں رنگیں پھر پھٹکری پیس کر اس کے پانی میں شوب دے کر خشک کر لیں پھر چھ تولہ ہلدی پانی میں ملا کر اس میں شوب دے کر خشک کر لیں اور دوبارہ پھر پھٹکری کے پانی میں شوب دیں اور خشک کر لیں۔ پھر ناسپال چھ تولہ پانی میں جوش دے کر اس میں کپڑے کو شوب دے کر خشک کر لیں۔

فیروزئی رنگ: اول پتھر کے چونے میں کپڑے کو ہلکا سا رنگ دیں پھر نیلہ تھوتھا پیس کر پانی میں ملا کر رنگ تیار رکھیں اور اس میں سے تھوڑا تھوڑا رنگ علیحدہ لے کر کپڑے کو رنگتے رہیں اور خشک کرتے رہیں۔ جب خواہش کے موافق رنگ چڑھ جاوے پھٹکری کے پانی میں شوب دے کر خشک کر لیں۔

چھٹانک سے من تک لکھنے کا طریقہ

آدھی چھٹانک، ایک چھٹانک، آدھ پاؤ، پاؤ سیر، آدھ سیر، تین پاؤ، ایک سیر، دو سیر، ایک من، اور اگر تین چھٹانک لکھا ہو تو دیکھو کہ تین

چھٹانک کیا چیز ہے سو تم جانتی ہو کہ ایک آدھ پاؤ اور ایک چھٹانک ہے تو تم چھٹانک کی اور آدھ پاؤ کی نشانی ملا کر لکھ دو اس طرح ما ر تین چھٹانک ہو جاوے گا۔ اسی طرح اگر چھٹانک کم سیر بھر لکھنا ہو تو دیکھو کہ چھٹانک کم سیر کس کو کہتے ہیں سو ظاہر ہے کہ اس میں ایک آدھ سیر ہے اور ایک پاؤ سیر ہے اور ایک آدھ پاؤ ہے اور ایک چھٹانک

چھٹانک ہے اتنی چیزیں اس میں ہیں تو تم ان سب کی نشانیاں ملا کر آگے پیچھے لکھ دو اس طرح

بس یہ چھٹانک کم سیر ہو گیا۔ اسی طرح جو کچھ تم کو لکھنا ہو اس کو پہلے سوچ لو کہ اس میں کیا کیا چیزیں ہیں جتنی چیزیں اس میں معلوم ہوں سب کی نشانیاں لکھ کر اخیر میں (مار) بنا دو اور اتنا یاد رکھو کہ کئی نشانیاں جہاں لکھی جاویں گی بڑی نشانی پہلے لکھیں گے اور چھوٹی چھوٹی چیز کی نشانی پیچھے لکھیں گے اور سیر اگر زیادہ لکھنے ہوں تو (مار) سے پہلے اتنا ہی ہندسہ بنا دو اور ہندسے تم کو پہلے حصہ میں معلوم ہو چکے ہیں ان کو پھر دیکھ لو مثلاً ہم کو دو سیر لکھنا تھا تو (مار) سے پہلی دو ۲ کا ہندسہ یعنی ۲ بنا دیا جیسے تم اوپر لکھا ہوا دیکھ رہی ہو اور من سے آگے دو من کو (منواں) لکھتے ہیں اور اس سے آگے لکھنے کا قاعدہ آگے آتا ہے جس جگہ گز اور گرہ لکھنے کا طریقہ لکھا جاوے گا وہاں دیکھ لو۔

چھدام سے دس ہزار روپے تک لکھنے کا طریقہ

چھدام، دمڑی، پاؤ آنہ یعنی ایک پیسہ، آدھ آنہ، پون آنہ، ایک آنہ، سوا آنہ، ڈیڑھ آنہ پونے دو آنے، دو آنے تین آنے، اسی طرح جتنے آنے لکھنے ہوں اتنا ہی ہندسہ لکھ کر اس کے آگے یہ (ر) نشانی کر دو۔ مثلاً تم کو بارہ آنے لکھنے ہیں تو اول بارہ کا ہندسہ لکھو اس طرح ۱۲ پھر اس کے آگے اس طرح کا بنا دو (ر) تو دونوں سے مل کر یہ شکل بن جاوے گی (۱۲ر) یہ بارہ آنے ہو گئے۔ اگر تم کو دو آنے یا ڈھائی آنے یا پونے تین آنے لکھنے ہوں تو یہ سوچو کہ اس میں کے چیزیں ہیں جیسے اوپر کے بیان میں سوچا تھا۔ مثلاً پونے تین آنے میں سوچنے سے معلوم ہوا کہ ایک دو آنے ہیں اور ایک آدھ آنہ ہے اور ایک پاؤ آنہ ہے۔ بس تم سب کی نشانیاں اس طرح لکھ دو (۲ــہ ر) بس یہ پونے تین آنے ہو گئے اسی طرح جو چاہے لکھ دو۔ روپے سے کم تو اس طرح ہندسہ بنا کر لکھیں گے۔ مثلاً پونے سولہ آنے کو اس طرح لکھیں گے (۱۵ــہ ر) اور جب پورا روپیہ ہو جاوے تو اور شکل شروع ہو گی اس طرح، ایک روپیہ، دو روپے، تین روپے، چار روپے، پانچ روپے، چھ روپے، سات روپے، آٹھ روپے، نو روپے، دس روپے، گیارہ روپے، بارہ روپے، تیرہ روپے، چودہ روپے، پندرہ روپے، سولہ روپے، سترہ روپے، اٹھارہ روپے، انیس روپے، بیس روپے، تیس روپے، چالیس روپے، پچاس روپے، ساٹھ روپے، ستر روپے، اسی روپے، نوے روپے، سو روپے اب یاد رکھو کہ اگر تم کو درمیان کی گنتی کے روپے لکھنے ہوں تو یہ سوچو کہ اس گنتی میں کیا کیا چیزیں ہیں۔ مثلاً ہم کو اکیس لکھنا ہے تو اکیس کہتے ہیں ایک اور بیس کو۔ تو تم یوں کرو کہ ایک کے واسطے تو وہ نشانی لکھو جو گیارہ میں دس کی رقم سے پہلے لکھی ہے یعنی (لعہ) اور بیس کے واسطے بیس کی نشانی آگے لکھ دو۔ دونوں سے مل کر یہ شکل بن جاوے گی۔ (لعصہ) یہ اکیس ہو گئے اسی طرح بائیس میں سوچنے سے دو اور بیس ۲۰ معلوم ہوئے تو دو کے واسطے وہ نشانی لکھو جو بارہ کی رقم میں دس ۱۰ کی رقم سے نیچے لکھی ہے یعنی (ــہ) اور اس کے اوپر بیس ۲۰ کی نشانی لکھ دو دونوں سے مل کر یہ شکل ہو جاوے گی (صــہ) یہ بائیس ہو گئے اسی طرح تین کے لئے وہ رقم لکھو جو تیرہ میں دس ۱۰ کی رقم کے نیچے لکھی ہے یعنی (ــہ) اور چار کے لئے چودہ والی رقم لکھو یعنی (للعہ) اور پانچ کے لئے پندرہ والی یعنی (ــہ) اور چھ کے لئے سولہ والی یعنی (ــہ) اور سات کے لئے سترہ والی یعنی (ــہ) اور آٹھ کے لئے اٹھارہ والی یعنی (ــہ) اور نو کے لئے انیس والی یعنی (لعہ) اور ان کے اوپر بیس ۲۰ کی یا تیس ۳۰ کی یا جون سی گنتی ہو اس کی رقم کو لکھ دو مثلاً ہم کو چھپن لکھنا منظور ہے تو چھپن کو سوچو کہ کس کو کہتے ہیں چھ اور پچاس کو کہتے ہیں تو تم یوں کرو کہ سولہ کی رقم میں دیکھو کہ دس کی رقم کے نیچے کیسی نشانی بنی ہے تو وہ نشانی یہ پائی گئی۔ (ــہ) اس کو اول لکھ لو پھر دیکھو پچاس کی رقم کس طرح لکھی جاتی ہے تو اس کی یہ صورت ملی (ــہ) اس پچاس کی رقم کو اس پہلی رقم کے اوپر لکھ دو یہ شکل بن جاوے گی (ــہ) یہ قاعدہ ہم نے بتلا دیا ہے اب تم اس قاعدہ کے زور سے ننانوے تک سب رقمیں سوچ سوچ کے لکھو اور استاد یا استانی کو دکھلا دو۔ دو سو روپے، تین سو روپے، چار سو روپے، پانچ

سو روپے، چھ سو روپے، سات سو روپے، آٹھ سو روپے، نو سو روپے، ایک ہزار روپے، دو ہزار روپے، تین ہزار روپے، چار ہزار روپے، پانچ ہزار روپے، چھ ہزار روپے، سات ہزار روپے، آٹھ ہزار روپے، نو ہزار روپے، دس ہزار روپے۔

اور اگر روپے اتنے لکھنے ہوں کہ اس میں ہزار بھی ہے اور سو بھی ہے اور اس سے کچھ کم بھی ہے تو سب کی رقمیں آگے پیچھے اوپر نیچے لکھیں گے اس طرح کہ ہزار کی رقم پہلے لکھیں گے اس کے اوپر سو کی رقم اس کے آگے سو سے کم کی رقم۔ مثلاً ہم کو پانچ ہزار آٹھ سو ننانوے روپے لکھنے ہیں تو اس طرح لکھیں گے [illegible] اور جو کچھ آنے بھی ہوں تو ان کو ان سب کے نیچے لکھیں گے مثلاً ان روپوں کے ساتھ پونے چودہ آنے بھی ہیں تو [illegible] تو اس اوپر کی رقم کے نیچے لکھ دیں گے اور جو کوئی دھیلا چھدام بھی ہو تو ان آنوں کے بعد اس کو لکھ دیں گے مثلاً اس طرح [illegible] اس کا یہ پونے چودہ آنے اور ایک دھیلا ہو گیا۔

گز اور گرہ لکھنے کا طریقہ

گز کو درعہ کہتے ہیں اور اسی طرح لکھتے ہیں۔ اگر ایک گز لکھنا ہو تو فقط درعہ لکھیں گے اور دو گز کو درعان لکھتے ہیں اور تین گز یا زیادہ لکھنا ہو تو اوپر جو رقمیں روپوں کی لکھی جا چکی ہیں وہی رقمیں لکھ کر ان کے آگے لفظ درعہ لکھ دیتے ہیں مثلاً تین گز لکھنا ہو تو اس طرح لکھیں گے (سے درعہ) اور چار گز اس طرح لکھیں گے (للعہ درعہ) اسی طرح جتنے چاہو لکھتی چلی جاؤ مگر یہ یاد رکھو کہ بعضی رقموں کا جو پچھلا سرا گول مڑا ہوا ہوتا ہے وہ فقط روپوں کے لکھنے میں ہے اور گزوں کے لکھنے میں وہ سرا نہیں موڑا جاتا مثلاً اگر دس گز لکھنا ہو تو یوں لکھیں گے (عـــ درعہ) اور اگر کچھ گرہ بھی لکھنا ہو تو گز کی رقم کے نیچے اتنا ہندسہ لکھ کر گرہ کا لفظ لکھ دیتے ہیں مثلاً دس گز کے ساتھ آٹھ گرہ ہوں تو یوں لکھیں گے (عـــ درعہ ۸ گرہ) اسی طرح من کے لکھنے کا قاعدہ ہے مثلاً چار من کو اس طرح لکھیں گے (للعہ من) اور دس من کو اس طرح لکھیں گے (عـــ من) اس میں اتنی بات اور زیادہ ہے کہ جن رقموں کا سرا گول مڑا ہوا تھا اس کو سیدھا نہیں لکھتے بلکہ اوپر کو اٹھا دیتے ہیں۔

تولہ ماشہ لکھنے کا طریقہ: اس میں کوئی بکھیڑا نہیں۔ جتنے تولے ماشے ہوں اول ہندسہ لکھو پھر تولہ ماشہ یا رتی کا لفظ لکھ دو اور جو کئی چیزیں ہوں سب لکھ دو مثلاً چار تولہ اور چھ ماشہ اور تین رتی لکھنا ہو تو یوں لکھ دو ۴ تولہ ۶ ماشہ ۳ رتی۔

چھوٹی اور بڑی گنتی کی نشانیوں کا جوڑنا

اس کو خوب سمجھ لینا مثلاً کئی چیزیں خریدیں کوئی روپے کو۔ کوئی آنوں کو۔ کوئی پیسوں کو تو اب ہم کو سب کا جوڑ کر دیکھنا منظور ہے کہ سب کتنا ہوا یا گھر میں اناج کئی دفعہ آیا ہے کبھی من، کبھی سیروں کبھی آدھ سیر پاؤ سیر۔ یا سنار نے کئی چیزیں سونے کی بنائیں۔ کوئی تولوں ہے کوئی ماشوں اور کوئی رتیوں۔ تو اب سب سونا اس کا کتنا ہوا ان چیزوں کے جوڑنے کی حساب میں ضرورت پڑتی ہے سو اس کا قاعدہ یہ ہے کہ اول سب رقمیں روپے آنے یا سب وزن سیر چھٹانک یا تولے ماشے ہر چیز کے ساتھ لکھ دو۔ پھر ایک طرف دیکھتی آؤ کہ سب میں چھوٹی رقم یا سب میں چھوٹا وزن کہاں کہاں ہے ان سب کو اپنے جی میں جوڑتی جاؤ پھر جوڑ کر یہ دیکھو کہ اس سے بڑی رقم یا اس سے بڑا جو وزن ہے یا چھوٹی رقمیں اور وزن مل کر اس بڑی رقم یا اس سے بڑا جو وزن ہے یا چھوٹی رقمیں اور وزن مل کر اس بڑی رقم یا بڑے وزن کی گنتی میں پوری پوری چلی گئی یا نہیں اگر چلی گئی تو اس کو پھر اس سے بڑی رقم یا وزن سے جوڑ دو اور اگر نہیں گئی تو جتنی اس میں بڑے وزن سے کسر رہی ہے اس کسر کو لکھ لو اور جتنا بڑے وزن کی گنتی میں پورا ہو گیا اس کو پھر بڑی رقم یا بڑے وزن کے ساتھ ملا کر اسی طرح جوڑو پھر ان سب کو جوڑ کر دیکھو کہ یہ اپنے سے بڑی رقم یا بڑے وزن میں پورا گنتی میں آ گیا یا نہیں اگر پورا گنتی میں آ گیا تو پہلے کی طرح اس کو پھر بڑی رقم یا وزن سے جوڑ لو اور اگر نہیں آیا تو اس کسر کو پہلے لکھے ہوئے کے ساتھ لکھ دو اور جتنا بچا اس کو پھر اس سے بڑی رقم یا وزن سے جوڑ لو اسی طرح اخیر تک حساب ختم کر دو اور لکھ دو جو سب سے اخیر لکھا ہوا ہو گا وہ سارا مل کر جتنا ہوا اس کو میزان کہتے ہیں۔

مثال رقموں کے جوڑنے کی: ململ عہ۔ لٹھا ۸ ر۔ شال باف ۱۲/ ر۔ چکن مر۔ جن سو اب ان کا جوڑنا چاہا سب سے چھوٹی رقم

کی ہے اور یہ دو جگہ آئی ہے۔ دونوں جگہ جوڑا تو ۲ر ہو گیا پھر ۲ر بھی اس میں دو جگہ ہیں اس ۲ر کو ان دونوں کے ساتھ جوڑا ڈیڑھ آنہ ہو گیا۔ تو اس کا ایک آنہ تو اور آنوں کی گنتی میں جاسکتا ہے کسر رہی۔ ۲ر اس ایک آنہ کو ان کے ساتھ ملا کر جوڑا تو ایک آنہ اور آٹھ آنے، نو آنے ہوئے۔ اور نو آنے اور بارہ آنے، اکیس آنے ہوئے۔ اکیس آنوں میں ایک روپیہ اور پانچ آنے ہیں تو پانچ آنے کو تو اس دو پیسہ کے ساتھ لکھ دیا اس طرح (۵ ۲ر) آگے ایک روپیہ رہا اب دیکھا ان رقموں میں بھی ایک روپیہ ایک جگہ ہے اس روپے کو اس روپے کے ساتھ جوڑ لیا تو دو ۲ روپے ہوئے ان دو ۲ روپے کی رقم کو اس ۵ ۲ر کے ساتھ لکھ دیا اس طرح ۵ عــہ اور سب دام مل کر اتنے ہوئے تو یوں کہیں گے کہ سب کپڑوں کی قیمت کی میزان ۵ [illegible] ہوئے اور حساب کے ختم پر لفظ میزان لکھ کر اس رقم کو لکھا کرتے ہیں اس طرح میزان ۵ [illegible]
اسی طرح اور دو رقموں کو سوچ سمجھ کر لکھو اور لکھ کر استاد کو دکھلا دو۔

روز مرہ کی آمدنی اور خرچ لکھنے کا طریقہ: اس کو سیاق کہتے ہیں اور بڑے کام کی چیز ہے کیونکہ زبانی یاد رکھنے میں ایک تو بھول ہو جاتی ہے پھر کبھی خاوند اعتبار نہیں کرتا۔ کبھی سوچ سوچ کر بتانے سے خواہ مخواہ شبہ ہوتا ہے کبھی یاد نہ آنے سے یا تو جھوٹ بولنا پڑتا ہے یا نہ بتلایا تو شرمندگی اٹھانی پڑتی ہے اور اس سے نوکروں چاکروں پر بھی دباؤ رہتا ہے وہ کچھ لے کر مکر نہیں سکتے۔ یہ معلوم ہوتا رہتا ہے کہ گھی فلانے دن آیا تھا اور چھٹانک روز کا خرچ ہے تو سیر بھر گھی سولہ دن ہونا چاہئے تھا۔ آٹھ دن میں کیوں ختم ہو گیا۔ ملا یہ نہیں کہہ سکتی کہ بیوی تم کو یاد نہیں رہا سولہ روز ہوئے جب آیا تھا تم کو ہمیشہ اپنے ذمے لازم سمجھنا چاہئے کہ جو رقم ملے اس کو بھی لکھ لیا کرو اور جہاں خرچ ہو اس کو بھی ساتھ ساتھ لکھ لیا کرو۔ دوسرے وقت کے بھروسے نہ رہا کرو اس میں اکثر بھول چوک ہو جاتی ہے لکھنے میں یہ بھی فائدہ ہے کہ کسی پر بدگمانی نہیں ہوتی مثلاً تمہارے پاس دس روپے تھے تم نے چھ اٹھائے مگر یاد رہے پانچ اب چار ہی روپے رہ گئے اور تمہاری یاد سے پانچ ہی ہیں۔ ایک روپیہ کہیں دے کر بھول گئیں اور سب پر چوری لگاتی پھرتی ہیں کہ فلانی نے اٹھالیا ہو گا تم کوئی چیز بے لکھے مت رہنے دیا کرو۔ کپڑے دو تو لکھ کر۔ قلعی کو برتن دو تو لکھ کر۔ کسی کو مزدوری دو تو لکھ کر۔ کوئی چیز منگاؤ تو لکھ کر۔ اور جو تم کو ملے اس کو بھی لکھ لو اب ہم تم کو آمدنی اور خرچ لکھنے کا قاعدہ بتلاتے ہیں ایک ایک ہفتہ کا حساب بنالیا کرو چاہے ایک ایک مہینے کا یہ تم کو اختیار ہے۔ وہ طریقہ یہ ہے کہ مثلاً تم کو ایک ایک مہینہ کا حساب رکھنا منظور ہے اور رمضان سے شروع کرنا ہے تو ایک کتاب بڑے بڑے ورقوں کی بنالو اور جس ورق سے لکھنا ہو اس کے شروع پر اول یہ عبارت لکھو۔ (حساب آمد و خرچ بابتہ ماہ رمضان) پھر اس عبارت کے نیچے لفظ جمع کو لکیر کی طرح یوں لکھو۔

جمع ________________________________

پھر اسکے نیچے دو لکیریں کھینچ کر ایک لکیر کے سرے پر لفظ بقایا اور دوسری لکیر کے سرے پر لفظ حال لکھو اس طرح

بقایا
حال ________________________________

اور بقایا کی لکیر کے نیچے جو روپیہ تمہارے پاس پہلے بچا ہو وہ لکھ دو اور حال کی لکیر کے نیچے ذرا زیادہ سی جگہ چھوڑے رکھو اور رمضان میں جو آمدنی ہوتی رہے تو تاریخوار لکھتی رہو اس طرح۔

بقایا ________________________________
عــہ
حال ________________________________

کیم رمضان از منشی صاحب عــہ ر۔ ۲ فروخت غلہ عــہ ر ۱۰ ار۔ وصول قرضہ از بھائی صاحب للعہ اب اس کے بہت نیچے لفظ وجوہ ایک لکیر کی شکل میں لکھو اس طرح

وجوہ ________________________________

اور اس کے بعد ذرا سی جگہ چھوڑ کر جہاں کہیں اٹھے اس کو تاریخوار روز کے روز لکھتی رہو اس طرح۔ کیم رمضان چاول۔ گھی۔ ۲ رمضان شکر سفید، دودھ والا۔ ۳ رمضان گرم مصالحہ۔ ۴ رمضان مسجد میں تیل۔ ۵ رمضان طالب علموں کو افطاری و سحری کے لئے [illegible] اسی طرح

مہینہ بھر تک لکھتی رہو جب مہینہ ختم ہو جاوے خرچ کی ساری رقموں کو اوپر کے طریقہ کے موافق جوڑ کر سب کی میزان اس وجوہ کی لکیر کے نیچے لکھ دو۔ مثلاً ان رقموں کو جوڑا تو ... ہوئے ان کو اس لکیر کے نیچے اس طرح لکھو۔

وجوہ ______________________

پھر یوں کرو کہ حال کی لکیر کے نیچے جتنی رقمیں ہیں ان سب کو جوڑ کر اس حال کی لکیر کے نیچے لکھ دو مثلاً اس جگہ کی رقموں کو جوڑا ہوئے اس کو اس کے نیچے اس طرح لکھ دیا۔

حال ______________________

پھر یوں کرو کہ اس حال کی جوڑی ہوئی رقم کو بقایا کی لکیر کی رقم کے ساتھ جوڑ کر جمع کی لکیر کے نیچے لکھ دو مثلاً اس ... کے ساتھ ... کو جوڑا ... ہوئے اس کو اس طرح لکھا۔

جمع ______________________

اب اس رقم کو وجوہ کی رقم سے دیکھ لو کہ دونوں برابر ہیں یا جمع کی رقم زیادہ ہے اور وجوہ کی رقم کم ہے یا جمع کی رقم کم ہے اور وجوہ کی زیادہ۔ اگر دونوں برابر ہوں تو حساب جہاں لکھا ہوا ختم ہے اس جگہ لفظ تتمہ کو لکیر کی صورت میں لکھ دو اس طرح۔

تتمہ ______________________

اور اس کے نیچے بالخیر کا لفظ لکھ دو۔ مطلب یہ کہ کچھ نہیں بچا اور اگر جمع کی رقم بڑی ہے اور وجوہ کی رقم کم ہے تو معلوم ہوا کہ کچھ روپیہ بچا ہے تو اس تتمہ کی لکیر کے نیچے وہ بچی ہوئی رقم لکھ دو مثلاً اوپر کی مثال میں جمع کی رقم ... اور وجوہ کی رقم ... تھی تو ... بچے اس کو اس لکیر کے نیچے اس طرح لکھو تتمہ ... اور اگر جمع کی رقم کم ہو اور وجوہ کی رقم زیادہ ہو تو بجائے تتمہ کے لفظ فاضل لکھ کر جتنی رقم زیادہ ہو وہ اس لفظ کے نیچے لکھ دو۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس مہینہ میں اس قدر خرچ آمدنی سے زیادہ ہوا ہے ہم اس مثال کی الگ الگ بتائی باتوں کو اکٹھا لکھ کر بتائے دیتے ہیں۔

جمع ______________________

بقایا ______________________

حال ______________________

کیم رمضان از منشی صاحب ۲ر رمضان فروخت غلہ ... وصول از بھائی صاحب وجوہ

کیم رمضان چاول ... گھی ... ۲ رمضان شکر سفید، دودھ والا، ۳ رمضان گرم مصالحہ ۴ رمضان مسجد میں تیل، ۵ رمضان طالب علموں کو افطاری وسحری کے لئے

اب اتنی بات کام کی اور یاد رکھو کہ جب تتمہ کی رقم لکھ چکو تو اس رقم کو اور وجوہ کی رقم کو جوڑ کر دیکھو کہ کتنی ہوگئی اگر جمع کی رقم کی برابر ہو تو حساب صحیح ہے اور اگر کم زیادہ ہو جاوے تو تتمہ کی رقم غلط لکھی گئی پھر سوچ لو کہ کتنا روپیہ خرچ سے بچا ہے اور سوچ کر صحیح لکھو اور پھر اسی طرح تتمہ کی رقم اور وجوہ کی رقم کو جوڑ کر دیکھ لو کہ اب بھی جمع کی رقم برابر ہوئی یا نہیں۔ جب برابر آجاوے تو حساب کو صحیح سمجھو۔ دیکھو اوپر کی مثال میں ... و ... کو جوڑ کر دیکھا تو ... ہوئے۔ معلوم ہوا حساب صحیح ہے خوب سمجھ لو۔ اور اگر کچھ فاضل ہو تو اس فاضل کی رقم کو جمع کی رقم کے ساتھ جوڑ کر دیکھو اگر وجوہ کی رقم کے برابر ہو جائے تو فاضل صحیح ہے ورنہ پھر سوچو۔

تھوڑے سے گُروں کا بیان

حساب کے چھوٹے چھوٹے قاعدوں کو گُر کہتے ہیں۔ ان سے آسانی کے ساتھ زبانی حساب لگ جاتا ہے تھوڑے سے گر لکھے دیتے ہیں

جن کی زیادہ ضرورت پڑتی ہے۔

⇐ پہلا گر...... ایک من چیز جتنے روپوں کی ہو گی اتنے آنوں کی ڈھائی سیر ہو گی۔ مثلاً ایک من چاول آٹھ روپے کے ہوئے تو آٹھ آنے کے ڈھائی سیر ہوئے اور آٹھ پیسوں کے ڈھائی پاؤ چاول ہوئے۔

⇐ دوسرا گر...... ایک روپے کی جے سیر چیز آوے گی چالیس روپے کی اتنے من آوے گی مثلاً ایک روپیہ کا ڈیڑھ سیر گھی ہوا تو چالیس روپے کا ڈیڑھ من ہو گا۔

⇐ تیسرا گر...... ایک روپے کی جے سیر چیز آوے گی ایک آنے کی اتنی چھٹانک ہو گی مثلاً ایک روپے کے بیس سیر گیہوں آئے تو ایک آنہ کے بیس ۲۰ چھٹانک آوے گے یعنی سوا سیر۔

⇐ چوتھا گر...... ایک روپے کی جے دھڑی یعنی جے پنسیری کوئی چیز آوے گی تو آٹھ روپے کی اتنے من ہو گی مثلاً ایک روپے کے چار پنسیری گیہوں آئے تو آٹھ روپے کے چار من آویں گے۔

⇐ پانچواں گر...... ایک روپے کا جے گز کپڑا ہو گا ایک آنہ کا اتنی گرہ ہو گا۔

مثلاً ایک روپے کا چار گز لٹھا ہوا تو ایک آنہ کا چار گرہ ہو گا یہ حساب کی تھوڑی سی باتیں لکھ دی ہیں جو عورتوں کے لئے بہت ہیں زیادہ کی ضرورت پڑے تو کسی سے سیکھ لو وہ لکھنے سے سمجھ میں نہ آتیں۔

بعضے لفظوں کے معنے جو ہر وقت بولے جاتے ہیں

مہینوں کے عربی اور اردو نام

محرم	صفر	ربیع الاول	ربیع الثانی	جمادی الاول	جمادی الثانی
دہا	تیرہ تیزی	بارہ وفات	میرانجی	شاہ مدار	خواجہ جی
رجب	شعبان	رمضان	شوال	ذیقعدہ	ذی الحجہ
مریم روزہ	شب برات	رمضان	عید	خالی	بقر عید

ہندی مہینے اور موسم اور فصلیں

پھاگن، چیت، بیساکھ، جیٹھ، یہ چار مہینے گرمی کے کہلاتے ہیں اور اساڑھ، ساون، بھادوں، کنوار جس کو اسوج بھی کہتے ہیں یہ چار مہینے برسات کے ہیں اور کاتک، اگھن جس کو منگسر بھی کہتے ہیں۔ پوس جس کو پوہ بھی کہتے ہیں ماگھ جس کو ماہ بھی کہتے ہیں۔ یہ چار مہینے جاڑے کے ہیں اور ان میں جو بارش ہوتی ہے اس کو مہاوٹ کہتے ہیں اور یاد رکھو کہ تیسرے برس ان مہینوں میں ایک مہینہ دو دفعہ آتا ہے اس کو لوند کا مہینہ کہتے ہیں۔ اور یہ بھی یاد رکھو یہ مہینے چاندرات سے شروع نہیں ہوتے بلکہ چاند کے پورے ہونے سے یعنی چودھویں رات سے شروع ہوتے ہیں اور جس فصل میں گیہوں چنا پیدا ہوتا ہے وہ ربیع اور ساڑھی کہلاتی ہے اور جس موسم میں چاول اور تھا اناج (مکی باجرہ، جوار وغیرہ) پیدا ہوتا ہے وہ خریف اور ساونی کہلاتی ہے۔

رُخوں کے نام

جس طرف سے سورج نکلتا ہے وہ مشرق کہلاتا ہے اور اس کو پورب بھی کہتے ہیں اور جدھر چھپتا ہے وہ مغرب کہلاتا ہے اور پچھم اور پچھان بھی کہتے ہیں اور جو مشرق کی طرف منہ کر کے کھڑی ہو تو تمہاری داہنے کا رخ جنوب اور دکھن کہلاتا ہے اور بائیں ہاتھ کا رخ شمال اور اتر اور پہاڑ کہلاتا ہے اور قطب تارہ ادھر ہی کو دکھلائی دیتا ہے۔

بعض غلط لفظوں کی درستی

ہم اوپر غلط لفظ لکھیں گے اور ان کے نیچے صحیح لفظ لکھیں گے بولنے میں ان کا خوب خیال رکھو کیونکہ غلط بولنا بھی ایک عیب ہے۔

غلط	نخالص	نامکروہ	منجش	نامحروم	مجت	چکو	چدر	امام جستہ	
صحیح	خالص	مکروہ	منفنج	محروم	مسجد	چاقو	چادر	باون دستہ	
غلط	نخسہ	رواب	تان تشنہ	لغام	جلدان	دوائت	دیوال	نپاک	
صحیح	نسخہ	رعب	طعن و تشنیع	لگام	جزدان	دوات	دیوار	ناپاک	
غلط	تاڑی بجانا	پھاٹ کر رونا	جھنگ یعنی بجلی کا گھنٹہ	طوفان	نویل یعنی شادی کی خبر	مین میخ یعنی جھگڑا فساد			
صحیح	تالی بجانا	پھوٹ کر رونا	زنگلہ[1]	طوفان	نوید	مین میکھ			

نوٹ چونکہ ڈاک خانہ کے قواعد اکثر بدلتے رہتے ہیں اور بعض لوگوں کو دیکھا گیا ہے کہ بہشتی زیور میں کوئی قاعدہ دیکھ کر ڈاک خانہ والوں سے الجھتے ہیں اسلئے اس مرتبہ ڈاک خانہ کے قواعد نہیں لکھے گئے جو ضرورت ہو ڈاک خانہ والوں سے دریافت کر لیا جاوے۔ ۱۲ شبیر علی۔

خط[1] لکھنے پڑھنے کا طریقہ اور قاعدہ

یہ بات تو اس کتاب کے پہلے حصہ میں پڑھ چکی ہو کہ بڑوں کو کس طرح خط لکھتے ہیں اور چھوٹوں کو کس طرح لکھتے ہیں اور لفافہ لکھنے کا کیا قاعدہ ہے۔ اب یہاں اور چند باتیں ضروری کام کی بتلاتے ہیں۔

۱) قلم بنانا سیکھو۔

۲) جب لکھنا شروع کرو موٹے قلم سے تختی پر لکھا کرو۔ جب ہاتھ جمنے لگے استاد کی اجازت کے بعد ذرا باریک قلم سے موٹے کاغذ پر لکھو۔ جب خط خوب پختہ ہو جاوے اب باریک قلم سے باریک کاغذ پر لکھو۔

۳) جلدی نہ لکھو خوب سنبھال کر حرفوں کو سنوار کر لکھو جس کتاب کو دیکھ کر لکھتی ہو یا استاد نے حرف بنا دیئے ہیں جہاں تک ہو سکے ویسی صورت کے حرف بناؤ جب خط پکا ہو جاوے پھر جلدی لکھنے کا ڈر نہیں۔

۴) گھسیٹ اور کٹے ہوئے اور نقطے چھوڑ چھوڑ کر ساری عمر بھی مت لکھو۔

۵) اگر کوئی عبارت غلط لکھی گئی یا جو بات لکھنا منظور نہ تھی وہ لکھی گئی تو اس کو تھوک یا پانی سے مت مٹاؤ لکھنے والوں کے نزدیک یہ عیب سمجھا جاتا ہے بلکہ اس قدر عبارت پر ایک لکیر کھینچ کر اس کو اس طرح اور جو اس مضمون کا پوشیدہ ہی کرنا منظور ہو تو خوب روشنائی بھر دو یا کاغذ بدل دو۔

۶) حروف نیچے اور اوپر تلے چڑھے ہوئے مت لکھو۔

۷) طرح طرح کے لکھے ہوئے خط پڑھا کرو اس سے خط پڑھنا آ جاوے گا۔

۸) جس مرد سے شرع سے پردہ ہے اس کو بدون سخت ناچاری کے کبھی خط مت لکھو۔

۹) خط میں کسی کو کوئی بات بے شرمی کی یا ہنسی کی مت لکھو۔

۱۰) جو خط کہیں بھیجنا ہو لکھ کر اپنے شوہر کو دکھلا دیا کرو اور جس کے شوہر نہ ہو وہ اپنے گھر کے مرد کو باپ کو بھائی کو ضرور دکھلا لے۔ اس میں ایک تو یہ فائدہ ہے کہ مردوں کو اللہ تعالیٰ نے زیادہ عقل دی ہے شاید اس میں کوئی بات نامناسب لکھی گئی ہو اور تمہاری سمجھ میں نہ آئی ہو وہ سمجھ کر نکال دیں گے یا سنوار دیں گے۔ دوسرا فائدہ یہ ہے کہ ان کو کسی طرح کا شبہ نہ ہو گا۔ یاد رکھو کسی عورت پر شبہ ہو جانا عورت کیلئے مر رہنے کی بات ہے تو ایسے کام کیوں کرو جو تم پر کسی کو شبہ ہو اور اسی طرح جو خط تمہارے پاس آوے وہ بھی اپنے مردوں کو دکھلا دیا کرو۔ البتہ خود میاں کو جو خط جاوے یا میاں کا خط آوے اگر وہ نہ دکھلاؤ تو کچھ ڈر نہیں مگر اوپر سے آئے ہوئے خط کا لفافہ اور جانے والے خط کا پھر بھی دکھلا دو۔

۱۱) جہاں تک ہو سکے لفافہ اپنے مردوں کے ہاتھ سے لکھوایا کرو بعضی دفعہ کوئی ایسی بات ہو جاتی ہے کہ کچہری دربار میں کسی بات کے پوچھنے کو

---

۱) زنگولہ یعنی چالی گھونگرو کے مجموعہ کو کہتے ہیں ۱۲

(۱) خط و کتاب کا طریقہ اور القاب اور ضروری ہدایت کے لئے بہشتی زیور حصہ اول میں ملاحظہ فرمائیں ۱۲

جانا پڑتا ہے تو عورتوں کے واسطے ایسی بات کس قدر بیجا ہے۔

(۱۲) کارڈ یا دو آنہ والا لفافہ اگر پتہ کی طرف سے کچھ بگڑ جاوے تو اس کو کبھی دھونا مت بعضی دفعہ ٹکٹ کی جگہ میلی ہو جاتی ہے اور ڈاک والوں کو شبہ ہو جاتا ہے کبھی کوئی مقدمہ نہ کھڑا ہو جائے ایک جگہ ایسا ہو چکا ہے جب سرکاری آدمیوں نے پوچھا تو اس عورت کو دست لگ گئے بڑی مشکل سے وہ قصہ رفع دفع ہوا اور اسی طرح میلا ٹکٹ بھی نہ لگاوے۔

(۱۳) جو کاغذ سرکار دربار میں پیش کرنے کا ہو اس پر بدون کسی ناچاری کے اپنے دستخط کبھی مت کرو۔

(۱۴) شوق شوق میں ثواب لینے کے خیال سے ساری دنیا کے خط پتر نہ لکھا کرو کوئی ناچاری ہی آپڑے تو خیر مثلاً کسی غریب کا کوئی کام ضروری اٹکا ہوا ہے اور کوئی لکھنے والا میسر نہیں آتا تو مجبوری کی بات ہے ورنہ کہہ دیا کرو کہ بھائی میں کوئی منشی نہیں ہوں، میں اپنا خط غیر مردوں کی نظر سے گذاروں بے شرمی کی بات ہے اپنی ضرورت کے واسطے دو چار کرم کانٹے کھینچ لیتی ہوں جاؤ کسی اور سے لکھواؤ۔ وجہ یہ ہے کہ بعضے جگہ ایسی ایسی باتوں سے بڑے مردوں کی نیت بگڑ گئی ہے اللہ بری گھڑی سے بچاوے۔

(۱۵) جب خط کا جواب لکھ چکو اس کو چولہے میں جلا دو اس میں ایک تو کاغذ کی بے ادبی نہ ہو گی مارا مارا نہ پھرے گا۔ دوسرے خط میں ہزار بات ہوتی ہے خدا جانے کس کس آدمی کی نظر پڑے اپنے گھر کی بات دوسری جگہ پہنچتی کیا ضرور ہے البتہ اگر کسی خاص وجہ سے کوئی خط چند روز کے واسطے رکھنا ہی ضروری ہو تو اور بات ہے مگر رکھو تو حفاظت سے صندوقچی وغیرہ میں رکھو مارا مارا نہ پھرے۔

(۱۶) اگر کوئی پوشیدہ بات لکھنا ہو تو پوسٹ کارڈ مت لکھو۔

(۱۷) خط میں تاریخ اور مہینہ اور سن ضرور لکھو۔ جس مہینہ میں خط لکھ رہی ہو اس کا جو نسا دن ہو اس کو تاریخ کہتے ہیں جیسے اب مثلاً جمادی الاخریٰ کا مہینہ ہے اور آج اس کا اٹھارہواں دن ہے تو اٹھارہویں تاریخ ہوئی۔ اس کے لکھنے کا یہ طریقہ ہے کہ جو نسی تاریخ ہو وہی ہندسہ لکھ کر اس کے بعد مہینہ کا نام لکھ دو۔ مثلاً جمادی الاخریٰ کی اٹھارہویں تاریخ کو اس طرح لکھو ۱۸ جمادی الاخریٰ اور سنہ کہتے ہیں برس کو۔ ہم مسلمانوں میں جب پیغمبر ﷺ نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تھی جب سے برسوں کا شمار لیتے ہیں تو اب تک تیرہ سو اسی برس ہو چکے ہیں بس یہی سنہ ہوا اور اس کو ہجری سن کہتے ہیں کیونکہ ہجرت کے حساب سے ہے اور تیرہ سو اسی اس طرح لکھیں گے کہ پہلے لفظ سن ذرا لمبا سا لکھیں گے اور اس کے اوپر یہ ہندسہ لکھیں گے اور اس کے آگے دو چشمی ھ بنا دیں گے۔ اس طرح ۱۳۸۰ھ اور یہ سنہ محرم کے مہینے سے بدل جاتا ہے مثلاً اب جو محرم آوے گا اس سے تیرہ سو اکیاسی (۱۳۸۱) شروع ہوں گے تو تیرہ کا ہندسہ تو اپنی حالت پر رہنے دیں گے اور اسی کی جگہ اکیاسی کا ہندسہ لکھیں گے اس طرح ۱۳۸۱ھ اسی طرح ہر محرم سے ہندسہ کو بدلتے رہیں گے کہ دوسرے محرم سے ۸۰ کی جگہ ۸۱ لکھیں گے تیسرے محرم سے ۸۱ کی جگہ ۸۲ لکھیں گے اور تیرہ کا ہندسہ اپنی جگہ لکھا رہے گا۔ جب بیس سال اور گذر جاویں گے اور پورے چودہ سو برس ہو جاویں گے تب یہ تیرہ کا ہندسہ بدلے گا۔ اس زمانے میں جو لوگ ہوں گے وہ آپس میں اس کے لکھنے کا طریقہ پوچھ لیں گے۔ تاریخ اور سنہ میں بہت فائدے ہیں ایک تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس خط کو آئے ہوئے کتنے دن ہوئے شاید اس میں کوئی بات لکھی ہو اور اب موقع نہ رہا ہو تو دھوکا تو نہ ہو گا۔ دوسرے اگر ایک خط میں ایک بات لکھی ہے اور دوسرے میں اس کے خلاف ہے تو اگر تاریخ اور سن نہ ہو تو دیکھنے والے کو یہ نہیں معلوم ہو گا کہ اس میں کون سا پہلا ہے کون سا پچھلا۔ اور میں کون سی بات کروں اور کون سی نہ کروں۔ اور اگر تاریخ و سنہ ہو گا تو اس سے معلوم ہو جاوے گا کہ فلانا خط بعد کا ہے اس کے موافق عمل کرنا چاہئے اور بھی طرح طرح کے فائدے ہیں۔

(۱۸) پتہ بہت صاف لکھو یہاں کا بھی اور وہاں کا بھی۔ پورے پورے حرف ہوں سب نقطے اور شوشے دیئے ہوں ورنہ بعضی دفعہ بڑی دقت ہو جاتی ہے کبھی تو خط نہیں پہنچتا اور کبھی جواب بھیجنے کے وقت پتہ نہیں پڑھا جاتا تو جواب نہیں آسکتا اور ہر خط میں اپنا پورا پتہ لکھا کرو شاید دوسرے کو یاد نہ رہے اور پہلا خط بھی حفاظت سے نہ رہے۔

(۱۹) ایسے کاغذ پر یا ایسی روشنائی سے مت لکھو کہ حرف پھیل جاویں یا دوسری طرف پھوٹ جاویں کہ پڑھنے میں دقت ہو اور نہ بہت موٹا کاغذ لو کہ بے فائدہ وزن بڑھنے سے محصول بڑھ جاوے۔

(۲۰) خط الٹ پلٹ مت لکھو کہ دوسرا ایسی ڈھونڈتا پھرے کہ اس کے بعد کی عبارت کون سی ہے ایک طرف سے سیدھا سادھا لکھنا شروع کرو اور ترتیب سے لکھتی چلی جاؤ تاکہ پڑھنے والا سیدھا پڑھتا چلا جاوے۔

۲۱) جب ایک صفحہ لکھ چکو اس کو مٹی⁽¹⁾ سے یا جاذب کاغذ سے خوب خشک کر لو پھر اگلا صفحہ لکھنا شروع کرو ورنہ حرف مٹ جاویں گے پڑھے نہ جاویں گے۔

۲۲) بعضوں کی عادت ہے کہ قلم میں روشنائی زیادہ لگا لیتے ہیں پھر اس کو چٹائی یا فرش پر یا دیوار پر چھڑک کر روشنائی کم کرتے ہیں یہ بے تمیزی کی بات ہے اول ہی سے روشنائی سنبھال کر لگاؤ۔ اگر زیادہ آ جاوے تو دوات کے اندر جھاڑ دو۔

کتاب کا خاتمہ جس میں تین مضمون ہیں

پہلا مضمون

ان میں زیادہ علم حاصل کرنے کا طریقہ اور کچھ کتابوں کے نام ہیں۔ ہم نے اس کتاب میں اللہ تعالیٰ کی مدد سے خوب سوچ سوچ کر دین اور دنیا کی ایسی ضروری باتیں لکھ دی ہیں جن سے زیادہ کام پڑا کرتا ہے۔ اور اگر زیادہ باتیں معلوم کرنا ہوں تو اس کے تین طریقے ہیں۔ ایک تو یہ کہ مردوں کی طرح کچھ فارسی پڑھ کر آگے عربی پڑھنا شروع کرے۔ عربی میں بہت بڑی بڑی اور اچھی اچھی علم کی باتیں ہیں اور سچ یہ ہے کہ دین کے علم کا مزہ اور پوری پوری خبر بدون عربی کے میسر نہیں اگر اس کی ہمت ہو تو یہ کتاب تو ختم ہونے کو آئی تم اللہ کا نام لے کر ایک کتاب ہے تیسیر المبتدی اس کا نام ہے میرے ایک دوست مولوی صاحب نے لکھی ہے اور میں نے بڑے شوق سے اس کو لکھوایا ہے اور مجھ کو بہت پسند آئی ہے اور میں اپنی سپردگی کے بچوں کو وہی پڑھواتا ہوں اور ان کو اس کے پڑھنے سے بڑی طاقت ہوتی ہے تم وہ کتاب منگا کر خوب سمجھ کر پڑھنا شروع کر دو پھر آگے جو جو پڑھا جاوے گا اس کی ترکیب اسی کتاب کے پہلے ورق میں لکھی ہے اس کے موافق پڑھتی رہنا تھوڑے دنوں میں اللہ تعالیٰ نے چاہا تو عربی پڑھنے کی طاقت ہو جاوے گی۔ ہم نے عربی پڑھنے کی بھی ایک مختصر اور جلدی حاصل ہونے کی ترکیب نکالی ہے۔ اس ترکیب کے ملنے کا پتہ بھی اسی کتاب کے پہلے ورق میں لکھا ہے اس کے موافق عربی پڑھ لینا انشاءاللہ تعالیٰ اس وقت سے تین سال کے اندر تم مولوں یعنی عربی کی علامہ ہو جاؤ گی۔ عالموں کے جو درجے ہیں وہ تم کو ملیں گے۔ عالموں کی طرح قرآن و حدیث کا وعظ کہنے لگو گی۔ عالموں کی طرح فتویٰ دینے لگو گی۔ عالموں کی طرح لڑکیوں کو عربی پڑھانے لگو گی پھر تمہارے وعظ اور فتووں سے اور پڑھانے اور کتابوں سے جتنوں کو ہدایت ہو گی اور پھر ان سے آگے جتنوں کو ہدایت ہو گی قیامت تک سب کا ثواب تمہارے اعمال نامہ میں بھی لکھا جاوے گا دیکھو تھوڑی محنت میں کتنی بڑی دولت مفت ملتی ہے۔ سب سے بڑھ کر طریقہ دین کے علم حاصل کرنے کا تو یہ ہے۔ دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اگر تمہارے گھر میں کوئی عالم ہو تو خود اور جو تمہارے گھر میں نہ ہو شہر بستی میں ہو تو اپنے مردوں یا ہوشیار لڑکوں کے ذریعے سے ہر طرح کی دین کی باتیں عالموں سے پوچھتی رہو مگر پورے عالم دیندار سے مسئلہ پوچھو اور جو ادھ کچرا ہو یا دنیا کی محبت میں جائز ناجائز کا خیال اس کو نہ ہو اس کی بات بھروسے کے قابل نہیں۔ تیسرا طریقہ یہ ہے کہ دین کی اردو زبان والی کتابیں دیکھا کرو اور خوب سوچ سوچ کر سمجھا کرو اور جہاں شبہ بھی رہے اپنی سمجھ سے مطلب مت ٹھہرا لیا کرو بلکہ کسی ¹عالم سے تحقیق کر لیا کرو اور اگر موقع ہو تو بہتر تو یہی ہے کہ ان کتابوں کو بھی سبق کے طور پر کسی جاننے والے سے پڑھ لیا کرو۔ اب یہ سمجھو کہ دین کے نام سے کتابیں اس زمانہ میں بہت پھیل گئی ہیں مگر بعضی کتابیں ان میں صحیح نہیں۔ اور بعضی کتابوں میں کچھ غلط باتیں ملی ہوئی ہیں۔ اور بعضی کتابوں کا اثر دلوں میں اچھا پیدا نہیں ہوتا۔ اور جو کتابیں دین ہی کی نہیں ہیں وہ تو ہر طرح سے نقصان ہی پہنچاتی ہیں لیکن لڑکیاں اور عورتیں اس بات کو بالکل نہیں دیکھتیں جس کتاب کو دل چاہا خرید کر پڑھنے لگیں۔ پھر ان سے بجائے نفع کے نقصان ہوتا ہے۔ عادتیں بگڑ جاتی ہیں خیال گندے ہو جاتے ہیں بے تمیزی بے شرمی شیطانی قصے پیدا ہوتے ہیں ناحق کو علم بدنام ہوتا ہے کہ صاحب عورتوں کا پڑھنا اچھا نہیں۔ اصل یہ ہے کہ دین کا علم تو ہر طرح

---

¹ اور وہ عالم محقق اور دیندار ہو معمولی مولوی نہ ہو کیونکہ وہ خود ایسے ہی ہوتے ہیں ۱۲۔

(۱) یہ مستحب بھی ہے حدیث میں ہے اذا کتب احدکم کتاباً فلیترّبه فانه انجح للحاجة ترمذی ۱۲۔

اچھی ہی چیز ہے مگر جو دین ہی کا علم نہ ہو یا طریقہ سے حاصل نہ کیا جاوے یا اس پر عمل نہ ہو تو اس میں علم دین پر کیا الزام ہو سکتا ہے۔ اس بے احتیاطی سے بچنے کی ترکیب یہ ہے کہ جو کتاب مول لینا یا دیکھنا ہو اول کسی عالم کو دکھلا لو اگر وہ فائدہ کی بتاویں تو دیکھو، اگر نقصان کی بتلاویں مت دیکھو بلکہ گھر میں بھی مت رکھو اگر چوری چھپے اپنے کسی بچہ کے پاس دیکھو تو اس کو الگ کردو غرض بدون عالموں کے دکھلائے ہوئے اور بے ان سے پوچھے ہوئے کوئی کتاب مت دیکھو اور کوئی کام مت کرو بلکہ اگر عالم بھی بن جاؤ تب بھی اپنے سے زیادہ جاننے والے عالم سے پوچھ پاچھ رکھو۔ اپنے علم پر گھمنڈ مت کرو۔ اب مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانے میں جن کتابوں کا بہت رواج ہے ان میں سے کچھ کتابوں کے نام نمونہ کے طور پر بتلادیں کہ کون کون کتابیں نفع کی ہیں اور کون کون نقصان کی ہیں ان کے سوا جو اور کتابیں ہیں ان کے مضمون اگر نفع کی کتابوں سے ملتے ہوئے ہوں تو ان کو بھی نفع پہنچانے والی سمجھو نہیں تو نقصان پہنچانے والی سمجھو اور آسان بات یہ ہے کہ کسی عالم کو دکھلا لیا کرو۔

بعضی کتابوں کے نام جن کے دیکھنے سے نفع ہوتا ہے

تفسیر قادری ترجمہ تفسیر حسینی، ترجمہ مشارق الانوار، سلیقہ ترجمہ ادب المفرد، صلوٰۃ الرحمٰن، راہ نجات، نصیحۃ المسلمین، مفتاح الجنۃ، بہشت کا دروازہ، حقیقۃ الصلوٰۃ مع رسالہ بے نمازاں، رسالہ عقیقہ رسالہ تجہیز و تکفین، کشف الحاجۃ، ترجمہ مالا بد منہ، صفائی معاملات، تمیز الکلام، محاسن العمل، سعادت دارین، صبح کا ستارہ لیکن اس کی روایتیں بہت پکی نہیں، تعلیم الدین، تحفۃ الزوجین، فروع الایمان، جزاء الاعمال، ضمان الفردوس، رانڈوں کی شادی، زواجر ہندی منبہات مترجم، زلزلۃ الساعۃ، ترجمہ شاہ رفیع الدین صاحب کے قیامت نامہ کا نصاب الاحتساب اردو، اصلاح الرسوم شریعت کا لٹھ تنبیہ الغافلین، آثار محشر، زجر الشبان والشیبہ، عمدۃ النصائح، بہشت نامہ، دوزخ نامہ، زینۃ الایمان، تنبیہ النساء، تعلیم النساء مع دلہن نامہ، ہدایت النسواں، مرآۃ النساء، توبۃ النصوح، تہذیب نسواں و تربیت الانسان بھوپال کی بیگم شاہجہاں کی تصنیف یہ بہت اچھی کتاب ہے، مگر اس کے مسئلے ہمارے امام کے مذہب کے موافق نہیں تو ایسے مسئلوں میں بہشتی زیور کے موافق عمل کرے۔ اسی طرح علاج معالجہ کی باتوں میں بے حکیم کے پوچھے کتاب دیکھ کر علاج نہ کرے۔ باقی اور باتیں آرام اور نصیحت اور سلیقہ کی جو لکھی ہیں وہ سب برتاؤ کے قابل ہیں۔ فردوس آسیہ۔ راحت القلوب۔ خدا کی رحمت۔ تواریخ حبیب الٰہ۔ یہ تینوں کتابیں حضرت پیغمبر ﷺ کے حال میں ہیں مگر ان میں کہیں کہیں مولد شریف کی محفل کرنے کا اور اس میں کھڑے ہونے کا بیان ہے اس کا مسئلہ چھٹے حصے میں آچکا ہے اس مسئلہ کے خلاف نہ کریں۔ قصص الانبیاء، الکلام المبین فی آیات رحمۃ العالمین، سر الشہادتین مترجم، اکسیر ہدایت، حکایات الصالحین، مقاصد الصالحین، مناجات مقبول، غذائے روح، جہاد اکبر، تحفۃ العشاق، چشمہ رحمت، گلزار ابراہیم، نصیحت نامہ بنجارہ نامہ، اعمال قرآنی، شفاء العلیل، خیر المتین، ترجمہ حصن حصین، ارشاد مرشد لیکن اس میں جو ذکر و شغل لکھا ہے وہ بدون پیر کی اجازت کے نہ کرے وظیفوں کا کچھ ڈر نہیں۔ طب احسانی، مخزن المفردات، انشاء خرد افروز، کاغذات کارروائی بخط شکست، مبادی الحساب، مرقع نگارین، تہذیب السالکین۔

بعضی کتابوں کے نام جن کے دیکھنے سے نقصان ہوتا ہے

دیوان اور غزلوں کی کتابیں، اندر سبھا، قصہ بدر منیر، قصہ شاہ یمن، داستان امیر حمزہ، گل بکاؤلی، الف لیلہ، نقش سلیمانی، فالنامہ، قصہ ماہ رمضان، معجزہ آل نبی، چہل رسالہ جس میں بعضی کتابیں محض جھوٹی ہیں۔ وفات نامہ

جس میں بعض روایتیں بالکل بے اصل ہیں۔ آرائش محفل، جنگ نامہ حضرت علی، جنگ نامہ محمد حنیف، تفسیر سورہ یوسف اس میں ایک تو بعضی روایتیں کچی ہیں۔ دوسرے عاشقی و معشوقی کی باتیں عورتوں کو سننا پڑھنا بہت نقصان کی بات ہے ہزار مسئلہ، حیرت الفقہ، گلدستہ معراج، نعت ہی نعت، دیوان لطف یہ تینوں کتابیں یا جو اس طرح کی ہو نام کو تو حضرت رسول اللہ ﷺ کی تعریف ہے مگر بہت سے

مضمون ان میں شرع کے خلاف ہیں۔ دعا گنج العرش عہد نامہ یہ دونوں کتابیں اور بہت سی ایسی ہی کتابیں ایسی ہیں کہ ان کی دعائیں تو اچھی ہیں مگر ان میں جو سندیں لکھی ہیں اور ان میں حضرت رسول اللہ ﷺ کی نام سے بڑے بڑے لمبے چوڑے ثواب لکھے ہیں وہ بالکل گھڑی ہوئی باتیں ہیں۔ مرآۃ العروس، بنات النعش، محصنات، ایامی۔ یہ چاروں کتابیں ایسی ہیں کہ ان میں بعضی جگہ تمیز اور سلیقہ کی باتیں ہیں اور بعضی جگہ ایسی باتیں ہیں کہ ان سے دین کمزور ہوتا ہے۔ ناول کی کتابیں طرح طرح کی ان سب کا ایسا برا اثر ہوتا ہے کہ زہر سے بدتر، اخبار شہر شہر کے ان میں بھی بہت وقت بے فائدہ خراب ہو جاتا ہے اور بعضے مضمون بھی نقصان کے ہوتے ہیں۔

دوسرا مضمون

اس میں سب حصوں کے پڑھنے پڑھانے کا طریقہ اور جن جن باتوں کا اس میں خیال رکھیں ان سب کا بیان ہے۔ پڑھانے والا مرد ہو یا عورت اس کو پہلے دیکھ لے اور اسی کے موافق برتاؤ کرے تو پڑھنے والیوں اور سیکھنے والیوں کو بہت فائدہ ہو۔

۱) اول حصے میں الف بے تے کو خوب پہچنوانا چاہیے اور حرفوں کو ملا کر پڑھنے کی عادت ڈلوانا چاہیے۔ اور پہچان کے بعد جہاں تک ہو سکے بچے ہی سے نکلوانا چاہیے بدون ضرورت کے خود سہارا نہ لگانا چاہیے۔

۲) کتاب کے شروع کے ساتھ ہی بچے سے کہو کہ اپنا روزمرہ کا سبق تختی پر لکھ لیا کرے اس طرح کتاب کے ختم ہونے تک یہ ساری کتاب لکھ ڈالو۔ اس سے خوب لکھنا آجاوے گا۔

۳) پہلے حصے میں جو گنتی لکھی ہے اس کی صورت ایسی یاد ہونا چاہیے کہ بے دیکھے بھی لکھ سکے۔

۴) عقیدے اور مسئلے خوب سمجھا کر پڑھاوے اور خود پڑھنے والی کی زبان سے کہلوادے تاکہ معلوم ہو کہ وہ سمجھ گئی ہے۔

۵) جو جو دعائیں کتاب میں آئی ہیں سب کو حفظ سننا چاہیے۔

۶) جب نماز بچے سے پڑھوائی جاوے تو اس سے کہو کہ تھوڑے دنوں تک سب سورتیں اور دعائیں پکار کر پڑھے اور تم بیٹھ کر سنا کرو۔ جب نماز خوب یاد ہو جاوے پھر قاعدے کے موافق پڑھا کرے۔

۷) اگر پڑھانے والا مرد ہو یا کوئی مسئلہ بچے کی سمجھ سے زیادہ ہو تو ایسا مسئلہ چھوڑوا دو۔ اور کسی رنگ سے یا پنسل سے نشان بنوا دو جب موقع ہوگا ایسے مسئلوں کو پھر سمجھا دیا جاوے گا۔ اور مرد اپنی بی بی کے ذریعہ سے شرم کی باتیں سمجھوادے۔

۸) چوتھے پانچویں حصے میں ذرا باریک باتیں ہیں اگر بچے کی سمجھ میں نہ آویں تو چھٹا یا ساتواں یا آٹھواں یا دسواں پہلے پڑھا دو اور ان میں سے جس کو مناسب سمجھو پہلے پڑھا دو۔

۹) پڑھنے والی کو تاکید کرو کہ سبق کا بھی خوب مطالعہ دیکھا کرے اور طبیعت کے زور سے مطلب نکالا کرے جتنا بھی نکل سکے اور سبق پڑھ کر کئی دفعہ کہا کرے اور اپنے ہی جی سے مطلب بھی کہا کرے اس سے سمجھنے کی طاقت آجاتی ہے پچھلے پڑھے کو کہیں کہیں سے سن لیا کرو تاکہ یاد رہے اور پڑھنے والی کو تاکید کرو آموختہ کچھ مقرر کر کے روز پڑھا کرے اگر دو تین لڑکیاں ہم سبق ہوں تو ان سے کہو کہ آپس میں پوچھ پاچھ لیا کریں۔

۱۰) جو باتیں کتاب کی پڑھتی جاویں جب پڑھنے والی اس کے خلاف کرے اس کو فوراً ٹوک دیا کرو اور اسی طرح جب کوئی دوسرا آدمی کوئی خلاف کام کرے اور نقصان پہنچ جاوے تو پڑھنے والیوں کو جتانا چاہیے کہ دیکھو فلانے نے کتاب کے خلاف کام کیا اور نقصان ہوا۔ اس طریقہ سے اچھی باتوں کی بھلائی اور بری باتوں کی برائی خوب دل میں بیٹھ جاوے گی۔

تیسرا مضمون

اس میں نیکیوں کے زیور کی تعریف میں وہی شعریں ہیں جو اس کتاب کے دیباچہ میں لکھی گئی تھیں یہی نیکیاں بہشت کے زیور ہیں تو ان شعروں کو اس کتاب کے نام اور مضمون سے بھی لگاؤ ہے اور ان سے نیکیوں کی محبت دل میں اور زیادہ ہوگی اور اس جھوٹے زیور کی حرص کم ہوگی۔ اسی کی حرص نے اس سچے زیور کو بھلا رکھا ہے اگر کسی نے دیباچہ میں یہ شعریں نہیں دیکھی ہوں گی تو وہ یہاں پڑھ لے گی اور اگر

پہلے دیکھ چکی ہوگی تو اور زیادہ غم کا خیال ہوگا اس واسطے ان کو یہاں سہ بارہ لکھ دیا ہے اور کتاب اسی پر ختم ہے اللہ تعالیٰ نیک راہ پر قائم رکھ کر ہم سب کا خاتمہ بالخیر کریں وہ شعر یہ ہیں۔ (نظم اصلی انسانی زیور)

اصلی انسانی زیور

ایک لڑکی نے یہ پوچھا اپنی اماں جان سے ۔۔۔ آپ زیور کی کریں تعریف مجھ انجان سے

کون ہے زیور ہیں اچھے یہ جتا دیجئے مجھے ۔۔۔ اور جو بد زیب ہوں بھی بتا دیجئے مجھے

تاکہ اچھے اور بُرے میں مجھ کو بھی ہو امتیاز ۔۔۔ اور مجھ پر آپ کی برکت سے کھل جائے یہ راز

یوں کہا ماں نے محبت سے کہ اے بیٹی مری ۔۔۔ گوش دل سے بات سُن لو زیوروں کی تم ذری

سیم و زر کے یہ زیوروں کو لوگ کہتے ہیں بھلا ۔۔۔ پر نہ میری جان ہونا تم کبھی اِن پر فدا

سونے چاندی کی چمک بس دیکھنے کی بات ہے ۔۔۔ چار دن کی چاندنی اور پھر اندھیری رات ہے

تم کو لازم ہے کرو مرغوب ایسے زیورات ۔۔۔ دین و دُنیا کی بھلائی جس سے اے جاں آئے ہاتھ

سر پر جھومر عقل کا رکھنا تم اے بیٹی مُدام ۔۔۔ چلتے ہیں جسکے ذریعہ سے ہی سب انساں کے کام

بالیاں ہوں کان میں اے جان گوشِ ہوش کی ۔۔۔ اور نصیحت لاکھ تیرے جھومکوں میں ہو بھری

اور آویزے نصائح ہوں کہ دل آویز ہوں ۔۔۔ گر کرے ان پر عمل تیرے نصیبے تیز ہوں

کان کے پتے دیا کرتے ہیں کانوں کو عذاب ۔۔۔ کان میں رکھو نصیحت دیں جو اوراقِ کتاب

اور زیور گر گلے کے کچھ تجھے درکار ہوں ۔۔۔ نیکیاں پیاری مری تیرے گلے کا ہار ہوں

قوت بازو کا حاصل تجھ کو بازو بند ہو ۔۔۔ کامیابی سے سدا تو خرم و خرسند ہو

ہیں جو سب بازو کے زیور سب بیکار ہیں ۔۔۔ ہمتیں بازو کی اے بیٹی تری درکار ہیں

ہاتھ کے زیور سے پیاری دستکاری خوب ہے ۔۔۔ دستکاری وہ ہنر ہے سب کو جو مرغوب ہے

کیا کروگی اے مری جاں زیورِ خلخال کو ۔۔۔ پھینک دینا چاہئے بیٹی بس اس جنجال کو

سب سے اچھا پاؤں کا زیور یہ ہے نورِ بصر ۔۔۔ تم رہو ثابت قدم ہر وقت راہِ نیک پر

سیم و زور کا پاؤں میں زیور نہ ہو تو ڈر نہیں ۔۔۔ راستی سے پاؤں پھسلے گر نہ میری جاں کہیں

اصلی بہشتی زیور کا ضمیمہ جس میں بعضی باتیں مسئلوں کی ہیں جو بعد میں یاد آئیں

مسئلہ۱ جہاں حرام چیز زیادہ ہو بے پوچھے کھانا وہاں درست نہیں البتہ اگر پوچھنے سے یہ معلوم ہو جاوے کہ یہ خاص چیز حلال کی ہے تو اگر بتلانے والا نیک دیندار ہے تو بے کھٹکے اس پر عمل درست ہے اور اگر وہ آدمی برا ہے یا حال نہیں معلوم کہ اچھا ہے یا برا۔ تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر دل گواہی دے کہ یہ آدمی سچا ہے تو عمل درست ہے اور جو دل گواہی نہ دے تو عمل درست نہیں جیسے آموں کے آنے سے پہلے کسی نے فصل بیچ ڈالی اس کو تو تم پڑھ چکی ہو کہ حرام ہیں تو جس بستی میں اس کا زیادہ رواج ہو اور پھلنے کے بعد کم بکتا ہو وہاں یہ مسئلہ چلے گا جو ہم نے بیان کیا تو جس آم کا حال معلوم ہو جاوے کہ یہ پھلنے کے بعد بکا ہے وہ درست ہے اور بے پوچھے کھانا درست نہیں۔

مسئلہ۲ بیماری کو برا کہنا منع ہے۔

مسئلہ۳ اگر کوئی کافر عورت تمہارے پاس خوشی سے مسلمان ہونے آوے اور اس کے مسلمان کرنے میں کسی جھگڑے فساد کا اندیشہ نہ ہو تو مسلمان کرلو اور طریقہ مسلمان کرنے کا یہ ہے کہ اس سے کہلا وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ کوئی پوجنے کے لائق نہیں سوا ایک اللہ کے اور محمد سچے (رسول) بھیجے ہوئے ہیں اللہ کے۔ اور سچا جانتی ہوں میں سب پیغمبروں کو اور خدا کی سب کتابوں کو اور مانتی ہوں فرشتوں کو اور قیامت کو اور تقدیر کو۔ میں نے چھوڑ دیا اپنا پہلا دین اور قبول کیا میں نے مسلمانوں کا دین۔ اور میں پانچوں وقت کی نماز پڑھا کروں گی اور رمضان کے روزے رکھا کروں گی اور اگر مال و متاع ہوا تو زکوٰۃ دوں گی۔ اگر زیادہ خرچ ہو گا تو حج کروں گی اور اللہ رسول کے سب حکم بجالاؤں گی اور جتنی چیزوں سے اللہ رسول نے منع کیا ہے۔ سب سے بچتی رہوں گی اے اللہ مجھ کو دین اور ایمان پر ثابت رکھیو اور دین کے کاموں میں میری مدد کیجیو۔ پھر جتنے موجود ہوں سب اللہ سے دعا کریں۔ کہ اے اللہ اسکے اسلام کو قبول کر اور ہم کو بھی اسلام پر قائم رکھ اور ایمان پر خاتمہ کر۔

مسئلہ۴ لگائی بجھائی مت کرو۔

مسئلہ۵ سنی ہوئی بات کا اعتبار مت کر لیا کرو۔

مسئلہ۶ بعضی عورتیں یہ سمجھتی ہیں کہ ناپاک کپڑا دھو کر جب تک سوکھ نہ جاوے وہ پاک نہیں ہوتا اور اس سے نماز درست نہیں یہ بالکل غلط بات ہے۔ بعضی عورتیں اس مسئلہ کے نہ جاننے سے نمازیں قضا کر دیتی ہیں اور پھر وقت نکلے پیچھے کون پڑھتا ہے ایسا مت سمجھو۔ گیلے (کپڑے) سے بھی بے تکلف نماز درست ہے۔

مسئلہ۷ بعضی عورتوں کا اعتقاد ہے کہ جس کے آٹھواں بچہ پیدا ہوا تو اس کو ایک چرخہ صدقہ میں دینا چاہئے ورنہ بچہ پر خطرہ ہے یہ محض واہیات اعتقاد ہے توبہ کرنا چاہئے۔

مسئلہ۸ بعضی عورتیں چیچک کو کوئی آسیب بھوت سمجھتی ہیں اور اس وجہ سے اس گھر میں بہت سے بکھیڑے کرتی ہیں یہ سب واہیات خیال ہیں توبہ کرنا چاہئے۔

مسئلہ۹ جس کپڑے میں سے بانہیں یا سر کے بال یا گردن جھلکتی ہو اس سے نماز نہیں ہوتی۔

مسئلہ۱۰ جو فقیر محنت مزدوری کر سکتا ہو اور پھر وہ بھیک مانگنے کا پیشہ اختیار کر لے اس کو بھیک دینا درست نہیں۔

مسئلہ۱۱ ریل کے سفر میں اگر پانی نہ ملے تو تیمم کر کے نماز پڑھو نماز قضا مت کرو۔

مسئلہ۱۲ بعضی عورتیں غریب مزدوروں سے پردہ نہیں کرتیں بڑا گناہ ہے۔

مسئلہ۱۳ پرائی چیز چاہے کیسے ہی ہلکے داموں کی ہو مگر بدون مالک کی اجازت کے ہرگز مت برتو اور جب برتو اس کو چھوڑ کر مت اٹھ جاؤ مالک کے سپرد کر دو کہ دیکھو بہن تمہاری قینچی یا سوئی رکھی ہے۔

مسئلہ۱۴ ریل کی سواری میں کرایہ کا اور محصول کا اور اسباب کے لے جانے کا قاعدہ ریل والوں کی طرف سے مقرر ہے اس کے خلاف کرنا یا دھوکا دینا یا اصل بات کو چھپانا درست نہیں مثلاً وہاں یہ قاعدہ ہے کہ جو مسافر سب سے سستے درجے میں سفر کرے جس کو تیسرا درجہ کہتے ہیں اس کو ناشتہ کا کھانا اور اوڑھنا بچھونا اور ان چیزوں کے علاوہ پچیس سیر بوجھ کا اسباب لے جانے کی اجازت ہے اس پر محصول نہیں پڑتا فقط اپنا کرایہ دینا پڑتا ہے اور اگر تھوڑا سا بھی اس سے بڑھ جاوے تو اس کو ریل پر تلوا کر محصول جتنا وہاں قاعدہ ہے دینا چاہئے۔ اور یہ پچیس سیر اس سیر سے

ہے جو سیر اسی روپے کے برابر ہوتا ہے تو اب اگر کوئی شخص چھبیس ستائیس سیر اسباب بھی بے تلوائے ساتھ لے جاوے چاہے ریل والے اس کو نہ ٹوکیں مگر وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک گنہگار ہوگا اور بعضے یوں کرتے ہیں کہ اسباب تلنے سے تیس سیر نکلا بابو نے کہا ہم بیس سیر لکھ دیں گے ہم کو اتنی رشوت دو اس میں دوگنا ہوں گے ایک تو زیادہ اسباب لے جانا اور محصول کم دینا دوسرا رشوت دینا۔ اسی طرح وہاں یہ قاعدہ ہے کہ جو بچہ تین برس سے کم ہو اس کا محصول معاف ہے اور جو تین برس کا ہو اس کا آدھا محصول ہے اور پھر بارہ برس سے کم کم آدھا ہے۔ جب پورے بارہ برس کا ہو تب پورا ہے تو اگر کسی کے پاس تین برس کا بچہ ہو اور وہ اس کو بے محصول دیئے ہوئے لے جاوے یا تین برس سے کم کا اس کو بتلاوے تو اس کو گناہ ہوگا۔ اسی طرح اگر بارہ برس کے بچے کو کم کا بتلا کر آدھے کرائے میں لے جانا چاہے اس کو بھی گناہ ہوگا۔ اور ان سب صورتوں میں قیامت کے دن بجائے پیسوں روپوں کے نیکیاں دینی پڑیں گی یا ان ریل والوں کے گناہ اس کے سر پر دھرے جاویں گے۔

مسئلہ ۱۵۔ آج کل جو انگریزی بہت پڑھتے ہیں اور اس میں بعضی باتیں ایسی ایسی لکھی ہیں جو دین ایمان کے بالکل خلاف ہیں اور دین کا علم ان پڑھنے والوں کو ہوتا نہیں اس لئے بہت لڑکے ایسے ہو جاتے ہیں کہ ان کے دل میں ایمان نہیں رہتا اور منہ سے بھی ایسی باتیں کہہ ڈالتے ہیں جن سے ایمان جاتا رہتا ہے اگر ایسے لڑکوں سے کوئی مسلمان لڑکی بیاہی گئی شرع سے وہ نکاح ہی نہیں ہوتا۔ اور جب نکاح ہی نہیں ہوتا تو ساری عمر برا کام ہوتا ہے تو اس کا وبال ماں باپ پر دنیا میں بھی پڑے گا اور آخرت میں بھی عذاب کا بہت اندیشہ ہے۔ اس لئے ضروری اور لازمی ہے کہ اپنی لڑکی بیاہنے کے وقت جس طرح داماد کے حسب نسب گھر بار کی تحقیق کرتے ہیں اس سے زیادہ اس کی چھان پھٹک کر لیا کریں کہ وہ دیندار بھی ہے یا نہیں۔ اگر دینداری نہ معلوم ہو تو ہرگز لڑکی نہ دیں غریب دیندار ہزار درجے بہتر ہے بد دین امیر سے۔ اور ایک بات یہ بھی دیکھی ہے کہ جو شخص دیندار نہیں ہوتا وہ بی بی کا بھی حق نہیں سمجھتا۔ اور اس سے رغبت بھی نہیں رکھتا بلکہ کہیں کہیں تو یہ حال ہے کہ کوڑی پیسے سے بھی تنگ رکھتا ہے پھر جب چین نصیب نہ ہوا تو نری امیری کے نام کو لے کر کیا جائیں گے۔

مسئلہ ۱۶۔ یہ جو مشہور ہے کہ قطب تارے کی طرف پاؤں نہ کرے یہ بالکل غلط ہے اس تارے کا شرع میں کوئی ادب نہیں۔

مسئلہ ۱۷۔ اسی طرح یہ جو مشہور ہے کہ رات کے وقت درخت سویا کرتے ہیں یہ بھی بالکل غلط بات ہے۔

مسئلہ ۱۸۔ اسی طرح یہ جو مشہور ہے کہ چارپائی پر نماز پڑھنے سے بندر ہو جاتا ہے بالکل واہیات بات ہے اگر چارپائی خوب کسی ہوئی ہو اس پر نماز درست ہے۔ اگر وہ ناپاک ہو تو کوئی پاک کپڑا اس پر بچھالے لیکن بے ضرورت اس پر نماز پڑھنے سے خواہ مخواہ شور وغل ہوتا ہے۔

مسئلہ ۱۹۔ اسی طرح یہ جو مشہور ہے کہ پہلی امتوں کے کچھ لوگ بندر ہو گئے تھے یہ بندر انہیں کی نسل کے ہیں یہ بھی بالکل غلط ہے۔ حدیث میں آگیا ہے کہ وہ بندر سب مر گئے تھے ان کی نسل نہیں چلی۔ یہ جانور بندر پہلے سے بھی تھا۔ یہ نہیں کہ بندر انہیں سے شروع ہوئے ہیں۔

مسئلہ ۲۰۔ قرآن میں جو غلطی نکلے اس کو فوراً صحیح کرلو یا کرالو نہیں تو پھر یاد کا بھروسہ نہیں ہمیشہ غلط پڑھا کرو گی جس سے گنہگار ہو گی۔

مسئلہ ۲۱۔ یہ دستور ہے کہ اگر قرآن مجید کسی کے ہاتھ سے گر پڑے تو اس کے برابر اناج تول کر دیتی ہیں یہ کوئی شرع کا حکم نہیں ہے پہلے بزرگوں نے شاید تنبیہ کے واسطے یہ قاعدہ مقرر کیا ہوگا تاکہ آگے کو زیادہ خیال رہے یہ واقع میں بہت اچھی مصلحت ہے لیکن قرآن کو بے ضرورت ترازوں کے پلے میں رکھنا یہ بھی ادب کے خلاف ہے اس لئے اگر اناج دینا ہو تو ویسے ہی جتنی ہمت ہو دے دے قرآن کو نہ تولے۔

مسئلہ ۲۲۔ جو مسئلہ اچھی طرح یاد نہ ہو کبھی کسی کو مت بتلاؤ۔

مسئلہ ۲۳۔ بعضی عورتیں ایسا کرتی ہیں کہ ڈولی میں بیٹھنے کے وقت ظاہر کرتی ہیں کہ ایک سواری ہے اور بیٹھ لیتی ہیں دو دو۔ یہ دھوکا اور حرام ہے البتہ کہاروں سے کہہ دے اگر وہ خوشی سے اٹھالیں تو کچھ حرج نہیں ورنہ ان پر زبردستی درست نہیں۔

مسئلہ ۲۴۔ اکثر عورتیں ایک صندوق سر پر لئے پھرا کرتی ہیں اس صندوق میں طرح طرح کے نقشے اور تصویریں بنی ہوئی ہوتی ہیں اور صندوق کے تختے میں ان کے دیکھنے کے واسطے آئینہ لگا ہوا ہوتا ہے پیسہ دو پیسہ لے کر دکھاتی پھرتی ہیں تو جس صندوق میں جاندار چیز کی ایک بھی تصویر ہو اس کی سیر کرنا منع ہے۔ اسی طرح بعضے لڑکے تصویردار نقشے خرید کر رات کو لالٹین سامنے رکھ کر ان تصویروں کی سیر کراتے ہیں وہ بھی منع ہے۔ اسی طرح بعضے آدمی اپنے گھروں میں وہ باجہ لا کر سب کو سنایا کرتے ہیں جس میں ہر چیز کی آواز بند ہو جاتی ہے تو یاد رکھو کہ جس آواز کا ویسے سننا منع ہے اس باجے میں بھی سننا منع ہے جیسے گانا بجانا۔ اور بعضے اس میں قرآن پڑھنا بند کرتے ہیں تو قرآن سننا تو بہت اچھی

بات ہے مگر اس میں بند کرنے کا مطلب فقط کھیل تماشا ہوتا ہے اس لئے یہ بھی منع ہے لڑکیوں اور عورتوں کو ایسی چیزوں کی حرص نہ کرنا چاہئے۔

مسئلہ ۲۵ بعضے آدمی ایسا کرتے ہیں کہ کھوٹا روپیہ جب ان کے پاس نہیں چلتا تو دھوکہ دے کر کسی کو دے دیتے ہیں یار ات کو اسی طرح چلا دیتے ہیں یہ بڑا گناہ ہے جس نے وہ روپیہ تم کو دیا ہے اسی کو دے دو چاہے اس کو جتلا کر دو چاہے کسی ترکیب سے دے دو سب درست ہے مگر یہ اس وقت درست ہے جب خوب معلوم ہو کہ فلانے کے پاس سے آیا ہے اور اگر ذرا بھی شک ہے تو درست نہیں اور اگر کسی شخص کو جتلا کر دو اور وہ خوشی سے لے لے تب بھی درست ہے۔

مسئلہ ۲۶ بعضی دفعہ ایک آدمی آنکھیں بند کئے ہوئے لیٹا رہتا ہے اور دو آدمی اس کو سوتا جان کر آپس میں کوئی بات پوشیدہ کرنے لگتے ہیں لیکن اگر ان کو یہ معلوم ہو جائے کہ یہ شخص سوتا نہیں ہے تو وہ بات ہرگز نہ کریں ایسے موقع میں اس لیٹنے والے کو واجب ہے کہ بول پڑے اور ان کی باتیں دھوکے سے نہ سنے نہیں تو گناہ ہوگا۔

مسئلہ ۲۷ بعضی بڑی بوڑھیوں کی بلکہ بعضی جوانوں کی بھی عادت ہے کہ منت مانتی ہیں کہ اگر میری فلانی مراد پوری ہو جائے تو مسجد میں جا کر سلام کروں یا مسجد کا طاق بھروں پھر مسجد میں جا کر اپنی منت پوری کرتی ہیں۔ سو یاد رکھو عورتوں کو مسجد میں جانا اچھا نہیں نہ جوان کو نہ بوڑھی کو۔ کچھ نہ کچھ بے پردگی ضرور ہوتی ہے۔ اللہ میاں کا سلام یہی ہے کہ کچھ نفلیں پڑھ لو۔ دل سے زبان سے شکر ادا کر لو سو یہ گھر میں بھی ممکن ہے اور طاق بھرنا یہی ہے کہ جو توفیق ہو محتاجوں کو بانٹ دو سو یہ بھی گھر میں ہو سکتا ہے۔

مسئلہ ۲۸ نوٹ کم یا زیادہ پر چلانا درست نہیں مثلاً پانچ روپے کا نوٹ ہو تو پونے پانچ یا سوا پانچ کے بدلے بیچنا درست نہیں اور خیر کمی میں تو کچھ لاچاری بھی ہے اگرچہ گناہ ہوگا مگر زیادہ بیچنے میں تو کوئی لاچاری بھی نہیں یا کمی پر خریدنے میں وہ تو زیادہ برا اور بہت گناہ ہے۔

مسئلہ ۲۹ کسی کا خط پڑھنا بلا اس کی اجازت کے درست نہیں۔

مسئلہ ۳۰ کنگھی میں جو بال نکلیں اس کو ویسے ہی مت پھینک دیا کرو نہ دیوار میں رکھ دیا کرو جس کو نامحرم لوگ دیکھیں ان بالوں کا بھی پردہ ہے بلکہ لکڑی وغیرہ سے تھوڑی زمین کرید کر اس میں دبا دیا کرو۔

مسئلہ ۳۱ جس مضمون کا زبان سے بیان کرنا گناہ ہے اس کا خط میں لکھنا بھی گناہ ہے جیسے کسی کی غیبت شکایت اپنی بڑائی وغیرہ۔

مسئلہ ۳۲ تار کی خبر میں کئی طرح کا شبہ ہے اس لئے چاند وغیرہ کی خبر میں اس کا اعتبار نہیں۔

مسئلہ ۳۳ طاعون کی جگہ سے دوسرے شہر کو یہ سمجھ کر بھاگ جانا کہ ہم بھاگنے سے بچ جاویں گے منع ہے اور جو اسی جگہ صبر سے قائم رہے اس کو شہادت کا درجہ ملتا ہے۔

مسئلہ ۳۴ بعضوں کی عادت ہے کہ کسی لڑکے یا ماما سے کہہ دیا کہ مسجد میں جا کر وہیں کے لوٹے میں پانی لے کر سب نمازیوں سے دم کرا کر لیتے آنا فلانے بیمار کو پلاویں گے یا قرآن ختم ہونے کے وقت پانی دم کرا کر برکت کے واسطے لیتے آنا۔ یاد رکھو کہ مسجد کا لوٹا اپنے برتاؤ میں لانا منع ہے اپنے گھر سے کوئی برتن دینا چاہئے۔

مسئلہ ۳۵ جاہلوں میں مشہور ہے کہ ایک ہاتھ میں پانی اور ایک ہاتھ میں آگ لے کر چلنا منحوس ہے یا یہ مشہور ہے کہ میاں بی بی ایک برتن میں دودھ نہ کھاویں نہیں تو بھائی بہن ہو جاویں گے یا ایک پیر کے مرید نہ ہوں نہیں تو بھائی بہن ہو جاویں گے یا یہ مشہور ہے کہ مریدنی سے نکاح درست نہیں یا یہ مشہور ہے کہ قینچی نہ بجاؤ آپس میں لڑائی ہو جاوے گی یا دو آدمیوں کے بیچ میں سے آگ لے کر مت نکلو نہیں تو ان میں لڑائی ہو جاوے گی یا گھر میں ٹھو نگیاں مت رہنے دو نہیں تو گھر میں لڑائی ہو گی یا دو آدمی ایک کنگھی نہ کریں نہیں تو دونوں میں لڑائی ہو جاوے گی یا دن میں کہانیاں مت کہو نہیں تو مسافر رستہ بھول جاویں گے۔ یہ سب باتیں واہیات بے اصل ہیں ایسا اعتقاد رکھنا بہت گناہ ہے۔

مسئلہ ۳۶ کسی کو حرام زادی یا کتیا کی جنی یا سور کی بچی یا اور کوئی ایسی بات مت کہو جس سے اس کے ماں باپ کو گالی لگے ان بیچاروں نے تمہاری کیا خطا کی ہے اور خود قصوروار کو بھی قصور سے زیادہ برا مت کہو۔

مسئلہ ۳۷ تمباکو کھانا یا حقہ پینا یوں ہی بلا ضرورت مکروہ ہے اور اگر کوئی لاچاری ہو تو کچھ ڈر نہیں مگر نماز کے وقت منہ خوب صاف کر لے خواہ مسواک سے یا دھنیہ چبا کر یا جس طرح سے ہو سکے۔ اگر نماز میں منہ کی اندر بدبو رہے تو فرشتوں کو تکلیف ہوتی ہے اس واسطے منع ہے۔

مسئلہ ۳۸ افیون اگر علاج کے لئے کسی اور دوا میں اتنی سی ملا کر کھالی جائے جس سے بالکل نشہ نہ ہو تو درست ہے۔ اور جیسے بعض عورتیں بچوں کو دے دیتی ہیں کہ نشہ کی غفلت میں پڑے رہیں روئیں نہیں یہ درست نہیں۔

مسئلہ ۳۹ اکثر عورتیں قرآن پڑھنے میں اگر ان کے میاں کا نام آجائے تو اس کو چھوڑ جاتی ہیں یا چپکے سے کہہ لیتی ہیں یہ واہیات بات ہے۔ قرآن پڑھنے میں کیا شرم ہے۔

مسئلہ ۴۰ سیانی لڑکی کو جوان مرد سے قرآن مجید یا کتاب پڑھوانا نہ چاہئے۔

مسئلہ ۴۱ لکھے ہوئے کاغذ کا ادب ضروری ہے ویسے ہی نہ پھینک دینا چاہئے۔ جو خط ردی ہو جائے یا پنساری کے گھر سے دوا کاغذ میں بندھی ہوئی آوے اور وہ دوا اس سے خالی کر لیا جاوے تو ایسے کاغذوں کو یا تو کہیں حفاظت سے رکھ دو یا ان کو آگ میں جلا دیا کرو۔ اسی طرح جو لکھا ہوا کاغذ راستہ میں پڑا ہوا ملے اور کسی کے کام کا نہ ہو اس کو بھی اٹھا کر رکھ دیا کرو۔ یا جلا دیا کرو۔

مسئلہ ۴۲ دسترخوان میں جو روٹی کے ریزے رہ جاتے ہیں ان کو ایسی ویسی جگہ مت جھاڑ دیا کرو بلکہ کسی علیحدہ جگہ جہاں پاؤں کے نیچے نہ آویں جھاڑ دیا کرو۔

مسئلہ ۴۳ اگر کوئی خط لکھ رہا ہو تو اس کے پاس بیٹھ کر اس کا خط پڑھنا منع ہے۔

مسئلہ ۴۴ اگر کسی کے نیچے کے آدھے دھڑ میں زخم یا دانے ہوں اور پانی پہنچنے سے نقصان ہو اور اس کو نہانے کی ضرورت ہو اور نہانے میں اس کو بچا نہ سکے تو تیمم کرنا درست ہے۔

مسئلہ ۴۵ جاہلوں میں مشہور ہے کہ تسبیح پھیرنا اس طرح سیدھا ہے اور اس طرح الٹا ہے یہ سب واہیات ہے اصل مطلب گننے سے ہے۔ جس طرح چاہو پھیر دو۔

مسئلہ ۴۶ درود شریف بے وضو اور بے غسل اور حیض و نفاس کی حالت میں بھی پڑھنا درست ہے۔

مسئلہ ۴۷ لڑکے کا کان یا ناک چھیدنا منع ہے۔

مسئلہ ۴۸ برا نام رکھنا منع ہے اچھا نام رکھے یا تو نبیوں کے نام پر نام رکھے یا اللہ کے ناموں میں سے کسی نام پر لفظ عبد بڑھاوے جیسے عبداللہ، عبدالرحمن، عبدالباری، عبدالقدوس، عبدالفتاح یا اور کوئی نام کسی عالم سے رکھوالے۔

مسئلہ ۴۹ جاہل عورتوں میں مشہور ہے کہ نماز پڑھ کر جانماز کو الٹ دو نہیں تو اس پر شیطان نماز پڑھتا ہے یہ بات محض غلط ہے۔

مسئلہ ۵۰ جاہل سمجھتے ہیں کہ عورت اگر زچہ خانہ میں مرجاوے تو بھوتنی ہو جاتی ہے یہ بالکل غلط عقیدہ ہے بلکہ حدیث میں آیا ہے کہ ایسی عورت شہید ہوتی ہے۔

مسئلہ ۵۱ جاہل کہتے ہیں کہ عورت مر جاوے تو اس کا خاوند جنازے کا پایا بھی نہ پکڑے یہ بالکل غلط ہے بلکہ اگر وہ منہ بھی دیکھ لے تو کچھ ڈر نہیں۔

مسئلہ ۵۲ اگر عورت مر جاوے اور اس کے پیٹ میں بچہ زندہ معلوم ہو تو اس کا پیٹ چاک کر کے نکال لینا چاہئے۔ ایک جگہ لوگوں نے ایسی جہالت کی کہ اس عورت کے نہلاتے وقت بچہ پیدا ہونے کی نشانیاں معلوم ہوئیں تو عورتوں نے کہا جلدی کرو نہیں معلوم کیا ہو جاوے گا غرض اس کو جلدی جلدی کفنا کر لے گئے جب قبر میں رکھا تو کفن کے اندر بچے کے گرنے کی حرکت معلوم ہوئی۔ افسوس ہے کہ کسی نے کفن کھول کر بھی نہ دیکھا فوراً قبر پر تختے رکھ کر مٹی ڈال دی۔ افسوس ہے عورتوں میں بھی اور مردوں میں بھی کیسی جہالت آگئی ہے یہ سارا دین کی خرابی دین کا علم نہ ہونے کی ہے۔

مسئلہ ۵۳ یہ جاہلوں میں مشہور ہے کہ اگر خاوند نامرد ہو تو اس سے نکاح ہی درست نہیں ہوتا اور بیوی اس سے پردہ کرے یہ بالکل غلط بات ہے۔

مسئلہ ۵۴ فال کھولنا، نام نکالنا چاہے بدھنی پر ہو چاہے جوتی پر یا اور کسی طرح بہت گناہ ہے۔

مسئلہ ۵۵ عورتوں میں السلام علیکم کہنے کا اور مصافحہ کرنے کا رواج نہیں ہے۔ یہ دونوں باتیں ثواب کی ہیں ان کو پھیلانا چاہئے۔

مسئلہ ۵۶ جہاں مہمان جاؤ کسی فقیر وغیرہ کو روٹی۔ ٹکڑا مت دو۔

مسئلہ ۵۷ بعضے جاہلوں کا دستور ہے کہ جس روز گھر سے بونے کے واسطے اناج نکلتا ہے اس روز دانے نہیں بھناتے ایسا اعتقاد بالکل گناہ ہے چھوڑنا چاہئے۔

ضمیمہ حصہ دہم اصلی بہشتی زیور ختم ہوا

اضافہ از جانب مولوی محمد رشید صاحبؒ مدرس جامع العلوم کانپور

مسئلہ ۱ ہر جانور کا پتہ اس کے پیشاب کے برابر ناپاک ہے۔ اور جگالی میں جو نکلتا ہے وہ اس کے پاخانہ کے برابر ناپاک ہے۔

مسئلہ ۲ قرآن مجید اور سیپارے جب ایسے بوسیدہ ہو جائیں کہ ان میں پڑھا نہ جا سکے یا اس قدر زیادہ غلط لکھے ہوئے ہوں کہ ان کا صحیح کرنا مشکل ہو تو ان کو ایک پاک کپڑے میں لپیٹ کر ایسی جگہ دفن کر دے جو پیروں تلے نہ آوے اور اس طرح دفن کرے کہ اس کے اوپر مٹی نہ پڑے یعنی یا تو بغلی قبر کی طرح کھود کر بغل میں دفن کر دے یا اس پر کوئی تختہ وغیرہ رکھ کر مٹی ڈال دے۔

ضمیمہ کا پہلا اضافہ تمام ہوا۔ شاید کوئی عالم اور اضافہ بڑھاویں۔

تمت

دوپٹہ اور دامن کا کونہ بہترین
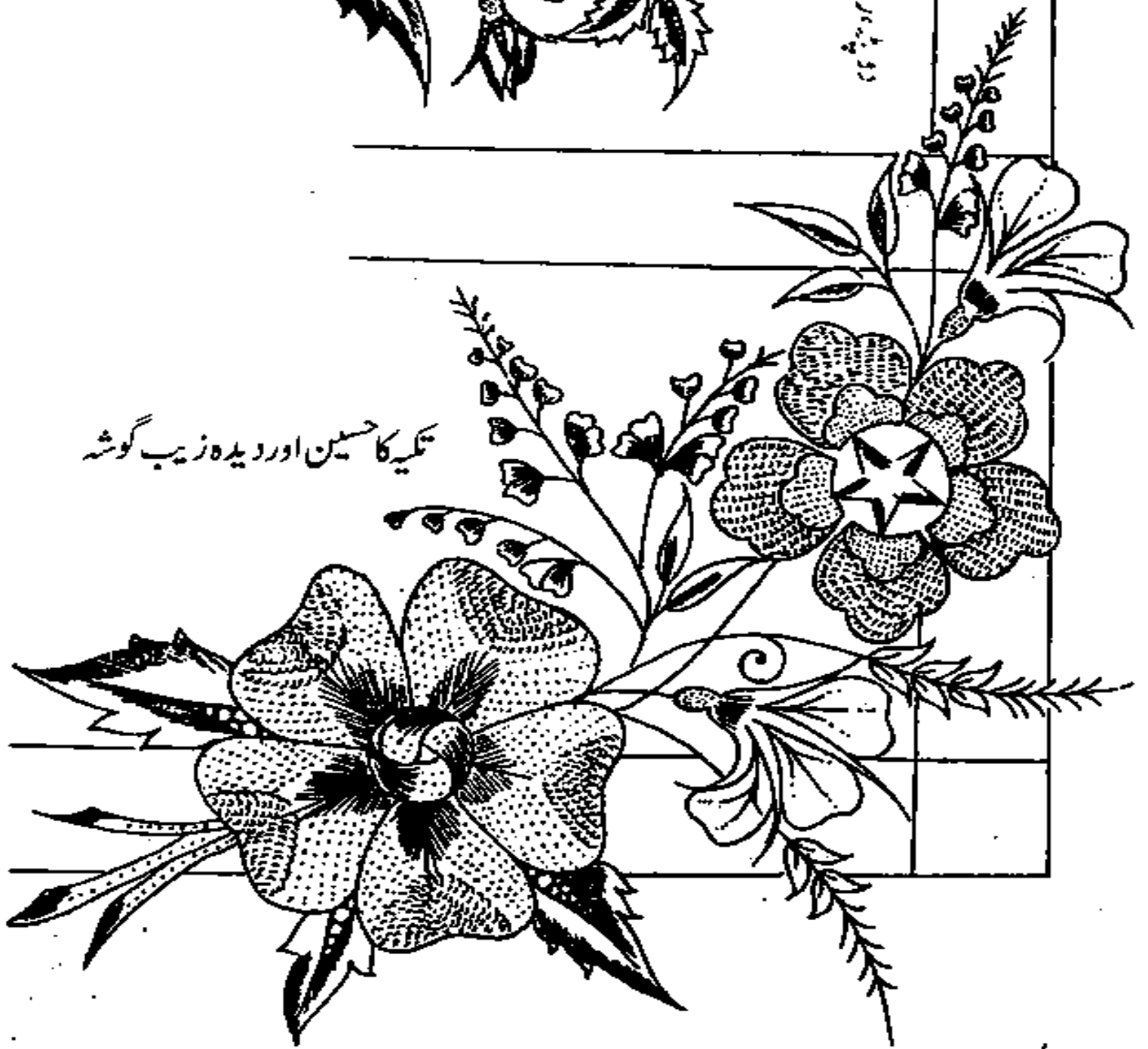
تکیہ کا حسین اور دیدہ زیب گوشہ

نمونہ نمبر ۲
نمونہ نمبر ۱
دو
خوشنما
گریبان
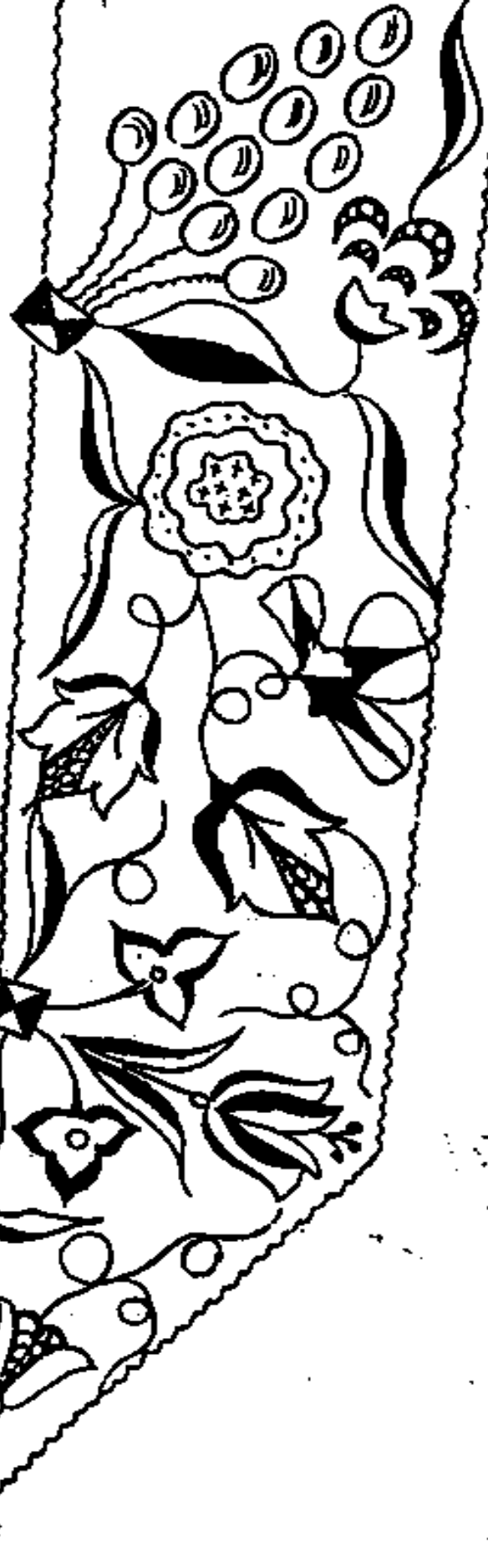
خوشنما کونہ

خوبصورت بوٹے

خوشنما بیلیں

خوبصورت بیلیں

بے بی فراک کے لیے خوشنما پھول
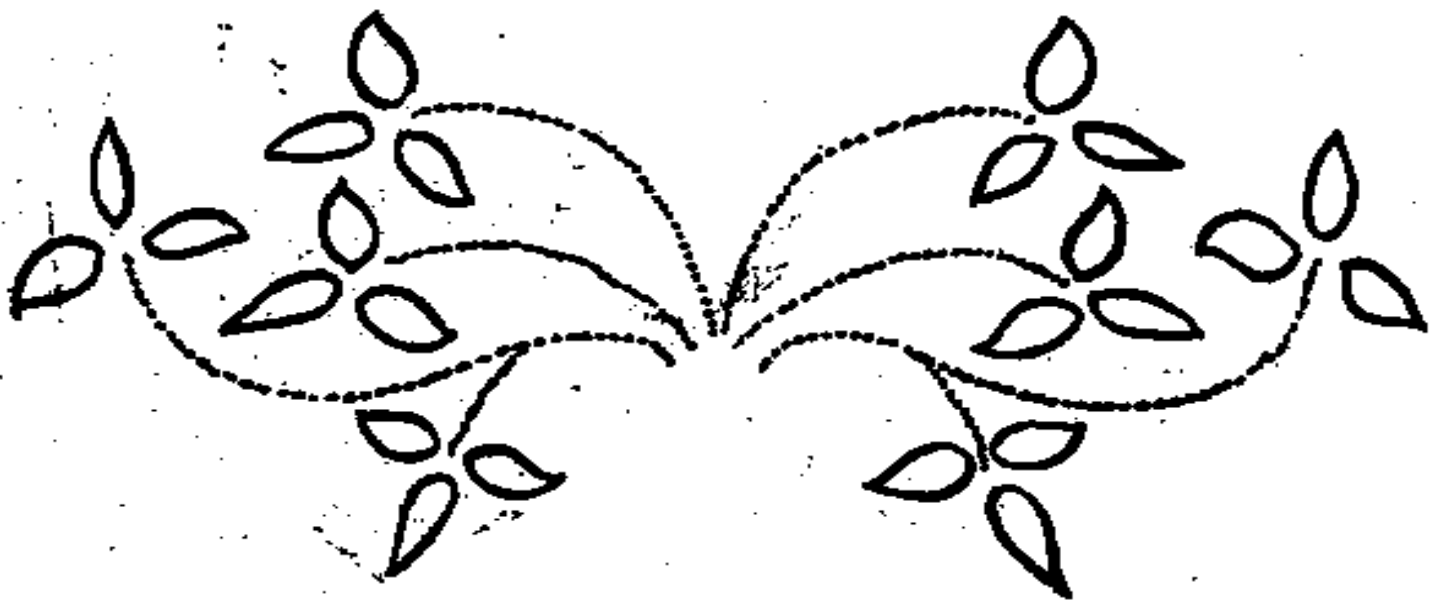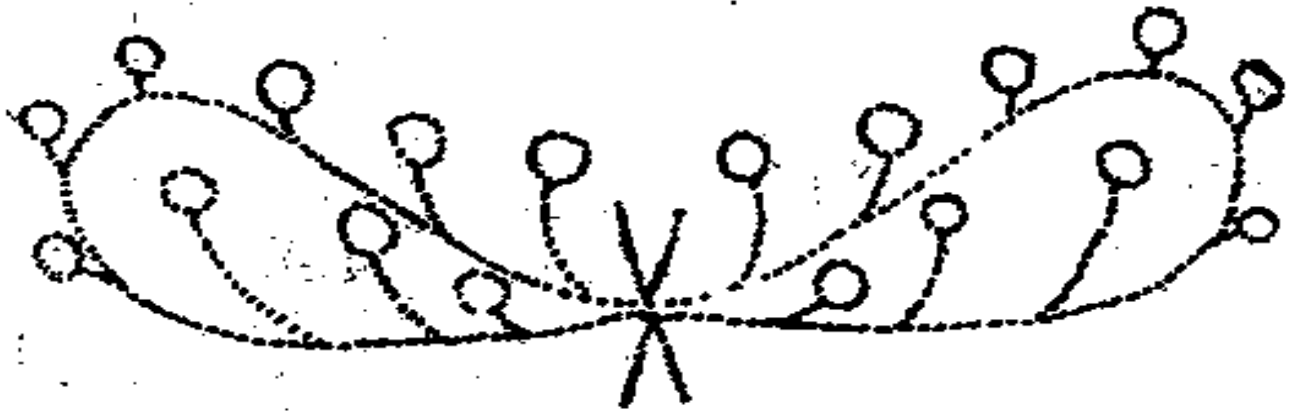
ٹی کوزی
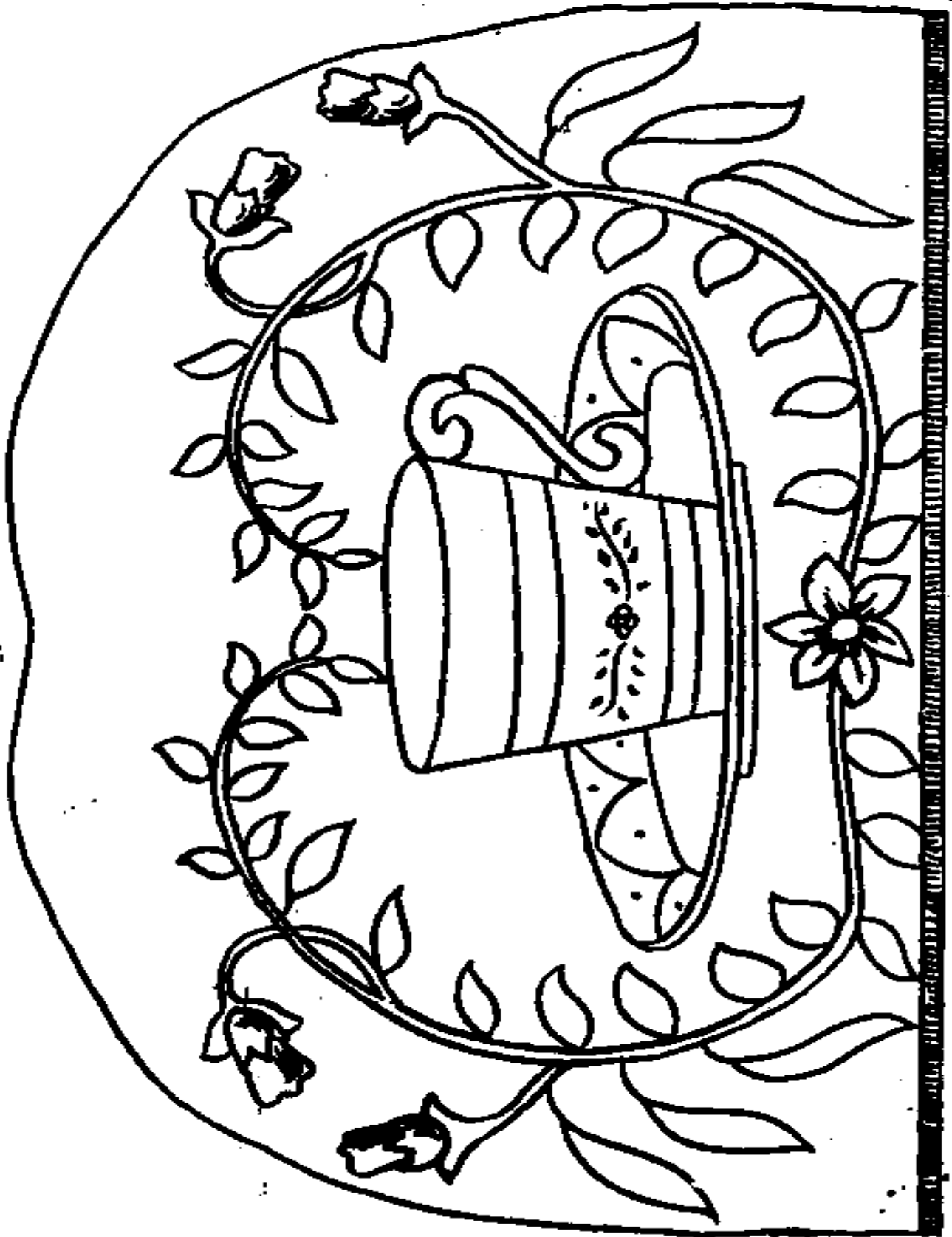
فہرست مضامین اصلی مدلل و مکمل بہشتی گوہر، حصہ یازدہم بہشتی زیور

دار الاشاعت، اردو بازار، کراچی

اصطلاحات[1] ضروریہ

جاننا چاہئے کہ جو احکام الٰہی بندوں کے افعال اعمال کے متعلق ہیں ان کی آٹھ قسمیں ہیں:

۱	فرض	۲	واجب	۳	سنت	۴	مستحب
۵	حرام	۶	مکروہ تحریمی	۷	مکروہ تنزیہی	۸	مباح

۱) فرض......وہ ہے جو دلیل قطعی سے ثابت ہوا اور اس کا بغیر عذر چھوڑنے والا فاسق اور عذاب کا مستحق ہوتا ہے اور جو اس کا انکار کرے وہ کافر ہے پھر اس کی دو قسمیں ہیں فرض عین اور فرض کفایہ۔ فرض عین وہ ہے جس کا کرنا ہر ایک پر ضروری ہے اور جو کوئی اس کو بغیر کسی عذر کے چھوڑے وہ مستحق عذاب اور فاسق ہے جیسے پنج وقتی نماز اور جمعہ کی نماز وغیرہ۔ فرض کفایہ وہ ہے جس کا کرنا ہر ایک پر ضروری نہیں بلکہ بعض لوگوں کے ادا کرنے سے ادا ہو جاوے گا اور اگر کوئی ادا نہ کرے تو سب گنہگار ہوں گے جیسے جنازہ کی نماز وغیرہ۔

۲) واجب......وہ ہے جو دلیل (۲) ظنی سے ثابت ہوا اس کا بلا عذر ترک کرنے والا فاسق اور عذاب کا مستحق ہے بشرطیکہ بغیر کسی تاویل اور شبہ کے چھوڑے اور جو اس کا انکار کرے وہ بھی فاسق ہے کافر نہیں۔

۳) سنت......وہ فعل ہے جس کو نبی ﷺ یا صحابہ رضی اللہ عنہم نے کیا ہو اور اس کی دو قسمیں ہیں سنت موکدہ اور سنت غیر موکدہ۔ سنت موکدہ وہ فعل ہے جس کو نبی ﷺ یا صحابہ رضی اللہ عنہم نے ہمیشہ کیا ہو اور بغیر کسی عذر کے کبھی ترک نہ کیا ہو لیکن ترک کرنے والے پر کسی قسم کا زجر اور تنبیہ نہ کی ہو اس کا حکم بھی عمل کے اعتبار سے واجب کا ہے یعنی بلا عذر چھوڑنے والا اور اس کی عادت کرنے والا فاسق اور گنہگار ہے اور نبی ﷺ کی شفاعت سے محروم رہے گا (۳) ہاں اگر کبھی چھوٹ جائے تو مضائقہ نہیں مگر واجب کے چھوڑنے میں بہ نسبت اس کے چھوڑنے کے گناہ زیادہ ہے سنت غیر موکدہ وہ فعل ہے جس کو نبی ﷺ یا صحابہ رضی اللہ عنہم نے کیا ہو اور بغیر کسی عذر کے کبھی ترک بھی کیا ہو اس کا کرنے والا ثواب کا مستحق ہے اور چھوڑنے والا عذاب کا مستحق نہیں اور اس کو سنت زائدہ اور سنت عادیہ بھی کہتے ہیں۔

۴) مستحب......وہ فعل ہے جس کو نبی ﷺ یا صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کیا ہو لیکن ہمیشہ اور اکثر نہیں بلکہ کبھی کبھی اس کا کرنے والا ثواب کا مستحق ہے اور نہ کرنے والے پر کسی قسم کا گناہ نہیں اور اس کو فقہاء کی اصطلاح میں نفل اور مندوب اور تطوع بھی کہتے ہیں۔

۵) حرام......وہ ہے جو دلیل قطعی سے ثابت ہو اس کا منکر کافر ہے اور اس کا بے عذر کرنے والا فاسق اور عذاب کا مستحق ہے۔

۶) مکروہ تحریمی......وہ ہے جو دلیل ظنی سے ثابت ہو اس کا انکار کرنے والا فاسق ہے جیسے کہ واجب کا منکر فاسق ہے اور اس کا بغیر عذر کرنے والا گنہگار اور عذاب کا مستحق ہے۔

۷) مکروہ تنزیہی......وہ فعل ہے جس کے نہ کرنے میں ثواب ہو اور کرنے میں عذاب نہ ہو۔

۸) مباح......وہ فعل ہے جس کے کرنے میں ثواب ہو اور نہ کرنے میں عذاب نہ ہو۔

:۱ رد المحتار ص ۹۷ ج ۱۔

:۲ رد المحتار ص ۹۰۶ و ص ۹۰۷ ج ۱۔

:۳ رد المحتار ص ۹۸ ج ۱۔

:٤ رد المحتار ص ۱۰۶ ج ۱ و ص ۳۳۰ ج ۵۔

:۵ رد المحتار حوالہ بالا ۱۲۔

:٦ رد المحتار ص ۹۷ ج ۱۔

:۷ شرح التنویر و رد المحتار ص ۳۳۰ ج ۵۔

:۸ رد المحتار ص ۳۲۹ ج ۵۔

:۹ رد المحتار حوالہ بالا۔

(۱) یہ مضمون اہل مطابع میں سے کسی نے بڑھایا ہے حضرت مؤلف علام کا نہیں ۱۲ محشی۔

(۲) دلیل ظنی وہ دلیل ہے کہ جس میں دوسرا ابھی احتمال ضعیف ہو اور دلیل قطعی سے درجہ میں مؤخر ہو ۱۲ محشی۔

(۳) شفاعت سے مراد مطلق شفاعت نہیں جو اہل کبائر تک کیلئے عام ہو گی، بلکہ مراد وہ شفاعت ہے جو اتباع سنت کا ثمرہ ہے ۱۲ ص ۳۳۰ ج ۵ شامی۔

دیباچہ جدیدہ بہشتی گوہر

یہ تو معلوم ہے کہ بہشتی گوہر کوئی مستقل تالیف نہیں ہے بلکہ منتخب ہے رسالہ علم الفقہ مؤلف مولانا عبدالشکور صاحب سے جیسا کہ اس کے دیباچہ قدیمہ سے ظاہر ہے۔ مگر اس مرتبہ بعض مسائل کو علم الفقہ سے ملا کر دیکھا گیا تو اس کے اور اس کے بعض مسائل میں کچھ اختلاف ملا۔ اس پر بہشتی گوہر کا مسودہ تلاش کیا گیا تاکہ معلوم ہو کہ یہ اختلاف کس وجہ سے ہوا ہے۔ انتخاب کے وقت ہی یہ اختلاف پیدا ہوا ہے یا بعد میں کسی نے کمی زیادتی کی۔ لیکن مسودہ نہ مل سکا۔ نیز بعض مسائل خود اصل علم الفقہ میں بھی محتاج تحقیق مکرر نظر پڑے۔ لہٰذا اب دوبارہ کل بہشتی گوہر پر نظر کرنا ضروری ہوا۔ لہٰذا احقر کے عرض کرنے پر حکیم الامۃ مجدد الملۃ معظم و محترم حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب (نور اللہ مرقدہ العالی) نے بوجہ کثرت مشاغل اس مرتبہ اس طرح نظر فرمائی کہ بہشتی گوہر کو اول سے آخر تک ایک سرسری نظر سے ملاحظہ فرمایا اور اس میں جس مسئلہ میں شبہ ہوا اس پر نشان کر دیا۔ پھر ان مقامات کو برادر مکرم مولانا ظفر احمد صاحب کی خدمت میں احقر نے حسب الحکم حضرت حکیم الامۃ (رحمہ اللہ) اس غرض سے پیش کیا کہ ان نشان زدہ مقامات کو کتب فقہ میں نکال کر بہشتی گوہر کی عبارت کو درست کر دیا جاوے۔ چنانچہ بھائی صاحب موصوف نے نہایت جان فشانی سے اس کام کو انجام دیا اور مواقع ضرورت میں حضرت حکیم الامۃ (رحمہ اللہ) سے مشورہ بھی فرماتے رہے۔ اسی طرح ان تمام مقامات نشان زدہ کو درست فرمادیا۔ جزاهم اللہ تعالیٰ اور چونکہ اس مرتبہ بہشتی گوہر کو دیکھنے سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اس میں بہت سے مسائل ایسے ہیں کہ ان کا حوالہ نہیں ہے۔ لہٰذا میرے مکرم احباب مولانا مولوی وصی اللہ صاحب اعظم گڈھی زاد مجدہ و مولانا مولوی عبدالکریم صاحب گمتھلوی مرحوم نے نہایت محنت و عرق ریزی سے تمام کتب فقہ سے تلاش کر کے ان سب مسائل کے حوالے درج کئے اور جن مسائل میں پہلے سے حوالے تھے ان میں صفحات کا حوالہ نہ تھا ان سب میں صفحات کے حوالے درج ہوئے اور اگر پہلی لکھی ہوئی کتاب میں باوجود تلاش کے مسئلہ نہ مل سکا تو اس کتاب کی جگہ دوسری کتاب کا حوالہ دیا گیا اور مواقع ضرورت میں بعد مشورہ عبارت میں بھی تغیر فرمایا۔ غرض کہ اس مرتبہ اس قدر ترمیم ہوئی ہے کہ گویا بہشتی گوہر کو دوبارہ تالیف کیا گیا ہے اور بہشتی زیور میں تو اس امر کا التزام کیا تھا کہ اس مرتبہ جو کچھ کمی یا اضافہ ہوا ہے اس کی اطلاع حاشیہ پر کر دی ہے لیکن چونکہ بہشتی گوہر میں تغیر بہت زیادہ ہوا ہے اسلئے اس میں اس کا التزام نہیں ہو سکا بلکہ یہ اطلاع دی جاتی ہے کہ اس سے پہلے کے جس قدر مطبوعہ بہشتی گوہر ہیں ان کو اس سے درست کر لیا جاوے کیونکہ اس جدید نسخہ کے مسائل صحیح ہیں اور مطبوعہ سابق میں بعض مسائل غلط ہیں۔

ضروری التماس

بہشتی زیور اور بہشتی گوہر پر چونکہ پوری طرح نظر ثانی حضرات متذکرہ بالا نے فرمائی ہے حضرت حکیم الامۃ (رحمہ اللہ) نے تو محض ایک سرسری نظر فرمائی ہے لہٰذا ان میں جو کوتاہیاں رہ گئی ہوں (اگرچہ اپنے نزدیک تو کوتاہی چھوڑی نہیں ہے) ان کو حضرت حکیم الامۃ دام ظلہم کی طرف نسبت کر کے خواہ مخواہ معاندانہ اعتراض سے بچیں۔ ہاں طلب حق کے لئے اگر کسی مسئلہ کی بابت دریافت کرنا ہو تو پوچھیں مگر طرز سوال سے طلب حق یا عناد صاف طور پر معلوم ہو ہی جاتا ہے۔

محمد شبیر علی تھانوی عفی عنہ ۱۳۴۴ھ

ناظرین سے درخواست

چونکہ اس مرتبہ یہ اصلی بہشتی زیور بلاکوں پر چھاپا جارہا ہے۔اس لئے حضرات ناظرین سے درخواست ہے کہ اگر کسی قسم کی کوئی کوتاہی یا خامی محسوس فرمائیں یا کوئی مسئلہ اہل علم کی نظر میں محتاج تصحیح و توضیح ہو تو ہم کو اطلاع دیں تاکہ اس کا انتظام کردیا جاوے گو ہم اپنی طرف سے تصحیح وغیرہ کی پوری پوری کوشش کرچکے ہیں اور کررہے ہیں مگر پھر بھی آدمی ہی ہے اور خطاو نسیان سے مرکب ہے ممکن ہے کوئی کوتاہی رہ گئی ہو اسلیے درخواست ہے کہ اس سے مطلع فرمایا جاوے تاکہ جس بلاک میں غلطی ہو اس کو درست کرا کر ہمیشہ کیلیے محفوظ کرادیا جائے اور مسائل نقل در نقل کی خورد برد سے بچ کر صحیح صحیح مسلمانوں کے کانوں تک پہنچیں۔امید ہے کہ اہل علم حضرات خصوصاً اور ناظرین عموماً اس پر توجہ فرمائیں گے۔واللہ الموفق۔

نوٹ: مذکورہ عبارت گذشتہ قدیم ایڈیشن سے متعلق ہے اسے باقی رکھا جارہا ہے اور اس نئے نسخے کیلیے بھی قارئین سے یہی درخواست ہے۔

طالب دعا

خلیل اشرف عثمانی

دارالاشاعت کراچی

بہشتی زیور کا گیارہواں ۱۱ حصہ

ملقب بہ

قدیہ	بہشتی گوہر	دیباچہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد الحمد والصلوٰۃ ...... یہ رسالہ بہشتی گوہر تتمہ ہے بہشتی زیور کا جو اس کے قبل دس ۱۰ حصوں میں شائع ہو چکا ہے اور جس کے اخیر حصہ کے ختم پر اس تتمہ کی خبر اور ضرورت کو ظاہر کیا جا چکا ہے لیکن بوجہ کم فرصتی کے اس کے جمیع مسائل کو اصل کتب فقہیہ متداولہ سے نقل کرنے کی نوبت نہیں آئی بلکہ رسالہ علم الفقہ کو جو لکھنؤ سے شائع ہوا ہے اور جس میں اکثر جگہ اصل کتب کا حوالہ بھی دے دیا گیا ہے ایک طالب علمانہ نظر سے مطالعہ کر کے اس میں سے اس تتمہ کے مناسب یعنی ضروری مسائل جو مردوں کے ساتھ مخصوص ہیں مقصود اور کسی عارضی مصلحت سے مسائل مشترکہ تبعاً منتخب کر کے ایک جگہ جمع کرنا کافی سمجھا گیا ہے البتہ مواقع ضرورت میں اصل کتب سے بھی مراجعت کر کے اطمینان کیا گیا اور جہاں کہیں مضامین یا حوالہ کتاب کی غلطیاں تھیں ان سب کی اصلاح اور درستی کر دی گئی اور کہیں کہیں قدرے کمی بیشی یا تغیر عبارت یا مختصر اضافہ بھی کیا گیا جس سے یہ مجموعہ من وجہ مستقل اور من وجہ غیر مستقل ہو گیا اور بعض ضروری مسائل صفائی معاملات سے بھی لئے گئے۔ کچھ بعید نہیں کہ پھر بھی بعض مسائل مہمہ اس میں رہ گئے ہوں اس لئے عام ناظرین سے درخواست ہے کہ ایسے ضروری مسائل سے بعنوان سوال اطلاع فرمادیں کہ طبع آئندہ میں اضافہ کر دیا جاوے اور خاص اہل علم سے امید ہے کہ ایسی ضروریات کو از خود اس کے اخیر میں مثل اضافہ حصہ دہم اصل کتاب بطور ضمیمہ کے ملحق فرمادیں۔ چونکہ اس میں مختلف ابواب کے مسائل ہیں اس لئے بہشتی زیور کے جن حصوں کا اس میں تتمہ ہے جن میں زیادہ مقدار حصہ سوم کے تتمہ کی ہے ان کے مناسب اس کا تجزیہ کر کے ہر جزو مضمون کے ختم پر جلی قلم سے لکھ دیا جاوے گا کہ یہاں فلاں حصہ کا تتمہ ختم ہوا اور آگے فلاں حصہ کا تتمہ شروع ہوتا ہے سو مناسب اور سہل اور مفید طریقہ یہ ہوگا کہ جب کوئی مرد یا لڑکا کوئی حصہ بہشتی زیور کا مطالعہ میں یا درس میں ختم کر چکے تو قبل اس کے کہ اس کا آئندہ حصہ شروع کیا جاوے اس حصہ مختومہ کا تتمہ اس رسالہ میں سے اس کے ساتھ دیکھ لیا جاوے۔ پھر اصل کتاب کا حصہ آئندہ دیکھا پڑھا جاوے اسی طرح اس کا ختم بھی ایسا ہی کیا جاوے۔ وعلی ہذا القیاس واللہ الکافی لکل خیر و ھو الواقی من کل ضیر۔

کتبہ

اشرف علی عفی عنہ آخر ربیع الاول ۱۳۲۴ھ

یعنی سرسری نظر سے اور وہ بھی صرف ایک تھی نہ کہ متعدد۔ مقصود یہ ہے کہ جس طرح طالب علم مطالعہ کرتے وقت صرف انہیں مقامات کو قابل غور سمجھتا ہے جن میں اس کو شبہ ہوتا ہے اور انہیں کی تحقیق کی فکر کرتا ہے اور جو مقامات اس کی سمجھ میں آ جاتے ہیں گو وہ فی نفسہٖ قابل تحقیق ہوں مگر وہ ان کے در پے نہیں ہوتا یونہی ہم نے بھی صرف انہیں مقامات کی تحقیق کی ہے جو کہ ہم کو سرسری نظر میں مشتبہ معلوم ہوئے اور جن مقامات میں ہم کو سرسری نظر میں شبہ نہیں معلوم ہوا ان کے متعلق ہم نے کوئی کاوش نہیں کی بلکہ وہاں اصل کتاب پر اعتماد کیا ہے۔

تتمہ حصہ اول

کتاب الطہارۃ

پانی کے استعمال کے احکام

مسئلہ ۱: ایسے [1] ناپاک پانی کا استعمال جس کے تینوں وصف یعنی مزہ اور بو اور رنگ نجاست کی وجہ سے بدل گئے ہوں کسی طرح درست نہیں نہ جانوروں کو پلانا درست ہے نہ مٹی وغیرہ میں ڈال کر گارا بنانا جائز ہے اور اگر تینوں وصف نہیں بدلے تو اس کا جانوروں کو پلانا اور مٹی میں ڈال کر گارا بنانا اور مکان میں چھڑکاؤ کرنا درست ہے مگر ایسے گارے سے مسجد نہ لیپے۔

مسئلہ ۲: دریا [2] ندی اور وہ تالاب جو کسی کی زمین میں نہ ہو اور وہ کنواں جس کو بنانے والے نے وقف کر دیا ہو تو اس تمام پانی سے عام لوگ فائدہ اٹھا سکتے ہیں کسی کو یہ حق نہیں ہے کہ کسی کو اس کے استعمال سے منع کرے یا اس کے استعمال میں ایسا طریقہ اختیار کرے جس سے عام لوگوں کو نقصان ہو جیسے کوئی شخص دریا یا تالاب سے نہر کھود کر لائے اور اس سے وہ دریا یا تالاب خشک ہو جائے یا کسی گاؤں یا زمین کے غرق ہو جانے کا اندیشہ ہو تو یہ طریقہ استعمال کا درست نہیں اور ہر شخص کو اختیار ہے کہ اس ناجائز طریقہ استعمال سے منع کر دے۔

مسئلہ ۳: کسی [3] شخص کی مملوک زمین میں کنواں یا چشمہ یا حوض یا نہر ہو تو دوسرے لوگوں کو پانی پینے سے یا جانوروں کو پانی پلانے یا وضو غسل کو پارچہ شوئی کے لئے پانی لینے سے یا گھڑے بھر کر اپنے گھر کے درخت یا کیاری میں پانی دینے سے منع نہیں کر سکتا کیونکہ اس میں سب کا حق ہے البتہ اگر کثرت جانوروں کی وجہ سے پانی ختم ہونے کا یا نہر وغیرہ کے خراب ہونے کا اندیشہ ہو تو روکنے کا اختیار ہے اور اگر اپنی زمین میں آنے سے روکنا چاہے تو دیکھا جائے گا کہ پانی لینے والے کا کام دوسری جگہ سے بآسانی چل سکتا ہے (مثلاً کوئی دوسرا کنواں وغیرہ ایک میل شرعی سے کم فاصلہ پر موجود ہے اور وہ کسی کی مملوک زمین میں بھی نہیں ہے یا اس کا کام بند ہو جاوے گا اور تکلیف ہوگی اگر اس کی کارروائی دوسری جگہ سے ہو سکے تو خیر ورنہ اس کنویں والے سے کہا جاوے گا کہ یا تو اس شخص کو اپنے کنویں یا نہر وغیرہ پر آنے کی اس شرط سے اجازت دو کہ نہر وغیرہ توڑے گا نہیں ورنہ اس کو جس قدر پانی کی حاجت ہے تم خود نکال کر یا نکلوا کر اس کے حوالہ کرو۔ البتہ اپنے کھیت یا باغ کو پانی دینا بدون اس شخص کی اجازت کے دوسرے لوگوں کو جائز نہیں اس سے ممانعت کر سکتا ہے یہی حکم ہے خود رو گھاس کا اور جس قدر نباتات بے تنہ ہیں سب گھاس کے حکم میں ہیں البتہ تنہ دار درخت زمین والے کی مملوک ہیں۔

۱: اذا تنجس الماء القليل بوقوع النجاسة فيه ان تغيرت اوصافه لا ينتفع به من كل وجه كالبول والا جاز سقي الدواب وبل الطين ولا يطين بة المسجدعالمگیری ج ۱ ص ۱۶۲۔

۲: اعلم ان المياه اربعة انواع الاول ماء البحار ولكل احد فيها حق الشفعة وسقي الاراضي فلا يمنع من الا نتفاع على اى وجه شاء والثاني ماء الأوديه العظام كسيحون و للناس فيه حق الشفة مطلقا وحق سقي الاراضي ان لم يضر بالعامة فان اضربان يفيض الاعاء ويفسد حقوق الناس او ينقطع الماء عن النهر الا عظم او يمنع جريان السفن فلكل واحد مسلما كان او ذميا او مكاتباً منعه ۱۲ رد المحتار ج ٥ ص ٤۳۳ فصل الشرب۔

۳: لا سقي دوابه ان خيف تخريب النهر لكثر تها ولا سقي ارضه وشجره ومزرعه ونصب دولاب ونحوها من نهر غيره وقناته وبئره الا باذنه لان الحق له فيتوقف على اذنه وله سقي شجر أو خضر زرع في داره حملاً اليه بجراره واوانيه في الا صح ولو كانت البئر والحوض اوالنهر في ملك رجل فله ان يمنع مريد شفعة من الدخول في ملكه اذا كان يجد ماء بقربه فان لم يجد يقال له اى لصاحب البئر ونحوه اما ان تخرج الماء اليه او تتركه ليا خذ الماء بشرط ان لا يكسر شفته اى جانب النهر ونحوه لان له حينئذ حق الشفقه لحديث احمد المسلمون شركاء في ثلث الماء والكلاء والنار وحكم الكلاء كحكم الماء فيقال للمالك اما ان تقطع وتدفع اليه والا تتركه ليا خذ قدر ما يريد ۱۲ درالمختار ص ٤۳٤ ج ٥۔

مسئلہ۴ اگر ایک شخص دوسرے کے کنویں یا نہر سے کھیت کو پانی دینا چاہے اور وہ کنویں یا نہر والا اس سے کچھ قیمت لے تو جائز ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے۔ مشائخ بلخ نے فتویٰ جواز کا دیا ہے۔

مسئلہ۵ دریا، تالاب، کنویں وغیرہ سے جو شخص اپنے کسی برتن میں مثل گھڑے، مشک وغیرہ کے پانی بھر لے تو وہ اس پانی کا مالک ہو جائے گا۔ اس پانی سے بغیر اس شخص کی اجازت کے کسی کو استعمال کرنا درست نہیں۔ البتہ اگر پیاس سے بے قرار ہو جائے تو زبردستی بھی چھین لینا جائز ہے جب کہ پانی والے کی سخت حاجت سے زائد موجود ہو مگر اس پانی کا ضمان دینا پڑے گا۔

مسئلہ۶ لوگوں کے پینے کے لئے جو پانی رکھا ہوا ہو جیسے گرمیوں میں راستوں پر پانی رکھ دیتے ہیں اس سے وضو، غسل درست نہیں۔ ہاں اگر زیادہ ہو تو مضائقہ نہیں اور جو پانی وضو کے واسطے رکھا ہو اس سے پینا درست ہے۔

مسئلہ۷ اگر کنویں میں ایک دو مینگنی گر جاوے اور وہ ثابت نکل آوے تو کنواں ناپاک نہیں ہوتا۔ خواہ وہ کنواں جنگل کا ہو یا بستی کا اور منہ ہو یا نہ ہو۔

پاکی ناپاکی کے بعض مسائل

مسئلہ۱ غلہ گاہنے کے وقت یعنی جب اس پر بیلوں کو چلاتے ہیں اگر بیل غلہ پر پیشاب کریں تو ضرورت کی وجہ سے وہ معاف ہے یعنی غلہ اس سے ناپاک[(1)] نہ ہوگا اور اگر اس وقت کے سوا دوسرے وقت میں پیشاب کریں تو ناپاک ہو جائے گا اس لئے کہ یہاں ضرورت نہیں۔

مسئلہ۲ کافر کھانے کی شے جو بناتے ہیں اس کو اور اسی طرح ان کے برتن اور کپڑے وغیرہ کو ناپاک نہ کہیں گے تاوقتیکہ اس کا ناپاک ہونا کسی دلیل یا قرینہ سے معلوم نہ ہو۔

مسئلہ۳ بعض لوگ جو شیر وغیرہ کی چربی استعمال کرتے ہیں اور اس کو پاک جانتے ہیں یہ درست نہیں۔ ہاں اگر طبیب حاذق دیندار کی یہ رائے ہو کہ اس مرض کا علاج سوا چربی کے اور کچھ نہیں تو ایسی حالت میں بعض علماء کے نزدیک درست ہے لیکن نماز کے وقت اسکو پاک کرنا ضروری ہوگا۔

۱: وجوز بعض مشائخ بلخ بیع الشرب لتعامل اهل بلخ والقیاس یترک بالتعامل وتمام الکلام فی الدر المختار و رد المحتار ج ۵ ص ۴۴۲ و در مختار ج ۲ ص ۲۵۸ فصل الشرب۔

۲: وان کان محرزا فی الا وانی قاتله بغیر السلاح کطعام عند المخمصة اذا کان فیه فضل عن حاجته لملکه بالا حراز فصار نظیر الطعام ویضمن له ما اخذ لا ن حل الا خذ للاضطرار لا ینافی الضمان ۱۲ در و رد المحتار ج۵ ص ۴۳۶۔

۳: الماء المسبل فی الفلاة لا یمنع التیمم مالم یکن کثیراً فیعلم انه للوضوء ایضا ویشرب ما للوضوء۱۲ در مختار ج ۱ ص ۲۶۰ باب التیمم۔

۴: ای لا تزع بهما (ای بعرتی ابل وغنم) وهذا استحسان قال فی الفیض فلا ینجس الا اذا کان کثیر اً سواء کان رطباً اویابساً صحیحا او منکسر اولا فرق بین ان یکون للبئر حا جز کالمدن او لا کالفلوات هو الصحیح ۱۲ رد المحتار ج ۱ ص ۲۲۷۔

۵: لو بال حمر خصها لتغلیظ بو لها اتفاقا علی نحو حنطة تدوسها فقسم او غسل بعضه او ذهب بهبة او ا کل وبیع کما مرحیث یطهر الباقی ۱۲ شرح التنویر ج ۱ ص ۳۳۸ وفتاوے هندیه ج ۱ ص ۲۸ ولعل المؤلف اختار فی ذلك مذهب محمد فان بول ما یو کل لحمه طاهر عنده ولذالم یذکر قید الهبة والتقسیم والا فقید وا المسئلة بالهبة والتقسیم ۱۲ ف۔

۶: لا باس بطعام المجوس کله الا الذبیحة فان ذبیحتهم حرام قال محمد ویکره الا کل والشرب فی اوانی المشرکین قبل الغسل ومع هذا لوا کل وشرب فیها قبل الغسل جاز ولا یکون اکلا وشاربا حراماً وهذا اذا لم یعلم بنجاسة الا وانی فاما اذا اعلم فانه لا یجوز ان یشرب ویا کل منها قبل الغسل والصلوة فی سراویلهم نظیر الا کل والشرب من اوانیهم ان علم ان سرا ویلهم نجسة لا یجوز الصلوة فیها وان لم یعلم تکره الصلوة فیها ۱۲ علامگیری مختصراً ص ۲۳۱ ج ۷۔

۷: اختلف فی التداوی بالحرام وظاهر المذهب المنع وقیل یرخص اذا علم فیه الشفاء ولم یعلم دو اءاخر ۱۲ شرح التنویر ص۲۱۶ ج ۱۔

(1) عامہ کتب فقہ میں تقسیم وہبہ کی قید ہے غالباً یہ مسئلہ امام محمد صاحب کے قول پر بلا قید تقسیم وغیرہ لکھا گیا ہے کیونکہ وہ بول ما یوکل لحمہ کو مطلقاً اور حمار وغیرہ کے بول کو ضرورت بلوی کی وجہ سے پاک کہتے ہیں ۱۲ ظفر احمد

مسئلہ۴ راستوں[۱] کی کیچڑ اور ناپاک پانی معاف ہے بشرطیکہ بدن یا کپڑے میں نجاست کا اثر نہ معلوم ہو فتویٰ اسی پر ہے باقی احتیاط یہ ہے کہ جس شخص کی بازار اور راستوں میں زیادہ آمد و رفت نہ ہو وہ اسکے لگنے سے بدن اور کپڑے پاک کر لیا کرے چاہے ناپاکی کا اثر بھی محسوس نہ ہو۔

مسئلہ۵ نجاست[۲] اگر جلائی جائے تو اسکا دھواں پاک ہے وہ اگر جم جائے اور اس سے کوئی چیز بنائی جائے تو وہ پاک ہے جیسے نوشادر کو کہتے ہیں کہ نجاست کے دھوئیں سے بنتا ہے۔

مسئلہ۶ نجاست[۳] کے اوپر جو گرد و غبار ہو وہ پاک ہے بشرطیکہ نجاست کی تری نے اسمیں اثر کر کے اسکو تر نہ کر دیا ہو۔

مسئلہ۷ نجاستوں[۴] سے جو بخارات اٹھیں وہ پاک ہیں۔ پھل[۵] وغیرہ کے کیڑے پاک ہیں لیکن انکا کھانا درست نہیں اگر ان میں جان پڑ گئی ہو اور گولر وغیرہ سب پھلوں کے کیڑوں[(۱)] کا یہی حکم ہے۔

مسئلہ۸ کھانے[۶] کی چیزیں اگر سڑ جائیں اور بو کرنے لگیں تو ناپاک نہیں ہوتیں جیسے گوشت، حلوہ وغیرہ مگر نقصان کے خیال سے انکا کھانا درست نہیں۔

مسئلہ۹ مشک[۷] اور اسکا نافہ (۱) پاک ہے اور اسی طرح عنبر وغیرہ۔

مسئلہ۱۰ سوتے[۸] ہیں آدمی کے منہ سے جو پانی نکلتا ہے وہ پاک ہے۔

۱: طین الشوارع عفو اذا لم یظهر فیه اثر النجاسة الصحیح انه لمن ابتلی به بحیث یجئ ویذهب فی ایام الا وحال بخلاف من لا یمربها اصلا فی هذه الحالة فلایعفی فی حقه کذا فی رد المحتار ص ۳۲٤ ج ۱۔

۲: اما النوشادر المستجمع من دخان النجاسة فهو طاهر ۱۲ رد المحتار ص ۳۳۵ ج ۱۔

۳: وغبار سرقین ومحل کلاب وانتضاح غسالة لاتظهر مواقع قطرها فی الاناء عفو در مختار وقال العلامة ابن عابدین والعفو مقید بما اذا لم یظهر فی اثر النجاسة کما نقله فی الفتح من التجنیس وقال القهستانی انه الصحیح وتمام بحثه فی رد المحتار ص ۳۲٤ ج ۱۔

٤: وبخار نجس عفو ۱۲ در وفی رد المحتار وما یصیب الثوب من بخارات النجاسة قیل ینجسه وقیل لا وهو الصحیح ۱۲ رد المحتار ص ۳۲٤ ج ۱۔

۵: ولا تؤکل المرقة ان تفسخ الدود فیها لانه میتة وان کان طاهرا قلت به یعلم حکم دود الفواکه والثمار ۱۲ رد المحتار ص ۳٦۰ ج ۱ ویؤخذ منه ان اکل الجبن او الخل او الثمار کالنبق بدوده لا یجوز ان نفخ فیه الروح ۱۲ رد المحتار ص ۲۹۹ ج ۵۔

٦: یحرم اکل لحم انتن لانحو سمن ولبن لانه یضر لا لانه نجس اما نحو اللبن فلا یضر ۱۲ رد المحتار ص ۳٦۰ ج ۱۔

۷: والمسك طاهر حلال وکذا نافجته مطلقا علی الاصح ۱۲ در مختار ص ۲۳ ج ۱۔

۸: لعاب النائم طاهر سواء کان من الفم او منبعثا من الجوف عند ابی حنیفة ومحمد رحمهما الله وعلیه الفتوی ۱۲ فتاوی عالمگیری ص ۲۸ ج ۱۔

(۱) سرکہ اور دوا کے کیڑوں کا بھی یہی حکم ہے۔ شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر عزیزی میں آیۃ شریفہ انما حرم علیکم المیتة کے ذیل میں لکھا ہے "کرم کہ در بعض فواکہ می باشد مانند گولر وغیرہا و در سرکہ می افتد نیز ہمیں حکم دارد بلکہ خوردن آں کرم بہ تبعیت آں میوہ و آں سرکہ نیز جائز است اما آں کرم را جدا گانہ از آں میوہ و از آں سرکہ بر آوردہ خوردن درست نیست ص ۶۰۸" شاہ صاحب کی اس عبارت کو دیکھ کر بعض حضرات نے بہشتی گوہر کے مسئلہ پر اعتراض کیا ہے ہم نے عبارات فقہیہ حاشیہ میں نقل کر دی ہیں جن سے بہشتی گوہر کے مسئلہ کو اخذ کیا گیا ہے اور شاہ صاحب کے کلام کا محمل ہمارے نزدیک یہ نہیں ہے کہ جو کیڑے پھلوں میں ہوتے ہیں اگرچہ وہ علیحدہ ہو سکتے ہوں اور کثیر تعداد میں ہوں ان کو بھی کھا لیا جائے بلکہ مراد یہ ہے کہ اگر کوئی کیڑا اس میں مخلوط ہو کر کھا لیا جائے تو تبعیت کی وجہ سے اس کا کھانا جائز ہے لان العلة علی ما قلوهی الا ستقذ ار وهی لا یوجد باختلاط شئ قلیل غایة القلة کما اذا طبخ فی قدر ذبابة وانجلت فیه یہ مطلب نہیں ہے کہ جو کیڑے علیحدہ ہو سکتے ہوں ان کو قصداً کھا لیا جائے جیسا کہ عام طور پر گولر کو آنکھ بند کر کے عوام کھاتے ہیں۔ عبارات فقہیہ کے علاوہ احادیث سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے ابوداؤد میں ہے عن انس بن مالك قال اتی النبی صلی الله علیه وسلم بتمر عتیق فجعل یفتشه یخرج السوس منه اس کی شرح میں سیدنا و مولانا خلیل احمد صاحب نور اللہ مرقدہ تحریر فرماتے ہیں فعلم من ذلك ان اکل دود الثمار لا یجوز وجهه ان الدیدان من الخبائث وقال تعالیٰ ویحرم علیهم الخبائث قال القاری وروی الطبرانی باسناد حسن عن ابن عمر مرفوعاً نهی ان یفتش التمر عما فیه فالنهی محمول علی التمر الجدید دفعاللوسوسة او فعله محمول علی بیان الجواز انتهی قلت اذا کره اکل العبد ان فاذا کان غلبة الظن علی وجود الدیدان فی التمر لا یجوز اکله اما اذا لم یغلب علی الظن وجودها یجوز اکلها فاما اذا کان قطعی الوجود حرم اکله التفتیش فلا معنی لحمله علی التنزیه وبیان الجواز بذل المجهود ج ٤ ص ۳٦۵۔

مسئلہ۱۱ گندہ[1] انڈا حلال جانور کا پاک ہے بشرطیکہ ٹوٹا نہ ہو۔

مسئلہ۱۲ سانپ[2] کی کینچلی پاک ہے۔

مسئلہ۱۳ جس[3] پانی سے کوئی نجس چیز دھوئی جاوے وہ نجس ہے خواہ وہ پانی پہلی دفعہ کا ہو یا دوسری دفعہ کا یا تیسری دفعہ کا لیکن ان پانیوں میں اتنا فرق ہے کہ اگر پہلی دفعہ کا پانی کسی کپڑے میں لگ جاوے تو یہ کپڑا تین دفعہ دھونے سے پاک ہوگا اور اگر دوسری دفعہ کا پانی لگ جاوے تو صرف دو دفعہ دھونے سے پاک ہوگا اور اگر تیسری دفعہ کا لگ جاوے تو ایک ہی دفعہ دھونے سے پاک ہو جاوے گا۔

مسئلہ۱۴ مردہ[4] انسان جس پانی سے نہلا دیا جاوے وہ پانی نجس ہے۔

مسئلہ۱۵ سانپ[5] کی کھال نجس ہے یعنی وہ جو اس کے بدن سے لگی ہوئی ہے کیونکہ کینچلی پاک ہے۔

مسئلہ۱۶ مردہ[6] انسان کے منہ کا لعاب نجس ہے۔

مسئلہ۱۷ اکہرے[7] کپڑے میں ایک طرف مقدار معافی سے کم نجاست لگے اور دوسری طرف سرایت کر جائے اور ہر طرف مقدار سے کم ہو لیکن دونوں کا مجموعہ اس مقدار سے بڑھ جائے تو وہ کم ہی سمجھی جائے گی اور معاف ہوگی ہاں اگر کپڑا دوہرا ہو یا دو کپڑوں کو ملا کر اس مقدار سے بڑھ جائے تو وہ زیادہ سمجھی جائے گی اور معاف نہ ہوگی۔

مسئلہ۱۸ دودھ[8] دوہتے وقت دو ایک مینگنی دودھ میں پڑ جائیں یا تھوڑا سا گوبر بقدر دو ایک مینگنی کے گر جائے تو معاف ہے بشرطیکہ گرتے ہی نکال ڈالا جائے (اور اگر دودھ دوہنے کے وقت کے علاوہ گر جائے گی تو ناپاک ہو جاوے گا)۔

مسئلہ۱۹ چار[9] پانچ سال کا ایسا لڑکا جو وضو کو نہیں سمجھتا وہ اگر وضو کرے یا دیوانہ وضو کرے تو یہ پانی مستعمل نہیں۔

مسئلہ۲۰ پاک[10] کپڑا برتن اور نیز دوسری پاک چیزیں جس پانی سے دھوئی جاویں اس سے وضو اور غسل درست ہے بشرطیکہ پانی گاڑھا نہ ہو جاوے اور محاورے میں اس کو ماء مطلق یعنی صرف پانی کہتے ہوں اور اگر برتن وغیرہ میں کھانے پینے کی چیز لگی ہو تو اس کے دھووَن سے وضو اور غسل کے جواز کی شرط یہ ہے کہ پانی کے تین وصفوں سے دو وصف باقی ہوں گو ایک وصف بدل گیا ہو اور اگر دو وصف بدل جائیں تو پھر درست نہیں۔

مسئلہ۲۱ مستعمل[11] پانی کا پینا اور کھانے کی چیزوں میں استعمال کرنا مکروہ ہے اور وضو غسل اس سے درست نہیں ہاں ایسے پانی سے نجاست دھونا

۱: کیفة حال مخها ای تغیر صفرته دما حتے لو صلی وفی کمه تلك البیضة تجوز صلوته ۱۲ بحرالرائق ص ۸۹ ج ۱ وهدایه ص ۴۲۔

۲: قمیص الحیة الصحیح انه طاهر ۱۲ فتاوی عالمگیری ص ۲۸ ج ۱۔

۳: والمیاه الثلثة نجسة متفاوتة فالا ول اذا اصاب شیئا یطهر بالثلث والثانی بالمثنی والثالث بالواحد ۱۲ فتاوی عالمگیری ص ۲۶۔

٤: غسالة المیت نجسة اطلقه محمد فی الاصل والا صح انه اذالم یکن علی بدنه نجاسة لا یصیرالماء مستعملا الا ان محمد ا انما اطلق لان المیت لا یخلو عن النجاسة غالبا ۱۲ فتاوی هندیه ص ۱۲ ج ۱ و رد المحتار ج ۱ ص ۲۱۷ و ج ۱ ص ۸۹۳۔

۵: جلد الحیة نجس وان کانت مذبوحة لانه لا یحتمل الدباغة ۱۲ فتاوی هندیه ج ۱ ص ۳۸۔

٦: واما لعاب المیت فقد قیل انه نجس ۱۲ فتاوی هندیه ج ۱ ص ۲۸۔

۷: ولا یعتبر نفوذ المقدار الی الوجه الا خرلو الثوب واحد ابخلاف مااذا کان ذاطاقین کلرهم تنجس الوجهین ۱۲ رد المحتار ج ۱ ص ۳۲۷۔

۸: یعفی لؤقعتا (بعرتی ابل وغنم) فی محلب وقت الحلب فرمیتا فوراقبل تفت وتلون ۱۲ شرح التنویر ج ۱ ص ۲۲۷۔

۹: صبی توضاهل یصیر الماء مستعملا المختار انه یصیر مستعملا اذا کان الصبی عاقلا والا فلا ۱۲ فتاوی هندیه ج ۱ ص ۱۲ بحرالرائق ج ۱ ص ۹۱۔

۱۰: فلو توضامتوضی لتبرداوتعلیم او بطین بیده لم یصیر مستعملا اتفاقاً کزیادة علی الثلاث بلانیة قربة وکغسل نحو فخذ اوثوب طاهرونحوه من الجامدات کالقدور والقطاع والثمار ۱۲ شرح التنویر ورد المحتار ج ۱ ص ۲۰۵ و ج ۱ ص ۱۸۷۔

۱۱: یکره شربه والعجن به تنزیها للاستقذار وعلی روایة نجاسة تحریما ۱۲ شرح التنویر ص ۲۰۷ وبحرالرائق ج ۱ ص ۹۲۔

(۱) ہرن کے اندر جس جگہ سے مشک نکلتا ہے اسے نافہ کہتے ہیں۔

درست ہے۔

مسئلہ ۲۲ زمزم[1] کے پانی سے بے وضو کو وضو کرنا نہ چاہئے اور اسی طرح وہ شخص جس کو نہانے کی حاجت ہو اس سے غسل نہ کرے اور اس سے ناپاک چیزوں کا دھونا اور استنجا کرنا مکروہ ہے۔ ہاں اگر مجبوری ہو کہ پانی ایک میل سے ورے نہ مل سکے اور ضروری طہارت کسی اور طرح بھی حاصل نہ ہو سکتی ہو تو یہ سب باتیں زمزم کے پانی سے جائز ہیں۔

مسئلہ ۲۳ عورت[2] کے وضو اور غسل کے بچے ہوئے پانی سے مرد کو وضو اور غسل نہ کرنا چاہئے گو ہمارے نزدیک اس سے وضو وغیرہ جائز ہے مگر امام احمد کے نزدیک جائز نہیں اور اختلاف سے بچنا اولیٰ ہے۔

مسئلہ ۲۴ جن[3] مقاموں پر خدائے تعالیٰ کا عذاب کسی قوم پر آیا ہو جیسے ثمود اور عاد کی قوم اس مقام کے پانی سے وضو اور غسل نہ چاہئے مثل مسئلہ بالا اس میں بھی اختلاف ہے مگر یہاں بھی اختلاف سے بچنا اولیٰ ہے۔ اور مجبوری کو اس کا بھی وہی حکم ہے جو زمزم کے پانی کا ہے۔

مسئلہ ۲۵ تنور[4] اگر ناپاک ہو جائے تو اس میں آگ جلانے سے پاک ہو جائے گا بشرطیکہ بعد گرم ہونے کے نجاست کا اثر نہ رہے۔

مسئلہ ۲۶ ناپاک[5] زمین پر مٹی وغیرہ ڈال کر نجاست چھپادی جائے اس طرح کہ نجاست کی بو نہ آوے تو مٹی کا اوپر کا حصہ پاک ہے۔

مسئلہ ۲۷ ناپاک[6] تیل یا چربی کا صابون بنالیا جائے تو پاک ہو جائے گا۔

مسئلہ ۲۸ فصد[7] کے مقام یا اور کسی عضو کو جو خون پیپ کے نکلنے سے نجس ہو گیا ہو اور دھونا نقصان کرتا ہو تو صرف تر کپڑے سے پونچھ دینا کافی ہے اور بعد آرام ہونے کے بعد اس جگہ کا دھونا ضروری نہیں۔

مسئلہ ۲۹ ناپاک[8] رنگ اگر جسم میں یا کپڑے میں لگ جائے یا بال اس ناپاک رنگ سے رنگین ہو جائیں تو صرف اس قدر دھونا کہ پانی صاف نکلنے لگے کافی ہے اگرچہ رنگ دور نہ ہو۔

مسئلہ ۳۰ اگر[9] ٹوٹے ہوئے دانت کو جو ٹوٹ کر علیحدہ ہو گیا ہے اس کی جگہ پر رکھ کر جمادیا جائے خواہ پاک چیز سے یا ناپاک چیز سے اور اسی طرح اگر کوئی ہڈی ٹوٹ جائے اور اس کے بدلے کوئی ناپاک ہڈی رکھ دی جائے یا کسی زخم میں کوئی ناپاک چیز بھر دی جائے اور وہ اچھا ہو جائے تو اس کو نکالنا نہ چاہئے بلکہ وہ خود بخود پاک ہو جاوے گا۔

۱: یجوز الوضو والغسل بماء زمزم عند تامن غیر کراهة بل ثوابه اکثر وفصله صاحب لباب المناسك اخر الکتاب فقال یجوز الاغتسال والتوضوء بماء زمزم ان کان علی طهارة للتبرك فلا ینبغی ان یغتسل به جنب ولا محدث ولا فی مکان نجس ولا یستنجی به ولا یزال به نجاسة حقیقة وعن بعض العلماء تحریم ذلك وقیل ان بعض الناس استنجی به فحصل له باسور ۱۲ طحطاوی ص ۱۳ رجل معه ماء زمزم فی قسقمة وقدرصص راس الاناء وهو یحمله للمطیة والا ستشفاء لا یجوز له التیمم ۱۲ منیه ص ۲٤۔

۲: ومن منهیاته التوضی بفضل ماء المرأة ۱۲ شرح التنویر ج ۱ ص ۱۳۸۔

۳: ینبغی کراهة التطهیر ایضا اخذا مما ذکرناه وان لم اره لا حد من ائمتنا بماء او تراب من کل ارض غضب علیها الا بئر الناقة بارض ثمود فقد صرح الشافعیة بکراهته ولا یباح عند احمد ۱۲ رد المحتار ج ۱ ص ۱۳۸۔

٤: ویطهر زیت تنجس بجعله صابونا به یفتی للبلوی کتنوررش بماء نجس او بال فیه صبی او مسح بخرقة مبتلة نجسة لاباس بالخبز فیه ای بعد ذهاب البلة النجسة بالنار والا تنجس ۱۲ رد المحتار ج ۱ ص ۳۲۵۔

٥: وان کانت النجاسة رطبة فالقی علیها لبدا اوثنی مالیس ثخینا او کبسها بالتراب فلم یجد ریح النجاسة جازت صلوته مراقی الفلاح۔

٦: حاشیہ مسئلہ نمبر ۲۵ باب ہذا دیکھو۔

۷: اذا مسح موضع المحجمة بثلث خرقات رطاب نظاف اجزاه عن الغسل لانه یعمل عمل الغسل ۱۲ فتاوی هندیه ج ۱ ص ۲۷۔

۸: ولا یضربقاء اثر کلون وریح لازم فلا یکلف فی ازالته الی ماء حار اوصابون ونحوه بل یطهر ماصبغ او خضب بنجس بغسله ثلاثا والاولی بغسله الی ان یصفوا الماء ۱۲ شرح التنویر ج ۱ ص ۳۳۹۔

۹: شعر الانسان وعظمه وسنه (طاهر) مطلقا ای سواء کان سنه او سن غیره من حی او میت قدر الدرهم او اکثر حمله معه او اثبته مکانه ۱۲ رد المحتار ج ۱ ص ۲۱۳ کسر عظمه فو حل بعظم الکلب ولا ینزع الا بضرر جازت الصلوة وفی الفتاوی الخیریة من کتاب الصلوة سئل فی رجل علی یده وشم هل تصح صلوته وامامة معه ام لا اجاب نعم تصح صلوته وامامته بلا شبهة ۱۲ رد المحتار ص ۳٤۱ ج ۱۔

مسئلہ ۳۱ ایسی ناپاک چیز کو جو چکنی ہو جیسے تیل گھی مردار کی چربی اگر کسی چیز میں لگ جائے اور اس قدر دھوئی جاوے کہ پانی صاف نکلنے لگے تو پاک ہو جائے گی اگرچہ اس ناپاک چیز کی چکناہٹ باقی ہو۔

مسئلہ ۳۲ ناپاک چیز پانی میں گرے اور اس کے گرنے سے چھینٹیں اڑ کر کسی پر جا پڑیں تو وہ پاک ہیں بشرطیکہ اس نجاست کا کچھ اثر ان چھینٹوں میں نہ ہو۔[2]

مسئلہ ۳۳ دوہرا[3] کپڑا یا روئی کا کپڑا اگر ایک جانب نجس ہو جائے اور ایک جانب پاک ہو تو کل ناپاک سمجھا جائے گا نماز اس پر درست نہیں بشرطیکہ ناپاک جانب کا ناپاک حصہ نماز کے کھڑے ہونے یا سجدہ[(1)] کرنے کی جگہ ہو اور دونوں کپڑے باہم سلے ہوئے ہوں اور اگر سلے ہوئے نہ ہوں تو پھر ایک ناپاک ہونے سے دوسرا ناپاک نہ ہوگا بلکہ دوسرے پر نماز درست ہے بشرطیکہ اوپر کا کپڑا اس قدر موٹا ہو کہ اس میں سے نیچے کی نجاست کا رنگ اور بو ظاہر نہ ہوتی ہو۔

مسئلہ ۳۴ مرغی[4] یا اور کوئی پرند پیٹ چاک کرنے اور اس کی آلائش نکالنے سے پہلے پانی میں جوش دی جائے جیسا کہ آج کل انگریزوں اور ان کے ہم منش ہندوستانیوں کا دستور ہے تو وہ کسی طرح پاک نہیں ہو سکتی۔

مسئلہ ۳۵ چاند[5] یا سورج کی طرف پاخانہ یا پیشاب کے وقت منہ یا پیٹھ کرنا مکروہ ہے نہر اور تالاب وغیرہ کے کنارے پاخانہ پیشاب کرنا مکروہ ہے اگرچہ نجاست اس میں نہ گرے اور اسی طرح ایسے درخت کے نیچے جس کے سایہ میں لوگ بیٹھتے ہوں اور اسی طرح پھل پھول والے درخت کے نیچے جاڑوں میں جس جگہ دھوپ لینے کو لوگ بیٹھتے ہوں۔ جانوروں کے درمیان میں مسجد اور عیدگاہ کے اس قدر قریب جس کی بدبو سے نمازیوں کو تکلیف ہو۔ قبرستان میں یا ایسی جگہ جہاں لوگ وضو یا غسل کرتے ہوں راستے میں اور ہوا کے رخ پر۔ سوراخ میں راستے کے قریب اور قافلہ یا کسی مجمع کے قریب مکروہ تحریمی ہے حاصل یہ ہے کہ ایسی جگہ جہاں لوگ اٹھتے بیٹھتے ہوں اور ان کو تکلیف ہو اور ایسی جگہ جہاں سے نجاست بہہ کر اپنی طرف آئے مکروہ ہے۔

پیشاب پاخانہ کے وقت جن امور سے بچنا چاہئے

بات[6] کرنا، بلا ضرورت کھانسنا، کسی آیت یا حدیث اور متبرک چیز کا پڑھنا، ایسی چیز جس پر خدا یا نبی یا کسی فرشتے یا کسی معظم کا نام یا کوئی آیت یا حدیث یا دعا لکھی ہوئی ہو اسے ساتھ رکھنا۔ البتہ اگر ایسی چیز جیب میں ہو یا تعویذ کپڑے وغیرہ میں لپٹا ہوا ہو تو کراہت نہیں۔ بلا

۱: حاشیہ مسئلہ نمبر ۲۹ باب ہذا دیکھو۔

۲: حمار بال في الماء فخرج منه رشاش فاصاب من ذلك الرش ثوب انسان لا يمنع ذلك الرش جواز الصلوة بذلك الثوب وان كثر حتى يستيقن انه اي ذلك الرش بول وكذا لو رميت العذرة في الماء فخرج منها رشاش فاصاب ثوبا ان ظهر اثرها تنجس والا فلا هذا هو المختار ۱۲ غنيه ص ۱۸۷ و رد المحتار ج ۱ ص ۳۵۸۔

۳: ولو صلى على ثوب مبطن وفي باطنه قذر ان كان مخيطا لايجوز صلوته وان لم يكن مخيطا جازت صلوته ۱۲ منيه ص ۷۵۔

۴: وكذا دجاجة ملقاة حالةغلي الماء للنتف قبل شقها قال في الفتح انها لا تطهرابدا ۱۲ رد المحتار ج ۱ ص ۳۴۵۔

۵: (يكره) استقبال شمس و قمر لهما وبول وغائط في ماء ولو جاريا وعلى طرف نهرا وبئرا وحوض اوعين او تحت شجرة مثمرة او في زرع او في ظل ينتفع بالجلوس فيه وبجنب مسجد ومصلى عيد وفي مقابروبين دواب وفي طريق الناس وفي مهب ريح وجحر فارة اوحية او نملة او ثقب وفي موضع يعبر عليه احد او يقعد عليه وبجنب طريق او قافلة وفي اسفل الارض الى اعلاها ۱۲ رد المحتار ج ۱ ص ۳۵۳ تا ص ۳۵۴۔

۶: (ويكره) التكلم عليهما وان يبول قائما او مضطجعا او مجرد امن ثوبه بلا عذر ۱۲ شرح التنوير ج ۱ ص ۲۵۵ ويكره دخول المخرج وفي اصبعه خاتم فيه شئي من القران او من اسمائه تعالىٰ لما فيه من ترك التعظيم وقيل لا يكره ان جعل فصه الي باطن الكف ولو كان ما فيه شئي من القران او من اسمائه تعالىٰ في جيبه لا باس به وكذا لو كان ملفوفاً في شئي والتحرزاولى ۱۲ غنيه ص ۵۸۔

(۱) سجدہ میں نہ پیشانی ٹکنے کی جگہ وہ جانب ہو اور نہ ہاتھوں اور گھٹنوں کے ٹکنے کی جگہ ہو۔ ۱۲ شبیر علی۔

ضرور لیٹ کر یا کھڑے ہو کر پاخانہ پیشاب کرنا۔ تمام کپڑے اتار کر برہنہ ہو کر پاخانہ پیشاب کرنا داہنے ہاتھ سے استنجا کرنا (ان سب باتوں سے بچنا چاہئے)۔

جن چیزوں سے استنجا درست نہیں

ہڈی، کھانے کی چیزیں، لید اور کل ناپاک چیزیں۔ وہ ڈھیلا یا پتھر جس سے ایک مرتبہ استنجا ہو چکا ہو۔ پختہ اینٹ، ٹھیکری، شیشہ، کوئلہ، چونا، لوہا، چاندی، سونا وغیرہ (ق) اور ایسی چیزوں سے استنجا کرنا جو نجاست کو صاف نہ کرے جیسے سرکہ وغیرہ وہ چیزیں جن کو جانور وغیرہ کھاتے ہوں جیسے بھس اور گھاس وغیرہ اور ایسی چیزیں جو قیمت دار ہوں خواہ تھوڑی قیمت ہو یا بہت جیسے کپڑا[1] عرق وغیرہ آدمی کے اجزاء جیسے بال، ہڈی، گوشت وغیرہ۔ مسجد کی چٹائی یا کوڑا یا جھاڑو وغیرہ۔ درختوں کے پتے۔ کاغذ خواہ لکھا ہوا ہو یا سادہ، زمزم کا پانی۔ دوسرے کے مال سے بلا اس کی اجازت و رضامندی کے خواہ وہ پانی ہو یا کپڑا یا اور کوئی چیز۔ روئی اور تمام ایسی چیزیں جن سے انسان یا ان کے جانور نفع اٹھائیں ان تمام چیزوں سے استنجا کرنا مکروہ ہے۔

جن چیزوں سے استنجا بلا کراہت درست ہے

پانی، مٹی کا ڈھیلا[2]، پتھر، بے قیمت کپڑا اور کل وہ چیزیں جو پاک ہوں اور نجاست کو دور کر دیں بشرطیکہ مال اور محترم نہ ہوں۔

وضو کا بیان

مسئلہ[1]: ڈاڑھی[3] کا خلال کرے اور تین بار منہ دھونے کے بعد خلال کرے اور تین بار سے زیادہ خلال نہ کرے۔

مسئلہ[2]: جو سطح[4] رخسارہ اور کان کے درمیان میں ہے اس کا دھونا فرض ہے خواہ ڈاڑھی نکلی ہو یا نہیں۔

مسئلہ[3]: تھوڑی[5] کا دھونا فرض ہے بشرطیکہ ڈاڑھی کے بال اس پر نہ ہوں یا ہوں تو اسقدر کم ہوں کہ کھال نظر آئے۔

مسئلہ[4]: ہونٹ[6] کا جو حصہ کہ ہونٹ بند ہونے کے بعد دکھائی دیتا ہے اس کا دھونا فرض ہے۔

مسئلہ[5]: ڈاڑھی[7] یا مونچھ یا بھوں اگر اس قدر گھنی ہوں کہ کھال نظر نہ آئے تو اس کھال کا دھونا جو اس سے چھپی ہوئی ہے فرض نہیں ہے بلکہ وہ بال ہی قائم مقام کھال کے ہیں ان پر سے پانی بہا دینا کافی ہے۔

مسئلہ[6]: بھویں[8] یا ڈاڑھی یا مونچھ اگر اس قدر گھنی ہوں کہ اس کے نیچے کی کھال چھپ جائے اور نظر نہ آئے تو ایسی صورت میں اس قدر بالوں کا

۱: وکرہ تحریما بعظم وطعام وروث یابس کعذرۃ یابسۃ وحجر استنجی بہ الا بطرف اخرو اجر و خزف وزجاج وشئی محترم کخرقۃ دیباج وبمین ولا عذر بیسر اہ ولحم وعلف حیوان وحق غیرہ کل ما ینتفع بہ قولہ وشیئی محترم ای مالہ احترام واعتبار شرعا فید خل فیہ کل متقوم الا الماء ویدخل فیہ جزء الا دمی ولو کافرا اومیتا وینبغی ان یدخل فیہ کناسۃ مسجد وکذا ورق الکتابۃ لصقالتہ وتقومہ ولہ احترام ایضا لکونہ آلۃ لکتابۃ العلم ۱۲ رد المحتار و شرح التنویرج۱ ص ۳۱۵۔

۲: بنحو حجر مما ھو عین طاھرۃ قالعۃ لا قیمۃ لھا کمدر ۱۲ شرح التنویر ج ۱ ص ۳۴۸۔

۳: وتخلیل لحیتہ لغیر المحرم بعد التثلیث ۱۲ شرح التنویر ص ۱۲۱ ج ۱۔

٤: فیجب غسل المیاقی وما یظھر من الشفۃ عند انضما مھا وما بین العذار والاذن لدخولہ فی الحد وبہ یفتی ۱۲ شرح التنویر ج ۱ ص ۱۰۰)

۵،٦،۷: لا خلاف ان المسترسل لا یجب غسلہ ولا مسحہ بل یسن وان الخفیفۃ التی تری بشرتھا یجب غسل ما تحتھا کذا فی النھرو فی البرھان یجب غسل بشرۃ لم یسترھا الشعر کحا جب وشارب وعنفقۃ فی المختار اما المستور فساقط غسلھا للحرج ۱۲ شرح التنویر ج ۱ ص ١٠٤ لا غسل باطن العینین والانف والفم واصول شعر الحاجبین واللحیۃ والشارب ۱۲ درمختار ص ۱۰۱ ج ۱۔

۸: دیکھو حاشیہ مسئلہ نمبر ۵، نمبر ۶، نمبر ۷ باب ہذا ۱۲۔

(۱) یعنی وہ کپڑا جس کو اگر بعد استنجا دھو یا جاوے تو اس کی قیمت میں کمی آجاوے جیسے دیبا وغیرہ۔ محترم وہ چیز جو کچھ قدر و قیمت رکھتی ہو۔

دھونا واجب ہے جو حد چہرہ کے اندر ہیں باقی بال جو حد مذکورہ سے آگے بڑھ گئے ہوں ان کا دھونا واجب نہیں۔

مسئلہ ۷: اگر کسی شخص کے مشترک[1] حصہ کا کوئی جزو باہر نکل آئے جس کو ہمارے عرف میں کانچ نکلنا کہتے ہیں تو اس سے وضو جاتا رہے گا خواہ وہ اندر خود بخود چلا جائے یا کسی لکڑی کپڑے ہاتھ وغیرہ کے ذریعے سے اندر پہنچایا جائے۔

مسئلہ ۸: منی[2] اگر بغیر شہوت خارج ہو تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ مثلاً کسی نے کوئی بوجھ اٹھایا یا کسی اونچے مقام سے گر پڑا اور اس صدمہ سے منی بغیر شہوت خارج ہوگئی۔

مسئلہ ۹: اگر[3] کسی کے حواس میں خلل ہو جائے لیکن یہ خلل جنون اور مدہوشی کی حد کو نہ پہنچا ہو تو وضو نہ جائے گا۔

مسئلہ ۱۰: نماز[4] میں اگر کوئی شخص سو جائے اور سونے کی حالت میں قہقہہ لگائے تو وضو نہ جائے گا۔

مسئلہ ۱۱: جنازے[5] کی نماز اور تلاوت کے سجدے میں قہقہہ لگانے سے وضو نہیں جاتا بالغ ہو یا نابالغ۔

موزوں پر مسح کرنے کا بیان

مسئلہ ۱: بوٹ[6] پر مسح جائز ہے۔ بشرطیکہ پورے پیر کو مع ٹخنوں کے چھپائے اور اس کا چاک تسموں سے اس طرح بندھا ہو کہ پیر کی اس قدر کھال نظر نہ آئے جو مسح کو مانع ہو۔

مسئلہ ۲: کسی شخص[7] نے تیمم کی حالت میں موزے پہنے ہوں تو جب وضو کرے تو ان موزوں پر مسح نہیں کر سکتا اس لئے کہ تیمم طہارت کاملہ نہیں خواہ وہ تیمم صرف غسل کا ہو یا وضو و غسل دونوں کا ہو یا صرف وضو کا۔

مسئلہ ۳: غسل[8] کرنے والے کو مسح جائز نہیں خواہ غسل فرض ہو یا سنت مثلاً پیروں کو کسی اونچے مقام پر رکھ کر خود بیٹھ جائے اور سوا پیروں کے باقی جسم کو دھوئے اس کے بعد پیروں پر مسح کرے تو یہ درست نہیں۔

مسئلہ ۴: معذور[9] (۲) کا وضو جیسے نماز کا وقت جانے سے ٹوٹ جاتا ہے ویسے ہی اس کا مسح بھی باطل ہو جاتا ہے اور اس کو موزے اتار کر پیروں کا

۱: باسوری خرج دبره ان ادخله بیده انتقض وضوه وان دخل بنفسه لا ینتقض لعدم تحقق الخروج لکن ذکر بعده فی البحر عن الحلوانی انه ان تیقن خروج الدبر تنتقض طهارته بخروج النجاسة من الباطن الی الظاهر وبه جزم فی الامداد ۱۲ شرح التنویر ورد المختار ص ۱۵۵ ج ۱۔

۲: والمنی اذا خرج من غیر شهوة بان حمل شیئا فسبقه المنی او سقط من مکان مرتفع یوجب الوضوء ۱۲ فتاوی هندیه ص ۶ ج ۱۔

۳: واما العته فهو غیر ناقض ۱۲ طحطاوی ص ۵۰۔

۴: ولو قهقهه نائما فی الصلوة فالصحیح انها لا تبطل الوضوء ولا الصلوة ۱۲ فتاوی هندیه ص ۸ ج ۱ ورد المختار ج ۱ ص ۱۵۰۔

۵: ولو قهقهه فی سجدة التلاوة او فی صلوة الجنازة تبطل ما کان فیها ولا تنقض الطهارة ۱۲ فتاوی هندیه ص ۸ ج ۱ ورد المختار ج ۱ ص ۱۵۰۔

۶: شرط مسحه کونه ساتر القدم مع الکعب او یکون نقصانه اقل من الخرق المانع فیجوز علی الزربول لو مشدودا الا ان یظهر قدر ثلثة اصابع ۱۲ شرح التنویر ج ۱ ص ۲۶۹۔

۷: لا یجوز المسح للمحدث المتیم فتاوی هندیه ج ۱ ص ۲۱۔

۸: صح المسح علی الخفین فی الحدث اما الجنابة ونحوها لا یصح فیها المسح لو رود النص بذلك طحطاوی ص ۶۹ اذا توضا ولبس ثم اجنب لیس له ان یشد خفیه فوق الکعبین ثم یغسل ویمسح او یغتسل قاعدا واضعا رجلیه علی شیئ مرتفع ثم یمسح الخ رد المختار ص ۲۷۴ ج ۱۔

۹: خرج الناقض حقیقة کلمعة او معنی کیتمم ومعذور فانه یمسح فی الوقت فقط الا اذا توضا ولبس علی الانقطاع فکان الصحیح ۱۲ شرح التنویر ج ۱ ص ۲۷۰۔

(۱) یعنی پاخانہ کی جگہ ۱۲۔

(۲) اس مسئلہ کا مطلب یہ ہے کہ معذور کی دو حالتیں ہیں ایک تو یہ کہ جتنے عرصہ میں اس نے وضو کیا ہے اور موزے پہنے ہیں اس تمام عرصہ میں اس کا وہ مرض جس کے سبب سے وہ معذور ہوا ہے نہ پایا جاوے اور دوسرے یہ کہ مرض مذکور تمام وقت مذکور یا اس کے کسی جزو میں پایا جاوے پہلی صورت کا حکم یہ ہے کہ وقت صلوٰۃ کے نکلنے سے اس کا وضو ٹوٹ جاوے گا اور چونکہ اس نے موزے طہارۃ کاملہ پر پہنے ہیں اس لئے اس کا مسح نہ ٹوٹے گا اور تندرستوں کی طرح اقامت کی حالت میں ایک دن اور ایک رات اور سفر کی حالت میں تین دن اور تین رات مسح کر سکے گا۔ اور دوسری صورت کا یہ حکم ہے کہ وقت کے نکل جانے سے جس طرح اس کا وضو ٹوٹ جاوے گا یونہی اس کا مسح بھی ٹوٹ جاوے گا اور اس کو موزہ اتار کر پاؤں دھونا پڑیں گے یہ مسئلہ غنیۃ المستملی ص ۱۰۶ میں مذکور ہیں ۱۲ حبیب احمد۔

دھونا واجب ہے۔ ہاں اگر اس کا مرض وضو کرنے اور موزے پہننے کی حالت میں نہ پایا جائے تو وہ بھی مثل اور صحیح آدمیوں کے سمجھا جاوے گا۔

مسئلہ پیر[1] کا اکثر حصہ کسی طرح دھل گیا اس صورت میں موزوں کو اتار کر پیروں کو دھونا چاہئے۔

حدث اصغر یعنی بے وضو ہونے کی حالت کے احکام

مسئلہ قرآن[2] مجید اور پاروں کے پورے کاغذ کا چھونا مکروہ تحریمی ہے خواہ اس موقع کو چھوئے جس میں آیت لکھی ہے یا اس موقع کو جو سادہ ہے اور اگر پورا قرآن نہ ہو بلکہ کسی کاغذ یا کپڑے یا جھلی وغیرہ پر قرآن کی ایک پوری آیت لکھی ہوئی ہو باقی حصہ سادہ ہو تو سادہ جگہ کا چھونا جائز ہے جب کہ آیت پر ہاتھ نہ لگے۔

مسئلہ قرآن[3] مجید کا لکھنا مکروہ نہیں۔ بشرطیکہ لکھے ہوئے کو ہاتھ نہ لگے گو خالی مقام کو چھوئے مگر امام محمدؒ کے نزدیک خالی مقام کو بھی چھونا جائز نہیں اور یہی احوط ہے۔ پہلا قول امام ابو یوسفؒ کا ہے اور یہی اختلاف مسئلہ سابق میں بھی ہے۔ اور یہ حکم جب ہے کہ قرآن شریف اور سیپاروں کے علاوہ کسی کاغذ یا کپڑے وغیرہ میں کوئی آیت لکھی ہو اور اس کا کچھ حصہ سادہ بھی ہو۔

مسئلہ ایک[4] آیت سے کم کا لکھنا مکروہ نہیں اگر کتاب وغیرہ میں لکھے اور قرآن شریف میں ایک آیت سے کم کا لکھنا بھی جائز نہیں۔

مسئلہ[5] نابالغ بچوں کو حدث اصغر کی حالت میں بھی قرآن مجید کا دینا اور چھونے دینا مکروہ نہیں۔

مسئلہ قرآن[6] مجید کے سوا اور آسمانی کتابوں میں مثل توریت(۱) وانجیل وزبور وغیرہ کے بے وضو صرف اسی مقام کا چھونا مکروہ ہے جہاں لکھا ہو۔ سادے مقام کا چھونا مکروہ نہیں اور یہی حکم قرآن مجید کی مَنْسُوْخ التِّلَاوۃ آیتوں کا ہے۔

مسئلہ[7] وضو کے بعد اگر کسی عضو کی نسبت نہ دھونے کا شبہ ہو لیکن وہ عضو متعین نہ ہو تو ایسی صورت میں شک دفع کرنے کے لئے بائیں پیر کو دھوئے۔ اسی طرح اگر وضو کے درمیان کسی عضو کی نسبت یہ شبہ ہو تو ایسی حالت میں اخیر عضو کو دھوئے مثلاً کہنیوں تک ہاتھ دھونے کے بعد یہ شبہ ہو تو منہ دھوڈالے اور اگر پیر دھوتے وقت یہ شبہ ہو تو کہنیوں تک ہاتھ دھوڈالے یہ اس وقت ہے کہ اگر کبھی کبھی شبہ ہوتا ہو اور اگر کسی کو اکثر اس قسم کا شبہ ہوتا ہو تو اس کو چاہئے کہ اس شبہ کی طرف خیال نہ کرے اور اپنے وضو کو کامل سمجھے۔

مسئلہ[8] مسجد کے فرش پر وضو کرنا درست نہیں۔ ہاں اگر اس طرح وضو کرے کہ وضو کا پانی مسجد میں نہ گرنے پائے تو خیر۔ اس میں اکثر جگہ

۱: وينقض ايضاً بغسل اكثر الرجل لو دخل الماء فيه ۱۲ رد المحتار ص ۲۸۵ فيجب قلع الخف وغسلها ۱۲ طحطاوی ص ۷۲۔

۲: لا يجوز مس المصحف كله المكتوب وغيره بخلاف غيره فانه لا يمنع الامس المكتوب كذا ذكر فی السراج الو هاج مع ان فی الا ول اختلافا فقال في غاية البيان وقال بعض مشائخنا المعتبر حقيقة الكمتوب حتے ان مس الجلد ومس مواضع البياض لا يكره لانه لم يمس القرآن وهذا قرب الي القياس والمنع اقرب الى التعظيم ۱۲ بحر ج ۱ ص ۲۰۱۔

۳: لاباس للجنب ان يكتب القرآن والصحيفة واللوح على الارض او الوسادة عند ابی يوسف خلافا لمحمد ۱۲ غنيه ص ۵۶۔

٤: ويكره للجنب والحائض ان يكتب الكتاب الذی فی بعض سطورة اية من القرآن وان كانا لا يقرأن القران فتاوی هنديه ج ۱ ص ۲٤ وقيد بالا ية لانه لو كتب ما دو نها لا يكره مسه ۱۲ رد المحتار ج ۱ ص ۲۷۹۔

۵: ولاباس بدفع المصحف الى الصبيان وان كانوا محدثين وهو الصحيح ۱۲ فتاوی هنديه ج ۱ ص ۲٤۔

٦: لا يحرم فی غير المصحف الا المكتوب ای موضع الكتابة ۱۲ رد المحتار ج ۱ ص ۲۷۹ وتفصيل مس التوراة والا نجيل والزبور و اختلاف الروايات فيه مذكور فی رد المحتار ص ۲۷۹ ج ۱ ۔

۷: شك فی بعض وضو ئه اعاد ما شك لو فی خلاله ولم يكن الشك عادة له والا لا ولو علم انه لم يغسل عضواً وشك فی تعيينه غسل رجله اليسرى لانه اخر العمل ولا يخفے ان المراد اذا كان الشك بعد الفراغ وقياسه انه لو كان فی اثناء وضو ئه يغسل الا خير الخ ج ۱ ص ۱۵۵ رد المحتار۔

۸: ويكره الوضو الا فيما اعد لذلك لان ماؤه مستقذر طبعا فيجب تنزيه المسجد عنه كما يجب تنزيه عن المخاط والبلغم ۱۲ شرح التنوير ورد المحتار ص ٦۹۱ ج ۱۔

(۱) یہ حکم اصلی کتابوں کا ہے جو دنیا میں موجود نہیں۔ جو موجود ہیں وہ ترجمے بھی غلط ہیں ان کا چھونا بلاوضو جائز ہے ۱۲۔

بے احتیاطی ہوتی ہے کہ وضو ایسے موقع پر کیا جاتا ہے کہ پانی وضو کا فرش مسجد پر بھی گرتا ہے۔

غسل کا بیان

مسئلہ: حدث اکبر سے پاک ہونے کے لئے غسل فرض ہے اور حدث اکبر کے پیدا ہونے کے چار سبب ہیں۔ پہلا سبب خروج منی یعنی منی کا اپنی جگہ سے بشہوت جدا ہو کر جسم سے باہر نکلنا خواہ سوتے میں یا جاگتے ہیں بیہوشی میں یا ہوش میں۔ جماع سے یا بغیر جماع کے کسی خیال و تصور سے یا خاص حصے کو حرکت دینے سے یا اور کسی طرح سے۔

مسئلہ: اگر[۲] منی اپنی جگہ سے بشہوت جدا ہوئی مگر خاص حصہ سے باہر نکلتے وقت شہوت نہ تھی تب بھی غسل فرض ہو جائے گا۔ مثلاً منی اپنی جگہ سے بشہوت جدا ہوئی مگر اس نے خاص حصہ کے سوراخ کو ہاتھ سے بند کر لیا یا روئی وغیرہ رکھ لی تھوڑی دیر کے بعد جب شہوت جاتی رہی تو اس نے خاص حصہ کے سوراخ سے ہاتھ یا روئی ہٹالی اور منی بغیر شہوت خارج ہو گئی تب بھی غسل فرض ہو جائے گا۔

مسئلہ: اگر[۳] کسی کے خاص حصے سے کچھ منی نکلی اور اس نے غسل کر لیا بعد غسل کے دوبارہ کچھ بغیر شہوت کے نکلی تو اس صورت میں پہلا غسل باطل ہو جائے گا دوبارہ پھر غسل فرض ہے بشرطیکہ یہ باقی منی قبل سونے کے اور قبل پیشاب کرنے کے اور قبل چالیس قدم یا اس سے زیادہ چلنے کے نکلے مگر اس باقی منی کے نکلنے سے پہلے اگر نماز پڑھ لی ہو تو وہ نماز صحیح رہے گی اس کا اعادہ لازم نہیں۔

مسئلہ: کسی[۴] کے خاص حصے سے بعد پیشاب کے منی نکلے تو اس پر بھی غسل فرض ہو گا بشرطیکہ شہوت کے ساتھ ہو۔

مسئلہ: اگر[۵] کسی مرد یا عورت کو اپنے جسم یا کپڑے پر سو اٹھنے کے بعد تری معلوم ہو تو اس میں بہت سی صورتیں ہیں۔ منجملہ ان کو آٹھ صورتوں میں غسل فرض ہے:-

(۱) یقین یا گمان غالب ہو جائے کہ یہ منی ہے اور احتلام یاد ہو۔
(۲) یقین ہو جائے کہ یہ منی ہے اور احتلام یاد نہ ہو۔
(۳) یقین ہو جائے کہ یہ مذی ہے اور احتلام یاد ہو۔
(۴) شک ہو کہ یہ منی ہے یا مذی ہے اور احتلام یاد ہو۔
(۵) شک ہو کہ یہ منی ہے یا ودی ہے اور احتلام یاد ہو۔
(۶) شک ہو کہ یہ مذی ہے یا ودی ہے اور احتلام یاد ہو
(۷) شک ہو کہ یہ منی ہے یا مذی ہے یا ودی ہے اور احتلام یاد ہو۔
(۸) شک ہو کہ یہ منی ہے یا مذی اور احتلام یاد نہ ہو[(۱)]۔

مسئلہ: اگر[۶] کسی شخص کا ختنہ نہ ہوا ہو اور اس کی منی خاص حصہ کے سوراخ سے باہر نکل کر اس کھال کے اندر رہ جائے جو ختنہ میں کاٹ ڈالی جاتی ہے تو اس پر غسل فرض ہو جائے گا اگرچہ وہ منی اس کھال سے باہر نہ نکلی ہو۔

:۱. احدهما خروج المنى على وجه الدفق والشهوة من غير ايلاج باللمس اوالنظر اوالاحتلام اوالاستمناء من الرجل والمراة فى النوم واليقظة ۱۲ فتاوىٰ هنديه ج ۱ ص ۹۔

:۲. وتعتبر الشهوة عند انفصاله عن مكانه لا عند خروجه من راس الاحليل فاذا احتلم او نظر الى امراة فزال المنى عن مكانه بشهوة فامسك ذكره حتى سكنت شهوته ثم سال المنى عليه الغسل عندهما وعند ابى يوسف لا يجب ۱۲ فتاوى هنديه ج ۱ ص ۹۔

:۳. لو اغتسل من الجنابة قبل ان يبول او ينام وصلى ثم خرج بقية المنى فعليه ان يغتسل عندهما خلافا لابى يوسف ولكن لا يعيد تلك الصلوة فى قولهم جميعا ولو خرج بعد ما بال او نام او مشى لا يجب عليه الغسل اتفاقا ۱۲ فتاوىٰ هنديه ص۹ ج۱ ورد المحتار ص ۱۶۶ ج۱۔

:۴. رجل بال فخرج من ذكره منى ان كان منتشرا عليه الغسل وان كان منكسرا عليه الوضوء ۱۲ فتاوىٰ هنديه ج ۱ ص ۹۔

:۵. اعلم ان هذه المسئلة على اربعة عشروجهالانه اما ان يعلم انه منى او مذى اوودى اوشك فى الاولين او فى الطرفين او فى الاخرين او فى الثلاثة وعلى كل اما ان يتذكر احتلاما او لا فيجب الغسل اتفاقافى سبع صورمنها مااذا علم انه مذى او شك فى الاولين اوفى الطرفين او فى الاخرين او فى الثلاثة مع تذكر الاحتلام فيها او علم انه منى مطلقا ولا يجب اتفاقا فيما اذا علم انه ودى مطلقا وفيما اذا علم انه مذى او شك فى الاخرين مع عدم تذكر الاحتلام ويجب عندهما فيما اذا شك فى الاولين او فى الطرفين او فى الثلاثة احتياطا ولا يجب عند ابى يوسف للشك فى وجود الموجب ۱۲ رد المحتار ص ۱۶۸ ج ۱ ما اذا لم يتذكر الاحتلام وتيقن انه منى او شك هل هو منى او مذى فكذلك يجب عليه الغسل فى هاتين الحالتين ايضا اجماعا للاحتياط ۱۲ غنيه ص ۴۱۔

:۶. واعلم انه كما ينتقض الوضوء بنزول البول الى القلفة يجب الغسل بوصول المنى اليها ۱۲ بحر الرائق ص ۵۸ ج ۱۔

(۱) شامی نے اس صورت میں عدم وجوب غسل پر اتفاق نقل کیا ہے لیکن کبیری میں وجوب پر اجماع لکھا ہے لہٰذا ہم نے احتیاطاً کبیری کا قول لیا ہے ۱۲ محشی۔

دوسرا سبب...... [1] ایلاج یعنی کسی باشہوت مرد کے خاص حصہ کے سر کا کسی زندہ عورت کے خاص حصہ میں یا کسی دوسرے زندہ آدمی کے مشترک حصہ میں داخل ہونا خواہ وہ مرد ہو یا عورت یا خنثیٰ اور خواہ منی گرے یا نہ گرے اس صورت میں اگر دونوں میں غسل کے صحیح ہونے کی شرطیں پائی جاتی ہیں یعنی دونوں بالغ ہوں تو دونوں پر ورنہ جس میں پائی جاتی ہیں اس پر غسل فرض ہو جائے گا۔

مسئلہ: اگر [2] عورت کمسن ہو مگر ایسی کم سن نہ ہو کہ اس کے ساتھ جماع کرنے سے اس کے خاص حصے اور مشترک حصے کے مل جانے کا خوف ہو تو اس کے خاص حصے میں مرد کے خاص حصے کا سر داخل ہونے سے مرد پر غسل فرض ہو جائے گا۔ اگر وہ مرد بالغ ہے۔

مسئلہ: جس [3] مرد کے خصیے کٹ گئے ہوں اس کے خاص حصے کا سر اگر کسی کے مشترک حصہ یا عورت کے خاص حصے میں داخل ہو تب بھی غسل دونوں پر فرض ہو جائیگا اگر دونوں بالغ ہوں ورنہ اس پر جو بالغ ہو۔

مسئلہ: اگر [4] کسی مرد کے خاص حصہ کا سر کٹ گیا ہو تو اس کے باقی جسم سے اس مقدار کا اعتبار کیا جائے گا یعنی اگر بقیہ عضو میں سے بقدر حشفہ داخل ہو گیا تو غسل واجب ہو گا ورنہ نہیں۔

مسئلہ: اگر [5] کوئی مرد اپنے خاص حصے کو کپڑے وغیرہ سے لپیٹ کر داخل کرے تو اگر جسم کی حرارت محسوس ہو تو غسل فرض ہو جائے گا مگر احتیاط یہ ہے کہ جسم کی حرارت محسوس ہو یا نہ ہو غسل فرض ہو جائے گا۔

مسئلہ: اگر [6] کوئی عورت شہوت کے غلبہ میں اپنے خاص حصہ میں کسی بے شہوت مرد یا جانور کے خاص حصہ کو یا کسی لکڑی وغیرہ کو یا اپنی انگلی کو داخل کرے تب بھی اس پر غسل فرض ہو جائے گا منی گرے یا نہ گرے مگر یہ شارح منیہ کی رائے ہے اور اصل مذہب میں بدون انزال غسل واجب نہیں۔

تیسرا سبب...... [7] حیض سے پاک ہونا۔

چوتھا سبب...... [8] نفاس سے پاک ہونا۔ ان کے مسائل بہشتی زیور میں گذر چکے۔ دیکھو حصہ دوم۔

جن صورتوں میں غسل فرض نہیں

مسئلہ: منی [9] اگر اپنی جگہ سے بشہوت جدا نہ ہو تو اگر چہ خاص حصہ سے باہر نکل آئے غسل فرض نہ ہو گا مثلاً کسی شخص نے کوئی بوجھ اٹھایا یا اونچے سے گر پڑا یا کسی نے اس کو مارا اور اس صدمہ سے اس کی منی بغیر شہوت کے نکل آئی تو غسل فرض نہ ہو گا۔

مسئلہ: اگر [10] کوئی مرد کسی کمسن عورت کے ساتھ جماع کرے تو غسل فرض نہ ہو گا بشرطیکہ منی نہ گرے اور وہ عورت اس قدر کمسن ہو کہ اس

۱و۲: وعند ایلاج حشفة آدمی او قدرها من مقطوعها فی احد سبیلی آدمی حی یجامع مثله علیهما لو کان مکلفین ولو احدهما مکلفا فعلیه فقط وان لم ینزل ۱۲ شرح التنویر بحذف ج ۱ ص ۱۶۷۔

۳: وجماع الخصی یوجب الغسل علی الفاعل والمفعول به لمواراة الحشفة ۱۲ فتاویٰ قاضی خان ج ۱ ص ۵۳۔

۴: دیکھو مسئلہ نمبر ۸ باب ہذا ۱۲۔

۵: ولو لف علی ذکره خرقة او لج ولم ینزل قال بعضهم یجب الغسل لانه یسمی مولجا وقال بعضهم لا یجب والاصح ان کانت الخرقة رقیقة بحیث یجد حرارة الفرج واللذة وجب الغسل والا فلا والا حوط وجوب الغسل فی الوجهین بحرالرائق ص ۶۰ ج ۱۔

۶: ولا عند ادخال اصبع ونحوه کذکر غیر آدمی وذکر خنثی ومیت وصبی لا یشتهی وما یصنع من نحو خشب فی الدبر او القبل علی المختار وفی رد المحتار وقوله لان المختار وجوب الغسل الخ بحث منه مسبقه الیه شارح المنیة حیث قال والا ولی ان یجب فی القبل الخ در مختار ورد المحتار ج ۱ ص ۱۷۱۔

۷و۸: ویجب عند انقطاع حیض ونفاس ۱۲ شرح التنویر ج ۱ ص ۱۷۰۔

۹: قوله بشهوة متعلق بقوله منفصل احترزبه عما لو انفصل بضرب او حمل ثقیل علی ظهره فلا غسل عندنا ۱۲ ردالمحتار ج ۱ ص ۱۶۵۔

۱۰: ولا عند وطی بهیمة او میتة او صغیرة غیر مشتهاة بان تصیر مفضاة بالوطی وان غابت الحشفة بلا انزال ۱۲ شرح التنویر بحذف ج ۱ ص ۱۷۱۔

کے ساتھ جماع کرنے میں خاص حصے اور مشترک حصے کے مل جانے کا خوف ہو۔

مسئلہ[۱] اگر کوئی مرد اپنے خاص حصے میں کپڑا لپیٹ کر جماع کرے تو غسل فرض نہ ہوگا بشرطیکہ کپڑا اس قدر موٹا ہو کہ جسم کو حرارت اور جماع کی لذت اس کی وجہ سے نہ محسوس ہو مگر احوط یہ ہے کہ غیبت حشفہ سے غسل واجب ہو جائے گا۔

مسئلہ[۲] اگر کوئی مرد اپنے خاص حصے کا جزو مقدار سر حشفہ سے کم داخل کرے تب بھی غسل فرض نہ ہوگا۔

مسئلہ[۵] مذی[۳] اور ودی کے نکلنے سے غسل فرض نہیں ہوتا۔

مسئلہ[۶] استحاضہ[۴] سے غسل فرض نہیں ہوتا۔

مسئلہ[۷] اگر کسی شخص کو منی جاری رہنے کا مرض ہو تو اس کے اوپر اس منی کے نکلنے سے غسل فرض نہ ہوگا۔

مسئلہ[۸] سو[۵] اٹھنے کے بعد کپڑوں پر تری دیکھے تو ان صورتوں میں غسل فرض نہیں ہوتا۔

۱) یقین ہو جائے کہ یہ مذی ہے اور احتلام یاد نہ ہو۔

۲) شک ہو کہ یہ منی ہے یا ودی اور احتلام یاد نہ ہو۔[۶]

۳) شک ہو کہ یہ مذی ہے یا ودی ہے اور احتلام یاد نہ ہو۔

۴،۵) یقین ہو جائے کہ یہ ودی ہے اور احتلام یاد ہو یا نہ ہو۔

۶) شک ہو کہ یہ منی ہے یا مذی ہے یا ودی ہے اور احتلام یاد نہ ہو۔ ہاں پہلی دوسری اور چھٹی صورت میں احتیاطاً غسل کر لینا واجب ہے اگر غسل نہ کرے گا تو نماز نہ ہوگی اور سخت گناہ ہوگا۔ کیونکہ اس میں امام ابو یوسف اور طرفین کا اختلاف ہے۔ امام ابو یوسف نے غسل واجب نہیں کہا اور طرفین نے واجب کہا ہے۔ اور فتوےٰ قول طرفین پر ہے۔

مسئلہ[۹] حقنہ[۷] (عمل) کے مشترک حصے میں داخل ہونے سے غسل فرض نہیں ہوتا۔

مسئلہ[۱۰] اگر[۸] کوئی مرد اپنا خاص حصہ کسی عورت یا مرد کی ناف میں داخل کرے اور منی نہ نکلے تو اس پر غسل فرض نہ ہوگا۔

مسئلہ[۱۱] اگر[۹] کوئی شخص خواب میں اپنی منی گرتے ہوئے دیکھے اور منی گرنے کی لذت بھی اس کو محسوس ہو مگر کپڑوں پر تری یا کوئی اور اثر معلوم نہ ہو تو غسل فرض نہ ہوگا۔

جن صورتوں میں غسل واجب ہے

۱) اگر[۱۰] کوئی کافر اسلام لائے اور حالت کفر میں اس کو حدث اکبر ہوا ہو اور وہ نہ نہایا ہو یا نہایا ہو مگر شرعاً وہ غسل صحیح نہ ہوا ہو تو اس پر بعد اسلام

۱: اولج حشفة او قدرها ملفوفة بخرقة ان وجد لذة الجماع وجب الغسل والالا على الا صح والا حوط الوجوب ۱۲ شرح التنوير ج ۱ ص ۱۷۰۔

۲: حاشیہ مسئلہ نمبر ۹ باب ہذا دیکھو۔

۳: وليس في المذى والودى غسل ۱۲ شرح البدايه ج ۱ ص ۳۸۔

۴: ودم الا ستحاضة كالرعاف الدائم لا يمنع الصلوة ولا الصوم ولا الوطى فتاوى هنديه ج ۱ ص ۲۴۔

۵: دیکھو حاشیہ مسئلہ نمبر ۱ باب ہذا

۶: دیکھو حاشیہ مسئلہ نمبر ۵ باب غسل کا بیان۔

۷: ومنها اى من اشياء لا يغتسل منها حقنة لا نها لا خراج الفضلات لا قضاء الشهوة ۱۲ مراقى الفلاح ص ۵۵۔

۸: اولج الحشفة او قدرها ملفوفة بخرقةان وجد لذة الجماع وجب الغسل والا لا على الا صح والاحوط الو جوب ۱۲ در ص ۳۱ ج ۱ والا صح ان كانت الخرقة رقيقة يجد حرارة الفرج واللذة يجب الغسل والا فلا والا حوط وجوب الغسل فى الوجهين ۱۲ فتاوىٰ هندية مصرى ج ۱ ص ۱۵۔

۹: ولو تذكر الا حتلام ولذة الا نزال ولم يربللا لا يجب عليه الغسل ۱۴ فتاوىٰ هنديه ج ۱ ص ۹ وشرح التنوير ج ۱ ص ۱۷۰۔

۱۰: يجب على من اسلم جنبا او حائضا اونفساء ۱۲ شرح التنوير ص ۱۷۳ ج ۱۔

لانے کے نہانا واجب ہے۔

۲) اگر کوئی شخص پندرہ برس کی عمر سے پہلے بالغ ہو جائے اور اسے پہلا احتلام ہو تو اس پر احتیاطاً غسل واجب ہے اور اس کے بعد جو احتلام ہو یا پندرہ برس کی عمر کے بعد محتلم ہو تو اس پر غسل فرض ہے۔

۳) مسلمان مُردہ کی لاش کو نہلانا مسلمانوں پر فرض کفایہ ہے۔

جن صورتوں میں غسل سنت[1] ہے

۱) جمعہ کے دن نماز فجر کے بعد سے جمعہ تک ان لوگوں کو غسل کرنا سنت ہے جن پر نماز جمعہ واجب ہو۔

۲) عیدین کے دن بعد فجر ان لوگوں کو غسل کرنا سنت ہے جن پر عیدین کی نماز واجب ہے۔

۳) حج یا عمرے کے احرام کے لئے غسل کرنا سنت ہے۔

۴) حج کرنے والے کو عرفہ کے دن بعد زوال کے غسل کرنا سنت ہے۔

جن صورتوں میں غسل کرنا مستحب ہے

۱) اسلام لانے کے لئے غسل کرنا مستحب ہے۔ اگر حدث اکبر سے پاک ہو۔

۲) کوئی مرد یا عورت جب پندرہ برس کی عمر کو پہنچے اور اس وقت تک کوئی علامت جوانی کی اس میں نہ پائی جاوے تو اس کو غسل کرنا مستحب ہے۔

۳) پچھنے لگوانے کے بعد اور جنون اور مستی اور بیہوشی دفع ہو جانے کے بعد غسل کرنا مستحب ہے۔

۴) مردے کو نہلانے کے بعد نہلانے والوں کو غسل کرنا مستحب ہے۔

۵) شب برات یعنی شعبان کی پندرہویں رات کو غسل کرنا مستحب ہے۔

۶) لیلۃ القدر کی راتوں میں اس شخص کو غسل کرنا مستحب ہے جس کو لیلۃ القدر معلوم ہوئی۔

۷) مدینہ منورہ میں داخل ہونے کے لئے غسل کرنا مستحب ہے۔

۸) مزدلفہ[2] میں ٹھہرنے کے لئے دسویں[3] تاریخ کی صبح کو طلوع فجر کے بعد غسل مستحب ہے۔

۹) طواف[4] زیارت کے لئے غسل مستحب ہے۔

۱: احتلم الصبی اوالصبیۃ الا حتلام الذی بہ البلوغ وانزلا علی وجہ الدفق والشہوۃ لا یجب الغسل لان الخطاب انما توجہ عقیب ونزال فھو سابق علی الخطاب قال قاضی خان والا حوط وجوب الغسل غنیہ ص ٤٤ وشرح التنویر ج ۱ ص ۱۷۳۔

۲: ویجب ای یفرض علی الا حیاء المسلمین کفایۃ ان یغسلوا المیت المسلم الا الخنثی المشکل فییمم ۱۲ در ج ۱ ص ٦٤۔

۳،٤،٥،٦،۷: وسن لصلوۃ جمعۃ ولصلوۃ عید ھو الصحیح ولا جل احرام ای بحج او عمرۃ او بھما و عرفۃ بعد الزوال ۱۲ رد المحتار ج ۱ ص ۱۷٤ و بحر الرائق ج ۱ ص ٦٤۔

۹: وواحد مستحب وھو غسل الکافر اذا اسلم ولم یکن جنبا ۱۲ فتاوی ھندیہ ج ۱ ص ۱۰۔

۱۰: والا بان اسلم طاھرا اوبلغ بالسن فمندوب ۱۲ ج ۱ ص ۱۷٤ شرح التنویر۔

۱۱ تا ۱۵: وندب لمجنون افاق وکذا المغمی علیہ وعند حجامۃ وفی لیلۃ براءۃ وعرفۃ وقدر اذا راھا وعند الوقوف بمزدلفۃ غداۃ یوم النحر للوقوف وعند دخول منی یوم النحر لرمی الجمرۃ وکذا لبقیۃ الرمی وعند دخول مکۃ لطواف الزیارۃ ولصلوۃ کسوف وخسوف واستسقاء وفزع وظلمۃ وریح شدید وکذا لدخول المدینۃ ولحضور مجمع الناس ولمن لبس ثوبا جدیدا او غسل میتا او یراد قتلہ ولتائب من ذنب ولقادم من سفر ۱۲ رد المحتار ج ۱ ص ۱۷۵ و ج ۱ ص ۱۷٦۔

(۱) قال الشامی ھو من سنن الزوائد فلا عتاب بترکہ اھ ج ۱ ص ۱۷٤۔

(۲) یہ قیام ایام حج میں ہوتا ہے اور مزدلفہ مکہ کے قریب ایک جگہ ہے ۱۲ محشی۔

(۳) یعنی ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کی صبح کو ۱۲۔

(۴) یہ طواف حج میں ہوتا ہے ۱۲۔

۱۰) (۱) کنکری پھینکنے کے وقت غسل مستحب ہے۔
۱۱) کسوف اور خسوف اور استسقاء کی نمازوں کے لئے غسل مستحب ہے۔
۱۲) خوف اور مصیبت کی نماز کے لئے غسل مستحب ہے۔
۱۳) کسی گناہ سے توبہ کرنے کے لئے غسل مستحب ہے۔
۱۴) سفر سے واپس آنے والے کو غسل مستحب ہے جب وہ اپنے وطن پہنچ جائے۔
۱۵) مجلس عامہ میں جانے کے لئے اور نئے کپڑے پہننے کے لئے غسل مستحب ہے۔
۱۶) جس کو قتل کیا جاتا ہے اس کو غسل کرنا مستحب ہے۔

حدث اکبر کے احکام (۲)

مسئلہ: جب کسی پر غسل فرض ہو اس کو مسجد میں داخل ہونا حرام ہے۔ ہاں اگر کوئی سخت ضرورت ہو تو جائز ہے۔ مثلاً کسی کے گھر کا دروازہ مسجد میں ہو اور دوسرا کوئی راستہ اس کے نکلنے کا سوا اس کے نہ ہو اور نہ وہاں کے سوا دوسری جگہ رہ سکتا ہو تو اس کو مسجد میں تیمم کر کے جانا جائز ہے یا کسی مسجد میں پانی کا چشمہ یا کنواں یا حوض ہو اور اس کے سوا کہیں پانی نہ ہو تو اس مسجد میں تیمم کر کے جانا جائز ہے۔

مسئلہ: عیدگاہ میں اور مدرسے اور خانقاہ وغیرہ میں جانا جائز ہے۔

مسئلہ: حیض و نفاس کی حالت میں عورت کی ناف اور زانوں کے درمیان کے جسم کو دیکھنا اس سے اپنے جسم کو ملانا جب کوئی کپڑا درمیان میں نہ ہو اور جماع کرنا حرام ہے۔

مسئلہ: حیض و نفاس کی حالت میں عورت کا بوسہ لینا اور جھوٹا پانی وغیرہ پینا اور اس سے لپٹ کر سونا اور اس کے ناف اور ناف کے اوپر زانو اور زانو کے نیچے کے جسم سے اپنے جسم کو ملانا اگرچہ کپڑا درمیان میں نہ ہو اور ناف اور زانو کے درمیان میں کپڑے کے ساتھ ملانا جائز ہے بلکہ حیض کی وجہ سے عورت سے علیحدہ ہو کر سونا یا اس کے اختلاط سے بچنا مکروہ ہے۔ (۳)

مسئلہ: اگر کوئی مرد سو اٹھنے کے بعد اپنے خاص عضو پر تری دیکھے اور قبل سونے کے اس کے خاص حصے کو استادگی ہو تو اس پر غسل فرض نہ

حاشیہ ۱ تا ۷: دیکھئے حاشیہ نمبر ۱۱ تا ۱۵ صفحہ گذشتہ

۸، ۹: ويحرم للمحدث الاكبر دخول مسجد لا مصلى عيد و جنازة ورباط ومدرسة ولو للعبور الالضرورة حيث لا يمكنه غيره كان يكون باب بيته الى المسجد ولا يمكنه تحويله ولا يقدر على السكنى فى غيره ومن صوره ما فى العناية عن المبسوط مسافر مربمسجد فيه عين ماء وهو جنب ولا يجد غيره فانه تيمم لدخول المسجد عندنا ۱۲ رد المحتار ص ۱۷۰ ج ۱۔

۱۰: ويمنع حل الطواف وقربان ماتحت ازار يعنى ما بين سرة وركبة ولو بلا شهوة وحل ما عداه مطلقا فيجوز الا ستمتاع بالسرة وما فوقها والركبة وما تحتها وكذا بما بينهما بحائل بغير الوطى ولو تلطخ دما ۱۲ شرح التنوير ورد المحتار ص ۳۰۱ ج او فتاوئ هنديه ومنها حرمة الجماع وله ان يقبلها ويضا جعها و يستمتع بجميع بدنها ما خلا بين السرة والركبة عند ابى حنيفة وابى يوسف ۱۲ ج ۱ ص ۲۴۔

۱۱: ويمنع حل الطواف وقربان ماتحت ازار يعنى ما بين سرة وركبة ولو بلا شهوة وحل ما عداه مطلقا فيجوز الا ستمتاع بالسرة وما فوقها والركبة وما تحتها وكذا بما بينهما بحائل بغير الوطى ولو تلطخ دما ۱۲ شرح التنوير ورد المحتار ص ۳۰۱ ج او فتاوئ هنديه ومنها حرمة الجماع وله ان يقبلها ويضا جعها و يستمتع بجميع بدنها ما خلا بين السرة والركبة عند ابى حنيفة وابى يوسف ۱۲ ج ۱ ص ۲۴۔

۱۲: وان استيقظ فوجد فى احليله بللالا يدرى امنى هوام مذى ولم يتذكر حلما ينظر ان كان ذكره منتشرا قبل النوم فلا غسل عليه وان كان ساكنا فعليه الغسل هذا اذا نام قائما او قاعدا اما اذا نام مضطجعا او تيقن انه منى فعليه الغسل ۱۲ غنيه ص ۴۱۔

(۱) یہ فعل بھی حج میں ہوتا ہے ۱۲ محشی۔ (۲) یعنی بے غسل ہونے کے احکام ۱۲۔

(۳) زانو کے چھونے اور اس سے بدن ملانے کو عام فقہائے تو جائز کہا ہے مگر شامی نے اس کے عورت ہونے کی وجہ سے تامل کیا ہے مگر یہ تامل تو جمیع بدن میں ہے کیونکہ حرہ کا سارا جسم عورت ہے اور ماتحت الازار میں ساق بھی داخل ہے کیونکہ ساق حرہ عورت ہے لہٰذا راجح قول جمہور ہے ۱۲ ظفر احمد۔

ہوگا اور وہ تری مذی سمجھی جاوے گی بشرطیکہ احتلام یاد نہ ہو اور اس تری کے منی ہونے کا غالب گمان نہ ہو اور اگر ران وغیرہ یا کپڑوں پر بھی تری ہو تو غسل بہر حال واجب ہے۔

مسئلہ ۱: اگر[1] دو مرد یا عورتیں یا ایک مرد اور ایک عورت ایک ہی بستر پر لیٹیں اور سو اٹھنے کے بعد اس بستر پر منی کا نشان پایا جاوے اور کسی طریقہ سے یہ نہ معلوم ہو کہ یہ کس کی منی ہے اور نہ اس بستر پر ان سے پہلے کوئی اور سویا ہو تو اس صورت میں دونوں پر غسل فرض ہوگا اور اگر ان سے پہلے کوئی اور شخص اس بستر پر سو چکا ہے اور منی خشک ہے تو ان دونوں صورتوں میں کسی پر غسل فرض نہ ہوگا۔

مسئلہ ۲: کسی[2] پر غسل فرض ہو اور پردہ کی جگہ نہیں تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ مرد کو مردوں کے سامنے برہنہ ہو کر نہانا واجب ہے۔ اسی طرح عورت کو عورتوں کے سامنے بھی نہانا واجب ہے اور مرد کو عورتوں کے سامنے اور عورتوں کو مردوں کے سامنے نہانا حرام ہے بلکہ تیمم کرے۔

تیمّم کا بیان

مسئلہ ۱: کنوئیں[3] سے پانی نکالنے کی کوئی چیز نہ ہو اور نہ کوئی کپڑا ہو جس کو کنوئیں میں ڈال کر تر کرلے اور اس سے نچوڑ کر طہارت کرے یا پانی مٹکے وغیرہ میں ہو اور کوئی چیز پانی نکالنے کی نہ ہو اور مٹکا جھکا کر بھی پانی نہ لے سکتا ہو اور ہاتھ نجس ہوں اور کوئی دوسرا شخص ایسا نہ ہو جو پانی نکال دے یا اس کے ہاتھ دھلادے ایسی حالت میں تیمم درست ہے۔

مسئلہ ۲: اگر[4] وہ عذر جس کی وجہ سے تیمم کیا گیا ہے آدمیوں کی طرف سے ہو تو جب وہ عذر جاتا رہے تو جس قدر نمازیں اس تیمم سے پڑھی ہیں سب دوبارہ پڑھنا چاہئے مثلاً کوئی شخص جیلخانہ میں ہو اور جیل کے ملازم اس کو پانی نہ دیں یا کوئی شخص اس سے کہے کہ اگر تو وضو کرے گا تو میں تجھ کو مار ڈالوں گا اس تیمم سے جو نماز پڑھی ہے اس کو پھر دوہرانا پڑے گا۔

مسئلہ ۳: ایک[5] مقام سے اور ایک ڈھیلے سے چند آدمی یکے بعد دیگرے تیمم کریں درست ہے۔

مسئلہ ۴: جو[6] شخص پانی اور مٹی دونوں کے استعمال پر قادر نہ ہو خواہ پانی اور مٹی نہ ہونے کی وجہ سے یا بیماری سے تو اس کو چاہئے کہ نماز بلا طہارت پڑھ لے پھر اس کو طہارت سے لوٹالے۔ مثلاً کوئی شخص ریل میں ہو اور اتفاق سے نماز کا وقت آجائے اور پانی اور وہ چیز جس سے تیمم درست ہے جیسے مٹی اور مٹی کے برتن یا گرد و غبار نہ ہو اور نماز کا وقت جاتا ہو تو ایسی حالت میں بلا طہارت نماز پڑھ لے اسی طرح جیل میں جو شخص ہو اور وہ پاک پانی اور مٹی پر قادر نہ ہو تو بے وضو اور تیمم کے نماز پڑھ لے اور دونوں صورتوں میں نماز کا اعادہ کرنا پڑے گا۔

مسئلہ ۵: جس[7] شخص کو اخیر وقت تک پانی ملنے کا یقین یا گمان غالب ہو اس کو نماز کے اخیر وقت مستحب تک پانی کا انتظار کرنا مستحب ہے۔ مثلاً

۱: ولو وجد بين الزوجين ماء ولا مميزو لا تذكر ولا نام قبلهما غيرهما اغتسلا فلو كان قد نام عليه غيرهما وكان المنى المرئ يسا فالظاهرانه لا يجب الغسل على احد منهما والتقييد بالزوجين اتفاقى جريا على الغالب لذ اقال (ط) الا جنبى والا جنبية كذلك وكذا لو كانا رجلين اما مراتين فالظاهراتحاد الحكم ۱۲ شرح التنوير ورد المحتار ج ۱ ص ۱۷۰۔

۲: عليه غسل وثمه رجال لا يدعه وان رأوه والمراة بين رجال ونساء توخره لابين نساء فقط واختلف فى الرجل بين رجال ونساء او نساء فقط و ينبغى لها ان تيمم وتصلى لعجزها شرعا عن الماء ۱۲ رد المحتار ج ۱ ص ۱۶۰۔

۳: وتيمم لفقد الة كحبل ودلولانه يصير البئر كعدمها ۱۲ مراقى ص ۶۳ ورد المحتار ج ۱ ص ۲۴۳۔

۴: الرجل اذا قال لغيره ان توضات حبستك او قتلتك فانه يصلى بالتيمم ثم يعيد والمحبوس فى السجن يصلى بالتيمم ويعيد بالوضوء لان العجز انما تحقق بصنع العبادو صنع العباد لا يوثر فى اسقاط حق الله تعالىٰ فتاوىٰ هنديه ص ۱۸ ج ۱ وشرح التنوير ج ۱ ص ۲۶۰۔

۵: جاز تيمم جماعة من محل واحد ۱۲ شرح التنوير ج ۱ ص ۲۶۱ وفتاوىٰ هنديه ج ۱ ص ۱۹۔

۶: والمحصور فاقد الماء والتراب الطهورين بان حبس فى مكان نجس ولا يمكنه اخراج تراب مطهر وكذا العاجز عنها لمرض يوخرها عنده وقالا يتشبه بالمصلين وجوبا فيركع ويسجد ان وجد مكانا يابسا والا يومى قائما ثم يعيد كالصوم به يفتى واليه صح رجوعه ۱۲ در ص ۲۵۹۔

۷: وندب لراجيه رجاء قويا اخر الوقت المستحب ولولم يوخر وتيمم وصلى جاز ان كان بينه وبين الماء ميل والا لا ۱۲ شرح التنوير ج ۱ ص ۲۵۶۔

کنوئیں سے پانی نکالنے کی کوئی چیز نہ ہو اور یہ یقین یا گمان غالب ہو کہ اخیر وقت مستحب تک رسی ڈول مل جائے گا یا کوئی شخص ریل پر سوار ہو اور یقیناً یا ظناً معلوم ہو کہ اخیر وقت تک ریل ایسے اسٹیشن پر پہنچ جائے گی جہاں پانی مل سکتا ہے تو اخیر وقت مستحب تک انتظار مستحب ہے۔

مسئلہ اگر کوئی شخص ریل پر سوار ہو اور اس نے پانی نہ ملنے سے تیمم کیا ہو اور اثناء راہ میں چلتی ہوئی ریل سے اسے پانی کے چشمے تالاب وغیرہ دکھلائی دیں تو اس کا تیمم نہ جائے گا اس لئے کہ اس صورت میں وہ پانی کے استعمال پر قادر نہیں۔ ریل نہیں ٹھہر سکتی اور چلتی ہوئی ریل سے اتر نہیں سکتا۔ تتمہ حصہ اول بہشتی زیور کا تمام ہوا آگے تتمہ حصہ دوم کا شروع ہوتا ہے۔

تتمہ حصہ دوم بہشتی زیور

نماز کے وقتوں کا بیان

⇦ مدرک[۲]...... وہ شخص جسکو شروع سے اخیر تک کسی کے پیچھے جماعت سے نماز ملے اور اس کو مقتدی اور موتم بھی کہتے ہیں۔

⇦ **مسبوق**...... وہ شخص جو ایک رکعت یا اس سے زیادہ ہو جانے کے بعد جماعت میں آکر شریک ہوا ہو۔

⇦ لاحق...... شخص جو کسی امام کے پیچھے نماز میں شریک ہوا ہو اور بعد شریک ہونے کے اس کی سب رکعتیں یا کچھ رکعتیں جاتی رہیں خواہ اس وجہ سے کہ وہ سو گیا یا اس کو کوئی حدث ہو جائے اصغر یا اکبر۔

مسئلہ مردوں[۳] کیلئے مستحب ہے کہ فجر کی نماز ایسے وقت شروع کریں کہ خوب پھیل جائے اور اس قدر وقت باقی ہو کہ اگر نماز پڑھی جائے اور اس میں چالیس پچاس آیتوں کی تلاوت اچھی طرح کی جاوے اور بعد نماز کے اگر کسی وجہ سے نماز کا اعادہ کرنا چاہیں تو اسی طرح چالیس پچاس آیتیں اس میں پڑھ سکیں۔ اور عورتوں کو ہمیشہ اور مردوں کو حالت حج میں مزدلفہ میں فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھنا مستحب ہے۔

مسئلہ جمعہ[۴] کی نماز کا وقت بھی وہی ہے جو ظہر کی نماز کا ہے۔ صرف اس قدر فرق ہے کہ ظہر کی نماز گرمیوں میں تاخیر[۵] کر کے پڑھنا بہتر ہے خواہ گرمی کی شدت ہو یا نہیں اور جاڑوں کے زمانہ میں جلد پڑھنا مستحب ہے۔ اور جمعہ کی نماز ہمیشہ اول وقت پڑھنا سنت ہے جمہور کا یہی قول ہے۔

مسئلہ عیدین[۶] کی نماز کا وقت آفتاب کے اچھی طرح نکل آنے کے بعد شروع ہوتا ہے دوپہر سے پہلے تک رہتا ہے آفتاب کے اچھی طرح نکل

۱: وان مرعلى الماء وهو فى موضع لا يستطيع النزول اليه لخوف عدو اوسبع لم ينتقض ۱۲ فتاوى هنديه ج ۱ ص ۱۸۔

۲: اعلم ان المقتدى ثلاثة اقسام مدرك ولاحق ومسبوق فالمدرك من صلى الركعات كلها مع الامام واللاحق هو من دخل معه وفاته كلها او بعضها بان عرض له نوم او غفلة اوزحمة او سبق حدث او كان مقيما خلف مسافر والمسبوق هو من سبقه الامام بكلها او بعضها ۱۲ طحطاوى ص ۱٦۹ ورد المحتار ص ٦۲ ج ۱۔

۳: والمستحب للرجل الابتداء فى الفجر باسفار والختم به هو المختار بحيث يرتل اربعين اية ثم يعيد مع ترتيل القراءة المذكورة لو فسد الا لحاج بمزدلفة فالتغليس افضل كمرأة مطلقا ۱۲ شرح التنوير ص ۳۷۹ ج ۱۔

۴: والثالث (من شرائط الجمعة) وقت الظهر فتبطل الجمعة بخروجه ۱۲ شرح التنوير ص ۸٤٦ ج ۱۔

۵: وتاخير ظهر الصيف بحيث يمشى فى الظل مطلقا ۱۲ شرح التنوير ص ۳۷۹ ج ۱ والمستحب تعجيل ظهر شتاء ۱۲ شرح التنوير ص ۳۸۳ ج ، اوجمعة كظهر اصلا واستحبا با فى الزمانين لانها خلفه وقال الجمهور ليس بمشروع لانها تقام بجمع عظيم فتاخيرها مفض الى الحرج ولا كذلك الظهر و موافقة الخلف لاصله من كل وجه ليس بشرط ۱۲ شرح التنوير ورد المحتار ج ۱ ص ۳۸۰۔

٦: وابتداء وقت صحة صلوة العيد من ارتفاع الشمس قدر رمح اورمحين حتى تبيض الى قبيل زوالها ۱۲ مراقى الفلاح ص ۲۹۰ ج ۱ ورد المحتار ج ۱ ص ۸۷۰۔

آنے سے یہ مقصود ہے کہ آفتاب کی زردی جاتی رہے اور روشنی ایسی تیز ہو جائے کہ نظر نہ ٹھہرے اس کی تعیین کے لئے فقہاء نے لکھا ہے کہ بقدر ایک نیزے[(۱)] کے بلند ہو جائے۔ عیدین کی نماز کا جلد پڑھنا مستحب ہے مگر عید الفطر کی نماز اول وقت سے کچھ دیر میں پڑھنا چاہئے۔

مسئلہ[۲] جب امام خطبے کے لئے اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہو اور خطبہ جمعہ کا ہو یا عیدین کا یا حج وغیرہ کا تو ان وقتوں میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ اور خطبہ نکاح اور ختم قرآن میں بعد شروع خطبہ کے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ[۳] جب فرض نماز کی تکبیر کہی جاتی ہو اس وقت بھی نماز مکروہ ہے ہاں اگر فجر کی سنت نہ پڑھی ہوں اور کسی طرح یہ یقین یا ظن غالب ہو جائے کہ ایک رکعت جماعت سے مل جائے گی۔ یا بقول[(۲)] بعض علماء تشہد ہی مل جانے کی امید ہو تو فجر کی سنتوں کا پڑھ لینا مکروہ نہیں یا جو سنت موکدہ شروع کر دی ہو اسکو پورا کر لے۔

مسئلہ[۴] نماز عیدین کے قبل خواہ گھر میں خواہ عید گاہ میں نماز نفل مکروہ ہے اور نماز عیدین کے بعد فقط عید گاہ میں مکروہ ہے۔

اذان کا بیان

مسئلہ[۵] اگر کسی ادا نماز کے لئے اذان کہی جائے تو اس کے لئے اس نماز کے وقت کا ہونا ضرور ہے۔ اگر وقت آنے سے پہلے اذان دی جائے تو صحیح نہ ہوگی بعد وقت آنے کے پھر اس کا اعادہ کرنا ہوگا خواہ وہ اذان فجر کی ہو یا کسی اور وقت کی۔

مسئلہ[۶] اذان اور اقامت کا عربی زبان میں انہیں خاص الفاظ سے ہونا ضرور ہے جو نبی ﷺ سے منقول ہیں اگر کسی اور زبان میں یا عربی زبان میں کسی اور الفاظ سے اذان کہی جائے تو صحیح نہ ہوگی اگرچہ لوگ اس کو سن کر اذان سمجھ لیں اور اذان کا مقصود اس سے حاصل ہو جائے۔

مسئلہ[۷] مؤذن کا مرد ہونا ضروری ہے عورت کی اذان درست نہیں اگر کوئی عورت اذان دے تو اس کا اعادہ کرنا چاہئے اور اگر بغیر اعادہ کئے ہوئے نماز پڑھ لی جائے گی تو گویا بے اذان کے پڑھی گئی۔

۱: یندب تعجیل الاضحی لتعجیل الا ضاحی وتاخیر الفطر لیودی الفطرة ۱۲ رد المحتار ص ۸۷۰ ج ۱۔

۲: و (کرہ) عند خروج امامه لخطبة ۱۲ در ص ۳۹۰ ج ۱ ویکرہ التنفل عند خطبة الحج وخطبة النکاح ویکرہ التطوع اذا خرج الامام للخطبة یوم الجمعة ۱۲ فتاویٰ هندیه ص ۳۳ ج ۱۔

۳: ویکرہ التنفل اذا اقیمت الصلوٰة الا سنة الفجر ان لم یخف فوت الجماعة ۱۲ فتاوی هندیه ج ۱ ص ۳۳ واذا خاف فوت رکعتی الفجر لا شتغاله بسنتها ترکها لکون الجماعة اکمل والا بان رجا ادراك رکعة فی ظاهر المذهب وقیل التشهد واعتمده المصنف والشر نبلا لی تبعا للبحر لکن ضعفه فی النهر لا یترکها بل یصلیها عند باب المسجد ان وجد مکانا والا ترکها لان ترك المکروه مقدم علی فعل السنة ۱۲ شرح التنویر ج ۱ ص ۷۴۹۔

٤: ولا یتنفل قبلها مطلقا وکذا بعدها فی مصلاها ۔ فانه مکروه عند العامة ۱۲ شرح التنویر ج ۱ ص ۶۶۹۔

٥: تقدیم الاذان علی الوقت فی غیر الصبح لا یجوز اتفاقا وکذا فی الصبح عند ابی حنیفة ومحمد رحمهما اللّٰه وان قدم یعاد فی الوقت ۱۲ فتاویٰ هندیه ج ۱ ص ۳۳ ورد المحتار ج ۱ ص ٤۰۰۔

٦: الاذان هو اعلام مخصوص بالفاظ کذلك ای مخصوصة اشار الی انه لا یصح بالفارسیة وان علم انه اذان وهو الاظهر والاصح ۱۲ شرح التنویر ورد المحتار ج ۱ ص ۳۹۷۔

۷: ویکره اذان الجنب واقامته واقامة المحدث واذان المرأة واما اذان المرأة فلانها منهیة عن رفع صوتها لانه یؤدی الی الفتنة وذکر فی السراج الوهاج اذا لم یعیدوا اذان المرأة فکانهم صلوا بغیر اذان فلهذا کان علیهم الاعادة وهو یقتضی عدم صحته ۱۲ بحر الرائق ج ۱ ص ۲۶۳، ۲٦٤ ج ۲ وفی البدائع یکره اذان المرأة باتفاق الروایات ولو اذنت للقوم اجزاهم حتی لا یعاد لحصول المقصود وهو الاعلام وروی عن ابی حنیفة انه یستحب الاعادة ۱۲ حاشیه بحر الرائق ج ۲ ص ۲٦٤۔

(۱) ایک نیزے سے یہ مراد ہے کہ طلوع کی جگہ سے اتنا اونچا ہو جائے ۱۲ محشی۔

(۲) مگر ظاہر مذہب یہ ہے کہ فرض صبح کی دونوں رکعتیں فوت ہونے کا اندیشہ ہو گو تشہد مل جانے کی امید ہو تو اس صورت میں سنت فجر نہ پڑھے اور دوسرے قول کو نہر میں ضعیف کہا ہے گو فتح القدیر میں اس کی تائید کی ہے ۱۲۔

مسئلہ: مؤذن[1] کا صاحب عقل ہونا بھی ضرور ہے اگر کوئی نا سمجھ بچہ یا مجنون یا مست اذان دے تو معتبر نہ ہوگی۔

مسئلہ: اذان[2] کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ اذان دینے والا دونوں حدثوں سے پاک ہو کر کسی اونچے مقام پر مسجد سے علیحدہ قبلہ رو کھڑا ہو اور اپنے دونوں کانوں کے سوراخوں کو کلمہ کی انگلی سے بند کر کے اپنی طاقت کے موافق بلند آواز سے نہ اس قدر کہ جس سے تکلیف ہو ان کلمات کو کہے اَللّٰہُ اَکْبَرُ چار بار پھر اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ دو مرتبہ پھر اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ دو بار پھر حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ دو مرتبہ پھر حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ دو مرتبہ پھر اَللّٰہُ اَکْبَرُ دو مرتبہ پھر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰہُ ایک مرتبہ اور حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ کہتے[3] وقت اپنے منہ کو داہنی طرف پھیر لیا کرے اس طرح کہ سینہ اور قدم قبلہ سے نہ پھرنے پائے اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کہتے وقت بائیں طرف منہ پھیر لیا کرے اس طرح[4] کہ سینہ اور قدم قبلہ سے نہ پھرنے پائے اور فجر کی اذان میں بعد حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کے اَلصَّلٰوۃُ[5] خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ بھی دو مرتبہ کہے پس کل الفاظ اذان کے پندرہ ہوئے اور فجر کی اذان میں سترہ۔ اور اذان کے الفاظ کو گانے کے طور پر نہ ادا کرے اور نہ اس طرح کہ کچھ پست آواز سے اور کچھ بلند آواز سے۔ اور دو مرتبہ اللہ اکبر کہہ کر اس قدر سکوت[6] کرے کہ سننے والا اس کا جواب دے سکے اور اللہ اکبر کے سوا دوسرے الفاظ میں بھی ہر لفظ کے بعد اسی قدر سکوت کر کے دوسرا لفظ کہے۔

مسئلہ: اقامت[7] کا طریقہ بھی یہی ہے صرف فرق اس قدر ہے کہ اذان مسجد سے باہر کہی جاتی ہے یعنی یہ بہتر ہے اور اقامت مسجد کے اندر۔ اور اذان بلند آواز سے کہی جاتی ہے اور اقامت پست آواز سے۔ اور اقامت میں اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ نہیں بلکہ بجائے اس کے پانچوں وقت میں قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ دو مرتبہ۔ اور اقامت کہتے وقت کانوں کے سوراخوں کا بند کرنا بھی نہیں اس لئے کہ کان کے سوراخ آواز بلند ہونے کیلئے بند کیے جاتے ہیں اور وہ یہاں مقصود نہیں۔ اور اقامت میں حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کہتے وقت داہنے بائیں جانب منہ پھیرنا بھی نہیں ہے یعنی ضرور نہیں ورنہ بعض فقہاء نے لکھا ہے۔

اذان و اقامت کے احکام

مسئلہ: سب[9] فرض عین نمازوں کے لئے ایک بار اذان کہنا مردوں پر سنت مؤکدہ ہے۔ مسافر ہو یا مقیم جماعت کی نماز ہو یا تنہا ادا نماز ہو یا قضا۔ اور نماز جمعہ کیلئے دو بار اذان کہنا۔

۱: واذان الصبی الذی لا یعقل لا یجوز ویعا د وکذا المجنون ۱۲ فتاوی ہندیہ ج ۱ ص ۳۳ ورد المحتار ج ۱ ص ۴۰۷۔

۲: ومن السنۃ ان یاتی بالا ذان والا قامۃ جہرا رافعا بہما صوتہ الا ان الا قامۃ اخفض منہ وینبغی ان یؤذن علی المئذنۃ او خارج المسجد ولا یؤذن فی المسجد والسنۃ ان یؤذن فی موضع عال یکون اسمع لجیرانہ ویرفع صوتہ ویکرہ للمؤذن ان یرفع صوتہ فوق الطاقۃ ویستقبل بہما القبلۃ وجعل اصبعیہ فی اذنیہ سنۃ الاذان لیرفع صوتہ بخلاف الا قامۃ ولا ترجیع فی الاذان ۱۲ فتاوی ہندیہ ص ۳۴ ج ۱۔

۳: ویستحب ان یحول وجہہ یمینا بالصلوۃ ویسارا بالفلاح ۱۲ مراقی الفلاح ص ۱۰۶۔

۴: یحول وجہہ لا صدرہ وقدمیہ ۱۲ رد المحتار ص ۴۰۱ ج ۱۔

۵: ویقول بعد فلاح اذان الفجر الصلوۃ خیر من النوم مرتین ۱۲ رد المحتار ج ۱ ص ۴۰۲۔

۶: ویترسل فیہ لسکتۃ (تسع الا جابۃ) بین کلمتین ۱۲ رد المحتار ص ۴۰۱ ج ۱۔

۷: والاقامۃ کاذان فیما مر ولا یضع اصبعیہ فی اذنیہ ویحدر ویزید قد قامت الصلوۃ بعد فلا حہا مرتین ۱۲ شرح التنویر ج ۱ ص ۴۰۲۔

۸: ؤیلتفت فیہ وکذا فیہا (ای فی الاقامۃ) مطلقا و قیل ان المحل متسعا ۱۲ شرح التنویر ج ۱ ص ۴۰۱۔

۹: وہو سنۃ للرجال فی مکان عال موکدۃ للفرائض الخمس فی وقتہا ولو قضاء ۱۲ شرح التنویر ج ۱ ص ۳۹۸۔

مسئلہ[۱] اگر نماز کسی ایسے سبب سے قضا ہوئی ہو تو اذان پوشیدہ طور پر آہستہ کہی جاوے تاکہ لوگوں کو اذان سن کر نماز قضا ہونے کا علم نہ ہو اس لئے کہ نماز قضا ہو جانا غفلت اور سستی پر دلالت کرتا ہے اور دین کے کاموں میں غفلت اور سستی گناہ ہے اور گناہ کا ظاہر کرنا اچھا نہیں اور اگر کئی نمازیں قضا ہوئی ہوں اور سب ایک ہی وقت پڑھی جائیں تو صرف پہلی نماز کی اذان دینا سنت ہے اور باقی نمازوں کے لئے صرف اقامت۔ ہاں یہ مستحب ہے کہ ہر ایک کے واسطے اذان بھی علیحدہ دی جائے۔

مسئلہ[۲] مسافر کیلئے اگر اس کے تمام ساتھی موجود ہوں اذان مستحب ہے سنت موکدہ نہیں۔

مسئلہ[۳] جو شخص اپنے گھر میں نماز پڑھے تنہا یا جماعت سے اس کے لئے اذان اور اقامت دونوں مستحب ہیں بشرطیکہ محلہ کی مسجد یا گاؤں کی مسجد میں اذان اور اقامت ہو چکی ہو اس لئے کہ محلّہ کی اذان اور اقامت تمام محلے والوں کو کافی ہے۔

مسئلہ[۴] جس مسجد میں اذان اور اقامت کے ساتھ نماز ہو چکی ہو اس میں اگر نماز پڑھی جائے تو اذان اور اقامت کا کہنا مکروہ ہے ہاں اگر اس مسجد میں کوئی مؤذن اور امام مقرر نہ ہو تو مکروہ نہیں بلکہ افضل ہے۔

مسئلہ[۵] اگر کوئی شخص ایسے مقام پر جہاں جمعہ کی نماز کے شرائط پائے جاتے ہوں اور جمعہ ہوتا ہو ظہر کی نماز پڑھے تو اس کو اذان اور اقامت کہنا مکروہ ہے خواہ وہ ظہر کی نماز کسی عذر سے پڑھتا ہو یا بلا عذر اور خواہ قبل نماز جمعہ کے ختم ہونے کے پڑھے یا بعد ختم ہونے کے۔

مسئلہ[۶] عورتوں کو اذان اور اقامت کہنا مکروہ ہے خواہ جماعت سے نماز پڑھیں یا تنہا۔

مسئلہ[۷] فرض عین نمازوں کے سوا اور کسی نماز کے لئے اذان و اقامت مسنون نہیں خواہ فرض کفایہ ہو جیسے جنازے کی نماز یا واجب ہو جیسے وتر اور عیدین یا نفل ہو جیسے اور نمازیں۔

مسئلہ[۸] جو شخص اذان سنے مرد ہو یا عورت، طاہر ہو یا جنب اس پر اذان کا جواب دینا مستحب ہے اور بعض نے واجب بھی کہا ہے مگر معتمد اور ظاہر مذہب استحباب ہی ہے۔ یعنی[۹] جو لفظ مؤذن کی زبان سے سنے وہی کہے مگر حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کے جواب میں

۱: ویسن ان یؤ ذن ویقیم لفائتة رافعا صوته لو بجماعة او صحراء لا ببیته منفرد او کذلك یسان لا ولی الفوائت ویخیرفیه للباقی ج ۱ ص ۴۰۴ شرح التنویر۔

۲: وکره ترکهما معا لمسافرو لو منفردا و کذا ترکها لا ترکه لحضور الرفقه ۱۲ شرح التنویر ج ۱ ص ۴۰۹۔

۳: ولو صلے فی بیته فی قریة ان کان فی القریة مسجد فیه اذان و اقامة فحکمه حکم من صلی فی بیته فی المصر و ان لم یکن فیها مسجد فحکمه حکم المسافر ۱۲ فتاویٰ هندیه ص ۳۳ ج ۱ و کره ترکهما للمسافر لا لمصل فی بیته فی المصر و ندبالهما ۱۲ بحر الرائق ص ۲٦۵ ج۱۔

٤: اهل المسجد اذا صلوا باذان وجماعة یکره تکرارا لا ذان والجماعة فیه مسجد لیس له مؤذن وامام معلوم یصلے فیه الناس فوجا فوجا بجماعة فالا فضل ان یصلی کل فریق باذان و اقامة ۱۲ فتاویٰ هندیه ج ۱ ص ۳۳، ۳٤ و رد المحتار ص ٤۱۰ ج ۱۔

٥: ولا یسنان ایضا لظهر یوم الجمعة فی مصر شمل المعذور وغیره وفی القری لا یکره بکل حال ۱۲ شرح التنویر ورد المحتار ج ۱ ص ٤۰٦۔

٦: ولا یسن ذلك ای الاذان والا قامة فیما تصلیه النساء اداء وقضاء ولو جماعة واراد بنفی السنة الکراهته ۱۲ شرح التنویر ورد المحتار ص ٤۰٥ ج ۱۔

۷: ولیس لغیر الصلوة الخمس والجمعة نحو السنن والوترو التطوعات والتراویح والعیدین اذان ولا اقامة ۱۲ فتاویٰ هندیه ص ۳۳ ج ۱ لا یسن لغیر ها من الصلوات ۱۲ رد المحتار ص ۳۹۹ ج ۱۔

۸: اختلف فی الاجابة فقیل واجبة وهو ظاهر مافی الخانیة والخلاصة والیه مال الکمال وقیل مندوبة وبه قال مالك والشافعی و احمد و جمهور الفقهاء واختاره العینی ۱۲ طحطاوی علی المراقی ص ۱۰۹ ویجیب من سمع الاذان ولو جنبا لا حائضا ونفساء ۱۲ شرح التنویر ص ٤۱۱ ج ۱۔

۹: وصفة الاجابة ان یقول کما قال محیبا له فیکون قوله مثله ولکن حوقل فی الحیعلتین وفی اذان الفجر قال المجیب صدقت[۱] وبررت[۲] اوماشاء الله عند قول المؤذن الصلوة خیر من النوم ۱۲ مراقی الفلاح ص ۱۱۰۔ (یہ دیباچہ حاشیہ اس پہلے والے میں لفظ و بررت کا ہے)

(۱) قلت صرح بذلك عامة الفقهاء الحنفیة والشافعیة وقال ابن عابدین ص ۲۹۳ قیل یقوله للمنا سبة ولورود خبر فیه ورد بانه غیر معروف واجب بان من حفظ حجة علی من لم یحفظه ۱۲ ف۔

لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ بھی کہے اور اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کے جواب میں صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ اور بعد[۱] اذان کے درود شریف پڑھ کر یہ دعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ الْقَائِمَۃِ اٰتِ سَیِّدَنَا مُحَمَّدَنِ الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَ نِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ۔

مسئلہ: جمعہ[۲] کی پہلی اذان سن کر تمام کاموں کو چھوڑ کر جمعہ کی نماز کیلئے جامع مسجد جانا واجب ہے خرید و فروخت یا کسی اور کام میں مشغول ہونا حرام ہے۔

مسئلہ: اقامت[۳] کا جواب دینا بھی مستحب ہے واجب نہیں اور قد قامت الصلوٰۃ کے جواب میں اقامھا اللّٰہ وادامھا کہے۔

مسئلہ: آٹھ[۴] صورتوں میں اذان کا جواب نہ دینا چاہیے۔

۱) نماز کی حالت میں۔
۲) خطبہ سننے کی حالت میں خواہ وہ خطبہ جمعہ کا ہو یا اور کسی چیز کا۔
۳،۴) حیض و نفاس میں یعنی ضرور نہیں۔
۵) علم دین پڑھنے پڑھانے کی حالت میں۔
۶) جماع کی حالت میں۔
۷) پیشاب یا پاخانہ کی حالت میں۔
۸) کھانا کھانے کی حالت میں یعنی ضرور نہیں ہاں بعد ان چیزوں کی فراغت کے اگر اذان ہوئے زیادہ دیر نہ ہوئی ہو تو جواب دینا چاہئے ورنہ نہیں۔

اذان اور اقامت کے سنن اور مستحبات

اذان اور اقامت کے سنن دو قسم کے ہیں بعض مؤذن کے متعلق ہیں اور بعض اذان اور اقامت کے متعلق لہٰذا ہم پہلے نمبر پانچ تک مؤذن کی سنتوں کا ذکر کرتے ہیں اس کے بعد اذان کی سنتیں بیان کریں گے۔

۱) مؤذن[۵] مرد ہونا چاہئے عورت کی اذان و اقامت مکروہ تحریمی ہے اگر عورت اذان کہے تو اس کا اعادہ کر لینا چاہئے اقامت کا اعادہ نہیں اسلئے کہ تکرار اقامت مشروع نہیں بخلاف تکرار اذان کے۔

۲) مؤذن[۶] کا عاقل ہونا مجنون اور مست اور ناسمجھ بچے کی اذان اور اقامت مکروہ ہے اور ان کی اذانوں کا اعادہ کر لینا چاہئے نہ اقامت کا۔

۱: ثم دعا المجیب والمؤذن بالوسیلۃ بعد صلاتہ علی النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم عقب الاجابۃ فیقول اللّٰھم رب ھذہ الخ مراقی بحذف ص ۱۱۰۔

۲: ووجب السعی الیھا وترک البیع وارادبہ کل عمل ینافی السعی وخصہ (اتباعا للآیۃ) فی الاصح ۱۲ شرح التنویر ورد المحتار ج ۱ ص ۸۹۰۔

۳: ویجیب الاقامۃ ندبا اجماعا کالاذان ویقول عند قد قامت الصلوٰۃ اقامھا اللہ وادامھا وقیل لا یجیبھا ۱۲ شرح التنویر ص ۴۱۵ ج ۱۔

۴: ولم ارحکم ما اذا فرغ المؤذن ولم یتابعہ السامع یجیب بعد فراغہ وینبغی انہ ان طال الفصل لا یجیب وفی المجتبی فی ثمانیۃ مواضع اذا سمع الاذان لا یجیب فی الصلوٰۃ واستماع الخطبۃ الجمعۃ وثلاث خطب الموسم والجنازۃ وفی تعلم العلم وتعلیمہ والجماع والمستراح وقضاء الحاجۃ والتغوط قال ابو حنیفۃ لا یثنی بلسانہ وکذا الحائض والنفساء لا یجوز اذا نھما وکذا ثنا ؤھما والمراد بالثناء الاجابۃ وکذا لا تجب الاجابۃ عند اکل ۱۲ بحرالرائق ص ۲۶۰ ج ۱۔

۵،۶: ویکرہ اذان جنب واقامتہ واقامۃ محدث لا اذانہ علی المذھب واذان امرأۃ وخنثی وفاسق ولو عالما لکنہ اولی بامامۃ واذان من جاھل تقی وسکران ولو بمباح کمعتوہ وصبی لا یعقل وقاعد الا اذا اذن لنفسہ وراکب الا لمسافر ویعاد اذان جنب ندبا وقیل وجوبا لا اقامتہ لمشروعیۃ تکرارہ فی الجمعۃ دون تکرار ھا وکذا یعاد اذان امرأۃ ومجنون ومعتوہ وسکران وصبی لا یعقل لا اقامتھم لما مر ۱۲ شرح التنویر ص ۴۰۷ ج ۱۔

۳) مؤذن[1] کا مسائل ضروریہ اور نماز کے اوقات سے واقف ہونا۔ اگر جاہل[(1)] آدمی اذان دے تو اس کو مؤذنوں کے برابر ثواب نہ ملے گا۔

۴) مؤذن[2] کا پرہیز گار اور دیندار ہونا اور لوگوں کے حال سے خبر دار رہنا۔ جو لوگ جماعت میں نہ آتے ہوں ان کو تنبیہ کرنا۔ یعنی اگر یہ خوف نہ ہو کہ مجھ کو کوئی ستاوے گا۔

۵) مؤذن[3] کا بلند آواز ہونا۔

۶) اذان[4] کا کسی اونچے مقام پر مسجد سے علیحدہ کہنا اور اقامت کا مسجد کے اندر کہنا۔ مسجد کے اندر اذان کہنا مکروہ[(2)] تنزیہی ہے۔ ہاں جمعہ کی دوسری اذان کا مسجد کے اندر منبر کے سامنے کہنا مکروہ نہیں بلکہ تمام اسلامی شہروں میں معمول ہے۔

۷) اذان[5] کا کھڑے ہو کر کہنا اگر کوئی شخص بیٹھے بیٹھے اذان کہے تو مکروہ ہے اور اس کا اعادہ کرنا چاہئے ہاں اگر مسافر سوار ہو یا مقیم اذان صرف اپنی نماز کے لئے کہے تو پھر اعادہ کی ضرورت نہیں۔

۸) اذان[6] کا بلند آواز سے کہنا۔ ہاں اگر صرف اپنی نماز کے لئے کہے تو اختیار ہے مگر پھر بھی زیادہ ثواب بلند آواز میں ہوگا۔

۹) اذان[7] کہتے وقت کانوں کے سوراخوں کو انگلیوں سے بند کرنا مستحب ہے۔

۱۰) اذان[8] کے الفاظ کا ٹھہر ٹھہر کر ادا کرنا اور اقامت کا جلد جلد سنت ہے یعنی اذان کی تکبیروں میں ہر دو تکبیر کے بعد اس قدر سکوت کرے کہ سننے والا اس کا جواب دے سکے اور تکبیر کے علاوہ اور الفاظ میں ہر ایک لفظ کے بعد اسی قدر سکوت کر کے دوسرا لفظ کہے اور اگر کسی وجہ سے اذان بغیر اس قدر ٹھہرے ہوئے کہہ دے تو اس کا اعادہ مستحب ہے۔ اور اگر اقامت کے الفاظ ٹھہر ٹھہر کر کہے تو اس کا اعادہ مستحب نہیں۔

۱۱) اذان[9] میں حی علی الصلوٰۃ کہتے وقت داہنی طرف کو منہ پھیرنا اور حی علی الفلاح کہتے وقت بائیں طرف منہ کو پھیرنا سنت ہے خواہ وہ اذان نماز کی ہو یا کسی اور چیز کی مگر سینہ اور قدم قبلہ سے نہ پھرنے پائے۔

۱۲) اذان[10] اور اقامت کا قبلہ رو ہو کر کہنا بشرطیکہ سوار نہ ہو۔ بغیر قبلہ رو ہونے کے اذان و اقامت کہنا مکروہ تنزیہی ہے۔

۱۳) اذان[11] کہتے وقت حدث اکبر سے پاک ہونا ضروری ہے۔ اور دونوں حدثوں سے پاک ہونا مستحب ہے اور اقامت کہتے وقت دونوں حدثوں سے پاک ہونا ضروری ہے اگر حدث اکبر کی حالت میں کوئی شخص اذان کہے تو مکروہ تحریمی ہے اور اس اذان کا اعادہ مستحب ہے اسی طرح اگر کوئی حدث اکبر یا اصغر کی حالت میں اقامت کہے تو مکروہ تحریمی ہے مگر اقامت کا اعادہ مستحب نہیں۔

۱: المؤذن اذا لم یکن عالما باوقات الصلوٰۃ لا یستحق ثواب المؤذنین ۱۲ بحر الرائق ج ۱ ص ۲۵۴۔

۲: وینبغی ان یکون المؤذن رجلا عاقلا صالحا تقیا عالما بالسنۃ و ینبغی ان یکون مھیبا ویتفقد احوال الناس ویزجر المتخلفین عن الجماعات ۱۲ فتاوی ہندیہ ص ۳۳ ج ۱۔

۳: لقولہ صلی اللہ علیہ و سلم فقم مع بلال فالق علیہ مارأیت فانہ اندی صوتا منک الحدیث ۱۲ مشکوٰۃ ص ۴۹۔

۴: وینبغی ان یؤذن علی المئذنۃ وخارج المسجد ولا یؤذن فی المسجد والسنۃ ان یؤذن فی موضع عال یکون اسمع لجیرانہ ویرفع صوتہ ۱۲ فتاوی ہندیہ ج ۱ ص ۳۴ والاذان بین یدیہ جری بہ التوارث کالاقامۃ بعد الخطبۃ ۱۲ مراقی الفلاح ص ۲۸۰۔

۵: حاشیہ نمبر ۶، دیکھو صفحہ گزشتہ

۶: لقولہ ﷺ اذا کنت فی غنمک او بادیتک فاذنت الصلوٰۃ فارفع صوتک بالنداء الحدیث ۱۲ شامی ج ۱ ص ۲۰۵۔

۷: وجعل اصبعیہ فی اذنیہ سنۃ الاذان ۱۲ فتاوی ہندیہ ص ۳۵ ج ۱۔

۸: ویترسل فیہ بسکتۃ بین کل کلمتین ویکرہ ترکہ وتندب اعادۃ لو ترک الترسل ۔فتاوی ہندیہ ص ۳۵ ج ۱۔

۹: ویحذر فیہا فلو ترسل لم یعدہا فی الاصح ۱۲ شرح التنویر ص ۴۰۲ ج ۱۔

۱۰: ویلتفت فیہ ای یحول وجہہ لا صدرہ ولا قدمیہ یمینا ویسارا فقط بصلوٰۃ فلاح ولو وحدہ او المولود لانہ سنۃ الاذان مطلقا ۱۲ شرح التنویر ورد المحتار ص ۴۰۱ ج ۱۔

۱۱: ویستقبل غیر الراکب القبلۃ بہما ای بالاذان والاقامۃ ویکرہ ترکہ تنزیہا ۱۲ شرح التنویر ورد المحتار ج ۱ ص ۴۰۳۔

۱۲: ص ۲۹ پر حاشیہ نمبر ۵، ۶ دیکھو ۱۲۔

(1) جاہل سے مراد یہ ہے کہ نماز کے اوقات سے خود واقف نہ ہو اور نہ کسی واقف سے پوچھ کر اذان کہے ۱۲ محشی۔

(2) دیکھو رسالہ تنشیط الاذان مصنفہ مولانا خلیل احمد صاحب ۱۲۔

۱۴) اذان[۱] اور اقامت کے الفاظ کا ترتیب وار کہنا سنت ہے اگر کوئی شخص مؤخر لفظ کو پہلے کہہ جائے مثلاً اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سے پہلے اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہہ جائے یا حَيَّ عَلَى الصَّلٰوة سے پہلے حَيَّ عَلَى الْفَلَاح کہہ جائے تو اس صورت میں صرف اسی مؤخر لفظ کا اعادہ ضروری ہے جس کو اس نے مقدم کہہ دیا ہے پہلی صورت میں اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہہ کر اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ پھر کہے اور دوسری صورت میں حَيَّ عَلَى الصَّلٰوة کہہ کر حَيَّ عَلَى الْفَلَاح پھر کہے پوری اذان کا اعادہ کرنا ضروری نہیں۔

۱۵) (۱) اذان[۲] اور اقامت کی حالت میں کوئی دوسرا کلام نہ کرنا۔ خواہ وہ سلام یا سلام کا جواب ہی کیوں نہ ہو۔ اگر کوئی شخص اثنائے اذان واقامت میں کلام کرے تو اگر بہت کلام کیا ہو تو اذان کا تو اعادہ کرے اقامت کا نہیں۔

متفرق مسائل

مسئلہ۱ اگر[۳] کوئی شخص اذان کا جواب دینا بھول جائے یا قصداً نہ دے اور بعد اذان ختم ہونے کے خیال آوے یا دینے کا ارادہ کرے تو اگر زیادہ دیر نہ ہوئی ہو تو جواب دے دے ورنہ نہیں۔

مسئلہ۲ اقامت[۴] کہنے کے بعد اگر زیادہ زمانہ گذر جائے اور جماعت قائم نہ ہو تو اقامت کا اعادہ کرنا چاہیے۔ ہاں اگر کچھ تھوڑی سی دیر ہو جائے تو کچھ ضرورت نہیں اگر اقامت ہو جائے اور امام نے فجر کی سنتیں نہ پڑھی ہوں اور پڑھنے میں مشغول ہو جائے تو یہ زمانہ زیادہ فاصل نہ سمجھا جائے گا اور اقامت کا اعادہ نہ کیا جائے گا اور اگر اقامت کے بعد دوسرا کام شروع کر دیا جائے جو نماز کی قسم سے نہیں جیسے کھانا پینا وغیرہ تو اس صورت میں اقامت کا اعادہ کر لینا چاہیے۔

مسئلہ۳ اگر[۵] مؤذن اذان دینے کی حالت میں مر جاوے یا بیہوش ہو جائے یا اس کی آواز بند ہو جائے یا بھول جائے اور کوئی بتلانے والا نہ ہو یا اس کو حدث ہو جائے اور وہ اس کے دور کرنے کے لئے چلا جائے تو اس اذان کا نئے سرے سے اعادہ کرنا سنت مؤکدہ ہے۔

مسئلہ۴ اگر[۶] کسی کو اذان یا اقامت کہنے کی حالت میں حدث اصغر ہو جائے تو بہتر یہ ہے کہ اذان یا اقامت پوری کر کے اس حدث کے دور کرنے کو جائے۔

مسئلہ۵ ایک[۷] مؤذن کا دو مسجدوں میں اذان دینا مکروہ ہے جس مسجد میں فرض پڑھے وہیں اذان دے۔

مسئلہ۶ جو[۸] شخص اذان دے اقامت بھی اسی کا حق ہے ہاں اگر وہ اذان دے کر کہیں چلا جائے یا کسی دوسرے کو اجازت دے تو دوسرا بھی کہہ سکتا ہے۔

۱: ولو قدم فیها مؤخرا اعاد ما قدم فقط کما لو قدم الفلاح علی الصلوة یعید ای ولا یستانف الاذان من اوله ۱۲ در وشامی ج ۱ ص ۴۰۳ ج ۱۔

۲: ولا یتکلم فیهما اصلا ولو رد سلام فان تکلم استانفه الا اذا کان الکلام یسیرا ۱۲ شرح التنویر ورد المحتار ج ۱ ص ۴۰۳۔

۳: هل یجیب بعد الفراغ من هذه المذکورات ام لا ینبغی انه ان لم یطل الفصل فنعم و ان طال فلا ۱۲ رد المحتار ص ۴۱۱ ج ۱۔

۴: صلی السنة بعد الاقامة او حضر ها الامام بعد ها لا یعیدها و ینبغی ان طال الفصل او وجد ما یعد قاطعا کاکل ان تعاد ۱۲ شرح التنویر ج ۱ ص ۴۱۵۔

۵: ویجب استقبالهما لموت مؤذن وغشیه وخرسه وحصره ولا ملقن وذهابه للوضوء بسبق حدث والمراد بالوجوب اللزوم فی تحصیل سنة الاذان ۱۲ شرح التنویر ورد المحتار ج ۱ ص ۴۰۷۔

۶: قوله وذهابه للوضوء لکن الاولی ان یتمهما ثم یتوضاء لان ابتداء هما مع الحدث جائز فالبناء اولی ۱۲ رد المحتار ص ۴۰۷ ج ۱۔

۷: یکره له ان یؤذن فی مسجدین ۱۲ شرح التنویر ص ۴۱۵ ج ۱۔

۸: واذن رجل واقام اخران غاب الاول جاز من غیر کراهة وان کان حاضرا او یلحقه الوحشة باقامة غیره یکره وان رضی به لا یکره عندنا ۱۲ فتاوی هندیه ص ۳۲ ج ۱ ورد المحتار ص ۴۱۰ ج ۱۔

(۱) یہ حکم مؤذن کا ہے اور اذان اور تکبیر سننے والے کو بھی سزاوار نہیں کہ درمیان اذان اور تکبیر کے کلام کرے اور نہ وہ قرات قرآن میں مشغول ہو اور نہ کسی کام میں سوائے جواب دینے کے اذان اور اقامت کا اور اگر وہ قرآن پڑھتا ہو تو چاہیے کہ قطع کر دے اور اذان اور اقامت کے سننے اور جواب دینے میں مشغول ہو جاوے ۱۲ کذا فی العالمگیری ۱۲ محشی۔

مسئلہ: کئی[1] مؤذنوں کا ایک ساتھ اذان کہنا جائز ہے۔

مسئلہ ۸: مؤذن[2] کو چاہئے کہ اقامت جس جگہ کہنا شروع کرے وہیں ختم کردے۔

مسئلہ ۹: اذان[3] اور اقامت کے لئے نیت شرط نہیں ہاں ثواب بغیر نیت کے نہیں ملتا اور نیت یہ ہے کہ دل میں یہ ارادہ کرے کہ میں یہ اذان محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور ثواب کے لئے کہتا ہوں اور کچھ مقصود نہیں۔

نماز کی شرطوں کا بیان

مسائل طہارت

مسئلہ: اگر[4] کوئی چادر اس قدر بڑی ہو کہ اس کا نجس حصہ (اوڑھ کر نماز پڑھتے ہوئے) نماز پڑھنے والے کے اٹھنے بیٹھنے سے جنبش نہ کرے تو کچھ حرج نہیں۔ اور اسی طرح اس چیز کا بھی پاک ہونا چاہئے جس کو نماز پڑھنے والا اٹھائے ہو بشرطیکہ وہ چیز خود اپنی قوت سے رکی ہوئی نہ ہو۔ مثلاً نماز[5] پڑھنے والا کسی بچے کو اٹھائے ہوئے ہو اور وہ بچہ خود اپنی طاقت سے رکا ہوا نہ ہو تب تو اس کا پاک ہونا نماز کی صحت کے لئے شرط ہے۔ اور جب اس بچہ کا بدن اور کپڑا اس قدر نجس ہو جو مانع نماز ہے تو اس صورت میں اس شخص کی نماز درست نہ ہوگی۔ اور اگر خود اپنی طاقت سے رکا ہوا بیٹھا ہو تو کچھ حرج نہیں اس لئے کہ وہ اپنی قوت اور سہارے سے بیٹھا ہے پس یہ نجاست اسی طرح اگر نماز پڑھنے والے کے جسم[6] پر کوئی ایسی نجس چیز ہو جو اپنی جائے پیدائش میں ہو اور خارج میں اس کا کچھ اثر موجود نہ ہو تو کچھ حرج نہیں مثلاً نماز پڑھنے والے کے جسم پر کوئی کتا بیٹھ جائے اور اس کے منہ سے لعاب نہ نکلتا ہو تو کچھ مضائقہ نہیں اس لئے کہ اس کا لعاب اس کے جسم کے اندر ہے اور وہی اس کے پیدا ہونے کی جگہ ہے پس مثل اس نجاست کے ہوگا جو انسان کے پیٹ میں رہتی ہے جس سے طہارت شرط نہیں اسی طرح اگر کوئی ایسا انڈا[7] جس کی زردی خون ہو گئی ہو نماز پڑھنے والے کے پاس ہو تب بھی کچھ حرج نہیں اس لئے کہ اس کا خون اسی جگہ ہے جہاں پیدا ہوا ہے خارج میں اس کا کچھ اثر نہیں بخلاف اس کے کہ اگر شیشی میں پیشاب بھرا ہو اور وہ نماز پڑھنے والے کے پاس ہو اگرچہ منہ اس کا بند ہو اس لئے کہ یہ پیشاب ایسی جگہ نہیں ہے جہاں پیشاب پیدا ہوتا ہے۔

مسئلہ: نماز[8] پڑھنے کی جگہ نجاست حقیقیہ[(1)] سے پاک ہونا چاہئے ہاں اگر نجاست بقدر معافی ہو تو کچھ حرج نہیں نماز پڑھنے کی جگہ سے وہ مقام مراد ہے جہاں نماز پڑھنے والے کے پیر رہتے ہیں اور اسیطرح سجدہ کرنے کیحالت میں جہاں اسکے گھٹنے اور ہاتھ اور پیشانی اور ناک رہتی ہو۔

۱: قوله واذا اذن المؤذنون الا ذان الا ول ترك الناس المبيع ذكر المؤذنين بلفظ الجمع اخراجا للكلام مخرج العادة فان المتوارث فيه اجتماعهم لتبلغ اصواتهم الى اطراف المصر الجامع ففيه دليل على انه غير مكروه لان التوارث لا يكون مكروها ۱۲ رد المحتار ص ٤٠٥ ج ١۔

۲: فلو غيره (اى الا مام) يتمها (اى الا قامة) فى موضع البداءة بلا خلاف ۱۲۰ رد المحتار ص ٤١١ ج ١۔

۳: لقوله صلى الله عليه وسلم انما الا عمال بالنيات وتفصيل المسئلة فى رد المحتار فى ص ٤٠٧ ج١۔

٤،٥،٦: هى (اى شرائط الصلوة) ستة طهارة بدنه اى جسده من حدث وخبث وثوبه وكذا ما يتحرك بحركة (كمنديل طرفه على عنقه او فى الا خرنجاسة ما نعة ان تحرك موضع النجاسة بحركات الصلوة منع والا لا بخلاف مالم يتصل كبساط طرفه نجس وموضع الوقف والجبهة طاهر فلا يمنع مطلقا) او يعد حاملا له كصبى عليه نجس ان لم يتمسك بنفسه منع والا لا كجنب وكلب ان شدفمه فى الا صح ۱۲ شرح التنوير ورد المحتار ص ٤١٧ ج ١۔

۷: لو صلى حاملا بيضه عذرة صار مخها دما جاز لا نه فى معدنه والشئى ما دام فى معدنه لا يعطى له حكم النجاسة بخلاف ما لو حمل قارورة مضمومة فيها بول فلا تجوز صلوته لا نه فى غير معدنه ۱۲ شامى ج١ ص ٤١٨۔

۸: ومنها (اى من شروط الصلوة) طهارة الجسد و الثوب ولماكان من نجس غير معفوعنه حتى موضع القد مين واليدين والركبتين على الصحيح والجبهة على الا صح ولا يمنع نجاسة فى محل انفه مع طهارة باقى الحال بالا تفاق لان الا نف اقل من درهم ويصير كانه اقتصر على الجبهة مع الكراهة اه مراقى الفلاح اى التحريمة لان وضع الا نف واجب واذا وضعه على نجاسة كانه لم يضع طحطاوى ۱۲۱۔

(۱) یعنی جتنی چیزیں ناپاک ہیں مثل پیشاب پاخانہ منی وغیرہ کے ہو ۱۲ محشی۔

مسئلہ: اگر[1] صرف ایک پیر کی جگہ پاک ہو اور دوسرے پیر کو اٹھائے رہے تب بھی کافی ہے۔

مسئلہ: اگر[2] کسی کپڑے پر نماز پڑھی جائے تب بھی اس کا اسی قدر پاک ہونا ضروری ہے پورے کپڑے کا پاک ہونا ضروری نہیں خواہ کپڑا چھوٹا ہو یا بڑا۔

مسئلہ: اگر[3] کسی نجس مقام پر کوئی پاک کپڑا بچھا کر نماز پڑھی جائے تو اس میں یہ بھی شرط ہے کہ وہ کپڑا اس قدر باریک نہ ہو کہ اس کے نیچے کی چیز صاف طور پر اس سے نظر آئے۔

مسئلہ: اگر[4] نماز پڑھنے کی حالت میں نماز پڑھنے والے کا کپڑا کسی (سوکھے)(۱) نجس مقام پر پڑتا ہو تو کچھ حرج نہیں۔

مسئلہ: اگر[5] کپڑے کے استعمال سے معذوری بوجہ آدمیوں کے فعل کے ہو تو جب معذوری جاتی رہے گی نماز کا اعادہ کرنا پڑے گا مثلاً کوئی شخص جیل میں ہو اور جیل کے ملازموں نے اس کے کپڑے اتار لئے ہوں یا کسی دشمن نے اس کے کپڑے اتار لئے ہوں یا کوئی دشمن کہتا ہو کہ اگر تو کپڑے پہنے گا تو میں تجھے مار ڈالوں گا اور اگر آدمیوں کی طرف سے نہ ہو تو پھر نماز کے اعادہ کی ضرورت نہیں مثلاً کسی کے پاس کپڑے ہی نہ ہوں۔

مسئلہ: (۲) اگر کسی کے پاس ایک کپڑا ہو کہ چاہے اس سے اپنے جسم کو چھپا لے چاہے اس کو بچھا کر نماز پڑھے تو اسکو چاہئے کہ اپنے جسم کو چھپا لے اور نماز اسی نجس مقام میں پڑھ لے اگر پاک جگہ میسر نہ ہو۔ (ق)

قبلے کے مسائل

مسئلہ: اگر[6] قبلہ نہ معلوم ہونے کی صورت میں جماعت سے نماز پڑھی جائے تو امام اور مقتدی سب کو اپنے غالب گمان پر عمل کرنا چاہئے لیکن اگر کسی مقتدی کا غالب گمان امام کے خلاف ہوگا تو اس کی نماز اس امام کے پیچھے نہ ہوگی اس لئے کہ وہ امام اس کے نزدیک غلطی پر ہے اور کسی کو غلطی پر سمجھ کر اس کی اقتداء جائز نہیں (لہٰذا ایسی صورت میں اس مقتدی کو تنہا نماز پڑھنا چاہئے جس طرف اس کا غالب گمان ہو ۱۲ محشی)

نیت کے مسائل

مسئلہ: مقتدی[7] کو اپنے امام کی اقتداء کی نیت کرنا بھی شرط ہے۔

مسئلہ: امام[8] کو صرف اپنی نماز کی نیت کرنا شرط ہے امامت کی نیت کرنا شرط نہیں ہاں اگر کوئی عورت اس کے پیچھے نماز پڑھنا چاہے اور مردوں

۱: فان وضع احدی القدمین التی موضعها طاهرو رفع القدم الاخری التی موضعها نجس وصلی فان صلوته جائزة ۱۲ عالمگیری ج ۱ ص ۳۸ ودر ج ۱ ص ۵۱۸۔

۲: بخلاف مالو كانت النجاسة فی بعض اطراف البساط حيث تجوز الصلوة علی الطاهر منه ولو تحرك الطرف الاخر بحركته لان البساط بمنزلة الارض فيشرط فيه طهارة مكان المصلی فقط كما فی الخانية اه طحطاوی ص ۱۲۰۔

۳: وكذا الثوب اذا فرش علی النجاسة اليابسة ان كان رقيقا يشف ما تحته وتوجد منه رائحة النجاسة علی تقدير ان لها رائحة لا تجوز الصلوة عليه وان كان غليظا بحيث لا يكون كذلك جازت اه طحطاوی علی المراقی ص ۱۲۰۔

۴: لو كانت تقع ثيابه (ای المصلی) علی ارض نجسة عند السجود لا يضر ۱۲ شامی ج ۱ ص ۴۱۸۔

۵: وينبغی ان تلزمه الاعادة عندنا اذا كان العجز لمنع من العباد كما اذا غصب ثوبه لما صرحوا به فی كتاب التيمم ان المنع من الماء اذا كان من قبل العابد يلزمه الاعادة اه بحرالرائق ص ۲۷۵۔

۶: صلی جماعة عند اشتباه القبلة فلو لم تشتبه ان اصاب جاز بالتحری مع امام وتبين انهم صلوا الی جهات مختلفة فمن تيقن منهم مخالفة امامه فی الجهة او تقدم عليه حالة الاداء لم تجز صلوته ۱۲ شرح التنوير ص ۴۵۳۔

۷: والخامس منها (ای من شروط الصحة) نية المتابعة مع نية اصل الصلوة للمقتدی اه مراقی الفلاح ص ۶۲۔

۸: والامام ينوی صلوته فقط ولا يشترط لصحة الاقتداء نية امامة المقتدی ۱۲ شرح التنوير ص ۴۴۰ وان ام نساء فان اقتدت به المرأة محاذية لرجل فی غير صلوة جنازة فلا بد لصحة صلاتها من نية امامتها وان لم تقتد محاذية اختلف فيه فقيل يشترط وقيل لا كجنازة اجماعا وكجمعة وعيد علی الاصح ۱۲ در ص ۴۰۴ ج ۱۔

(۱) یعنی جب کہ پاک جگہ کھڑا ہو اور سجدہ کرنے میں کپڑے نجس مقام پر پڑتے ہوں بشرطیکہ وہ جگہ نجس سوکھی ہو یا گیلی ہو مگر کپڑوں میں اس قدر نجاست کا اثر نہ آوے جو مانع نماز ہے ۱۲ محشی۔

(۲) والضابطة ان من ابتلی ببليتين فان تساويا خير۔ وان اختلفا اختار الاخف ۱۲ شرح التنوير ص ۶۶ ج ۱ مجتبائی۔

کے برابر کھڑی ہو اور نماز جنازہ اور جمعہ اور عیدین کی نہ ہو تو اس کے اقتداء صحیح ہونے کے لئے اس کی امامت کی نیت کرنا شرط ہے اور اگر مردوں کے برابر نہ کھڑی ہو یا نماز جنازہ یا جمعہ یا عیدین کی ہو تو پھر شرط نہیں۔

مسئلہ[۱] مقتدی کو امام کی تعیین شرط نہیں کہ وہ زید ہے یا عمر بلکہ صرف اسی قدر نیت کافی ہے کہ میں اس امام کے پیچھے نماز پڑھتا ہوں ہاں اگر نام لے کر تعیین کرے گا اور پھر اس کے خلاف ظاہر ہوگا تو اس کی نماز نہ ہوگی مثلاً کسی شخص نے یہ نیت کی کہ میں زید کے پیچھے نماز پڑھتا ہوں حالانکہ جس کے پیچھے نماز پڑھتا ہے وہ خالد ہے تو اس (مقتدی) کی نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ[۲] جنازے کی نماز میں یہ نیت کرنا چاہئے کہ میں یہ نماز اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اس میت کی دعا کے لئے پڑھتا ہوں اور اگر مقتدی کو یہ نہ معلوم ہو کہ یہ میت مرد ہے یا عورت تو اس کو یہ نیت کر لینا کافی ہے کہ میرا امام جس کی نماز پڑھتا ہے اس کی میں بھی پڑھتا ہوں بعض علماء کے نزدیک صحیح یہ ہے کہ فرض اور واجب نمازوں کے سوا اور نمازوں میں صرف نماز کی نیت کر لینا کافی ہے۔ تاہم تخصیص کی کوئی ضرورت نہیں کہ یہ نماز سنت ہے یا مستحب اور سنت فجر کے وقت کی ہے یا ظہر کے وقت کی یا یہ سنت تہجد ہے یا تراویح یا کسوف ہے یا خسوف مگر راجح یہ ہے کہ تخصیص کے ساتھ نیت کرے۔[۳]

تکبیر تحریمہ کا بیان

مسئلہ بعض ناواقف جب مسجد میں آ کر امام کو رکوع میں پاتے ہیں تو جلدی کے خیال سے آتے ہی جھک جاتے ہیں اور اسی حالت میں تکبیر تحریمہ کہتے ہیں ان کی نماز نہیں ہوتی اس لئے کہ تکبیر تحریمہ نماز کی صحت کی شرط ہے اور تکبیر تحریمہ کے لئے قیام شرط ہے جب قیام نہ کیا وہ صحیح نہ ہوئی اور جب وہ صحیح نہ ہوئی تو نماز کیسے صحیح ہو سکتی ہے۔[۴]

فرض نماز کے بعض مسائل

مسئلہ آمین[۵] کے الف کو بڑھا کر پڑھنا چاہئے اس کے بعد کوئی سورت قرآن مجید کی پڑھے۔

مسئلہ اگر[۶] سفر کی حالت ہو یا کوئی ضرورت درپیش ہو تو اختیار ہے کہ سورہ فاتحہ کے بعد جو سورت چاہے پڑھے اگر سفر اور ضرورت کی حالت نہ ہو تو فجر اور ظہر کی نماز میں سورہ حجرات اور سورہ بروج اور ان کے درمیان کی سورتوں میں سے جس سورت کو چاہے پڑھے فجر کی پہلی

۱: ونية استقبال القبلة ليست بشرط مطلقا كنية تعيين الا مام في صحة الا قتداء فانها ليست بشرط فلو انتم به يظنه زيدا فاذا هو بكر صحح الا اذا عينه باسمه فبان غيره ۱۲ در ج ۱ ص ٤٤١ واذا نوى الا قتداء بزيد فاذا هو عمر ولم يجز ۱۲ عالمگیری ج ۱ ص ٤١۔

۲: ومصلى الجنازة ينوى الصلوة ايضا الدعاء للميت (وايضاً لابد) انه لو كان الميت ذكرا فلا بد من نية في الصلوة وكذلك الا نثى والصبي والصبية ومن لم يعرف انه ذكر او انثى يقول نويت ان اصلى الصلوة على الميت الذى يصلے عليه الا ما م ۱۲ رد ج ۱ ص ٤٣٩۔

۳: وكفى مطلق نية الصلوة وان لم يقل لله لنفل وسنة راتبة وتراويح على المعتمد اذ تعيينها بو قوعها وقت الشروع والتعيين احوط ولا بد من التعيين عند النية لفرض ولو قضاء ۱۲ در ص ٤٣٤ ج ۱۔

٤: فلو ادرك الا مام راكعا فكبر منحنيا لم تصح تحريمته ۱۲ رد ص ٤٧١ ج ۱۔

٥: وامن بمد هي اشهرها وافصحها وقصر وهي مشهورة ۱۲ رد ص ٥١٣ ج ۱ وامن الا مام والما موم سرا ثم قرء سورة ۱۰ مراقی الفلاح ص ۸۱۔

٦: سنتها (اى القراء ة) حالة الا ضطرار في السفر وهو ان يدخله خوف او عجلة في سيرة ان يقرء بفاتحة الكتاب واى سورة شاء وحالة الا ضطرار في الحضر وهو ضيق الوقت او الخوف على نفس او مال ان يقرء قدر مالا يفوته الوقت اوالامن واستحسنوا في الحضر طوال المفصل في الفجر والظهر واوساطه في العصر والعشاء وقصاره في المغرب وطوال المفصل من الحجرات الى البروج والاوساط من سورة البروج الى لم يكن والقصار من سورة لم يكن الى الا خر واطالة القراء ة في الركعة الا ولى على الثانية من الفجر مسنونة بالا جماع ۱۲ عالمگیری بحذف ص ٤٨ ج ۱۔

رکعت میں بہ نسبت دوسری رکعت کے بڑی سورت ہونا چاہئے۔ باقی اوقات میں دونوں رکعتوں کی سورتیں برابر ہونی چاہئیں ایک دو آیت کی کمی زیادتی کا اعتبار نہیں۔ عصر اور عشاء کی نماز میں والسماء والطارق اور لم یکن اور انکے درمیان کی سورتوں میں سے کوئی سورت پڑھنی چاہئے۔ مغرب کی نماز میں اذا زلزلت سے آخر (قرآن) تک۔

مسئلہ ۳: جب رکوع سے اٹھ کر سیدھا کھڑا ہو تو امام صرف سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ اور مقتدی صرف رَبَّنَا لَکَ الْحَمْدُ اور منفرد دونوں کہے پھر تکبیر کہتا ہوا دونوں ہاتھوں کو گھٹنوں پر رکھے ہوئے سجدے میں جائے تکبیر کی انتہاء اور سجدہ کی ابتداء ساتھ ہی ہو یعنی سجدے میں پہنچتے ہی تکبیر ختم ہو جائے۔

مسئلہ ۴: سجدے میں پہلے گھٹنوں (۱) کو زمین پر رکھنا چاہئے پھر ہاتھوں کو پھر ناک کو پھر پیشانی کو منہ دونوں ہاتھوں کے درمیان ہونا چاہئے اور انگلیاں ملی ہوئی قبلہ رو ہونی چاہئیں اور دونوں پیر انگلیوں کے بل کھڑے ہوئے اور انگلیوں کا رخ قبلے کی طرف اور پیٹ زانو سے علیحدہ اور بازو بغل سے جدا ہوں۔ پیٹ زمین سے اس قدر اونچا ہو کہ بکری کا بہت چھوٹا بچہ درمیان سے نکل سکے۔

مسئلہ ۵: فجر مغرب، عشاء کے وقت پہلی دو رکعتوں میں سورہ فاتحہ اور دوسری سورت اور سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ اور سب تکبیریں امام بلند آواز سے کہے اور منفرد کو قرات میں تو اختیار ہے مگر سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ اور تکبیریں آہستہ کہے اور ظہر عصر کے وقت امام صرف سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ اور سب تکبیریں بلند آواز سے کہے اور منفرد آہستہ اور مقتدی ہر وقت تکبیریں وغیرہ آہستہ کہے۔

مسئلہ ۶: بعد نماز ختم کر چکنے کے دونوں ہاتھ سینہ تک اٹھا کر پھیلائے اور اللہ تعالیٰ سے اپنے لئے دعا مانگے اور امام ہو تو تمام مقتدیوں کے لئے بھی اور بعد دعا مانگ چکنے کے دونوں ہاتھ منہ پر پھیر لے۔ مقتدی خواہ اپنی اپنی دعا مانگیں یا امام کی دعا سنائی دے تو خواہ سب آمین کہتے رہیں۔

مسئلہ ۷: جن نمازوں کے بعد سنتیں ہیں جیسے ظہر۔ مغرب۔ عشاء ان کے بعد دیر تک دعا نہ مانگے بلکہ مختصر دعا مانگ کر ان سنتوں کے پڑھنے میں مشغول ہو جاوے اور جن نمازوں کے بعد سنتیں نہیں ہیں۔ جیسے فجر۔ عصر۔ انکے بعد جتنی دیر تک چاہے دعا مانگے اور امام ہو تو مقتدیوں کی طرف داہنی یا بائیں طرف کو منہ پھیر کر بیٹھ جائے اسکے بعد دعا مانگے بشرطیکہ کوئی مسبوق اسکے مقابلے میں نماز نہ پڑھ رہا ہو۔

مسئلہ ۸: بعد فرض نمازوں کے بشرطیکہ ان کے بعد سنتیں نہ ہوں (ورنہ سنت کے بعد مستحب ہے) کہ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ تین مرتبہ۔ آیت الکرسی۔ قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ۔ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ایک ایک مرتبہ پڑھ کر تینتیس ۳۳ مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ اور اسی قدر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور چونتیس مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ پڑھے۔

مسئلہ ۹: عورتیں بھی اسی طرح نماز پڑھیں۔ صرف چند مقامات پر ان کو اس کے خلاف کرنا چاہے جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

۱: فان کان اماما یقول سمع اللہ لمن حمدہ بالاجماع وان کان مقتدیا یاتی بالتحمید ولا یاتی بالتسمیع بلا خلاف وان کان منفردا الاصح انہ یاتی بھما ۱۲ عالمگیری ج۱ ص ۴۶۔

۲: قالوا اذا اراد السجود یضع اولا ما کان اقرب الی الارض فیضع رکبتیہ اولا ثم یدیہ ثم انفہ ثم جبھتہ ویضع یدیہ فی السجود حذاء اذنیہ ویوجہ اصابعہ نحو القبلۃ وکذا اصابع رجلیہ ویبدی ضبعیہ عن جنبیہ ویجافی بطنہ عن فخذیہ ۱۲ عالمگیری ص ۴۶ ج ۱۔

(۱) اور سجدے سے اٹھنے کے وقت پہلے پیشانی اٹھاوے پھر ناک پھر ہاتھ پھر گھٹنے ۱۲ منہ۔

۳: ویجھر الامام وجوبا فی الفجر واولی العشائین ویسر فی غیرھا ویخیر المنفرد فی الجھر ان ادی کمتنفل باللیل ویخافت حتما ان قضی الجھریۃ فی وقت المخافتۃ ۱۲ در ج ۱ ص ۵۵۶ وجھر الامام بالتکبیر بقدر حاجۃ للاعلام بالدخول والانتقال وکذا بالتسمیع والسلام واما المؤتم والمنفرد فیسمع نفسہ ۱۲ در ص ۴۹۵ ج ۱۔

۴: ثم یدعون لانفسھم رافعی ایدیھم حذاء الصدر ثم یمسحون بایدیھم وجوھھم فی اٰخرہ ۱۲ مراقی ص ۱۷۳۔

۵: ویستقبل القوم بوجھہ اذا لم یکن بحذائہ مسبوق فان کان ینحرف یمنۃ او یسرۃ والصیف والشتاء سواء ھو الصحیح وفی الحجۃ الامام اذا فرغ من الظھر والمغرب والعشاء یشرع فی السنۃ ولا یشتغل بادعیۃ طویلۃ ۱۲ عالمگیری ج ۱ ص ۴۸۔

۶: ویستغفرون اللہ ثلاثا ویقرؤن اٰیۃ الکرسی والمعوذات ویسبحون اللہ تعالیٰ ثلاثا وثلثین ویحمدونہ کذلک ویکبرون کذلک ثم یقولون لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر ۱۲ مراقی الفلاح ص ۲۰۲۔

۷: ویسن وضع المراۃ یدیھا علی صدرھا من غیر تحلیق ۱ مراقی الفلاح۔ المراۃ تخالف الرجل فی مسائل منھا .... (جاری ہے)

۱) تکبیر تحریمہ کے وقت مردوں کو چادر وغیرہ سے ہاتھ نکال کر کانوں تک اٹھانا چاہئے اگر کوئی ضرورت مثل سردی وغیرہ کے اندر ہاتھ رکھنے کی نہ ہو۔ اور عورتوں کو ہر حال میں بغیر ہاتھ نکالے ہوئے کندھوں تک اٹھانا چاہئے۔[1]

۲) بعد تکبیر تحریمہ کے مردوں کو ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا چاہئے اور عورتوں کو سینہ پر۔

۳) مردوں[2] کو چھوٹی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنا کر بائیں کلائی کو پکڑنا چاہئے اور داہنی تین انگلیاں بائیں کلائی پر بچھانا چاہئے اور عورتوں کو داہنی ہتھیلی بائیں ہتھیلی کی پشت پر رکھ دینا چاہئے۔ حلقہ بنانا اور بائیں کلائی کو پکڑنا نہ چاہئے۔

۴) مردوں[3] کو رکوع میں اچھی طرح جھک جانا چاہئے کہ سر اور سرین اور پشت برابر ہو جائیں اور عورتوں کو اس قدر نہ جھکنا چاہئے بلکہ صرف اس قدر جس میں ان کے ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں۔

۵) مردوں[4] کو رکوع میں انگلیاں کشادہ کر کے گھٹنوں پر رکھنا چاہئے اور عورتوں کو بغیر کشادہ کئے ہوئے بلکہ ملا کر۔

۶) مردوں[5] کو حالت رکوع میں کہنیاں پہلو سے علیحدہ رکھنا چاہئے اور عورتوں کو ملی ہوئی۔

۷) مردوں[6] کو سجدے میں پیٹ رانوں سے اور بازو بغل سے جدا رکھنا چاہئے اور عورتوں کو ملا ہوا۔

۸) مردوں[7] کو سجدے میں کہنیاں زمین سے اٹھی ہوئی رکھنا چاہئے اور عورتوں کو زمین پر بچھی ہوئی۔

۹) مردوں[8] کو سجدے میں دونوں پیر انگلیوں کے بل کھڑے رکھنا چاہئے اور عورتوں کو نہیں۔

۱۰) مردوں[9] کو بیٹھنے کی حالت میں بائیں پیر پر بیٹھنا چاہئے اور داہنے پیر کو انگلیوں کے بل کھڑا رکھنا چاہئے اور عورتوں کو بائیں سرین کے بل بیٹھنا چاہئے اور دونوں پیر داہنی طرف نکال دینا چاہئے اس طرح کہ داہنی ران بائیں ران پر آ جائے اور داہنی پنڈلی بائیں پنڈلی پر۔

۱۱) عورتوں[10] کو کسی وقت بلند آواز سے قرات کرنے کا اختیار نہیں بلکہ ان کو ہر وقت آہستہ آواز سے قرات کرنا چاہئے۔

تحیۃ المسجد

مسئلہ: یہ[11] نماز اس شخص کے لئے سنت ہے جو مسجد میں داخل ہو۔

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)

هذه ومنها انها لا تخرج كفيها من كمها عند التكبير وترفع يديها حذاء منكبيها ولا تفرج اصا بعها في الركوع وتنحني في الركوع قليلا بحيث تبلغ حدالركوع فلا تزيد على ذلك لا نه استرلها وتلزق مرفقيها بجنبيها فيه وتلزق بطنها بفخذها في السجود وتجلس متوركة في كل قعود بان تجلس على اليتها اليسرى و تخرج كلتا رجليها من الجانب الايمن وتضع فخذيها على بعضها وتجعل الساق الا يمن على الساق الا يسر كما في مجمع الا نهر ولا تؤم الرجال وتكره جما عتهن ويقف الامام وسطهن ولا تجهر في موضع الجهر ولا يستحب في حقها الاسفار بالفجر و التتبع ينفي الحصر ا ه طحطاوی ص ۱۵۰ ووضع الرجل يمينه على يساره اخذا رسغها بخنصره وابهامه اى يحلق الخنصر و الا بهام على الرسغ ويبسط الا صابع الثلاثة ۱۲ درورد ج ۱ ص ۵۰۷۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

۱،۲: دیکھئے حاشیہ نمبر ۷ صفحہ گذشتہ

۳: ويبسط ظهره ويسوى ظهره بعجزه اما المرأة فتنحني في الركوع يسيرا ۱۲ درورد ج ۱ ص ۵۱۸۔

۴: ويفرج اصابعه في الركوع (وهي) لا تفرج ولكن تضم وتضع يديها على ركبتيها وضعا ۱۲ درورد ج ۱ ص ۴۱۵۔

۵،۶،۷: ويسن مجافاة الرجل بطنه عن فخذيه و مرفقيه عن جنبيه وذرا عيه عن الارض ويسن انخفاض المرأة ولزقها بطنها بفخذيها ۱۲ مراقی ص ۱۴۶۔

۸: وذكر في البحرانها لا تنصب اصابع القدمين ۱۲ رد ج ۱ ص ۵۲۷۔

۹: ويسن افتراش الرجل رجله اليسرى ونصب اليمنى ويسن تورك المراة بان تجلس على اليتها وتضع الفخذ على الفخذ وتخرج رجلها من تحت وركها اليمنى ۱۲ مراقی نمبر ۱۴۶۔

۱۰: ولا تجهر في الجهرية ۱۲ شامی ص ۵۲۷ ج ۱۔

۱۱: ويسن تحية رب المسجد وهي ركعتان وقال ابن عابدين قوله رب المسجد افادانه على حذف مضاف لان المقصود منها التقرب الى الله تعالىٰ لا الى المسجد لان الانسان اذا دخل بيت الملك يحيّ الملك لا بيته ۱۲ رد ج ۱ ص ۷۰۹۔

مسئلہ[۱] اس نماز سے مقصود مسجد کی تعظیم ہے جو در حقیقت خدا ہی کی تعظیم ہے اس لئے کہ مکان کی تعظیم صاحب مکان کے خیال سے ہوتی ہے پس غیر خدا کی تعظیم کسی طرح اس سے مقصود نہیں۔ مسجد میں آنے کے بعد بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھ لے بشرطیکہ کوئی مکروہ وقت نہ ہو۔

مسئلہ[۲] اگر مکروہ وقت ہو تو صرف چار مرتبہ ان کلمات کو کہہ لے۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ اور اس کے بعد کوئی درود شریف پڑھ لے اس نماز کی نیت یہ ہے۔ نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ رَکْعَتَیْ تَحِیَّۃِ الْمَسْجِدِ یا اردو میں اس طرح کہہ لے خواہ دل ہی میں سمجھ لے کہ میں نے یہ ارادہ کیا کہ دو رکعت نماز تحیۃ المسجد پڑھوں۔

مسئلہ[۳] دو رکعت کی کچھ تخصیص نہیں اگر چار رکعت پڑھی جائیں تب بھی کچھ مضائقہ نہیں اگر مسجد میں آتے ہی کوئی فرض نماز پڑھی جائے یا اور کوئی سنت ادا کی جائے تو وہی فرض یا سنت تحیۃ المسجد کے قائم مقام ہو جائے گی یعنی اس کے پڑھنے سے تحیۃ المسجد کا ثواب بھی مل جائے گا اگرچہ اس میں تحیۃ المسجد کی نیت نہیں کی گئی۔

مسئلہ[۴] اگر مسجد میں جا کر کوئی شخص بیٹھ جائے اور اس کے بعد تحیۃ المسجد پڑھے تب بھی کچھ حرج نہیں مگر بہتر یہ ہے کہ بیٹھنے سے پہلے پڑھ لے۔ حدیث[۵] نبی ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی مسجد جایا کرے تو جب تک دو رکعت نماز نہ پڑھ لے نہ بیٹھے۔

مسئلہ[۶] اگر مسجد میں کئی مرتبہ جانے کا اتفاق ہو تو صرف ایک مرتبہ تحیۃ المسجد پڑھ لینا کافی ہے خواہ پہلی مرتبہ پڑھ لے یا اخیر میں۔

نوافل سفر

مسئلہ: جب[۷] کوئی شخص اپنے وطن سے سفر کرنے لگے تو اس کیلئے مستحب ہے کہ دو رکعت نماز گھر میں پڑھ کر سفر کرے اور جب سفر سے آئے تو مستحب ہے کہ پہلے مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھ لے اسکے بعد اپنے گھر جائے۔ حدیث[۸] نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ کوئی اپنے گھر میں ان دو رکعتوں سے بہتر کوئی چیز نہیں چھوڑ جاتا جو سفر کرتے وقت پڑھی جاتی ہے۔ حدیث[۹] نبی ﷺ جب سفر سے تشریف لاتے تو پہلے مسجد میں جا کر دو رکعت نماز پڑھ لیتے تھے۔

مسئلہ[۱۰] مسافر کو یہ بھی مستحب ہے کہ اثنائے سفر میں جب کسی منزل پر پہنچے اور وہاں قیام کا ارادہ ہو تو قبل بیٹھنے کے دو رکعت نماز پڑھ لے۔

۱: دیکھئے حاشیہ سابقہ از صفحہ گذشتہ

۲: وقد حکي الاجماع علی سنیتها غير ان اصحابنا يكرهونها في الاوقات المكروهة تقديما لعموم الحاضر علی عموم المبيح قوله وهی رکعتان فی القهستانی ورکعتان او اربع وهی افضل لتحية المسجد الا اذا دخل فيه بعد الفجر اوالعصر فانه يسبح ويهلل ويصلي علي النبي صلي الله عليه وسلم ۱۲ رد المحتار تغير ج ۱ ص ۷۰۹۔

۳: واداء الفرض او غيره وكذا دخوله بنية فرض او اقتداء ينوب عنها بلا نية ۱۲ در مختار ج ۱ ص ۷۰۹۔

۴: ولا تسقط بالجلوس عندنا ۱۲ در ج ۱ ص ۷۱۰۔

۵: عن ابی قتادة ان رسول الله ﷺ قال اذا دخل احدكم المسجد فليركع ركعتين قبل ان يجلس متفق عليه ۱۲ مشكوة ص ۵۳۔

۶: وتكفيه لكل يوم مرة اذا تكرر دخوله لعذر وظاهر اطلاقه انه مخيرين ان يؤديها في اول المرات او اخرها ۱۲ رد ج ۱ ص ۷۱۰۔

۷: ومن المندوبات ركعتا السفر والقدوم منه ۱۲ رد ج ۱ ص ۷۱۵۔

۸: عن مقطم بن المقدام قال قال رسول الله صلی الله عليه وسلم ما خلف احد عند اهله افضل من ركعتين يركعهما عندهم حين يريد سفرا رواه الطبراني ۱۲ رد ص ۹۵ ج ۱۔

۹: وعن كعب بن مالك كان رسول الله صلی الله عليه وسلم لا يقدم من السفر الا نهاراً في الضحی فاذا قدم بدأبا لمسجد فصلی فيه ركعتين ثم جلس فيه رواه مسلم ۱۲ رد ج ۱ ص ۷۱۵ مصری۔

۱۰: وينبغي اذا نزل منزلا يصلي فيه ركعتين ايضا ليكون قدومه ووداعه مفتتحا بالصلوة ومختتما بها قال الطحطاوی يستحب ان لا يقعد حتی يصلي ركعتين ۱۲ غنية الناسك ص ۱۸۔

نماز قتل

مسئلہ: جب کوئی مسلمان قتل کیا جاتا ہو تو اس کو مستحب ہے کہ دو رکعت نماز پڑھ کر اپنے گناہوں کی مغفرت کی اللہ تعالیٰ سے دعا کرے تاکہ یہی نماز و استغفار دنیا میں اس کا آخر عمل رہے۔ حدیث۔ ایک مرتبہ نبی ﷺ نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے چند قاریوں کو قرآن مجید کی تعلیم کے لئے کہیں بھیجا تھا شائے راہ میں کفار مکہ نے انہیں گرفتار کیا۔ سوا حضرت خبیبؓ کے اور سب کو وہیں قتل کر دیا۔ حضرت خبیب ﷺ کو مکہ میں لے جا کر بڑی دھوم اور بڑے اہتمام سے شہید کیا جب یہ شہید ہونے لگے تو ان لوگوں سے اجازت لے کر دو رکعت نماز پڑھی اسی وقت سے یہ نماز مستحب[1] ہو گئی۔

تراویح کا بیان

مسئلہ: وتر[2] کا بعد تراویح کے پڑھنا بہتر ہے اگر پہلے پڑھ لے تب بھی درست ہے۔

مسئلہ: نماز[3] تراویح میں چار رکعت کے بعد اتنی دیر تک بیٹھنا جتنی دیر میں چار رکعتیں پڑھی گئی ہیں مستحب ہے۔ ہاں اگر اتنی دیر تک بیٹھنے میں لوگوں کو تکلیف ہو اور جماعت کے کم ہو جانے کا خوف ہو تو اس سے کم بیٹھے اس بیٹھنے میں اختیار ہے چاہے تنہا نوافل پڑھے چاہے تسبیح وغیرہ پڑھے چاہے چپ بیٹھا رہے۔

مسئلہ: اگر[4] کوئی شخص عشاء کی نماز کے بعد تراویح پڑھ چکا ہو اور بعد پڑھ چکنے کے معلوم ہو کہ عشاء کی نماز میں کوئی بات ایسی ہو گئی تھی جس کی وجہ سے عشاء کی نماز نہیں ہوئی تو اس کو عشاء کی نماز کے اعادہ کے بعد تراویح کا بھی اعادہ کرنا چاہیے۔

مسئلہ: اگر[5] عشاء کی نماز جماعت سے نہ پڑھی گئی ہو تو تراویح بھی جماعت سے نہ پڑھی جائے اس لئے کہ تراویح عشاء کے تابع ہے ہاں جو لوگ جماعت سے عشاء کی نماز پڑھ کر تراویح جماعت سے پڑھ رہے ہوں ان کے ساتھ شریک ہو کر اس شخص کو بھی تراویح کا جماعت سے پڑھنا درست ہو جائے گا جس نے عشاء کی نماز بغیر جماعت کے پڑھی ہے اس لئے کہ وہ ان لوگوں کا تابع سمجھا جائے گا جن کی جماعت درست ہے۔

مسئلہ: اگر[6] کوئی شخص مسجد میں ایسے وقت پر پہنچے کہ عشاء کی نماز ہو چکی ہو تو اسے چاہیے کہ پہلے عشاء کی نماز پڑھ لے پھر تراویح میں شریک ہو اور اگر اس درمیان میں تراویح کی کچھ رکعتیں ہو جائیں تو ان کو بعد وتر پڑھنے کے پڑھے اور یہ شخص وتر جماعت سے پڑھے۔

۱: من المندوب صلوة القتل فاذا ابتلى به مسلم يستحب ان يصلي ركعتين يستغفر بعدهما من ذنوبه لتكون الصلوة والا ستغفار اخر اعماله ۱۲ طحطاوی ص ۲۱۹۔

۲: ويصح تقديم الو تر على التراويح وتا خيرها عنها وهو افضل ۱۲ مراقی ص ۲۲۵۔

۳: يجلس ندبا بين كل اربعة بقدر ها وكذا بين الخامسة والوتر و يخيرون بين تسبيح وقراء ة وسكوت ۱۲ شرح التنوير ص ۷۳۸ ج ۱ ينتظر الا مام بين كل ترويحة قدرما يصلى فيه اربع ركعات فاذا اتمها ينتظر قدر ترويحة ثم يو تر الا ان يعلم انه يثقل على القوم اه فتاوىٰ سراجيه ص ۲۰۔

٤: لو تبين فساد العشاء دون التراويح اعاد العشاء ثم التراويح ۱۲ مراقی ص ۲۲۵ وعالمگیری ج ۱ ص ۷٤۔

۵: ولو تركوا الجماعة فی الفرض لم يصلوا التراويح جماعة لا نها تبع فمصليه وحده يصليها فلو اقيمت بجماعة وحدها كانت مخالفة للوارد فيها فلم تكن مشروعة اما لو صليت بجماعة الفرض وكان رجل قد صلى الفرض وحده فله ان يصليها مع ذلك الامام لان جماعتهم مشروعة فكذالد خول فيها معهم ۱۲ درودرد ج ۱ ص ۷٤۱۔

٦: فلو فاته بعضها وقام الامام الى الوترمعه ثم صلى مافاته ۱۲ در ص ۷۳۷ ج ۱ ۔

(٧) قال البخاری فی حديث طويل فخرجوابه (ای الخبيب) من الحرم ليقتلوه فقال دعونی اصلی ركعتين ثم انصرف اليهم فقال لو لا ان تروا ان مابی جزع من الموت لزدت فكان اول من سن الركعتين عند القتل ۱۲ بخاری برفتح الباری ص ۲۹٤ ج ۷۔

مسئلہ مہینے بھر میں ایک مرتبہ قرآن مجید کا ترتیب وار تراویح میں پڑھنا سنت مؤکدہ ہے لوگوں کی کاہلی یا سستی سے اس کو ترک نہ کرنا چاہئے ہاں اگر یہ اندیشہ ہو کہ اگر پورا قرآن مجید پڑھا جائے گا تو لوگ نماز میں نہ آئیں گے اور جماعت ٹوٹ جائے گی یا ان کو بہت ناگوار ہوگا تو بہتر ہے کہ جس قدر لوگوں کو گراں نہ گذرے اسی قدر پڑھا جائے۔ الم ترکیف سے اخیر تک کی دس ۱۰ سورتیں پڑھ دی جائیں ہر رکعت میں ایک سورت پھر جب دس رکعتیں ہو جائیں تو انہیں سورتوں کو دوبارہ پڑھ دے یا اور جو سورتیں چاہے پڑھے۔

مسئلہ ایک ختم قرآن مجید سے زیادہ نہ پڑھے تاوقتیکہ لوگوں کا شوق نہ معلوم ہو جائے۔

مسئلہ ایک[۱] رات میں پورے قرآن مجید کا پڑھنا جائز ہے بشرطیکہ لوگ نہایت شوقین ہوں کہ ان کو گراں نہ گذرے اگر گراں گذرے اور ناگوار ہو تو مکروہ ہے۔

مسئلہ تراویح میں کسی سورت کے شروع پر ایک مرتبہ بسم اللہ الرحمن الرحیم بلند آواز سے پڑھ دینا چاہئے اسلئے کہ بسم اللہ بھی قرآن مجید کی ایک آیت ہے اگرچہ کسی سورت کا جزو نہیں پس اگر بسم اللہ بالکل نہ پڑھی جائے گی تو قرآن مجید کے پورے ہونے میں ایک آیت کی کمی رہ جاوے گی۔ اور اگر آہستہ آواز سے پڑھی جائے گی تو مقتدیوں کا قرآن مجید پورا نہ ہوگا۔

مسئلہ تراویح کا رمضان کے پورے مہینے میں پڑھنا سنت ہے اگرچہ قرآن مجید قبل مہینہ تمام ہونے کے ختم ہو جائے۔ مثلاً پندرہ روزہ میں پورا قرآن شریف پڑھ دیا جائے تو باقی زمانہ میں بھی تراویح کا پڑھنا سنت مؤکدہ ہے۔

مسئلہ صحیح یہ ہے[۲] کہ قل ھو اللہ کا تراویح میں تین مرتبہ پڑھنا جیسا کہ آج کل دستور ہے مکروہ ہے۔

نماز کسوف و خسوف

مسئلہ کسوف (سورج گرہن) کے وقت دو رکعت نماز مسنون ہے۔

مسئلہ نماز کسوف جماعت سے ادا کی جائے بشرطیکہ امام جمعہ یا حاکم وقت یا اس کا نائب امامت کرے اور ایک روایت میں ہے کہ ہر امام مسجد اپنی مسجد میں نماز کسوف پڑھا سکتا ہے۔

۲: فلا يترك الختم لكسل القوم لكن في الاختيار الافضل في زماننا قدر مالا يثقل عليهم قال في البحر فالحاصل ان المصحح في المذهب ان الختم سنة لكن لا يلزم منه عدم تركه اذالزم منه تنفير القوم وتعطيل كثير من المساجد خصوصا في زماننا فالظاهر اختيار الاخف على القوم ١٢ در و رد ص ٧٣٩ ج ١ وفي التجنيس ثم بعضهم اعتاد وا قراءة قل هو الله احد في كل ركعة وبعضهم اختاروا قراءة سورة الفيل الى اخر القران وهذا احسن اه بحر ص ٦٨ ج ٢

۳: عن ابي حنيفة رحمه الله تعالىٰ انه كان يختم في رمضان احدى وستين ختمة في كل يوم ختمة و في كل ليل ختمة وفي كل التراويح ختمة ١٢ مراقي ص ٢٢٦۔

۴: لوقرأ تمام القران في التراويح ولم يقرأ البسملة في ابتداء سورة من السور سوى مافي النملة لم يخرج عن عهدة السنية ولو قرأها الامام سرا اخرج عن عهدة السنية لك لم يخرج المقتدون عن العهدة اه احكام القنطر ص ٢٧٣ انها (اى البسملة) اية فذة ليست من الفاتحة ولا من سورة اخرى انزلت لبيان مبادى السور وخواتيمهااه احكام القران ص ٢٢۔

۵: لو حصل الختم ليلة التاسع عشرا والحادى والعشرين لا يترك التراويح فيه بقية الشهر لانها سنة ١٢ فتاوى هنديه ص ١١٨ ج ١۔

۶: قراءة قل هو الله احد عقيب الختم لم يستحسنها بعض المشائخ واستحسنها اكثر المشائخ ١٢ فتاوى هنديه ص ٣٥١ ج ٥۔

۷: سن ركعتان كهيئة النفل للكسوف مراقي الفلاح ص ٢٩٧۔

۸: يصلي بالناس من يملك اقامة الجمعة وعن ابي حنيفة في غير رواية الاصول لكل امام مسجد ان يصلي بجماعة في مسجده والصحيح ظاهر الرواية وهو انه لا يقيمها الا الذي يصلي بالناس الجمعة ١٢ در مختار ج ١ ص ٨٨٠۔

(۱) شبینہ متعارف اس حکم میں داخل نہیں ہے اس کا حکم اصلاح الرسوم میں دیکھو ۱۲ حبیب احمد۔

(۱) وجہ کراہت یہ ہے کہ آج کل عوام نے اس کو لوازم ختم سے سمجھ لیا ہے جیسا کہ ان کے طرز عمل سے ظاہر ہے لہٰذا مکروہ ہے نہ یہ کہ اعادہ سورۃ فی نفسہ مکروہ ہے جیسا کہ مولانا رحمہ اللہ نے تتمہ ثالثہ امداد الفتاویٰ ص ۱۱۸ میں ایک سوال کے جواب میں تحریر فرمایا ہے پس اعادہ سورۃ خواہ فی نفسہ جائز ہو یا مکروہ رسم ہذا قابل ترک ہے ۱۲ مصحح الاغلاط۔

مسئلہ۳ نماز[1] کسوف کیلئے اذان یا اقامت نہیں بلکہ لوگوں کا جمع کرنا مقصود ہو تو الصلوۃ جامعۃ پکار دیا جائے۔

مسئلہ۴ نماز[2] کسوف میں بڑی بڑی سورتوں کا مثل سورہ بقرہ وغیرہ کے پڑھنا اور رکوع اور سجدوں کا بہت دیر تک ادا کرنا مسنون ہے اور قرأت آہستہ[3] پڑھے۔

مسئلہ۵ نماز[4] کے بعد امام کو چاہئے کہ دعا میں مصروف ہو جائے اور سب مقتدی آمین آمین کہیں جب تک گرہن موقوف نہ ہو جائے دعا میں مشغول رہنا چاہئے ہاں اگر ایسی حالت میں آفتاب غروب ہو جائے یا کسی نماز کا وقت آ جائے تو البتہ دعا کو موقوف کر کے نماز میں مشغول ہو جانا چاہئے۔

مسئلہ۶ خسوف[5] (چاند گرہن) کے وقت بھی دو رکعت نماز مسنون ہے مگر اس میں جماعت مسنون نہیں سب لوگ تنہا علیحدہ علیحدہ نمازیں پڑھیں اور اپنے اپنے گھروں میں پڑھیں مسجد میں جانا بھی مسنون نہیں۔

مسئلہ۷ اسی[6] طرح جب کوئی خوف یا مصیبت پیش آئے تو نماز پڑھنا مسنون ہے مثلاً سخت آندھی چلے یا زلزلہ آئے یا بجلی گرے یا ستارے بہت ٹوٹیں یا برف بہت گرے پانی بہت برسے یا کوئی مرض عام مثل ہیضے وغیرہ کے پھیل جائے یا کسی دشمن وغیرہ کا خوف ہو مگر ان اوقات میں جو نمازیں پڑھی جائیں ان میں جماعت نہ کی جائے ہر شخص اپنے اپنے گھر میں تنہا پڑھے۔ نبی ﷺ کو جب کوئی مصیبت یا رنج ہوتا تو نماز میں مشغول ہو جاتے۔

مسئلہ۸ جس قدر نمازیں یہاں بیان ہو چکیں ان کے علاوہ بھی جس قدر کثرت نوافل کی کی جائے باعث ثواب و ترقی درجات ہے خصوصاً ان اوقات میں جن کی فضیلت احادیث میں وارد ہوئی ہے اور ان میں عبادت کرنے کی ترغیب نبی ﷺ نے فرمائی ہے مثل رمضان[7] کے اخیر عشرہ کی راتوں اور شعبان[8] کی پندرہویں تاریخ کی ان اوقات کی بہت فضیلتیں اور ان میں عبادت کا بہت ثواب احادیث میں وارد ہوا ہے ہم نے اختصار کے خیال سے ان کی تفصیل نہیں کی۔

استسقاء کی نماز کا بیان

جب پانی[9] کی ضرورت ہو اور پانی نہ برستا ہو اس وقت اللہ تعالیٰ سے پانی برسنے کی دعا کرنا مسنون ہے استسقاء کے لئے دعا کرنا اس طریقہ

۱: بلا اذان واقامة ولا جهر بل ينادى الصلوة جامعة ۱۲ مراقی الفلاح ص ۲۹۸۔

۲: وسن تطويلهما بنحو سورة وسن تطويل ركوعهما وسجودهما ۱۲ طحطاوی ص ۲۹۸۔

۳: ويخفى القراة عند ابی حنيفةؒ وعندهما يجهر وعن محمد كقول ابی حنيفةؒ كبيری ص ۴۰۴۔

۴: ثم يدعوا لامام جالسا مستقبل القبلة او يدعوا قائما مستقبل الناس وهو احسن ويؤمنون على دعائه حتى يكمل انجلاء الشمس وان غربت كاسفة امسك وعن الدعاء واشتغل بصلوة المغرب ۱۲ مراقی الفلاح وطحطاوی ص ۲۹۸۔

۵: يصلون ركعتين فی خسوف القمر وحدانا ۱۲ عالمگيری ص ۲۹۸ يصلون فی خسوف القمر فرادى بلا جماعة لتعذر الاجتماع بالليل اولخوف الفتنة وفی التحفة يصلون فی منازلهم وقيل الجماعة جائزة فيه عندنا لكنها ليست بسنة ا ه مجمع الانهر ج ۱ ص ۱۳۹۔

۶: وكالصلوة فرادى لحصول الظلمة الهائلة نهارا والريح الشديدة ليلا كان او نهارا والفزع بالزلازل والصواعق وانتشار الكواكب والضوء الهائل ليلا والثلج والامطار الدائمة وعموم الامراض والخوف الغالب من العدو ونحو ذلك من الافزاع والاهوال لانها ايات مخوفة للعباد ليتركوا المعاصی ويرجعوا الى طاعة الله تعالى التی بها فوزهم وصلاحهم واقرب احوال العبد فی الرجوع الى ربه الصلوة فسال الله من فضله المعافيه بجاه سيدنا محمد صلی اللہ عليه وسلم اه مراقی الفلاح ص ۱۶۹ وذكر فی البدائع انهم يصلون فی منازلهم ا ه فتاوی هنديه ج ۱ ص ۹۸۔

۷: وندب احياء ليالی العشر الاخير من رمضان لما ورد عن عائشةؓ ان النبی صلى الله عليه وسلم كان اذا دخل العشر الاخير من رمضان احيا الليل وايقظ اهله وشد المئزر اه مراقی الفلاح ص ۱۲۰۔

۸: وندب احياء ليلة النصف من شعبان لانها تكفر ذنوب السنة ا ه مراقی الفلاح ص ۱۲۰۔

۹: الاستسقاء دعاء واستغفار بلا جماعة مسنونة بل هی جائزة وبلا خطبة وقالا تفعل كالعيد وبلا حضور ذمی وان صلوا فرادى جاز ويخرجون ثلاثة ايام متتابعات ويستحب للامام ان يامرهم بصيام ثلاثة ايام قبل الخروج وبالتوبة ثم يخرج بهم فی الرابع مشاة فی ثياب غسيلة او مرقعة متذللين متواضعين خاشعين لله ناكسين رؤسهم ويقدمون الصدقة فی كل يوم قبل خروجهم ويجددون التوبة ويستغفرون ويستسقون بالضعفة والشيوخ والعجائز والصبيان ويبعدون الاطفال عن امهاتهم ۱۲ درمختار بحذف ج ۱ ص ۸۸۴۔

سے مستحب ہے کہ تمام مسلمان مل کر مع اپنے لڑکوں اور بوڑھوں اور جانوروں کے پاپیادہ خشوع وعاجزی کے ساتھ معمولی لباس میں جنگل کی طرف جائیں اور توبہ کی تجدید کریں اور اہل حقوق کے حقوق ادا کریں اور اپنے ہمراہ کسی کافر کو نہ لے جائیں پھر دو رکعت بلا اذان اور اقامت کی جماعت سے پڑھیں اور امام جہر سے قرات پڑھے پھر دو خطبے پڑھے جس طرح عید[1] کے روز کیا جاتا ہے پھر امام قبلہ رو ہو کر کھڑا ہو جاوے اور دونوں ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ سے پانی برسنے کی دعا کرے اور سب حاضرین بھی دعا کریں تین روز متواتر ایسا ہی کریں تین روز کے بعد نہیں کیونکہ اس سے زیادہ ثابت نہیں۔ اور اگر نکلنے سے پہلے یا ایک دن نماز پڑھ کر بارش ہو جائے تو جب بھی تین دن پورے کر دیں اور تینوں دنوں میں روزہ بھی رکھیں تو مستحب ہے اور جانے سے پہلے صدقہ خیرات کرنا بھی مستحب ہے۔

فرائض وواجبات صلوٰۃ کے متعلق بعض مسائل

مسئلہ[1] مدرک پر قرات نہیں امام کی قرات سب مقتدیوں سے کافی ہے اور حنفیہ کے نزدیک مقتدی کو امام کے پیچھے قرات کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ[2] مسبوق[3] کو اپنی گئی ہوئی رکعتوں سے ایک یا دو رکعت میں قرات کرنا فرض ہے۔

مسئلہ[3] حاصل یہ ہے کہ امام کے ہوتے ہوئے مقتدی کو قرات نہ چاہئے ہاں مسبوق کے لئے چونکہ ان گئی ہوئی رکعتوں میں امام نہیں ہوتا اسلئے اس کو قرات چاہئے۔

مسئلہ[4] سجدے[4] کے مقام کو پیروں کی جگہ سے آدھ گز سے زیادہ اونچا نہ ہونا چاہئے اگر آدھ گز سے زیادہ اونچے مقام پر سجدہ کیا جائے تو درست نہیں ہاں اگر کوئی ایسی ہی ضرورت پیش آ جائے تو جائز ہے مثلاً جماعت زیادہ ہو اور لوگ اس قدر مل کر کھڑے ہوں کہ زمین پر سجدہ ممکن نہ ہو تو نماز پڑھنے والوں کی پیٹھ پر سجدہ کرنا جائز ہے بشرطیکہ جس شخص کی پیٹھ پر سجدہ کیا جاوے وہ بھی وہی نماز پڑھتا ہو جو سجدہ کرنے والا پڑھ رہا ہے۔

مسئلہ[5] عیدین[5] کی نماز میں علاوہ معمولی تکبیروں کے چھ تکبیریں کہنا واجب ہیں۔

مسئلہ[6] امام[6] کو فجر کی دونوں رکعتوں میں اور مغرب کی اور عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں خواہ قضا ہوں یا ادا اور جمعہ اور عیدین اور تراویح کی نماز میں اور رمضان کے وتر میں بلند آواز سے قرات کرنا واجب ہے۔

مسئلہ[7] منفرد[7] کو فجر کی دونوں رکعتوں میں اور مغرب وعشاء کی پہلی دو رکعتوں میں اختیار ہے چاہے بلند آواز سے قرات کرے یا آہستہ آواز سے۔ بلند[8] آواز ہونے کے فقہاء نے یہ حد لکھی ہے کہ کوئی دوسرا شخص سن سکے اور آہستہ آواز کی یہ حد لکھی ہے کہ خود سن سکے

۱: ولا یقراء المؤتم خلف الامام لقولہ ﷺ من کان لہ امام فقراءۃ الامام لہ قراءۃ ویکرہ عندھما (عند ابی حنیفۃ وابی یوسف) لما فیہ من الوعید ۱۲ شرح البدایہ بحذف ج ۱ ص ۱۰۸۔

۲،۳: ولو ادرک رکعتین قضی رکعتین بقراءۃ ولو ترک احدھما فسدت ۱۰ فتاوی ھندیہ ج ۱ ص ۵۸۔

۴: ومن شروط صحۃ السجود عدم ارتفاع محل السجود موضع القدمین باکثر من نصف ذراع وان زاد علی نصف ذراع لم یجز السجود الا لزحمۃ سجد فیھا علی ظھر مصلی صلوتہ ۱۲ مراقی۔

۵: ویجب تکبیرات العیدین وھی ثلاث فی کل رکعۃ وکل تکبیرۃ منھا واجبۃ یجب بترکھا سجود السھو ۱۲ طحطاوی و مراقی الفلاح ص ۱۴۶۔

۶: ویجھر الامام وجوبا فی الفجر واولی العشائین اداء وقضاء وجمعۃ وعیدین و تراویح ووتر بعدھا در مختار ج ۱ ص ۴۵۵ ویجب جھر الامام بقراءۃ رکعتی الفجر وقراءۃ اولی العشائین المغرب والعشاء ولو قضاء ویجب الجھر بالقراءۃ فی صلوۃ الجمعۃ والعیدین والتراویح والوتر فی رمضان علی الامام للمواظبۃ اھ مراقی الفلاح ص ۷۲۔

۷: وخیر المنفرد بین الجھر والاخفاء فی نفل اللیل وفی الفرض الجھری ان کان فی وقتہ ای اذا اراد المنفرد اداء الجھری خیر ان شاء جھر لکونہ امام نفسہ وان شاء خافت اذلیس خلفہ من یسمعہ وفضل الجھر لیکون الاداء علی ھیئۃ الجماعۃ وقید بالجھری لانہ لا یخیر فی غیرہ بل یخافت حتما اھ مجمع الانھر ج ۱ ص ۱۰۳۔

۸: وادنی الجھر اسماع غیرہ وادنی المخافتۃ اسماع نفسہ ومن بقربہ اھ سکب الانھر ج ۱ ص ۱۰۲۔

(۱) یعنی جیسے کہ عید کی نماز کے بعد خطبہ پڑھا جاتا ہے اسی طرح یہاں بھی نماز کے بعد دونوں خطبے پڑھے ۱۲ محشی۔

دوسرا نہ سن سکے۔(۱)

مسئلہ۱ امام اور منفرد کو ظہر عصر کی کل رکعتوں میں اور مغرب اور عشاء کی اخیر رکعتوں میں آہستہ آواز سے قرات کرنا واجب ہے۔

مسئلہ۲ جو نفل نمازیں دن کو پڑھی جائیں ان میں آہستہ آواز سے قرات کرنا چاہئے اور جو نفلیں رات کو پڑھی جائیں ان میں اختیار ہے۔

مسئلہ۳ منفرد اگر فجر، مغرب، عشاء کی قضاء دن میں پڑھے تو ان میں بھی اس کو آہستہ آواز سے قرات کرنا واجب ہے اگر رات کو قضا پڑھے تو اسے اختیار ہے۔

مسئلہ۴ اگر کوئی شخص مغرب کی یا عشاء کی پہلی دوسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد دوسری سورت ملانا بھول جائے تو اسے تیسری چوتھی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد دوسری سورت پڑھنا چاہئے اور ان رکعتوں میں بھی بلند آواز سے قرات کرنا واجب ہے اور اخیر میں سجدہ سہو کرنا واجب ہے۔

نماز کی بعض سنتیں

مسئلہ۵ تکبیر تحریمہ کہنے سے پہلے دونوں ہاتھوں کا اٹھانا مردوں کو کانوں تک اور عورتوں کو شانوں تک سنت ہے عذر کی حالت میں مردوں کو بھی شانوں تک ہاتھ اٹھانے میں کچھ حرج نہیں۔

مسئلہ۶ تکبیر تحریمہ کے بعد فوراً ہاتھوں کو باندھ لینا مردوں کو ناف کے نیچے اور عورتوں کو سینہ پر سنت ہے۔

مسئلہ۷ مردوں کو اس طرح ہاتھ باندھنا کہ داہنی ہتھیلی بائیں ہتھیلی پر رکھ لیں اور داہنے انگوٹھے اور چھوٹی انگلی سے بائیں کلائی کو پکڑ لینا اور تین انگلیاں بائیں کلائی پر بچھانا سنت ہے۔

مسئلہ۸ امام اور منفرد کو بعد سورہ فاتحہ کے ختم ہونے کے آہستہ آواز سے آمین کہنا اور قرات بلند آواز سے ہو تب بھی سب مقتدیوں کو بھی آہستہ آمین کہنا سنت ہے۔

مسئلہ۹ مردوں کو رکوع کی حالت میں اچھی طرح جھک جانا کہ پیٹھ اور سر اور سرین سب برابر ہو جائیں سنت ہے۔

مسئلہ۱۰ رکوع میں مردوں کو دونوں ہاتھوں کا پہلوؤں سے جدا رکھنا سنت ہے قومہ میں امام کو صرف سمع اللہ لمن حمدہ کہنا اور مقتدی کو

۱: ویجب الا سرار فی جمیع رکعات الظهر و العصر وفیما بعد اولی العشائین الثالثة من المغرب وهی والرابعة من العشاء ۱۲ مراقی الفلاح ص ۷۱۔

۲: ویجب الا سرار فی نفل النهار والمنفرد مخیر فیما یجهر کمتنفل باللیل فانه مخیر ۱۲ مراقی الفلاح ص ۱۳۸۔

۳: ویخافت المنفرد حتما ای وجوبا ان قضی الجهریة فی وقت المخافتة کان صلی العشاء بعد طلوع الشمس قوله فی وقت المخافتة قیدبه لا نه ان قضی فی وقت الجهر خیر کما لا یخفی اه درورد ج ۱ ص ۵۵۶۔

۴: ولو ترك سورة اراد بها ما یقرا مع الفاتحة فی اولی العشاء قید به وان کان غیره کذلك لبیان الجهر بذلك قضاها وجوبا فی الاخریین مع الفاتحة لو جوب قضاء الواجب وجهر بهما اه سکب الانهر ص ۱۰۴۔

۵: ویرفع یدیه حتی یحاذی بابهامیه شحمة اذنیه والمراة یرفع یدیها حذاء منکبیها ۱۲ شرح البدایه ص ۹۴ مارواه الشافعی من حدیث ابن عمر قال رایت النبی صلی الله علیه وسلم اذا فتح الصلوة رفع یدیه حتی یحاذی منکبیه محمول علی حالة العذر اه طحطاوی ص ۱۴۹۔

۷،۶: ووضع الرجل یمینه علی یساره تحت سرته اخذا رسغها بخنصره وابهامه هو المختار وتضع المراة والخنثی الکف علی الکف تحت ثدیها کما فرغ من التکبیر بلا ارسال ۱۲ در مختار ج۱ ص ۵۷۷۔

۸: وامن الا مام سرا کما موم ومنفرد ۱۲ در ص ۵۱۴ ج۱۔

۹: ویسن بسط ظهره حال رکوعه وتسویة راسه لعجزه اه مراقی ص ۷۶۔

۱۰: وارفع یدیك عن جنبیك مراقی ص ۲۴۵ ورد ج ۱ ص ۵۱۵۔

۱۱: ویقول الا مام سمع الله لمن حمده ویقول المؤتم ربنا لك الحمد ولا یقولها الا مام عند ابی حنیفة فالا یقولها فی نفسه والمنفرد یجمع بینهما فی الاصح ۱۲ شرح البدایه ج ۱ ص ۹۸۔

(۱) یعنی جو شخص دور کھڑا ہو وہ نہ سن سکے اور یہ غرض نہیں ہے کہ جو بالکل پاس ہو وہ بھی نہ سن سکے ۱۲ محشی۔

صرف ربنا لک الحمد کہنا اور منفرد کو دونوں کہنا سنت ہے۔

مسئلہ: سجدے[1] کی حالت میں مردوں کو اپنے پیٹ کا زانو سے اور کہنیوں کا پہلو سے علیحدہ رکھنا اور ہاتھوں کی باہوں کا زمین سے اٹھا ہوا رکھنا سنت ہے۔

مسئلہ: قعدہ[2] اولیٰ اور آخری دونوں میں مردوں کو اس طرح بیٹھنا کہ داہنا پیر انگلیوں کے بل کھڑا ہو اور اس کی انگلیوں کا رخ قبلہ کی طرف ہو اور بایاں پیر زمین پر بچھا ہوا اور اسی پر بیٹھے ہوں اور دونوں ہاتھ زانوں پر ہوں۔ انگلیوں کے سرے گھٹنوں کے طرف ہوں یہ سنت ہے۔

مسئلہ: امام[3] کو سلام بلند آواز سے کہنا سنت ہے۔

مسئلہ: امام[4] کو اپنے سلام میں اپنے تمام مقتدیوں کی نیت کرنا خواہ مرد ہوں یا عورت یا لڑکے ہوں اور ساتھ رہنے والے فرشتوں کی نیت کرنا اور مقتدیوں کو اپنے ساتھ نماز پڑھنے والوں کی اور ساتھ رہنے والے فرشتوں کی اور اگر امام داہنی طرف ہو تو داہنے سلام میں اور بائیں طرف ہو تو بائیں سلام میں اور اگر محاذی ہو تو دونوں سلاموں میں امام کی بھی نیت کرنا سنت ہے۔

مسئلہ: تکبیر[5] تحریمہ کہتے وقت مردوں کو اپنے ہاتھوں کا آستین یا چادر وغیرہ سے باہر نکال لینا بشرطیکہ کوئی عذر مثل سردی وغیرہ کے نہ ہو سنت ہے۔

جماعت کا بیان

چونکہ جماعت سے نماز پڑھنا واجب یا سنت مؤکدہ[(1)] ہے اسلئے اس کا ذکر بھی نماز کے واجبات و سنن کے بعد اور مکروہات وغیرہ سے پہلے مناسب معلوم ہوا اور مسائل کے زیادہ اور قابل اہتمام ہونے کے سبب سے اس کے لئے علیحدہ عنوان قائم کیا گیا جماعت کم سے کم دو آدمیوں کے مل کر نماز پڑھنے کو کہتے ہیں اس طرح کہ ایک شخص ان میں تابع ہو اور دوسرا متبوع۔ متبوع کو امام اور تابع کو مقتدی کہتے ہیں۔

مسئلہ: امام[6] کے سوا ایک آدمی کے شریک نماز ہو جانے سے جماعت ہو جاتی ہے خواہ وہ آدمی مرد ہو یا عورت۔ غلام ہو یا آزاد۔ بالغ ہو یا سمجھدار نابالغ بچہ۔ ہاں[7] جمعہ و عیدین کی نماز میں کم سے کم امام کے سوا تین آدمیوں کے بغیر جماعت نہیں ہوتی۔

مسئلہ: جماعت[8] کے ہونے میں یہ بھی ضروری نہیں کہ فرض نماز ہو بلکہ اگر نفل بھی دو آدمی اسی طرح ایک دوسرے کے تابع ہو کر پڑھیں تو جماعت ہو جائے گی خواہ امام اور مقتدی دونوں نفل پڑھتے ہوں یا مقتدی نفل پڑھتا ہو۔ البتہ جماعت کی نفل کا عادی ہونا یا تین مقتدیوں سے زیادہ ہونا مکروہ ہے۔

حاشیہ ۱: ویسن مجافاۃ الرجل بطنه عن فخذیه و مرفقیه عن جنبیه وذراعیه عن الارض ۱۲ مراقی الفلاح ج ۱ ص ۱۴۶۔

۲: یفترش الرجل رجله الیسری ویجلس علیها وینصب رجله الیمنی ویوجه اصابعه نحو القبلة ویضع یمناه علی فخذه الیمنی ویسراه علی الیسری ویبسط اصابعه جاعلا اطرافها عند رکبته ۱۲ در مختار ج ۱ ص ۵۳۰۔

۳: وفی البدائع ومنها ای من السنن ان یجهر بالتسلیم لو اماما لانه للخروج عن الصلوٰۃ فلا بد من الاعلام ۱۲ در ج ۱ ص ۵۴۹۔

۴: وینوی الامام بخطابه السلام علی من فی یمینه ویساره والحفظة فیها ویرید المؤتم السلام علی امامه فی التسلیمة الاولی ان کان الامام فیها والا ففی الثانیة ونواه فیهما لو محاذیا وینوی المنفرد الحفظة فقط ۱۲ در ج ۱ ص ۵۴۹۔

۵: اذا اراد الرجل الدخول فی الصلوٰۃ اخرج کفیه من کمیه بخلاف المراۃ وحال الضرورۃ ۱۲ مراقی الفلاح ص ۱۵۲۔

۶: ولو اقلها (ای الجماعة) اثنان واحد مع الامام ولو ممیزا ۱۲ درمختار ص ۵۵۸ ج ۱۔

۷: والسادس الجماعة اقلها ثلاثة رجال سوی الامام ۱۲ در مختار ص ۸۵۰ ج ۱ باب الجمعة۔

۸: ولا یصلی الوتر ولا التطوع بجماعة خارج رمضان ای یکره لو علی سبیل التداعی بان یقتدی اربعة بواحد ۱۲ در مختار ج ۱ ص ۷۳۹۔

۹: جاز ان یرا دبالرکوع الصلوٰۃ کما یعبر عنها بالسجود وان یکون امرا بالصلوٰۃ مع المصلین یعنی فی الجماعة ای صلوها مع المصلین لا منفردین اھ مدارك التنزیل ج ۱ ص ۳۶۔

(۱) یعنی بعضوں کے نزدیک واجب اور بعضوں کے نزدیک سنت مؤکدہ ہے جس کا مفصل بیان آگے آتا ہے ۱۲ منہ۔

جماعت کی فضیلت اور تاکید

جماعت کی فضیلت اور تاکید میں صحیح احادیث اس کثرت سے وارد ہوئی ہیں کہ اگر سب ایک جگہ جمع کی جائیں تو ایک بہت کافی حجم کا رسالہ تیار ہو سکتا ہے ان کے دیکھنے سے قطعاً یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ جماعت نماز کی تکمیل میں ایک اعلیٰ درجہ کی شرط ہے۔ نبی ﷺ نے کبھی اس کو ترک نہیں فرمایا حتیٰ کہ حالت مرض میں جب آپ کو خود چلنے کی قوت نہ تھی دو آدمیوں کے سہارے سے مسجد میں تشریف لے گئے اور جماعت سے نماز پڑھی۔ تارک جماعت پر آپ کو سخت غصہ آتا تھا اور ترک جماعت پر سخت سے سخت سزا دینے کو آپ کا جی چاہتا تھا۔ بے شبہ شریعت محمدیہ میں جماعت کا بہت بڑا اہتمام کیا گیا ہے اور ہونا بھی چاہئے تھا۔ نماز جیسی عبادت کی شان بھی اسی کو چاہتی تھی کہ جس چیز سے اس کی تکمیل ہو وہ بھی تاکید کے اعلیٰ درجہ پر پہنچادی جائے ہم اس مقام پر پہلے اس آیت کو لکھ کر جس سے بعض مفسرین اور فقہاء نے جماعت کو ثابت کیا ہے چند حدیثیں بیان کرتے ہیں۔ قولہ تعالیٰ: وَارْکَعُوْا مَعَ الرَّاکِعِیْنَ نماز پڑھو نماز پڑھنے والوں کے ساتھ مل کر یعنی جماعت سے۔ اس آیت میں حکم صریح جماعت سے نماز پڑھنے کا ہے مگر چونکہ رکوع کے معنی بعض مفسرین نے خضوع کے بھی لکھے ہیں لہٰذا فرضیت ثابت نہ ہوگی۔

حدیث ۱ نبی ﷺ سے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جماعت کی نماز میں[1] تنہا نماز سے ستائیس درجہ زیادہ ثواب روایت کرتے ہیں۔

حدیث ۲ نبی ﷺ نے فرمایا کہ تنہا نماز پڑھنے سے ایک آدمی کے ساتھ نماز پڑھنا بہت بہتر ہے اور دو آدمیوں کے ساتھ اور بھی بہتر ہے اور جس قدر زیادہ جماعت ہو اسی قدر اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔

حدیث ۳ انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ بنی سلمہ کے لوگوں نے ارادہ کیا کہ اپنے قدیمی مکانات سے (چونکہ وہ مسجد نبوی سے دور تھے) اٹھ کر نبی ﷺ کے قریب آکر قیام کریں تب ان سے نبی ﷺ نے فرمایا کیا تم اپنے قدموں میں جو زمین پر پڑتے ہیں ثواب نہیں سمجھتے۔ ف۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص جتنی دور سے چل کر مسجد میں آئے گا اسی قدر زیادہ[2] ثواب ملے گا۔

حدیث ۴ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جتنا وقت نماز کے انتظار میں گذرتا ہے وہ سب نماز میں شمار ہوتا ہے۔

حدیث ۵ نبی ﷺ نے ایک روز عشاء کے وقت اپنے ان اصحاب سے جو جماعت میں شریک تھے فرمایا کہ لوگ نماز پڑھ پڑھ کر سو رہے اور تمہارا وہ وقت جو انتظار میں گذرا سب نماز میں محسوب ہوا۔

حدیث ۶ نبی ﷺ سے بریدہ اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا بشارت دو ان لوگوں کو جو اندھیری راتوں میں جماعت کے لئے مسجد جاتے ہیں اس بات کی کہ قیامت میں ان کے لئے پوری روشنی ہوگی۔

حدیث ۷ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص عشاء کی نماز جماعت سے پڑھے اس کو نصف شب کی عبادت کا ثواب ملے گا۔ اور جو عشاء اور فجر کی نماز جماعت سے پڑھے گا اسے پوری رات کی عبادت کا ثواب ملے گا۔

حدیث ۸ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی ﷺ سے روای ہیں کہ ایک روز آپ نے فرمایا کہ بے شک میرے دل میں یہ ارادہ ہوا کہ کسی

۱: عن ابن عمر ﷺ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوۃ الجماعۃ تفضل صلوۃ المنفرد بسبع وعشرین درجۃ متفق علیہ ۱۲ مشکوٰۃ شریف ص ۹۵۔

۲: عن ابی بن کعب ﷺ فی حدیث طویل (قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) وان صلوۃ الرجل مع الرجل از کی من صلوۃ وحدہ وصلوتہ مع الرجلین از کی من صلوتہ مع الرجل وما کثر فھو احب الی اللہ رواہ ابو داؤد والنسائی ۱ ہ مشکوٰۃ شریف ص ۹۶۔

۳: عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال خلت البقاع حول المسجد فاراد بنو سلمۃ ان ینتقلوا قرب المسجد فبلغ ذلک النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال لھم بلغنی انکم تریدون ان تنتقلوا قرب المسجد قالوا نعم یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) قد اردنا ذلک فقال یا بنی سلمۃ دیارکم تکتب اثارکم دیارکم تکتب اثارکم رواہ مسلم ۱ ہ مشکوٰۃ شریف ص ۶۸۔

(۱) مطلب یہ ہے کہ اکیلے نماز پڑھنے سے جتنا ثواب ملتا ہے جماعت سے پڑھنے سے اس سے ستائیس گنا ثواب ملتا ہے ۱۲ محشی۔

(۲) لیکن اگر کسی کے محلہ میں مسجد ہو تو اس کو چھوڑ کر دور نہ جاوے کیونکہ محلہ کی مسجد کا حق ہے بلکہ اگر وہاں جماعت بھی نہ ہوتی ہو تب بھی وہاں جا کر اذان واقامت کہہ کر تنہا نماز پڑھے ج ۱ ص ۱۹۰ شامی احکام المساجد ۱۲ محشی۔

کو حکم دوں کہ لکڑیاں جمع کرے پھر اذان کا حکم دوں اور کسی شخص سے کہوں کہ وہ امامت کرے اور میں ان لوگوں کے گھروں پر جاؤں جو جماعت میں نہیں آتے اور ان کے گھروں کو جلادوں۔

حدیث ۹ ایک روایت میں ہے کہ اگر مجھے چھوٹے بچوں اور عورتوں کا خیال نہ ہوتا تو میں عشاء کی نماز میں مشغول ہو جاتا اور خادموں کو حکم دیتا کہ ان کے گھروں کے مال واسباب کو مع ان کے جلادیویں (مسلم) عشاء کی تخصیص اس حدیث میں اس مصلحت سے معلوم ہوتی ہے کہ وہ سونے کا وقت ہوتا ہے اور غالباً تمام لوگ اس وقت گھروں میں ہوتے ہیں۔ امام ترمذیؒ اس حدیث کو لکھ کر فرماتے ہیں کہ یہی مضمون ابن مسعود اور ابو درداء اور ابن عباس اور جابر رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہے یہ سب لوگ نبی ﷺ کے معزز اصحاب میں ہیں۔

حدیث ۱۰ ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ کسی آبادی یا جنگل میں تین مسلمان ہوں اور جماعت سے نماز نہ پڑھیں تو بے شک ان پر شیطان غالب ہو جائے گا پس اے ابو درداء جماعت کو اپنے اوپر لازم سمجھ لو دیکھو بھیڑیا (شیطان) اسی بکری (آدمی) کو کھاتا (بہکاتا) ہے جو اپنے گلے (جماعت) سے الگ ہو گئی ہو۔

حدیث ۱۱ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی ﷺ سے راوی ہیں کہ جو شخص اذان سنکر جماعت میں نہ آئے اور اسے کوئی عذر بھی نہ ہو تو اس کی وہ نماز جو تنہا پڑھی ہو قبول[1] نہ ہوگی۔ صحابہؓ نے پوچھا کہ وہ عذر کیا ہے حضرت نے فرمایا کہ خوف یا مرض۔ اس حدیث میں خوف اور مرض کی تفصیل نہیں کی گئی۔ بعض احادیث میں کچھ تفصیل بھی ہے۔

حدیث ۱۲ حضرت محجن[2] رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں نبی ﷺ کے ساتھ تھا کہ اتنے میں اذان ہوئی اور رسول اللہ ﷺ نماز پڑھنے لگے اور میں اپنی جگہ پر جاکر بیٹھ گیا۔ حضرت نے نماز سے فارغ ہو کر فرمایا کہ اے محجن تم نے جماعت سے نماز کیوں نہ پڑھی کیا تم مسلمان نہیں ہو۔ میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ میں مسلمان تو ہوں مگر میں اپنے گھر میں نماز پڑھ چکا تھا۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جب مسجد میں آؤ اور دیکھو کہ جماعت ہو رہی ہے تو لوگوں کے ساتھ مل کر نماز پڑھ لیا کرو اگر چہ[3] پڑھ چکے ہو۔ ذرا اس حدیث کو غور سے دیکھو کہ نبی ﷺ نے اپنے برگزیدہ صحابی محجن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جماعت سے نماز نہ پڑھنے پر کیسی سخت اور عتاب آمیز بات کہی کہ کیا تم مسلمان نہیں ہو۔ چند حدیثیں نمونے کے طور پر ذکر ہو چکیں اب نبی ﷺ کے برگزیدہ اصحاب رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اقوال سنیے کہ انہیں جماعت کا کس قدر اہتمام مد نظر تھا اور ترک جماعت کو وہ کیسا سمجھتے تھے اور کیوں نہ سمجھتے نبی ﷺ کی اطاعت اور ان کی مرضی کا ان سے زیادہ کس کو خیال ہو سکتا ہے۔

اثر[4] ۱ اسودؒ کہتے ہیں کہ ایک روز ہم حضرت ام المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت میں حاضر تھے کہ نماز کی پابندی اور اس کی فضیلت اور تاکید کا ذکر نکلا اس پر حضرت عائشہؓ نے تائید آنبی ﷺ کے مرض وفات کا قصہ بیان کیا کہ ایک دن نماز کا وقت آیا اور اذان ہوئی تو آپ نے فرمایا کہ ابو بکرؓ سے کہو نماز پڑھاویں۔ عرض کیا گیا کہ ابو بکر ایک نہایت رقیق القلب آدمی ہیں جب آپ کی جگہ پر کھڑے ہوں گے تو بے طاقت ہو جائیں گے اور نماز نہ پڑھا سکیں گے آپ نے پھر وہی فرمایا۔ پھر وہی جواب دیا گیا تب آپ نے فرمایا کہ تم ایسی باتیں کرتی ہو جیسے یوسف علیہ السلام سے مصر کی عورتیں[5] کرتی تھیں، ابو بکرؓ سے کہو کہ نماز پڑھاویں۔ خیر حضرت ابو بکر

۱: یعنی ثواب نہ ملے گا یہ غرض نہیں ہے کہ فرض ادا نہ ہوگا کبھی کوئی اس خیال سے نماز ہی چھوڑ دے کہ نماز قبول تو ہوگی ہی نہیں پھر تنہا بھی نہ پڑھیں کیونکہ کچھ فائدہ نہیں ایسا خیال ہر گز نہ چاہئے۔ ۱۲۔ محشی۔

۲: بالکسر وفتح جیم ۱۲ محشی۔

۳: مگر فجر اور عصر اور مغرب کی نماز اگر تنہا پڑھ لی ہو اور پھر جماعت ہو تو اب جماعت میں شامل نہ ہونا چاہئے اس لئے کہ فجر اور عصر کے بعد تو نوافل نہ پڑھنا چاہئیں اور مغرب میں اس لئے کہ تین رکعت نفل کی شریعت میں نہیں ہیں ۱۲ محشی۔

۴: اثر۔ صحابی اور تابعین کے قول کو کہتے ہیں ۱۲ محشی۔

۵: یہاں پر حضرت عائشہؓ کو تشبیہ دی حضرت زلیخا سے وجہ تشبیہ کی یہ ہے کہ جب حضرت زلیخا کے عشق کی شہرت ہوئی کہ وہ حضرت یوسف کو چاہتی ہیں جو اس وقت میں ان کے خاوند کے غلام تھے تو انہوں نے عورتوں کی ضیافت کی اور مراد ان کی علاوہ ضیافت کے اور بھی تھی اور وہ یہ تھی کہ یہ عورتیں حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن بے نظیر کو دیکھیں اور مجھے ان کے ساتھ عشق میں معذور سمجھیں اور لعن وطعن سے باز آئیں اسی طرح حضرت عائشہؓ کی مراد بھی علاوہ اس کے جو انہوں نے عذر کیا اور بھی تھی اور وہ یہ کہ لوگ حضرت ابو بکرؓ کو حضور ﷺ کی جگہ کھڑے ہونے کو بد فالی نہ سمجھیں اور اس بناء پر حضرت ابو بکرؓ سے لوگوں کو حضور کے بعد کدورت نہ ہو۔ کذا فی فتح الباری وغیرہ ۱۲ محشی۔

رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھانے کو نکلے۔ اتنے میں نبی ﷺ کو مرض میں کچھ تخفیف معلوم ہوئی تو آپ دو آدمیوں کے سہارے سے نکلے میری آنکھوں میں اب تک وہ حالت موجود ہے کہ نبی ﷺ کے قدم مبارک زمین پر گھسٹتے ہوئے جاتے تھے یعنی اتنی قوت بھی نہ تھی کہ زمین سے پیر اٹھا سکیں۔ وہاں حضرت ابوبکرؓ نماز شروع کر چکے تھے چاہا کہ پیچھے ہٹ جائیں مگر نبی ﷺ نے منع فرمایا اور انہیں سے نماز پڑھوائی۔

اثر-۲ ایک دن حضرت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سلیمان بن ابی حثمہ کو صبح کی نماز میں نہ پایا تو ان کے گھر گئے اور ان کی ماں سے پوچھا کہ آج میں نے سلیمان کو فجر کی نماز میں نہیں دیکھا انہوں نے کہا کہ وہ رات بھر نماز پڑھتے رہے اس وجہ سے اس وقت ان کو نیند آ گئی تب حضرت فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مجھے فجر کی نماز جماعت سے پڑھنا زیادہ محبوب ہے بہ نسبت اس کے کہ تمام شب عبادت کروں۔ (موطا امام مالک) شیخ عبدالحق محدث دہلویؒ نے لکھا ہے کہ اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ صبح کی نماز باجماعت پڑھنے میں تہجد سے بھی زیادہ ثواب ہے اس لئے علماء نے لکھا ہے کہ اگر شب بیداری نماز فجر میں مخل ہو تو ترک اس کا اولیٰ ہے اشعۃ اللمعات۔

اثر-۳ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بے شک ہم نے آزمالیا اپنے کو اور صحابہؓ کو کہ ترک جماعت نہیں کرتا مگر وہ منافق کہ جس کا نفاق کھلا ہوا ہو یا بیمار۔ مگر بیمار بھی تو دو آدمیوں کا سہارا دے کر جماعت کیلئے حاضر ہوتے تھے بے شک نبی ﷺ نے ہمیں ہدایت کی راہیں بتلائیں اور منجملہ ان کے نماز ہے ان مسجدوں میں جہاں اذان ہوتی ہو۔ یعنی جماعت ہوتی ہو۔ دوسری ہدایت میں ہے کہ فرمایا جسے خواہش ہو کل (قیامت میں) اللہ تعالیٰ کے سامنے مسلمان جائے اسے چاہئے کہ پنج وقتی نمازوں کی پابندی کرے ان مقامات میں جہاں اذان ہوتی ہو۔ (یعنی جماعت سے نماز پڑھی جاتی ہو) بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے نبی کے لئے ہدایت کے طریقے نکالے ہیں اور یہ نماز بھی ان ہی طریقوں میں سے ہے اگر تم اپنے گھروں میں نماز پڑھ لیا کرو گے جیسے کہ منافق پڑھ لیتا ہے تو بے شک تم سے چھوٹ جائے گی تمہارے نبی کی سنت اور اگر تم چھوڑ دو گے اپنے پیغمبر کی سنت کو تو بے شبہ گمراہ ہو جاؤ گے اور کوئی شخص اچھی طرح وضو کر کے نماز کیلئے مسجد نہیں جاتا مگر اس کے ہر قدم پر ایک ثواب ملتا ہے اور ایک مرتبہ عنایت ہوتا ہے اور ایک گناہ معاف ہوتا ہے اور ہم نے دیکھ لیا کہ جماعت سے الگ نہیں رہتا مگر منافق۔ ہم لوگوں کی حالت تو یہ تھی کہ بیماری کی حالت میں دو آدمیوں پر تکیہ لگا کر جماعت کیلئے لائے جاتے تھے اور صف میں کھڑے کر دیئے جاتے تھے۔

اثر-۴ ایک مرتبہ ایک شخص مسجد سے بعد اذان[1] کے بے نماز پڑھے ہوئے چلا گیا تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اس شخص نے ابوالقاسم ﷺ کی نافرمانی کی اور ان کے مقدس حکم کو نہ مانا (مسلم شریف) دیکھو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تارک جماعت کو کیا کہا۔ کیا کسی مسلمان کو اب بھی بے عذر ترک جماعت کی جرات ہو سکتی ہے کیا کسی ایمان دار کو حضرت ابوالقاسم ﷺ کی نافرمانی گوارا ہو سکتی ہے۔

اثر-۵ حضرت ام درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت ابودرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ میرے پاس اس حال میں آئے کہ نہایت غضب ناک تھے میں نے پوچھا کہ اس وقت آپ کو کیوں غصہ آیا کہنے لگے اللہ کی قسم میں محمد ﷺ کی امت میں اب کوئی بات نہیں دیکھتا مگر یہ کہ وہ جماعت سے نماز پڑھ لیتے ہیں یعنی اب اس کو بھی چھوڑنے لگے۔

اثر-۶ نبی ﷺ کے بہت اصحاب سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ جو کوئی اذان سن کر جماعت میں نہ جائے اس کی نماز ہی نہ ہوگی یہ لکھ کر امام ترمذی لکھتے ہیں کہ بعض اہل علم نے کہا ہے کہ حکم تاکیدی ہے مقصود یہ ہے کہ بے عذر ترک جماعت جائز نہیں۔[2]

اثر-۷ مجاہد نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا کہ جو شخص تمام دن روزے رکھتا ہو اور رات بھر نمازیں پڑھتا ہو مگر جمعہ اور جماعت میں نہ شریک ہوتا ہو اسے آپ کیا کہتے ہیں فرمایا کہ دوزخ میں جائے گا (ترمذی) امام ترمذی اس حدیث کا مطلب یہ بیان فرماتے ہیں کہ

1: بعد اذان کے مسجد سے ایسے شخص کو کہ پھر اس مسجد میں آ کر جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا ارادہ نہ رکھتا ہو جانا منع ہے ہاں کوئی قوی عذر ہو اور سخت مجبوری ہو تو مضائقہ نہیں ۱۲ محشی۔

2: اور بے عذر تنہا نماز پڑھنے سے گو نماز ہو جاوے گی مگر کامل نہ ہوگی ۱۲۔

جمعہ وجماعت کا مرتبہ کم سمجھ کر ترک کرے جب یہ حکم کیا جائے گا لیکن اگر دوزخ میں جانے سے مراد تھوڑے دن کے لئے جانا لیا جائے تو اس تاویل کی کچھ ضرورت نہ ہوگی۔

اثر-۸ سلف صالحین کا یہ دستور تھا کہ جس کی جماعت ترک ہو جاتی سات دن تک اس کی ماتم پرسی کرتے (احیاء العلوم) صحابہؓ کے اقوال بھی تھوڑے سے بیان ہو چکے جو در حقیقت نبی ﷺ کے اقوال ہیں۔ اب ذرا علمائے امت اور مجتہدین ملت کو دیکھئے کہ ان کا جماعت کی طرف کیا خیال ہے اور ان احادیث کا مطلب انہوں نے کیا سمجھا ہے۔

(۱) ظاہر[2] یہ اور امام احمد رحمۃ اللہ علیہ کے بعض مقلدین کا مذہب ہے کہ جماعت نماز کے صحیح ہونے کی شرط ہے بغیر اس کے نماز نہیں ہوتی۔

(۲) امام احمد کا صحیح مذہب یہ ہے کہ جماعت فرض عین ہے اگرچہ نماز کے صحیح ہونے کی شرط نہیں۔

(۳) امام شافعیؒ کے بعض مقلدین کا یہ مذہب ہے کہ جماعت فرض کفایہ ہے امام طحاویؒ جو حنفیہ میں ایک بڑے درجے کے فقیہ اور محدث ہیں ان کا بھی یہی مذہب ہے۔

(۴) اکثر محققین حنفیہ کے نزدیک جماعت واجب ہے۔ محقق ابن ہمام اور حلبی اور صاحب بحر الرائق وغیرہم اسی طرف ہیں۔

(۵) بعض حنفیہ[1] کے نزدیک جماعت سنت موکدہ ہے مگر واجب کے حکم میں اور در حقیقت حنفیہ کے ان دونوں قولوں میں کچھ مخالفت نہیں۔

(۶) ہمارے فقہاء لکھتے ہیں اگر کسی شہر میں لوگ جماعت چھوڑ دیں اور کہنے سے بھی نہ مانیں تو ان سے لڑنا حلال ہے۔

(۷) قنیہ وغیرہ میں ہے کہ بے عذر تارک جماعت کو سزا دینا امام وقت پر واجب ہے اور اس کے پڑوسی اگر اس کے اس فعل قبیح پر کچھ نہ بولیں[3] تو گنہگار ہوں گے۔

(۸) اگر مسجد جانے کے لئے اقامت سننے کا انتظار کرے تو گنہگار ہوگا یہ اس لئے کہ اگر اقامت سن کر چلا کریں گے تو ایک دو رکعت یا پوری جماعت چلے جانے کا خوف ہے امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے کہ جمعہ اور جماعت کے لئے تیز قدم جانا درست ہے بشرطیکہ زیادہ تکلیف نہ ہو۔

(۹) تارک جماعت ضرور گنہگار ہے اور اس کی گواہی قبول نہ کی جائے بشرطیکہ اس نے بے عذر صرف سہل انگاری (سستی) سے جماعت چھوڑی ہو۔

(۱۰) اگر کوئی شخص دینی مسائل کے پڑھنے پڑھانے میں دن رات مشغول رہتا ہو اور جماعت میں حاضر نہ ہوتا ہو تو معذور نہ سمجھا جائے گا اور اس کی گواہی مقبول نہ ہوگی۔

جماعت کی حکمتیں اور فائدے

اس بارے میں حضرت علماء رحمہم اللہ تعالیٰ نے بہت کچھ بیان کیا ہے مگر جہاں تک میری نظر قاصر پہنچی ہے حضرت شاہ مولانا ولی اللہ

۱: اس لئے کہ احکام شرعیہ کو ہلکا اور حقیر سمجھنا کفر ہے اور اس تاویل کی حاجت جب ہوگی کہ جب حضرت ابن عباسؓ کے فرمانے کا یہ مطلب ہو کہ ایسا شخص ہمیشہ جہنم میں رہے گا ۱۲ محشی۔

۲: ظاہر یہ ایک اسلامی فرقہ کا نام ہے ۱۲ محشی۔

۳: یعنی اس کو اس فعل سے نہ روکیں اور نصیحت حسب قدرت نہ کریں یہ جب کہ ان کو اس شخص سے کسی ضرر کا اندیشہ نہ ہو تو وہ پڑوسی گنہگار ہوں گے ۱۲۔

(۱) حکم جماعت کے بارے میں عبارات فقہاء میں اختلاف ہوا ہے بعض نے کہا ہے کہ جماعت سنت موکدہ ہے اور بعض نے کہا ہے کہ واجب ہے اس کے بعد بعض فقہا نے تو اس کو اختلاف آراء پر محمول کیا اور تطبیق کی فکر نہیں کی۔ اور بعض نے تطبیق کی فکر کی۔ جن لوگوں نے تطبیق کی فکر کی ان میں سے بعض نے کہا کہ سنت موکدہ کے معنی یہ ہیں کہ وہ واجب ہے اور اس کا وجوب سنت سے ثابت ہے اور بعض نے کہا کہ اس پر مداومت سنت موکدہ ہے اور کبھی کبھی پڑھنا واجب ہے یہ دو تطبیقیں تھیں جو کہ کتب فقہ میں میری نظر سے گذری ہیں۔ رہی وہ تطبیق جو علم الفقہ میں بیان کی گئی ہے اور اس سے بہشتی گوہر میں منقول ہوئی ہیں نہ وہ میری نظر سے گذری اور نہ اس کا صحیح مطلب میری سمجھ میں آیا اس میں غور کر لیا جاوے ۱۲ حبیب احمد۔

صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے بہتر جامع اور لطیف تقریر کسی کی نہیں اگرچہ زیادہ لطف یہی تھا کہ انہیں کی پاکیزہ عبارت سے وہ مضامین سنے جائیں مگر بوجہ اختصار کے میں حضرت موصوفؒ کے کلام کا خلاصہ یہاں درج کرتا ہوں وہ فرماتے ہیں۔

۱) کوئی چیز اس سے زیادہ سود مند نہیں کہ کوئی عبادت رسم عام کر دی جائے یہاں تک کہ وہ عبادت ایک ضروری عبادت ہو جائے کہ اس کا چھوڑنا ترک عادت کی طرح ناممکن ہو جائے اور کوئی عبادت نماز سے زیادہ شاندار نہیں کہ اس کے ساتھ یہ خاص اہتمام کیا جائے۔

۲) مذہب میں ہر قسم کے لوگ ہوتے ہیں جاہل بھی عالم بھی لہٰذا یہ بڑی مصلحت کی بات ہے کہ سب لوگ جمع ہو کر ایک دوسرے کے سامنے اس عبادت کو ادا کریں اگر کسی سے کچھ غلطی ہو جائے تو دوسرا اسے تعلیم کردے گویا اللہ تعالیٰ کی عبادت ایک زیور ہوئی کہ تمام پرکھنے والے اسے دیکھتے ہیں جو خرابی اس میں ہوتی ہے بتا دیتے ہیں اور جو عمدگی ہوتی ہے اسے پسند کرتے ہیں۔ پس یہ ایک عمدہ ذریعہ نماز کی تکمیل کا ہوگا۔

۳) جو لوگ بے نماز ہوں گے ان کا حال بھی اس سے کھل جائے گا اور ان کو نصیحت کرنے کا موقع ملے گا۔

۴) چند مسلمانوں کا مل کر اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا اور اس سے دعا مانگنا ایک عجیب خاصیت رکھتا ہے نزول رحمت اور قبولیت کیلئے۔

۵) اس امت سے اللہ تعالیٰ کا یہ مقصود ہے کہ اس کا کلمہ بلند اور کلمہ کفر پست ہو اور زمین پر کوئی مذہب اسلام سے غالب نہ رہے اور یہ بات جب ہی ہو سکتی ہے کہ یہ طریقہ مقرر کیا جائے کہ تمام مسلمان عام اور خاص مسافر اور مقیم چھوٹے بڑے اپنی کسی بڑی اور مشہور عبادت کے لئے جمع ہوا کریں اور شان و شوکت اسلام کی ظاہر کریں ان ہی سب مصالح سے شریعت کی پوری توجہ جماعت کی طرف مصروف ہو گئی اور اس کی ترغیب دی گئی اور اس کے چھوڑنے کی سخت ممانعت کی گئی۔

۶) جماعت میں یہ فائدہ بھی ہے کہ تمام مسلمانوں کو ایک دوسرے کے حال پر اطلاع ہوتی رہے گی اور ایک دوسرے کے درد و مصیبت میں شریک ہو سکے گا جس سے دینی اخوت اور ایمانی محبت کا پورا اظہار و استحکام ہوگا جو اس شریعت کا ایک بڑا مقصود ہے اور جس کی تاکید اور فضیلت جا بجا قرآن عظیم اور احادیث نبی کریم (علیہ الصلوٰۃ والتسلیم) میں بیان فرمائی گئی ہے افسوس ہمارے زمانے میں ترک جماعت ایک عام عادت ہو گئی ہے جاہلوں کا کیا ذکر ہم بعضے لکھے پڑھے لوگوں کو اس بلا میں مبتلا دیکھ رہے ہیں۔ افسوس یہ لوگ احادیث پڑھتے ہیں اور ان کے معنی سمجھتے ہیں مگر جماعت کی سخت تاکیدیں ان کے پتھر سے زیادہ سخت دلوں پر کچھ اثر نہیں کرتیں قیامت میں جب قاضی روز جزا کے سامنے سب سے پہلے نماز کے مقدمات پیش ہوں گے اور اس کے نہ ادا کرنے والے یا ادا میں کمی کرنے والوں سے باز پرس شروع ہوگی یہ لوگ کیا جواب دیں گے۔

جماعت کے واجب ہونے کی شرطیں

۱) مرد ہونا۔[1] عورتوں پر جماعت واجب نہیں۔

۲) بالغ ہونا۔ نابالغ بچوں پر جماعت واجب نہیں۔

۳) آزاد ہونا غلام پر جماعت واجب نہیں۔

۴) عاقل ہونا۔ مست بیہوش۔ دیوانے پر جماعت واجب نہیں۔

۵) تمام[2] عذروں سے خالی ہونا ان عذروں کی حالت میں جماعت واجب نہیں مگر ادا کرلے تو بہتر ہے نہ ادا کرنے میں ثواب جماعت سے محروم رہے گا۔

۱: فتسن اوتجب علی الرجال العقلاء البالغین الاحرار القادرین علی الصلوٰۃ بالجماعۃ من غیر حرج ۱۲ در ج ۱ ص ۵۷۶ (قولہ البالغین) قید بہ لان الرجل قد یرادبہ مطلق الذکر بالغا او غیرہ کما فی قولہ تعالیٰ فان کانوا اخوۃ رجالا و کما فی الحدیث الحق الفرائض باھلھا فما ابقت فلا ولی رجل ذکر ولذا قید بذکر لد فع ان یرادبہ البالغ بناء علی ماکان فی الجاھلیۃ من عدم تو ریثھم الا من استعد للحرب دون الصغار فافھم (قولہ الا حرار) فلا تجب علی القن وسیاتی فی الجمعۃ لو اذن لہ مولاہ وجبت وقیل یخیرو رجحہ فی البحر اہ رد المحتار ج ۱ ص ۵۷۹۔

۲: (قولہ من غیر حرج) قید بہ لکو نہا سنۃ مو کدۃ او واجبۃ فبا لحرج یرتفع الا ثم ویرخص فی ترکہا ولکنہ یفوتہ الا فضل والظاہر ان المراد بہ العذر المانع کالمرض والشیخوخۃ والفلج اہ رد المحتار ج ۱ ص ۵۷۹۔

ترک جماعت کے عذر چودہ ۱۴ ہیں:-

۱) لباس[1] بقدر ستر عورت کے نہ پایا جانا۔

۲) مسجد[2] کے راستے میں سخت کیچڑ ہو کہ چلنا سخت دشوار ہو امام ابو یوسفؒ نے حضرت امام اعظمؒ سے پوچھا کہ کیچڑ وغیرہ کی حالت میں جماعت کے لئے آپ کیا حکم دیتے ہیں۔ فرمایا کہ جماعت کا چھوڑنا مجھے پسند نہیں۔

۳) پانی[3] بہت زور سے برستا ہو ایسی حالت میں امام محمد نے موطا میں لکھا ہے کہ اگرچہ نہ جانا جائز ہے مگر بہتر یہی ہے کہ جماعت سے جا کر نماز پڑھے۔

۴) سردی[4] سخت ہو کہ باہر نکلنے میں یا مسجد تک جانے میں کسی بیماری کے پیدا ہو جانے کا یا بڑھ جانے کا خوف ہو۔

۵) مسجد[5] جانے میں مال و اسباب کے چوری ہو جانے کا خوف ہو۔

۶) مسجد[6] جانے میں کسی دشمن کے مل جانے کا خوف ہو۔

۷) مسجد[7] جانے میں کسی قرض خواہ کے ملنے کا اور اس سے تکلیف پہنچنے کا خوف ہو بشرطیکہ اس کے قرض کے ادا کرنے پر قادر نہ ہو اور اگر قادر ہو تو وہ ظالم سمجھا جائے گا اور اس کو ترک جماعت کی اجازت نہ ہوگی۔

۸) اندھیری[8] رات ہو کہ راستہ نہ دکھلائی دیتا ہو لیکن اگر روشنی کا سامان خدا نے دیا ہو تو جماعت نہ چھوڑنا چاہیے۔

۹) رات[9] کا وقت ہو اور آندھی بہت سخت چلتی ہو۔

۱۰) کسی[10] مریض کی تیمارداری کرتا ہو کہ اس کے جماعت میں چلے جانے سے اس مریض کی تکلیف یا وحشت کا خوف ہو۔

۱۱) کھانا[11] تیار ہو یا تیاری کے قریب اور بھوک ایسی لگی ہو کہ نماز میں جی نہ لگنے کا خوف ہو۔

۱۲) پیشاب[12] یا پاخانہ زور کا معلوم ہوتا ہو۔

۱۳) سفر[13] کا ارادہ رکھتا ہو اور خوف ہو کہ جماعت سے نماز پڑھنے میں دیر ہو جائے گی قافلہ نکل جائے گا، ریل کا مسئلہ اسی پر قیاس کیا جا سکتا ہے مگر فرق اس قدر ہے کہ وہاں ایک قافلے کے بعد دوسرا قافلہ بہت دنوں میں ملتا ہے اور یہاں ریل ایک دن میں کئی بار جاتی ہے اگر ایک وقت کی ریل نہ ملے تو دوسرے وقت جا سکتا ہے۔ ہاں اگر کوئی ایسا ہی سخت حرج ہوتا ہو تو مضائقہ نہیں ہماری شریعت سے حرج اٹھا دیا گیا ہے۔

۱۴) کوئی ایسی بیماری ہو جس کی وجہ سے چل پھر نہ سکے یا نابینا ہو یا لنجا ہو یا کوئی پیر کٹا ہو ہو لیکن جو نابینا بے تکلف مسجد تک پہنچ سکے اس کو ترک جماعت نہ چاہیے۔

جماعت[1] کے صحیح ہونے کی شرطیں

شرط ۱- اسلام[14]۔ کافر کی جماعت صحیح نہیں۔

۱: ویصلی المراۃ وحدانا متباعدین ۱۲ عالمگیری ج ۱ ص ۳۶۔

۲: عن ابی یوسف سالت ابا حنفیة عن الجماعة فی طین وروغة فقال لا احب ترکها وقال محمد فی الموطا الحدیث رخصة یعنی قوله صلی اللّٰه علیه وسلم اذا ابتلت النعال فالصلوٰۃ فی الرحال والنعال هنا الا راضی الصلاب ۱۲ رد المحتار ج ۱ ص ۵۸۰۔

۳ تا ۱۲: فلا تجب علی مریض ومقعد وزمن مقطوع یدورجل من خلاف اورجل فقط ومفلوج وشیخ کبیر عاجزواعمی وان وجد قائدا ولا علی من حال بینه وبینها مطرو طین وبرد شدید وظلمة کذلك وریح لیلا لا نهاراً او خوف علی ماله او ظالم ومدافعة الاخبثین وارادة سفر وقیامه بمریض وحضور طعام تتوقه نفسه ۱۲ درج ۱ ص ۵۸۰ (قوله او من غریم) ای اذا کان معسر الیس عنده ما یوفی غریمه والا کان ظالما (قوله وقیامه بمریض) ای یحصل له بغیبة المشقة والوحشة۔

۱۳: (وارادة السفر) ای واقیمت الصلوٰۃ ویخشی ان تفوته القافلة بحر واما السفر نفسه فلیس بعذر ا ه ۱۲ رد المحتار ص ۵۸۱ ج ۱ بتقدیم وتاخیر۔

۱۴: وشروط الامامة للرجال الاصحاء ستة اشیاء الاسلام والبلوغ والعقل والذکورة والقراءة والسلامة من الاعذار کالرعاف والفأفأة والتمتمة واللثغ وفقد شرط کطهارة وستر عورة (شامی از توارا لا یضاح)۔

(۱) یعنی جماعت میں امام کی امامت اور مقتدی کی اقتداء کے صحیح ہونے کی شرطیں ۱۲۔

شرط-۲ عاقل ہونا۔ مست بیہوش، دیوانے کی جماعت صحیح نہیں۔

شرط-۳ مقتدی کو نماز کی نیت کے ساتھ امام کے اقتدا کی بھی نیت کرنا یعنی یہ ارادہ دل میں کرنا کہ میں اس امام کے پیچھے فلاں نماز پڑھتا ہوں نیت کا بیان اوپر بہ تفصیل ہو چکا ہے۔

شرط-۴ امام اور مقتدی دونوں کے مکان کا متحد ہونا خواہ حقیقۃً متحد ہوں جیسے دونوں ایک ہی مسجد یا[1] ایک ہی گھر میں کھڑے ہوں یا حکماً متحد ہوں جیسے کسی دریا کے پل پر جماعت قائم کی جائے اور امام پل کے اس پار ہو مگر درمیان میں برابر صفیں کھڑی ہوں تو اس صورت میں اگرچہ امام کے اور ان مقتدیوں کے درمیان میں جو پل کے اس پار ہیں دریا حائل ہے اور اس وجہ سے دونوں کا مکان حقیقتاً متحد نہیں مگر چونکہ درمیان میں برابر صفیں کھڑی ہوئی ہیں اس لئے دونوں کا مکان حکماً متحد سمجھا جائے گا اور اقتداء صحیح ہو جائیں گی۔

مسئلہ[۲] اگر مقتدی مسجد کی چھت پر کھڑا ہو اور امام مسجد کے اندر تو درست ہے اس لئے کہ مسجد کی چھت مسجد کے حکم میں ہے اور یہ دونوں مقام حکماً متحد سمجھے جائیں گے اسی طرح اگر کسی کی چھت مسجد سے متصل ہو اور درمیان میں کوئی چیز حائل نہ ہو تو وہ بھی حکماً مسجد سے متحد سمجھی جائے گی اور اس کے اوپر کھڑے ہو کر اس امام کی اقتدا کرنا جو مسجد میں نماز پڑھ رہا ہے درست ہے۔

مسئلہ[۳] اگر مسجد بہت بڑی ہو اور اسی طرح اگر گھر بہت بڑا یا جنگل ہو اور امام اور مقتدی کے درمیان اتنا خالی میدان ہو کہ جس میں دو صفیں ہو سکیں تو یہ دونوں مقام یعنی جہاں مقتدی کھڑا ہے اور جہاں امام ہے مختلف سمجھے جائیں گے اور اقتداء درست نہ ہو گی۔

مسئلہ[۴] اسی طرح اگر امام اور مقتدی کے درمیان کوئی نہر ہو جس میں ناؤ وغیرہ چل سکے یا کوئی اتنا بڑا حوض ہو جس کی طہارت کا حکم شریعت نے دیا ہو یا کوئی عام رہگذر ہو جس سے بیل گاڑی وغیرہ نکل سکے اور درمیان میں صفیں نہ ہوں تو وہ دونوں متحد نہ سمجھے جائیں گے اور اقتداء درست نہ ہو گی البتہ بہت چھوٹی گول اگر حائل ہو جس کی برابر تنگ[۲] راستہ نہیں ہوتا وہ مانع اقتداء نہیں۔

مسئلہ اسی طرح اگر دو صفوں کے درمیان میں کوئی ایسی نہر یا ایسا رہگذر واقع ہو جائے تو اس صف کی اقتداء درست نہ ہو گی جو ان چیزوں کے اس پار ہے۔

مسئلہ[۵] پیادے شخص کی اقتداء سوار کے پیچھے یا ایک سوار کی دوسرے سوار کے پیچھے صحیح نہیں اس لئے کہ دونوں کے مکان متحد نہیں ہاں اگر ایک ہی سواری پر دونوں سوار ہوں تو درست ہے۔

شرط-۵ مقتدی[۶] اور امام دونوں کی نماز کا مغایر نہ ہونا۔ اگر مقتدی کی نماز امام کی نماز سے مغایر ہو گی تو اقتداء درست نہ ہو گی۔ مثلاً[۷] امام ظہر کی نماز پڑھتا ہو اور مقتدی عصر کی نماز کی نیت کرے یا امام کل کی ظہر کی قضا پڑھتا ہو اور مقتدی آج کے ظہر کی۔ ہاں اگر دونوں کل کے ظہر کی قضا پڑھتے ہوں یا دونوں آج ہی کے ظہر کی قضا پڑھتے ہوں تو درست ہے۔ البتہ اگر امام فرض پڑھتا ہو اور مقتدی نفل تو اقتداء صحیح ہے

۱: ویمنع من الاقتداء طریق تجری فیه عجلة أو نهر تجری فیه السفن او خلاء فی الصحراء او فی مسجد کبیر جداً کمسجد القدس یسع صفین فاکثر الا اذا اتصلت الصفوف فیصح مطلقا کان قام فی الطریق ثلاثة وکذا اثنان عند الثانی لا واحد اتفاقا ۱۲ در مختار ج ۱ ص ۶۱۱ وصورة اتصال الصفوف فی النهر ان یقفوا علی جسر موضوع فوقه او علی سفن مربوطة فیه ۱۲ رد ج ۱ ص ۶۱۲۔

۲: ولو قام علی سطح المسجد واقتدی بامام فی المسجد ان کان السطح باب فی المسجد ولا یشتبه علیه حال الامام یصح الاقتداء وان اشتبه حال الامام لا یصح ۱۲ فتاوی هندیه ص ۵۵ ج ۱ ولو اقتدی من سطح داره المتصلة بالمسجد لم یجز لاختلاف المکان (درر بحر وغیرهما) واقره المصنف لکنه تعقبه فی الشرنبلالیة ونقل عن البرهان وغیره ان الصحیح اعتبار الاشتباه فقط قلت وفی الاشباه وزواهر الجواهر ومفتاح السعادة انه الاصح وفی النهر عن الزادانه اختیار جماعة من المتاخرین ۱۲ ج ۱ ص ۶۱۳۔

۳، ۴: دیکھو باب ہذا نمبر (۳)

۵: ولا نازل براکب ولا راکب براکب دابة اخری فلو معه صح ۱۲ در مختار ص ۶۰۸ ج ۱۔

۶: لان اتحاد الصلوتین شرط عندنا ۱۲ در ص ۶۰۶ ج ۱۔

۷: ولا مفترض بمتنفل وبمفترض فرضا اخر سواء تغایر الفرضان اسما او صفة کمصلی ظهر امس بمصلی ظهر الیوم بخلاف ما اذا فاتتهم صلوة واحدة من یوم واحد فانه یجوز ۱۲ رد ص ۶۰۶ ج ۱۔

(۱) یعنی جب کہ وہ مسجد یا گھر بہت بڑے نہ ہوں کیونکہ بڑی مسجد اور بڑے گھر کا حکم آگے آئے گا ۱۲ حبیب احمد۔

(۲) تنگ سے تنگ راستہ وہ ہے جسکے عرض میں اونٹ آ سکے تو جو گول یا راجباہا عرض میں اس سے کم ہو وہ مانع اقتداء نہیں۔ کذا فی الشامیہ عن ابی یوسف ۱۲۔

اس لئے کہ امام کی نماز قوی ہے۔

مسئلہ: مقتدی[1] اگر تراویح پڑھنا چاہے اور امام نفل پڑھتا ہو تب بھی اقتداء نہ ہوگی کیونکہ امام کی نماز ضعیف ہے۔

شرط-۶ امام[2] کی نماز کا صحیح ہونا اگر امام کی نماز فاسد ہوگی تو سب مقتدیوں کی نماز بھی فاسد ہو جائے گی خواہ یہ فساد نماز ختم ہونے سے پہلے معلوم ہو جائے یا بعد ختم ہونے کے مثل اس کے کہ امام کے کپڑوں میں نجاست غلیظہ ایک درم سے زیادہ تھی اور بعد نماز ختم ہونے کے یا اثنائے نماز میں معلوم ہوئی یا امام کو وضو نہ تھا اور بعد نماز کے یا اثنائے نماز میں اسکو خیال آیا۔

مسئلہ: امام[3] کی نماز اگر کسی وجہ سے فاسد ہو گئی ہو اور مقتدیوں کو نہ معلوم ہو تو امام پر ضروری ہے کہ اگر مقتدیوں کو حتی الامکان اس کی اطلاع کر دے تاکہ وہ لوگ اپنی نمازوں کا اعادہ کرلیں خواہ آدمی کے ذریعہ سے کی جائے یا خط کے ذریعہ سے۔

شرط-۷ مقتدی[4] کا امام سے آگے نہ کھڑا ہونا خواہ برابر کھڑا ہو یا پیچھے۔ اگر مقتدی امام سے آگے کھڑا ہو تو اس کی اقتداء درست نہ ہوگی۔ امام سے آگے کھڑا ہونا اس وقت سمجھا جائے گا کہ جب مقتدی کی ایڑی امام کی ایڑی سے آگے ہو جائے اگر ایڑی آگے نہ ہو اور انگلیاں آگے بڑھ جائیں خواہ پیر کے بڑے ہونے کے سبب سے یا انگلیوں کے لمبے ہونے کی وجہ سے تو یہ آگے کھڑا ہونا نہ سمجھا جائے گا اور اقتداء درست ہو جائے گی۔

شرط-۸ مقتدی[5] کو امام کے انتقالات کا مثل رکوع قومے سجدوں اور قعدوں وغیرہ کا علم ہونا خواہ امام کو دیکھ کر یا اسکی یا کسی مکبر (تکبیر کہنے والے) کی آواز سن کر یا کسی مقتدی کو دیکھ کر۔ اگر مقتدی کو امام کے انتقالات کا علم نہ ہو خواہ کسی چیز کے حائل ہونے کے سبب سے یا اور کسی وجہ سے تو اقتداء صحیح نہ ہوگی اور اگر کوئی حائل مثل پردے یا دیوار وغیرہ کے ہو مگر امام کے انتقالات معلوم ہوتے ہوں تو اقتداء درست ہے۔

مسئلہ: اگر[6] امام کا مسافر یا مقیم ہونا معلوم نہ ہو لیکن قرائن سے اس کے مقیم ہونے کا خیال ہو بشرطیکہ وہ شہر یا گاؤں کے اندر ہو اور نماز پڑھاوے مسافر کی سی یعنی چار رکعت والی نماز میں دو رکعت پر سلام پھیر دے اور مقتدی کو اس سلام سے امام کے متعلق سہو کا شبہ ہو تو اس مقتدی کو اپنی چار رکعتیں پوری کر لینے کے بعد امام کی حالت کی تحقیق کرنا واجب ہے کہ امام کو سہو ہوا یا وہ مسافر تھا اگر تحقیق سے مسافر ہونا معلوم ہوا تو نماز صحیح ہو گئی اور اگر سہو کا ہونا متحقق ہوا تو نماز کا اعادہ کرے اور اگر کچھ تحقیق نہیں کیا بلکہ مقتدی اسی شبہ کی حالت میں نماز پڑھ کر چلا گیا تو اس صورت میں بھی اس پر نماز کا اعادہ واجب ہے۔

مسئلہ: اگر[7] امام کے متعلق مقیم ہونے کا خیال ہے مگر وہ نماز شہر یا گاؤں میں نہیں پڑھا رہا بلکہ شہر یا گاؤں سے باہر پڑھا رہا ہے اور اس نے چار رکعت

۱: اذاصلی التراویح مقتدیا بمن یصلی المکتوبة اوبمن یصلی نافلة غیر التراویح اختلفوا فیه والصحیح انه لا یجوز ۱۲ ردص ۶۱۷ ج ۱۔

۲: (قوله وصحة صلوة امامه) فلو تبین فسادها فسقا من الامام او نسیا نا لمضی مدة المسح او لو جود الحدث او غیر ذلك لم تصح صلوة المقتدی لعدم صحة البناء اه رد المحتار ص ۵۷۵ ج ۱۔

۳: وان ظهر بطلان صلوة امامه اعادو یلزم الامام اعلام قوم باعادة صلوتهم بالقدر الممکن ولو بکتاب او رسول فی المختار ۱۲ مراقی ص ۱۶۱ ورد ص ۶۱۸ ج ۱۔

۴: وتقدم الامام بعقبه عن عقب المقتدی شرط لصحة اقتدائه حتی لو کان عقب المقتدی غیر متقدم علی عقب الامام لکن قدمه اطول فتکون اصا بعه قدام اصابع امامه تجوز کما لو کان المقتدی اطول من امامه فیسجد امامه ۱۲ رد ص ۵۷۵ ج ۱۔

۵: وعلمه بانتقالاته ای بسماع اورویة للامامه او لبعض المقتدین وان لم یتحد المکان ۱۲ رد المحتار ج ۱ ص ۵۷۵۔

۶و۷: (قوله وبعکسه صح فیهما) وهو اقتداء المقیم بالمسافر فهو صحیح فی الوقت وبعده لان صلوة المسافر فی الحالین واحدة والقعدة فرض فی حقه غیر فرض فی حق المقتدی وبناء الضعیف علی القوی جائزو قدم النبی ﷺ وهو مسافر اهل مکة وقال اتموا صلاتکم فانا قوم سفر ویستحب ان یقول ذلك بعد السلام کل مسافر صلی بمقیم لا حتمال ان خلفه من لا یعرف حاله ولا یتیسر له الاجتماع بالامامة قبل ذهابه فیحکم حینئذ بفساد صلوة نفسه بناء علی ظن اقامة الامام ثم افساده بالسلام علی راس الرکعتین و هذا محمل مافی الفتاوی اذا اقتدی بالامام لا یدری امسافر هو ام مقیم لا یصح لان العلم بحال الامام شرط الاداء بجماعة لا نه شرط فی الابتداء لما فی المبسوط رجل صلی الظهر بالقوم بقریة او مصر رکعتین وهم لا یدرون امسافر هو ام مقیم فصلا تهم فاسدة سواء کانوا مقیمین ام مسافرین لانه الظاهر من حال من فی موضع الاقامة انه مقیم والبناء علی الظاهر واجب حتی یتبین خلافه فان سالوه فاخبرهم انه مسافر جازت صلاتهم وفی القنیة وان کان خارج المصر لاتفسد ویجوز الاخذ بالظاهر فی مثله وانما کان قول الامام ذلك مستحبا لانه لم یتعین معرفا صحته سلامه لهم فانه ینبغی ان یتموا ثم یسالوه فتحصل المعرفة ۱۲ بحر ص ۳۵ ج ۲۔

والی نماز میں مسافر کی سی نماز پڑھائی اور مقتدی کو امام کے سہو کا شبہ ہوا اس صورت میں بھی مقتدی اپنی چار رکعت پوری کر لے اور بعد نماز کے امام کا حال معلوم کر لے تو اچھا ہے۔ اگر نہ معلوم کرے گا تو اسکی نماز فاسد نہ ہوگی کیونکہ شہر یا گاؤں سے باہر امام کا مسافر ہونا ہی ظاہر ہے اور اسکے متعلق مقتدی کا یہ خیال کہ شاید اسکو سہو ہوا ہے ظاہر کے خلاف ہے لہٰذا اس صورت میں تحقیق حال ضروری نہیں اسی طرح اگر امام چار رکعت والی نماز شہر یا گاؤں میں پڑھائے یا جنگل وغیرہ میں اور کسی مقتدی کو اسکے متعلق مسافر ہونے کا شبہ ہو لیکن امام نے پوری چار رکعت پڑھائیں تب بھی مقتدی کو بعد نماز کے تحقیق حال امام واجب نہیں اور فجر اور مغرب کی نماز میں کسی وقت بھی امام کے مسافر یا مقیم ہونے کی تحقیق ضروری نہیں کیونکہ ان نمازوں میں مقیم و مسافر سب برابر ہیں۔ خلاصہ یہ کہ اس تحقیق کی ضرورت صرف ایک صورت میں ہے جبکہ امام شہر یا گاؤں میں یا کسی جگہ چار رکعت کی نماز میں دو ۲ رکعت پڑھائے اور مقتدی کو امام پر سہو کا شبہ ہو۔

شرط۔۹ مقتدی[1] کو تمام ارکان میں سوا قرات کے امام کا شریک رہنا خواہ امام کے ساتھ ادا کرے یا اس کے بعد یا اس سے پہلے بشر طیکہ اسی رکن کے اخیر تک امام اس کا شریک ہو جائے پہلی صورت کی مثال۔ امام کے ساتھ ہی رکوع سجدہ وغیرہ کرے۔ دوسری صورت کی مثال۔ امام رکوع کر کے کھڑا ہو جائے اس کے بعد مقتدی رکوع کرے۔ تیسری صورت کی مثال۔ امام سے پہلے رکوع کرے مگر رکوع میں اتنی دیر تک رہے کہ امام کا رکوع اس سے مل جائے۔

مسئلہ[2] اگر کسی رکن میں امام کی شرکت نہ کی جائے مثلاً امام رکوع کرے اور مقتدی رکوع نہ کرے یا امام دو سجدے کرے اور مقتدی ایک ہی سجدہ کرے یا کسی رکن کی ابتداء امام سے پہلے کی جائے اور اخیر تک امام اس میں شریک نہ ہو۔ مثلاً مقتدی امام سے پہلے رکوع میں جائے اور قبل اس کے امام رکوع کرے مقتدی کھڑا ہو جائے ان دونوں صورتوں میں اقتداء درست نہ ہوگی۔

شرط۔۱۰ مقتدی[3] کی حالت کا امام سے کم یا برابر ہونا۔

مثال ۱) قیام[4] کرنے والے کی اقتداء قیام سے عاجز کے پیچھے درست ہے شرع میں معذور کا قعود بمنزلہ قیام کے ہے۔

۲) تیمم[5] کرنے والے کے پیچھے خواہ وضو کا ہو یا غسل کا وضو اور غسل کرنے والے کی اقتداء درست ہے اس لئے کہ تیمم اور وضو اور غسل کا حکم طہارت میں یکساں ہے کوئی کسی سے کم زیادہ نہیں۔

۳) مسح[6] کرنے والے کے پیچھے خواہ موزوں پر کرتا ہو یا پٹی پر دھونے والے کی اقتداء درست ہے اس لئے کہ مسح کرنا اور دھونا دونوں ایک ہی درجے کی طہارت ہیں کسی کو کسی پر فوقیت نہیں۔

۴) معذور[7] کی اقتداء معذور کے پیچھے درست ہے بشر طیکہ دونوں ایک ہی عذر میں مبتلا ہوں۔ مثلاً دونوں کو سلسل بول ہو یا دونوں کو خروج ریح کا مرض ہو۔

۵) امی[(1)] کی اقتداء امی کے پیچھے درست ہے[8] بشر طیکہ مقتدیوں میں کوئی قاری نہ ہو۔

۱: قوله ومشاركة في الاركان اى في اصل فعلها اعم من ان ياتى بها معه او بعده لا قبله الا اذا ادركه امامه فيها فالا ول ظاهر والثانى كما ركع امامه ورفع ثم ركع هو فيصح والثالث عكسه فلا يصح الا اذا ركع وبقى راكعا حتى ادركه امامه فيصح لو جود المتابعة التى هى حقيقة الاقتداء ۱۲ رد ج ۱ ص ۵۷۵۔

۲: ويفسده مسابقة المقتدى بركن لم يشاركه فيه امامه كمالو ركع ورفع راسه قبل الامام ولم يعده معه اوبعده وسلم ۱۲ مراقى الفلاح ص ۹۷۔

۳: وكونه مثله ودونه فيها (اى فى الاركان) وفى الشرائط ۱۲ در ص ۵۷۵ ج ۱۔

۴، ۵، ۶: وصح اقتداء متوضى لا ماء معه اى مع المقتدى اما لو كان معه ماء فلا يصح الاقتداء بمتيمم اى عندهما بناء على ان الخليفة عندهما بين الآلتين وهما الماء والتراب والطهارتان سواء وغاسل بماسح ولو على جبيرة الاولى قوله فى الخزائن على خف او جبيرة بقولا وجه للمبالغة هنا ايضا لان المسح على الجبيرة اولى بالجواز لانه كالغسل لما تحته وقائم بقاعد يركع ويسجد وقيد القاعد بكونه يركع ويسجد لانه لو كان مومیالم یجز اتفاقا ۱۲ رد المحتار ص ۶۱۵۔

۷: (وصح اقتداء) معذور بمثله اى ان اتحد عذرهما ويصلى من به سلسل البول خلف مثله ۱۲ شامى ج ۱ ص ۶۰۴۔

۸: امام اقتداء اخرس باخرس اوامى بامى فصحيح ۱۲ شامى ج ۱ ص ۶۰۵۔

(۱) امی وہ شخص ہے جو بقدر قرات مفروضہ یعنی ایک آیت قرآن مجید زبانی نہ پڑھ سکتا ہو اور قاری سے مراد وہ شخص ہے جو بقدر قرات مفروضہ زبانی قرآن مجید پڑھ سکے ۱۲ محشی۔

۶) عورت[۱] یا نابالغ کی اقتداء بالغ مرد کے پیچھے درست ہے۔
۷) عورت[۲] کی اقتداء عورت کے پیچھے درست ہے۔
۸) نابالغ[۳] عورت یا نابالغ مرد کی اقتداء نابالغ مرد کے پیچھے درست ہے۔
۹) نفل[۴] پڑھنے والے کی اقتداء واجب پڑھنے والے کے پیچھے درست ہے۔ مثلاً کوئی شخص ظہر کی نماز پڑھ چکا ہو اور وہ کسی ظہر کی نماز پڑھنے والے کے پیچھے نماز پڑھی یا عید کی نماز پڑھ چکا ہو اور وہ دوبارہ پھر نماز میں شریک ہو جائے۔
۱۰) نفل[۵] پڑھنے والے کی اقتداء نفل پڑھنے والے کے پیچھے درست ہے۔
۱۱) قسم[۶] کی نماز پڑھنے والے کی اقتداء نفل پڑھنے والے کے پیچھے درست ہے اس لئے کہ قسم کی نماز بھی فی نفسہ نفل ہے یعنی ایک شخص نے قسم کھائی کہ میں دو رکعت نماز پڑھوں گا اور پھر کسی متنفل کے پیچھے اس نے دو رکعت پڑھ لی تو نماز ہو جائے گی اور قسم پوری ہو جائے گی۔
۱۲) نذر[۷] کی نماز پڑھنے والے کی اقتداء نذر کی نماز پڑھنے والے کے پیچھے درست ہے بشرطیکہ دونوں کی نذر ایک ہو مثلاً ایک شخص کی نذر کے بعد دوسرا شخص کہے کہ میں نے بھی اس چیز کی نذر کی جس کی فلاں شخص نے نذر کی ہے اور اگر یہ صورت نہ ہو بلکہ ایک نے دو رکعت کی مثلاً الگ نذر کی۔ اور دوسرے نے الگ تو ان میں سے کسی کو دوسرے کی اقتداء درست نہ ہو گی حاصل یہ کہ جب مقتدی کا امام سے کم یا برابر ہو گا تو اقتداء درست ہو جائے گی۔

اب ہم وہ صورتیں لکھتے ہیں جن میں مقتدی امام سے زیادہ ہے خواہ یقیناً یا احتمالاً اور اقتداء درست نہیں:۔

۱) بالغ[۸] کی اقتداء خواہ مرد ہو یا عورت نابالغ کے پیچھے درست نہیں۔
۲) مرد[۹] کی اقتداء خواہ بالغ ہو یا نابالغ عورت کے پیچھے درست نہیں۔
۳) خنثیٰ[۱۰] کی خنثیٰ کے پیچھے درست نہیں۔ خنثیٰ اس کو کہتے ہیں جس میں مرد اور عورت ہونے کی علامات ایسی متعارض ہوں کہ نہ اس کا مرد ہونا تحقیق ہو نہ عورت ہونا اور ایسی مخلوق شاذ و نادر ہوتی ہے۔
۴) جس[۱۱] عورت[(۱)] کو اپنے حیض کا زمانہ یاد نہ ہو اس کی اقتداء اسی قسم کی عورت کے پیچھے درست نہیں۔ ان دونوں صورتوں میں مقتدی کا امام

۱: امامة الرجل للمراة جائزة اذا نوی الا مام امامتها ولم یکن فی الخلوة ویصح اقتداء المراة بالرجل فی صلوة الجمعة وان لم ینو امامتها ۱۲ عالمگیری ج ۱ ص ۵۳ و شامی ج ۱ ص ۶۰۳۔
۲: والا نثی البالغة تصح امامتها للانثی مطلقا فقط مع الکراهة ۱۲ شامی ص ۶۰٤۔
۳: واما غیر البالغ فان کان ذکر اتصح امامتهلمثله من ذکرو انثی ۱۲ شامی ج ۱ ص ۶۰۳۔
٤: وصح اقتداء متنفل بمفترض فی غیر التراویح ۱۲ ج ۱ ص ٦١٧۔
۵: صح اقتداء متنفل بمتنفل در ج ۱ ص ٦١٧۔
٦: صح اقتداء الحالف بالمتنفل لان المحلوف علیها نفل ۱۲ شامی ج ۱ ص ۶۰۷۔
۷: ولا (یصح اقتداء) ناذر بنا ذر لان کلا منهما کمفترض فرضا اخر الا اذانذرا حدهما عین منذور الا خر بان قال بعد نذر صاحبه نذرت تلك المنذورة التی نذر ها فلان ۱۲ درورد ج ۱ ص ۶۰٦۔
۸: واما غیر البالغ فان کان ذکراتصح امامتهلمثله من ذکر وانثی و خنثی وان کان انثی تصح امامتها لمثلها فقط ۱۲ رد ج ۱ ص ۶۰۲۔
۹: ولا یصح اقتداء رجل بامراة ۱۲ ردمحتار ج ۱ ص ۶۰۳۔
۱۰: والخنثی البالغ تصح امامة للانثی مطلقاً فقط لا للرجل ولا لمثله ۱۲ شامی ج ۱ ص ۶۰۳۔
۱۱: الا قتداء بالمماثل صحیح الا ثلاثة الخنثی المشکل والضالة لاحتمال الحیض ومن جوز اقتداء الضالة بالضالة فقد غلط غلطا فاحشاً۔ ۱۲ درورد ج ۱ ص ۵-٦۔

(۱) اس سے مراد وہ عورت ہے جس کو اول ایک خاص عادت کے ساتھ حیض آتا ہو اس کے بعد کسی مرض کی وجہ سے اس کا خون جاری ہو جاوے اور جاری رہے اور وہ عورت اپنی عادت حیض کو بھول جاوے ۱۲ حبیب احمد۔

سے زیادہ ہونا محتمل ہے۔ اس لئے اقتداء جائز نہیں کیونکہ پہلی صورت میں جو خنثیٰ امام ہے شاید عورت ہو اور جو خنثیٰ مقتدی ہے شاید مرد ہو اسی طرح دوسری صورت میں جو عورت امام ہے شاید یہ زمانہ اس کے حیض کا ہو اور جو مقتدی ہے اس کی طہارت کا ہو۔

۵) خنثیٰ[۱] کی اقتداء عورت کے پیچھے درست نہیں اس خیال سے کہ شاید وہ خنثیٰ مرد ہو۔

۶) ہوش[۲] وحواس والے کی اقتداء مجنون مست، بیہوش، بے عقل کے پیچھے درست نہیں۔

۷) طاہر[۳] کی اقتداء معذور کے پیچھے مثل اس شخص کے جس کو سلسل بول وغیرہ کی شکایت ہو درست نہیں۔

۸) ایک[۴] عذر والے کی اقتداء دو عذر والے کے پیچھے درست نہیں مثلاً کسی کو صرف خروج ریح کا مرض ہو اور وہ ایسے شخص کی اقتداء کرے جس کو خروج ریح اور سلسل بول دو بیماریاں ہوں۔

۹) ایک[۵] طرح کے عذر والے کی اقتداء دوسری طرح کے عذر والے کے پیچھے درست نہیں مثلاً سلسل بول والا ایسے شخص کی اقتداء کرے جس کو نکسیر بہنے کی شکایت ہو۔

۱۰) قاری[۶] کی اقتداء امی کے پیچھے درست نہیں۔ اور قاری وہ کہلاتا ہے جس کو اتنا قرآن صحیح یاد ہو جس سے نماز ہو جاتی ہے اور امی وہ جس کو اتنا بھی یاد نہ ہو۔

۱۱) امی[۷] کی اقتداء امی کے پیچھے جب کہ مقتدیوں میں کوئی قاری موجود ہو درست نہیں کیونکہ اس صورت میں اس امام امی کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ اس لئے کہ ممکن تھا کہ وہ اس قاری کو امام کر دیتا اور اس کی قرات سب مقتدیوں کی طرف سے کافی ہو جاتی ہے اور جب امام کی نماز فاسد ہو گئی تو سب مقتدیوں کی نماز فاسد ہو جائے گی جن میں وہ امی مقتدی بھی ہے۔

۱۲) امی[۸] کی اقتداء گونگے کے پیچھے درست نہیں اس لئے کہ امی اگرچہ بالفعل قرات نہیں کر سکتا مگر قادر تو ہے اس وجہ سے کہ وہ قرات سیکھ سکتا ہے گونگے میں تو یہ قدرت بھی نہیں۔

۱۳) جس[۹] شخص کا جسم جس قدر ڈھانکنا فرض ہے چھپا ہوا ہو اس کی اقتداء برہنہ کے پیچھے درست نہیں۔

۱۴) رکوع[۱۰] سجود کرنے والے کی اقتداء ان دونوں سے عاجز کے پیچھے درست نہیں اور اگر کوئی شخص صرف سجدے سے عاجز ہو اس کے پیچھے بھی اقتداء درست نہیں۔

۱۵) فرض[۱۱] پڑھنے والے کی اقتداء نفل پڑھنے والے کے پیچھے درست نہیں۔

۱: ص ۵۰ حاشیہ نمبر ۱۰ دیکھو ۱۲۔

۲: ولا یصح الا قتداء بالمجنون المطبق ولا بالسکران فان کان یجن ویفیق یصح الا قتداء به فی زمان الا فاقة هکذا فی فتاوی قاضی خان قال الفقیه وفی الروایات الظاهرة لا فرق بین ان یکون لا فاقته وقت معلوم ولم یکن فهو بمنزلة الصحیح فی زمان الا فاقة وبه ناخذ هکذا فی التتارخانیة ۱۲ عالمگیری ج ۱ ص ۵۳۔

۳: ولا یصلی الطاهر خلف من به سلسل البول ولا الطاهرات خلف المستحاضة ۱۲ عالمگیری ج ۱ ص ۵۳۔

٤: لا یصلی من به سلسل بول خلف من به انفلات ریح وجرح لا یرقاء لان الا مام صاحب عذرین والماموم صاحب عذر ۱۲ عالمگیری ج ۱ ص ۵۳۔

۵: ویجوز اقتداء المعذور بالمعذور ان اتحد عذر هما وان اختلف فلا یجوز ۱۲ عالمگیری ج ۱ ص ۵۳۔

٦: ولا حافظ اٰیة من القران بغیر حافظ لها وهو الا می ۱۲ در ج ۱ ص ٦۰۵۔

۷: واذا اقتدی امی وقاری بامی تفسد صلوة الکل للقدرة علی القراءة بالقاری در ج ۱ ص ٦۱۹۔

۸: ولا امی باخرس لقدرة الا می علی التحریمة فصح عکسه ۱۲ شرح التنویر ج ۱ ص ٦۰۵۔

۹: ولا مستور عورة بعار ۱۲ شرح التنویر ج ۱ ص ٦۰۵۔

۱۰: ولا قادر علی رکوع وسجود بعاجز عنهما لبناء القوی علی الضعیف ۱۲ شرح التنویر ج ۱ ص ٦۰٦۔

۱۱: ولا مفترض بمتنفل ۱۲ شرح التنویر ج ۱ ص ٦۰٦۔

۱۶) نذر کی نماز پڑھنے والے کی اقتداء نفل نماز پڑھنے والے کے پیچھے درست نہیں اس لئے کہ نذر کی نماز واجب ہے۔

۱۷) نذر کی نماز پڑھنے والے کی اقتداء نفل نماز پڑھنے والے کے پیچھے درست نہیں مثلاً اگر کسی نے قسم کھائی کہ میں آج چار رکعت پڑھوں گا اور کسی نے چار رکعت نماز کی نذر کی تو وہ نذر کرنے والا اگر اس کے پیچھے نماز پڑھے تو درست نہ ہوگی اس لئے کہ نذر کی نماز واجب ہے اور قسم کی نفل ہے کیونکہ قسم کا پورا کرنا ہی واجب نہیں ہوتا بلکہ اس میں یہ بھی[1] ہو سکتا ہے کہ کفارہ دے دے اور وہ نماز نہ پڑھے۔

۱۸) جس شخص سے صاف حروف نہ ادا ہو سکتے ہیں مثلاً سین کو تے یا رے کو غین پڑھتا ہو یا کسی اور حرف میں ایسا ہی تبدل تغیر ہوتا ہو تو اس کے پیچھے صاف اور صحیح پڑھنے والے کی نماز درست نہیں۔ ہاں اگر پوری قرات میں ایک آدھ حرف ایسا واقع ہو جائے تو اقتداء صحیح ہو جائے گی۔

شرط-۱۱ امام کا واجب الانفراد نہ ہونا یعنی ایسے شخص کے پیچھے اقتداء درست نہیں جس کا اس وقت منفرد رہنا ضروری ہے جیسے مسبوق کہ اس کو امام کی نماز ختم ہو جانے کے بعد اپنی چھوٹی ہوئی رکعتوں کا تنہا پڑھنا ضروری ہے پس اگر کوئی شخص کسی مسبوق کی اقتداء کرے تو درست نہ ہوگی۔

شرط-۱۲ امام کا کسی کا مقتدی نہ ہونا یعنی ایسے شخص کو امام نہ بنانا چاہئے جو خود کسی کا مقتدی ہو خواہ حقیقتاً جیسے مدرک یا حکماً جیسے لاحق، لاحق اپنی رکعتوں میں جو امام کے ساتھ اس کو نہیں ملیں مقتدی کا حکم رکھتا ہے لہٰذا اگر کوئی شخص کسی مدرک یا لاحق کی اقتداء کرے تو درست نہیں اسی طرح مسبوق اگر لاحق کی یا لاحق مسبوق کی اقتداء کرے تب بھی درست نہیں۔

یہ بارہ شرطیں جو ہم نے جماعت کے صحیح ہونے کے بیان کیں اگر ان میں سے کوئی شرط کسی مقتدی میں نہ پائی جائے گی تو اس کی اقتداء صحیح نہ ہوگی۔ اور جب کسی مقتدی کی اقتداء صحیح نہ ہوگی تو اس کی وہ نماز بھی نہ ہوگی جس کو اس نے بحالت اقتداء ادا کیا ہے۔

جماعت کے احکام

مسئلہ جماعت جمعہ اور عیدین کی نمازوں میں شرط ہے یعنی یہ نمازیں تنہا صحیح ہی نہیں ہوتیں۔

پنج وقتی نمازوں میں واجب ہے بشرطیکہ کوئی عذر نہ ہو اور تراویح میں سنت مؤکدہ ہے اگرچہ ایک قرآن مجید جماعت کے ساتھ ہو چکا

۲،۱: ولا ناذر بمتنفل لان النذر واجب فيلزم بناء القوى على الضعيف ولا ناذر بحالف لان المنذورة اقوى اى من المحلوف عليها فانها لا تخرج بالحلف عن كونها نافلة ـ

۳: ولا غير الا لثغ به اى بالا لثغ على الا صح هو الذى يتحول لسانه من السين الى الثاء وقيل من الراء الى الغين او اللام اوالياء زاد فى القاموس او من حرف الى حرف وكذا من لا يقدرعلى التلفظ بحرف من الحروف لولا يقدر على اخراج الفاء الا بتكرار ۱۲ شامى ص۶۰۸ و ص ۶۰۹ ج ۱۔

۵،۴: ولا لاحق ولا مسبوق بمثلهما لما تقرران الاقتداء فى موضع الانفراد مفسد كعكسه در ج ۱ ص ۶۰۷۔

۶: واعلم انه اذا فسد الاقتداء باى وجه كان لا يصح شروعه فى صلوة نفسه على المذهب ويمنع من الاقتداء ۱۲ در ص ۶۰۹ و ص ۶۱۰ ج ۱۔

۷: و (الشرط) السادس (من شروط صحة الجمعة) الجماعة واقلها ثلاثة رجال ۱۲ در ج ۱ ص ۸۵۰ تجب صلاتهما (اى العيدين) فى الا صح على من تجب عليه الجمعة بشرائطها سوى الخطبة فانها سنة بعدها ۱۲ در ج ۱ ص ۸۶۵۔

۸: ومنها انها واجبة للصلوات الخمس الا للجمعة فانها شرط فيها وتجب لصلوة العيدين على القول بوجوبهما وتسن فيها على القول بسنيتها وفى الكسوف والتراويح سنة ۱۲ بحر ج ۱ ص ۳۴۵۔

(۱) تفصیل اس کی یہ ہے کہ جس کام کے لئے قسم کھائی جائے اگر وہ کام اصل سے فرض یا واجب ہے تب تو قسم کا پورا کرنا متعین ہے اور اگر وہ کام گناہ ہے تو قسم توڑنا اور کفارہ دینا متعین ہے اور اگر نہ فرض ہو واجب ہے نہ گناہ تو دیکھا جائے گا کہ اس کا کرنا بہتر ہے تو قسم کا پورا کرنا افضل ہوگا اور نہ کرنا بہتر ہے تو قسم توڑنا بہتر ہوگا اور اگر دونوں برابر ہیں تو قسم پورا کرنا اولیٰ ہوگا بہر حال جس کام پر قسم کھائی جائے اس کام کا کرنا مطلقاً واجب نہیں ہو جاتا اس لئے اگر نفل نماز کیلئے قسم کھائی تو وہ واجب نہ ہوئی (کذا فی رد المختار ص ۵۲۳ ج ۳) محمد شفیع دیوبندی۔

ہو اور اسی طرح نماز کسوف کیلئے اور رمضان[1] کے وتر میں مستحب ہے اور سوائے رمضان کے اور کسی زمانے کے وتر میں مکروہ تنزیہی ہے۔ یعنی جب کہ مواظبت کی جائے اور اگر مواظبت نہ کی جائے بلکہ کبھی کبھی دو تین آدمی جماعت سے پڑھ لیں تو مکروہ نہیں[2] اور نماز خسوف میں اور تمام نوافل میں جب کہ نوافل اس اہتمام سے ادا کی جائیں جس اہتمام سے فرائض کی جماعت ہوتی ہے یعنی اذان واقامت کے ساتھ یا اور کسی طریقہ سے لوگوں کو جمع کر کے تو جماعت مکروہ تحریمی ہے۔ ہاں اگر بے اذان واقامت کے اور بے بلائے ہوئے دو تین آدمی جمع ہو کر کسی نفل کو جماعت سے پڑھ لیں تو کچھ مضائقہ نہیں اور پھر بھی دوام نہ کریں اور اسی طرح مکروہ تحریمی ہے ہر فرض کی دوسری[3] جماعت مسجد میں ان چار شرطوں سے۔

۱) مسجد محلے کی ہو اور عام رہ گذر پر نہ ہو اور مسجد محلے کی تعریف یہ لکھی ہے کہ وہاں کا امام اور نمازی معین ہوں۔

۲) پہلی جماعت بلند آواز سے اذان واقامت کہہ کر پڑھی گئی ہو۔

۳) پہلی جماعت ان لوگوں نے پڑھی ہو جو اس محلے میں رہتے ہوں اور جن کو اس مسجد کے انتظامات کا اختیار حاصل ہے۔

۴) دوسری جماعت اسی ہیئت اور اہتمام سے ادا کی جائے جس ہیئت اور اہتمام سے پہلی جماعت ادا کی گئی ہے۔

اور یہ چوتھی شرط صرف امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ہے اور امام صاحبؒ کے نزدیک ہیئت بدل دینے پر بھی کراہت رہتی ہے پس اگر دوسری جماعت مسجد میں نہ ادا کی جائے بلکہ گھر میں ادا کی جائے تو مکروہ نہیں اسی طرح اگر کوئی شرط ان چار شرطوں میں سے نہ پائی جائے مثلاً مسجد عام رہ گذر پر ہو محلے کی نہ ہو جس کے معنی اوپر معلوم ہو چکے تو اس میں دوسری بلکہ تیسری چوتھی جماعت بھی مکروہ نہیں یا پہلی جماعت بلند آواز سے اذان اور اقامت کہہ کر نہ پڑھی گئی ہو تو دوسری جماعت مکروہ نہیں۔ یا پہلی جماعت ان لوگوں نے پڑھی ہو جو اس محلے میں نہیں رہتے نہ ان کو مسجد کے انتظامات کا اختیار حاصل ہے یا بقول امام ابو یوسفؒ کے دوسری جماعت اس ہیئت سے نہ ادا کی جائے جس ہیئت سے پہلی جماعت ادا کی گئی ہے جس جگہ پہلی جماعت کا امام کھڑا ہوا تھا دوسری جماعت کا امام وہاں سے ہٹ کر کھڑا ہو تو ہیئت بدل جائے گی اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک جماعت مکروہ نہ ہوگی۔

تنبیہ: ہر چند کہ بعض لوگوں کا عمل امام ابو یوسفؒ کے قول پر ہے لیکن امام صاحب کا قول دلیل سے بھی قوی ہے اور اس وقت دینیات میں اور خصوصاً امر جماعت میں جو تہاون (سستی) اور تکاسل ہو رہا ہے اس کا مقتضا بھی یہی ہے کہ باوجود تبدل ہیئت کراہت پر فتویٰ دیا جاوے ورنہ لوگ قصداً جماعت اولیٰ کو ترک کریں گے کہ ہم اپنی دوسری کر لیں گے۔

۱: ولتستحب فی الوتر فی رمضان علی قول ولا تستحب فیہ علی قول ۱۲ بحر ص ۳۴۵ ج ۱ ولا یصلی الوتر والتطوع بجماعۃ خارج رمضان ای یکرہ ذلک لو علی سبیل التداعی بان یقتدی اربعۃ بواحد ۱۲ در قال الشامی ان کان ذلک احیانا کما فعل عمر کان مباحا غیر مکروہ وان کان علی سبیل المواظبۃ کان بدعۃ مکروھۃ لانہ خلاف المتوارث و[illegible] الکراھۃ بان الوتر نفل من وجہ والنفل بالجماعۃ غیر مستحب فی غیر رمضان وھو کالصریح فی انھا کراھۃ تنزیہ والتداعی ھو الاید عو بعضھم بعضا ۱۲ شامی مختصرا ج ۱ ص ۷۴۱۔

۲: وھی مکروھۃ فی صلوۃ الخسوف وقیل لا واما ما عدا ھذہ الجملۃ ففی الخلاصۃ الاقتداء فی الوتر خارج رمضان یکرہ وذکر القدوری انہ لا یکرہ واصل ھذا ان التطوع بالجماعۃ یکرہ فی الاصل للصدر الشھید اما اذا صلوا بجماعۃ بغیر اذان واقامۃ فی ناحیۃ المسجد لا یکرہ وقال شمس الائمۃ الحلوانی ان کان سوی الامام ثلثۃ لا یکرہ بالاتفاق وفی الاربع اختلف المشائخ والاصح انہ لا یکرہ ۱۲ بحر ص ۳۴۵ ج ۱۔

۳: ویکرہ (تحریما) تکرار الجماعۃ باذان واقامۃ فی مسجد محلۃ لا فی مسجد طریق او مسجد لا امام لہ ولا مؤذن الا اذا صلی بھما فیہ اولا غیر اھلہ او اھلہ لکن بمخافتۃ الاذان ولو کرر اھلہ بدونھما او کان مسجد طریق جاز اجماعا والمراد بمسجد المحلۃ مالہ امام وجماعۃ معلومون ۱۲ درود ص ۵۷۷ ج ۱۔

مقتدی اور امام کے متعلق مسائل

مسئلہ۱: مقتدیوں[۱] کو چاہئے کہ تمام حاضرین میں امامت کے لائق جس میں اچھے اوصاف زیادہ ہوں اسکو امام بناویں اور اگر کئی شخص ایسے ہوں جو امامت کی لیاقت میں برابر ہوں تو غلبہ رائے پر عمل کریں یعنی جس شخص کی طرف زیادہ لوگوں کی رائے ہو اسکو امام بنادیں۔ اگر کسی ایسے شخص کے ہوتے ہوئے جو امامت کے زیادہ لائق ہے کسی ایسے شخص کا امام کردیں گے جو اس سے کم لیاقت رکھتا ہے تو ترک سنت کی خرابی میں مبتلا ہوں گے۔

مسئلہ۲: سب[۲] سے زیادہ استحقاق امامت اس شخص کو ہے جو نماز کے مسائل خوب جانتا ہو بشرطیکہ ظاہراً اس میں کوئی فسق وغیرہ کی بات نہ ہو اور جس قدر قرات مسنون ہے اسے یاد ہو اور قرآن صحیح پڑھتا ہو پھر وہ شخص جو قرآن مجید اچھا پڑھتا ہو یعنی قرات کے قواعد کے موافق پھر وہ شخص جو سب سے زیادہ پرہیزگار ہو پھر وہ شخص جو سب سے زیادہ عمر رکھتا ہو۔ پھر وہ شخص جو سب میں زیادہ خلیق ہو پھر وہ شخص جو سب میں زیادہ خوبصورت ہو پھر وہ شخص جو سب سے زیادہ شریف ہو پھر وہ جس کی آواز سب سے عمدہ ہو پھر وہ شخص جو عمدہ لباس پہنے ہو پھر وہ شخص جس کا سر سب سے بڑا ہو مگر تناسب کے ساتھ۔ پھر وہ شخص جو مقیم ہو بہ نسبت مسافروں کے پھر وہ شخص جو اصلی آزاد ہو پھر وہ شخص جس نے حدث اصغر سے تیمم کیا ہو بہ نسبت اس کے جس نے حدث اکبر سے تیمم کیا ہو۔ اور بعض کے نزدیک حدث اکبر سے تیمم کرنے والا مقدم ہے[۳] اور جس شخص میں دو وصف پائے جائیں وہ زیادہ مستحق ہے بہ نسبت اس کے جس میں ایک ہی وصف پایا جاتا ہو مثلاً وہ شخص جو نماز کے مسائل بھی جانتا ہو اور قرآن مجید بھی اچھا پڑھتا ہو زیادہ مستحق ہے بہ نسبت اس کے جو صرف نماز کے مسائل جانتا ہو اور قرآن مجید اچھا نہ پڑھتا ہو۔

مسئلہ۳: اگر[۴] کسی کے گھر میں جماعت کی جائے تو صاحب خانہ امامت کے لئے زیادہ مستحق ہے اس کے بعد وہ شخص جس کو وہ امام بنادے۔ ہاں اگر صاحب خانہ بالکل جاہل ہو اور دوسرے لوگ مسائل سے واقف ہوں تو پھر ان ہی کو استحقاق ہوگا۔

مسئلہ۴: جس[۵] مسجد میں کوئی امام مقرر ہو اس مسجد میں اس کے ہوتے ہوئے دوسرے کو امامت کا استحقاق نہیں۔ ہاں اگر وہ کسی دوسرے کو امام بنادے تو پھر مضائقہ نہیں۔

مسئلہ۵: قاضی[۶] یعنی حاکم شرع یا بادشاہ اسلام کے ہوتے ہوئے دوسرے کو امامت کا استحقاق نہیں۔

مسئلہ۶: بے[۷] رضامندی قوم کے امامت کرنا مکروہ تحریمی ہے ہاں اگر وہ شخص سب سے زیادہ استحقاق امامت رکھتا ہو یعنی امامت کے اوصاف اس کے برابر کسی میں نہ پائے جاتے ہوں تو پھر اسکے اوپر کچھ کراہت نہیں بلکہ جو اس کی امامت سے ناراض ہو وہی غلطی پر ہے۔

۱: فان استووا يسرع بين المستوين او الخيار الى القوم فان اختلفوا اعتبر اكثر هم ولو قدموا غير الا ولى اساؤ اوتركو السنة ۱۲ درمختار وشامی ص ۵۸۳ ج۱۔

۲: والا حق بالا مامة الا علم باحكام الصلوٰة فقط صحةً وفساد ابشرط اجتنابه للفاحش الظاهرة وحفظه قدر فرض ثم الاحسن تلاوة وتجويدا للقراءة ثم الا ورع ثم الا سن ثم الا حسن خلقا ثم الا حسن وجها ثم الا شرف نسباً ثم الا حسن صوتا ثم الا نظف ثوبا ثم الاكبر راسا ثم المقيم على المسافر ثم الحرا لا صلى على العتيق ثم المقيم عن حدث على المتيمم عن جنابة ۱۲ در مختار ج ۱ ص ۵۸۱ فی الشامی لكن فی منية المفتی المتيمم عن الجنابة اولى من المتيمم عن حدث ج۱ ص ۵۸۲۔

۳: لا يقدم احد فی التزاحم الا بمرجح ومنه السبق الى الدرس الخ در مختار ج۱ ص ۵۸۳ وفی الشامی ولو ان رجلين فی الفقه والصلاح سوله الا ان احدهما اقرا فقدم القوم الا خر فقد اساؤ او تركو السنة ج ۱ ص ۲۷۵۔

۴: وصاحب البيت اولى بالا مامة من غيره مطلقا ای وان كان غيره من الحاضرين من هو اعلم و اقراء منه فان قدم (ای المالك) واحداً منهم (ای من الا ضياف) لعلمه وكبره فهو افضل ۱۲ در وشامی ج ۱ ص ۵۸۳۔

۵: واعلم ان صاحب البيت ومثله امام المسجد الراتب اولى بالا مامة من غيره در مختار ج۱ ص ۵۸۳۔

۶: واما اذا اجتمعوا فالسلطان مقدم ثم الا مير ثم القاضی وكذا يقدم القاضی على امام المسجد ۱۲ رد ج۱ ص ۳۸۴۔

۷: ولو ام قوما وهم له كارهون كره وان هو احق لا والكراهة عليهم در مختار ج ۱ ص ۵۸٤۔

مسئلہ[۱] فاسق اور بدعتی کا امام بنانا مکروہ تحریمی ہے ہاں اگر خدانخواستہ ایسے لوگوں کے سوا کوئی دوسرا شخص وہاں موجود نہ ہو تو پھر مکروہ نہیں۔ اسی طرح اگر بدعتی و فاسق زوردار ہوں کہ ان کے معزول کرنے پر قدرت نہ ہو یا فتنہ عظیم برپا ہوتا ہو تو بھی مقتدیوں پر کراہت نہیں۔

مسئلہ[۲] غلام کا یعنی جو فقہ کے قاعدے سے غلام ہو وہ نہیں جو قحط وغیرہ میں خرید لیا جاوے اس کا امام بنانا اگرچہ وہ آزاد شدہ ہو اور گنوار یعنی گاؤں کے رہنے والے کا اور نابینا کا جو پاکی ناپاکی کی احتیاط نہ رکھتا ہو یا ایسے شخص کا جسے رات کو کم نظر آتا ہو اور ولد الزنا یعنی حرامی کا امام بنانا مکروہ تنزیہی ہے۔ ہاں اگر یہ لوگ صاحب علم و فضل ہوں اور لوگوں کو ان کا امام بنانا گوارا نہ ہو تو پھر مکروہ نہیں۔ اسی طرح کسی ایسے حسین نوجوان کو امام بنانا جس کی داڑھی نہ نکلی ہو اور بے عقل کو امام بنانا مکروہ تنزیہی ہے۔

مسئلہ[۳] نماز کے فرائض اور واجبات میں تمام مقتدیوں کو امام کی موافقت کرنا واجب ہے ہاں سنن وغیرہ میں موافقت کرنا واجب نہیں پس اگر امام شافعی المذہب ہو اور رکوع میں جاتے وقت اور رکوع سے اٹھتے وقت ہاتھوں کو اٹھائے تو حنفی مقتدیوں کو ہاتھوں کا اٹھانا ضروری[۱] نہیں اس لئے کہ ہاتھوں کا اٹھانا ان کے نزدیک بھی سنت ہے اسی طرح فجر کی نماز میں شافعی مذہب قنوت پڑھے گا تو حنفی مقتدیوں کو ضروری نہیں ہاں وتر میں البتہ چونکہ قنوت پڑھنا واجب ہے لہٰذا اگر شافعی امام اپنے مذہب کے موافق بعد رکوع کے پڑھے تو حنفی مقتدیوں کو بھی بعد رکوع کے پڑھنا چاہئے۔

مسئلہ[۴] امام کو نماز میں زیادہ بڑی بڑی سورتیں پڑھنا جو مقدار مسنون سے بھی زیادہ ہوں یا رکوع سجدے وغیرہ میں بہت زیادہ دیر تک رہنا مکروہ تحریمی ہے بلکہ امام کو چاہئے کہ اپنے مقتدیوں کی حاجت اور ضرورت اور ضعف وغیرہ کا خیال رکھے جو سب میں زیادہ صاحب ضرورت ہو اس کی رعایت کر کے قرأت وغیرہ کرے بلکہ زیادہ ضرورت کے وقت مقدار مسنون سے بھی کم قرأت کرنا بہتر ہے تاکہ لوگوں کا حرج نہ ہو جو قلت جماعت کا سبب ہو جائے۔

مسئلہ[۵] اگر ایک ہی مقتدی ہو اور وہ مرد ہو یا نابالغ لڑکا تو اس کو امام کی داہنی جانب امام کے برابر یا کچھ پیچھے ہٹ کر کھڑا ہونا چاہئے اگر بائیں جانب یا امام کے پیچھے کھڑا ہو تو مکروہ ہے۔

مسئلہ[۶] اور اگر ایک سے زیادہ مقتدی ہوں تو ان کو امام کے پیچھے صف باندھ کر کھڑا ہونا چاہئے اگر امام کے داہنے بائیں جانب کھڑے ہوں اور دو ہوں تو مکروہ تنزیہی ہے اور اگر دو سے زیادہ ہوں تو مکروہ تحریمی ہے اس لئے کہ جب دو سے زیادہ مقتدی ہوں تو امام کا آگے کھڑا ہونا واجب ہے۔

۱: یکرہ امامۃ عبد واعرابی وفاسق واعمی ومبتدع فتح هذا ان وجد غیر هم والا فلا کراهۃ در ص ۸۴ ج ۱ فی الشامی علی ان کراهۃ تقدیمهم کراهۃ تحریم ص ۸۵ ج۱۔

۲: ویکرہ تنزیها امامۃ عبد ولو معتقا واعرابی وهو من یسکن البادیۃ عربیا او عجمیا واعمی ونحوه الاعشی هو سیئ البصر لیلا ونهارا لا یتوقی النجاسۃ الا ان یکون اعلم القوم فهو اولی قید کراهۃ امامۃ الاعمی فی المحیط وغیره بان لا یکون افضل القوم فان کان افضلهم فهو اولی ثم ذکرانه ینبغی جریان هذا القید فی العبد والاعرابی وولد الزنا ولو علمت ای علۃ الکراهۃ بان کان الاعرابی افضل من الحضری والعبد من الحر وولد الزنا من ولد الرشدۃ والاعمی من البصیر فالحکم بالضد لعل وجهه ان تنفیر الجماعۃ بتقدیمه یزول اذا کان افضل من غیره بل التنفیر یکون فی تقدیم غیره ۱۲ در و شامی ص ۸۴ ج۱ و کذا تکره خلف امرد و سفیه در مختار ص ۸۷ ج۱۔

۳: تجب متابعۃ للامام فی الواجبات فعلا و کذا ترکا ولا تجب المتابعۃ فی السنن فعلاً و کذا ترکا فلا یتابعه فی ترک رفع الیدین فی التحریمۃ والثناء وتکبیر الرکوع بخلاف القنوت وتکبیرات العیدین ۱۲ شامی مختصراً ج ۱ ص ۴۹۰۔

۴: ویکره تحریما تطویل الصلوة علی القوم زائدا علی قدر السنۃ فی قراءۃ واذکار رضی القوم اولا لا طلاق الامر بالتخفیف در مختار ج۱ ص ۸۳ وشامی ج ۱ ص ۳۹۷۔

۵: ویقف الواحد ولو صبیا محاذیا لیمین امامه ولا عبرة بالراس بل بالقدم فلو وقف عن یساره کره و کذا خلفه علی الاصح در ج ۱ ص ۸۳ فتاوی هندیۃ ج۱ ص ۸۷۔

۶: والزائد یقف خلفه فلو توسط اثنین کره تنزیها وتحریما لو اکثر در مختار ص ۸۳ ج۱ و فتاوی هندیه ص ۸۸ ج۱۔

(۱) اور بعض بھی نہیں بلکہ مکروہ ہے ۱۲ منہ۔

مسئلہ۳ اگر[1] نماز شروع کرتے وقت ایک ہی مرد مقتدی تھا اور وہ امام کے داہنے جانب کھڑا ہوا اس کے بعد اور مقتدی آگئے تو پہلے مقتدی کو چاہئے کہ پیچھے ہٹ آئے تاکہ سب مقتدی مل کر امام کے پیچھے کھڑے ہوں اگر وہ نہ ہٹے تو ان مقتدیوں کو چاہئے کہ اس کو کھینچ لیں اور اگر نادانستگی سے وہ مقتدی امام کے داہنے یا بائیں جانب کھڑے ہو جائیں پہلے مقتدی کو پیچھے نہ ہٹائیں تو امام کو چاہئے کہ وہ آگے بڑھ جائے تاکہ وہ مقتدی سب مل جائیں اور امام کے پیچھے ہو جائیں اسی طرح اگر پیچھے ہٹنے کی جگہ نہ ہو تب بھی امام ہی کو چاہئے کہ آگے بڑھ جائے لیکن اگر مقتدی مسائل سے ناواقف ہوں جیسا ہمارے زمانے میں غالب ہے تو اس کو ہٹانا مناسب نہیں کبھی کوئی ایسی حرکت نہ کر بیٹھے جس سے نماز ہی غارت ہو۔

مسئلہ۴ اگر[2] مقتدی عورت ہو یا نابالغ لڑکی تو اس کو چاہئے کہ امام کے پیچھے کھڑی ہو خواہ ایک ہو یا ایک سے زائد۔

مسئلہ۵ اگر[3] مقتدیوں میں مختلف قسم کے لوگ ہوں کچھ مرد کچھ عورت کچھ نابالغ تو امام کو چاہئے کہ اس ترتیب سے ان کی صفیں قائم کرے پہلے مردوں کی صفیں پھر نابالغ لڑکوں کی پھر بالغ عورتوں کی پھر نابالغ لڑکیوں کی۔

مسئلہ۶ امام[4] کو چاہئے کہ صفیں سیدھی کرے یعنی صف میں لوگوں کو آگے پیچھے ہونے سے منع کرے سب کو برابر کھڑے ہونے کا حکم دے۔ صف میں ایک کو دوسرے سے مل کر کھڑا ہونا چاہئے درمیان میں خالی جگہ نہ رہنا چاہئے۔

مسئلہ۷ تنہا ایک[5] شخص کا صف کے پیچھے کھڑا ہونا مکروہ ہے بلکہ ایسی حالت میں چاہئے کہ اگلی صف سے کسی آدمی کو کھینچ کر اپنے ہمراہ کھڑا کر لے لیکن کھینچنے میں اگر احتمال ہو کہ وہ اپنی نماز خراب کرلے گا یا برا مانے گا تو جانے دے۔(۱)

مسئلہ۸ پہلی[6] صف میں جگہ ہوتے ہوئے دوسری صف میں کھڑا ہونا مکروہ ہے۔ ہاں جب صف پوری ہو جائے تب دوسری صف میں کھڑا ہونا چاہئے۔

مسئلہ۹ مرد[7] کو صرف عورتوں کی امامت کرنا ایسی جگہ مکروہ تحریمی ہے جہاں کوئی مرد نہ ہو نہ کوئی محرم عورت مثل اس کی زوجہ یا ماں بہن وغیرہ کے موجود ہو ہاں اگر کوئی مرد یا محرم عورت موجود ہو تو پھر مکروہ نہیں۔

مسئلہ۱۰ اگر[8] کوئی(۱) شخص تنہا فجر یا مغرب یا عشاء کا فرض آہستہ آواز سے پڑھ رہا ہو اسی اثناء میں کوئی شخص اس کی اقتداء کرے تو اس میں دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ یہ شخص دل میں قصد کرلے کہ میں اب امام بنتا ہوں تاکہ نماز جماعت سے ہو جاوے۔ دوسری صورت یہ کہ قصد نہ کرے بلکہ بدستور اپنے کو یہی سمجھے کہ گویہ میرے پیچھے آکھڑا ہوا لیکن میں امام نہیں بنتا بلکہ بدستور تنہا پڑھتا ہوں پس پہلی

۱: وینبغی للمقتدی التاخیر اذا جاء ثالث فان تاخر والا جذبه الثالث ان لم یخش افساد صلاته فان اقتدی عن یسار الامام یشیر الیهما بالتاخر و هو اولی من تقدمه لانه متبوع رد المحتار ج ۱ ص ۳۸۲۔

۲: بخلاف المرأة الواحدة فانها تتاخر مطلقا کالمتعددات شامی ج ۱ ص ۳۸٤۔

۳: ویصف الرجال ثم الصبیان ثم الخناثی ثم النساء ۱۲ در ج ۱ ص ۸٤ و بحر ج ۱ ص ۳۵۳۔

٤: یصفهم الامام بان یامرهم بذلك قال الشمنی وینبغی ان یامرهم بان یتراصوا ویسدوا الخلل ویسووا مناکبهم ۱۲ در ج ۱ ص ۸۳۔

۵: ویقف الواحد محاذیا یمین امامه فلو وقف عن یساره کره اتفاقا وکذا یکره خلفه علی الاصح مخالفة السنة ۱۲ در ج ۱ ص ۵۹۲ فی الطحطاوی الا صح انه ینتظر الی الرکوع فان جاء رجل والا جذب الیه رجلا او دخل فی الصف والقیام وحده اولی فی زماننا لغلبة الجهل ص ۱۷۹۔

٦: ولو صلی علی رفوف المسجد ان وجد فی صحنه مکانا کره کقیامه فی صف خلف صف فیه فرجة ۱۲ در ج ۱ ص ۸٤ ورد ج ۱ ص ۳۸۳۔

۷: یکره امامة الرجل لهن فی بیت لیس معهن رجل غیره ولا محرم منه کاخته او زوجته اما اذا کان معهن واحد من ذکر اوامهن فی المسجد لا یکره در مج ۳ ص ۸۳ ورد ج ۱ ص ۳۸۱۔

۸: ویجهر الامام وجوبا بحسب الجماعة فان زاد علیه اساء ولو ائتم به بعد الفاتحة او بعضها سرا اعادها جهرا الکن فی اخر شرح المنیه ائتم به بعد الفاتحة یجهر بالسورة ان قصد الامامة والا فلا یلزمه الجهر فی الفجر واولی العشائین اداء وقضاء وجمعة وعیدین وتراویح ووتر بعدها ای فی رمضان فقط ویسر فی غیرها ۱۲ در ورد ج ۱ ص ۵۵۵۔

(۱) چونکہ اس میں بہت سے مسائل سے واقفیت ضروری ہے اور اس زمانہ میں ناواقفی غالب ہے اس لئے جانے دے نہ کھینچے (عابد) یہ مسئلہ در مختار سے ماخوذ ہے اور گو اس میں فی الجملہ اختلاف کیا گیا ہے مگر حضرت مؤلف رحمہ اللہ کے نزدیک راجح وہی ہے جو کہ انہوں نے تحریر فرمایا ہے ۱۲۔

صورت میں تو اس پر اسی جگہ سے بلند آواز سے قرأت واجب ہے پس اگر سورہ فاتحہ یا کسی قدر دوسری سورت بھی آہستہ آواز سے پڑھ چکا ہو تو اس کو چاہئے کہ اسی جگہ سے بقیہ فاتحہ یا بقیہ سورت کو بلند آواز سے پڑھے اس لئے کہ امام کو فجر و مغرب و عشاء کے وقت بلند آواز سے قرأت کرنا واجب ہے اور دوسری صورت میں بلند آواز سے پڑھنا واجب نہیں اور اس مقتدی کی نماز بھی درست رہے گی کیونکہ صحت صلوٰۃ مقتدی کے لئے امام کا نیت امامت کرنا ضروری نہیں۔

مسئلہ[۱] امام کو اور ایسا ہی منفرد کو جب کہ وہ گھر یا میدان میں نماز پڑھتا ہو مستحب ہے کہ اپنی ابرو کے سامنے خواہ داہنی خواہ بائیں جانب کوئی ایسی چیز کھڑی کر لے جو ایک ہاتھ یا اس سے زیادہ اونچی اور ایک انگلی کے برابر موٹی ہو ہاں اگر مسجد میں نماز پڑھتا ہو یا ایسے مقام میں جہاں لوگوں کا نماز کے سامنے سے گذر نہ ہوتا ہو تو اس کی کچھ ضرورت نہیں اور امام کا سترہ تمام مقتدیوں کی طرف سے کافی ہے بعد سترہ قائم ہو جانے کے سترہ کے آگے سے نکل جانے میں کچھ گناہ نہیں لیکن اگر سترہ کے اندر کوئی شخص نکلے گا تو وہ گنہگار ہوگا۔

مسئلہ[۲] لاحق وہ مقتدی ہے جس کی کچھ رکعتیں یا سب رکعتیں بعد شریک جماعت ہونے کے جاتی رہیں خواہ عذر سے مثلاً نماز میں سو جائے اور اس درمیان میں کوئی رکعت وغیرہ جاتی رہی یا لوگوں کی کثرت سے رکوع سجدے وغیرہ نہ کر سکے یا وضو ٹوٹ جائے اور وضو کرنے کے لئے جائے اور اس درمیان میں اس کی رکعتیں جاتی رہیں (نماز خوف میں پہلا گروہ لاحق ہے اسی طرح جو مقیم مسافر کی اقتداء کرے اور مسافر قصر کرے تو وہ مقیم بعد امام کے نماز ختم کرنے کے لاحق ہے) یا بے عذر جاتی رہیں مثلاً امام سے پہلے کسی رکعت کا رکوع[(۱)] سجدہ کر لے اور اس وجہ سے رکعت اس کی کالعدم سمجھی جائے تو اس رکعت کے اعتبار سے وہ لاحق سمجھا جائے گا۔ پس لاحق کو واجب ہے کہ پہلے اپنی ان رکعتوں کو ادا کرے جو اس کی جاتی رہی ہیں بعد ان کے ادا کرنے کے اگر جماعت باقی ہو تو شریک ہو جائے ورنہ باقی نماز بھی پڑھ لے۔

مسئلہ[۳] لاحق اپنی گئی ہوئی رکعتوں میں بھی مقتدی سمجھا جائے گا یعنی جیسے مقتدی قرأت نہیں کرتا ویسے ہی لاحق بھی قرأت نہ کرے بلکہ سکوت کئے ہوئے کھڑا رہے اور جیسے مقتدی کو اگر سہو ہو جائے تو سجدہ سہو کی ضرورت نہیں ہوتی ویسے ہی لاحق کو بھی۔

مسئلہ[۴] مسبوق یعنی جس کی ایک دو رکعت رہ گئی ہو اس کو چاہئے کہ پہلے امام کے ساتھ شریک ہو کر جس قدر نماز باقی ہو جماعت سے ادا کرے بعد امام کی نماز ختم ہونے کے کھڑا ہو جائے اور اپنی گئی ہوئی رکعتوں کو ادا کرے۔

مسئلہ[۵] مسبوق کو اپنی گئی ہوئی رکعتیں منفرد کی طرح قرأت کے ساتھ ادا کرنا چاہئے اور اگر ان رکعتوں میں کوئی سہو ہو جائے تو اس کو سجدہ سہو بھی کرنا ضروری ہے۔

مسئلہ[۶] مسبوق کو اپنی گئی ہوئی رکعتیں اس ترتیب سے ادا کرنا چاہئے کہ پہلے قرأت والی پھر بے قرأت کی اور جو رکعتیں امام کے ساتھ پڑھ چکا ہے ان کے حساب سے قعدہ کرے یعنی ان رکعتوں کے حساب سے جو دوسری ہو اس میں پہلا قعدہ کرے اور جو تیسری رکعت ہو اور نماز تین رکعت والی ہو تو اس میں اخیر قعدہ کرے وعلیٰ ہذا القیاس۔ مثال۔ ظہر کی نماز میں تین رکعت ہو جانے کے بعد کوئی شخص شریک ہو تو اس کو چاہئے کہ بعد امام کے سلام پھیر دینے کے کھڑا ہو جائے اور گئی ہوئی تین رکعتیں اس ترتیب سے ادا کرے پہلی رکعت

۱: وینبغی لمن یصلی فی الصحراء ان یتخذ امامه سترة ومقدارها ذراع فصاعدا ینبغی ان یکون فی غلظ الاصبع وسترة الامام سترة للقوم ولا باس بترک السترة اذا امن المرور ولم یواجه الطریق ۱۲ هدایه ج ۱ ص ۱۱۸ مراقی الفلاح علی الطحطاوی ص ۲۱۴۔

۲: واللاحق من فاتته الرکعات کلها او بعضها لکن بعد اقتدائه بعذر کغفلة وزحمة وسبق حدث وصلوٰة خوف ومقیم ائتم بمسافر وکذا بلا عذر بان سبق امامه فی رکوع و سجود فانه یقضی رکعة وحکمه کمؤتم فلا یاتی بقراءة ولا سهو ولا یتغیر فرضه بنیة اقامة ویبدا بقضاء ما فاته عکس المسبوق ثم یتابع امامه ان امکنه ادراکه والا تابعه ا ه در ج ۱ ص ۶۲۳۔

۳: مسئلہ نمبر ۲۲ کا حاشیہ صفحہ ہذا پر دیکھو ۱۲۔

۶،۵،۴: والمسبوق من سبقه الامام بها او ببعضها وهو منفرد حتی یثنی ویتعوذ ویقراء وان قرا مع الامام لعدم الاعتداد بها لکراهتها فیما یقضیه ای بعد متابعة لامامه فلو قبلها فالا ظهر الفساد ویقضی اول صلاته فی حق قراءة واخرها فی حق تشهد فمدرک رکعة من غیر فجر یاتی برکعتین بفاتحة وسورة وتشهد بینهما وبرابعة الرباعی بفاتحة فقط ولا یقعد قبلها الا فی اربع الی قوله ورابعها لو قام الی قضاء ما سبق به وعلی الامام سجدتا سهو فلیعد ان یعود ۱۲ در مختار ج ۱ ص ۷۶۔

(۱) یعنی امام سے پہلے رکوع یا سجدہ میں چلا جاوے اور پہلے ہی اٹھ بھی کھڑا ہو ۱۲ محشی۔

میں سورہ فاتحہ کے ساتھ سورت ملا کر رکوع سجدہ کر کے پہلا قعدہ کرے اس لئے کہ یہ رکعت اس ملی ہوئی رکعت کے حساب سے دوسری ہے پھر دوسری رکعت میں بھی سورہ فاتحہ کے ساتھ سورت ملائے اور اس کے بعد قعدہ نہ کرے اسلئے کہ یہ رکعت اس ملی ہوئی رکعت کے حساب سے تیسری ہے پھر تیسری رکعت میں سورہ فاتحہ کے ساتھ دوسری سورت نہ ملائے کیونکہ یہ رکعت قرات کی نہ تھی اور اس میں قعدہ کرے کہ یہ قعدہ اخیرہ ہے۔

مسئلہ۷: اگر کوئی شخص لاحق بھی ہو اور مسبوق بھی مثلاً کچھ رکعتیں ہو جانے کے بعد شریک ہوا ہو اور بعد شرکت کے پھر کچھ رکعتیں اس کی چلی جائیں تو اس کو چاہئے کہ پہلے اپنی ان رکعتوں کو ادا کرے جو بعد شرکت کے گئی ہیں جن میں وہ لاحق ہے مگر ان کے ادا کرنے میں اپنے کو ایسا سمجھے جیسا وہ امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہے یعنی قرات نہ کرے اور امام کی ترتیب کا لحاظ رکھے اس کے بعد اگر جماعت باقی ہو تو اس میں شریک ہو جاوے ورنہ باقی نماز بھی پڑھ لے بعد اس کے اپنی ان رکعتوں کو ادا کرے جن میں مسبوق ہے۔ مثال۔ عصر کی نماز میں ایک رکعت ہو جانے کے بعد کوئی شخص شریک ہوا اور شریک ہونے کے بعد ہی اسکا وضو ٹوٹ گیا اور وضو کرنے گیا اس درمیان میں نماز ختم ہو گئی تو اس کو چاہئے کہ پہلے ان تینوں رکعتوں کو ادا کرے جو بعد شریک ہونے کے گئی ہے پھر اس رکعت کو جو اس کے شریک ہونے سے پہلے ہو چکی تھی اور ان تینوں رکعتوں کو مقتدی کی طرح ادا کرے یعنی قرات نہ کرے اور ان تین کی پہلی رکعت میں قعدہ کرے اس لئے کہ یہ امام کی دوسری رکعت ہے اور امام نے اس میں قعدہ کیا تھا۔ پھر دوسری رکعت میں قعدہ نہ کرے اس لئے کہ یہ امام کی تیسری رکعت ہے پھر تیسری رکعت میں قعدہ کرے اس لئے کہ یہ امام کی چوتھی رکعت ہے اور اس رکعت میں امام نے قعدہ کیا تھا پھر اس رکعت کو ادا کرے جو اس کے شریک ہونے سے پہلے ہو چکی تھی اور اس میں بھی قعدہ کرے اس لئے کہ یہ اس کی چوتھی رکعت ہے اور اس رکعت میں اس کو قرات بھی کرنا ہوگی اس لئے کہ اس رکعت میں وہ مسبوق ہے اور مسبوق اپنی گئی ہوئی رکعتوں کے ادا کرنے میں منفرد کا حکم رکھتا ہے۔

مسئلہ۸: مقتدیوں کو ہر رکن کا امام کے ساتھ ہی بلا تاخیر ادا کرنا سنت ہے۔ تحریمہ بھی امام کے تحریمہ کے ساتھ کریں رکوع بھی امام کے ساتھ قومہ بھی اس کے قومے کے ساتھ سجدہ بھی اس کے سجدے کے ساتھ۔ غرض کہ ہر فعل اس کے ہر فعل کے ساتھ۔ ہاں اگر قعدہ اولیٰ میں امام قبل اس کے کھڑا ہو جائے کہ مقتدی التحیات تمام کریں تو مقتدیوں کو چاہئے کہ التحیات تمام کر کے کھڑے ہوں[1] اسی طرح قعدہ اخیرہ میں اگر امام قبل اس کے مقتدی التحیات تمام کریں سلام پھیر دے تو مقتدیوں کو چاہئے کہ التحیات تمام کر کے سلام پھیریں۔ ہاں رکوع سجدہ وغیرہ میں اگر مقتدیوں نے تسبیح نہ پڑھی[2] ہو تو بھی امام کے ساتھ ہی کھڑا ہونا چاہئے۔

۱: ثم صلي اللاحق ما سبق به بقراءة ان كان مسبوقا ايضابان اقتدى في اثناء صلوة الامام ثم نام مثلا وهو المسبوق اللاحق وحكمه انه يصلي اذا استيقظ مثلا ما نام فيه ثم يتابع الامام فيما ادرك ثم يقضي ما فاته بيانه انه لو سبق بركعة من ذوات الاربع ونام في ركعتين يصلي اولا مانام فيه ثم ما ادركه مع الامام ثم ما سبق به فيصلي ركعة مما نام فيه مع الامام ويقعد متابعة له لانها ثانية امامه ثم يصلي الاخرى مما نام فيه ويقعد لانها ثانية ثم يصلي التي انتبه فيها ويقعد متابعة لامامه لانها رابعة وكل ذلك بغير قراءة لانه مقتد ثم يصلي الركعة التي سبق بها بقراءة الفاتحة وسورة والاصل ان اللاحق يصلي على ترتيب صلوة الامام والمسبوق يقضي ما سبق به بعد فراغ الامام ۱۲ رد ص ۴۰۰ ج ۱۔

۲: والحاصل ان متابعة الامام في الفرائض والواجبات من غير تاخير واجبة فان عارضها واجب لا ينبغي ان يفوته بل ياتي به ثم يتابع كما لو قام الامام قبل ان يتم المقتدى التشهد فانه يتمه ثم يقوم بخلاف ما اذا عارضها سنة كما لو رفع الامام قبل تسبيح المقتدى ثلثا فالاصح انه يتابعه ۱۲ رد ج ۱ ص ۳۱۶۔

(۱) اگرچہ یہ احتمال ہو کہ امام رکوع میں چلا جاوے گا اور اگر ایسا واقع ہو جائے تو بعد تشہد کے تین تسبیح کی قدر قیام کر کے رکوع میں جاوے اور اس طرح ترتیب وار سب ارکان ادا کرتا ہے خواہ امام کو کتنی ہی دور جا کر پاوے یہ اقتدا کے خلاف نہ ہوگا کیونکہ اقتدا جیسے امام کے ساتھ رہنے کو کہتے ہیں اسی طرح امام کے پیچھے پیچھے جانے کو بھی کہتے ہیں امام سے پہلے کوئی کام کرنا یہ اقتدا کے خلاف ہے ۱۲ محشی۔

(۲) یعنی رکوع میں سبحان ربی العظیم اور سجدہ میں سبحان ربی الاعلی بالکل نہ پڑھا ہو یا تین بار سے کم پڑھا ہو۔ ۱۲ محشی۔

جماعت میں شامل ہونے نہ ہونے کے مسائل

مسئلہ اگر کوئی شخص اپنے محلے یا مکان کے قریب مسجد میں ایسے وقت پہنچا کہ وہاں جماعت ہو چکی ہو تو اس کو مستحب ہے کہ دوسری مسجد میں بتلاش جماعت جائے اور یہ بھی اختیار ہے کہ اپنے گھر میں واپس آکر گھر کے آدمیوں کو جمع کر کے جماعت کرے۔

مسئلہ اگر کوئی شخص اپنے گھر میں فرض نماز تنہا پڑھ چکا ہو اس کے بعد دیکھے کہ وہی فرض جماعت سے ہو رہا ہے تو اس کو چاہئے کہ جماعت میں شریک ہو جائے بشرطیکہ ظہر، عشاء کا وقت ہو اور فجر، عصر، مغرب کے وقت شریک جماعت نہ ہو اس لئے کہ فجر، عصر کی نماز کے بعد نفل مکروہ ہے اور مغرب کے وقت اس لئے کہ یہ دوسری نماز نفل ہو گی اور نفل میں تین رکعت منقول نہیں۔

مسئلہ اگر کوئی شخص فرض نماز شروع کر چکا ہو اور اسی حالت میں فرض جماعت سے ہونے لگے تو اگر وہ فرض دو رکعت والا ہے جیسی فجر کی نماز تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر پہلی رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تو اس نماز کو قطع کر دے اور جماعت میں شامل ہو جاوے اور اگر پہلی رکعت کا سجدہ کر لیا ہو اور دوسری رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تو بھی قطع کر دے اور جماعت میں شامل ہو جاوے اور اگر دوسری رکعت کا سجدہ کر لیا ہو تو دونوں رکعت پوری کر لے اور اگر وہ فرض تین رکعت والا ہو جیسے مغرب تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر دوسری رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تو قطع کر دے اور اگر دوسری رکعت کا سجدہ کر لیا ہو تو اپنی نماز کو پوری کر لے اور بعد میں جماعت کے اندر شریک نہ ہو کیونکہ نفل تین رکعت کے ساتھ جائز نہیں اور اگر وہ فرض چار رکعت والا ہو جیسے ظہر۔ عصر و عشاء تو اگر پہلی رکعت کا سجدہ نہ کیا ہو تو قطع کر دے اور اگر سجدہ کر لیا ہو تو دو رکعت پر التحیات وغیرہ پڑھ کر سلام پھیر دے اور جماعت میں مل جاوے اور اگر تیسری رکعت شروع کر دی ہو اور اس کا سجدہ نہ کیا ہو تو قطع کر دے اور اگر سجدہ کر لیا ہو تو پوری کر لے اور جن صورتوں میں نماز پوری کر لی جاوے ان میں سے مغرب اور فجر اور عصر میں تو دوبارہ شریک جماعت نہ ہو اور ظہر اور عشاء میں شریک ہو جاوے اور جن صورتوں میں قطع کرتا ہو کھڑے کھڑے ایک سلام پھیر دے۔

مسئلہ اگر کوئی شخص نفل نماز شروع کر چکا ہو اور فرض جماعت سے ہونے لگے تو نفل نماز کو نہ توڑے بلکہ اس کو چاہئے کہ دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دے اگرچہ چار رکعت کی نیت کی ہو۔

مسئلہ ظہر اور جمعہ کی سنت مؤکدہ اگر شروع کر چکا ہو اور فرض ہونے لگے تو ظاہر مذہب یہ ہے کہ دو رکعت پر سلام پھیر کر شریک جماعت ہو جائے اور بہت سے فقہاء کے نزدیک راجح یہ ہے[1] کہ چار رکعت پوری کر لے اور اگر تیسری رکعت شروع کر دی تو اب چار کا پورا

۱: واذا فاتته لا یجب علیه الطلب فی المساجد بلا خلاف بین اصحابنا بل ان اتی مسجدا للجماعة اخر فحسن وذکر القدوری یجمع باهله ویصلی بهم یعنی وینال ثواب الجماعة قال شمس الائمة الاولی فی زماننا تتبعها ۱۲ بحر ج ۱ ص ۳۴۶۔

۲: وکره خروج من لم یصل من مسجد اذن فیه الا لمن صلی الظهر والعشاء وحده مرة فلا یکره خروجه الا عند الشروع فی الاقامة فیکره لمخالفة الجماعة بلا عذر بل یقتدی متنفلا والا لمن صلی الفجر والعصر والمغرب مرة فیخرج مطلقا وان اقیمت لکراهة النفل بعد الاولیین وفی المغرب احد المحظورین البتیراء ومخالفة الامام بالا تمام ۱۲ در مختار ص ۷۴۷ ج ۱۔

۳: شرع فیها اداء منفردا ثم اقیمت یقطعها قائما بتسلیمة واحدة ویقتدی بالامام وهذا ان لم یقید الرکعة الاولی بسجدة او قیدها بها فی غیر رباعیة قال الشامی حاصل هذه المسئلة شرع فی فرض فاقیم قبل ان یسجد للاولی قطع واقتدی فان سجد لها فان فی رباعی اتم شفعا واقتدی ما لم یسجد للثالثة فان سجد لها اتم واقتدی متنفلا الا فی العصر ولا فی غیر رباعی قطع واقتدی ما لم یسجد للثانیة فان سجد لها اتم ولم یقتدوان قیدها بسجدة فی غیر رباعیة کالفجر والمغرب فانه یقطع ویقتدی ایضا مالم یقید الثانیة بسجدة فان قیدها اتم ولا یقتدی لکراهة التنفل بعد الفجر وبالثلاث فی المغرب وفی جعلها اربعا مخالفة لامامه ۱۲ شامی ج ۱ ص ۷۴۵۔

۵،۴: والشارع فی نفل لا یقطع مطلقا ویتم رکعتین وکذا سنة الظهر وسنة الجمعة اذا اقیمت واخطب الامام یتمها اربعا علی القول الراجح خلافا لما رجحه الکمال حیث قال وقیل یقطع علی راس الرکعتین وهو الراجح ثم اعلم ان هذا کله حیث لم یقم الی الثالثة اما ان قام الیها وقیدها بسجدة ففی روایة النوادر یضیف الیها رابعة ویسلم ۱۲ در ورد ص ۷۴۶۔

(۱) یعنی قوی مذہب ۱۲ محشی۔

کرنا ضروری ہے۔

مسئلہ۲ اگر فرض نماز ہو رہی ہو تو پھر سنت وغیرہ نہ شروع کی جائے بشرطیکہ کسی رکعت کے چلے جانے کا خوف ہو۔ ہاں اگر یقین یا گمان غالب ہو کہ کوئی رکعت نہ جانے پائے گی تو پڑھ لے مثلاً ظہر کے وقت جب فرض شروع ہو جائے اور خوف ہو کہ سنت پڑھنے سے کوئی رکعت فرض کی جاتی رہے گی تو پھر سنتیں موکدہ جو فرض سے پہلے پڑھی جاتی ہیں چھوڑ دے پھر ظہر اور جمعہ میں بعد فرض کے بہتر یہ ہے کہ بعد والی سنت موکدہ اول پڑھ کر ان سنتوں کو پڑھ لے مگر فجر کی سنتیں چونکہ زیادہ موکدہ ہیں لہٰذا ان کیلئے یہ حکم ہے کہ اگر فرض شروع ہو چکا ہو تب بھی ادا کرلی جائیں بشرطیکہ ایک رکعت مل جانے کی امید ہو[1] اور اگر ایک رکعت کے ملنے کی بھی امید نہ ہو تو پھر نہ پڑھے اور پھر اگر چاہے بعد سورج نکلنے کے پڑھے۔

مسئلہ۳ اگر یہ خوف ہو کہ فجر کی سنت اگر نماز کے سنن اور مستحبات وغیرہ کی پابندی سے ادا کی جائے گی تو جماعت نہ ملے گی تو ایسی حالت میں چاہئے کہ صرف فرائض اور واجبات پر اقتصار کرے سنن وغیرہ کو چھوڑ دے۔

مسئلہ۴ فرض[2] ہونے کی حالت میں جو سنتیں پڑھی جائیں خواہ فجر کی ہوں یا کسی اور وقت کی وہ ایسے مقام پر پڑھی جائیں جو مسجد سے علیحدہ ہو اسلئے کہ جہاں فرض نماز ہوتی ہو پھر کوئی دوسری نماز وہاں پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اور اگر کوئی ایسی جگہ نہ ملے تو صف سے علیحدہ مسجد کے کسی گوشے میں پڑھ لے۔

مسئلہ۵ اگر جماعت[3] کا قعدہ مل جاوے اور رکعتیں نہ ملیں تب بھی جماعت کا ثواب مل جاوے گا۔

مسئلہ۶ جس[4] رکعت کا رکوع امام کیساتھ ملجائے تو سمجھا جاوے گا کہ وہ رکعت مل گئی۔ ہاں اگر رکوع[5] نہ ملے تو پھر اس رکعت کا شمار ملنے میں نہ ہوگا۔

نماز جن چیزوں سے فاسد ہوتی ہے

مسئلہ۱ حالت[6] نماز میں اپنے امام کے سوا کسی کو لقمہ دینا یعنی قرآن مجید کے غلط پڑھنے پر آگاہ کرنا مفسد نماز ہے۔ تنبیہ۔ چونکہ لقمہ دینے کا مسئلہ فقہا کے درمیان میں اختلافی ہے بعض علماء نے اس مسئلہ میں مستقل رسالے تصنیف کئے ہیں اسلئے ہم چند جزئیات اس کی اس مقام پر ذکر کرتے ہیں۔

۱: دیکھو حاشیہ مسئلہ نمبر ۷ و نمبر ۸ باب ہذا ۱۲

۲،۳: واذا خاف فوت رکعتی الفجر لا شتغاله بسنتها ترکها والا بان رجا ادراک رکعة فی ظاهر المذهب وقیل التشهد لا یترکها بل یصلیها عند باب المسجد ای خارج المسجد لا نه لو صلاّها فی المسجد کان متنفلا فیه عند اشتغال الا مام بالفریضة وهو مکروه فان لم یکن علی باب المسجد موضع للصلوة یصلیها فی المسجد خلف ساریة من سواری المسجد واشدها کراهة ان یصلیها مخا لطا للصف مخالفا للجماعة والذی یلی ذلک خلف الصف من غیر حائل ان وجد مکانا والا ترکها ولا یقضیها الا بطریق التبعیة ای لا یقضی سنة الفجر الا اذا فاتت مع الفجر فیقضیها تبعا لقضا ئه لو قبل الزوال واما اذا فاتت وحدها فلا تقضی قبل طلوع الشمس بالا جماع لکراهة النفل بعد الصبح واما بعد طلوع الشمس فکذلک عند هما وقال محمد احب الی ان یقضیها الی الزوال قیل هذا قریب من الا تفاق لان قوله احب الی دلیل علی انه لو لم یفعل لالوم علیه وقال الا لا یقضی وان قضی فلا باس به بخلاف سنة الظهر وکذا الجمعة فانه ان خاف فوت رکعة یترکها ویقتدی ثم یاتی بها فی وقته ای الظهر قبل شفعة عند محمد وبه یفتی اقول وعلیه المتون لکن رجح فی الفتح تقدیم الرکعتین قال فی الا مداد وفی فتاوی العتابی انه المختار وفی مبسوط شیخ الا سلام انه الا صح لو خاف انه لو صلی سنة الفجر بو جهها تفوته الجماعة ولو اقتصر فیها بالفاتحة وتسبیحة فی الرکوع والسجود یدرکها فله ان یقتصر علیها ۱۲ در ورد ج ۱ ص ۷۴۹۔

۴: لو ادرک التشهد یکون مدرکا لفضیلتها (ای الجماعة) ۱۲ امی ج ۱ ص ۷۴۹۔

۵: اذا وصل الی حد الرکوع قبل ان یخرج الا مام من حد الرکوع فقد ادرک معه الرکعة ۱۲ طحطاوی ص ۲۹۴۔

۶: ویفسدها فتحه علی غیر امامه ۱۲ در ص ۸۹ وبحر ص ۸۱۔

(۱) ظاہر مذہب یہی ہے کہ جب تک کم از کم ایک رکعت ملنے کی امید ہو اس وقت تک پڑھ لے ورنہ چھوڑ دے اور ایک قول یہ ہے کہ قعدہ اخیرہ ملنے تک سنتیں پڑھ لے مگر راجح ظاہر مذہب ہے۔ ۱۲ ظفر احمد۔

مسئلہ۱ صحیح یہ ہے کہ مقتدی اگر اپنے امام کو لقمہ دے تو نماز فاسد نہ ہوگی خواہ امام بقدر ضرورت قرأت کر چکا ہو یا نہیں۔ قدر ضرورت سے وہ مقدار قرأت کی مقصود ہے جو مسنون ہے البتہ ایسی صورت میں امام کیلئے بہتر یہ ہے کہ رکوع کر دے جیسا اس سے اگلے مسئلہ میں آتا ہے۔

مسئلہ۲ امام[۲] اگر بقدر ضرورت قرأت کر چکا ہو تو اس کو چاہئے کہ رکوع کر دے نہ مقتدیوں کو لقمہ دینے پر مجبور نہ کرے (ایسا مجبور کرنا مکروہ ہے) اور مقتدیوں کو چاہئے کہ جب تک ضرورت شدیدہ نہ پیش آئے امام کو لقمہ نہ دیں (یہ بھی مکروہ ہے) ضرورت شدیدہ سے مراد یہ ہے کہ مثلاً امام غلط پڑھ کر آگے پڑھنا چاہتا ہو یا رکوع نہ کرتا ہو یا سکوت کر کے کھڑا ہو جاوے۔ اور اگر بلا ضرورت شدیدہ بھی بتلا دیا تب بھی نماز فاسد نہ ہوگی جیسا اس سے اوپر مسئلے میں گذرا۔

مسئلہ۳ اگر کوئی شخص کسی نماز پڑھنے والے کو لقمہ دے اور وہ لقمہ دینے والا اس کا مقتدی نہ ہو خواہ وہ بھی نماز میں ہو یا نہیں تو یہ شخص اگر لقمہ لے گا تو اس لقمہ لینے والے کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ ہاں اگر اسکو خود بخود یاد آجائے خواہ اسکے لقمہ دینے کے ساتھ ہی یا پہلے یا پیچھے اسکے لقمہ دینے کو کچھ دخل نہ ہو اور اپنی یاد پر اعتماد کر کے پڑھے تو جس کو لقمہ دیا گیا ہے اس کی نماز میں فساد نہ آئے گا۔

مسئلہ۴ اگر کوئی نماز پڑھنے والا کسی ایسے شخص کو لقمہ دے جو اس کا امام نہیں خواہ وہ بھی نماز میں ہو یا نہیں ہر حال میں اس لقمہ دینے والے کی نماز فاسد ہو جائے گی۔

مسئلہ۶ مقتدی[۵] اگر کسی دوسرے شخص کا پڑھنا سن کر یا قرآن مجید میں دیکھ کر امام کو لقمہ دے تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی اور امام اگر لے لے گا تو اسکی نماز بھی اور اگر مقتدی کو قرآن میں دیکھ کر یا دوسرے سے سن کر خود بھی یاد آگیا اور پھر اپنی یاد پر لقمہ دیا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔[۱]

مسئلہ۶ اسی[۶] طرح اگر حالت نماز میں قرآن مجید دیکھ کر ایک آیت قرأت کی جائے تب بھی نماز فاسد ہو جائے گی۔ اور اگر وہ آیت جو دیکھ کر پڑھی ہے اس کو پہلے سے یاد تھی تو نماز فاسد نہ ہوگی یا پہلے سے یاد تو نہ تھی مگر ایک آیت سے کم دیکھ کر پڑھا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

مسئلہ۸ عورت[۷] کا مرد کے ساتھ اس طرح کھڑا ہو جانا کہ ایک کا کوئی عضو دوسرے کے کسی عضو کے مقابل ہو جاوے ان شرطوں سے نماز کو فاسد کرتا ہے۔ یہاں تک کہ اگر سجدے میں جانے کے وقت عورت کا سر مرد کے پاؤں کے محاذی ہو جائے تب بھی نماز جاتی رہے گی:-

۱) عورت بالغ ہو چکی ہو (خواہ جوان ہو یا بوڑھی) یا نابالغ ہو مگر قابل جماع ہو تو اگر کوئی کمسن نابالغ لڑکی نماز میں محاذی ہو جائے تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

۲) دونوں نماز میں ہوں پس اگر ایک نماز میں ہو دوسرا نہ ہو تو اس محاذات سے نماز فاسد نہ ہوگی۔

۱: لو فتح علی امامه فلا فساد اما ان کان الامام لم یقرء الفرض فظا هرو اما ان کان قرء ففیه اختلاف والصحیح علم الفساد ۱۲ بحر ج ۲ ص ۶ ودر ج ۱ ص ۹۰۔

۲: یکره ان یفتح من ساعة کما یکره للا مام ان یلجئه الیه بل ینتقل الی ایة اخری لوالی سورة اخری ویرکع اذا قرء قدر الفرض وفی روایة قدر المستحب ۱۲ رد ج۱ ص ۴۱۸ بحر ج ۲ ص ۶۔

۳،۴: ویفسدها فتحه ای المصلی علی غیر امامه سواء کان الغیر فی الصلوة ام لا وتفسد باخذ الا مام ممن لیس معه ۱۲ طحطاوی ص ۱۹۵ وفتحه علی غیرامامه وهو شامل بفتح المقتدی علی مثله وعلی المنفرد وعلی غیر المصلی وعلی امام اخر و بفتح الا مام والمنفرد علی ای شخص کان وکذا الا خذای اخذ المصلی غیر الامام بفتح من فتح علیه مفسد ایضا لواخذ الامام بفتح من لیس فی صلاته ۱۲ در ورد ج ۱ ص ۶۵۰۔

۵،۶: اذا سمعه المؤتم من غیر مصل ففتح به تفسد صلوة الکل وقرائته من مصحف مطلقا الا اذا کان حافظا لها قراء ة وقراء بلا حمل وقیل لا تفسد الا باية ۱۲ در مختار ج ۱ ص ۹۰ بحر ج ۱ ص ۱۰۔

۷: واذا حاذته ولو بعضو واحد امراة ولوامة مشتهاة حالا کبنت تسع او ما ضیا کعجوز ولاحائل بینهما اقله قدر ذراع فی غلظ اصبع او فرجة تسع رجلاً فی صلوة مطلقة مشترکة تحریمة واداءً والا شتراک فی التحریمة ان تبنی صلاتها علی صلوة من حاذته او علی صلوة امام من حاذته واتحدت الجهة فسدت صلوته ۱۲ ص ۸۴ ج۱ در مختار وشامی وبحر ص ۳۵۴ ج۱۔

(۱) لم اره صریحا ولم یکن جزم به فی الدر مسئلة النظر من المصحف عموما وفی مسئلةالسماع فی حق الامام والظاهران لموّ مثله ۱۲ ظفر احمد۔

۳) کوئی حائل درمیان میں نہ ہو پس اگر کوئی پردہ درمیان میں ہو یا کوئی سترہ حائل ہو یا بیچ میں اتنی جگہ چھوٹی ہو جس میں ایک آدمی بے تکلف کھڑا ہو سکے۔ تو بھی فاسد نہ ہوگی۔

۴) عورت[1] میں نماز کے صحیح ہونے کی شرطیں پائی جاتی ہوں۔ پس اگر عورت مجنون ہو یا حالت حیض و نفاس میں ہو تو اس کی محاذات سے نماز فاسد نہ ہوگی اسلئے کہ ان صورتوں میں وہ خود نماز میں نہ سمجھی جائے گی۔

۵) نماز جنازے کی نہ ہو پس جنازے کی نماز میں محاذات مفسد نہیں۔

۶) محاذات بقدر ایک رکن[(1)] کے باقی رہے اگر اس سے کم محاذات رہے تو مفسد نہیں۔ مثلاً اتنی دیر تک محاذات رہے کہ جس میں رکوع وغیرہ نہیں ہو سکتا اس کے بعد جاتی رہے تو اس قلیل محاذات سے نماز میں فساد نہ آئے گا۔

۷) تحریمہ دونوں کی ایک ہو یعنی یہ عورت اس مرد کی مقتدی ہو یا دونوں کسی تیسرے کے مقتدی ہوں۔

۸) امام نے اس عورت کی امامت کی نیت نماز شروع کرتے وقت یا درمیان[(2)] میں جب وہ آکر ملی، کی ہو اگر امام نے اس کی امامت کی نیت نہ کی ہو تو پھر اس محاذات سے نماز فاسد نہ ہوگی بلکہ اسی عورت کی نماز صحیح نہ ہوگی۔

مسئلہ۹ اگر[2] امام بعد حدث کے بے خلیفہ کئے ہوئے مسجد سے باہر نکل گیا تو مقتدیوں کی نماز فاسد ہو جائے گی۔

مسئلہ۱۰ امام[3] نے کسی ایسے شخص کو خلیفہ کر دیا جس میں امامت کی صلاحیت نہیں مثلاً کسی مجنون یا نابالغ بچے کو یا کسی عورت کو تو سب کی نماز فاسد[(3)] ہو جائے گی۔

مسئلہ۱۱ اگر[4] مرد نماز میں ہو اور عورت اس مرد کا اسی حالت نماز میں بوسہ لے تو اس مرد کی نماز فاسد نہ ہوگی۔ یہاں اگر اس کے بوسہ لیتے وقت مرد کو شہوت ہو گئی ہو تو البتہ نماز فاسد ہو جاوے گی۔ اور اگر عورت نماز میں ہو اور کوئی مرد اس کا بوسہ لے لے تو عورت کی نماز جاتی رہے گی خواہ مرد نے شہوت سے بوسہ لیا ہو یا بلا شہوت اور خواہ عورت کو شہوت ہوئی ہو یا نہیں۔

مسئلہ۱۲ اگر[5] کوئی شخص نمازی کے سامنے سے نکلنا چاہے تو حالت نماز میں اس سے مزاحمت کرنا اور اس کو اس فعل سے باز رکھنا جائز ہے بشرطیکہ اس روکنے میں عمل کثیر نہ ہو اور اگر عمل کثیر ہو گیا تو نماز فاسد ہو گی۔

نماز جن چیزوں سے مکروہ ہو جاتی ہے

مسئلہ حالت[6] نماز میں کپڑے کا خلاف دستور پہننا یعنی جو طریقہ اس کے پہننے کا ہو اور جس طریقے سے اس کو اہل تہذیب پہنتے ہوں اس کے خلاف

۱: ومنها ان تکون ممّن تصح منها الصلوة حتے الصلوة مطلقة وهی التی لها رکوع وسجود وان تکون الصلوة مشترکة تحریمة واداءً ۱۲ عالمگیری ص ۸۸ ج ۱۔

۲: سبق الامام حدث استخلف مالم یخرج من المسجد فاذا خرج بطلت الصلوة والمراد ببطلان الصلوة القوم والخلیفة دون الا مام فی الا صح ۱۲ درو شامی ص ۶۲۷ ج ۱ ۔

۳: ولم یستخلف الا مام غیر صالح لها کصبی او امراة وامی فاذا استخلف احد هم فسدت صلوته وصلوة القوم ۱۲ رد ص ٤ ج ۱ وفتاوی هندیه ج ۱ ص ۹٤ و بحر ج ۱ ص ۳۹۶۔

٤: لو کانت المراءة فی الصلوة فجا معها زوجها تفسد صلوتها وان لم ینزل منی وکذا لو قبلها بشهوة وبغیر شهوة او مسها اما لو قبلت المرة المصلی ولم یشتهها لم تفسد صلاته ۱۲ رد ص ٦٥٧ ج۱۔

٥: وید فعه هو رخصة فترکه افضل بتسبیح او اشارة ویو خذمنه فساد الصلوة لو بعمل کثیر ۱۲ رد ص ٥٢٩ ج ۱۔

٦: کره سدل ثوبه تحریما للنهی ای ارساله بلا لبس معتاد فبره الکرخی بان یجعل ثوبه علی راسه او علی کتفیه ویر سل اطرافه وکذا القباء بکم الی وراله اذا اخرج المصلی یده من المخرق وارسل الکم الی وراله مثلاً فانه یکره لصدق السدل علیه لانه ارخاء من غیر لبس لان لبس الکم یکون باد خال الید فیه ۱۲ درو شامی ص ٦٦٨ ج۱۔

(۱) نماز کے رکن چار ہیں قیام، قرأت، سجدہ اور رکوع۔ اور بقدر رکن سے یہ مراد ہے کہ جس میں تین بار سبحان اللہ کہہ سکے ۱۲ منہ۔

(۲) عبارت خط کشیدہ اصل میں موجود ہے مگر عالمگیری، شامی وغیرہ میں تصریح ہے کہ صرف امام کے نماز شروع کرتے وقت نیت کرنے کا اعتبار ہے درمیان میں نیت کرنے کا اعتبار نہیں اسلئے اگر درمیان میں جب وہ آکر ملی ہے امام اس کی امامت کی نیت کر لے تو محاذات سے نماز فاسد نہ ہوگی ولیحرر من الجامع ۱۲ ف۔

(۳) یعنی سب کی نماز فاسد ہوگی امام کی بھی خلیفہ کی بھی، سب مقتدیوں کی بھی ۱۲ منہ۔

اس کا استعمال کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ مثال۔ کوئی شخص چادر اوڑھے اور اس کا کنارہ[1] شانے پر نہ ڈالے یا کرتہ پہنے اور آستینوں میں ہاتھ نہ ڈالے اس سے نماز مکروہ ہو جاتی ہے۔

مسئلہ: برہنہ[1] سر نماز پڑھنا مکروہ ہے ہاں اگر تذلل اور خشوع کی نیت سے ایسا کرے تو کچھ مضائقہ نہیں۔

مسئلہ: اگر[2] کسی کی ٹوپی یا عمامہ نماز پڑھنے میں گر جائے تو افضل یہ ہے کہ اسی حالت میں اسے اٹھا کر پہن لے لیکن اگر اس کے پہننے میں عمل کثیر کی ضرورت پڑے پھر نہ پہنے۔

مسئلہ: مردوں[3] کو اپنے دونوں ہاتھوں کی کہنیوں کا سجدے کی حالت میں زمین پر بچھا دینا مکروہ تحریمی ہے۔

مسئلہ: امام[4] کا محراب میں کھڑا ہونا مکروہ تنزیہی ہے ہاں اگر محراب سے باہر کھڑا ہو مگر سجدہ محراب میں ہو تا ہو تو مکروہ نہیں۔

مسئلہ: صرف[5] امام کا بے ضرورت کسی اونچے مقام پر کھڑا ہونا جس کی بلندی ایک ہاتھ یا اس سے زیادہ ہو مکروہ تنزیہی ہے۔ اگر امام کے ساتھ چند مقتدی بھی ہوں تو مکروہ نہیں، اگر امام کے ساتھ صرف ایک مقتدی ہو تو مکروہ ہے اور بعض نے کہا ہے کہ اگر ایک ہاتھ سے کم ہو اور سرسری نظر سے اس کی اونچائی ممتاز معلوم ہوتی ہو تب بھی مکروہ ہے۔

مسئلہ: کل[6] مقتدیوں کا امام سے بے ضرورت کسی اونچے مقام پر کھڑا ہونا مکروہ تنزیہی ہے ہاں کوئی ضرورت ہو مثلاً جماعت زیادہ ہو اور جگہ کفایت نہ کرتی ہو تو مکروہ نہیں یا بعض مقتدی امام کی برابر ہوں اور بعض اونچی جگہ ہوں تب بھی جائز ہے۔

مسئلہ: مقتدی[7] کو اپنے امام سے پہلے کوئی فعل شروع کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

مسئلہ: مقتدی[8] کو جب کہ امام قیام میں قرأت کر رہا ہو کوئی دعا وغیرہ یا قرآن مجید کی قرأت کرنا خواہ وہ سورہ فاتحہ ہو یا اور کوئی سورت ہو مکروہ تحریمی ہے۔

نماز میں حدث ہو جانے کا بیان

نماز[9] میں اگر حدث ہو جائے تو اگر حدث اکبر ہو گا جس سے غسل واجب ہو جاوے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ اور اگر حدث[2] اصغر ہو گا تو دو حال سے خالی نہیں، اختیاری ہو گا یا بے اختیاری یعنی اس کے وجود میں یا اس کے سبب میں بندوں کے اختیار کو دخل ہو گا یا نہیں اگر اختیاری

۱: (وتکره) صلوته کاشفا راسه للتکاسل ولا باس به للتذلل ۱۲ در ص ۹۱۔

۲: ولو سقطت قلنسوته فاعادتها افضل الا اذا احتاجت لتکریر او عمل کثیر ۱۲ در ص ۹۱ ج ۱۔

۳: یکره افتراش الرجل ذراعیه ای بسطها فی حالة السجود والظاهر انها تحریمة ۱۲ شامی ص ۴۳۲ ج ۱ هدایه ص ۱۲۰۔

۴: وقیام الامام فی المحراب لاسجوده فیه وقدماه خارجه یظهر من کلامهم انها کراهة تنزیهیة ۱۲ درو شامی ص ۶۷۴۔

۵،۶: وانفراد الامام علی الدکان للنهی وقدر الارتفاع بذراع ولا باس بما دونه وقیل ما یقع به الامتیاز وکره عکسه عند عدم العذر کجمعة وعید فلو قاموا علی الرفوف والامام علی الارض او فی المحراب لضیق المکان لم یکره کما لو کان معه بعض القوم ۱۲ در ج ۱ ص ۹۴ هدایه ج ۱ ص ۱۲۰۔

۷: ویکره للماموم ان یسبق الامام بالرکوع والسجود وان یرفع راسه فیهما قبل الامام ۱۲ عالمگیری ج ۱ ص ۱۰۶۔

۸: والموتم لا یقرء مطلقا ولا الفاتحة فی السریة فان قرء کره تحریما بل یستمع اذا جهر وینصت اذا اسر ۱۲ منه در ص ۵۶۸ ج ۱۔

۹: اعلم ان لجواز البناء ثلثة عشر شرطا کون الحدث سما ویا هو مالا اختیار للعبد فیه ولا فی سببه فخرج بالا ول مالو احدث عمداً وبالثانی مالو کان بسبب شجة او عفة او سقوط حجر من رجل مشی علی نحو سطح من بدنه غیر موجب لغسل ولا نادر وجود ولم یود رکنا مع حدث خرج ما اذا سبقه الحدث ساجدا فرفع راسه قاصدا لا داء او قرأ ذاهبا او مشی خرج ما اذا اقرء آئبا ولم یفعل منافیا او فعلا له منه بدو لم یتراخ بلا عذر کرحمة ولم یظهر حدثه السابق کمضی مدة مسحه ولم یتذکر فائتة وهو ذو ترتیب ولم یتم موتم فی غیر مکانه ولم یستخلف الامام غیر صالح لها واستینا فه افضل ویتعین الاستیناف لجنون او حدث عمداً او خروجه من مسجد بظن حدث او احتلام او اغماء او قهقهة ۱۲ در مختار ص ۸۷ ج ۱ عالمگیری ص ۹۳ ج ۱۔

(۱) یعنی دونوں کنارے چھوٹے ہوں اگر کنارہ چھوٹا ہو اور دوسرا شانے پر پڑا ہو تو نماز مکروہ نہ ہوگی ۱۲ منہ

(۲) یعنی وہ حدث جس سے وضو واجب ہوتا ہے ۱۲ منہ

ہوگا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ مثلاً کوئی شخص نماز میں قہقہے کے ساتھ ہنسے یا اپنے بدن میں کوئی ضرب لگا کر خون نکال لے یا عمداً اخراج ریح کرے یا کوئی شخص چھت کے اوپر چلے اور اس چلنے کے سبب سے کوئی پتھر وغیرہ چھت سے گر کر کسی نماز پڑھنے والے کے سر میں لگے اور خون نکل آئے ان سب صورتوں میں نماز فاسد ہو جائے گی اسلئے کہ یہ تمام افعال بندوں کے اختیار سے صادر ہوتے ہیں اور اگر بے اختیاری ہوگا تو اس میں دو صورتیں ہیں یا نادر الوقوع ہوگا جیسے جنون، بیہوشی یا امام کا مر جانا وغیرہ۔ یا کثیر الوقوع جیسے خروج ریح، پیشاب پاخانہ یا مذی وغیرہ۔ پس اگر نادر الوقوع ہوگا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ اور اگر نادر الوقوع نہ ہوگا تو نماز فاسد نہ ہوگی بلکہ اس شخص کو شرعاً اختیار اور اجازت ہے کہ بعد اس حدث کے رفع کرنے کے اسی نماز کو تمام کر لے اور اس کو بناء کہتے ہیں لیکن اگر نماز کا اعادہ کرے یعنی پھر شروع سے پڑھے تو بہتر ہے۔ اور اس بناء کرنے کی صورت میں نماز فاسد نہ ہونے کی چند شرطیں ہیں:

۱) کسی رکن کو حالت حدث میں ادا نہ کرے۔

۲) کسی رکن کو چلنے کی حالت میں ادا نہ کرے مثلاً جب وضو کے لئے جائے یا وضو کر کے لوٹے تو قرآن مجید کی تلاوت نہ کرے اسلئے کہ قرآن مجید کا پڑھنا نماز کا رکن ہے۔

۳) کوئی ایسا فعل جو نماز کے منافی ہو نہ کرے نہ کوئی ایسا فعل کرے جس سے احتراز ممکن ہو۔

۴) بعد حدث کے بغیر کسی عذر کے بقدر ادا کرنے کسی رکن کے توقف نہ کرے بلکہ فوراً وضو کرنے کے لئے جائے۔ ہاں اگر کسی عذر سے دیر ہو جائے تو مضائقہ نہیں مثلاً صفیں زیادہ ہوں اور خود پہلی صف میں ہو اور صفوں کو پھاڑ(۱) کر آنا مشکل ہو۔

مسئلہ۱ منفرد کو اگر حدث ہو جائے تو اس کو جائز ہے کہ فوراً وضو کر لے اور جس قدر جلد ممکن ہو وضو سے فراغت کرے مگر وضو تمام سنن اور مستحباب کے ساتھ چاہئے اور اس درمیان میں کوئی کلام وغیرہ نہ کرے پانی اگر قریب مل سکے تو دور نہ جائے۔ حاصل یہ کہ جس قدر حرکت سخت ضروری ہو اس سے زیادہ نہ کرے۔ بعد وضو کے چاہے وہیں اپنی بقیہ نماز تمام کر لے اور یہی افضل ہے اور چاہے جہاں پہلے تھا وہاں جا کر پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ قصداً پہلی نماز کو سلام پھیر کر قطع کر دے اور بعد وضو کے از سر نو نماز پڑھے۔

مسئلہ۲ امام کو اگر حدث ہو جائے اگرچہ قعدہ اخیرہ میں ہو تو اس کو چاہئے کہ فوراً وضو کرنے کیلئے چلا جائے اور بہتر یہ ہے کہ اپنے مقتدیوں میں جس کو امامت کے لائق سمجھتا ہو اس کو اپنی جگہ کھڑا کر دے مدرک کو خلیفہ کرنا بہتر ہے۔ اگر مسبوق کو کر دے تب بھی جائز ہے اور اس مسبوق کو اشارے سے بتلا دے کہ میرے اوپر اتنی رکعتیں وغیرہ باقی ہیں۔ رکعتوں کے لئے انگلی سے اشارہ کرے مثلاً ایک رکعت باقی ہو تو ایک انگلی اٹھا دے۔ دو رکعت باقی ہوں تو دو انگلی۔ رکوع ہو تو گھٹنوں پر ہاتھ رکھ دے۔ سجدہ باقی ہو تو پیشانی پر۔ قرات باقی ہو تو منہ پر۔ سجدہ تلاوت باقی ہو تو پیشانی اور زبان پر۔ سجدہ سہو کرنا ہو تو سینے پر جب کہ وہ بھی سمجھتا ہو ورنہ اس کو خلیفہ نہ بنائے۔ پھر جب خود

۱: واذا ساغ له البناء توضأ فوراً ای بلا مکث قدر اداء رکن بلا عذر بکل سنة ای من سنن الوضوء وبنی علی ما مضی ویتم صلوته ثمه او یعود الی مکانه المتفرد فانه مخیر و استینافه افضل هذا ظاهر فی المنفرد ولا ن ما نواه هو عین صلوته واما المنفرد فیخیر بین العود وعدمه ۱۲ در ص ۸۷ ج ۱ و شامی بتقدیم وتاخیر ص ۴۰۵ ج ۱۔

۲: سبق الامام حدث ولو بعد التشهد استخلف ای جازله ذلك ولو فی جنازة باشارة او جر لمحراب ولو لمسبوق اشار الی ان استخلاف المدرك اولی ویشیر هذا لم یعلم الخلیفة اما اذا علم فلا حاجة الی ذلك باصبع لبقاء رکعة وباصبعین لرکعتین ویضع یده علی رکبته لترك رکوع وعلی جبهته لسجود وعلی فمه لقراءة وعلی جبهته ولسانه لسجود تلاوة او صدره لسهو واذا ساغ له البناء وتوضا فوراً وبنی علی ما مضی بلا کراهة ویتم صلوته ثم وهو اولی تقلیلا لمشی او یعود الی مکانه لیتخذ مکانها وهذا کله ای تخیر الامام بین العود الی مکانه وعدمه ان فرغ خلیفة والا عاد الی مکانه ای الذی کان فیه او قریبا منه مما یصح فیه الاقتداء لانه بالاستخلاف خرج عن الامامة وصار مقتدیا بالخلیفة حتما لو بینهما بمنع الاقتدا لان شرط الاقتداء اتحاد البقعة ۱۲ در و شامی بحذف ص ۶۲۷ ج ۱۔

(۱) پس اس صورت میں اگر بقدر رکن کے آنے میں دیر لگ جاوے کہ مشکل سے صفوں سے نکل کر آوے تو مضائقہ نہیں اور جس طرح اس شخص کو صفیں پھاڑ کر اپنی جگہ جانا جائز ہے اسی طرح وضو کرنے کے لئے جس کا وضو جاتا رہے خواہ امام ہو یا مقتدی اس کو بھی صفوں کو پھاڑ کر نکل جانا اور بضرورت قبلہ سے پھر جانا بھی جائز ہے ۱۲ منہ۔

وضو کر چکے تو اگر جماعت باقی ہو تو جماعت میں آ کر اپنے خلیفہ کا مقتدی بن جائے۔ اور اگر وضو کر کے وضو کی جگہ کے پاس ہی کھڑا ہو گیا تو اگر درمیان میں کوئی ایسی چیز یا اتنا فصل حائل ہو جس سے اقتدا صحیح نہ ہو تو درست نہیں ورنہ درست ہے[۱] اور اگر جماعت ہو چکی ہو تو اپنی نماز تمام کرلے خواہ جہاں وضو کیا ہے وہیں یا جہاں پہلے تھا وہاں۔

مسئلہ[۱] اگر پانی مسجد کے فرش کے اندر موجود ہو تو پھر خلیفہ کرنا ضروری نہیں چاہے کرے اور چاہے نہ کرے بلکہ جب خود وضو کر کے آئے پھر امام بن جائے اور اتنی دیر مقتدی اس کے انتظار میں رہیں۔

مسئلہ[۲] خلیفہ کر دینے کے بعد امام نہیں رہتا بلکہ اپنے خلیفہ کا مقتدی ہو جاتا ہے لہٰذا اگر جماعت ہو چکی ہو تو امام اپنی نماز لاحق کی طرح تمام کرلے۔ اگر امام کسی کو خلیفہ نہ کرے بلکہ مقتدی لوگ کسی کو اپنے میں سے خلیفہ کر دیں یا خود کوئی مقتدی آگے آ کر امام کی جگہ پر کھڑا ہو جائے اور امام ہونے کی نیت کرلے تب بھی درست ہے بشرطیکہ اس وقت تک امام مسجد سے باہر نہ نکل چکا ہو۔ اور اگر نماز مسجد میں نہ ہوتی ہو تو صفوں سے یا سترے سے آگے نہ بڑھا ہو اور اگر ان حدود سے آگے بڑھ چکا ہو تو نماز فاسد ہو جائے گی اب کوئی دوسرا امام نہیں بن سکتا۔[۲]

مسئلہ[۳] اگر مقتدی کو حدث ہو جائے اس کو بھی فوراً وضو کرنا چاہئے بعد وضو کے اگر جماعت باقی ہو تو جماعت میں شریک ہو جائے ورنہ اپنی نماز تمام کرلے اور مقتدی کو اپنے مقام پر جا کر نماز پڑھنا چاہئے اگر جماعت باقی ہو لیکن اگر امام کی اور اس کے وضو کی جگہ میں کوئی چیز مانع اقتدا نہ ہو تو یہاں بھی کھڑا ہونا جائز ہے۔ اور اگر جماعت ہو چکی ہو تو مقتدی کو اختیار ہے چاہے محل اقتدا میں جا کر نماز پوری کرے یا وضو کی جگہ میں پوری کرلے اور یہی بہتر ہے۔

مسئلہ[۴] اگر امام مسبوق کو اپنی جگہ پر کھڑا کر دے تو اس کو چاہئے کہ جس قدر رکعتیں وغیرہ امام پر باقی تھیں ان کو ادا کر کے کسی مدرک کو اپنی جگہ کر دے تاکہ وہ مدرک سلام پھیر دے اور یہ مسبوق پھر اپنی گئی ہوئی رکعتوں کے ادا کرنے میں مصروف ہو۔

مسئلہ[۵] اگر کسی کو قعدہ اخیرہ میں بعد اس کے کہ بقدر التحیات کے بیٹھ چکا ہو جنون ہو جائے یا حدث اکبر ہو جائے یا بلا قصد حدث اصغر ہو جائے یا بیہوشی ہو جائے تو نماز فاسد ہو جائے گی اور پھر اس نماز کا اعادہ کرنا ہوگا۔

۱: لو كان الماء في المسجد فانه يتوضا ويبني ولاحاجة الى الا ستخلاف وان لم يكن في المسجد فالا فضل الا ستخلاف ۱۲ شامی ص ۴۰۴ ج ۱۔

۲: استخلف اشار الى ان الا ستخلاف حق الا مام حتى لو استخلف القوم بعد استخلافه فالخليفة خليفته فمن اقتدى بخليفتهم فسدت صلاته ولو قدم الخليفة غيره قبل ان يقوم مقام الا ولى وسواى الا ول في المسجد جازوان قدم القوم واحدا او تقدم بنفسه لعدم استخلاف الا مام جاز ان قام مقام الا ول قبل ان يخرج من المسجد ولو خرج منه فسدت صلوة الكل دون الا مام مالم يجاوز الصوف لو في الصحراء ومالم يخرج من المسجد فاذا خرج بطلت الصلوته فلم يصح الا ستخلاف او الجبانتاو الدار لو كان يصلي فيه اى في احد المذكورات لانه على امامته مالم يجا وزهذا الحداى الصحراء اوالمسجد ونحوه فاذا تجاوزه خرج الا مام عن الامامة والا فلا ۱۲۔

۳: والمقتدى يعود الى مكانه الا ان يكون امامه قد فرغ اولا يكون بينهما حائل ۱۲ هدايه ص ۱۰۸ ج ۱ وفتاوى هنديه ص ۹۴ ج ۱۔

۴: ومن اقتدى بالامام بعد ما صلى ركعة فاحدث الا مام فقدمه اجزاه فلو تقدم يبتدى من حيث انتهى اليه الامام واذا انتهى الى السلام يقدم مدركا يسلم بهم ۱۲ هدايه ص ۱۱۲ ج ۱ در مختار ص ۸۶ ج ۱ فتاوى هنديه ص ۹۵ ج ۱۔

۵: ويتعين الا ستيناف ان لم يكن تشهد يعني ان لم يكن قعد قدر التشهد مجنون وحدث عمدا ۱۲ در ص ۸۷ ج ۱ ورد ص ۴۰۵ ج ۱۔

(۱) یعنی وضو کی جگہ ایسی صورت میں کھڑا ہونا درست ہے اور اس کا جماعت میں شریک ہونا صحیح ہو جاوے گا ۱۲ محشی۔

(۲) یعنی اس نماز کے پورا کرنے کو کوئی امام نہیں بن سکتا بلکہ دوبارہ جماعت سے پڑھی جاوے ۱۲ محشی۔

مسئلہ[۱] چونکہ یہ مسائل باریک ہیں اور آج کل علم کی کمی ہے ضرور غلطی کا احتمال ہے اس لئے بہتر یہ ہے کہ بنا نہ کرے بلکہ وہ نماز سلام کے ساتھ قطع کر کے پھر از سر نو نماز پڑھیں۔

سہو کے بعض مسائل

مسئلہ اگر[۲] آہستہ آواز کی نماز میں کوئی شخص خواہ امام ہو یا منفرد بلند آواز سے قرات کر جائے یا بلند آواز کی نماز میں امام(۱) آہستہ آواز سے قرات کرے تو اس کو سجدہ سہو کرنا چاہئے۔ ہاں اگر آہستہ آواز کی نماز میں بہت تھوڑی قرات بلند آواز سے کی جائے جو نماز صحیح ہونے کیلئے کافی نہ ہو۔ مثلاً دو تین لفظ بلند آواز سے نکل جائیں یا جہری نماز میں امام اسی قدر آہستہ پڑھ دے تو سجدہ سہو لازم نہیں یہی اصح ہے۔

نماز قضا ہو جانے کے مسائل

مسئلہ اگر[۳] چند لوگوں کی نماز کسی وقت کی قضا ہو گئی ہو تو ان کو چاہئے کہ اس نماز کو جماعت سے ادا کریں اگر بلند آواز کی نماز ہو تو آواز سے قرات کی جائے اور آہستہ آواز کی ہو تو آہستہ آواز سے۔

مسئلہ اگر[۴] کوئی نابالغ لڑکا عشاء کی نماز پڑھ کر سوئے اور بعد طلوع فجر کی بیدار ہو کر منی کا اثر دیکھے جس سے معلوم ہو کہ اس کو احتلام ہو گیا ہے تو بقول راجح اس کو چاہئے کہ عشاء کی نماز کا پھر اعادہ کرے اور اگر قبل طلوع فجر بیدار ہو کر منی کا اثر دیکھے تو بالاتفاق عشاء کی نماز قضاء پڑھے۔

مریض کے بعض مسائل

مسئلہ اگر[۵] کوئی معذور اشارے سے رکوع سجدہ ادا کر چکا ہو، اس کے بعد نماز کے اندر ہی رکوع سجدے پر قدرت ہو گئی تو وہ نماز اس کی فاسد ہو جائے گی پھر نئے سرے سے اس پر نماز پڑھنا واجب ہے۔ اور اگر ابھی اشارے سے رکوع سجدہ نہ کیا ہو کہ تندرست ہو گیا تو پہلی نماز صحیح ہے اس پر بناء جائز ہے۔

مسئلہ اگر[۶] کوئی شخص قرات کے طویل ہونے کے سبب سے کھڑے کھڑے تھک جائے اور تکلیف ہونے لگے تو اس کو کسی دیوار یا درخت یا لکڑی وغیرہ سے تکیہ لگا لینا مکروہ نہیں۔ تراویح کی نماز میں ضعیف اور بوڑھے لوگوں کو اکثر اس کی ضرورت پیش آتی ہے۔

مسافر کی نماز کے مسائل

مسئلہ کوئی شخص[۷] پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کرے مگر دو مقام میں اور ان دو مقاموں میں اس قدر فاصلہ ہو کہ ایک مقام کے اذان کی آواز

۱: واستینافہ افضل ای بان یعمل عملا یقطع الصلوٰۃ ثم یشرع بعد الوضوء تحرزاً عن الخلاف ۱۲ در ورد ج ۱ ص ۶۳۰۔

۲: والجہر فیما یخافت لکل مصل وعکسہ للامام والاصح تقدیرہ بقدر ما تجوز بہ الصلوٰۃ فی الفصلین لان الیسیر من الجہر والاخفاء لا یمکن الاحتراز عنہ والکثیر یمکن ۱۲ در مختار و شامی ص ۴۹۸ ج ۱۔

۳: ومتی قضی الفوائت ان قضاھا بجماعۃ فان کانت صلوٰۃ یجہر فیہا یجہر فیہا الامام بالقرأۃ وان قضاھا وحدہ یتخیر بین الجہر والمخافتۃ ۱۲ فتاویٰ ہندیہ ص ۱۲۰۔

۴: صبی احتلم بعد صلوٰۃ العشاء استیقظ بعد الفجر لزمہ قضاؤھا ولو استیقظ قبل الفجر لزمہ اعادتہا اجماعا ۱۲ شامی ص ۴۹۴ ج ۱۔

۵: ولو کان یصلی بالایماء فصح لا یبنی الا اذا صح قبل ان یؤمی الرکوع والسجود ص ۱۲ ج ۱ ص ۱۰۴۔

۶: من تعذر علیہ القیام لمرض حقیقی او حکمی بان خاف زیادتہ او وجد لقیامہ الما شدیداً صلی قاعداً و لو مستندا الی وسادۃ او انسان ۱۲ در ص ۱۰۳ وشامی ص ۵۰۸ ج ۱۔

۷: فیقصر ان نوی فیہ لکن بموضعین مستقلین کمکۃ ومنیٰ ۱۲ در ص ۱۰۷ ج ۱۔

(۱) اور اس صورت میں منفرد پر سجدہ سہو نہیں ۱۲ منہ۔

دوسرے مقام پر نہ جاسکتی ہو مثلاً دس روز مکہ میں رہنے کا ارادہ کرے اور پانچ روز منیٰ میں۔ مکہ سے منیٰ تین میل کے فاصلہ پر ہے تو اس صورت میں وہ مسافر ہی شمار ہوگا۔

مسئلہ: اور[1] اگر مسئلہ مذکورہ میں رات کو ایک ہی مقام میں رہنے کی نیت کرے اور دن کو دوسرے مقام میں تو جس موضع میں رات کو ٹھہرنے کی نیت کی ہے وہ اس کا وطن اقامت ہو جائے گا وہاں اس کو قصر کی اجازت نہ ہوگی۔ اب دوسرا موضع میں رات کو ٹھہرنے کی نیت کی ہے وہ اس کا وطن اقامت ہو جائے گا وہاں اسکو قصر کی اجازت نہ ہوگی۔ اب دوسرا موضع جس میں دن کو رہتا ہے اگر اس پہلے موضع سے سفر کی مسافت پر ہے تو وہاں جانے سے مسافر ہو جائے گا۔ ورنہ مقیم رہے گا۔

مسئلہ: اور[2] اگر مسئلہ مذکور میں ایک موضع دوسرے موضع سے اس قدر قریب ہو کہ ایک جگہ کی اذان کی آواز دوسری جگہ جاسکتی ہے تو وہ دونوں موضع ایک سمجھے جائیں گے اور ان دونوں میں پندرہ دن ٹھہرنے کے ارادہ سے مقیم ہو جائے گا۔

مسئلہ: مقیم[3] کی اقتدا مسافر کے پیچھے ہر حال میں درست ہے خواہ ادا نماز ہو یا قضا، اور مسافر امام جب دو رکعتیں پڑھ کر سلام پھیر دے تو مقیم مقتدی کو چاہئے کہ اپنی نماز اٹھ کر تمام کرلے اور اس میں قرات نہ کرے بلکہ چپ کھڑا رہے، اس لئے کہ وہ لاحق ہے اور قعدۂ اولیٰ اس مقتدی پر بھی متابعت امام کی وجہ سے فرض ہوگا۔ مسافر امام کو مستحب ہے کہ اپنے مقتدیوں کو بعد دونوں طرف سلام پھیرنے کے فوراً بعد اپنے مسافر ہونے کی اطلاع کردے اور زیادہ بہتر یہ ہے کہ قبل نماز شروع کرنے کے بھی اپنے مسافر ہونے کی اطلاع کردے۔

مسئلہ: مسافر[4] بھی مقیم کی اقتداء کر سکتا ہے مگر وقت کے اندر، اور وقت جاتا رہا تو فجر اور مغرب میں کر سکتا ہے اور ظہر، عصر، عشاء میں نہیں۔ اس لئے کہ جب مسافر مقیم کی اقتدا کرے گا تو بہ حیثیت امام کے پوری چار رکعت یہ بھی پڑھے گا اور امام کو قعدۂ اولیٰ فرض نہ ہوگا اور اس کا فرض ہوگا۔ پس فرض پڑھنے والے کی اقتداء غیر فرض والے کے پیچھے ہوگی اور یہ درست[(1)] نہیں۔

مسئلہ: اگر[5] کوئی مسافر حالت نماز میں اقامت کی نیت کرلے خواہ اول میں یا درمیان میں یا اخیر میں، مگر سجدۂ سہو یا سلام سے پہلے یہ نیت کرلے تو اس کو وہ نماز پوری پڑھنا چاہئے اس میں قصر جائز نہیں اور اگر سجدۂ سہو یا سلام کے بعد نیت کی ہو تو یہ نماز قصر ہی ہوگی۔ ہاں اگر نماز کا وقت گذر جانے کے بعد نیت کرے یا لاحق ہونے کی حالت میں نیت کرے تو اس کی نیت کا اثر اس نماز میں ظاہر نہ ہوگا اور یہ نماز اگر چار رکعت کی ہوگی تو اس کو قصر کرنا اس میں واجب ہوگا۔

مثال: کسی مسافر نے ظہر کی نماز شروع کی، بعد ایک رکعت پڑھنے کے وقت گذر گیا بعد اس کے اس نے اقامت کی نیت کی تو یہ نیت اس نماز میں اثر نہ کرے گی اور یہ نماز اس کو قصر سے پڑھنا ہوگی۔

۱: کما لونوی مبیتہ باحدھما فان دخل اولا الموضع الذی نوی المقام فیہ نہارا لایصیر مقیما وان دخل اولا مانوی المبیت فیہ یصیر مقیما ثم بالخروج الی الموضع الآخر لایصیر مسافرا لان موضع اقامۃ الرجل حیث یبیت بہ ۱۲ درو شامی ص ۵۲۹، ج ۱۔

۲: اوکان احدھما تبعاللآخر بحیث تجب الجمعۃ علی ساکنہ للاتحاد حکما کالقریۃ التی قربت من المصر بحیث یسمع النداء علی ماياتی فی الجمعۃ ۱۲ در ص ۱۰۷ ج ۱ شامی ص ۵۲۹، ج ۱۔

۳: وصح اقتداء المقیم بالمسافر فی الوقت وبعدہ فاذا قام المقیم الی الاتمام لایقرأ ولایسجد للسہو لانہ کاللاحق وندب للامام ان یقول بعد التسلیمتین اتموا صلاتکم فانی مسافر وینبغی ان یخبرھم قبل شروعہ والا فبعد سلامہ ۱۲ در ص ۱۰۸، ج ۱ بحر ص ۱۳۵، ج ۲۔

۴: واما اقتداء المسافر بالمقیم فیصح فی الوقت ویتم لابعدہ فیما یتغیر لانہ اقتداء المفترض بالمتنفل فی حق القعدۃ لو اقتدی فی الاولیین اوالقراءۃ لوفی الآخرین ۱۲ در ص ۱۰۸، شامی ص ۵۴۱، ج ۱۔

۵: اوینوی ولوفی الصلوۃ شمل ماذا کان فی اولہا اووسطہا اوآخرہا اوکان منفرداً او مقتدیاً مدرکا اومسبوقا وشمل ماذا کان علیہ سجود سہو ولونوی الاقامۃ قبل السلام والسجود اوبعدھما مالونواھا بینہما فلا تصح نیۃ بالنسبۃ لہذہ الصلوۃ فلا تتغیر فرضہا الی الاربع اذا لم یخرج وقتہا ای قبل ان ینوی الاقامۃ لانہ اذا نواھا بعدماصلی رکعۃ ثم خرج الوقت تحول فرضہ الی الاربع امالوخرج الوقت وھوفیہا ثم نوی الاقامۃ فلایتحول فی حق تلک الصلوۃ ولم یلک لاحقاالاقامۃ نصف شہر حقیقۃ وحکما ۱۲ درشامی ج ۱ ص ۸۲۲۔

(1) اور وقت کے اندر یہ بات نہیں ہے کہ اقتدا مفترض کی متنفل کے پیچھے لازم آوے اس لئے کہ بوجہ اقتداء کے مسافر کے ذمے چار رکعت فرض ہو گئیں اور وقت گذرنے کے بعد یہ حکم نہیں۔ دونوں صورتوں کا فرق کتب فقہ میں مذکور ہے۔ ۱۲ منہ

مثال[۲] کوئی مسافر کسی مسافر کا مقتدی ہوا اور لاحق ہو گیا، پھر اپنی گئی ہوئی رکعتیں ادا کرنے لگا، پھر اس لاحق نے اقامت کی نیت کر لی تو اس نیت کا اثر اس نماز پر کچھ نہ پڑے گا اور یہ نماز اگر چار رکعت کی ہوگی تو اس کو قصر سے پڑھنا ہوگی۔

خوف کی نماز

جب[۱] کسی دشمن کا سامنا ہونے والا ہو خواہ وہ دشمن انسان ہو یا کوئی درندہ جانور یا کوئی اژدہا وغیرہ اور ایسی حالت میں سب مسلمان یا بعض لوگ بھی مل کر جماعت سے نماز نہ پڑھ سکیں اور سواریوں سے اترنے کی بھی مہلت نہ ہو تو سب لوگوں کو چاہئے کہ سواریوں پر بیٹھے بیٹھے اشاروں سے تنہا نماز پڑھ لیں۔ استقبال قبلہ بھی اس وقت شرط نہیں۔ اگر دو آدمی ایک ہی سواری پر بیٹھے ہوں تو وہ دونوں جماعت کر لیں اور اگر اس کی بھی مہلت نہ ہو تو معذور ہیں۔ اس وقت نماز نہ پڑھیں۔ اطمینان کے بعد اس کی قضا پڑھ لیں اور اگر یہ ممکن ہو کہ کچھ لوگ مل کر جماعت سے نماز پڑھ سکیں، اگرچہ سب آدمی نہ پڑھ سکتے ہوں تو ایسی حالت میں انکو جماعت نہ چھوڑنا چاہئے۔ اس قاعدہ سے نماز پڑھیں یعنی تمام مسلمانوں کے دو حصے کر دیئے جائیں۔ ایک حصہ دشمن کے مقابلے میں رہے اور دوسرا حصہ امام کے ساتھ نماز شروع کر دے۔ اگر تین یا چار رکعت کی نماز ہو جیسے ظہر، عصر، مغرب، عشاء، جبکہ یہ لوگ مسافر نہ ہوں اور قصر نہ کریں پس جب امام دو رکعت نماز پڑھ کر تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہونے لگے تب یہ حصہ چلا جاوے اور اگر یہ لوگ قصر کرتے ہوں یا دو رکعت والی نماز ہو جیسے فجر، جمعہ، عیدین کی نماز یا مسافر کی ظہر، عصر، عشاء کی نماز تو ایک ہی رکعت کے بعد یہ حصہ چلا جاوے اور دوسرا حصہ وہاں سے آکر آرام کے ساتھ بقیہ نماز پڑھے امام کو ان لوگوں کے آنے کا انتظار کرنا چاہئے۔ پھر جب بقیہ نماز امام تمام کر چکے تو سلام پھیر دے اور یہ لوگ بدون سلام پھیرے ہوئے دشمن کے مقابلہ میں چلے جائیں اور پہلے لوگ پھر یہاں آکر اپنی بقیہ نماز بے قرات کے تمام کر لیں اور سلام پھیر دیں۔ اس لئے کہ یہ لوگ لاحق ہیں۔ پھر یہ لوگ دشمن کے مقابلہ میں چلے جائیں۔ دوسرا حصہ یہاں آکر اپنی نماز قرات کے ساتھ تمام کر لے اور سلام پھیر دے۔ اسلئے کہ وہ لوگ مسبوق ہیں۔

مسئلہ حالت[۲] نماز میں دشمن کے مقابلے میں جاتے وقت یا وہاں سے نماز تمام کرنے کے لئے آتے وقت پیادہ چلنا چاہئے۔ اگر سوار ہو کر چلیں گے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ اس لئے کہ یہ عمل کثیر ہے۔

مسئلہ دوسرے[۳] حصہ کا امام کیساتھ بقیہ نماز پڑھ کر چلا جانا اور پہلے حصے کا پھر یہاں آکر اپنی نماز تمام کرنا اسکے بعد دوسرے حصہ کا یہیں آکر نماز تمام کرنا مستحب اور افضل ہے ورنہ یہ بھی جائز ہے کہ پہلا حصہ نماز پڑھ کر چلا جائے اور دوسرا حصہ امام کے ساتھ بقیہ نماز پڑھ کر اپنی نماز وہیں تمام کر لے۔ تب دشمن کے مقابلہ میں جائے۔ جب یہ لوگ وہاں پہنچ جائیں تو پہلا حصہ اپنی نماز وہیں پڑھ لے یہاں نہ آوے۔

مسئلہ یہ[۴] طریقہ نماز پڑھنے کا اس وقت کے لئے کہ جب سب لوگ ایک ہی امام کے پیچھے نماز پڑھنا چاہتے ہوں۔ مثلاً کوئی بزرگ شخص ہو

۱: هی جائزة بشرط حضور عدو او سبع او حية عظيمة ونحوها وخان خروج الوقت فيجعل الامام (ولافرق بينهما اذا كان العدو فی جهة القبلة (ولاعلى المعتمد) طائفة بآزاء العدو ويصلی باخری ركعة فی الثنائی ومنه الجمعة والعيدو ركعتين فی غيره لزوما وذهبت اليه وجاء ت الاخری فصلی بهم مابقی وسلم وحده وذهبت اليه ند باوجائت الطائفة الاولی واتموا صلاتهم بلاقراء ة لانهم لاحقون وسلموا ثم جاء ت الطائفة الاخری واتموا صلاتهم بقراء ة لانهم مسبوقون وان اشتد خوفهم وعجز واعن النزول صلوا ركبانا فرادی الا اذا كان رديفا للامام فيصح الاقتداء بالايماء ای الايماء بالركوع والسجود الی جهة قدرتهم للضرورة ۱۲ در مختار ص ۱۱۹، ج ۱، هدايه ص ۱۵۷، ج ۱

۲: والواجب ان يذهبوا مشاة فلو ركبوا بطلت لانه عمل كثير ۱۲ ردالمحتار ص ۵۶۹، ج ۱۔

۳: فلواتموا صلا تهم فی مكانهم صحت وهل الافضل الاتمام فی مكان الصلوة اوفی محل الوقوف فی الكافی ان العودافضل ۱۲ ردالمحتار ص ۵۲۹ ج ۱۔

۴: هذا ان تنازعوا فی الصلوة خلف واحد والا فالا فضل ان يصلی بكل طائفة امام ۱۲ شرح التنوير ص ۱۱۹ ج ۱ ورد ص ۵۲۹ ج ۱ و بحر ص ۱۶۹ ج ۲۔

اور سب چاہتے ہوں کہ اسی کے پیچھے نماز پڑھیں ورنہ بہتر یہ ہے کہ ایک حصہ ایک امام کے ساتھ پوری نماز پڑھے اور دشمن کے مقابلہ میں چلا جائے، پھر دوسرا حصہ دوسرے شخص کو امام بنا کر پوری نماز پڑھ لے۔

مسئلہ: اگر یہ خوف تھا کہ دشمن بہت ہی قریب ہے، اور جلد یہاں پہنچ جائے گا اور اس خیال سے ان لوگوں نے پہلے قاعدے سے نماز پڑھی۔ بعد اس کے یہ خیال غلط نکلا تو امام کی نماز تو صحیح ہو گئی مگر مقتدیوں کو اس نماز کا اعادہ کر لینا چاہئے۔ اس لئے کہ وہ نماز نہایت سخت ضرورت کے لئے خلاف قیاس عمل کثیر کے ساتھ مشروع کی گئی ہے۔ بے ضرورت شدیدہ اس قدر عمل کثیر مفسد نماز ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی ناجائز[2] لڑائی ہو تو اس وقت اس طریقے سے نماز پڑھنے کی اجازت نہیں۔ مثلاً باغی لوگ بادشاہ اسلام پر چڑھائی کریں یا کسی دنیاوی ناجائز غرض سے کوئی کسی سے لڑے تو ایسے لوگوں کیلئے اس قدر عمل کثیر معاف نہ ہوگا۔

مسئلہ: نماز[3] خلاف جہت قبلہ کی طرف شروع کر چکے ہوں کہ اتنے میں دشمن بھاگ جائے تو ان کو چاہئے کہ فوراً قبلہ کی طرف پھر جائیں ورنہ نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ: اگر اطمینان[4] سے قبلہ کی طرف نماز پڑھ رہے ہوں اور اسی حالت میں دشمن آجائے تو فوراً ان دشمنوں کی طرف پھر جانا جائز ہے اور اس وقت استقبال قبلہ شرط نہ رہے گا۔

مسئلہ: اگر کوئی شخص دریا میں تیر رہا ہے اور نماز کا وقت اخیر ہو جائے تو اس کو چاہئے کہ اگر ممکن ہو تو تھوڑی دیر تک اپنے ہاتھ پیر کو جنبش نہ دے اور اشاروں سے نماز پڑھ لے۔ یہاں تک پنج وقتی نمازوں کا اور ان کے متعلقات کا ذکر تھا۔ اب چونکہ بحمد اللہ اس سے فراغت ملی، لہٰذا نماز جمعہ کا بیان لکھا جاتا ہے۔ اسلئے کہ نماز جمعہ بھی اعظم شعائر اسلام سے ہے۔ اسلئے عیدین کی نماز سے اس کو مقدم کیا گیا ہے۔

جمعے کی نماز کا بیان

اللہ تعالیٰ کو نمازوں سے زیادہ کوئی چیز پسند نہیں اور اسی واسطے کسی عبادت کی اس قدر سخت تاکید اور فضیلت شریعت صافیہ میں وارد نہیں ہوئی اور اسی وجہ سے پروردگار عالم نے اس عبادت کو اپنے ان غیر متناہی نعمتوں کے ادائے شکر کے لئے جن کا سلسلہ ابتدائے پیدائش سے آخر وقت تک بلکہ موت کے بعد اور قبل پیدائش کے بھی منقطع نہیں ہوتا ہر دن میں پانچ وقت مقرر فرمایا ہے اور جمعے کے دن چونکہ تمام دنوں سے زیادہ نعمتیں فائز ہوتی ہیں حتیٰ کہ حضرت آدم علیہ السلام جو انسانی نسل کے لئے اصل اول ہیں اسی دن پیدا کئے گئے ہیں لہٰذا اس دن ایک خاص نماز کا حکم ہوا اور ہم اوپر جماعت کی حکمتیں اور فائدے بھی بیان کر چکے ہیں اور یہ بھی ظاہر ہو چکا ہے کہ جس قدر جماعت زیادہ ہو اسی قدر ان فوائد کا زیادہ ظہور ہوتا ہے اور یہ اسی وقت ممکن ہے کہ جب مختلف محلوں کے لوگ اور اس مقام کے اکثر باشندے ایک جگہ جمع ہو کر نماز پڑھیں اور ہر روز پانچوں وقت یہ امر سخت تکلیف کا باعث ہوتا ہے۔ ان سب وجوہ سے شریعت نے ہفتے میں ایک دن ایسا مقرر فرمایا جس میں مختلف محلوں اور گاؤں کے مسلمان آپس میں جمع ہو کر اس عبادت کو ادا کریں اور چونکہ جمعہ کا دن تمام دنوں میں افضل و اشرف تھا۔ لہٰذا یہ تخصیص اسی دن کے لئے کی گئی ہے۔ اگلی امتوں کو بھی خدائے تعالیٰ نے اس دن عبادت کا حکم فرمایا۔ مگر انہوں نے اپنی بدنصیبی سے اس میں اختلاف کیا اور اس سرکشی کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اس سعادت عظمیٰ سے محروم رہے اور یہ فضیلت بھی اسی امت کے حصے

۱: فلو صلوا على ظنه ان حضوره فظهر غير ذلك اعاد والای القوم وجازت صلوة الامام ۱۲ ردالمحتار ص ۵۶۸ ج ۱ و بحر ص ۱۷۰ ج ۲۔

۲: لاتشرع صلوة الخوف للعاصي في سفره وعليه فلا تصح من البغاة ۱۲ در ص ۱۱۹، ج ۱۔

۳: ولو حصل الامن في وسط الصلوة بان ذهب العد ولا يجوز ان يتموا صلوة الخوف ولكن يصلون صلوة الامن مابقى من صلوتهم ومن حول منهم وجهه عن القبلة بعد ما انصرف العدو فسدت صلاته ومن حول منهم وجهه قبل انصراف العدو لاجل الصلوة ثم ذهب العدو بنى على صلوته ۱۲ عالمگیری ص ۱۵۳، ج ۱۔

۴: شرعوا ثم ذهب العدو لم يجز انحرافهم وبعكسه جاز اى لهم الانحراف في اوانه لوجود الضرورة ۱۲ درو شامی ج ۱ ص ۸۸۷۔

۵: والسابح في البحر ان امكنه ان لا يرسل اعضاءه ساعة صلى بالايماء ۱۲ در ص ۱۱۹ ج ۱ و عالمگیری ص ۱۵۳ ج ۱۔

میں پڑی۔ یہود نے سنیچر کا دن مقرر کیا۔ اس خیال سے کہ اس دن میں اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوقات کو پیدا کرنے سے فراغت کی تھی۔ نصاریٰ نے اتوار کا دن مقرر کیا۔ اس خیال سے یہ دن ابتدائی آفرینش کا ہے۔ چنانچہ اب تک یہ دونوں فرقے ان دونوں دنوں میں بہت اہتمام کرتے ہیں اور تمام دنیا کے کام کو چھوڑ کر عبادت میں مصروف رہتے ہیں۔ نصرانی سلطنتوں میں اتوار کے دن اسی سبب سے تمام دفاتر میں تعطیل ہو جاتی ہے۔

جمعہ کے فضائل

۱) نبی ﷺ نے فرمایا کہ تمام دنوں سے بہتر جمعے کا دن ہے۔ اسی دن حضرت آدم علیہ السلام پیدا کئے گئے اور اسی دن وہ جنت میں داخل کئے گئے اور اسی دن جنت سے باہر لائے گئے (جو اس عالم میں انسان کے وجود کا سبب ہوا جو بہت بڑی نعمت ہے) اور قیامت کا وقوع بھی اسی دن ہوگا۔ (صحیح مسلم شریف)

۲) امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا شب جمعہ کا مرتبہ لیلۃ القدر سے بھی زیادہ ہے بعض وجوہ سے۔ اس لئے کہ اسی شب میں سرور عالم ﷺ اپنی والدہ ماجدہ کے شکم طاہر میں جلوہ افروز ہوئے اور حضرت کا تشریف لانا اس قدر خیر و برکت دنیا و آخرت کا سبب ہوا جس کا شمار و حساب کوئی نہیں کر سکتا۔ (اشعۃ اللمعات فارسی شرح مشکوٰۃ شریف)

۳) نبی ﷺ نے فرمایا کہ جمعے میں ایک ساعت ایسی ہے کہ اگر کوئی مسلمان اس وقت اللہ تعالیٰ سے دعا کرے تو ضرور قبول ہو۔ (صحیحین شریفین) علماء مختلف ہیں کہ یہ ساعت جس کا ذکر حدیث میں گذرا کس وقت ہے۔ شیخ عبدالحقؒ محدث دہلوی نے شرح سفر السعادت میں چالیس قول نقل کئے ہیں۔ مگر ان سب میں دو قولوں کو ترجیح دی ہے۔ ایک یہ کہ وہ ساعت خطبہ پڑھنے کے وقت سے نماز کے ختم ہونے تک ہے۔ دوسرے یہ کہ وہ ساعت اخیر دن میں ہے اور اس دوسرے قول کو ایک جماعت کثیر نے اختیار کیا ہے اور بہت احادیث صحیحہ اس کی مؤید ہیں۔ شیخ دہلوی فرماتے ہیں کہ یہ روایت صحیح ہے کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جمعہ کے دن کسی خادمہ کو حکم دیتی تھیں کہ جب جمعہ کا دن ختم ہونے لگے تو ان کو خبر کردے تاکہ وہ اس وقت ذکر اور دعا میں مشغول ہو جاویں (اشعۃ اللمعات)

۴) نبی ﷺ نے فرمایا کہ تمہارے سب دنوں میں جمعہ کا دن افضل ہے۔ اسی دن صور پھونکا جائے گا۔ اس روز کثرت سے مجھ پر درود شریف پڑھا کرو کہ وہ اسی دن[1] میرے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ آپ پر کیسے پیش کیا جاتا ہے۔ حالانکہ بعد وفات آپ کی ہڈیاں بھی نہ ہوں گی۔ حضرت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ کیلئے زمین پر انبیاء علیہم السلام کا بدن حرام[2] کردیا ہے۔ (ابوداؤد شریف)

۵) نبی ﷺ نے فرمایا کہ شاہد سے مراد جمعہ کا دن ہے۔ کوئی دن جمعہ سے زیادہ بزرگ نہیں۔ اس میں ایک ساعت ایسی ہے کہ کوئی مسلمان اس میں دعا نہیں کرتا مگر یہ کہ اللہ قبول فرماتا ہے اور کسی چیز سے پناہ نہیں مانگتا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کو پناہ دیتا ہے۔ (ترمذی شریف) شاہد کا لفظ سورہ بروج میں واقع ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس دن کی قسم کھائی ہے وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوْجِ وَالْيَوْمِ الْمَوْعُوْدِ وَشَاهِدٍ وَّمَشْهُوْدٍ۔ (قسم ہے اس آسمان کی جو برجوں والا ہے (یعنی بڑے بڑے ستاروں والا) اور قسم ہے دن موعود (قیامت) کی۔ اور قسم ہے شاہد (جمعہ) کی اور مشہود (عرفہ) کی۔

۶) نبی ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار اور اللہ پاک کے نزدیک سب سے بزرگ ہے اور عید الفطر اور عید الاضحیٰ سے بھی زیادہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس کی عظمت ہے۔ (ابن ماجہ)

۷) نبی ﷺ نے فرمایا کہ جو مسلمان جمعے کے دن یا شب جمعہ کو مرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو عذاب قبر سے محفوظ رکھتا ہے۔ (ترمذی شریف)

۸) ابن عباس ﷺ نے ایک مرتبہ آیت اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ کی تلاوت فرمائی۔ ان کے پاس ایک یہودی بیٹھا تھا۔ اس نے کہا کہ اگر ہم پر ایسی آیت اترتی تو ہم اس دن کو عید بنا لیتے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ آیت دو عیدوں کے دن اتری تھی۔ جمعے کا دن اور عرفہ کا دن۔ یعنی ہم کو بنانے کی کیا حاجت، اس دن تو خود ہی دو عیدیں تھیں۔

---

[1] اسی دن کی قید اس حدیث میں نہیں ہے ۱۲ محشی۔
[2] یعنی زمین انبیاء کے بدن میں کچھ تصرف نہیں کرسکتی جیسا کہ دنیا میں تھا ویسا ہی رہتا ہے۔ ۱۲ محشی

۹) نبی ﷺ فرماتے تھے کہ جمعہ کی رات روشن رات ہے اور جمعہ کا دن روشن دن ہے۔ (مشکوٰۃ شریف)

۱۰) قیامت کے بعد جب اللہ تعالیٰ مستحقین جنت کو جنت میں اور مستحقین دوزخ کو دوزخ میں بھیج دیں گے اور یہی دن وہاں بھی ہوں گے، اگرچہ وہاں دن رات نہ ہوں گے مگر اللہ تعالیٰ انکو دن اور رات کی مقدار اور گھنٹوں کا شمار تعلیم فرمادے گا۔ پس جب جمعہ کا دن آئے گا اور وہ وقت ہو گا جس وقت مسلمان دنیا میں جمعہ کی نماز کے لئے نکلتے تھے ایک منادی آواز دے گا کہ اے اہل جنت مزید کے جنگلوں میں چلو وہ ایسا جنگل ہے جس کا طول و عرض سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا۔ وہاں مشک کے ڈھیر ہوں گے آسمان کے برابر بلند، انبیاء علیہم السلام نور کے ممبروں پر بٹھلائے جائیں گے اور مومنین یاقوت کی کرسیوں پر۔ پس جب سب لوگ اپنے اپنے مقام پر بیٹھ جائیں گے، حق تعالیٰ ایک ہوا بھیجے گا جس سے وہ مشک جو وہاں ڈھیر ہو گا اڑے گا۔ وہ ہوا اس مشک کو ان کے کپڑوں میں لے جائے گی اور منہ میں اور بالوں میں لگائے گی۔ وہ اس مشک کے لگانے کا طریقہ اس عورت سے بھی زیادہ جانتی ہے جس کو تمام دنیا کی خوشبوئیں دی جائیں، پھر حق تعالیٰ حاملان عرش کو حکم دے گا کہ عرش کو ان لوگوں کے درمیان میں لے جا کر رکھو، پھر ان لوگوں کو خطاب کر کے فرمائے گا کہ اے میرے بندو جو غیب پر ایمان لائے ہو حالانکہ مجھ کو دیکھا نہ تھا اور میرے پیغمبر ﷺ کی تصدیق کی اور میرے حکم کی اطاعت کی، اب کچھ مجھ سے مانگو، یہ دن مزید یعنی زیادہ انعام کرنے کا ہے۔ سب لوگ ایک زبان ہو کر کہیں گے کہ اے پروردگار ہم تجھ سے خوش ہیں تو بھی ہم سے راضی ہو جا۔ حق تعالیٰ فرمائے گا کہ اے اہل جنت اگر میں تم سے راضی نہ ہوتا تو تم کو اپنی بہشت میں نہ رکھتا اور کچھ مانگو یہ دن مزید کا ہے۔ تب سب لوگ متفق اللسان ہو کر عرض کریں گے کہ اے پروردگار ہم کو اپنا جمال دکھادے کہ ہم تیری مقدس ذات کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔ پس حق سبحانہ پردہ اٹھادے گا اور ان لوگوں پر ظاہر ہو جاوے گا اور اپنے جمال جہاں آراء سے ان کو گھیر لے گا۔ اگر اہل جنت کے لئے یہ حکم نہ ہو چکا ہو تا کہ یہ لوگ کبھی جلائے نہ جائیں تو بے شک وہ اس نور کی تاب نہ لا سکیں اور جل جائیں۔ پھر ان سے فرمائے گا کہ اب اپنے اپنے مقامات پر واپس جاؤ اور ان لوگوں کا حسن و جمال اس جمال حقیقی کے اثر سے دونا ہو گیا ہو گا۔ یہ لوگ اپنی بیبیوں کے پاس آئیں گے۔ نہ بیبیاں ان کو دیکھیں گی نہ یہ بیبیوں کو تھوڑی دیر کے بعد جب وہ نور جو ان کو چھپائے ہوئے تھا ہٹ جاویگا تب یہ آپس میں ایک دوسرے کو دیکھیں گے۔ ان کی بیبیاں کہیں گی کہ جاتے وقت جیسی صورت تمہاری تھی اب وہ نہیں یعنی ہزار ہا درجہ اس سے اچھی ہے۔ یہ لوگ جواب دیں گے کہ ہاں یہ اس سبب سے ہے کہ حق تعالیٰ نے اپنی ذات مقدس کو ہم پر ظاہر کیا تھا اور ہم نے اس جمال کو اپنی آنکھوں سے دیکھا (شرح سفر السعادت) دیکھئے جمعہ کے دن کتنی بڑی نعمت ملی۔

۱۱) ہر روز دوپہر کے وقت دوزخ تیز کی جاتی ہے مگر جمعہ کی برکت سے جمعہ کے دن نہیں تیز کی جاتی۔ (احیاء العلوم)

۱۲) نبی ﷺ نے ایک جمعہ کو ارشاد فرمایا کہ اے مسلمانو اس دن کو اللہ تعالیٰ نے عید مقرر فرمایا ہے۔ پس اس دن غسل کرو اور جس کے پاس خوشبو ہو وہ خوشبو لگائے اور مسواک کو اس دن لازم کرو۔ (ابن ماجہ)

جمعے کے آداب

۱) ہر مسلمان کو چاہئے کہ جمعہ کا اہتمام پنجشنبہ سے کرے۔ پنجشنبہ کے دن بعد عصر کے استغفار وغیرہ زیادہ کرے اور اپنے پہننے کے کپڑے صاف کر رکھے اور خوشبو گھر میں نہ ہو اور ممکن ہو تو اسی دن لا رکھے تاکہ پھر جمعہ کے دن ان کاموں میں مشغول ہونا نہ پڑے۔ بزرگان سلف نے فرمایا ہے کہ سب سے زیادہ جمعہ کا فائدہ اس کو ملے گا جو اس کا منتظر رہتا ہو اور اس کا اہتمام پنجشنبہ سے کرتا ہو اور سب سے زیادہ بدنصیب وہ ہے جس کو یہ بھی نہ معلوم ہو کہ جمعہ کب ہے حتیٰ کہ صبح کو لوگوں سے پوچھے کہ آج کون دن ہے اور بعض بزرگ شب جمعہ کو زیادہ اہتمام کی غرض سے جامع مسجد ہی میں جا کر رہتے تھے۔ (ص ۱۶۱ احیاء العلوم)

۲) پھر جمعہ کے دن غسل کرے، سر کے بالوں کو اور بدن کو خوب صاف کرے اور مسواک کرنا بھی اس دن بہت فضیلت رکھتا ہے۔ (احیاء ج ۱ ص ۱۶۱)

۳) جمعہ کے دن بعد غسل کے عمدہ سے عمدہ کپڑے جو اس کے پاس ہوں پہنے اور ممکن ہو تو خوشبو لگائے اور ناخن وغیرہ بھی کتروائے۔ (احیاء ج ۱ ص ۱۶۱)

۴) جامع مسجد میں بہت سویرے جائے جو شخص جتنے سویرے جائے گا اسی قدر اس کو ثواب زیادہ ملے گا۔ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ کے دن

۱: حدیث نمبر ۱ کو اور اس حدیث کو ابو داؤد نے ذکر کیا ہے ۱۲ محشی۔

فرشتے دروازے پر اس مسجد کے جہاں جمعہ پڑھا جاتا ہے کھڑے ہوتے ہیں اور سب سے پہلے جو آتا ہے اسکو، پھر اسکے بعد دوسرے کو، اسی طرح درجہ بدرجہ سب کا نام لکھتے ہیں اور سب سے پہلے جو آیا اسکو ایسا ثواب ملتا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اونٹ قربانی کرنے والے کو، اسکے بعد پھر جیسے گائے کی قربانی کرنے میں، پھر جیسے اللہ تعالیٰ کے واسطے مرغ کے ذبح کرنے میں، پھر جیسے اللہ تعالیٰ کی راہ میں کسی کو انڈا صدقہ دیا جائے، پھر جب خطبہ ہونے لگتا ہے تو فرشتے وہ دفتر بند کر لیتے ہیں اور خطبہ سننے میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ (صحیح مسلم شریف صحیح بخاری شریف)
اگلے زمانے میں صبح کے وقت اور بعد فجر کے راستے، گلیاں بھری ہوئی نظر آتی تھیں۔ تمام لوگ اتنے سویرے سے جامع مسجد جاتے تھے اور سخت اژدھام ہوتا تھا جیسے عید کے دنوں میں، پھر جب یہ طریقہ جاتا رہا تو لوگوں نے کہا کہ یہ پہلی بدعت [1] ہے جو اسلام میں پیدا ہوئی۔ یہ لکھ کر امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کیوں شرم نہیں آتی مسلمانوں کو یہود اور نصاریٰ سے کہ وہ لوگ اپنی عبادت کے دن یعنی یہود سنیچر کو اور نصاریٰ اتوار کو اپنے عبادت خانوں اور گرجا گھروں میں کیسے سویرے جاتے ہیں اور طالبان دنیا کتنے سویرے بازاروں میں خرید و فروخت کے لئے پہنچ جاتے ہیں۔ پس طالبان دین کیوں نہیں پیش قدمی کرتے۔ (احیاء العلوم)
در حقیقت مسلمانوں نے اس زمانے میں اس مبارک دن کی بالکل قدر گھٹادی انکو یہ بھی خبر نہیں ہوتی کہ آج کون دن ہے اور اس کا کیا مرتبہ ہے۔ افسوس وہ دن جو کسی زمانے میں مسلمانوں کے نزدیک عید سے بھی زیادہ تھا اور جس دن پر نبی ﷺ کو فخر تھا اور جو دن اگلی امتوں کو نصیب نہ ہوا تھا آج مسلمانوں کے ہاتھ سے اس کی ایسی ناقدری ہو رہی ہے خدائے تعالیٰ کی دی ہوئی نعمت کو اس طرح ضائع کرنا سخت ناشکری ہے۔ جس کا وبال ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْهِ رَاجِعُوْنَ ۔

۵) جمعہ کی نماز کے لئے پاپیادہ جانے میں ہر قدم پر ایک سال روزہ رکھنے کا ثواب ملتا ہے۔ (ترمذی شریف)

۶) نبی ﷺ جمعہ کے دن فجر کی نماز میں سورۂ الم سجدہ اور هَلْ اَتٰی عَلَی الْاِنْسَانِ پڑھتے تھے۔ لہٰذا ان سورتوں کو جمعہ کے دن فجر کی نماز میں مستحب سمجھ کر کبھی کبھی پڑھا کرے۔ کبھی کبھی ترک بھی کر دے تاکہ لوگوں کو وجوب کا خیال نہ ہو۔

۷) جمعہ کی نماز میں نبی ﷺ سورۂ جمعہ اور سورۂ منافقون یا سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰی [1] اور هَلْ اَتٰكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَه پڑھتے تھے۔

۸) جمعہ کے دن خواہ نماز سے پہلے یا پیچھے سورۂ کہف پڑھنے میں بہت ثواب ہے، نبی ﷺ نے فرمایا کہ جمعے کے دن جو کوئی سورۂ کہف پڑھے اس کے لئے عرش کے نیچے سے آسمان کے برابر بلند ایک نور ظاہر ہوگا کہ قیامت کے اندھیرے میں اس کے کام آوے گا اور اس جمعے سے پہلے جمعے تک جتنے گناہ اس سے ہوئے تھے سب معاف ہو جائیں گے۔ (شرح سفر السعادت) علماء نے لکھا ہے کہ اس حدیث میں گناہ صغیرہ مراد ہیں اس لئے کہ کبیرہ بے توبہ کے نہیں معاف ہوتے۔ واللہ اعلم وھو ارحم الراحمین۔

۹) جمعہ کے دن درود شریف پڑھنے میں بھی اور دنوں سے زیادہ ثواب ملتا ہے اسی لئے احادیث میں وارد ہوا ہے کہ جمعہ کے دن درود شریف کی کثرت کرو۔

جمعے کی نماز کی فضیلت اور تاکید

نماز جمعہ فرض عین ہے۔ قرآن مجید اور احادیث متواتر اور اجماع امت سے ثابت ہے اور اعظم شعائر اسلام سے ہے۔ منکر اس کا کافر اور بے عذر اس کا تارک فاسق ہے۔

۱) قولہ تعالیٰ: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۔ یعنی اے ایمان والو! جب نماز جمعہ کے لئے اذان کہی جائے تو تم لوگ اللہ تعالیٰ کے ذکر کی طرف دوڑو اور خرید و فروخت چھوڑ دو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانو [2]۔ ذکر سے مراد اس آیت میں نماز جمعہ اور اس کا خطبہ ہے۔ دوڑنے سے مقصود نہایت اہتمام کے

---

[1] یعنی کبھی اوپر کی دونوں سورتیں اور کبھی یہ دونوں سورتیں پڑھتے تھے۔ ۱۲ محشی۔

[2] یہ کلمہ ترغیب کے لئے ہے کہ تم مسلمان تو جانتے ہو جاننے والوں کو تو اس کے خلاف نہ کرنا چاہیے ۱۲ محشی۔

(۱) یعنی سویرے نہ جانا اور یہاں بدعت سے لغوی معنی بدعت مراد ہے۔ یعنی نئی بات اور شرعی بدعت مراد نہیں ہے۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ دین میں عبادت سمجھ کر نئی بات پیدا کرنا کیونکہ یہ حرام ہے اور سویرے نہ جانا حرام نہیں ۱۲ محشی۔

ساتھ جاتا ہے۔

۲) نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن غسل اور طہارت بقدر امکان کرے بعد اس کے بالوں میں تیل لگائے اور خوشبو کا استعمال کرے اس کے بعد نماز کے لئے چلے اور جب مسجد میں آئے اور کسی آدمی کو اس کی جگہ سے اٹھا کر نہ بیٹھے پھر جس قدر نوافل اس کی قسمت میں ہوں پڑھے پھر جب امام خطبہ پڑھنے لگے تو سکوت کرے تو گذشتہ جمعہ سے اس وقت تک کے گناہ اس شخص کے معاف ہو جائیں گے۔ (صحیح بخاری شریف)

۳) نبی ﷺ نے فرمایا کہ جو کوئی جمعہ کے دن خوب غسل کرے اور سویرے مسجد میں پیادہ پا جائے سوار ہو کر نہ جائے پھر خطبہ سنے اور اس درمیان میں کوئی لغو فعل نہ کرے تو اس کو ہر قدم کے عوض ایک سال کامل کی عبادت کا ثواب ملے گا ایک سال کے روزوں کا اور ایک سال کی نمازوں کا۔ (ترمذی شریف)

۴) ابن عمر اور ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم نے نبی ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ لوگ نماز جمعہ کے ترک سے باز رہیں ورنہ خدائے تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر کر دے گا پھر وہ سخت غفلت میں پڑ جائیں گے۔ (صحیح مسلم شریف)

۵) نبی ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص تین جمعے سستی سے یعنی بے عذر ترک کر دیتا ہے اس کے دل پر اللہ تعالیٰ مہر کر دیتا ہے (ترمذی شریف) اور ایک روایت میں ہے کہ خداوند عالم اس سے بیزار ہو جاتا ہے۔

۶) طارق بن شہاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ نماز جمعہ جماعت کے ساتھ ہر مسلمان پر حق واجب ہے، مگر چار پر غلام یعنی جو قاعدہ شرع کے موافق مملوک ہو، عورت، نابالغ لڑکا، بیمار۔ (ابوداؤد شریف)

۷) ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ نبی ﷺ تارکین جمعہ کے حق میں فرمایا کہ میرا مصمم ارادہ ہوا کہ کسی کو اپنی جگہ امام کر دوں اور خود ان لوگوں کے گھروں کو جلادوں جو نماز جمعہ میں حاضر نہیں ہوتے (صحیح مسلم شریف) اسی مضمون کی حدیث ترک جماعت کے حق میں بھی وارد ہوئی ہے جس کو ہم اوپر لکھ چکے ہیں۔

۸) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص بے ضرورت جمعے کی نماز ترک کر دیتا ہے تو وہ منافق لکھ دیا جاتا ہے ایسی کتاب میں کہ جو تغیر و تبدل سے بالکل محفوظ ہے (مشکوۃ شریف) یعنی اس کے نفاق کا حکم ہمیشہ رہے گا ہاں اگر توبہ کرے یا ارحم الراحمین اپنی محض عنایت سے معاف فرمائے تو وہ دوسری بات ہے۔

۹) جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو اس کو جمعہ کے دن نماز جمعہ پڑھنا ضروری ہے مگر مریض اور مسافر اور عورت اور لڑکا اور غلام۔ پس اگر کوئی شخص لغو کام یا تجارت میں مشغول ہو جائے تو خداوند عالم بھی اس سے اعراض فرماتا ہے اور وہ بے نیاز (بے پرواہ) اور محمود (حمد کیا گیا) ہے۔ (مشکوۃ شریف) یعنی اس کو کسی کی عبادت کی پرواہ نہیں نہ اس کا کچھ فائدہ ہے اس کی ذات بہمہ صفت موصوف ہے کوئی اس کی حمد وثنا کرے یا نہ کرے۔

۱۰) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا جس شخص نے پے درپے کئی جمعے ترک کر دیئے پس اس نے اسلام کو پس پشت ڈال دیا۔ (اشعۃ اللمعات)

۱۱) ابن عباس ﷺ سے کسی نے پوچھا کہ ایک شخص مر گیا اور وہ جمعہ اور جماعت میں شریک نہ ہوتا تھا اس کے حق میں آپ کیا فرماتے ہیں

۱: دوسری حدیث میں ہے کہ جس وقت امام ممبر پر آکر بیٹھ جاوے اسی وقت سے نماز پڑھنا اور کلام کرنا جائز نہیں اور یہی امام اعظم رحمۃ اللہ کا مذہب ہے ۱۲۔

۲: یعنی مہر کرنے کا یہ نتیجہ ہوگا۔ خدا تعالیٰ کی پناہ جب غفلت مسلط ہوگئی تو جہنم سے چھٹکارا نہایت دشوار ہے ۱۲ محشی۔

۳: یعنی مضبوط اور مستقل ارادہ ہو گیا ہے مگر بعض وجوہات سے آپ نے ایسا کیا نہیں ۱۲ محشی۔

۴: یہ غرض نہیں ہے کہ وہ کافر ہو گیا جو کہ حقیقی معنی منافق کے ہیں بلکہ یہ منافق کی سی خصلت ہے جو گناہ ہے ۱۲ محشی۔

۵: اس سے بے توجہ ہو جاتا ہے اور وہ تو بے پرواہ ہے ہی نہ کسی کا محتاج نہ کسی سے نفع حاصل کرنے والا بندہ جو بہتری بھی کرتا ہے اپنے ہی نفع کیلئے کرتا ہے پس جب بندہ نے خود ہی اپنی نالائقی سے دوزخ میں جانے کا سامان کیا تو خدائے تعالیٰ کو بھی اس کی کچھ پرواہ نہیں ۱۲ محشی۔

انہوں نے جواب دیا کہ وہ دوزخ میں ہے۔[1] پھر وہ شخص ایک مہینے تک برابر ان سے یہی سوال کرتا رہا اور وہ یہی جواب دیتے رہے (احیاء العلوم) ان احادیث سے سرسری نظر کے بعد بھی یہ نتیجہ بخوبی نکل سکتا ہے کہ نماز جمعے کی سخت تاکید شریعت میں ہے اور اس کے تارک پر سخت سخت وعیدیں وارد ہوئی ہیں کیا اب بھی کوئی شخص بعد دعوئ اسلام کے اس فرض کے ترک کرنے پر جرأت کر سکتا ہے۔

نماز جمعہ[2] پڑھنے کا طریقہ

جمعہ کی پہلی اذان کے بعد خطبہ کی اذان ہونے سے پہلے چار رکعت سنت پڑھے یہ سنتیں مؤکدہ ہیں۔ پھر خطبہ کے بعد دو رکعت فرض امام کے ساتھ جمعہ کی پڑھے۔ پھر چار رکعت سنت پڑھے۔ یہ سنتیں بھی مؤکدہ ہیں۔ پھر دو رکعت سنت پڑھے۔ یہ دو رکعت بھی بعض حضرات کے نزدیک مؤکدہ ہیں۔

نماز جمعے کے واجب ہونے کی شرطیں

۱) مقیم ہونا۔ پس مسافر پر نماز جمعہ واجب نہیں۔

۲) صحیح ہونا۔ پس مریض پر نماز جمعہ واجب نہیں جو مرض جامع مسجد تک پیادہ پا جانے سے مانع ہو اسی مرض کا اعتبار ہے بوڑھاپے کی وجہ سے اگر کوئی شخص کمزور ہو گیا ہو یا مسجد تک نہ جا سکے یا نابینا ہو یہ سب لوگ مریض سمجھے جائیں گے اور نماز جمعہ ان پر واجب نہ ہوگی۔

۳) آزاد ہونا۔ غلام پر نماز جمعہ واجب نہیں۔

۴) مرد ہونا۔ عورت پر نماز جمعہ واجب نہیں۔

۵) جماعت کے ترک کرنے کے لئے جو عذر اوپر بیان ہو چکے ہیں ان سے خالی ہونا۔ اگر ان عذروں میں سے کوئی عذر موجود ہو تو نماز جمعہ واجب نہ ہوگی۔

مثال-۱ پانی بہت زور سے برستا ہو۔

مثال-۲ کسی مریض کی تیمار داری کرتا ہو۔

مثال-۳ مسجد جانے میں کسی دشمن کا خوف ہو۔

مثال-۴ اور نمازوں کے واجب ہونے کی جو شرطیں اوپر ہم ذکر کر چکے ہیں وہ بھی اس میں معتبر ہیں یعنی عاقل ہونا، بالغ ہونا، مسلمان ہونا۔ یہ شرطیں جو بیان ہوئیں نماز جمعے کے واجب ہونے کی تھیں۔ اگر کوئی شخص باوجود نہ پائی جانے ان شرطوں کے نماز جمعہ پڑھے تو اس کی نماز ہو جائے گی۔ یعنی ظہر کا فرض اس کے ذمہ اتر جائے گا۔ مثلاً کوئی مسافر یا کوئی عورت[3] نماز جمعہ پڑھے۔

۱: الجمعة فرض على كل من اجتمع فيه سبعة شرائط الذكورة خرج به النساء فلا تجب على امراة والحرية خرج به الارقاء فلا تجب عليهم اجماعاً و الاقامة ولو بنية المكث خمسة عشريو ما خرج به المسافر و الصحة خرج به المريض اى الذى لا يقدر على الذهاب الى الجامع او يقدر ولكن يخاف زيادة مرضه او بطأ برئه بسبب حلى والشيخ الكبير الذى ضعف ملحق بالمريض والحق بالمريض الممرض ان بقى المريض ضائعا بخروجه على الاصح والامن من ظالم فلا تجب على من اختفى من ظالم ويلحق به المفلس الخائف من الحبس و سلامة العينين فلا تجب على الاعمى و سلامة الرجلين فلا تجب على المقعد لعجزه عن السعى اتفاقا ومن العذر المطر العظيم وكذا الثلج والوحل قال فى الشرح وقدمنا انه يسقط به الحضور للجماعة واما البلوغ والعقل فليسا خاصين بالجمعة ۱۲ طحطاوى ص ۲۹۲ ان اختار العزيمة اى صلوة الجمعة وصلاها وهو مكلف بالغ عاقل وقعت فرضا عن الوقت وهى افضل الا للمراة لان صلوتها فى بيتها افضل ۱۲ وردشامى ص ۸۵۳ ج ۱۔

(۱) اس سے پہلے یہ مضمون کچھ تغیر کے ساتھ مع اس کی تاویل کے گذر چکا ہے ۱۲ منقحہ۔

(۲) یہ پورا مضمون اس مرتب اضافہ ہوا۔ شبیر علی۔

(۳) اگرچہ عورت کو شریک جماعت نہ ہونا چاہئے ۱۲ محشی۔

جمعے کی نماز [۱] کے صحیح ہونے کی شرطیں

۱) مصر یعنی شہر یا قصبہ۔ پس گاؤں یا جنگل میں نماز جمعہ درست نہیں البتہ جس گاؤں کی آبادی قصبے کے برابر ہو مثلاً تین چار ہزار آدمی ہوں وہاں جمعہ درست ہے۔

۲) ظہر کا وقت۔ پس وقت ظہر سے پہلے اور اس کے نکل جانے کے بعد نماز جمعہ درست نہیں حتیٰ کہ اگر نماز جمعہ پڑھنے کی حالت میں جاتا رہے تو نماز فاسد ہو جائے گی اگرچہ قعدہ اخیرہ بقدر تشہد کے ہو چکا ہو اور اسی وجہ سے نماز جمعہ کی قضا نہیں پڑھی جاتی۔

۳) خطبہ یعنی لوگوں کے سامنے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا خواہ صرف سبحان اللہ یا الحمد للہ کہہ دیا جائے اگرچہ صرف اس قدر پر اکتفا کرنا بوجہ مخالفت سنت کے مکروہ ہے۔

۴) خطبہ کا نماز سے پہلے ہونا۔ اگر نماز کے بعد خطبہ پڑھا جائے تو نماز نہ ہوگی۔

۵) خطبہ کا وقت ظہر کے اندر ہونا۔ پس وقت آنے سے پہلے اگر خطبہ پڑھ لیا جائے تو نماز نہ ہوگی۔

۶) جماعت یعنی امام کے سوا کم سے کم تین آدمیوں کا شروع خطبے سے سجدہ رکعت اولیٰ تک موجود رہنا گو وہ تین آدمی جو خطبے کے وقت تھے اور ہوں اور نماز کے وقت اور۔ مگر یہ شرط ہے کہ یہ تین آدمی ایسے ہوں جو امامت کر سکیں پس اگر صرف عورت یا نابالغ لڑکے ہوں تو نماز نہ ہوگی۔

۷) اگر سجدہ کرنے سے پہلے لوگ چلے جائیں اور تین آدمیوں سے کم باقی رہ جائیں یا کوئی نہ رہے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ ہاں اگر سجدہ کرنے کے بعد چلے جائیں تو پھر کچھ حرج نہیں۔

۸) عام اجازت کے ساتھ علی الاعلان اشتہار نماز جمعے کا پڑھنا۔ پس کسی خاص مقام میں چھپ کر نماز جمعہ پڑھنا درست نہیں۔ اگر کسی ایسے مقام میں نماز جمعہ پڑھی جائے جہاں عام لوگوں کو آنے کی اجازت نہ ہو یا جمعہ کو مسجد کے دروازے بند کر لئے جاویں تو نماز نہ ہوگی یہ شرائط جو نماز جمعہ کے صحیح ہونے کی بیان ہوئیں اگر کوئی شخص باوجود نہ پائے جانے ان شرائط کے نماز جمعہ پڑھے تو اس کی نماز نہ ہوگی نماز ظہر پھر اس کو پڑھنا ہوگی۔ اور چونکہ یہ نماز نفل ہوگی اور نفل کا اس اہتمام سے پڑھنا مکروہ ہے لہٰذا ایسی حالت میں نماز جمعہ پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

جمعے کے خطبے کے مسائل

مسئلہ: جب سب لوگ جماعت میں آ جائیں تو امام کو چاہئے کہ منبر پر بیٹھ جائے اور موذن اس کے سامنے کھڑے ہو کر اذان کہے۔ بعد اذان کے فوراً امام کھڑا ہو کر خطبہ شروع کر دے۔ [۲]

۱: و يشترط لصحتها المصر وتقع فرضا في القصبات والقرى الكبيرة التي فيها اسواق و وقت الظهر فتبطل الجمعة بخروجه مطلقا اى ولو بعد القعود قدر التشهد والخطبة فيه اى في الوقت فلو خطب قبله وصلى فيه لم تصح و كفت تحميدة او تهليلة او تسبيحة للخطبة المفروضة مع الكراهة وكونها قبلها اى بلا فاصل كثير لان شرط الشئ سابق عليه وهي شرط الا نعقاد في حق من ينشئ التحريمة للجمعة لا كل من صلاها فلذا قالوا لو احدث الا مام فقدم من لم يشهدها جا ز لانه بان تحريمة على تلك التحريمة المنشاة بحضرة جماعة تنعقد بهم الجمعة بان يكونوا ذكورا بالغين عاقلين ولو كانوا معذورين بسفر او مرض والجماعة واقلها ثلثة رجال سوى الا مام ولو غير الثلثة الذين حضروا الخطبة فان نفروا بعد شروعهم معه قبل سجوده بطلت وان بقى ثلثة او نفروا بعد سجوده لا تبطل واتمها جمعة اى ولو وحده فيما اذا لم يعودوا او لم يات غيرهم والاذن العام من الا مام اى ان ياذن للناس اذنا عاما بان لا يمنع احدا ممن تصح منه الجمعة عن دخول الموضع الذى تصلى فيه وهو يحصل بفتح ابواب الجامع للواردين اى من المكلفين بها فلا يضر منع نحو النساء لخوف الفتنة ۱۲ در ص ۱۱۱، ۱۱۳ ج۱ شامی ص ۵٤٦ ج ۱۔

۲: ويوذن ثانيا بين يديه اى الخطيب اذا جلس على المنبر اذا فرغ المؤذنون قام الا مام والسيف في يساره وهو متكئ عليه ۱۲ در ۱ ص ۱۱۳ و ۱۱٤ و بحر ج ۲ ص ۱۵۷۔

(۱) رسالہ الظہر فی القری القول البدیع احسن القری کو ملاحظہ فرماویں اس کے متعلق کافی ذخیرہ جمع کیا گیا ۱۲ ی۔

مسئلہ: خطبے[1] میں بارہ چیزیں مسنون ہیں۔

۱) خطبہ پڑھنے کی حالت میں خطبہ پڑھنے والے کو کھڑا رہنا۔

۲) دو خطبے پڑھنا۔

۳) دونوں خطبوں کے درمیان میں اتنی دیر تک بیٹھنا کہ تین مرتبہ سبحان اللہ کہہ سکیں۔

۴) دونوں حدثوں سے پاک ہونا۔

۵) خطبہ پڑھنے کی حالت میں منہ لوگوں کی طرف رکھنا۔

۶) خطبہ شروع کرنے سے پہلے اپنے دل میں اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم کہنا۔

۷) خطبہ ایسی آواز سے پڑھنا کہ لوگ سن سکیں۔

۸) خطبہ میں آٹھ قسم کے مضامین کا ہونا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر اور اس کی تعریف، خداوند عالم کی وحدت اور نبی ﷺ کی رسالت کی شہادت، نبی ﷺ پر درود، وعظ و نصیحت، قرآن مجید کی آیتوں کا یا کسی سورت کا پڑھنا دوسرے خطبے میں پھر ان سب چیزوں کا اعادہ کرنا۔ دوسرے خطبے میں بجائے وعظ و نصیحت کے مسلمانوں کیلئے دعا کرنا۔ یہ آٹھ قسم کے مضامین کی فہرست تھی آگے بقیہ فہرست ہے ان امور کی جو حالت خطبہ میں مسنون ہیں۔

۹) خطبے کو زیادہ طول نہ دینا بلکہ نماز سے کم رکھنا۔

۱۰) خطبہ منبر پر پڑھنا اگر منبر نہ ہو تو کسی لاٹھی وغیرہ پر سہارا دے کر کھڑا ہونا اور منبر کے ہوتے ہوئے کسی لاٹھی وغیرہ پر ہاتھ رکھ کر کھڑا ہونا اور ہاتھ کا ہاتھ پر رکھ لینا جیسا بعض لوگوں کی ہمارے زمانہ میں عادت ہے منقول[1] نہیں۔

۱۱) دونوں خطبوں کا عربی[2] زبان میں ہونا اور کسی زبان میں خطبہ پڑھنا یا اس کے ساتھ کسی اور زبان کے اشعار وغیرہ ملا دینا جیسا کہ ہمارے زمانے میں بعض عوام کا دستور ہے خلاف سنت مؤکدہ اور مکروہ تحریمی ہے۔[3]

۱۲) خطبہ[2] سننے والوں کو قبلہ رو ہو کر بیٹھنا، دوسرے خطبے میں نبی ﷺ کے آل واصحاب وازواج مطہرات خصوصاً خلفائے راشدین اور حضرت حمزہ و عباس رضی اللہ عنہما کیلئے دعا کرنا مستحب ہے بادشاہ اسلام کیلئے بھی دعا کرنا جائز ہے مگر اسکی ایسی تعریف کرنا جو غلط ہو مکروہ تحریمی ہے۔

مسئلہ: جب[3] امام خطبہ کے لئے اٹھ کھڑا ہو اس وقت سے کوئی نماز پڑھنا یا آپس میں بات چیت کرنا مکروہ تحریمی ہے ہاں قضا نماز کا پڑھنا صاحب ترتیب کیلئے اس وقت بھی جائز بلکہ واجب ہے پھر جب تک امام خطبہ ختم نہ کر دے یہ سب چیزیں ممنوع ہیں۔

۱: ومن خطبتان بجلسة بينهما وطهارة قائما انما سنتها فاحدها الطهارة وثانيها القيام وثالثها استقبال القوم بوجهه ورابعها التعوذ فى نفسه قبل الخطبة وخامسها ان يسمع القوم الخطبة وسادسها انه يخطب خطبة خفيفة وهى تشتمل على عشرة احدها البداء ة بحمد الله وثانيها الثناء عليه وثالثها الشهادتان ورابعها الصلوة على النبى صلى الله عليه وسلم وخامسها العظة والتذكير وسادسها قراة القران وسابعها الجلوس بين الخطبتين وثامنها ان يعيد فى الخطبة الثانية الثنا والحمد لله والصلوة على النبى صلى الله عليه وسلم وتاسعها ان يزيد فيها الدعاء للمؤمنين والمؤمنات وعاشرها تخفيف الخطبتين بقدر سورة من طوال المفصل ويكره التطويل ومن السنة ان يكون الخطيب على المنبر ۱۲ بحر ج ۲ ص ۱۴۷ فتاوىٰ هنديه ج ۱ ۱۴۴۔

۲: ويندب ذكر الخلفاء الراشدين والعمين هما حمزة والعباس رضى الله عنهم الا الدعاء للسلطان وجوزه القهستانى ويكره تحريما وصفه بما ليس فيه ۱۲ در و شامى ص ۱۱۱ ج ۱ ويستحب للرجل ان يستقبل الخطيب بوجهه هذا اذا كان امام الامام فان كان عن يمين الامام او عن يساره قريبا من الامام يحرف الى الامام مستعدا للسماع ۱۲ عالمگیری ص ۱۴۵ ج ۱۔

۳: اذا خرج الامام فلا صلوة ولا كلام الى تمامها فلا قضاء فائتة لم يسقط ترتيب بينهما وبين الوقتية ۱۲ در ص ۱۱۳ ج ۱ وبحر ج ۲ ص ۱۵۵ ج ۲ (ز) دیکھو حاشیہ ۱ صفحہ ہٰذا

(۲) اور عربی زبان میں خطبہ کا ضروری ہونا اس کی مفصل بحث رسالہ تحقیق الخطبہ میں بھی ہے جو عام طور پر تاجروں سے ملتا ہے ۱۲ ق۔

(۳) اس مسئلہ پر عبارات فقہیہ کی تفصیل امداد الفتاویٰ مبوب جلد اول کے ص ۱۵ و ص ۳۲۲ میں موجود ہے ۱۲ ق۔

مسئلہ[۱] جب خطبہ شروع ہو جائے تو تمام حاضرین کو اس کا سننا واجب ہے خواہ امام کے نزدیک بیٹھے ہوں یا دور۔ اور کوئی ایسا فعل کرنا جو سننے میں مخل ہو مکروہ تحریمی ہے اور کھانا پینا بات چیت کرنا۔ چلنا پھرنا۔ سلام یا سلام کا جواب یا تسبیح پڑھنا یا کسی کو شرعی مسئلہ بتانا جیسا کہ حالت نماز میں ممنوع ہے ویسا ہی اس وقت بھی ممنوع ہے۔ ہاں خطیب کو جائز ہے کہ خطبہ پڑھنے کی حالت میں کسی کو شرعی مسئلہ بتادے۔

مسئلہ[۲] اگر سنت نفل پڑھنے میں خطبہ شروع ہو جائے تو راجح یہ ہے کہ سنت مؤکدہ تو پوری کرلے اور نفل میں دو رکعت پر سلام پھیر دے۔

مسئلہ[۳] دونوں خطبوں کے درمیان میں بیٹھنے کی حالت میں امام کو یا مقتدیوں کو ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا مکروہ تحریمی ہے ہاں بے ہاتھ اٹھائے ہوئے اگر دل میں دعا مانگی جائے تو جائز ہے بشرطیکہ زبان سے کچھ نہ کہے۔ نہ آہستہ نہ زور سے لیکن نبی ﷺ اور ان کے اصحاب ؓ سے منقول نہیں رمضان کے اخیر جمعہ کے خطبہ میں وداع و فراق کے مضامین پڑھنا بوجہ اسکے کہ نبی ﷺ اور ان کے اصحاب ؓ سے منقول نہیں نہ کتب فقہ میں کہیں اس کا پتہ ہے اور اس پر مداومت کرنے سے عوام کو اسکے ضروری ہونے کا خیال ہوتا ہے اسلئے بدعت ہے۔

تنبیہ ہمارے زمانہ میں اس خطبہ پر ایسا التزام ہو رہا ہے کہ اگر کوئی نہ پڑھے تو وہ مورد طعن ہوتا ہے اور اس خطبے کے سننے میں اہتمام بھی زیادہ کیا جاتا ہے۔ (روح المعانی)

مسئلہ خطبہ کا کسی کتاب وغیرہ سے دیکھ کر پڑھنا جائز ہے۔

مسئلہ[۴] نبی ﷺ کا اسم مبارک اگر خطبے میں آئے تو مقتدیوں کو اپنے دل میں درود شریف پڑھ لینا جائز ہے۔

نبی ﷺ کا خطبہ جمعہ کے دن کا

نبی ﷺ کا خطبہ نقل کرنے میں یہ غرض نہیں کہ لوگ اسی خطبے پر التزام کرلیں بلکہ کبھی کبھی بغرض تبرک واتباع اس کو بھی پڑھ لیا جایا کرے۔ عادت شریف یہ تھی کہ جب سب لوگ جمع ہو جاتے اس وقت آپ تشریف لاتے اور حاضرین کو سلام کرتے اور حضرت بلال ؓ اذان کہتے۔ جب اذان ختم ہو جاتی آپ کھڑے ہو جاتے اور معاً خطبہ شروع فرمادیتے۔ جب تک منبر نہ بنا تھا، کسی لاٹھی یا کمان سے ہاتھ کو سہارا دے لیتے تھے اور کبھی کبھی اس لکڑی کے ستون سے جو محراب کے پاس تھا جہاں آپ خطبہ پڑھتے تھے تکیہ لگا لیتے تھے۔ بعد منبر بن جانے کے پھر کسی لاٹھی وغیرہ سے سہارا دینا منقول[(۱)] نہیں۔ (تفصیل حاشیہ پر دیکھو) دو خطبے پڑھتے اور دونوں کے درمیان میں کچھ تھوڑی دیر بیٹھ جاتے اور اس وقت کچھ کلام نہ کرتے نہ دعا مانگتے جب دوسرے خطبے سے آپ کو فراغت ہوتی تو حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اقامت کہتے اور آپ نماز شروع فرمادیتے۔ خطبہ پڑھتے وقت حضرت نبی ﷺ کی آواز بلند ہو جاتی تھی اور مبارک آنکھیں سرخ ہو جاتی

۱: كل ما حرم في الصلوة حرم في الخطبة فيحرم اكل وشرب و كلام ولو تسبيحا او رد سلام او امر بمعروف ويكره الخطيب ان يتكلم في حال الخطبة الا اذا كان امرا بمعروف فلا يكره بل يجب عليه ان يستمع ويسكت بلا فرق بين قريب وبعيد ۱۲ درو شامی ص ۱۱۱ و ۱۱۳ ج ۱ بحر ص ۱۵۵ ج ۲۔

۲: لو خرج وهو في السنة او بعد قيامه لثالثة النفل يتم في الاصح ويخفف القراة ۱۲ در ص ۱۱۳ ج ۱ و بحر ص ۱۵۵ ج ۲۔

۳: فيسن الدعاء بقلبه لابلسانه ۱۲ رد ص ۵۵۴ ج ۱۔

۴: اختلفوا في الصلوة على النبي صلى الله عليه وسلم عند سماع اسمه والصواب انه يصلي في نفسه ۱۲ بحر ج ۲ ص ۱۵۶۔

(۱) اس عبارت کو دیکھ کر بعض لوگوں کو یہ شبہ ہوا ہے کہ خطیب کو خطبہ کے وقت لاٹھی لینا مکروہ ہے۔ اس لئے حضرت مولانا تھانویؒ کی تحقیق امداد الفتاویٰ مبوب جلد اول ص ۴۳۵ سے نقل کی جاتی ہے تاکہ اشتباہ زائل ہو جائے ۱۲۔

سوال الخطب الماثورہ میں مذکور ہے کہ امام خطبہ کے وقت عصا ہاتھ میں لے کر کھڑا ہو اور بہشتی زیور سے ممانعت مفہوم ہے۔ فکیف التوفیق و علی ای التعویل العمل۔

الجواب در مختار میں قوس یا عصا پر سہارا لگانے کو مکروہ کہا ہے اور رد المحتار میں اس پر دو اشکال کئے ہیں۔ ایک ابوداؤد کی روایت سے کہ حضور ﷺ نے عصا یا قوس کا سہارا لیا ہے۔ دوسرا محیط کی روایت سے کہ اخذ عصا کو سنت کہا ہے۔ شرح منیہ قیام ج ۱ ص ۸۶۲ اور ترجیح رد المحتار کے قول کو ہے۔ پس بہشتی زیور میں گو اس مسئلہ کا ہونا بعید ہے اس لئے کہ اس میں احکام مختصہ بالرجال نہیں لئے گئے لیکن اگر کہیں ایسا ہے تو غالباً در مختار کی روایت کی بناء پر لکھ دیا ہو گا۔ جس کا مرجوح ہونا بھی معلوم ہوا۔ ۱۵ ذیقعدہ ۱۳۳۲ ہجری۔

تھیں۔ مسلم شریف میں ہے کہ خطبہ پڑھتے وقت حضرت ﷺ کی ایسی حالت ہوتی تھی جیسے کوئی شخص کسی دشمن کے لشکر سے جو عنقریب آنا چاہتا ہے اپنے لوگوں کو خبر دیتا ہو۔ اکثر خطبے میں فرمایا کرتے تھے کہ بُعِثْتُ اَنَا وَالسَّاعَةُ كَهَاتَيْنِ میں[1] اور قیامت اس طرح ساتھ بھیجے گئے ہیں جیسے یہ دو انگلیاں۔ اور بیچ کی انگلی اور شہادت کی انگلی کو ملا دیتے تھے اور اس کے بعد فرماتے تھے:

اَمَّابَعْدُ ...... فَاِنَّ خَيْرَالْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهَدْىِ هَدْىُ مُحَمَّدٍ وَّشَرُّالْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ اَنَا اَوْلٰى بِكُلِّ مُؤْمِنٍ مِّنْ نَفْسِهٖ مَنْ تَرَكَ مَالاً فَلِاَهْلِهٖ وَمَنْ تَرَكَ دِيْناً اَوْضِيَاعًا فَعَلَيَّ۔

کبھی یہ خطبہ پڑھتے تھے:

يَاَيُّهَا النَّاسُ تُوْبُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا وَبَادِرُوْ بِالْاَعْمَالِ الصَّالِحَةِ وَصِلُوْا الَّذِىْ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ رَبِّكُمْ بِكَثْرَةِ ذِكْرِكُمْ لَهٗ وَكَثْرَةِ الصَّدَقَةِ بِالسِّرِّ وَالْعَلَانِيَةِ تُؤْجَرُوْا وَتُحْمَدُوْا وَتُرْزَقُوْا وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ قَدْ فَرَضَ عَلَيْكُمُ الْجُمُعَةَ مَكْتُوْبَةً فِىْ مَقَامِىْ هٰذَا فِىْ شَهْرِىْ هٰذَا فِىْ عَامِىْ هٰذَا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ وَّجَدَاِلَيْهِ سَبِيْلاً فَمَنْ تَرَكَهَا فِىْ حَيَاتِىْ اَوْبَعْدِىْ جُحُوْدًا بِهَا وَاِسْتِخْفَا فَابِهَا وَلَهٗ اِمَامٌ جَائِرٌاَوْعَادِلٌ فَلَا جَمَعَ اللّٰهُ شَمْلَهٗ وَلَابَارَكَ لَهٗ فِىْ اَمْرِهٖ اَلَا وَلَا صَلٰوةَ لَهٗ اَلَا وَلَا صَوْمَ لَهٗ اَلَاوَلَا زَكٰوةَ لَهٗ اَلَا وَلَا حَجَّ لَهٗ اَلَا وَلَابِرَّلَهٗ حَتّٰى يَتُوْبَ فَاِنْ تَابَ تَابَ اللّٰهُ اَلَا وَلَا تُؤُمَّنَّ اِمْرَاَةٌ رَجُلاً اَلَا وَلَايُؤُمَّنَّ اَعْرَابِىٌّ مُهَاجِرًا اَلَا وَلَا يُؤُمَّنَّ فَاجِرٌ مُؤْمِنًا اِلَّا اَنْ يَّقْهَرَهٗ سُلْطَانٌ يَخَافُ سَيْفَهٗ وَسَوْطَهٗ (ابن ماجہ)

اور کبھی بعد حمد وصلوٰۃ کے یہ خطبہ پڑھتے تھے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا وَمَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَامُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِىَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا بَيْنَ يَدَىِ السَّاعَةِ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ رَشَدَ وَاهْتَدٰى وَمَنْ يَّعْصِهِمَا فَاِنَّهٗ لَايَضُرُّ اِلَّا نَفْسَهٗ وَلَا يَضُرُّ اللّٰهَ شَيْئًا

ایک صحابی فرماتے ہیں کہ حضرت سورۂ ق خطبے میں اکثر پڑھا کرتے تھے۔ حتی کہ میں نے سورۂ ق حضرت ہی سے سن کر یاد کی ہے۔ جب آپ منبر پر اس کو پڑھا کرتے تھے اور کبھی سورہ[(1)] والعصر اور کبھی لَايَسْتَوِىْٓ اَصْحٰبُ النَّارِ وَاَصْحٰبُ الْجَنَّةِ۔ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ۔ اور کبھی وَنَادَوْا يٰمٰلِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ قَالَ اِنَّكُمْ مّٰكِثُوْنَ۔

نماز کے مسائل

مسئلہ[2] بہتر یہ ہے کہ جو شخص خطبہ پڑھے وہی نماز پڑھائے اور اگر کوئی دوسرا پڑھائے تب بھی جائز ہے۔

مسئلہ[3] خطبہ ختم ہوتے ہی فوراً اقامت کہہ کر نماز شروع کر دینا مسنون ہے۔ خطبے اور نماز کے درمیان میں کوئی دنیاوی کام کرنا مکروہ تحریمی ہے اور اگر درمیان میں فصل زیادہ ہو جائے اس کے بعد خطبے کے اعادے کی ضرورت ہے۔ ہاں کوئی دینی کام ہو مثلاً کسی کو کوئی شرعی مسئلہ بتائے یا وضو نہ رہے اور وضو کرنے جائے یا بعد خطبہ کے معلوم ہو کہ اس کو غسل کی ضرورت تھی اور غسل کرنے جائے تو کچھ کراہت

۱: مطلب آپ کا یہ تھا کہ قیامت بہت قریب ہے۔ میرے بعد جلد آوے گی ۱۲ محشّی۔

۲: لاینبغی ان یصلی بالقوم غیر الخطیب لانها کشیئ واحد فان فعل بان خطب صبی باذن السلطان وصلی بالغ جاز ۱۲ ج ۱ ص ۱۱۳۔

۳: فاذاتم اقیمت بحیث یتصل اول الاقامة باخرالخطبة ویکره الفصل بامرالدنیا اما بنهی عن منکرا وامر بمعروف فلا وکذا بوضوء اوغسل لوظهرانه محدث اوجنب بخلاف اکل وشرب حتیٰ لوطال الفصل استانف الخطبة ۱۲ در شامی ج ۱ ص ۵۵٤۔

(۱)۔ وروی انه ﷺ قرأفیها سورة العصر ومرة اخری لایستوی الایة واخری ونادوا یامالك لیقض الایة بحر ص ۱٤۷، و ۱٤۸ ج ۲۔

نہیں۔ نہ خطبے کے اعادے کی ضرورت ہے۔

مسئلہ[۲] نماز جمعہ اس نیت سے پڑھی جائے نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ رَکْعَتَیِ الْفَرْضِ صَلٰوۃَ الْجُمُعَۃِ یعنی میں نے یہ ارادہ کیا کہ دو رکعت فرض نماز جمعہ پڑھوں۔

مسئلہ[۱] بہتر یہ ہے کہ جمعہ کی نماز ایک مقام میں ایک ہی مسجد میں سب لوگ جمع ہو کر پڑھیں۔ اگرچہ ایک مقام کی متعدد مسجدوں میں بھی نماز جمعہ جائز ہے۔

مسئلہ[۲] اگر کوئی مسبوق قعدہ اخیرہ میں التحیات پڑھتے وقت یا سجدۂ سہو کے بعد آکر ملے تو اس کی شرکت صحیح ہو جائے گی اور اس کو جمعہ کی نماز تمام کرنا چاہئے، ظہر پڑھنے کی ضرورت نہیں۔

مسئلہ[۳] بعضے لوگ جمعہ کے بعد ظہر احتیاطی پڑھا کرتے ہیں چونکہ عوام کا اعتقاد اس سے بہت بگڑ گیا ہے انکو مطلقاً منع کرنا چاہئے البتہ اگر کوئی ذی علم موقع شبہ میں پڑھنا چاہے تو اپنے پڑھنے کی کسی کو اطلاع نہ کرے۔

عیدین کی نماز کا بیان

مسئلہ شوال[۴] کے مہینے کی پہلی تاریخ کو عید الفطر کہتے ہیں اور ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کو عید الضحیٰ۔ یہ دونوں دن اسلام میں عید اور خوشی کے دن ہیں۔ ان دونوں دنوں میں دو دو رکعت نماز بطور شکریہ کے پڑھنا واجب ہے۔ جمعہ کی نماز کی صحت و وجوب کے لئے جو شرائط اوپر ذکر ہو چکے ہیں وہی سب عیدین کی نماز میں بھی ہیں۔ سوا خطبہ کے کہ جمعہ کی نماز میں خطبہ فرض اور شرط ہے اور نماز سے پہلے پڑھا جاتا ہے اور عیدین کی نماز میں شرط یعنی فرض نہیں سنت ہے اور پیچھے پڑھا جاتا ہے۔ مگر عیدین[۱] کے خطبے[۵] کا سننا بھی مثل جمعہ کے خطبے کے واجب ہے۔ یعنی اس وقت بولنا چالنا، نماز پڑھنا سب حرام ہے۔ عید الفطر کے دن تیرہ چیزیں[۶] مسنون ہیں:

(۱) شرع کے موافق اپنی آرائش کرنا (۲) غسل کرنا (۳) مسواک کرنا

(۴) عمدہ سے عمدہ کپڑے جو پاس موجود ہوں پہننا (۵) خوشبو لگانا (۶) صبح کو بہت سویرے اٹھنا

(۷) عیدگاہ میں بہت سویرے جانا (۸) قبل عیدگاہ جانے کے کوئی شیریں چیز مثل چھوہارے وغیرہ کے کھانا (۹) قبل عیدگاہ جانے کے صدقہ فطر دے دینا۔

۱: وتودی فی مصر واحد بمواضع کثیرۃ ۱۲ در ص ۱۲۰ ج ۲ رد ص ۵۴۱ ج ۱ والافضل ھو الجامع الواحد ۱۲ کبیری ص ۵۱۲۔

۲: وان کان ادرکہ فی التشھد اوفی سجود السھو بنی علیہ الجمعۃ ۱۲ ھدایہ ص ۱۵۰ ج ۱ در ص ۱۱۳ ج ۱ رد ص ۵۵۰ ج ۱۔

۳: مع مالزم من فعلھا فی زماننا من المفسدۃ العظیمۃ وھوا عتقاد الجھلۃ ان الجمعۃ لیست بفرض لما یشاھدون من صلوۃ الظھر فیظنون انھا الفرض وان الجمعۃ لیست بفرض فیتکا سلون عن اداء الجمعۃ فکان الاحتیاط فی ترکھا وعلی تقدیر فعلھا ممن لایخاف علیہ مفسدۃ منھا فالاولی ان تکون فی بیتہ خفیۃ خوفا من مفسدۃ فعلھا بحر ج ۲ ص ۱۴۳ ورد ج ۱ ص ۴۴۲۔

۴: تجب صلوتھا علی من تجب علیہ الجمعۃ بشرائطھا المتقدمۃ سوی الخطبۃ فانھا سنۃ بعدھا ۱۲ در ج ۱ ص ۱۱۴، ھدایہ ج ۱ ص ۱۵۱، بحر ج ۲ ص ۱۵۷۔

۵: وکذا یجب الاستماع لسائر الخطب کخطبۃ نکاح وخطبۃ عید ۱۲ در ج ۱ ص ۱۱۳۔

۶: وندب فی الفطر ثلاثۃ عشر شیئا ان یاکل بعد الفجر قبل ذھابہ للمصلی شیئا حلوا ویغتسل ویستاک ویتطیب ویلبس احسن ثیابہ التی یباح لبسھا ویؤدی صدقۃ الفطران وجبت علیہ قبل خروج الناس الی الصلوۃ والتبکیر وھو سرعۃ الانتباہ والابتکاء وھو المسارعۃ الی المصلی ثم یتوجہ الی المصلی ماشیا مکبراسراویرجع من طریق اخر ۱۲ نور الایضاح ص ۱۰۴، والخروج الی الجبانۃ لصلوۃ العید سنۃ وان کان یسعھم المسجد الجامع ۱۲ بحر ج ۲ ص ۱۵۹ در ج ۱ ص ۱۲۔

(۱) و یخطب بعدھا خطبتین ومایسن فی الجمعۃ ویکرہ لین فیھا ویکرہ ۱۲ شرح التنویر ج ۱ ص ۱۱۶، ھدایہ ج ۱ ص ۱۵۴، بحر ص ۱۶۲ ج ۲۔

(۱۰) عید کی نماز عید گاہ میں جاکر پڑھنا یعنی شہر کی مسجد میں بلا عذر نہ پڑھنا (۱۱) جس راستے سے جائے اس کے سوا دوسرے راستے سے واپس آنا (۱۲) پیادہ پا جانا اور

(۱۳) راستے میں اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ آہستہ آواز سے پڑھتے ہوئے جانا چاہئے۔

مسئلہ۱: عید الفطر کی نماز پڑھنے کا یہ طریقہ ہے کہ یہ نیت کرے نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ رَکْعَتَیِ الْوَاجِبِ صَلٰوۃَ عِیْدِ الْفِطْرِ مَعَ سِتِّ تَکْبِیْرَاتٍ وَاجِبَۃٍ۔ یعنی میں نے یہ نیت کی کہ دو رکعت واجب نماز عید کی چھ واجب تکبیروں کے ساتھ پڑھوں۔ یہ نیت کر کے ہاتھ باندھ لے اور سبحانک اللھم آخر تک پڑھ کر تین مرتبہ اللہ اکبر کہے اور ہر مرتبہ مثل تکبیر تحریمہ کے دونوں کانوں تک ہاتھ اٹھائے اور بعد تکبیر کے ہاتھ لٹکا دے اور ہر تکبیر کے بعد اتنی دیر تک توقف کرے کہ تین[۱] مرتبہ سبحان اللہ کہہ سکیں۔ تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ نہ لٹکائے بلکہ باندھ لے اور اعوذ باللہ اور بسم اللہ پڑھ کر سورۂ فاتحہ اور کوئی دوسری سورۃ پڑھ کر حسب دستور رکوع سجدہ کر کے کھڑا ہو اور دوسری رکعت میں پہلے سورۂ فاتحہ اور سورۃ پڑھ لے اس کے بعد تین تکبیریں اسی طرح کہے لیکن یہاں تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ نہ باندھے بلکہ لٹکائے رکھے اور پھر تکبیر کہہ کر رکوع میں جاوے۔

مسئلہ۲: بعد نماز کے دو خطبے منبر پر کھڑے ہو کر پڑھے اور دونوں خطبوں کے درمیان میں اتنی ہی دیر تک بیٹھے جتنی دیر جمعے کے خطبے میں۔

مسئلہ۳: بعد نماز عیدین کے (یا بعد خطبہ کے) دعا مانگنا گو نبی ﷺ اور ان کے صحابہؓ اور تابعین اور تبع تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے منقول نہیں مگر چونکہ ہر نماز کے بعد دعا مانگنا مسنون ہے اس لئے بعد نماز عیدین بھی دعا مانگنا مسنون ہوگا (ق)۔

مسئلہ۴: عیدین[۲] کے خطبے میں پہلے تکبیر سے ابتداء کرے۔ اول خطبے میں نو مرتبہ اللہ اکبر کہے، دوسرے میں سات مرتبہ۔

مسئلہ۵: عید الضحیٰ[۳] کی نماز کا بھی یہی طریقہ ہے اور اس میں بھی وہ سب چیزیں مسنون ہیں جو عید الفطر میں۔ فرق اس قدر ہے کہ عید الضحیٰ کی نیت میں بجائے عید الفطر کے عید الضحیٰ کا لفظ داخل کرے۔ عید الفطر میں عید گاہ جانے سے پہلے کوئی چیز کھانا مسنون ہے یہاں نہیں۔ اور عید الفطر میں راستے میں چلتے وقت آہستہ آہستہ تکبیر کہنا مسنون ہے اور یہاں بلند آواز سے اور عید الفطر[۴] کی نماز دیر کر کے پڑھنا مسنون ہے اور عید الضحیٰ کی سویرے، اور یہاں صدقہ فطر نہیں بلکہ بعد میں قربانی ہے اہل وسعت پر۔ اور اذان[۵] و اقامت نہ یہاں ہے نہ وہاں۔

مسئلہ۶: جہاں[۶] عید کی نماز پڑھی جائے وہاں اس دن اور کوئی نماز پڑھنا مکروہ ہے نماز سے پہلے بھی اور پیچھے بھی۔ ہاں بعد نماز کے گھر میں آکر نماز پڑھنا مکروہ نہیں اور قبل نماز کے یہ بھی مکروہ ہے۔

مسئلہ۷: عورتیں[۷] اور وہ لوگ جو کسی وجہ سے نماز عید نہ پڑھیں ان کو قبل نماز عید کے کوئی نفل وغیرہ پڑھنا مکروہ ہے۔

۱: وکیفیۃ صلوۃ العیدین ان ینوی صلوۃ العید ثم یکبر للتحریمۃ ثم یقرأ الامام والمأموم الثناء سبحانک اللھم الخ ثم یکبر الامام والمأموم تکبیرات الزوائد ثلثا ویسکت بعد کل تکبیرۃ مقدار ثلث تکبیرات یرفع یدیہ الامام والمأموم فی کل منھما ثم یتعوذ الامام ثم یسمی سرائم یقرأ الامام الفاتحۃ ثم سورۃ ثم یرکع فاذا قام الثانیۃ ابتداء بالبسملۃ ثم بالفاتحۃ ثم بالسورۃ ثم یکبر تکبیرات الزوائد ثلثا ویرفع یدیہ فیھا کما فی الرکعۃ الاولیٰ مراقی الفلاح بر حاشیہ طحطاوی ص ۳۰۹ ولیس بین تکبیرات ذکر مسنون ولذا یرسل یدیہ ویسکت بین کل تکبیرتین مقدار ثلاث تسبیحات ۱۲ در ص ۱۱۶۔

۲: ویستحب ان یستفتح الاولیٰ بتسع تکبیرات تتری والثانیۃ بسبع ۱۲ شرح التنویر ص ۱۱۶ ج ۱ بحر ص ۱۶۲ ج ۲۔

۳: الاحکام المذکورۃ لعید الفطر ثابتۃ لعید الاضحیٰ صفۃ وشرطا ووقتا ومندوبا لکن ھنا یوخر الاکل عنھا ویکبر فی الطریق جھرا ۱۲ بحر الرائق ج ۲ ص ۱۶۳ در ج ۱ ص ۱۱۶۔

۴: یستحب تعجیل صلوۃ الاضحیٰ وفی عید الفطر یوخر الخروج قلیلا ۱۲ بحر ج ۳ ص ۵۵۹۔

۵: ولا یسن (الاذان) لغیرہ (ای الفرائض) من الصلوات کعید ۱۲ در وشامی ج ۱ ص ۳۹۹۔

۶، ۷: ولا یتنفل قبلھا مطلقا سواء کان فی المصلی اتفاقا او فی بیت فی الاصح وسواء کان ممن یصلی العید او لا حتی ان المرأۃ اذا ارادت صلوۃ الضحیٰ یوم العید تصلیھا بعد ما یصلی الامام فی الجبانۃ ۱۲ در ورد ج ۱ ص ۵۵۷ بحر ج ۲ ص ۱۶۰۔

(۱) اگر زیادہ مجمع کی وجہ سے زیادہ توقف کی ضرورت ہو تو بھی مضائقہ نہیں (ص ۸۶۴ ج اشامی) اس مسئلہ میں نماز سے مراد نفل نماز ہے ۱۲ منہ۔

مسئلہ۹ عید الفطر[1] کے خطبہ میں صدقہ فطر کے احکام اور عید الاضحیٰ کے خطبہ میں قربانی کے مسائل اور تکبیر تشریق کے احکام بیان کرنا چاہئے۔
تکبیر تشریق یعنی ہر فرض عین نماز کے بعد ایک مرتبہ اَللّٰهُ اَكْبَر اَللّٰهُ اَكْبَر لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَر اَللّٰهُ اَكْبَر وَلِلّٰهِ الْحَمْد کہنا واجب[2] ہے بشرطیکہ وہ فرض جماعت سے پڑھا گیا ہو اور وہ مقام مصر[(۱)] ہو۔ یہ تکبیر عورت اور مسافر پر واجب نہیں۔ اگر یہ لوگ کسی ایسے شخص کے مقتدی ہوں جس پر تکبیر واجب ہے تو ان پر بھی تکبیر واجب ہو جائے گی لیکن اگر منفرد اور عورت اور مسافر بھی کہہ لے تو بہتر ہے کہ صاحبین کے نزدیک ان سب پر واجب ہے۔

مسئلہ۱۰ یہ[3] تکبیر عرفے یعنی نویں تاریخ کی فجر سے تیرہویں تاریخ کی عصر تک کہنا چاہئے۔ سب تیئیس نمازیں ہوئیں جن کے بعد تکبیر واجب ہے۔

مسئلہ۱۱ اس[4] تکبیر کا بلند آواز سے کہنا واجب ہے۔ ہاں عورتیں (اگر کہیں تو) آہستہ آواز سے کہیں۔

مسئلہ۱۲ نماز[5] کے بعد فوراً تکبیر کہنا چاہئے۔

مسئلہ۱۳ اگر امام[6] تکبیر کہنا بھول جائے تو مقتدیوں کو چاہئے کہ فوراً تکبیر کہہ دیں، یہ انتظار نہ کریں کہ جب امام کہے تب کہیں۔

مسئلہ۱۴ عید الاضحیٰ[7] کی نماز کے بعد بھی تکبیر کہہ لینا بعض کے نزدیک واجب ہے۔

مسئلہ۱۵ عیدین[8] کی نماز بالاتفاق متعدد مواضع[(۲)] میں جائز ہے۔

مسئلہ۱۶ اگر کسی[9] کو عید کی نماز نہ ملی ہو اور سب لوگ پڑھ چکے ہوں تو وہ شخص تنہا نماز عید نہیں پڑھ سکتا۔ اس لئے کہ جماعت اس میں شرط ہے، اسی طرح اگر کوئی شخص شریک نماز ہوا ہو اور کسی وجہ سے نماز فاسد ہو گئی ہو وہ بھی اس کی قضا نہیں پڑھ سکتا نہ اس پر اس کی قضا واجب ہے۔ ہاں اگر کچھ اور لوگ بھی اس کے ساتھ شریک ہو جائیں تو پڑھنا واجب ہے۔

مسئلہ۱۷ اگر کسی[10] عذر سے پہلے دن نماز نہ پڑھی جا سکے تو عید الفطر کی نماز دوسرے دن اور عید الاضحیٰ کی بارہویں تاریخ تک پڑھی جا سکتی ہے۔

مسئلہ۱۸ عید الاضحیٰ[11] کی نماز میں بے عذر بھی بارہویں تاریخ تک تاخیر کرنے سے نماز ہو جاوے گی مگر مکروہ ہے اور عید الفطر میں بے عذر تاخیر کرنے سے بالکل نماز نہیں ہو گی۔ عذر کی[12] مثال

۱: یعلم الناس فیها احکام صدقة الفطر ویعلم الاضحیته وتکبیر التشریق فی الخطبة ۱۲ در ج ۱ ص ۱۱۶۔

۲: ویجب تکبیر التشریق اللّٰه اکبر اللّٰه اکبر الخ عقب کل فرض ادی بجماعة مستحبة ووجوبه علی امام مقیم بمصر وعلی مقتد مسافر اوقروی اوامراة ویجب علی مقیم اقتدی بمسافر و قالا بوجوبه فور کل فرض مطلقا ولو منفردا اومسافرا اوامراة ۱۲ در ج ۱ ص ۱۱۶، ۱۱۷ بحر ج ۲ ص ۱٦٤۔

۳: من فجر عرفة الی اخر ایام التشریق وعلیه الاعتماد ۱۲ در ج ۱ ص ۱۱۷ فی البحرینتهی بالتکبیر عقب العصر من اخر ایام التشریق وهی ثلاث وعشرون صلاة ۱۲ ص ۱٦٥۔

۵،٤: ویجب التشریق عقب کل فرض بلافصل یمنع البناء وقالابوجوبه فور کل فرض لکن المرأةتخافت ۱۲ درج ۱ ص ۱۲۷ وبحرج ۲ ص ۱٦٦۔

٦: ویاتی المؤتم به وجوبا وان ترکه امامه ۱۲ در ج ۱ ص ۱۱۷ بحر ص ۱٦٦ ج ۲۔

۷: ولاباس به عقب العید لان المسلمین توارثوه فوجب اتباعهم ۱۲ در ج ۱ ص ۱۱۷ بحر ج ۲ ص ۱٦۷۔

۸: تودی بمصرو احد بمواضع کثیرة اتفاقا ۱۲ در ج ۱ ص ۱۱٦۔

۹: ولا یصلیها وحده ان فاتت مع الامام و لو بالا فساد ولوامکنه الذهاب الی امام اخر فعل ۱۲ در ج ۱ ص ۱۱٦ بحر ج ۲ ص ۱٦۲۔

۱۱،۱۰: وتوخر بعذرالی الزوال من الغد فقط لکن هنا ای فی الاضحی یجوزتاخیرها الی ثالث ایام النحر بلاعذر مع الکراهة وبهای بالعذر بدونها فالعذر هنالنفی الکراهة وفی الفطر النفی الصحة ۱۲ در ج ۱ ص ۱۱٦ هدایه ج ۲ ص ۱۵٤۔

۱۲: وتوخربعذر کمطردخل فیه ما اذالم یخرج الامام وما اذا غم الهلال فشهدوابه بعد الزوال اوقبله بحیث لا یمکن جمع الناس وصلاها فی یوم غیم وظهر انها وقعت بعد الزوال ۱۲ ج ۱ ص ۲٦۵۔

(۱) یہ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔ صاحبین کے نزدیک گاؤں والوں پر بھی واجب ہے اور اس مسئلہ میں فتویٰ صاحبین ہی کے قول پر ہے اسلئے گاؤں والوں پر بھی تکبیر تشریق واجب ہے۔ چنانچہ بحر الرائق ج ۲ ص ۱٦٦ میں ہے واما عندهما فهو واجب علی کل من یصلی المکتوبة لانه تبع لها فیجب علی المسافر والمرأة والقروی قال فی السراج الوهاج والجوهرة والفتوی علی قولهما فی هذا ایضاً فالحاصل ان الفتوی علی قولهما فی اخروقته وفیمن یجب علیه) ۱۲ ف۔

(۲) یہاں لفظ مساجد کی جگہ بعد تحقیق لفظ مواضع اس مرتبہ لکھا گیا۔ ۱۲ شبیر علی۔

۱) کسی(۱) وجہ سے امام نماز پڑھانے نہ آیا ہو۔ ۲) پانی برس رہا ہو۔
۳) چاند کی تاریخ محقق نہ ہو اور بعد زوال کے جب وقت جاتا رہے محقق ہو جائے۔ ۴) ابر کے دن نماز پڑھی گئی ہو اور بعد ابر کھل جانے کے معلوم ہو کہ بے وقت نماز پڑھی گئی۔

مسئلہ(۱) اگر کوئی شخص عید کی نماز میں ایسے وقت آکر شریک ہوا ہو کہ امام تکبیروں سے فراغت کر چکا ہو تو اگر قیام میں آکر شریک ہوا ہو تو فوراً بعد نیت باندھنے کی تکبیریں کہہ لے اگرچہ امام قرأت شروع کر چکا ہو۔ اور اگر رکوع میں آکر شریک ہوا ہو تو اگر غالب گمان ہو کہ تکبیروں کی فراغت کے بعد امام کا رکوع مل جائے تو نیت باندھ کر تکبیر کہہ لے بعد اس کے رکوع میں جائے اور رکوع نہ ملنے کا خوف ہو تو رکوع میں شریک ہو جائے اور حالت رکوع میں بجائے تسبیح کے تکبیریں کہہ لے مگر حالت رکوع میں تکبیریں کہتے وقت ہاتھ نہ اٹھائے اور اگر قبل اس کے کہ پوری تکبیریں کہہ چکے امام رکوع سے سر اٹھالے تو یہ بھی کھڑا ہو جائے اور جس قدر تکبیریں رہ گئی ہیں وہ اس سے معاف ہیں۔

مسئلہ(۲) اگر کسی کی ایک رکعت عید کی نماز میں چلی جائے تو جب وہ اس کو ادا کرنے لگے تو پہلے قرات کر لے اس کے بعد تکبیر کہے۔ اگرچہ قاعدہ کے موافق پہلے تکبیر کہنا چاہئے تھا لیکن چونکہ اس طریقے سے دونوں رکعتوں میں تکبیریں پے درپے ہوئی جاتی ہیں اور یہ کسی صحابی کا مذہب نہیں ہے اس لئے اس کے خلاف حکم دیا گیا۔ اگر امام(۳) تکبیر کہنا بھول جائے اور رکوع میں اسکو خیال آئے تو اس کو چاہئے کہ حالت رکوع میں تکبیر کہہ لے، پھر قیام کی طرف نہ لوٹے اور اگر لوٹ جائے تب بھی جائز ہے یعنی نماز فاسد نہ ہوگی۔ لیکن ہر حال میں بوجہ کثرت اژدہام کے سجدۂ سہو نہ کرے۔

کعبہ مکرمہ کے اندر نماز پڑھنے کا بیان

مسئلہ جیسا(۴) کہ کعبہ شریف کے باہر اس کے رخ پر نماز پڑھنا درست ہے ویسا ہی کعبہ مکرمہ کے اندر بھی نماز پڑھنا درست ہے۔ استقبال قبلہ ہو جائے گا۔ خواہ جس طرح پڑھے۔ اس وجہ سے کہ وہاں چاروں طرف قبلہ ہے جس طرف منہ کیا جائے کعبہ ہی کعبہ ہے اور جس طرح نفل نماز جائز ہے اسی طرح فرض نماز بھی۔

مسئلہ کعبہ شریف(۵) کی چھت پر کھڑے ہو کر اگر نماز پڑھی جائے تو وہ بھی صحیح ہے۔ اس لئے کہ جس مقام پر کعبہ ہے وہ زمین اور اس کے محاذی جو حصہ ہوا کا آسمان تک ہے سب قبلہ ہے۔ قبلہ کچھ کعبہ کی دیواروں پر منحصر نہیں ہے۔ اسی لئے اگر کوئی شخص بلند پہاڑ پر کھڑے ہو کر نماز پڑھے جہاں کعبہ کی دیواروں سے بالکل محاذات نہ ہو تو اس کی نماز بالاتفاق درست ہے۔ لیکن چونکہ اس میں کعبہ کی بے تعظیمی ہے اور کعبہ کی چھت پر نماز پڑھنے سے نبی ﷺ نے بھی منع فرمایا ہے۔ اس لئے مکروہ تحریمی ہوگی۔

۱: ولو ادرك المؤتم الامام في القيام بعدما كبر كبر في الحال وان كان الامام قد شرع في القرأة مالوا درکہ راکعا فان غلب علی ظنه ادراکه في الركوع كبره قائما برأي نفسه ثم ركع والا ركع وكبر في ركوعه ولا يرفع يديه وان رفع الامام راسه سقط عنه مابقي من التكبير ۱۲ درورد ص ۵٦۰ ج ۱۔

۲: ولو سبق بركعة يقرأ ثم يكبر لئلا يتوالى التكبيرات ولم ينقل به احد من صحابة دروشامي ج ۱ ص ۱۱٦۔

۳: لو ركع الامام قبل ان يكبر فان الامام يكبر في الركوع ولا يعود الى القيام ليكبر في ظاهر الرواية فلو عاد ينبغي الفساد ۱۲ در ج ۱ ص ۱۱٦ في الشامي يعود الى القيام ويكبرو يعيد الركوع دون القرأة ۱۲ ج ۱ ص ۵٦۱ ولا يأتي الامام بسجود السهو في الجمعة والعيدين ۱۲ نور الايضاح ص ۵۱۔

٤: يصح فرض ونفل فيها وفوقها ۱۲ در ص ۱۲۰ بحر ص ۲۰۔

۵: صحح فرض ونفل وفيها و فوقها وانما جازت فوقها لان الكعبة هي العرصة والهواء الى عنان السماء عندنا دون البناء لانه ينقل الاترى انه لو صلى على ابي قبيس جاز ولا بناء بين يديه الا انه يكره لمافيه من ترك التعظيم وقد ورد النهي عنه ۱۲ بحر ص ۲۰۰ ج ۲ درمختار ص ۱۲۸ ج ۱۔

(۱)۔ مراد وہ امام ہے جس کے بدون نماز پڑھنے میں فتنہ کا اندیشہ ہو خواہ صاحب حکومت ہو یا نہ ہو اور اگر فتنہ کا اندیشہ نہ ہو تو مسلمان کسی کو امام بنا کر نماز پڑھ لیں۔ امام کے نہ آنے کی وجہ سے دیر نہ کریں ۱۲ ظفر احمد۔

مسئلہ[۱] کعبے[۱] کے اندر تنہا نماز پڑھنا بھی جائز ہے اور جماعت سے بھی اور وہاں یہ بھی شرط نہیں کہ امام اور مقتدیوں کا منہ ایک ہی طرف ہو اس لئے کہ وہاں ہر طرف قبلہ ہے۔ ہاں یہ شرط ضرور ہے کہ مقتدی امام سے آگے بڑھ کر نہ کھڑے ہوں۔ اگر مقتدی کا منہ امام کے منہ کے سامنے ہو تب بھی درست ہے اس لئے کہ اس صورت میں وہ مقتدی امام سے آگے نہ کہا جائے گا۔ آگے جب ہوتا کہ جب دونوں کا منہ ایک ہی طرف ہوتا اور پھر مقتدی آگے بڑھا ہوا ہوتا۔ مگر ہاں اس صورت میں نماز مکروہ ہوگی۔ اس لئے کہ کسی کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ لیکن اگر کوئی چیز بیچ میں حائل کر لی جائے تو یہ کراہت نہ رہے گی۔

مسئلہ[۲] اگر امام[۲] کعبہ کے اندر اور مقتدی کعبہ سے باہر حلقہ باندھے ہوئے کھڑے ہوں تب بھی نماز ہو جاوے گی لیکن اگر صرف امام کعبہ کے اندر ہوگا اور کوئی مقتدی اس کے ساتھ نہ ہوگا تو نماز مکروہ ہوگی۔ اس لئے کہ اس صورت میں بوجہ اس کے کہ کعبہ کے اندر کی زمین اونچی ہے امام کا مقام بقدر ایک قد کے مقتدیوں سے اونچا ہوگا۔

مسئلہ[۳] اگر مقتدی[۳] اندر ہوں اور امام باہر تب بھی نماز درست ہے، بشرطیکہ مقتدی امام سے آگے نہ ہوں۔

مسئلہ[۴] اور[۴] اگر سب باہر ہوں اور ایک طرف امام ہو اور چاروں طرف مقتدی حلقہ باندھے ہوئے ہوں جیسا کہ عام عادت وہاں اسی طرح نماز پڑھنے کی ہے تو بھی درست ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ جس طرف امام کھڑا ہے اس طرف کوئی مقتدی بہ نسبت امام کے خانہ کعبہ کے زیادہ نزدیک نہ ہو کیونکہ اس صورت میں وہ امام سے آگے سمجھا جائے گا جو کہ مانع اقتدا ہے۔ البتہ اگر دوسری طرف کے مقتدی خانہ کعبہ کی بہ نسبت امام کے نزدیک بھی ہوں تو کچھ مضر نہیں اور یہ اس کی صورت ہے:-

```
   ب            و     ہ     ا
   ┌──────────────────────┐
   │                      │
   └──────────────────────┘
              ز       ج
```
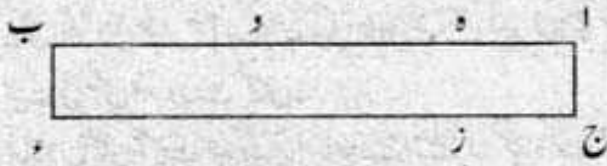
ا ب ج ء کعبہ ہے اور ہ امام ہے جو کعبہ سے دو گز کے فاصلہ پر کھڑا ہے اور و اور ز مقتدی ہیں جو کعبہ سے ایک گز کے فاصلے پر کھڑے ہیں مگر "و" تو "ہ" کی طرف کھڑا ہے اور "ز" دوسری طرف کھڑا ہے۔ "و" کی نماز نہ ہوگی "ز" کی ہو جاوے گی۔

سجدۂ تلاوت کا بیان

مسئلہ[۵] اگر[۵] کوئی شخص کسی امام سے آیت سجدہ سنے۔ اس کے بعد اسکی اقتدا کرے تو اسکو امام کے ساتھ سجدہ کرنا چاہئے اور اگر امام سجدہ کر چکا ہو تو اس میں دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ جس رکعت میں آیت سجدہ کی تلاوت امام نے کی ہو وہی رکعت اسکو اگر مل جائے تو اسکو سجدہ کی ضرورت نہیں۔ اس رکعت کی مل جانے سے سمجھا جائیگا کہ وہ سجدہ بھی مل گیا۔ دوسری یہ کہ وہ رکعت نہ ملے تو اسکو بعد نماز تمام کرنے کے خارج نماز میں سجدہ کرنا واجب ہے۔

مسئلہ[۶] مقتدی[۶] سے اگر آیت سجدہ سنی جائے تو سجدہ واجب نہ ہوگا نہ اس پر نہ اس کے امام پر نہ ان لوگوں پر جو اس نماز میں شریک ہیں۔ ہاں جو

۱: يصح فرض ونفل فيها وفوقها وان كره الثاني منفردا اوبجماعة وان اختلفت وجوههم الا اذا جعل قفاه الى وجه امامه فلا يصح اقتداوه لتقدمه عليه ويكره جعل وجه لوجه بلاحائل ۱۲ در ص ۱۲۸ ج ۱ بحر ص ۲۰۰ ج ۲۔

۲: وتصح لو تحلقوا حولها و كذالو اقتدوا من خارجها بامام فيها سواء كان معه بعض القوم اولا ولكنه يكره ذلك لا رتفاع مكان الامام قدر القامة كانفراده على الدكان لم يكن معه احد رد ج ۱ ص ۶۱۳۔

۳: لو كان المقتدى فيها والامام خارجها والظاهر الصحة ان لم يمنع منها مانع من التقدم على الامام عند اتحاد الجهة ۱۲ رد ج ۱ ص ۶۱۳۔

۴: وتصح لو تحلقوا حولها ولو كان بعضهم اقرب اليها من امامه ان لم يكن فى جانبه لتاخره حكما ولو وقف مستامنا لركن فى جانب الامام و كان اقرب ينبغى الفساد احتياطاً لترجيح جهة الامام ۱۲ در ج ۱ ص ۱۲۸ شامی ص ۱۲۳ ج ۱۔

۵: فان قرأها الامام وسمعها رجل ليس معه فى الصلوة فدخل معه بعدماسجدها الامام لم يكن عليه ان يسجد هالانه صارمدركالها بادراك الركعة وان دخل معه قبل ان يسجد ها معه وان لم يدخل معه سجدها (خارج الصلوة) ۱۲ هدايه ج ۱ ص ۱۴۴ وبحر ج ۲ ص ۱۲۲ رد ج ۱ ص ۵۱۸۔

۶: ولو تلاها المؤتم لم يسجد المصلى اصلا اى المصلى صلاته سواء كان هوا ى المؤتم التالى او كان امامه اومؤتما بامامه ولو سمع المصلى من غيره لم يسجد فيها بل يسجد بعدها ۱۲ درورد ص ۵۱۴ و ص ۵۱۹ ج ۱۔

لوگ اس نماز میں شریک نہیں، خواہ وہ لوگ نماز ہی نہ پڑھتے ہوں یا کوئی دوسری نماز پڑھ رہے ہوں تو ان پر سجدہ واجب ہوگا۔

مسئلہ۳: سجدۂ تلاوت میں قہقہہ سے وضو نہیں جاتا لیکن سجدہ باطل ہو جاتا ہے۔

مسئلہ۴: عورت کی محاذات مفسد سجدۂ تلاوت نہیں۔

مسئلہ۵: سجدۂ تلاوت اگر نماز میں واجب ہوا ہو تو اس کا ادا کرنا فوراً واجب ہے۔ تاخیر کی اجازت نہیں۔

مسئلہ۶: خارج نماز کا سجدہ نماز میں اور نماز کا خارج میں بلکہ دوسری نماز میں بھی نہیں ادا کیا جاسکتا۔ پس اگر کوئی شخص نماز میں آیت سجدہ پڑھے اور سجدہ نہ کرے تو اس کا گناہ اس کے ذمہ ہوگا اور اس کے سوا کوئی تدبیر نہیں کہ توبہ کرے اور ارحم الراحمین اپنے فضل و کرم سے معاف فرمادے۔

مسئلہ۷: اگر دو شخص علیحدہ علیحدہ گھوڑوں پر سوار نماز پڑھتے ہوئے جارہے ہوں اور ہر شخص ایک ہی آیت سجدہ کی تلاوت کرے اور ایک دوسرے کی تلاوت کو نماز ہی میں سنے تو ہر شخص پر ایک ہی سجدہ واجب ہوگا جو نماز ہی میں ادا کرنا واجب ہے اور اگر ایک ہی آیت کو نماز میں پڑھا اور اسی کو نماز سے باہر سنا تو دو سجدے واجب ہوں گے۔ ایک تلاوت کے سبب، دوسرا سننے کے سبب سے۔ مگر تلاوت کے سبب سے جو ہوگا وہ نماز کا سمجھا جائے گا اور نماز ہی میں ادا کیا جائے گا اور سننے سے جو ہوگا وہ خارج نماز کے ادا کیا جائے گا۔

مسئلہ۸: اگر آیت سجدہ نماز میں پڑھی جائے اور فوراً رکوع کیا جائے یا بعد دو تین آیتوں کے اور اس رکوع میں جھکتے وقت سجدۂ تلاوت کی بھی نیت کرلی جائے تو سجدہ ادا ہو جائے گا۔ اگر اسی طرح آیت سجدہ کی تلاوت کے بعد نماز کا سجدہ کیا جائے یعنی بعد رکوع و قومہ کے تب بھی یہ سجدہ ادا ہو جائیگا اور اس میں نیت کی بھی ضرورت نہیں۔

مسئلہ۹: جمعے اور عیدین اور آہستہ آواز کی نمازوں میں آیت سجدہ نہ پڑھنا چاہئے اسلئے کہ سجدہ کرنے میں مقتدیوں کے اشتباہ کا خوف ہے۔

میت کے غسل کے مسائل

مسئلہ۱: اگر کوئی شخص دریا میں ڈوب کر مر گیا ہو تو وہ جس وقت نکالا جائے اس کا غسل دینا فرض ہے۔ پانی میں ڈوبنا غسل کیلئے کافی نہ ہوگا۔ اسلئے کہ میت کا غسل دینا زندوں پر فرض ہے اور ڈوبنے میں کوئی ان کا فعل نہیں ہوا۔ ہاں اگر نکالتے وقت غسل کی نیت سے اسکو پانی میں حرکت دے دی جائے تو غسل ہو جائیگا۔ اسی طرح اگر میت کے اوپر پانی برس جائے یا اور کسی طرح سے پانی پہنچ جائے تب بھی اس کا غسل دینا فرض رہے گا۔

۱: فلا تنقض فی صلوۃ جنازۃ وسجدۃ تلاوۃ لکن یبطلان ۱۲ رد ص ۹۸ ج ۱۔

۲: فی صلوۃ مطلقہ خرج بہ الجنازۃ وکذا سجدۃ التلاوۃ ۱۲ رد ج ۱ ص ۲۸۶ ھدایہ ج ۱ ص ۱۰۴۔

۳: فان کانت صلاتیۃ فعلی الفور ویأثم بتاخیرھا ۱۲ رد ج ۲ ص ۵۱۷۔

۴: ولو تلاھا فی الصلوۃ سجدھا فیھا لاخارجھا واذا لم یسجد ھا اثم فتلزمہ التوبۃ ۱۲ در ج ۱ ص ۲۰۵ بحر ج ۲ ص ۱۲۲ رد ج ۱ ص ۵۱۸۔

۵: راکبان کل منھما یصلی صلوۃ نفسہ فتلا احدھما ایۃ مرتین والاخری ایۃ اخری مرۃ وسمع کل من الاخر فعلی الاول سجدتان احدھما فی الصلوۃ لقرأتہ والاخری بعد الفراغ لقراءۃ صاحبہ لانھا لاتکون صلاتیۃ وعلی الثانی سجدۃ فی صلاتہ لقراتہ وسجدتان بعد الفراغ لتلاوت صاحبہ علی روایۃ النوادر وواحدۃ فی ظاھر الروایۃ وعلیہ الاعتماد لان السامع مکانہ واحد وکذا التالی ۱۲ رد ج ۱ ص ۵۲۲۔

۶: وتودی برکوع صلوۃ اذا کان علی الفور من قرأۃ ایۃ وایتین وکذا الثلاث علی الظاھر کما فی البحران نواہ وتودی بسجودھا کذلک وان لم ینو ۱۲ در ج ۱ ص ۸۰۸۔

۷: یکرہ للامام ان یتلوا ایۃ السجدۃ فی صلوۃ یخافت فیھا بالقراءۃ وکذا لاینبغی ان یقرأھا فی الجمعۃ والعیدین ۱۲ بحر ج ۲ ص ۱۲۰۔

۸: لو وجد میت فی الماء فلابد من غسلہ لانا امرنا بالغسل فیحرکہ فی الماء بنیۃ الغسل ثلثا ۱۲ در مختار ج ۱ ص ۱۲۰، بحر ص ۱۷۴ ج ۲۔

مسئلہ۱ اگر کسی[1] آدمی کا صرف سر کہیں دیکھا جائے تو اس کو غسل نہ دیا جائے بلکہ یوں ہی دفن کر دیا جائے گا اور اگر کسی آدمی کا بدن نصف سے زیادہ کہیں ملے تو اس کا غسل دینا ضروری ہے، خواہ سر کے ساتھ ملے یا بے سر کے۔ اور اگر نصف سے زیادہ نہ ہو بلکہ نصف ہو تو اگر سر کے ساتھ ملے تو غسل دیا جائے ورنہ نہیں۔ اور اگر نصف سے کم ہو تو غسل نہ دیا جائے گا۔ خواہ سر کے ساتھ ہو یا بے سر کے۔

مسئلہ۲ اگر کوئی[2] میت کہیں دیکھی جائے اور کسی قرینے سے یہ معلوم نہ ہو کہ یہ مسلمان تھا یا کافر تو اگر دار الاسلام[(1)] میں یہ واقعہ ہوا تو اس کو غسل دیا جائے گا اور نماز بھی پڑھی جائے گی۔

مسئلہ۳ اگر[3] مسلمانوں کی نعشیں کافروں کی نعشوں میں مل جائیں اور کوئی تمیز نہ باقی رہے تو ان سب کو غسل دیا جائے گا اور اگر تمیز باقی ہو تو مسلمانوں کی نعشیں علیحدہ کر لی جائیں اور صرف ان ہی کو غسل دیا جائے، کافروں کی نعشوں کو غسل نہ دیا جائے۔

مسئلہ۵ اگر کسی[4] مسلمان کا کوئی عزیز کافر ہو اور وہ مر جائے تو اس کی نعش اس کے ہم مذہب کو دے دی جائے۔ اگر اس کا کوئی ہم مذہب نہ ہو یا ہو مگر لینا قبول نہ کرے تو بدرجہ مجبوری وہ مسلمان اس کافر کو غسل دے مگر نہ مسنون طریقے سے یعنی اس کو وضو نہ کرائے اور سر اس کا نہ صاف کرایا جائے، کافور وغیرہ اس کے بدن میں نہ ملا جائے بلکہ جس طرح نجس چیز کو دھوتے ہیں اسی طرح اس کو دھوئیں اور کافر دھونے سے پاک نہ ہو گا۔ حتیٰ کہ اگر کوئی شخص اس کو لئے ہوئے نماز پڑھے تو اس کی نماز درست نہ ہو گی۔

مسئلہ۶ باغی[5] لوگ یا ڈاکہ زن اگر مارے جائیں تو ان کے مردوں کو غسل نہ دیا جائے، بشرطیکہ عین لڑائی کے وقت مارے گئے ہوں۔

مسئلہ۷ مرتد اگر[6] مر جائے تو اس کو بھی غسل نہ دیا جائے اور اگر اس کے اہل مذہب اس کی نعش مانگیں تو ان کو بھی نہ دی جائے۔

مسئلہ۸ اگر[7] پانی نہ ہونے کے سبب سے کسی میت کو تیمم کرایا گیا ہو اور پھر پانی مل جاوے تو اس کو غسل دے دینا چاہئے۔

میت کے کفن کے بعض مسائل

مسئلہ۱ اگر[8] انسان کا کوئی عضو یا نصف جسم بغیر سر کے پایا جائے تو اس کو بھی کسی نہ کسی کپڑے میں لپیٹ دینا کافی ہے۔ ہاں اگر نصف جسم کے ساتھ سر بھی ہو یا نصف سے زیادہ حصہ جسم کا ہو گو سر بھی نہ ہو تو پھر کفن مسنون دینا چاہئے۔

مسئلہ۲ کسی[9] انسان کی قبر کھل جائے یا اور کسی وجہ سے اس کی نعش باہر نکل آئے اور کفن نہ ہو تو اس کو بھی کفن مسنون دینا چاہئے بشرطیکہ وہ

۱: وجد راس ادمی اواحد شقیه لایغسل ولا یصلے علیه بل یدفن الاان یوجد اکثر من نصف ولو بلا راس وکذا یغسل لو وجد النصف مع الراس ۱۲ دروردج ۱ ص ۵۷۶ و بحرج ۲ ص ۱۷٤۔

۲: لولم یدرا مسلم ام کافر ولا علامة وان فی دارنا غسل وصلے علیه والالا ۱۲ درج ۱ ص ۱۲۰ بحرج ۲ ص ۱۷٤۔ فتاویٰ هندیه ج ۱ ص ۱۵٦۔

۳: اختلط موتانا للکفارولا علامة اعتبر الاکثر فان استووا غسلوا ۱۲ درج ۱ص ۱۲۰ بحرج ۲ ص ۱۷٤ فی الشامی ان کان بالمسلمین علامة فلا اشکال فی اجراء احکام المسلمین علیهم ۱۲ درج ۱ ص ۵۷۷ فتاویٰ هندیه ج ۱ ص ۱۵٦۔

٤: ویغسل المسلم ویکفن ویدفن قریبه کخاله الکافر الاصلے عند الاحتیاج فلوله قریب فالاولی ترکهم لهم من غیر مراعاة السنة فیغسله غسل الثوب النجس ویلفه فی خرقة ویلقیه فی حفرة ولا یکون الغسل طهارة له حتی لوحمله انسان لم تجز صلوته ۱۲ درج ۱ ص ۱۲۳ بحرج ۲ ص ۱۹۱ هدایه ج ۱ ص ۱٦۲۰۔

٥: وهی فرض علی کل مسلم مات خلا الاربعة بغاة وقطاع طریق فلا یغسلون ولا یصلے علیهم اذا قتلوا فی الحرب ۱۲ درج ۱ ص ۱۲۲ فتاویٰ هندیه ج ۱ ص ۱۵٦۔

٦: اما المرتد فلا یغسل ولا یکفن وانما یلقی فی حفیرة کالکلب ولا یدفع الی من انتقل الی دینهم بحرج ۲ ص ۱۸۱ درج ۱ص ۵۹۷۔

۷: تیمم لفقد ماء وصلی علیه ثم وجدوه غسلوه وصلوا ثانیا ۱۲ در مختارج ۱ ص ۱۲۱۔

۸: لووجد طرف من اطراف انسان او نصفه مشقوقا طولا اوعرضا یلف فی خرقة الا اذا کان معه الراس فیکفن ۱۲ ردص ۵۸۰ ج۱۔

۹: وادمی منبوش طری لم یتفسخ یکفن کالذی لم یدفن مرة بعد اخری وان تفسخ کفن فی ثوب واحد ۱۲ در مختار ج ۱ص ۱۲۱۔

(۱) یہاں مراد اس سے وہ جگہ ہے جہاں مسلمان زیادہ بستے ہوں ۱۲ محشی۔

نعش پھٹی نہ ہو اور اگر پھٹ گئی ہو تو کسی کپڑے میں لپیٹ دینا کافی ہے (مسنون کفن کی حاجت نہیں)۔

جنازے کی نماز کے مسائل

نماز[1] جنازہ در حقیقت اس میت کے لئے دعا ہے ارحم الراحمین سے۔

مسئلہ[1] نماز[2] جنازہ کے واجب ہونے کی وہی سب شرطیں ہیں جو اور نمازوں کے لئے ہم اوپر لکھ چکے ہیں۔ ہاں اس میں ایک شرط اور زیادہ ہے وہ یہ کہ اس شخص کی موت کا علم بھی ہو۔ پس جس کو یہ خبر نہ ہوگی وہ معذور ہے نماز جنازہ اس پر ضروری نہیں۔

مسئلہ[2] نماز[3] جنازہ کے صحیح ہونے کے لئے دو قسم کی شرطیں ہیں۔ ایک قسم کی وہ شرطیں ہیں جو نماز پڑھنے والوں سے تعلق رکھتی ہیں وہ وہی ہیں جو اور نمازوں کے لئے اوپر بیان ہو چکیں۔ یعنی طہارت، ستر عورت، استقبال قبلہ، نیت۔ ہاں وقت اس کے لئے شرط نہیں اور اس کے لئے تیمم نماز نہ ملنے کے خیال سے جائز ہے۔ مثلاً نماز جنازہ ہو رہی ہو اور وضو کرنے میں یہ خیال ہو کہ نماز ختم ہو جائے گی تو تیمم کرلے۔ بخلاف اور نمازوں کے کہ ان میں اگر وقت کے چلے جانے کا خوف ہو تو تیمم جائز نہیں۔

مسئلہ[3] آج کل [4]بعضے آدمی جنازے کی نماز جوتہ پہنے ہوئے پڑھتے ہیں۔ ان کے لئے یہ امر ضروری ہے کہ وہ جگہ جس پر کھڑے ہوں اور جوتے کے دونوں پاک ہوں اور اگر جوتہ پیر سے نکال دیا جائے اور اس پر کھڑے ہوں تو صرف جوتے[(1)] کا پاک ہونا ضروری ہے۔ اکثر لوگ اس کا خیال نہیں کرتے اور ان کی نماز نہیں ہوتی۔ دوسری قسم کی وہ شرطیں ہیں جن کو میت سے تعلق ہے وہ چھ ہیں۔

شرط-۱ میت[5] کا مسلمان ہونا، پس کافر اور مرتد کی نماز صحیح نہیں۔ مسلمان اگرچہ فاسق یا بدعتی ہو اس کی نماز صحیح ہے۔ سوا ان لوگوں کے جو بادشاہ برحق سے بغاوت کریں یا ڈاکہ زنی کرتے ہوں۔ بشرطیکہ یہ لوگ بادشاہ وقت سے لڑائی کی حالت میں مقتول ہوں اور اگر بعد لڑائی کے یا اپنی موت سے مر جائیں تو پھر ان کی نماز پڑھی جائے گی۔ اسی طرح جس شخص نے اپنے باپ یا ماں کو قتل کیا ہو اور اس کی سزا میں وہ مارا جائے تو اس کی نماز بھی نہ پڑھی جائے گی اور ان لوگوں کی نماز زجراً نہیں پڑھی جاتی اور جس شخص نے اپنی جان خودکشی کر کے دی ہو اس پر نماز پڑھنا صحیح یہ ہے کہ درست ہے۔

مسئلہ[4] جس[6] (نابالغ) لڑکے کا باپ یا ماں مسلمان ہو وہ لڑکا مسلمان سمجھا جائے گا اور اس کی نماز پڑھی جائے گی۔

مسئلہ[5] میت[7] سے مراد وہ شخص ہے جو زندہ پیدا ہو کر مر گیا ہو۔ اور اگر مرا ہوا بچہ پیدا ہوا تو اس کی نماز درست نہیں۔

شرط-۲ میت[8] کے بدن اور کفن کی نجاست حقیقیہ اور حکمیہ سے طاہر ہونا۔ ہاں اگر نجاست حقیقیہ اس کے بدن سے (بعد غسل) خارج ہوئی ہو اور

۱: ان صلوۃ الجنازۃ ھی الدعاء للمیت اذھو المقصود منھا ۱۲ رد ص ۱۸۳ ج ۱۔

۲: اما شروط وجو بھا فھی شروط بقیۃ الصلوات من القدرۃ والعقل والبلوغ والاسلام مع زیادۃ العلم بموتہ ۱۲ رد ج ۱ ص ۵۸۱ وبحر ج ۲ ص ۱۷۹۔

۳: واما الشروط التی ترجع الی المصلی فھی شروط بقیۃ الصلوات من الطھارۃ الحقیقیۃ بدنا وثوبا ومکانا والحکمیۃ وستر العورۃ والاستقبال والنیۃ سوی الوقت وجاز (التیمم) لخوف فوت صلوۃ الجنازۃ ولو کان الماء قریبا ۱۲ رد ص ۵۸۲ ج ۱ ص ۲۴۹ و بحر ج ۲ ص ۱۷۹۔

۴: لو قام علی النجاسۃ وفی رجلیہ نعلان لم یجز ولوافترش نعلیہ وقام علیھما جازت وبھذ ایعلم ما یفعل فی زماننا من القیام علی النعلین فی صلوۃ الجنازۃ لکن لابد من طھارۃ النعلین ۱۲ بحر ج ۲ ص ۱۷۹۔

۵: وشرطھا ستۃ اسلام المیت خلابغاۃ وقطاع طریق فلا یغسلوا ولا یصلی علیھم اذا قتلوافی الحرب ولوبعدہ صلی علیھم من قتل نفسہ ولو عمدا یغسل ویصلی علیہ بہ یفتی ولا یصلی علی قاتل احد ابویہ اھانۃ لہ ۱۲ در ج ۱ ص ۱۲۱ و ۱۲۲۔

۶: اسلم احد ابویہ یجعل مسلما تبعا سواء کان عاقلا اولم یکن لان الولد یتبع خیرالابوین دینا ۱۲ شامی ج ۱ ص ۹۲۸۔

۷: المراد بالمیت من مات بعد ولادۃ حیا ۱۲ رد ج ۱ ص ۵۸۲ ومن استھل صلی علیہ والا لا ۱۲ بحر ص ۱۸۸ ج ۲۔

۸: الطھارۃ من النجاسۃ فی ثوب وبدن ومکان وستر العورۃ شرط فی حق المیت والامام جمیعا او کذالو تنجس بدنہ بما خرج منہ ان کان قبل ان یکفن غسل وبعدہ لا ۱۲ رد ج ۱ ص ۵۸۲۔

(۱) یعنی جوتے کا اوپر کا حصہ پاک ہونا ضروری ہے خواہ تلا ناپاک ہو۔ ۱۲ شبیر علی

اس سبب سے اس کا بدن بالکل نجس ہو جائے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ نماز درست ہے۔

مسئلہ: اگر کوئی میت نجاست حکمیہ سے طاہر نہ ہو یعنی اس کو غسل نہ دیا گیا ہو یا در صورت نا ممکن ہونے غسل کے تیمم نہ کرایا گیا ہو اس کی نماز درست نہیں۔ ہاں اگر اس کا طاہر ہونا ممکن نہ ہو مثلاً بے غسل یا تیمم کرائے ہوئے دفن کر چکے ہوں اور قبر پر مٹی بھی پڑ چکی ہو تو پھر اس کی نماز اس کی قبر پر اسی حالت میں پڑھنا جائز ہے۔ اگر کسی میت پر بے غسل یا تیمم کے نماز پڑھی گئی ہو اور وہ دفن کر دیا گیا ہو اور بعد دفن کے علم ہو کہ اس کو غسل نہ دیا گیا تو اس کی نماز دوبارہ اس کی قبر پر پڑھی جائے اس لئے کہ پہلی نماز صحیح نہیں ہوئی۔ ہاں اب چونکہ غسل ممکن نہیں لہٰذا نماز ہو جائے گی۔

مسئلہ: اگر کوئی مسلمان بے نماز پڑھے ہوئے دفن کر دیا گیا ہو تو اس کی نماز اس کی قبر پر پڑھی جائے جب تک اس کی نعش کے پھٹ جانے کا اندیشہ نہ ہو۔ جب خیال ہو کہ اب نعش پھٹ گئی ہو گی تو پھر نماز نہ پڑھی جائے اور نعش پھٹنے کی مدت ہر جگہ کے اعتبار سے مختلف ہے۔ اس کی تعیین نہیں ہو سکتی۔ یہی اصح ہے اور بعض نے تین دن اور بعض نے دس دن اور بعض نے ایک ماہ مدت بیان کی ہے۔

مسئلہ: میت جس جگہ رکھی ہو اس جگہ کا پاک ہونا شرط نہیں۔ اگر میت پاک پلنگ یا تخت پر ہو اور اگر پلنگ یا تخت بھی ناپاک ہو یا میت کو بدون پلنگ و تخت کے ناپاک زمین پر رکھ دیا جائے تو اس صورت میں اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک طہارت مکان میت شرط ہے اس لئے نماز نہ ہو گی اور بعض کے نزدیک شرط نہیں۔ لہٰذا نماز صحیح ہو جائے گی۔

شرط-۳ میت کے جسم واجب الستر[1] کا پوشیدہ ہونا۔ اگر میت بالکل برہنہ ہو تو اس کی نماز درست نہیں۔

شرط-۴ میت کا نماز پڑھنے والے کے آگے ہونا۔ اگر میت نماز پڑھنے والے کے پیچھے ہو تو نماز درست نہیں۔

شرط-۵ میت کا یا جس چیز پر میت ہو اس کا زمین پر رکھا ہوا ہونا۔ اگر میت کو لوگ اپنے ہاتھوں پر اٹھائے ہوئے ہوں یا کسی گاڑی یا جانور پر ہو اور اسی حالت میں اس کی نماز پڑھی جائے تو صحیح نہ ہو گی۔

شرط-۶ میت کا وہاں موجود ہونا۔ اگر میت وہاں نہ موجود ہو تو نماز صحیح نہ ہو گی۔

مسئلہ: نماز جنازہ میں دو چیزیں فرض ہیں۔

۱) چار مرتبہ اللہ اکبر کہنا۔ ہر تکبیر یہاں قائم مقام ایک رکعت[2] کے سمجھی جاتی ہے۔

۲) قیام یعنی کھڑے ہو کر نماز جنازہ پڑھنا۔ جس طرح فرض و واجب نمازوں میں قیام فرض ہے اور بے عذر کے اس کا ترک جائز نہیں۔ عذر کا بیان (نماز کے بیان میں) اوپر ہو چکا ہے۔

مسئلہ: رکوع، سجدہ، قعدہ وغیرہ اس نماز میں نہیں۔

۱: ولا تصح علی من لم یغسل وھذا الشرط عند الامکان فلو دفن بلا غسل ولم یمکن اخراجہ الا بالنبش صلی علی قبرہ بلا غسل للضرورۃ ولو صلی علیہ بلا غسل جھلاً مثلاً ولا یخرج الا بالنبش تعاد لفساد الاولیٰ ۱۲ بحر ص ۱۷۹ ج ۳ ورد ص ۵۸۲، ۵۹۲ ج ۱۔

۲: وان دفن واھیل علیہ التراب بغیر صلوۃ صلی علی قبرہ ما لم یغلب علی الظن تفسخہ من غیر تقدیر وھو الاصح وقیل یقدر بثلثۃ ایام وقیل عشرۃ وقیل شھر ۱۲ در ج ۱ ص ۱۲۳ وبحر ج ۲ ص ۱۸۲ رد ج ۱ ص ۵۹۳۔

۳: سئل قاضی خان عن طھارۃ مکان المیت ھل تشترط لجواز الصلوۃ علیہ قال ان کان المیت علی الجنازۃ لاشک انہ یجوز والافلاروایۃ لھذا وینبغی الجواز ۱۲ رد ج ۱ ص ۵۸۴ وبحر ج ۲ ص ۱۷۹۔

۴، ۵، ۶: وھی ستر العورۃ وحضور المیت وکونہ لواکثرہ امام المصلی وکونہ للقبلۃ فلا یصح علی غائب ومحمول علی نحو دابۃ ای کمحمول علی ایدی الناس وموضوع خلفہ ۱۲ در ج ۱ ص ۱۲۱ ورد ج ۱ ص ۵۸۲۔

۷: ورکنھا شیئان التکبیرات الاربع والقیام فلم تجزقا عدا بلاعذر در ج ۱ ص ۱۲۱، ج ۲ ص ۱۸۰۔

۸: فی صلوۃ مطلقۃ وھی ذات الرکوع والسجود خرج الجنازۃ ۱۲ شامی رد ص ۹۸ و ج ۱ ص ۳۸۶۔

(۱) یعنی بدن کا وہ حصہ جس کا چھپانا واجب اور ضروری ہو ۱۲۔

(۲) یعنی جیسے رکعت ضروری ہے ویسے ہی ہر تکبیر ضروری ہے اور اس نماز کے ارکان تکبیریں اور قیام ہیں ۱۲ منہ۔

مسئلہ[۱] نمازِ جنازہ میں تین چیزیں مسنون ہیں:
(۱) اللہ تعالیٰ کی حمد کرنا۔ (۲) نبی ﷺ پر درود پڑھنا۔ (۳) میت کیلئے دعا کرنا۔
جماعت اس میں شرط نہیں۔ پس اگر ایک شخص بھی جنازے کی نماز پڑھ لے تو فرض ادا ہو جائے گا۔ وہ (نماز پڑھنے والا) عورت ہو یا مرد بالغ ہو یا نابالغ۔

مسئلہ[۲] ہاں یہاں جماعت کی ضرورت زیادہ ہے۔ اس لئے کہ یہ دعا ہے میت کے لئے اور چند مسلمانوں کا جمع ہو کر بارگاہِ الٰہی میں کسی چیز کیلئے دعا کرنا ایک عجیب خاصیت رکھتا ہے نزولِ رحمت اور قبولیت کیلئے۔

مسئلہ[۳] نمازِ جنازہ کا مسنون و مستحب طریقہ یہ ہے کہ میت کو آگے رکھ کر امام اس کے سینہ کے مقابل کھڑا ہو جائے اور سب لوگ یہ نیت کریں۔ نَوَیْتُ اَنْ اُصَلِّیَ صَلٰوۃَ الْجَنَازَۃِ لِلّٰہِ تَعَالٰی وَدُعَاءً لِلْمَیِّتِ۔ یعنی میں نے یہ ارادہ کیا کہ نمازِ جنازہ پڑھوں جو خدا کی نماز ہے اور میت کیلئے دعا ہے۔ یہ نیت کر کے دونوں ہاتھ مثل تکبیرِ تحریمہ کے کانوں تک اٹھا کر ایک مرتبہ اللہ اکبر کہہ کر دونوں ہاتھ مثل نماز کے باندھ لیں۔ پھر سبحانک اللھم آخر تک پڑھیں۔ اس کے بعد ایک بار اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہیں مگر اس مرتبہ ہاتھ نہ اٹھائیں۔ بعد اس کے درود شریف پڑھیں اور بہتر یہ ہے کہ وہی درود پڑھا جائے جو نماز میں پڑھا جاتا ہے۔ پھر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہیں۔ اس مرتبہ بھی ہاتھ نہ اٹھائیں۔ اس تکبیر کے بعد میت کے لئے دعا کریں۔ اگر وہ بالغ ہو خواہ مرد ہو یا عورت تو یہ دعا پڑھیں۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَانِ اور بعض احادیث میں یہ دعا بھی وارد ہوئی ہے۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَہٗ وَارْحَمْہُ وَعَافِہٖ وَاعْفُ عَنْہُ وَاَکْرِمْ نُزُلَہٗ وَوَسِّعْ مُدْخَلَہٗ وَاغْسِلْہُ بِالْمَآءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّہٖ مِنَ الْخَطَایَا کَمَا یُنَقَّی الثَّوْبُ الْاَبْیَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَاَبْدِلْہُ دَارًا خَیْرًا مِّنْ دَارِہٖ وَاَھْلًا خَیْرًا مِّنْ اَھْلِہٖ وَزَوْجًا خَیْرًا مِّنْ زَوْجِہٖ وَاَدْخِلْہُ الْجَنَّۃَ وَاَعِذْہُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ۔ اور اگر ان دونوں دعاؤں کو پڑھ لے تب بھی بہتر ہے بلکہ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے ردالمحتار میں دونوں دعاؤں کو ایک ہی میں ملا کر لکھا ہے۔ ان دونوں دعاؤں کے سوا اور دعائیں بھی احادیث میں آئی ہیں اور ان کو ہمارے فقہاء نے بھی نقل کیا ہے۔ جس دعا کو چاہے اختیار کرلے اور اگر میت نابالغ لڑکا ہو تو یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْہُ لَنَا اَجْرًا وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْہُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا اور اگر نابالغ لڑکی ہو تو بھی یہی دعا ہے۔ صرف اتنا فرق ہے کہ تینوں اجْعَلْہُ کی جگہ اجْعَلْھَا اور شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا کی جگہ شَافِعَۃً وَّمُشَفَّعَۃً پڑھیں۔ جب یہ دعا پڑھ چکیں تو پھر ایک مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہیں اور اس مرتبہ بھی ہاتھ نہ اٹھائیں اور اس تکبیر کے بعد سلام پھیر دیں جس طرح نماز میں سلام پھیرتے ہیں۔ اس نماز میں التحیات اور قرآن مجید کی قرات وغیرہ نہیں ہے۔

مسئلہ[۴] نمازِ جنازہ امام اور مقتدی دونوں کے حق میں یکساں ہے۔ صرف اس قدر فرق ہے کہ امام تکبیریں اور سلام بلند آواز سے کہے گا اور مقتدی آہستہ آواز سے باقی چیزیں یعنی ثناء اور درود اور دعا مقتدی بھی آہستہ آواز میں پڑھیں گے اور امام بھی آہستہ آواز میں پڑھے گا۔

مسئلہ[۵] جنازے کی نماز میں مستحب ہے کہ حاضرین کی تین صفیں کر دی جائیں، یہاں تک کہ اگر صرف سات آدمی ہوں تو ایک آدمی ان میں

۱: وسننها ثلثه التحميد والثناء والصلوة على النبى صلى الله عليه وسلم والدعاء فيها وتبين انه لاتجب صلوة الجماعة فيها لكن نقل فى الاحكام عن جامع الفتاوى سقوطها بفعل الصبى الخ ۱۲ رد ص ۵۸۲ ج ۱ بحر ص ۱۷۹ ج ۲ ص ۱۸۰ ج ۲۔

۲: وهى اربع تكبيرات يرفع يديه فى الاولى فقط ويثنى بعدها وهو سبحانك اللّٰهم وبحمدك ويصلى على النبى صلى الله عليه وسلم بعد الثانية ويدعو بعد الثالثة بامور الاخرة والما ثور اولىٰ ومن الماثور اللهم اغفر لحينا وميتنا وشاهدنا الخ اللهم اغفرله وارحمه وعافه واعف عنه الخ ويسلم بلادعاء بعد الرابعة بتسليمتين ناديا الميت مع القوم ويسر الكل الا التكبير ولا قراة ولا تشهد فيها ولايستغفر فيها لصبى ومجنون بل يقول بعددعاء البالغين اللهم اجعله لنا فرطاواجعله لنا اجراً وذخراوشافعا ومشفعا ويقوم الامام نديا بحداء الصدر مطلقا للرجل والمرأة الشامل الصغير والصغيرة ۱۲ در مختار ج ۱ ص ۱۲۲، ج ۱ ص ۵۸۵۔ عالمگیری ج ۱ ص ۱۶۱، بحر ص ۱۸۳ ج ۲۔

۳: ويخافت فى الكل الا فى التكبيرة ولا يقرا فيه القران ولا يرفع يديه الا فى التكبيرة الا ولىٰ والا مام والقوم فى سواء ۱۲ فتاوىٰ هنديه ج ۱ ص ۱۶۲۔

۴: اذا كان القوم سبعة قاموا ثلثة صفوف يتقدم واحد وثلثة بعده واثنان بعدهم وواحد بعدها ۱۲ فتاوىٰ هنديه ج ۱ ص ۱۶۱۔

سے امام بنادیا جائے اور پہلی صف میں تین آدمی کھڑے ہوں اور دوسری میں دو اور تیسری میں ایک۔

مسئلہ۱۶ جنازہ[1] کی نماز بھی ان چیزوں سے فاسد ہو جاتی ہے جن چیزوں سے دوسری نمازوں میں فساد آتا ہے۔ صرف اس قدر فرق ہے کہ جنازہ کی نماز میں قہقہہ سے وضو نہیں جاتا اور عورت کی محاذات سے بھی اس میں فساد نہیں آتا۔

مسئلہ۱۷ جنازے[2] کی نماز اس مسجد میں پڑھنا مکروہ تحریمی ہے جو پنج وقتی نمازوں یا جمعے یا عیدین(1) کی نماز کیلئے بنائی گئی ہو۔ خواہ جنازہ مسجد کے اندر ہو یا مسجد سے باہر ہو اور نماز پڑھنے والے اندر ہوں۔ ہاں جو خاص جنازہ کی نماز کے لئے بنائی گئی ہو اس میں مکروہ نہیں۔

مسئلہ۱۸ میت[3] کی نماز میں اس غرض سے زیادہ تاخیر کرنا کہ جماعت زیادہ ہو جائے مکروہ ہے۔

مسئلہ۱۹ جنازے[4] کی نماز بیٹھ کر یا سواری کی حالت میں پڑھنا جائز نہیں جبکہ کوئی عذر نہ ہو۔

مسئلہ۲۰ اگر ایک[5] ہی وقت میں کئی جنازے جمع ہو جائیں تو بہتر یہ ہے کہ ہر جنازے کی نماز علیحدہ پڑھی جائے اور اگر سب جنازوں کی ایک ہی نماز پڑھی جائے تب بھی جائز ہے اور اس وقت چاہئے کہ سب جنازوں کی صف قائم کر دی جائے جس کی بہتر صورت یہ ہے کہ ایک جنازے کے آگے دوسرا جنازہ رکھ دیا جائے کہ سب کے پیر ایک طرف ہوں اور سب کے سر ایک طرف اور یہ صورت اس لئے بہتر ہے کہ اس میں سب کا سینہ امام کے مقابل ہو جائے گا جو مسنون ہے۔

مسئلہ۲۱ اگر[6] جنازے مختلف اصناف کے ہوں تو اس ترتیب سے ان کی صف قائم کی جائے کہ امام کے قریب مردوں کے جنازے اسکے بعد لڑکوں کے اور ان کے بعد بالغ عورتوں کے ان کے بعد نابالغہ لڑکیوں کے۔

مسئلہ۲۲ اگر[7] کوئی شخص جنازہ کی نماز میں ایسے وقت پہنچا کہ کچھ تکبیریں اس کے آنے سے پہلے ہو چکی ہوں تو جس قدر تکبیریں ہو چکی ہوں ان کے اعتبار سے وہ شخص مسبوق سمجھا جائے گا اور اسکو چاہئے کہ فوراً آتے ہی مثل اور نمازوں کے تکبیر تحریمہ کہہ کر شریک نہ ہو جائے بلکہ امام کی تکبیر کا انتظار کرے جب امام تکبیر کہے تو اس کے ساتھ یہ بھی تکبیر کہے اور یہ تکبیر اس کے حق میں تکبیر تحریمہ ہوگی۔ پھر جب امام سلام پھیر دے تو یہ شخص اپنی گئی ہوئی تکبیروں کو ادا کر لے اور اس میں کچھ پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ اگر کوئی شخص ایسے وقت پہنچے کہ امام چوتھی تکبیر بھی کہہ چکا ہو تو وہ شخص اس تکبیر کے حق میں مسبوق نہ سمجھا جاوے گا اس کو چاہئے کہ فوراً تکبیر کہہ کر

۱: وتفسد صلوة الجنازة بما تفسد به سائر الصلوة لا محاذاة المراة ۱۲ فتاویٰ هنديه ج۱ ص ۱۶۱ ولو قهقه فی سجدة التلاوة او فی صلوة الجنازة تبطل ما كان فيها ولا تنقض الطهارة ۱۲ فتاویٰ هنديه ج ۱ ص ۱۱۔

۲: وكرهت تحريما فی مسجد جماعة هو ای الميت فيه وحده او مع القوم واختلف فی الخارجة عن المسجد وحده او مع بعض القوم والمختار الكراهة مطلقا ۱۲ در مختار ج۱ ص ۱۶۳ وبحر ج ۱ ص ۱۸۷ فی العالمگيری اما المسجد الذی بنی لا حل صلوة الجنازة فلا يكره فيه ج ۱ ص ۱۶۲۔

۳: كره تاخير صلاته ودفنه ليصلی عليه جمع عظيم بعد صلاة الجمعة ۱۲ رد ج ۱ ص ۶۰۲۔

۴: ولم يجز الصلوة عليها راكبا ولا قاعدا بغير عذر ۱۲ در ج ۱ ص ۱۶۳۔

۶،۵: واذا اجتمعت الجنائز فافراد الصلوة علی كل واحدة اولی من الجمع وان جمع جاز ثم ان شاء جعل الجنائز صفا واحدا او قام عند افضلهم وان شاء جعلها صفا مما يلی القبلة واحد اخلف واحد بحيث يكون صدر كل جنازة مما يلی الا مام ليقوم بحذاء صدر الكل وان جعلها درجا فحسن لحصول المقصود وراعی الترتيب المعهود خلفه حالة الحيوة فيقرب منه الا فضل فالافضل الرجل مما يليه فالصبی فالخنثی فالبالغة فالمراهقة والصبی الحريفدم علی العبد والعبد علی المراة ۱۲ در ج ۱ ص ۱۲۲ فتاوی هنديه ج ۱ ص ۱۶۲۔

۷: والمسبوق ببعض التكبيرات لا يكبر فی الحال بل ينتظر تكبير الا مام ليكبرمعه كما لا ينتظر الحاضر فی حال التحريمة ثم ليكبران ای المسبوق والحاضر مافا تهما بعد الفراغ نسقا بلا دعاء ان خشيا رفع الميت علی الا عناق فلو جاء المسبوق بعد تكبيرة الا مام الرابعة فاتته الصلوة لتعذر الدخول فی تكبيرة الا مام وعند ابی يوسف يد خل لبقاء التحريمة فاذا سلم الا مام كبر ثلثا وعليه الفتوی ۱۲ در ج۱ ص ۱۲۲ بحر ص ۱۸۵ ج ۱۔

(۱) عیدگاہ میں فقہاء کے دو قول ہیں بعض اس کو مسجد کے حکم میں کہتے ہیں اور بعض انکار کرتے ہیں جو مسجد کے حکم میں نہیں مانتے وہ عیدگاہ میں نماز جنازہ کو جائز کہتے ہیں ۱۲ الف۔

امام کے سلام سے پہلے شریک ہو جائے اور ختم نماز کے بعد اپنی گئی ہوئی تکبیروں کا اعادہ کر لے۔

مسئلہ۲۳ اگر کوئی[1] شخص تکبیر تحریمہ یعنی پہلی تکبیر یا کسی اور تکبیر کے وقت موجود تھا اور نماز میں شرکت کے لئے مستعد تھا مگر سستی یا اور کسی وجہ سے شریک نہ ہوا تو اس کو فوراً تکبیر کہہ کر شریک نماز ہو جانا چاہئے۔ امام کی دوسری تکبیر کا اس کو انتظار نہ کرنا چاہئے اور جس تکبیر کے وقت حاضر تھا اس تکبیر کا اعادہ اس کے ذمے نہ ہوگا بشرطیکہ قبل اس کے امام دوسری تکبیر کہے۔ یہ اس تکبیر کو ادا کرے گو امام کی معیت نہ ہو۔

مسئلہ۲۴ جنازے[2] کی نماز کا مسبوق جب اپنی گئی ہوئی تکبیروں کو ادا کرے اور خوف ہو کہ اگر دعا پڑھے گا تو دیر ہوگی اور جنازہ اس کے سامنے سے اٹھالیا جاوے گا تو دعا نہ پڑھے۔

مسئلہ۲۵ جنازے[3] کی نماز میں اگر کوئی شخص لاحق ہو جائے تو اس کا وہی حکم ہے جو اور نمازوں کے لاحق کا ہے۔

مسئلہ۲۶ جنازے[4] کی نماز میں امامت کا استحقاق سب سے زیادہ بادشاہ وقت کو ہے گو تقویٰ اور ورع[(1)] میں اس سے بہتر لوگ بھی وہاں موجود ہوں۔ اگر بادشاہ وقت وہاں نہ ہو تو اس کا نائب یعنی جو شخص اس کی طرف سے حاکم شہر ہو وہ مستحق امامت ہے گو ورع اور تقویٰ میں اس سے افضل لوگ وہاں موجود ہوں۔ اور وہ بھی نہ ہو تو قاضی شہر۔ وہ بھی نہ ہو تو اس کا نائب۔ ان لوگوں کے ہوتے ہوئے دوسرے کا امام بنانا بلا ان کی اجازت کے جائز نہیں ان ہی کا امام بنانا واجب ہے۔ اگر یہ لوگ کوئی وہاں موجود نہ ہو تو اس محلّہ کا امام مستحق ہے بشرطیکہ میت کے اعزہ میں کوئی شخص اس سے افضل نہ ہو ورنہ میت کے وہ اعزہ جن کو حق ولایت حاصل ہے امامت کے مستحق ہیں یا وہ شخص جس کو وہ اجازت دیں۔ اگر بے اجازت ولی میت کے کسی ایسے شخص نے نماز پڑھادی ہو جس کو امامت کا استحقاق نہیں تو ولی کو اختیار ہے کہ پھر دوبارہ نماز پڑھے حتیٰ کہ اگر میت دفن ہو چکی ہو تو اس کی قبر پر نماز پڑھ سکتا ہے تاوقتیکہ نعش کے پھٹ جانے کا خیال نہ ہو۔

مسئلہ۲۷ اگر[5] بے اجازت ولی میت کے کسی ایسے شخص نے نماز پڑھادی ہو جس کو امامت کا استحقاق ہے تو پھر ولی میت نماز کا اعادہ نہیں کر سکتا۔ اسی طرح اگر ولی میت نے بحالت نہ موجود ہونے بادشاہ وقت وغیرہ کے نماز پڑھادی ہو تو بادشاہ وقت وغیرہ کو اعادہ کا اختیار نہیں ہے بلکہ صحیح یہ ہے کہ اگر ولی میت بحالت موجود ہونے بادشاہ وقت وغیرہ کے نماز پڑھ لے تب بھی بادشاہ وقت وغیرہ کو اعادہ کا اختیار نہ ہوگا گو ایسی حالت میں بادشاہ وقت کے امام نہ بنانے سے ترک واجب کا گناہ اولیائے میت پر ہوگا۔ حاصل یہ کہ ایک جنازہ کی نماز کئی مرتبہ پڑھنا جائز نہیں مگر ولی میت کو جب کہ اس کی بے اجازت کسی غیر مستحق نے نماز پڑھادی ہو دوبارہ پڑھنا درست ہے۔

۱: وان کان مع الا مام فتغافل ولم یکبر مع الا مام او کان فی النیة بعد فاخر التکبیر فانه یکبر و لا ینتظر تکبیرة الا مام الثانیة فی قولهم لانه لما کان مستعد احعل بمنزلة المشارکه ۱۲ فتاویٰ هندیه ج ۱ ص ۱۶۲ ورد ج ۱ ص ۵۸۸۔

۲: ثم یکبر ان مافاتهما بعد الفراغ نسقا بلا دعاء ان خشیا رفع المیت ۱۲ در ج ۱ ص ۱۲۲ فتاویٰ هندیه ج ۱ ص ۱۶۲ بحر ج ۲ ص ۱۷۵۔

۳: اللاحق فیها کاللا حق فی سائر الصلوة ۱۲ بحر ج ۲ ص ۱۸۶۔

٤: یقدم فی الصلوة علیه السلطان ان حضر اوتا ئبه وهو امیر المصر ثم القاضی ثم صاحب الشرط ثم خلیفته ثم خلیفة القاضی ثم امام الحی بشرط ان یکون افضل بین الولی والا فالولی اولی ثم الولی بترتیب عصوبة الا نکاح وله ای للولی الاذن لغیره فیها فان صلی غیره ای غیر الولی ممن لیس احق التقدم علی الولی ولم یتا بعه الولی اعاد الولی ولو علی قبره مالم یتمزق ۱۲ در ج ۱ ص ۱۲۲، ۱۲۳ فتاویٰ هندیه ج ۱ ص ۱۶۰ بحر ج ۲ ص ۱۷۸، ۱۸۰۔

۵: وان صلی هو ای الولی بحق من لم یحضر من یقدم علیه لا یصلی غیره بعده ۱۲ در ص ۱۲۳ فی الشامی لو صلی السلطان او القاضی او امام الحی ولم یتابعه الولی لیس له الاعادة لا نهم اولی منه ففیه نظر اذلا یلزمه من کونهم اولی منه ان تثبت لهم الا عادة اذا صلی بحضرتهم لانه صاحب الحق وان ترك واجب احترام السطان ونحوه ۱۲ شامی ج ۱ ص ۵۹۲۔

(۱) یہاں تقویٰ اور ورع دونوں کے ایک ہی معنی ہیں یعنی پرہیز گاری ۱۲ محشّی۔

دفن کے مسائل

مسئلہ: میت[1] کا دفن کرنا فرض کفایہ ہے جس طرح اس کا غسل اور نماز۔

مسئلہ: جب[2] میت کی نماز سے فراغت ہو جائے تو فوراً اس کو دفن کرنے کے لئے جہاں قبر کھدی ہو لے جانا چاہئے۔

مسئلہ: اگر[3] میت کوئی شیر خوار بچہ یا اس سے کچھ بڑا ہو تو لوگوں کو چاہئے کہ اس کو دست بدست لے جائیں یعنی ایک آدمی اس کو اپنے دونوں ہاتھوں پر اٹھا لے پھر اس سے دوسرا آدمی لے لے۔ اسی طرح بدلتے ہوئے لے جائیں اور اگر میت کوئی بڑا آدمی ہو تو اس کو کسی چارپائی وغیرہ پر رکھ کر لے جائیں اور اس کے چاروں پایوں کو ایک ایک آدمی اٹھائے۔ میت کی چارپائی ہاتھوں سے اٹھا کر کندھوں(۱) پر رکھنا چاہئے۔ مثل مال واسباب کے شانوں پر لادنا مکروہ ہے۔ اسی طرح بلا عذر اس کا کسی جانور یا گاڑی وغیرہ پر رکھ کر لے جانا بھی مکروہ ہے اور عذر ہو تو بلا کراہت جائز ہے مثلاً قبرستان بہت دور ہو۔

مسئلہ: میت[4] کے اٹھانے کا مستحب طریقہ یہ ہے کہ پہلے اس کا اگلا داہنا پایا اپنے داہنے شانے پر رکھ کر کم سے کم دس قدم چلے بعد اس کے پچھلا داہنا پایا اپنے داہنے شانے پر رکھ کر کم سے کم دس قدم چلے۔ بعد اس کے بایاں اپنے بائیں شانے پر رکھ کر پھر پچھلا بایاں پایا بائیں شانے پر رکھ کر کم سے کم دس دس قدم چلے تاکہ چاروں پایوں کو ملا کر چالیس قدم ہو جائیں۔

مسئلہ: جنازے[5] کا تیز قدم لے جانا مسنون ہے مگر نہ اس قدر کہ نعش کو حرکت واضطراب ہونے لگے۔

مسئلہ: جو[6] لوگ جنازے کے ہمراہ جائیں ان کو قبل اس کے کہ جنازہ شانوں سے اتارا جائے بیٹھنا مکروہ ہے ہاں اگر کوئی ضرورت بیٹھنے کی پیش آئے تو کچھ مضائقہ نہیں۔

مسئلہ: جو[7] لوگ جنازے کے ساتھ نہ ہوں بلکہ کہیں بیٹھے ہوئے ہوں ان کو جنازے کو دیکھ کر کھڑا ہو جانا نہیں چاہئے۔

مسئلہ: جو[8] لوگ جنازے کے ہمراہ ہوں ان کو جنازے کے پیچھے چلنا مستحب ہے اگرچہ جنازے کے آگے بھی چلنا جائز ہے۔ ہاں اگر سب لوگ جنازے کے آگے ہو جائیں تو مکروہ ہے اسی طرح جنازے کے آگے کسی سواری پر چلنا بھی مکروہ ہے۔

مسئلہ: جنازے[9] کے ہمراہ پیادہ پا چلنا مستحب ہے اور اگر کسی سواری پر ہو تو جنازے کے پیچھے چلے۔

۱: دفن الميت فرض على الكفاية ۱۲ عالمگیری ص ۱۶۳ ج ۱۔

۲: ويستحب الاسراع بتجهيزه كله ۱۲ مراقی الفلاح ص ۳۳۲۔

۳: ويوخذ سريره بقوائمه الاربع ويرفعونه اخذ ا باليد لا وضعا على العنق كما تحمل الامتعة ويكره ان يحمل بين عمودی السرير من مقدمه او موخره لان السنة فيه التربيع ويكره حمله على الظهر والدابة الصبي الرضيع او الفطيم او فوق ذلك قليلا اذا مات فلا باس بان يحمله رجل واحد على يديه ويتداوله الناس بالحمل على ايديهم ۱۲ بحر ص ۱۹۱ ج۲ عالمگیری ص ۱۵۹ ج۱ يكره حمله على ظهر ودابة بلا عذر ۱۲ مراقی الفلاح ص ۳۷۲۔

٤: فاذا حمل الجنازه وضع [illegible] مقدمها على يمينه عشر خطوات ثم وضع موخرها على يمينه كذلك ثم مقدمها على يساره ثم موخرها كذلك ۱۲ در مختار ص ۱۲۱، ص ۱۲٤ ج ۱ عالمگیری ج ۱ ص ۱۵۹۔

۵: ويسرع بها بلا خبب وحد التعجيل المسنون ان يسرع به بحيث لا يضطرب الميت على الجنازة ۱۲ درورد ج ۱ ص ۵۹۷ بحر ج ۲ ص ۱۹۱۔

٦: كما كره لمتبعها جلوس قبل وضعها ۱۲ در ج ۱ ص ۱۲٤ بحر ص ۱۹۱ ج ۲۔

۷: ولا يقوم من مرت به جنازة ولم يرد المشى به ۱۲ مراقی الفلاح ص ۳۵٤۔

۸: وندب المشى خلفها ولو مشى امامها جاز ولكن ان تباعد عنها او تقدم الكل او ركب امامها كره ۱۲ در ج ۱ ص ۱۲٤ بحر ج ۲ ص ۱۹۲۔

۹: اما الركوب خلفها فلا باس به والمشى افضل ۱۲ شلبی ج ۱ ص ۵۹۸ ج ۲ ص ۱۹۲۔

(۱) یعنی ہر ایک کا اٹھانا چاروں آدمیوں میں سے چالیس چالیس قدم ہو جائے ۱۲ منہ۔

مسئلہ۱۰ جنازے[۱] کے ہمراہ جو لوگ ہوں ان کو کوئی دعا یا ذکر بلند آواز سے پڑھنا مکروہ ہے۔ میت کی قبر کم سے کم اس کے نصف قد کے برابر گہری کھودی جائے اور قد سے زیادہ نہ ہونی چاہئے اور موافق اس کے قد کے لمبی ہو اور بغلی قبر بہ نسبت صندوقی کے بہتر ہے ہاں اگر زمین بہت نرم ہو کہ بغلی کھودنے میں قبر کے بیٹھ جانے کا اندیشہ ہو تو پھر بغلی قبر نہ کھودی جائے۔

مسئلہ۱۱ یہ[۲] بھی جائز ہے کہ اگر بغلی قبر نہ کھد سکے تو میت کو کسی صندوق میں رکھ کر دفن کر دیں خواہ صندوق لکڑی کا ہو یا پتھر کا یا لوہے کا مگر بہتر یہ ہے کہ اس صندوق میں مٹی بچھا دی جائے۔

مسئلہ۱۲ جب[۳] قبر تیار ہو چکے تو میت کو قبلے کی طرف سے قبر میں اتار دیں اس کی صورت یہ ہے کہ جنازہ قبر سے قبلہ کی جانب رکھا جائے اور اتارنے والے قبلہ رو کھڑے ہو کر میت کو اٹھا کر قبر میں رکھ دیں۔

مسئلہ۱۳ قبر[۴] میں اتارنے والوں کا طاق یا جفت ہونا مسنون نہیں۔ نبی ﷺ کو آپ کی قبر مقدس میں چار آدمیوں نے اتارا تھا۔

مسئلہ۱۴ قبر[۵] میں رکھتے وقت بسم اللہ وعلی ملة رسول اللہ کہنا مستحب ہے۔

مسئلہ۱۵ میت[۶] کو قبر میں رکھ کر داہنے پہلو پر اسکو قبلہ رو کر دینا مسنون ہے۔

مسئلہ۱۶ قبر[۷] میں رکھنے کے بعد کفن کی وہ گرہ جو کفن کھل جانے کے خوف سے دی گئی تھی کھول دی جائے۔

مسئلہ۱۷ بعد[۸] اسکے کچی اینٹوں یا نرکل سے بند کر دیں۔ پختہ اینٹوں یا لکڑی کے تختوں سے بند کرنا مکروہ ہے ہاں جہاں زمین بہت نرم ہو کہ قبر کے بیٹھ جانے کا خوف ہو تو پختہ اینٹ یا لکڑی کے تختے رکھ دینا یا صندوق میں رکھنا بھی جائز ہے۔

مسئلہ۱۸ عورت[۹] کو قبر میں رکھتے وقت پردہ کر کے رکھنا مستحب ہے اور اگر میت کے بدن کے ظاہر ہو جانے کا خوف ہو تو پھر پردہ کرنا واجب ہے۔

مسئلہ۱۹ مردوں[۱۰] کے دفن کے وقت قبر پر پردہ کرنا نہ چاہئے ہاں اگر عذر ہو مثلاً پانی برس رہا ہو یا برف گر رہی ہو یا دھوپ سخت ہو تو پھر جائز ہے۔

مسئلہ۲۰ جب[۱۱] میت کو قبر میں رکھ چکیں تو جس قدر مٹی اس کی قبر سے نکلی ہو وہ سب اس پر ڈال دیں اس سے زیادہ مٹی ڈالنا مکروہ ہے جب کہ بہت زیادہ ہو کہ قبر ایک بالشت سے بہت زیادہ اونچی ہو جائے اور اگر تھوڑی سی ہو تو پھر مکروہ نہیں۔

۱: وينبغي لمن تبع جنازة ان يطيل الصمت ويكره رفع الصوت بالذكر و قراءة القران وغيرهما في الجنازة ۱۲ بحر ج ۲ ص ۱۹۲ در ج ۱ ص ۱۲٤ وحفر قبره مقدار نصف قامة فعلم ان الادنى نصف القامة والا على القامة وطوله على قدر طول الميت وعرضه على قدر نصف عرضه ويلحد ولا يشق الا في ارض رخوة ۱۲ در و شامي ج ۱ ص ۵۹۹ بحر ج ۲ ص ۱۹۳۔

۲: ولا باس با تخاذ تابوت ولو من حجر او حديد له عند الحاجة كرخاوة الا رض ويسن ان يفترش فيه التراب ۱۲ در ج ۱ ص ۱۲٤ بحر ج ۲ ص ۱۹۳۔

۳: ويد خل من قبل القبلة وهو ان توضع الجنازة في جانب القبلة من القبرو يحمل الميت منه فيو ضع في اللحد فيكون الاخذ له مستقبل القبلة حال الا خذ ۱۲ بحر ج ۲ ص ۱۹۳ در ج ۱ ص ۱۲٤۔

٤: لا يضرو تر دخل القبر ام شفع لان النبي صلى الله عليه وسلم لما دفن ادخله العباس والفضل بن العباس وعلي وصهيب ۱۲ بحر ج ۲ ص ۱۹۳ شامي ج ۱ ص ٦۰۰۔

۵: ويستحب ان يقول واضعه بسم الله وبا لله وعلى ملة رسول الله صلى الله عليه وسلم ۱۲ در مختار ج ۱ ص ۱۲۵۔

۷،٦: ويو ضع في القبر على جنبه الا يمن مستقبل القبلة وتحل العقدة ۱۲ عالمگیری ج ۱ ص ۱٦۳ بحر ج ۲ ص ۱۹٤ در ج ۱ ص ۱۲۵۔

۸: ويسوى اللبن عليه والقصب لا الا جر والخشب وقيده الا مام السرخسي بان لا يكون الغالب على الا راضي النزو الرخاوة فان كان فلا باس بهما ۱۲ بحر ج ۲ ص ۱۹٤ شامي ج ۱ ص ٦۰۰ در ج ۱ ص ۱۲۵۔

۹: ويسجي اى يغطي قبرها اى بثوب ونحوه استحبابا حال ادخالها القبر حتى يسوى اللبن على اللحد كذا في شرح المنية والا مداد ونقل الخير الرملي ان الزيلعي صرح في كتاب الخنثى انه على سبيل الو جوب قلت يمكن التوفيق بحمله على ما اذا غلب على الظن ظهور شيئ من بدنها ۱۲ شامي ص ۹۳٦ ج ۱۔

۱۰: يسجي قبرها لا قبره الا ان يكون لمطر او ثلج ۱۲ بحر ج ۲ ص ۱۹٤ در ج ۱ ص ۱۲۵۔

۱۱: و يهال التراب و يكره ان يزيد فيه على التراب الذي خرج منه ويجعله مرتفعا من الا رض قدر شبر اواكثر بقليل ۱۲ مراقي الفلاح ص ۳۵٦۔

مسئلہ ۲۱ قبر¹ میں مٹی ڈالتے وقت مستحب ہے کہ سرہانے کی طرف سے ابتداء کی جائے اور ہر شخص اپنے دونوں ہاتھوں میں مٹی بھر کر قبر میں ڈال دے اور پہلی مرتبہ پڑھے مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ اور دوسری مرتبہ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ اور تیسری مرتبہ وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى۔

مسئلہ ۲۲ بعد² دفن کے تھوڑی دیر تک قبر پر ٹھہرنا اور میت کیلئے دعائے مغفرت کرنا یا قرآن مجید پڑھ کر اس کا ثواب اس کو پہنچانا مستحب ہے۔

مسئلہ ۲۳ بعد³ مٹی ڈال چکنے کے قبر پر پانی چھڑک دینا مستحب ہے۔

مسئلہ ۲۴ کسی⁴ میت کو چھوٹا ہو یا بڑا مکان کے اندر دفن نہ کرنا چاہئے اس لئے کہ یہ بات انبیاء علیہم السلام کے ساتھ خاص ہے۔

مسئلہ ۲۵ قبر⁵ کا مربع بنانا مکروہ ہے مستحب یہ ہے کہ اٹھی ہوئی مثل کوہان شتر کے بنائی جاوے اسکی بلندی ایک بالشت یا اس سے کچھ زیادہ ہونا چاہئے۔

مسئلہ ۲۶ قبر⁶ کا ایک بالشت سے بہت زیادہ بلند کرنا مکروہ تحریمی ہے قبر پر گچ کرنا یا اس پر مٹی لگانا مکروہ ہے۔

مسئلہ ۲۷ بعد⁷ دفن کر چکنے کے قبر پر کوئی عمارت مثل گنبد یا قبے وغیرہ کے بنانا بغرض زینت حرام ہے اور مضبوطی کی نیت سے مکروہ ہے میت کی قبر پر کوئی چیز بطور یادداشت کے لکھنا جائز ہے بشرطیکہ کوئی ضرورت ہو ورنہ⁸ جائز نہیں لیکن اس زمانہ میں چونکہ عوام نے اپنے عقائد اور اعمال کو بہت خراب کر لیا ہے اور ان مفاسد سے مباح بھی ناجائز ہو جاتا ہے اس لئے ایسے امور بالکل ناجائز ہوں گے اور جو ضرورتیں یہ لوگ بیان کرتے ہیں سب نفس کے بہانے ہیں جن کو وہ دل میں خود بھی سمجھتے ہیں۔

شہید کے احکام

اگرچہ شہید بھی بظاہر میت ہے مگر عام موتٰی کے سب احکام اس میں جاری نہیں ہو سکتے اور فضائل بھی اس کے بہت ہیں اسلئے اسکے احکام علیحدہ بیان کرنا مناسب معلوم ہوا۔ شہید کے اقسام احادیث میں بہت وارد ہوئے ہیں۔ بعض علماء نے ان اقسام کے جمع کرنے کیلئے مستقل رسالے بھی تصنیف فرمائے ہیں مگر ہم کو شہید کے جو احکام یہاں بیان کرنا مقصود ہیں وہ اس شہید کے ساتھ خاص ہیں جس میں یہ چند شرطیں پائی جائیں۔

شرط-۱ مسلمان ہونا۔ پس غیر اہل اسلام کے لئے کسی قسم کی شہادت ثابت نہیں ہو سکتی۔

شرط-۲ مکلف⁹ یعنی عاقل بالغ ہونا پس جو شخص حالت جنون وغیرہ میں مارا جائے یا عدم بلوغ کی حالت میں تو اس کے لئے شہادت کے وہ احکام

۱ تا ۳: ویستحب حثه من قبل راسه ثلثا ویقول فی الحثة الا ولی منها خلقنکم وفی الثانیة وفیها نعید کم وفی الثالثة ومنها نخرجکم تارةً اخریٰ وجلوس ساعة بعد دفنه لدعاء وقرا ة ولا باس برش الماء علیه بل ینبغی ان یندب درو شامی ج ۱ ص ۶۰۱ عالمگیری ص ۱۶۳ ج ۱۔

۴: ولا ینبغی ان ید فن المیت فی الدارو لو کان صغیرا لاختصاص هذه السنة بالانبیاء علیهم السلام ۱۲ در ص ۱۲۴ ج ۲ بحر ص ۱۹۳ ج ۲۔

۵: ولا یر بع للنهی عنه ویسنم تد با وفی الظهیریة وجوبا قدر شبر او اکثر شیئا قلیلا ۱۲ درو شامی ص ۶۰۱ ج ۱ عالمگیری ص ۱۶۳ ج ۱ بحر ص ۱۹۴ ج ۲۔

۶،۷: ولا یجصص ولا یطین ولا یرفع علیه بناء ای یحرم لو للزینة ویکره لو للا حکام بعد الدفن وان احتیج الی الکتابة حتیٰ لا یذهب الا ثر ولا یمتهن فلا باس به فاما الکتابة بغیر عذر فلا ۱۲ درو شامی ص ۶۰۱ ج ۱ بحر ص ۱۹۴ ج ۲۔

۸: صحیح حدیث میں قبر پر کچھ لکھنے سے ممانعت آئی ہے ۱۲م۔

۹: هو کل مکلف هوالبالغ العاقل خرج به الصبی والمجنون مسلم (اما الکافر فلیس بشهید) ظاهرای لیس به جنابة ولا حیض ولا نفاس ولا انقطاع احدهما قتل ظلما ولو قتل بحد او قصاص مثلا لا یکون شهیدا) بغیر حق بجارحة (وهذا قید فی غیر من قتله باغ او حربی او قاطع طریق) ای بما یوجب القصاص ولم یجب بنفس القتل مال بل قصاص حتی لو وجب المال بعارض کالصلح او قتل الاب ابنه لا یسقط الشهادة) فالحاصل انه اذا وجب بقتله القصاص وان سقط لعارض او لم یجب بقتله شیئ اصلا فهو شهید اما اذا وجب به المال ابتداء فلا وذلك بان کان قتله شبه العمد کضرب بعصا او خطأ کرمی غرض فاصا به او ما جری مجراه کسقوط نائم علیه وکذا اذا وجب به القسامة لو جوب المال بنفس القتل شرعا وکذا لو وجد مذبوحا ولم یعلم قاتله سواء وجیت

(جاری ہے)

جن کا ہم ذکر آگے کریں گے ثابت نہ ہوں گے۔

شرط-۳ حدث اکبر سے پاک ہونا۔ اگر کوئی شخص حالت جنابت میں یا کوئی عورت حیض و نفاس میں شہید ہو جائے تو اس کے لئے بھی شہید کے وہ احکام ثابت نہ ہوں گے۔

شرط-۴ بے گناہ مقتول ہونا۔ پس اگر کوئی شخص بے گناہ نہیں مقتول ہوا بلکہ کسی جرم شرعی کی سزا میں مارا گیا ہو یا مقتول ہی نہ ہوا ہو بلکہ یونہی مر گیا ہو تو اس کے لئے بھی شہید کے وہ احکام ثابت نہ ہوں گے۔

شرط-۵ اگر کسی مسلمان یا ذمی کے ہاتھ سے مارا گیا ہو تو یہ بھی شرط ہے کہ کسی آلہ جارحہ سے مارا گیا ہو اگر کسی مسلمان یا ذمی کے ہاتھ سے بذریعہ آلہ غیر جارحہ کے مارا گیا ہو مثلاً کسی پتھر وغیرہ سے مارا جاوے تو اس پر شہید کی احکام جاری نہ ہوں گے۔ لیکن لوہا مطلقاً آلہ جارحہ کے حکم میں ہے گو اس میں دھار نہ ہو۔ اور اگر کوئی شخص حربی کافروں یا باغیوں یا ڈاکہ زنوں کے ہاتھ سے مارا گیا ہو یا انکے معرکہ جنگ میں مقتول ملے تو اس میں آلہ جارحہ سے مقتول ہونے کی شرط نہیں حتی کہ اگر کسی پتھر وغیرہ سے بھی وہ لوگ ماریں اور مر جائے تو شہید کے احکام اس پر جاری ہو جائیں گے بلکہ یہ بھی شرط نہیں کہ وہ لوگ خود مرتکب قتل ہوئے ہوں بلکہ اگر وہ سبب قتل بھی ہوئے ہوں یعنی ان سے وہ امور وقوع میں آئیں جو باعث قتل ہو جائیں تب بھی شہید کے احکام جاری ہو جائیں گے۔ مثال (۱) کسی حربی وغیرہ نے اپنے جانور سے کسی مسلمان کو روند ڈالا اور خود بھی اس پر سوار تھا (۲) کوئی مسلمان کسی جانور پر سوار تھا اس جانور کو کسی حربی وغیرہ نے بھگایا جسکی وجہ سے مسلمان اس جانور سے گر کر مر گیا (۳) کسی حربی وغیرہ نے کسی مسلمان کے گھر یا جہاز میں آگ لگا دی جس سے کوئی جل کر مر گیا۔

شرط-۶ اس قتل کی سزا میں ابتداءً شریعت کی طرف سے کوئی مالی عوض نہ مقرر ہو بلکہ قصاص واجب ہوا ہو۔ پس اگر مالی عوض مقرر ہو گا تب بھی اس مقتول پر شہید کے احکام جاری نہ ہوں گے گو ظلماً مارا جائے۔

مثال۱ کوئی مسلمان کسی مسلمان کو غیر آلہ جارحہ سے قتل کر دے۔

مثال۲ کوئی مسلمان کو آلہ جارحہ سے قتل کر دے مگر خطاءً۔ مثلاً کسی جانور پر یا کسی نشانے پر حملہ کر رہا ہو اور وہ کسی انسان کے لگ جائے۔

مثال۳ کوئی شخص کسی جگہ سوائے معرکہ جنگ کے مقتول پایا جائے اور کوئی قاتل اس کا معلوم نہ ہو ان سب صورتوں میں چونکہ اس قتل کے عوض میں مال واجب ہوتا ہے قصاص نہیں واجب ہوتا۔

اسلئے یہاں شہید کے احکام جاری نہ ہوں گے مالی عوض کے مقرر ہونے میں ابتداء کی قید اس وجہ سے لگائی گئی کہ اگر ابتداءً قصاص مقرر ہوا ہو مگر کسی مانع کے سبب سے قصاص معاف ہو کر اس کے بدلے میں مال واجب ہوا ہو تو وہاں شہید کے احکام جاری ہو جائیں گے۔

مثال۱ کوئی شخص آلہ جارحہ سے قصداً ظلماً مارا گیا۔ لیکن قاتل میں اور ورثہ مقتول میں کچھ مال کے عوض صلح ہو گئی ہو تو اس صورت میں چونکہ ابتداءً قصاص واجب ہوا تھا اور مال ابتداء میں واجب نہیں ہوا تھا بلکہ صلح کے سبب سے واجب ہوا اس لئے یہاں شہید کے احکام

(گذشتہ سے پیوستہ)

فیہ القسامة اولا ولم یرتث وکذا یکون شہیدا لوقتل باغ او حربی او قاطع طریق ولو تسببا او بغیر الة جارحة فان مقتولھم شہید بای الة قتلوہ (فلو اوطأو دابتھم مسلما او نفروا دابة مسلم فرمتہ او رمو نارا فی سفینة فاحترقت ونحو ذلك فھو شہید اما لو قتل بالفلات دابة مشرك لیس علیھا احداو دابة مسلم او یرمینا الیھم فاصابہ او نفر المسلمون منھم فالحاؤ ھم الی خندق او نارا و نحوہ فمات لم یکن شہیدا واوجد جریحا میتا فی معرکتھم المراد بالجراحة علامة القتل کخروج الدم من عینہ او اذنہ او حلقہ صافیاً لا من انفہ او ذکرہ او دبرہ او حلقہ جامدا و یغسل من وجد قتیلا فی مصر او قریة فیما تجب فیہ الدیة ولو فی بیت المال کالمقتول فی جامع او شارع ولم یعلم قاتلہ او علم ولم یجب القصاص فان وجب کان شہیدا او قتل بحد او قصاص او جرح وارتث وذلك بان اکل او شرب او نام او تداوی ولو قلیلا او ادی خیمة ما او مضی علیہ وقت صلوة وھو یعقل ویقدر علی ادائھا او نقل من المعرکة وھو یعقل سواء وصل حیا او مات علی الا یدی وکذا لو قام من مکانہ الی مکان اخرلا لخوف وطی الخیل او اوصی بامور الدنیا وان بامور الاخرة لا یصیر مرتثا او باع او اشترے او تکلم بکلام کثیر والا فلا وھذا کلہ اذا کان بعد انقضاء الحرب ولو فیھا لا یصیر مرتثا بشیئ مما ذکر ۱۲ درو شامی ص ۶۰۸ و ۶۱۱ بحر ص ۱۹۶ ج ۲ عالمگیری ص ۱۶۵ ج ۱۔

جاری ہو جائیں گے۔

مثال[۲] کوئی باپ اپنے بیٹے کو آلہ جارحہ سے مار ڈالے تو اس صورت میں ابتداء قصاص ہی واجب ہوا تھا مال ابتداء واجب نہیں ہوا لیکن باپ کے احترام و عظمت کی وجہ سے قصاص معاف ہو کر اسکے بدلہ میں مال واجب ہوا ہے لہٰذا یہاں بھی شہید کے احکام جاری ہو جائیں گے۔

شرط-۷ بعد زخم لگنے کے پھر کوئی امر راحت و تمتع زندگی کا مثل کھانے پینے سونے دوا کرنے خرید و فروخت وغیرہ کے اس سے وقوع میں نہ آئے اور نہ بمقدار وقت ایک نماز کے اس کی زندگی حالت ہوش و حواس میں گذرے اور نہ اس کو حالت ہوش میں معرکہ سے اٹھا کر لائیں۔ہاں اگر جانوروں کے پامال کرنے کے خوف سے اٹھا لائیں تو کچھ حرج نہ ہوگا۔ پس اگر کوئی شخص بعد زخم کے زیادہ کلام کرے تو وہ بھی شہید کے احکام میں داخل نہ ہوگا اس لئے کہ زیادہ کلام کرنا زندوں کی شان سے ہے۔اسی طرح اگر کوئی شخص وصیت کرے تو وہ وصیت اگر کسی دنیاوی معاملہ میں ہو تو شہید کے حکم سے خارج ہو جائے گا اور اگر دینی معاملہ میں ہو تو خارج نہ ہوگا۔اگر کوئی شخص معرکہ جنگ میں شہید ہوا اور اس سے یہ باتیں صادر ہوں تو شہید کے احکام سے خارج ہو جائے گا ورنہ نہیں لیکن یہ شخص اگر محاربہ میں مقتول ہوا ہے اور ہنوز حرب ختم نہیں ہوئی تو باوجود تمتعات مذکورہ کے بھی وہ شہید ہے۔

مسئلہ ۱ جس[۱] شہید میں یہ سب شرائط پائی جائیں اس کا ایک حکم یہ ہے کہ اس کو غسل نہ دیا جائے اور اس کا خون اس کے جسم سے زائل نہ کیا جائے اسی طرح اس کو دفن کر دیں۔دوسرا حکم یہ ہے کہ جو کپڑے پہنے ہوئے ہو ان کپڑوں کو اس کے جسم سے نہ اتاریں۔ہاں اگر اس کے کپڑے عدد مسنون سے کم ہوں تو عدد مسنون کے پورا کرنے کے لئے اور کپڑے زیادہ کر دیئے جائیں۔اسی طرح اگر اس کے کپڑے کفن مسنون سے زیادہ ہوں تو زائد کپڑے اتار لیئے جائیں اور اگر اس کے جسم پر ایسے کپڑے ہوں ان میں کفن ہونے کی صلاحیت نہ ہو جیسے پوستین وغیرہ تو ان کو بھی اتار لینا چاہئے۔ہاں اگر ایسے کپڑوں کی سوا اس کے جسم پر کوئی کپڑا نہ ہو تو پھر پوستین وغیرہ کو نہ اتارنا چاہئے۔ٹوپی، جوتہ، ہتھیار وغیرہ ہر حال میں اتار لیا جائے گا اور باقی سب احکام جو اور موتے کے لئے ہیں مثل نماز وغیرہ کے وہ سب ان کے حق میں بھی جاری ہوں گے۔اگر کسی شہید میں ان شرائط میں سے کوئی شرط نہ پائی جاوے تو اس کو غسل بھی دیا جائے گا اور مثل دوسرے مردوں کے نیا کفن بھی پہنایا جاوے گا۔

جنازے کے متفرق مسائل

مسئلہ[۱] اگر[۲] میت کو قبر میں قبلہ رو کرنا یاد نہ رہے اور بعد دفن کرنے اور مٹی ڈال دینے کے خیال آئے تو پھر قبلہ رُو کرنے کے لئے اس کی قبر کھولنا جائز نہیں۔ہاں اگر صرف تختے رکھے گئے ہوں مٹی نہ ڈالی گئی ہو تو وہاں تختے ہٹا کر اس کو قبلہ رو کر دینا چاہئے۔

مسئلہ[۲] عورتوں[۳] کو جنازے کے ہمراہ جانا مکروہ تحریمی ہے۔

مسئلہ[۳] رونے[۴] والی عورتوں کا یا بیان کرنے والیوں کا جنازے کے ساتھ جانا ممنوع ہے۔

مسئلہ[۴] میت[۵] کو قبر میں رکھتے وقت اذان کہنا بدعت ہے۔

مسئلہ[۵] اگر[۶] امام جنازے کی نماز میں چار تکبیر سے زیادہ کہے تو حنفی مقتدیوں کو چاہئے کہ ان زائد تکبیروں میں اسکا اتباع نہ کریں بلکہ سکوت کئے

۱: فینزع عنه ما لا یصلح للکفن مثل الفرو والحشو والقلنسوة والخف والسلاح [و]الدرع ویزادان نقص ما علیه عن کفن السنة وینقص ان زادلا جل ان یتم کفن المسنون ویصلی علیه بلا غسل ویدفن بدمه وثیابه ۱۲ درو شامی ص ۶۲۵ ج ۱ بحر ص ۱۹۷ ج ۱ عالمگیری ص ۱۶۵ ج۱۔

۲: ولو وضع المیت بغیر القبلة او علی شقه الا یسرا وجعل راسه موضع رجلیه واهیل علیه التراب لم ینبش ولو سوی علیه اللبن ولم یهل علیه التراب نزع اللبن وروعی السنة ۱۲ عالمگیرے ص ۱۶۴ ج۱ ص بحر ص ۱۹۴ ج۲۔

۳،۴: ویکره خرو جهن تحریما وتزجر النائحة وکذا الصالحة ۱۲ درو شامی ص ۵۹۸ ج ۱ بحر ص ۱۹۲ ج ۲۔

۵: لا یسن الا ذان عند ادخال المیت فی قبره کما هو المعتاد الأن وقد صرح ابن حجر فی فتاویه بانه بدعة ۱۲ شامی ص ۶۰۰ ج ۱۔

۶: ولو کبر امامه خمسالم یتبع فیمکث المؤتم حتے یسلم معه اذا سلم هذا اذا سمع من الامام ولو من المبلغ تابعه وینوی الافتتاح بکل تکبیرة ۱۲ در ص ۱۲۲ ج ۱ بحر ص ۱۸۴ ج ۲ عالمگیری ص ۱۶۲ ج۱۔

ہوئے کھڑے رہیں جب امام سلام پھیرے تو خود بھی سلام پھیر دیں۔ہاں اگر زائد تکبیریں امام سے نہ سنی جائیں بلکہ مکبر سے تو مقتدیوں کو چاہئے کہ اتباع کریں اور ہر تکبیر کو تکبیر تحریمہ سمجھیں یہ خیال کر کے کہ شاید اس سے پہلے جو چار تکبیریں نقل کر چکا ہے وہ غلط ہوں امام نے اب تکبیر تحریمہ کہی ہو۔

مسئلہ[۱] اگر کوئی شخص جہاز وغیرہ پر مر جائے اور زمین وہاں سے اس قدر دور ہو کہ نعش کے خراب ہو جانے کا خوف ہو تو اس وقت چاہئے کہ غسل اور تکفین اور نماز سے فراغت کر کے اس کو دریا میں ڈال دیں اور اگر کنارہ اس قدر دور نہ ہو اور وہاں جلدی اترنے کی امید ہو تو اس نعش کو رکھ چھوڑیں اور زمین میں دفن کر دیں۔

مسئلہ[۲] اگر کسی شخص کو نماز جنازے کی وہ دعا جو منقول ہے یاد نہ ہو تو اس کو صرف اللّٰهم اغفر للمومنين والمومنات کہہ دینا کافی ہے اگر یہ بھی نہ ہو سکے اور صرف چار تکبیروں پر اکتفا کی جائے تو بھی نماز ہو جائے گی اس لئے کہ دعا فرض نہیں بلکہ مسنون ہے اور اسی طرح درود شریف بھی فرض نہیں ہے۔

مسئلہ[۳] جب قبر میں مٹی پڑ چکے تو اس کے بعد میت کا قبر سے نکالنا جائز نہیں۔ہاں اگر کسی آدمی کی حق تلفی ہوتی ہو تو البتہ نکالنا جائز ہے۔

مثال[۱] جس زمین میں اس کو دفن کیا ہے وہ کسی دوسرے کی ملک ہو اور وہ اس کے دفن پر راضی نہ ہو۔

مثال[۲] کسی شخص کا مال قبر میں رہ گیا ہو۔

مسئلہ[۴] اگر کوئی عورت مر جائے اور اس کے پیٹ میں زندہ بچہ ہو تو اس کا پیٹ چاک کر کے وہ بچہ نکال لیا جائے۔اسی طرح اگر کوئی شخص کسی کا مال نگل کر مر جائے اور مال والا مانگے تو وہ مال اس کا پیٹ چاک کر کے نکال لیا جائے لیکن اگر مردہ مال چھوڑ کر مرا ہے تو اس کے ترکہ میں سے وہ مال ادا کر دیا جائے اور پیٹ چاک نہ کیا جائے۔

مسئلہ[۵] قبل دفن کے نعش کا ایک مقام سے دوسرے مقام میں دفن کرنے کے لئے لے جانا خلاف اولیٰ ہے جب کہ وہ دوسرا مقام ایک دو میل سے زیادہ نہ ہو۔اور اگر اس سے زیادہ ہو تو جائز نہیں اور بعد دفن کے نعش کھود کر لے جانا تو ہر حالت میں ناجائز ہے۔

مسئلہ[۶] میت کی تعریف کرنا خواہ نظم میں ہو یا نثر میں جائز ہے بشرطیکہ تعریف میں کسی قسم کا مبالغہ نہ ہو وہ تعریفیں بیان نہ کی جائیں جو اس میں نہ ہوں۔

مسئلہ[۷] میت کے اعزہ کو تسکین و تسلی دینا اور صبر کے فضائل اور اس کا ثواب ان کو سنا کر ان کو صبر پر رغبت دلانا اور ان کے اور نیز میت کیلئے دعا کرنا جائز ہے اسی کو تعزیت کہتے ہیں۔تین دن کے بعد تعزیت کرنا مکروہ تنزیہی ہے لیکن اگر تعزیت کرنے والا یا میت کے اعزہ سفر میں ہوں اور تین دن کے بعد آئیں تو اس صورت میں تین دن کے بعد بھی تعزیت مکروہ نہیں جو شخص ایک مرتبہ تعزیت کر چکا ہو اس کو

۱: ومن مات فی سفینة وکان البر بعیدا و خیف الضرر به ای التغیر غسل وکفن وصلی علیه والقی فی البحر مستقبل القبلة علی شقه الایمن ویشد علیه کفنه وما اذا لم یخف علیه التغیر ولو بعد البر وکان البر قریبا وامکن خروجه فلا یرمی ۱۲ طحطاوی ص ۳۵۸۔

۲: ومن لا یحسن الدعاء یقول اللّٰهم اغفر للمومنین الخ وهو لا یقتضی رکنیة الدعاء لان نفس التکبیرات رحمة للمیت وان لم یدع له بحر ص ۱۸۳ ج ۲ عالمگیری ج ۱ ص ۱۶۱۔

۳: ولا یخرج منه بعد اهالة التراب الا لحق ادمی کان تکون الارض مغصوبة وکما اذا سقط فی قبر متاع او کفن بثوب مغصوب او دفن معه مال او اخذت بشفعة درو شامی ص ۶۰۲ ج ۱ بحر ص ۱۶۵ ج۲ عالمگیری ص ۱۶۴ ج ۱۔

۴: حامل ماتت وولدها حی یضطرب شق بطنها من الا یسر ویخرج ولدها ولو بلع مال غیره ومات هل یشق فیه قولان والا ولی نعم ۱۲ در ص ۲۶ [illegible]

۵: یندب دفنه فی جهة موته ای فی مقابر اهل المکان الذی مات فیه او قتل فلا باس بنقله قبل دفنه بقدر میل او میلین فیکره فیما زاد واما نقله بعد دفنه فلا مطلقا ۱۲ درو شامی ص ۶۰۲ ج ۱ عالمگیری ص ۱۶۴ ج ۱۔

۶: ولا باس برثائه بشعر وغیره لکن یکره الافراط فی مدحه لا سیما عند جنازته ۱۲ در مختار بر شامی ص ۶۰۳ ج ۱۔

۷: وبتعزیة اهله وترغیبهم فی الصبر والجلوس لها فی غیر مسجد ثلثة ایام واولها افضل وتکره بعدها الا لغائب ای الا ان یکون المعزی والمعزی غائبا فلا باس لها وتکره التعزیة ثانیا ۱۲ درو شامی ص ۶۰۴ ج ۱ عالمگیری ص ۱۶۴ ج ۱۔

پھر دوبارہ تعزیت کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ[۱] اپنے لئے کفن تیار رکھنا مکروہ نہیں قبر کا تیار رکھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ[۲] میت کے کفن پر بغیر روشنائی کی ویسے ہی انگلی کی حرکت سے کوئی دعا مثل عہد نامہ وغیرہ کے لکھنا یا اسکے سینے پر بسم اللہ الرحمن الرحیم اور پیشانی پر کلمہ لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ (ﷺ) لکھنا جائز ہے مگر کسی صحیح حدیث سے اس کا ثبوت نہیں ہے اس لئے اس کے مسنون یا مستحب ہونے کا خیال نہ رکھنا چاہئے۔

مسئلہ[۳] قبر پر کوئی سبز شاخ رکھ دینا مستحب ہے اور اگر اس کے قریب کوئی درخت وغیرہ نکل آیا ہو تو اس کا کاٹ ڈالنا مکروہ ہے۔

مسئلہ[۴] ایک قبر میں ایک سے زیادہ نعش کا دفن کرنا نہ چاہئے مگر بوقت ضرورت شدیدہ جائز ہے پھر اگر سب مردے مرد ہی مرد ہوں تو جوان سب میں افضل ہو اس کو آگے رکھیں باقی سب کو اس کے پیچھے درجہ بدرجہ رکھ دیں۔ اور اگر کچھ مرد ہوں اور کچھ عورتیں تو مردوں کو آگے رکھیں اور ان کے پیچھے عورتوں کو۔

مسئلہ[۵] قبروں کی زیارت کرنا یعنی ان کو جاکر دیکھنا مردوں کے لئے مستحب ہے بہتر یہ ہے کہ ہر ہفتے میں کم سے کم ایک مرتبہ زیارت قبور کی جائے اور بہتر یہ ہے کہ وہ دن جمعہ کا ہو۔ بزرگوں کی قبروں کی زیارت کے لئے سفر کر کے جانا بھی جائز ہے جب کہ کوئی عقیدہ اور عمل خلاف شرع نہ ہو جیسا آج کل عرسوں میں مفاسد ہوتے ہیں۔

مسجد کے احکام

یہاں ہم کو مسجد کے وہ احکام بیان کرنا مقصود نہیں جو وقف سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے کہ ان کا ذکر وقف کے بیان میں مناسب معلوم ہوتا ہے۔ ہم یہاں ان احکام کو بیان کرتے ہیں جو نماز سے یا مسجد کی ذات سے تعلق رکھتے ہیں۔

مسئلہ[۱] مسجد کے دروازہ کا بند کرنا مکروہ تحریمی ہے ہاں اگر نماز کا وقت نہ ہو اور مال واسباب کی حفاظت کیلئے دروازہ بند کر دیا جاوے تو جائز ہے۔

مسئلہ[۲] مسجد کی چھت پر پاخانہ پیشاب یا جماع کرنا ایسا ہی ہے جیسا مسجد کے اندر۔

۱: والذی ینبغی انہ لا یکرہ تہیئۃ نحو الکفن بخلاف القبر ۱۲ در ص ۱۲۶ ج ۱۔

۲: کتب علی جبہۃ المیت او عمامۃ او کفنہ عہد نامہ یرجی ان یغفر اللہ للمیت واوصی بعضہم ان یکتب فی جبہتہ وصدرہ بسم اللہ الرحمن الرحیم ۱۲ در مختار ص ۲۶ ج ۱ فی الشامی فالمنع ہنا بالا ولی مالم یثبت عن المجتہد او ینقل فی حدیث ثابت الخ ص ۶۰۷ ج ۱۔

۳: ولو وضع علیہ شیئ من الاشجار فلا باس بہ ویکرہ قطع الحشیش والحطب من المقبرۃ الا اذا کان یابسا ۱۲ بحر ج ۲ ص ۱۹۴، ۱۹۶ شامی ص ۶۰۰ ج ۱۔

۴: ولا یدفن اثنان او ثلثۃ فی قبر واحد الا عند الحاجۃ فیوضع الرجل مما یلی القبلۃ ثم خلفہ الغلام ثم خلفہ المراۃ ویجعل بین کل میتین حاجز من التراب وان کانا رجلین یقدم فی اللحد افضلہما وکذا اذا کانتا امراتین ۱۲ عالمگیری ص ۱۶۴ ج ۱ بحر ص ۱۹۴ ج ۲۔

۵: وبزیارۃ القبور ای لا باس بہا بل تندب وتزار فی کل اسبوع الا ان الافضل یوم الجمعۃ والسبت والاثنین والخمیس وہل تندب الرحلۃ لہا لم ارمن صرح بہ من المتنا ۱۲ شامی ج ۱ ص ۶۰۴ بحر ج ۱ ص ۱۹۵ وصرح الغزالی بالا ستحباب کذا فی احیاء العلوم ص ۲۱۹ ج ۱۔

۶: کرہ غلق باب المسجد الا لخوف علی متاعہ بہ یفتی ۱۲ در ج ۱ ص ۹۳ ہدایہ ج ۱ ص ۱۱۴ بحر ج ۲ ص ۳۳ عالمگیری ص ۱۰۸ ج ۱۔

۷: وکرہ تحریما الوطی فوقہ والبول والتغوط لانہ مسجد الی عنان السماء ۱۲ در ص ۹۳ ج ۱ بحر ص ۳۴ ج ۲ عالمگیری ص ۱۰۸ ج ۱۔

مسئلہ جس گھر میں مسجد ہو اس پورے[1] گھر کو مسجد کا حکم نہیں اسی طرح اس جگہ کو بھی مسجد کا حکم نہیں جو عیدین یا جنازے کی نماز کیلئے مقرر کی گئی ہو۔

مسئلہ مسجد[2] کے در و دیوار[2] کا نقش کرنا اگر اپنے خاص مال سے ہو تو مضائقہ نہیں مگر محراب اور محراب والی دیوار پر مکروہ ہے اور اگر مسجد کی آمدنی سے ہو تو ناجائز ہے۔

مسئلہ مسجد[3] کی در و دیوار پر قرآن مجید کی آیتوں یا سورتوں کا لکھنا اچھا نہیں۔

مسئلہ مسجد[4] کے اندر یا مسجد کی دیواروں پر تھوکنا یا ناک صاف کرنا بہت بری بات ہے اور اگر نہایت ضرورت درپیش آئے تو اپنے کپڑے وغیرہ میں تھوک وغیرہ لے لے۔

مسئلہ مسجد[5] کے اندر وضو یا کلی وغیرہ کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

مسئلہ جنب[6] اور حائض کو مسجد کے اندر جانا گناہ ہے۔

مسئلہ مسجد[7] کے اندر خرید و فروخت کرنا مکروہ تحریمی ہے ہاں اعتکاف کی حالت میں بقدر ضرورت مسجد کے اندر خرید و فروخت کرنا جائز ہے۔ ضرورت سے زیادہ اس وقت بھی جائز نہیں مگر وہ چیز[3] مسجد کے اندر موجود نہ ہونا چاہئے۔

مسئلہ اگر کسی کے پیر میں مٹی وغیرہ بھر جائے تو اس کو مسجد کی دیوار یا ستون سے پونچھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ۱۱ مسجد[8] کے اندر درختوں کا لگانا مکروہ ہے اس لئے کہ یہ دستور اہل کتاب کا ہے ہاں اگر اس میں مسجد کا کوئی فائدہ ہو تو جائز ہے مثلاً مسجد کی زمین میں نمی زیادہ ہو کہ دیواروں کے گر جانے کا اندیشہ ہو تو ایسی حالت میں اگر درخت لگایا جائے تو وہ نمی کو جذب کر لے گا۔

مسئلہ مسجد کو راستہ قرار دینا جائز نہیں ہاں اگر سخت ضرورت لاحق ہو تو گاہے گاہے ایسی حالت میں مسجد سے ہو کر نکل جانا جائز ہے۔

مسئلہ مسجد[11] میں کسی پیشہ ور کو اپنا پیشہ کرنا جائز نہیں اس لئے کہ مسجد دین کے کاموں خصوصاً نماز کے لئے بنائی جاتی ہے اس میں دنیا کے کام نہ ہونا چاہئیں حتیٰ کہ جو شخص قرآن وغیرہ تنخواہ لے کر پڑھاتا ہو وہ بھی پیشہ والوں میں داخل ہے اس کو مسجد سے علیحدہ بیٹھ کر پڑھانا چاہئے ہاں اگر کوئی شخص مسجد کی حفاظت کیلئے مسجد میں بیٹھے اور ضمناً اپنا کام بھی کرتا جائے تو کچھ مضائقہ نہیں۔ مثلاً کوئی کاتب یا درزی مسجد کے اندر بغرض حفاظت بیٹھے اور ضمناً اپنی کتابت یا سلائی بھی کرتا جائے تو جائز ہے۔

۱: لا فرق بیت فیه مسجد واختلفوا فی مصلی العید والجنازة والاصح انه لا یاخذ حکم المسجد ۱۲ عالمگیری ج ۱ ص ۱۰۸ بحر ج ۱ ص ۱۳۶ در ص ۹۳۔

۲: ولا بأس بنقشه خلا محرابه فانه یکره لانه یلهی المصلی والمراد بالمحراب جدار القبلة بجص وماء ذهب لو بماله الحلال لا من مال الوقف فانه حرام وضمن متولیه لو فعل ۱۲ در مختار ج ۱ ص ۹۳ بحر ج ۲ ص ۳۷ عالمگیری ج ۱ ص ۱۰۸۔

۳تا۵: ولیس بمستحسن کتابة القرآن علی المحاریب والجدران ویکره المضمضة والوضوء فی المسجد ولا یبزق علی حیطان المسجد ولا بین یدیه علی الحصی ولا فوق البواری ولا تحتها وکذا المخاط ولکن یاخذ بثوبه الخ ۱۲ عالمگیری ص ۱۰۸ ج ۱ بحر ص ۳۷ ج ۲۔

۶: انه حرم علیها وعلی الجنب الدخول فی المسجد ۱۲ عالمگیری ۱ ص ۳۶ هدایه ٤ ص ٤٨ در ۱ ص ۵۱۔

۷: ویکره کل عقد المراد به عقد مبادلة الا لمعتکف بشرط ان لا یکون للتجارة بدون احضار السلعة ۱۲ در و شامی ص ٤٤٥ ج ۱۔

۸تا۱۰: ولو مشی فی الطین کره ان یمسحه بحائط المسجد او باسطوانته ویکره غرس الشجر فی المسجد لانه یشبه بالبیعة ویشغل مکان الصلوة الا ان یکون فیه منفعة للمسجد بان کان الارض نزة لا یستقر اساطینها فیغرس فیه الشجر لیقل النز او رجل یمر فی المسجد ویتخذ طریقا ان کان بغیر عذر لا یجوز وبعذر یجوز ۱۲ عالمگیری ج ۱ ص ۱۰۹۔

۱۱: الخیاط اذا کان یخیط فی المسجد یکره الا اذا جلس لدفع الصبیان وصیانة المسجد الخ لا بأس به وکذا الکاتب اذا کان یکتب باجر یکره وبغیر اجر لا وحمل مسئلة المعلم کمسئلة الکاتب والخیاط ۱۲ عالمگیری ص ۱۰۹ ج ۱۔

(۱) بلکہ وہ خاص جگہ جس کو نماز کے لئے خاص کر لیا ہے صاف پاک رکھنے کے قابل ہے گو سب احکام اس میں بھی مسجد کے نہ ہوں گے ۱۲ منہ۔

(۲) مگر ایسا نقش و نگار نہ کیا جاوے جس سے نمازیوں کا نماز میں خیال بٹے اور وہ ان نقش و نگار کے دیکھنے میں مشغول ہوں اور نماز اچھی طرح نہ ادا کر سکیں اگر ایسا کریگا جیسا کہ اس زمانہ میں اکثر رواج ہے تو گنہگار ہوگا ۱۲ محشی۔

(۳) یعنی جس چیز کو فروخت کرتا ہے وہ مسجد میں نہ لائی جاوے اور اگر صرف قیمت کا روپیہ مسجد میں لایا جائے تو مضائقہ نہیں ۱۲ محشی

تتمہ حصہ سوم اصلی بہشتی زیور

روزے کا بیان

مسئلہ[۱] ایک شہر والوں کا چاند دیکھنا دوسرے شہر والوں پر بھی حجت ہے۔ ان دونوں شہروں میں کتنا ہی فصل کیوں نہ ہو حتی کہ اگر ابتدائے مغرب میں چاند دیکھا جائے اور اسکی خبر معتبر طریقے سے انتہائے مشرق کے رہنے والوں کو پہنچ جائے تو ان پر اس دن کا روزہ ضروری ہوگا۔

مسئلہ[۲] اگر دو ثقہ آدمیوں کی شہادت سے رویت ہلال ثابت ہو جائے اور اسی حساب سے لوگ روزہ رکھیں بعد تیس روزے پورے ہو جانے کے عید الفطر کا چاند نہ دیکھا جائے خواہ مطلع صاف ہو یا نہیں تو اکتیسویں دن افطار کر لیا جاوے اور وہ دن شوال کی پہلی تاریخ سمجھی جائے۔

مسئلہ[۳] اگر تیس تاریخ کو دن کے وقت چاند دکھلائی دے تو وہ شب آئندہ کا سمجھا جائے گا شب گذشتہ کا نہ سمجھا جائے گا اور وہ دن آئندہ ماہ کی تاریخ نہ قرار دیا جائے گا خواہ یہ رویت زوال سے پہلے ہو یا زوال کے بعد۔

مسئلہ[۴] جو شخص رمضان یا عید کا چاند دیکھے اور کسی سبب سے اس کی شہادت شرعاً قابل اعتبار نہ قرار پائے اس پر ان دونوں دنوں کا روزہ رکھنا واجب ہے۔

مسئلہ[۵] کسی شخص نے بسبب اسکے کہ اسکو روزے کا خیال نہ رہا کچھ کھا پی لیا یا جماع کر لیا اور یہ سمجھا کہ میرا روزہ جاتا رہا اس خیال سے قصداً کچھ کھا پی لیا تو اسکا روزہ اس صورت میں فاسد ہو جائے گا اور کفارہ لازم نہ ہوگا صرف قضا واجب ہے اور اگر مسئلہ جانتا ہو اور پھر بھول کر ایسا کرنیکے بعد عمداً افطار کر دے تو جماع کی صورت میں کفارہ بھی لازم ہوگا اور کھانے کی صورت میں اس وقت بھی صرف قضا ہی ہے۔

مسئلہ[۶] کسی کو بے اختیار قے ہو گئی یا احتلام ہو گیا یا صرف کسی عورت وغیرہ کے دیکھنے سے انزال ہو گیا اور مسئلہ نہ معلوم ہونے کے سبب سے وہ یہ سمجھا کہ میرا روزہ جاتا رہا اور عمداً اس نے کھا پی لیا تو روزہ فاسد ہو گیا اور صرف قضا لازم ہوگی نہ کفارہ۔ اور اگر مسئلہ معلوم ہو کہ اس سے روزہ نہیں جاتا اور پھر عمداً افطار کر دیا تو کفارہ بھی لازم ہوگا۔

مسئلہ[۷] مرد اگر اپنے خاص حصہ کے سوراخ میں کوئی چیز ڈالے تو وہ چونکہ[(۱)] جوف تک نہیں پہنچتی اس لئے روزہ فاسد نہ ہوگا۔

مسئلہ[۸] کسی نے مردہ عورت سے یا ایسی کمسن نابالغ لڑکی سے جس کے ساتھ جماع کی رغبت نہیں ہوتی یا کسی جانور سے جماع کیا یا کسی کو لپٹایا

۱: واختلاف المطالع غیر معتبر علی ظاهر المذهب فیلزم اهل المشرق برویة اهل المغرب اذا ثبت عند هم رویة اولئك بطریق موجب ۱۲ در ص ۱۴۹ ج ۱ وبحر ص ۲۷۰ ج ۲ وفتاویٰ هندیه ص ۱۹۷ ج ۱۔

۲: واذا شهد علی هلال رمضان شاهدان والسماء متغیمة وقبل القاضی شهادتهما وصاموا ثلثین یوما فلم یروا هلال شوال ان كانت السماء متغیمة یفطرون من الغد بالا تفاق وان كانت مصحیة یفطرون ایضا علی الصحیح ۱۲ فتاویٰ هندیه ص ۱۹۶ ج ۱ ودر ص ۱۴۹ ج ۱ وبحر ص ۲۶۷ ج ۲۔

۳: ورؤیته بالنهار للیلة الآتیة مطلقا سواء رؤی قبل الزوال او بعده ۱۲ در ورد ص ۹۵ ج ۲۔

۴: رای مكلف هلال رمضان او الفطر ورد قوله بدلیل شرعی صام مطلقا وجوبا ۱۲ در ج ۱ ص ۱۴۸ وبحر ص ۲۶۵ ج ۲۔

۵: او اكل او جامع ناسیا فظن انه افطر فاكل عمدا للشبهة (قضی فقط) ولو علم عدم فطره لزمته كفارة الا فی مسئلة المتن فلا كفارة مطلقاً علی المذهب لشبهة خلاف مالك خلافا لهما هذا ما فی الدر قال العلامة الشامی قوله الا فی مسئلة المتن وهی مالوا كل وكذا لو جامع او شرب لا ن علة عدم الكفارة خلاف مالك وخلافه فی الا كل والشرب والجماع ۱۲ در ص ۱۶۳ ج ۱۔

۶: او احتلم او انزل بنظره او ذرعه القی فظن انه افطر فاكل عمد اللشبهة (ولو علم عدم فطره لزمته الكفارة) قضی فی الصور كلها فقط ۱۲ در ص ۱۵۰ ج ۱۔

۷: ولو اقطر فی احلیله لم یفطر ۱۲ شرح البدایه ص ۲۰۰ ج ۱ ص ودر ۱۵۰ ج ۱۔

۸: او وطی امراة میتة او صغیرة لا تشتهی او بهیمة او قبل او لمس اواستمنی بكفه فانزل قضی فی الصور كلها فقط ۱۲ در ج ۱ ص ۱۵۰ وهدایه ص ۱۹۹ ج ۱۔

(۱) عربی میں پیٹ کو بھی جوف کہتے ہیں اور اندرونی حصہ کو بھی یہاں یہی مراد ہے یعنی بدن کے اندر کا وہ حصہ جس میں دوا وغیرہ کے پہنچنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے ۱۲ الف۔

بوسہ لیا یا جلق کا مرتکب ہوا اور ان سب صورتوں میں منی کا خروج ہو گیا تو روزہ فاسد ہو جائے گا اور کفارہ واجب نہ ہو گا۔

مسئلہ۹ کسی[1] روزہ دار عورت سے زبردستی یا سونے کی حالت میں یا بحالت جنون جماع کیا تو عورت کا روزہ فاسد ہو جائے گا اور عورت پر صرف قضا لازم آئے گی اور مرد بھی اگر روزہ دار ہو تو اس پر قضاء و کفارہ دونوں لازم ہیں۔

مسئلہ۱۰ وہ[2] شخص جس میں روزے کے واجب ہونے کے تمام شرائط پائے جاتے ہوں رمضان کے اس ادائی روزہ میں جس کی نیت صبح صادق سے پہلے کر چکا ہو عمداً منہ کے ذریعہ سے جوف میں کوئی ایسی چیز پہنچائے جو انسان کی دوا یا غذا میں مستعمل ہوتی ہو یعنی اس کے استعمال سے کسی قسم کا نفع جسمانی یا لذت مقصود ہو اور اس کے استعمال سے سلیم الطبع انسان کی طبیعت نفرت نہ کرتی ہو گو وہ بہت ہی قلیل ہو حتیٰ کہ ایک تل کی برابر یا جماع کرے یا کرائے لواطت بھی اسی حکم میں ہے۔ جماع میں خاص حصے کے سر کا داخل ہو جانا کافی ہے منی کا خارج ہونا بھی شرط نہیں۔ ان سب صورتوں میں قضا اور کفارہ دونوں واجب ہوں گے مگر یہ بات شرط ہے کہ جماع ایسی عورت سے کیا جائے جو قابل جماع ہو بہت کمسن لڑکی نہ ہو جس میں جماع کی بالکل قابلیت نہ پائی جائے۔

مسئلہ۱۱ اگر[3] کوئی شخص سر میں تیل ڈالے یا سرمہ لگائے یا مرد اپنے مشترک حصے کے سوراخ میں کوئی خشک چیز داخل کرے اور اس کا سر باہر رہے یا تر چیز داخل کرے اور وہ موضع حقنہ تک نہ پہنچے تو چونکہ یہ چیزیں جوف تک نہیں پہنچتیں اس لئے روزہ فاسد نہ ہو گا اور نہ کفارہ واجب ہو گا نہ قضاء۔ اور اگر خشک چیز مثلاً روئی یا کپڑا وغیرہ مرد نے اپنی دبر میں داخل کی اور وہ ساری اندر غائب کر دی یا تر چیز داخل کی اور وہ موضع حقنہ تک پہنچ گئی تو روزہ فاسد ہو جائیگا اور صرف قضاء واجب ہو گی۔

مسئلہ۱۲ جو[4] لوگ حقہ پینے کے عادی ہوں یا کسی نفع کی غرض سے حقہ پئیں روزہ کی حالت میں تو ان پر بھی کفارہ اور قضاء دونوں واجب ہوں گے۔

مسئلہ۱۳ اگر[5] کوئی عورت کسی نابالغ بچے یا مجنون سے جماع کرائے تب بھی اس کو قضا اور کفارہ دونوں لازم ہوں گے۔

مسئلہ۱۴ جماع[6] میں عورت اور مرد دونوں کا عاقل ہونا شرط نہیں۔ حتیٰ کہ اگر ایک مجنون ہو اور دوسرا عاقل، تو عاقل پر کفارہ لازم ہو گا۔

مسئلہ۱۵ سونے[7] کی حالت میں منی کے خارج ہونے سے جسکو احتلام کہتے ہیں اگرچہ بغیر غسل کئے ہوئے روزہ رکھے روزہ فاسد نہ ہو گا۔ اسی طرح اگر کسی عورت کے یا اس کا خاص حصہ دیکھنے سے یا صرف کسی بات کا خیال دل میں کرنے سے منی خارج ہو جائے جب بھی روزہ فاسد نہیں ہوتا۔

مسئلہ۱۶ مرد[8] کا اپنے خاص حصے کے سوراخ میں کوئی چیز مثل تیل یا پانی کے ڈالنا خواہ پچکاری کے ذریعہ سے یا ویسے ہی۔ یا سلائی وغیرہ کا داخل کرنا اگرچہ یہ چیزیں مثانے تک پہنچ جائیں روزے کو فاسد نہیں کرتا۔

مسئلہ۱۷ کسی[9] شخص نے بسبب اس کے کہ اس کو روزہ کا خیال نہیں رہا یا ابھی کچھ رات باقی تھی اس لئے جماع شروع کر دیا یا کچھ کھانے پینے لگا اور

۱: او وطئت نائمة او مجنونة قضی فی الصور کلها فقط اما الواطی فعلیه القضاء والکفارة ۱۲ درر و در ص ۱۰۴ ج ۲ هدایه ص ۲۰۶ ج ۱۔

۲: وان جامع المکلف آدمیا مشتهی فی رمضان اداء وجو مع وتوارت الحشفة فی احد السبیلین انزل او لا او اکل او شرب غذاءً او دواءً والضابطة وصول مافیه صالح بدنه لجوفه ومنه ریق حبیبه قضی فی الصور کلها وکفر ۱۲ شرح التنویر ص ۱۵۱ ج ۱ و هدایه ص ۱۹۹ ج ۱۔

۳: اوا دهن او اکتحل اوا دخل عوداً او نحوه فی مقعده وطرفه خارج وان غیبه فسد او ا دخل اصبعه الیابسة فیه اوفرجها ولو مبتلة فسد وهذا لو ادخل الا صبع الی موضع الحقنة ۱۲ درورد ص ۹۹ ج ۲ و عالمگیری ج ۱ ص ۲۰۲۔

۴: لو ادخل حلقه الدخان فطر ای دخان کان : ویمنع من بیع الدخان وشربه + وشاربه فی الصوم لا شك یفطر+۔ ویلزمه التکفیر لو ظن نا فعا+ وکذا دافعا شهوات بطن فقرروا + ۱۲ در و رد ص ۹۸ ج ۲۔

۵: ولو مکنت نفسها من صبی او مجنون فزنی بها فعلیها الکفارة ۱۲ فتاوی هندیه ص ۲۰۳ ج ۱۔

۶: اذ لا فرق بین وطئه عاقلة اوغیرها ۱۲ رد ص ۱۰۴ ج ۲۔

۷: فان نام فاحتلم لم یفطر وکذا اذا نظر الی امرأة وصار کالمتفکر اذا امنی ۱۲ شرح البدایه ص ۱۹۷ ج ۱ ودر ص ۱۴۹ ج ۱۔

۸: والقطر فی احلیله ماء او دهنا وان وصل الی المثانة ۱۲ در ج ۱ ص ۱۵۰۔

۹: او نزع المجامع حال کونه نا سیافی الحال عند ذکره وکذا عند طلوع الفجروان امنی بعد النزع کما لو نزع ثم او لج او رمی اللقمة من فیه عند ذکره او طلوع الفجر ۱۲ شرح التنویر ص ۱۴۹ و ج ۱ ص ۱۵۰ و بحر ص ۲۰۲ ج ۲۔

بعد اس کے جیسے ہی روزہ کا خیال آگیا یا جونہی صبح صادق ہوئی فوراً علیحدہ ہو گیا یا لقمے کو منہ سے پھینک دیا اگرچہ بعد علیحدہ ہو جانے کے منی بھی خارج ہو جائے تب بھی روزہ فاسد نہ ہو گا اور یہ انزال احتلام کے حکم میں ہو گا۔

مسئلہ ۱۸: مسواک[1] کرنے سے اگرچہ بعد زوال کے ہو تازی لکڑی سے ہو یا خشک سے روزے میں کچھ نقصان نہ آوے گا۔

مسئلہ ۱۹: عورت[2] کا بوسہ لینا اور اس سے بغلگیر ہونا مکروہ ہے جب کہ انزال کا خوف ہو یا اپنے نفس کے بے اختیار ہو جانے کا اور اس حالت میں جماع کر لینے کا اندیشہ ہو اور اگر یہ خوف و اندیشہ نہ ہو تو پھر مکروہ نہیں۔

مسئلہ ۲۰: کسی[3] عورت وغیرہ کے ہونٹ کا منہ میں لینا اور مباشرت فاحشہ یعنی خاص بدن برہنہ ملانا بدون دخول کے ہر حال میں مکروہ ہے خواہ انزال یا جماع کا خوف ہو یا نہیں۔

مسئلہ ۲۱: اگر[4] کوئی مقیم بعد نیت صوم کے مسافر بن جائے اور تھوڑی دور جا کر کسی بھولی ہوئی چیز کے لینے کو اپنے مکان واپس آئے اور وہاں پہنچ کر روزے کو فاسد کر دے تو اس کو کفارہ دینا ہو گا اس لئے کہ اس پر اس وقت مسافر کا اطلاق نہ تھا گو وہ ٹھہرنے کی نیت سے نہ گیا تھا اور نہ وہاں ٹھہرا۔

مسئلہ ۲۲: سوا[5] جماع(1) کے اور کسی سبب سے اگر کفارہ واجب ہوا ہو اور ایک کفارہ ادا نہ کرنے پایا ہو کہ دوسرا واجب ہو جائے تو ان دونوں کیلئے ایک ہی کفارہ کافی ہے اگرچہ دونوں کفارے دو رمضان کے ہوں۔ہاں جماع کے سبب سے جو روزے فاسد ہوئے ہوں تو اگر وہ ایک ہی رمضان کے روزے ہیں تو ایک ہی کفارہ کافی ہے۔اور دو رمضان کے ہیں تو ہر ایک رمضان کا کفارہ علیحدہ دینا ہو گا۔اگرچہ پہلا کفارہ ادا نہ کیا ہو۔

۱: ولا باس بالسواك الرطب بالغداة والعشي للصائم ۱۲ شرح البدایہ ج ۱ ص ۲۰۱ وفتاویٰ هندیه ج ۱ ص۱۹۷ در ج ۱ ص ۱۵۲۔

۲: ولا باس بالقبلة اذا امن علی نفسه الجماع اوالانزال ویکره اذالم یامن ۱۲ شرح البدایه ج۱ ص ۱۹۷و بحر ج ۲ ص ۲۷۲ وعالمگیری ج۱ ص ۱۹۸۔

۳: ان المباشرة الفاحشة تکره وان امن والمباشرة الفاحشة ان تعانقا وهما متجردان ویمس فرجه فرجها وهو مکروه بلا خلاف ۱۲ فتاویٰ هندیه ص ۱۹۸ ج ۱ وبحر ج۲ ص ۲۷۲ وهدایه ج ۱ ص ۱۹۷ القبلة الفاحشة بان یمضغ شفتیها تکره علی الاطلاق ۱۲ رد ص ۱۱۲ ج ۲۔

٤: ولو سافر فی شهر رمضان ثم رجع الی اهله لیحمل شیئا نسیه فاکل بمنزله ثم خرج القیاس ان تجب علیه الکفارة لانه رفض سفره ۱۲ فتاویٰ هندیه ج ۱ ص ۲۰۵۔

٥: ولو تکرر فطره ولم یکفر للاول یکفیه واحد ولو فی رمضانین واختار بعضهم للفتویٰ ان الفطر لغیر الجماع تداخل والا لا ای وان کان الفطر المتکرر فی یومین بجماع لا تداخل الکفارة وان لم یکفر للاول لعظم الجنایة ۱۲ در مختار ورد المحتار ص ۱۱۰ ج ۲ وبحر ص۲۷۷ ج ۲۔

(1) اس مسئلہ میں تین مسلک ہیں۔ایک یہ کہ کل کفارہ مطلقاً تداخل ہو سکتا ہے۔دوم یہ کہ ایک رمضان میں مطلقاً تداخل ہو سکتا ہے اور دو رمضان میں مطلقاً نہیں ہو سکتا۔سوم یہ کہ کفارہ جماع میں مطلقاً تداخل نہیں ہو سکتا اور کفارہ غیر جماع میں مطلقاً تداخل ہو سکتا ہے۔بہشتی زیور میں مسلک دوم کو اختیار کیا ہے اور بہشتی گوہر میں مسلک سوم کو۔یہ اختلاف رائے مولوی احمد علی صاحب مؤلف بہشتی زیور و مولوی عبدالشکور صاحب مؤلف علم الفقہ ہے۔اور حضرت مولانا مد ظلہ العالی نے امداد الفتاویٰ مبوب جلد دوم ص ۱۱۰ و ص ۱۱۱ میں ایک سوال کے جواب میں مسئلہ بہشتی زیور کو غیر معلوم السند اور مسئلہ بہشتی گوہر کو مستدل بالدر المختار ورد المختار خیال فرمایا ہے اور ہم نے اس کی اصلاح میں ثابت کیا ہے کہ مسئلہ بہشتی زیور یا خود از رد المختار ہے اور وہی ان کے نزدیک راجح ہے فمن شاء التفصیل فلیر اجع الی اصلاحاتنا المتعلقة بالتتمة المذکورة ۱۲ تصحیح الاغلاط۔پھر بعد میں بہشتی گوہر کے مسلک پر بھی ترمیم کر دی گئی اب حاصل مسئلہ کا یہ ہے کہ غیر جماع میں تو مطلقاً تداخل ہو سکتا ہے اور جماع میں ایک رمضان کے کفارات متداخل ہو سکتے ہیں دو رمضان کے نہیں کیونکہ جماع سے مطلقاً تداخل نہ ہونا خلاف ظاہر روایت ہے کما یظهر من الشامیة ومراقی الفلاح فلیر اجع خلاصہ یہ کہ ظاہر روایت میں ایک رمضان کے کفارات متداخل ہو سکتے ہیں جب کہ ہنوز کوئی کفارہ ادا نہ کیا ہو دو رمضان کے متداخل نہیں ہو سکتے اور اس میں جماع و غیر جماع سب مساوی ہیں مگر ہم نے غیر جماع میں قول صحیح و معتمد کو لے لیا ہے ۱۲ ظفر احمد۔

اعتکاف کے مسائل

مسئلہ ۱ اعتکاف[1] کے لئے تین چیزیں ضروری ہیں۔
۱) مسجد جماعت میں ٹھہرنا۔
۲) بہ نیت اعتکاف ٹھہرنا۔ پس بے قصد وارادہ ٹھہر جانے کو اعتکاف نہیں کہتے چونکہ نیت کے صحیح ہونے کے لئے نیت کرنے والے کا مسلمان اور عاقل ہونا شرط ہے لہٰذا عقل اور اسلام کا شرط ہونا بھی نیت کے ضمن میں آگیا۔
۳) حیض ونفاس سے خالی اور پاک ہونا اور جنابت سے پاک ہونا۔

مسئلہ۲ سب[2] سے افضل وہ اعتکاف ہے جو مسجد حرام یعنی کعبہ مکرمہ میں کیا جائے اس کے بعد مسجد نبوی کا۔ اس کے بعد مسجد بیت المقدس کا۔ اس کے بعد اس جامع مسجد کا جس میں جماعت کا انتظام ہو۔ اگر جامع مسجد میں جماعت کا انتظام نہ ہو تو محلے کی مسجد اس کے بعد وہ مسجد جس میں زیادہ جماعت ہوتی ہو۔

مسئلہ۳ اعتکاف[3] کی تین قسمیں ہیں واجب۔ سنت موکدہ۔ مستحب۔ واجب ہوتا ہے اگر نذر کی جائے نذر خواہ غیر معلق ہو جیسے کوئی شخص بے کسی شرط کے اعتکاف کی نذر کرے یا معلق جیسے کوئی شخص یہ شرط کرے کہ اگر میرا فلاں کام ہو جائے گا تو میں اعتکاف کروں گا۔ اور سنت موکدہ ہے رمضان کے اخیر عشرے میں نبی ﷺ سے بالالتزام اعتکاف کرنا احادیث صحیحہ میں منقول ہے مگر یہ سنت موکدہ بعض کے کر لینے سے سب کے ذمے سے اتر جائے گی اور مستحب ہے اس عشرہ رمضان کے اخیر عشرے کے سوا اور کسی زمانے میں خواہ وہ رمضان کا پہلا دوسرا عشرہ ہو یا اور کوئی مہینہ۔

مسئلہ۴ اعتکاف[4] واجب کے لئے صوم شرط ہے۔ جب کوئی شخص اعتکاف کرے گا تو اس کو روزہ رکھنا بھی ضروری ہوگا بلکہ اگر یہ بھی نیت کرے کہ میں روزہ نہ رکھوں گا تب بھی اس کو روزہ رکھنا لازم ہوگا۔ اسی وجہ سے اگر کوئی شخص رات کے اعتکاف کی نیت کرے تو وہ لغو سمجھی جاوے گی۔ کیونکہ رات روزے کا محل نہیں۔ ہاں اگر رات دن دونوں کی نیت کرے یا صرف کئی دنوں کی تو پھر رات ضمناً داخل ہو جائے گی اور رات کو بھی اعتکاف کرنا ضروری ہوگا اور اگر صرف ایک ہی دن کے اعتکاف کی نذر کرے تو پھر رات ضمناً بھی داخل نہ ہوگی روزے کا خاص اعتکاف کے لئے رکھنا ضروری نہیں خواہ کسی غرض سے روزہ رکھا جائے اعتکاف کے لئے کافی ہے مثلاً کوئی شخص رمضان میں اعتکاف کی نذر کرے تو رمضان کا روزہ اس اعتکاف کے لئے بھی کافی ہے۔ ہاں اس روزہ کا واجب ہونا ضروری ہے نفل روزے اس کے لئے کافی نہیں۔ مثلاً کوئی شخص نفل روزہ رکھے اور بعد اس کے اسی دن اعتکاف کی نذر کرے تو صحیح نہیں اگر کوئی شخص پورے رمضان کے اعتکاف کی نذر کرے اور اتفاق سے رمضان میں نہ کر سکے تو کسی اور مہینے میں اس کے بدلے کر لینے سے اس کی نذر

۱: اما شروطه فمنها النية حتى لو اعتكف بلا نية لا يجوز ومنها مسجد الجماعة ومنها الاسلام والعقل والطهارة عن الجنابة والحيض والنفاس ۱۲ فتاوىٰ هنديه ص ۲۰۹ ج ۱ و در ص ۱۵۵ ج۱ وبحر ص ۲۹۹ ج ۲۔

۲: وافضل الاعتكاف ما كان في مسجد الحرام ثم في مسجد النبي عليه الصلوٰة والسلام ثم في بيت المقدس ثم في الجامع ثم في كان اهله اكثر واوفر ۱۲ فتاوىٰ هنديه ص ۲۰۹ ج ۲ ورد ص ۱۲۹ ج ۲۔

۳: وهو ثلثة اقسام واجب بالنذر بلسانه وبالشرع وبا لتعليق وسنة مؤكدة في العشر الاخير من رمضان اى سنة كفاية ومستحب في غيره من الازمنة ۱۲ در ج ۱ ص ۱۵۵ و ج۱ ص ۱۵۶ وعالمگيرى ج ۱ ص ۲۰۹ وبحر ج ۲ ص ۲۹۹۔

۴: وشرط الصوم لصحة الاول اتفاقا فقط فلو نذر اعتكاف ليلة لم يصح وان نوى معها اليوم لعدم محليتها للصوم اما لو نوى بها اليوم صح بخلاف ما لو قال في نذره ليلا ونهارا فانه يصح وان لم يكن الليل محلا للصوم لانه يدخل الليل تبعا واعلم ان الشرط في الصوم مراعاة وجوده لا ايجاده للمشروط قصدا فلو نذر اعتكاف شهر رمضان لزمه واجزأه صوم رمضان عن صوم الاعتكاف لكن قالوا الصيام تطوعا ثم نذر اعتكاف ذلك اليوم لم يصح لانعقاده من اوله تطوعا فتعذر جعله واجبا وان لم يعتكف رمضان المعين اقضى شهرا غيره اي متتابعا لعود شرطه الى الكمال الاصلي فلم يجز في رمضان اخر ولا في واجب سوى قضاء رمضان الاول ۱۲ در مختار ص ۱۵٦ ج ۱ و بحر ص ۳۰۰ ج ۲ عالمگيرى ص ۲۰۹ ج۱۔

پوری ہو جائے گی مگر علی الاتصال روزے رکھنا اور ان میں اعتکاف کرنا ضروری ہوگا۔

مسئلہ ۴ اعتکاف[1] مسنون میں تو روزہ ہوتا ہی ہے اس لئے اس کے واسطے شرط کرنے کی ضرورت نہیں۔

مسئلہ ۵ اعتکاف[2] مستحب[(1)] میں بھی احتیاط یہ ہے کہ روزہ شرط ہے اور معتمد یہ ہے کہ شرط نہیں۔

مسئلہ ۶ اعتکاف[3] واجب کم سے کم ایک دن ہو سکتا ہے اور زیادہ جس قدر نیت کرے اور اعتکاف مسنون ایک عشرہ اس لئے کہ اعتکاف مسنون رمضان کے اخیر عشرے میں ہوتا ہے اور اعتکاف مستحب کیلئے کوئی مقدار مقرر نہیں ایک منٹ بلکہ اس سے بھی کم ہو سکتا ہے۔

مسئلہ ۷ حالت[4] اعتکاف میں دو قسم کے افعال حرام ہیں یعنی ان کے ارتکاب سے اگر اعتکاف واجب یا مسنون ہے تو فاسد ہو جائے گا۔ اور اسکی[(2)] قضا کرنا پڑے گی اور اگر اعتکاف مستحب ہے تو ختم ہو جائے گا۔ اسلئے کہ اعتکاف مستحب کیلئے کوئی مدت مقرر نہیں پس اسکی قضا بھی نہیں۔

پہلی قسم اعتکاف[5] کی جگہ سے بے ضرورت باہر نکلنا ضرورت عام ہے خواہ طبعی ہو یا شرعی۔ طبعی جیسے پاخانہ پیشاب۔ غسل جنابت۔ کھانا کھانا بھی ضرورت طبعی میں داخل ہے جب کہ کوئی شخص کھانا لانے والا نہ ہو۔ شرعی ضرورت جیسے جمعہ کی نماز۔

مسئلہ ۹ جس[6] ضرورت کے لئے اپنے اعتکاف کی مسجد سے باہر جائے بعد اس کے فارغ ہونے کے وہاں قیام نہ کرے اور جہاں تک ممکن ہو ایسی جگہ اپنی ضرورت رفع کرے جو اس مسجد سے زیادہ قریب ہو۔ مثلاً پاخانے کے لئے اگر جائے اور اس کا گھر دور ہو اور اس کے کسی دوست وغیرہ کا گھر قریب ہو تو وہیں جائے۔ ہاں اگر اس کی طبیعت اپنے گھر سے مانوس ہو اور دوسری جگہ جانے سے اس کی ضرورت رفع نہ ہو تو پھر جائز ہے۔ اگر جمعے کی نماز کے لئے کسی مسجد میں جائے اور بعد نماز کے وہیں ٹھہر جائے اور وہیں اعتکاف کو پورا کرے تب بھی جائز ہے مگر مکروہ ہے۔

مسئلہ ۱۰ بھولے[7] سے بھی اپنی اعتکاف کی مسجد کو ایک منٹ بلکہ اس سے بھی کم چھوڑ دینا جائز نہیں۔

مسئلہ ۱۱ جو[8] عذر کثیر الوقوع نہ ہوں ان کے لئے اپنے معتکف کو چھوڑ دینا منافی اعتکاف ہے مثلاً کسی مریض کی عیادت کیلئے یا کسی ڈوبتے ہوئے کو

۱: وسکتوا عن بیان حکم المسنون لظھور انہ لا یکون الا بصوم عادۃ ۱۲ رد ص ۱۳۰ ج ۲۔

۲: وشرط الصوم لصحۃ الاول (ای النذر) اتفاقا علی المذھب ومقابلہ روایۃ الحسن انہ شرط للتطوع ایضا وھو مبنی علی اختلاف الروایۃ فی ان التطوع مقدر بیوم اولا ففی روایۃ الاصل انہ غیر مقدر فلم یکن الصوم شرطالہ وعلی روایۃ تقدیرہ بیوم وھی روایۃ الحسن ایضاً یکون الصوم شرطا لہ کما فی البدائع ۱۲ در مختار شامی ص ۲۰۹ ج۲۔

۳: واقلہ ای اقل مدۃ الاعتکاف الواجب یوم عند الامام واقل مدۃ اعتکاف النفل ساعۃ وسنۃ موکدۃ وھو اعتکاف العشر الاخیر من رمضان ۱۲ مجمع الانھر بتغیر ص ۲۵۵ ج ۱۔

۴: وحرم علیہ ای علی المعتکف اعتکافا واجبا واما النفل فلہ الخروج لانہ منہ لا مبطل ۱۲ در ص ۱۵۷ ج ۱ بحر ص ۳۰۱ ج ۲۔

۵: حرم علیہ الخروج الا لحاجۃ الانسان طبیعیۃ کبول وغائط وغسل لو احتلم ولا یمکنہ الاغتسال فی المسجد ۱۲ در مختار ص ۱۵۷ ج ۱ فی البحر وقیل یخرج بعد الغروب للاکل والشرب وینبغی حملہ علی ما اذا لم یجد من یاتی لہ بہ فحینئذٍ یکون من الحوائج الضروریۃ ص ۳۰۲ ج ۲ او شرعیۃ کعید والجمعۃ وقت الزوال ص ۳۰۲ ج ۱۔

۶: ولا یمکث بعد فراغہ من الطھور ولا یلزمہ ان یاتی بیت صدیقہ القریب (الی قولہ) لان الانسان قد لا یالف غیر بیتہ رحمتی (شامی ص ۱۸۰ ج ۲) ومن بعد معتکفہ خرج فی وقت یدرکھا (ای الجمعۃ) ولو مکث اکثر کیوم ولیلۃ او اتم اعتکافہ فیہ لم یفسد لانہ محل لہ ان مسجد الجمعۃ محل للاعتکاف وکرہ تنزیھا لمخالفتہ ما التزمہ بلا ضرورۃ ۱۲ در ورد ص ۱۳۲ و ص ۱۳۳ ج ۲ وبحر ص ۳۰۱ ج ۲۔

۷: فلو خرج ولو ناسیا ساعۃ زمانیۃ بلا عذر فسد ۱۲ شرح التنویر ص ۱۵۵ ج ۱ وبحر ص ۳۰۲ ج ۲۔

۸: واما ما لا یغلب کانجاء غریق وانھدام مسجد فمسقط للاثم لا للبطلان لو خرج لھا ثم ذھب لعیادۃ مریض او صلوۃ جنازۃ من غیران یکون خرج لذلک قصدا فانہ جائز ۱۲ در ورد ص ۱۳۲ و ص ۱۳۳ ج ۲ وبحر ص ۳۰۲ ج ۲ عالمگیری ص ۲۱۱ ج ۱۔

(۱) اعتکاف مستحب میں بھی احتیاط یہ ہے کہ روزہ شرط ہے اعتکاف مستحب میں دو قول ہیں۔ ایک یہ کہ اسکی مقدار کم از کم ایک دن ہے اور یہ احتیاط اسی قول کے مطابق ہے۔ دوسرا یہ کہ اس کے لئے کوئی مقدار مقرر نہیں ہے مسئلہ نمبر ۸ دوسرے قول کے مطابق لکھا گیا ہے۔ ف۔

(۲) مطلب یہ ہے کہ جتنے دنوں کا اعتکاف فوت ہو گیا اس کو قضا کرنا پڑے گا واجب کی قضا واجب ہے اور سنت کی سنت ہے اور رمضان کے اعتکاف کی قضا کیلئے رمضان ہونا ضروری نہیں ہے البتہ روزہ ہونا ضروری ہے ۱۲ منہ۔

بچانے کے لئے یا آگ بجھانے کو یا مسجد کے گرنے کے خوف سے گو ان صورتوں میں معتکف سے نکل جانا گناہ نہیں بلکہ جان بچانے کی غرض سے ضروری ہے مگر اعتکاف قائم نہ رہے گا۔ اگر کسی شرعی یا طبعی ضرورت کے لئے نکلے اور اس درمیان میں خواہ ضرورت رفع ہونے کے پہلے یا اس کے بعد کسی مریض کی عیادت کرے یا نماز جنازے میں شریک ہو جائے تو کچھ مضائقہ نہیں۔

مسئلہ[۱] جمعے کی نماز کے لئے ایسے وقت جاوے کہ تحیۃ المسجد اور سنت جمعہ وہاں پڑھ سکے اور بعد نماز کے بھی سنت پڑھنے کے لئے ٹھہرنا جائز ہے اس مقدار وقت کا اندازہ اس شخص کی رائے پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ اگر اندازہ غلط ہو جائے یعنی کچھ پہلے سے پہنچ جائے تو کچھ مضائقہ نہیں۔

مسئلہ[۲] اگر کوئی شخص زبردستی معتکف سے باہر نکال دیا جائے تب بھی اس کا اعتکاف قائم نہ رہے گا۔ مثلاً کسی جرم میں حاکم وقت کی طرف سے وارنٹ جاری ہو اور سپاہی اس کو گرفتار کر لے جائیں یا کسی کا قرض چاہتا ہو اور وہ اس کو باہر نکالے۔

مسئلہ[۳] اسی طرح اگر کسی شرعی یا طبعی ضرورت سے نکلے اور راستہ میں کوئی قرض خواہ روک لے یا بیمار ہو جائے اور پھر معتکف تک پہنچنے میں کچھ دیر ہو جائے تب بھی اعتکاف قائم نہ رہے گا۔

دوسری قسم ان[۴] افعال کی جو اعتکاف میں ناجائز ہیں جماع وغیرہ کرنا خواہ عمداً کیا جائے یا سہواً اعتکاف کا خیال نہ رہنے کے سبب سے مسجد میں کیا جائے یا مسجد سے باہر۔ ہر حال میں اعتکاف باطل ہو جائے گا۔ جو افعال کہ تابع جماع کے ہیں جیسے بوسہ لینا یا معانقہ کرنا وہ بھی حالت اعتکاف میں ناجائز ہیں مگر ان سے اعتکاف باطل نہیں ہوتا تاوقتیکہ منی نہ خارج ہو۔ ہاں اگر ان افعال سے منی کا خروج ہو جائے تو پھر اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔ البتہ صرف خیال اور فکر سے اگر منی خارج ہو جائے تو اعتکاف فاسد نہ ہو گا۔

مسئلہ[۵] حالت[۵] اعتکاف میں بے ضرورت کسی دنیاوی کام میں مشغول ہونا مکروہ تحریمی ہے مثلاً بے ضرورت خرید و فروخت یا تجارت کا کوئی کام کرنا۔ ہاں جو کام نہایت ضروری ہو مثلاً گھر میں کھانے کو نہ ہو اور اسکے سوا کوئی دوسرا شخص قابل اطمینان خریدنے والا نہ ہو ایسی حالت میں خرید و فروخت کرنا جائز ہے مگر مبیع کا مسجد میں لانا کسی حال میں جائز نہیں بشرطیکہ اسکے مسجد میں لانے سے مسجد کے خراب ہو جانے یا جگہ رک جانے کا خوف ہو۔ ہاں اگر مسجد کے خراب ہونے یا جگہ رک جانے کا خوف نہ ہو تو بعض کے نزدیک جائز ہے۔

مسئلہ[۶] حالت[۶] اعتکاف میں بالکل چپ بیٹھنا بھی مکروہ تحریمی ہے ہاں بری باتیں زبان سے نہ نکالے جھوٹ نہ بولے غیبت نہ کرے بلکہ قرآن مجید کی تلاوت یا کسی دینی علم کے پڑھنے پڑھانے یا کسی اور عبادت میں اپنے اوقات صرف کرے خلاصہ یہ کہ چپ بیٹھنا کوئی عبادت نہیں۔

۱: یخرج فی وقت یمکنه ادراکها وصلوة اربع قبلها ورکعتان تحیة المسجد یحکم فی ذلك رایه ان یجتهد فی خروجه علی ادراك سماع الجمعة ۱۲ بحر ص ۳۲ ج ۲۔

۲و۳: لو خرج ناسیا او مکرها او لیول فحبسه الغریم ساعة فسد عنده ۱۲ رد ص ۱۳۳ ج ۲ وعالمگیری ص ۳۱۱ ج ۱۔

۴: ومنها الجماع ودواعیه فیحرم علی المعتکف الجماع ودواعیه نحو المباشرة والتقبیل واللمس والمعانقه والجماع فیما دون الفرج واللیل والنهار سواء والجماع عامدا و ناسیا لیلا او نهارا یفسد الاعتکاف انزل اولم ینزل وما سواه یفسد اذا انزل وان لم ینزل لا یفسد ولو امنی بالتفکر والنظر لا یفسد اعتکافه ۱۲ فتاوی هندیه ص ۲۱۱ ج ۱ ودر ص ۱۵۸ ج ۱ و بحر ص ۳۰۴ ج ۲۔

۵: فلو خرج لاجلها فسد لعدم الضرورة وقیل یخرج بعد الغروب للاکل والشرب وینبغی حمله علی ما اذا لم یجد من یاتی له به فحینئذ یکون من الحوائج الضرورة وکره تحریما احضار مبیع فیه ودل تعلیلهم ان المبیع لو لم یشغل البقعة لا یکره احضاره کدراهم یسیرة لکن مقتضی التعلیل الاول الکراهة وان لم یشغل ۱۲ رد ج ۲ ص ۱۳۴ وبحر ج ۲ ص ۳۰۳۔

۶: ویکره تحریما صمت ان اعتقده قربة والا لا ولا یتکلم الا بخیر وهو ما لا اثم فیه ومن المباح عند الحاجة الیه کقراءة قران و حدیث وعلم وتدریس فی سیر الرسول ﷺ وقصص الانبیاء علیهم السلام وحکایات الصالحین وکتابة امور الدین ۱۲ در مختار وبحر ص ۳۰۴ ج ۲ عالمگیری ص ۲۱۱ ج ۱۔

زکوٰۃ کا بیان

مسئلہ ۱ سال[1] گذرنا سب میں شرط ہے۔

مسئلہ ۲ ایک[2] قسم جانوروں کو جن میں زکوٰۃ فرض ہے سائمہ ہے۔ اور سائمہ وہ جانور ہیں جن میں یہ باتیں پائی جاتی ہیں۔

۱) سال کے اکثر حصے میں اپنے منہ سے چر کے اکتفا کرتے ہوں اور گھر میں ان کو کھڑے کر کے نہ کھلایا جاتا ہو۔ اگر نصف سال اپنے منہ سے چر کے رہتے ہوں اور نصف سال ان کو گھر میں کھڑے کر کے کھلایا جاتا ہو تو پھر وہ سائمہ نہیں ہیں۔ اسی طرح اگر گھاس ان کیلئے گھر میں منگائی جاتی ہو خواہ وہ بقیمت یا بے قیمت تو پھر وہ سائمہ نہیں ہیں۔

۲) دودھ کی غرض سے یا نسل کے زیادہ ہونے کے لئے یا فربہ کرنے کے لئے رکھے گئے ہوں اگر دودھ اور نسل اور فربہی کی غرض سے نہ رکھے گئے ہوں بلکہ گوشت کھانے کے لئے یا سواری کے لئے تو پھر سائمہ نہ کہلائیں گے۔

سائمہ جانوروں کی زکوٰۃ کا بیان

مسئلہ ۱ سائمہ[3] جانوروں کی زکوٰۃ میں یہ شرط ہے کہ وہ اونٹ اونٹنی یا گائے، بیل، بھینس، بھینسا، بکرا، بکری، بھیڑ، دنبہ ہو جنگلی جانوروں پر جیسے ہرن وغیرہ زکوٰۃ فرض نہیں۔ ہاں اگر تجارت کی نیت سے خرید کر رکھے جائیں تو ان پر تجارت کی زکوٰۃ فرض ہو گی۔ جو جانور کسی دیسی اور جنگلی جانور سے مل کر پیدا ہوں تو اگر ان کی ماں دیسی ہے تو وہ دیسی سمجھے جائیں گے اور اگر جنگلی ہے تو جنگلی سمجھے جائیں گے۔ مثال بکری اور ہرن سے کوئی جانور پیدا ہوا ہو تو وہ بکری کے حکم میں ہے اور نیل گاؤ اور گائے سے کوئی جانور پیدا ہو تو وہ گائے کے حکم میں ہے۔

مسئلہ ۲ جو[4] جانور سائمہ ہو اور سال کے درمیان میں اس کو تجارت کی نیت[(1)] سے بیچ کر دیا جائے تو اس سال اس کی زکوٰۃ نہ دینا پڑے گی اور جب سے اس نے تجارت کی نیت کی اس وقت سے اس کا تجارتی سال شروع ہوگا۔

مسئلہ ۳ جانوروں[5] کے بچوں میں اگر وہ تنہا ہو تو زکوٰۃ فرض نہیں۔ ہاں اگر ان کے ساتھ بڑا جانور بھی ہو تو پھر ان پر بھی زکوٰۃ فرض ہو جائے گی اور زکوٰۃ میں وہی بڑا جانور دیا جائے گا اور سال پورا ہونے کے بعد اگر وہ بڑا جانور مر جائے تو زکوٰۃ ساقط ہو جائے گی۔

مسئلہ ۴ وقف[6] کے جانوروں پر زکوٰۃ فرض نہیں۔

مسئلہ ۵ گھوڑوں[7] پر جب وہ سائمہ ہوں اور نر و مادہ مخلوط ہوں زکوٰۃ ہے یا تو فی گھوڑا ایک دینار یعنی پونے تین تولہ چاندی دے دے اور یا سب کی قیمت لگا کر اسی قیمت کا چالیسواں حصہ دے دے۔

مسئلہ ۶ گدھے[8] اور خچر پر جب کہ تجارت کیلئے نہ ہوں زکوٰۃ فرض نہیں۔

۱: وحال علیہ الحول ۱۲ شرح البدایہ ص ۱۶۵ و ۱۶۸ ج ۱ وعالمگیری ص ۱۷۲ ج ۱۔

۲: السائمۃ ھی الراعیۃ المکتفیۃ بالرعی المباح فی اکثر العام بقصد الدر والنسل والزیادۃ والسمن لو اسامھا للحم فلا زکوٰۃ فیھا کما لو اسامھا للمحمل والرکوب فلو علفھا نصفہ لا تکون سائمۃ اذ لو حمل الکلاء الیھا فی البیت لا تکون سائمۃ ۱۲ در ورد ص ۱۵ ج ۲ وعالمگیری ص ۱۷۴ ج ۱ وبحر ص ۲۱۲ ج ۲۔

۳: اطلقھا فشمل المتولدۃ من اھلی ووحشی لکن بعد کون الام اھلیۃ کالمتولدۃ من شاۃ وظبی وبقر وحشی واھلی فتجب الزکوٰۃ بھا ۱۲ رد ص ۱۵ ج ۲۔

٤: لو باع السائمۃ فی وسط الحول او قبلہ فانہ یستقبل حولا اخر ۱۲ در ج ۱ ص ۱۳۱۔

۵: ولا فی حمل وفصیل وعجول الا تبعا لکبیر ولو واحدا ویجب ذلک الواحد وھلاکہ یسقطھا ۱۲ در ج ۱ ص ۱۳۳ وبحر ج ۲ ص ۲۱۷ وعالمگیری ج ۱ ص ۱۷۵۔

٦: ولیس فی سوائم الوقف (الزکوٰۃ) ۱۲ در ج ۱ ص ۱۳۱۔

۷: اذا کانت الخیل سائمۃ ذکورا واناثا فصاحبھا بالخیار ان شاء اعطی من کل فرس دینارا وان شاء قومھا واعطی عن کل مائتین خمسۃ دراھم ۱۲ شرح البدایہ ج ۱ ص ۱۷۸۔

۸: ولا فی بغال وحمیر لیست للتجارۃ فلو لھا فلا کلام ۱۲ در ج ۱ ص ۱۳٤۔

(۱) یعنی کسی جانور کے بدلے میں یا اسباب کے بدلے میں اس کو فروخت کر دیا اور اب اس جانور یا اسباب کے خریدنے کے وقت تجارت کی نیت کر لی۔ ۱۲

اونٹ کا نصاب

یادر کھو[1] کہ پانچ اونٹ میں زکوٰۃ فرض ہے اس سے کم میں نہیں پانچ اونٹ میں ایک بکری اور دس میں دو۔ اور پندرہ میں تین اور بیس میں چار بکری دینا فرض ہے خواہ نر ہو یا مادہ مگر ایک سال سے کم نہ ہو اور درمیان میں کچھ نہیں پھر پچیس اونٹ میں ایک ایسی اونٹنی جس کو دوسرا برس شروع ہو۔ اور چھبیس سے پینتیس تک کچھ نہیں پھر چھتیس اونٹ میں ایک ایسی اونٹنی جس کو تیسرا برس شروع ہو چکا ہو اور سینتیس ۳۷ سے پینتالیس ۴۵ تک کچھ نہیں۔ پھر چھیالیس ۴۶ اونٹ میں ایک ایسی اونٹنی جس کو چوتھا برس شروع ہو۔ اور سینتالیس ۴۷ سے ساٹھ ۶۰ تک کچھ نہیں۔ پھر اکسٹھ ۶۱ اونٹ میں ایک ایسی اونٹنی جس کو پانچواں برس شروع ہو۔ اور باسٹھ ۶۲ سے پچھتر تک کچھ نہیں۔ پھر چھہتر ۷۶ اونٹ میں دو ۲ ایسی اونٹنیاں جن کو تیسرا برس شروع ہو۔ اور ستتر ۷۷ سے نوے ۹۰ تک کچھ نہیں۔ پھر اکیانوے ۹۱ اونٹ میں دو ایسی اونٹنیاں جن کو چوتھا برس شروع ہو۔ اور بانوے ۹۲ سے ایکسو بیس ۱۲۰ تک کچھ نہیں۔ پھر جب ایکسو بیس ۱۲۰ سے زیادہ ہو جائیں تو پھر نیا حساب کیا جائے گا یعنی اگر چار زیادہ ہیں تو کچھ نہیں۔ جب زیادتی پانچ تک پہنچ جائے یعنی ایک سو پچیس ۱۲۵ ہو جائیں تو ایک بکری اور دو دو اونٹنیاں جن کو چوتھا سال شروع ہو جائے اسی طرح ہر پانچ میں ایک بکری بڑھتی رہے گی ایک سو ۱۴۴ چوالیس تک۔ اور ایک سو ۱۴۵ پینتالیس ہو جائیں تو ایک دوسرے(۱) برس والی اونٹنی، اور دو تین برس والی ایک سو انچاس ۱۴۹ تک۔ اور جب ایک سو پچاس ۱۵۰ ہو جائیں تو تین اونٹنیاں چوتھے برس والی واجب ہوں گی جب اس سے بھی بڑھ جائیں تو پھر نئے سرے سے حساب ہو گا یعنی پانچ اونٹوں میں چوبیس ۲۴ تک فی پانچ اونٹ ایک بکری تین چوتھے برس والی اونٹنی کے ساتھ۔ اور پچیس ۲۵ میں ایک دوسرے برس والی اونٹنی۔ اور چھتیس ۳۶ میں ایک تیسرے برس والی اونٹنی۔ پھر جب ایک سو چھیانوے ۱۹۶ ہو جائیں تو چار تین برس والی اونٹنی دو سو ۲۰۰ تک۔ پھر جب اس سے بھی بڑھ جائیں تو ہمیشہ اسی طرح حساب چلے گا جیسا کہ ڈیڑھ ۱۵۰ سو کے بعد سے چلا ہے۔

مسئلہ[2] اونٹ کی زکوٰۃ میں اگر اونٹ دیا جائے تو مادہ ہونا چاہئے البتہ نر اگر قیمت میں مادہ کے برابر ہو تو درست ہے۔

۱: ليس في اقل من خمس ذود صدقة فاذا بلغت خمسا سائمة وحال عليها الحول ففيها شاة الى تسع فاذا كانت عشرا ففيها شاتان الى اربع عشرة فاذا كانت خمس عشرة ففيها ثلث شياه الى تسع عشرة فاذا كانت عشرين ففيها اربع شاة الى اربع وعشرين فاذا بلغت خمسا وعشرين ففيها بنت مخاض وهي التي طعنت في الثانية الى خمس وثلثين فاذا كانت ستا وثلثين ففيها بنت لبون وهي التي طعنت في الخامسة الى خمس و اربعين فاذا كانت ستا و اربعين ففيها حقة و هي التي طعنت في الرابعة الى ستين فان كانت احدى و ستين ففيها جذعة و هي التي طعنت في الخامسة الى خمس وسبعين فاذا كانت ستا و سبعين ففيها بنتا لبون الى تسعين فاذا كانت احدى وتسعين ففيها حقتان الى مائة وعشرين ثم اذا زادت على ما ته وعشرين تستانف الفريضة فيكون في الخمس شاة مع الحقتين وفي العشر شاتان وفي خمس عشرة ثلث شياه وفي العشرين اربع شياه وفي خمس وعشرين بنت مخاض الى مائة وخمسين فيكون فيها ثلث حقاق ثم تستانف الفريضة فيكون في الخمس شاة وفي العشر شاتان وفي خمس عشر ثلث شياه وفي عشرين اربع شياه وفي خمس وعشرين بنت مخاض وفي ست وثلثين بنت لبون فاذا بلغت مائة وستا وتسعين ففيها اربع حقاق الى مائتين ثم تستانف الفريضة ابدا كما تستانف في الخمسين التي بعد المائة والخمسين ۱۲ شرح البدايه ج ۱ ص ۱۶۸ و ۱۶۹ و در ج ۱ ص ۱۳۱ وبحر ص ۲۱۳ و ص ۲۱۴۔

۲: ولا تجزي ذكور الابل الا بالقيمة للاناث ۱۲ در ص ۱۳۲ ج ۱۔

(۱) بجائے لفظ دو برس کے اس مرتبہ لفظ دوسرے برس درج کیا گیا ۱۲۔

گائے اور بھینس کا نصاب

گائے اور بھینس دونوں ایک قسم میں ہیں دونوں کا نصاب بھی ایک ہے اور اگر دونوں کے ملانے سے نصاب پورا ہوتا ہو تو دونوں کو ملا ئیں گے مثلاً بیں گائے ہوں اور دس ۱۰ بھینسیں تو دونوں کو ملا کر تیس کا نصاب پورا کرلیں گے مگر زکوۃ میں وہی جانور دیا جائے گا جس کی تعداد زیادہ ہو یعنی اگر گائے زیادہ ہیں تو زکوۃ میں گائے دی جائے گی اور اگر بھینس زیادہ ہیں تو زکوۃ میں بھینس دی جائے گی اور جو دونوں برابر ہوں تو قسم اعلیٰ میں جو جانور کم قیمت کا ہو یا قسم ادنیٰ میں جو جانور زیادہ قیمت کا ہو دیا جائے گا پس تیس ۳۰ گائے بھینس میں ایک گائے یا بھینس کا بچہ جو پورے ایک برس کا ہو نر ہو یا مادہ تیس سے کم میں کچھ نہیں اور تیس کے بعد انتالیس ۳۹ تک بھی کچھ نہیں۔ چالیس ۴۰ گائے بھینس میں پورے دو برس کا بچہ نر یا مادہ اکتالیس ۴۱ سے انسٹھ تک ۵۹ تک کچھ نہیں جب ساٹھ ہو جائیں تو ایک ایک برس کے دو بچے دیئے جائیں گے۔ پھر جب ساٹھ سے زیادہ ہو جائیں تو ہر تیس میں ایک برس کا بچہ۔ اور ہر چالیس میں دو برس کا بچہ۔ مثلاً ستر ہو جائیں تو ایک ایک برس کا بچہ اور ایک دو برس کا بچہ۔ کیونکہ ستر میں ایک تیس کا نصاب ہے اور ایک چالیس کا۔ اور جب اسی ہو جائیں تو دو ۲ برس کے دو بچے۔ کیونکہ اسی میں چالیس کے دو نصاب ہیں۔ اور نوے میں ایک ایک برس کے تین بچے۔ کیونکہ نوے میں تیس کے تین نصاب ہیں۔ اور سو میں دو بچے ایک ایک برس کے اور ایک بچہ دو برس کا۔ کیونکہ سو ۱۰۰ میں دو نصاب تیس تیس کے اور ایک نصاب چالیس کا ہے۔ ہاں جہاں کہیں دونوں نصابوں کا حساب مختلف نتیجہ پیدا کرتا ہو وہاں اختیار ہے چاہے جس کا اعتبار کریں مثلاً ایکسو بیس میں چار نصاب تو تیس کے ہیں اور تین نصاب چالیس کے پس اختیار ہے کہ تیس کے نصاب کا اعتبار کر کے ایک ایک برس کے چار بچے دیں خواہ چالیس کے نصاب کا اعتبار کر کے دو دو برس کے تین بچے دیں۔

بکری بھیڑ کا نصاب

زکوۃ کے بارے میں بکری بھیڑ سب یکساں ہیں خواہ بھیڑ دمدار ہو جسکو دنبہ کہتے ہیں یا معمولی ہو۔ اگر دونوں کا نصاب الگ الگ پورا ہو تو دونوں کی زکوۃ[(1)] ساتھ دی جائے گی اور مجموعہ ایک نصاب ہو گا اور اگر ہر ایک کا نصاب پورا نہ ہو مگر دونوں کے ملا لینے سے نصاب پورا ہو جاتا ہے تب بھی دونوں کو ملا لیں گے۔ اور جو زیادہ ہو گا تو زکوۃ میں وہی دیا جائے گا اور دونوں برابر ہوں تو اختیار ہے چالیس بکری یا بھیڑ

۱: نصاب البقر والجاموس (ویکمل به نصاب البقرة وتوخذ الزکوة من اغلبها وعند الاستواء یوخذ اعلی الادنی وادنی الاعلی) ثلثون سائمة (ذکوراً کانت او اناثا وکذا الجوامیس) غیر مشترکة وفیها تبیع لانه یتبع امه ذو سنة کاملة او تبیعة انثاه وفی اربعین مسن ذو سنتین او مسنة وفیما زاد علی الاربعین بحسابه فی ظاهر الروایة عن الامام (ای لا یکون عفوا بل یحسب الی ستین ففی الواحدة الزائدة ربع عشر مسنة فی الثنتین نصف عشر مسنة) وعنه لا شیئ فیما زاد الی ستین ففیها ضعف ما فی ثلثین وهو قولهما والثلاثة وعلیه الفتوی ثم فی کل ثلثین تبیع وفی کل اربعین مسنة (فیتغیر الواجب) بکل عشرة ففی سبعین تبیع ومسنة وفی ثمانین مسنتان وفی تسعین ثلاث اتبعة وفی مائة تبیعان ومسنة الا اذا تداخلا کمائة وعشرین بین اربع اتبعة وثلث مسنات وهکذا ای الحکم علی هذا المنوال ففی مائتین واربعین ثمانیة اتبعة او ست مسنات ۱۲ درمختار ص ۱۸ ج ۲ هدایه ص ۱۶۹ ج ۱۔

۲: نصاب الغنم ضانا او معزا فانهما سواء فی تکمیل النصاب اربعون وفیها شاة تعم الذکور والاناث وفی مائة واحد وعشرین شاتان وفی مائتین وواحدة ثلث شیاه وفی اربع مائة اربع شیاه وما بینهما عفو ثم بعد بلوغها اربعمائة فی کل مائة شاة الی غیر نهایة و یوخذ فی زکوتها ای الغنم الثنی من الضان والمعز وهو ما تمت له سنة لا الجذع الا بالقیمة وهو ما اتی علیه اکثرها ۱۲ در ص ۱۳۳ ج ۱ ورد ص ۱۹ ج ۲ وهدایه ص ۱۷۰ ج ۱۔

(۱) اس مسئلہ میں بہت سی تحقیق کے بعد منقح ہو گیا کہ اس صورت میں بھی مجموعہ کو ایک ہی قسم قرار دے کر ایک قسم میں جو زکوۃ واجب ہوتی ہے وہی مجموعہ پر ہو گی مثلاً چالیس بکری ہیں اور چالیس بھیڑ تو ایسا ہی ہو گا جیسے اسی ۸۰ بکریاں یا اسی ۸۰ بھیڑ ہوں اور زکوۃ میں ایک ہی واجب ہو گی لیکن اگر بکری دے تو ادنیٰ درجہ کی اور اگر بھیڑ دے گا تو اعلیٰ درجہ کی غرض اس کو دو نصاب نہ کہیں گے اور دو جانور واجب نہ کہیں گی جیسا کہ المختصر فی زکوۃ الغنم میں اس کی تفصیل مذکور ہے ۱۲ منہ۔

سے کم میں کچھ نہیں۔ چالیس بکری یا بھیڑ میں ایک بکری یا بھیڑ، چالیس کے بعد ایک سو بیس تک زائد میں کچھ نہیں۔ پھر ایک سو اکیس میں دو بھیڑ یا بکریاں اور ایک سو بائیس سے دو سو تک زائد میں کچھ نہیں پھر دو سو ایک میں تین بھیڑ یا بکریاں۔ پھر تین سو ننانوے تک زائد میں کچھ نہیں پھر چار سو میں چار بکریاں یا بھیڑیں پھر چار سو سے زیادہ میں ہر سو میں ایک بکری کے حساب سے زکوٰۃ دینا ہوگی سو سے کم میں کچھ نہیں۔

مسئلہ بھیڑ بکری کی زکوٰۃ میں نر مادہ کی قید نہیں ہاں ایک سال سے کم کا بچہ نہ ہونا چاہئے خواہ بھیڑ ہو یا بکری۔

زکوٰۃ کے متفرق مسائل

مسئلہ ۱ اگر[1] کوئی شخص حرام[(1)] مال کو حلال کے ساتھ ملا دے تو سب کی زکوٰۃ اس کو دینا ہوگی۔

مسئلہ ۲ اگر[2] کوئی شخص زکوٰۃ واجب ہونے کے بعد مر جائے تو اس کے مال کی زکوٰۃ نہ لی جائے گی۔ ہاں اگر وہ وصیت کر گیا ہو تو اس کے تہائی مال میں سے زکوٰۃ لے لی جائے گی، گو یہ تہائی پوری زکوٰۃ کو کفایت نہ کرے۔ اور اگر اس کے وارث تہائی سے زیادہ دینے پر راضی ہوں تو جس قدر وہ اپنی خوشی سے دے دیں لے لیا جائے گا۔

مسئلہ ۳ اگر[3] ایک سال کے بعد قرض خواہ اپنا قرض مقروض کو معاف کر دے تو قرض خواہ کو زکوٰۃ اس ایک سال کی نہ دینا پڑے گی۔ ہاں اگر وہ مدیون مالدار ہے تو اس کو معاف کرنا مال کا ہلاک کرنا سمجھا جائے گا اور دائن کو زکوٰۃ دینا پڑے گی۔ کیونکہ زکوٰتی مال کے ہلاک کر دینے سے زکوٰۃ ساقط نہیں ہوتی۔

مسئلہ ۴ فرض[4] و واجب صدقات کے علاوہ صدقہ دینا اسی وقت میں مستحب ہے جب کہ مال اپنی ضرورتوں اور اپنے اہل و عیال کی ضرورتوں سے زائد ہو ورنہ مکروہ ہے۔ اسی طرح اپنے کل مال کا صدقہ میں دے دینا بھی مکروہ ہے ہاں اگر وہ اپنے نفس میں توکل اور صبر کی صفت بہ یقین جانتا ہو اور اہل و عیال کو بھی تکلیف کا احتمال نہ ہو تو پھر مکروہ نہیں بلکہ بہتر ہے۔

مسئلہ ۵ اگر[5] کسی نابالغ لڑکی کا نکاح کر دیا جائے اور وہ شوہر کے گھر میں رخصت کر دی جائے تو اگر وہ (لڑکی) مالدار ہے تب تو اس کے مال میں صدقہ فطر واجب ہے۔ اور اگر مالدار نہیں تو دیکھنا چاہئے کہ اگر قابل خدمت شوہر کے یا اس کی موانست کے ہے تو اس کا صدقہ فطر نہ باپ پر واجب ہے نہ شوہر پر نہ خود اس پر۔ اور اگر وہ قابل خدمت کے اور قابل موانست کے نہیں ہے تو اس کا صدقہ فطر اس کے باپ کے ذمہ واجب رہے گا۔ اور اگر شوہر کے گھر میں رخصت نہیں کی گئی تو گو وہ قابل خدمت کے اور قابل موانست ہو ہر حال میں اس کے باپ پر اس کا صدقہ فطر واجب ہوگا۔

... تتمہ حصہ سوم اصلی بہشتی زیور کا تمام ہوا۔ حصہ چہارم کا تتمہ نہیں ہے آگے تتمہ حصہ پنجم کا شروع ہوتا ہے

۱: ولو خلط السلطان المال المغصوب بماله ملكه فتجب الزكوة فيه ويورث عنه ١٢ در وشامی ص ٢٥ ج ٤ بحر ص ٢٠٥ ج ٢۔

۲: ولا تؤخذ من تركته بغير وصية لفقد شرطها وهو النية وان اوصى بها اعتبر من الثلث الا ان يجيز الورثة ١٢ در ص ١٣٤ ج ١۔

۳: ولو ابرأ رب الدين المديون بعد الحول فلا زكوة سواء كان الدين قويا اولا وقيده في المحيط بالمعسر واما الموسر فهو استهلاك ١٢ در ص ١٣٦ ج ١ و بحر ص ٢٠٩ ج ٢۔

۴: اعلم ان الصدقة تستحب لفاضل عن كفاية و كفاية من يمونه وان تصدق بما ينقص مؤنة من يمونه اثم ومن اراد التصدق بماله كله وهو يعلم من نفسه حسن التوكل والصبر عن المسألة فله ذلك والا فلا يجوز ويكره لمن لا صبر له على الضيق ان ينقص نفقة نفسه عن الكفاية التامة ١٢ رد ص ٧١ ج ١۔

۵: لو زوج طفلته (اى الفقيرة اذ صدقة الغنية في مالها تزوجت اولا) الصالحة لخدمة الزوج لو سلمت لزوجها لا تجب فطرتها على ابيها لعدم المؤنة فافاد تقييد المسئلة بقيدين ۔ صلاحيتها للخدمة وتسليمها للزوج (ثم قال) فلا فطرة اما عليها فلفقرها واما على زوجها فلما سيأتي في قوله لا عن زوجة واما على ابيها فلانه لا يمونها وان ولى عليها ١٢ در ورد ص ٧٤ ج ٣ وبحر ص ٢٥٣ ج ٢۔

(۱) یعنی حرمت احد المالین مانع زکوٰۃ نہیں ہے لیکن اگر کوئی اور وجہ مانع ہو تو یہ دوسری بات ہے ۱۲ تصحیح الاغلاط۔

تتمہ حصہ پنجم[1] اصلی بہشتی زیور

بالوں کے متعلق احکام

مسئلہ ۱ پورے سر پر بال رکھنا نرمہ گوش تک یا کسی قدر اس سے نیچے سنت ہے اور اگر سر منڈائے تو پورا سر منڈوا دینا سنت ہے اور کتروانا بھی درست ہے مگر سب کتروانا اور آگے کی طرف کسی قدر بڑے رکھنا جو کہ آج کل کا فیشن ہے جائز نہیں اور اسی طرح کچھ حصہ منڈانا کچھ رہنے دینا درست نہیں اسی سے معلوم ہو گیا ہوگا کہ آج کل بابری رکھنی یا چندوا کھلوانے یا اگلے حصہ سر کے بال بغرض گاٹی بنوانے کا جو دستور ہے درست نہیں۔

مسئلہ۲ اگر[2] بال بہت بڑھالئے تو عورتوں کی طرح جوڑا باندھنا درست نہیں۔

مسئلہ۳ عورت[3] کو سر منڈانا یا بال کتروانا حرام ہے حدیث میں لعنت آئی ہے۔

مسئلہ۴ لبوں[4] کا کتروانا اس قدر کہ لب کے برابر ہو جائے سنت ہے اور منڈانے میں اختلاف ہے بعضے بدعت کہتے ہیں بعضے اجازت دیتے ہیں لہذا نہ منڈانے میں ہی احتیاط ہے۔

مسئلہ۵ مونچھ[5] دونوں طرف دراز رہنے دینا درست ہے بشرطیکہ لبیں دراز نہ ہوں۔

مسئلہ۶ ڈاڑھی[6] منڈانا کتروانا[2] حرام ہے البتہ ایک مشت سے جو زائد ہو اس کا کتروا دینا درست ہے۔ اسی طرح چاروں طرف سے تھوڑا تھوڑا لے لینا کہ سڈول اور برابر ہو جائے درست ہے۔

مسئلہ۷ رخسارے[7] کی طرف جو بال بڑھ جاویں ان کو برابر کر دینا یعنی خط بنوانا درست ہے اسی طرح اگر دونوں ابرو کسی قدر لے لی جاویں اور درست کر دی جاویں یہ بھی درست ہے۔

مسئلہ۸ حلق[8] کے بال منڈوانا نہ چاہئے مگر ابو یوسف سے منقول ہے کہ اس میں بھی کچھ مضائقہ نہیں۔

مسئلہ۹ ریش[9] بچہ کے جانبین لب زیرین کے بال منڈوانے کو فقہا نے بدعت لکھا ہے۔ اس لئے نہ چاہئے۔ اسی طرح گدی کے بال بنوانے کو بھی فقہا نے مکروہ لکھا ہے۔

مسئلہ۱۰ بغرض[10] زینت سفید بال کا چننا ممنوع ہے البتہ مجاہد کو دشمن پر رعب و ہیبت ہونے کے لئے دور کرنا بہتر ہے۔

۱: ان السنة فى شعر الراس اما الفرق او الحلق وذكر الطحاوى ان الحلق سنة ويكره القزع وهو ان يحلق البعض ويترك البعض قطعا مقدار ثلاثة اصابع ۱۲ رد ج ۵ ص ۴۰۲ فتاوى هنديه ص ۲۳۸ ج۴۔

۲: ويرسل شعره من غير ان يفتله وان فتله فذلك مكروه ۱۲ در ص ۴۰۵ ج ۵ فتاویٰ هنديه ص ۳۰۸ ج ۴۔

۳: قطعت شعر راسها اثمت ولعنت ـ حواله بالا ۱۲۔

۴: حلق الشارب بدعة وقيل سنة والقصر منه حتى يوازى الحرف الاعلى من الشفة العليا سنة بالاجماع ۱۲ رد ص ۴۰۱ ج ۵۔

۵: كان بعض السلف يترك سباليه وهما اطراف الشوارب ۱۲ رد ص ۴۰۲ ج ۵ فتاوى هنديه ص ۲۳۹ ج ۴۔

۶: لاباس باخذ اطراف اللحية والسنة فيها القبضة وهو ان يقبض الرجل لحية فما زاد فيها على قبضة قطعه ۱۲ رد ص ۴۰۱ ج ۵ فتاوىٰ هنديه ص ۲۳۹ ج ۴ يحرم على الرجل قطع لحيته ۱۲ در مختار برهامش رد المحتار۔

۷: ولا باس باخذ الحاجبين وشعر وجهه مالم يشبه المخنث ۱۲ رد ص ۴۶ ج ۵ فتاوىٰ هنديه ص ۲۳۹ ج ۴۔

۸: ولا يحلق شعر حلقه وعن ابى يوسف لا باس به ۱۲ فتاوى هنديه ص ۲۳۹ ج ۴۔

۹: نتف الفنيكين بدعة وهما جانبا العنفقة وهى شعر الشفة السفلى ۱۲ رد ص ۴۰۱ ج ۵ فتاوىٰ هنديه ص ۲۳۹ ج ۴۔

۱۰: نتف الشيب مكروه للتزيين لا لترهيب العدو ۱۲ عالمگيرى ص ۳۴۰ ج ۴ ـ

(۱) اس حصہ کا تمام مضمون صفائی معاملات مصنفہ مولانا تھانویؒ سے ماخوذ ہے ۱۲ محشی۔

(۲) ڈاڑھی رکھنا واجب ہے جو ڈاڑھی منڈاتا یا کٹاتا ہو اس کی شہادت بھی قبول نہیں کی جائے گی۔ ڈاڑھی مرد کی زینت ہے تمام انبیاء علیہم السلام رکھتے تھے ایک مٹھی یعنی چار انگل ڈاڑھی واجب ہے اس سے کم کرنا گناہ ہے۔ ف

مسئلہ ۱ ناک[1] کے بال اکھیڑنا نہ چاہئے قینچی سے کتر ڈالنا چاہئے۔

مسئلہ ۲ سینہ[2] اور پشت کے بال بنانا جائز ہے۔ مگر خلاف ادب اور غیر اولیٰ ہے۔

مسئلہ ۳ موئے[3] زیر ناف میں مرد کے لئے استرے سے دور کرنا بہتر ہے۔ مونڈتے وقت ابتداء ناف کے نیچے سے کرے اور ہڑتال وغیرہ کوئی اور دوا لگا کر زائل کرنا بھی جائز ہے اور عورت کے لئے موافق سنت کے یہ ہے کہ چٹکی یا چمٹی سے دور کرے استرہ نہ لگے۔

مسئلہ ۴ موئے[4] بغل میں اولیٰ تو یہ ہے کہ موچنے وغیرہ سے دور کئے جائیں اور استرے سے منڈوانا بھی جائز ہے۔

مسئلہ ۵ اس کے علاوہ اور تمام بدن کے بالوں کا مونڈنا، رکھنا دونوں درست ہے (ق)۔

مسئلہ ۶ پیر[5] کے ناخن دور کرنا بھی سنت ہے البتہ مجاہد کے لئے دارالحرب میں ناخن اور مونچھ کا نہ کٹوانا مستحب ہے۔

مسئلہ ۷ ہاتھ[6] کے ناخن اس ترتیب سے کتروانا بہتر ہے داہنے ہاتھ کی انگشت شہادت سے شروع کرے اور چھنگلیا تک بہ ترتیب کتروا کر پھر بائیں چھنگلیا پھر بہ ترتیب کٹواوے اور داہنے انگوٹھے پر ختم کرے اور پیر کی انگلیوں میں داہنی چھنگلیا سے شروع کر کے بائیں چھنگلیا پر ختم کرے یہ ترتیب بہتر ہے اور اولیٰ ہے اس کے خلاف بھی درست ہے۔

مسئلہ ۸ کٹے[7] ہوئے ناخن اور بال دفن کر دینا چاہئے دفن نہ کرے تو کسی محفوظ جگہ ڈال دے یہ بھی جائز ہے مگر نجس گندی جگہ نہ ڈالے اس سے بیمار ہو جانے کا اندیشہ ہے۔

مسئلہ ۹ ناخن[8] کا دانت سے کاٹنا مکروہ ہے(۱) اس سے برص کی بیماری ہو جاتی ہے۔

مسئلہ ۱۰ حالت[9] جنابت میں بال بنانا ناخن کاٹنا موئے زیر ناف وغیرہ دور کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ ۲۱ ہر[10] ہفتے میں ایک مرتبہ موئے زیر ناف موئے بغل لبیں ناخن وغیرہ دور کر کے نہادھو کر صاف ستھرا ہونا افضل ہے اور سب سے بہتر جمعہ کا دن ہے کہ قبل نماز جمعہ فراغت کر کے نماز کو جاوے۔ ہر ہفتہ نہ ہو تو پندرہویں دن سہی، انتہا درجہ چالیسویں دن اس کے بعد رخصت نہیں۔ اگر چالیس دن گذر گئے اور امور مذکورہ سے صفائی حاصل نہ کی تو گنہگار ہوگا۔

شفعہ کا بیان

مسئلہ ۱ جس[11] وقت شفیع کو خبر بیع کی پہنچی اگر فوراً منہ سے نہ کہا کہ میں شفعہ لوں گا تو شفعہ باطل ہو جائے گا پھر اس شخص کو دعویٰ کرنا جائز نہیں حتیٰ کہ اگر شفیع کے پاس خط پہنچا اور اس کے شروع میں یہ خبر لکھی ہے کہ فلاں مکان فروخت ہوا اور اس وقت اس نے زبان سے نہ

۱،۲: ولا ینتف انفه وفی حلق شعر الصدر والظهر ترك الادب ۱۲ رد ص ۴۰۱ ج ۵ فتاوی هندیه ص ۲۳۹ ج ۴۔

۳: ویستحب حلق عانته ویبتدی من تحت السرة ولو عالج بالنورة یجوز والسنة فی عانة المراة النتف ۱۲ رد ص ۴۰۱ ج ۵۔

۴: ویجوز فیه الحلق والنتف اولیٰ ۱۲ در ص ۴۰۱ ج ۵۔

۵: ویستحب قلم اظافیره الا المجاهد فی دارالحرب فیستحب توفیر شاربه واظفاره ۱۲ در ص ۳۹۹ ج۵ و ص ۴۰۰ ج۵۔

۶: قلموا اظفارکم بالسنة والادب و بیانه یبدا بمسبحته الیمنی الی الخنصر ثم بخنصر الیسری الی الابهام و ختم بابهام الیمنی والاولی تقلیمها کتخلیلها یعنی یبدأ بخنصر رجله الیمنی ویختم بخنصره الیسری ۱۲ رد ص ۴۰۰ و ص ۴۰۱ ج ۵۔

۷: فاذاً قلم اظفاره او جز شعره ینبغی ان یدفنه فان رمی به فلا باس وان القاه فی الکنیف او فی المغتسل کره لانه یورث داء ۱۲ رد ص ۳۹۹ ج ۵ وفتاویٰ وهندیه ص ۲۳۹ ج ۴۔

۸: وقلمها بالاسنان مکروه یورث البرص ۱۲ حواله مذکور۔

۹: حلق الشعر فی حالة الجنابة مکروه وکذا قص الاظافیر ۱۲ فتاوی هندیه ص ۲۳۹ ج ۴۔

۱۰: الافضل ان یقلم اظفاره یحفی شاربه یحلق عانته وینظف بدنه بالاغتسال فی کل اسبوع مرة فان لم یفعل ففی کل خمسة عشر یوما لا یعذر فی ترکه وراء الاربعین ویستحق الوعید ۱۲ فتاویٰ هندیه ص ۲۳۸ ج ۲ ورد ص ۲۱ ج ۵۔

۱۱: وهذا الطلب لا بد منه حتی لو تمکن ولو بکتاب او رسول ولم یشهد بطلت شفعته اخبر بکتاب والشفعة فی اوله او سطه وقرأه الی اخره بطلت ۱۲ رد ص ۲۱۹ ج ۵ ص ۲۲۰ فتاوی هندیه ص ۱۷ ج ۴۔

(۱) یہ کراہت طبی ہے جس سے بچنا اچھا ہے۔

کہا کہ میں شفعہ لوں گا یہاں تک کہ تمام خط پڑھ گیا اور پھر کہا کہ میں شفعہ لوں گا تو اس کا شفعہ باطل ہو گیا۔

مسئلہ اگر شفیع نے کہا کہ مجھ کو اتنا روپیہ دو تو اپنے حق شفعہ سے دستبردار ہو جاؤں تو اس صورت میں چونکہ اپنا حق ساقط کرنے پر رضا مند ہو گیا اس لئے شفعہ تو ساقط ہوا لیکن چونکہ یہ رشوت ہے اس لئے یہ روپیہ لینا دینا حرام ہے۔

مسئلہ اگر[۲] ہنوز حاکم نے شفعہ نہیں دلایا تھا کہ شفیع مر گیا اس کے وارثوں کو شفعہ نہ پہنچے گا اور اگر خریدار مر گیا شفعہ باقی رہے گا۔

مسئلہ شفیع[۳] کو خبر پہنچی کہ اس قدر قیمت کو مکان بکا ہے اس نے دستبرداری کی۔ پھر معلوم ہوا کہ کم قیمت کا بکا ہے اس وقت شفعہ لے سکتا ہے اسی طرح پہلے سنا تھا کہ فلاں شخص خریدار ہے، پھر سنا کہ نہیں بلکہ دوسرا خریدار ہے یا پہلے سنا تا کہ نصف بکا ہے۔ پھر معلوم ہوا کہ پورا بکا ہے۔ ان صورتوں میں پہلی دستبرداری سے شفعہ باطل نہ ہوگا۔

مزارعت یعنی کھیتی کی بٹائی اور مساقاۃ یعنی پھل کی بٹائی کا بیان

مسئلہ۱ ایک شخص نے خالی زمین کسی کو دے کر کہا کہ تم اس میں کھیتی کرو جو پیدا ہوگا اس کو فلاں نسبت سے تقسیم کرلیں گے یہ مزارعت ہے اور جائز ہے۔[۴]

مسئلہ ایک[۵] شخص نے باغ لگایا اور دوسرے شخص سے کہا کہ تم اس باغ کو سینچو خدمت کرو جو پھل آوے گا خواہ ایک دو سال یا دس بارہ سال تک نصفا نصف یا تین تہائی تقسیم کرلیا جاوے گا یہ مساقاۃ ہے اور یہ بھی جائز ہے۔

مسئلہ مزارعت[۶] کی درستی کے لئے اتنی شرطیں ہیں۔

۱) زمین کا قابل زراعت ہونا
۲) زمیندار و کسان کا عاقل و بالغ ہونا۔
۳) مدت زراعت کا بیان کرنا۔
۴) بیج کا بیان کر دینا کہ زمیندار کا ہوگا یا کسان کا۔
۵) جنس کاشت کا بیان کر دینا کہ گیہوں ہوں گے یا جو مثلاً۔
۶) کسان کے حصے کا کھل جانا کہ کل پیداوار میں کس قدر ہوگا۔
۷) زمین کو خالی کر کے کسان کے حوالہ کرنا۔
۸) زمین کی پیداوار میں کسان اور مالک کا شریک رہنا۔
۹) زمین اور تخم ایک شخص کا ہونا اور بیل اور محنت وغیرہ اور دوسرے کے ہونے یا ایک کی فقط زمین اور باقی چیزیں دوسرے کے متعلق ہوں۔

مسئلہ اگر[۷] ان شرائط میں سے کوئی شرط مفقود ہو تو مزارعت فاسد ہو جائے گی۔

مسئلہ مزارعت[۸] فاسدہ میں سب پیداوار بیج والے کی ہوگی اور دوسرے شخص کو اگر وہ زمین والا ہے زمین کا کرایہ موافق دستور کے ملے گا اور اگر

۱: وان صالح من الشفعة على عوض بطلت الشفعة ورد العوض لان حق الشفعة ثبت بخلاف القياس لدفع الضرر فلا يظهر ثبوته فی حق الا عتياض ولا يتعلق اسقاطه بالجائز من الشرط فبالفاسد اولی ۱۲ فتاوی هنديه ص ۳۳ ج ٤ وهدايه ص ٤٠٤ ج٤۔

۲: ويبطلها موت الشفيع قبل الاخذ بعد الطلب او قبلة ولا تورث لا يبطلها موت المشتری در ص ۲۱۵ ج ۲ هدايه ص ٤٠٤ ج ٤۔

۳: واذا بلغ الشفيع انها بيعت بالف درهم وسلم ثم علم انها بيعت باقل او بحنطة او شعير قيمتها الف او اكثر فتسليمه باطل وله الشفعة واذا قيل له ان المشتری فلان فسلم الشفعة ثم علم انه غيره فله الشفعة ولو بلغه شراء النصف فسلم ثم ظهر شراء الجميع فله الشفعة ۱۲ هدايه ص ٤٠٥ ج ٤۔

٤: وفی الشريعة هی عقد على الزرع ببعض الخارج وهی جائزة ۱۲ هدايه ص ٤٠٥ ج ٤ در ص ۲۲۳ ج۲فتاوی هنديه ص۹٦ ج٤۔

٥: المساقاة بجز من الثمر جائزة اذا ذكر مدة معلومة وسمی جزء من الثمر مشا عا والمسا قاة هی المعاملة فی الاشجار ۱۲ هدايه ص ٤۲۹ ج٤ درص ۲۲٥ ج ۲۔

٦: وعندهما تصح بشروط ثمانية صلا حية الا رض للزراعة واهلية العاقدين وذكر المدة وذكر رب البذر وذكر جنسه وذكر قسط العامل لاخر وبشرط التخلية بين الارض ولو مع البذر والعامل وبشرط الشركة فی الخارج وكذا صحت لو كان الارض له والباقی لا خر والعمل له والباقی للآخر فهذه الثلاثة جائزة ۱۲ درص ۲۲۳ ج ۲۔

۷: فتبطل ان شرط لا حدهما قفزانا مسماة الخ وبطلت فی اربعة اوجه درص ۲۲۳ ج ۲۔

۸: وان فسدت المزارعة فالخارج لرب البذر ويكون للاخر اجر مثل عمله او ارضه ولا يزداد على الشرط بالغاما بلغ ۱۲ درص ۲۲٤ ج ۲ هدايه ص ٤۲٥ وص ٤۲٦ ج٤۔

وہ کاشتکار ہے تو مزدوری موافق دستور کے ملے گی مگر یہ مزدوری اور کرایہ اس قدر سے زیادہ نہ دیا جائے گا جو آپس میں دونوں کے ٹھہر چکا تھا یعنی اگر مثلاً آدھا آدھا حصہ ٹھہرا تھا تو کل پیداوار کی نصف سے زیادہ نہ دیا جائے گا۔

مسئلہ بعد[1] معاملہ مزارعت کے اگر دونوں میں سے کوئی شرط کے بموجب کام کرنے سے انکار کرے تو اس سے بزور کام لیا جائے گا لیکن اگر بیج والا انکار کرے تو اس پر زبردستی نہ کی جائے گی۔

مسئلہ اگر[2] دونوں عقد کرنے والوں میں سے کوئی مر جائے تو مزارعت باطل ہو جائے گی۔

مسئلہ اگر[3] مدت معینہ مزارعت کی گذر جائے اور کھیتی پکی نہ ہو تو کسان کو زمین کی اجرت ان زائد دنوں کے عوض میں اس جگہ کے دستور کے موافق دینی ہوگی۔

مسئلہ[9] بعض[4] جگہ دستور ہے کہ بٹائی کی زمین میں جو غلہ پیدا ہوتا ہے اس کو تو حسب معاہدہ باہم تقسیم کر لیتے ہیں اور جو اجناس چری وغیرہ پیدا ہوتی ہے اس کو تقسیم نہیں کرتے بلکہ بیگھوں کے حساب سے کاشتکار سے نقد لگان وصول کرتے ہیں سو ظاہراً تو بوجہ اس کے کہ یہ شرط خلاف مزارعت ہے ناجائز معلوم ہوتی ہے مگر اس تاویل سے کہ اس قسم کی اجناس کو پہلے ہی سے خارج از مزارعت کہا جائے اور باعتبار عرف کے معاملہ سابقہ میں یوں تفصیل کی جائے کہ دونوں کی مراد یہ تھی کہ فلاں اجناس میں عقد مزارعت کرتے ہیں اور فلاں اجناس میں زمین بطور اجارہ کے دی جاتی ہے اسطرح جائز ہو سکتا ہے مگر اس میں جانبین کی رضامندی شرط ہے۔

مسئلہ[10] بعض[5] زمینداروں کی عادت ہے کہ علاوہ اپنے حصہ بٹائی کے کاشتکار کے حصہ میں سے کچھ اور حقوق ملازموں اور کمینوں کے بھی نکالتے ہیں سو اگر بالمقطع ٹھہرالیا کہ ہم دو من یا چار من حقوق کالیں گے یہ تو ناجائز ہے اور اگر اس طرح ٹھہرالیا کہ ایک من میں ایک سیر مثلاً تو یہ درست ہے۔

مسئلہ ۱۱ بعض[6] لوگ اس کا تصفیہ نہیں کرتے کہ کیا بویا جائے گا پھر بعد میں تکرار و قضیہ ہوتا ہے یہ جائز نہیں۔ یا تو اس تخم کا نام تصریحاً لے لے یا عام اجازت دے دے کہ جو چاہے بونا۔

مسئلہ[12] بعض[7] جگہ رسم ہے کہ کاشتکار زمین میں تخم پاشی کر کے دوسرے لوگوں کے سپرد کر دیتا ہے اور یہ شرط ٹھہرتی ہے کہ تم اس میں محنت و خدمت کرو جو کچھ حاصل ہوگا ایک تہائی مثلاً ان محنتیوں کا ہوگا سو یہ بھی مزارعت ہے جس جگہ زمیندار اصلی اس معاملہ کو نہ روکتا ہو وہاں جائز ہے ورنہ جائز نہیں۔

مسئلہ[13] اس اوپر کی صورت میں بھی مثل صورت سابقہ عرفاً تفصیل ہے بعض اجناس تو ان عاملوں کو بانٹ دیتے ہیں اور بعض میں فی بیگھہ کچھ نقد دیتے ہیں پس اس میں بھی ظاہر وہی شبہ عدم جواز کا اور وہی تاویل جواز کی جاری ہے (ق)۔

مسئلہ[14] اجارہ[8] یا مزارعت میں بارہ سال یا کم و بیش مدت تک زمین سے منتفع ہو کر موروثیت کا دعویٰ کرنا جیسا اسوقت رواج ہے محض باطل اور حرام اور ظلم و غصب ہے بدون طیب خاطر مالک کے ہرگز اس سے نفع حاصل کرنا جائز نہیں۔ اگر ایسا کیا تو اسکی پیداوار بھی خبیث ہے اور کھانا اسکا حرام ہے۔

مسئلہ[15] مساقاۃ[9] کا حال سب باتوں میں مثل مزارعت کے ہے۔

۱: و یجبر من ابی عن المضی الارب البذر فلا یجبر ۱۲ در ص ۲۲۴ ج ۲ ھدایہ ص ۲۶ ج ۴۔

۲: و اذا مات احد المتعاقدین بطلب المزارعۃ ۱۲ ھدایہ ص ۲۶ ج ۴۔

۳: فان مضت المدۃ قبل ادراک الزرع فعلی العامل اجرمثل نصیبہ من الارض الی ادراکہ ۱۲ در ص ۲۲۴ ج ۵ ھدایہ ص ۲۷ ج ۴۔

۴: ھکذا یستنبط من الدر و الشامی ص ۱۹۷ ج ۵۔

۵: تفصیلہ فی العالمگیریۃ ۱۲۔

۶: واما الذی یرجع الی المزروع فھو ان یکون معلوما وھو ان یبین ما یزارع الا اذا قال لہ ازرع فیھا ماشئت فیجوزلہ ان یزرع ماشاء ۱۲ فتاوی ھندیہ ص ۱۵۸ ج ۶۔

۷: اذا اراد المزارع ان یدفع الارض الی غیرہ مزارعۃ فان کان البذر من قبل رب الارض لیس لہ ان یدفع الارض الی غیرہ مزارعۃ الا ان اذن لہ رب الارض بذلک نصا او دلالۃ ۱۲ عالمگیری ص ۱۶۸ ج ۶۔

۸: واما مجرد وضع الیدعلی الدکان ونحوھا و کونہ یستا جرھا عدۃ سنین بلوں شیئی مما ذکر فھو غیر معتبر فللمو جراخراجھا من یدہ اذا مضت مدۃ اجارتہ وایجارھا لغیرہ ۱۲ رد ص ۲۴ ج ۴۔

۹: وھی کالمزارعۃ حکما وخلافا و کذا شروطا ۱۲ در ص ۲۲۵ ج ۲۔

مسئلہ[۱] اگر پھل لگے ہوئے درخت پرورش کو دے اور پھل ایسے ہوں کہ پانی دینے اور محنت کرنے سے بڑھتے ہوں تو درست ہے اور اگر ان کا بڑھنا پورا ہو چکا ہو تو مساقات درست نہ ہوگی جیسے مزارعت کی کھیتی تیار ہونے کے بعد درست نہیں۔

مسئلہ[۲] اور عقد مساقات جب فاسد ہو جائے تو پھل سب درخت والے کے ہوں گے اور کام کرنے والے کو معمولی مزدوری ملے گی جس طرح مزارعت میں بیان ہوا۔

نشے دار چیزوں کا بیان

مسئلہ[۳] جو چیز پتلی بہنے والی نشے دار ہو خواہ شراب ہو یا تاڑی یا اور کچھ اور اس کے زیادہ پینے سے نشہ ہو جاتا ہو اس کا ایک قطرہ بھی حرام ہے اگرچہ اس قلیل مقدار سے نشہ نہ ہو۔ اسی طرح دوا میں استعمال کرنا خواہ پینے میں یا لیپ کرنے میں نیز ممنوع ہے خواہ وہ نشہ دار چیز اپنی اصلی ہیئت پر رہے خواہ کسی تصرف سے دوسری شکل ہو جائے ہر حال میں ممنوع ہے۔ یہاں سے انگریزی دواؤں کا حال معلوم ہو گیا جن میں اکثر اس قسم کی چیزیں ملائی جاتی ہیں۔

مسئلہ[۴] اور جو چیز نشہ دار ہو مگر پتلی نہ ہو بلکہ اصل سے منجمد ہو جیسے تمباکو، جائفل، افیون وغیرہ اس کا حکم یہ ہے کہ جو مقدار بالفعل نشہ پیدا کرے یا اس سے ضرر شدید ہو وہ تو حرام ہے اور جو مقدار نشہ نہ لائے نہ اس سے کوئی ضرر پہنچے وہ جائز ہے۔ اور اگر ضماد وغیرہ میں استعمال کیا جائے تو کچھ بھی مضائقہ نہیں۔

شرکت کا بیان

شرکت[۵] دو طرح کی ہے ایک شرکت املاک کہلاتی ہے جیسے ایک شخص مر گیا اور اسکے ترکہ میں چند وارث شریک ہیں یا روپیہ ملا کر دو شخصوں نے ایک چیز خرید کی یا ایک شخص نے دو شخصوں کو کوئی چیز ہبہ کر دی۔ اسکا حکم یہ ہے کہ کسی کو کوئی تصرف بلا اجازت دوسرے شریک کے جائز نہیں۔ دوسری شرکت عقود ہے یعنی دو شخصوں نے باہم معاہدہ کیا کہ ہم تم شرکت میں تجارت کریں گے اس شرکت کے اقسام واحکام یہ ہیں۔

۱: لو فیہ ای الشجر المذکورۃ ثمرۃ غیر مدرکۃ یعنی تزید بالعمل وان مدرکۃ قد انتہت لا تصح کالمزارعۃ لعدم الحاجۃ ۱۲ در ص ۲۲۶ ج ۲ ھدایہ ص ۴۳۰۔

۲: واذا فسدت المساقاۃ فللعامل اجر مثلہ وصارت کالمزارعۃ اذا فسدت ۱۲ در ص ۲۲۶ ج ۲ ھدایہ ص ۴۳۰ ج ۴۔

۳: ما اسکر کثیرہ قلیلہ حرام وکل مسکر خمر ویکرہ شرب وردی الخمر والامتشاط بہ المراد بالکراھۃ الحرمہ لان فیہ اجزاء الخمر و لا یجوز الانتفاع بالخمر لان الانتفاع بالنجس حرام و لا یجوز ان یداوی بہا جرح ولا دبر دابۃ لانہ نوع انتفاع و لا تسقی ادمیا ولوصبیا ۱۲ مجمع الانہر ص ۵۷۱ ج ۲۔

۴: ویحرم اکل البنج والحشیشۃ الخ الصواب ان مراد صاحب الہدایہ وغیرہ اباحۃ قلیلہ للتداوی ونحوہ ومن صرح بحرمتہ اراد بہ القدر المسکر منہ یدل علیہ مافی غایۃ البیان عن شرح شیخ الاسلام اکل قلیل البنج مباح للتداوی وما زاد علی ذلک اذکان یقتل او یذھب العقل حرام فہذا صریح فیما قلنا مؤید لما بحثنا سابقا من تخصیص ما مران ما اسکر کثیرہ حرام قلیلہ بالمائعات وھکذا یقال فی غیرہ من الاشیاء الجامدۃ المضرۃ فی العقل وغیرہ یحرم تناول القدر المضرمنہا دون القلیل النافع وان حرمتہا لیست لعینہا بل رھا ۱۲ در ج ۵ ص ۴۵۳۔

۵: الشرکۃ نوعان شرکۃ ملک وھی ان یتملک رجلان شیئا من غیر عقد الشرکۃ بینہما وشرکۃ عقد وھی ان یقول احدہما شارکتک فی کذا ویقول الاخر قبلت شرکۃ الملک نوعان شرکۃ جبر وشرکۃ اختیار فشرکۃ الجبران یختلط المالان لرجلین بغیر اختیار المالکین خلطا لایمکن التمیز حقیقۃ بان کان الجنس واحدا او یمکن التمیز بضرب کلفۃ ومشقۃ نحو ان یختلط الحنطۃ بالشعیر او یرثا مالا وشرکۃ الاختیار ان یوھب لہما مال او یملکا مالا باستیلاء او یخلطا مالہما او یملکا مالا بالشراء او بالصدقۃ او یوصی لہما فیقبلان ورکنہا اجتماع النصیبین وحکمہا وقوع الزیادۃ علی الشرکۃ بقدر الملک ولا یجوز لاحدہما ان یتصرف فی نصیب الاخر الا بامرو کل واحد منہا کالاجنبی فی نصیب صاحبہ ۱۲ عالمگیری ص ۹۱۶ ج ۲۔

مسئلہ ۱ ایک[۱] قسم شرکت عقود کی شرکت عنان ہے یعنی دو شخصوں نے تھوڑا تھوڑا روپیہ بہم پہنچا کر اتفاق کیا کہ اس کا کپڑا یا غلہ یا اور کچھ خرید کر تجارت کریں اس میں یہ شرط ہے کہ دونوں کا راس المال نقد ہو خواہ روپیہ یا پیسہ ۔ سو اگر دونوں آدمی کچھ اسباب غیر نقد شامل کر کے شرکت سے تجارت کرنا چاہیں ۔ یا ایک کا راس المال نقد ہو اور دوسرے کا غیر نقد یہ شرکت صحیح نہیں ہوگی ۔

مسئلہ شرکت عنان میں جائز ہے کہ ایک کا مال زیادہ ہو ایک کا کم اور نفع کی شرکت باہمی رضامندی پر ہے یعنی اگر یہ شرط ٹھہرے کہ مال تو کم و زیادہ ہے مگر نفع برابر تقسیم ہوگا ۔ یا مال برابر ہے مگر نفع تین[(۱)] تہائی ہوگا تو بھی جائز ہے ۔

مسئلہ[۳] اس شرکت عنان میں ہر شریک کو مال شرکت میں ہر قسم کا تصرف متعلق تجارت کے جائز ہے بشرطیکہ خلاف معاہدہ نہ ہو ۔ لیکن ایک شریک کا قرض دوسرے سے نہ مانگا جائے گا ۔

مسئلہ[۴] اگر بعد قرار پانے اس شرکت کے کوئی چیز خریدی نہیں گئی اور مال شرکت تمام یا ایک شخص کا مال تلف ہو گیا تو شرکت باطل ہو جائے گی ۔ اور ایک شخص بھی اگر کچھ خرید چکا ہے اور پھر دوسرے کا مال ہلاک ہو گیا تو شرکت باطل نہ ہو گی مال خرید دونوں کا ہو گا اور جس قدر راس المال میں دوسرے شریک کا حصہ ہے اس حصے کے موافق زر ثمن اس دوسرے شریک سے وصول کر لیا جائے گا ۔ مثلاً ایک شخص کے دس روپے تھے اور دوسرے کے پانچ ۔ دس روپے والے نے مال خرید لیا تھا اور پانچ روپے والے کے روپے ضائع ہو گئے سو پانچ روپے والا اس مال میں ثلث کا شریک ہے اور دس روپے والا اس سے دس روپے کا ثلث نقد وصول کر لے گا یعنی تین روپے پانچ آنے چار پائی ۔ اور آئندہ یہ مال شرکت پر فروخت ہوگا ۔

مسئلہ[۵] اس شرکت میں دونوں شخصوں کو مال کا مخلوط کرنا ضرور نہیں صرف زبانی ایجاب و قبول سے یہ شرکت منعقد ہو جاتی ہے ۔

مسئلہ[۶] نفع نسبت سے مقرر ہونا چاہئے یعنی آدھا آدھا یا تین تہائی مثلاً اگر یوں ٹھہرا کہ ایک شخص کو سو روپے ملیں گے باقی دوسرے کا یہ جائز نہیں ۔

مسئلہ[۷] ایک قسم شرکت عقود کی شرکت صنائع کہلاتی ہے اور شرکت تقبل بھی کہتے ہیں جیسے دو درزی یا دو رنگریز باہم معاہدہ کر لیں کہ جو کام جس کے پاس آئے اس کو قبول کر لے اور جو مزدوری ملے وہ آپس میں آدھوں آدھ یا تین تہائی یا چوتھائی وغیرہ کے حساب سے بانٹ لیں یہ جائز ہے ۔

مسئلہ[۸] جو کام ایک نے لے لیا دونوں پر لازم ہو گیا مثلاً ایک شریک نے ایک کپڑا سینے کیلئے لیا تو صاحب فرمائش جس طرح اس پر تقاضا کر سکتا ہے دوسرے شریک سے بھی سلوا سکتا ہے ۔ اسی طرح جیسے یہ کپڑا سینے والا مزدوری مانگ سکتا ہے دوسرا بھی مزدوری لے سکتا ہے اور جس طرح اصل کو مزدوری دینے سے مالک سبکدوش ہو جاتا ہے اسی طرح اگر دوسرے شریک کو دے دی تو بھی

۲۰۲۱: وشركة عنان وهي ان يشتر كا متسا وبين او غير متسا ويين وتتضمن الوكالة فقط دون الكفالة وتصح في نوع من التجارات اوفي عمو مها او ببعض مال كل وبكله ومع التفاضل في راس المال والربح مع التساوي فيهما او في احد هما دون الا خر و مع زيادة الربح للعامل عند عمل احدهما ١٢ مجمع الا نهر ج ١ ص ٧٢٩ ولا يصح بمال غائب او دين في الحالين ١٢ عالمگيری ج ٢ ص ٩٢٠۔

٤: واذا هلك مال الشركة او احد المالين قبل ان يشترِ يا شيئا بطلت الشركة وان اشترى احد هما بما له و هلك مال الا خر قبل الشراء فالمشترى بينهما على ما شرطا ويرجع على شريكه بحصة من ثمنه هدايه ص ٦١٠ ج ٢ در ج ١ ص ٣٢٢۔

٥: ويجوز الشركة وان لم يخلطا ١٢ هدايه ج ٢ ص ٦١١۔

٦: ولا يجوز الشركة اذا شرط لا حدهما دراهم مسماة من الربح ١٢ هدايه ج ٢ ص ٦١٢ در مختار ج ١ ص ٣٧٢۔

٧: اما شركة الصنا ئع ويسمّى شركة التقبل كالخيا طين والصباغين يشتركان على ان تقبلا الا عمال ويكون الكسب بينهما فيجوز ذلك ١٢ هدايه ج ٢ ص ٦١٢ در مختار ج ١ ص ٣٧٣۔

٨: و كل ما تقبله احد هما يلزمهما فيطالب كل واحد منهما بالعمل ويطالب كل منهما بالا جرو يبدأدفعهما بالدفع اليه ١٢ در ج ١ ص ٣٧٣ هدايه ج ٢ ص ٦١٣۔

(۱) یعنی ایک کو دو تہائی اور دوسرے کو ایک تہائی ہو جیسے۔

بری الذمہ ہو سکتا ہے۔

مسئلہ: ایک قسم شرکت کی شرکت وجوہ ہے یعنی نہ ان کے پاس مال ہے نہ کوئی ہنر و پیشہ ہے صرف باہمی یہ قرار دیا کہ دو کانداروں سے ادھار مال لے کر بیچا کریں اور اس شرکت میں بھی ہر شریک دوسرے کا وکیل ہوگا اور اس شرکت میں جس نسبت سے شرکت ہوئی اسی نسبت سے نفع کا استحقاق ہوگا یعنی اگر خریدی ہوئی چیزوں کو بالنصف مشترک قرار دیا گیا تو نفع بھی نصفا نصف تقسیم ہوگا۔ اور اگر مال کو تین تہائی مشترک ٹھیرایا گیا تو نفع بھی تین تہائی تقسیم ہوگا۔

تتمہ حصہ پنجم اصلی بہشتی زیور کا تمام ہوا حصہ ششم ہفتم ہشتم و نہم[1] کا تتمہ نہیں ہے آگے حصہ نہم کا تتمہ آتا ہے

تتمہ حصہ نہم اصل بہشتی زیور

تمہید

چونکہ بہشتی زیور میں مسائل مخصوص بالرجال نہیں۔ اسی طرح اسکے حصہ نہم میں امراض مخصوص بالرجال نہیں لکھے گئے اور انکی تتمیم و تکمیل کیلئے بہشتی گوہر لکھا گیا ہے اسلئے حصہ مسائل کے ختم ہوچکنے بعد مناسب معلوم ہوا کہ معالجات مخصوص بالرجال بھی اس میں شامل کر دیئے جائیں اس کے کاتب بھی حکیم مولوی محمد مصطفےٰ صاحب ہیں۔ (کتبہ اشرف علی عفی عنہ)

مردوں کے امراض

جریان اس کو کہتے ہیں کہ پیشاب سے پہلے یا پیشاب کے بعد چند قطرے سفید دودھ کے سے رنگ کے گریں۔ اس سے ضعف دن بدن بڑھتا ہے اور چاہے کیسی ہی عمدہ غذا کھائی جائے مگر بدن کو نہیں لگتی۔ آدمی ہمیشہ دبلا اور کمزور زرد رہتا ہے اور جب بڑھ جاتا ہے تو معدہ بھی خراب ہو جاتا ہے بھوک نہیں لگتی۔ اور جو کچھ کھایا جائے ہضم نہیں ہوتا۔ دست آجاتے ہیں قبض ہو جاتا ہے جریان کے مریض کو جب قبض بہت ہو جاتا ہے تو علاج بھی مشکل ہو جاتا ہے کیونکہ اکثر دوائیں جریان کی قابض ہوتی ہیں ان سے قبض بڑھتا ہے اور قبض سے جریان کو زیادتی ہوتی ہے اس واسطے اس کے علاج سے غفلت مناسب نہیں شروع ہی میں غور سے علاج کر لیں۔ جریان کی کئی قسمیں ہیں۔ ایک یہ کہ مزاج میں گرمی بڑھ کر خون اور منی میں حدت آجائے اسکی علامت یہ ہے کہ وہ قطرے جو پیشاب سے پہلے یا بعد میں آتے ہیں بالکل سفید نہ ہوں بلکہ کسی قدر زردی مائل ہوں اور سوزش کے ساتھ نکلیں بلکہ پیشاب میں بھی جلن پیدا ہوتی ہو اور اور علامات بھی خون کی گرمی کے موجود ہوں جیسے گرمی کے موسم میں جریان کو زیادتی ہونا اور سردی میں کم ہو جانا یا سرد پانی سے نہانے سے آرام پانا۔

علاج...... یہ سفوف کھائیں۔ گوند ببول، کتیرا، چینی گوند، طباشیر، کشتہ قلعی ست بہروزہ، دانہ الائچی خورد، پھلی ببول، ستاور، تالمکھانہ، موصلی سیاہ، موصلی سفید، موچرس، گوند نیم، اندرجو شیریں سب تین تین ماشہ کوٹ چھان کر بیکھی کھانڈ پونے چار تولہ ملا کر نو نو ماشہ کے پڑیاں بنالیں اور ایک پڑیا ہر روز گائے کی تازی چھاچھ پاؤ بھر کے ساتھ پھانکیں۔ اگر گائے کی چھاچھ میسر نہ ہو تو بھینس کی سہی۔ اگر یہ بھی نہ ملی تو مصری کے شربت کے ساتھ کھائیں یہ سفوف سوزاک کے لئے بھی مفید ہے۔

پرہیز...... گائے کے گوشت اور جملہ گرم چیزوں سے جیسے مینتھی، بینگن، مولی، گڑ، تیل وغیرہ۔ جریان کی اس قسم میں کسی قدر ترشی کا استعمال چنداں مضر نہیں بشرطیکہ بہت پرانا ہو گیا ہو۔

۱: وشركة الوجوه وهي ان يشتركا ولا مال لهما ولا عمل على ان يشتريا بو جو ههما اى بسبب وجاهتهما ويبيعا فما حصل بالبيع. يدفعان منه ثمن ما اشتريا بالنسبة والربح الباقي يكون بينهما وتتضمن الوكالة فيما يشتريانه فان شرطا في الوجوه مناصفة المشترى اومثالثة فالربح كذلك ۱۲ سكب لا نهر ص ۷۲۵ ج ۱۔

(۱) حصہ دہم کا تتمہ رسالہ رفیق سفر و آداب المعاشرت کو سمجھنا چاہئے جو علیحدہ علیحدہ شائع ہو چکے ہیں ۱۲۔

دوسرا سفوف...... نہایت مقوی اور سوزش پیشاب اور اس جریان کو مفید ہے جو گرمی سے ہو۔ چھوٹی مائیں، طباشیر، زہر مہرہ خطائی تالمکھانہ، بہمن، سرخ گلاب، زیرہ دھنیا، پوست بیرون پستہ، دانہ الائچی خورد، چھالیہ کے پھول سب چھ چھ ماشہ، املی کے بیجوں کی گری دو تولہ کوٹ چھان کر برگد کے دودھ میں بھگوئیں اور سایہ میں خشک کرلیں پھر موصلی سفید، موصلی سیاہ، شقاقل مصری ثعلب مصری سب چار چار ماشہ کوٹ چھان کر مصری چار تولہ پیس کر ملا کر چھ چھ ماشہ کی پڑیاں بنالیں اور ایک پڑیا ہر روز دودھ کی لسی کے ساتھ پھانکیں۔

تیسرا سفوف...... گرم جریان کے لئے مفید ہے اور بھوک بڑھاتا ہے اور ممسک بھی ہے۔ ثعلب مصری، تخم خرفہ، کشتہ قلعی، بنسلوچن، کہربائے شمعی، گلنار، مغز تخم کدوئے شیریں، بہمن سرخ سب چھ چھ ماشہ، مصطگی رومی دو ماشہ، مازو، تخم ریحاں تین تین ماشہ کوٹ چھان کر مصری چار تولہ آٹھ ماشہ پیس کر ملا کر تین تین ماشہ کی پڑیاں بنالیں پھر ایک پڑیا صبح اور ایک شام مصری کے شربت کے ساتھ پھانکیں۔

جریان کی دوسری قسم...... وہ ہے کہ مزاج میں سردی اور رطوبت بڑھ کر پٹھے کمزور ہو کر پیدا ہو۔ علامت یہ ہے کہ مادہ منی نہایت رقیق ہو اور احتلام اگر ہو تو ہونے کی خبر بھی نہ ہو اور منی ذرا ارادہ سے یا بالکل بے ارادہ خارج ہو جاتی ہو۔

علاج...... یہ دوا کھائیں۔ اندر جو شیریں، سمندر پھل، تخم کونچ، تخم پیاز، تخم انگن، عاقرقرحا ریوند چینی سب ساڑھے دس دس ماشہ کوٹ چھان کر بیس پڑیاں بنالیں پھر ایک انڈا لیں اور سفیدی اس کی نکال ڈالیں۔ اور زردی اسی میں رہنے دیں پھر ایک پڑیا دوائی مذکور کی لی کر اس انڈے میں ڈالیں اور سوراخ آٹے سے بند کر کے بھوبھل میں انڈے کو نیم برشت کر کے کھالیں۔ اسی طرح بیس ۲۰ دن تک کھائیں۔

سفوف مغلظ منی اور ممسک...... سنگھاڑا خشک، گوند ببول چھ چھ ماشہ، مازو، مصطگی رومی تین تین ماشہ، نشاستہ، تالمکھانہ، ثعلب مصری چار چار ماشہ کوٹ چھانکر مصری ڈھائی تولہ ملا کر سفوف بنالیں اور پانچ ماشہ سے سات ماشہ تک تازے پانی کے ساتھ کھائیں اور اس قسم میں جوارش کمونی ایک تولہ ہر روز کھانا مفید ہے۔

ایک قسم جریان...... کی وہ ہے کہ گردہ بہت ضعیف ہو جائے اور چربی اسکی پگھل کر بصورت منی نکلنے لگے یہ حقیقت میں جریان نہیں ہے صرف جریان کے مشابہ ہونے سے اس کو جریان کہہ دیتے ہیں اس کی علامت یہ ہے کہ بعد پیشاب یا قبل پیشاب ایک سفید چیز بلا ارادہ نکلے اور مقدار بہت زیادہ ہو اور اس کے نکلنے سے ضعف بہت محسوس ہو نیز امراض اگر وہ پہلے سے موجود ہوں جیسے درد گردہ پتھری، ریگ وغیرہ۔

علاج...... معجون لبوب کبیر بہت مفید ہے گردہ کو طاقت دیتی ہے اور ضعف باہ اور چربی پیشاب میں آنے کو دور کرتی ہے اور مقوی تمام بدن ہے۔

نسخہ...... یہ ہے (قادری ۱۲ امنہ) مغز پستہ، مغز فندق، مغز بادام شیریں، حبۃ الخضراء، مغز اخروٹ، مغز چلغوزہ، مغز حب الزلم، ماہی رودبیان، خولنجان، شقاقل مصری، بہمن سرخ، بہمن سفید، تودری زرد، تودری سرخ، سونٹھ، تل چھلے ہوئے، دار چینی قلمی، سب پونے نو نو ماشہ، بالچھڑ، ناگر موتھہ، لونگ، کبابہ، حب القلقل، تخم گاجر، تخم شلغم، تخم ترب، تخم پیاز، تخم اسپست، تخم بلبون اصیل اندر جو شیریں، دورنج عقربی، ترنجبیل، سوا پانچ پانچ ماشہ، جوزبوا، جوتری، چھڑیلہ، پیپل ساڑھے تین تین ماشہ، ثعلب مصری مغز نارجیل، چڑوں کا مغز یعنی بھیجا، تخم خشخاش سفید ساڑھے سترہ سترہ ماشہ، سورنجان شیریں، بوزیدان، پودینہ خشک سب سات سات ماشہ، عود غرقی ساڑھے چار ماشہ، زعفران مصطگی رومی، تودری سفید سات سات ماشہ ماہیہ شتر اعرابی پونے سات ماشہ، سب سینتالیس دوائیں ہیں کوٹ چھان کر شہد خالص ایک سو پانچ تولہ کا قوام کر کے ملالیں اور عنبر ساڑھے چار ماشہ اور مشک اصلی سوا دو ماشہ پیس کر ملالیں اور ورق نقرہ پچیس عدد اور ورق طلا پندرہ عدد تھوڑے شہد میں حل کر کے خوب ملالیں اور چھ ماشہ ہر روز کھائیں۔ یہ معجون نہایت مقوی اور باہ کو بڑھانے والی ہے مگر کس قدر گرم ہے جن کے مزاج میں گرمی زیادہ ہو وہ اس دوسری معجون کو کھائیں اس کا نام معجون لبوب بارد ہے (قادری ۱۲ امنہ)

معجون لبوب بارد...... مغز بادام شیریں، تخم خشخاش سفید، مغز تخم خیارین ایک ایک تولہ، مغز تخم کدوئے شیریں، سونٹھ، خولنجان شقاقل مصری دس دس ماشہ، مغز تخم خربزہ، تخم خرفہ چھ چھ ماشہ، کتیرا چار ماشہ، مغز چلغوزہ، تودری زرد، تودری سرخ، تخم گندر تخم بلبون اصیل دو دو ماشہ کوٹ چھان کر ترنجبین خراسانی بائیس تولہ کا قوام کر کے ملالیں۔ خوراک سات ماشہ۔

معجون لبوب...... کا ایک اور نسخہ ہے اس کا نام معجون لبوب صغیرہ ہے قیمت میں کم اور نفع میں معجون لبوب کبیر کے قریب ہے۔ مقوی۔

دماغ گردہ مثانہ اور دافع نسیان اور رنگ نکالنے والی اور منی پیدا کرنے والی ہے۔ مغز بادام شیریں، مغز اخروٹ، مغز پستہ، مغز حبۃ الخضراء، مغز چلغوزہ، حب الزلم، مغز فندق، مغز نارجیل، مغز حب القلقل، تخم خشخاش سفید، تودری سرخ، تودری سفید، تل دھوئے ہوئے، تخم جرجیر، تخم پیاز، تخم شلغم، تخم اسپست اصیل بہمن سفید، بہمن سرخ، سونٹھ، چیپل کبابہ، خرفہ، دار چینی قلمی، خولنجان، شقاقل مصری، تخم بلیون اصیل سب ایک ایک تولہ (کل ستائیس دوائیں ہیں)

ضعف باہ اور سرعت کا بیان

ضعف باہ کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ خواہش نفسانی کم ہو جائے۔ دوسرے یہ کہ خواہش بدستور رہے مگر عضو مخصوص میں فتور پڑ جائے جس سے مجامعت پر پوری قدرت نہ رہے۔ بعضوں کو ان دونوں صورتوں میں سے ایک صورت پیش آتی ہے اور بعضوں میں دونوں جمع ہو جاتی ہیں۔ جس کو صرف پہلی صورت پیش آئے اس کو کھانے کی دوا کی ضرورت ہے اور جن کو صرف دوسری صورت پیش آئے ان کو لگانے کی دوا کی احتیاج ہے اور اگر دونوں صورتیں جمع ہوں تو کھانے اور لگانے دونوں قسموں کی ضرورت ہے۔ ضعف باہ کا بالکل صحیح با قاعدہ علاج طبیب ہی بہت غور کے ساتھ کر سکتا ہے اس لئے اقسام اور اسباب چھوڑ کر یہاں کثیر الوقوع قسمیں اور سہل سہل علاج لکھے جاتے ہیں۔

ضعف باہ...... کی پہلی صورت یعنی خواہش نفسانی کا کم ہو جانا۔ اسکے کئی سبب ہوتے ہیں۔ ایک یہ کہ آدمی بوجہ غذا خاطر خواہ نہ ملنے یا عرصہ تک بیمار رہنے یا کسی صدمے کے دبلا اور کمزور ہو جائے جب تمام بدن میں ضعف ہوگا تو قوت باہ میں ضرور ضعف ہو جائے گا۔

علاج...... یہ ہے کہ غذا عمدہ کھائیں اور دل سے صدمہ اور رنج کو جس طرح ممکن ہو ہٹائیں اور سویا زیادہ کریں اور جب تک قوت بحال ہو عورت سے علیحدہ رہیں اور معجون لبوب کبیر اور معجون صغیر اور معجون لبوب بارد اس کے لئے نہایت مفید ہیں۔ یہ تینوں نسخے جریان کے بیان میں گذر چکے ہیں ایک سبب خواہش نفسانی کے کم ہونے کا یہ ہے کہ دل کمزور ہو۔ اس کی علامت یہ ہے کہ ذرا سے خوف اور صدمے سے بدن میں لرزہ سا محسوس ہونے لگے اور مزاج میں شرم و حیا حد سے زیادہ ہو۔

علاج...... یہ ہے کہ دواء المسک اور مفرح دوائیں کھائیں اور زیادہ شرم کو بتکلف کم کریں۔ دواء المسک کا نسخہ بہشتی زیور حصہ نہم میں ص ۱۶۵ پر گذر چکا ہے اور مفرح نسخے آگے آتے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ ایک سبب خواہش نفسانی کے کم ہونے کا یہ ہے کہ دماغ زیادہ کمزور ہو جائے۔ علامت یہ ہے کہ مجامعت سے درد سر یا ثقل سماعت یا پریشانی حواس پیدا ہو۔

علاج...... قوت دماغ کیلئے حریرہ پئیں یا میوہ کھایا کریں۔

حریرہ...... کا نسخہ جو مقوی دماغ اور مغلظ منی اور مقوی باہ ہے مغز تخم کدوئے شیریں، مغز تخم تربوز، مغز تخم پیٹھا، مغز بادام شیریں سب چھ چھ ماشہ پانی میں پیس کر سنگھاڑے کا آٹا۔ ثعلب مصری پسی ہوئی چھ چھ ماشہ ملا کر گھی چار تولہ سے بگھار کر مصری سے میٹھا کر کے پیا کریں۔

میوے...... کی ترکیب یہ ہے کہ ناریل اور چھوہارہ اور مغز بادام شیریں اور کشمش اور مغز چلغوزہ پاؤ پاؤ بھر اور پستہ آدھ پاؤ ملا کر رکھ لیں۔ اور تین چار تولے ہر روز کھایا کریں اور اگر مرغوب ہو تو بھنے ہوئے چنے ملا کر کھائیں کہ نہایت مجرب ہے اور چند نسخے مقوی دماغ حلوے وغیرہ کے آگے آتے ہیں۔ ایک سبب خواہش نفسانی کے کم ہونے کا یہ ہے کہ گردہ میں ضعف ہو۔ یہ قسم ان لوگوں کو ہوتی ہے جن کو کوئی مرض گردہ کا رہتا ہے جیسے پتھری ریگ وغیرہ۔

علاج...... اگر پتھری یا ریگ کا مرض ہو تو اس کا علاج با قاعدہ طبیب سے کرائیں اور اگر پتھری یا ریگ کی شکایت نہ ہو تو گردے کی طاقت کیلئے معجون لبوب کبیر یا معجون لبوب صغیر یا معجون لبوب بارد کھائیں (طب اکبر ۱۳) یہ تینوں نسخے جریان کے بیان میں گذر چکے۔ کبھی خواہش نفسانی کم ہونے کا سبب یہ ہوتا ہے کہ معدہ یا جگر میں کوئی مرض ہوتا ہے علامت اس کی بھوک نہ لگنا اور کھانا ہضم نہ ہونا ہے اس کا علاج بھی با قاعدہ طبیب سے کرائیں اور ان امراض سے صحت ہو جانے کے بعد معجون زرعونی کھائیں۔ اس کا نسخہ آگے آتا ہے۔

ضعف باہ کیلئے چند دواؤں اور غذاؤں کا بیان

حلوا مقوی باہ اور مغلظ منی دافع سرعت مقوی دل و دماغ و گردہ

ثعلب مصری دو تولہ، چھوہارہ آدھ پاؤ، موصلی سفید، موصلی سیاہ، شقاقل مصری، بہمن سفید، بہمن سرخ ایک ایک تولہ کوٹ چھانکر سیب ولایتی عمدہ کدوکش میں نکالے ہوئے آدھ سیر۔ ان سب کو گائے کے پانچ سیر دودھ میں پکائیں۔ کہ کھویا سا ہو جائے پھر آدھ سیر گھی میں بھون لیں کہ پانی بالکل نہ رہے اور سرخ ہو جائے پھر بیس انڈوں کی زردی کو علیحدہ ہلکا سا جوش دے کر ملالیں اور خوب ایک ذات کر لیں پھر پکی کھانڈ ڈیڑھ سیر ڈال کر ایک جوش دے لیں کہ حلوا بن جائے گا پھر ناریل اور پستہ مغز بہدانہ چار چار تولہ، مغز بادام شیریں پانچ تولہ، مغز فندق دو تولہ خوب کوٹ کر ملالیں۔ اور جوز بوا، جوتری چھ چھ ماشہ، زعفران دو ماشہ، مشک خالص ڈیڑھ ماشہ عرق کیوڑا چار تولہ میں کھرل کر کے خوب آمیز کر لیں خوراک دو تولہ سے چھ تولہ تک۔ جسکو انڈا موافق نہ ہو نہ ڈالے۔

حلوا مقوی باہ مقوی معدہ بھوک لگانے والا رافع خفقان مقوی دماغ چہرہ پر رنگ لانے والا

سوجی پاؤ بھر، گھی آدھ سیر میں بھونیں پھر مصری آدھ سیر ملا کر حلوا بنالیں۔ پھر بنسلوچن، دانہ الائچی خورد، دار چینی قلمی چھ چھ ماشہ۔ گاؤ زبان، گل گاؤ زبان ایک ایک تولہ، ثعلب مصری چار تولہ کوٹ چھان کر ملالیں اور مغز بادام شیریں تین تولہ مغز نارجیل، مغز تخم کدوئے شیریں چار چار تولہ خوب کوٹ کر ملالیں اور مشک ڈیڑھ ماشہ زعفران ایک ماشہ، عرق کیوڑہ چار تولہ میں پیس کر ملالیں اور چاندی کے ورق تین ماشہ تھوڑے شہد میں حل کر کے سارے حلوے میں خوب ملالیں اور دو تولہ سے چار تولہ تک کھائیں اگر کم قیمت کرنا ہو تو مشک نہ ڈالیں۔ یہ حلوا زچہ عورتوں کو بھی بہت موافق ہے۔ یہ حلوا ضعف باہ کی اس قسم میں بھی مفید ہے جو ضعف قلب سے ہو۔

گاجر کا حلوا…… مقوی باہ مغلظ منی مقوی دل و دماغ فربہی لانے والا دافع سرعت و مقوی گردہ۔ گاجر دیسی سرخ رنگ تین سیر چھیل کر ہڈی دور کر کے کدوکش میں نکالیں۔ اور مغز نارجیل اور چھوہارا پاؤ بھر ان دونوں کو بھی کدوکش میں نکال لیں۔ پھر ثعلب مصری، شقاقل مصری، بہمن سرخ، بہمن سفید، موصلی سفید، موصلی سیاہ سب دو دو تولہ کوٹ چھان کر ان سب کو گائے کے دودھ چار سیر میں پکائیں کہ کھویا سا ہو جائے پھر ایک سیر گھی میں بھونیں اور شکر سفید دو سیر ڈال کر حلوا بنالیں پھر کونڈ نا گوری چار تولہ کشتہ[۱] ، جوز بوا، جوتری چھ چھ ماشہ، اندر جو شیریں، ستاور دو دو تولہ الائچی خورد چھ ماشہ کوٹ چھان کر ملالیں۔ اور مغز بادام شیریں، مغز پستہ، مغز تخم کدوئے شیریں پانچ پانچ تولہ کو ٹکڑے کر کے ڈالیں اور زعفران تین ماشہ، مشک خالص ڈیڑھ ماشہ عرق کیوڑہ میں حل کر کے خوب آمیز کر لیں۔ خوراک دو تولہ سے پانچ تولہ تک۔ اگر قیمت کم کرنا ہو تو مشک نہ ڈالیں۔ یہ حلوا بھی ضعف باہ کی اس قسم میں جو ضعف قلب سے ہو مفید ہے۔

گھیکوار کا حلوا…… مقوی باہ و مغلظ منی نافع درد کمر و درد ریحی، سنگھاڑے کا آٹا، مغز گھیکوار آدھ آدھ سیر۔ گھی آدھ سیر میں بھونیں۔ اور شکر سفید آدھ سیر ملا کر حلوا کر لیں اور چار تولہ روز چالیس دن تک کھائیں۔ یہ حلوا ان لوگوں کے لئے ہے جن کے مزاج میں بہت سردی ہو یا جوڑوں میں درد رہتا ہو یا فالج یا لقوہ کبھی ہو چکا ہو۔ سرد مزاج عورتوں کے لئے بھی بے حد مفید ہے بعض لوگوں کو سرعت انزال کی شکایت بہت زیادہ ہو جاتی ہے اس میں علاوہ اور خرابیوں کے ایک یہ بھی نقصان ہے کہ اولاد نہیں ہوتی وہ اس گولی کو استعمال کریں۔ طباشیر۔ مصطگی رومی، جدوار جوتری، دار چینی قلمی، ثعلب مصری، شقاقل مصری، بہمن سرخ، بہمن سفید، درونج عقربی، پوست بیرون پستہ، نشاستہ، کچلہ[۱] مدبر، کشتہ فولاد، مغز چلغوزہ، سونٹھ، بزرالبنج سفید سب چار چار رتی، ماہی رویان تین ماشہ، مغز بادام شیریں ایک دانہ، زعفران دو رتی ۲، ورق نقرہ سات عدد، ورق طلا ساڑھے تین عدد کھرل کر کے خوب ملالیں اور کالی مرچ کے برابر گولیاں بنالیں اور ایک گولی تین گھنٹہ قبل مجامعت سے کھائیں۔ اگر دودھ موافق ہو دودھ کے ساتھ ورنہ ایک گھونٹ پانی کے ساتھ۔ جن کو نزلہ زکام اکثر رہتا ہو وہ زکام سے آرام ہونے کے بعد چند روز تک ایک گولی ہر روز بوقت صبح کھاتے رہیں تو آئندہ زکام نہ ہو اور اگر افیون کھانے والا افیون چھوڑ کر

(۱) جند بیدستر کا کھانا جائز نہیں اس لئے حکیم صاحب مرحوم نے اس کا جو بدل تجویز کیا تھا اس مرتبہ وہی لکھ دیا گیا ۱۲ شبیر۔

چند روز اسے کھائے تو افیون کی عادت چھوٹ جاتی ہے پھر بتدریج اس کو بھی چھوڑ دے۔

دوسری کم قیمت گولی مانع سرعت...... عاقر قرحا۔ مازوئے سبز چھ چھ ماشہ دانہ الائچی کلاں دو تولہ۔ تخم ریحان تین تولہ، مصطگی رومی ایک تولہ کوٹ چھان کر پانی سے گوندھ کر دو دو ماشہ کی گولیاں بنالیں۔ پھر تین گولی مجامعت سے دو تین گھنٹے پہلے گائے کے دودھ کے ساتھ کھائیں۔

غذا مقوی باہ اور مغلظ منی...... (قانون جلد ۲) ماش کی دال پاؤ بھر لیں اور پیاز کا عرق اس میں ڈالیں کہ اچھی طرح تر ہو جائے۔ ایک رات بھیگا رہنے دیں پھر سایہ میں خشک کر لیں اسی طرح تین دفعہ تر و خشک کر کے چھلکے دور کر کے رکھ لیں پھر ہر روز پونے دو تولہ اس دال میں سے لے کر پیس کر کچی کھانڈ پونے دو تولہ اور گھی پونے دو تولہ ملا کر بلا[1] پکائے ہوئے کھایا کریں چالیس دن کھائیں اور عورت سے علیحدہ رہیں پھر اثر دیکھیں جریان کے واسطے بھی از بس مفید ہے۔

غذا[2] مقوی باہ مولد منی دافع درد کمر مقوی گردہ وغیرہ...... گائے کا گھی اور گائے کا دودھ اور پستے کا تیل پاؤ پاؤ بھر لیں اور ملا کر پکائیں یہاں تک کہ پاؤ بھر رہ جائے۔ پھر ایک صاف برتن میں رکھ لیں اور ہر روز صبح کو دو تولہ سے چار تولہ تک کھایا کریں۔

غذا[3] مقوی باہ و گردہ مولد منی اور قریب باعتدال...... چنے عمدہ بڑے دانہ کے لیں اور پیاز کے پانی میں بھگوئیں اور سایہ میں خشک کریں اسی طرح سات دفعہ اور کم از کم تین دفعہ کر کے پیس کر مصری ہم وزن ملا کر رکھ لیں اور ایک تولہ صبح کو اور چھ ماشہ رات کو سوتے وقت دودھ کے ساتھ کھایا کریں۔

غذا[4] مقوی باہ سرد مزاجوں کیلئے...... پیاز کا پانی نچوڑا ہوا پاؤ بھر، شہد خالص پاؤ بھر ملا کر پکائیں کہ پاؤ بھر رہ جائے پھر ڈیڑھ تولہ سے تین تولہ تک گرم پانی یا چائے کے ساتھ سوتے وقت کھایا کریں۔

غذا مقوی باہ و مقوی بدن مولد منی اور فربہی لانے والی...... مغز حب القلقل، مغز بادام شیریں، مغز فندق، مغز اخروٹ پانچ پانچ تولہ، مغز نارجیل، مغز چلغوزہ، سات سات تولہ سب کو الگ الگ کوٹیں پھر اڑسٹھ تولہ قند سفید کا گاڑھا قوام کریں اور ایک ماشہ مشک خالص اور تین ماشہ زعفران عرق کیوڑہ میں حل کر کے اسی قوام میں ملا کر مغزیات مذکورہ بالا خوب ملالیں اور ڈیڑھ تولہ ہر روز کھایا کریں اگر کم قیمت کرنا ہو مشک نہ ڈالیں۔

حلوہ[5] مقوی باہ و معدہ...... چنے عمدہ پاؤ بھر لیں اور پیاز کے پانی میں یا خالص پانی میں بھگوئیں جب پھول جائیں گائے کے گھی میں یا کسی گھی میں خفیف بھون لیں پھر برابر ان کے چلغوزہ لیں اور دونوں کو کوٹ کر اتنے شہد میں ملالیں کہ جس میں گندھ جائے پھر مصطگی رومی اور دار چینی قلمی ایک ایک تولہ باریک پیس کر ملالیں اور سینی میں ڈال کر جمائیں اور قتلیاں کاٹ کر رکھ لیں اور دو تولہ سے پانچ تولہ تک کھایا کریں۔

دوا کم[6] خرچ مقوی باہ...... چنے عمدہ بڑے بڑے چھانٹ کر دو تولہ رات کو پانی میں بھگو کر رکھیں۔ صبح کو چنے پانی میں سے نکال کر ایک ایک کر کے کھالیں بعد ازاں وہ پانی شہد میں ملا کر پی لیں۔ بعض لوگوں کو اس سے بے حد نفع ہوا۔

بطور اختصار چند مقوی باہ غذاؤں کا ذکر

گوشت مرغ، گوشت گوسفند نر فربہ، پرندوں کا گوشت، نیم برشت انڈا، خاص کر دار چینی اور کالی مرچ اور خولنجان کے ساتھ یا نمک

ع: ١ فی القانون ص ٥٤٩ ج ٣ مکان البندق لکن وجدنا فی المخزن البندق هو الحوز و فی القانون ایضا فی هذا النسخة الحوز فوضعنا مکان البندق بدله اعنی الحوز و مکان الحوز ایضاً بدله اعنی حب الصنوبر ۱۲ منه۔

(۱) اگر پکا کر کھائیں تب بھی کچھ حرج نہیں اور نہایت مزیدار ہوتا ہے۔

(۲) قانون جلد ۲ ۱۲ منہ۔

(۳) قانون ۱۲ منہ۔

(۴) قانون ۱۲ منہ۔

(۵) قانون ۱۲ منہ۔

(۶) طب اکبر ۱۲ منہ۔

سلیمانی کے ساتھ، مچھلی کے انڈے، چڑوں اور کبوتروں کے سر، گھی دودھ، دودھ چاول، انڈوں کا خریزیعنی خاگینہ۔

معجون صبر زرعونی کا نسخہ، کالی مرچ، پیپل، سونٹھ، خرفہ، دارچینی قلمی، لونگ ایک ایک ماشہ، تودری سرخ، تودری سفید، بہمن سفید، بہمن سرخ، بوزیدان، اندرجو شیریں، قسط شیریں، ناگرموتھہ پانچوں تین تین ماشہ کوٹ چھانکر شہد خالص ساڑھے بارہ تولہ میں ملا کر رکھ لیں اور ایک تولہ روز کھایا کریں یہ معجون طبیعت میں جوش پیدا کرتی ہے اور جس کو پیشاب زیادہ آتا ہو اس کو بے حد مفید ہے۔[1]

معجون مقوی باہ مولد منی مقوی اعصاب و دماغ...... مغز پستہ، مغز چلغوزہ، مغز بادام شیریں، مغز اخروٹ، مغز فندق، انجیر، مغز نارجیل، حب السمنہ، تخم خشخاش سفید ایک ایک تولہ کشمش پانچ تولہ، خوبانی چھ ماشہ خوب کوٹ کر مرہم سا کر کے رکھ لیں۔ پھر بہدانہ دو تولہ، حب القرطم تین تولہ، بہولہ تین تولہ، ان تینوں کو پکل کر آدھ سیر پانی میں پکائیں جب جوش خوب آجائے مل کر چھان کر شہد چوبیس تولہ، قند سفید اڑتالیس تولہ اور وہ پسے ہوئے میوے ملا کر شربت سے گاڑھا قوام کر لیں پھر شقاقل مصری، خولنجان ستاور، تج قلمی ایک ایک تولہ، بسباسہ، لونگ، جائفل، عاقرقرحا، مالکنگنی چھ چھ ماشہ کوٹ چھان کر ملا لیں۔ پھر چاندی کے ورق ڈیڑھ ماشہ سونے کے ورق چھ رتی یا گنتی میں بیس عدد ذرا سے شہد میں خوب حل کر کے ملا لیں خوراک ایک تولہ ہر روز ڈیوڑھ کے ساتھ یا بلا دودھ کے۔ یہ معجون قریب باعتدال ہے ہر مزاج کے موافق ہے۔ اگر اس میں ایک ماشہ کشتہ فولاد اور ایک ماشہ کچلہ مدبر اور ملا لیں اور ایک تولہ ہر روز ایک مربہ آملہ کے ساتھ کھائیں اور اوپر سے عرق کیوڑہ چار تولہ پئیں اور غذا صبح کو انڈے کا خاگینہ اور شام کو فیرنی جس میں چھوارے بھی پڑے ہوں کھایا کریں اسی طرح ایک چلہ پورا کر لیں اور عورت سے علیحدہ رہیں تو پیر دن افزایش نفع دیکھیں یہ معجون مقوی قلب بھی بہت ہے اس لئے ایسی ضعف باہ کو بھی مفید ہے جو ضعف قلب سے ہو۔

معجون مقوی باہ مولد منی اور کم قیمت...... بھونے اور چھلے ہوئے چنوں کا آٹا انڈے کی زردی پانچ عدد پانی میں پکائے جب حلوا سا ہو جائے گائے کا گھی یا جو گھی مل جائے پانچ تولہ، شہد خالص پانچ تولہ ملا کر[2] معجون کا سا قوام کر لیں اور چار تولہ روز کھایا کریں مجرب ہے۔

ضعف باہ کی دوسری صورت کا بیان

وہ یہ ہے کہ خواہش نفسانی بحال خود ہو مگر عضو تناسل میں کوئی نقص پڑ جائے اس وجہ سے جماع پر قدرت نہ ہو اس کی کئی صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ صرف ضعف اور ڈھیلا پن ہو۔

علاج...... یہ ہے کہ یہ طلا بنالیں اور حسب ترکیب مندرجہ لگائیں، ہڑتال طبقی، سنکھیا سفید، میٹھا تیلیا، نوشادر چاروں دوائیں دو دو تولہ لیں اور خوب باریک پیس کر گائے کے خالص گھی پاؤ بھر میں ملائیں اور پارہ دو تولہ اس میں خوب حل کر لیں پھر لوہے کے کڑچھے میں ڈال کر ہلکی آنچ پر پکائیں۔ یہاں تک کہ دوائیں جل کر کوئلہ ہو جائیں پھر اوپر اوپر کا گھی نتھار کر چھان کر شیشی میں رکھ لیں پھر بوقت شب اس میں پھریری ڈبو کر ہلکا ہلکا عضو تناسل پر لگائیں اس طرح کہ حشفہ یعنی سپاری اور نیچے کی جانب جسے سیون کہتے ہیں بچی رہے اور اوپر سے بنگلہ پان اور اگر نہ ملے تو دیسی پان ذرا گرم کر کے لپیٹ دیں اور صبح کو کھول ڈالیں۔ سات روز یا چودہ روز یا اکیس روز ایسا ہی کریں اور زمانہ استعمال تک ٹھنڈے پانی اور جماع سے پرہیز رکھیں اور اگر اس کے استعمال کے زمانہ میں روٹی اور پنیر غذا رکھیں تو بے حد مفید ہے اور طلاء سے تکلیف بہت کم ہوتی ہے اور آبلہ وغیرہ کچھ نہیں ہوتا بعضوں کو بالکل بھی تکلیف نہیں ہوتی۔ اگر کسی کو اتفاقاً تکلیف ہو تو ایک دو دن کو ناغہ کریں یا کافور گائے کے مسکہ میں ملا کر مل دیں اور ایک صورت یہ ہے کہ عضو تناسل میں خم پڑ جائے اس کا علاج یہ ہے کہ پہلے گرہ کے نرم کرنے کی تدبیر کر لی جاوے بعد ازاں قوت کی۔[3]

---

[1] مگر یہ گرم ہے ٹھنڈے مزاج والے کھاویں ۱۲ ثالث۔

[2] عوام میں مشہور ہے کہ گھی اور شہد ملانے سے زہر ہو جاتا ہے یہ محض غلط ہے ۱۲ محشی۔

[3] اس کی اصلی ترکیب یہ ہے کہ سب دوا کو تیار کر کے ایک بالشت چوڑے اور ایک بالشت لمبے کپڑے پر مرہم کی طرح لگا کر لپیٹ کر بتی بنا کر ایک طرف سے جلائیں جو تیل ٹپکے اس کو چینی کے برتن میں لے لیں وہ طلا ہے ۱۲ (نظر ثالث)

نرم کرنے کی دوا...... یہ ہے۔ بیخ سوسن چھ ماشہ آدھ پاؤ پانی میں پکائیں جب خوب جوش ہو جائے مل کر چھان کر روغن بابونہ دو تولہ ملا کر پھر پکائیں کہ پانی جل کر تیل رہ جائے پھر مرغی کی چربی بط کی چربی گائے کی نلی کا گودا موم زرد دو ۲ دو ۲ تولہ ملا کر آگ پر رکھ کر ایک ذات کر لیں اور شیشی میں حفاظت سے رکھ لیں پھر صبح کے وقت گرم کر کے عضو تناسل پر ملیں اور ہاتھ سے سیدھا کریں اور آدھ گھنٹے کے بعد گل بابونہ اکلیل الملک بنفشہ چھ چھ ماشہ آدھ سیر پانی میں پکا کر چھان کر اس پانی سے دھاریں۔ تین چار دن یا ایک ہفتہ غرض جب تک کجی دور ہو اس کو استعمال کریں پھر قوت کے واسطے وہ طلا جو پہلی قسم میں گذر چکا ہے بترکیب مذکور لگائیں نہایت مجرب ہے۔

اور یہ طلاء بھی مفید ہے...... مغز تخم کرنجوہ، جائفل، لونگ، عاقر قرحا دو دو ماشہ باریک پیس کر سینڈھ کے دودھ سے گوندھ کر گولیاں بنا لیں پھر وقت ضرورت ذرا سی گولی تین چار بوند چمبیلی کے تیل میں گھس کر لگائیں اوپر سے بنگلہ پان گرم کر کے باندھ دیں ایک ہفتہ یا چودہ دن ایسا ہی کریں۔ اور ایک صورت یہ ہے کہ عضو تناسل جڑ میں سے پتلا اور آگے سے موٹا ہو جائے یہ مرض اکثر جلق یا لواطت سے پیدا ہو جاتا ہے۔

علاج...... [1]مینڈک کی چربی سوا تولہ، عاقر قرحا ساڑھے دس ماشہ گائے کا گھی ساڑھے تین تولہ، اول گھی کو گرم کریں پھر چربی ملا کر تھوڑی دیر تک آنچ پر رکھ کر اتار لیں اور عاقر قرحا باریک پیس کر ملا کر ایک گھنٹہ تک خوب حل کریں کہ مرہم سا ہو جائے۔ پھر نیم گرم لیپ کر کے پان رکھ کر کچے سوت سے لپیٹ دیں رات کو لپیٹیں اور صبح کو کھول ڈالیں ایک ہفتہ تک ایسا ہی کریں۔

تنبیہ...... مینڈک دریائی لینا چاہئے کیونکہ خشکی کے مینڈک کی چربی ناپاک ہے استعمال اس کا جائز نہیں۔ دریائی کی پہچان یہ ہے کہ اس کی انگلیوں کے بیچ میں پردہ ہوتا ہے جیسا بط کی انگلیوں میں ہوتا ہے۔ اگر دریائی ملنا دشوار ہو تو بجائے اس کی چربی کے روغن زیتون یا روغن بلسان یا گائے کی چربی یا مرغی کی چربی یا بط کی چربی ڈالیں۔

اس مرض کے واسطے سینک کا نسخہ۔ ہاتھی دانت کا برادہ دو ۲ تولہ۔ مالکنگنی کالے تل نو نو ماشہ، آنبہ ہلدی ایک تولہ میدہ لکڑی، مصطگی رومی، دار چینی قلمی، عاقر قرحا تین تین ماشہ، لونگ دو ماشہ، تج پانچ ماشہ کوٹ چھان کر پوٹلی میں باندھ کر تل کے تیل میں بھگو کر گرم کر کے سینک کریں ایک ہفتہ یا کم از کم تین دن سینک کریں۔ ایک پوٹلی تین دن کام آسکتی ہے عمدہ تدبیر یہ ہے کہ پہلے ایک ہفتہ وہ لیپ کریں جس میں مینڈک کی چربی ہے اس کے بعد ایک ہفتہ یا تین دن یہ سینک کریں اگر کچھ کسر باقی رہے تو ایک ہفتہ یا چودہ دن وہ طلا لگائیں جو پہلی قسم میں گذرا جس میں نوشادر اور پارہ بھی ہے۔

تیسری قسم ضعف باہ کی یہ ہے کہ خواہش نفسانی بھی کم ہو اور عضو میں بھی فرق ہو اس کے لئے کھانے کی دوا کی بھی ضرورت ہے اور لگانے کی بھی۔ کھانے کی دوائیں قسم اول میں اور لگانے کی قسم دوم میں بیان ہوئیں۔ غور کر کے ان ہی میں سے نکال لیں۔

چند کام کی باتیں

باہ کی دوائیں بسا اوقات ایسی بھی ہوتی ہیں جن میں کچلہ یا اور کوئی زہریلی دوا ہوتی ہے لہٰذا احتیاط رکھیں کہ مقدار سے زیادہ نہ کھائیں اور ایسی جگہ نہ رکھیں جہاں بچوں کا ہاتھ پہنچ جائے مبادا کوئی کھالے خاص کر طلاو غیرہ خارجی استعمال کی دواؤں میں ضرور اس کا خیال رکھیں کیونکہ طلے بہت کم زہر سے خالی ہوتے ہیں۔ طلاء کی شیشی پر اس کا نام بلکہ لفظ (زہر) ضرور لکھ دیں۔ اگر کوئی غلطی سے کھانے کی زہریلی دوا یا طلا کھا لے تو سب سے بہتر یہ ہے کہ جس سے وہ دوا یا طلا منگایا ہو اس سے دریافت کریں کہ اس میں کون سا زہر تھا پھر طبیب یا ڈاکٹر سے علاج کرائیں۔

---

[1] لیکن بغیر ضرورت شدیدہ کے اس کا استعمال جائز نہیں اور مولوی محمد مصطفےٰ صاحب مرحوم نے ناجائز دواؤں کی ایک مکمل فہرست ایک رسالہ میں تحریر فرمائی ہے جس کا نام طبی جوہر ہے ۱۲ محشی الا آنکہ باقاعدہ ذبح کر دیا جائے کیونکہ ذبح کرنے سے تمام اجزاء پاک ہو جاتے ہیں اور خارجی استعمال درست ہو جاتا ہے یا بہت چھوٹا ہو کہ وہ غیر ذی دم میں شمار ہوتا ہے اور بلا ذبح بھی پاک ہے خارجی استعمال اس کا درست اور دریائی مینڈک چھوٹا اور بڑا سب پاک ہے مگر مینڈک کا مارنا کراہت سے خالی نہیں اسکی بحث طبی جوہر ضمیمہ حصہ نہم میں مفصل گذری ۱۲ نظر ثالث۔

کثرت خواہش نفسانی کا بیان

بعض دفعہ اس خواہش کے کم کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے اس واسطے یہ علاج بھی لکھا جاتا ہے۔ اگر خواہش نفسانی کی زیادتی بوجہ جوش جوانی اور تجرد کے ہو تو سب سے عمدہ علاج شادی کرنا ہے اور اگر میسر نہ ہو تو یہ دوا کھائیں۔ تخم کاہو، تخم خرفہ پینتیس ماشہ، دھنیا ساڑھے دس ماشہ گلنار، گل نیلوفر، گل سرخ سات سات ماشہ، کافور ایک ماشہ کوٹ چھان کر اسپغول مسلم ساڑھے دس ماشہ ملا کر سفوف بنا لیں اور نو ماشہ ہر روز کھائیں اور سیسے کا ایک ٹکڑا کمر پر گردہ کی جگہ باندھیں اور ترش چیزیں زیادہ کھائیں اور ٹھنڈے پانی سے نہایا کریں۔
بعض لوگوں کو یہ مرض ہوتا ہے کہ اگر جماع کا اتفاق ہو تو بے حد ضعف ہو جاتا ہے یا احتلام کی کثرت ہوتی ہے یا خفیف سا بخار آنے لگتا ہے اور دماغ پریشان ہوتا ہے ان کا علاج یہ ہے کہ پہلے تولید منی کی کمی کی کوشش کریں بعد ازاں قوت اور غلظت کی اس طرح کہ پہلے وہ سفوف کھائیں جو گرم جریان کی علاج میں بیان ہوا جس میں پہلی دوا گوند ببول ہے اور گائے کی چھاچھ کے ساتھ کھایا جاتا ہے اس میں تخم خرفہ تخم کاہو۔ گل نیلوفر۔ تخم خیارین تین تین ماشہ اور بڑھا لیں اور کم از کم ایک ماہ تک جماع سے بالکل پرہیز رکھیں اگرچہ اس اثناء میں جریان کی یا کثرت احتلام کی شکایت پیدا ہو بعد ایک ماہ کے غلظت اور قوت کیلئے معجون لبوب بار دیا گاجر کا حلوا مقوی کھائیں۔ ان کے نسخے ضعف باہ کے بیان میں گذر چکے ہیں۔

کثرت احتلام

یہ کبھی گرمی سے ہوتا ہے کبھی سردی سے۔ اس کا علاج وہی ہے جو جریان کا تھا۔ جریان کے باب میں سے غور کر کے نکال لیں اور سوتے وقت سیسے کا ٹکڑا کمر میں گردوں کے برابر باندھنا مجرب ہے۔
فائدہ جماع فعل طبعی ہے اور بقائے نسل کے لئے ضروری ہے مگر کثرت اس کی اتنے امراض پیدا کرتی ہے۔ ضعف بصر، ثقل سماعت، چکر، رعشہ، درد کمر، درد گردہ کثرت پیشاب، ضعف معدہ، ضعف قلب خصوصاً جس کو ضعف بصر یا ضعف معدہ یا سینے کا کوئی مرض ہو اس کو جماع نہایت مضر ہے۔ غذا سے کم از کم تین گھنٹے کے بعد جماع کا عمدہ وقت ہے اور زیادہ پیٹ بھرے پر اور بالکل خلو اور تکان میں مضر ہے اور بعد فراغ فوراً پانی پی لینا سخت مضر ہے خصوصاً اگر ٹھنڈا ہو۔ (کل ذلک من الطب الا کبر و القانون ۱۲ منہ)۔
فائدہ جس کو کثرت جماع سے نقصان پہنچا ہو وہ سردی اور گرمی سے بچے اور سونے میں مشغول ہو اور خون بڑھانے اور خشکی دور کرنے کی تدبیر کرے مثلاً دودھ پیے یا حلوائے گاجر کھائے یا نیم برشت انڈا یا گوشت کی یخنی استعمال کرے اگر ہاتھ پیروں میں رعشہ محسوس ہو تو دماغ اور کمر پر بلکہ تمام بدن پر چنبیلی کا تیل یا بابونہ کا تیل ملے اور رعشہ کے لئے یہ دوا مفید ہے۔ شہد دو تولہ لے کر چاندی کے ورق تین عدد اس میں خوب حل کر کے چاٹ لیا کریں۔ جس کو جماع سے ضعف بصارت ہو گیا ہو وہ دماغ پر بکثرت روغن بادام یا روغن بنفشہ یا روغن چنبیلی ملے اور آنکھ پر بالائی باندھے اور گلاب ٹپکائے اگر ہمیشہ بعد جماع کوئی مقوی چیز جیسے دودھ یا حلوائے گاجر یا انڈا کھا لیا کریں یا ماء اللحم پی لیا کریں اور ان تدابیر کے پابند رہیں جو ابھی ذکر ہوئیں تو ضعف کی نوبت بھی نہ آئے۔ اور رعشہ وغیرہ کوئی مرض پیدا نہ ہو۔ اس بارے میں سب سے عمدہ دودھ ہے جس میں سونٹھ کی ایک گرہ یا چھوارے اوٹا لئے گئے ہوں۔
فائدہ امساک کی زیادہ ہوس اخیر میں نقصان لاتی ہے خصوصاً اگر کچلا یا دھتورا وغیرہ زہریلی دوائیں کھائی جائیں امساک کے لئے وہ گولی کافی سمجھیں جو سرعت کے بیان میں مذکور ہوئیں جس میں سونے کے ورق بھی ہیں۔

چند متفرق نسخے

طلاء مقوی اعصاب اور عضو میں درازی اور فربہی لانے والا...... چھونٹے بڑے بڑے سات عدد قبرستان میں سے لائیں۔ ایک ایک کو مار کر فوراً دو تولہ روغن چنبیلی خالص میں ڈالتے جائیں پھر شیشی میں کر کے کاگ مضبوط لگا کر ایک دن رات بکرے کی مینگنیوں

میں دفن کریں پھر نکال کر خوب رگڑیں کہ چیونٹے تیل میں حل ہو جائیں پھر نیم گرم ملیں۔ ترکیب ملنے کی یہ ہے کہ پہلے عضو کو ایک موٹے کپڑے سے خوب ملیں جب سرخی پیدا ہو جائے فوراً یہ تیل مل کر چھوڑ دیں پندرہ دن روزانہ ایسا ہی کریں۔

دوا مجفف رطوبت و مضیق...... مازو دو ماشہ، شگوفہ لذخر ایک ماشہ کوٹ چھانکر ایک کپڑا گلاب میں بھگو کر اس دوا سے آلودہ کر کے استعمال کریں۔

لڈو مقوی باہ...... چھوارے چنے بھنے ہوئے پاؤ پاؤ بھر کوٹ چھان کر پیاز کے پانی سے گوندھ کر اخروٹ کے برابر لڈو بنالیں اور ایک صبح اور ایک شام کھالیا کریں چھوارے کو مع گٹھلی کے کوٹیں یا گٹھلی علیحدہ نکال کر آٹا کر کے ملالیں۔

معجون نہایت مقوی باہ...... شہد پینتیس ۳۵ تولہ کا قوام کریں۔ بیضہ مرغ بیس ۲۰ عدد ابال کر ان کی زردی نکال لیں اور سفیدی پھینک دیں پھر زردی کو اس شہد میں ملا کر خوب حل کریں کہ معجون سے ہو جائے۔ پھر عاقرقرحا، لونگ، سونٹھ ہر ایک پونے چونتیس ماشہ کوٹ چھان کر ملالیں اور ایک تولہ ہر روز کھالیا کریں۔

آتشک

یہ نہایت خبیث مرض ہے۔ اس میں پیشاب کے مقام پر اور اس کے آس پاس آبلے یا زخم ہو جاتے ہیں اور بہت سوزش ہوتی ہے اس کے آبلے پھیلاؤ میں زیادہ اور ابھار میں کم ہوتے ہیں اور زخموں کے آس پاس نیلا پن یا اودا پن ہوتا ہے۔ اکثر پہلے یہ زخم پیشاب کے مقام سے شروع ہوتے ہیں پھر تمام بدن میں ہوتے جاتے ہیں اس کے ساتھ گٹھیا بھی ہو جاتی ہے یہ مرض کئی کئی پشت تک چلا جاتا ہے اس کے لئے ایک ہفتہ تک یہ دوا پئیں۔ افتیمون پوٹلی میں باندھا ہوا، مہندی خشک، منڈی، برادہ چوب چینی عشبہ، برہمنڈنڈی، ہرن کھری سب پانچ پانچ ماشہ برگ شاہترہ، بیخ حنظل، بسفائج فستقی چھ چھ ماشہ، پوست ہلیلہ زرد، پوست ہلیلہ کابلی نو نو ماشہ سب کو ڈیڑھ پاؤ پانی میں پکائیں۔ جب آدھا رہ جائے چھان کر شربت عناب دو تولہ ملا کر پئیں۔ اگر گٹھیا بھی ہو تو اسی میں سورنجان شیریں تین ماشہ اور بڑھالیں اگر اس سے دست آویں تو غذا کھچڑی کھاویں ورنہ شوربہ چپاتی۔ بعد سات دن کے یہ گولی کھائیں۔ مغز جمالگوٹہ دودھ میں پکایا ہوا اور بیچ کا پردہ نکالا ہوا۔ پرانا ناریل، پرانا چھوہارہ سب ایک ایک ماشہ، پرانا گڑ ڈیڑھ ماشہ خوب باریک پیس کر جب مرہم سا ہو جائے چنے کے برابر گولیاں بنالیں۔ اور دو گولی روز بوقت صبح تازے پانی کے ساتھ کھائیں اس سے دست ہوں گے ہر دست کے بعد بھی تازہ پانی پئیں اگلے دن گولی نہ کھائیں بلکہ یہ دوا پئیں۔ لعاب ریشہ خطمی پانچ ماشہ پانی میں نکال کر شربت عناب دو تولہ ملا کر پئیں۔ پھر تیسرے دن گولی حسب ترکیب مذکور کھائیں اور چوتھے دن ٹھنڈائی اور پانچویں دن گولی اور چھٹے دن ٹھنڈائی استعمال کریں اور احتیاطاً مناسب ہے کہ ساتویں اور آٹھویں دن بھی ٹھنڈائی پی لیں۔ غذا ان آٹھ دنوں میں سوائے کھچڑی یا ساگودانہ کے اور کچھ نہ ہو۔ اس کے بعد مہینہ بیس ۲۰ روز یہ عرق پئیں۔ چوب چینی برادہ کی ہوئی عشبہ پانچ پانچ تولہ، برگ شاہترہ، چرائتہ، سرپھوکہ، دانہ الائچی خورد، پوست ہلیلہ زرد، پوست ہلیلہ کابلی، نیل کنٹھی برہمنڈنڈی، برادہ صندلین دو ۲ دو ۲ تولہ، سناء مکی تین تولہ رات کو پانچ سیر پانی میں بھگو رکھیں اور صبح کو دو سیر دودھ گائے کا ڈال کر عرق ساڑھے پانچ سیر کشید کرلیں اور تین دن رکھنے کے بعد چھ تولہ ہر روز شربت عناب دو تولہ ملا کر پیا کریں۔ ان تدبیروں سے آتشک کے زخم بھی بلا خارجی دوا کے بھر جاتے ہیں اور اگر خارجی دوا کی ضرورت ہو تو یہ مرہم لگائیں۔ چھالیہ، کچلہ پونے چار چار تولہ، کتھا پپڑیا ساڑھے آٹھ ماشہ، دانہ الائچی کلاں سوا تولہ۔ مردار سنگ، سنگجراحت، مرچ سیاہ سوا چار چار ماشہ، نیلہ تھوتھا ساڑھے آٹھ رتی ہو انسہ بھونجے کے یہاں کا تین ماشہ، سب دواؤں کو اس طرح بھونیں کہ جل نہ جائیں پھر باریک پیس کر گائے کے گھی اکیس ۲۱ تولہ میں ملا کر کافور سوا چار ماشہ پیس کر ملالیں اور زخموں پر لگائیں، یہ مرہم چھاجن کے لئے نہایت مفید ہے۔ فائدہ۔ آتشک والے کو زیادہ گرم چیزوں سے جیسے گائے کا گوشت، تیل، بیگن، میتھی وغیرہ ہمیشہ کو پرہیز چاہئے اور زیادہ ٹھنڈی چیزیں بھی جیسے تربوز، ککڑی وغیرہ بھی کم کھائے اور چنا بہت مفید ہے۔

سوزاک کا بیان

پیشاب کے مقام میں اندر زخم پڑ جانے کو سوزاک کہتے ہیں اس کا علاج شروع میں آسانی سے ہو سکتا ہے اور پرانا ہو جانے کے بعد نہایت دشوار ہے علاج پہلے زخم کے صاف ہونے کے بعد ازاں بھرنے کی تدبیر کریں اس طرح کہ ارنڈی کا تیل چار تولہ دودھ میں ملا کر شکر سے میٹھا کر کے پئیں۔ اور ہر دست کے بعد گرم پانی پئیں۔ دوپہر کو ساگودانہ دودھ میں پکا ہوا، شام کو دودھ چاول کھائیں اگلے دن یہ ٹھنڈائی پئیں۔ لعاب ریشہ خطمی پانچ ماشہ، تخم خرفہ پانچ ماشہ پانی میں نکال کر شربت بنفشہ دو تولہ حل کر کے پئیں اور اگر بہروزہ کا تیل مل جائے تو دو بوند وہ بھی بتاشہ میں کھائیں۔ تیسرے دن پھر ارنڈی کا تیل بموجب ترکیب مذکور اور چوتھے دن ٹھنڈائی اور پانچویں دن پھر ارنڈی کا تیل اور چھٹے دن ٹھنڈائی پئیں۔ غذا برابر ساگودانہ اور دودھ چاول رہے۔ تینوں مسہلوں کے بعد یہ سفوف کھائیں۔ شورہ قلمی تین تولہ، سنگجراحت، مغز تخم خیارین تخم خرفہ، تخم کاسنی، خار خسک، نشاستہ نو نو ماشہ، گل ارمنی، ریوند چینی، صمغ عربی، حب کاکنج، ست بہروزہ، مغز تخم تربوز، دم الاخوین چھ چھ ماشہ کوٹ چھانکر کچی کھانڈ گیارہ تولہ ملا کر نو نو ماشہ کی پڑیاں بنالیں۔ پھر ایک پڑیا کھا کر اوپر سے تخم خیارین پانچ ماشہ پانی میں پیس کر چھان کر شربت بزوری بارد ۲ دو تولہ ملا کر پئیں۔ پندرہ دن یا کم از کم ہفتہ بھر کھائیں۔ غذا دودھ چاول یا ٹھنڈی ترکاریاں اور گوشت ہو بعد ازاں یہ سفوف کھائیں اگر کچھ ضرورت باقی رہی ہو طباشیر، گندھک زرد سات سات ماشہ، مغز تخم خیارین چودہ ماشہ، تخم خرفہ، کتیرا، ہلدی چار چار رتی، مرکی دو رتی، گلنار چھ رتی زرشک افیون خالص، زراوند، مدحرج ایک ایک ماشہ، تل دھلے ہوئے ساڑھے تیرہ ماشہ کوٹ چھان کر کچی کھانڈ برابر ملا کر نو ماشہ کی پڑیا بنالیں اور ایک پڑیا ہر روز تازہ پانی کے ساتھ پھانکیں اگر قبض کرے تو دو تولہ منقارات کو سوتے وقت کھالیا کریں کم از کم پندرہ دن یہ سفوف کھائیں بعد صحت مہینہ بیس دن وہ عرق مصفی پئیں جو آتشک کے بیان میں گذرا جس میں پہلا جزو چوب چینی ہے۔ سوزاک والے کو مرچ کم کھانی چاہئے اور کچنال کی کلی بہت مفید ہے اور جو پرہیز آتشک کے بیان میں گذرا وہ یہاں بھی ہے۔

پچکاری…… نافع سوزاک، توتیا کھیل کیا ہوا تین ماشہ، سرمہ پسا ہوا، دم الاخوین، پھٹکڑی سفید بریاں، سنگ جراحت چھ چھ ماشہ خوب باریک پیس کر انگور کے پتوں کے پانی اور مہندی کے پتوں کے پانی چھٹانک چھٹانک بھر اور بکری کے دودھ آدھ پاؤ میں ملا کر دو تہ کپڑے میں چھان کر کانچ کی پچکاری سے صبح و شام پچکاری لیں یہ ایک نسخہ چار دن کو کافی ہے۔ توتیا کی کھیل اس طرح ہوتی ہے کہ اس کو پیس کر کسی برتن میں ہلکی آگ پر رکھیں اور چلاتے رہیں۔ جب رنگ ہلکا پڑ جائے کام میں لائیں۔

فائدہ کبھی سوزاک میں پیشاب کا مقام بند ہو جاتا ہے اس صورت میں گرم پانی سے دھاریں یا بابونہ پانی میں پکا کر دھاریں۔ اگر کسی طرح نہ کھلے ڈاکٹر سے سلائی ڈلوائیں۔

خصیہ کا اوپر کو چڑھ جانا

اس مرض میں چمک بھی ہو جاتی ہے اور پیشاب میں تکلیف ہوتی ہے۔

علاج…… گل بابونہ، اکلیل الملک، تخم کتان، بھوسی گندم دو سیر پانی میں پکا کر دھاریں اور بھنگ مرزنجوش فرفیون۔ اکلیل الملک۔ گل بابونہ تین تین ماشہ کوٹ چھان کر شہد میں ملا کر نیم گرم لیپ کریں اور معجون کمونی یا جوارش زرعونی کھائیں (طب اکبر) اس کا نسخہ ضعف باہ کے بیان میں گذرا۔ غذا بھی مقوی کھائیں۔

آنت اترنا اور فوطے کا بڑھنا

پیٹ میں آنتوں پر چاروں طرف سے کئی جھلیاں لپٹی ہوئی ہیں۔ ان میں سے بیچ کی ایک جھلی میں فوطوں کے قریب دو سوراخ ہیں۔ ان سوراخوں کے بڑھ جانے یا پھٹ جانے سے اندر کی جھلی مع آنتوں کے یا بلا آنتوں کے یا اندر کی جھلی بھی پھٹ کر آنتیں فوطوں میں لٹک

چڑتی ہیں اس کو آنت اترنا کہتے ہیں عربی میں اس کا نام قیل وفتق ہے اور کبھی فوطوں میں پانی آجاتا ہے اس کو عربی میں اُدرہ کہتے ہیں اور کبھی صرف ریاح آجاتے ہیں اس کو قیلہ ریحی کہتے ہیں اس بحث کو تین قسم میں بیان کیا جاتا ہے۔

قسم اول آنت اترنے کے بیان میں...... یہ مرض بہت بوجھ اٹھانے یا کودنے یا بشکم سیری پر جماع کرنے وغیرہ سے ہو جاتا ہے۔

علاج...... چت لیٹ کر آہستہ آہستہ دبا کر اوپر کو چڑھائیں۔ اگر دبانے سے نہ چڑھے تو گرم پانی سے دھاریں اور روغن بابونہ گرم کر کے ملیں اور خطمی پانی میں پکا کر باندھیں جب نرم ہو جائے دبا کر اوپر کو چڑھائیں جب چڑھ جائے یہ لیپ کریں تاکہ آئندہ نہ اترے۔ گلنار اقاقیہ، مازو سبز، ایلوا، کندر، جوز السرو، رال، گوگل، اقاقیا سب چھ چھ ماشہ کوٹ چھان کر سریش بری ملوہ کے پانی میں پکا کر ملا کر کپڑے پر لگا کر چپکائیں اور پٹی باندھ دیں اور تین روز تک چت لٹائے رکھیں۔ یہ لیپ فتق کی جملہ قسموں کو مفید ہے۔ خواہ آنت اتری ہو یا ریاں ہو یا پانی ہو اور غذا صرف شوربا دیں۔ بعد تین دن کے آہستہ اٹھاویں اور ٹہلنے دیں اور یہ لیپ دوبارہ کریں اور لنگوٹ باندھے رہا کریں۔ ایک تدبیر نہایت مفید یہ ہے کہ ایک پٹی میں ایک ڈبل پیسہ یا اور کوئی سخت چیز اتنے وزن کی سی کر اس پٹی کو لنگوٹ کی طرح ایسا باندھیں کہ پیسہ اس جگہ رہے جہاں آنت اترنے کے وقت پھولا پن معلوم ہوتا تھا کہ اس سے وہ جگہ ہر وقت دبی رہے اس سے چند روز میں وہ سوراخ بند ہو جاتا ہے اور آنت اترنے کا اندیشہ بالکل نہیں رہتا۔ اس ترکیب کو تالا لگانا کہتے ہیں۔ ایسی پٹیاں انگریزی بنی ہوئی بھی بکتی ہیں[1]۔

آنت اترنے کے واسطے پینے کی دوا...... معجون فلاسفہ سات ماشہ یا معجون کمونی ایک تولہ کھا کر اوپر سے سونف پانچ ماشہ پانی میں پیس کر گل قند آفتابی دو تولہ ملا کر پئیں۔ معجون فلاسفہ متواتر چند روز تک کھانا جملہ اقسام فتق کو مفید ہے[2] بادی چیزوں سے پرہیز رکھیں۔

قسم دوم: قیلہ ریحی یعنی فوطے میں ریاح آجانے کے بیان میں...... باجرہ[1] اور نمک اور بھوسی دو دو تولہ لے کر دو پوٹلی بنا کر گلاب میں ڈال کر سینکیں اور دوار چینی[1] قلمی پیس کر بابونہ کے تیل میں ملا کر اکثر ملا کریں اور یہ گولی[2] کھایا کریں۔ تخم کرفس، انیسون رومی، اسپند مصطگی، زعفران سب سات سات ماشہ، پوست ہلیلہ کابلی، پوست بلیلہ آملہ ساڑھے دس دس ماشہ، سکبینج، گوگل ساڑھے تین تین ماشہ، پودینہ خشک، قسط شیریں، زرنباد، درونج عقربی اسارون پونے دو، دو ماشہ سکبینج اور گوگل کو پانی میں گھول کر باقی دوائیں کوٹ چھان کر ملا کر گولیاں چنے کے برابر بنالیں اور ساڑھے چار ماشہ ہر روز پھانک لیا کریں اور معجون فلاسفہ یا معجون کمونی بھی کافی ہے چند روز متواتر کھائیں غذا میں بتھوا اور مولی زیادہ مفید ہیں اور بادی چیزوں سے پرہیز ضرور ہے۔

قسم سوم فوطوں میں پانی آجانے کے بیان میں...... پانی کم پیا کریں اور دوا وہی کھائیں جو قیلہ ریحی میں گذری اور یہ لیپ کریں عاقر قرحا[3] دو تولہ۔ زیرہ سیاہ ایک تولہ باریک پیس کر مویز منقے چھ تولہ ملا کر اتنا کوٹیں کہ ایک ذات ہو کر مثل مرہم کے ہو جائے پھر گرم کر کے صبح وشام لیپ کریں۔ جب پانی زیادہ آجائے تو عمدہ علاج ڈاکٹر سے نکلوا دینا ہے[3]۔

فائدہ...... چونکہ ان تینوں قسموں کے علاج میں زیادہ فرق نہیں ہر قسم کی علامتیں تفصیل کے ساتھ نہیں بیان کیں مختصر سا فرق یہ ہے کہ اگر قسم اول ہو خواہ فقط جھلی لٹک آئی ہو یا مع آنت کے اتری ہو تو مشکل سے اوپر کو چڑھتی ہے اور اگر ریاح ہوں تو ذرا دبانے سے چڑھ جاتی ہے اور اگر پانی ہو تو کسی طرح نہیں چڑھ سکتا اور فوطہ چمکدار معلوم ہوتا ہے اور جلد جلد بڑھتا ہے لنگوٹ باندھے رہنا جملہ اقسام میں

---

1. پٹیاں مختلف شکلوں کی اور مختلف ناپ کی ہوتی ہیں بہتر یہ ہے کہ ڈاکٹر سے مشورہ کر کے پٹی لیں ۱۲ (نظر ثالث)۔
2. حب کچلہ بھی مفید ہے ترکیب یہ ہے کہ کچلہ مدبر فلفل سیاہ چھ چھ ماشہ کھیکوار کے پانی میں خوب پیس کر گولیاں کالی مرچ کے برابر بنالیں اور ایک گولی روز کھائیں ٹھنڈے مزاج والے کو یہ گولیاں بہت مفید ہیں ۱۲ (نظر ثالث)
3. فوطے بڑھنے کی ایک اور دوا جو سب قسموں میں مفید ہے تمباکو کے ہرے پتوں کا پانی پاؤ بھر۔ موم زرد آدھ پاؤ۔ دونوں کو ملا کر پکالیں کہ پانی جل کر موم رہ جائے پھر اس موم کی ٹکیہ بنا کر رکھ لیں اور صرف اسی کو ذرا گرم کر کے باندھا کریں مجرب ہے ۱۲

(۱) مخترع ۱۲ منہ۔

(۲) مخترع ۱۲ منہ۔

(۳) طب اکبر ۱۲ منہ۔

(۴) من القانون جلد ۳ ص ۲۰۸ کان فیہ مویزج فبدلنا بعاقرقرحا بتضعیف الوزن ھکذا فی بستان المفردات ووزن الزبیب انما ھو برأینا ۱۲۔

مناسب ہے اور حرکت قوی اور بوجھ اٹھانے اور زیادہ چلانے اور بادی چیزوں سے پرہیز لازم ہے۔ فتق کی اور بھی چند قسمیں ہیں جنکا علاج بلارائے طبیب کے نہیں ہو سکتا آنت اترنے کے علاج میں کبھی مسہل کی ضرورت ہوتی ہے اس میں طبیب سے رائے لینا ضروری ہے۔

فائدہ کبھی فوطے بڑھ جاتے ہیں بدون اس کے آنت اترے یا ریاح آجائیں یا پانی ہو علامت اس کی یہ ہے کہ تکلیف مطلق نہ ہو اور نہ فوطوں کی کھال چمکدار ہو نہ دبانے سے سخت معلوم ہوں۔

علاج ...... معجون فلاسفہ کچھ عرصہ تک کھائیں اور پھٹکری سفید تیل میں گھس کر لیپ کریں۔

دوسرا لیپ ...... پنڈول بیس ماشہ، شوکران (ایک بوٹی کا نام ہے) دو ماشہ سرکہ میں خوب پیس کر لیپ کریں (اگر شوکران نہ ملے اجوائن خراسانی ڈالیں) یہ مرض بعض مقامات میں کثرت سے ہوتا ہے اور مشکل سے جاتا ہے اس لئے مناسب ہے کہ شروع ہی میں علاج کریں اور کچھ عرصہ تک نہ چھوڑیں۔

فوطے یا عضو تناسل کا درد ...... کبھی ان اعضاء میں درد ہونے لگتا ہے بدوں اس کے کہ ورم ہو یا آنت اترے۔

علاج ...... ارنڈی کا تیل ملیں کہ اکثر اقسام میں مفید ہے اگر اس سے نہ جائے تو طبیب سے پوچھیں۔

فوطوں یا جنگاسوں میں خراش ہو جانا

یہ اکثر پسینے کی شوریت سے ہو جاتا ہے اسی واسطے گرمی کے موسم میں زیادہ ہو جاتا ہے۔

علاج ...... گرم پانی اور صابن سے دھویا کریں تاکہ میل نہ جمے اور سفیدہ کاشغری روغن گل میں ملا کر لگائیں اور اگر خراش بڑھ گیا ہو اور زخم ہو گیا ہو یہ مرہم لگائیں۔ کندر دم الاخوین مرکی تو تو ماشہ۔ ایلوا مردار سنگ، انزروت سات سات ماشہ باریک پیس کر روغن گل سات تولہ میں ملا کر خوب گھوٹیں کہ مرہم ہو جائے جس کو فوطوں اور جنگاسوں میں پسینہ زیادہ آتا ہو مہندی کا پانی یا ہرے دھنیہ کا پانی یا سرکہ پانی میں ملا کر لگایا کرے۔

عضو تناسل کا ورم ...... اگر اس میں سوزش یا تکلیف زیادہ ہو تو سرکہ اور روغن گل ملا کر ملیں اور اگر زیادہ سوزش نہ ہو تو چھوارے کی گٹھلی اور خطمی سرکہ میں گھس کر لگائیں (طب اکبر ۱۲ منہ)

قد وقع الفراغ عنه للخامس عشر من ذيقعدة ۱۳۲۴ھ في ميرٹھ فالحمد لله الذي بعزته وجلاله تتم الطلحٰت وصلى الله تعالىٰ علىٰ خير خلقه سيدنا محمد واله واصحابه بعدد الكائنات ووقع الفراغ عن النظر الثالث للسابع والعشرين من الربيع الثاني ۱۳۴۴ھ في ميرٹھ ايضاً امتنا لا لا مراخى في الله ومحبى المولوى شبير على التهانوى مالك اشرف المطابع ومدير رساله النور۔

(حال ناظم ادارہ اشرفیہ پاکستان مقابل مولوی مسافر خانہ کراچی نمبر ۱)

التماس مؤلف

احقر نے حسب ارشاد حضرت سیدی و مولائی جناب مولانا اشرف علی صاحب (قدس سرہ) ۱۳۲۴ھ میں مردانہ امراض کے علاج ان چند ورقوں میں لکھے تھے اور یہ رسالہ بہشتی گوہر کے اخیر میں ملحق ہو کر چھپ گیا تھا اس کے بعد بہت جگہ چھپ کر شائع ہوتا رہا۔ خیال ہوتا ہے کہ ایک بار احقر نے نظر ثانی بھی اس پر کی تھی اب ربیع الثانی ۱۳۴۴ھ میں پھر اشرف المطابع تھانہ بھون میں چھپا ہے۔ اس دفعہ پھر غور کے ساتھ نظر ڈالی ہے اور بعض بعض جگہ کوئی نسخہ نیا اور کہیں بطور حاشیہ کچھ بڑھایا ہے۔ ان اضافات کے ساتھ نظر ثالث کا لفظ بڑھا دیا ہے تاکہ جس کے پاس پہلے کا چھپا ہوا یہ رسالہ ہو وہ بھی ان کو نقل کر لیں۔ فقط۔ محمد مصطفےٰ بجنوری

بہشتی جوہر ضمیمہ اصلی بہشتی گوہر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وصلے اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمد والہ وسلم اجمعین

موت اور اس کے متعلقات اور زیارت قبور کا بیان

۱) فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ نے کثرت سے موت کو یاد کرو اس لئے کہ وہ یعنی موت کا یاد کرنا گناہوں کو دور کرتا ہے اور دنیا سے مذموم اور غیر مطلوب اور فضول سے بیزار کرتا ہے۔ یعنی جب انسان موت کو بکثرت یاد کرے گا تو دنیا میں جی نہ لگے گا اور طبیعت دنیا کے سامان سے نفرت کرے گی اور زاہد ہو جائے گا اور آخرت کی طلب اور وہاں کی نعمتوں کی خواہش اور وہاں کے عذاب دردناک کا خوف ہوگا۔ پس ضرور ہے کہ نیک اعمال میں ترقی کرے گا اور معاصی سے بچے گا۔ اور تمام نیکیوں کی جڑ زہد ہے یعنی دنیا سے بیزار ہونا۔ جب تک دنیا سے اور اس کی زینت سے علاقہ ترک نہ ہو گا پوری توجہ اللہ کی طرف نہیں ہو سکتی۔ اور بار ہا عرض کیا جا چکا ہے کہ امور ضروریہ دنیاویہ جو موقوف علیہا ہیں عبادت کے وہ مطلوب ہیں اور دین میں داخل ہیں لہٰذا اس مذمت سے وہ خارج ہیں بلکہ جس دنیا کی مذمت کی جاتی ہے اس سے وہ چیزیں مراد ہیں جو حق تعالیٰ سے غافل کریں تو کسی درجہ میں سہی۔ جس درجہ کی غفلت ہو گی اسی درجہ کی مذمت ہو گی۔ پس معلوم ہوا کہ موت کی یاد اور اس کا دھیان رکھنا اور اس نازک اور عظیم الشان سفر کے لئے توشہ تیار کرنا ہر عاقل پر لازم ہے۔

۲) دوسری حدیث ...... میں آیا ہے کہ جو بیس ۲۰ بار روزانہ موت کو یاد کرے تو درجہ شہادت پاوے گا سو اگر تم اس کو یاد کرو گے تونگری کی حالت میں تو وہ (یاد کرنا) اس غنا کو گرا دے گا۔ یعنی جب غنی آدمی موت کا دھیان رکھے گا تو اس غنا کی اس کے نزدیک وقعت نہ رہے گی جو باعث غفلت ہے کیونکہ یہ سمجھے گا کہ عنقریب یہ مال مجھ سے جدا ہونے والا ہے اس سے علاقہ پیدا کرنا کچھ نافع نہیں بلکہ مضر ہے کیونکہ محبوب کا فراق باعث اذیت ہوتا ہے۔ ہاں وہ کام کر لیں جو وہاں کام آئے جہاں ہمیشہ رہنا ہے پس ان خیالات سے مال کا کچھ برا اثر نہ پڑے گا اور اگر تم اسے فقر اور تنگی کی حالت میں یاد کرو گے تو وہ (یاد کرنا) تم کو راضی کر دے گا تمہاری بسر اوقات[۲] سے یعنی جو کچھ تمہاری تھوڑی سی معاش ہے اس سے راضی ہو جاؤ گے کہ چند روزہ قیام ہے پھر کیوں غم کریں اس کا عوض حق تعالیٰ عنقریب نہایت عمدہ مرحمت فرمائیں گے۔

۳) فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ نے بے شک زمین البتہ پکارتی ہے ہر دن ستر بار اے بنی آدم کھالو جو چاہو اور جس چیز سے رغبت کرو پس خدا کی قسم البتہ میں ضرور تمہارے گوشت اور تمہارے پوست[۳] کھاؤں گی۔ اگر شبہ ہو کہ ہم تو آواز زمین کی سنتے نہیں تو ہم کو کیا فائدہ۔ جواب یہ ہے کہ جناب رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے ارشاد عالی سے جب یہ معلوم ہو گیا کہ زمین اس طرح کہتی ہے تو جیسے زمین کی آواز سے دنیا ول پر سرد ہو جاتی ہے اسی طرح اب بھی اثر ہونا چاہئے کسی چیز کے علم کے واسطے یہ کیا ضرور ہے کہ اس کی آواز ہی سے علم ہو بلکہ مقصود تو اس کا علم ہوتا ہے خواہ کسی طریق سے ہو مثلاً کوئی شخص دشمن کے لشکر کو آتا دیکھ کر جیسا گھبراتا ہے اور اس سے مدافعت کے سامان کرتا ہے اسی طرح کسی معتبر شخص کے خبر دینے سے بھی گھبراتا ہے کیونکہ دونوں صورتوں میں اس کو دشمن کے لشکر کا آنا معلوم ہو گیا جو گھبرانے اور مدافعت کے سامان کا باعث ہے اور کوئی مخبر جناب رسالتمآب علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام سے بڑھ کر بلکہ آپ کے برابر بھی نہیں ہو سکتا پس جب اور لوگوں کے کہنے کا اعتبار کیا جاتا ہے تو آپ کے فرمودہ کا تو بطریق اولیٰ اعتبار ہونا چاہئے کیونکہ آپ نہایت سچے ہیں حدیث میں ہے کفی بالموت واعظا وبالیقین غنا[۴] (ترجمہ) یہ ہے کہ کافی ہے موت باعتبار واعظ ہونے کے (یعنی موت کا وعظ کافی

۱: رواہ ابن ابی الدنیا عن انس مرفوعا ۱۲ کذا فی کنز العمال ج ۸ ص ۷۵۔

۲: رواہ الحکیم والترمذی عن ثوبان مرفوعا ۱۲ کذافی کنز العمال ص ۷۵ ج ۸۔ ۱۲ منہ۔

۳: رواہ الطبرانی عن عمار مرفوعاً کذافی کنز العمال ص ۷۶ ج ۸ ۱۲ مؤلف۔

ہے کہ جو شخص اس کی یاد رکھے اس کو دنیا سے بے رغبت کرنے کے لئے اور کسی چیز کی حاجت نہیں) اور کافی ہے یقین روزی ملنے کا باعتبار غنا کے) یعنی جب انسان کو حق تعالیٰ کے وعدہ پر یقین ہے کہ ہر ذی حیات کو اس اندازہ سے جو اس کے حق میں بہتر ہے رزق ضرور دیا جاتا ہے تو یہ کافی غنی ہے ایسا شخص پریشان نہیں ہو سکتا بلکہ جو مال سے غنا حاصل ہوتا ہے اس سے یہ اعلیٰ ہے کہ اس کو فنا نہیں اور مال کا فنا ہے کیا معلوم ہے کہ جو مال اس وقت موجود ہے وہ کل کو بھی باقی رہے گا یا نہیں یا خداوند کریم کے وعدہ کو بقا ہے جس قدر کہ رزق موعود ہے ضرور ملے گا خوب سمجھ لو)۔

۴) حدیث...... میں ہے کہ جو شخص پسند کرتا ہے حق تعالیٰ سے ملنا تو حق تعالیٰ بھی اس سے وصال چاہتے ہیں اور جو حق تعالیٰ سے ملنا ناپسند[۱] کرتا ہے اور دنیا کے مال و جاہ اور ساز و سامان سے جدائی نہیں چاہتا تو اللہ تعالیٰ بھی اس سے ملنا ناپسند فرماتے ہیں اور ظاہر ہے کہ بغیر موت کے خدائے تعالیٰ سے ملاقات غیر ممکن ہے۔ پس چونکہ موت ذریعۂ ملاقات محبوب حقیقی ہے لہٰذا مومن کو محبوب ہونی چاہئے اور ایسے سامان پیدا کرے جس سے موت ناگوار نہ ہو یعنی نیک اعمال کرے تاکہ بہشت کی خوشی میں موت محبوب معلوم ہو اور معاصی سے اجتناب کرے تاکہ موت مبغوض نہ معلوم ہو کیونکہ گنہگار کو بوجہ خوف عذاب شدید موت سے نفرت ہوتی ہے اس لئے کہ موت کے بعد عذاب ہوتا ہے۔ اور نیک بخت کو بھی گو عذاب کا خوف ہوتا ہے اور جنت کی بھی امید ہوتی ہے مگر تجربہ ہے کہ نیک بخت کو باوجود اس دہشت کے موت سے نفرت نہیں ہوتی اور پریشانی نہیں ہوتی اور امید کا اثر بمقابلہ خوف کے غالب ہو جاتا ہے اور اسی طرح یہ بھی تجربہ ہے کہ کافر و فاسق پر اثر امید غالب نہیں ہوتا (اس لئے وہ موت سے نہایت گھبراتا ہے)۔

۵) حدیث...... میں ہے جو نہلاوے مردے کو پس ڈھک لے اس کو (یعنی کوئی بری بات مثلاً صورت بگڑ جانا وغیرہ ظاہر ہو اس کے متعلق پورے احکام بہشتی زیور حصہ دوم میں گذر چکے ہیں وہاں ضرور دیکھ لینا چاہئے) چھپالے گا اللہ تعالیٰ اس کے گناہ (یعنی آخرت میں گناہوں کی وجہ سے اس کی رسوائی نہ ہوگی) اور جو کفن دے مردے کو تو اللہ تعالیٰ اس کو سندس[۴] (جو ایک باریک ریشمین کپڑے کا نام ہے) پہناوے گا آخرت میں۔ بعضے جاہل مردے کے کام سے ڈرتے ہیں اور اس کو منحوس سمجھتے ہیں۔ یہ سخت بیہودہ بات ہے کیا ان کو مرنا نہیں۔ خوب مردے کی خدمت کو انجام دے اور ثواب جزیل حاصل کرے اور اپنا مرنا یاد کرے کہ اگر ہم سے بھی لوگ ایسے بچیں جیسے ہیں تو ہمارے جنازہ کی کیا کیفیت ہوگی۔ اور عجب نہیں کہ حق تعالیٰ بدلہ دینے کو اس کو ایسے ہی لوگوں کے حوالہ کر دیں۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ نے جو غسل دے مردے کو اور اسے کفن دے اور اس کے حنوط لگائے (حنوط ایک قسم کی مرکب خوشبو کا نام ہے اس کے بجائے کافور بھی کافی ہے) اور اٹھاوے اس کے (جنازہ) کو اور اس پر نماز پڑھے اور نہ افشا کرے اس کی وہ (بری) بات جو دیکھے اس سے دور ہو جائے گا اپنے گناہوں سے اس طرح جیسے کہ اس دن جب کہ اس کی ماں نے اس کو جنا تھا (گناہوں سے) دور تھا (یعنی صغائر معاف ہو جائیں گے علی ما قالوا[۲])۔

۶) حدیث...... میں ہے جو نہلاوے مردے کو پس چھپالے اس کے (عیب) کو تو اس کے چالیس کبیرہ (یعنی صغائر میں جو بڑے صغائر ہیں) گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور جو اسے کفن دے اللہ تعالیٰ اس کو جنت کا سندس اور استبرق[۳] پہناوے گا اور جو میت کے لئے قبر کھودی پس اس کو اس میں دفن کرے جاری فرمائے گا اللہ تعالیٰ اس شخص کے لئے اس قدر اجر جو مثل اس مکان کے ثواب کے ہوگا جس میں قیامت تک اس شخص کو رکھتا (یعنی اس کو اس قدر اجر ملے گا جتنا کہ اس مردے کو رہنے کے لئے قیامت تک مکان عاریت دینے کا اجر ملتا) واضح ہو کہ جس قدر فضیلت اور ثواب مردے کی خدمت کا اس وقت تک بیان کیا گیا سب اس صورت میں ہے جب کہ محض اللہ تعالیٰ کے واسطے خدمت کی جائے ریا، اجرت وغیرہ مقصود نہ ہو۔ اور اگر اجرت لی تو ثواب نہ ہوگا اگرچہ اجرت لینا جائز ہے گناہ نہیں مگر جواز اجرت امر دیگر ہے اور ثواب امر دیگر۔ اور تمام دینی کام جو اجرت لے کر کئے جاتے ہیں بعضے تو ایسے ہیں جن پر اجرت لینا حرام ہے اور ان کا ثواب بھی نہیں

۱: رواہ احمد وغیرہ کذا فی کنز العمال ۱۲ منہ۔

۲: رواہ الطبرانی عن ابی امامۃ مرفوعاً کذا فی کنز العمال ص ۸۱ ج ۸۔ ۱۲۔

۳: رواہ النسائی کذا فی کنز العمال ص ۸۲ ج ۱۲۸ مؤلف۔

۴: ریشم ۱۲۔

ہوتا اور بعضے ایسے ہیں جن پر اجرت لینا جائز ہے اور وہ مال حلال ہے مگر ثواب نہیں ہوتا۔ خوب تحقیق کر کے اس پر عمل کرنا چاہئے۔ یہ موقعہ تفصیل کا نہیں ہے مگران امور کے متعلق ایک مفید ضروری بات عرض کرتا ہوں تاکہ اہل بصیرت کو تنبہ ہو وہ یہ ہے جن اعمال دینیہ پر اجرت لینا جائز ہے ان کے کرنے سے بالکل ثواب نہیں ملتا مگر چند شروط ثواب بھی ملے گا خوب غور سے سنو۔ کوئی غریب آدمی جس کی بسر اوقات اور نفقات واجبہ کا سوائے اس اجرت کے اور کوئی ذریعہ نہیں وہ بقدر حاجت ضروریہ دینی کام کر کے اجرت لے اور یہ خیال کرے یہی نیت سے کہ اگر ذریعہ معیشت کوئی اور ہوتا تو میں ہرگز اجرت نہ لیتا اور حسبۃً للہ کام کرتا یا اب حق تعالیٰ کوئی ذریعہ ایسا پیدا کردیں تو میں اجرت چھوڑ دوں اور مفت کام کروں تو ایسے شخص کو دینی خدمت کا ثواب ملے گا کیونکہ اس کی نیت اشاعت دین ہے مگر معاش کی ضرورت مجبور کرتی ہے اور چونکہ طلب معاش بھی ضروری ہے اور اس کا حاصل کرنا بھی ادائے حکم الٰہی ہے اس لئے اس نیت یعنی تحصیل معاش کا بھی ثواب ملے گا اور نیت بخیر ہونے سے یہ دونوں ثواب ملیں گے مگر ان قیود پر نظر غائر کر کے عمل کرنا چاہئے خواہ مخواہ کے خرچ بڑھا لینا اور غیر ضروری اخراجات کو ضروری سمجھ لینا اور اس پر حیلہ کرنا اس عالم غیب کے ہاں نہیں چلے گا وہ دل کے ارادوں سے خوب واقف ہے۔ یہ تدقیق نہایت تحقیق کے ساتھ قلم بند کی گئی ہے اور ماخذ اس کا شامی وغیرہ ہے۔ اور ظاہر ہے کہ جس میں توکل کے شرائط جمع ہوں اور پھر وہ نیک کام پر اجرت لے تو اگر وہ ان نیتوں کو بھی جمع کرلے جن کے اجتماع سے ثواب تحریر ہوا ہے تب بھی اس کو گو ثواب ملے گا مگر توکل کی فضیلت فوت ہو جائے گی۔ تامل فانہ دقیق۔ مسلمانوں کو خصوصاً ان میں سے اہل علم کو اس بات میں خاص توجہ واحتیاط کی ضرورت ہے کہ خالق اکبر کے دین کی خدمت کر کے اس کی رضا حاصل نہ کرنا اور بغیر کسی سخت مجبوری کے ایک منفعت قلیلہ عاجلہ پر نظر کرنا کیا حق تعالیٰ کے ساتھ کسی درجہ کی بے مروتی نہیں ہے۔ ہمارا کام ترغیب اور دفع مغالطہ ہے اور امور مباحہ میں تضییق کا ہم کو حق حاصل نہیں ہے مگر اتنا ضرور کہیں گے کہ ثواب کی ہم سب کو سخت حاجت ہے فمن شاء فلیقلل ومن شاء فلیکثر واللہ تعالیٰ اعلم بقلوب عبادہ وکفی بہ خبیراً بصیراً۔

۷) حدیث..... میں ہے کہ پہلا تحفہ مومن کا یہ ہے کہ گناہ بخش دیئے جاتے ہیں اس شخص کے جو اس کے (جنازے) کی نماز پڑھتا ہے[1] یعنی صغیرہ گناہ علی ما قالوا۔

۸) حدیث..... میں ہے کہ کوئی مسلمان ایسا نہیں ہے کہ وہ مر جائے اور اس (کے جنازے) پر تین صفیں مسلمانوں کی نماز پڑھیں مگر واجب کر لیا[2] اس نے جنت کو یعنی اسکی بخشش ہو جاویگی)۔

۹) حدیث..... میں ہے کہ نہیں ہے کوئی ایسا مسلمان کہ وہ مر جائے پس کھڑے ہوں یعنی نماز پڑھیں اس (کے جنازے) پر چالیس مرد ایسے جو شرک نہ کرتے ہوں خدا تعالیٰ کے ساتھ مگر بات یہ ہے کہ وہ (نماز پڑھنے والے) شفاعت قبول کئے جائیں گے اس (مردے) کے باب میں[3] (یعنی جنازے کی نماز جو حقیقت میں دعا ہے میت کیلئے قبول کرلی جاویگی اور اس مردے کی بخشش ہو جاویگی۔

۱۰) حدیث..... میں ہے کہ کوئی مسلمان ایسا نہیں جس (کے جنازے) پر ایک جماعت نماز پڑھے مگر یہ بات ہے کہ وہ (لوگ) شفاعت قبول کئے جاویں گے اس (میت) کے بارے میں[4]۔

۱۱) حدیث..... میں ہے کہ نہیں ہے کوئی مردہ کہ اس پر ایک جماعت مسلمانوں کی نماز پڑھے (جو عدد میں) سو ہوں پس سفارش کریں وہ (نمازی یعنی دعا پڑھیں) اس کے لئے مگر یہ بات ہے کہ وہ سفارش قبول کئے جائیں گے اس کے بارے میں (یعنی ان کی دعا قبول ہوگی اور اس مردے کی مغفرت[5] ہو جاوے گی)۔

۱۲) حدیث..... میں ہے جو اٹھاوے چاروں طرفیں چارپائی (جنازے کی) تو اسکے چالیس کبیرہ گناہ بخش دئے[6] جائیں گے (اس کی تحقیق اوپر گذر

۱: رواہ الحکیم عن انس مرفوعاً کذا فی کنز العمال ج ۸ ص ۸۳۔ ۱۲۔

۲: رواہ احمد و ابو داؤد کذا فی کنز العمال ۱۲۔

۳: رواہ احمد و ابو داؤد ۱۲ منہ۔

۴: رواہ احمد وغیرہ ۱۲ منہ۔

۵: رواہ مسلم وغیرہ۔ ۱۲

۶: رواہ ابن عساکر وغیرہ ۱۲۔

چکی ہے)۔

۱۳) حدیث...... میں ہے افضل اہل جنازہ کا (یعنی جو جنازے کے ہمراہ ہوتے ہیں ان میں) وہ ہے جو ان میں بہت زیادہ ذکر (اللہ تعالیٰ کا) کرے اس جنازے کے ساتھ اور جو نہ بیٹھے یہاں تک کہ جنازہ (زمین پر) رکھ دیا جائے اور زیادہ پورا کرنے والا پیمانہ (ثواب) کا وہ ہے جو تین بار اس پر مٹھی[1] بھر خاک ڈالے (یعنی ایسے شخص کو خوب ثواب ملے گا)۔

۱۴) حدیث...... میں ہے کہ اپنے مردوں کو نیک قوم کے درمیان میں دفن کرو اس لئے کہ بے شک مردہ اذیت پاتا ہے بوجہ برے پڑوسی کے (یعنی فاسقوں یا کافروں کی قبروں کے درمیان ہونے سے مردے کو تکلیف ہوتی ہے اور صورت اذیت کی یہ ہے کہ فساق و کفار پر جو عذاب ہوتا ہے اور وہ اس کی وجہ سے روتے چلاتے ہیں اس واویلا کی وجہ سے تکلیف ہوتی ہے جیسا کہ اذیت پاتا ہے زندہ بوجہ برے پڑوسی[2] کے۔

۱۵) حدیث...... میں ہے جنازے کے ہمراہ کثرت سے لا الٰہ الا اللہ پڑھو۔[3] جنازے کے ہمراہ اگر ذکر کرے تو آہستہ کرے اس لئے کہ زور سے ذکر کرنا جنازے کے ساتھ شامی میں مکروہ لکھا ہے۔

۱۶) صحیح حدیث...... میں ہے جس کو حاکم نے روایت کیا ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ ﷺ نے میں نے تم کو منع کیا تھا قبروں کی زیارت سے ایک خاص وجہ سے جواب باقی نہیں رہی۔ آگاہ ہو جاؤ پس اب زیارت کرو ان کی یعنی قبروں کی اس لئے کہ وہ زیارت قبور دل کو نرم کرتی ہے اور دل کی نرمی سے نیکیاں عمل میں آتی ہیں اور رلاتی ہے ہر آنکھ کو اور یاد دلاتی ہے آخرت کو اور تم نہ کہو کوئی غیر مشروع بات قبر پر۔

۱۷) حدیث...... میں ہے میں نے تم کو منع کیا تھا قبروں کی زیارت سے پس (اب) ان کی زیارت کرو اس لئے کہ وہ زیارت بے رغبت کرتی ہے دنیا سے اور یاد دلاتی ہے[4] آخرت کو۔ زیارت قبور سنت ہے اور خاص کر جمعہ کے روز۔ اور حدیث میں ہے کہ جو ہر جمعہ کو والدین کی یا والدیا والدہ کی قبر کی زیارت کرے تو اس کی مغفرت کی جائے گی اور وہ خدمت گذار والدین کا لکھ دیا جائے گا (نامہ اعمال میں) رواہ البیہقی مرسلاً۔ مگر قبر کا طواف کرنا۔ بوسہ لینا منع ہے خواہ کسی نبی کی قبر ہو یا ولی کی یا کسی کی ہو۔ اور قبروں پر جا کر اول اس طرح سلام کرے السلام علیکم یا اھل القبور من المؤمنین والمسلمین یغفر اللّٰہ لنا ولکم وانتم سلفنا ونحن بالاثر۔ جیسا کہ ترمذی اور طبرانی میں یہ الفاظ سلام موتی کے لئے آئے ہیں اور قبلہ کی طرف پشت کر کے اور میت کی جانب منہ کر کے قرآن مجید پڑھے جس قدر ہو سکے۔ حدیث میں ہے کہ جو قبروں پر گذرے اور سورہ اخلاص گیارہ بار پڑھ کر مردے کو بخشے تو موافق شمار مردوں کے اس کو بھی ثواب دیا جاوے گا۔ نیز حدیث میں ہے کہ جو قبرستان میں داخل ہو پھر سورہ الحمد اور سورہ اخلاص اور سورہ تکاثر پڑھ کر اس کا ثواب اہل قبرستان کو بخشے مردے اس کی شفاعت کریں گے اور نیز حدیث میں ہے کہ جو کوئی سورہ یٰسین قبرستان میں پڑھے تو مردوں کے عذاب میں اللہ تعالیٰ تخفیف فرمائے گا اور پڑھنے والے کو بشماران مردوں کے ثواب ملے گا۔ یہ تینوں حدیثیں مع سند ذیل میں عربی میں لکھ دی ہیں۔

۱۸) حدیث...... میں ہے کہ نہیں ہے کوئی مرد کہ گذرے کسی ایسے شخص کی قبر پر جسے وہ دنیا میں پہچانتا تھا پھر اس پر سلام کرے، مگر یہ بات ہے کہ وہ میت اسکو پہچان لیتا ہے اور اسکو سلام کا جواب دیتا ہے (گو اس جواب کو سلام کرنے والا نہیں سنتا)۔

۱) اخرج ابو محمد السمر قندی فی فضائل قل ھو اللّٰہ احد عن علی مرفوعا من مرعلی المقابر وقرأ قل ھو اللّٰہ احد احد عشرۃ مرۃ ثم وھب اجرہ للاموات اعطی من الاجر بعد ذالاموات۔

۲) اخرج ابو القاسم سعد بن علی الزنجانی فی فوائدہ عن ابی ھریرۃ مرفوعاً من دخل المقابر ثم قراء فاتحۃ الکتاب وقل ھو اللّٰہ احد والھٰکم التکاثر ثم قال اللھم انی جعلت ثواب ما قرات من کلامک لاھل المقابر من المؤمنین

۱: رواہ فی الحلیۃ ۱۲۔

۲: رواہ الدیلمی مرفوعاً ۱۲۔

۳: رواہ ابن ماجہ ۱۲۔

۴: رواہ تمام وغیرہ مرفوعاً بسند جید کذا فی کنز العمال ۱۲ منہ۔

(۱) رواہ ابن النجار ۱۲۔

والمؤمنات کانوا شفعاء له الی الله تعالی۔

۳) اخرج عبد العزیز صاحب الخلال بسنده عن انس رضی الله تعالیٰ عنه ان رسول الله صلے الله علیه وسلم قال من دخل المقابر فقراء سورة یٰس خفف الله عنهم و کان له بعدد من فیها حسنات۔

هذه احادیث اوردها الا مام السیوطی فی شرح الصدور بشرح احوال الموتی والقبور ص ۱۲۳ مطبوعه مصر قال المعلق علی رسالة بهشتی گوهر الحدیث الا ول و الثالث ید لان ظاهرا علی ان الثواب الحاصل من الا حیاء للاموات یصل الیهم علی السواء ولا یتجزی تامل۔

۱) قل ہواللہ شریف کے فضائل میں ابو محمد سمرقندی حضرت علیؓ سے مرفوعاروایت کرتے ہیں جو شخص قبرستان میں گذرے وہ گیارہ امرتبہ اس سورہ شریف کو پڑھ کر اہل قبور کواس کا ثواب بخش دے تو پڑھنے والے کو اتنا ثواب ملے گا جس قدر مردے کہ اس قبرستان میں دفن ہیں۔

۲) ابوالقاسم سعد بن علی زنجانی حضرت ابوہریرہؓ سے مرفوعاًاس کے فضائل میں بیان کرتے ہیں کہ جو شخص قبرستان میں جائے اور سورہ الحمد اور قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَد اور اَلْهٰكُمُ التَّكَاثُر پڑھے اور کہے الٰہی میں نے اس پڑھنے کا ثواب اس قبرستان کے مسلمان مرد عورتوں کو بخشا تووہ سب مردے روز جزااس کی شفاعت کریں گے۔

۳) عبدالعزیز صاحب خلال نے بروایت حضرت انسؓ بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو قبرستان میں آئے پھر سورہ یسین پڑھے اس قبرستان کے جن مردوں پر عذاب ہورہا ہے خداتعالی اس میں تخفیف فرمادیتے ہیں اور پڑھنے والے کو اتنا ثواب ہوتا ہے جس قدر مردے اس قبرستان میں ہیں ان احادیث کو امام سیوطیؒ نے کتاب شرح الصدور فی احوال الموتے والقبور ص ۱۲۳ طبع مصر میں بیان کیا ہے۔

بہشتی گوہر کا محشی کہتا ہے کہ حدیث اول وثالث بظاہر اس پر دلالت کرتی ہے کہ ثواب زندوں کی طرف سے مردوں کو بغیر تقسیم کے برابر ملتا ہے۔

احقراس کی توضیح میں کہتا ہے کہ مطلب اس قبرستان کے مردوں کے برابر ثواب ملنے سے یہ ہے کہ ثواب بخشنے والے نے ایک نیکی کی ہے اس کے معاوضہ میں اس کو اس قبرستان کے تمام مدفون مردوں کی تعداد کے برابر نیکیاں ملیں گی کیونکہ خداوند تعالی جب اپنی رحمت سے مدفون مردوں کو ثواب بغیر تقسیم کئے پورا عنایت فرمائیں گے تو پڑھنے والے کیلئے بھی جزااس طرح ملے گی گویااس نے ہر مردے کے لئے علیحدہ علیحدہ پڑھ کر ثواب بخشا ۱۲۔

مسائل(۱)

سوال[۱] جماعت میں امام کے قرات شروع کرنے کے بعد کوئی شخص آکر شریک ہو تواب اسکو ثنا یعنی سبحانک اللھم پڑھنا چاہئے یا نہیں۔ اگر چاہئے تو نیت باندھنے کے ساتھ ہی یا کس وقت۔

جواب نہیں پڑھنا چاہئے[۱]۔

سوال[۲] کوئی شخص رکوع میں امام کیساتھ شریک ہوااب رکعت تواسکو مل گئی مگر ثنافوت ہوئی۔ اب اسکو دوسری رکعت میں ثنا پڑھنی چاہئے یا کسی اور رکعت میں یا ذمے سے ساقط ہو گئی۔

جواب کہیں نہ پڑھے[۲]۔

سوال ۳ رکوع کی تسبیح سہوے سجدے میں کہی یعنی بجائے سبحان ربی الا علیٰ کے سبحان ربی العظیم کہتا رہا یا برعکس اس کے تو سجدہ سہو تو

۱: شامی ص ۵۰۹ ج ۱۔

۲: شامی ص ۵۱۱ ج ۱۔

(۱) اس مسئلے میں یہ سات مسئلے حضرت تھانویؒ نے اضافہ فرمائے ہیں۔ شبیر علی۔

نہ ہوگا یا نماز میں کوئی خرابی تو نہ ہوگی۔

جواب اس سے ترک سنت ہوا اس سے سجدہ سہو لازم نہیں آتا[۱]۔

سوال۴ رکوع کی تسبیح سجدہ سہو میں کہہ چکا تھا اور پھر سجدہ ہی میں خیال آیا کہ یہ رکوع کی تسبیح ہے تو اب سجدے کی تسبیح یاد آنے پر کہنا چاہئے یا رکوع کی تسبیح کافی ہوگی۔

جواب اگر امام یا منفرد ہے تو تسبیح سجدے کی کہہ لے اور اگر مقتدی ہے تو امام کے ساتھ اٹھ کھڑا ہو[۲]۔

سوال۵ نماز میں جمائی جب نہ رکے تو منہ میں ہاتھ دے لینا چاہئے یا نہیں۔

جواب جب ویسے نہ رکے تو ہاتھ سے روک لینا جائز ہے[۳]۔

سوال۶ ٹوپی اگر سجدے میں گر پڑے تو اسے پھر ہاتھ سے اٹھا کر سر پر رکھ لینا چاہئے یا ننگے سر نماز پڑھے۔

جواب سر پر رکھ لینا بہتر ہے اگر عمل کثیر کی ضرورت نہ پڑے[۴]۔

سوال۷ نماز میں سورۂ فاتحہ کے بعد جب کوئی سورۃ شروع کرے تو بسم اللہ کہہ کر شروع کرے اور اگر دو رکوع والی سورت پڑھے تو شروع سورت پر بسم اللہ کہے اور دوسری رکعت میں جب اسی سورت کا دوسرا رکوع شروع کرے تو بسم اللہ کہے یا نہیں۔

جواب سورۃ کے شروع میں مندوب ہے اور رکوع پر نہیں[۵] واللہ اعلم (کتبہ اشرف علی تھانوی)

مسئلہ۱ امام کو بغیر کسی ضرورت کے محراب کے سوا اور کسی جگہ مسجد میں کھڑا ہونا مکروہ ہے مگر محراب میں کھڑے ہونے کے وقت پیر باہر ہونے چاہئیں[۶]۔

مسئلہ۲ جو دعوت نام آوری کے لئے کی جائے تو اس کا قبول نہ کرنا بہتر ہے[۷]۔

مسئلہ۳ گواہی پر اجرت لینا حرام ہے لیکن گواہ کو بقدر ضرورت اپنے اور اپنے اہل وعیال کے خرچ کے لے لینا جائز ہے بقدر اس وقت کے جو صرف ہوا ہے جب کہ اس کے پاس کوئی ذریعہ معاش نہ ہو[۸]۔

مسئلہ۴ اگر مجلس دعوت میں کوئی امر خلاف شرع ہو سو اگر وہاں جانے کے قبل معلوم ہو جائے تو دعوت قبول نہ کرے البتہ اگر قوی امید ہو کہ میرے جانے سے بوجہ میری شرم اور لحاظ سے وہ امر موقوف ہو جائے گا تو جانا بہتر ہے اور اگر معلوم نہ تھا اور چلا گیا اور وہاں جا کر دیکھا۔ سو اگر یہ شخص مقتدائے دین ہے تب تو لوٹ آئے اور اگر مقتدا نہیں عوام الناس سے ہے سو اگر عین کھانے کے موقع پر وہ امر خلاف شرع ہے تو وہاں نہ بیٹھے اور اگر دوسرے موقع پر ہے تو خیر بہ مجبوری بیٹھ جائے اور بہتر ہے کہ صاحب مکان کو فہمائش کرے اور اگر اس قدر ہمت نہ ہو تو صبر کرے اور دل سے اسے برا سمجھے اور اگر کوئی شخص مقتدائے دین نہ ہو لیکن ذی اثر و صاحب وجاہت ہو کہ لوگ اس کے افعال کا اتباع کرتے ہوں تو وہ بھی اس مسئلہ میں مقتدائے دین کے حکم میں ہے۔

مسئلہ۵ بنک میں روپیہ جمع کر کے اس کا سود لینا تو قطعی حرام ہے بعض لوگ بنک میں اپنا روپیہ صرف حفاظت کے خیال سے رکھتے ہیں سود

۱: شامی ج ۱ ص ۵۱۶۔

۲: ص ۵۱۷ ص ۵۱۶ ج ۱۔

۳: شامی ج ۱ ص ۶۷۴۔

۴: شامی ج ۱ ص ۶۷۰ مکروہات الصلوٰۃ۔

۵: ص ۱۵۱ شرح مراقی ۱۲۔

۶: شامی ج ۱ ص ۶۷۵۔

۷: صفائی معاملات ۱۲۔

۸: ص ۲۵۲ ص ۲۳۴ ج ۴ عالمگیری ۱۲۔

۹: اس مسئلہ کی عبارت حضرت حکیم الامت کی نہ تھی بلکہ جن صاحب نے حاشیے لکھے ہیں ان کی تھی اور اس عبارت میں بنک میں روپیہ رکھنے کو مطلقاً حرام کیا تھا جو اس زمانہ میں باعث تکلیف اور حرج تھا لہٰذا پورے مسئلہ کی عبارت بمشورہ جناب مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی زاد مجدہم درست کر دی گئی اور ایک سہل صورت تجویز کر دی گئی اللہ تعالیٰ توفیق عمل عطا فرمائیں شبیر علی۔

نہیں لیتے مگر یہ ظاہر ہے کہ بنک اس رقم کو محفوظ نہیں رکھے گا بلکہ سودی کاروبار پر لگائے گا اس طرح اس میں بھی ایک قسم کی اعانت گناہ پائی جاتی ہے جو احتیاط کے خلاف ہے۔ ہاں روپیہ کی حفاظت کیلئے صاف بے غبار صورت یہ ہے کہ بنک کی تجوریوں کے ایک دو خانے (جتنی ضرورت ہو) کرایہ پر لے لئے جائیں اور ان میں روپیہ رکھا جائے۔ زیادہ روپیہ ہو تو پوری تجوری کرایہ پر لے لی جائے۔ جب روپیہ رکھنے کی ضرورت ہو اس میں رکھ دے اور جب ضرورت ہو نکال لے اسطرح روپیہ بھی محفوظ رہے گا اور سود وغیرہ کا گناہ بھی نہ ہوگا۔ اس طرح پوری تجوری یا اسکے خانے کرایہ پر لینے کو بنک کی اصطلاح میں (لاکر) میں رکھنا کہتے ہیں یہ ضرور ہوگا کہ اسطرح بجائے روپیہ کا منافع ملنے کے اپنے پاس سے کرایہ کی رقم خرچ کرنا ہوگی مگر ایک عظیم گناہ سے بچنے اور اپنی پاک کمائی میں سود جیسی ناپاک چیز کی آمیزش کرنے سے بچ سکتے ہیں جو مسلمان کیلئے ایک عظیم مقصد کا درجہ رکھتا ہے جسکے سامنے یہ خرچ بہت معمولی ہے۔

مسئلہ[۱] جو شخص پاخانہ پھر رہا ہو یا پیشاب کر رہا ہو تو اس کو سلام کرنا حرام ہے اور اس کا جواب دینا بھی جائز نہیں۔

مسئلہ[۲] اگر کوئی شخص چند لوگوں میں کسی کا نام لے کر اس کو سلام کرے مثلاً یوں کہے السلام علیک یا زید تو جس کو سلام کیا ہے اس کے سوا کوئی اور جواب دیوے تو وہ جواب نہ سمجھا جائے گا اور جس کو سلام کیا ہے اس کے ذمہ جواب فرض باقی رہے گا اگر جواب نہ دے گا تو گنہگار ہوگا مگر اس طرح سلام کرنا خلاف سنت ہے۔ سنت کا طریق یہ ہے کہ جماعت میں کسی کو خاص نہ کرے اور السلام علیکم کہے (مؤلف) اور اگر کسی ایک ہی شخص کو سلام کرنا ہو جب بھی یہی لفظ استعمال کرے اور اسی طرح جواب میں بھی خواہ جواب جس کو دیا جاتا ہے ایک ہی شخص ہو یا زیادہ ہوں و علیکم السلام کہنا چاہیے۔

مسئلہ[۳] سوار کو پیدل چلنے والے پر سلام کرنا چاہیے اور جو کھڑا ہو وہ بیٹھے ہوئے کو سلام کرے اور تھوڑے سے لوگ بہت سے لوگوں کو سلام کریں اور چھوٹا بڑے کو سلام کرے اور ان سب صورتوں میں اگر بالعکس کرے مثلاً بہت سے لوگ تھوڑوں کو یا بڑا چھوٹے کو سلام کرے تو یہ بھی جائز ہے مگر بہتر وہی ہے جو پہلے بیان ہوا (ق)۔

مسئلہ[۴] غیر محرم مرد کیلئے کسی جوان یا درمیانی عمر کی عورت کو سلام کرنا ممنوع ہے اسی طرح خطوں میں لکھ کر بھیجنا یا کسی کی ذریعہ سے کہلا کر بھیجنا اور اسی طرح نامحرم عورتوں کے لئے مردوں کو سلام کرنا بھی ممنوع ہے۔ اس لئے کہ ان صورتوں میں سخت فتنہ کا اندیشہ ہے اور فتنہ کا سبب بھی فتنہ ہوتا ہے ہاں اگر کسی بڈھی عورت کو یا بڈھے مرد کو سلام کیا جائے تو مضائقہ نہیں مگر غیر محارم سے ایسے تعلقات رکھنا ایسی حالت میں بھی بہتر نہیں۔ ہاں جہاں کوئی خصوصیت اس کی مقتضی ہو اور احتمال فتنہ کا نہ ہو تو وہ اور بات ہے۔[۵]

مسئلہ[۶] جب تک کوئی خاص ضرورت نہ ہو کافروں کو نہ سلام کرے اور اسی طرح فاسقوں کو بھی اور جب کوئی حاجت نہ رہی ہو تو مضائقہ نہیں اور اگر اس کے سلام اور کلام کرنے سے ان کے ہدایت پر آنے کی امید ہو تو بھی سلام کرے۔[۶]

مسئلہ[۷] جو لوگ علمی مذاکرہ کر رہے ہوں یعنی مسائل کی گفتگو کرتے ہوں یا پڑھتے پڑھاتے ہوں یا ان میں سے ایک علمی گفتگو کر رہا ہو اور باقی سن رہے ہوں تو ان کو سلام نہ کرے اگر کرے گا تو گنہگار ہوگا اور اسی طرح تکبیر اور اذان کے وقت بھی (مؤذن یا غیر مؤذن کو) سلام کرنا مکروہ ہے اور صحیح یہ ہے کہ ان تینوں صورتوں میں جواب نہ دے۔[۷]

۱: ج ۲ ص ۲۱۸ عالمگیری ۱۲۔
۲: ج ۶ ص ۲۱۷ عالمگیری ۱۲۔
۳: ج ۶ ص ۲۱۷ عالمگیری ۱۲۔
۴: ج ۶ ص ۲۱۰ عالمگیری ۱۲۔
۵: ج ۱ ص ۱۴۴ شامی۔
۶: ص ۲۱۸ ص ۲۱۷ ج ۶ عالمگیری۔
۷: ج ۶ ص ۲۱۸ عالمگیری ۱۲۔

ضمیمہ ثانیہ بہشتی گوہر مسماۃ بہ تعدیل حقوق الوالدین

از جانب محشی بہشتی گوہر التماس ہے کہ یہ مضمون جو بعنوان ضمیمہ ثانیہ درج کیا جاتا ہے۔ حضرت مولانا اشرف علی صاحب کا تحریر فرمودہ ہے جس میں والدین کے حقوق کی تحقیق وتفصیل کی گئی ہے ہر چند کہ بہشتی زیور حصہ پنجم میں بضمن حقوق، حقوق والدین کا بھی اجمالی تذکرہ آچکا ہے لیکن چونکہ وہ مشترک تھا عورتوں اور مردوں کے درمیان اور اس موجودہ مضمون کا تعلق زیادہ مردوں سے ہے اس لئے بہشتی گوہر میں اس کا ملحق کرنا مناسب معلوم ہوا۔ پس اس کو حصہ پنجم بہشتی زیور کا تتمہ سمجھنا چاہئے اور مضمون مذکور یہ ہے۔

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم ۔ قال اللّٰہ تعالیٰ ان اللّٰہ یامرکم ان تؤدوا الا مانات الی اھلھا واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل .... الآیۃ ۔

(ترجمہ)۔۔۔۔ اللہ تعالیٰ تم کو حکم دیتے ہیں کہ امانتیں امانت والوں کو ادا کرو۔ اور جب تم لوگوں میں حکم کرو انصاف سے حکم کرو ۱۲۔

اس آیت کے عموم سے دو حکم مفہوم ہوئے۔ ایک یہ ہے کہ اہل حقوق کو ان کے حقوق واجبہ کا ادا کرنا واجب ہے دوسرے یہ کہ ایک حق کے لئے دوسرے شخص کا حق ضائع کرنا ناجائز ہے ان دونوں حکم کلی کے متعلقات میں سے وہ خاص دو جزی مواقع بھی ہیں جن کے متعلق اس وقت تحقیق کرنے کا قصد ہے ایک ان میں سے والدین کے حقوق واجبہ وغیر واجبہ کی تعیین ہے۔ دوسرے والدین کے حقوق اور زوجہ یا اولاد کے حقوق میں تعارض وتزاحم کے وقت ان حقوق کی تعدیل ہے اور ضرورت اس تحقیق کی یہ ہوئی کہ واقعات غیر محصورہ سے معلوم ہوا کہ جس طرح بعض بے قید لوگ والدین کے حق میں تفریط کرتے ہیں اور ان کے وجوب اطاعت کی نصوص کو نظرانداز کرتے ہیں اور ان کے حقوق کا وبال اپنے سر لیتے ہیں اسی طرح بعضے دیندار والدین کے حق میں افراط کرتے ہیں جس سے دوسرے صاحب حق کے حقوق مثلاً زوجہ کے یا اولاد کے تلف ہوتے ہیں اور ان کے وجوب رعایت کی نصوص کو نظرانداز کرتے ہیں اور ان کے اتلاف حقوق کا وبال اپنے سر لیتے ہیں اور بعضے کسی صاحب حق کا حق تو ضائع نہیں کرتے لیکن حقوق غیر واجب کو واجب سمجھ کر ان کے ادا کا قصد کرتے ہیں اور چونکہ بعض اوقات ان کا تحمل نہیں ہوتا اسلئے تنگ ہوتے ہیں اور اس سے وسوسہ ہونے لگتا ہے کہ بعض احکام شرعیہ میں ناقابل برداشت سختی اور تنگی ہے اس طرح سے ان بیچاروں کے دین کو ضرر پہنچتا ہے اور اس حیثیت سے اس کو بھی صاحب حق کے حقوق واجبہ ضائع کرنے میں داخل کر سکتے ہیں اور وہ صاحب حق اس شخص کا نفس ہے کہ اس کے بھی بعض حقوق واجب ہیں کما قال صلی اللّٰہ علیہ وسلم ان لنفسك علیہ حقا (تمہارے نفس کا بھی تم پر حق ہے) اور ان حقوق واجبہ میں سب سے بڑھ کر حفاظت اپنے دین کی ہے۔ پس جب والدین کے غیر واجب حق کو واجب سمجھنا مفضی ہوا اس معصیت مذکورہ کی طرف اس لئے حقوق واجبہ وغیر واجبہ کا امتیاز کے بعد پھر اگر عملاً ان حقوق کا التزام کرے گا مگر اعتقاداً واجب نہ سمجھے گا تو وہ محذور تو لازم نہ آئے گا۔ اس تنگی کو اپنے ہاتھوں کی خریدی ہوئی سمجھے گا۔ اور جب تک برداشت کرے گا اس کی عالی ہمتی ہے اور اس تصور میں بھی ایک گونہ حظ ہوگا کہ میں باوجود میرے ذمہ نہ ہونے کے اس کا تحمل کرتا ہوں اور جب چاہے گا سبکدوش ہو سکے گا غرض علم احکام میں ہر طرح کی مصلحت ہی مصلحت ہے اور جہل میں ہر طرح کی مضرت ہی مضرت ہے پس اس تمیز کی غرض سے یہ چند سطور لکھتا ہوں۔ اب اس تمہید کے بعد اول اس کے متعلق ضروری روایات حدیثیہ وفقہیہ جمع کر کے پھر ان سے جو احکام ماخوذ ہوتے ہیں ان کی تقریر کروں گا اور اس کو اگر "تعدیل حقوق الوالدین" کے لقب سے ناموزد کیا جائے تو نازیبا نہیں واللّٰہ المستعان وعلیہ التکلان۔

(نوٹ) عربی عبارت کا حاصل مطلب اردو میں عوام کے فائدہ کے لئے اس مرتبہ اضافہ کر دیا گیا ہے۔ ۱۲

فی المشکوٰۃ عن ابن عمر قال کانت تحتی امراۃ احبھا و کان عمر رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ یکرھھا فقال لی طلقھا فابیت فاتی عمر رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم فذکر ذلك لہ فقال لی رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم طلقھا

رواه الترمذی فی المرقاة طلقها امرندب او وجوب ان كان هناك باعث اخر وقال الامام الغزالی فی الا حیاء ج ۲ ص ۲۶ کشوری فی هذا الحدیث فهذا یدل علی ان حق الوالد مقدم ولکن والدیکرهها لا لغرض فاسدمثل عمر فی المشکوٰة عن معاذ قال او صانی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم وساق الحدیث وفیه لا تعصن والدیك وان امراك ان تخرج من اهلك وما لك الحدیث فی المرقاة شرط للمبالغة باعتبار الا کمل ایضا اما باعتبار اصل الجواز فلا یلزمه طلاق زوجة امراة بفر اقهاوان تأذیا ببقاء ها ایذاً شدیدا لانه قد یحصل له ضرربها فلا یکلفه لاجلهما اذا من شان شفقتها انهما لو تحققا ذلك لم یا مراه به فالزامهما له به مع ذلك حمق منهما ولا یلتفت الیه وکذلك اخراج ماله انتهی مختصرا قلت والقرینة علی کونه المبالغة اقترانه بقوله ﷺ فی ذلك الحدیث لا تشرك باللّٰه وان قتلت او حرقت فهذا للمبالغة قطعا والا فنفس الجواز بتلفظ کلمة الکفروان یفعل ما یقتضی الکفر ثابت بقوله تعالیٰ من کفر باللّٰه من بعد ایمانه الا من اکره الا یة فافهم فی المشکوٰة عن ابن عباس قال قا ل رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم من اصبح مطیعا للّٰه فی والدیه الحدیث و فیه قال رجل وان ظلماه قال وان ظلماه وان ظلماه وان ظلماه رواه البیهقی فی شعب الا یمان فی المرقاة فی والدیه ای فی حقهما وفیه ان طاعة الوالدین لم تکن طاعة مستقلة بل هی طاعة اللّٰه التی بلغت تو صتیها من اللّٰه تعالیٰ بحسب طاعتهما لطاعته الی ان قال ویؤ یده انه ورد لا طاعة لمخلوق فی معصیة الخالق وفیها وان ظلماه قال الطیبی یراد بالظلم ما یتعلق بالا مور الدنیویة لا الا خرویة قلت وقوله صلی اللّٰه علیه وسلم هذا وان ظلماه کقوله ﷺ فی ارضاء المصدق ارضوا مصد قیکم وان ظلمتم رواه ابو داؤد ولقوله ﷺ فیهم وان ظلموا فعلیهم الحدیث رواه ابو داؤد و معناه علی ما فی اللمعات قوله وان ظلموا ای بحسب زعمکم او علی الفرض والتقدیر مبالغة ولو کانوا ظلمین حقیقة کیف یأمرهم بارضائهم فی المشکوٰة عن ابن عمر عن النبی ﷺ فی قصة ثلثة نفریتما شون۔ واخذهم المطر فالوا الیٰ غار فی الجبل فانحطت علی فم غارهم صخرة فاطبقت علیهم فذکر احدهم من امر ہ فقمت عند رؤسهما (ای الوالدین الذین کانا شیخین کبیرین کما فی هذاالحدیث) اکره ان اوقظهما واکره ان ابدابا لصبیة قبلهما والصبیة یتضا غون عند قدمی الحدیث متفق علیه فی المرقاة تقدیمهما لا حسان الوالدین علی المولودین لتعارض صغرهم بکبرهما فان الرجل الکبیر یبقی کا لطفل الصغیر قلت وهذا التضا غی کما فی قصة اضیاف ابی طلحة قال فعلیهم بشیئ وتو میهم فی جواب قول امر ء ته لما سئلها هل عندك شیئ قالت لا الا قوة صبیانی ومعناه کما فی اللمعات قالوا وهذا محمول علی ان الصبیان لم یکونوا محتاجین الی الطعام وانما کان طلبهم علی عادة الصبیان من غیر جوع والا وجب تقدیمهم وکیف یترکان واجبا وقد اثنی اللّٰه علیهما ا ه قلت ایضا ومما یؤید و جوب الاضطراری الی هذا التاویل تقدم حق الولد الصغیر علی حق الوالد فی نفسه کما فی الدرالمختار باب النفقة ولو له اب وطفل فالطفل احق به وقیل (بصیغة التمریض) یقسمهما فیهما فی کتاب الاثار لامام محمد رحمة اللّٰه علیه ص ۱۵٤ عن عائشة قالت افضل ما اکلتم کسبکم وان او لا دکم من کسبکم قال محمد لا باس به اذا کان محتا جا ان یا کل من مال ابنه بالمعروف فان کان غنیا فاخذ منه شیئا فهو دین علیه وهو قول ابی حنیفة محمد قال اخبر نا ابو حنیفة عن حماد عن ابراهیم قال لیس للاب من مال ابنه شیئ الا ان یحتاج الیه من طعام او شراب او کسوة قال محمدبو به نا خذبو هو قول ابی حنیفة رحمة اللّٰه علیه فی کنز العمال ج ۸ ص ۲۸۳ عن الحاکم وغیره ان اولاد کم هبة اللّٰه تعالیٰ لکم یهب لمن یشاء انا ثا ویهب لمن یشاء الذکور فهم واموالهم لکم اذا احتجتم الیها ا ه (سنده صحیح ۱۲ محشی)قلت دل قوله ﷺ فی الحدیث اذا احتجتم علی تقیید الا مام محمد قول عائشة ان اولاد کم من کسبکم بما اذاکان محتاجا ویلزم التقیید کونه دینا

عليه اذا اخذ من غير حاجة كما هو ظاهر قلت وايضاً فسر ابو بكر الصديق بهذا قوله ﷺ انت وما لك لا بيك قال ابو بكر انما يعني بذلك النفقه رواه البيهقي كذا في تاريخ الخلفاء ص ٦٥ وفي الدر المختار لا يفرض (القتال) على صبي وبالغ له قبلها او احدهما لان طاعتهما فرض عين الا ان قال لا يحل سفر فيه خطر الا باذنهما وما لا خطر فيه يحل بلا اذن ومنه السفر في طلب العلم في رد المحتار انهما في سعة من منعه اذا كان يدخلهما من ذلك مشقة شديدة وشمل الكافرين ايضاً او احدهما اذا كره خروجه مخافة ومشقة والا بل لكراهة قتال اهل دينه فلا يطيعه مالم يخف عليه الضيعة اذلو كان معسراً محتاجا الى خدمة فرضت عليه ولو كافر اوليس من الصواب ترك فرض عين لتوصل الى فرض كفاية قوله فيه خطر كالجهاد وسفر البحر قوله وما لا خطر كالسفر للتجارة والحج والعمرة يحل بلا اذن الا ان خيف عليهما الضيعة سرخسي قوله ومنه السفر في طلب العلم لانه اولى من التجارة اذا كان الطريق امنا ولم يخف عليهما الضيعة (سرخسي) اه قلت ومثله في البحر الرائق والفتاوى الهنديه وفيها في مسئلة فلا بد من الاستيذان فيه اذا كان له منه بد ج ٦ ص ٢٤٢ في الدر المختار باب النفقة وكذا تجب لها السكنى في بيت خال عن اهله وعن اهلها الخ وفي رد المحتار بعد ما نقل الاقوال المختلفة ما نصه ففي الشريفة ذات اليسار لا بد من افراد ها في دار و متوسطة الحال يكفيها بيت واحد من دار والى ان قال واهل بلا دنا الشامية لا يسكنون في بيت من دار مشتملة على اجانب وهذا في اوساطهم فضلا عن اشرافهم الا ان تكون دارا موروثة بين اخوة مثلاً فيسكن كل منهم في جهة منها مع الاشتراك في مرافقها ثم قال لا شك وان المعروف يختلف باختلاف الزمان والمكان فعلى المفتي ان ينظر الى حال اهل زمانه وبلده اذ بدون ذالك لا تحصل المعاشرة بالمعروف اهـ۔

عبداللہ ابن عمر فرماتے ہیں کہ میرے نکاح میں ایک عورت تھی میں اس سے خوش تھا اور اس سے محبت رکھتا تھا مگر حضرت عمر میرے باپ اس سے ناخوش تھے انہوں نے مجھ سے فرمایا کہ اس عورت کو طلاق دے دے میں نے انکار کیا اس کے بعد حضرت عمر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ قصہ ذکر کیا۔ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس عورت کو طلاق دے دے۔ مرقاۃ میں لکھا ہے کہ یہ طلاق کا امر بطور استحباب کے تھا یا اگر وہاں پر کوئی اور سبب بھی موجود تھا تو وجوب کے لئے تھا۔ امام غزالی احیاء میں فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ والد کا حق مقدم ہے لیکن یہ ضرور ہے کہ والد اس عورت کو کسی غرض فاسد کی وجہ سے برانہ سمجھتا ہو جیسا کہ حضرت عمر کسی غرض فاسد کی وجہ سے اسے برانہ سمجھتے تھے۔ حضرت معاذ کی ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ماں باپ کی نافرمانی ہرگز نہ کر اگرچہ وہ تجھ کو یہ حکم کریں کہ اہل و عیال اور مال سے علیحدہ ہو جا مرقاۃ میں لکھا ہے کہ یہ مبالغہ اور کمال اطاعت کا بیان ہے ورنہ اصل حکم کے لحاظ سے لڑکے کے لئے والدین کے فرمانے کی بنا پر اپنی بیوی کو طلاق دینا ضروری نہیں اگرچہ ماں باپ کو بیوی کے طلاق نہ دینے سے سخت تکلیف ہو کیونکہ اس کی وجہ سے کبھی لڑکے کو سخت تکلیف کا سامنا ہوتا ہے اور ماں باپ کی شفقت سے یہ بعید ہے کہ وہ بیٹے کی تکلیف کو جانتے ہوئے اس کا حکم کریں کہ وہ بیوی یا مال کو علیحدہ کردے پس ایسی صورت میں ان کا کہنا ماننا ضروری نہیں۔ میں کہتا ہوں کہ مبالغہ کے لئے ہونے کا یہ قرینہ ہے کہ حضور ﷺ نے اس کے ساتھ یہ بھی فرمایا کہ خدا کے ساتھ شرک نہ کر اگرچہ تو قتل کر دیا جائے یا جلا دیا جائے۔ اور یہ یقیناً مبالغہ ہے ورنہ کلمہ کفر ایسی مجبوری کی حالت میں کہنا اللہ تعالیٰ کے قول مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ بَعْدَ اِيْمَانِهٖ سے ثابت ہے حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے ماں باپ میں اللہ کا مطیع ہوتا ہے تو اگر دونوں ہوں تو دو دروازے جنت کے کھل جاتے ہیں اور اگر ایک ہو تو ایک۔ اور اگر نافرمانی کرتا ہے تو اگر دونوں کی نافرمانی کرتا ہے تو اس کے لئے دو ۲ دروازے دوزخ کے کھل جاتے ہیں اور اگر ایک کی نافرمانی کرتا ہے تو ایک کھل جاتا ہے۔ اسی حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے عرض کیا کہ اگرچہ ماں باپ اس پر ظلم ہی کرتے ہوں۔

رسول اللہ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا کہ اگرچہ وہ دونوں ظلم ہی کرتے ہوں۔ مرقاۃ میں لکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت ماں باپ تک کرنے کا مطلب یہ ہے کہ ان کے حقوق میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتا ہے اور ان کے حقوق ادا کرتا ہے اور اس میں یہ بھی ہے کہ والدین کی اطاعت مستقل ان کی اطاعت نہیں ہے بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے جس کی اللہ تعالیٰ نے خاص طور سے وصیت فرمائی ہے اس لئے ان کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت سمجھتے ہوئے کرنی چاہئے۔ یعنی جو بات وہ خدا کے حکم کے مطابق کہیں اسکو ماننا چاہئے اور جو ان کے حکم کے خلاف کہیں اسے نہ ماننا چاہئے۔ کیونکہ حدیث میں ہے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں مخلوق کی فرمانبرداری نہیں۔ اور مرقاۃ میں لکھا ہے کہ ماں باپ کے ظلم سے مراد حدیث میں دنیوی ظلم ہے اخروی ظلم نہیں۔ یعنی دنیوی امور میں اگرچہ وہ زیادتی کریں تب بھی ان کی فرمانبرداری لازم ہے اور اگر وہ دین کے خلاف کوئی بات کریں تو اس میں ان کی فرمانبرداری نہ کرنی چاہئے۔ میں کہتا ہوں کہ حدیث میں حضور ﷺ کا یہ فرمانا کہ اگرچہ وہ دونوں ظلم کریں ایسا ہے جیسا کہ آپ نے زکوٰۃ وصول کرنے والے کے متعلق فرمایا ہے کہ اپنے زکوٰۃ وصول کرنے والوں کو راضی کرو اگرچہ تم پر ظلم کیا جاوے۔ لمعات میں لکھا ہے اس سے مقصود مبالغہ ہے یعنی تمہارے خیال میں یا بالفرض اگر وہ ظلم کریں تب بھی تم ان کو راضی کرو کیونکہ اگر وہ واقعی ظلم کرتے تھے تو آپ ان کو راضی کرنے کا حکم کیسے فرما سکتے تھے۔ مشکوٰۃ میں ابن عمر رسول اللہ ﷺ سے (ان تین آدمیوں کے قصہ میں) روایت کرتے ہیں جو کہیں چلے جا رہے تھے اور بارش آگئی وہ ایک پہاڑ میں غار کے اندر چلے گئے اس کے بعد غار کے منہ پر ایک بڑا پتھر گر پڑا اور اس نے دروازہ بند کر دیا۔ انہوں نے آپس میں کہا کہ تم اپنے اپنے نیک اعمال دیکھو جو خالص اللہ کے واسطے کئے ہوں اور ان کا واسطہ دے کر دعا مانگو تاکہ اللہ تعالیٰ دروازہ کھول دے۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ اے اللہ میرے ماں باپ بہت بوڑھے تھے اور میرے چھوٹے بچے بھی تھے میں بکریاں چرایا کرتا تھا اور شام کو جب گھر آتا تو بکریوں کا دودھ نکال کر اپنے ماں باپ کو اپنے بچوں سے پہلے پلاتا تھا۔ ایک دن میں بہت دور چلا گیا اور جب شام کو آیا تو میں نے اپنے ماں باپ کو سویا ہوا پایا۔ میں نے حسب معمول دودھ نکالا اور دودھ کا برتن لے کر ان کے سر کے پاس کھڑا رہا اور ان کو جگانا اچھا نہ سمجھا اور یہ بھی برا سمجھا کہ ان سے پہلے بچوں کو پلاؤں اور بچے میرے پیروں میں پڑے روتے چلاتے رہے یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ میں کہتا ہوں کہ یہ بچوں کا رونا چلانا ایسا ہی تھا جیسا کہ ابو طلحہ کے مہمانوں کے قصہ میں ہے جب انہوں نے اپنی بیوی سے دریافت کیا کہ تمہارے پاس کچھ کھانے کے لئے ہے؟ بیوی نے کہا نہیں صرف بچوں کی خوراک ہے تو ابو طلحہ نے کہا کہ بچوں کو بہلا پھسلا کر سلا دو۔ لمعات میں لکھا ہے کہ علماء نے اس کو اس پر محمول کیا ہے کہ وہ بچے بھوکے نہیں تھے بلکہ بلا بھوک مانگ رہے تھے جیسا کہ بچوں کی عادت ہوتی ہے ورنہ اگر وہ بھوکے ہوتے ان کو کھلانا واجب تھا اور واجب کو وہ کیسے ترک کر سکتے تھے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ابو طلحہ اور ان کی بیوی کی تعریف کی۔ میں کہتا ہوں کہ اس تاویل کی ضرورت اس سے بھی ثابت ہوئی کہ والد سے چھوٹے بچے کا حق مقدم ہے جیسا کہ در مختار میں ہے کہ اگر کسی کا باپ اور بیٹا دونوں موجود ہوں تو خرچہ کے اعتبار سے بیٹا باپ سے زیادہ مستحق ہے اور بعضوں نے کہا ہے کہ دونوں پر تقسیم کر دے۔ امام محمدؒ کی کتاب الآثار میں ہے کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا ہے کہ سب سے بہتر روزی اپنی کمائی ہے اور تمہاری اولاد بھی تمہاری کمائی میں داخل ہے۔ امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ جب باپ محتاج ہو تو بیٹے کے مال میں سے کھانے کا مضائقہ نہیں لیکن ضرورت کے مطابق خرچ کرے فضول خرچی نہ کرے۔ اگر باپ مالدار ہے اور پھر بیٹے کا مال لیتا ہے تو وہ اس پر قرض ہے یہی قول امام ابو حنیفہؒ کا ہے۔ اور یہ معمول یہ ہے۔ امام محمد امام ابو حنیفہؒ سے روایت کرتے ہیں اور وہ حماد سے اور وہ ابراہیم سے کہ باپ کے لئے بیٹے کے مال میں کوئی حق نہیں مگر یہ کہ وہ کھانے پینے کپڑے کا محتاج ہو۔ امام محمدؒ نے فرمایا کہ اسی پر ہم عمل کرتے ہیں اور یہی ابو حنیفہؒ کا قول ہے۔ کنز العمال میں حاکم وغیرہ سے نقل کیا ہے کہ تمہاری اولاد اللہ تعالیٰ کا عطیہ ہے جس کو چاہتے ہیں لڑکیاں دیتے ہیں اور جس کو چاہتے ہیں لڑکے دیتے ہیں۔ پس وہ اولاد اور ان کا مال تمہارے لئے ہے جب تم کو ضرورت ہو۔ میں کہتا ہوں کہ حضور کا یہ قول کہ (جب تم کو ضرورت ہو) اس مسئلہ پر دلالت کرتا ہے جو مسئلہ ابھی امام محمدؒ نے حضرت عائشہؓ کے قول سے اخذ کیا تھا۔ نیز حضرت ابو بکرؓ نے رسول اللہ ﷺ کے اس قول کی کہ "تو اور تیرا مال اپنے باپ کے لئے ہے" یہی

تفسیر کی ہے کہ اس سے مراد نان نفقہ ہے۔ در مختار میں ہے کہ ایسے نابالغ اور جوان لڑکے پر جہاد فرض نہیں ہوتا جس کے ماں باپ دونوں یا ایک موجود ہو کیونکہ ان کی اطاعت فرض عین ہے اور کوئی ایسا سفر کرنا جائز نہیں جس میں خطرہ ہو مگر ان کی اجازت سے۔ اور جس طرح خطرہ نہ ہو وہ بلا اجازت جائز ہے منجملہ اس کے علم حاصل کرنے کے لئے سفر بھی ہے۔ رد المحتار میں ہے کہ ماں باپ کو اس سفر سے روکنے کی گنجائش ہے جب کہ اس کی وجہ سے وہ سخت مشقت میں مبتلا ہوتے ہوں۔ اور کافر ماں باپ کا بھی یہی حکم ہے جب کہ اس کے سفر سے ان کو اندیشہ ہو۔ اور اگر وہ اپنے اہل دین کے قتال کی وجہ سے روکتے ہوں تو ان کی اطاعت نہ کرے جب تک کہ ان کی ہلاکت کا اندیشہ نہ ہو کیونکہ اگر وہ تنگ دست اور اس کی خدمت کے محتاج ہوں تو اس پر خدمت فرض ہے اگر وہ کافر ہوں۔ اور فرض عین کو فرض کفایہ کی خاطر ترک کرنا ٹھیک نہیں۔ وہ سفر جس میں خطرہ ہو جیسے جہاد اور سمند کا سفر ہے اور جس میں خطرہ نہیں جیسے تجارت حج عمرہ کے لئے سفر کرنا وہ بلا اجازت جائز ہے مگر یہ کہ ہلاکت کا خوف ہو اور علم کا سفر بھی اسی میں داخل ہے جب کہ راستہ مامون ہو اور ہلاکت کا خوف نہ ہو۔ بحر الرائق و فتاویٰ ہندیہ میں بھی ایسا ہی لکھا ہے اور فتاویٰ ہندیہ میں ایک مسئلہ کے ذیل میں لکھا ہے کہ والدین سے اجازت لینا ضروری ہے جب کہ ضروری کام نہ ہو۔ در مختار باب النفقۃ میں ہے کہ بیوی کے لئے ایسا گھر دینا جس میں کوئی بیوی یا شوہر کے اقارب سے نہ رہتا ہو واجب ہے۔ در مختار میں مختلف اقوال نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ شریف مالدار عورت کے لئے متوسط درجہ کا ایک گھر دینا ضروری ہے۔ اس کے بعد لکھا ہے کہ ہمارے شام کے شہروں میں متوسط درجہ کے لوگ بھی ایسے گھروں میں نہیں رہتے جن میں اجنبی لوگ رہتے ہوں چہ جائیکہ امیر اور شریف لوگ رہیں مگر یہ کہ گھر چند بھائیوں کے درمیان مشترک اور موروث ہو تو ایسی صورت میں ہر ایک اپنے حصہ میں رہتا ہے اور گھر کے حقوق و ضروریات مشترک ہوتے ہیں۔ اس کے بعد کہا ہے کہ عرف زمان اور مکان کے اختلاف سے بدلتا رہتا ہے۔ مفتی کو زمان اور مکان پر نظر رکھنی ضروری ہے بلا اس کے معاشرۃ بالمعروف حاصل نہیں ہو سکتی۔ (ترجمہ ختم ہو گیا ۱۲)

ان روایات سے چند مسائل ظاہر ہوئے:

اول جو امر شرعاً واجب ہو اور ماں باپ اس سے منع کریں اس میں ان کی اطاعت جائز بھی نہیں واجب ہونے کا تو کیا احتمال ہے۔ اس قاعدے میں یہ فروع بھی آگئے مثلاً اس شخص کے پاس مالی وسعت اس قدر کم ہے کہ اگر ماں باپ کی خدمت کرے تو بیوی بچوں کو تکلیف ہونے لگے تو اس شخص کو جائز نہیں کہ بیوی بچوں کو تکلیف دے اور ماں باپ پر خرچ کرے اور مثلاً بیوی کا حق ہے کہ وہ شوہر سے ماں باپ سے جدا رہنے کا مطالبہ کرے پس اگر وہ اس کی خواہش کرے اور ماں باپ اس کو شامل رکھنا چاہیں تو شوہر کو جائز نہیں کہ اس حالت میں بیوی کو ان کے شامل رکھے بلکہ واجب ہوگا کہ اسکو جدا رکھے یا مثلاً حج و عمرہ کو یا طلب علم بقدر الفریضۃ کو نہ جانے دیں تو اسمیں انکی اطاعت ناجائز ہوگی۔

دوم جو امر شرعاً ناجائز ہو اور ماں باپ اس کا حکم کریں اس میں بھی ان کی اطاعت جائز نہیں۔ مثلاً وہ کسی ناجائز نوکری کا حکم کریں یا رسوم جہالت اختیار کراویں وعلیٰ ہذا۔

سوم جو امر شرعاً نہ واجب ہو اور نہ ممنوع ہو بلکہ مباح ہو بلکہ خواہ مستحب ہی ہو اور ماں باپ اس کے کرنے یا نہ کرنے کو کہیں تو اسمیں تفصیل ہے۔ دیکھنا چاہئے کہ اس امر کی اس شخص کو ایسی ضرورت ہے کہ بدون اس کے تکلیف ہوگی۔ مثلاً غریب آدمی ہے پاس پیسہ نہیں بستی میں کوئی صورت کمائی کی نہیں مگر ماں باپ نہیں جانے دیتے۔ یا یہ کہ اس شخص کو ایسی ضرورت نہیں۔ اگر اس درجہ کی ضرورت ہے تو اس میں ماں باپ کی اطاعت ضروری نہیں۔ اور اگر اس درجہ ضرورت نہیں تو پھر دیکھنا چاہئے کہ اس کام کرنے میں کوئی خطرہ یا اندیشہ ہلاک یا مرض کا ہے یا نہیں اور یہ بھی دیکھنا چاہئے کہ اس شخص کے اس کام میں مشغول ہو جانے سے بوجہ کوئی خادم و سامان نہ ہونے کے خود ان کے تکلیف اٹھانے کا احتمال قوی ہے یا نہیں۔ پس اگر کام میں خطرہ ہے یا اس کے غائب ہو جانے سے ان کو بوجہ بے سرو سامانی تکلیف ہوگی تب تو ان کی مخالفت جائز نہیں مثلاً غیر واجب لڑائی میں جاتا ہے یا سمندر کا سفر کرتا ہے یا پھر کوئی ان کا خبر گیراں نہ رہے گا اور اس کے پاس اتنا مال نہیں جس سے انتظام خادم و نفقہ کافیہ کا کر جائے اور وہ کام اور سفر بھی ضروری نہیں تو اس حالت میں ان کی

اطاعت واجب ہوگی۔ اور اگر دونوں باتوں میں سے کوئی بات نہیں یعنی نہ اس کام یا سفر میں اس کو کوئی خطرہ ہے اور نہ ان کی مشقت و تکلیف ظاہری کا کوئی احتمال ہے تو بلا ضرورت بھی وہ کام یا سفر باوجود ان کی ممانعت کے جائز ہے گو مستحب یہی ہے کہ اس وقت بھی اطاعت کرے اور اسی کلیہ سے ان فروع کا بھی حکم معلوم ہو گیا کہ مثلاً وہ کہیں کہ اپنی بی بی کو بلا وجہ معتدبہ طلاق دے دے تو اطاعت واجب نہیں۔ و حدیث ابن عمر یحمل علی الا ستحباب اوعلی ان امر عمر کان عن سبب صحیح اور مثلاً وہ کہیں کہ تمام کمائی اپنی ہم کو دیا کرو تو اس میں بھی اطاعت واجب نہیں اور اگر وہ اس چیز پر جبر کریں گے تو گنہگار ہوں گے و حدیث انت و مالك لا بیك محمول علی الاحتیاج کیف وقد قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم لا یحل مال امر الا بطیب نفس منہ اور اگر وہ حاجت ضروریہ سے زائد بلا اذن لیں گے تو وہ ان کے ذمہ دین ہوگا جس کا مطالبہ دنیا میں بھی ہو سکتا ہے۔ اگر یہاں نہ دیں گے قیامت میں دینا پڑے گا۔ فقہاء کی تصریح اس کے لئے کافی ہے وہ اس کے معانی کو خوب سمجھتے ہیں۔ خصوصاً جب کہ حدیث حاکم میں بھی اذا احتجتم کی قید مصرح ہے۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ

کتبہ

اشرف علی

۲۷ جمادی الاخری ۱۳۳۲ ہجری

مقام تھانہ بھون